نام کتاب	قیمت
قصہ سندباد جہازی - ماخوذ از قصہ الف لیلہ -	۲ ر ب
جادۂ تسخیر قصۂ دلچسپ مصنفۂ نواب محمد حیدر علیخان صاحب -	عہ ر ب
فسانۂ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم -	۶ ر
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا -	۳ ر
سروش سخن باتصویر بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -	۵ ر ۳
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۴ ر ۳
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شکیون -	۵ ر
باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر -	۳ ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۲ ر ۳
لطائف الظرفا مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ مذاق پڑاق لطیفے ہیں -	۱۰ ر ب
تفریح الطلبا مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس میں ۱۰۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے -	۲ ر ب
طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -	۹ ر
آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی باتصویر - از سید حیدر بخش -	۷ ر ۳
آرائش محفل - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۵ ر
نوطرز مرصع - از محمد عوض -	۱ ر ۲
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی ترجمۂ فقیر محمد خان -	عہ ر
سیراب باغ - از میر محمد علی خلق مرحوم مغفور -	۳ ر ۲

نام کتاب	قیمت
فسانۂ دلپذیر مصنفۂ منشی احمد علیخان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم و بزم دونوں عمدہ	۱۰ ر
قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال -	۳ ر
فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی سجاد حسین -	۴ ر
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس -	۲ پائی
فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر -	۸ ر ۳
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب -	۵ ر
قصۂ زاہد شمسی مصنفۂ الشیخ برہان الدین احمد -	۱ ر ۲
سنگاسن بتیسی - قصۂ مشہور -	۲ ر ۳
ناٹک نل دمنتی - مولفۂ منشی بنایک پرشاد -	۲ ر ۲
قصۂ موتی و منولہ نوخیرہ بند خرد منہمانہ -	۵ پائی
بیتال پچیسی باتصویر قصۂ مشہور -	۳ ر
گل بکاولی - از منشی نہال چند -	۲ ر
طوطا کہانی باتصویر - از سید حیدر بخش صاحب حیدری -	۲ ر ۲
پریم کہانی - مصنفۂ منشی شیودیال سنگھ صاحب وکیل مرحوم مطبوعۂ خیر -	[illegible]
افسانۂ پر فضا مصنفۂ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب	۳ ر
قصۂ گل و صنوبر - از منشی ہیم چند -	۱ ر ۲
ایک روسی زمیندار کا قصہ مترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا -	۵ ر
نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -	۵ ر ۲
قصۂ اگر گل - قصۂ مشہور -	۲ ر
سیر مقبول - فسانۂ نادر از سید غلام حیدر خان بہادر -	۹ ر ۲
قصۂ گوپی چند بھرتھری -	۹ پائی
لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد -	۲ ر
قصۂ سور جیپور حصۂ اول - از منشی چرونجی لال -	۶ پائی

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری عمرو عیار مطبوعہ عیسر۔	[illegible]
سیرت محمدیہ	[illegible]
تاج کامیابی۔	[illegible]
سوانح عمری شیطان	[illegible]
الف لیلہ پنجابی بطرز ناول	[illegible]
الف لیلہ نثر بطرز ناول معروف بہ شبستان حیرت	[illegible]
پھول والوں کی سیر	[illegible]
اخوان الصفا اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ عیسر	[illegible]
ترجمہ اردو رامائن کی حکایت چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ و دل قابل دیدنی مطبوعہ عیسر	۱۱ ب
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔	[illegible]
بوستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان ان کو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات۔ یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوئے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا اُنکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے۔ آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوئے اور بتعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا اول جلد	

نام کتاب	قیمت
کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُنکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین مین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک مین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	[illegible]
۲۔ جلد روضۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ۔	[illegible]
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	[illegible]
۴۔ جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	[illegible]
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	[illegible]
۷۔ جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ۔	[illegible]
الف لیلہ باتصویر دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اُسکا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ فرید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید و حنائی۔	[illegible]
فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر بعبارت رنگین و تمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ	۹ ب
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	[illegible]
الف لیلہ باتصویر کامل ہر چہار جلد لکھائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ [illegible]	
۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ ب
۲۔ کاغذ سی سفید۔	۱۴ ب
کامروپ کا جادو۔ اردو کاغذ سفید۔	۲ ب

دفتر ہشتم لعل نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی آپ نے حلیۂ زبان [illegible] مجلی کراکے شائع کر [illegible] قبل ازین [illegible] الستان کے دفتر پنجم
ہوشربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی میر محمد حسین صاحب [illegible] مرحوم اور جلد پنجم و ششم [illegible] جناب احمد حسین صاحب قمر مرحوم
سے نہایت شستہ و رفتہ اردو زبان مین ترجمہ کراکے شائع فرمایا جسکے [illegible] شوق دونا ہوگیا اور باقیماندہ دفترون کی
سیر کا اشتیاق پیدا ہوکر ان دفترون کے انتظار مین ہر وقت چشم براہ اور گوش بر آواز [illegible] لگے جب [illegible] کے اشتیاق نے زیادہ تقاضا کیا
تو گل گلزار خوش بیانی سرو جویبار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان شیخ تصدق حسین صاحب [illegible] نے حسب ایماے مالک مطبع
باقیماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ بفضلہ تعالی جملہ دفاتر ترجمہ ہوکر [illegible] و اطراف و اکناف عالم مین اشاعت
پذیر ہوے بلکہ بعض دفاتر کی نوبت طبع مکرر بھی آگئی سچ فی الحقیقت ان کل دفاتر کے ترجمہ مین [illegible] نے نہایت دلسوزی کو کام فرمایا کہ ایسی
صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی [illegible] بیان کرسکتا ہے کہین مغلق الفاظ
کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت [illegible] ہے کہ ایسے طولانی دفترون کو جسمین کا
ایک حصہ ہوشربا سات جلدون پر منقسم ہے نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے گویا دریا کو کوزے مین [illegible] سحر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر
بضرورت آگئے ہین ورنہ نثر ہی نثر ہے اور اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہوتا تو ہر جلد انکی ہوشربا [illegible] زیادہ ہوجاتی مترجم موصوف نے انکی
تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی ہی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہے حق تو یہ ہے کہ میرا [illegible] ہم کیا تعریف کرسکین اگر ملا فیضی
طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو آپکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے [illegible] مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم صاحب
نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہے چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہین حشو کا نام نہین جہان [illegible] ہے وہان ویسا ہی بیان کیا ہے ہر فقرہ
گویا کانٹے مین تلا ہوا ہے ہر فقرہ چست و موزون ہے جہان امیر ابو العلا کا پیدا ہونا اور صحبت [illegible] آراستہ ہونا تحریر کیا ہے ناظرین کو صحبت
کا مرقع دکھا دیا ہے جہان کہین اٹھا لیجانا دیوون کا پردۂ قاف مین کوچک سلیمان کو اور ملکہ آسمان [illegible] ح ہونا اور یہان انکے غائب
ہوجانے سے خواجہ عبد المطلب و ملکہ عادیہ بانو دایہ کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے نوحہ و بکا [illegible] بیان کیا ہے مجال کیا ہے کہ بشر
سن سکے خصوصاً صاحبان اولاد کو تو تاب ہی باقی نہ رہے جس مقام پر ملکہ مہرنگار دختر ملک [illegible] عشق کا حال تحریر کیا ہے حسن و
عشق کا نقشہ دکھا دیا ہے ہر فقرے سے عاشق مزاجون اور شوخ طبیعتون کو بیچین کر دیا ہے جہان امیر کشور گیر کی جنگ و جدال نوشیروان وغیرہ
سے بیان کی ہے خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہے سرداران لشکر اسلام کی بہادریان اس [illegible] اگر بزدل و نامرد بھی سنے تو بیساختہ
جوش جرأت آجاے جنگ و جدال کی امنگ دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرون کی داستان [illegible] انی کی ہے جہان کہین خواجہ عمرو
عیار وغیرہ کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری دکھائی ہے جو صاحب بنظر [illegible] انصاف سے ملاحظہ کرینگے ضرور فرمائینگے
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + ہم یقین کرتے ہین کہ شائقین اس فن کے [illegible] بعد اور [illegible] ظاہر فرمائینگے کیلیے
کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک جداگانہ لطف پیدا ہے اور ایسے ایسے امور عجیبہ و غریبہ درج ہین [illegible] ڈھنگ ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ
جبتک کل دفاتر ملاحظہ نہونگے تسلسل بیان اور خوبی واقعات کا لطف کما حقہ حاصل [illegible] اور تعلق [illegible] ہیگا پس الحمد للہ والمنۃ کہ یہ
ترجمۂ جلد دوم نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع [illegible] مشہور [illegible] و دور جناب منشی
نول کشور صاحب سی آئی ای مرحوم واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب آقاے [illegible] جناب منشی پراگ نرائن صاحب
دام اقبالہ و زاد اجلالہ مالک مطبع موصوف باہ فروری سنہ ۱۹۰۳ع بار دوم [illegible] آراستہ ہوکر رونق بزم مشتاقان ہوا

بادشاہت اور حکومت پر بیٹھے پہلے سب سے بختیارک نے نذر دی بعد اسکے سب ساسانی گرگانی کیومرثی کیقبادی فرخی فیروزی تاجداری سرداروں نے نذرین دین بعد اسکے سب آبردار درباہ دار بستن دار نے نذرین دین توپین چھوٹنے لگین دہائی ہرمزد فرامرز کے نام کی پھر گئی ہر ایک بادشاہ ہونے لگی کئی روز کے بعد ہرمزد فرامرز نے بختیارک سے کہا کہ اب تدبیر بتاؤ کہ ہم کیا کرین بختیارک نے کہا آپ گھبرائیے نہیں دیکھیے تو کیا ہوتا ہی یہ کہکر بلائے لکھوائے ایک نامہ چوطویل زنگی حاکم شہر زنگبار کو لکھا اور دوسرا خاقان اعظم کو اور ساس حاکم شہر بام کو اور اول سے آخر تک سارا احوال تحریر کردیا تھا بعد اسکے صاحب نمد پوش عیار سے کہا کہ تو نامہ شہر زنگبار میں چوطویل زنگی کے پہونچا دے اور گرگس ساسانی سے کہا کہ تو طرف شہر بام کے روانہ ہو یہ دونون عیار تیز رفتار نامے لیکر اپنی اپنی طرف روانہ ہوے دیکھیے آگے کیا ہوتا ہی بس اب جلد دوم نوشیروان نامہ کی تمام ہوئی اسکے آگے ہرمز نامہ شروع ہوگا

خاتمۃ طبع ازجانب کارپردازان مطبع

الحمد بہ تیر کہ خاطر سخ است | آخر آمد زپس پردۂ اسرار پدید

کہان ہین خاقان فسانہ اسے عجیب کہ مشتاقان داستانہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اس خردۂ مسرت افزا کو سُن جائین کہ جس محبوب رنگین ادا دلفریب زنگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھین ترستی تھین فقط اُسکے ذکر سے ہم اپنی طبیعت خوش کرلیتے تھے اِدھر اُدھر کے سنے سُنائے دوچار فقرون سے دل بیتاب کو کچھ تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دید منتظر و بیقرار رہتے تھے بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے شعر آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن ✦ ہم بیچکے جان اپنی خریدینگے ✦ وہ اب بفضل ایزدی کشاکش حجاب سے نکلکر بالکل بے نقاب و بیحجاب مثل آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہی دیکھین کون کون شائقین اپنی بات کے سچے کر ہمت باندھکے اُسکے طالب دیدار آتے ہین اور اُسکی نظارہ بازی سے اپنی آنکھون کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہی کہ علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین اس خوبی و خوش اسلوبی سے تصنیف کی تھی کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہے بڑے باکمال نازک خیال فصحا اور بلغا اُسپر دلدادہ ہوگئے رفتہ رفتہ اُسکی ایسی شہرت ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم مین اسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر و رئیس وارفتہ مزاج ایسا نہ تھا جسکو اسکے سُننے کا شوق نہو حتی کہ غربا مین اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان چار دوست احباب جمع ہوے دان اُڑنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون کو بھی جوش جرات آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق مزاجون کے دلون مین محبت و الفت کی لہر آنے لگی پھر وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اردوے معلی کے لشکر سے اس ملک مین شکست کھائی اور فارسی زبان کہین خال خال رہگئی اُردو کی روز افزون ترقی ہوئی اس داستان کے فارسی دفتر بھی کمیاب و کالعدم ہوگئے مگر لوگون کے دلون مین اشتیاق اسی طرح تازہ بتازہ نوبہ نو باقی تھا اکثر حضرات نے جابجا سے اُسکو اردو زبان مین بیان شروع کیا اور پھر وہی رنگ جم گیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلی القاب عالی ہمم والاشیم منبع جود و کرم مخزن بذل اتم جناب منشی نولکشور صاحب سی-آئی-ای مرحوم باعث ترقی زبان اُردو تھی کیسی کیسی نایاب ولاجواب عربی فارسی بھاکا انگریزی مستند کتابون کو جو یادگار رہا لیقین تعہد کثیر صرف کرکے اُردو زبان مین ترجمہ کرا کے عالم مین شایع کیا ازانجملہ داستان امیر حمزہ کہ حسب ذیل دفتر و قسم ہی دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدون مین دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدون مین دفتر پنجم ہوشربا سات جلدون مین دفتر ششم صندلی نامہ دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدون مین

وہ کیا اب تم کو چاہیئے کہ جو کہتے ہو اسمین فرق نہ پڑے یہ جو شاہزادون نے دیکھا اور محضر پڑھا تو شاد ہو گئے اور کمر عناد دشمنی پر نوشیروان سے باندھی کہ بیشک یہ اُٹھا دینے کے قابل ہی کیسا بادشاہ ہی کہ جسکو اپنے کردار کی غیرت نہین اپنی اپنے ملازم سے بھیک مانگ کر روٹی لی اور پھر کچھ بھی شرم وحیا نہین ہی ہم کو بھی وہی روٹی کھلاتا ہی ہمین منظور نہین ہی کہ بھیک کی روٹی کھائین یہ سُنکر سب لوگ موجود تھے انھون نے کہا کہ جسوقت آپ شاہ کو تخت پر سے اُٹھا دینگے تو ہم سب تائید آپ ہی کی کرینگے آپ خاطر جمع رکھین کوئی طرفداری شاہ کی نہ کریگا پھر تو ہرمزد فرامرز نے کہا کہ کل کے روز تمہارے ظہور مین آجائیگا مگر چاہیے کہ کل سب کے سب بارگاہ شاہ مین فراہم ہو رہین اور ہم جو کرین سب ہمارے شریک ہون یہ سنکر سب ملازم خرد وکلان پیر وجوان فراہم ہوے آج بھی نوشیروان حسب معمول برآمد ہوا سب نے مجرا کیا وزیر امیر سب حاضر حضور ہوے اُسوقت جبکہ دربار خوب آراستہ ہو چکا تو ہرمزد فرامرز حاضر ہوے اور مجرا گاہ پر سے مجرانہ کیا اور سامنے آکر کھڑے ہو رہے جب شاہ نے دیکھا اُسوقت سلام تو شرما شرمی کر لیا مگر کھڑے رہے بیٹھے نہین یہ حال دیکھکر نوشیروان نے کہا کہ بابا بیٹھو یا کہ کوئی بات کہنی ہی اس سے کھڑے ہو یہ سنکر دونون نے کہا کہ بات تو کوئی بھی نہین کہنی ہی اور اگر ہی بھی تو یہ بات ہی کہ آپ بیٹھنے کو فرماتے ہین اگر ہم اب جو بیٹھینگے تو ایک ہی دفع بیٹھینگے یہ سنکر نوشیروان حیران ہوا کہ یہ کیا کہا ایک دفعہ بیٹھنا کیسا آخر نوشیروان پھر مخاطب ہوا کہ آؤ بیٹھو کیا بیٹھکے نہین کہہ سکتے ہو وہ کون سی ایسی بات ہی جو بیٹھکر نہین کہی جائیگی یہ جو شاہ نے کہا تو ہرمزد فرامرز دہنی اور بائین طرف شاہ کے آئے ایک نے اُدھر کا بازو پکڑا دوسرے نے اُدھر کا بازو پکڑا اور بولے کہ باباجان بات تو اور کچھ بھی نہین ہی فقط یہ کہ آپنے جو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے بھیک مانگ کر لنگ لیے تو ہم کو یہ بھیک کی روٹی کھانا پسند نہین ہی ہماری غیرت کا یہ مقتضا نہین ہی ہمسے یہ بے آبروئی گوارا نہو گی نوشیروان نے یہ سنکر کہا کہ پھر مین کیا کرون اگر امیر حمزہ سے مین لڑون تو کیا ہوگا فتح اگر پاؤن تو ایسا بھی کرون ورنہ ذلت وخواری سے کیا فائدہ ہی اُسوقت ہرمزد فرامرز وغیرہ نے کہا کہ اگر آپ نہین لڑتے تو پھر تخت حکومت کو چھوڑ دیے ہم سلطنت کرینگے اور لڑینگے بہادری امیر باتوقیر کی دیکھ لینگے بس اب تخت پر سے اُٹھ کھڑے ہو جیے اسی مین بہتری ہی یہ جو انھون نے کہا تو نوشیروان نے غصہ کھا کر حضار مجلس کی طرف دیکھا کہ کوئی میری طرفداری کرے لیکن کسی نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا سر جھکائے چپکے سب بیٹھے رہے یہ حال دیکھکر حوصلہ ہرمزد فرامرز کا بڑھا اور دونون نے زیر بغل ہاتھ دیکر زور کیا اور کہا کہ بس اب تخت سے اُٹھیے ہماری سلطنت کا زمانہ ہی آپ اس قابل نہین رہے بس اب روٹی گدائی کی کونے مین بیٹھکر کھایا کیجیے ہم بادشاہ ہین ہم کو نہین منظور ہی کہ ایسی روٹی کھائین یہ کہکر بازو نوشیروان کے تھام لیے اور زور کر کے تخت سے اُٹھا دیا نوشیروان نے چہار جانب نظر کی کہ کوئی ملازم میری طرفداری کرے جب ایک نے بھی خبر نہ لی اور کسی نے دیکھا بھی نہین بس مجبور ہو کے تخت سے اُٹھ کھڑے ہوے اور روتے ہوے اندر محل کے چلے گئے اور ملکہ زرانگیز خاتون سے زیادتی اور دست اندازی بیٹون کی بیان کی زرانگیز خاتون نے یہ سنکر کہا کہ دور کرو جہنم مین ڈالو اُن کو آپ کا کیا بگڑیگا ایسی ہی تو سزا سے معقول امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے وہ پائینگے کہ بہت دنون کو یاد کرینگے نوشیروان تو گھر مین بیٹھ رہے باہر نکلنا چھوڑا لیکن کئی خدمتگار ضعیف ضعیف ساتھ ہوے ہین وہ درمیان مین بولے بھی تھے ہان ہان بھی کیا کیے لیکن اُن غریبون کی کون سنتا اور اب جو نوشیروان خانہ نشین ہوے تو وہ دروازے پر محل کے بیٹھے رہتے ہین اوقات بسر کرتے ہین بیٹون سے نوشیروان کے کچھ سروکار نہین ہی الغرض ہرمزد فرامرز بعد اُٹھا دینے نوشیروان کے آپ تخت

اور ہریسہ پکا کر اُسنے سب کو کھلایا تمنے بھی کھایا اور نوشیروان نے حمزہ سے بھیک مانگی بھیک کی روٹی کھاتا ہی فوج تک
برخاست کردی اب مین عوض اپنے باپ کے خون کا کیونکر لون مین حیران ہون کہ یہ کیسی شاہی ہی کہ ملازم سے اپنے بھیک
مانگ کر روٹی کھائی اور پھر خوش ہو کر فوج کو برخاست کر دیا تو تمھارے باپ نے تو امیر سے بھیک مانگی مین تم سے
مانگتا ہون تم مجھکو دو ہرمز و فرامرز نے کچھ سمجھکر اسکو اندر خیمے کے بُلا لیا اور کہا کہ پھر ہمارا اختیار کیا ہی ہم کیا کرین بادشاہ
اپنے کامون مین اختیار رکھتے ہین ہمکو اُنکی راے مین کیا دخل تھا اگر اُنھون نے فوج کو چھڑا دیا تو ہم کیا کرین اور عوض
تیرے باپ کے خون کا کیونکر لین بہت مشکل ہی نہ زور نہ زر کسی بات کا بل نہین بختیارک رو دیا اور کہا کہ اے
شاہزادو اگر تم اقرار اس بات کا کرو کہ ہم مقابلہ امیر سے کرینگے تو مین سب فوج کو شریک تمھارا کردون اور تم
نوشیروان کو تخت پر سے اُٹھا دو آپ سلطنت کرو فوج نوکر رکھکر مقابلہ کرو کیا غضب ہی کہ وہ ہزارون طرح کی
تکلیف ہمکو دین اور خود عمر بھر بہ استقلال عیش کرین کہ جیسے کوئی دنیا مین انکا ہمسر دوسرا ہی نہین رہا ہرمز و فرامرز نے کہا
کہ اے بختیارک ہمکو بھی غیرت آتی ہی کہ باپ نے ہمارے بھیک مانگ کر حمزہ سے ملک لیے ہین ہمارا دل اس روٹی
کے کھانے کو نہین چاہتا سامنے ہر شخص کے شرمندہ ہوتے ہین لیکن کیا کرین تو جانتا ہی کہ ہم کو اسمین کچھ دخل نہین ہی
وہ بادشاہ وقت ہی جو چاہتا ہی کرتا ہی بختیارک نے کہا کہ پھر جبکہ تم کو غیرت و شرم ہی ایسی روٹی کھانے کی تو پھر
کیا مشکل ہی نہ کھاؤ اپنے باپ کو تخت سے اُٹھا دو مین ساری فوج کو تمھارا شریک کیے دیتا ہون اور سب کی مہرین
کرائے لاتا ہون تم اپنی ذات سے مضبوط رہو ہرمز و فرامرز نے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے کہ سب فوج ہماری شریک
ہو جائے تو پھر ہم تیرے شریک ہین بیشک حمزہ سے مقابلہ کرینگے اور باپ کو تخت سے اُٹھا کے آپ تخت نشین ہو جائینگے
بختیارک نے جو یہ سُنا مسرور ہو کر خیمہ سے نکلا اور افسران فوج کو جمع کیا اور خیمہ علیحدہ کھڑا کرا کے کوٹ کیا
جب افسر جمع ہوے بختیارک نے کہا کہ کیون بہادرو روٹی تو تمھاری جا چکی ہی یعنی نوشیروان نے لڑنے سے
ہاتھ کھینچا اور جنگ کرنا امیر سے اُسے منظور نہین ہی خانہ نشینی اختیار کی بھیک امیر سے مانگی ملک پائے وہ کاہیکو
لڑیگا او خصومت کا ہیکی ہی یہ بات مین تمسے کہتا ہون کہ اب کونسی اقلیم اور بادشاہت ہی کہ جہان روزی میسر آئیگی
اور جہان نوکری کروگے اسکا جواب دو اگر تم میرے کہنے کو منظور کرو تو ایک بات ایسی ہی کہ سب کی روٹی برقرار
رہتی ہی سب نے کہا کہ بتلائیے کہ وہ کیا تدبیر ہی بختیارک نے کہا تم شرکت شاہزادون کی کرو اور نوشیروان
سے بلت نہ رکھو اگر تم سب مہرین محضر پر کردو تو پھر شاہزادے نوشیروان کو تخت سلطنت پر سے اُٹھا دین اور
آپ بادشاہت کرین اور حمزہ سے لڑین پھر تمام فوج نوکر ہوتی ہی اور لشکر کشی مسلمانون پر ہونے لگتی ہی سب
نے کہا کہ آپ محضر لائیے ابھی ہم سب مہرین کرین تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ ہم جو کہتے ہین وہی کرین گے
بختیارک نے محضر ڈالدیا کہ لکھا ہوا پہلے سے اسکے پاس موجود تھا افسرون نے اپنی اپنی مہرین کردین مضمون
محضرنامہ کا یہ تھا کہ ہم سب افسران فوج رسالدار و کمیندان و جمعدار وغیرہ اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین
کہ جس وقت شاہزادے نوشیروان کو تخت پر سے اُٹھا دینگے تو ہم شاہ کی شرکت نہ کرینگے بلکہ آنکھ بھی شاہ سے
نہ ملائینگے چپکے بیٹھے ہوے دیکھا کرینگے جبکہ سب نے مہرین کردین اور مہرین سب کی محضرنامہ پر ثبت ہو چکین پھر تو
بختیارک نے سب افسرون سے کہا کہ جاؤ سب فوج کو کہ جو برخاست کی گئی یہ حکم سناؤ کہ تم سب خاطر جمعی سے
بیٹھے رہو قریب ہی کہ تمھارا روزگار برقرار ہو جائے کچھ دنون کا عرصہ ہی سب افسران فوج باہر خیمے سے نکلے اور اپنی
اپنی آرام گاہ کو گئے بختیارک نے وہ محضر مہر شدہ لاکر ہرمز و فرامرز کو دیا کہ لو پڑھو یہ ہمارا اقرار ہی کہ جو اظہار کیا تھا

لڑتا اور شاہ بھی مجھ سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ ہم تم سے مقابلہ نہ کرینگے مگر وہ شیطان مجسم دم نہ لینے دیتا تھا
ہمیشہ لڑواتا تھا ملکہ نے کہا کہ سچ ہی یا امیر مگر اب تو موا غارت ہوا اُسکو نہ یاد کرو دور بھی کرو ایسے موذی کا
تذکرہ کیا بیشک شیطنت اس موے کی ہوتی تھی اور یہان تم کو عمرو عیار بہکاتا تھا اور یہ حال ہمارا عمرو نے
کر دیا القصہ امیر نے ملکہ کو مسند پر چھوڑا اور آپ سامان دعوت مین مصروف ہوے سات روز تک کی دعوت
ٹھہرائی تھی باہر آکر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ نے بھی مجکو نہ لکھا کہ یہ ہوتا ہی اور ملکہ زرانگیز خاتون اس لباس سے
آتی ہین بزرجمہر نے کہا کہ یا امیر آپ خوب واقف ہین کہ مین بھی ملازم نوشیروان کا ہون خلاف اُسکی مرضی کے
کیونکر کر سکتا ہون وہ ناراض نہ ہوتے پھر تو صاحبقران بوجہ احسن دعوت ملکہ زرانگیز خاتون کی کی جیسا چاہیے
تھا اور مناسب و زیبا تھا ویسا کیا جب کہ سات دن گذر گئے اور ملکہ کو جلدی ہوئی کہ اب جا کر نوشیروان کو جواہر
دکھاؤن اور اُسے بھی خوش کرون امیر سے کہا کہ داری اب مجھے رخصت کرو سات دن گذر گئے اور تم نے تو
وہ دعوت کی کہ ساری زندگی کھائینگے اور دعا دینگے اُس وقت امیر نے بہت سا جواہر اور تحفہ لباس وغیرہ
واسطے نوشیروان کے دیا اور وہ اسباب نایاب ملکہ کو دیا کہ بہت خوش ہوئین اور بزرجمہر کو بھی کشتیان جواہر
کی دے کر ملکہ کو محافہ طلائی مین سوار کرکے کمال انتظام اور احتشام سے رخصت کیا وہ دعائین دیتی ہوئی چلی
گئین اب تمام بصرہ مین یہی باتین ہوتی تھین کہ امیر نے وہ کیا جو کوئی نہ کریگا یونہین چاہیے تھا جیسا کیا
کیا بات ہی آفرین صد آفرین اور وہان ملکہ زرانگیز خاتون بعد طی مراحل و قطع منازل مدائن مین پہونچین
اور دھوم سارے شہر مین مچی سب دیکھنے کو آئے اب جو دیکھا کہ ملکہ محافہ طلائی مین سوار ہین جانا کہ بامراد
آئین اور جس واسطے گئی تھین وہ کام سرانجام کو پہونچا ملکہ جب محل مین جا کر اترین تو نوشیروان نے
شاد و بشاش پاکر پوچھا کہ کہو تمھارے ساتھ امیر نے کیا سلوک کیا ملکہ نے سب جواہر پیش کیا اور کہا کہ لو بادشاہی
ہفت ملک کی مبارک ہو سلطنت کرو دیکھو تو عنایت امیر کی کہ ایک ملک مدائن کی خواہش تھی امیر نے
ساتون ملک دے دیے اور یہ معافی نامہ موجود ہی اُسکو پڑھ لو بادشاہ نے جو پڑھا بہت خوش ہوا اور
ہاتھ اُٹھا کر دعائین درازی عمر کی امیر کو دین بعد اُس کے ساری فوج کو برطرف کر دیا تھوڑے سے آدمی واسطے
چوکی پہرے کے رہ لیے اور ہر وقت امیر کی سخاوت اور مروت کا ذکر کیا کرتا تھا اور شکایت بختک
کی کیا کرتا تھا الغرض چندے روز یونہین گذرے اور بختیارک انگارون پر لوٹا کرتا تھا اور دل مین
کہتا تھا کہ تیرا باپ مارا گیا ہریسہ اُسکا پکایا گیا اور تو عوض خون پدر کا عمرو عیار سے نہ لے سکا اتو نوشیروان
نے امیر سے صلح کر لی اور بھیک مانگی انھون نے بھیک کے مانگنے سے ہفت ملک بخشے یہ سوچ کر سوانگ بنا اور
بالکل برہنہ ہوا فقط ایک لنگوٹی باندھ لی چند گرہین ہلدی کی بس پیاز کی گٹھیان اور تھوڑا سا آٹا اور کچھ
کوڑیان اور ایک کیل لوہے کی پوٹلی بغل مین دبا کر ننگے پاؤن ناک ماتھے پر لگائے ہوے خیمہ ہرمز و
فرامرز مین آیا یہ دونون اندر بیٹھے ہوے تھے کہ اُس نے آواز لگائی کیون صاحبو نام پر لات اعلے اور منات
کے بھیک دوگے تمھارے دروازے پر آیا ہون ہرمز و فرامرز نے جو یہ سُنا اور صورت اُسکی
دیکھی تو ہنسے کہ ای بختیارک تو نے یہ کیسی صورت اپنی بنائی ہی ارے تجکو یہ غیرت نہین آتی کہ تو
وزیرزادہ ہو کے ننگا ایسی صورت گدایانہ بنا کر چلا آیا اور بھیک سب کے روبرو مانگ رہا ہی یہ کیا معاملہ ہی
کچھ کہہ تو سہی بختیارک نے کہا کیون کیا تجھکو نہین معلوم کہ باپ میرا عمرو عیار کے ہاتھ سے مارا گیا

تو سب مخدرات اور کل محلات تا محافہ پیشوائی کو جائین اور نذر دے کر مجرا بجا لائین اور سب باادب سلام کر کے
ملکہ کو مسند زرنگار پر بٹھائین القصہ شاہان ہفت ملک گئے اور پانچ کوس سے پیشوائی کر کے ساتھ تجمل و احتشام کے
لا سکے اور امیر کو مطلع کیا صاحبقران خود بھی تھوڑی دور آئے اور محافے کے ساتھ ساتھ تا بارگاہ حرم سرا آئے اور
اہتمام کرنے لگے قناتین گھروا دین اور محافہ اندر قناتون کے کروا دیا اور خود باہر کمر بستہ اہتمام کرتے رہے پھر تو
سب پردگیان عصمت و طہارت آئین اور ملکہ زر انگیز خاتون کو محافے سے اُتروا لیا اور نذرین دین پھر صف
باندھ کر مجرا کیا ملکہ نے سب کا سلام لیا اور گلے سے ہر ایک کو لگایا مہر نگار کی خواصین مثل دلشاد و دلنواز اور
خوبان طراز زہرہ مصری و فتنہ وغیرہ کے جو سامنے آئین ملکہ انھین دیکھکر بہت روئین کہ ملکہ مہر نگار یاد
آگئین پھر سب ہاتھون ہاتھ زر انگیز خاتون کو مسند تک لائین اور بٹھایا تھوڑی دیر مین صاحبقران بھی اندر
داخل ہوے اور ملکہ کو نذر دے کر مجرا کیا ملکہ نے امیر کی بلائین لین اور کھڑی ہو گئین اور کہا کہ واری یہ نذر کیسی ہم تو
آپ کی نظرون سے گرے ہوے ہین پھر ہمکو نذر دینا کیا ضرور ہے نذر اُسکو چاہیے جو قابل نذر کے ہو امیر جہانگیر یہ کلمہ سنکر اور لباس
قلندری کو دیکھکر رو دیے اور فرمایا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتی ہین مین ہر صورت آپ کا فرمانبردار ہون اور یہ لباس فقیری
آپنے کیون اختیار کیا اسکی کیا وجہ ہے زر انگیز خاتون نے جب سے دلشاد وغیرہ کو دیکھا تھا اس قدر غم طاری ہوا تھا
کہ رو رہی تھین آنسو نہ تھمتا تھا کبھی مہر نگار کبھی قباد شہریار کی تصویر آنکھون مین پھر جاتی تھی غرض کہ اُسی حالت
گریہ وزاری مین جھولی پھیلا کر کہا کہ واری تجھکو اور تیرے فرزندون کو خدا سلامت رکھے یہ لباس فقیری ہین کہ مین تیرے
پاس بھیک مانگنے آئی ہون کہ ازراہ [illegible] آپ اپنی طرف سے مجکو بھیک دین تاکہ مین اور میرا شوہر دونون فاقہ
نہ کرین آیندہ تو مالک ہے جو کچھ کہ تمکو بہتر معلوم ہو وہ ہمارے حق مین کرے ہم کو عذر کیا ہے ہم سزاوار اسی کے ہین
امیر نے یہ سنکر زیادہ افسوس کیا اور ارباب محل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ صاحبو دیکھو تو کیا گردش زمانہ ہے
یہ مقام عبرت کا ہے ڈرنا چاہیے غضب الہی سے کہ کل تو انکے واسطے کیا سامان تھا اور آج انکا کیا حال ہے یہ
فرما کے پھر زر انگیز خاتون سے ارشاد کیا آپ بیٹھ جائین جو کچھ آپ فرمائینگی مین سب بجا لاؤنگا مجھکو بدل و
جان منظور ہے مین اُسی صورت سے آپ کا تابعدار اور فرمانبردار ہون اور آپ بھی مجکو اُسی طرح اپنا ملازم
و فرمانبردار سمجھیے کہ جس طور سے تھا اب بھی مین آپ کا ملازم ہون مجکو گنہگار نہ کیجیے مین آپ کے کھڑے
رہنے سے گنہگار ہوتا ہون یہ سنکر ملکہ زر انگیز خاتون نے کہا کہ واری جب مجکو بھیک دوگے اور اقرار کر لوگے
اُسوقت مین بیٹھونگی امیر نے یہ اصرار دیکھکر فرمایا کہ خیر مین نے سات ملک تم کو دیے انھین قبول کرو اور
اُسی وقت حکم دیا کہ تیرون پر معافی نامہ ہفت ملک کی عطا کا کندہ کرو فوراً تانبے کے تیرون پر کندون
نے کہ ملازم سرکار فیض آثار تھے معافی نامہ ہفت ملک کھود دیا امیر سلیمان سریر نے وہ تیر حوالہ ملکہ زر انگیز خاتون
کے کیے اور نہایت فروتنی سے کہا کہ اب جو کچھ اور ارشاد ہو اُسے بھی بجا لاؤن ملکہ زر انگیز خاتون خوش
ہو گئین اور امیر با توقیر کی سر سے پاؤن تک بلائین لین اور کہا کہ واری تم نے تو وہی بادشاہت ہماری پوری
قایم کر دی اور اب کیا مانگون مین نے تو فقط ایک ملک مدائن کا سوال کیا تھا کہ اگر بخشوگے تو فراغت روٹی
سے ہو جائے گی ساتھ اپنے شوہر کے بے منت خلق کھائینگے یہ چند روز کی زندگی بسر ہو جائے گی خدا تجھکو ہمیشہ
سلامت رکھے اور تیرے فرزندون اور متعلقون کو آباد و شاد رکھے امیر نے ملکہ سے کہا کہ حضور اس سے خوب
واقف ہین کہ یہ سارا فساد بختک کی ذات سے تھا وہی شاہ کو مجھ سے لڑواتا تھا ورنہ مین کا ہے کو

آپ دیکھیے تو امیر ایسے نہیں ہیں کہ وہ نہ دین جس وقت یہ کہینگی کہ تمہارے دروازے پر بھیک مانگنے آئی ہوں اگر
دو لی کا نام خدا پر دو کہ ہیں اور میرا شوہر فاقہ نہ کریں اور میرا نہ سالی ہیں شیعلو آرام سے بسر کریں شہر مداین ہم کو
اپنی طرف سے بخشو تو امیر ایسے ہیں کہ مداین تو ایک طرف کیا عجب ہی کہ ساتون اقلیم کا معافی نامہ لکھوا کر بخش دین
اور رو بھی دین تمہارے حال پر تو عجب نہیں کیونکہ وہ سراپا خلق و احسان ہیں شاہ نے یہ راے پسند فرمائی اور
جاکر زر انگیز خاتون سے بیان کر دیا کہ اگر اے ملکہ تم تکلیف کرو اور بصرہ تک گیروا لباس پہن کر جاؤ اور امیر
حمزہ صاحبقران سے سوال کرو تو روٹی باقی رہتی ہی ورنہ نان شبینہ کو محتاج ہو جائینگے زر انگیز خاتون نے
کہا کہ مجھکو عذر کیا ہی حاضر ہوں جاؤنگی کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ تم کو اطمینان حاصل ہو مگر ساتھ کون جانیگا
کوئی ایسا عالی منش ہمراہ ہو کہ وہ بھی کچھ امیر سے کہے اور امیر بھی اسکو عزیز سمجھے رستے شاہ کی یہ صلاح ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر
کو ساتھ کر دوں اور باہر آکر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ساتھ زر انگیز خاتون کے کون جائے یہی تجویز کر دو خواجہ بزرجمہر
خود کہا کہ میں حاضر ہوں مجھکو بھیج دیجیے اس کام کو آنکھوں سے بجا لاؤنگا نمک کھاتا ہوں عذر کیا ہی یہ سنکر شاہ
شاد ہوا اور ایک محافہ گیروا تیار کرایا اور ملکہ زر انگیز خاتون کو بھی گیروا لباس پہنایا اور تبدیل لباس وہی
فقیروں کی سی زیر بغل لٹکوادی اور سراپا لباس شنجرفی بنایا بعد اسکے کہار اور چند خدمتگار ان کو بھی ویسا ہی لباس
پہنایا یہاں بزرجمہر نے بھی ایک میانہ شنجرفی منڈھوایا اور آپ بھی لباس فقیری کا پہنا اور اپنے ملازموں کو
بھی گیروے کپڑے پہنوا دیے اور ملکہ زر انگیز خاتون زوجہ شہنشاہ ہفت کشور کے چلنے کو مستعد ہوئے جب
شاہ کشوران کو معلوم ہوا کہ سب سامان تیار ہو گیا ہی بزرجمہر بھی جانے کو موجود ہیں اسوقت نوشیروان نے
زر انگیز خاتون کو محافے میں سوار کر دیا اور خواجہ بزرجمہر میانے میں سوار ہو رہے اور پیچھے پیچھے محافے کے انکا
میانہ ہوا اور کئی خدمتگار سولہ کہار ساتھ تھے غرض کہ ملکہ زر انگیز خاتون ماں ملکہ مہر نگار کی طرف بصرہ کے
پاس امیر کے اس صورت سے روانہ ہوئیں صاحبقران زمان بصرہ میں نزدکش میں خیمہ بارگاہ میں استادہ ہیں
ہر روز ناچ کی صحبت رہتی ہی چاہ پیار ملکہ مہینشہ بانو کا زیادہ ہی عیش شبانہ روز کرتے ہیں غم ناپدید ہی
ہر روز روز عید ہی اتنے میں جوڑی ہرکاروں کی آئی اور دست ادب بستہ بعد تعریفات اور دعا کے عرض کیا کہ
ملکہ زر انگیز خاتون اور خواجہ بزرجمہر حکیم لباس قلندری پہنے ہوئے اور گیروا بستر کیے ہوئے ادھر
آتے ہیں سواری ملکہ زر انگیز خاتون کی قریب پہونچی ہی امیر نے جو یہ سنا عمرو سے فرمایا کہ خواجہ یہ کیا معاملہ
ہی کہ نوشیروان تو یہاں سے اقرار کر کے گئے تھے کہ مداین میں پہونچ کر میں مسلمان ہو جاؤنگا پھر انکو اس
طرح کیوں بھیجا ہی معلوم ہوتا ہی کہ پھر کچھ فساد برپا ہی نوشیروان مسلمان نہیں ہوا ہی اللہ ہی وہ صدمہ تو پہنچنے کا
جو عقابین پر زمین نے اٹھایا ہی ابھی تلک یاد ہی پھر یہ بھی خیال آتا ہی کہ ایسا کبھی اس نے مقابلے سے
انکار نہ کیا تھا جیسا ابکی وہ ترساں ہوا ہی اور بختک بھی اب نہیں ہی جو ہمیشہ بہکاتا تھا عمرو نے جواب
دیا کہ یا امیر یہ تو آپ سچ فرماتے ہیں کہ بختک نہیں ہی لیکن بچہ تو اسکا موجود ہی بختیارک کہ کچھ اس سے
بھی زیادہ حرامزادہ ہی شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ✦ گرچہ با آدمی بزرگ شود ✦ امیر نے فرمایا خیر جو کچھ
ہوگا کھل جائے گا یہ فرما کر حکم دیا کہ مندویل اصفہانی اور مہلیل خنگ عراقی اور کندہ کوہ کرمانی اور
مسلسل شاہ یزدی اور فضل گرستانی اور خسرو شیبانی اور جمشید شاہ بلوانجری اور لوام شاہ
اور فرخ شاہ فیروانی وغیرہ جائیں اور استقبال کر کے ملکہ کو لائیں اور یہ حکم دیا کہ جب ملکہ آ ترین

جب سب نے ایسا کام کیا تو سب کو قتل کر ڈالا دیوزاد تو جابجا پکڑ رہ گئے اور حمزہ صاحبقران لڑنے لگے اور سب دلاور بھی جو
ساتھ امیر کشور گیر کے آئے تھے لشکر کفار سے لڑنے لگے بعد امیر باتوقیر کے آنے کے تھوڑی دیر تک تو غارتگری بعد اسکے
سب بھاگے فرامرز بن قارن عدنی بھی نہیب شمشیر سے امیر کے ہٹ گیا آخرکار قدم اٹھ گئے مع فوج بھاگا اور یہ کہتا گیا کہ
ہماری کیا شامت ہے کہ کوہ ملک سلیمان سے لڑیں آنکھوں سے دیکھ لیے ہیں کہ دیووں پر سوار ہوکے آئے ہیں آسمان پری
زوجہ انکی ہے دیو و پری جن سب انکی حکومت میں ہیں غرضکہ جب لشکر کفار بھاگ گیا اور کوئی میدان میں نہ رہا جب نوبت
بجنے لگا امیر نے تیغہ میان میں کیا پھر تو سب تلواریں میان میں ہو گئیں اور صاحبقران گیتی ستان نے ہر ایک کو
بغل گیر کیا اور تعریف دلاوروں کی کی کہ ہر وم بردعی دیوانہ امیر سے آکر ملا امیر نے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ شاباش
مرحبا جو چاہیے تھا وہ تم نے کیا میں نے جو ملکہ کو تمہارے سپرد کیا تھا ایسا ہی تو تم کو سمجھ لیا تھا کہ جیسا ظہور دکھا دی ہر وم
کیا بات ہے تمہاری ہر وم بردعی نے کہا یا امیر آپ کے اقبال سے یہ سب کچھ ہوا ورنہ میں کس قابل تھا اور اب بھی آپکی
تشریف آوری سے کفار فرار ہوئے القصہ امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا اور دیوزادوں کو رسید اپنی دے کر رخصت
کر دیا وہ تو پردہ قاف کو روانہ ہوئے امیر نے سب اسباب کفار کا لوٹ لیا اور غازیوں پر تقسیم کر دیا بعد اسکے امیر نے اپنا
نکاح ساتھ مہینہ بانو کے عمرو سے پڑھوایا اور مدعائے دلی حاصل کیا اسی شب یہ حاملہ ہوئی کہ شکم سے مہینہ بانو کے شاہزادہ
شیر شکار ہاشم تیغزن نامدار پیدا ہونگے کہ جنکی شجاعت کا ذکر بر وقت ہوگا غرض کہ پھر تو بزم عیش امیر نے آراستہ کی اور
جشن نوروزی کیا اکثر روز جشن رہا اب اس مقام کو بصرہ کہتے ہیں یہی مقام لشکر اسلام کا ہے اور حال فرامرز بن عدنی
کا یہ ہے کہ شکست کھا کر یہ جو بھاگا تو سید حامداین میں پہونچا تو نوشیروان اور اسکے بیٹے مطلع ہوئے کہ امیر نے قاف سے آکر
لڑائی فتح کی اور مہینہ بانو بھی انہیں کے پاس رہی یہ تو سنا کہ فرامرز نے نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا یہ سنکر نوشیروان
کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب امیر سلیمان سریر کے ہاتھ سے ملک مدائن بھی نہ بچے گا وہ ضرور یہاں آئینگے اور ملک کو
چھین لینگے یا ان خبینہ کو محتاج ہو جاؤنگا اس جھگڑے سے اور بھی امیر باتوقیر دشمن ہو گئے اگر جان سے بھی
مار ڈالیں تو عجب نہیں یہ خیال کر کے بہت ترسان ہوا ایک روز کچھ سوچ کر نوشیروان ملک العادل نے خواجہ بزرجمہر
کو بلوایا اور اس سے کہا کہ اے خواجہ کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ ملک میرا اور جان میری بچے اور روٹی کھانے کا سہارا باقی
رہے اب امیر باتوقیر دشمن جان ہوئے ہونگے ضرور سمجھے ہونگے کہ یہ لشکرکشی اور فرامرز بن قارن عدنی کا آنا
واسطے ملکہ مہینہ بانو کے اسی کے حکم سے ہوا ہوگا یہ بڑا جھوٹا اور فسادی ہے کہ ہم جو پردہ قاف میں گئے اس نے
میدان خالی پایا تو ارادہ ناموس چھین لینے کا کیا اب کوئی ایسی بات کیجیے کہ دفع ملال صاحبقران ہو اور
جان بھی میری بچے اور روٹی کا سہارا بھی باقی رہے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے شاہ یہ بات تو بہت مشکل ہے
کیونکر ایسا ہوگا کہ صاحبقران آپ کا پیچھا نہ کریں اور غرض اس بات کا تیسرے نہیں جو بات جھوٹ ہو
اسکو البتہ ناپائداری ہے اور کذب ثابت ہو سکتا ہے جب ایک امر سچ ہے تو اسے کیونکر چھپائیے یہ بھی مجھکو معلوم
ہے اور خوب میں واقف ہوں کہ صاحبقران دوران بامروت ہیں اور رحم دل ہیں اگر انسے کوئی ہاتھ باندھ کر
عذرخواہی کرتا ہے گو کہ کیسا ہی گنہگار ہو اور جرم سنگین اسنے کیا ہو تو عذر پذیرا کر لیتے ہیں اور خطا اسکی معاف
کر دیتے ہیں میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ امیر سے سماجت و عجز کرینگے تو وہ مقرر گناہ آپ کا معاف کر دینگے
اور ملک نہ اُن کو نہ چھینینگے کیونکہ رحم دل ہیں اور صورت عفو کی یہ ہے کہ اگر ملکہ زرد الگیر خشا تو اِن ابا سس
ہوا بانہ دیکھنی گیر دی نہیں کر جائیں اور امیر سے کہدیں کہ پیچھے سے نام ... بعد میں لگر ارد ... کا ... کہ باگتی ہوں

ایک گرہ کھول کر پھر رکا اور کہنے لگا خداوندا ذرا ٹھہر جائیے مین سہولیت سے کھولتا ہون کہ پشتارہ بہت کسا ہوا
بندھا ہو جلدی نہ فرمائیے اور دل مین کہہ رہا ہو کہ خداوندا تو ہی اس حال مین بچائیگا زیست کا نقشہ بگڑتا ہو
بچاے اسکے ہاتھ سے فضل اپنا شریک حال کر کیونکہ تو حافظ حقیقی ہو دعا یزرک خطائی کی قبول ہوئی کہ یکایک
سے گرد کا تتق بلند ہوا اور آن واحد مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا یزرک خطائی نے کہ سلمان شاہ
فارسی اور پیر فرخاری دونون چلے آتے ہین اور حال انکا یہ ہو کہ پہلے تو انھون نے عیارونکو واسطے خبر
کے بھیجا تھا بعد انکے آپ بھی کل لشکر لیکر واسطے مدد ناموس صاحبقران کے روانہ ہوے تھے
اس خیال سے کہ عیار خدا جانے کبتک آئین اس سے تم خود نہ چل کر سبب ہو اور ابوالفتح اصفہانی ساتھ ہو
کہ مہتر یزرک خطائی نے جو ابوالفتح کو دیکھا بیساختہ ام نیہ پکارا کہ بھائی ذرا [illegible] آؤ ابوالفتح اور یزرک خطائی
کی لشکر چلا اب فرامرز نے طرف ابوالفتح کے دیکھا کہ یہ کون ہو اور مہتر یزرک خطائی نے جو اُسے غافل
پایا کہ یہ اُدھر دیکھ رہا ہو تو حقہ ہاے بیہوشی اور قارورہ ہاے نفطی داغ کر ایک بار ہی جو ماری تو سر پا مین فرامرز
نے آگ لگ گئی جیب و دامن جلنے لگے یہ تو آگ بجھانے مین مصروف ہوا اور یزرک خطائی طرف سلمان
فارسی کے بھاگا فرامرز تو آگ بجھانے مین رہا مگر لشکر نے اسکے یزرک خطائی کا پیچھا کیا اور چاہا کہ پکڑ لین
جب دیکھا کہ یہ نکل جائیگا تو ایک پیادے نے تیر مارا کہ شانہ مہتر یزرک خطائی کا مجروح ہوا مگر یہ کب
ٹھہرتا ہو بھاگا ہوا سیدھا پاس پیر فرخاری اور سلمان شاہ کے پہونچا پشتارہ سپرد کیا اور لشکر بھی
فرامرز کا تعاقب مین یزرک خطائی کے آیا تھا لشکر اسلام پر گرا ادھر سے یہ سب غازی تلوارین کھینچ کھینچ کر
جا پڑے کشت و خون ہونے لگا اس زور شور سے تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بندھ گئے اور لاشون کے
انبار ہو گئے سرون کے مینار بنے دریاے خون جاری ہوا اب فرامرز بھی آگ اپنی بجھا کر آ گیا ہو
تلوار کھینچے ہوے لڑ رہا ہو لیکن لشکر اسلام بھی جان لڑائے ہوے ہو فوج حریف پراگندہ ہوتی ہو اور پھر
فراہم ہو جاتی ہو کہ فرامرز بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہو کہ اتنے مین اور گرد اُڑی اور ہرومہ دیوانہ بھی
چالیس ہزار کی جمعیت سے جوشان و خروشان آیا اور شریک لشکر اسلام ہوا اب قوت اہل اسلام کی
دوچند ہو گئی مگر جب سے ہرومہ بردعی آیا ہو فرامرز روبرو نہین آتا کہ ایسا نہو یہ ٹوکے دور سے فوج
کو لڑوا رہا ہو مگر دیوانہ اس کی تلاش مین ہو یہانتک کہ رات ہو گئی اور لڑائی نہ موقوف ہوئی تمام رات
زور شور سے تلوار چلی اسی حالت مین پھر صبح ہو گئی اور قصہ لڑائی کا فیصل نہ ہوا اب کوئی پہر دن
چڑھا ہو گا کہ نکلے ابر سیاہ کے بالاے آسمان نمایان ہوے سب نے دیکھا کہ آسمان سیاہ
ہوا جاتا ہو اور حال اس ابر کا یہ ہو کہ صاحبقران زمان جو مع بادشاہ ایران سعد نوجوان اور کل گردان زمان و شاہ
عیاران جو قاف سے ظفر بردہ دنیا کے چلے تھے اب آ کر یہان پہونچے ہین کیا دیکھتے ہین کہ میرے
لشکر سے لڑائی ہو رہی ہو اور تلوار زور و شور سے چل رہی ہو فرمایا کہ اسے دیوزاد و تخت کو
ہمارے یہین اُتار دو یہ فوج ہماری ہو جس سے تلوار چل رہی ہو دیوون نے تخت کو امیر کے جلدی
سے وہین اُتار دیا امیر نے تخت سے کود کر تیغ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا
اور مع خرد و کلان مثل شاہزادہ بدیع الزمان و کرب نوجوان و لندھور بن سعدان وغیرہ کے
لشکر کفار پر چلے دیوون نے چاہا تھا کہ کفار کو غمہ کرین کہ امیر مانع ہوے اور آنکھ غصہ سے دکھائی کہ خبردار

ملکہ کا اسی کے پاس ہی یہ سنکر ہرومز دیوانہ اور بہرام شاہ دونون باپ بیٹے با فوج کثیر روانہ ہوے اب حال
سنیے مہتر یزرک خطائی کا کہ یہ لیے ہوے پشتارے کو چلا جاتا ہی دم نہین لیتا کہ فرامرز بن قارن
جا پہونچا اور راہ مین یزرک کو ٹوکا کہ او دزد کہان جاتا ہی یزرک خطائی نے جو آواز اسکی سنی پلٹ کر دیکھا کہ
فرامرز چلا آتا ہی بس جان اسکی نکل گئی قریب تھا کہ غش کھا جائے اور مارے ڈر کے مر جائے کہ ملک الموت
تیغ بکف موجود ہوا سر پر آخر ٹھہر گیا اور بنت کہنے لگا کہ ای شاہ عوق کہو کیا کہتا ہی فرامرز بن قارن عدنی
نے کہا مین تجھسے یہ پوچھتا ہون کہ یہ پشتارہ کسکا ہی اور تو یہ کسکو لیے جاتا ہی اسکا جواب دے ورنہ تیر مارونگا کہ
یہان سے سیدھا قبر مین چلا جائیگا یزرک نے کہا کہ کہین تیر مار بھی نہ بیٹھیے گا آیندہ آپ کو اختیار ہی
خون کرنا میرا اچھا نہین کیونکہ مین بے گناہ ہون یہ اپنی بہو کا پشتارہ مین لیے جاتا ہون اور باعث اسکا
یہ ہی کہ ہمیشہ میرے بیٹے سے اور اس سے لڑائی رہتی تھی ایک دن بھی نہ بنتی تھی مین نے ہر روز کی لڑائی
ناحق کی جھک جھک دیکھکر گھر کا رہنا چھوڑ دیا تھا آج میری بہو نے مجھسے کہا کہ آپ کو بھی تکلیف رہتی
ہی میرے رہنے سے آپکا گھر کا رہنا چھوٹ گیا اور مجھکو بھی کاہش رہتی ہی کسی صورت سے
آرام نہین ملتا ہی اور چین سے نہین بیٹھنے پاتی ہون اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھے آپ میرے میکے پہونچا دین
مین اپنے مان باپ سے ملونگی مین بھی مناسب سمجھا کہ دو معتمد دن کا ایک جگہ رہنا اچھا نہین ہی بس
یہ سمجھکر اسے لیکر چلا ہون آپ دزد کہتے ہین کہین ایسا بھی ہوا ہی اور کسی نے یہ بھی ظلم کیا ہی کہ پرائی بہو
بیٹی کو چھین لے یا چرا لائے اب آپ فرمائیے کہ ارادہ آپکا کیا ہی اور کیون مجھکو روکا ہی میری تو منزل
کھوٹی ہوتی ہی کہ شام بھی قریب ہی قزاقون کا بھی خوف ہی جلد کہیے جو آپ کو کہنا ہی یہ سنکر فرامرز
نے کہا ابے او مکار یہ تو مجھکو دم دیتا ہی مین سب حال تیرا جانتا ہون مجھسے کیون پوشیدہ کرتا ہی یہ سنکر
یزرک خطائی نے کہا کہ حضور مین نے تو کوئی قصور نہین کیا ہی آپ کیون مجھپر خفا ہوتے ہین اور کیا حال
میرا آپکو معلوم ہی فرامرز نے کہا تو مہینہ بانو کو لیے جاتا ہی اور مجھسے جھوٹ بولتا ہی یزرک خطائی نے
کہا واہ واہ کیا خوب سمجھ آپکی ہی یہ تو فرمائیے کہ مہینہ بانو سے اور مجھسے کیا علاقہ ہی کہان شاہزادی کہان
ایک غریب فرامرز نے کہا اچھا اگر پشتارہ مہینہ بانو کا نہین ہی اور تیری بہو کا ہی تو مجھکو دکھا دے جب مین
آنکھون سے اپنے دیکھونگا جب مجھکو یقین آئیگا یزرک خطائی نے کہا کہ خیر اسکا مضائقہ نہین ہی گو میری بہو ہی اور
آبرو میری ہی مگر خیر آپکو دکھا دونگا یہ سب جو کھڑے ہین انکو ہٹا دیجیے اور سب سے علیحدہ ہو کر آپ میرے
ساتھ چلیے تو مین آپکو دکھا دون اور بہتو مجھسے ہرگز نہو گا کہ اتنے نامحرمون مین اپنی بہو کا منھ کھولون اور سب کو
دکھاؤن یہ سنکر فرامرز بن قارن نے سب کو وہین چھوڑ دیا اور آپ تنہا یزرک خطائی کو ساتھ لیکر آگے بڑھ آیا
ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر کہنے لگا کہ ای مسافر لے یہان کوئی نہین ہی کہ تیری بہو کو دیکھیگا اب تو تیری
خاطر جمع ہوئی دکھانے مین کچھ عذر نہین ہی یزرک خطائی نے چپکے سے کہا بہت اچھا لیکن دل اسکا تھرا رہا ہی
ہاتھ بھی کانپ رہے ہین بظاہر کہتا ہی ای شاہ مجھسے کھل نہین سکتا دیکھ لیجیے کہ ہاتھون مین میرے رعشہ ہی
فرامرز نے پھر سمجھایا کہ کچھ قباحت نہین ہی مین دور سے دیکھکر چلا جاؤنگا ڈر نہین غیر عورت کو ہم مثل اپنے ناموس
کے جانتے ہین اگر تیری جورو ہی تو میری بہن ہی اب تو یزرک خطائی کا دم فنا ہوا دل مین کہنے لگا کہ ای یزرک زیادہ
تکرار بھی بری ہی اگر یہ خود جھنجھلا کر آگے کھول ڈالیگا تو پھر بڑا غضب ہوگا اب مستعد ہوا پشتارہ کھولنے پر لیکن

ایسی کی کہ پشتارہ کھلنے مین دیر ہوئی اُدھر تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا بفضل خالق لم یزلی ہر دم بردعی با فوج
کثیر آپہونچا اور تلوار چلنے لگی غلغلہ برپا ہوا ساری فوج دیوانے کی فوج فرامرز پر ٹوٹ پڑی اور جنگ عظیم ہوئی
تھوڑی ہی دیر مین ندیان لہو کی بہنگلین شور دار و گیر جو بلند ہوا تو فرامرز گھبرا گیا کہ ارے یہ شور و غل کیسا ہی لوگون
نے آکر عرض کی کہ ای بہادر دوران ہر دم بردعی دیوانہ آیا ہی اور تلوار کشی کر رہا ہی آپکی فوج پسپا ہو رہی ہی سُنا ہی
کہ آپ کے چلے آنے کے بعد اُسکے باپ نے اُسے چھڑا لیا دیوانہ جوشان و خروشان بڑھتا چلا آتا ہی یہ جو فرامرز
بن قارن عدنی نے سُنا بدحواس ہو گیا اور گھبرا کر بولا کہ ای شاطر اب کیا کرون یہ تو بڑی خرابی ہوئی کہ
اسوقت دیوانہ آگیا یہ ملکہ کو ضرور چھین لیگا کیونکر بچاؤن سحر بلخی نے جواب دیا کہ بہادر دوران آپ اندیشہ
نہ کرین آیا ہی تو کیا کریگا ملکہ کے بچانے کی مین تدبیر بتاتا ہون وہ یہ کہ پشتارہ ملکہ کا یہان رہے کیون جو وہ چھین
لیجائے نعمان کو بلا کر پشتارہ اُسے دیجیے کہ وہ لیکر طرف مدائن کے پاس فرامرز بن نوشیروان
کے روانہ ہو اور آپ یہان خیمہ سے نکلکر دیوانہ سے مقابلہ تو نہ کیجیے لیکن تھوڑی دیر سامنے اُسکے رہیے فوج
آپ کی اور جمعیت دیوانہ کی جبکہ آپکو خوب دیکھ لے اُسوقت آپ بھی چلے جائین پھر یہ دیوانہ کہان پائیگا جو ملکہ
کو چھینیگا فرامرز کو رائے اسکی بہت پسند آئی اور تعریف کی کہ ای بھائی خوب تدبیر تمنے بتائی بس اب دیر نہ کرو
اور ملکہ کو روانہ کردو سحر بلخی نے در خیمہ پر آکر نعمان کو آواز دی جب نعمان آیا تو پشتارہ سحر بلخی نے نعمان کو دیا
اور کہا کہ تم لیکر طرف فرامرز بن نوشیروان کے چلو پیچھے تمھارے ہم بھی آتے ہین یہ سُنکر نعمان تو پشتارہ لیکر
روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے فرامرز بھی روبرو ہر دم کے کچھ دیر ٹھہرا اور فوج کو لڑوا تا رہا بعد کو خود بھی پیچھے نعمان
کے روانہ ہوا اب فوج بھی اُسکی چلی گئی مہتر سحر بلخی نے سب کیفیت آکر پاس ہر دم کے کہی کہ اب آپ
پیچھا نہ کرین فرامرز کا کیونکہ مفت بندگان خدا کی جان جائیگی اور ناحق قتل ہونگے مین نے ملکہ مہینہ بانو کو لشکر
اسلام کیطرف بھیجدیا یہ سنکر بہرام شاہ اور ہر دم دیوانہ خوش ہوا اور تعاقب فرامرز کا نہ کیا مگر فرامرز جو بھاگا
تو کوئی بیس کوس پر جا کر دم لیا جب سب لوگ اُسکے وہان جمع ہو چکے تو اُسنے ایک خیمہ برپا کیا اور عیار نعمان
سنگ دندان سے کہا کہ پشتارہ کھول تا کہ مین بھی دیکھون کہ وہ ملکہ کیسی ہی جسکے واسطے یہ خونریزی ہوئی ہی نعمان
نے فرمان اپنے مالک کا سُنکر پشتارے کو آگے فرامرز کے کھولا اور فرامرز جھکا کہ دیکھون صورت ملکہ کی دیکھا خون
مین غلطان ہی اور یہ ثابت ہوتا ہی کہ پیکر بیجان ہی فرامرز یہ دیکھکر سمجھا کہ کسی بہادر کی تلوار لڑائی مین اسپر لگ گئی
ہو گی اب جو غور سے دیکھا ڈاڑھی مونچھین نظر پڑین اب تو فرامرز بن قارن گھبرایا کہ یہ کیا مسخرہ ہی اور غصہ
کر کے نعمان سنگ دندان سے کہنے لگا کہ کیون بیوقوف اسی منہ پر دعویٰ مہتری کا کرتا ہی اور اپنے کو عیار اور
شاطر جانتا ہی ارے تجھکو مرد و عورت مین تمیز نہوئی اور کچھ نہ سوجھا تو آدمی ہی یا کہ حیوان ہی اب دیکھ تو سہی کہ یہ کسکا لاشہ
ہی بیشک تیرے سحر بلخی نے چونا لگایا اور پھر یہان سے صاف نکل گیا عیاری اسی کہتے ہین اسنے بھی غور سے جو
دیکھا تو واقعی مرد کا لاشہ خون مین ڈوبا ہوا پایا نعمان کو یہ دیکھکر ندامت حاصل ہوئی اور فرامرز بن قارن
کے سامنے منہ نہ کھولا جب فرامرز نے بہت برا بھلا کہا تو اُسنے اتنا کہا کہ اب آپ مجھکو زیادہ ذلیل نہ کرین
مجھسے آپ پشتارہ ملکہ کا لیجیے اگر ملکہ کو نہ لاؤنگا تو منھ بھی نہ دکھاؤنگا یہ کہکر نعمان تو چلا گیا بعد اُسکے جانے کے
فرامرز بن قارن بھی سوار ہو کر چل نکلا پھر تو کل لشکر اسکا روانہ ہوا یہ خبر جاسوسون نے آکر ہر دم بردعی
دیوانہ کو بھی دی کہ نعمان عیار اور فرامرز عقب مین مہتر زیرک خطائی کے گئے ہین اور پشتارہ

اُٹھا لیا سہیل نے جو یہ دیکھا کہ ایک عیار نے پشتارہ اُٹھا لیا اور اپنے قبضے مین کیا بس جان اُسکی نکل گئی بخوف
صاحبقران تھرایا قریب تھا کہ مرجائے رعشہ تمام بدن مین پڑگیا مہتر سحر بلخی نے جو یہ حال اُسکا دیکھا سمجھا کہ
پشتارہ کے لیے یہ لڑرہا ہی مین نے جو اُٹھا لیا اسی سبب سے اِسکا یہ حال ہوگیا کیونکہ مجھے یہ پہچانتا نہین ہی بس
سامنے آکر اشارہ سے کہا کہ ای مہتر نامدار گھبراتے کیون ہو مین کوئی غیر نہین ہون تمھارا ہی طرفدار ہون
تم کسی امر کا اندیشہ نہ کرنا یہ دیکھکر مہتر سہیل کی خاطر جمع ہوئی شکر اللہ کہکر اور چمک چمک کر لڑنے لگا مگر مہتر
سحر بلخی نے کیا عیاری کی کہ پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا اُتار کے مہتر یزک خان خطائی کے سپرد کیا اور
حسب اتفاق اُسوقت ابو شہاب خرقہ پوش بھی آگیا تھا اُسکو ساتھ یزک خطائی کے کردیا اور کہدیا کہ تم
دونون طرف لشکر ظفر اثر کے جاؤ ہم بھی پیچھے تمھارے آتے ہین جب وہ بڑھ گئے تو مہتر سحر بلخی نے ایک
ناشہ کسی مرد کا کہ ڈاڑھی دراز رکھتا تھا اُٹھا کر پشتارہ اُسکا درست کیا اور پشت پر لگا کر دوڑتا ہوا پسینے مین تر ہانپتا
ہوا پاس فرامرز بن قارن عدنی کے عیارون کے آیا اور کہا کہ ارے تم کیون لڑتے ہو مین تو پشتارہ لے آیا
اور ایک شرط مین دیتا ہون کہ تمھارا مالک مجھکو خلعت سے سرفراز کرے تو مین خود چلکر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو
اسکے سپرد کرون نعمان سگ دندان تو یہ خبر فرحت اثر سُنکر خوش ہوگیا اور دوڑا ہوا
پاس فرامرز کے گیا اور بیان کیا کہ اسطرح سے ایک عیار پشتارہ ملکہ کا لیکر آیا ہی اور خلعت و انعام چاہتا ہی اگر
آپ اُسکو سرفراز کرین تو مین لے آؤن فرامرز یہ مژدہ جان بخش سنکر بشاش ہوگیا اور کہا کہ ای نعمان بس
اب لڑائی موقوف کردو اور جلد پشتارے کو میرے پاس لے آؤ مین اُسے بہت کچھ دونگا اور جو کہیگا وہ کرونگا
کیونکہ بڑا مرحلہ اُسکی ذات سے سر ہوا کسرا اور فرامرز بن کسرا سے سرخروئی حاصل ہوئی ہر وقت یہی دھیان بندھا
تھا کہ دیکھا چاہیے ملکہ کیونکر ہاتھ آتی ہی خدا نے دعا قبول کی القصہ نعمان نے لڑائی موقوف کی اور سحر بلخی کو ساتھ
لیا وہ مع پشتارہ پاس فرامرز بن قارن عدنی کے آیا اور خمیدہ ہو کر نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا
کہ یہ پشتارہ ملکہ کا حاضر ہی لیکن ایک خیمہ سب سے علیحدہ کھڑا ہو جائے تاکہ مین پشتارہ اُسمین کھولون اسلیے
کہ یہ شاہزادی ہی ایسی ویسی نہین ہی کہ زیر آسمان بے پردہ اسکو کرون آپکو بھی عزت اور آبرو اسکی کرنا چاہیے
اگرچہ یہ قید مین ہی جو چاہیے اسکے ساتھ سلوک کیجیے فرامرز نے کہا ارے جاؤ اور جلد ایک خیمہ علیحدہ برپا
کرو لوگ گئے واسطے خیمہ استادہ کرنے کے سحر بلخی نے کہا کہ یہ بھی تو اقرار کیجیے کہ مجھے کیا دیجیے گا فرامرز
نے کئی ہزار اشرفیان تو اُسی وقت منگا کر مہتر سحر بلخی کو دین اور کہا کہ خاطر جمع رکھو ہر مز اور فرامرز بیٹے نوشیروان
سے بہت کچھ ابھی تمکو دینگے اور مین جاگیر بھی تمھارے نام کرادونگا علاوہ اِسکے کیا عجب ہی کہ اگر تو حاضر حضور رہا
کرے تو سرخیل شاطران اور سرگروہ عیاران ہو جاے ہنوز یہ کلام ہو رہے تھے کہ اُن لوگون نے آکر
عرض کیا کہ خیمہ تیار ہی فرامرز سحر بلخی کو ساتھ لیے ہوے اندر اُس خیمہ کے آیا اور کہا ای شاطر نامدار عجیب
سلوک تو نے کیا ہی کہ مجھکو تیرا امتثال کرنا واجب و لازم ہی اب پشتارہ ملکہ کا کھول اور شکل اُسکی دکھا اب
سحر بلخی کو پریشانی ہوئی اور کہنے لگا دل سے کہ ای مہتر سحر بلخی اب کیا کروگے یہ تو بڑی مشکل ہوئی کہ وہ پشتارہ
کھلواتا ہی اور دیکھا چاہتا ہی پہچانیگا تو کیا حال تیرا کرے گا اب کیا کرون کیونکر جان بچے بھاگنے کا ارادہ کرون
جب بھی نکلنا دشوار ہی کہ باہر سب گھیرے ہوے کھڑے ہین جانے نہ دینگے مگر آج بڑے پھنسے خدا ہی
بچائے آخر کو دل مین دعا مانگی کہ الٰہی اپنے فضل و کرم سے مجھکو بچالے اور فرامرز سے ایک اور بات

نہ تھا جلد جا پہونچے اور مہتر سہیل کے سدراہ ہوئے اور نعمان پکارا او دزد ٹھہر جا کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے بچکر اگر عیار
ہو تو خبردار اب قدم آگے نہ بڑھانا مہتر سہیل یہ آواز سنکر تھما اور جواب دیا کہ تو بکتا کیا ہی مین نے کسی کی چوری نہین
کی ہی یا مال کسی کا نہین مارا ہی جو تو مجھکو چور بناتا ہی کیا تیرے مارے کوئی اپنا مال و اسباب بھی نہ لیجائے دیوانہ
ہوا ہی یہ سنکر نعمان پکارا کہ ارے مین تجھسے کہتا ہون کہ تو ٹھہر جا مگر تو نہین مانتا اب شامت تیری آئی ہی یہ سنکر
سہیل نے دلیت کہا کہ ارے تو بھاگتا کیون ہی اور ٹھہر کیون نہین جاتا اسلیے کہ بھاگ کر نکلجانا بھی ناممکن ہی پھر
کیا حاصل اور تو بھی کچھ ایسا حلوا نہین ہی کہ وہ نگل جائیگا یہ سمجھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور بولا کہ او گیدی کیا بکتا ہی
ے مین کھڑا ہون مطلب اپنا بیان کر یہ کہکر مہتر سہیل نے پشتارہ تو ملکہ مہینہ بانو کا کھول کر رکھدیا اور آپ
بڑھ آیا نعمان نے نیمچہ کھینچا سہیل نے بھی نیمچہ کھینچا اُدھر مہتر پروین سے اور شعلہ سے نیمچہ چلنے لگا اب یہ
چارون تو لڑ رہے ہین کچھ دیر کا عرصہ ہوا تھا کہ وہ دوسو سوار مرسل بہرام شاہ کے جو مدد کو عیارون کی چلے
تھے آپہونچے اور نیمچہ چلتے دیکھکر مہتر سہیل کو پکارے کہ اے نامدار گھبرانا نہین کیا طاقت ہی کسی کی کہ تمکو ہاتھ لگا سکے
ہم آپہونچے ہین مہتر سہیل یہ دیکھکر خوش ہوگیا اور برس پڑا نعمان پر اُسنے جو دیکھا کہ مدد انکی آپہونچی اور ابھی تک
یہ ساتھ ہوش و حواس کے لڑ بھی رہے ہین انکا سامنا آسان نہین ہی بھلا پشتارہ لینا تو کیسا جان بچانا مشکل
پڑ جائیگی یہ سمجھکر سامنے سے دونون بھاگے اور یہ کہتے ہوے چلے کہ کیا ہوا اگر تمھاری مدد آگئی ہم بھی اپنے مددگارون
کو بلائے لاتے ہین یہ حیلہ کرکے بھاگ گئے مہتر سہیل نے جو مطلع صاف دیکھا کہ جو حریف سدراہ تھے بھاگ
گئے پھر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا پشت سے لگایا اور چلنے کو مستعد ہوا قریب تھا کہ قدم اُٹھائے کہ تتق گرد بلند
ہوا اور آوازین سُم مرکب کی آنے لگین یہ دیکھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور گرد کو دیکھنے لگا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہی
مگر دیکھیے کون آتا ہی دوست ہی یا کہ دشمن کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور فرامرز بن قارن عدنی مع فوج
نمودار ہوا اُسنے جو عیارون کو دیکھا آواز دی کہ لینا جانے نہ دینا کہ اُدھر سے سوار اُسکے چلے اُدھر سے یہ دوسو سوار
جاکر سدراہ ہوے تلوار چلنے لگی مگر تھوڑی ہی دیر مین یہ کیفیت ہوئی کہ آدھے رہ گئے نصف کٹ گئے یہ دوسو تھے
وہ پچاس ہزار کا لشکر کہان لڑ سکتے تھے آخرکار سب کٹ گئے اسوقت لشکر فرامرز نے پھر سہیل کا پیچھا کیا اور
نعمان اپنے مالک کو دیکھکر شیر ہوگیا تھا پھر سہیل کو جاکر گھیرا اور للکارا کہ کہان جاتا ہی مین آپہونچا بہتر یہ ہی
کہ پشتارہ رکھدے پھر جدھر تیرا جی چاہے چلا جا ناچار مہتر سہیل تھم گیا اور پشتارہ زمین پر رکھکر نظر
بہ پروردگار کی اور لڑنے لگا اور شعلہ پروین سے مصروف حرب ہوا یہان تو یہ لڑ رہے ہین مگر فوج فرامرز
کی قریب آگئی اور چاہا کہ پشتارہ کو قبضہ مین کرین اب عیار گھبرائے تھے کہ قدرت خدا سے دوسو سوار جو بعد
کو بہرام شاہ نے روانہ کیے تھے وہ آگئے اور فوج قارن کے سدراہ ہوکر مقابلہ کرنے لگے تلوار چلنے لگی یہ سب
لڑ رہے تھے کہ اتنے مین مہتر سحر بلخی اور زیرک خطائی بھی آپہونچے کہ اُنکو سلمان شاہ فارسی اور پیر فرخاری
نے واسطے خبر کے بھیجا تھا اب یہ پہونچے اگر دیکھا کہ فوج سے کچھ لوگ علحدہ لڑ رہے ہین اور دو عیار ایک
طرف نیمچہ لیے ہوے باہم اُلجھے ہوے لڑ رہے ہین اور ایک پشتارہ بھی میدان مین ایک طرف رکھا ہوا ہی
عیارون مین کوئی زخمی نہین ہوا ہی مہتر سحر بلخی سمجھ گئے کہ جو خبر سننے مین آئی تھی کہ ناموس امیر با توقیر کو کفار
نے گھیرا ہی کیا عجب ہی کہ یہی تو ہو کیونکہ وہ دونون جب المدد کہتے ہین تو نام بتون کے لیتے ہین اور یہ
دونون عاجزی کے وقت سوے آسمان دیکھتے ہین یہ دیکھکر سحر بلخی نے دوڑ کر پشتارہ مہینہ بانو کا

پھر تو ہر طرف برق شمشیر چمکنے لگی اور سپرون کی بدلی گھر گئی مینھ تیرون کا برسنے لگا بوچھار لہو کی آنے لگی کوئی دوپہر تک
فوج مخالف رکی اور لڑائی جبکہ فوج بہرام نے سب کو زیر تیغ رکھ لیا اور شیرازہ جمعیت ہستی کتب اعدا کو تیغ آبدار سے
کاٹ کے سب کو مثل اوراق کے متفرق کردیا پھر تو سب رو بفرار لائے مگر بعضون نے جو یہ دیکھا کہ لڑائی
کا فیصلہ ہوا چاہتا ہو اب سوا بھاگنے کے جان بچتی نہین معلوم ہوتی اور کوئی بات بن نہین پڑتی یہ دیکھکر باہم صلاح
کی کہ چلکر دیوانے کو کیون نہین مار ڈالتے ہو یہ ہنگامہ اسی کے واسطے ہو ورنہ بہرام کو کیا کام ہمسے تھا جب اسکو
مار لینگے یہ بھی جانیگا کہ اب لڑنا بیکار ہو جسکے واسطے لڑ رہے تھے جب وہ ہی نرہا اور مارا گیا تو لڑنے سے کیا فائدہ یہ سمجھکر
خود پلٹ جائیگا اور مالک بھی ہمارا مہینہ کو لاتا ہوگا یہان بھی خاتمہ کر رکھو تاکہ وہ آئے تو ہمسے خوش ہو یہ صلاح کرکے
پچاس آدمی تلوارین پکڑ کے اندر زندان کے چلے آئے ہرومز شاہ بردعی کہ زیور آہنی پہنے ہوئے بیٹھا تھا
اور غل پہلے سے وار و گیر کا سن رہا تھا انکو آتے دیکھکر بولا کہ ارے تم یہان کس لیے آتے ہو اور یہ شور کیسا ہو رہا ہی
یہ معلوم ہوتا ہی جیسے لڑائی ہو رہی ہی یہ کیا ماجرا ہو ان سپاہیون نے اپنے کو زیادہ جو پایا اور ہرومز کو قید مین
تنہا دیکھا صاف صاف راست راست بے کم و کاست بیان کردیا کہ ای ہرومز بڑا فساد تیری ذات سے
ہوا ہی تیرا باپ بہرام شاہ تیری رہائی کے لیے چڑھ آیا ہی یہ اسی کا غل و شور ہو اور ہمارا مالک یہان نہین ہی
وہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ تیری بہن کے چھین لینے کو طرف لشکر اثر صاحبقران نامور کے گیا ہی ہم چند ہزار یہان
پر تھے اب جو ہنگامہ لڑائی کا زیادہ ہوا اور ہم سب نہیب شمشیر سے بہرام شاہ کی خائف ہوئے تو یہ صلاح
کی کہ تجھکو مار ڈالین اور اسی لیے ہم یہان آئے بھی ہین تاکہ تیرا باپ جو آئے تو سوا لاشے کے کچھ نہ پائے یہ کہکر
تلوارین علم کرکے یہ بڑھے اور ہرومز نے جو سنا کہ بہن کو میری کافر چھیننے گئے ہین اور باپ میرا لڑ رہا ہو بس غیظ و غضب
مین آکر زور جو کیا ساری قید مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالی اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان پکڑ کے بڑھا کہ ایسی کڑی مارون
کہ یہ کافر جو بھاگین سیدھے جہنم کو جائین گروہ بزدلے یہ دیکھکر خائف ہوئے کہ جسنے اتنی بڑی قید توڑ ڈالی اس سے ڈرا
چاہیے سب بھاگے ہرومز نے دوڑکر ایک چوب خیمہ کی اکھیڑ لی اور باہر زندان سے نکلا دس دس اور بیس بیس
کو ایک ایک وار مین مارا غرضکہ کوئی تاب مقابلہ اسلامیان کی نہ لاسکا اور طرفۃ العین مین سب خرد و کلان بھاگ
گئے ہرومز شاہ و بہرام شاہ کی فتح ہوگئی پھر تو سارا اسباب اور خزانہ اور خیمہ و خرگاہ لٹوا لیا اور سب مال
فرامرز کا قبضہ مین کیا باجے فتح کے بجنے لگے بہرام شاہ نے جو اپنے بیٹے کو دیکھا گھوڑے سے کود کر دوڑ کے
گلے سے لگا لیا ہرومز نے بہرام سے پوچھا کہ ای بادشاہ مہینہ بانو کہان ہی بہرام شاہ نے سارا حال
ابتدا سے انتہا تک بیان کیا کہ مین نے ناچار ہوکر طرف لشکر ظفر اثر کے بھیجدیا ہی مگر سنا ہی کہ فرامرز بن قارن
عدنی بھی با فوج بسیار گیا ہوا ہی اللہ ہی بچاسے اور کہین مہینہ اسکے ہاتھ نہ آجاے نہین تو ہمکو اپنی جانون کو آپ دینا
پڑیگا اور امیر حمزہ سے آنکھین چھپانی پڑینگی یہ جو ہرومز شاہ بردعی نے زبانی اپنے باپ کے سنا زیادہ تر
اسکو ملال ہوا کہا کہ سچ ہی اگر مہینہ بانو چھن گئی تو بڑا ستم ہوا اب مین بھی عقب مین فرامرز کے جاتا ہون [illegible] کے اپنے
لشکر کو ہمراہ لیکر یہ بھی روانہ ہوگیا

اب داستان عیارون کی بیان کی جاتی ہی

کہ مہتر سہیل پشتارہ مہینہ بانو کا لیے ہوئے چلا جاتا ہو اور پیچھے اسکے مہتر شعلہ بھی حمایت کو موجود ہی یہ دونون ہوا
کیطرح چلے جاتے ہین مگر یہ پشتارہ بدوش ہین اور مہتر نعمان سگ دندان و مہتر پروین کا نیر کوئی باد

سُنگھا دیجیے گا وہ تو جانتی نہ تھی کہ یہ عطر کیسا ہی فوراً سونگھ لیا اُسی وقت چھینک مارکر بیہوش ہوئی مہتر سہیل نے پشتارہ
اسطرح باندھا کہ ملکہ پیچین نہو اور پشت پر لگا کر سپر کی آڑ کرکے تلوار کھینچکر راہی لشکر قیامت اثر ہوا مہتر شعلہ بھی ہمیشہ
عیاری کھینچکر واسطے مدد کے ساتھ ہو لیا بعد انکے جانے کے بہرام شاہ بردعی نے مآل کا خیال کرکے بمزید احتیاط
دو سو سوار آزمودہ کار کو بلایا حکم دیا کہ خبردار آج حق نمک ادا کرنا جتنا سکتے ہین اُسمین فرق نہو یعنی ملکہ مہینہ بانو کو عیار
لیے جاتے ہین مین نے طرف لشکر امیر کے بھیجا ہی تمکو چاہیئے ہی کہ جاؤ اور اُنکو نگاہون مین لیے رہو جسوقت
کوئی پیچ پڑے اُسوقت ظاہر ہو کر مدد کرنا وہ یہ سُنکر الامر فوق الادب لیکر چل کھڑے ہوے بعد اِنکے جانے کے
کچھ سوچ سمجھکر اور سو سوار بہرام شاہ نے روانہ کیے اب آگے تو عیار پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا لیے جاتے ہین
اور وہان لشکر اسلام مین بھی حال فرامرز اور بہرام شاہ کا معلوم ہو چکا ہی یہان پیر فرخاری اور سلمان شاہ
فارسی اور شہنشاہ عراقی چند ضعیف رہگئے ہین اور باقی تو سب پردہ قاف مین ہین اُنھون نے مہتر سحر بلخی
اور برزک خطائی کو اور چند عیارون کو بلاکر حکم دیا تھا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ فرامرز اور بہرام شاہ سے کیا گذری
اور لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوا اِنشا ہی کہ ناموس امیر کشورگیر کا دہان ہی یہ عیاران نام گرفتہ بھی اِس طرف کو چل چکے ہین
اب حال سنیے فرامرز بن قارن عدنی کا کہ یہ جو سوکر صبح کو اُٹھا تو جاسوسان لشکر اِس خبر کو لیکر آئے کہا
بہرام شاہ بردعی نے ملکہ مہینہ بانو کو ساتھ عیارون کے روانہ کردیا ہی اور وہ لیکر طرف لشکر امیر کے چلے جاتے
ہین فرامرز بن قارن نے یہ سُنکر حکم دیا کہ مہتر نعمان کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا کہا تمھین مجھکو چھڑا لائے تھے اب جسطرح
بنے جلد جاکر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا عیارون سے چھین لاؤ یہ اُسی وقت چل کھڑا ہوا مگر فرامرز نے بنظر
احتیاط مہتر پروین کو بھی اسکے ساتھ کردیا یہ دونون روانہ ہوے بعد انکے جانے کے فرامرز کو قرار نہ پڑا
خود بھی پچاس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیکر چل نکلا لیکن اِسکی سپاہ نے اسے جو جاتے ہوے دیکھا باہم مشورہ
کیا کہ مالک تو ہمارا جاچکا ہم یہان رہکر کیا کرینگے ایک کے بعد ایک یونہین سب بعد فرامرز کے چل کھڑے ہوے
فقط چوکی پہرے کے لیے پانچ ہزار عدنی رہگئے باقی سب چلے گئے بہرام شاہ بردعی کو بھی یہ خبر ہوئی کہ
فرامرز بن قارن عدنی کو ملکہ مہینہ بانو کے جانے کی خبر ہوگئی اور وہ واسطے چھین لینے کے عیارون سے
روانہ ہوگیا یہ سُنکر اسکو تشویش پیدا ہوئی ملازمون نے جو اُسے متردد و متفکر پایا استفسار حال کیا بہرام شاہ
نے رو رو کر کہا بڑا غضب ہوا کہ ہرمز قید مین ہی اور فرامرز عقب مین گیا ہوا ہی فوج بھی اِسکے ہمراہ بہت ہی عیارون
سے مہینہ کو چھین لیگا اب مین امیر کو کیونکر مُنھ دکھاؤنگا وہ یہ نہ کہینگے کہ تم جیتے رہے اور ناموس کو
میرے چھنوا دیا اور مین ایسا نہین ہون کہ فرامرز سے عہدہ برا ہو سکون کیا کرون جی مین یہ آتا ہی کہ پیش قبض
مار کر اپنے کو ہلاک کرون تاکہ امیر سے محجوب نہون یہ سنکر سب نے کہا کہ اے شہریار آپ کیون تردد کرتے ہین
ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فرامرز تو اُدھر گیا ہوا ہی آپ کیون نہین چلکر ہرمز شاہ کو چھڑا لیتے ہین وہان کون ہی
چند متنفس رہ گئے ہین وہ بھی ایسے ویسے وہ آپکا کیا کر سکینگے جب جا پڑیے گا چھوڑ کر بھاگ جائینگے یہ تدبیر
بہت خوب ہی جلد چلیے یہ سُنکر بہرام شاہ نے سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور مرکب پر بیٹھکر مع فوج
چل کھڑا ہوا جب قریب لشکر ہو پہنچا پہلے تو تیرون کا مینھ برسایا کہ بہت سے بے پیر تیر سے مارے گئے یہ رنگ دیکھکر
باقی سامنے سے بھاگے مگر کچھ دلیرون نے قدم جمائے اور جریہ سنبھالے بہرام شاہ آکے گرا اور
قتل کرنے لگا بہتون کو تیغ تیز دم سے بیدم کیا اور مارے تلوارون کے بردون کو درہم و برہم کردیا

تو فرق نہین ہی کہ جیسے آپ بہادر دیکھتے ہین اسکے آپ عاشق ہوجاتے ہین لیکن اب وہ کہان ہی کہ جسکو آپ پوچھتے ہین ہان کبھی سامنا ہوگا تو پوچھ لیا جائیگا امیر نے ایک مہینہ جشن کیا کہ ایک روز امیر با توقیر کو یاد مہینہ بانو کی آئی بس امیر بیچین ہوگئے اور برداشتہ دل ہوکر ملکہ آسمان پری سے فرمایا کہ ای ملکہ اب مجھکو پردۂ دنیا پر پہونچا دو نہین معلوم کہ میرے ملازمون پر کیا گذرتی ہوگی کیا حال اُنکا میری مہاجرت اور مفارقت مین ہوا ہوگا یہ حیلہ کرکے امیر نے آسمان پری کو رخصت دینے پر راضی کیا آسمان پری نے سامان سفر مہیا کرنا شروع کیا اب جو لوگ کہ نہین آئے تھے وہ بھی امیر کی ملاقات کو آئے اور سب نے قدمبوسی حاصل کی یہانتک کہ سب سامان تیار ہوگیا اب امیر تو کوچ کیا چاہتے ہین طرف پردۂ دنیا کے

داستان بہرام شاہ بردعی اور محروم دیوانہ کی بیان ہوتی ہی

کہ محروم دیوانہ پسر بہرام شاہ تو لشکر مین فرامرز بن قارن علی کے قید ہی اور فرامرز لشکر بہرام شاہ مین اسیر ہی ایک روز نعمان سگ دندان عیار فرامرز کا اپنے لشکر سے نکلکر لشکر محروم مین آیا شکل اپنی فقیر کی بناکر پھرا کیا خوب راستے دیکھے جب رات ہوئی تو خیمے تک فرامرز کے اپنے کو پہونچایا اور فکر و کوشش مین مصروف ہوا جب آدھی رات رہی تو پشت پر سے خیمہ چاک کیا دیکھا کہ باری دار جیٹھے ہین بس پردانۂ بیہوشی شمع پر مارے کہ وہ جلے اور دود اُنکا منتشر ہوکر سب کے داغون مین پہونچا سب بیہوش ہوے اب اسنے اندر آکے چادر عیاری بلاکر روشنی گل کی اور فرامرز بن قارن کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا پیٹھ پر لگایا اور صاف لیکر نکل گیا اور لشکر مین پہونچا دیا جبکہ ملازمان فرامرز اور عزیزان فرامرز مثل بہمن سگان اور بہمن خران اور ذوالفقار شاہ مشرقی وغیرہ کے اِس خبر فرحت اثر سے واقف ہوے ہاتھون ہاتھ فرامرز کو لیا اور اندر خیمے کے لیجاکر فرش پر لٹاکر فتیلۂ رفع بیہوشی دیا جبکہ فرامرز چونکا اور آنکھین اُسنے کھولین تو اپنے کو فوج مین پاکر بہت خوش ہوا اور اُسکو پہلے تو نعمان سگ دندان کو خلعت بھاری دیا اور بہت سا روپیہ بخشا اور بغلگیر ہوکر بہت تعریف کی بعد اسکے حکم دیا کہ شادیانے بجواؤ پھر تو سارے لشکر کفار مین وہ خوشی تھی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہی وہان صبح کو باریدار جو چونکے تو اپنے کو نیچے پلنگ کے پڑا دیکھا گھبرائے اور فرامرز کو ڈھونڈھنے لگے یعنی اُسکو بہرام شاہ نے آرام سے رکھا تھا اس خیال سے کہ اگر ہم اسکو آرام سے رکھینگے تو ہمارا بھی بیٹا راحت سے رہیگا اس سبب سے اسنے باریدار رکھے تھے غرض اُنھون نے جبکہ فرامرز کو نہ پایا تو جاکر بہرام شاہ بردعی سے کہا کہ فرامرز گم ہوگیا یہ سنکر وہ بدحواس ہوگیا اور کہنے لگا کہ اب بڑا ستم ہوا کہ فرامرز تو چھوٹ گیا اور بیٹا میرا وہان پھنسا ہوا ہی اب اُنکی بن آئی کہ وہ مہینہ کو مانگین گے تو مجھکو دیدینا پڑے گا کیا کرون کچھ بن نہین آتی یہ کہکر سوچ مین گیا بعد عرصے کے سر اُونچا کیا اور دو عیار لشکر مین اسکے ہین کہ نام ایک کا مہتر سہیل ہی دوسرے کا نام مہتر شعلہ ہی دونون کو طلب کرکے کہا کہ آج ہماری تم دونون سے ایک التجا ہی وہ یہ ہی کہ اگر تم مہینہ بانو کو طرف لشکر ظفر اثر امیر کشور گیر کے لیجاؤ اور وہان پہونچا دو تو گویا تمنے مجھکو مول لے لیا اور یہ بات تمھین سے ہوسکیگی بڑے غضب کی بات ہی کہ ناموس امیر حمزہ صاحبقران کا پاس کافر کے جاے یہ ذلت و خواری مجھسے سہی نہ جائیگی مین اپنی جان کو تلف کرونگا یہ سنکر دونون نے عرض کیا کہ ہم جو نمک شاہی کھاتے ہین تو کس کام کے ہین آپنے ہمسے کب ارشاد فرمایا تھا کہ جو ہمنے دیر کی ابھی جاتے ہین اور پہونچائے دیتے ہین یہ کہکر مہتر سہیل نے تھوڑا عطر بہرام شاہ کو دیا اور کہا کہ آپ ملکہ مہینہ بانو کو

قہقہہ کی بھی تمام فوج نو لاکھ دیودن کی چلی ادھر سے ملکہ آسمان پری بھی اپنا لشکر لیے کر مانند دریا سے
مواج کے چلی ملکہ قریشیہ نے بھی تسمیہ سلیمانی کھینچا دیودن سے لڑنا شروع کیا ایک غلغلہ محشر خیز برپا ہوا
دیوزادون کی لڑائی بھی عجیب طرح کا ہنگامہ گرم تھا کہ کالہ بہالہ۔ زنکالہ۔ سنگولدستہ۔ وارہ نیست نہنگ
دار شمشاد و غیرہ چلنے لگے سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرنے لگے برق شمشیر ہر طرف چمکنے لگی دریا خون کا بہ نکلا امیر یا تو قیر
مع بدیع الزمان دیودن کے حلقے مین جو آگئے تھے تو معلوم بھی نہوتے تھے کیونکہ قد دیودن کے ممد نظر کیے تھے لیکن
یہ بیچ مین انکے صفائی ہاتھ کی دکھا رہے تھے کہ جب ہاتھ مارا ٹانگین دیودن کی قلم کر دین اُسوقت دیو زاد حیران تھے کہ کیا
بات ہی کہ ہم تو دیو کو مارتے ہین اور وہ ہمکو قتل کرتے ہین لیکن یہ کون ہی کہ جو ٹانگون کو قلم کر دیتا ہی جو دیو گرتا ہی معلوم
ہوتا ہی کہ پہاڑ پھٹ پڑا آخر قہقہہ سے خشمی کہ ہاتھ اُسکا ملک قاسم نے زخمی کیا تھا کبھی تو یہ لڑتا تھا اور کبھی
ہٹ کھڑا ہوتا تھا اُسی حالت مین ایک زخم اور لگا کسی دیو نے آسمان پری کے اسے غافل پاکر تلوار ماردی کہ
سر بھی زخمی ہوا اور لہو بہا سارا جسم قہقہہ کا کانپنے لگا یہ حال دیکھکر دیودن نے اسکے سمجھایا کہ ای خان قاف
اب آپ کو ہنگامہ مین ٹھہرنا مناسب نہین ہی کیونکہ اول تو آپ زخمی ہین اور دوسرے یہ کہ ہم لوگ تو لڑ رہے
ہین آپ جو یہان ٹھہرے ہوے ہین اس سے کیا فائدہ ہی یہ سُنکر قہقہہ نے کہا کہ پھر کیا مین بھاگ جاؤن
اُنھون نے کہا کہ ہٹ کر کھڑے ہو رہیے قہقہہ رنجیدہ تھا کہ جوان بیٹے کا غم دل پر تھا دوسرے زخمی تھا
قبول کر لیا اور چند قدم پر ہٹ کر ٹھہرا ملازمون نے اسکے یہ جو دیکھا کہ قہقہہ ہٹا جاتا ہی اور بعضون نے اسے
جہان کھڑے ہوے دیکھا تھا وہان نہ پایا بس سب سمجھے کہ قہقہہ بھاگ گیا پھر تو سب نے صلاح کی اور تر ارے
ہوگئے کہ قہقہہ تو بھاگ گیا ہم جواب لڑین تو کیا حاصل اور کسکے واسطے بس سارا لشکر قہقہہ کا ہٹ گیا
اور یہان اہل اسلام نے چڑھائی کی یہ رنگ دیکھکر قدم نہ جمے اور بھاگ کھڑے ہوے قہقہہ نے دیکھا کہ تمام
لشکر تو بھاگا جاتا ہی اب کیا کرون یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ دیودن نے اس سے بھی کہا کہ ای خان قاف دو لاکھ دیو آپ
کے مارے گئے اور آپ بھی زخمی ہین رہی سہی فوج فرار ہوئی جاتی ہی اور مقابلہ کو ایسے کشندۂ دیو عفریت چلا آتا ہی
اب آپ کا یہان کھڑے رہنا ہرگز مناسب نہین ہی اس وقت تو طرح دیجیے اور چلیے پھر جیسا ہوگا
دیکھ لیا جائے گا قہقہہ دل تو ہارے ہوے ہی تھا فوراً بھاگ کھڑا ہوا اور ایسا بھاگا کہ پردۂ سوم قاف مین
بھی نہ ٹھہرا وہان سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا نشیبی ایک علاقے مین ظلمات کے ہین وہان جاکر ہم چپی اپنی کی اور
پشتۂ تاریک مین چھپا یہان امیر سلیمان سریری فتح ہوئی پھر تو سب کو ساتھ لے کر ملکہ آسمان پری اور قریشیہ
سلطان شادان و فرحان نوبت نقارے بجاتے ہوے قہقہہ لگاتے ہوے ذکر قہقہہ کے بھاگنے کا کرتے
ہوے داخل گلستان ارم ہوے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان نے طبق جواہر کے امیر پر سے
نثار اور تصدق کیے اور بڑے دھوم سے جشن سلیمانی کیا لیکن جب سے امیر نے قاسم کو دیکھا ہی کہ اُس
دیدہ سے تنہا فوج دیوان مین گھس کر الماس کو قتل کر آیا اُسوقت سے یاد شاہزادہ خاور سیاہ کی
نہین بھولتی اور بار بار خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھا تو تم نے بھی تھا کہ اُس لڑکے سرخ پوش نے
کس تہور اور جرات سے الماس کو مارا تھا عجب جوان تھا مگر افسوس یہ ہی کہ حال اُسکا ہم کو معلوم نہوا کہ کون تھا
اور کہان سے آیا تھا اور نام اُسکا کیا تھا عمرو نے کہا کہ یا امیر کیا جانتے تھے کہ آپ کو اس قدر خواہش اور عشق
اُس جوان سے ہوگا ورنہ بہر نہج تفحص کیا جاتا آپ تو قدردان اور جوہر شناس دلاوران ہین اُسمین

دل مین کہا کہ ای خداوند سیاہ یہ کون آدمی ہین کہ دیوزادون سے لڑنے کو آئے ہین بڑے بہادر ہین بعد اسکے الماس پر نظر
پڑی دیکھا کہ قہقہہ کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اور مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی اندام مین رعشہ ہی یہ دیکھکر للکارے کہ ارے
دیو اب تو ہمکو وہان لیے چل جہان دشمن ہمارا ہی وہ بولا کہ ای شہریار یہ ہو سکتا ہی کہ مین آپکو لیکر مجمع دیوان مین چلا
جاؤن یہ بہت دشوار ہی مین دشمن آپکی جان کا نہین ہون ملک قاسم نے کہا کہ او نامرد معلوم ہوا مجھکو کہ تو بڑا بزدلا
ہی خیر اب تو ہمکو یہین اتار دے ہم آپ تنہا جاکر اُس مغرور کو مارینگے وہ یہ سنکر ڈرا کہ ایسا نہو جو تامل کرون تو
مجھے یہ تلوار مار بیٹھے تو سر میرا قلم ہو جائے اور جان میری جائے بس وہین سے چرخ کھانا شروع کیا اور ہوا سے
نیچے اترا جب ملک قاسم نے یہ دیکھا کہ زمین قریب رہی ہی تو جرأت کر کے تیغہ کھینچ کر جسم سے کود پڑے اور زمین
پر پانون قائم کیے اور سنبھل کر تیغہ بلارک افراسیابی پکڑے ہوے طرف الماس کے یہ کہتے ہوے چلے کہ
اپنے یہان کہان تو چھپا ہی نکل میرے سامنے آ یہ سنکر اسکی جان فنا ہوئی پکارا کہ ای خان قاف مجکو بچاؤ کہ
ملک الموت لینے کو آ گیا قہقہہ نے دیوون سے کہا کہ اسے الماس کے پاس جانے نہ دینا مگر قاسم اس تیزی
سے گیا کہ دیو بڑھتے ہی رہ گئے اور قاسم قریب پہونچ گیا اور ہاتھ جنیو کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے یہ
دیکھکر غریو صف دیوان مین اٹھا کہ وہ مارا بس قہقہہ نے جو دیکھا کہ اسنے الماس کو مار لیا غصہ کھاکے خود بڑھا
ملک قاسم کہ تیغ تو علم کیے ہوے تھا مار بیٹھا کہ ہاتھ اسکا زخمی ہوا ملک قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ الماس
تڑپ رہا ہی ایک ہاتھ اور مارا کہ سر گردن سے اڑ گیا قہقہہ ہر چند ہان ہان کیا کیا کچھ نہو سکا اور قاسم مار کے دیو
الماس کو اپنے دیو کی طرف چلے ادھر سے وہ بڑھا اور قاسم کو جلدی سے پشت پر سوار کر کے لے اڑا قہقہہ نے پیچھا بھی
نہ کیا کہ ایک تو جسکے باعث سے فساد تھا وہ مارا گیا ابکس کے لیے لڑین اس سے دوسرے یہ سمجھا کہ جب یہ اتنے دیوون
مین گھسکر الماس کو مار گیا اور مجھے بھی زخمی کیا تو اسکا تعاقب اچھا نہین مگر قضائے کار اتفاقات روزگار اسی وقت
بدیع الزمان نے بھی چند قدم ہزبر کو پسپا کیا اور کلائیان پکڑ کر جھٹکا مارا کہ یہ اوندھے منھ زمین پر آ رہا بس
شاہزادہ بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا تو تین زور مین سر سے بلند کیا اور دو بار چکر دے کر
زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ دیکھکر غریو ساری فوج مین ہوا کہ وہ دیوزاد کو آدمزاد نے مارا یہان
ہزبر نے چاہا تھا کہ منھ کی کھا کر سنبھلے مگر بدیع الزمان نے سنبھلنے نہ دیا اور جست کر کے سینہ پر کینہ
پر اُسکے سوار ہوے ایک ہاتھ زیر زنخدان اور دوسرا ہاتھ سر پر ہزبر کے قائم کر کے پیچ و تاب جو دیا تو سر اسکا
اکھڑ آیا اور پرنالہ لہو کا گردن سے جاری ہوا دوبارہ لشکر امیر مین غل ہوا کہ وہ مارا وہ مارا ملک قاسم نے
بھی دیکھا کہ آدمزاد نے اتنے بڑے دیو کو سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور پھر چھاتی پر چڑھ کے سر کو دھڑ سے کھینچ لیا
تو انھون نے بھی اپنے دل مین تعریف انکے زور و قوت کی کی اور کہا کہ یہ جوان بھی بڑا زبردست ہی یہ کہتے ہوے
ملک قاسم تو سواری دیوزاد اترے ہوے اور قہقہہ نے جو قاسم کو نہ پایا اور دولت مارے
جانے الماس کی ہوئی کہ وہ اسکے پیچھے چھپا تھا اور دوسرے یہ کہ لاشہ جوان بیٹے کا سامنے تھا اور
وہ مارا ہوا پڑا تھا اور لشکر اسلام مین قبل شادی بجا تھا اور مرنے کی ہزبر کے خوشی ہوئی تھی بس اسکو
تاب نہ آئی اور سردار شمشاد پکڑنے کے طرف بدیع الزمان کے جھپٹا ساتھ ہی جسکے تمام دیو چلے اور آ کے
بدیع الزمان کو گھیرا شاہزادے نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا ادھر امیر نے جو دیکھا کہ فرزند
میرا گھر گیا ہی بس عقرب سلیمانی پکار کر نعرہ اللہ اکبر کمر سے کھینچ کر آ پڑے اور دیوون سے لڑنے لگے

وشہنشاد دلیر نکلا اور بدیع الزمان للکارا کہ ارے اولیس حمزہ تو یہان بھی آیا معلوم ہوا کہ قضا تیری دامن گیر
ہوئی ہی تو اپنے زعم مین مجکو کیا سمجھا ہی دیکھ تو کہ کیا تیرا حال کرتا ہون کہ تو بھی جانے کہ کسی دیو سے
سامنا ہوا تھا یہ کہکر ہزبر نے وار شمشاد بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے داہنی جانب جست
کر کے خالی دیا وار تو دستہ تک زمین مین در آئی اور اُنھون نے تیغ کھینچ کر بڑھ کے وار کیا ہزبر نے جوانمردی
سے ہاتھ قبضہ شمشیر پہ ڈال دیا اور تیغہ پکڑ لیا اُس وقت شاہزادہ دلاور نے گریبان ہزبر کا پکڑا اور اُسنے
بھی گردن پر ہاتھ رکھدیا اب دونون مین کشتی ہونے لگی سب تماشا دیکھ رہے ہین کبھی ہزبر بدیع الزمان
کو بے قابو کرتا ہی اور کبھی بدیع الزمان ہزبر پر غالب آتے ہین غرض یہ تو دونون محو تلاش ہین کہ اسنے
مین دیو الماس خون مین ڈوبا ہوا فلک پر دکھائی دیا کہ یہ ملک قاسم کے ہاتھ سے شاخ تڑوا کر بھاگا تھا
اب جو یہان آ کر پہونچا اور اُسنے مجمع ہم جلسون کا دیکھا تو جان مین جان آئی اور گندے جوڑ کے پاس قہقہہ کے
اُترا اور رو کر کہا کہ ای خان قاف امان امان اُس نے جو دیکھا کہ یہ بھی شاخ نہین رکھتا ہی کسی نے اسکے
بھی شاخ سر سے کھینچ لیے ہین اس سے بشفقت پیش آیا اور دلاسا دیا کہ ای بھائی تم کیون ڈرتے ہو یہان
کوئی نہین آئیگا اور کہو تو سہی کہ کیا ماجرا ہی کون ہی کہ جس نے تمھارا یہ حال کیا ہی کہ گویا جان تمھاری جسم
مین نہین ہی اور لہو بھی بہ رہا ہی الماس نے کہا کہ مین اپنا حال آپ سے کیا بیان کرون ای خان قاف ایک
آدمی ہی اُسنے مجکو بے قابو کیا ہی اور یہ نوبت میری ہم پہونچائی ہی یقین ہی کہ وہ یہان بھی آ جائے بڑا سرہنگ
ہی میرا قابو اُسپر نہین پڑتا ہی اگر وہ یہان آ جائے تو آپ مجکو چھپا رکھیے گا قہقہہ نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اور
وہ یہان کیون آنے لگا بالفرض اگر آیا بھی تو یہ سب تمھارے طرفدار ہین وہ کیا کر سکتا ہی قہقہہ سے
الماس نے کہا کہ وہ ایسا ہی کہ اگر مجکو دیکھ لے گا تو پھر کسی کے روکے نہ رکے گا بڑا سرہنگ ہی جب مجھ
ایسے دیو کو کہ افسر کئی لاکھ دیوون کا ہون اُسنے زخمی کیا تو دوسرے کی اُسکے آگے کیا اصل ہی ہان آپ شاید
مجھے بچائیے تو بچون قہقہہ نے یہ سُنکر قہقہہ مارا کہ تجھپر اسوقت بڑا ہراس غالب ہی اب وہ آئے تو معلوم ہو
یہان تو یہی باتین تھین اور وہان امیر با توقیر کشتی بدیع الزمان کی دیکھ رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ میرا
فرزند دیو سے تلاش دا تہ کر رہا ہی اور یہ بھی دیکھا تھا کہ بعد ہزبر کے آنے کے اور ایک دیو لہولہان آیا اور
قہقہہ کے پاس جا کر چھپا ہی صاحبقران متحیر ہوے کہ بھلا ہزبر تو بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آیا تھا
یہ دیو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اسے کس نے آزار پہونچایا کہ یہ بھی زبردست ہی یہ کیا سانحہ ہی ہنوز سخن
در دہان بود کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا اور پھر اُسی ابر مین ایک چاند جلوہ کنان نظر آیا یہ دیکھ کر
سب نے غل کیا کہ یا امیر کشور گیر آپ دیکھین تو سہی کہ یہ کون ہی یہ سُنکر صاحبقران نے جو نظر کی تو دیکھا
کہ واقعی ایک سیاہی مین چاند کی روشنی پیدا ہی اور وہ سیاہی اور روشنی اس طرف کو بڑھتی آتی ہی
بغور جب نے نگاہ کی تو ہیبت دیو کی معلوم ہوئی اب تو سب نے بالاتفاق کہا کہ دیو ہی کسی نے کہا
ہم کو تو ثابت ہوتا ہی کہ ایک آدمی بھی دیو پر سوار ہی جس طرح ابھی شاہزادہ بدیع الزمان آچکا ہی اور یہ
بھی یہی کہ یہ شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری خاور سپاہ عالی جاہ جو تعاقب دیو الماس مین دیو پر
سوار ہو کے چلا تھا اب آ کے یہان پہونچا الغرض ملک قاسم نے جو قریب پہونچکر نظر کی تو دیکھا کہ ایک جانب فوج دیو
کھڑی ہوئی ہی اور دوسری جانب لشکر آدمزادون کا صف آرا ہی مقابلہ دیوان کو کھڑا ہی یہ دیکھ کر اپنے

بدیع الزمان نے افسوس کیا کہ غنیمت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیا کرون کیونکر اس تک پہونچون کہ پوری فتح حاصل ہو اور
نکلتا جاتا ہے ایک دیو سامنے کھڑا تھا کہ نام اُسکا شہاب تھا بدیع الزمان کو افسوس کرتے دیکھکر عرض کیا کہ
آپ ملال کیون فرماتے ہین مجھپر سوار ہوجیے مین آپ کو اُسکے عقب مین لیے چلتا ہون جہان جائے وہان پہونچ کر
قتل کیجیے بدیع الزمان یہ سُنکر شاد ہوے اور سر پر اُس دیو کے سوار ہوے وہ انکو لیکر سوے آسمان اُڑا اور
بلند ہوا اب آگے آگے تو دیو ہژبر بھاگا جاتا ہی اور پیچھے اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان دیو شہاب پر سوار چلے
جاتے ہین لیکن اب حال امیر آفاق گیر کا سُنیے کہ یہ بمقابلہ قہقہہ سہ چشمی اُترے ہوے ہین اُدھر قہقہہ نولاکھ
دیوون سے اُترا ہی اور طبل جنگ بھی قہقہہ نے بجوایا ہی اور امیر کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجا ہی دونون لشکر
مقابل باہم دیگر صف آرا ہین اُدھر قہقہہ لشکر لیے کھڑا ہی ادھر امیر سلیمان سریر فوج دیوان پشت پر لیے
ہوے کھڑے ہین اتنے مین ہژبر بن قہقہہ سہ چشمی لہو مین تر آیا اور سامنے اپنے باپ قہقہہ سہ چشمی
کے کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ ایک آدمی نے میرا یہ حال کیا ہی کہ شاخ کو میرے توڑ ڈالا ہی کہ مارے درد کے
میری جان نکلی جاتی ہی اور یہ بھی مجھکو یقین ہی کہ وہ یہان بھی آئے گا آپ مجھکو کہین چھپا رکھین اور جان میری
بچالین وہ بڑا سرہنگ ہی قہقہہ نے جو یہ سنا کہ آدمزاد کے ہاتھ سے یہ شاخ تڑوا کے بھاگا ہی تو قہقہہ نے
ہژبر پر غصہ کیا اور کہا کہ ارے نامرد زن صفت ہی تیری زندگانی پر اس جینے سے تو اگر مر جاتا تو بہتر تھا کہ اپنے
کھاجے کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور شکست کھا کر بھاگا آخرہ اشہیر یہ کہ یہان بھاگی بندون مین بیان کر رہا ہی تجھکو
غیرت نہین آتی کہ خان قاف کا فرزند ہوکر اس قدر ڈرتا ہی اور ایسا کانپتا ہی کہ گویا جسم مین جان نہین ہی او
نامرد دور ہو میرے سامنے سے آپ بھی ذلیل ہوا اور ساتھ اپنے مجھے بھی ذلیل کیا جی یہ چاہتا ہی کہ مین خود
تیرا سر کاٹون یہ سُنکر ہژبر کو غیرت دامن گیر ہوئی اور بولا کہ اے خان قاف وہان رنگ لڑائی کا بگڑ گیا تھا
اس سے مین ناچار رہ گیا اگر ہٹ نہ جاتا تو وہ مجھکو مار لیتا اسوجہ سے مین ہٹ کر چلا آیا اور دوسرے
یہ اُفتاد ہوئی کہ شاخ میرے اُسنے تلاش مین پکڑے اور زور ہونے مین وہ ٹوٹ گئے لیکن اب یہان وہ
آگیا تو مین اُسے آپ کے سامنے مار ہی ڈالونگا اور مین کیا اُس سے کمزور ہون وہ میرا کیا کر سکتا ہی
اب آپ دیکھ لینگے کہ جس طرح مین اُسے مار لون گا قہقہہ چپ ہو رہا اتنے مین شہزادہ بدیع الزمان بھی
آپہونچے اور انھون نے دیکھا کہ لاکھون دیوزاد صف بستہ ہین ادھر ملکہ آسمان پری اٹھارہ لاکھ دیوزاد و پریزاد و
جنات کو لیے ہوے کھڑی ہین اُدھر قہقہہ سہ چشمی نولاکھ دیوان ترساتو لیے کھڑا ہی مقابلہ ابھی نہین شروع
ہوا ہی قہقہہ نکلا چاہتا ہی یہ دیکھکر بدیع الزمان نے دیو شہاب سے کہا کہ اب مجھکو جلد یہین اُتار دے
کیونکہ والد ماجد سامنے کھڑے ہین اور ترک ادب ہی سامنے بزرگون کے سوار رہنا دیو نے انکے حکم کی تعمیل
کی اور بیٹھ گیا بدیع الزمان اُسکی پشت پر سے اُتر پڑے اب امیر نے بھی دیکھا کہ پہلے تو ہژبر خون مین
ڈوبا ہوا آیا تھا اب بدیع الزمان بھی دکھائی دیے کہ دیو پر سوار آئے امیر یہ دیکھکر خوش و مسرور ہوے
مگر بدیع الزمان نے آتے ہی باپ کو اپنے سلام کیا اور ہاتھون کو جوڑ کے اجازت خواہ ہوے کہ ہژبر
کو جا کر مارون اگر حکم ہو امیر نے فرمایا کہ جاؤ حافظ مطلق نگہبان ہی بدیع الزمان تیغہ کھینچ کر بے خوف طرف
لشکر قہقہہ کے بقصد قتل ہژبر روانہ ہوے اور قہقہہ نے جو انکو ادھر آتے ہوے دیکھا تو پکارا کہ ارے
ہژبر یہی وہ آیا نکل اور اس سے لڑ ورنہ مین تجھکو قتل کر ڈالونگا کہ نام میرا تو نے خراب کیا یہ سُنکر ہژبر

نے کہا کہ بھائیو یہ بھی تو سمجھ لو کہ امیر کا فرزند ہے اسنے تو بارہا ایسے معرکے امیر کی زبان سے سنے ہونگے اور کچھ سمجھ ہی
کے وار کو اسنے روکا ہوگا ورنہ اگر اپنے کو اس قابل نہ سمجھتا تو کیا خالی دیتا نہ جاتا تھا حربہ دیو کا تھا غش آگیا ہو
تو بعید نہیں ہے اور غش میں دست و پا کی خبر نہیں رہتی مردہ کی اور بیہوش کی حالت ایک ہوتی ہے غرض کہ عیار
دوڑے ہوئے آئے اور شہزادے پر جو نظر کی تو کہا کہ یارو تیور تو درست ہیں اور بشرے سے تو معلوم ہوتا ہے غش
آگیا ہے یہ کہکر پانی کے چھینٹے دیے اور پکارے کہ اے شہریار گردون وقار ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف و گزاف
کر رہا ہے اور آپ کو یہ کہہ رہا ہے لازم ہے کہ آواز سنائیے اور جواب اسکا دیجیے یہ آواز اکوان کاس کی جو شاہزادے
نے سنی اور پانی کی تری سے ہوش آیا پکارے کہ اے اکوان کاس اندیشہ نہ کر ابھی میں زندہ ہوں اور خدا
نے بچایا ہے حکیم کہنے دو اسکو جو یہ کہتا ہے تھوڑی دیر میں معلوم ہوا جاتا ہے کہ کسنے مارا اور کون مارا گیا الغرض کہکر
طرف شیر کے دوڑے اُسنے انکو صحیح و سالم جو پایا دوبارہ سنگول دستہ اُٹھایا اور ہاتھ پر اپنے تانا اور پکارا
کہ اے بیسر کو چکت سلیمان تو بچ گیا اُس ضرب گران سے لیکن اب کی کام تیرا تمام ہوا چاہتا ہے اپنے پیرون سے تو
قبر کا راستہ چلتا ہے کہ میری طرف بڑھ رہا ہے یہ کہکر چرخ دیا کہ سنگول دستہ الماس کا چرخ کہا کر
سر پر بدیع الزمان کے سایہ فگن ہوا بدیع الزمان نے پھر چاہا تھا کہ وار اُسکا پھیل پر روکے مگر خیال آیا
کہ اے بدیع الزمان ایک مرتبہ تو یہ حال ہوا تھا کہ غش تمکو آگیا تھا ابکی ایسا نہو کہ کوئی عضو بیکار ہو جائے تو
خرابی ہو گیا ضرورت ہے کہ حربہ اسکا روکو امیر نے بھی اکثر دیوون کے وار خالی دیے ہیں اور رد نہیں کیے ہیں تمکو
بھی بزرگون کی پیروی کرنا چاہیے ابکی خالی دو روکو مت بس یہ سمجھ کر جیسے ہی اُسنے وار کیا انھون نے آتا ہوا
سنگول دستہ نگاہ میں کیا داہنی جانب اپنا پانوں ہٹایا اور پہلو بدل کر مثل برق تڑپ کے خالی دیا اور اپنے کو
بچایا سنگول دستہ زمین پر پڑا اور دستہ تک غرق ہو گیا دیو پکارا کہ زدم و پست کردم ہے کوئی اسکا خبر گیر کہ غربال
لیکر خاک اسکی چھلنے دیکھے تو ابکی بار کوئی ریزہ پسلیونکا واسطے نشان کے بھی باقی رہگیا ہے یا نہیں بدیع الزمان
نے پہلو پر سے آواز دی کہ او گیدی کسکو تو نے مارا اور پست کیا میں تو موجود ہوں یہ کہکر کلائی پر تیغ پیش کی
ہاتھ ڈالدیا اور لپیٹ زور سے جھٹکا مارا کہ سنگول دستہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انھون نے اُسنے آگے اپنے
کھینچکر پیچ باندھا کہ قابو میں کر لیا لاکھ تڑپتا ہے نکل نہیں سکتا لاکھ تلاش کرے مگر کہان تک بدیع الزمان روکین
کہ وہ بھی دیو کا بچہ تھا اور خود بھی زبردست ہے تڑپکر نکلگیا اور کشتی لڑنے لگا اب بدیع الزمان نے اُسکے زور کو
رد کرنا شروع کیا جب یہ تھک گیا اور ہانپنے لگا تب بدیع الزمان نے اُسکی دونوں کلائیان پکڑ کر جو کھینچی تو یہ
آگے آرہا اور گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بس بدیع الزمان نے جست کرکے شاخ کو اُسکے پکڑا اور زور سے
کھینچی اور زمین کی طرف جھکایا شیر سر کی جان پر صدمہ ہوا اور ایذا پہونچی اُسنے سر کو اپنی طرف کھینچا اور چاہا کہ
شاخ اسکے ہاتھ سے چھوٹے اور میری جان بچے مگر شیر کے پنجے سے شکار کا نکلنا دشوار تھا لاکھ شیر سر
نے زور کیا کہ کسی طرح شاخ ہاتھ سے بدیع الزمان کے نکل جائے ممکن نہوا آخر اسنے جھٹکا مارا اور یہان
بدیع الزمان شاخ کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے کہ کڑاک سے آواز آئی اور شاخ شیر سر کی ٹوٹ کے اب شاخ
تو ہاتھ میں انکے رہی وہ سپید ہوا مگر پرنالہ لہو کا زخم سر سے جاری ہوا کہ یہ لہو میں نہا گیا اور سمجھا کہ اب
جان نہ بچیگی پانون پیچھے ہٹائے دیوون نے شیر سر کو دیکھا کہ سردار ہمارا بھاگا جاتا ہے بس بدحواس ہوکے میدان سے
کنارہ کیا پھر تو شیر سر نے نعرہ دیوان بھاگا اب لہو تو سر سے بہہ رہا ہے کہ یہ خون میں نہایا ہوا ہے اور بھاگا چلا جاتا ہے

ہژبر سے اور سلطان ارزق سے لڑائی ہورہی ہے اور دونون طرف دیو لڑرہے ہین کالا۔ بھالا۔ تیر۔ نکالا۔ سنگول دستہ۔ دار شمشاد۔ آرہ پشت نہنگ۔ آتش چادر۔ برق چادر۔ تختہ سنگدار۔ گولہ فولادی۔ یہ سب حربے چل رہے ہین میدان جدال و قتال گرم ہے ہژبر للکار رہا ہے اور فوج ارزق کی پسپا ہورہی ہے بس یہ حال دیکھکر انجم گروہ رستم شکوہ نے نعرہ کیا اور نو لاکھ دیوون سمیت حملہ آور ہوے وہ لوگ اونسے غافل تھے پہلے ہی وار مین ایک لاکھ دیو ہژبر کے مارے گئے اور باقی پراگندہ ہوے صف ٹوٹی انتظام بگڑا اب ایسی تلوار چلنے لگی کہ جسکا حد و انتہا نہین ہژبر اپنی فوج کو پراگندہ دیکھکر گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ ابھی کیسے جمے ہوے تھے سنا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران سلطان ارزق کی مدد کو آیا ہے القصہ خوب تلوار چلی کہ ایک لاکھ تئیس ہزار دیو ہژبر کے مارے گئے اور تین ہزار دیو سلطان ارزق کے دریاے خون جاری ہوا کشتون کے پشتے نظر آنے لگے آخر کو ہژبر تاب حرب نہ لاسکا اور دیووان کو اپنے ہمراہ لیکر بھاگا بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی فتح ہوئی لڑائی ماری اُنھون نے اپنے لشکر کو فراہم کیا زخمیون کو علیحدہ کرکے حکم علاج کا دیا اور تندرستون کو لیکر چلنے کا ارادہ کیا کہ اتنے مین سلطان ارزق دست بستہ سامنے آیا اور عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار آپ کی بدولت فتح پائی اور باعث سے آپ کے لڑائی فتح ہوئی امیدوار ہون کہ قلعے مین چلکر قدم رنجہ فرمایئے اور میری عزت افزائی کیجیے بدیع الزمان شاہزادہ دوران نے منظور کیا اور ساتھ سلطان ارزق کے باحشمت وجاہ داخل قلعۂ بلور ہوے سلطان ارزق نے صحبت جشن آراستہ کی سامان عیش مہیا ہوا بدیع الزمان تہ جشن مین ہین جام شراب چل رہا ہے وہان ہژبر نے جو سُنا کہ بدیع الزمان قلعۂ بلورین مین اتنے تعاقب مین نہین آسکے تو اسکے جان مین جان آئی ورنہ مارے خوف کے قوت سلب ہوگئی تھی روح تک رو بفرار تھی بس یہ کوئی پانچ کوس قلعۂ بلور سے ہٹ آیا تھا وہین اُتر پڑا رات بھر ساری فوج کو مجتمع کرتا رہا زخمی وغیرہ زخمی کو فراہم کیا علی الصباح پھر سامنے قلعے کے آکر طبل جنگ بجوادیا اور کہا اے دیوو میرے ہاتھ سے یہ آدمی بچکے کہان جائیگا اب دیکھنا کیسا سر معرکہ مارتا ہون بدیع الزمان نے جو یہ سنا کہ لشکر ہژبر مین طبل جنگ بجا ہے اور پھر چڑھ آیا ہے یہ بھی مع فوج نکلے اور باہر قلعۂ بلور سے آکر طبل جنگ بجوادیا تمام رات نقارۂ دن کا شور رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین ہژبر اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا کہ او آدمزاد آ میرے مقابلے کو یہ سنکر اُدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان ایک اسپ دیوزاد پر کہ دیو گھوڑا بنا ہوا تھا اور ساز اُسپر کھینچا ہوا تھا سوار ہوے اور سامنے ہژبر کے آئے اور کہا کہ او بھگوڑے کیا کہتا ہے لے مین آیا ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار ہژبر نے سنگول دستہ پھرا کر اُپر مارا بدیع الزمان نے ایک دیو سے میل فولادی لیلیا تھا سنگول دستہ کو میل پر گانٹھا بفضل ایزد ذو المننن رد تو کیا مگر بیہوش ہوگئے ہر بُن مو سے پسینہ جاری ہوا اور ضرب کا تو بالکل کام تمام ہوگیا وہ دیو مر کے رہگیا کہان حربہ دیو زبردست کا کہان یہ انسان ضعیف البنیان یہی ایسے تھے جو اتنی بڑی ضرب اُٹھا کر جی بیچے ہژبر یہ حال شاہزادے کا دیکھکر پکارا کہ اے دیوو آؤ اور اپنے شاہزادے حمایتی کو دیکھو کہ کام اُسکا تمام ہوا ذرا غور سے دیکھنا کہ پسلیان بھی باقی ہین یا کہ سُرمہ سا ہوگئین کیا آسان جانا تھا دیو سے لڑنا بس انکی فوج مین پہلے سے ہراس تھا اب سب کو یقین ہوا کہ بیشک کام بدیع الزمان کا تمام ہوا کیونکہ دیو دیو ہے آدمی آدمی ہے کہان وہ کہان یہ اور اکثر ہر لیوون

چکا ہون اور جس طرح ہوگا دردانہ پری کو رضوان سے لونگا تو اپنی جان دینے کو کیا سمجھ کر آیا ہے لبس
اگر تو کہے تو مین تجکو تیرے ماں باپ کے پاس کسی دیو کے ذریعہ سے ہوپنچا دون ملک قاسم نے جو یہ
سنا تو کھڑے ہوگئے لیکن سب پریزاد کہ حاضر صحبت تھے ایسے بدحواس ہوئے کہ چھپنے لگے اور سارے
ایوان مین سناٹا پڑ گیا بس پھر تو ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ او گیدی تو بکتا کیا ہے اور کیا جھک
مارتا ہے کیا نہین جانتا ہے کہ جہان ہم لوگ جاتے ہین تا وقتیکہ دشمن کو مار نہین لیتے ہین قدم نہین ہٹاتے
اب بھلا مین بغیر قتل کیے تیرے کب جاتا ہون یہ سنکر الماس نے وار شمشاد قاسم پر مارا شاہزادے
نے وار کو خالی دیا مگر وار جو سنگ لاخ پر پڑا تو شرارے پیدا ہوئے دیو پکارا کہ او آدم زاد افسوس شور
تیرا مین نے نہین کھایا قاسم پکارے کہ اے کلنگ دراز کس کو تو نے مارا مین تو موجود ہون یہ سنکر اسنے
پہلو کی طرف جو دیکھا تو قاسم کو کھڑے پایا بس اسنے غیظ و غضب مین آکے پھر وار ماری اگلی بار شہزادہ
خاور نے تڑپ کر جست کی اور پھر وار کو خالی دیا دیو نے دیکھا کہ دو وار تیرے خالی گئے وار پھینک کر
تیغہ پر ہاتھ ڈالا قاسم نے جلدی سے جست کرکے شاخ اُس کی پکڑ لی اور اس زور سے کھینچا کہ اگر
وہ سر نیچا کردے تو شاخ سر سے اُکھڑ آئے لیکن جب سر اسکا زمین سے جا لگا تو قاسم نے پہلو کی
جانب جھٹکا دیا کہ شاخ سر تڑاق سے ٹوٹ گئی اور دڑدڑ خون کا سر سے اُسکے شل پرنالے کے
جاری ہوا بس الماس بدحواس ہوکے چیختا ہوا بھاگا جب سب پریزادون نے دیکھا کہ آدمزاد نے
دیو کو زخمی کیا اور شکست دی وہ بھاگا جاتا ہے سب جہان جہان چھپے تھے نکل آئے اور قاسم پر
سے زر و جواہر نثار کیا گرد پھرے شاہزادے نے رضوان پری سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ
شکار ہاتھ سے نکل گیا اور اب بھی سامنے بھاگا جاتا ہے لیکن کیا مجبوری ہے کہ نہ تو مین پر رکھتا ہون کہ
اُڑ کے اُسکو مارون اور جانے نہ دون اور نہ کوئی سواری ایسی ہے کہ اسکا پیچھا کرون رضوان پری نے
کہا کہ ای شہریار دولت مدار یہ سب دیو اور پری جو روبرو حاضر ہین آخر کس کام کے ہین جسپر چاہیے سوار
ہوکر پیچھے لگ جائیے یہ غلام آپ کے ہین یہ سنکر ملک قاسم نے دیوزادون کی طرف دیکھا ایک دیو دراز
قد و فربہ کو اشارہ کیا وہ سامنے آکے بیٹھ گیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوئے اُسنے گردن پر بٹھا لیا دونون
پاؤن دونون طرف لٹکے ہوئے ہین اور یہ ملک قاسم کو لیکر اُڑا اور اونچا ہوا اب ملک قاسم نے
نگاہ دوڑائی کہ دیکھون حریف نظر آتا ہے یا نہین دیکھا تو دیو الماس بھاگا جاتا ہے اتنے مین اُسنے بھی جو پلٹ کر
نظر کی دیکھا کہ ملک الموت چلا آتا ہے ملک قاسم نے اُسے اپنی طرف دیکھتے دیکھکر للکارا کہ او نابکار بھاگ کر کہان
جائیگا جہان جائیگا وہین گھسکر مارونگا جان نہیں چھوڑونگا دیو یہ آواز سنکر اور بدحواس ہوکر تیز بھاگا
اب آگے دیو ہے پیچھے ملک قاسم تیغ بکف مگر

دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جو راستے مین خبر آمد قہقہہ کی سنکر اُترے تھے اور سد راہ ہوئے تھے کچھ دنون مین قہقہہ بھی آیا اور پانچ فرسخ پر
اُترا جب یہ سنا کہ امیر راہ روکے ہوئے ہین تو یہ بھی نو لاکھ دیو دن سے اُتر پڑا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان تو یہ ناہزاد پیش ہے

داستان بدیع الزمان کی سنئے

کہ یہ جو کوہ بلور پر ایک لاکھ دیو لیکر واسطے مدد سلطان ازرق کے گئے تھے جب وہان پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ

یہ بات منظور نہیں ہی جسطرح امیر نے مدد آسمان پری کی کرکے حرمت کو اُسکی بچایا تھا اور عفریت کو مارا تھا اُسی طرح آپ میری حرمت کو اُسکے ہاتھ سے بچائیے اور الماس کو ماریئے کہ میری بیٹی کی جان بچے وہ دیو ہی اور ہم نبی جان ہیں ہمارے اُسکے مناسب اور میل کیا ہی میں نے لاہوت کہ عزیز عبد الرحمن حبشی کے ہیں اور علم رمل میں بھی دخل رکھتے ہیں اُنسے پوچھا کہ کئی شکستیں ہو چکی ہیں یہ کسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہاں تو کوئی ایسا نہیں ہی کہ اُسے زیر کرے اُنھوں نے علم رمل سے دریافت کرکے مجھ سے کہا کہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران ملک قاسم کے ہاتھ سے اسکی شکست ہی اور یہ مارا جائیگا اسواسطے لونڈی نے آپ کو تکلیف دی ہی اُمیدوار ہوں کہ آپ دیو الماس کو مار کے جان میری لڑکی کی بچائیے جسطرح آپ کے دادا جان نے شہپال بن شہرخ کی مدد کرکے آسمان پری کو ہاتھ سے عفریت کے بچایا تھا اُسی طرح آپ بھی الماس کو ماریئے خدا آپ کو بہت عرصے تک سلامت رکھے دوست آپ کے شاد دشمن پائمال رہیں آپ کی ذات کرم گستر ہی آپ لوگ بیکسوں کی مدد کرنا لازم جانتے ہیں اور بے بسوں کو نجات رنج والم سے دیتے ہیں شہزادۂ ملک قاسم نے یہ سُنکر کہا کہ ای رضوان پری خیر کچھ مضائقہ نہیں ہی کیونکہ بہ ضرورت تم نے مجھکو بُلایا ہی ورنہ بڑا رنج ہوا تھا کہ حریف کے روبرو سے دیو تمھارا مجھکو اُٹھا لایا تھا اگر وہ شور و غل نہ کرے تو مجھے اسا غصہ تھا کہ اُسے بھی میں نے مار ہی ڈالا ہوتا لیکن خیر جو ہوا سو ہوا اب تم جو کہتی ہو میں وہی کرونگا یہ سُنکر رضوان پری خوش ہو گئی اور بولی کہ ای شاہزادے آپ نے مجھکو مول لیلیا اور بڑا احسان کیا مجھکو معلوم تھا کہ لندھور نے بھی دیو کو مار کے راشدہ پری کو بچایا تھا اگر حضور نہ سرفراز فرمائینگے تو لندھور وغیرہ سے مدد چاہونگی مگر آپ کے ہوتے کیونکر اُنسے کہتی کہ آپ مقدم تھے پہلے آپ ہی سے عرض کیا اور کسی کی ممنون نہوئی یہ کہکر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو کار پردازوں نے فرش انبساط بچھایا اور ارباب نشاط کو لا کر حاضر کیا جام شراب گردش میں آیا ناچ سامنے ملک قاسم کے ہونے لگا پریوں کا ناچ اور پرستان کے باجے عجیب کیفیت تھی ملک قاسم نہایت محظوظ ہوئے اور ایسا وہ ناچ مرغوب ہوا کہ ہمہ تن چشم بنکر دیکھنے لگے اتنے میں ایک پریزاد گلفام جام شراب سُرخ رنگ کا سامنے انکے لائی اُنھوں نے بھی بزم عیش دیکھکر پی لیا اور نشہ ہوا پھر تو اور ہی کیفیت ہو گئی اور دین و دنیا فراموش ہو گئی یہاں تو یہ عالم ہی اور وہاں مخبروں نے دیو الماس سے جا کر کہا کہ رضوان پری نے پردۂ دنیا سے ایک آدمزاد کو واسطے مدد کے بلوایا ہی جسطرح شہپال بن شہرخ نے امیر کو بلا کے عفریت کو قتل کروایا تھا اب وہ آدمی آیا ہوا ہی اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی اور دردانہ پری بھی پاس اُسکے بیٹھی ہی کیا عجب ہی کہ رضوان پری دردانہ پری کو اُسی سے منسوب کر دے الماس نے جو یہ سنا آگ لگ گئی اور وزیر شمشاد پکڑ کے طرف رضوان کے چلا کہ اب اُس عورت کی شامت آئی ہی کہ آدمزاد کو واسطے مدد کے بلایا ہی بلکہ اُس آدمی کے سبب سے جان اُسکی بھی جائیگی پہلے اُس آدمی کو قتل کر لوں تو پھر اس رضوان کو مارونگا یہ سنکر سب دیوؤں نے تعریف الماس کی کی کہ بھلا تیرے سامنے آدمی کی کیا اصل ہی الماس تعریف اپنی سنکر اور پھولا اور چڑھ دوڑا ایک ساعت میں جا پہونچا تو دیکھا واقعی ملک قاسم پاس دردانہ پری کے بیٹھے ہوے ہیں اور دور شراب کا چل رہا ہی ناچ ہو رہا ہی بس ہمہ تن آتش غیظی ہو کر شعلہ ور ہوا اور پکارا کہ او آدمزاد سفید دندان و سیاہ سر ارے تو یہاں کیونکر آیا اور کیا سمجھ کر یہاں بیٹھا ہی کچھ خوف تجکو ہمارا نہوا تو نہیں جانتا کہ میں کئی لڑائیاں مار

آسمان دیکھکر ملک قاسم کو چلایا کہ ای لڑکے اب کہان جاتا ہی ذرا سامنے تو آ دیکھ کیا حال کرتا ہون یہ تو یونہین
بکتا رہا اور پنجہ ملک قاسم کو لیکر غائب ہوگیا ترک توسن نے اپنے ملازمون سے کہا کہ دیکھا تم نے کیسا قوی
لڑکا میری نہیب شمشیر سے بھاگا جب اُسنے یہ دیکھا کہ اب مین مارا جاؤنگا تو سامنے سے میرے چلا گیا تم دیو
نے حمایتی تو لگا ہی رکھے ہین کہ دیو و پری نگاہون سے پوشیدہ لگے رہتے ہین اور تاکید ہی کہ اگر تجھکو یا میری اولاد کو
مصیبت مین مبتلا دیکھنا تو اُٹھا لیجانا وہی دیکھ رہے تھے اور اُٹھا لیگئے سب نے ترک توسن کی تعریف کی کہ آپ
ایسے ہی ہین بھلا کہان آپ اور کہان وہ لڑکا یہ سُنکر ترک پھر کر خیمے مین گیا اور لڑائی اُس روز موقوف رکھی ادھر لشکر
مین قاسم کے سناٹا ہوگیا جسکو دیکھا بیدم پایا یہان تو سناٹا ہی اور سب اُداس ہین کہ دیکھا چاہیے اب ترک
توسن کیا کرتا ہی اور وہان شاہزادہ قاسم نے جو دیکھا کہ کوئی مجکو زمین سے اُٹھا کر لیے جاتا ہی بس یہ خیال کیا کہ
دیکھے تو لو کہ یہ ہی کون اور چہار طرف ہاتھ دوڑایا کسی کو بھی نہ پایا پھر تو انھون نے ہاتھ اونچا کیا تو اتفاق سے ایک
شاخ اُنکے ہاتھ مین آگئی اور وہ دیو تھا کہ پنجہ بنکر لے چلا تھا بس ملک قاسم نے شاخ اُسکی زور سے کھینچی کہ اگر وہ
دیو سر تا زمین جھکا نہ دے تو یقین تھا کہ شاخ ٹوٹ جاتی مگر اُسنے غل مچایا کہ ارے لڑکے کیون مجھے ہلاک کرتا ہی مین
تیرا دشمن نہین ہون شاخ کو میری چھوڑ دے تجھے پرستان لیے چلتا ہون یہ سنکر ملک قاسم نے شاخ اُسکی چھوڑ دی
اُسنے اُنکو پرستان مین پہونچا دیا کہ ایک مجمع دیو و پری کا تھا مکان مین دردانہ پری کے ہزارہا دیو و
پری بیٹھے تھے مگر اُنھون نے کسی کو نہین دیکھا کیونکہ دیو پری آدمی کو نہین دکھائی دیتے تا وقتیکہ
سُرمہ سلیمانی آنکھون مین نہ لگا ہو رضوان پری ماں دردانہ پری کی دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اُسنے
حکم دیا کہ جلد انکی آنکھون مین سُرمہ سلیمانی لگاؤ کارندون نے حسب الحکم میل سرمہ کی آنکھون مین
پھیر دی اب تو قاسم نے دیکھا کہ پریزاد لباس جواہر دوز پہنے ہوے بیٹھے ہین اور مجمع پریون کا
دروازے پر ہی ایسی پریان ایسے مجمع اُنھون نے کبھی دیکھے کاہیکو تھے محو تماشا ہوگئے لیکن
رضوان پری نے باادب اُنکے سامنے آکے سلام کیا اور عرض کیا کہ لونڈی کو آپ نے سرفراز کیا عزت
بڑھائی کہ نبیرہ سلیمان ثانی کا قدم میرے گھر مین آیا آبرو بڑھی مین ساری عمر سرنگون آپ کے احسان کی رہونگی
یہ کہکر اندر ایوان طلائی کے لیگئی قاسم نے اندر آکر عجب عمارت بازیب و زینت دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی
اور وہان دردانہ پری نے جو ملک قاسم کو دیکھا کہ ایک جوان مہ لقا بالباس سرخ آیا ہی یہ بھی فریفتہ ہوئی
رضوان پری نے ملک قاسم کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہو رہی اسمین
اُس دیو نے کہ ملک قاسم کو لایا تھا ہاتھ باندھکر رضوان پری سے کہا کہ مجکو تو اس بہادر نے مار ہی
ڈالا ہوتا کیا کہنا ہی انکے زور و قوت کا پکڑ کر شاخ کو میری اس زور سے جھکا دیا تھا کہ اگر مین فریاد نہ
کرتا تو شاخ میری میرے سر مین قائم نہ رہتی لیکن جب مین نے کہا کہ مین دشمن نہین ہون اور پرستان لیے
چلتا ہون تو میری شاخ چھوڑ دی نہین تو مار ہی ڈالا ہوتا رضوان پری نے کہا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور
اور ملک قاسم نے رضوان پری سے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ تم نے جو مجکو حریف کے سامنے سے بلوا لیا اسکا
کیا سبب ہی اور مطلب اپنا مجھسے کہو کہ کیا ہی رضوان نے عرض کیا کہ میری لڑکی دردانہ پری یہ جو سامنے
لیے بیٹھی حاضر ہی اسکی ابھی شادی نہین ہوئی ہی ایک دیو الماس بیٹا سمات کا ہی وہ اسکے حسن و
جمال پر عاشق ہی اور مجھسے طلب کرتا ہی کہ اس کے ساتھ شادی مین کرونگا مجھے دے لونڈی کو

پھر یہ سوچا کہ ای ترک بھاگ جانا بھی اچھا نہین ہی کیونکہ سب خلق تجھکو ہنسیگی کہ اتنا بڑا جوان اور اسقدر لشکر
رکھتا تھا اور ایک لڑکے سے بھاگ گیا یہ بات خوب نہین ہی قبل از مرگ واویلا نہ کرنا چاہیے پہلے ایک مقابلا
کر لے جب زخمی ہونا تو علاج کے بہانے سے بھاگ چلنا یہ سوچکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کیون صاحبو بھلا یہ لڑکا
ہمسرا کر سکیگا اور اب مین اتنی جلدی اسکو مارے لیتا ہون کہ تم سب کو حیرت ہوجاے بجاؤ طبل جنگی پھر صبح
کو جو کچھ ہوگا آپ ہی دیکھ لینا مین کیون ابھی شیخی مارون یہ سنکر سب نے تعریف ترک کی کی کہ بھلا یہ بچا
سا بنا وہ کیا کریگا وہ وہی ہی آپ آپ ہی ہین نہین معلوم کہ نجومی لوگ کیا کہتے ہین بلکہ ہمکو تو یہ ثابت
ہوتا ہی کہ نجوم مین تھوڑی سی بات بہت معلوم ہوتی ہی وہی نظر آیا ہوگا شاید کہ لڑائی مین آپ کے قدرے زخم سر آنے
انھون نے اسکو ایسا طول دیا یہ کہکر طبل جنگی ملازمان ترک توسن نے بجوا دیا آواز نقارہ رزمی کی پیدا ہوئی
معاً ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت مین شاہزادۂ نامور کے حاضر ہوے اور بیان کیا شہزادے نے فرمایا کہ ہمارے
یہان بھی کوس حربی بجے کچھ اندیشہ نہین ہی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ مردان میدان
اسباب رزم کو دیکھتے رہے تمام شب بیداری جانبین مین رہی صبح کو دو سپاہ مین جنگاہ مین آئین ادھر
سے ترک توسن یلطاقی کرگدن مست پر سوار چالیس لاکھ ترک خون آشام نشست پر ادھر سے شاہزادہ
گورزاد بن حمزہ کو ملک قاسم نے تخت پر سوار کیا آپ بعہدۂ سپہ سالاری آگے آگے تخت کے گھوڑے
کو جولان کرتا ہوا لباس یاقوتی زیب تن کیے ہوے ایک طرف کو ترک زرہ پوش بیٹا ترک توسن یلطاقی
کا دوسری جانب معظم خان بن بہرام گرد لباس سرخ پہنے ہوے کئی لاکھ کی جمعیت سے میدان کارزار
مین صف آرا ہوے غرضکہ ترک توسن یلطاقی میدان مین نکلا اور پکارا کہ ارے وہ لڑکا خاوری کہان
ہی آئے میرے سامنے اسطرح مار ڈالون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا آتشکو روئین یہ سنکر قاسم کو غصہ
آیا اور چھیڑ کر خوشخرام تیز گام کو معرکہ جنگ کے عازم ہوے اور سامنے شاہ کے آے گورزاد بن حمزہ سے
اجازت چاہی انھون نے کہا کہ ای شہزادے ابھی کیون جاتے ہو اور کسی کو بھیجو اسکی لڑائی کا اندازہ دیکھ
پھر جانا ابھی تمھارا جانا مناسب نہین ہی قاسم نے یہ سنکر ناک بھون چڑھائین اور دل مین کہا کہ چچا جان
بھی نہایت کم جرأت ہین کہ مجکو روکتے ہین اور ظاہر مین یہ کہا کہ ظل اللہ کیا آپ نے نہین سنا کہ وہ مجکو
بلاتا ہی اور نام لیتا ہی پھر اب مین کیونکر نہ جاؤن وہ یہ نہ سمجھیگا کہ قاسم مجھسے ڈر گیا اور نہ نکلا یہ سنکر
گورزاد نے کہدیا کہ بہتر آپ ہی جائیے مین نے نہین سنا تھا کہ اسنے آپکو پکارا ہے بس ملک قاسم گھوڑا اڑا کر
سامنے ترک توسن کے آے اور تگاور زن ہوے چھ قدم گھوڑا ترک کا پسپا ہوا ترک کو غصہ آیا
اور پکارا کہ سن تو سہی او لڑکے خاوری کہ تو نے جو طلسم کو فتح کیا اور مال و خزانہ و بارگاہ وغیرہ کو لیا
تو کچھ شاہ ترکستان کے لیے نہ لایا اسکی کیا وجہ قاسم نے کہا او کیدی تو بکتا کیا ہی اور کہتا کیا ہی تو بھی
اس قابل ہوا کہ خاور سیاہ تجکو نذر دیتا بس خبردار زیادہ کلام مت کرنا لا ضرب کونسی رکھتا ہی ترک
نے برچھا مارا انھون نے برچھے کو برچھے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی کہ سترھوین طعن مین سنان
نیزے کی قاسم نے نکالدی جب اسے خبر بھی نہوئی کہ کب سنان نکل گئی تو قاسم نے چھڑ کو چھڑ پر
مارا کہ ڈانڈ ترک کے نیزے کی ٹوٹی یہ اور بھی خفیف ہوا تلوار کھینچ لی چاہا تھا کہ وار کرے کہ ایک پنجہ پیدا
ہوا اور قاسم کو اٹھا لے گیا یہ دیکھ کر ترک کی جان مین جان آئی ورنہ بیدم ہو رہا تھا سوے

پہچانی ہی وہان یہ بھی کیجیے کہ مجھکو میرے لشکر تک پہونچوا دیجیے لشکر میرا روبرو ترکستان کے پڑا ہوا ہی محروق جادو
نے کہا کہ اے فرزند چلے جانا ابھی میں نے تمکو اچھی طرح دیکھا نہین ہی دعوت تو کرلون جلدی کیا ہی قاسم نے کہا
کہ مین بمقابلہ ترک توسن یلطاقی کے تھا جب پنجہ لیگیا تھا یعنے صلصال نے بلوا لیا تھا اور وہ قتل کرتا تھا
کہ آپ بچا لائین ملازم میرے اور رفیق میرے سب پریشان ہونگے کیونکہ ترک توسن پہلوان زبردست ہی سب
خدا جانے اُسنے کیا حال میرے لشکر کا کیا ہوگا سوا میرے لشکر مین کوئی اُسکے مقابل کا نہین ہی میرا جلد بھیجدینا مناسب
ہی یہ سُنکر محروق جادو نے تخت پر قاسم کو سوار کیا اور کئی ساحر اپنے ساتھ اُنکے کردیے اور تاکید کردی کہ
خبردار خوب دریافت کرکے انکو انکی فوج مین پہونچا دینا دھوکا نہ کھانا کہ کہین کسی اور کے لشکر مین اُتار دو
اگر ایسا کیا تو سزا دونگی اور پہونچا کر رسید انکی مُہری لا کے مجھے دو ساحر بموجب حکم ملکہ محروق کے تخت کو لیکر
اُڑے اور تھوڑی ہی دیر مین انکو ترکستان مین لے آئے جب قاسم نے قلعہ ترکستان کو پہچان لیا تو کہا
ارے جادوگرو ہمکو یہین اُتار دو لشکر ہمارا یہین ہی وہ سامنے جو لشکر مین نشان اور جھنڈے معلوم ہوتے
ہین وہی ہماری سپاہ ہی اُنھون نے کہا کہ شاہزادہ عالم ملک قاسم ابھی فاصلہ بہت ہی یہان اُترنا بہتر نہین
ہی کیونکہ آپ بلند ہین اس سے نزدیک معلوم ہوتا ہی ابھی ہم نہ اُتارینگے قاسم نے اُنکو گالیان دین اور کود
پڑنے کو مستعد ہوے آخر اُنھون نے مجبور ہوکے تخت زمین پر اُتارا اور مہر کروائی اور رسید لیکر راہی ہوے
یہ تیغ بکف چلے چلتے چلتے عاجز آگئے خدا خدا کرکے بعد قطع مسافت قریب جو پہونچے اور انکے لشکر نے انکو آتے
دیکھا سب دوڑ پڑے ہرکارون نے ترک توسن سے جو یہ دیکھا کہ باحشم و خدم لشکر ملک قاسم کا ایک
طرف کو گیا ہی اور سنا کہ ملک قاسم آتے ہین دوڑکر ترک توسن سے خبر کی کہ لشکر حریف کا جو بھاگا
ہوا گیا ہی سبب یہ ہی کہ وہ لڑکا جسنے پنجہ لیگیا تھا اب کہین سے آیا ہی لوگ اُسی کو لینے کو گئے ہین ہرکارے
یہ کہ رہے تھے کہ آواز شادیانون کی پیدا ہوئی اور توپین داخلے کی چھوٹنے لگین نوبت و نقارے بجنے لگے
ترک توسن یہ سُنکر زرد ہوگیا اور اندام مین رعشہ پڑگیا مانند برگ بید کے تھرایا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین آخر
بارگاہ سے اُٹھ گیا اور خیمے مین جاکر سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک سیاہی پیدا ہوئی ہی اور اُسنے آکے میرے تمام لشکر کو
گھیر لیا ہی اور اسقدر اندھیرا ہی کہ دم گھٹا جاتا ہی ہرچند آنکھون کو مل ملکر اُسنے دیکھا بجز تیرگی کے کچھ نہ دکھائی
دیا جب تو یہ گھبرایا اور خواب مین بدحواس ہونے لگا اتنے مین ایک لکیر نور کی درمیان اُس تیرگی کے پیدا
ہوئی اور پھیلنے لگی اور اُس سفیدی مین ایک باز سفید بلکہ شہباز تیز پرواز کنان آیا اور اُس شہباز نے سر پر
ترک توسن کے اس زور سے منقار ماری کہ بھیجا نکل آیا اور سر مین اسکے سوراخ پڑگیا یہ دیکھکر آنکھ کھل
گئی گھبرا کر سر کو ٹٹولنے لگا کہ زخم تو نہین ہی غرضکہ جب صبح کو دربار کیا تو نجومیون اور کاہنون کو بلایا اور خواب اپنا
بیان کیا اور کہا کہ تعبیر کا خواہان ہون اُنھون نے کہا کہ اے شاہ ترکستان بدان و آگاہ باشید کہ وہ سیاہی کفر کی
ہی اور سفیدی جو تو نے دیکھی تو یہ نور اسلام ہی اور باز سفید وہ باز نہین ہی بلکہ شیر بیشۂ خاوری نبیرۂ
صاحبقران ذیجاہ ملک قاسم خفتان خونریز خاور ہی اور یہ لڑکا وہی ہی کہ جس سے تمھاری سلطنت
کو زوال ہوگا اور عجب نہین کہ وہ تجھکو زخمی کرے اور کیا بعید ہی کہ جان بھی تیری ہاتھ سے اُسکے جاے
کیونکہ زخم سے مغز سر کا نکل آنا دلیل جان کے جانے کی ہی یہ سُنکر ترک توسن بہت پریشان ہوا
اور ارادہ بھاگ جانے کا کیا کہ جان ہی تو جہان ہی اگر جان جائیگی تو دولت دنیا کس کام آئیگی

یہ سنکر کہا کہ تم تو بہ نسبت میرے سن رسیدہ ہو اور عمر تمھاری مجھے زیادہ معلوم ہوتی ہی اور اطوار تمھارے یہ ہین کہ
اپنے سے چھوٹون پر عاشق ہوتی ہو یہ بہت بری حرکت ہی اگرچہ مین یہ جانتا ہون کہ وہان میری جان جاتی اور
یہان آنے سے جانبری ہوئی لیکن وہ مرنا مجھے اس جینے سے بہتر تھا کہ تم میرے منہ پر کہتی ہو کہ مجھے تم سے
محبت ہی یہ باتین قاسم کی سنکر وہ عورت ہنسی اور کہا ارے لڑکے مین تیری بزرگ ہون کیا بزرگ خردون
سے محبت نہین رکھتے ہین قاسم نے کہا مین بھی آپکو اپنا بزرگ جانتا ہون مگر آپ کس رشتے سے میری بزرگ
ہین اس عورت نے کہا کہ مین زوجہ ہون شیرویہ کی اور بہو ہون امیر کی امیر نے مجھ سے وعدہ کیا ہی کہ مین ضرور
تمکو ساتھ شیرویہ نامدار کے بیاہونگا اور شادی کر دونگا مگر وقت کا تقتضا ہی کہ ابتک بے نیل مرام ہون
اور وصل سے شاہزادے کے ناکام ہون دیکھیے کب تک فلک ناکامیاب رکھتا ہی اب سمجھے کہ اب بھی
نہین مین چچی تمھاری ہون خدا تمکو سلامت رکھے یہ سنکر قاسم نے کہا کہ حقیقت مین اس منورعہ سے تم
میری چچی ہو اسمین فرق نہین شیرویہ بیشک میرے چھوٹے چچا ہین انکا نام مین نے اپنے والد سے
سنا ہی اور مان نے میری سبکے نام بتلا دیے ہین مگر ابھی مین نے اپنے عزیزون کو دیکھا نہین
بھلا جا ہیگا تو اب دیکھ لونگا لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہی اور حیرت کا مقام ہی کہ تم کیسی بہو امیر با توقیر کی
ہو اور زوجہ انکے فرزند کی کہ سر میدان بالاے کوہ بے پردہ و حجاب بیٹھی ہوئی ہو کچھ شرم و لحاظ میدان مین
پھرنے کا اور صحرا نوردی کا نہین نام کی تو غیرت چاہیے امیر کی بہو ہوکر اور یون پڑی پھرتی ہو جو
کوئی سنیگا تو انکو کیا کہے گا تمھارا تو کچھ نہ جائیگا انکا نام خراب ہوگا ایک تم بہو امیر با توقیر کی ہو اور ایک
ہماری مان ہین ملکہ خورشید خاوری کہ کیسی مجھپر عاشق و شیدا ہین کہ روح و جان مجھکو سمجھتی ہین اور
ایک لحظہ نظر سے اوجھل رہنا شاق ہی مگر جبکہ مین ترکون سے لڑنے کو قلعۂ خاور سے باہر نکلا تو وہ اسقدر
بیتاب تھین کہ جسکی حد نہین مگر پردے سے باہر قدم نہین نکالا کیونکہ بے پردگی انکی باعث ہتک حرمت
بزرگون کی تھی اور وہ زوجہ علمشاہ رومی کی ہین باپ میرے اگر سن لیتے کہ زوجہ میری بسبب بیٹے کی محبت
مین گھر سے نکل پڑی تو انکو بھی بہت ملال ہوتا اور خدا جانے کیا عوض اسکا کرتے دوسرے عالم دیکھکر
ہنستا کہ واہ کیسی بہو امیر کی ہین کہ شرم و لحاظ نہین گھر سے نکل پڑین بہوون کا یہ شیوہ نہین ہوتا کہ
گھر سے باہر قدم نکالین کیسی ہی مصیبت کیون نہو اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آپ جھوٹھ بولتی ہین
استغفر اللہ مجکو کبھی اعتبار نہ آئیگا کہ تم میری چچی ہو اور بہو صاحبقران عالیشان کی ہو یہ سنکر محروق
جادو نے کہا ای فرزند تمھاری مان ہین اور مجھ مین بڑا فرق ہی وہ جو باہر نہین نکلین اور قدم گھر سے
نہین نکالا تو باعث یہ تھا کہ وہ لوگ بجز میانے اور چنڈول اور مہاڈول کے کسی چیز پر سوار نہین ہوتے
ہین اور ہم لوگ سوا تخت کے دوسری سواری نہین رکھتے اور ماسوا اسکے مان تمھاری عقد مین
شاہزادۂ رستم پیلتن کے ہین کیونکر باہر آئین اور مین تو پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ ابھی عقد میرا ساتھ شیرویہ
کے نہین ہوا فقط امیدوار ہون اور امیر اقرار کر چکے ہین دیکھیے کب مدعا حاصل ہوتا ہی اور ہم لوگ
ساحر ہین سر میدان لڑتے ہین پھرنا کیسا محروق جادو ہمارا نام ہی قاسم نے کہا کہ اب مین نے جانا
بیشک آپ میری چچی ہین اور مہربانی بزرگانہ فرماتی ہین کہ زیر تیغ مجکو دیکھکر بلوالیا اور جان کو میری
بچایا مین ممنون آپکا ہون اللہ آپکو سلامت رکھے لیکن اب امیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ مہربانی فرمائی ہی کہ جان میری

پھر بجھا گئے نا کہاں سبب لوگ اسکے خبر کو ہو گئے اور صورت یہ تھی کہ ملک قاسم کو جو بچہ لیا تھا تو باعث
اُسکا یہ تھا کہ خان اعظم جو چھپکر غار افراسیاب میں بیٹھا تھا تو ساحروں کو اُسنے تعین کیا تھا اس ارادہ سے کہ
جہاں جہاں تیرا جھنڈا جہان سے نقارہ لیکر ونگا جب یہ خبر پہونچی کہ امیر یہاں نہیں ہیں اور ترکستان میں
ملک ترک توسن نے بت پرستی جاری کی ہے تو اُسنے تامل کیا کہ اب جانا کیا ضرور ہے امیر تو یہاں ہیں نہیں تم
ترک توسن ہم مذہب ہیں اور یہ بھی یقین ہے کہ جسوقت میں ترکستان میں جا رہا ترک توسن ضرور مجھکو
نذر دیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ ابھی نہ جاؤں مگر اب جو اُسنے یہ خبر سنی کہ کوزراد نے تمرد اور ساحر کو
ترک توسن پر چڑھ گئے ترک توسن بھی بھاگا ہے یہ خبر سنکر خان اعظم نے ایک ساحر کو حکم
دیا کہ جلد جاکر تو قاسم کو اٹھا کر ہمارے پاس لے آ ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ کیسا جوان ہے جو اور کی ملک سے بہت
و بازو رکھتا ہے بس اسکے حکم سے وہ ساحر آیا اور قاسم کو اٹھا لیچلا راہ میں قاسم نے اُس سے پوچھا
کہ تو کون ہے اور ہمکو کہاں لیے جاتا ہے اُسنے کہا کہ تجکو خان اعظم نے بلایا ہے میں اُسکے پاس تجکو لیے
چلتا ہوں ڈرتا کیوں ہے قاسم نے نام خان کا سُنکر کہا کہ وہ کیا کیدی ہے جس سے میں ڈرونگا یہ تو
بہت بہتر ہوا جو اُسنے مجھکو بُلایا دادا جان کے سامنے سے وہ بھاگا تھا اب میں چلکر اُسکو قتل کرونگا
غرض کہ بچہ نے قاسم کو غار افراسیاب میں سامنے صلصال کے چھوڑا قاسم نے خان کو دیکھکر
بطریق اہل اسلام سلام کیا خان نے کہا اے لڑکے تو کسکو یہاں خدا پرست سمجھا ہوا ہے جو اسطرح سلام
کرتا ہے اور تو نہیں جانتا کہ ہم سب بندے لات و منات کے ہیں ہمارے سلام کرنے کا یہ دستور نہیں ہے
تونے خدائے آسمان کا نام لیکر سلام کیا اور کچھ خوف ہمارا نہ کیا بس تیرے لیے بہتر یہ امر ہی میں ہے کہ لات
و منات کو سجدہ کر نہیں تو تیرے حق میں بہت برا ہوگا اسے اپنے دل میں خوب طرح سمجھ لے کہ مفت میں مارا
پڑیگا یہ جو قاسم نے سنا تو صد ہا بار لات و منات پر لعنت کی اور خان اعظم کو بھی کلمہ سخت کہے
اُسنے غصے میں آکر اپنے لوگوں سے کہا کہ جاکر اس لڑکے زبان دراز کو قتل کرو بڑا بدزبان ہے کہ ہمارے سب
میں خداوندوں کی بے ادبی کرتا ہے ملازموں نے صلصال کے جلاد کو پکارا وہ اسی وقت حاضر ہوا
صورت بیکہ ناک کان کے ہار گلے میں پہنے ہوئے بہت مہیب صورت نیلی پگڑی سر پر لپیٹے ہوئی اور
کے خون پونچھنے کا رومال شانے پر پڑا ہوا سامنے ملک قاسم کے آکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے لڑکے
اب زندگی تیری نہوگی کہ حکم خان اعظم کا تیرے قتل کو ہو چکا ہے جو کہنا ہو کہہ لے جو سنا ہو سن لے کہ
آرزو تیری نکال دیجائے بعد کو پھر قتل کریں قاسم نے کہا کچھ مجھکو کہنا سنا نہیں ہے تو اپنے کام
میں مشغول ہو مگر یہ کر کہ میرا منہ قبلہ کی طرف پھیر دے بس یہی آرزو میری ہے اُسوقت جو لوگ وہاں
تھے خرد سے کلان پیر سے جوان تک سب افسوس کمسنی پر قاسم کی کر رہے تھے کہ یکایک برق چمکی
اور بجلی پیدا ہوا قاسم کو اٹھا لیگیا سب دیکھتے رہگئے قاسم کی جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک پہاڑ پر
دیکھا اور سامنے ایک دختر بیست سالہ کو دیکھا کہ وہ عورت لباس سفید اور زیور نکلف پہنے ہوئے
ہے اور نہایت حسینہ اور جمیلہ اور شکیلہ تھی اور ہزار ہا کنیزیں مصاحبیں انیسیں جلیسیں جادوگرنیاں
خدمت میں اُسکی حاضر ہیں اور خدمتگذاری میں اُسکی مصروف ہیں قاسم نے اُس سے کہا کہ کیا تم مجھپر عاشق ہو
جو تم نے مجھکو یہاں بلوایا ہے اُسنے جواب دیا کہ محبت تو مجھکو بیشک بہت ہے اور دل سے تمپر فدا ہوں قاسم نے

آپ کو یہی چاہیے کہ کلمۂ توحید ورد زبان فرمائیے اور مکافات کو اپنے خدا سے معاف کرائیے دنیا چندروزی ہے اسکا
کچھ اعتبار نہیں ہے عقبیٰ کو پاک کیجیے اور مسلمان نہونے میں خسر الدنیا والآخرہ ہے دیکھیے کہ جس وقت سے
آپنے اسلام اختیار کیا تھا سب طرف سے مطمئن ہوئے تھے ساری فکریں آپکی بدل بخوشی ہوگئیں تھیں
اور سب اہل اسلام وقت مصیبت میں آپکے شریک ہوتے تھے اور ماسوا اسکے یہ تو اپنے دل میں سوچیے
کہ امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان نے کیسا احسان آپ پر کیا ہے کہ بادشاہی ترکستان کی آپکو دی ہے اگر
انصاف کیجیے تو اُنکے احسان سے سر آپکا اٹھ نہیں سکتا اور اب بھی کچھ نہیں گیا ہے آپ میرے ہمراہ تشریف
لیچلیں میں بادشاہ سے آپکو ملوادوں اور آپکو اپنے ساتھ لیچلوں یہ کلمات سنکر ترک توسن کو غصہ آیا
اور نیزہ سینہ لے کینہ ترک جوشن پوش پر مارا ترک نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا اور برکت اسلام سے
بائیسویں طعن میں نیزہ ترک توسن کا نکالدیا اُسنے خفیف ہو کر غصے سے تلوار ماری ترک بن توسن
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار اُنگل سر میں اُتر گئی دستانہ مارا تلوار جھنا کے نکل گئی
بادشاہ نے جو یہ حال دیکھا لوگوں سے کہا کہ ارے ترک زخمی ہوا لاؤ اُسے لوگ دوڑے وہاں ترک
توسن نے اُسے زخمی دیکھکر دوسرا وار کیا اب کی ترک بن توسن نے خالی دیکر خود بھی تیغۂ آبدار
کھینچکر بقوت تمام وار کیا ترک توسن نے سپر سامنے کی اور سر کو عقب میں سپر کے چرایا مگر تلوار نے
سپر کو کاٹا وہاں سے عیال مرکب پر گری اور گھوڑے کو زخمی کیا گھوڑا تاب زخم کی نہ لایا اور گر کر تڑپنے لگا
ترک توسن کو دیرا ملازم اسکے اسے پیدل دیکھکر اور گھوڑا لیکر دوڑے ترک توسن جب تک
گھوڑے پر سوار ہو بادشاہ کے لوگ بھی پہونچ گئے اور ترک جوشن پوش کو سمجھا بجھا کر
بارگاہ شاہی سے ڈیرا کر پھر لائے وہاں ترک توسن نے گھوڑے پر سوار ہو کر پھر مبارز طلب کیا
اب کی معظم خان بن بہرام گرد بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آئے اور ہمتگاور ہوئے بعد اسکے
ترک توسن نے تیغہ مارا معظم خان نے سپر پر روکا اور خود بھی وار کیا دو دو تین تین ہاتھ چلے
تھے کہ ایک مرتبہ قدرے سر معظم خان کا زخمی ہوا اس بہادر نے بھی جو غصے میں آکر تلوار ماری ترک
توسن بھی زخمی ہوا ابکی بار جو ترک توسن یلطاقی نے تلوار ماری معظم خان تو بچے مگر گھوڑا مارا گیا
ملازمان لشکر اسلام اور گھوڑا لیکر دوڑے مگر جب تک وہ لوگ آئیں معظم خان نے ترک کے گھوڑے
کو بھی پی کر ڈالا اُسکے بھی ملازم گھوڑا لیکر چلے پہلے معظم خان کا مرکب آگیا یہ جست کرکے سوار ہوئے
اتنے عرصے میں ترک کا گھوڑا بھی ملازم لائے وہ سوار ہوا اسوقت لوگوں نے ترک توسن سے
کہا کہ اے شاہ کاہن و منجم منع کرتے ہیں لڑنے کو کہ آج ستارہ اچھا نہیں ہے اگر آپ اسوقت چلے نہ آئینگے
تو کیا عجب ہے کہ ایذا پہونچے اور آپ تکلیف میں مبتلا ہوں یہ سنکر ترک توسن نے طبل بازگشت بجوایا
اور پھر کے اپنے لشکر میں آیا اور سب کو پھیر لایا یہ دیکھکر معظم خان بھی اپنے لشکر میں چلے آئے
اور خدمت میں شاہزادہ گورزاد کی حاضر ہوئے گورزاد بن حمزہ صاحبقران سب کو ساتھ لیکر
داخل بارگاہ ہوئے وہاں بعد تھوڑی دیر کے سب ترکوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام ایک جانب
بھاگا جاتا ہے اور سب خوشیاں کرتے ہوئے دوڑے چلے جاتے ہیں یہ دیکھکر ترک توسن سے
خبر کی اُسنے حکم دیا کہ تم لوگ دریافت کرو کہ یہ سب کہاں دوڑے جاتے ہیں لڑائی آج موقوف ہے

ڈرتے ہو خدا کو تو نہ بھولو مقابلہ ترک سے میں کرونگا اگرچہ شاہزادہ میرا نہیں ہے وہ بھی آجائیگا میں تو ہوں تم
کاہیکو بھاگے جاتے ہو اور ڈرتے ہو یہ جو معظم خان نے کہا تو ہراس فوج کا برطرف ہوا اور بھاگنے سے باز
رہے استقلال پیدا کیا اور وہان ہرکارون نے جاکر ترک توسن کو خبر دی کہ اب وہ لڑکا لشکر میں
نہیں ہے بچہ اسکو اٹھا لیگیا بس ترک توسن بلطاقی نے طبل جنگ بجوا دیا ہرکارون نے خبر اہل اسلام
کو دی معظم خان نے بھی بادشاہ سے اجازت لیکر لشکر میں اپنے طبل بجوا دیا رات بھر طرفین میں تیاری
رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے باہم دیگر صفیں باندھکر مقابل ہوئے نقیب نقیب دیگر چلے گئے
تھے کہ ترک توسن بلطاقی خود مرکب کو چھیڑ کر میدان میں آیا اور للکارا کہ اے فرقۂ اسلامیان و یزدان شناسان
بمیدان بیائید یہ سنکر ترک جوشن پوش بن توسن نے اپنے گھوڑے کی باگ کو اشارہ کیا اور مرکب پر سے
نکلا ادھر سے تو یہ چلا اور دوسری جانب سے معظم خان بن بہرام نے اپنے مرکب کی باگ کو جھٹکا دیا
اور پہلے سے مرکب کو نکالا مگر یہ جو دیکھا کہ ترک کسی قدر پیش قدمی کر چکا ہے تو باگ کو روکا مگر ترک جوشن پوش
نے شاہزادہ عالی تبار کو مجرا کیا مرکب سے اتر کے اجازت میدان چاہی شاہ نے تخت کو کچ کروا دیا اور
ترک جوشن پوش کو سینے سے لگایا اور تعریف جرأت کی کی پھر کہا کہ اے بہادر تم مجکو بادشاہ اپنا اگر
جانتے ہو تو میرے حکم کے تابع رہو تو اور کسی کو جانے دو کیونکہ تم بیٹے ہو اور ترک توسن تمھارا باپ ہے
یہ سب جانتے ہیں شاہزادہ مالک قاسم بھی جب آئینگے تو مجھ کو الزام دینگے کہ تمھارے
لشکر میں اور پھر باپ بیٹے سے لڑائی ہو گئی اور تم نے نہ روکا اس سے یہ بہتر ہے ہم سب لیے کہ میں خود
جاؤں اسنے کہا کہ اے شہریار آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مجکو سارا عالم برا کہیگا اور سب کہینگے کہ یہ بڑا نامرد تھا
کہ اپنے سامنے شاہ کو لڑوایا اور آپ نے منہ دیکھا کیا دوسرے میں نکل بھی چکا ہوں یہ بھی آئین ہے
آپ کے یہاں کا کہ جو کوئی پہلے نکلتا ہے وہی لڑتا ہے اور ماسوا اسکے میں اس سے لڑنے کو نہیں جاتا
ہوں بلکہ سمجھانے کو چلا ہوں آپ کو کوئی الزام نہ دیگا القصہ ترک جوشن پوش نے شاہزادہ گوہر زاد
بن حمزہ سے اجازت لی اور سیدھا گھوڑا اڑاتا ہوا میدان میں آیا ادھر ترک توسن نے جو دیکھا کہ
بیٹا میرا مجھ سے لڑنے کو آیا ہے تو اسکو دیکھکر ایسا غصہ آیا کہ تھر تھر لرزنے لگا مگر ترک جوشن پوش جو سامنے
باپ کے آیا تو عوض تیغ زنی کے بہت فروتنی سے سلام کو خم ہوا اور سر جھکا کر مثل گنہگاروں کے اور ندامت
زدوں کے کھڑا ہوا ترک توسن نے یہ دیکھکر کہا کہ او موذی اور ناشدنی اب تو مجکو کیوں سلام کرتا ہے کیونکہ تو نے
پرستش خداوندان لات و منات کی چھوڑ دی ہے اب تجکو علاقہ کیا ہے پہلے تو میری ان تمام
باتوں کا جواب دے کہ میں نے تجکو کس لیے بھیجا تھا اور گیا تو کہاں تھا ارے میں نے تجھکو اسی واسطے
بھیجا تھا کہ تو جاکر مسلمان ہو جا اور وہیں رہنا اختیار کر اب یہ بتا کہ میں تیرا حال کیا کروں اور کیا سزا فرمائی
کی تجھے وہ ترک بن توسن نے یہ سنکر کہا کہ اے پدر بزرگوار میں نے برا کیا کیا بلکہ بہت اچھا کیا کہ
مذہب باطل کو چھوڑ کے دین حق اختیار کیا اور حقیقت میں کہ خدا وہی ہے جس کو کسی نے نہیں دیکھا اور قدرت
اسکی ہر چیز سے ہویدا ہے اور باقی وہ سب خداوند کہ جنکی پرستش آجتک کی تھی اور اب آپ بھی کرتے
ہیں یہ کچھ اصل نہیں رکھتے یہ تو بت ہیں کہ سنگ تراشوں نے انکو بنایا ہے اگر انکی ناک کاٹ کر شہد
لگائیے تو مکھیاں تک وہ اپنی نہ اڑا سکینگے پھر جو انکو خدا جانے اور سجدہ کرے تو سراسر خلاف عقل ہے

فوج بے قیاس سے طرف ترکستان کے روانہ ہوئے خسرو خان خاوری نے بہت کہا کہ اے فرزند اب تم جاتے ہو واللہ اعلم کہ کب آؤ اور دیدار فرحت آثار دکھاؤ چاہیے کہ پہلے خاور زمین ہوتے چلو اور ملکہ خورشید خاوری کو اپنا جمال دکھاتے جاؤ ملک قاسم نے کہا کہ نانا جان آپ کو اور والدہ کو چھوڑ کے کیا مین ابھی نہین جا سکتا ہون پھر آؤنگا اور آپ یہان سے خاور کو جائین اور ہمارا آداب خدمت شریف والدہ کی کہین اور جو ہمکو پوچھے سلام ہمارا کہدیجیے گا اور خزانہ طلسمی سے بہت کچھ دیا کہ یہ عزیزون کو یگانون کو ہماری طرف سے دیجیے گا خسرو خان تو ناچار و مجبور طرف خاور کے روانہ ہوئے اور یہ جانب ترکستان براے مقابلہ ترک توسن جاتے ہین

داستان ترک توسن بلطائی کی بیان ہوتی ہے

کہ اسکو خبرون پر خبرین پہونچتی ہین کہ تیرے بیٹے ترک جوشن پوش کو یون قاسم نے زیر کیا اور طلسم افراسیابی کو بھی فتح کیا اور اب با فوج بسیار آنے والا ہے بس یہ دل مین اپنے قائل ہوگیا کہ بیشک سلطنت کو بہت جلد زوال ہوگا اور زندگی بھی دشوار و محال ہے کچھ دنون کا کارخانہ ہے یہی تیرا قائل ہے جبکہ بہت خوف اسپر غالب ہوا تو اسنے گھبرا کر کاہنون اور رمالون کو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کیا ثابت ہوتا ہے کہ یہ لڑکا زوال سلطنت کا باعث تو نہین ہے یا کیا ہے اُن سب نے اپنے طریقون مین دیکھکر ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شاہ ترکستان اسی کے ہاتھ سے تجھکو امان نہین ہے اور وہ یہی ہے جسکی خبر ہم لوگون نے آپ کو دی تھی یہ سُنکر اسنے نجومیون سے کہا کہ پھر وہ میرا کر سکتا ہے اور تم دیکھ لینا کہ کیسا محاربہ ہوتا ہے اور اس اپنے بیٹے ترک کو تو ایسی سزا دونگا اور عذاب الیم مین مبتلا کرونگا کہ وہ یاد کرے کہ مسلمانون سے ملنے کی یہ سزا ہوتی ہے یہ کہکر ترک نے بائیس لاکھ کا لشکر ساتھ لیا اور دو کوس ترکستان سے آگے بڑھکر مقام کیا یہان ملک قاسم طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب ترکستان کے پہونچے اور پانچ کوس ہٹکر مقام کیا کہ انکو خبر مل گئی تھی کہ اب یہان سے چار یا پانچ کوس پر شہر سے باہر ترک توسن میرے مقابلے کے لیے فوج لیکر سے اترا ہوا ہے ملک قاسم کو جب یہ خبر پہونچی تو یہ اُس وقت پاس گورزاد بن حمزہ کے بیٹھے ہوئے تھے جواب دیا کہ اگر یہ بدبخت مکار شہر سے نکلا ہے تو آنے دو ہم خود اُسکے مقابلے کو آئے ہین اور وہان سے اُٹھکے اپنی بارگاہ افراسیابی کی طرف کہ ہر منزل پر برپا ہوتی چلی آتی ہے چلے آتے تھے کہ اثناے راہ مین ایک بگولا پیدا ہوا اور بگڑ کر بنجیر کا بند پکڑ کر بردے ہوا ہوا ہوگیا یہ حال دیکھکر لشکر اسلام مین سناٹا ہوگیا سب کے چہرون کی رنگتین اڑ گئین اندیشۂ جان ہوا کہ اب دیکھیے ترک توسن بلطائی کے ہاتھ سے کیونکر جانبری ہوتی ہے جب کہ ہراس زیادہ ہوا اور لوگ چہار طرف ڈھونڈھ کے پھر آئے اور کہین پتا شاہزادۂ عالی تبار کا نہ لگا سب کہنے لگے کہ اب زندگی یہان ٹھہرنے مین نہوگی خصوصاً وہ لوگ کہ جنکو ابھی نوکر رکھا ہے ملازم نو ہین سب سے زیادہ گھبرائے ہوئے ہین گو کہ ابھی کوئی آفت نہین آئی ہے اور شہزادہ ملک قاسم کے گم ہونے کو عرصہ نہین ہوا ہے مگر وہ طریق سے اُن بہادرون کے واقف نہ تھے کہ یہ مؤید من اللہ اور خسرو ذیجاہ ہین اُنپر مدد خدا رہتی ہے سب آمادہ ہوئے کہ کہین ہٹ چلو اور علیحدہ ہو رہو تاکہ جان بچے اور شہریار ہمارا آئے تو اُسکے ہمراہ ہولین مگر معظم خان نے جو یہ رنگ لشکر کا اپنے دیکھا اور ہراس مین سب کو مبتلا پایا تو ہر ایک کی خاطر جمع کردی اور کہا کہ صاحبو کیون

چھڑانے کو آئے ہین اُنھون نے تو یہ کہا اور ملک قاسم نے یہ گفتگو سُنکر اُس ساحرہ سے کہا اری ناچہ حرفی سُن
تو سہی یہ کیا تیری حرکت ہی کہ جس بندۂ خدا کو چاہتی ہی اُسکو اُٹھا لاتی ہی اور اذیت دیتی ہی اسکی کیا وجہ ہی تجھکو
خوف نہین آتا کہ ان لوگون کا جس وقت کوئی پوچھنے والا آئے گا تو اُسے کیا جواب دونگی اور وہ جیتا چھوڑیگا یہ
سنکر زرنگار جادو نے کہا او چھوکرے تو تو کچھ باپ سے بڑھا معلوم ہوتا ہی بڑا زبان کا تیز ہی لے مار تجکو اپنی
جان بچا بڑا پوچھنے والا ہی یہ کہکر رائی سرسون نٹر کے دانے جھولی سے نکالے کہ زیر بغل لیے ہوے تھی اور سحر پڑھکر ملک
قاسم کی طرف پھینکے وہ سب بسبب برکت لوح کے بلاگردان ہوکر رہگئے کچھ اثر نہوا یہ ماجرا دیکھکے
زرنگار جادو بدحواس ہوئی اور ڈری کہ شاید یہ بھی سحر و ساحری مین دخل کامل رکھتا ہی جب تو اس نے
میرے سحر کو رد کردیا اور سحر میرا اُسپر کارگر نہوا بس خوف زدہ ہوکر بھاگی ملک قاسم نے تیغہ پلارک
افراسیابی کو علم کیا اور پیچھے اُسکے دوڑے اور کہنے لگے کہ کہان میرے ہاتھ سے بھاگ کر جائیگی بغیر
مارے نہ چھوڑونگا پہلے تو وہ ادھر ادھر چہار طرف بھاگتی پھری اور قاسم کو حیران کیا کسی طرح زد پر نہ آئی
اب ملک قاسم نے شانے سے کمان لی اور تیر کو اُسمین پیوستہ کیا نشانہ باندھنے لگے جبکہ اُسنے
یہ معرکہ دیکھا سمجھی کہ اب جان نہ بچیگی جلدی سے دوڑ کے علمشاہ پاس آئی اور اسم سحر دم کیا کہ بے
حس ہوے خود بچہ بنکر سحر سے غائب کرکے علمشاہ کو لے اُڑی اب قاسم تیر کسے ہارین کہ وہ دکھائی
نہین دیتی اور علمشاہ اونچے ہوتے چلے جاتے ہین قاسم نے ایک چیخ ماری اور ہاے یا با جان کہکے
رویا کیے اور پکارا کیے وہ بھی قاسم کو پکارتے تھے اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ نگاہون سے ایک دوسرے
کی چھپ گئے اب ملک قاسم نے اپنے کو خاک پر گرا دیا اور حال اپنا بہت بُرا کیا روتے روتے
بیہوش ہوگئے کسی طرح ہچکی نہ تھمتی تھی خاک پر تڑپنے لگے آواز دردناک انکے رونے کی باہر
بھی گئی کہ ترک جوشن پوش اور شاہزادہ معظم خان بن بہرام گرد نے سنی وہ دونون گھبرائے اندر
چلے آئے اور شہزادہ ملک قاسم کو خاک پر سے اُٹھایا اور پانی لا کے منھ دُھلایا اور حال
پوچھکر تشفی دی کہ خدا کو یاد کیجیے وہ مالک و حافظ ہی تو کوئی کیا کرسکتا ہی خدا کو منظور ہوگا تو پھر ملینگے
اب نہ روئیے اور صبر کیجیے انکے سمجھانے سے غم ملک قاسم کا کم ہوا اور باہر اُس در گنبد
سے آئے اور ایک شخص باہر درۂ طلسمی کے واسطے بلانے سیارہ کے روانہ کیا کہ سیارہ
جیسے کہ ملک قاسم طلسم کشائی کو آئے تھے درہ کوہ سے نہین ہٹے تھے وہین کھانا پینا اختیار
کرلیا تھا جب کہ حجاب طلسمی برطرف ہوا اُسی وقت سے یہ اندر چلے آئے تھے راہ مین آدمی
شہزادہ ملک قاسم کا ساتھ اُسکے پاس ملک قاسم کے آئے پھر تو قاسم نے سب حال
علمشاہ کا سیارہ سے بیان کیا بعد چند روز کے طاؤس جادو اور ملکہ ناہید سے رخصت
ہوے اور باہر طلسم کے مع بارگاہ اور خزانہ ہاے طلسمی آئے اور شاہزادہ گورزاد بن حمزہ
صاحبقران سے ملاقات کی ترک جوشن پوش اور معظم خان کو حکم دیا کہ فوج نوکر رکھو اور لشکر جمع کرو
اُنھون نے حکم جاری کیا اور بھرتی شروع کی ملک قاسم نے لاکھ سوار آزمودہ کار چھانٹے
اور آپ ایک زرہ یاقوت کی پہن لی اور شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کو بدستور تخت شاہی پر قائم رکھا
داہنی طرف معظم خان تو بائین جانب ترک جوشن پوش کو کیا اور آپ نقاب سُرخ منھ پر ڈالے لگے

فرزند بڑی مصیبت مین ہے یہ تمھاری بد دعا کا اثر ہے للہ قصور کو میرے معاف کرو کہ عذاب میرا کٹے اور زندگی سے
مین مرجاؤنگا قاسم نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ گھر تمھارا کہان ہے علمشاہ نے کہا کہ صاحبزادے گھر میرا امیر حمزہ صاحبقران
کے لشکر مین ہے وہین تم جاکے پوچھ لینا قاسم نے کہا کہ عزیز تمھارا کون ہے نام بھی بتلا دو تا کہ لشکر اسلام مین
مجھے زیادہ تلاش نہ کرنا پڑے علمشاہ نے رو کے کہا کہ وہان میرے بھائی باپ عزیز اقربا ہین ملک قاسم
نے کہا کہ پھر نام تو انکا لو علمشاہ نے کہا کہ نام میرے بڑے بھائی صاحب کا عمرو بن حمزہ ہے اور وہ یونان
مین پیدا ہوے ہین اور میرے باپ کو زلزلہ قاف کو چک سلیمان بھی کہتے ہین مگر نام انکا امیر حمزہ صاحبقران
ہے اور وہ داماد نوشیروان کے ہین ملک قاسم نے کہا کہ تم بھی تو اپنا نام بتلاؤ انھون نے کہا کہ نام میرا
رستم پیلتن و پیلکن علمشاہ رومی کشندۂ قوپیل و دوپیل و کشندہ کپتان فرنگی ہے یہ سنا تھا کہ ملک قاسم
بے اختیار ہوکے دوڑ پڑے اور گلے مین ہاتھ حمائل کر دیے سینے سے علمشاہ کے لپٹ گئے اور زار زار
مثل ابر بہار کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ اے والد بزرگوار و اے پدر عالیمقدار یہ کیا ظلم و ستم ہے کہ آپنے
غلام کو نہ پہچانا افسوس صد افسوس مین آپ کا فرزند ملک قاسم ہون جو کہ خاور مین ملکہ خورشید خاوری
کے بطن سے پیدا ہوا تھا یہ سنکر رستم نے بھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور شاہزادۂ خاور ستاہ کو اپنے
سینے سے لپٹا لیا اور اسقدر روئے کہ دونون کی حالت غیر ہو گئی اور بیہوشی طاری ہوئی ہچکی لگ گئی
کون ہے جو انکو چھڑا لے یہ تو بابا جان کہکے روتے ہین اور وہ فرزند کہکے جان کھوتے ہین آخرکار دونون کو غش
آگیا بڑی دیر تک دونون فرش خاک پر پڑے رہے بعد ایک عرصے کے غش سے چونکے تو رستم نے کہا کہ
اے فرزند اب تم جاؤ اور میرے بھائی سیارہ سے بھی حال میرا کہدینا اور شہر خاور مین بھی سب کو
میری طرف سے جو سن مین بڑے ہین انکو بندگی اور جو چھوٹے ہین انکو دعا کہنا لو خدا حافظ اب وہ بلا
آتی ہی ہوگی تم یہان ہرگز نہ ٹھیرو چلے جاؤ ٹھہرنا تمھارا اچھا نہین ہے ملک قاسم نے کہا کہ اے پدر بزرگوار
آپ یہ کیا بار بار ارشاد کرتے ہین مین سیارہ سے سنکر خاص آپ کی رہائی کے واسطے تو طلسم
مین آیا اسے فتح کیا ورنہ یہان میرا کیا کام تھا اور کیون آتا کیسا مال طلسمی اور چاہیے کیسے تھا اب
جو مین نے آپ کو اسطرح دیکھا ہے تو بغیر آپ کے لیے ہوے مین نہ جاؤنگا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرے
ہوتے وہ آکے پھر آپ کو قید کرے اور مین دیدہ و دانستہ ظالمہ کی قید مین آپ کو چھوڑ کے چلا جاؤن ہنوز یہی
گفتگو تھی کہ ایک بار زمین کو زلزلہ ہوا اور وہ سارا طبقہ تھرایا اور ہوا ایسی تند و تیز چلنے لگی جیسے آندھی زور و
شور سے آتی ہے قاسم گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے ایک دم نہ گذرا تھا کہ وہ ساحرہ زرنگار جادو اژدر سحر پر سوار
شعلے ناک اور منھ سے نکلتے ہوے آکے موجود ہوئی پہلے تو دروازہ گنبد کا کھلا ہوا دیکھ کے
گھبرائی اب اندر آکے یہ دیکھا کہ رستم بیٹھے ہوے ہین اور ایک لڑکا کمسن پاس انکے بیٹھا ہوا ہے بس
دیکھتے ہی آگ ہو گئی اور رستم سے کہنے لگی کہ ارے یہ کون تیرا حمایتی آیا ہے سچ بتا رستم نے کہا کہ اری
قحبہ اب مجھ سے تو کیا پوچھتی ہے ٹھہر تو جا دیکھ تو کہ جیسا تو نے میرا حال کر رکھا ہے ویسا ہی آزار تجھکو
پہونچاتا ہون اب نوبت تیری ہو چکی اب باری میری ہے یہ جو رستم نے کہا تو زرنگار جادو بولی کہ
خیر جو تیرا دل چاہے میرا حال کرنا اور درجہ میرا اپنا نا مین بھی تیری رستمی دیکھ لونگی مگر یہ تو بتلا کہ یہ تیرا
کون سنگار رشتہ دار آیا ہے رستم نے کہا کہ انکو کیا پوچھتی ہے یہ میرے فرزند مین اور میرے

اور ایک سل پتھر کی سینے پر اُسکے رکھی ہوئی ہے اُسکے بار سے کروٹ لینے کی مجال نہیں ہے اور بلکہ سانس لینا بھی دشوار
ہے ملک قاسم کو یہ دیکھکر حال پر اُسکے رحم آیا اور اُس سل کو سینے پر سے جدا کیا اور بکمال شفقت و مہربانی سے
کہا کہ اے عزیز اب اُٹھو مین نے وہ سل سینے سے جدا کر دی اپنے احوال سے مجھے واقف و آگاہ کر کہ کس جرم
سنگین پر یہ قید تیرے واسطے ہوئی کہ قریب بہلاکت ہے اور نام تیرا کیا ہے کہان کا باشندہ ہے اور مذہب
و ملت کیا رکھتا ہے اور وہ کون بیدرد ہے کہ جسنے تیرا یہ حال کیا ملک قاسم کی یہ باتین حیرت انگیز سنکر
وہ جوان اُٹھ بیٹھا اور یہ رستم ہین یعنے علمشاہ باپ ملک قاسم کے مگر دونون مین سے کسی نے کسیکو
نہین پہچانا بلکہ ایک نے دوسرے کو بیگانہ جانا پھر علمشاہ رومی ملک قاسم سے کہنے لگے کہ
صاحبزادے خدا تم کو عمر طبعی کو پہونچائے اور بہت شاد و آباد رکھے اُسنے تمت وہ ایذا دکھی کہ بیان نہین
ہو سکتی اور جب سے مین قید ہوا ہون کہ سل میری چھاتی پر رہتی ہے مگر تم نے میری جان کو بچایا لیکن یہ تو
کہو کہ مان باپ نے تمھارے کیونکر گوارہ کیا جبکہ سل تمھاری مفارقت مین انھون نے اپنے دل مضطر پر
رکھلی انکا کیا کلیجہ ہے کہ انھون نے تمکو یہان آنے دیا اب بتاؤ کہ گل کس گلستان عالیشان جنت نشان
کے ہو اور چراغ کون سے شبستان اور ماہ کس آسمان شوکت شان کے ہو قاسم نے یہ سنکے جواب دیا
کہ اے شاہ صاحب مین اسکا حال بھی کہدونگا مگر پہلے تم اپنے حال سے واقف کرو کہ تمھارا یہ حال کسنے کیا
اُسکا کیا نام ہے اور کون ہے انسان ہے یا کہ کوئی بلیات و خبثیات سے ہے یا کہ ساحر ہے علمشاہ نے کہا
صاحبزادے حال میرا یہ ہے کہ ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا زرنگار جادو ہے وہ مجھپر فریفتہ و شیدا ہے وہی مجھکو بزور
سحر پکڑ لائی ہے یہان لا کے مجھسے کہنے لگی کہ تو مجھکو قبول کر مین نے اُسکا کہا نہ کیا اُسنے یہ قید مجھپر کی
تاکہ ایذا کی برداشت نہ لائے اور کہنے کو میرے مان لے قاسم نے کہا آخر وہ کہتی کیا ہے جواب دیا کہ وہ کہتی
ہے کہ میرے ساتھ حرام کرو قاسم نے کہا اگر وہ حرام کو کہتی ہے اور تم کو حرام کرنے سے عار ہے تو پھر اُسکو
حلال کیا ہوتا اپنی جان بچائی ہوتی اور اب بھی کچھ نہین گیا ہے جان کا بچانا ضرور ہے ساتھ اُسکے سوچی ہے ہو
برائی کیا ہے یہ کونسی جہالت ہے کہ اُس سے رستگاری کا اختیار تو ہے نہین اور انکار کیے جاتے ہو اگر اختیار
ہوتا تو مضائقہ نہ تھا علمشاہ نے یہ باتین سُنکر کہا کہ خیر بہت اچھا جیسا ہو گا مین کرونگا لیکن تم اب
یہان سے چلے جاؤ کیونکہ اُس ساحرہ کے آنے کا وقت ہے کہین ایسا غضب نہو کہ وہ آجائے اور تم کو
مجھسے باتین کرتے دیکھ لے اور مجھکو قید سے آزاد پائے تو پھر تم کو بھی وہ آزار پہونچائے قاسم نے کہا کہ
اگر آتی ہو تو آنے دو وہ میرا کیا کر سکتی ہے کیونکہ مین نے ترک جوشن پوش اور معظم خان بن بہرام گرد
کو زیر کیا ہے طلسم افراسیابی کو توڑا ہے افراسیاب جادو کو مارا جیسا وہ ساحر زبردست تھا لوگ جانتے
ہین اب لاکھون ساحر میرے تابعدار ہین جیسے وہ ساحر ہین ویسی ہی وہ بھی ہوگی اور کیا وہ اس طلسم کی
رہنے والی نہین ہے کہ میری اطاعت و فرمانبرداری سے باہر ہوگی ایسا کبھی نہو گا کہ وہ مجھسے لڑے اور میرے
آنے سے وہ خفا ہو تم نہ گھبراؤ علمشاہ نے کہا کہ فی الحقیقت تمھارا مثل نہین کہ اتنی سی عمر مین بڑے
بڑے تم نے کام کیے مگر وہ ساحرہ یہان کی رہنی والی نہین ہے کہ تمھاری مطیع ہو گی اُسنے مجھکو لا کر یہان
رکھا ہے اس سبب سے وہ یہان آتی ہے ورنہ یہان سے اُسکو کیا کام ہے لیکن جہان تم نے یہ احسان مجھپر کیا ہے
ایک احسان اور کرو کہ اگر جانا تمھارا طرف ترکستان کے ہو تو باپ سے میرے جا کے یہ کہدینا کہ بابا جان تمھارا

ٹوٹے ہوئے بت پتھر کے معبد اور ہزاروں جنکو چون مین مارے مارے پھرنے لگے اور ٹھوکرون مین اڑنے لگے ہزارون دیر
بتخانے توڑے گئے منار منہدم ہوئے مسجدین تمام شہر مین بنگئین اور مسافر خانے اور مدرسے بنا ہوئے
کاروان سرا مین تیار ہوئین ہر طرف تہ بعوم و عام لشکر اسلام کی غوغائی آواز اذان کی ہر طرف سحر و شام بلند ہوتی
تھی کئی دن کے بعد شاہزادے نے ملکہ ناہید سے عقد کیا اور شہر کو اسکے سپرد کیا اور طاؤس جادو
بدستور سلطنت پر قائم رکھا یعنی نیابت طاؤس کی اور بادشاہی ناہید کی کردی اور ترک جوشن پوش اور
معظم خان بن بہرام کو زر مین یاقوت کی دین اور دست راست و چپ پر بٹھلالیا اب جشن ہو رہا ہے اور
عیش مین مشغول ہین کہ ایکدن بر سبیل مذکور معظم خان وغیرہ نے کہا کہ ای شہریار خوب یاد آیا جہان ہم قید
تھے باہر اسکے ایک گنبد اور ہم سنا ہے کہ اسمین قیدی بہت سے ہین اور سالہا سال گذرے ہین کہ رہا
نہین ہوئے ہین اگر مزاج مبارک مین آئے تو حضور انکو بھی رہا کرین شاہزادے نے جو یہ سنا فرمایا بھی
تم نے وہین کیون نہ مجھ سے کہا مین پہلے انھین کو چھڑاتا اور ابھی جاتا ہون اور انکو چھڑاتا ہون بس یہ کہکے
اٹھ کھڑے ہوے اور ساتھ اپنے دونون رفیقون کو لیلیا اور رو بائی قبہ پان دائم الحبس کو چلے جبکہ قریب گنبد
کے آئے تو دیکھا کہ گنبد بہت بڑا ہے اور اپنا استقامت ہے کہ اگر شیر سر اٹھا کے دیکھے تو دستار سر سے گر پڑے
بڑا سا قفل دروازے مین اسکے لگا ہوا ہے شہزادۂ ملک قاسم نے دو انگلیان کنڈے مین ڈال
کے قفل جھٹکے سے توڑا اور دروازے کو کھولا دونون رفیقون کو باہر ہی چھوڑا اور آپ اندر گئے
اور داخل گنبد ہوے

داستان ملاقات ہونا شاہزادہ علمشاہ رومی سے اور پہچاننا علمشاہ کا انکو پہچان
کے رونا دونون کا اور آتش نگار جادو کا اندر گنبد کے کہ جو علمشاہ پر عاشق ہوکر لائی ہے اور
انکار وصل پر یہان قید کیا ہے ابعد دو بدل کے ملک قاسم کا اسپر حملہ آور ہونا اور اسکا بے
بس ہوکر علمشاہ کو تہ تیغ مین دا بکر اٹھا لیجانا اور قاسم کا روتے رہجانا اور پھر سمجھانے سے دونون
رفیقون کے چلے آنا اور سامان شاہی سے طرف لشکر صاحبقران کے مع گورزاد بن حمزہ
صاحبقران زمان جانا اور رخصت کر دینا اپنے نانا خسرو خان خاوری کو طرف ملک خاور
کے بیان کیے جاتے ہین

جبکہ قاسم اندر گنبد کے آئے تو ایک باغ دیکھا کہ تعریف مین جسکی زبان ناطقہ لال ہے بلکہ صفت اوسکی محال ہے اشعار

نمایان شد بہ پیشش ... باغ
ز باد و سایہ بیدش ہزاران
بہ تن اثمار شیرینش توان بخش

از وی بردہ ارم را آبرو داشتے
طپیدہ ماہیان در جوی یاران
ہوائش چون دم عیسی روان بخش

شکستہ گل ز غنچہ در عماری
ز ریکش معدن تیر ... ناسپاس

ابر فرش نارون در جویباری
بہار نہارش خضر شد طالب آب

خوب سیر کی مگر غنچۂ دل کو شگفتگی حاصل نہوئی القصہ
ایک مقام پر شاہزادہ عالیمقام نے ٹھہر کر آرام لیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگے ایک گنبد اور نظر پڑا کہ اسکے اندر سے
ایک آواز خفیف سی آتی ہے گویا کسی نحیف و ضعیف کی صدا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے کوئی کنوئین
مین بولتا ہے انکو آواز سنکر صدمہ ہوا اور اسکی آواز دردناک سے دل انکا پگھلا اور گداز ہوا بس یہ اٹھ کے
قریب گنبد کے آئے اور لوح کے ذریعہ سے دروازہ اس گنبد کا کھولا اندر گئے دیکھا کہ بہت وسعت
ہے اور ایک شخص ہے ضعیف و ناتوان زرد رنگت ناخن و بال بڑھے ہوے چت لیٹا ہوا ہے

بھی مشاہدہ کیا ہوگا جب ہم یہان پہونچے کئی بار ساحر آئے اور ہمکو خوف دلائے اور کہتے تھے کہ اگر تم قاسم کو
وہان سے اُٹھا لاؤ اور وہ جو پڑھ رہے ہین نہ پڑھین تو ہم افراسیاب سے تمھاری سعی کرکے چھڑا دین ہم نے
کہا کہ ہم ہین کون جو اُنکو منع کرین اور اُٹھا لائین آقا سے تا ابد کب اصرار کرسکتا ہی یہ سُنکر اُنھون نے ایسی ایسی
بلائین دکھائین کہ مارے خوف کے ہم زرد پڑ گئے خون خشک ہوگیا کبھی سانپ اور کبھی شیر ببر اور کبھی ریچھ
آ آکر ہم کو ڈراتے تھے حضور تو فرمائین کہ آپ نے کیا کیا اور اسم پڑھکر اختتام کو پہونچایا یا نہین چلے آتے
شاہزادے نے کہا کہ بھائیو مین کیا بیان کرون کیسا کیسا مجھکو ساحر نے بعد تمھارے چلے جانے کے فریب دیا
اور منت و خوشامد کی کہ کسی طرح یہ بولے اور بات کرے مگر مین نے کسی طرح بات نہ کی اور نہ بولا ہر چند کہ
اُسنے ایک حسین عورت بھی دکھائی وہ بھی ساتھ اُسکے کئی بار منت کیا کی کہ مجھ سے تو کلام کرو مین
عورت ہون اور تم پر عاشق ہوکے آئی ہون مین نے سنا بھی نہین کہ تو کیا کہتی ہی اور ہی کون غرضکہ
اُسنے سب طرح چاہا مگر مین نے پڑھنا موقوف نہ کیا اور پڑھے گیا پھر تو اُسنے جو تمھارا اظہار ہی کہ جانوران
عجیب آزار رسان پیدا کیے وہ بھی مجھپر حملے کیا کیے مگر خدا نے استقلال عطا فرمایا اور پانوون میرے احاطے
سے باہر نہ نکلے لغزش نہوئی جبکہ مین ختم کرچکا تو افراسیاب جادو کہ وہی بانی طلسم تھا اُس نے
طاؤس جادو کو بادشاہ کیا تھا میرے سامنے سے بھاگا مین نے بہ ہدایت لوح کبیر سے اُسے
مارا اب کئی ہزار ساحر کہ ساتھ افراسیاب کے تھے میرے مُطیع ہوے اور اسباب طلسمی لینے گئے ہین مین
ادھر تمھارے چھڑانے کو چلا آیا تھا کہ جلدی چلو ایسا نہو کہ وہ آئین اور مجھکو نہ دیکھین تو تلاش کرتے پھرینگے
یہ کہکر لوح کا عکس دکھلاکے دونون کو قید سے رہا کیا اور ہمراہ لیکر مکان سے باہر آئے یہان تو قاسم منتظر
ساحرون کے ہین وہان جادوگر سامنے طاؤس جادو کے آئے اور سارا حال روبرو اُسکے کہا کہ افراسیاب
مارا گیا اور ہم سب نے ہاتھ باندھے جب اُسکے ہاتھ سے جانبر ہوے اور مال و گنج طلسمی اور بارگاہ وغیرہ
لینے کو آئے ہین چاہیے تم کو کہ جلد یہان سے چلے چلو کہ تم کو یاد کیا ہی کہ بہت جلد آئے ورنہ مین خود
آؤنگا اور زندہ نچھوڑونگا تو اب آپ یہ سمجھئے کہ جب افراسیاب ایسا ساحر اُسکا کچھ نہ کرسکا تو آپ کیا کرسکینگے
بس لازم ہی کہ مال و گنج و جواہر و بارگاہ وغیرہ سب تحفے طلسمی لیتے چلو اور اطاعت اُسکی اختیار کرو ورنہ جان
نہ بچیگی کہ وہ بہت بے رُعب معلوم ہوتا ہی بگڑ جائیگا تو بنائے نہ بنیگی طاؤس جادو یہ سنکر گھبرا گیا اور سب
گنجہائے طلسمی کہ اور چالیس ہزار خفتا تین یاقوت کی اور جواہر کا انبار پڑا ہے کا پیرایہ اور بارگاہ افراسیابی
اور تیغہ بیلارک افراسیابی اور اسلحہ بیشمار نادر روزگار اور خیمہ سراپردے سب کچھ ہمراہ لیکر اور بار کرا کے ساتھ
لیا اور ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کے پیدل تخت و تاج ساتھ لیکر چلا آیا اور دوڑ کے قدمون پر شاہزادے
کے گرا اور فرد تفصیل اسباب کی پیش کی اور تیغہ بیلارک افراسیابی کو نذر دیا ملک قاسم نے باوجودیکہ
اتنا مال و اسباب تھا نظر نہ کی مگر بیلارک افراسیابی کو جو دیکھا تو کھینچکر میان سے دیکھنے لگے کہ قبضہ اُسکا
ایک ڈال یاقوت کا تھا دونون بالین کسا یا اور فولاد جوہر دار تھا ہلکا مثل پھول کے اور خوش قطع مانند
مصرع کے دیکھکر اُسکو نہایت شاد ہوے بڑی دیر تک ہاتھ مین لیے رہے اور دیکھا کیے بعد اُسکے طاؤس
جادو سے کہا کہ سحر سے توبہ کرو کلمہ پڑھو اُسنے صدق دل سے کلمہ پڑھا اور ملت بیضا کو اختیار کیا پھر تو
کل لشکر اُسکا کہ سات لاکھ ساحر تھے سب مسلمان ہوئے اور بدل کلمہ پڑھا کوئی کافر باقی نہ رہا نار

تھا کہ اختتام کو پہونچا اُسوقت بہ شکر اللہ کہلے پکارے کہ او ساحر کہان جاتا ہی مین تو تجھسے سب کچھ کہہ رہا ہون اور جواب
دیتا ہون اور تو نہین سمجھتا ادھر آ کہ مین تجھسے کہدون جو کچھ منظور ہی یہ کہکے لوح کو بھی دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای
عزیز جب یہ ساحر تمھارے سامنے سے بھاگے اور پشت اُسکی تمھاری طرف ہو تو یا اسم پڑھکر پیکان پر دم کرو اور تیر
اُسکی پشت پر مارو ملک قاسم نے حسب ہدایت لوح تیر جو اُسکی پشت پر مارا فوراً ایک نیزہ اچھلکر گیا اور
زمین تک آتے آتے فنا ہو گیا زخم تیر سے عوض خون کے آگ نکلی اور اُسکو جلا دیا پیر اُسکے چلانے لگے کہ مردیم
و جان وادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم افسوس مارا مجکو کہ نام میرا افراسیاب جادو تھا اور نزول بلیات ہوا
قاسم نے آنکھین بند کر لی تھین اور لوح کو مُنھ پر رکھ لیا تھا سکین پتھر کی اور اولے بڑے بڑے آسمان
سے اور ابر قلین گرین خبیثات قید سے افراسیاب کی جو چھوٹے شور و غل کرتے ہوے چلے گئے جبکہ
آندھی برطرف ہوئی اور مطلع صاف ہوا ملک قاسم نے آنکھین کھولین ملازم افراسیاب جادو
کے سب ساحر سامنے اُنکے آئے قاسم نے تیغ کو علم کیا اور چاہا کہ مارین انھون نے پہلے تو ارادہ کیا کہ
اسباب سحر و ساحری اُنپر مارین پھر کچھ سوچ کے باہم صلاح کی کہ بھائیو جب افراسیاب ایسا جادوگر
اُسکا کچھ نہ کر سکا تو ہماری کیا اصل ہی ناحق کو جان دینا ہی کچھ بھی اُسکا نہ کر سکینگے یہ مشورہ کر کے ہاتھ
باندھکر ملک قاسم سے عرض کیا کہ ای شہریار ہم سب آپ کے غلام ہین اور تابعدار ہین ہم پر
آپ تلوار کیون اُٹھاتے ہین ہماری یہ مجال نہین ہی کہ آپسے لڑین اور سامنا آپ کا کرین جو کچھ آپ
فرمائین ہم بجا لائین اور بارگاہ افراسیابی اور بیلارک افراسیابی تیغہ لاجواب و انتخاب اور خفتانین یاقوتی
کہ چالیس ہزار ہین اور خزانے جواہر سب لیے آتے ہین سب آپ کا ہی یہ سنکر ملک قاسم نے تلوار میان
مین کر لی اور اُنکو اپنا ملازم بنایا اور کہا کہ جاؤ سب کچھ اسباب طلسمی لے آؤ ہم یہین ٹھہرے ہوے ہین
خبردار دیر نہ کرنا جلدی چلے آنا اور رطاوس جادو سے بھی جا کر کہو کہ جلد رکاب ظفر انتساب مین حاضر ہو ورنہ
مین وہین آیا اور پھر بغیر ہلاک کیے نچھوڑونگا ساحر تو مال و خزانہ لینے کو گئے یہان ملک قاسم نے لوح کو معائنہ
کیا تو لکھا تھا کہ ای عزیز تو نے طلسم کو اب فتح کر لیا اور فرصت کر چکا کوئی اب ایسا نہین ہی کہ تیرا سامنا کرے
اور لڑے سب تیرے تابعدار اور فرمانبردار ہین مگر یہ چاہیے تجکو کہ آگے جاکے اپنے رفیقون کو بھی رہا
کرے کہ وہ قید مین بیٹھے ہوے ہین بس یہ دیکھکر ملک قاسم شاد شاد آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک
مکان پتھر کا بنا ہوا ہی اور دروازہ اُسمین نہین ہی چار طرف دیوارین بلند ہین اور راستہ اندر جانیکا
نہین ہی ہر چہار طرف سے بند ہی قاسم نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ یہی ہی قید خانہ اور یہین تیرے
رفیق قید ہین اُنکو اسطرح چھڑاؤ کہ لوح کو دیوار شرقی پر رکھو ملک قاسم نے ایسا ہی کیا دیوار مین دراز
پیدا ہوا اور دھم سے گری قاسم اندر آئے تو دیکھا کہ ترک جوشن پوش اور معظم خان گرد دونون
تخت فولادی پر بیٹھے ہین اور ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی ہین اور اسقدر زرد ہو رہے ہین کہ پہچانے
نہین جاتے ہین ملک قاسم نے جو پکارا کہ بھائیو کیا کر رہے ہو اچھے تو ہو یہ سنکر اُن دونون
کی جان مین جان آئی اور خوش ہو ہو کر سلام کیے اور کہنے لگے کہ خدا آپ کو سلامت رکھے ہم
آپ کے غلام ہین اور بے گناہ ساحر ہم کو پکڑ کر یہان چھوڑ گئے ہین کوئی پوچھتا نہین اور
خبر بھی ہماری نہین لیتا جیسے حضور پڑھنے مین مشغول ہوے تھے ہمکو اژدہے نگل گئے تھے آپ نے

قائل اور نادم ہوتے ہین کہ اللہ نے کیا بہتر کیا تمہارے حق مین کہ اسوقت [illegible]
تو تجھپر ہنستے اور یہ دل مین ضرور سمجھتے کہ ہمتک بات نہ آئی [illegible]
جانتے ہین کہ اس گنبد سے ہین وہ ساتھ نہین آ سکتا [illegible]
مین مارے گئے چلا گیا اب افراسیاب جادو نے [illegible]
بولی کہ ای طلسم کشا اللہ اللہ تم کو یہ غرور ہے کہ آدمی کو آدمی نہین سمجھتے [illegible]
تمہارے سامنے کھڑے ہین بات نہین کرتے ہو [illegible]
کہ ہماری صورت اچھی ہے اور ہم صورت دار ایسے ہین کہ [illegible]
چاہیے ہم بھی جو ایسے ہوتے تو ہم او بھی لوگ یونہین پاتے خدا کے واسطے تم [illegible] بات کرو [illegible]
مین ذلیل ہونگے اور ساتھی ہمارے یہ کہینگے کہ یہ عورت [illegible]
بیچاری صورت اس کی نہ دیکھو کہ بڑی فاحشہ ہے مرد کی طرف سے [illegible]
یہان بالعکس ہے ذرا بات کر لینے مین تمہارا کیا نقصان ہے [illegible]
ملک قاسم نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ بکتی تو کیا ہے [illegible]
پیچھے ہٹ گئی افراسیاب جادو نے ملک قاسم سے کہا کہ بھلا او طلسم کشا تم [illegible]
ہم جا کر ناہید کو مارے ڈالتے ہین اور عوض اس کا نہ لینے کا اس سے [illegible]
اور سارہ تم سے کیا ہے عجب بات خوب یاد آئی اور یہ کہکر [illegible] کرتا ہوا چلا کہ ارے جادوگرو [illegible] ناہید
کو یہین پکڑ لاؤ اسی جگہ انکے سامنے اسکو قتل کرین آخر تو یہ ہم سے نہین بات کرتے [illegible]
بات کا دیتے ہین گو ہم کہے جاتے ہین کہ [illegible] وہ ہم سے لیجیے اور [illegible] نہین سنتے اب
ناہید کو مارو ملک قاسم نے جو یہ سنا بیتاب ہوگئے اور اپنے دل مین کہنے لگے کہ اے قاسم واے ستم
اگر ملکہ ناہید پر کسی طرح کی آنچ آئی اور وہ ماری گئی تو ساری محنت تمہاری بھی اکارت ہوئی اور یہ کیونکر
ہو سکے کہ جسنے یہ احسان کیا ہو وہ تمہارے آگے جان سے ماری جاے اور تم [illegible]
جان جائے چاہے رہے مگر یہ تو نہو سکیگا اسوقت کچھ دھیان جو ملک قاسم کو آیا اور تسبیح کو جو دیکھا
اور شمار دانون کو کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سو یازدہ مرتبہ پڑھنا اور باقی ہے بس انھون نے افراسیاب
جادو کو اشارہ کیا ہاتھ اٹھا کے اور انگلیہارے کے بلایا اور اشارے سے کہا کہ ایک ذرا تم تھمو جو کچھ
کہتے ہو مین سن رہا ہون اور تم سے بات کرتا ہون اور کہونگا کہ جو مجکو مطلب ہے یہ سنکر افراسیاب
کو ڈھارس ہوئی اور کہنے لگا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر تسبیح کو ہاتھ سے رکھ دیجیے اور ہم سے کہدیجیے
ملک قاسم نے پھر سر ہلایا کہ اچھا ذرا دم لو اور تسبیح کو دکھایا کہ دیکھو تھوڑے سے دانے پڑھنے
کو رہگئے ہین انسے فراغت کر لون تو پھر بولون افراسیاب نے جو دانون کو دیکھکر شمار کر لیا کہ تھوڑے
سے رہگئے ہین بہت ڈرا اور جان گیا کہ جان گئی کہنے لگا کہ ارے لڑکے تو بڑا دلبر ہے کہ مین تو کیسا کیسا
تجھ سے منت کیا کیا اور ڈرایا بھی مگر تو نے بات نہ کی اور اپنے کام مین مشغول رہا اچھا تو نگا
اور ناہید کو مارونگا یہ کہکر چلا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن ملک قاسم نے جو یہ دیکھا اور جلدی جلدی
پڑھنے لگے حتی کہ بفضل الٰہی نے اسم تمام کیا افراسیاب ابھی نظرون سے پنہان نہین ہوا

عمداً مکر و فریب کیجیے کہ کسی طرح یہ اسم کا پڑھنا موقوف کرے اور ٹھہر جائے یا بول اُٹھے تو ہماری بن آئے کیونکہ
اسم پڑھنے مین قید ہی کہ ایک جلسہ مین یا ایک ہی سانس مین یعنی بلاتوقف اور بے فاصلہ ایک ہزار گیارہ بار پڑھے اور
اگر فرق پڑ جائے تو پھر اسی طرح لاکھو بار ایک سانس مین بلا فاصلہ پڑھے مگر قاسم نے پڑھنا موقوف نہ کیا اور
کان رکاکت بھی نہ سُنا کہ یہ بکتا کیا ہی جب افراسیاب جادو نے یہ دیکھا کہ طلسم کشا تو نہین ڈرتا اور
پڑھنا موقوف نہین کرتا اپنی جھولی مین سے استخوان خرس نکالے اور کچھ اُنپر سحر دم کرکے طرف ملک قاسم
کے پھینکدیے وہ استخوان لوٹ پوٹ کر صورت خرس کی بنگئے اور قاسم پر حملہ آور ہوے کہ آنکھین اُن
خرس کی مانند شمع کے روشن تھین اور کوئی نو گز کا قد و قامت تھا لیکن وہ خرس گنڈلے کے باہر ہی رہا
اندر نہ آیا مگر بہت ڈرایا اور غل مچایا آخر یہ بھی تو انسان کا جامہ رکھتے تھے دوسرے بچے تھے کچھ خوف آہی
گیا پیچھے سرک کر دست بقبضہ ہوے اور ارادہ اُسکے مارنے کا کیا پھر سوچے کہ اے قاسم بغیر حکم لوح یہ کیا کرتے
ہو یہ سمجھکر پھر اسم کو پڑھنے لگے اور لوح کو بھی دیکھا تو یہ نکلا کہ خبردار بغیر اتمام اسم کے کوئی کام نہ کرنا جب تو
ملک قاسم کہنے لگے کہ لوح کو پھینک بھی دو یہ لوح تمکو قتل کرائیگی دشمن تو حملہ کرتا ہی اور یہ سوا بیٹھے رہنے
کے کچھ نہین بتاتی اور کوئی حکم نہین دیتی یہ ماجرا کیا ہی آخر ناچار ہوکر پھر جلدی جلدی پڑھنے لگے افراسیاب
نابکار نے جو یہ دیکھا کہ یہ اس سے بھی نہ ڈرا تو پھر اُسنے ایک اسم ایسا پڑھا کہ وہ ریچھ اور طرف کو چلا گیا
اور اُسنے اور ایک استخوان اپنے جھولی سے نکالی اور زمین پر پھینکی اور دانے رائی سرسون کے پڑھکر
مارے وہ ہڈی ہاتھی کی تھی ایک فیل مست بنکر ملک قاسم پر دوڑا اور سامنے آکے خاک اُڑانے
لگا اور ٹھوکرین مار مار کے زمین کے ڈھیلے اُکھاڑ کر خرطوم سے اُنپر پھینک مارے اور دانتون کو بھی
دراز کرکے اُنپر حملہ آور ہوا مگر کبھی کبھی خاک اور ڈھیلے گنڈلے کے اندر بھی آجاتے ہین اور ملک قاسم
کا اب یہ حال ہی کہ کبھی تو یہ پیچھے ہٹ جاتے ہین اور کبھی کھڑے ہوجاتے ہین اور وہ ہاتھی قریب گنڈلے
کے آیا ہوا ہی اور چیق مار رہا ہی کہ جنگل صداے اُسکی ہلجاتا ہی اور کبھی برچھا برچھا کے جھوم جھوم کے اُنپر دانت
مارتا ہی گویا اُسکے ضرب سے بچے ہوے تو ہین اور کئی بار ضبط کیا جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین ہٹتا تو قبضے
پر ہاتھ رکھکر بیساختہ بول اُٹھے کہ دور ہو یہان سے کہان کا شور و غل کر رہا ہی کہ تو نے مجھے بیتابی مین مگر ساتھ
ہی خیال آیا کہ لوح مین بولنے کی ممانعت لکھی تھی اور تم بول اُٹھے یہ کیا کیا غرض کہ جلدی سے بیٹھکر پھر پڑھنے
لگے اور لوح کو دیکھا تو یہ لکھا پایا کہ اگر ایک مرتبہ دھوکے مین بول اُٹھوگے تو مضائقہ نہین ہی مگر عمداً نہ بولنا
ورنہ مشکل پڑ جائیگی اب خاطر جمع ہوئی اور مستعد ہوکر پڑھنے لگے قصہ مختصر کہ وہ ہاتھی بھی ایک
طرف کو بھاگا اور ملک قاسم پڑھنے مین بدستور رجوع رہے پھر تو افراسیاب اور زیادہ گھبرایا اور
بولا کہ کیون طلسم کشا تم نہین مانتے ہو یہ شرط کہ ساحرون سے کہدون وہ چہار طرف سے تم پر آپڑین اور
مارنے لگین جب بھی ملک قاسم نے کچھ نہ کہا پھر افراسیاب نے ہڈی سانپ کی نکالی اور اسم سحر
دم کرکے طرف قاسم کے پھینکی وہ مار سیاہ بنگئی کہ آنکھین مثل یاقوت کے روشن تھین اور دو زبانین
نکلی ہوئی تھین اُنپر دوڑا اور پھن اُٹھا اُٹھا کے پھنکار رہا تھا کہ کسی طرح قاسم پر خوف غالب
ہوا اور گنڈلے سے نکل جائے قاسم اُسپر بھی نہ ہٹے مگر کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کھڑے ہو ہو گئے اور
تلوار پکڑ پکڑ کے چاہا کہ مار بیٹھین جب کھڑے ہوتے ہین تو منھ سے تو کچھ نہین کہتے مگر دل مین

نے ناہید کو وزیر کے ہاتھ بہ مکر و تدبیر بلوایا اور قید کیا پھر افراسیاب سے کہا کہ کوئی تدبیر جلد بتاؤ کہ سب بیان کیا
کرون سیرے تو ہوش و حواس سب جاتے رہے ہین یہ سنکر افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اے طاؤس تم کیون
ڈرتے ہو وہ تمھارا کیا کرسکتا ہے مین ابھی فریب دیکر لوح لیے آتا ہون پھر تمکو اختیار ہے کہ چاہنا پکڑکر مارنا یا قید رکھنا یہ
سنکر طاؤس نے کہا کہ زندگی ہماری تمھارے ہاتھ ہے اور تم ہی نے طلسم باندھا ہے اسنے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات
ہے یہ کہکر افراسیاب نے چار ہزار ساحر اپنے ساتھ لیے اور انجم جادو ایک ساحرہ کہ حسینہ اور جمیلہ تھی اسکو
تخت جواہر نگار پر سوار کرلیا اور ملک قاسم کو دریافت کرکے وہین آیا قاسم نے جو دیکھا کہ لشکر ساحر
سامنے سے آتا ہے تو یہ بھی سنبھل بیٹھے اور دلکو اپنے مضبوط کرکے اسم جلدی جلدی پڑھنے لگے افراسیاب
نے پہلے تو مودب سلام کیا اور پھر ساحرون سے کہا کہ واقعی اپنا رعب و تجمل دکھاؤ تمام ساحرون نے
سامنے ملک قاسم کے آکر شعلے منہ سے نکالے اور ترنج نارنج اچھالے باجے سحر کے بجائے اور سامنے
ڈٹ کر صف جما کر کھڑے ہوے مگر ملک قاسم نے خیال بھی نہ کیا اسوقت افراسیاب نے فوج پر اپنی
تاکید کی کہ ارے تمکو سوجھتا نہین کہ مین تو سلام کرتا ہون تم کیون رعب دکھاتے ہو وہ کوئی دشمن ہے وہ
تو ہمارے مالک ہین ہم انکے تابعدار وہ ہم سے تھوڑی ہی لڑینگے کوئی بھی غلامون سے مقابلہ کرتا ہے یہ کہکر
پھر دست ادب بستہ سامنے آکر ٹھہرا مگر ملک قاسم نے نہ تو اسم پڑھنا موقوف کیا اور نہ اسکی بات
دیکھا اگرچہ خوف بھی غالب ہوتا ہے کہ یہ ہزارون ساحران غدار تمکو گھیرے ہوے ہین مگر پھر یہ خیال کرتے ہین کہ اے
قاسم اس لشکر اور اس گیدی سے خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ تم پوتے امیر حمزہ صاحبقران کے ہو اور بیٹے
شاہزادہ علمشاہ کے اپنے باپ اور دادا کی طرف خیال کرو نہین جانتے ہو کہ انھون نے بھی زمانہ کمسنی مین
کیا کیا کام کیے ہین اور کیسا کیسا جادوگرون سے لڑے ہین تم بھی تو انھی باغ کے شجر ہو ڈرتے کیون ہو
خدا کو یاد کرو وہ مالک ہے یا سوا اسکے تمکو یہ بھی سہارا بہت بڑا ہے کہ اس گنڈے مین کوئی تمھارے قریب نہین
آئیگا پھر خوف کیون کرتے ہو اتنے عرصے مین ترک جوشن پوش پکارا کہ اے شہریار خبردار ہرگز
اسم پڑھنا موقوف کیجیے گا بس ساتھ ہی اس آواز کے قاسم نے داہنی جانب کو دیکھا کہ ایک اژدہا
پیدا ہوا اور ترک جوشن پوش کو نگل گیا معظم خان نے یہ حال دیکھکر غل کیا کہ اے شہریار ترک
کو بچائیے قاسم نے معظم خان کو اشارے سے منع کیا کہ کیون غل کرتے ہو خدا کو یاد کرو وہی حافظ
ہے اسم ترک نہین کرسکتا جب ختم کرلونگا ڈھونڈھ لونگا ملک قاسم یہ کہہ رہے تھے کہ ایک اور اژدر پیدا ہوا
اور معظم خان کو بھی نگل گیا ملک قاسم یہ دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے پھر چپ ہو رہے صبر کی
سل سینے پر دھر لی یہ دیکھکر افراسیاب نے ملک قاسم کی بہت تعریف کی اور بولا کہ اے طلسم کشا کیا بات
ہے آپ کا مثل نہین ہے چاہیے کہ جس کام مین ہاتھ ڈالے تو ایسا ہی استقلال کرے مرحبا صد مرحبا براین
ہمت مردانہ لیکن اب آپ کیون محنت و مشقت کرتے ہین ہم نے جان لیا کہ آپ طلسم کشا ہین بس
تکلیف نہ کیجیے اسم پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو سب آپ کے غلام ہین اب کسلیے آپ پڑھتے ہین جو حکم
ہو بجا لائین کچھ کہیے تو سہی اور یہ عورت تخت نشین جو ہمارے ساتھ ہے اگر قبول کیجیے اور مرغوب ہو
تو ہاتھ منہ دھلانے کو ہمراہ کردین اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو اور جس واسطے آپ آئے ہون وہ بھی لیجیے
ملک قاسم نے یہ سنکر اشارے سے کہا کہ ہمکو کچھ نہین چاہیے پھر تو افراسیاب جادو نے

لوح ملی سچ تو یہ ہے کہ میرے ساتھ بڑا احسان کیا ہے کبھی نہ بھولونگا اگر وہ مکتوب نہ لادیتی یا کشتی پر شراب پلاتے
وقت اشارہ نہ کرتی کہ نہ پینا تو غضب ہوتا کاہیکو قید سے نجات پاتے دائم الحبس رہتے مگر یہ بھی مین تم سے کہے
دیتا ہون کہ مین اُسپر عاشق نہین ہون چاہے وہ مجکو پیار کرتی ہو اسکی مجکو خبر نہین لیکن مین نے جو اقرار دار
کیا ہے اپنے مطلب کے واسطے اب تو مین نے کام اپنا نکال لیا آیندہ دیکھ لیا جائیگا تم یہ خیال نہ کرنا کہ مین
اُسکو پیار کرتا ہون یہ کہتے ہوئے اور باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین آگے بڑھکر لوح کو دیکھا تو لکھا ہوا
پایا کہ اے عزیز اب آگے تجکو ایک میدان وسیع ملیگا اور چار میل کنارون پر اُسکے بنے ہین چاہیے تجکو کہ یہ اسم
جو کنارے پر لوح کے لکھا ہے اُسکو پڑھکر ایک حلقہ اسی لوح سے بیچ مین اُن میلون کے کھینچ اور اُس حلقے مین
بیٹھکر یہ اسم ایک ہزار یا زیادہ بار پڑھ جبتک تمام نہ کرلینا کسی سے بات نہ کرنا کیسا ہی کوئی بولے اور فریب دے
زنہار بات نہ کرنا اگر ایسا ہی فریب دے اور تو بھولے سے کہین ایکبار بول بھی اُٹھیگا تو خیر مضائقہ
نہین ہے ورنہ بڑا غضب ہو جائیگا عمداً نہ بولنا نہ پانون اُس حلقے سے باہر نکالنا جب تک کہ اسم تمام نہ ہولے
بعد اُسکے جب اسم کو تمام کرلیگا دیکھنا کہ ایک جہان تیرا مطیع ہوگا اور پھر لوح کو دیکھ لینا ملک قاسم نے
ترک جوشن پوش اور معظم خان سے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ بھئی مین تو حلقے مین بیٹھکر اسم پڑھتا ہون
اور تم علیحدہ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھو لوح مین یہ حکم نکلا ہے دونون نے کہا بہت اچھا اور خود ایک جانب کو ایک
میل کی آڑ مین کھڑے ہوکے تماشا دیکھنے لگے لیکن روبرو ٹھہرے کہ اپنے مالک کو دیکھتے بھی رہین القصہ
شاہزادہ خاور سیاہ نے وہ اسم کہ بروقت حلقہ کھینچنے کے پڑھنے کو لکھا تھا پڑھا اور لوح سے حلقہ کھینچا
اور اُسی کے اندر بیٹھکر اسم پڑھنا شروع کیا یہ دونون آڑ مین ایک میل کی علیحدہ اُنسے چھپے ہوے تھے قاسم تو اسم
پڑھ رہے ہین اور وہان جو لوگ کھانا قیدیون کا لیکر آتے تھے اُنھون نے آج آکر ملک قاسم کو جو نہ پایا ہر طرف
ڈھونڈھا جبکہ پتا نہ لگا گھبرا کے طاؤس شاہ جادو سے کہا طاؤس جادو نے کہا کہ ارے وہ تو
طلسم کشا ہے بڑا غضب ہوا اب دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے یہ اسی تردد مین تھا کہ اتنے مین اور نگہبان آئے اور
اُنھون نے طاؤس شاہ جادو سے کہا کہ اے شاہ دونون رفیق طلسم کشا کے نہین معلوم ہوتے ہین اور
دروازہ زندانخانہ کا کھلا ہوا ہے نہین معلوم کہ قفل سحر کو کسنے کھولا اور وہ کیونکر نکل گئے یہ سنکر وہ صدمہ اسکو
ہوا کہ بیان سے باہر ہے گھبرا گیا مگر ایک جادوگر کہ نام اُسکا زلالہ جادو ہے اور یہ کاہن بھی ہے حاضر دربار تھا
اُسنے اپنی کتاب مین دیکھکر ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے بادشاہ اور ستم پر ستم ہوا کہ ایک تو رفیق اسکے چھوٹ کر
چلے گئے دوسرے یہ کہ لوح طلسمی بھی اُسکے ہاتھ آگئی ہے اور ناہید نے اُسکے مکتوب دیا جسکی ہدایت سے لوح
دستیاب ہوئی یہ سنکر طاؤس جادو کا دم نکل گیا اور کانپ اُٹھا سلطنت کو نقش بر آب سمجھنے لگا یہان
تک یہ لرزان و ترسان ہوا کہ افراسیاب جادو سے اسکے لوگون نے جاکر کہا کہ آپ ذرا طاؤس شاہ
کی خبر لیجیے کہ کیا حال ہے اور بانی طلسم افراسیاب ہی ہے طاؤس کو بادشاہ کر دیا ہے افراسیاب نے پوچھا
کیون یہ کیا حال ہے کہ سُنا ہے طلسم کشا چھوٹ گیا اور لوح بھی اُسکے ہاتھ آگئی اب کاہیکو جینے دیگا جان سے مارڈالیگا
یہ سنکر افراسیاب جادو پاس طاؤس شاہ کے آیا کہ اُس ناہید کو تو سزا دو کیسی تمہاری دوستدار تھی کہ
مکتوب حوالے کیا اُسنے وزیر پر اپنے بدعتی کی اُسنے عرض کیا کہ جس نے برائی کی ہے اُسے سزا دیجیے آپ مالک
ہین ماریے قید کیجیے اگر مین حمایت کرون تو البتہ گنہگار ورنہ میری کیا خطا ہے یہ سنکر طاؤس شاہ

ملکہ ناہید قسم ہی مجکو اُس یزدان پاک کی کہ جسنے مجکو خلق کیا ہی اور تمام ذیروح بلکہ ممکنات کو پیدا کیا ہی کہ مین
تمکو زوجہ بناؤنگا اور احسانمند تمھارا رہونگا بھولنا کسے کہتے ہین اور اے ملکہ خدا حافظ یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوے
اور ملکہ ناہید بھی اپنے گھر چلی آئی ملک قاسم نے تھوڑی دور آکے مکتوب کو دیکھا تو لکھا پایا کہ اے عزیز خبردار
زنہار بھولنا نہین جو لکھا ہی اُسپر عمل کرنا یعنے دست راست پر جانا اور کسی طرف کو نہ جانا ورنہ خراب ہو گا
آگے جاکے تمکو ایک جھیل دکھائی دیگی اُسمین سے ایک ہرن سفید نکلیگا چاہیے کہ جب وہ بھاگے تو یہ اسم
پڑھکر تیر اُس آہو کو مارنا جبکہ وہ گرجاے تو لوح اُسکے گلے مین سے اُتار لینا اور کام مین لانا پھر آگے جاکر لوح کو دیکھ لینا
فراموش احکام نہ کرنا ملک قاسم نے یہ پڑھکر جلد قدم اُٹھانا شروع کیا دور نکل گئے آگے جاکر دیکھا کہ وہی
جھیل ہی کہ جسکی خبر مکتوب مین لکھی ہوئی تھی ملک قاسم قریب آئے کہ ایک مرتبہ پانی مین تلاطم ہوا اور سفید
ہرن پانی کے اندر سے نکلا اور جھیل کو جھیل کے باہر آیا انکی طرف دیکھکر میدان پکڑا اور بھاگا قاسم نے پیکان تیر
پر اسم پڑھا اور کمان مین جوڑکے ہرن پر مارا وہ خدنگ اجل ہوکر گلے مین اُسکے پیوستہ ہوگیا ہرچند اُسنے چاہا کہ
بھاگون مگر خون گلے سے بہنے لگا دم رُکا سست ہوکر گر پڑا ملک قاسم نے جلدی سے لوح اسکے گلے سے اُتار لی
وہ لوح زمرد کی تھی ڈورا موتیون کا پڑا ہوا تھا اور مُدوّر مانند کف دست کے اور ہشت پہل تھی قلم سرخ سے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہذا لوح طلسم افراسیابی پھر تو ملک قاسم ایسے شاد ہوے کہ
پیراہن مین نہ سماتے تھے بند تراق تراق ٹوٹ گئے جبکہ لوح پا چلے دیکھا کہ روز روشن ہی خیال ہوا کہ تمھاری
تلاش مین ساحر ضرور آئینگے چاہیے کہ دور نکل چلو پھر سوچے کہ اگر جادوگر آئینگے بھی تو کیا کر سکتے ہین کہ لوح
فضل خالق سے تمھارے پاس ہی یہ سوچ کے آگے بڑھے ایک کوس آئے ہونگے کہ ایک مکان سامنے
دکھائی دیا جب کہ قریب اُس مکان کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ اُسکا باہر سے بند ہی مگر آواز کسی کی آتی ہی
کوئی قیدی خدا سے فریاد کر رہا ہی کہ الٰہی ہمارے آقا کو جلد بھیج کہ اب سختی قید کی اُٹھائی نہین جاتی اور
مفارقت اُسکی شاق ہی دن دیکھنے کا مشتاق ہی جسکی رہبری سے بیابان ضلالت سے نکل کر چشمۂ ہدایت
پر پہونچے اُسی کو واسطے رہا کرنے کے بھی بھیجدے قاسم نے کہا یہ آواز تو ایسی معلوم ہوتی ہی جیسے کبھی
کی سنی ہوئی ہی اور بارہا سنا ہی غرض کان لگا کر جو سنا تو وہ آواز معظم خان بن بہرام کی تھی بس بیتاب ہوکے
پکارے کہ بھائی معظم خان تم کیون فریاد کرتے ہو مین آپہونچا اندر سے آواز آئی کہ الٰہی آقاے من واے شہریار
مین ہم دونون غلام آپکے یہان قید ہین اور امیدوار مخلصی ہین خدا آپ کو لایا آپ ہی کی امید تھی اور سوا آپکے
ہمارا کون ہی خدا آپکو سلامت رکھے جلد صورت دکھائیے کہ اب تاب مفارقت باقی نہین ہی قاسم نے خوش
ہوکر کہا کہ بھائیون مین آپہونچا ہون گھبراتے کیون ہو یہ کون بات ہی اگر کیسی ہی بلا مین پھنسے ہوتے اور مین
یہ بھی سمجھتا کہ یہان جانے مین فساد عظیم ہوگا اور بلا مین پھنسونگا تو بھی مین ہاتھ نہ اُٹھاتا میری جان تمپر نثار ہی
تم مجھپر فدا ہو تو مین تمپر تصدق ہون یہ کہکر جلدی سے عکس لوح کا قفل اور دروازے پر ڈالا فوراً تڑاق
سے آواز آئی اور قفل گیا اندر آکے دونون پر عکس لوح کا ڈالا قید سحر دور ہوئی دونون قدمون سے لپٹے
قاسم نے گلے سے لگایا اور کہا بھئی اب کوئی آزار نہ پہونچیگا لوح خدا کے فضل سے دستیاب ہو چکی ہی اب
کسی امر کا اندیشہ نہین ہی یہ کہکر اُس مکان سے دونون کو نکال لائے اور روانہ ہوے راہ مین مفصل
احوال دستیاب ہونے لوح کا معظم خان اور ترک جوشن پوش سے کہا کہ ناہید کے باعث سے

یہ مات کا ہے وہ مجھپر عاشق ہے لیکن آمد و رفت میں اُسکے میں نہیں آئی ہوں کیونکہ ہاتھ اسکے نہیں لگتی ہوں وہ مجھپر جان دیتا ہے
اب یہاں سے دو ایک روز میں چھوٹ کر جو اپنے گھر میں جاؤنگی تو لوح کا حال اپنی ماں سے پوچھونگی اگر اُسنے بتا دیا اور میرے
امکان میں ہوا تو بیشک لوح میں تمکو لا دونگی لیکن اسکا اقرار کرلو کہ بعد فتح طلسم مجکو اپنی کنیزی میں لے لو پھر میں بھی کوئی
بات اُٹھا نہ رکھونگی جس طرح ہوگا یہاں سے رہائی ہونگی قاسم نے کہا کہ اے ملکہ ناہید یہ کیا بات کہتی ہو میں تمکو
تمہارے اپنے گھر کا کرونگا کنیزی کیسی ہوتی ہے اور لونڈی کسکو کہتے ہیں میری جان تم پر نثار ہے تمہارا یہ کہنا بیکار ہے غرضکہ قول
و اقرار کرکے ملک قاسم تو کوٹھے پر چڑھ آئے مگر جب صبح ہوئی تو وزیر نے بادشاہ سے اجازت لیکر
ملکہ ناہید کو بلوایا وہ بھی از بسکہ جان دیتا ہے راضی ہو گیا اور نظر بندی سے ناہید کو آزاد کیا یہ چھوٹکر
اپنے گھر کو گئی اور جاکے اپنی ماں سے جو ملی ادھر اُدھر کی باتیں کرکے کہنے لگی کہ میری اماں جان لوح بھی کیا کوئی چیز
ہے کہ سب آدمی یہی کہتے ہیں کہ اگر لوح کسی کے ہاتھ آجائے تو وہ طلسم کو فتح کرلے کچھ بڑی بات نہیں ہے
تم مجھے یہ بتاؤ کہ لوح کیا شے ہے اور ایسی جگہ تو نہیں رکھی ہے کہ کسی کے ہاتھ لگجائے اور وہ لوح لیجاکر طلسم
توڑے یہ سنکر ناہید کی ماں نے کہا واری تجکو لوح کی کیفیت نہیں معلوم ہے یہ جانتی ہوں کہ لوح بھی
بیشک کوئی چیز ہے مگر نہیں معلوم کہ کہاں رکھی ہے مگر البتہ اتنا جانتی ہوں کہ یہ صندوق جو رکھا ہے اسمیں ایک
مکتوب رکھا ہے کہ وہ بھی مثل لوح کے ہے جسکے پاس وہ ہو مطلب اُس کا مکتوب سے ظاہر ہوگا اور اگر
مطابق نوشتے کے کرے تو ساحر اُسکا کچھ نہیں کرسکتے اور وہ چاہے تو سب کو مار ڈالے اور جہاں چاہے
بغیر راستہ جانے چلا جائے ناہید اس بات کو سنکر چپ ہو رہی جبکہ رات زیادہ گئی اور سب بستر خواب پر لیٹے
ناہید بھی اپنی ماں سے علیحدہ ایک پلنگ پر لیٹ رہی جب دیکھا اسنے کہ سب غافل سو رہے ہیں بیفکر خواب
بلند ہے چپکے سے اُٹھکر صندوق کو کھولا اور مکتوب کو نکال لیا اور آہستہ آہستہ اُسی پنجڑے میں آئی یہاں
ملک قاسم کا یہ حال تھا کہ شام سے گھڑی گھڑی کوٹھے پر آتے تھے اور ناہید کو دیکھ جاتے تھے اب جو آئے
تو ناہید کو کھڑا ہوا دیکھا بس جلدی سے بام پر اُس پنجڑے کے آئے اور ناہید سے کہنے لگے کہ اے ملکہ کہاں
عرصہ لگایا تھا بہت انتظار کرایا راستہ دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئیں ناہید نے کہا اے شہریار میں نے جو وعدہ
کیا تھا کہ لوح لادونگی اُسی کی فکر میں تھی ماں سے اپنی میں نے بہت پوچھا مگر اُسنے کہا کہ شاید تمہارے باپ
کو معلوم ہو مجکو نہیں معلوم مگر مکتوب کو بتلایا تھا کہ شاید صندوق میں رکھا ہوا ہے اسی واسطے میں ٹھہری رہی جبکہ
میں نے موقع پایا مکتوب کو نکال لائی یہ حاضر ہے اسکی تاثیر بھی مثل لوح کے سُنی ہے کیا عجب ہے کہ مدعا آپکا اسی سے
حاصل ہو جائے ملک قاسم نے جو نام مکتوب کا سُنا شاد ہو گئے اور سمجھے کہ جو میرے پاس کھو گیا تھا یقیناً وہی
ہوگا شاید کہ کوئی ساحر بروقت کشتی غرق ہونے کے چھین لیگیا تھا قسمت سے ہاتھ آیا جلدی سے ملکہ
ناہید کے ہاتھ سے لیلیا اور مارے خوشی کے ناہید سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ ملکہ جس راہ سے تم آتی جاتی ہو
ہمکو بھی وہی راہ بتادو کہ ہم نکل جائیں ناہید نے کہا کیا مضائقہ ہے بسم اللہ اسی وقت چلیے پھر تو ملک قاسم
نے مکتوب کو اچھی طرح کمربند میں رکھ لیا اور ساتھ ناہید کے باہر آئے ناہید نے پنجڑے سے باہر لاکر کہدیا
کہ اب آپ کو جدھر راستہ ملے چلے جائیے اللہ حافظ ہے مگر مجکو بھول نہ جائیے گا میں نے دامن دولت کو آپ
کے پکڑا ہے اور سب میرے دشمن ہیں حال مکتوب کا بھی کھل جائیگا چھپا نہیں رہے گا اب کنیز اپنے گھر
جاتی ہے تاکہ ماں کو میری ثابت نہو قاسم نے ناہید کو گلے سے لگالیا اور بوسے بھی لیے اور پھر کہا کہ اے

بیٹھتے تھے اور نہ بولتے تھے سب نے کہا حضور ہم سب آپ کے نمک خوار ہیں جو آپ نے فرمایا سچ تھی آپ نے کہا تھی یہ
بولے کہ بھئی سچ ہے یہ بات کہ کوئی یہاں سے نکل نہیں سکتا اور راستہ نکلنے کا کسی کو نہیں معلوم ہم سب نے آپس
میں اشارے کیے کہ او صاحب ابھی تک یقین نہیں اور جانتے ہیں کہ ہم نے جھوٹ کہا ہے حقیقت میں سودائی ہیں
انسے کچھ نہ بولو جو کچھ کہیں سن لو اور چپ ہو رہو جبکہ کھانے سے فراغت پائی تو انھوں نے ایک ایک سے بات چیت
بات کی اور پاس اپنے بٹھایا وہ سب انکے حرکات پر ہنستے ہیں غرضکہ تیسری شام ہوئی اور وہی عورت خوان
کھانے کے لیکر آئی آج اُسنے ملک قاسم سے کہا کہ آگے اپنا کھانا لیجاؤ روز ہمیں بیٹھتی ہیں کہ ایک خوان خالی یہ
رکھا رہتا ہے اسکی کیا وجہ ملک قاسم نے کہا کہ ہم نہیں لیتے تھے مگر یہ لوگ ایسے مصر ہوئے کہ لینا پڑا خیر یہ تو
بتلاؤ کہ کھانا جو بھیجتا ہے اُس سے کچھ پیغام بھی ہمارا دے سکتی ہو اور عورتوں نے کہا کہ آپ بیان کیجیے یہ انھیں
کے پاس رہتی ہیں اور داروغہ ہیں ملک قاسم نے کہا کہ ای عورت وہ جو کھانا بھیجتی ہیں انسے کہہ دینا کہ ہم نے
گناہ تمھارا کیا کیا ہے جو تم نے ہمکو یہاں قید کیا یہی نہ کہ تم نے جو ہمکو جام پینے کو دیا تھا اور ہم نے نہیں پیا اسی
سبب سے تم آزردہ ہوئیں اور ہمکو پکڑ کر تم نے یہاں بھیج دیا ہے یہ کوئی قصور نہیں ہے لازم ہے کہ ہمکو اب راستہ
بتلادو کہ یہاں سے نکل جائیں یہ پیغام ہمارا ضرور ضرور پہنچا دینا اور جو کچھ وہ اس بات کا جواب دیں ہم سے
کل کی شام کو جو آنا تو کہہ دینا اور جس طرح ہوسکے راستہ پوچھتی آنا اس عورت نے سنکے تو ہنسکر کہا کہ اچھا
ہیں تو پوچھ آؤنگی اور سب نے کہا کہ دیکھو سٹری نہیں ہیں تو کیا ہوشیار ہیں یہ بات بھلا میاں انکی ہے
کہ داروغہ سے کہتے ہیں کہ راستہ پوچھتی آنا غرضکہ وہ عورت کچھ بڑبڑاتی چلی گئی جبکہ چوتھی شام ہوئی آج
ملک قاسم سیر میں ایسے مصروف ہوئے کہ وہ کھانا رکھکر چلی بھی گئی یہ جو آئے کھانا رکھے دیکھا اُن
لوگوں سے پوچھا کہ ارے صاحبو یہ تو کہو کہ وہ کچھ کہہ بھی گئی ہے کہ ہمارے سوال کا کیا جواب دیا وہ سب
بولے کہ کہتی تھی کہ کچھ دنوں ابھی یہاں رہو پھر بتلا دینگے کہ راستہ ادھر سے ہے سنکر چپ ہو رہے جب کہ
آدھی رات گذری اور سب قیدی سو رہے اُسوقت ملک قاسم اُٹھکر زینہ سے ہو کے مہتابی پر پہونچے
اور ادھر ادھر دیکھنے لگے ایک پنجرہ معلوم ہوا قاسم جھک کے تکنے لگے کہ کہیں راستہ ہو تو کود کر نکل جاؤں
یہاں کیوں بیٹھا رہوں کہ روشنی اس پنجرے میں انکو معلوم ہوئی اور دیکھا کہ چلمن بہت پر تکلف اور
پردے پڑے ہوئے ہیں اور فرش سارے پنجرے میں ہے یہ دیکھکر ملک قاسم نے کھنکارا اور پانون
سے کھٹکا دیا معاً اندر سے اُس پنجرے سے ایک عورت نے سر نکالا اور چلمن سے باہر آئی اب جو قاسم
غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی نگار ہے کہ جسکو مور پنکھی پر دیکھا تھا اور جام پینے کو جسنے منع کیا تھا
بس قاسم کود کے اُس کوٹھے پر آئے جہاں وہ نگار کھڑی تھی اس عورت نے جو انکو دیکھا بولی
کہ دیکھو ای ظالم کشا میں نے تیرے واسطے یہ قید سہی اور اپنے کو عذاب میں مبتلا کیا جیسے میں نے تمکو جام
پینے کو منع کیا اور تم مور پنکھی پر کود کے چلے آئے اور جام کو تم نے پھینکدیا نیلم جادو نے جا کر سارا
حال بادشاہ سے کہا اُسنے مجھکو نظر بند کیا ہے آج کئی دن سے یہاں قید میں بیٹھی ہوں اب آپ جلدی
یہاں سے چلے جائیے ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو بڑا غضب ہو جائیگا ملک قاسم نے نام پوچھا اُسنے
کہا کہ مجھے ناہید کہتے ہیں دختر وزیر کی ہوں قاسم نے کہا کہ ناہید جادو نام ہوگا اور تم ساحرہ
ہو کہا کہ اگر جادو جانتی ہوتی تو قید ہو کر یہاں نہ رہتی مگر حال یہ ہے کہ طاؤس شاہ جادو کہ بادشاہ

لگی ہوئی تھی خوب میوہ کھایا نہر سے پانی پیا جبکہ آسودہ ہو چکے اور دل بھی سیر سے بھرا تو مکانات باغ کے دیکھے
انکی سیر پر بھی دل راغب ہوا اور پھرنے لگے ایک سہ درے میں قاسم نے کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھا وہان جاکر کہنے
لگے کہ تم کون ہو اور یہان کیون آئے ہو انھون نے قاسم سے کہا کہ ہم سب تو قیدی طلسم کے ہین تم بھی اب
قید ہوے ہو اور قید ہوکے یہان آئے ہو یہ زندانخانہ طلسم کا ہی جو قید ہوتا ہی وہی یہان آتا ہی قاسم نے کہا کہ
ہمکو کون قید کرسکتا ہی تم سب قیدی ہوگے مگر یہ تو بتلاؤ کہ کس طرح یہان سے نکلینگے راہ کدھر کو ہی اور کس طرف جائین
انھون نے کہا کہ ای جوان کیا پوچھتا ہی ہم بھلا کیا جانین کہ راستہ کدھر سے ہی اگر یہ جانتے ہوتے تو خود ہی نہ
نکل جاتے کا ہیکو قید میں بیٹھے رہتے قیدی طلسم کیونکر نکلیگا اور ماورا اسکے نگہبانی کو کیا لوگ نہین ہین جو نکل جاوے
یہ سنکر قاسم نے خفا ہوکر کہا کہ ارے قید یو ہم سیر کرنے کو یہان آئے ہین ہمکو کون روک سکتا ہی ابھی چاہین
تو چلے جائین ہان تم قیدی ہو تمھارا جانا ممکن نہین ہی اور ہمکو کسکی مجال کہ روکیگا اور جانے نہ دیگا مگر بڑے
پاجی اور شہدے تم سب ہو کہ ایک راستے کے بتلانے میں یہ حجت نکالی ہی جی مین آتا ہی ایک طمانچہ مارون کہ
سر اُڑ جائے یہ سنکر وہ لوگ چپ ہو رہے اور کہنے لگے کہ بہت اچھا آپ خود آئے ہین قید ہوکے نہین آئے
ہین یو نہین ہوگا کوئی کیا جانے ہم قیدی ہین آپ نہین قیدی ہین خفا نہ ہوجیے مگر یہ کہے دیتے ہین کہ کچھ
دنون رہیے گا تو آپکو ہمارے کہنے کا حال کھل جائیگا کہ سچ کہتے تھے یا جھوٹ یہ سنکر یہ بھی چپ ہو رہے
اتنے میں شام ہوئی اور ایک طرف روشنی باغ مین دکھائی دی سب اُٹھ کے نیچے سہ درے کے آئے ملک قاسم
بھی دیکھ رہے تھے کہ اکتالیس خوان کھانے کے کہاریان سرون پر رکھے ہوے اور ایک مشعلچی ساتھ اور ایک زن
سن رسیدہ زیور پہنے ہوے یہ معلوم ہوتا ہی کہ داروغہ اُن سب کی ہی چلی آتی ہی جبکہ نیچے سہ درے کے کوٹھے سے
آئی اُسوقت اُس عورت نے وہ خوان اُنکو دیے اور کہا کہ آج ایک خوان زیادہ ہی یہ کہکر وہ تو چلی گئی قیدیون نے
ایک ایک خوان اپنے اپنے حصہ کا لیکر اندر سہ درے کے رکھا اور اُنسے بھی کہا کہ ای صاحب اپنا خوان لیلو کہ
تمھارے حصے کا ہی ایسا نہو کہ آزردہ ہو تم سے بات کرتے ہوے دُر معلوم ہوتا ہی قاسم کہ بھوکے تو نہ تھے میوہ چکھ
چکے تھے کہنے لگے کہ ہم نہین کھائینگے جو لایا ہی وہ اپنا کھانا لیجائے کیا ہم محتاج ہین کھائینگے اُسوقت ان لوگون نے کہا
کہ ای حضرت کیا محتاج ہوتا ہی تو کھانا لیتا ہی اور جو کوئی امیر کو بھیجتا ہی تو وہ پھیر دیتا ہی یہ بات آپنے عجب طرح کی
کہی یہ جو کھانا آیا ہی اس خیال سے کہ آپ آج تو ضرور یہان رہینگے رات بسر کرینگے اور کھانا ضرور ہی کہ بے اسکے زندگی
نہین ہوتی یہ سنکر انھون نے کہا کہ اگر یہ بات ہی تو خیر لاؤ رکھدو اُن لوگون نے کہا کہ ابھی لیکر پہونچا ابھی دو
ورنہ مارے بھوک کے گھبرائیگا تو اور بھی پریشان کریگا اسوقت تو ہمین مین ہی القصہ سب نے ملکر وہ خوان
اوپر کوٹھے کے رکھدیا آپ بیٹھکر کھانے لگے آدھی رات گئے وہ کھانا بلاکر انھین آدمیون کو دیا انھون نے کہا
کہ ہم تو کھا چکے ہین آپ نوش کیجیے یہان ہر ایک کا حصہ علیحدہ ہوتا ہی کوئی دوسرے کا حصہ نہین کھاتا یہ سنکر
قاسم نے کہا کہ پھر مین کیا کرون لیجاؤ اسے یہان سے مین کسے دون یہ سنکر انھون نے عذر نہ کیا کہ سڑی تو ہی
نہین غصہ نہ کرنے لگے الغرض کھانا کھا کے سو رہے جب صبح ہوئی سب سو کر اُٹھے اور یہ بھی چونکے پھر تو
سب سے آج خوش فراجی سے کلام بھی کیا اور ہنسکر بات بھی کی سب خوش ہوے کہ شکر ہی آج تو
غصہ نہین ہی جب کہ پھر شام ہوئی وہی عورت کھانا لیکر آئی آج انھون نے بے عذر لیلیا اور سب
کے ساتھ بیٹھکر کھایا اور کہنے لگے کہ بھئی کل کے دن ہم واقف نہ تھے اسی واسطے ہم تم سے علیحدہ

کیا ہے پینا اس جام کا تمھارے حق میں اچھا نہیں ہے اس پیچ میں عرصہ ہو لگا اور تامل ملک قاسم نے کیا نیلم جادو
بگڑی اور کہنے لگی کہ اے طلسم کشا اگر پینا ہے تو پیلو ہمکو عرصہ ہوتا ہے جام پیکر مور پنکھی پر آ بیٹھو تمکو اپنے ہمراہ لیتے
چلیں ہرج ہماری سیر میں ہوتا ہے اور اگر نہیں پینا ہے تو ویسا کہو کہ ہم چلے جائیں ملک قاسم نے پھر شاہزادی
کیطرف دیکھا اُسنے پھر گوشہ چشم سے منع کیا کہ زنہار زنہار نہ پینا اب تو ملک قاسم لعل خفتان خونریز جادوری کو
خیال ہوا کہ مکتوب تو تمھارے پاس ہے اُسکو تو دیکھو سب شک مٹ جائے جو اُسمیں لکھا ہو درست و صحیح ہے بس اُنھون نے
مکتوب نکالا اور پڑھنے لگے نیلم جادو نے کہا کہ میاں ابھی سے تو تمکو یہ سوچ ہے ایسا جام کے پینے میں اتنا عرصہ کر رہے
ہو اور جبکہ طلسم فتح کرو گے تو پھر کا ہیکو ہمیں یاد کرو گے وہ وقت اور ہو گا نہ خوشی کا ہنگامہ ہو گا ملک قاسم نے کہا
کہ پیتا ہوں جلدی کیوں کرتی ہو مگر مکتوب کو پڑھتے جاتے ہیں جب آپ نیلم جادو بیٹھا اور بگڑی اور خواصوں سے کہنے لگی
کہ اری حرامزادیو تم نے جام کے پینے کو منع کر دیا ہے جب تو یہ نہیں پیتا ہے اُنھون نے قسمیں کھائیں اور کہا کہ خدا ہم کو
غارت کرے اگر ہم نے منع کیا ہو لیکن بیشک ہم نے دیکھا ہے کہ یہ جو آپکے پاس بیٹھی ہیں انھوں نے اشارہ کیا تھا بس
یہ سنا تھا کہ نیلم جادو نے اُس ماہ طلعت کی طرف دیکھکر ابرو پر بل ڈالے اور کہا کیوں یہ کیا اُسنے بھی انکار کیا کہ
میں نے کا ہیکو منع کیا وہ خود نہیں پیتا اتنے عرصے میں قاسم نے مکتوب کو پڑھ لیا لکھا تھا کہ اے فرزند خبردار اس شراب
کو نہ پی لینا اور اگر پی لیا تو کشتی حیات طوفان میں پڑ جائیگی پھر کسی صورت سے خلاصی نہو گی موت کا گھاٹ نظر آئیگا
چاہیے تجکو کہ جام کی شراب کشتیوں اور مور پنکھی پر پھینکدے اور جست کر کے مور پنکھی پر سوار ہو جا بس
یہ جو ملک قاسم نے پڑھا نیلم جادو سے کہا کہ تم نے جو مجھ سے شراب کے بارے میں زیادہ بحث بڑھائی تو اب
میں شراب نہ پیونگا اور زبردستی کشتی پر سوار ہو کر تمھارے ساتھ چلونگا دیکھوں تو کیونکر نہیں لیچلتی ہو اور کیا
کرتی ہو وہ بولی کہ دیکھا نہیں ہے کہ زبردستی مور پنکھی پر چلو اور ماتحتوں کو اشارہ کیا کہ کشتی بڑھا لیچلو بس قاسم نے
یہ جو دیکھا جام کو اپنے ہاتھ سے مور پنکھی پر پھینکدیا اور جست کر کے خود بھی مور پنکھی پر جا بیٹھے انکے کودنے سے
مور پنکھی تہلکہ میں آگئی اور پانی کناروں پر سے اندر آگیا عورات نے جو یہ دیکھا کہ طلسم کشا اندر آگیا مور پنکھی سے
سب کی سب دریا میں کودیں اور پیرنے لگیں جنھیں پیرنا نہ آتا تھا وہ ڈوب گئیں جو کہ پیرتی تھیں وہ پار نکل گئیں
غرضکہ نیلم جادو بھی کود پڑی اور کہنے لگی کہ بھلا او طلسم کشا اچھا کیا تو نے کہ تو اس مور پنکھی پر چلا آیا دیکھ اس
زبردستی کی کیا سزا ملتی ہے اور تیرا کیا حال ہوتا ہے کہ تو بھی جانے کہ کسی کے ساتھ زبردستی کی تھی مگر قاسم نے
جواب بھی نہ دیا اور وہ ماہ پیکر بھی ساتھ نیلم جادو کے چلی گئی قصہ مختصر کہ مور پنکھی بہتی ہوئی چلی جاتی ہے یہانتک
کہ دھارے پر پہونچی اسوقت مینار پر جو اُسطرلابی بیٹھا ہوا تھا تیرا دیکھ رہا تھا اُسنے گھڑیال کو موگری ماری اور
آواز بلند ہوئی ملک قاسم کے کان میں جو آواز آئی پھر کر دیکھنے لگے اور قلعہ یاقوت نگار کو دیکھا کہ وہ چرخ کھا
رہا ہے بس پھر تو ایک تماشا ہو گیا ادھر گھڑیال بج رہا ہے اُدھر بارہ برج چرخ کھا رہے ہیں اس عرصے میں
ملک قاسم نے جو دیکھا کہ وہ مور پنکھی بھی چرخ کھا رہی ہے اور گرداب میں پھنسی ہے بچپن کا تقاضا گھبرائے کہ
بار الٰہا خیر کرنا کہیں مور پنکھی ڈوب نہ جائے اب پانی مور پنکھی میں بھر گیا اور وہ ڈوبنے لگی بس پھر تو قاسم
ششدر و حیران رہ گئے اتنے عرصے میں ایک پنجہ دریا میں سے پیدا ہوا پہلے تو کشتی کو ڈبویا پھر قاسم کو کھینچ لیا جبکہ
آنکھ قاسم کی کھلی تو اپنے کو ایک باغ میں پایا اور مکتوب پاس نہ تھا کیونکہ مکتوب ہاتھ سے وہیں چھوٹ
گیا تھا جب اُنھیں پنجے نے کھینچا تھا قصہ مختصر جبکہ یہ داخل باغ ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے پھول

اور قریب اُن بیاون قتی اور یہ بائین اس گرد ضیار کی اپنی تھی نام اُسکا نیلم جادو تھا ملک قاسم سے بولی کہ کہا ای شخص
کیا کہتا ہے اور یہ عرض ہے کیا ہے تو قاسم سے ہم یہان سے نقطہ تمکو اسواسطے بلایا ہے اور رو دکھا رہی کہ تم تجکو بھی اس مور پنکھی
پر بٹھاؤ اور اپنے ساتھ اُس پار لیجاؤ تمھارا احسان ہوگا کہ تمھارے طفیل سے مین بھی اُس پار پہونچ جاؤنگا ورنہ
کوئی راہ نہین ہے کہ مین اُس پار جاؤن بڑے عرصے سے کھڑا ہوا ہون اور سوچ رہا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن
اسلیے کہ نہ کوئی پل ہے نہ کشتی ہے کہ اُسپر بیٹھکر اُس پار جاؤن میرے نصیب کی خوبی تھی کہ تم آئی ہو بس یہی مطلب ہی
یہ تو اُس نے اسطرح کی باتین کرتے جاتے اور عورتین ساتھ کی کہ جو اور کشتیون پر سوار ہین اور مور پنکھی والیا
بیٹھی مع ملکہ سب ملک قاسم کو دیکھ رہی ہین اور تعریف اُنکے حسن و جمال کی کر رہی ہین کہ ایک عورت
اُنھین سے بول اُٹھی کہ اری بوا تم نے کچھ دیکھا اور پہچانا کہ یہ جوان کون ہے یا نہین اُسنے کہا تو ہی بتا تو نے
پہچانا ہو تو بتا مین نے تو کچھ بھی نہین پہچانا یہ سنکر اُسنے جواب دیا بوا بُرا نہ مانو دیکھو تو مجھے تو یہ ہو بہو طلسم کشا
معلوم ہوتا ہے اُس عورت نے بھی جو کہا کہ اری ہان سچ کہتی ہے اب تیرے کہنے سے مین نے بھی جو خیال کیا
تو نقشہ طلسم کشا کا میری آنکھون مین پھر گیا وہی تو ہے خوب تو نے پہچانا جو حلیہ طلسم کشا کا ہمارے
یہان کی کتابون مین لکھا ہے اور آمد کا طلسم کشا کی طور مرقوم ہے اور گفتگو اُسکی بھی تصریح سے کتابون مین
لکھی ہوئی ہے کہ جب وہ آئیگا تو یہ کلام کریگا اور کنارے دریا کے کھڑا ہوگا سب مطابق و درست
ہے اب سب کچھ یاد آیا غضب ہو جاتا جو دھوکا کھا جاتے بس پھر تو آپس مین کھچڑیان پکنے لگین اور اشارے
ہونے لگے نیلم جادو نے اُنسے پوچھا کہ ارے خیر تو ہے کیا بک بک کر رہی ہو اور اشارے کرتی ہو کچھ ہم سے بھی
کہو کہ ماجرا کیا ہے اور اُس آدمی کو کیا دیکھ رہی ہو ہم بھی تو سنین اُس عورت نے نیلم جادو سے کہا کہ اری بی بی
نیلم صاحب اور تو کچھ نہین ہے لیکن ہم کو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مردوا طلسم کشا ہے اور آپ یہان نہ ٹھہرین کہ اس
سے بات کرنا نہ چاہیئے یہ سنکر نیلم جادو نے بھی خوب سا سر سے پیر تک قاسم کو دیکھا اور کہا کہ ارے
ہان سچ تو کہتی ہو وہی تمہاری خوب آنکھ نے دیکھا اور ہمکو بھی تو نے بتلایا بڑا کام کیا انعام تجکو ملیگا اور ملک قاسم
سے کہا کہ کیون میان کیا تم طلسم کشا ہو ملک قاسم نے کہا کہ تمھارے منہ مین گھی شکر خدا ہم کو طلسم کشا
کرے اللہ کرے ایسا نہین ہو کہ ہم طلسم کشائی کرین اور طلسم کو فتح کرین جو تم سمجھتی ہو وہی ہون نہین بھی ہون
تو ہون پھر کہو کیا کہتی ہو یہ سنکر نیلم جادو نے کہا کہ ہم یہ تم سے کہتے ہین اور مدعا ہمارا یہ ہے کہ ہم جو تمکو ساتھ
اپنے لیچلین تو ہمکو فائدہ کیا ہوگا اگر تم اس امر کا ہم سے وعدہ کرو اور پیمان دو کہ جب ہم طلسم کو فتح کرینگے تو تمکو
مالک اس طلسم کا کرینگے اور حکومت طلسم کی دینگے حاکم بنا دینگے تو پھر ہم تمکو اُس پار دریا کے لیچلین ملک
قاسم نے کہا انشاء اللہ العزیز اگر خدا اپنا فضل و کرم کریگا تو بیشک ہم تمکو یہان کا حاکم کرینگے اسمین فرق
نہ پڑیگا ہم لوگ جھوٹ نہین بولتے جو کہتے ہین وہین کرتے ہین یہ گفتگو ہو رہی تھی اور مور پنکھی پر جام
تو چل ہی رہا تھا کہ نیلم جادو نے جلدی سے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کر کے اُس نازنین
مہر تمکین ماہ تزئین زہرہ جبین کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تم اس جوان طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے
پلا دو اُس صنم نے جام نیلم کے ہاتھ سے لیکر ملک قاسم کو دیا کہ لو پیلو قاسم نے کہا بہت اچھا اور
چاہا تھا کہ پیے کہ اُس محبوبہ مرغوبہ نے اشارہ سے دو انگلی کے کہا کہ جام تم پینا ملک قاسم نے اپنے دل
مین کہا کہ کچھ تو بُرائی ہے کہ آپ ہی تو اسنے مجکو جام دیا ہے اور اب آپ ہی پھر منع بھی کرتی ہے یہ بات

سینہ آہ سرد کی کہ اے آقا مجکو بچا لیجیے ملک قاسم نے گھبرا کے اوپر جو نگاہ کی تو ایک پتے کو اتنا بھی نظر آیا کہ
کشان کشان اُسے سوے آسمان لیے جاتا ہے اتنے عرصے مین آواز معظم خان کی فریاد و فغان کی آنا موقوف ہو گئی
قاسم نے اوپر جو دیکھا تو معظم خان کو نہ پایا پھر جو اُدھر رُخ کیا کہ تیرک ہی کو چھوڑا ہو ان اب تیرک کا بھی نشان نہ دکھائی
دیا دونون کو نیچے لیگئے ملک قاسم کو وہ صدمۂ غم ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا کہنے لگے کہ اے قاسم امروز سفر غربت مین
دو رفیق ساتھ تھے وہ بھی نہ رہے کوئی لیگیا اب ہم اکیلے رہگئے اور ایسے رفیق و شفیق ہمارے ہاتھ آتے ہین قسمت
سے بچھڑ جاتے ہین بڑا غضب ہوا اسی رنج مین کنارے کنارے دریا کے روتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایکبار اُس پار
کچھ عورتین دکھائی دین اور پھر وہ عورات مورپنکھیون اور کشتیون پر سوار ہوئین لیکن اسی طرف کو وہ کشتیان
اور مورپنکھیان چلین ایک مورپنکھی بہت تیاری کی ہے کہ نگیرہ کھینچا ہوا ہے اور ایک نازنین مہر تمکین آفت
ہوش ماہ تمثال حور خصال تیرہ برس کا سن و سال آفتاب حسن و جمال عالم جوانی دریاے جواہر مین غوطہ
مارے ہوے جوڑا سوم و حامی پہنے ہوے ہاتھ پانون مین مہندی لگی ہوئی مجلس حیران کی مسی جمی
ہوئی پان کھائے ہوے آنکھون مین سرمہ لگائے ہوے مسند مزر پر تکیہ کہ جسمین جواہر [illegible] اور جواہر
بھی اُسکے ورثا ہوا آویزان بیٹھی ہوئی اور کشتیون اور مورپنکھیون پر خواصین سہیلیان قلماقنیان [illegible]
پیشخدمتین اپنے اپنے عہدے لیے ہوے سوار ہین اور دو پری ستارین پس پشت اُس نگار طرحدار شانہ
روزگار کے چنور مورچھل بال ہما کے کہ اُنمین جواہر اور موتی ٹکے ہوے تھے اور دستی ڈنڈیان طلائی جواہر نگار
لیے ہوے مگس رانی کرتی ہین اور ایک عورت سن رسیدہ کوئی ساٹھ برس کی عمر سفید بالانی چاندانی کی اوڑھے
ہوے کانون مین انتیان اور ہاتھون مین بتانین سونے کے پہنے ہوے ناخون پر مہندی لگی ہوئی بالونمین سر کے
خضاب مہندی کا کیا ہوا قریب ترائس معشوق کے بیٹھی ہوئی ہے کبھی بلائین لیتی ہے اور کبھی صدقے قربان جاتی ہے
دلداری اور دلجوئی مین مصروف ہے ماہگیرین ڈانڈ طلائی کہ جنمین گھنگھرو سونے کے چھوٹے چھوٹے بندھے ہوے ہین
لگائے ہوے اسیطرف مورپنکھی کو لیے آتی ہین آواز چھم چھم کی ڈانڈون سے آتی ہے اور ماہگیرین بھی لباس و زیور
مناسب اپنے اپنے عہدے کے پہنے ہوے ہین گاتیان مارے ہوے گاتی ہوئی چلی آتی ہین اور مورپنکھی بھی بڑی
تیاری کی ہے کہ جسپر چہرہ پری کا زمردی چڑھا ہوا ہے اور آنکھین یاقوت کی جڑی ہوئی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ پری
زمرد نگار کا چہرہ ہے بس شاہزادے نے جو یہ دیکھا کہ مورپنکھی دھارے پر تیر کے مانند چلی آتی ہے بادبان
کھینچا ہوا ہے اور وہ نازنین ساتھ اپنی ہمرازون کے شراب و کباب مین مشغول و مصروف ہے یکایک ماہگیرون
نے رخ اُس مورپنکھی کا اور طرف کو پھیر دیا جبکہ مورپنکھی اور طرف کو چلی اور موڑ کھایا اُسمین اُس نازنین نے
جو نگاہ کنارے پر کی تو نظر اسکی شاہزادہ ملک قاسم پر پڑی تو اُنھون نے بھی اُس رشک قمر کو دیکھا
بس آنکھین چار ہوتے ہی دونون طرف سے تیر ہاے نگاہ جو چھوٹے تو تودۂ دل و جگر کو چھانین کے توڑ کے
پار نکل گئے دونون عاشق بیقرار ہوے آخر کو قاسم کو صبر نہ آیا بیتاب ہو کے پکارے اور چلا کے کہنے
لگے کہ اے صاحبو تمکو قسم ہے اپنے ملت و مذہب کی کہ ذرا تھوڑی دیر کے واسطے ادھر مورپنکھی کو پھیر لاؤ اور دو
باتین میری سن جاؤ یہ کلمہ سنکر اُس ماہ پیکر نے حکم کیا کہ مورپنکھی کو پھیر دو اور اُدھر کو چلو دیکھو تو کہ یہ کیا
کہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا ہے ضرور سننا چاہیے کہ کیا کہتا ہے مہتممون نے حسب الحکم مورپنکھی کو پھیر دیا
تھوڑی دیر مین کنارے پر آ گئین اور سب قاسم کو دیکھنے لگین اور وہ پیرزال کہ جو قریب اُس ماہ پیکر کے بیٹھی ہوئی صدقے

کہ مقرر تمھارے ہاتھ سے فتح ہوگا لیکن دیر مین اور بہت اشکل سے قاسم نے کہا کہ پھر کچھ مجکو عنایت ہوا کہ مین اُسکو
دیکھکر کام کرون مجکو سب انجام نیک و بد معلوم ہوجایا کرے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ نیچے سجادے کے مکتوب رکھا ہوا
ہی اُسکو لیلو اور اُسی پر عمل کرو جو لکھا ہوا پانا اُسکو نوشتۂ قسمت سمجھنا جس بات کا حکم ہو وہ کرنا اور جس بات
کی ممانعت ہو وہ نہ کرنا یہ فرماکر حضرت تو نگاہ سے ملک قاسم کی پوشیدہ ہوگئے خوشبو جامۂ عنبرین شمامہ کی
باقی رہگئی قاسم کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز سحر کا تھا جانماز جو الٹی تو مکتوب پایا اُسے لیکر پہلے تو نماز صبح ادا کی بعد
اُسکے وہین سے چلائے کہ ارے لو ہم نے توڑا طلسم کو اور چھڑایا اپنے باپ کو وہ توڑا اور وہ فتح کیا ارے تیرے
طلسم کی ایسی تیسی بڑا مشکل تھا اور بس فتح نہین ہوتا تھا سب نے جو سنا کہ وہ توڑا طا... کہ سنسکے کہنے لگے کہ
لو صاحب اسمین بھی دیوانگی چلی جاتی ہی کہ رہے ہین کہ وہ توڑا اور وہ فتح کیا غرضکہ باہر آئے اور مکتوب سب کو
دکھایا سب سے کہا کہ اب جاتے ہین کوئی نہین روکتا بسم اللہ الرحمن الرحیم بس پھر تو ملک قاسم نے لباس پہنا
اور خوشی خوشی اسلحہ لگایا اور چاہا تھا کہ روانہ ہون اسوقت ترک بن توسن نے کہا کہ اے آقا مین بھی ساتھ
آپ کے چلونگا شاہزادے نے کہا کہ اے برادر ایسا نہین ہوسکتا ہی کیونکہ طلسم کشائی تنہا ہوتی ہی دوسرا
نہین جاتا ہی ترک نے کہا کہ مین ضرور چلونگا کسواسطے کہ باپ میرا کافر ہی وہ جو سمجھیگا کہ ترک یہان ہی اور قاسم
نہین ہین تو آکے مار ڈالیگا مجکو لیتے چلیے معظم خان نے کہا کہ مین بھی ہمراہ ہون قاسم نے جو یہ دیکھا کہ اسی
طرح سب کہنیگے یہ تو بڑا غضب ہوا مین کس کس کو ساتھ لونگا جلدی سے قسم کھالی کہ خیر بغیر تمھارے مین نجاؤنگا
تمکو لیتا چلونگا مگر اور کسی کو نہین لیجاؤنگا یہ کہکر گور زاد بن حمزہ سے رخصت چاہی اور کہا کہ آپ یہین تشریف
رکھین مین طلسم فتح کرکے جو پھرونگا یہین آؤنگا اور خسرو خان سے بھی یہی کہا اور سب سردارون سے
رخصت ہوکے مع ترک بن توسن و معظم خان بن بہرام روانہ ہوے اور سامنے درۂ طلسمی کے آئے معمول ہی
اس درے کا کہ ایک آہو سفید پیدا ہوتا ہی اگر جبکہ طلسم کشا پیچھا اُسکا کرتا ہی تو وہ آہو درے کی طرف بھاگتا ہی
بس جبکہ ملک قاسم سامنے درے کے آئے فوراً وہ آہو پیدا ہوا انھون نے مکتوب کو دیکھا تو ثابت تھا
کہ جب یہ آہو بھاگے تم بھی پیچھے اُسی کے چلے جانا جدھر وہ جاے غرضکہ وہ آہو سامنے آکے بھاگا اور
انھون نے پیچھے اُسکے گھوڑے اُٹھائے ہرن پاس درۂ کوہ کے جو آیا تو وہ درہ خود بخود شق ہوگیا اور آواز
شق ہونے کی تڑاق سے آئی کہ سب نے سنی اور وہ آہو اندر درے کے چلا گیا یہ بھی بہ ہدایت مکتوب اندر
داخل ہوے پھر وہ درہ بند ہوگیا ملک قاسم نے اندر آکر دیکھا کہ میدان لق و دق کوسون تک کا ہی اور وہ ہرن
بھاگا جاتا ہی انھون نے بھی پیچھا کیا آگے جاکر دیکھا کہ ایک دریا ہی اور اُسطرف دریا کے ایک قلعہ سر
بفلک کشیدہ ہی مگر برجیان اور برج اُسکے کلان یاقوت احمر کے ہین اور گلستان زمرد کے ہین اور وہ
قلعہ بہت خوشنما ہی اس پار ایک مینار سونے کا ہی مگر وسعت اُسمین بہت ہی ایک طرف کو مستراتی بیٹھا ہوا
چترا دیکھ رہا ہی اور سامنے گھڑیال لٹک رہا ہی الغرض وہ ہرن بھاگ کر لب دریا آگیا جب یہ تینون جوان بھی
قریب آئے تو ہرن دریا مین جا رہا اور ڈوب گیا قاسم افسوس کرنے لگے کہ اے ترک جوشن پوش و
اے معظم خان کیا اچھا ہرن تھا مگر اسنے جان دیدی کہ اتنے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور اسنے معظم خان کو
پکڑ کر زمین سے اُٹھالیا اور لیچلا معظم خان نے ہاتھ پانون بہت مارے لیکن کچھ نہوا پھر تو یہ پکارے کہ اے
شہریار خدا حافظ قاسم نے پھر کے جو دیکھا تو پنجہ لیے جاتا ہی چاہا کہ تیر مارین کہ ادھر سے ترک جوشن پوش

اُس نے پوچھا کہ ای شخص آخر تو کیون اسقدر خاک اُڑاتا ہی اور کون ہی اس ویرانے مین ایسا کونسا غم تجکو ہو بتا ہی
کہ یہان سے نہین ٹلتا ہم سے بیان کر اگر ہو سکیگا تو ہم تیری شرکت کرینگے اُسنے سر خاک پر سے اُٹھا کر جو دیکھا تو
اپنے آقازادے کو پایا بلاگردان ہوا اور کہا کہ ای شہریار مین کیونکر نہ روؤن اور جان اپنی نہ دون کہ مالک کو میرے
ترک توسن پلید نے گرفتار بلا کیا ہی یہ در طلسم افراسیابی ہی مالک میرا اُسکے لانے سے یہان چلا آیا تھا اور
وہ کے سے آگے بڑھ گیا تھا کہ پنجہ آکر اُسکو لیگیا یہ سنکر شاہزادے نے کہا مین اپنے باپ کو لاؤنگا اور جہان قید
ہونگے چھڑاؤنگا سیارہ نے کہا کہ آپ ایسا ارادہ نہ کرین کیونکہ دادا جان نے آپکے یہان کئی دن مقام کیا تھا اور چاہا
تھا کہ جاوین مگر کچھ نہ ہو سکا ناچار پھر کر چلے گئے ملک قاسم نے کہا مین ابھی جاتا ہون دادا جان پھر گئے تو پھر جانے
دو مین ضرور جاؤنگا بلکہ یہ کہکر گھوڑا اُسی طرف بڑھایا اور جانے پر مستعد ہوے اُسوقت سیارہ نے دیکھا کہ یہ چلے تو
سے جاتا ہی روتا ہوا وہان آیا کہ جہان گورزاد بن حمزہ تھے اور اُنسے عرض کیا کہ حضور ملک قاسم کو روکنا ہو
تو روک لیجیے ورنہ ہاتھ سے جاتے رہین گے طلسم مین جاتے ہین گورزاد اُسی وقت ملک قاسم کے پاس آئے اور
کہا کہ آپنے مجکو حقیقت مین بادشاہ کیا ہی یا کہ مرغ زرین جانتے ہین اگر بادشاہ جانا ہی تو بغیر ہماری اجازت کے جانا اور
آنا کیسا ملک قاسم نے یہ سنکر گردن جھکالی اور جیسے کوئی خوف زدہ ہوتا ہی اسطرح عرض کیا کہ ای شاہ کیا مجال ہی
کہ بغیر آپکی مرضی کے مین قدم آگے بڑھاؤن جیسا آپ فرمائینگے ویسا ہی کرونگا یہ سنکر سیارہ نے شاہ کو سمجھا دیا کہ آپ
کہیے کہ اگر جانا ہی منظور ہی تو پہلے عبادت خانہ بنوا کے اُسمین بیٹھو اور عبادت کر کے خدا سے دعا کرو بشارت لو پھر جو
تمکو حکم ہو وہ کرنا شاہ نے یہی قاسم سے کہا قاسم نے کہا بہت اچھا مین ایسا ہی کرونگا مگر یہ کہے دیتا ہون کہ اگر
بشارت نہوگی اور حکم جانے کا نہ ملیگا تب بھی جاؤنگا رُکنے کا نہین یہ سنکر سیارہ نے گورزاد کو اشارہ کیا کہ
سنیے گورزاد نے کہا کہ اگر ایسا ہی منظور ہی کہ ضرور جاؤگے تو بشارت نہ لو اگر بشارت نہوئی اور تم چلے گئے تو اور
بھی ہم سب کو اندیشہ رہیگا قاسم نے کہا کہ ای ظل اللہ مین تو ہنستا تھا اسوجہ سے مین یہ کہتا تھا بھلا ہو سکتا
ہی کہ بشارت نہو اور مین پھر چلا جاؤن یہ کبھی نہوگا یہ کہکر ترک بن توسن سے کہا کہ بھئی اگر تمھارے باپ کو برا
کہون تو خفا نہونا کسواسطے کہ تمھارے باپ نے میرے باپ کو طلسم مین پھنسایا ہی اُسنے کہا کہ ای شہریار یہ آپ کیا
فرماتے ہین مین تو آپکا غلام ہون آپ جو چاہین فرمائین مجکو اُس سے کیا کام ہی وہ کافر مین آپکا غلام ہون یہ سنکر ملک
قاسم بہت خوش ہوے اور سیارہ سے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ دادا جان ہمارے بر وقت دعا مانگنے کے
کیا پڑھتے تھے سیارہ نے کہا کہ غلام کیا جانے کہا کہ اچھا خیر عبادت خانہ تیار کرو ایک جگہ اُسی در کے
سامنے زمین کو کیوڑے گلاب سے لیپ پوت کے فرش سفید کر دیا اور ایک راؤٹی سفید کھڑی کر کے خوشبو
روشن کر دی ملک قاسم نے غسل کیا اور اندر جا کے نماز پڑھی اور پروردگار سے عرض کرنے لگے کہ خداوندا
تو عالم و دانا ہی کہ مین نہین جانتا میرے دادا جان کیا مناجات پڑھکے دعا مانگتے تھے مجکو وہ مناجات نہین معلوم
ہی لیکن دعا کرتا ہون کہ ای خالق واسطہ اپنی رحیمی اور کریمی کا کہ مجپر ظاہر کر دے کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا
یا نہین اگر یہ معلوم ہو کہ فتح ہوگا تو جاؤن اور مشقت کرون اور اگر یہ معلوم ہو جاے کہ نہ فتح ہوگا تو مین کاہیکو اپنے کو
عذاب مین پھنساؤن یہ کہکر اشکبار ہوے اور اسماے حسنہ پروردگار پکار پکار کر پڑھتے اور سجدے مین گئے قریب
صبح آنکھ ملک قاسم کی لگ گئی تو دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لاے ہین قاسم نے اُٹھکر مودب ہو کے سلام کیا
اور عرض کیا کہ یا حضرت تشریف لائیے اور یہ فرمائیے کہ یہ طلسم مین فتح کرونگا یا کہ نہین اُن حضرت نے فرمایا

رکاب مین حاضر رہون اور یونہین رکاب تھامے ہوے چلونگا میرے واسطے باعث فخر و عزت کا ہے اور سعادت
اپنی جانتا ہون ترک بن توسن نے کہا کہ اے ملک قاسم اگر حکم دیجیے تو مین جا کر اپنی فوج کو مسلمان کرکے
اور لیکر حاضر خدمت ہون قاسم نے کہا کہ جو تمھارے دل مین آئے وہ کرو مین کیا روکتا ہون بسم اللہ اسی دم
جاؤ ترک بن توسن یلطاقی اپنے لشکر مین چلا آیا لوگون نے اسکے جانا کہ سردار ہمارا جان اپنی بچا کر چلا آیا ہے
یہ سمجھ کر کہا کہ اے شہریار لات اعلی اور منات معلی آپ کو لائے ہمکو تو امید نہ تھی ترک نے کہا کہ تم نے دیکھا تھا
کہ کیا حال میرا ہوا تھا انھون نے کہا کہ کیا کہنا ہے آپ کا حقیقت مین سپہگری کے بہت فن ہین کیا کام کیے
آپ نے یہی چاہیے تھا اور آپ کا حال کیا ہوا تھا ہمارے تو نزدیک کچھ بھی نہین ہوا سوا اسکے کہ آپکو اُسنے گھوڑے
سے اٹھا لیا تھا تو اسکا کچھ اندیشہ نہین نہین معلوم یہ کون شخص جنگل سے نکلکر آیا تھا کچھ آپ اُن لوگون سے
زیر نہین ہوے کہ جو آپ کے حریف ہین اگر اسنے زیر ہوتے تو مقام رنج کا تھا اسکا کیا آج یہ یہان ہے کل چلا
جائیگا ترک بن توسن نے کہا کہ مطلب میرا یہ نہین ہے بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ مین نے نام پر لات کے لات ماری
تم ہمراہ میرے چلو اور دین اسلام قبول کرو بعضون نے تو فوراً کلمہ پڑھا اور بعض نے کہا کہ بطیب اسلام تو ہم بیشک
ہوے لیکن مال و اسباب اور ناموس و عیال ہمارے ترکستان مین ہین انھین ہم لے آئین ورنہ ترک
توسن قتل کریگا اور مال کو غارت کردیگا یہ حیلہ کرکے ایک لاکھ ترک تو چلے گئے اور پچاس ہزار اُسی دم مسلمان
ہوے اور ہمراہ ترک کے پاس ملک قاسم کے چلے آئے پھر تو خاقان چین نے تین روز تک وہ دعوت
اور ضیافت کی کہ جیسی چاہیے بعد اسکے قاسم نے قصد خاور کا کیا گورزاد نے کہا کہ ہم بھی چلینگے ہمراہ
تمھارے قاسم نے کہا کہ یہ کلمہ آپ کیا کہتے ہین فدوی خود رکاب ظفر انتساب مین حاضر رہیگا اور اگر مرضی
ہو تو آپ کو ختن مین پہونچا دون انھون نے ختن مین جانا قبول نہ کیا ملک قاسم نے کہا کہ بہت بہتر ہے
لشکر مین ہمارے دادا جان کے بھی بادشاہ ہین فدوی آپ کو تاجدار اپنی سپاہ کا کریگا یہ بات سب سے بہتر ہے یہ
کہکر شاہزادۂ گورزاد کو خلعت پہنا کر تاج مکلل بجواہر سر پر رکھدیا اور تخت پر بٹھا کے پہلے سب سے خود نذر
دی بعد اسکے سب سے نذرین دلوائین اور مانند شاہون کے ادب و لحاظ کی تاکید کردی کہ سب بادشاہ
اپنا جانین کسی نے عذر نہ کیا الغرض بعد کئی دن کے خیال آیا کہ کبھی خدا نخواستہ ترک توسن یلطاقی سنے کہ
شہر خاور خالی ہے اور چلا آئے تو وہان کون ہے جو روکیگا بڑا غضب ہو جائیگا یہ ناموس کا مقدمہ ہے ذرا سی بات مین
عزت جاتی رہتی ہے بس یہ جو خیال آیا گورزاد بن حمزہ کو تخت پر بٹھا لیا اور آپ مع ترک بن توسن اور
معظم خان بن بہرام گرد اور کل لشکر ترکستان کا اور فوج خاور کو مع خسرو خان والماس خان بہمن بن [illegible]
وغیرہ کو ساتھ لیکر طرف خاور کے روانہ ہوے رستے مین سلام اور مجرا گورزاد کو مانند بادشاہون کے کرتے
آتے ہین جہان بارگاہ استادہ ہوتی ہے وہان قرینہ دربار کا ہوتا ہے اور قاسم نے گورزاد کو سمجھا دیا ہے کہ
آپ بادشاہ سب کے ہین برابر سے سلام ہاتھ اُٹھا کے نہ لیجیے گا سینے پر ہاتھ رکھ کے سلام لیجیے گا یا اشارہ
چشم سے غرضکہ سب باتین سکھا دی ہین اور انھون نے بھی عمل کیا ہے رفتہ رفتہ بعد چند روز کے ایک
صحرائے ہولناک مین وارد ہوے اور اُس جنگل مین ایک کوہ عظیم دیکھا درے مین اسکے دیکھا
کہ کوئی شخص مانند وحشیون کے رو رہا ہے اور خاک پر پڑا ہوا ہے حال اُس شخص کا یہ ہے کہ جان دیے دیتا ہے یہ [illegible]
بن عمرو عیار شہزادۂ عالمشاہ رومی کا ہے ملک قاسم نے جو اُسکو روتے ہوے دیکھا پاس جا کے

آپ ہٹ جائیں ہم سمجھ لینگے بھلا اس کہنے کو یہ کب سنتے ہیں اور ترک نے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تیغ روکی اور ترک
بن توسن کے روکا اور قبضے پر ہاتھ ڈالکر سپر کو پشت پر پھینکا اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر تلوار نہ چھوڑ دے
تو یقین تھا کہ ہاتھ بھی اسکا ساتھ تلوار کے اکھڑ کر چلا آئے بس تیغ چھین کر جلدی سے کمر بند پکڑ کر قاش زین سے
ترک بن توسن کو اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا پھر کچھ خیال کر کے معظم خان کو بھی کمر بند میں ہاتھ ڈالکر
اٹھا لیا اور دونوں کو سر سے بلند کر کے چکر دیا اسوقت معظم خان نے کہا کہ ای جوان اب دیر نہ کر ہم دونوں قتل کر
قاسم نے ترک بن توسن سے کہا کہ ارے میں تجھکو تو پہچان گیا کہ تو ہی ترک بن توسن ہے یہ کون ہے
وہ بولا کہ میں کیا جانوں اب معظم خان نے کہا کہ میں بیٹا ہوں بہرام گرد بن خاقان چین کا اور نام میرا
معظم خان ہے باپ میرا ملازم و خادم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ہے اور وہیں اب بھی موجود ہے تب قاسم
نے کہا کہ میں بہرام کو جانتا ہوں بڑے بہادر ہیں یہ کہکر معظم خان کو بروے زمین آہستہ سے کھڑا کر دیا
اب معظم خان نے کہا کہ ای شہریار آپ کا القاب و خطاب کیا ہے غلام بھی سنے کہا کہ مجھکو ملک قاسم بن
عالمشاہ کہتے ہیں اتنے عرصے میں خسرو خان خاوری مع تہمتن خان کہ راہ میں قاسم نے چھوڑ دیا
تھا اور الماس خان وغیرہ مع لامان شاہ و فضلان شاہ پہونچے اور دور سے دیکھا تھا کہ ملک قاسم نے
دونوں کو اٹھا لیا ہے اب ایک کو تو چھوڑ دیا ہے اور ایک کو چرخ دے رہے ہیں اور یہاں قاسم نے ترک بن
توسن سے سوال اسلام لانے کا کیا اسنے جواب دیا کہ ای شہریار میں نے اطاعت آپ کی بجان و دل قبول
کی مجھکو بھی ایک بندہ بے دام سمجھیے ملک قاسم نے یہ سنکر اسکو بھی زمین پر کھڑا کر دیا ترک بن توسن نے
ملک قاسم سے کہا کہ کیوں ای شہریار آپ نے مجھکو دو باتوں میں چھوڑ دیا دشمن کے کہنے کا یقین آپکو ہوگیا
ابھی جو میں پھر جاؤں اور منحرف ہو جاؤں تو کیا ہو قاسم نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای ترک ہمنے یہ سمجھکر تجھکو چھوڑ دیا
ہے کہ جس نے اب مجھکو فتحیاب کروا دیا ہے اگر لاکھ بار تو لڑیگا تب بھی وہی ہمکو فتحیاب کرائیگا یہاں تو یہ باتیں
ہو رہی ہیں اور لوگ ترک کے طرف قاسم کے تلواریں علم کر کے چلے مگر یہ جو دیکھا کہ ترک سامنے اس
جوان سرخ پوش کے دست بستہ کھڑا باتیں کر رہا ہے سب ٹھہر رہے اور آگے نہ بڑھے اندر سے قلعہ کے
یعقوب شاہ قفنی بھی نکلکر پاس ملک قاسم کے آئے پل تختہ خندق پر رکھوا دیا یہاں معظم خان
نے قاسم سے کہا کہ ای شہریار میرا باپ تو حضور کے دادا جان کا غلام ہے ملک قاسم نے کہا کہ برادر من تم
میرے بھائی ہو مجھے تمہارے احوال کی خبر نہ تھی تم اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرنا اور آزردہ نہونا سو جہ سے کہ
میں نے تمکو اٹھا لیا تھا اگر تمہارا دل چاہے تو تم اب مجھکو اٹھا لو معظم خان نے کہا کہ ای شہریار کچھ اس امر کا
مضائقہ نہیں ہے اور مجھکو رنج کسی بات کا نہیں ہے بلکہ خوشی ہوئی کہ باپ کو میرے آپ کے دادا جان نے
زیر کیا تھا وہ انکا غلام مشہور ہوا اور آپ نے مجھکو اپنے ملازموں میں سرفراز کیا ہے میں آپ کا کہلاؤنگا اسمیں
میرے واسطے موجب فخر و عزت کا ہے مجھکو جگہ خوشی کی ہے نہ کہ رنج کی قاسم نے اس کلام پر معظم خان کی بہت
دلداری کی اور بعد اسکے اشارے سے گورزاد کو پوچھا کہ یہ جوان کون ہے اور نام اسکا کیا ہے معظم خان نے کہا
کہ ای شہریار یہ بیٹے امیر کے ہیں اور چچا حضور کے نام انکا گورزاد بن حمزہ ہے قاسم نے گھوڑے سے
اتر کے گورزاد بن حمزہ کو سلام کیا انھوں نے مرکب سے اتر کر قاسم کو گلے سے لگایا قاسم نے کہا حضور
بندہ کو کیوں گنہگار کرتے ہیں کسواسطے کہ آپ میرے عمو جان ہیں اور بزرگ ہیں آپ سوار رہوں اور میں

سوار بہ ہنگام رسانی کو آتا ہی سب نے ہاتھون کو روک لیا آگ توپون کو نہ دی اتنے مین ترک بن توسن آپہنچا
اور برلب خندق کھڑے ہو کر للکارا کہ یون آتے ہین اور قلعہ چین لیتے ہین اب سب نے دیکھا کہ بڑا
غضب ہوا یہ تو ترک ہی ہم سب فریب مین گئے کہ ایلچی سمجھکر توپ نہ ماری اب قلعے مین تہلکہ پڑ گیا اور اُسنے
پکارا کہ ای خاقان اب بھی بہتر ہی اور خیریت اسی مین ہی کہ دروازہ قلعے کا کھول دو ورنہ دروازہ توڑکر گھس آؤنگا
اور چین چینکر قتل کرونگا اتنا دل مین سمجھ لو لیکن یہ کلمہ شہزادہ گورزاد بن حمزہ نے جو سنا تاب باقی نہ رہی پکڑ کر
تلوار اُٹھ کھڑے ہوئے اور دربانون سے کہنے لگے کہ در کو کھول دو ہم باہر جائینگے دربانون نے بچہ سمجھ کر
کہنا نہ مانا اُنھون نے اصرار کیا اور ڈانٹا بعض نے آپس مین کہا ارے میان کھول بھی دو کہین یہ جائے
جس دن سے اسکا قدم یہان آیا فساد ہمراہ لایا اسی کے سبب ہم سب پر یہ آفت آئی اور چین مین ہنگامہ برپا ہوا
لیکن معظم خان نے جو دیکھا کہ شہزادہ دروازہ کھلواتا ہی اُسوقت معظم خان بھی دوڑ کر قریب آیا اور شہزادے
سے کہنے لگا کہ پیر و مرشد قلعے مین ٹھہرین غلام جاتا ہی جب یہ جانباز قربان ہو لے اُسوقت آپکو اختیار ہی غلام
اپنی زندگی مین کسی طرح آپکو جانے نہ دیگا اور دربانون سے کہا کہ حرامزادو دروازہ کھول دو دربانون نے
ڈر کے دروازہ کھول دیا معظم خان باہر قلعۂ چین سے آیا اور پل تختہ رکھوا کر خندق سے عبور کر کے مقابل مین
ترک بن توسن کے آیا اسنے نام پوچھا بتلایا کہ معظم خان بن بہرام گرد نام ہی اسنے یہ سنکر برچھا مارا
معظم خان نے برچھے کو برچھے پر روکا اور خود بھی برچھا مارا اُسنے بھی روکدیا اب یہ حال ہوا کہ اُسکے گھوڑے کا پسینہ
تو اسکا گلہ اور اُسکا گلہ تو اسکا بیٹ نہ آن را خطر نہ این را خطر نہ این را ظفر نہ آن را ظفر بموجب مضمون اشعار

چنان نیزہ با نیزہ آمیختند — سنان یک بہ دیگر بر انگیختند
دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر — تو گوئی کہ بودند دو نر شیر
بدین گونہ ہرگز نہ پیچیدہ مار — شہان را چنین کی بود کارزار

یہانتک برچھا چلا کہ سنانین جھڑ کر بیکار ہو گئین تین سو
ساٹھ طعن کی طرفین مین رد و بدل ہوئی مگر کسی کا کام تمام نہوا اب یہ حال پہونچا کہ انیان چلنے لگین چوڑیان
ڈھونڈھی جانے لگین رنجون کی نوبت پہونچی ڈانڈا مینڈی شروع ہوئی اسپر بھی مدعا نہ برآیا ناچار معظم خان نے
اپنے زور سے برچھا برچھے پر مارا کہ جھڑ سے جھڑ ٹوٹ گئی اور ترک بن توسن کو خفت حاصل ہوئی اسنے جھلا کر
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اسی حالت مین پردۂ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا سب نے دیکھا مگر گرد باریک جیسے
سوار یکہ آتا ہی پھر پنجۂ صبا نے دامان گرد کو چاک کیا اُسمین سے ملک قاسم دکھلائی دیے قاسم نے یہ دیکھا کہ ترک نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی آواز دی کہ خبردار او ترک اگر تلوار کھینچ لی تو مار ہی ڈالونگا اور معظم خان کو بھی ڈانٹا ترک نے
جو قاسم کو دیکھا تو معظم خان سے بھی کم سن پایا قد و قامت مین بھی کم پایا پس خیال قاسم کے کہنے کا
نہ کیا اور تلوار میان سے کھینچ لی یہ دیکھکر پھر قاسم نے للکارا کہ ابے او دیوانے سودائی ترک توسن کے بچے
مین منع کرتا ہون اور تو نہین مانتا کیون شامت آئی ہی یہ کہتے ہوئے قریب آ گئے اُسوقت ترک بن توسن
نے جھلا کر انپر بھی برچھا مارا اور تیغ میان مین کر لی قاسم نے برچھے کو برچھے پر لگا نہ ٹھا اور وار اُسکا رد
کیا چوتھی یا پانچوین طعن مین برچھا ترک بن توسن کا بند صاحبقرانی باندھ کر ہوا لی کیا منھ پر ترک کے
ہوائیان اُڑنے لگین سب نے ملک قاسم کی تعریف کی کہ اس سن مین یہ جرأت یہ کمال اور
یہ قوت پھر ترک نے تلوار میان سے لی اور اہل قلعہ نے ملک قاسم سے کہا کہ ای شہریار
ہم آپ پر نثار آپ نے ہمارے واسطے جدال کی ہی بس جنگ موقوف کیجیے کیونکہ سامنا تلوار کا ہی

نہایت صدمہ ہوا بڑی دیر تک گھٹ کے رویا کیے اتنے مین لشکر خسرو خاقان خاوری کا بھی آ پہونچا گہرزاد
کو دیکھکر حال ملک قاسم کا پوچھا گہرزاد نے کہا کہ ابھی یہین تھے اور یہ لاشہ جادوگرنی کا جو پڑا ہی انھین نے اسکو
مار کر مجھے قید سے رہا کیا ابھی میرا فرزند یہین کھڑا تھا مین تخت لینے گیا اتنے عرصے مین نہین معلوم کہان چلا گیا
مین ڈھونڈھ رہا ہون خسرو خاقان نے جو یہ سنا جانا کہ طرف چین کے گیا ہوگا خود بھی طرف چین کے چل
نکلا اور گہرزاد تخت پر بیٹھکے طرف پرستان کے راہی ہوے حال ملک قاسم کا یہ ہی کہ یہ جو مارکر ساحرہ کو اور
گہرزاد کو فریب دیکر مرکب پر سوار ہوکر گئے تو ابھی راہ مین چین کی ہین وہان ترک بن توسن ملطائی نے
پھر خاقان چین سے کہلا بھیجا کہ یہی تمھارے لیے بہتر ہی کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران یعنے گورزاد کو باندھکر
میرے پاس بھیجدو ورنہ پچھتاؤ گے خاقان چین نے پیام زبانی شتر سوار کی سنکر کہدیا کہ او گیدی تو کیا
جھک مارتا ہی ہو سکتا ہی کہ ہم اپنے شہزادے کو پکڑ کر تجھکو اسلیے دیدین کہ تو قتل کرے یہ نمکحرامی
تو کبھی نہ ہوگی کہ جیسی تیرے باپ نے نمکحرامی کی ہی کہ آقا نے تو ہمارے اسکو بادشاہت ترکستان کی دی اور
اسنے انکی اولاد کو قتل کرنے پر کمر باندھی ہی ہم سے ایسا نہوگا جو تجھسے ہو سکے کر گذر در گذر نہ کر دیکھین کیا کرتا ہی
خدا ہمارا معین و مددگار ہی یہ جواب جو شتر سوار نے آکر ترک بن توسن کو خاقان چین کی طرف سے دیا اسنے
پیچ و تاب کھاکر حکم لشکر کو دیدیا کہ کل ہم قلعہ لے لینگے چاہیے کہ سب تیار رہین اور نقارہ شرطیہ بجوادیا کہ کل
قلعہ ضرور لے لینگے سب ترک خبردار ہوگئے اور تیاری مین مصروف ہوے ساری رات بیدار رہکے سلح
اپنا اپنا درست کرتے رہے اور تلوارون کو چرخ پر چڑھواتے رہے یہان یہ صورت ہی اور اندر قلعے کے
یہ کیفیت ہی کہ جب سے شہزادہ گورزاد بن حمزہ آئے ہین معظم خان بن بہرام کو ایسی محبت گورزاد
سے ہوگئی ہی کہ جسکی حد نہین جان فدا کرنے کو موجود ہی بسبب ہم سنی کے اب جو معظم خان نے یہ سنا
کہ نقارہ شرطیہ ترک بن توسن نے بجوادیا ہی کل حملہ کریگا تو یہ گھبرایا ہوا پاس گورزاد کے آیا یہان
گورزاد کو بھی انتشار مین پاکر دست بستہ عرض کیا کہ آپ کسی بات کا اندیشہ نہ فرمائین کیا مجال
اور طاقت ہی ترک بن توسن کی کہ اندر قلعے کے آکر آپ کو آزار پہونچائے پہلے مین آپ پر سے نثار
ہو لونگا پھر جو خدا کو منظور ہوگا بلکہ آپ قلعے مین بیٹھے رہین اور تماشا دیکھین مین باہر نکل کر اس سے
مقابلہ کرونگا اور قلعے مین چھپکر مجھ سے نہ بیٹھا جائیگا یہ سنکر گورزاد نے کہا کہ بھئی معظم خان یہ ہمین کب
شایان ہی کہ لڑائی تو ہمارے سبب سے ہی اور دشمن تو ہمارے لیے چڑھکر آیا ہی اور ہم یہان چھپکر بیٹھین
اور تم کو کہین کہ قلعے سے باہر نکل کر لڑو یہ کبھی نہوگا ہم تمھارے ساتھ ضرور چلین گے چاہے مارے جائین
چاہے بچین معظم خان نے جرأت کی تعریف کی اور کہا کہ غلام کے ہوتے آقازادے کو لڑنا مناسب نہین ہی
مگر گورزادے نے نہ مانا کہ ایسا نہین ہو سکتا پھر تو یہ دونون مشورہ علیحدہ کرنے لگے اسی حال مین صبح ہوگئی
اور ترک بن توسن نے حملہ کیا اوپر سے ہزارون ضربین گولہ اندازون نے مارین کہ ہزارون ترک
مر گئے آخر کو تاب نہ لائے اور بھاگے ہمراہ انکے ترک بن توسن بھی پلٹ گیا اور اپنے لشکر مین
پہونچکر سب پر خشمگین ہوا کہ تم نے اپنے ساتھ مجھکو بھی بھگوا دیا اگر تم نہ بھاگتے تو مین کاہیکو بھاگتا
گھڑی دو گھڑی دم لیکر کہا کہ اب مین تنہا جاتا ہون خبردار کوئی ہمراہ میرے نہ آئے اور یکہ و تنہا
روانہ ہوا معظم خان نے گولہ اندازون کو منع کر دیا کہ زنہار زنہار کوئی ضرب اسکو نہ مارے تنہا کوئی

جواب دیا کہ ارے یہ تو بتلا کہ میرا حمائتی کہان سے آویگا اتنے دنون سے تو نے مجھکو قید سحر مین مبتلا کیا ہی آجتک
کوئی نہ آیا جواب آئیگا عنقاروس نے کہا کیون جھوٹ بولتا ہی کوئی تو ضرور آیا ہی کہ مجھکو بیرون سے خبر دی
ہی تو گھبرا گیا ہی اور دیکھ ڈھونڈھ کے لاتی ہون کہان چھپ سکتا ہی یہ کہکر ڈھونڈھتی ہوئی چلی یہ دیکھکر جان گھرزاد
کی نکل گئی اور وہ پیکر سے نزدیک پہونچی مگر بقدرت پروردگار ایسی طرف گئی کہ پشت عنقاروس کی
ملک قاسم کی طرف ہوگئی تھی اور یہ ڈھونڈھتی ہوئی آگے چلی جاتی تھی شاہزادے نے جب یہ دیکھا کہ
آگے بڑھگئی پھولون مین سے نکلکر تیر کو کمان مین جوڑا اور گوشہ سے گوشہ کمان مین ملا کے بیسر کو گڑکایا
جبکہ تیر کمان سے لیس ہو چلے اور بقواعد تیر اندازی بتیر ابدال چلے آواز دی کہ او قحبہ کہان جاتی ہی اور
کسکو ڈھونڈھتی ہی مین تو ادھر ہون بس آواز دشنام جو عنقاروس نے سنی جلدی ادھر رخ کیا وہین تیر
اجل جو بیٹھا تو تودہ دل کو توڑ کے پس پشت سے نکلا کہ ایک قد آدم اچھلکر گری اور چاہا کہ کچھ افسون سحر کا پڑھے
اور پھونکے شاہزادے نے تیغ آبدار سے سر اسکا کاٹ ڈالا ایک وار مین تیغ دودم کے بیدم کیا دم مارنے کی مہلت
نہ دی بس ایک غل و شور ہوا آندھی چلی آگ برسی اندھیرا ہو گیا نزول بلیات ہونے لگا سلین کی سلین
آسمان سے گرنے لگین خبیثات و شیاطین جو اسکی قید مین تھے انھون نے رہائی پائی فریاد و بیداد کرتے ہوے
چلے گئے بہر تقدیر قسم قسم کی بردے زمین آسمان سے گرین بڑی دیر تک نزول بلیات رہا جبکہ روشنی ہوئی
آواز آئی کہ مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کشتی مرا نام من عنقاروس جادو بود دیکھا قاسم
نے کہ لاشہ اسکا پڑا ہوا ہی یا تو مثل شمع جمال روشن تھا یا مثل سنگ سیاہ کے ہو گئی عجب مہیب شکل ہی
یہ صورت جو ملک قاسم نے اسکی دیکھی لاحول پڑھکر ٹھوکر ماری اور شہزادہ گھرزاد بن حمزہ نے رہائی پائی
قید سحر دور ہو گئی اور وہ باغ و عمارت نیست و نابود ہو گئے نشان بھی باقی نہ رہا بس شاہزادہ ملک قاسم
کو گھرزاد بن حمزہ نے گلے سے لگایا اور تعریف کرکے کہا کہ ای جان عم بعد فضل خدا کے تو نے میری جان بچائی
خدا تجھکو سلامت رکھے اب میرے ساتھ بردہ قاف مین چلو تھوڑے دنون سیر قاف کی کرو پھر جہان کہو
وہان پہونچا دونگا یہ سنکر قاسم نے کہا کہ عمو جان ابھی تو فدوی کا جانا نہین ہو سکتا ہی مگر جبکہ چین سے
پھرونگا تو البتہ آپ کے ساتھ چلونگا گھرزاد بن حمزہ نے ہر چند کہا ملک قاسم نے نہ مانا پھر گھرزاد نے
کہا کہ ہرگز مین تنہا جانے نہ دونگا قاسم نے کہا اچھا بردہ قاف کو کیونکر چلیےگا نہ تخت ہی نہ پریزاد ہین
گھرزاد نے کہا مین ابھی دیوؤن کو بلاتا ہون اور تخت منگاتا ہون تم یہین ساعت بھر ٹھہرو چلے نہ جانا
قاسم نے کہا بہت اچھا گھرزاد بن حمزہ ایک طرف کو چلے گئے بعد گھرزاد کے چلے جانے کے ملک قاسم
نے اپنے گھوڑے کے تنگ کو تنگ کھینچا اور سوار ہو کے طرف چین کے روانہ ہوے وہان
گھرزاد نے آواز دی دیوزاد انکا تخت طلائی لیکر حاضر ہوے اور اپنے شہزادے کو قید سے رہا
دیکھکر بلاگردان ہوے اور کہا کہ قاف کو چلیے گھرزاد نے کہا کہ میرا بھتیجا ملک قاسم وہان
ہی جہان مین قید تھا اسی نے ساحرہ کو مار کے مجھے رہا کیا ہی وہان تخت لیچلو اسکو بھی سوار
کرکے طرف قاف کے لیچلونگا وہ وہان میرا منتظر ہوگا دیوزاد تخت کو لیکر ساتھ گھرزاد کے وہان آئے
جہان ملک قاسم کھڑے تھے اب جو دیکھا لاشہ عنقاروس کا پڑا ہی صدہا زاغ و زغن نوچ نوچ کے
کھاتے ہین اور ملک قاسم کا پتا بھی نہین گھوڑے کے سمون کے نشان بنے ہوے ہین گھرزاد کو

خاموش از خود فراموش بیٹھا ہوا ہی مگر فروغ چہرے سے نمایان ہی گیسوان خلیلی اور خال سیاہ ابراہیمی رنگ ہاشمی ہو تو ہین ہی
ملک قاسم نے متحیر ہو کر اُس اسیر سے پوچھا کہ ای جوان کیستی و چہ نام داری کسنے تجکو قید کیا ہی اور مذہب تیرا
کیا ہی اُسنے انکسے کہا کہ پہلے تم بتاؤ کہ تم کیون پوچھتے ہو اور باعث پوچھنے کا کیا ہی مگر ملک قاسم نے اصرار کیا کہ ای جوان
پہلے تو ہی اپنا حال کہہ بیان کیا اُس اسیر نے کہ مین بھائی ہون شہزادہ رستم بن حمزہ کا جنکا علمشاہ کہتے
ہین قاسم نے جو سنا کہا کہ وہ باپ ہین میرے اور آپ عمو ہوے مین قاسم بن رستم ہون ای عمو جان اب
نام بھی اپنا بتلا دیجیے اُس جوان نے آہ کھینچکر کہا کہ نام میرا گہرزاد بن حمزہ ہی بطن سے ریحانہ پری کے
ہون اور اسیری کی صورت یہ ہی کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُس ساحرہ کا عنقاروس ہی وہ عاشق ہو کر
مجکو یہان لائی اور طالب وصل ہوئی مجکو ساحرہ سے نفرت ہی مین نے قبول نہ کیا اور اُسکا کہنا نہ مانا
تب اُسنے جھنجھلا کر بزور سحر اس صورت سے قید کیا ہی اور ایذائین دیتی ہی کہ کسی طرح دباؤ کھا کر مجکو قبول
کرے ملک قاسم نے جو یہ سنا ایک تو بچپن دوسرے شرارت پوچھا کہ آخر مطلب اُسکا کیا ہی انھون نے
کہا کہ وہ مجھ سے کہتی ہی کہ ساتھ میرے سو رہو قاسم نے کہا بہت بُرا کیا تم نے آخر کیون نہ سو رہے
کہ اس آفت مین پھنسے گہرزاد بن حمزہ نے جواب دیا کہ مین ساتھ اُس ساحرہ کے کیونکر سوتا کہ ہمارے یہان
کوئی ساحرہ کے ساتھ نہین سوتا ہی اور زیادہ مشکل کی بات تو یہ ہی کہ وہ کہتی ہی مجھ سے حرام کرو حرام
مین کیونکر کرتا قاسم نے جواب دیا کہ وہ حرام کو کہتی تھی آپ نے اُسکو حلال کیا ہوتا یہ سنکر گہرزاد نے
جانا کہ یہ سودائی ہی اُسے عارضہ سودے کا ہی پھر تو قاسم نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ اتنے دنون قید مین اُسکی کیونکر رہے
کیونکر بیٹھے ہو اُسلیے کہ جسے زلزلۂ قاف کہتے ہین اور بھائی اُسکے جسے رستم پیلتن و پیلفگن کہتے ہین مگر ثابت ہوتا ہی
کہ آپ کے بدن مین طاقت بالکل نہین کہ قید توڑ ڈالیے گہرزاد نے کہا کہ ای جان عم زور و طاقت کا یہان کیا کام ہی
کوئی اس قید کو توڑ نہین سکتا کیونکہ یہ قید سحر ہی اور ای فرزند اب تم بھی یہان سے چلے جاؤ کیونکہ یہ وقت اُسکے آنے
کا ہی آتی ہوگی خدا نہ کرے اگر اُسنے یہان تم کو مجھ سے باتین کرتے دیکھ لیا تو تم کو بھی وہ آزار پہونچائیگی ایسا نہو کہ
اس قید مین تقدیر مجکو داغ تمھارا دکھائے ملک قاسم نے کہا بھلا عمو جان کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین اس
حالت مین آپ کو چھوڑ کے چلا جاؤن اگر وہ آئیگی تو مجھ کیا بنائیگی خدا کرے کہ جلد آئے یہ سنکر گہرزاد بن حمزہ
نے بہت منت اور خوشامد کی کہ ای جان عم کہین پوشیدہ ہی ہو جاؤ اور قسم بھی دی قاسم نے کہا بہتر قسم سے
مجبور ہون اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کہان چھپون نیچے ٹیکرے کے انبار پھولون کا تھا کہ روز رات کو عنقاروس
گلہاے اقسام اقسام لیکر آتی تھی اور اسقدر لیکر آتی تھی کہ گرد و پیش اسکے انبار لگا دیتی تھی جب
خشک ہو جاتے تھے نیچے ٹیکرے کے گرا دیتی تھی وہی انبار ہو گیا تھا قاسم سوچے کہ اس سے بہتر جگہ
نہین ہی اور اُس انبار مین گھس گئے اور پوشیدہ ہو کر بیٹھے تہمتن خان کہ قاسم کے ساتھ تھے یہ اور شتر
سوار دونون دور چلے گئے کہ اتنے مین ہوا تند چلی اور عنقاروس جادو آئی اور گہرزاد سے بولی کہ ای
پریزاد بانی بیداد کیون میرے واسطے جلا دیتا ہی اور جان میری لیتا ہی ارے مجکو قبول کر یہ کہہ رہی تھی اور
چہار طرف دیکھتی بھی جاتی تھی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی جب کہ گہرزاد نے حسب عادت انکار
کیا اُسوقت عنقاروس نے کہا ٹھہر جا پہلے تیرے حمایتی کو مار لون پھر تجھ سے سمجھون یہ کہکر بولی کہ
سچ بتا کہ کون حمایتی تیرا آج آیا ہی اور تو نے میرے خوف سے اُسکو کہان چھپا دیا ہی گہرزاد نے

بابا جان سے کہو کہ آپنے یہ کیا ستم کیا کہ میری عمر بھر کی کمائی کو کھو دیا جا کے قاسم کو پھیر لائیے ورنہ میں آپ نکلی جاتی ہوں اور بے پردہ ہوتی ہوں دربانوں نے جو جاکر خسرو خان سے کہا بے اختیار ہوکر کہا کہ تہمتن قتال آدم ساتھ قاسم کے جا چکا الماس خان وغیرہ میرے ہمراہ چلینگے پھر کچھ سوچ کر کہا کہ ارے خیمہ بھی ساتھ نہیں ہے نہیں معلوم وہ کتنی دور نکل گیا اگر کہیں مقام کریگا تو کیونکر اتریگا بہت تکلیف ہوگی غرضکہ یہ بھی سب سامان لیکر روانہ ہوا کہ جاکر جسطرح ہو قاسم کو پھیر لاؤ

داستان حیرت بیان شہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ کی کہ مدد کو گورزاد بن حمزہ کی طرف شہر کے سے گئے ہیں بیان کیجاتی ہے

راویان اخبار و ناقلان فرحت آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ملک قاسم ساتھ ستر سوار کے تین شبانہ روز تک برابر چلے گئے کہیں مقام نہ کیا کچھ میوہ وغیرہ راستے میں کھالیا چوتھے روز صحرا میں ایک گروہ سواروں کا نظر آیا کہ سامان شکار کا مہری مجرا باز شاہین شکرا وغیرہ ساتھ تھے چاہا قاسم نے کہ انسے علیحدہ ہوکے چلے چلیے مگر انھوں نے جو نشانیاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چہرۂ انور میں دیکھیں تو اپنے سرداروں کو واقف کیا وہ دونوں سردار عالیوقار مانند تاجداروں کے مالک اس گروہ کے تھے آکے ملک قاسم کو سلام کیا اور کہا کہ ای شہریار آپ کہاں سے آتے ہیں اور کدھر جائینگے اور نام آپ کا کیا ہی ملت و نسب کیا رکھتے ہیں قاسم نے انسے کہا کہ پہلے تم اپنے کو ظاہر کرو کہ تم کون ہو اور کیا نام و نسب ہے انھوں نے کہا کہ ہم تو ملازم شہزادۂ علمشاہ کے ہیں اور نام ہمارے فضلان شاہ اور لاہان شاہ ہیں اور مسلمان ہیں آپ کو ہم آقا سے اپنے مشابہ پاتے ہیں اسی سبب سے روکتے ہیں قاسم نے جو سنا کہ یہ رفیق پدر بزرگوار کے ہیں اپنے نام سے انکو بھی واقف کیا انھوں نے کہا آپ کہاں جاتے ہیں قاسم نے سارا حال ترک بن توسن کے یورش کرنے کا ختن پر اور یعقوب شاہ کا گورزاد بن حمزہ کو لیکر چین میں آنا بیان کیا اور کہا کہ میں مدد کو اپنے چچا کی جاتا ہوں اسوقت انھوں کہا کہ اب تو ہمارے شہر تین کہ شہر جنگل اسے کہتے ہیں چلیے ہم کو سرفراز و ممتاز فرمائیے بعد تھوڑے دنوں کے ہم بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہونگے ملک قاسم نے ہرگز نہ مانا اور آگے روانہ ہوے یہ مایوس ہوکر رہگئے تھوڑی دیر میں خسرو خان خاوری شہریار خاور مع لشکر وہیں آپہونچا اور فضلان شاہ وغیرہ کو دیکھکر شہزادۂ ملک قاسم کو پوچھا انھوں نے کہا کہ ابھی سامنے گئے ہیں ہرچند ہم نے کہا کہ شہر جنگل میں چلیے مگر کسیطرح نہ مانا چلے گئے یہ سنکر خسرو خان کے تن میں جان آئی اور عقب میں قاسم کے چلا فضلان شاہ اور لاہان شاہ بھی ہمراہ ہولیے مگر ملک قاسم کہ آگے آگے چلے جاتے ہیں صحرا میں ایک طرف کچھ مکانات انھیں نظر آئے سر اٹھا کر جو غور سے دیکھا تو وہ مکانات اندر باغ کے تھے اور سامنے ایک ٹیکرے پر ریگ کے ایک جوان نہایت حسین مگر کاہش غم والم سے مثل ہلال انگشت نماے عالم ہی نظر آیا اشعار

بحال پریشان و ژولیدہ مو — نمک پرور حسرت و آرزو
مندی ہی آنکھیں وہ ساغر واژگون — صراحی گردن ہمیشہ نگون
عیان وحشت آنکھوں سے ور زنجیر گرد — تڑپ دل سے پیدا کلیجے مین درد
دل افسردہ غمناک و اندوہگین — لکھا اسکی قسمت کا چین جبین

دہن ساغر یاس کا جرعہ کش — لب خشک دونوں گواہ عطش
ازل سے غم دل کی اسکی گواہ — بھوین دونوں تھین دو درشتہ داغ
سر ناخن غم سے سینہ فگار — گریبان پہ چھوٹے نگینون کی بہار
جنید مقید سلاسل مین گرفتار — با جان حزین و دل زار

پاس حاضر رہتے ہین اور فن سپاہگری ساتھ اُنکے سیکھا کرتے ہین اور ایک بارگاہ مین انکا بھی دربار ہوتا ہی خبر کہ
سفید جامہ سا اُستاد تعلیم کرتا ہی اُسنے اتنے ہی سے سِن مین قاسم کو مع اُنکے رفیقون کے فن سپہ گری مین طاق
اور یگانۂ آفاق کر دیا ہی یہ زور ون پر چڑھے ہوے ہین قضائے کار جسوقت نامہ پڑھا گیا ہی تو قاسم بھی
اپنے نانا پاس موجود تھے اُنھون نے کہا کہ نانا جان مین سمجھا نہین اس شتر سوار نے کیا کہا کہ آپ کو
تشویش ہوئی کہا بیٹا تم سے کیا کہون انھون نے کہا کہ آخر ہم کوئی دشمن ہین اُسوقت خسرو خان نے
سارا حال بیان کیا قاسم نے کہا پھر آپ کا کیا ارادہ ہی خسرو خان نے کہا کہ میرا ارادہ جانے کا نہین ہی
کہ ترک توسن ایک تو یونہین دشمن ہی دوسرے اور بھی دشمن ہو گا خدا اُسکے ہاتھ سے آبرو بچائے یہ
کلمات جو قاسم نے سنے کہا کہ نانا جان خوب تدبیر آپ سوچے سبحان اللہ ایسا ہی چاہیے کہ امیر کے فرزند
اور رفیق پر تو یہ آفت ہو اور ہم منھ چھپا بیٹھین اور اُنکا ساتھ جا کر نہ دین ما سوا اسکے اتنا تو سمجھیے کہ امیر کا فرزند
میرا کون ہوا آیا چچا کی شرکت کرنا مجھکو لازم ہی یا نہین وہ تو مصیبت مین گرفتار ہو اور ہم چین سے بیٹھے رہین
یہ امر بھلا ہو سکتا ہی جب دادا جان اور بابا جان کا سامنا ہو گا تو مین انکو کیا منھ دکھاؤنگا آنکھ میری
کیونکر چار ہو سکیگی خسرو خان خاوری نے قاسم کو لڑکا سمجھکر طعن سے کہا سب کی طرف اشارہ کرکے
کہ یہ صاحب طرفہ ماجرا ہی آپ یعقوب شاہ کی مدد کو جائینگے جیسا گھر مین خواصون پر تلوار برسایا کرتے
ہین ویسا ہی سمجھے ہین کہ وہان بھی جا کر سب کو ڈرا لینگے اور وہ ڈر جائینگے فوجین بھاگ جائینگی بس یہ
کلمہ سنکر قاسم آگ ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُٹھکے کہنے لگا کہ ہم جائینگے اور دیکھو یون جاتے ہین خسرو خان
نے پھر طعن سے کہا کہ جی ہان گئے اور لڑائی فتح ہو گئی بس قاسم کو تاب باقی نہ رہی اُسیوقت پشت
مرکب پر بیٹھ کسی رفیق کو بھی خبر کی جو اُنکے ساتھ کے کھیلے ہوے لڑکے تھے مگر شتر سوار کو ساتھ لیکر باہر آئے
اور کہا کہ تو آگے آگے چل کہ ہمین راستہ نہین معلوم ہی شتر سوار نے اشتر کو آگے بڑھایا پیچھے پیچھے شاہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم بن رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور طرف چین کے چل کھڑے ہوے یہ خبر
خسرو خان خاوری کو ہوئی کہ واقع مین قاسم چلے گئے اب حیرت ہو گئی اور اب تو یہ گھبرایا اور تہمتن
خان بیٹے کو اپنے بلا کر کہا کہ اے فرزند جاؤ اور بہر صورت اُسکو پھیر لاؤ نہین تو خورشید خاوری اپنی جان
دیدیگی تہمتن خان نے باہر نکل کر جو دیکھا تو قاسم دور نکل گیا تھا بس اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہو کر
پکارتا ہوا چلا کہ اے ملک قاسم ٹھہر جاؤ ایک بات ہماری سنتے جاؤ نانا تمھارے بلاتے ہین قاسم نے سماعت
بھی نہ کی کہ بکتے کیا ہو جب بہت پکارا اور قاسم نے جواب نہ دیا پھر تو انھون نے تند گام اور سر پیٹ
ہانکا اور قریب قاسم کے پہونچے اور کہا کہ اے فرزند چلے آؤ غصے کو دور کرو بُرا کہا جو تم سے بختنے گھر چلو
کہان جاتے ہو اور تم ابھی کم سن بہت ہو کیونکر لڑوگے اور لڑائی کا بہت دیر مین فیصلہ ہوگا قاسم نے
جواب دیا کہ ماموں صاحب آپ پھر جائیے مین نہین پھرونگا مردون نے جو قصد کیا کیا اب آگے آگے تو قاسم
ہی پیچھے پیچھے تہمتن خان ہر چند سمجھایا مگر نہ مانا آخر مجبور ہو کر یہ بھی ساتھ ہو لیے خسرو خان نے جو
سنا دونون چلے گئے بہت گھبرایا اور انتہا کا صدمہ ہوا اُسی اثنا مین ملکہ خورشید خاوری کو بھی یہ خبر ہوئی
کہ ملک قاسم یعقوب شاہ ختنی کی مدد کو چلا گیا بس یہ سنتے ہی حواس جاتے رہے ماں کی محبت
بھلا کیسی ہوتی ہی روتی پیٹتی دروازے پر چلی آئی دربانون سے کہا کہ ارے جلدی کوئی میرے

تو کچھ فوج اسلام بھی کام آئیگی یا فقط نام ہی نام ہے یہ سنکر خاقان چین نے ہر چند نشیب و فراز عالم سمجھائے مگر معظم خان نے نہ مانا اور چین سے نکل کر پیشوائی کو چل کھڑا ہوا جب تو ناچار ہوکے خاقان بھی جلوس و تجمل کے ساتھ اسواسطے پیشوائی کے روانہ ہوا پانچ کوس پر آکر معظم خان نے شہزادہ گورزاد کو پایا اور سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مالک ہیں آقازادے ہمارے ہیں آپکو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے گھر آپ کا کفش خانہ ہے بے خوف و خطر آپ تشریف لیچلیں کیا جان رکھتا ہے ترک بن توسن کہ آپ کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے یا آپ پر ہاتھ اُٹھائے یہی باتیں تھیں کہ خاقان چین بھی پہونچے اور بعد حشمت و شوکت یعقوب شاہ اور شہزادہ گورزاد بن حمزہ کو لیکر داخل شہر ہوا مگر خاقان چین معظم خان کا منھ دیکھتا ہے اور کچھ نہیں کہتا مگر معظم خان نے بڑی دھوم سے دعوت کی ناچ کیا آتشبازی صدہا روپیا کی شب کو چھڑوائی بعد کئی دن کے ترک بن توسن بھی پہونچا خبر اُسکے آنے کی سنکر یعقوب شاہ اور معظم خان نے قلعہ چین کو آراستہ کیا دروازہ بند کروالیا اور خندق کو بھروا دیا سب سامان لڑائی کا قلعہ میں موجود کرلیا مگر ترک بن توسن کو مخبروں سے سب حال معلوم ہوا اُسنے ایک جلودار کو حکم دیا کہ جاؤ اور کہو کہ اے ساکنان چین بہتر اور لائق تم کو یہ ہے کہ گورزاد بن حمزہ کو لیکر ہاتھ باندھکر جلد خدمت میں حاضر ہو تو تمھاری جان بخشی میں نے کی اور اگر خلاف کیا تو سارے قلعے کو تاراج کرونگا یہ سنکر حکم لیکر جلودار چلا اور سامنے قلعہ کے آیا اہل قلعہ نے جو دیکھا ایک توپ خالی چھوڑ دی جلودار نے رومال ہلایا یعنے میں ایلچی ہوں پھر دوسری ضرب نہوئی یہ قلعہ میں آیا اور پیغام پہونچایا خاقان چین اور معظم خان نے جواب دیا کہ کہدینا کہ او گیدی تیری حقیقت کیا ہے تو گو کھاتا ہے اور جھک مارتا ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم آقازادے کو تیرے حوالے کردیں کہ تو قتل کرے کیا تجھسے دبتے ہیں کیوں سودائی پن کی باتیں کرتا ہے دور ہو یہاں سے اور باز رہ اس ارادے سے ورنہ مارا جائیگا یہ سنکر جلودار چلا آیا اور سب روئداد آکے ترک بن توسن سے بیان کی اُسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا کہ وہ برسر فساد ہیں اب جیسا حکم ہو ویسا کروں نامہ دار تو طرف ترکستان کے روانہ ہوا مگر خاقان چین نے جو سنا کہ اسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا ہے اُنھوں نے بھی ایک خط شہر خاور میں خسرو خان خاوری کو لکھا اور شتر سوار کو روانہ کیا اور کہدیا کہ زبانی بھی سمجھا دینا کہ آپ کو برائے مدد بلایا ہے جلد چلیے کہ بیٹا امیر کا وہاں گھرا ہوا ہے شتر سوار جو خاور میں آیا سیارہ بن عمرو دروازۂ بارگاہ پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے شتر سوار کو اندر پہونچا دیا خسرو خان نے نامہ پڑھا اور اُسیوقت تخلیہ کرکے اپنے بیٹوں کو بلاکے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ترک توسن نے کیسا کیسا پیچھا ہمارا کیا زخمی بھی ہوا بارہا مگر خواستگاری خورشید خاوری سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب ہمارا جانا وہاں بمقابل ترک بن توسن گویا سوتے فتنے کو جگانا ہے خدا خدا کرکے تو اب بھولا ہے ماسوا اسکے ہم اُس سے لڑ بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ فوج جرار رکھتا ہے ہمارے نزدیک تو یہ اچھا ہے کہ ہم خاقان چین کو جواب صاف دیں کہ ہمارا آنا نہیں ہوسکتا مگر اب حال ملک قاسم کا گذارش کیا جاتا ہے کہ سن انکا بارہ برس کا ہے اور حال دیوانوں اور خبطیوں کا یہ ہے کہ بات بات پر گھر میں خواصوں پر تلوار نکالا کرتے ہیں اور قتل کرنے کو ننگے برہنہ تلوار لیکر دوڑا کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سب کے گلے کاٹ ڈالوں اور پھر دیکھوں کہ کیسی باڑھ میری تلوار میں ہے خواصیں مارے ڈر کے بھاگتی پھرتی ہیں اور جس روز سے پیدا ہوئے تھے اُسی روز کئی ہزار لڑکے اور بھی اُنکے شہر میں پیدا ہوئے تھے تو خسرو خان نے جتنے اِن کے ہم سن تھے سب کو نوکر رکھکے ان کی خدمت کو چھوڑا ہے وہ سب ہر وقت

ہی اور بلازم امیر کا ہی اگر وہ شرکت کرے تو البتہ مقابلہ برابر سے ہو اور جان بچے اور خاقان چین مدد ضرور کریگا کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا وہ سمجھے کہ پسر امیر کا میرے دامن میں پناہ لینے آیا ہی اور وہ بانہ کیے یہ صلاح کرکے فوج اپنے ساتھ لیکر طرف چین کے روانہ ہوا بعد جانے یعقوب شاہ کے چھٹے روز ترک بن توسن ختن میں آیا رعایا کو تو پایا اور یعقوب شاہ کو نہ دیکھا قلعہ ختن خالی ملا بارگاہ میں سناٹا پایا پوچھا کہ یعقوب شاہ کہاں گیا ہی لوگوں نے بیان کیا کہ چھ روز کا عرصہ ہوا کہ طرف چین کے گئے ہیں ہر نوسا بھی ہمراہ ہی یہ سنکر اسنے بھی قصد طرف چین کے جانے کا کیا مگر ملازموں نے اسکے اُس سے کہا کہ آپ اس امر میں اپنے باپ سے اجازت لے لیجیے پھر آگے جائیے گا کیونکہ اور کہیں کی اجازت آپنے نہ لی تھی بے پوچھے جانا مناسب نہیں ہی یہ سنکر اسنے اپنے لشکر کو تو حکم دیا کہ طرف چین کے آہستہ آہستہ چلے اور خود اپنے باپ کو لکھا کہ میں طرف چین کے جاتا ہوں اور خود بھی طرف چین کے روانہ ہوا کہنا کسی کا اسنے نہ مانا اب یہ تو راہ میں ہی مگر وہاں یعقوب شاہ بھاگا بھاگ چلا جاتا ہی منزل نہیں کرتا جب قریب چین کے مع لشکر پہونچا تو قیام کیا اور نامہ خاقان چین کو لکھا اور اپنی روداد اور آنے کی وجہ سے مطلع کیا جسوقت نامہ خاقان چین کو پہونچا اُسنے دبیر سے پڑھوا کر سنا معلوم ہوا کہ ترک بن توسن عقب میں اسکے آتا ہی اور ترک بن توسن گورزاد بن حمزہ کی جان کا دشمن ہوا ہی چھ لاکھ فوج ترکستان پاس ترک بن توسن کے ہی اور اب یہ بادشاہ ترکستان خان اعظم کی جگہ پر ہی مضمون نامہ کا سنکر بہت گھبرایا اور ملازمان خیر اندیش سے مشورہ کیا کہ اگر بلا لیتا ہوں اُنکو تو ترک بن توسن ضرور چڑھ کر آئیگا فتح و شکست میں کوئی اجارہ نہیں فرض کردم اگر شکست ہوئی تو سارا شہر برباد ہوا آجتک کوئی آفت چین پر نہیں آئی ہی یہ شہر سب آفتوں سے ہمیشہ بچا رہا ہی وہ اپنی آفت میرے سر پر بھی ڈالنے آئے ہیں اور شہر کو میرے تاراج و برباد کرانا چاہتے ہیں سب نے کہا کہ یہ بات تو سچ ہی اسمیں کوئی فرق نہیں ہی آپ ہرگز اُنکو شہر میں اپنے نہ آنے دیجیے اور انھیں کہلا بھیجیے کہ آپ اور کسی طرف جائیں مجکو چین کا برباد کروانا منظور نہیں ہی آپ جائیں اور آپکا کام ہلانے میں تاب مقاومت شاہ ترکستان نہیں لا سکتا ہوں یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ معظم خان بن بہرام کھیلتا ہوا وہاں آنکلا اور یہ ہمسن شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کا ہی کوئی چودہ برس کا سن ہی ہو بہو بہرام کی صورت ہی اپنے دادا سے پوچھا کہ اے جد امجد یہ کیا ماجرا ہی میں بھی تو سنوں کون آتا ہی اور پیچھے اُسکے غنیم کون آتا ہی خاقان نے سارا حال بیان کیا کہ بیٹا ترک توسن یلطاقی کا ختن پر چڑھ آیا تھا کیونکہ اُسکا قتل گورزاد بن حمزہ کا منظور ہی اہل ختن بھاگ کر میرے ملک میں آئے ہیں اور لڑکے کو امیر کے لائے ہیں ترک توسن چھ لاکھ فوج ترکان رکھتا ہی میں برابر اُسکے نہیں ہوں شہر برباد ہو جائیگا میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ اُنکو نہ آنے دوں اور منع کروا بھیجوں کہ کسی اور طرف جائیں مجکو نہ سرفراز کریں یہ سنکر معظم خان نے کہا کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب بات آپ نے کہی ہی اور یہ بھی کہی کہ شہر کو بچانا مقدم ہی کیوں دادا صاحب میرے باپ کے نام کو برباد کیا چاہتے ہو جبکہ باپ میرا پوچھیگا کہ میرے آقازادے کو کیوں نہ آنے دیا اور قتل کرا دیا تو کیا جواب دوگے ماسوا اسکے یعقوب مسلمان بھی ہی اور مسلمان کی مدد کرنا بہر کیف لازم ہی ہم ضرور مدد دینگے اور لڑینگے کیا اصل ہی ترک بن توسن کی اگر آئیگا تو کیا کریگا ایسی سزا پائیگا اور مزا چکھیگا کہ پھر ادھر کا رخ کرکے گھر میں بھی نجا سکیگا حیف ہی کہ آپ دشمن کا تو ڈر کرتے ہیں اور دوستوں کو نہیں یاد کرتے اگر آپ تہلک فرزند امیر کے ہو جائینگے

تو اب دل چاہتا ہے کہ اپنے دین قدیم کو چھوڑ دین یہی بہتر ہے جو حضور کے دل مین آیا ہے یہ سنا ترک توسن ملطاقی
نے مسلمانون پر ظلم و بدعت کرنا شروع کیا اور خود زنار پہن لی بت باندھ لیے چند روز بہ اخفا ظلم کرتا رہا پھر تو
بہ صد شیادی ان کے سردارون کو حکم دیدیا کہ جو کوئی بت پرستی اختیار کرے وہ بچے اور جو مسلمان ہو وہ قتل ہو جاے کہ
مین لات پرست ہوں اب میرے ملک مین مسلمان نظر نہ آوے پھر تو صدہا آدمیون نے زنار پہن لیے اور جسنے انکار
کیا ثابت قدمی رہا ایمان مین کی اسکو اسنے قتل کیا تمام شہر مین حشر برپا ہوا اور مردم شہر کو چھوڑ کے
چلے گئے جب ترک توسن نے چار سو عالم و فاضل جو اسکی سرکار مین تھے انکو بلا کے بحث مذہبی اور دینی
کرنا شروع کی جب اسنے گفتگو مین عاجز آیا تو انکو دیگون مین بند کرواکے دیگون کو چولھون پر رکھواکے آگ
لگوا دی اور سب کو جلوا دیا یہ حال دیکھکر زرہ خاقان وزیر اور تمغاج خان ترک اور دیگر رئیسان ترکستان
نے جلاے وطن اختیار کی کوئی تو طرف چین کے اور کوئی طرف ختن کے چلا گیا اور اکثر نے تقیہ کر لیا ایک
مہینے کے عرصے مین تمام شہر کفرستان ہو گیا اور مسجدین منہدم کر دی گئین تمام شہر بتخانون سے بھر گیا بدستور
قدیم لئیمون نے بت باندھ لیے اور زنار پہن لیے بعد اسکے اسنے نجومیون اور رمالون اور کاہنون کو کہ رہنے
والے قدیم یہان کے تھے اور ملازم سرکار مین خان اعظم کے تھے طلب کیا اور انسے پوچھا کہ دیکھو تو میری سلطنت اور
حکومت کو بھی زوال ہے یا نہین ہمیشہ بلا خطر میرے قبضہ اور تصرف مین یہ سلطنت رہیگی سب نے اپنے
اپنے طور پر دریافت کیے کہا کہ اے شاہ سلطنت کو تیری بہت جلد زوال ہوگا اسنے پوچھا کہ کس کے ہاتھ
سے انھون نے جواب دیا کہ ایک طفل کے ہاتھ سے اسنے کہا کہ دیکھو تو وہ لڑکا کہان ہے سب نے کہا کہ ایسا
معلوم ہوتا ہے گویا یہین موجود ہے اور اسی شہر مین ہے یہ سنکر اسنے یہ ظلم کرنا شروع کیا کہ تمام شہر کی عورتون کے
شکم چاک کروا ڈالے جسپر ذرا سا بھی حمل کا شبہ پایا گیا بخیال اسکے کہ لڑکا جسکے شکم مین ہوگا مر جائیگا صدہا
خون ہوے اسوقت برہمنون وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہریار ہم سب نے تو یہ خبر آپکو دی
ہے کہ اسقدر جلد سلطنت کو آپ کی زوال معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ یہین موجود ہے لیکن وہ لڑکا پیدا ہو چکا ہے بلکہ
بارہ برس کا ہے اور پسر امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا یعقوب شاہ ختنی کا ہے مان اسکی جسوقت فوت
ہوئی تھی یہ شکم مین اسکے تھا جبکہ لاش کو قبر مین اتارا اسوقت یہ پیدا ہوا اسی سبب سے نام اسکا گور زاد بن
حمزہ صاحبقران کا ہے یہ سنکر ترک توسن نے کہا کہ بڑی مشکل ہوئی اسلیے کہ یعقوب شاہ بھی بادشاہ اپنے
ملک کا ہے اور فوج کثیر رکھتا ہے آخر کو جب زیادہ بدحواس ہوا اپنے رفقا سے کہا کہ تم مین سے ایک دلاور جا سکے
اور شہر ختن کو بے چراغ کر دے اور نواسے کو یعقوب شاہ کے یا قتل کرے یا گرفتار کر لائے یہ سنکر بیٹا اسکا
ترکیا بن توسن اپنے مقام سے اٹھا اور کہنے لگا کہ اے پدر بزرگوار مین جاتا ہون ترک توسن نے کہا کہ اے
پسر تو نے میرے دل کے موافق جرأت کی کیون نہو شاباش و مرحبا سوا تیرے یہ مہم کسی سے سر نہو گی بس
دو لاکھ سوار اسکے ساتھ کر دیے اور طرف ختن کے روانہ کیا جب یہ قریب ختن کے پہونچا اور خبر مشتہر ہوئی
اور رعایا نے فریاد کی کہ دو لاکھ کی فوج آتی ہے تمام ملک کو پائمال کریگی یعقوب شاہ نے یہ دیکھکر شیران
سلطنت کو جمع کیا اور مشورہ لیا کہ کیون بھئی اب کیا کرون فوج میری فوج ترکستان سے نہین لڑ سکتی اور نواسا بھی
میرا کم سن ہے نہ ایسا شہزور ہے کہ لڑ سکے بہر کیف کوئی صورت جان بچنے کی بہ ظاہر معلوم نہین ہوتی بس بہتر
یہ ہے کہ بیٹیہ یہان سے گور زاد کو لیکر طرف چین کے چلا جاؤن وہان خاقان چین باپ بہرام گرد کا بادشاہ

نے فرمایا کہ ایک تخت لاؤ اور تم یہ مال گلستان ارم مین پہونچادینا انھون نے تخت ابشب کالا دیا اور ردود یو
اور بلاے وہ امیر اور بدیع الزمان اور حمزہ کو تخت پر بٹھاکے لئے اڑے جسوقت یہ خبر ملکہ قریشیہ سلطان
اور آسمان پری کو ہوئی آئین اور پیشوائی کرکے لیگئین گلستان ارم مین داخل ہوئین بعد اسکے مال خزانہ
بھی وہ دیو لیکر آئے امیر نے وہ سب مال پریزادون پر تقسیم کردیا غرضکہ کئی روز وہان رہے جشن سلیمانی رہا پھر جو
حب وطن نے زور کیا امیر نے آسمان پری سے اجازت مانگی انھون نے بمجبوری رخصت کیا پھر تو بادشاہ اسلام
اور تمام سرداران عالیمقام کو امیر نے تختون پر سوار کیا اور آپ ہمراہ بادشاہ کے ہوے مع خواجہ عمرو طرف
دنیا کے روانہ ہوے کہ اسی حال مین ایک پریزاد نے روبروے امیر آکر عرض کیا کہ ہر برین قہقہہ قلعہ بلور پر
تاخت لایا ہی اور اوسکا چڑھائی کرنے کا ارادہ ہی بلکہ اطراف مین قلعے کے ہر بر کا قبضہ بھی ہوگیا اب وہ منتظر گزیت
کا ہی اس لیے گزیت جیسے نقابدار کے سامنے سے بھاگ گیا تھا کہتا تھا کہ اب آسمان پری کی طرف نہ جاؤنگا
لیکن ہر بر نے اسکو نامہ لکھکر بلایا ہی اسی کا انتظار ہی وہ آنے والا ہی جبکہ وہ آجائیگا بیشک حملہ کریگا سلطان
ارزق قلعہ بند ہوا ہی تاب ہر بر کی لڑائی کی نہین لاسکتا ہی مگر ملکہ آسمان پری نے مجکو آپ پاس بھیجا ہی کہ اطلاع
دے اور آگے اختیار ہی امیر نے بادشاہ سے کہا کہ ای ظل اللہ اگر مزاج مین آئے تو آپ سردارون سمیت جانب دنیا
تشریف لیجائین مین آپ کو پہونچادون لیکن فدوی کا جانا فی الحال محال ہی کہ ملک آسمان پری کا چھن جائیگا
اور آسمان پری کو مجھ سے ملال ہوئیگا اور یہ خیال رہیگا کہ امیر نے سنکر کچھ خیال نہ کیا امیر نے ملکون کو چھنوا دیا
بادشاہ نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے جب آپکے مزاج مین آئے چلیے ہمکو تعجیل نہین ہی جب آپ یہان سے
فرصت پائیے جب چلین ہم بغیر آپکے نہین جائینگے یہ سنکر امیر نے مراجعت فرمائی اور پھر گلستان ارم مین داخل
ہوے تخت پر تخت ہوا سے اترنے لگا جبکہ سب فراہم ہوچکے اسوقت امیر نے ہر سردار کی جانب نظر کی شہزادہ
تہمتن یعنے بدیع الزمان گردنشکر شکن اٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے رخصت چاہی امیر نے ایک لاکھ دیو ہمراہ کردیے
بدیع الزمان اسی وقت طرف قلعہ بلور کے واسطے سد راہ ہونے ہر بر و گزیت کے روانہ ہوا بعد جانے
بدیع الزمان کے امیر نے بیقرار ہوکر کل لشکر کو ساتھ لیا اور خود بھی روانہ ہوئے راہ مین تھے کہ خبر آئی
کہ قہقہہ سہ چشمی آتا ہی اور چاہتا ہی کہ پہلے چلکے آسمان پری کو قتل کرون پھر ملکون کو چھینون امیر نے یہ سنکر
وہین مقام کیا اب امیر تو انتظار مین قہقہہ کے ہین

دو کلمے داستان ترک توسن یلطاقی کے کہ اسکو امیر باتوقیر نے بادشاہ ترکستان قائم مقام خان اعظم کا کیا ہی بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر نے اسے تخت پر بٹھا دیا تھا اور سارے ترکستان مین عمل اسکا ہوگیا تھا امیر تو ترکستان سے
چلے آئے تھے اور وہ ترک سلطنت کرتا تھا جسوقت کہ اسکو عرصہ برس روز کا گذرا اور اسنے دیکھ لیا کہ سارے
ملک مین تمام رعایا میرے حکم مین ہی اسوقت اسنے غرور کو اپنے دل مین جگہ دی اور بولا کہ لات پرستی دین
قدیم میرا ہی چھوڑنا نہ چاہیے امیر نے ایک ترکستان مجکو دیا لیکن تو بھی ایسا ممنون نہین ہی تو بھی بادشاہ تھا
اگرچہ ایک ملک دیا تو کیا فریب دیکر مسلمان کیا چھوٹے دین امیر کو وہ تیر کیا کہ سکنے یہ سمجھکر ترک توسن نے
تخلیہ کیا اور اپنے ملازمان قدیم سے مشورہ لیا کہ ہمارا یہ ارادہ ہی کہ دین قدیم کو اپنے پھر اختیار کرلین تمھاری
کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ ای شاہ ہم تو تابعدار آپکے ہین بخوف جان مسلمان ہوگئے ورنہ

نکال لو اُسنے ہر چند کھولا پٹرا صندوق کا نہ کھلا کہ بہت بھاری تھا وہ کمزور تھی بدیع الزمان نے کھول کر لوح کو نکال لیا اور بیٹی عمرو کی جدھر سے آئی تھی اُدھر چلی گئی بدیع الزمان نے عکس لوح کا توڑا لکر دیو منارہ کو رہا کیا اور ساتھ اپنے لیکر طرف امیر کے تلاش کنان روانہ ہوئے یہ تو طرف امیر کے کمال مضطر و بیقرار جاتے ہین کہ لوح تو چھین گئی تھی کہین قید ہونگے

دو کلمے داستان امیر و عمرو کے بیان سے کیے جاتے ہین

کہ امیر کشور گیر سلیمان سریر دمہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری انور جادو کی قید مین صفحۂ سنگ پر سنگ آمد و سخت آمد ناچار بیٹھے ہوے ہین کہ لوح بھی ہاتھ سے جا چکی ہی اور چہار طرف غار عمیق کھودا ہوا گویا طبقۂ زمین کا شق ہوا ہی اور آگ سے وہ غار عمیق لبالب ہی عمرو امیر سے لڑ رہا ہی کہ آپکی غفلت سے یہ سب آفتین آئین اب کون بچائیگا اور پھر آئیگا یو نہین خشک ہو کر رہجائینگے امیر فرمار ہے ہین کہ بھئی خدا کو یاد کرو کہ یکایک وہ آگ گل ہو گئی اور وہ صفحۂ سنگ کہ گردش مین تھا ساکن ہو گیا اور ہاتھ پاؤن مین طاقت آگئی خون رگون مین دوڑا بس یہ حال جو امیر نے دیکھا جلدی سے سجدۂ شکر ادا کیا اور عمرو سے کہا کہ دیکھا تو نے حافظ حقیقی کی قدرت کو نہین معلوم کیونکر وہ ساحرہ مری کہ ہم اس بلا سے بچے خدا یون بچاتا ہی اب چلکر اُسے دیکھو جسنے اُسے مارا ہی عمرو نے اب جو باغ کو دیکھا جلا ہوا پایا نہ گل کہین سے تھے نہ بوٹے اب امیر و عمرو آگے بڑھے دیو منارہ کو تو حال امیر کا معلوم تھا یہ بدیع الزمان سے آگے بڑھ آیا ادھر سے امیر آتے تھے راہ مین سامنا ہوا امیر نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر رہائی ہوئی منارہ نے سب حال بدیع الزمان کا بیان کیا یہ کہہ رہا تھا کہ بدیع الزمان بھی آپہونچے ادھر سے تو امیر چلے اُدھر سے بدیع الزمان دوڑے اور پاؤن پر اپنے باپ کے گر پڑے امیر نے پاؤن سے اُٹھا کے گلے سے لگا لیا پھر سب حال کہا اب سب ملکے وہان آئے کہ جہان دروازۂ باغ پر اندر طاق کے ساحر ضعیف یعنے ارباب جادو بیٹھا تھا اور اُسنے طنبورہ بجایا تھا اب جو اُسنے امیر کو مع دیگران زندہ آتے دیکھا خوف سے جان فنا ہونے لگی آخر کو اُٹھکر دوڑا اور جھک کے امیر کو سلام کیا اور ہاتھ باندھکر بولا کہ اب مین آپ کے دین کا قائل ہوا امتحان بھی کر چکا کہ ہر آفت سے بچے بیشک دین آپ کا برحق ہی مین مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر امیر نے عمرو کیطرف دیکھا عمرو نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے والا نہین ہی یہ دروغگو ہی پہلے روز کیا کچھ اسنے نہین کہا تھا اب بھی فریب دیتا ہی بس پھر تو امیر با توقیر نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا پایا کہ یا امیر ہرگز اسکے کہنے کو پذیرا نہ فرمائیے گا یہ مکار دغاباز ہی جان بچاتا ہی پھر دغا کریگا یہ دیکھکر امیر نے ارباب جادو سے فرمایا کہ ای ارباب جادو اب مین ناچار ہون کہ لوح مین ممانعت نکلتی ہی ورنہ تجھے نہ قتل کرتا یہ سنکر اسنے کہا کہ بہتر اب آپ لوح پر عمل کیجیے بندہ تو جاتا ہی یہ کہکر سحر سے پر پیدا کیے اور اُڑکر چلا امیر نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ پشت پر اسکی تیر مارو سینے پر نہ مارنا امیر نے ایسا ہی کیا فوراً وہ ساحر گرا تڑپنے لگا پیرون نے اُسکے شور و غل کیا آخر واز آئی کشتی مرا نام من ارباب جادو بود اب امیر نے پھر لوح کو پڑھا لکھا تھا کہ یہ جو خشک درخت چنار ہی اسے اُکھیڑ لو امیر نے اُسنے جڑ سے اُکھیڑ لیا فوراً چار دیو اُسکی جڑ سے نکلے کہ اُنکی نیلی پتلیان تھین حربے ہاتھ مین لئے تھے امیر کو چار طرف سے گھیر لیا اور وار کیے امیر نے خالی دیے اور تیغۂ عقرب کھینچکر دو کو قتل کیا تھا کہ دو مسلمان ہوے اور یہ عرض کیا کہ ہم مال طلسمی اور خزانہ لاتے ہین آپ یہین گھڑی بھر توقف فرمائیے یہ کہکر وہ دیو گئے اور اسی غار سے نکال کر جواہر و اسباب کا ڈھیر امیر کے سامنے کر دیا امیر

مجھ مین تو بو نہین آتی اگر تجکو اعتبار نہو سونگھ لے یہ کہکر چاہا کہ گردن مین ہاتھ ڈالدے بدیع نے لاحول کہکر منھ اپنا
پھیر لیا اور پھر گالیان دین وہ ناچار ہو کے رونے لگی اور رنجیدہ ہو کر جا کے پلنگ پر لیٹی اور سو گئی بدیع الزمان
نے پچھلی رات کو دیکھا کہ وہ حبشی بھی نظر نہین آتا اور انور جادو غافل پڑی سو رہی ہی نفیر خواب بلند ہی اور
آواز خراٹے کی چلی آتی ہی خیال ہوا کہ ای بدیع الزمان پاؤن تو تمھارے اسوقت قابو مین ہین یعنے اسنے زنگی
کے بھروسے پر اور اس خیال سے کہ نیتین بہت کی ہین شاید ایذا نہ دے سحر اپنا اتار لیا تھا لوح صندوق مین تو
رکھی ہی چپکے سے چلکر نکال لے پھر یہ قحبہ تیرا کیا کر سکتی ہی یہ خیال کرکے بہ ارادۂ اخذ لوح دبے پاؤن آہستہ
آہستہ بارہ دری مین آئے اور صندوق تک پہونچے لاکھ لاکھ طرح چاہا کہ صندوق کو کھولین اور لوح کو نکالین
کسی طرح وہ صندوق نہ کھلا ناچار پھر کے چلے آئے اور طرف آسمان کے دیکھکر دعا کرنے لگے اشعار دعائیہ
ای صدق تو در سینۂ ہر صاحب راز ٭ پیوستہ در رحمت تو بر ہمہ باز ٭ ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز ٭ محروم ز درگاہ
تو کی گردد باز ٭ قطعہ ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ٭ در دامن شب صبح نمایندہ توئی ٭ کار من بیچارہ قوی
بستہ شدہ ٭ بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی ٭ ہنوز مناجات ختم نہوئی تھی کہ ایک زن شاطرہ لباس سیاہ بر
مین بدستیاری کمند دیوار باغ سے نیچے اتری اس صورت سے کہ قطورہ و پیتابہ و کسوت عیاری سے کیس زنگوے
بندھے ہوے گھنگھرون مین روئی بھری ہوئی کہ آواز نہو مین شہزادہ کو دیکھکر انگلی منھ پر رکھی اور اشارہ
خاموش رہنے کا کیا یعنے خبردار منھ سے نہ بولنا چپکے رہنا بعد اسکے جب قریب پہونچی اشارے سے پوچھا
کہ یہ سوتی ہی یا جاگتی ہی بدیع الزمان نے اشارہ کیا کہ سوتی ہی یہ سنکر وہ عورت پاس پلنگ کے آئی اور
کفچہ مین جیرۂ بیہوشی رکھکر دماغ مین اسکے پھونک دیا کہ فوراً چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوئی جب بدیع الزمان
نے دیکھا کہ یہ بیہوش ہوئی پاس چلے آئے شاطرہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اور کس وجہ
سے ہم سے دوستی رکھتی ہو شاطرہ نے کہا کہ مین بیٹی شاہ عیاران عالم کی ہون جبکہ ہماری ملکہ آسمان پری
نے دنیا مین جاکر خود شادی ملکہ مہرنگار کی امیر سے کی تھی میرے باپ نے بھی ایک پری سے نکاح کیا تھا
مین اسی کے شکم سے پیدا ہون بدیع الزمان بہت خوش ہوے بعد اسکے دختر عمرو نے خنجر کھینچکر انور جادو
کا گلا ریتا ہر چند رگڑے دیے مگر خنجر کارگر نہوا جھنجلا کے شکم پر خنجر مارا صاف اچٹ گیا ناچار ہو کر بولی کہ ای
شہریار اب آپ اسکو قتل کرین مگر انور جادو نے کہ جب بدیع الزمان نے کہا اسکا نہ مانا تھا اسنے دیو منارہ
کو زنگی سے منگا کر سامنے بدیع الزمان کے باندھکر کوڑے مارے تھے کہ جسمین یہ ڈر کر وصل پر راضی
ہو جاے وہ گرفتار سحر تھا بدیع الزمان نے کہا کہ ای دختر عمرو اسکا جسم سحر بند ہی یہ کسی سے قتل نہوگی
تم کیسی خواجہ کی بیٹی ہو کچھ تدبیر سوچو یہ قتل ہو اور دیو بھی نجات پاے اسوقت اسنے بشدت دست کو
دیکھا شل عمرو کے اور پھانسی کمند کی گلے مین انور جادو کے لگائی اور بقوت تمام اسکو اٹھا کے نہر مین
باغ کی لا کے ڈال دیا جبکہ منھ اور نتھنون اور کانون سے پانی شکم مین اسکے بھر النفس کی آمد و شد موقوف ہوئی دم بھر مین
مر گئی ایک شور و غل ہوا بیرون نے اسکے بہت شور و شر کی نزول آفات و بلیات باغ مین رہا بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من انور جادو و بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جب روشنی تیرگی
سے مبدل ہوئی اور پہر رات جو باقی تھی اسی ہنگامہ مین گذری صبح ہو گئی بدیع الزمان نے دوگانہ
شکرانہ پڑھا اور نماز سحر سے فراغت کرکے دختر خواجہ سے کہا کہ اب صندوق کھولکے لوح طلسمی

ساحران زمانہ کرین مین تیرے عشق سے ہاتھہ اُٹھاؤنگی راہ محبت مین جان کھوؤنگی بدیع الزمان نے یہ کلام
اُس ناجرہ کا سنکر جواب دیا کہ آجتک ہمارے بزرگون نے کبھی ایسا نہین کیا ہی کہ ساحرہ کو بی بی بنایا ہو اور
تعجب کسی جادوگرنی سے کیا ہو مجھسے اس امر کی اُمید نہ رکھنا کیونکہ مین اپنے بزرگون کی تقلید ضرور کرونگا انور جادو نے یہ
سنکر کلمات سخت سمجھے کہے کہ بدیع الزمان کو ڈراؤن شاید یہ دب کر راضی ہو جائے بدیع الزمان نے
غصے مین آکے مُنھہ پر اُسکے تھوک دیا اور چاہا کہ طمانچہ مارون کہ جس دہن نجس سے یہ کہا ہی وہ بگڑ جاے
مگر جونہین یہ ارادہ بڑھنے کا کیا اُسنے یہ دیکھکر سحر کیا کہ بدیع الزمان کے پاؤن مثل میل فولاد کے ہوگئے آگے
نہ بڑھ سکے اُسنے قہقہہ مارا اور بولی کہ بس اسی منھہ پر انکار کرتے ہو اب آکے قتل کرو تو جانون بدیع الزمان
نے طیش کھاکر گالیان دین اُسنے سحر کرکے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا نہایت فربہ جسیم و ضخیم و ہیبتناک
قوی بازو انور جادو نے اُس سے کہا کہ اس آدمزاد کو اچھی طرح ساتھہ ہوشیاری اور خبرداری کے رکھنا کہین
یہ جانے نہ پائے ورنہ مین تجھسے لونگی یہ کہکر وہ تو کسی طرف کو چلی گئی اور اُس زنگی نے ایک درخت کے
نیچے بستر لگایا اور اپنی بیٹھک نگاہ بدیع الزمان کو رکھا دوسرے روز انور جادو بہت حسین جوگن بنکے آئی اور
سامنے بدیع الزمان کے بیٹھکر انگوٹھا دکھانے لگی کہ او آدمزاد وہ وقت اور زمانہ اور تھا اب اگر تو خود میری خواہش
کرے جب بھی وصل میرا میسر نہ آئے مین نے اپنے دل کو قابو مین کرلیا ہی اور علاوہ اسکے تو ہی کیا پیلا چمڑہ
رکھتا ہی جہان مین لاکھون حسین پڑے ہوئے ہین مجھہ سی جمیلہ کو اگر پائین سر پر بٹھائین تجکو اپنی صورت پر
ایسا غرور ہوا کہ مجکو گالیان دین اب وہ وقت گیا مصرع آن قدح بشکست وآن ساقی نماند + تجھسے اب دور و ران
نکھانا نہین بن گیا وقت پھر ہاتھہ آتا نہین + بدیع الزمان نے جو یہ چوچلے اُسکے سنے اور بناوٹ کی صورت دیکھی
بیساختہ ہنس پڑے اور بولے کہ او حرامزادی تو بکتی کیا ہی اور کہتی کس سے ہی کون تیری طرف دیکھتا ہی جو تو
انگوٹھا دکھاتی ہی اور غمزے کرتی ہی دور ہو میرے سامنے سے اگر تو حور بھی ہو جاے تو بھی ہم تجکو نہ تھوکین یہ
سنکر وہ پھر منتین کرنے لگی اور رو کے کہنے لگی ارے مین دل سے مجبور ہون کیا کرون کچھہ بن نہین آتی اور یہ
بھی خوب جانتی ہون کہ میری قضا بھی تیرے ہاتھہ سے ہی اور تجھسے دل کا لگانا بہت برا ہی مگر نہین معلوم کہ
مجکو کیا ہو گیا ہی یہ کہکر اُٹھکر بارہ دری مین باغ کی چلی گئی وہان ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکو کھولا اور لوح
نکال کر لائی اور بدیع الزمان سے کہا کہ او جوان سنگدل دیکھ لے کہ یہی لوح طلسمی ہی ابھی اور آج ہی تیرے
باپ کے گلے سے اُتار لائی ہون اور اسی کے سبب سے مصور جادو اُسکا کچھہ نہ کر سکی یہ بھی مین تیرے سپرد
کرتی ہون اگر تو میرے کہنے کو مان لے یہ کہکر پھر لوح کو صندوق مین رکھہ آئی اور تختہ اُسکا بند کرکے قفل جڑ دیا اور
پلنگ پر جاکر سو رہی آدھی رات جبکہ آئی پھر اُٹھی اور باغ مین سناٹا دیکھکر کیسے کیسے پیچ و تاب اُسنے کھاے کہ یہ بخت
کسی طرح راضی نہین ہوتا کیا لطف ہوتا اگر یہ تجھسے ہمبستر ہوتا ساری زندگی کا لطف اُٹھ جاتا کچھہ دنین جیتے
پھر سامنے بدیع الزمان کے آئی اور کہنے لگی کہ او جان لینے والے تو جو مجھسے وصل قبول نہین کرتا اور انکار رکھتا
ہی آخر کہہ تو سہی کہ کونسا عیب اور برائی مجھہ مین ہی وجہ تو انکار کی بیان کر بدیع الزمان نے کہا پھر تجکو شیطان
نے انگلی دکھائی کیون بک بک کرتی ہی دور ہو ایک عیب تو تجھہ مین یہی ایسا ہی کہ تو گندہ دہن ہی منھہ سے
تیرے عفونت پیدا ہی یہ سنکر وہ بولی کہ تجکو میرے منھہ سے کیا کام ہی تو اپنا منھہ میرے منھہ مین نہ لگانا پیار مجھے نہ کرنا
آخر تجھے تو مجھہ سے غرض ہی مین تو بہت صاف و شفاف بدن جیسے آئینہ کہ منھہ دیکھہ لے بلکہ تصویر نقرہ مجکو کہنا چاہیے

اسی امر مین غدر نہ کرونگی ابھی مفصل حال نہ بیان کیا تھا کہ یہ بیٹا امیر کا بطن سے ملکہ قمر چہر کے ہے کہ نرا کا ہوا بجلی چمکی
اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا سب نے دیکھا کہ وہ پنجہ طرف آسمان کے لیگیا وہان ایکسا ابر
سیاہ تھا اسمین جاکر غائب ہوگیا یہان تو سب واسطے شہزادہ بدیع الزمان کے رونے پیٹنے لگے اور وہان امیر باتوقیر
تصویرون کو دھوکر جو آگے چلے اسی باغ مین آئے کہ جہان پہلے گئے تھے اور جو راہ کے سنگ سے دیکھے تھے دیو
منارہ اور عمرو بھی ہمراہ تھے امیر کئی روز سے سوئے نہ تھے ایک صفحہ سنگ پر جو لیٹے آنکھ بند ہوگئی دیو منارہ
اور عمرو بیدار رہے اور باہم یہ صلاح کی کہ باری باری پہرہ دین ایکسا جاگے تو ایک سوئے مگر نیند کا یہ غلبہ تھا
کہ یہ دونون بھی سوگئے خبر بھی نرہی صبح ہوگئی نسیم مشک خیز چلنے لگی طائران باغ بولنے لگے آنکھ امیر کی حسب
عادت نماز صبح کے وقت کھل گئی تو دیکھا کہ ایک غار عظیم گرد نمارے ہے اور وہ سب آگ سے بھرا ہوا ہے اور وہ
صفحہ سنگ جسپر آرام کیا تھا اسکو گردش ہے اور چرخ کھا رہا ہے اور ہاتھون کو کسی نے باندھ دیا ہے اور اسقدر
شعلے غار سے بلند ہوتے ہین کہ آسمان تک پہونچتے ہین اور جسم اسکی سوزش سے جلا جاتا ہے اور روح گلے مین
نہین ہے امیر یہ دیکھکر حیران ہوے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے جبکہ سوئے تھے عمرو اور منارہ دونون تھے اب عمرو
تو البتہ ہے کہ پائینتی سو رہا ہے منارہ کا پتا نہین ہے کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر یہان سے چلے جاتے اور
مقام نہ کرتے آرام نہ لیتے تو صاحبقرانی مین رخنہ نہ پڑتا اور شوکت مین فرق نہ آتا مگر کیونکر ایسا ہوتا فلک سے نجات جو
ملی چین و آرام سوجھا مین جانتا ہون کہ تم تو فربہ ہوا اگر آٹھ روز بھی بھوکے رہوگے تو صدمات کی برداشت کر جاؤگے
ہم تو زار و ناتوان منحنی سے آدمی ضعیف البنیان مشت استخوان ہین گھڑی بھر مین حال نوع دگر ہو جاتا ہے بموجب
شعر تا شود جسم فربہے لاغر ۔ لاغرے مردہ باشد از سختی ۔ امیر نے فرمایا کہ بھائی کیا اختیار ہے گریہ و زاری بیفائدہ ہے
بموجب شعر عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال ۔ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ۔ مگر نظر افضال ایزد متعال پر
رکھو سب مشکلین آسان ہو جائینگی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ۔ امیر نے ہر چند سمجھایا مگر
عمرو نے جو رونا شروع کیا تو کسی طرح ہچکی نہین تھمتی اور کہے جاتا ہے کہ یا امیر یہ بھی آپ خوب جانتے ہین کہ مین
آگ سے بہت ڈرتا ہون ایسا نہو کہ جلکر رہجاؤن اسواسطے روتا ہون کوئی تدبیر تو ایسی کیجیے کہ مین یہان سے
چلا جاؤن اتنے مین ہوا تند چلنے لگی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ ساحرون کو قتل
کرکے صاف نکل چلا تھا تمہین انور جادو کی گذار مترا کہ زندہ و سلامت رہی عمرو نے جو یہ آواز سنی دم نکل گیا اور امیر
سے لڑنے لگا کہ اپنے ساتھ مجکو بھی گرفتار بلا کرایا مین نے کسی کو کب اور کسوقت مارا ہے مچھرون کو بھی پنکھے
سے ہنکا دیا کہ کوئی مر نہ جاے یہان تو عمرو امیر سے بحث کر رہا ہے

اب داستان شہزادہ بدیع الزمان بن صاحبقران کی بیان ہوتی ہے

انکو جو پنجہ اٹھا کر لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک باغ مین پایا اور دیکھا تو ایک ساحرہ
کریہ منظر بدشکل بڑے بڑے بال سر کے کھلے ہوئے کانون مین مندرے پہنے ہوے سامنے کھڑی ہے اور کہہ رہی
ہے کہ او آدمزاد مین تیری عاشق صادق ہون یہ بات خوب سمجھ لے کہ میری جان تجھپر جاتی ہے بغیر تیرے وصل کے
زیست میری نہوگی اور نام میرا انور جادو ہے اگر تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر تو صورت میری زندگی کی ہو جائے
اور مین تیرے لیے دنیا بھر کا سامان مہیا کردونگی لا الٰی تو تجھی سمجھے کہ قتل کرونگی اب مین آپ ہی قتل ہو گئی
اسمین جو چاہے وہ ہو چاہے جان جاے چاہے رہے مگر مین تجکو نہ قتل کرونگی جو چاہے میرے حق مین

کیا کہ بادشاہ اسلام سلطان سعد عالیمقام کو ہمارے تخت پر بٹھا دو دو دیووں نے تعمیل حکم کی اُسوقت نقابدار
تو دیکھی سامنے بادشاہ عالیجاہ کے دست بستہ حاضر ہوا اور نہایت فروتنی سے مجرا و آداب بجا لایا سب سردار کہ
چپ و راست تخت شاہ کے تھے نقابدار کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ اے نقابدار بہادر ہم سب پر تم نے احسان
کیا کہ لڑائی فتح ہوئی خاص تمھاری شرکت سے نقابدار نے یہ سُنکر جواب دیا صاحبو احسان کیسا مین غلام تم
سب کا ہون امیر با توقیر کو بھی مین نے لوح طلسمی پہونچا دی ہے یہ کہکر نقابدار نے سوال رخصت کیا بدیع الزمان وغیرہ بلکہ
بادشاہ نامدار نے تحسین و تکریر دوگانہ جانے دیا اُسنے مین سب مال و اسباب نقد و جنس خیمہ خرگاہ گزیت بن قہقہہ کا
دیو زاد لوٹ کر لائے اُسوقت بادشاہ نے نقابدار کو ساتھ لیا اور وہان سے بڑھے اثناے راہ مین نقابدار نے
بدیع الزمان سے احوال صاحبقران گیتی ستان کا بیان کیا کہ یقین ہے امیر با توقیر نے بہ برکت لوح طلسم کو
توڑا ہوگا اور وہ ساحرہ جسنے آپ لوگون کو بیہوش کیا تھا قتل ہو گئی ہوگی اب وہ امیر کا کچھ نہ کر سکیگی یہ سنکر سب نے
کہا کہ اے بہادر سب احسان تو آپ نے کیے اپنے نام نامی سے بھی آگاہ فرمائیے نقابدار نے کہا کہ ایک شرط سے
نام بتاتا ہون اگر آپ اقرار فرمائین کہ ہم ملکہ آسمان پری سے قصور تیرا معاف کرا دینگے یہ سُنکر بدیع الزمان نے
کہا کہ سب کامون سے پہلے یہ کام کرینگے بلکہ بادشاہ بھی سفارش کرینگے ہماری کیا حقیقت ہے خاطر جمع رکھو
کیونکہ تم نے ہم سب پر بڑا احسان کیا ہے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان کی بھی جان بچائی ہے پھر کیونکر
تمھارا قصور نہ معاف کرینگی جبکہ یہ اقرار ہو چکے اُسوقت نقابدار عالیمقدار نے کہا کہ نام غلام کا قمر زاد بن حمزہ ہے
ملکہ قمر چہر میری ماں ہے امیر کشور گیر میرے والدین ہین بس یہی قصور معاف کرا دیجیے کہ ملکہ آسمان پری
والدہ کی سوت جانتی ہین اور مجھ سے جلتی ہین بلکہ میری تلاش کیا کرتی ہین کیا عجب ہے کہ اگر اُنکے ہاتھ مین
آجاؤن تو مجھکو مار ہی ڈالین امیدوار ہون کہ ملکہ آسمان پری مجھکو اپنے غلامون مین شامل کرین اور عزیز نہ
سمجھین یہ باتین ہوتی تھین اور راہ بھی کٹتی جاتی تھی کہ ناگاہ ملکہ قریشیہ سلطان کہ عقب مین گزیت کے چلی
تھی آ پہونچی راہ مین بادشاہ اسلام کو تخت پر سوار سرداروں کو ہمراہ دیکھا اور ہوشیار پایا نہایت مسرور ہوئی
اور بادشاہ کو مجرا کرکے مستفسر حال ہوئی کہ رہائی کیونکر ہوئی بدیع الزمان نے اشارہ طرف نقابدار کیا کہ انھین
کی وجہ سے ہم سب چھوٹے ہین تو اب تمکو بھی یہ مناسب ہے کہ اپنی ماں سے اس بہادر کی سعی کرو کہ یہ تمھارے
بھائی ہین قریشیہ نے کہا بسر و چشم مین سعی کرونگی یہ تو علاوہ بھائی ہونے کے محسن بھی ہو چکے ہین حق احسان
کا ادا کرنا واجب ہے اسی طرح گلستان ارم مین یہ سب پہونچے ملکہ قریشیہ نے سب سے پہلے جا کے آسمان پری کو
سلام کیا ملکہ آسمان پری نے شاد و مسرور ہوکر قریشیہ کو گلے سے لگایا اور حال لڑائی کا پوچھا قریشیہ سلطان نے
خوشخبری سُنائی کہ سب نے اسطرح رہائی پائی آسمان پری سُنکر بہت خوش ہوئی اور سردارون کو بُلایا سب کو
دیکھا شکر کا سجدہ کیا کہ بڑا فضل خدا نے کیا کہ میرے گھر مین آکر سردارون کو تکلیف ہوئی تھی خدا نے امیر سے
مجکو سرخرو کیا کیا عجب تھا کہ امیر رنج کی بیخودی مین مجکو مار ڈالتے اگر جان سے نہ مارتے تو نہین معلوم کیا
حال میرا کرتے اور کس درجے کو پہونچاتے بعد تھوڑی دیر کے قریشیہ نے ذکر نقابدار کا چھیڑا اور بادشاہ و بدیع الزمان
نے سعی نقابدار کی کی قریشیہ نے سب حال بیان کیا کہ ہمپر نقابدار نے یہ احسان کیا کہ اُسکی وجہ سے سب کی
جان بچی نہین تو کوئی صورت رہائی کی نہ تھی بعد اسکے کہا کہ یہ بھی غلام ہین آپکے انکا قصور معاف کیجیے آسمان پری یہ
کہنے سے متحیر ہوئی اور کہا کہ یہ تو ہمارے محسن ہین اتنا بڑا احسان انھون نے کیا جو کچھ وہ کہینگے سب مجھے قبول ہے

مین طلسم بندیہ اسمین لیجاکے قید رکھو القصہ کرنیت تو سب کو لیکر طرف کوہ زہر چہرہ کے روانہ ہوا اور یہان جبکہ
صبح ہوئی آسمان پری نے سارا حال رات کا جاکر قریشیہ سلطان سے بیان کیا بس سنتے ہی اُسیوقت قریشیہ
نے کرنیت کا پیچھا کیا اور کہا کہ راستے تک تو طلسم کے پیچھا نہ چھوڑونگی مگر قریشیہ تو بعد تین پہر کے ادھر سے چلی
ہی اور کرنیت قبل سے راہ کو طی کرتا ہوا سب سردارون کو لیے ہوے چلا جاتا ہی کہ اسمین رات ہوگئی سب کے سب
سردار وہ سیاہی شب دیجور کی اور صحراے وحشت خیز کا سناٹا دیکھکر بہت پریشان ہوے صحراے قاف
اور ساتھ دیوان مہیب کا جیسے دیکھا دشمن جان پایا بس اُسی حالت اضطراب مین دست بدرگاہ قاضی الحاجات
براے مناجات بلند کیے اور عرض رسا ہوے کہ ای مالک یا ہمین اس بلا سے نجات دے یا ہمین فنا کردے کہ
تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ ہوا پر ایک نقابدار زرد پوش بصد جوش و خروش اور آٹھ لاکھ دیو ان کے ساتھ
چلا آتا تھا کہ دیوان نقابدار نے مجمع دیوون کا جو دیکھا کہ بہت سے دیو ہین ہوا سے اتر کے شریک مجمع ہو کے
استفسار حال کیا اور کیفیت دریافت کر کے نقابدار بہادر سے عرض کیا کرنیت بن قہقہہ سرداران امیر کو طلسم
کوہ زہر چہرہ پر قید کرنے لیے جاتا ہی اور بادشاہ اسلام تک اسیر ہین نقابدار یا تو جاتا تھا یا پلٹ پڑا اور کہا
قتل کرو انکو یہ سنا تھا کہ تمام دیو آپڑے پہلے ہی حملے مین ہزارہا دیو مار ڈالے اور نقابدار اپنے دیوون کو لیکر
اب الگ ہٹ گیا دیوان کرنیت اُس شب تاریک مین باہم لڑنے لگے کالا بھالا نر نکالا شلکو ست آرہ پشت نہنگ
چقماق چادر دار گلہ آئین دار شمشاد برق چادر آتش چادر سب حربے دیوون کے چل رہے ہین کسی کو کسی کی صورت
نظر نہین آتی اٹکل کی لڑائی ہی باپ نے بیٹے کو مار ڈالا بیٹے نے باپ کو قتل کیا دوست کو دوست بھائی کو بھائی
نہین پہچانتا ایک ایک کو دشمن سمجھتا ہی یہان تو آفت مچی ہوئی ہی اور وہان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے
تصویرون کو دھو کے فراغت پائی ہی اور سوزن زبانون سے کھینچے ہین اور مصور جادو جو تلوار سے امیر کی زخمی
ہو کے بھاگی ہر چند اپنے کو بچایا مگر موت سے بچکے کہان جاتی لاکھ زخم کا علاج کیا ہر روز کچھ زخم مین ترقی ہوا کی
کوئی علاج کارگر نہوا کہ اجل آچکی تھی آخر تڑپ تڑپ کر مر گئی اور جہنم واصل ہوئی سحر اُسکا سب سردارون پر سے
اُتر گیا اب بادشاہ وغیرہ سب ہوشیار ہین اتنے مین کرنیت نے جو اپنے لشکر مین شور و غوغا دیر تک دیکھا
دیو افریچ اور شندگاہ کو حکم دیا کہ آؤ فرزندون کو کھا لو یہ دونون بہت سے دیو ہمراہ لیکر واسطے کھانے سرداران
اسلام کے چلے جسوقت قریب پہونچے اوّل اوّل لندھور بن سعدان جانشین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نے دیوون کو دیکھکر قید اپنی توڑ ڈالی بعد اُنکے شہزادہ بدیع الزمان اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام کرد بن خاقان
چین مالک اژدر وغیرہ نے قید کو توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان پکڑ کے مارنا شروع کیا ایسی مار ماری کہ
دیو قریب نہ آسکے مگر دیو شندگاہ کو لندھور نے للکارا کہ سامنے آوہ جھپٹ کر سامنے آیا ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھا لو
لندھور نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر اس زور سے جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین پر جا لگے پھر تو لندھور نے تناخ اُسکے
پٹک کر دے مارا اور ایک پاؤن نیچے اپنے پاؤن کے دبایا دوسرا پاؤن ہاتھ سے پکڑ کر سینے تک اُسے چیر ڈالا
اور دیو فریچ بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کے بھاگا اور بھی بہت سے دیو بہرام و فرامرز و مالک
وغیرہ نے مار ڈالے آخر کو تاب مقابلہ نہ لا سکے بیتاب ہو کے بھاگے کرنیت نے جو دیکھا
لڑائی بگڑ گئی یہ بھی مارے ڈر کے بھاگا کہ سب تو بھاگے جاتے ہین مین کیا کرونگا القصہ
لڑائی بسبب شرکت نقابدار زرد پوش کے فتح ہوگئی اُسوقت نقابدار نے اپنے ملازمون کو اشارہ

نشے نکلتے ہوئے امیر بانوقیر نے الامان والحفیظ کہا اور لوح کو دیکھا اسمین یہ لکھا تھا کہ ثانی سلیمان مصور جادو دوست
آشنا ہے کبھی اس سے خبردار رہیو کہ نہ جانے پائے جب امیر لوح دیکھ چکے مصور جادو نے کہا کہ اوآدمزاد خبردار و ہوشیار
ہو شکر کہ آتا ہے نہ کیا تھا کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکر آرد بنولے بڑکے دانے جھولی سے
نکال کے اسم سحر دم کرکے امیر پر مارے مگر سب بہ برکت لوح امیر پر سے نثار ہو کر گر پڑے سحر نے تاثیر نہ دکھائی
بس امیر نے جو دیکھا کہ یہ حربہ اپنا کر چکی تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا اور کھینچکر سر پر مصور جادو کے مارا
مصور نے سر پیچھے کو کھینچا انگل بھر کا زخم پھر بھی آیا مگر تیغ اژدھے پر گرا کہ سر اسکا قلم ہو گیا مصور جادو نے
دیکھا کہ سحر نے تیرے اسیر تاثیر نہ کی اژدہا مرا اور تو بھی زخمی ہوئی بس پر پرواز پیدا کرکے اڑ گئی اور اژدہا
تڑپ تڑپ کر مر گیا پیر اسکا چلانے لگے کہ مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کشتی مرا نام من بلاس
جادو بود تھوڑی دیر تک تو یہ شور و غل رہا بعد اسکے امیر کو اسکے نکلنے کا بڑا رنج ہوا اور فکر پیدا ہوئی
کہ دیکھیے اب جاکر کیا آفت برپا کرتی ہے یہ سوچکر امیر نے پھر لوح کو معائنہ کیا اسمین لکھا تھا کہ یا امیر اس اسم کو
سب تصویرون پر دم کیجیے اور نہر مین دھوئیے پھر سوزن زبانون سے نکالیے خدا نے چاہا تو سب اچھے ہو جائینگے
بس امیر بانوقیر سب تصویرون کو اٹھا کے کنارے نہر کے لائے اور بیٹھ پر بیٹھکر تصویرون کو دھونے لگے
انھین تو یہین چھوڑیے جب تصویرون سے فرصت ہوگی تب ذکر کیا جائیگا شعر از ین قصہ یکدم فراموش
کن بنز جلوے دگر داستان گوش کن

داستان ملکہ آسمان پری و قریشیہ سلطان اور سرداران امیر حمزہ صاحبقران کی کہ جو پاس ملکہ موصوفہ کے کنگ سے ہوئے ہین

جسوقت قہقہہ سیہ حبشی اور ہزبر بن قہقہہ اور گزیت بن قہقہہ نے یہ سنا کہ امیر طلسم مین جاکر اسیر ہوئے
اور مصور جادو نے جیسا کہ چاہیے حق دوستی کا ادا کیا اسوقت یہ دونون بیٹے قہقہہ کے دو لاکھ دیو ہمراہ اپنے
لیکر ملکہ آسمان پری کیطرف چلے ملکہ قریشیہ سلطان بھی انکے آنے کی خبر سنکر کئی لاکھ دیو اور جن اور پریزاد
ہمراہ لیکر واسطے مقابلے کے گلستان ارم کے باہر نکلین اور ملکہ آسمان پری امیر کے سردارون کو لیے ہوتے
کہ جو اس فتنہ بیخود تھے ایک جانب اُترین مگر ہزبر بن قہقہہ قلعہ بلور پر آیا اس خیال سے کہ وہان
سلطان ازرق ہے اسکو لیلیون القصہ جبکہ رات ہوئی تو گزیت بن قہقہہ نے یہ خیال کیا کہ قریشیہ سلطان
سامان لڑائی کا ساتھ رکھتی ہے اور دیوان زیادہ پاس ہین اس سے کنارہ کشی کر آسمان پری کہ مع سرداران
اسلام علیحدہ اُتری ہوئی ہے اسپر چڑھائی کر اور سرداران امیر کو چھین لا رہے امیر انکا وہین طلسم مین علاج ہو جائیگا
ملکہ آسمان پری تو غافل تھین جانتی تھین کہ قریشیہ سلطان سے لڑائی ہوگی ادھر کوئی کیون آنے لگا یہ
اسی خیال مین وہان گزیت مردود چل چکا تھا لاکھ دیوون سے شبخون کرا کہ غفلت مین ہزارہا دیو و پری
ملکہ آسمان پری کی طرف کے مارے گئے آخر فوج انکی تاب نہ لا سکی جان اپنی بچا کر سب بھاگ نکلے گزیت نے
سرداران امیر کو مع بادشاہ اسلام پکڑ لیا اور یہ بھی گزیت کو خبر پہونچی تھی کہ قہقہہ سیہ حبشی بھی آتا ہے یہ
سبکو قید کرکے اسی طرف چلا کہ جلد پہونچ جاؤن بلکہ راہ مین ارادہ کیا کہ انکو قتل بھی کر ڈالون مگر جو بین رسیدہ
تھے انھون نے منع کیا اور کہا کہ بغیر اجازت قہقہہ کے مارنا انکا اچھا نہین آگے اختیار ہے اسنے پوچھا کیون
قتل کرنا گزیت نے رائے کو انکی پسند کیا اور کہا کہ اگر قتل کرنا صلاح نہین تو انکو کوہ زہرہ چہرہ جو طلسم زیر بیشہ

کہا کہ حضور ایسے کلمات نہ ارشاد کریں کہ احسان کیا ہین کبھی ایک ادنی غلام ان حضور کے ساتھ احسان کیا ہے
غلامون کی یہ طاقت ہے کہ آقا پر احسان کرین اگر حق خدمت آقا کا ادا ہو جائے تو باعث فخر وسعادت اُنکی ہے اور دائم
بھی اپنا یہ خادم تو نہین سکتا کہ بناسبب ذلت نہین ہے جو کوئی آپ سے پوچھے تو آپ مہتر قران سے پوچھا دریافت
کر کے بتلا دیجیے گا اور اس طور سے مہتر قران سے پوچھیے گا کہ حمزہ جمشیدی ہین تمکو خنجر کیسے دیا تھا ہین نے انکو تیغ
دیا تھا کہ جس سے الماس جادو مارا گیا وہ واقف ہین بس یہ نشان کفایت کرتا ہے یہ کہکے مجرا بجالا کے چلا گیا امیر دل خوش
خوش ہو کر لوح کو مشاہدہ کرتے ہوئے پہلے وہان آئے جہان دیو منارہ قید تھا بہ برکت لوح اسکو رہا کیا یعنی
عکس لوح جو اُسپر ڈالا قید سحر سب دور ہو گئی دیو چھوٹ گیا امیر نے دیو کو ساتھ لے لیا اب جو آگے بڑھے دیکھا کہ ایک
مکان ہے اُسکا دروازہ کھولا اندر گئے دیکھا کہ خواجہ عمرو بندھے کھڑے ہین عمرو نے امیر کو جو دیکھا شور کیا کہ او عرب
اسکی کیا وجہ کہ تو نے میری خبر تک نہ لی اور تو کبھی قید ہوتا ہے ہم بیچین ہو جاتے ہین کھانا پانی حرام ہو جاتا ہے ایک
تیرا دل ایک ہمارا دل ہے انصاف کر امیر نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو ہم ایسے ہی فراموش کار ہین لیکن خدا آگاہ ہے
اس امر سے کہ مجکو اختیار نہ تھا کہ تمھارے پاس آتا خود درماندہ و ناچار تھا کبھی چھوٹتا تھا کبھی پھر قید ہو جاتا تھا اب
خدا نے فضل کیا کہ لوح ہاتھ لگی ہین اُسی وقت تمھاری تلاش مین چلا اور آ پہونچا یہ فرما کے عکس لوح کا جو عمرو پر ڈالا
خود بخود ساری قید جسم پر سے عمرو کے دور ہو گئی عمرو نے بھی رہائی پائی اب امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو بھی ساتھ
لیا اور باتین اُنکا بدار کی کرنے لگے اُٹھتے ہین جاتے جاتے دروازہ ایک باغ کا نظر آیا امیر نے دروازہ کھلا ہوا جو
دیکھا عمرو اور دیو منارہ کو لیے ہوئے اندر تشریف لائے اور نہر پر بیٹھکے عمرو سے فرمایا کہ ای برادر یہ سب مصیبت ہم پر
تمیر ڈالی ہوئی قمقمہ سیہ چشمی کی ہے کیونکہ اُفتا بدار نیک شعار نے بروقت لوح دینے کے کہدیا تھا کہ قمقمہ سیہ چشمی نے
منصور جادو سے آپکے بارے مین استدعا کی تھی اُسنے آپکے سردارون کو بخود دے اسیر کر دیا دیکھیے کب
خدا سردارونکو اچھا کرتا ہے یہ فرما رہے ہین اور باغ کو دیکھ رہے ہین کہ حقیقت مین باغ نہایت خوش اسلوب اور
دلچسپ ہے نہرین جاری ہین گل لالہ گونا گون ہزار ہا طرح کے پھول شگفتہ ہین اور ایک بارہ دری بیچ مین باغ
کے سر بفلک کشیدہ بہت تیاری کی بنی ہوئی ہے پردے سب درون مین پڑے ہوئے ہین امیر با توقیر کو اشتیاق ہوا کہ یہ
پردے کیسے پڑے ہین اندر اُسکے کیا ہے دوڑ کر ایک پردہ اُٹھا دیا اندر گئے دیکھا تو بڑے بڑے آئینے چہار طرف لگے ہوئے
ہین اور بہت سی تصویرین بھی رکھی ہوئی ہین کہ قد و قامت رکھتی ہین جسطرح برنجی یا فولادی ڈھلی ہوئی ہون
جنکو دیکھکر انسان کا شبہ ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردم کھڑے ہین امیر نے یہ دیکھکر پردے سب طرف کے
اُٹھوا دیے اب جو دیکھا تو سب سردار اپنے اپنے قد و قامت و صورت مین کوئی لندھور کوئی مالک کوئی
بدیع الزمان کوئی بہرام وغیرہ سب ہین ذرا فرق نہین معلوم ہوتا امیر نے یہ دیکھکر ایک نعرہ کیا اور پکارے کہ افسوس
ہزار افسوس خواجہ دیکھو ہمارے سب سردار نامی و گرامی کس مصیبت و آفت مین گرفتار ہین عمرو نے جو اُن
سب کو اس حال سے دیکھا انھین بھی صدمہ ہوا امیر کو خیال آیا کہ دیکھو تو کہ آخر زبان انکی کس وجہ سے بند ہوگئی
ہے یہ خیال کر کے قریب جا کر جو غور سے دیکھا تو زبانون مین سوزن پائے پس معلوم ہوا کہ نہ بولنے کا یہی سبب ہے عمرو
نے بھی قریب جا کر یہ حال دیکھا کہ یکایک سناٹا ہوا ہوا زور و شور سے پیدا ہوئی گویا کہ سیاہ آندھی آئی اور تمام
باغ مین ایک شور و غوغا ہوا امیر گھبرا کر بارہ دری سے باہر نکل آئے اور بدحواسی کی حالت مین ادھر اُدھر
جو دیکھا ایک ساحرہ مہیب نظر آئی کہ تازیانہ مار سیاہ کا ہاتھ مین تھا اور اژدہے پر سوار تھی کہ مُنہ سے اُسکے

طاقت و زور نہ پایا ناچار ہوئے ہر چند باطل السحر کو یاد کیا یاد نہ آیا اُسوقت ساحرہ نے قریب آکر رو رو کر کہا کہ اے او فرزند تجھ مین
ذرا آدمیت نہین صبر میرا اور قہر خدا کا تیری جان پر پڑے کہ تمامی مردمان مین تو نے مجکو ذلیل کیا کہ سوال میرا رد کیا خدا تجھ سے
سمجھے اور بہت منتین کین مگر امیر نے قبول نہ کیا آخر شرمندہ ہو کر خود تو اُڑ گئی مگر دیوون سے کہگئی کہ اسکو فلان جگہ لیجاؤ دیوون
نے امیر کو ایک تخت سنگ پر بٹھایا اور لے اُڑے اور وہان پہونچایا کہ جس کوہ کے نیچے نہر بہ رہی تھی گویا ایک دریاے غلیظ
جاری تھا بوسے بد سے دماغ پھٹا جاتا تھا کوسون ہوا سے بو اُسکی جاتی تھی امیر بآتوقیر کو دیو اُس کوہ پر چھوڑ کے چلے گئے امیر
نے دیکھا سامنے ایک مکان عالیشان پتھر کا بنا ہوا ہے اور اندر اُسکے زینہ چکر دار بنا ہوا ہے دروازہ اُس مکان کا بند ہے حمزہ
صاحبقران تنہائی کی کیفیت مین نشست ہو کر ایک پتھر پر سامنے اُس مکان کے بیٹھے کہ آواز گریہ کرنے کی کان مین امیر کے
آئی اُدھر جو دیکھا تو کچھ فاصلے سے ایک درخت بہت بڑا تھا کہ ہزار آدمی اُسکے سایے مین آرام لین تو سایۂ آفتاب نہ پڑے اُسکے نیچے
ایک دیو کو دیکھا کہ زنجیرون سے جکڑا ہوا کھڑا ہے کہ زنجیرین جسم مین اُسکے گڑی جاتی ہین تمام اعضا اسقدر جکڑے
ہوئے ہین کہ ہل نہین سکتا اور روتا ہے امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اور خرامان خرامان قریب گئے اور پوچھا کہ کسنے تجھے باندھا
ہے اور نام تیرا کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ نام میرا دیو منارہ ہے ملکہ آسمان پری کی طرف سے واسطے دریافت حال سردارون
کے آیا تھا کہ ابھی تک کوہ ششدر پر دیوانے بنے ہوئے پھرتے ہین ہاتھ نہین آتے کہ ایک ساحرہ ملی کہ نام
اُسکا انور جادو ہے مجھ سے خواہش مند فعل بد کی ہوئی مین نے انکار کیا اُسنے جھلا کر قید سحر مین مبتلا کر کے بہت سا
دھمکایا ڈرایا مین نے جب بھی انکار کیا اُسنے اپنے دیوون سے مجھے بندھوا دیا آپ چلی گئی امیر نے اُسکو کھول دیا
اُسنے حمزہ صاحبقران نامدار سے عرض کیا کہ غلام بھی شریک ہے دروازے کو اس مکان کے جو سامنے ہے
کھولیے امیر نے پہلے قفل کو توڑ کر پھینکدیا پھر در کو کھول کے اندر آئے اور اُس چکر دار زینے کو طے کر کے
بالاے بام پہونچے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار ہے یہ زینہ اُس باغ مین جانے کے لیے بنا ہوا ہے امیر دیو کو لیے
ہوئے اُس باغ مین داخل ہوئے دیکھا کہ یہ تو وہی باغ ہے کہ جسمین قید ہوئے تھے اندیشہ پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا
ہے اسم اعظم تو فراموش ہے اور وہ ساحرہ جو آئیگی اور رنج دیگی دیو منارہ کھڑا ہوا ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے اتنے مین
وہی ساحرہ پیدا ہوئی اور دیو منارہ کو جو آزاد دیکھا پکاری کہ تو کیونکر کھل گیا اور کسنے تجکو کھولدیا منارہ نے
جواب دیا کہ مین نے خود کھول لیا اور کون مجکو کھولیگا انور جادو نے کہا خیر اب بھی نہین کچھ گیا ہے جو مین کہتی ہون
وہ کر یعنے مجھ سے ہمبستر ہو تو مین ابھی رہا کر دون اور جو کچھ مانگ وہ دون دیو نے کہا کہ اے ساحرہ تو اسطرح کہتی ہے مین
ضرور تیرا کہنا کرتا اب انکار کبھی نہ کرتا مگر مین کیا کرون کہ مجکو شہوت نہین ہوتی مین نامرد ہون انور جادو غصہ
کھا کر آئی اور دیو کو پکڑ کر کوہ پر لیگئی اور سحر سے پھر اسیر کیا وہان سے پھر کر پھر امیر کے پاس آئی اور سوال وصال کیا
امیر نے پھر انکار کیا اُسنے جہان پہلے امیر کو قید کیا تھا وہین پھر قید کیا اور یہ دستور رکھا تھا کہ بوقت شام ایک
آبخورہ پانی کا اور دو نان خشک بھیجدیتی تھی اور گاہ گاہ آکر عشق اپنا جتاتی تھی جب امیر انکار کرتے تھے اور پھر رو
دیتی تھی پھر چلی جاتی تھی اسی حال مین چند روز بسر ہوئے ایک روز امیر بہ ناچاری گریہ کرتے تھے کہ لقا بدار زرد پوش
پیدا ہوا اور امیر کو سلام کر کے لوح گلے مین امیر کے ڈالدی اور بولا کہ آپ طلسم کشائی کیجیے یہ لوح طلسمی ہے امیر نے
شاد ہو کر فرمایا کہ اے لقا بدار دلاور یہ تو احسان تمنے کیا جانا کہ محب صادق ہمارے ہو دوستی دل سے رکھتے ہو
جب تو ایسے وقت بیکسی و ناچاری مین یہ احسان تمنے کیا ہے لیکن یہ بھی تمکو لازم ہے کہ القاب نامی و خطاب گرامی سے
بھی ہمکو آگاہ کرو کیونکہ جو کوئی ہے تمسے پوچھے کہ لوح کیونکر ملی اور کسنے تمکو دی تو آخر اُس سے کیا کہین لقا بدار نے

اور لہر سی بہتی ہے سارے چمن گلہائے رنگارنگ سے بھرے ہوئے مگر ہر چیز جواہر کی ہے نہر بہت بڑی کہ سارے
باغ مین ہے اسمین شیر بھرا ہوا ہے اسقدر صاف کہ سنگریزے اسکی تھاہ کے اوپر معلوم ہوتے ہین بارہ دری کے سامنے
وہ نہر جو واقع ہے تو فوارے ہزارے جواہر کے آب فشان و قطرہ زن ہین میںڈون پر نہر کے ڈالیان پھولون کی رکھی
ہین اور بیچ بیچ ڈالیون کے پتے کیلون کے بچھے ہوئے ہین قطرے پانی کے جو فوارون سے اُن پتون پر گرتے ہین
بعینہٖ تو ٹپک جاتے ہین اور جو رہجاتے ہین وہ مروارید ناسفتہ معلوم ہوتے ہین گویا کہ موتی پتون مین دوختہ ہین
بارہ دری مین وہ تیاری تھی کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی سائبان سبز رنگ مخمل کاشانی کا جواہر دوز چوبہائے
جواہر نگار و طلاکار سے کھینچا ہوا اور الستی کام دیا ہوا ڈوریان نقیش کی سونے کی کیلون مین باندھکر سائبان کو
پایدار کیا ہے چبوترے پر بھی بارہ دری کے فرش مخملی بچھا ہوا ہے میر فرش زمرد کے چارون کونون پر رکھے ہوئے ہین
دروازے طلائی لگے ہوئے ہین جواہر انمین نصب عکس آفتاب سے برقین چمکتی ہین نظر خیرہ کرتی ہے بارہ دری
اور چار دیوار سونے کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے غرضکہ اندر اس بارہ دری کے آئے دیکھا کہ فرش مخملی اور اطلس
زر اندود خطائی ہر طرف تھا اور جس رنگ کا درجہ اُسی رنگ کا فرش اور سقف مین جواہر نصب ہر ایک چھت
سپہر برین سے زیادہ تزئین رکھتی تھی اور مزین تھی درمیان مین بارہ دری کے دو طرف دو چھپر کھٹ بچھے تھے
قریب اُنکے مسند جواہر نگار آراستہ تھی میزون پر جواہر کے گلدستے رکھے تھے اور چنگیر چوگھڑے اُگالدان خاصدان
طلاکار جواہر نگار رکھے تھے میز بھی یشب کافوری اور بلوری کی تھی اُسی باغ مین مرغ تک جواہر کے
عشوہ گری مین تھے مونڈھے چمنستان مین واسطے سیر دیکھنے کے یاقوت احمر کے ترشے ہوئے بچھے تھے امیر
سلیمان سریر سیر مین معروف تھے خواجہ عمرو ہر ایک شی دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ جواہر کا انبار
ہے اور کوئی محافظ نہین ہے جسقدر چاہینگے امیر کو غافل دیکھکے لینگے ہمارا تو ہو ہی چکا ہے بخوف امیر یا تو فی اسوقت
نہین لیسکتے نرگس وار ہر شی کو تکتے ہین اتنے عرصے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمربند مین خواجہ کے ہاتھ ڈالکے لیگیا
عمرو نے شور کیا کہ یا امیر مجکو چھڑائیے ای آقائے نامدار بفریادم برس امیر یا تو پہلے تڑاقا بھی سنا تھا اب جو عمرو
نے فریاد کی دیکھا تو پنجہ عمرو کو لیکر بلند ہو چکا ہے جلدی سے کمان مین تیر پیوستہ کیا بسکہ جوکر کی پنجہ مثل برق
کے تڑپکر غائب ہو گیا اب آواز بھی عمرو کی نہین آتی ہے امیر کو کمال رنج ہوا کہ ایک صفحہ سنگ پر بیٹھ گئے تھوڑے
ہی عرصے مین ایک جھونکا ہوائے سرد کا ایسا آیا کہ آنکھ بند ہونے لگی ناچار سنگ آمد و سخت آمد لیٹ گئے
معاً بیہوش ہو گئے کہ ایک بجلی سی چمکی اور آواز رعد کے گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور گوش اقدس امیر مین
پہونچی آنکھ کھول کے جو دیکھا تو چار دیوان زبردست جنگی نیلی تیلیان اور نہایت کریہ منظر بیچ مین اُنکے
ایک ساحرہ سیاہ فام نیلے نیلے نسوڑھے بڑے بڑے دانت مانند خوک کے منھ سے نکلے ہوئے بوے بد اسقدر آتی تھی
کہ سارے باغ کی خوشبو پر چھا گئی معلوم ہوتا تھا کہ سنڈاس کا منھ کھل گیا روبرو امیر کے آکر کہنے لگی کہ کیون حمزہ
اسی منھ پر طلسم کشائی کو آئے تھے چاہون تو ابھی ہلاک کر ڈالون لیکن رحم آتا ہے گذر کرتی ہون لیکن ایک
شرط سے کہ مجکو قبول کرو مجھ سے ہمبستر ہو نہین تو اسطرح مار ڈالونگی کہ لوگ عبرت کرینگے اور اگر وصل قبول
کریگا تو مرتبہ عظیم دونگی اور زمانے کو تابعدار بنا دونگی صاحبقران عالیشان نے سخت و سست کہا اور پھر فرمایا
کہ آجتک کسی ساحرہ سے وصل یا عقد نہین کیا مگر جبکہ اُسنے امیر کو زچ پایا اور اپنے زور سحر کا اظہار کیا کہ ای دنوزادہ
وا سن آدمی کو پوچھا صاحبقران غصہ کھا کے اسم اعظم پڑھنے لگے کہ اسکو پکڑ کے مار ڈالون اسم اعظم یاد نہ آیا پانون تھرانے لگے اور

کیون اُسنے جو اور بیمر سے کہا کہ ای عزیز تو کون ہے اور تو نے نام کو ہمارے کیونکر جانا اُسنے کہا کہ مجکو سلیم کہتے
ہین اور آپکو حال اُس شہر کا بھی معلوم ہوا ہوگا کہ سیکڑون ملک آپنے تسخیر کیے ہین اصل اس شہر کی کیا ہے فقط
ایک والد میری زوجہ یہان اُٹھا لایا اس خیال سے یہان لاکر رکھا کہ بچہ پیدا ہو بلکہ اُسسے یہ منظور ہے کہ بہت سے
درخت یہان لگائے اور رہنے کے لیے بنوائے لیکن حسب اتفاق کچھ دنون مین زوجہ میری فوت ہو گئی ہین اکیلا رہگیا
ایکروز کوئی بزرگ خواب مین میرے آئے اور فرمایا کہ ایک دن زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
یہان آوینگے تو ایمان اُنکا اختیار کرنا کو رہائی تیری اُنکے ہاتھ سے ہوگی اب جو مین آپ کو یہان دیکھا اُس بزرگ
کا ارشاد مجکو یاد آیا آپ کلمہ مجکو تلقین کیجیے مین مسلمان ہوتا ہون عمرو نے امیر یا توقیر کو منع کیا کہ یہ آپ کو
فریب دیتا ہے یہ بیشک دروغ گو ہے اعتبار اسکی باتون کا نہ کیجیے ہر چند عمرو نے امیر کو منع کیا لیکن امیر نے
کہنا عمرو کا نہ مانا کلمہ طیبہ زبان الہام بیان سے ارشاد فرمایا اُسنے خوشی خوشی کلمہ پڑھا اور شاد شاد ہو کر
ہاتھ باندھکر امیر سے عرض کیا کہ غلام نوازی اور سرفرازی سے مجکو محروم نہ رکھیے یہان تھوڑی دیر تشریف رکھیے
امیر اسکی خاطر سے قریب اُسکے بیٹھے ہر چند عمرو نے پھر روکا مگر امیر نے نہ مانا اُسنے طنبورہ اُٹھا کے روبرو
امیر کے چھیڑا تھوڑی دیر کے بعد جب امیر طنبورے کی طرف مخاطب ہوے یعنی بجانا اُسکا ہمہ تن گوش
ہو کر سننے لگے اُس وقت اُس مکار نے طنبورے کے اندر سے کہ سوراخ اُسکی طومبی مین تھا رائی سرسون
کے دانے نکالے اور امیر کو غافل و محو تماشا دیکھکر اسم سحر پڑھکر اُن دانون پر دم کرکے امیر پر مارا اور اپنے
نزدیک جانا کہ مین نے گرفتار کیا امیر نے بھی اپنے کو سست پایا اور خاموش ہوئے رہے بلکہ بیٹھے بیحس و
حرکت موقوف کی مگر دل مین اسم اعظم باطل السحر کو پڑھا کیے وہ دانے ببرکت نام خداے تعالی نثار ہو کر
رہگئے موثر نہوے مگر اُسنے امیر کو بے حس و حرکت دیکھکر آواز دی کہ تم ارباب جادو یا امیر کب چھوڑتا ہے
تمکو کہ زندہ و سلامت یہان سے جاو عمرو نے تو گلیم اوڑھلی اور امیر سے کہا کہ دیکھا یا نہین اور میرے کہنے
کو نہ مانیے اور جاکر پاس بیٹھیے مگر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب بھی سن لیجیے کہ بیر جا سے نہ ہلیے ورنہ آپ
پریشان و حیران ہونگے اور آفت عظیم مین گرفتار ہونگے یہ کہا عمرو نے تو سرگوشی کی وہان ارباب نابکار
نے جو امیر کو بے اختیار خاموش دیکھا طنبورے کو تو رکھدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑے
امیر نے عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ رکھا ارباب جادو نے جو دیکھا جانا کہ یہ بھی ساحر ہے سحر
اثر نہ کیا بس شانون پر اپنے اسم سحر پڑھکر فوراً کلیان اور پر پیدا ہو
نے عقرب سلیمانی کو کھینچا لیکن ارباب نے بلند ہو کے پکارا کہ یا امیر دیکھ
لاتا ہون کہ تمام عمر تو یاد کرے یہ کہکر اُڑ گیا اور ایک طرف چلا گیا امیر نے عمرو
تو دیا مگر شناسنے پر امیر یا توقیر کے ہاتھ رکھدیا اور کہا آپ غل کرتے ہین
ساحر چھپا کھڑا ہوا اور زیادہ تر تو میرا ہی دشمن ہوگا امیر نے کہا کہ وہ چلا گیا عمرو نے کہا اسم
اوپر دم کر دیجیے امیر نے کہا کہ ابھی عرصہ ہوا کہ مین نے حصار کر دیا ہے گھبراؤ نہین اب عمرو نے بھی گلیم سر سے
اتاری امیر عمرو کا ہاتھ پکڑ کے داخل باغ ہوئے دیکھا امیر نے کہ سارا باغ روشین پٹری ہین
مرد و داغ بیل سلیقہ کاری سب موجود ہے شرکین شجرات کی سرخ ہین بید مشک
اسپر بنا ہوا ہے اور ملانی ہین عجب کیفیت ہے جس وقت باد صبا طمانچہ مارتی ہے اُس وقت ایک نغمہ پیدا ہوتا ہے

دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہے گلہائے رنگارنگ پھولے ہوئے ہیں عجب باغ دلفریب ہے کہ ہوائے جنون خیز
سے طبیعت وحشت انگیز ہوئی جاتی ہے ہر ایک نے بیساختہ یہ کہا کہ بھی دیکھتے ہو یہ بہار ہے یا گلستان صد بہار
ہے ہم تو یہاں سے کہیں نہ جائینگے پھر یہاں آنا کیوں نصیب ہوگا یہ کہتے ہوئے قریب سر کوہ پہونچے تو یہ عالم ہوا
کہ ہر سردار عالیوقار جھومنے لگا اور آنکھیں بند ہو گئیں اب جو آنکھ کھلی تو ہر ایک نے گریبان پھاڑا اور جبہ ایسے
جدھر منھ پھرا ودہ اسطرف محویانہ حرکات کرتا ہوا چلا یہ محویت ہوئی کہ ایک دوسرے کی خبر نہیں لیتا کہ کہاں
جاتے ہو سب ایک رنگ میں تھے مثل وحشیوں کے کوئی خاک اڑاتا ہے کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے اتنے میں
ثانی سلیمان نے جو اپنے کو شکست دیکھا خواجہ عمرو ہمراہ تھے اُنسے فرمایا کہ ای برادر مجکو اسوقت کچھ ملول
اور معلوم ہوتے جس طرح کبھی طلسم میں جا پڑتے ہیں اور بیخودی طاری ہوتی ہے ویسی کیفیت ہے میں ایسانہ
کہ کوئی افتاد پڑے تو کبھی سیر ہو جائے دیکھو تو سرداران باتمیز کو کہ اسوقت نہ ادب نہ لحاظ ہے کہ خود بھی لکھاتے ہوں کو
لجی کرلے ہوئے واسطے معائنہ احوال سرداران اسلام کے چلے جب قریب اُس گلزار کے پہونچے اور سنبل و
سوسن نسرین ونسترن دیکھے صل علیٰ کہا اور سردارونکو دیکھا تو عجب عالم تھا کہ کوئی شخص خاموش مشغل سرو
لکھ اٹھا کوئی بیہوش پڑا تھا کوئی دوڑتا پھرتا تھا کوئی روتا تھا کوئی ہنستا تھا اگر دو آدمی ایک جگہ بھی ہیں تو ایک کو دوسرے
کی خبر نہیں ہے ایک ہنس رہا ہے دوسرا رو رہا ہے وہ یہ نہیں پوچھتا کہ بھائی روتے کیوں ہو کیا صدمہ ہو جالی امیر
نے جو یہ حال دیکھا وہیں ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ دیکھا ای خواجہ مجکو جو خیال تھا وہی حال نظر آتا ہے اور کہا
کہ ذرا نام لیکر پکارو خواجہ عمرو نے سب کے نام لیکر پکارا کہ ارے صاحبو صاحبقران جہان یاد فرماتے ہیں یہاں
آؤ کسی نے جواب نہ دیا کہ کون ہو اور کہتے کس سے ہو اسوقت صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہ ساتھ
تھی پوچھا کہ تم جانتی ہو کہ یہ کونسی جگہ ہے اور کیا معاملہ ہے کہ یہ حال میرے سرداروں کا ہوا آسمان پری نے
قسم حضرت سلیمان کی کھا کر کہا کہ مجکو نہیں معلوم کہ یہ کیا بات ہے امیر بانوقیر نے دیووں سے کہا کہ سب کو
زیر کوہ لاؤ دیوزاد پنجہ میں بنگر اٹھا لائے اب امیر نے بادشاہ وغیرہ کو بھی یہیں بلوا لیا سب آگئے خیمے برپا ہوے
ہر چند تدبیریں کرتے ہیں مگر وہ اپنے ہوش میں نہیں آتے چار روز تک تدبیریں کیں جب عاجز آگئے اسوقت
صاحبقران آسمان پری سے ناراض ہوئے آسمان پری تھرائی اور کہا کہ عبد الرحمن جنی سے یہ
احوال دریافت ہوگا اور ایک پریزاد کو بلانے کے لیے روانہ کیا وہ نہ آئے کہ چلے ہیں تھے مگر حال سنکر اتنا کہلا بھیجا کہ
جبتک اوپر کوہ کے صاحبقران نہ تشریف لیجائینگے یہ ہوش میں نہ آئینگے امیر نے اُسی وقت عمرو کو ساتھ لیا اور
روانہ ہوئے کوہ پر چڑھتے عمرو نے کہا کہ اسم اعظم پڑھتے جائیے ایسا نہو کہ سحر کا کرشمہ ہو امیر بانوقیر باطل السحر
پڑھتے ہوئے بالائے کوہ آئے تو ایک باغ جنت نظیر تعمیر دیکھا سامنے دروازہ باغ کے جو پہونچے تو دیکھا کہ
ایک چبوترہ پتھر کا ہے اُسمیں ایک میل نصب ہے اُس میل میں ایک طاق ہے اور بہ طاق میں ایک پیر مرد بیٹھا
ہوا ہے کہ آنکھوں میں سرمہ دُنبالہ دار لگا ہوا ہے عمامہ سفید سر پر لپیٹے ہوئے ڈاڑھی کافوری تا بہ سینہ لٹک رہی
ہے اُسمیں شانہ کیا ہوا ہے جامہ ستر پاٹ کا بر میں ہے تنبورہ کاندھے پر لگائے ہوئے مضراب انگلی پر چڑھی ہوئی ہے
اور سامنے اُس طاق کے ایک درخت چنار کا بے برگ و بار خشک لگا ہوا ہے پیر مرد نے جو امیر کو دیکھا پکارا کہ
السلام علیک یا زلزلہ قاف کوچک سلیمان امیر نے جواب سلام دیا لیکن عمرو نے چپکے سے کہا کہ یا امیر
اسم اعظم کو ورد رکھیے یہ دور وغیرہ ہے مجکو اسکی آنکھوں سے فریب ثابت ہوتا ہے لیکن امیر نے فرمایا

یہان موجود تھے حال دریافت کرکے لشکر اسلام مین آئے اور سلمان شاہ فارسی پیر فرخاری شہنشاہ عراقی
کہ چند لوگ پڑھتے پڑھتے رہگئے تھے اور اکھاڑے کی سیر دیکھنے قاف مین نہین گئے تھے انسے بیان کیا انھون نے
واسطے تصدیق کے پھر عیارون کو روانہ کیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہی کہ ناموس آقا کا وہان گھرا ہوا ہی تو بہر کیف مدد کرنا لازم ہی
اور یہی وقت سرفروشی اور جانبازی کا ہی یہ بھی سامان سفر مہیا کر رہے ہین بر وقت انکا بھی ذکر ہوگا اور
عیار خبر کی تصدیق کو گئے ہوے ہین

اب وہ کلمے داستان امیر کشور گیر کو جاکے سلیمان والی قاف و دنیا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب امیر نے جشن سے فراغت پائی سردارون نے شکار کھیلنے کو عرض کیا اور کہا کہ عجائبات پرستان سے اور
مکان حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام کا دیکھین کاہیکو اس سرزمین پر ہمارا مسکن ہوگا یا کیون ادھر آینگے امیر
باتو قیر نے یہ سنکر بائیس سردار اول درجہ کے مثل لندھور و مالک و بدیع الزمان و فرامرز عاد مغربی و بہرام
وغیرہ کو ساتھ لیا اور شکار کھیلنے کو طرف صحرائے قاف کے روانہ ہوے سیر کرتے چلے جاتے ہین جسطرف دیکھتے
ہین گلہائے رنگا رنگ و جانوران مختلف اللون نظر آتے ہین انکو دیکھ دیکھ کر عجب فرحت ہوتی ہی ہر گل بوٹا بنا ہی ہر مرغ عنقا
ہی کہ کبھی نظر سے نہ گذرا تھا ہوا سرد چل رہی ہی اس کیفیت فرحت اثر کو دیکھکر سردارون نے امیر باتوقیر سے
عرض کیا کہ آج بازگشت نہ فرمائیے شب کو یہین رہجائیے صبح کو بعد نماز کے واسطے شکار کے چلیے کہ دن بھر
صید افگنی ہو بہت روز سے اتفاق شکار کھیلنے کا نہین ہوا ہی خوب جی بھر کے شکار کھیلین امیر باتوقیر نے
عرض انکی قبول فرمائی اور خیمے وہین استادہ کرائے اور جو شکار ہاتھ آیا اسکو باورچی خانہ مین بھیجدیا خاصہ کے وقت
کباب اسکے نوش کیے آدھی رات گئے تک سب بیدار رہے بعد اسکے آرام کیا مگر امیر نے ایک دیو خدمت
سلطان سعد نوجوان شاہ ایران مین روانہ کیا کہ بسبب خواہش بند ہونے سرداران لشکر اسلام کے آج حصول
حضوری سے قاصر و محروم رہا کل شام تک ضرور حاضر ہونگا دیو نے جاکر عرض کیا بادشاہ نے تاکید سے فرمایا
کہ کل ضرور چلے آئین آج کیطرح انتظار نہ کرائین دیو حکم شاہی لیکر آیا صبح کو امیر اور سب سردار گھوڑون پر
سوار ہو ہو کر بعد نماز سحر کے سیر بیابان کی کرتے ہوے جستجوے شکار مین چلے بہت شکار نظر آیا صید افگنی
شروع ہوگئی اب جسقدر آگے بڑھتے جاتے ہین بیابان پر فضا ملتا جاتا ہی شکار بکثرت نظر آتا ہی
بڑھتے چلے جاتے ہین کیسا کیسا فربہ شکار ملا کہ جی ان کی آنکھون مین چھا گئی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی
مگر صید کم نہین ہوتے اور حوصلہ بڑھتا جاتا ہی آتے مین سب سردارون نے دیکھا کہ سامنے ایک کوہ ہی
کہ عجب پر فضا ہی خود بخود دل چاہتا ہی کہ چلکر اس کوہ کی سیر کیجیے حمزہ صاحبقران سے عرض رسا ہوے کہ
آج رات تو ہوگئی اور بجا آوری احکام بادشاہ سے بھی کنارہ نہین کرسکتے کیونکہ ترک ادب ہی لیکن یہ کوہ
جو سامنے معلوم ہوتا ہی اگر اسپر بھی ہو آتے اور سیر کر آتے تو خوب تھا مگر پھر وقت اتنا نہ رہیگا کہ خدمت مین
بادشاہ کی پہونچ سکین اور نہین جاتے ہین تو دل نہین مانتا صاحبقران مطلب سمجھگئے یون حرف زن ہوے
کہ صاحبو آج پہونچنا ضرور چاہیے ہی لیکن تمھاری خواہش سے مجبور ہون اچھا چلو کوہ کو بھی دیکھلو اور وہین
سے دیوون پر سوار ہوکر چلینگے کہ جلد خدمت مین پہونچین سب بہت خوش ہوے امیر باتوقیر کو دعائین دینے
لگے کہ عرض قبول ہوئی الغرض جب امیر مع جملہ سرداران باتوقیر زیر کوہ پہونچے فرط اشتیاق سے ہر ایک ایسا نیچے
ہوا کہ سردار دوڑ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے کچھ پس و پیش کا بھی کسی سردار نے خیال نہ کیا مگر جو جو سردار اوپر پہونچے

یہ سنکر سبکو زیادہ تردد ہوا لیکن دیوانہ ہر روز دو خوان طعام لذیذ کے اُنکو بھیجا کرتا تھا یہ کھا لیتے تھے اور تدبیر رہائی
کی سوچتے تھے الغرض یہ بن پڑی کہ سپاہیون سے محبت و اتحاد بڑھایا اور کھانا بچا ہوا سپاہیون کو دینے لگے
کہ چار خوان سحر و شام مین آتے تھے وہ بھی نعمات دیکھکر کھا لیتے تھے کہ مثل مشہور ہے جھوٹا کھاتے ہین میٹھے کی
لالچ سے۔ جبکہ عیارون نے دیکھا کہ پہرے والے کھانا خوش ہو کر کھا لیتے ہین بس ایک روز کھانے مین
بیہوشی ملا دی آج جو کھانا سب نے کھایا بیہوش ہوے اور گر پڑے رات کا وقت تھا کوئی مطلوق و مسلسل
تو تھے نہین صاف نکل گئے اور باہر زندان سے آکر صلاح کی کہ پہلے کسے لیچلین دیوانے کو یا فرامرز بن قارن
عدنی کو غرضکہ فرامرز بن قارن عدنی کو تو نہ چھڑا اسلئے کہ دربان بہت ہوشیار تھے ناچار دیوانے کی طرف
آئے یہان چندان خوف نہ تھا کہ دیوانہ سو رہا تھا باری دار پہنچ کر رہے تھے انھون نے خیمے کو چاک کیا اور
دونون ہاتھون پر سفوف بیہوشی رکھکر دونون ہاتھ چاک خیمہ سے اندر کر کے بیہوشی اڑا دی کہ باریدار
بیہوش ہوے انھون نے اندر جا کر دیوانے کو بھی بیہوش کیا اور ریشتارہ چادر عیاری مین کمر سے
کھولکر اسمین باندھا حلقہ ہاے کمند سے ہاتھ پاؤن جکڑے اور لیکر اپنے لشکر کو چلے اور قریب صبح
پہونچگئے بہمن خزان اور بہمن سگان انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور انعام دیا اور گلے سے لگایا اور
کہا جسوقت شاہزادہ فرامرز کا مطلب بر آئیگا اُسوقت تمکو تمغہ اور سپہر دلوا دینگے مگر دیوانے کو جو دیکھا
ہرچند کہ وہ بیہوش تھا مگر وہ رعب تھا کہ سب دیکھکر ڈرے گویا کہ ایک شیر پڑا ہوا تھا آہنگرون کو بلا کر
دوہری قید مین اسیر کیا اور زندانخانہ مین بھیجدیا اور سرت نامہ نوشیروان کو لکھا مگر صبح کو جو بہرام شاہ
کے ملازم زندانخانہ کی طرف سے خبر اُنکے بھاگ جانے کی سنکر پہرے دیوانے کے خیمے کی طرف آئے کہ
چلکر بیان کرین یہان بھی سناٹا پایا غل کیا کہ ارے باریدار و فراج ہرومہ بردعجی کا کیسا ہے جب کچھ جواب
نہ آیا اور باہر کے نگہبان بھی گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہے سب اندر آئے دیکھا تو تمام باریدار اوندھے سیدھے
پڑے ہین کوئی اپنے ہوش مین نہین ہے ہاتھ پاؤن کھینچ کھینچ کر رہگیا اور دیوانے کو چہار طرف ڈھونڈھا کہین
نہ پایا ایک شور و غل برپا ہوا ہر ایک رفیق گریبان پھاڑ کر روتا پیٹتا پاس بہرام شاہ کے آیا اور سب احوال
بیان کیا بہرام شاہ بردعجی سنکر متردد ہوا اور سبکو بلا کے صلاح لینے لگا کہ صاحبو بتلاؤ کہ اب کیا کرون
سب نے کہا کہ فرزند کو تو بھول جائیے اور رہنے دیجیے جو ہونا ہو گا وہ ہو گا مگر فرامرز بن قارن عدنی کو
بہت ہوشیاری سے رکھیے ایسا نہو کہ اسکو بھی لیجائین تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی ہرومہ کی جان جائیگی یا
حسینہ بانو کو دینا پڑیگا بہرام شاہ نے سرہنگان لشکر کو جمع کیا اور طلایہ کی گشت پر لشکر کو مقرر کیا سب
بندوبست ہو گیا پھر کئی مرتبہ نعمان آیا اور بے نیل مقصود پھر گیا دسترس نہوا یہان بہرام شاہ نے پھر تجویز
کی کہ اگر حسینہ بانو کو عیار لشکر ظفر اثر مین اسیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے پہونچا دین تو بہتر ہے یہان
بہرام شاہ اس فکر مین ہے

دو کلمے داستان کے شہر مدائن کے بیان ہوتے ہین

وہان عرضی ذوالفقار شاہ کی جو پہونچی نوشیروان نے پڑھی معلوم کیا کہ دیوانہ قید ہوا سب خوش ہوئے
فرامرز بستر غم سے اُٹھ بیٹھا اور مدد واسطے ذوالفقار شاہ کے بھیجی اور روپیہ بھی روانہ کیا کہ تنخواہ فوج
کی بانٹ دو جبکہ فوج اور روپیہ چلا اُسوقت مخبران لشکر اسلام یعنی ابوسعید لشکری ابوشہاب خرقہ پوش

کہ مجھے ایمان سے تمھارے کیا کام ہے ایمان تو فرامرز بن نوشیروان کا اختیار کر چکا ہوں تو اسکا بھیجا ہوا آیا ہون کہ تھا
اُنھوں سے کہو وہ جائے اُسکا کام جانے یہ جواب سنکر دیوانے نے حکم دیا کہ لیجا کر اسے قید میں رکھو لوگوں نے
لیجا کر ایک خیمہ کو زندان قرار دیا اور فرامرز کو اُس میں قید کیا ہرروم بردعی نے بخیال خلاف ہونے امیر با نوشیروان
کے فرامرز بن قارن عادی کو قید کیا ورنہ قتل کرتا حکم دیدیا کہ جبتک امیر آوین اُسوقت تک اسے قید رکھو
کیونکہ یہ گنہگار انھین کا ہے مجھے اسمین دخل نہین

داستان پہونچنا عمرعیٰ کا مدائن میں اور مطلع ہونا نوشیروان کا احوال فرامرز سے اور تدبیر کرنا رہائی فرامرز کی اور مدد ہر صورت سے کرنا

جبکہ عمرعیٰ ذوالفقار شاہ شیرقی کی نوشیروان کو یہ حکمی مضمون سے ہر کس و ناکس آگاہ ہوا فرامرز بن
نوشیروان کو تو مارے صدمے کے بخار آنے لگا اور حال اپنا اسنے بہت تباہ کیا ملنے سے مہینہ کے با من
ہوئی نوشیروان نے سمجھایا کہ میں تیری شادی کسی اور اچھی خوبصورت عورت کے ساتھ کر دونگا تو صبر
کر خیال مہینہ بانو کا نہ کر ایک سے ایک بہتر معشوق جہان میں پڑا ہوا ہے کیوں مفت اپنی جان دیتا ہے اور
مر کر اپنے کو ہلاک کرتا ہے فرامرز نے کہا میں کیا کروں دل سے مجبور ہوں یہ نہیں مانتا اگر مہینہ بانو نہ ملی
تو زندہ نہ بچونگا ورنہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ وہ ملجائے نوشیروان نے یہ سنکر جواب عمرعیٰ کا اسطرح ذوالفقار
کو لکھا کہ بہر صورت فرامرز کو چھڑاؤ جو تدبیر ہو سکے وہ کرو اور بعد چھوٹنے فرامرز کے اگر دیوانہ ہاتھ آجائے تو
سب کام نبٹ جائیں پھر باب الملکہ کا خود سوار ہو کر اُسنے بھیجدینگا یہ تدبیر خوب ہے آئندہ جیسا مناسب ہو وہ کرو
اگر یہ سمجھو اگر مہینہ بانو نہ ہاتھ آئی تو جان فرامرز کی مفت گئی اگر تم لوگوں نے اُسے امیدوار کیا ہے تو امید اُسکی
بر لاؤ نہیں تو اگر کوشش میں کمی کی تو زندگی بھر منھ تم لوگوں کا نہیں دیکھونگا جسوقت یہ جواب عمرعیٰ کا
ذوالفقار شاہ کو پہونچا اہل دربار نے بھی سنا سب متفکر ہوئے مگر نعمان سیاہ دندان کہ عیار قدیم
فرامرز بن قارن کا تھا اُسنے کہا میں اپنے آقا کے رہا کرنے کی تدبیر کرتا ہوں اور شب آہنگ عیار کو اپنے
ساتھ لیکر روانہ ہوا اور لشکر میں دیوانے کے داخل ہوا فقیر بنکر دن بھر پھرا اور راستے دیکھے جب رات ہوئی
نعمان اور شب آہنگ دونوں مطرب بنے رنگین کپڑے پہنے ایک نے ڈھول گلے میں ڈالا اور دوسرے
نے سارنگی کمر میں رکھی اور ساز چھیڑتے ہوئے چلے اور تھیہ تھیہ سے بھی الاپتے ہوئے وہاں پہونچے کہ جہان
ہرروم بردعی کی خوابگاہ تھی دیوانہ کھانا کھا رہا تھا کہ آواز ساز کی کان میں آئی دل بے چین ہو گیا حکم دیا کہ ان کو
بلا لو ملازم گئے اور بلا لائے جب یہ دونوں سامنے حاضر ہوئے دیوانے نے گانے کو کہا ان دونوں
نے ایسا خوش و محفوظ کیا کہ دیوانے نے اشرفیاں بھی دیں اور تعریف بھی کی جب یہ اُٹھکر جانے لگے دیوانے
نے کہا اور ٹھہر جاؤ جبکہ یہ ٹھہرے دیوانے نے کہا ہماری جانب سر کو اُٹھاؤ اور ہم سے آنکھ تو ملاؤ جیسا
اُنھوں نے دیوانے کو نظر بھر کے دیکھا دیوانے نے سر سے پاؤں تک دوبارہ گھور گھور کر دیکھا اور کہا
ارے ان دونوں کو لیجا کر قید کرو مگر تکلیف نہو کھانا پانی پہونچتا رہے مجھکو انکی نگاہ سے پایا جاتا ہے کہ یہ
عیار ہیں اور ماسوا اسکے جسوقت میرا گانا سننے کو جی چاہے گا انھیں بلا بھیجونگا اگر یہ یہاں سے چلے جائینگے
تو پھر ہاتھ نہ آئینگے ہر چند ان دونوں نے بہت سا کہا سنا کہ ہم ہر روز حاضر ہوا کرینگے مگر دیوانے نے
نہ مانا اور دونوں کو قید کیا یہ خبر لشکر فرامرز میں پہونچی کہ دونوں عیار جو رہائی کی تدبیر کو گئے تھے وہ بھی قید ہوئے

ایک بھائی ہمارن کھم ملک الموت نے میدان حرب میں گاڑا ہے نرخ نقد جان ارزان دریائے آہن ہے کہ دونوں طرف موجزن
ہے سپروں کی اودی اودی گھٹائیں دور تک چھائی ہوئی ہیں تلواروں اور سنانوں کی بجلیاں چمک رہی ہیں بس
اسوقت صف بصف دہل وقت چہار طرف بجنے لگے اور تل تن تنبار زر کی صدائیں پیدا ہوئیں فرامرز بن قارن
عدنی نے اپنے یمین و یسار دیکھا اسکے بھائی ہلال عدنی نے گھوڑا پرے سے نکالا تمام علم لشکر عدن کے
جلوہ گری پر آئے اور ہلال نے فرامرز سے ہاتھ باندھکر اجازت مانگی یہ تسلیح شوری کرتا ہوا آیا اور نصف میدان
میں کھڑے ہوکر پکارا کہ ای لشکر بردستان وای گروہ خدا پرستان ہر کرا آرزوے مقابلہ باشد بیاید بمقابلہ بایہ
سنا ہر دم بر دعی نے اپنے باپ سے اجازت لیکر مرکب کو بڑھایا ادھر سے علم ونیجے جلوہ گری پر آئے
پھریرے ہوا پر لہرائے باجے جنگی بجنے لگے کوس و قرنا کی صدا بلند ہوئی بیرقیں ہوا پر اڑتی نظر آئیں ہر دم
بر دعی نے گھوڑے کو اپنے بہ ارادہ شمشیر زنی کیا اور تیر تیز اڑاتا ہوا سامنے اسکے بہ تیغ نگاور آیا ادھر سے ہلال
بڑھا شمشیر عنان نگاور بدولت سپر دہ تمور آن قوی دست بادست برد بہ ایسی گزند ہوئی کہ شہرین اسکے زین
سے اٹھ گئے قریب تھا کہ زین سے زمین پر گرے بہ ہزار خرابی سنبھلا مگر شمار چند کیا تو پانچ قدم پر ہلال کا گھوڑا
پسپا ہوکر ٹھہرا اور تین قدم پر دیوانے کا مرکب اسوقت ہلال نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے جواب دیا کہ ایک تو
ہر دم بر دعی دوسرا ملک الموت جان کفاران ہے بس ہلال نے تجھپٹکر برچھا مارا اور کہا ہوشیار ہو پر کہنا
کہ خبردار نہ کیا تھا دیوانے نے نیزے کو تیرے پر لیا اور ستاون طعن میں نیزہ ہلال عدنی کا ہوائی کیا اور چوب
فولادی کو چرخ دیکر ہلال پر مارا ہلال نے چاہا کہ سپر پر گانٹھوں مگر سپر چونکہ ٹوٹ رہا تھا تھرایا اسنے سر نیچے
کھینچا چوبدست سر فرش پر پڑی کہ سر گھوڑے کا پاش پاش ہو گیا ہلال عدنی نے چاہا کہ کودکر الگ
ہوں پاؤں رکاب میں پھنسا زور جو کیا تسما ٹوٹ گیا کہ اتنے عرصے میں گھوڑا زمین پر گرا زین بھی ہلال کے نیچے
فرس سے دبگئی بزور تمام پاؤں کو کھینچا کولا اکھڑ گیا عدنی دوڑ پڑے اور اسکو اٹھا لیگئے یہ دیکھکر فرامرز بن قارن
عدنی کو جوش غیظ آیا خود مرکب بڑھا کر سامنے آیا اور جلد دستی سے تلوار دیوانے پر ماری دیوانے نے چوب
فولاد پر روکی اور وہی چوب چرخ دیکر اسپر بھی ماری یہ پیچھے ہٹا گھوڑا اسکا بھی مارا گیا جلدی سے کود کر تلوار
کھینچ کر پاؤں کر گردن ہر دم کے قلم کیے دیوانہ بھی پیدل ہوا اور پھر چوبدست فرامرز پر ماری اسنے خالی دے کر
تلوار ماری دیوانے نے پنجہ بلی کو دراز کیا بازو بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کر کر نکالی تلوار چھین لی اور
ایک جھٹکا دیا کہ فرامرز اوندھے منھ زمین پر آ رہا یہ حال فرامرز کا دیکھکر عدنی کہ تولا کھ تھے دوڑ پڑے اور چاہا
کہ فرامرز کو اٹھالیں دیوانے نے بجلدی تمام کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے کھینچا سنبھلنے نہ دیا کمند سے باندھکر شاطر
کے حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا اور فوج میں دیوانے کی لیجا کر قید کر آیا یہاں جنگ مغلوبہ ہوئی کہ سب عدنی
دیوانے پر ٹوٹ پڑے مگر دیوانہ چوب لیکے ایسا لڑا کہ جسپے چوبدست ماری پر اٹھا کر دیا فوج بھی دیوانے کی
آکر شریک ہوئی تلوار چلنے لگی ذوالفقار شاہ شرقی اور بہمن سگان بہمن خزان نے یہ رنگ دیکھکر طبل باز
گشت بجوادیا کہ اسمیں مضرت جان فرامرز کے لیے ہے اگر کسی نوع کا دیوانے کو آزار پہونچا تو وہ اسنے زندہ نہ
چھوڑیگا غرضکہ سپاہ اہل اسلام اور کفار میدان سے پھرے اپنی آرامگاہ پر گئے کفار نے عرضی نوشیروان کو
لکھی کہ فرامرز قید ہو گیا اور طرف عدن سے کہ روانہ کی دیوانے نے فرامرز کو اپنے سامنے بلا کے کہا کہ تیرے حق
میں یہی بہتر ہے کہ تو مسلمان ہو اور کلمہ پڑھ امیر یا تو قیر کے پاس تجھے لیچلوں ورنہ قتل کرونگا فرامرز نے جواب دیا

کیا کہتا ہی تیرا از جہینہ میرا ابھی یہی قصد ہی مگر مین تیرا دل دیکھتا تھا مین کب کسی کی اصل و حقیقت جانتا ہون ہوا کرے بیٹا نوشیروان کا حمزہ صاحبقران ایسے ہین کہ خود نوشیروان اُنسے بھاگتا پھرتا ہی یہ کہکر جہینہ سے باہر آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ زرمی نوازش مین آیا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ آواز کوس حرب سے میدان لرزا کیا اور من چلے بہادرون نے اسلحہ دیکھ بھال کر علیحدہ کیا تلوارون کو باڑھ دار کیا چار آئینہ خود و ملبغے زرہ کو صیقلگرون سے صاف کرایا اسیطرح اچھے پیکانون کے تیر داخل ترکش کیے جن پیکانون مین زنگ آگیا تھا انھین تپا تپا کے ڈالا کیلون کو آگ پر رکھکے لوہے کو اُنکے نرم کیا ساری رات بیدار باشید و ہشیار باشید کا غل رہا جب تھوڑی سی رات رہی اور شمع باد سحر سے جھلملانے لگی اُسوقت نقیب آکر پکارے اشعار رباعی نقیبان - جو انوجوانمرد تیار رہو ÷ سلاحون سے اپنے خبردار رہو ÷ دیگر رات تھوڑی رہگئی باد نسیم آنے لگی ÷ شمع کا رنگ اُڑ گیا اور لو بجھی جانے لگی ÷ یہ سنکر بہمتن اور بہادرون کی آنکھ کھلی جو ہتیارے باندھکے علیحدہ کرکے رکھے تھے اُنکو کھول کر اسلحہ پہنے ہاتھون مین دستانے پانون مین موزے رانون مین رانکی چڑھا کے زرہ گاؤ سر کو گلے مین ڈال لیا خود و ملبغہ کو سر پر رکھا کمر کو زنجیر فولاد سے چست باندھکر چار آئینے کو بالاے زرہ چہار طرف جسم کے سنوارا اشعار یلان غرق آہن ز سر تا بپا ÷ چو شیری کہ گیرد در آئینہ جا ÷ چنان مرد خود را در آہن گرفت ÷ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ÷ پیچھے بیٹھکے گھوڑون پر چلے آگے آگے نشان بردار و سالار پیچھے سوارون کے غول گروہ گروہ انبوہ انبوہ پلٹن کی پلٹن دستے کے دستے رسالے کے رسالے طوق طوق تمن تمن جوق جوق علم علم پرچم پرچم حشم حشم خدم خدم تیرق تیرق سنجق سنجق تھل کے تھل دل کے دل سوار و پیدل میدان کارزار کو روانہ ہوے ابھی گریبان صبح دامن تک چاک ہونے نہ پایا تھا کہ میدان کارزار مین فوجون کا ہجوم ہو گیا زرہ پوش جوشن پوش باتر پوش دوش بدوش چار آئینہ بند جسم سے جسم ملائے گھوڑے سے گھوڑا گھنوتی سے گھنوتی پٹلی سے پٹلی ران سے ران شانے سے شانہ ملائے ہوے تھے صف آرا جہتے تھے وہ ہر طرف دیکھتے پھرتے تھے جس کسی کا گھوڑا ذرا سا بھی پیچھے ہٹا دیکھا ہانے مین ہاتھ ڈال کے کھینچکر صف کے برابر کر دیا اور جسکا گھوڑا آگے بڑھا ہوا پایا اُسکو چماق مار کے پیچھے ہٹا دیا اب چار گھڑی دن چڑھا تھا کہ ادھر ہردم پر دعی اور بہرام شاہ ادھر کو فرامرزین قارن عدی نوالاکھ سوار سے آکر موجود ہوے اگرچہ پہلوانے کے ساتھ اسی ہزار سوار جرّار چلے تھے مگر نوالاکھ سے آنکھ ملاتے تھے اور کھائے جاتے تھے جبکہ سردار بھی آچکے اُسوقت تبردار بیلدار کلنگ بردار میدان مین نکلے تبردارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ ڈالی اور بیلدارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا بعد اُسکے سقون نے آب پاشی کی گرد بٹھائی نقیبون نے نقابت کی اشعار روز جنگ ست جنگ باید کرد ÷ کوشش نام و ننگ باید کرد ÷ اندرین بحر غوطہ باید زد ÷ جان بکام نہنگ باید کرد ÷ تا شوی مرد خاصہ میدان ÷ تنگ بر اسپ تنگ باید کرد ÷ بعد اُسکے کرکیت نکلے یہ سب لمبے جوان لانبی لانبی پگڑیان سرخ باندھے ہوے کمرون مین تلوارین لگی ہوئین سرود نوازون سے یون ہم آواز ہوگئے اشعار

ہر سحر طائران خوش الحان رستم رہا جہان مین نہ بہرام رہگیا	پڑھتے ہین کل من علیہا فان مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا	موت سے کسکو رستگاری ہے جسوقت کرکیت کڑکا کھلا	آج وہ کل ہماری باری ہے دیگر صفون مین چلے آئے مردان

عالم کے دل مانند کوہ کے ہوگئے چہرون پر سرخی آگئی وحشت کے دورے گلابی گلابی آنکھون مین پڑ گئے جو چلے پڑھلے قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے مانند شیران مست کے جھومنے لگے غرضکہ اب میدان کارزار مین سور و پیر لہو کا پیاسا آسمان پر سنّاٹا رہا ہی دلال اجل بر سر خریداری کمر باندھکے آچکا ہی پیر خود سالہ اور طفل دہ سالہ کا

روبرو چلمن کے کھڑا کیا جیسے ہی نگاہ گردیہ بانو کی بدیع الزمان پر پڑی مہر مادری سے نے جوش مارا دودھ کی دھار نکل کر منہہ پر بدیع الزمان کے پڑی اور گردیہ بانو دیکھکر بدیع الزمان کو بیتاب ہو گئی عروق میں لہو نے جوش کھایا محبت مادری ظاہر ہو گئی بس پھر تو امیر نے شاہزادے کو اندر محل لیا اور گردیہ بانو کے پاس بٹھایا سب حال انکی تولید کا بیان کیا گردیہ بانو یاد کرکے اُس حال کو کہ دیو لیئے آتے تھے اور درد زہ نے غلبہ کیا تھا اور زحمت دیوون سے کہکے دائنہ کو ہمین وضع حمل سے فراغت پا کے لڑکے کو وہین چھوڑا تھا رونے لگی اور بہت سا جواہر زیور کہ جو پہنے ہوئے تھین امیر نثار کیا عمرو نے مانگ لیا کہ اسکا مستحق مین ہون اور مین ہی نے احقاق حق کیا ہے ورنہ دھوبی لیجاتا تمھارے ہاتھ نہ آتے پھر تو امیر نے جشن سلیمانی کیا کار پردازان قاف نے بارگاہون کو استاد کرکے فرش شاہانہ کر دیا اور رنگل صندلیان اور کرسیان جواہر نگار لاکر بچھا دین تخت بلقیس کو واسطے شاہ کے آراستہ کیا بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران والاانتقام رونق افروز سریر ہوئے ارباب نشاط آکر موجود ہوئے ساز ملانے لگے تبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ شروع ہوا باجے پرستان کے بجنے لگے جام بادۂ گلفام گردش مین آیا سات روز جشن سلیمانی رہا بعد برخاست جلسۂ عیش کے سب سردار اتفاق کرکے صاحبقران سے عرض رسا ہوئے کہ بڑی حسرت ہے ہمین کہ سیر پردۂ قاف کرین اور شکار یہان کے مرغزار مین کھلین امیر نے عرض کو سب کی قبول کیا اور حکم دیا کہ سامان سفر تیار ہو یہ تو اس سامان مین ہین

اب دو کلمے داستان ہردم بردعی و فرامرز بن قارن عدنی کے بیان ہوتے ہین

فرامرز بن قارن جو نو لاکھ سوار سے سد راہ ہردم بردعی کا ہوا تھا اور ہردم مع بہرام شاہ باپ تہمینہ بانو کا اسی ہزار سوار سے راہ مین لشکر اسلام کے تھا جبکہ فرامرز کو ہرکارون نے آگاہ کیا کہ ہردم پہلے سے قریب ہی فرامرز نے بصلاح بہمن سگان و بہمن خزان و ذنفین مشرقی کہ اسکے اور رشتہ دار فرامرز بن نوشیروان کے تھے ایک عدنی کو برسم ایلچی گری بھیجا جب وہ ایلچی آیا خبر ہردم کو ہوئی طلب کیا ایلچی نے آکر نامہ ہاتھ مین ہردم کے دیا پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ اے ہردم یہ نامہ فرامرز بن قارن کا ہے تجھکو لازم ہے کہ اپنی بہن کو سوار کرکے خود لیکر ہمارے پاس چلا آ یا اسی ایلچی کے ساتھ کر دے کہ فرامرز بن نوشیروان خواہان اسکا ہے اگرچہ امیر درجہ اعلے پر ہون لیکن بجز نوکر کے کوئی شاہزادہ نہ کہیگا اور نہ یہ خوب سمجھ لے کہ مین وہی ہون جسنے امیر یا تو قیر کو تو کھینے عقابین پر قید کر رکھا تھا اور سب سردارونسے ہر روز سر میدان لڑتا تھا تلوار نے میری سب کا خون چاٹا تھا مین وہی ہون اور وہی تلوار باندھے ہون اسطرح مار ڈالونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے والسلام جبکہ نامہ دیوانہ پڑھ چکا بس غصہ مین نامہ کو تو پھاڑ ڈالا اور دوڑ کے ناک ایلچی کی دانتون سے کاٹ لی اور نکلوا دیا وہ روتا پیٹتا پاس فرامرز کے آیا اور کہا کہ میرا حال یہ ہردم نے کیا ہے آپکا فرستادہ تھا غیرت کی جگہ ہے اگر سمجھیے تو بڑے بڑون کی ناک کٹ گئی بس فرامرز نے لہولہان جو اسکو دیکھا لال ہو گیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان ہردم بردعی اندر آیا اور اپنی بہن سے کہنے لگا کہ اے تہمینہ بانو تیری صلاح اسمین کیا ہے ایلچی فرامرز بن قارن عدنی کا آیا تھا اور نامہ لایا تھا مطلب اُس نامہ کا یہ تھا کہ تمکو فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہے اور مانگتا ہے تہمینہ بانو نے کہا بھائی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو جو صلاح تمھاری وہی رائے میری دوسرے یہ کہ دس انگلیان منہہ پر سے ہٹا کے جسکا منہہ دیکھا دیکھا اب کسی اور کا منہہ دیکھنا اور اسکو اپنا چہرہ دکھانا بیکار ہے جو میرے مقدر مین لکھا تھا وہ ہو اب ہو چکا اب کچھ ضرور نہین ہے اسمین جو چاہے تم ہو بس یہ جو دیوانہ ہردم بردعی نے ملکہ تہمینہ بانو سے سنا بہت خوش ہوا اور کہا شاباش اے دختر دم ...

اپنے چہرۂ زیبا کی پائین آجتک بدیع الزمان چہرے پر نقاب رکھتے تھے جبکہ زیر ہوے وہ نقاب دور ہوئی بس
امیر نے دوڑ کر بدیع الزمان کو گلے سے لگایا بوسہ ماتھے پر دیا اور کہا ای بہادر رنجیدہ نہو خدا نے اپنا فضل کیا کہ
کسی دوسرے سے زیر نہین ہوے اپنے باپ سے زیر ہونے مین عزت نہین کم ہوجاتی تم ہمارے فرزند ہو بدیع الزمان
یہ کلمات شفقت آمیز سنکر بہت شاد ہوے پہلے قصد کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرین کہ زیر ہونے کے بعد
یکتائی نہین رہتی اب جینا بیفائدہ ہی مگر جبکہ امیر نے پوچھا کہ ای فرزند سچ کہو پرورش تم نے کہان پائی ہی جواب
دیا کہ ہم تو اپنے کو رفیع گاذر کا بیٹا جانتے تھے اُنہی نے ہم کو پالا بھی ہی اب آپ جو فرماتے ہین یہی ہوگا
اور وہ گاذر قریہ مین شہر اردبیل کے اب بھی ہی امیر نے دیوزادون سے فرمایا کہ جو تم مین سے شہر اردبیل
کو جانتا ہو اور ملکہ گردیہ بانو کو لایا ہو وہ جاے اور رفیع گاذر کو لے آوے ایک دیو کہ واقفیت رکھتا
تھا روانہ ہوا اگر رفیع گاذر کہ چودھراہٹ کے منصب پر تھا دھوبی بادشاہی کہلاتا تھا بیٹھا ہوا اور
دھوبیون سے کاروبار لے رہا تھا پیتین کا حقہ خمدار آگے لگا ہوا پگڑی سر پر رکھی ہوئی مرزائی پہنے چوکی
پر بیٹھا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ سناٹا ہوا کالا ہوا اور ایک پنجہ کمر مین ہاتھ دیکے اڑا رفیع گاذر مع حقہ ہوا سے بیہوش
ہوگیا اور دھوبی بھاگ گئے اور رفیع کے عزیزدار جمع ہوکر رونے پیٹنے لگے یہان وہ دیو رفیع گاذر
کو سامنے امیر کے لایا امیر نے پنکھے جھلواے گلاب کیوڑا چھڑکواکے رفیع گاذر کو ہوشیار کیا اور سامنے
بدیع الزمان کے بُلاکے کہا کہ ای گاذر سچ کہہ کہ یہ تیرے کون ہین گاذر نے جو بدیع الزمان کو دیکھا خوش
ہوکر بولا کہ ای بیٹا تم کہان تھے دیکھنے کو تمہارے آنکھین ترستی تھین آؤ میرے ساتھ چلو اور دوڑکر لپٹ گیا
ہاتھ پکڑ لیا اور امیر سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی ساری برادری میری گواہ ہی کہ اسکی پیدائش مین مین نے بہت روپیہ
صرف کیا تھا بڑی دھوم سے ساری برادری جمع کرکے شادی کی تھی اور کئی روز برادری کو روٹی دی تھی آپ
دریافت فرمالین یہ سنکر صاحبقران حیران ہوے کہ اب کیا کیا جاے یہ تو اور ہی کچھ کہتا ہی عمرو نے جو
امیر کو متفکر دیکھا پاس آکر کہا کہ یا امیر اگر روپیہ صرف کیجیے تو مین ابھی رفع تردد کردون امیر نے زر خطیر دینے کو
کہا اور کہا خواجہ جلد دریافت کرو عمرو نے ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اسے اُٹھاکے طرف آسمان کے لیجا
مگر خبردار کسی نوع کی گزند یا آزار نہ پہونچے نہین تو مار ڈالونگا بس دیو نے رفیع گاذر کا بازو تھامنا اور بلند
ہوا اور منہہ کھولکر کہا کہ تجھے کھاے لیتا ہون اُسوقت یہ چلایا کہ صاحبو مجکو دیو کھاے لیتا ہی میری جان
بچاؤ عمرو نے پکار کے کہا کہ ای دیو اسے لے آ ابھی نہ کھانا دیو گاذر کو لے آیا اُسوقت عمرو نے کہا ای دھوبی
سچ کہہ کہ تو نے اس لڑکے کو کہان سے پایا اور کیونکر یہ تیرے ہاتھ آیا گاذر نے کہا کہ آپ سے کہتا کیا ہین میرا لڑکا
ہی اور کہان سے مین نے پایا ہی عمرو نے دیو سے کہا کہ اب اسے لیجاکر کھالے دیو پھر گاذر کو لیکر طرف آسمان
لے گیا اور منہہ کھولا پھر یہ چلایا کہ مجھے بچاؤ اب مین سچ سچ کہدونگا عمرو نے پھر بُلالیا اُسوقت گاذر نے جو
کچھ حال تھا کہا کہ لب دریا مین نے ایک صندوق پایا تھا اسمین یہ لڑکا بند تھا سب سے چھپا کر اپنے گھر
مین لاکر اپنا فرزند ظاہر کیا تھا اور برادری کو روٹی دی تھی اُسوقت امیر کی خاطر جمع ہوئی اور دیو سے کہا کہ تم کو
حکم ہی کہ اسے جہان سے لایا تھا وہین پہونچادے اور گردیہ بانو کو لے آوے وہ لشکر اسلام مین ہی اور کچھ زر و جواہر
رفیع گاذر کو دیا دیو تو روانہ ہوا عمرو سے جو کچھ اقرار تھا انھون نے بھی لیا اب بدیع الزمان کو اپنے برابر
دنگل جواہرنگار پر جگہ دی اتنے مین وہ دیو ملکہ گردیہ بانو کو لے آیا امیر نے انکو پردے مین بٹھایا اور بیٹے [illegible]

اور نگاہ ملکہ قریشیہ سلطان کی پڑی دیکھا بال طلائی ہین بدر ملع کے سر پر نور اسلاسل پر پڑا کو یہ اضطراب
اشارہ کیا کہ خاں بچا اور بابا جان سے کہہ میری طرف سے کہ بدیع الزمان کو مار نہ ڈالیے گا چھوڑ دیجیے سلاسل
دوڑا ہوا آیا اور پیغام ملکہ قریشیہ سلطان کا صاحبقران کو سنایا امیر کشور گیر والی قاف و دنیا نے بدیع الزمان
کو آہستہ سے زمین پر رکھدیا مگر بدن امیر کا فرط غضب سے کانپنے لگا آنکھیں سرخ ہو گئیں منھ مین کف بھر آیا تیغہ
عقرب سلیمانی کو اُٹھا لیا اور زینہ پر قصر جہم کے چڑھے جبکہ سامنا قریشیہ سلطان کا ہوا ملکہ پکاری کہ
بابا جان آپ نے بڑا غضب کیا تھا شاید کہ آپ بدیع الزمان کو قتل کرتے امیر کو کلمہ ستی کا زبانی سلاسل
کی سنکر خیال ہوا تھا کہ شاید قریشیہ بدیع پر عاشق ہوئی ہے اسی وجہ سے تیغہ بکف قتل کو قریشیہ کے آئے تھے
اس خیال سے کہ مجکو سب مین اس نے بدنام کیا اور اب جو ملکہ قریشیہ سلطان نے خود امیر سے کہا اور امیر نے
بدحواس دیکھا جانا کہ واقعی فریفتہ ہے بس تیغ علم کرکے چلے کہ او شوخ دیدہ ابھی تجکو قتل کرتا ہون جیسا تو نے
مجکو سب مین ذلیل کیا تاکہ تجھے بھی معلوم ہو کہ عاشقی کی یہ سزا ہے قریشیہ سلطان یہ سنکر زرد پڑ گئی اور دوڑکر
قدمون سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بابا جان قصور لونڈی نے کیا کیا ہے جو آپ قتل فرماتے ہین مین نے
جو کہلا بھیجا تھا کہ بدیع کو قتل نہ کیجیے گا اُسکا سبب یہ ہے کہ بدیع میرا بھائی ہے آپ کا فرزند ہے
ملکہ گرد یہ بانو کے بطن سے پیدا ہوا ہے ایک دن ملکہ گرد یہ بانو کو ہماری والدہ نے حسن صورت
سے مہر مصری کو جنھے مین جھر لگا رکھے دیوزاد سے اُٹھوا منگایا تھا اُسی صورت سے
حسب عادت ماشاء اللہ غصہ تو اُنکو بہت ہے ملکہ گرد یہ بانو کو دیوزادون سے اُٹھوا منگوایا تھا
مین نے بچلیا اور دنیا مین بھجوا دیا جسوقت کہ اُنکو دیوزاد لائے تھے راہ مین وضع حمل ہوا تھا
اور لڑکا راہ مین رہگیا تھا مین نے جو دیوزادون سے حال لڑکے کے تولد ہونے کا سنا منگوا لیا
جب وہ لے آئے فرط محبت سے چشمہ سلیمانی مین غسل ولادت دیا تھا اور خاصہ اُس چشمہ کا
یہ ہے کہ جو نہاتا ہے اُسکے بال طلائی ہو جاتے ہین اُنکے بھی بال سونے کے ہو گئے تھے بعد اسکے خواجہ عبد الرحمن
کی صلاح سے اُنکو مین نے صندوق مین بند کیا اور جواہر بہت سا رکھکے ایک سفارشنامہ
بھی لکھکر رکھدیا تھا اور دریاے اخضر مین بہا دیا تھا رقعہ کا یہ مضمون تھا کہ یہ لڑکا رئیس قوم کا ہے
جو پاوے اسے اچھی طرح پرورش کرے اب جو مین نے بال بدیع الزمان کے سونے کے دیکھے وہ
صورت اور کیفیت مجکو یاد آ گئی جانا مین نے کہ یہ وہی لڑکا ہے اور بھائی میرا ہے آپ اس امر کو عبد الرحمن سے
دریافت کر لیجیے اگر خلاف لونڈی کے بیان کے نکلے تو بے تامل آپ مجکو قتل کرین بھائی میرا
تھا اگر سعی مین نے کی تو کیا برا کیا ہون آپ ہر صورت مالک ہین شعر گر کشی ور جرم بخشی رو و سر بر آستانم
بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی بر آنم چونکہ یہ سنکر امیر نے تیغہ کو ہاتھ سے رکھدیا اور عبد الرحمن کو
تخلیہ مین بلاکر پوچھا تو مطابق اظہار قریشیہ کے اُنھون نے بھی بیان کیا اُسوقت غصہ امیر کا
زائل ہوا قریشیہ کو گلے سے لگایا پیشانی کا بوسہ دیا اور نیچے قصر کے اُترے سب حضار بہم دیگر آپس مین
تہنیت دیتے تھے اور تمام خرد و کلان پیر و جوان بہ سر نوید تھے کہ بادشاہ اسلام نے امیر سے فرمایا کہ
یا امیر یا توقیر آپ تلوار پکڑ کے کہان گئے تھے خیر تو ہے فرمایا امیر نے کہ اے شہر یار زبانی قریشیہ کی
یہ سنا کہ بدیع الزمان میرا بیٹا ہے یہ فرماکے بدیع الزمان کی طرف جو نگاہ کی تو نشانیان

مارے نیند کے بیچین ہونے لگے بعضون نے کہا کہین جلد فیصلہ ہو نہیں کے مارے بُرا حال ہے بعضے دل چلون نے
جواب دیا کہ پھر چلے جاؤ کہا کیونکر چلے جائین یہ تماشا پھر کہان دیکھنے مین آئیگا غرض کہ سات شبانہ روز کشتی
رہی آٹھوین شب سب نے دیکھا کہ دوبارا امیر با توقیر بدیع الزمان کو دونون گھٹنون سے نیچے لائے بدیع الزمان
پیچ کر کے مانند برق کے تڑپ کے نکل گیا اور ایک بار بدیع الزمان امیر حمزہ صاحبقران دوران
کو ایک گھٹنے سے نیچے لائے یہ بھی جسطرح گنج مین سے ہوائی اور سنگ مین سے شرارہ نکل جاتا ہے
نکل گئے اب سب کی راے یہ ہوئی کہ چھڑا دو سات شبانہ روز بے خور و خواب دونون کو گذر چکے ہین
باہم صلاح کر کے کہا کہ یا امیر اور اے بدیع اب کشتی موقوف رکھو پھر سمجھ لینا کوچک سلیمان نے
بدیع الزمان کی بہت تعریف کی اور فرمایا کیا خوب لڑے ہو کیا بات ہے تمھاری سبحان اللہ کوئی دقیقہ
باقی نہین رہا مگر ایک بات البتہ باقی ہے کہ ہم نے قاعدہ دیکھا ہے کہ جب عرصہ ہوتا ہے اور فیصلہ کشتی کا نہین
ہوتا تو تنگ عرب لڑتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ایک چار زانو بیٹھے اور دوسرا اُٹھائے جو اُٹھا لیجائے گویا کہ اُسنے
کشتی مار لی اگر منظور ہو تو یہ طور بھی فیصلہ کا ہے جلد فیصلہ ہو جائے ورنہ مین لڑنے کو یون بھی موجود ہون
اور دوسری کشتی ترکی ہے وہ تماہیات گرگون کی لڑائی یعنے گھونسم گھانسا اور یہ جو سب لوگ لڑتے ہین اور ہم تم
لڑے اسے تلاش عجمی کہتے ہین بدیع الزمان نے سنکر مان لیا کہ کہین جلد فیصلہ ہو سات روز سے
بے خور و خواب تھا کسی سے کا ہیکو ایسا لڑا ہوا تھا کہ سات روز گذر گئے ہون کہا کہ یا امیر واقع مین جنگ
عرب تو یہ ہے فدوی کو منظور ہے بس امیر لنگر مار کے بیٹھے اور بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور
کیا ایسا جھٹکا مارا کہ لنگر امیر کا ٹوٹا اور رانون تک کھینچ کے لائے پھر چاہا کہ سینہ تک اونچا کرین کہ امیر نے لنگر مارا
زنجیر کمر کھسکی پڑ گئی امیر چھوٹ کر زمین پر آگئے اب بدیع الزمان چار زانو بیٹھے صاحبقران نے
انکسار بہت فرمایا کہ اے رب بے نیاز و کارساز و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر خداوندا تو قادر و توانا ہے
بندہ عاجز ہے اے مالک اگر تو نے مجھے صاحبقرانی کا مرتبہ دیا ہے تو امیدوار ہون کہ رخنہ اس نام مین نہ پڑے اور
موجب شرمندگی کا ہو تو ہی سرخرو کریگا ورنہ مین کیا ہون اور حقیقت میری کیا ہے نہ طاقت بازوون مین رکھتا ہون
نہ زور کلائیون مین پاتا ہون الحکیم الواحد القہار و الحکیم الملک الجبار المدد یا پروردگار یہ کہکر کمر زنجیر مین بدیع الزمان
کی ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ خورشید نما کو مستحکم زنجیر مین کر کے اور خرب مضبوط پکڑ کے جھٹکا جو مارا بقدرت قادر مطلق
بدیع الزمان جو مثل پیل دمان کے تھے ہاتھ پر صاحبقران دوران کے اُٹھ آئے اول ہی زور مین تا کمر
کھینچا اور دوسرے زور مین تا سینہ کھینچ لائے تیسرے زور مین ذرا سا توقف کر کے شانون کا جو ہلہ مارا اور
بازوون کا زور شریک کر کے بس سر سے بلند کیا سب نے دیکھا کہ بدیع الزمان کو کوچک سلیمان نے سر سے
اونچا کر لیا پھر تو ہر طرف سے ایک شور واہ واہ کا بلند تھا کہ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی اور یہی جان معلوم ہوتا تھا
پریشان کا تو یہ عالم تھا کہ اُچھل اُچھل کھڑے ہوئے اور دوڑ پڑے پریزاد بال و پر کی ہوا امیر با توقیر کو دینے لگے دیوزاد ادھر سے
اودھر کودتے پھرتے تھے دیونیان دھمال مارنے لگین سبحان اللہ سبحان اللہ خاص و عام کی زبان پر جاری ہوا
بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ طبق ہاے زر و جواہر امیر با توقیر پر سے نثار کرو اور ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان نے بھی
بہت سا جواہر تصدق کو بھیجا یہان امیر کو بسبب دیر مین زیر کرنے کے غصہ تھا کہ سات شبانہ روز گذر چکے تھے چاہا
تھا کہ سر چیچ دیکر زمین پر مارین ناگاہ سر پیچ جو چرخ دینے مین کھل گیا اور بال بدیع الزمان ہوا سے ادھر ادھر

قیصر کے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے چونر مور چھل بال ہما کے جواہر دوز سر پر ہونے لگے امیر سلیمان سر دست راست
شاہ پر متمکن ہوئے اور باقی سب سردار حسب لیاقت دنگلون کرسیون صندلیون پر بیٹھے مگر اکھاڑا یہ معلوم ہوتا ہی
کہ خوشبو کی کان ہی مشام جان معطر ہوتا ہی لپٹین مشک و عنبر کی چلی آتی ہیں کیوڑے و گلاب سے زمین تر کرکے اکھاڑا
گوڑا گیا ہی علاوہ اُسکے سب سردارون نے کنٹر کے کنٹر خالی کیے ہین بالون اور کپڑون مین عطر ملا ہوا ہی عطر بھی پرستان کا عجب
ایک کیفیت ہی باغ فردوس کا نمونہ معلوم ہوتا ہی جدھر نگاہ اُٹھ گئی سب جواہر پوش و زرین پوش ہی نظر آئے دیر تک
نشست و برخاست کی کیفیت رہی بیابنشین کی صحبت رہی پھر بدیع الزمان نے امیر کیجانب نظر کرکے کہا کہ دن
چڑھتا ہی اب دیر نفرمائیے امیر نے ارشاد کیا کہ بہت بہتر ہی جو آپکی رائے بس بدیع الزمان نے جانگیا پہنی چست کسی زنجیر
فولادی کمر سے لپٹی اور اکھاڑے مین اُتر کے ڈنڈ کیے شاگردون نے مٹی اکھاڑے کی چڑھائی کہ سولہ سو بیگھا تیار ہی سب
شہزورون نے مٹی جو ملی ڈنڈ بھول گئے اُس تیاری کو دیکھکر کہ ایک خوبصورتی سے ساتھ تھی دیوزادانی پری بھی بھول
گئے رشک کرنے لگے وہ ران جانگھ سینہ و کمر گردن موٹر سب سانچے مین ڈھلے ہوئے معلوم ہوتے تھے سختی
مین فولاد ناب کا قد و قامت معلوم ہوتا تھا واہ واہ ماشاء اللہ کی صدا چہار سمت سے بلند تھی اب بدیع الزمان نے
کسرت ہر قسم کی دکھانا شروع کی یعنی مگدر بھی ہلائے نال بھی اُٹھائی لزم بھی ہلائی شاگردون کو زور بھی دلایا جبکہ
پسینہ مین تر ہوگئے اُسوقت پھر پوست گاو آئی اُسپر خشت طلائی کو رکھکر ایک پانؤن اپنا جماکر خم پر خم مارکے
پکارے کہ کہان ہی رستم کہان ہی سہراب و اسفندیار و زال آئین اور زور کی میرے داد دین اور شاگردون
نے پوست کو حسب دستور کھینچا ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئے ایک ایک ٹکڑا سب کے ہاتھ مین رہ گیا مگر پانؤن کے
نیچے سے خشت نہ سرکی امیر بھی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اُسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے بھی
تعریف کی اور بادشاہ سے اجازت لیکر دنگل سے نیچے اُترے خادمون نے اسباب تلاش حاضر کیا صاحبقران نے
بجلدی تمام یراق کشتی پہن لیا اور اکھاڑے مین داخل ہوئے اور از راہ انکسار بہت کلمات تعریف مین بدیع الزمان
کے ارشاد کیے کہ حقیقت مین تمھارے زور کے موافق میرا زور کیا کہ تم جوان اور مین ضعیف مگر خوشی تمھاری کرتا ہون
یہ فرماکر ہاتھ پر ہاتھ ڈالا ایک ہاتھ سے ہاتھ بدیع الزمان کا پکڑا دوسرا ہاتھ گردن پر رکھدیا اور سر سے سر
ملاکر ایک دستی کرنے لگے بڑی دیر تک یہ صورت رہی بعد اسکے بدیع الزمان نے دو دستی کی امیر حمزہ
صاحبقران دوران نے زبردستی بدیع الزمان کو کھینچا پھر تو زبردستیون سے داؤن پیچ ہونے لگے
تمام ساکنان قاف جھکے ہوئے تماشا کشتی دیکھ رہے ہین اور عورات چلمنیون سے مشاہدہ کر رہی ہین جو
پیچ بدیع الزمان نے باندھا امیر حمزہ صاحبقران دوران نے کھولدیا جب امیر حمزہ صاحبقران دوران
نے کوئی پیچ کیا بدیع الزمان نے کھولا کسی پر کسی نوع کا پیچ دن بھر نہ پڑا دن بھر آپس مین داؤن پیچ ہوا
کیے جب شام ہوئی اُسوقت روشنی پرستان کی آئی کہ اکھاڑہ روشن ہو گیا دن معلوم ہونے لگا پھر دونو
سرگرم تلاش ہوئے آدھی رات جب ہوئی خوان میوون کے آئے اور کاسے دودھ کے بدیع الزمان
نے میوہ تو نہ کھایا مگر دودھ پیا صاحبقران نے دودھ بھی نہ پیا بدیع الزمان نے ہر چند اصرار کیا
امیر حمزہ صاحبقران دوران نے ارشاد فرمایا کہ میرا قاعدہ یہ ہی کہ جس وقت تک فیصلہ
نہین ہو لیتا ہی مین اکل و شرب نہین کرتا اپنے قاعدے سے مجبور ہون غرض کہ
تمام رات کشتی رہی دونون کے چہرون پر کسی طرح کا حزن و ملال تک نہ آیا اور نہ فیصلہ ہوا تمام حاضرین

شکیا ہوا ایک ساعت تھا کہ کیا لطف کی کشتی تھی بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ تک غائب ہو گئے نہیں معلوم کیا سانحہ ہے
کہ دیو سبکو لیکر پرستان میں پہونچے ہرکارے آسمان پری کے یہان سے جہران کاس اور اکوان کاس
دوڑے ہوئے آئے اور امیر و ملکہ آسمان پری کو خبر کی کہ غلام آپکے جا کر سب کو لے آئے امیر اسیوقت اٹھ کھڑے ہوئے
اور پیشوائی کو گئے باادب کھڑے ہو رہے راہ میں جبکہ بادشاہ نظر آئے امیر نے مجرا کیا بادشاہ نے جو امیر کو دیکھا خوش
ہو کر بغل گیر ہوئے اور سب سردارون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے سبکو مہربانی سے پوچھا اور استفسار حال کیا بعد اسکے
بادشاہ کو لاکر گلستان ارم میں داخل کیا تخت بلقیس پر جگہ دی اور سب سردارون کو دنگل ملے دست راست و دست چپ
آباد ہوا بدیع الزمان کو بھی امیر نے بہت دیر تک بغل گیر رکھا اور جبکہ بادشاہ نے بیان کیا کہ یا صاحبقران
بدیع الزمان پانچ روز تک شاہزادہ کرب نوجوان سے لڑے اسیر بھی زیر نہوئے امیر نے فرمایا کہ ظل اللہ مجھکو
سب خبر ہے علم رمل سے عبد الرحمن نے دریافت کیا جب تو فدوی نے دیوون کو بھیجکر ان سبکو اور آپ کو
بلوا لیا کیا بات ہے انکی کہ نظر کردہ سے لڑے ہیں کسی کی طاقت ہے کہ کرب غازی سے لڑے اور زیر نہو یہ بات انھین
کے لیے تھی شاباش و مرحبا یہ فرما کر بدیع الزمان سے مخاطب ہوے کہ ای پہلوان دوران اب دو چار روز آرام
لیلو بعد اسکے ہم تم سے لڑینگے کرب سے تو لڑ چکے ہو اب مثل کرب کے دوسرا سردار ہمارے یہان نہیں ہے
بدیع الزمان نے کہا کہ یا امیر ثانی سلیمان مجکو بھی آرزو آپ ہی سے لڑنے کی باقی ہے اسیواسطے میں اتنے روز تک
آپ کے لشکر میں ٹھہرا رہا اور کہیں نہ گیا حسب الحکم سلطانی کہ جہان مطاع اور عالم مطیع ہے بحکم بادشاہ انجم سپاہ
کے میں کرب سے لڑا عین خوشی اور رضامندی میری یہ ہے کہ حضور سے لڑون اور کمترین سب طرح موجود ہے آج
ہی اکھاڑا تیار ہو جائے اور کشتی شروع ہو جائے امیر نے فرمایا کیا جلدی ہے دو روز تامل کرو آسودہ ہو لو اور جو لوگ
کہ مشتاق ہیں وہ بھی سب آج نہیں آسکتے ہیں یہ فرما کر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو اسیوقت رقاصان ماہ طلعت
حاضر ہوئیں مجرے پریزادون کے ہونے لگے اور شیشہ و ساغر لیکر ساقیان سیمین ساق حاضر ہوے ناچ ہونے
لگا جام مے گلرنگ گردش میں آیا باجے پرستان کے بجنے لگے دوپہر تک صحبت بے تکلفانہ رہی بادۂ ناب کا دور رہا
بعد اسکے خاصہ طلب ہوا دسترخوان بچھا سب نے ہمراہ امیر کے نوش کیا پھر بارگاہ سے اٹھ اٹھ کر اپنی اپنی خوابگاہ
میں گئے سو رہے سہ پہر کو پھر دربار ہوا سب حاضر ہوئے ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان نے جو سن لیا تھا
کہ امیر سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی تو آسمان پری نے امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم بھی آپکی کشتی دیکھنے کے
مشتاق ہیں کبھی آپ کو لڑتے نہیں دیکھا ایسی جگہ اکھاڑا ہو کہ ہم سب بھی دیکھیں امیر نے یہ سنکر حکم دیا کہ اپنے زیر قصر
پنجم ذیل میں ارم کے اکھاڑا کھدے قصر پر عورات اور پریزاد چلمنین کھینچے کے مکانون میں بادشاہ زادہ اسلام اور
کل سرداران عالی مقام ہون فوراً پریزادون اور جناتون نے اکھاڑا تیار کر دیا میل ہائے فولادی گاڑ کر زنجیرین
باندھ دین حد اکھاڑے کی مقرر کر دی گرد بگرد مسلون کے دنگل کرسیان صندلیان بچھا دین جگہ بادشاہ کی ایک
جانب خالی رکھی پہر دن نہ چڑھا تھا کہ صدا نقارے کی بلند ہوئی یعنی بروز مقررہ جہان پناہ کے ہمراہ صاحبقران
دوران مع کل گردان جہان و مجمع دیو پری ہمراہ بدیع الزمان ساتھ ساتھ اکھاڑے پر آئے ملکہ آسمان پری اور
ملکہ قریشیہ سلطان اور راشدہ پری بنت شہیال بن شہرخ اور اکوانہ پری صندل پری زعفران پری
جواہر پری اور سلاسل پریزاد و زلازل پریزاد و سلطان ازرق پریزاد کہ یہ تینون افسر ہیں پریزادون پر
سب ساتھ ملکہ آسمان پری کے آئے بالائے قصر مجمع پریزادون کا ہوا چلمنین چھوٹ گئین نیچے

پچھاڑا اور اسکا ہاتھ ہٹا دیا بدیع الزمان چاہتا ہے کہ ہاتھ کو گرفت مین لا کے پیچ باندھے کرب والا ور ہٹا دیتا ہے دو پہر روز تک یہی رہا اور
سب بے خورد خواب رہے کوئی نہ ہٹا سب ڈٹے ہوئے دیکھا کیے پھر بعد دو روز کے دانون پیچ شروع ہوئے وہ
جوڑ توڑ ہوئے کہ یہ معلوم ہوتا تھا دو برقین کوند رہی ہین کھلنا باندھنا پیچ کا ثابت ہوتا تھا شاہ و شہریار اور کل چغتا
صد التحسین و آفرین کی دے رہے تھے جو پیچ کرب نے باندھا بدیع الزمان نے کھولا جو بدیع الزمان نے
باندھا کرب نے کھولا غرضکہ پانچ روز کشتی رہی کوئی کسی کے پیچ مین نہ آیا نہ کسی کا دم پھولا وہی کیفیت رہی اب
تماشائیون کی یہ حالت ہے کہ آنکھین سرخ ہو گئی ہین جھوم رہے ہین جیسکہ براقاخمون کا ہوتا ہے چونک پڑتے ہین پیالیان
پانی سے بھری ہوئی آگے رکھی ہین جب نیند کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے منہ دھو ڈالتے ہین چھینٹے پانی کے منہ پر دیتے
ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو سونا تو تمام زندگی ہے یہ کشتی یادگار ہے ہر روز تو نہ ہوا کریگی کوئی دقیقہ دیکھنے سے رہ نہ جائے
وہین بیٹھے ہوئے کھانے منگا کر کھاتے ہین بعضے فواکہات پر بھوک کو ٹالتے ہین مگر ہلتے نہین کہ ہماری جگہ دوسرا نہ
آجائے پہلوانون کے لیے خوان میوون کے اور کاسے دودھ کے آتے ہین وہ نوش کر لیتے ہین دودھ پسینہ بنکر بغلون کی
راہ سے بہہ جاتا ہے سب کہہ رہے ہین کہ یہ نہ زیر ہونگے ابھی تک تو برابر ہین دونون لڑکے مر جائینگے ایسے یہ دونون
نہین ہے کہ کوئی بچھڑ جائے غرضکہ سبکی رائے اس بات پر متفق ہوئی کہ دونون کو چھڑا دینا چاہیے کہ ہر ایک کی بات
رہے ایک تو پہلوان دوران ہے دوسرا نظر کردہ شاہ مردان ہے پانچ روز گذر چکے ہین کمی بیشی معلوم نہین ہوتی
اب دو کلمے داستان بلا لینا امیر کا بدیع الزمان و کرب و بادشاہ وغیرہ کو پردہ دنیا سے بیان ہوتے ہین
وہان امیر حمزہ صاحبقران جو ہردم پر دیجی کو زیر کر کے قاف مین پہونچے ملکہ آسمان پری نے امیر کے آنے کا جشن کیا
امیر نے پوچھا کہ ای آسمان پری قہقہہ یا گریبت بن قہقہہ کوئی بعد میرے جانے کے آیا تھا یا نہین ملکہ نے کہا یا امیر ابھی
نہین آیا مگر آمد لگی ہوئی ہے ضرور آئیگا امیر چپ ہو رہے جب کئی روز گذرے اور کچھ خبر نہ آئی امیر نے ملکہ آسمان پری
سے کہا کہ عبد الرحمن جنی سے کہو کہ علم سے دریافت تو کرین کہ لشکر مین ہمارے بدیع الزمان ہے یا چلا گیا
آسمان پری نے عبد الرحمن کو بلایا اور حکم دیا کہ حال لشکر امیر کا دیکھو انھون نے قرعہ پھینک کر دریافت کیا اور عرض
کیا کہ بدیع الزمان اور کرب غازی سے کشتی ہو رہی ہے پانچ روز گذرے ہین اور ابھی تک کوئی کسی پر غالب
ہوتے معلوم نہین ہوتا یہ سنکر امیر نے بڑا افسوس کیا کہ ہم نے یہ کشتی کرب سے نہ دیکھی ایسی کشتی کبھی کاہیکو ہوئی ہے
ملکہ نے امیر کو ملول دیکھکر کہا کہ آپ ملال ناحق کرتے ہین اگر فرمائیے تو مین دیوون کو بھیجکر بلوا لون آپ یہین
تماشا کشتی کا دیکھیے امیر خوش ہو کر بولے کہ یہ تو خوب بات مگر ساری صحبت کی صحبت آئے کہ جسطرح سب کشتی کا
تماشا دیکھ رہے ہین مع بادشاہ اسلام تو لطف ہے یہ کیا کہ ہم دیکھین اور وہ سب نہ دیکھین یہ سنکر آسمان پری
نے حکم دیا کہ پانچ ہزار دیوان قاف جائین اور سبکو اٹھا لائین پھر مجمع دیوزادون کا طرف پردہ دنیا کے روانہ ہوا وہان پانچوین
روز سب نے دیکھا کہ لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوئے سب دیکھ رہے تھے کہ ہوا زور شور کی چلی اور مجمع درہم
و برہم ہونے لگا وہ آدمی جو دبلے پتلے تھے اڑ اڑ کر گرنے لگے ہوا کے وہ سناٹے تھے کہ سب الامان و
الحفیظ پکارتے تھے اسی تہلکہ مین صدہا پنجے پیدا ہوئے پہلے ایک پنجے نے بادشاہ اسلام سعد نوجوان کو تخت پر سے
اٹھا لیا اور طرف آسمان کے بلند ہوا پھر دوسرے پنجے نے بدیع الزمان کو لیا تیسرے نے کرب غازی کو پھر تو
پنجے کڑک کڑک کر گرے اور جتنے دست راسی و چپی تھے مثل لندھور بن سعدان اور مالک اژدر و فراغ
مغربی وغیرہ سب کو پنجے لے اڑے سب لوگ حیران و پریشان پھر کر چلے آئے سارا کشتی کا فرا

نظر کردہ بھی ہے اور جوان ہے اور عزربان ضعیف ہے شاہ نے فرمایا کہ کہتے آپ سچ ہین مگر کرب سے جو کشتی ہوگی تو سب
کہینگے کہ کرب نظر کردہ شاہ مردان ہین اسوجہ سے زیر ہوے جب امیر انکا کچھ نہین کرسکتے ہین تو دوسرے کی کیا حقیقت
ہے اسمین بہتری نہین ہے ہان اگر نظر کردہ نہوتے تو کیا مضایقہ تھا خواجہ نے کہا جو ظل اللہ فرماتے ہین وہ بجا ہے مگر
اپنی جیت دیکھنا چاہیے فرمایا کہ خیر تو نہین سہی مگر بدیع الزمان سے بھی پوچھ لو عمرو نے عرض کیا کہ حضور کے منھ
سے نکل گیا ہے تو پہلے عزربان ہی کو لڑوائیے مگر برابر چھڑوا دیجیے گا کسی بہانے سے یہ راے بادشاہ کو بہت پسند آئی
اور عمرو نے کہلا بھیجا بدیع الزمان سے کہ کرب بیچارا دلاور سے لڑتا ہوگا عزربان ماندا ہو گیا ہے موافق حکم بادشاہ کے
ایک دو روز اس سے پہلے لڑ لینا بدیع الزمان نے کہا جب مین امیر سے لڑنے آیا ہون تو دوسرے سے بھی لڑ
نہ جاونگا جسکا جی چاہے لڑے غرضکہ اکھاڑا تیار ہونے لگا ڈھنڈورا پٹا کہ بدیع الزمان اور کرب سے کشتی ہوگی
ہر طرف دھوم مچ گئی سبکو اشتیاق ہوا کہ کشتی خوب ہوگی جبکہ روز مقرر آیا بادشاہ اکھاڑے پر تشریف لاے اور تمام
اہالی موالی ساتھ آے بدیع الزمان بھی شاگردون سمیت خبر شاہ کے آنے کی سنکر آے دیکھا کہ ہجوم خلایق ہے
صغار و کبار جمع ہین بدیع الزمان شاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین اترے اور پہلے اپنے شاگردونکو زور
دلایا بعد اسکے پوست گاو بچھائی اور خشت طلائی کو پانون کے نیچے رکھکر بدیع الزمان نے خم پر خم مارے
اور نعرہ کیا کہ کہان ہے رستم اور کہان ہے سام کہان ہے سہراب کہان ہے اسفندیار اور گیو و افراسیاب فرازل کہ آئین
اور زور و قوت کی داد دین اور کہان ہین حمزہ صاحبقران کہ مجھ سے مقابلہ کرین شاگردون نے بدیع الزمان
کے ہر طرف سے پوست کو چاہا کہ کھینچ لین مگر ممکن نہوا کھال کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے اور اینٹ نہ سرکی پوست
ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ہاتھ مین آگئی یہ دیکھکے سب نے تعریف کی مگر عزربان خراسانی نے جٹ لنگوٹ کسا اور بادشاہ
سے اجازت لی اور اکھاڑے مین اترا اور نہیب دی کہ خبردار بے ادبی نکرو صاحبقران یہان کہان ہین جو
انکا نام لیتے ہو مین تو خدمت گذاری کو موجود ہون جب مجھ سے زیر نہوگے تو انھین پکارنا بدیع الزمان
نے عذر کیا کہ بہتر صاحبقران سے دوسرا نہین ہے اس سبب سے نام نامی ہمیشہ لیا کرتا ہون آپ بھی آئیے
حوصلہ نکال لیجیے سب ملکون سے منشور یکتائی پر مہرین کرواتا چلا آتا ہون یہان جو کچھ مقدر دکھاے شعر
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + یہ کہکر بدیع الزمان نے ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا دوسرا کلائی
پر ڈالا تا دیر زور ہوا کیے پھر داون پیچ ہونے لگے چھڑا کا کشتی کا بندھ گیا دن بھر کشتی رہی شام کو عمرو نے
چاہا جدا کرین عزربان نے نہ مانا غرضکہ دو روز کشتی رہی اب دم عزربان کا بھر آیا شام ہوگئی تھی عمرو نے دونون سے
کہا کہ اب بادشاہ کا حکم ہے کہ نہ لڑو دونون علیحدہ ہوے سب نے دونون کی تعریفین کین اب کرب کی کشتی دوسری
تاریخ تعین ہوئی سب پھر پھرکے اپنے خیمون مین آئے بادشاہ داخل بارگاہ ہوے سرداران جمع ہوے عزربان
کہا کہ شہریارا ایسا قوی زور مین نے تو نہین دیکھا واقع مین اسکا مثل نہین سوا امیر کے کسی کی طاقت نہین ہے
کہ اسے زیر کرسکے غرضکہ پھر وہ دن آیا جس روز کشتی کرب سے ٹھہری تھی اکھاڑا تیار ہوا خلقت جمع ہونے لگی آج
اس دن سے بھی سوا مجمع ہے بادشاہ بھی تشریف لاے سب سردار جمع ہوے بدیع الزمان بھی آے ہر ایک کو
اشتیاق ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ پہلوان زبان و نظر کردہ شاہ مردان ہین غرضکہ بدیع الزمان اکھاڑے مین اترے
اپنے پہلوانون کو زور دلاکر خشت طلائی پر کھڑے ہوکر خم مارا کرب غازی بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے
مین کود کے اور زور ہونے لگے ایک ہاتھ گردن پر کرب کے بدیع الزمان نے رکھا دوسرا کلائی پر ڈالا کرب نے یہ خواہش

کہ جو کوئی دیوانے سے جہینہ بانو کی اصل تصویر کو چھین لے وہی اُسکا مالک ہی جب یہ تصویرین اطراف مین
پہونچین تو ہر شاہ و شہریار نے دیکھین ہر کسی نے پسند کیا مگر دیوانہ سے لڑنا یہ شرط دیکھکر چپ ہو رہے کہ زبردست ہی مگر
فرامرز بن نوشیروان تصویر اُس رشک مہر منیر کی دیکھکر بدل و جان فریفتہ و شیدا ہوگیا اب جو اُسنے پرچہ اخبار
سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے کو زیر کیا اور مسلمان کیا تیر غم جگر کے دوسار ہوگیا
کہ دوسرے اخبار سے معلوم ہوا کہ دیوانہ جہینہ بانو کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہی یہ سُنکر تاب ضبط باقی نہ رہی آہین
بھرنے لگا یاس ہوگئی کہ اب ملنا مشکل ہی اسی غم مین بیمار ہوگیا خار جدائی دلمین خلش کرنے لگا اور رشک وصل غیر
نے زیادہ بیقرار کیا جبکہ حالت زار ہوئی فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا کہ ای شاہزادہ کیا حال ہی تمھارا فرامرز نے
رو رو کر سب کیفیت بیان کی اور دامن پکڑ لیا کہ ای قارن مین دامن نہ چھوڑونگا جبتک تم اقرار یہ نہ کروگے کہ مین جہینہ بانو
کو لادونگا تمھارے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ہی اگر فوج عدن کی لیکر جاؤ گے چھین لاؤ گے ایک دیوانے کی کیا حقیقت ہی
فرامرز نے اقرار کر لیا اور غرور مین شہزوری کے لاف زنی کی کہ رستم و آوردم مجھ سے لینا میرا ذمہ غرضکہ تین روز مین سامان سفر مہیا
کرکے لشکر عدنی ہمراہ لیکر روانہ ہوا و نوشیروان نے بھی یہ حال سنا ہی اور بیٹے کی حالت سنکر فرامرز سے التجا کی ہی کہ ای
فرامرز بن قارن کوشش کرکے جہینہ بانو کو لاؤ اب اسے اور زیادہ خیال ہی کہ بہمہ وجوہ جسطرح ہو جہینہ کو لاکر فرامرز کے سپرد
کرو یہ تو اسطرف جاتا ہی اور اُدھر سے ہر دم آتا ہی کئی فرسخ کا فاصلہ باہم تھا کہ دونون طرف خبر ہوگئی ادھر ہر دم نے مقام کیا
اُدھر فرامرز بن قارن نے منزل کی اُنھین تو یہین چھوڑئیے

اب دو کلمے داستان لشکر اسلام سے لکھتا بدیع الزمان پہلوان زمان کا عزربان خراسانی وزیر لاثانی سے اور بعد دو روز کے شاہزادہ کرب نامور سے عمرو کے کہنے پر پانچ روز تک کشتی ہونا بعد اُسکے بلوانا امیر کا دونون کو پردہ قاف مین بیان کیے جاتے ہین

جس وقت سے کہ عمرو لشکر اسلام مین آیا ہی اور حال امیر کا یعنی پنجہ کا اُٹھا لیجانا بیان کیا ہی تمام لشکر مین ہر ایک کو تردد و اشتغال
ہی سب کو صدمہ عظیم ہوا ہی اور بدیع الزمان آگئے ہوئے ہین دونون وقت دربار کرتے ہین انتظام صاحبقران نامدار
کا ہی سب سرداروں سے محبت و اتحاد ہوگیا ہی لیکن حال امیر کا زبانی عمرو کی سُنکر اُنکو بھی ملال ہی ایک روز بادشاہ اسلام نے
خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں سے کہا کہ حال امیر کا رمل سے دریافت کیجیے کہ کون لیگیا ہی اور کہان ہین کب تک تشریف
لاوینگے انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب اور تخت طلائی پر بیٹھکر قرعون کو تختی پر جو پھینکا اور زایچہ کھینچکر خوب دیکھا
و دست بستہ عرض کیا کہ خانہ حیات حمزہ صاحبقران دوران کا آبادی قریب ہی کہ بخیریت تمام پہونچین خاطر جمع رکھیے اندیشہ
کسی بات کا نہ فرمائیے بادشاہ اسلام سنکر خاموش ہو رہے مگر بدیع الزمان کو یہ خیال ہوا کہ دیکھیے امیر کب آتے ہین ایک
روز [illegible] عرض کیا کہ ای شاہ گردون بارگاہ فدوی کو رخصت کر دیجیے امیر تو عرصے مین آئینگے اور یہ منشور پر مہر
کر دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ مجکو اس امر مین دخل نہین ہی امیر کو اختیار ہی بغیر اُنکے آئے مین مہر نہین کر سکتا کبھی ایسا
نہین ہوا ہی ان امور مین اُنھین کو دخل ہی اور اگر ایسی ہی تمکو جلدی ہی تو روبرو ہمارے کشتی لڑو ہم بھی دیکھین اس
عرصے مین شاید امیر بھی آجائینگے اور تمھارا بھی دل بہل جائیگا بدیع الزمان نے اقرار کر لیا کہ بہت خوب جس سردار سے فرمایئے مین
لڑون اب سرداران پر بادشاہ نظر ڈالتے تھے کہ کسکو فرماوین کہ یہ ذہن مین آیا کہ عزربان خراسانی سے لڑو اور حکم دیا کہ عزربان
بدیع الزمان سے لڑین سبکو معلوم ہوا کہ عزربان سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی عمرو نے جو یہ حال سُنا بادشاہ
سے التماس کی کہ ای کیہان خدیو آپ نے عزربان سے کشتی ٹھہرائی ہی عزربان سے لاکھ طرح شاہزادہ کرب غازی بہتر ہی کیونکہ

بولا کہ تو جیتا ہی بچیگا دیوانہ کچھ بولا امیر نے ڈانٹا کہ خبردار پھر مارونگا دیوانہ نے چاہا کہ منہ نوچے امیر نے ہاتھ پکڑ لیا اور ایسا
ہی کچھ دیوانہ نے زور کیا امیر نے آتی باتوں مین پھر توڑ کر تلوار دی تو کمر مین دیوانہ کے ہاتھ ڈالکر مضبوط پکڑا اور زور
سے دیوانہ کو کھینچا اور وہان سے شانے تک زور شریک کرکے بازوون کا بہ نیاست نعرہ اللہ اکبر بلند
سے کھینچکر سر سے بلند کیا امیر کے سر پر دیوانہ بلا حواس ہوا اور لگا ہاتھ پانون ہلانے ناگاہ ہاتھ دیوانہ کا خود
مین امیر کے لگ گیا اور ذرا سا خود سر پاک سے سرک گیا اور پیشانی کھل گئی خال سبز ابراہیمی نمودار ہوا دیوانہ نے
جو خال کو دیکھا پکارا کہ جلد مجکو چھوڑ دیجیے مین آپ سے نہین لڑتا ہون تو غلام ہون غضب کیا آپ نے کہ مجھے
آگاہ نہ کیا اور نہ مجھ سے کبھی یہ خطا سرزد ہوتی کہ مین آپ سے لڑتا اور نام سے آگاہ کیجیے امیر نے یہ سنا چھوڑ دیا
دیوانہ پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا یہی پتا اور نشان مجکو خواب مین ایک بزرگ نے بتایا تھا جو خال سبز آپ کے
ہے اور کہا تھا کہ تجکو وہ زیر کرینگے تو انکی اطاعت اختیار کرنا اور ایمان لانا جہینہ انھین کی زوجہ ہے اسلیے مین نے
یہ مکان بنا کر جہینہ کو لاکر یہان رکھا تھا اور سر کو اپنے در دیوانگی پر مارا تھا اب اپنے نام مبارک سے آگاہ کیجیے
امیر نے نام نامی اپنا بتایا دیوانہ شاد ہوا اور کہا یہی نام مین نے خواب مین بھی سنا تھا پھر مین نے آزمائش کے
لیے پوچھا کہ آپ وہی ہین یا کوئی اور اب کلمہ بتائیے مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا دیوانہ نے
بصدق مسلمان ہوا اور پانون کو امیر کے چوما امیر نے گلے لگایا دیوانہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین ملازمون کو
بھی بلاؤن امیر نے اجازت دی دیوانہ نے پکارا اور نعرہ کیا دیکھا تو چہار طرف سے سوار چلے آتے ہین آن واحد
مین کئی ہزار لشکر جمع ہوگیا اور دیوانہ کو اطاعت مین امیر کی پاکر دست ادب بستہ سر جھکا کر کھڑا تھا گھوڑون
سے اتر کے صف باندھکر سلام کیا دیوانہ نے کہا کہ یہی میرا آقا ہے اور صاحبقران زمان کو لیکر قصر پر آیا اور جہینہ
کو پکارا کہ اونگ یہ صاحبقران جہان ہین مین نے تجکو خود اجازت دی کہ انکی فرمانبرداری اور تابعداری کر خبردار
عذر تکرار مین انکار نہ کرنا ملکہ کا یہ حال ہے کہ جب سے دیوانہ زیر ہوکر مسلمان ہوا ہے سارے قصر مین سجدے
شکر کے کرتی پھرتی ہے اور سب خواصین شاد و خوش ہین خوف دیوانہ کا دل سے دور ہوا ہے ہر ایک شاد و مسرور
ہوا ہے اب جو صاحبقران کو دیکھا دولت لازوال پر قبضہ پایا جامے مین نہین سماتی غرضکہ جہینہ بانو کو کلمہ
طیبہ تو امیر نے اول ہی روز سے پڑھا دیا تھا پھر بلایا اور دیوانہ سے کہکر بہرام شاہ کو بلوایا اور مسلمان
کیا بہرام شاہ مع سب ساکنان بردع کے مسلمان ہوا باپ بیٹے سے ملا پھر صاحبقران نے دیوانہ سے
کہا کہ ابھی میرا رہنا تمھارے پاس ناممکن ہے مین تو قاف کو جاتا ہون اے برادر ہرمز تم ملکہ جہینہ بانو کو لشکر اسلام
مین لیجاؤ بعد فتح پانے جنگ دیوان کے کوہ قاف سے آنا ہوگا تمکو چاہیے کہ ذرا خبرداری اور ہوشیاری سے
لشکر اسلام مین پہونچاؤ اور جہان پناہ سے جانا میرا طرف پردہ قاف کے عرض کرنا یہ فرما کر پریان جنی مین دیوونکو
پکارے وہ تخت یاقوت نگار لیکر حاضر ہوئے امیر سلیمان سریر تخت پر سوار ہوکر قاف کو روانہ ہوئے یہان دو ایک
روز کے بعد سامان مہیا کرکے بہرام شاہ اور ہرمز بردعی دیوانہ اسی ہزار سوار ہمراہ لیکر محافے مین جہینہ بانو
کو سوار کرکے طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران نامور کے روانہ ہوئے

داستان فرامرز بن نوشیروان کا بھیجنا فرامرز بن قارن کو لولاکو عدنیون سے واسطے چھین لانے جہینہ بانو کے

مگر حال نوشیروان اور مدائن کا بیان ہوتا ہے کہ تصویرین ملکہ جہینہ بانو کی بہرام شاہ بردعی سے ہر طرف پھیلی تھین

یہ سنکر برہم ہوگئی کہ امیر غصہ سے فرمارہے تھے اور محجوب ہوکر بولی کہ اے عزالزماں قاف ثانی سلیمان قصور مجھ سے ہوا لیکن واقعہ ایسا ہی تھا جو مین نے آپ کو تکلیف دی وہ یہ کہ گزیست بن شقعہم سے جو شیشی ملک کا تھا سلطان کا خواستگار ہوا جبکہ مین نے نہ مانا اور ایلچی کو جھڑک دیا اُسنے لشکر جمع کر کے مجھسے مقابلہ کیا چند کئی مرتبہ شکست ہوئی تو بلانا آپ کا ضرور جانا کیونکہ قریشیہ آپ کی دختر ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور دریافت کیا کہ گزیست کہان ہے آسمان پری نے جواب دیا چند روز سے ادھر کا رخ نہین کیا ہے مگر آنے کی خبر لگی ہوئی ہے کسی طرف کو یا دہ ہے امیر نے دو روز انتظار کیا تیسرے دن کہا کہ اے آسمان پری اب تک تو وہ نہین آیا اسے تمہیں سب طرف دنیا کے کیونکہ رو برو سے دشمن کے تمہے دیو اُٹھا لایا ہے اُسی جگہ مجھے پہونچا دو لیکن اقرار کرتا ہون کہ جسوقت اُسنے قصد کیا اُسی وقت یہان آونگا لشکر مین بھی اپنے بجا فونگا آسمان پری نے دیوون سے کہا وہ تخت لے آئے امیر سوار ہوئے چار دیو تخت کو لے کر اڑے اور آن واحد مین اُسی لکھیڑے مین لاکر اتارا امیر نے قریشیہ بانو آئے اور دیوون سے کہا کہ تم الگ رہو ایسا نہو کہ آدمزاد تمکو دیکھکر ڈرین جب کہ فیصلہ لڑائی کا ہو جائے تم تخت لیکر میرے پاس چلے آنا دیو یہ سنکر ہٹ گئے اور پوشیدہ ہوگئے امیر طرف قصر کے سیمنے آگئے مین کسی خادم نے آکر دیکھا اور مہینہ بانو سے جاکر بیان کیا کہ اے بی بی وہ زخمی تین دن مین اچھا ہوکر پھر آیا بڑا صاحب کمال ہے کہ اتنی جلدی زخم سے اچھا کرکے آیا مہینہ بانو یہ سنکر دوڑی ہوئی آئی اور دروازہ کھولکر جو دیکھا امیر کو کھڑا پایا شادمان ہوکر پکاری کہ یا امیر آپ نے پھر لونڈی کو سرفراز کیا مگر یہ تو فرمایئے کہ نہ مہینہ نہ دو مہینے آپ اتنی جلد اچھے کیونکر ہوئے امیر نے سارا حال آسمان پری کا بلوانا دیو کو بھیجکر اور مرہم سلیمانی سے اچھے ہونے کا بیان کیا یہان تو باہم نظارہ بازی ہو رہی تھی تیر ناز و ادا کے چل رہے تھے نگاہ سے نگاہ لڑی ہوئی تھی کہ صدا زنجیر کی بلند ہوئی مہینہ پکاری کہ یا امیر خبردار ہوجیے کہ ہردم آتا ہے امیر بھی طرف اسکے دیکھنے لگے استنے مین ہردم نے امیر کو دیکھا وہین سے میل فولادی کو چرخ دیتا ہوا پہونچا اور پکارا اے سرخ کنندہ زنان تو پھر آیا اُس روز تو بھاگ گیا اب آج بچکر کہان جائیگا لے اجل آگئی یہ کہکر میل مار بیٹھا امیر نے پہلو تہی کر کے میل کو خالی دیا اور بند دست کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہ میل اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیوانہ امیر سے لپٹ پڑا صاحبقران بھی مصروف تلاش ہوئے پھر دیوانے نے کیسے کیسے پیچ کیے کہ کیسا ہی شہزور ہوتا مگر دب جاتا لیکن امیر نے پیچ اسکے کھولے اور زور رو کا یہان تک کہ خودہی اُسکا دم پھولا اور زور گھٹا اُسوقت دونون شانے پکڑ کر تھپکیان جو دین اور ریلا تو دیوانہ سنبھل نہ سکا لنگر اکھڑ گیا اب پیچھے ہٹا چلا جاتا ہے داہنے پر اگر لنگر مارتا ہے تو امیر بائین پر تھپکی دیتے ہین اور دیوانہ بائین پر لنگر مارتا ہے تو داہنے پر تھپکی دیتے ہین ایک پانون دوسرے کے پیچھے ہٹا ہوا چلا جاتا ہے سات قدم اُسکو پیل کر لیگئے وہان اُسنے لنگر مارا امیر نے آگے کی تھپکی دی کہ دیوانہ اوندھا زمین پر آرہا امیر نے کمربند تھاما اور نعرہ کر کے جھٹکا دیا کہ دیوانہ اُٹھ آیا بس ایک ہی زور مین کمر تک لے آئے تھے کہ دیوانہ تڑپا کمربند ڈھیلا پڑ گیا دیوانہ چھوٹ گیا اور زمین پر گرا صاحبقران دوران پھر لپٹے اور چاہا تھا کہ پچھاڑون کہ ہردم دیوانے نے چکت ماری شانہ امیر کا زور سے کاٹا صاحبقران نے گھونسا کلے پر مارا کہ دیوانے نے گھبرا کے منھ کھول دیا پھر دیوانے نے چاہا کہ کلائی پر چکت لگاؤن امیر نے گھونسا تانا دیوانے کہا اے سرخ کنندہ زنان تو مجکو مارتا کیون ہے امیر نے کہا تو کاٹتا کیون ہے دیوانہ نے کہا تو بڑا بیوقوف ہے اتنا بھی نہین جانتا کہ مین شیر ہون اور شیر کا کام کاٹنا ہی اور نوچنا ہے اب تو کاٹنے کو منع

دیوانے نے سارنق کو سر پر چرخ دیا جب کہ زنجیرین چرخ کھانے لگین چیخ مار کر امیر پر مارا امیر حمزہ صاحبقران
نے ڈالکو اپنے کو بچایا نہ بچ سکے کیونکہ چار زنجیرون مین چار تر لیے تسفرق بندھے ہوے تھے تلوار کے پھل سے پیشانی
امیر حمزہ صاحبقران کی زخمی ہوئی اور لہو بہنے لگا اسی حالت مین بجلی چمکی کہ آنکھ سب کی جھپک گئی اور پنجہ
پیدا ہوا امیر حمزہ صاحبقران کو اٹھا لیگیا ہردم پیچھے پیچھے چلا جب کہ پنجہ غائب ہوگیا اسوقت ہردم بردعی آیا اور انس لہو سے
امیر کے جو بہکر زمین پر گرا تھا انگلی تر کر کے چوسنے لگا بعد اسکے عمرو بن امیہ ضمری پر چلا کہ او جنگ جو تو ہی اسکو
لایا تھا عمرو بن امیہ ضمری نے پکارا کہ امیر حمزہ صاحبقران کو پنجہ لیگیا تو اس دیوانہ کا کیا کر سکیگا بس اشقر پر
سوار ہوے اور زبان جنی مین بولے کہ ای بچہ ارنا نیس تیرے آقا کو ڈھونڈھنے چلتا ہون مجکو لے چل اشقر نے ابلا
اور سوار کر کے اپنی پشت پر عمرو بن امیہ ضمری کو لے بھاگا ہردم نے پہچانا کیا اور راوپر تھر کے پہونچا اور
پاس ثمینہ بانو کے جاکر ارادہ کیا کہ آج اسے مار ہی ڈالون کہ اسی کے سبب سے یہ فساد پیدا ہوا کرتے ہین
ثمینہ بانو پہلے سے رو رہی تھی جب سے کہ امیر حمزہ صاحبقران زخمی ہوے تھے اب یقین ہوا کہ یہ مجھے آج
مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مثل مگر بہ جا او راسکھے سائیان مار نہ سا کے کوے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری
ہوے دیوانے نے جاکر کہا کہ تو تو کہتی تھی کہ مین کسی کو نہیں بلاتی اگر تو نہیں بلاتی تو دیکھنے کو کیون گئی تھی ثمینہ بانو
نے کہا کہ مین یہ نجانتی تھی کہ کوئی کھڑا ہوا ہے مین تو جنگل کی سیر کو گئی تھی اُس مرد کو دیکھتے ہی پلٹ آئی یہ جو رو رو کر
کہا تو ان عذر یہ سنے تو چپ مارا غصہ اتر گیا چپ ہو رہا اور گھور گھور کے رعب اپنا جتانے چلا گیا رسیدہ بود
بلائے ولے بخیر گذشت + مگر عمرو بن امیہ ضمری جو اشقر پر سوار ہو کے بھاگا پہلے بہرام سے بیان کیا
کہ امیر حمزہ صاحبقران کو پنجہ لے گیا چلو لشکر کو تا کہ کچھ تدبیر ہو بہرام ساتھ ہوا اب عمرو بن امیہ ضمری
آتے آتے داخل لشکر ظفر اثر ہوا بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوے ہین سردار گرد
و پیش کرسیون پر بیٹھے ہین اور بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہوا ہے بادشاہ حال امیر حمزہ صاحبقران کا طرف
برزخ کے جانے کا بیان کر رہے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے پہونچکر سلام کیا بادشاہ نے امیر حمزہ صاحبقران
کو پوچھا عمرو بن امیہ ضمری نے کیفیت پنجہ کے لیجانے کی بیان کی سب کو ایک تردد پیدا ہوا مگر پنجہ جو صاحبقران
کو لیکے اڑا تھا متوجہ ہوا ہے امیر حمزہ صاحبقران نے آنکھیں بند کر لی تھیں اب جو آنکھ کھلی سامنے اپنے
ایک دیو کو دیکھا کہ ہاتھ باندھے کھڑا ہے اسنے سلام کیا اور عرض کیا کہ ملکہ آسمان پری نے مجکو بھیجا تھا تو مین
ہی آپ کو اٹھا لایا ہون امیر حمزہ صاحبقران یہ سنکر چپ ہو رہے استنے مین آسمان پری اور قریشیہ معا
مع پریزاد و جنات کے آئین قریشیہ نے امیر حمزہ صاحبقران کو مجرا کیا امیر حمزہ صاحبقران نے گود مین
اٹھا لیا پیشانی کو چوما اب ساتھ چلے اور آکر گلستان ارم مین داخل ہوے آسمان پری نے زخم سر صاحبقران
کا دیکھکر مرہم سلیمانی منگا کر لگایا کہ اُسی وقت زخم اچھا ہوگیا نشان بھی نہ رہا استنے مین سب پریزاد حاضر ہوے
کہ مشتاق دیدار صاحبقران کے تھے بہت روز سے نہ دیکھا تھا گرد آکر جمع ہوے امیر نے گلا شکایت بہت
کی کہ ای آسمان پری تم نے بڑا غضب کیا کہ مجکو سامنے سے حریف کے اٹھوا منگایا دیوانہ … مقابلہ
تھا کوئی اگر بلاتا ہی تو پوچھ کے اطلاع دے کر یا یہ کہ کسی حال مین ہو دیو گیا اور پنجہ بنکر لے اڑا یہ کونسا طریقہ ہے آج مجکو
اس امر کا بہت صدمہ ہوا آیندہ خیال رہے ایسا امر وقوع مین نہ آئے نہیں تو اچھا نہ ہوگا صاحبقران کی …
پری کا زخمہ جگر بیگار ہو پیر و سے دشمن سے چلے آنا موجب ہتک اور بدنامی کا ہوتا ہے آسمان پری …

اختیار ہی یہ کہکر بہرام شاہ کو ساتھ لیکر طرف بردع کے روانہ ہوے عمرو بن امیہ ضمری بھی ہمراہ رکاب
تھا جب قریب لکھ پیڑے کے پہونچے بہرام شاہ سے کہا تم یہین ٹھہرو تمھارا آگے جانا مناسب نہین ہی کیونکہ
وہ دیوانہ اگر تمھارے ساتھ تجھے دیکھیگا تو اسیوقت مین تمھین آزار دیگا پروردگار کو یاد کرو وہی مراد تمھاری
حاصل کریگا یہ فرماکر عمرو بن امیہ ضمری کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوے اور لکھ پیڑے مین آے عمرو
بن امیہ ضمری اُسی جگہ لایا جہان ایوان تھا امیر حمزہ صاحبقران نیچے اُسکے اشتر سے اُترکے کھڑے ہوے
عمرو بن امیہ ضمری نے زین پوش بچھادیا امیر حمزہ صاحبقران بیٹھ گئے عمرو بن امیہ ضمری پشت پر کھڑے
ہوکر رومال ہلانے لگا اتنے مین ایک خواص نے دیکھ لیا اور ملکہ تہمینہ بانو کو آگاہ کیا کہ اے ملکہ آج وہ لاغر
کسی بہادر و توانا کو ساتھ لیکر آیا ہی نیچے قصر کے بیٹھا ہی تہمینہ بانو ساتھ اُسکے آئی دروازہ کھولکر جو دیکھا تو نظر
جمال بیمثال امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی اور دروازہ کھلنے کی آواز سنکر امیر حمزہ صاحبقران نے بھی نگاہ اونچی
کی تو اُس حور طلعت کو دیکھا نگاہ سے نگاہ لڑ گئی دونون طرف برابر دو تیر عشق کلیجون کے پار ہوگئے مجروح تیغ محبت
ہوئے تہمینہ بانو نے اپنے کو سنبھالکے کمال محبت سے کہا کہ اے عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزہ صاحبقران
کو کہان لائے کیا نہین دیکھا تھا تمنے کہ وہ دیوانہ کیسا چالاک و تند خو ہی قد و قامت کو بھی اُسکے دیکھ چکے ہو
یا امیر حمزہ صاحبقران آپ جلد یہان سے چلے جائیے عمرو بن امیہ ضمری کے کہنے پر یہان نہ ٹھہریے وہ جو
آجائیگا تو آج آپ کو دیکھکر مجکو مار ڈالیگا اور آپ سے مقابلہ کرے گا بلاے روزگار ہی اللہ آپ کو بچاے صاحبقران
نے کہا اے ملکہ مین خود نہین آیا ہون بلکہ تمھارے باپ نے مجھسے فریاد کی مین اُسکی خاطر سے آیا ہون کہ دیوانہ کے
ہاتھ سے تمھین نجات دون اور تمھارے باپ کے سپرد کرون تم خاطر جمع رکھو تہمینہ نے کہا یا صاحبقران
آپ کو اختیار ہی مگر مین نے اسلیے کہدیا تھا کہ وہ جلاد ہی اور نہایت زبردست ہی آپ چلے جائین امیر نے فرمایا
خدا کو یاد کرو اور کلمہ پڑھو وہ خلاصی بخشنے والا ہی اور بچانے والا ہی یہی باتین تھین کہ جانور بھاگتے ہوے نظر آئے
تہمینہ نے امیر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ لیجیے وہ آپہونچا اب بھی ہٹ جائیے ابھی نگاہ اُسکی آپ پر نہین پڑی ہی
امیر حمزہ صاحبقران نے نہ مانا اور کھڑے ہوگئے اتنے مین دیوانہ آپہونچا اور غل زنجیر کا ہوا اور تہمینہ کو
اُسنے دیکھ لیا امیر حمزہ صاحبقران پر بھی نگاہ پڑ گئی پکارا کہ ارے دیکھا مین نے اور اے تہمینہ دیکھ تو تجھے
کیسا درست کرتا ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کو جو دیکھا پکارا او سر کندہ زن تو کون ہی اور یہان تو کیون
آیا ہی معلوم ہوا کہ یہ جنگ جو یعنی عمرو بن امیہ ضمری تجکو لیکر آیا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر وہین سے
چوب فولادی کو پیچ دیتا ہوا چلا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ارے او دیوانے بیوقوف تو نے جو اپنی
بہن کو بٹھا رکھا ہی اس سے کیا فائدہ ہی سب عورتین بیاہی جاتی ہین تجکو لازم ہی کہ اسکی شادی کسی کے ساتھ
کردے کیون دیوانگی کرتا ہی یہ سنکر برہم اور غصہ مین آیا اور میل فولادی قریب امیر حمزہ صاحبقران کے پہونچکر
مارا امیر حمزہ صاحبقران نے خالی دیا میل جو زمین پر پڑا بالا بن گیا اور امیر حمزہ صاحبقران نے پھر سامنے
آکر للکارا دیوانے نے جھنجھلا کر پھر میل مارا امیر حمزہ صاحبقران نے دوسری جانب جست
کرکے پھر خالی دیا اور جلدی سے قریب پہونچکر دستہ پکڑ لیا دیوانے نے جو یہ دیکھا میل کو ہاتھ سے چھوڑ دیا
قصر پر چڑھ گیا اور ساز اپنی فولادی اُٹھا لایا صورت اُس حربے کی یہ ہی کہ میل فولادی مین چار گز کے
ڈال کر زنجیر مین باندھتے مین ایک مین چھری ایک مین کٹار ایک مین خنجر ایک مین تلوار لگی ہی غرضکہ

عمرو بن امیہ ضمری نے بائین کو جست کرکے اپنے تئین بچایا اور اسیطرح پھر سامنے آکر ہوگیا دیوانے کو بہت غصہ آیا مبل کو تو چھوڑ چاہا دوڑ کر پکڑ لون اور گردن فرور کر مار ڈالون بس یہ خیال کرکے دوڑ پڑا اور عمرو بن امیہ ضمری بھاگا لیکن دیوانے نے بھی تعاقب کیا اب عمرو بن امیہ ضمری درختون کے گرد بگر دبھاگتا پھرتا ہی اور دیوانہ بھی ساتھ ہی چکر لگا رہا ہی کہ کسیطرح پکڑ لون ایک جگہ خواجہ کے روبرو آہی گیا اب عمرو بن امیہ ضمری بارحواس ہوا آنکھین دیوانے کی لال لال ماتھے پر پسینہ ابرو مین بل تیوری چڑھی ہوئی غصہ ظاہر تو معلوم ہوا کہ آئینہ رو مین جلوۂ عروس مرگ ہی بس پچھلے پانون اڑ گئے اور دوڑ کر ایک درخت بلند پر چڑھ گئے کہ تنہ اُسکا بہت تھوڑا تھا اور جب اوپر چڑھ گئے تو پکارے کہ ہو دیوانہ اور زیادہ خشمگین ہوا اور دوڑ کر جڑ مین اس درخت کی ہاتھ حمائل کرکے جھٹکا مارا کہ بنیاد اُس درخت کی مٹا دی زمین سے اُکھیڑ لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا خواجہ جلدی سے اُچک کر دوسرے درخت پر پہونچے اور ہرہوم نے درخت جو زمین پر مارا شاخین اور برگ سب جدا ہوگئے لیکن اب جو دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری کو بنایا سر جوا و نچا کیا دوسرے درخت پر عمرو کو دیکھا چیخ ماری کہ او جنگجو تو وہان پہونچا اب اسے بھی اُکھیڑے لیتا ہون عمرو بن امیہ ضمری نے دانت لگا لگا کر آواز بدل کے منہ چڑھایا دیوانہ اور جھلایا تڑپ کے دوسرے درخت کو بھی اُکھیڑ کر زمین پر مارا عمرو بن امیہ ضمری تیسرے درخت پر جا پہونچا اور وہی حرکت ساتھ ہرہوم کے کی حتے کہ چند درختون کو ہرہوم سے نوبہین اُکھیڑا اور عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ نہ آیا اب جو ایک درخت پر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُچک کر آئے ڈالا تھا کمزور سارے ڈیل کا کہ جو پڑا ڈالا چر چرا کے ٹوٹا اور عمرو بن امیہ ضمری غلطان و پیچان نیچے دیوانہ نے یہ دیکھکر ہاتھ اونچے کیے کہ بالا نے ہوا روک لون پھر کہان جائیگا عمرو بن امیہ ضمری نے اُسکی کلائی پر انگوٹھا لگا کر جست کی مثل برق کے چمک کر نکل گئے اور دو رے دیوانہ چیخ مارکے پھر دوڑا عمرو بن امیہ ضمری نے مجبور ہوکر حقہاے نفطی اور رقار ورہاے آتشبازی چقماق سے آگ لگا لگا کے داغ کر مارے جب وہ قریب دیوانے کے آکر پھٹے اور دھوان منہ پر چھا گیا بس سے حقون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تھم گیا عمرو بن امیہ ضمری نے پھر سامنے کھڑے ہوکر اُسکو پکارا اے او دیوانے کیون سٹری پن کرتا ہی باز آ ان حرکتون سے ورنہ مارا جائیگا پھر تو ہرہوم غصہ زیادہ کرکے دوڑا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھاگے اور پھر حقہ داغ کے تنہ درخت کے نیچے چھپ گئے دیوانہ ٹھٹھکا جب دھوان برطرف ہوا عمرو بن امیہ ضمری کو نہ دیکھا وہان سے پھرا اور قصر پر آیا بعد اُسکے عمرو بن امیہ ضمری پھر زیر قصر آیا کہ دیکھون دیوانہ کیا کرتا ہی مگر دیوانہ قصر پر آیا حمینہ بانو کو دیکھکر بولا کہ نکلنے تیرا دل مردکو چاہتا ہی سچ بتا دے کہ تو ہی نے اُسکو بلایا تھا حمینہ بانو تو نہین مارے خوف کے مردہ ہورہی تھی ہاتھ جوڑ کے بولی کہ ای بھائی مین تمھارے ڈر سے دروازے پر تو جاتی نہین ہون بھلا کسی کو بلاؤنگی کیا لیکن یہ فراشنی البتہ پہلے سے جھانک رہی تھی شاید اُسنے بلایا ہو بس اسنے فراشنی کو تھپر مارا کہ سر اُسکا اڑ گیا گویا طمانچہ ملک الموت نے مارا عمرو بن امیہ ضمری یہ دیکھکر بھاگا اور سب حال امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران نے بادشاہ سے کہا ای شہریار فدوی تو شہر بردع کو جاتا ہی اگر یہان بدیع الزمان کشتی گیر کہ آنے والا ہی آجاے تو آپ اُسے بھیجیے گا اور فرما دیجیے گا کہ آکر تمھارے سوال کا جواب دین گے جو تم کہوگے وہ کرین گے اور اگر جلدی کرین تو جس سے چاہے کشتی لڑین آپ کو اسمین

اور ہر چہار طرف دیکھنا شروع کیا کہ اتنے مین ایک فراشنی کی نظر اسپر پڑی اور وہ کہکر بھاگی اور جاکر دوسری کو بلا لائی اور کہا دیکھو یہ بن مانس کدھر سے نکل آیا ہی اُسنے اورون کو پکارا پھر تو سب نے آکر دیکھا عمرو بن امیہ ضمری کا ایک تماشا ہو گئے ایک آدھ نے مہینہ بانو سے بھی کہا وہ بھی مشتاق ہو کر آئی دیکھتے ہی بے ساختہ ہنسی پڑی کہ آواز قہقہہ کی بلند ہوئی اور بولی کہ ارے تو کون ہی آدمی ہی یا کوئی جانور صحرائی ہی یا غول بیابانی ہی مگر عمرو بن امیہ ضمری نے جو صورت ملکہ کی دیکھی تعریف کرنے لگے کہ فی الحقیقت صورت اچھی ہی اچھی صاحب اچھی بلا سے بہت اچھی بہت اچھی ملکہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی جواب دیا کہ ای ملکہ تمھارے باپ نے جاکر میرے آقا صاحبقران دوران سے فریاد تمھاری کی ہی اور مدعا تمھاری رستگاری کا دیوانے کے ہاتھ سے ظاہر کیا ہی میرے آقا نے مجکو دریافت و تحقیقات کے لیے بھیجا ہی اب یہ بتاؤ کہ وہ دیوانہ تمھارا بھائی کہان ہی مہینہ بانو نے کہا پہلے اپنا نام تو بیان کرو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا برادر مجان برابر امیر حمزہ صاحبقران نامور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ سنکر ملکہ لفظ برادر پر بہت ہنسی اور کہنے لگی خواصون سے کہ ایسی ہی صورت امیر حمزہ صاحبقران کے بھائی کی چاہیے ہونا مجھے کبھی یقین اس بات کا نہ آئیگا ہین تو انسان بھی نہ کہونگی کوئی بلا صحرائی معلوم ہوتے ہین دیکھیے کیا قد و قامت کیا ستھر النقشہ ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای ملکہ میرا آقا جبکہ یہان تشریف لائیگا اور ہر روم کو زیر کر کے تمکو عقد مین اپنے لائیگا اُسوقت میری صورت کو دیکھنا یقین تو یہ ہی کہ کبھی نہ پہچان سکوگی کیونکہ بہتر صورتین بدلنے کا ہر وقت مجکو اختیار ہی جیسی صورت چاہون بنون اور یہ صورت جسپر ہنستی ہو اسے کو شاہزادیان ہر روز دیکھتی ہین حرم صاحبقران کی مجھ سے کوئی پردہ نہین کرتا اور کہنا بیکار ہی تم بھی دیکھ لینا مہینہ نے کہا اچھا جیسا ہوگا دیکھ لینگے لیکن اب تو تم یہان سے چلے جاؤ ورنہ کہین چھپ رہو اگر دیوانہ بھائی میرا آجائیگا تو بڑا غضب ہو جائیگا فقط ایک آدھ کا خون کر ڈالیگا اور تم بھی نہ بچوگے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کب آئیگا کہین جلد آ چکے یہی باتین تھین کہ جانور چوپایہ بھاگتے ہوے نظر آئے بعد اُسکے صدا زنجیر کی بلند ہوئی گویا کہ پیل مست جھومتا ہوا چلا آتا تھا لنگر ہر قدم پر صدا دیتا تھا مہینہ بانو تو جلدی سے ہٹ گئی بلکہ نگاہ دیوانے کی اور عورتون پر بھاگتے مین پڑ گئی اور قریب مکان کے آیا تو عمرو بن امیہ ضمری کو بھی کھڑے دیکھا بس غصے سے آنکھین سرخ ہو گئین اور عمرو بن امیہ ضمری پر دوڑا کہ ارے تو کیون یہان آیا ہی اب تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور میل فولادی پکڑ کے چلا کہ اُسکو بھی دیکھتا جاتا ہی جان عورتون کی نکلی ہوئی ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر دیوانے نے آتے ہی میل کو سر پر چرخ دے کر عمرو بن امیہ ضمری پر مارا دیکھا عمرو بن امیہ ضمری نے کہ بتیس برس کا سن و سال ہوگا تھان کمخواب کا کمر سے بندھا ہوا ہی گریبان مثل جیب سحر کے چاک ہی طوق کنڈے دار مرصع کار و جواہر نگار گلے مین پڑا ہوا ہی زنجیر فولادی بہت بھاری کمر مین بندھی ہوئی ہی سرا زنجیر کا دور پر ہی دوسرا سرا طوق کے کنڈے مین پڑا ہوا ہی وہ سرا سینے پر لگتا جاتا ہی جھن جھن کی آواز آتی ہی چوب فولاد کاندھے پر رکھے مگر قریب عمرو بن امیہ ضمری کے ہو کر ضرب کر بیٹھا عمرو بن امیہ ضمری نے آنکھون کو بند کر کے بہت زور سے جست کی داہنی طرف ہٹکر خالی دیا میل جو زمین پر پڑا نالا سا بن گیا عمرو بن امیہ ضمری پھر جست کر کے سامنے آیا اور دیوانے کو دکھاکر ہو کیا دیوانے نے میل مار کر آنکھین بند کر لی تھین ہو کی آواز سنکر جلد سے آنکھین کھولکر دوسری ضرب ماری ایکی

ملکون پر بیٹھے تھے کہ صحرا سے ایک بگولا نمایان ہوا جب قریب پہونچا دیکھا ایک سوار گرد مین آتا ہوا ہی سب نے دیکھا ہر ایک نے پیک فکر کو دوڑایا کہ کون ہی اور کہان سے آتا ہی مگر امیر حمزہ صاحبقران ذیشان نے بادشاہ سے کہا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ فدوی کو تو قاصد معلوم ہوتا ہی اتنے مین وہ قریب آیا گھوڑے سے اترا باادب کھڑے ہوکر آداب بجالایا اور عرض کی کہ ای شہریار فلان بدیع الزمان کشتی گیر کیطرف سے مین آیا ہون کہ وہ یہان سے کچھ دور مع ساز و سامان کے ایک صحرا مین اترے ہوئے ہین مدعا انکا یہ ہی کہ یا تو مجھ سے آپ مقابلہ کشتی مین کیجیے یا منشور پر میرے مہر کر دیجیے مین سب ملکون سے مہرین اپنی یکتائی پر کرا چکا ہون آپکی مہر باقی ہی جلیسا ارشاد ہو غلام آج احکام رسانی کریگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی وہ یہان آئین تو قاصد روانہ ہوا اور جاکر بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان شاد شاد مع لشکر اور جملہ شاگردون کے تیاری چلنے کی کرتے ہین انھین راہ مین چھوڑیے امیر حمزہ صاحبقران بارگاہ مین جلوہ افروز تھے کہ آواز دنکے کی آئی اور اکثر پیر و جوان اشتیاق مین آگے بڑھے کہ دیکھیے کون آتا ہی کہ تتق گرد و غبار صحرا سے بلند ہوا جب گرد فشق ہوئی تو کچھ لشکر بعد اسکے جلوس سواری کا اور ایک بادشاہ تخت پر نمایان ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے حسب عادت بادشاہ سے حکم لیکر واسطے پیشوائی کے سردارون کو روانہ کیا سردار حاکم پاس گئے اور راستے سے لاکر قریب بارگاہ کے پہونچا دیا اُس بادشاہ نے تخت سے اُتر کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ نام غلام کا بہرام شاہ ہی ایک شہر بردع دہان کا حاکم ہون اپنی ایک حاجت لیکر آیا ہون امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا بیان کرو اُسنے کہا کہ ای امیر آفاق گیر ایک فرزند ہی غلام کا کہ اسے ہروم بردعی کہتے ہین وہ سودائی ہوگیا ہی اور پہلوان زبردست ہی اسکی بہن مہ جبینہ بانو اُسے پکڑ کر ایک صحرا مین لیگیا ہی کہ وہان لکھو پیڑا ہی ایک مکان درختون پر بنا کر رکھا ہی غلام نے کچھ خواصین واسطے خدمت کے بھیج دین ہین فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہی کہ عقد ساتھ مہ جبینہ بانو کے کرون ہروم نے کہا کہ مین بیاہ نہونے دونگا کسیکا سالانہ ہونگا عمر بھر بٹھا رکھونگا وہ مارے خوف کے مری جاتی ہی اور وہ دیوانہ ہی حق ناحق نہین سمجھتا جا بیجا جو چاہتا ہی کہتا ہی اور خفا ہوا کرتا ہی غلام امیدوار ہی کہ اُسکو زیر کرکے مہ جبینہ کو جس کے ساتھ مزاج مین آئے کتخدا کر دیجیے غلام ایمان بھی لائیگا آپ برے وقت مین ہر ایک کے شریک ہوتے ہین مین بھی لطف و کرم کا امیدوار ہون امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی اور علحدہ عمرو بن امیہ ضمری سے چپکے فرمایا کہ جاکر دیکھ تو آؤ کہ جو اُس نے اظہار کیا ہی مطابق اُس کے ہی یا غلط اور وہ دیوانہ کیسا ہی اور زور و طاقت کا بھی اُسکے حال دریافت کرکے بیان کرو عمرو بن امیہ ضمری نے پتا نشان لکھو پیڑ کا بہرام بردعی سے پوچھا اور روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان جانگداز خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا طرف ہروم بردعی دیوانے کے اور دریافت کرکے آنا اور لیجانا امیر حمزہ صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

غرض کہ جاتے جاتے عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ ایک مقام پر برابر بہت سے درخت لگے ہین اور بہت بلند بلند درخت ہین کوسون تک گھٹا چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہی عمرو بن امیہ ضمری اندر اُس لکھو پیڑے کے آباد دیکھتا چلا جاتا ہی کہ دیکھا ایک مکان ستونون پر آہن کے نصب کیا ہوا ہی دروازے لگے ہوئے ہین اور پردے پڑے ہین نہایت موضوع ہی عمرو بن امیہ ضمری نیچے اُس قصر کے ٹھہرے

عمرو بن امیہ ضمری کو خلعت دیا اب سارے لشکر اسلام مین بختک کے مارے جانے کا ذکر ہی اور سب یہی باتین کر رہے ہین وہان نوشیروان نے جبکہ بختیارک کو وزیر کیا تو کہا کہ سب صاحب مین لیتے مین ہرگز امیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ نہین کرنے کا بلکہ بہزاد طوسی سے بجنسہ کہا کہ تم جاؤ اور امیر حمزہ صاحبقران سے کہو میری طرف سے کہ یا امیر حمزہ صاحبقران اب مین کبھی تمسے نہ لڑونگا جو مجکو تم سے لڑواتا تھا وہ نرہا اب کبھی ایسا نہوگا اور بھی کچھ چپکے سے کہدیا بہزاد طوسی طرف صاحبقران کے راہی ہوا مگر بختیارک نے ہرچند چاہا اور دو رعلانا کہ نوشیروان کو لڑوا کے عوض خون بختک کا کرے مگر شاہ کسری نے کسی طور پر منظور نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جسکا جی چاہے وہ لڑے مین یہ ارادہ رکھتا ہون کہ اب مدائن مین جاکر دنیا بھی انھین کا اختیار کرون کہ انکو پھر کوئی مناظرہ مجھسے باقی نہ رہے فرامرز بن قارن عدلی نے یہ سنکر کہا کہ ای بادشاہ ہفت کشور آپکی جو بہتر معلوم ہو وہ کیجیے جبکہ آپ مدائن مین پہونچ جاینگے مین ضرور امیر حمزہ صاحبقران سے لڑونگا مین جو یہ فوج لیکر چلا تھا اسی واسطے چلا تھا مگر آپ کو اپنے امور مین اختیار ہی لیکن مین تو ضرور لڑونگا شاہ چپکا ہو رہا وہان بہزاد طوسی پیغام نوشیروان کا جو لشکر اسلام مین آیا امیر حمزہ صاحبقران نے ساتھ آبرو کے بلوا کے کرسی معقول پر بٹھایا شیشہ و ساغر ساقی نے پیش کیے اسوقت بہزاد نے امیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ای امیر حمزہ صاحبقران آپسے بادشاہ ہفت کشور نے یہ کہا ہی کہ جو شخص مجکو تم سے لڑواتا تھا وہ نرہا مارا گیا اب آپ کو رنج کسی نوع کا مجھ سے نہوگا بلکہ مین مدائن مین پہونچکر بعد دو تین روز کے مسلمان بھی ہو جاؤنگا لیکن یہ کہدیا ہی کہ جب مین مدائن مین پہونچون تو دو تین روز کے بعد آپ کا جی چاہے تو چلے آئیے گا یہان جو مین مسلمان نہوا تو اس سبب سے ہمکو لوگ کہینگے بادشاہ نے خوف جان سے اسلام اختیار کیا اور آپ کو ساتھ لیچلنے مین بدنامی ہی کہ لوگ جانینگے شاہ کو امیر حمزہ صاحبقران پکڑ لائے ہین ورنہ مین آپکو ساتھ لیچلتا مجکو کسیطرح اب آپسے لڑنا منظور نہین ہی امیر حمزہ صاحبقران نے یہ سنکر بہزاد کو خلعت دیا اور کہا کہ بہت اچھا شاہ تشریف لیجائین بعد شاہ کے پہونچنے کے انشاء اللہ مین بھی مدائن مین آؤنگا اور اگر شاہ اسلام اختیار کرے تو میرے بھی کل ملکون کا اُسے اختیار ہی سب ملک اپنے قبضے مین رکھے مجھے عذر نہوگا بہزاد خوش خوش روانہ ہوا اور جاکر جواب و پیغام امیر حمزہ صاحبقران کا شاہ سے بیان کیا خلعت امیر حمزہ صاحبقران کا دیا ہوا دکھایا شاہ نے اُسی وقت طرف مدائن کے کوچ کیا اور بعد قطع منازل اور طی مراحل کے مدائن مین پہونچا مگر راستہ بھر بختیارک نے کیسا کیسا بھڑکایا اور سمجھایا کہ بادشاہ امیر سے لڑیے اور میرا مدعا حاصل ہو یعنے عوض خون پدر کا لون مگر ہرگز نوشیروان نے نہ مانا بلکہ جس بات سے پہلو لڑائی کا نکلا شاہ ناراض ہوا اور خفا ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے ہرکارے ساتھ کر دیے جب نوشیروان مدائن مین پہونچا امیر حمزہ صاحبقران سے آکر ہرکارون نے خبر کی امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو بلوا کر حکم دیا کہ آگاہ بارگاہ بار کرا کے طرف شہر مدائن کے چلو ہم بھی آتے ہین عادی پیش خیمہ لیکر طرف مدائن کے روانہ ہوے بعد صاحبقران بھی مع بادشاہ و جملہ ہواخواہ روانہ ملک مدائن ہوئے

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ طی مراحل کرتے ہوے جاتے تھے ایک صحراے پر فضا مین مقام کیا بارگاہ برپا کرا کے اترے تھے پردہ بارگاہ آسمان جاہ کا اُٹھا ہوا تھا سیر صحرا کی کر رہے تھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھے جملہ سردار دورہ باندھے

رکھ چھوڑا ہی جبکہ وہ آپ بنانے لگے گرم گرم کھلاؤنگا نوشیروان کو بھوک بشدت تھی یہ سنکر چمچہ سے نوالا منھ مین رکھا پھر تو
سب شریک طعام کھانے لگے آدھے آدھے پیٹ بھر چلے تھے کہ نوشیروان نے تعریف کرکے ایک زوج دوشالا
گلنار اور پانچ ہزار روپیہ عنایت کیے اور بہت تعریف کی کہ فی الحقیقت ایسا خوش ذائقہ ہریسہ ہمنے نہین کھایا تھا
اتنے مین شور ہا چمچہ کم رہا اعضاے سالم جو تھے وہ نظر آئے انکو جو اُٹھایا تو ہر مزو فرا مرز کے ہاتھ مین انثیین آئے
انھون نے انکو کھا مین جو پایا دبا کے دکھانے لگے اور وہ دیکھتے کہا مین دوڑنے لگے ایسے مین مزاج ہونے لگی کہ یہ کیا ہی اتنے
مین فرامرز بن قمارن کے ہاتھ مین عضو تناسل آیا اُسنے کاسہ مین تھا اُسنے نکالکر دکھا دیا کہ یہ کیا چیز ہی ابھی تک
تو ہنسی ہو رہی تھی کہ ملک بختیارک نے جو ڈھونڈھا تو اُنکے پیالے مین ہتھیلی بن چھنگلیا سمیت نکلی اور انگوٹھی مع
نگین مہر کہ بختک اُسپر کندہ تھا نکلی بس بختیارک نے جو شور بہ چوس کر مہر پر نگاہ کی ملک بختک لکھا پایا کہ مہر دستی
تھی بس چلایا کہ ہائے بابا جان تمکو کسنے مارا اور مجکو یتیم کیا یہ کہکر سر پر ہاتھ مارا اور زمین پر لوٹنے لگا بادشاہ نے جو یہ
ماجرا دیکھا خود بھی مہر پڑھی اور اُستاد چیرہ دست سے کہا کہ ای چیرہ دست سچ کہہ کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت آپ نے کہا
بائین اوا آتش پرستا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مارا مین نے بختک نابکار
و مکار کو اور یاد رکھنا کہ بہ تصدق سر صاحبقران تو بچا ہوا ہی ورنہ تیرا بھی یہی حال کرون کہ بارہا تو نے اقرار ایمان لانے
کا اور دار الاسلام مین آنے کا کیا اور پھر کافر بنا رہا اگر جان تجھکو پیاری ہی تو پھر کبھی کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جسمین اب
میرے آقا کو رنج پہونچے ورنہ اگر یہی انجام تیرا بھی نہو تو جو چاہنا کہنا سب سناسانی کھڑے ہوگئے اور چاہا کہ گرفتار
کرلین بھلا یہ کب ہاتھ آنے مین جست جو کی سر پنجون کے پار ہوے وہان سے میدان پکڑا اور مثل ہوا کے اُڑنے لگے کافرون
نے لینا پکڑنا کا غل کیا مگر یہ صاف نکل گئے سب مجبور و ناچار پھر آئے بختیارک اور سب نے یہ تدبیر استفراغ کیا کہ تمام
انتین دوہری ہوگئین اور کلیجے منھ کو آگئے اور سب واسطے بختک کے روے مگر بختیارک نے برا حال کیا کہ بیان
سے باہر ہی چار روز تک یہ دربار مین نہین آیا اور گھر مین پڑا رہا پانچوین روز نوشیروان نے بلا کر خلعت وزارت کا دیا
اور دلجوئی و خاطر بہت کی پھر تو یہ بہت خوش ہوا اور مخلع ہوکر گھر مین آیا مگر عمرو بن امیہ ضمری پھر لشکر نوشیروان
مین بہ ہیئت مصنوعی اُسی شام کو نقب لگا کر اندر زندان کے آے اور اسفندیار خان گیلانی مسعود
کوہی کو گرفتار کرکے پشتارہ باندھکر نقب کی راہ سے روانہ ہوئے اور آتے آتے داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوے اور مجراگاہ پر سے بادشاہ کو مجرا کیا امیر حمزہ صاحبقران کے قدم چومے اور اسفندیار خان گیلانی
اور مسعود کوہی کو سامنے رکھدیا امیر حمزہ صاحبقران نے خلعت عنایت فرمایا اور بہت تعریف خواجہ
کی کی پھر اپنے فرزند کو قید دور کرکے گلے سے لگایا بعد اسکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے احوال ہریسے کا
بیان کیا اور کہا کہ غلام نے بختک کو مار ڈالا امیر حمزہ صاحبقران نے سنکر آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا
کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تم بھی بہت بڑے آدمی ہو غضب کیا کہ مار ہی ڈالا عمرو نے کہا یا امیر حمزہ
صاحبقران یا مین تو آپ سے پوچھ ہی گیا تھا اور مطلع کر چکا تھا کہ اب غلام بلشبہ اُسکو مار ڈالے گا
جب آپنے کچھ نہ ارشاد فرمایا آپ خاموش ہو رہے مین سمجھ گیا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ آپ ناحق
متاسف و ملول ہوتے ہین خوب ہوا خواجہ نے بہت اچھا کیا خس کم جہان پاک بلا منع ہوئی وہ اسی
قابل تھا پھر امیر حمزہ صاحبقران ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ کیونکر اور کسطرح اُسکو پکڑا اور وہ
کچھ کہتا بھی تھا عمرو بن امیہ ضمری نے سب کچھ بیان کیا تھوڑی دیر تک ہنسی رہی غرضکہ بادشاہ نے

نہیں ہے ورنہ عذر نہ کرتا کھا لیتا کیا قباحت تھی مجبور ہوں کہ بیمار ہو جاتا ہوں جب ایسی چیز کھولے سے بھی بو
لیتا ہوں مہینوں جھیلنا پڑتا ہے یہ سنکر عمرو بن امیہ ضمری نے خنجر نکالا اور دکھایا کہ ملک آپ جلدی نوش
کیجیے ورنہ خنجر حاضر ہے دیکھیے بختک نے ناچار ہو کر کھایا کیسا استقدر بیہوشی ملی ہوئی تھی کہ فوراً چھینک آئی اور
بیہوش ہوا عمرو بن امیہ ضمری نے چادر میں پشتارہ باندھا اور لیکر راہی ہوا صبح کے قریب باورچی خانے
میں پہنچا اور جوان کی نظر چوری پکارے آئیے استاد چیرہ دست اور لائے ہمی آپنے کہا کہ ابھی لاتے آتا ہوں
مگر دانتوں پسینہ آگیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے ڈنار دیتے جا رہے آخر ہو گئی جب یہ چیز ملی ہے الحمد سنے سرخرو کیا ورنہ سب کام خراب
و برباد ہوتا یہ کہکر اندر گھس گئے آئے اور سرپوش ہٹا کے اسیطرح لوٹ کا لوٹ دیگ میں ڈالدیا الواقع
نے پوچھا کہ ماموں جان آپنے کیا ڈالدیا ہے مجھے بتلایا کہ لڑکا ہے ایسا نہو کہ ڈر جاے اور منہ بنا بنا کے
کے کفچہ ہاتھ میں لیکے بیٹھے اور خوب طرح بختک کی یخنی نچوڑی ہڈیوں کو خوب کھینچ سے دبایا پانی کو
پھر کا طعلا ہوا سر نہوتی کہ ہریسہ تیار ہو گیا بار گھڑی دن چڑھتے چڑھتے آپ نے
کرکے خوشبو زعفران لونگ الائچی کی زیادہ کرکے تیار کیا پھر تو وہ خوشبو پھیلی کہ باہر تک سارا مکان اور
میدان مہکنے لگا سب باورچی کہنے لگے کہ واہ واہ کیا خوشبو ہے استاد چیرہ دست صاحب آپکے ہاتھوں کے
صدقے ہوجائیے یہاں خواجہ نے سرپوش وہاں دیا کیلئے قبیلی آٹے کی کرکے انگارے سرپوش پر رکھدیے
اور دم پر لگا دیا پسینہ پونچھتے ہوے آکر باہر بیٹھے اور کہنے لگے کہ اب تیار ہے کہ اتنے میں نوشیروان نے دربار
کیا خرد و کلان پیر و جوان حاضر ہوے اسوقت شاہ نے کہا کہ رات بھر اشتیاق ہریسہ کا رہا آج جاکر کوئی دیکھے
تیار ہوا یا نہیں اگر تیار ہو تو لاؤ اسیوقت لوگ گئے اور باورچیوں نے پلاؤ زردہ قلیا قورما نکالنا شروع
کیا اور خواجہ سے کہا کہ آپ بھی ہریسہ نکالیے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ ہم تو ساری دیگ انگاروں پر
لیچلینگے کہ گرما گرم بادشاہ کھائے سرد ہونے میں شاید خداوند نعمت ناراض ہوں تو ساری محنت برباد ہو
مصرع چیرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + یہ کہکر ایک میانہ منگوالیا دیگ کو اسی صورت سے
بجنسہ اسپر رکھا کہاروں سے کہا کہ لیچلو کہار لیکر چلے آپ بھی ساتھ میانہ کے ہولیے جبکہ خاصہ بادشاہ کے
پاس روشن چوکی بجتی ہوئی جا پہنچا اور دستر خوان بچھا بادشاہ نے کہا آج بجز ہریسہ کے کوئی نعمت
نہیں مرغوب ہے چیرہ دست بابائی سے کہو کہ جلد حاضر کرے آپ سامنے آئے اور مجرا کرکے فرش بارگاہ
سے علیحدہ بیٹھ گئے اور دیگ منگوائے پانچ پیالے نعوری کے بڑے بڑے لیکر ہریسہ نکالا اور پانچ عضو
سالم ایک ایک کاسہ پر تقسیم کیے بعد اسکے شوربا نکالا کہ کاسہ لبالب ہوگئے باقی اور بہت سے پیالے
بعد کو نکالے اور پھر ایک سردار کے آگے رکھنا شروع کیے اور وہ پانچوں کاسے اسطرح تقسیم کیے کہ ایک
تو نوشیروان کے روبرو اور ایک ایک بزرجمہر کے سامنے اور ایک قرامرز بن ... کے آگے اور
پانچواں ملک بختیارک کے سامنے رکھا اسوقت ہاتھ دھوکر سب نے مع بادشاہ نان توڑ کر بھگو دیں
پیچھے لیکر ہاتھوں میں چاہا کھانا بادشاہ نے کہا کہ اتنے میں بختک یاد آگیا چمچہ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا
کہ کوئی جاے اور بہت جلد بختک کو لے آئے کہ اسکے بغیر نوالہ نہیں لگتا استاد چیرہ دست نے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہے ملک بختیارک کو سواری وزیر اعظم کی ملی تھی مجھ سے کہا کہ ہم صاحب
رقعہ کرکے آتے ہیں شاہ انتظار نفرمائیں نوش جان کریں ہمارا حصہ رکھ چھوڑنا تو غلام نے انکا

ہوگا قضاے کار پکارتے ہوے وہان پہونچے جہان طوائف کا مکان تھا طوائف کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سمجھی کہ کہین
یہ چور نہو اسلیے کہ پانچ اشرفیان تو دین اور مقاربت نہ کی دعلیل دینے پر بھی کچھ نہ بولا پلنگ کے نیچے اوندھا پڑا ہی
سانس ڈکار نہین لیتا ہی تو ہی چلاکر کہدے ورنہ بُری بات ہی لالچ بُرا ہوتا ہی مال جان سب کچھ جاتا ہی بس یہ خیال
کرکے چپکے سے دبے پانون اُٹھکے باہر آئی جب کہ خواجہ سلامت بصورت ہرکارہ قریب آئے اُسنے ہاتھ پکڑکے کہا
اے میان ایک مردوا میرے گھر مین چار گھڑی سے آیا ہوا ہی مین کیون آپ سے چھپاؤن صاف کہے دیتی ہون
کہ پانچ اشرفیان بھی مجکو دی ہین چلکر آپ پہچان لیجیے اگر وہی چور ہو پکڑ لیجاییے مین نے خود آکر کہدیا کہ
عتاب شاہی نہ آئے بس خواجہ نے کہا تونے بڑی عقلمندی کی کہ بتا دیا اب چلکر دکھا دے طوائف لیکر اندر
آئی اور پلنگ کی طرف اشارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ کوئی نہین ہی کیونکہ بختک نے طوائف کو جاتے ہوے دیکھ
لیا تھا اور ہرکارے کے پکارنے کو بھی سُنا تھا یہ سمجھ کے کہ قضا آپہونچی اُسی وقت چھپکر نکل گیا تھا عمرو نے پلنگ کے
نیچے بھی دیکھا جب نہ پایا تو طوائف پر آنکھین نکالین اور کہنے لگے کہ جلد بتا قحبہ کہ اُسے کہان چھپایا وہ کدھر گیا سرکاری
چور ہی تو بھی ٹھہری جاتی ہی بڑی جعلساز ہی کہ اُسے پہلے ہی نکالدیا اور بریت کیواسطے کہہ بھی دیا صبح کو حال معلوم
ہوگا طوائف کی جان نکل گئی پانچون اشرفیان پاندان سے نکالکر نذر دین اور ہاتھ جوڑنے لگی کہ میان صاحب
خدا آگاہ ہی مین نہین جانتی کہ موا کہان سے آیا تھا اور کدھر گیا اور کب چلا گیا مین آپکو بلانے گئی وہ پیچھے سے پلنگ کے
نکلکر بھاگ گیا ہوگا عمرو نے پاندان بھی اُسکا چھین لیا اُسنے دم بھی نہ مارا لیجاتے دیا اب خواجہ آگے تلاش مین روانہ
ہوے رات پچھلی رہگئی تھی حیران و پریشان بیرون لشکر پہونچے ایک تکیہ پرانا تھا قبرین اسمین جو تھین وہ بھی ٹوٹی ہوئی
اُس تکیہ مین فکر کرتے ہوے چلے آئے اور ایک قبر پر بیٹھکر سوچنے لگے کہ اب کہان جاؤن رات گذر گئی اور وہ نملا
ناگاہ آواز آئی کہ توبہ توبہ اے لات اعلی منات معلی آجکی رات مجکو بچا لیجیے تو جانون کہ خدائی آپکی برحق ہی تمھاری
درگاہ مین توبہ کرتا ہون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُسیطرف کو آئے ایک ٹوٹی قبر مین بختک کو اوندھا پڑے
ہوے دیکھا بس آواز بلند سے پکارے کہ خوب ہم کو سرگردان و پریشان کیا ساری رات پھرتے اور
جستجو کرتے گذر گئی آئیے قبر سے باہر تشریف لائیے توبہ قبول ہو جائیگی ذرا باہر تو آئیے بختک نے
دانت نکالدیے اور گڑگڑانے لگا اور دوڑکر عمرو بن امیہ ضمری کے پانون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مین تو
غلام قدیم ہون اور مجھ سے کوئی خطا عمداً اور سہواً نہین ہوئی ہی آپ نے کسلیے کمترین کو سرفراز کیا عمرو
بن امیہ ضمری نے کہا کہدیا جائیگا پہلے یہ تو کہو کہ توبہ کس بات کی کرتے ہو کیا حرکت تم سے سرزد ہوئی
ہی اور کہتے ہو کہ کوئی خطا مین نے نہین کی او نالایق ایک خطا دو خطا ہو تو معاف کرون ہزار ہا خطائین تو
کی ہین کہان تک معاف کرون اور توبہ توبہ کرتا ہی توبہ تیری قبول نہو گی یہ کہکر چند دانے خرمے کے کمر سے
نکالکر سامنے کیے کہ لیجیے کھائیے تبرک ہی بختک نے ہاتھ بانا سے کہ حضور آپکے واسطے بہت سا
مال و جواہر رکھا ہی بلکہ نکالکر خیمے مین چھپا آیا ہون حضور جاکر سب لے لین عمرو بن امیہ ضمری نے
کہا ملک جی صاحب تمون کو آپ رکھو آئے تھے وہ تو جاکر ہم نے لے لیے اور اُسکے سوا جو دو احسان ہی
بختک نے کہا جی وہی مال تھا اور فی الحال تو نہین ہی مگر عمر بھر کا دیندار رہونگا آپ تشریف لیجائین
عمرو بن امیہ ضمری نے کہا لو کھا لو ہرج ہمارے کام مین نہ کرو اُسنے بمنت کہا کہ آپ تو مالک ہین اور ہمیشہ
سے شفقت و عنایت کرتے ہین کہ تبرک مرحمت فرماتے ہین مگر غلام کو چند روز سے میوہ اور مٹھائی سے رغبت

فریاد کو میری سُن لیجیے یہ کہکر عود عنبر عود سوزون مین اسقدر جلادیا کہ سارا خیمہ معطر ہو گیا باہر والے بھی خوشبو
سونگھتے ہین کہ خداوند و نکے پیرہن کی خوشبو ہے اسپر بھی بختک کو چین نہ آیا زیادہ جب بُری کیفیت ہوئی
سب کارخانہ بت پرستی کا یونہین چھوڑا قنات عقب کی چاک کرکے لشکر مین آیا مگر چادرے سے مُنھ لپیٹے ہوے
وہ بھی سیاہ رنگ کا کہ اندھیری رات مین کوئی نہ دیکھے پھرتے پھرتے دو پہر رات گئی شتر خانے مین پہونچا وہان پالان
شتر رکھے ہوے تھے اُسکے اندر چھپ کے بیٹھ رہا قضاے کار ایک روز پیشتر لوٹا تانبے کا ایک شتربان کا چوری
گیا تھا وہ تاک مین تھا آج جو شتر خانے مین کسیکو اُسنے آتے ہوے دیکھا تو چپکا پڑا رہا جب یہ پالا مین چھپا
بس شتربان چپکے سے اُٹھا اور سونٹا املی کا بہت موٹا توڑ رکھا تھا دونون ہاتھون سے پکڑے ہوے پشت
کیطرف چھپائے ہوے دبا دبا آیا اور پھر زور بختک کی پیٹھ پر مارا اور کہا کہ ابے چوٹٹے کل تو لوٹا لیگیا آج
کیا لینے کو آیا ہی اور کس چیز کو تاکا ہی بس پھر تو موے پر سو درے بختک چلایا کہ ہاے مجھکو مار ڈالا اسنے دوسری
ضرب جو ٹرون پر دی پھر تو بختک نے دیکھا کہ ہاے او رو اویلا سے کچھ نہو گا بھاگا اور شتربان پیچھے دوڑا کہ ابے
مار ہی ڈالونگا کہان جائیگا اور ساربان بھی شور سُنکر دوڑے بختک تو نکلگیا شتربان ڈھونڈھ کر پھر آ کے
اور سب شتر خانے مین جمع ہوے بڑا سا حقہ بھر کر بیچ مین رکھا دو گھٹی چلنے لگی اور اس شتربان کی سب تعریفین
کرنے لگے کہ بھئی خوب ہی تاک لگائی اور عوض لوٹے کا کرلیا یہ کہہ رہا ہی کہ اگر سر پر پڑتا تو البتہ مزا اُٹھاتا مگر جی رہ تک
بچا سکین گے یہان تو یہ ہو رہا ہی اور وہان بختک جو بھاگا تو بازار مین لشکر کے جو ترسا ہوا آیا دیکھا ایک طوائف
اپنے مکان کے دروازے پر کرسی بچھائے بیٹھی ہوئی ہی چراغ جل رہا ہی رات جو زیادہ آئی ہی بیٹھی ہوئی جماہیان
لے رہی ہی بختک نے آکر پانچ اشرفیان جیب سے نکال کر اُسکے ہاتھ پر رکھدین یہ کسبی تھی پکڑ کر ہاتھ اسکا
اپنے گھر مین لائی گوری کھلائی پھر بختک کو نہاکر لیکر پلنگ پر آئی اور کیسا کیسا لپٹی مگر یہ مانند مردے کے پڑا رہا
خبر نہوا پھر تو طوائف نے جھنجھلا کر اسکو پلنگ پر سے ڈھکیل دیا یہ پلنگ کے نیچے گھٹنون کو پیٹ سے لگا کے
اوندھا پڑا رہا اب حال خواجہ کا بیان ہوتا ہی کہ یہ جو آئے بختک کی خوابگاہ پر بڑا بندوبست دیکھا کہ
کسی طرح اندر جانا ممکن نہین حبشی پہرے پر بہت ہوشیار تھے روشنی بیحد و بے حساب تھی پشت کی طرف سے
نقب دے کر اندر خیمے کے آئے دیکھا کہ تخت طلائی مرصع کار بچھا ہی بت جواہر نگار بے شمار رکھے ہین چراغ سونے
کے جل رہے ہین عمرو بن اُمیہ ضمری نے بختک کو جو نہ پایا سب مال کو مع تخت وغیرہ داخل زنبیل کیا
کیا ادھر اُدھر خوب ڈھونڈھا جانا کہ بو جاکے باہر گئے ہونگے آپ بھی اسی راستے سے باہر آکے تلاش
کرتے ہوے چلے شتر خانے مین پہونچے وہان چور کا ذکر ہو رہا تھا اور سونٹے مارنا شتربان کا سب سُنا
معلوم کیا کہ ملاک ہی یہان آئے تھے مگر ٹھکانا چھپنے کو یہان نہ پایا اور کسی طرف کو چلے گئے ہین بس
اُسی وقت ہرکارے کی وضع بنائی ڈنڈے شاہی کمر مین رکھ کر سُرخ پگڑی چنت دار سر پر رکھی زرہ د
چڑھنوا جوتا پہنا کمر مین دھوتر کا دو پٹہ باندھ کے انگرکھے نیچے مینون کی ہمرزی بھی تھی پکارنا شروع کیا
کہ جوا ہر پادشاہ کا چور لیکر بھاگا ہی جسکو معلوم ہو چور کو بتلادے یا جسکے گھر مین چور چھپا ہو آکر نشان دے
ورنہ جسوقت تحقیقات ہوئی اور دریافت ہو گا کہ فلان کے گھر سے چور نکلا اُس شخص کا گھر کھد جائیگا اور عمر بھر
قید رہیگا اگر کسی عورت کے پھندے مین پھنسا ہوا ملیگا یا کسی عورت نے اپنے گھر مین رکھا ہو گا تو ناک
اور چوٹی اُسکی کاٹی جائیگی مال اسباب ضبط ہو گا چاہیے کہ جو جانتا پہچانتا ہو خود بتلادے ورنہ تباہ و برباد

کیا کہتے جاتے ہین گھی اور گوشت کو صاف کرنے مین کیا ٹرین اور مصالح پیسے مین کیا کہین اور جبکہ لکڑیان لگا کر آگ
دہکاتے ہین تو اُسوقت چولھا آگ سے اور آگ چولھے سے کیا کہتی ہی اور دیگ کفگیر سے اور کفگیر دیگ سے کیا
کہتی ہی اور جسوقت دال چانول آپس مین ملتے ہین تو وہ کیا باتین کرتے ہین اور یہ جو آپسمین مغل پٹھان کی لڑائی
ہوتی ہی یہ تو مشہور ہی بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ کیون لڑتے ہین اور سب کو رہنے دو یہ سُنکر باورچیون کو سکتا ہو گیا
سات پانچ بھولے جواب نہ دیا دم بخود رہگئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے پھر کہا کہ تم سب ہمارے خیمے سے باہر
چلے جاؤ کسواسطے کہ جب یہ ہریسہ تیار ہو جائے تو دیکھنا اگر کسی نے ناتیاری مین دیکھ لیا تو ذائقہ بھی بدل جائیگا
اور ما ورا مزے کے زور اور قوت بھی جاتی رہیگی کہ جس سے چارسو بیٹے خان اعظم کے گھر مین ہوے تھے
مین نے مطلع کر دیا ہی مجکو کوئی الزام نہ دے سب لاگت برباد ہو جائیگی مین نہین جانتا ہون پھر مجھسے کچھ نہوگا اور
جسوقت تیار ہو جائیگا بشوق تمام جسکا جی چاہے دیکھے بلکہ مین آپ سبکو بلا کے دکھاؤنگا داروغہ باورچی خانہ نے
سبکو منع کیا کہ خبردار کوئی جھانکے نہین اور سب کو باہر کر دیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اپنے کو تنہا پا کر
جسقدر جانور مناسب سمجھے پر پرزے سمیت مصالحہ ملا کر دیگ مین ڈالدیے اور پکانا شروع کیا اور مابقی
کو نذر زنبیل کیا سوا اُس دیگ کے کہ جو چولھے پر تھی کل ظروف نقرئی اور مسی بھی داخل زنبیل بے عدیل کیے
آدھی رات گئے تک خواجہ نے سب جانورون کو ہریسہ کرکے یخنی بخوری پھر ابوالفتح کو چولھے کے قریب بٹھلا دیا
اور کہا کہ دھیمی دھیمی آنچ کرتے رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون یہ کہکر باہر آئے اور باورچیون سے کہا کہ
دیکھو مین خالی ہاتھ جاتا ہون واسطے اُس چیز کے کہ سب طاقت و مزہ اُسی سے ہوتا ہی اور تم سب سے چھپایا ہی
نام اُسکا نہین بتایا مگر دیکھا چاہیے کہ کیونکر ملتی ہی مین اپنے لڑکے کو چھوڑے جاتا ہون خبردار خبردار کوئی اندر
قنات کے نہ جائے ورنہ سب لاگت شاہ کی برباد ہو جائیگی آگے مین نہین جانتا باورچیون نے کہا اے اُستاد صاحب
آپ خاطر جمع رکھیے ہم لوگ ایسی حرکت کبھی نکرینگے لیکن اسکے امیدوار ہین کہ یہ نسخہ ہمین بھی بتا دیجیے گا عمرو نے کہا
کیا مضائقہ ہی لیکن شرط یہ ہی کہ خدمت کرنا خدمت سے عظمت ہی بتلانا کیسا مین تمہین سے پکوا دونگا یہ کہکر تلاش
بختک مین روانہ ہوے مگر حال بختک کا سُنیے کہ آج دن بھر یہ بیقرار رہا نہ بارگاہ شاہ مین گیا نہ گھر مین اسکا
دل لگتا ہی چار چار ہاتھ کلیجہ اُچھل رہا ہی جبکہ شام ہوئی سر شام سے ایسی گھبراہٹ اسکے دلمین ہونے لگی کہ کبھی اندر
سے باہر آتا ہی اور پھر جب باہر دل نہین بہلتا تو اندر چلا جاتا ہی آخر چار گھڑی رات گئے زیادہ بدحواس ہوا اور
شدت خفقان کی ہوئی حبشی کہ غلام اسکے تھے سب پر تاکید کی کہ آج کی رات خبردار کوئی نہ سوئے سب بیدار
رہین اور نگہبانی میری کرین اور روشنی بھی بہت رہے انتہائی ہوشیاری کرو کوئی اندر خیمے کے نہ آنے پائے
سب پہرے پر ہوشیار ہو گئے پھر بھی اسکا دل نہ بہلا اور بیقراری زیادہ ہوئی اُسوقت بت سونے اور چاندی کے
نکالے اور برابر برابر تخت جواہر نگار طلائی پر رکھے اور سونے کے چراغون کو روغن گل سے بھر کے بتیان رنگ
رنگ کی اُنمین ڈال کے روشن کین ہار پھول بیڑے بتاشے اشرفیان روپیہ چراغی کے سامنے رکھے اور
ڈنڈوت کرکے ہاتھ بتون کے سامنے باندھ کے کہنے لگا کہ اے خداوندلات منات آپکی ذات غریب پرور ہی
امیدوار ہون کہ یہ بیقراری میری کھو دیجیے اور آج کی رات جان میری بچا لیجیے عمر بھر آپکی پرستش کی ہی زندگی
اُسمین گذری ہی یہ کوئی بڑی بات نہین اب زندگی غلام کی آپ کے ہاتھ ہی سوا آپکے کس سے فریاد کرون امیدوار
آفت سے بچا لینے کا ہون نہین معلوم کہ آج مجکو کیا ہو گیا ہی کہ کلیجہ مُنھ سے باہر نکلا آتا ہی اپنی خداوندی کیواسطے

اب دو کلمے داستان جانا عمرو کا بحکم امیر حمزہ صاحبقران واسطے خبر اسفندیار کے لشکر نوشیروان مین اور بختک کی نہاری پکا کے نوشیروان اور اُسکے دونون بیٹون اور فرامرز بن قارن عدی کو کھلانا بیان کیے جاتے ہین

امیر حمزہ صاحبقران نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ خواجہ تم جاکر خبر نوشیروان اور فرامرز اور میرے فرزند کی لاؤ کہ کسطرح یہ لوگ اس سے پیش آئے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ابھی اور کہا یا امیر حمزہ صاحبقران اب مین اس بختک کو نہ چھوڑونگا ضرور قتل کرونگا اور قبل بھی عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزہ صاحبقران سے کئی مرتبہ کہہ چکا تھا امیر حمزہ صاحبقران سُنکر چپ ہو رہتے تھے آج بھی چپ ہو رہے جانا کہ عمرو یونہین کہا کرتا ہی مگر یہ جو چلا لشکر فرامرز مین آیا ایک باورچی کی شکل بنکر جہان داروغہ باورچی خانہ کا تھا وہان آیا اور سلام کیا اُسنے پوچھا کہانسے آنا ہوا نام کیا ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مین رہنے والا ختن کا ہون خان اعظم کا نوکر تھا جب اُسپر تباہی آئی مین بھی واسطے روزگار کے نکلا حیران ہون کہ کون ایسا ہوگا جو مثل خان اعظم کے کھانا پکوا کر کھائیگا میرے ہی کھانے کی قوت سے چار سو بیٹے اسکے یہان ہوے اور ہر وقت عورت کی خواہش رہتی تھی ایسی نہاری اور ہریسہ پکاتا ہون اس لاگت کے دینے کا کسی مین حوصلہ نہین دیکھتا اور نام میرا اُستاد چربدست جلد دست خطائی ہی داروغہ اور باورچی سُنکے چپ ہو رہے اور نہایت حیران ہوے مگر داروغہ نے کہا مین بادشاہ سے کہتا ہون وہ پکوائیگا اور تمکو نوکر بھی رکھ لیگا خان اعظم تو کیا تھا یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا دل تو ویسا نہین غرض داروغہ نے جاکر عرض کی کہ ایسا باورچی آیا ہی نوشیروان نے بلوایا بختک اُسوقت نہ تھا عمرو بن امیہ ضمری نے جو داروغہ سے کہا تھا اُس سے زیادہ ہی کہا یہ سُنکر شاہ اور فرامرز اور پسران شاہ سب کو کھانیکا اشتیاق ہوا کہا جو یہ طلب کرے سب جنس دلوا دو داروغہ نے کہا جو کہو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحب پانچ سات متصدی تو بلواؤ کہ وہ لکھتے جائین داروغہ نے کہا میان چربدست ایک متصدی تو سارے پرگنہ کا حال لکھتا ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا بھلا آپ لکھوائین تو معلوم ہو جائیگا اور بیان کرنا شروع کیا یہانتک کہ کوئی جانور پرندون مین نہ باقی رکھا سوا چنگ کے اور چارپاؤن مین سوا چارپائی کے کوئی شے نہ چھوڑی اور تمام جہان کے مصالحے خوشبویات جواہر مع گہر اور علاوہ اسکے ایک لاکھ روپیہ نقد مانگے داروغہ نے فوراً سب کچھ منگوا دیا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ ایک خیمہ علحدہ کھڑا کرو آگے قناتین گھروا دو کہ کسی طرف سے سامنا نہ رہے جبکہ خیمہ استادہ ہو چکا اور سب اسباب نقدی سمیت آیا عمرو بن امیہ ضمری نے سب اندر خیمے کے رکھوا لیا دو دیگین اور کئی پتیلے بھی چاندی کے عمرو بن امیہ ضمری نے منگوا لیے تھے اب عمرو بن امیہ ضمری نے اندر خیمے کے جاکر جو کچھ کہ تھا سب کو نذر زنبیل کیا اور ابوالفتح کو ساتھ لیگئے تھے اُس سے بڑا سا چولھا بنوایا دیگ کو اوپر چولھے کے رکھوا دیا سب باورچی اشتیاق مین ہین کہ دیکھا چاہیے میان چربدست اسقدر اجناس کو کیونکر پکاتے ہین اور کیا تدبیر کرتے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے سبکو حیرت زدہ دیکھ کر کہا کہ صاحبو تمکو کیا خیال ہی اور کس بات کا تعجب ہی تم یہ جانتے ہو کہ چربدست کیونکر اسقدر اجناس کو کھپائیگا مین کہتا ہون کہ اگر ایک چھلکا پیاز کا بھی خیمے سے باہر نکالون تو گنہگار ہون اور مجکو دروغگو جاننا مین اس امر مین مشتاق ہون اگر کہو تو اس لڑکے سے دیگ شو کے پکوا دون تم سب تو باورچی کہلاتے ہو آجتک تمکو یہ تو معلوم نہین کہ جسوقت چولھا بناتے ہین تو کیا اسم پڑھتے ہین اور جسوقت دیگ کو چولھے پر رکھتے ہین تو کیا کہتے ہین اور ترکاری چھیلنے مین

کہونگا کہ انھون نے جوتیان ماری ہین لیکن جو مین کہتا ہون تم کہدو لوگ اُسکو تالی دینے لگے کہ یہ شرط ہی مگر غل جو ہوا
فرامرز نے کہا یہ غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ ایک شخص یہ کہتا ہی مین نوشیروان کا وزیر ہون فرامرز نے کہا بلاؤ بختک جو
سامنے آیا سارا حال کہا فرامرز نے نوشیروان کے لیے خلعت بھیجا اور بُلا کر تخت پر بٹھایا سب ماجرا امیر کا سُنا مگر
اسفندیار گیلانی جو تلاش مین چلا تھا خبر ملی کہ نوشیروان فلان مقام پر ہی انکا لشکر بھی سامنے اُترا اور فرامرز
نے نوشیروان سے پوچھکر اُسکے لشکر کو بھی بلوایا ایک لاکھ تو فرامرز بن قارن کے لوگ باقی نوشیروان کا لشکر کہ اسفند گیلانی نے
نامہ فرامرز کو لکھا اور مسعود کوہی کو پانچ ہزار سوار دیکر روانہ کیا مسعود بارگاہ فرامرز مین گیا سلام علیک
کی فرامرز نے کہا او بے ادب یہان کون ہیچ ہو جسکو سلام کیا ایلچی نے کہا کیا بکتا ہی بس زیادہ سخن نکالنا فرامرز نے
کہا نامہ لا ایلچی نے کہا زر نثار کر فرامرز نے کہا پھر تو واہیات بکتا ہی ایلچی نے قبضے پر ہاتھ رکھا اور فرامرز بن قارن کے مع
نوشیروان جو چاہا سو کہا اسکے بختک نے کہا اچھا نامہ تو دو غرض بعد رسم قدیم کے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ او فرامرز نوشیروان کو پابند
سلاسل مع بختک زہر مرز و فرامرز و بختیارک بارگاہ آسمان جاہ مین بھیجدے تو بہتر ہی نہین تو سزا ملیگی فرامرز نے نامہ نوشیروان
کو دکھایا اور کہا اس عرب کو کیا ہوا ہی بڑا بے ادب ہی ایلچی نے کہا بس زبان کو سنبھال نہین گدی سے زبان کھینچ لونگا فرامرز
نے کہا یہ ہلنے نہ پائے ایلچی نے تلوار فرامرز کو ماری اُسنے خالی دی اور لوگ بیچ مین آگئے اُنسے تلوار چلنے لگی آخر ایلچی زخمون سے
چور ہوا لیکن بائیس سردارون کو مارکر اور لڑتا ہوا باہر نکلا یہان اُن پانچ ہزار جوانون سے تلوار چلنے لگی اُنمین سے بھی بہت
مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسفندیار پاس آکے سب کیفیت بیان کی مگر مسعود کوہی جو زخمی بہت ہوا غش کھا کر گرا
فرامرز نے لوگون کو منع کیا کہ سر اسکا نہ کاٹنا اور اٹھوا کے خیمے مین لایا زخمون مین ٹانکے دلوائے کہ جوان بہادر ہی
شاید لات کو سجدہ کرے مگر یہ خبر اسفندیار نے جو سنی مارے غصے کے کانپنے لگا ارادہ کیا ابھی بارگاہ مین گھس جاؤن
لوگون نے قسمین دیکر روکا مگر غصہ اسقدر تھا کہ نقارہ بجوا دیا یہ خبر فرامرز کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ بجوایا رات بھر کمربندی
رہی صبح کو دونون لشکر میدانمین آئے مارے غصے کے آئین بھی امیر کا نہ یاد رہا کہ طبل جنگی بھی بجوایا اور میدانمین بھی پہلے
آکر فرامرز کو للکارا فرامرز شاہ مدائن سے اجازت لیکر نکلا ہمتکا ور ہوا چھ چھ قدم مرکب برابر سے ہٹے اسلیے کہ فرامرز بہت
زور شور سے آیا تھا کہ اتنے مین فرامرز نے اسفندیار سے کہا ای لڑکے کیا تو مجکو نہین جانتا کہ مقابل میرے آیا مین نے
تیرے باپ کو نو عقابین پر چڑھا دیا تھا اور باقی تیرے بھائیون اور سردارونسے لڑا وہ کون تھا جسے مین نے زخمی نہین کیا
بس بہتر یہ ہی کہ پھر جا اسفندیار نے کہا مین نے سب تیری نامردی سنی ہی کہ تونے فریب سے بابا جان کو گرفتار کیا بس
آج سب حال کھلا جاتا ہی لاؤ ضرب بہادری کی فرامرز نے نیزہ مارا اسفندیار نے نیزہ تو اسکا یہ برکت اسلام چند طعن
مین ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی اسفندیار نے سر اپنا کھینچکر
بچایا مگر مرکب کی گردن قلم ہوئی اُنھون نے بھی فرامرز کے مرکب کے پاؤن اُڑا دیے فرامرز گرا عدو سمجھے کہ مارا گیا سب
تو دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسفندیار کا چلا دونون مل گئے تلوار چلنے لگی ان دونون نے بھی مرکب سواران فوج کے
لڑکر چھینے اور سوار ہوکر مصروف تیغزنی ہوئے پھر تو وہ تلوار چلی کہ خدا کی پناہ اسفندیار اُس فوج کثیر سے یون لڑ رہا
ہی جیسے شیر مجمع روباہ پر جاتا ہی کہ نام رستم و اسفندیار مٹا دیا مگر زخمون سے چور ہو گیا اور غش کھا کر گرا فوج کل چالیس ہزار
تھی اُسمین سے بھی پانچ ہزار جانین بچا کر نکل گئے باقی سب مارکر مر گئے فرامرز بن قارن اسفندیار کو اٹھوا کے
لشکر مین لایا قید کیا زخمون مین ٹانکے دلوائے مگر یہ لوگ جو گئے جا کر امیر حمزہ صاحبقران سے سارا حال
بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران کو بڑا صدمہ اپنے فرزند کا ہوا

عمیر احکم نہ پہونچنے پایا تھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو اُٹھا لے گیا

زبردارسے پنجہ کا خان اعظم کو اُٹھا لیجانا اور کچھ حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہین

یہ خبر امیر کو ہوئی کہ خان اعظم کو پنجہ لے گیا امیر کو بہت تشویش ہوئی اور نوشیروان کو دو تین دن تک تسلی دیا اور
کہا کلمہ پڑھو تو نوشیروان نے قسم کھائی کہ چند ایام مین جا کر مسلمان ہونگا امیر چپ ہو رہے نوشیروان رخصت لیکر اپنے
لشکر مین آیا اور وہ لوگ جو خان اعظم کے ملازم تھے بعضے تو بھاگ گئے بعضون نے کلمہ پڑھا بعضے نوشیروان پاس
چلے آئے غرض امیر نے وہانسے ایک منزل آگے ہٹا کر ہفتہ بھر خان اعظم کی راہ دیکھی نوشیروان بھی روز امیر
پاس آیا کرتا تھا ایک روز امیر نے خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ابھی قضا صلصال کی نہین ہے یہ
شبیر مردان لقا بدار قدرت کے ہاتھ سے مارا جائیگا تم اپنے بند و بست کار مین کیون ہرج کرتے ہو بس امیر جو صبح
کو اُٹھے ترکستان کو کوچ کیا اور بالاخطا مین مع نوشیروان پہونچے جو لوگ پھر باغی ہو گئے تھے اُن کو مسلمان کیا
قدر دار سلطان سے کہا اپنی سلطنت لو اُسنے خوف کیا اور سوچا کہ ابھی خان اعظم زندہ ہے اور شمامہ غدار افراسیاب
لاکھون ساحرونسے موجود ہے پھر چھین لیگا اور ابکی زندہ نچھوڑیگا یہ سمجھکر انکار کیا کہ مین ابھی خدمت مین رہونگا نذر موتسے جدا
نہونگا بعد اسکے امیر نے تمغاج خان اور زرہ خاقان ترک سے کہا اُنھون نے بھی انکار کیا یہانتک کہ امیر نے
اپنے سردارونسے کہا کسی نے قبول نہ کیا بلکہ بعضون نے عرضیان دین کہ ہمین معاف کیجیے اور ترک تو سن دیکھ رہا ہے کہ
مجکو امیر نے نہ کہا اگر امیر جب مجبور ہوے تو اُس سے بھی کہا بلکہ تخت پر بیٹھا دیا سارے شہر سے نذرین دلوا دین کہ شاید
اسکے دل مین دغا ہو تو احسان مانکر اس سے باز رہیگا اور زرہ خاقان سے کہدیا کہ ہم تمھین وزیر اسکا کرتے ہین مگر
ہر قسم کی خبر ہمکو پہنچاتے رہنا جب یہ سب ہو چکا امیر فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ غل ہوا پوچھا کیا ہے کہا رات کو نوشیروان
پسران نوشیروان بختک بختیارک سب بھاگ گئے رات کو بختک نے ورغلایا تھا اسطرح گئے کہ اپنی فوج کو بھی نہ خبر ہوئی
لوگ روتے پھرتے ہین امیر کو یہ سنکر بڑی حیرت ہوئی اور رنج ہوا کہا کوئی بھی ایسا ہے جو خبر لائے غرض عیار گئے دس دس
بیس بیس کوس پھر آئے کہین پتا نہ ملا تب امیر نے کہا کوئی ہے ایسا کہ نوشیروان کو پکڑ لائے یہ سنکر اسفندیار گیلانی اپنے
دنگل سے کود پڑا اور چالیس ہزار سوار ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر نوشیروان جو بھاگا نیچے ایک کوہ کے پہونچا وہان قرن
رہتے تھے انھون نے آکر سبکے کپڑے اُتروالیے بختک نے کہا بھی کہ ارے یہ شاہ ہے اسے تو برہنہ نہ کرو اُنھون نے کہا ہم نے
تبرک جانکر انکے کپڑے لیے ہین غرض وہانسے ننگے بھاگے جب کئی کوس آگے ایک کوہ پر لشکر دیکھا اور ایک خیمہ مین
ایک تختہ فولادی دیکھا اُسپر ایک شخص ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان پہنے قید مین بیٹھا ہے اور ایک شخص
برابر تخت کے بیٹھا ہوا گوسالہ پرستی کر رہا ہے اور ایک تختہ فولادی ہے جب اُسمین میخ آہنی مارتا ہے تین گز اُس تختہ
کو توڑ کر نکل جاتی ہے تین زور مین نو گز تختہ کو برما کر اسی طرح کھینچ لیتا ہے اور دو میل آہنی بہت بڑے رکھے ہین
انھین اُٹھا لیتا ہے یہ زور اس کا ہے بس بختک لشکر مین آیا نوشیروان تو مارے شرم کے وہین رہا بختک
نے آکر لوگون سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ہاتھ تو آگے ہے ایک پیچھے جواب دیا کہ یہ
لشکر فرامرز بن فارق عدنی کا ہے اور یہ قیدی مہلال عدنی ہے جو امیر سے مل گیا تھا اور اب ارادہ
ہے کہ امیر سے مقابلہ کرے یہ سن کر بختک بہت خوش ہوا اور کہا تم جا کر کہو کہ نوشیروان کا وزیر
آیا ہے پھر تو ایک ایک نے جوتیان لگائین اور بختک بھاگا دور جا کر کہا ارے واہ مین

کھینچ کر پھینکدیا اُسکے مرنے سے ایک شور و غل ہوا امیر اُسکے چلائے کہ کشتی مرا نام من زنگار جادو بود جب تاریکی ہر طرف
ہوئی اور اُجالا ہوا امیر نے سر اُسکا لیا اور وہان بارہ دری مین جتنے چاندنیان تھین اُن مین جواہر بھر کے
پوٹ باندھے اور سوچے کہ پہلے ان دونون چیزون کو اوپر بھیجون اور یہان جب ایک روز گذرا دوسرے دن
بختک نے کہا ای خان اعظم بس لشکر کو حکم دے کہ اُنپر جا پڑے لشکر خان اعظم و نوشیروان کا کرب پر آپڑا
تلوار چلنے لگی اُنھون نے بوقین جو بجائین امیر کا بھی کل لشکر تیار ہو گیا اور تلوار چلنے لگی وہ لوگ جو خان اعظم
نے لندھور کی طرف مقرر کیے تھے لندھور پر آپڑے لندھور کے ہندی بھی لڑنے لگے مگر کچھ لوگ قریب لندھور
کے جا پہونچے اور تیر مارنے لگے اب ایک ہاتھ مین لندھور کے رسا ہی دوسرے ہاتھ مین سپر ہی روکتے جاتے ہین
اور جو تیر بدن پر لگتا ہی اُسے کھینچ کے پھینکدیتے ہین ایک آدھ پیشانی پر لگا اُسے بھی نکال کے پھینک دیا اب
زخمون سے لہو جاری ہی اسی حالت مین جو قریب آجاتا ہی اُسے او جھڑ سپر کی کافی ہو جاتی ہی اور وہ لوگ جو کنکر
پتھر لیے ہین کس کس طرح اُنھون نے چاہا کہ کنوین تک پہونچین ممکن نہ ہوا ہندیون نے ایسا روکا کہ قریب
نہ جانے دیا اب تین جگہ تلوار چل رہی ہی دونون لشکرون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے آخر کو اسی طرح
صبح ہو گئی اور تلوار نہ موقوف ہوئی سب کے آگے خان اعظم ہی پیچھے اُسکے نوشیروان اب لندھور کا عجب
حال ہوا دعا مانگنے لگا کہ رسا متحرک ہوا لندھور نے کھینچا جب کھٹولا باہر آیا سر دیکھا سب حیران ہوے کہ یہ سر
ایسا ہی مگر لندھور نے سر نکالکے پھر رسا کنوین مین ڈالا دوبارہ امیر نے جواہر رکھکر رسا ہلا دیا لندھور نے جو کھینچا
جواہر دیکھا تیسری مرتبہ امیر آپ بیٹھے اور رسا ہلایا لندھور نے کھینچا جب امیر قریب پہونچے صدا نعرہ کی کان مین آئی
سمجھے کہ لڑائی ہو رہی ہی اب امیر بھی بیتاب ہوے پہلے اسلیے خود نہ نکلے تھے کہ اب کون آکر اس جواہر کو نکالیگا
اسلیے چلو یہ نہ معلوم تھا کہ تلوار چلنے لگے گی آخر جب باہر آئے اور لندھور کو بہت زخمی دیکھا پوچھا لندھور نے
سارا ماجرا بیان کیا امیر نے گلے سے لگایا اور کہا ای جانشین من مین تجکو ایسا ہی جانتا تھا جب تو ایسے کام پر معین
کیا اور امیر مرکب پر سوار ہوے لندھور بھی ہمراہ ہوا اور عین گرمی جنگ مین نعرہ کر کے لشکر کفار پر آپڑے مگر خان اعظم
نے جو صدا نعرہ امیر کی سُنی جان نکل گئی چاہا کہ بھاگ جاؤن کہ امیر اُسکے لوگونکو مار کر قریب پہونچ چکے تھے خان اعظم
نے امیر کو تلوار ماری امیر نے کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمربند پکڑ کر اُٹھا لیا لیکن مرکب امیر کا کام آیا امیر نے خان اعظم
کے مرکب کو بھی مارا خان اعظم نیچے گرا ترکون نے چاہا کہ خان اعظم کو بچا لین امیر نے کمربند باندھ کر پھر اُٹھا لیا اور
بجلے سپر ہاتھ پر لیا ادھر کرب قریب نوشیروان کے پہونچا اُسے تخت پر سے اُٹھا لیا اسیطرح بہرام و فرامرز وغیرہ
نے بختک اور پسران نوشیروان سبکو پکڑ لیا بجلے سپر ہاتھون پر لیکر جو لشکر مین در آئے لشکر بے سردار نے شکست کھائی
ترک بھاگے امیر کے لشکر مین فتح کا نقارہ بجا خان اعظم وغیرہ کو قید کر کے طبل ظفر بجاتے ہوے میدان سے پھرے بارگاہ سلیمانی
مین آئے امیر نے قیدیون کو طلب کیا نوشیروان سے جو سوال ایمان کیا اُسنے کہا مین نے توبہ کی کہ کبھی مین آپ سے
سامنا نہ کرونگا اور کلمہ بھی پڑھونگا بس امیر اُٹھے اور نوشیروان کو لاکر تخت پر بٹھایا اور اُسکی خاطر سے ہرمز و فرامرز
کو بھی رہا کر کے دنگل دیے اور نوشیروان سے کہا مین وہی تیرا ملازم ہون بعد اسکے خان اعظم سے جو امیر نے کہا کہ دین
اسلام قبول کر اُسنے کہا مین اپنا دین کبھی نہ چھوڑونگا یہ سُنکر امیر نے بادشاہ کیطرف دیکھا سلطان سعد نے عمرو سے کہا
کہ خان اعظم کو قتل کرو عمرو نے ذوالخمار عادی کو بُلا کر اُسکے سپرد کیا اس گفتگو مین رات ہو گئی تھی رات بھر اُسکو دار
بند رکھا اور یہان نوشیروان کی دعوت کی جب صبح ہوئی ایک حکم پہونچا کہ صلصال کو قتل کرو دوسرا حکم یہ پہنچا

دوسرے دن امیر سوار ہوئے سب سردار مع بادشاہ ہمراہ ہین اور ادھر سے نوشیروان مع صلصال سبکو لیکر چاہ پر آئے
تب امیر مرکب سے اُترے بادشاہ سے اجازت لی اُسوقت سبکا عجب عالم تھا کہ عمرو پچھاڑین کھاتا تھا بادشاہ رو رہے
تھے خان اعظم نے چاپلوسی کی کہ اب آپ نہ جائین مین آپ کو آزماتا تھا امیر نے نہ مانا لندھور کا ہاتھ پکڑ کے برابر
چاہ کے آئے اور چار رسّے بہت مستحکم منگوائے اُسمین ایک کھٹولا بندھوایا آپ کھٹولے مین بیٹھے لندھور کے ہاتھ مین
رسا دیا اور کہا اسے لیے بیٹھے رہو جبتک مین نہ آؤن یہان سے نہ ہلنا جسوقت مین رسا ہلاؤن اُسوقت تم کھینچ لینا
لندھور نے کہا بہت خوب اور رسا چھوڑنا شروع کیا رسا جب قریب ہوگز کے گیا اُسوقت پاؤن امیر کے زمین سے
آشنا ہوئے یہان جب پہر بھر کا عرصہ ہوا بختک نے خان اعظم اور نوشیروان سے کہا کہ تم تو چلو امیر غارت
ہوئے نوشیروان اور خان اعظم اپنے لشکر مین آئے یہان عمرو نے بھی ایک ڈانک تو چاہ سے اپنے لشکر تک
اور دوسری لشکر سے تا کرب اور لشکر کرب سے تا لشکر صلصال مقرر کی تاکہ دمبدم کی خبر ملے اور وہان بختک نے
خان اعظم سے کہا کہ دیکھا تمنے ہمنے تو اور تدبیر کی تھی کہ شبخون مارینگے وہان امیر کیا حکمت کر گئے ہین بس اب ایک
کام کرو کہ لشکر لیکر خدا پرستون پر جا پڑو جب اتنا بڑا لشکر آئیگا سب لوگ امیر کے اُدھر لڑنے مین مصروف ہونگے
اور کئی لاکھ خرجیان پتھرون سے بھروا کے چاہ پر بھیجو کہ لندھور پر پتھر مارو وہ لڑنے لگے گا لوگ چاہ کو پاٹ
دین اگر امیر زندہ بھی ہون تو یون کام تمام ہوجائے یہ سُنکر خان اعظم نے اُسی وقت تیاری کی لیکن پھر حوصلہ
نہ پڑا ایک دن ایک رات گذر گئی لندھور اسی طرح کنوین پر بیٹھا رہا ہندی کہہ رہے ہین کہ اب کچھ کھا پی لو
رستا ہمین یدوا بتاک تو لندھور نے کچھ نہ کھایا نہ پیا آخر جب ہندیون نے بہت کہا تو وہین بیٹھے بیٹھے کچھ کھا لیا
اور یہان امیر کے پاؤن جو زمین پر لگے اسم اعظم عمرو کے کہنے سے پڑھتے جاتے تھے رستا نہ کٹتا جسطرف امیر نے اسم اعظم
پڑھکر دم کیا دیکھا تو اسی دیوار مین دروازہ ہوگیا امیر جو اس دروازے سے باہر نکلے ایک دروازہ باغ کا ملا
صاحبقران اُسمین آئے دیکھا کہ باغ نہایت دلچسپ ہے بارہ دری کے اندر آئے لیکن آدمی کا نام نہین ہے جو
امیر غور کرتے ہین تمام باغ مین جتنے سنگریزے ہین جواہر کے ہین اور مکان مین بھی ہر درجہ میں جواہر بھرا ہی امیر کو ایک حیرت تھی
کہ اتنا جواہر کہا سے آیا ناگاہ دیوار جو شق ہوئی ایک اژدہا پیدا ہوا شعلے اسکے مُنھ سے نکلتے ہوئے امیر اگر اسم اعظم نہ پڑھتے ہوتے
تو جلکر رہجاتے بس امیر نے جو اسم اعظم پڑھکر پھونکا ایک آنکھ اُسکی پھوٹ گئی اور اُسنے چیخ ماری چاہا کہ پرواز کرون کہ تیر
امیر کا اُسکے لگا وہ اُسی حال سے پرواز کرکے چلا اور پکارا او آدمزاد دیکھ کیسی بلا تجھپر نازل کرتا ہون اور سامنے دیو زنگار
جادو کے پہونچا سارا ماجرا بیان کیا اور مر گیا یہ اُسکا دربان تھا بس اُسنے جو یہ حال اُسکا دیکھا اور نام آدمی کا سُنا نہایت غیظ و
غضب مین چلا یہان امیر بارہ دری سے باہر آئے تھے کہ دیکھا تمام باغ مین زلزلہ پیدا ہی قریب ہی کہ سب عمارت گر پڑے دیوارین
جھک گئین کہ ایک دیو سامنے امیر کے آیا اور پکارا غضب کیا تو نے کہ میرے دربان کو مارا اور راہ کو تو نے بند کیا کہ جدھر دیکھو
آگ لگی ہی امیر نے کہا او دیو بس بہتر اسی مین ہی کہ تو لوگونکو نہ ستا اور کلمہ پڑھ اُسنے کہا نام تیرا کیا ہی امیر نے کہا زلزلہ قاف جب تجھ
اُسنے کہا ارے تو ہی کشندۂ عفریت ہی کب چھوڑتا ہون تجھے بس ماش کے دانے سحر کرکے مارے امیر نے اسم اعظم پڑھا تصدق ہو کر
گر گئے جب اُسنے دیکھا کہ سحر نے اثر نہ کیا دار شمشاد امیر پر ماری امیر نے بازو سے لپٹ کر دار چھین لی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
یہانتک کہ دو روز کشتی رہی کہان امیر نامور اور کہان یہ دیو خبیث لیکن مسپیچ کرکے اُسکے نیچے سے نکلجاتے ہین وہ بھی حیران ہی
کہ آدمزاد بلا کا ہی آخر دیو بند سیر امیر نے اُسے مارا اور کہا کلمہ پڑھ دیو نے کہا بس مجھکو معلوم ہوا کہ تو ساحر زبردست ہی
امیر کو جو غصہ آیا دونون شاخین اُسکی پکڑ کر زور کیا کہ مُنھ اُسکا پشت کیطرف پھر گیا دوسرے زور مین سر گردن سے

قدم پر گر پڑا کہ مین غلام ہون میری مجال ہی کہ آپ سے سامنا کرون بس یہ چاہتا تھا کہ میرا بھی نام ہو اور قابل بارگاہ
مین بیٹھنے کے ہون امیر نے سر چھاتی سے لگایا اور کہا صورت دکھاؤ نقابدار نے سر جھکالیا امیر نے بند نقاب
کھولے گویا اپنے کو آئینہ مین دیکھا حیران تھے کہ یہ کون ہی کہ عیار نقابدار یعنے گیلاک بچہ بن عمرو نے عرض کی کہ عنایا
کی دختر کبرے بہادر سے یہ آپکا فرزند ہی اسفندیار گیلانی اسکا نام ہی یہ سنکر امیر اور زیادہ مسرور ہوے
بادشاہ پاس لے گئے نذر دلوائی فرامرز اور قیماس سے کہا تمنے بھی نہ کہا اُنھون نے کہا ہم کو منع کر دیا تھا
اور ہمنے جو آپکے فرزند کو دیکھا جیسے آپ ویسے یہ غلامی اختیار کی کرب نے کہا مجھسے کھل کے نہ کہلا بھیجا غرض امیر
اُسے لیے ہوے بارگاہ مین آئے دنگل پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے اسوقت قدر انداز سلاان نے
بھی مجرا کیا اور سارا حال بیان کیا اور کہا سب قیدی مع نوشیروان حاضر ہین اور یہان بختک نے خان اعظم
سے کہا کہ امیر سے کہنا کہ یہ تو مجکو یہ فریب پکڑ لایا ہان اگر سر میدان زیر ہوتا تو اطاعت کرتا خان اعظم
جب ہوش آیا کہ امیر نے قیدیون کو طلب کیا داروغۂ زندان سب کو سامنے لایا امیر نے نوشیروان کو
دیکھ کر اُسے مجرا کیا قید توڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مین آپ کا نمکخوار ہون اُسوقت نوشیروان سر نیچا کیے
ہوے تھا اور امیر نے خان اعظم سے کہا او گیدی تو نے جو مجکو لشکر مین نہ دیکھا تو برف برسوائی خیر اب بھی
توبہ کر اور دین اسلام قبول کر خان اعظم نے کہا یا امیر آپ نے تو مجکو زیر نہین کیا ہان اگر دو شرطین میری
قبول کیجیے تو مین کلمہ پڑھون ایک تو مجکو سر میدان زیر کیجیے خیر وہ تو ہو رہیگا لیکن دوسری بات پہلے
ہو وہ یہ ہی کہ یہان سے نو منزل پر ایک چاہ ہی جو اسمین ڈول ڈالتا ہی ڈول کٹ کے اسمین رہ جاتا ہی اور اگر
بھاگنے کا ارادہ کرتا ہی تو سر قلم ہوتا ہی آپ اگر اُسکی حقیقت دریافت کر دیجیے جو کہیے وہ قبول ہی امیر نے
بھی قبول کیا اور خان اعظم کو رہا کر دیا اور کہا بتا وہ چاہ کہان ہی خان اعظم نے کہا آج کے تیسرے
دن آپ چلین مین جا کے تیاری کرتا ہون نوشیروان نے بھی یہی حیلہ کیا اور اپنے لشکر مین گئے جان مین
جان آئی بختک نے کہا ای خان اعظم حکمت تو خوب کی امیر وہان جائین یہان کل لشکر کا خاتمہ کرین

دو کلمہ داستان کہنے سے خان اعظم کے جانا امیر کا چاہ مین

غرض جب تین روز گذرے امیر خان اعظم و نوشیروان مع کل لشکر اس چاہ پر آگئے دونون لشکر میدان مین اُترے
امیر کو عمرو نے منع کیا کہ آپ نہ جائین وہ مکار ہی امیر نے کہا خواجہ انتو وہ حیلۂ شرعی کرتا ہی شاید مسلمان ہو خدا نے
چاہا تو مین خبر لاؤنگا اور ابو الفتح سرہنگ مصری گلباد عراقی وغیرہ عیاران لشکر اسلام اور کچھ عیار لشکر خان اعظم
کے اُس چاہ پر آئے اور واسطے آزمایش کے ڈول ڈالا جو ڈول گیا اسمین رہ گیا مارے خوف کے جھانک نہ سکے اور آکر
امیر سے سارا ماجرا بیان کیا بس امیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور کہا تمکو مین نے ہراول لشکر کیا کہ اپنے
قزاقونکو لیکر سامنے لشکر خادمان محل کے ہر وقت تیار رہنا شاید بعد میرے یہ شبخون کا ارادہ کرے تو تمھارے پاس
جو قین ہین اُنکو بجانا تاکہ لشکر ہمارا تیار ہو جائے بعد اُسکے فرامرز کو خلعت دیا اور کہا تمکو عہدہ پانی کا دیا اس
صحرا مین آب نایاب ہی ایک چاہ ہی تو اُسکا یہ حال ہی خان اعظم اسی لیے یہان لشکر کو لایا ہی کہ بے آب و دانہ
مرجائینگے تو خبردار لشکر کو پانی اچھی طرح پہونچانا بعد اُسکے بہرام کو خلعت دیکر فرمایا کہ تم رسد آنا جانا
ایسا نہو یہ رسد بند کروا دے یہ عہدے سپرد کیے مگر لوگ حیران تھے کہ جو جانشین تھا اسکو خلعت نہ دیا بلکہ لندھور
بھی منھ امیر کا دیکھ رہا تھا کہ امیر نے لندھور سے کہا ای جانشین من تم ہمارے ہمراہ چلو غرض نہ دن نو دن گیا

تو تجھے قتل کرونگا بہتر اسی مین ہی کہ قیدیونکو لیکر در دولت پر حاضر ہو قدر ارسلان نے کہا کہ مین ایک امیر سے
کیا دب گیا کہ ہر ایک مجکو دبانے لگا او مفلوک تو امیر کی برابری کرتا ہی نقابدار نے کہا مین صاحبقران ہون
اور طبل جنگ بجوادیا ادھر قدر ارسلان نے بھی مجبور ہو کر طبل رزمی بجوایا اور دوسری عرضی اسی حال کی امیر کو
لکھی اور صبح کو مقابل لشکر نقابدار کے صف آرا ہوا کئی میداندار یان کین جو منچلے ہمراہ تھے کچھ نقابدار کے ہاتھ
سے زخمی ہوے کچھ لوگونکو نقابدار باندھ لیگیا قدر ارسلان نے زخمیونکے ٹانکے دلوائے اب اسکا یہ ارادہ ہوا
کہ کل مین خود سامنا کرون مگر وہان جو عرضی اسکی امیر کو پہونچی امیر نے افراسیاب کو چاک سے حال بیان کیا
اسنے کہا پھر مجکو حکم ہو تو مین جاؤن اپنے باپ کی مدد کرون امیر نے فرمایا ہم بھی چلینگے اُسنے اصرار کیا امیر نے
کہا اچھا جاؤ افراسیاب اُسیوقت روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے امیر نے فرامرز کو بھیجا کہ افراسیاب سے
اور فرامرز سے دوستی بھی تھی بعد فرامرز کے کرب بھی روانہ ہوا پھر قیماس خان نے عرض کیا کہ مجکو بھی رخصت
کیجیے کہ مین ان ترکونسے خوب واقف ہون یہ بھی روانہ ہوا مگر وہان رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو نقابدار میدانمین آیا ہوا
مبارز طلب کر رہا ہی ارسلان خود نکلنے کو ہی کہ گرد اڑی اور افراسیاب کو چاک پہونچا باپ کو سلام کیا سارا ماجرا
پوچھکر میدانمین آیا ہمتگاور ہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا تین قدم مرکب نقابدار کا پسپا ہوا افراسیاب نے کہا
او مفلوک تو امیر کی برابری کرتا ہی نقابدار نے کہا تجھے اس سے کیا ضرب اپنی لا افراسیاب نے کہا تو پیشدستی کر آخر
نقابدار نے نیزہ مارا افراسیاب سے نیزہ بازی ہونے لگی آخر نقابدار نے نیزہ ہوائی کیا اور تلوار ماری افراسیاب
نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے گریبان پکڑا گھوڑونسے نیچے کودے کشتی ہونے لگی پہر بھر نہ گذرا تھا کہ نقابدار نے
لنگرا افراسیاب کا توڑا اور باندھ کے اپنے لوگون کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب ہوا فرامرز نکلا اور بے گفتگو کے
نیزہ چلا دونون نیزے خلال ہو گئے نقابدار کی تلوار سے فرامرز کا مرکب کام آیا فرامرز نے نقابدار کے مرکب کی ایک
ٹانگ اڑادی نقابدار بھی مرکب سے نیچے آیا اور ایک ہاتھ پالٹ کا مارا فرامرز نے خالی دیا اور بند دست پکڑ لیا اسنے
گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کی کشتی مین نقابدار ایک مقام پر فرامرز کو لیچلا تھا کہ پاؤن فرامرز کا
موشخانہ مین جا رہا کہ کولا اُتر گیا یہ دیکھکر نقابدار نے چھوڑ دیا فرامرز نے کہا ای بہادر تو زور کر اور لڑ نقابدار نے کہا یہ نہوگا
جب اچھے ہوگے پھر لڑلینا فرامرز نے کہا کہ یہ احسان کیا ہی تو اپنے حال سے بھی آگاہ کر نقابدار نے کہا آ اگر یہ ارادہ
ہی غرض فرامرز کو اپنے خیمے مین لایا اور لوگونکو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آنا اور افراسیاب کو بھی بلوایا اور اپنے کو
ظاہر کیا نقاب اُلٹ دی بس فرامرز اور افراسیاب نے مجرا کیا حلقۂ غلامی کانمین ڈالا اور قدر ارسلان کو بھی
افراسیاب نے لکھ بھیجا فرامرز نے قیماس خان خاوری اور کرب کو بلوایا قیماس خان تو چلا آیا اور غلامی
اختیار کی قدر ارسلان بھی سب قیدیون اور اپنے لشکر کو لیکر آیا اور کہا پہلے آپنے کیون اظہار نکیا مگر کرب نہ آیا اور کہا
کہ مین سوا امیر کے اور کسی کو نہین جانتا بلکہ اس سے مقابلہ کرونگا غرضکہ دوسرے دن امیر بھی پہونچے اور یہ حال کرب سے
سُنکے حیران ہوے نقابدار نے امیر کو دیکھتے ہی طبل جنگ بجوادیا صبح کو دونون لشکر میدانمین آئے بعد صف آرائی نقابدار میدانمین
آکر للکارا کہ سوا امیر کے کوئی نہ نکلے امیر بادشاہ سے اجازت لیکر میدانمین آئے نقابدار مرکب سے کودا اور امیر کو اسقدر جھککر
مجرا کیا کہ مثل کمان کے ہوگیا کہ تیر محبت امیر کے دل دوز ہوا فرمایا ای بہادر کیا ارادہ ہی عرض کیا جو آپکی مرضی امیر نے کہا
بھلا یہ میری مرضی تھی کہ ارسلان میرے پاس آتا تھا اور تمنے اُسکو تجنے روکا اب مین یہ چاہتا ہون کہ کوئی آزمائش ایسی
ہو کہ تلوار نہ چلے کیونکہ تلوار کا کام ضایع کرنا ہی نقابدار نے کہا بہتر امیر بھی مرکب سے اُترے اُسوقت نقابدار گرد پھرا امیر کے

چلے جاتے ہین کہ قدرارسلان نے خان اعظم سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہی آپکی دعوت کرون اگر قبول کیجیے کیونکہ اسمین میری عزت افزائی ہو گی اور لوگ جو جانتے ہین باہم رنجش ہی وہ شک رفع ہو جائیگا خان اعظم نے کہا کیا مضائقہ ہی قدرارسلان نے کہا تو پھر دو ایک مقام یہان کیجیے سامان میرا تیار ہی یہ سنکر بختک نے کہا ای خان اعظم یہ جو کہتا ہی مین ہاتھ دھلاؤن کہین جہان سے ہاتھ دھونا پڑے پھر خان اعظم خفا ہوا بختک چپ ہو رہا اور قدرارسلان نے چہار طرف کے باورچی بلائے آتشبازی کا بھی سامان کیا اور خان اعظم کو اپنے لشکر مین لایا جو اسکے لشکر سے پانچ کوس پر تھا نوشیروان بختک سب ہمراہ ہین لشکر کو تو خان اعظم نے وہین چھوڑا اور پانچ ہزار ترک منچلے ہمراہ لے کر قدرارسلان کے لشکر مین آیا قدرارسلان نے استقبال کیا جب دروازہ بارگاہ پر خان اعظم پہونچا قدرارسلان نے نذر دی خان اعظم نے ہنس کر ہاتھ رکھدیا قدرارسلان نے کہا میری خوشی جب ہی کہ آپ قبول کرین تاکہ یہ معلوم ہو اب مین منظور نظر ہوا دوسری نذر خان اعظم مسند پر بیٹھا جب دی خان اعظم بہت خوش ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا ساغر گردش مین آیا سب کو کھانا کھلوایا آتشبازی دکھلائی جب پہر رات رہی اُسوقت بختک کو چکر آیا خان اعظم سے کہا میرے سر مین درد ہی آیا آپکے بھی ہی اور مین تو بسبب اسکے کہ آدھا خدا پرست ہون بچا ہون چوٹ نہین لگتی کوئی مجکو آسمان پہلے جاتا ہی اور پھینک دیتا ہی اور یہ لوگ جو تیرے ساتھ ہین کسوقت کے سپیے لگا رکھے ہین آیا کیا وہ وقت ابھی نہین آیا انھین جلد حکم دے خان اعظم نے کہا ابے او حرامزادے کیا بکتا ہی بختک نے کہا بس زبان کو اپنی سنبھالیے مین بھی نشہ مین ہون بے کا جواب تے ہی ابے تبے موقوف کیجیے خان اعظم نے کہا کیا یا جی ہی بختک نے کہا آیا یہ سب جو بیٹھے ہین یہ خان اعظم نے کہا اسکا جواب ندویہ جوتی خورہ ہی کہ اتنے مین بختک اُٹھا اور کہا میرا جی چاہتا ہی کہ آج قدرارسلان کے سامنے ناچون اُٹھا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا لوگ اسکے اُٹھانے کو دوڑے تھے وہ بھی گرے نوشیروان گھبرا کے اُٹھا خان اعظم بھی اُٹھا چکر آیا ستون پکڑ لیا آخر تابہ کے یہ سب بھی بیہوش ہوے

اب چند کلمے قدرارسلان کا لیجانا خان اعظم کو خدمت مین امیر با توقیر کے راہ مین مقابلہ نقابدار سے سرداران امیر کا واسطے مدد قدرارسلان کے آنا پھر آنا امیر کا اور حال کھلنا نقابدار کا بیان کرتے ہین

غرض جسوقت سب بیہوش ہوے اُسوقت قدرارسلان نے اپنے لوگونکو طلب کیا وہ بیڑیان ہتھکڑیان طوق زنجیر لائے اور سب کو قید کیا اور اُسی وقت کوچ کر دیا کہ ایسا نہو اسکے لشکر مین خبر ہو جائے دوسرے دن خبر لشکر مین خان اعظم کے پہونچی لوگ سمجھے کہ قدرارسلان واسطے شکار کے لیگیا ہو گا آخر کھلا کہ گرفتار کر کے امیر کے پاس لیگیا ہی پھر تو کل لشکر خان اعظم کا عقب مین چلا خبر قدرارسلان کو ہوئی کہ فوج عقب مین آتی ہی اُسنے ڈر کر عرضی امیر کو لکھی کہ مدد کیجیے اور جب لشکر خان اعظم کا قریب پہونچا قدرارسلان نے کہلا بھیجا کہ اگر میرے لشکر مین تمنے قدم رکھا تو خان اعظم اور نوشیروان وغیرہ سے کسی کو زندہ نہ پاؤگے سبکو مار ڈالونگا یہ سنکر لشکر پر ایسا ہراس غالب ہوا کہ کوئی عیار بھی واسطے خبر کے نہین آیا مگر جب بختک کو اور سب کو ہوش آیا کہا ای خان اعظم خوب دعوت مین عداوت ہوئی کہ اسمین دو تین روز کا عرصہ ہوا تھا قدرارسلان کوچ بکوچ جاتا تھا کہ ایک گرد اُٹھی جب گرد قریب پہونچکر شق ہوئی دیکھا کہ نقابدار بنفشہ پوش دو لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا مقابل مین لشکر قدرارسلان کے خیمہ برپا کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر تو خدا پرست ہی تو خیر نہین

پہونچے کہ دیو ماہیار خان اعظم کے لشکر پر بالاے ہوا چھایا ہوا تھا اور خود بارادہ اطلاع نیچے اُترنے کو تھا
کہ قمرزاد اور گہرزاد کے دیوون نے پتھر مارنا شروع کیے کسی دیو کا سر پھٹا کسی کا شانہ ٹوٹا جب پتھر ہو چکے
تو دار شمشاد اور ارہ پشت سہنگ اوپر سے پڑنے لگا دیوون کے ہاتھ پاؤن کٹ کٹ کر گرنے لگے اتنی لاشین
گرین کہ خان اعظم کا چوتھائی لشکر دبگیا اور غارت ہوا آخر کو دیو بھاگے کہ یہ اوپر سے کونسی بلا نازل ہوئی
قمرزاد و گہرزاد پھرے ایک دیو کو امیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین بھیجدیا کہ ہمارا مجرا کہنا
اور سب کیفیت بیان کرنا دیو نے آکر امیر حمزۂ صاحبقران سے سب حالت بیان کی صاحبقران
بہت خوش ہوے اور فرمایا حافظ حقیقی یون بچاتا ہے وہان لشکر صلصال کی جو وہ کیفیت ہوئی بختاک
خوب ناچا اور کہا واہ ای خان اعظم لشکر امیر حمزۂ صاحبقران خوب غارت ہوا دیو آپ کا بڑا دق
تھا خان اعظم بھی حیران ہے کہ یہ کیا ہوا کہ ماہیار نے آکر خان اعظم سے سارا ماجرا بیان کیا دیو تو چلا گیا
خان اعظم نے کمر بندی کروائی اور لشکر لیکر طرف بالاختا کے چلا

اب چند کلمے داستان جانا خان اعظم کا واسطے مقابلہ امیر حمزۂ صاحبقران کے راستے مین قدرارسلان شاہ بادشاہ سابق ترکستان سے ملاقات ہونا اور گرفتار ہونا صلصال کا بیان کیے جاتے ہین

غرضکہ خان اعظم نے یہ ارادہ کیا کہ مین خود لڑونگا امیر حمزۂ صاحبقران سے یہان امیر حمزۂ صاحبقران
نے بھی جو جو کہ زیادہ زخمی تھے اُنکو خادمان محل کے پاس ختن مین چھوڑا اور خود کوچ کرکے طرف ترکستان کے
روانہ ہوے مگر خان اعظم کو تیسری منزل تھی کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا خان اعظم حیران
ہوکر ٹھہرا کہ یہ کون آتا ہے کہ یکایک گرد شق ہوئی دیکھا کہ قدرارسلان شاہ ہے اُسنے جو خان اعظم کو دیکھا
جان نکلگئی مگر سوچا کہ اس سے بغیر فریب کیے جان نہ بچیگی اور آکر صلصال کو مجرا کیا دو لاکھ سوار اسلحہ جنگ سے
آراستہ و پیراستہ ہمراہ تھے خان اعظم نے کہا ای قدرارسلان کہان جاتے ہو جوابدیا کہ مین نے سُنا کہ کسی
خدا پرست نے آپ کو حیران کر رکھا ہے اور آجکل بڑی تشویش تھی مین بھی واسطے مدد کے آیا ہون خان اعظم یہ
سُنکے خوش ہوا بختک متحیر ہوکر دیکھنے لگا خان اعظم نے کہا کہ ارے یہ ہمارے بادشاہ ہین مین ان کا ملازم
تھا بسبب شمامہ جادو کے مجکو سلطنت ملی یہ دشت کجاب مین رہنے لگے قدرارسلان نے کہا ای خان اعظم
یہ کیا کلمہ کہتے ہو مین تمہارا غلام ہون جابجا تمنے نامے لکھے مجکو بھی خیال آیا کہ تجھے بھی چلنا ہوگا تیاری کی جب
آپ نے نہ طلب کیا مین خود چلا آیا خان اعظم نے کہا آپ نے خوب کیا بختک نے کہا ای خان اعظم ہم
اسکا پہلو سمجھ گئے آیا تم بھی سمجھے کہ یہ کلام آخر کو اُسنے کیا کہا کہ مجکو خیال آیا یعنے سلطنت کا خیال آیا کہ اب
چلکر امیر سے کہون وہ ضرور سلطنت دلوادینگے خان اعظم نے کہا کیا حرامزادے تیرا خیال بدی کیطرف
جاتا ہے اگر اسے جانا ہوتا تو پہلے ہی امیر کے پاس نہ جاتا اس بیچارے نے تو کبھی دعوی نہین کیا اب تو بڈھا
ہوگیا قدرارسلان نے کہا یہ کون ہے خان اعظم نے کہا کہ بختک اسی کا نام ہے قدرارسلان نے کہا
مین اُسکے اوصاف پہلے ہی سُن چکا تھا آج زیارت بھی ہوگئی غرضکہ خان اعظم نے قدرارسلان کی بہت
خاطر کی اور اپنے خیمے مین لایا پانچ کوس خان اعظم کے لشکر سے ہٹکر قدرارسلان کا لشکر بھی اُترا جب
رات زیادہ گئی قدرارسلان اپنے خیمے مین آیا صبح کو اُٹھ کے آگے چلا خان اعظم اور قدرارسلان باہم

اسم اعظم پڑھتے چلیے اور یہان طائر جادو نے پھر سحر کیا انکے بھی ہاتھ پانون رہگئے خان اعظم ست کہا بس انکے
سر کٹوا ڈالو اور ترک بارادۂ قتل چلے تھے کہ امیر پہونچے اور نعرہ کیا بھلے ساحرون پر گرے قتل کرنا شروع کیا
طائر جادو نے جانا کہ اسے بھی ایک دانہ ماش کا پڑھکر مارونگا ہاتھ پانون بیکار ہوجا وینگے بھلا امیر پر سحر
کب اثر کر سکتا ہی کہ اسم اعظم پڑھ رہے تھے رائی سرسون ماش کے دانے پھینکا در ہوگئے طائر جادو سمجھا
کہ مین نے ہاتھ پانون باندھ دیے اب اسے گرفتار کرلون کہ یہ سرخیل مسلمانان ہی بے کھٹکے قریب امیر کے آیا
چاہا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کو اسیر کرون مگر امیر حمزۂ صاحبقران بھی اسے آتے دیکھ کر چپ کھڑے
تھے چاہا کہ ہاتھ امیر حمزۂ صاحبقران کا پکڑون عقرب سلیمانی کا ہاتھ امیر حمزۂ صاحبقران نے مارا
کہ دو ٹکڑے ہوے اسکے مرتے ہی آندھی چلی آگ برسی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من طائر جادو
بود سے کہ ہاتھ پانون قابو مین ہوے اور ترکون پر چلے جادوگرون نے آپس مین کہا کہ ارے جلد ظلمات کو
بھاگو دیکھو بغیر حکم شمامہ جادو کے لڑنے سے اسکا کیا حال ہوا ساحر تو بھاگے بختک کی جان نکل گئی جلدی
سے طبل بازگشت بجوا دیا امیر پھر کر بادشاہ کے پاس آئے مجرا کیا دیکھا کہ زخم سر بند ہوا ہی بعد اس کے
ہر سردار نامی کو زخمی دیکھا امیر حمزۂ صاحبقران نے شکر کیا کہ خیر جس حال مین ہین زندہ تو ہین غرض
سب کو لیکر ختن مین آئے خان اعظم جو بھاگا پھر قلعہ الگی مین پہونچا مگر امیر حمزۂ صاحبقران جو ختن مین
آئے یعقوب شاہ کو خلعت دیا بادشاہ نے سب حال بیر قباری کا بیان کیا وہان خان اعظم کی پھر شامت
آئی کہا کہ نوے لاکھ کی فوج ہی مین جاکر امیر حمزۂ صاحبقران سے لڑونگا یا تو جان گئی یا ترکستان لیا کہ
اتنے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو لے گیا بختک کا دم فنا ہوا جانا کہ کوئی دشمن لے گیا ہی
نوشیروان سے کہا اب یہان سے بھاگ مگر خان اعظم کو جو پنجہ لے گیا تموج ہوا اسے یہ بیہوش ہوگیا تھا جب
پنجہ نے زمین مین اُتارا اور بعد کچھ دیر کے اسے ہوش آیا دیکھا کہ ایک کوہ پر مین ہون اور ماہیار دیو جس سے
بڑی دوستی ہی وہ سامنے کھڑا ہی اُسنے سلام کیا اور کہا اچھی طرح ہو بہت روز سے ملاقات نہوئی تھی اسلیے
لے آیا ہون یہ سُنکر خان اعظم رونے لگا اور سارا حال تباہی کا ہاتھ سے خدا پرستون کے بیان کیا دیو نے
کہا چل مین ایک دم مین سب کو غارت کردون خان اعظم نے کہا وہ بڑے بڑے دیوونسے لڑ چکے ہین اور
نہ سحر امیر تاثیر کرتا ہی دیو نے کہا مین سامنا اُنکا تھوڑی کرونگا دور سے پتھر اُنکے لشکر پر برساؤنگا سب مرجائینگے
خان اعظم خوش ہوا کہ یہ تدبیر خوب ہی دیو نے کہا سات دن کی مہلت مانگتا ہون کہ دیوونکو جمع کرلون خان اعظم
نے کہا اچھا اب دیو نے شراب و کباب سے خاطر کی بعد اُسکے پھر پنجہ بنکر خان اعظم کو بارگاہ مین پہونچایا بختک نے
دیکھا کہ خان اعظم کچھ بشاش ہی پوچھا ای صلصال کہان تھے ہمکو تو بڑی فکر ہوئی تھی خان اعظم نے کہا کہ قریب آ
اور چپکے سے سارا ماجرا بیان کیا اور چند اہل دربار بھی اس راز سے واقف ہوے سبکو خوشی ہوئی کہ اب امیر کی
جان نہ بچیگی اور وہان دیو نے ساٹھ ہزار دیو جمع کیے کہ تمھاری دعوت ہی اور سبکو کھانے کھلوائے اور پھر اپنا
مطلب بیان کیا دیوون نے پتھر جمع کیے اور خان اعظم پاس چلے کہ اُس سے کہکر لشکر صاحبقران کو غارت
کرین مگر ایک آدھ دیو نے کہ قمرزاد اور گہرزاد کا دوستدار تھا جاکر اپنے مالک سے بیان کیا کہ آج فلان دیو نے
بہت سے دیو جمع کیے ہین کوئی امیر حمزۂ صاحبقران ہی اُسکے لشکر پر سنگباری کرینگے یہ سُنتے ہی دونون بھائی
گھبرائے اور چالیس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوگئے اور اُنھون نے بھی سنگریزے اُٹھائے تھے اُسوقت

بارگاہ تو مین لے لونگا جب تو قیماس خان خاوری کو بھی غصہ آیا اور کہا کیا مجکو تمنے حلوا مقرر کیا ہی بین وہی
ہون کہ تمھارے بادشاہ تک کو زخمی کیا ہی اور میری تلوار نے کسکا لہو نہین چاٹا کرب نے کہا تو پھر مین کیا
حلوا ہون قیماس خان خاوری سے نے کہا مین نے آپ کو کب کہا بلکہ مین تو آپکی تعریف کرتا ہون اور نہین مانتے
تو ہم دونون سے جبتک ایک نہ رہیگا فیصلہ نہوگا کرب سے نے کہا تو لا ضرب قیماس خان خاوری نے کہا
مین تو پیشدستی نہ کرونگا اور دوسرے امیر کو کیا جواب دونگا کرب سے نے کہا تو بہتر مین بھی حملہ نہ کرونگا اور تو مجھسے
مقابلہ کریگا قیماس خان خاوری نے کہا بس زبان کو بند کرو تم کیا ہو تمھارے باپ سے بھی لڑونگا یہ سُنکر
رگ دیوانگی حرکت مین آئی نیزہ مار بیٹھا قیماس خان خاوری نے روک لیا اور نیزہ بازی ہونے لگی بڑی دیر تک
نیزہ چلا کیا کہ اتنے مین عمرو آپہونچا اور یہ ماجرا دیکھ کر جاکے امیر سے بیان کیا امیر کو جو خبر ہوئی اشقر پر
سوار افراسیاب کو چابک ہمراہ مقبل وفادار ساتھ گھوڑون کو دوڑا کر قریب پہونچے امیر نے دونون
کو لڑتے دیکھ کر نعرہ کیا ادھر قیماس خان خاوری اُدھر کرب امیر حمزہ صاحبقران کے نعرے کی
آواز سُن کر تھمے امیر حمزۂ صاحبقران بیچ مین آگئے قیماس خان خاوری نے مجرا کیا امیر حیران ہین کہ
قیماس خان خاوری کجا اور یہ بارگاہ کہان آخر امیر حمزۂ صاحبقران نے پوچھا قیماس خان خاوری
نے سارا ماجرا بیان کیا کہ مین بارگاہ آپ کی خدمت مین لاتا تھا راہ مین کرب نے روکا مین نے بہتیری منتین کین
نہ مانا اور مجھسے مقابلہ کیا امیر حمزۂ صاحبقران نے کہا پھر بارگاہ ہین کیونکر تمھین ملین اور تم کیونکر چھوٹے آیا
میرے سردار مع بادشاہ کیا ہوے قیماس خان خاوری سے نے شمامہ جادو کا حال اول سے آخر تک بیان کیا
عمرو بن امیۂ ضمری نے کہا کیون امیر حمزۂ صاحبقران میرا کہنا نہ مانا آخر یہ حال لشکر کا ہوا امیر حمزۂ صاحبقران
کو یہ سُنکر نہایت صدمہ ہوا قیماس خان خاوری کو کلمہ بتایا اور کرب کو قیماس خان خاوری کے گلے ملوایا
عمرو سے کہا خواجہ تم خبر لاؤ کہ میرے ناموس اور بادشاہ کیا ہوے عمرو بن امیۂ ضمری چلا جاتے جاتے راہ
مین لوگون سے معلوم ہوا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کے لوگ بھاگ کر ختن مین گئے ہین عمرو ختن کو چلا
اور یہ خبر خان اعظم کو ہوئی کہ امیر حمزۂ صاحبقران کے ناموس ختن مین ہین خان اعظم نے کہا چلو ہین اس
ختن کی اینٹ سے اینٹ بجواؤنگا غرض نوشیروان اور طائر جادو سبکو ہمراہ لیکر خان اعظم ختن مین آیا
یہ خبر یعقوب شاہ کو ہوئی اسنے بادشاہ کو خبر نہ کی مگر کہا تک ایسی خبر چھپ سکتی ہی سلطان سعد کو بھی معلوم ہو گیا
کہ خان اعظم آیا ہی سلطان سعد نے چاہا کہ قلعے سے باہر نکلون گو زخمی ہون یعقوب شاہ قدمون پر گر پڑا
اور کہا مین امیر حمزۂ صاحبقران کو کیا مُنھ دکھاؤنگا آپ سیر دیکھین کہ کیسا قلعے کو آراستہ کرتا ہون کہ
انکے فرشتے بھی نہ آسکین بادشاہ اسکی خاطر سے چپ ہو رہے اور خان اعظم نے دوسرے روز سوار یعقوب شاہ
پاس بھیجا کہ دروازہ کھولدے خدا پرستون کو باندھ کے میرے حوالے کر یعقوب شاہ نے خان اعظم کو بُرا بھلا
کہا خان اعظم نے اُسیوقت طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو حملہ کیا ادھر سے توپین چلین ہزارون مارے گئے
آخر بھاگے جب تو خان اعظم نے طائر جادو سے کہا کچھ تدبیر نہین کرتا طائر جادو آگے بڑھا سحر جو کیا توپ
بند ہو گئی مہتاب اور بارود کا یہ حال ہوا کہ جیسے مینو نکے پانی مین بھیگی ہوئی ہی اور گولہ اندازون کے ہاتھ
پاؤن رہگئے یہ رنگ دیکھ کر بادشاہ اپنے سردارون کو لیکر قلعے سے باہر آئے اور وہین سے تلوار کھینچکر ترکون پر
چلے کہ عمرو بن امیۂ ضمری بھی پہونچا یہ حال دیکھ کے بھاگا اور امیر حمزۂ صاحبقران کو خبر کی اور کہا یا امیر

طرف والا دشمن ہو گیا شمامہ جادو وانددروس جادو کو مار کر چلی گئی کرب کو گرفتار کر کے بھی نہ دے گئی دیکھو
انکا خدا کیسی مدد کرتا ہی یہ سُن کر اردشبیر نے کہا کہ مین نمکحرامی نہ کرونگا اور ای قیماس خان خاوری یا تو
چل یا بارگاہ میرے حوالے کر قیماس خاوری نے کہا کیا بکتا ہی اگر کچھ اور ارادہ ہو تو مین موجود ہون مین نے
تیرے سمجھانے کو یہ کلمات کہے اردشبیر نے کہا لاضرب بہادری کی قیماس خان خاوری نے کہا اب
مین نے غلامی امیر کا عہد کیا ہی تو انکا آئین بھی اختیار کیا ہیشیدستی نہ کرونگا اردشبیر نے نیزہ مارا
قیماس خان خاوری نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری قیماس خان خاوری نے
سپر پر روکی اور کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ترکون نے جو دیکھا مارے خوف کے کچھ نہ بولے جب
قیماس خان خاوری اُسے مار کر پلٹا تو لاش اردشبیر کی لیکر بھاگے یہ پھرے ہوئے آتے تھے کہ مردشبیر
پہونچا اُس سے رو رو کر بیان کیا کہ یہ قیماس خان خاوری کے ہاتھ سے مارا گیا مردشیر سبکو لیکر پھرا یہ خبر
قیماس خان خاوری کو ہوئی کہ بھائی اسکا مردشیر آتا ہی قیماس خاوری پھر پلٹا کہ مردشیر پہونچا اور پکارا
ای قیماس خان خاوری غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مارا خیر اب بھی خان اعظم پاس چل عذر کر قیماس نے
کہا او نامرد کیسا خان اعظم مین نے لعنت کی اُس پر اور لات و منات پر بھی لعنت کی مردشبیر نے اس گفتگو مین
تلوار ماری قیماس خان خاوری نے خالی دی اپنے کو تو بچایا مگر گردن کر گردن کی قلم ہوئی وہ تڑپنے لگا قیماس
گر پڑا مردشبیر نے ایک ہاتھ اور مارا قیماس خان خاوری نے سنبھلکر باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور
مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمربند پکڑ کر اُٹھا لیا مردشبیر نے امان مانگی قیماس خان خاوری نے کہا بشرط ایمان
صاحبقران مردشیر نے قبول کیا قیماس خان خاوری نے چھوڑ دیا مردشیر نے کہا کہ مین اپنے لوگون کو بھی
راضی کرون اور شام بھی ہو گئی تھی قیماس خان خاوری اپنے خیمہ مین گیا وہ اپنے خیمے مین آیا رفیقون سے شورہ کیا
کہ تمہاری کیا صلاح ہی اُنھون نے کہا کہ خان اعظم پاس بھاگ چلیے اور لات پرستی کیونکر ترک کیجائے اسکی بھی
مت برگشتہ ہوئی رات ہی کو سب بھاگ گئے صبح کو خبر قیماس خان خاوری کو ہوئی کہا میری بلا سے مجھے کیا
ایمان لاتا اُسیکی آخرت بنتی یہ کہکر اُسیوقت طرف امیر کے کوچ کیا پہر دن چڑھا ہوگا کہ گرد اُڑی قیماس خان
خاوری ٹھہرا جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا کرب دلاور پہونچا مگر مستعد بہ جنگ آیا تھا قیماس خان خاوری نے
سلام کیا کرب نے جواب سلام دیا اور کہا کہان جاتے ہو قیماس خان خاوری نے کہا ای بہادر یہ سب
تیرے سبب سے ہوا میرے دلمین آئی کہ دین خداپرستی برحق ہی تیری شجاعت پر دل وجد کرتا ہی اگر تلوار باندھے تو
تیرا نام لیکر اور ایمان ایسا مضبوط کہ کسوقت مین خدا نے مدد کی کہ جان بچنے کی کوئی صورت نہ تھی جادوگر و نسے
سامنا تھا تو اب مین بارگاہ مین لیکر خدمت مین امیر کشور کی جاتا ہون کہ نذر دونگا خالی ہاتھ کیا جاؤن کرب نے کہا تمھین
جانا ہی تو جاؤ بارگاہ تو نہ جائیگی مالک اسکا مین ہون اور قیماس خان خاوری نے اُن لوگون سے کہدیا تھا
کہ جب تک کرب آئے تم بارگاہ لیکر چلو اُنھون نے جو اپنے داروغہ کو دیکھا اور لبیں ہو گئے جھگڑون پر کھڑے
تماشا دیکھ رہے ہین کہ قیماس خان خاوری نے کرب سے کہا آپ تو ہمیشہ کے داروغہ ہین اور اب بھی امیر
آپ ہی کو دینگے مین اتنا چاہتا ہون کہ جان پر کھیل کر محنت سے لایا ہون تو نذر دون کرب نے کہا یہ ہرگز
نہ ہوگا قیماس خان خاوری نے کہا اچھا ایک کام کیجیے نہ آپ بارگاہ اُٹھا کر لے چلینگے نہ مین جھگڑتے ہین ہم آپ
دونون ہمراہ چلین کرب نے کہا بس زیادہ نہ بکو میرا مغز خالی ہوتا ہی تم اکیلے خدمت امیر مین چلے جاؤ ورنہ

باندھ دیے اب تو خان اعظم گھبرایا اندروس جادو نے کہا کہ گھڑی بھر اور [illegible]
اندروس یہ سنکر آگے بڑھی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دلنے ہاتھ کے مارنا شروع کیا [illegible]
ہاتھ پاؤن اسکے رہگئے اندروس جادو نے کہا بس اب جادو کے سر [illegible]
چلے کہ سب کو قتل کرین ہر ایک مسلمان کی یہ کیفیت کہ زندہ [illegible]
شروع کیا ایک مرتبہ ترک قرب کرب کے ہوش جاتا رہا [illegible]
جھمکین گردہ بجلی چمک کر اندروس جادو پر گری کہ مع تخت [illegible]
صلصال حرامزادے مین نے تو تیری مدد کے لیے اسے چھوڑا تھا تو نے [illegible]
اب اگر تو مارا بھی جائیگا تو کبھی نہ آؤنگی اور یہ کہکر ابر غائب ہو گیا [illegible]
کے کھڑا تھا کہ کرب کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اسنے تلوار [illegible] کرب نے خالی دیا [illegible]
ہوئے اور ابلق بھاگ کر ترکون کو قتل کرتا ہوا ایک طرف نکل گیا خان اعظم [illegible]
لاش بھی اندروس کی نہ اٹھائی اور یہ شمامہ کی منسوب ہے [illegible] خان اعظم [illegible]
ذرا سے مرنے کے لیے ایسے مددگار کو اپنے خفا کر دیا کیا ہوگا خان اعظم نے ندامت سے سر جھکا لیا [illegible]
اپنے پلنگ پر لیٹا تھا کہ اندروس کے واقعہ پر قیماس خان خاوری کو حسرت ہوئی [illegible]
امیر کا برحق ہے کس وقت مین کرب کو خدا نے بچایا اور افسوس ہے کہ امیر نے [illegible]
نہ ہوا مگر اب بھی اگر اس پاس تو جائیگا تو تیری بہت عزت ہوگی [illegible] تو کیا جاتا ہے [illegible]
بارگاہ لپیٹ اور خان اعظم بھی کچھ نہیں ہے [illegible] خاوریون کو جمع کیا [illegible] سب حالات اپنے دل کی
بیان کی انھون نے کہا بیشک سچ ہے کر دین امیر کا برحق ہے غرض قیماس خان ستر ہزار [illegible]
تعین مع اثاثہ صاحبقران لیکر روانہ ہوا صبح کو یہ خبر خان اعظم کو ہوئی کہ قیماس خان خاوری بارگاہ [illegible]
روانہ ہو گیا خدمت صاحبقران مین گیا ہے صلصال نے اردشیر اور فرد شیر دونوں بھائیوں کو [illegible]
بارگاہ چھین لاؤ وہ دونون ساٹھ ہزار سوار لیکر آگے پیچھے [illegible] خان اعظم سے کہ
آپ تو بڑی تعریف کرتے تھے قیماس خان خاوری کی کہ میرا امیر بخشی ایسا ہے اور ایسا ہے خان اعظم نے
جواب نہ دیا وہان کرب جب رات ہوئی شبخون لیکر چلا کہ راستے مین صاحبقران سے ملاقات ہوئی قران نے
کہا ای نظر کردہ شاہ مردان کہان جاتے ہو کرب نے کہا جب تک بارگاہ نہ لے لونگا شبخون مارے جاؤنگا
قران نے کہا کہ بارگاہ تو قیماس خان خاوری لے گیا کرب کو یقین نہ آیا اندلس کو واسطے خبر کے روانہ کیا
اندلس بھی بعد کچھ دیر کے پھر کر آیا اور کہا قران سچ کہتے تھے کرب نے کہا تو پھر مجکو صلصال سے کیا کام
مجھے تو بارگاہ سے غرض ہے اور تلاش مین قیماس خان خاوری کے روانہ ہوا قیماس خاوری بارگاہ مین بیٹھے ہوئے
چلا جاتا ہے کہ لوگون نے آکر عرض کی کہ اردشیر آپ کے عقب مین آپہونچا قیماس خان خاوری ٹھہر گیا کہ
اس سے فیصلہ کر کے آگے بڑھونگا کہ گرد اڑی اور اردشیر مع ساٹھ ہزار سوار پہونچا قیماس خان خاوری
کو سلام کیا اور کہا یہ آپ نے کیا حرکت کی خان اعظم نے مجھے بھیجا ہے بہتر یہ ہے کہ بارگاہ لیکر لیٹے چلیے قیماس خان
خاوری نے کہا ای اردشیر مین تمکو بھی سمجھاتا ہون کہ تم بھی میرے ساتھ امیر حمزہ صاحبقران پاس چلو
اور دیکھو کہ کرب کیسا بہادر ہے اکیلے نے کتنے شبخون مارے جب سحر مین گرفتار ہوا تو یون مدد ہوئی کہ اپنے [illegible]

کہ مین جاتا ہون خان اعظم نے منع بھی کیا کہ تو ایک رہگیا ہی کوئی اور چلا جائیگا اسنے نہ مانا قضا دامنگیر ہوئی اور
اسی ہزار ترک ہمراہ لیکر روانہ ہوا گزک بھی ہمراہ تھا راستہ بتانے کے لیے اُس جنگل مین لایا جہان کرب مقیم
تھا دیان اندلس بن عمرو نے دیکھا کہ فوج آتی ہی دوڑکر کرب کو خبر کی کرب نے بوق بجائی سب تیار ہوگئے
اور ایک طرف چلے کہ فرید شاہ بھی پہونچا اور پکارا کہ او دیوانے مجہول نامرد بھگوڑے کہان جاتا ہی یہ سنکر
کرب نے خیال کیا کہ تب مین نے سُنا ہی تو کیا ان سب کے کان بند ہین ضرور سب نے سُنا ہوگا قتل سے بھی سُنا ہوگا
یہ ایسا سخت کلمہ کہتا ہی ہمراہیوں سے کہا تم چلو اور آپ پھرا فرید نے بھی اپنا مرکب روکا کرب نے کہا او گیدی
نامرد تو تیرا باپ ہی کہ ایک عورت کے بھروسے پر لڑتا ہی اور نہین تو بھاگنے کا راستہ نہ ملتا فرید نے یہ کلمہ سُنکر
تلوار ماری کرب نے سپر کرخوس عاد پر روکی اور تیغہ کرخوس مارا سپر اُسکی چہرے تک نہ آنے پائی تھی کہ تیغ سر سے
ہڑسی مع مرکب چار ٹکڑے کیے یہ تو مارا گیا اور کرب گھوڑا اُڑا کر راہی ہوا ترک آکر اسکی لاش پر رونے لگے
فوج بے سردار ہوئی کرب گو تنہا تھا مگر کسی نے پیچھا نہ کیا غرضکہ ترک اسکی ارتھی بنا کر خان اعظم پاس لائے
صلصال بارگاہ مین بیٹھا تھا بختنک کہہ رہا تھا کہ آپنے بیٹے کو بھیجا تو ہی چار سو مین سے ایک کم تھا اب پورے
ہو جائینگے خان اعظم نے اسے جوتیان مارین کہ کیا بکتا ہی ایک بیٹا رہگیا ہی تو فال بد مُنھ سے نکالتا ہی وہ
بہت زبردست ہی کرب اسکا کیا کریگا کہ اتنے مین رونے کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے آکر کہا کہ فرید شاہ
کی لاش آتی ہی کرب کے ہاتھ سے مارا گیا خان اعظم سمجھا کہ کرب مارا گیا کہا کیونکر مارا گیا اور ساتھ والے
کیا ہوے کہا سب بھاگ گئے اور اُسکے دو ٹکڑے ہوے خان اعظم نے کہا پھر اچھا ہوا فرید کے لیے خلعت
بھیجو کہ کرب کو مار کر آتا ہی اُنھون نے کہا وہ نہین آپ کا فرزند مارا گیا خان اعظم نے نوشیروان کیطرف دیکھا
بختنک نے کہا سُنا آپ نے کہ فرید مارا گیا صلصال نے کہا خبردار تو ایسی ہنسی نہ ہنسا کر بختنک سمجھا کہ یہ
بیٹے کے غم مین دیوانہ ہو گیا کہ اتنے مین ارتھی فرید شاہ کی پہونچی اب تو صلصال نے تاج سر پر سے دے مارا اور
رونے لگا بختنک بھی رونے لگا مگر خان اعظم کے دکھانے کو اور اس روز خان اعظم نے جشن کی تیاری
کی تھی کہ اندروس جادو سے وعدۂ وصل ہوا تھا اندروس نے کہا تھا کہ آج رات کو مین تمہارے پاس ہونگی
سارا جشن کا سامان سامان غم ہو گیا صلصال نے ارتھی اُسکی جلا دی اور بختنک سے کہا کہ اسکی مان نہ جیے گی
کہ اس سے بہت محبت رکھتی تھی بختنک نے کہا قضا اسکی آچکی تھی وہان نہ مارا جاتا گھر مین مرجاتا خان اعظم کو
غصہ آیا لیکن بختنک کے رو رو کے کہنے سے چپ ہو رہا اتنے مین رات ہوئی دو پہر رات گئے پھر غل ہوا کہ دیوانہ
شبخون گرا ہی کرب نے جب سے کہ ساحرون کو دیکھ لیا ہی نکلتا نہین شبخون مارا اور نکل گیا صبح کو صلصال نے پھر
عیارون پر تاکید کی کہ اسکا پتا لگاؤ گزک نے دو تین روز مین پھر پتا لگایا مگر کرب روز شبخون مارتا ہی آج شب کو
خان اعظم نے اندروس سے منھ کالا کیا اور صبح کو بارگاہ مین آیا کہ گزک خطائی پہونچا اور یہ کہا کہ کرب
فلان جنگل مین ہی خان اعظم مع نوشیروان اندروس جادو کو بارہ ہزار جادوگرون سمیت ہمراہ لیکر چلا
بہتر قزاق واسطے خبر کے آیا ہوا تھا یہ حال دیکھکر بھاگا کرب سے جاکر بیان کیا کہ صلصال بارہ ہزار ساحر لیے
چڑھا آتا ہی کرب نے بوق بجائی سب قزاق تیار ہوے کہ اتنے مین خان اعظم پہونچا کرب نے دیکھا کہ اب
بھاگ کر بچ نہ سکو گے کیونکہ ساحر ساتھ ہین اس سے ہر طرح مرنا بہتر ہی تلوار کھینچکر ترکون پر آپڑا قتل کرنا
شروع کیا پچیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر ترکے قتل کرنے لگے دم بھر مین کشتون کے پشتے

قزاق بھاگے ہوے اپنے آقا کی خبر سُنکے جمع ہوگئے یہان تک کہ پچیس ہزار قزاق ہوے کرب دو پہر رات گئے لشکر صلصال پر شبخون گرا قتل کرنا شروع کیا غل ہوا یکا یک مچی کرب نے صبح تک اسّی ہزار کافر مارے اور بوق بجالے کہ ای یاران بدرر ود بدا ور لشان پہلے ہی بتا دیا تھا کہ فلان جھیل پر جمع ہونا سب نکل گئے صبح کو خبر خان اعظم کو ہوئی بختک نے صلوٰۃ پڑھی اور کہا ای خان اعظم اسکا ذکر شمامہ سے نہ کیا تھا یہ بہت پریشان کریگا غرض دن گذرا رات ہوئی پھر کرب نے شبخون مارا ہزارون کو قتل کیا اور نکل گیا دوسرے روز صلصال نے کہا کیا تدبیر کرون اس دیوانے نے تو اور بھی پریشان کیا ہی بلا کہ مہتر گزنک کو کہا کہ جا اس دیوانے کی خبر لا کہ آیا کس طرف سے آتا ہی گزنک خطائی مجرا کر کے واسطے تلاش کرب کے چلا اِدھر اُدھر پھر کئی کوس تک ڈھونڈھا لیکن کرب کا پتا نہ لگا اور کرب جو پلٹ کر جھیل پر آیا کچھ کھایا پیا بعد اُس کے فتاح سے کہا کہ جب تک بارگاہ نہ لے لونگا روز شبخون مارونگا مین کیا منھ لیکر امیر کے پاس جاؤن اور دوسرے جسکے ایسے یار دنیا سے اُٹھ جائین اُس کا جینا مرنے سے بدتر ای مجھ کو بھی بعد لشکر اسلام کے زندگی منظور نہین فتاح نے سمجھ لیا کہ اسنے جس طرح سکندر کے لشکر پر شبخون مارے تھے یہان بھی ویسا ہی کریگا غرضکہ جب رات ہوئی کرب نے پھر شبخون مارا اور نکل گیا صبح تک ترک آپسمین لڑا کیے جب روشنی ہوئی اور آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا کشت وخون موقوف ہوا خان اعظم نے عاجز آکر اندروس جادو کو طلب کیا اور کہا تو کوئی تدبیر کر اندروس نے کہا ہمکو معلوم ہو کہ اسوقت شبخون آیا تو کچھ علاج کیا جائے یہ خبر کرب کو ہوئی آج کرب پہلے تو لشکر پر شبخون گرا بعد اُسکے جادوگرون پر آپڑا قتل کرنے لگا ترکون نے کرب کا پیچھا کیا کہ آج اسے نہ چھوڑو اور کرب نے جب بہت سے جادوگر مارے دیکھا کہ اب وہ سحر جگانے لگے ایک آدھ اگیاری روشن نظر آئی بوق بجایا کہ ای یاران بدررو بد اور قزاقون سمیت نکل گیا ترک کہ عقب مین کرب کے آئے تھے جادوگرون نے جانا یہی شبخون آئے تھے اور ترکون نے جانا کرب کے لوگ ہین آپسمین تلوار چلنے لگی ساحرون نے سحر کیا بہت سے ترک مارے گئے کسی ساحر نے ناریل مارا کہ صفین توڑتا ہوا نکل گیا صدہا اُسمین گر گئے کسی نے گولہ مارا وہ پھٹا اور برقین چمک چمک کے ترکون پر گرین کہ کام تمام کیا اسیطرح صبح تک ہزارہا ترک مارے گئے جب آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا یہ خبر اندروس کو ہوئی خان اعظم سے کہا کہ آج تمھارے ترکون نے میرے جادوگر مارے ترکون نے آکر ساحرون کی شکایت کی یہ کیفیت دیکھ کر بختک تو خوب تادھنا ناچا اور کہا واہ ای کرب خوب لڑوا گئے کیا کہنا آج خان اعظم نے پھر گزنک پر تاکید کی اور کرکس ساسانی سابر نمد پوش وغیرہ سب سے کہا کہ خبر کرب کی جلد لاؤ کہ کہان ہی عیار واسطے خبر کے روانہ ہوے یہان خان اعظم اندروس سے مصروف اختلاط ہوا اور ایک خیمہ مین لایا اندروس نے کہا کیون درمیان میرے اور اپنے خرابی لایا چاہتا ہی شمامہ سن لیگی تو تمھین معلوم کیا کریگی اسنے نہ مانا اور مطلب اپنا نکالا کہ اُسیوقت غل ہوا کہ کرب شبخون گرا ہی قتل کر رہا ہی صلصال نے جلدی سے فراغت حاصل کی اندروس کو ساتھ لیکر تخت پر بیٹھکر باہر آیا کہ کچھ علاج اسکا کرے کرب شبخون مار کر نکل گیا کہ شاید ساحر سحر کرین مگر آج گزنک خطائی اُس صحرا مین پہونچا جہانسے کرب شبخون آتا تھا اور جا کر ٹھہرتا تھا دوڑا ہوا آیا اور خان اعظم سے بیان کیا کہ کرب فلان بیابان مین ہی خان اعظم دیکھنے لگا کہ کسے بھیجون فرید شاہ بیٹا خان اعظم کا چار سو مین ایک باقی رہگیا تھا اُسنے کہا کہ

صدقے سے فتح انصیب ہوئی اور کہا نوشیروان کا ایک وزیر بختک ہو وہ آنا چاہتا ہی شمامہ نے کہا بلا لو بختک کو بلایا
اُسنے آکر مجرا کیا دیکھا شمامہ سے کہ بڑا حرامزادہ ہی اور اُسنے سب حال امیر کا اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا ایک
پیادہ بھی اُسکے لشکر مین ہی جسکے پاس تیلی ہوئی مع تیار رہتی ہی اُس سے ناک مین دم ہی شمامہ نے کہا تو مجھسے ہنستا ہی بختک
نے کہا مین آپسے کچھ جھوٹھ نہین کہتا ہون اور سر برندۂ جادوگران بھی اُسکا لقب ہی شمامہ ہنسی اور کہا میرا دہ کیا کریگا اُسکا بھی
علاج کر دونگی بختک نے کہا ہان آپ کا کیا کہنا باتین کرتا جاتا ہی اور پیڑو کو اُسکے دیکھتا جاتا ہی شمامہ گھبرائی کہ
یہ موا پیڑو کو میرے کیون دیکھتا ہی بختک دلمین کہ رہا ہی کہ اس پیڑو کی شمع جلانے والے نہین ہین اور شمامہ کبھی پیڑو
کبھی سینہ دو پٹے سے چھپاتی ہی ایک گلی غستک رنڈی ہی سحر سے اپنے کو بنا رکھا ہی نہین معلوم کسی برس کا سن ہی
غرض بختک نے بہت تعریف کی اور اُٹھ کر چلا آیا اتنے مین ایک جادوگر ظلمات سے آیا مگر کچھ گھبرایا ہوا شمامہ
سے کہا سرامہ جادو دمامہ کی بیٹی قریب مرگ ہی شمامہ یہ سُنتے ہی گھبرائی خان اعظم سے کہا اب مین جاتی ہون
لیکن یہ کہ کر جاتا کہ رخصت ہون جس وقت چلنے لگی خان اعظم نے کہا اب تو تم جاتی ہو اگر امیر آئین گے تو مین
کیا کرونگا شمامہ نے کہا تو نہ گھبرا اور ایک دستک دی دیکھا بجلی چمکی اور ایک نازنین تخت سحر پر سوار سامنے آئی
مجرا کیا شمامہ نے کہا کہ ای اندروس جادو تو اس کے پاس رہ جو یہ کہے وہ کرنا یہ اندروس الماس جادو کی
بہن ہی اور ساحرہ نہایت زبردست ہی غرضکہ شمامہ نے اُسے چھوڑ کر بارہ ہزار ساحر بھی چھوڑے اور آپ پردۂ ظلمات
کو چلی گئی اندروس جادو پر کر اسکا سن بھی کم ہی اور بہت خوبصورت ہی خان اعظم عاشق ہو گیا کہا ای
اندروس بموجب حکم ملکہ کے جو ہم کہین وہ کرو گی اُسنے کہا جو کہیے دل مین سوچی کہ یہ بُری طرح دیکھتا ہی
خیر کیا مضائقہ ہی اسمین کچھ بھی ایسی مفت ہی کہ شمامہ فریفتہ ہی غرض اُسی وقت سے ہنسی شروع ہو گئی

داستان مصیبت بیان صلصال کا سر کٹوانا اہل اسلام کے اور لاشون کی سڑک بنوانا اور کرب کا یہ حال سُنکر شبخون مارنا اندروس جادو کا سحر سے کرب کو پکڑنا بر وقت شمامہ کا آکر اندروس کو مارنا قیماس خان خاوری کا مسلمان ہو کر بارگاہ امیر لشکر خان اعظم سے لیجانا

خان اعظم نے تباہی لشکر اسلام کی خوشی کا جشن کیا بعد اُسکے حکم کیا کہ لاشین اُٹھا لاؤ سر کاٹ کر مینار
اور کنگرے بناؤ اور لاشون کی سڑک اُسی وقت بناؤ اہل اسلام کے مردون پر یہ بدعت ہوئی کہ تین فرسخ تک
لاشون کی سڑک بنی اُسیر سرون کے مینار اور کنگرے بنائے گئے اسپہر کارون نے آکر عرض کیا کہ سڑک اور
مینار تیار ہین خان اعظم جلوس شاہانہ سے مع نوشیروان تخت پر سوار اور اسی سڑک کے بیچ مین سیر کرتا
چلا گیا اور پھر آیا جب رات ہوئی ابوالفتح بالا دوی کو نکلا تھا آیا یہ حال دیکھ کر روتا ہوا پھرا صحرا مین
ایک طرف روشنی معلوم ہوئی جیسے سواری آتی ہی ابوالفتح نے دو کوس آگا یا ندھا دیکھا کرب دلاور
بارہ ہزار قزاقون سے چلا آتا ہی ابوالفتح نے سلام کیا اور کہا آپ کہان جاتے ہین کرب نے کہا
برادر مین اب شکار سے پھرا ہون لشکر کو اپنے جاتا ہون ابوالفتح نے کہا لشکر تباہ ہو گیا اور رو رو کر
سب کیفیت بیان کی اور کہا اب وہان کون ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ بادشاہ کی تلاش کیجیے کرب نے
کہا ای ابوالفتح اُن کا خدا حافظ ہی مین داروغہ بارگاہ کا کہلاتا ہون بغیر بارگاہ لیے نہ رہونگا
امیر کو کیا مُنھ دکھاؤنگا ابوالفتح نے لاکھ منع کیا نہ مانا پھر تو دو پہر کے عرصے تک اور بھی

میرا جی چاہتا ہے کہ ان خدا پرستوں پر شبخون ماروں اور یہ نکروں تو کہا شک بھاگوں آخر ایک دن مرنا ہے بختک حیران ہوا
کہ آج یہ مرد کیونکر بنا سوچا کہ ضرور اسکی خالہ نے مدد کی ہے پھر اس سے نہیں کیا اور خان اعظم نے اُسی وقت کوچ کیا اور
پانچ کوس لشکر اسلام سے ہٹ کر خیمہ برپا کیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی سلطان سعد بھی حیران ہیں کہ یہ یہاں کیوں آیا کہ
مرزبان خراسانی جو وزیر تھا اُس سے کہا آیا تمھارے خیال میں یہ کیا امر ہے مرزبان نے کہا عمرو کہتا تھا کہ یا امیر
حصار کہنے جاؤ معلوم ہوتا ہے کہ شاید شمامہ جادو آئی ہے یہاں سب اس تردد میں ہیں کہ وہاں شمامہ نے سحر کیا کوئی
پہر دن چڑھا تھا کہ ایک ابر سیاہ اُٹھا اور دوسری طرف سے سفید ابر آیا دونوں آکر ملے اور لشکر امیر پر چھا گئے
اور برف پڑنے لگی ہوا سرد چلنے لگی بس یہ کیفیت ہوئی کہ سب کے کلیجے تھرانے لگے شام تک اسقدر برف پڑی
کہ سارے خیموں میں جم گئی اب ہر طرف آگ روشن کی جاتی ہے مگر سردی کم نہیں ہوتی بلکہ دروازے خیموں کے
ہر طرف سے بند ہونے لگے بیلداروں سے بھی وہ برف نہ کٹ سکی اب سب بہادر لشکر میں ہیں صرف کرسب
نہیں ہے کہ شکار کو گیا تھا کہ اتنے میں قران آیا اور بادشاہ سے بیان کیا کہ یہ سحر ہے بس بہتر یہ ہے کہ ناموس
کو یہاں سے نکال دیجیے سلطان سعد نے کہا اچھا تم سب کو لے کر نکل جاؤ قران اور سب عیار تو
ناموس کو لیکر کسی طرف نکل گئے تمام لشکر رات بھر سردی کھایا کیا دوسرے روز ہاتھ پاؤں اینٹھ گئے یہاں
یہ حالت وہاں خان اعظم نے ترکوں سے کہا کہ جا کر شبخون مارو ترک اور کچھ ساسانی بھی شریک ہو کر لشکر پر
آگرے قتل کرنے لگے اہل اسلام کی یہ کیفیت ہے کہ پہلے ہی سے مردہ ہو رہے ہیں ہاتھوں میں اتنی قوت
نہیں کہ قبضہ تلوار کا پکڑیں عجب بیکسی سے قتل ہو رہے ہیں آخر کار سرداروں کی یہ کیفیت ہوئی کہ پہلے
فرامرز اور ہلال زرین تاج نے چلنے کا سامان کیا مرکبوں پر سوار ہوئے کچھ مغربی ہمراہ اُسی حال میں
لڑتے بھڑتے ایک طرف نکل گئے پھر لندھور دونوں بیٹوں سمیت ہندی ہمراہ نعرہ کرکے لڑتے ہوئے دھاک
زبردستی کی باندھتے ہوئے نکل گئے پھر مالک اژدر اپنے نیزہ بازوں سمیت ایک جانب روانہ ہوئے اسیطرح
سب سرداروں نے اپنی اپنی راہ لی اور اُسی حال میں بہت سے زبردست سردار کمزوروں سے زخمی ہوئے
کہ ہاتھ پاؤں قابو میں نہ تھے اسیطرح جسکا جدھر منھ پڑا وہ اُدھر نکل گیا اسپر بھی دس بارہ لاکھ آدمی مارے گئے
رات بھر ترکوں نے قتل کیا صبح کو دیکھا تو سارا مال سب بارگاہیں پڑی ہیں ترکوں نے آکر خان اعظم
سے سب حال بیان کیا صلصال نے طبل شادمانی بجوایا تاج کو کج کرکے بختک سے کہا دیکھا ملک جی
تمنے بختک بھی خوش ہوا کہ اتنے میں قیماس خاوری بھی صندوق سے نکلا خان اعظم کو مجرا کیا صلصال
نے خلعت دیا بختک سے قیماس کی بہت تعریف کی کہ میرا امیر بخشی ایسا بہادر ہے کہ اُسنے لات پرستی چھوڑی
اور قیماس خان سے کہا کہ تم جا کر امیر کی بارگاہ اور سب مال و خزانہ لوٹ لاؤ قیماس خان نے کہا ابھی
اُسی وقت گیا بارگاہ سلیمانی تولدی ہوئی کھڑی تھی جیسے امیر گئے تھے باقی بارگاہ ہشامی اور تمام خیمہ بارگاہیں
خزانہ لیکر قیماس خان آیا وہ لوگ خدا پرست جو بارگاہ کے محافظ تھے ہمراہ چلے آئے قیماس خان نے چوکی
پہرہ ترکوں کا مقرر کیا کہ بختک نے خان اعظم سے کہا کہ آپ کو ایسی فتح اور اتنی بڑی خوشی حاصل ہوئی آیا
ہم بھی دوست ہیں جیسے آپ نے کچھ حال مفصل نہ کہا کہ کیونکر فتح ہوئی اس خان اعظم نے شمامہ کا آنا بیان کیا
بختک نے کہا تو میری بھی ملازمت کرا دیجیے بلکہ ہمراہ لیتے چلیے جب مطلب ہو دروازے پر سے بلا لیجیے گا غرض
خان اعظم بختک کو لیکر شمامہ پاس آیا آپ اندر گیا بختک کو دروازے پر چھوڑا اور جا کر شمامہ سے کہا کہ آپکے

کہ یہ تمھاری قسمت مین نہین ہی اور نہ رہائی رستم کی تمھارے ہاتھ سے ہی اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ حضرت خضر امیر کے پاس آئے اور کہ گئے کہ طلسم کی فتاحی آپکے نام نہین ہی امیر باہر آئے عمرو سے خواب بیان کیا عمرو سُنکر خوش ہوا اور کہا یا امیر بس اب جلدی چلو لشکر کی خبر لو امیر رستم کو یاد کرکے بہت روئے اور روانہ ہوے اب پھر راہ سے بھٹک کر چلے تیسرے دن ایک سیاہی دیکھی جب قریب پہونچے دیکھا کئی ہزار سوار ہین اور ایک نوجوان ہی خود سر پر فروغ چہرہ پر امیر کو دیکھ کے مرکب سے کودا اور جھک کے مجرا کیا امیر نے کہا ہان ہان جلد مرکب پر سوار ہو اُسنے کہا کیا مجال ہی میری اور حضور میرا خیمہ بھی یہان سے نزدیک ہی آپ چلین تو اپنا حال بیان کرون امیر وہان آئے اُسنے کہا میرا نام افراسیاب کوچک ہی اور باپ کا نام قدر ارسلان ترک ہی سارے ترکستان کی بادشاہت میرے باپ کی تھی خان اعظم نوکر تھا شمامہ دمامہ کے سبب سے سلطنت چھین لی اُس حرامزادی نے سحر کیا سب کے ہاتھ پاؤن رہگئے خان اعظم نے سب کو مار کے باپ کو میرے پکڑ لیا اور کہا قتل کرو اُسوقت باپ نے میرے کہا کہ میری عرض خان اعظم سے ذرا کردو کہ مجھے کچھ کہنا ہی صلصال نے سامنے بلوایا میرے باپ نے کہا کہ جب مجھے اختیار تھا اور مین صاحب حکومت تھا ہو سکتا تھا کہ اگر مین تجھے قتل کر ڈالتا اب سلطنت تو تو نے لے لی جان میری کیون لیتا ہی آیا اگر مین کسی طرح کا دعوی کرون تو قتل کر جہان تو کہے مین وہان جا کر اپنی زندگی بسر کرون آخر حیات باقی تھی اُسکے دلمین آگئی کہا اچھا جادشت گنجاب ایک جگہ ہی وہان رہو بس یا امیر جب سے وہ وہین ہین بارہ برس ہوے ایک خواب دیکھا تھا کہ کسی بزرگ نے کہا تو خاطر جمع رکھ امیر آئینگے تو اُنکا دین قبول کرنا وہ تیری سلطنت دلا دینگے تو یا امیر یہان سے پانچ منزل پر وہ ہی آپ چلین امیر نے کہا مجکو جلدی ہی کہ لشکر کا حال نہین معلوم اب جو اُدھر جاؤن تو دس منزل کا چکر ہو مین رقعہ لکھے دیتا ہون جو کلمہ کہ تجھے بتاؤن تو جا کے اپنے باپ کو مسلمان کر کے ترکستان مین لیکر آ افراسیاب نے کہا کہ مین تو آپ کے قدم اب نہ چھوڑونگا رقعہ کسی اور کے ہاتھ بھیجدونگا اور اُسی وقت رقعہ اپنے ایک رفیق کے ہاتھ کچھ لوگ ساتھ کر کے بھیجدیا کہ تو میرے باپ کو لیکر ترکستان مین آنا

اور آپ امیر کے ہمراہ ہوا امیر اُسکو ہمراہ لیے ہوے روانہ ہوے

صلصال بن دال کا نامہ لکھنا شمامہ جادو کو اور اُسکا آکر برفباری کرنا لشکر اسلام کی تباہی بعد اُسکے شمامہ کا چلے جانا ایک ساحرہ کو واسطے مدد کے چھوڑ کر

صلصال جسوقت شکست فاش اُٹھا کر قلعۂ اٹکن مین آیا سوچا کہ کیا کرون ایک ساحر کو کہ واسطے خبر گیری کے طرف سے شمامہ کے اسکے پاس رہتا تھا نامہ دے کر روانہ کیا کہ جلد پہونچا ساحر روانہ ہوا بعد دو روز کے خان اعظم پلنگ پر لیٹا تھا کہ بجلی چمکی آنکھین اسکی جھپک گئین اب جو دیکھا پہلو مین شمامہ جادو کو پایا خان اعظم نے سارا حال رو رو کر بیان کیا شمامہ نے کہا تو نہ رو مین ایک دم مین سب کو غارت کر دونگی خان اعظم نے کہا امیر یہان نہین ہین شمامہ نے کہا جب آئین گے سمجھا جائیگا اور صلصال سے لپٹی اُسنے خوب مُنھ کالا کیا بس اُسی خوشی مین اسنے کہا کہ دیکھ مین یہ چاہتی ہون کہ میرے آنے کی خبر کسی کو نہ ہو اسی واسطے چپکے سے آئی ہون کہ اگر مین نے انکو غارت کر دیا تو تیرا نام کچھ نہ ہوگا مین چاہتی ہون کہ جیسی تیری سُبکی ہوئی ہی ویسا ہی اب تو کون کا نام ہو کہ ایسے بہادر ہین تو کوچ کر کے جا اور لشکر اسلام کے مقابل خیمہ برپا کر مین سحر سے برف برساتی ہون جب ہاتھ پاؤن سب بے قابو ہون رات کو جا کر شبخون مار بس تیرا کام ہو جائیگا خان اعظم بہت خوش ہوا پاؤن پر گر پڑا غرض شمامہ رات بھر اُس کو سمجھایا کی خان اعظم صبح کو نہا کر تخت پر بیٹھا نوشیروان اور بختک سے کہا کہ

قضا کا نشانہ ہوئے اور جو بچکر امیر کے پاس آبھی گئے اور تلوار ماری امیر نے ترک توسن کو بجائے سپر کیا وہ جھجکا یہ جو
تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آخر ترک توسن نے امان مانگی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے چھوڑ دیا ترک توسن نے
اپنے لوگون سے کہا کہ صاحبو مین آزمایش کرتا تھا اب مجھے یقین کامل ہوا کہ دین امیر کا مضبوط ہی غرض کہا کتنے ہو سب نے
کہا جو آپ کی راہ وہ ہماری راہ اور وہ سب مسلمان ہوئے اب امیر نے گھوڑے سے اُترکر قاسم کو گود مین لیا بہت پیار کیا
کہ اتنے مین خسرو خان وغیرہ سامنے آئے مجرا کیا امیر کو قلعے مین لائے خورشید خاوری نے کہلا بھیجا کہ کنیز کو بھی
عزت بخشیے یہان تشریف لائیے اور کئی پیغام بھیجے امیر نہ جاتے تھے کہ قاسم نے اُٹھکر امیر کی اُنگلی پکڑی اور اپنے
ہمراہ اندر محل کے لایا ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا ملکہ تمھارے بُلانے سے ہم آئے بڑی فکر ہمین لشکر کی اپنے ہی ملکہ نے
کہا یا امیر ترک توسن ایک مرتبہ مسلمان ہوکر دغا کرچکا ہی اب یہ پھر جب موقع پائیگا دغا کریگا اور سارا حال اسکا اول
سے کئی مرتبہ زخمی ہوکے بھاگنا اور شہر جنگل کا حال بعد اُسکے رستم کو طلسم مین پھنسانا سب بیان کیا امیر نے کہا مین اسکو
اپنے ساتھ لیتا جاؤنگا ملکہ نے قاسم کی شکایت کی کہ کہنا نہین مانتا قلعے سے نکل کر لڑنے کو پہونچا تھا کہ آپ آگئے امیر
اسکی جرأت کو سنکر غش کر گئے اور پھر بہت پیار کیا اب امیر نے رستم کا ذکر چھیڑا کہ ملکہ رستم نے ہمارا قصور نہ معاف
کیا ملکہ نے قسمین کھائین کہ رستم روز آپکو یاد کرکے رویا کرتا تھا کہ کیونکر میرا قصور عفو ہوگا اب تو صورت دکھانے کے
قابل نہین رہا غرض کہ امیر نے خاصہ کھاکر آرام کیا ایک ہفتہ رہے بعد اُسکے سب سے رخصت ہوکر چلے ترک توسن
ہمراہ ہوا اور ایسے صحرا مین لایا کہ آگے ریگ ملی پانی نایاب امیر کے یہان جسقدر پانی تھا ترک توسن کے لشکر کو بھی دیا
اور اپنے لشکر پر بھی تقسیم کیا آخر کو پانی ہوگیا جب دوسرا دن ہوا گرمی شدت کی تھی اُسمین راستہ چلنا صدہا جانور آدمی
مر گئے زانو زانو تک ریگ مین گھسے جاتے ہین عمرو امیر سے کہتا ہی کہ اسکے چہرہ کی سیاہی ابھی نہین گئی اور یہی یہان لایا ہی مگر
ترک توسن نے اپنے لشکر مین ایک بیچولے کے اندر پانچ ہزار کھال پانی سے لبریز رکھے اوپر سے دری چاندنی
ڈلوا دی اپنے لشکر کو پلاتا ہی امیر کی فوج پیاسون مرتی ہی ایک بوند نہین دیتا عمرو جو پانی کی تلاش مین نکلا تھا پھرتے
پھرتے ترک توسن کے لشکر مین آیا اُسی بیچولے مین پہونچا مین کچھ خنکی معلوم ہوئی دیکھا کہ کھالین پانی سے بھری ہوئی
رکھی ہین اور اوپر سے کپڑے پڑے ہین نگاہ عیاری سے دیکھکر بھاگا ہوا امیر کے پاس آیا اور بیان کیا امیر نے
ترک توسن سے کہا کیون برادر یہ کیا حرکت ہی ترک توسن پانون پر گر پڑا اور کہا بشر کا جامہ رکھتا ہون مین نے سوچا
کہ بے پانی زندگی نہوگی اس سے اتنا پانی اپنے لیے بچا رکھا قصور ہوا اب ایسی خطا نہوگی آپکا خیال نہ رہا لہذا اب تو
معاف فرمائیے امیر نے پانی لشکر کو دیا اور کچھ اسکے واسطے بھی چھوڑ دیا بعد پہر بھر چلنے کے وہ ریت برطرف ہوئی امیر
بارگاہ مین اُترے اب ترک توسن عمرو سے خار کھاتا ہی کہ اسکے باعث سے ایک نہین چلتی نہین تو اسی سرزمین
طلسم مین امیر کو بھی لاچکا تھا یہ عمرو نہ جانے دیگا اب جو امیر صبح کو چلے سیارہ بھی ہمراہ ہوا اس ذرہ کو پہچان کے
کھڑا ہوکے رونے لگا امیر جو وہان پہونچے سیارہ کو روتے دیکھکر پوچھا کیا ہی کیون روتا ہی عرض کیا رستم اسی جگہ
سے غائب ہوئے امیر نے عمرو سے کہا خواجہ بس یہین اُترو مین اپنے فرزند کی خبر کو جاؤنگا جب ہم غیرونکی مدد کرتے
ہین تو وہ تو فرزند ہی بلکہ یہ کہکر چلے عمرو نے روکا امیر نے کہا ای عمرو تو مجکو روکتا ہی فرزند کا میرے حال سن چکا ہی
عمرو نے کہا مین اسلیے روکتا ہون کہ پہلے کسی گنہگار کو بھیجیے دیکھیے اُسپر کیا گذرتی ہی بعد آپ بھی جائیے گا امیر
نے گنہگار کو بھیجا جسوقت وہ سرحد طلسم مین پہونچا آندھی چلی اور ایک پنجہ اسے لیگیا اسوقت امیر نے عبادتخانہ
برپا کرایا اور آپ اندر عبادتخانے کے گئے عمرو دروازے پر بیٹھا امیر نے رات بھر دعا کی روتے صبح ہوتے خواب ہوا

آنے سکے کوتاہی نہ کر بس یہ سُنکر ترک توسن نے غیظ و غضب مین آکر طبل جنگ بجوا دیا اسوقت خورشید خاوری کا
عجب حال ہوا قاسم کا سن نو برس کا تھا اسکو کچھ لوگون کے سپرد کیا کہ اسے جانے ندینا ایسا نہو توپ کی آواز سنکر
قلعے سے باہر نکل جائے بیٹا کس بھلے کا ہی خواصون نے کئی دن پیشتر سے قاسم کو بہلانا شروع کیا کہ واری اب
تمھاری سالگرہ ہوگی قاسم نے کہا سالگرہ مین کیا ہوگا اُنھون نے کہا تو مین چلبلنگی مبارکباد ہوگی ناچ ہوگا مگر وہان
ترک توسن طبل جنگ بجوا چکا تھا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کر لیا مرنے پر
آمادہ ہوئے صبح کو ترک توسن لشکر لیکر قلعہ کیطرف چلا ملکہ بھی برج مین آکر دیکھنے لگی اب اندر عورتین بال سر کے
کھولے دعا مانگ رہی ہین ترک توسن نے پھر خسرو سے کہلا بھیجا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی اور اگر لڑ کر قلعہ لونگا تو
پھر جان بخشی نہ کرونگا خسرو خان نے جواب مین کہا کہ کیا جھک مارتا ہی تب تو توسن نے غیظ مین آکر حملہ کیا جب اہل قلعہ
نے دیکھا کہ زد پر آگیا توپین مارنے لگے ہزارہا کو اُڑا دیا باقی بھاگے مگر ترک توسن نرکا گرز اسکے ہاتھ مین تھا جو گولہ
سامنے آیا اُسپر گرز مارا کبھی خالی دیا اسیطرح برلب خندق پہونچا قاسم توپونکی آواز سنکر بار بار کہتا ہی کہ یہ کیا ہی کہ یہ
کوئی جانے نہین دیتا آخر کو تاب نہ آئی دامن چھڑا کے چلا برج پر سے ملکہ نے دیکھا کہا واری پہلے مجھے قتل کرتے جاؤ
خبردار نہ جانا قاسم نے کہا یہ آپکی باعث سے مین ابتک رُکا مجکو سب نے دھوکے سے روکا مین ابھی اس حرامزادے
کو مارتا ہون اور باہر نکلا لوگون نے منع کیا کہ آپ کہان جاتے ہین وہان ترک توسن آیا ہی توپین چل رہی ہین ملکہ کو
مانگتا ہی بس یہ سُننا تھا کہ قاسم کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا او گیدی تو میری مان کا نام اس بے حرمتی سے لیتا
ہی اُسنے کہا میری کیا مجال ہی مگر ترک یہ کلمہ بار بار کہتا ہی قاسم نے کہا وہ سگ سزا پائیگا اور دروازہ قلعہ پر آیا کہا
کھولدو دربان نے نہ کھولا ایک طمانچہ مارا کہ شانہ اُسکا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ کنڈی پر مارا دروازہ کھل گیا باہر نکلا
خبر خسرو خان کو ہوئی یہ بھی پکارا کیا توپ مارنا موقوف کی کہ کہین اسکے کوئی گولہ نہ لگجائے قاسم نے پل تختہ گرایا اور سامنے
ترک توسن کے آکر کہا او گیدی کیا بکتا ہی لاضرب بہادری کی وہ ہنسنے لگا اور کچھ خیال بھی نہ کیا قاسم خفا ہو رہا ہی
اور کہتا ہی ایسی تلوار مارون کہ تیرے مرکب کے تنگ سے نکلے وہان خورشید خاوری نے بلبلا کے دعا کی یا رب
اپنے کہلا بھیجا کہ میرے بچے کو جسطرح ہو اندر لے آئیے کہ گرد کا تتق جانب صحرا سے بلند ہوا وہان امیر نے آواز توپ
کی سُنی اشقر کو دوڑایا اور آن واحد مین آپہونچے سیارہ نے پہچانا عمرو بھی چلا آتا ہی پھر تو شادیانے بجنے لگے اور
عمرو دوڑا قاسم پاس آیا کہا تم کون ہو قاسم نے کہا یہ کون آئے ہین عمرو نے کہا امیر ہین قاسم نے کہا تو ذرا اجازت
سے مجرا کہنا مین اسکے مار کر آتا ہون اور عمرو سے پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا مین عمرو بن امیہ ضمری قاسم نے کہا ہان
مین نے اپنے باپ سے سنا تھا کہ ایک ساربان زادہ تین روپیّے کا پیادہ امیر کے یہان ہی لیکن امیر اُسے برادر
کہتے ہین باپ بھی ہمارے عمو کہتے ہین اس راہ سے بھی تجکو سلام کرتا ہون عمرو نے جھنجلا کر کہا کچھو ہو رہو گے بیٹھے ایسے ہی
کے ہو اور چلو تمھارے دادا منع کرتے ہین کہ ہمارے ہوتے تم نہ لڑو ہم اسے سزا دیے دیتے ہین اور ہاتھ قاسم کا پکڑ کر
الگ لیگیا قاسم عمرو سے کہتا ہی تم مجھے جانے دو کہ اس گیدی کو مین ہی سزا دون عمرو نہین جانے دیتا امیر اتنے مین
سامنے ترک توسن کے آئے اور پکارے کہ این چہ حرکت است تو بڑا نامرد ہی اُسنے کہا مین نے تو عین مردی کی کہ کسی
حربے کو نہین مانا اور برلب خندق آپہونچا امیر نے کہا لاضرب بہادری کی ترک توسن نے تلوار ماری امیر نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمربند پکڑ کر اُٹھا لیا لوگ اُسکے امیر پہ دوڑ پڑے قلعے پر سے
خسرو خان وغیرہ لشکر لیکر نکلے تھے کہ مقبل کے تیراندازون نے ترک توسن کے لشکر پر آ کے ڈھو ہڑ ماری ہزار ہا

بڑھ کر کہا کہ تو کیون نہین آتا کہا ای شہریار آپ دیکھتے ہین کہ کیسی گرد ہی اور میری مجال ہی کہ آپکے آگے چلوان اب حضور مرکب اُٹھائین مین بھی آتا ہون بس جیسے ہی رستم نے مرکب اُٹھایا سرحد طلسم مین تو پہونچ چلے تھے آندھی چلی بجلی کڑکی اور پنجہ پیدا ہوا رستم کو اُٹھا لے گیا ترک توسن خوش ہو کر پھرا سیارہ اور تہمتن خان الماس خان وغیرہ سب پیچھے تھے اُن کو دیکھ کے رونے لگا کہ رستم کو پنجہ لیگیا یہ سُنکر سارے لشکر مین رستم کے کہرام پڑ گیا ترک توسن تو اپنے خیمے مین آیا اور الماس خان وغیرہ کا خیمہ جدا تھا اسقدر کہ ترک توسن کے خیمے سے دو تین کوس ہٹ کر تھا وہان آکر اُترے یہان سب تو ملول ہین مگر ترک توسن خوش ہی سیارہ خاک اُڑاتا پھرتا ہی اُسی حالت ملال مین بصورت مبدل ترک توسن کے لشکر مین جو آیا ترک توسن اپنے لوگو نسے کہہ رہا تھا کہ مین نے رستم کو طلسم مین پھنسا دیا زندہ درگور ہوا اب نہ آسکیگا یہانسے چلکر امیر پر شبخون مارو اور پکڑلو یا قتل کرو تاکہ یہ خاور مین نہ جانے پائین مین بے خوف وخطر جاکر خورشید خاوری کو لے لون خسرو خان کو پکڑلون سیارہ نے باہر سے خیمے کے کھڑے ہو کر یہ سب سُنا روتا ہوا تہمتن خان پاس آیا اور سارا حال بیان کیا کہ ترک توسن کا یہ ارادہ ہی بس جلد نکل چلو تاکہ قلعہ بند ہون یہ کہکر اُسیوقت سیارہ سب کو لیکر روانہ ہوا اور قلعہ مین پہونچا اکر سارا حال بیان کیا اندر باہر رونا پیٹنا پڑ گیا اور کہا اب کیا کرین ترک توسن آتا ہوگا قلعہ لے لیگا سیارہ نے کہا عرضی امیر کو لکھو وہ یا خود آئینگے یا کسی کو براے مدد روانہ کرینگے خورشید خاوری نے عرضی امیر کو لکھی کہ اسطرح رستم کو ترک توسن غائب کروا آیا اور پھر چڑھائی کی ہی جلد مدد دیجیے یہ عرضی خدمت امیر مین روانہ کی وہان ترک توسن کو خبر ہوئی کہ تہمتن خان وغیرہ بھاگ کر قلعہ بند ہوے ہین کہا خیر کہان جائینگے بھاگ کر اب راہ مین تو نہ ملین سگے پھر مین کیون حیران ہون جاکر قلعہ لے لونگا منزل بہ منزل بلکہ دو دو تین تین کوس سیر کرتا شکار کھیلتا چلا دل مین کہتا ہی کہ اب کسکا خوف ہی جسکا ڈر تھا اُسکا کام تمام کیا خسرو خان وغیرہ تو میرے دیکھے ہوے ہین

اب چند کلمے داستان حمزہ صاحبقران کے بیان سے لیے جاتے ہین

کہ ترکستان کو فتح کر کے قلعے سے باہر آئے اور اب یہ فکر ہی کہ خان اعظم بھاگ کر کسطرف گیا ہی عمرو کہتا ہی کہ یا امیر گرد لشکر کے حصار اسم اعظم کا کر دیجیے میرا دل دھڑکتا ہی اور خان اعظم اور نوشیروان جو بھاگے قلعہ اٹکی مین آئے اور کچھ ترک بھاگ کر ختن کو گئے یعقوب شاہ سے کہلا بھیجا کہ دروازہ کھولدو یعقوب شاہ نے کہلا بھیجا کہ او گیدی مین خدا پرست ہون یہان سے تم چلے جاؤ اور اگر خان اعظم بھی آئے تو نہ آنے دونگا آخر ناچار وہ پھرے دریافت کیا کہ خان اعظم کہان گیا ہی معلوم ہوا کہ قلعہ اٹکی مین ہی یہ سب قلعے پر پہونچے اور سارا حال یعقوب شاہ کا بیان کیا خان اعظم سُنکر بہت خفا ہوا اور کہا اگر ختن کی اینٹ سے اینٹ نہ بجائی ہوگی تو نام اپنا صلصال نہ رکھا ہوگا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام بھی سن رہے تھے امیر کی خدمت مین آکر بیان کیا کہ خان اعظم قلعہ اٹکی مین ہی اور یعقوب شاہ کا حال کہا امیر نے سُنکر بہت تعریف کی یعقوب شاہ کی اور حکم دیا کہ پیش خیمہ روانہ کرو اُسیوقت نامہ بر خورشید خاوری کا پہونچا اور عرضی دی امیر مضمون سے مطلع ہوکے بادشاہ سے کہا اب حضور آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرین تاوقتیکہ مین نہ آلون اور مین بہو کی مدد کو جاتا ہون یہ کہکر کئی ہزار سوار بہرام کے اور مقبل کو مع تیراندازون اور عمرو کو ہمراہ لیا اور طرف خاور کے روانہ ہوے انھین تو راہ مین چھوڑیے وہان کا حال سُنیے ترک توسن خاور مین پہونچا اور پہلے ایک سوار بھیجا کہ خسرو خان سے کہنا کہ اب تو قصہ رستم کا پاک ہوا خورشید خاوری کو مجھے دو خسرو خان نے بُرا بھلا کہلا بھیجا اور کہا تجھے

سرک گیا ترک توسن نے پہچانا فضلان شاہ سے کہا یہ میرا رقیب رستم ہی ہی اُسے گرفتار کرا لیجیے اپنے چپکے سے لوگون سے کہا لوگون نے کمندین مارکر رستم کو پکڑ لیا ترک توسن نے کہا ابھی جلاد کو بلواؤ اور قتل کرو بدیع الزمان نے فضلان شاہ سے کہا کہ اسکو قتل نکرو لوگ مجھی پر الزام دیدینگے کیونکہ یہ میری کشتی مین گرفتار کر لیا گیا جب مین چلا جاؤن بعد ایک ہفتے کے کسی اور قصور پر قتل کرنا فضلان اور لاہان شاہ نے کہا ای کشتی گیر سمجھے ہماری حکومت مین کیا دخل ہم جو چاہینگے کرینگے توکون اور کہا اسے نکالدو بدیع الزمان کو لوگون نے نکالدیا اب شام بھی ہو گئی تھی فضلان شاہ نے ترک توسن سے کہا کہ اب کل قتل کرنا ترک توسن تو کہتا تھا ابھی قتل کیجیے اُنھون نے نہ مانا اور حکم کیا کہ کل سب جمع ہون رستم کو گردن مارینگے مگر بدیع الزمان نے اپنے پہلوانون سے کہا کہ صبح ہین کل رستم کو چھڑاونگا سب نے منع کیا کہ یہ شہر پرایا ہی جب بدیع الزمان نے نہ مانا سب نے کہا ہم ہمراہ ہین اور صبح کو سب نے غسل کیا اور مسلح و مکمل ہو کر پہونچے وہان جلاد نے رستم کو زیر تیغ بٹھایا ہی تلوار کھینچے حکم کا منتظر ہی ترک توسن کہتا ہی جلد قتل کر جلاد تمہین حکمونکا پابند ہی کہ اتنے مین بدیع الزمان مع پہلوانونکے پہونچا اور لڑنے لگا آتے ہی پہلے تلوار جلاد کو ماری کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جو بڑھا اُسے مارا رستم نے بھی قید توڑ ڈالی اور فضلان شاہ پاس پہونچا اُسنے تلوار ماری رستم نے بارہ بچا کے تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ادھر بدیع الزمان قریب لاہان شاہ کے پہونچا اُسنے بھی تلوار ماری بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر بند پکڑ کر اُٹھا لیا ترک توسن نے یہ دیکھ کر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے خالی دیکر اسے بھی اُٹھا لیا اور قتل کرنا شروع کیا کہ فضلان شاہ اور لاہان شاہ اور ترک توسن نے امان مانگی بدیع الزمان نے کہا ای شہریار یہ امان مانگتے ہین رستم نے کہا بشرط ایمان انھین چھوڑ دو

اب چند کلمے داستان چھڑانا بدیع الزمان کا علمشاہ کو اور خاور مین آکر بیٹا کرنا قاسم کو اور دنگل دینا علمشاہ کا بدیع الزمان کو اور ترک توسن کا پھنسا دینا طلسم افراسیاب مین علمشاہ کو بیان کیے جاتے ہین

غرض دونون بھائی از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر کو بھی مسلمان کیا ترک توسن نے بھی مکر سے کلمہ پڑھا اور رستم سے کہا بس اب مین نے توبہ کی اور جانا کہ خدا تمھارا برحق ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی لات پر رستم نے ایک ہفتہ وہان رہکر چلنے کی تیاری کی اور بدیع الزمان سے کہا کہ تم ہمارے ہمراہ چلو ترک توسن بھی ساتھ ہوا خاور مین آئے بدیع الزمان نے قاسم کو بہت پیار کیا بلکہ جب تک رہے سوا قاسم کے دین و دنیا کی خبر بدیع الزمان کو نہوئی بعد چند روز کے بدیع الزمان نے کہا ای رستم اب مجھے رخصت کر دیجیے کہ ابھی چند شہر باقی ہین بلکہ ترکستان مین اب جاؤنگا رستم نے کہا اچھا لیکن بارگاہ امیر مین ہمارا دنگل ہی وہ ہمنے تمکو دیا جا کر لے لینا کیونکہ کوئی چیز ہمنے تمکو دی نہین بس دنگل لے لو بدیع الزمان نے کہا خدا آپکے فرزند کو سلامت رکھے مالک یہ ہی رستم نے کہا یہ سچ ہی لیکن ہمارے ہوتے یہ کون بدیع الزمان نے کہا تو پھر لکھدیجیے کہ امیر کو مین نوشتہ دکھا کر لے لون رستم نے سب کی مہرین کر دین بلکہ قاسم کی مہر نہ تھی اُسی وقت کھدوائی کا غذ دنگل کا مکمل کر دیا بدیع الزمان تو روانہ ہوا کئی دن کے بعد رستم کا جی گھبرایا واسطے شکار کے چلے ترک توسن کا یہ صحرا دیکھا ہوا تھا آگے آگے شکار کھلواتا ہوا جا بجا بتاتا ہوا چلا جاتا ہی وہان لایا جہان طلسم افراسیاب ہی اب یا تو آگے تھا یا پیچھے ہو گیا رستم سے کہا یہان جو درہ ہی اسکے اندر بہت شکار ہی رستم آگے چلا تھوڑی دور رستم نے

آیا اور بانون سے کہا کہ خان اعظم تو وہان کھڑا ہی تم کیا کرتے ہو چلو خان اعظم نے بلایا ہی وہ سب تو اُدھر گئے عمرو
نے سفید مہرہ نکالا اور بجایا مالک اُدھر لڑتا بھڑتا چلا آتا تھا اُسکو اس دروازے کا مالک کیا پھر تو امیر بھی اُسی
دروازے سے آئے اور نعرہ کیا نعرہ ۔ امیر عرب ضیغم روزگار ✤ منم صف شکن حمزہ نامدار ✤ اگر برکشم تیغ بر فوج کین ✤
فتد لرزہ بر آسمان و زمین ✤ پھر تو منم منم کے نعرے ہونے لگے امیر نے کرب کو پکارا کرب نے وہان سے نعرہ کرکے
آواز اپنی سُنائی کہ مصروف جانفشانی ہون کہ اتنے مین سواری بادشاہ اسلام کی پہونچی طبل سکندری کی صدا بلند ہوئی
اور تیسرا دروازہ بھی امیر نے جا کر لے لیا اب تو بختک گھبرایا نوشیروان سے کہا تو تو بھاگ اب ایک دروازہ رہگیا ہی
اور صلصال سے کہا کہ جان ہی تو جہان ہی خان اعظم بختک کے ورغلانے سے اور بھی ڈر کر بھاگا جسنے دیکھا وہ
ساتھ اسکے نکلا جو ترک رہگئے وہ لڑا کیے مارے گئے اور وہ دروازہ قلعہ الکن کی طرف تھا خان اعظم اُسی طرف
بھاگا یہان تین پہر کامل تلوار چلی جب ترکون کو یہ معلوم ہوا کہ صلصال بھاگ گیا سب نے امان مانگی ہتھیار پھینکدیے
امیر نے تلوار میان مین کی بس سب نے ہاتھ روک لیا امان ہو گئی اب لوٹ پڑی قلعہ لٹنے لگا وزیر نے امیر سے
عرض کی کہ قلعہ نہ لٹوائیے امیر نے منع کیا اب بادشاہ کو لیکر جس جگہ بارگاہ صلصال کی تھی وہان آئے بادشاہ تخت
پر جلوہ افروز ہوے ناچ ہونے لگا سارا قلعہ مسلمان ہوا اندرین گذرین عمرو نے اپنا مینار لیا مال بھی خوب لوٹا امیر
ایک ہفتہ وہان رہے بعد اُسکے دو منزل پر بارگاہ برپا کی اور وہان اُترے

اب چند کلمے داستان رستم کے ترک توسن کا پھر خاور پر آنا اور علمشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگنا اور جنگل مین جانا بعد چند روز کے علمشاہ کا شکار کو جانا اور اُسی شہر مین پہونچنا بیان ہوتے ہین

ترک توسن زخم کا علاج کرکے پھر خاور پر آیا اور سرکشی کی علمشاہ بھی دو لاکھ سوار لیکر قلعے سے باہر نکلا طبل جنگ بجا
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی کے نقیب نہیب دیکر نکلے ترک توسن میدان مین آیا اور کہا ای رستم آج
تجھے زندہ نہ چھوڑونگا رستم نے کہا تیری قضا تجھے لائی ہی اور میدان مین آیا ہستگا ور ہوا گرد برد کر دیا ترک توسن نے نیزہ مارا
علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ترک توسن نے خنجر مارا علمشاہ نے تلوار سے خنجر اُسکا کاٹا اور اپنا وار کیا اُسنے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا تا دو ابرو اُتر گئی ایک خط ناک پر بھی پڑگیا اُسے غش آیا رستم پکارا کہ لیجاؤ
اسے لوگ اُسکے آکر اُٹھا لیگئے رستم با فتح و فیروزی قلعے مین آیا مگر بعد چند روز کے دل گھبرایا واسطے شکار کے نکلا
اب ایسا شکار کا لپکا پڑا کہ روز شکار کو جایا کرتا ہی ایک روز آہو کے پیچھے مرکب اُٹھایا آہو تو قریب شام کے نکلگیا
لوگ پیچھے رہگئے رستم نے راہ گم کی جاتے جاتے تین دن کے بعد شہر چگل مین پہونچے سرا مین اُترے اور ترک توسن
بھی بھاگ کر یہین آیا تھا حال اپنا لاہان شاہ اور فضیلان شاہ سے کہا کہ دونون بادشاہ شہر چگل کے تھے یہان
ایک روز سرا سے بھٹیارے بھاگے رستم نے پوچھا کیا ہی بھٹیارنی نے کہا کوئی کشتی گیر بدیع الزمان آیا ہی کشتی ہو رہی
ہی یہ دیکھنے کو گئے ہین رستم نے زرہ اور خود مین مُنھ اپنا چھپایا اور وہان آئے جہان دنگل تھا ترک توسن کو بھی دیکھا
مگر جب بدیع الزمان لڑ چکا خشت طلائی پر لات ماری کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ بس امیر کا نام
سُنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور سامنے بدیع الزمان کے آکر کہا کہ اب نام امیر کا نہ لینا

کشتی ہونا بدیع الزمان اور علمشاہ سے اثنائے کشتی مین پہچاننا ترک کا علمشاہ کو اور قید ہونا رستم کا

غرضکہ بعد گفتگوے بسیار بدیع الزمان اور علمشاہ سے کشتی ہونے لگی بہت دیر تک زور ہوا کیے کہ خود علمشاہ کو

اور ای یزرک تو کہان یزرک نے کہا مین بھی طلایہ کو آیا ہون وزیر نے کہا تو جسے چھپاتا ہی مسلمان ہوکے عمرو اور
سب کو لیے جاتا ہی یزرک کا دم نکل گیا کانپنے لگا وزیر نے کہا تو ڈر نہین مجکو بھی دو خواب ہوے یہ تو نہ سمجھا کہ وزیر
سے اور طلایہ سے کون نسبت ہی پہلے خواب کو تو مین نے خیال نہ کیا اب آج پھر ایک بزرگ نے ارشاد کیا کہ اسطرح
یزرک جاتا ہی بس تو بھی شریک ہو امیر کا تاکہ تیری نجات ہو یہ سنکر یزرک خوش ہوا اور دوڑکر عمرو کو بلا لایا وزیر نے
عمرو سے کلمہ یاد کرکے پڑھا از سر صدق مسلمان ہوا گرزک بھی ہمراہ تھا وہ دیکھ رہا ہی کہ یہ ماجرا کیا ہی مگر وزیر نے عمرو
سے کہا کہ یہ جو پانچ آدمی مین لایا ہون یہ اسلیے کہ میرا ساتھ دینگے انکو بھی کلمہ بتالون غرض اُسنے کہا وہ سب مسلمان ہوگے
الا گرزک کہ یہ حال دیکھ کر بھاگا اب وزیر بھی یزرک کے ہمراہ ہی دروازۂ قلعہ کیطرف چلے پہلے یزرک پہونچا کہا دروازہ
کھولو خان اعظم کو خبر ہوئی کہ سردار امیر کے چھوٹکر نکلگئے سُنا ہی کہ باہر قلعہ کے کسی گانون مین ہین اور پانچ سو سوار دیتے
وزیر کو بھی ہمراہ کیا ہی بس اُنھون نے دروازہ کھولدیا سہراب جو نکلا کہا ارے کیا ہی پیادون نے حال کہا سہراب
نے یزرک کو دیکھا ادھر سب نے مرکب اُٹھائے مگر جب سہراب نے عورتونکو دیکھا اُسوقت گھبرایا اور کہا ای یزرک
یہ عورتین کیسی ہین ارے ہان یہ جانے نہ پائین اور جلد دروازہ بند کرو کرب فرامرز بیچ مین آکر کھڑے ہوگئے عورتون
کو تو باہر نکالدیا اور دروازہ نہ بند کرنے دیا ہشت مشت ہونے لگی ایک نے آکر کرب کے پانون پکڑے کہ گرادون کرب
نے قبضہ مارا کہ بھیجا اُسکا نکل پڑا پھر تو غل ہوا تلوارین کھنچ گئین لاش پر لاش گرنے لگی ادھر گرزک یزرک کا بھائی جو
زرہ خان کے ساتھ کھڑا یہ تماشا دیکھ چکا تھا اُسنے خان اعظم کو خبر کی کہ یزرک اور آپ کا وزیر دونون مسلمان ہوے
سب ملکی سردارون کو بھی لیے جاتے ہین بلکہ اب تلوار چلنے کی بھی خبر ہوئی خان اعظم ارہ پشت ہناگ پکڑکر اُٹھ کھڑا
ہوا یہ خبر بختک اور نوشیروان کو بھی ہوئی یہ بھی آئے خان اعظم نے کہا کیون ای شاہ مین نہ کہتا تھا کہ انکو قتل کر بختک
نے کہا یہ باتین راہ مین کرنا جلدی چلو غرض کمر بندی ہونے لگی اور خان اعظم و نوشیروان سب چلے اور یہان کرب
و فرامرز نے عمرو اور یزرک اور وزیر سے کہا کہ تم عورتون کو لیکر لشکر امیر مین جاؤ اور خبر کرو ہم دروازہ نچھوڑینگے
وزیر نے عذر بھی کیا کہ مین جان دینے کو موجود ہون فرامرز نے نہ مانا کیونکہ وزیر صرف قوت عقل رکھتا تھا پہلوان نہ تھا
غرض یہ عورتون کو لیکر لشکر امیر مین آیا اور عمرو مسجد کے پاس مین گیا امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ باہر سے عمرو
نے پکارا کہ مریاند ہوا امیر نے پلٹ کر دیکھا عمرو نے اندر جاکر سب ماجرا امیر سے بیان کیا امیر مسجد سے باہر آئے غرض
اب یہ خبر لشکر مین امیر کے پھیلی لندھور مالک بہرام وغیرہ آنے لگے جو آیا امیر کو مجرا کیا اور قلعہ پر چڑھ دوڑا امیر نے
اتنا تامل کیا کہ زرہ خان کو گلے لگایا اور کہا کہ یہان کی حکومت تمکو دونگا یزرک کی بھی تعریف کی بعد اُسکے سوار
ہوکر چلے وہان سردارون نے پہونچ کر لاش پر لاش گرادی سہراب سے اور کرب سے سامنا ہوا سہراب نے
تلوار ماری کرب نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوے اُدھر فرامرز سے اور فولاد سے
مقابلہ پڑا فولاد نے تیر مارا فرامرز نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ گردن اُڑ گئی اب دروازے پر لاشون کا انبار
ہوگیا کہ اتنے مین خان اعظم لشکر مین ترکون کے آیا اور تلوار چلنے لگی ناگاہ نعرہ لندھور کا ہوا اور ہندی کھاجی
ترکون سے لڑنے لگے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ آج عدالت نہین کرتا داد ان ہندیون کی نہین دیتا کہ
کیسے لڑ رہے ہین نوشیروان خفا ہوا کہ یہ وقت کون ہنسی کا ہی اور اوگیدی جو چاہا تو نے کیا بختک نے کہا مین نے کیا
کیا اپنے لات و منات کو کہو کہ کبھی آکر مدد نہ کی خان اعظم تو یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او بختک ہان جو کچھ ہوا
تیرے سبب سے ہوا یہ فساد تیری ذات سے ہین وہان عمرو بصورت مبدل قلعے کے دوسرے دروازے پر

نقب کھودنا شروع کی ایک اور کنواں تھا اُسمین وہ نقب کھودی قران کو آسمان نظر آیا اوپر آیا دیکھا کہ ایک مکان
ہے اور دروازہ اُسکا بند ہے قران چپکا کھڑا تھا کہ آواز کرب و فرامرز کی آئی قران نے کہا ای پسر خواندہ امیر اگر تم
ہو تو جواب دو اور اُنھوں نے بھی آواز قران کی پہچانی خوش ہوئے پکارے کہ ہمین ہین قران نے فتیلۂ عیاری
روشن کیا اور ساتوں سردارونکو دیکھا پوچھا یہاں تمکو کسنے رکھا ہے کرب نے کہا یہ مکان یزک کا ہے جسبے لایا ہے یہین
رکھا ہے بس ہر ایک نے قید توڑی قران نے اپنا اور عمرو کا ماجرا کہا اور پوچھا کہ یزک کا مکان یہانسے کتنی دور ہے
فرامرز نے کہا ذرا دور ہے لیکن کوٹھون کوٹھون چلیے تو بہتر ہے قران نے کہا اب مین ایک عیاری کرتا ہون جو تم شریک
ہو سب نے کہا بسم اللہ قران نے شکل اپنی خان اعظم کے خواجہ سرا کی بنائی اور چار سردارونکو کہار بنایا ایک کو
مشعلچی دو کو خواص ایک میانہ اُس مکان مین یزک کا رکھا تھا اُسمین قران سوار ہوا فرامرز سے پوچھا یہاں کہیں تیل کا
فرامرز نے کہا گھر عیار کا ہے ضرور ہوگا غرض قران نے مشعل بنا کر تیار کی اور میانہ مین سوار ہو کے وہاں جہاں عیار
گا رہے تھے میانے سے اُترا اُنھوں نے مجرا کیا قران نے کہا یزک کہاں ہے اُنھوں نے کہا محل مین سو رہا ہے قران نے
کہا دروازہ کھولو خان اعظم نے ایک بات یزک سے کہلا بھیجی ہے اُنھوں نے دروازہ کھولدیا قران اندر آیا اور
دروازہ بند کر لیا قریب عمرو کے آیا خواجہ نے نہ پہچانا قران نے کہا یا اُستاد مجکو نہ پہچانا غلام آپکا ہون آنکھین پھوٹین جو
اس حال سے آپکو دیکھے اور جلدی سے قید عمرو کی کاٹی اور کہا بس مجکو آپسے کام تھا آپکو رہا کیا عمرو نے کہا بیٹا
انکو بھی رہا کرو قران نے اُن سب سے کہا کیوں صاحبو تمکو چھوٹنا منظور ہے یا فتنا نہ کو لوگے اتنو عمرو کو بھی سمجھا کہ شاید
یہ اُسپر عاشق ہین سب نے مع خواجہ کہا کہ ہماری بیٹی کی جگہ ہے اب قران نے سبکو رہا کیا اور عمرو سے قران نے کہا کہ مین
سردارونکو بھی لیتا آیا ہون لیکن اب یزک کو جا کر پکڑون تو کام پورا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب مین سمجھ لونگا اور دروازہ
یزک کے مکان کا کھلوایا کہ جلد کھولو میان منظور آگئے ہین یزک بھی گھبرا کے اُٹھا عمرو اور قران گھر مین اُسکے بصورت
اصلی آئے اور عمرو نے یزک سے کہا کہ اب کہو دیکھا تمنے قدرت خدا کو کہ ابھی اتنی رات درمیان تھی کل کی تو خان اعظم
نے قسم کھائی تھی کہ صبح کو قتل کرونگا بلکہ بختک نے منع بھی کیا صلصال نے کہا تو قران سے ڈرتا ہے مین اگر ایک ایک
سے ڈرا کرون تو حکومت کیونکر کرون اب اگر کوئی حیلہ باقی ہو وہ بھی کہدو یزک نے کہا حقیقت مین تیرا جواب نہین ہے
لیکن اگر مجکو لڑکر زیر کرے تو البتہ مسلمان ہون قران بڑھا تھا کہ عمرو نے روکا کہ تم تماشا دیکھو اب اندر دالان مین تو
یزک کے گھر کی عورتین دیکھ رہی ہین اور یزک سے عمرو سے نیچے چلنے لگا عمرو نے کئی چوٹین روکین پھر آپ بھی
نیچے کھینچا تھوڑے عرصے مین عمرو نے کمند کا حلقہ مارا یزک گرفتار ہوا اسی کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا سب
عورتون کو بھی مسلمان کیا اور عمرو سے کہا اب چلیے کہ مین سردارون کو لے آؤن عمرو ہنسا اور کہا اُنکو قران پہلے ہی
چھڑا لایا مگر اب جلدی چند مرکب منگواؤ یزک اُسی وقت دوسری راہ سے مرکب بھی لایا اور سردارون کو سوار کیا
یزک کی عورتون نے کہا ہمکو بھی لیچلو نہین تو خان اعظم ہمین بندی کریگا غرض دو دو عورتون کو ایک ایک مرکب پر
بٹھایا اور سب کو لیکر یزک نکلا اور اُس دروازے کی طرف سے چلا کہ جدھر سیراب اژدر گیر اور عیلاد اژدر گیر کی
چوکی تھی جو طلایہ راہ مین ملا یزک اس سے نکال لیگیا مگر اب جو دیکھا تو وزیر خان اعظم کا زرہ خان روشنی ہمراہ
پانچ سو سوار سے چلا آتا ہے یزک کی جان نکل گئی یزک نے کہا اب زندگی نہوگی عمرو نے کہا تمھین کسی طرح
ٹالو یزک نے کہا آپ سبکو لیکر کہین چھپ جائین میرا اسلام اسپر ظاہر نہین ہے مین کوئی حیلہ کرتا ہون یہ کہکر دوڑا ہوا
آیا مجرا کیا اور کہا حضور اسوقت کہان زرہ خان نے کہا کہ خان اعظم کا حکم ہے آج تم بھی طلایہ پھرو کہ یہ رات بہت کٹھن ہے

پچکے سے صلصال سے کہا جبتک تحقیق ہو اس یزک کو بھی قید کرلو عمرو کو بھی لوگون نے پکڑا عمرو نے غل مچایا اور رونے لگا
کہ واہ ای خان اعظم تو نے بختک کے کہنے سے مجھے ذلیل کیا یہ مجھسے خار کھایا کرتا ہی خیر آپ تو دونون کو قتل کیجیے
عمرو بھی قتل ہوئیگا یا مین ہون یا یہ اسمین تیری سلطنت تو قایم ہو جائیگی ایک غلام آپکا مارا گیا تو کیا اور بہت سے غلام
آپکے ایسے ہین یہ جو رو کر کہا صلصال کو ترس آگیا کہا چھوڑ دو بختک۔ لاکھ کہا کیا عمرو چھوٹ گیا غرض پھر یزک
نے پتے کو کہا عمرو نے خان اعظم سے کہا مین وہ بتا دون کہ جو آپنے کسی سے نہین کہا اور کان سے منھ لگا کے کہا منم
عمرو عیار اور تاج سر کا لیکر ایوان مین نعرہ کیا صلصال نے کہا لینا عمرو کو جانے نہ پائے عمرو نے جست جو کی دروازہ ایوان
کا پھر آگیا مگر جہان پر پیر قایم ہوا وہان پر کائی جمی تھی پاؤن پھسلا لاکھ چاہا کہ ہاتھ ہی ٹیکون ایسی کائی ساری دیوار
پر تھی کہ نیچے گرا لوگ تو کمند لیے کھڑے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کرلیا

اب چند کلمے داستان قید ہونا عمرو کا عیارون سمیت اور چھڑانا مہتر قران کا سبکو مسلمان ہونا یزک خطائی کا اور وزیر صلصال کا اور قلعہ امیر کے ہاتھ آنا اور بھاگنا نوشیروان اور صلصال کا بیان ہوتے ہین

یزک کو خان اعظم نے چھوڑ دیا اور سب نے عذر کیا خان اعظم نے کہا بس اب تو میرے سامنے جلاد کو بلوا کے عمرو کو قتل کرتے ہین
حکم کا غصے مین ایک حکم دیا ہی ابوالفتح اور برق سب عمرو سے کہ رہے ہین کہ خوب عیاری کی سردارونکو چھڑایا عمرو رو رہا ہی
کہ دروازے پر غل ہوا چاہا کہ دریافت کرے کہ ایک سیاہی نظر آئی اور نعرہ کیا مہتر قران نے کہ ای صلصال اور نوشیروان اور
بختک اگر استاد کا بال بیکا ہوا تو تمکو مار ڈالونگا خان اعظم نے کہا لینا اسے یہ نہ جانے پائے اسے بھی گرفتار کرو قران نے
بھی بغدے لے کر مارنا شروع کیا دم بھر مین کشتون کے پشتے لگا دیے اور جست کرکے نکل گیا لوگ پیچھے دوڑے اس گلی اس
کوچے سے نکل کر تنہائی کا گوشہ دیکھ کر صورت بدل کر کہین کھڑا ہو رہا جو آیا اس سے کہا وہ لوگ آگے جاتے ہین تم بھی جاؤ
اور یہان خوف ہوا بختک نے خان اعظم سے کہا اب قتل کی صلاح نہین انھین قید رکھو جب قران بھی گرفتار ہو جب
قتل کرنا خان اعظم نے یزک سے کہا تو ہی نگاہ رکھو یزک اپنے گھر مین لایا مکان کے آگے ایک ایوان تھا ایک ایک کو
بارہ دری کے ستونون سے باندھا اور باہر کے مکان مین کہ تیسرا درجہ تھا چودہ سو عیارون کا پہرہ مقرر کیا بیچ مین عمرو
کو قید کیا اندر مکان کے یزک باہر عیار دف و چیکارے بجا رہے ہین غزلین گا رہے ہین شراب چل رہی ہی اور جب
یہ سب عیار نامی بالا خطا مین آکر گرفتار ہوئے خان اعظم نے یزک گزک بلدا سب سے کہا کہ جا کر تلاش کرو یہ سب عیار
کس طرف سے آئے اور دروازے والون پر بھی عتاب نازل ہوا انھون نے قسمین کھائین کہ ہماری طرف سے کوئی نہین
آیا غرض بلدا پھرتے پھرتے ادھر آیا جہان وہ مینار مینارہ نشین کہا ہوا تھا عمرو اسے واسطے قران کے چھوڑ آیا تھا کہ
میرا جان بخش کیونکر آئیگا اور اسکا آنا مقدم ہی کیونکہ شاید مین قید ہو جاؤن تو وہ آکر رہا کردیگا اور وہی ہوا غرض بلدا
آیا اور خان اعظم سے حال مینار کا بیان کیا اسنے لوگونکو واسطے اٹھانے کے بھیجا بھلا وہ کس سے اٹھ سکتا اور یہان
مہتر قران دو پہر رات گئے یزک کے مکان پر پہونچا اور ایک درخت برابر دیوار کے تھا اسپر چڑھا یہ ارادہ کیا کہ اسی پر
سے دیوار دیوار جہان عیار قید ہین وہان جاؤنگا اور نیچے سب عیار گا بجا رہے تھے قران کو چھینک آئی لنگر جو پڑا
ڈالا درخت کا پھٹا قران ڈالی سمیت عیارون پر گرا کسی کا سر کسی کی ناک کسی کا ہاتھ ٹوٹا سب گھبرا گئے کہ یہ کیا بلا
آئی اور قران اٹھ کے بھاگا عیار پیچھے چلے قران بھاگتے بھاگتے ایک اندھے کنوئین مین جا رہا اندھیری رات تھی
اور عیارون کو ہین پڑی انھون نے پاٹنا شروع کیا ایک آن مین زمین برابر کردی اور اطمینان سے آکر بیٹھے کہ
قران تو زندہ در گور ہوا لیکن قران نے اندر اس کنوئین کے ایک کول دیکھا اندر گھس گیا اور بغدے سے

آخر سب قلعے مین آئے صورتین بدلین جب دن ہوا عمرو بارگاہ خان اعظم مین آیا کورنش ادا کیا اور سب باتین ہوئین لیکن کچھ ذکر
سردارونکا نہ آیا عمرو باہر نکل آیا غرض تیسرے دن عمرو سوچا کہ یہ جوانمرگ ہر وقت مجھے ہیزک کی لیتے ہین انکو سرجنگ
معقول یہان دلواؤ یہ سوچ کر ہیزک خطائی کے مکان مین آیا کمند ڈالکے اترا وہ زوجہ کے ساتھ سو رہا تھا اسے بیہوش کیا
اور دالان مین ایک صندوق رکھا تھا اسمین بند کیا اسکی صورت بنکے آپ پلنگ پر لیٹ رہا جب صبح ہوئی کمر باندھ
سب کا سلام مجرا لیکر باہر آیا عیارون نے مجرا کیا بارگاہ خان اعظم مین آئے دروازے پر چوبدارون نے
سلام کیا اندر بارگاہ کے آکر جہان ہیزک کے بیٹھنے کی جگہ تھی وہان سلام کرکے بیٹھے کہ اتنے مین خان اعظم نے
ہیزک کی تعریف کی کہ ای بختک اسطرح سردارونکو لایا کہ ثابت نہوا کون لیگیا عمرو نے سُنا ہیزک عملی تو بنے ہوے
تھے خان اعظم سے کہا آپکا اقبال تھا میری کیا اصل وحقیقت ہے اور اگر لات ومنات چاہتے ہین تو سبکو لاتا ہون یہ کہکر
اب جو دیکھا عمرو نے تو چالیسون عیار بھی موجود ہین کوئی فراش کوئی خواص کوئی سقہ بنا کھڑا ہے عمرو چپکے سے اُٹھا
کہا ای وزارت و اقبال پناہ آیا آپنے بھی پہچانا بختک نے کہا کیا اور گھبرایا کہ کہین آپ ہی مرشد کامل تو نہین بختک
نے کہا ای ہیزک مین نے نہین پہچانا کہا یہ جو فلان فلان کھڑے ہین یہ عیاران لشکر اسلام سے ہین انکو گرفتار کیجیے بختک
نے چپکے سے خواص کو بلا کر کہا اسنے عیارون سے کہا اور یہ سب بیخبر کھڑے دیکھ رہے ہین کہ استاد ہیزک نے نہین
معلوم بختک سے کیا کہہ رہے ہین کوئی عیاری سوچے ہونگے اور عیارون نے سبکو پیچھے سے آکر کسی کی کمر تھامی
کسی کے مونڈھے گانٹھے کسی کو کمند سے باندھا جب تو سب حیران ہوے پھر سوچے کہ شاید یہ بھی کوئی عیاری ہو اتنے مین
خان اعظم بھی خاموش ہوا ہیزک عملی کو بہت سا انعام دیا اور کہا ای ہیزک ایسی چالاکی تو تم نے آجتک نہین کی تھی
ہیزک عملی نے کہا ای خان اعظم جب مین نے دیکھا کہ تیرا یہ حال ہوا مین نے بھی ہاتھ پانون ہلائے بلکہ کل لشکر کو پکڑ لاؤ
اور بلوائیے جلاد کو کہ انھین قتل کرے جب تو ابوالفتح و برق سب حیران ہوے کہ اس ساربان زادے نے خوب
دھروایا اور وہان ہیزک کو صندوق مین ہوش آیا لگا غل مچانے کہ ارے کس نے مجکو بند کیا ہے خواصون نے
نکالا اور کہا آپ تو بارگاہ کو گئے تھے یہان کسوقت آکر بند ہوے جب تو ہیزک سوچا کہ یہ کام عمرو کا ہے باہر آیا اور
دروازہ پر خان اعظم کے پہونچا لوگ حیران ہوے کہ دوسرا ہیزک کہانسے آیا ہیزک سے پوچھا تو اسنے کہا اسطرح مجکو عمرو بند کر گیا تھا
انھون نے کہا تو جھوٹا ہے تو ہی ساربان زادہ ہے ارے ہیزک اصلی تو اندر ہے اور آج اتنا بڑا کام کیا ہے کہ چالیس عیار
پکڑوا لئے ہین خلعت ملا ہے مرتبہ زیادہ ہوا ہے یہ سُنکر جان ہیزک کی نکلگئی کہ خوب رنگ عمرو کا جما غرض چوبدارونسے
منتین کین کہ ذرا میری خبر کردو چوبدار نے آکر چپکے سے بختک کے کان مین کہا اسنے صلواة بھیجی عمرو پہچان گیا کہ ہیزک
آیا ہوگا جب تو آپکو بھی ہوش آیا کہ ای عمرو یہ تو نے کیا عیاری کی ارے زنبیل مین نہ ڈال لیا تجھے اس عمر بھر مین بالا خطا
ہین دو خطائین ہوئین اب کوئی عیار نہ بچیگا عمرو نے خان اعظم سے کہا کہ آپ میرا ہاتھ پکڑ لین اور کہین کہ عمرو کو
پکڑ لیا دیکھیے وہ ساربان زادہ دروازے پر آیا ہے ایسا نہو کہ سنکے ہیزک اندر ہی بھاگ جائے جب وہ سنیگا کہ عمرو
پکڑا گیا اس دھوکے مین اندر چلا آئیگا اسوقت مجکو چھوڑ دیجیے گا اسے گرفتار کر لیجیے گا خان اعظم نے ہاتھ پکڑا سب نے غل مچایا
کہ عمرو کو پکڑ لیا اور چوبدار نے بھی ہیزک سے جاکر کہا ہیزک اندر آیا مجرا کرکے کہا ای خان اعظم بس اسکو نہ چھوڑیے گا
مجکو اسطرح بند کرکے یہ آیا ہے یہ تو کہا کیا عیارون نے دوڑ کر اُسی کی مشکین باندھ لین اور جوتیان لگانے لگین عمرو بھی
ہاتھ چھڑا کے ہیزک کے پاس آیا گر ہیزک نے خان اعظم سے کہا کہ اس سے پوچھا کہ ساتون سردار کہان ہین یا مین بتاؤن
عمرو نے کہا ہان مین بتاؤنگا اور دل مین کہتا ہے کہ بڑی مشکل ہوئی جان نکلگئی ہے بختک حرامزادہ جلاہہ اتو تھا ہی

لکیر ڈالتی ہوئی مرکب کے بیچ سر پر زخم دیگر صاف نکل گئی ترک دوڑے ادھر سے لشکر امیر کا چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی
خان اعظم کو لوگون نے لا کر تخت پر بٹھایا زخم رومال سے باندھا کہ ایسا نہو لشکر بیدل ہو جلئے پھر تو امیر ایکطرف
لندھور مالک بہرام کرب فرامرز جمہور وغیرہ اپنی اپنی لڑائی خوب لڑے کبھی میمنہ کبھی میسرہ دوپہر کامل لڑائی رہی
علم کفار کا سرنگون کیا قریب خان اعظم کے پہونچے بختک نے گھبرا کے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جدا ہوئے
بختک تو نوشیروان اور خان اعظم کو لیکر بھاگا لشکرگاہ مین آیا امیر نے کھڑے ہو کر ایک ایک کو پوچھا یہانتک
کہ شیرویہ آیا پوچھا زخم تو نہین لگا عرض کیا کہ خدا نے بچایا اسوقت امیر بارگاہ سلیمانی مین آئے دنگل پر بیٹھے وہان
بختک نے خان اعظم سے کہا کہ اب کسی طرح چپکے چپکے سبکو قلعے مین روانہ کرو اور خود بھی چلے چلو ایسا نہو کرب
یا فرامرز آکر شبخون مارین جب اچھے ہو لوگے یا کوئی مدد کو آئیگا تو لڑ لینا غرضکہ سبکو قلعے مین لے گیا اور دروازے
پر دو ہزار زرہ پوش بٹھا دیے یہ خبر امیر کو ہوئی عمرو نے کہا یا امیر اب آپ گرد لشکر کے حصار کر دیجیے ایسا نہ ہو کہ یہ گیدی
دامہ شامہ کو بلوائے اور اُس کو بھی الماس کی خبر ضرور ہوگی وہ عوض لینے آئیگی امیر نے کہا خواجہ کیون
ڈرتے ہو مجکو تو تکیہ خدا پر ہی جب قلعہ لے لونگا حصار بھی کر دونگا اور ہمارا خیمہ وہان برپا کرو جہان صلاصال
کا خیمہ تھا عمرو نے کہا یا امیر جب وہ نکلیگا آپ کو ہٹنا پڑیگا امیر نے کہا سمجھ لینگے اب اگر وہ نکلیگا مین قلعہ نہ چھوڑونگا
غرض چار کوس ہٹکے بارگاہ برپا کی رہنے لگے دو تین دن ہوئے تھے کہ رات کو فرامرز اور کرب چوری گئے
امیر نے عمرو سے کہا دریافت کرو اب عیار اور عمرو دوڑکر سامنے قلعے کے آئے جب کوئی راہ نہ دیکھی پھر آئے
دوسرے دن جلیل جنگ عراقی بہرام گرد چوری گئے پھر امیر نے عمرو پر تاکید کی عمرو بھی حیران ہی
تیسرے دن جمہور چوری گئے روز ارشیون اور فرہاد خان لندھور کے بیٹے غائب ہوئے پھر آج تو امیر اور
بادشاہ عمرو پر بہت ہی خفا ہوئے کہ جلد خبر لاؤ اور بادشاہ نے بیس ہزار زر سرخ اور ایک خلعت سلیمانی
منگاکر بارگاہ مین رکھا اور کہا جو خبر لائے وہ لے ابوالفتح نے کہا آیا خواجہ سلامت کے سوا اور بھی
کوئی جائے تو لے عمرو نے ابوالفتح کو گھورا اور کہا او جوانامرگ تو ہر بات مین چالاکی کرتا ہی ابوالفتح نے
کہا مجھو آپ کا نام نہین رکھا تھا اس سے مین نے حضور سے پوچھا عمرو نے کہا حضور اسکو توشخانے مین رکھوا دین
جب مطلب آپ کا ہو جائے کوئی لے لیگا اور عمرو باہر آیا بیاکیس عیار ساتھ ہوئے قران تو مجرا کرکے
ایکطرف چلا گیا عمرو نے ان سب سے کہا تم میرے ہمراہ نہ آؤ کیا کروگے انھون نے نہ مانا آخرکار ہمراہ عمرو کے چلے
تین دن تک عمرو اور سب عیار کوشش کیا کیے اور کہین راہ قلعہ باختا مین جانے کی نہ پائی تیسری رات ہی کہ عمرو
سب سے الگ ہوا چہار طرف پھرا ایک کوہ دیکھا کہ دیوار قلعے کی اُس سے نزدیک ہی اور وہ دو تین گز بلند
بھی ہی فقط وہ خندق بیچ مین ہی اور سارا قلعہ معلوم ہوتا ہی یعنی اندر کی زمین اور مکان تک عمرو سوچا کہ
اگر جست کرکے کودے تو ہڈی پسلی چور ہو گئی اور نیچے گرے خندق ہی غرق ہو جاؤ گے

اب دو کلمے داستان جانا عمرو کا چند عیارون سے قلعہ مین مینار مینارہ نشین رکھکے واسطے خبر لینے سرداران اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

آخر پشت دست کو دیکھا چھتیس سو گز یا داتے اور خیال گذرا وہ مینار کہ خداوند مینارہ نشین کو مار کے لیا تھا زنبیل
سے نکالا اور معجزہ دادا سے طلب کیا کہ مینار کو دیجیے اور زنبیل سے نکالکر شل پل کے دیوار پر قایم کیا اور بافراغت چلے
چالیسون عیار بھی پیچھے پیچھے کہ واہ واہ استاد سبحان اللہ ہمکو بھی لیے چلو عمرو نے دلنشین کہا کہ ان جوانامرگو لینے تک مین دم بھر

اور آنکھین روشن ہو گئین پھر تو ایک نے ایک کو دیکھا الحمد ھو رھو ر مالک نے امیر کو مجرا کیا امیر سبکو لیکر بارگاہ مین آئے
حکم کیا کہ طبل سکندری بجے پھر تو ہر ایک بہادر کے لشکر مین نوبتین بجنے لگین اور ایسا زر نثار ہوا کہ سب محتاج غنی ہو گئے عمرو
سے کہا خادمان محل کو بھی لاؤ عمرو گیا پہاڑ پر سے سبکو لایا جہان انکے خیمے تھے وہان نصب ہوئے نذرین ہونے لگین امیر آکر
دنگل نادعنبر پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے دست راسی دست چپی سب آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا نقابدارون نے
امیر نے کہا اب اپنا حال کہو انھون نے عرض کیا کہ ہم چار بادشاہ ہین اتنا تو آپسے کہدیا اور باقی جب وقت آئیگا تو
آپ کو ظاہر بھی کرینگے امیر چپ ہو رہے شیرویہ کو گلے لگا یا عمرو نے سارا حال عمرو و قی کا بیان کیا اور کہا اسنے بڑا
کام کیا ہی امیر نے فرمایا خواجہ بعد فتح ترکستان کے ہین شادی کر دونگا مگر یہ خبر خان اعظم کو ہوئی خان اعظم بختک سے
کہہ رہا تھا کہ یہ کیسا طبل امیر کے یہان بج رہا ہی بختک نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بیٹا امیر کا آیا یہ ذکر تھا کوئی
دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ خبر پہونچی عمرو اور مہتر قران آئے اور کہتے ہین کہ الماس جادو کو مار کر دل لائے ہین بختک
تو ناچا اور کہنے لگا کہ میان بیزک سے پوچھیے خان اعظم نے بیزک کو بلا کے پوچھا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو مارا گیا بیزک
نے کہا مین کیا کرون جو مجھسے الماس نے کہا تھا وہ مین نے آپ سے کہدیا تھا کہ دوسرا جاسوس آیا اور بیان کیا کہ
امیر کہتے ہین جبتک فرامرز نہ آئیگا مین بینا نہونگا بس خان اعظم خوش ہوا بختک سے کہا خیر گو الماس مارا گیا اور عمرو
چھوٹ آیا نہ فرامرز آئیگا نہ امیر اچھے ہونگے اور اسکے اثر کا زمانہ بھی اب پانچ پہر باقی ہی غرض جب صبح ہوئی خان اعظم
کو تحقیق خبر آئی کہ فرامرز بھی آیا اور سب اچھے ہوئے بارگاہ مین جشن ہو رہا ہی آج تو بختک خوب ناچا اور بیٹھکر کہا اے
خان اعظم دیکھا تو نے ہمکو دروغ گو جانتا تھا خان اعظم نے کہا ابھی تک مجھکو یقین نہین بختک نے کہا کیا خوب
یہ بھی جولاہے کا تیر ہی ہمکو تو یقین ہی چاہیے تجھے نہو غرض پھر تو جتنے جاسوس آئے سب نے یہی خبر کہی اور بختک نے
خان اعظم کو اور جلایا صلصال نے نوشیروان سے کہا کہ چار سو بیٹے اس شخص کے مارے گئے ایسا رنج نہوا جو اس
بختک نے دل کو برمایا ہی اور رای بختک خوب ہوا جو وہ بینا ہوئے یہی لوگ کہتے کہ اگر اندھونکو مارا تو کیا کمال کیا

اب چند کلمے داستان طبل جنگ بجوا کے لڑنا خان اعظم کا شیرویہ سے اور زخمی ہو کے مع نوشیروان بالا خطا مین قلعہ بند نا بیان کیے جاتے ہین

اسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مین آپ حمزہ سے لڑونگا یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے عمرو سے کہا عمرو خوشی خوشی آیا
روز تو ایک چوب لگا تا تھا آج تین چوبین مارین اور کل سردارونکو آج کوئی اندیشہ نہین ہی بلکہ خوش ہین کہ خوب
لڑینگے غرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج کئی مہینے کے بعد امیر بعہدۂ صاحبقرانی چالیس قدم لشکر سے
آگے کھڑے ہوئے کل سردار دست راسی و دست چپی پرے جما کر کھڑے ہوئے بختک کی جان آدھی ہوئی جاتی ہی
کہ اتنے مین خان اعظم میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان بیائید بمیدان کہ شیرویہ بن حمزہ نکلا اجازت
مانگی امیر نے کہا اے فرزند تو کیون نکلا مگر خیر جا خدا نگہبان اے شیرویہ آگو ہمتگا در ہوا برابر رہا پانچ پانچ قدم مرکب
پیچھے ہٹے خان اعظم نے نام پوچھا اور کہا یہ تیرے سبب سے امیر کی آنکھین روشن ہوئین الماس مارا گیا مین کب
تجھے چھوڑتا ہون لا ضرب بہادری کی شیرویہ نے کہا او سگ آیا تجھے آئین اہل اسلام کا نہین معلوم پہلے تو حربہ
صلصال نے نیزہ مارا شیرویہ نے بعد دو گھڑی کے بہ برکت اسلام نیزہ اسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ارہ لشت نہنگ
مارا شیرویہ نے سپر چہرہ کی پناہ کی پشت تیغ کو پیچھے دیدیا ارہ سپر کو کاٹ کے تیغ پر پڑ کر پھسل گیا شیرویہ نے
تلوار ماری اسکی بھی سپر کٹی اور سر پر زخم آیا شیرویہ نے وہانسے جو ہاتھ کھینچا خان اعظم نے سر پیچھے ہٹایا تلوار ناک پر

جب تو عمرو ناچار ہوا امیر سے کہا بعضی آپ کی ہٹ غضب کی ہوتی ہی مین نے عیارون سے اتنا سُنا ہی کہ کوئی قلعہ
اٹکی شہر سے باہر نہین معلوم کتنی دور ہی خیر جاتا ہون غرض عمرو نکلا اور چلا صحرا کی طرف گر روتا ہوا کہ کہان جاؤن
نہین معلوم وہ قلعہ اٹکی کہان ہی کس سے پوچھون اگر بجنگ سے جاکر پوچھون وہ بھی ایک حرامزادہ ہی عرصہ ہوگا ڈھائی دن کی
اسکی تاثیر ہی اور ادھی ایک رات گذر چکی اور پھر دن چڑھ آیا غرض روتا ہوا ایک باغ مین آیا اور ایک گوشے مین بیٹھ کر فکر کرنے لگا

اب چند کلمے داستان فرامرز کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ قلعہ اٹکی ہی مالک اُسکا دلیر نامے ہی اسی کے ایک برج مین چاہ ہی اسمین فرامرز کو بند کیا اوپر بڑی سی سل رکھدی ہی
ایک وقت آکر کھولتا ہی سوکھی روٹی آبخورا بھر پانی دیجاتا ہی چند روز مین یہ حال بہم پہونچا کہ قریب تھا سل کی بیماری
ہوجائے ناچار سنگ آمد سخت آمد لیکن دلیر جو آتا ہی سمجھاتا ہی کہ ای جوان مین تجھکو جانتا ہون کہ تو شہزادہ ہی بہارستان عرب
کا پھر یہ کیا تیری شامت آئی کہ دین قدیم کو چھوڑا آخر نابینا ہوا اگر اب بھی تو توبہ کرے تو آنکھین تیری روشن ہو جائین اور نوشیروان
سے قصور بھی عفو کرا دون فرامرز نے کہا ای دلیر تو نہین جانتا حقیقت اس دین کی یہ تو آنکھین ہین اگر لاکھ جانین ہون تو
قربان ہین اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے دلیر نے کہا ہان یہ ایسا ہی دین ہی پھر اگر تیرا دین قبول کرون تو
جان اور شہر کیونکر بچے خان اعظم چھوڑیگا فرامرز نے کہا بچانے والا پروردگار ہی پھر یہان کیون رہے امیر پاس نہ جائے
یہ سُن کر دلیر گیا اور اپنے لوگون سے شورہ کیا کہ یہ بہکاتا ہی غرض عرضی صلصال کو لکھی مضمون جسکا یہ تھا کہ فرامرز لوگون
کو بہکاتا ہی اب اسکا کام جلد تمام کیجیے جسدن عرضی روانہ کی اُسی رات کو خواب دیکھا اور صبح کو فرامرز کے پاس
آیا کہا غضب ہوا کہ مین نے عرضی صلصال کو بھیجی ہی اور شب کو خواب مین ایک بزرگ نے اس طرح فرمایا کہ تو
دین امیر کا قبول کر جہنم سے بچیگا اب مین کیا کرون فرامرز نے کہا کچھ نہین بس رات کو یہان سے سوار ہوکے امیر کے پاس
چلو امیر بہادر کا جوہری ہی غرض گیارہ آدمی دلیر کے عزیز وہ بھی خواب سُنکے شریک ہوے بارھوان آپ تیرھوان
فرامرز اسکو مرکب پر باندھا اور رات کو لے نکلے لیکن کلمہ پڑھکر سب از سر صدق مسلمان ہو چکے تھے راہ مین فرامرز
امیر کا حال کہتا چلا آتا تھا کہ عمرو نے آواز مرکبون کی سنی عمرو پکارا کون ہی باش باش دلیر کی جان نکلگئی کہ اب راز
افشا ہوا اور عمرو نے آواز فرامرز کی پہچانی کہا یہ تو آواز پسر خواندہ امیر کی آتی ہی فرامرز نے کہا کہ مجکو شیخ النجم معلوم
ہوتے ہین اور ای خواجہ اگر آپ ہین تو مین تو نابینا ہون آپ اپنے کو ظاہر کیجیے بس عمرو دوڑکر رکاب سے فرامرز کے
لپٹ گیا فرامرز نے چاہا مرکب سے کود دون عمرو نے منع کیا کہا جلد چلو امیر راہ دیکھ رہے ہین اور سارا حال کہا فرامرز نے
دلیر سے کہا کہ دیکھا تمنے امیر آقا کیسا ہی غرض راہ مین باتین کرتے چلے فرامرز نے دلیر کا ماجرا سب بیان کہ اتنے مین
ابوالفتح بھی آتا تھا اُسنے بھی فرامرز کو دیکھا بھاگا ہوا امیر پاس آیا اور کہا کہ فرامرز آتا ہی بعد اسکے گلباد نے خبر دی کہ
اتنے مین عمرو پہونچا فرامرز کو راہ مین چھوڑا امیر سے آکر حال کہا امیر نے کہا خواجہ مجکو تمسے پہلے تمھارے بھانجے اور یہ
گلباد نے خبر دی عمرو نے دلمین کہا کہ یہ جوانا مرگ کہان لگے ہوے تھے کہ فرامرز بھی مسجد مین آیا بارہ آدمی ہمراہ تھے
بادشاہ کو پوچھا عمرو نے کہا وہ بیٹھے ہین پہلے بادشاہ کو مجرا کیا لیکن پشت کیطرف غرض عمرو نے ہاتھ پکڑ کے بادشاہ
اور امیر کو مجرا کرایا جو بینا ہین وہ انکا حال دیکھ دیکھ روتے تھے بس اب امیر نے ایک ایک کو یاد کرکے بلوایا جب
عمرو نے کہا سب حاضر ہین امیر نے بادشاہ سے کہا حضور باہر جائین کاہیکو اتنی چراہند سونگھین پہلے تو بادشاہ نے
کہا یا امیر آنکھین روشن ہون ہمکو سب گوارا ہی لیکن عمرو بادشاہ کو لیکر دروازہ مسجد پر آیا پردے چھوڑ دیے کہ
ہوا نہ جائے دھوان اندر رہے اسوقت انگارون پر دل گردے رکھدیے جسکی آنکھونمین دھوان لگا پانی آنکھونسے نکلا

آیا ہوگا عمرو نے دلمین توبہ کی لاحول پڑھا اور کہا یہ بجاے فرزند ہی کہ اتنے مین ملکہ نے کہا ای میان محبوب ہمکو یہ بیا
تمنے بھی یاد نہ دلایا آیا اُن چالیسون جادوگرون کے شراب وکباب کی بھی خبرلی کہ نہین لو یہ کشتیان بھجوا دو قران نے
کہا آپ کی عنایت ہی یہ بھی بھجوا دیجیے اور مین نے تو سب چیزین بھیجدین ملکہ نے میان کی تعریف کی الماس سے کہا دیکھا
تونے میرا میان کیسا کارکن ہی یہ ساری تیاری اسی نے کی ہی ظاہر مین تو الماس نے بھی تعریف کی دلمین کہتا ہی کہ
یہ میان غارت ہوا ملکہ بعد دو گھڑی کے خواصون پر خفا ہوئی کہ او حرامزادیون مجکو بات کرنا دشوار ہی آٹھ پہر سر پر
سوار رہتی ہو دور ہو غرض اسی بیچ سے قران بھی چلا گیا دروازے کے پٹ سے لگ کر کھڑا ہوا دراز سے دیکھنے لگا اب
محروق نے دلمین کہا ای محروق یک نشد دو شد دو گواہ ہوے اب مین کیا کرون غرض گلے مین ہاتھ تو نہ ڈالا
پٹے الماس کے پکڑے اور کہا میرا حلوا کھائے جو مُنہ نہ کھولدے مردے تجھے نشہ نہین ہوا ہی یہ کہکر وہ صراحی اُٹھا کر
پہلے اپنے لب سے لگائی بعد کہا نہین تو پی لے تیری جھوٹی مین پیونگی الماس اس کلام پر مر گیا پردے آنکھون پر پڑ گئے پھر تو
مُنہ کھولدیا البتہ ذرا سہارا سر کے نیچے ہاتھ کا ملکہ نے دیا اور باقی سب طرح اپنے کو الگ رکھا اور ساری صراحی مُنہ مین ونڈیل دی
جب حلق سے نیچے شراب اُتری الماس نے کہا اُف یہ تو جیسے زہر ہلاہل ملا ہوا تھا اور حقیقت مین الماس بھی ملا دیا
تھا زبان اُسکی لڑکھڑائی الماس نے کہا میرے لوگونکو خبر کردو ملکہ نے خواص کو پکار کے کہا اُسنے کہا آتے ہین یہ کہتا
آخر الماس خم دگھبرا کر اُٹھا کہ مین جادوگرون تک پہونچون گر کر بیہوش ہوا بس قران نے نکلکر جگر کو اُسکے چاک کیا لیکن عمرو
سے اذن لے لیا تھا دل گردے اُسکے نکال لیے عمرو بھی قید سحر سے رہا ہوا قران باہر آیا وہ چالیسون پہلے سے بیہوش پڑے
تھے اُنکو بھی مارا آندھی چلی برفباری آتشباری ہوئی بعد بڑی دیر کے آوازین آئین کہ شتی مرا نام من الماس جادو
بود جو چیزین سحر کی بنی ہوئی تھین سب برطرف ہوئین محروق نے عمرو اور قران کو تخت پر بٹھایا اور کہا جلدی یہانسے
نکل چلو تین لاکھ جادوگر ہین غرض محروق جلدی سے دروازے پر آئی لوگونسے کہا کہ مین اپنی مان کے گھر سے کو جاتی ہون
بخوبی تمام صبح ہوئی ہی غار سے باہر آئی یہان آکر عمرو سے کہا اب آپ لشکر کو جائین ایسا نہو کہ جادوگر آئین تو
مطلب رہجائیگا مین اُنسے سمجھ لونگی اور قران سے کہا آپ خواجہ سے میرا حال کہدیجیے گا لیکن تھوڑا سا حال مین بھی
کہتی ہون کہ ای عمرو جان عوض اس احسان کا یہ ہی کہ امیر کو راضی کیجیے کہ شیرویہ پر مین عاشق ہون کلمہ پڑھا ہی سحر سے توبہ نہین
کی کہ شاید ساحرونکا سامنا ہو جاے بعد مین انکار کرونگی عمرو نے کہا انشاء اللہ قران نے کہا بس ملکہ اب یہ کام تمہارا ہو گیا
غرض رخصت ہو کر دونون لشکر امیر مین آئے غل ہوا کہ عمرو آیا بادشاہ نے سُنا اشتیاق مین خود سوار ہو کر آئے عمرو کو
گلے لگایا سب ملکر امیر پاس آئے عمرو دوڑ کے امیر کے قدمون پر گرا کہ ای آقائے عمرو کیہ غلام آپکا آیا امیر نے گلے لگایا
اور کہا ای عاشق حمزہ بھائی واللہ اپنے اچھے ہونے کی اتنی خوشی نہین جتنی تیرے آنے سے طبیعت خوش ہوئی عمرو
نے کہا یا امیر دونون مطلب خدا کے فضل سے ہوے قران نے بڑا کام کیا اور ایک محسن اور ہی سو اُسکا بھی مطلب پورا ہم سے
بھی پورا کرنا امیر نے کہا پہلے جب عمرو نے کہا کو لے لاؤ امیر نے کہا بھائی یہ ہمت سے بعید ہی چار سو نقابدار ہین
اُنکو بھی بلاؤ وہ سب بھی اپنے خیمونسے آئے آگ روشن ہوئی کہ امیر کو فرامرز یاد آیا کہا خواجہ ابھی آگ پر نہ رکھنا
پہلے فرامرز کو لاؤ مین نے اُس کو فرزند کیا ہی وہ کیا کہیگا خلق کیا کہیگی عمرو نے کہا یا امیر اُس کا تو ٹھکانا
بھی نہین معلوم جب تک اُس کا پتا لگے گا ان گردون اور دل کا اثر جاتا رہیگا پھر سب اندھے رہجائینگے
کہ اتنے مین لندھور اور مالک کو جلدی ہوئی کہ کسی طرح ہماری آنکھین روشن ہون امیر نے قسم کھائی
کہ تم سب آنکھین روشن کرلو مین تو بے فرامرز کے نہ بنانگا غرض امیر نے مع بادشاہ کسی کا کہنا نہ مانا

آیا محروق نے کہا ای الماس آج رات کو پہر بجے ہم تمہین بلائینگے تیار رہنا تا کہ مین جلدی جاؤن بھلا سوم مین نے شریک
ہون ملکہ تو چلی آئی الماس مارے خوشی کے پھولا ہوا ہی لوگون سے کہتا تھا کہ آج کونسا دن ہی کہ لات نے یہ
سامان کیا اور محروق کو میری ایسی محبت دی آیا مین کچھ خوبصورت ہون اُنھون نے کہا تو چاند ہی جوان اچھا ہی
دیکھکر محروق کھیل گئی پھر تو الماس بھی اُنکے کہنے سے پھولا نہ سمایا جانا کہ مین ایسا ہی ہون حمام کرنے لگا اور پوشاک
اعلی درجے کی جواہر نگار پہنی اور وہان محروق جو گئی قران نے ملکہ کو بھی خوب بناؤ کروایا سفید پوشاک
پہنوائی اور زیور بھی الماس نگار پہنوایا محروق مسند پر آکر بیٹھی اور قران نے سب بندوبست کیا مکان
کی بھی تیاری روشنی کا بھی سامان درست کیا شب ماہ بھی تھی آخر جب پہر رات گئی الماس گھبرایا اور تخت پر سوار ہوا
چالیسون بھی ہمراہ ہوے کہ ہم اکیلا نہ چھوڑینگے دو دن ابھی قران صعب ہی اور سامنا اُسکا جس سے تو
لرزتا ہی یعنی وہی خواجہ سرا الماس نے کہا ملکہ خفا ہوگی اُنھون نے نہ مانا کہا ہم باہر رہینگے ملکہ سے کہیو ہمین اندر بلوالینا
اور اگر نہ بلائینگی تو ہم دروازے پر تو ہونگے غرض الماس دروازے پر ملکہ کے آیا خبر ملکہ کو ہوئی سمن دیا سمن
سے کہا کہ جاکر الماس سے کہدو کہ تو بے بُلائے کیون آیا مین نے تو کہا تھا جب مین بُلاؤن اُسوقت آنا ایسا
بے صبر ای خبردار نہ آنا باہر بیٹھ الماس کو جو خبر ہوئی جان نکل گئی سمن کی منتین کرنے لگا کہ میری طرف سے کہنا کہ جب
پہر بج گیا جب مین آیا آخر دو گھڑی کے بعد محروق نے بلا بھیجا اور کہا خبردار اکیلا آنا جب تو چالیسون جادوگر
گھبرائے الماس نے کہا تم خوف نہ کرو ارے میری قضا نہین ہی بھلا طلسم الماس کے توڑنے کو برسون چاہیے ہین
یہان دور دور سخت بانی ہین آخر وہ چپ ہو رہے الماس اندر آیا ملکہ نے پہلے تو منہ پھیر لیا تیوری بدلکے کہا مین تجھسے نہین
بولتی ای مردوے ایسی بھی بے صبری مجھے بُری لگتی ہی خیر بیٹھ جا الماس دست ادب بستہ سامنے مسند کے بیٹھا ملکہ نے
کہا آگے آؤ غرض برابر مسند کے بٹھایا اور کہا لو اب اپنے دل کا مطلب کہو الماس نے کہا سوا اطاعت کے کیا کہون
ملکہ نے کہا تو مجکو چاہتا ہی الماس نے کہا مین تو آپکی لونڈی تک کو چاہتا ہون ملکہ نے کہا میرے سر کی قسم کس لونڈی
کو چاہتا ہی معلوم ہوا یہ دلربا تجکو محبت سے دیکھ رہی ہی کیون او مردار خوب دھگڑا تا کا اُسنے کہا میرا ستیاناس
جائے مین تو آگاہ بھی نہین ملکہ نے کہا ارے اسکو نکال دو اور مارو خواصون نے اُسکو الگ کیا اُسنے دہائی دی
ملکہ نے کہا خیر چھوڑ دو لیکن ہمارے سامنے یہ نہ آئے بعد اُسکے الماس سے کہا کہو صاحب مین نے سُنا ہی کہ تمھارے ساتھ
کچھ لوگ آئے ہین آیا تمسے ایسا خوف ہی پھر اب تم اُنکو لیے بیٹھے رہو مجھسے کیا کام الماس نے کہا ای ملکہ مین تو اُنکو منع کرتا رہا
وہ زبردستی ساتھ آئے ہین اگر فرمائیے تو اُنکو گھر بھیجدون ملکہ نے کہا نہین صاحب مجکو کیا تم یہان بُلا لو میرا کیا حرج
ہی تمھارا مطلب دلی نہوگا الماس نے کہا کیا مجال جو وہ اندر آئین غرض باتین کرکے پوچھا کہ مین نے سُنا ہی کہ کوئی ریش
تراشندہ کافران و سربرندۂ جادوگران تمھارے یہان آیا ہی وہ خوب گاتا ہی السعد ہماہو نہ سنوایا بلواؤ الماس نے اُسیوقت
عمرو کو بلوایا پنجرے سے باہر نکالا پوچھا یہی عمرو ہی کہا ہان کہا اچھا گواؤ عمرو نے تامل کیا الماس نے سینچہ
دکھایا ناچار عمرو گانے لگا لیکن عمرو حیران ہی کہ یہ اسکی معشوق ہی عمرو آپ محروق پر عاشق ہوا اور خوب
گایا قران بھی روزن سے دیکھ رہے تھے کہ اتنے مین ملکہ نے پانی طلب کیا میان پانی لیکر آئے اور صراحی ادل بدل کر
گئے الماس تو میان سے ڈرا عمرو کی نگاہ جو پڑی اُسکو شک ہوا جانا کہ کوئی عیار ہی جب قران پانی پلاکے پھرا
تو ملکہ سے پوچھا کہ ملکہ سربرندہ جادوگران یہی ہی الماس نے کہا ہان اُس وقت عمرو نے بخوبی قران کو
پہچانا دل سنبھال ہو گیا جی مین سوچا کہ ضرور یہ معشوقہ قران کی ہی اسی کے لگاؤ سے یہان تک

جو بلد اکے دلمین یہ آگئی اور خان اعظم سے نہ کہا بس اپنے پاس بلد اکو نگاہ رکھا اُدھر قران نے راہ دخمہ کی تھوڑی بہت
نزدیک راستے سے شہر صندل مین پہونچا منزل بھر پہیر سے صورت اپنی خواجہ سرا کی بنائی کیونکہ امیر پاس بصورت اصلی گیا
تھا غرض یہان محروق کی دونون جادوگرنیان موجود تھین پس قران کو لیکر چلین ساحرون نے کہا بیجا ہے یہ ہمارے عجائب
نہین کہ ہم ملکہ کے آدمی کو روکین اور اگر ملکہ کی خواہش نہو تو ہم حقیقت مین کوئی قران کو یہان آنے دیتا غرض قران
شہر مین آیا ملکہ کا حال پوچھا کہ کہان ہین اُنھون نے کہا آج کئی دن کے بعد الماس کی بارگاہ مین گئی ہین تم بھی چلو قران
سوچا کہ تمھارے پاس خنجر الماس ہی ایسا نہو کہ گیدی تمسے ڈرا ہوا ہی دیکھکر پہچان لے خنجر کو باغ مین کسیطرح رکھ آؤ سوچکر
کہا اُس وقت مجکو بڑی احتیاج ہی ملکہ پیٹ مین درد ہو رہا ہی ایک دم کو باغ مین چلو تو پھر مین ملکہ پاس چلون اُنھون نے
کہا کیا مضائقہ ہی غرض قران نے اس بہانے سے خنجر اپنے اسباب مین چھپا کر رکھا اور وہان سے بارگاہ الماس مین آیا
الماس اور ملکہ محروق کو مجرا کیا الماس کو تو دیکھتے ہی ایک خوف طاری ہوا کہ پھر آیا ملکہ نے کہا آؤ میان ادر بیٹھا یا
اور کہا حال میری مان کا بیان کرو کہ کیسی ہین قران نے کہا ای ملکہ مجکو لات نے بچا یا مین بند ہو چکا تھا جسوقت
مین پہونچا تو حال احتضار کا تھا لوگ گھیرے ہوے تھے سبکو وصیت نصیحت کر رہی تھین اور آپکو پوچھا کہ میری بچی
کہان ہی آپ جانیے کہ لوگ دوست دشمن سبھی ہوتے ہین کسی نے کہدیا کہ وہ تو شہر صندل مین گئی ہوئی ہین ملکہ نے کہا صاحب
جہان ہون خوش رہین سلامت رہین پھر لوگون نے کہا حضور محبوب بھی آیا ہی بلکہ یہ بھی ملکہ کے ساتھ گیا تھا یہ سنکر
تمھاری مان نے شور کیا کہ اس موئے کو قید کرو مین باہر بھاگا لوگون نے آپکے لحاظ سے مجکو قید نہ کیا بس دروازے تک
آیا تھا کہ آواز رونے کی سُنی جانا مین نے کہ ملکہ گذر گئین تو بس ای ملکہ اُنکا کام تمام ہوا محروق یہ سنکر رونے لگی اور کہنے لگی کہ
کیون میان کیطرح ہی کہ کام تمام ہوا قران نے کہا ہان بالکل ایک ذراسی بھی گنجائش نہین ابھی سب کام ہو گیا یعنے وہ دفن بھی ہو گئین
جب تو محروق نے الماس سے کہا کہ لو صاحب مین جاتی ہون ناچار ہون الماس مُنھ دیکھنے لگا کہ ای ملکہ میری
طاقت نہین جو آپکو روکون محروق نے کہا کیا مشکل ہی اس ہی دل کا ستیا ناس جائے مگر دنیا کے سبب سے جانے کو
کہتی ہون کہ لوگ کیا کہینگے نہین تو جی نہین چاہتا الماس دلمین خوش ہوا کہنے لگا ای ملکہ مین تو کہہ نہین سکتا اگر آپ
جائینگی تو وہ کچھ زندہ تو ہو نہ جائینگی محروق نے کہا یہی مین بھی سوچتی ہون خیر ابتو تیرے واسطے ٹوکرا بدنامی کا سر پہ
رکھا اب رات کو جیسے تن مین بلاؤنگی اُسدن آنا کہ ایک صحبت کر کے مین چلی جاؤن یہ کہکر محروق قران کو لے کر
باغ مین آئی حال پوچھا قران نے سارا حال امیر پاس آنے جانیکا اور نقابدار کی مدد سے خنجر لینے کا بیان کیا اور کہا
ملکہ خدا نے بڑا فضل کیا نہین تو اس گیدی نے ایک بات نہ کہی تھی تو اسکو مین نے مردہ پایا یعنی ارناعیس جادو کو اور
کچھ حال شیرویہ کا بھی کہا ملکہ خوش ہوئی قران نے خنجر الماس دکھایا اُسوقت محروق کی خاطر جمع ہوئی کہا
اب اسے قتل کرو قران نے کہا ای ملکہ رات کو صحبت کرو اور الماس کو بلاؤ عمرو کو بھی گانا سننے کے بہانے سے طلب کرو
تو اُسکے ساتھ چالیس جادوگر اور بھی آئینگے اُنھین بھی بہانے سے باہر رکھنا جب وہ آکر بیٹھین پانی مجھسے طلب کرنا مین بیہوشی
ملا کر رکھ جاؤنگا بس تمھارا اتنا کام ہی کہ اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال کے وہ صراحی پلادینا جسمین وہ نہ دیکھے نہین تو بیہوشی
پہچان لیگا مین بھی چھپا رہونگا جسوقت وہ بیہوش ہوگا آکر کام تمام کرونگا محروق نے کہا اور سب تو مین کرونگی یہ نہوگا
کہ اُسکے بدن سے مین بدن لگاؤن اگر یہ خبر شیرویہ کو ہوگی وہ خفا ہوگا اور تم گواہ ہو کہ لاکھ باتین مین نے ابتک کین مگر آنچل
تک نہین لگا قران نے کہا ملکہ اس سے خاطر جمع رکھو مین شیرویہ سے کہدونگا ای ملکہ وہ بھی سُنکے خوش ہوگا کچھ نہ کہیگا کہ
امیر کی رہائی ہوتی ہی آخر ملکہ راضی ہوئی سوار ہو کے سیر کرنے تالاب پر آئی یہ خبر الماس کو ہوئی وہ بھی سوار ہو کے

سب صاحب ملکر دعا کرین امیر نے مع سرداروں کے ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے اور قران دخمہ پر آیا اسیطرح پتھر ڈھلکا کے
صندوق اٹھا قران نیچے آیا زینہ دیکھا لیکن ایسی بوے بد آتی تھی کہ دماغ قران کا پھٹا جاتا تھا غور سے جو دیکھا
تو لاش ایک ساحر کی پڑی ہی پیٹ پھول گیا ہی یہی کلمہ الماس نے محروق سے کہا تھا کہ ای الماس کوئی بات
نور کھو اگر کوئی پہونچ گیا اور صندوق کو اٹھایا اسکے نیچے آرنائیس جادو رہتا ہی کہ وہ زندہ چھوڑیگا تو وہ قدرت
خدا سے تین دن پہلے مرگیا تھا اسی کی لاش سڑ گئی تھی غرض قران اندر اترا آگے دروازہ ملا اُس کے قفل کو
توڑا اندر جو آیا باغ دیکھا بارہ دری مین ایک تخت جواہر نگار پر ایک کتا بیٹھا تھا اور اُسکے برابر چھت مین
ایک پنجرا لٹکا تھا اسمین ایک بڈھا بیٹھا تھا قران کو دیکھ کے کتا بھونکا اور بڈھے نے غل مچایا کہ ای باشندہ
طلسم دوڑو کہ شکنندۂ طلسم آیا قران نے دیکھا دو شیر پیدا ہوے ایک سونے کے رنگ کا دوسرا فولادی اور قران
پر حملہ کیا کہ ایک نقابدار زمرد پوش پیدا ہوا شیرون کو للکارا شیر اُسطرف پلٹے قران نے ایک کو بغدا مارا اگر گردن
اُس کی قلم ہوئی دوسرا چلا نقابدار نے لوح شیر کو دکھائی شیر اندھا ہو گیا نقابدار نے تلوار ماری وہ بھی
مارا گیا ایک غل و شور ہوا اور کتا اور بڈھا دونون غائب ہوگئے قران نے نقابدار کو سلام کیا کہ یہ آپنے
جان بخشی کی اب اپنا نام بتائیے نقابدار نے خنجر الماس نکال کر دیا اور کہا اسے تم لو اور اپنا کام کرو یہ طلسم
میرے نام کا ہی مین فتح کر کے امیر پاس آؤنگا لوح اسکی میرے پاس ہی اور اب جادوگرون کو خبر ہوگی
اُنسے لڑائی پڑیگی اور اگر امیر پاس پہونچنا میرا مجرا کہنا کہ نقابدار زمرد پوش نے یہ کہا ہی کہ مجھے ابھی نام ظاہر کرنا
مناسب نہین غرضکہ قران باہر آیا اور پھر امیر پاس گیا اور کہا کہ آپکی دعا سے خنجر لایا آپ پھر دعا کرین
کہ مین جاکر الماس کو قتل کرون اور قران شہر صندل کو چلا مہتر بلدا ابھی آیا ہوا تھا سارا ماجرا اُسنا
وہ بھی قران کے آنے سے صحرا مین کمند بچھا کے جھنڈیون مین بیٹھا جب قران وہان آیا دل قران کا کانپا اُسی
راہ سے جو اوپر چڑھ کے گیا دیکھا تو بلدا بیٹھا ہی قران کو دیکھ کر آپڑا پیچ چلنے لگا بلدا نے کہا ای قران کیا
کہون تیری قضا نہ تھی مین آیا تھا کہ تجھسے خنجر الماس لے لون اور جاکر خان اعظم کو دون اگر مین یہ جانتا تو تیرا
سامنا نکرتا جاکر صلصال کو خبر کرتا قران نے جو یہ سنا شکر کیا کہ خوب ہوا کہ دلمین یہ آئی اب اسکا پکڑنا
واجب ہوا ایسا نہو کہ یہ نکلجائے اور خبر کرے دو تین گھڑی بلدا لڑا آخر کو بھاگا قران بھی دوڑا بلدا اینٹھ گیا قران جست
کرکے نکلگیا بلدا نے کمند کے حلقے مارے قران صاف نکلگیا بلدا پھر اٹھکر لڑنے لگا قران نے بیضۂ بیہوشی اور حلقے
کمند کے ایک بار مارے بلدا الجھ کر گرا اور بیہوش ہوا قران شکین اُسکی باندھ کر لشکر کو لیچلا راہ مین ابوالفتح ملا اُسکو
دیدیا اور سارا حال کہا کہ امیر سے کہنا کہ حضور جبتک مین نہ آؤن اسے رہا نہ کیجیے گا اسکو خنجر الماس کا حال معلوم ہو گیا ہی
اسنے مجکو بھی دم دیا تھا کہ مین مسلمان ہوتا ہون ابوالفتح بلدا کو لیکر روانہ ہوا قران پھر چلا اور یہان محروق روز
خواصون سے کہتی ہی کہ دیکھیے کیونکر قران کامیاب ہوتا ہی اور طلسم توڑ کر خنجر لاتا ہی آیا تمکو بھی یقین ہی خواصون نے
کہا ملکہ یہ کام بہت مشکل ہی لیکن پروردگار سب آسان کر دیگا انشاء اللہ قران آئیگا اور ملکہ نے الماس کے پاس جانا بھی ترک
کیا اور اپنے کو مان کے غم مین ڈالا جب الماس بہت کہلا بھیجتا ہی دوسرے تیسرے دو گھڑی کو جاتی ہی غرض ایک روز جو
گئی الماس سے ادھر اُدھر کی باتین کرکے کہا کہ ایک شب ہم تمکو بلائینگے الماس تو شادی مرگ ہوگیا ملکہ کہکر چلی آئی اور وہان
ابوالفتح نے مسجد کر پاس مین جاکر امیر سے کہا کہ یہ بلدا حاضر ہی اور مہتر قران کا حال کہا کہ آپسے عرض کی ہی کہ یا امیر جبتک
مین نہ آؤن اسے نچھوڑیے گا کیونکہ اسے خنجر الماس کا حال معلوم ہی بس امیر نے یہ سنکر سجدۂ شکر ادا کیا کہ یہ تیری عنایت ہی

کہا ای الماس ہم تو سحر کرکے اور سیکھ کے بچپاتے کہ ناپا مدار ہی ہمنے سُنا ہی کہ امیر آجکل نابینا ہین اور بغیر کوئی اُنکا
کام تمام نہین کرسکتا آخر ایک روز بینا ہو جائینگے الماس نے کہا آپ اس سے خاطر جمع رکھیے میری زندگی مین تو
امیر بینا نہین ہوتے اور میری قضا نہین محروق نے کہا ای الماس یہ بات تمنے عجب طرح کی کہی بھلا کون ایسا
ہی جو نہ مریگا آیا اسکی وجہ تو بیان کرو الماس نے کہا ای ملکہ در و دیوار ہم گوش دار دیہ کلمہ کہنے کا نہین محروق
خفا ہو کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی خواصون کی طرف دیکھ کر کہا کہ بھلا مردار دگم چلکے تمسے سمجھونگی ایک ایک کا
سر مونڈونگی تمنے مجکو خراب کیا کیا کیا الماس کیطرفسے کہتی تھین کہ وہ یون تمہین چاہتا ہی سو ہمنے ایک بات
بھی نہ دیکھی اتنی سی بات مین نکل گیا اور آپ ہی ذکر چھیڑا اتھا جانتا نہین کہ تریا ہٹ مشہور ہی اُن خواصون
نے آکر الماس پر دو تھپڑ مارے اور کہا کہ میان الماس خدا تمکو غارت کرے تمنے ہماری محنت کو خاک مین ملا دیا
الماس اُٹھ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ آپ اتنے کیواسطے خفا ہو جائینگی یہ مین نہ جانتا تھا آپ چل کر بیٹھیے مین بیان
کردون ملکہ نے کہا اب مجکو کچھ کام نہین چاہو کہو چاہو نہ کہو غرض ہاتھ جوڑکے پائون پڑکے لاکر بٹھایا اور کہا
ای ملکہ وہ جو دخمہ ہی پہلے کوئی اُس صندوق کو اُٹھائے اسطرح کہ نیچے سے اُٹھے کہ دھوان نہ لگے اور وہ بے اسکے
نہ اُٹھیگا کہ اوپر کوہ کے چار پتھر رکھے ہین ایک پانچ سو من کا دوسرا تین سو من کا تیسرا سات سو من کا چوتھا
چالیس سو من کا اور وہ صندوق ہزار من کا ہی پتھر اُس سے زیادہ ہوے بس اُن زنجیرون مین پتھرون کو
باندھے دوسرا سرا زنجیر کا نیچے جو قلابے صندوق مین لگے ہین اُنہین لگا دے اور وہ پتھر اوپر سے لڑھکا دے
مثل ترازو کے جب بوجھ پتھرون کا زیادہ ہوگا نیچے لنگر کھائیگا وہ صندوق اوپر اُٹھکے ستون سے لگ جائیگا
نیچے صندوق کے دخمہ نکلیگا سیڑھیان بنی ہین اُسمین جائے آگے دروازہ مقفل ہی اسکو کھولکے اندر جائے
اور طلسم جمشیدی کو توڑے خنجر الماس وہانسے لائے اُس سے مجکو قتل کرے تو مین مرون بعد اُسکے میرا دل
اور گردے لیجائے اُسکی دھونی دے جب امیر اچھے ہونگے یہ سب کہدیا اُسپر بھی ایک بات باقی رکھی اور نہ کہی
محروق نے کہا اب مین تجھسے سچ کہتی ہون اسیواسطے مین نے پوچھا تھا کہ مین تجکو چاہتی ہون اب میرے دل کو
تشفی ہوئی کہ تیری قضا نہین ہی غرضکہ ملکہ اپنے باغ مین آئی قران سے کہا لو اب بتاؤ قران نے کہا مین
جاؤنگا اب کوئی بہانہ کرکے مجکو رخصت کرو دوسرے روز جو محروق آئی الماس سے کہا رات کو مین نے
اپنی مان کو خواب مین دیکھا کہ گویا مر گئی اور محروق رونے لگی چہرہ زرد اور کہا لو اب مین جاتی ہون الماس کی
جان نکل گئی رونے لگا محروق نے کہا اچھا تو غم نہ کرو مین پہلے خبر منگوائے بھیجتی ہون اور قران کو بھیجا اور کہا کہ
جب میان آئین تو کوئی روکے نہین الماس نے سب سے کہدیا اُسپر بھی محروق نے کہا صاحب مجکو تمہارے
لوگون کا اعتبار نہین دو خواصین ساتھ کردین کہ تم شہر کے باہر میان کو پہونچا آؤ اور وہین دروازے پر
رہنا جب میان آئین میرے پاس لے آنا

اب چند کلمے داستان جانا قران کا دخمہ پر اور طلسم جمشید کو توڑکے خنجر لانا مدد نقابدار سے اور مارنا
الماس جادو کو اور دل گردے اُسکے لیکر دھونی دیکر امیر اور سب سردارونکو بینا کرنا بیان ہوتے ہین

غرض قران شہر سے نکلا آگے دوراہہ ملا ایک راہ دخمہ کو دوسری راہ لشکر اسلام کو گئی تھی قران نے دل مین
کہا کہ پہلے تو امیر پاس چل اور یہ حال بیان کر وہ دعا کرین تاکہ یہ مشکل آسان ہو قران لشکر مین آیا غل ہوا
کہ مہتر قران آئے لیکن قران سیدھا امیر پاس پہونچا اور سارا حال بیان کیا اور کہا اب جاتا ہون آپ

شاید یہ اسوقت کہین گیا ہوگا تمھارا سامنا نہ ہوا ورہ اس تکرار سے کیا آیا ہم تمھارے دشمن ہین کہ عنبر کو ساتھو
لاینگے اور خیر صاحب مین اسیواسطے تمھارے پاس آئی تھی کہ دشمنونکو گھر بتاؤن اب جاتی ہون میرا رہنا اچھا نہین
الماس نے کہا آپ خفا ہوون ای جان جہان میری کھال کی جوتیان بنا کر پہنو مجکو گوارا ہی ہان اتنا ہوا کہ اسکو
دیکھکر میرا دل کانپا کیونکہ کئی دن مجھپر ایسے سخت باقی ہین کہ جنمین خوف جان ہی اسواسطے تکرار کی کہ کوئی عنبر اس
دھوکے سے نہ چلا آئے قران کا ان باتونپر عجب حال ہوا دلمین کہہ رہا ہی کہ خدا بچائے تین لاکھ جادوگرون مین
تنہا آئے ہو کہ اتنے مین الماس نے کہا ملکہ صاحبہ اگر آپکے پاس یہ چھٹپن سے ہی تو سحر بھی ضرور جانتا ہوگا
محروق نے کہا تم سحر اسکا دیکھوگے الماس نے کہا البتہ محروق نے کہا میان محبوب کچھ سحر تو کرو قران چپ
حیران دلمین کہا کہ اس بی بی نے تمکو میان میان کرکے دھر دایا جیسے بزرگ نے استاد کو پھنسایا محروق نے پھر کہا
کہ میان محبوب ہمارے سر کی قسم آؤ ذرا سحر تو کرو اور ایک خواص سے کہا بیچ بارگاہ مین چوکا تو دے خواص
چوکا دے کر نکلگئی محروق نے کہا لو میان آؤ ذرا ہاتھ تو رکھو قران ناچار آیا بسم اللہ کہکے چوکے مین ہاتھ رکھا
محروق نے کہا میان کچھ پڑھو ہمارا مردہ دیکھے جو نہ پڑھے اور ای الماس میرے میان کو لحاظ آتا ہی کہ آپکے
سامنے ساحری کرے قران نے دلمین پڑھنا شروع کیا کہ بسم اللہ بچانا یا اللہ خیر کرنا تیرے بندونکی رہائی کو آیا ہون
کہ ان کافرون کو قتل کرون قران تو یہ کہا کیا محروق نے چپکے چپکے سحر کیا گھڑی نہوئی تھی کہ طبل سکندری کی
آواز بلند ہوئی اور دروازہ بارگاہ پر نعرہ امیر و لندھور و مالک و بہرام و کرب جمہور وغیرہ کی صدا
بلند ہوئی طبل کی صدا اور نعرونکی آواز جو الماس اور جملہ جادوگرون نے سنی دل کانپے کہ اتنے مین جاسوس بھی
آئے الماس سے کہا کہ امیر مع بادشاہ اور جملہ سردارونکے آپہونچے بس یہ سنکر الماس کی جان نکلگئی محروق سے
کہا بڑا غضب ہوا ارے زلزلہ قاف یہان کیونکر آگئے جب زیادہ سب گھبرائے محروق نے کہا میان بس
اب ہاتھ اپنا اٹھالو الماس کا برا حال ہی قران نے ہاتھ اٹھالیا صدا طبل کی موقوف ہوئی لوگون نے کہا کہ
اب نہ لشکر ہی نہ امیر ہین محروق نے کہا ای الماس تمنے میرے میان کا سحر دیکھا اب الماس کا شک مٹا جانا کہ یہ بھی
ساحر زبردست ہی اور سب نے کانونپر ہاتھ دھرے کہ ایسا سحر نہ سنا نہ دیکھا اسوقت محروق نے کہا بس صاحب
اب مین جاؤنگی نہین معلوم یہ دل کیون یہان لایا مین نے چاہا تھا کہ کوئی دن صحبت رات کی یا دن کی ہمارے
تمھارے یہان ہوگی پھر اگر مین دشمن ہوئی تو میرا رہنا کس کام کا کل مجھسے بھی خوف کروگے اور تمھارا ابھی قصور
نہین آج کل میرے مقسوم مین آگ لگی ہوئی ہی گھر سے جلتی یہان آئی تھی یہان بھی جلی الماس کی تو جان نکل گئی
منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ میرے پوست کی جوتیان بناکر پہنو مجکو گوارا ہی یہ اسواسطے تکرار کی تھی کہ مجھپر قران صعب
ہی اب وہ شک بھی گیا یقین کامل ہوا محروق نے کہا خیر تمھاری خاطر ہی ایک آدھ روز اور رہجاؤنگی کوئی باغ
بتلاؤ اسمین رہون الماس کا جو باغ تیار تھا ملکہ اسمین آئی جب وقت سونے کا آیا قران سے تنہائی مین کہا کہ
دیکھا تمنے قران نے تعریف کی اور کہا ایسی عیاری ہمسے بھی نہوتی اور آپکا سحر زیادہ ہی محروق نے کہا پھر اب
تم عمرو کو چھڑاؤ قران نے کہا ای ملکہ بے اسکے قتل ہوے عمرو نہ چھوٹیگا اور یہ کہتا ہی کہ میری قضا نہین
کسی طرح تم باتونمین اس سے پوچھو کہ کیا وجہ جو تیری قضا نہین اور جب قضا کا خطرہ نہین تو پھر کیون ڈرتا ہی
محروق نے کہا اچھا لیکن ای قران تم گواہ رہنا یہ جو مین اس سے باتین کرتی ہون صرف دم دیتی ہون
نہین اس موے سے مجھے کیا واسطہ قران نے کہا مین جانتا ہون غرض صبح کو محروق جو الماس پاس گئی باتین کرکے

عمرو کے شاگرد رشید ہو جان بخش عمرو مہتر قران ہین اگر آپ قران ہون تو مین اپنا مال بسان زدن قران سوچا کہ اسکی باتون مین بوے محبت پائی جاتی ہی اے قران اپنے کو ظاہر کردے کہا ای ملکہ مین ہی مہتر قران ہون مجکو دین و دنیا کا ہوش نہین زندگی سے سیر اور جان سے بیزار ہون کہ عمرو نہ جدا ہو مین حیران اسیواسطے کوہ کوہ پھرتا ہون کہ کہین شہر صندل کا اور عمرو کا پتا ملے محروق نے کہا بس اسیواسطے مین نے تمکو بلایا ہی کہ بہتر کوئی نہین ہی اور سارا سلسلہ شیرویہ کا اول سے بیان کیا اور کہا کہ وہ الماس میری خالہ کا نائب ہی اور مین شہر صندل کو جایا کرتی ہون وہ مجھسے محبت کرتا ہی لیکن اتنی مجال نہین کہ مجھسے کسیطرح کا سوال کرے اگر تم چلو تو مین پہونچا دون عمرو کو چھڑا لو کہ شیرویہ نے کہا ہی کہ بغیر اسکے سمجھائے امیر راضی نہونگے اور مجکو ایک گھڑی فرقت شیرویہ کی شاق ہی قران یہ سنکے بہت خوش ہوا اور کہا جو کچھ انہون نے کہا سچ ہی عمرو کو ایسی ہی طاقت ہی جس بات کا اقرار کرلے جان لینا کہ امیر بھی راضی ہین عمرو راضی ہوے اور یہ سمجھو کہ نکاح تمہارا شیرویہ سے ہوگیا محروق نے کہا اچھا اب تم کسی خواص کی شکل بنو تو مین شہر صندل مین لیچلون کیونکہ مرد سے وہ بگڑیگا اور جلیگا کہ یہ کسکو اتنی عورتون مین ساتھ لیے پھرتی ہی قران نے کہا کہ ای ملکہ عورت بنتے مجکو غیرت آتی ہی اگر کہو تو خواجہ سرا بنون محروق نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی وہ بھی محرم کار بجاے عورت ہوتا ہی قران اسیوقت رنگ روغن عیاری لگاکر صورت ایک خواجہ سرا کی بنکر تیار ہوا کہ سترہ برس کا سن سبزہ رنگ نہایت حسین کہ محروق بھی دیکھکر عشش کر گئی تین خواصین جو محرم راز تھین انکو ہمراہ لیا تخت پر قران کو بٹھا کے لیچلی وہی کوہ بیابان جدھر سے برک عمرو کو لیگیا تھا اسی غار سے ملکہ قران کو لیچلی اور کہا کہ راستہ دیکھتے چلو کیونکہ تم عیار ہو شاید ایسا موقع ہو کہ تمکو اکیلے آنا پڑے قران نے کہا واہ ای ملکہ کیا کہنا تم بہت ہوشیار ہو میرے بھی ذہن مین یہی تھا غرض اب شہر مین پہونچے ہزارہا جادوگر کان پھٹے ہوے شعلے منھ سے نکلتے ہوے سب نے ملکہ کو مجرا کیا اور دوڑکر الماس کو خبر کی الماس جادو خوش ہوکر دوڑا ملکہ کو مجرا کیا بارگاہ مین لایا اور کہا آپنے سرفراز کیا مگر کیونکر ادھر آنا ہوا ملکہ نے کہا صاحب میرے درد سر تھا اور آجکل رنج وغم مین گرفتار ہون کہ مان میری قریب مرگ ہی دل جو گھبرایا سوچی کہ کہان جاؤن کسے دلکو راہ ہوتی ہی جی تمہارے دیکھنے کو چاہا یہین چلی آئی جی تو یہ چاہتا ہی کہ کوئی دم صحبت ہو تمسے باتین کرون مگر ساتھ ہی یہ خیال آتا ہی کہ جہان کیا لعنت کریگا کہ دیکھو اس دھکڑ بیٹی کو کہ مان کا تو وہ حال اسکو ایسے وقت مین سیر سوجھی ہی اور آئی بھی تو مرد کی ملاقات کو لوگ کیا کیا گمان کرینگے مگر دلسے مجبور ہون الماس تو ان باتون پر مرگیا ہاتھ باندھکر کہنے لگا کہ اگر حضور نے سرفراز کیا ہی تو کچھ دنون رہیے ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اور ساتھ الماس کے بارگاہ مین آئی الماس نے کرسی جواہر نگار بچھوا دی ملکہ بیٹھی اور کہا آج مجھپر کیا مہربانی تھی کہ یہ کرسی میرے لیے بنوائی گئی الماس نے کہا اسکی کیا حقیقت ہی ایسی ایسی بہت سی لات کی دی ہوئی پڑی ہین اور یہ سب آپ ہی کا صدقہ ہی غرض ادھر محروق جادو بیٹھی ہی ادھر الماس جادو دنگل پر بیٹھا ہی پانچ ہزار جادوگر جانباز گھیرے ہوے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک جو نگاہ الماس کی خواجہ سرا پر پڑی ساری خوشی بھول گیا دل مثل بید کے لرزنے لگا محروق سے کہا یہ کون ہی محروق نے کہا میرا قدیم خواجہ سرا ہی کیا تم نہین جانتے الماس نے کہا مین نے تو کبھی آپکے پاس اسکو نہین دیکھا ملکہ نے کہا ہان البتہ یہ میرے ساتھ نہ آتا تھا خواصون سے پوچھو گھر مین میرے چھٹپن سے ہی وہ جو ہمراز تھین انھون نے کہا کیا آپ بھول گئے الماس نے کہا مین بارہا آپکے مکان پر گیا اسکو کبھی نہین دیکھا ملکہ نے کہا

کہا ابتو کچھ عذر نہین ہی شیرویہ نے کہا ایک امر اور باقی ہی کہ تم ساحرہ ہو اور ہمارے یہان کسی نے ایسا نہین کیا
ہان ایک بات ہی کہ تمنے کلمہ پڑھا ہی اسواسطے مجکو منظور ہی اور میرا دل بھی تمپر مائل ہی لیکن بغیر مان باپ کی رضامندی
کچھ نہین کر سکتا اگر وہ بھی راضی ہون تو مجھے کچھ عذر نہوگا اور امیر کا راضی کرنیوالا عمرو ہی اسکو ڈھونڈھکے لاؤ اُسکے کہنے سے
یقین ہی کہ امیر راضی ہو جائین جب تمہارا حال سُنین گے کہ شمامہ جادو کی بھانجی ہی اور کلمہ پڑھا ہی ملکہ نے کہا یہ تم
مجکو دم دیتے ہو اگر مین جانون کہ تم در اصل مجکو چاہتے ہو تو پھر مین عمرو کو لاؤن شیرویہ نے قسم کھائی ملکہ نے کہا
مین ابھی عمرو کی تلاش کرتی ہون شیرویہ نے کہا تو پہلے مجھے میرے لشکر مین پہونچا دو تا کہ مین امیر پاس جاؤن باپ میرے
اندھے ہین جاکر اُنسے ملون جنگ و جدل ہو رہی ہی مدد کرون تم عمرو کو ڈھونڈھکر اُنسے التجا کرو تا کہ شادی ہماری تمھارے
ساتھ ہو مخروق نے اُسیوقت دستک دی ایک تخت پیدا ہوا شیرویہ کو اُسپر سوار کرکے آپ بھی بیٹھی کچھ شراب کی بوتلین کچھ
گزک رکھ لی اور تخت کو اشارہ کیا کہ وہ بلند ہوا راہ مین دور جام کا ہوتا جاتا ہی باہم اختلاط بوس و کنار عجب لطف سے وہ
راہ طی ہوئی اب لشکر شیرویہ کا دو کوس ہوگا کہ تخت ملکہ نے زمین پر اُتارا شیرویہ رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا ملکہ تلاش مین عمرو
کی روانہ ہوئی لوگون نے جو شیرویہ کو اُسے پیدل آتے دیکھا مرکب لیکر دوڑے سوار کرکے لائے شیرویہ نے اُسیوقت
کوچ کر دیا قریب لشکر امیر کے پہونچے تھے کہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی نہایت خوش ہوے کہ ایسے وقت مین بیٹے امیر
کے آئے اُسیوقت مابقی سردارونکو واسطے استقبال کے بھیجا شیرویہ اُنکے ہمراہ بارگاہ سلیمانی مین آئے وہانسے خدمت
امیر مین حاضر ہوے لوگون نے صاحبقران سے کہا کہ فرزند آپکا آیا ہی امیر نے گلے لگایا بادشاہ اسلام نے طبل
شادمانی بجوائے یہ خبر خان اعظم کو ہوئی بختک نے تو صلوٰۃ پڑھی کہ کیا کیا مدد آتی ہی بیچیے ہمنے جانا تھا کہ دس بارہ روز
مین الماس جادو آئیگا سبکو غارت کر دیگا اور اے خان اعظم تمکو عمرو کے مرنے کی خوشی ہی اور مجکو اُسکے مرنیکا یقین نہین
خان اعظم نے کہا پہلے بھی مین لڑا تھا اب بھی طبل جنگ بجوا کے مقابلہ کرونگا بختک نے منع کیا کہ الماس نے جو کہا ہی اُسپر
عمل کیجیے خان اعظم چپ ہو رہا اور یہان لشکر اسلام مین چار سو نقابدار نابینا ہوکر آئے اور رہنے لگے امیر کا ساتھ دیا

اب دو کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

قران نے جو عمرو کا حال سُنا کہ قتل ہو گیا اُسیوقت لشکر سے نکلگیا جنگل جنگل کوہ کوہ پھرا کرتا ہی کہ کیونکر راستہ
شہر صندل کا پاؤن غرض ایک روز ایک کوہ پر روتے روتے سوگیا خواب دیکھا گھبرا کر آنکھ کھول دی دیکھا
کہ سر پر ایک سپاہی کھڑا ہی قران نے دلمین شکر کیا کہ خوب آنکھ کھلی نہین تو اسنے کام تمام کیا تھا اُسنے سلام کیا
اور کہا آپ نہ گھبرائین آپکا نام مہتر قران ہی قران نے کہا تجکو میرے نام سے کیا کام سپاہی نے کہا چار سبے
تاجدار آپکو بلاتے ہین اور کار ضروری ہی قران نے کہا وہ کہان ہین اور تنہا ہین یا لشکر ہمراہ ہی اُسنے کہا وہ ساتھ
چند لوگون سے بیٹھے ہین اور آپ کچھ خوف نکرین قران نے کہا مین تو نظر کردہ شاہ مردان ہون شیر سے بھی
نہین ڈرتا چلو اور دلمین کہا اے قران جینا تو ہمین خود منظور نہین بعد عمرو کے اور راہ مین اُس سپاہی سے
کہا اے عزیز اگر مین ڈرتا تو اس کوہ پر کاہے کو رہتا لیکن وہ مرد ہی یا عورت غرض ایسی باتین راہ مین اُس سے
کین کہ جس سے ثابت ہوا کہ عورت ہی آکر اُس درے مین دیکھا کہ ایک بنگلہ صندل کا ہی کرسی جواہر پر مخروق جادو
بیٹھی ہی اور پیچھے پردہ پڑا ہی ایک مرتبہ ہوا سے پردہ اُڑا قران نے دیکھا کہ کچھ خواصین ملکہ کی ہین مگر سب زر در گوش
مرصع پوش حسین صاحب جمال مگر قران نے ملکہ کا حسن دیکھ کر بہت پسند کیا اور سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا
اور کہا آئیے بیٹھیے جب قران بیٹھے ملکہ نے کہا کہ مین نے سُنا ہی بڑے محرم راز سے کہ لشکر اسلام مین

خسنت طلا پر کھڑا ہوا سب نے کھال کو کھینچا ٹکڑے ٹکڑے ہاتھون مین آگئے مگر خسنت نہ کھسکی اُسوقت بدیع الزمان نے
لاف زنی کی کہ کہان ہے رستم کہان ہے سام کہان ہے افراسیاب کہان ہین امیر حمزہ صاحبقران کہ آئین اور حلقۂ
غلامی کا کانون مین ڈالین پس یہ سنا تھا کہ شیرویہ کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا قید کو توڑ ڈالا اور عجم خان سے
کہا کہ تم نہ گھبرانا مین اس کشتی گیر کو سر جنگ دے لون پھر آپ ہتھکڑی بیڑی پہن لونگا یہ کہکر بدیع الزمان کے پاس آیا
اور کہا خبردار پھر نام امیر کا نہ لینا بدیع الزمان نے کہا تمکو کیا مین تو اُسوقت تک کہونگا کہ جسوقت تک کوئی
مجکو زیر نہ کریگا شیرویہ نے خفا ہو کر بند دست پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان سے کشتی ہونے لگی محروق کی نگاہ
جو شیرویہ پر پڑی عاشق ہو گئی بڑی دیر تک کشتی رہی کہ بعد اُسکے زور شیرویہ کا کم ہونے لگا دونون گھٹنے زمین سے
آشنا ہوے بدیع الزمان نے چاہا تھا کہ کمربند پکڑ کر اُٹھا لون شیرویہ نے لنگر مارا مگر بدیع اوپر چھایا ہوا ہے
محروق نے جو یہ حال دیکھا دلمین کہا کہ اگر یہ زیر ہو گیا تو مارے غیرت کے مر جائیگا پس محروق نے چپکے چپکے سحر کیا
کہ ایک دریا پیدا ہو گیا اور بارگاہ مین آیا بدیع بھی الگ ہو گیا لوگ بھاگے اور دریا مین سے ایک نہنگ نکلا
اور دم کشی کی کہ شیرویہ اور بدیع دونون اُسکے مُنھ مین جا رہے پس نہنگ اور دریا دونون غائب ہو گئے
بعد اس شور و غل کے محروق بھی اپنے باغ کو چلی گئی اب جو شیرویہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ مین مولسری
کے درخت کے تلے کھڑے پایا دیکھا کہ ایک زن ضعیفہ آئی شیرویہ کی چٹ چٹ بلائین لین اور چلی گئی بعد اُسکے دو عورتین
اور آئین وہ بھی بلائین لیکر چلی گئین بعد اُسکے اور ایک کنیز آئی اور کہا مین صدقے آپکے دشمن کو ہماری ملکہ نے
قید کیا یعنے جس سے تمسے کشتی ہوئی تھی اور تمکو بلایا ہے ہمارے ساتھ بارہ دری مین چلو شیرویہ اُس کے ساتھ ہوا
وہ پہلے حمام مین لیگئی پوشاک بدلوائی کہ اتنے مین اور چند خواصین آپہونچین وہ سب لیکر بارہ دری مین آئین شیرویہ نے
دیکھا ملکہ کھڑی ہے گرد پانچ چار سو خواصین دُر در گوش مرصع پوش مثل ستارگان کے بیچ مین ملکہ مانند مہر تابان
کے اس کیفیت سے جو دیکھا شیرویہ بھی عاشق ہوا محروق نے کہا آئیے مسند پر جلوہ افروز ہوجیے بعد
اُسکے کہا کہ شراب پیجیے اور یہ کباب اُس کشتہ رنگ کے ہین انکو نوش فرمائیے شیرویہ نے کہا ارے کیا اُسے
مار ڈالا ملکہ نے کہا ہان تمھارا دشمن تھا اُسے مین نے قتل کیا شیرویہ نے کہا تو بس مجکو بھی تمسے کوئی کام نہین ارے
وہ میرا دشمن نہ تھا اگر اُسکو بھی پیدا کروگی تو مین رہونگا ورنہ ابھی جان دیدونگا یہ سنکر ملکہ گھبرائی اور دلمین کہا بھلے کو
اُسے قتل نہ کیا تھا عرض کیا کہ اسے قتل تو نہین البتہ قید کیا ہے وہ ابھی حاضر ہوتا ہے تمکو اختیار ہے جو چاہو اُسکے
حق مین کرو اور اُسیوقت بدیع الزمان کو بلوایا شیرویہ نے کہا اے ملکہ اگر بدیع الزمان مارا جاتا تو میری شجاعت
مین فرق آتا اور یہ لڑائی تو ہم لوگون مین ہوا ہی کرتی ہے غرض جب بدیع الزمان سامنے آئے شیرویہ اُٹھ کھڑا ہوا
تعظیم کر کے مسند پر بٹھایا اور کہا معاف کیجیے گا حقیقت مین آپ کا جواب نہین ہے اور مین آپ سے نہین لڑ سکتا
تھا بدیع الزمان نے کہا اے بہادر کبھی کسی نے ایسا زور مجھسے نہ کیا تھا اور آپ نے کشتی بھی تو نہین کھائی
شیرویہ نے کہا اچھا اب آپ اور ہم ایک جگہ رہین اور کھانا نوش کیجیے بدیع الزمان نے کہا اگر مین رہونگا تو لوگ
میرے ساتھ کے تباہ ہو جائینگے اور نہین معلوم اُنکا کیا حال ہوگا اور کا نمین کہا البتہ آپ یہان رہین شیرویہ نے
شرما کر کہا کہ آپ جیسے تین ہے تو دو ہی لیکن یہ ساحرہ ہے مین اسکو قبول نہ کرونگا آپ کو مین پہونچائے دیتا ہون
اور بدیع کو اُسکے لشکر مین پہونچا دیا بدیع جو آئے اپنے لوگون سے حال بیان کیا اور شیرویہ کی تعریف کی اور
اُسیوقت وہان سے کوچ کیا اور یہان ملکہ سے کہا لو اب شراب پیو شیرویہ نے کہا کلمہ پڑھو ملکہ نے کلمہ پڑھا اور

دیکھا کہ کوئی دو کوس پر لشکر اُترا ہوا ہی جا کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ شیرویہ بن حمزہ اپنے باپ کی مدد کو جاتا ہی
یہ سُنکر چپ ہو رہا سب کیوقت اس فکر مین رہا کہ موقع پاؤن تو چرا لیجاؤن جب آدھی رات گئی تمام عالم محو خواب ہوا
کچھ پاسبان رہے وہ بھی اونگھ رہے تھے اسنے پشت پر سے قنات چاک کرکے دیکھا خدمتگار چپی کر رہا ہی مگر نیند غالب ہی
اسنے دو چار پیروانے بیہوشی کے شمع پر مارے دھوان اُنکا منتشر ہوا خاصبردار چھینک مار کر بیہوش ہوا قمری اندر
آیا اور شیرویہ کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر نکل گیا پاس عجم خان کے آیا عجم خان کو ہی لے کہا جلد اسکو کھولو
دیکھون کالا ہی یا گورا چار ہاتھ ہین یا دو قمری نے کہا یہ سانپ کے سپولیے ہین قید کرلو جب ہوشیار کرنا مناسب ہی
آہنگر آئے اُسیوقت ہتھکڑی بیڑی ڈالدی ہوشیار کیا دیکھا کہ عجب حسن و جمال ہی عجم خان نے کہا ای پسر حمزہ مین نے
دشمنی سے تجکو نہین بلوایا ایک امر ہی تو وہ کرکے چلا جا مین چھوڑ دون شیرویہ نے کہا وہ کیا ہی کہا لات و منات کو
اچھا کہو اور سجدہ کر شیرویہ نے کہا لعنت ہی لات پر عجم خان نے کہا یہ تو نے کیا کہا شیرویہ نے کہا مین نے جانا تو خدا ہی
جو کہتا ہی کہ لات پر لعنت کر مین نے لعنت کی عجم خان بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ اب قتل تیرا واجب ہوا جلاد کو بلوایا
شیرویہ نے کہا معلوم ہوا تمھارے یہان جوانمردی اسیکا نام ہی کہ عیار سے بہادر کو چرا یا منگوایا اور دست و پا
باندھ کے قتل کیا عجم خان کو غیرت آئی کہا اسکو کھولدو مین اسکو بمردی زیر کرکے باندھونگا قمری نے کہا ہرگز ایسا نکرنا
جب عجم خان اسکے کہنے سے مجبور ہوا کہا کہ اچھا اب مین اسے قتل بھی نکرونگا قید رکھو کیونکہ اسنے بہت بڑی بات کہی ہی
بس شیرویہ کو زندانخانے مین بھجوا دیا دو مین روز گذرے ہونگے کہ ایکدن عجم خان کو خبر آئی کہ ملکہ محروق جادو
بھانجی شمامہ جادو کی آتی ہین مکان محروق کا بھی نزدیک اس کوہ سے تھا بارہا آیا جایا کرتی تھی عجم خان یہ خبر سُنکر
باہر آیا دیکھا کہ صدہا آدمی ہمراہ چوبدار وغیرہ سب سامان شاہنشاہی موجود اور تخت پہ ملکہ محروق سوار
جوڑا بندھا ہوا جواہر مین غرق پندرہ سولہ برس کا سن نہایت حسین صاحب جمال عجم خان عاشق ہوگیا جھک کے
مجرا کیا ملکہ نے سلام لیا سواری چلی عجم خان جو آیا بستر غم پر پڑا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری اسی حال مین وہ
دن تمام ہوا دوسرے روز خبر آئی کہ کوئی بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہی عجم خان نے کہا کسلیے کہا کہ منشور پر مہر کرانے
عجم خان نے بلوایا تعظیم کی دنگل پہ بیٹھایا بدیع الزمان سے کہا ہمکو زور دکھائیے تاکہ منشور پر مہر کرین بدیع الزمان
نے کہا جب کہو غرضکہ ایک دن کشتی کا معین ہوا عجم خان کو بھی بڑا حیلہ ملا محروق سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی آکر
تماشا دیکھین کہ یہان فلان روز کشتی ہوگی محروق نے کہا اچھا ضرور آئینگے عجم خان نے بڑی تیاری کی

اب چند کلمے داستان کشتی لڑنا بدیع الزمان کا سامنے عجم خان کے اور لاف زنی کرنا قید
توڑنا شیرویہ کا اور لڑنا بدیع الزمان سے اور عاشق ہونا محروق جادو کا شیرویہ پر اور
سحر سے دریا پیدا کرنا نہنگ سحر کا دونون کو اپنے منھ مین لیجانا باغ مین ملکہ کے بیان ہوتے ہین

غرضکہ جو دن بدا تھا جب وہ روز آیا محروق جادو آئی عجم خان ملکہ کو استقبال کرکے لایا بلندی پر کرسی
جواہر نگار بچھوا دی ملکہ اُسپر بیٹھی اور رفیق سب دنگلون پر بیٹھے شیرویہ نے بھی سپاہیون سے حال کشتی کا سُنا
عجم خان سے کہلا بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو مین ایک جگہ بیٹھکر کشتی دیکھون لوگون نے آکر عجم خان سے کہا کہ وہ
قید کی راہ راست پر آچلا ہی کہتا ہی کہ مین کشتی دیکھونگا عجم خان نے کہا جان بڑی شے ہی اونٹ جب پہاڑ تلے
دبتا ہی جب اسکا بلبلانا جاتا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اسکو بھی لے آؤ تماشا دیکھے غرض شیرویہ بھی مسلسل ایکطرف
آکر بیٹھے بدیع الزمان اپنے پہلوانون سے لڑنے لگا جب سبکو زور دلا چکا پہلوان ایک کھال لائے بدیع الزمان

خان اعظم سے کہون اور مین زیادہ ٹھہر نہین سکتا الماس نے جلاد کو بلایا اور بزرک سے کہا کہ تو بیا اور مینے ... کہ
یہ قتل ہو گیا خان اعظم سے قسم کھا کر کہدینا کہ عمرو قتل ہو گیا اور خود بھی قسم کھائی کہ مین اسے ضرور قتل کرونگا
تین حکم کا ایک حکم دونگا بزرک نے کہا بس سارا خوف اسی کا تھا اب کام تمام کرنا خدا پرستونکا آسان ہے یہ کہکر بزرک
تو چلا گیا الماس جادو نے عمرو سے کہا کہ بڑا تیرا دل ہے تو کسلیے آیا تھا عمرو نے کہا امیر کے اچھے ہونے کی تدبیر مین
آیا تھا الماس ہنسا اور کہا میری تو قضا نہین جلانے سے جلتا نہین کاٹنے سے کٹتا نہین کیونکر تو مجھے مارتا عمرو نے کہا
تو میری بھی قضا نہین اسمین اور جادوگرون نے کہا کہ ای شہنشاہ یہی تعریف آپکی ہے جمشید لنگ کیجیے سنیے کہ ایک گیر کے
کہدینے مین یہ ایسا مجبور ہو گیا کہ کچھ نہین کر سکتا الماس نے کہا یہ نہ کہو اسمین بڑے بڑے کمال ہین
گاتا ایسا ہے کہ جواب نہین جادوگرون نے کہا پھر اس سے گوائیے الماس نے عمرو سے کہا گا عمرو نے خاک گاؤنگا
اس حال مین خیال میرا اور طرف ہے سر دھن رہا ہون الماس نے کہا اچھا مین تیرا تردد دفع کیے دیتا ہون اور
ایک سنچیہ منگوا کر کہا اگر نہ گائیگا تو یہ بجوایا جائیگا عمرو نے کہا اچھا کسی بجانیوالے کو تو بلوائیے اسیوقت ذی لیاز
حاضر ہوے سب ساز و سامان موجود ہو گیا عمرو نے ایسا برد گایا کہ سب محو ہو گئے الماس جادو رونے لگا
عمرو چپ ہوا الماس نے سنچیہ اٹھایا غرض جب عمرو چپ ہوتا ہے سنچیہ دکھاتا ہے عمرو پھر ڈر کے مارے گانے لگتا
ہے رات بھر عمرو گایا اور سب نے سنا بعد اسکے ایک پنجرے مین بند کر کے بیچ باغ مین ایک درخت بلند تھا اسمین لٹکوا دیا
اور کہا کہ یہ اگر زندہ بھی رہا تو مردے سے بدتر ہے میرا کیا کر سکتا ہے مگر پھر بھی ایسا خوف تھا کہ اسطرح قید کیا اب
روز گانا سنا کرتا ہے اور یہان بزرک نے آ کر خان اعظم سے پہلے پیغام دیا الماس جادو کا بعد اسکے عمرو کا
سب حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ مین نے یون گرفتار کروایا اور وہ مارا گیا مبارک ہو خان اعظم اور
نوشیروان تو بہت خوش ہوے بختک نے کہا ای خان اعظم مجکو یقین نہین آتا اسکی تو قضا نہ تھی اور ای بزرک
تیرے سامنے مارا گیا بزرک نے کہا جلاد آیا تین حکم کا ایک حکم دیا گیا اور الماس نے قسم کھائی کہ مین ضرور قتل
کرونگا تو خان اعظم سے کہدینا کہ عمرو مارا گیا اسے مردہ ہی جانو پھر تو سر بارگاہ پکار کر کہا کہ عمرو مارا گیا اور
خان اعظم نے جشن کیا نوبتین بجوائین جاسوسان لشکر اسلام روتے پیٹتے آئے اور بادشاہ اسلام سے بیان کیا
بادشاہ نے کہا امیر کو خبر نہونے پائے وہان امیر کو بھی پہلے ہی خبر پہونچی تھی سنتے ہی ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے
جب ہوش آیا پکارے ہائے عمرو مجکو تمسے یہ توقع نہ تھی کہ اتنی جلدی دنیا سے رحلت کر جاؤگے تمنے وعدہ خلافی
کی اور اب مجکو بھی جینا منظور نہین ہے موت آئے تو بہتر ہے غرض ایک شور برپا ہوا سب سردار بھی ساتھ امیر کے رو رہے
ہین سب نے سیہ پوشی اختیار کی اسی حال مین دوسرے روز خبر آئی کہ وہ چارون نقابدار جو مدد کو آئے تھے خیمہ جمشیدی
مین جا کر اندھے ہوے امیر نے انسے کہلا بھیجا کہ تم بھی ہمارے پاس چلے آؤ ایک جگہ رہین تو بہتر ہے

اب چند کلمے داستان شیرویہ بن حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ انھین بھی خبر پہونچی کہ امیر نابینا ہوے بادشاہ اسلام اکیلے ہین اور خان اعظم سے لڑائی ہے بس یہ خبر سنتے ہی
اپنے لشکر سمیت کوچ کر کے طرف ترکستان کے روانہ ہوے اور قریب ایک کوہ کے اترے اور حاکم اس کوہ کا
عجم خان کو ہی تھا اسکو بھی نامہ صلصال کا آیا تھا کہ خدا پرست نہایت زبردست ہین کہ جنکے ہاتھ سے ہم تنگ
آئے ہین یہ سنکر اسکو اشتیاق پیدا ہوا اسکا عیار تھا کہ نام اسکا قمری تھا اس سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین بھی
خدا پرستون کو دیکھون کہ وہ کیسے ہین اگر کوئی بیٹا یا سردار امیر کا ہاتھ لگے تو چرالا قمری اسیوقت چلا زیر کوہ

اب چند کلمے داستان مسلمان ہونا بزرک کا بہ مکر اور لیجانا عمرو کو شہر صندل مین الماس جادو کے پاس اور باتون باتون مین گرفتار کروا کے خان اعظم کے پاس چلے آنا بیان ہوتے ہین

جب بزرک نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہین بچتی صاف صاف بیان کرنا کہ شہر صندل مین الماس جادو نائب ملکہ شمامہ جادو کا رہتا ہی اسے خان اعظم نے بلایا ہی مین اُسی کے پاس جاتا ہون عمرو نے کہا وہ آکر کیا کریگا کہا کہ خدا پرستون کو غارت کریگا اور دخمہ بھی اُسی کے اختیار مین ہی عمرو نے کہا مجکو بھی لیچل اُسنے کہا خواجہ سوا میرے دوسرا نہین جا سکتا مجھے خوف ہی کہ دوسرے آدمی کو دیکھکر مجھسے کبھی نہ کھلے عمرو نے کہا جسطرح ہو لیچل مین ضرور چلونگا یا اُسے مار کر حمزہ کو اچھا کیا یا اپنی بھی جان دی بزرک ٹھرا یاکہ یہ اتنا بڑا ارادہ رکھتا ہی مگر اُسکا کیا کریگا کہا اچھا مہتر گزرک کی شکل بنیے عمرو نے صورت اپنی گزرک کی بنائی عمرو نے کہا اب تو کیا کہیگا بزرک نے کہا مین کہونگا کہ بھائی کو اسلیے ہمراہ کر دیا ہی کہ شاید میری طبیعت راہ مین بدمزا ہو تو یہ پیغام پہونچا دے اور اگر وہ ماندہ ہو تو مین خبر دون جسمین کام نہ بند رہے غرض عمرو نے بزرک کو کھولا اور دونون ساتھ چلے تھوڑی دور جاکے بزرک ٹھہرا اور عمرو سے کہا الامر فوق الادب ای اُستاد تم حال ابھی دیکھتے ہو اگر میرے دلمین دغا ہوتی جیسے ہی آپ آگے بڑھے تھے مین چاہتا کمند یار دبا چاہتا خنجر عمرو نے کہا ای بزرک مین نے تجکو جان لیا کہ تو دغا نہ کریگا اور مین تو ہوشیار تھا یہ بھی ایک جگہ دی تھی کہ ابھی حال کھلجاے غرض دو دن راہ چلے ایک کوہ پر پہونچے اُسمین ایک غار تھا بزرک اُسی غار مین اُترا عمرو بھی پیچھے پیچھے ہمراہ ہی باہر درہ کے نکل کر میدان ملا بعد اُسکے ایک جنگل ملا بعد اسکے پھر میدان ملا اتنے پیاس عمرو پر غالب ہوئی عمرو نے بزرک سے کہا کہ پیاس کے مارے میرا عجب حال ہی بزرک نے کہا وہ سامنے سیاہی شہر کی معلوم ہوتی ہی آپ نہ گھبرائین غرض دونون شہر مین پہونچے جو ساحر ملا اُسنے بزرک کو سلام کیا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ کون ہی بزرک نے کہا میرا بھائی ہی عمرو نے جانا کہ اب یہ دغا نکریگا اور یہ بھی سچ کہتا تھا کہ سوا میرے کوئی نہین آتا غرض دروازے پر پہونچے صدہا چوبدار جادوگر بیٹھے تھے بزرک کو دیکھ کے سلام کیا اور اندر جاکر خبر کی کہ بزرک کے ساتھ ایک اور شخص بھی آیا ہی الماس جادو نے کہا بلا لو غرض بزرک اور عمرو سامنے آئے الماس جادو کو سلام کیا اُسی طرح عمرو نے بھی سلام کیا دیکھا تخت جواہر نگار پر الماس جادو تاج سر پر رکھے بیٹھا ہی اور کئی ہزار جادوگر بیٹھے ہین نام تو الماس لیکن رنگت بالکل سیاہ بقول شخصے کہ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ الماس جادو نے بزرک سے پوچھا کہ یہ کون ہی عمرو کا دل ٹھرا یا کہ دیکھیے کیا کہتا ہی بزرک نے کہا مرے پیر و مرشد برحق ہین الماس جادو نے کہا تیرا بڑا بھائی ہی بزرک نے کہا جی ہان اور اسواسطے ساتھ آیا ہی کہ شاید مین راہ مین ماندہ پڑ جاؤن لیکر پیغام خان اعظم کا کہا الماس جادو نے کہا کہ تم میری طرفسے کہنا کہ مجھپر دن سخت ہین مین اس غار سے باہر نہین نکل سکتا اور امیر تو اب اچھے نہ ہونگے کیونکہ نہ کوئی مسیحا و مار لیگا نہ امیر اچھے ہونگے رہے اور خدا پرست کچھ روز طبل جنگ نہ بجواؤ مین آکر سبکو غارت کر دونگا بزرک نے کہا نہین ایک شخص ہی کہ انکو سب خبرین پہونچتی ہین یہ سب باتین جو خان اعظم نے کہین انکو بھی خبر ہوئی ساتھ ہوے اور سارا ماجرا راہ کا بیان کر کے کہا کہ وہ گزرک نقلی عمرو ہی عمرو نے بزرک کو خنجر مارا بزرک خالی دے کر الماس کے تخت کے نیچے چھپا الماس جادو نے کہا گبر عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے عمرو مجبور ہوا بزرک تخت کے نیچے سے باہر آیا اور کیفیتین مفصل عمرو کی بیان کین الماس نے کہا کچھ تیرے کہنے کی احتیاج نہین ہی اسکی کل کیفیت کتاب جمشیدہ مین لکھی ہی بزرک نے کہا بس اسکو قتل کیجیے الماس نے کہا بھلا مین اسے چھوڑونگا بزرک نے کہا اگر آپ میرے سامنے قتل کر ڈالین تو میں جا کر

کوئی نہین جانتا کہ فرامرز کہان ہی اور یہ خبر امیر کو بھی ہوئی امیر عمرو سے گلے لپٹ کر خوب روے فرمایا ای برادر
افسوس کہ فرامرز میرا پسر خواندہ ہی اُسکا ناموس یون بے حرمت ہوا اور ہم جیتے ہون بھائی کسی طرح ملکہ کو لاؤ فرامرز
بھی آجائیگا آبرو تو اُسکی بچے عمرو نے کہا یا امیر میری جان آپ پر نثار مین ابھی جاتا ہون اور فکر مین روانہ ہوا
وہان روز لوگ ملکہ کو سمجھایا کرتے ہین لیکن وہ کسیطرح نہین مانتی آخر خان اعظم خفا ہوا باپ نے بھی ملکہ سے کہا
کہ بس اب اس کو قتل کیجیے خان اعظم نے کہا بس اب کوئی اس کے سمجھانے کو بھی نجاے مین سمجھ لونگا اور یہ
اُسی روز عمرو اتفاق سے چلا تھا کہ جس دن کوئی ملکہ کو سمجھانے نہ آیا تھا خیمہ خالی تھا فقط نگہبان بیٹھے تھے عمرو نے
سب کو بیہوشی اڑا کر بیہوش کیا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ملکہ منھ لپیٹے پڑی ہی اور نیچے پلنگ کے کیچڑ ہی ملکہ اسقدر
روئی ہی کہ پلنگ کے نیچے کیچڑ ہو گئی ہی عمرو نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا ملکہ گھبرا کر اُٹھی اور پھر چھینک مار کر بیہوش ہوئی
عمرو نے پشتارہ باندھا اور لے کر خدمت مین امیر با توقیر کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غلام حاضر ہی امیر
نے کہا خواجہ کیا خبر ہی عمرو نے کہا یا امیر فرامرز کو بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا امیر نے کہا ملکہ کو نہ لائے
عمرو نے کہا وہ حاضر ہی امیر نے کہا پشتارے سے باہر نکالو غرض عمرو نے ملکہ کو کھولا اور کہا یہ امیر ہین اُٹھین
مجرا کر ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا خواجہ اسے ہمارے ناموس مین پہونچا دو اور ای ملکہ فرامرز بھی آجائیگا گھبرانا
نہین عمرو نے اُسی کوہ پر جہان اور خواتین تھین ملکہ کو بھی پہونچا دیا اور آپ پھر بارگاہ مین خان اعظم کی آیا
وہان صبح کو لوگ دوڑے ہوے آئے خان اعظم سے کہا کہ ملکہ کو کوئی لیگیا صلصال کی تو جان نکل گئی
یزرک خطائی سے کہا کہ بتا کون لیگیا اسنے کہا بیترا عمرو کا ہی یخنک نے کہا تم سب اسیطرح رہوگے مجال نہین
کہ تم اُنکا ایسا آدمی بھی قتل کر سکو یہ اُنھین مین قوت ہی کہ جسے چاہا مار ڈالا تم ایک فرامرز کو بھی کہ نابینا ہی
نہ قتل کر سکے صلصال کو غصہ آیا کہا دیکھو اب مین سبکو غارت کیے دیتا ہون اور یزرک کو قریب بُلا کر
کچھ کان مین چپکے سے کہا یزرک مجرا کر کے چلا خان اعظم نے پھر بلایا اور کچھ کہا ایسا ہی تین مرتبہ ہوا اور پکار کر
بھی اتنا کہا کہ دیکھو بہت جلد جواب لانا یزرک روانہ ہوا عمرو بھی پیچھے پیچھے چلا کئی کوس شہر سے نکلکر عمرو یزرک کے
دہنے ہاتھ کیطرف بہت تیز نکل گیا اور یزرک سے آگے بڑھ گیا دیکھا کہ ایک گڈریا دنبیان چرا رہا ہی عمرو نے بیضہ مار کر
اُسے بیہوش کیا اور ایک گڑھے مین ڈال دیا آپ اُسکی صورت بنکے کملی کی گھونگی بنا کے لاٹھی کاندھے پر رکھکر دودھ
دوہنے لگا اور اُسمین نمک سرکاری ملا دیا کہ اتنے مین یزرک پہونچا کئی کوس چل چکا تھا پیاس لگی ہوئی تھی قریب
گڈریے کے آیا اور کہا کچھ دودھ ہی عمرو نے لٹیا دودھ کی دی یزرک نے لٹیا تو لے لی مگر دل کانپا نہ پیا عمرو نے
کہا مہتر جی کیون تردد کیا ہی کیون نہین پیتے جمع پھر دیجیے گا یزرک نے کہا مین ماندہ تھا ابھی جلاب سے
فراغت پائی ہی حکیم صاحب نے دودھ کو منع کیا تھا اب مجکو یاد آگیا لیکن ان باتون مین یزرک نے جو غور سے
دیکھا عمرو کو پہچانا پکارا او عمرو غضب کیا تھا تو نے مار چکا تھا مجکو اور نیچہ پکڑ کر عمرو پر برس پڑا عمرو نے کملی
پھینکی اور سپر پر روکنے لگا پسپا ہوتا جاتا ہی پیچھے ہٹ کر نیچہ کھینچکر یہ بھی برس پڑا یزرک پسپا ہونے لگا اُسی حالت
مین یزرک کو عمرو بن امیہ ضمری نے ساتھ تلوار کے بیضہ بیہوشی بھی مارا یزرک بیہوش ہوا عمرو بن
امیہ ضمری نے مشکین باندھین اور ہوش مین لایا یزرک نے کہا ای عمرو تیرا جواب نہین ہی اب مین
غلام ہون کلمہ پڑھتا عمرو نے کہا اگر مسلمان ہوتے ہو تو بتاؤ کہ خان اعظم نے کیا کہا ہی یزرک نے کچھ اور
بتایا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای یزرک مین خوب کافر کے چہرے کی سیاہی پہچانتا ہون

خان اعظم نے وزیر اور بختک سے کہا کہ اسکو مالی خولیا ہو گیا ہی سودائی بھی ہی یہ میدا نہین کیا کریگا کیونکر لڑیگا
القاز اسیوقت اپنے لشکر مین آیا کہ وہانسے پانچ چار کوس پر خیمہ اسکا بر پا تھا عمرو ادھر آیا سارا حال بادشاہ
سے بیان کیا یہان بھی سبکی عقل گم ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہی مگر سب خوش ہین قضائے کار وہان بزرگ خطائی جو بالا دوی
کے لیے نکلا القاز کے لشکر مین آیا رات کا وقت تھا پھرتے پھرتے قریب ایک خیمے کے آیا باتین کرنے کی آواز آئی
اسلیے پشت پر سے قنات کو چاک کیا دیکھا کہ فرامرز بیٹھا ہی اور ایک ماہ طلعت بغل مین ہی بوس و کنار ہو رہا ہی
یہ کون ہی القاز شاہ کی دختر ملکہ خورشید سیمبر یہی نقابدار بنکے جاتی تھی پہلے فرامرز پر عاشق ہو کر اسے لے آئی
مسلمان ہوئی بعد اُسکے روز آکر ترکون کو قتل کیا روز جتنے ترک مارتی تھی باپ سے جا کر کہتی تھی کہ آج مین نے اتنے
خدا پرست مارے اور فرامرز سے آکر کہا کہ مین نے ترکون کو قتل کیا فرامرز نے کہا ملکہ ہمارے یہان عورتون سے
جہاد ساقط ہی تم کیون جاتی ہو بس بزرگ نے جو سنا بھاگا ہوا خدمت مین خان اعظم کی آیا صبح ہو چکی تھی خان اعظم
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ بزرگ پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا القاز شاہ بھی صبح کو دربار مین آیا ہوا تھا خان اعظم نے
طرف القاز شاہ کے دیکھا اور کہا کیون صاحب خوب آپنے لڑکی پالی ہی القاز بہت ذلیل ہوا گردن جھکا لی
کہا کہ مین جا کر اُس گیسو بریدہ کو پکڑے لاتا ہون آپ جو چاہیے اُسکے حق مین کیجیے قسم ہی لات اعلی و منات معلی
کی مجکو نہین معلوم وہ روز مجھسے یہی کہتی تھی کہ خدا پرستون کو قتل کرتی ہون خان اعظم نے کہا تمھارے
جانے کی کوئی احتیاج نہین ہی مین ابھی بلوا لیتا ہون اور لوگ بھیجے کہ جا کر دونون کو پکڑ لاؤ جب لوگ
خان اعظم کے لشکر القاز مین داخل ہوے لیکن چلتے وقت القاز نے رقعہ اپنا دیدیا تھا کہ میرے لشکر کے
لوگون کو دکھا دینا کہ آپسمین جنگ نہو وہی رقعہ خان اعظم کے لوگون نے لشکر القاز کے افسرون کو دکھایا
اُسمین لکھا تھا کہ اگر یہ لوگ ملکہ کو اسیر کرکے لائین تم اُنسے نہ بولنا اُنھون نے کہا ہمین کیا کام ہی جس بات کو مالک
منع کرے ہم اُسمین کیون دخل دین غرضکہ لوگ خان اعظم کے ملکہ کے خیمے مین درانہ چلے آئے فرامرز تو نابینا
تھا اُسے گرفتار کر لیا ملکہ نے تلوار کھینچی خوب لڑی ساری بارگاہ خون سے رنگین کر دی بیس بائیس ترک مارے
آخر کمند مین پھنس کر گرفتار ہوئی ایک ارابہ پر فرامرز دوسرے پر ملکہ کو بٹھا کر لوگ پھرے فرامرز کا عجب حال
ہی کہتا ہی کہ اگر مر جاؤن تو عزت ہی افسوس میرا ناموس کہلا کے یون جاے غرضکہ ترک دونون کو سامنے
خان اعظم کے لائے صلصال نے ملکہ کا حسن و جمال جو دیکھا عاشق ہو گیا غصہ جاتا رہا بختک سے کہا مین
چاہتا ہون کہ اس سے عقد کر دون اسے سمجھاؤ بختک نے کہا اے خان اعظم اس سے بہتر کیا ہی جو پھول مسہری پر چڑھے
بختک نے القاز شاہ سے بیان کیا اُسنے دختر سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے مجکو خوب ذلیل کیا بس
اب عزت اسمین رہتی ہی کہ خان اعظم کو قبول کر ملکہ سوچی کہ جان تو گئی ہر طرح کہ یہ فرامرز کو ضرور قتل کرینگے
بعد اُسکے تو جینے کی نہین پھر دین کیون چھوڑ جواب دیا کہ سن اے باپ مین نے کچھ برا نہین کیا آیا یہ بھی شاہزادہ
ہی کوئی چمار نہین ہی ہان ایک کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون غرض جب بہت سمجھایا اور ملکہ نے نہ مانا خان اعظم نے
کہا ایک خیمے مین اسکو رکھو آج نہین مانتی کل مانیگی ملکہ کو تو وہان بھیجدیا اور خواجہ سرا اور بختک اور ملکہ کا باپ
سبکو سمجھانے پر مقرر کیا کہ راضی کرو جو راضی کریگا اسے بہت خوش کرونگا اور فرامرز کے واسطے جلاد طلب کیا
بختک نے منع کیا کہ جبتک سب اندھے نہ ہاتھ آلین ایک کو نہ قتل کروائیے دوسرے خوف عمرو کا ہی کہ اُنکی
قید مین رہنا یہان مشکل ہی شہر سے باہر جو قلعہ ہی اُسمین بھجوا دیجیے بس اس راز کو سوا خان اعظم اور بختک کے

تمغاج خان نے مرکب اپنا پرے سے نکالا اور خان اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد تگاورزنی کے کہا او نقابدار
غضب کیا تو نے کہ سہراب ایسے بہادر کو مارا بس لا حربہ اپنا نقابدار نے کہا مین سمجھا کہ تجکو اسکا بڑا صدمہ ہی بس مین تجھکو
اسی کے پاس بھیجے دیتا ہون تمغاج خان نے کہا اچھا وار کر نقابدار نے کہا تو دیکھ کہ پسند ستی اسسے کتنے ہین اور
جنیو کا وار کیا کہ شانے پر تلوار پڑی تھی کولے سے اتر گئی بختک بے اختیار بول اٹھا مگر فقط لفظ صلواۃ کہکر رہگیا
اور پھر خان اعظم نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کیا تو حرامزادہ ہی کفیل خان ترک سہراب کا بیٹا باپ کے مارے جانے سے
جلنے کو تھا کہ تمغاج نکلا وہ جو مارا گیا اب یہ اپنا مرکب بے اجازت صلصال بڑھا کر میدان مین آیا اور ایسا بدحواس آیا
کہ نقابدار سے کہا کہ جہان میرے باپ کو مارا ہان مجھے بھی قتل کر نہین مین آپ مرجاؤنگا نقابدار نے کہا آپ اپنے ہاتھ کو
کیون تکلیف دین کر خنجر گلے پر پھیرین مین باپ سے ملائے دیتا ہون لیکن ہوس دلمین رہجائیگی حوصلا نکال لے
کفیل نے کہا تجکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی تو ہی مجھپر وار کر نقابدار نے اسکو بھی سر بنا کر جو کمر کا تھا مارا دو ٹکڑے
ہوے غرضکہ اسی طرح سات ترک مارے قریب شام تھی طبل بازگشت بجا نقابدار جسطرف سے آیا تھا ادھر پھر گیا
خان اعظم کو سناٹا آگیا یہان بادشاہ کو بھی حیرت ہی کہ یہ کون تھا عمرو سے کہا تم دریافت کرو ادھر خان اعظم نے
بیزرک سے کہا کہ اسکا پتا لگاؤ کہ کہان گیا اور پھر طبل بجوا دیا ادھر بھی نقارہ بجا الصبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لیکن
اب خوف نقابدار کا غالب ہی کہ ایسا نہو پھر آئے بختک نے کہا نہین معلوم کل کہا نسے آگیا تھا آج وہ کہان ہی کہ اتنے
مین مغنہ خان ترک نے جرأت کی اور میدان مین آیا مبارز طلب نہ کیا تھا کہ پھر ویسی ہی گرد اڑی اور نقابدار پیدا ہوا
آج دونون طرف نقابدار کے آنے کا ایک غل ہوا کہ وہ آیا وہ آیا ادھر نقابدار مغنہ خان سے ہمتگاور ہوا بعد
اسکے نیزہ بازی ہوئی یہانتک کہ دونون کے نیزے بیکار ہو گئے بادشاہ اسلام تعریف کر رہے ہین مالک اژدر
کو یاد کر کے افسوس کیا کہ نیزہ بازی اسپر ختم تھی کہ اتنے مین مغنہ خان نے تلوار ماری نقابدار نے رد کر کے جو
تلوار ماری مغنہ خان کی سپر کٹی تلوار سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر
یہ بیہوش ہو گیا ترک دوڑے اور اسے اٹھا لے گئے غرضکہ آج بھی نقابدار نے سات ترک جان سے مارے اور
بہت سے زخمی کیے اور پھر گیا اسی طرح سات روز میدان داریان کین اور پانچ سات ترک روز مارے آخر کو

یہ ابتد ہو گیا نقابدار چلا گیا صلصال نے مارے خوف کے طبل نہ بجوایا

اب دو کلمے داستان آنا القاز شاہ کا واسطے مدد صلصال کے اور حال کھلنا دختر کا اسکی یعنی
عشق فرامرز مین نقابدار زرد پوش بنکے خان اعظم کے لوگونکو قتل کرنا بیان ہوتے ہین
دو تین روز گذرے ہونگے کہ خبر آئی القاز شاہ مدد صلصال کے لیے آپہونچا خان اعظم نے لوگونکو واسطے
استقبال کے بھیجا جب القاز شاہ آیا صلصال نے طبل شادمانی بجوا دیا سلطان سعد حیران ہوے
کہ یہ بیوقت طبل کیسا بجا ہی عمرو واسطے خبر کے بارگاہ مین خان اعظم کی آیا کہ القاز نے آکر خان اعظم سے حال
امیر کا پوچھا بختک نے سارا حال بیان کیا خان اعظم نے کہا وہ قصہ تو بالاے طاق رکھیے اب حال کا ذکر ہی
کہ ایک نقابدار سفاک روزگار آتا ہی آٹھ سات ترک مار کر چلا جاتا ہی آخر طبل بجوانا موقوف کر دیا القاز شاہ نے
کہا بجا ہی اسکو مین نے بھیجا تھا پھر اچھا ہوا کہ اسنے اتنے خدا پرست روز مارے مجھسے بھی روز وہ خبر دیتا تھا
کہ آج مین نے اتنے خدا پرست مارے خان اعظم نے کہا کچھ تم نشہ بھی پیتے ہو مین کہتا ہون کہ میرے لوگونکو
قتل کیا القاز نے کہا اب مین جاؤن تو اس سے پوچھون مین تو یہی جانتا ہون کہ خدا پرست مارے گئے

طبل جنگ نہ بجوا اُوس لیے کہ اتفاق شاہ مدد کے لیے آتا ہی جب وہ آئیگا اُسوقت طبل جنگ بجیگا عمرو منتظر تھا کہ
کچھ امیر کے اچھے ہونیکا ذکر آئے وہان اسکا کچھ تذکرہ نہ ہوا غرضکہ پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا بادشاہ سے سب حال
بیان کیا اور وہان خان اعظم نے ییزک سے کہا کہ جب تک تو جا کر امیر یا عمرو یا بادشاہ یا کوئی شخص اندھون
مین سے ہاتھ لگے تو لے آ ییزک اسی تاک مین روز لشکر اسلام مین آیا کرتا ہی جب موقع نہین ملتا چلا جاتا ہی
ایک روز بادشاہ کے خیمے مین آیا لوگون نے دیکھلیا غل ہوا یہ تو بھاگ کر نکل گیا عمرو نے اور زیادہ چوکی پہرہ
مقرر کیا غرض دو تین روز بعد وہ لوگ جو امیر کے اندھے سردارون کی خدمت مین معین تھے اُنھون نے دیکھا
کہ فرامرز مغربی نہین ہی امیر سے عرض کیا امیر کو بہت صدمہ ہوا عمرو سے بلا کر کہا کہ دریافت تو کرو عمرو نے کہا یا
امیر مین اسی واسطے کہتا تھا کہ آپ کوہ پر رہین امیر نے کہا خواجہ مجھے الزام دیتے ہو اپنی خطا کو نہین کہتے
یہان یہ باتین تھین کہ جاسوسان لشکر اسلام خان اعظم کی فوج سے پھر کر آئے اور عمرو سے بیان کیا کہ وہان تو فرامرز کا
ذکر بھی نہین ہی دوسرے روز عمرو بھی خان اعظم کی بارگاہ مین آیا مگر کچھ ذکر فرامرز کا نہ سُنا امیر سے آکر عرض کیا
کہ اے شہریار مین خود بھی گیا تھا مگر وہان کچھ فرامرز کا ذکر بھی نہین معلوم نہین کون فرامرز کو لے گیا اور
وہان خان اعظم کو بھی خبر ہوئی کہ فرامرز غائب ہی بختک بھی حیران ہوا کہ کون لے گیا ییزک کو حکم دیا کہ تو بھی
دریافت کر کہ فرامرز کہان ہی

اب چند کلمے داستان طبل جنگ بجوانا خان اعظم کا اور آنا نقابدار زرد پوش کا اور بہت سے ترکون کو مارنا بیان کیے جاتے ہین

لیکن وہ ترک جو رفیق خاص تھے خان اعظم کے اُنھون نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین ہم لڑینگے آخر کس دن
کے لیے ہین ترکون نے نقارہ بجوایا یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے کہ
سہراب خان ترک میدان مین آکر مبارز طلب ہوا ادھر سے بادشاہ اسلام نے سبکو منع کیا کہ کوئی اسکے
مقابلے کو نہ جائے کیونکہ صلصال نے کئی میدانداریان کین اور مین ایک ہی مرتبہ اُسکے مقابلہ کو گیا اب مین
لڑونگا جو سردار نکلتے کو تھے اُنھون نے اپنے مرکبون کو روکا بادشاہ نے خنگ سیاہ قیطاس کو طلب فرمایا
ملازم گھوڑا لے کر حاضر ہوے ہنوز بادشاہ تخت سے نیچے نہین اُترے تھے کہ پردۂ بیابان سے
بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب آیا دیکھا کہ ایک نقابدار زرد پوش ہی نقابدار آکر سہراب سے ہمتگاور ہوا
تین قدم نقابدار کا مرکب اور پانچ قدم سہراب کا گھوڑا پیچھے ہٹا سہراب نے کہا او بیحیا تو کہان سے
آیا کیا مجھکو نہین جانتا کہ مین کس کا رفیق خاص ہون خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو
کا رفیق ہون نقابدار بولا او کیدی مین کیا جانون کہ صلصال کون کتا ہی اور تو کون گدھا ہی لاحریہ
اپنا کہ یہ میدان جنگ ہی سہراب نے جھنجلا کر نیزہ مارا نقابدار نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا
سہراب نے گھوڑے کو بڑھا کر تلوار ماری نقابدار نے بلعب سپہ گری خالی دی اور ایسی تلوار ماری کہ مغفر خود
دوبلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُترگئی نقابدار نے جھٹکا مارا تا جگرگاہ پہونچی سہراب تڑپکر
گھوڑے سے گرا اور واصل جہنم ہوا بختک نے صلوٰۃ پڑھی صلصال نے پھر کر دیکھا نوشیروان نے ایک کہنی ماری
اور کہا مین نہین جانتا جو تو خان اعظم کے ہاتھ سے ذلیل ہوا گر وہ کہیگا مین ہاتھی پر سے گرا دونگا کہ اسنے مین

اُنھین سے جو ہاتھ لگے لے آ بیزک رات کو تلاش مین نکلا ادھر عمرو کو خیال آیا کہ آج خان اعظم نے طبل جنگ نہین
بجوایا ایسا نہو کہ عیارون کو بھیجکر مجھے یا امیر کو چروا منگائے تین پہر رات تو یہ ٹلا یہ پھرا کیا جب پہر رات رہی
اپنے خیمے مین آیا ایک صندوق کھولکر اُسمین لیٹ رہا اوپر سے ایک عیار سے قفل دلوا دیا کہ اگر بیزک آئیگا
پلنگ خالی دیکھکر پھر جائیگا ادھر بیزک بھی تلاش مین نکلا تھا جب کوئی ہاتھ نہ آیا عمرو کے خیمے مین پہونچا دیکھا کہ
عمرو نہین پلنگ خالی پڑا ہی ایک صندوق رکھا ہی بیزک نے کہا اگر عمرو نہین ملا تو تو بھی صندوق زنبیل ساری
کرامات عمرو کی اسی مین ہوگی صندوق سر پر رکھکر چل نکلا صبح ہوتے خان اعظم کی بارگاہ مین آیا خوشی خوشی
صندوق سامنے صلصال کے رکھدیا اور عمرو کی بھی آنکھ کھلی جان نکل گئی لیکن دم کو سادھا خان اعظم نے
پوچھا اسمین کیا ہی بیزک نے کہا کوٹ عیاری اور کیا عجب ہی زنبیل بھی ہو اور ساری جمع جتھا عمرو کی اسمین
ہوگی اگر وہ مُین پائیگا جیتے جی مرجائیگا خان اعظم نے کہا کھول اسے بیزک نے جو صندوق کا پٹرا اُٹھایا عمرو جست
کر کے بیچ ایوان مین آیا خان اعظم نے عمرو کو تیر مارا عمرو نے تو جھک کر خالی دیا سامنے زروھنگ خطنی کھڑا تھا
تیر پشت کے پار نکل گیا عمرو نے تو جست کر کے سراپچے پھاندے اور نکل گیا یہان خان اعظم کو کیسی ندامت
اور افسوس ہوا کہا مین کیا کرون اسکی قضا یونہین بدی تھی غرض خان اعظم نے اُسی افسوس اور غیظ مین
آکر طبل جنگ بجوایا عمرو نے لشکر مین آکر بادشاہ سے سارا حال بیان کیا بعد اُسکے امیر پاس آیا اُنسے بھی سب
کیفیت کہی امیر نے کہا خواجہ ذرا ہوشیار رہنا بھائی اب خدا تمھارے دم کو رکھے غرض صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال خان اعظم میدان مین آیا مبارز طلب ہوا اسطرف سے بادشاہ اسلام
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکے اُسکے مقابل ہوے صلصال لگا وار زن ہوا کہ تین قدم مرکب بادشاہ کا
اور پانچ قدم مرکب خان اعظم کا پیچھے ہٹا نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے نیزہ بھی ہوائی کیا خان اعظم نے کہا
ای سعد تو کیون لڑتا ہی آخر مین نے کیا بُری بات کہی تھی کہ یا امیر اب تم خانۂ کعبہ مین جا بیٹھو اگر اب بھی تم امیر کو
راضی کرو تو مین تمسے نہ لڑون سعد نے کہا او سگ کیا بکتا ہی خان اعظم کو بہت غصہ آیا اور وارہ پشت نہنگ
بادشاہ پر مارا سعد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر نکالی تلوار
چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا گویا ساری سلطنت ترکستان ہاتھ پر اُٹھا لی
ترکون نے جو دیکھا دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسلام آپڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی لڑنے لگے ایک مرتبہ کمربند
خان اعظم کا ٹوٹا اور بادشاہ کے ہاتھ سے گرا بہت چوٹ آئی ترک دوڑ پڑے بیچ مین آگئے اپنی جانین دین
اور خان اعظم کو بچایا خیمہ مین لیگئے پیٹھ خان اعظم کی کشاکش مین چھل گئی تھی بختک نے جو یہ رنگ دیکھا
طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ ادھر چلے آئے مگر خان اعظم کے ایسی چوٹ آئی کہ طبل
بجوانا موقوف کردیا عمرو نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ ذرا مین جاکر خبر لاؤن کہ صلصال کا کیا حال ہی کوئی
مدد کو آئیگا اُسکا راستہ دیکھتا ہی یا چوٹ بہت آئی اسلئے طبل نہین بجوایا اور دوسرے شاید حال دخمہ کا
معلوم ہوجائے یہ کہکر عمرو نے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر مین خان اعظم کے داخل ہوا لیکن جسوقت
امیر نابینا ہوے تھے عمرو نے امیر سے کہا تھا کہ یہ جو کوہ ہی بہت مستحکم ہی اسپر آپ مع ناموس چلکر رہین امیر نے
نہ مانا بلکہ کہا تھا کہ ای خواجہ ناموس کو وہان پہونچا دو عمرو نے سبکو اُس کوہ پر پہونچایا مقبل کو دو لاکھ کا لشکر
دیکر واسطے حفاظت کے مقرر کیا غرض کہ عمرو بارگاہ مین خان اعظم کی آیا اُسوقت ذکر ہو رہا تھا کہ اب

نہ بتایا نقابدارون نے کہا خبر ہمکو تو عمرو کی تلاش تھی اگر یہ عمرو نہین ہے اسے بھی قید رکھو غرض عمرو کو زندانخانے
کیطرف لیچلے عیارون نے راہ مین سمجھایا کہ ارے تو نے کیون نہ بتایا کہ مین عمرو ہون اگر تو عمرو ہوتا تیری عزت ہوتی
عمرو نے کہا پھر اب کیا کرینگے اُنھون نے کہا مار پڑیگی عمرو نے کہا پھر اگر اب مین کہون کہ عمرو ہون وہ دروغگو
جانینگے اُنھون نے کہا ایسا نہوگا اور ایک نے جاکر نقابدارونسے کہا کہ اب وہ کہتا ہے مین عمرو ہون پھر عمرو کو
سامنے بلایا عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہ مین عمرو ہون نقابدار اُٹھے تعظیم کی کرسی پر بٹھایا سات کشتیان جواہر
کی نذر کین عمرو نے کہا ای بہادرو مجکو بادشاہ نے بھیجا تھا کہ جاکر کہنا کہ ہم تمھارے مشتاق ہین اور ممنون
احسان ہین نقابدارون نے کہا خواجہ یہ کیا اُنھون نے فرمایا احسان اُنکا ہے اگر لشکر نہ شریک ہوتا کفار اتنے
جلد نہ بھاگتے اور اسیواسطے خواجہ ہم تمھاری تلاش مین تھے کہ تم جاکر کہنا کہ ہم ایک کام کیواسطے جاتے ہین جب
وہانسے پھرینگے آکر قدمبوس بھی ہونگے اور اپنے کو ظاہر بھی کرینگے ابھی ایک مصلحت ہے اور دوسرے یہ کہ اس
صلصال کو ہم کہان لیجائین اسے ہماری طرفسے بادشاہ کو نذر دینا اور خان اعظم کو منگوا کر عمرو کو دیا عمرو
نے اپنے دونون عیار بھی چھڑوا لیے نقابدار تو اُسیوقت کوچ کر کے چلے گئے اور وہ آٹھ آدمی جو خان اعظم کے
گرفتار ہوے تھے اُنھین بھی عمرو نے چھوڑ دیا اُسمین سے دو چار بھاگے ہوے خدمت مین نوشیروان کی
آئے اور سارا ماجرا بیان کیا نوشیروان اُسی وقت لشکر لیکر سد راہ ہونے کو عمرو کی چلا ادھر عیارون نے
لشکر اسلام مین خبر دی کہ نوشیروان لشکر لیکر چلا ہے بادشاہ نے اپنے لشکر کو بھی روانہ کیا بعد کو آپ بھی سوار
ہوکے چلے اور عمرو نے خان اعظم کو بیہوش کیا پشتارہ لگا کر چلا کہ جلد لشکر مین پہونچ جاؤن وہ جو دو چار جاسوس
خان اعظم کے باقی رہگئے تھے بعد عمرو کے وہ بھی چلے آئے کہ ایک دو کوس عمرو آیا ہوگا کہ سامنے سے تتق
گرد و غبار بلند ہوا ذوالقیس عجمی اور قارن عجمی دونون بھائی چار لاکھ کی جمعیت سے خان اعظم کی مدد کو
آتے تھے کہ جاسوسون نے خبر دی کہ عمرو پشتارہ بدوش آتا ہے خان اعظم کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہے
اُنھون نے حکم دیا فوج کو کہ لینا عمرو کو جانے نہ پائے چار لاکھ نے عمرو کو گھیرا عمرو بھی نیچہ پکڑ کر لڑنے لگا مگر کس کس سے
لڑے کسے روکے کسے مارے خان اعظم کو بجائے سپر رکھ لیا اب لوگ ناچار ہوے تلوار کا مارنا موقوف
کیا گمندین عمرو پر مارنے لگے اب عمرو گھبرایا اُس گھبراہٹ مین خان اعظم ہاتھ سے چھوٹ گیا لوگ دوڑے
عمرو تو جست کر گے نکل گیا لوگون نے آکر خان اعظم کو اُٹھایا ہوشیار کیا پشتارے سے نکالا تخت پر سوار کیا
اس اثنا مین نوشیروان اور بزرک بھی پہونچے اُدھر سے لشکر اسلام آیا تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار چلی کہ
اب آمد بادشاہ کی ہوئی بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا لوگون نے دوڑ کر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور اب پھر چلے
لڑائی موقوف رہی بادشاہ پھرے بارگاہ مین آئے عمرو بھی پہونچا بادشاہ نے کہا واہ خواجہ آپکی عقل سے بڑا
تعجب ہے کہ خان اعظم کو زنبیل مین نہ ڈال لیا اُنھین نقابدارون سے کہتے وہ یہان پہونچا دیتے عمرو نے کہا حقیقت
مین عقل نے میری قصور کیا ای شہریار مین سمجھا تھا نزدیک ہے جلد پہونچ جاؤنگا یہ نہ جانتا تھا کہ وہ عجمی آئینگے اور مین
کیا جانون کہ پیچھے جاسوس بھی چلے آتے ہین اور زنبیل مین اسلیے نہ ڈالا کہ اگر وہ زنبیل مین ہوتا تو میری جان بچتی

جب اُسے بجائے سپر کیا جب جر بولنے بچا

ابیہ لکھے داستان خان اعظم کا بزرک خطائی کو بھیجنا واسطے چھڑانے عمرو کے اور جملہ سردارونکو مع امیر یہان لاتے ہین

غرضکہ جب خان اعظم بہ ہزیمت اُٹھا کر اپنی بارگاہ مین آیا بزرک سے کہا کہ تو جاکر عمرو و امیر یا اور جتنے اندر ہے ہین

کہ کل کوئی نہ نکلے مین آپ جاؤنگا غرض جب صبح ہوئی دونون لشکر میدانمین آئے صفوف جدال آراستہ ہوئین خان اعظم
مرکب کو چمکاکر میدان مین آیا ادہر بادشاہ نے خنگ سیہ قیطاس کو طلب کیا کہ ایکی مبارز طلب ہو تو مین جاؤن ہنوز
سوار نہین ہوسے ہین کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ بر آسمان رسیدہ و پاے
گرد در زمین پیچیدہ یہ آئی اور یہ آئی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
چار نقابدار کہ تاج زیب سر اور پشت پر اُنکے چار لاکہ سوار میدانمین پہونچکر برے جماکر کھڑے ہوے اب دونون طرف
حیرت ہی کہ یہ کون ہین اور کسکے شریک ہین کہ ایک نقابدار جو یاقوت پوش تھا اُسنے مرکب چمکایا اور زمرد پوش
اور سفید پوش اور بنفشہ پوش کھڑے رہے یاقوت پوش خان اعظم سے ہمتگاور ہوا کہ پانچ قدم مرکب
صلصال کا اور تین قدم گھوڑا نقابدار کا پسپا ہوا خان اعظم نے کہا او نقابدار تو کون ہی اور کہانسے آیا ہی
اور تو خدا پرستونکی طرفداری کیون کرتا ہی نقابدار نے کہا ہم شمالیہ بربر کے رہنے والے ہین حقیقت مین ہمین
کیا کام لیکن ہمنے سُنا کہ امیر اندھے ہوے اور تو انکو دباتا ہی ہم بھی مرد میدان ہین ہمکو برا معلوم ہوا کہ کوئی کسیپر
ظلم و بدعت کرے بس زیادہ گفتگو بیکار ہی لاحربہ بہادری کا صلصال نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو
نیزے پر رد کا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ارہ پشت نہنگ بصد غیظ و غضب مارا نقابدار نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور سر جھُکایا ارہ سپر کو کاٹ کر سر مرکب پر گرا کہ گھوڑا نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بھی
تیغہ مارا کہ مرکب صلصال کا بھی کام آیا اور خان اعظم مرکب کے ساتھ غلطان ہوا ترک دوڑ پڑے ادہر سے لشکر
نقابدار کا آپڑا جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی لیکن ترکون نے جانین دین اور خان اعظم کو بچھین لے لیا نقابدار نے
عیارونکو اشارہ کیا عیارون نے کمند کے حلقے مارے اور خان اعظم کو پکڑ لیا سلطان سعد نے لشکر کو حکم دیا کہ کثرت
کرو نقابدار کی بس اب جو لشکر امیر کا مثل سمندر کے موج مارتا ہوا چلا بختک کی جان نکلی کہ خان اعظم کو پکڑ لیا بس
آج ہی ترکستان کو لے لینگے جلدی سے طبل بازگشت بجوادیا نقابدارون نے جو دیکھا کہ طبل بازگشت بجا ہی صلصال کو
لیکر جہان خیمہ انکا میدان سے پانچ کوس پر تھا وہان آئے بادشاہ اسلام اپنے خیمے مین آئے عمرو سے کہا خواجہ نقابدارونکی
جلد خبر لاؤ کہ یہ کون ہین اور ہماری طرفسے کہنا کہ تمھاری ملاقات کا نہایت اشتیاق ہی عمرو تو ادھر روانہ ہوا وہان
بختک نے بھی جاسوس بھیجے کہ صلصال کی خبر لاؤ کہ نقابدار کہان لیگئے غرض عمرو لشکر مین نقابدارونکے داخل ہوا حیران
تھا کہ کس سے پوچھون دیکھا تو دو شخص آپسمین نقابدارونکا ذکر کر رہے ہین عمرو اُنکے پاس آیا اور نقابدارونکی تعریفین کرنے لگا
اور کہا تمکو معلوم ہی کہ یہ کون ہین اور کہان رہتے ہین اُنھون نے کہا ہم مسافر ہین کیا جانین اور ای شخص تو کون ہی
عمرو نے کہا مین بھی مسافر ہون تلاش روزگار مین آیا ہون کہ اُن دونون شخصون نے عمرو کو باتون مین لگاکر بند دست
پکڑ لیا عمرو نے کہا ہان ہان یارو کیا مین چور ہون یا کسی کا قصور مند ہون مین نے کیا کیا جو مجھے پکڑتے ہو اُنھون نے کہا
تو جاسوس ہی عمرو نے دیکھا کہ آٹھ آدمی خان اعظم کے بھی لوگ پکڑے ہوے لاتے ہین دو عیار لشکر کے بھی گرفتار
آئے عمرو نے کہا مین صلصال کے لشکر کا نہین ہون اُسپر لعنت کرتا ہون انھون نے کہا ہمین اس سے مطلب نہین
جو ہمکو حکم تھا وہ ہمنے کیا اب ہم جاکر نقابدارون سے کہتے ہین اُنکو اختیار ہی عمرو نے لاکہ غل مچایا اُنھون نے
ایک نہ سنی بلکہ اسیر غل و زنجیر کرکے سامنے نقابدارونکے لیگئے نقابدارون نے پہلے صلصال کے لوگونکی روبکاری
کی بہت پوچھا کہ تم کون ہو اُنھون نے نہ بتایا یہی کہا کیے کہ ہم مسافر ہین حکم ہوا انکو بھی خان اعظم پاس قید رکھو بعد اُسکے
عمرو کو بلایا پوچھا ای شخص تو عمرو ہی عمرو نے کہا مین کیا جانون کہ عمرو کون غرض جب بہت پوچھا اور عمرو نے

تو دروازہ قلعے کا کھولکر لشکر لیکر باہر آیا ہو تو اونا مرد اگر امیر کا وہ حال ہوا تو ابھی ہماری آنکھون مین روشنی ہی اور مالک امیر کے ہم ہین ہان اگر تو مسلمان ہو جائے تو پھر جو کچھ کہیگا وہ ہم کرینگے اور نہین جو تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ جواب لیکر خان اعظم پاس آیا اور بیان کیا بختک نے کہا مین پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ بادشاہ کچھ اور بادشاہون کیطرح مرغ زرین تھوڑی ہی ہو خان اعظم کو برا معلوم ہوا بختک سے کہا یہ ہمکو در پردہ سناتا ہی آیا ہم مرد نہین ہین بس اب مین آپ لڑونگا اگر سلطان سعد میدانمین آئیگا مین آپ مقابلہ کرونگا لشکر تو اسکا باہر قلعے کے آ ہی چکا تھا خیمہ بر پا تھا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگ غرض دونون طرف طبل بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدانمین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال خان اعظم نے نوشیروان سے آنکھ ملائی اور میدان مین آیا نوشیروان ذلیل ہوا بختک سے کہا دیکھا تو نے کہ خان اعظم نے مجکو ذلیل کیا نامرد جانا بختک نے کہا تم ایسی باتونکا خیال نہ کرو نامرد ہوتے تو اتنی بڑی حکومت پر ہوتے اب تماشا دیکھو کہ کیا ہوتا ہی غرض خان اعظم نے مبارز طلب کیا یہان مظفر شاہ مصری اپنا مرکب بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا زمین ادب کو مرکب سے کود کر بوسہ دیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے کہا کہ تم کیون نکلے ارادہ تو میرا تھا مظفر نے کہا اگر نام آپ کا وہ لیتا مین نہ جاتا اور اب بھی اگر حضور کو پکاریگا مین بچاؤنگا بادشاہ نے کہا بہتر جاؤ خدا نگہبان ہی کہ اتنے مین خان اعظم پھر مبارز طلب ہوا مظفر مرکب اپنا اڑا کر سامنے آیا ہمتگا ور ہوا پانچ قدم مرکب مظفر کا تین قدم گھوڑا خان اعظم کا پسپا ہوا مظفر نے کہا ای خان اعظم آج یہ جرأت کی تو نے کہ میدان مین آیا ابھی کل کی بات ہی کہ تو بھاگ کر قلعہ بند ہوا تھا اب امیر کے اندھے ہو جانے سے پھر تو نے سرکشی کی صلصال نے کہا ای مظفر مین تجکو پہچانتا ہون مجھسے تو یہ باتین کرتا ہی دشمن کو جسطرح ہو قتل کرے امیر بھی مین نے کہلا بھیجا تھا کہ اتا نشہ تھا جعفرانی بھیجد و حمزہ نے کیون نہ منظور کیا جیسا نہ مانا ویسا پھل پائیگا مظفر نے کہا او گبیدی بس زبان کو بند کر لا حربہ بہادری کا خان اعظم نے نیزہ مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین آخر خان اعظم نے نیزہ مظفر کا ہوائی کیا مظفر نے جھنجھلا کے تلوار ماری خان اعظم مثل دیو کے ارہ پشت نہنگ باندھتا تھا اسکی پشت پر روک کر اپنا وار کیا کہ سپر مظفر کی کٹی ارہ سر پر بیٹھا زخم مظفر کے کاری لگا کہ بیہوش ہو گیا بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ مظفر کو بچاؤ عیار دوڑے ہوے گئے اور مظفر کو لے آئے صلصال نے پھر مبارز طلب کیا سلطان بخت مغربی میدان مین آیا یہ بھی زخمی ہوا اقار دن بخت مغربی آیا کچھ دیر لڑا آخر کار زخمی ہوا شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدانسے پھرے خان اعظم اپنے خیمہ مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اسنے دو چار جام پیکر پھر طبل بجوا دیا اُدھر بادشاہ اسلام زخمیونکو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے ٹانکے زخمون مین دلوائے عمرو امیر پاس گیا سارا حال لڑائی کا صلصال سے بیان کیا امیر نے کہا خواجہ مین کیا کرون بادشاہ کو اختیار ہی عمرو پھر کر خدمت مین بادشاہ کی آیا یہان طبل جنگ نو بج ہی چکا تھا صبح کو دونون لشکر میدانمین آئے بعد صف آرائی خان اعظم پھر میدانمین آیا مبارز طلب کیا آج ناصر ملک پہلے نکلا نیزہ بازی ہوئی مطلب نہ نکلا تلوار چلی ناصر ملک زخمی ہوا نور ملک نکلا یہ بھی زخمی ہوا اور ایک آدھ سردار زخمی ہوا تھا ابھی شام نہونے پائی تھی کہ بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا خان اعظم پھر کر بارگاہ مین آیا اور پھر طبل بجوا دیا آج جو بادشاہ پلٹ کر میدان سے آئے سب کچھ منع کیا

گود مین لیا خوب پیار کیا غرض بہت دھوم سے چھٹی ہوئی بعد اُسکے رستم سب کو شہر خاور مین لایا اور وہان رہنے لگے

داستان اندھا ہونا امیر کا مع سرداروں دخمہ جمشیدی مین

جب امیر نے دیکھا کہ خان اعظم قلعہ بند ہوا فرامرز نے امیر سے اجازت شکار کی لی بعد اُسکے جانے کے امیر کا دل
گھبرایا خود بھی بادشاہ سے اجازت لیکر مع سرداران نامی وعمرو چلے لیکن فرامرز کہ پہلے چلا تھا ایک صحرا مین
پہونچا دور سے سیاہی معلوم ہوئی وہ لوگ جو وہان رہتے تھے اُنسے پوچھا کہ یہ سیاہی کیسی ہے اُنھون نے کہا
یہ کوہ ہے اور اسکے سامنے ایک باغ ہے اُسمین دخمہ جمشید ہے فرامرز نے کہا دخمہ کیسا اُنھون نے کہا ہمنے بھی
نام سُنا ہے حقیقت سے نہین واقف فرامرز کو اشتیاق ہوا اُس باغ مین آیا دیکھا تو چار مینار ہین اُن مین قفل لگے
لگے ہین اور ایک صندوق زنجیرون مین معلق ہے کہ وزن اُسکا ہزار من کا ہوگا اُسمین بھی قفل لگے ہین وہ
لوگ جو ساکن اُس باغ کے تھے اُنھون نے منع کیا کہ خبردار اس صندوق کو نہ کھولنا فرامرز نے نہ مانا زور کرکے
صندوق کو کھولا پٹرے کا ہٹنا تھا کہ ایک دھوان اُسمین سے نکلا فرامرز کی آنکھون کو نابینا کردیا جو لوگ
ہمراہ تھے وہ بھی نابینا ہوگئے لوگون سے کہا یہ میرا کیا حال ہوا غرض لوگ فرامرز کو سوار کرکے جہان
اُسکا خیمہ تھا وہان لے گئے فرامرز کو ایسا صدمہ ہوا کہ قریب تھا کہ سر اپنا پھوڑ ڈالے ادھر امیر بھی شکار
کھیلتے ہوے اُسی باغ مین پہونچے لوگون نے فرامرز کا حال امیر سے بیان کیا امیر نے عمرو سے کہا تم فرامرز سے
جاکر پوچھو آؤ عمرو تو اسطرف روانہ ہوا امیر نے کہا ہم بھی تو چلکر اس صندوق کو دیکھین سردارون نے منع کیا کہ فرامرز
کا یہ حال ہوچکا ہے امیر نے فرمایا مین صاحب اسم اعظم ہون سحر مجھپر تاثیر نہ کریگا اور اُس صندق کے پاس آئے
گرد لندھور مالک بہرام جمہور سب سردار تھے کہ امیر نے اُس صندوق کو کھولا اور دھوان اُسمین سے
نکلا جسکی آنکھون مین لگا وہ اندھا ہوگیا پھر تو کیسا قلق امیر کو ہوا کہ گویا جیتے جی مرگئے کہ ایکایک عمرو فرامرز
پاس ہوکر آیا دیکھا تو امیر مع سردارون کے نابینا ہوگئے ہین عمرو کی جان نکلگئی زیرا سی آنکھون سے
بسورنے لگا اور کہا یا امیر مجکو بھی نہ آنے دیا جان بوجھ کے اپنا یہ حال کیا اب جو خان اعظم اور نوشیروان کو
خبر ہوگی تو کیا ہوگا ایسی بہادری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے غرض سبکو عمرو نے سوار کیا فرامرز کو بھی ساتھ لیا اور لشکر مین
آیا اور عیارون سے کہا یہ خبر مشتہر نہ ہونے پائے ایسا کہ صلصال کو خبر ہوجائے مگر بادشاہ نے جو امیر کا یہ حال
مع سردارون کے دیکھا بڑا صدمہ ہوا امیر نے کہا مجکو مسجد کے پاس لے چلو غرض سب اندھے مع امیر اُس مسجد مین
رہنے لگے اور یہ خبر آخر کار نہ چھپ سکی اور خان اعظم کو معلوم کہ امیر اندھے ہوگئے خوش ہوا بختک سے کہا
بس اب کبھی امیر اچھے نہ ہونگے کیونکہ مالک اُس دخمہ جمشید کا الماس جادو ہے شہر صندل مین رہتا ہے
میرا تابعدار ہے غرض اُسی وقت خان اعظم نے بہتر بزک کو بلاکر کہا کہ امیر سے کہو کہ اب تم نابینا ہوے کیا
تمسے لڑون لیکن اب مناسب یہی ہے کہ اثاثہ صاحبقرانی اور اشقر و بارگاہ وغیرہ سب میرے حوالے کرو جان
تمھاری مین نے چھوڑ دی خانہ کعبہ مین جاکر بیٹھو بزرک اُسی وقت چلا اور بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر تو یہان
نہ تھے بادشاہ سے بزرک نے بیان کیا سلطان سعد نے عمرو کے ہاتھ امیر سے کہلا بھیجا کہ صلصال نے
ایسا کچھ کہا ہے مین بغیر آپ کی راے کے جواب نہین دے سکتا جب امیر نے یہ سُنا کہلا بھیجا بادشاہ سے کہ مین نے
آپ کو اختیار دیا جو چاہیے وہ جواب دیجیے اور جو مناسب ہو وہ کیجیے اسوقت بادشاہ نے بزرک کیطرف دیکھکر
اشارہ کیا کہ خان اعظم سے کہنا او گیدی کیا جھک مارتا ہے کل کی بات ہے کہ تو بھاگ کر قلعہ بند ہوا اب جو امیر کا یہ حال سُنا

کہا اُستاد آپکی جوتیون کے صدقے سے مین نے رستم کو سر میدان گرفتار کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کس طرح
اژدر خان نے کہا رستم کو سامنے لاؤ بلد سامنے لایا اژدر خان نے کہا کہ جب اسنے تلوار مجکو ماری یا اُستاد مین نے
آپکا بتایا ہوا افلان پیچ کیا بس بازو بچاکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر پکڑکر گھوڑے سے اُٹھاکر مشکین باندھ لین یقین نہو تو
آپ پوچھ لین اسلیے مین نے اُسے بُلاکر سامنے اُسکے بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کیون رستم سچ ہی رستم نے
کہا اگر تمکو یقین ہی تو سچ ہی تمہارا دل گواہی دیتا ہی مالک نے کہا نہین رستم نے کہا تو پھر ایک ہی ہاتھ میرا کھول دو
پھر اگر ہتھکڑی پہنا دو تو مین جانون مالک نے کہا اچھا اژدر خان نے کہا ایسا کام نہ کرنا دشمن کی بات کا کیا اعتبار
خدا پرست سب جھوٹ بولتے ہین مالک نے کہا مین نہ مانونگا کہا ہم خان اعظم سے کہینگے مالک نے کہا آہنگرونکو
لاؤ کہ قید دور کرین یہ سُنتے ہی رستم نے قید توڑ ڈالی لہو ہاتھ پاؤن سے بہنے لگا مالک ترک جامہ سفید نے
کہا مین اس سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا آئیے کہا کہ ابھی نہین تم اچھے ہولو رستم نے کہا اسکا مضائقہ نہین مین
تو اب بھی موجود تھا اتنے مین مالک ترک سفید جامہ رستم کی طرف بڑھا رستم سمجھا لڑنے آتا ہی رستم نے ہاتھ
بڑھایا مالک ترک سفید جامہ قدمون پر رستم کے گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا مین آپسے کیا لڑونگا ای شہریار
اگر مین اور میرا باپ دونون ملکر زور کرتے تو یہ قید نہ ٹوٹتی پھر مین کیا سمجھ کر آپ سے لڑون کلمہ بتائیے تاکہ دین
آپکا اختیار کرون حملشاہ نے کلمہ بتایا مالک از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اُسکے اژدر خان اور
بہرم خان کو بھی مالک نے مسلمان کروایا سب لشکر بھی مطیع دین اسلام ہوا لیکن بلد عیار نے چپکے سے پوچھا کہ
واقع مین آپ مسلمان ہوے اور اژدر خان نے لات پر لعنت کی بس یہ تو بھاگ کر طرف خان اعظم کے روانہ ہوا کہ
چلکر خبر دون یہان رستم نے اژدر خان سے ترک توسن کا حال پوچھا اور مالک سے کہا کہ ایک مرکب ہم کو دو
مالک نے کہا جان تک حاضر ہی غرض رستم مرکب پر سوار ہوا اور سب ہمراہ ہوے راستہ قلعہ ترک کا لیا وہان خسرو خان
نے آکر قلعہ کو آراستہ کیا ناؤ بجرے سب کنارے سے منگواکے گرد قلعے کے کر لیے اور تہمتن خان سے کہا کہ جسوقت
یہ ترک اسپار آجائے تم ملکہ کو مار ڈالنا یہ انتظار ہو ہی رہا تھا کہ بیابان سے گرد نمایان ہوئی اور ترک توسن پہونچا
تہمتن تلوار کھینچکر اندر مکان ملکہ کے آیا اس انتظار مین کہ ادھر ترک اس پار آئے اور ملکہ کو مار ڈالین لیکن
ترک توسن نے آتے ہی مع رفقا دریا مین گھوڑے ڈالدیے اور رُخ قلعہ کا کیا ادھر سے گولہ پڑنے لگا
وہان ملکہ کو درد زہ لگے اب تو خواصین گھبرائین کہ کیا کرین عجب بدنصیب لڑکا پیدا ہوا ہی اور ساعت بھی مریخ کی ہی
سب عورتین ٹوٹکے کرنے لگین غرض کہ قاسم پیدا ہوا ایک نے نال کاٹی دوسری نے نہلا بچے پر لے لیا اور ملکہ دعا
کرنے لگی وہان ترک توسن قریب قلعے کے گولے رد کرتا ہوا پہونچا ہی خسرو خان گھبرایا دعا مانگنے لگا کہ پردہ بیابان
سے گرد اُٹھی اور رستم مع فوج پہونچا ترکون نے جو دیکھا ترک توسن کو آواز دی کہ کہان جاتا ہی رستم سر پر
آپہونچا ترک توسن پھر ادریا سے باہر آیا لشکر رستم سے اور ترکون سے تلوار چلنے لگی خسرو خان نے جو رستم کو
کو دیکھا محل مین کہلا بھیجا کہ ای تہمتن ملکہ کو قتل نہ کرنا کہ رستم آگیا یہان رستم کا اور ترک توسن کا سامنا ہوا اُسنے
تلوار ماری رستم نے رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا ترک نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل قرص پنیر کے
دو ٹکڑے کیا سر پر بیٹھی خود کو کاٹکر تا دوابرو اُتر آئی ترک کا سر بدن سے الگ گیا لوگ بیچ مین آگئے اور ترک کو لیکر
بھاگے خسرو خان اور سب رفیق اسکے بجرون پر سوار ہو ہو کر رستم کو لینے آئے رستم نے خسرو کو سلام کیا
خسرو خان نے قاسم کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی غرض رستم خوش ہوا اور جلدی سے سوار ہو کے قلعہ مین آیا قاسم کو

باندھ کر پشتارہ پشت پر لگایا اور لیکر روانہ ہوا یہان تک لشکر سے رستم کے لقفون عیاری بجتا ہوا الغرض بعبیح کو بیرم خان کے پاس پہونچا اژدر خان نے مطوق و مسلسل کیا صبح کو غل ہوا کہ رستم کو کوئی چُرا لیگیا بس خسرو خان جلدی سے مع لشکر قلعے مین چلے آئے دروازہ بند کرلیا پل تختہ اُٹھوالیا ملکہ نے جو سُنا کہ رستم غائب ہوگیا اپنا غیر حال کیا وہان اژدر خان نے کہا چلو اب خسرو خان کو گرفتار کرین کہ خبر پہونچی وہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا اژدر خان نے ایک سوار کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای خسرو خان رستم کو ہمنے پکڑ لیا اب بہتر یہ ہو کہ دروازہ قلعے کا کھولدو اور خان اعظم کا حکم ہو کہ ملکہ کو ترک توسن کے حوالے کرو خسرو نے کہا ایک ہفتہ کی مہلت دو یا ملکہ کو دونگا یا مقابلہ کرونگا کیونکہ ملکہ کو سمجھا تو لون جب وہ راضی ہوگی جب لیجانا اژدر خان سے اُس سوار نے یہ پیغام دیا کیا مضائقہ ہی مہلت دی ترک توسن نے کہا ہرگز یہ نہوگا اژدر خان نے کہا مین تو خان اعظم پاس جاتا ہون میرا مطلب تو ہو گیا تم جالو تمھارا کام جانے ترک توسن نے منت کی کہ ابھی دو تین روز بجائیے مین قلعہ لیے لیتا ہون ادھر خسرو خان کا وزیر تھا النعمان خان اُسنے کہا کہ مین انکو دم دیتا ہون آپ وہ جو قلعہ تبرک یہان سے سات منزل پر ہی وہان نکل چلیے اور نعمان نے دروازہ قلعے کا کھولا پاس اژدر خان کے آیا اور کہا کہ خسرو خان کہتا ہو کہ میرا قصور معاف کیجیے جو آپ فرماتے ہین مجکو بدل و جان قبول ہی ملکہ بھی راضی ہو لیکن میری بی بی روتی ہو اور کہتی ہو کہ جس طرح شادی ہوتی ہی اُس طرح ہو تو کیا مضائقہ ہی تو آپ اتنا کیجیے کہ ترک توسن کو دولھا بنا کے لائیے اور ملکہ کو بیاہ لیجائیے تاکہ میری عزت ہو ترک توسن تو خوش ہوا اور کہا اچھا النعمان نے کہا بس تیاری کیجیے ہم بھی تیاری کرتے ہین آج کے دسوین روز آپ آئین یہ کہکر داخل قلعہ ہوا اُسی وقت سے تیاری چلنے کی کی ظاہر مین دروازہ بھی کھولدیا اور کہا مکان جھڑ رہے ہین جو تیار ہو رہے ہین اور نقب کی راہ سے نکلکر سب تبرک مین آئے جب وہ دن آیا جسکا وعدہ تھا اژدر خان و بیرم خان ترک توسن کو دولھا بنا کر برات لیکر قلعے پر آئے کچھ پاسیون کو چھوڑ گئے تھے اُنھون نے دروازہ بند کرلیا ان لوگون نے جانا واسطے نیگ لینے کے بند کرلیا ہی جب اُنکو کچھ دیا اُنھون نے دروازہ کھولا برات اندر آئی آتشبازی دغی وہ پاسی بھی سب کے سب بھاگ گئے یہ سب جو اندر آئے دیکھا کہ قلعہ خالی ہی فرش تک نہین ہی ترک توسن کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین چہرہ فق ہوگیا وہ لوگ جو بسنے تھے رعایا تھے ان کو پکڑ کر پوچھا جب بہت دھمکایا اُنھون نے بیان کیا کہ قلعہ تبرک جو بیچ دریا مین واقع ہی وہان سب گئے ہین ترک توسن نے کہا مین جاؤنگا اژدر خان نے کہا اب تو جا ہمتو خان اعظم پاس جاتے ہین کیونکہ رستم ہاتھ آگیا اور اسی لیے آئے تھے خان اعظم نے کہدیا تھا کہ عیار سے پکڑوا لینا نہین تو جسکے اتنے بیٹے مارے گئے وہ باقی ماندون کو کیون موت کے سامنے بھیجتا غرض ترک توسن کو اُسی وقت طرف قلعہ تبرک کے روانہ ہوا اور یہ دونون بھائی بیرم خان و اژدر خان ترکستان کو چلے چوتھی منزل تھی کہ لوگون نے خبر دی آپ کے اُستاد مالک ترک سفید جامہ بھی یہان سے کوس بھر پر اُترے ہین اژدر خان نے بلد عیار سے کہا کہ تو رستم سے کہ اگر خان اعظم یا کوئی اور پوچھے تو کہنا کہ ہان جو اژدر خان کہتا ہو وہ سچ ہی اگر یہ کہیگا تو ہم تجکو چھوڑ دینگے تیرا مرتبہ زیادہ کرینگے بلکہ تیری حمایت بھی کرینگے کہ ہماری عزت رہتی ہی رستم نے یہ سُنکر کہا کہ اچھا میرا کیا نقصان ہی مگر جو کوئی قسم لیگا تو صاف کہدونگا غرض رستم کو سکھا پڑھا کر لیگئے اور ترک سفید جامہ کو استقبال کرکے لائے اور پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین کہا کہ مجکو خان اعظم نے بلوا کر کہا جاؤ رستم سے اور میرے بیٹو نسے مقابلہ ہی رد کرو اژدر خان نے

آکر سارا ماجرا خاور کا بیان کیا اور اپنا زخمی ہونا لقابدار یعنی بدیع الزمان سے سب کہا اور کہا کہ دیکھیے آپکی
تو وہ پرورش خسرو خان پہ کہ اُسکے بیٹے کو میربخشی کیا اور وہ خود مسلمان ہوگیا دختر کو رستم کے ساتھ بیاہ دیا
اب آپ میری مدد کرین اور خورشید خاوری کو دلوا دین بلکہ اگر کسی صاحبزادے کو میرے ساتھ کرین تو مین ابھی
قلعہ لے لیتا ہون خان اعظم از بسکہ رستم سے جلا ہوا تھا اثر در خان اور بیرم خان کو دو لاکھ سوار دیکر
سوار کیا اور ایک عیار بزرک کا شاگرد رشید تھا مہتر بلد نام اسکو بھی ہمراہ کر دیا اور اپنے بیٹونکو بھی خوب سمجھا دیا
کہ ذرا سمجھ کر رستم سے لڑنا غرض یہ تو طرف خاور کے چلے ادھر رستم منزلونکو طے کر کے خاور مین پہونچا لیکن پہلے جو خبر
خورشید کو ہوئی تھی کہ رستم زلفین پر عاشق ہوا اور اُسکے عشق مین بت پرستی اختیار کی یہ سنتے ہی سن ہوگئی تھی
دن رات رویا کرتی تھی غرضکہ رستم کے پہونچنے کی خبر سُنکر خسرو خان اپنے بیٹون سمیت آیا استقبال کر کے شہر مین لایا
ملکہ نے کہلا بھیجا کہ رستم سے کہدو کہ محل مین نہ آئے کہ کافر ہے اور اپنی زلفین پاس جائے رستم نے یہ سُن کر سارا حال
خسرو خان سے بیان کیا خسرو نے آکر دختر کو سمجھایا کہ وہ سحر مین گرفتار ہو گیا تھا جب زلفین ماری گئی رستم اپنے فعل پر نادم ہوا
باپ کا سامنا نہ کیا یہان چلا آیا یہ سُنکر ملکہ کا غصہ فرو ہوا رستم اندر محل کے آیا دونون ملکر بیٹھے جام شراب
گردش مین آیا غرضکہ آب علمشاہ رہنے لگے کہ دو تین روز کے بعد خبر پہونچی کہ ترک توسن اور دو بیٹے
خان اعظم کے اس طرف آتے ہین خسرو شاہ سُنتے ہی گھبرایا اور کہا کہ اگر مین کچھ کہونگا تو آپ خفا ہونگے میری
رائے تو یہ ہے کہ یہ مقدمہ ناموس کا ہے ملکہ پورے دلون پیٹ سے ہے لشکر اُسکا بہت ہے اگر کہیے تو دروازہ قلعے کا
بند کر دین رستم نے چین بہ جبین ہو کر کہا کہ آپ نے پھر وہی کلمہ کہا جو کہ ہمارے آئین کے خلاف ہے بس خیمے باہر
نکلوائیے غرضکہ شہر سے دو کوس آگے بڑھ کر خیمے برپا ہوے اور پڑاؤ پڑا کہ اتنے مین گرد اُڑی کہ جہان کو تیرہ
و تار کر دیا اور ترک توسن مع فوج کثیر پہونچا سُنا کہ رستم آیا ہے دلمین خوش ہوا اور اثر در خان نے کہا یہ خوب ہوا کہ
رستم قلعہ سے باہر آیا بس اب مین طبل بجواتا ہون صبح کو آپ دیکھیے گا کہ کیا ہونا ہے اثر در خان نے کہا کیا
خوب پھر ہم کس واسطے آئے ہین کل کی میدانداری ہمپر موقوف ہے اور طبل بجوا دیا خبر رستم کو ہوئی یہان بھی
نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بیرم خان تخت پر سوار اثر در خان اور
ترک توسن گھوڑون پر میدان مین آکر قائم ہوے جب نقیب نہیب دیکر چلے گئے اثر در خان نے مرکب
اپنا دہنی طرف اُٹھایا اور دیکھتا چلا گیا پھر بائین طرف قلب کو دیکھا بعد چار گھڑی کے مرکب کو پھیر کے اپنے لشکر
مین آیا اور طبل بازگشت بجوا کے پلٹ گیا رستم بھی پھر گیا لیکن حیران کہ یہ کیا تھا وہان بیرم خان اور ترک توسن
نے کہا یہ تم نے کیا کیا اثر در خان نے کہا مین نے دیکھا کہ رستم سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہان اگر
رستم نہو تو مین ان سب کا کام تمام کر دون ابھی رستم کا علاج معقول کر لون اور مہتر بلد کو بلا کر کہا کہ جا کر رستم کو
پکڑ لاؤ وہان سیارہ کو خسرو خان نے واسطے خبر ملکہ کے قلعے مین بھیجدیا تھا یہان بلد عیار فقیر کی صورت بنا ہوا
دو پہر رات گئے دروازہ پر پہونچا دیکھا پاسبان ہوشیار ہین اور بیٹھے ہوے نقش کھیل رہے ہین بیچ مین
روشنی رکھی ہے اُسنے یہان سے پروانے بیہوشی کے شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دھوان اُن کا دماغ مین
پہونچا پاسبان بیہوش ہوے اسنے جا کر سر کاٹے اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ خدمتگار چپکی پر ہے لیکن
بیٹھا اونگھ رہا ہے قریب جا کر اُسکی ناک مل دی وہ بھی بیہوش ہوا اسکا بھی سر کاٹا ہاتھ پر کفچہ عیاری چڑھایا
اور بیہوشی رکھ کر سامنے رستم کے لایا جیسے ہی اوپر کی سانس لی چھینک مار کر بیہوش ہوا بلد نے حلقہائے کمند سے

دیکھا اور کہا او گیدی یہ تو نے میرا حال کیا اب مین باپ کو کیا صورت دکھاؤنگا ہی شرط کہ ایک ہاتھ مارون کہ مع
تخت چار ٹکڑے ہون اور تلوار کھینچ کر اُٹھا بختنک نے کہا ای خان اعظم جبتک زلفبین کی خبر آئے اسے
نہ جانے دو اور وہان عمرو نے امیر سے کہا کہ رستم کی خبر منگوائیے کہ اُسکو ضرور ہوش آیا ہوگا امیر نے ڈاک
بٹھا دی جب رستم بارگاہ سے باہر آیا لوگون نے حسب معمول مجرا کیا اتنے مین خان اعظم کو خبر قتل زلفبین کی پہونچی
تاج سر سے پھینک دیا ترکون سے کہا کہ رستم کو قتل کرو ادھر رستم یہ سوچا کہ اب کیا منھہ لیکر سامنے باپ کے
جاؤگے اس سے مرجانا بہتر ہی اور خان اعظم کو سزا دینا چاہیے پھر اندر بارگاہ کے آیا ترکو نسے تلوار چلنے لگی
بختنک خان اعظم اور نوشیروان کو باہر لایا سوار کیا رستم بھی لڑتا ہوا باہر آیا اندر ہی بارگاہ کے ستونون کے
پشتے باندھ دیے تھے یہان بھی لڑنے لگا اب لشکر نے خان اعظم کے یورش کی اور رستم پر پیلے فوج کے ہونے لگے
جو عیار لشکر اسلام کے واسطے خبر کے آئے ہوے تھے یہ ماجرا دیکھکر کچھ خبر لیکر روانہ ہوے اور رستم کو گھوڑا
پہونچا یا رستم مرکب پر سوار ہو کے ایک دیوار کی آڑ پکڑ کر لڑنے لگا پشت پر دیوار ہی جو سامنے سے آتا ہی اُسے مارتا ہی
ادھر امیر خبرین منگا رہے ہین کہ پہلے سماک ملیطاقی پہونچا اور اپنے آقا کا شریک ہوا پروانہ وار لڑنے لگا کسی کو
طرف رستم کے جانے نہین دیتا پھر امیر بھی سوار ہو کے چلے اور سردارون نے بھی مرکب اُٹھائے جسنے خبر سُنی چل کھڑا
ہوا اور سب سے پہلے بعد سماک ملیطاقی کے مالک اژدر بے اذن امیر مع آلا گردو مالا گرد اور کبھی زلزال اور
ضمیران شاہ پہونچکر لڑنے لگے بعد انکے آنے کے نعرہ امیر کا ہوا بختنک کی جان نکلگئی صلواۃ پڑھنے لگا نوشیروان
کو اشارہ کیا کہ بھاگ اب بغیر اسکے جان نہ بچیگی غرض ساتھ امیر کے اور سردار بھی آکر گرے لڑنے لگے لشکر بھی جوق جوق
گروہ گروہ آکر شریک ہوتا جاتا ہی یہانتک کہ اب دونون لشکر مل گئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ایسی لڑائی ہوئی
کہ کبھی ترکستان مین ایسی تلوار نہ چلی تھی ہر ایک اپنی اپنی لڑائی لڑ رہا ہی امیر نے جوش محبت مین پکارا
کہ ای بیٹا رستم کہان ہو رستم نے جو یہ سُنا اور پوشیدہ ہو گیا بلکہ جب سردار پر یورش زیادہ دیکھی اُسکی مدد رستم
نے کی مگر آنکھ سب سے چرائے جب بھیڑ چھٹی اور طرف نکل گیا ادھر امیر سے اور ضیاد بن گستہم سے سامنے ہوا اُسنے تلوار
امیر پر ماری امیر نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوکے ادھر ابو المحجن گرد
نے علم کو لشکر کفار کے قلم کیا خان اعظم نے بختنک کی طرف دیکھا اُسنے جانا بھاگنے کو کہتا ہی اُسنے نوشیروان
کو بھگایا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین خان اعظم بھی مع ترکون کے بھاگا اور ایسا بھاگا کہ بالاخطا مین گھس گیا
اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہر دروازے پر پانچ پانچ ہزار سوار بٹھا دیے امیر کی فتح ہوئی رستم تو اُسی وقت
نکل گیا جی مین سوچا کہ اب امیر کو کیا صورت دکھائیگا ادھر عمرو نے امیر سے کہا کہ دشمن تو بھاگ گئے اب
بارگاہ کو چلیے امیر نے رستم کو پوچھا ہر طرف تلاش ہوئی کہین پتا نہ ملا امیر کو نہایت رنج ہوا بادشاہ سے کہا
دیکھیے ہمارے صاحبزادے کا غصہ ابھی نہین فرو ہوا عمرو نے کہا یا امیر غصہ نہین اسکو ندامت ہی کہ کیا شکل امیر
کو دکھاؤن وہ خاور کو گیا ہوگا امیر نے حکم کیا کہ جلد خبر منگواؤ مگر رستم جو روانہ ہوا تھا خاور کا رخ کیا اور
یہان خان اعظم نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہی دل مین خوف غالب ہی کہتا ہی مین کہہ رہا ہی کہ میرے جو لوگ
زخمی ہین وہ اچھے ہونگے تو لڑونگا اور ہر ترک سے کہا کہ تو کسی طرح امیر یا عمرو کو پکڑ لا ہر ترک روز لشکر مین
بصورت مبدل آیا کرتا ہی کہ کسی طرح غافل پاؤن تو امیر یا عمرو کو پکڑون وہان خان اعظم کو خبر پہونچی
کہ ترک توسن ملیطاقی آتا ہی خان اعظم نے کھڑکی قلعہ کی کھلوا کر اُسے اندر قلعہ کے بلا لیا ترک توسن نے

مشورہ ہوا ہی غرض زلفین سامنے دروازہ بارگاہ کے آئی دیکھا مقبل تیر و کمان لیے ہوے لیس ہی جاگ رہا ہی اور سایہ مین دروازے کے بیٹھا ہی اور عمرو نے بھی امیر کے پاس رہنا اختیار کیا ادھر امیر پلنگ پر گئے عمرو نیچے بچھی کے لیٹ رہا اب عمرو تو اندر ہی اور زلفین نے پرچھائین اپنی دکھائی مقبل ہوشیار ہوگیا زلفین نے سحر کیا مقبل پر اثر ہوا جب رات کم رہی مارے نیند کے مقبل کو غنودگی آنے لگی برابر دروازے کے آبدارخانہ تھا پانی سے منھ دھولیتا تھا نیند برطرف ہوگئی آخر زلفین نہ جاسکی پھر کر چلی گئی اور جاکر سارا حال بختک سے کہا بختک نے کہا مقبل سے ڈرتی رہو اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر تمھارا کپڑا بھی چھو گیا بارگاہ مین تو جلکر خاک ہو جاؤگی زلفین کو خوف ہوا بختک نے کہا ہی ایسا نہ کرنا کہ جانا ترک کرو شاید ایک دن لو ہار کی بھی ہو سو دن سنار کی تو ہوتی ہی اور یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ رات کو زلفین آئی تھی عمرو کو اُسکے بڑا خوف ہوا اور لوگوں سے تاکید کی کہ رات کو غافل نہ رہنا غرض مہینہ بھر ہر روز زلفین آئی لیکن مقبل کو کسی روز غافل نہ پایا صورت اصلی بن بن کے پھر دکھاتی ہی جب مقبل تیر و کمان اُٹھاتا ہی بھاگ جاتی ہی آخر ایک روز جو آئی رات بھر پھرا کی جب چار گھڑی رات رہی مقبل کو غنودگی آنے لگی آبدار خانے مین آیا پانی لیکر منھ پر ڈالا اتنے عرصہ مین زلفین اسطرح مانند ہوا کے بارگاہ مین آئی کہ دامن تک نہ لگا مقبل پھر اپنی جگہ پر آبیٹھا زلفین جو اندر آئی دیکھا امیر پلنگ پر سوتے ہین اور عمرو بھی سو رہا ہی زلفین نے خنجر نکالا کہ امیر کا سر کاٹوں خوف طاری ہوا کہ یہ مرد ہی اور زلزلہ قاف اسکا لقب ہی شاید جاگ اُٹھے اور میرے خنجر سے نہ قتل ہو سکے تو بہتر یہ ہی کہ اسے کسیطرح لیچل یہ سوچ رہی تھی کہ عمرو کی آنکھ کھلی زلفین کو دیکھکر جان نکلگئی اب حیران ہوا کہ کیا کرون اگر امیر کو آواز دیتا ہون جب تک یہ کام تمام کر چلیگی افسوس ای عمرو جان امیر کی مفت گئی کہ اتنے مین مقبل نے باہر سے دیکھا کہ پردہ مسہری کا ہل رہا ہی مقبل حیران ہوا کہ ایسی ہوا اندر بارگاہ کے جاتی ہی جس سے پردہ اسقدر متحرک ہی بس جلدی سے تیر و کمان لیے ہوے اندر آیا اور پردہ ہٹایا دیکھا کہ زلفین ہی بس اتنی تو آواز دی کہ او چڑیل کیا کرتی ہی اور تیر چلگیا زلفین نے رو بسوے آسمان کیا کہ بھاگ کر نکلجاؤن کہ تیر جو لگا اسفل کے پار گذر گیا چرخ کھاکر گری اس غل مین امیر کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ عمرو نے جست کی اور خنجر مارا کہ سر اُس بیسوا کا بیاض گردن سے جدا ہو گیا غل ہوا کشی مرا نام مین زلفین جادو بود امیر اُٹھ بیٹھے دیکھا کہ لاش زلفین کی خون مین غلطان پڑی ہی امیر نے عمرو کو گلے لگایا اور بہت تعریف کی پھر سب کو خبر ہوئی بادشاہ بھی آئے جو آیا عمرو کی تعریف کی کہ اسمین مقبل بھی گوشے سے باہر آیا عمرو نے کہا برادر تم کہان تھے اور آج ایسا غافل ہوے مقبل نے سارا حال کہا کہ مین نے تیر مارا امیر نے کہا دیکھو تیر کس جگہ لگا ہی غرض لاش کو دیکھا تو ایک راہ کی دو راہین نظر آئین پھر تو مقبل کو خلعت ہوا عمرو کو روپیے دیے وہان خان اعظم کی بارگاہ مین بسبب ہونے زلفین کے رستم دو گھڑی رات رہے سے آیا ہوا بیٹھا تھا کہ یکایک اوندھے منھ دنگل سے نیچے گر پڑا خان اعظم نے کہا ارے جلد اُٹھاؤ یہ کیا ہوا غرض بعد تھوڑی دیر کے رستم کو ہوش آیا دیکھا کہ نوشیروان خان اعظم سب کافر بیٹھے ہین نہ بادشاہ اسلام نہ امیر نہ اور بھائی بند کوئی نظر آتا خان اعظم سے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی مین یہان کب آیا اور کیونکر آیا صلصال نے بختک کی صورت دیکھی بختک نے کہا خدا خیر کرے کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہی کچھ سوچ کر بختک نے رستم سے کہا کہ ای رستم تم یہ کیا کلمہ کہتے ہو تمنے باپ کا سر مہر زلفین مین کھا نہین بت باندھے خدا پرستون سے لڑے بت پرستی اختیار کی جب تو اس بارگاہ مین بیٹھے آج تم کو کیا ہوا ہی ملکہ آتی ہونگی امیر کا سر لیے گئی ہین بس یہ سُنتے ہی بت توڑکر پھینک دیے اور بہ نگاہ غیظ طرف خان اعظم کے

رکھتا ہی مہر پدری سے جوش کیا فرمایا صاحبو میرا بیٹا مجھسے برخلاف ہی مین جو چاہون اُسکے حق مین کرون دوسرا یہ ان
ہی کہ اُسے قتل کرے اور وہ بھی جادوگر میری زندگی مین قتل ہو جائے اور مین مدد نہ کرون اور یہ بھی ظاہر ہی کہ مسحور
ہی اپنے ہوش مین نہین ہی یہ کہکر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے ساتھ ہی امیر کے پانسو بھی تلوار لیے
اُٹھے امیر اشقر پر سوار ہوے سب سردار اپنے اپنے گھوڑون پر بیٹھے عمرو نے رکاب تھامی راستہ کوہ کا لیا وہان بجنتک
کہہ رہا ہی کہ ای میان اکوان تم جانتے ہو کہ یہ کون ہی یعنی رستم بن حمزہ ہی یہ یقین جانو کہ اگر اسکے باپ کو خبر ہوئی وہ جانے
نہ رکھیگا کہ کوئی اسے قتل کرے اکوان نے کہا حمزہ میرا کیا کر سکتا ہی ایک چھو کرنے مین تو تمام حال لشکر کا تباہ
کر دونگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور بجنتک کی نگاہ پڑی پہچانا نوشیروان سے کہا کچھ رنگ بدلا جا ہنا ہی اور
کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کہ دامنہ گرد کا شگاف ہوا دیکھا تو امیر آتے ہین بجنتک نے خان اعظم اور نوشیروان کو
تو سوار کیا اکوان نے کہا آپ کیون گھبراتے ہین مین ابھی ان سب کو غارت کیے دیتا ہون اور اپنے جادوگرون سمیت
نیچے کوہ کے اُترا عمرو نے دیکھا دوڑکر امیر کے پاس آیا کہا یا امیر اسم اعظم یاد ہی امیر نے فرمایا ہان یاد ہی کہا جلد پڑھکر
دم کیجیے امیر باطل السحر پڑھنے لگے اکوان نے سحر کیا جتنے سردار جہان تھے سب وہین رہگئے لیکن دیکھا تو امیر
بڑھتے چلے آتے ہین اب تو اکوان گھبرایا کہ امیر قریب پہونچگئے تھے سرسون کے دانے سحر کرکے تین مرتبہ مارے
وہ بلا گردان ہوگئے چھرچھر کرکے گر پڑے ترنج ایک وہ بھی سامنے آکر پھٹا اور گر پڑا اب اکوان بھاگا امیر دوڑے
اکوان ٹھوکر کھا کر گرا ہنوز سنبھلا نہ تھا کہ سر پر تیغ چمکتی نظر آئی آن واحد مین صورت بدل گئی ایک کے
دو ہوگئے خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اکوان جادو بود ادم علمشاہ چھوٹا
یہان امیر نے اسکو مارکر نعرہ کیا نعرۂ امیر + امیر عرب صنیغم روزگار + بحکم خدا البتہ شمشیر جار + بکیے تیغ قمقام و صمصام نام +
بکیے تیغ عقرب بکیے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد + ہمہ سرکشان جملہ در خاک کرد + اکوان کو مارکر امیر
جادوگرون پر جا پڑے جو سردار امیر کے سحر اکوان سے رک گئے تھے وہ بھی چھوٹے اب جادوگرون کو قتل کرنا
شروع کیا امیر برابر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا اُدھر سے رستم چلا کہ امیر کا سر کاٹون زلفین عقاب
بنکر رستم کو اُٹھا لیگئی یہان بہت سے جادوگر مارے گئے آخر کو کچھ ساحر لاش اکوان کی لیکر طرف ظلمات کے روانہ ہوے
العجب یہ خان شش گزی جدا لڑ رہا ہی جسکے دولتی ماری پشت کو توڑکے پار گزری خان اعظم نے کہا یہ کون ہی
بجنتک نے کہا اگر مین تجکو سوار نہ کرتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا ایک دولتی مین کام تمام کرتا بس اب بھاگو یہ سنکر
نوشیروان اور صلصال دونون بھاگے ترکون نے دیکھا یہ بھی بھاگے میدان صاف ہوگیا امیر فتحیاب ہوے
عمرو نے کہا یا امیر بس اب چلیے امیر نے کہا رستم کہان ہی عمرو نے کہا اُسکو زلفین لیگئی غرض امیر سارا مال لوٹ کے
اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ سے کل کیفیت بیان کی زخمیون کے ٹانکے دلوائے اُدھر خان اعظم بھی بارگاہ مین آیا
بعد اُسکے زلفین بھی رستم کو لیے ہوے پہونچی بجنتک نے کہا ای زلفین اب تم کمر ہمت باندھو تو سر امیر کا کٹے اسلیے
کہ وہ رستم کو قتل نہ کرینگے پکڑ لیجائینگے لڑائی بھی تمنے دیکھی لیکن اب اسطرح جاؤ کہ کوئی تمکو نہ دیکھے اگر کسی نے دیکھ لیا
تو پھر امیر بارگاہ سلیمانی مین سوئینگے وہان سحر کسی کا اثر نہین کرتا زلفین نے کہا بہتر غرض وہانسے اپنے گھر مین آئی
اور لوٹ کر عقاب بنی اور لشکر امیر کی طرف چلی جب لشکر مین پہونچی ہر طرف پھری اور سحر کرتی گئی جو جہان
تھا وہ وہین بیہوش ہوگیا لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام کرتے تھے عمرو نے پہلے ہی سے کچھ سوچکر بندوبست
کر لیا تھا کہ شاید ساحرہ آئے اور جاسوسون نے بھی آکر خبر دی تھی کہ کچھ زلفین سے اور ملک بجنتک سے

کہ زور نہ طلسم عقل کی کوتاہی رسی جل گئی مگر بل نہین گیا رستم نے کہا بہادر ہی تو میرے ہاتھ پاؤن بر سے سحر اُتار دیکھ کیا حال کرتا ہون اکوان نے کہا اب تیرے کباب لگاتا ہون ذرا اُس گیسو بریدہ کو بھی لے آؤن کا اتنی دیر مین زلفین بھی آپہونچی اور اُسنے رستم کو بندھے دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا اور صورت اصلی پیدا کرکے بالاے کوہ آئی ایک ساحر نے خبر کی کہ صلصال کی دختر ملکہ زلفین آتی ہین اکوان دیکھنے لگا جیسے ہی نگاہ پڑی عاشق تو تھا ہی سارا غصہ فرد ہوگیا اُٹھ کھڑا ہوا زلفین پاس اسکے آکر کرسی پر بیٹھنے لگی رستم نے زلفین کو دیکھا کہا کہان جاتی ہی ادھر سے زلفین نے جواب دیا کہ مجکو تجھسے کیا کام رستم بگڑا گالیان دونون کو دینے لگا زلفین برابر اکوان کے بیٹھی پوچھا کیا ہی اکوان نے کہا اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ تجکو اور تیرے باپ کو میرا ذرا خوف نہ آیا کہ اسکے ساتھ شادی کی زلفین نے کہا تو حقیقت سے نہین واقف ہی ارسے جب چار سو بیٹے خان اعظم کے مار گئے اور یہ پسر حمزہ گرفتار ہوا بختک کی صلاح ہوئی کہ اسکے ہاتھ سے مع حمزہ سب کو قتل کروا دیجیے بعد اُسکے اُسکو بھی قتل کیجیے تا عوض ہو خون کا باپ نے میرے مجھسے کہا مین سحر کرکے اسکو دام محبت مین پھنسایا نہین تو یہ کون ہین کون یہ خدا پرست اور تو میرے باپ کو بلوا کر اُس سے بھی دریافت کرلے اکوان خوش ہوا اور کہنے لگا اے جان جہان مین نے تو اور کچھ سُنا تھا کہا دروغ ہوگا غرض اکوان نے الیوان جادو کو پاس خان اعظم کے بھیجا کہ جاکر کہنا کہ آپ آئیے اور نوشیروان و بختک وغیرہ جسکا جی چاہے آئے الیوان تو اُس طرف روانہ ہوا یہان رستم دونون کو گالیان دے رہا ہی اور کہ رہا ہی کہ او مردار میرے پاس نہین آتی کہ اکوان خفا ہوا اور زلفین سے کہا کہ مین ایک ماش مارتا ہون کہ سارا غل مچانا یہ ابھی بھول جاتا ہی زلفین نے کہا ایسا نہ کرنا باپ میرا خفا ہوگا ابھی اس سے بڑے بڑے کام لینا ہین دیکھو مین سمجھائے دیتی ہون اور پاس رستم کے آئی اور چپکے سے کہا کہ تو کیون خفا ہوتا ہی ارے مین تو تجھپر عاشق ہون اکوان کو دم دیا ہی اگر ایسا نہ کرتی جان تیری نہ بچتی رستم چپ ہو رہا زلفین سامنے اکوان کے اختلاط کرنے لگی اور وہان الیوان جادو الیوان مین خان اعظم کے آیا یزک نے خبر کی خان اعظم نے سامنے بلایا الیوان سامنے گیا اور پیغام پہونچایا نوشیروان پسران نوشیروان بختک سب چلے اور ستر ہزار سوار ہمراہ لیے اور نوبت و نقارہ بجتا ہوا بڑی دھوم سے کوہ پر پہونچے دیکھا تو عجب مقام فضا کا ہی سبزہ قلہ کوہ سے پائین کوہ تک نظر آتا ہی تمام چمن گلہاے رنگا رنگ سے مہک رہے ہین بوے خوش چلی آتی ہی چادر آبشار چھپ رہی ہی اکوان کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آیا اور خان اعظم کو مجرا کرکے لیگیا زلفین نے چاہا مین بھی جاؤن رستم نے نہ جانے دیا زلفین نے کہا ارے میرا باپ کیا کہیگا کہ اتنے مین خان اعظم پہونچا داخل بارگاہ ہوا بختک نے زلفین اور رستم کو جو دیکھا کہا واہ بی زلفین اور اے رستم یہی چاہیے ہم سب کا تو تمھاری تلاش مین عجب حال تھا تم یہان مزے کر رہے ہو یہان سے پھر خان اعظم پاس آیا اور کہا کیا خوب ایک کو سائی دوسرے کو بدھائی اب یہ ہنستا ہوا بیٹھا خان اعظم نے بھی اکوان سے وہی کہا جو زلفین نے کہا تھا اکوان نے کہا اگر مین یہ جانتا تو نہ آتا بختک نے کہا خوب ہوا آپ آگئے اور آپ کیا بڑے بیٹے خان اعظم کے یعنی بڑے داماد ہین اکوان نے کہا بڑے داماد کیسے بختک نے کہا بھئی اصلی آپ ہین اور ایک نقلی بنے ہوے ہین یہ سُنکر اکوان بگڑا کہا یہ کون مسخرہ ہی خان اعظم نے حال بختک کا بیان کیا غرض یہان تو جام گردش مین آیا مگر یہ خبر جاسوسون سے امیر کشور گیر کو پہونچی

اب چند کلمے داستان مارنا اکوان جادو کو امیر کا اور چھوٹنا رستم کا بیان ہوتے ہین

جیسے ہی امیر نے سُنا کہ خان اعظم اکوان جادو کے پاس گیا ہی کیونکہ وہ رستم کو پکڑ لے گیا ہوا اور ارادہ قتل کا

جو آیا صبح ہو چکی تھی لوگون نے ملک جی کو پہچانا سلامی اُتری یہ بھی بجیلے سروا لو نہین زلفین کے باغ مین آیا یہان بھی
مجرا کیا اور سلامی ہوئی اندر رستم و زلفین ابھی سو نے سے جاگے ہین پلنگ سے نیچے تک نہین اُترے ہین کہ دیکھا
بختک چلا آتا ہی اس حال سے کہ برہنہ زلفین نے مُنہ پھیر لیا کہا او حرامزادے یہ کیا کیا بختک نے کہا جو
کچھ کیا آپ کے صاحبزادے نے کیا خوب بیٹا بنایا تھا ارے وہ عمر و تھا امیر کو لیگیا زلفین نے گنبد کا دروازہ
کُھلا پایا بختک نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا دور ہو زلفین نے کہا جا یہاں سے بختک اسیطرح دربار میں
خان اعظم کے پاس آیا نوشیروان بھی بیٹھا ہی خان اعظم حیران ہو کر یہ کیا سوانگ ہی بختک نے کہا یہ ساری خطا در بھیا
بیزک کی ہی خوب لڑکے بھیجا بیزک بھی ذلیل ہوا بختک کو زلفین نے جوتیان لگائین خان اعظم خفا ہوا نوشیروان
تو بہت کھسیانا ہوا کہ تو نے مجکو ذلیل کیا دور ہو او ملعون بختک نکل کے حمام مین آیا دہان عیارون نے امیر کو
آتے دیکھا سب دوڑے جا کر بادشاہ کو خبر کی سب سردار آگے استقبال کر کے امیر کو لیگئے بادشاہ نے حکم دیا کہ طبل
شادمانی بجے اُسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی یہ خبر خان اعظم کو بھی پہونچی کہ امیر اپنے لشکر مین پہونچ گئے
اتنے مین بختک بھی کپڑے بدل کے آگیا اپنی جگہ پر بیٹھا رستم و زلفین سب بیٹھے خان اعظم کو بڑا صدمہ ہوا بختک
کی طرف دیکھ کر کہا کہ تجھسے زیادہ نامرد نہین ہون امیر کو نکالدیا بختک نے کہا مین کیا کرتا یہان تو اتنی ہی بات پر خیر
گذری کہ نامرد کہا گیا جوتیان پڑین وہان تو جان نہ بچتی کہ رستم نے کہا مین سر میدان سر کاٹونگا اور رامی
زلفین تو نے یہ کیا کیا کہ امیر کو قتل نہ کروایا نہین تو ابتک لاش کا پتا بھی نہ لگتا بختک نے زلفین سے چپکے سے
کہا کہ دیکھو ہم تمھاری نیکی کے لیے کہتے ہین رستم کو سر میدان نہ جانے دینا اب تمھارا مطلب تو ہوے جاتا ہی اگر یہ
گیا لوگ اسے گرفتار کر لین گے پھر شکل دیکھنے کو ترسو گی زلفین سوچی کہ یہ سچ کہتا ہی غرض دربار برخاست ہوا
زلفین اپنے باغ مین گئی رستم اُٹھ کے اپنے رہنے کے مکان مین آیا

داستان آنا اکوان جادو منگیتر کا زلفین کے پاس اور پنجہ بنکے رستم کو لیجانا

رستم جیسے ہی دروازے پر اپنے مکان کے پہونچا ایک بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا رستم کو
اُٹھا لیگیا ایک شور ہوا کہ کوئی رستم کو لیگیا یہ خبر خان اعظم کو ہوئی بیزک سے کہا جا کر تلاش کرو تمام عیار جا کر
کوسون تک ڈھونڈھ پھرے زلفین سے کہا کہ کہین پتا نہین لگتا یہ سن کر زلفین کوٹھے پر آئی ماش کے آٹے کا
پتلہ تیار کیا پیشانی کا خون لیکر اُسکے مُنہ مین دیا اور کہا حال رستم کا بیان کر پتلا اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بیان کیا
کہ اکوان جادو آپکا منگیتر آکر اُٹھا لیگیا اور فلان کوہ پر ہی یہ کہکر پتلہ جلگیا اور زلفین عقاب بنکر طرف کوہ کے
روانہ ہوئی وہان اکوان جادو کہ ظلمات مین تھا جب اسے یہ خبر پہونچی کہ نکاح زلفین کا رستم کے ساتھ ہو گیا
ازبسکہ یہ عاشق تھا زلفین پر کمال رنج ہوا اور اُس سے شمامہ جادو سے کچھ قرابت بھی تھی بلکہ اُسی نے یہ شادی بھی
ٹھہرائی تھی غرضکہ اکوان جادو بارہ سو ساحر ساتھ لیکر قریب شہر کے ایک کوہ تھا اُسپر آکر اُترا وہان سے تلاش
میں نکلا اُٹھا لیگیا بالاے کوہ لا کر گرفتار سحر کر کے سامنے رستم کو کھڑا کیا سب ساحر گرد بیٹھے تھے رستم سے پوچھا
تیرا ہی نام رستم ہی رستم نے کہا او گیدی جان بوجھکر پوچھتا ہی اگر تو نے مجکو نہین پہچانا تو کیونکر لایا مین رستم پیلتن
و بیل کن اکوان نے کہا تو پھر کیا وجہ تھی کہ تو نے میری منگیتر سے عقد کیا اب تجکو قتل کرونگا بلکہ تیرے باپ کو
بھی کہ اُسنے بہت ساحرون کو مارا ہی جب رستم سمجھا کہ یہ زلفین کا منگیتر ہی کہا او گیدی کیا بکتا ہی ایک ہاتھ
مارونگا کہ دو پر کالے ہونگے اور چاہا دوڑ کر حملہ کرون ہاتھ پأون قابو مین نہ تھے اکوان ہنسا اور کہنے لگا

عمرو نے کہا قفل کھولو بختک نے کہا اگر حکم ہو زلفین کے پاس سے کنجیان لے آؤن عمرو نے کہا او حرامزادے چپ
دم دیتا ہے کہ کنجی کے بہانہ خبر کر دون بختک نے کہا مرشد حقیقت مین مین یہی سوچا تھا سچ سچ کہہ دیا شرمندہ
کنجیان نکالین اور قفل کھولا اندر اور مکان ملا اسکا قفل بختک سے کھلوایا بختک نے ترابی کی عمرو نے بختک کو نکالا غرض
قفل کھولکے اندر آئے امیر نے بھی آواز دروازے کی سنی خاک پر بیٹھے تھے بال بڑھ گئے تھے اندھیرا گھپ عمرو اور بختک نے
سلام کیا امیر سمجھے بختک آیا ہے ابکی لیجاکے قتل کریگا کہ اسمین امیر کے پاؤن مین نوک خنجر کی لگی جانا کہ بچھو نے ڈنک مارا
امیر نے پاؤن ہٹایا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور قران نے سر نکالا بختک کو دیکھکر سر نیچے نقب کے کر لیا عمرو نے
کہا اے آقاے نامدار آپنے غلام کو نہین پہچانا جیسے ہی عمرو کی آواز امیر نے سنی خوش ہوے کہ یار وفادار آپہونچا کہ عمرو
نے فتیلہ عیاری روشن کیا اجالا ہوا قران نے بھی آواز استاد کی پہچانی یہ بھی نقب سے باہر آیا عمرو نے سارا حال
اپنے آنے کا بیان کیا قران کی تعریف کی کہ اے جان بخش عمرو تو نے بڑا کام کیا یہ مرتبہ تیرے ہی واسطے ہے قران نے
عرض کیا کہ حضور مین ایک ضعیفہ کے گھر مین رہا اور کھانا سب کو کھلاکے بیہوش کیا اور یہانتک نقب دے کر اپنے کو
پہونچایا غرض امیر کو باہر لائے قید امیر نے توڑ ڈالی اور چلے عمرو نے کہا کہ اب دروازے کیطرف سے چلو بختک نے
کہا اسی طرف سے چلیے عمرو نے کہا او گیدی اب ہم زلفین کیطرف جائین تاکہ تو اُسے ہوشیار کر دے غرض دروازے
پر آئے دروازہ جو کھولا دیکھا چالیس سر کٹے پڑے ہین اور ایک شخص سیاہ پوش پٹ مین چھپ گیا عمرو نے پہچانا
آواز دی سمک سامنے آیا عمرو نے کہا شاباش تو بھی امیر کو چھڑا چکا تھا جب یہانتک آیا اب کیا باقی رہگیا تھا
عمرو نے بختک سے کہا دو مرکب منگواؤ بختک نے کہا دوسرا کیا ہوگا عمرو نے کہا تیرے واسطے بختک کی جان نکلگئی
منتین کرنے لگا کہ اب آپ جائین میری جان نہ بچیگی صبح کو خان اعظم مار ڈالیگا عمرو نے کہا بچا صبح کیسی تم ابھی مارے جاؤگے
بختک نے کہا اچھا اور آگے چلیے تو چوبدار کو آواز دون اور تھوڑی دور بڑھکر آواز دی کوئی حاضر ہے ایک چوبدار
آیا عرض کیا فرمائیے کہا جلد جاکر دو مرکب لا اُسنے کہا آپ تو اکیلے ہین دو مرکب کیا کیجیے گا اور اسوقت مرکب
کا کیا کام ہے بختک نے کہا تو اندھا ہے مین اکیلا ہون اگر تجھسے کہونگا تو تو کیا کر سکتا ہے ارے میرے ساتھ
ملک الموت ہین اُسنے کہا یہ تو امیر معلوم ہوتے ہین بختک نے کہا پھر مجھسے کیون پوچھتا ہے جاکے مرکب لا اور
عمرو نے کھنکارا بختک نے شور کیا کہ جلد مرکب لا وہ جلدی سے دو مرکب لایا ایک پر امیر دوسرے پر بختک کو سوار کیا
اب بختک ڈر لگی چلا عمرو نے کہا پھر حرامزدگی کرتا ہے کہ جسمین صبح ہو جائے جلد گھوڑے کو بھگا آخرکار مجبور ہو کر گھوڑے
کو دوڑایا طلایہ گشت پھر رہا تھا روشنی معلوم ہوئی عمرو نے کہا بچا اب ان سب کو منع کرو بختک آگے بڑھا اُن سب نے
کہا کون اُسنے کہا بختک اُنھون نے کہا آپ اسوقت کہان چلے اور یہ کسکو لیے جاتے ہین بختک نے کہا تم سب اندھے
ہوا رے حرامزادو یہ راز شاہی ہین جو خواصوان نے حکم کیا وہ مین بجا لایا اب صبح کو پھر کے کہونگا جاؤ اپنی چوکی پہرے
پر وہ وہین پھر گئے بختک پلٹا وہ لوگ پھر پیچھے پیچھے چلے کہ دیکھین کیا ہے عمرو نے کہا کیون تو منع نہین کرتا اور بختک
نے گالیان دین وہ لوگ گالیان سنکر پلٹے کہ ہمین کیا غرض اسیطرح جو ملا اُسے بختک نے ڈانٹا وہ جدھر سے
آیا تھا اُدھر پھر گیا آخر شہر سے دو کوس تک نکل آئے بختک قدم پر امیر کے گر پڑا کہ اب مجھکو آزاد کیجیے امیر نے عمرو سے
کہا ہمارے سر کی قسم جانے دو عمرو نے کہا جا اور گھنا مرکب کا اُتار لیا تھوڑی دور بختک گیا ہوگا کہ عمرو دوڑا اور کہا
ابھی ٹھہر جا بختک ٹھہرا کہ اب کیا ہے جب عمرو فریب سوچا کہا کپڑے بھی اُتار دے مرکب بھی چھین لیا کسی دھوبی کا گدھا
پھر رہا تھا بختک کو ننگا اسپر سوار کیا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے کیا کہا چلا جا بختک اسی حالت سے چلا دروازہ شہر کے

قزاق نے زنگر ہنسے کہا کہ ان پیادون کو بھی کھانا جائیگا اُسنے کہا سب سے پہلے اور یہان سرا مین بیزک آیا اور کہا کہ
سوداگر کہان ہی داراب بیچ بے سے باہر آیا بیزک کو سلام کیا اُسنے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہی مگر یہ نہ جانا کہ داراب ہی
اپنے شاگردون سے کان مین کہا کہ انھین پکڑلو سب کمندین لے لے کر آئے اور حلقے کمند کے چلنے لگے یہ سب بھی نیچے
پکڑ پکڑ کے کود سے اور لڑنے لگے دم بھر کے بعد بھاگے جسنے جہان سے راہ پائی رات بھی ہو گئی تھی صاف نکل گیا بیزک
سب کو بھگا کر پھر آکر چل کر ان کا مال لینا چاہیے یہان جو آیا دیکھا کہ ایک لڑکا چار پانچ برس کا بہت خوبصورت بیٹھا ہی
بیزک کو دیکھ کر رونے لگا بیزک اُسکی صورت پر عاشق ہو گیا کہا کیون روتا ہی کہا آپ ہی قتل کرتے ہو آپ ہی
پوچھتے ہو بیزک نے کہا یہ کیا لڑکے نے کہا تم بھی اُنھین کے ساتھ والے معلوم ہوتے ہو جو ابھی بھاگ گئے یہ
قزاق تھے مان باپ کو میرے قتل کیا سارا مال اسباب لوٹ لائے مجکو ہمراہ لے لیا تھا بیزک کو یقین آگیا عیارون
نے بیزک کی تعریف کی کہ واہ مہتر جی خوب پہچانا بیزک نے لڑکے سے کہا بیٹا تو نہ ڈر مین قزاق نہین ہون تو میرا فرزند ہی
اور مال بھی تجھے بہت دونگا تو میری جان و مال کا مختار ہی اور یہ خبر زلفین کو ہوئی کہ مہتر بیزک نے آج یہ کام کیا
زلفین نے بلوایا بیزک سامنے آیا پوچھا وہ لڑکا کہان ہی بیزک لڑکے کو لیکر سامنے آیا زلفین لڑکے کو دیکھکر بے اختیار
ہوئی کہا ای بیزک اسکو مجھے دے مین پالونگی بیزک نے کہا یہ مجھسے نہ لیجیے یہ میرے کام کا ہی اسکی چتون سے ظاہر ہی
کہ یہ عیار بے بدل ہوگا جو جیسے گا وہ دیکھیگا زلفین نے کہا مین اسے بیٹا کرونگی مگر لڑکا بیزک کے پیچھے چھپنے لگا
اور رونے لگا کہ مین تیرے پاس رہونگا زلفین نے مٹھائی منگوائی میوے لاکر رکھے لڑکا نہ بولا اب اُسنے کچھ کھلونے
جواہر نگار منگوائے تو یہ لڑکا چپ ہوا اور کھیلنے لگا بیزک تو چلا گیا زلفین لڑکے کو پیار کرنے لگی اور رستم سے کہا شاید
ہمکو لات اسکے سبب سے فرزند دے کہ اس اثنا مین خبر پہونچی ملک بختک آتے ہین سبب یہ تھا کہ وزرات کو بختک ملکہ
کے پاس رہتا تھا اور مسخراپن کرتا تھا عمرو نے جو سُنا کہ بختک آتا ہی جان نکلگئی کہ یہ گیدی ضرور پہچان لیگا غرض جب
بختک سامنے آیا لڑکا جو گود سے تڑپا نیچے گر پڑا اور ایک چیخ ماری آنکھین بند کرلین اور ایسا رویا کہ دم اُلٹ گیا ہچکی
لگ گئی اب سب بہلاتے ہین مگر چپ نہین ہوتا زلفین نے کہا کیا ہوا لڑکے نے کہا یہ جو آیا ہی اسی کی صورت کا تھا جسنے
میرے باپ کو قتل کیا زلفین نے کہا ملک جی تم ہٹ جاؤ اُسنے کہا کیون زلفین نے کہا تمھاری صورت اسکے باپ کے
قاتل سے مشابہ ہی اس سبب سے اُسکی جان نکلی جاتی ہی بختک نے صلواۃ پڑھی اور کہا ذرا مجکو تو دکھائیے زلفین نے
کہا او حرامزادے تو میرے بچے کی جان لیگا کیا مضائقہ ہی تو باہر رہ بلکہ ملکہ نے جلدی سے ایک قنات بیچ مین رکھوا دی
بختک تو ایک حرامزادہ ہی قنات سے جھانکنے لگا اور لڑکا پھر تڑپا کہ وہ دیکھ رہا ہی زلفین اور رستم بختک پر
بہت خفا ہوئے آخر بختک ہٹ گیا لڑکے کو ایک صحنچی مین پلنگ بچھوا کر لٹا دیا اور تھپک تھپک کے سلا دیا جب جانا کہ
لڑکا سو گیا زلفین باہر آئی بختک نے کہا لڑکے نے تو آپ سے ہمین خوب جدا کروایا زلفین نے کہا ملک جی اسمین کیا
عجب ہی ایک صورت کے ہزار ہوتے ہین بختک نے کہا دیکھا تھنے اگر بیزک نہ پہچانتا تو عیار آ چکے تھے اور مجکو تو اب
بھی خوف ہی ذرا لڑکے کو دکھا دو کہا ملک جی دو چار روز مین وہ ہل مل جائیگا دیکھ لینا غرض یہ باتین کرکے اندر آئی اور
آپ رستم کو لیکر پلنگ پر لیٹی باہر بختک اپنے پلنگ پر سویا جب دو پہر رات گئی سب سو رہے عمرو اُٹھا اور آکر بختک کو جگایا
دیکھا بختک نے کہ وہی لڑکا سہم گیا کہ مرشد ہین عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا بختک نے کہا صدقے مین آپکے غلام پہلے ہی
سمجھ گیا تھا کچھ بھجوانے کی احتیاج نہ تھی عمرو نے کہا بس اب چلکے بتاؤ کہ امیر کہان ہین بختک نے کہا مین نے تو آپکو بتا دیا تھا
آپ جائین عمرو نے کہا بے دم اور کسی کو دو لیس چپکے چپکے چلو آخر ناچار بختک ہمراہ ہوا اور عمرو کو اس گنبد مین لایا

کہا تمہی رات انھین قید رکھو صبح کو قتل کرینگے غرض ایک خیمے مین قید کیا چوکی پہرہ قائم ہوا مگر یہ خبر رستم اور زرلفین کو
ہوئی کہ خان اعظم کو کوئی چرا لیگیا رستم نے کہا مین ابھی جا کر لاتا ہون زرلفین نے منع کیا کہ ای رستم تم تو جاؤ میرا ذمہ
جو کوئی لیجا سکے ابھی لیے آتی ہون یہ تو ادھر اپنی فکر مین مصروف ہوئی وہان صبح کو عمرو جو آیا دیکھا تو خان اعظم نہین
ہی نقب لگی ہوئی ہی پیٹر از ردھنگ عیار کا معلوم ہوتا ہی صبح ہو چکی تھی اس سبب سے بختنک کو نہ لیجا سکا
عمرو نے بختنک کو نکالا اور کہا کہ سچ بتا ای بختنک امیر کو قتل کیا یا زندہ ہین اگر سچ کہا یہین سے خلعت دے کر
رخصت کر دونگا کوئی تجھسے نہ بولیگا اور اگر نہ بتایا تو یہ جان لے کہ یہ خنجر پار ہی اور نوک خنجر کی کوکھ مین چبھوئی بختنک
بلبلا گیا اور کہا مین ابھی بتائے دیتا ہون مگر قسم کھائیے عمرو نے قسم کھائی کہ تجھے چھوڑ دونگا بختنک نے کہا
کہ حضور بھلا آپ کی اور میری سلامتی مین کوئی امیر کو مار سکتا ہی اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ فلان
جگہ قید ہین بس عمرو نے بختنک کو خلعت و مرکب دیا اور چھوڑ دیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی کہ خان اعظم تو چوری گیا
اور بختنک کو عمرو نے چھوڑ دیا سعد نے کہا لاؤ عمرو کو عمرو سامنے آیا سلطان سعد نہایت برہم ہوئے عمرو نے
دیکھا کہ بادشاہ نہایت غیظ مین ہین شل امیر کے غصہ ہی چپکے سے کان مین کہا کہ مبارک ہو امیر زندہ ہین بختنک سے
مین نے اقرار کیا تھا کہ اگر امیر کو بتاویگا تو تجھے چھوڑ دونگا اُسنے قسم لے لی تھی اب آپ امیر کو مجھسے لیجیے کہ امیر قید ہین یہ
راز افشا نہو سعد یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے اور کہا کہ جلد جا کر امیر کو رہا کر کے لاؤ عمرو بارگاہ سے باہر آیا عیارون کو
جمع کیا داراب گلبری کو خواجہ بازرگان بنایا اور آپ گماشتہ بنا اور مہتر قران اور سمک نے غول الگ کیا تین غول
ہوے اپنی اپنی راہ الگ اختیار کی عمرو ایک طرف گیا وہان بختنک جو آیا زرلفین سے کہا کہ عمرو نے سب حال امیر کا
پوچھ لیا اب حمزہ چھوٹ جائیگا زرلفین نے کہا او گیدی آپ ہی تو امیر کو پوشیدہ کروایا اور آپ ہی بتا دیا بختنک بولا کہ
اگر نہ بتاتا تو جان نہ بچتی مثل مشہور ہی کہ جان ہی تو جہان ہی ای زرلفین اب کسیطرح امیر کو بچاؤ سب عیار آئینگے بس زرلفین
جادو باغ مین آئی اور کچھ سحر کیا کہ ایک روشنی قلعہ پر پیدا ہو گئی عمرو چلا جاتا تھا رات کا وقت تھا کہ قران نے آکر
عرض کیا آپ کہان جاتے ہین اب آگے نہ بڑھیے گا کہ حصار سحر ہی میرے ساتھ کے کچھ عیار جیسے ہی روشنی مین پہونچے بیہوش
ہو کر گرفتار ہو گئے مین بھاگا بس عمرو نے وہین قیام کیا رات بسر کی صبح کو قافلہ سمیت داخل شہر ہوا سرا ے مین اُترا
یہ جو خبر خان اعظم کو ہوئی کہ امیر زندہ ہین بیزک کو حکم دیا کہ خبردار رہنا عیار آئینگے سارے شہر مین بیزک عیارون
سمیت انتظام کرتا پھرتا ہی جو سوداگر آتا ہی اُسکو دیکھ جاتا ہی مہتر قران بھی داخل شہر ہوا قافلہ کو چھوڑا تنہا
نکلا ایک ضعیفہ کے دروازے پر پہونچا دیکھا کہ چرخا کات رہی ہی سلام کیا اُسنے کہا پوت تو کون ہی قران نے
کہا مسافر ہون میرے کوئی نہین ہی ضعیفہ نے کہا اگر تو خدا پرست ہوتا تو مین بھی مسلمان ہوتی اور قاعدے اسلام کے
پوچھتی کلمہ پڑھتی اور اپنا بیٹا بنا کر سارے گھر کا تجھے مختار کرتی بیٹا صد ہا خون کیے ہین لاشین گھر کے کنوئین مین
ڈالدی ہین اب مجکو خواب ہوا جہنم دیکھ کر بہت ڈری اور اپنے فعل سے توبہ کی قران نے کہا مین بھی خدا پرست ہون
بس ضعیفہ نے کلمہ پڑھا ہاتھ پکڑ کر گھر مین لائی سب مال و اسباب دکھایا قران نے دیکھا کہ بڑی دولت ہی ہزارون
کو اسنے قتل کیا ہی لیکن پڑوس مین ایک رنگریز رہتا تھا اُسکے یہان کچھ شادی تھی کھانا پک رہا تھا سامنے کوتوالی
چبوترہ تھا اُسپر خان اعظم کی طرف سے پیادے اُترے ہوے تھے قران نے ضعیفہ سے کہا مائی تجھسے اور رنگریز سے
بھی ملاقات ہی اُسنے کہا بڑی دوستی ہی دوسرے ہمسایہ ہی قران نے کہا اگر کہو تو مین شادی کا بندوبست کرون ضعیفہ
نے کہا بہتر ہی اور رنگریز سے بیان کیا اُسنے کہا مفت مین کام کرنے والا ملا قران کے سپرد کھانے کا انتظام کیا

کہ کیونکر عمرو پاس جاؤن اب نذر معقول ہاتھ لگی جا کر عمرو کو دونگا اور تو لو کافر ہو گیا رستم اُٹھا سماک بھاگا کر رستم
باہر آیا مرکب پر سوار ہوا بجنتاک نے روکا رستم نے کہا یہ بارگاہ مین جائیگا مین وہین بھاگ کے مار ڈالونگا آپ آگے سماک پیچھے
رستم دوڑتے چلے جاتے ہین سماک نے دیکھا کہ سامنے دریاے مواج ہی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہین جان نکلگئی مگر
مجبور ہوکر دریا مین کودا ایک کنارے مین ایک کول تھا اُسمین چھپ رہا اب رستم کنارے دریا کے پہونچا وہان بجنتاک
نے زلفین سے کہا کہ عیار رستم کا رستم کو لگا لے گیا رستم وہان گرفتار ہو جائیگا پھر کس سے خواہش مٹاؤ گی زلفین اُسوقت
سحر کرکے اُڑی اُدھر رستم نے مرکب کو دریا مین ڈالا تنگ نہ ڈھیلا کیا تھا گھوڑے سے علحدہ ہوکر غوطے کھانے لگا
عین وقت پر زلفین پہونچی اور رستم کو نکالا کنارے پر لائی اور کہا واہ ای رستم ایک بت کیواسطے جیلے کتے رستم نے
کہا ای زلفین مجھے عیار پر غصہ آیا بت کے لیے نہین جاتا تھا زلفین نے کہا اچھا اب پھر چلو رستم نے کہا مین بغیر
مارے نہ جاؤنگا یا گرفتار کر دونگا یہان تو یہ رد و بدل ہی سماک جھاڑیونکی آڑ پکڑ کر نکلگیا اُدھر سے عمرو امیر کی تلاش مین آتا تھا
سماک سے ملاقات ہوئی سماک نے عمرو کو مجرا کیا اور سب حال کہا اور بت نکال کے نذر دیا کہ اسی واسطے نہ آتا تھا کہ خالی ہاتھ
کیا جاؤن اور اب رستم کو زلفین نے دریا سے نکالا ہی لیے جاتی ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ بت کو دیکھکر بت منگیا پلک
پر پلک نہین مارتا کہ ایسا نہو آنکھ کھولنے چھپ جائے سماک کو گلے سے لگا لیا اور کہا بیٹا تو لشکر مین جا مین بھی آتا ہون
اور یزک کی صورت بنکر سامنے زلفین کے گیا سلام کیا زلفین نے کہا دیکھو ای یزک رستم کسیطرح نہین مانتا اس کو
سمجھا کر پھر لیچل یزک نے رستم کو سمجھایا کہ آپ اس ٹیکرے پر بیٹھیے مین سماک کو لاتا ہون اور یا خبر لاتا ہون زلفین
خوش ہوئی اور کہا اچھا جاؤ یزک عملی تھوڑی دور گیا اور شراب کی بوتل اور گزک کا سامان لاکر زلفین کے سامنے
رکھدیا اور کہا اسے آپ نوش کرین مین راہ مین سوچا کہ شاید مجھے دیر ہو جائے آپ جبتک شغل کرین زلفین اور زیادہ
خوش ہوئی اور کہا ای یزک یہ تو میرے دل کی بات کی عمرو تو پوشیدہ ہو گیا اور اُن دونون نے شراب پی
بیہوش ہوے عمرو نے جال مین دونون کو باندھا اور لشکر مین آیا سامنے بادشاہ کے رکھدیا کہ یہ رستم و زلفین حاضر ہین
سب نے بہت تعریف کی عمرو نے رستم کو مسلسل کیا اور ہوش مین لایا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے سعد کے اسیر دیکھا
بادشاہ نے پوچھا ای رستم یہی چاہیے تھا کہ تمنے باپ کو قتل کیا اب سچ بتا امیر کو مار ڈالا یا نہین ہر ایک نے چاہا کہ رستم کو
قتل کرے جب امیر نہین پھر کسکا پاس بادشاہ نے منع کیا کہ ٹھہرے رہو اور رستم سے کہا کہ اب بھی توبہ کر رستم نے کہا
ای سعد یہی بہادری ہی کہ ایک عیار سے پکڑوا بلوایا سعد نے کہا کیا تمھاری رستمی یہی تھی کہ ایک تو نامے پر زور آزمائی کی
کہ اُسے چاک کیا دوسرے ایک شقتل کے عشق مین امیر کو قتل کیا وہ بھی یون کہ امیر مسحور تھے رستم چپ ہوا یہان
زلفین جادو کے بیہرون نے اُسے ہوشیار کیا یہ چلمن سے روبکاری رستم کی دیکھ رہی تھی اب عمرو نے چاہا کہ زبان
پر زلفین کی سوزن دے اور اُسکی روبکاری کرے کہ اُسنے سحر کیا ساری قید مثل تاگے کے ٹوٹ گئی اور تڑپ کر
پر پرواز پیدا کیے رستم کو اُٹھا کر لے اُڑی مقبل وغیرہ تیر جوڑ کر رہگئے یہ چھاؤ نکل گئی سب کو رنج ہوا یہ سب فکر مین بیٹھے
تھے کہ دیکھا سامنے سے نہنگ بحر عیاری و شیر بیشۂ طراری صاحب بعدۂ گران نظر کردۂ علی عمران یعنی مہتر قران پشتارہ
بدوش آتے ہین مہتر قران نے پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھا دیکھا تو خان اعظم یعنی صلصال ہی سب خوش ہوے
کہ سماک بلیطاقی بھی پشتارہ بجنتاک کا لیے ہوے آیا بادشاہ نے دونون کو خلعت دیے اور اُن کافرون کو ہوش
مین لاکر پوچھا کہ واقع مین امیر کو قتل کیا یا سحر سے قتل کیا ہی صلصال نے قسمین کھائین کہ مجکو نہین معلوم
بجنتاک سے پوچھا اسنے بھی کہا کہ حقیقت مین امیر کو قتل کیا بہت سا دھمکایا مگر نہ بتایا آخر بادشاہ نے کہا

دیکھو رستم کو شراب و کباب کھلاؤ لیکن امیر کو اُسے نہ دکھانا جب حمزہ یہان آئیگا اور تمکو نہ دیکھیگا اسم اعظم نہ پڑھیگا چہار طرف تمھین اور رستم کو ڈھونڈھیگا مین باتون مین لگاؤنگا بس تم اپنی کارروائی کرنا ہاتھو پاؤن اُسکے قابو سے نکلجائین ہم قید کروا لینگے بس زلفین اُٹھی رستم کو اشارہ کیا رستم بھی اُٹھا کمرے پر لگئی شراب و کباب کھلانے لگی

اب ذرا سُنئے داستان گرفتار ہونا امیر کا سحر سے اور سر کٹنا سحر سے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر مع مرکب بارگاہ مین داخل ہوے دروازے پر لوگون نے روکا جسے کوڑا مارا وہ پھڑک کر مرگیا جو گھوڑے کی ڈپٹ مین آیا ہلاک ہوا اسی طرح اندر بارگاہ کے آئے چہار طرف سے دیکھنے لگے بختک نے اُٹھکر مجرا کیا اور کہا مین غلام ہون اب امیر آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین کہ رستم کہان ہے یکایک زلفین نے سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن مین امیر کے رعشہ پیدا ہوا اور گھوڑے سے گرے بیہوش ہوگئے بختک نے بیزک اور گزک سے کہا گرفتار کرلو ان دونون نے امیر کو حلقہائے کمند مین اسیر کیا کہ عمرو بھی پہونچا دیکھا تو امیر گرفتار ہین عمرو اشقر کو لیکر بارگاہ سے باہر آیا اور سوار ہوکے بھاگا خیال کیا کہ اے عمرو اگر تو کھڑا رہا قید ہو جائیگا چلکر بادشاہ کو خبر کر غرضکہ وہان سے خدمت مین بادشاہ کی آیا تمام حال بیان کیا سب کو سُنکر نہایت صدمہ ہوا وہان امیر کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا زلفین اور رستم کمرے سے باہر نکلے کہا لاؤ امیر کو قتل کرین بختک نے زلفین سے کہا اب ایک کام کرو اگر امیر کو قتل کیا یہ جان لو کہ پھر عمرو ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا تم ایک پتلا امیر کی شکل سحر سے تیار کرو اور رستم کو دکھاؤ وہ سر کاٹ ڈالے باپ تمھارا حسب عہد تمھین رستم کے حوالے کریگا چین کرنا اور امیر کو ایسی جگہ قید کرو کہ کسی کو خبر نہو جب کئی دن گذرین اور خدا پرست رو پیٹ کر بیٹھ رہین پھر امیر کو بھی قتل کر ڈالنا ادھر خان اعظم سے بختک نے کہا تو کل صبح کو حمزہ کو قتل کرنا فی الحال چپ ہو رہا اور زلفین امیر کو باغ مین لائی ایک برج تھا اسمین قید کیا اور پتلہ سحر کا بصورت امیر تیار کیا اور بارگاہ مین لیکر آئی رستم سے کہا لو سر امیر کا لو رستم اُٹھا اور تلوار سے سر کاٹا لاش پھنکوا دی سر دروازے پر لٹکوا دیا جاسوسان لشکر اسلام روتے پیٹتے آئے اور سارا حال بیان کیا سلطان سعد کا تو یہ حال ہوا کہ گریبان پھاڑا تاج پر ہاتھ ڈالا کہ اُتار کر پھینکدے کہ عمرو نے روکا بادشاہ تخت سے نیچے اُتر بیٹھے کہ اب تخت سے کیا کام جسنے صاحب تخت کیا تھا وہی نرہا عمرو نے کہا یہ کیا غضب آپ کرتے ہین جو یہ خبر مشہور ہوئی سارا لشکر تباہ ہو جائیگا غرضکہ منتین کرکے تخت پر بٹھایا بادشاہ نے لباس سیاہ پہنا سب سیہ پوش ہوے محل مین کہرام مچ گیا ہر سردار زمین پر لوٹ رہا تھا جب ہوش آتا تھا یہی کہتے تھے کہ چل کر خان اعظم کو قتل کرین عمرو نے کہا جیسی مرضی بادشاہ کی ہوگی ویسا کرنا اور وہان خان اعظم نے عقد رستم کا زلفین سے کر دیا یہ مقدمہ امیر کا سوا بختک اور زلفین کے کوئی نہین جانتا تھا رستم نے شب زلفین کے ساتھ عیش و عشرت مین بسر کی یہان عمرو حیران ہے کہتا ہے مجکو یقین نہین کہ بختک زندہ ہو اور امیر قتل ہو جائین لو مہینے عقابین پر تو نہ مارا اب بختک سے پوچھو تو حال کھلے اور یہان رستم نے سمک ملطاقی کو یاد کیا بیزک سے کہا کہ میرا عیار ہے اُسکو کسیطرح لاؤ بیزک جو تلاش مین نکلا دیکھا کہ کلوار کی دوکان پر نشے مین چور پڑا ہے بیزک نے گرفتار کیا اور ہوشیار کرکے کہا تیرا آقا بلاتا ہے چل اور سمک کو سامنے رستم کے لایا رستم نے کہا کیون بھائی تم ہمکو بھول گئے اور ہمین چھوڑ دیا سمک نے کہا اے شہریار آپنے اپنے باپ کو چھوڑا مین نے آپکو چھوڑا رستم نے کہا تو بھی بت کو سجدہ کر سمک نے کہا میرا ہاتھ مضبوط تھا جیسے تو کیا مضائقہ ہے رستم نے خان اعظم سے کہا اُسنے ایک بت یاقوت کا منگوا کر سامنے رکھا سمک نے تین انگلیون کی محراب بنا کے سجدہ کیا بت کو اُٹھا لیا رستم نے کہا یہ کیا کہا اب مین روز لیجا کیا کرونگا رستم چپ ہو رہا سمک نے کہا اے رستم مین سوچ رہا تھا

دونون لشکر الگ ہوے خان اعظم بارگاہ مین آیا خبر زلفین کو ہوئی رستم سے کہا تم کبھی جاؤ اور اب جب تک
امیر نہ آئین نہ لڑنا رستم خان اعظم پاس آیا خان اعظم نے بختک سے کہا اب کیا کرین حمزہ تو روپوش ہوا اور
ان خدا پرستون نے نئی لڑائی نکالی ہی بختک نے کہا ہرگز امیر روپوش نہین ہوے مین خوب آئین سے اُن کے
آگاہ ہون آخر دو چار روز مین خبر آئیگی ابھی لڑائی موقوف رکھو اب بیان تو لڑائی موقوف ہوئی رات کو رستم زلفین پاس
جایا کرتے ہین صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھتے ہین خان اعظم پر بھی حال کھل گیا کہ رستم زلفین پاس جایا کرتا ہی خان اعظم
نے کہا کیا مضائقہ ہی آخر ایک روز عقد ہوگا اور رستم اسیطرح میدان مین آتا ہی جب سامنا گرفتاری کا ہوتا ہی زلفین نکال
لیجاتی ہی کہ ایک روز زر دھنگ جو بھاگا تھا خان اعظم پاس پہونچا اور سب حال امیر کا بیان کیا کہ یعقوب شاہ تمام شہر
سے مسلمان ہوا اور اپنی دختر کی شادی امیر کے ساتھ کردی خان اعظم نے کہا یہ کہو امیر وہان پہونچے بختک نے صلواۃ پڑھی دم
امیر آتے آتے چین مین پہونچے بیرم خان بن بہرام نے دعوت کی امیر حمزہ ایک روز رہکر روانہ ہوے بہت اُسنے کہا کچھ دنون تو رہیے
امیر نے کہا نہ معلوم لشکر میرا کس حال مین ہو اور قریب اپنے لشکر کے پہونچے عیار جو بالا دی مین تھے اُنھون نے دیکھا آکر
بادشاہ کو خبر دی تمام سردار واسطے استقبال کے گئے دیوانہ بن قندس اشقر لیکر گیا امیر کو بڑی دھوم سے لیکر آئے امیر نے
ایک ایک کو گلے سے لگایا بادشاہ سے حال رستم کا پوچھا سلطان سعد نے سب حال بیان کیا امیر کو نہایت ملال ہوا یہ خبر خان اعظم
کو ہوئی رستم سے کہا کیا ہی کہا امیر آگئے کہا بس اب مین سر کاٹونگا اور یہان امیر نے وہ رات تو رنج مین بسر کی صبح
کو بارگاہ مین آکر نامہ رستم کو لکھا کہ بیٹا مین نے سارا حال تمھارا اُسنا یہی چاہیے تھا جو تمنے کیا کہ بادشاہ کو زخمی کیا
قسم ہی پروردگار عالم کی کہ اگر تو بت پرست ہو جاتا تو مین اپنا سر کاٹ کر البتہ دیتا تو نے خانہ کعبہ کو چھوڑا اب تو آکر سجدہ خدا
کا بجا لا دیکھو سر دیتا ہون یا نہین یہ لکھکر فرمایا کوئی لیجائے نریمان بن قنطور اپنے دنگل سے اُٹھا اور نامہ امیر کا لیکر چلا
چار سو سوار ہمراہ ہوے یہ خبر خان اعظم کو ہوئی رستم نے کہا کوئی لینے کو جائے جب دروازے پر آیا رستم نے کہا بلالو
نریمان نے ہمراہیون کو وہین چھوڑا کہ تمھارا کیا کام ہی چار لاکھ ہوتے تو کیا کرتے بزرک تو آیا تھا کہ چلیے
بلایا ہی نریمان اندر آیا سلام کیا سب نے بل کھائے بگر نریمان پاس رستم کے آیا اور کہا یہ سرفراز نامہ تیرے باپ
کا ہی اگر تو نے استقبال نہ کروایا امیر آگیا اور اب بھی جو سلوک کریگا اپنے باپ سے کریگا اور لے یہ نامہ ہاتھ مین جب
رستم نے نامہ پڑھا بہت خفا ہوکے پرزے پرزے کر ڈالا نریمان کے بند بند مین لرزہ پیدا ہو گیا اور کہا کیا کرون
ناچار ہون امیر رستم بیٹے سے منھ اس کاغذ کے چاک کرنے مین رستمی تھی رستم نے غصے مین آکر تلوار ماری کہ سر
نریمان کا زخمی ہوا نریمان نے بھی تلوار رستم پر ماری ستون بیچ مین تھا وہ کٹا پھر تو غل ہوا خان اعظم اور
رستم اُٹھے تمام ترک بھی اُٹھے کہا مارلو نریمان نے بھی خوب تلوار کی کہ تمام بارگاہ خون سے رنگین ہوئی لیکن آپ
بھی زخمی ہوا اسی طرح لڑتا ہوا باہر آیا مرکب پر سوار ہونے لگا لیکن ایسی تلوارین پڑین کہ مرکب بھی زخمی ہوا اور
آپ بھی چور ہو کے گرا بیہوش ہو گیا وہ چار سو جوان جو ساتھ تھے لڑنے لگے دو سو جان سے مارے گئے باقی دو سو
زخمی ہو کر لڑتے بھڑتے نکل گئے یہ خبر امیر کو ہوئی اہل دربار نے دیکھا کہ امیر اسقدر غصے مین آئے کہ دنگل تھرتھرانے لگا
اور تلوار ٹیککر اُٹھ کھڑے ہوے اشقر پر سوار ہوکر چلے سب کو منع کیا کہ کوئی نہ آئے عمرو پیچھے پیچھے چلا اور امیر
نے اشقر کو دوڑایا اور وہان بختک نے زلفین سے کہا بڑا غضب ہوا یہ نہ جاننا کہ امیر طرح دینگے کوئی دم مین
ایسا گل پھولیگا کہ ایک نہ بچیگا کیونکہ وہ مالک باطل السحر ہی ذرا خیال رکھنا کہ اتنے مین خبر آئی کہ امیر آپہونچے
سبکی جان نکلگئی بختک نے کہا بی زلفین ایک کام کرو جو ہم کہین تم رستم کو لیکر اس کمرے مین چلی جاؤ چلمن مین سے

ہاتھ ذرا الگ پکارا کہ کیا کرون مجبور ہون اگر تو آپ مین ہوتا تو ایک ہاتھ مین بھی لگاتا رستم نے ایک اور تلوار ماری کہ زخم سر
چو پارہ ہوگیا بادشاہ نے عیارون سے کہا کہ جلد جا کر دونون کو لاؤ غرض انکو تو عیار لے گئے خدمت مین بادشاہ کی
دونون نے بیان کیا کہ دیکھیے وہ کیسا بیہوش ہو رہا ہی نام زلفین کا سُننے ہی ہمارا یہ حال کیا اور رستم پھر پکارا کہ امیر نہین
آنے کب تک منھ چھپائے بیٹھے رہینگے مین وہین آکر سر کاٹونگا سب چپ ہین آخر سلطان سعد نے تخت اپنا بڑھایا
لوگون نے منع کیا آپنے نہ مانا اور سامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا سلام کیا اور کہا مین جانتا ہون کہ تم بادشاہ ہو
سعد نے کہا ہمکو جان بیجا ہی مین بھی آپکو اپنا بزرگ جانتا ہون اسی واسطے تو آیا کہ جا کر سمجھاؤن ساری محبت ہماری فراموش
کی رستم نے کہا مین نہین جانتا میری ہی جان نہین بچتی آپ ہی جا کر امیر کا سر کاٹ لائین سعد نے کہا ای رستم سر میرا حاضر ہی
کاٹ لیجیے اور امیر یہان نہین ہین رستم نے کہا تمھارا سر مین کیا کرونگا سعد نے کہا اچھا زلفین کو لیجیے گا اُسی کو منگا دون
علمشاہ کو نام پر زلفین کے غصہ آیا اور کہا تم کیا منگا دوگے کیا وہ میرے پاس نہین ہی یہ باتین مین خوب جانتا ہون
اگر امیر نہین آتے تو اب مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک تلوار ماری سعد نے سر ہٹایا وار سپر کا روکا لیکن گرہ
سپر کا کٹا دو انگل کا زخم آیا وہانسے جو تلوار گری ایک پایہ تخت کا کاٹا یہ دیکھکر اہل اسلام کو تاب نہ رہی خصوصاً کرب اور
لندھور سب دوڑ پڑے رستم نے بھی مارنا شروع کیا اب انمین سے کوئی رستم پر ہاتھ نہین اُٹھاتا آپ زخمی ہوتے ہین
کرب نے دیکھا کہ یہ تو مشکل ہوئی بس مرکب اُٹھا کے چالیس ہزار جوانون سے خان اعظم اور نوشیروان پر جا پڑے
قتل کرنا شروع کیا پھر تو منھ منھ کے نعرے کرکے سب آکر لشکر پر خان اعظم کے گرے اور کشتونکے پشتے باندھدیے یہان
سعد نے کہا کہ خبردار رستم کو چشم زخم نہ پہونچے ہان کمند مار کر اسیر کرلو اب ہر طرف سے کمندین پڑنے لگین رستم کی یہ کیفیت
ہی کہ کمندین توڑ توڑ کر نکلا آتا ہی زلفین نے دیکھا کہ رستم اسیر ہوا چاہتا ہی عقاب بنکے سامنے رستم کے آئی اور کہا بس اب
ذرا دم لو اُدھر بختک نے طبل بازگشت بجوایا سب پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے رستم جو پلٹ کر گیا خان اعظم پر خفا ہوا
کہ طبل بازگشت کیون بجوایا بختک نے کہا ایک تو شام ہو گئی تھی دوسرے وہ سب یہان آ گرے ہزارون کو قتل کیا یہ
نئی لڑائی اُنھون نے نکالی ہی اور تمھارے پکڑنے کی تدبیر کی ہی زلفین نے بچایا خیر کل پھر لڑ لینا امیر بھی تو نہین آئے
اب سب نے جانا کہ امیر روپوش ہوے غرض جب خیمون مین آئے رستم نے بختک سے کہا ملک جی تمنے کہا تھا کہ ملکہ کے پاس
لے چلونگا بختک نے کہا کہ ہان مین نے راہ نکالی ہی ایک آدھ روز مین لیے چلتا ہون اور وہان زلفین نے بھی بختک کو
بلوایا اور کہا کہو ملک جی رستم کا کیا حال ہی کہا اچھا ہی چاک کیے پھرتا ہی کہ کسطرح مین ملکہ کے پاس جاؤن زلفین نے
کہا کیون ملک جی شامتین آئی ہین پھر تم مجھسے ہنستے ہو یہ چاک کیسا بختک نے کہا خیمہ چاک کرکے چاہتا ہی کہ چلا آؤن
زلفین سمجھی تو لیکن چپ ہو رہی اور کہا پھر رستم کو لاؤ بختک نے اُسکو بھی دم دیا اور چلا آیا اور رستم نے پھر طبل
بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے رستم پھر نکلا اور کئی مرتبہ پکارا کہ امیر کو جلد بھیجو کیون عرصہ لگاتے ہین میرا
غیر حال ہی کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کوئی نکلا آخر اُسوقت مالک نے بادشاہ سے کہا اگر فرمائیے تو مین جاؤن بادشاہ
نے کہا جب میرا کہنا نہ مانا تو تم جا کر کیا کروگے اور خبردار صاحبو مین پھر کہتا ہون رستم پر حملہ نکرنا اور رستم نے دیکھا
کہ کوئی نہین آتا مرکب اُٹھا کر لشکر پر آ گرا اور مارنا شروع کیا کوئی روکتا ہی کوئی بھاگتا ہی رستم قتل کیے چلا آتا ہی آخر
فرہاد خان بکیفری اور فرامرز نے مرکب اُٹھائے اور خان اعظم پر آ گرے پھر تو کرب و لندھور شاہان ہفت اقلیم غرض جو
جدھر چلا اُسی طرف چلا اور لشکر خان اعظم سے تلوار چلنے لگی یہان پھر علمشاہ کی گرفتاری کی تدبیر ہوئی زلفین پھر عقاب
بنکے آئی اور رستم کو اُٹھا لیگئی اپنے باغ مین لائی اور خوب ہم آغوش ہوئی اور یہان بختک نے طبل بازگشت بجوایا

پھر عمرو باہر آیا اور عیاروں سے کہا صاحبو دیکھا تمنے کہو اگر عمرو اس حال مین بھی ہیہوش جلئے تو آیا اسکا دیدہ بود اگر حرمے یا نہین سب نے کہا البتہ عمرو نے کہا تم عمرو عیار اور صورت اپنی دکھائی کلمہ بتایا از سر صدق بارہ سو پیک بچہ مسلمان ہوے اب عمرو اندر آیا امیر کو پنجرے سے باہر نکالا

اب دو کلمے داستان عاشق ہونا امیر کا ملکہ مہر بانو بیٹی پر یعقوب شاہ کی اور مسلمان ہونا سبکا اور پیدا ہونا گور زاد بن حمزہ کا بیان ہوتے ہین

امیر بھی ملکہ پر عاشق ہوے فید کو فورًا ڈالا عمرو نے حال ملکہ کے خواب کا امیر سے بیان کیا امیر نے آپ کلمہ بتایا سب ملکہ سمیت مسلمان ہوے اُسوقت عمرو نے کہا اب مین یعقوب شاہ کو بھی لاتا ہون جبکہ دو پہر رات گئی عمرو بڑے محل مین آیا یعقوب شاہ کو بیہوشی دے کر پشتارہ باندھ کے امیر پاس لایا ملکہ تو ہٹ گئی امیر نے کہا اسکو ہوش مین لاؤ اور امیر نے یعقوب شاہ سے کہا کہ دیکھا قدرت خدا کو اب اگر مسلمان ہو تو تیرا ملک تجکو دیدون یعقوب شاہ مسلمان ہوا اور کہا میری دختر کو قبول کیجیے امیر ہنسے اور سارا حال ملکہ کا بیان کیا پھر تو ملکہ بھی آئی باپ کو مجرا کیا اُسنے اُسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تو رہبر ہوئی صبح کو سارے شہر کو مسلمان کیا امیر آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو نے زرد ھنگ کو نکالا تلقین بدین اسلام کیا یہ ترس جان سے مسلمان ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کسی طرح امیر کو چرا کے خان اعظم پاس لیجاؤن امیر نے ملکہ سے عقد کیا اور بطن سے اُسکے گور زاد بن حمزہ پیدا ہوا جب زرد ھنگ نے دیکھا کہ کوئی قابو نہین چلا تو بھاگ کر خان اعظم کی خدمت مین روانہ ہوا صبح کو خبر امیر کو ہوئی عمرو نے کہا اسکی پیشانی پر سیاہی موجود تھی بس امیر بھی رخصت ہوے اور رخ ترکستان کا کیا یعقوب شاہ نے کہا آپ تو جاتے ہین خان اعظم سے ہمین خوف ہے امیر نے کہا مجکو خبر کرنا مین مدد کو آؤنگا دو کلمے لشکر اسلام کے سُنیے کہ یہان کیا ہوا اور بادشاہ کو معلوم ہوا کہ امیر نقب مین سے غائب ہوگئے آخر ناچار ہو کر میدان مین آئے دیکھا کہ رستم برابر خان اعظم کے کھڑا ہی اس صورت سے کہ بن گلے مین پہنے ہوے بازو پر بت بندھے ہوے زلفین بادو بھی گلابی جوڑا پہنے سر سے پانک جواہر مین غرق جوڑا بندھا ہوا تخت پر الگ سوار ہی رستم کو دکھا رہی ہی اور بختک سے کہ رہی ہی کہ مجکو خوف ہی کہ رستم پر زخم نہ آئے بختک نے کہا اس سے خاطر جمع رکھو کوئی رستم پر ہاتھ نہ اُٹھائیگا اور رستم کسی سے کم بھی نہین ہی اب اشارہ کرو کہ میدان مین جائے سر امیر کا لائے اور یہ حال یہان کسی کو نہین معلوم کہ امیر چوری گئے ہین غرض زلفین نے اشارہ کیا رستم نوشیروان اور خان اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہان ہین امیر آئین کہ سر میدان سر کاٹ کر لیجاؤن یہ دیکھ کر آصف اور الیاس رستم کے دونون ماموں خدمت مین بادشاہ کی آئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ہم جا کر سمجھا دین یقین ہی کہ رستم کہنا ہمارا مان لیگا بادشاہ نے کہا اچھا جاؤ دونون سامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا جبین بر جبین ہو دونون نے سلام کیا رستم نے کہا مین پہچانتا ہون اندھا نہین ہون تم کیون آگے ہو کیا لڑنے آئے ہو دونون نے کہا کیا مجال وہ ہاتھ قطع ہون جو تمپر اُٹھین رستم نے کہا پھر کیون آئے ہو مین تو امیر کو بُلاتا ہون دونون نے کہا اے رستم لشکر مین امیر نہین ہین اُنکو تو تمنے پہلے ہی چروا منگوا لیا اور دیکھو اے رستم امیر نے تمہارے سوال پر کچھ نہ کہا اور کہا کہ بیٹا اگر ذات کو سجدہ نہ کرتا مین سر دیدیتا جو کہ ہوسکے وہ آپ تیرے مقابل نہ آئے رستم نے کہا یہ کہو کہ مجھسے روپوش ہوے ہین بس جا کر اُنکو بھیجو دونون نے کہا تو مسحور ہی یہ قحبہ جو کھڑی ہی اسنے سحر کیا ہی اعمشتاہ نے نام جو زلفین کا اسطرح سُنا کہہ اور ایکہ تلوار ماری کہ آصف زخمی ہوا اور دوسرے ہاتھ مین الیاس کو زخمی کیا الیاس قبضہ پر

بلاکر بہت لعنت ملامت کی اب اور زیادہ عمرو کی جستجو ہونے لگی عمرو بھی صورت بدل بدل کر آتا تھا دوسرے روز جو
زرد ھنگ دربار سے پھرا گذر قبرستان کی طرف سے ہوا دیکھا کہ ایک فقیر گدڑی اوڑھے منھ لپیٹے پڑا ہے بدن میں چنا
کھیاں بھن بھنا رہی ہیں زرد ھنگ کو دیکھا پکارا کہ لات اعلی تمہارا بھلا کرینا جو مطلب ہو وہ بر آوے محتاج
ہوں یا تو زرد ھنگ جاتا تھا دل میں سوچا کہ تو اتنے بڑے کام کو جاتا ہے کہ عمرو کو پکڑ لاؤں ایسا نہ ہو کہ لات کو برا
لگے دعا اس فقیر کی سن لے بس آکر پانچ روپیہ عمرو کو دے اور چلا تھوڑی دور جاکے سوچا کہ ای زرد ھنگ
سی تجھ پر عیاری بڑی چوک ہوئی شاید یہی عمرو ہو تو نے منھ کھول کے نہ دیکھا بس پھرا اور آکر چادر منھ سے ہٹائی
دیکھا تو عمرو ہے اور عمرو تڑپا چاہا کہ نکل جاؤں یہ کمند پہلے ہی لگا چکا تھا عمرو کو باندھ لیا اور گرفتار کرکے لیچلا
عیاروں کو اس کے خبر ہوئی وہ بھی آئے اور تعریفین کرنے لگے اور عمرو کو برا کہنے لگے کوئی کہتا تھا یا استاد
ہیں دو ہم ابھی مار ڈالیں زرد ھنگ نے کہا بادشاہ پاس لیچلونگا اور روانہ ہوا جی میں آیا کہ ملکہ کے باغ کی طرف
سے چل شاید قتل سن کے عمرو کو لینے جھانکے وہاں ملکہ گلچہرہ بھی سارا حال عمرو اور امیر کا سن چکی تھی زرد ھنگ
کو کوس رہی ہے سمن رخ سے کہہ رہی ہے کہ کیونکر عمرو سے ملاقات ہو اور خدا اُ ملکوان بارہ سو بیک بچوں سے
بچائے بیچارہ اکیلا ہے کہ ایک غل ہوا کہ عمرو کو پکڑے لاتے ہیں ملکہ نے سمن رخ سے کہا کسی طرح عمرو کو
مانگ لا میں ایک نظر دیکھ تو لیں سمن رخ کوٹھے پر آئی اور پکاری او زرد ھنگ ذرا دروازے پر آ مجھے
کچھ کہنا ہے زرد ھنگ دروازے پر آیا سمن رخ نیچے اُتری اور کہا کہ ملکہ نے بھی اسکی صورت کا حال سنا تھا
تو چاہتی ہیں کہ عمرو کو دیکھوں تو مجکو دے کہ میں دکھلاؤں زرد ھنگ نے کہا کہ ملکہ سے میرا آداب کہنا اور
کہنا یہ بلا ہے ایسا نہ ہو کہ بھاگ جائے سمن نے کہا او موے تو ملکہ کو خفا کریگا ارے جس روز سے ملکہ نے سنا ہے کہ تیرے
ساتھ نکاح ہوگا روتی تھی اور تجھکو کوستی تھی میں نے سمجھایا کہ بی بی ماں باپ جسکو ہاتھ اٹھا کے دیدیں تمکو عذر کیا ہے
اور زرد ھنگ کا تو مرتبہ بہت بڑا ہے اور وہ بہت خوبصورت ہے جب ایسے ایسے فقرے دیئے تب ملکہ راضی
ہوئی اب جو وہ سُنے گی کہ عمرو کو نہ دیا تو پھر تمام عمر راضی نہوگی بس اس فریب میں آکر زرد ھنگ نے عمرو کو دیدیا
اور کہا خبردار رہنا سمن نے کہا مجھسے لینا یہ کہاں جائیگا اور عمرو کو اندر لائی ملکہ بھی اشتیاق میں عمرو کے مسند پر
بیٹھی تھی جب سمن عمرو کو لائی ملکہ دوسرے مکان میں چلی گئی دو گھڑی بعد زرد ھنگ نے پکارا سمن نے آکر کہا ملکہ
کہتی ہیں جب اُتر ینگی اور عمرو کو دیکھ لینگی تب میں لاؤنگی تو ان عیاروں کو رخصت کردے پلنگ مخملدار کا بچھا ہے اسپر
بیٹھو زرد ھنگ نے ناچار ہو کر عیاروں کو رخصت کردیا دس بیس عیار رکھ لیے سمن اندر آئی ملکہ بھی پوشاک بدلکر اندر آکر
بیٹھی عمرو سے کہا خواجہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ ایک بزرگ نے خواب میں امیر کو دکھایا اور
کہا کہ تو اسکی قسمت کی ہے اور خواجہ ہمنے تمہارے گانے کی بڑی تعریف سُنی ہے اور کسی طرح امیر کو بھی لاؤ عمرو نے بانسری
بجائی اور خوب گایا بعد اسکے سمن سے کہا کسی طرح زرد ھنگ کو شراب پلاؤ سمن نے کہا ابھی اور شراب لیکر پاس
زرد ھنگ کے آئی اور کہا لیے ہوئے میں نے تیرے واسطے بڑا ریاض کیا اور منا تو نے ملکہ نے تجھسے کہا کہ تیرے لیے عمرو
کے پہلے سے زرد ھنگ کو بلایا ہے اور میری جان جاتی ہے ای سمن تو رات کو اسکو لے آ اور یہ تھوڑی شراب دی
ہے اب تو ان عیاروں کو بھی رخصت کردے اور ذرا عطر لگا رات کو میں ملکہ پاس لیچلونگی اور یہ گلوری بھی دی ہے غرض
شراب پی اور گلوری کھائی بیہوش ہوا عمرو نے آکر اسے زنبیل میں ڈالا اور اسکی صورت بنکے عقب میں سے نیچے آیا [illegible]
کا اُتار دو قید امیر کو لیکر باغ میں آیا لیے آدھے اندر چلا گیا عیار حیران ہوے کہ اب ملکہ کو راضی کر لیا کہ ہمکو اندر بیٹھے لگے اور وہ باشے

مکان کے کوٹھے پر آیا زرد ھنگ نے جست کی یہ بھی وہین پہونچا عمرو تو اتنی دیر مین سنبھل چکا تھا تلوار ماری زرد ھنگ
پاؤن اسکا پھسل گیا کیونکہ کائی جمی تھی گڑھیا مین گرا عمرو نے کہا گوہ کھائے جو ہمارا سامنا کرے اور اس گڑھیا مین تمام
شہر کا غلیظ اور جانوران مردہ پڑے تھے زرد ھنگ کا مارے بو کے عجب حال ہوا تمام غلیظ مین لت پت ہو گیا
اسکے شاگردون نے پگڑیان پھینکین اور سرے پکڑے رہے زرد ھنگ سہارا پا کر نکلا لیکن ایک گدھا بہت
پھولا ہوا پڑا تھا اسپر جو زرد ھنگ کا ہاتھ لگا پیٹ اسکا پھٹا ہزارون کیڑے نکلے منہ مین اسکے گھس گئے زرد ھنگ
بہزار خرابی باہر نکلا حمام مین گیا وہان عمرو پہلے سے حمامی کی شکل بن کر منتظر بیٹھا تھا کہ زرد ھنگ اس حالت سے پہونچا
خوب زرد ھنگ کو نہلایا دھلایا اور ڈاڑھی موچھ بھون نورا لگا دیا بعد اسکے حمام سے باہر آیا زرد ھنگ نے آواز دی
کہ ارے کپڑے لاؤ بس عمرو نے وہی خراب کپڑے اٹھا لئے اور سب سے پہلے زرد ھنگ کے مکان پر پہونچا آواز دی مانگی
وہ کپڑے دکھا کر دست بقچہ کپڑون کا لیکر بھاگا یہان زرد ھنگ غل مچا رہا ہے کہ ارے کپڑے لاؤ عیارون نے کہا خواص
گیا ہے اسنے کہا دوسرا اور بھیجو کہ جلد لائے دوسرا خواص گیا اور آکر عرض کیا کہ کپڑے تو آپکے پہلا خواص لے آیا اب زرد ھنگ
سمجھا کہ عمرو ہوگا اور کپڑے عیارون سے منگوائے جب پہنکر باہر نکلا کنگھی کرنے لگا دیکھا تو ڈاڑھی موچھ سب کنگھی کے ساتھ
چلی آتی ہین حمامیون پر بہت خفا ہوا انھون نے کہا ہم کیا جانین جسنے آپکو نہلایا اسی سے کہیے کہا آخر تمھین لوگون مین کا
کوئی ہوگا انھون نے کہا ہم مین کا کوئی نہ تھا ہمسے اسنے کہا کہ آج مہتر جی نے مجھے نہلانے کو طلب کیا تھا تو مین پہلے سے
آگیا کہ یکایک نگاہ زرد ھنگ کی دیوار حمام پر پڑی کاغذ لگا دیکھا جسمین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار کیون اوگیدی یہ بھی نہ کہا تھا کہ گوہ کھائے جو ہمارا سامنا کرے زرد ھنگ اور بھی خفیف ہوا
ہمارا ابرو کا صفایا آئینہ مین دیکھکر سکتے کے عالم مین ہوا دلمین کہا کہ بادشاہ کے سامنے کس منھ سے جاؤن وہان یہ سب خبر
یعقوب شاہ کو ہوئی زرد ھنگ کو طلب کیا اسنے پہلے بہانا کیا کہ مجھے بخار ہے اٹھا نہین جاتا جب یہ حکم آیا کہ سواری پر آؤ
جسطرح ہو آؤ ناچار سامنے آیا جسنے دیکھا ہنسنے لگا یعقوب شاہ نے کہا بس اسی منھ پر دعوی عیاری کا خبردار جسطرح ہو جلد عمرو
کو پیدا کر غرض پھر آکر عقابین کے نیچے بیٹھا فکر کرنے لگا کیا کرون وہان عمرو جو پہر گذر گیا رات کے وقت دل گھبرایا دھیان
آیا کہ ای عمرو واے تیرے حال پر کہ حمزہ عقابین پر فاقے سے ہو اور تو کھانا کھائے کسیطرح کھانا امیر کو پہونچایے کہ ایک
وقت کھانا دیتے ہین وہ بھی خراب غرضکہ برلب خندق پہونچا اور ایک پتلہ بنا کے خندق پر دکھایا ایک دو عیار نے دیکھا
زرد ھنگ سے کہا دیکھیے وہ عمرو دیکھ رہا ہے زرد ھنگ نے تیر مارا پتلہ تیر کھا کر خندق مین گرا سب عیار دوڑ پڑے
عمرو میدان خالی دیکھکر عقابین پر پہونچا اور لپٹ کر خوب رویا اور کہا ای آقا عمرو کھانا کھائے اور آپ فاقے سے رہین
اب بھی راضی ہو جیے تو زنبیل مین ڈالکر لیچلون امیر نے کہا خواجہ مین نے خوب جانثاری اور عیاری تیری دیکھی مگر
اب جان کیونکر بچیگی عمرو نے کہا مین نکل جاؤنگا وہان زرد ھنگ نے خندق سے جو عمرو کو نکالا دیکھا تو پتلہ تھا
ڈھانچہ کاغذ کا گیا وہان سے سب پھرے کہ کہین دغا کی دیکھا تو عمرو عقابین سے لپٹا ہوا ہے سبنے چہار طرف سے گھیر لیا اور
کہا بچہ اب نکلکر کہان جاؤگے عمرو نے زرد ھنگ کو گالیان دین اسنے چاہا کہ تیر مارے کہ عیارون نے کہا زینہ لگا کر
پکڑ لیجیے جب سیڑھی لگائی عمرو نے لاٹھی مین گلی باندھ کے ہلانا شروع کیا اور سبکو دوڑایا کبھی ادھر کبھی ادھر خوب پریشان
کیے اور دھوکے دیکر گلی کو ایک جانب پھینک دیا وہ سب جا پڑے اور تلوار مارنا شروع کیا عمرو عقابین سے
کودا اور پشت پر سے زرد ھنگ کو چپت رسید کی اور روانہ ہوا زرد ھنگ نے ہر چند تعاقب کیا عمرو کو
نہ پایا آخر ذلیل ہو کر پھرا عیارون سے کہا کہ بادشاہ کو خبر نہ کرنا جب صبح ہوئی پرچہ گذرا بادشاہ نے زرد ھنگ کو

رہنے دیتا تو عمرو نقب لگا کر امیر کو رہا کر لیتا شاگردون نے کہا استاد آپ نہایت عقیل وہوشیار ہین یہ تدبیر آپنے خوب کی
ہے ایسی ہی باتون ہین وہ دن تو بسر ہوا ہنگام نصف شب زرد ھناگ کو ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی شاگردونکو اپنے
قید امیر کی سپرد کرکے سوے بیت الخلا روانہ ہوا سلیم خنجر زن اور صمیم خنجر زن وغیرہ عیار ہوشیار بیٹھے تھے کہ عمرو سے
قریب آنکے آکر باواز بلند کہا ای نالائقو بہتر یہ ہے کہ امیر کو میرے حوالے کر دو ورنہ تم سبکو مار ڈالونگا شاگردان زرد ھناگ
صداے عمرو سنکے بہر گرفتاری خواجہ دوڑے تھوڑی دور بھاگ کر خواجہ ایک غار مین نہان ہوے جب شاگردان زرد ھناگ
تلاش عمرو مین جلد آگے بڑھ گئے خواجہ غار مذکور سے نکلکر قریب اُس ٹیلے کے آئے جس جگہ امیر قید تھے دیکھا وہان کوئی نہین
ہے میدان صاف ہے ایسا موقع پاکر اُس ٹیلے پر چڑھ گئے چاہا امیر کو قفس سے نکالین ناگاہ زرد ھناگ اور جملہ شاگرد اُسکے
آگئے شاگردون نے کہا اُستاد ابھی عمرو آیا تھا ہم سب اُسکے گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ ایسا بھاگا کہ ہمارے ہاتھ نہ آیا زرد ھناگ
نے برہم ہوکر کہا تم سب بہر گرفتاری عمرو کیون گئے تھے اگر تمہاری عدم موجودگی مین وہ امیر کو رہا کر کے لیجاتا تو بڑا غضب ہوتا
یہ کہکر سوے قفس دیکھنے لگا جب خواجہ بالاے قفس نظر آئے زرد ھناگ نے خوش ہوکر کہا ای عمرو اب کہو کیونکر میرے ہاتھ
سے بچکر یہان سے جائیگا تو نے مجھے بہت پریشان کیا تھا اب مین تجھے گرفتار کر کے ایسی بلا مین مبتلا کرونگا کہ تیرے حال پر
مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے خواجہ نے بمصلحت وقت کہا ای زرد ھناگ بیشک عیاری مین تمہارا مثل و
نظیر نہین ہے اب مین یہان سے بھاگ نہین سکتا قسم ہے تمہارے خداوند کی میرے حال پر رحم کرو مجھے گرفتار نکرو زرد ھنگ
نے جواب دیا او عمرو کیون سنبھلے مکر و فریب کرتا ہے ہر گز ہم تجھپر رحم نکرینگے تجھے گرفتار کر کے قتل کرینگے بعد تیرے حمزہ کو بھی
تہ تیغ کرینگے اب قضا تیری تیرے سر سے نہ ٹلیگی خواجہ ذکر اجل سُنکے نہایت برہم ہوے اور کہا او بجیا اگر تو میرے حال پر رحم
نہین کرتا تو مجھے گرفتار بھی نکر سکیگا یہ کہکر اعانت خدا پر نظر کر کے وہین سے جست جو کی ایک بام بلند پر پہونچے زرد ھناگ بھی
اُس کوٹھے پر جست کر کے گیا عمرو نے وہانسے بھی جست کی اور ایک گلی مین کودا ایک دروازہ کھلا تھا بستر کی آڑ مین چھپ گیا
زرد ھناگ نے کوٹھے سے اُتر کر ہر چند عمرو کو تلاش کیا پتہ نہ لگا ناچار پلٹ آیا اور خوب ہوشیار بیٹھا کہ ابکی عمرو آئے تو مار لو
رات بسر کی دوسرے دن پہر دن باقی ہوگا کہ دیکھا ایک ضعیفہ کوزہ پشت لٹھیا ٹیکتی ہوئی بدن پر جھریان سر ہلتا ہوا بال
سفید نیچے پنجرے کے آئی اور منہ اُٹھا کر کہا کہ خدا کی مار ہو اس موے پر جسنے تجکو قید کیا ہے ہاے تیرے مان باپ اگر اسی
حال سے دیکھین اُنکی کیا کیفیت ہو دن کی دھوپ رات کی اوس عیارون نے کہا اری او قحبہ کیا بکتی ہے عمرو نے کہا
او موذن تمہاری بھی آنکھو نہین مثل زرد ھناگ چربی چھائی ہوئی ہے اُسکو تو خدا غارت کرے ایک عیار نے ہاتھ پکڑ کر
کہا کہ دور ہو عمرو لوٹ گیا اور کہا ہاے ہاے میرا کولا اُکھڑ گیا اور کوسنے دینے لگا زرد ھناگ بھی آپہونچا عمرو نے کہا
دہائی ہے ملکہ گلچہرہ بانو کی بھلا جانا مرگو مین ملکہ کے سامنے کہانی کہتی ہون اب ایکایک کو قتل کرواؤنگی زرد ھناگ نے
جو نام ملکہ کا سُنا قریب مین آگیا سب سے کہا ہٹو اور آکر ضعیفہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ میری خطا معاف کرو اور ملکہ سے
ذکر نکرنا او دائی ضعیفہ مین تجکو بہت کچھ دونگا بتا تو کبھی ملکہ میرا بھی ذکر کرتی ہے عمرو نے کہا ہان جب کوئی نام تیرا لیتا ہے
برا بھلا کہتی ہے زرد ھنگ نے اب پہچانا عیارونسے اشارہ کیا کہ پکڑ لو اور عمرو بھاگا اب نعرہ بھی کیا کہ تم شاہ
عیاران عمرو بن امیہ اب آگے عمرو پیچھے زرد ھنگ دوڑتے چلے جاتے ہین عمرو ایک سرا ہے پر پہونچا دیکھا دونون
راستونسے بہت عیار آتے ہین اور تیسری راہ سے تو خود آیا تھا اُدھر سے زرد ھنگ کے آنے کا ڈر تھا جست
کرکے ایک کوٹھے پر گیا زرد ھنگ بھی آپہونچا اُسنے بھی جست کی وہ بھی کوٹھے پر آیا عمرو بھاگا جب کوٹھے کے
پیچھے پر پہونچا دیکھا کہ نیچے گڑھا ہے اور اُس پار ایک سوداگر کا مکان ہے عمرو نظر بہ پروردگار کر کے جست کر کے اُس

اور تیرے متعلقین کو ہلاک کرونگا شہر مین آگ لگا دونگا کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑونگا یعقوب شاہ گفتگو سے عمرو کی سنکے ایسا خائف ہوا کہ کانپنے لگا آخر بخیال خوف عمرو حکم دیا امیر کو قتل نکرو بمقام مناسب قید کرو ملازم حکم شاہ ختن بجالائے زرد ھنگ بہر گرفتاری خواجہ دوڑا عمرو وہان سے بھاگا دربار سے نکل کر جست کرکے ایک بام بلند پر گیا زرد ھنگ بھی جست کرکے اس کوٹھے پر گیا عمرو دوسرے کوٹھے پر گیا اسیطرح جست وخیز کرکے آبادی سے نکلکر راہ صحرا اختیار کی زرد ھنگ بھی تعاقب مین صحرا نورد ہوا خواجہ نے جھاڑی جھنڈیون مین نہان ہوکر زرد ھنگ کو صحرا مین سرگردان چھوڑ کر اسکی شکل بنکر جلد راہ طے کرکے دربار شاہ ختن مین قدم رکھا اور یعقوب سے کہا ای بادشاہ عمرو بلا کا عیار ہی ہر چند مین نے چاہا کہ اُسے گرفتار کرون مگر وہ ایسا بھاگا کہ میرے ہاتھ نہ آیا اب حضور کو لازم ہی کہ امیر کو میرے سپرد کیجیے عمرو پھر آئیگا حمزہ کی رہائی مین کوشش کریگا شاہ ختن نے جواب دیا اچھا امیر کی تو ہی حفاظت کر عمرو دربار سے چلا ہی تھا کہ زرد ھنگ اصلی سامنے سے ظاہر ہوا اہل دربار دوسرے زرد ھنگ کو دیکھ کر متحیر ہوے باہم کہنے لگے واہ واہ یہ عجیب واقعہ اور ماجرا ہی کہ دوسرا زرد ھنگ آیا ہی زرد ھنگ نقلی نے جواب دیا یہ عمرو ہی اسے آنے تو دو مین گرفتار کرونگا جب وہ قریب تر آیا پُکار کر کہنے لگا ای بادشاہ ہم شبیہ میرا عمرو ہی اسکے دام مکر مین گرفتار نہ ہوجیے گا زرد ھنگ نقلی نے عرض کیا خداوند یہ جھوٹ کہتا ہی عمرو عیار ہی باتین مکر وفریب کی کرتا ہی چاہتا ہی کہ حمزہ کو یہان آکر رہا کرے آپ اسکی باتون پر عمل نہ کیجیے گا جب درمیان زرد ھنگ اصلی اور نقلی مین تکرار ہوئی آخرکار زرد ھنگ نے عاجز ہوکر شاہ ختن سے کہا ای بادشاہ آپ مجھسے اور میرے ہم شبیہ سے کچھ احوال گذشتہ سے سوال کرین جو کوئی جواب معقول دے اُسے آپ زرد ھنگ اصلی تصور کرین یعقوب شاہ کو یہ راے پسند آئی پہلے زرد ھنگ نقلی سے پوچھا زمانہ ایک ماہ کا ہوا مین نے تجھے کیا خبر دی تھی زرد ھنگ نقلی جواب دینے مین عاجز ہوا شاہ ختن نے دوسرے زرد ھنگ سے جو دریافت کیا اُسنے کہا حضور نے یاقوت کی انگوٹھی مجھے عنایت کی تھی زرد ھنگ نقلی نے کہا او عمرو تو بلا کا عیار ہی ارے مین کچھ کہنے نپایا کہ تو بول اُٹھا ای بادشاہ ذیجاہ اب اور کچھ سوال کیجیے شاہ ختن نے نہایت حیران وپریشان خاطر ہوکر پوچھا بتا قبل ازین چند روز مین نے تجھے کیا حکم دیا تھا زرد ھنگ نقلی نے عرض کیا حضور کے کان مین آہستہ کہونگا جواب اسکا بخوبی دونگا باواز بلند نکہونگا عمرو سن لیگا شاہ ختن نے اجازت دی زرد ھنگ نقلی نے دہن اپنا قریب گوش یعقوب شاہ لیجا کر ایک ہاتھ سے تاج اُتارا دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ روے شاہ ختن پر مارا اور یہ نعرہ کرکے بصد چالاکی دربار سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوا نعرہ ؎ عمرو م کہ کلہ از سر قیصر ببرم ✤ رنگ از رخ بخت بد اختر ببرم ✤ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ✤ تیغ وسپر وسبو وساغر ببرم ✤ ہر چند اہل دربار اور عیار عقب خواجہ دوڑے مگر گرد قدم خواجہ بھی کسی کے ہاتھ نہ آئی سب مجبور ہوکے پھر آئے شاہ ختن کو نہایت اس توہین سے صدمہ ہوا وزرا اُمرا نے جلد دوسرا تاج پیشکش کیا شاہ ختن نے وہ تاج اپنے سر پر رکھا زرد ھنگ اصلی نے عرض کیا کیون حضور مین نہ کہتا تھا کہ یہ عمرو ہی وہی ہوا جو مین نے عرض کیا تھا خیر جان بچگئی بموجب مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ✤ اب حضور حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کرین ورنہ عمرو امیر کو رہا کرکے لیجائیگا شاہ ختن نے کہا جا امیر کی حفاظت کر زرد ھنگ اجازت لیکر دربار سے نکل کر در زندان پر گیا اور امیر کو زندان سے نکال کر ایک قفس مین بند کرکے ایک بلند لٹھے پر قفس کو لٹکایا گرد اُس لٹھے کے مع اپنے شاگردون کے واسطے حفاظت کے بیٹھا شاگردون سے کہنے لگا مین نے امیر کو اسوجہ سے قفس مین بند کرکے اس لٹھے پر قید کیا ہی کہ یہانسے عمرو امیر کو نہ لیجا سکیگا اگر امیر کو زندان مین

نہ مکر سے کا بنا ہی جہان | ترا شندہ ریتی لغا ہوون
صبا ٹھوکرین کہائے ہر ہر قدم | اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

از زمانیکا مکار غدار ہون | مرا تیز رفتار گر ہو قدم
بنائے مری گرد پاپوش کو

یہ نعرہ کرکے دلیرانہ لڑنے لگا زرد ہنگ اور بچاس شاگرد بھی اُسکے پیچھے اور کمند لے لیکر مصروف جنگ ہوے تا دیر لڑائی ہوئی ہر چند کئی شاگرد زرد ہنگ کے دست عمرو سے زخمی ہوے لیکن پشتارہ خواجہ کے ہاتھ نہ آیا ناچار ہوکر عمرو نے راہ فرار اختیار کی زرد ہنگ اُس جگہہ سے پشتارہ اُٹھا کر مع اپنے شاگردونکے خوف عمرو سے ایسا بھاگا کہ کہین راہ مین نہ ٹھہرا بعد قطع راہ روبروے یعقوب شاہ ختنی پہونچا تمام احوال اپنی عیاری اور عمرو کے سد راہ ہونے اور لڑنے کا بیان کیا شاہ ختن نے خوش ہوکر کہا امیر کو طوق وسلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کر زرد ہنگ نے تعمیل حکم کی امیر نے ہوشیار ہوکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر باواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اُس شخص پر جو خداوند عالم کو اپنا معبود جانتا ہو اور دین اسلام سے مشرف ہوا اسوقت اہل دربار سے کسی نے جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصًا یعقوب شاہ نہایت غضبناک ہوکر کہنے لگا ای امیر باوجودیکہ گرفتہ ہو مگر خداے نادیدہ کا نام میرے دربار مین زبان پر جاری کرتے ہو اگر زندگی اور بہتری اپنی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندونکو سجدہ کرو حمزہ صاحبقران نے جواب دیا او بے ایمان کیا بکتا ہی خاموش ہو مین تیرے خداوندونکو برا جانتا ہون اکثر تین محض ایک پتھر کی تصویرین ہین لائق سجدہ وحمد وہ معبود حقیقی ہی کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے شجر وحجر شمس وقمر آسمان وزمین جن وانس وملک وغیرہ کو پیدا کیا بمقتضائے نظم

وہی باعث رفعت آسمان | انہی سے ہین قائم زمین وزمان
وہ رزاق ہی ذات رب قدیر | کہ قبل ولادت کیا خلق شیر
اسی کے لیے ہی ہمیشہ ثبات | اُسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات
اہی جان وتن کا نگہدار ہی | وہی ہر بشر کا مددگار ہی
ثنا کے ہی لائق وہ یکتا خدا | نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
سپید وسیہ روز وشب مہر وماہ | یہ مصنوع ہین اور صانع اِلٰہ
وہ ہی باعث فضل واحسان وجود | وہی بس ہی معبود رب ودود
اُسی کے لیے ہی ہمیشہ بقا | سوا اُسکے اک دن ہی سبکو فنا
مرا بھی نگہبان ہی اب وہ کریم | نہین مجھکو دشمن سے کچھ خوف وبیم

یعقوب شاہ گفتگوے امیر سنکے ایسا غضبناک ہوا کہ جلاد کو بُلا کر حکم قتل دیا جلاد امیر کو بیرون دربار لیگیا اور ریت کے چبوترے کو بوریۂ ہلاکت بچھا کر امیر کو اُس بوریہ پر بٹھایا گردن پر کوئلہ کا خط دیا آب وغذا کیواسطے کہا امیر نے فرمایا آب وطعام کی خواہش نہین ہی یہ فرما کر زیر سایۂ تیغ سر جھکا کر بیٹھے جب شاہ ختن نے جلاد کو تیسرا حکم قتل امیر دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنے کا کیا تیغہ گرانبار وآبدار گلوے امیر پر لگانا چاہا ناگاہ ایک سمت سے ایک سنگ تراشیدہ آکر اس طرح اُسکے سر پر پڑا کہ سر اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا فورًا زمین پر گرکے ہلاک ہوگیا یہ خبر شاہ ختن کو ہوئی وہ نہایت متحیر ہوا زرد ہنگ نے عرض کیا ای بادشاہ یقینًا یہان عمرو آیا ہی اُسی نے سنگ سے جلاد کو ہلاک کیا ہی شاہ ختن نے برہم ہوکر جواب دیا تو عمرو سے ڈرتا ہی اسی وجہ سے یہ خیال کرتا ہی مین اور جلاد کو حکم دیتا ہون وہ ابھی سر حمزہ کاٹ لائیگا یہ کہکر دوسرے جلاد کو حکم دیا وہ تیغہ علم کرکے قریب حمزۂ صاحبقران گیا اُس وقت مردمان تماشائی کا ہجوم تھا بعضے خوش ہوتے تھے اور بعضے افسوس کرتے تھے اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کرتے تھے امیر باتوقیر زیر تیغ بیٹھے ہوے دعا کر رہے تھے جب خواجہ عمرو نے ایک جلاد کو ہلاک کرکے دیکھا کہ دوسرا جلاد آیا ہی یہ حال دیکھ کر خیال کیا ای عمرو تو کہانتک جلادون کو ہلاک کریگا کوئی تدبیر ایسی کر کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہے یہ تصور کرکے اور ایک تدبیر سوچ کے دلیرانہ دربار شاہ ختن مین گیا اور باواز بلند کہا ای یعقوب شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو ہی بیشمار کفار کو مین نے ہلاک کیا ہی اگر تو نے ایک موے تن امیر کو بھی اذیت دی تو یہ سمجھ لینا کہ تجھے

نقب کنارۂ لشکر پر نکلا وہانسے بعجلت سوے ختن پہونچ گیا اس عیار کو تو انہون نے راہ مین چھوڑ دیا اور اب حال عمرو
سُنیئے کہ خواجہ کا دل جو گھبرایا بیتاب ہوکر بارگاہ امیر مین گئے دیکھا امیر با توقیر بارگاہ مین نہین ہین خواجہ کو تردد ہوا بادشاہ
لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر بھی اس واقعہ سے مطلع ہوے وہ سوار جسے زرد ھنگ نے بیہوش کیا تھا
وہ بھی ہوشیار ہوکر لشکر مین آیا حال اپنا بیان کیا آخر خواجہ نے بارگاہ مین دہنہ نقب کا دیکھا اور نشان پاے عیار زمین
پر پاکر خیال کیا کوئی عیار امیر کو بیہوش کرکے لیگیا ہے یہ تصور کرکے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سے کہا مین
جاتا ہون اگر خداوندعالم نے چاہا تو امیر کو رہا کرکے لاتا ہون آپ سب صاحب یہین تشریف رکھین یہ کہکر نقب مین جاکر
راہ نقب سے کنارہ لشکر پر نکلے پھر وہانسے فال دیکھ کر عیاری کے باتوں سے آراستہ ہوکر ایکطرف مثل باد تند روانہ ہوے
زرد ھنگ جو حمزہ صاحبقران کا پشتارہ اٹھاکر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز درۂ کوہ تک تو نہ پہونچا اثناے راہ
مین ایک شجر کے نیچے گلیم بچھاکر خستگی راہ سے پشتارہ امیر کا قریب اپنے رکھکر استراحت پذیر ہوا ہنوز جاگتا تھا کہ صداے زنگ
کا نہین آئی بیقرار ہوکر اٹھا سوے آواز زنگ دیکھنے لگا جب خواجہ قریب اُسکے آگئے زرد ھنگ نے ایک سنگ تراشیدہ
کو فلاخن مین رکھکر خواجہ کو تاک کر مارا عمرو نے جست کی پتھر دور جاگرا عمرو نے نعرہ کیا او عیار ہوشیار ہوجا کہ مین پہونچا ارے
غضب کیا تونے کہ امیر با توقیر کو بیہوش کرکے لیجاتا ہے حالانکہ نگذارم کہ از دست ما زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کرکے قریب تر
اُسکے آئے چاہا پشتارہ امیر کا اٹھا لین زرد ھنگ نے برہم ہوکے خنجر کھینچا آمادۂ جنگ ہوا خواجہ بھی خنجر کھینچکر مستعد رزم
ہوے آخرکار باہم لڑائی ہونے لگی خواجہ قریب پشتارہ پہونچ چکے تھے زرد ھنگ بیں پا ہوا تھا ناگاہ سلیم خنجرزن اور
حمیم خنجرزن مع چارسو عیارونکے آگئے زرد ھنگ نے خوش ہوکر اُنسے کہا چلو اس عیار کو گھیر کر گرفتار کرو شاگردان زرد ھنگ
نے ہجوم کرکے چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرین حلقہ ہاے کمند مین اسیر کرین یہ حال دیکھکر خواجہ نے جست کی اُن عیارونمین سے یون
نکل گئے جیسے ابر سے برق یا کمان سے تیر یا مجمع صیادان سے آہو زرد ھنگ اور جملہ اُسکے شاگرد یہ جست و خیز عمرو کی دیکھکر
حیران ہوے خیال کرنے لگے یہ عیار شیر تھا یا چھلاوا اتنا طرفۃ العین مین نظر سے غائب ہوگیا یہ تصور کرکے سلیم خنجرزن نے
کہا اے اُستاد جب آپ ہم تک تا دیر نہ آئے ہمین تردد ہوا آخر وہانسے بعجلت ہم سب ادھر روانہ ہوے یہان آکر
دیکھا کہ آپ عیار سے سرگرم کارزار ہین خوب ہوا کہ ہم سب عین وقت پر یہان آگئے ورنہ نہین معلوم کیا واقعہ گذرتا زرد ھنگ
نے کہا بیشک تمھارے آنے سے بہتری ہوئی اب یہان توقف نکرنا چاہیے یقین ہے کہ پھر وہ عیار ونکو ہمراہ لیکر یہان آئیگا
سد راہ ہوگا یہ کہکر وہانسے پشتارہ اٹھاکر مع اپنے شاگردونکے روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز وقت دوپہر تمازت آفتاب
سے پریشان خاطر ہوکر ایک شجر سایہ دار کے نیچے ٹھہرا ناگاہ ایک قلندر بلباس قلندری سے سراپا آراستہ نظر آیا جب وہ قریب
آیا زرد ھنگ سے بعد سلام پوچھنے لگا کہ بابا تو کہانسے آتا ہے کیون اسقدر گھبرایا ہوا ہے یہ پشتارہ کیسا ہے اسمین کیا چیز ہے
زرد ھنگ نے بعد دستبوسی تمام احوال بتا مفصل بیان کیا قلندر نے خوش ہوکر کہا بابا حمزہ صاحبقران جسے
بیہوش کرکے پشتارہ مین باندھا ہے یہ تو مسلمان ہے خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہے ہو فے دوسو خداوند و نکو برا کہتا ہے اُن کے پرستش
کنیوالونکو قتل کرتا ہے اسکا تو قتل کرنا میرے نزدیک واجب ہے ابھی تک تو نے اسے زندہ کیون رکھا اب اس پشتارہ کو میرے
حوالہ کر مین امیر کو تیرے سامنے قتل کرڈالون تیلہ خدا در اس فعل سے نہایت خوش ہونگے زرد ھنگ نے جواب دیا تا حکم
بادشاہ نہین ہے کہ امیر کو زندہ ہے در بار لاؤ کہ یہ حمزہ کو قتل کرتا قلندر نے کہا اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ
قلندر حمزہ ... تھا اُسکے ... مین قتل کرڈالا یہ کہکر پشتارہ کیطرف بڑھا زرد ھنگ
نے ... غصہ آیا ... قلندر نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا اعمرہ

ختن نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر قاصد کو اپنے دربار مین ایک کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا نامہ بر تسلیم کر کے بالائے
کرسی بیٹھ گیا یعقوب شاہ خیال کرنے لگا جب شہنشاہ صلصال حمزہ صاحبقران سے لڑ نہین سکتے تو مین کیسے
اور اُنکے سرداران لشکر سے کیا لڑونگا ہان کوئی تدبیر ایسی ہو کہ حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرون پھر یہان سے
جاکر لشکر امیر سے مقابلہ کرون یہ خیال کر کے اپنے عیار زرد ھنگ کو بلا کر آہستہ اُس سے کہا مجھے خوب معلوم ہی کہ تو
ایک مدت سے میری دختر کے چہرہ پر شیفتہ ہی اور طالب وصل ہی اگر تو بفن عیاری حمزہ صاحبقران کو گرفتار
کر کے یا بیہوش کر کے میرے روبرو لے آئیگا تو مین بلا عذر اپنی دختر تیرے حوالے کردون زرد ھنگ نے از حد خوش ہوکر
آہستہ عرض کیا مین آج ہی جاتا ہون لشکر حمزہ مین داخل ہوکر حمزہ کو بیہوش کر کے چند روز مین روبروے حضور لاتا ہون
یعقوب شاہ نے خلعت دیکر اُسے جانے کی اجازت دی زرد ھنگ مع تمیم خنجر زن اور مہتر سلیم خنجر زن وغیرہ
چار سو اپنے شاگردونکو اپنے ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا یعقوب نے بجواب ایک عرضی اس مضمون کی
لکھوائی کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ نامہ حضور کا پہونچا باعث سربلندی کا ہوا جو کچھ حکم ہوا ہی بسر و چشم بجا لاؤنگا سامان
جنگ درست کر کے جلد خدمت عالی مین آؤنگا جب عرضی میر منشی لکھ چکا یعقوب شاہ نے اُسی نامہ بر کو عرضی دیکر
خلعت دیا اور اُسے رخصت کیا ادھر تو قاصد راہ طی کر کے خدمت صلصال مین پہونچا اور عرضی یعقوب شاہ
ختنی کی پیشکش کی اُدھر زرد ھنگ اپنے شاگردونکو اثناے راہ مین ایک درہ کوہ مین چھوڑ کر ہنگام نصف
شب بشکل درویش لشکر امیر مین گیا دیکھا کہ دور تک خیام اور بارگاہین استادہ ہین لشکر بیشمار اُترا ہی ایک سردار
کئی ہزار سوارونکے ہمراہ حفاظت لشکر کر رہا ہی صداے ہوشیار باش بلند ہی چور مہتابین اور رن ہتابین بیدم
روشن کیجاتی ہین زرد ھنگ یہ حال دیکھ کر حیران ہوا دلمین کہنے لگا بارگاہ امیر کیونکر دریافت کرون امیر تک
کیونکر پہونچون یہان انتظام بخوبی ہی بہتر یہ ہی کہ اسوقت کسی صحرا مین شب بسر کرون صبحکو یہان آکر بارگاہ امیر
دریافت کرون شب کو عیاری کرون یہ خیال کر کے لشکر سے نکلکر ایک طرف چلا تھوڑی دور جاکر ایک غار مین اُتر کر
پنہان ہوا بعد ایک لمحہ کے اُنھین سوارون مین سے جو حفاظت لشکر کر رہے تھے ایک سوار کو ضرورت
پیشاب کرنے کی ہوئی وہ سوار اپنے بیڑے کے سوارونسے جدا ہوکر اُسی جگہ واسطے پیشاب کرنے کے آیا جس جگہ
زرد ھنگ پنہان تھا جب وہ پیشاب کر کے طہارت کرنے لگا زرد ھنگ نے حباب بیہوشی مار کر اُسے
بیہوش کیا پھر اُسکی صورت بنکر اور لباس و ہتھیار اُسکے اُتار کر زیب تن کر کے اُس سوار کو تو وہین غار مین پنہان
کیا اور خود اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر اُن سوارون مین شامل ہوکر گرد لشکر کے پھرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک
سوار سے کہنے لگا اسوقت میری عجیب کیفیت ہی درد سر مین شدید ہوتا ہی آنکھون سے اچھی طرح نظر نہین آتا ہی نہین معلوم
یہ بارگاہ کسکی ہی اُس سوار نے جواب دیا ای برادر اگر مزاج تمھارا ناساز ہی تو اپنے خیمہ مین جاکر سو رہو حفاظت لشکر ایسے حال
مین نکرو اور یہ بارگاہ جسے تم پوچھتے ہو یہی بارگاہ ہشامی ہی امیر بالتوقیر آج اسی بارگاہ مین رونق افزا ہین یعنی سوار نقلی لعنی
زرد ھنگ بارگاہ امیر سے آگاہ ہوکر اُس سوار سے رخصت ہوکر ایک جانب چلا کنارہ لشکر پر آکر گھوڑے سے اُتر کر
ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانے لگا کچھ رات باقی تھی کہ بارگاہ ہشامی مین پہونچا دہنہ نقب کا وا کیا سر نقب سے نکالکر دیکھا
امیر غافل سو رہے ہین شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین پہلے زرد ھنگ نے سرہانے پیر و نیز بیہوشی چھڑک کر انھین
چھوڑا وہ شمعون پر گرے چند شمعین بجھا کر خود بھی جلگئے پھر زرد ھنگ نے نقب سے نکل کے باقی ماندہ شمعونکو گل کر کے حمزہ
صاحبقران کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین باندھا بعد اسکے پشتارہ دوش پر رکھکر راہ نقب سے روانہ ہوا بعد قطع راہ

علمشاہ امیر ذی جاہ سے عرض کر رہے تھے کہ علمشاہ لشکر مین داخل ہوے گھوڑے سے اُتر کر رو برو دست امیر
باتوقیر گئے نامہ زلفین امیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھوا کر اُسی نامہ کی پشت پر یہ عبارت لکھوا دی کہ ای زلفین
ہم خدا پرست ہین ہرگز تیرے خداوندونکو سجدہ نکرینگے اور تیرے پدر نابکار کی اطاعت اختیار نکرینگے جہانتک
ممکن ہوگا تجھسے اور تیرے پدر سے لڑینگے یہ عبارت امیر نے لکھوا کر نامہ مذکور علمشاہ کو دیکر حال علمشاہ پر نظر
کرکے نہایت افسوس کیا اور باصد الفت فرمایا ای فرزند دلبند تو نے بتونکی تصویر ونکو اپنے گلے مین کیون ڈالا دین
حق سے کیون منہ موڑا مناسب یہ ہی کہ اصنام کو اپنی گردن سے جدا کر اپنے پروردگار کو سجدہ کر بت پرستی اختیار نکر
علمشاہ نے جوابدیا آپ مجھے ہدایت نہ کیجیے بہتر یہی ہی کہ میری عشوقہ زلفین کے حکم پر عمل کیجیے ورنہ بارگاہ سلیمانی
اور دیگر اسباب صاحبقرانی لبفوت بازو چھین کے لیجاؤنگا جو کوئی مجھسے لڑیگا اُسے قتل کرونگا امیر یہ تقریر سُنکے متحیر ہوے
اُسوقت سرداران دست چپ نے امیر سے عرض کیا یقین ہی شاہزادہ علمشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ مبتلاے سحر
ہین اسیوجہ سے بتونکو گلے مین ڈالے ہین اور ایسے کلمات زبان پر جاری کرتے ہین اسوقت آپ تھوڑے پانی پر
اسم اعظم پڑھ کر وہی پانی انکے چہرہ پر چھڑکیے ابھی سحر برطرف ہو جائیگا انھین ہوش آجائیگا امیر نے فرمایا تم سچ کہتے ہو
فرزند میرا سحر مین گرفتار ہی یہ فرما کر تھوڑے پانی پر اسم اعظم دم کرکے چہرۂ علمشاہ پر اُسی پانی کا چھینٹا دیا برکت
اسم اعظم سے فوراً سحر برطرف ہو گیا علمشاہ کو ہوش آیا بتونکو اپنے گلے مین دیکھکر نہایت منفعل ہوا اُسوقت علمشاہ
نے چاہا تھا کہ بتونکو اپنے گلے سے جدا کرکے قدم امیر پر سر رکھکے عذر کیجیے ناگاہ زلفین نے آکر بلندی سے یہ احوال
دیکھا فوراً بیتاب ہو کر علمشاہ پر سحر کرکے بزور سحر پنجہ بنکر گری اور علمشاہ کو اُٹھا لیگئی امیر باتوقیر اور سرداران
دست چپ یہ واقعہ دیکھ کر نہایت مغموم ہوے بادشاہ لشکر اسلام بھی غمگین ہوے اُسدم ہرچند عیاران لشکر
اسلام عقب زلفین گئے اور اثناء راہ مین پے در پے تدبیرین کین مگر علمشاہ کو رہا نکر سکے مجبور ہو کر خدمت
حمزۂ صاحبقران مین آکے عرض کیا ہمنے نہایت کوشش کی مگر شاہزادہ عالیوقار کو رہا نکر سکے نہین معلوم
کون اُنھین لیگیا ہی امیر گفتگوے عیاران لشکر سُنکے اور زیادہ مغموم ہوے انھین توالم شاہزادہ علمشاہ مین
رکھا جاتا ہی اور اب حال زلفین کا لکھا جاتا ہی کہ جب زلفین راہ طی کرکے اپنے پدر کی خدمت مین گئی علمشاہ
کو بالاے فرش ڈالکر اپنے پدر سے کہنے لگی اگر مین اسوقت اس جوان کے ہمراہ نہ جاتی تو یہ جوان قید سحر سے
رہا ہو کر پھر میرے ہاتھ نہ آتا حمزہ نے میرا سحر دفع کر دیا تھا اس جوان کو ہوش آگیا تھا مین ہی ایسی ساحرہ زبردست
تھی کہ پنجہ بنکر گری اور اسے اُٹھا لائی اب اس جوان کی بخوبی ہوشیاری کرونگی حمزہ کے روبرو اکیلا اسے
نجانے دونگی خود بھی ہمراہ اسکے جایا کرونگی صلصال نے خوش ہو کر کہا ای دختر نیک سیرت بیشک تونے کار نمایان
کیا کہ لشکر امیر سے اسے لے آئی یہ کہکر سوے علمشاہ مخاطب ہوا نامہ طلب کیا علمشاہ نے نامہ حوالے
کیا صلصال نے مضمون جواب نامہ سے آگاہ ہو کر زلفین کو محل مین بھیجکر اپنے ملازمون سے حکم کیا جلد
اس جوان کے زخم سر کا علاج کیا جائے ملازم علاج کرنے مین مصروف ہوے بعد چند روز کے زخم سر اچھا ہو گیا صلصال
نے علمشاہ کو قریب اپنے تخت کے ایک صندل پر بٹھایا اور سامان جنگ کی فکر کرنے لگا شاہ ترکستان کو تو چندے
سامان و تیاری جنگ مین مشغول رکھا جاتا ہی اور اب حال نامہ بر تحریر کیا جاتا ہی جب وہ نامہ بر جسے صلصال نے
نامہ دلیر سوے ختن روانہ کیا تھا بعد قطع راہ ختن مین پہونچا یعقوب شاہ ختنی کو اُسکے آنے سے آگاہی ہوئی
فوراً اُسے اپنے روبرو طلب کیا جسدم وہ نامہ بر سامنے گیا بموجب قاعدہ تسلیم بجا لایا اور نامہ حوالہ کیا شاہ

ہوکر سلام کیا اور کسی سے جواب نہ پایا لیکن زلفین جادو نے علمشاہ کے پاس آہستہ جاکر کہا اے جوان ذرا میری طرف
دیکھ اچھی طرح نظارہ میرے حسن وجمال کا کر مقدر تیرا اچھا تھا کہ مجھ ایسی رشک حور تجھپر مائل ہوئی تجھے قتل ہونے سے بچایا اب تو بھی
میری تمناے دلی بر لا خداوندان لات ومنات وغیرہ کو سجدہ کر اطاعت میری اور میرے پدر کی اختیار کر علمشاہ نے اسکے
حسن وخوبی سراپا پر نظر کرکے خیال کیا عجب خداوند عالم نے اس صنم کو حسن دلفریب دیا ہی زاہد کش عابد فریب ہی حور اور پری
حسن اور دلبری مین اسکے ہمسر نہین ناظرین عالی طبع پر واضح ہو کہ تحریر صاحب دفتر سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ زلفین
نہایت حسین تھی اگر کوئی اسکے قد بالا اور حسن چہرۂ زیبا کی کچھ تعریف کرے تو بھی اسکی تعریف کو پسند نہ کرے یہ چند
اشعار مثنوی ثناے حسن سراپاے زلفین مین پڑھو مثنوی

نگو از قد سرشت دیگرست این	مپرس از رخ بہشت دیگرست این	از و صبح این صفا در یوزہ کردہ است
بعجز این کار را ہر روزہ کردہ است	برائے دیدن ایزد آفرینش	دگر خود را ندید آنکس کہ دیدش
جبینش را بکف زابرو کلیدے	کشادہ ہر در لوزد زو عیدے	فتد در بلغ زان بالاے آزاد
بپایش سایہ از بالاے شمشاد	لبش در شیر شکر کردہ در عہد	ز حرفش گوش رشک طبلۂ شہد
ز بویش نسترن در تازہ کارے	ز رنگش ارغوان در غازہ کارے	بیاض گردنش صبح شب موسے
سواد خط بہار گلشن روے		

القصہ ہر چند کہ حسن زلفین پر نظر کرکے دل علمشاہ بیتاب ہوا لیکن
بخیال ملت و مذہب برہم ہوکر جواب دیا او بیہودہ گو بس خاموش ہو اب ایسے کلمات زبان پر جاری نکرنا مین ہرگز ہرگز
تیرے حسن وجمال پر فریفتہ ہوکر تیرے خداوندونکو سجدہ نکرونگا دین اسلام سے منھ نہ موڑونگا زلفین نے برہم ہوکر چند
پھولون پر سحر پڑھکر وہ پھول علمشاہ پر ڈالدیے جب خوشبو گلونکی دماغ مین گئی رنگ طبیعت بدل گیا قلب علمشاہ کا
الٹ گیا بنظر الفت جانب زلفین دیکھکر کہنے لگے اے ملکہ کیون مجھسے ناراض ہوتی ہو مین تو تیرا فریفتہ ہون جو حکم کرو بجالاؤن
زلفین نے کہا اگر مجھسے الفت رکھتے ہو تو ہمارے خداوندونکی تصویرونکو سجدہ کرو اور اپنے گلے مین ڈالو علاوہ اسکے
جو کچھ ہم کہین ہمارے کہنے پر عمل کرو علمشاہ نے کہا جو کچھ اے ملکہ تم کہوگی مین بسر وچشم بجالاؤنگا زلفین نے فتنکے حکم دیا
سلاسل جسم علمشاہ سے جدا کرو ملازم براے تعمیل حکم بڑھے تھے کہ علمشاہ نے خود ہی وہ طوق و زنجیر مثل تار عنکبوت
توڑ کر پھینکدیا بعد اسکے بموجب حکم معشوقہ چند تصویرین بتونکی اپنی گردن مین ڈالین صلصال یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوا
اہل دربار بھی شاد ہوے بختک اپنے دلمین کہنے لگا ان مسلمانونکی زندگی دراز ہی قضا انکی بالین پر آکر ٹل جاتی ہی
کوئی نکوئی سبب انکے زندہ رہنے کا نکل ہی آتا ہی ہر چند کہ علمشاہ نے بتونکو اپنے گلے مین سحر مین گرفتار ہوکر ڈالا ہی
مگر جب سحر اتر جائیگا ہوش مین آکر صلصال اور لشکر صلصال کو قتل کریگا ابھی بختک اپنے دلمین اسی قسم کے خیالات
کر رہا تھا کہ زلفین نے ایکنامہ اس مضمون کا لکھوایا یا امیر حمزہ دیو پہونچنے اس نامے کے تم بھی مثل اپنے فرزند علمشاہ
کے ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو اور اطاعت ہمارے والد کی اختیار کرو اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کروگے
تو بہت پچھتاؤگے جب نامہ تیار ہو چکا زلفین نے سرنامہ پر مہر کرکے علمشاہ کو دے کے کہا یہ نامہ اپنے والد
کو جاکر دیدینا اور جواب اسکا لکھوا کرلے آنا علمشاہ نے نامہ لیکر زخم سر باندھکر گھوڑے پر سوار ہوکے سوے
لشکر امیر رہروی اختیار کی زلفین بھی بعد جانے علمشاہ کے تخت سحر پر بیٹھکر سوے لشکرگاہ امیر روانہ ہوئی
اسے تو اسنے راہ مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہی جب علمشاہ بعد قطع راہ عنقریب
لشکرگاہ پہونچے عیارون نے حال علمشاہ سے امیر کو اطلاع دی ہنوز عیاران لشکر اسلام خبر تشریف آوری

نام پڑھکر نہایت خوش ہوا دلمین کہنے لگا اے قاقولہ آج تو اچھی ساعت سے واسطے بالادوی کے ادھر آیا تھا عنایت و الطاف
خداوند ذوالجلال و عنایات سے نہایت دلکو مسرت حاصل ہوئی علمشاہ پسر حمزہ کو عالم غشی مین پایا یہ گفتگو اپنے
دل سے کہکے فی الفور علمشاہ کو سلاسل مین گرفتار کیا پھر رکیب پر علمشاہ کو ڈالکر لجام فرس کو پکڑکر وہان سے
روانہ ہوا بعد قطع راہ بیزک خطائی کے پاس گیا اور تمام حال علمشاہ کے گرفتار کرنیکا بیان کیا اسنے تقریر اسکی سنکے نہایت
خوش ہو کے کہا جلد چل دربار صلصال مین وہ تجکو انعام کثیر دیگا یہ کہکر ہمراہ اپنے قاقولہ اور علمشاہ کو لیکر دربار
صلصال گیا اور کہا اے شہنشاہ نام اس جوان مجروح کا علمشاہ ہے یہ فرزند حمزہ ہے آپکے فرزند کا قاتل ہے قاقولہ میرا
شاگرد اسے ایک جگہ سبزہ زار مین زخمی پڑا ہوا دیکھکر گرفتار کرکے لے آیا ہے اب جو مناسب ہو اس جوان کے حق مین کیجیے
صلصال نابکار علمشاہ کو دیکھکر اپنے فرزند مقتول کا خیال کرکے پہلے تو چشم پرنم ہوا پھر حکم دیا ابھی جلاد آئے اور سر
اسکا تیغ آبدار سے جدا کرے بموجب حکم فوراً ایک جلاد بیرحم و زشت خو حاضر ہوا بعد تسلیم عرض کرنے لگا شہنشاہ فلک بارگاہ
نے اس خادم کو کیون طلب کیا ہے عنایت خداوندات سے مین بازو پر قوت رکھتا ہون تیغہ گرانبار و آبدار اپنے قبضہ
مین رکھتا ہون سفاکی اور سنگدلی مین شہرہ آفاق ہون خاصیت مریخ کی رکھتا ہون کون فی الحال مغضوب درگاہ
شہنشاہ ہے کون معتوب سرکار فلک پناہ ہے کسکا رشتہ حیات قطع ہوا چاہتا ہے کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے صلصال نے کہا
اے جلاد اس جوان مجروح کو دربار سے لیجاکر قتل کر جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت میرا کام قتل کرنا ہے زندہ کرنا
خداوندونکا کام ہے ذرا سمجھ بوجھکر حکم قتل دیجیے گا صلصال نے جواب دیا ہمنے خوب سمجھکر حکم قتل دیا ہے تو اب دیر نکر جلد اسے بیرون
دربار لیجاکر قتل کر جلاد نابکار نے بموجب حکم شاہ ترکستان چاہا تھا کہ علمشاہ کو دربار سے لیجاکر قتل کرے یہ خبر محلسرائے صلصال تک
گئی کہ قاتل تمرتاش خان گرفتار ہو کر آیا ہے اب وہ بھی بحکم شہنشاہ قتل ہوتا ہے چونکہ جس روز سے جملہ فرزند و برادر صلصال
کے خواجہ نے پابوس بزرگوار بنکر آگ مین جلا دیے تھے اس دن سے جملہ ازواج و دختران صلصال ایک جا فراہم ہوئی تھین
اور شب و روز اپنے اپنے فرزند کے غم مین نالہ و بکا کرتی تھین زلفین جادو دختر صلصال بھی برائے تعزیت
برادران آئی تھی یہ خبر گرفتاری و قتل قاتل تمرتاش خان سنکے بے اختیار نالہ کنان زلفین جادو وغیرہ
چند عورتین محلسرا سے سر دربار اس خیال سے نکل آئین کہ قاتل تمرتاش خان کو قتل ہوتے ہوئے دیکھینگے کچھ دلکو سرور
حاصل ہوگا جب زنان مذکور سر دربار چلی آئین اکثر عورتین تو علمشاہ کو کلمات سخت و درشت کہنے لگین لیکن زلفین جادو
چہرۂ زیبائے علمشاہ کو دیکھکر رنج برادران بھول گئی علمشاہ پر عاشق ہوئی جلاد سے مخاطب ہو کر کہنے لگی تو اس
جوان کو نہ لیجا وہ عرض کرنے لگا حکم شہنشاہ سے قتل کرنے کو لیے جاتا ہون زلفین نے برہم ہو کر کہا او نالائق ہم
کہتے ہین کہ تو اس جوان کو ہرگز قتل نہ لیجا تو نہین مانتا یہ کہکر دیر سے صلصال گئی پہلے اپنے پدر کو سلام کیا
پھر کہا اے [illegible] نامدار آپ اس جوان کو کیون قتل کراتے ہین میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ اس جوان کو اپنا مطیع کرکے
برائے مقابلہ حمزہ روانہ کیجیے اگر یہ سر حمزہ و سرہائے سرداران لشکر حمزہ کاٹکر لے آیا تو فہو المراد اور اگر قتل ہو گیا
تو بھی کچھ غم نہوگا اس امر مین بھی اپنا مطلب حاصل ہوگا صلصال نے گفتگو اپنی دختر کی سنکے اسکی عقل و فہم کی بہت
تعریف کی اور خیال قتل علمشاہ سے درگذرا بیٹی کو اپنے قریب بٹھاکر کہنے لگا اے جلاد اب اس جوان کو قتل نہ کر مین نے
اپنی دختر کی سفارش سے اسے قتل سے امان دی جلاد یہ تقریر شاہ ترکستان کی سنکے چلا گیا صلصال نے بیزک
خطائی سے کہا جلد اس جوان کو کسی تدبیر سے ہوشیار کر اسنے چند تدبیرین ایسی کین کہ علمشاہ کو ہوش آیا آنکھین جو کھولین
اپنے تئین دربار مین گرفتار دیکھا بعد شکایت متعدد فرش زمین سے اٹھکر بطریق اہل اسلام اہل دربار سے مخاطب

لشکر امیر نے بہت ممنون ہوکر کہا جو کچھ آپنے فرمایا ہے ہم خدمت امیر مین جاکر عرض کرینگے یہ کہکر سوے لشکر امیر چلے متعلقین تمغاج خان بھی انکے ہمراہ ہوے انھین تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال بدیع کشتی گیر کا سنیے کہ جب بدیع پہلوان سرداروں وغیرہ کو قید سے رہا کرچکا جلد راہ طے کرکے خدمت بادشاہ تبریز مین آیا اراده اپنا بیان کیا اسیوقت مع اپنے لشکر کے ترکستان سے کوچ کیا راہ صحرا کی اختیار کی اس احوال سے صلصال کو اطلاع نہوئی احوال بدیع کشتی گیر کا تو بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب ذکر سرداران لشکر امیر کیا جاتا ہے جسوقت اہرمن مازندرانی اور طول دست تبریزی وغیرہ قریب صبح نزدیک لشکر امیر پہونچے چند عیاران لشکر اسلام نے اس احوال سے امیر کو بیدار کرکے اطلاع دی امیر نے خوش ہوکر چاہا تھا کہ چند سردارونکو واسطے انکے استقبال کے روانہ کرین ناگاہ وہ سب خدمت امیر مین حاضر ہوے بعد ادائے تسلیم و قواعد عبودیت جو کچھ بدیع کشتی گیر نے احسان کیا تھا اور جو کچھ کہا تھا زبان پر لاے امیر نے گفتگو انکی سنکے بدیع کو دعا دیکر فرمایا اسنے ہمپر احسان کیا تم سبکو قید سے رہا کیا چونکہ اسوقت آثار سحر فلک پر ظاہر ہوچکے تھے امیر نے واسطے وضو کے پانی طلب کیا ملازمون نے پانی حاضر کیا حمزۂ صاحبقران نے وضو کیا اتنی دیر مین جملہ اہل اسلام بھی براے نماز بیدار ہوے جب انھون نے احوال رہائی سرداران لشکر اور متعلقین تمغاج خان کا سنا سب خوش ہوے سرداران لشکر تو اہرمن مازندرانی وغیرہ سردارونسے گلے ملے اور تمغاج خان اپنے متعلقین سے ملا ارشاد ہوا پھر ہر ایک نے وضو کرکے نماز سحر ادا کی حمزۂ صاحبقران بادشاہ لشکر اسلام نے بھی فریضۂ سحری ادا کیا ادھر صلصال نابکار خواب سے بیدار ہوکر وقت سحر دربار مین آکر بالاے تخت بیٹھا جملہ اہل دربار بھی حاضر ہوے ابھی صلصال تخت پر آکر بیٹھا تھا کہ سیرک خطائی آیا اور بعد بجالانے لوازم عبودیت کے عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ فلک بارگاہ ہنگام شب کوئی محافظان زندان کو قتل کرکے ان سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران کو جنکو تمغاج خان نے گرفتار کیا تھا اور متعلقین تمغاج خان کو جنھین حضور نے قید کیا تھا رہا کرکے لیگیا صلصال یہ خبر سنکے متحیر ہوا بعد حیرت بسیار کہنے لگا دریافت کرو کون شخص قید یونکو رہا کرکے لیگیا ہے سیرک براے دریافت خبر روانہ ہوا جب لشکر مین گیا بدیع کشتی گیر اور کہرش خطائی وغیرہ کو دیکھکر خیال کرنے لگا شاید بدیع پہلوان ہی نے قیدیونکو رہا کیا ہے اور عوض اپنے قید ہونیکا اسنے لیا ہے یہ خیال کرکے روبروے صلصال گیا اور تمام حال بیان کیا صلصال تمام احوال سنکے خیال کرنے لگا اب کون سردار دلاور بمقابلۂ امیر روانہ کیا جائے

داستان گرفتار ہوکر آنا علمشاہ کا روبروے صلصال اور عاشق ہونا شاہزادہ ذبیحاہ پر زلفین جادو دختر صلصال کا اور مبتلاے سحر کرکے نامہ دیکر روانہ کرنا علمشاہ کو خدمت امیر مین اور احوال زرد ہنگ عیار یعقوب شاہ ختنی اور ذکر خواجہ عمرو۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا جلد مجھکو شراب	عطا کر مجھے ساغر مے شتاب	وہ دے مے جو ہے ہمدم جان زار	وہ مے جس سے آتا ہے دلکو قرار
وہ مے غنچہ زن ہے جس سے سبو	وہ مے بار کی جس سے آتی ہے بو	وہ مے جو ہے سرجوش فرخندگی	وہ مے جو ہے سرمایۂ زندگی
وہ مے جو ہے آئینۂ روے یار	وہ مے جسکا میخانہ ہے کوے یار	پلا دے جو ایسی مے لاجواب	تو لکھوں نئی داستان اب شتاب

محرران ذی کمال و کاتبان عدیم المثال اس داستان نادر کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب ہنگام جنگ مغلوب مرکب علمشاہ کو لیکر ایکطرف روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا چونکہ بھوکا اور پیاسا تھا چشمۂ آب اور سبزہ زار دیکھکر ٹھہر گیا پانی جو چشمہ سے پیا بے اختیار سیری ہوئی اسوقت علمشاہ زین فرش سے عالم غشی مین زمین پر گرے گھوڑا وہین کھڑا رہا ہنوز علمشاہ کو ہوش نہ آیا تھا کہ قاقولہ عیار کا اس جگہ گذر ہوا دیکھا ایک جوان شیر صولت زخم شمشیر سر پر کھائے ہوے بیہوش بالاے زمین پڑا ہے یہ حال دیکھکر قریب تر آیا اور ہاتھ مین مہر دیکھکے

دلاور مرکبون سے اُتر کر دامن گردانکر سرگرم کشتی ہوئے سپاہ جانبین مین ہر ایک اعلی اور ادنی اپنی سواری سے اُتر کر علے قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے مین مصروف ہوئے جب بدیع کشتی گیر کوئی پیچ کرتا تھا بادشاہ لشکر اسلام اور حمزہ وغیرہ بے اختیار باواز بلند تعریف کرتے تھے اور جسدم کرب غازی اُس پیچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی جملہ اہل اسلام خوش ہوکر ثنا کرتے تھے اسیطرح تا شام کفار اور اہل اسلام دونون نے بہادرون کی کشتی دیکھ کر تعریف کی جب آفتاب غروب ہوا بدیع نے کرب غازی سے کہا اے دلاور اب زمانہ شب آگیا ہے تجھے لازم ہے کہ شب کو براحت و آرام بسر کر صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب غازی نے جوابدیا لشکر امیر کشور گیر کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک حریف کو زیر نہین کرتے میدان سے جاکر راحت پذیر نہین ہوتے پس مین بھی بموجب قاعدۂ مذکور نجاؤنگا اگر زمانۂ شب کا خیال ہے تو روشنی کرنیکو حکم دیجیے بدیع نے سرداران لشکر صلصال سے واسطے روشنی کے کہا اُنھون نے جلد تر سامان روشنی کا کیا اِدھر بھی حکم بادشاہ اسلام سے ملازمون نے اسقدر جھاڑ فرشی اور کنول وغیرہ روشن کیے کہ وہ شب تاریک غیرت دہ روز روشن ہو گئی جب بخوبی روشنی ہوچکی اُسدم حکم آذر برچین بادشاہ تبریز کے ملازم ایک کاسہ مین شیر گاؤ لبریز کر کے روبروے بدیع کشتی گیر لیگئے اسی طرح حکم بادشاہ لشکر اسلام سے چند ملازم دودھ کاسہ مین روبروے کرب غازی لائے دونون دلاورون نے کاسہ دہن سے لگا کر شیر گاؤ پی کر پھر باہم کشتی لڑنا شروع کیا ہر چند تمام شب کشتی بصد تیز دستی ہوئی لیکن کوئی دونون مین غالب و مغلوب نہوا راوی بیان کرتا ہے کہ اسطرح تین شب و روز کشتی ہوئی روز چہارم بدیع کشتی گیر نے برہم ہوکر بازوے کرب غازی کے پکڑ کر سر اپنا اُسکے سینے سے ملا کر بقوت تمامتر جو زور کیا کولا کرب غازی کا اُکھڑ گیا ایسا صدمہ پہونچا کہ رنگ رخ زرد ہو گیا بدیع کشتی گیر نے رنگ چہرۂ کرب غازی دیکھ کر خیال کیا کہ ضرور اس جوان کا شانہ یا کولا اکھڑ گیا ہے یہ تصور کر کے کرب غازی سے کہا اے بہادر مجھے ظاہر ہو گیا کہ تیرے کسی عضو پر صدمہ پہونچا ہے شائد شانہ اُکھڑ گیا ہے بہتر یہ ہے کہ اب جاکر اپنا علاج کر بعد صحت اگر دل چاہے تو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب نے جوابدیا اے دلاور مین اسی حال مین کشتی لڑونگا بدیع نے کہا اے جوان خلاف عقل تقریر نہ کر مناسب یہ ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر یہ کہکر ہر دو بازوے کرب کو چھوڑ دیا کرب غازی بدقت اپنے لشکر مین گیا ادھر تو بدیع میدان جنگ سے وقت شام طبل آسائش بجوا کر فرودگاہ کو پھر گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام مع کل لشکر قیامگاہ لشکر کیجانب روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچے حکم دیا کہ چارہ گر جلد علاج کرب غازی کا کرین بموجب حکم چارہ گر علاج کرنے مین مصروف ہوئے یہان تو علاج کرب کا ہو رہا ہے مگر اب حال کشتی گیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب بدیع میدان رزم سے اپنی بارگاہ مین گیا گھرش خطائی کو بُلا کر کہنے لگا میرے نزدیک حمزۂ صاحبقران اور سرداران امیر یا تو تیر سے لڑنا بہتر نہین ہے کیونکہ حمزۂ صاحبقران ایک مرد بزرگ و ذیوقار ہین مجھسے اُنسے کچھ عداوت نہین ہے بلکہ انس ہے بس اُنکا رنجیدہ ہونا مجھے ناگوار ہے علاوہ اسکے صلصال نابکار نے ہمین اور تمھین بیجرم و خطا قید کیا تھا اب ہمین بھی یہ لازم ہے کہ اُسکی جانب سے امیر کشور گیر سے مقابلہ نکرین اور حمزۂ صاحبقران پر کچھ احسان کر کے یہانسے کسی طرف چلے جائین گھرش خطائی نے عرض کیا مین بھی اس راے کو پسند کرتا ہون یہ کہکر مذمت صلصال کی کرنے لگا جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی بدیع کشتی گیر گھرش خطائی کو ہمراہ اپنے لیکر در زندان پر گیا اور جملہ محافظان زندان کو تہ تیغ کر کے سرداران لشکر امیر اور متعلقین تمغاج خان کو قید سے رہا کر کے اُنسے کہا جب تم خدمت حمزۂ صاحبقران مین جانا یہ کہدینا کہ ہمین بدیع کشتی گیر نے قید سے رہا کیا ہے اور وہ ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز ترکستان سے ایکجانب گیا ہے سرداران

اراکین سلطنت کے اکھاڑے پر جاکر بالاے تخت بیٹھا امرا کرسیون پر بیٹھے جملہ ساکنان ترکستان اعلے اور
ادنے جوق جوق گروہ گروہ آکر گرد اکھاڑے کے علے قدر مراتب بیٹھے جب مجمع کثیر ہو چکا صلصال نے
گہرش خطائی اور بدیع کشتی گیر کو طلب کیا جسدم وہ دونون اکھاڑے مین آئے اول بدیع کشتی گیر نے
بڑے بڑے اِکے اور نال گران وزن اُٹھاکر زور و قوت اپنی دکھاکر باواز بلند کہا ہان ہین اسوقت رستم
وسام وزال اگر وہ اسدم موجود ہوتے اور میرے اس زور و قوت کو دیکھتے تو حلقہ میری اطاعت کا اپنے
کان مین ڈالتے صلصال یہ گفتگو بدیع کشتی گیر سے سُنکے برہم ہوا گہرش خطائی کہنے لگا ای بہادر تو پہلوانی
مین اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہی جلد اس سے کشتی لڑکے دست و پا اسکے توڑ ڈال بدزبانی
کی اُسے سزا دے گہرش خطائی چٹ لنگوٹ باندھ کر یا خداوندلات زبان پر جاری کرکے مانند فیل مست
کے اکھاڑے مین اُترکر مٹی اکھاڑے کی اپنے بازوون پر مل کر خم مار کر طالب کشتی ہوا پہلوان بدیع
بھی دامن گردان کر مثل شیر غضبناک اُسکے روبرو آیا اور خم مار کر کشتی اُس سے لڑنے لگا پیچ اور توڑ پے در پے ہونے
لگے جملہ تماشائی سیر کشتی کی دیکھنے لگے راوی کہتا ہی کہ بدیع پہلوان نے وقت غروب آفتاب اُسی روز اُسے
زیر کیا سینے پر سوار ہو کر کچھ ایسی آہستہ باتین کین کہ کسی نے نہ سُنین اور گہرش نے اطاعت بدیع قبول کی ہنوز بدیع
پہلوان سینہ گہرش خطائی سے اُٹھا چاہتا تھا کہ صلصال نے برہم ہو کر حکم دیا گہرش اور بدیع کو گرفتار کرکے
قید کرو کیونکہ یہ دونون بدولت کے مجرم ہین گہرش نے تو یہ خطا کی بھی کہ بدیع سے زیر ہوا بدولت کو مجمع عام مین
سبک کیا اور بدیع نے یہ تقصیر کی ہی کہ مجھ ایسے شہنشاہ کے پہلوان نامی کو اُسنے بے خوف و بیم زیر کر لیا غرض بموجب حکم
یزک خطائی اور شاگردان یزک نے جلد حلقہاے کمند مین اُن دونون کو گرفتار کیا ہر چند آذربرجین بادشاہ تبریزا اور ہمراہیان
بدیع نے چاہا کہ بدیع کشتی گیر کو گرفتار نہ ہونے دین گویہ امر ممکن نہوا جب گہرش خطائی اور بدیع کشتی گیر دونون گرفتار
ہوے حکم صلصال سے دونون زندان مین قید کیے گئے صلصال اکھاڑے سے اُٹھ کر دربار مین آکر تخت پر
بیٹھا اہل دربار بھی حاضر ہوے صلصال نے امرا و وزرا کی جانب مخاطب ہو کر پوچھا اب کس سردار کو براے مقابلۂ
اہل اسلام روانہ کیا جاے سب نے دست بستہ عرض کیا اول تو حضور یعقوب شاہ ختنی کو نامہ لکھ کر طلب کیجیے دوسرے
بدیع کشتی گیر کو زندان سے رہا کرکے خلعت فاخرہ دیکر بمقابلۂ حمزہ روانہ کیجیے صلصال نے راے اُنکی پسند کرکے پہلے
نامہ لکھوا کر نامہ بر کو دیکر جانب ختن روانہ کیا پھر امرا سے کہا ابھی جاکر بدیع کشتی گیر اور گہرش سے کہو کہ اگر تم شہنشاہ صلصال
کی اطاعت قبول کرکے اُسکے دشمنون سے مقابلہ کرو تو ابھی قید سے رہا ہو جاؤگے امرا نے فوراً بدیع اور گہرش خطائی سے
کہا اُنھون نے منظور کیا امرا نے اُنھین قید سے رہا کرکے دربار صلصال مین لاکے خلعت فاخرہ دلوائے صلصال نے
خلعت دیکر دونون کو براے مقابلۂ امیر روانہ کیا جب بدیع کشتی گیر مع گہرش بمقابلۂ لشکر امیر پہونچا جاتے ہی ہنگام شب
طبل جنگی بجوایا جسوقت صداے طبل بلند ہوئی بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے اپنے لشکر مین نقارۂ
رزمی بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے
جب کڑکیت اور نقیب جوانون کو آمادۂ رزم کرکے عرصۂ جنگ سے ہٹ گئے بدیع پہلوان نے لشکر سے نکلکر میدان مین
آکر باواز بلند یہ کہا کہ ای امیر یا تو یا کسی جری کو بھیجیے تاکہ وہ مجھسے کشتی لڑے حمزہ صاحبقران نے ہنوز سوے سرداران
لشکر دیکھا تھا کہ فوراً کرب غازی نے صف لشکر سے نکلکر اجازت طلب کی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام
نے اجازت دی کرب غازی بامید اعانت ایزد تعالے میدان مین گیا ادہر بدیع کشتی گیر ادہر کرب غازی دونون

لشکر کیطرف روانہ ہوے اُسوقت خواجہ عمرو نے وہی روغن جو خورشید سیر سے دستیاب ہوا تھا اپنے تمام
تن پر ملکر پہلے آزمائش کے لیے ایک اُنگلی اپنی آگ پر رکھکر تاثیر روغن دیکھکر جلد ترا بصورت پابوس بزرگوار بنکر
اسیی جانب سے اُس آگ مین گئے کہ کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا جب درمیان آگ کے پہونچے صلصال سے
مخاطب ہوکر کہنے لگے ای صلصال آگاہ ہو کہ منم پابوس بزرگوار دیکھ کہ یہ حنظلہ بن داؤد اور یہ خداوندان لات
ومنات وغیرہ پونے دوسو خداوند بیٹھے ہین لیکن تجھے نظر نہ آئینگے سب خداوند فرماتے ہین کہ ہماری جانب سے
صلصال ہمارے بندہ برگزیدہ سے کہو کہ جملہ اپنے فرزندون اور برادرون کو ہمراہ دیگر ایک ایک خم زرین کرکے
یکے بعد دیگرے ہمارے روبرو بھیجدے تاکہ وہ سب ہماری زیارت کرین بعد اُنکے تو بھی ہماری زیارت سے مشرف ہو صلصال
نے گفتگوے پابوس بزرگوار سُنکے اور کچھ شیشے مکر کے کھجوا کر اپنے ہر ایک فرزند و برادر کو ایک ایک خم زر دیکر آگ مین بھیجا
جو گیا جلکر خاک ہوگیا خواجہ نے خم زر اُٹھا کر نذر زنبیل کیا راوی کہتا ہی کہ جب سب پسر و برادر صلصال کے آگ
مین جاکر جلگئے اُسوقت خواجہ نے پکار کے کہا ای صلصال اب تمکو سب خداوند بلاتے ہین صلصال برغبت
تمام چلا تھا کہ بختک نابکار نے دامن پکڑکے کہا ای شہنشاہ آپ ہرگز آگ مین نہ جائیے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت
بھی پابوس بزرگوار بنے ہوے خواجہ عمرو ہین صلصال نے برہم ہوکر جواب دیا او بد اعتقاد عمرو کی یہ مجال ہو کر
آگ مین کھڑا رہے اور نہ جلے بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ خفا نہ ہوجیے پہلے امتحان پابوس بزرگوار کا کر لیجیے بعد
اُسکے آگ مین تشریف لیجائیے وہ امتحان یہ ہی کہ پابوس بزرگوار سے کہیے کہ ایک میرے فرزند کو واسطے تھوڑی
دیر کے روبروے خداوندان سے یہان بھیجدین اگر فرزند آپکا آپکے پاس آگ سے نکلکر چلا آے تو بلا تامل آپ بھی جائیے
صلصال یہ راے بھی پسند نہین کرتا تھا لیکن جب بختک نے بہت کہا اُسوقت صلصال نے پابوس بزرگوار
سے کہا ای منتخب برگزیدہ خداوندان جب تک میرے فرزندون یا بھائیون سے کوئی میرے پاس
نہ آئیگا اُسوقت تک مین قدم نہ رکھونگا پابوس بزرگوار نقلی نے صلصال کے آنے سے مایوس ہوکر کہا ای
صلصال آگاہ ہو کہ مین عمرو ہون مین نے جملہ فرزند اور برادر تیرے آگ مین جلا دیے سب جلکر خاک ہوگئے کوئی
اُنمین سے زندہ نہین ہی کسے تیرے پاس بھیجون یہ کہکر آگ سے نکلکر ایک جانب چلا گیا صلصال یہ احوال سُنکے از حد
گریہ کنان ہوا بختک نے کہا ای شہنشاہ صبر کیجیے جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اگر مین آپ کو نہ روکتا تو آپ بھی آگ مین
جاکر مثل حنظلہ اور اپنے فرزندون اور برادرون کے جلجاتے اب یہان توقف نہ فرمائیے گریہ وزاری موقوف کیجیے
صلصال بختک کے سمجھانے سے اُس جگہ سے روانہ ہوکر دربار مین جاکر غمگین بالاے تخت بیٹھا اُس وقت
زرہ خان اور بیزک خطائی نے بخیال رنج وغم دفع کرنے کے صلصال سے عرض کیا ای شہنشاہ بدیع کشتی گیر
ایک مدت سے ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز آیا ہی اکثر دربار شہنشاہ مین بھی حاضر ہوتا ہی آج تک جس واسطے
وہ آیا ہی مطلب اُسکا بر نہین آتا ہی پس ہم امیدوار ہین کہ اُسے بلاکر کسی پہلوان زبردست سے اُسے لڑوائیے
کشتی دیکھیے صلصال نے اُنھین خیر خواہ اپنا خیال کرکے اُسیوقت حکم دیا کہ منادی اسی وقت شہر مین
جاکر ندا کرے ہر صغیر و کبیر کو اس امر سے آگاہ کرے کہ فردا وقت سحر گہ شیخ طائی بدیع پہلوان سے کشتی
لڑیگا جسے کشتی دیکھنا منظور ہو آکر کشتی دیکھے بموجب حکم منادی نے جاکر اہل شہر کو آگاہ کیا اِدھر حکم
صلصال سے ایک میدان وسیع مین اکھاڑہ ملازمون نے درست کیا اور گرد اکھاڑے کے تخت اور
کرسیان بچھوائین اور ایک شگیرہ نفیس اکھاڑے پر استادہ کیا جب وہ دن گذر کر سحر ہوئی صلصال ہمراہ اپنے

امراء اپنے

اُسنے جواب دیا مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کرکے ارشاد کیا تھا کہ راہ مین تجھے جو شخص اس
وضع کا ملے تو اُسے خواجہ عمرو جاننا بموجب ہدایت آنحضرت مین نے تمھین پہچانا خواجہ نے پوچھا ای برادر یہ بتاؤ
کہ یہ دونون شیشون مین کیا ہی اُسنے دست و پاے عمرو چوم کر عرض کیا ای خواجہ آپکو معلوم ہو کہ ایک طائر قوی الجثہ
ہر مردم اُسکو ققنس کہتے ہین عمر اُسکی ہزار سال کی ہوتی ہی ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھتا ہی اُس طائر
کی منقار سیہ اعداد ہوتی ہی اور دراز ہوتی ہی بوقت سانس لینے کے اُسکے سوراخہاے بینی سے صداے دلکش نکلتی ہی اُستادان
علم موسیقی نے اُسی کی آوازہاے بینی سے علم موسیقی ایجاد کیا ہی اگر مفصل حالات علم موسیقی مع مقامات بیان کرون تو نہایت
طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ اسی طائر کی آواز سوراخہاے بینی سے جملہ راگ اور راگنیان استادان علم موسیقی نے بنائی ہین
وہ طائر بعد ہزار سال کے اپنے آشیانے مین بیٹھ کر ایسا نوحہ کرتا ہی کہ منقار سے اُسکے شعلہاے آتش اُسکے آشیانے پر
گرتے ہین فوراً آشیانہ اُسکا جلنے لگتا ہی وہ طائر بھی اپنے آشیانہ مین جل جاتا ہی مگر بقدرت پروردگار اُسی وقت
ایک بچہ بھی قبل جلنے کے ققنس کا پیدا ہوتا ہی وہ بھی مثل اپنے پدر کے ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھا
کرتا ہی غرض جب ققنس جلتا ہی اور لکڑیان جلکر خاک ہو جاتی ہین جو لوگ اُس راکھ کی تاثیر جانتے ہین وہ اُس
راکھ کو لے آتے ہین چنانچہ حنظلہ بن داؤد نے بھی وہی راکھ منگواکر روغن اُسکا نکلوایا ہی انھین شیشون مین وہی
روغن ہی خاصیت اس روغن مین یہ ہی کہ جو شخص اِس روغن کو اپنے جسم پر ملکر آگ مین چلا جاے ہرگز آگ
اُسے ضرر نہ پہونچاے بس اِسی روغن کی وجہ سے حنظلہ نے امیر کو نامہ لکھا تھا اگر وہ گبر اپنے تن نجس پر ملکر
آگ مین جاتا تو کبھی آگ اُسے جلا نہ سکتی چونکہ جناب ابراہیم نے مجھے مسلمان کرکے حکم دیا تھا کہ یہ دونون شیشے
خواجہ عمرو کو دیدینا اس وجہ سے مین آپ کو دیتا ہون انھین آپ لے لیجیے خواجہ عمرو نے تمام تقریر اُسکی سنکے نہایت
خوش ہوکے وہ دونون شیشے اُس سے لے لیے اور ویسے ہی دو شیشے کہ جسمین روغن تھا اُسے دیکر کہا
کہ یہ شیشے حنظلہ کو دے کر اُسکے پاس اوقات بسر نہ کرنا لشکر اسلام مین چلے آنا اُسنے منظور کیا خواجہ تو شیشے
لیکر لشکر اسلام مین آئے خورشید سیر راہ طے کرکے حنظلہ کے پاس گیا شیشے اُسنے دے کر لشکر امیر مین چلا گیا
حنظلہ نے ان شیشون سے روغن نکالکر تمام اپنے اعضا پر ملا بعدہ صلصال اور نوشیروان اور بختک
اور جملہ عزیزان صلصال وغیرہ کو ہمراہ اپنے لیکر اُس میدان مین گیا جہان انبار ہیزم تھا اُس جانب سے امیر
با توقیر بھی مع خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر بکر و فر اُسی میدان مین تشریف لائے بعد تشریف لانے امیر کے
حنظلہ نے انبار ہیزم پر آگ رکھوائی جب شعلے تا بہ فلک جانے لگے حنظلہ نے امیر سے کہا آئیے میرے ہمراہ آگ
مین تشریف لیچلیے اُسوقت عمرو نے عرض کیا ای امیر با توقیر میرے پاس ایسا روغن ہی کہ آگ آپ کو ضرر
نہ پہونچا سکیگی براے زندگی اور سلامتی اپنے تن پر مل لیجیے پھر آگ مین تشریف لیجائیے امیر نے جواب دیا روغن
کیا مجھے بچائیگا پروردگار میرا حافظ و مددگار ہی مجھے اُسی کی اعانت و حفاظت پر توکل ہی یہ کہکر حنظلہ کا ہاتھ پکڑ کر
اندر اُس دریاے آتش کے اسم اعظم پڑھتے ہوے تشریف لیگئے ببرکت اسم اعظم اور بقدرت پروردگار آگ نے
امیر کے جسم پر کچھ بھی اثر نہ کیا بلکہ لباس تن بھی نہ جلا چونکہ امیر حنظلہ کا ہاتھ پکڑے ہوے تھے وہ بھی شعلہاے آتش
سے محفوظ رہا جب یہ حال خواجہ عمرو نے دیکھا بیتاب ہوکر زبان چینی مین کہنے لگا یا امیر جلد حنظلہ کا ہاتھ چھوڑ دیجیے امیر
نے بموجب کہنے خواجہ کے عمل کیا حنظلہ فی الفور جلکر خاک ہو گیا دوزخی تھا نار جہنم مین گیا امیر با توقیر اسم اعظم
پڑھتے ہوے اُس آگ سے باہر نکل آئے بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران لشکر اسلام خوش ہوے اور فرودگاہ

اور جواب اسکا لے آنا نامہ بر نامہ کو لیکر گیا جب رو برو ے امیر پہونچا نامہ دستار سے نکالکر پیش کش کیا امیر نے
میر منشی کو طلب کیا اُسنے حاضر ہو کر نامہ کو وا کر کے باواز بلند پڑھا مضمون نامہ حفظ بن داؤد یہ تھا کہ
ای امیر آپ بڑے شجاع و بہادر مشہور ہین اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہین اگر واقعی آپ شجاعت اور نسل
ابراہیم خلیل اللہ سے ہین تو آگ مین کسی روز ہمراہ میرے تشریف لیجائیے تا کہ مجھے آپ کے شجاع
ہونے اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہونے کا یقین ہو عہد کرتا ہون کہ جب آپ آگ مین جا کے
زندہ نکل آئیےگا اُسوقت مین دین اسلام اختیار کرونگا جب امیر کشورگیر کو مضمون مندرجہ نامہ سے
آگاہی ہوئی جواب مین اُسکے تحریر فرمایا ای حفظ جو کچھ تمنے لکھا ہمنے پڑھوا کر سنا جس روز تمھارا دل چاہے
انبارہ ہیزم مین آگ رکھو جب آتش مشتعل ہو ہمراہ میرے آگ مین چلو میری نسل اور میری شجاعت کا
امتحان کرلو بعد ازان ایفاے وعدہ کرو جب نامہ تیار ہو چکا سرنامہ پر مہر کرکے نامہ نامہ بر کے حوالے
کیا قاصد جواب نامہ لیکر حفظ کے پاس گیا اور جواب نامہ حوالے کیا حفظ جواب نامہ پڑھکر نہایت خوش
ہوکر کہنے لگا ای شہنشاہ اگر چاہا خداوندان لات و منات وغیرہ نے تو امیر کو مین نے ہلاک کیا اب آپ ایک
میدان وسیع مین لکڑیان بکثرت جمع کرائیے اور جس روز مین حمزہ کو آگ مین لیجاؤن اُسدن آپ بھی وہان تشریف
لیچلیے میرے کمال کو ملاحظہ فرمائیے صلصال نے خوش ہوکر منظور کیا اور اُسی وقت حکم کیا بیرون شہر ایک میدان
وسیع لکڑیان فراہم کی جائین ملازم تعمیل حکم کرنے لگے جب انبار ہیزم بخوبی تمام ہو چکا ملازمین نے صلصال
اور حفظ سے عرض کیا کہ ہم سب خدام نے لکڑیان بکثرت میدان مین جمع کردی ہین صلصال نے یہ سنکر اُنھین کچھ انعام
دیا حفظ نے ایک روز مقرر کر کے اُس روز اور وقت معینہ سے امیر کو آگاہی دی یعنی ایک ملازم حفظ بحکم حفظ گیا
اور روز مقررہ سے اطلاع دیتا آیا جب یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی کہ حفظ امیر کو آتش مشتعل مین ہمراہ اپنے لیجائیگا
خواجہ کو سخت تردد ہوا اُسی وقت بیتابانہ امیر سے عرض کیا آپ ہمراہ اُسکے آگ مین تشریف نہ لیجائیےگا مبادا کچھ
ضرر پہونچے تو اچھا نہوگا امیر با توقیر نے جواب دیا ای خواجہ مین نے حفظ سے وعدہ کرلیا ہی ہمراہ اُسکے آگ مین
ضرور جاؤنگا اگر خدا چاہیگا تو جسطرح میرے جد اعلی پر بحکم پروردگار سے آگ گلزار ہو گئی تھی مجھپر بھی آگ گلزار ہو جائیگی
مجھے کسی طرح ضرر نہ پہونچائیگی خواجہ نے عرض کیا آپکے جد نامدار پیغمبر تھے آپ نبی اور پیغمبر نہین ہین اور آگ کا
کام جلا دینا ہی میرے نزدیک مناسب نہین ہی کہ آپ آگ مین تشریف لیجائین راوی کہتا ہی کہ ہرچند
خواجہ عمرو نے اس امر مین امیر کو سمجھایا مگر حمزہ صاحبقران نے نہ مانا یہی فرمایا کہ اب تو مین اُس سے
اقرار کرچکا ہون ضرور آگ مین جاؤنگا جب خواجہ سمجھانے سے عاجز ہوے مجبور ہوکر وہان سے اُٹھکر
جانب مسکن حفظ بن داؤد روانہ ہوے یہان روز مقرر حفظ بن داؤد نے اپنے ملازم مسمی خورشید سبیر
سے کہا وہ دونون شیشے روغن کے جو ہمنے تیرے حوالے کیے تھے جا کر لے آ ملازم مذکور شیشے جو لیے گیا ایسی طبیعت
کسل مند ہوئی کہ فرش پر لیٹ کر سو گیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے مسلمان کر کے فرمایا
ای خورشید سبیر جلد بیدار ہو شیشے لیکر جا اثناے راہ مین تجھے اس شکل و صورت ایک شخص ملیگا خبردار یہ دونون
شیشے روغن کے اُسے دیدینا نام اُسکا عمرو ہوگا یہ فرما کر حضرت ابراہیم اُسکی نظر سے نہان ہو گئے جب وہ بیدار ہوا
شیشے لیکر چلا اثناے راہ مین دیکھا ایک مرد ضعیف خمیدہ کمر مسافرون کی سی وضع چلا آتا ہی جب وہ شخص قریب آگیا
خورشید سبیر نے پوچھا ای شخص کیا تیرا نام خواجہ عمرو ہی مرد پیر نے حیران ہو کر پوچھا تجھے میرے نام سے کیونکر آگاہی ہوئی

بھائیون کو فوج کثیر دیکر براے مقابلہ روانہ کیا جب وہ بمقابلۂ لشکر امیر آئے اور اُنھون نے طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا وقت سحر طلب خاقان برادر صلصال اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا حریف کو طلب کیا تمغاج خان آیا ہنگام مقابلہ اُسے قتل کیا پھر ترب خاقان اور گرگ خاقان اور تیمور خاقان نے دفعہ دفعہ لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا تمغاج خان نے سب کے بعد دیگرے نامبردگان کو تہ تیغ کیا وقت شام باقی ماندہ سرداران لشکر کفار نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوے صلصال اپنے بھائیون کے قتل ہونے کی خبر سنکے ملول و غمگین ہوا اور اس درجہ تمغاج خان پر غضبناک ہوا کہ تکلم کیا اسوال و سوا کن تمغاج خان لوٹ لو متعلقین کو اُسکے قید کرد ملازم حکم اُسکا بجا لائے

در بیان آنا حفظ بن داؤد کا اور ذکر عیاری خواجہ عمرو مع حال بدیع لشتی گیر غزل

کہتے ہو ہاتھ پڑا ہے ترا پورا کیسا
ماہ کی طرح ترا نام ہے چمکا کیسا
حضرت دل ابھی آگاہ نہین وہ یہ کیا جانین
ہم نہین جانتے تسبیح و مصلے کیسا
ہم بھی ہنگامۂ محشر مین دہائی دینگے
ہمنے موسی یہ بتاؤ اُسے دیکھا کیسا
اختر صبح کا شب کو نہ گمان کیونکر ہو
وہ نہ کیون مجھسے یہ پوچھین کہ تڑپنا کیسا
اثر عشق ہیں مرگ جو ہوگا ان کو
تجکو اُستاد نے مجنون پھر پڑھایا کیسا

یہ کبھی تو کہیے کہ سر نیچے جھکایا کیسا
بگڑا بیٹھا ہے وہ کسن یہی ضد کرتا ہے
ہجر کہتے ہین کسے وصل ہے ہوتا کیسا
ہجر مین دیدۂ تر سے نہین تھمتے آنسو
دیکھنا تم بھی کہ ہوتا ہے تماشا کیسا
والے تقدیر نہ سینے سے وہ دلدار لگا
اُنکی پیشانی پہ تابندہ ہے ٹیکا کیسا
جب اک پردہ نشین سے ہی لگی آنکھ مری
خود چلے آئینگے میت پہ وہ پروا کیسا
وصف رخسار پری رو جو لکھا اے نیر

حسن کا تیرے زمانے مین ہے شہرا کیسا
ہمکو دکھلاؤ کہ ہوتا ہے جنازا کیسا
بندۂ عشق ہین جنت پوچھتے ہین اے زاہد
موج زن آج ہوا دیکھیے دریا کیسا
تاب تم جلوۂ محبوب کی لاؤگے نہ ذرا
ہمنے سمجھایا شب وصل مین کیسا کیسا
رات دن جو کہ رقیبون سے رہے ہمبستر
مین نہین جانتا تونکو کہ سونا کیسا
عشق بازی کا نہین خاک سبق یاد تجھے
آگے مقطع مین مرے قافیہ چمکا کیسا

راویان خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب حکم صلصال بد مآل سے متعلقین تمغاج خان قید ہوے اُسوقت صلصال خوش ہوا روز دیگر دربار مین حسب بالا سے تخت آکے بیٹھا اُمرا اور وزرا سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا اب کیا تدبیر کرون کس دلیر کو براے مقابلۂ امیر روانہ کرون ہنوز اُمرا وزرا کچھ عرض نہ کرنے پائے تھے کہ چند ہرکارے بیتابانہ دربار مین آئے اور بعد اداے دعا و ثناے شاہی اسطرح بعد ازان عرض کرنے لگے کہ حفظ بن داؤد تشریف لاتے ہین داخل ترکستان ہو چکے ہین عجب نہین کہ آج تا شام داخل دربار سرکار ہون صلصال یہ خبر سنکے نہایت شاد ہوا کہنے لگا اب حفظ بن داؤد آتے ہین مقدمۂ جنگ و جدال مین اُنسے مشورہ کرونگا جو وہ کہینگے اُسپر عمل کرونگا یہ کہکر چند اُمراے ذیوقار کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کیا اُمرا بموجب حکم صلصال گئے اور استقبال کرکے حفظ کو دربار مین لائے شاہ ترکستان نے نہایت تعظیم و تکریم اُسکی کی اور قریب اپنے تخت کے بعزت اُسے بٹھایا اُسنے بعد مزاج پرسی حالات دریافت کیے صلصال نے تمام حال جنگ و جدال کا جو گذرا تھا بیان کیا اور پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر امیر با توقیر اور اُن کے سرداران لشکر کو قتل کرون حفظ بن داؤد نے مسکرا کر کہا اے شہنشاہ کچھ تردد نہ کیجیے اب مین آیا ہون ایسی تدبیر کرونگا کہ حمزہ ہلاک ہو جائیگا بعد اُسکے اُسکے سرداران لشکر کا قتل کرنا چندان مشکل نہین ہے اُن سب کے واسطے بھی کوئی تدبیر کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ لکھ کر ایک نامہ بر کو دیکر کہا یہ نامہ حمزۂ صاحبقران کو دے آ

روز گذر کر شام ہوئی تمغاج خان نے امیر باتوقیر سے کہا اب وقت مغرب آیا ہی مناسب ہی کہ شبکو بہ آرام بسر کیجیے ہنگام سحر پھر مجھسے کشتی لڑلیجے گا امیر نے جواب دیا ہمارا یہ قاعدہ نہین ہی تا وقتیکہ ہم حریف کو زیر نہین کرتے آرام بدیر نہین ہوتے اگر تمھین عذر شب کا ہی تو ہمارے اور تمھارے نزدیک تاریکی شب کو کثرت روشنی سے مثل روز روشن کرنا آسان ہی تمغاج خان نے سُنکے اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا دیا ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی ادھر حکم بادشاہ لشکر اسلام سے اسقدر روشنی ملازمون نے کی کہ وہ شب تار گویا مثل روز روشن روشن ہو گئی بعد پینے کاسہ ہای شیر کے پھر دونون جرار کشتی لڑنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ بعد تین روز کے چوتھے روز امیر نے تمغاج خان کو زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کر کے چاہا کہ زمین پر پٹکین یکایک تمغاج خان نے کہا یا امیر مجھے امان دیجیے فرمایا امان بشرط ایمان تمغاج خان نے کہا مسلمان کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوا امیر باتوقیر نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا وہ قدم امیر پر گرا امیر نے اُسے اپنے سینے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین جا کر زبردست فرامرز عاد مغربی اُسے دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا یہ امر تمغاج خان کے خلاف جو ہوا خواجہ عمرو سے اس امر کی شکایت کی وقت سحر خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر سے یہ کہا کہ تمغاج خان کل آپکی شکایت کرتا تھا کہتا تھا مجھے زیردست فرامرز عاد مغربی امیر نے بٹھایا ہی حالانکہ مین فرامرز سے زور و قوت مین زیادہ ہون امیر نے جواب دیا اے خواجہ عمرو مین عادل ہون نامنصف نہین مین نے خلاف اُسکے مرتبہ کے اُسے جگہ نہین دی ہی یہ اُسکا خیال خام ہی کہ مین فرامرز عاد مغربی سے قوی تر ہون مین بخوبی جانتا ہون کہ فرامرز اُس سے زور و قوت مین زیادہ ہی اگر اُسے میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو فرامرز عاد مغربی سے زور آزمائی کرے خواجہ عمرو نے یہی تمغاج خان سے کہا اُسنے کہا مین فرامرز سے لڑونگا ایک روز تمغاج خان فرامرز عاد مغربی سے کشتی لڑنے پر موجود ہوا فرامرز بھی حکم امیر باتوقیر سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا جب دونون مین کشتی ہوئی آخر کار فرامرز تمغاج خان پر غالب آنے لگا اُس وقت امیر نے فرمایا ای تمغاج خان اب تو قائل ہوے یا نہین تمغاج خان نے عرض کیا بیشک مین قائل ہوا امیر نے فرامرز سے فرمایا چھوڑ دو اب کشتی نہ لڑو اُسنے چھوڑ دیا اُس روز سے تمغاج خان زیردست فرامرز بیٹھنے لگا مگر ملول اور رنجیدہ رہتا تھا ایک دن امیر نے اُسے غمگین دیکھکر احوال مزاج پوچھا اُسنے کہا کیا عرض کرون بسبب حجاب کے عرض نہین کر سکتا امیر باتوقیر نے فرمایا اگر تم ہمسے بوجہ حجاب نہین کہتے تو خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے بیان کر دینا وہ ہمسے کہدیگا تمغاج خان نے قبول کیا اور اُسنے تمام حال اپنا زلفین پر عاشق ہونے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے جو کچھ سُنا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے اپنے سردار بہرام گرد بن خاقان چین کی دختر سے عقد اُسکا کر دیا اُسکے صلب سے اور بطن دختر مذکور سے زرین تاج نام ایک پسر پیدا ہوگا بروقت ضرورت اُسکا ذکر کیا جائیگا جب عقد تمغاج خان کا ہو چکا ایک روز تمغاج خان نے صلصال سے یہ کہلا بھیجا کہ او بادشاہ ظالم و کافر تجھکو میرے احوال سے اطلاع ہوئی ہوگی اب تو مجھکو اپنا دشمن جان بہت جلد میرے مقابلے کے واسطے کسی کو روانہ کر یا خود آ کر مجھسے مقابلہ کر ورنہ مین سر دربار آ کے تجھے قتل کر دونگا صلصال نابکار اول تو پہلے ہی مسلمان ہونے تمغاج خان سے ملول ہوا تھا اب پیام مندرجہ سُنکر زیادہ تر رنجیدہ اور برہم ہوا چند اپنے

اور سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوے جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداران ذیوقار نے
باادب تمام سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام سب کو جواب سلام دیتے ہوے تخت پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے
لشکر نے پھر ہرے کھلے باجے جنگی ہر ایک رسالے مین بجے سواری بادشاہ جانب میدان کارزار روانہ ہوئی جملہ
سپاہ ہمراہ چلی اُسوقت سواری بادشاہ اور روانگی لشکر لایق دید تھی وہ صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ کم کم آفتاب
کا طلوع ہونا وہ صحرا مین سبزے کی لہک وہ گلہاے خودرو کی شگفتگی وہ بلبلونکی نغمہ سرائی وہ نقیبون کا بولنا وہ سواری
بادشاہ کی شوکت وہ دلاورون کی صولت وہ علمون کا بلند ہونا وہ سپر ڈنکا کھلنا وہ جنگی باجون کا بجنا وہ بہادرون کا
سُن سُنکے جھومنا وہ صف بصف سوارون اور پیدلون کا چلنا عجب لطف دکھاتا تھا جب بادشاہ لشکر میدان
جنگ مین پہونچے دیکھا کہ تمغاج خان صف آرا ہی جسدم ادھر بھی صف آرائی ہو چکی دونون جانب سے کڑکیت
اور نقیبون نے نکل کر بہادران ہر دو لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا جب وہ میدان سے ہٹ گئے تمغاج خان اپنے
لشکر سے نکل کر میدان مین آیا گھوڑے کو روک کر پکارا اے حمزۂ صاحبقران مین نے سُنا ہی کہ آپ نہایت شجاع
ہین اور دلاوران عرب مشہور ہین مین چاہتا ہون کہ آج آپ سے مقابلہ کرون تا کہ کچھ لطف جنگ حاصل ہو
آپکے سرداران لشکر سے لڑنے مین کچھ بھی لطف جنگ مجھے نہین ملا ہی حوصلہ دل کا نہین نکلا ہی واضح ہو کہ یہ
قاعدہ لشکر اسلام کا ہی کہ حریف جسکو بہر جنگ طلب کرتا ہی وہی اُس سے مقابلہ کرتا ہی پس بموجب قاعدہ
مندرجہ کے امیر کشور گیر بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکر جسوقت بمقابلہ حریف جانے لگے علمہاے لشکر
جلوہ گری پر آئے باجے جنگی ہر ایک رسالے اور پلٹن مین بجے علم اژدہا پیکر سے یا صاحبقران یا صاحبقران
کی صدا آنے لگی جب امیر سامنے تمغاج خان کے پہونچے مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوے تمغان خان
رعب و شان امیر پر نظر کر کے اور خوش ہو کے خیال کرنے لگا کہ اسوقت امیر سے لڑنے مین بیشک لطف
جنگ حاصل ہوگا یہ خیال کر کے گرز گران بار دونون ہاتھون سے پکڑ کر رکابون پر قدم جما کر گرز کو گردش
دیکر سر امیر پر لگا امیر نے بسہولت اپنے گرز پر اُسکے گرز کو روکا جب امیر ضرب گرز سے محفوظ رہے تمغاج خان نے
گرز کو بالاے خاک پھینک کر نیزہ سینے پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے نیزے کو بھی اپنے نیزے پر روکا
بعد نیزہ روکنے کے خود بھی نیزے کا وار کیا تمغاج خان نے بھی وار روکا اسیطرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخر امیر
نے ایک بند نادر باندھ کر نیزہ اُسکے نکالدیا تمغاج خان نیزے کے نکل جانے سے ایسا خجل ہوا کہ ایک
نیزۂ آب خجالت مین غرق ہو گیا بعد انفعال برہم ہو کر تیغ گرانبار کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر امیر پر تو قیر پر لگایا
جب تیغ قریب سر آیا امیر نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے بھی زنجیر کمر امیر مین ہاتھ ڈالا دونون جرار
زور کرنے لگے گھوڑے عاجز ہو کر سینے کے بل زمین پر بیٹھنے لگے اُس وقت شاطرون نے لشکر سے نکل کر
کہا اے دلاوران یکتاے روزگار اگر قصد کشتی لڑنے کا ہے تو مرکبون سے اُتر کر زور آزمائی کرو گا و زمین
تمھارے زور اور بار کی متحمل ہوگی بیچارے گھوڑے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ سُنکے امیر نے ہاتھ اُسکا
چھوڑ دیا اُسنے بھی کمر زنجیر کو چھوڑ دیا ادھر امیر اُدھر تمغاج خان دونون مرکبون سے بالاے زمین آئے
اور دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ متواتر ہونے لگے جملہ سرداران اور لشکری جانبین کے گھوڑون سے
اُتر اُتر کر حسب قدر مراتب ٹھیک کشتی دیکھنے لگے بادشاہ لشکر اسلام نے بھی اپنا تخت بالاے فرش رکھوا دیا
اور حکم کیا جا بجا بارگاہین اور خیام براے راحت و آرام استادہ ہون ملازم حکم فوری بجالائے خیمہ

ہرکارے جو بامر جاسوسی اور خبر رسانی معین تھے اُنھوں نے خدمت بادشاہ اسلام مین اسطرح عرض کیا

اے شہ فوج و لشکر اسلام
دشمنانت ذلیل و خوار شوند

اے شہ ذی وقار و نیک انجام
زمہر افلاک بے وقار شوند

تا شود مہر و ماہ تابان
تا بود مہ بہار نور افشان

اسوقت تمغاج خان نے طبل جنگ اپنے نام بجوایا اور وہ سردار نہایت زبردست ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان مصاف مین آکے دلاوران لشکر اسلام سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ مدد ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجایا جاے ہرکارون نے حکم بادشاہ سے قلابِ چینی اور کباب تبتی نقارہ نوازون کو آگاہ کیا اُس وقت بدستور قدیم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے نقارۂ رزمی سنکے دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب ہر دو لشکر مین تیاری جنگ ہوئی جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور جانب مشرق سے نمایان ہوکر تخت لاجورد فلک پر رونق افزا ہوا اُدھر سے تمغاج خان مسلح ہوکر مرکب دور کابہ سوار ہوکر مع سپاہ کثیر میدان کارزار مین آیا اس جانب سے بادشاہ لشکر اسلام نماز سحر سے فارغ ہوکر لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیکر عرصۂ مصاف مین آئے بعد درستی میدان نبرد او رصف آرائی کے نقیبان جرأت سے جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جدال و قتال کیا جب نقیب میدان جنگ سے ہٹ گئے تمغاج خان نے صف لشکر سے اپنے مرکب کو نکالا اور میدان مین آکر مرکب کو روک کر پکارا کہ بادشاہ لشکر اسلام کسی اہل سپیدہ کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو بادشاہ لشکر اسلام نے سوے دلاوران لشکر اسلام نظر کی اول اہرمن نے بعد رائے بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران سے اجازت جنگ لیکر روبروے تمغاج خان گیا اُسنے ضرب تیغۂ گران سے اہرمن کو زخمی کیا اور حلقۂ کمند مار کر گرفتار کیا پھر طول مست بربری براے مقابلہ گیا اُسکو بھی تمغاج خان نے اُسی طرح زخمی کیا اور گرفتار کیا اسی طور سے چند دلاوران لشکر اسلام کو تا شام زخمی کیا اور گرفتار کیا ہنگام غروب آفتاب طبل آسائش بجواکر تمغاج خان فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اسطرف بادشاہ لشکر اسلام و حمزۂ صاحبقران مع اپنی فوج قیامگاہ سپاہ پر آئے اُدھر تمغاج نے پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل رزمی سنکے نقارہ رزمی بجوایا پھر دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہونے لگی جب صبح ہوئی دونون لشکر اُسی طرح میدان مین صف آرا ہوے جب کڑکیت اور نقیب بہادرون کو لڑنے پر آمادہ کرکے میدان نبرد سے چلے گئے تمغاج خان نے اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آکر مبارز طلب کیا راوی کہتا ہے کہ ایک سردار صف دست چپ سے نکل کر اجازت جنگ بادشاہ سے لیکر مقابلہ گیا تمغاج خان نے تیغۂ گران سے اُسے مجروح کیا اسی طرح تا شام تمغاج خان نے سات سرداران فرنگ کو زخمی کیا وقت شام طبل آسائش بجواکر چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام بھی مع جملہ سردارون اور لشکریون کے فرودگاہ لشکر پر آکے داخل بارگاہ ہوکر حکم دیا کہ نامبردہ زخمیون کا علاج کیا جائے بموجب حکم چارہ گر علاج کرنے لگے ہنوز جملہ دلاوران لشکر اسلام گھوڑون سے اُترکر سلاح تن سے جدا کرکے بارگاہ و خیام مین بیٹھے تھے کہ پھر تمغاج خان نے طبل رزمی بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر طبل جنگ بجنے کی سنکے اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا صداے نقارۂ جنگی سنکے جملہ اہل لشکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ ہنگام آیا کہ سفیدۂ سحر فلک پر نمایان ہوا جملہ اہل اسلام نے وضو کرکے فریضۂ سحری برجوع قلب ادا کیا خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران نے نماز سحر بعد خشوع و خضوع ادا کی اور براے فتح و ظفر خدا سے دعا کی بعد دعا اور وظائف کے حکم کمربندی کا دیا اور جملہ سردار

دیوہین ہنوز سواران لشکر اسلام اُس کافر بد انجام کو دیکھکر متحیر تھے کہ فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر حمزۂ صاحبقران عالیمقام سے اجازت جنگ لیکر روبرو اُس بداندیش کے جاکر کہا او سیاہ رو تیرہ درون وار کر آرزو سے جنگ تا دل مین تیرے باقی نہ رہجائے اُس گبر نے مانند دیو کے ہنسکر کہا میری ضرب گرز و تیغ سے کبھی حریف جانبر نہین ہوا ہے سیدھا سوے عدم گیا ہے پہلے تو ہی وار کر فرامرز نے قبول نہ کیا اُس مست بادۂ نخوت نے کہا معلوم ہوتا ہے تیری اجل ہی آئی ہے یہ کہکر گرز گران سر اُٹھا کر گردش دیکر دونون پاؤن رکاب پر خوب جما کے نعرہ کرکے بقوت تمام گرز سر حریف پر لگایا فرامرز نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُسوقت گرز پر گرز پڑنے سے مردمان لشکر جانبین کو یہ ثابت ہوا کہ دو پہاڑ باہم ٹکرائے یا دو فیل مست مین باہم جنگ ہوئی یہ جنگ دیکھکر ہر ایک متحیر تھا چونکہ غبار مین فرامرز تھا فرالاچین سمجھا کہ مین نے حریف کو اپنے ہلاک کیا یہ خیال کرکے خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا فرامرز کو زندہ دیکھکر متحیر ہوکر پھر گرز اُسیطرح مارا ابکی مرتبہ فرامرز نے اُسکے وار کو خالی دیکر نعرہ کرکے اسطرح گرز گران بار اُسکے سر پر لگایا کہ وہ اور اُسکا گینڈا دونون پیوند خاک ہو دے کہ استخوان سرمہ سا ہو گئے لشکر اہل اسلام مین صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی ہر ایک اعلی وادنی خوش ہوا کفار کو اسقدر صدمہ ہوا کہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلے گئے ادھر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر باتوقیر فرامرز عاد مغربی کو ہمراہ لیکر بخوشی وشادمانی جنگاہ سے قیامگاہ لشکر پر گئے دوسرے روز پھر وقت سحر دونوں لشکر حسب دستور میدان جنگ مین آئے بعد درستی میدان جنگ اور آمادۂ جنگ کرنے نقیبا کے آق لاچین اور گوگر لاچین وغیرہ چند پہلوانان نامی و ناموریکے بعد دیگرے میدان مصاف مین آئے اور ہاتھ سے فرامرز عاد مغربی کے ہلاک ہوئے وقت شام مردمان لشکر کفار نے طبل آسائش پر چوب لگائی دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر گئے جب یہ خبر صلصال نے سُنی کہ دس سرداران لشکر جو نامی و نامور تھے دست فرامرز سے ہلاک ہوئے نہایت برہم ہوکے کہنے لگا کہ فرامرز سرداران لشکر حمزہ مین بڑا جری ہے کہ اُسنے کیماج خان اور یوسف خان اور دیولاچین اور گوگر لاچین وغیرہ کو قتل کیا ما بدولت کو ملول کیا کیونکہ یہ خدا پرست قتل ہو کہ مجھے خوشی حاصل ہو یہ کہکر جملہ اُمرا و وزرا کو جمع کیا اور اُسنے اس باب مین مشورہ کیا سبھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے اور اُسکی تمناے دلی کے برلانے کا اقرار کرکے براے مقابلہ خدا پرستان روانہ فرمائین تو وہ بیشک جاکر فرامرز وغیرہ سرداران لشکر کو قتل کریگا بلکہ حمزۂ صاحبقران کو بھی ہنگام جنگ تہ تیغ کریگا خاتمہ لشکر اسلام کا کردیگا صلصال کو جو یہ راے پسند آئی اُسی وقت حکم دیا تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے ہمارے روبرو لے آؤ ملازم فورًا حکم بجالاے صلصال نے نہایت نوازش کرکے خلعت دامادی تمغاج خان کو دیا ناظرین پر واضح ہو کہ صلصال نے تمغاج خان کو اس وجہ سے قید کیا تھا کہ یہ زلفین دختر صلصال کو دیکھکر فریفتہ ہوا تھا ایک روز صدمۂ ہجر زلفین سے بیتاب ہوکر سر دربار صلصال سے طالب زلفین ہوا تھا شاہ ترکستان نے برہم ہوکر قید کیا تھا اب اُسے قید سے رہا کرکے خلعت دامادی دیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ جب سر حمزہ وغیرہ کاٹ کر تو لے آئیگا اُسوقت زلفین کو تیرے حوالے کردونگا الحاصل جب صلصال تمغاج خان کو خلعت دامادی دیچکا فوج کثیر اُسے دیکر بمقابلۂ صاحبقران روانہ کیا تمغاج خان نے بمقابلہ لشکر اسلام قیام کرکے طبل جنگ بجوایا جب آواز طبل رزمی بلند ہوئی

یزک خطائی نے برہم ہوکر جواب دیا ملک جی بس خاموش رہو نمک جراحت پر نہ چھڑکو کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکالو ورنہ سر دربار ذلیل ہوگے بختک نے کہا خفا کیون ہوتے ہو مار پیٹ سے کیون ڈراتے ہو مین مار پیٹ سے نہین ڈرتا ہمیشہ سے مار پیٹ کا عادی ہون خواجہ عمرو سلامت رہین اُنھون نے زیادہ تر میرے سر پر کفش کاری کی ہی سر میرا مضبوط ہو گیا ہی یزک خطائی گفتگوے بختک سُنکے مسکرا دیا مگر خاموش رہا یزک خطائی تو بدستور قدیم دربار صلصال مین ہی لیکن اب حال امیر باتوقیر کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران داخل لشکر ہوے اور خواجہ بھی مع عیارونکے لشکر مین آچکے امیر نے چمن بیلاق سے مع لشکر آگے کوچ کیا چند منازل طی کرکے ایک میدان وسیع مین قریب آبادی شہر قیام کیا یہ خبر جو صلصال کو پہونچی ہمراہ چند سردارونکے لشکر کثیر براے مقابلۂ امیر روانہ کیا سرداران لشکر صلصال مع فوج بمقابلۂ لشکر امیر آکے فروکش ہوے تین روز تک بوجہ انتظام جنگ طبل رزمی نہ بجایا صلصال نے برہم ہوکے پروانہ بنام سرداران لشکر اس مضمون کا بھیجا کہ تمنے ابتک طبل جنگ کیون نہ بجایا جنگ آغاز کیون نہ کی لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے نامہ مابدولت کے نقارۂ جنگی بجاکر لڑائی شروع کرو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو تہ تیغ کرو لشکر امیر کو تباہ کرو تاکید جانو سردارون نے بموجب حکم ہنگام شب طبل جنگ بجایا جب صداے نقارۂ حربی بلند ہوئی چند عیاران لشکر اسلام نے روبروے بادشاہ لشکر اسلام آکر بعد آداے مراتب فدویت وسرافگندگی وبعد دعا وثناے شاہی عرض کیا اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت لشکر حریف مین صداے طبل جنگ بیدرنگ بلند ہوئی ہی قصد سرداران صلصال بدافعال کا یہ ہی کہ وقت سحر میدان کارزار مین آکر آتش فتنہ وفساد مشتعل کرین باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے خبر لیا اخت جیل رزمی سُنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایات ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے جو کچھ پروردگار کو منظور ہوگا وقت سحر اُسکا ظہور ہوگا عیارون نے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے خواجہ عمرو اور غلاب جینی اور کباب جینی کو آگاہ کیا خواجہ نقارخانہ مین گئے قلاب جینی اور کباب جینی نے چند اشرفیان خواجہ کو بہ ادب نذر دین خواجہ نے نذر قبول کرکے چوب اُٹھاکر نقارۂ سکندری پر لگائی پھر قلاب جینی وغیرہ نقارۂ رزمی بجانے لگے جب آواز نقارۂ سکندری بلند ہوئی زمین تھرائی بزدلون کے دل دہلگئے رنگ چہرۂ پیر وجوان متغیر ہو گیا دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب آفتاب عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا جانبین کے لشکر میدان جنگ مین آئے بعد درستی عرصۂ رزم صف آرا ہوے بعد صف آرائی کڑکیت اور نقیبان خوش آواز دونون جانب سے نکلے اور میدان جنگ مین آکر بہادران لشکر سے مخاطب ہوکر اسطرح اُنکو آمادۂ کارزار کرنے لگے نظم

بہادر ہو جرأت رہو لاکلام
زمین پر بہاکر عدو کا لہو
کرو آج روشن بزرگونکے نام
جوانان نامی مین ہو سرخرو
جوانو یہ ہی عرصۂ کارزار
بڑھو کھینچکر تیغۂ خون چکان
حریفونسے اپنے ذرا ہوشیار
مٹادو حریفونکا نام ونشان

جب نقبا اور کڑکیت جوانان لشکر ہردو جانب کو آمادہ جنگ پر کرکے میدان رزم سے ہٹ گئے اُسوقت دلاورون کا یہ حال ہوا کہ نشۂ بادۂ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے قبضۂ شمشیر دمبدم چومنے لگے اول لشکر کفار سے قرالاچین گینڈا بڑھاکر بصد غرور صف لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور بہ آواز بلند وہ بدمست پکارا اے فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مجھسے مقابلہ کرے لشکریان فوج اسلام نے دیکھا کہ قرالاچین نہایت زبردست جوان ہی گویا

مناسب ہی کہ بمجلس شہنشاہ صلصال خداوندان لات و منات کی پرستش کرو جملہ خداوندون کو سجدہ کرو ورنہ قتل
کیے جاؤ گے گلیاداد اور سمک وغیرہ نے جواب دیا ہم تو پتھر کی تصویرونکو سجدہ نہ کرینگے مرجانا اپنا گوارہ کرین گے
بیزک خطائی یہ گفتگو سُنکے برہم ہوا چاہا کہ اُنھین قتل کرے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا ای بیزک خطائی
ابھی انھین قتل نہ کر بعد تھوڑی دیر کے قتل کرنا شاید اتنی دیر مین یہ سب بُت پرستی پر راضی ہوجائین
بیزک خطائی نے قبول کیا اور اُسوقت خواجہ عمرو کو اپنے مکان پر لیگیا ایک مقام خلوت مین بٹھلایا
خواجہ عمرو نے شراب طلب کی بیزک خطائی شیشہ و ساغر لے آیا عمرو اور بیزک باہم باتین کرنے لگے
اور شراب پینے لگے خواجہ نے شیشہ اُٹھا کر جام مین شراب ملو کی اور بچالا کی سفوف بیہوشی جام مین شامل کرکے
کہا ای بیزک خطائی ایک جام مئی ہمارے ہاتھ سے لیکر پیو بیزک خطائی نے بیخوف و اندیشہ وہ ساغر عمرو
کے ہاتھ سے لیکر منھ سے لگایا تمام شراب پیگیا خالی جام رکھدیا بعد تھوڑی دیر کے سر مین درد ہونے لگا
غش سا آنے لگا گھبرا کے متردد ہوا چاہتا تھا کہ دارو ے دفع بیہوشی کھائے اور اُٹھکر خواجہ کو گرفتار
کرے یکایک بیہوش ہوکر بالاے زمین گرا خواجہ نے ایک بوسیدہ لنگی اُسکے باندھ کر تمام کپڑے اُس کے
اُتار لیے اور اُسترا زنبیل سے نکال کر موے سر و ریش سراسر مونڈے ایک بال تک ریش بیزک مین
نہ چھوڑا بعد ریش تراشی کے اُسکی شکل بنکر اُسکے گھر مین جاکر تمام مال و اسباب جال الیاسی مار کر نذر زنبیل
کیا پھر ایک رقعہ لکھ کر ایک ڈورے مین باندھ کر وہ ڈورا بیزک خطائی کی گردن مین باندھدیا مضمون
رقعہ یہ تھا کہ او بیزک خطائی تو مثل ایک طفل کے ہی سراسر نادان ہی دعوی عیاری نکر دیکھ عیاری یون
کرتے ہین تجھکو بیہوش کرکے اپنے شاگردون کو زندان سے لیے جاتے ہین غرضکہ خواجہ نے رقعہ باندھکر
شیشہ و ساغر بھی نذر زنبیل کرکے بصورت اصلی وہان سے در زندان پر آئے حافظان زندان سے کہا حکم
شہنشاہ یہی ہی کہ انھین رہا کرو انھون نے خواجہ کو ملازم صلصال جانکر عیاران لشکر اسلام کو زندان سے
رہا کیا خواجہ عمرو اُن سب کو ہمراہ لیکر اُسی وقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ داخل لشکر
ہوے خدمت امیر با توقیر مین جاکے تمام احوال اپنی عیاری کا اور احوال دربار صلصال بیان کیا امیر
با توقیر خواجہ عمرو کے آنے سے بہت خوش ہوے یہان بیزک خطائی کو بعد جانے خواجہ عمرو کے
ہوش آیا پہلے رُقعہ دیکھا پھر سراپا پر اپنے نظر کرکے گھبرایا گھر مین جو گیا دیکھا کہ کوئی شی باقی نہین ہی یہ حال
دیکھ کر نہایت ملول ہوا اُسی وقت ایک شاگرد اُسکا آیا بیزک خطائی نے تمام واقعہ جو گذرا تھا بیان کرکے
پوشاک طلب کی وہ فوراً گیا اور لباس لے آیا بیزک اُس لباس کو پہن کر سوے زندان گیا وہان دیکھا کہ
قیدخانہ خالی ہی عیاران لشکر اسلام زندان مین نہین ہین بیزک محافظان زندان سے برہم ہوکر کہنے لگا تم نے
عیارون کو کیون رہا کردیا اُنھون نے جو حال گذرا تھا بیان کیا بیزک خطائی خاموش ہوکر دربار صلصال
مین گیا شکایت عمرو زبان پر لایا مفصل احوال بیان کیا صلصال نے کہا رنج نہ کر اگر عمرو تیرا مال و اسباب
لیگیا ہی تو لیجانے دے ما بدولت ابھی تجھکو مالامال کیے دیتے ہین یہ کہکر اُسیوقت مال و اسباب و زر و جواہر
موافق اُسکے مرتبے کے اُسے مرحمت کیا بختک نے بیزک خطائی کی صورت دیکھکر قہقہہ مار کر کہا ہمارے پیرو
مرشد نے آج تو تمھین بھی سرفراز کیا ریش تراشی بخوبی تمام کی کورے اُسترے سے سر مونڈا کمال اپنا دکھایا گھر تمھارا
لوٹ لیا ایک طفل نادان جانکر تمھین چھوڑدیا شکر کرو کہ جان تمھاری بچ گئی ورنہ وہ جناب اگر چاہتے تو قتل کرڈالتے

اُسکے بازو پر باندھ کر چند بندشیں نے اعلیم کیے اور ہمراہ خسرو خاوری کے محل سے برآمد ہوگئے تا اب نشست ہوے خسرو خاوری سنے بمجبوری عرض کیا اچھا آپ تشریف لیجائین امیر باتوقیر فرزندان خسرو خاور می اور خسرو وغیرہ سے رخصت ہوکے وہ صندوق آہن جس مین قیماس خان کو بند کیا تھا ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر ظفر اثر روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین داخل ہوے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر خوش ہوے

دو کلمے داستان رہا ہونا عیاران لشکر اسلام کا بہ عیاری عمرو اور جانا اُلکلامع خواجہ عمرو لشکر اسلام مین اور روانہ ہونا امیر کشورگیر کا جانب ترکستان اور لڑنا سرداران لشکر صلصال کا حمزۂ صاحبقران اور دلاوران لشکر اسلام سے مع حال شادی تمغاج خان ـ ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار — پلا مکر آئی ہی فصل بہار
کسی سمت کو تختۂ لالہ زار — چراغان کی دکھلا رہا ہی بہار
جو دیکھین بہار گل و نسترن — تو دین تیغ عریان رونمائی مین تن
پیون مین جو اسوقت تھوڑی شراب — لکھون حال صلصال خانہ خراب
کرون پھر رقم حال صاحبقران — بجالاؤن ارشاد پیر و جوان
لکھون تھوڑا تھوڑا سا ہر اک کا حال — کہ ہی طول دفتر کا مجکو خیال

لیے ہی ہر اک غنچہ مٹھی مین زر — کرے تا فدا شاہد باغ پر
طرب ریز ہی خاطر حبذ و کل — بنا ہی ہر اک سرو مینائے مل
یہ ہی قابل دید صحرا کی سیر — کہ ہین محو نظارۂ گل وحش و طیر
لکھون پھر مین کچھ حال خواجہ عمرو — یہ ہی قصد ای ساقی نامور
لکھون لشکری مین احوال جنگ — دکھادون مین اپنی طبیعت کا رنگ
یہ ہی جانتا تو کہ مجبور ہون — ہنر ہون زمانے مین مشہور ہون

غزل ہمسر نہین دنیا مین کوئی یار تمھارا
کھاتا ہی بہت پیچ گرفتار تمھارا
اک بوسہ عنایت کرو انعام سمجھ کر
ہو وصل اگر غیرت گلزار تمھارا
عالم مین نہ کیون ہو پیش حُسن کا شہرا
دنیا سے چلا آج وفادار تمھارا
ای شیخ جی میخانہ مین زنہار نہ آؤ +
گردن پہ پھرا خنجر خونخوار تمھارا +
جنبش مین جدا سیکڑون سر کرتا ہی تن سے
بیہوش کسی طرح ہو ہشیار تمھارا
پوچھا جو اُنھون نے کہ کیڑا کون ہی زر پہ
جو چاہیے سزا دو ہی گنہگار تمھارا

تابان ہی قمر کیطرح رخسار تمھارا
مین ناظرہ خوان خوب کرون اُسکی تلاوت
مین بندۂ درگاہ ہون سرکار تمھارا
سو وعدے کیے تمنے کہ ہم آئینگے شبکو
بھڑکا ہی بہت شعلۂ رخسار تمھارا
مین اور حسین کا نوکرون ذکر بھلا کیا
عمامہ اُچھل جائیگا بیکار تمھارا
دکھلا دو اگر شکل بت ہوش ربا تم
ابرو ہی صنم صورت تلوار تمھارا
کس باغ کی محفل مین ہے شبکو گل تر
مین بولا کہ حاضر ہی گنہگار تمھارا
گستاخ شب وصل مین سب ہوتے ہین عاشق

کہنا یہ صبا جاکے دل آزار سے میرے
آئے جو نظر مصحف رخسار تمھارا +
بلبل کیطرح نغمہ سرا ہون مین خوشی سے
پورا نہ ہوا ایک بھی اقرار تمھارا
اغیار دم نزع مرے بولے یہ اُس سے
لو سعی ہی ہوا غاشیہ بردار تمھارا +
کیون شکر کا سجدہ نکرے عاشق ابرو
کلمہ پڑھین سب کا فرو دیندار تمھارا
تم لخلخہ زلف اسے آکے سنگھا دو
گھبرا گیا جو بھول سا رخسار تمھارا
بوسہ جو لیا رُخ کا خطا دلکی نہی صاحب
تیر سے بگڑنا تو ہی بیکار تمھارا

راویان رطب اللسان اس داستان لاجواب کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز صلصال بدمآل سے یزک خطائی اور خواجہ عمرو سے کہا اسی دقت جاکر عیاران لشکر اسلام کو جنھین قید کیا ہی سمجھا دو اگر وہ خداوندان لات و منات کی تصویرون کو اپنا خداوند جانکر اُنھین سجدہ کرین تو اُنھین رہا کرکے ہمارے پاس لے آؤ ورنہ اُنھین قتل کرو عیاران مذکور بموجب حکم در زندان پہ گئے اور کہا ای عیاران لشکر اسلام

جو حال مندرجہ مین مبتلا دیکھا تاب ضبط باقی نہ رہی وہین سے نعرہ کیا اور بہ آواز بلند کہا اے قیماس خان ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا خبردار در قلعہ نہ توڑنا قلعہ مین جانیکا ارادہ نہ کرنا قیماس خان نعرہ حمزۂ صاحبقران سنکے پیچھے مڑکے دیکھنے لگا اتنی دیر مین امیر قریب اُسکے پہونچے خسرو خاوری داہل قلعہ امیر باتوقیر کو دیکھکر نہایت شاد ہوے نعرۂ امیر سُنکے سمجھ گئے کہ یہی حمزۂ صاحبقران ہین اُسی وقت در قلعہ کھول کر خسرو خاوری مع اپنی فوج کے خدمت امیر مین آیا شرائط آداب بجالایا قیماس خان نے خشمناک ہوکر امیر باتوقیر سے مقابلہ کیا اول نیزہ سینے پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک وار اُسکے روک کر اور رد کرکے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا پھر باہم جنگ شمشیر و گرز ہوئی آخر قیماس خان نے عاجز ہوکر زنجیر کمر امیر باتوقیر مین ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا باہم زور کرنے لگے فرس اور گینڈا متحمل نہوکر سینہ کے بھل زمین پر گرنے لگے اُسوقت مردم نے بڑھکر کہا اے بہادران یکتاے روزگار اگر تم مائل کشتی ہو تو گینڈے اور گھوڑے سے اُترکے کشتی لڑو گینڈا اور گھوڑا دونون بیچارے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ سُنکے قیماس خان اپنے گینڈے سے زمین پر کودا امیر باتوقیر بھی اپنے فرس تمثیل سے بالاے زمین تشریف لائے اور دامن قبا گردان کر قیماس خان سے اکھاڑے مین کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ جاری ہونے لگے مردمان لشکر مرکبون سے اُترکر کشتی دیکھنے لگے راوی کہتا ہے کہ تیسرے روز امیر نے قیماس خان کو زمین سے اُٹھاکر بالاے سر بلند کرکے اور چرخ دیکر زمین پر پٹکا اور جلد سینہ پر بیٹھکر فرمایا اے قیماس خان اگر تو دین اسلام قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون ورنہ تیرے خون سے زمین رنگین نہ کرون اُسنے مسلمان ہونے سے انکار کیا پہلے امیر نے چاہا کہ سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کرین پھر خیال کیا کہ یہ جوان نہایت بہادر ہے چندے اسے قید کرنا چاہیے شاید یہ بعد چندروز کے دین اسلام قبول کرے یہ خیال کرکے اُسے ایک صندوق آہنی مین بند کیا اور خسرو خاوری کے لازمون کے حوالہ کیا خسرو خاوری یہ حال دیکھکر از حد خوش ہوا مردمان لشکر قیماس خان یہ واقعہ دیکھکر کچھ لڑے آخر تاب مقابلہ نہ لاکر مسلمان ہوے بعد جنگ کے خسرو خاوری امیر باتوقیر کو قلعہ مین لیگیا نہایت تکلف سے امیر کی دعوت کی اور جشن کیا ایک روز خسرو خاوری امیر کو محلسرا مین لیگیا بعد عزت بٹھاکر خورشید خاوری زوجۂ عملشاہ کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی کہا اے دختر نیک اختر یہ والد ماجد مین تیرے شوہر کے انھین تسلیم کر اور اپنے فرزند کو بلاکر انکی آغوش مین بٹھا ملکہ خورشید خاوری ارشاد پدر بجالائی امیر نے نہایت شاد ہوکر دعاے طول عمر دی اور جواہر بیش بہا عنایت کیا بعدہ ملک قاسم کی جانب بشفقت نظر کرکے اُسے سینے سے لگایا خوب پیار کیا قاسم نے بعد تسلیم عرض کیا مین نے اپنی والدہ ماجدہ سے آپکا اسم مبارک اور حال صاحبقرانی سُنا تھا آج مین نے آپکو دیکھا اور جانا کہ آپ ہی صاحبقران ہین چاہتا ہون کہ اب اسامۂ صاحبقرانی مجھے دیدیجیے اگر اب نہ دیجیے گا تو جوان ہوکر مین بقوت بازو آپسے لونگا قاسم نے ایسے تیور اور ایسے انداز سے یہ تقریر کی کہ امیر کو ہنسی آئی اور سمجھے کہ یہ طفل بہادر و جرار شعلہ خو آتش مزاج ہے جوانی مین اس سے زیادہ جری و بہادر ہوگا یہ سمجھکر اور قاسم کی باتون پر کچھ خیال نہ کرکے مسکراکر فرمایا فرزند ابھی اسامۂ صاحبقرانی لیکر کیا کروگے جب اچھی طرح قوی اور جوان ہونا اُسوقت بقوت بازو لیلینا یہ کہکر پھر بصد الفت پیار کیا اور اکہ جمشیدی

انہوں سواران جرار سے نکل نہ سکا اسوجہ سے ہمراہ رکاب علمشاہ نہ جا سکا اب حال علمشاہ بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا صلصال نے صدمہ مین اپنے فرزند کے یہ حکم دیا کہ عیاران لشکر اسلام کو قتل کرو عمرو نے عرض کیا حضور انھین قید کرین شاید یہ بت پرستی اختیار کرین صلصال نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا

ذو ذکلے داستان لیجانا زر افشان جادو کا عمرو بن حمزہ یونانی کو بعدہ آنا نامہ بر کا ملک خاور سے اور جانا امیر کا بمدد خسرو خاوری اور گرفتار کرنا قیماس خان کو مع حال ملک قاسم بیان کیے جاتے ہین ۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا اب تو جام شراب
غزلخوان ہی مرغ خوش الحان عیش
کھلے ہین جو گل رنگ پر ہی چمن
قبا سرخ ہر گل کی تھی زیب سر
بھرے ہین مئے رنگ سے جام گل
لیے ساغر گل کو پھرتی ہی مست

نمایان ہوا ہی فلک پر سحاب
خوشا فصل گل جوش پر ہی بہار
درختون پہ ہین بلبلین نغمہ زن
پئے سجدۂ شکر پروردگار
زبان عنادل پہ ہی نام گل
یہی میکشی کا تو ہنگام ہی

مہیا ہی ہر سمت سامان عیش
چمن سرخ صحرا زمرد نگار
وفور طرب سے ہین رقصان شجر
ہر اک شاخ گل جھکتی ہی باربار
نسیم سحر صورت می پرست
ہنر دیر سے طالب جام ہی

راویان سحر بیان و داستان گویان شیرین زبان اس داستان بینظیر کو یون بیان کرتے ہین کہ لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا بمقام بیلاق اترا ہوا تھا دور تک بارگاہین اور خیام برپا تھے ایک روز وقت شب حمزۂ صاحبقران زمان واسطے حفاظت لشکر کے اٹھے تھے ناگاہ ایک برق چمکی بعد ازان ایک پنجہ بارگاہ عمرو بن حمزۂ یونانی مین در آیا اور عمرو بن حمزہ کو اٹھالے گیا ہر چند حمزۂ صاحبقران اور سرداران لشکر نے دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا وہ پنجہ شہزادۂ موصوف کو لیجا کے غائب ہوگیا امیر باتوقیر صدمۂ جدائی فرزند مین مغموم و ملول بارگاہ سلیمانی مین آئے ہنوز کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک ناقہ سوار آیا اشتر کو ٹھہرا کر مردمان لشکر سے پوچھنے لگا حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کس بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مین نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت امیر باتوقیر مین جا کر نامہ دون مردمان لشکر اس قاصد کو خدمت امیر مین لیگئے قاصد نے بعد ادائے شرائط تسلیم و تعظیم دستار سے نامہ نکال کے دیا امیر باتوقیر نے اس نامے کو جو پڑھوایا معلوم ہوا کہ یہ نامہ خسرو خاوری نے لکھا ہی کہ قیماس خان نے سخت عاجز کیا ہی قلعہ کا محاصرہ کیا ہی برائے اعانت اسنے مجھے طلب کیا ہی حمزۂ صاحبقران مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر اسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر لشکر بادشاہ اسلام کے سپرد کر کے جانب خاور ہمراہ نامہ بر روانہ ہوے بعد قطع منازل اسوقت عنقریب قلعہ خاور پہونچے کہ جب قیماس خان نے طبل یورش بجوا کے قلعہ پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مارتے تھے دھوان بلند تھا توپون کی آواز سے زمین دہلتی تھی لشکری لوگون سے ہلاک ہوتے تھے مگر قیماس خان گولون کو سپر فراخ دامن سے اور گرز گران سر سے روکتا ہوا اپنے تئین بچاتا ہوا خندق سے گزر کر در قلعہ پر پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ ضرب گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اسوقت اہل قلعہ مضطربانہ ہاتھ فلک کی جانب بلند کر کے اسطرح خالق بحر و بر سے دعا کر رہے تھے کہ ای خالق کون و مکان وای مددگار انس و جان واسطہ تجکو اپنے نبی ابراہیم خلیل اللہ کا اس دشمن سخت سے ہماری جان و آبرو بچا امیر کشور گیر نے اہل قلعہ کو

سمک یلطاقی کیا چہار طرف سے گھیر لیا سمک یہ حال دیکھ کر مجبور و ناچار ہوا پشتارہ اُسی جگہ رکھ کر بھاگ گیا شاگردان بزرک خطائی نے پشتارہ اُٹھا لیا اُسوقت ہر چند مہتر قران نے چاہا کہ پشتارہ اُس سے چھین لے مگر ممکن نہوا شاگردان بزرک خطائی پشتارہ لیکر چلے یہ خبر بزرک خطائی کو پہونچی وہ بھی آیا پھر پشتارہ اپنے شاگردون سے لیکر اپنے مکان مین گیا دختر کو اپنی ہوشیار کیا اب حال فتانہ کا آیندہ لکھا جائیگا اس جگہ کچھ احوال بلید اعیار اور علمشاہ کا لکھا جاتا ہی بلید اعیار شاگرد رشید بزرک خطائی کا ہی اور خلیفہ شاگردان بزرک خطائی کا ہی نہایت مکار اور چور رہا اکثر شب کو تاجرون کے گھرون سے مال و زر چرا کے لاتا ہی موافق عادت قدیم ایک شب کو برائے دزدی بخانۂ تاجر سیاح جہانگرد جو گیا دیکھا علمشاہ بیٹھے ہین چند عیاران لشکر اسلام بھی موجود ہین علمشاہ تاجر مذکور اور عیارون سے کہر ہے ہین اب کسی روز موقع پا کر لشکر صلصال پر حملہ کرونگا سرداران لشکر کو تہ تیغ کرونگا قبل تشریف لانے والد نامدار کے صلصال کو قتل کرونگا عیار عرض کر رہے ہین حضور کے سامنے لشکر شاہ ترکستان کی حقیقت کیا ہی صلصال کی کیا لیاقت ہی بیشک آپ قبل تشریف لانے حمزہ صاحبقران کے صلصال اور لشکر کو اُسکے تہ تیغ کیجیے گا بلید اعیار گفتگوے علمشاہ سُنکے مکان سیاح جہانگرد سے نکلا اور بازار مین آکے ایک دُکاندار سے پوچھا کچھ تمکو معلوم ہی کہ سیاح جہانگرد کے مکان مین کون رہتا ہی اُسنے کہا اور تو مجھے نہین معلوم اسقدر جانتا ہون کہ ایک جوان تاجر نے آکر یہان بہ کرایہ دُکان لی تھی اور پیشہ تاجری شروع کیا تھا چند روز سے اُسنے دکان پر بیٹھنا ترک کر دیا ہی مکان سیاح جہانگرد مین فروکش ہوا ہی بلید یہ احوال سُنکے اپنے گھر مین گیا وقت دربار خدمت صلصال مین گیا اور ارادہ جوان تاجر یعنے حال علمشاہ سے اطلاع دی صلصال نے برہم ہو کر اپنے فرزند ثمرتاس خان کو دس ہزار سواران جرار دے کر کہا جلد جا کر اُس بد اندیش کا سر کاٹ لا جب وہ روانہ ہوا تو صلصال نے بلید اعیار کو بھی ہمراہ اُسکے کیا ثمرتاس خان ہمراہ بلید امع فوج مکان تاجر سیاح جہانگرد پر آیا مکان کو چہار طرف سے گھیر لیا سمک یلطاقی نے علمشاہ کو ثمرتاس خان کے آنے سے آگاہ کیا علمشاہ نے مکان سے برآمد ہو کر ایک مرکب پر سوار ہو کر مقابلہ کیا اول ثمرتاس خان نے تیغہ گرانبار کھینچکر سر حریف پر لگایا علمشاہ نے فوراً سپر اُٹھائی تھی کہ پاؤن مرکب کا ایک موشخانہ مین جا تار ہا ہاتھ کو ایسے ہنگام مین کسی قدر لغزش ہوئی سپر سر سے سرکی تیغہ سر پر پڑ گیا تا دو ابرو اُتر آیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا خون سر سے صورت دریا جاری ہوا علمشاہ نے باوجود زخمی ہونے کے پاؤن گھوڑے کا موشخانہ سے نکال کر تیغ تیز سے ثمرتاس خان کو قتل کیا یہ احوال دیکھ کر سوارون نے حملہ کیا علمشاہ نے ہزارون سوارون کو بھی تہ تیغ بیدریغ کیا آخر بوجہ زخم کاری کے غش آنے لگا سوارون نے چاہا کہ قاتل ثمرتاس خان کو گرفتار کرین اُسوقت علمشاہ نے گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈال کر ہرنے پر سر رکھ کر کہا ای اسپ وفادار مجکو اس گروہ دشمنان سے نکال کر کہین لیجا گھوڑا فی الفور انبوہ سواران خونخوار سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوا ہر چند سوارون نے تعاقب کیا مگر گرد سمند علمشاہ بھی ہاتھ نہ آئی آخر مجبور ہو کے چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کر کے خدمت صلصال مین گئے اور تمام احوال جنگ عرض کیا صلصال کو اپنے فرزند کے قتل ہونیکا رنج ہوا سمک یلطاقی

مہتر قران فتانہ کو خانۂ اخی سعید مین چھوڑکر بہ ضرورت بازار مین گیا عمران خطائی جو احوال فتانہ سے آگاہ ہوا بخیال عتاب صلصال اور بخوف بیزک خطائی فتانہ کو ایک دوست ہیزم فروش کے مکان مین لیگیا اور وہین چھوڑکر چلا آیا اور اپنے باپ سے اس امر کو نہ کہا بعد تھوڑی دیر کے مہتر قران جو بازار سے آیا فتانہ کو گھر مین نہ دیکھ کر متحیر ہوا ہر چند عمران خطائی سے پوچھا اُسنے مفصل حال بیان نہ کیا مہتر قران سمجھ گیا کہ عمران ہی فتانہ کو لیگیا ہی یہ خیال کرکے اخی سعید کے پاس گیا اور عمران خطائی کی شکایت کی اخی سعید نے عمران خطائی کو بلاکر چند کوڑے مارے اور کہا جلد بیان کر کہ فتانہ کو کہان لیجا کے چھپایا ہی اور کہاں تولیگیا عمران خطائی نے صاف صاف بیان کردیا مہتر قران جانب مکان ہیزم فروش ہمراہ عمران خطائی روانہ ہوا انھین تو اثنائے راہ مین چھوڑیے اور اب احوال دیگر سُنیے کہ جب ہنگام سحر بیزک خطائی خواب سے بیدار ہوا اپنی دختر کے گھر مین گیا پاسے عیار کے جا بجا نشان دیکھ کر مضطربانہ و بیتابانہ دربار مین گیا اور احوال اپنی دختر کا صلصال سے بیان کیا صلصال نے جانب خواجہ عمرو دیکھا عمرو نے عرض کیا ای شہنشاہ بیشک یہ کام کسی عیار کا ہی یقیناً کوئی عیار عیاران لشکر اسلام سے فتانہ کو لیگیا ہی تدبیر اسکی یہ ہی کہ بیزک خطائی اور سب شاگردان بیزک خطائی ہر جگہ شہر مین فتانہ کی جستجو کرین حتے الامکان مین بھی اس امر مین کوشش کرونگا یہ سُنکر صلصال نے اُسی وقت جملہ شاگردان بیزک خطائی کو حکم دیا کہ ابھی جاکر فتانہ کو تلاش کرو شہر مین جس کسی کے مکان ہو بلا تامل اُسکے مکان سے لے آؤ اور صاحب مکان کو پکڑلاؤ بموجب حکم شاہ ترکستان شاگردان بیزک خطائی روانہ ہوے شہر مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے ان عیارون کو تو تلاش فتانہ مین سرگردان رکھیے اور اب احوال بعض بعض عیاران لشکر اسلام کا سُنیے کہ جب شاگردان بیزک خطائی شہر مین پھرنے لگے اور ہر ایک مکان مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے یہ خبر گلباد عراقی کو جو معلوم ہوئی فراق فتانہ مین بیقرار ہوکر رو یا سماک ملیطاقی نے سبب گریہ پوچھا اُسنے تمام احوال جو سُنا تھا بیان کیا سماک ملیطاقی اُسی وقت صورت اپنی بدلکر ایکجانب روانہ ہوا ہر ایک مکان مین بصورت زن پیر جاکر تلاش فتانہ کرنے لگا آخر بعد جستجوے بسیار مکان ہیزم فروش مین تنہا فتانہ کو پایا نہایت خوش ہوکر اُس سے کہنے لگا ای دلربا تونے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون اُسنے جوابدیا مین نے تو تجھکو نہین پہچانا سماک ملیطاقی نے صورت اصلی اپنی دکھاکر کہا آگاہ ہو کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ہون نام میرا سماک ملیطاقی ہی جسدن سے تجھے دیکھا ہی اُسی روز سے تجھپر شیفتہ اور فریفتہ ہون اگر تو میرے وصل پر راضی ہو تو مین تجھکو یہان سے لیچلون فتانہ نے کچھ جواب ندیا سماک ملیطاقی نے خیال کیا اسکو یہان سے لیچلنا مناسب ہی بعد چند روز کے ضرور ہی یہ تیرے وصل پر راضی ہوجائیگی یہ خیال کرکے فی الفور اُسے بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر گھر سے نکلا گلباد عراقی بھی تلاش کنان آتا تھا کہ راہ مین سماک ملیطاقی سے ملاقات ہوئی گلباد عراقی کو معلوم ہوگیا کہ سماک ملیطاقی نے فتانہ کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھا ہی اور پشتارہ لیے جاتا ہی جب یہ امر معلوم ہوچکا گلباد عراقی پشتارہ سماک ملیطاقی سے چھیننے لگا باہم دونون مین تکرار ہونے لگی ہنوز دونون مین تکرار ہو رہی تھی کہ شاگردان بیزک خطائی اور مہتر قران اور عمران خطائی آگئے شاگردان بیزک خطائی نے قصد گرفتاری

داخل زنبیل کرنے لگا اور ویسے ہی جواہر اُس جواہر مین ملانے لگا بزرک خطائی نے جلد تر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور اُنے حلقۂ کمند مین خواجہ کو اسیر کیا ہرچند خواجہ نے فریاد کی کہ مجھے کیون گرفتار کرتے ہو مین نے کیا خطا کی ہی لیکن بزرک خطائی نے رہا نہ کیا اور کہا ای عمرو تو نے مجھے نہایت صدمے دیے ہین آج مین نے تجھے گرفتار کیا ہی اب مکاری نکر اپنے تئین پوشیدہ نکر اس تیرے نالہ و فریاد سے ہرگز تجھپر رحم نکرونگا کسی طرح رہا نہ کرونگا یہ کہکر ہمراہ ہرمزو بختک خواجہ عمرو کو لیکر خدمت صلصال مین آیا اور تمام حال گرفتار کرنے کا عرض کیا صلصال نے حکم دیا عمرو کو قتل کرو جلاد کو طلب کر جب جلاد روبروے عمرو آیا عمرو نے کہا ای شہنشاہ فلک بارگاہ مجھے قتل نکرائیے اہل وعیال میرے تباہ و برباد ہو جائینگے بعد میرے کوئی اُنکی خبر نہ لیگا حمزہ ایک عرب بمروت اور بخیل ہی میرے اہل وعیال کو پرورش نکریگا میری زندگی مین اُسنے میری نہ قدر کی جو بعد میرے اطفال و ازواج سے سلوک کریگا مدام چار روپیہ ماہواری دیتا ہی کبھی اس سے زیادہ نہین دیتا ہی ہرچند مین کارہاے نمایان کرتا ہون لیکن تنخواہ مین ترقی نہین کرتا نہ کبھی انعام دیتا ہی از حد تکلیف و مصیبت مین زندگی بسر کرتا ہون اگر حضور مجھے نوکر رکھ لین تو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو گرفتار کرلاؤن صلصال گفتگو خواجہ کی سُنکے اور قول عمرو کو راست تصور کر کے خوش ہوا خواجہ کو نوکر رکھا خلعت و انعام دیا بختک نابکار کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اب خواجہ عمرو کو تو ملازمت صلصال مین چھوڑا جاتا ہی اور اس جگہ سے حال مہتر قران صاحب بعدہ گران تحریر کیا جاتا ہی ایک روز مہتر قران ہجر فتانہ مین نہایت غمگین ہوا آخر تاب صبر نہ لاکر ہنگام شب بذریعہ کمند قصر فتانہ پر گیا دیکھا کہ فتانہ مسہری پر غافل سو رہی ہی اور بزرک خطائی نہین ہی چہرہ پر نور اسکا بمقابلۂ ماہ کامل ہی قمر خجالت سے ابر مین مُنھ چھپاتا ہی زلفین چہرے پر ہین پیشانی پر افشان چنی ہی پیر فلک کواکب کو اُسکی افشان پر دمبدم نثار کرتا ہی یہ حسن و جمال اُس شاہد بیمثال کا دیکھکر مہتر قران نے ایک آہ کی آخر تاب ضبط نہ لاکر دیوار سے نیچے اُترا کنیزونکو سوتا دیکھکر قریب اُس گل پیرہن غنچہ دہن کے گیا چاہا ہم آغوش ہو کر مدعاے دلی حاصل کرے لیکن بخیال بیدار ہونے اُس نازنین کے اس امر سے باز رہا فوراً سوراخ بینی سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچاکر اُسے بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کر جلد تر وہانسے خانۂ اخی سعید مین آیا قریب صبح اس دلربا کو ہوشیار کیا جب فتانہ نے ہوشیار ہوکر چشم نرگسی وا کی ایک جوان سیاہ فام قوی ہیکل کو دیکھا بخیال دیو سیاہ خوف سے کانپنے لگی آخر کثرت خوف سے اُسے غش آگیا مہتر قران نے عرق گلاب اور کیوڑہ چھڑک کر اور دیگر تدابیر دفع بیہوشی کرکے اُسے ہوش مین لایا پھر قدم پر گر کے بمنت کہنے لگا ای دلربا ے من مجھسے خائف نہو مین تیرا دشمن نہین ہون جس روز سے تجھے دیکھا ہی تجھپر عاشق ہون نام میرا مہتر قران ہی براے خدا میرے حال زار پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شادکام کر فتانہ گفتگوے قران سُنکے بناز و عشوہ کہنے لگی پہلے اپنے روے سیاہ کو تو آئینہ مین دیکھ پھر مجھسے طالب وصل ہو مہتر قران نے سر اپنا اُسکے قدم سے اُٹھاکر کہا ای محبوب اب تاب ضبط باقی نہین ہی دل پہلو مین بیتاب ہی بے التفاتی اختیار نکر اسقدر ناز نکر اپنے عاشق پر جفا نکر فتانہ نے پھر مثل قبل گفتگو کی اسی طرح تا سحر گفتگوے راز و نیاز رہی آخر کار فتانہ وصل مہتر قران پر راضی ہوئی مہتر قران نہایت شاد ہوا مگر اسوقت وصل سے شادکام نہوا ہنگام صبح

نام اپنا ظاہر کرنے سے یہ مطلب ہے کہ فی الحال مین نے سُنا ہی کلاہ تمھاری کوئی عیار لیگیا ہی تمھین اس کلاہ کے خیال
مین صدمہ ہی کیونکہ اُس کلاہ مین موتی بیش قیمت ٹکے ہوے تھے اور جواہر بے بہا سے وہ کلاہ مزین تھی اب تم کو
ویسے ہی موتیون کی جستجو ہی میرے پاس بھی چند دانے گہرہاے آبدار کے ہین مین چاہتا ہون کہ تمھارے ہاتھ بیچ ڈالون
یہ سُنکر یزک خطائی نے کہا وہ موتی مجھے دکھائیے اگر مجھے اچھے معلوم ہونگے تو خرید کرونگا تاجر نے اپنی
کمر سے ایک ڈبا نہایت نفیس نکالا اُسے کھولکر صد ہا تہ پنبہ اور پارچہ کی دور کرکے دس دانے گہر کلان کے
نکالے اور یزک خطائی کو دکھائے یزک خطائی اُن موتیون کو دیکھتے ہی حیران ہوگیا کیونکہ ویسے موتی بھی نہ
دیکھے تھے بعد دیکھنے کے یزک خطائی نے قیمت دریافت کی تاجر نے کہا اسی ہزار روپیہ انکی قیمت ہی یزک خطائی
نے بعد گفتگوے بسیار ساٹھ ہزار روپیہ دیکر وہ موتی مول لیے اور اُسی وقت وہ گہر آبدار لیکر خدمت مین
صلصال کی گیا اور تمام حال موتیون کے خریدنے کا بیان کیا صلصال نے کہا وہ موتی بابدولت کو
بھی دکھا یزک خطائی نے ڈبا کھولکر جو موتی نکالے تو ہر ایک موتی ٹیڑھا نظر آیا یہ رنگ موتیون کا دیکھکر بہت
گھبرایا صلصال نے باعث اضطراب پوچھا یزک خطائی نے عرض کیا خداوند نعمت یہ موتی مین نے تاجر
جب لیے تھے اُسوقت تو نہایت کلان اور گول تھے اسوقت جو دیکھتا ہون تو کچھ چھوٹے اور ٹیڑھے معلوم ہوتے
ہین بخنک نے کہا بیشک جو تم کہتے ہو سچ ہی ہمارے پیر و مرشد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایسے موتی بناکے
ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کے اکثر شاہون اور جوہریون کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہین یقینًا انھین جناب
فطرت مآب نے تمھارے ہاتھ بھی یہ وہی موتی بیچے ہونگے اب زیادہ پریشان خاطر نہو ان موتیون کو
پھینکدو نمک یا مصری یا موم کے بنے ہوے ہونگے افسوس ہزار افسوس تم عیار ہو اور عمرو کے دام فریب
مین آگئے اُنھین گرفتار کرنے گئے تھے خود اُنکے دام مکر مین پھنس گئے صلصال یہ احوال سُنکے اسقدر
برہم ہوا کہ جلاد کو طلب کرکے یزک خطائی کے قتل کرنے کا حکم دیا اُسوقت نوشیروان نے کہا اب اسکی
جان بخشی کیجیے صلصال نوشیروان کے کہنے سے اُسکے خون سے درگذرا اور کہا ای یزک خطائی اگر ابکی
مرتبہ عمرو کو گرفتار کرکے نہ لائیگا تو ضرور تجھے قتل کرونگا یزک خطائی یہ سُنکے براے گرفتاری خواجہ عمرو
روانہ ہوا تھوڑی دیر خواجہ کی تلاش کرکے دربار مین آیا اُسوقت ہرمز پسر نوشیروان نے سیر شہر کی
اجازت طلب کی صلصال نے اجازت دیکر یزک خطائی کو اور بختک کو اُسکے ہمراہ کیا ہرمز دربار
سے نکلکر گھوڑے پر سوار ہوا بختک اپنی خچری پر سوار ہوا یزک خطائی مع بلید اعیار کے ہمراہ ہوا
ہرمز شہر کی سیر کرتا ہوا جاتا تھا اثناے راہ مین نشۂ مے اُتر گیا اتفاقًا دکان شعبان مے فروش کی جانب
گذر ہوا دیکھا اکثر اشخاص اُسکی دکان پر شراب پی رہے ہین ہرمز بھی اُسکی دکان پر گیا اور ایک
اشرفی دیکر شراب طلب کی شعبان مے فروش نے بہ عزت تمام بٹھا کر مے گلنار اُسے پلائی اسوقت
خواجہ عمرو بھی بصورت تاجر اُسی دکان پر بیٹھے ہوے تھے اور عیاری کی فکر مین تھے کہ بختک نے
عمرو کو پہچان کر یزک خطائی سے اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہی اسے گرفتار کرلے یزک خطائی نے فورًا بلید ا
سے کہا کہ صندوقچہ جواہر کا نکال اُسنے ایک صندوقچہ نکالکر دیا یزک خطائی نے اُسے کھولا اور کہا
اگر اس دکان پر کوئی جواہر شناس ہو تو اس جواہر کو دیکھے اور کم قیمت جواہر بیش قیمت جواہر سے جدا کرے
عمرو نے کہا مین خوب دیکھتا ہون یہ کہکر قریب آکر سر جھکا کر جواہر دیکھنے لگا اور بچالا کی جواہر بیش بہا

بچالا

عیارون کو رہا کرکے گیا یہ تقریر اپنے دل سے کرکے ہر طرف جستجو سے نقب کرنے لگا بعد تلاش بسیار حمام کہنہ مین
نشان نقب ملا بزک خطائی حمام سے جانب دربار صلصال جاتا تھا اثنائے راہ مین ایک پیر نہایت
خمیدہ کمر نظر آیا اُس ضعیف نے دست رعشہ دار اُٹھاکر بزک خطائی کو سلام کیا اور کہا جو عیار تم نے
گرفتار کیے تھے وہ رہا ہوکر ایک مکان مین شب کو رہے تھے اسوقت اُسی مکان مین ہین بزک خطائی نے پوچھا
کہ وہ مکان کہان ہی بڈھے نے کہا تم میرے ساتھ آؤ مین تمھین بتا دون بزک خطائی ہمراہ اُسکے چلا بڈھا بوجہ
ناتوانی اور اپنے مطلب کے خیال سے آہستہ قدم اُٹھانے لگا بزک خطائی کسی قدر آگے بڑھ گیا اُسوقت
پیر مذکور نے بصد چالاکی وہی کلاہ جسمین بڑے بڑے موتی ٹکے ہوے تھے سر بزک خطائی سے اُتار کر ایک
مکان کے کوٹھے پر جست کی اور نعرہ کیا منم عمرو دیکھیو یون عیاری کرتے ہین بزک خطائی نے پیچھے پلٹ کر
کہا او ظالم غضب کیا تو نے کہ کلاہ میری بہ مکر و فریب لے لی ارے یہ کلاہ میری خراج ملک یمن کی قیمت رکھتی
ہی بہتر اور مناسب یہ ہی کہ ٹوپی میری مجھے دیدے ورنہ مین تجھے مار ڈالونگا اگر تو بھاگیگا مین تیرا تعاقب کرونگا
سمجھے یہ کلاہ لیکر نہ جانے دونگا خواجہ عمرو نے تمام تقریر اُسکی سُنکے یہ جواب دیا ؎ پنجہ در صید بردہ ضیغم را ٭ چہ
تفاوت اگر شغال آید ٭ ارے عیار تو کلاہ مجھسے کیا لے لیگا وہ تو داخل زنبیل ہوگئی تو تو کیا ہی تیرے فرشتون کو
بھی نہ ملیگی یہ سُنکر بزک خطائی نے نہایت برہم ہوکر خواجہ عمرو کا تعاقب کیا جس کوٹھے پر خواجہ جست کرکے
جاتے تھے اُسی کوٹھے پر بزک خطائی بھی جست کرکے جاتا تھا مگر خواجہ عمرو کو گرفتار نہ کرسکتا تھا قصہ کوتاہ
صدہا کوٹھے پھاند کر بزک خطائی کو خوب پریشان کرکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہوگئے بزک خطائی ناچار
اور مغموم ہوکر روبروے صلصال گیا اور تمام احوال جو گذرا تھا وہ بیان کیا بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ آج تو
ہمارے پیر و مرشد نے تمھاری کلاہ لے لی ہی اب او راد راشیا پر ہاتھ مارینگے ذرا تم اپنا سر بچائے رکھنا خوب ہوشیار
رہنا ایسا نہو وہ تمکو ایک طفل مکتب جانکر تمھارے سر پر ایسے تنبیہ ایک چپت لگائین دیکھو میرے تو سر کو
اُنھون نے خوب چکنا کردیا ہی اتنی نعمزیری دی ہی کہ اب ایک بال بھی سر پر باقی نہین ہی یہ کہکر سر اپنا دکھایا پہلے تو
یہ کلام بختک سُنکر بزک خطائی کو غصہ آیا پھر سر اُسکا دیکھکر بے اختیار مسکرایا غصہ فرو ہوگیا دلمین کہنے لگا یہ
شخص نہایت مسخرہ ہی اسکی باتون پر کچھ خیال نہ کرنا چاہیے بزک خطائی یہ خیال کررہا تھا کہ صلصال نے برہم ہوکر
حکم دیا کہ ابھی جاکر عمرو کو گرفتار کرکے میرے روبرو لے آ اور اگر تو عمرو کو نہ لائیگا تو آج ہی سب تجھے قتل کرونگا
بزک خطائی بموجب حکم تلاش عمرو مین دربار سے نکلکر چلا تھوڑی راہ طی کی تھی کہ ایک پیر سوداگر وضع نظر
آیا قریب جاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ دست پیر مین عصاے بادام تلخ ہی سر پر دستار سر مین نفیس چکین کرتے
ہنکا بلبل چشم کا لپٹا ہوا ہی مشروع کا پائجامہ ہی نعلین پانون مین مخملی ہی دست و باکثرت ضعف و ناتوانی سے
کانپتے ہین جھریان تن پر عیان ہین ایک خادم سیاہ فام قوی ہیکل ہمراہ ہی ہنوز بزک خطائی سوداگر مذکور
کو دیکھ رہا تھا کہ اُس سوداگر نے بعد سلام کہا اے بزک خطائی تم مجکو بھی جانتے ہو کہ مین کون ہون یہ سُنکر
بزک خطائی نے جواب دیا مین تمھارے نام سے آگاہ نہین ہون اُس پیر نے کہا اگر تم نہین جانتے ہو تو آگاہ
ہو خاص و عام مجکو خواجہ عنق بن تنق بن نتق بن عنوق بن لعق بن طروق بن کبوتر بن شمشیم بن مائدہ
تاجر ملجی کہتے ہین بزک خطائی نے ہنس کر کہا یہ نام آپ نے اپنا کیون رکھا اور مجھسے کیون
آپ نے بیان کیا تاجر نے جواب دیا یہ نام میرا میرے بزرگون نے واسطے میری زیادتی زندگی کے رکھا تھا اور

کہ اگر آپکی تدبیر سے فتانہ تک ہماری رسائی ہوجاے تو ہمکو جسقدر مال و زر ممکن ہوگا آپکو دینگے قبل اسکے
لکھا گیا ہی کہ خواجہ مکان بزرک خطائی مین گئے تھے اور خندق مین گر پڑے تھے پھر کتنے کی کمال ہنر عیاری
کی تھی فی الحال یہی ہر ایک عیار نے براے مطلوب خواجہ سے کہا عمرو نے خیال کیا کہ اگر برق کے واسطے فتانہ کو
لاتا ہون تو قران اور دیگر عیاران اسلام کو ملال ہوگا اسی طرح جس عیار کے بارے مین اسکے مطلب کی کے واسطے
کوشش کرونگا اور تمنا اسکی بر لاؤنگا او سب عیارونکو صدمۂ عظیم ہوگا یقین ہی کہ فساد و فتنہ براے
فتانہ برپا کرینگے پس بہتر یہ ہی کہ اس امر مین دخل نہ دینا چاہیے چنانچہ خواجہ نے ہر ایک سے کہا تم اس مقدمہ
مین مجھسے کچھ نہ کہو آپ ہی اپنے حصول مطلب کے واسطے کوشش کرو تم مین سے جو کوئی فتانہ کو لے آئے اور
فتانہ اس سے راضی ہوئے وہی اسکے وصل سے شاد و کام ہو عیاران لشکر اسلام یہ تقریر خواجہ کی سنکے
اعانت خواجہ عمرو سے مایوس ہوے شب و روز جدائی فتانہ مین آہ و نالہ کرنے لگے اور مثل ماہی بے آب
اسکی مفارقت مین تڑپنے لگے آنکھونکو اشک سے پرنم کرنے لگے آخر ایک روز ہنگام شب تاب صدمۂ
جدائی نہ لاکر جملہ عیاران لشکر اسلام زیر قصر فتانہ گئے اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے گاہ غم دوری سے نالہ و
فریاد کرنے لگے بزرک خطائی احوال عیاران لشکر اسلام سے ماہر ہوکر جملہ اپنے شاگردون کو جمع کرکے انکی
گرفتاری کے واسطے ایک گوشہ مین بیٹھا اور جابجا اپنے عیارون کو انکے گرفتار کرنے کو معین کیا
عیاران لشکر اسلام نے بعد نالہ و بکا ارادہ کیا کہ دیوار قصر فتانہ پر جائین اور ممکن ہو تو فتانہ کو قصر سے
نکال لائین اول شہاب خرقہ پوش گیا ہنوز دیوار قصر سے اندرون قصر اترا تھا کہ بزرک خطائی اور اسکے
شاگردون نے اسے حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کیا بعد اسکے گلباد عراقی گیا دیوار قصر پر سے روے زیباے
فتانہ دیکھکر آہ سرد کھینچکر بیہوش ہوکر درون قصر گرا اسے بھی بزرک خطائی نے قید کیا اسی طرح جملہ عیاران
لشکر اسلام کو جو ہمراہ خواجہ ترکستان مین آئے تھے بزرک خطائی نے گرفتار کیا فقط مہتر قران اور خواجہ
گرفتار نہ ہوے جب صبح ہوئی بزرک خطائی نے جملہ عیارون کو بازار گندم فروشان مین جو قیدخانہ تھا اسی
زندان مین قید کیا اور اپنے شاگردون سے کہا کہ تم سب اس قیدخانہ کے گرد رہو بخوبی حفاظت کرو شاگردان
بزرک خطائی عیاران لشکر اسلام کو قید کرکے دربار مین گیا اور تمام حال عیاران لشکر اسلام کا جا کر
صلصال سے بیان کیا بختک نے یہ احوال سنکے کہا عیارون کو قتل کر ڈالو ورنہ عمرو سب کو قید سے رہا
کرکے لیجائیگا بزرک خطائی نے جواب دیا آج شب کو عمرو براے رہائی عیاران ضرور آئیگا مین اسکو گرفتار
کرونگا کل وقت سحر جملہ عیاران لشکر اسلام کو مع خواجہ عمرو کے قتل کرونگا یہ کہکر بزرک خطائی دربار سے
چلا گیا عمران خطائی نے مہتر قران سے آکر کہا کچھ تمہین خبر بھی ہی تمھارے ساتھ جتنے عیار یہان آئے تھے
وہ سب گرفتار ہوگئے بزرک خطائی نے انھین قیدخانہ مین قید کیا ہی قران نے پوچھا وہ قیدخانہ
کہان ہی عمران نے نشان زندان بتایا ہنگام شب مہتر قران نے ایک حمام کہنہ مین کہ قریب زندان تھا
بیٹھکر نقب لگانا شروع کی یہانتک کہ وہ نقب قیدخانہ مین جا کر وا کیا اور جملہ عیارون کو جو قید تھے
انھین رہا کرکے راہ نقب سے لے آیا اور باقی ماندہ شب خانۂ اخی سعید مین مع جملہ عیارون کے
بسر کی وقت سحر بزرک خطائی نے زندان مین عیارون کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوا دل مین کہنے لگا تمام
شب تو مین نے مع اپنے شاگردون کے حفاظت کی قیدخانہ کے گرد پہرا دیا کیسے نہین معلوم عمرو کس طرح

مالک اژدر نے ہزار ہا کافرون کو قتل اور زخمی کیا بعد تھوڑی دیر کے کفار تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگے اور جلد راہ طے کر کے خدمت صلصال مین آئے تمام حال جنگ بیان کیا صلصال کو صدمہ ہوا بختک نے کہا اے شہنشاہ اب مالک اژدر یہان آئیگا آپ اسکو اپنے دربار مین دخل اور کرسی پر نہ بٹھایئے گا اُسے کہین بیٹھنے کا حکم نہ دیجیے گا اُسنے آپ کے فرزندون کو قتل کیا ہے آپ اُسے اپنے دربار مین ذلیل کیجیے گا ابھی بختک نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر اپنے لشکر کو بیرون دربار چھوڑ کر آپ تنہا دربار مین آیا اور بطریق خدا پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مالک نے کچھ انتظار کیا کہ صلصال میرے بیٹھنے کے بارے مین کچھ کہے جب صلصال نے بیٹھنے کو نہ کہا اسوقت مالک اژدر نے دیکھا کہ گنجم خان پسر خرد صلصال ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہے بس قریب اُسکے جا کر کرسی سے اُسے اُٹھا کر کہا اے طفل اٹھ تا مین اس کرسی پر بیٹھون اور نامہ دے کر جواب لیکر چلا جاؤن جسوقت یہ تقریر مالک اژدر کی صلصال نے سُنی بے اختیار مسکرایا کیونکہ اسطرح مالک نے کہا تھا کہ صلصال اُسکے تیور دیکھکر مسکرایا اور خوش ہو کر کہا اے بہادر کرسی پر بیٹھ جا مالک اژدر کرسی پر بیٹھا شاہ ترکستان نے اپنے فرزند گنجم خان کو زینہ چہارم تخت پر بٹھا لیا اسوقت بختک نے باشارہ صلصال سے کہا اسے کچھ سزا دیجیے شاہ ترکستان نے بہ اشارۂ چشم و ابرو جواب دیا یہ نامہ دار ہے اس سے دشمنی کرنا اچھا نہین ہے بختک کو یہ امر ناگوار ہوا مگر خاموش بیٹھا رہا جب زر و جواہر نامے پر نثار ہو چکا اور جو قواعد نامہ دینے کے تھے وہ سب تکمیل پا چکے اسوقت مالک اژدر نے نامہ صلصال کو دیا اُسنے نامہ پڑھوا کر سنا بعد سننے کے برہم ہو کر جواب مین اُسکے یہ لکھوا دیا کہ ہمین مسلمان ہونا اور نوشیروان کو تمہارے حوالے کرنا منظور نہین ہے ہم تم سے لڑینگے جہانتک ممکن ہوگا تمہین اور تمہارے لشکر کو قتل کرینگے یہ عبارت پشت نامہ پر لکھوا کر نامہ مالک اژدر کے حوالے کیا مالک اژدر جواب نامہ لیکر دربار صلصال سے باہر جا کر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع اپنے لشکر کے اُسجگہ سے کوچ کیا بعد قطع راہ جب خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام مین گیا جواب نامہ دے کر تمام حال جو گزرا تھا بیان کیا امیر اور بادشاہ لشکر اسلام تمام حال سُنکے خوش ہوے اور ارادہ آگے چلنے کا کیا اُدھر صلصال نے سامان جنگ کرنا شروع کیا

داستان ذکر بیتابی و بیقراری عیاران لشکر اسلام کا عشق فتانہ مین اور گرفتار ہو کر رہا ہونا انکا مع بیان عیاری خواجہ و قران

کدھر ہے تو اے ساقی نیک پے
رہے محو رنت یار پیش نظر
وہ مے جس سے ہے گرم بازار حسن
وہ مے جس سے ہے دل برشتہ کباب

عطا کر مجھے جلد اک جام مے
وہ مے جس سے ہے مشکبو گیسوئے عشق
وہ مے جس سے ہے رونق کار حسن
پلا دے جو ایسی مے بے نظیر

وہ مے جسکے پینے سے ہو خوش سیر
وہ مے جس سے گلرنگ ہو روئے عشق
وہ مے پھول جسکا ہے رشک گلاب
تو لکھے ہنر قصۂ دلپذیر

عاشقان شاہد رعنائے تحریر و کاتبان داستان ہائے دلپذیر اس داستان بیمثل کو اسطرح رقم کرتے ہین کہ جس روز سے عیاران لشکر اسلام نے چہرۂ زیبائے فتانہ دختر بزرگ خطائی کو دیکھا تھا ہر ایک عیار سوا سے خواجہ عمرو کے اُس گلپیرہن غنچہ دہن پر عاشق ہو گیا تھا اور ہر ایک بے حجابانہ خواجہ عمرو سے کہتا تھا

جائے تو جلد تر جہنم مین ٭ شاد و خرم ہون ہم تیرے غم مین ٭ اکثر اہل دربار نے کہ وہ ترکی سمجھتے زبان اژدر وہ سمجھکر
کہا کہ تمھارے منھ مین گھی اور شکر حیلہ خداوند ایسی ہی تقدیر کرین کیا خوب تمنے ہم سب کو دعا دی ہم بھی اکثر
ایسی ہی دعا کیا کرتے ہین خیر اب بیان کرو کہ کیا خبر وحشت اثر لائے ہو جواسیس نے تب صلصال
سے مخاطب ہوکر عرض کیا ای شہنشاہ واقع ہو کہ مالک اژدر سردار نامی و نامور نامہ بادشاہ لشکر
اسلام کا لیکر بجمعیت ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ بازون کے فلان مقام تک آیا ہی تھوڑی سی دیر مین اس
دربار مین داخل ہوگا باقی خیریت ہی جواسیس تو یہ خبر دے کر چلے گئے صلصال بد تال یہ خبر سنکے
متردد ہوا بختنک نے صلصال سے کہا ای شہنشاہ مالک اژدر کا یہان آنا اچھا نہین ہی وہ بہت
بڑا سردار لشکر اسلام کا ہی اگر وہ یہان چلا آئیگا آج ہی اہل دربار کا خاتمہ ہو جائیگا اگر اسے غصہ آجائیگا
تو کسی کو اہل دربار سے زندہ نہ چھوڑیگا سب کو قتل کریگا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ حضور
کسی اپنے سردار لشکر کو روانہ فرمائین تاکہ وہ نامہ اُس سے لے آئے اگر وہ نامہ نہ دے تو سردار آپ کی
سپاہ کا اُسے قتل کرے صلصال نے راے بختنک کی پسند کرکے قلیچ خان اپنے پسر کو مع فوج کثیر
اُسی وقت روانہ کیا جب قلیچ خان روبرو مالک اژدر پہونچا مع عسکر ٹھہر کر نامہ طلب کیا مالک نے
کہا مجکو حکم میرے مالک کا یہی ہی کہ نامہ صلصال کے ہاتھ مین دون ہرگز تمھین نہ دونگا قلیچ خان رعب و
شان مالک اژدر سے ایسا خائف ہوا کہ مائل جنگ نہوا اور اُسی وقت ایک سوار سے کہا کہ جلد جا
اور جو کچھ تونے گفتگو مالک سنی ہی میرے پدر سے بیان کر اور جو کچھ وہ فرمائین جلد مجھسے آکے اظہار کر
سوار بموجب حکم دربار مین آیا اور صلصال سے دست بستہ کہنے لگا ای شہنشاہ مالک اژدر سے نامہ طلب
کیا تھا وہ نامہ نہین دیتا ہی کہتا ہی کہ یہ نامہ دست شہنشاہ مین دونگا اب جو حکم ہو مین جاکر شہزادہ کو دیجاکے
کہدون صلصال یہ احوال سنکے نہایت برہم ہوا اور اسی حالت غضب مین فیلان خان اپنے فرزند کی طرف
دیکھکر کہا ای پسر تو بھی مع فوج جلد جا اور مالک اژدر سے کہہ کہ نامہ دیدے اگر وہ نامہ نہ دے تو سر اُسکا کاٹکر
لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا فیلان خان یہ حکم پدر سنکے بجمعیت سپاہ ہمراہ اُس سوار کو لیکر روانہ ہوا جب
سامنے مالک اژدر کے پہونچا کہنے لگا ای مالک اژدر اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو نامہ میرے حوالے کرو
چندے یہان توقف کرو مین نامہ خدمت والا مین ارسال کرونگا اور جو کچھ وہ فرمائینگے اُس حکم سے تمھین
اطلاع دونگا مالک اژدر نے جواب دیا یہ نامہ مین تمھارے باپ کے ہاتھ مین دونگا تمھین نہ دونگا اور اگر
لڑوگے تو لڑونگا قلیچ خان نے کہا ای مالک اژدر بہتر جنگ سے صلح ہی نامہ دینے مین حجت و تکرار نکرو مناسب
یہ ہی کہ نامہ دیدو ہمارے کہنے پر عمل کرو مالک نے پھر انکار کیا فیلان خان اور قلیچ خان کو غصہ آیا دونون
نے فوراً نیزہ و شمشیر لیکر حملہ کیا مالک اژدر نے غضبناک ہوکر وار اُنکے روک کر دونون کے ہاتھون سے
نیزہ و شمشیر چھین کر دونون ہاتھ اپنے اُن دونون کی زنجیر مین ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زین سے مرکبون کے
اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے دونونکو باہم اسطرح ٹکرایا کہ سر دونون کے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئے جب وہ مر گئے
انکو زمین پر ڈالدیا لشکریان فیلان اور قلیچ خان نے یہ واقعہ جانگداز دیکھکر مالک اژدر پر یکبارگی
حملہ کیا اسطرف سے دلاوران لشکر مالک بھی بڑھے لڑائی ہونے لگی سر و تن مین جدائی ہونے لگی زمین خون
کفار سے گلنار ہونے لگی صداے شمشیر و خنجر تا بہ فلک جانے لگی کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے نیزے جگر کے پار ہونے لگے

فتاح پلنگینہ پوش بھی گھوڑے پر سوار ہوا جب کل قزاق سوار ہو چلے کرب غازی بھی ابرش گلندام پر سوار ہوا اور جانب دربار صلصال روانہ ہوا سب قزاق ہمراہ رکاب ہوے کرب غازی قبل پہونچنے مالک اژدر کے قریب دار الامارۂ صلصال پہونچا کیونکہ کرب غازی نے بقصد عجلت راہ طی کی اور مالک اژدر اثناے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا آتا ہے حال اُسکا بھی عنقریب لکھا جائیگا الغرض جبکہ کرب غازی قریب مقام دربار صلصال پہونچا ملازمان صلصال نے شور وغل کیا صلصال شور وغل سُنکے گھبرایا بختک شور مردم سُنکے بے اختیار اُٹھکر دربار مین مسخرہ پن کرنے لگا ناچ کرنے لگا ای شہنشاہ ہوشیار ہوجائیے قضا حضور کے صاحبزادے کی آگئی یقینی کوئی سردار لشکر اسلام سے آتا ہی زال خان کو جلد چھپائیے یہان سے انکو بھگائیے میرے کہنے پر عمل فرمائیے ورنہ پچھتایئے گا اس اپنے فرزند کے الم مین روئیے گا ہنوز بختک یہ کہہ رہا تھا اور صلصال بختک کی باتون پر برہم ہوا تھا کہ دار الامارۂ صلصال پر کرب غازی پہونچا دربانون نے بڑھکر روکا کرب غازی نے چند دربانونکو ہلاک کرکے اپنے لشکر کو باہر چھوڑ کر اندر دربار کے قدم رکھا اور مثل شیر غضبناک داخل بارگاہ ہوکر زال خان سے مخاطب ہوکر کہا او نامرد تو مجھسے زیر ہوکر مسلمان ہوا اور موقع پاکر سر حارث کا کاٹ لے آیا اب بتا کہ تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایسی تلوار لگائی کہ سر زال خان کا تن سے جدا ہوکر زمین پر گرا لاشہ اُسکا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا یہ واقعہ دیکھکر اہل دربار نے چاہا کہ کرب غازی سے اُٹھکر مقابلہ کرین لیکن صلصال نے اس امر سے سب کو باز رکھا اور کہا ہر چند کہ زال خان میرا فرزند تھا لیکن اُسنے بزدلی کی تھی اُسکی سزا یہی تھی خوب ہوا کہ اس بہادر نے اُسے ہلاک کیا مین اس جوان کی دلاوری سے بہت خوش ہوا خبردار کوئی اس جرار سے آمادۂ پیکار نہ ہو صلصال تو یہ کہکر خاموش ہوا مگر کرب نے سر اُسکا اور حارث کا اُٹھا کر احتیاطاً یہ آواز بلند کہا کہ ای کافران بدکردار اب مین زال خان کو قتل کرکے جاتا ہون اس دربار مین جسکا دل چاہے اُٹھکر مجھے روکے اور خون زال خان کا قصاص چاہے بختک نے جواب دیا حضور بخوشی تشریف لیجائین یہان کوئی آپ کو نہ روکیگا کسی کو اپنی زندگی دشوار نہین ہے جسے تمناے مرگ ہو وہ آپسے آمادۂ رزم وپیکار ہو کرب غازی یہ سُنکے بیرون دربار آیا اور اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لیکر جلد راہ کو طے کرکے خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا پہلے سر زال خان کا روبروے امیر ڈالدیا بعدہ سر حارث بن مثقال شاہ کا دیا امیر کشورگیر نے حکم دیا کہ سر حارث کا تن سے ملا کر غسل وکفن دے کر دفن کرو ملازمان نے فوراً تعمیل حکم کی یہان تو بعد دفن حارث بادشاہ لشکر اسلام اور حمزہ صاحبقران ودیگر سرداران لشکر اسلام صدمۂ حارث بن مثقال شاہ مین ہین انھین تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے مگر اب احوال دربار صلصال اور مالک اژدر کا تحریر کیا جاتا ہے جب کرب غازی زال خان کو قتل کرکے چلا گیا صلصال نے حکم دیا لاشہ زال خان کا اُٹھایا جاوے بموجب حکم ملازمون نے لاشہ مذکور اُٹھایا اور موافق اپنی ملت کے جلا سیاہ کیا ہنوز ملازم حکم صلصال بجالا کر دربار مین آکے بیٹھے تھے کہ چند جواسیس نہایت پریشان خاطر وبدحواس روبروے صلصال آئے شاہ ترکستان نے پوچھا تم کیون اسقدر گھبراے ہوے آئے ہو کیا خبر لائے ہو جلد بیان کرو اُن کافرون نے اُس کافر کا سر کو ہاتھ اُٹھا کر قربان اُمرد وین اسطرح دعاسے بد دی لمولفہ۔ ای شہ کافران زشت عمل ٭ ہو تمنا کہ تیری آئے اجل ٭

کہ جب مالک اژدر میرے پدر کے دربار میں جائیگا عجب نہیں کہ میرے مسلمان ہونے کا احوال بیان
کرے اور یہ امر میرے حق میں اچھا نہیں ہے موجب ذلت و توہین ہے لہذا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ پیش پدر
اور بختک مجھے ذلت نہ ہو یہ خیال کر کے وقت کا منتظر رہا ایک روز حمزہ صاحبقران زمان سے اجازت
شکار کھیلنے کی لیکر تنہا وقت سحر جانب صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا اثنائے راہ چمن ییلاق میں دیکھا کہ حارث
بن مثقال شاہ سیر گلہائے رنگا رنگ کر رہا ہے اور بعد سیر عالم جوانی میں میکشی کر رہا ہے ایک چھوٹا سا
خیمہ استادہ ہے اسمین بیٹھا ہوا ہے چند خادم خدمتگار دست بستہ حاضر ہیں کثرت نشۂ شراب سے جھوم رہا ہے
زال خان نے حارث بن مثقال شاہ کے پاس جاکر پوچھا ای برادر تم یہاں کسوقت آئے حارث
نے جواب دیا تھوڑی دیر ہوئی کہ میں امیر سے اجازت سیر کی لیکر یہاں آیا ہوں تم بھی آؤ شراب پیو لطف
زندگی اٹھاؤ بعد مرنے کے یہ بادہ کشی اور سیر کہاں نہیں معلوم بعد مرگ کیا گذریگی بقول شخصے - اب تو
آرام سے گذرتی ہے ۔ عاقبت کی خبر خدا جانے ۔ زال خان نے گفتگوے حارث سنکے دل میں خیال کیا کہ
کبتک تو لشکر حمزہ میں رہیگا اہل اسلام میں اوقات بسر کریگا مناسب یہ ہے کہ اپنے باپ کی خدمت میں چل یہ
جوان حارث بن مثقال شاہ بھی ایک جوان نامی ہے سر اسکا تیغ سے کاٹ لے اگر سر کرب غازی ہاتھ نہ آیا
تو اسی کا سر کاٹ کر خدمت پدر میں چل کچھ تو دربار پدر میں سرخروئی حاصل کر یہ اپنے دل میں گفتگو کرکے فوراً تیغ
آبدار کھینچی اور حارث بیچارہ پر حملہ کیا حارث کہ نشۂ شراب سے جھوم رہا تھا اور قضا بھی دامنگیر تھی اتنی
مہلت بھی قضا نے نہ دی کہ اٹھے اور روار وے تلوار سر پر جو پڑی تا دابرو اتر آئی اجل نے شکل اپنی دکھائی
حارث بن مثقال شاہ غش کھا کر زمین پر گرا زال خان نے فوراً سر اسکا تن سے جدا کیا خادم
و خدمتگار جو حارث کے تھے انمیں اتنی قوت نہ تھی کہ زال خان سے مقابلہ کرتے سوائے گریہ و زاری
انسے کچھ نہو سکا زال خان سر حارث لیکر وہاں سے اپنے لشکر میں گیا ادھر خادمان حارث لاشہ میر
حارث اٹھا کر جانب لشکر اسلام چلے ادھر زال خان لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جلد راہ طے کر کے اپنے باپ
کے دربار میں پہونچا اور رومال میں سر حارث باندھکر آگے اپنے باپ کے ڈالدیا اور کہا ای پدر ذیجاہ
ملاحظہ ہو کہ میں سر کاٹ کر لے آیا صلصال نے نہایت خوش ہو کر جانب بختک دیکھا بختک نے متحیر ہوکر
کچھ خیال کر کے کہا ای شہنشاہ آپ شادمان نہوں بلکہ نالہ کناں ہوں کیونکہ مجھکو یقین نہیں ہے کہ یہ سر کرب
کا ہے کرب غازی کا قتل کرنا نہایت دشوار ہے اور کسی کا سر ہوگا اب آپ زندگی سے مایوس ہوں بہادران
لشکر حمزہ سے اب کوئی بہادر آکر اسے قتل کریگا جس مسلمان کا یہ سر کاٹ کر لائے ہیں اسکے خون کا انتقام
لیگا انکو قتل کریگا یہاں تو صلصال گفتگوے بختک سن رہا تھا وہاں خادمان حارث لاشہ حارث
روبروے بادشاہ لشکر لیگئے اور جو احوال گذرا تھا بیان کیا حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام
کو جو حارث کے قتل ہونے کا ملال ہوا فوراً کلاہ عفریت میں شربت منگوا کر رکھوا دیا اور کہا کون ایسا
جری ہے کہ شربت کو پی کر قاتل حارث کا سر لائے کرب غازی نے فوراً دنگل سے اٹھکر کچھ شربت پیا
اور جلد بارگاہ سلیمانی سے باہر جاکر بوق بجایا گھوڑے جو لشکر کرب کے صحرائے سبزہ زار میں
پھر رہے تھے آواز بوق سنکے سب یکبارگی لشکر میں آئے کرب نے دوبارہ بوق ترکی بجایا قزاقون نے
گھوڑے کو زین و لجام سے آراستہ کیا بار سوم کرب غازی نے جو بوق بجایا تمام قزاق مرکبوں پر سوار ہوگئے

تا وقتیکہ تو مسلمان نہوگا امان تجھکو نہ دونگا سوءت تیرے سر سے نہ ٹلیگی زال خان نے یہ سنکے خوف جان سے مسلمان
ہونے کا اقرار کیا کرب غازی نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا صدق دل سے دین اسلام نہ قبول
کیا القصہ جب زال خان کلمہ زبان پر جاری کر چکا کرب غازی اسکے سینے پر سے اترا زال خان نے زمین
سے اٹھکر قدم کرب غازی پر سر رکھا کرب نے کہا ای بہادر دیکھ یہ ہمارے آقا اور مالک امیر حمزہ صاحبقران
عالیشان ہین انھین تسلیم کر اور شرائط فدویت بجا لا سر میرے قدم سے اٹھالے زال خان نے بموجب
ارشاد کرب غازی عمل کیا امیر باتوقیر نے سر اسکا اپنے قدم سے اٹھا کر موافق اسکے مرتبے کے اسپر
عنایت و مہربانی کی جبکہ بخوبی تمام سیر اس میدان کی کر چکے زال خان کو مع کرب غازی وغیرہ
کے لشکر مین لائے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زال خان کو جانب راست ایک زنگل پر بیٹھنے کا حکم
دیا وہ مکار خوش ہو کر آداب بجا لا کر زنگل پر بیٹھا امیر باتوقیر نے نام پوچھا اسنے اپنا نام بتایا اور
کہا ای امیر کشور گیر مین بڑا بیٹا صلصال کا ہون حمزہ صاحبقران نے جو حالات فوج و لشکر صلصال
دریافت کیے اس بدانجام نے عرض کیا صلصال کے پاس لشکر کثیر ہو صدہا بلکہ ہزارہا بڑے بڑے نامی
سردار اور پہلوان اسکے فرمانبردار ہین اسی طرح نادیر اپنے باپ کے جاہ و حشمت کی ثنا کرتا رہا امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران نے جملہ حالات لشکر صلصال سنکے میر منشی کو طلب کیا جب وہ آیا امیر نے فرمایا
ہماری جانب سے ایک نامہ صلصال کو اس مضمون کا لکھو کہ اگر اپنی بہتری منظور ہو تو بمجرد پہنچنے اس
نامہ کے نوشیروان کو ہمارے حوالے کر دو اور دین اسلام سے مشرف ہو میر منشی نے موافق حکم بعد لکھنے
حمد و نعت کے مضمون مندرجۂ بالا تحریر کیا جب نامہ لکھکر تمام ہوا سر نامہ پر مہر بادشاہ اسلام کی ثبت کی گئی
جسوقت تکمیل نامہ ہو چکی امیر باتوقیر نے کلاہ عفریت مین شربت منگوا کر بارگاہ سلیمانی مین رکھوا دیا اور
فرمایا ہی کون ایسا بہادر ہو کہ اس نامے کو صلصال کے پاس لیجائے اور جواب اس نامے کا لا
اسوقت اکثر سرداران دست راست نے ارادہ کیا تھا کہ سب کے پہلے مالک اژدر نے اپنے زنگل
سے اٹھکر قدرے شربت پیا اور حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہون کہ اس نامے کو مین لیجاؤن
اور جواب لیکر آؤن امیر باتوقیر نے خوش ہو کر اشارہ کیا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تم ہی جاؤ
اچھا بسم اللہ نصر من اللہ و فتح قریب نامہ لے کر روانہ ہو مالک اژدر نامہ لیکر بارگاہ سلیمانی
سے برآمد ہوئے اپنا فرس بیمثال طلب کیا اور اپنے لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا جملہ اہل لشکر
فی الفور مسلح و مکمل ہوئے مالک اژدر مرکب پر سوار ہوئے ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ باز مرکبون پر
سوار ہو کر ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے ادھر تو مالک اژدر نامہ لیکر مع فوج روانہ ہوئے
اور پہلوان عادی نے جو شربت بصورت کلاہ عفریت مین تھا خوش ہو کر پیا ایک قطرہ بھی ظرف مین
باقی نہ رکھا ناظرین پر واضح ہو کہ جب کلاہ عفریت مین شربت رکھا جاتا ہی اور کوئی بہادر حکم بادشاہ
لشکر یا ارشاد امیر باتوقیر سے کسی قدر شربت پی کر براے انصرام کار جاتا ہی تو پہلوان عادی
کل شربت پی جاتے ہین انکی بھوک اور پیاس سے ناظرین دفتر خوب واقف ہین مکرر بیان کرنا بیفائدہ ہی
اب مالک اژدر جو نامہ لے کر روانہ ہوئے ہین انکو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب کچھ حال
زال پسر صلصال کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ مکار بعد جانے مالک اژدر کے اپنے دل مین خیال کرنے لگا

زال خان راہ طے کرکے جب قریب چمن بیلاق پہونچا ایک جگہ فروکش ہوا اور سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ تم
یہاں تھوڑے رہو میں برائے مقابلہ کرب غازی جاتا ہوں جبتک میں سر اسکا نہ لاؤں تم یہاں سے کہیں
نہ جانا سرداروں نے عرض کیا تنہا آپ کا جانا اچھا نہیں ہے اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلیں
زال خان نے جواب دیا اگر میں تمھیں ہمراہ لیجا کر کرب غازی کو قتل کرونگا تو بختک میری دلاوری میں
شک کریگا اسواسطے میں تنہا جاتا ہوں سرداران لشکر یہ سنکے خاموش ہو رہے زال خان اس جگہ سے
سوئے چمن بیلاق مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا اسے تو اثنائے راہ میں چھوڑا جاتا ہے اب دو کلمے
کچھ حال امیر حمزہ صاحبقران زمان اور سرداران لشکر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر [illegible] حمزہ
صاحبقران مع لشکر بمقام چمن بیلاق فروکش ہوئے ایک روز بعد نماز سحر مع [illegible]
اور فرامرز مغربی و دیگر سرداران لشکر کو ہمراہ اپنے لیکر واسطے سیر چمن بیلاق کے روانہ ہوئے
تھوڑی دور جا کر ایک ایسے میدان سبزہ زار میں پہونچے کہ ہر جانب اس میدان کے نسترن
گلہائے رنگارنگ کھلے تھے اور مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرتے تھے اور ابر اکثر ترشح باری کرتے تھے منظور
حمزہ صاحبقران سیر کر رہے تھے فرحت دل کو حاصل ہو رہی تھی فتاح پلنگینہ پوش ہمراہ کرب غازی کے
ایک خیمے میں بیلکشی کر رہا تھا اکثر سرداران لشکر ہمراہ امیر یا تو سیر کر رہے تھے اور تماشائے صناعی باغبان
قضا و قدر کر رہے تھے بوٹے گلہائے رنگارنگ سے دماغ معطر کرتے تھے کہ سامنے سے زال خان نمایاں
ہوا جب قریب خیمہ آیا گھوڑے کو روک کے فتاح پلنگینہ پوش سے پوچھنے لگا تم سب جو اس جا بیٹھے
آئے ہو اگر لشکر حمزہ سے ہو تو بتاؤ کہ وہ بدزبان نرزادہ جسکا نام کرب غازی ہے وہ کہاں ہے میں اسکا
سر لینے آیا ہوں فتاح نے از حد غضب جواب دیا او بیہودہ گو خاموش ہو کلمات واہیات زبان پر جاری
نہ کر ہمارے آقا اور مالک کو برا نہ کہو ورنہ ابھی زبان تیغ سے تجھے جواب دونگا یا زبان تیری تیرے
دہن سے کھینچ لونگا زال خان نے کہا تو بیکار آمادہ پیکار ہو نشان اس بدزبان نرزادے کا مجھے بتاؤ
تا میں اس سے مقابلہ کرکے سر اسکا کاٹ کر اپنے والد کی خدمت میں لے جاؤں دربار شہنشاہ میں
بہادر مشہور ہوں بختک سے خواستگار تحسین و آفرین ہوں یہ کہکر خاموش ہوا کرب غازی کہ
بیلکشی کر رہا تھا یہ کلمات بیہودہ سنکے نہایت غضبناک ہوا فوراً خیمے سے نکلکر ابرش گل اندام سکندری
پر سوار ہوکر نعرہ کیا او بدزبان آگاہ ہو کہ میرا ہی نام کرب غازی ہے اگر تجھکو مجھسے آرزوے جنگ ہے
تو مقابلہ کر زال خان یہ سنکے گھوڑا اڑا کر قریب کرب غازی کے آیا اور نیزہ سینہ کینہ کرب غازی
پر مارا کرب نے اسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روک کر کہا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭
ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر بقصد قہر و غضب نیزہ مارا اسنے بھی بفن سپہ گری نیزے کو رد کیا اس طرح
تھوڑی دیر باہم نیزہ بازی ہوتی حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر دیکھا کیے آخر کار زال خان نے
نعرہ کرکے بقوت تمام سینہ کرب غازی پر نیزہ لگایا جب نیزہ قریب سینہ آیا کرب غازی نے ہاتھ اپنا
بڑھا کر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر زین فرس سے
اسے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کے زمین پر آہستہ پٹکا اور جلد گھوڑے سے اتر کے اسکے سینے پر
سوار ہو کر ارادہ کیا کہ تیغ سے سر اسکا جدا کرے زال خان طالب امان ہوا کرب غازی نے کہا

یہی کہونگا کہ خواجہ عمرو پابوس بزرگوار نبر تشریف لائے تھے ہنوز بختیارک یہ کہہ رہا تھا کہ وہ ساقی بچہ
جسکو خواجہ عمرو نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر بدحواس و پریشان دربار مین آیا اہل دربار نے اُسے
دیکھا کہ وہ ایک پرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھے ہوے اور سرتاپا عریان ہے گھبرا گھبرا کر چہار طرف دیکھتا ہے
اور کہتا ہے وارے کسنے کپڑے میرے اُتار لیے صلصال نے ساقی بچہ کا یہ احوال دیکھکر پوچھا کہ
تو کہان سے آتا ہے اسقدر کیون گھبرایا ہوا ہے اُسنے دست بستہ عرض کی خداوند نعمت مین اپنے گھر سے جانب
دربار آتا تھا اثنائے راہ مین ایک شخص نے مجھے بلایا ہے اور کچھ ایسی باتین کین کہ مین اُسکے ساتھ ایک مقام
ویرانہ تک گیا وہان اُسنے کوئی شے ایسی میرے منھ اور ناک پر لگائی کہ مین فوراً غش کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش
ہوگیا ابھی مجھکو ہوش آیا وہان سے بھاگ کر یہان آیا نہین معلوم وہ کون شخص تھا ابھی صلصال کچھ کہنے نہ
پایا تھا کہ بختیارک نے خوب ہنسکر کہا اے شہنشاہ یہ حال سُنا آپ اب بھی عمرو کے یہان آنے کا اور
عیاری کرنے کا خیال نہ فرمائیے گا صلصال بظاہر تو قائل نہ ہوا مگر باطن قائل ہوا واقعی ہو کہ درحقیقت
خواجہ عمرو پابوس بزرگوار نبر آئے تھے اور عیاری کرکے چلے گئے تھے صلصال بدمآل عیاری
خواجہ عمرو پر متحیر بیٹھا تھا کہ چند جواسیس آلودہ گرد و غبار دربار مین آئے اور شرائط آداب شاہی
بجا لاکر دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے اے شہنشاہ فلک بارگاہ ہم غلامون نے بچشم خود دیکھا امیر
حمزہ صاحبقران با سپاہ گران راہ بیابان آق چیران سے چار ہزار شتر پر از نافہ مشک لیکر مقام
چمن ییلاق تک آتے ہین اور اُسی جگہ فروکش ہین لشکر مین ہر ایک جوان بہادر ہے سرداران لشکر ایسا
زبردست ہین باقی خیریت ہے جواسیس تو یہ کہکر دربار سے باہر گئے صلصال یہ خبر سنکے ایسا برہم ہوا
کہ اُسی وقت سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے بہادران ترکستان کون تم سب مین ایسا جری
دلاور ہے کہ ابھی جاکر حمزہ صاحبقران کو قتل کرے اور سر اسکا وہ بیہودہ بدولت لے آئے اُسوقت
سرداران دست راست سے زال خان پسر کلان صلصال کا اپنے ڈنگل سے کودا اور اپنے پدر سے
کہنے لگا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور سر حمزہ تن سے جدا کرکے لے آؤن ہنوز صلصال نے اجازت نہ دی
تھی کہ بختیارک نے مسکراکر کہا اے شہزادۂ ذیجاہ اتنی قوت آپ مین نہین ہے کہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیجیے
انکا سر تو لانا بہت دشوار ہے اُنکے سرداران لشکر کا قتل کرنا مشکل ہے خصوصاً لندھور اور ایک اژدر
علمشاہ و دیگر سرداران نامی و نامور کو تو کوئی قتل کر ہی نہین سکتا پس تمہارا جانا بیکار ہے تمسے کچھ
نہین ہوسکیگا اگر جاؤگے یا تو قتل ہوجاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے زال خان نے برہم ہوکر کہا اے
بختیارک کیا تم مجکو بہادر نہین جانتے ہو جو ایسے کلمات واہیات اپنی زبان پر جاری کرتے ہو اب تم جس سردار
کو بہت شجاع جانتے ہو اُسکا نام بتاؤ تا مین لشکر حمزہ مین گھسکر اُسی کو تہ تیغ کرون اور سر اسکا تیغ آبدار سے
کاٹکر لے آؤن بختیارک نے قہقہہ مارکر جواب دیا اے شاہزادۂ نازک اندام ایسے کلام زبان سے نہ نکالو سرداران
حمزہ صاحبقران سے تم ہرگز مقابلہ نہ کرسکوگے وہ سب نہایت شجاع اور بہادر ہین اُن سب مین ایک ادنی
سردار کرب غازی ہے اگر تمھین دعوی بہادری ہے تو اُسی کا سر کاٹکر لے آؤ پھر مین یہ تصور کرونگا
کہ تم بھی دلاور ہو زال خان نے کہا مین کرب غازی کو جاکر قتل کرتا ہون اور سر اُسکا لیے آتا ہون یہ
کہکر پھر اپنے باپ سے اجازت طلب کی صلصال نے خوش ہوکر مع تیس ہزار سواران جرار کے اُسے روانہ کیا

خداوندان لات ومنات پائبوس بزرگوار عالی صفات تھے بختک نے ہنسکر عرض کیا حضور یہ جو پائبوس بزرگوار
بنکر آئے تھے مین اُنسے خوب واقف ہون وہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب معلے القاب بڑے ذات پاک
مجمع کمالات ریش تراشندۂ کافران وسر برندۂ جادوگران عیار نامدار حمزۂ صاحبقران عالیوقار
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تھے پائبوس بزرگوار بنکر تشریف لائے تھے عیاری کیسے
کمال اپنا دکھا گئے پاپوش سے ہر ایک کو سزا دے گئے اور مجھکو بھی سرفراز فرما گئے اگر باشارہ
اقرار زر وجواہر دینے کا نہ کرتا اسقدر پاپوش سے مجھے مارتے کہ پوست میرے جسم سے اتر جاتا
افسوس سوا میرے کسی نے انھین نہ پہچانا مفت کشتیان زر وجواہر کی لے گئے داغ دلبر کیا
بلکہ چند تڑون پر دے گئے حضور نے بزرک خطائی کی بہت تعریف کی تھی انھون نے بھی انھین نہ پہچانا
حضور نے تو فرمایا تھا کہ اگر عمرو نے عیاری بزرک خطائی کی دیکھ لینے تو دست و پاے بزرک
خطائی چومتے یہان برعکس واقعہ گذرا یعنی بزرک خطائی نے دست و پا بھی چومے اور خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری کو سجدہ بھی کیا سوا میرے سب نے خصوصاً حضور نے عمرو کے دست وپا چومے
اور سجدہ کیا غرض اس تقریر سے یہ تھی کہ ضرور رہی خواجہ عمرو اپنا کمال دکھا گئے اور برخلاف ارشاد
حضور ظہور مین آیا خیر اسی مارپیٹ پر آفت ٹل گئی جان ہر ایک شخص کی بچگئی بقول شخصے سر رسیدہ بود
بلائے ولے بخیر گذشت ✤ صلصال نے جواب دیا او بداعتقاد تو پائبوس بزرگوار کو خواجہ عمرو کہتا ہی
ایسی ہی بداعتقادی تیری اور تیرے بادشاہ کی باعث بربادی ہوئی ہی اے بیوقوف یہ تو خیال کر
کہ اگر عمرو پائبوس بزرگوار بنکر آتا تو جانب فلک سے نہ آتا اور منہ سے شعلۂ آتش نہ نکالتا اسطرح کی
ریش اور لباس اُسکے جسم مین نہ ہوتا علاوہ اسکے مابدولت نے سُنا ہی عمرو ایک ایک کوڑی کو
ایک ایک اشرفی جانتا اور از حد طامع ہی پس ایسا شخص صحراے آق جیران مین خزانے کا نشان
نہ بتاتا خود ہی خزانے پر قبضہ اپنا کرتا اور کشتیان زر وجواہر کی ایک چشم زدن مین غائب نہ کرتا وقت
رخصت سوے آسمان بلند ہوکر غائب نہ ہوجاتا بختک نے مسکرا کر جواب دیا اے شہنشاہ عمرو عیار بلاے روزگار
ہی سوے فلک سے آنا اسکا کچھ عجب نہین ہی جست کرکے آیا ہوگا اور منہ سے شعلۂ آتش نکالنا عیارون کے
نزدیک کچھ مشکل نہین یہ ادنی سا شعبدہ ہی اور لباس کے بارے مین جو فرمایا عمرو کے پاس دیو جامہ ہی
وہ ایک لمحہ مین صد ہا رنگ بدلتا ہی اور خزانے کا پتہ بتانا اسمین کچھ مصلحت ہوگی اور کشتیان غائب
کردینا کچھ جاے عجب نہین ہی اسکے پاس زنبیل ہی اگر چاہے تو جملہ اسباب روے زمین کو زنبیل
مین رکھ لے کیونکہ زنبیل ایک معجزے کی شی ہی اور فوراً بلند ہوکر اُسکا غائب ہوجانا یہ بھی قرین
قیاس ہی وہ جست بمثل کرتا ہی مثل شعلے کے بلند ہوجاتا ہی اُسکے یہان آنے مین کسی طرح کا شبہہ نہین مین نے
خبر پہلے ہی سُنی تھی کہ خواجہ عمرو مع عیاران لشکر اسلام آئے ہین ہر چند تادیر بختک نے اسیطرح
کی گفتگو کی مگر صلصال کو خواجہ عمرو کی عیاری کرنے کا یقین نہ ہوا آخر اپنے صداقت قول کے
واسطے اُسی وقت بزرک خطائی کو جانب صحراے آق جیران روانہ کیا بزرک خطائی بموجب حکم
ایک مشت زر وجواہر اُسی تہخانے مین سے لے آیا صلصال نے وہ زر وجواہر بختک کو دکھا کر کہا
دیکھ یہ زر وجواہر اور پائبوس بزرگوار کے تشریف لانیکا مقر ہو بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ مین تو

نہین جانتا کہ ہم کون ہین بہتر یہی ہو کہ ہمارا حکم بجا لاؤ ورنہ ہم تجھکو مار ڈالینگے بختک یہ سنکے خائف ہوا قریب آ کر
کہنے لگا مین آپکو خوب جانتا ہون سہو سے جہانتک دل چاہے مجھے ماریے یہ کہکر سر جھکا کر کھڑا ہوا پائبوس
بزرگوار نے چند بار پاپوش اُسکی پشت و سر پر لگایا تھا کہ بختک چلانے لگا اور با آواز دردناک کہنے لگا بس
اب زیادہ عمر نہ بڑھائیے اسلیے کہ زیادہ عمر کے بڑھنے مین سامنا موت کا ہو جائیگا بختک بیموت مر جائیگا
یہ کہکر دست بستہ پھر استادہ ہوا پس کہا بزرگوار نے ہاتھ روکا الغرض جب سب اہل دربار عمر اپنی اپنی بڑھوا چکے
اور پائبوس بزرگوار کو سجدہ بھی کر چکے اُسوقت پائبوس بزرگوار نے صلصال سے مخاطب ہو کر کہا ای
صلصال آگاہ ہو کہ مین فرستادۂ خداوندان لات و منات ہون خداوندون نے تمسے یہ فرمایا ہو کہ نوشیروان
ہمارا بندۂ خاص ہو اہل اسلام سے شکست کھا کر تمہارے پاس آیا ہو تمھین لازم ہو کہ اُسکی بخوبی تمام مدد کرو
اور اہل اسلام سے لڑوا اُسکی تمنائے دلی برلاؤ اسکو اسکے ملکون پر قابض و متصرف کراؤ لشکر حمزہ کو تباہ
اور برباد کر دو جملہ اہل اسلام کو تہ تیغ بیدریغ کرو اگر لڑائی مین زر کثیر کی ضرورت ہو تو صحرائے آق چہران
مین قریب کوہ ایک غار ہو اُس غار مین جا کر جو کوئی دیکھیگا اُسے ایک تہ خانہ وسیع نظر آئیگا اُس تہخانے
مین صدہا خمہاے زر و جواہر رکھے ہین اُن خمون سے جسقدر دل چاہے زر و جواہر لیکر لڑائی مین
صرف کرو اور یہ بھی فرمایا ہو کہ ہر چند ہم مین یہ قدرت ہو کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو ایک آن مین نیست و نابود
کر دین مگر ہم چاہتے ہین کہ تم ہی لشکر حمزہ کو غارت و برباد کرو شرف قتل حمزہ وغیرہ تمھین حاصل کرو بڑے
بڑے شاہ و شہریار اور پہلوان یکتائے روزگار اسی آرزو مین مر گئے کہ ہم حمزہ صاحبقران کو تہ تیغ کرین
زندہ نہ رکھین مگر کسی کی یہ امید نہ برآئی ہمین منظور ہو کہ تمھارے ہاتھ سے حمزہ اور لشکر حمزہ کو قتل کرائین
یہ کہکر پائبوس بزرگوار خاموش ہوا صلصال نے از حد خوش ہو کر عرض کیا آپ خداوندون سے میری
جانب سے عرض کیجیے گا کہ صلصال آپکا بندۂ ناچیز حکم آپکا بسر و چشم ضرور بجا لائیگا یہ کہکر ساقیان سیمین
ساق سے کہا مئے ناب پائبوس بزرگوار کو بصد ادب پلاؤ ساقیان گلرخسار پائبوس بزرگوار و دیگر اہل دربار
کو شراب پلانے لگے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھکر شراب پینے لگا بعد میکشی کے حکم صلصال سے نازنینان خوبرو
و خوش گلو پیش پائبوس بزرگوار رقص و نغمہ کرنے لگین جب تھوڑی دیر تک نازنینان مہجبین رقص و نغمہ
کر چکین پائبوس بزرگوار رقص دیکھکر کہنے لگا اب ہم رخصت ہوتے ہین صلصال نے عرض کیا تھوڑی دیر
اور توقف فرمائیے یہ کہکر حکم کیا جلد تر کشتیان زر و جواہر کی لے آؤ ملازم فی الفور گئے اور بہت سی کشتیان
پر از زر و جواہر لے آئے ملازمون نے باشارۂ صلصال وہ سب کشتیان پائبوس بزرگوار کے پیش کش
کین کہ پائبوس بزرگوار نے کہا ای اہل دربار تم سب اپنی آنکھین بند کر لو میرے کمالات دیکھو صلصال اور
جملہ اہل دربار نے آنکھین اپنی بند کر لین پائبوس بزرگوار نے فوراً وہ سب کشتیان غائب کر دین جب
سب نے آنکھین کھولکر دیکھا وہ کشتیان نظر نہ آئین یہ حال دیکھکر اہل دربار کو اور زیادہ تر اعتقاد ہوا
الغرض پائبوس بزرگوار کشتیان اپنے قبضے مین کر کے اپنی جگہ سے اُٹھے اور صلصال سے رخصت ہو کر
چند قدم دربار سے آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہر کر مانند سیماب کے اُڑ گئے اہل دربار یہ کیفیت دیکھکر جمیع کمالات
پائبوس بزرگوار کی ثنا کرنے لگے لیکن بختک نے صلصال سے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی پناہ آپ نے پائبوس
بزرگوار کو پہچانا ہو کہ یہ کون ذات پاک مجمع کمالات تھے صلصال نے جواب دیا فرستادۂ

ایسا زیب تن کیے ہین کہ دمبدم رنگ بدلتا ہی ہاتھ مین اسکے پاے خر مع سم جواہر نگار ہی شعلہ سے ہر نفس شعلۂ آتش نکلتے ہین زبان پر نام خداوندان لات ومنات جاری ہی جب وہ مرد پیر بلندی سے زمین پر آکر کھڑا ہوا پکارا منم پائبوس بزرگوار فرستادۂ خداوندان لات ومنات جسوقت صلصال اور جملہ اہل دربار نے اس ضعیف پر نظر کی سب بے اختیار اُٹھے بزرک خطائی بھی جراے تعظیم اٹھا بختک نے کچھ خیال کرکے صلوٰۃ کو زبان پر جاری کیا اول صلصال نے اپنے تخت چہل زینہ سے اتر کر بعد ادب پائبوس بزرگوار کے قدم چومے پھر ہر ایک اعلی اور ادنی نے شرف قدمبوسی حاصل کیا بزرک خطائی نے بھی برغبت تمام نہایت ادب سے دست و پا چومے اور آنکھون سے لگاے بختک دور سے دیکھا کیا اور صلوٰۃ پڑھنے مین مصروف رہا جب صلصال وغیرہ دست و پاے پائبوس بخوبی تمام چوم چکے اسوقت صلصال نے قریب تر اپنے تخت کے پائبوس بزرگوار کو بٹھا کر خود تخت پر بیٹھکر بعد ادب پوچھا فرمایئے یہ آپکے دوش پر کیا چیز ہی مرد بزرگ مذکور نے جواب دیا یہ عطیہ خداوندان لات ومنات کا ہی ایکروز میری پرستش و پرستندگی سے خوش ہوکر خداوند نے مجھے عنایت کیا تھا بظاہر تو یہ پاؤن گدھے کا ہی لیکن اس پاؤن کے اوصاف بہت ہین مفصل سردست بیان نہین ہوسکتے مختصر صفت اسکی یہ ہی کہ اگر مین کسی کے تن پر ایک مرتبہ اسے لگاؤن تو چار ہزار سال کی اسکی زندگی ہوجاے اسیطرح یہ پاے خر جتنی مرتبہ لگاؤن اتنی ہی زندگی بحساب مذکور بڑھ جاے صلصال نے دست بستہ عرض کیا مین چاہتا ہون آپ میری عمر بڑھا دیجیے پائبوس بزرگوار نے عرض اسکی قبول کرکے اُسے پاے خر سے مارنا شروع کیا صلصال بہ خیال زیادتی زندگی جھکا بیٹھا رہا ہرچند کہ اُسکے اعضا کو صدمہ پہونچتا تھا مگر اُف نہ کرتا تھا جب پائبوس بزرگوار موافق خواہش صلصال پاے خر مار چکا اسوقت اہل دربار نے بھی یہ عرض کیا کہ ای برگزیدہ لات ومنات یہ پاے خر معجز نما ہمارے بھی تنون پر لگایئے زندگی ہماری بھی از حد بڑھا دیجیے آپ بیشک بندۂ خاص خداوندان لات ومنات ہین صاحب کمال ہونے مین آپکے کوئی شبہ نہین ہی از راہ عنایت امید ہماری بھی بر لائیے ایسی نعمت عظمی سے ہمین محروم نہ کیجیے پائبوس بزرگوار نے خوش ہوکر اور اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر جواب دیا التماس تم سب کی ہمنے قبول کی اب تم سب جھک جاؤ پشت ہماری طرف کرو جبتک تم سب انکار نہ کروگے ہم زندگی تمھاری بڑھاے جائینگے سبھون نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر سب جھک گئے پائبوس بزرگوار ہر ایک کی پشت اور سرون پر پاے خر مارنے لگا اسوقت عجب تماشا تھا ہر ایک شخص بامید زیادتی زندگی ایک دوسرے پر مار کھانے مین سبقت کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا بزرک خطائی بھی بصد آرزو و ہزار اعتقاد پاے خر مذکور سے گو بار بار اذیت پاتا تھا مگر انکار نہ کرتا تھا پائبوس بزرگوار بھی برابر سم خر مارتے تھے جب بزرک خطائی تاب ضبط نہ لا سکا کہنے لگا اب ہاتھ روک لیجیے زیادہ عمر نہ بڑھایئے ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین روح صدمے سے نکلی جاتی ہی یہ کلمات سنکے پائبوس بزرگوار نے ہاتھ روکا اسی طرح جبتک ہر ایک شخص نے یہ نہ کہا کہ اب ہاتھ روکیے بزرگوار مسطور سم خر لگاتے ہی گئے جب نوشیروان اور جملہ اہل دربار کی زندگی بڑھا چکے بختک سے کہا تیری بھی زندگی بڑھادون اسنے ہاتھ جوڑکے عرض کیا مجھے اپنی زندگی بڑھوانا منظور نہین ہی آپ مجھے معاف فرمایئے پائبوس بزرگوار نے برہم ہوکر آنکھین ملاکر کہا او نالایق تو کہنا ہمارا نہین مانتا ہین

شراب ناب پلائین موافق حکم ساقیان ماہر وکشتیاں مے مشکین کی لیکر دربار مین آئے خواجہ عمرو بھی انھین
ساقیون مین شامل ہوئے ہنوز خواجہ عمرو نے بیہوشی شراب مین نہ ملائی تھی کہ بختک نابکار نے ایک آہ سرد
کھینچی صلصال نے سبب آہ پوچھا بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ باعث آہ سرد کھینچنے کا یہ ہی کہ اسوقت
ساقیان غنچہ دہن گلپیرہن شراب ناب کی کشتیان لیکر دربار مین آئے ہین اب بحکم حضور اہل دربار
کو مے گلنار پلائین گے اس دربار دُر بار مین دور ساغر مے ہوگا بس یہ رنگ دربار دیکھکر مجھکو
خواجہ عمرو یاد آئے اگر وہ اس بزم رشک جمشیدی مین موجود ہوتے تو بیہوشی شراب مین ملاکر سب کو
بیہوش کرتے دربار کو لوٹ لیتے اہل دربار کے کپڑے اُتار لیتے رنگ وروغن سے اہل دربار کی صورتون
کو تبدیل کرتے کسی جوان کو زن خوبرو بناتے کسی ضعیف کو بصورت طفل امرد بناتے اکثر اشخاص کی ڈاڑھیان
مونڈتے جسکو انکا دل چاہتا مار ڈالتے جسے وہ چاہتے زنبیل مین ڈال لیتے کوئی عیار اور غیر عیار انھین روک
نسکتا ای شہنشاہ مین سچ سچ عرض کرتا ہون وہ ایسی ہی صدہا عیاریان کر چکے ہین جوتیان میرے سر پر مار چکے
ہین دیکھ لیجیے چندیا میری کیسی صاف وشفاف ہے انکی جوتیان کھاتے کھاتے چکنی ہوگئی ہے بال سر کے گر گئے ہین
انھین کی جوتیون کے تصدق مین ایسی میری چندیہ صاف اور چکنی ہوگئی ہے گویا بال خورہ ہوگیا جو کچھ انھون نے
رنج وصدمے دیے ہین سب مجھکو یاد آتے ہین ہنگام شب انکے خوف سے نیند نہین آتی ہے جب کسی بزم عیش
مین بیٹھتا ہون اس بزم کی آراستگی پر نظر کرکے خواجہ اور جو انھون نے صدمے دیے ہین یاد آجاتے ہین دل
بیقرار ہو جاتا ہے اشک آنکھون مین بھر آتے ہین یہی باعث تھا کہ اسوقت مین نے آہ سرد کی ای شاہنشاہ
فلک بارگاہ اس امر کا مین نے امتحان کیا ہے کہ جس انجمن مین جس جگہ خواجہ کا نام زبان پر آتا ہے اور ذکر اسکا
ہوتا ہے ضرور وہ بھی وہان موجود ہوتے ہین پس عجب نہین کہ اسوقت وہ یہان تشریف رکھتے ہون عیاری
کی تدبیر مین ہون صلصال ہن وال پہلے تو بختک کی چندیا دیکھکر اور باتین سُنکے بہت ہنسا اور اسکی ہنسی کے
سبب سے اہل دربار بھی مسکرائے پھر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگا ای بختک تم ہمارے دربار مین عمرو سے نہ ڈرو کیونکہ
اول تو وہ ڈر کر دن باریک ہمارے رعب وجلال کی وجہ سے ہمارے دربار مین نہ آئیگا دوسرے اگر آئیگا تو
بزرک خطائی اُسے گرفتار کریگا عمرو کی کیا مجال جو میرے عیار سے مقابلہ کرسکے ہر چند سُنا ہے کہ عمرو عیار
بلائے روزگار ہے مگر ما بدولت کے عیار کے روبرو وہ ایک طفل مکتب ہے اگر عمرو ایک ادنی عیاری
بزرک خطائی کی دیکھ لے تو بصد رغبت شاگرد ہوکر بزرک خطائی کے دست و پا چومے خواجہ اول تو
تقریر بختک کی سُنکے دل مین خوب ہنسے پھر صلصال کی گفتگو سُنکے ایسا غصہ آیا کہ دربار سے بہ چالاکی
تمام باہر گئے ساقیان مہجبین نے ساغر بلورین شراب سے مملو کرکے پہلے صلصال کو شراب پلائی
پھر اہل دربار کو جام بادۂ تند دے کر مست وسرشار کیا خصوصاً نوشیروان اور آذر برچین بادشاہ تبریز
اور بدیع کشتی گیر اور فرامرز وہرمز پسران نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو خوب شراب پلائی
ہنوز ساقیان مہ لقا شراب پلا رہے تھے اکثر اہل دربار مے گلنار پی رہے تھے بعضے کثرت نشہ بادۂ تند
سے مستانہ وار جھوم رہے تھے یکایک بالائے ہوا ایک تڑاقا ہوا شعلے نمود ہوئے اہل دربار نے
سوئے فلک نظر کی دیکھا زمین سے چند گز بلندی پر ایک الیسام ضعیف سوئے زمین آیا ہے جسکی ریش
سفید طول مین برابر ناف کے ہے اور موئے ریش ہفت رنگ یا سہ رنگ ہین لباس

بالائے تخت بیٹھا اسوقت ہرمز اور نوشیروان اور فرامرز نے بطریق شاہ و شہریار صلصال کو سلام کیا
صلصال نے زرہ خان سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ کون ہین اسنے عرض کیا ای شہنشاہ یہ نوشیروان
ہین اور یہ دونون نوجوان پسران نوشیروان ہین نام انکا ہرمز و فرامرز ہی یہ دونون جوان اور نوشیروان
اہل اسلام سے شکست کھا کر بہ امید اعانت حضور قریب ایک ماہ سے اس ملک مین فروکش تھے
آج مین انکے حال سے آگاہ ہوکر انھین ہمراہ اپنے یہان لے آیا ہون صلصال یہ احوال سُنکے خوش ہوا مسکرا کر
جانب نوشیروان دیکھکر کہنے لگا تم میرے تخت کے زینۂ چہارم پر بیٹھو نوشیروان نے جواب دیا مین اسی
جگہ بیٹھونگا آخر نوشیروان ایک مسند نادر پر عنقریب تخت صلصال بیٹھا صلصال نے احوال مزاج پوچھا
نوشیروان نے کہا شکر کرتا ہون خداوندون کا کہ ابھی تک بقید حیات ہون مگر لطف حیات نہین ہی کیونکہ
حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے بہت صدمات اُٹھائے ہین خلاصہ یہ کہ بھاگ کر یہان آیا ہون صلصال
نے افسوس کرکے کہا اب کچھ صدمہ و رنج اپنی تباہی و بربادی کا نہ کرو مین تمھارے ممالک موروثی پر قابض و
متصرف کرونگا اہل اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کرونگا خصوصًا حمزۂ صاحبقران اور اُنکے سرداران
لشکر کو تہ تیغ کرونگا نوشیروان یہ تقریر سُنکے خوش ہوا بختک مسکرایا صلصال نے بختک کیطرف دیکھکر
زرہ خان سے پوچھا یہ کون بے ادب ہی کہ مابدولت کی باتون پر ہنستا ہی زرہ خان نے دست بستہ
عرض کیا خداوند نعمت یہ کوتاہ گردن تنگ پیشانی زردرو زشت خو ثانی شیطان وزیر نوشیروان
ہی نام اسکا بختک ہی یہ شخص مسخرہ ہی حضور اسکے مسکرانے پر برہم نہ ہون جب صلصال بختک کے حال سے
آگاہ ہوا غصہ فرو ہوا خواجہ عمرو گوشے مین کھڑے ہوئے رنگ دربار دیکھ رہے تھے تقریر زرہ خان
کی سُن رہے تھے جملہ اہل دربار اسوقت تک کھڑے تھے خواجہ عمرو حیران تھے کیونکہ جملہ اہل دربار اور
فرزندان صلصال اور برادران صلصال جسوقت سے صلصال برآمد ہوا تھا سب کھڑے تھے
وجہ سب کے کھڑے رہنے کی یہ تھی کہ جبتک حکم صلصال نہ ہوتا تھا کوئی نہ بیٹھتا تھا یہی قاعدہ دربار کا
تھا جب صلصال زرہ خان اور نوشیروان سے گفتگو کر چکا تیرک خطائی سے کہنے لگا کہدو اہل دربار سے
بیٹھ جائین تیرک خطائی نے اہل دربار سے کہا جملہ صغیر و کبیر علی قدر مراتب بیٹھ گئے جب سب اہل دربار
بیٹھ چکے تیرک خطائی نے اُٹھکر اسطرح عرض کیا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ حضور کے ملک مین ایک کشتی گیر
بدیع ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز کے آیا ہی قوت و شجاعت مین وحید عصر ہی کلمات کبر و غرور اپنی
زبان پر جاری کرتا ہی مین نے اُسے دیر قدیم مین مقیم کیا ہی وہ کہتا ہی کہ شہنشاہ اپنے ملک کے کسی پہلوان
سے مجھے لڑوائین یا لکھدین کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا پہلوان نہین ہی کہ بدیع کشتی گیر سے لڑسکے اگر
مناسب ہو تو حضور اسکو مع آذر برچین بادشاہ کے دربار مین طلب فرمائین صلصال نے حکم دیا
ای تیرک خطائی ابھی جاکر اُس کشتی گیر اور آذر برچین بادشاہ کو ہمارے روبرو لے آ تیرک خطائی بموجب
حکم گیا اور جلد تر نامبردگان کو ہمراہ اپنے روبروے صلصال لے آیا بدیع اور آذر برچین نے سلام
کیا صلصال نے گوشۂ چشم سے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا بدیع اور آذر برچین بادشاہ اور تیرک خطائی
علی قدر مراتب بیٹھے صلصال نے چہرۂ بدیع کشتی گیر پر نظر کرکے از حد خوش ہوکے یہ حکم دیا کہ ساقیان گلرخسار
و خوش گفتار کشتیان سے گلنار کی لیکر جلد حاضر ہون ہرگز دیر نہ لگائین مابدولت اور اہل دربار کو

باآواز بلند کہا کہ جہان مین پہلوانان یکتاے روزگار سام و زال و رستم و اسفندیار اگر نامیردہ یہ قوت و واقفیت میری
دیکھہ لیتے بصد آرزو حلقہ میری اطاعت کا اپنے کان مین ڈالتے یہ تقریر بدیع کشتی گیری بزرک خطائی کے سنکے
اسقدر برہم ہوا کہ مجمع مردمان سے نکلکر سوے دربار صلصال روانہ ہوا بعد قطع راہ داخل دربار ہوا
یہان خواجہ عمرو اور عیاران لشکر اسلام جو اس مجمع مین موجود تھے سب نے زور و قوت بدیع کشتی گیری
کی تعریف کی اسی وقت اخی سعید عمرو کے پاس آکر کہنے لگا برادر آگاہ ہو کہ نوشیروان اور فرامرز و ہرمز پسران
نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے اہل اسلام سے شکست کھا کر زمانہ ایک ماہ سے اس ملک مین بھاگ کر
آئے ہین کل تک خبر آنکی کسی نے صلصال تک نہ پہونچائی تھی آج زرہ خان نوشیروان وغیرہ کے آنے
سے آگاہ ہوا ہے یقین ہے کہ اسی وقت ان سب کو اپنے ہمراہ دربار صلصال مین لیجائیگا یہ کہکر اخی سعید چلا گیا
یہ وہین ٹھہرے رہے جب بدیع اپنی قوت دکھا چکا اور وہ مجمع متفرق ہوا عمرو وہان سے ایکجانب چلے تھوڑی راہ
طے کی تھی کہ زرہ خان بائیس ہزار زرہ پوشونکی جمعیت سے نظر آیا ہمراہ اسکے نوشیروان ہرمز و فرامرز و بختک وغیرہ
تھے اسوقت عمرو نے خیال کیا اسوقت تم بھی ہمراہ زرہ خان دربار صلصال مین چلو رنگ دربار دیکھو کچھ تدبیر
حصول زر کرو یہ خیال کر کے خواجہ شکل اپنی تبدیل کر کے ہمراہ زرہ خان روانہ ہوے جب دار الامارہ صلصال
پر پہونچے زرہ خان تو نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو دربار صلصال مین لیگیا مگر خواجہ داخل
دربار نہ ہوسکے کیونکہ جب خواجہ نے اندر جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکا آخر خواجہ ٹھہر کر تدبیر دربار
مین جانیکی سوچنے لگے ناگاہ ایک ساقی بچہ ملازم صلصال نظر آیا خواجہ نے اسے اشارے سے بلایا جب وہ
قریب آیا خواجہ نے اسکو بہ مکر و فریب ایک ویرانہ مین لیجاکر بیہوش کیا اسکو تو وہین ایک غار مین ڈالکر خس و
خاشاک سے پوشیدہ کیا اور خود اسکی شکل بنکر اور لباس اسکا زیب تن کر کے دولتسراے صلصال پر آئے
دربانون نے ساقی بچے نقلی کو اصلی جانکر اور ملازم صلصال خیال کر کے نہ روکا خواجہ عمرو نے دربار مین
جاکر ایک گوشے مین ٹھہر کر دیکھا کہ ایک ایسا قصر بلند و وسیع ہے کہ ہزار ستون نقرہ و طلا اس مین ہین فرش
نہایت نفیس بچھا ہے قصر شیشہ آلات و جملہ اشیاے تکلفات سے آراستہ ہے شعر اسکی تعریف کیا کرون مین بیان
قصر وہ تھا کہ قصر باغ جنان اسی قصر وسیع و نادر مین صدہا امرا ہزارہا پہلوانان قوی ہیکل اور سرداران
لشکر ندیما و کلاکو بیٹھے ہوے دیکھا ہر ایک شخص موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا تھا امرا جواہر نگار کرسیون پر
بیٹھے تھے پہلوانان اور سرداران زنگلون پر بیٹھے تھے وزرا حاضر تھے ایکطرف زرہ خان بصد عزت بیٹھا تھا
ایک جانب نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے بیٹھا تھا صلصال بالاے تخت نہ تھا بزرک خطائی قریب
تخت صلصال ایک تخت کی چاکب پر بیٹھا تھا خواجہ سوے دربار دیکھ رہے تھے اور بزرک خطائی کے رتبے
پر نظر کر کے نہایت متحیر تھے کہ محلسرا سے صلصال بن دال بن دلو بن شمامہ جادو بصد کبر و نخوت برآمد ہوا
جملہ اہل دربار صغار و کبار براے تعظیم اٹھے ہر ایک نے بصد ادب واسطے مجرا و تسلیم کے سر جھکایا خواجہ
نے جو سوے صلصال نظر کر کے دیکھا کہ صلصال سات کنگورے کا تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہے قباے
نادر روزگار پہنے ہوے آثار کبر و نخوت چہرے سے عیان ہین ریش تا ناف ہے موے ریش ہفت رنگ مین
بقول بعضے داستان گوے شیرین بیان تین رنگ کے ہین یعنی موے ریش سرخ و سفید و سیاہ ہین قد
اسکا پانچ یا چالیس ارنج کا ہے خواجہ سراپاے صلصال پر نظر کر رہے تھے کہ وہ بہ ہزار غرور دربار مین آکر

حمزۂ صاحبقران برائے خواجہ عمرو دیدۂ قاف سے لائے تھے اُسکے بھی بیش قیمت تھے غرض خواجہ نے کلاہ
مذکور کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کلاہ سر نیرک خطائی سے ضرور بیموقع پا کر اُتار لونگا خواجہ یہ خیال کر رہے تھے کہ
نیرک خطائی نے اول شیربانون سے باعث نالہ و فریاد دریافت کیا اُنھون نے تمام احوال بیان کیا بعدہٗ بدیع
کشتی گیر سے احوال دریافت کیا بدیع نے بہ شیرین زبانی و خوش بیانی تمام حال ظاہر کیا نیرک خطائی نے سنتے ہی
آگاہ ہوکر شیربانون کو کلمات سخت و درشت کہے اور کہا ای نالائقو اگر یہ بہادر شیر کو ہلاک نہ کرتا تو شیر مردمان
شہر کو ہلاک کرتا خوب کیا اس دلاور نے شیر کو مار ڈالا ابیکار تم اُس سے آمادۂ فساد ہو شیربان گفتگوی نیرک
خطائی کی سُنکے قہر و عتاب سے اُسکے خائف ہوکر لاشین اپنے ہمراہیون کی اُٹھا کر ایک جانب نالکنان
روانہ ہوئے یہان نیرک خطائی نے بدیع کشتی گیر سے پوچھا تمھارا کیا نام ہے اس ملک مین کیون آئے ہو
صاف صاف بیان کرو اُسنے جواب دیا نام میرا بدیع کشتی گیر ہے ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز کے آیا ہون کئی
ملکون مین گیا ہون صدہا پہلوانون سے لڑا ہون جس ملک مین کوئی پہلوان نہین لڑا وہانکے حاکم سے
اس قرطاس پر یہ عبارت لکھوالی ہے کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان ایسا نہین ہے کہ جو بدیع کشتی گیر سے لڑسکے
پس اس ملک مین بھی اسی واسطے آیا ہون کہ یہانکا بادشاہ کسی پہلوان کو مجھسے لڑوائے تماشا میری شجاعت کا دیکھے
اگر حاکم یہانکا کسی پہلوان کو مجھسے نہ لڑوائیگا تو مثل دیگر بادشاہونکے اسی قرطاس پر مہر اسکی بھی کرا کے یہ
عبارت لکھوالونگا کہ بدیع کشتی گیر بیمثل و بے نظیر پہلوان ہے ہمارے ملک مین کوئی جوانمرد اس سے مقابلہ نہین
کرسکتا نیرک خطائی نے کہا اگر تم اس ارادے سے اس شہر مین آئے ہو تو امید تمھاری پوری ہوگی یہانکا حاکم تجھسے
کئی پہلوانونکو لڑوائیگا اب تمکو لازم ہے کہ میرے مکان کے قریب قیام پذیر ہو مین مقرب بارگاہ بادشاہ ہون عیار
ذیجاہ ہون نام میرا نیرک خطائی ہے کسی روز تمھین دربار شہنشاہ مین لیجاؤنگا بدیع کشتی گیر نے رضامندی اپنی
ظاہر کی نیرک خطائی اُسی وقت بدیع کشتی گیر اور آذربرچین بادشاہ تبریز کو مع اُسکے ہمراہیون کے اپنے
ہمراہ لیگیا اور دیر قدیم مین قریب اپنے مکان کے مقیم کیا سامان دعوت مہیا کیا شہزادۂ علمشاہ اور خواجہ عمرو
اور عیاران لشکر اسلام بعد جانے بدیع کشتی گیر کے اُس جگہ سے چلے بعد قطع راہ علمشاہ تو اپنے مقام قیام پر
گئے خواجہ مع عیارون کے خانۂ اخی سعید مین داخل ہوئے دوسرے روز وقت سحر خواجہ خانۂ اخی سعید مین
بیٹھے تھے کہ شور و غل ہوا عمرو نے جو باعث شور و غل دریافت کیا معلوم ہوا کہ اسوقت بدیع کشتی گیر کشتی لڑ رہا ہے
مردمان تماشائی تعریف کر رہے ہین خواجہ یہ خبر سُنکے اُسیوقت جانب دیر قدیم روانہ ہوئے جب دیر مین پہونچے
دیکھا کہ ہزارہا مردمان تماشائی جمع ہین نیرک خطائی بھی موجود ہے بدیع اپنے ہمراہی پہلوانون سے کشتی
لڑ رہا ہے مردم بآواز بلند بے اختیار تعریف کر رہے ہین جب بدیع کشتی لڑ چکا بڑے بڑے گران وزن نال
اور سنگ اُٹھانے لگا بعد اُسکے پوست تازہ ایک شیر کی زمین پر ڈالکر اور ایک خشت طلا اُس پر رکھکر
بالائے خشت مذکور اپنا پاؤن رکھا اور جملہ مردمان تماشائی سے مخاطب ہوکر کہا تم مین ہے کوئی ایسا جری
کہ یہ خشت طلا بزور قوت بازو میرے زیر قدم سے نکال لے عہد کرتا ہون کہ جو کوئی زور آور یہ
اینٹ میرے قدم کے تلے سے نکال لیگا بلا عذر یہ خشت طلا اُسے دیدونگا چونکہ اُسی وقت
ہزارہا مردمان شہر کا مجمع تھا جو قوی ہیکل تھے اُنھون نے لالچ خشت طلا بہت کچھ زور کیا مگر کوئی
زیر قدم بدیع سے وہ خشت طلا نہ نکال سکا جب وہ سب عاجز ہوئے اُسوقت بدیع کشتی گیر نے

کی سیر کرتے ہوے ایک بجار کی دوکان پر آئے دیکھا ایک جوان دکان پر بیٹھا ہی نشانیان اولاد ابراہیم کی اُسکے
چہرے سے ظاہر ہین عمرو تنبیر ہوکر قریب گیا اور ایک رومال ہین کچھ روپیہ باندھکر اُسکے سامنے ڈالدیا اُس جوان نے
کہا ای سوداگر اس رومال کو تو نے میرے سامنے کیون ڈالدیا خواجہ نے کہا اِس رومال مین روپے ہین یہ روپیہ
تم لیلو اور اپنی دکان مین مجھے جگہ دو مین تمھاری دکان مین چندے قیام کرونگا اُس جوان نے جواب دیا
مین تجھے ہرگز یہان مقیم نہ ہونے دونگا خواجہ نے کہا مین تو ضرور یہان قیام کرونگا آخر بعد گفتگوے بسیار
اُس جوان کو غصہ آیا واسطے مارنے کے ہاتھ اُٹھایا خواجہ عمرو اُس جوان کی تقریر سُنکے سمجھ گئے تھے کہ یہ
علمشاہ ہی اسوجہ سے اپنی آنکھ کا تل دکھایا جوان مذکور نے ہاتھ روک کر پوچھا ای خواجہ عمرو تم یہان کب آئے
خواجہ نے تمام حال اپنے آنیکا بیان کیا علمشاہ خواجہ کو دیکھکر خوش ہوے اور سمک بلیطاقی کو دکھا کر کہنے
لگے یہ عیار ترک نوس بلیطاقی ہی کہ ابھی چند روز سے مسلمان ہوا ہی سمک نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ عمرو
سمک کو دیکھکر اور احوال اسکا مفصل سُنکے خوش ہوے پھر علمشاہ نے احوال اپنے فرزند قاسم کے پیدا ہونیکا
بیان کیا خواجہ از حد شاد ہوے خواجہ نے علمشاہ سے پوچھا بصورت بجار تم یہان کیون آئے ہو
علمشاہ نے کہا چاہتا ہون کہ قلعۂ بال خطا کو موقع پاکر فتح کرون ابھی باہم یہ باتین آہستہ آہستہ ہورہی تھین
کہ مردم بازار شور و غل کرنے لگے خواجہ نے مردم بازاری سے پوچھا تمکو کچھ معلوم ہی کہ یہ شور و غل کیسا ہی
انھون نے کہا ایک پہلوان مسمی بدیع ہمراہ ایک بادشاہ کے شہر قبیطاسیہ سے آیا ہی وہ پہلوان نہایت
زبردست ہی مردمان شہر اُسے دیکھکر اُسکی تعریف کرتے ہین اور وہ اسوقت اس شہر مین آیا ہی سیر شہر کررہا ہی
خواجہ عمرو اور علمشاہ مع سمک و دیگر عیاران براے دید پہلوان بدیع اُسی وقت روانہ ہوے جب
قریب پہلوان بدیع کے پہونچے دیکھا شیر بانان صلصال ایک شیر کو زنجیرون مین جکڑے ہوے کشان
کشان لاتے ہین وہ شیر ایک جگہ بر ہم ہوکر ٹھہر گیا شیر بانون نے اُسے چوب سخت سے مارا اور چاہا کہ لیکے
بڑھے شیر نے غضبناک ہوکر زنجیرون کو توڑکر اُنپر حملہ کیا شیر بان کچھ ہلاک ہوے کچھ بھاگ گئے بازار شہر
مین ایک تہلکہ پڑگیا ہر صغیر و کبیر اُس بازار سے بھاگنے لگا مگر علمشاہ اور پہلوان بدیع اور خواجہ عمرو نہ
بھاگے پہلوان بدیع نے یہ سنکر نعرہ کیا شیر نے حملہ کرکے مرکب پہلوان بدیع کو ہلاک کیا بدیع گھوڑے سے
زمین پر آکر ایسا غضبناک ہوا کہ ایک مشت مار کر اُس شیر کو ہلاک کیا شیر بانان مذکور نے بدیع کشتی گیر
سے کہا تمنے شیر کو کیون مار ڈالا اب ہم تمکو گرفتار کرکے شہنشاہ صلصال کے سامنے لیجائینگے وہ تمکو
سزا سے معقول دیگا یہ کہکر براے گرفتاری آگے بڑھے بدیع کشتی گیر نے کہا تم سب کیون آمادۂ فساد ہوتے ہو بعوض
ہلاک ہونے شیر کے ہزار تومان زر تم مجھسے لیکر چلے جاؤ اب زیادہ حجت و تکرار نکرو شیر بانون نے قبول نکرکے
سخت کلامی کی اسوقت بدیع کو ایسا غصہ آیا کہ چند شیر بانون کو بضرب مشت ہلاک کیا باقی شیر بان بھاگنے پر
آمادہ ہوے اور نالہ و فریاد کرنے لگے مردمان شہر یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگے اکثر مردم بھاگنے
لگے شہر مین تہلکہ پڑگیا ترک خطائی اُس ہنگامے سے آگاہ ہوکر مع اپنے شاگردون کے اُسی جگہ آیا
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ترک خطائی کلاہ زرین بر سر قباے قلمکار در بر تمام بانے عیاری کے
تن پر آراستہ کیے ہوے ہمراہ صدہا اپنے شاگردون کے آیا ہی خواجہ اُسکی کلاہ زرین کو بخواہش تمام
دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کیونکہ ایسے بڑے بڑے موتی اُسکی کلاہ مین ٹکے ہوے تھے کہ جیود و موتی

جس نازنین پر مین عاشق ہون تم سب کو لازم ہی کہ اُسکے طالب نہ ہو عیاران لشکر اسلام سے دل مین کہا قران کی
بیہودہ تقریر ہی یہ جسکی تقدیر مین ہوگی اُسکے پہلو مین بیٹھیگی عمرو نے قران سے پوچھا اگر یہ دختر مین تیرے واسطے
لے آؤن تو مجھے کیا دیگا قران نے کہا خزانہ صلصال دونگا دیگر عیارون سے جو پوچھا اُنھون نے کہا
ای خواجہ جو کچھ مال و زر ہمارے امکان مین ہوگا ہم دینگے خواجہ سب کی تقریر سُنکے سمت مکان نزرک خطائی روانہ
ہوئے ہنگام شب زیر دیوار مکان نزرک خطائی پہونچے فوراً کمند دیوار پر لگائی اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر
جاکر زیر دیوار اُترے زمین پر قدم رکھتے ہی زمین مین سما گئے وجہ اسکی یہ تھی کہ نزرک خطائی نے اپنے صحن مکان مین
چہار سمت خندق کھود دی تھی کچھ راہ براے آمد و رفت رہنے دی تھی اور خندق پر بارہ باریک و رنازک لکڑی کے
تختے رکھکر کسیقدر مٹی ڈالدی تھی نزرک خطائی جانتا تھا کہ ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو اور جملہ عیاران
لشکر اسلام اس شہر مین آئینگے یقین ہی میرے مکان مین بھی ضرور کوئی عیار آئیگا مجھپر عیاری کریگا اسوجہ سے
نزرک خطائی نے یہ تدبیر کی تھی غرض جب خواجہ خندق مین گرے نزرک خطائی گھر مین موجود تھا اپنی دختر
و دیگر خواتین سے کہنے لگا اسوقت کوئی خندق مین گرا ہی نکل کے تو کسی طرح جا نہ سکیگا شب بسر کرکے صبح کو
دیکھونگا کہ کون خندق مین گرا ہی خواجہ نے گفتگو سے نزرک خطائی سُنکے فوراً خندق مین گرکے وہ کھال کتے
کی جو برق فرنگی سے لے لی تھی زنبیل سے نکالکر اپنے تن پر آراستہ کی صبح کو نزرک خطائی نے قریب خندق آکر
جھانک کے دیکھا ایک کتا سفید رنگ نظر آیا نزرک خطائی نے کتے کو خندق سے نکالا دیکھتے ہی اُس کتے کو
بجنت اُسپر ہاتھ پھیرنے لگا وہ کتا بھی دم ہلا کر دوڑنے لگا نزرک خطائی سے الفت جتانے لگا نزرک خطائی
نے اس سگ سفید سے از حد خوش ہوکر اسے پیار کیا قریب اپنے اسے بٹھایا ناگاہ قافولہ اور مرغولہ عیاران
طول مست آئینہ رو سمرقند سے بھاگ کر دروازہ نزرک خطائی پر آئے نزرک خطائی کو آواز دی نزرک خطائی
نے اُنھین اپنے گھر مین بلایا اُنھون نے سلام کیا نزرک خطائی نے اُنھین بٹھا کر احوال پوچھا قافولہ اور
مرغولہ نے جملہ حال سمرقند بیان کیا پھر کتے پر نظر کرکے کہا ای اُستاد کیا اچھا کتا ہی آپ نے یہ کتا کس سے
مول لیا ہی نزرک خطائی نے تمام حال کتے کا بیان کیا اُسوقت خواجہ نے گھنڈیان اُس کھال کی کھولکر
قافولہ اور مرغولہ سے مخاطب ہوکر کہا کتے تم دونون ہو مین لشر ہون اگر میرے نام سے آگاہ نہین ہو
تو اب آگاہ ہو یہ کہکر عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون　　زمانے کا مکار وغدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو　　دنیا سے سری گردیا پوش کو
عمرو ہون مین عیار صاحبقران　　مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم　　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

یہ نعرہ کرکے خنجر کھینچ کر خواجہ نے جست کی دیوار مکان
پھاندکر بیرون مکان آئے ہر چند نزرک خطائی اور قافولہ اور مرغولہ براے گرفتاری خواجہ دوڑے مگر خواجہ
ہاتھ نہ آئے آخر نزرک خطائی اپنے گھر مین آیا اس عیاری سے نہایت حیران ہوکر کہنے لگا خواجہ عمرو اس شہر مین
داخل ہوگئے اُنکے ہمراہ اور بھی عیار آئے ہونگے اب مین خبردار ہوا سب کو گرفتار کرونگا نزرک خطائی کہ عیار
صلصال ہی اپنے گھر مین قافولہ اور مرغولہ سے ہمسخن ہوا اسے تو یہین بالفعل رکھا جاتا ہی مگر اب حال خواجہ
تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ مکان نزرک خطائی سے نکلکر مکان اخی سعید مین گئے قران اور دیگر عیارون سے
تمام حال بیان کیا جب وہ دن گذرا ہنگام شب خواجہ بصورت سوداگر ہمراہی دیگر عیاران براے سیر
شہر گئے اور وضعی لعل و جواہر جوہریون کے ہاتھ بیچنے لگے یعنی بیچنے لعل و یاقوت و دیگر اقسام جواہرات کے

چھپین نافے ہین یا نہین زنبیل مین جو دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا مرنج رہزن نے کہا ناحق تمنے اسے گرفتار کیا اسے چھوڑ دو
پیادون نے چھوڑ دیا بحکم مرنج پیادے برائے حفاظت نافہ ہاے مشک چلے گئے یہ تو بعض کا قول لکھا گیا اِس
مترجم خاکسار کے نزدیک اسطرح ہی کہ جب پیادون نے خواجہ کو گرفتار کرکے درخت کے تنے مین باندھکر مارنا
شروع کیا تھا اسیوقت مہتر قران اور کئی سو عیاران لشکر اسلام آگئے مرنج رہزن اور جملہ پیادونکو قتل کرکے
خواجہ کو درخت سے کھولا خواجہ اُنسے رخصت ہوکر ایک طرف روانہ ہوے ناگاہ خواجہ کو ایک آہو نظر آیا
خواجہ نے اُسکا تعاقب کیا آہو خواجہ کو دیکھکر بھاگا خواجہ بھی دوڑے ہر چند ناخن یا ضرب سنگ سے
زخمی ہوا لیکن خواجہ پیچھے اُس آہو کے دوڑے چلے گئے ایک جگہ خواجہ نے قریب آہو پہونچکر کمند ماری
آہو اسیر کمند نہ ہوا اور جست کرکے سوے صحرا چلا گیا خواجہ ٹھہر گئے ناگاہ اُسی جگہ ایک غار عظیم مانند تہخانہ کے
نظر آیا خواجہ اُس غار مین اُترے دیکھا خمہاے زر و جواہر رکھے ہین اور ہر ایک خم پر مہر صلصال بن دال
کی ہی خواجہ کو ثابت ہوا کہ یہ خزانہ صلصال ہی خواجہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور غار سے نکل کے ایک
سنگ گران دہن غار پر رکھکر وہان سے آگے روانہ ہوے راہ مین خیال کیا کہ پھر یہان آکر یہ خزانہ لے لونگا
غرض بعد قطع راہ داخل قلعہ خطا ہوے دروازے شہر کے چالیس دیکھے اور ہر ایک دروازہ دوسرے
دروازے سے فاصلہ ایک نیم فرسخ کا رکھتا تھا ہر کوچہ شہر کا اسقدر وسیع تھا گویا مختصر ایک شہر تھا کثرت مردم
مانند ریگ بیابان و ستارہ ہاے ہفت آسمان کے تھی عمرو نے بصورت سوداگر آکر بازار شہر کی سیر کی ناگاہ
ایک دکان پر اخی سعید سے ملاقات ہوئی وہ عمرو کو پہچانکر اپنے گھر لیگیا خواجہ عمرو اُس سے گلے مل رہا تھا
ناگاہ عمران خطائی آیا ایک شخص غیر کو دیکھکر برہم ہوا اخی سعید نے کہا ای فرزند یہ خواجہ عمرو تمہارے
ماموں ہین عمران خطائی نے تسلیم کرکے خواجہ کے دست و پا چومے احوال پوچھا خواجہ نے تمام حال
بیان کیا اخی سعید نے خواجہ کی دعوت و مہمانی کی روز دیگر وقت صبح خواجہ بازار شہر مین بشکل سوداگر
گئے دیکھا جملہ عیاران لشکر اسلام صورتین اپنی تبدیل کیے ہوے شہر مین پھر رہے ہین خواجہ سب عیارون کو
اپنے ہمراہ لیکر خانۂ اخی سعید پہ لے گئے

روشنی داستان عاشق ہونا عیاران لشکر اسلام کا فتانہ دختر تہمورک خطائی پر اور رہا نا خواجہ کا مکان تہمورک خطائی مین و ذکر علمشاہ و پہلوان بدیع و حال نوشیروان و ذکر صلصال وغیرہ بیان ہوتے ہین

زمزمہ سرایان حدیقۂ سخن اِس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز خواجہ عمرو مع عیارون کے بصورت
ہاے تبدیل بازار شہر مین گئے سیر شہر کر رہے تھے ناگاہ شور و غل ہوا عمرو نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی مردمان
شہر نے بیان کیا دختر تہمورک خطائی حمام مین آئی تھی اب نہا کر جاتی ہی خواجہ و جملہ عیاران لشکر اسلام کھڑے
تھے کہ ہزار ہا سوار اور پیادے ظاہر ہوے بعد گذر جانے سوارون اور پیادون کے ایک محافہ نظر آیا
اتفاقاً ہوا سے پردہ محافے کا جو اُڑا تمام عیاران لشکر اسلام نے رخ زیبا فتانہ دیکھا سب بے اختیار عاشق
ہوے کوئی کلیجہ تھام کر بیٹھ گیا کوئی عیار بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے
تجھ سے بے مثل طرحدار نہ دیکھے نہ سنا اسی طرح ہر ایک عیار دختر تہمورک خطائی پر شیفتہ و فریفتہ ہوکر دیوانہ وار
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور طالب وصل ہوا قران عیارون کی گفتگو سنکے آزردہ ہوکر کہنے لگا

یہ جنگ دیکھکر قوتہ ادہانسے روانہ ہوئے اور خدمت امیر مین آکر حال جنگ کہا امیر ہماسے بعد جنگ ابھی جلت
وہان پہونچے دیکھا ایک نقابدار مالک سے کشتی لڑ رہا ہو امیر نے نقابدار کی کشتی دیکھکر تعریف کی تین روز
تک برابر کشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب مغلوب نہ ہوا آخر امیر نے مالک اژدر کو کرب غازی سے
جدا کیا اور نقابدار سے کہا ای نقابدار اپنی شکل دکھلا نقابدار نے اپنی نقاب اُٹھائی امیر نے دیکھا کرب
غازی ہو کرب غازی نے رکاب امیر پر بوسہ لیکر عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ ادنی بندگان حضور سے لڑون
یہ گستاخی محض اسواسطے کی تھی کہ آپ نے بارگاہ سلیمانی کو میرے والد اور میرے حوالے نہ کیا تھا امیدوار
ہون خطا معاف فرمایئے امیر نے خطا عفو کی پھر اویس خان ادریس خان نے قدم امیر پر سر جھکا
امیر نے اُنپر مہربانی کی اور اُنکو بدستور اُنکے قلعے کا حاکم کیا اور خلعت دیے اور اثالہ بارگاہ سلیمانی کا
ہمراہ مالک اژدر و کرب غازی و پہلوان عادی کرکے اُسجگہ سے سوے ترکستان روانہ کیا
اویس خان نے بزم طرب آراستہ کی اُس بزم مین بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر اور حمزہ
صاحبقران اور خواجہ عمرو و دیگر عیاران لشکر اسلام فراہم ہوئے بعد میکشی جب دماغ بادہ تند سے
ہر ایک کا گرم ہوا ذکر قلعۂ بال خطا و ترکستان اور صلصال کا باہم ہونے لگا اُسوقت عمرو نے صاحبقران
سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین مع عیاران لشکر اسلام سوے ترکستان جاؤن خبر وہانکی لاؤن چند عیاریان
بموقع و مقام مناسب کرون امیر نے عمرو کو جانے کی اجازت دی ادریس خان و اویس خان نے
کہا ای خواجہ یہان سے دو راستے ترکستان کے جانے کے ہین ایک راہ نزدیک کی اور ایک راہ دور کی ہو
راہ نزدیک تو صحراہاے رواق جبران اور راق جبران سے ہو اور راہ دور کوہستان سے ہو رواق جبران
اور راق جبران مین بوجہ چشمہاے بسیار خنکی اور سردی زیادہ ہو اور نافہاے آہوے خطا از حد بالاے زمین
صحراہاے مذکور مین پڑے ہین لیکن کسی کی یہ مجال نہین ہو کہ ایک نافہ بھی وہانسے اُٹھالے کیونکہ اُن صحراؤنکا محافظ
جانب صلصال سے مریخ رہزن ہو دو ہزار پیادے ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتے ہین اور چہار جانب صحرا مین
پھرتے ہین آہوون کو گرفتار کرکے نافے نکالکر صحرا مین ڈالتے ہین اور اگر کوئی ناواقف وہانسے مشک اُٹھاتا ہو
پیادے اُسے گرفتار کرتے ہین اگر اُسنے نافہ اُٹھانیکا اقرار کیا تو بحکم مریخ رہزن مار ڈالتے ہین اور اگر اُسنے انکار
کیا اور کہا مین نے نافہ نہین اُٹھایا ہو تو پیادے اُسے اسقدر چوب مارتے ہین کہ وہ شخص اقرار کرتا ہو کہ ہان
مین نے نافہ مشک اُٹھایا ہو پس ای خواجہ تم اُن صحراؤن سے نہ جانا مبادا کوئی نافہ اُٹھالو تو موجب ہلاکت
ہو خواجہ نے کہا مین تو اُسی راہ سے جاؤنگا مریخ رہزن سے مین نہین ڈرتا یہ کہکر خواجہ بزم طرب سے باہر
گئے جملہ عیار روبرو سے خواجہ آئے خواجہ نے درباب روانگی ترکستان سب سے مشورہ کیا آخر بعد مشورہ
خواجہ روانہ ہوئے حضرت قران بھی عقب خواجہ روانہ ہوئے یاران لشکر اسلام بھی متفرق ہوکر اُسی جانب روانہ
ہوئے پہلے حال عمرو کا لکھا جاتا ہو کہ جب عمرو صحراے اور راق جبران مین پہونچا نافہ ہاے مشک کو دیکھتا ہوا اور
اُٹھاتا ہوا و خیال زنبیل کرتا ہوا جاتا تھا ناگاہ ایک پیادے نے خواجہ کو نافہ اُٹھاتے ہوئے دیکھ لیا اُسنے خنجر
کھینچکر خواجہ پر حملہ کیا عمرو وہانسے بھاگا پیادے نے اپنے ساتھیونکو پکارا فی الفور سب پیادے جمع ہوگئے
اور سب نے عمرو کو گھیر کر گرفتار کیا ایک درخت مین باندھکر چوب سے مارنا شروع کیا اور نافے خواجہ کی کمر
مین دیکھنے لگے آخر خواجہ کو خوب زد و کوب کرکے سامنے مریخ رہزن کے لیگئے اُسنے کہا دیکھو اسکے پاس کسی

گردن مین گینڈے کی ہاتھ ڈالے ہوے تھا اسوجہ سے گینڈے کو نہ روک سکا اسیطرح علمشاہ بھی بیہوش ہو
ہوے اسنر بالا کبود علمشاہ کو ایک جانب سے نکال لیگیا ادہر تو مرکب علمشاہ کو لیکر سوے صحرا
روانہ ہوا ادہر سرداران لشکر علمشاہ نے اسقدر فوج قیماس خان کو قتل کیا کہ لاشو نکے انبار لگا دیے
صدہا بلکہ ہزارہا سوار قتل کیے آخر باقی ماندہ تاب جنگ نہ لاکر میدان جنگ سے گریزان ہوے سرداران
لشکر علمشاہ نے مظفر و منصور ہو کر خیمہ و بارگاہ وغیرہ لوٹ لیا بعدہ داخل قلعہ خاور ہوے لیکن غمگین کیونکہ
علمشاہ کا کچھ احوال انھین معلوم نہ تھا سرداران لشکر تو داخل قلعہ ہوے لیکن سیارہ بن عمرو براے جستجوے
علمشاہ روانہ ہوا اب حال علمشاہ کا لکھا جاتا ہے کہ ایک صحرا مین اسنر بالا کبود نے علمشاہ کو اپنی پشت
سے گرایا قبل اس جنگ سے ترک توسن یلطاقی نے بعداوت علمشاہ اپنے عیار سمک یلطاقی کو براے
گرفتاری علمشاہ روانہ کیا تھا سمک یلطاقی اسی راہ سے گذرا جسجگہ علمشاہ زخمی پڑے تھے سمک نے مہر
علمشاہ کو دیکھکر پہچانا بہت خوش ہو کر چادر عیاری مین باندھکر چاہتا تھا کہ پشتارہ اٹھاے ناگاہ سیارہ
بن عمرو پہونچا بعد جنگ و گفتگوے بسیار سمک نے کہا تو پشتارہ اٹھا مین مرکب کو لیے چلتا ہون سیارہ نے
براہ مصلحت قبول کیا کہ جس جگہ سمک یلطاقی غافل ہوگا عیاری کرونگا غرض سیارہ نے وہ پشتارہ اٹھایا سمک
نے گھوڑے کو ہمراہ لیا دونون سوے یلطاق روانہ ہوے اثناے راہ مین سیارہ نے دعا کی دعا قبول ہوئی فورًا
نقابدار مرصع پوش مع ستر سو عیارون کے پیدا ہوا اسنے بعد جنگ سمک کو گرفتار کیا سمک نے کہا اے
نقابدار مین نے عہد کیا تھا کہ اگر علمشاہ کو گرفتار کرکے لے آؤنگا اور راہ مین گرفتار نہونگا تو جانونگا کہ دین ملت
پرستی اچھا ہے اور اگر گرفتار ہو جاؤنگا تو مسلمان ہو جاؤنگا دین اسلام اچھا جانونگا یہ کہکر صدق دل سے کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ کو ہوشیار کیا علمشاہ نے نقابدار سے کہا اپنا نام بتاؤ صورت دکھاؤ تا کہ معلوم ہو
تم کون ہو اسنے کہا بوقت مناسب نام اپنا بتادونگا ہر چند سیارہ و علمشاہ نے پوچھا اسنے نام نہ بتایا اور
سمت صحرا چلا گیا علمشاہ مع سیارہ اور سمک یلطاقی خاور مین آئے سب سردار وغیرہ خوش ہوے بعد
چندروز کے زخم سر اچھا ہوگیا علمشاہ نے خسرو خاوری اور اپنے سرداروں سے کہا اب مین سمت ترکستان
جاتا ہون قلعہ بال خطا کو فتح کرونگا ہر چند سب نے منع کیا لیکن علمشاہ نے نہ مانا آخر ملک قاسم کو مالک
ترک سفید جامہ کے حوالے کرکے سیارہ کو چھوڑکر فقط سمک یلطاقی کو ہمراہ لیکر سوے ترکستان روانہ
ہوے اور بشکل بچار داخل قلعہ بال خطا ہوے اسکا احوال پھر لکھا جائیگا اب حال امیر با توقیر اور کرب
غازی اور مالک اژدر تحریر کیا جاتا ہے اول حال کرب غازی مندرج کیا جاتا ہے کہ کرب غازی جو امیر سے
ناراض ہو کر روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اس صحرا مین اویس خان
اور ادریس خان براے شکار آئے تھے وہ صحرا انھین کی عملداری مین تھا جب انھون نے کرب
کو مع فوج دیکھا سد راہ ہو کر آمادہ جنگ ہوے کرب غازی نے ان دونون کو مغلوب کرکے انھین مسلمان
کیا اویس خان اور ادریس خان کرب غازی کو اپنے قلعے مین لے گئے بعد دو روز کے قلعۂ اویس خان
کیجانب سے مالک اژدر بارگاہ سلیمانی کا اٹالہ لیے ہوے گذرا کرب غازی بشکل قزاق نقاب منھ پر ڈالے لکے
فوج ہمراہ لیکر سد راہ ہوا چاہا کہ بارگاہ سلیمانی چھین لے لیکن مالک اژدر نے بارگاہ نہ دی اور آمادہ جنگ ہوا
لڑائی ہونے لگی اسی لڑائی مین خواجہ عمرو بھی پہونچے کیونکہ خواجہ واسطے بالا دی کے لشکر امیر سے نکلکر گئے تھے

تمام عقد اپنی دختر کا فرخ شہسوار سے کر دیا جہیز مین وہی گھوڑا فرخ کا جو مول لیا تھا دیدیا ہنگام شب فرخ سرو قامت
سے ہمبستر ہوئے ملکہ حاملہ ہوئی اُنکے بطن سے فرزند خجستہ سیر پیدا ہوا بعد عقد ملکہ بادشاہ نخشب نے فقرا کو زر و
جواہر دیکر رخصت کیا فرید بابا نے بادشاہ سے کہا ایک فقیر میرے ساتھ تھا وہ اندرون محل ایک خطیرہ میں بیٹھنے گیا تھا
اُسے بلوا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا وہ فقیر خطیرہ پر بیٹھکر چلا گیا اب تم یہانسے جاؤ فرید بابا یہ سنکر قبرستان کیطرف روانہ
ہوا بعد دو روز کے لشکریان فرخ جستجو کرتے ہوئے شہر نخشب مین آئے فرخ نے اُنسے ملاقات کی سب خوش ہوئے
اب شاہزادہ فرخ کو تو یہان بعیش و عشرت مشغول چھوڑ جاتا ہون اب حال رستم پیلتن و پیلکن یعنی شہزادہ علمشاہ
نوجوان تحریر ہوتا ہی کہ شاہزادہ علمشاہ ملکہ خورشید خاوری سے شب و روز بعیش و عشرت بسر کرتا تھا ایکروز
ہنگام شب محل مین شور و غل بلند ہوا علمشاہ نے محل مین آکر خواتین محل سے باعث شور و فغان دریافت کیا سب نے
عرض کیا ابھی ایک پنجہ مثل برق تڑپکر گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا علمشاہ نے جو یہ حال سُنا از حد ملال ہوا اور اُسیوقت ملک
قاسم کو خسرو خاوری اور ممالک ترک سفید جامہ کے حوالہ کیا اور آپ جستجوے ملکہ مین مغموم و حزین پوشیدہ ہوکر
شہر سے نکلا اور سمت صحرا روانہ ہوا بعد چند روز کے علمشاہ ایک صحراے وحشت ناک مین صحرا نوردی کرتے ہوئے
پہنچے اسی زمانے مین سیارہ بن عمرو بھی خاور مین آیا قاسم کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور حال علمشاہ سُنکر از حد
ملول ہوا آخر براے تلاش علمشاہ جلد روانہ ہوا علمشاہ بادیہ پیمائی کرتے ہوئے کوہ صحرا سے گذرتے ہوئے چلے جاتے
تھے ناگاہ دیکھا ایک غول زنجیر مین بندھا ہوا زیر درخت کھڑا ہی اُسنے علمشاہ کو دیکھکر بصد منت و عاجزی اپنی زبان
مین کہا مجھکو زنجیر سے کھولدو علمشاہ نے اُسکی عاجزی پر نظر کر کے اُسے زنجیر سے کھولدیا بعد کھلنے کے غول نے حملہ کیا
علمشاہ نے کہا او غول مین نے تیرے ساتھ نیکی کی ہی تو مجھسے بدی کرتا ہی اُسنے اپنی زبان مین جواب دیا اس شجر سایہ دار
کے نیچے مین بندھا تھا تو نے مجھے کھولدیا بیشک میرے ساتھ نیکی کی لیکن نیکی کا بدلہ بدی ہی کیونکہ مین نے دیکھا
ہی مسافر زیر درخت بیٹھتے ہین درخت اُسپر سایہ کیے رہتا ہی ہولے سر سے مسافر کو آرام دیتا ہی مسافر چلتے وقت
ایک شاخ شجر بعض اوقات توڑ لیتا ہی بعوض نیکی بدی کرتا ہی اسیطرح مین بھی تجھسے بدی کرتا ہون علمشاہ کچھ
اُسکی تقریر تو نسمجھے لیکن جب اُسنے حملہ کیا اُنھون نے ایک مشت مارکر اور صحیفہ ابراہیم پڑھکر اُسے ہلاک کیا اُسکے
ہلاک ہوتے ہی ایک برق چمکی پھر تخت پر ایک ساحرہ نہایت مہیب شکل نظر آئی جب وہ قریب آئی بنالہ و بکا کرنے لگی
ارے غضب کیا تو نے غول کو ہلاک کر ڈالا اب کون مجھسے ہمبستر ہوگا مین تو اُسے یہان چھوڑ گئی تھی تو نے ناحق
اُسے مار ڈالا اب اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو مجھسے ہمبستر ہو ورنہ تجھے ابھی مار ڈالونگی علمشاہ نے جواب دیا او نالائق کیا
ہی تیری ایسی بُری صورت ہی کہ کوئی بشر تجھسے ہمبستر نہوگا اُسنے کہا اے جوان اگر تو زن خوبرو چاہتا ہی تو مین ایک شہزادی
کو اُٹھا لائی ہون اُسے تجھے دیدونگی بشرطیکہ دو چار روز تو مجھسے پہلے ہمبستر ہو علمشاہ نے کہا پہلے اُس شہزادی کو
لے آ بعدہ تجھکو تیرے سوال کا جواب دیا جائیگا وہ ساحرہ علمشاہ پر سحر کر کے فوراً غائب ہوئی اور اُس شہزادی کو
فی الفور لے آئی علمشاہ نے جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ خورشید خاوری ہی علمشاہ ملکہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے ساحرہ
نے کہا اے شخص اب تو اس ملکہ کو بھی دیکھ چکا اب تو مراد دلی میری بر لا علمشاہ نے ملکہ خورشید خاوری سے باشارہ
پوچھا کیون اے ملکہ مین اس ساحرہ سے ہمبستر ہون ملکہ نے بھی بایما جواب دیا ہمارے سامنے اس سے فعل بد
نہ کرنا ہمین ملال ہوگا ابھی ملکہ اور علمشاہ مین باہم بایما و اشارہ تقریر ہو رہی تھی ساحرہ طالب وصل تھی ناگاہ
ایک حلوائی تھال مین کچھ مٹھائی اور حلوا رکھے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوا اور قریب علمشاہ و ساحرہ آکر ٹھہرا اتنی دیر مین

ہوا سے پردہ محافہ کا جو اُٹھا فرخ نے محافہ نشین کو دیکھا اور ایک آہ کی ادھر اُسنے بھی فرخ کو دیکھا اور عاشق ہوئی پھر
فرخ نے مردم سے پوچھا یہ سواری کسکی ہے مردم نے کہا یہ سواری دختر بادشاہ تخشب کی ہے فرخ تو یہ سُنکے خاموش ہو رہا
لیکن جب دختر شاہ تخشب داخل محل ہوئی عشق فرخ سے بیتاب ہوکر دایہ سے تمام حال بیان کیا پہلے تو اُسنے
نصیحت کی پھر کہا واری اسکی یہ تدبیر ہے کہ میں تمھارے باپ سے جاکر یہ کہتی ہوں کہ ملکہ نے ایک خواب پریشان دیکھا
ہے اگر اجازت ہو تو فقرا کو بلا کر انھیں کھانا کھلایا جاوے تاکہ وہ سب دعا کریں ملکہ سرو قامت نے کہا اے دایہ جلد
جا یہی تدبیر خوب ہے جب فقرا آئینگے یقین ہے وہ نوجوان فقیر بھی آئیگا میرا اضطراب نکل جائیگا دایہ روبروے شاہ گئی
حال خواب ملکہ بیان کیا اور فقرا کے کھانا کھلانیکے لیے اجازت لی دوسرے روز حکم بادشاہ سے جملہ فقراے شہر
در ملکہ سرو قامت پر آئے از انجملہ فرید بابا بھی مع اپنے بالکون کے آیا فرخ شہسوار بھی اُسکے ساتھ آئے
چونکہ ملکہ سرو قامت ایک کمرے میں بیٹھی تھی چلمن کا پردہ پڑا تھا فقرا کو دیکھ رہی تھی ملازموں سے فقرا کو کھانا
کھلانے کی تاکید کر رہی تھی ملازم فقرا کو طعام لذیذ دیرہے تھے فقرا کھانا کھارہے تھے ملکہ کو دعائیں دیتے تھے
ناگاہ ملکہ نے فرخ شہسوار کو دیکھا دایہ سے کہا اے مادر مہربان دیکھو وہ جوان فقیر جو کھڑا ہے اُسی پر میرا دل آیا ہے اسکو
کسی تدبیر سے بلاؤ یہ کہکر ملکہ نے کچھ سوچا ایک رقعہ اشتیاقیہ لکھا اور دایہ سے کہا اس جوان کو یہ کاغذ دیدو اگر
پڑھا ہوا ہوگا تو پڑھ لیگا ورنہ اور کوئی تم تدبیر کرنا دایہ وہ رقعہ لیکر پاس فقرا کے گئی اور پوچھنے لگی تم سب میں
کوئی فقیر پڑھا ہوا ہے بابا نہیں فرید بابا نے کہا ہاں ہمارے ساتھ ایک فقیر ہے کہ وہ دن بھر اور شب کو بہت سی
دعائیں پڑھا کرتا ہے اور لکھا کرتا ہے دایہ نے پوچھا وہ کون فقیر ہے اُسنے فرخ کیطرف اشارہ کیا دایہ نے وہ رقعہ
فرخ بن حمزہ صاحبقران کو دیا اور کہا اس رقعے کو پڑھکر اور ذرا چلکر ملکہ کو سُنادو فرخ نے وہ رقعہ پڑھا
اشتیاق ملاقات کے کچھ اپنا حال تباہی دل مضطر بھی لکھا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ فقط تمھارے ہی بلانے
کیواسطے ہمنے اتنے فقیروں کو جمع کیا ہے جلد ہمارے پاس آؤ فرخ اس رقعے کو پڑھکر ہمراہ دایہ اندرون محل گئے
ملکہ نے بیرون پردہ فرخ کو بعزت بٹھا کر پوچھا اے نوجوان قسم ہے تجھکو اپنے دین و مذہب کی سچ سچ بیان کر کہ تیرا کیا نام ہے
اور تو کس خاندان سے ہے چہرے سے تیرے شان و شوکت نمایاں ہے مگر لباس فقیری سے آفتاب گہن میں نظر آتا ہے
فرخ شہسوار نے ہنسکر کہا اے ملکہ نام میرا فرخ بن حمزہ صاحبقران ہے میں امیر عالیشان کا پسر ہوں پھر تمام حال
اپنا بیان کیا ملکہ سرو قامت نے پردہ الٹکر نہایت شادمان ہوکر فرخ کو اپنے برابر بٹھایا ملکہ و دایہ و جملہ کنیزیں
مسلمان ہوئیں ملکہ نے تمناے وصل کی شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ آگاہ ہو جبتک نکاح نہو جائیگا میں ہرگز
تمسے ہمبستر نہونگا ہنوز یہ کلام شاہزادے کا ناتمام تھا کہ شاہ تخشب کو یہ خبر ایک کنیز نے دی کہ ایک نوجوان
فقیر پہلوے ملکہ میں بیٹھا ہے ملکہ اسپر عاشق ہوگئی ہے شاہ تخشب برہم ہوکر اس مقام پر آیا جہاں سرو قامت
بیٹھی تھی بادشاہ نے پوشیدہ ہوکر جو تمام گفتگوے فرخ بن حمزہ صاحبقران سنی خیال کرنے لگا کہ دین اسلام
اچھا دین ہے کہ بغیر نکاح اس مذہب میں زن و مرد کا ہمبستر ہونا گناہ ہے اور یہ شاہزادہ ہے فقیر نہیں ہے میری بیٹی نے
شاہزادے سے عشق کیا ہے فقیر سے محبت نہیں کی ہے یہ خیال کر کے شاہ تخشب یعنی الپ خاقان روبروے
دختر آیا سرو قامت خوف سے کانپنے لگی شاہ نے کہا اے دختر مجھسے خائف نہو میں تجھے ایذا نہ دونگا بلکہ اس
شہزادے کی اطاعت اختیار کرونگا یہ کہکر فرخ سے کہنے لگا اے شاہزادۂ ذیوقار آپ مجھے مسلمان کیجیے فرخ نے اُسے
کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر تمامی خواتین محل و جملہ خاص و عام کو مسلمان کیا اور بے تکلف

دیکھکر طوفان سے کہا ان سب کو چھوڑ دو طوفان نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی پھر طوفان وغیرہ دو سو عیار مغلوب
ہوکر مسلمان ہوئے ہم سب رہا ہوئے دیکھیے طوفان و دیگر عیار ہمارے ہمراہ آئے ہیں طوفان وغیرہ نے خواجہ
کو سلام کیا خواجہ خوش ہوئے جب امیر جنگاہ سے سمرقند میں داخل ہوئے اور قصد کیا کہ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا سوے
ترکستان روانہ کریں نصر بن طول مست نے عرض کیا بارگاہ سلیمانی ایسے کسی سردار کے ہاتھ روانہ کیجیے کہ کوئی راہ
میں بارگاہ کو چھین نہ لے کیونکہ براہ ترکستان میں ایک دربند ہے حاکم وہانکے مہبن خان اور اویس خان ہیں وہ
نسل پیران ویسہ سے نہایت ہی شجاع و بہادر ہیں فوج بھی رکھتے ہیں امیر نے یہ سنکے مالک اژدر کو اثاثہ بارگاہ سلیمانی
کا دیا کرب غازی کو یہ امر ناگوار ہوا امیر سے کہنے لگا اس خدمت کو میرے والد اور مجھسے متعلق کیجیے امیر نے جواب
نہ دیا کرب اشک آنکھوں میں بھر لایا فرامرز نے باعث گریہ پوچھا کرب نے امیر کی شکایت کی غرض ایک طرف
مالک اژدر اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر مع ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار و نکے روانہ ہوئے اور ایک جانب
کرب غازی امیر سے ناراض ہوکر مع اپنی فوج کے چلا گیا بعد دو روز کے امیر نے نصیر کو تخت پر بٹھا کر
سمرقند سے سوے ترکستان کوچ کیا

داستان ذکر حال فرخ شہسوار و احوال علمشاہ و قیماس خان خاوری و کرب غازی و مالک اژدر کے بیان ہوتے ہیں

نغز پردازان گلشن اخبار اس داستان کو یوں معرض تحریر میں لاتے ہیں کہ جب فرخ بن حمزہ کو گھوڑا جنگاہ سے
لیکر ایک جانب روانہ ہوا چونکہ فرخ کثرت درد اور زخم کاری سے بیہوش تھا گھوڑے کو نہ روک سکا مرکب ایک
صحرا میں قریب ایک چشمے کے گیا ٹھہر کر پانی پیا پھر ہری چونی فرخ پشت زین سے بروے زمین گرا گھوڑا وہیں
کھڑا رہا اتفاقاً ایک آسیابان اس طرف سے گذرا شہر کو جاتا تھا فرخ کو دیکھکر رحم کھا کر مرکب پر فرخ کو ڈالکر اپنے گھر میں
لیگیا اور یہ فرض فرخ کو بادشاہ کے ہاتھ بیچکر علاج کرنا شروع کیا تھوڑے زمانے میں جراحوں نے زخم اچھا کیا ایک
روز فرخ نے اس سے پوچھا تو نے ہمپر احسان تو کیا لیکن ہمارا مرکب کیا کیا اسنے عرض کیا آپکے گھوڑا ملا بیچکر علاج
آپکا کیا فرخ کو مرکب کا رنج ہوا غرض بعد صحت کلی فرخ نے آسیابان کو بعوض خدمت کچھ زر و جواہر دیکر وہانسے کوچ کیا
اثناے راہ میں پیادہ پائی سے بہت تکلیف اٹھائی خار صحرا تلوونمیں در آئے آبلے کف پا میں پڑ گئے فرخ نے
یہ مصائب اٹھا کر پھر لباس فقیری اختیار کیا اور دل سے کہا فقیری بہتر از شاہی ہے غرض بعد قطع راہ ایک قبرستان
پر پہونچے دیکھا ایک مرشد کے گرد سیکڑوں چیلے بیٹھے ہوئے ہیں فرخ نے اس مرشد سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے اسنے
کہا خاص و عام مجھکو فرید بابا کہتے ہیں فرخ نے کہا اگر تمہاری خوشی ہو تو میں بھی تمہارے پاس اس قبرستان میں رہکر
یاد معبود کیا کروں فرید بابا نے کہا بچا ابھی تم نوجوان ہو فقیری اختیار نہ کرو فرخ نے کہنا انکا نہ مانا فرید بابا خوش
ہوکر بولا اچھا بچا آؤ ہم سب میں شامل ہوجا فرخ مجمع فقرا میں بیٹھے بعد چند روز کے چیلے فرید کے باہم کہنے لگے یہ نوجوان
فقیر بیٹھا رہتا ہے بھیک نہیں مانگتا ہے کیا ہم اسکے تابعدار ہیں کہ اسکے واسطے گدائی کریں اور یہ بیٹھا ہوا ایک
چیز کھاوے فرید نے یہ تقریر سنکر کہا اے قلندر رحم تم بھی ان فقرا کے ساتھ شہر میں جایا کرو فرخ نے قبول کیا ایک روز
فرخ بن حمزہ صاحبقران بھی ہمراہ ان فقرا کے شہر تخشب میں گئے وہ سب فقیر دوکانداروں اور مردم بازاری سے
سوال کرنے لگے فرخ نے ہر چند سوال نکیا مگر ہر ایک شخص نے فرخ ہی کو روپیہ پیسا دیا ہمنوز فقرا بازار میں تھے
ناگاہ فرخ نے دیکھا ایک محافہ کے ہمراہ صدہا سوار و پیادے ہیں اور بہت سی آہاریاں ساتھ میں آتیاں تھیں

سپر اٹھا کر سر اپنا ضرب تیغ سے بچانا چاہا مگر تلوار گوشۂ سپر کو کاٹکر کسی قدر سر کو زخمی کرتی ہوئی گیندے کی گردن پر
گری گیندا ہلاک ہوا قیماس خان بالاے زمین آیا لشکریان قیماس خان یہ حال دیکھکر یکبارگی براے مدد
قیماس خان آگے بڑھے ادھر سے لشکر فرخ بڑھا امیر مع لشکر کھڑے رہے جب دونوں لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی تا شام لڑائی ہوئی اسی جنگ مغلوبہ میں مرکب فرخ کو لشکر سے لیکر سوے صحرا روانہ ہوا کسی نے
نہ دیکھا وقت شام قیماس خان طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا اہل اسلام نے اسوقت
فرخ شہسوار کو نہ دیکھا امیر مغموم ہوئے اسوقت کچھ عیار براے تلاش فرخ امیر نے روانہ کیے لشکریان
فرخ بھی براے جستجوے فرخ ایک سمت روانہ ہوے روز دیگر قیماس خان بدستور میدان میں آیا حمزہ
صاحبقران نے اس سے مقابلہ کیا نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا قیماس خان کو غصہ آیا زنجیر کمر امیر میں ہاتھ
ڈالکر زور کرنے لگا امیر نے بھی اسکی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالا اور زور کیا اسوقت مردم نے کہا اگر قصد کشتی لڑنیکا
ہی تو بالاے مرکب سے اتر کر کشتی لڑو قیماس اور امیر یہ سنکے گھبرائے اور مرکب سے اُتر کر دامن گردانکر کشتی
لڑنے لگے پیچ اور توڑ باہم ہونے لگے ہنوز زمانہ دو پہر سے زیادہ نہ گذرا تھا ناگاہ درمیان کشتی ایک
ناقہ سوار آیا نامہ اسنے قیماس خان کو دیا امیر ٹھہر گئے اور منہ اپنا نامہ کی جانب سے پھیر لیا تا عبارت
نامہ پر نظر نہ پڑے قیماس خان نے عبارت نامہ پڑھکر ایک آہ سرد کھینچی امیر نے باعث آہ سرد پوچھا قیماس خان نے
کہا اس نامہ میں ایسی خبر مندرج ہی جس سے مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہی دست و پا میرے قابو میں نہیں میں اسوقت
جسطرح چاہے مجھے مغلوب کر لیجیے امیر نے فرمایا اسوقت کشتی موقوف رکھو پھر مجھسے کشتی لڑنا یہ کہکر اسکے بازو
کو چھوڑ دیا ناظرین پر واضح ہو کہ نامہ مذکور ترک توسن بلیطاقی نے قیماس خان کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ
اے قیماس خان آگاہ ہو کہ پسر شیخ لدھا نے تمھاری ہمشیرہ ملکہ خورشید خاوری سے عقد کیا ہی اور ایک
لڑکا مسمی بہ ملک قاسم تمھاری بہن کے شکم سے پیدا ہوا ہی جب میں نام قاسم زبان پر جاری کرتا ہوں خوف سے
تپ آجاتی ہی علاوہ عقد مذکور کے تمھارے پدر و برادر اور جملہ مردمان شہر مسلمان ہوئے ہیں مہران بخت
یعنے علمشاہ بعیش و عشرت بسر کرتا ہی تمھیں کچھ شرم و حیا اگر ہی تو پسر شیخ لدھا کو قتل کرو اطلاعاً لکھا گیا غرض
یہی مضمون نامہ باعث صدمہ قیماس خان ہوا اور کسی بالم صدمہ و ملال میں نامہ بر کو قتل کرکے مع اپنی فوج
کے اسی وقت سوے ختاور روانہ ہوا یہاں لشکر طول مست آئینہ رو سے ہودان پہلوان براے
نبرد نکلا فرامرز رعد مغربی نے اسے قتل کیا طول مست کو رنج جو ہوا حکم کیا تمام فوج فرامرز پر حملہ آور ہو
بموجب حکم فوج نے حملہ کیا ادھر سے لشکر اسلام بڑھا جنگ مغلوبہ ہونے لگی عین جنگ میں ترک طہماسپ خجندی
نے طول مست آئینہ رو کو پشت زین سے اٹھا لیا مالک اژدر نے نصر بن طول کو پشت فرس سے
اٹھا لیا طہماسپ ترک خجندی نے طول سے مسلمان ہونے کو کہا اسنے انکار کیا لیکن نصر بن طول نے
دین اسلام قبول کیا نوشیروان مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کر قلعۂ بالاخطا گیا امیر مظفر و منصور
ہوئے جملہ ساسانی و شہر قندری مسلمان ہوئے قاقولہ درسر غولہ بھی مع اپنے شاگردوں کے جانب ترکستان
گریزان ہوئے اس اثنا میں سعید بلخی وغیرہ چند عیار ہمراہ بہت سے عیاروں کے آئے عمرو نے انسے پوچھا
تم کیونکر رہا ہوئے انھوں نے بیان کیا قاقولہ نے ہمیں ہمراہ طوفان وغیرہ عیاروں کے سمت ترکستان
روانہ کیا تھا اثناے راہ میں ایک نقابدار مع پوشش سترہ سو عیاروں کی جمعیت سے آتا ہی سب کو اسیر

اور جسقدر آپ کے سرداران لشکر اور بدیع اور فرخ قید ہیں میں انہیں رہا کرتا ہوں یہ طلسم آپ سے فتح
نہو سکیگا یہ کہکر لوح طلسم اپنے گلے سے اتار کر امیر کو دی اور کہا چلیے سیر در طلسم دیکھیے امیر نے کہا خواجہ
کو بھی لیجاؤن خردشاہ نے منع کیا امیر تنہا بالاے کوہ گئے دیکھا چار جانب چار قلعے ہیں اور درمیان اُنکے چار چاہ ہیں
اژدہے صدہا مانند بصورت اژدر ہیں در طلسم پر بلا دیتے ہیں پیش دروازہ ایک اژدہا ہے عجیب نہایت طویل قد
سو رہا ہے دروازہ طلسم میں کئی ہزار پیالہ طلا و نقرہ لٹکے ہوے ہیں ہر پیالہ معلق اُن پیالونکو ہاتھوں پر رکھے ہوے
ہیں بالاے در طلسم ایک گنبد سبز ہے وہ بیچ ہر ساعت کے تین مرتبہ گردش کرتا ہے اور بیچ ہر دورہ کے ایک مرغ اور
اُسکے پر و بال کھولکر پرواز کرتا ہے اور تین مرتبہ صدا دیتا ہے ہیہات ہیہات ہیہات اسی سبب سے اُسکو طلسم ہیہات
کہتے ہیں امیر نے اُس گنبد سبز کو دیکھکر ملاحظہ کیا کہ دو برج اور ہیں اُنمین غول نفیر ہاتھوں میں لیے ہوے بیٹھے
ہیں واضح ہو کہ امیر کے پاس لوح طلسم تھی اسوجہ سے محفوظ رہے ورنہ جسوقت اُس مرغ نے تین مرتبہ ہیہات کہا
تھا امیر بیہوش ہو جاتے کسی بلا میں ضرور مبتلا ہو جاتے غرض امیر دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کہ بالاے در طلسم یہ
آیا در طلسم نظر سے نہان ہو گیا امیر نے لوح دیکھی کچھ نظر نہ آیا آخر امیر وہانسے خردشاہ کے پاس آکے لوح دیدی
خردشاہ نے بزم آراستہ کی امیر نے دیکھا ہزارہا جن و پری و دیگر اقوام کے مردم موجود ہیں شب بھر امیر بزم عشرت
میں رہے صبح کو خردشاہ نے طہماسپ ترک خجندی اور بدیع کشتی گیر و فرخ و دیگر سرداران لشکر امیر کو بلا کر
امیر کے حوالے کیا اور اُسی چاہ تاریک سے امیر کو صحرا میں پہونچا دیا طوغان امیر کو اور سب کو دیکھکر خوش
ہوا امیر نے اُس سے کہا اے طوغان آگاہ ہو کہ وہ زنگی اِن سب کو بیہوش کرکے بادشاہ طلسم ہیہات کے
پاس لیگیا تھا میں نے اُس سے جاکر ملاقات کی اور در طلسم کی سیر کی اگر میرے پاس لوح طلسم نہوتی تو بلا کہ ہوتا اور
در طلسم مجھکو نظر نہ آتا طوغان قیطاسی یہ سُنکے خوش ہوا اور امیر کو اپنے ہمراہ لیکر اپنی دار الامارۃ میں گیا بدیع بہادر امیر
سے کہنے لگا اب میں رخصت ہوتا ہوں سوے ترکستان جاتا ہوں اگر زندگی باقی ہے تو پھر میں آپسے ملاقات ہوگی
یہ کہکر بدیع رخصت ہوا اور آذر چین شاہ کے پاس جاکر ہمراہ اُسکے پھر سوے ترکستان روانہ ہوا امیر نے
وقت شب عالم خواب میں حال اپنے لشکر کا اچھا نہ دیکھا گھبرا کر آنکھ کھلی تھوڑی رات باقی تھی صبح کو امیر نے
وہانسے کوچ کیا طوغان قیطاسی اپنے پسر کو تخت پر بٹھا کر چالیس ہزار سوار و ملکی جمعیت سے ہمراہ ہوا جبکہ
امیر قریب سمرقند پہونچے وہی روز تھا کہ قیماس خان نے شب کو طبل جنگ بجوایا تھا اور طبل [illegible] سے
کہا تھا کہ صبح کو لشکر امیر کو تہ تیغ کرونگا غرض ہرکارونسے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ امیر آگئے ہیں سب سردار براے
استقبال امیر گئے اور امیر کو لشکر میں لائے پھر احوال پوچھا امیر نے تمام احوال بیان کیا [illegible]
فرزند ہمارا علمشاہ ملک خاور میں ہے دختر شاہ خاور سے اُسنے اپنا عقد کیا ہے ایک فرزند پیدا ہوا ہے نام اُسکا
قاسم رکھا ہے یہ خبر سُنکے سب خوش ہوے خصوصاً سیارہ بن عمرو نہایت شاد ہوا اور اُسی وقت امیر سے رخصت
ہو کر جانب خاور روانہ ہوا بعد جانے سیارہ کے قیماس خان خاوری کہ بمقابل لشکر اسلام صف آرا
تھا لشکر سے نکلکر میدان میں آیا گینڈے کو روک کر مرد مبارز طلب کیا فرخ شہسوار نے اُسکے
مقابلہ کیا قیماس خان نے تیغہ گرانبار کھینچکر سر پر لگایا فرخ یعنی لقا بدبار قلندر نے سپر اُٹھائی ناگاہ
پانوں مرکب فرخ کا موش خانہ میں جا پڑا گھوڑا گرنے لگا فرخ مرکب کی جانب متوجہ ہوا تیغہ سر پر پڑا
نادرا بیہوش ہو کر آیا فرخ نے بھی پانوں گھوڑے کے موش خانے سے نکالکر تلوار سر پر لگائی قیماس خان نے

ہی امیر نے اُسے سینے سے لگا کر پیار کیا اُسنے بعد سلام قدم امیر پر سر جھکایا امیر نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور پوچھا
اے فرزند تمنے لباس قلندری کیوں پہننا اختیار کیا ہی فرخ شہسوار نے عرض کیا مین نے سنا تھا کہ آپ بسبب اعدا
سے ہلاک ہو گئے اسو جہسے آپکے صدمۂ غم مین مین نے لباس فقیری اختیار کیا تھا امیر نے پھر پوچھا تم اسوقت
یہان کسوجہ سے آئے فرخ نے جواب دیا اس شہر کے قریب ایک شہر ہی نام اسکا اعزا ہے وہ لنج ہی بادشاہ اُس شہر کا
کاؤس کج کلاہ ہی مین نے کاؤس پر حملہ کیا تھا وقت جنگ وہ زیر ہوا اُسنے کہا شہر قیطاسیہ مین ایک کوہ ہی
وہان ایک درخت چنار اور ایک غار ہی جب کوئی زیر درخت جاتا ہی ایک زنگی غار سے نکلتا ہی اور اُس شخص کو
چوب لگا کر بیہوش کر کے غار مین لیجاتا ہی اگر تم اُس زنگی کا حال دریافت کر کے یا اُس زنگی کو قتل کر کے اُسکا
سر لاؤ تو مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہوں پس اُسی زنگی کے قتل کرنے کیواسطے یہان آیا تھا آپ کو زیر تیغ بیٹھا
ہوا دیکھا امیر نے فرمایا میرے بھی چند سرداران لشکر اور پہلوان بدیع کو وہی زنگی بیہوش کر کے غار مین
لیگیا ہی فرخ نے عرض کیا آپ مجھے وہان لیچلیے مین اُسے قتل کرونگا امیر با توقیر فرخ اور خواجہ عمرو اور طوغان کو
ہمراہ لیکر قریب درخت چنار کے گئے فرخ شہسوار زیر درخت چنار گیا فی الفور وہی زنگی غار سے نکلا فرخ نے قبل
اُسکے چوب لگانے کے اُسپر تلوار لگائی چونکہ وہ زنگی روئین تن تھا تلوار نے کچھ اثر اپنا نہ دکھایا زنگی مطلق زخمی نہوا
پھر اُسنے چوب جسم فرخ پر لگائی فرخ بیہوش ہو کر گرا زنگی فرخ کو غار مین لیگیا امیر نے اُسی جگہ ایک خیمہ استادہ کرایا
تنہا بیٹھکر عبادت کرنا شروع کی اور یہ نیت کی کہ مین حال زنگی سے آگاہ ہو جاؤں اور اپنے سرداران لشکر کو چھڑاؤں
امیر عبادت ابھی کر رہے تھے ناگاہ غفلت ہوئی حضرت خضر علیہ السلام نے عالم غفلت مین امیر سے کہا اے امیر
ہنگام سحر جانب جنوب ہمراہ عمرو جانا ایک آہو نظر آئیگا اُسے تیر لگانا وہ زخمی ہو کر بھاگیگا تم اُسکے تعاقب مین جانا
جس جگہ وہ ہرن گرے وہین زمین کھودنا ایک چاہ تاریک عیان ہوگا اُس کنوئین مین مع خواجہ عمرو جانا جو
کچھ وہان نظر آئیگا دیکھ لینا یہ کہکر حضرت خضر نظر امیر سے نہان ہوے امیر ہوشیار ہوے دیکھا وقت سحر ہی امیر نے
نماز پڑھکر خواجہ عمرو اور طوغان کو مع فوج ہمراہ لیکر جانب جنوب قدم اُٹھایا راہ صحرا مین آہو نظر آیا امیر نے
تیر لگایا وہ آہو بھاگا امیر نے تعاقب کیا آخر وہ آہو ایک جگہ گرا امیر نے اُسی جگہ کھودا چاہ تاریک نظر آیا امیر نے
خواجہ سے کہا اے خواجہ تم اِس چاہ مین میرے ساتھ چلوگے خواجہ نے کہا مجھے اپنی جان عزیز ہی مین نہ جاؤنگا امیر
نے چاہ مین نظر کر کے کہا اے خواجہ دیکھتا بہت بڑا لعل پڑا ہی اُسکی روشنی سے کنوئین مین روشنی ہی خواجہ نے
لعل کا نام سُنکر لالچ سے کنوئین مین دیکھا امیر نے خواجہ کو کنوئین مین گرا دیا اور خود بھی چاہ مین کود پڑے
طوغان وہین فروکش ہوا بعد تھوڑی دیر کے کنوئین مین جا کر امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین ایک مکان مین
پایا خواجہ عمرو کو اپنے پاس پایا اسوقت چند آدمی امیر کے پاس آکے کہنے لگے ہمارے بادشاہ نے آپ دونون
آدمیونکو بلایا ہی امیر نے پوچھا تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہی اُنھون نے کہا ہمارے بادشاہ کا نام خسرو شاہ
ہی پیر فرتوت ہے صد ہزار آدمی اپنے پاس رکھتا ہی مذہب اُسکا یہ ہی کہ ہوا کی پرستش کرتا ہی پس امیر و عمرو اُنکے ساتھ
چلے بعد تقطیع راہ سامنے بادشاہ کے پہنچے اُسنے امیر کو سلام کیا قریب اپنے تخت کے دنگل پر امیر کو بٹھایا اور کہا
اے امیر با توقیر آپ اِس طلسم کے فتح کرنے مین کدو کاوش نکیجیے مین آپکو خبر دیتا ہون کہ آپکے فرزند یعنی عالمشاہ کی
زوجہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوا ہی وہ یہ احسان کریگا اور یہ طلسم اُنکی اولاد سے کوئی فتح کریگا پس
بوجہ اسکے کہ آپ کا پوتا یہ احسان کریگا مین بھی آپکے ساتھ نیکی کرتا ہون کہ گرد طلسم کی سیر دکھائی دیتا ہون

راوی بیان کرتا ہی کہ چندروز مین جسقدر سرداران لشکر اسلام موجود تھے ان سبکو قیماس خان خاوری نے
زخمی کیا یہانتک کہ کوئی سردار لشکر مین باقی نرہا اسوقت سلطان سعد نے مقابلہ کیا سلطان سعد بھی دست
قیماس خان سے زخمی ہوے جس روز بادشاہ لشکر اسلام زخمی ہوے وقت شام قیماس خان طبل بازگشت
بجواکر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اہل اسلام غمگین فرودگاہ پر اپنی مقیم ہوے مگر قیماس خان نے فرودگاہ لشکر پر جاکر
پھر طبل جنگی بجوایا اور طبول بست آئینہ روسے کہا کل لشکر اسلام پر حملہ کرکے سبکو تہ تیغ بیدریغ کرونگا جب صداے
نقارہ رزمی بلند ہوئی سلطان سعد نے بھی نقارہ جنگی بجوایا اور خواجہ زادونسے پوچھا انجام لڑائی کا کیا ہوگا
خواجہ دریا دل اور خواجہ والاگہر نے بقاعدہ رمل زائچہ کرکے عرض کیا انشاء اللہ انجام اسکا اچھا ہوگا آپکے
لشکر کو شکست نہوگی سلطان سعد کو اطمینان ہوا دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی یہان تو دونون
لشکر وقین تیاری رزم ہو رہی ہی انھین تو تیاری جنگ مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے احوال حمزہ صاحبقران
کا لکھا جاتا ہی کہ دوسرے روز امیر با نوقیر ہمراہ طوغان قیطاسی و کرب و لندھور و الماس پسر لندھور
پہلوان بدیع و خواجہ عمرو اُسی درخت کے قریب پہونچے امیر نے کہا کون ایسا بہادر ہی کہ زیر درخت چنار جاکے
اور زنگی کو ہلاک کرے الماس بن لندھور گیا زنگی غار سے نکلا پھر چوب الماس پر لگائی الماس بن
لندھور بیہوش ہوا زنگی اسی غار مین لیگیا بعد الماس کے لندھور گیا وہ بھی مثل الماس گرفتار بلا ہوا
بعد اسکے کرب غازی گیا وہ بھی مثل لندھور و الماس دست زنگی سے بیہوش ہوا زنگی اسی غار مین لیگیا بعد
اسکے کرب غازی کے پہلوان بدیع نے ارادہ جانیکا کیا امیر نے روکا بدیع نے نمانا آخر بدیع کو بھی وہ زنگی بیہوش
کرکے غار مین لیگیا اسوقت طوغان قیطاسی نے اپنے ملازمونسے کہا اب صاحبقران سے بھی یہ زنگی
ہلاک نہوگا یہ بھی مثل اور دونکے گرفتار ہوجائینگے یہ کہکر کچھ امیر کی شان مین کلمات نامناسب کہے امیر کو غصہ
آیا طوغان کو اٹھاکر سر سے بلند کرکے چاہا کہ بالاے خاک پٹکین اُسنے کہا مجھے امان دیجیے مین بغیر دریافت
حال زنگی کے مسلمان ہوتا ہون مجھے ہلاک نہ کیجیے امیر نے اُسے چھوڑ دیا وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے اُس سے کہا
اے طوغان اگرچہ تم مسلمان ہوے مگر مین حال زنگی کا تمپر ضرور ظاہر کرونگا یہ فرماکر ہمراہ اسکے مع خواجہ عمرو چلے
طوغان امیر و عمرو کو اپنے مکان پر لایا ہنگام شب اپنے عیار سے علیحدہ بلاکر کہا پہلوان بدیع نے میرے پہلوان
لندھور کو ہلاک کیا ہی آج تم امیر کو اور عمرو کو بیہوش کرو صبح کو مین امیر کو قتل کرونگا شاہ ہور کا انتقام لونگا
عیار نے امیر و عمرو کو شراب بیہوشی امیر پلاکر بیہوش کیا طوغان نے دونون کو طوق و سلاسل مین گرفتار
کرکے شب کو تو زندان مین قید کیا صبح کو امیر اور خواجہ کو زیر تیغ بٹھایا اسوقت امیر و عمرو نے خدا سے دعا کی
مستجاب ہوئی فوراً ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار رفع ہوا نقابدار قلندر مع چالیس ہزار قلندر رونگی
صورت سے اسجگہ آیا جس جگہ امیر و عمرو زیر تیغ بیٹھے تھے نقابدار قلندر نے طوغان پر حملہ کیا امیر نے طوق
و زنجیر کو اپنے جسم سے دور کیا پھر امیر نے طوغان کو زیر کیا طوغان نے کہا یا امیر مجھے چھوڑ دیجیے اب مین از سر
نو مسلمان ہوتا ہون امیر نے اُسے چھوڑ دیا طوغان قیطاسی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر
مع جملہ صغیر و کبیر کو مسلمان کیا امیر نے قلندر سے کہا اے نقابدار قلندر براے خدا اپنی صورت دکھا دے
اُسنے کہا یا امیر مین نے آپ سے عرض کیا تھا کہ سمرقند مین اپنے حال سے اطلاع دونگا مگر اب آپ نے قسم دی
ہی اسوجہ سے یہان اپنے تئین ظاہر کرتا ہون یہ کہکر نقاب چہرے سے اٹھائی امیر نے دیکھا فرخ شہسوار

خوش ہو کر طول مست نے نقارہ ہائے خوشی کے بجوائے ہین باقی خیریت ہے قیماس خان نے طول مست سے
تمام احوال سنکے اسی وقت طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سنکے اپنے لشکر مین
نقارہ رزمی بجوایا باقی ماندہ شب تیاری مین بسر ہوئی ہنگام سحر قیماس خان در قلعہ پر آیا قلعہ کھلوایا اور
طول مست آبلہ رو کو ہمراہ لیکر مع فوج میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان رزم صف آرا ہوا بادشاہ
لشکر اسلام بھی جملہ سرداران لشکر و سپاہ کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد صف آرائی لشکر نقیب
سپاہ مین سے نکلے جب نقیب جوانون کو آمادہ رزم کرکے چلے گئے قیماس خان غادری گینڈے پر سوار
ہو کر لشکر سے باہر نکلا اور درمیان میدان جنگ آکے گینڈے کو روک کر پکارا کہ ای گروہ اہل اسلام
کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو چونکہ زخم شام پہلوان عادی اچھا ہو گیا تھا
اس وجہ سے پہلوان عادی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر سامنے قیماس خان کے آیا
قیماس خان نے تیغہ گرانبار کھینچکر پہلوان عادی کے سر پر لگایا پہلوان عادی نے سپر اٹھائی
تیغہ گوشۂ سپر کو اور کسی قدر سر کو کاٹتا ہوا شکم پہلوان عادی پر گرا پیٹ پہلوان عادی کا
زخمی ہوا اور انتڑیان نکل آئین سرداران لشکر اسلام پہلوان عادی کو لشکر مین لے گئے علاج اسکا
ہونے لگا پھر ایک برادر پہلوان عادی نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح شام تک جملہ برادران
پہلوان عادی زخمی ہوئے قیماس خان نے ہنسکر کہا یہ عادی شاید زخمی ہونے کے عادی ہین اسی
وجہ سے سب میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہین یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا
ہنگام شب پھر طبل جنگ بجوایا صبحکو حسب دستور دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے قیماس خان نے
شہنشاہ عراقی کو مع جملہ سرداروں اسکے زخمی کیا وقت شام پھر طبل بازگشت بجوا کر چلا گیا اور فرودگاہ
سپاہ پر جاکر پھر طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین بھی حکم سلطان سعد سے نقارہ رزمی بجایا گیا شب تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر اسی طرح صف آرائی ہر دو لشکر ہوئی قیماس خان میدان مین آیا فرہاد خان
نے مقابلہ کیا قیماس خان نے گرز گران سر فرہاد خان یکفری پر مارا فرہاد خان نے گرز کو تو بالاے
گرز روکا مگر کمر گھوڑے کی ٹوٹ گئی فرہاد خان گھوڑے سے گرنے لگا اسی عالم مین قیماس خان نے
شمشیر آبدار سر پر لگائی سر فرہاد خان یکفری کا زخمی ہوا دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی فرہاد خان زخمی
ہو کر لشکر مین چلا آیا شام ہو گئی تھی جنگ موقوف ہوئی رات کو قیماس خان نے طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ
جنگی بجا دونون لشکر میدان نبرد مین آئے آج سلطان سعد کو بہت غصہ ہے کھڑے ہوئے کانپ رہے ہین
بعد صف آرائی قیماس خان نے لشکر سے نکلکر مبارز طلب کیا بہرام بن خاقان نے مقابلہ کیا قیماس خان
نے تیغہ مارا بہرام نے سپر اٹھائی ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی اسی عالم مین تیغہ سر پر پڑ گیا بہرام کا سر
زخمی ہوا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا بہرام زخمی ہو کر لشکر مین آیا قیماس خان نے مبارز طلب کیا مالک نے
لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا قیماس خان نے کہا اے مالک مین نے سنا ہے کہ تمہین نیزہ بازی مین کمال حاصل ہے
لہذا مین تمسے نیزے سے لڑونگا یہ کہکر نیزہ لیکر سینۂ مالک پر مارا مالک نے نیزے کو اپنے نیزہ پر روکا پھر
مالک نے نیزہ مارا قیماس نے نیزہ پر نیزہ کو روکا بعد چالیس طعن ہائے نیزہ کے مالک نے قیماس کے ہاتھ سے
نیزہ نکال لیا قیماس کو غصہ آیا تیغہ سر پر مالک کے مارا مالک نے سپر اٹھائی تیغہ سر سے نکلگیا مالک زخمی ہو کر لشکر مین آیا

تمد رکابی پیرویز نے اُن سب کو خوب شربت پلایا تھوڑی دیر مین وہ سب بیہوش ہوئے پیرویز نے مالک اژدر کو
زندان سے نکالکر عرض کیا چلیے ملکہ نے آپ کو بلایا ہی مالک اژدر طوق و زنجیر کو توڑکر ہمراہ اُسکے ایک خانہ باغ
مین گئے ملکہ دل فروز وہان موجود تھی مالک کو دیکھکر خوش ہوئی بزم آراستہ ہوئی مالک پہلوے ملکہ مین
بیٹھے ملکہ نے گلچہرہ کو پیرویز کے حوالے کیا پھر کشتی شراب کی طلب کی جب کشتی شراب کی آئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے
جام شراب سے مملو کرکے مالک اژدر کو دیا مالک نے جام اُسکے ہاتھ سے لے تو لیا مگر شراب نہ پی دایہ
نے احوال شراب کے نہ پینے کا پوچھا مالک نے کہا مین مسلمان ہون ملکہ لات پرست ہین اگر ملکہ مسلمان
ہو جائیں تو بلا عذر شراب پیون ملکہ دل افروز تقریر مالک اژدر سنکے مع دایہ اور پیرویز عیار و جملہ کنیزون
اپنی کے مسلمان ہوئی مالک نے شراب پی پھر مالک نے ملکہ کو ساغر دیا ملکہ نے بھی شراب پی یہان تو
شوق بادہ کشی ہو رہا تھا وہان طول مست آبلہ رو کو خبر پہونچی کہ مالک اژدر کو کوئی زندان سے
لیگیا طول مست نے قاقولہ کو بلاکر کہا اگر تو مالک اژدر کو پھر گرفتار نہ کریگا اور نہ اُسکا نشان لگاویگا
تو ضرور تجھکو قتل کرونگا بختک نے کہا ای قاقولہ ہم جانتے ہین جس جگہ مالک اژدر ہین قاقولہ نے پوچھا
جلد بتائیے کہان ہین بختک نے سرگوشی مین کہا جہان کہان مالک کی گئی تھی وہین مالک ہونگے قاقولہ
سنکے دربار سے باہر گیا اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر جاکر جو دیکھا تو فی الواقع مالک کو پہلوے ملکہ
مین بیٹھے دیکھا قاقولہ نے بختک کے پاس آکر اُسکے ہاتھ چومے اور آنکھون سے لگائے پھر کہا ای
ملک جی آپ سچ کہتے ہین مالک اژدر وہین ہین اب مین اُنکی گرفتاری کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر
دو شیشے شراب بیہوشی آمیز لیکر در محلسرا پر گیا اور محلدار کو پکارا جب محلدار آئی قاقولہ نے کہا دایہ ملکہ
دل افروز کو ذرا بھیجدو مجھے اُس سے کچھ کام ہی محلدار اُس مکان مین تو نہ گئی جہان ملکہ دل افروز تھی لیکن
پکار کر کہا ای لالہ رخ جلدی جا تجھکو قاقولہ عیار بلاتا ہی دایہ محلدار کی آواز سنکے دروازے پر گئی قاقولہ
نے دایہ سے کہا ان دونون شیشون مین شراب بیہوشی آمیز ہی ملکہ دل افروز کو جاکر دیدو اور کہو کہ یہ
شراب تمھارے باپ نے تمھارے پینے کے واسطے بھیجی ہی قاقولہ یہ نجانتا تھا کہ دایہ بھی مسلمان ہو چکی ہی ورنہ
ہمارز دایہ سے نہ کہتا غرض دایہ شیشہاے مذکور لیکر ملکہ کے روبرو گئی اور تمام حال کہا ملکہ نے کہا شاید میرے
حال سے میرے پدر کو آگاہی ہوگئی ہی اب یہان رہنا اچھا نہین مالک نے کہا ای ملکہ تم ابھی میرے ساتھ لشکر
اسلام مین چلو یہ کہکر مالک نے اسلحہ ملکہ سے لیکر زیب تن کیا ملکہ کو محافے مین سوار کیا دایہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر
اُس مکان سے باہر نکلا دربان سمرقندی نے در قلعہ پر روکا مالک اُسے قتل کرکے در قلعہ کھولکر قلعے سے نکلا
لبنا عراقی اور حارث عرب اور جمشید بہرہ عیار بھی ہمراہ مالک کے قلعہ سے نکلے طول مست آبلہ رو فوج لیکر
پیچھے نہ پایا تھا کہ مالک اژدر مع محافہ ملکہ قریب لشکر اسلام پہونچا سلطان سعد نے خبر مالک کے آنیکی
سنکے شاہان بہ عزت ملک کو براے استقبال روانہ کیا شاہان بہ عزت ملک مالک اژدر کو لشکر اسلام مین لیگئے
مالک نے ملکہ کو لشکر اسلام مین جاکر ایک خیمے مین اُتارا بعد تھوڑی دیر کے قلعہ سمرقند مین سے صداے
نقارہ بلند ہوئی سلطان سعد متحیر ہوئے ناگاہ ہرکارے خدمت سلطان سعد مین آکر بعد اداے دعا
ثناے شاہی اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ اِسوقت قہماس خان خاوری ایک لاکھ
جوانمردون کی جمعیت سے براے مدد طول مست آبلہ روے خاور سے آیا ہی اُسی کے آنیکی وجہ سے

سیر کرکے ہنگام شب براے رہائی عیاران مذکور و مالک اژدر ہمراہی جمشید چلا اثناے راہ مین ایک
سیاہ پوش دور سے نظر آیا گلباد نے جمشید سے کہا یہ بھی کوئی عیار ہی ہوشیار ہو جانا چاہیے یہ کہکر
گلباد نے خنجر کھینچا جب وہ سیاہ پوش قریب آیا گلباد نے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا نام میرا حارث عرب
ہی براے رہائی مالک اژدر آیا ہون گلباد خوش ہو کر ہمراہ اسکے چلا ہر چند تدبیر کی مگر عیاران لشکر
اسلام مالک اژدر کو رہا نہ کرسکے قاقولا و رمزغو لنے بوجہ منع کرنے بختک کے عیاران لشکر
اسلام کو قتل تو نہ کیا مگر اپنے استاد زیرک خطائی کے پاس بھیجدیا گلباد و جمشید و حارث عرب
تمام شب فکر عیاری مین پھر کر قریب صبح جمشید کے مکان مین سے گئے صبح کو طول مست آبلہ رو نے دربار
مین بالاے تخت آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اسوقت ہوبان سمرقندی اور بارمان سمرقندی
کہ یہ دونون طول مست آبلہ رو کے دربار مین نامی پہلوان ہین انھون نے طول مست سے عرض کیا
ای بادشاہ اسلحہ مالک اژدر کا ہمین مرحمت کر دیجیے ہنوز طول مست نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بختک نے
آنسے کہا اسلحہ مالک کا اس شخص کو دیا جائیگا جو کمان مالک کی کھینچے انھون نے کہا ہم کھینچین گے جب
کمان انھین دیگئی دونون مین سے ایک سے بھی کھینچ نہ سکی اسوقت طول مست آبلہ رو نے مسکرا کر
کہا یہ کمان میری دختر کھینچ سکے گی یہ کہکر وہ کمان محلسرا مین بھیجی جب کمان مالک اژدر پاس ملکہ دل افروز
کی پہونچی اسنے بمشکل چار انگل کھینچی طول مست کو خبر ہوئی کہ آپکی دختر نے کمان کھینچ لی اسنے خوش ہو کر
تمام اسلحہ مالک اژدر کا اسے بھجوا دیا دل افروز نے اسلحہ مالک کا دیکھا اور کمان پر نظر کرکے خیال کیا کہ جس جوان
کا ایسا اسلحہ ہو اور ایسی سخت کمان ہو وہ جوان کیسا قوی ہیکل ہوگا یہ خیال کرکے دل افروز نے اپنی دایہ
سے کہا ای مادر مہربان میرا دل چاہتا ہی کہ جس جوان کا یہ اسلحہ ہو اسے ایک نظر دیکھون اسنے بلائین لیکر
کہا واری آج شب کو در زندان پر چلکر اسے دیکھ لیجیے یہ تو کوئی امر مشکل نہین ہی غرض جب شام ہوئی دایہ
ملکہ کو ہمراہ لیکر در زندان پر گئی نگہبانان زندان سے کہا ذرا ہٹ جاؤ ملکہ عالم قیدی کو کھانا کھلائینگی
انھون نے ایک مراد مانی تھی وہ بر آئی ہی نگہبانان زندان ہٹ گئے ملکہ دل افروز قریب مالک اژدر
کے گئی دیکھتے ہی عاشق ہوئی مالک بھی ایسے اسپر فریفتہ ہوے کا اشتیاق ہم آغوشی مین اٹھ کھڑے ہوے
ملکہ نے کہا آج ہمنے تمھاری کمان کھینچی تھی مالک اژدر نے جواب دیا اسوقت تمنے میرے پہلو سے میرا
دل کھینچ لیا مین تمھارے بار عشق سے مثل کمان خمیدہ قد ہو گیا دل افروز سمجھی یہ بھی مجھپر عاشق ہو گیا ہی
بعد ایک لمحہ کے دل افروز مجبور رہی وہان سے ہمراہ دایہ محل مین گئی اور اسیوقت پرویز اپنے عیار کو بلا کر
اس سے کہنے لگی ای پرویز مجھے خوب معلوم ہی کہ تو میری وزیرزادی گلچہرہ پر عاشق ہی اگر تو مالک اژدر
کو کسی تدبیر سے میرے پاس لے آئے تو مین اپنی وزیرزادی تجھے دیدون پرویز نے از حد شاد ہو کر
عرض کیا مین آج ہی حکم آپ کا بجا لاؤنگا یہ کہکر چلا گیا ہنگام شب شکل اپنی تبدیل کرکے ایک گھڑا قند کے
شربت کا بیہوشی آمیز لیکر در زندان پر گیا اور نگہبان زندان سے کہنے لگا بھائیو آؤ شربت پیو نگہبان
زندان نے پوچھا یہ شربت کیسا ہی پرویز نے کہا میری جورو کے لڑکا نہ ہوتا تھا مین نے مراد مانی تھی کہ جب
لڑکا ہوگا شربت پر خداوندان لات اعلی اور منات معلی کی نذر دلوا کر ہر ایک کو شربت پلاؤنگا لیس مراد میری
بر آئی ہی یہ شربت نذر کا ہی اگر دل چاہے تو پیو نگہبانان زندان نے کہا اس شربت کو تو ضرور پیئین گے کیونکہ

مین نے اختیار کی جیسے میری ہمراہی اور اپنی عاقبت بخیر کرنا ہو وہ مسلمان ہوا اور ہمراہ میرے آئے اُسوقت
اژدہا خان پسر صلصال اور آردشیر خان برادر صلصال اور رعصب خان اور یلب خان
وغیرہ مع جملہ لشکر مسلمان ہوے اور ہر ایک قدم علمشاہ پر گرا علمشاہ نے علی قدر مراتب ہر ایک پر مہربانی
شفقت کی بعد ایک روز کے علمشاہ اس جگہ سے جانب خاور روانہ ہوے یہان ترک توسن نے قلعہ
پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مار رہے تھے لشکری ترک توسن کے ہلاک ہو رہے تھے دھوان بکثرت بلند تھا
زمین گولونکی آواز سے لرز رہی تھی ترک توسن یلطاقی قریب در قلعہ گرز لگاتے ہوے پہونچ چکا تھا اہل قلعہ خدا سے
دعا کر رہے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے غبار بلند ہوا ترک توسن یلطاقی غبار کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ شاید قیماس
خان خاوری آتا ہی ہنوز ترک توسن یہ خیال کر رہا تھا کہ علمشاہ مع لاکھ سوار ونکی جمعیت سے نمایان
ہوے ترک توسن یلطاقی کے ہوش اڑ گئے علمشاہ نے اُسے دیکھکر وہین سے نعرہ کیا کہ او ترک توسن
یلطاقی کہان جاتا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچا ترک توسن یلطاقی نے اپنی فوج کے سوار ونسے
کہا کہ اب قلعے سے منہ موڑ کر اس حریف سے مقابلہ کرو سواران لشکر اسطرف بڑھنے دونون لشکر باہم
ملگئے تلوار چلنے لگی عین جنگ مین علمشاہ قریب ترک توسن یلطاقی پہونچے اُس نے تلوار لگائی
علمشاہ نے تلوار روک کر خود بھی تلوار لگائی ہر چند ترک توسن نے سپر کی پناہ لی لیکن تلوار سپر کو کاٹکر
تا دو ابرو اتر آئی ترک توسن نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی خون سر سے نکلنے لگا یہ احوال دیکھکر
سواران نابکار بے اختیار درمیان مین آگئے کچھ تو دست علمشاہ سے قتل ہوے اور کچھ سوار
ترک توسن یلطاقی کو علمشاہ کے سامنے سے ہٹا لیگئے آخر ترک توسن یلطاقی و تاب مقابلہ نہ لایا
میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے ملک مین یعنے یلطاق مین پہونچا خسرو خاوری در قلعہ کھولکر
مع امرا و وزرا اسے استقبال آیا اور علمشاہ کو قلعے مین لیگیا پھر ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری
نے قلعہ ہوشنگیہ سے بلوایا وزیر نیک رائے ملکہ کو لیکر آیا علمشاہ نے وزیر نیک رائے
کی تدبیر کا ذکر سنکے اُسے خلعت و انعام دیا اُسنے دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ نیک نہاد مبارک ہو
کہ بطن ملکہ سے فرزند پیدا ہوا ہی نام اسکا شاہزادہ ملک قاسم رکھا گیا ہی علمشاہ اپنے فرزند کے
پیدا ہونے کی خبر سنکے نہایت خوش ہوے فورًا داخل محلسرا ہو گئے آغوش ملکہ خورشید
خاوری سے اپنے فرزند کو لیکر خوب سا پیار کیا اور سینے سے لگایا پھر چھٹی نہایت دھوم دھام
سے کی گئی اسی طرح ہر تقریب نہایت تکلف سے کی گئی جب شاہزادہ قاسم لائق تربیت ہوا
علمشاہ نے مالک ترک سفید جامہ کو واسطے پڑھانے اور لکھوانے ملک قاسم کے معین کیا

اب داستان احوال عیاران لشکر اسلام و فوج کفار و ذکر مالک اژدر عالی کو قار و جدال جنگ قیماس خان خاوری و احوال سرداران لشکر امیر و پہلوان بدیع و ذکر طوغان قیطاسی و حمزۂ صاحبقران و فتح سمرقند کی بیان کیجاتی ہی

راویان شیرین زبان اس داستان نادر کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب خواجہ عمرو کو پنجہ طالع لیگیا تھا اور جنید عیار
لشکر اسلام کو قاقولہ و میر غولہ نے گرفتار کیا تھا گلباد عراقی اور جمشید میر غولہ اور قاقولہ کے ہاتھ نہ آئے
تھے گلباد عراقی جو ہمراہ جمشید کے چلا تھا بعد قطع راہ اُسکے مکان مین گیا دو روز

کیا فریب کیا ہی بلکہ کو قلعۂ ہوشنگیہ مین لیگیا ہی اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اژدر خان نے کہا تم اِس تلاش مین نہ رہو مین تمام فوج کے ساتھ جانب قلعۂ ہوشنگیہ جاتا ہون ہر چند کہ وہ قلعہ نسبت اور قلعون کے نہایت مستحکم ہی اور اُس کا فتح ہونا ایسا مشکل ہی مگر مین اُس قلعے کو فتح کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو گرفتار کرونگا تمھارے پاس سے اونکا ترک توسن بلطاقی نے برائے پسند کیا اژدر خان مع اژدر شیر خان ہجبان علمشاہ و غیرہ کے لشکر لیکے قلعۂ ہوشنگ روانہ ہوا اثنائے راہ مین دیکھا ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار تہ ہوا ایک فوج ہوا مالک ترک سفید جامہ برادر صلصال ایک لاکھ سوار ونکی جمعیت سے ظاہر ہوا جب قریب آیا اژدر خان نے اُسسے سلام کیا اُسنے حال پوچھا اژدر خان نے تمام احوال بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے اُسی جگہ مقام کیا بعد تھوڑی دیر کے اژدر خان سے کہا علمشاہ کو بلاؤ اژدر خان نے ملازمون سے کہا علمشاہ کو لے آؤ ملازم علمشاہ کو لیگئے علمشاہ نے بارگاہ مین جاکر باواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اُسپر جو خدا کو واحد جانتا ہو اور ... علیہ السلام کو پیغمبر جانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصًا مالک ترک سفید جامہ غضبناک ہو ... نے کہا کیون اسلئے کہ تمکو اژدر خان میرے بھتیجے نے قید کیا ہی مگر تمھاری بیہودہ باتین اب تک نہین جاتین ... ہمارے روبرو ذکر کرتے ہو اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو خداوندان لات ومنات کی تصویر کو سجدہ کرو علمشاہ نے جواب دیا تمھارا بھتیجا بزدل ہی جوانمردی سے اُسنے مجھے گرفتار نہین کیا ہی اگر مین قید نہ ہوتا تو اِس وقت ... سزا دیتا اور مین خدا پرست ہون لات ومنات کو کبھی سجدہ نکرونگا بغیر رہائی اختیار ... مالک ترک سفید جامہ نے اژدر خان سے پوچھا ای فرزند تمنے علمشاہ کو کیونکر قید کیا ہی اُسنے کہا ای عموی نامدار ... مین نے عیار کو بھیجکر اُسے بیہوش کراکر قید کیا ہی جب یہ حال برادر صلصال نے سنا ملازمون سے حکم کیا علمشاہ کو قید سے رہا کرو مین بقوت بازو اُسے گرفتار کرونگا ملازم برائے رہائی بڑھے تھے کہ علمشاہ نے جوش شجاعت مین آکر طوق سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑکر تن سے جدا کیا مالک ترک سفید جامہ نے علمشاہ کو مرکب دلایا ویکر کہا ای بہادر مجھسے مقابلہ کر علمشاہ نے مرکب پر سوار ہوکر اُس سے مقابلہ کیا پہلے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا پھر گرز اُسکے ہاتھ سے چھین لیا آخر اُسنے تلوار لگائی علمشاہ نے باڑھ تلوار کی دیکھکر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر زور کیا اُسنے بھی زور کیا آخر علمشاہ نے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اُسنے برہم ہوکر زنجیر کمر علمشاہ مین ہاتھ ڈالا علمشاہ نے بھی اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا گھوڑے سینے کے بل زمین پر بیٹھ گئے بلب خان اور صعب خان نے کہا اگر کشتی لڑنے کا ارادہ ہی تو مرکبون سے اُترکر کشتی لڑو فرس ہلاک ہوے جاتے ہین اُسوقت دونون دلیر گھوڑون سے اُترے اور دامن گردالکر دلیرانہ کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ کشتی کے ہونے لگے جوانان لشکر کشتی دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ علمشاہ نے دوسرے روز مالک ترک سفید جامہ کو زمین سے اُٹھاکر سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر پٹک دے مالک ترک سفید جامہ نے کہا ای شاہزادے ذبیحاً امان دیجیے شاہزادے نے فرمایا امان بہ شرط ایمان مالک ترک سفید جامہ نے عرض کیا مجھے مسلمان کیجیے علمشاہ نوجوان نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا علمشاہ نوجوان نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا مالک ترک سفید جامہ قدم علمشاہ نوجوان پر گرا علمشاہ نوجوان نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا پھر مالک ترک سفید جامہ سب سے بہ آواز بلند کہنے لگا یارو سب مخاطب ہوا اور آگاہ ہو کہ دین اسلام برحق ہی مین تو مسلمان ہوا اور اطاعت اِس شاہزادے کی

آنا ترک توسن بلیطاقی کا لشکر اژدرخان مین اور حملہ کرنا قلعۂ خاوریہ اور عاجز کرنا وزیر بنیک راے کا
اور روانہ کرنا خسرو خاوری کا ملکہ خورشید خاوری کو جانب قلعۂ ہوشنگیہ پھر جانا اژدرخان وغیرہ
کا سوے ہوشنگیہ اور آنا ملک ترک سفید جامہ کا اور لڑنا علمشاہ سے پھر مغلوب ہوکر مسلمان
ہونا اُسکا مع اژدرخان وغیرہ کے مع حالات دیگر

محرران رنگین طبیعت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب اژدرخان نے علمشاہ کو قفس مین بند کرکے
تسمے پر لٹکایا خسرو خاوری کو بدرجہ کمال رنج ہوا ایک روز اژدرخان نے طبل یورش بجوایا تھا لشکر لیکر سوے
قلعۂ خاوری چلا تھا ناگاہ جانب صحرا گرد و غبار اٹھا اژدرخان شہر کے سوے غبار دیکھنے لگا جب غبار ہوا سے دفع ہوا
ترک توسن بلیطاقی مع ساٹھ ہزار سوارونکے نمایان ہوا جب ترک توسن قریب اژدرخان کے آیا حال پوچھا غرض
اژدرخان نے کہا دیکھو مین نے علمشاہ کو قید کرلیا ہے اسوقت آمادہ قلعے پر حملہ کرنیکا کیا تھا کہ تم آگئے اب ہم تم شریک
ہوکر قلعے پر حملہ کرین ترک توسن نے کہا بہتر ہے غرض دونون سع فوج قلعے پر حملہ کیا خسرو خاوری نے گولا اندازونکو اپنے
حکم کیا گولا انداز گولے بازی کرنے لگے سواران لشکر توپ ہلاک ہونے لگے لیکن ترک توسن بلیطاقی سپر فراخ دامن سے
اپنے سراپا کو بچائے ہوے گرز سے گولے تیکو رد کرتا ہوا خندق پر پہونچا اُسوقت خسرو خاوری نہایت گھبرایا وزیر بنیک راے
نے خسرو سے کہا اسوقت مین ایک مکر کرتا ہون ترک توسن کو روکتا ہون آپ میری تدبیر ملاحظہ فرمائیے خسرو نے
کہا ہو وزیر جلد تدبیر کرو وزیر نے بالاے قلعہ سے باواز بلند کہا اے ترک توسن بلیطاقی اگر در قلعہ سے ہٹ جاؤ
تو مین تمسے آکر کچھ باتین کرون ترک توسن نے خیال کیا وزیر خسرو خاوری آکر اب میرا حکم بجالاے گا ملکہ
خورشید خاوری کو میرے پاس لے آئیگا یہ تصور کرکے خوش ہوکر در قلعہ سے پھرا اور اژدرخان وغیرہ سے
کہا اب یہان سے فرودگاہ لشکر پر چلو بموجب کہنے ترک توسن بلیطاقی کے جملہ سردار و لشکری فرودگاہ لشکر پر
پہونچے وزیر بنیک راے قلعے سے نکلکر پاس ترک توسن بلیطاقی کے گیا اُسنے وزیر کو بٹھایا اور پوچھا کہ کیا
کہنے آئے ہو بیان کرو وزیر نے عرض کیا حضور کیون لڑتے ہین صدہا بلکہ ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوتا ہے
اگر براے ملکہ خورشید خاوری یہ جنگ و جدال ہے تو مین اقرار کرتا ہون کہ چندروز مین مین اپنے بادشاہ کو سمجھا کر ملکہ
خورشید خاوری کو محافے مین سوار کرکے آپکی خدمت مین لے آؤنگا جبتک مین حاضر نہ ہون آپ قلعے پر
حملہ نہ کیجیے گا ترک توسن بلیطاقی نے خوش ہوکر کہا یہ لڑائی براے ملکہ خورشید خاوری ہوئی تھی اگر تم ملکہ
کو لے آؤگے تو مین تمسے نہایت خوش ہونگا وزیر بنیک راے رخصت ہونے لگا ترک توسن بلیطاقی
نے اُسے خلعت دیا وزیر خلعت پہنکر داخل قلعہ ہوا اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی سب مفصل عرض کرکے کہنے
لگا اب میری راے یہ ہے کہ حضور ملکہ کو قلعۂ ہوشنگ مین بھیجدین یہان نہ رکھین وہ قلعہ نہایت مستحکم
ہے درمیان دریا واقع ہے سامان جنگ بھی وہان زیادہ ہے خسرو خاوری نے وزیر بنیک راے کی
راے پسند کرکے ملکہ خورشید خاوری کو مع چند خواتین محل وزیر بنیک راے کے ہمراہ جانب قلعہ
ہوشنگ روانہ کیا جب ملکہ خورشید خاوری قلعۂ ہوشنگیہ مین داخل ہوئی تو بعد دو روز کے اُسکے
بطن سے ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا نام اُسکا ملک قاسم رکھا گیا یہان ترک توسن بلیطاقی وزیر
بنیک راے کے آنے کا منتظر تھا ایک روز ترک توسن نے سنا کہ ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری
نے قلعۂ ہوشنگیہ مین بھیجدیا ہے یہ خبر سنتے ترک توسن نے اژدرخان سپہ سالار سے کہا دیکھو وزیر [illegible]

کٹہرا اکھاڑے مین کھڑا کر مردم سے کہا شیر کو کٹہرے سے نکالو مردم ڈرے آخر حکم طوغان سے اشہر ا کھولا شیر غرا کر کے
کٹہرے سے نکلا بدیع پہلوان نے اُسوقت نعرہ کیا شیر بدیع پہلوان کیطرف چلا جب قریب پہونچا چاہتا تھا کہ
بدیع کو ہلاک کرے بدیع نے اسکے ہاتھہ پاؤن پکڑ کر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ کمر شیر کی ٹوٹ گئی پھر بدیع نے ایک مشت
مار کر سر شیر کو پھاڑا شیر زمین پر گر کر ہلاک ہوا لوگون نے اُس شیر کی کھال کھینچی بدیع پہلوان سنے پدست شیر
پر ایک خشت طلائی رکھکر خشت پر قدم رکھا اور مردم سے کہا جو شخص اِس خشت کو میرے پاؤن کے نیچے سے
نکالے وہ یہ خشت طلائی لیلے سیکڑون مردمان قوی ہیکل سنے زور کیا لیکن زیر قدم سے خشت نہ نکل سکی پھر
ایک شخص نے یہ قوت و زور دیکھکر تعریف کی حمزہ صاحبقران نے بھی تعریف کی اسیطرح چند دلاورے اپنا
زور دکھایا پھر شناپور قیطاسی سے کشتی ہوئی بدیع پہلوان نے بعد پھیر پھار کے اُسے اُٹھا کر اسطرح پٹکا کہ
استخوان اُسکے چور چور ہوگئے شناپور ندکور فورًا ہلاک ہوگیا طوغان قیطاسی یہ حال دیکھکر برہم ہوا اپنے
ملازموں سے کہنے لگا اِس پہلوان کو مار و اسنے میرے پہلوان کو ہلاک کیا ہے ملازم چوب وغیرہ سے مارنے
لگے ہنگامہ ہوگیا آخر تلوارین کھینچکر باہم جنگ ہونے لگی جب بدیع پہلوان پر ہجوم مردم ہوا حمزہ صاحبقران
بیتاب و بیقرار ہوکے آگے بڑھے قبضۂ شمشیر پر ہاتھہ ڈالا خواجہ عمرو نے ہرچند منع کیا کہ آپ اِس مقدمہ مین
دخل نہ دیجیے لیکن حمزہ صاحبقران جوش اُلفت پدری سے تاب ضبط نہ لاکر بمدد پہلوان بدیع پہونچے
کرب غازی اور فرامرز عادی مغربی اور لندھور و طہماسپ ترک خجندی بھی لڑنے لگے امیر پانو قیر نے
قریب طوغان قیطاسی پہونچکر نعرہ کیا اُسنے تلوار لگائی امیر نے سپر پر روک کر بضرب تلوار اُسکے ہاتھہ سے چھینکر
زنجیر کمر مین ہاتھہ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت زین سے اُٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر پٹک کر اُسے ہلاک کرین طوغان
نے کہا مجھے امان دیجیے امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان اُسنے کہا مین ایک شرط سے ایمان و اسلام قبول کرونگا اسوقت
مجھے چھوڑ دیجیے صبحکو تشریف لائیے گا مین عرض کرونگا امیر نے کہا اِسیوقت بیان کر اُسنے کہا میرے ملک مین ایک
درخت چنار ہے جو کوئی اُس درخت کے نیچے جاتا ہے فورًا ایک زنگی پیدا ہوتا ہے اور اُسے ایک چوب لگاتا ہے وہ
شخص بیہوش ہوجاتا ہے زیر شجر ایک غار ہے وہ زنگی پھر اُس شخص کو غار مین لیجا کر غائب ہوجاتا ہے اگر آپ اُس درخت کے
نیچے جاکر حال اُسکا دریافت کرکے مجھسے بیان کیجیے تو مین مسلمان ضرور ہونگا امیر نے یہ سنکے اقرار کیا بعدہ آہستہ
اُسے زمین پر رکھدیا طوغان قیطاسی نے بہ آواز بلند کہا یارو اب جنگ نکرو ملازم اُسکے لڑنے سے باز رہے
لڑائی موقوف ہوئی پہلوان بدیع نے خدمت امیر مین آکر عرض کیا آپ نے مجھپر اسوقت احسان کیا یہ احسان
مین آپکا نہ بھولونگا طوغان قیطاسی امیر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیگیا اور بعزت و حرمت اپنا مہمان کیا روز
دیگر امیر طوغان قیطاسی کے ہمراہ گئے دیکھا درمیان کوہ ایک درخت چنار ہے قریب اُسکے ایک غار ہے
امیر نے اُس درخت کو دور سے دیکھکر فرمایا کوئی بہادر نیچے درخت کے جائے طہماسپ ترک خجندی گیا
فورًا ایک زنگی غار سے پیدا ہوا اُسنے ایک چوب نرم آہستہ جسم پر طہماسپ ترک خجندی کے لگائی
طہماسپ بیہوش ہوکر زمین پر گرا وہ زنگی طہماسپ کو اُٹھا کر لیگیا غار مین جاکر غائب ہوگیا امیر نے یہ حال
دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی ساحر ہے یا اِس جگہ کوئی طلسم ہے یہ خیال کرکے امیر وہان سے مع طوغان و دیگر
اشخاص پھرے بعدہ طوغان قیطاسی بادشاہ شہر قیطاس کے ہمراہ دارالامارۂ شاہی مین پہونچا اور
مع کرب غازی اور لندھور و عمرو وغیرہ فروکش ہوے احوال اِنکا پھر لکھا جائے گا

ملا اور دبایا وہ لعل سرمہ سا ہو گیا امیر حیران ہوئے فرامرز عاد مغربی پہچان گیا کہ یہ خواجہ عمرو ہین بعد پہچاننے
کے فرامرز نے اٹھکر کہا ای سوداگر واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب تمنے لعل کو پہچانا تمھارے ہاتھ چومنا چاہیئے یہ
کہکر خواجہ کے ہاتھ چومے امیر کو یہ امر ناگوار ہوا فرامرز عاد مغربی نے کہا ای امیر با توقیر یہ خواجہ عمرو ہین
اسوجہ سے مین نے انکے ہاتھ چومے امیر نے خوش ہو کر کہا ای خواجہ لعل میرا مجھے دیدو خواجہ نے جواب دیا
وہ لعل تو غرر زنبیل ہو گیا اسکا اب نکلنا دشوار ہی امیر نے کہا میرے پاس کچھ صرف کے واسطے نہین ہی مین اسے
بیچکر اپنے صرف مین لاؤنگا خواجہ نے کہا جب آپکو ضرورت ہوگی دو چار پیسے مجھسے لے لیجیے گا پھر دیدیجیے گا غرض جب
امیر و عمرو سے یہ گفتگو ہوئی تو سب ہنسنے لگے امیر نے خواجہ سے پوچھا تم یہان کسطرح آئے خواجہ نے تمام حال
بیان کیا امیر نے فرمایا لندھور اور الماس کو بلاؤ خواجہ دونون کو امیر کے پاس لے آئے لندھور اور الماس نے
امیر کو آداب و تسلیم کی امیر خوش ہوئے اور الماس پر نہایت مہربانی کی اور اپنے قریب بٹھایا لندھور نے
وہ صندوق اشرفیون اور جواہر کے پیش کش کیے امیر نے کچھ اشرفیان لیکر بھٹیارے کو دین اور کہا جلد طعام
لذیذ تیار کر بھٹیارہ اشرفیان لیکر گیا اور تیاری طعام مین مصروف ہوا یہان خواجہ نے کہا ای امیر سموات
کو مین نے مارا ہی اگر مین عیاری نہ کرتا وہ ہرگز ہلاک نہوتی پس یہ اشرفیان اور جواہر مجھے دیدیجیے امیر نے بعد
گفتگوے بسیار کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو دیدیا بعد تھوڑی دیر کے آفتاب غروب ہوا امیر با توقیر
و سرداران اسلام نے نماز پڑھی بعد فراغ نماز طعام نوش کیا ہنوز امیر کھانا کھاکر بیٹھے تھے کہ منادی نے
سرہانے آکر ندا دی کہ وقت سحر اس شہر قیطاس مین بادشاہ یہانکا طوغان قیطاسی شاہ ہو ر قیطاسی کو
ایک پہلوان سے کہ نام اسکا بدیع ہی کشتی لڑوائیگا حکم بادشاہ ہی کہ جملہ خاص و عام برائے تماشائے کشتی کھاڑے
پر آئین بخوف خطر کشتی دیکھین حمزہ صاحبقران نے یہ خبر سُنکے کہا ہم بھی صبح کو واسطے کشتی دیکھنے کے ضرور جاینگے
سردارون نے عرض کیا ہم بھی ہمراہ رکاب چلین گے خواجہ نے کہا ای امیر آپ ہرگز نہ جائیے گا آپکے وہان جانے
سے ضرور کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوگا آپکو اور آپکے سردارونکو سب پہچانتے ہین پس میرے نزدیک آپکا جانا اچھا نہین
ہی امیر نے جواب دیا مین تو ضرور جاؤنگا غرض شبکو یہی گفتگو رہی بہنگام سحر فرامرز وغیرہ ہمراہ امیر چلنے پر موجود ہوئے
خواجہ نے کہا ای امیر اگر آپ میرا کہنا نہین مانتے تو اتنا ضرور کیجیے کہ اپنی اور اپنے سردارونکی شکلین تبدیل کر لیجیے
امیر نے کہا اچھا شکلین تبدیل کر دو خواجہ نے کہا مجھے کیا دیجیے گا اگر مین شکلین تبدیل کر دون امیر نے یہ سنکر کچھ
اشرفیان اور کچھ جواہر دیا خواجہ نے امیر وغیرہ کی شکلین تبدیل کین اور اپنی بھی شکل تبدیل کی امیر با توقیر
سب کو ہمراہ لیکر جس جگہ اکھاڑہ تھا پہونچے دیکھا ایک میدان وسیع مین اکھاڑہ بنا ہی ہزارہا کرسیان گرد اکھاڑے
کے بچھی ہین انتظام معقول ہی طوغان قیطاسی ایک جانب بالائے تخت بیٹھا ہی ایک سمت آذر برچین شاہ
تبہوزی تخت پر بیٹھا ہی شرفا و امرا کرسیون پر بیٹھے ہین اہل حرفہ کھڑے ہین مجمع خلایق ہی ہزارون آدمی جمع
ہین ہر قسم کے دوکاندار موجود ہین غرض امیر و جملہ ہمراہی کرسیون پر جا کر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے پہلوان
بدیع نے طوغان قیطاسی سے کہا قبل کشتی کے مین چاہتا ہون کچھ اپنا زور آپکو دکھاؤن لہذا اسوقت
ایک شیر کی تازہ کھال منگوائیے طوغان قیطاسی نے جواب دیا میرے شہر مین ایک شیر کٹہرے مین
بند ہی اگر کہو تو اس شیر کو مع کٹہرا یہان طلب کرون تم اسکی کھال نکلوا لو بدیع پہلوان نے کہا اچھا آپ
شیر کو منگوائیے طوغان قیطاسی نے حکم دیا اس شیر کو مع کٹہرا جلد لے آؤ ملازم گئے اور شیر کو مع کٹہرا لے آئے بدیع نے

عمرو نے شربت مین بیہوشی زیادہ ملائی تھی جلد سموات جادو بیہوش ہونے لگی اُس وقت خواجہ عمرو نے
اُس سے کہا اے سموات جادو اب تو ان جوانون پر سے اور مجھپر سے اپنے سحر کو برطرف کر ان دونون سے
تمھارا عقد ہوگیا ہے اب یہ تمھارے دوست ہوے اور مین بھی تمھارا خیرخواہ ہون دشمن نہین ہون
سموات جادو نے ہر ایک پر سے سحر برطرف کیا لندھور اُٹھکر اُسکے پہلو مین جا کر بیٹھا اختلاط کرنے
لگا دفعتہً وہ بیہوش ہوگئی خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا اب گلا اس ساحرہ کا دبا دو کام اسکا تمام
کرو لندھور نے گلا اُسکا اسطرح زور سے دبا دیا کہ روح اُسکی راہ مقام براز سے نکل گئی مرنے ہی
سموات جادو کے تاریکی ہوگئی وہ باغ جلنے لگا کنیزین بھی جلنے لگین ہوا سے تند چلنے لگی آگ اور پتھر
آسمان سے برسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو
نام میرا سموات جادو تھا ابھی عمر کم تھی کچھ اوپر دو ہزار برس کا سن و سال تھا ابھی طرح جوان
بھی نہ ہوئی تھی بعد اس آواز کے آنے کے خواجہ عمرو نے دیکھا نہ تو وہ باغ ہے نہ کوئی ساحرہ ہے ایک
کوٹھری مین لاش سموات جادو کی پڑی ہوئی ہے اور اسی کوٹھری مین چند صندوق رکھے ہوے ہین
سموات جادو کی عجب شکل ہے ہمہ تن پوست و استخوان ہے بال سر کے مثل روئی کے سفید ہین شکل
اُسکی نہایت سیاہ اور خوفناک ہے خواجہ اور لندھور نے شکر خدا کر کے وہ صندوق اُٹھا کے جو
دیکھا اُسمین اشرفیان اور جواہر بھرا ہوا تھا لندھور نے دونون صندوق اپنے قبضے مین کیے ہرچند
خواجہ نے طلب کیے لیکن لندھور نے نہ دیے اور کہا یہ صندوق حمزۂ صاحبقران کو دونگا وہ جو اُنمین
اُسمین سے جو مناسب ہوگا دینگے غرض خواجہ اور لندھور اور الماس لیسر لندھور ہر سہ اشخاص وہان سے
چلے بعد چند روز کے اتفاقاً اُسی شہر مین پہونچے جس شہر مین حمزۂ صاحبقران اور کرب غازی تھے خواجہ
و لندھور و الماس بشکل سوداگران سرا مین داخل ہوے اور ایک کوٹھری مین مقیم ہوے صاحبقران بھی اسی
سرا مین مقیم تھے جبتک صاحبقران کے پاس اشرفیان تھین صرف کین جب اشرفیان ہو چکین امیر باتوقیر
پریشان خاطر ہوے اتفاقاً جیب امیر باتوقیر مین ایک لعل بدخشان پڑا ہوا تھا وہ لعل امیر کو جیب سے
ملا بھٹیاری سے کہا ہمین ایک لعل بیچنا منظور ہے اگر کوئی جوہری اس لعل کو ہمسے مول لیتا تو ہم بیچ ڈالتے
چندے اس سرا مین رہیے بھٹیاری نے عرض کیا خداوندا آج اسی سرا مین ایک سوداگر آکر اُترا ہے آپ لعل
اپنا اُسکے ہاتھ بیچ ڈالیے اگر فرمائیے تو مین اُسے بلا لاؤن امیر نے ارشاد کیا اچھا اس سوداگر کو ہمارے
پاس بلا لاؤ بھٹیارہ گیا اور خواجہ عمرو کو بلا لایا خواجہ نے آکر دیکھا امیر باتوقیر مع کرب غازی اور فرامرز
عاد مغربی اور طہماسپ ترک خجندی سرا مین بیٹھے ہوے ہین خواجہ سب کو دیکھکر خوش ہوے
امیر نے سوداگر کو اپنے قریب بٹھا کر وہ لعل اُسے دکھایا خواجہ نے وہ لعل خوب دیکھکر بچا لا کی اُسسے بدلکر
اور ایک مصری کا لعل اُسی رنگ اور قطع کا زنبیل سے نکالکر امیر کو دیا اور کہا اے شخص یہ لعل اچھا نہین ہے
وزن مین بہت ہلکا ہے بنا ہوا معلوم ہوتا ہے تم مجھکو بڑے فریبی معلوم ہوتے ہو سوداگرونکو ٹھگتے ہو
تمھارے ساتھ جو یہ موٹے تازے جوان ہین اُنکے بھروسے پر کچھ خوف حاکم شہر کا نہین کرتے ہو یہ کام
اچھا نہین کرتے ہو ایک نہ ایک روز گرفتار ہوجاؤ گے اس فریب کی سزا پاؤگے صاحبقران نے پوچھا
یہ لعل کیا جھوٹا ہے سوداگر نے کہا بیشک اس امر مین کیا شبہ ہے چکی سے ملکر دیکھیے حال معلوم ہوجائیگا امیر نے اُس لعل کو چکی سے

خواجہ عمرو کو اسواسطے بلوایا ہی کہ وہ یہان آکر کوئی عیاری کرینگے اس ساحرہ کو ہلاک کرینگے اور تمھین
اور مجھے اسکی قید سے رہا کرینگے پس وہ جو کچھ کہین اُسے قبول کرنا انکار نہ کرنا الماس نے کہا
مین انکا حکم بجالاؤنگا ابھی یہ باتین کر رہے تھے کہ وہ ساحرہ خواجہ کو لیکر باغ مین آئی خواجہ
پر سحر کرکے بالاے فرش ڈالدیا خود تخت پر بیٹھی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ کو ہوش آیا آنکھین
کھولکر لندھور وغیرہ کو دیکھا گھبرا کر پوچھا یہ کونسا مقام ہی مجھے یہان کون لایا ہی تم یہان کیونکر
آئے لندھور نے تمام احوال اپنا اور الماس کا بیان کرکے کہا تمھین اسواسطے یہان
سموات جادو لے آئی ہی کہ تم اس جوان کا عقد اسکے ساتھ پڑھدو زبان سے تو یہ کہا لیکن
اشارے سے کہا خواجہ نکاح نہ پڑھنا کچھ الفاظ مہمل زبان پر جاری کر دینا اور کسیطرح جسے اسے بیہوش
کرنا خواجہ عمرو تقریر لندھور سمجھ گئے سموات جادو سے کہنے لگے ای سموات جادو
کیا سبب ہی مجھسے اٹھا نہین جاتا ہی اگر مین اٹھون تو صیغہ نکاح پڑھون سموات جادو نے پھر
ایسا سحر کیا کہ خواجہ اٹھکے تو بیٹھے مگر دست و پا سحر سے بیکار کر دیے خواجہ نے بیٹھکے سموات جادو
سے کہا اب تم دولھن بنو تو مین صیغہ نکاح پڑھون سموات جادو نے کہا اچھا مین پوشاک دیگر پہنتی
ہون اپنی آرایش کرتی ہون مسلمان نہ ہونگی محض اس جوان کے کہنے سے صیغہ نکاح تمسے پڑھواتی
ہون مگر تم ایسا صیغہ نکاح پڑھو کہ ایک ہی مرتبہ ان دونون جوانون سے نکاح ہو جاے خواجہ
نے جواب دیا اچھا ایسا ہی نکاح پڑھونگا اس نکاح کے پڑھنے کے عوض مجھے کیا دوگی اُس نے کہا
مین ایک مشت زر و جواہر تمکو دونگی یہ کہکے عجب طریقے سے دولھن بنی کنیزون نے لباس
جشن اُسے بٹھلا کر پہنایا ناریل کا تیل اسکے موے سر مین لگایا کنگھی کی کاجل گہرا گہرا اسکی آنکھون مین
لگایا اسی طرح سے بیہودہ طور سے آرایش و زیبایش کی سموات جادو گھونگھٹ نکال کر
گردن جھکا کر بیٹھی خواجہ نے کنیزون سے کہا تم اپنی ملکہ سے کہو کہ ایک کشتی مین شربت و نقل
منگوا مین کنیزون نے اُسکی کہا سموات جادو نے منگوا دی اُسوقت خواجہ نے لندھور سے
باشارہ کہا اب مین تمھارے لیے کا سموات جادو سے نکاح اصلی پڑھون یا نقلی پڑھون لندھور نے باشارہ
یہ جواب دیا کہ ای خواجہ براے خدا نکاح اصلی نہ پڑھیے گا کچھ الفاظ مہمل واہیات زبان پر جاری
کر دیجیے گا خواجہ نے تقریر لندھور سمجھکر جام شربت مین بجالاکی بیہوشی بخوبی آمیز کرکے
الفاظ مہمل مین نکاح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر تک عجب عجب لغت زبان پر جاری کیے
وہ لغت ایسے تھے کہ منتخب و مصطلحات و صراح مین بھی نہ نکلین غرض جب خواجہ نکاح پڑھ چکے خواجہ
کے پڑھنے پر لندھور اور الماس ہنسے خواجہ نے کہا مبارک ہو نکاح ہو چکا یہ کہکے جام
شربت اٹھایا پہلے لندھور سے اشارے سے کہا شربت نہ پینا اور بآواز بلند کہا ای جوان ذرا سا
شربت اس جام سے پی لے باقی شربت دولھن کو پلایا جائیگا کیونکہ رسم یہی ہی الماس نے ساغر
کو ہونٹون سے لگا کر کہا مین نے شربت پی لیا خواجہ نے وہ جام شربت سموات جادو کو دیا
وہ خوش ہو کر پی گئی اُسوقت خواجہ نے شربت اُسے دیکے کہا حق نکاح پڑھنے کا دیجیے اور مجھے
رخصت کیجیے سموات جادو نے کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو منگا کر دیا چونکہ خواجہ

پر نظر کر کے عاشق ہو گئی تجھے دریا سے بچہ بنکر نکال لائی ہوں اب تو مجھسے ہم آغوش ہو تجھسے آرزوے دلی
میری بخوبی بر آئیگی تو اس جوان سے زیادہ موٹا ہے لندھور نے کہا اے نازنین اگر وہ جوان تیرے وصل پر
راضی ہو جاوے تو پھر مجھسے کیوں ہم آغوش ہو اُسنے جواب دیا اول تو میرے وصل سے انکار کرتا ہے دوسرے
تجھے دیکھکر اب اس جوان سے دل میرا بیزار ہو گیا ہے اُسکی محبت میرے دل سے جاتی رہی ہے تجھپر فریفتہ ہو گئی
ہوں لندھور نے کہا اس جوان کو ذرا یہان بلاؤ مین تو دیکھوں کہ وہ جوان کیسا ہے سموات جادو نے
اپنی کنیزوں مین سے ایک کنیز سے کہا اس نوجوان کو جسے مین نے قید کیا ہے جلد جا کے لے آؤ وہ کنیز
گئی اور تھوڑی دیر مین اُس جوان کو لے آئی لندھور نے جو غور سے دیکھا اپنے فرزند الماس
کو پایا دل مین کہا یہ نابکار میرے فرزند کو اُٹھا لائی تھی اور اس سے طالب وصل تھی خوب ہوا کہ
مجھکو بھی یہ لے آئی اب کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہیے کہ فرزند میرا اسکی قید سے رہا ہو یہ دل مین تجویز
کر کے لندھور نے سموات جادو سے کہا مین اس نوجوان کو سمجھا کر تیرے وصل پر راضی کر دونگا
یہ کہکر اُس نوجوان کو بلا کر اپنے پہلو مین بٹھایا اور بشفقت و مہربانی اُس سے کہا اس زن خوبرو کی
اطاعت کرو جو یہ کہتی ہے اسکا کہنا مانو بظاہر تو کہا لیکن باطن مین اور کچھ تجویز کیا وہ جوان شرمگین ہوا کچھ
جواب نہ دیا لندھور نے سموات جادو سے کہا یہ جوان راضی ہے مگر چونکہ مسلمان ہے چاہتا ہے کہ بغیر نکاح
تمسے ہم بستر نہ ہو اسی وجہ سے انکار کرتا ہے اگر تم خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران کو لے آؤ تو وہ
اس جوان کا صیغہ نکاح تمھارے ساتھ پڑھدین پھر یہ جوان بصد خوشی تمھارے وصل کی تمنا کرے گا
سموات جادو نے کہا مین ایک شرط سے خواجہ عمرو کو لاؤنگی اور اس جوان سے ہم بستر ہونگی وہ
شرط یہ ہے کہ تم بھی میرے وصل پر راضی ہو کبھی یہ جوان کبھی تم مجھسے ہم بستر ہوا کرو اور جو تمنے کہا صیغہ
نکاح خواجہ آکر پڑھدینگے ذرا یہ بتاؤ کہ صیغہ نکاح کسے کہتے ہین ہملوگ تو نکاح کو نہین جانتے جب دل
چاہتا ہے ہر ایک سے مدعاے دل حاصل کر لیتے ہین لندھور نے کہا اے سموات جادو تم خواجہ عمرو
کو تو لاؤ پھر تم جو کہوگی مین قبول کرونگا اور حال نکاح جب خواجہ عمرو کو تم لے آؤگی اسوقت
تمھین خود معلوم ہو جاے گا سموات جادو گفتگوے لندھور سُنکے خوش ہوئی اور چند
اوراق جھولی سے نکالکر انھین دیکھنے لگی وہ چند ورق اوراق جمشیدی تھے سموات جادو نے
اُن اوراق مین یہ دیکھا تھا کہ اسوقت خواجہ عمرو کہان ہے اُن اوراق سے اُسے ثابت ہوا کہ قلعہ
سمرقند دربار طول بست آبلہ روئین عمرو عیارون سے لڑ رہا ہے یہ دیکھکر کچھ افسون پڑھکر
چند دانے ماش کے لندھور اور الماس پر مارے پھر اور کچھ الفاظ سحر زبان پر جاری کر کے دفعۃً
تخت پر سے غائب ہو گئی لندھور نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا بہت پیار کیا اُسنے اپنے پدر کو
تسلیم کی دونون نے اپنا اپنا احوال کہا بعدہ لندھور نے اپنے فرزند سے کہا اب یہان سے نکل چلو
دیر نہ کرو یہ کہکر لندھور اُٹھنے لگا مگر اُٹھا نہ گیا الماس نے چاہا اُٹھون اُس سے بھی اُٹھا نہ گیا آخر مجبوری
دونون بیٹھے رہے لندھور نے اپنے فرزند سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جادوگرنی ایسا سحر کر گئی ہے کہ ہمسے
اور تمسے اُٹھا نہین جاتا ہے زمین پاؤن پکڑے ہے الماس نے کہا یہ ساحرہ نہایت ہوشیار ہے چلتے وقت
سحر کر گئی ہے تاکہ آپ اور ہم کہین چلے نہ جائین لندھور نے اپنے فرزند سے کہا اے پیارہ جگر مین سخت

وغیرہ کو ہمراہ لیکر دربار مین آئے بادشاہ کو دعا دیکر کہنے لگے ای بادشاہ تو نے ہم فقیرونکو کیون بلایا ہی طول مست آبلہ رو نے پوچھا مجھے کچھ تمسے پوچھنا ہی اول تو یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی خواجہ نے کہا اس فقیر کا نام درویش مسافر ہی طول مست آبلہ رو نے پھر پوچھا دوسرے یہ بتاؤ کہ تمھارا مسکن کہان ہی خواجہ نے جواب دیا تکیہ مسکن ہی ہنوز طول مست آبلہ رو خواجہ سے گفتگو کر رہا تھا ناگاہ بختنک نے خواجہ کو پہچانکر قاقولہ سے باشارہ کہا یہ عمرو ہی اور اسکے ہمراہ یہ سب عیار ہین ان سب کو گرفتار کر تو قاقولہ اور رمزغولہ نے فوراً حلقہ ہاے کمند خواجہ پر مارے خواجہ نے پیچھے ہٹکر خنجر کھینچا تمام عیاران لشکر اسلام نے بھی خنجر کھینچے اور قاقولہ اور رمزغولہ سے لڑنے لگے جب دربار مین غل و شور ہوا دونون شاگرد قاقولہ و رمزغولہ کے وہ بھی دربار مین آگئے اور خواجہ وغیرہ کو چہار جانب سے گھیر لیا خنجر کھینچکر لڑنے لگے بعضے حلقہ ہاے کمند مارنے لگے اسوقت خواجہ پریشان تھے عیارون مین گھرے ہوے لڑ رہے تھے ناگاہ آسمان سے ایک پنجہ مثل برق تڑپ کر گرا اور خواجہ کو عیارون کے درمیان سے اٹھا لیگیا چند عیارونکو تو قاقولہ و رمزغولہ نے گرفتار کر لیا مگر گلیاد عراقی اور جمشید وہان سے بھاگ کر ایک جانب راہی ہوے بختنک نے قاقولہ سے کہا ان عیارون کو قتل کر ڈال قید نہ کر اسنے کہا ای ملک جی ابھی ان عیارونکو قتل نہ کرونگا کیونکہ اول تو عمرو گرفتار نہین ہوا ہی اور دو عیار بھاگ گئے ہین انھین گرفتار کرنا ہی دوسرے یہ کہ ہم ترک خطائی کے شاگرد ہین بغیر انکے مشورہ کیے ہوے ان عیارونکو قتل نہ کرینگے بختنک برہم ہوکر خاموش رہا جواب کچھ نہ دیا دل مین کہنے لگا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون عیارونکی قضا آئی ہی عیاران لشکر اسلام کی زندگی ابھی باقی ہی یہ سب رہا ہو جائینگے ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتے ہین قاقولہ و رمزغولہ پچھتائینگے ضروری سب عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے یا مسلمان ہونگے

داستان بے نظیر بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان و سموات جادو اور خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران وغیرہ کی بیان ہوتی ہی

محرران خوش تحریر اس داستان بے نظیر کو یون لکھتے ہین کہ جب لندھور نے آب جیحون مین مرکب اپنا ڈالا تھا اور وہ شور آب جیحون سے مرکب لندھور کا دریا مین بہگیا تھا اور ریتے بہتے گھوڑا ہلاک ہوگیا تھا لندھور آب جیحون مین مرکب سے گرا تھا پانی مین غوطہ کھا رہا تھا ناگاہ ایک پنجہ گرا تھا اور دریا سے لندھور کو اٹھا کر لیگیا تھا جب لندھور کو وہ پنجہ اپنی جگہ پر لیگیا تھوڑی دیر کے بعد لندھور نے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین ایک باغ پر بہار مین پایا اور ایک نوجوان حسین عورت کو بالاے تخت بیٹھا دیکھا لندھور گھبراکر فرش سے اٹھا اور خیال کرنے لگا واہ واہ عجب واقعہ گذرا مین وہان جیحون مین ڈوب رہا تھا اب اپنے تئین باغ مین پاتا ہون شاید خواب دیکھتا ہون یہ خیال کرکے لندھور آنکھین اپنی ملنے لگا اور متحیر ہوکر چہار جانب دیکھنے لگا اس زن خوبرو نے مسکرا کر کہا ای شخص کیون متردد ہی آگاہ ہوکر میرا نام سموات جادو ہی قبیل تیرے مین ایک نوجوان پر عاشق ہوکر اسے دریاے فرنگ سے بزور سحر پنجہ بناکر اٹھا لائی تھی اب تک وہ نوجوان یہان موجود ہی لیکن میرے وصل پر کسیطرح راضی نہین ہوتا ہی مجھ ایسی نازنین سے ہم بستر نہین ہوتا ہی آج مین تخت پر سوار ہوکر براے سیر گئی تھی اثناے راہ مین تجھے دریا مین ڈوبتے ہوے دیکھا تیرے دست و پا قوی ہیکل دیکھکر اور تیرے حسن و جمال

باسکے ہر ایک سے لیکر مرشد کو دینے لگے خواجہ بازار شہر مین بھجن گا رہے تھے مریدان تماشائی کا ہجوم تھا ایک شخص بھجن سنکے
کہتا تھا یہ فقرا کیا خوب بھجن گاتے ہین درویش کامل معلوم ہوتے ہین ناگاہ اسطرف سے قاقولہ اور مرغولہ بھی اپنے جیب گریباں
آتے تھے ہجوم مردم دیکھکر کھڑے ہوے بھجن سننے لگے خواجہ انھین دیکھکر زیادہ خوش الحانی سے بھجن گانے
لگے قاقولہ نے بھجن سنکے خواجہ سے پوچھا داتا کہان سے آنا ہوا اب کہان جاؤ گے خواجہ نے جواب دیا بابا
جہان سے سب آتے ہین وہین سے فقیر بھی آیا ہی جہان سب جائینگے وہین یہ فقیر بھی جائیگا یہ دنیا تو ایک سرا ے
فانی ہی بڑے بڑے نامی و نامور اس جہان سے گذر گئے شاہان اولوالعزم زیر خاک نہان ہوگئے ہین تو ایک درویش
ہون بشر کو لازم ہی اپنے پیدا کرنے والے کو نہ بھولے ہر دم اُسکی پرستش کرے قاقولہ و مرغولہ درویش کی گفتگو
سنکے اور بھجن سنکے دل مین کہنے لگے یہ فقیر بیشک کامل ہی کچھ اسے دیکر اسکی دعا لینا چاہیے یہ سمجھکر پانچ اشرفیان
قاقولہ نے جیب سے نکالکر خواجہ کو دین خواجہ نے اشرفیان لیکر یہ دعا دی بابا عیاری مین کوئی عیار تم سے گوے
سبقت نہ لیجائیگا کبھی کوئی عیار تمھین گرفتار نہ کریگا فقیر کو تمنے خوش کیا ہی تو تمھارا بھلا ہوگا اب قاقولہ اور مرغولہ
کو اور بھی یقین ہوا کہ یہ فقیر بیشک بے شبہہ کامل ہی برگزیدۂ لات و منات ہی ہمارے حالات سے اسے آگاہی ہوگئی
ہمین جان گیا کہ یہ عیار ہین غرض قاقولہ اور مرغولہ ہجوم سے مردم کے نکلکر فقیر کی تعریف کرتے ہوے دربار
طول مست آبلہ رو مین گئے اور سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھے بختک نے پوچھا ای قاقولہ اور مرغولہ
اسوقت کہانسے آتے ہو کہو آجکل کوئی تازہ امر بھی دیکھا ہی دونون نے کہا ہم بازار سے آتے تھے درمیان بازار کے
چند فقرا کو دیکھا وہ بھجن گا رہے تھے آوازین انکی اچھی ہین اور وہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتے ہین ہمارے
احوال سے انھین اطلاع ہوگئی ہمین جان گئے کہ ہم عیار ہے شبہ ہین سوا ے اس تازہ حال کے اور تو کوئی امر تازہ
شہر مین نہین ہوا ہی بختک نے مسکرا کر کہا اگر کوئی واقعہ نہین گذرا ہی تو اب گذریگا تمھارے قول سے نہایت
شک ہوا ہی کہ فقیر کامل آئے ہین وہ بیشک اپنے فن مین کامل ہین انکے مرشد ہونے مین کسیطرح کا شک نہین
وہ ایسے ہی صاحب کمال ہین صورت دیکھکر حال دل بتا دیتے ہین جسکو چاہتے ہین مار ڈالتے ہین کوئی انھین
ہلاک کر نہین سکتا ہی خداوندان لات و منات اُنکے ہاتھ سے تمھین بچالے قاقولہ اور مرغولہ نے کہا ای ملک جی
یہ تو آپنے عجب تقریر کی ہم کچھ نہ سمجھے مفصل فرمائیے بختک نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ وغیرہ چند عیار کسی
تدبیر سے داخل قلعہ ہوے ہین اب وہ مالک اژدر کو چھوڑا لینگے تمھین قتل کرینگے شہر مین فتنہ و فساد برپا کرینگے
اگر اپنی اور اپنے بادشاہ کی بہتری چاہتے ہو تو ان فقیرونکو اسطرح دیکر یہان لے آؤ مین انھین دیکھکر بتادونگا
اگر فقیر ہونگے تو انکو چھوڑ دینا ورنہ جب مین تمھین اشارہ کرون تم سب کو گرفتار کر لینا اور سمجھ جانا کہ یہ عیار ہین
قاقولہ اور مرغولہ گفتگوے بختک سنکے فی الفور دربار سے اُٹھکر اُسی بازار مین گئے دیکھا وہ سب فقیر بازار
مین بھجن گاتے ہوے چلے جاتے ہین قاقولہ اور مرغولہ نے کہا شاہ جی ہمنے آپکی تعریف اپنے بادشاہ سے جاکر
کی ہی وہ آپکی زیارت کا مشتاق ہی کئی لاکھ روپیہ اُسنے آپکی نذر کے واسطے خزانہ سے منگوا ے ہین جلد چلیے دیر
نہ کیجیے پہلے تو خواجہ نے خیال کیا یہ عیار ہین مکر کرتے ہین اسقدر زر کثیر یہانکا بادشاہ کبھی نہ دیگا بلکہ گرفتار
کر لیگا بختک نابکار اُسکے دربار مین موجود ہوگا پس وہان جانا اچھا نہین بعد ازان خواجہ نے یہ بھی تصور
کیا کہ شاید یہ عیار سچ کہتے ہون روپیہ بادشاہ نے خزانہ سے منگوایا ہو بلاکر ہمین ریدے اور گرفتار نہ کرے غرض خواجہ
بعد ایک لمحہ کے یہ خیال کرکے لطمع زر ا نسے کہا اچھا بابا فقیرونکو سامنے بادشاہ کے لے چلو قاقولہ اور مرغولہ خواجہ

کیونکر انکو رہا کرین بختک نے کہا اہل اسلام کے رہا کرنے کی تدبیر یہ ہی جلد مالک کو زندان سے بلاکر بالاے قلعہ زیر تیغ بٹھاؤ
اور برجی پر چڑھاؤ اور بہ آواز بلند اہل اسلام سے کہو کہ اگر تم قلعے مین آوگے تو ہم مالک اژدر کو مار ڈالین گے جس وقت اہل
اسلام مالک کو زیر تیغ دیکھین گے اور تمھاری یہ گفتگو سنین گے فی الفور در قلعہ سے ہٹ جاینگے طول مست نے
بختک کی راے پر عمل کیا اہل اسلام در قلعہ سے ہٹ گئے سلطان سعد نے فرودگاہ لشکر پر جاکر خواجہ عمرو کو بلاکر
کہا اے خواجہ اگر تم اس قلعے کو کسی تدبیر سے فتح کرا دو تو ہم تمکو تمام مال و زر اس قلعے کا دیدینگے خواجہ نے کہا اچھا
اس مضمون کا رقعہ لکھ دیجیے مہر اپنی کر دیجیے مین اس قلعے کو فتح کرا دونگا سلطان سعد نے رقعہ لکھدیا خواجہ نے
رقعہ کو زنبیل مین رکھکر سعید سیخ بلیغی اور گلباد وغیرہ آٹھ عیاروں کو بلاکر ایک خیمہ مین بیٹھکر باہم مشورہ کیا پھر سب
شکل تبدیل کر کے خیمہ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوے اور قلعے کے گرد پھرنے لگے کسیطرف سے راستہ ایسا نہ پایا
کہ کمند مار کر بذریعہ کمند داخل قلعہ ہون خواجہ وغیرہ تو گرد قلعہ پھر رہے تھے انھین تو ابھی زیر قلعہ فکر عیاری مین چھوڑا
جاتا ہے اور حال دیگر لکھا جاتا ہی وہ حال یہ ہی کہ قاقولہ اور مرغولہ کے دو سو عیار شاگرد تھے از انجملہ ایک عیار تھا
نام اسکا جمشید تھا چونکہ نوجوان تھا ایکروز وہ دختر قاقولہ سرو آسا کو دیکھکر عاشق ہو گیا تھا ہر چند تدبیرین
کرتا تھا مگر وصل سرو آسا کا میسر نہوتا تھا اس زمانہ مین جبکہ مالک کو قاقولہ نے بیہوش کیا تھا جمشید نے
عالم خواب مین ایک مرد بزرگوار کو دیکھا تھا اس مرد بزرگ نے جمشید سے کہا تھا اے جمشید تو شب و روز فراق
محبوب مین روتا ہی وہ تدبیر نہین کرتا ہی جس تدبیر سے تیری مراد بر آئے جمشید نے پوچھا اے مرد بزرگ وہ تدبیر کیا ہی
مرد بزرگ نے فرمایا وہ تدبیر یہ ہی کہ راہ نقب سے نکلکر بیرون قلعہ جا اول تجھسے خواجہ عمرو سے ملاقات ہوگی اُسے
مع اُسکے ہمراہیون کے راہ نقب سے قلعے مین لانا دین اسلام اختیار کرنا خواجہ سے اپنی آرزو بیان کرنا وہ عیار
بے مثل روزگار ہی تیری محبوبہ کو تجھ تک پہونچا دیگا مدعا تیرا بر آئیگا پیر مرد تو یون یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئے تھے
جمشید بیدار ہو کر ہنگام سحر قلعہ کی نقب مین داخل ہوا تھا بعد قطع راہ اسوقت نقب سے باہر نکلا کہ خواجہ عمرو
زیر دیوار قلعہ فکر عیاری مین کھڑے تھے جمشید نے زیر دیوار قلعہ آکر خواجہ کو جھک کے سلام کیا اور پوچھا کیا
تمہین خواجہ عمرو ہو خواجہ نے کہا مین عمرو نہین ہون تمھین عمرو سے کیا کام ہی اُسنے کہا کیونکر کہدون کہ تم خواجہ
عمرو نہین ہو مجھسے پیر مرد نے خواب مین کہا تھا کہ اول تجھسے خواجہ سے ملاقات ہوگی اگر تم خواجہ نہین ہو تو میرا
خواب جھوٹا ہی خواجہ نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ مکار نہین ہی کچھ تمسے فریب نکریگا یہ خیال کر کے خواجہ نے
کہا سچ تو یہ ہی کہ مین ہی عمرو ہون جمشید یہ سنتے ہی قدم خواجہ پر گرا اور تمام حال بینا اور خواب بیان کیا خواجہ نے
اُس سے اقرار کیا مین تیری محبوبہ کو تجھسے ملا دونگا جمشید یہ سنکے خوش ہوا عمرو نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خواجہ عمرو کو صحرا لیگیا اور دہنہ نقب دکھا کر کہنے لگا اسی راہ نقب سے قلعہ مین
چلیے خواجہ نے اسی جگہ بیٹھکر اپنی صورت ایک درویش کامل کی بنائی پھر ہر ایک عیار نے اپنی اپنی شکل فقیرونکی
بنائی خواجہ نے کسیکو دست پناہ دیا کسیکو تار لشت کسیکو چھتری اسیطرح ہر ایک عیار کو ایک ایک چیز دی سب
بالکے بنے خواجہ اُنکے مرشد بنے جمشید بھی فقیر کی صورت بنا جب سب عیار شکل اپنی اپنی تبدیل کر چکے گیروے
لباس زیب تن کیے بھبوت تمام جسم پر ملا خواجہ نے اکتارہ ہاتھ مین لیا پھر ہمراہ خواجہ کے سب نقب مین گئے
بعد قطع راہ نقب قلعہ مین جاکر نقب سے نکلکر شہر مین پھرنے لگے خواجہ اکتارہ بجا کر بھجن گانے لگے دیگر عیار
جو بالکے بنے تھے وہ بھی ہمراہ خواجہ کے ہم گانے لگے دوکاندار اور مردم بازاری نے بھجن سنکے پیسا کوڑی اتار دیا

اعدا کو قتل کرنے لگے اگر مترجم مفصل یہ لڑائی لکھے تو از حد طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جنگ مغلوبہ مین دست مالک اژدر سے شاہین
و عجفر بیت خان زرد ہا چشم زخمی ہوئے صدہا نامدار قتل ہوئے اہل اسلام نے ہزارون عدو کو قتل کیا کنارہ جیحون ایک
دریائے خون جاری ہوا آخر طول مست تاب جنگ نہ لا کر مع نوشیروان و بختک وغیرہ سوئے قلعہ بھاگا جلد
داخل قلعہ سمرقند ہو کر پل تختہ اٹھوا لیا قلعہ بخوبی تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اہل اسلام نے مظفر و منصور ہوکر
بارگاہ مین قیام کرکے دیگر اسباب شاہ سمرقند لوٹ لیا سلطان سعد نے مع جملہ لشکر قلعہ کا محاصرہ کیا طول مست
پریشان خاطر ہوا آخر بمشورہ نوشیروان و بختک اپنے دونون عیارونکو بلایا جب قاقولہ و رمغولہ عیار پیشہ
حاضر ہوئے طول مست آبلہ رونے انسے کہا تمنے ایک مدت سے ہمارا نمک کھایا ہی مالک نے ہمین بہت ستایا ہی
بہرام آپ باز ہے سردار لشکر کو قتل کیا ہی شاہین و عجفر بیت خان زرد ہا چشم کو زخمی کیا ہی تم اسے جا کر کسی تدبیر سے
بیہوش کرکے لے آؤ عیاران مذکور صورت بدلکر راہ نقب سے لشکر اسلام مین آئے قریب بارگاہ مالک پہونچکر ٹھہرے
جب شام ہونے لگی دو ملازم واسطے روشنی کرنیکے بارگاہ مالک اژدر کیطرف چلے اثنائے راہ مین قاقولہ و رمغولہ نے
انھین اپنے قریب بلاکر حباب بیہوشی مار کر انھین تو ایک گوشے مین ڈالدیا اور آپ انکی صورت رنگ و روغن سے بنا کر
داخل بارگاہ مالک اژدر ہوئے کنول و مردنگین وغیرہ صاف کرکے شمعہائے مومی و کافوری روشن کین اور بہت سے
پروانے انکے پرونپر بیہوشی ملکر اور چھڑک کر چھوڑے پروانے شمع پر گرے گرتے ہی جلنے لگے دھوان جو انکا دماغ مالک
وغیرہ مین پہونچا سبکو چھینکین آئین ہر ایک بیہوش ہوگیا قاقولہ اور رمغولہ عیارون نے اور سردارونکو بیہوش پڑا رہنے
دیا فقط مالک اژدر کو چادر چیار مین باندھا قاقولہ نے پشتارہ اٹھا کر دوش پر رکھا رمغولہ نے اسلحہ مالک کا اٹھا لیا پھر پشت
بارگاہ کی طرف جاکر خنجر سے قنات بارگاہ کی چاک کرکے بارگاہ سے نکلکر لشکر اسلام سے چلے بعد قطع راہ جب دہنۂ نقب پر
پہونچے راہ نقب سے داخل ہوئے اور روبرو طول مست جاکر پشتارہ مالک کا دوش سے رکھکر قاقولہ
عرض کرنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ ملاحظہ کر پشتارہ کھولکر دیکھ لیجیے ہم مالک اژدر کو موافق حکم بیہوش کرکے لے آئے ہین
طول مست نے خوش ہوکر کہا اب اسکو طوق و زنجیر مین گرفتار کرو عیارون نے بموجب حکم سلاسل مین گرفتار کیا
بختک نے کہا اے طول مست مالک اژدر کو قتل کر ڈال قید نکر سرداران لشکر طول مست نے کہا ابھی قتل کرنا
مالک اژدر کا اچھا نہین ہی اہل اسلام نے ابھی تو قلعہ کا محاصرہ کیا ہی جب خبر قتل مالک وہ سنین گے فورًا در قلعہ
توڑکر قلعہ مین چلے آئین گے ہم سبکو قتل کر ڈالین گے طول مست نے سردارونسے کہا تم سچ کہتے ہو یہ کہکر مالک کو
زندان مین قید کیا ہنگام صبح جب ان سردارونکو ہوش آیا جو بارگاہ مالک مین بیہوش ہوئے تھے انھون نے جو
مالک کو بارگاہ مین نہ دیکھا بادشاہ لشکر اسلام سے کہا یہ خبر سنکے جملہ سردار و عیار مشوش ہوئے وہ دونون آدمی جنھین
قاقولہ اور رمغولہ نے بیہوش کیا تھا وہ بھی ہوشیار ہوکر لشکر مین آئے کیفیت اپنی بیان کی آخر عیارونے بارگاہ مین
آکر دیکھا نشان پائے عیاران زمین پر پائے قنات کو خنجر سے چاک دیکھا یقین ہوا مالک کو عیار بیہوش کرکے
لیگئے ہین جب سلطان سعد کو یہ احوال معلوم ہوا برہم ہوکر حکم دیا جملہ مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم سب
مسلح ہوئے سلطان سعد نے طبل یورش بجوا کر قلعہ پر حملہ کیا طول مست گھبرایا گولہ اندازون کو حکم دیا
گولے مارو گولہ انداز گولے مارنے لگے اکثر سواران لشکر اسلام توپ کے گولون سے ہلاک ہونے لگے سرداران لشکر
اسلام گولونسے بچتے ہوئے قریب خندق پہونچے چاہا کہ خندق سے گذر کر در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہون اسوقت
طول مست از حد گھبرایا بیتابی و اضطراب مین بے اختیار کہنے لگا یارو اب مین کیا کرون اہل اسلام در قلعہ تک آگئے

مالک نے اپنے مرکب کا تنگ کھولکر مرکب کو دریا مین ڈالا مرکب پیر کر بہرام آب باز کے روبرو پہونچا بہرام آب باز نے
پھر نیزے کو گردش دیکر نیزہ مالک اژدر پر لگایا مالک نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شرارے
نکلے آب جیحون مین گرے بعد دستے ضرب نیزہ کے مالک اژدر نے بھی نیزہ اسکے پہلو پر مارا اُسنے بھی نیزہ کو لیکن سینہ
گرمی روکا اسیطرح نادر جنگ ہوئی اُدھر سے سلطان سعد اور جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ جنگ دیکھ
رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے ادھر سے طول مست آبلہ رو وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے جب بہرام آب باز
نیزہ کا وار کرتا تھا طول مست بے اختیار اچھلکر باواز بلند اُسکی تعریف کرتا تھا تحت اپنے دل مین کہتا تھا اب
تھوڑی دیر مین عوض پاس خوشی کے طول مست آبلہ رو دیگا بہرام آب باز مالک اژدر کے ہاتھ سے مارا جائیگا
ہرگز جانبر نہ ہوگا خشمناک اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر نے ایک بند نادر نیزہ کا باندھکر مرکب کو آگے بڑھایا
بہرام نے ہرچند زور کیا مگر نیزہ ہاتھ سے نکلگیا سنان نیزہ مثل برق چمکتی ہوئی آب جیحون مین گری بہرام آب باز
کے ہاتھ سے جو نیزہ نکلگیا ہمہ تن غرق بحر انفعال ہوا پھر غضبناک ہوکر شمشیر آبدار کھینچکر سر مالک پر لگائی مالک نے
شمشیر سپر پر روک کر خود بھی تلوار اُس نابکار پر لگائی ہرچند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر کاسہ سر مین
درآئی پھر گلو وصدر و جگر کو کاٹتی ہوئی زین فرس پر پہونچی وہانسے جو بڑھی زیر تنگ مرکب جا کر خون نجس بہرام کو آب
جیحون مین دھوکر صاف و پاک ہوکر نکلی بہرام آب باز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر آب جیحون مین گرا خون اُس
نابکار کا پانی مین ملگیا سوسمار و نہنگ وغیرہ جانوران آبی اُس نابکار کے قتل ہوتے ہی دوڑے اور ٹکڑے اُسکے
تن نجس کے برغبت تمام کھا گئے اہل اسلام بہرام آب باز کے قتل ہونے سے خوش ہوئے طول مست کو صدمہ ہوا اُس وقت
ہمراہیان بہرام یعنے لشکریان بہرام آب باز نے تنگ مرکبون کے کھولکر زندگی سے تنگ ہوکر یکبارگی گھوڑے دریا
مین ڈالکر قریب مالک اژدر پہونچے اور نیزہ و گرز و شمشیر سے لڑنے لگے یہ حال دیکھکر مردمان لشکر مالک نے بھی فی الفور
مرکبون کے تنگ کھولکر فرس اپنے تا آب جیحون مین ڈالدیے اور قریب فوج عدو پہونچکر درمیان جیحون مین تلوارین کھینچکر اعدا کو
قتل کرنے لگے لڑائی ہونے لگی لاش پر لاش جوانونکی دریا مین گرنے لگی جانوران آبی خوش ہوکر گوشت جوانونکا کھانے لگے
شکر رزاق مطلق کرنے لگے اُسوقت جیحون مین ایسی خونریزی ہوئی کہ آب جیحون کثرت خونریزی سے سرخ ہوگیا سر جوانونکے
جیحون مین حباب آسا نظر آنے لگے لاشے مانند کشتیونکے بہنے لگے جانوران آبی گوشت جوانان مقتول کا کھاتے کھاتے سیر
ہوگئے درمیان جیحون تو جنگ ہو رہی ہے ادھر سلطان سعد نے صد ہا ناؤ اور ڈونگیان ملاحونسے طلب کرکے آب جیحون
مین جا بجا کرکے پل ناؤ ونکا باندھا مع کل لشکر دریا سے عبور کرکے طول مست کو قتل کیجیے طول مست نے یہ حال دیکھکر اپنے
لشکر کے جوانونکو حکم دیا تیر بارو پل ناؤ ونکا نہ بننے دو تیر انداز مثل تیر و تفنگ برسانے لگے اہل اسلام زخمی ہونے لگے
درمیان دریا مین مالک اژدر جملہ اعدا کو قتل کرکے اُس کنارہ پر مع اپنے لشکر کے پہونچے نوشیروان یہ حال دیکھکر گھبرایا
نہایت پریشان خاطر ہوا طول مست آبلہ رو تمام اپنی فوج لیکر حملہ آور ہوا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی سلطان سعد
نے وقت فرصت پاکر اس خیال سے ناؤ ونکا پل درست کروایا کہ باسانی لشکر گذر جائے یہان ناؤ ونکا پل درست ہوا تھا
اہل اسلام نے قصد عبور دریا کیا تھا ناگاہ شاہین اندر شغر بیشہ خان اژدہا چشم وغیرہ کو جو صلصال نے بدلہ مرد طول
نے بھیجا تھا عین وقت جنگ مغلوبہ پہونچے شریک جنگ ہوئے سرداران لشکر اسلام پر حملہ آور ہوئے بازار
جنگ گرم ہوا تلوار چلنے لگی یہ احوال دیکھکر سلطان سعد نے حکم کیا جلد تر دریا سے عبور کرکے دشمن کے لشکر پر حملہ
کرو یکبار حسب حکم جملہ سرداران لشکر اور لشکری ہمراہی بادشاہ لشکر اسلام ناؤ ونکے پل پر سے گذر کر کنارہ دریا پہونچکر تلوارین کھینچکر

اٹھا عرض کیا مین بغیر درستی جسر جیحون کے اہل اسلام سے لڑونگا آپ بہ ستہ نام پر طبل جنگ بجوائیے طول مست آبلہ روے حاکم سمرقند نے متحیر ہوکر پوچھا اے بہرام آب باز بغیر تیار ہوئے جسر کیونکر لڑوگے اُسنے عرض کیا مین تو کوئی تدبیر کرونگا دریا مین بارہا مین نے جنگ کی ہے اسمین کیا کمال حاصل ہے طول مست آبلہ روے نے کہا میرے ذہن مین مطلق نہین آتا ہے کہ تو کسطرح درمیان دریا اہل اسلام سے مقابلہ کریگا یہ دریا وہ ہے کہ ظلماسپ ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی وغیرہ مع جسر بہہ گئے کسی کا کچھ پتا نہ ملا بہرام آب باز نے عرض کیا اے بادشاہ اس تدبیر سے مین لڑونگا کہ ایک زنجیر آہنی گران وزن اس کنارہ سے اُس کنارہ تک بذریعہ غواصان دریا کے پہونچا کر دونون جانب زنجیر کو کنارہ ہاے دریا پر میخہاے آہنی مین بندھوا دونگا اور زنجیر مذکور مین دو دو ہاتھ کے پیپے انمین سیسہ بھروا کر نصب کرا دونگا زنجیر زور آب دریا سے نہ بہیگی اور درمیان دریا حریف بھی بہنے سے محفوظ رہیگا اگر زور آب جیحون سے مین یا حریف بہونگا بھی تو زنجیر روک لیگی بہنے نہ دیگی طول مست یہ تقریر اسکے سردار لشکر کی سنکے خوش ہوا اور کہا تو نہایت عقلمند ہے یہ کہکر ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جسر جیحون مجھے منظور نہین ہے اور مین آپکو اجازت بنانے کی نہین دیتا ہون لیکن مین آپ سے لڑونگا جب نامہ تیار ہوا طول مست نے بھی اسیطرح سر تیر مین نامہ ڈورے سے لپیٹ کر چلا کر کمان مین رکھکر وہ تیر لشکر اسلام کے ایک خیمے پر مارا بر خیمہ پہ آکر گرا اہل اسلام اُس تیر کو اٹھا کر خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین لے گئے سلطان سعد نے نامہ پڑھکر سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ طول مست آبلہ روے لکھتا ہے بغیر تیار ہونے پل کے مین لڑونگا مجھے حیرت ہے کیونکر لڑیگا کیا تدبیر کریگا سرداران لشکر نے عرض کیا ہمارے بھی ذہن مین یہ امر نہین آتا ہے سلطان سعد تو سرداران لشکر اسلام سے ہمکلام تھے ناگاہ اُدھر طول مست آبلہ روے بموجب کہنے بہرام آب باز کے پیپے اور زنجیر بہم پہونچا کر جسطرح بہرام آب باز نے تدبیر بتائی تھی اُسی طرح اُس کنارہ سے اِس کنارہ تک زنجیر دریا مین ملازمان طول مست آبلہ روے نے ڈالدی صبح سے شام تک زنجیر کا بند و بست ہوگیا ہنگام شب طول مست نے بنام بہرام آب باز طبل جنگی بجوایا سلطان نے خبر نواخت طبل جنگی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم ملازمون نے نقارۂ سکندری پر چوب لگائی زمین تھرائی دریا مین جزر و مد زیادہ تر ہوا جانوران آبی صداے نقارۂ سکندری سنکے خائف ہوکے سوس اور گھڑیال و مگر اور مچھلیان وغیرہ اُس جگہ سے سب بھاگ کر دور نکل گئے تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری ہوئی ہنگام سحر بہرام آب باز ایک مرکب پر قوت و توانا پر سوار ہوکر درمیان بحر کے بذریعہ زنجیر آہنی آکر ٹھہرا اُدھر بھی حملۂ اہل اسلام مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر صف آرا ہوے تھے کہ بہرام آب باز نے مرد میدان طلب کیا جلاب فرنگی ہواخواہ علمشاہ نوجوان فوراً صف لشکر سے نکلکر سلطان سعد سے اجازت حرب لیکر بذریعہ زنجیر مذکور اُسکے روبرو گیا اور گھوڑے کو روک کر ٹھہرا گھوڑا پیرنے لگا بہرام آب باز نے نیزہ کو گردش دیکر اسطرح نیزہ سینۂ جلاب فرنگی پر لگایا کہ سنان نیزہ سینۂ جلاب فرنگی کے پار گذر گئی جلاب فرنگی مرکب سے آب جیحون مین گرکے غرق دریاے فنا ہوا مرکب اُسکا پیر کر لشکر اسلام مین آیا بہرام نے پھر مبارز طلب کیا مالک اژدر نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر خدمت سلطان سعد مین جاکر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ لشکر نے فرمایا اے مالک اژدر تم اس نابکار کے مقابلہ کیواسطے نہ جاؤ اور کوئی بہادر اس سے لڑنے جائیگا مالک نے عرض کیا مجھی کو جانے دیجیے مین اس نابکار کو قتل کرونگا خون جلاب فرنگی کا عوض لونگا سلطان سعد نے مجبور ہوکر اجازت جنگ دی

مقابلہ کرے لیس وہی پہلوان ہمراہی دیگر پہلوانان قوی ہیکل ہنگام سحر براے تفریح طبع شہر مین نکلتا ہو اسوقت وہی پہلوان
راہ سے گذرا اُسکی مردمان بازاری تعریف کر رہے ہین یہی باعث شور وغل کا ہو ہمارے ملک کا جو بادشاہ ہو اُسنے
آذرشاہ مرحلین تبریزی اور پہلوان بدیع کو بعزت وحرمت اپنے شہر مین مقیم کیا ہو اور یہ وعدہ کیا ہو کہ ایک پہلوان سے
کشتی ہوگی دیکھیے کب کشتی ہوتی ہو امیر باتوقیر واسطے دیکھنے پہلوان بدیع کے اُٹھے تھے کہ پہلوان بدیع اس بازار سے
کسی اور جانب چلا گیا امیر نے کرب غازی وغیرہ سے کہا جبتک بدیع کی کشتی نہ دیکھ لونگا اس شہر سے نہ جاونگا کرب
اور فرامرز مغربی نے عرض کیا ہمین بھی اشتیاق کشتی دیکھنے کا ہو غرض امیر اسی سرا مین قیام پذیر ہین انشاء اللہ حال
امیر باتوقیر وغیرہ کا آیندہ لکھا جائے گا

داستان ہبتال بہرام آب باز کا آب جیحون مین سرداران لشکر اسلام سے اور قتل ہونا اُسکا پھر آنا شاہین اور عفریت عمان اژدہا چشم کا عین جنگ مغلوبہ مین اور قلعہ بند ہونا طول مست آبلہ روے وغیرہ کا اور بیان احوال عیاری قافوز دمر غولہ و جمشید و خواجہ عمر و دیگر عیاران لشکر اسلام کا بیان کیجاتی ہو

راویان عالی طبیعت نے اس داستان کو یون ظاہر کیا ہو کہ جب جسر جیحون ہنگام جنگ ٹوٹ گیا اور پانی مین گر گیا
ہر چند سلطان سعد اور طول مست آبلہ روے نے فرامرز عاد مغربی اور امیر اور طہماسپ ترک جخندی
وغیرہ کی جستجو کی مگر کوئی بہادر نہ ملا جب طول مست آبلہ روے کو یقین ہوا کہ طہماسپ ترک جخندی آب جیحون
مین ڈوب کر مر گیا جستجو سے طہماسپ ترک جخندی سے باز آکر مع غنیم دیگر ین کنارہ جیحون مقیم ہوا اور سلطان سعد
جستجو سے امیر باتوقیر وغیرہ کر کے آبدیدہ ہو کر خواجہ زادگان بزرجمہر سے پوچھا کیا امیر باتوقیر اور کرب غازی اور
لندھور وغیرہ سے ملاقات ہوگی یا نہین اور یہ سب زندہ ہین یا آب جیحون مین ڈوب کر ہلاک ہو گئے خواجہ زادون نے
موافق قاعدہ علم رمل زائچہ کر کے خوب غور و فکر کر کے کہا حمزہ صاحبقران وغیرہ زندہ ہین انشاء اللہ آپسے ملاقات
ہوگی کچھ رنج وغم نہ کیجیے بادشاہ لشکر اسلام و سرداران لشکر خواجہ زادون کے کہنے سے مطمئن ہوے پھر
سلطان سعد کنارہ جیحون قیام پذیر ہوے اور کئی بارگاہین اور خیام ایستادہ کیے گئے لشکر ظفر اثر اُترا
بادشاہ لشکر اسلام نے چند روز تک انتظار حمزہ صاحبقران کر کے ایک نامہ طول مست آبلہ روے کو اس
مضمون کا لکھا کہ اے طول مست جسر جیحون ٹوٹ گیا ہو ادھر ہمارا لشکر ہو ادھر تمھاری فوج ہو بیچ مین جیحون حائل
ہو منظور یہ ہو کہ یا تو تم ہماری اطاعت کرو یا ہمسے لڑو لیس لازم ہو کہ یا تم اس دریا کا پل بنوا لو یا ہم اس نہر کا پل بنوا دین
اگر اطاعت ہماری کرو اور مسلمان ہو تو فبہا ورنہ ہمسے لڑو کبتک ہم اس کنارے پر مقیم رہین جانا ہمین سوے
ترکستان ہو درمیان مین تمھارا ملک واقع ہو بہر صورت تمسے فیصلہ کرنا ضرور ہو لازم ہو کہ بمجرد پہونچنے ہمارے
نامے کے جو منظور ہو جواب دو جب نامہ تحریر ہو چکا سلطان سعد نے سر نامہ پر اپنی مہر کر کے سر تیر مین وہ نامہ
رشتہ سے باندھکر چلہ کمان مین رکھکر سوے لشکر طول مست آبلہ روے وہ تیر لگایا تیر نزدیک لشکر طول مست
آبلہ روے مین جا کر گرا مردمان لشکر تیر مین نامہ بندھا ہوا دیکھکر اُس تیر کو اُٹھا کر روبروے طول مست
آبلہ روے لیگئے اور عرض کرنے لگے یہ تیر لشکر اسلام سے یہان آکر گرا ہو طول مست آبلہ روے نے تیر سے
نامہ کھولکر پڑھا پھر نوشیروان کو وہ نامہ دیا اور پوچھا کیا جواب اس نامہ کا دیا جاے نوشیروان نے اور بختک
نے کہا پل کا بنوانا کسیطرح اچھا نہین ہو اہل اسلام دلیرانہ اسطرف چلے آوینگے اور ہمین قتل کر ڈالینگے طول مست
نے پوچھا پھر لڑائی کیونکر ہوگی ہنوز بختک اور نوشیروان کچھ کہنے نہ پاے تھے کہ بہرام آب باز نے

جیحون پر مجھے لیجل باشقر اب دریا کو طے کرتا ہوا جنوبی تمام پھرتا ہوا بعد چھ پہر کے بہنگام سحر کنارہ دریا آیا چونکہ امیر باتوقیر
اور کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی چھ پہر دریا میں رہے تھے کثرت گرسنگی سے سب لوگونکو غش آگیا
بعد پہر بھر کے امیر کو غش سے افاقہ ہوا پھر کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی ہوشیار ہوا ہر ایک کا حال کثرت
گرسنگی سے ابتر تھا ضعف کا غلبہ تھا ناگاہ بقدرت رزاق مطلق ایک ماہی گیر آیا جیحون میں اسنے جال ڈالا کئی مچھلیاں
بڑی بڑی اسکے جال میں آئیں حمزہ صاحبقران نے قیمت دیکر اس ماہی گیر سے وہ مچھلیاں لیں پھر کرب غازی نے
صحرا سے کچھ لکڑیاں جمع کر کے ماہی گیر سے آگ لیکے لکڑیاں جلائیں اور مچھلیوں کے کباب بنائے جب کباب تیار ہوے امیر نے
طہماسپ ترک خجندی سے کہا ای بہادر یہ کباب ماہی موجود ہیں اگر دل چاہے تو کھاؤ طہماسپ ترک خجندی نے اسوقت
خیال کیا اول تو صاحبقران نے احسان کیا ہو غرق ہونے سے مجھے بچایا ہی دوسرے دین انکا اچھا ہی یہ خیال کر کے
طہماسپ ترک خجندی قدم امیر پر گرا اور کہنے لگا ای امیر باتوقیر میری خطا عفو کیجیے میں آپکے سردار لشکر فرامرز کے
ساتھ تھا اب مجھے کلمہ پڑھائیے مسلمان کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہو کر سر اسکا اپنے سینے سے لگایا کلمہ پڑھایا خطا اسکی
عفو کی طہماسپ ترک خجندی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر کباب ماہی لیکر ہمراہ امیر اور کرب غازی کے کھانے لگا
جب امیر وغیرہ کباب کھا چکے اور پانی پی چکے اسی ماہی گیر سے پوچھا یہاں سے سمرقند کتنی دور رہی اسنے کہا بہت دور ہی امیر نے پھر
پوچھا یہاں نزدیک کوئی شہر بھی ہی اسنے کہا ہاں آگے بڑھکر ایک شہر قیطاسیہ ہی امیر اسی شہر کیطرف چلے تھوڑی راہ
طے کی کہ سامنے ایک کوہ نظر آیا امیر نے دیکھا کہ فرامرز اس کوہ پر کھڑا ہی امیر اسے دیکھکر خوش ہوے اور یہ آواز بلند کہا
ای فرامرز یہاں آؤ فرامرز مع دو مرکبوں کے کوہ سے اترا جب قریب آیا امیر نے پوچھا تم کوہ پر کیونکر پہونچے اسنے
بعد تسلیم عرض کیا ای امیر باتوقیر جب پل جیحون کا پانی میں گرا میں بھی آب جیحون میں گرا تھا مرکب پر سوار تھا اور مرکب کرب
پیرتا ہوا جاتا تھا سنگ ہیرے مرکب اور اس مرکب کا بقدرت خدا ٹوٹ گیا تھا پہلے مرکب کرب غازی کا دریا سے نکلکر
سوے صحرا جاکر اس پہاڑ پر گیا بعدہ میں دریا سے نکلکر واسطے ارش گل اندام سکندری کے کوہ پر گیا تھا امیر تقریر فرامرز
سنکے خاموش رہے کرب غازی اپنے مرکب ارش گل اندام سکندری کے ملنے سے خوش ہوا پھر کرب غازی نے حال
طہماسپ ترک خجندی بیان کیا فرامرز حارث مغربی کو جب معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہوا ہی دوڑکر اس سے گلے ملا امیر بہادران
غضنفر کو ہمراہ لیکر صحرا نورد ہوے راہ صحرا میں نہایت صعوبت اٹھائی بعد دو روز کے آبادی نظر آئی امیر شہر میں پہونچکر
سرا میں مقیم ہوے بعد اکل و شرب برائے سیر شہر ہمراہ کرب غازی وغیرہ چلے شہر نہایت آباد دیکھا بازار میں پاکیزہ نظر
آئیں ہر دوکاندار ونکو دیکھا دوکانوں پر ہر قسم کی چیزیں اور اسباب انواع و اقسام کا لیے بیٹھے ہیں خریدار ونکے ہاتھ بیچ
رہے ہیں جب بازار سے آگے بڑھے دیکھا عمارتیں پختہ اور بلند ہیں سڑکیں صاف اور درست ہیں غرض امیر تھوڑی دور
جاکر کچھ سیر شہر کر کے پھر سرا میں آئے شب بھر سو رہے صبح کو بیدار ہوے صاحبقران وغیرہ نے وضو کر کے
نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز سحر امیر باتوقیر بیٹھے تھے آفتاب طلوع ہو چکا تھا بازار میں شہر مردم سے بھری ہوئی
تھیں دوکاندار دوکانوں پر بیٹھے تھے ناگاہ شور و غل ہوا امیر نے اہل سرا سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی انھوں نے کہا کئی
روز ہوے ہیں اس شہر میں ایک بادشاہ آیا ہی ہمراہ اسکے ایک پہلوان ہی اطراف ایران سے آیا ہی اسکے پاس ایک
کاغذ ہی اس کاغذ پر کچھ لکھا ہی اور بہت سی مہریں ہیں بادشاہ کا نام آذر چین شاہ تبریزی ہی اور پہلوان کا نام
بدیع ہی ہمنے سنا ہی یہ چین شاہ یہاں اسواسطے آیا ہی کہ یا تو بدیع پہلوان سے کوئی پہلوان اس ملک کا کشتی لڑے
نہیں تو بادشاہ یہاں کا اسی کاغذ پر مہر کر دے یا یہ لکھدے کہ ہمارے ملک میں کوئی پہلوان ایسا بہادر نہیں ہی کہ بدیع پہلوان سے

تو اسلئے علمشاہ نے بفتح و فیروزی مراجعت کی اور صحبت جشن آراستہ فرمائی لیکن اب حال یہاں کا یہ ہے کہ اژدر
خان نے اپنے عیار گریا کو بلا کر کہا کہ اگر تو علمشاہ کو گرفتار کر لا تو کل مطلب دلی میرا حاصل ہو جائیگا یہ عیار
وہاں سے روانہ ہوا دیکھا کہ علمشاہ اپنے سرداروں سے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں شمعہا سے موی و کافوری
جابجا کنول اور مردنگ میں روشن ہیں گریا نے بڑی پروانوں کے پروں پر خوب بیہوشی ملکر اور چھیڑکر
انکھیں اڑایا پروانے شمعوں پر گرے جلکر خاک ہوئے وہ دھواں جو ان پروانوں کا دماغ علمشاہ میں اور دیگر
سرداروں کے دماغ میں پہونچا سبکو چھینک آئی اور ہر ایک بیہوش ہو گیا گریا نقب سے نکلکر علمشاہ کو چادر
عیاری میں باندھکر پشتارہ اٹھا کر راہ نقب سے باہر آکر سوئے لشکر روانہ ہوا جب سامنے اژدر خان کے
پہونچا پشتارہ دوش سے اتار کر سامنے اژدر خان کے رکھدیا گریا نے بموجب حکم اژدر خان کے علمشاہ
کو گرفتار کیا اژدر خان نے کہا اب علمشاہ کو حفاظت سے رکھو کر صبح کو جو مناسب ہوگا کرونگا گریا نے ایسا ہی
کیا جب صبح ہوئی علمشاہ کو ہوش آیا اپنے تئیں گرفتار دیکھا ادھر خسرو خاوری نے صبح کو بارگاہ میں علمشاہ
کو نہ پایا بارگاہ میں ہر طرف دیکھنے لگا تو خیمہ بارگاہ میں دہنہ نقب کا نظر آیا اسوقت خسرو خاوری کو معلوم ہوا
کوئی عیار راہ نقب سے علمشاہ کو بیہوش کر کے لیگیا خسرو خاوری کو صدمہ و رنج بدرجہ کمال ہوا ابھی خسرو بارگاہ
علمشاہ میں تھا کہ اژدر خان فوج ہمراہ لیکر لشکر خسرو خاوری پر حملہ آور ہوا اسوقت خسرو خاوری نے
سرداران لشکر اور جملہ لشکریونکو بارگاہ علمشاہ سے نکلکر حکم دیا جلد مسلح ہو سردار و لشکری مسلح ہو کے گھوڑوں پر سوار ہوئے
فرزندان خسرو خاوری بھی مسلح ہو کر مرکبوں پر بیٹھے اتنی دیر میں مردمان فوج عدو آکر لشکر خسرو خاوری پر گرے
فرزندان خسرو خاوری وغیرہ لڑنے لگے آخر بعد تھوڑی دیر کے خسرو خاوری تاب مقابلہ نہ لا کر اپنے قلعہ میں جا کر
قلعہ بند ہوا اژدر خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور علمشاہ نوجوان کو قفس آہنی میں بند کر کے اس قفس کو ایک ٹیلے پر لٹکا دیا

داستان بیمثال حمزہ صاحبقران و کرب غازی و طہماسپ ترک خجندی و فرامرز عاد مغربی وغیرہ بیان نجاتی کی

راوی خوش مقال اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب طہماسپ ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی
بسبب ٹوٹ جانے پل جیحون کے آب جیحون میں گر پڑے تھے اور صاحبقران اور لندھور اور کرب غازی
واسطے نکالنے فرامرز عاد مغربی کے جیحون میں اتر پڑے تھے اور زور و شور آب جیحون سے مرکب سواران مذکور کو
لیکر بہہ گئے تھے سلطان سعد اور طفل مست آبلہ روے نے روشنی کرا کے جال دریا میں ڈلوائے تھے
تو کوئی بہادران مذکور سے جال میں نہ نکلا تھا یہاں سب کنارہ دریا مترددو متفکر تھے لیکن حمزہ صاحبقران اور
کرب غازی اور لندھور جو دریا میں اتر پڑے تھے زور آب جیحون سے دور تک بہہ گئے تھے طہماسپ ترک
خجندی اور کرب غازی دونوں غوطے کھا رہے تھے حمزہ صاحبقران نے قریب تر انکے جا کر اول طہماسپ ترک
خجندی سے کہا اے بہادر نہ گھبرانا میں آپہونچا جلد میرے مرکب کی رکاب تھام لے طہماسپ ترک خجندی نے بائیں
جانب کی رکاب تھام لی پھر امیر با توقیر نے کرب غازی سے کہا اے کرب غازی تم بھی رکاب پکڑ لو کرب غازی نے
بھی داہنے جانب کی رکاب پکڑ لی اسوقت امیر نے پوچھا تمہارے گھوڑے کیا ہوئے کرب غازی و طہماسپ ترک
خجندی نے عرض کیا ہمارے مرکب بہہ گئے نہیں معلوم بہکر کہاں گئے اسی وجہ سے ہم ڈوبتے تھے کہ آپ تشریف لائے
آپکی وجہ سے غرق ہونے سے بچ گئے حمزہ صاحبقران نے پوچھا فرامرز عاد مغربی اور لندھور کی جستجو کی ہر چند جیحون
میں کہیں ڈوبتے ہوئے نہ دیکھا امیر کو صدمہ ہوا آخر آشفتہ دل و بیقرار ہو کے زبان حق ترجمان سے فرمایا اے [illegible]

کی پشت پر لکھدیا ہمین تمسے صلح کرنا منظور نہین ہی علم صلصال کا یہ ہو کہ بانیون کے سر کاٹ کے لے آؤ گے ہم تعمیل
حکم کرینگے نامہ بر جواب نامہ لیکر خدمت علمشاہ مین آیا نامہ دیا علمشاہ نے پشت نامے پر جو عبارت لکھی تھی
پڑھی پھر خسرو خاوری سے کہا دیکھیے مین نے یہ نامہ لکھا تھا اردشیر خان نے یہ جواب دیا ہی اگر وہ
آمادہ جنگ ہی تو کچھ اندیشہ نہین ہی بحول و قوت الٰہی مین انکو خاور سے بھگا دونگا ابھی علمشاہ خسرو
خاوری سے یہ کہہ رہے تھے رات ایک پہر سے زیادہ نہ گذری تھی کہ اردشیر خان نے طبل جنگ بجوایا
ہرکارون نے خبر نواخت طبل جنگی خسرو خاوری سے آکر عرض کی علمشاہ نے خسرو خاوری سے کہا
آپ بھی نقارۂ جنگی بجوائیے کچھ تامل نہ کیجیے خسرو خاوری نے نقارۂ حربی بجوایا شب بھر دونون لشکرون
مین سامان جنگ ہوا ہنگام صبح اردشیر خان میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان جنگ صف آرا ہوا
اسطرف سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور علمشاہ وغیرہ کے میدان مصاف مین جا کر صف آرا ہوا
بعد صف آرائی نقیبان خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے بیچ میدان مین آکر جوانون سے مخاطب
ہو کر کہنے لگے ای بہادرو یہ وقت کارزار ہی لازم ہی کہ دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑو قدم جنگگاہ سے
نہ اٹھاؤ نقیب یہ کہکر میدان سے ہٹ گئے اردشیر خان نے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آکر مرکب کو روک کر
پکارا ای خسرو خاوری کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلے کیواسطے جلد بھیج علمشاہ فوراً خسرو خاوری سے
رخصت ہوکر اسکے سامنے گئے اردشیر خان نے واسطے تگاور کے اپنے مرکب کو بڑھایا ادھر سے علمشاہ نے
اپنے فرس کو بڑھایا جب تگاور ہوئی سب نے دیکھا سات قدم مرکب اردشیر خان کا پیچھے ہٹا
ایک قدم فرس علمشاہ پسپا ہوا اردشیر خان نے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر
علمشاہ نوجوان پر لگایا علمشاہ نے تیغ کو اپنی سپر پر روکا شمشیر آبدار سپر حریف پر لگائی ہر چند اسنے
سپر اٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کر سر اردشیر خان مین در آئی تا دو ابرو اتر آئی تھی کہ اردشیر خان
نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی اردشیر خان خون مین تر ہو گیا زخم سر سے لہو بکثرت نکلنے لگا یہ
احوال دیکھکر صعب خان اور بلب خان وغیرہ کل لشکر کو لیکر علمشاہ پر حملہ آور ہوے کچھ سوار اردشیر خان
کو رو برو سے علمشاہ سے ہٹا کر علیحدہ لیگئے ادھر سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور تمامی مردان
لشکر کے بڑھا جب دونون لشکر ملگئے جوانان ہر دو لشکر تلوارین کھینچکر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے
لگی لاش پر لاش جوانونکی گرنے لگی عین جنگ مغلوبہ مین علمشاہ لڑتے ہوے سامنے صعب خان کے
پہونچے اسنے سر علمشاہ پر گرز مارا علمشاہ نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر ہاتھ اسکا مروڑ کر گرز چھین کر شمشیر آبدار
اسکے سر پر لگائی تلوار سپر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی تھی کہ صعب خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی علمشاہ نے
پھر چاہا تھا کہ تلوار اسکی کمر پر لگا کر دو ٹکڑے حریف کے کرین ناگاہ سیکڑون سوار گھوڑے اٹھا کر درمیان
مین آگئے خود قتل ہوے صعب خان کو قتل ہونے سے بچایا علمشاہ لڑتے ہوے سیکڑون سوارونکو قتل
کرتے ہوے بڑھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ بلب خان سامنے نظر آیا علمشاہ نے اسکی طرف گھوڑا بڑھایا
بلب خان نے تیغہ مارا علمشاہ نے تیغ کو سپر پر روکا شمشیر آبدار اسکے سر پر لگائی بلب خان نے ہر چند
سپر اٹھائی مگر تلوار سپر کو کاٹ کر اسکے سر پر جو گرتی تھی بقدر چار انگشت سر مین در آئی تھی کہ بلب خان نے دستانہ مارا تلوار
سر سے نکلگئی جب تین سرداران لشکر زخمی ہوے ادھر ہزارہا لشکری قتل ہو چکے اردشیر خان وغیرہ تاب مقابلہ

از بس بیسے سرمو نہ تھا اگر زرہ کو بے سر کے نکالدو اور ہمراہیان الیشنگ کی ناک اور کان کاٹ ڈالو بہ ملازمان
خسرو خاوری اسنے مجرد بے حکم علمشاہ الیشنگ اقاصی کے موئے ریش و سر اور مونچھین مونڈ کر
بارچہ سیاہ کر کے دربار سے نکالدیا اور اسکے ہمراہیون کی ناک اور کان کاٹ ڈالے الیشنگ اقاصی دربار
خسرو خاوری سے ذلیل ہو کر جب باہر گیا نالان و گریان سوئے ترکستان روانہ ہوا جب الیشنگ
اقاصی قلعہ یال خطا مین پہونچا زرہ خان سے تمام حال بیان کیا اپنے سر و ابرو و ریش و مونچھ ہمراہی کے
ناک اور کان کٹے ہوئے دکھائے زرہ خان نے خیال کیا اگر یہ حال صلصال بن دال سے بیان کرونگا
تو باعث اسکی ذلت و توہین کا ہوگا پس اس امر کو مخفی رکھنا چاہیے یہ خیال کر کے صلصال سے یہ احوال
بیان نہین کیا ایک روز ترک توسن یلدولاقی دربار صلصال مین گیا اور تمام حال الیشنگ اقاصی و دیگر
ہمراہیان کا بیان کیا ترک توسن یلدولاقی کو یہ نہ معلوم تھا کہ زرہ خان نے بخیال توہین صلصال یہ
واقعہ بیان نہین کیا ہے جب صلصال کو الیشنگ اقاصی وغیرہ کے احوال سے آگاہی ہوئی زرہ خان کو
بلا کر پوچھا تمنے یہ احوال ابتک مجھسے کیون نہین کہا زرہ خان نے عرض کیا مصلحتاً عرض نہین کیا تھا
باعث توہین حضور تھا صلصال کو غصہ آیا ملازمون سے کہا زرہ خان کو مارو ملازم بحکم حاکم
زرہ خان کو مشت و چوب مارنے لگے اسقدر مارا کہ زرہ خان قریب مرگ ہو گیا زمین پر
مانند ماہی بے آب تڑپنے لگا اسوقت ترک خطائی عیار نے دست بستہ عرض کیا ای شہنشاہ فلک
بارگاہ مین امیدوار ہون کہ اب خطا زرہ خان کی حضور عفو کرین صلصال نے ترک خطائی عیار کی
شفاعت سے جرم اسکا معاف کیا مردم زرہ خان کو اٹھا لیگئے علاج اسکا ہونے لگا بعد خطا معاف
کرنے زرہ خان کی صلصال بن دال نے غضبناک ہو کر اردشیر خان اور یلب خان اور صعب خان
وغیرہ کو بائیس ہزار سواران جرار دیکر کہا جلد سوئے خاور جاؤ اور خسرو خاوری اور علمشاہ کا سر کاٹ کر
میرے پاس لے آؤ آخر اردشیر خان وغیرہ لشکر لیکر روانہ ہوئے جب قریب خاور کے آئے
خسرو خاوری کو انکے آنے کی خبر ہوئی خسرو نہایت پریشان خاطر ہو کر علمشاہ سے کہنے لگا مین
اردشیر خان وغیرہ سے مقابلہ کر نہین سکتا وہ نہایت زبردست ہے اسوجہ سے اب قلعہ بند ہوتا ہون
جان اپنی انسے بچاتا ہون علمشاہ نے خسرو خاوری سے کہا آپ ہرگز قلعہ بند نہ ہوجیے لشکر
لیکر قلعے سے نکلیے میدان مصاف مین چلیے مین انسے مقابلہ کرونگا پہلے جہانتک ممکن ہوگا انسے صلح چاہونگا
اگر وہ نہ مانینگے تو لڑونگا خسرو خاوری نے کہا ای فرزند اردشیر خان وغیرہ سے لڑنا گویا صلصال
سے لڑنا ہے صلصال شہنشاہ ہے وہ ہمسے ہر طرح ملک و مال و فوج و لشکر مین بہت زیادہ ہے اسکی
شر سے بچنا بہتر ہے اس سے لڑنا خلاف عقل ہے علمشاہ نے جواب دیا آپ کچھ اندیشہ نکیجیے لشکر لیکر قلعے
سے نکلیے خداوند عالم ہماری آپکی مدد کریگا بالقول شخصے مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست
خسرو خاوری علمشاہ کے کہنے سے بیس ہزار سواران جرار لیکر مع علمشاہ قلعے سے باہر نکلا
اور بمقابلہ اردشیر خان وغیرہ فروکش ہوا علمشاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جنگ سے
بہتر صلح ہے لازم ہے کہ ہمسے نہ لڑو باہم صلح کرو غرض جب نامہ تیار ہوا بطریق حمزہ صاحبقران
ایلچی کو دیکر روانہ کیا نامہ برنے نامہ اردشیر خان کو دیا اردشیر خان نے نامے کو پڑھکر نامہ

پکارا فرہاد اقمشی گھر سے باہر آیا سواروں نے کہا چل تجھکو خسرو خاوری نے بلایا ہے فرہاد اقمشی خوف سے زرد
ہوا آخر بحکم حاکم روبرو خسرو خاوری حاضر ہوکر مجرا بجا لاکر ایک طرف دست بستہ کھڑا ہوا علمشاہ نے
موافق اسکی عزت کے اسے دربار میں بٹھا کر خلعت زر و جواہر دلوایا فرہاد اقمشی نے علمشاہ کو سمجھایا پھر
علمشاہ نے اسے رخصت کیا فرہاد اقمشی نہایت شاد و خرم اپنے مکان پر گیا اب علمشاہ تو سیر و تفریح جنت
و جنگل پر بیٹھے ہیں شب کو محلسرا میں داخل ہوکر ملکہ خورشید خاوری کے پاس جاتے ہیں عیش و راحت شب و
روز بسر کرتے ہیں انھیں تو عیش و عشرت میں مصروف رکھا جاتا ہے تا احوال ترک توسن بلیطاقی کا لکھا جاتا
ہے کہ ترک توسن بلیطاقی میدان جنگ سے گریزاں ہوکر سیدھا قلعہ بال خطائی روانہ ہوا بعد قطع راہ
قلعہ بال خطا میں پہونچکر تمام احوال اپنا زرہ خان سے بیان کیا زرہ خان ترک توسن بلیطاقی کو
پیش صلصال لیگیا اور تمام حال خاور کا عرض کیا اسی اثنا میں صلصال کو یہ خبر پہونچی کہ خسرو
خاوری نے مسلمان ہوکر عقد اپنی دختر کا علمشاہ پسر حمزہ صاحبقران سے کردیا ہے صلصال بن دال
نے یہ احوال سنکے نہایت برہم ہوکر ایک خشت طلب کرکے الیشنک اقاصی دہ دہ کو دیکر حکم دیا کہ جلد سوے
خاور روانہ ہو یہ خشت خسرو خاوری کو دیکر کہدینا کہ اپنی دختر خورشید خاوری کو ترک توسن بلیطاقی
کے حوالے کرکے دین اسلام کو ترک کردے الیشنک اقاصی بجاے نامہ خشت لیکر مع تھوڑے آدمیوں کے
روانہ ہوا ناظرین کتب میں پر واضح ہو کہ صلصال بن دال نے یہ قاعدہ ایجاد کرکے جاری کیا تھا
کہ جس حاکم یا بادشاہ کے پاس جس مطلب کے واسطے بجاے نامہ خشت یا چوب یا سنگ ریزہ کسی کے
ہاتھ روانہ کرتا تھا حاکم حکم تاکیدی جانکر فرمان صلصال بجا لاتا تھا اور انکار بجا آوری حکم سے
نہ کرتا تھا پس بموجب طریقہ و قاعدہ مذکور کے الیشنک اقاصی دہ دہ کو خشت دیکر روانہ کیا ہے جب
الیشنک اقاصی حسب دستور قطع راہ کرکے قریب خاور آکر ایک صحراے سبزہ زار میں مقیم ہوا خسرو خاوری
کو اسکے آنے کی خبر ہوئی اور یہ بھی سنا کہ خشت لیکر اسواسطے آیا ہے کہ خورشید خاوری کو ہمراہ
لیجاکر ترک توسن بلیطاقی کے حوالے کرے خسرو خاوری یہ خبر سنکے نہایت گھبرایا علمشاہ
سے مضطر ہوکے کہنے لگا اب مجھکو کوئی تدبیر سوجھ نہیں پڑتی ہے کیا کروں علمشاہ نے جواب دیا کہ آپ
پریشان خاطر نہ ہوں جسوقت الیشنک اقاصی نابکار آئیگا اول اس سے بملائمت گفتگو کیجیے گا
کہ میں نے اپنی دختر کا عقد کردیا ہے اگر قبل اسکے حکم حضور صادر ہوتا تو فوراً تعمیل حکم کرتا
اب مجبوری ہے اگر یہ کلمات وہ سنکے گفتگو سخت کرے گا اسوقت دیکھا جاے گا خسرو خاوری
نے راے علمشاہ کی پسند کی الیشنک اقاصی نے ایک روز تو انتظار اس امر کا کیا کہ
خسرو خاوری میرے استقبال کو آئے گا یا اپنے فرزندوں کو میرے استقبال کے لیے
بھیجے گا جب کوئی یہاں سے نہ گیا دوسرے روز الیشنک اقاصی خود دربار خسروی میں آیا
خسرو خاوری نے موافق اسکی عزت کے اسے بٹھایا الیشنک نے خشت دیکر حکم صلصال سے
آگاہ کیا خسرو خاوری نے جو کچھ علمشاہ نے کہا تھا وہی اس سے بیان کیا اور عذر کیا الیشنک نے
برہم ہوکر کہا میں اس عذر کو ہرگز پذیرا نہ کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو لیجاؤنگا علمشاہ نے جو یہ
تقریر اسکی سنی غضبناک ہوکر ملازموں سے حکم کیا الیشنک اقاصی کی داڑھی اور موچھیں

از سر صدق مسلمان ہوئے پسران خسرو خاوری نے قدم علمشاہ پر سر رکھکر عذر کیا اور عفو تقصیر کے بارے مین التجا کی علمشاہ نے خوش ہوکر سر ہر ایک کا اپنے سینہ سے لگایا خطا معفو کی پھر بحکم خسرو خاوری سے تمام ساکنان شہر خاور مسلمان ہوئے محلسرا مین بھی جملہ خواتین کو خسرو خاوری نے مسلمان کیا صدمہ و رنج زائل ہوا بزم نشاط بحکم خسرو خاوری سے آراستہ کی گئی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگین ساقیان گلرخسار جام بادہ گلفام اہل بزم کو پلانے لگے ملکہ خورشید خاوری بھی خبر علمشاہ کے آنیکی سنکے خوش ہوئی غم فرقت دل سے دور ہوا گریہ و زاری موقوف ہوئی علمشاہ نے بزم عشرت مین آہستہ خسرو خاوری سے پوچھا آپ کی دختر کا مزاج کیسا ہی خسرو خاوری نے آہستہ جواب دیا جبسے باغ سے محل مین آئی ہی طبیعت اسکی اچھی نہین ناتوان ہوگئی ہی آج کچھ مزاج اسکا اچھا ہی غرض بعد چند روز کے خسرو خاوری نے مادر ملکہ خورشید خاوری سے خلوت مین کہا اے ملکہ تم جانتی ہو کہ بیٹی تمھاری علمشاہ سے محبت رکھتی ہی اور اسکو بھی تمھاری دختر سے الفت ہی حسب و نسب جرأت و شجاعت مین بے مثل و بیعدیل ہی میرے نزدیک مناسب ہی کہ اب عقد اپنی دختر کا علمشاہ سے کردو الیاد اماد ممکن نہوگا ملکہ نے خسرو خاوری سے کہا مجھے بھی اب یہی منظور ہی غرض جب صبح ہوئی خسرو خاوری محلسرا سے برآمد ہوکر دربار مین بالائے تخت بیٹھا وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد سامان شادی مہیا کرو مجھکو یہ منظور ہی کہ جلد عقد اپنی دختر کا کردون وزرا امرا نے بموجب حکم سامان سے شادی کرنا شروع کیا در خزانہ وا ہوا جب جملہ سامان شادی ہوچکا خسرو خاوری نے نجومیون اور رمالون کو طلب کرکے اُنسے پوچھا اِس ماہ مین کون دن اور کونسی تاریخ اچھی ہی علاوہ اِسکے یہ بتاؤ کہ علمشاہ سے ملکہ خورشید خاوری کا عقد کرنا اچھا ہی یا بُرا ہی انجام اس عقد کیسا کیسا ہوگا جو کچھ تمھین تمھارے علم سے دریافت ہو جلد بیان کرو نجومیون اور رمالون نے بقاعدہ نجوم و رمل خوب غور و فکر کرکے بنجوم و اشکال زائچہ پر نظر کرکے خسرو خاوری سے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اِس مہینے مین آیندہ کی تاریخ نہایت اچھی ہی دن بھی سعد ہی زہرہ و مشتری ایک برج مین دونون ثابت ہوتے ہین انجام شادی کا اچھا ہوگا باہم الفت محبت ہوگی خسرو خاوری نے خوش ہوکر انکو اُسوقت خلعت و انعام دیکر رخصت کیا جب وہی روز آیا بصد تکلف بزم آراستہ ہوئی ہر چند قبل سے بزم عشرت آراستہ کی گئی تھی لیکن اُسروز زیادہ تر تکلف کیا گیا وزرا نے حکم خسرو خاوری سے علمشاہ کیطرف سے سامان کیا علمشاہ کو دولھا بنایا بزم عشرت مین لاکر بٹھایا خلاصہ یہ کہ خسرو خاوری نے موافق قاعدہ شاہ و شہریار بڑے تزک و تجمل سے اپنی دختر کا عقد کردیا بہنگام شب علمشاہ محلسرا مین ملکہ خورشید خاوری کے پاس گئے ہمبستر ہوئے بقدرت خدا ملکہ کو حمل رہگیا بعد گذرنے ایام حمل کے اُسی ملکہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوگا المدعا جب صبح ہوئی علمشاہ محلسرا سے برآمد ہوئے اول حمام مین جاکر غسل کرکے جامہ خانے مین آکر پوشاک نفیس پہنکر دربار خسرو خاوری مین آئے اور اپنے خسر کو سلام کرکے قریب تخت دنگل پر بیٹھے محلسرا مین ملکہ خورشید خاوری نے غسل کیا علمشاہ دنگل پر بیٹھے تھے کہ فرہاد اقمشی ملا آیا علمشاہ نے خسرو خاوری سے کہا قصبہ اقمش کندری مین ایک شخص رہتا ہی نام اُسکا فرہاد اقمشی ہی وہی مجھکو اپنے گھر اُٹھا کر لیگیا تھا اُسنے میرے زخمون کا علاج کرایا تھا اب مین چاہتا ہون کہ آپ اُسکو طلب کرین مجھے لازم ہی کہ مین بھی اُس سے سلوک نیک کرون بعوض اُسکے احسان کے زر و جواہر اُسے دون خسرو خاوری نے فرہاد اقمشی کو بلوایا سوار اُسکے بلانے کو گئے جب سوار اُسکے مکان پر پہونچے فرہاد اقمشی اپنے گھر مین تھا سوارون نے اُس سے

مین تہلکہ پڑگیا پرے درہم و برہم ہو گئے شور و غل ہوا ترک توسن یلتاقی نے مڑکر دیکھا کہ ایک جوان میرے لشکر سے
لڑ رہا ہی لشکری تاب مقابلہ نہ لاکر پیچھے ہٹتے آتے ہین اکثر سوار بھاگے جاتے ہین یہ احوال دیکھکر ترک توسن
یلتاقی قلعہ کیطرفسے منھ موڑکر گھوڑے کو دوڑاکر سوے علم شاہ چلا جب سامنے علم شاہ کے پہونچا برہم ہوکر
پوچھنے لگا ای جوان تو کیون لڑتا ہی تیرا نام کیا ہی علمشاہ نے جوابدیا تیغ و سپر ہمنے اسیواسطے باندھی ہی
کہ لڑین براے آرایش نہین باندھی ہی اور نام جو پوچھتا ہی اس سے تجھے کیا فائدہ ہوگا اگر تو بہادر ہی تو مجھسے
مقابلہ کر ترک توسن یلتاقی نے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر نعرہ کرکے سر علم شاہ پر مارا علم شاہ نے تیغہ سپر پر
روکا پھر تیغ آبدار علم شاہ نے اُسکے سر پر لگائی اُسنے بھی تلوار اپنی سپر پر روکی تا دیر اسیطرح لڑائی رہی آخر
علم شاہ نے برہم ہوکر تیغ ابدار اسطرح اُسکے سر پر لگائی کہ سپر اُسکی کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی ترک توسن
یلتاقی نے دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی ترک توسن یلتاقی کے سر پر زخم کاری آیا علمشاہ
نے اس ارادہ سے گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ سر ترک توسن یلتاقی کا تلوار سے کاٹلون ناگاہ سواران
لشکر ترک توسن یلتاقی نے یکبارگی علم شاہ پر حملہ کیا کچھ سوار درمیان مین آگئے اپنے بادشاہ کو دست
حریف سے بچاکر علحدہ لیگئے علم شاہ سواران فوج سے جنگ کرنے لگا جانب یمین و یسار پشت اعدا پر حملہ
کرنے لگا سوارونکو تہ تیغ کرنے لگا ہزارون سوارونکو دو پہر کی مدت مین قتل کیا آخر سواران لشکر تاب جنگ نلاکر
میدان مصاف سے بھاگے ترک توسن یلتاقی زخمی ہوکر شکست کھاکر سوے قلعہ بال خطار روانہ ہوا خسرو خاوری
نے جب دیکھا کہ ایک جوان نے ترک توسن یلتاقی کو مع اُسکے لشکر کے بھگا دیا میدان جنگ مین اعدا سے کوئی دشمن
باقی نرہا اُسوقت خوش ہوکر در قلعہ کھول کر بیرون قلعہ آیا علم شاہ سے پوچھنے لگا ای بہادر تیرا کیا نام ہی تو نے
ہمپر از حد احسان کیا ہی دشمن زبردست سے ہماری جان بچائی ہی ایسے وقت بیکسی و مجبوری مین ہماری مدد کی
علمشاہ نے جوابدیا مین وہی لیسر شیخ لدھا ہون جسے آپکے فرزندون نے باغ مین تلوارونسے مجروح کرکے باہر شہر کے
ڈالدیا تھا اُنھون نے اپنی دانست مین مجھے مردہ سمجھا تھا خدا نے پھر مجھے صحت دی زخم تمام اچھے ہوگئے چونکہ مین نے سُنا
تھا کہ دشمن آپکا فوج لیکر آیا ہی تاب ضبط نہ لاکر مین یہان آیا اور آپکے دشمن کو باعانت پروردگار بھگا دیا ناظرین
پر واضح ہو کہ خسرو خاوری نے علمشاہ یعنی مہران بخت کو اسوجہ سے نہ پہچانا تھا کہ بوجہ سراپا مجروح ہونے کے
خون بکثرت جسم سے نکلگیا تھا چہرہ متغیر ہوگیا تھا غرض جب خسرو خاوری کو معلوم ہوا کہ یہ مہران بخت ہی اُسدم خسرو خاوری
نے کہا ای مہران بخت تمنے جو ابھی اپنی زبان پر یہ سخن جاری کیا کہ مجھکو خدا نے صحت دی لیس تمھارے اس سخن سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تم لات و منات پرست نہین ہو اور لیسر شیخ لدھا بھی نہین ہو اب تمکو مین قسم دیتا ہون
اُس تمھارے خدا کی جسنے تمھین صحت دی ہی تم اپنے نام اصلی اور حسب سے مجھے اطلاع دو مہران بخت نے
کہا سچ تو یہ ہی کہ میرا نام علمشاہ ہی پسر ہون مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر العالیشان
کا خسرو خاوری نام و حسب سُنکے فوراً قدم علم شاہ پر سر اپنا رکھنے لگا علم شاہ نے کہا آپ بزرگ ہین
میرے قدم پر سر نہ رکھیے خسرو خاوری نے علم شاہ کو اپنے ہمراہ لیجاکر قریب تر اپنے تخت کے ڈنگل پر
بٹھایا اپنے بیٹونکو بلوایا جب وہ آئے خسرو خاوری نے علم شاہ سے کہا مجھے کلمہ پڑھاکر مسلمان کرو
دین تمھارا اچھا ہی علم شاہ نے خسرو خاوری کو کلمہ پڑھایا خسرو خاوری کلمہ پڑھ کر صدق دل سے
مسلمان ہوا پھر خسرو خاوری کے کہنے سے فرزندان خسرو خاوری اور جملہ اہل دربار کلمہ پڑھکر

کوئی روکنے والا نہین ہی اسوجہ سے فوج لیکر چڑھ آیا ہی اب یقین کامل ہی کہ لڑائی ہوگی فرہاد قمشی نے پوچھا خسرو
خاوری کی کیا صورت ہی مردم نے بیان کیا ظاہر خسرو خاوری پریشان خاطر ہوگا کیونکہ حریف زبردست
فوج لیکر بارادہ جنگ آیا ہی فرہاد قمشی احوال دریافت کرکے اپنے مکان کی طرف چلا یہان خسرو خاوری
کو ترک توسن بلیتاقی کے آنیکی خبر ہوئی تہمتن خان وغیرہ پسران خسرو خاوری اسی ہزار سوار لیکر براے
مقابلہ بیرون شہر روانہ ہوے اور بمقابلہ ترک توسن بلیتاقی فروکش ہوے ہنگام شب ترک توسن بلیتاقی
نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی پسران خسرو خاوری نے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام شب دونون
لشکر مین تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب نقیبان خوش آواز جوانان
لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان رزم سے ہٹ گئے ترک توسن بلیطاقی لشکر سے نکلکر میدان مین آیا مبارز طلب
کیا تہمتن خان پسر خسرو خاوری نے اُس سے مقابلہ کیا تا دیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار ترک توسن
بلیتاقی نے برہم ہوکر شمشیر آبدار لگائی تہمتن خان خاوری نے سپر اُٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے نے سکندری
کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی تیغ سر پر چوٹ پڑی تا دو ابرو اُتر آئی تہمتن خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی
اسوقت ترک توسن بلیتاقی نے ارادہ کیا تھا اور گھوڑا آہستہ بڑھایا تھا کہ سر تہمتن خان خاوری کا تیغ سے
جدا کریگا ناگاہ برادران تہمتن خان سوارون کو ہمراہ لیکر براے مدد برادر آگے بڑھے اُدھر سے بھی
تمام لشکر ترک توسن بلیتاقی کا آگے بڑھا جب دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی
مردان ہر دو لشکر قتل ہونے لگے عین مغلوبہ مین دونون بھائی تہمتن خان کے دست ترک توسن
بلیتاقی سے زخمی ہوے تا شام لڑائی رہی ہنگام شب ترک توسن بلیتاقی نے طبل بازگشت بجوایا
اپنے لشکر کے سوارون کو لیکر فرودگاہ لشکر پر جا کر آرام پذیر ہوا ادھر پسران خسرو خاوری ہنگام شب
میدان جنگ سے روانہ ہوکر داخل قلعہ ہوے خسرو خاوری نے قلعہ کو خوب آلات حرب وضرب سے
آراستہ کیا گولہ اندازون کو گولہ اندازی پر مقرر کیا در قلعہ بند کر لیا پل وتختہ اُٹھوا لیا خندق مین آگ
روشن کرا دی غرض بخوبی سامان جنگ کیا اُسی شبکو فرہاد قمشی اپنے مکان پر پہونچا علمشاہ نے اُس سے پوچھا
کل تم کہان رہگئے تھے اُسنے کہا مین احوال دریافت کرکے چلا تھا اثناے راہ مین دفعتاً علیل ہو گیا تھا ایک
اپنے دوست کے مکان پر ٹھہر گیا تھا آج طبیعت درست ہوئی دوست سے رخصت ہوکر یہان آیا علمشاہ نے
پوچھا تمنے کیا احوال دریافت کیا اُسنے جو کچھ حال دریافت کیا تھا بیان کیا علمشاہ نے کہا مجھے ایک اسپ
توانا خواہ عربی ہو یا ترکی ہو کہین سے لا دو اور شمشیر وسپر بھی لا دو اگر روپیہ تمھارے پاس نہ ہو تو کچھ تردد
نہ کرو اکا میرے بازو کا لیجاؤ اسے فروخت کرکے اسپ خرید کرو مین ہنگام سحر شہر مین جاؤنگا فرہاد قمشی
نے کہا اکار رہنے دو مین اسپ وشمشیر وسپر لا دونگا چنانچہ اُسی شب کو فرہاد قمشی نے اسپ واسلحہ و
شمشیر وسپر خرید کرکے علمشاہ کے حوالے کیے ہنگام سحر علمشاہ مرکب پر سوار ہوکر تیغ وسپر سے زینت کمر ودوش
کرکے فرہاد قمشی سے رخصت ہوکر سوے شہر چلے بعد قطع راہ اُسوقت قریب قلعہ خاور پہونچے کہ ترک
توسن بلیتاقی توپ کے گولون سے بچتا ہوا خندق تک پہونچ گیا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ خندق کو طے کرکے
در قلعہ کو گرز گران سے توڑ کر داخل قلعہ ہو علمشاہ نے یہ حال دیکھکر فوج ترک توسن بلیتاقی پر حملہ کیا تلوار
کھینچکر سوارونکو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تلوار لگائی مع مرکب چار ٹکڑے کیے جب دو چار سو سوار قتل کیے لشکر

سبکو قتل کیا کنیزونکو تو گوشۂ باغ مین ڈالدیا مگر مہران بخت یعنے علمشاہ کو ایک چادر مین باندھکر باغ سے نکل کر
بیرون شہر چلے جب قریب قصبۂ اقمس کندی کے پہونچے ایک غار مین مع چادر علمشاہ کو ڈال کر پھر باغ مین
آے شیخ لدھا کو بھی قتل کیا بعدہ اپنی بہن ملکہ خورشید خاوری کو باغ سے سوار کر کے لے گئے جب ملکہ داخل
محل ہوئی پدر و مادر نے ملکہ کو نہایت سخت و سست کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا پھر برادران ملکہ نے اپنے پدر و
مادر سے تخلیہ مین تمام احوال مہران بخت اور کنیزون کا بیان کیا محل مین اور باہر یہ امر کسی زن و مرد پر ظاہر
نہ ہوا اُس روز سے ملکہ خورشید خاوری تنہائی مین خیال علم شاہ مین رویا کرتی تھی چہرہ کثرت رنج سے زرد
ہو گیا تھا غذا اکثر اوقات تناول نہین کرتی تھی رات اور دن رویا کرتی تھی نہایت نحیف و لاغر ہو گئی تھی
خواتین ملازم محل حال ملکہ دیکھکر پریشان تھین ملکہ کو فراق علم شاہ مین چندے رکھا جاتا ہی مگر اب احوال علمشاہ
لکھا جاتا ہی کہ جس شب کو برادران ملکہ خورشید خاوری نے علم شاہ کو مجروح کر کے غار مین جاکر ڈال دیا
تھا اُسی روز فرہاد اقمشی ساکن قصبہ اقمش کندی براے ضرورت شہر خاور مین آیا تھا ہنگام شب اپنے
مکان کی طرف جاتا تھا جب قریب اپنے مکان کے پہونچا دیکھا اُسنے غار مین ایک پشتارہ خون مین آلودہ
چادر مین لپٹا ہوا پڑا ہی فرہاد نے عنقریب جاکر چادر کو کھولا دیکھا جوان خوبرو سراپا زخمی ہی غور کر کے
جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ زندہ ہی فرہاد کو رحم آیا علم شاہ کو اُسی چادر مین پھر باندھکر اپنے گھر لیگیا اور اُسیوقت
جراحونکو بُلاکر اُنسے کہا اس جوان کا علاج کرو اگر یہ جوان تمھارے علاج سے اچھا ہو جائیگا تو مین موافق اپنی
لیاقت کے تمھین انعام دونگا جراحون نے علاج کرنا شروع کیا جو زخم شمشیر لائق ٹانکے لگانے کے
تھے اُن زخمون مین ٹانکے لگائے بعد ازان کل زخمون پر پھائے مرہم کے بناکر رکھے غرض بعد چند روز کے
علم شاہ کسی قدر رو بصحت ہوے فرہاد اقمشی خوش ہوا علم شاہ نے اُس سے کہا تمنے مجھپر احسان کیا اُسنے
عرض کیا مین آپکا ایک بندہ فرمانبردار ہون میرے بارے مین اسطرح ارشاد کیجیے کچھ اپنے نام و نسب و حسب سے اطلاع
دیجیے علمشاہ نے کہا بعد صحت اگر تم پوچھوگے تو بیان کرونگا غرض جب اچھی طرح علاج ہوا جملہ زخم بالکل
اچھے ہو گئے علمشاہ نے غسل صحت کیا فرہاد نے زیادہ تر خوش ہو کر جراحون کو انعام دیا ایکروز علمشاہ نے
فرہاد اقمشی سے کہا کسی کو شہر مین بھیجکر حال خسرو خاوری دریافت کراؤ چونکہ فرہاد اقمشی لاولد تھا علمشاہ
کو مثل اپنے فرزند کے چاہتا تھا کہنے لگا تمکو خسرو خاوری کے احوال دریافت کرنے سے کیا فائدہ
ہی علم شاہ نے جوابدیا ایک مطلب ہی اگر تمھین میری خوشی منظور ہو تو جو مین کہتا ہون میرے کہنے پر عمل کرو
فرہاد نے کہا اچھا مین خود جاتا ہون اور حال خسرو خاوری دریافت کر کے جلد آکر تمسے بیان کرتا ہون
یہ کہکر فرہاد گیا جب شہر خاور مین داخل ہوا اُسوقت مردم سے سُنا کہ ترک توسن یلتاقی مع فوج گران آیا ہی
شہر مین ایک تہلکہ ہی فرہاد اقمشی نے مردمان شہر سے پوچھا باعث بغاوت کیا ہی مردم نے بیان کیا قبل
اسکے ترک توسن یلتاقی نے دختر خسرو خاوری کی خواستگاری کی تھی اور فولاد زنگی کو مع محافہ بھیجا تھا
مہران بخت پسر شیخ لدھا نے اُسے ہلاک کیا تھا لاشہ اُسکا ترک توسن یلتاقی کے پاس پہونچا تھا پھر ترک توسن
یلتاقی نے اپنے وزیر اخرم یلتاقی کو نامہ دیکر براے طلب ملکہ خورشید خاوری یہان بھیجا تھا قیماس خان خاوری نے
اُس وزیر کو مار پیٹکر خاور سے نکلوا دیا تھا جب وہ ترک توسن یلتاقی کی خدمت مین گیا اور تمام حال
اُس سے بیان کیا ترک توسن یلتاقی کو غصہ آیا فی الحال جو ترک توسن نے یہ سُنا کہ قیماس خان سے ترکستان گیا ہی

سامان روشنی کا کرکے کنارے دریا آئے اور روشنی مین طہماسپ ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی کو دیکھنے لگے چونکہ آب جیحون ازحد بہتا تھا فرامرز عاد مغربی اور طہماسپ ترک خجندی اور امیر باتوقیر وغیرہ آب دریا مین پہونچکر دور تک بہگئے تھے کرب غازی اور طہماسپ دونون غوطے کھاتے تھے اور بہرتے تھے کیونکہ دونون کے مرکب زیر ران سے نکل گئے تھے زور شور آب سے دریا مین بہ گئے تھے اور ہرچند لوگون نے روشنی مین دیکھا اور جال ڈالے گئے مگر کچھ فائدہ نہوا کوئی شخص نظر نہ آیا احوال ان سب کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان راز عشق افشان ہونا ملکہ خورشید خاوری کا اور زخمی کرنا برادران قیماس خان کا علم شاہ کو اور آنا خاور مین ترک توسن یلطاقی کا برائے جنگ اور زخمی ہوکر دست علمشاہ سے بھاگنا پھر خسرو خاوری وغیرہ کا مسلمان ہونا اور عقد کرنا ملکہ خورشید خاوری کا علمشاہ سے

راوی شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتا ہی کہ ایک شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری اپنے باغ مین آکر پہلوے علمشاہ مین بیٹھی بعد شغل بادہ کشی اختلاط باہم ہونے لگا باغ مین تو ملکہ خورشید خاوری پہلوے علم شاہ مین بیٹھی ہی اسے بیٹھا رہنے دیجیے مگر حال گلعذار دایہ خورشید خاوری کا سُنیے کہ اس کو کنیزان ملکہ سے حال عشق ملکہ خورشید خاوری جو معلوم ہوا تھا بیتاب ہوکر اسی شب کو خدمت مادر ملکہ مین گئی اور بعد تسلیم دست بستہ عرض کرنے لگی اسوقت مجکو تخلیہ مین کچھ کہنا منظور ہی مادر ملکہ خورشید خاوری نے اُسنے تخلیہ مین بُلاکر پوچھا کیا کہتی ہی بیان کر دایہ مذکور نے عرض کیا مین نے سُنا ہی کہ حضور کی صاحبزادی ہرشب اپنے باغ مین جاتی ہین اور مہران بخت پسر شیخ لدھا کے پہلو مین بیٹھی ہین باغبان بچہ پر عاشق ہوئی ہین اس وقت بھی باغ مین ضرور ہی اُسکے پہلو مین بیٹھی ہونگی پس مین نے حضور کو اطلاع دیدی ہی حضور کچھ اسکا تدارک کرین مادر ملکہ نے کہا اے گلعذار تو ٹھہر جا ابھی بجانا دایہ ٹھہری خسرو خاوری دربار برخاست کرکے محل مین آچکا تھا مادر ملکہ خورشید خاوری نے خسرو خاوری سے تمام احوال جو دایہ سے سُنا تھا بیان کیا اور کہا اگر چندے اس امر مین غفلت کیجائیگی تو بدنامی دور تک پہونچیگی ابھی سے ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ آبرو مین خلل نہ آنے ذلت و رسوائی نہو خسرو خاوری یہ حال سُنکے نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت خسرو خاوری نے دایہ گلعذار کو ہلاک کرکے اپنے فرزندونکو طلب کیا جب تینون فرزند حاضر خدمت ہوے خسرو خاوری نے کہا اے فرزندون تمھارے بھائی قیماس خان خاوری تو سوے ترکستان گئے ہین اُنکے ملازم مہران بخت نے نہایت نمک حرامی پر کمر باندھی ہی تمھاری ہمشیرہ سے اُسنے آشنائی کی ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ اسیوقت اپنے ہمشیرہ کے باغ مین جاو مہران بخت کو قتل کرو اور جملہ کنیزان خورشید خاوری کو تہ تیغ کرو تاکہ یہ بات مشہور نہو پس سہ برادران ملکہ خورشید خاوری یہ احوال سُنکے کثرت غیظ سے کانپنے لگے اور اُسی وقت جانب باغ روانہ ہوے جب باغ مین پہنچے دیکھا مہران بخت نشہ شراب مین مدہوش پہلوے خورشید خاوری مین بیٹھا برادران ملکہ عقب سے آکر تلوارین کھینچ کر مہران بخت پر لگانے لگے ملکہ خورشید خاوری یہ حال دیکھ کر زار زار رونے لگی پھر خوف سے بھائیون کے گوشہ باغ مین جاکر مخفی ہوئی اپنے بھائیون کو سخت سُست کہنے لگی کنیزین چلانے لگین تھوڑی دیر مین برادران ملکہ نے مہران بخت کو سراپا زخمی کیا اور ایک تلوار گردن پر ایسی لگائی کہ فقط شہرگ باقی رہگئی باقی تمام گردن کٹ گئی علم شاہ کثرت جراحت سے گرا برادران ملکہ کو یقین ہوا کہ مہران بخت ہلاک ہوگیا اُس وقت ہرسہ برادران ملکہ خورشید خاوری نے اُن کنیزون کو جو باغ مین موجود تھین

لشکر مین ہر ایک سردار رستم شاہ رستم و اسفندیار ہی جب وہ لشکر حمزہ کنارہ دریا صف آرا ہو چکا اور برادران
پہلوان عادی کو اُٹھا کر لیگئے طہماسپ ترک خجندی نے گرز گرانبار جس سے روح سام بھی پناہ مانگے
اور اُسکی ضرب سے جگر کوہ تھرا جائے اُٹھا کر گردش دیکر رکابون پر قدم جما کر بقوت تمام تر سر فرامرز
عادمغربی پر بایا فرامرز نے گرز پر اُسکے گرز کو روکا گھوڑون کے قدم زمین مین دھنس گئے غبار بلند ہوا چونکہ
جسر جیحون پر لڑائی ہو رہی تھی پل جیحون کا تھرا گیا بعد گرز لگانے کے طہماسپ ترک خجندی نے بے اختیار
کہا وہ مارا مین نے اپنے عدو کو جب غبار دفع ہوا طہماسپ ترک خجندی نے دیکھا کہ فرامرز
عادمغربی زندہ ہی بالاے مرکب بیٹھا ہی ہاتھ مین گرز ہی فرامرز کو دیکھ کر طہماسپ حیران ہوا اپنے دلمین
خیال کرنے لگا اگر یہ گرز اپنا مین پہاڑ پر مارتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا اس جوان کا کام بھی تمام نہ ہوا
طہماسپ یہ خیال کر رہا تھا کہ فرامرز عادمغربی نے کہا بیت تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ٭
ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر فرامرز عادمغربی نے بس رکابون پر قدم خوب جما کر گرز کو دونون
ہاتھون مین تھام کر گردش دیکر نعرہ کر کے سر طہماسپ مذکور پر لگایا طہماسپ نے بھی دلیرانہ گرز کو
اپنے گرز پر روکا ایسا ایک تڑاقا ہوا گویا دو پہاڑ باہم ٹکرائے اُسوقت جسر جیحون اسدرجہ تھرایا گویا
زلزلہ آیا طہماسپ نے ہرچند گرز کو روکا مگر وہ سینہ و شانے پر آگیا ساعد و بازو مین درد ہونے لگا ہمہ تن غبار
مین نہان ہو گیا حمزہ صاحبقران دونون دلیرون کی لڑائی دیکھ رہے تھے اور دونون کی تعریف
کرتے تھے سرداران اسلام و سواران لشکر و مردمان لشکر حریف سب جانب ہر دو جوان متوجہ تھے
دیکھ رہے تھے بعض اہل اسلام براے نصرت فرامرز عادمغربی دعا کرتے تھے اکثر مردمان حریف واسطے
طہماسپ کے اپنے خداوندون سے طالب ظفر تھے الحاصل جب غبار دفع ہوا کسی قدر حواس درست
ہوے طہماسپ نے غضبناک ہو کر گرز کو مانند فیل سر فرامرز پر لگایا فرامرز نے دلیرانہ پھر اپنے گرز
پر اُسکے گرز کو روکا ابکی مرتبہ جسر جیحون کو اسقدر صدمہ پہونچا کہ کچھ مٹی اور کچھ اینٹین جسر کی پانی مین گرین
اور ہنگام ضرب گرز کی ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو فیل باہم ٹکرائے بزدلون کے جگر تھرائے پھر فرامرز
بن ہلال شاہ مغربی نے از حد برہم ہو کر اچھی طرح رکابون پر قدم استوار رکھ کر گرز گرانبار کو گردش
دیکر بتمامی قوت سر طہماسپ پر لگایا طہماسپ ترک خجندی نے اپنے گرز پر گرز فرامرز عاد
مغربی کو روکا راوی کہتا ہی کہ اُس وقت جسر جیحون کو ایسا صدمہ پہونچا اور اسقدر تھرایا کہ ٹوٹ کر آب
جیحون مین گرا چونکہ ہر دو دلیر بالاے جسر جیحون لڑ رہے تھے بوجہ گرنے اور ٹوٹ جانے جسر جیحون کے
یہ بھی آب جیحون مین گرے طول مست آبلہ رو وغیرہ تو طہماسپ ترک خجندی کے گرنے سے مضطر
و گریان ہوے اور حمزہ صاحبقران اور دیگر سرداران لشکر اسلام وغیرہ فرامرز عادمغربی کو
آب جیحون مین گرتے ہوے دیکھ کر پریشان خاطر ہوے آخر تاب ضبط نہ لا کر امیر با توقیر واسطے نکالنے فرامرز
عادمغربی جلد تر بڑھے اور تنگ کھول کر اشقر دیوزاد کو آب جیحون مین ڈالدیا اسوقت لندھور نے
بھی اسی طرح اپنا مرکب دریا مین ڈالا اُسوقت لندھور فیل پر سوار نہ تھا پھر مرکب کرب غازی نے
بھی تنگ کھول کر آب جیحون مین ڈالا پھر امیر وغیرہ جستجو سے فرامرز عادمغربی کرنے لگے چونکہ اُسوقت
آفتاب نہان ہو گیا تھا تاریکی تھی ادھر طول مست آبلہ رو نے اور سرداران لشکر اسلام نے جلد تر

عرض کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حمزۂ صاحبقران نے جواسیس سے سُنا کہ جسر جیحون پر طہماسپ ترک خجندی بمع
لشکر مقیم ہی راستہ اُسنے روکا ہی یہ خبر سُنکے امیر نے پہلوان عادی کو اثالہ بارگاہ سلیمانی کا حوالے کر کے
جانب جسر جیحون روانہ کیا جب اتنی دیر ہوئی کہ دو تین فرسخ پہلوان عادی چلا گیا اُس وقت امیر نے خیال
کیا کسی سردار کو برائے مدد پہلوان عادی روانہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طہماسپ ترک خجندی پہلوان
عادی سے لڑکر بارگاہ سلیمانی چھین لے یہ خیال کرکے امیر بانو تیر نے کاسۂ عفریت مین شربت منگوا کر درمیان
مین جملہ سرداران لشکر کے رکھا اور فرمایا سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام شربت کو پیے اور براے
مدد پہلوان عادی یہان سے روانہ ہو ہنوز حمزۂ صاحبقران یہ فرماکر خاموش ہوے تھے کہ فرامرز
عاد مغربی اور ہلال شاہ عماد مغربی نے اُٹھکر عرض کیا کہ ہم جائینگے اور حکم آپکا بجا لائینگے امیر بانو تیر نے
فرمایا اچھا جاؤ فرامرز عاد مغربی نے تھوڑا سا شربت پیکر حکم دیا کہ جلد تر ہمارے ملازم مسلح ہون بموجب حکم جملہ
سواران فوج ہلال شاہ مغربی مسلح ہوے ہلال شاہ بالاے تخت بیٹھا فرامرز عاد مغربی مرکب پر سوار ہوا
اُنکے سر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجائے گئے علم ہاے لشکر جلوہ گر ہوے نشان لشکر آگے بڑھا سواری شاہ و شاہزادہ
مذکور جانب جسر جیحون روانہ ہوئی دو لاکھ سواران جرار ہمراہ رکاب ہوے بعد چلنے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز
عاد مغربی کے حمزۂ صاحبقران بھی مع کل لشکر سمت جسر جیحون روانہ ہوے ان سب کو اسلئے راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہی مگر
اب احوال پہلوان عادی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ پہلوان عادی جو اپنے بھائیون اور اپنے لشکر کے ہمراہ اثالہ بارگاہ
سلیمانی کا لیکر روانہ ہوا تھا بعد طی کرنے راہ کے قریب جسر جیحون پہونچا طول مسافت بار رویہ جسر کے دو لاکھ سوارونکی
جمعیت سے مع نوشیروان و بختک جسر جیحون پر آیا طہماسپ ترک خجندی اُسے دیکھکر خوش ہوا پھر دونون نے اپنے اپنے لشکر
کی جسر جیحون پر صف آرائی کی اتنی دیر مین پہلوان عادی کنارے جیحون کے پہونچا طہماسپ ترک خجندی سد راہ ہوا
پہلوان عادی نے کہا ہٹ جاؤ مجھے نہ روکو ورنہ مین تمھین قتل کرونگا طہماسپ ترک خجندی نے جواب دیا خبردار آگے قدم نہ
بڑھانا حکم شہنشاہ صلصال نہین ہی پہلوان عادی نے برہم ہوکر جواب دیا مین صلصال بن دال کو نہین جانتا
اُسکا حکم نہین مانتا وہ کون نابکار ہی جسکے حکم سے تم مجھے روکتے ہو جانتے ہو مجھے کہ مین کون ہون اگر نہین جانتے
تو سُنو مین برادر حمزۂ صاحبقران ہون مقدمۃ الجیش ہون ہمراہ میرے بارگاہ سلیمانی ہی مین ضرور اسی راہ
سوے ترکستان جاؤنگا تمھارے روکے سے کبھی نہ رکونگا جب یہ گفتگو پہلوان عادی نے کی طہماسپ ترک خجندی
کو غصہ آیا مرکب اپنا آگے بڑھاکر تیغہ گرانبار کھینچکر نعرہ کرکے تیغہ سر عادی پر لگایا پہلوان عادی نے جلد سپر پشت سے
لیکر سر کو تو سپر سے بچایا پیٹ کو ہر چند بچایا مگر نہ بچا تیغہ گوشہ سپر کاٹ کر شکم پر پڑا پیٹ پہلوان عادی کا پھٹ گیا
انتین نکل آئین خون شکم سے نکلنے لگا برادران پہلوان عادی یہ حال دیکھکر برائے مدد برادر آگے بڑھے تھے ناگاہ
فرامرز عاد مغربی ہمراہ اپنے پدر ہلال شاہ مغربی کے دو لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے ظاہر ہوا دور سے
پہلوان عادی کو زخمی دیکھ کر جلد تر مرکب کو بڑھا کر جسر جیحون کے قریب پہونچا طہماسپ ترک خجندی نے
ارادہ کیا تھا کہ سر پہلوان عادی کا تن سے جدا کرے یکایک فرامرز عاد مغربی نے جسر جیحون پر پہونچکر نعرہ
کیا او نابکار خبردار سر پہلوان عادی تیغ سے جدا نکرنا مین آپہونچا مجھسے مقابلہ کر طہماسپ ترک خجندی
جانب فرامرز عاد مغربی متوجہ ہوا تھا کہ سوے صحرا گرد عظیم بلند ہوئی طہماسپ ترک خجندی اُس سوے غبار
دیکھنے لگا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا دیکھا اُسنے لشکر گران مثل دریاے ناپید اکنار بڑھتا ہوا چلا آتا ہی

اسکے آثار شجاعت عیان ہین واضح ہو کہ مطیعان صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و فرزندان صلصال
و سرداران لشکر صلصال مین ہر چند کہ سب علی قدر مراتب جری و بہادر ہین مگر چار شاہ و شاہزادے مطیعان
صلصال سے نہایت شجاع ہین صلصال بن دال انھین نہایت عزت و حرمت سے اپنے دربار مین
بٹھاتا ہی یعنے اپنے تخت کے برابر انھین دنگلون پر بٹھاتا ہی اول اُن چارون مین سے قیمناس خان
خاوری ہی دوسرا جری انمین سے تمغاج خان ترک خطائی ہی تیسرا بہادر انمین سے ترک توسن یلیطاقی ہی اور
چوتھا انمین سے طہماسپ ترک خجندی ہی جسکا قبل اسکے ذکر کیا ہی اور اب بھی حال اُسکا لکھا جاتا ہی غرض جب
طہماسپ ترک خجندی قریب نوشیروان آیا گھوڑے سے اُترکر بعد ادب برائے تسلیم اُسنے سر جھکایا نوشیروان نے
سلام اُسکا لیکر طول مست آبلہ رو سے کہا اب مین جانب ترکستان جاتا ہون مجکو حمزہ سے خوف ہی ایسا نہو
کہ وہ آجائے طہماسپ ترک خجندی نے عرض کیا ای شہنشا آپ پریشان خاطر نہون مین تو حاضر خدمت ہون
کیا مجال کسی کی جو بغیر اجازت حضور یہان آسکے ہنوز طہماسپ ترک خجندی نوشیروان سے عرض کر رہا تھا
کہ یکایک سامنے سے یزک خطائی ظاہر ہوا اُسنے قریب آکر نوشیروان اور طول مست آبلہ رو کو تسلیم کی اور
نامہ صلصال بن دال کا طول مست آبلہ رو کو دیا طول مست نے نامہ صلصال بعد تکریم و تعظیم لیا
بعدازان عبارت نامہ پڑھی مضمون نامہ یہ تھا کہ ای طول مست آبلہ رو تمھین اور جملہ ہمارے مطیعون کو واجب
و لازم ہی کہ شہنشاہ نوشیروان کی حتی الامکان مدد و اعانت کرین اور بخوبی تمام اس امر مین کوشش و سعی کرین
اور نوشیروان کو بآرام تمام رکھین جسوقت حمزہ صاحبقران ہمارے قلمرو مین قدم رکھین اُنکو اور جملہ اُنکے
ہمراہیونکو بے تیغ کرین بعدازان نوشیروان کو اُنکے ممالک پر از سر نو قابض و متصرف کرا دین چونکہ ہمنے سُنا ہی کہ
حمزہ صاحبقران اسطرف آتے ہین لہذا تمھین لکھا جاتا ہی کہ جسر جیحون پر سے حمزہ صاحبقران کو گذرنے مدینا
دلیرانہ انھین روکنا اگر وہ لڑین خون اُنکا آب جیحون مین گرانا خبردار اس امر مین غفلت نہ کرنا جب اس مضمون
نامہ سے نوشیروان آگاہ ہوا دل مین خوش ہوا طول مست آبلہ رو اور طہماسپ ترک خجندی
نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب آپکو یہان سے جانا کسی طرح مناسب نہین ہی عبارت نامہ شہنشاہ صلصال آپنے
سُنی آپ کے بارے مین ہمین کسدرجہ تاکید لکھی ہی نوشیروان نے کہا اچھا صلصال نے میرے بارے مین تمھین جو
لکھا ہی موافق حکم صلصال تم عمل کرو مین یہان قیام کرتا ہون یہ کہکر نوشیروان ہمراہ طول مست آبلہ رو
شہر سمرقند کی طرف چلا یزک خطائی نامہ دیکر سوے ترکستان گیا بجلد راہ طی کرکے خدمت صلصال
مین پہونچا اور تمام حال نوشیروان وغیرہ کا جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا طول مست تو نوشیروان کو سمرقند
مین لایا اور دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا لیکن طہماسپ خجندی نے طول مست آبلہ رو سے
مشورہ کرکے کہا یا فی الفعل مین جاکر جیحون کے پل کا بندوبست کرتا ہون راستہ روکتا ہون پھر ہر وقت تم بھی
شریک ہونا یہ کہکر طہماسپ ترک خجندی مع اپنے لشکر کے جسر جیحون پر گیا کنارہ دریا بارگاہ ایستادہ کی گئی
خیام برپا ہوے طہماسپ ترک خجندی راستہ روک کر وہان مقیم ہوا اسے تو کنارہ دریا چھوڑا جاتا ہی
اور اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مظفر فاریابی ہنگام شب بارگاہ امیر سے نکل کر
بھاگا اور مقبل وفادار نے اُسکا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹا مظفر فاریابی تو بھاگ کر سوے صحرا گیا لیکن
مقبل وغیرہ فرمانبرداران امیر خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور تمام حال مظفر فاریابی کا

بیمار اپنے ملازمون کیطرف باین خیال دیکھا کہ اب مجھے مرکب پر سوار کرین ناظرین پر واضح ہو کہ قیماس خان ہر وقت نشۂ شراب مین رہتا ہی شراب بکثرت پیتا ہی اور اسقدر تن و توش اور قد و قامت رکھتا ہی کہ سو آدمی قوی ہیکل بمشکل اسکو مرکب پر سوار کرتے ہین الغرض جب سو آدمی واسطے سوار کرنے قیماس خان کے اُٹھے ہر ایک نے بقوت تمام زور کرکے شانہ اور بازو قیماس خان کا پکڑکر چاہا کہ قیماس خان کو اُٹھا کر پشت فرس پر بٹھائین لیکن قیماس خان اچھی طرح اپنی جگہ سے نہ اُٹھا جملہ مردمان کو پسینہ آگیا ہانپنے لگے مہران بخت یعنی علمشاہ نے جو یہ حال دیکھا اُن سو آدمیون سے کہا تم ہٹجاؤ مین شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کردونگا ہر ایک شخص گفتگوے مہران بخت سُنکے متبسم ہوا اول مین خیال کرنے لگا ہم سو آدمیون سے تو قیماس خان اپنی جگہ سے اچھی طرح اُٹھ نہین سکتا ہی یہ ایسے شجاع ہین کہ تنہا قیماس خان کو اُٹھا کر مرکب پر سوار کردینگے یہ خیال کرکے ہر ایک نے کہا اے مہران بخت کیا کہتے ہو کیا اسوقت نشۂ شراب زیادہ ہی مہران بخت نے جوابدیا مین سچ کہتا ہون تنہا بسہولیت شاہزادے کو مرکب پر سوار کردونگا مجکو نشۂ شراب نہین ہی یہ سُنکے وہ سو آدمی جدا ہوے مہران بخت نے قیماس خان کو بصورت طفل ناتوان اُٹھا کر ایک لمحہ مین پشت فرس پر بٹھا دیا وہ سو آدمی یہ زور و قوت مہران بخت کی دیکھ کر بدرجۂ کمال حیران ہوے خصوصاً قیماس خان از حد متحیر ہوا اور دیر تک مہران بخت کو دیکھا کیا آخر اپنے پدر خسرو خاوری سے کہنے لگا مین تو خدمت صلصال مین جاتا ہون مہران بخت کو آپ کے حوالے کیے جاتا ہون اس جوان کو بعزت و حرمت اور بآرام تمام رکھیےگا یہ کہکر قیماس خان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا یزک خطائی بھی خسرو خاوری سے رخصت ہو کر تسلیم کرکے بعجلت جانب ترکستان روانہ ہوا اور قبل پہونچنے قیماس خان خاوری کے خدمت صلصال مین پہونچکر عرض کرنے لگا قیماس خان خاوری بموجب حکم حضور خاور سے روانہ ہوے ہین اثناے راہ مین ہین مین عیار تیز رو ہون اس وجہ سے قبل اُنکے حاضر خدمت ہوا ہون صلصال بن دال عرض یزک خطائی سُن کے خاموش ہو رہا

داخل ہونا نوشیروان کا سمرقند مین اور نامہ روانہ کرنا صلصال کا طول مست آبلہ روے حاکم سمرقند کو اور ذکر طہماسپ ترک خجندی اور جنگ کرنا پہلوان عادی و فرامرز مغربی کا طہماسپ خجندی سے اور حال حمزۂ صاحبقران وغیرہ کا

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان صعوبات راہ اُٹھا کر حوالی سمرقند مین پہونچا والی سمرقند یعنے طول مست آبلہ روے براے استقبال نوشیروان مع فوج شہر سے باہر نکلا اور دو فرسخ راہ طے کرکے استقبال نوشیروان کا کرکے عرض کرنے لگا خوشا قسمت میرے اور زہے مقدر میرے کہ آپ میرے ملک مین تشریف لائے افسوس تمام ممالک پر آپکے حمزۂ صاحبقران نے قبضہ اپنا کر لیا اور ابھی وہ آپ کے تعاقب مین آتے ہین خیر آنے دیجیے مین اُنسے حتی الامکان مقابلہ کرونگا آپ میرے ملک مین تشریف لائے ہین تو چندے قیام رکھیے میری جانبازی و سرفروشی کا تماشا دیکھیے نوشیروان نے ایک آہ سرد کرکے جوابدیا میرا یہان ٹھہرنا میرے نزدیک اچھا نہین ہی کیونکہ حمزۂ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہین بڑے بڑے نامی سرداران لشکر اُنکے ہمراہ ہین علاوہ سرداروں کے لشکر عظیم اُنکے ساتھ ہی تم اُنسے کیا مقابلہ کرسکوگے اب مین سوے ترکستان جاؤنگا صلصال بن دال سے ملاقات کرونگا تمام سرگذشت اپنی اُس سے بیان کرونگا ابھی نوشیروان یہ باتین کر رہا تھا اور طول مست آبلہ روے سُن رہا تھا ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا نوشیروان اور بختک وغیرہ جانب غبار دیکھنے لگے جب غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ طہماسپ ترک خجندی بجمعیت چہل ہزار سواران جرار آتا ہی چہرے سے

ہوا قیماس خان نے اپنے ملازموں سے کہا جا کر دریافت کرو یہ شور و غل کیسا ہی ملازم گئے اور جلد تر آکر عرض کرنے لگا احرم ملیطاقی وزیر
ترک توسن ملیطاقی دربارگاہ پر مع فوج قلیل آیا ہی ایک محافہ بھی اسکے ہمراہ ہی امیدوار ملازمت ہی خسرو خاوری نے حکم دیا جلد
احرم ملیطاقی کو ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور اسے لے آئے وزیر ترک توسن ملیطاقی نے موافق قاعدہ خسرو خاوری کو تسلیم کی
بعدہ وہ دونوں نامے پیش کیے گئے خسرو خاوری نے موافق اسکی عزت کے اسے بٹھایا بعدہ اُن ناموں کو پڑھوایا مضمون دونوں نامہ
مذکور کا یہی تھا کہ ای خسرو خاوری تمنے پہلے فولاد ترکی کو ہلاک کرایا ملکہ خورشید خاوری کو سوار کرکے نہ بھیجا اب تمنے وزیر
احرم ملیطاقی کو روانہ کیا ہی تمھیں لازم ہی کہ اپنی دختر کو فوراً محافہ میں سوار کرکے بھیجدو تاکید جانو یہی تمھارے حق میں اچھا ہی
جسوقت قیماس خان نے عبارت نامہ سُنی نہایت غصہ آیا وزیر مذکور سے مخاطب ہو کر کہا ترک توسن ملیطاقی بار بار کیوں نامہ بھیجتا
ہی ہم ہرگز اُسکا کہنا نہ مانینگے احرم ملیطاقی نے کچھ بیہودہ تقریر کی قیماس خان نے اسے بخوبی زد و کوب کرکے دربار سے نکلوا دیا
وزیر مذکور خاور سے خدمت ترک توسن ملیطاقی میں چلا علمشاہ یہ احوال دیکھ کر خوش ہوئے بعد تھوڑی دیر کے چند
مردم دربارگاہ خسرو خاوری پر حاضر ہوئے اور دربانوں سے کہنے لگے ہماری جانب سے یہ عرض کرو کہ چند کس امیدوار آئے ہیں
کہ دربار حضور میں حاضر ہو کر کچھ عرض کریں دربانوں نے عرض بیگی سے کہا اُسنے خسرو خاوری سے عرض کیا خسرو خاوری
نے حکم دیا انھیں بُلا لو ملازمان خسرو خاوری نے اُن اشخاص کو دربار میں بُلایا جب وہ دربار میں آئے سر اپنے بعد ادائے تسلیم
جھکائے خسرو خاوری نے موافق اُنکے رتبہ اور مرتبہ کے انھیں اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اشخاص بیٹھ گئے خسرو خاوری نے اُنسے پوچھا
تم کیوں آئے ہو انھوں نے عرض کیا ہم ایک کمان لیکر آئے ہیں یہ کمان تمغاج خان ترک خطائی کی ہی کسی سے کھنچ نہیں سکتی
ہی قیماس خان کے پاس بدست ہمارے روانہ کی ہی اور کہا ہی قیماس خان کو بھی دعوئی دلیری کا ہی بس اس کمان کو کھینچیں یہ
کہکر وہ اشخاص خاموش ہو رہے تھے قیماس خان نے ارادہ کمان طلب کرنیکا کیا تھا ناگاہ علمشاہ نے اُن اشخاص سے کہا وہ
کمان کہاں ہی ذرا دیکھیں اُنھوں نے کمان مذکور علمشاہ کو دی علمشاہ نے جو اس کمان کو کھینچا کمان کے کئی ٹکڑے ہو گئے
وہ اشخاص اور قیماس خان اور جملہ اہل دربار یہ قوت و زور دیکھ کر نہایت متحیر ہوئے بعد حیرت بسیار قیماس خان نے
خوش ہو کر علمشاہ کو خلعت فاخرہ دیا اور شیخ لدھا کو بھی موافق اُسکے رتبہ کے انعام دیا پھر قیماس خان نے کہا ای مہران بخت
تمنے یہ سخت کمان توڑ ڈالی علمشاہ نے کہ نام انکا یہاں مہران بخت ہی کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ یہ تو کمان کچھ سخت نہ تھی نہایت نرم اور
بودی تھی آپنے ملاحظہ کیا کہ ذرا سے کھینچنے میں اس کمان کے کئی ٹکڑے ہو گئے قیماس خان نے بعد خلعت دینے کے مہران بخت کو کرسی
بیٹھنے کو دی علمشاہ بالائے کرسی زرنگار بیٹھے وہ اشخاص ٹکڑے کمان کے اُٹھا کر دربار سے اُٹھکر سوئے تمغاج خان روانہ ہوئے
بعد جانے اشخاص مندرجہ کے تیزک خطائی کہ عیار نہایت ہوشیار اور فن عیاری میں کامل و اکمل ہی نامہ صلصال بن دال الایخر و
خاوری کو اُسکے آنیکی اطلاع ہوئی خسرو خاوری نے اپنے روبرو اُسے بُلایا اُسنے باادب سلام کرکے نامہ صلصال قیماس خان
خاوری کو دیا قیماس خان نے کہا بیٹھ جاؤ تیزک خطائی ایک کرسی چوبی پر بیٹھ گیا قیماس خان نے نامہ پڑھوایا مضمون نامہ
یہ تھا کہ ای قیماس خان عنقریب تمھاری احرار خاوری لیکر یہاں آیا ہی اُسکے آنے سے کچھ فائدہ متصور نہیں ہی فی زمانہ بادشاہ
نوشیروان حمزہ صاحبقران سے شکست کھا کر بلخ میں آ گئے تھے ہمنے سُنا ہی کہ شاہان بلخ بھی مسلمان ہو گئے شہنشاہ قلعہ فاریاب
کی راہ طی کرکے ہمارے قلمرو میں آ گئے ہیں قریب ہی کہ وہ ہم تک پہونچیں پس تمکو لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع
لشکر روانہ ہو کر ہمارے پاس آؤ حمزہ صاحبقران لشکر لیے چلے آتے ہیں انھیں روکو ترکستان میں نہ آنے دو اس تھوڑے
لکھے ہوئے کو بہت جانو قیماس خان نے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر حکم دیا جلد ہمارے لشکر کے جوان مسلح ہوں بموجب حکم لشکری
جلد مسلح ہو گئے قیماس خان نے مرکب دورکابہ طلب کیا جب مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کرکے ملازم لائے قیماس خان نے تمکین و

ایک روز ہنگام شب امیر نے مظفر فاریابی سے فرمایا ای مظفر آج تم اپنے خیمے مین نجاؤ ہماری ہی بارگاہ مین سو رہو مظفر نے عرض کیا بہت بہتر مین اپنے خیمے مین نجاؤنگا یہ کہکر مظفر امیر سے باتین کیا کیا جب نصف شب گزری امیر مائل بخواب ہوے آخر امیر نے مسہری پر آرام کیا مظفر فاریابی بھی اُسی بارگاہ مین علحدہ لیٹا جب مظفر فاریابی کو یقین ہوا کہ امیر سوتے ہین آہستہ اُٹھکر تلوار کھینچکر چاہتا تھا کہ امیر پر تلوار لگائے ناگاہ امیر بیدار ہوے مظفر فاریابی تلوار سے قنات چاک کرکے بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا مقبل وفادار حاضر ہوا امیر نے تمام حال بیان کیا مقبل و سرداران لشکر بعقب مظفر فاریابی روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے مظفر راہ مین ملا مقبل نے اُسے دیکھکر نعرہ کرکے اُسکے سر پر تلوار لگائی مظفر فاریابی نے ہاتھ اپنا بجاے سپر اُٹھایا تلوار جو ہاتھ پر پڑی ہاتھ کٹکر زمین پر گرا مظفر فاریابی زخمی ہوکر وہانسے اسطرح بھاگا کہ مقبل وغیرہ کے ہاتھ نہ آیا احوال اسکا پھر لکھا جائیگا

ذکر حالات شاہزادہ علمشاہ وذکر قیماس خان خاوری بیان کیا جاتا ہی

بحران بیمثال اس داستان نادر کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ ایک روز علمشاہ چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیکر براے شکار صحراے سبزہ زار مین گئے بعد شکار کرنے طائرون اور چوپاؤن کے علمشاہ نے دیکھا صحراے سبزہ زار مین ایک بارگاہ ایستادہ ہی کچھ سوار اور پیادے اُترے ہوے ہین علمشاہ نے ایک سوار سے پوچھا یہ بارگاہ کسکی ہی سوار نے جواب دیا یہ بارگاہ وزیر ترک توسن یلطاقی کی ہی نام اسکا احرم یلطاقی ہی ایک نامہ ترک توسن یلطاقی و نامہ دیگر صلصال بن دال لیکر آیا ہی اور ایک امر کیواسطے اور بھی آیا ہی علمشاہ نے پوچھا وہ امر کیا ہی سوار نے کہا واسطے لینے ملکہ خورشید خاوری کے آیا ہی کل ہنگام سحر روبروے خسرو خاوری جائیگا علمشاہ تمام احوال سُنکے صحراے سبزہ زار سے باغ مین آئے ہنگام شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری باغ مین آکر پہلوے علمشاہ مین بیٹھی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ نے کشتی شراب کی طلب کی کنیزین کشتی شراب لے آئین ملکہ نے شیشہ اُٹھاکر جام بلورین مین شراب بھری پھر وہ جام شراب علمشاہ کو دینے لگی علمشاہ نے کہا ای ملکہ اگر تم ہمسے الفت رکھتی ہو تو ہمارا مذہب بھی اختیار کرو ملکہ نے پوچھا تمھارا دین کیا ہی علمشاہ نے جواب دیا ہمارا دین اسلام ہی ملکہ نے بوجہ الفت و محبت کے کہا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو مجھے مسلمان کرو علمشاہ نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دلسے مسلمان ہوئی علمشاہ نے جام می ملکہ کے ہاتھ سے لیکر شراب پی پھر شراب شیشے سے جام مین انڈیلکر جام می ملکہ کو دیا ملکہ نے بھی بعد غور بسیار شراب پی اسیطرح چند جام شراب باہم پیے جب علمشاہ کو نشہ ہوا ملکہ سے کہا ای ملکہ آج مین براے شکار صحرا مین گیا تھا وہان مین نے دیکھا ایک بارگاہ ایستادہ ہی تھوڑی فوج اُتری ہی ایک سوار سے جو پوچھا معلوم ہوا کہ احرم یلطاقی وزیر ترک توسن یلطاقی کا دو نامے لیکر آیا ہی ایک نامہ صلصال اور دوسرا نامہ ترک توسن یلطاقی کا ہی اور آنا اسکا محض اسواسطے ہی کہ تمھین ترک توسن یلطاقی کے پاس لیجائے تو مین ابھی سے تمسے کہے دیتا ہون اگر تمھارے والد یا تمھارے بھائیون نے تمھین اس وزیر نابکار کے ہمراہ روانہ کر دیا تو مجھے نہایت صدمہ ہوگا اور مین وزیر مذکور کو مار ڈالونگا ملکہ خورشید خاوری نے ہنسکر جواب دیا کہ اگر احرم یلطاقی آیا ہی تو کیا اندیشہ ہی میرے والد اور میرے بھائی ہرگز مجھکو اس وزیر کے ہمراہ روانہ نکرینگے تم ہنگام صبح میرے والد کے دربار مین ضرور جانا جو میں کہتی ہون اپنی آنکھون سے دیکھ لینا علمشاہ یہ سُنکے خاموش رہے ملکہ خورشید خاوری بعد تھوڑی دیر کے علمشاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی علمشاہ نے وہ شب بفکر و تردد سحر کی ہنگام سحر علمشاہ ہمراہ شیخ لدھا کے دربار خسرو خاوری مین گئے اور بعد تسلیم و آداب قیماس خان کے قریب جاکر ٹھہرے ناگاہ در بارگاہ خسرو خاوری پر شور و غل

جدا کر ڈالتے ہین غرض لندھور اور کرب غازی نے بعد توڑ کر پھینکنے طوق و زنجیر کے ایک ایک لطمہ سے زنجیر کے
اُن جلادان بیرحم کو ہلاک کیا ادھر مظفر فاریابی نے بعد جنگ نیزہ و گرز تیغہ سپر اٹھا بدار قلندر پر لگایا نقابدار نے بازو تیغہ
کی دیکھ کر بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر جلد لیکر انتظار کیا جب تیغہ قریب سر آیا فوراً اُسکی بند دست پر ہاتھ ڈالکر بزور بازو
بازو و تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کے پشت زین سے اُسے اُٹھا لیا اور زمین پر
اسطرح ٹپکا کہ ہلاک نہو جائے اسوقت عیار نقابدار قلندر نے جلد تر مظفر فاریابی کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کیا یہ احوال دیکھ کر مردان لشکر مظفر فاریابی نے یکبارگی نقابدار قلندر پر حملہ کیا لشکر نقابدار بھی بڑھا ایکجا
سے کرب غازی نے ایک سوار کو مشت مار کر تیغ اُسکی لیکر اُسی کے مرکب پر سوار ہو کر لشکر کفار پر حملہ کیا لندھور نے بھی اسیطرح
پشت لشکر عدو پر حملہ کیا پہلوان عادی نے مع اپنے بھائیون کے اسی طور سے سوارونکو ہلاک کر کے اُنکی تلوارین
لیکر اُنکے گھوڑون پر سوار ہو کر قلب لشکر فوج عدو پر حملہ کیا ادھر مردان نقابدار قلندر نے تلوارین کھینچکر سپرین اُٹھا کر حملہ
کیا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین صدہا کفار قتل ہوے آخر بہادران لشکر اسلام سے مقابلہ نکر سکے
باراده گریز پیچھے ہٹنے لگے بہادران لشکر اسلام نے تھوڑی دیر مین جملہ کفار کو تہ تیغ کیا کوئی تو لشکر مظفر فاریابی
سے زندہ نرہا جسوقت جملہ اعداے نابکار قتل ہو چکے نقابدار قلندر نے خزانہ و اسباب مظفر فاریابی کا اپنے قبضہ مین کیا
بارگاہ سلیمانی اور سرداران لشکر اسلام کو ہمراہ لیکر سوے قلعہ فاریاب روانہ ہوا اثناے راہ مین خواجہ عمرو سے
ملاقات ہوئی خواجہ نے کہا اے نقابدار قلندر جو خزانہ و اسباب مظفر فاریابی کا ہے وہ میرا ہے کیونکہ حمزہ صاحبقران
نے مجھسے یہ وعدہ کیا تھا کہ اے عمرو تمہاری تدبیر سے اگر یہ قلعہ فتح ہوگا تو خزانہ و مال و اسباب مظفر فاریابی کا
مین تمھین دونگا مین نے اس قلعہ کو اپنی تدبیر سے فتح کیا ہے بس جو خزانہ مال و اسباب تمنے لوٹا ہے اور تمہارے پاس
ہے مجھے حوالہ کرو نقابدار قلندر نے یہ سنکر جوابدیا کہ یہ خزانہ و مال حق غازیونکا ہے عیارونکا اسمین حصہ نہین ہے غرض اسی
طرح کی باتین کرتا ہوا نقابدار سوے قلعہ جاتا تھا ناگاہ اثناے راہ مین دیکھا کہ امیر با توقیر مع لشکر تشریف لاتے ہین نقابدار
نے امیر کو بعد ادب تسلیم کی پھر بارگاہ سلیمانی دی اور تمام حال بیان کیا بعد ازان مظفر فاریابی کو حوالے امیر کر کے
جانے لگا امیر نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے نقابدار قلندر نے عرض کیا نام اپنا سمرقند مین بتاؤنگا یہ کہکر
نقابدار قلندر چلا خواجہ نے کہا اے نقابدار کیا تو خزانہ و مال لے ہی جائیگا مجھے دیگا فقرا کو تو لازم ہے کہ قناعت کرین
مال و زر کی خواہش نکرین تو کیسا فقیر ہے کہ روپیہ سے محبت رکھتا ہے میرا حق چھینے لیتا ہے نقابدار نے مسکرا کر کل مال و خزانہ
مظفر فاریابی کا خواجہ کو دیدیا خواجہ نے خوش ہو کر کہا جیسا فقیر تو نہین ہین نے تجھے سخی دیکھا ایسا کسی فقیر کو سخی نہین
دیکھا نقابدار قلندر تو سے تمراہ اپنی فوج کے چلا گیا خواجہ نے تمام مال و زر بندر زنبیل کیا امیر نے اُسی جگہ مقام کر کے
مظفر فاریابی کو بلایا جب وہ قریب آیا امیر با توقیر نے اُس سے فرمایا اے مظفر تو نے اپنی مکاری کا نتیجہ دیکھا اب بھی خیر ہے
کہ اگر صدق دلسے مسلمان ہو تو مین تجھے رہا کر دون مظفر فاریابی نے کہا اے امیر با توقیر جو کچھ میری تقدیر مین تھا وہ ہوا
مگر اب صدق دلسے مسلمان ہوتا ہون اب کوئی مکر و فریب نکرونگا یہ کہکر روبرو سب کے امیر کلمہ شہادت اپنی زبان پر
جاری کیا حمزہ صاحبقران نے فوراً اسے رہا کر دیا مظفر فاریابی قدم امیر پر گرا امیر نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینے سے
لگایا الطاف و مہربانی سے سرفراز کیا بارگاہ سلیمانی مین اُسے جلہ بیٹھنے کو دی مظفر فاریابی نے چند روز مین بسبب
خیرخواہی اور اخلاص محبت امیر با توقیر کی کہ امیر مشقال شاہ کے مانند اُسے سمجھنے لگے جب طرح مشقال شاہ شرف مصاحبت
امیر سے سرفراز تھا اسیطرح مظفر فاریابی عہدہ مصاحبت امیر سے ممتاز ہوا اکثر خدمت امیر مین شب و روز حاضر رہنے لگا

میرے ہمراہ قید ہین دشت نوردی مین انھین ہمراہ اپنے رکھنا اچھا نہین ہی مناسب یہ ہی کہ انھین قتل کرون
کچھ اپنے دل غمگین کو شاد کرون یہ خیال کرکے زیر کوہ قیام کیا جلادونکو طلب کیا جلادان بیرحم تیغ بکف حاضر ہوے
مظفر فاریابی نے کہا ای جلادان بیرحم جلد لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو اراہون سے
اُتار کر قتل کرو جلادون نے سرداران مذکور کو اراہون سے اُتار کر زیر تیغ بٹھایا تھا کوئلہ کا گرد لون پر
حلادیا تھا آب وطعام کیواسطے سردارونسے کہا تھا سب نے جواب دیا تھا کہ ہم اپنی زندگی سے سیر ہین
خون جگر پی چکے ہین کسی امر کی ہمین آرزو نہین ہی سواے ملاقات حمزۂ صاحبقران کے کوئی حسرت نہین
ہی جلادون نے جوابدیا تھا کہ اب تمسے اور حمزۂ صاحبقران سے روز جزا ملاقات ہوگی اس آرزو
کو باغ دنیا سے دل ہی مین لیجاؤگے اتنی دیر مین دو حکم مظفر فاریابی براے قتل سرداران لشکر امیر
جلادون کو دے چکا تھا تیسرا حکم نہین دیا تھا سرداران مذکور زیر تیغ گردنین جھکائے بیٹھے تھے واسطے اپنی
رہائی کے خدا سے دعا کررہے تھے پہلوان عادی کا عجب حال تھا چہرہ کثرت غم سے متغیر ہوگیا تھا تھوڑی
دیر مین افراط الم سے لاغر ہوگیا تھا پیٹ جو مانند دہل کے کلان تھا خیال مرگ سے ایسا پچک گیا تھا
کہ سینہ و شکم ہموار ہوگیا تھا زار زار روتا تھا اپنی رہائی کے لیے درگاہ قادر و قیوم مین برجوع قلب
دعا کرتا تھا کبھی جلادون سے کہتا تھا ای بیرحمو قتل توکرتے ہو مجھے اتنا کھانا تو کھلادو کہ میرا پیٹ
بھر جائے اور اسقدر پانی پلادو کہ سیراب ہوجاؤن جلاد جوابدیتے تھے کہ ہمکو تمھارے اکل و شرب کا
احوال معلوم ہوچکا ہی بہت سی دیگین تمنے طعام کی خالی کردی ہین کئی مٹکے پانی کے پی گئے ہو لیکن
سیراب نہین ہوئے ہو اسقدر یہان آب وطعام کہان ہی کہ ہم تمکو کھلا کر سیر و سیراب کرین اگر دس ہزار
آدمیون کے کھانیکا غلہ بھی تم کھا جاؤگے اور بکثرت پانی پیوگے تو بھی تم سیر و سیراب نہ ہوگے بھوکے اور
پیاسے رہوگے بس اب امید اکل و شرب منقطع کرو پھل تیغ کا کھاؤ آب شمشیر سے اپنے حلق کو تر کرو تھوڑی
دیر مین رشتۂ حیات تمھارا قطع ہوجائیگا سر تمھارا تیغ تیز سے جدا ہوجائیگا تیسرا حکم ہمین تمھارے قتل
کا ملا ہی چاہتا ہی پہلوان عادی تقریر جلادان بیرحم سُنکے سوے فلک دیکھنے لگا خدا سے دعا کرنے
لگا تھا سرداران دیگر بھی برجوع قلب دعا کرنے لگے تھے ناگاہ تیر دعا ہر ایک کا ہدف مراد پر پہونچا
یعنے سوے صحرا غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے وہ غبار ہوا سے دفع ہوا لندھور اور کرب غازی نے
دیکھا نقابدار قلندر چالیس ہزار قلندرون کی جمعیت سے نمایان ہوکر بعجلت زیر کوہ آیا جب
قلندر نے لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھا مظفر فاریابی
سے بڑھکر کہا او نابکار انھین کیون قتل کرتا ہی مظفر نے جواب دیا او درویش تجھے امور سلاطین مین
کیا دخل ہی یہ میرے گنہگار ہین مین انکو قتل کرواتا ہون اگر تو کچھ انکی حمایت کریگا تو ابھی تجکو بھی قتل
کرونگا نقابدار قلندر نے جوابدیا او نابکار کیا مجال تیری کہ لندھور اور کرب غازی سرداران لشکر
حمزہ کو قتل کرسکے مظفر فاریابی یہ سُنکے غضبناک ہوا فی الفور مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوا اُسکے حکم سے
مردان فوج بھی مسلح ہونے لگے اور لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی و برادران پہلوان
عادی نے طوق و زنجیر وغیرہ کو مانند تار عنکبوت توڑ توڑ کر پھینکدیا واضح ہو کہ جبتک وقت رہائی نہین
آتا ہی سرداران لشکر اسلام قید رہتے ہین اور جب وقت رہائی آجاتا ہی طوق و زنجیر کو اپنے تن سے

صاحبقران لندھور بن سعدان وغیرہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھ کر اور گفتگو سے مظفر فاریابی سن کے
خیال کرنے لگے کہ سوے قلعہ جانا فی الحال بہتر نہیں ہی مظفر فاریابی لندھور بن سعدان اور کرب غازی
کو قتل کر ڈالیگا یہ سمجھ کر امیر باتو قیر آگے نہ بڑھے اُسی جگہ مقیم ہوے مظفر فاریابی نے لندھور بن سعدان
اور سب کو زندان میں بھیجدیا امیر باتو قیر نے خواجہ سے کہا ای خواجہ تم قلعہ گیر بیجنگ مشہور ہو اگر یہ قلعہ
کسی تدبیر سے لے لوگے تو مین تمکو کل مال و زر اُس قلعہ کا دیدونگا خواجہ عمرو نے اقرار کیا کہ مین اس قلعہ
کو لے لونگا مظفر فاریابی کو گرفتار کرنے کی بھی تدبیر کرونگا غرض جب تاریکی شب محیط عالم ہوئی نصف شب
کو خواجہ عمرو امیر باتو قیر کو ہمراہ لیکر زیر دیوار قلعہ گئے اور دیوار قلعہ پر کمند پھینکی پھر بذریعہ دیوار قلعہ
پر جا کر بذریعہ کمند زیر دیوار اُترے حمزۂ صاحبقران بھی ہمراہ خواجہ داخل قلعہ فاریاب ہوے خواجہ
عمرو نے دیکھا مردمان قلعہ تو سورہے ہین لیکن ایک ضعیفہ ایک حجرے مین بیٹھی ہی خواجہ عمرو نے اُس سے
پوچھا ای ضعیفہ اسوقت مظفر فاریابی کس جگہ ہی اگر تجھے معلوم ہو تو بیان کر ضعیفہ نے کہا اسوقت مظفر
فاریابی اپنے باغ مین ہی بزم عشرت مین بیٹھا ہی دیکھو وہ سامنے باغ ہی خواجہ عمرو نے گفتگوے ضعیفہ سُنکے
وہان سے آگے قدم بڑھایا امیر باتو قیر نے در قلعہ پر جا کر در قلعہ کھولدیا جملہ سرداران لشکر اسلام و تمامی مردمان
فوج داخل قلعہ ہوے عمرو و امیر باتو قیر براے قتل مظفر فاریابی جانب باغ چلے قلعہ مین مردم بیدار ہو کر شور
و غل کرنے لگے مظفر فاریابی نے شور و غل سُنکے پوچھا یہ شور و غل کیون ہوتا ہی ملازمون نے دریافت
کر کے عرض کیا خداوند نعمت حمزۂ صاحبقران مع لشکر داخل قلعہ ہو کر اسطرف آتے ہین مظفر فاریابی یہ
سُنکے نہایت گھبرایا شراب کا نشہ اُتر گیا فوراً لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو
زندان سے بلوا کر بارگاہ سلیمانی اور خزانہ اور دیگر اسباب و مال لیکر راہ نقب سے مع اپنی فوج کے
روانہ ہوا لندھور بن سعدان وغیرہ کو ارابہ پر بٹھایا بعد قطع راہ نقب ایک صحراے سبزہ زار مین
نکلکر سوے ترکستان چلا یہان حمزۂ صاحبقران باغ مین پہونچے دیکھا مظفر فاریابی نہین ہی امیر
باتو قیر نے باغبانون سے پوچھا مظفر فاریابی کہان ہی اُنھون نے کہا وہ آپکے خوف سے اس قلعہ سے
نکل گیا یہ نہین معلوم کہان گیا امیر باتو قیر قلعۂ فاریاب مین مقیم ہوے اہل قلعہ نے اطاعت حمزۂ
صاحبقران اختیار کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے

اب حال ہمیثال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مظفر فاریابی بیان کیا جاتا ہی

بعد گریزان ہونے حاکم قلعہ فاریاب کے عمرو بن امیہ ضمری نے حمزۂ صاحبقران سے کہا ایفاے وعدہ فرمائیے
خزانہ اور جواہرات اس قلعے کا بندہ کو دلوائیے مین نے قلعہ لے لیا ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا مظفر
فاریابی خزانہ اور مال و اسباب لیکر گریزان ہوا ہی اس سمجھا کرلو اگر اسنے خزانہ و اسباب نہین لیا یہان ہوتا تو
البتہ مین تمکو دیدیتا خواجہ قائل ہو کر اور زیادہ اس امر مین گفتگو نہ کر سکے اور بخیال حصول زر پھر قلعہ فاریاب سے
نکل کر سوے صحرا روانہ ہوے خواجہ کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال امیر و مظفر فاریابی لکھا جاتا
ہی امیر نے بعد جانے خواجہ کے ایک مرد بزرگ فاریابی کو تخت حکومت فاریاب پر بٹھا کر وہان سے کوچ کیا اور مظفر
فاریابی نقب سے جو نکل کر صحرا نوردی کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک روز قریب ایک کوہ کے پہونچا دل مین خیال
کرنے لگا حمزۂ صاحبقران نے میرے ملک پر اپنا قبضہ کیا مجکو آوارہ دشت کیا ہی اُنکے لشکر کے سردار

سپر فراخ دامن لیکر جانب در قلعہ چلا جب گولہ سامنے آتا تھا لندھور بن سعدان ضرب گرز سے اُسے دفع
کرتا تھا اور سپر سے بھی اعضا کو گولون سے بچاتا تھا اسی طرح سواران ہندی بھی عقب لندھور بن سعدان
جانب در قلعہ جاتے تھے لیکن گولون سے اکثر سوار ہلاک ہوتے تھے گویا سیل اولون کا تھا ابر سے گر رہے تھے
گولون کی صدا سے اطباق زمین لرزتے تھے دھوان اسقدر تھا کہ زیر آسمان ایک دھوئین کا آسمان
گویا نظر آتا تھا گولہ انداز ہر چند دمبدم گولہ اندازی کرتے تھے مگر لندھور بن سعدان گولون کو دفع کرکے
آگے بڑھتا جاتا تھا لشکری کچھ ہلاک ہوتے تھے جب لندھور بن سعدان خندق پر پہونچا گولہ اندازون نے
گولے مارنا موقوف کیے تمام پشتہ سے بارود کی ہانڈیان لندھور بن سعدان پر پھینکیں لندھور بن سعدان
نے پھر پھر روک کر اپنے مرکب کو خندق پر پھندایا مظفر فاریابی اسوقت نہایت گھبرایا کرب غازی کو زندان
سے بلوا کر اُسکے قدمون پر گرا اور بعد منت کہنے لگا اے برادر مجھسے خطا ہوئی عفو کر اب مین صدق دل سے
مسلمان ہوا یہ کہکر کلمہ پڑھا کرب غازی نے پوچھا کیون قدم پر گرتا ہے اسقدر منت و عاجزی کس وجہ
سے کرتا ہے اُسنے کہا لندھور بن سعدان در قلعہ تک آگئے ہین گرز سے در قلعہ توڑا ہی چاہتے ہین براے
خدا آپ انھین منع کیجیے اور کہیے کہ مظفر فاریابی اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہے کرب غازی نے
اُسے راست گو جان کر لندھور بن سعدان سے بآواز بلند کہا اے بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان
در قلعہ نہ توڑیے کہ مظفر فاریابی کہتا ہے کہ اب مین صدق دل سے مسلمان ہوا اب مکر و فریب نکرونگا لندھور
بن سعدان نے در قلعہ نہ توڑا مظفر فاریابی در قلعہ کھول کر لندھور بن سعدان کو بہزار عزت و حرمت
قلعہ مین لایا لشکر لندھور بن سعدان بیرون قلعہ رہا لندھور بن سعدان نے سیر قلعہ کی پھر تخت کے قریب
دنگل پر بیٹھا کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو مظفر فاریابی نے رہا کیا ہر ایک سے
عذر کیا اپنی خطا کا مقر ہوا پھر مانند قبل لندھور بن سعدان کی دعوت کی لندھور بن سعدان وغیرہ
طعام بیہوشی آمیز کھا کر بیہوش ہوے مظفر فاریابی نے اپنے ملازمون سے کہا ان سب کو طوق و زنجیر
مین گرفتار کرکے زندان مین لیجاؤ اگر مین یہ فریب نہ کرتا یہ سب مسلمان کبھی گرفتار نہ ہوتے ملازم بموجب
حکم حاکم کرب غازی اور لندھور بن سعدان وغیرہ سلاسل مین گرفتار کرکے زندان مین لے گئے بعد
گرفتار کرنے سرداران لشکر اسلام کے مظفر فاریابی نے در قلعہ بند کر لیا پل و تختہ اُٹھوا لیا قلعہ پر اور
زیادہ توپین لگانے کا حکم دیا سواران ہند خبر گرفتاری لندھور بن سعدان و کرب غازی سنکے جانب
امیر با توقیر روانہ ہوے امیر با توقیر سوے قلعہ فاریاب مع لشکر چلے آتے تھے اثناے راہ مین سواران
ہند و ہمراہیان کرب غازی و لشکریان پہلوان عادی نے امیر با توقیر سے کل حال مکاری مظفر
فاریابی عرض کیا امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا خود مع لشکر ظفر اثر جانب قلعہ فاریاب روانہ ہوے
بعد قطع راہ جب سامنے قلعے کے پہونچے مظفر فاریابی کو حال آمد حمزۂ صاحبقران سے آگاہی ہوئی فوراً
لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زندان سے طلب کیا بالاے قلعہ لے گئے
جلادون کو طلب کیا جلاد حاضر ہوے ہر ایک سردار کو زیر تیغ بٹھایا ادھر حمزۂ صاحبقران نے در
قلعہ کی طرف قدم بڑھایا مظفر فاریابی نے بالاے قلعہ سے بآواز بلند کہا اے حمزۂ صاحبقران اگر
آپ براے فتح قلعہ آگے قدم بڑھائیے گا تو مین آپکے ان سرداران لشکر کو ابھی قتل کراؤنگا حمزۂ

نے خیال کیا حریف زبردست ہی ایسے سے لڑنا نہ چاہیے اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے مظفر فاریابی
نے کہا اے بہادر بیشک تیرا شجاعت و قوت مین مثل و نظیر نہین ہی کیا خوب بند نیزہ کا باندھ کر میرے ہاتھ
سے نیزہ نکال دیا آج تک میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہ نکالا تھا مین نے عہد کیا تھا جو کوئی دلاور
میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیگا مین اسکی اطاعت کرونگا اور جو دین اُسکا ہوگا وہی مذہب اختیار کرونگا
پس اے بہادر اب مجھ کو اپنے دین مین لا مین نے تیری اطاعت اور حمزۂ صاحبقران کی فرمانبرداری
اختیار کی کرب غازی نے لڑنے سے ہاتھ روک کر نہایت خوش ہوکے اُسسے کلمہ پڑھایا مظفر فاریابی
نے بڑھ کر سر اپنا قدم کرب غازی پر جھکایا کرب غازی نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا مظفر فاریابی
نے کہا اب میرے قلعہ مین چلو مجکو اپنا خادم سمجھو کرب غازی مع فتاح پلنگینہ پوش ہمراہ اُسکے قلعہ مین گئے
مظفر فاریابی نے کہا اب تخت پر بیٹھو یہان کی بادشاہت کرو کرب غازی نے جواب دیا تمہارا تخت
و تاج تمکو مبارک ہو مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ کہکر مظفر فاریابی کو تخت پر بٹھایا اور آپ قریب تخت ایک
دنگل پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا مظفر فاریابی نے حکم دیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان
عادی کو قید سے رہا کرو ملازمون نے فی الفور جا کر سب کو قید سے رہا کیا مظفر فاریابی نے اُنھین بلا کر
اپنے دربار مین بعزت و حرمت بٹھایا پھر بارگاہ سلیمانی منگوا کر کرب غازی کے حوالہ کی کرب غازی
نے بارگاہ سلیمانی کو اپنے لشکریون کے سپرد کی اور اُسی وقت ایک عرضی مثل عرضی پہلوان عادی
تحریر کرکے حمزۂ صاحبقران کو روانہ کی حاکم قلعہ فاریاب نے سامان دعوت کیا نہایت تکلف
سے کرب غازی کی دعوت کی طعام دعوت مین بیہوشی آمیز کرائی دربان جاکر سوار نے عرضی کرب غازی
کی حمزۂ صاحبقران کو دی امیر با توقیر عرضی ملاحظہ فرما کر خوش ہوے یہان کرب غازی و پہلوان
عادی و برادران عادی طعام بیہوشی آمیز کھا کر بیہوش ہوے مظفر فاریابی نے سب کو طوق و
زنجیر مین گرفتار کرکے زندان مین قید کیا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر با توقیر حال گرفتاری کرب غازی
وغیرہ جواسیس سے سُنکے پھر برہم ہوے جام طلاء عفریت مین شربت منگوا کر بیچ مین جملہ سرداران لشکر
اسلام رکھا اور فرمایا کون ایسا جری ہی کہ مظفر فاریابی کو اس مکاری کی جا کر سزا دے اور کرب
غازی کو قید سے چھڑائے لندھور بن سعدان نے اُٹھ کر کسی قدر شربت پی کر عرض کیا مین جاتا ہون جو
کچھ آپنے حکم دیا ہی بجا لاتا ہون یہ کہکر مع سات لاکھ سواران ہندی کے روانہ ہوا مظفر فاریابی کو
یہ خبر ہوئی کہ لندھور بن سعدان سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے آتا ہی مظفر فاریابی نے پریشان
خاطر ہوکر در قلعہ بند کرایا پل و تختہ اُٹھوا لیا خندق مین آگ روشن کرائی قلعہ پر چڑھا توپین لگائین
گولہ اور باروت بکثرت گولہ اندازون کو دے کر اُن سے کہا جس وقت لندھور بن سعدان سامنے
قلعہ کے آئے اسقدر گولے مارنا کہ قدم آگے بڑھا نہ سکے بلکہ ہلاک ہو جائے گولہ اندازون نے
نے عرض کیا حتی الامکان ہم ایسا ہی کرینگے یہ کہکے گولہ اندازون نے توپین بھرین مہتابین روشن کین
اسی اثنا مین لندھور بن سعدان بھی سامنے قلعہ کے پہونچا مظفر فاریابی نے گولہ اندازون سے
کہا دیکھو حریف آپہونچا اپنے کام مین مشغول ہو اب اُسکو در قلعہ تک نہ آنے دو گولہ اندازون نے
جلد جلد گولے مارنا شروع کیے لندھور بن سعدان ایک ہاتھ مین گرز گران اور دوسرے ہاتھ مین

بیہوشی ملواکر روبرو سے پہلوان عادی آیا اور عرض کرنے لگا آپ بزم عشرت مین تشریف لیجلیے پہلوان عادی اور
برادران عادی ہمراہ مظفر فاریابی بزم عشرت مین جاکر بیٹھے اُسوقت حاکم قلعہ فاریاب نے حکم دیا ساقیان گلرخسار
کشتیان شراب کی مع گزک جلد لائین بموجب حکم ساقیان گلرخسار شراب بیہوشی آمیز لیکر بزم مین آئے اور جام
بلورین مین شراب بھر بھر کر پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو پلانے لگے پہلوان عادی نے
کہا اے مظفر فاریابی تم بھی شراب پیو اُسنے کہا اسوقت مجھے معاف فرمایئے پھر ہمراہ آپکے میکشی کرونگا پہلوان عادی نے یہ سُنکے
اصرار نہ کیا جب ساقیان مہجبین دو تین پیالے پلا چکے اشیاے گزک سے ہر ایک نے ذائقہ دہن تبدیل کیا پھر حکم
مظفر فاریابی سے ساقیان خوش گلو بزم مین مع ساز و نغمہ حاضر ہوے بناز و ادا ناچنے اور گانے لگے بعد
تھوڑی دیر کے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کے سر مین درد ہونے لگا بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا
پہلوان عادی نے پوچھا یہ کیسی شراب تھی کہ جسکے پینے سے میرے سر کو گردش ہو مظفر فاریابی نے کہا یہ شراب
دو آتشہ تھی جو آپنے پی ہو اُسنے نشہ زیادہ کیا ہو اسی وجہ سے آپکے سر کو گردش ہو اگر مناسب ہو تو آپ براے
تفریح طبع مع اپنے بھائیون کے باغ مین تشریف لے چلیے سیر باغ کیجیے پہلوان عادی نے کہا اچھا باغ مین
چلو تاکہ ہواے سرد لگنے سے میری طبیعت شگفتہ و درد سر موقوف ہو یہ کہکر پہلوان عادی اٹھا برادران
پہلوان عادی بھی اُٹھے چونکہ بیہوشی بخوبی اثر اپنا کر چکی تھی ہر ایک شخص لڑکھڑا کے بالاے فرش گرا گرتے ہی بیہوش
ہوگیا مظفر فاریابی نے خوش ہو کر اپنے ملازمون کو طلب کر کے کہا جلد ان سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کرو بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کرو لشکریان پہلوان عادی کو گھیر کے تہ تیغ کرو ملازمان مظفر فاریابی نے
اول تو پہلوان عادی اور برادران عادی کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیا زندان مین لیجا کر قید کیا پھر لشکریان
حاکم قلعہ فاریاب نے مردان فوج عادی پر حملہ کیا کچھ سواران سپاہ قتل ہوے باقی تاب مقابلہ نہ لاکر گریزان ہوکے
حمزہ صاحبقران ایک صحرا مین فروکش تھے کہ لشکریان پہلوان عادی مضطر و پریشان خاطر خدمت امیر
مین پہونچے امیر نے احوال پوچھا سب نے عرض کیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو مظفر فاریابی
نے قید کر لیا ہو بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کر لی ہو براے اطلاع ہم حاضر ہوے ہین امیر با توقیر نے
احوال پہلوان عادی وغیرہ سے آگاہ ہو کر جام کلہ عفریت مین شربت منگوا کر درمیان مین جملہ سرداران لشکر اسلام
کے رکھا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہو کہ یہ شربت پیے اور مظفر فاریابی کو جاکر گرفتار کرے اور پہلوان عادی
کو قید سے رہا کراے کرب غازی نے فوراً اُٹھ کر قدرے شربت پی کر عرض کیا یہ حکم مین بجا لاؤنگا امیر با توقیر نے
فرمایا جلد جاؤ کرب غازی اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لے کر سوے فاریاب بعد عجلت چلا جب قریب قلعہ پہونچا
مظفر فاریابی خبر آمد کرب غازی سُن کے چالیس ہزار سوار ہمراہ لے کر قلعہ سے نکلا اس اثنا مین کرب
غازی عنقریب قلعہ پہونچا مظفر فاریابی نے کرب غازی کو روک کر کہا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا
ورنہ اپنی تیغ تیز سے سر تیرا جدا کرونگا کرب غازی نے کہا او نابکار کیا بکتا ہو مین تجھکو قتل کر کے قلعے کو
فتح کرونگا اپنے باپ کو قید سے چھڑا ونگا مظفر فاریابی نے یہ سُن کے غضبناک ہو کر نیزہ سینہ کرب
غازی پر مارا کرب غازی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر کرب غازی نے نیزہ مارا اُسنے بھی
اپنے نیزہ پر نیزہ کرب غازی کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر باہم گر جنگ نیزہ ہوئی آخر کرب غازی نے
ایک بند نادر باندھ کر نیزہ دست مظفر فاریابی سے نکال دیا جسوقت نیزہ ہاتھ سے نکل گیا مظفر فاریابی

محرران بیعدیل اس داستان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی دعوت و ضیافت حمزۂ صاحبقران
کر چکے اسوقت امیر با توقیر نے پہلوان عادی کو بُلا کر بارگاہ سلیمانی حوالے کر کے جانب فاریاب روانہ کیا
بعد ازان خود بھی جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج بلخ سے سمت فاریاب روانہ ہوے اثنائے راہ مین دو چار چار
روز مقام کرتے ہوے شکار صحرا مین کھیلتے ہوے بہ تعاقب نوشیروان چلے جاتے تھے لیکن نوشیروان جو بلخ سے بھاگا
تھا بعد اضطراب فاریاب مین پہونچا مظفر فاریابی نے اُسکا استقبال کر کے کہا آپ قلعہ مین تشریف
رکھیے نوشیروان نے کہا مین ہرگز یہان توقف نکرونگا کیونکہ حمزۂ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہونگے
یہان اُنکے ہاتھ سے میری جان نہ بچیگی تمھارے پاس اتنی فوج نہین ہے کہ تم اُنسے مقابلہ کر سکو اب جانب ترکستان
جاؤنگا صلصال بن دال سے ملاقات کرونگا اپنا احوال اُس سے بیان کرونگا وہ بخوبی میری اعانت
کریگا یہ کہکر نوشیروان وہانسے روانہ ہوا بعد جانے نوشیروان کے پہلوان عادی اٹھا لے بارگاہ سلیمانی
کا ہمراہ لیے ہوے مع اپنے بھائیون اور سواران لشکر کے فاریاب کیجانب پہونچا مظفر فاریابی پہلوان عادی
کے آنے کی خبر سُنکے متردد ہوا آخر کچھ تجویز کر کے چند تحائف ہمراہ لے کر مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکل کر
روانہ ہوا اثنائے راہ مین پہلوان عادی کا استقبال کر کے وہ تحائف دیکر قدمبوس ہوا بعدہ کہنے لگا مین
حمزۂ صاحبقران کا فرمانبردار ہون کیا مجال جو سرکشی کرون قبل تو لات پرست تھا اب مسلمان ہون
اسی وجہ سے مین نے نوشیروان کو اپنے قلعے مین ٹھہرنے نہین دیا آپ قلعے مین تشریف لے چلیے جو کچھ مجھسے خدمت
ہوسکے گی کرونگا پہلوان عادی نے گفتگو مظفر فاریابی سُنکے نہایت خوش ہو کر ایک عرضی اس مضمون
کی لکھی کہ اے امیر با توقیر مظفر فاریابی حاکم قلعہ فاریاب نے آپ کی اطاعت قبول کی ہے غرض عرضی لکھ کر
ایک سوار کو کہا خدمت حمزۂ صاحبقران مین جلد جا اور یہ عرضی اُنھین پہونچا سوار مذکور وہ عرضی لیکر روانہ
ہوا بعد قطع راہ دراز سوار نے دیکھا کہ امیر ایک صحرائے سبزہ زار مین مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین سوار نے
خدمت امیر مین جا کر وہ عرضی پہلوان عادی کی پیشکش کی امیر با توقیر عبارت عرضی کی پڑھ کر خوش ہوے
پہلوان عادی ہمراہ مظفر فاریابی قلعہ مین آیا مظفر فاریابی نے سامان دعوت و ضیافت کا کیا
بزم عشرت آراستہ کی جب طعام ہائے لذیذ و خوش ذائقہ تیار ہو چکے اُس وقت مظفر فاریابی نے
دسترخوان بچھوا کر بصد تکلف ظروف نادر و نفیس مین طعام ہائے لذیذ منگوا کر دسترخوان پر رکھوائے
پہلوان عادی سے دست بستہ کہا کہ امیدوار ہون کچھ نوش فرمائیے پہلوان عادی نے ہاتھ دھو کر
ظروف اُٹھا اُٹھا کر طعام ظروف اپنے حلق مین ڈالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین جملہ طعام کھا لیا مظفر فاریابی
نے بموجب خواہش پہلوان عادی اور طعام منگوایا عادی وہ طعام بھی جلد تر کھا گیا آخر مظفر
فاریابی نے بہت سی دیگین پُر از طعام منگوائین عادی دیگون کو دیکھ کر خوش ہوا اور ہر ایک دیگ
کو اُٹھا اُٹھا کر طعام اپنے دہن مین ڈالنے لگا اور مظفر فاریابی کی بار بار توصیف کرنے لگا تھوڑی
دیر مین کُل دیگین طعام سے خالی کر دین مگر پیٹ نہ بھرا بھوکھا رہگیا جب مطلق طعام باقی نہ رہا پہلوان عادی
نے مجبور و ناچار ہو کر آب سرد پی کر پانی سے ہاتھ دھویا برادران پہلوان عادی نے بھی اکل و
شرب سے فرصت حاصل کی دسترخوان اُٹھایا گیا مظفر فاریابی پہلوان عادی کے سیر نہونے سے
نہایت حیران ہوا بعد حیرت بسیار وہان سے اُٹھ کر باہر گیا شیشہ ہائے شراب اور مینائے مے بکثرت

سعد سحر بلخی قدم خواجہ پر گرا اور کہنے لگا اب مین آپکی اطاعت کرتا ہون اور دین اسلام بھی اختیار کرتا ہون جو کچھ مجھسے خطا
ہوئی ہو معاف فرمایئے خواجہ نے سر اُسکا اپنے پانون سے اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا پھر کلمہ اُسے پڑھایا سعد سحر بلخی
کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ کو جاے صدر پر لا کر بٹھایا اتنی دیر مین سعید بلخی وغیرہ بھی جستجوے خواجہ
عمرو کرتے ہوے بالاے مکان سعد سحر بلخی آئے سعد سحر بلخی اور خواجہ عمرو کو ایک جا بیٹھے ہوے دیکھ کر حیران ہوے
پھر سعید سحر بلخی مع اپنے شاگردونکے سعد سحر بلخی کے پاس آیا سعد سحر بلخی نے کہا اے برادر مین نے تو خواجہ عمرو کی
اطاعت اختیار کی ہے اور دین اپنا ترک کر کے مسلمان ہوا ہون تمہین بھی لازم ہے کہ فرمانبرداری خواجہ عمرو کی کرو اور
دولت دین اسلام کی خواجہ سے خواہش کرو سعید سحر بلخی نے سعد سحر بلخی کے سمجھانے سے فی الفور قدم خواجہ پر سر
اپنا رکھا خواجہ نے اسکے سر کو بھی اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ اُسے پڑھایا سعید سحر بلخی کلمہ پڑھ کر صدق دلسے مسلمان
ہوا پھر سعد سحر بلخی اور سعید سحر بلخی نے اپنے گھر سے نکالکر اپنے جملہ شاگردونکو مسلمان کیا اور حمزۂ صاحبقران کو
قید سے رہا کیا پھر جملہ عیاران قلعہ ہندوان بلخ نے سر اپنا قدم امیر پر جھکا دیا امیر باتوقیر نے ہر ایک پر مہربانی و نوازش
کی پھر امیر نے خواجہ سے ملاقات کی اور احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام حالات جو گذرے تھے بیان کیے حمزۂ صاحبقران
قلعہ ہندوان بلخ سے مع خواجہ عمرو و جملہ عیاران مذکور کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب لشکر پہونچے
سلطان سعد و جملہ سرداران لشکر اسلام نے امیر کا استقبال کیا جب امیر داخل بارگاہ سلیمانی ہو سعد سحر بلخی نے
دست بستہ حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین روبروے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی جاؤن اور انہین سمجھا کر
انکا مطیع و فرمانبردار کرون امیر باتوقیر نے اجازت دی سعد سحر بلخی خدمت شاہان بلخ مین گیا اور تنہائی مین تا دیر انھین سمجھایا
شاہان بلخ سعد سحر بلخی کے سمجھانے سے اطاعت حمزۂ صاحبقران پر راضی ہوے سعد سحر بلخی انھین ہمراہ اپنے لشکر اسلام
کیطرف لیچلا امیر نے خبر پا کر براے استقبال چند سردارونکو روانہ کیا سرداران مذکور نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کا
استقبال کیا پھر انھین ہمراہ اپنے لشکر اسلام مین لائے شاہان بلخ نے سر اپنے قدم امیر پر جھکائے امیر نے سر اُنکے اپنے
سینے سے لگائے اور نہایت اُنپر مہربانی کی اُنھون نے عرض کیا اب ہمین دولت دین اسلام مرحمت فرمایئے امیر نے
انھین کلمہ پڑھایا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کلمہ زبان پر جاری کر کے صدق دل سے مسلمان ہوے امیر نے
بارگاہ سلیمانی مین موافق اُنکی عزت و لیاقت کے انھین بٹھایا جملہ اہل اسلام شاہان بلخ کے مسلمان ہونے
سے خوش ہوے نوشیروان ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کے مسلمان ہونے کی خبر سنکے مع بختک و دیگر کافران
نابکار کے بلخ سے بھاگا اور جانب فاریاب روانہ ہوا ہوشیار بلخی نے بلخ مین جا کر جملہ صغیر و کبیر کو مسلمان کیا
مساجد کے بنانیکا حکم دیا مسجدین جابجا اہل اسلام اُسیوقت سے بنوانے لگے ہوشیار بلخی نوشیروان کے
گریزان ہونیکی خبر سنکے خدمت صاحبقران مین آیا اور حال نوشیروان کا بیان کیا پھر عرض کیا شہر
مین تشریف لے چلیے چندروز بلخ مین تشریف رکھیے حمزۂ صاحبقران ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مع جملہ
فوج کے داخل شہر بلخ ہوے شاہان بلخ نے چندروز تک بخوبی تمام حمزۂ صاحبقران اور کل مردمان لشکر کی
دعوت و ضیافت کی اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی اسی اثنا مین کرب غازی و نہنگ بحر
دریائی و ساقط شاہ دربندی وغیرہ سرداران لشکر اسلام داخل بلخ ہوے کرب غازی نے تمام
احوال بیان کیا قاسم ترمذی نے قدم امیر پر سر جھکایا امیر نے سر اُسکا قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا

داستان روانہ ہونا حمزۂ صاحبقران کا بلخ سے فاریاب کو حال نوشیروان و مکاری مظفر فاریابی بیان کیجاتی ہے

کی پھر سر عمرو نقلی کار و بر روے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی لے گئے وہ بھی از حد خوش ہوے اور سرغنہ عیار نقلی کو خلعت
و انعام دیا عیارون نے قلعہ ہندوان مین عمرو کے قتل ہونے سے خوش ہو کے بزم عشرت آراستہ کی دو پہر رات تک بزم
عشرت آراستہ رہی وقت نصف شب جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک عیار فرش خواب پر باطمینان تمام سو رہا جب تمام
سب عیار سو رہے خواجہ عمرو کہ بصورت سرغنہ عیار تھے اُٹھے اور جس جگہ حمزۂ صاحبقران قید تھے اُسطرف چلے قریب
حمزۂ صاحبقران پہونچ چکے تھے کہ سعد سحر بلخی اور سعید سحر بلخی خواب سے بیدار ہوے سرغنہ عیار کو نہ دیکھا متردد
ہو کر جانب زندان مع اپنے شاگردونکے روانہ ہوے خواجہ قریب امیر پہونچے تھے چاہتے تھے کہ امیر کو رہا کرین ناگاہ سعید سحر بلخی
وغیرہ نے نعرہ کرکے کہا او عمرو کہان جاتا ہی ہوشیار ہو جا کہ ہم آ پہونچے ہمین پہلے بھی تیرا سر دیکھکر کچھ خیال ہوا تھا اب بخوبی
معلوم ہو گیا کہ تو عمرو ہی خواجہ گروہ عیاران کو دیکھکر بھاگے سعد سحر بلخی و سعید سحر بلخی خنجر بکف دوڑے خواجہ جست کرکے ایک
مکان کے کوٹھے پر گئے سعید سحر بلخی اور دیگر عیار بھی یکے بعد دیگر جست کرکے اس مکان کے بام پر گئے خواجہ وہانسے دوسرے
مکان کی بام پر جست کرکے پہونچے یہ سب عیار بھی اُسی کوٹھے پر پہونچے اسی طرح خواجہ جست کرتے ہوے بہت سے کوٹھون پر
گئے اور ہمراہ خواجہ سعید سحر بلخی اور سعد سحر بلخی مع اپنے شاگردونکے پہونچے آخرکار خواجہ عمرو ایک مکان کے کوٹھے پر
جست کرکے گئے صحن مکان مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبرو لباس رنگین و نفیس زیب تن کیے ہوے چہار طرف اسطرح
دیکھ رہی ہی گویا کسی کی منتظر ہی اور کسی کی جستجو کر رہی ہی خواجہ اس مکان کے بام سے صحن مین آئے اُس نازنین نے دوڑ کر خواجہ کے پاس
جا کر پوچھا ای شخص تو کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ مین ایک بندۂ خدا ہون اُس زن خوبرو نے کہا معلوم ہوتا ہی تو عمرو ہی خواجہ نے
کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ مین عمرو ہون اُس نازنین نے جواب دیا مین سو رہی تھی عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف
لا کر مجھے مسلمان کیا اور فرمایا جلد بیدار ہو خواجہ عمرو تیرے مکان مین آتا ہوگا اُس سے بہ نیکی پیش آنا پس ای خواجہ اسی وجہ سے
مین نے تمھین بچایا اب کچھ تم اندیشہ نکرو ہر چند کہ مین زوجۂ سعد سحر بلخی ہون مگر بوجہ مسلمان ہونیکے تمسے نیکی کرونگی خواجہ نے
کہا تمھارا شوہر سعد سحر بلخی مع اپنے شاگردونکے میری گرفتاری کے لیے آتا ہی کہین مجکو پوشیدہ کر اُسنے کہا کہ یہ خم کلان
جو رکھا ہی اسمین پوشیدہ ہو جاؤ خواجہ خم مین جا کر بیٹھے اُس عورت نے بالاے خم ایک کپڑا ڈالدیا ہنوز خواجہ خم مین
بیٹھے تھے کہ سعد سحر بلخی اپنے مکان کے کوٹھے پر آیا اور زینہ سے صحن مین آ کر اپنی زوجہ سے پوچھنے لگا یہان عمرو تو
نہین آیا اُسکی زوجہ نے کہا ہان آیا ہی اُس خم مین جسپر کپڑا پڑا ہوا ہی بیٹھا ہی سعد سحر بلخی جانب خم چلا خواجہ نے درمیان
خم کہا افسوس اس عورت نے بیوفائی کی تمھین گرفتار کرا دیا اب سعد سحر بلخی گرفتار کریگا یہانسے بھاگ کر کہان جاؤگے
اُس عورت نے نہایت فریب کیا اور تم بھی اسکے فریب مین آگئے خواجہ درمیان خم افسوس کر رہے تھے ناگاہ وہ عورت
خندہ زن ہوئی اور سعد سحر بلخی سے کہا صاحب تم بھی بڑے احمق ہو مین نے جو کہا کہ عمرو خم مین بیٹھا ہی تمھین یقین ہوا کہ سچ
عمرو خم مین نہان ہی یہ خیال نکیا کہ وہ شاہ عیاران ہی مثل و نظیر اُسکا پردۂ دنیا پر نہین ہی وہ تمھارے گھر مین خم مین
آ کر چھپیگا سعد سحر بلخی قریب پہونچ چکا تھا یہ گفتگو اپنی زوجہ کی سُنکے شرمندہ ہو کر پلٹکر اپنی زوجہ کے پہلو مین بیٹھ گیا
زوجہ نے اُسکی اُسکو سمجھایا کہ تم خواجہ عمرو سے دشمنی نکرو انجام اسکا بُرا ہی ایسا نہو کہ اُسکے ہاتھ سے تمھین کچھ ضرر پہونچے میرے
نزدیک مناسب ہی کہ عمرو کی اطاعت کرو دین اسلام کہ بہترین دین ہی اختیار کرو اسیطرح کچھ دیر تک سمجھایا سعد سحر بلخی نے
بعد فکر و تامل خیال کیا زوجہ میری سچ کہتی ہی یہ خیال کر کے سعد سحر بلخی نے کہا اگر عمرو یہان آئے تو مین اُسکی اطاعت
کرون اور دین اسلام بھی اختیار کرون وہ زن خوبرو یہ سُنکے پہلو سعد سحر بلخی سے اُٹھی اور قریب خم جا کر خواجہ سے کہا ای
خواجہ عمرو خم سے اب باہر آؤ تردد و اندیشہ کچھ نہ کرو خواجہ عمرو تو تمام گفتگوے زن و شوہر سن چکے تھے خم سے باہر نکلے

انھین دفن کیا تیسرے روز فرمان سلطان سعد برائے طلب سرداران لشکر آیا کرب غازی نے طہماس ثانی اور طوغان بن بہمن اور سیر فرخاری کو مع اُسکے فرزندونکے کہ قید اعدا سے رہا کیے گئے ہین اور دیگر حاکمون کو رخصت کیا ہر ایک اپنے اپنے ملک وشہر کی طرف مع فوج گیا اور جو حاکم وہانکا شاہان شہر طیب کی جانب سے تھا اُسے قتل کر کے تخت پر بیٹھا بعد روانہ کرنے حاکمان مذکور کے کرب غازی ہمراہ نہنگ بچہ دریائی وساقط شاہ و فرامرز عاد مغربی وغیرہ سوئے لشکر اسلام روانہ ہوا قاسم ترمذی بقول بعض ہمراہ رکاب کرب غازی رہا ان سبکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے مگر اب احوال دیگر تحریر کیا جاتا ہے ملاحظہ کیجیے جب خواجہ عیاری کرکے اور سعد سحر بلخی سے لڑکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے سعد سحر بلخی نے ہوشیار وگوشیار بلخی سے عرض کیا حمزۂ صاحبقران کا یہان قید رکھنا اچھا نہین ہے ایک روز عمرو امیر کو رہا کر کے لیجائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو میرے حوالے کیجیے مین قلعہ ہندوان بلخ مین انھین لیجا کر قید کرون اور بخوبی حفاظت کرون ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے اپنے عیارون کی رائے پسند کر کے امیر کو اُسکے حوالے کیا سعد سحر بلخی اور سعید سحر بلخی نے امیر کو لیجا کر قلعہ ہندوان مین مقید کیا اور بخوبی بندوبست کیا تاکہ عمرو امیر کو رہا کر کے نہ لیجائے وہان تو عیاران مذکور نے امیر کو قلعہ مین قید کیا یہان لشکر اسلام مین خواجہ آئے تمام احوال جو گذرا تھا سلطان سعد سے کہا اس اثنا مین خواجہ نے سُنا کہ سعد سحر بلخی اور سعید سحر بلخی نے امیر کو قلعہ ہندوان بلخ مین قید کیا ہے خواجہ فوراً جانب قلعۂ مذکور روانہ ہوے اثنائے راہ مین شکل اپنی تبدیل کی جب قلعہ ہندوان بلخ مین داخل ہوے بصورت نان فروش بازار مین بیٹھے تھے ناگاہ سعد سحر بلخی مع عیارون کے بازار شہر مین آیا نان فروش کو دیکھ کر عیار رستے کہنے لگا کہ اس نان فروش کو ہمارے پاس لے آؤ ثابت ہوتا ہے یہ نان فروش نہین ہے بلکہ کوئی عیار ہے عجب نہین کہ عمرو ہو جب عیاران مذکور روبروے عمرو گئے اور کہا اے نان فروش جلد چل ہمارے اُستاد سعد سحر بلخی نے تجھے بُلایا ہے خواجہ نے یہ سُنتے ہی خنجر کھینچا اور ان عیارونسے لڑنے لگے بازار شہر مین اژدہام مردمان ہوا دکاندار گھبرائے سعد سحر بلخی یہ حال دیکھ کر سمجھا مقرر یہ نان فروش عمرو ہے یہ تصور کر کے آگے بڑھا اور خنجر کھینچ کر خواجہ کیطرف دوڑا خواجہ درمیان عیاران سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ ہوے ہرچند شاگردان سعد سحر بلخی نے خواجہ کا تعاقب کیا لیکن خواجہ کو نہ پایا سب عیار تو عاجز ہو کر ٹھہر گئے لیکن ایک عیار کہ نام اُسکا سرغنہ تھا اُسنے عمرو کا تعاقب کیا شہر مین جسوقت شاگردان سعد سحر بلخی آئے اور سعید بلخی یہ ہنگامہ دیکھ کر سعد سحر بلخی کے پاس آیا اُسوقت شاگردون نے کہا اُستاد آپ ناحق حمزۂ صاحبقران کو یہان لائے عمرو سے جان بچانی اب مشکل ہو گئی آپ حمزہ کو نہین لائے ہین بلکہ اپنے اور ہمارے واسطے ایک بلائے عظیم لائے ہین دیکھیے انجام اُسکا کیا ہوتا ہے سعد بلخی نے جواب دیا عمرو سے ہم نہین ڈرتے ہین اگر اب وہ برائے رہائی حمزۂ صاحبقران یہان آئیگا تو ہم اُسے گرفتار کرینگے شاگردان سعد سحر بلخی یہ سُنکے خاموش رہے قبل اسکے لکھا تھا کہ سرغنہ عیار تعاقب عمرو مین گیا تھا خواجہ عمرو نے جو پھر کر اُسے دیکھا برہم ہو کر خنجر کھینچ کر کھڑے ہوے جب سرغنہ عیار قریب آیا خواجہ نے کہا او ناعیار اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا میرے ہمراہ نہ آ اُسنے جواب دیا مین تجکو گرفتار کر کے لیجاؤنگا خواجہ کو غصہ آیا دونون مین خوب لڑائی ہوئی آخر خواجہ نے اُسے زیر کیا اور مسلمان ہونے کو کہا اُسنے انکار کیا خواجہ نے اُسکا سرتن سے جدا کیا پھر رنگ و روغن نکال کر اُسکے سر کی شکل مثل اپنی صورت کے بنائی اور اپنی صورت مثل اُسکی صورت کے تبدیل کی بعدہ سر اُسکا اُٹھا کر جانب بلخ روانہ ہوے جب بلخ مین پہونچے سعد سحر بلخی اور سعید سحر بلخی اور دیگر عیارونکے پاس جا کر وہ سر رکھدیا اور کہا مین نے بڑی مشکل سے سر عمرو کا جدا کیا سعید سحر بلخی اور سعد سحر بلخی سر عمرو کا دیکھکر نہایت خوش ہوے سرغنہ عیار کی تعریف

اور فرامرز پسر نوشیروان اور حاکمان شہر طیب اور زلزال بن حسام نے حملہ طہماس یونانی پر کیا لڑائی ہونی آ
عقیمان دیو گرز گران سر پر لیکر جانب در قلعہ پہونچا چاہتا تھا کہ در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو کہ پیر فرخاری بلیے مدد
طہماس یونانی پہونچا اُسوقت جنگ مغلوبہ خوب ہوئی ہنگام جنگ پیر فرخاری دست عقیمان دیو سے زخمی ہوا دونوں
پسر اُسکے اسیر ہوے فوج اہل اسلام شکست کھا کے پیچھے ہٹنے لگی اکثر سواران لشکر بھاگ گئے پیر فرخاری ایک بلندی
پر سے تیر اندازی کرنے لگا فوج عدو نے پیر فرخاری وغیرہ کو چہار طرف سے گھیر لیا قریب تھا کہ پیر فرخاری قتل ہو
ناگاہ فرامرز مغربی جو لشکر اسلام سے اول روانہ ہوا تھا مع لشکر پہونچا پیر فرخاری اُسے دیکھکر خوش ہوا فرامرز
پسر نوشیروان اور عقیمان دیو نے فرامرز مغربی کو دیکھ کر پیر فرخاری کے قتل کرنے سے باز رہکر فرامرز مغربی
کو روکا آخر کار جنگ عظیم ہوئی ہنگام جنگ فرامرز عاد مغربی دست عقیمان دیو سے زخمی ہوا جب وقت شب ہوا طبل باز گشت
بجا کر حاکمان شہر طیب فرودگاہ لشکر پر گئے فرامرز عاد مغربی اور پیر فرخاری وغیرہ علحدہ مقیم ہوے ہنگام شب حاکمان شہر
طیب نے طبل جنگ بجوایا اہل اسلام کے لشکر میں بھی نقارہ جنگی بجایا گیا اب پھر دونوں جانب تیاری جنگ ہوئی صبح
کو حاکمان شہر طیب نے میدان میں آکر صف آرائی لشکر کی پیر فرخاری اور فرامرز نے بھی اپنے لشکر کی صف آرائی کی
جب نقیب جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے طہماس یونانی بھی قلعہ سے نکل کر
شریک اسلام ہو چکا اُسوقت عقیمان دیو نے اپنے گینڈے کو صف لشکر سے نکالا اور میدان میں آکر پکارا اے فرقہ
اہل اسلام آج تم میں سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرا مقابلہ کرے ہنوز کوئی جوان لشکر سے نہ نکلا تھا پیر فرخاری دعا
کر رہا تھا کہ نہنگ بچہ دریائی مع فوج نمایاں ہوا پیر فرخاری خوش ہوا بعد نہنگ بچہ دریائی کے سرداران دربندی
اور ساقط شاہ یکے بعد دیگرے مع فوج و لشکر آنے لگے میدان جنگ کثرت سپاہ سے بھر گیا عقیمان دیو و حاکمان
شہر طیب و فرامرز پسر نوشیروان یہ احوال دیکھ کر حیران ہوے بعدہ کثرت لشکر اسلام کا کچھ خیال نہ کر کے باطمینان
تمام دیکھنے لگے کہ کون برائے مقابلہ آتا ہے اول نہنگ بچہ دریائی لشکر اسلام سے نکلا عقیمان دیو نے اُسے
زخمی کیا پھر ساقط شاہ نے مقابلہ کیا وہ بھی دست عقیمان دیو سے زخمی ہوا اسی طرح جملہ سرداران لشکر اسلام جو برائے
مدد آئے تھے سب دست عقیمان دیو سے زخمی ہوے کئی روز تک لڑائی رہی آخر ایک روز ہنگام سحر حاکمان شہر طیب نے
طبل یورش بجوا کر اہل اسلام پر حملہ کیا طہماس یونانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو زخمی تھے سب نے برجوع قلب دعا کی
دعا مقبول ہوئی ہنگام جنگ مغلوبہ کرب غازی اور مقبول سقفی مع قاسم ترمذی ظاہر ہوا اور عقب اُسکے فتاح
پلنگینہ پوش کہ برائے جستجوے کرب غازی مع لشکر نکلا تھا تلاش کرتا ہوا پہونچا کرب غازی جنگ مغلوبہ دیکھ کر
شریک اہل اسلام ہوا بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا مردمان لشکر جانبین قتل ہوے عین ہنگام جنگ مغلوبہ میں
عقیمان دیو لڑتا ہوا سامنے کرب کے آیا اور نعرہ کر کے تیغہ گرانبار سر کرب غازی پر مارا کرب غازی نے تیغہ
کو سر پر روک کر نعرہ کر کے ایسی تلوار کمر عقیمان دیو پر لگائی کہ عقیمان دیو مثل خیار دو ٹکڑے ہو کر بالائے خاک
گینڈے سے گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا اہل اسلام عقیمان دیو کے قتل ہونے سے خوش ہوے اعدا کو رنج ہوا اہل اسلام
نے فوج اعدا پر یکبارگی حملہ کیا زلزال بن حسام اہل اسلام کو روکنے لگا سواران لشکر کو قتل کرنے لگا کرب غازی نے
اُسے بھی قتل کیا اب فوج عدو بیدل ہو کر شکست کھا کر بھاگی اہل اسلام نے ہزاروں کو قتل کیا خیمہ و خرگاہ مال اسباب
و خزانہ لوٹ لیا جب حاکمان شہر طیب قتل ہو گئے فرامرز پسر نوشیروان جانب بلخ گریزاں ہوا اہل اسلام فتحیاب ہوے
کرب غازی نے اُسی جگہ مقام کیا تین روز تک اسی جگہ رہے زخمیوں کا علاج ہونے لگا جو اہل اسلام شہید ہوے تھے

کرب غازی کو زندان مین بلوا کر کہا ای کرب غازی میرا وصل قبول کر تیرے حق مین بہتر ہوگا روے زمین کا
تجھے بادشاہ کر دونگی کوئی تجھسے مقابلہ کر نہ سکیگا جس دلیر اور بہادر پر دو ماش سحر کے پڑھ کر مارونگی دست و پا اُسکے
بےحس ہو جائین گے تو اُسکو قتل کر ڈالنا اسی طرح ہر ایک بادشاہ کو ہلاک کرنا مشرق سے مغرب تک اور
جنوب سے شمال تک جملہ ممالک روے زمین فتح کر لینا کرب غازی نے جواب دیا مجکو روے زمین کی بادشاہت
منظور نہین ہی مین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا سوسن جادو نے پھر کرب غازی کو چوبہاے سخت سے ایذا دی
اور پھر زندان مین بھجوا دیا اسی طرح سے چندروز تک سوسن جادو نے کرب غازی سے کہا کرب غازی
نے اُسکے وصل سے انکار کیا ایک روز زندان مین کرب غازی نے خیال کیا ای کرب تم فرزند خواجہ عمرو کے
مشہور ہوا اتنے روز ہوے کوئی عیاری بھی نہین کی یہان سپہ گری سے رہائی نہوگی جبتک کوئی عیاری نکرو
کرب غازی یہ باتین دل مین کر رہا تھا ناگاہ ملازمان سوسن جادو آئے اور کرب غازی کو زندان سے
لے گئے جب کرب غازی سامنے سوسن جادو کے پہونچا اُسنے پھر کہا ای کرب غازی اب بھی میرے کہنے پر عمل کر
میرا وصل قبول کر کرب غازی نے کہا اچھا مین اب تمھارے کہنے پر عمل کرونگا سوسن جادو نے خوش ہو کر
قید آہن سے رہا کرایا اپنے پہلو مین بٹھایا کرب کو سینے سے لگا کر پیار کرنے لگی کرب بھی اُس سے اختلاط
کرنے لگا اُسی حالت اختلاط مین کرب غازی نے اُسکے گلو پر ہاتھ رکھ کر اس زور سے دبایا کہ آنکھین اُسکی
حلقہ چشم سے باہر نکل آئین آمد و شد نفس کی بند ہوئی آخر روح اسکی گبھرا کر نکل گئی سوسن جادو کے مرتے ہی تاریکی
ہوئی اندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو اور مارا کہ نام میرا
سوسن جادو تھا ابھی عمر میری پوری دو ہزار برس کی بھی نہ تھی بعد اس آواز آنے کے کرب غازی نے دیکھا کہ
ایک ضعیفہ نہایت لاغر و نحیف اور کریہ منظر جسم تن پوست و استخوان بالاے خاک پڑی ہی اُس باغ پر بہار کا کہین
نام و نشان بھی نہین ہی نہ وہ کنیزان ہین نہ جادوگر ہین ایک صحراے خارستان ہی کرب غازی نے اُسے ہلاک کر کے
شکر خدا کیا اور اُس جگہ سے روانہ ہوا قاسم ترمذی کو اژدہے کے غائب ہونے کی اور کرب غازی کے آنے کی
خبر ہوئی نہایت متحیر اور خوش ہو کر مع امرا و وزرا برائے استقبال آیا کرب غازی کو بصد تعظیم و تکریم لیگیا بہزار
عزت و حرمت قریب تر اپنے تخت دنگل پر بٹھایا احوال پوچھا کرب غازی نے تمام کیفیت جادوگری کی بیان کی قاسم
ترمذی بموجب وعدہ کلمہ پڑھ کر مع اپنے اعیان دولت و ارکین سلطنت کے مسلمان ہوا پھر حکم کیا جملہ اہل شہر چھوٹے
بڑے مسلمان ہوں بموجب حکم بادشاہ کچھ نابکار تو مسلمان نہین ہوے اور سب صغیر و کبیر کلمہ پڑھا مسلمان ہوے
پھر قاسم ترمذی نے کرب غازی سے کہا اب آپ بالاے تخت بیٹھیے یہ تخت و تاج آپکے لائق ہی کرب غازی نے
جواب دیا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نہین ہی قاسم ترمذی یہ سنکے خوش ہوا بزم عیش آراستہ
کی دو تین روز تک جلسۂ انشاط آراستہ رہا بعد موقوف ہونے بزم طرب کے کرب غازی قاسم ترمذی سے رخصت ہوا
بعض داستان گو بیان کرتے ہین کہ قاسم ترمذی بھی اپنے فرزند کو تخت پر بٹھا کر ہمراہ کرب غازی مع فوج چلا
کرب سوے لشکر اسلام جاتا تھا اثناے راہ مین خبر سُنی کہ فرامرز پسر نوشیروان نے بہمراہی و اعانت عقیمان دیو
و حاکمان شہر طیب کشمیر و کتور و کابل وغیرہ ممالک کو لوٹ لیا ہی طہماس یونانی قلعہ بند ہوا ہی طوغان بن یحییٰ وغیرہ
بھاگ کر سوے زرطاشیہ گئے ہین بعض داستانگو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ طہماس یونانی قلعہ بند نہین ہوا
بلکہ آمادہ جنگ ہوا غرض یہ خبر سُنکر کرب غازی لشکر اسلام کیطرف نہ گیا اور سوے زرطاشیہ روانہ ہوا غرض عقیمان

کہ آپ کا دین اختیار کرونگا مسلمان ہو جاؤنگا کرب غازی نے اُسی وقت اُٹھکر کہا مجھے کوئی مسکن اژدہے کا
بتادے مین اُسے بقوت الٰہی ہلاک کرونگا قاسم ترمذی نے ہرچند کہا ابھی آپ دو چار دن توقف فرمائیے
بعد ازان اژدہے کو مارئیےگا مگر کرب غازی نے کہنا نہ مانا اور کہا مین ابھی اُسے جا کر مارونگا ناچار ہوکر
قاسم ترمذی مع اپنے وزرا اور امرا وغیرہ سوے مقام طسورجی چلا کرب غازی ہمراہ اُسکے چلے قاسم ترمذی
نے دور سے بتایا وہ اژدہا بیٹھا ہے کرب غازی اژدہے کو دیکھکر پہلے تو نہایت حیران ہوے کیونکہ کبھی ایسا
طویل اژدہا نہ دیکھا تھا نہ سُنا تھا بعدہ اعانت خدا پر نظر کرکے اژدہے کی طرف تیر و کمان لیکر چلے جب قریب
اژدہے کے پہونچے اژدہے نے سر اُٹھا کر دیکھا مُنھ سے شعلہ ہاے آتش دمبدم نکالے پھر سانس اس زور
سے کھینچی کہ تیر اور کنکر اور کرب غازی اُسکے دہن مین بے اختیار کھنچ کر چلے گئے قاسم ترمذی نے یہ حال دیکھکر
نہایت افسوس کیا اشک آنکھون مین بھر لایا غم کرب غازی مین اشکبار ہوا آخر روتا ہوا اپنی دار الامارت
کی طرف چلا گیا اب احوال کرب غازی کا لکھا جاتا ہے کہ جب کرب غازی اُسکے شکم مین داخل ہوا بعد
دو گھڑی کے آنکھین کھول کر جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار نظر آیا کرب نے کبھی ویسا باغ نہ دیکھا تھا سیر باغ کرکے
کرب غازی نے خیال کیا یہ باغ شائد باغ بہشت سے ہے کیونکہ تم دہن اژدر مین سما گئے تھے یقین ہے کہ مر گئے
ہوگے بعد مرنے کے بہشت مین داخل ہوے ہو پھر اپنے دست و پا اور لباس اپنا دیکھکر دل مین کہا مین زندہ
ہون مر نہین گیا تھا غرض کرب غازی حیرت مین تھا کبھی تصور کرتا تھا کہ بعد مرگ بہشت مین داخل ہوا ہون
کبھی برعکس اسکے خیال کرتا تھا ناگاہ کرب غازی نے دیکھا چبوترہ پر جو تخت جواہر نگار رکھا ہے اُسپر ایک زن
خوبرو ایسی خوبصورت بیٹھی ہے کہ اگر اُسے پری کہیے تو بجا ہے اور اگر حور کہیے تو بھی درست ہے بلکہ غیرت حور اور
رشک پری اُسے کہنا زیبا ہے اور مناسب ہے کرب غازی اُس نازنین کو دیکھتے ہی عاشق ہوے رونمائی
مین دل دے دیا وہ زن خوبرو کرب غازی کو دیکھکر فریفتہ ہوکر تخت سے اُٹھی اور ہاتھ کرب غازی
کا پکڑ کر اپنے پہلو مین بٹھا لیا پھر اُس نازنین نے کشتی شراب طلب کی چند کنیزین خوبصورت کشتی شراب لیکر
آئین اُس نازنین تخت نشین نے اپنے ہاتھ سے شیشہ اُٹھا کر جام بلورین مین شراب اُنڈیلی پھر جام لے کر
کرب غازی کو دینے لگی اور کہنے لگی کہ اے جوان تجکو میرے سر کی قسم یہ جام شراب لے پی جب اُس نازنین نے
یہ گفتگو کی مُنھ سے بوسے بد آئی کرب غازی بیتاب و بیقرار ہوکر تاب ضبط نہ لا کر اُسکے پہلو سے اُٹھے اُس
نازنین نے کہا اے جوان افسوس ہزار افسوس تو مجھ ایسی نازنین کے پہلو سے اُٹھکر جاتا ہے شاہان جہان
میرے پہلو مین بیٹھنے کی آرزو رکھتے ہین مگر مین قبول نہین کرتی چونکہ مین تجھپر عاشق ہوگئی تھی اس وجہ سے
تجھے مین نے اپنے پہلو مین مثل دل جگہ دی تھی تو نے بیوفائی کی کچھ میری قدر نہ کی یہ امر اچھا نہ کیا کوئی دنیا
مین مجھ ایسی عورت تجکو نہ ملے گی نام میرا سوسن جادو ہے میری تقریر سے بلبلان گلشن خجل ہین میری نزاکت
و رنگ و رخ سے گلہاے چمن شرمندہ و منفعل ہین کرب غازی نے جواب دیا تو جادوگرنی ہے
جبتک کلمہ پڑھکر مسلمان نہوگی اُسوقت تک تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور ہمبستر تجھسے نہ ہونگا یہ گفتگو
کرب غازی سُنکے اُس نازنین نے برہم ہوکر سحر پڑھا دست و پاے کرب غازی بے حس و حرکت ہوے پھر
چند چوبہاے سخت سے کرب غازی کو مارا بعدہ طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ اسے
زندان مین لیجا کر قید کرو ملازم اُسکے کرب غازی کو زندان مین لے گئے صبح کو پھر اُس نازنین نے

ازحد عاجز ہوا ایک روز اپنے وزرا اور اُمرا اعیان دولت و ارا کین سلطنت کو جمع کرکے اُنسے کہنے لگا اب مین اس
اژدہے سے نہایت عاجز ہوا ہون اگرچندے یہ اژدہا اسی طرح اس شہر مین رہا تو یہ شہر ویران ہو جائیگا
رعایاے شہر جو اژدہے سے بچین گی بھاگ جائینگی کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ یہ اژدہا ہلاک ہو جائے سبھون نے
ایک زبان ہو کر عرض کیا اے شاہ ذیوقار ہمنے سنا ہے کہ اہل اسلام نہایت بہادر و جرار ہین خصوصًا
حمزۂ صاحبقران شجاعت دجوانمردی مین یکتاے روزگار ہین انھون نے پردۂ قاف مین صدہا دیو ولن
کو ہلاک کیا ہے پردۂ دنیا پر بڑے بڑے سرکشون کو زیر کیا ہے اُنکے خدا نے اُنکو ایسی قوت دی ہے کہ کوئی اُن سے مقابلہ
نہین کرسکتا ہے شیر صحرا اُنکے آگے روباہ ہے پس یہ اژدہا بھی اُنکے نزدیک ایک ذرا سا کیڑا ہے اگر وہ یہان کسی طرح
تشریف لائین تو ایک تیر سے اُسے ہلاک کر ڈالین مگر اُنکا آنا مشکل ہے کیونکہ وہ مسلمان ہین حضور اور ہم سب لات
پرست ہین ہمارے اُن کے رسم و راہ کبھی نہین ہے بالفعل اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر اُن کا قریب بلخ
اُترا ہے قاسم ترمذی نے حال شجاعت حمزۂ صاحبقران سُنکے اپنے عیار سہراب خنجرزن کو بلایا جب وہ حاضر
ہوا اُس سے کہا کہ جلد سوے بلخ جا قریب بلخ لشکر حمزۂ صاحبقران اُترا ہے لشکر مین داخل ہو کر کوئی عیاری کرکے
حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آ اگر وہ شاید نہ ملین تو اور کسی بہادر کو بیہوش کرکے لے آنا
خبردار خالی ہاتھ نہ آنا سہراب خنجرزن بموجب حکم روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر اسلام مین بشکل مبدل داخل ہوا
اکثر مردم سے اُسنے دریافت کیا حمزۂ صاحبقران کون ہین مردم بازی نے کہا آجکل حمزۂ صاحبقران لشکر
مین نہین ہین سہراب خنجرزن نے جملہ سرداران لشکر اسلام کو دیکھا از انجملہ کرب غازی کو بھی دیکھا کرب غازی
کو دیکھتے ہی خیال کرنے لگا یہ جوان نہایت بہادر و جرار معلوم ہوتا ہے اسی کو کسی تدبیر سے بیہوش کرکے
لیجانا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر مین مقیم ہوا ہنگام شب نقب لگا کر خیمہ مین گیا اور سوراغ نے سے بیہوشی سوراخ
بینی کرب مین پھونکدی جب بیہوشی دماغ مین پہونچی کرب کو چھینک آئی پھر بیہوش ہو گیا سہراب خنجرزن
نے چادر عیاری سے کرب غازی کو باندھا اور پشت خیمہ کی طرف جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے پشتارہ
دوش پر رکھ کر جانب شہر ترمذ روانہ ہوا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام کو خبر ہوئی کوئی عیار کرب غازی
کو بیہوش کرکے لے گیا ہرچند عیارون اور سردارون نے جستجو کی لیکن کچھ نشان کرب غازی کا نہ ملا سہراب
خنجرزن بعد قطع منازل شہر ترمذ مین پہونچا اور روبروے قاسم ترمذی جاکر پشتارہ کرب غازی کا رکھدیا
قاسم ترمذی نے خوش ہو کر انعام کثیر دیکر کہا انھین ہوشیار کرو عیار نے کرب غازی کو فتیلہ رفع بیہوشی
سونگھایا کرب غازی کو ہوش آیا قاسم ترمذی نے تخت سے اُٹھ کر بصد ادب تسلیم کرکے کہا مین نے
آپ کو واسطے ایک کام کے عیار بھیجکر بلایا ہے مین آپ کا دوست ہون دشمن نہین ہون اگر مین یون آپکو
بلاتا تو آپ کبھی نہ تشریف لاتے اس وجہ سے مین نے عیار کو بھیجا وہ آپ کو بیہوش کرکے لے آیا یہ گستاخی
معاف فرمائیے کرب غازی نے پوچھا تمھارا کیا کام ہے بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا مین عرض کرونگا
آپ یا تو بالاے تخت تشریف لائیے یا جہان مناسب ہو بیٹھیے پھر مین بیان کرونگا کرب غازی قریب
تخت ایک دنگل بیٹھے قاسم ترمذی نے حکم دیا کشتی شراب جلد لاؤ کرب غازی نے کہا مین شراب
ابھی نہ پیونگا تم اپنا مطلب بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا میرے شہر کے حوالی مین ایک اژدہا سے
درمان ظاہر ہوا ہے چاہتا ہون کہ آپ اُسے قتل کر ڈالیے اگر آپ اژدہے کو مار ڈالیے تو مین اقرار کرتا ہون

گولہ اندازون کو حکم دیا کہ آج بھی اُسی طرح گولہ اندازی کرو کہ دشمنان نابکار در قلعہ تک نہ آسکین گولہ اندازون نے بموجب حکم گولہ مارنا شروع کیے عتیمان دیو گولون کو سپر پر رکھتا ہوا دریاے آتش کو طی کرتا ہوا عنقریب خندق پہونچا گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کرکے باروت کی ہنڈیان وغیرہ قلعہ پر ہر چند پھینکین لیکن عتیمان دیو نے کا خندق کو طی کرکے در قلعہ پر پہونچا اور گرز گران سر سے در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہوا ہمراہ اسکے جملہ سوار بھی داخل قلعہ ہوے شاطلان شاد بھر لڑا مگر ہنگام جنگ گرفتار ہوا حاکمان شہر طیب نے کشمیر مین اپنی طرف سے ایک شخص کو بادشاہ کیا دوسرے روز جانب کتور مع فوج روانہ ہوے جب قریب کتور پہونچے طوغان بن بہمن والی کتور نے شہر سے مع فوج باہر نکل کر جنگ کی ہنگام جنگ عتیمان دیو کے ہاتھ سے زخمی ہوا آخر جنگ مغلوبہ ہوئی لڑائی تا شام رہی آخر طبل بازگشت بجایا گیا طوغان بن بہمن پھر تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ بند ہوا ہنگام سحر عتیمان دیو نے مثل قلعہ کشمیر کے قلعہ کتور بھی فتح کیا طوغان بن بہمن گریزان سوے کابل ہوا حاکمان طیب جانب کابل روانہ ہوے کہانتک تحریر کیا جائے اسی طرح چند ملک حاکمان طیب نے فتح کیے وہان کے حاکمون نے بھاگ کر ایک عرضی خدمت پیر فرخاری مین روانہ کی مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ فرامرز پسر نوشیروان ہمراہ حاکمان شہر طیب آیا ہو اُسنے نہایت پریشان کیا ہی ممالک ہمارے اپنے قبضے مین کر لیے ہین ہم اب صحراے وحشت ناک مین مقیم ہین امید کہ بمجرد پہونچنے عرضی کے ہماری مدد کے واسطے آئیے یا ہماری سرگذشت بادشاہ لشکر اسلام کو تحریر کیجیے اور آپ بھی غافل نہ رہیے کیونکہ آپ کے بھی ملک پر حاکمان طیب لشکر کشی کرینگے اور اب ہم سب چند روز کی مدت مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین جب عرضی لکھ چکے قاصد کو عرضی دیکر روانہ کیا اور خود بھی صحرا سے خدمت پیر فرخاری مین چلے اول قاصد پہونچا عرضی شاہان مذکور کی پیر فرخاری کو دی پیر فرخاری نے عرضی دیکھ کر خوب مضمون عبارت عرضی سے آگاہ ہو کر خود بھی ایک عرضی اسی مضمون کی لکھی اور قاصد کو دیکے کہا جلد اس عرضی کو خدمت سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام مین لیجا قاصد عرضی لے کر جلد تر جانب بلخ روانہ ہوا بعد قطع منازل بلخ سے تین منزل آگے بڑھ کر لشکر اسلام مین پہونچا اور سلطان سعد کی خدمت مین جا کر وہ عرضی پیش کی سلطان سعد نے عرضی پڑھوا کر سُنی بعد عبارت سننے کے نہایت متردد ہو کر جام شربت درمیان جملہ سرداران لشکر اسلام رکھوایا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ براے مدد پیر فرخاری یہان سے جائے اول فرامرز عاد مغربی اپنے دنگل سے اُٹھا اور دست بستہ عرض کیا براے مدد پیر فرخاری جاؤنگا سلطان سعد نے اجازت دی فرامرز عاد مغربی مع فوج اُسی وقت روانہ ہوا پھر بادشاہ نے فرمایا اب کون بہادر براے اعانت پیر فرخاری جائیگا ساقط شاہ نے عرض کیا مین جاؤنگا بادشاہ لشکر اسلام نے اُسے رخصت کیا پھر بادشاہ نے کہا اب کون دلاور پیر فرخاری کی کمک کیواسطے جائیگا نہنگ بچہ دریائی اُٹھا اور مع فوج روانہ ہوا غرضکہ اسی طرح ایک سو سرداران لشکر مع فوج روانہ ہوے ان سرداران لشکر اسلام اور پیر فرخار کا احوال آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال شہر ترمذ کا لکھا جاتا ہی شہر ترمذ کا جو بادشاہ تھا نام اُسکا قاسم ترمذی تھا اُس کے شہر کے حوالی مین ایک اژدہا از حد عریض و طویل ظاہر ہوا تھا اکثر اُسکی وجہ سے انسان وحیوان کو ضرر ہوتا تھا ہر چند اُسکے دفع کرنے کی تدبیر کرتا تھا مگر وہ اژدہا کسی طرح دفع نہ ہوتا تھا بلکہ جو اُسکے سامنے جاتا تھا ہلاک ہوتا تھا جب قاسم ترمذی

اُسنے سُنکر جواب دیا اسی واسطے مین تمھارے پاس آیا ہون غرض چند روز حاکمان شہر طیب نے فرامرز کی دعوت وضیافت کی بعد چند روز کے حاکمان شہر طیب نے عتیمان دیو کو کہ شہر طیب مین یہ پہلوان نہایت زبردست رستم وسام تھا اور جملہ اپنی فوج کو ہمراہ لیکر جانب شہر کشمیر کوچ کیا فرامرز کو ہمراہ لیا جب حاکمان شہر طیب عنقریب کشمیر پہونچے شاطلان شاہ والی کشمیر کو جواسیس سے معلوم ہوا کہ حاکمان شہر طیب بھراہی فرامرز دو لاکھ سواران جرار سے بارادہ جنگ آیا ہوا اور ایک پہلوان مسمی عتیمان دیو کہ مثل دیو کے قد وقامت رکھتا ہے اسکے ہمراہ ہے یہ خبر سُنکے شاطلان شاہ اسّی ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکل کر برائے مقابلہ آیا اور مقابل حاکمان شہر طیب ایک میدان مین فروکش ہوا ہنگام شب حاکمان شہر طیب نے طبل جنگ بجوایا شاطلان شاہ نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا شب بھر دونون لشکر دشمن لڑنے کا سامان ہوا ہنگام صبح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب نقیب و کراکیت جوانان لشکر کو آمادۂ مصاف کرکے میدان سے ہٹ گئے عتیمان دیو گینڈے پر سوار ہو کے حاکمان شہر طیب سے اجازت جنگ لے کے لشکر سے نکلا میدان مین جا کر گینڈے کو روک کر پکارا ای شاطلان شاہ کسی جوان کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجو یا تم خود مقابلہ کرو شاطلان شاہ نے یہ سُنکے جانب یمین دیکھا کہ ایک پہلوان قوی ہیکل صف لشکر سے نکلا اور شاطلان شاہ سے اذن حرب لیکر سامنے عتیمان دیو کے گیا اُسنے اس پہلوان کو دیکھ کر ناتوان اُسکو خیال کرکے ہنسا اور گرز گران اٹھا کر گینڈے کو آگے بڑھا کر گرز کو گردش دے کر سر پر اُسکے مارا اُس پہلوان نے اپنے گرز پر ہر چند چاہا کہ گرز عتیمان دیو کو روکون مگر ہاتھ نے لغزش کی ضرب گرز گرانبار رک نہ سکی گرز سر مرکب پر جو گرا مرکب اُس پہلوان کا ہلاک ہوا وہ پہلوان گھوڑے پر سے بالاے زمین آیا عتیمان دیو نے چاہا کہ دوبارہ گرز لگا کر حریف کو ہلاک کرون یہ حال دیکھ کر کچھ سوار ایک مرکب کو لیکر لشکر سے نکلے تھے ابھی اُس پہلوان قوی ہیکل تک نہ پہونچے تھے کہ بحکم حاکمان شہر طیب جملہ سواران لشکر برائے مدد عتیمان دیو یکبارگی بڑھے شاطلان شاہ بھی مع جملہ سواران اہل اسلام بڑھا جوانون نے تیغین کھینچین جسوقت دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی وہ پہلوان قوی ہیکل بھی گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگا سواران لشکر جانبین قتل ہونے لگے مرکبونکی پشت سے دلاور قتل ہو کر بالاے خاک گرنے لگے زمین خون کشتگان سے رنگین ہونے لگی عتیمان دیو نے ضرب گرز گران سے صدہا اہل اسلام کو ہلاک کیا میمنہ میسرہ لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا جدھر گیا بہت سے اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے تا دوپہر لڑائی ہوئی آخر فوج شاطلان شاہ تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگی شاطلان شاہ بھی بمجبوری ہمراہ فوج شکست کھا کر شہر مین داخل ہو کر قلعہ بند ہوا پل تختہ اٹھوا لیا در قلعہ بند کروا دیا خندق مین اور زیادہ پانی بھروا دیا حاکمان شہر طیب نے قلعہ پر مع فوج حملہ کیا ملازمان شاطلان شاہ نے اسقدر گولے مارے کہ سواران لشکر حاکمان شہر طیب در قلعہ تک پہونچ نہ سکے جب شام ہوئی حاکمان شہر طیب طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلے گئے عتیمان دیو نے کہا ای بادشاہان مالک طیب میرے نام پر طبل یورش بجوائیے مین وقت سحر اس قلعے کو لے لونگا حاکمان شہر طیب نے اُسکے نام پر طبل یورش بجوایا شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو عتیمان دیو گینڈے پر سوار ہوا جملہ سواران غرق سلیح ہوے عتیمان دیو گرز گران ایک ہاتھ مین اور سپر فراخ دامن دوسرے ہاتھ مین لے کر جانب در قلعہ چلا عقب اُسکے جملہ سواران لشکر چلے ادھر سواران شاطلان شاہ نے

گوشیار بلخی کے پاس آئے کہا عمرو تو بھاگ گیا اب حضور حمزہ صاحبقران کو ابھی بلوا کر میرے حوالے کر دیجیے
مجکو یہ خوف ہی کہ عمرو حمزہ صاحبقران کو رہا کر کے نہ لیجائے ہوشیار بلخی نے فوراً اپنے ملازمونکو بھیجا کہ حمزہ صاحبقران
کو زندان سے لے آؤ ملازم گئے اور حمزہ صاحبقران کو طوق زنجیر وغیرہ مین گرفتار کیے ہوے لے آئے سعد سحر بلخی
نقلی سر زنجیر ہاتھ مین لیے تھا ناگاہ سعد سحر بلخی اصلی عمرو کو تلاش کر کے عاجز ہو کے قریب بارگاہ آیا اسنے دیکھا
کہ ایک سعد سحر بلخی اور چلا آتا ہی نہین معلوم ان دونون مین اصلی سعد سحر بلخی کون ہی اور نقلی کون ہی سعد سحر بلخی
خواجہ کو اپنی شکل دیکھ کر خنجر کھینچکر دوڑا اور پکارا او عمرو واہ رے غضب کیا تونے حمزہ صاحبقران کو لے ہی چلا تھا
اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا تو ستم ہوتا تو حمزہ کو لیجاتا جب سعد سحر بلخی خنجر بکف دوڑا خواجہ نے سر زنجیر ہاتھ سے
چھوڑ کر جست کی ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچے سعد نے بھی جست کی جب سعد اُس بام پر پہونچا خواجہ دوسرے
مکان کے کوٹھے پر جست کر کے پہونچے اسی طرح جست وخیز کرتے ہوے ایک میدان مین پہونچے سعد سحر بلخی وہان
پہونچا خواجہ نے بھی خنجر کشی کی تا دوپہر دونون مین خوب لڑائی ہوئی کوئی زخمی نہین ہوا بعد دوپہر کے خواجہ
وہان سے جست وخیز کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے سعد سحر بلخی گرد قدم خواجہ کو بھی نہ پا سکا صورت
آئینہ حیران ہو کر رہ گیا آخر ناچار ہو کر بارگاہ ہوشیار بلخی کی طرف چلا وہان ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے
اپنے ملازمون سے کہا جلد امیر کو زندان مین لیجاؤ ملازمون نے پھر امیر کو زندان مین لیجا کر قید کیا خواجہ عمرو
قطع راہ کر کے لشکر اسلام کے قریب پہونچے

داستان جانا فرامرز پسر نوشیروان کا شہر طیب مین اور اطاعت کرنا حاکم طیب کا پھر ممالک مفتوحہ امیر با توقیر پر لشکر کشی کرنا اور پسر خاوری وغیرہ سے لڑنا اور احوال کرب غازی وغیرہ

راویان عالی طبیعت اس داستان کو یون ظاہر کرتے ہین کہ جب شہر عدن سے نوشیروان ہنگام جنگ بھاگا تھا
اور فرامرز پسر نوشیروان بھی بعد گریزان ہونے نوشیروان کے میدان جنگ سے مع تھوڑی فوج کے گریزان ہوا تھا
اثناے راہ مین فرامرز بن نوشیروان نے اپنے دل مین خیال کیا تھا کہ میرے باپ کو اہل اسلام نے ہنگام جنگ
قتل کر ڈالا ہوگا ہرگز زندہ نہ رکھا ہوگا یہ خیال کر کے فرامرز نے چاہا تھا کہ بعد قتل ہونے پدر کے زندہ رہنا
اچھا نہین ہی جان اپنی بھی دیدینا چاہیے یہ سمجھ کر چاہ مار وچہ پر پہونچکر چاہا کہ کنوئین مین اپنے تئین گرا دون جلد
تر ہلاک ہو جاؤن مگر چونکہ حیات اُسکی باقی تھی دفعۃً یہ دلمین اُسکے آیا کہ خود اپنے تئین ہلاک کرنا خلاف عقل
ہی جو کچھ ہونے والا تھا وہ تو ہوا اب جو تقدیر مین ہوگا اُسکا ظہور ہوگا یہ دل مین تجویز کی چاہ مار وچہ سے
آگے روانہ ہوا اثناے راہ مین نہایت تکلیف اُٹھاتا ہوا بصد خرابی عنقریب دریاے شہر طیب پہونچا اور
چاہا کہ دریا سے عبور کرے یہ خبر حاکمان شہر طیب کو پہونچی کہ پسر نوشیروان بحال خراب عدن سے بھاگ کر
کنارہ دریاے شہر طیب آیا ہی پس دونون حاکمان شہر طیب براے استقبال فرامرز مع فوج کنارہ دریاے
شہر طیب پر آئے اور فرامرز کا استقبال کر کے اُسکو اپنے شہر مین لے گئے ایک مکان مکانات شاہی مین سے واسطے
اُسکے رہنے کے خالی کر کے اُسے مقیم کیا احوال پوچھا فرامرز نے تمام احوال بیان کیا حاکمان شہر طیب نے
اُس سے کہا تم اطمینان رکھو یہان چندے رہو ہم دونون مع فوج ہمراہ تمھارے چلین گے اور ممالک
مفتوحہ امیر پر لشکر کشی کر کے وہان کے حاکمون کو قتل کر کے تمھین وہانکا بادشاہ کر دینگے فرامرز نے یہ گفتگو

لشکر کو جو اُس بزم مین موجود تھے سب کو شراب پلائی بعدہ جام شراب سے بھر کر سامنے بختک کے گئے ہر چند خواجہ نے
بعجزہ زنبیل سے طلب کیا تھا رنگ و روغن سے شکل اپنی تبدیل نہین کی تھی مگر چونکہ بختک حرکات عمرو سے
واقف تھا سمجھ گیا یہ ساقی خواجہ عمرو ہین یہ اندازا اُنھین کے شراب پلانیکا ہی یہ سمجھ کر آہستہ دست بستہ کہنے لگا مجھے
تو یہ شراب نہ پلائیے میرے حال پر رحم کیجیے خواجہ نے اشارہ سے کہا ای بختک فتنہ و فساد برپا کروگے ہماری عیاری
مین خلل انداز ہوگے بہتر یہ ہو کہ یہ شراب پیلو اگر یہ شراب نہ پیوگے تو خنجر سے تمھین ہلاک کرونگا بختک خواجہ کی تقریر
سے مطلع ہو کر نہایت خائف ہو کر آہستہ کہنے لگا اچھا آپ خفا ہوون مین شراب پیلونگا آپکے حکم کو بجالاؤنگا یہ کہکر جام
لیکر شراب بمجبوری پی گیا تھوڑی دیر مین سرداران لشکر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ کو جو نشہ ہوا اور بیہوشی نے
کچھ تاثیر کی ایک سردار نے دوسرے سردار سے کہا بھئی اسوقت تمھاری مونچھ پر پہاڑی کوا بیٹھا ہی کچھ تمکو خبر بھی نہین
ہی بڑے بے خبر ہو یہ کہکر اُسکی مونچھون پر ہاتھ مار کر مونچھین نوچ لین اور کہا دیکھو یہ کوا پکڑ لیا جسکی مونچھین نوچین
تھین اُسے غصہ آیا اور کہا تمھاری ٹھڈی مین چمگادڑ لٹکتا ہی تمکو بھی تو اس احوال سے اطلاع نہین ہی یہ کہکر
اُسکی ڈاڑھی پر ہاتھ ڈال کر ریش اُسکی نوچ لی اُسے بھی غصہ آیا پہلے اُسنے طمانچہ مارا اُسنے اُسے گھونسا مارا آخر دونون
کھڑے ہونے لگے اور تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے یہ احوال دیکھ کر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور نوشیروان
وغیرہ برائے رفع فساد جو اُٹھے بیہوشی نے اثر تو بخوبی کیا تھا لڑکھڑا کر ہر ایک بالاے فرش و تخت گر کر بیہوش
ہوگیا جب سب بیہوش ہو چکے اُسوقت خواجہ نے رنگ و روغن نکال کر ہوشیار بلخی کو بصورت زن خوبرو بنایا
اور پہلوے نوشیروان مین لٹایا اور گوشیار کیطرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ ای شہنشاہ یہ نازنین آپکی
خدمت مین حاضر کی گئی ہی اس سے کام دل حاصل کیجیے رقعہ لکھ کر نازنین کے شانے پر ڈوری سے باندھ کر گوند سے
لگادیا اور اسی طرح بختک کو عورت کی شکل بناکر پہلوے گوشیار بلخی مین لٹادیا مگر رقعہ نہ لکھا غرض اسی صورت
سے خواجہ نے کسی کو عورت بنایا کسی کی ڈاڑھی مونڈی کسی نوجوان کو حسین لونڈی کی شکل بناکر کسی کے پہلو
مین لٹادیا اکثر سردارون کے ہاتھ زیر گردن معشوق نقلی کے رکھدیے بعد اسکے خواجہ نے کل مال و اسباب بارگاہ کا
اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور بارگاہ سے نکل کر حمزہ صاحبقران کی جستجو کی مگر کہین نشان نپایا تمام شب تلاش مین
بسر ہوئی وقت سحر خواجہ بشکل خدمتگار بنکر پھر بارگاہ ہوشیار بلخی مین گئے دیکھا ہر ایک کو ہوش آیا ہی بعضے
اپنی صورت آئینہ مین دیکھ کر شرمندہ ہین بعضے اپنی ڈاڑھی مونچھ کے نہونے سے اور ننگے ہونے سے سرنگون ہین
بعضون کو اپنے حال پر تاسف ہی اکثر اشخاص غصہ مین بیٹھے ہوے ہین ہوشیار بلخی نے پوشاک و لباس سبکے
واسطے منگوائے تھے ہر ایک شخص پھٹی لنگی جو خواجہ نے باندھی تھی اُسے کھول کر لباس پہن رہا ہی خواجہ کھڑے
ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ سعد سحر بلخی آیا ہوشیار اور گوشیار بلخی نے اُس سے کہا دیکھو ہم سبکا یہ احوال
عمرو نے کیا ہی سب کو ننگا کر کے چلا گیا ہی مال و اسباب لوٹ لیگیا ہی اب تجکو لازم ہی کہ تو بھی کوئی عیاری کر کے عمرو
کو پکڑ لا تاکہ مین اُسکو سزا دون سعد سحر بلخی چاہتا تھا کہ برائے گرفتاری خواجہ روانہ ہو کہ بختک نے اشارہ
سے اُس سے کہا دیکھو وہ جو خدمتگار کھڑا ہی یہی خواجہ عمرو ہی سعد سحر بلخی جانب خدمتگار بڑھا اور پکارا ای
خواجہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے خواجہ نے فوراً قنات خنجر سے چاک کی اور بیرون بارگاہ
آئے سعد بھی بارگاہ سے باہر آیا اور خنجر کھینچکر دوڑا خواجہ لڑتے ہوے پیچھے ہٹے اور ایک کوچہ مین جاکر
غائب ہوگئے سعد سحر بلخی تو ادھر خواجہ کی جستجو کرنے لگا اُدھر خواجہ بشکل سعد سحر بلخی بن کر ہوشیار ادھر

معلوم ہوتا ہی کہ تم صاحب کشف وکرامات ہو مجھے تم پہچان گئے کہ مین حمزۂ صاحبقران ہون یہ کہکر چند اشرفیان
جیب سے نکال کر درویش کو دین فقیر نے دعا دے کر اور خوش ہوکر کہا ہان بابا مرشد کی خدمت سے یہ شرف
حاصل ہوگیا ہی فقیر روشنضمیر ہی یہ کہکر درویش نے کہا بابا تم ہٹ جاؤ آگ کے پاس نہ بیٹھو دھوین سے تکلیف
نہ اُٹھاؤ اس فقیر کو کباب تیار کرنے مین مداخلت ہی قبل اِسکے مجکو شوق شکار تھا صاحب زر تھا اب فقیر ہوگیا ہون
یہ تقریر کر کے درویش بیٹھ گیا اور کچھ لکڑیان اور خس وخاشاک جمع کر کے آگ ایسی تدبیر سے روشن کی کہ دھوان
حمزۂ صاحبقران کی طرف جائے جسوقت دھوان حمزۂ صاحبقران کی طرف گیا اور دماغ امیر مین پہونچا امیر
کو چھینک آئی فوراً امیر بیہوش ہوے درویش نے نعرہ کیا تم سعید سحر بلخی واضح ہو کہ سعید سحر بلخی نے اُس
آتش پر سفوف بیہوشی بکثرت ڈالا تھا اُسکے دھوین سے امیر بیہوش ہوے تھے غرض عیار مذکور امیر کو چادر عیاری
مین باندھ کر پشتارہ دوش پر اُٹھاکر سوے بلخ روانہ ہوا اشقر دیوزاد وہین کھڑا رہا سعید سحر بلخی بلخ مین پہونچا
ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے خوش ہوکر کہا کہ امیر کو طوق وزنجیر مین گرفتار کر کے زندان مین قید کرو سعید بلخی
بعد تعمیل حکم کے کسی ضرورت کے واسطے چلا گیا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران لشکر انتظار
کر کے متردد ہوے آخر اکثر سردار براے تلاش امیر سوے صحرا روانہ ہوے صحرا مین اشقر دیوزاد کو پایا اور آہو کو
ذبح کیا ہوا بالاے زمین پڑا دیکھا اور کچھ آگ افسردہ کبھی وہان دیکھی سرداران لشکر نے خیال کیا کوئی عیار بلخ سے
آکر امیر کو بیہوش کر کے لیگیا ہی غرض سرداران مذکور اشقر کو لیکر لشکر مین آئے اور خدمت سلطان سعد مین جاکر
عرض کرنے لگے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ بلخ سے کوئی عیار آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کر کے لیگیا ہی ابھی
سرداران لشکر اسلام سلطان سعد سے عرض کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو آئے اور سلطان سعد کی خدمت
مین جاکر جو کچھ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے کہا تھا عرض کیا سلطان سعد نے فرمایا ای خواجہ بعد تمھارے
جانے کے امیر بانوتیر صحرا مین براے شکار گئے تھے ابھی سرداران لشکر اشقر دیوزاد کو لاے ہین امیر کا کچھ پتہ
اور نشان نہین ہی کہ وہ کہان گئے کون اُنھین لے گیا بس اب تمھین جاکر امیر کی جستجو کرو خواجہ اُسی وقت
جانب بلخ بشکل مبدل روانہ ہوے وقت شب قریب بارگاہ ہوشیار بلخی کے پہونچے خواجہ نے سُنا کہ آج ہوشیار
اور گوشیار بلخی نے بزم عشرت آراستہ کی ہی خواجہ یہ سُنکے سوے بارگاہ چلے اتفاقاً ایک ساقی بچہ بارگاہ سے
واسطے کسی ضرورت کے باہر آیا خواجہ نے اُسے بیہوش کر کے ایک گوشے مین ڈالدیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر
کہا یا دادا آدم صفی اللہ اس وقت میری صورت اور قد میرا مثل اس ساقی بچہ کے ہوجائے فی الفور
ایک لمحہ مین ویسی ہی شکل ہوگئی خواجہ اندر بارگاہ کے گئے دیکھا نوشیروان بالاے تخت بیٹھا ہی بختک
بعہدۂ وزارت حاضر ہی ایک جانب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وغیرہ بیٹھے ہین ساقی بچے کشتیان
شرابِ ناب کی لائے ہین ارادہ شراب پلانے کا ہی خواجہ نے اُن ساقی بچون سے شیشۂ شراب لے کر دیکھ
بھال کر بیہوشی بجالا کی کل شیشون مین ملائی پھر شیشہ سے شراب جام مین اُنڈیل کر ہوشیار بلخی کے سامنے
جام مے لے کر گئے اُسنے اشارہ سے کہا پہلے نوشیروان کو شراب پلاؤ خواجہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے
ناز وانداز سے قدم اُٹھاتے ہوے ہر ایک سے چشم وابرو اشارہ کرتے ہوے مُسکراتے ہوے نوشیروان
کے سامنے گئے اور کہا بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند ٭
نوشیروان نے جام لے کر شراب پی پھر خواجہ نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور اُنکے جملہ سرداران

و بعمرو دیگر مع تھوڑی سپاہ روانہ کیا جب وقت دربار برخاست ہونے کا آیا اور خسرو خاوری نے دربار برخاست
کیا ... خان اور خسرو خاوری داخل محلسرا ہوئے علم شاہ باغ مین آئے بوقت شب ملکہ خورشید خاوری
اپنے ... اور بھائیون سے پوشیدہ ہوکر سوار ہوئی باغ مین آئی پہلوے علم شاہ مین بیٹھی علمشاہ نے حال فولاد زنگی
کا بیان کیا ملکہ خوش ہوئی تھوڑی دیر کے بعد ملکہ باغ سے چلی گئی اسی طرح ملکہ ہر شب باغ مین آتی اور علم شاہ
کے پہلو مین بیٹھتی اب علمشاہ کو باغ مین رکھیے احوال انکا انشاء اللہ پھر لکھا جائیگا لیکن اب احوال حمزۂ
صاحبقران کا لکھا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کوچ اور مقام کرتے ہوئے جانب بلخ چلے جاتے تھے ایک روز
سر شام ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اسی جگہ مقام کیا وہان سے تین منزل شہر بلخ تھا شب بسر کرکے
وقت سحر حمزۂ صاحبقران نے ایک نامہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو اس مضمون کا لکھا کہ اب تمکو لازم یہی ہے کہ
دین اسلام قبول کرو نوشیروان کی اعانت نہ کرو جس وقت نامہ تمام و کمال تحریر ہو چکا سر نامہ پر مہر کرکے امیر نے
فرمایا کہ کون ہے جو اس نامہ کو لیجائیگا اور جواب اسکا ہوشیار بلخی سے لائیگا ہنوز کوئی دلاور کچھ کہنے نہ پایا تھا
کہ خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر اس نامہ کو مین لیکر جاؤنگا امیر با توقیر نے نامہ خواجہ عمرو کو دیا خواجہ نامہ
لے کر سوے بلخ روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب دروازہ شہر بلخ پر پہونچے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو خواجہ کے آنے
سے آگاہی ہوئی دونون نے حکم دیا کہ نامہ دار کو آنے دو خواجہ سیر شہر کی کرتے ہوئے روبرو ہوشیار بلخی اور گوشیار
بلخی کے پہونچے بدستور قدیم خواجہ نے نامہ دیا ہوشیار بلخی نے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ بالاے کرسی بیٹھ گئے ہوشیار
بلخی اور گوشیار بلخی نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر خواجہ سے کہا کہ کہدینا کہ ہم ہرگز آپکی اطاعت نکرینگے حتی الامکان
آپ سے لڑینگے یہ کہکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو دربار سے اٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے بعد روانگی خواجہ کے
وہ نامہ دار جسکو ہوشیار بلخی نے خدمت صلصال مین روانہ کیا تھا آیا اور در جواب عرضی ایک نامہ اس مضمون
کا لایا کہ ای ہوشیار و گوشیار بلخی عرضی تمھاری ہمین پہونچی شہنشاہ نوشیروان کو آرام تمام رکھنا ہمنے جملہ شاہان
ممالک کو جو ہمارے فرمانبردار اور مطیع ہین نامے لکھے ہین سب مع فوج و لشکر میری اور تمھاری مدد اور کمک
کو جلد آئینگے ہوشیار و گوشیار بلخی عبارت نامہ پڑھکر خوش ہوئے اور شہر کا بخوبی انتظام کرکے سامان جنگ مین
مصروف ہوئے چندے شاہان بلخ کو تو سامان جنگ مین مصروف رہنے دیجیے اور خواجہ عمرو کو اثناے راہ
مین چھوڑیے لیکن اب احوال حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ حمزۂ صاحبقران نے بعد روانہ کرنے خواجہ عمرو کے
لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کر قصد شکار کیا اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر جانب صحرا تنہا روانہ ہوئے بعد تھوڑی راہ طے کرنے
کے ایک آہو نظر آیا امیر نے اسے تیر سے زخمی کیا آہو زخمی ہوکر بھاگا امیر نے اسکا تعاقب کیا آخر آہو ایک جگہ گرا امیر نے
مرکب سے اتر کر اسے ذبح کیا اور زیر شجر اس آہو کو لیجا کر گوشت اسکا پوست سے جدا کیا اور ارادہ کیا کہ کباب
گوشت آہو کے تیار کیجیے اور اسی صحرا مین کھائیے امیر تو تیاری کباب مین مصروف ہوئے لیکن ادھر ہوشیار
بلخی نے سعید بلخی عیار کو بلاکر کہا کہ جلد جا حمزۂ صاحبقران یا خواجہ عمرو کو کسی طرح بیہوش کرکے لے آ
سعید بلخی فوراً بعد عجلت روانہ ہوا یہان صحراے سبزہ زار مین امیر زیر شجر بیٹھے ہوئے تیاری کباب مین
مشغول تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درویش سامنے سے نمایان ہوا اور قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر کہنے لگا
بابا داتا بھلا کرے سدا بول بالا رہے سرداری و امیری کی مرتبہ پر ہمیشہ خدا برقرار رکھے اقبال دمبدم
فزون ہو دشمن سدا ذلیل و خوار رہے معبود دہر آفت و بلا سے بچائے حمزۂ صاحبقران نے کہا ای شاہ جی

اور یہ امر موجب تمہاری عزت افزائی کا ہی علمشاہ نے بھی عبارت نامہ کی پڑھی غرض بعد پڑھنے عبارت نامہ کے
قیماس خان نے فولاد زنگی سے کہا آج تک تو کبھی شاہان ترکستان نے بادشاہ بمادری کی دختر طلب نہین کی تھی
اور کبھی یہانکے بادشاہون نے بیٹی اپنی نہین دی ہی اب ترک توسن یلطاقی یہ امر ایجاد کرتا ہی فولاد زنگی
نے جواب دیا بہتر یہی ہی کہ ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کر دیجیے ورنہ میرے ہمراہ فوج آئی ہی اور حکم شاہ بھی
مجھے یونہین ہی کہ اگر خسرو خاوری یا برادران ملکہ خورشید خاوری خلاف ہمارے حکم کے عمل مین لائین تو بزور
شمشیر ملکہ کو لیکر ہمارے پاس چلے آنا جسوقت یہ تقریر علمشاہ نے سُنی فولاد زنگی سے کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی
خاموش رہ ہم ہرگز ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کرکے نہ روانہ کرینگے فولاد زنگی نے غضبناک ہوکر جواب دیا
او او دنے ملازم خسرو خاوری کے تجکو امور سلاطین مین کیا دخل ہی تو کیون اس امر مین گفتگو بیجا کرتا ہی یہ کہکر
ایک مشت او پر سینہ علمشاہ کے لگاکر چاہتا تھا کہ قیماس خان سے کچھ کلام کرے کہ علمشاہ نے بھی برہم ہوکر
ایک طمانچہ اُسکے رخسارہ پر اس زور سے مارا کہ سر اسکا چنبر گردن سے بالائے دوش گرا منکا اُسکا ڈھل گیا روح
اُسکی جسم سے فی الفور نکل گئی فولاد زنگی کرسی سے بروے خاک گرا ہمراہیان فولاد زنگی لاشہ فولاد زنگی کا اُٹھاکر
نالان و گریان سوے ترکستان روانہ ہوے یہان خسرو خاوری اور قیماس خان نے علمشاہ سے کہا کہ ای جوان
تونے غضب کیا فولاد زنگی کو مار ڈالا جب لاشہ فولاد زنگی کا ترک توسن یلطاقی دیکھیگا تو یقینًا غضبناک ہوکے
ہم پر لشکرکشی کریگا اُسکے پاس فوج زیادہ ہی ہمارے پاس فوج کم ہی ہم اُس سے مقابلہ کر نہین سکتے دیکھیے انجام
اسکا کیا ہوتا ہی علمشاہ نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نہ کیجیے جسوقت ترک توسن یلطاقی مع فوج یہان آئیگا مین اُس سے
مقابلہ کرونگا جسطرح سے فولاد زنگی کو ہلاک کیا ہی اُسی طرح ہنگام جنگ اُسے بھی تہ تیغ کرونگا قیماس خان یہ قوت
و زور دیکھ کر اور گفتگوے علمشاہ سُنکر متحیر ہوا ابھی قیماس خان غرق دریاے فکر ہی تھا کہ یکایک دروازہ بارگاہ
پر غلغلہ ہوا قیماس خان نے پوچھا اب یہ شور و غل در بارگاہ پر کیون ہوتا ہی کچھ ملازم گئے اور جلد دریافت کرکے
حاضر ہوے اور دست بستہ عرض کرنے لگے ای شاہزادہ عالیقدر ایک ناقہ سوار نامہ صلصال بن دال بن
دیو بن کا نامہ جادو لےکر آیا ہی چاہتا ہی کہ حاضر دربار ہو خسرو خاوری نے حکم دیا کہ اُسے دربار مین لے آؤ
ملازمون نے اُسے دربار مین بُلایا نامہ دار نے قیماس خان کو موافق قاعدہ مجرا کرکے نامہ دیا قیماس خان
نے بتعظیم نامہ لیا بعدہ عبارت نامہ ملاحظہ کی صلصال نے قیماس خان کو لکھا تھا کہ نوشیروان بلخ مین
آکر پہونچا ہی عرضی ہوشیار ایلچی سے معلوم ہوا ہی اور خود حمزہ صاحبقران مع فوج کے آگئے ہین لہذا تمکو لکھا جاتا ہی
کہ تم بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع فوج جلد آؤ مجکو نوشیروان کی مدد کرنا ضرور ہی کیونکہ اول تو وہ ہمارے
قلمرو مین بھاگ کر آیا دوسرے حمزہ صاحبقران کے سرداران لشکر نے میرے تین فرزندون کو قتل کیا ہی
اُسوقت دو فرزندون کے لاشے یکے بعد دیگرے میرے پاس آئے ہین میری آنکھون مین کثرت غم سے
جہان تاریک ہی مجکو اہل اسلام سے اپنے فرزندون کا انتقام لے لینا واجب و لازم ہی پس جلد تر ہم تک
اپنے تئین پہونچاؤ قیماس خان نے نامہ پڑھ کر اُسی وقت ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین تو بالفعل حاضر
خدمت حضور نہین ہو سکتا کیونکہ فی الحال ترک توسن یلطاقی مع لشکر براے جنگ اسطرف آنیوالا ہی مین
اُس سے لڑونگا جہانتک ممکن ہوگا اُسے شکست دونگا لیکن اختر ابر خاوری کو خدمت والا مین روانہ کرتا ہون
بعد فراغ جنگ مذکور مین بھی حاضر خدمت ہونگا غرض اس مضمون مندرجہ کی عرضی لکھ کر اختر ابر خاوری کو

ملکہ اور علمشاہ کی نہین سنی ہنوز علمشاہ پہلوے ملکہ مین بیٹھے تھے اپنے احوال سے ملکہ کو آگاہ کر چکے تھے ارادہ
ملکہ یہ تھا کہ کشتی شراب طلب کر کے میکشی کرے ناگاہ در باغ پر کچھ سوار فرستادہ خسرو خاوری آئے انھون نے کنیزان
ملکہ کو بُلا کر کہا جلد جا کر ملکۂ عالم سے کہدو کہ ابھی آپ کے برادر قیماس خان داخل خاور ہوے ہین حضور سکے
دیکھنے کے لیے باغ مین آتے ہین کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا ملکہ گھبرا کر پہلوے علمشاہ سے اُٹھی علمشاہ نے
پوچھا ای ملکہ خیر تو ہی کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا ہان خیر ہی تم اس باغ مین رہنا مین وقت شب آؤنگی یہ کہکر ملکہ
سوار ہو کر اپنے باپ کی خدمت مین گئی قیماس خان اپنے بھائی کو دیکھ کر خوش ہوئی اور پوچھا ای برادر
یہ تو کہو کہ صلصال بن دیو بن شمامہ جادو کی خدمت سے اسقدر جلدی کیون چلے آئے قیماس خان
نے کہا ای ہمشیرا اول تو دل میرا گھبرایا دوسرے صلصال نے چاہا تھا کہ اپنے پسر تمتاج خان کو واسطے تعلیم
کرانے ہنرہاے پہلوانی و سپہ گری کے میرے حوالے کرے اسے مین نے منظور نہ کیا اور اُس سے رخصت ہو کر یہان
چلا آیا ملکہ تقریر اپنے برادر کی سُنکے خاموش ہو رہی ہنگام شب مع اپنی ہمرازون کے سوار ہو کر پھر باغ مین آئی پہلوے
علمشاہ مین بیٹھی اور شیخ لدھا کو بلا کر بتاکید کہا کہ تم اپنے فرزند کو براحت و آرام اس باغ مین رکھنا جس چیز کی
ضرورت ہو ہمسے طلب کرنا کسی طرح کی اپنے فرزند کو تکلیف نہ دینا ورنہ تمکو سزاے سخت دونگی اور ہنگام سحر اپنے
فرزند کو دربار مین میرے والد کے لانا خبردار بھول نہ جانا شیخ لدھا نے عرض کیا یہ نمکخوار حکم سرکار ضرور
بجا لائیگا ملکہ تھوڑی دیر بیٹھ کر علمشاہ سے رخصت ہو کر پھر سوار ہو کر چلی گئی وقت سحر شیخ لدھا علمشاہ کو اپنے
ہمراہ لیکر دربار خسرو خاوری مین گیا بعد اداے لوازم تسلیم دست بستہ روبرو کھڑا ہوا قیماس خان اُسوقت
قریب اپنے پدر خسرو خاوری کے بیٹھا تھا اُسنے شیخ لدھا سے پوچھا کہ ای لدھا آج یہ نوجوان تمھارے ہمراہ کون
ہی مینے اسکو کبھی نہین دیکھا ہی لدھا نے عرض کیا ای شاہزادۂ ذیجاہ یہ میرا فرزند ہی زمانہ زیادہ ہوا یہ براے ملازمت
ایران مین گیا تھا اب نوکری چھوڑ کر چلا آیا ہی آج مین اسے دربار مین لے آیا ہون چونکہ اُسنے فن سپاہگری بخوبی
حاصل کیا دست و بازو مین قوت ہی علاوہ اسکے جاہل ہی اسوجہ سے کسی کے آگے سر نہین جھکاتا ہی بندگی سلام نہین کرتا
ہی اب یہ یہان آیا ہی مین اسکو آداب و قواعد دربار شاہی سکھاؤنگا قیماس خان نے رخ علمشاہ پر نظر کر کے
خیال کیا کہ چہرے سے اُس جوان کے آثار شجاعت و دلیری عیان ہین اسکو اپنے پاس رکھنا چاہیے یہ خیال کر کے کہا ای
شیخ لدھا تم اپنے فرزند سے کہو کہ ہر روز ہماری خدمت مین حاضر رہا کرے شیخ لدھا نے علمشاہ سے کہا علمشاہ نے
قبول کیا اور اُسی وقت پس پشت قیماس خان جا کر کھڑے ہوے قیماس خان شیخ لدھا سے گفتگو کر کے خاموش
ہوا تھا ناگاہ دربارگاہ پر شور و غل ہوا قیماس خان نے ملازمون سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی بعض بعض ملازمون
نے حال دریافت کر کے عرض کیا کہ اسوقت قاصد ترک توسن یلطاقی کا ترکستان سے آیا ہی نام قاصد کا فولاد زنگی
ہی نہایت قوی ہی اُسی کے آنے کی وجہ سے یہ شور و غل ہی قیماس خان تو یہ سُنکے خاموش ہوا لیکن خسرو خاوری
نے خبر اُسکے آنے کی سُنکے حکم دیا کہ اُسے ہمارے روبرو لے آؤ لازم گئے اور فولاد زنگی کو دربار مین لے آئے
فولاد زنگی نے موافق دستور خسرو خاوری کو سلام کیا اور نامہ حوالے کیا خسرو خاوری نے حکم دیا بیٹھ جاؤ
فولاد زنگی ایک کرسی پر بیٹھ گیا خسرو خاوری نے نامہ تمام و کمال پڑھکر وہ نامہ قیماس خان کو دیا قیماس خان نے
بھی عبارت اُس نامہ کی پڑھی خلاصہ مضمون نامہ یہ تھا کہ ای خسرو خاوری ہمنے ہمراہ فولاد زنگی محافہ بھی
بھیجا ہی تمھین لازم ہی کہ اپنی دختر ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مذکور مین سوار کر کے ہمارے پاس بھیجدو تاکید جانو

افسر ہون نام میرا شیخ لدھا ہی اسوقت تمھین دیکھ کر مجھے اپنا فرزند نوجوان یاد آگیا افسوس وہ پورا جوان بھی نہونے
پایا تھا کہ اس گلشن عالم سے سوے عدم گیا اگر تم میرے گھر مین رہو تو مین تمکو بجاے فرزند پرورش کرون اور ہر وقت تمکو
دیکھ کر صورت گل شگفتہ خاطر رہون علمشاہ نے جواب دیا کہ ای مرد پیر تم مجکو بجاے پسر تصور کرو مین چند روز تمہارے
مکان مین رہونگا تمھاری خاطر شکنی نکرونگا مجھے تمھارے حال پر رحم آیا ہی شیخ لدھا یہ تقریر علمشاہ سُن کر خوش ہوا
فورًا ایک طبق مین انار و سیب و انگور اُسی باغ سے لیکر روبروے علمشاہ رکھدیے علمشاہ نے چند دانہ انگور کھانے
اور کہا انگور ذائقہ شراب رکھتا ہی اسوقت اسکے کھانے سے شراب انگور کا ذائقہ یاد آگیا شیخ لدھا نے پوچھا کہ ای فرزند
کیا تمھین میکشی کا بھی شوق ہی علمشاہ نے کہا البتہ شیخ لدھا یہ سُنکے چلا گیا اور شیشہ و ساغر لیکر آیا اور سامنے
علمشاہ کے رکھکر کہنے لگا یہ شراب موجود ہی جسقدر دل چاہے پیو علمشاہ نے کہا تم بھی ہمارے ساتھ میکشی کرو اُسنے
انکار کیا آخر بعد اصرار شیخ لدھا بھی شریک میکشی ہوا ہنوز ایک ایک جام شراب پیا تھا ناگاہ در باغ پر شور و غل
ہوا شیخ لدھا نے گھبرا کر علمشاہ کی طرف دیکھا علمشاہ نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی اُسنے کہا ای فرزند آگاہ ہو کہ یہ
شہر خاوری ہی حاکم اس ملک کا خسرو خاوری ہی اُسکے چار فرزند ہین اور ایک دختر ہی فرزندون کے نام یہ ہین ایک کا
نام قیماس خان ہی دوسرے فرزند کا نام تہمتن خان ہی تیسرے لڑکے کا نام الماس خان ہی چوتھے پسر کا
اسم پیلتن خان ہی اور دختر کا نام خورشید خاوری ہی یہ باغ اُسی دختر کا ہی اور سیرگاہ ہی اکثر برائے تفریح طبع اس
باغ مین آتی ہی چنانچہ اسوقت ملکہ خورشید خاوری آئی ہی ہمراہ سواری اکثر ہمجولیان اُسکی ہین اور سواران لشکر
ہین تم ذرا اُس گوشۂ باغ مین جاکر ٹھہرو اب ملکہ خورشید خاوری یہان سواری سے اُتر کر آئیگی اگر تمھین یہان
دیکھے گی مجھپر غضبناک ہوگی علمشاہ یہ سُنکے گوشۂ باغ کیجانب چلے گئے اور جاکر ایک کرسی پر گوشۂ باغ مین بیٹھے اتنی
دیر مین ملکہ خورشید خاوری سواری سے اُتر کر باغ مین آئی پیر نے جھک کر سلام کیا ملکہ بارہ دری مین آکر مسند
زرنگار پر بیٹھی اتفاق سے اُس روز ملکہ تنہا باغ مین آئی تھی کوئی ہمجولی اُسکے ساتھ نہ تھی فقط چند کنیزین ہمراہ
تھین بعد تھوڑی دیر کے ملکہ براے سیر باغ مسند سے اُٹھ کر جانب چمن نرگس چلی چونکہ علمشاہ قریب چمن نرگس
بیٹھے تھے ملکہ خورشید خاوری اُس رخ زیبا سے علمشاہ کو دیکھ کر عاشق ہوئی علمشاہ بھی اُس کے حسن و جمال پر
نظر کرکے بے اختیار ہنسے ملکہ بناز و ادا وہان سے بھاگ کر بارہ دری مین جاکر بالاے مسند بیٹھی اور شیخ لدھا
سے کہنے لگی ای بڈھے آج تو نے کس جوان کو باغ مین بٹھایا ہی سچ بیان کر ورنہ ابھی تجکو قتل کراؤنگی لدھا
نے دست بستہ عرض کیا ای ملکۂ عالم اصل حال یہ ہی کہ فرزند میرا براے ملازمت جانب ایران چلا گیا تھا آج آیا ہی
وہی باغ مین بیٹھا ہی ملکہ نے کہا اگر تیرا فرزند ہی تو اُسے میرے پاس لے آ باغبان مذکور گیا اور علمشاہ کو ہمراہ
لیکر خدمت ملکہ مین آیا اب علمشاہ نے ملکہ خورشید خاوری کو بخوبی دیکھا نہایت حسین و صاحب جمال پایا
اگر یہ مترجم سراپاے ملکۂ خورشید خاوری کی توصیف کرے تو محض طول ہوگا اسوجہ سے توصیف خوبی سراپاے
ملکہ رقم نہین کی گئی القصہ جب علمشاہ روبرو آئے ملکہ نے علمشاہ سے کہا بیٹھ جاؤ علمشاہ پہلوے ملکہ
مین بالاے مسند بیٹھ گئے اُسوقت ملکہ نے اپنے دلمین خیال کیا کہ اگر یہ جوان پسر باغبان ہوتا تو ایسی جسارت
نہ کرتا ہرگز میرے پہلو مین نہ بیٹھ جاتا یہ خیال کرکے ملکہ نے علمشاہ سے پوچھا سچ کہو تمھارا نام کیا ہی کسکے تم فرزند
ہو میرے باغ مین تمھارا آنا کسطرح ہوا علمشاہ نے جواب دیا ای ملکہ نام میرا علمشاہ ہی حمزہ صاحبقران کا فرزند
ہون بعد اسکے تمام احوال اپنا بیان کیا چونکہ شیخ لدھا علمشاہ اور ملکہ سے دور کھڑا تھا اسوجہ سے اُسنے گفتگو

واقعہ گذرا تھا بیان کیا اور جس تختہ پر صندوق رکھا تھا وہ تختہ دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین علمشاہ کو ہوش آیا بیہوشی کا اثر برطرف ہوا آنکھین کھول کر علمشاہ نے دیکھا کہ مین ایک صندوق مین بند ہون علمشاہ نے ایک مشت مار کر صندوق کو توڑا دیکھا کہ صندوق ایک تختہ پر رکھا ہوا ہی تختہ دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا ہی چونکہ دو روز گذر چکے تھے علمشاہ کو خواہش طعام از حد تھی حالت گرسنگی اور حال تلاطم آب دریا مین برجوع قلب خدا سے دعا کی دعا قبول ہوئی وہ تختہ کنارہ دریا پر پہونچا علمشاہ نے تختہ سے اُتر کر برگ درختان و ثمر اشجار بے اختیار کھائے گونہ گرسنگی زائل ہوئی پھر ایک جانب روانہ ہوے قریب شام ایک در باغ پر پہونچے دیکھا در باغ کھلا ہی باغ مین طائران خوش الحان اشجار پر بیٹھے ہوے نغمہ سرا ہین علمشاہ بے اختیار اُس باغ مین گئے باغ کو چہار جانب دیکھا غنچۂ دل صورت گل شگفتہ ہوا کیونکہ وہ باغ رشک باغ ارم تھا بمقتضا ابیات

بارہ فرسخ کے گرد مین تھا باغ — دیکھے رضوان تو کھائے سینہ پہ داغ
رشک خالص کی تھی زمین سبھی — اور کرتلی تھی اُسپہ گھاس ہری
تھے خزف کی جگہ پڑے یاقوت — روح حورونکی جنسے پائے قوت
تھی طلائی کھڑی جو وہ دیوار — اُسپہ تھا سب جڑاؤ مینا کار
اسمین انواع قسم کے تھے درخت — ایستادہ تھے سرو ہوکے کرخت
تھے جواہر نگار وہ جو شجر — بلبلین بیٹھتی نہین جا جاکر
چہچہاتی تھین بلبلین خوش ہو — آنکھ اُنسے لڑاتی تھی شبو
اشرفی جاہی جوہی ہر سنگار — تھی ہر اک طرح کی ہر اک پہ بہار
کہین گیندے لگے ہوے تھے زرد — یار کے رخ کے عکس سے پر درد
سیوتی کی بہار اکطرف — کیتکی کی قطار ایک طرف
تختہ تھا اکطرف گلاب کا جو — کیا بیان آب و تاب اُسکی ہو
نسترن رائے بیل اور نسرین — باغ مین اُنکا تھا جدا آئین
کہین نرگس کہین پہ داؤدی — اور جھومی ہوئی گھٹا اودی
بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا — صحن گلشن سپہر آسا تھا
نخل وان وہ تمام الماسی — صاف ترشے ہوے انناسی
یون نہالونکی اُنمین جلوہ گری — جسطرح سے نگینۂ شجری
بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر — وہ تمامی کی تھیلیونمین ثمر
دست ہر شاخ تھا کف موسا — پھول پھل صورت ید بیضا
نخل انگور تھے وہ نور آگین — خوشہ خوشہ تھا خوشۂ پروین
تھی لبالب گلاب سے ہر نہر — جوش سے پانی مارتا تھا لہر
نہر کو دیکھ کر یہ لہر آئے — منہ مین کوثر کے پانی بھر آئے
ہر حباب اُسکا رشک غنچۂ گل — گیسوئے موج طرۂ سنبل
تھا بڑا اسمین قصر مینا کار — تھی جواہر سے سب بھری دیوار
طاق کسریٰ سے حسن مین دہ چند — قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
چارسو اک چبوترہ پُر نور — صاف مانند لوح سینۂ حور
سائبان وہ ہر ایک زردوزی کا — غیرت افزائے ابر نوروزی
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام — صبح جنت بھی جنسے نور لے وام
آئنے سنگ کوہ طور کے تھے — جھار سب ایک ڈال نور کے تھے
طرفہ فرشی کنول پہ جوبن تھا — نور نار ایک جا پہ روشن تھا
کیا کہون تھا جو نور فرش کا روپ — چاندنی لگی تھی میلی تھی دھوپ
صدر مین ایک مسند پُر زر — مہر جیسے بساط گردون پر
پردے زربفت کے بہت بھاری — شیر ماہی کی وہ چقین ساری

علمشاہ نے چہار جانب جاکر خوب باغ و بارہ دری کی سیر کی بعد سیر مسند زرین پر بیٹھے دلمین خیال کرنے لگے یہ باغ کسی شاہ ذیوقار کا ہی ورنہ ایسا سامان اور کسی کو ممکن کہان ہی ہنوز علمشاہ مسند پر بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک پیر بیلچہ طلائی دستہ اُسکا نقرئی ہاتھ مین لیے ہوے خس و خاشاک ہر ایک چمن سے دور کرتا ہوا پٹریونکو درست کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آیا دیکھا اُسنے کہ ایک جوان خوبرو بالائے مسند بیٹھا ہی اُس بڈھے نے آگے بڑھکر پوچھا تم کون ہو کہانسے آئے ہو یہان کیون بیٹھے ہو اس باغ مین کسی کے آنیکا حکم نہین ہی تم کیون چلے آئے علمشاہ نے جواب دیا اَی بڈھے مین ایک مرد غریب ہون راہ بھول کر اس باغ مین چلا آیا ہون باغ کی سیر کرکے یہان بیٹھا ہون تھوڑی دیر مین چلا جاؤنگا بڈھے نے مہربان ہوکر کہا کہ اَی نوجوان میرے کہنے کا بُرا نہ ماننا مین اس باغ کے باغبانون

کہ عیاران نامی تھے اور قلعہ ہندوان بلخ مین رہتے تھے شاگرد اُنکے بہت تھے بلکہ ہندوان بلخ مین جسقدر مردم سب عیار پیشہ تھے طلب کیا جب وہ حاضر خدمت ہوے ہوشیار بلخی نے کہا تم ایک زمانہ سے ہمارا نمک کھاتے ہو اور ہماری عنایات سے سرفراز ہو لیکن کوئی کارنمایان آجتک تمنے نہین کیا فی زمانہ ہمشاہ نوشیروان ہمارے ملک مین آئے ہین اُنکے تعاقب مین سُنا ہی کہ حمزۂ صاحبقران مع لشکر فراوان آتے ہین پس یا تو تم جاؤ یا کسی اور عیار کو روانہ کرو کہ حمزۂ صاحبقران یا فرزندان حمزہ سے کسی فرزند کو بعیاری گرفتار کرکے لے آئے دونون عیارونے عرض کیا ہم اپنے ایک شاگرد رشید کو کہ نام اُسکا طوغان ہی روانہ کرتے ہین وہ جاکر حمزہ یا کسی پسر حمزہ کو مزور بیہوش کرکے لے آئیگا یہ کہکر بارگاہ ہوشیار بلخی سے نکلکر طوغان کو بُلایا اور کہا جلد اُس جانب جا حمزۂ صاحبقران یا پسران حمزہ سے کسی کو گرفتار کرکے لے آ طوغان باندھا ے عیاری اپنے تن پر آراستہ کرکے اُسی جانب روانہ ہوا بعد ایک روز کے صحرا مین جاکر راہ اُسنے گم کی ہر جانب صحرا مین پھرنے لگا دوسرے روز قریب شام بشکل مسافر ایک صحرا مین گیا دیکھا ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہی طوغان اس قافلہ مین گیا اور کہا مین مسافر ہون راہ بھول گیا ہون کئی روز سے سواے برگ درختان کے قسم غلہ سے کچھ نہین کھایا ہی آپ سب حضرات میرے حال پر مہربانی کرکے کچھ قسم طعام سے مجھے دیجیے اور راستہ مجھے بتائیے ایک شب یہان بسر کرکے پھر چلا جاؤنگا خواجہ سیاح کہ رحم دل تھا اُسنے کہا اے مسافر تو میرا مہمان ہی جو کچھ ماحضر ہی نوش کر یہ کہکر اُسنے آب و طعام دیا طوغان نے کھانا کھایا آب سرد پیا بعد اکل و شرب کے علمشاہ کو دیکھ کر خواجہ سیاح سے پوچھا یہ کون صاحب ہین کچھ انکے حالات سے اطلاع دیجیے انکے چہرے سے شان امیری و سرداری عیان ہی اور شجاعت و جوانمردی آشکار ہی خواجہ سیاح نے جواب دیا اے مسافر آگاہ ہو کہ یہ شاہزادہ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران ہین مسافر نقلی یہ حال سُنکر خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ اب براے حمزۂ صاحبقران جانا بیکار ہی علمشاہ کو بیہوش کرکے لیچل یہ تجویز کرکے خاموش رہا جب ہنگام شب اہل قافلہ بستروں پر آرام پذیر ہوے مسافر نقلی بھی ایک جا لیٹ رہا جسوقت علمشاہ وغیرہ سو رہے مسافر نقلی اپنے بستر سے اُٹھا اور قریب علمشاہ جاکر نَے مین بیہوشی رکھکر سوراخ نَے کو سوراخہاے بینی علمشاہ کے پاس لیگیا پھر بیہوشی پھونکدی جب بیہوشی دماغ علمشاہ مین پہونچی چھینک آئی علمشاہ بیہوش ہوے طوغان عیار نے فوراً علمشاہ کو چادر عیاری مین باندھا بعدہ پشتارہ اُٹھاکر بالاے دوش رکھکر خیمے سے نکلکر ایکجانب روانہ ہوا جب صبح ہوئی ادھر خواجہ سیاح نے علمشاہ کو خیمہ مین نہ پایا اور وہ مسافر نظر نہ آیا خواجہ سیاح نے خیال کیا کہ وہ مکار مسافر نہ تھا بلکہ کوئی عیار تھا علمشاہ کو بیہوش کرکے لیگیا یہ خیال کرکے بمجبوری صبر کیا اور طوغان عیار وقت سحر کنارۂ دریا پر پہونچا اور ایک صندوق بہم پہونچاکر اُس صندوق مین علمشاہ کو رکھکر ملاح سے کہا کہ جلد تر مجکو کشتی پر سوار کرکے شہر بلخ مین پہونچا دے کیونکہ اِس صندوق مین اسباب گران بہا ہی بحکم ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مینے خرید کیا ہی ملاح نے گفتگوے طوغان سُنکے وہ صندوق کشتی پر رکھا اور طوغان کو کشتی پر بٹھاکر کشتی جانب شہر بلخ لیچلا تھوڑی دور کشتی گئی تھی ناگاہ آسمان پر ابر آیا ہواے تند چلنے لگی طوفان عظیم آیا ملاح طوفان کو دیکھ کر گھبرایا ہرچند اُسنے تدبیر کی مگر کشتی تلاطم امواج سے کسی طرح نہ ٹھہری ایک کوہ سے ٹکراکر ٹوٹ گئی ملاح غرق آب دریا ہوا ایک تختہ پر وہ صندوق بہتا ہوا چلا دوسرے تختہ پر طوغان بھی بیٹھا ہوا تھا وہ تختہ بھی بہتا ہوا چلا کہ جس تختہ پر طوغان بیٹھا تھا وہ تختہ بعد دو روز کے کنارۂ دریا پر پہونچا طوغان تختہ سے اُترکر سوے بلخ روانہ ہوا بعد قطع راہ بلخ مین پہونچا اور سعد سحر بلخی اور ہوشیار بلخی سے جو

کرو یا غرض بہزاد ملک فتنہ سے خواجہ عمرو نے عقد کیا جیسا کہ لکھا گیا اور اس مترجم کے نزدیک بطن ملکہ فتنہ سے چالاک بن عمرو پیدا نہین ہوا تو چالاک قبل اسکے پیدا ہو چکا ہی غرض بعد عقد خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران نے بیر فرغاری کو مع اُسکے دو لشکر شمرزہ عمرون کے لہاسپ یونانی اور ساطلان شاہ وطوغان بن بہمن وغیرہ اور سرداران لشکر اسلام کو اُسی مقام سے رخصت کیا بیر فرغاری وغیرہ اپنے اپنے ملک و شہر کیجانب با فوج و سپاہ روانہ ہوے بعد رخصت کرنے اکثر سرداران لشکر اسلام کے حمزہ صاحبقران نے اُسی جگہ سے مع کل لشکر کوچ کر کے جانب بلخ بہ تعاقب نوشیروان روانہ ہوے

احوال شاہزادۂ علمشاہ نوجوان و ذکر نوشیروان و احوال حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہی

کہان ہو تو اے ساقی مہ لقا
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہو تجھے شیشہ و جام کی
تجھے اپنے جام و سبو کی قسم
مجھے ہجر کا اب تحمل نہین
ارادہ ہو لکھون مین وہ داستان

سوے رو برو جلد آ جلد آ
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجھکو مجھ رند ناکام کی
بس اب تجھکو میرے لہو کی قسم
مجھے دیر سے تشنۂ مل نہین
جسے پڑھکے حیران ہون پیر و جوان

مرے قلب مضطر کی تجھکو قسم
تجھے حق بنت العنب کی قسم
تجھے اپنے اس میکدہ کی قسم
ذرا دیکھ تو آکے صورت مری
پلا ساغر بادۂ مشکبو

مرے دیدۂ تر کی تجھکو قسم
تجھے میرے رنج و تعب کی قسم
نکر مجھپہ فی الحال ظلم و ستم
ہوے بے لطف از حد طبیعت مری
نہ کر دیر اے ساقی خوبرو

داستان گویان بیمثال اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ علمشاہ جو کنارہ دریاے چشم پر آب سوے خارستان روانہ ہوے تھے تین روز تک اُس صحراے بے آب و گیاہ مین سرگردان رہے تشنگی و گرسنگی سے بدرجہ کمال اذیت اُٹھائی تیسرے روز قریب شام سامنے ایک کوہ مختصر کے پہونچے دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہی اُن سوداگرون مین ایک خواجہ سیاح تھا اُسنے حوالی روم مین علمشاہ کو بجاہ و حشم دیکھا تھا اس صحراے مذکور مین جو اُسنے علمشاہ کو با حال پریشان دیکھا دوڑ کر خدمت علمشاہ مین گیا اور بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا اے شاہزادۂ ذیوقار آپ کا اسطرف تشریف لانا اس حال خراب سے کس وجہ سے ہوا علمشاہ نے تمام حال گذشتہ جو کنارہ دریا ظہور مین آیا تھا بیان کیا خواجہ سیاح نے نہایت افسوس کر کے عرض کیا حضور تشریف لیچلین چند روز میرے قافلہ مین تشریف رکھین علمشاہ اُسکی تقریر سُنکے خاموش رہے خواجہ سیاح علمشاہ کو قافلہ مین لیگیا خدمتگزاری مین مصروف ہوا آب و طعام سامنے لایا علمشاہ نے کھانا کھایا آب سرد پیا حواس درست ہوے شکر خدا کیا اسی طرح چند روز تک خواجہ سیاح نے موافق اپنی لیاقت کے علمشاہ کی دعوت و مہمانی کی ایک روز علمشاہ اُس سے رخصت ہونے لگے خواجہ سیاح نے دست بستہ عرض کیا دو روز حضور اور نہ تشریف لیجائین پھر آپ کو اختیار ہی علمشاہ نے عرض اُسکی قبول کی خواجہ سیاح دعوت و ضیافت و مہمانی مین مصروف ہوا علمشاہ تو خواجہ سیاح کے قافلہ مین ہین لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہی کہ جب نوشیروان عقابین سے گریزان ہو کر ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ داخل شہر بلخ ہوا ہوشیار بلخی نے نوشیروان کو اپنے شہر مین براحت و آرام مقیم کیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا بعد دو روز کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے ایک عرضی لکھکر قاصد کو دیکر کہا یہ عرضی ہماری خدمت مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو مین لیجاؤ قاصد مذکور عرضی مسطور لیکر روانہ ہوا بعد روانہ کرنے قاصد کے ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے سعد سحر بلخی اور سعید بلخی کو

ہونے کے سحر کھول گیا تھا لیکن اُنھین ساحرونسے کہا جنھون نے حمزۂ صاحبقران پر سے سحر اُتارا تھا خواجہ عمرو
کو بھی قید سحر سے رہا کردو اُن ساحرون نے سحر اُتارا خواجہ دست و پا قابو مین آئے جبسے صبح ہوئی خضران
شاہ نے دربار مین بالاے تخت بیٹھکر جملہ ساحران خاص و عام کو طلب کیا جب سب حاضر دربار ہوئے خضران
شاہ نے سب سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کر کے حمزۂ صاحبقران کی فرمانبرداری قبول کی ہی
تم مین سے جس جس کو مسلمان ہونا اور میرے ساتھ رہنا منظور ہو تو ابھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہو دسے ورنہ انتظار
کرے اُسوقت تھوڑے ساحرون نے تو کلمہ پڑھ کر دین اسلام اختیار کیا اور بہت سے ساحران نابکار نے
برہم ہو کر جواب دیا کہ ای بادشاہ تو نے خداوندان سامری و جمشید کی پرستش ترک کردی مسلمان ہو گیا خداوندون کو
ناراض کیا ہم ہرگز تیری اطاعت نہ کرینگے حاشا تیرا کہنا نہ مانینگے یہ کہکر دربار سے چلے گئے اور ایک جگہ وہ
سب جمع ہو کے باہم یہ کہنے لگے کہ آج تو سحر تیار کرو کل ہنگام سحر خضران شاہ وغیرہ جو یہان مسلمان ہین انھین سحر
مین گرفتار کر کے مار ڈالو یہ تجویز کر کے جملہ ساحران بدکردار سحر خوانی مین مصروف ہوے یہ خبر خضران شاہ کو
پہونچی خضران شاہ نے وقت نصف شب حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور تازہ مسلمانون کو ہمراہ لے کر سباد
سلاح جنگ دے کر اُن ساحران نابکار پر حملہ کیا ساحران نابکار ہوشیار ہو گئے اور سحر کرنے لگے
جملہ اہل اسلام مبتلاے سحر ہونے لگے حمزۂ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ پڑھ کر پانی پر دم کیا اور ہر ایک کے
اوپر وہ پانی چھڑکا سحر برطرف ہوا اہل اسلام ساحرون کو تیغ و تیر سے قتل کرنے لگے خصوصاً حمزۂ صاحبقران
نے صدہا بانی شرساحر تہ تیغ کیے تا صبح لڑائی ہوئی ہنگام سحر کوئی ساحر زندہ نظر نہ آیا سب ہلاک ہو گئے خضران
شاہ فتحیاب ہو کر حمزۂ صاحبقران وغیرہ کو لیکر اپنے دولت سرا کیجانب روانہ ہوا جب مقام دربار پر پہونچا
صاحبقران سے عرض کرنے لگا اب آپ تخت پر بیٹھیے مین روبرو آپ کے حاضر رہونگا حمزۂ صاحبقران نے
جواب دیا ای خضران شاہ تخت و تاج ملک و مال تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نشینی نہین ہی یہ فرما کر
خضران شاہ کو تخت پر بٹھا دیا خضران شاہ خوش ہوا چونکہ گل اندام وزیرزادی ملکہ ماہ جادو کی بھی
مسلمان ہوئی تھی اُسنے خضران شاہ سے کہا تھا کہ ملکہ ماہ جادو آپ کی دختر کو خواجہ عمرو سے عشق و الفت
ہی بس بموجب دریافت ہونے احوال کے خضران شاہ نے اپنی دختر کا سامان عقد مانند شاہان جلیل القدر
کر دیا خواجہ ہنگام شب ملکہ ماہ جادو دختر خضران شاہ سے ہم بستر ہوے بقدرت خالق انس و جان اُسی
شب کو ملکہ کو حمل رہا واضح ہو کہ اسی ملکہ کے بطن سے سماک لطافی پیدا ہوتا ہی احوال اسکے پیدا ہونیکا بمقام
مناسب لکھا جائیگا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو نے بیدار ہو کر خوابگاہ سے باہر جا کر غسل کیا پھر خدمت امیر
مین حاضر ہوے امیر با توقیر نے اُسی روز وہان سے مع خضران جادو و ہومان جادو و میت بن مرزوق جادو
وغیرہ کوچ کیا جب قریب لشکر اسلام پہونچے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر تشریف آوری حمزۂ صاحبقران
سُن کے مع جملہ سرداران لشکر و تمامی مردمان سپاہ امیر با توقیر کا استقبال کیا جب امیر فرودگاہ لشکر
پر آئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اور چند روز اُسی جگہ مقام کیا قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ دختر فرمان شاہ
مسلمان ہو کر داخل لشکر اسلام ہوئی ہی خواجہ عمرو نے اُسی جگہ اُس سے عقد کیا اور ہمبستر ہوے اُسکے
بطن سے بقول البعض چالاک پیدا ہوا واضح ہو کہ بعض داستان گو یہ بیان کرتے ہین کہ پدر ملکہ فتنہ یعنے
فرمان شاہ بھی مسلمان ہوا تھا اور ہمراہ لشکر اسلام تھا اُسنے برضا و رغبت عقد اپنی دختر کا خواجہ عمرو سے

یہ زمین و آسمان و جملہ موجودات کو خلق کیا ہی بہتر دین اسلام سے کوئی ملت نہین تجکو لازم ہی کہ اپنے مذہب آبائی
کو ترک کر کے مسلمان ہو کلمہ زبان پر جاری کر تا انجام تیرا بخیر ہو ملکہ ماہ جادو نے عالم خواب مین پوچھا آپ کا
اسم شریف کیا ہی فرمایا مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل کا ہون خاص و عام مجکو ابراہیم کہتے ہین لقب میرا خلیل اللہ ہی
ملکہ ماہ جادو نے عرض کیا آپ مجکو مسلمان کیجیے آن جناب نے خوش ہو کر کلمہ پڑھایا ملکہ ماہ جادو کلمہ پڑھکر
عالم خواب مین مسلمان ہوئی ملکہ مذکور سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ای ملکہ اب جلد بیدار ہو کر اپنے
باپ کی خوابگاہ کی جانب جا وہین خواجہ عمرو ستون مین بندھا ہی تیرے باپ نے اُسے قید سحر مین مبتلا کیا ہی
اُسے رہا کر یہ فرما کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر ملکہ سے نہان ہوے ملکہ ماہ جادو بیدار ہوئی اُسی وقت اپنی
وزیرزادی گل اندام کو اپنے ہمراہ لے کر جانب خوابگاہ پدر چلی جب قریب پدر پہونچی اپنی وزیرزادی سے
کہنے لگی ای گل اندام اُسوقت میرے اوپر احسان کر خواجہ عمرو کو قید سحر سے رہا کر گل اندام سحر اُتارنے کی تدبیر
کرنے لگی ناگاہ خضران شاہ بیدار ہوا اور پوچھنے لگا کون کھڑا ہی جلد نام اپنا بتا ورنہ ابھی آتش سحر سے جلا دونگا
ملکہ ماہ جادو نے کہا مین آپکی دختر ہون اور میری وزیرزادی گل اندام ہی خضران شاہ نے کہا اسوقت تو یہان
کس واسطے آئی ملکہ نے عرض کیا سچ تو یہ ہی کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی شب عالم خواب مین مسلمان کیا
ہی برای رہائی خواجہ عمرو آئی ہون خضران شاہ نے برہم ہو کر پوچھا او نالائق تو کیون مسلمان ہوئی خداوندان
سامری و جمشید وغیرہ سے تو نے کیون انحراف کیا خدای نادیدہ کی پرستش کیون تو نے اختیار کی ملکہ نے
تا دیر وحدت خدا اور دین اسلام کی خوبی مین گفتگو کی بعدہ خضران شاہ سے کہا ای والد نامدار اب آپکو
لازم یہی ہی کہ دین اسلام اختیار کیجیے سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش نہ کیجیے کیونکہ یہ بھی مثل ہمارے بندگان
خدا تھے اور آپسے زیادہ سحر مین دستگاہ رکھتے تھے بس بندون کی پرستش کرنا کفر ہی آیندہ آپ کو اختیار
ہی خضران شاہ نے تقریر اپنی دختر کی سنکے تھوڑی دیر فکر کی بعد فکر کہا ای دختر نیک اختر مین ایک شرط سے
مسلمان ہوتا ہون وہ شرط یہ ہی کہ اگر میرے بھی خواب مین حضرت ابراہیم تشریف لائین اور مجھے ہدایت کرین ملکہ
ماہ جادو نے جواب دیا کہ ای والد ذیوقار اگر آپ اس شرط سے مسلمان ہونے پر راضی ہین تو ابھی حمزہ
صاحبقران کو زندان سے بلوائیے ہرچند کہ وقت شب تھا مگر خضران شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ابھی
صاحبقران کو قید خانہ سے لے آؤ ساحران غدار اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کو زندان سے جا کر لے آئے
ملکہ ماہ جادو نے حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کر کے عرض کیا مین تو مسلمان ہو چکی ہون لیکن والد میرے اس شرط
پر مسلمان ہونے پر راضی ہوے ہین کہ حضرت ابراہیم مجکو عالم خواب مین ہدایت کر کے مسلمان کرین لہذا آپ مع
اپنے عیار کے دعا کیجیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے والد کو عالم خواب مین مسلمان کرین حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اور ملکہ ماہ جادو نے برجوع قلب درگاہ خدا مین دعا کی فوراً دعا مقبول ہوئی خضران شاہ
دفعتاً سو گیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم حکم خدا سے تشریف لائے اور خضران شاہ کو ہدایت کی جب خضران
شاہ عالم خواب مین کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا اُسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے پوشیدہ
ہو گئے خضران شاہ نے بیدار ہو کر حمزۂ صاحبقران کو قید سحر سے رہا کر اکے سر اپنا قدم امیر پر رکھا اور
عذر خواہ ہوا امیر با توقیر نے خطا اس کی عفو کر کے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بعد اس کے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای خضران شاہ خواجہ عمرو کو بھی رہا کر دو خضران شاہ نے خود سحر نہ اُتارا کیونکہ بوجہ مسلمان

خضران شاہ کو سلام کرکے موافق قاعدہ نامہ دیا خضران شاہ نے نامہ پڑھوایا اور مضمون نامہ سے مطلع ہوکر نہایت
برہم ہوکر جواب نامہ جنگ و جدال دے کر خواجہ کو رخصت کیا ہنوز خواجہ دربار سے دو قدم بھی نہ چلے تھے
کہ خضران شاہ نے وہ شیشہ پر خاک جسپر سحر پڑھا تھا اشرف جادو کو دے کر کہا ای اشرف جادو یہ شیشہ
لیجا کر لشکر اسلام پر مار دیکھنا ایک دم مین سب اندھے ہوجاینگے پھر مین بعد تین روز کے سب کو قتل کرونگا
خواجہ عمرو نے تمام گفتگو خضران شاہ کی سُنی اشرف جادو وہ شیشہ لیکر تخت پر سوار ہوکر سوے لشکر اسلام چلا
خواجہ عمرو نے دارالامارہ خضران شاہ سے نکلکر خیال کیا کہ اشرف جادو کو کسی طرح مارنا چاہیے یہ تصور کرکے
جلد تر ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑے دور تک دوڑے ہوے چلے گئے جب قریب تخت اشرف جادو پہونچے پکار کر
کہا ای برادر اشرف جادو ذرا ٹھہر جاؤ بالاے زمین تخت اُتارو خضران شاہ ہمارے بادشاہ نے جو پیام تمھین
دیا ہے وہ سُن لو پھر جاکر لشکر اسلام پر شیشہ مارو اشرف جادو نے مڑکر دیکھا اور تخت زمین پر لاکر پوچھا شہنشاہ
نے کیا فرمایا ہے ساحر نقلی نے قریب جاکر حباب بیہوشی مارا اشرف جادو کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر
زمین پر گرنے لگا خواجہ نے اُسی وقت خنجر مارا اشرف جادو زمین پر گرکر ہلاک ہوگیا خواجہ نے وہ شیشہ اُسکے
تخت پر سے اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا جسوقت وہ ساحر مرگیا علامت اُسکے مرنے کی ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی بعد
تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا اشرف جادو تھا خواجہ
نے اُسوقت خیال کیا کہ اگر ممکن ہو اُسی طرح خضران شاہ کو قتل کرون حمزہ صاحبقران کو قید سے چھڑاؤن یہ تجویز
کرکے پھر دارالامارہ خضران شاہ کی طرف چلے بعد قطع راہ دربار مین گئے چونکہ خواجہ گلیم اوڑھے ہوے ہین کسی نے
خواجہ عمرو کو نہ دیکھا خواجہ عمرو دربار خضران شاہ مین موجود تھے کہ لاشہ اشرف جادو کا بلندی سے گرا پیرون
نے اُسکے نالہ و فریاد کی خضران شاہ لاشہ اشرف جادو دیکھ کر حیران ہوا اور دلمین کہنے لگا ابھی تو اشرف جادو بھیجا
گیا تھا نہین معلوم کسنے اُسکو قتل کیا کیا واقعہ اُسپر گذرا بعد متحیر ہونے کے اوراق جمشیدی مین فقط یہ نیت کرکے
دیکھا کہ اشرف جادو کو کسنے قتل کیا اوراق مذکور سے ثابت ہوا کہ اُسکو خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے
ہلاک کیا جب خضران شاہ اوراق جمشیدی دیکھ چکا حکم دیا لاشہ اشرف جادو کا اُٹھا لیجاؤ ساحر وغیرہ لاشہ
اُٹھا لے گئے بعد اُسکے خضران شاہ نے برہم ہوکر سر دربار کہا کہ آج تو آفتاب غروب ہوچکا ہے کل ہنگام سحر مین
خود سحر کرکے خواجہ عمرو اور جملہ اسلام کو ہلاک کرونگا یہ کہکر بعد تھوڑی دیر کے دربار برخاست کرکے محلسرا
مین گیا اور بعد اکل و شرب سو رہا خواجہ عمرو بھی خوابگاہ خضران شاہ تک بعد مشکل پہونچے پھر گلیم
اُتار کر خنجر کھینچکر جملہ عورتون کو بیہوش کرکے چاہا تھا کہ نعرہ کرکے خنجر سے سر جدا کیجیے یکایک ایک پتلہ کہ بازوے
خضران شاہ پر بندھا ہوا تھا فوراً بازو سے جدا ہوکر مثل برق چمکا اور مانند رعد باواز بلند پکارا کہ ہوشیار
ہوجائیے عمرو آتا ہے خضران نے سحر کیا خواجہ کو زندہ پکڑ لیا خضران شاہ نے خوابگاہ سے اُٹھکر خواجہ کو
ستون سے باندھا اور گرد خواجہ عمرو سحر کردیا بعد اسکے خضران شاہ نے کہا ہنگام سحر عمرو کو قتل کرونگا
یہ کہکر پھر خوابگاہ کیجانب جاکر ہر ایک کو بصد تدبیر ہوشیار کرکے آرام پذیر ہوا ادھر خواجہ عمرو نے بصد
گریہ دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے ملکہ ماہ جادو سو رہی تھی عالم خواب مین اُسنے دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ سراپا نورانی ایک تخت پر سوار ہین جب وہ تخت قریب اُتر آیا مرد بزرگ نے بشفقت فرمایا
ای ملکہ ماہ جادو سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش سے باز آ اُس خالق کون و مکان کی پرستش کر جسنے

ماہ جادو کے پاس گیا اور کہا ای ملکہ خواجہ عمرو پر سے کس نے سحر اُتارا ملکہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ کہکر
ملکہ ماہ جادو تخت پر بیٹھکر وزیرزادی کو ہمراہ لیکر سوے خضران شاہ روانہ ہوئی نحیف جادو نے
خیال کیا گل اندام جادو نے عمرو پر سے سحر اُتارا ہوگا سواے اُسکے اور کوئی ایسا نہین کہ جو میرے سحر کو برطرف کرے
خیر اگر عمرو رہا ہوا ہی تو اِس باغ سے نکل کر نہ جا سکیگا اور اگر وہ بھی ساحر زبردست ہی تو میرے سحر کو دفع کرکے
نکل گیا ہوگا تا دیر یہی خیال کرتا رہا آخر دفعتاً خواجہ کے پوشیدہ ہو جانے سے اُسکو یقین ہوا کہ عمرو بھی ساحر تھا
مجھکو دیکھ کر باغ سے چلا گیا نحیف جادو یہ خیال کرکے عمرو سے بیخوف ہوکر خوابگاہ مین جاکر سو رہا خواجہ عمرو بھی
اُسی جگہ آئے جہان وہ سو رہا تھا پہلے گلیم اُتاری پھر نعرہ کیا او نحیف جادو ہوشیار ہو جا کہ تیری قضا تیرے
سر پر آگئی نحیف جادو گھبرا کر بیدار ہوا اور سحر کرنے نہ پایا تھا کہ خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسے قتل کیا اُسکے
مرتے ہی صداے گیرودار بلند ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی پھر اُسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر آسمان
سے برسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی دریغا قتل کیا مجھکو کہ نام میرا نحیف جادو تھا
بعد اس آواز آنے کے چند پنجے آسمان سے گرے اور لاش نحیف جادو کی اُٹھا کر روبروے خضران شاہ
لے گئے ملکہ ماہ جادو بھی پدر کے قریب بیٹھی تھی خضران شاہ کے پاس لاشۂ فرتوت جادو کا پہونچ چکا تھا
کہ لاشہ نحیف جادو کا بھی پہونچا خضران شاہ کو نحیف جادو کے قتل ہونیکا زیادہ صدمہ ہوا بذریعہ
سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے قتل کیا ہی اُسوقت خضران شاہ نے چاہا تھا کہ پنجہ سحر روانہ کرکے
خواجہ عمرو کو اپنے پاس بلوا کے قید کرے ملکہ ماہ جادو کہ خواجہ کا گانا سُنکے عمرو پر عاشق ہو چکی تھی کہنے لگی ای والد نامدار
ایک عیار کو کیا گرفتار کیجیے گا وہ تدبیر کیجیے کہ جملہ مردمان لشکر اسلام اندھے ہو جائین اس سرزمین سے کہین
جا نہ سکین پھر اُنکو قتل کر ڈالیے خضران شاہ نے راے اپنی دختر کی پسند کی اور ایک شیشہ پر خاک طلب
کرکے اُسپر کچھ سحر پڑھنے لگا اِدھر خواجہ عمرو باغ سے نکل کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے کیونکہ بعد مرنے نحیف
جادو کے سحر اُسکا برطرف ہو چکا تھا بیر وغیرہ دربانی پر باقی نہ رہے تھے جب خواجہ لشکر اسلام مین پہونچے
روبروے سلطان سعد گئے اور تمام احوال جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا اس سرزمین کا مالک خضران شاہ
ہی وہ نہایت سحر و افسون مین دستگاہ رکھتا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اُسی کے حکم سے کسی اُسکے ملازم نے حمزہ
صاحبقران کو سحر مین گرفتار کرکے کسی جگہ قید کیا ہی سلطان سعد نے گفتگوے خواجہ سُنکے ایک نامہ خضران
شاہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ای خضران شاہ بہتر اور مناسب یہی ہی کہ حمزہ صاحبقران کو رہا کرکے ہمارے
پاس بھیجدو اور تم ہماری اطاعت کرو ورنہ انجام تمہارا اچھا نہوگا جب نامہ تیار ہو چکا سلطان سعد
نے اپنی مہر کی پھر سلطان سعد نے ارشاد کیا کون ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ خضران شاہ کے پاس لیجائے
اور جواب اس نامہ کا لائے خواجہ نے فوراً کہا نامہ مجھے دیجیے مین نامہ لیجاؤنگا سلطان سعد نے نامہ
خواجہ کو دیا خواجہ نامہ لیکر ایک جانب روانہ ہوے اثناے راہ مین مردم سے مقام و مسکن خضران شاہ
دریافت کرکے جلد تر قطع راہ کرکے در دولت خضران شاہ پر پہونچے خضران شاہ کو ساحرون نے یہ خبر دی
کہ ایک نامہ دار در دولت پر آیا ہی چاہتا ہی کہ خدمت حضور مین حاضر ہوکر نامہ پیش کرے خضران شاہ
نے دربار مین نامہ دار کو طلب کیا ساحران نابکار خواجہ کو دربار مین لے گئے خواجہ نے دربار مین جاکر
دیکھا کہ خضران شاہ بالاے تخت بیٹھا ہی صدہا ساحران نابکار کریہ منظر دربار مین حاضر ہین خواجہ نے

پھر لوٹ کر صورت اصلی پر آگیا خواجہ عمرو نے بشکل اصلی ہو کر ملکہ ماہ جادو سے کہا اے ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا قبل اسکے آہو تھا تمنے بشکل انسان بنوایا ملکہ نے کہا اگر تمھین کچھ گانے مین دخل ہو تو گاؤ خواجہ عمرو نے فورًا زنبیل سے نکال کر یہ غزل گائی غزل

ڈالکر ہاتھ گلے مین مرے وہ پوچھتے ہین
بل ترا آج نوا ہے سنبل پیچان نکلا
عاشقو تمہین ہوا غل یار نے الٹی جو نقاب
دل بھی پہلو مین کسی جان کا خواہان نکلا

خوش ہوا آزادی عشاق کا فرمان نکلا
مدعاے دل پرحسرت و ارمان نکلا
شبکو افشان جو چنی یار نے بالاے جبین
لوگون سے رخ مہتاب درخشان نکلا
یاد مین زلف کی رویا جو مین دلسوز کبھی

لے دلا ابتو خط عارض جانان نکلا
ہوگیا گیسوے جانان سے مخجل گلشن مین
پھر نظارہ ہر اک کوکب تابان نکلا
کھینچ کر سامنے قاتل کے لیجاتا ہے
دود دل آہ کے ہمراہ پریشان نکلا

خواجہ عمرو نے چند اشعار مندرجہ گا کر ڈر رکھدی ملکہ ماہ جادو تو خواجہ کی آواز پر عاشق ہوگئی خیال کرنے لگی ایسا خوش گلا دنیا مین کوئی نہ ہوگا کنیزین وغیرہ بھی خواجہ کے گانے سے خوش ہو کر باہم چپکے چپکے کہنے لگین صورت تو یہ ہے کہ زیرہ سی آنکھین کلیجہ سے گال تاگا سی گردن دبلا پتلا تین گز کا دھڑ نیچے کا اور چار گز کا دھڑ اوپر کا مگر کس خوبی سے گاتا ہے کہ دل اسکے گانے سے بیچین ہوا جاتا ہے یہ باتین کرکے کنیزین خاموش ہوئین خواجہ رخ ملکہ ماہ جادو بنظر غور دیکھنے لگے اور حسن وجمال اسکا دیکھ کر خیال کرنے لگے کہ یہ جادوگرنی ہے یہ سن و سال اور یہ حسن وجمال اسنے بزور سحر بنایا ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ نے ملکہ ماہ جادو سے پوچھا اس سرزمین کا حاکم کون ہے اور تمھارا سن کیا ہے ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خواجہ حاکم اس سرزمین کا خضران شاہ باپ میرا ہے اور بخیعت جادو جنھون نے تمھین گرفتار کیا تھا وہ میرے استاد ہین یہ بارہ دری اور باغ میرا ہے یہین استاد بھی میرے رہتے ہین ایک دو روز سے سحر مجھے سکھاتے ہین مگر مجکو الفاظ سحر یاد نہین رہتے سن میرا نہایت کم ہے چودھوان سال شروع ہے اکثر تو یہین رہتی ہون دو تین روز کے بعد والد کے روبرو جاتی ہون فقط سلام کرکے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر یہین چلی آتی ہون اس وقت تو بہار نے آکر تمھارے کچھ احوال سے مجھے اطلاع دی تھی مین نے اپنی وزیرزادی سے کہکر تمھین بشکل اصلی بنوایا سحر تم پر سے اتروایا تمنے گاکر مرے دل کو خوش کیا اب مین تمھین کیا قید کرون دل تو یہ نہین چاہتا کہ تم میرے سامنے سے جاؤ لیکن استاد اب آتے ہونگے تم یہان سے چلے جاؤ مین تمھارے باب مین کچھ جھوٹ سچ کہدونگی خواجہ عمرو بزم ملکہ ماہ جادو سے اٹھ کر باغ مین آئے تھے ناگاہ بخیعت جادو بھی آگیا خواجہ کو اسنے دیکھ کر چار جانب باغ و بارہ دری کے سحر کردیا پھر جانب خواجہ بہر اسے گرفتاری چلا خواجہ نے فورًا گلیم نکالکر اوڑھ لی بخیعت جادو متحیر ہو کر آنکھین ملکر دیکھنے لگا اور کہنے لگا ابھی تو عمرو سامنے کھڑا تھا ابھی غائب ہوگیا یہ کہکر تمام باغ مین ڈھونڈھنے لگا خواجہ در باغ پر گئے دیکھا دریا موج زن ہے راستہ جانیکا نہین ہے خواجہ دوسرے دروازہ باغ پر گئے وہان دیکھا دریاے آتش سد راہ ہے خواجہ تیسرے دروازہ باغ کے پاس گئے اور چاہا کہ باغ سے نکل جاؤن مگر خوف سے جا نہ سکے کیونکہ در باغ پر ایک شیر جو طول مین چالیس گز تھا موجود تھا خواجہ عمرو در چہارم باغ پر گئے دیکھا ایک اژدہا بیٹھا ہے شعلے اسکے دہن سے نکل رہے ہین خواجہ عمرو چارون دروازہ ہاے باغ پر جاکر اور راہ نہ پاکر مجبور ہوے آخر پھر درمیان باغ آکر دیکھا کہ بخیعت جادو میری جستجو کر رہا ہے جب بخیعت جادو تمام باغ مین تلاش کرچکا ملکہ

شکر خدا کرکے وہان سے مہتر قران کے پاس آئے قران کو محبت سینے سے لگایا لاشہ فرتوت جادوگر کا سیوت
غبار ہین بلند ہوکر ایک سمت گیا خواجہ مہتر قران سے باتین کرتے ہوے ایک سمت چلے اثناے راہ مین
خواجہ عمرو نے مہتر قران سے کہا تم لشکر مین جاؤ مین حمزہ صاحبقران کی جستجو مین جاتا ہون مہتر قران
نو بموجب کہنے عمرو کے لشکر اسلام کیطرف چلا لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بصد عجلت روانہ ہوے راوی کہتا
ہوکہ خواجہ دوروز قطع راہ کرکے تیسرے روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے چونکہ اُس وقت تمازت
آفتاب زیادہ تھی خواجہ کو تشنگی معلوم ہوئی پانی کی جستجو کی مگر پانی نظر نہ آیا اُسوقت خواجہ نے چاہا تھا کہ زنبیل
سے مشکیزہ نکال کر پانی پیون ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک بڈھا بہت سی گوسفند ونکو سبزہ چرا رہا ہی خواجہ نے
اُس سے پوچھا یہان کہین پانی بھی ہی مین بہت پیاسا ہون اُسنے جوابدیا پانی تو یہان نہین ہی مگر پیاس تمھاری
دفع ہوجائیگی یہ کہکر اپنی بغل سے ایک پیالہ چوبی نکال کر خواجہ کو دیا اور کہا جاؤ شیران گوسپندون کا
دودھ کر پی لو خواجہ بموجب اُسکے کہنے کے قریب ایک مادہ گوسپند کے گئے اور دودھ دوہنے لگے اُس
بڈھے نے خواجہ کو غافل دیکھ کر پس پشت خواجہ آکر ایک چھڑی پھونکی کچھ افسون پڑھ کر تن عمرو پر لگائی اور
کہا جلد آہو ہوجا خواجہ فی الفور بشکل آہو ہوگئے اُس بڈھے نے نعرہ کیا منم نحیف جادو وا ناعیار اگر مین
مدبیر نکرتا تو کوبھی گرفتار نہوتا یہ کہکر آہو یعنے خواجہ عمرو اور جملہ گوسفندونکو لیکر اُس صحراے سبزہ زار سے چلا تھوڑی
دور جاکر ایک خانہ باغ مین درخت سرو سے خواجہ کو رسی سے مضبوط باندھ دیا اور جملہ گوسپندون کو علیحدہ
ایک حجرے مین بند کردیا پھر کسی کام کے کیواسطے چلا گیا جب شام ہوئی خواجہ کے کانمین آواز گانے کی آنے لگی
بعد تھوڑی دیر کے ایک نوجوان عورت آہستہ گاتی ہوئی اُس جگہ آئی جہان خواجہ بشکل آہو کھڑے
تے خواجہ اُس زن نوجوان کو دیکھ کر گانا اُسکا سُنکر کھر بار بار زمین پر مارنے لگے گردن ہلا ہلا کر جھومنے لگے
گاہ رقص کرتے تھے کبھی اپنے کھر زمین پر مار کر تال دیتے تھے وہ زن نوجوان آہو کو اپنے گانے پر رقص کرتے
دیکھ کر حیران ازحد ہوئی آخر وہان سے جلد جا کر ماہ جادو دختر خضران شاہ سے اُسنے دست بستہ عرض
کیا اے ملکہ عالم اسوقت مین نے ایک تماشا عجیب وغریب دیکھا ہی مجکو نہایت حیرت ہی ملکہ ماہ جادو نے
پوچھا اے نوبہار سچ کہہ تو نے کیا تماشا دیکھا ہی اُسنے عرض کیا خداوند نعمت ابھی مین گاتی ہوئی باغ مین
گئی تھی ایک آہو درخت سے بندھا تھا وہ میرے گانے پر ناچنے لگا کھر اپنے زمین پر مارنے لگا گردن
بار بار ہلا کر جھومنے لگا یہ کیفیت دیکھ کر مین ابھی آتی ہون ملکہ ماہ جادو نے حکم دیا اے نوبہار جلد اُس
آہو کو ہمارے روبرو لاؤ نوبہار وغیرہ جملہ کنیزین باغ مین آئین آہو کو درخت سے کھول کر روبرو
ملکہ کے لگئین ملکہ ماہ جادو نے آہو کو دیکھ کر اپنی کنیزون وغیرہ سے کہا ارے یہ آہو نہین ہی ہمارے
اُستاد نحیف جادو نے کسی آدم زاد کو اپنے سحر سے بنایا ہی کنیزون نے عرض کیا اے ملکہ عالم ہمارا دل
چاہتا ہی کہ اس آہو کو بشکل انسان بنائیے آرزو دلی ہماری برلائیے ملکہ نے اپنی وزیر زادی سے کہ نام اُسکا
گل اندام جادو تھا کہا کہ اس شخص پر سے سحر کو دفع کرو تمکو تو اُستاد نے صدہا سحر بتائے ہین مین تو ابھی
دوروز سے شاگرد ہوئی ہون پورا ایک سحر بھی ابھی تک مجھے یاد نہین ہوا ہی اگر مجکو سحر اُتارنے مین
مداخلت ہوتی تو مین ہی سحر اُتار تی یہ سنتے ہی گل اندام جادو نے بموجب حکم چند ماش کے دانون پر
سحر پڑھکر وہ دانے ماش کے آہو پر مارے پھر تھوڑے پانی پر کچھ پڑھکر اُس پانی کے چھینٹے آہو پر دیے آہو خر خر زمین

دریافت کرکے جلد آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو اور مہتر قران ایک جانب روانہ ہوے اثناے راہ مین مہتر قران
علحدہ ہوگیا خواجہ تنہا ایک سمت چلے تھوڑی راہ طی کی تھی ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک آہوے خوش چشم
جسکے سر کی شاخین طلائی ہین گردن مین اُسکی مالے مروارید کے پڑے ہوے ہین سبزہ زار مین سبزہ نودمیدہ چر رہا ہی
خواجہ نے اُس آہو کو دیکھکر خیال کیا اس آہو کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے خالی نفع سے نہین ہی یہ خیال کرکے
اُس آہو کیطرف چلے آہو خواجہ کو دیکھکر ایکطرف بھاگا یہ پیچھے اُسکے دوڑے بعد تھوڑی دیر کے ایک جدول آب
اثناے راہ مین واقع ہوئی آہو جست کرکے اُس جدول آب سے نکلگیا خواجہ نے بھی جست کی جسوقت اُس جدول
آب کو پھاند کر اسطرف گئے آہو نظر سے غائب ہوگیا خواجہ نے اُسطرف سے ارادہ پھرنیکا کیا پس جانب پشت جو نظر کی دیکھا
دریاے ناپیدا کنار موجزن ہی خواجہ نے متحیر ہوکر داہنی جانب ارادہ چلنے کا کیا اُس جانب بھی دیکھا کہ بحر مواج ہی غرض
اسیطرح چہار جانب دریا کو محیط دیکھکر خواجہ گھبرائے اور نہایت پریشان خاطر ہوے چہار جانب بنظر یاس و حسرت
دیکھنے لگے اُسوقت داہنی جانب عمرو نے دیکھا کہ دریا کنارے مہتر قران بشکل اصلی کھڑا ہوا ہی خواجہ نے مہتر قران کو
دیکھکر پکار کر کہا اے مہتر قران جلد آؤ مجکو یہان سے اپنی پشت پر سوار کرکے لیچلو تم جانتے ہو کہ مین دریا سے نہایت ڈرتا ہون
دیکھو چہار جانب میرے دریاے مواج ہی بیچ مین تھوڑی جگہ خشک ہی اب یقین ہی کہ تھوڑی دیر مین مجھ تک بھی آب
دریا آجائیگا مین آب دریا مین ڈوب کر مرجاؤنگا مہتر قران نے جو اپنے اُستاد کو اس بلا مین مبتلا دیکھا باواز بلند پکار کر
کہا اے اُستاد آپ نہ گھبرائیے گا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر مثل ماہی بیقرار ہوکر چاہا تھا کہ دریا مین قدم ڈالے یکایک آواز
پس پشت سے اسطرح آئی کہ اے مہتر قران خبردار دریا مین قدم نہ ڈالنا ورنہ مثل اپنے اُستاد خواجہ عمرو کے
قید سحر مین مبتلا ہوجاؤگے مہتر قران نے یہ صدا سُنکے دریا مین قدم نہ ڈالا اور پس پشت مڑکر دیکھا کسیکو نپایا ہنوز
مہتر قران کنارہ دریا متحیر کھڑا تھا ناگاہ بالاے چرخ ایک جانب ابر سیاہ کا ٹکڑا نمایان ہوا اُس ابر مین برق کی
چمک تھی آواز رعد دمبدم اُس ابر سے آتی تھی وہ ابر ایک لمحہ مین سر مہتر قران پر آکر ٹھہرا قران ابر کو دیکھکر
ہوشیار ہوا تھا ناگاہ درمیان ابر مین ایک برق چمکی اور تڑاقا ہوا ابر درمیان سے دو ٹکڑے ہوا تخت پر ایک
ساحر کریہ منظر مہیب شکل نظر آیا قران اُس ساحر کو دیکھکر مشوش ہوا اور فکر کرنے لگا کہ اب اس ساحر سے کیونکر بچون
کیا عیاری کرون ہنوز مہتر قران فکر و تردد مین تھا ناگاہ اُس ساحر کریہ منظر نے باواز بلند پکار کر کہا کہ او حبشی
اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا جسطرح تیرے اُستاد کو قید سحر مین مبتلا کیا ہی اسیطرح تجکو بھی اسیر کرتا ہون
یہ کہکر سوے زمین سحر سے تخت اپنا اُتارنے لگا مہتر قران گفتگوے ساحر بدگور سُنکے زیادہ متفکر ہوا آخر ایک
چھوٹی سی مشک کسوت عیاری سے نکالکر قریب ایک غار کے رکھدی اور آپ اُسی غار مین پنہان ہوگیا جب ساحر بدگور
تخت اپنا قریب زمین لایا مہتر قران کو غار مین پنہان ہوتے دیکھکر تخت کو بالاے ہوا قایم رکھکر قریب غار تخت
پر سے کودا اتفاقاً اُسی مشک پر پاؤن اُسکے پڑے مشک شق ہوگئی درمیان سے اُسکے بیہوشی بکثرت اُڑی جب
کچھ بفوف بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچا فوراً اُسے چھینک آئی بے اختیار زمین پر گرکے بیہوش ہوا مہتر قران نے
غار سے نکل کر فی الفور بغدا اُسکے سر پر مارا کاسہ سر اُسکا چور چور ہوگیا تھوڑی دیر مین تڑپ کر مرگیا
جسوقت وہ ساحر ہلاک ہوا آندھی سیاہ آئی بیر اُسکے سحر کے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے
وہ آندھی اور تاریکی موقوف ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا فرتوت جادو تھا بعد مرنے
فرتوت جادو کے وہ دریا جو خواجہ عمرو کے گرد تھا بالکل معدوم ہوگیا زمین پر تری بھی نظر نہ آئی خواجہ عمرو

ہو نہین سکتا ہی اصل حال میری گریہ وزاری کا یہ ہی کہ آٹھ فرزند میرے جوان تھے اور شوہر میرا تھا اسی صحرا مین
قزاقون نے انھین قتل کیا ہی اسکو زمانہ ایک ماہ سے زیادہ گذرا ہی جو کچھ مال و متاع تھا قزاق لوٹکر لیگئے مجھ
ضعیفہ کو رحم کھا کر قتل نہین کیا مین اسی وجہ سے روتی ہون حیات جو باقی تھی اس سبب سے موت نہین آئی
برگ درختان اور ثمر اشجار صحرا ہنگام گرسنگی کھاتی ہون پانی یہ جو جابجا چشمہ ہین اُنھین چشمون سے لے کر
پی لیتی ہون خیال فرزندون اور صدمہ خاوند مین روز و شب رویا کرتی ہون حمزۂ صاحبقران نے جو
احوال اُس پیرزال کا سُنا دل بھر آیا آنکھونسے آنسو اُسکی مصیبت پر جاری ہوے بعد گریہ امیر نے اُس سے
پوچھا ای ضعیفہ یہ بھی تجھے معلوم ہی کہ وہ قزاق کہان رہتے ہین مین اُنکو قتل کرون تیرے شوہر اور فرزندون کا
اُنسے قصاص لون ضعیفہ نے جواب دیا تم اکیلے ہو وہ قزاق بہت ہین مین یہ نہین چاہتی کہ تم اُنکے ہاتھ سے
ہلاک ہو جاؤ بس تمنے میرا احوال سُنا اب چلے جاؤ ارادہ اُنکے قتل کرنیکا نکرو تمسے وہ قزاق قتل نہو سکینگے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ای ضعیفہ اُنکے مسکن سے مجھے آگاہ تو کر اگر خدا چاہیگا تو اُن سبکو تہ تیغ کرونگا ضعیفہ یہ سُنکے
خوش ہوئی اور زیر درخت سے اُٹھکر کہنے لگی ای شخص اگر مسکن قزاقان پوچھتا ہی تو میرے ساتھ چلا آ مین تجھے
بتا دون امیر اُسکے ہمراہ چلے بعد تھوڑی راہ کرنے کے ضعیفہ نے حمزۂ صاحبقران سے کہا دیکھو یہ چاہ ہی اسمین
زینے بہت ہین اسی مین وہ قزاق رہتے ہین اکثر میرے سامنے اس چاہ سے باہر آتے ہین اور پھر چاہ مین چلے
جاتے ہین حمزۂ صاحبقران نے دیکھا فی الحقیقت ایک چاہ ہی گرد اُسکے بہت سے درخت ہین کنوان پختہ بنا ہوا ہی امیر
باتوقیر کنوئین کو دیکھ کر اشقر دیوزاد سے اُترے اور چاہ نزدیک ہے کے قریب جاکر اول اُس کنوئین کو بخوبی دیکھا پھر اُس
کنوئین مین اُترے ہنوز دو تین زینے طے کیے تھے کہ اُس کنوئین سے دھوان بکثرت نکلنے لگا شور و غوغا بلند ہوا
صدا ے بگیر و بکش آنے لگی حمزۂ صاحبقران چونکہ ناواقف تھے اسم اعظم نہ پڑھا آنکھین امیر کی بند ہوگئین تھوڑی
دیر کے بعد جو آنکھین کھلین دیکھا نہ تو وہ چاہ ہی نہ وہ تاریکی ہی نہ وہ صحرا ہی نہ وہ ضعیفہ ہی مین ایک زندان مین طوق
سلاسل مین گرفتار بیٹھا ہوا ہون کچھ ساحر در زندان پر موجود ہین امیر یہ واقعہ دیکھ کر نہایت متحیر ہوے پھر خیال
کیا کہ یہ ساحرون کا مقام ہی تم سحر مین گرفتار ہو گئے یہ خیال کر کے امیر نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم یاد نہ آیا
آخر مجبور و ناچار ہو کر قید خانہ مین بیٹھے رہے امیر تو یہان زندان مین بیٹھے ہین انکا حال آیندہ لکھا جائیگا مگر اب
احوال خواجہ عمرو اور اُن سرداران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو ہمراہ امیر باتوقیر تعاقب آہو مین چلے تھے اور
انشاے راہ مین امیر سے پیچھے رہگئے تھے جسوقت وہ سب سردار اُس جگہ آئے کہ جس مقام پر اشقر دیوزاد کھڑا تھا
امیر باتوقیر کو نہ دیکھ کر نہایت متردد ہوے ہر چند چاہا کہ کسی سے احوال امیر دریافت کرین مگر کوئی نہ ملا کہ اُس سے
حال امیر کا پوچھتے آخر مجبور ہو کر چار جانب اُس صحرا مین جستجو کی مگر امیر کو نہ پایا ناچار اس حال پر ملال سے بادشاہ
لشکر اسلام کو خواجہ عمرو نے جاکر اطلاع دی بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سردار و لشکری اُس جگہ سے
روانہ ہو کر اُس مقام پر آئے جس جگہ اشقر دیوزاد کھڑا تھا وہان آکر ہر ایک نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی نہ چاہ ہی نہ
کوئی انسان ہی غرض جملہ خاص و عام اسی جگہ مقیم ہوے خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا نہین معلوم
حمزۂ صاحبقران پر کیا واقعہ گذرا سلطان سعد نے فرمایا ای خواجہ حمزۂ صاحبقران کی جستجو کرو حتی الامکان
اُنکی تلاش کرو اگر تمھاری کوشش و جستجو سے حمزۂ صاحبقران کا احوال دریافت ہوگا تو زر کثیر بعوض اس
امر کے دیا جائیگا خواجہ عمرو نے سلطان سعد سے کہا مین برائے تلاش امیر جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو اُنکا احوال

نہین معلوم خارستان مین جاکر کدھر چلے گئے حمزۂ صاحبقران یہ سنکے نہایت مغموم ہوے چونکہ کنارہ دریا سیس اعرابی
کی لاش پڑی تھی حمزہ نے لاش سیس اعرابی کو دیکھ کر حکم دیا کہ اسے دفن کرو خواجہ عمرو وغیرہ نے فی الفور
اُسے اُسی جگہ دفن کیا بعد دفن ہونے لاش سیس اعرابی کے حمزۂ صاحبقران کنارۂ دریا سے محزون و ملول
جانب لشکرگاہ پھرے خواجہ عمرو اسلحہ علمشاہ اور مرکب سیاہ قیطاس اور وہ رقعہ لیکر ہمراہ رکاب امیر چلے
کرب غازی وغیرہ بھی ہمراہ رکاب ہوے جب امیر با توقیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خواجہ عمرو نے اسلحہ علمشاہ
اور وہ رقعہ سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے عبارت رقعہ پڑھکر چشم پُر آب ہو کر حمزۂ صاحبقران
سے کہا کہ اب آپ اور کسی شخص کو بادشاہ لشکر اسلام کیجیے مین تلاش عموی ذیلوقار مین صحرا صحرا دشت دشت پھر ونگا
حتی الامکان اُنکی جستجو کرونگا آپ خوب واقف ہین کہ مجکو اُنسے اُنس قلبی ہی اکثر اُنکے ہمراہ رہا ہون وہ بھی مجکو
بجاے پسر تصور کرتے ہین پس بغیر اُنکے یہ بادشاہی لشکر اسلام فقیری سے بدتر ہی حمزۂ صاحبقران نے
اشک ریزان ہو کر جواب دیا فی الحقیقت مین نے عالم غیظ مین علمشاہ کو کوڑا مارا تھا مین یہ نجانتا تھا کہ وہ رنجیدہ ہو کر
سوے صحرا چلا جائیگا مجکو بھی اُسکے چلے جانیکا صدمہ عظیم ہی تم بادشاہت لشکری سے دست بردار نہ ہو اگر
خداوند عالم چاہیگا تو بعد چندے پھر اُس سے ملاقات ہوگی یہ فرماکر خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہو کر فرمایا
جناب والا ذرا آپ بقاعدۂ علم رمل دریافت تو کیجیے کہ علمشاہ سے کب تک ملاقات ہوگی خواجہ بزرجمہر نے
موافق قاعدۂ رمل زایچہ کر کے اور خوب فکر و غور کر کے کہا معلوم ہوتا ہی کہ بعد چالیس برس کے ترکستان
مین علمشاہ سے ملاقات ہوگی بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام یہ سُنکے نہایت مغموم ہوے
اور حمزۂ صاحبقران وغیرہ بھی ملول ہوے بعد ازان حمزۂ صاحبقران نے سلطان سعد کو سمجھا کر ترک
کرنے بادشاہت لشکر اسلام سے باز رکھا اور اُسیوقت اُس جگہ سے مع جملہ لشکر کوچ کیا ہنگام شام ایک
صحراے سبزہ زار مین پہونچکر قیام کیا چونکہ اُس سبزہ زار مین غزال اور طائر بکثرت تھے شب بسر کر کے صبح کو
امیر با توقیر مع اکثر سرداران لشکر وغیرہ کے براے شکار روانہ ہوے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ ایک آہوے
شوخ چشم نظر آیا حمزۂ صاحبقران نے اُس آہو کو دیکھ کر تیر و کمان لیکر آہو کو تاک کر تیر لگایا تیر
آہو کی ران پر لگا آہو زخمی ہو کر بھاگا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا ہر چند
کہ خواجہ عمرو اور اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ امیر با توقیر چلے تھے لیکن امیر سب سے آگے بڑھ گئے
اور دور تک اُس آہو کے تعاقب مین چلے گئے وہ غزال تو نظر سے غائب ہو گیا حمزۂ صاحبقران تنہا
اُس صحراے سبزہ زار مین گھوڑے کو روک کر زیر شجر سایہ دار کھڑے ہوے ہواے سرد سے دل کو فرحت
حاصل ہونے لگی پسینہ خشک ہونے لگا ہنوز امیر با توقیر زیر نخل سایہ دار کھڑے تھے ناگاہ صداے
دردناک سُنی امیر متوجہ اُس آواز کیطرف ہوے سُنا کہ کوئی باواز نحیف و ضعیف نالہ و بکا کر رہا ہی امیر کے
دل مین رحم آیا اشقر دیوزاد کو جانب صداے دردناک بڑھایا بعد تھوڑی راہ طی کرنیکے آخر امیر نے دیکھا
کہ ایک ضعیفہ باحال پریشان زیر شجر بیٹھی ہوئی رو رہی ہی دمبدم نالہ و آہ کر رہی ہی امیر نے اُسکے پاس
جاکر بعد مہربانی فرمایا ای ضعیفہ تجھپر کیا مصیبت پڑی ہی کیون اس صحرا مین نالہ و بکا کر رہی ہی اپنے حال
سے آگاہ کر ضعیفہ نے آواز امیر سُنکے سر اُٹھا کر حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اور اپنے حال پر مہربان پاکر
جواب دیا ای شخص مجھپر کوہ الم دفعتاً گر پڑا ہی مبتلاے صدمہ و محن ہو گئی ہون سواے رونیکے کچھ چارہ

برہم ہوکر جوابدیا او دربان زادے تو نہین تلوار کھینچتا میرا کہنا نہین مانتا بہتر یہی ہی کہ جلد تلوار کھینچکر مجھسے مقابلہ کر
شجاعت اپنی مجھے دکھا جب اسی طرح کئی مرتبہ علمشاہ نے کرب غازی سے کہا اور کرب نے تلوار نہ کھینچی اُسوقت
علمشاہ نے غضبناک ہوکر اُلٹی تلوار سر کرب غازی پر لگاکر کہا او نالائق مین کہتا ہون اور تو تیغ نہین کھینچتا
جسوقت اُلٹی تلوار سر کرب غازی پر پڑی سر پھٹ گیا خون سر سے نکلنے لگا اُسوقت فتاح پلنگینہ پوش نے کرب غازی
سے آہستہ کہا آپ کیون عجز کرتے ہین کیا کچھ آپ انسے قد سے زور و قوت مین کم ہین بس اب دب ہوچکا اب تلوار کھینچکر انکے سر پر
لگائیے جسطرح انھون نے آپکے سر کو زخمی کیا ہی اُسیطرح آپ بھی انھین زخمی کیجیے کرب غازی نے فتاح پلنگینہ پوش
کے کہنے سے ارادہ تلوار کھینچنے کا کیا تھا کہ یکایک حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو ظاہر ہوے چونکہ کرب غازی
اہم سردار و ہم عیار تھے امیر با توقیر کو دیکھکر تلوار کھینچنے سے باز رہکر خون سر کا رومال سے پونچھنے لگے خواجہ عمرو نے
کرب غازی کو زخمی دیکھکر حمزۂ صاحبقران سے بیتاب ہوکر کہا ای امیر با توقیر دیکھیے غضب ہوگیا میرے فرزند کو
علمشاہ نے زخمی کیا اگر تھوڑی دیر اور آپ یہان تشریف نہ لاتے تو علمشاہ میرے فرزند کو مار ڈالتا حمزۂ صاحبقران
نے گفتگوے خواجہ سُنکے جانب کرب غازی جو نظر کی دیکھا سر کرب سے خون جاری ہی روبروے علمشاہ کرب
سر جھکاے کھڑا ہی علمشاہ کے ہاتھ مین تلوار علم ہی یہ احوال دیکھ کر حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا جب
قریب تر علمشاہ کے پہونچے فرمایا او نامرد تو نے کرب غازی کو کیون زخمی کیا کرب نے تمام احوال بیان کیا
علمشاہ نے جوابدیا کہ آپ مجھکو ایک دربان زادے کی طرفداری کر کے نامرد کہتے ہین مجبور ہون کہ آپ میرے والدین اگر اور
کوئی شخص یہ کلمہ کہتا تو اپنی نامردی اور مردی اسپر ظاہر کر دیتا یا لڑکر مرجاتا یا اُسے مار ڈالتا جسوقت امیر با توقیر نے یہ تقریر سُنی پھر
کوڑا بازوے علمشاہ پر مارا کوڑا گوشت مین درآیا لہو جاری ہوا شاہزادہ علمشاہ غیظ سے کانپنے لگا اور غصے کو ضبط کر کے
آبدیدہ ہوا حمزۂ صاحبقران نے پھر کوڑا اُٹھایا کرب غازی اور خواجہ اور فتاح پلنگینہ پوش درمیان مین آگئے اور عرض
کرنے لگے ای امیر با توقیر بس اب کوڑا نہ ماریے یہ کہکر امیر کو اُس جگہ سے ہٹاکر تھوڑی دور لیگئے ادھر علمشاہ نے
اپنے خون بازو سے ایک پرچہ قرطاس پر اپنے بھتیجے سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کو بعد القاب و آداب کے لکھا کہ اب مین
تنہا سوے صحرا جاتا ہون مجھے نہایت ذلت حاصل ہوئی ہی جبتک منظور خدا ہوگا اُسوقت تک نہ آؤنگا صحرانوردی کرونگا
اب جہان خدا لیجائیگا وہان جاؤنگا اسی طور سے چند سطور لکھکر زرہ اور اسلحہ اُتار کر کنارۂ دریا رکھکر گھوڑے پر سوار ہوکر
ایکجانب سوے خارستان روانہ ہوے اور چلتے وقت خواجہ سے پکار کر کہدیا کہ ای خواجہ یہ اسلحہ اور یہ رقعہ سلطان سعد
کو ضرور دیدینا بعض داستان گو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ گھوڑا بھی چھوڑ کر پیادہ پا علمشاہ سوے خارستان چلے گئے
اور جھاڑی جھنڈیون مین جاکر نظر مردم سے پنہان ہوگئے امیر با توقیر نے علمشاہ کو نہ دیکھکر خواجہ عمرو وغیرہ سے
پوچھا علمشاہ کہان گیا ہی دکھائی نہین دیتا ہی بعض سوارون نے عرض کیا حضور علمشاہ سوے خارستان
چلے گئے ہین اور یہ اسلحہ اور یہ رقعہ یہان رکھ گئے ہین ہماری اتنی مجال نہ تھی کہ ہم اُن کو روک لیتے جانے نہ دیتے
امیر نے اُس رقعہ کو اُٹھاکر پڑھا بے اختیار الفت پدری سے ایک آہ سرد کی اور اشک آنکھون سے جاری ہوگئے
پھر خواجہ عمرو وغیرہ سے فرمایا فرزند میرا مجھسے ناراض ہوکر چلا گیا ہی جلد اُسے ڈھونڈھ کر میرے پاس
لے آؤ خواجہ عمرو وغیرہ ارشاد حمزۂ صاحبقران سے براے جستجوے علمشاہ سوے خارستان گئے
تو لیکن بسبب اسکے کہ علمشاہ نے کرب غازی کو زخمی کیا تھا اچھی طرح نہ ڈھونڈھا بعد تھوڑی دیر کے
بخدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہمنے بخوبی ڈھونڈھا لیکن شاہزادہ علمشاہ نہ ملے

بھی گھوڑے اپنے دریا مین ڈالدیے گھوڑے پیرتے ہوے دریا سے گذر کر کنارہ پر پہونچے سواران لشکر فرامرز بن قارن نے جو دیکھا کہ فوج اہل اسلام آگئی باہم گھبرا کر شور و غل کرنے لگے اور سلاح تن پر جلد جلد آراستہ کرنے لگے فرامرز بن قارن سورہا تھا شور و غل سے بیدار ہو کر بیتابانہ بارگاہ سے نکلا کرب غازی کو مع فوج دیکھ کر گھبرا گیا ہر چند اُسنے عالم اضطراب مین اپنے ملازمونسے کہا کہ مرکب سیہ قیطاس کو زین و لجام سے آراستہ کرکے لے آؤ مگر کسی ملازم نے اُس شور و غل مین نہ سُنا آخر فرامرز بن قارن ناچار ہو کر جلد تر سلاح جنگ اپنے تن پر آراستہ کرکے قریب مرکب سیہ قیطاس گیا سائیس سے کہا جلد زین و لجام سے اس فرس کو آراستہ کر اُسنے بموجب حکم مرکب مذکور کو زین و لجام سے آراستہ کیا اگاڑی گھوڑے کی کھولدی پچھاڑی کھولنا بھول گیا فرامرز بن قارن گھبرایا ہوا تھا فوراً مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو جانب کرب غازی بڑھایا تیغ اُٹھا کر بر پشت فرامرز پر پڑی جو ترٹوا نہین درد ہونے لگا گھبرا کر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا اور سائیس سے کہنے لگا او نابکار نمک حرام تو نے گھوڑے کی پچھاڑی نہین کھولی میرے سر مین پر تیغ زور سے لگی سائیس نے عرض کیا بیشک یہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمائیے اسوقت مجھپر عتاب نہ فرمائیے حریف نزدیک تر آگیا ہے حضور اُس سے مقابلہ کرین فرامرز بن فارق نے سائیس کیجانب سے مُنہ پھیر کر اپنے اہل لشکر سے کہا ای بہادرو جلد زرہ پہن پہن کر ہتھیار لگاؤ بعجلت گھوڑون پر سوار ہو سواران لشکر یہ سُنکے مسلح ہونے لگے گھبراہٹ مین اُلٹی زرہ پہننے لگے کمر مین بجاے تیغ ترکش رکھنے لگے سر پر بجاے خود سپر اُٹھا کر رکھنے لگے غرض ایک تہلکہ عظیم فوج مین پڑ گیا جو سوار قبل سے مسلح ہو چکے تھے وہ ہمراہ فرامرز بن قارن آگے بڑھے فرامرز نے قریب کرب غازی کے جا کر نعرہ کرکے تیغ آبدار سر پر لگائی کرب نے تیغ سپر پر روک کرکے تیغ تیز کھینچکر حملہ کیا فرامرز نے اسوقت چاہا کہ بھاگ کر اس جگہ سے نکلجاؤن لیکن موت دامنگیر ہوئی اُس جگہ سے بھاگ نہ سکا سپر پشت سے لیکر چاہتا تھا کہ تیغ کو بالاے سپر روکون لیکن تیغ جو کمر پر پڑی فرامرز مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو کر فرس سے بالاے خاک گرا لشکریان فرامرز یہ حال دیکھ کر نہایت مغموم ہوے اور یکبارگی کرب غازی پر حملہ آور ہوے ادھر سے بھی لشکریان کرب غازی دلیرانہ تیغین کھینچ کھینچ کر بڑھے جب دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین صدہا مردمان لشکر فرامرز قتل ہوے باقی ماندہ تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگے سواران لشکر کرب غازی نے اُنھین چار جانب سے گھیر کر بے تیغ کیا معدودے چند بھاگ کر جانبر ہوے جب کچھ سوار بھاگ گئے اور جملہ سواران نابکار قتل ہو چکے اُسوقت کرب غازی نے فتحیاب ہو کر گھوڑے سے اُتر کر سر فرامرز بن قارن کا تیغ تیز سے تن سے جدا کیا بعدہ سر اُسکا مع مرکب سیاہ قیطاس لیکر مع اپنی فوج کے دریا سے گذر کر خدمت علمشاہ مین آیا اور سر فرامرز بن قارن قدم علمشاہ پر ڈالدیا اُسوقت علمشاہ نے یہ خیال کیا کہ مین تو براے قتل فرامرز بن قارن یہان آیا تھا یہان یہ واقعہ گذرا کہ مرکب میرا پسینہ مین تر تھا گرمایا ہوا تھا اسوجہ سے مین نے تامل کیا تھا ناگاہ کرب آگیا اور سر فرامرز کا جدا کرکے لے آیا اب یہ بارگاہ سلیمانی مین جا کر حمزۂ صاحبقران میرے والد نامدار سے تمام احوال کہیگا اپنی شجاعت و دلاوری کا تذکرہ کریگا مین محجوب ہونگا یہ خیال کرکے نہایت غصہ آیا اُسی عالم غیظ مین علمشاہ نے کہا او دربان زادے تو نے اپنی جرأت مجھے دکھائی مین براے قتل فرامرز آیا تھا تو نے اُسے قتل کیا اب مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو کہ تو کیسا شجاع ہے یہ کہکر شمشیر آبدار کھینچی کرب غازی نے کہا آپکو اس نابکار کے قتل کرنے مین کچھ نہ تکلیف ہوتی اسوجہ سے مین نے اُس بدانجام کو تہ تیغ کیا میری کیا مجال ہے کہ آپ ایسے بہادر سے مقابلہ کرون آپ پر تلوار کھینچون علمشاہ نوجوان نے

نکلکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوے خواجہ عمرو ہمراہ ہوے اُسوقت جملہ سرداران لشکر نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم بھی
ہمراہ رکاب چلین حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا تم سب یہین رہو میرے ہمراہ نہ آؤ جملہ سرداران لشکر حکم امیر سے
مجبور ہوے حمزۂ صاحبقران فقط خواجہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے انھین تو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن اب اول
احوال فرامرز بن قارن کا سُنیے کہ جب فرامرز بن قارن عنقریب صبح بارگاہ امیر سے نکلکر بھاگا تو اثناے راہ
مین اُسنے دیکھا کہ سیس اعرابی مرکب سیہ قیطاس کو واسطے نہلانے کے جانب دریا لیے جاتا ہی فرامرز بن قارن
نے سیس اعرابی سے کہا یہ مرکب تو مجھے دیدے آج حمزۂ صاحبقران نے یہ مرکب مجھے دیدیا ہی سیس اعرابی نے
جوابدیا حمزۂ صاحبقران اس مرکب کو بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام کو دیچکے ہین ہرگز تجھے ندیا ہوگا
تو سراسر جھوٹ کہتا ہی تیری بات کا مجھے اعتبار نہین ہی تو وہی ہی کہ قبل اسکے تو نے حمزۂ صاحبقران کو بالاے عقابین
قید کیا تھا فرامرز بن قارن نے یہ سُنکے نہایت برہم ہو کر سیس اعرابی کے سر پر تلوار لگائی ہرچند سیس اعرابی
نے چاہا کہ تلوار روک کر خود بھی شمشیر آبدار سر فرامرز نابکار پر لگاؤن لیکن قضا نے اتنی مہلت نہ دی تلوار جو
سر پر پڑی تھا جگرگاہ اُتر آئی سیس اعرابی زمین پر گرکے فوراً تڑپکر مرگیا فرامرز بن قارن مرکب سیہ قیطاس کو
لیکر جلد تر آگے روانہ ہوا جب کنارۂ دریا پہونچا دیکھا ذوالخمار عیار اور جملہ سواران لشکر منتظر ہین بمجرد پہونچنے
فرامرز کے سب نابکار خوش ہوے فرامرز نے اُن سب سے کہا جلد تر یہانسے چلو اور اُس کنارۂ دریا
پر چلکر قیام پذیر ہو کیونکہ سرداران لشکر حمزہ میرے تعاقب مین آتے ہونگے جملہ سواران لشکر بموجب حکم پل پر سے
گذر کر اُس کنارہ پر جاکر مقیم ہوے فرامرز بن قارن نے دریا سے گذر کر حکم دیا کہ اس پل کو جلد توڑ ڈالو تا کہ اس
پل پر سے کوئی سردار لشکر حمزہ یہان تک نہ آسکے ملازمان فرامرز بن قارن نے حسب الحکم جلد تر اُس
پل کو پھاڑ توڑ کے کھود ڈالا بعد اسکے فرامرز ہنگام دوپہر بارگاہ مین جاکر سو رہا ہنوز فرامرز سوتا تھا کہ
علمشاہ کنارہ دریا کے پہونچے دیکھا لشکر اُسکا دوسرے کنارہ دریا پر اُترا ہی اور دریا نہایت زور شور سے بہتا
ہی بڑے بڑے پتھر مانند خس و خاشاک دریا مین بہ رہے ہین چونکہ مرکب علمشاہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا علمشاہ
نے خیال کیا کہ اگر فی الحال اپنے گھوڑے کو دریا مین ڈال دونگا تو یقیناً مرکب کے دست و پا بیکار ہو جائینگے
ذرا پسینہ مرکب کا خشک ہو جائے تو اس دریا سے عبور کرون یہ خیال کرکے گھوڑے سے اُتر کر کنارہ
دریا ٹہلنے لگے یکایک علمشاہ نے دیکھا کہ کرب غازی مع اپنے چالیس ہزار سوارون کے بعجلت
آتا ہی جب کرب غازی قریب تر آیا علمشاہ نے کرب سے پوچھا تم کیون آئے کرب نے دست بستہ
عرض کیا کہ بعد آپ کے ادھر آنیکے حمزۂ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ایک سردار لشکر میرے فرزند
کی خدمت مین جائے اور اعانت میرے فرزند کی کرے کیونکہ فرزند میرا تنہا ہی بس بموجب حکم امیر با توقیر یہ
خاکسار حاضر ہوا ہی علمشاہ نے برہم ہو کر پوچھا کیا مین کم قوت ہون جو تم میری مدد کرنے کے واسطے آئے ہو
دربستہ جوابدیا آپ تنہا آئے ہین اسوجہ سے امیر با توقیر نے مجھے بھی روانہ کیا ہی چونکہ علمشاہ شعلہ خو
آتش مزاج ہین کرب غازی کی گفتگو سُنکے کہنے لگے تمھارا یہان آنا بیکار ہی ہوا کیونکہ تم فرامرز بن
قارن سے مقابلہ کر نہ سکوگے اور اس دریاے پر شور سے گذر نہ سکوگے کرب غازی نے
عرض کیا اے شاہزادۂ ذیوقار اگر حکم ہو تو یہ خاکسار جائے اور سر فرامرز تن سے جدا کرکے لے آئے علمشاہ نے
جوابدیا سر فرامرز لانا دشوار ہی کرب غازی نے سُنکے گھوڑا اپنا دریا مین ڈالدیا پھر فتاح پلنگینہ پوش اور جملہ سوارون نے

جلد تمھارے پاس آتا ہوں دو الخمار عیار یہ سنکے جانب دریار روانہ ہوا یہاں فرامرز بن قارن تیغ زہر آلود کھینچکر
پردۂ بارگاہ کو اُٹھا کر درون بارگاہ گیا دیکھا حمزۂ صاحبقران غافل سو رہے ہیں فرامرز نے خوش ہو کے چاہا
تھا کہ تیغ بسر حمزۂ صاحبقران پر لگائے ناگاہ اسیوقت عالم خواب میں حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بزرگ
تشریف لائے اور فرمانے لگے ای حمزۂ صاحبقران کیا سو رہا ہی جلد بیدار ہو دشمن یہ ابتیرے سر پر آ پہنچا ہی
ارادہ اپنے تیر سے قتل کرنے کا کیا ہی حمزۂ صاحبقران بارشاد مرد بزرگ مذکور یہ سنکے فی الفور بیدار ہوئے فرامرز
بن قارن نے تیغ مارا حمزۂ صاحبقران نے جلد زیر سر والے سے تکیہ کا آگا ہی تکیے پر تیغ روکا اور فرمایا او فرامرز
بن قارن میں نے تجھکو پہچانا مجھکو تجھسے یہ امید نہ تھی یہ فرمانے کہ حمزۂ صاحبقران اُسکے فرامرز بن قارن بارگاہ سے
نکلکر بھاگا حمزۂ صاحبقران بھی اُسکے تعاقب میں بارگاہ سے باہر نکلکر آئے اتنی دیر میں علمشاہ بھی اپنی بارگاہ
سے نکلکر باہر آئے اور آکر سرداران لشکر بیدار ہو کر خدمت امیر میں آئے ہر ایک نے احوال مزاج پوچھا حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا فرامرز بن قارن نے مجھپر تلوار لگائی خدا نے اُسکے ہاتھ سے میری جان بچائی میں ہوشیار
ہوا وہ ابھی بارگاہ سے نکلکر اسی طرف بھاگا ہوا گیا ہی یہ احوال سنکے علمشاہ نے عرض کیا میں ابھی بستر پر سے
اپنی بارگاہ میں گیا تھا یہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ نابکار آپ پر تلوار لگائیگا یہ کہکر آکر سرداران و نامداران کے ہمراہ
براے جستجوے فرامرز اُسی جانب روانہ ہوئے لیکن کہیں اُسکا نشان نہ ملا آخر سب مجبور ہو کر وقت ظہور صبح
پھر آئے حمزۂ صاحبقران نے بعد اداے فریضہ سحری بارگاہ سلیمانی میں جا کر دنگل پر بیٹھکر درمیان جملہ سرداران
لشکر کے جام شربت رکھوا کر فرمایا تم سب میں کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام شربت کو پیئے اور سر فرامرز بن
قارن کا لائے علمشاہ یہ سنکر فورًا اُٹھے اور شربت قدرے جام سے پیکر عرض کرنے لگے میں جاتا
ہوں اور سر فرامرز نابکار کا لاتا ہوں یہ کہکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے مرکب پر سوار ہوئے اُسوقت
سرداران لشکر علمشاہ مانند کیبی زرال اور کیبی زلزال اور نہنگ بچۂ دریائی وغیرہ کے بھی ہمراہ چلنے پر موجود
ہوئے علمشاہ نے سب سے کہا تم لشکر ہی میں رہو میرے ہمراہ نہ چلو سب سردار علمشاہ سے مجبور رہے
علمشاہ مرکب پر سوار ہو کر جسطرف فرامرز بن قارن گیا تھا اُسی جانب روانہ ہوئے بعد جانے علمشاہ کے
پھر حمزۂ صاحبقران نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا اب تم میں سے کون ایسا دلاور ہی کہ براے
اعانت علمشاہ جائے کرب غازی یہ سنکر اپنے دنگل سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا یہ حقیر جائیگا صاحبقران
نے اجازت جانیکی دی کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بوق بجایا چالیس ہزار سوار فورًا مسلح
ہوئے بعد کرب غازی وغیرہ نے بوق بجائی گھوڑے جو صحرا میں متفرق تھے اور گھانس کھا رہے تھے فورًا بوق
کی آواز سنکے جانب قیام گاہ لشکر روانہ ہوئے بار سوم بوق بجایا سواروں نے گھوڑوں کو زین و لجام سے جلد
جلد آراستہ کیا اور فی الفور گھوڑوں پر سوار ہوئے فتاح پلنگینہ پوش کہ سردار لشکر ہی یہ بھی مسلح ہو کر زین پر
سوار ہوا کرب غازی لشکر مذکور کو ہمراہ لیکر جسطرف علمشاہ گئے تھے اُسی سمت روانہ ہوا بعد جانے کرب غازی
کے خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر آپنے میرے فرزند کرب غازی کو روانہ کیا ہو تا مجھکو
خوف ہی کہ وہ علمشاہ کے ہاتھ سے زخمی یا ہلاک ہو جائیگا کیونکہ ہمیشہ علمشاہ کرب غازی کو دربان زادہ کہتا
ہی اور کرب کو یہ کلمہ ناگوار ہوتا ہی یہ باعث باہم کاوش و کدورت کا ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ
تم سچ کہتے ہو مجھے کچھ خیال اس امر کا نہ تھا ورنہ میں کرب کو کبھی نہ روانہ کرتا یہ فرما کر بارگاہ سلیمانی سے

کچھ تحلیے مین عرض کرنا منظور ہے حمزہ صاحبقران نے اپنے پاس سے ہر ایک کو ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا عالیجاہ نے عرض کیا
مجھکو کل حال آپکا اور اپنی دختر کا معلوم ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اسے اپنی کنیزون مین شامل فرمالیجیے باعث میرے
افتخار کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے منظور کیا عالیجاہ گیلانی نے اُسی روز وقت شب لباماں شاہان جلیل القدر
عقد اپنی دختر کا حمزہ صاحبقران سے کردیا اور خواجہ عمرو سے گلرخسار کا نکاح کردیا حمزہ صاحبقران اور
خواجہ عمرو اُسی شب کو اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوے بقدرت پروردگار لیلی ثانی اور گلرخسار دونون حاملہ
ہوئین لیلی ثانی کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے ایک فرزند پیدا ہوا اور گلرخسار کے شکم سے بھی
ایک طفل تولد ہوا احوال ان دونون لڑکونکا بمقام مناسب لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزہ صاحبقران
اور خواجہ عمرو نے حمام مین جاکر غسل کیا پھر تبدیل پوشاک کی بعدہ حمزہ صاحبقران لیلی ثانی در عالیجاہ گیلانی
رخصت ہوکر مع جملہ سرداران لشکر اور کل مردان سپاہ گیلان سے آگے روانہ ہوے قریب شام زیر کوہ ایک
صحرائے سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے وہ پہاڑ اور سبزہ زار عجب پر بہار تھا بمقتضائے اشعار

دیکھا چوٹا سا ایک جا اک کوہ　　جانور ہر طرف گروہ گروہ
بستا ہین کبھی کبھی وان ہرسو　　فاختہ کا ہے نالۂ کو کو
کہین رفتار کبک جلوہ کنان　　کہین غنچہ گری طاؤسان
زعفران کا کہین ہے تختہ زرد　　آرہی ہے کہین ہوائے سرد

لالہ پھولا ہوا ہے نافرمان　　اسکی خوشبو کی تابع فرمان
ایکجانب ہے سبزہ زار چمن　　اسکو خوش چشم چرتے ہین ہرن
آرہی ہے کہین سے صوت ہزار　　کہین پھولی ہوئی گلونکی بہار
پتھر اس کوہ کے ہین کیا شفاف　　سینۂ صاف دل کیطرح ہین صاف

حمزہ صاحبقران نے کیفیت سبزہ زار دیکھکر اسجگہ مقام کیا ہنگام شب براے حفاظت صاحبقران علمشاہ و فرامرز
در بارگاہ پر تھے کیونکہ اس شب کو انھین کی باری تھی علمشاہ اور فرامرز در بارگاہ پر موجود تھے حمزہ صاحبقران
اندرون بارگاہ سو رہے تھے فرامرز اپنے دل مین خیال کررہا تھا کہ آج علمشاہ تھوڑی دیر کے واسطے کسی ضرورت
کے لیے چلے جائین تو جو تلوار میرے زہر مین بجھائی تھی اُسی شمشیر سے حمزہ صاحبقران کو قتل کرکے اس لشکر سے نکل جاؤن
کیونکہ زمانہ چند روز سے زیادہ گذرا ہے نوشیروان کا کچھ احوال معلوم نہین ہوا ہے نہین معلوم سوے ترکستان گیا ہے یا بلخ
مین ہو بچا ہے پس یہانسے جاکر مردم سے حال نوشیروان کا دریافت کرنے اسکے پاس جاؤن ابھی فرامرز یہ خیال کررہی
رہا تھا کہ علمشاہ نے فرامرز سے کہا اے بہادر تم بخوبی خبردار رہنا مین اپنی بارگاہ مین براے ضرورت جاتا ہون تھوڑی
دیر مین آتا ہون فرامرز نے عرض کیا آپ تشریف لیجائین مین تو یہان موجود ہون علمشاہ یہ سنکے واسطے کسی ضرورت
کے اپنی بارگاہ مین گئے ناگاہ ذوالخمار عیار فرامرز بن قارن کا آیا اور فرامرز سے کہنے لگا بارہ ہزار سوار آپکے
لشکر کے ہنگام جنگ شکست کھاکر بھاگ گئے تھے یہانسے قریب ایک دریا ہے اُسی دریا کے کنارے وہ فروکش ہین آپکے
یہان آنیکی خبر سنکے انھون نے مجھے بھیجا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر آپ فی الحقیقت مسلمان ہوگئے ہین تو خیر اور اگر ابھی تک
اپنے آبا و اجداد کے دین پر ثابت قدم ہین تو لشکر اسلام سے نکلکر چلے آئیے ہم سب آپکے تابعدار اور فرمانبردار
براے جانثاری موجود ہین فرامرز بن قارن نے آہستہ ذوالخمار اپنے عیار سے کہا کہ اے ذوالخمار جیسے
کسنک عیار تیر خواجہ عمرو سے زخمی ہوکر مرگیا ہے مین تجھکو برابر اسی کے جانتا ہون اور تجھسے کوئی بات پوشیدہ
نہین کرتا ہون اصل حال تو یہ ہے کہ مین نے بخوف قتل کلمہ پڑھ لیا تھا صدق دل سے مسلمان نہین ہوا تھا اسوقت
یہی خیال کررہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کو قتل کرکے اس لشکر سے نکل جاؤن کبتک اہل اسلام مین رہون خوب ہوا
کہ تمنے یہ خبر سنائی اب تم جاؤ اور ہمارے لشکر کے سوارونسے ہماری سرگذشت بیان کرکے کہدو کہ جس بہمت

اس اثنا مین حمزہ صاحبقران بھی خواجہ عمرو کے کشت سے اس حور لقا کیطرف چلے قریب دربارگاہ کے اسوقت
پہونچے جب اس رشک پری کو بارگاہ مین پہونچکر غش سے افاقہ ہوچکا تھا اور وزیرزادی حال مزاج پوچھ رہی تھی وہ
اپنے عاشق ہونے کے حال سے آگاہ کر رہی ہی یکایک حمزہ صاحبقران کو متقریب دربارگاہ دیکھکر اپنی وزیرزادی
سے کہنے لگی کہ ای گلرخسار جلد اس سوار غارت گر ہوش کو کسی تدبیر سے اس بارگاہ مین بلا لے اور نام دریافت کر
گلرخسار نے دربارگاہ پر آکر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا اگر خلاف طبع نہو تو اس بارگاہ مین تشریف لائیے
اذیت تمازت آفتاب نہ اٹھائیے ملکہ ہماری مسافر نواز و رحم دل ہین اکثر غربا پروری کرتی ہین فقرا کو زر و جواہر
دیتی ہین مسافرون کو زاد راہ عنایت کرتی ہین اگر آپ بھی مسافر ہین تو آپکو بھی حسب دستور رخصتی ملیگی
یہ کہکر گلرخسار نے خواجہ عمرو کو دیکھا اور عاشق ہوکر پوچھا امیر کے ہمراہ کیا یہ بدمعاش ہی کیونکہ عجیب خلقت
ہی شکل اسکی عجیب و غریب ہی مجھکو اسکی صورت دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہی یقینا ایسے شخص کو دیکھکر ہماری ملکہ کو
بھی خوف سے غش آگیا تھا بس تنہا آپ بارگاہ مین تشریف لائیے اسے ہمراہ نہ لائیے خواجہ عمرو بھی گلرخسار
کو دیکھکر عاشق ہوے اور سنکر کہا ای نازنین مین تو انکے ہمراہ ضرور آؤنگا کیونکہ مجھکو تمسے جدا رہنا منظور نہین
علاوہ اسکے آپ کا بارگاہ مین تشریف لانا بغیر میری ہمراہی کے ممکن نہین گلرخسار کچھ سمجھکر کہنے لگی ای شخص تیرا
جدا رہنا ہی لاکھ تو پاس بیٹھنے کی آرزو کرے مگر کوئی تجھے اپنے پاس نہ بٹھائیگا یہ کہکر گلرخسار خاموش ہوئی
حمزہ صاحبقران مع خواجہ اس بارگاہ مین داخل ہوے ملکہ نے بھاگنے کے بہانے سے اٹھکر صاحبقران
کی تعظیم کی امیر با توقیر پہلوے ملکہ مین بیٹھے خواجہ قریب آکر گلرخسار کے بیٹھے ملکہ نے بہ ناز و ادا اور بکثرت
شرم و حیا منھ کو چھپایا گلرخسار نے عرض کیا ای ملکہ عالم آپکے رحم و الطاف سے بعید ہو دیکھیے یہ تشریف لائے
ہین خاطر شکنی نہ کیجیے منھ نہ چھپائیے کچھ باتین کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے حجاب دور کیا اشارے سے
کشتی شراب طلب کی کنیزین کشتی شراب لیکر حاضر ہوئین گلرخسار نے عرض کیا ای ملکہ عالم آپ اپنے ہاتھ سے
انھین جام شراب دیجیے شرم و حجاب نہ کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے اپنے دست نازک سے شراب شیشے سے
جام مین انڈیلی پھر جام بلوری ہاتھ مین لیکر حمزہ صاحبقران کو منھ پھیر کر دینے لگی صاحبقران نے پوچھا ای ملکہ پر تو
بتاو کہ تمھارا نام کیا ہوا اور مذہب تمھارا کیا ہی ملکہ نے بعد شرم و اصرار جواب دیا نام میرا لیلی ثانی ہی عالیجاہ گیلانی
بادشاہ گیلان کی بیٹی ہون قبل اسکے تو لات و منات پرست تھی لیکن چند روز ہوے کہ میرے والد اور چچا کو
حمزہ صاحبقران نے مسلمان کیا ہی مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ہون آپ اپنے نام و ملت سے آگاہ کیجیے حمزہ
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا ای ملکہ میرا بھی نام حمزہ ہی مین نے ہی تمھارے والد وغیرہ کو اس شہر مین آکر مسلمان
کیا ہی ابھی حمزہ صاحبقران یہ فرما رہے تھے جام شراب ملکہ کے ہاتھ مین تھا یکایک مادر لیلی ثانی نے براے طلب
دختر خود چند سوار جو بھیجے تھے وہ بارگاہ پر آئے اور کنیزون کو بلا کر کہنے لگے ملکہ سے عرض کرو کہ ابھی آپکو آپکی والدہ
نے بلایا ہی جلد تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے کنیزون نے ملکہ سے جاکر عرض کیا ملکہ کو سوارونکا آنا نہایت ناگوار ہوا آخر
مجبور رہی اسیوقت سوار ہوئی اور چند انیسین جلیسین بھی سوار ہوئین وہ صحبت درہم برہم ہوئی یکسی نہوئی جب ملکہ
لیلی ثانی اس صحرا سبزہ زار سے چلی حمزہ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوکر جانب شہر روانہ ہوے بعد تھوڑی
دیر کے مقام فرودگاہ پر پہونچے لیلی ثانی بھی اپنی ماں کی خدمت مین پہونچی عالیجاہ گیلانی کو عشق دختر سے آگاہی ہوئی
بعد فکر و غور عالیجاہ گیلانی خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوا اور کہنے لگا اسوقت تو مجھکو

سے کے ہاتھ ہر قسم کی چیز بیچ رہے ہین امیر سیر کرتے ہوئے ہمراہ والاجاہ و عالیجاہ دار الامارت شاہی تک پہونچے چونکہ
قبل ہی سے دار الامارت شاہی کی ہر طرح سے آراستگی ہو چکی ہو والاجاہ گیلانی و عالیجاہ گیلانی سے انہین عمارات
بلند و رفیع مین حمزہ صاحبقران و سلطانان لیسند و جملہ سرداران لشکر کو حلی قدر و مرتبہ مقیم کیا اور لشکر ظفر اثر علحدہ
مقام پہ رہنے اور قیام کرنے کو دیا والاجاہ گیلانی اور عالیجاہ گیلانی بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران صدق
دل سے جملہ مردمان مسلمان ہوئے پھر شاہانہ سامان دعوت و ضیافت کیا چند روز تک بخوبی تمام دعوت
کی ایک روز حمزہ صاحبقران نے عالیجاہ سے پوچھا تمھارے حوالی شہر مین کوئی شکارگاہ بھی ہے عالیجاہ
نے عرض کیا اس ملک کی حوالی مین ایک صحراے سبزہ زار ہے ہر قسم کا شکار کھیلنے کا وہان لطف حاصل ہوتا ہے پرندے
بھی ہزارہا ہین چوپاے مانند ہرن وغیرہ بکثرت ہین حضور تشریف لے چلین شکار کھیلین
حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر سوے صحراے سبزہ زار وقت فجر
روانہ ہوئے جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا نظم

اسکو خوش چشم حریہ سمجھین غزال
غیرت مار زلف پرافشان
موج زن مثل چشمہ سیماب
ہر قمر رشک سیب عارض حور
نغمہ آموز عندلیب جنان

زعفران کا کہین ہے تختہ زرد
دل ایسے ہے بہ تو نیا جوبین
لیکے آب اسکی نہر سے رضوان
اکطرف چشم نرگس کہسار
نظر آتی ہے جو دشت کی یہ فضا

آرہی ہے کہین ہواے سرد
دامن دست پر کرتی ہے چکین
سینچتا ہے ریاض باغ جنان
دیدہ مست کیطرح سرشار
دلمین شوق شکار حد سے ہوا

ہے تر و تازہ سبزہ زار کمال
کونڑ یا لیکے وصف کیا ہون بیان
چشمے ہین صاف وہ پر آب
نخل ہر ایک نخل غیرت طور
وہ درختونپہ مرغ خوش الحان

حمزہ صاحبقران بعد سیر
سبزہ زار مصروف شکار ہوئے اکثر طائران حلال شکار کیے بعد ازان قصد شکار آہوان خوش چشم کیا چند قدم
آگے بڑھے تھے ناگاہ چند آہوے سرخ چشم سبزہ چرتے ہوئے نظر آئے حمزہ صاحبقران نے ان آہوون کو
دیکھا بقصد شکار گھوڑا بڑھایا اور تیر جانستان کمان مین رکھکر ایک آہو کو تاک کر لگایا تیر آہو کے سینے پر لگا آہو
تیر کھا کر بھاگا امیر با توقیر نے اسکا تعاقب کیا آہو تو صحرا مین ایک سمت جاکر نظر سے غائب ہوا لیکن حمزہ
صاحبقران نے اسی سبزہ زار مین دیکھا کہ پچیس تیس نازنینان خوبرو و نوجوان رنگین لباس زیب تن کیے
ہوئے سراپا زیور طلا و نقرہ پہنے ہوئے باہم ہنس رہی ہین سیر سبزہ زار کر رہی ہین مانند کبک دری خرام کرتی
ہین دل عشاق صورت سبزہ پامال کر رہی ہین درمیان ان نازنینون کے ایک حور تمثال عدیم الجمال اس طرح
جیسے کواکب مین ماہ درخشان وہ حور لقا بھی بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے ہمجولیون کے سیر سبزہ زار کر رہی ہین چند
کنیزین پس پشت دست بستہ کھڑی ہین اور قریب ان نازنینان خوش جمال کے ایک بارگاہ استادہ ہے حمزہ صاحبقران
نے اس حور لقا کو دیکھکر بے اختیار آہ کی خواجہ عمرو کہ ہمراہ رکاب تھے متحیر ہو کر اس طرح مستفسر ہوئے کہ اے
حمزہ صاحبقران اسوقت آہ سرد کرنے کا کیا باعث ہے امیر با توقیر نے جواب دیا اے خواجہ ہم تو برائے شکار
آہو اس صحرا مین آئے تھے لیکن اس صیاد غزال چشم کبک رفتار نے میرے طائر دل کو اپنے تیر مژہ سے شکار کیا
عمرو نے عرض کیا آہ سرد نہ بھرئیے آپ اپنے محبوب کے پاس چلیے ابھی خواجہ عمرو یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ اس
نازنین گل اندام نے بھی رخ زیباے حمزہ صاحبقران پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی اور تاب نظارہ نہ لاکر
فوراً غش کھا کر بروے خاک گر پڑی اسوقت اسکی وزیرزادی کہ نام اسکا گلرخسار تھا اسے مع چند نازنینونکے
متحیر و بیقرار ہو کے بالاے زمین سے اٹھا کر بارگاہ کیجانب لے چلین کنیزین وغیرہ گریہ و زاری کرنے لگین

حمزۂ صاحبقران سے عقد نکرنا فرامرز بن قارن نے عرض کیا مین نے تو اپنی ہمشیرہ سے کچھ بھی نہین کہا بلکہ مین اسکے خیمے مین بھی نہین گیا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے راست گو جانکر پھیر کچھ نفرمایا فرامرز بن قارن عدنی اپنے خیمے مین چلا گیا جب صبح ہوئی امیر نے چند ہرکارون کو طلب کرکے فرمایا جلد جاکر خبر لاؤ کہ نوشیروان بھاگ کر کسطرف گیا ہی ہرکارے بموجب حکم روانہ ہوئے امیر باتوقیر نے ہمشیرہ فرامرز بن قارن کو کہ نام اُسکا ملقیس تھا طلب فرماکر خوب ہدایت کی وہ بموجب ہدایت کرنے امیر کے مسلمان ہوئی امیر باتوقیر نے اُس سے اپنا عقد کیا فرامرز بن قارن کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا ہنگام شب امیر باتوقیر اُس سے ہم بستر ہوئے وقت سحر امیر حمام مین تشریف لیگئے بعد غسل و طہارت پوشاک زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے جملہ سرداران لشکر اُٹھے سلطان سعد برائے تعظیم نیم قد تخت سے اُٹھے حمزۂ صاحبقران دنگل پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے مہلال عاد کو طلب کیا جب وہ آیا بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام اور امیر باتوقیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا اے مہلال عاد اول تو تمنے دین اسلام قبول کیا ہی دوسرے بالآسے عقابین تمنے ہماری خدمت کی ہی اسکے عوض مین ہمنے تمھین بادشاہ عدن کیا اسیوقت یہانسے روانہ ہوکر جانب عدن جاؤ اور وہانکی بادشاہت کرو مہلال عاد نے یہ سُنکے دوبارہ واسطے تسلیم کے سر جھکایا امیر نے خوش ہوکر خلعت دیکے مع تھوڑی سپاہ کے اُسے سمت عدن روانہ کیا چونکہ فرامرز بن قارن حاکم عدن تھا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا مگر خاموش اپنے دنگل پر بیٹھا رہا اسی اثنا مین ہرکارے گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین غرق بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بعد ادائے شرائط بندگی یون عرض کرنے لگے کہ اے امیر ہمنے بموجب حکم دور تک جاکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ نوشیروان جانب ترکستان گیا ہی اثنائے راہ مین ایک شہر ہی اُسنے اُسمین جانا چاہا صالح والی ملک نے اُسے اپنے ملک مین آنے نہین دیا اب نوشیروان سمت بلخ گیا ہی ہرکارے یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے بموجب ارشاد صاحبقران پہلوان عادی کو طلب کیا جب وہ آیا فرمایا پیش خیمہ لیکر سوے بلخ روانہ ہو پہلوان عادی بارگاہ سلیمانی و بارگاہ ہشتنامی شتر پر بار کرکے اور دیگر خیمہ و خرگاہ ہمراہ لیکر مع اپنی فوج کے اسیوقت روانہ ہوا بعد جانے پہلوان عادی کے صاحبقران بھی ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج آمادۂ سفر ہوئے یکایک نقارۂ سفری پر چوب لگائی گئی بادشاہ لشکر اسلام تخت پر سوار ہوئے جملہ سرداران لشکر بھی گھوڑون پر بیٹھے فرامرز بن قارن بھی مرکب پر سوار ہوا جملہ سواران لشکر بھی جلد جلد مرکبون پر بیٹھے ڈنکے پر چوب لگائی گئی سواری بادشاہ بڑھی نقیبون نے صدائے بسم اللہ و نصر من اللہ بلند کی لشکر ظفر اثر مسلح ہوکر مانند دریاے ناپیدا کنار روان ہوا عنقریب شام ایک صحرا مین پہونچکر لشکر مقیم ہوا ہنگام سحر پھر روانہ ہوا اسیطرح کوچ و مقام کرتے ہوئے حمزۂ صاحبقران چلے جاتے تھے اثنائے راہ مین جو ملک اور شہر ملتے تھے وہان کے بادشاہ بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت اختیار کرتے تھے اور دین اسلام قبول کرتے تھے جب صاحبقران زمان عنقریب گیلان پہونچے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی برادران حقیقی حاکم گیلان خبر تشریف آوری حمزۂ صاحبقران سُنکر نہایت متردد ہوئے بعد مشورہ یہ رائے قرار پائی کہ ہم آمادۂ جنگ نہون کیونکہ صاحبقران نہایت شجاع اور بہادر ہین اور فوج ہمراہ اُنکے زیادہ ہی مقابلہ اُنسے کر نہین سکتے ہین بہتر یہ ہی کہ اُنکو بصد اعزاز و احترام استقبال کرکے اپنے شہر مین لائین دعوت و ضیافت کرین یہ تجویز کرکے دونون برادر مع جملہ فوج اپنے شہر سے برائے استقبال امیر نکلے اور دو فرسخ جاکر استقبال امیر کا کرکے امیر باتوقیر وغیرہ کو اپنے شہر مین لائے امیر نے شہر مین داخل ہوکر دیکھا کہ ملک آباد ہی رعایا دلشاد ہی عمارات عالی بکثرت ہین بازار بین اچھی ہین ہر کوچہ صاف و پاک ہی شرفا شہر مین بکثرت ہین دوکاندار دو جانب دوکانون پر ہر قسم کی اجناس و اسباب لیے بیٹھے ہین خریدار دن

لشکر بنایا تھا اب آپ تشریف لائے ہین جسکو مناسب جانیے تخت پر بٹھائیے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا میرے
ہی کہنے کے بموجب خواجہ عمرو وغیرہ نے تمکو تخت پر بٹھایا تھا اب سواے تمھارے کوئی شخص لائق تخت نشینی نہین
ہے اگر کوئی فرزند قباد شہریار کا ہوتا تو البتہ بعد پدر اس تخت پر بیٹھتا یہ فرما کر سلطان سعد کے سر پر تاج رکھا اور
تخت پر بٹھا دیا اول امیر نے بوجہ بادشاہ ہونے کے سلطان سعد اپنے پوتے کو شمشیر آبدار نذر دی پھر جملہ
سرداران لشکر نے علی قدر مراتب بصد ادب اشرفیان اور لعل وجواہر وغیرہ ہاتھون پر رکھکر نذر دے دوبارہ سلطان
سعد کے بادشاہ ہونیکی خوشی ہوئی نقارے نقارہ نواز بجانے لگے شہنا نواز بھی مبارکبادی گانے لگے ہر صغیر وکبیر
خوش وخرم ہوا بعد تخت نشینی سلطان سعد کے حمزہ صاحبقران نے فرامرز بن قارن عدنی وبعض سرداران
لشکر نوشیروان کو جنکو بہنگام جنگ سردارون نے گرفتار کیا تھا طلب کیا جب وہ آگے امیر باتوقیر نے اول فرامرز
بن قارن عدنی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای فرامرز بن قارن کہو اب کیا کہتا ہے اگر دین اسلام قبول کر تو خیر ہے ورنہ قسم
کھاتا ہون خداوند عالم کی تجھکو بھی قتل کرونگا تو نے مجھکو نہایت اذیت دی ہے اور بڑا کشت وخون تیری ذات سے ہوا
ہے فرامرز نے گفتگوے حمزہ صاحبقران سنکے خیال کیا کہ مین اگر دین اسلام قبول کرنیسے انکار کرتا ہون تو یقیناً ابھی قتل
ہو جاؤنگا پس بہتر اور مناسب یہ ہے کہ اپنی جان بچانیکے واسطے بظاہر مسلمان ہو جا بعد رہائی دیکھا جائیگا یہ خیال
کرکے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر باتوقیر آپ مجھے مسلمان کیجیے حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر اُسے کلمہ
تلقین کیا فرامرز بن قارن نے کلمہ زبان پر جاری کیا لیکن صدق دل سے مسلمان نہوا عمرو نے پیشانی فرامرز کی دیکھکر
حمزہ صاحبقران سے عرض کیا ای امیر باتوقیر یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے دیکھیے پیشانی اسکی روشن نہین ہے نور دین
اسلام اسکی جبین سے آشکارا نہین ہے یقیناً یہ بمکر وکید مسلمان ہوا ہے فقط زبان پر اسنے کلمہ جاری کیا ہے دل اسکا
تاریکی کفر سے سیاہ ہے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا ای خواجہ عمرو تمھین اسکے حال دل سے کیونکر اطلاع ہوئی شریعت
اسلام مین کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اسنے بھی کلمہ پڑھا ہے مسلمان ہوگیا اب اس سے کچھ اندیشہ وخوف نکرو
یہ فرماکر قید سے اُسے رہا کیا خلعت دیکر سرداران لشکر مین شامل کیا بارگاہ سلیمانی مین دنگل بیٹھنے کو مرحمت فرمایا فرامرز
بن قارن تسلیم کرکے دنگل پر بیٹھا اسیطرح بعض سرداران نوشیروان کو جو گرفتار کیے گئے تھے مسلمان کیا ہر ایک کو
خلعت دیا بعد اسکے امیر باتوقیر نے فرامرز بن قارن سے پوچھا تمھاری ہمشیرہ اب کہان ہے پہلے تو لشکر نوشیروان
مین تھی اور مین نے اسکو عقابین پر سے دیکھا تھا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ہمشیرہ میری مجھسے نہایت مانوس رہتی ہے
جب نوشیروان بھاگ گیا اور مین گرفتار ہوا بہن میری میرے سبب سے ہمراہ لشکر حضور رہی اب بھی لشکر حضور مین ہے
امیر باتوقیر نے فرمایا مین چاہتا ہون تم عقد اپنی ہمشیرہ کا میرے ساتھ کرو مین اسپر مائل ہون فرامرز مذکور نے بظاہر
تو یہ کہا کہ حضور کو مجھسے کہنے کی کیا ضرورت ہے وہ آپ کی ایک خادمہ ہے اور مین ایک خادم ہون حضور جب چاہین
اسے اپنی خدمت مین لائین لیکن دل مین ناخوش ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ امر اچھا نہین ہے مسلمان کے ساتھ ہرگز اپنی بہن
کی شادی وعقد نکرونگا سواے اپنی قوم اور اپنے مذہب کے شادی اسکی نکرونگا صاحبقران ظاہری تقریر فرامرز کی
سنکے خاموش ہو رہے جب دربار برخاست ہوا فرامرز بن قارن بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنی بہن کے خیمے مین گیا اور تمام
حال بیان کرکے کہا کہ تو ہرگز صاحبقران سے عقد نکرنا اور کسی طرح مسلمان نہونا فرامرز بن قارن اپنی بہن سے
یہ باتین کر رہا تھا ناگاہ گلیاد عراقی اسطرف سے آتا تھا اسنے تمام گفتگو سنی در خدمت امیر مین حاضر ہوکر کل تقریر
فرامرز کی بیان کی امیر نے فرامرز بن قارن کو طلب کرکے پوچھا آج تو نے اپنی بہن سے بابت عقد یہ کہا تھا خیر یا

میرے عالم بیہوشی مین حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے علاوہ دست شفقت پھیرنے کے اور مجھے سنگر بست
کرنے کے فرما گئے ہین کہ جہاد کفار سے ہاتھ نہ اٹھانا پس ممکن نہین کہ فرمانا آن جناب کا نہ بجالاؤن اور یہان عیش و عشرت
مین مصروف رہون ملکہ آسمان پری نے بہ ناز و ادا کہا تمھاری یہی باتین تو لئے اٹھارہ برس تک مین نے تمہین نہین
جانے دیا تھا پھر اب تم وہی باتین کرتے ہو مجھکو تمھارا یہان سے جانا ناگوار ہے امیر بالتوقیر نے جواب دیا مین مجبور ہی
ہنگام سحر یہان سے جاونگا ورنہ کبھی نہ جاتا اسی گفتگو مین سحر ہوئی زن و مرد خوابگاہ سے اٹھکر جدا جدا حمام
مین گئے بعد غسل و طہارت ملکہ آسمان پری اور حمزۂ صاحبقران ہر ایک حمام سے باہر آکر جامے خانے مین
آکر پوشاک پہنکر بزم مین آئے بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا اے ملکہ اب ہمین
اجازت جانے کی دو ملکہ آسمان پری نے بعد گفتگوے بسیار دیوون کو طلب کیا اور تخت منگوائے جب
دیو تخت لائے ایک تخت پر امیر بالتوقیر بیٹھے اور دوسرے تخت پر خواجہ بزرجمہر اور عمرو بیٹھے آسمان پری
آبدیدہ ہوئی حمزۂ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو جلد یہان آؤنگا پھر قریشہ
سلطان کو گلے سے لگا کر پیار کیا بعد ازآن بحکم حمزۂ صاحبقران دیوون نے دوش پر تخت اٹھائے
اور جانب پردۂ دنیا روانہ ہوے اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران نے ایک شہر نہایت آباد دیکھا
خواجہ عمرو سے پوچھا یہ کون شہر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ شہر آذربیل ہے امیر بالتوقیر نے دیوون سے فرمایا تخت
یہین اتارو دیوون نے در محلسراے ملکہ گردیہ بانو پر تخت رکھدیے یہ خبر پدر ملکہ گردیہ بانو کو ہوئی وہ براے
استقبال آیا حمزۂ صاحبقران کو استقبال کرکے زر و جواہر حمزۂ صاحبقران پر نثار کرتا ہوا لے گیا پھر حکم
سامان دعوت و ضیافت کا دیا گردیہ بانو یہ خبر سنکر خوش ہوئی اور پریچہرہ بھی حال خواجہ عمرو سنکے شاد ہوئی
غرض بعد طعام دعوت نوش کرنیکے ہنگام شب امیر بالتوقیر ملکہ گردیہ بانو کے پاس گئے اور خواجہ عمرو پریچہرہ
کے نزدیک گئے بقدرت خدا گردیہ بانو اور پریچہرہ دونون حاملہ ہوئین بطن ملکہ گردیہ بانو سے تو ملکہ
زبیدہ شیردل پیدا ہونگی اور شکم پریچہرہ سے امیہ بن عمرو متولد ہوگا حال انکا انشاء اللہ بمقام مناسب
لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے حمام مین جاکر غسل کیا بعد ازآن
جامے خانے مین آکر پوشاک پہنی پھر پدر ملکہ گردیہ بانو کے پاس جاکر رخصت طلب کی ہر چند پدر ملکہ گردیہ بانو
نے کہا دو چار روز توقف کیجیے لیکن حمزۂ صاحبقران نے پذیرا نہ کیا آخر امیر بالتوقیر ملکہ گردیہ بانو وغیرہ سے
رخصت ہوے اور تخت پر بیٹھے خواجہ بزرجمہر اور خواجہ عمرو بھی تخت پر بیٹھے دیوون نے تخت اٹھائے
اور سوے عقبا مین روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے حکم امیر سے دیوون نے تخت بالاے
زمین رکھدیے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو ہر دو تخت سے اترے دیو امیر سے رخصت ہوکر
جانب پردۂ قاف گئے سرداران لشکر اسلام حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوکر براے استقبال
روانہ ہوے اور امیر کا استقبال کرکے حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی مین لائے نقارے خوشی وغیرہ
و مبارکبادی لشکر مین بجنے لگے امیر دنگل پر بیٹھے سلطان سعد اور جملہ سردارون نے احوال مزاج پوچھا
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بعنایت الٰہی مین اچھا ہون پھر احوال پردۂ قاف مین جانے کا مفصل بیان کیا
جب امیر بالتقریر خاموش ہوے سلطان سعد نے تخت سے اترکر تاج سر سے اتار کر کہا اب آپ اور کسی کو بادشاہ
لشکر اسلام مقرر کیجیے جب آپ بالاے عقبا مین تشریف رکھتے تھے مجھکو سرداران لشکر اسلام نے بادشاہ

تن سے نہ اترتی ملکہ آسمان پری نے فی الفور دیو کو روانہ کر کے خواجہ بزرجمہر کو بھی بلوایا تھا جب خواجہ بزرجمہر سامنے ملکہ
آسمان پری کے پہونچے اول ملکہ نے سلام کیا بعد ازاں کہا آپ کو میں نے اسواسطے بلایا ہی کہ میرے خاوند کا علاج کیجیے
یہ کھال انکے جسم سے دور کر دیجیے خواجہ بزرجمہر نے عبدالرحمن جنی سے مشورہ کر کے چند اقسام کے برگ درختان قاف
منگوا کر ایک بڑا حوض میں رکھے اور کہا نیچے اس حوض کے آگ روشن کیجیے بموجب حکم پریزاد اور دیوون نے زیر حوض
آتش شیر روشن کی تھوڑی دیر میں آب حوض میں ان برگ درختان قاف نے بخوبی جوش کھایا پانی اس حوض کا مانند آب
حوض حمام گرم ہو گیا اسوقت خواجہ بزرجمہر نے حمزہ صاحبقران کو اسی حوض میں بٹھایا گرمی آب اور تاثیر برگ درختان
سے وہ کھال جو بالائے جسم امیر با توقیر تھی کسیقدر نرم ہوئی خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا آپ آہستہ آہستہ یہ چرم تن
امیر سے جدا کرو خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد بزرجمہر وہ پوست جسم حمزہ صاحبقران سے جدا کرنا شروع کیا اسوقت
حمزہ صاحبقران نے از حد پیچین ہو کر اور تڑپ کر عمرو سے کہا اے خواجہ جب دیوان جنگاسا کی شاخ سر بالائے چشمہ
ماہیان میرے بازو میں در آئی تھی ایسی تکلیف اس شاخ کے نکالنے میں بھی مجھے نہ ہوئی تھی یہ کہکر حمزہ صاحبقران
شدت اذیت سے بیہوش ہو گئے خواجہ عمرو نے بہزار مشکل اس پوست کو سراپائے امیر با توقیر سے جدا کیا تن حمزہ
صاحبقران جابجا سے شق ہو گیا ملکہ آسمان پری حال اپنے شوہر کا دیکھکر بے اختیار رونے لگی ملکہ قریشہ سلطان
بھی گریان ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا اشکباری نہ کرو حمزہ صاحبقران صحیح ہو جائینگے انکی غیب سے اعانت
ہوتی ہے تیرا انکا برا ہی یہ کہکر حمزہ صاحبقران کو آب حوض سے نکلوا کر روغن بادام وغیرہ تن پر ملکر لٹا دیا نیلے اور
شال کپڑے اوپر ڈالدیئے ملکہ آسمان پری وغیرہ بالین پر بیٹھیں حمزہ صاحبقران نے اسی عالم بیہوشی میں دیکھا
حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور قریب بیٹھکر بصد شفقت ارشاد فرمایا ای فرزند افسوس صد
افسوس تو نے غم قباد شہریار اور صدمہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان میں فقیری اختیار کی تھی اور انکی قبر پر بیٹھا
تھا اور جہاد کفار کو ترک کر دیا تھا اسیوجہ سے قید ہو کر اس صدمہ میں مبتلا ہوا خبردار اب جہاد کفار سے ہاتھ
نہ اٹھانا نوشیروان وغیرہ سے مقابلہ ضرور کرنا یہ کہکر بصد مہربانی تمامی تن امیر با توقیر پر ہاتھ پھیرا دست ویلے امیر
با توقیر میں قوت آئی اور تمام تن اچھا ہو گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے حمزہ صاحبقران
ہوشیار ہو کر اٹھے ملکہ آسمان پری وغیرہ سب خوش ہوئیں حال پوچھا حمزہ صاحبقران نے تشریف لانا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا اور جو کچھ انھوں نے ارشاد فرمایا تھا بیان کیا ملکہ آسمان پری نے حمزہ صاحبقران کے
صحیح ہونے سے از حد خوش ہو کر حکم جشن دیا فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پردۂ قاف بزم عیش میں آکر
تہنیت اور مبارکبادی دینے لگیں بعد مبارکبادی کے اکثر غزلیں گائیں اہل بزم خوش ہوئے ملکہ آسمان پری نے اسروز
نہا کر زیور و لباس ایسا پہنا کہ جیسے شب عروسی میں پہنا تھا جب شب ہوئی صاحبقران بزم عشرت سے اٹھکر خوابگاہ
ملکہ آسمان پری میں گئے اور وصل آسمان پری سے شادکام ہوئے لیکن آسمان پری حاملہ ہوئی اسی شبکو آسمان پری
نے خلوت میں حمزہ صاحبقران سے کہا کہ تم مجھ ایسی رشک حور کو چھوڑ کر پردۂ قاف سے چلے گئے تھے اب
نہ جانا اگر تمھارا دل گھبرائیگا تو اپنے سرداران لشکر وغیرہ کو یہیں بلوا لینا دیو اور پریزاد سب کو جا کر لے آوینگے
مجھسے زیادہ زنان بنی آدم سے تمھیں لطف حیات حاصل نہ ہوگا علاوہ اسکے جو عجائب غرائب یہاں ہیں پردۂ دنیا پر
نہ ہونگے سیر و تماشے میں اپنے دل کو بہلانا دیکھو اب مجھے چھوڑ کر نہ چلے جانا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا ای ملکہ
دل تو میرا بھی چاہتا ہے کہ تمھیں چھوڑ کر نہ جاؤں لیکن مجبور رہوں یہاں وہ نہیں رہ سکتا میں تو اسلئے تمسے کہہ چکا ہوں کہ

اٹھاتا ہون اور اگر تو آدمخوار ہی تو دیکھ لے مین ہمہ تن پوست و استخوان ہون گوشت مطلق نہین ہی مجھکو چھوڑ دے اور
کسی موٹے تازہ آدمی کو لیجا جب خواجہ عمرو نے اسطرح کہا اُس لیجانے والے نے اپنی زبان مین خواجہ سے کہا خاموش
رہ مین تیرا دشمن نہین ہون یہ کہکر زیادہ بلند ہوکر خواجہ عمرو کو لیگیا اہل اسلام ہر چند دوڑے لیکن خواجہ عمرو کا
کچھ نشان نہ ملا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر کو بھی کسی نے زمین سے اٹھایا سرداران لشکر تیغ و تبر لیکر دوڑے
خواجہ بزرجمہر نے ہر ایک سے کہا تم مجھکو جانے دو کچھ اندیشہ نکرو مجھکو معلوم ہی جو مجھے لیے جاتا ہی اور یہ بھی مین جانتا ہون
کہ جہان یہ مجھکو لے جائیگا سرداروں نے پوچھا مفصل فرمائیے کون آپ کو لیے جاتا ہی آپ کہان جاتے ہین خواجہ بزرجمہر
کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ لیجانے والا خواجہ بزرجمہر کو چشم زدن مین لے گیا جملہ اہل اسلام افسوس کرکے رہ گئے پھر بعد تلاش
بسیار سرداران ذوالفقار وغیرہ حال امیر با توقیر پر گریان ہوکر فرودگاہ لشکر پر آئے سلطان سعد نے کشتگان اہل
اسلام کو دفن کر دیا وقت شمار معلوم ہوا کہ کچھ کم سات لاکھ مردان لشکر نوشیروان قتل ہوئے اور تین لاکھ اہل اسلام
شہید ہوئے اور بیس ہزار اہل اسلام زخمی ہوئے زخمیون کا سلطان سعد کے حکم سے علاج ہونے لگا جب دربار
آراستہ ہوا سلطان سعد اور سرداران لشکر اسلام نے خواجہ دریا دل و خواجہ والا گہر پسران خواجہ بزرجمہر سے پوچھا
کہ حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور آپ کے والد کو کون لیگیا ہی کبتک آئینگے یا نہ آئینگے پسران خواجہ بزرجمہر نے
زائچہ کرکے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور ہمارے والد ماجد دو تین روز کی مدت مین
یہان تشریف لائینگے یا اور کسی سرزمین پر تشریف لائینگے کچھ تردد نفرمائیے انجام اس جانیکا اچھا ہوگا یہ سنکر
سلطان سعد وغیرہ کو اطمینان ہوا

داستان صحت پاکر تشریف لانا حمزہ صاحبقران کا مع عمرو و خواجہ بزرجمہر ملک اردبیل مین بعد ازان داخل لشکر اسلام ہونا ان سب صاحبون کا مع حالات دیگر بیان کیجاتی ہی

مہربان خوش رقم اِس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جس روز نوشیروان شکست کھاکر ہمراہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی
وغیرہ کے سوے ترکستان گریزان ہوا تھا اسی روز ملکہ آسمان پری نے خواب سے بیدار ہوکر عبدالرحمان جنی کو طلب
کیا تھا جب عبدالرحمان جنی آئے تھے ملکہ نے سلام کرکے کہا اے عمو جان مین نے آپکو اسواسطے بلایا ہی کہ چند روز سے
برابر خواب ہمارے پریشان دیکھتی ہون نہین معلوم پدر قریشہ سلطان کس بلا مین مبتلا ہوے ہین ذرا آپ تکلیف فرماکر
اپنے علم کے ذریعے سے احوال والد سلطان قریشہ سے مجھے اطلاع دیجیے عبدالرحمان جنی نے بہ قاعدہ علم رمل و نجوم
بخوبی غور و فکر کرکے جواب دیا تھا کہ حمزہ صاحبقران بالاے عقابین قید ہین سرداران لشکر صاحبقران نوشیروان
سے اسوقت خوب لڑ رہے ہین احوال حمزہ صاحبقران بھی نہایت ابتر ہی ملکہ آسمان پری نے یہ حال پر ملال سنکر بلاتوقف
دیو تنمرک کو بلاکر کہا تھا کہ جلد جا اور حمزہ صاحبقران کو عقابین پر سے لے آ دیو مذکور بعد گریزان ہونے نوشیروان
کے آیا تھا اور حمزہ صاحبقران کو عقابین پر سے لے گیا تھا جب دیو مسطور خدمت ملکہ آسمان پری مین گیا اور ملکہ نے
حمزہ صاحبقران کے سراپا پر نظر کی گھبراکر دیو تنمرک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو لے آوہ یہان آکر کچھ تدبیر صحت امیر باتوقیر
کرینگے دیو خواجہ عمرو کو بھی لیگیا تھا جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا جب عمرو ملکہ آسمان پری کے سامنے پہونچے آسمان
پری نے گریان ہوکر کہا تھا اے خواجہ میرے شوہر کا یہ کیا حال ہوگیا ہی برائے خدا ایسی کوئی تدبیر کرو کہ یہ اچھے ہوجائین
خواجہ عمرو نے جواب دیا تھا کہ اے ملکہ جبتک خواجہ بزرجمہر یہان نہ آئینگے اسوقت تک حمزہ صاحبقران کا
علاج اچھی طرح نہ ہوگا دست و پا انکے قابو مین نہ آئینگے یہ کھال جو انکے تمام جسم پر نظر آتی ہی ہر گز ان کے

آلات حرب و ضرب اور لباس ہر وہاں لشکر نوشیروان کا ہمیت ہمیت کا اور رجال الیاسی بار بار کر زر زنبیل کیا اکثر تشنگان لشکر
نوشیروان نے کپڑے اتار لیے فقط ایک ایک لنگی ہر ایک کے باندھ دی ادھر تو خواجہ اور سواران لشکر لوٹنے میں مشغول
مصروف ہوئے ادھر سرداران لشکر مع سلطان بعد شکر خدا کرکے مظفر و منصور ہوکر جانب قلعہ ابین چلے اول عمرو بن
حمزہ یونانی نے زیر عقابین جاکر حال امیر پر گریاں ہوکر اس لٹھے پر جسپر قفس میں صاحبقران قید تھے زور کرنا شروع
کیا اور چاہا کہ اس لٹھے کو زمین سے نکالکر فرودگاہ لشکر پر لے چلیں وہاں لیجاکر حمزہ صاحبقران کو رہا کریں جب
عمرو بن حمزہ یونانی نے زور کیا وہ لٹھا سوا گز زمین سے نکل آیا بعد اسکے لندھور نے زور کیے دو گرہ کم سوا گز اور
لٹھے کو زمین سے نکالا پھر فرامرز مغربی نے اس لٹھے پر زور کیا اور کسیقدر کم لندھور سے زمین سے لٹھے کو نکالا پھر
ارزن کرب نے ہوشیار ہوکر اس لٹھے پر زور کیا اور زیادہ ایک گز سے زمین سے اسے کھینچا بعد ازان علمشاہ نے
ہوشیار ہوکر اس لٹھے پر زور کیا اور تین گرہ ایک گز اس لٹھے کو زمین سے نکالا پھر مالک اژدر نے زور کیا جسقدر
لندھور نے وہ لٹھا زمین سے کھینچا تھا اس سے آدھ گرہ کم مالک اژدر نے اس لٹھے کو زمین سے نکالا پھر فرخاری
نے ہوشیار ہوکر اس لٹھے پر زور کیا اور قریب ایک گز اس لٹھے کو زمین سے کھینچا بعد سیر فرخاری کے پھر عمرو بن حمزہ
یونانی نے اس لٹھے پر زور کرکے زمین سے نکال لیا ناظرین تمکنین پر واضح ہوکہ وہ لٹھا جسپر حمزہ صاحبقران قفس
میں قید تھے جسقدر اوپر تھا اس سے زیادہ زمین میں نہایت استحکام سے گاڑا تھا اور وہ دبیز اسقدر تھا کہ آغوش
میں بھی طرح نہ آتا تھا اور گران اس درجہ تھا کہ ایسے ایسے بہادروں سے سوائے سوا گز یا کم اس سے زمین سے باہر
نہ نکلا غرض جب عمرو بن حمزہ یونانی زور آخر میں لٹھے کو نکال چکے سات قدم لیکر چلے تھے کہ خواجہ عمرو آئے اور عمرو بن
حمزہ یونانی سے کہنے لگے کہ اگر اسی طرح اس لٹھے کو فرودگاہ لشکر اسلام تک لیچلوگے تو بڑی دیر میں تکان سے حمزہ
صاحبقران کو صدمہ پہونچیگا میرے نزدیک مناسب یہی ہے کہ اسی جگہ کسی تدبیر سے قفس اتارکر حمزہ صاحبقران
کو قفس سے نکالو عمرو بن حمزہ یونانی نے رائے خواجہ کی پسند کی اسوقت خواجہ عمرو اس لٹھے پر چڑھ گئے مگر حمزہ
صاحبقران اور قفس کو نہ پایا خواجہ گریان کنان لٹھے سے اترے اور عمرو بن حمزہ یونانی وغیرہ سے کہا دیکھو قفس
اس لٹھے پر نہیں ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے مغموم ہوکر وہ لٹھا ہاتھ سے اپنے چھوڑ دیا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا اور ایک [illegible]
دفتر لکھتے ہیں کہ عمرو بن حمزہ یونانی اس لٹھے کو اٹھائے ہوئے فرودگاہ لشکر اسلام تک گئے وہاں جاکر جو لٹھے پر
نظر کی قفس کو نہ دیکھا غرض بہر طور جب حمزہ صاحبقران مع قفس نظر نہ آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے نہایت
مغموم و ملول ہوکر وہ لٹھا ہاتھ سے چھوڑ دیا بالائے زمین جو لٹھا گرا زمین تھرائی اسوقت جملہ اہل اسلام خیال
حمزہ صاحبقران میں گریاں ہوئے جسقدر خوشی حصول فتح کی ہوئی تھی اس سے زیادہ ملال ہوا القصہ بعد
گریہ و زاری باہم کہنے لگے کہ صاحبقران کو کون لے گیا کسی نے کہا کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہوگی کسی نے
کہا خداوند عالم کو اس احوال سے آگاہی ہے کچھ بیان کر نہیں سکتے اسی طرح ہر ایک نے موافق اپنی عقل و فہم کے
بیان کیا آخر یہ تجویز ٹھہری کہ یہاں سے آگے بڑھکر حمزہ کی تلاش کریں شاید کہیں کچھ پتا ملے یہ تجویز کرکے بصد
بیتابی و بیقراری اور بہزار گریہ و زاری آگے بڑھے صحرا میں سردار و سوار چہار جانب جستجو کرنے لگے خواجہ
عمرو بھی ہمراہ سب کے جستجوئے امیر با توقیر کر رہے تھے ناگاہ زمین سے خواجہ بلند ہوئے یہ حال دیکھکر خواجہ
چلائے اور کہنے لگے ارے ظالم کیوں مجھکو لیے جاتا ہے میں نے تیری کیا خطا کی ہے مجھ محتاج کے پاس کیا ہے کچھ تجھکو بھی
حاصل نہ ہوگا زنبیل میں میری کچھ نہیں ہے مجھکو صاحب زر خیال نہ کریں تو چار روپیہ کا پیادہ ہوں فاقہ کشی سے صدمے

یہ حال دیکھکر حیران ہوے نوشیروان یعنی شبیر ہوا کرب لڑتا ہوا آگے بڑھا نوشیروان نے برہم ہوکر حکم دیا شبیر کو کہ پہلے
نکالو ملازموں نے حسب الحکم تیغ سے شبیر کو کٹہرے سے نکالا شبیر جانب لشکر اسلام چلا علمشاہ نے نعرہ کیا علمشاہ رومی شبیل زرین
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور رسید شبیر حیران ہوا علمشاہ نے شکلے نہایت برہم ہوا اسوقت علمشاہ چلا جب قریب آیا چاہتا تھا کہ اچست
علمشاہ کو زخمی کرے لیکن علمشاہ نے اسکو جست کرنیکی مہلت نہ دی تیغ بڑھکا اسکی گردن پر مارا گردن شبیر کی قلم ہوئی بعد اسکے
اسد صحرائی کے علمشاہ مردان لشکر کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اسوقت تماشائیں کر بیٹھے زیر عقابین پہونچکر اکثر جلادان بیرحم کو تہ تیغ کیا
جلادان خونخوار بھاگ گئے کرب نے بھی زیر عقابین جاکر سر اپنا عقابین پر رکھا اور اسد رحبہ روباہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا بعد
کرب کے علمشاہ نے بھی سر اپنا عقابین پر رکھا اور حال امیر پر اسقدر گریہ کیا کہ غش آگیا شبیر کا نوشیروان اسوقت کہہ رہا تھا
تھا زیر عقابین ملتے تو بکھا ورنہ ان سرداران لشکر اسلام کو جو کثرت نالہ و بکا سے بیہوش پڑے تھے قتل کرتا حال جبکہ شبیر بھی
ہلاک ہو چکا نوشیروان نے کٹہرے سے جو تھا شبیر نکلوایا وہ شبیر بھی لشکر اسلام کیجانب چلا اسوقت سرداران لشکر اسلام امیر کے غم میں
سیماب بیقرار ہوے سواروں نے بقصد قتل انہیں روکا مالک اژدر نے شبیر کو دیکھکر نعرہ کیا تیغ شگاف کیا شبیر ادھر سے جانب مالک
آیا مالک نے فی الفور گرز گران سے شبیر کو ہلاک کیا بعد ازان سردم لشکر نوشیروان پر حملہ کیا لشکری خائف ہوکر پیچھے ہٹے مالک زیر
عقابین پہونچا کیسے بوجہ خوف کے اسکو نہ روکا جسوقت مالک نیچے عقابین کے گیا مثل علمشاہ کے سر عقابین پر رکھکر حال امیر پر
اسقدر اشکبار ہوا کہ روتے روتے بیہوش ہوکر زمین پر گرا نوشیروان نے مالک اور علمشاہ اور کرب و رہبر فرخاری کو زیر عقابین
بیہوش بالاے خاک دیکھکر جلادان بیرحم سے کہا کہ اے نامردو کھڑے ہوے دیکھتے ہو جلد جاکر ان چاروں بیہوش سرداروں کو اور حمزہ کو
عقابین سے اتار کر جلد قتل کر ڈالو اسی ایک حکم کو سپرد برابر ہزار جلاد کے تصور کر جلادان خونخوار مع ہزار ہا سواران جرار جانب عقابین
براے قتل امیر و سرداران مذکور چلے یہ احوال دیکھا عمرو بن حمزہ یونانی اور لندھور اور رفرام زاد رفرہاد و شیر و بلاد و طالوس
وغیرہ سرداران لشکر اسلام نے بیتاب و بیقرار ہوکر ان جلادان بیرحم اور سواران خونخوار پر یکبارگی حملہ کیا وہ سوار اور جلاد بھی لشکر
لڑنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی سرداران لشکر اسلام نے ان جلادوں اور سواروں کو ڈھونڈ ڈھونڈکر تہ تیغ کیا پھر جانب نوشیروان
رخ کیا نوشیروان نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام میری طرف آتے ہیں نہایت مضطر و پریشان خاطر ہوکر بختک وغیرہ سے
پوچھنے لگا کہ اب میں کیا تدبیر کروں کیونکر ان سرداروں سے جان بچاؤں اگر بھاگتا ہوں تو موجب بدنامی ہوا اور اگر ثابت قدم
رہتا ہوں تو یقین ہے کہ ایکدم میں قتل ہو جاؤنگا یہ سب سرداران لشکر اسلام ہرگز مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے بختک نے عرض کیا اے
شہنشاہ بدنامی کا خیال نہ کیجیے جان اپنی ان بہادروں سے بچائیے جلدی یہاں سے بھاگیے اگر زندہ رہیے گا تو پھر اہل اسلام سے
جنگ کیجیے گا بختک وغیرہ نوشیروان سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی بھی اہل اسلام کے خوف سے پیچھے ہٹتے
ہوے پاس نوشیروان کے آئے نوشیروان نے انسے پوچھا کہ اب میں کیا کروں انھوں نے بھی یہی راے دی کہ ہمارے ساتھ
بھاگ نکلیے توقف نہ کیجیے دیکھیے آپکا لشکر قلیل رہگیا ہے وہ بھی تاب مقابلہ اہل اسلام نہ لا کر پیچھے ہٹا آتا ہے یقین ہے تھوڑی دیر میں
کل ملازم آپکے میدان جنگ سے بھاگ جائینگے حضور کو اہل اسلام گرفتار کرکے قتل کر ڈالینگے نوشیروان یہ تقریر انکی سنکے ہمراہ
انکے جانب ترکستان گریزان ہوا اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ نوشیروان بھاگے احوال نوشیروان کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا
بعد بھاگنے نوشیروان کے فوج باقی ماندہ یہ حال دیکھکر بے اختیار بھاگنے لگی اہل اسلام نے انھیں گھیر کر قتل کرنا شروع کیا
ہزار ہا کو قتل کیا صدہا بھاگ کر ہمراہ نوشیروان جانب ترکستان گریزان ہوے جب کوئی ملازم نوشیروان میدان جنگ میں
زندہ باقی نہ رہا سواران لشکر اسلام نے خزانہ و مال اسباب نوشیروان کا لوٹنا شروع کیا خصوصاً عمرو نے جو چاہا کہ آج مال و زر
سے زنبیل اپنی بھرلوں یہ تصور کرکے لوٹنا شروع کیا جب جو کچھ نقد و جنس سے ہاتھ آیا نذر زنبیل کیا ہاتھ کنگن تلوار اور سپر یا زرہ

جملہ سرداران لشکر اسلام اور سلطان سعد وغیرہ خندق کو عبور کرکے آتے ہیں یہ احوال دیکھکر نوشیروان از حد گھبرایا نہایت بیتاب
بیقرار ہوا ارادہ کیا کہ راہ گریز اختیار کرے لیکن عسس اور عفریت بن صلصال و ہوشنگ بلخی وگوشنگ بلخی وغیرہ
سرداران لشکر مانع ہوئے اور عرض کرنے لگے اے شہنشاہ ابھی ہم سب زندہ ہیں جسوقت ہم قتل ہو جاینگے پھر آپکو اختیار ہے ابھی راہ
فرار اختیار نہ کیجیے لیکن حملہ سرداران سپاہ و فوج جنکو ہمراہ لیکر آگے بڑھکر پیر فرخاری وغیرہ سے بتیغ و گرز و غیرہ لڑنے لگے باجے جنگی
دونوں لشکر میں بجنے لگے علمدار علم ہائے لشکر لیکر آگے بڑھے دونوں لشکر ملکے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سرداران لشکر بڑھ بڑھکر
شیرانہ نعرے کرکے حریفوں کو قتل کرنے لگے کہ زمین کرگئے لگیں تیر چلنے لگے مردان لشکر بہت تیر ہونے لگے ایکجانب جھنکار تلوار و تیکی
ہنگامہ کسی جانب عیاران لشکر اسلام و عیاران لشکر عدو پر سنگباری کرتے تھے جب پتھر کمین سے نکلکر جس کسی کے سینے پر پڑتا تھا
ٹوٹ کے بیٹھ جاتا تھا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے گھبرا کر نکل جاتا تھا حمزہ عقابین پر سے جنگ مغلوبہ دیکھ رہے تھے سرداران
لشکر کی ہمت و جرات پر تحسین و آفرین کر رہے تھے تمام میدان کارزار میں بلند تھا گھوڑوں کے دوڑنے سے طبق زمین لرزان تھا
ہمہم سرتن سے جدا ہو رہی تھی تلوار ایسی چل رہی تھی کہ اسپ بہادر گر رہے تھے زمین پر زخمی تڑپتے تھے ایڑیاں رگڑ رہے تھے کوئی
آہ و نالہ و فریاد سنتا تھا کہ کثرت سے پامال کیے تھے بحال تھا ایسا

ہر طرف ہوتی تھی وہاں رستخیز	کسیکا ٹوٹتا تھا اور کسیکی پشت
تیر جسکا چلا دو سار ہوا	زخمی مرکب فنا سوار ہوا
کوئی سینے پہ ہاتھ میں خنجر	کسی کی تیغ اور کسی کا سر
کوئی زخموں سے سخت عاری تھا	کسیکو وقت دم شماری تھا
سارے جا بجا خون میں سرشار	ابر مہبان زخموں کی گلے کے ہار

ہر طرف دار و گیر کا غل تھا	شاطران کی نفیر کا غل تھا
سر پہ تلوار جبکہ چلتی تھی	تنگ کے نیچے سے نکلتی تھی
کسی جا نیزہ تھا کسی جا تیر	موت تھی جنگ میں گریبان گیر
ایک خنجر اٹھائے بیٹھا تھا	ایک شمشیر کھائے بیٹھا تھا
کوئی نیزہ دکھائے جاتا تھا	کوئی لڑنے سے جی چراتا تھا

غرض کہ اسی جنگ مغلوبہ میں عسس بد انجام نے گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے
اپنے گرز کو اپنے گرز زیر رو کا پھر فرہاد نے گرز گران بار اٹھا کر بقوت تمام عسس پر مارا چنانچہ عسس نے چاہا کہ گرز کو گرز زیر رو کون
لیکن گرز فرہاد و رکن نسکا سپر چھوڑ اکا سہ سر چور چور مرکب بھی پیوند خاک ہو گیا لشکری عسس کو مرتے یہ حال دیکھکر بیدل ہو کر پیچھے
ہٹنے اسوقت فرامرز مغربی جنگ سے تمام کرتا ہوا سامنے عفریت خان کے پہونچا عفریت نے تیغہ سر پر لگایا فرامرز نے تیغ کی
باڑھ کو دیکھکر گھوڑے کو کدتے بڑھا کر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تیغہ بقوت بازو چھین لیا عفریت نے برہم ہو کر چاہا تھا کہ گرز گران
اٹھا کر سر فرامرز پر لگائے یکایک فرامرز نے شمشیر آبدار اسکی کمر پر اسطرح لگائی کہ مانند خیار دو ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے بر روے خاک
گرا اسیطرح اکثر سرداران لشکر اسلام نے بہت سے سرداران نوشیروان کو تیغ آبدار کیا فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹنے لگی
دلیران لشکر اسلام آگے بڑھنے لگے اسیطرح موافق بیان بعض بعض داستان گویوں کے اہل اسلام نے ساتوں خندقوں کو
عبور کرکے ساتوں صفیں توڑ کر بہزاراں مردان لشکر نوشیروان کو قتل کرکے عنقریب زیر عقابین پہونچے اسوقت نوشیروان نے
نہایت پریشان خاطر ہو کر حکم دیا کہ ایک شیر کو کٹہرے سے نکالو بموجب حکم ملازمان نے کٹہرے سے شیر کو نکالا شیر پھرا آنکھیں جو
سرخ کر سامنے تھے اسپر نعرہ کرکے حملہ آور ہوا چونکہ پیر فرخاری سب سے آگے تھا شیر کو آتے دیکھکر دلیرانہ نعرہ کیا شیر پیر فرخاری
کیطرف آیا پیر فرخاری نے عصا اپنا سر شیر پر اسطرح مارا کہ سر شیر کا پاش پاش ہو گیا تیورا کر زمین پر گرا پیر فرخاری شیر کو
ہلاک کرکے زیر عقابین لڑتا ہوا پہونچا اور سر اپنا عقابین پر رکھکر اسقدر رویا کہ غش کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا
نوشیروان نے پھر حکم دیا دوسرے شیر کو کٹہرے سے نکالو ملازمان نوشیروان نے شیر کو کٹہرے سے نکالا شیر کٹہرے سے نکلکر سوے فوج اسلام
نعرہ کرکے چلا کرب غازی نے نعرہ کیا نعرہ کرب کرب شہسوار مرد نامدار کو نظر کرکے شیر پروردگار شیر پھر النعرہ کرب سنکے
جانب کرب غضبناک ہو کر چلا کرب نے آگے بڑھکر ایسی تیغ کمر پر لگائی کہ شیر دو ٹکڑے ہو کر بالاے زمین گرا لشکریان نوشیروان

جنگ سے پیچھے نہ ہٹا او یہ کہکر اپنی فوج لیکر آگے بڑھا اعادیان نابکار بھی بمجبوری آگے بڑھے ابھی انشواط سوران لشکر اسلام کو قتل کر رہا تھا
کہ علمشاہ نعرہ کر کے قریب اُسکے پہونچا انشواط نے تیغہ گرانبار سر پر مارا علمشاہ نے تیغے کو سپر پر روک کر تیغہ کپتان فرنگی اسطرح
اُسکی کمر پر لگایا کہ انشواط دو ٹکڑے ہوکر مرکب سے بالائے زمین گرا فوج انشواط کی یہ حال دیکھکر بھاگنے لگی اہل اسلام نے
بھاگنے نہ دیا اُن سب کو نہ تیغ کیا عبدالعزیز بادشاہ زیر باد ہند انشواط کے قتل ہونے سے ملول ہوا پھر برہم ہوکر
سپاہ اپنی اپنے ہمراہ لیکر بقصد قہر بادشاہ لشکر اسلام کی طرف بڑھا جب قریب پہونچا تیغ آبدار سر سلطان سعد پر
لگائی سلطان سعد نے تلوار اُسکی روک کر شمشیر بران سے اُسے قتل کیا جب عبدالعزیز بھی قتل ہوکر سوے عدم
گیا مردمان سپاہ شکست کھاکر بھاگے ہزارہا وقت بھاگنے کے قتل ہوے سیکڑوں خوف اہل اسلام سے آب خندق
مین گرے اکثر خندق سے گذر کر صف ثالث مین جاکر شریک ہوے جب صف ثانی بھی دلیران فوج اسلام نے درہم و
برہم کی پیر فرخاری جست کر کے صف ثالث کیجانب چلا بعد اُسکے علمشاہ اور کرب اور شیرویہ اور لندھور اور
مالک اژدر وغیرہ سرداران لشکر اسلام و سلطان سعد و جملہ مردمان لشکر اسلام خندق سے گذر کر نعرے کرتے
ہوے صف ثالث پر پہونچے نوشیروان یہ حال دیکھکر گھبرایا افسران صف ثالث وغیرہ سے پکار کر کہنے لگا اے بہادرو
اہل اسلام کو رو کو دلیرانہ لڑو مسلمانون کو قدم آگے نہ بڑھانے دو افسران صف ثالث وغیرہ صداے نوشیروان سنکے
بقصد غضب تلوارین نیاموں سے کھینچکر اہل اسلام سے لڑنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا ڈھالون کی اٹھی بہادرون لشکر
ہجانبین رعد آسا نعرے کرنے لگے سرہاے مردمان لشکر مثل اولون کے کٹ کٹکر گرنے لگے زمین پر بارش خون ہونے
لگی قصرہاے تن منہدم گرنے لگے سیل خون کی طغیانی ہوئی آب خندق مین خون کشتگان جو ملگیا تمام پانی سرخ ہوگیا
دریاے خون نظر آنے لگا گھوڑے سوارون کے خون کشتگان مین تا بہ سینہ غرق ہوگئے صدہا لاشے سیل خون مین بہ گئے اکثر
غرق دریاے خون ہوے زخمی اُس جوے خون مین گرکر مانند ماہیان سرخ رنگ تڑپنے لگے اُسوقت لڑائی اسیطرح ہورہی تھی
اور اسطور سے خونریزی ہورہی تھی کہ طریقہ فصل بارش کا پایا جاتا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ بجاے آب خون برستا تھا زمین پر
عوض آب لہو جاری تھا مردمان لشکر نوشیروان اور مردمان فوج اسلام دونون خوب لڑ رہے تھے لاش پر لاش گر رہی
تھی ہر ایک بہادر کی تلوار مثل برق چمک چمک کر اعدا پر گر رہی تھی سگ سران نابکار جابجا کتون کی طرح مرے ہوے
پڑے تھے زبانین انکی منہ سے باہر تھین زخمون سے خون جاری تھا عین گرمی جنگ مین کرب نے سگ سرون پر
حملہ کیا افغان افسر سگ سرون ناپاک نے مقابلہ کیا تلوار کرب کے سر پر لگائی کرب نے تلوار روک کر ایسی شمشیر اُس نابکار کے
سر پر لگائی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا سگ سرون یہ حال دیکھکر مانند کتون کے باواز بلند چلانے لگے آہ و فغان
کرنے لگے اہل اسلام انکو قتل کرنے لگے پیر فرخاری انکو ضرب عصا سے ہلاک کرنے لگا آخر سگ سران تاب مقابلہ نہ لاکر
پیچھے ہٹے یہ حال دیکھکر کاؤس بن آرہ دفتر درہم برہم ہوکر جانب کرب تیغ بکف بڑھا مالک اژدر نے بڑھکر اُس سے مقابلہ کیا
کاؤس نے تیغہ سر مالک پر مارا مالک نے سپر اٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر دو انگل سر مین در آیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا کاؤس مالک کو زخمی کر کے جانب کرب چلا تھا کہ مالک نے اُسی عالم زخمداری مین نیزہ سینہ کاؤس پر مارا اور زین سے کھینچکر
ہاتھ ڈالا کہ پشت زین سے اُسکو اٹھالیا اور حوالے مردمان فوج اسلام کیا نوشیروان یہ احوال دیکھکر بے اختیار چاہتا تھا
کہ تاج اپنا اپنے سر سے اُتار کر زمین پر پٹکدے اور نالہ و بکا کرے لیکن بختک وغیرہ نے سمجھایا دل نوشیروان کو تسکین و تسلی
ہوئی جانب صف ثالث دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوشیروان نے دیکھا کہ مردمان لشکر اسلام نے ہزارہا مردمان صف
ثالث کو قتل کیا ہے صدہا کو زخمی کیا ہے خندق کو لاشون سے بھردیا ہے پیر فرخاری خندق کو پھاند کر آتا ہے پیچھے اُس کے

بجلی برقول مین بجا لشکر یا تند و دریا سے قہار بڑھا جب مردان لشکر اسلام صف اول کے قریب پہونچے دیکھا کہ مردان لشکر نوشیروان
بیر فرخاری کو چہار جانب سے گھیرے ہوئے ہین تیر و تبر و شمشیر لگا رہے ہین بیر فرخاری دلیرانہ لڑ رہا ہے عصا پر تلوارین اور
گرز و کتارہ اور رو عصا بالا سے سر اعدا مارتا ہے پر فرزند بھی اسکے لڑ رہے ہین یہ دیکھکر حملہ اہل اسلام حریفون پر اسطرح گرے
کہ جیسے شیران گرسنہ گلۂ بز پر گرتے ہین یا گروہ غزالان پر شیران دشت حملہ کرتے ہین جسوقت اہل اسلام اور کفار ملگئے تلوار
چلنے لگی ولا مد بر مد بڑھکر غیر سے کرنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی ابھنا ڈھالون کی ٹھکی تنکا پوے اسپان سے غبار عظیم بلند ہوا
طبقات زمین کے تھرانے لگے پیر فلک یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر حیران ہوا خوف سے کانپنے لگا کثرت گرد و غبار سے زمانہ تیرہ و تاریک ہوا
[illegible] سے گھبرا کر چھوپا سے مانند شیر و گرگ وغیرہ آثار قیامت دیکھکے بے اختیار صحرا مین دور دور تک بھاگتے ہوئے
چلے گئے میدان مصاف مین تلوارونکی جھنکار خنجرونکی چقا چاق اسقدر بلند ہوئی کہ فرشتگان آسمان نے سنی کسی جانب کو مین
بار بار گرگئی تھین تیر سینۂ اعدا کو توڑ کر نکلجاتے تھے کسیطرف برق شمشیر چمک چمک کر گرتی تھی خرمن جسم دجال اعدا کو ضایع کرتی
تھی ہر دو گردون مین جدائی ہو رہی تھی سرداران لشکر اسلام زخمون پر پھاہے مرہم سلیمانی کے رکھے ہوے پٹیان زخمون پر باندھے
ہوسے شکل پسر اسفندیار گھوڑون پر سوار تیغ و گرز و نیزہ و تبر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے دشمنون کو قتل کرتے تھے ہر دم نعرے
شیرانہ لگاتے تھے کفار بوجہ خندق پر آب کے پیچھے قدم نہ ہٹا سکتے تھے مجبوری لڑتے تھے اہل اسلام کو قتل کرتے تھے اور خود بھی
قتل ہوتے تھے جب انکے سر و دست کٹ کٹکر آب خندق مین گرتے تھے سر تو حباب آسا نظر آتے تھے اور دست بریدہ مانند ماہیان
سیاہ رنگ دکھائی دیتے تھے آب خندق خون عدو سے سرخ ہوگیا تھا پانی کو انقلاب ہوگیا آب ہوا سے زمانہ اسوقت کچھی نہ تھی
خندق لاشون سے پٹ رہی تھی اعدا ے دین غرق بحر فنا ہو رہے تھے زخمی آب خندق مین مانند مچھلیون کے تڑپ رہے تھے راوی بیان کرتا ہے
کہ دلیران لشکر اسلام نے ہزار ہا مردان لشکر نوشیروان کو قتل کرکے خندق کو لاشون سے پاٹ دیا آخر صف اول کو توڑکر اول بیر فرخاری
جست کرکے خندق سے گذر کر صف دوم پر حملہ آور ہوا اور بعد بیر فرخاری کے جملہ سرداران لشکر و سواران سپاہ خندق کو پھاند پھاندکر
ادھر صف ثانی اعدا کے قریب پہونچے ہیکلان ملک سومنات مغرب و عبد العزیز بادشاہ زیرباد ہند اور نشواظ حاکم
زیرباد ہند کہ ہر چہ قلب مردمان صف ثانی کے افسر تھے اہل اسلام کو آتے دیکھکر ایک لاکھ سوارونکی جمعیت سے آگے بڑھے اور اہل اسلام
پر حملہ آور ہوے جسوقت دونون باہم لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی نخل تن سے اعضا مانند برگ خزان دیدہ جدا ہوکر گرنے لگے ہواے
گرمی شمشیر میدان ہوا رو گیر مین بعد تیزی چلنے لگی خنجرہاے قامت مردمان ہر دو لشکر تیغ و تبر سے کٹنے لگے گلزار حیات پر خزان
آنے لگی باغبان قضا نے ریاض وغا مین گلہاے حیات مردمان کیطرف ہاتھ بڑھایا اور چین اجسام سے اہل اسلام کے مانند بوے گل
نکلنے لگین کثرت شوق شہادت مین صدہا بیدار اعدا کو قتل کرکے پھل تلوارونکے کھا کر باغ جہان سے سوے جنان جانے لگے
مردمان لشکر نوشیروان بھی قتل ہونے لگے زخمی مانند بلبل نالان نالہ کرنے لگے اکثر جوانونکا خون جسم مین خیال مرگ سے خشک ہوگیا اجسام
انکے بصورت اشجار خشک ہوگئے غنچہ ہاے دل پژمردہ ہوگئے اب مان کے ملنے سے یاس ہوگئی رنگ رخ مثل رنگ برگ خزان
دیدہ زرد ہوگیا راوی کہتا ہے کہ عین گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان جنگ رستمانہ کرتا ہوا اس جگہ پہونچا جس مقام پر
ہیکلان ملک سومنات مغرب بہمراہی لشکر عادیان اہل اسلام سے لڑ رہا تھا ہیکلان عاد نے لندھور کو دیکھکر گرز گران
اٹھاکر مارا لندھور نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا پھر خود بھی اسطرح گرز بکمال غضب اسکے سر پر مارا کہ ہیکلان سے زرہ تک اسکا آخر ہوگیا
بضرب گرز لندھور سے پیوند خاک ہوگیا عادیان نابکار یہ حال دیکھکر شکستہ خاطر ہوکر پیچھے ہٹے نشواظ حاکم
زیرباد ہند نے عادیان نابکار سے پکار کر کہا کہ ای نامردو کہان جاتے ہو پیچھے ہٹکر آب خندق مین ڈوب جاؤگے بہتر یہ ہے
کہ بڑھکر لڑو اہل اسلام کو تہ تیغ کرو آج ہزارہا مسلمان کو قتل کرکے مرجاؤ قسم خدا و نمرود کی کھا چکے ہو قدم میدان

جملہ سرداران لشکر زخمی ہیں اور حمزہ بالاے مقام قید ہیں لشکر نوشیروان سے متعدد جنگ ہو چکی ہے [illegible] لشکر اسلام جو
آکر داخل ہو چکے ہیں فقط تمہارا ہی انتظار تھا کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے موافق قواعد علم رمل وغیرہ جیسا حکم لگایا تھا کہ جبتک
پیر فرخاری لشکر اسلام میں داخل نہ ہوگا اسوقت تک حمزہ قلعہ میں رہینگے اور تم ایلے [illegible] سنتے ہی [illegible] نے تمہیں دیکھ
لگانے گئے پیر فرخاری نے کہا اے خواجہ مجھکو نامہ براے الملب اسوقت پہنچا تھا میں کنارہ [illegible] کے ساتھ [illegible]
میں نے کنارہ کو دریا رکھدیا تھا شاید تیزی آب سے الٹ کر آب کہ [illegible] بنگیا تھا میں [illegible]
آب مکہ دیکھکر سوے مکہ روانہ ہوا تھا وہاں جاکر یہ معلوم ہوا کہ لشکر اسلام یہاں فروکش ہے [illegible] اور اب مکہ [illegible] لشکر اسلام
بمقابلہ نوشیروان مقیم ہے یہ احوال جب معلوم ہوا میں وہاں سے [illegible]
میں نے فراموش کی اور راستہ بھول کر ایک صحراے پرخار و وحشتناک کی طرف چلا گیا اس وادی [illegible]
تھوڑے زمانے تک ہر طرف پھرا کسی جانب سوائے جنگل کے آبادی نظر آئی اور وحشت گردی میں نہایت تکلیف اٹھائی
اکثر جوانان لشکر اور مرکب [illegible] بیابان بے پایان میں ہلاک ہوگئے تھے آخرکار ایک [illegible] قافلہ گذرا اہل قافلہ سے میں نے
پتہ اور نشان آب مکہ کا پوچھا انہوں نے مجھکو بتایا [illegible] میں یہاں تک پہونچا الغرض [illegible]
کچھ تقصیر نہیں ہے اور بموجب خواجہ بزرجمہر اگر رہائی حمزہ کی میرے ہی آنے پر موقوف تھی تو اب [illegible] انشاء اللہ حمزہ
رہا ہو جائینگے میں [illegible] رہا کرنے میں حتی الامکان کوشش [illegible] کرونگا یہ کہکر [illegible] مقام میں [illegible] بصد ادب حمزہ کو تسلیم کی
پسران پیر فرخاری نے بھی بہزار ادب امیر [illegible] کو تسلیم کی بعد تسلیم کے پیر فرخاری حمزہ کو بالاے مقام میں دیکھکر [illegible]
ہوا حمزہ نے پیر فرخاری کو دیکھا اور جواب سلام دیا لیکن بوجہ کثرت دوری کے پیر فرخاری نے نہ سنا خواجہ عمر
پیر فرخاری وغیرہ کو ہمراہ اپنے لشکر میں لائے پیر فرخاری اول روز بروے بارگاہ لشکر اسلام گیا [illegible]
بعد ازاں جملہ سرداران لشکر سے ملا ابھی پیر فرخاری سرداران لشکر اسلام سے باتیں کر رہا تھا کہ فرامرز بن تارن نوشیروان
سے اجازت جنگ لیکر میدان میں آیا اور مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا سلطان سعد نے ارادہ لشکر سے نکلنے کا کیا تھا
کہ پیر فرخاری نے بڑھکر سلطان سعد سے اجازت جنگ لی بعدہ عصاے زمرد ہاتھ میں لیکر پیادہ پا لشکر سے نکلکر سوے
فرامرز چلا فرامرز نے پیر فرخاری کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ بڈھا یقیناً براے گفتگوے صلح آیا ہے نہ جنگ فرامرز یہ خیال کر رہا
تھا کہ پیر فرخاری سامنے اسکے پہونچا فرامرز نے کہا اے پیر خمیدہ قد تو بیکار آیا ہے اگر براے صلح کے گفتگو کریگا میں ہرگز صلح
نہ کرونگا اور نہ شہنشاہ نوشیروان کو صلح کرنے دونگا آج میرا ارادہ ہے کہ جملہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کروں کسیکو زندہ نہ رکھوں
انہیں جملہ مجھکو بھی قتل کرونگا ہرگز بڈھا جانکر تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا بعد قتل کے جملہ لشکریان اہل اسلام کے حمزہ کو اس تیغ تیز سے قتل
کرونگا پھر بموجب اقرار نوشیروان کی دختر سے اپنی شادی کرونگا پیر فرخاری نے گفتگوے فرامرز سنکے جواب دیا او نابکار کیا
بکتا ہے زبان اپنی روک ورنہ ایک ضرب عصا میں تجھکو پیوند خاک کرونگا فرامرز نے برہم ہوکر تیغہ نیام سے کھینچکر پیر فرخاری کے
سر پر لگایا پیر فرخاری نے تیغہ کو عصا پر روکا پھر عصا دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گردش دیکر اسطرح شانہ فرامرز پر مارا کہ سپر ٹوٹ کر
شانہ پر پڑا کہ شانہ فرامرز کا اتر گیا اور مرکب فرامرز کا مر گیا فرامرز گھوڑے سے گرا پیر فرخاری نے دوسرا عصا مارا گردن
فرامرز سے خون جاری ہوا پھر بعد عجلت فرامرز کو گرفتار کرکے اپنے فرزندوں کے حوالے کیا نوشیروان نے یہ احوال
دیکھکر مردان لشکر سے کہا کہ اس بڈھے کو بڑھکر قتل کرو فرامرز کو رہا کرو مردان لشکر بموجب حکم بڑھے ادھر سے بھی
جملہ اہل لشکر لڑنے اور جان دینے پر آمادہ کھڑے تھے صحیفہ ابراہیم کی قسم کھا چکے تھے تلواریں کھینچکر نیاموں کو توڑ کر نعرہ
نصر من اللہ و فتح قریب کہکر قشون قشون جوق جوق گروہ گروہ آگے بڑھے علماے لشکر کے پھریرے کھلے علمدار علم لیکر آگے بڑھے لے

جلادان بے رحم بلا کر انسے کہا کہ ہنگام صبح تم زیر عقابین تیغ بکف کھڑے رہنا جسوقت ہم حکم دین حمزہ کو عقابین سے اتار کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا ہمارے حکم ثانی و ثالث کا انتظار نہ کرنا جلادون نے عرض کیا اے شہنشاہ ہم بموجب ارشاد حکم حضور بجا لائینگے یہ کہکر جلاد چلے گئے پھر نوشیروان نے خندقون کو پر آب کرا دیا اور دربار برخاست کیا لشکری سامان جنگ مین مصروف رہے جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب بحکم خالق لیل و نہار سے دفع ہوئی اور نور سحر فلک پر ظاہر ہوا نوشیروان نے بیدار ہوکر چالیس جلادان بد نہاد کو زیر عقابین برائے قتل حمزہ مقرر کیا جلاد تیغے کھینچکر حکم قتل امیر کے منتظر کھڑے ہوے بعد اسکے نوشیروان نے ہر خندق پر لاکھ سوار مع دو ایک افسرونکے مقرر کیے بعضے راوی تو یہ بیان کرتے ہین کہ چار دیو خندقوان پر چار صفین لاکھ لاکھ سوار ونکی آراستہ کین اور اکثر راوی کہتے ہین کہ سات صفین سات لاکھ سواران جنگجو کی مرتب کین اور چند اشخاص شیر دلونکے کٹہرون پر اسواسطے معین کیے کہ اگر اہل اسلام عنقریب عقابین آجائین تو ایک ایک شیر کٹہر دلنسے نکالنا بعد صف آرائی لشکر کے آپ قلب فوج مین ٹھہرا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام بعد فراغ نماز و دعا جملہ سرداران لشکر اور سواران فوج کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر میدان کارزار مین تشریف لائے چونکہ فوج اہل اسلام مانند مور و ملخ بالا مانند اعداد ستارہ ہاے افلاک تھی گاو زمین بار کثرت مردم سے سخت بیقرار تھی غرض بعد درستی میدان کارزار اسطرح صف آرائی کیگئی نظم

جو جری جنگ آزمودہ تھے | تھے صف جنگ مین جو خوب لڑے | انکو رکھا یمین اور یسار | کہہ بالکنے رہیو تم ہشیار
نیچے جسقدر رستم اس وین | تھے وہ سب ساقہ و کمین گہ مین | تھے جو نامی جوان ہراول تھے | شیر کیطرح تھے وہ سب آگے
قلب لشکر مین تھے جری دلاور | اور ہراول تھے غازی جرار | فوج مین جو کہ تھے قدر انداز | رکھین انکا تھا اک عجب انداز
لیکے تیر و کمان تھے آمادہ | تھے نشانے کے زد پہ استادہ | قصد تھا جابجا وہ کرین تلوار | تیر ہون غرق تا لب سوفار
تیغ انداز جو کہ تھے غازی | انکو تھا شغل برق اندازی | ایسے کی زد پہ بیٹھے تانے تھے | دیکھکر بزدل انکو بھاگتے تھے
پیچ ان تولتے تھے تلوارین | کہ جو نزدیک ہون انھین مارین | اسقدر تھا غلبہ تیغ زنی | ایک حملے مین کیجے صف شکنی

بعد صف آرائی لقیب و رکمالبیت دونون لشکرون سے نکلے اور میدان مصاف مین آکر جوانان لشکر سے کہنے لگے نظم

اے دلیرو یہی وغا کا مقام | کھینچو تیغونکو توڑ ڈالو نیام | تم ہو بیشک صف در و غازی | آج دکھلادو اپنی جانبازی
دشمنونسے لڑو بہ گرز و حسام | کرو اعدا کا جلد کام تمام | آج مرنے مین ہوگا لطف حیات | رہے میدان مین قدم کو ثبات

جب لقیب و رکمالبیت جوانان سپاہ جانبین کو آمادہ ستیز کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اسوقت دلاوران جرار افواج لشکر بادۂ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے تلوارین نیامون سے کھینچکر قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہزار ہا بہادران لشکر اسلام نے بخیال لقیب یہ کہتے ہین آج کا مرنا باعث حیات ابدی ہوگا تا قیام زمین و آسمان بہادرونکی زبان پر ذکر شجاعت رہیگا مجمع دلیران جہان مین ہمارے بہادری و دلاوری ہوگا پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آج دشمنونسے دلیرانہ جنگ کرکے مرجائین اور اگر خدا نے چاہا زندہ اور سلامت پھر آویں تو حمزہ کو رہا کرکے لے آئین ہنوز دلیران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے اور دونون لشکرون کے جری و دلاور برائے مصاف میدان مین نہ نکلا تھا اور بادشاہ لشکر اسلام کا ارادہ تھا کہ آج فرامرز سے مین مقابلہ کرونگا کہ سوئے لشکر ایک غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے خواجہ عمرو اسوقت نہایت بیقرار تھے کبھی کہتے تھے کہ بہر فرخاری نہین آیا علم کہان ہے باوجود نامہ پہونچنے کے ابھی تک نہین آیا گاہ کہتے تھے کہ دیکھیے آج کی لڑائی مین کیا ہوتا ہے جسوقت غبار نزدیک ہوا خواجہ لشکر سے نکلکر جانب غبار روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے عمرو نے دیکھا کہ بہر فرخاری عصا ہاتھ مین لیے دستگیر جمعیت سپاہ کثیر مع اپنے فرزندونکے آتا ہے خواجہ نے آگے بڑھکر نہایت برہم ہوکر کوڑا انکالکر کئی کوڑے پشت بہر فرخاری پر لگائے اسنے حیران ہوکر پوچھا اے خواجہ مین نے کیا خطا کی جسکے عوض مین تمنے مجھکو کوڑے مارے خواجہ نے جواب دیا میان لشکر اسلام مین

یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے حاضر ہوکر بعد ادب پائے تخت کو چوم کر عرض کیا اے
ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار آراستہ کر
فساد عظیم برپا کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل ایزدی
و بنائے رزبانی نقارہ سکندری پر چوب لگائی جائے ہنگام سحر جو خالق کون و مکان کو منظور ہوگا وہی ہوگا بموجب حکم
ملازمون نے نقارہ سکندری پر چوب لگائی جب صدا سے نقارہ بلند ہوئی سرداران لشکر و جملہ اہل اسلام نے باہم اتفاق
و مشورہ کر کے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا کہ اسوقت ہمارے قلوب یہ چاہتے ہین کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کی اسوقت سے
قسم کھائین کہ ہنگام سحر حمزہ صاحبقران کو حتی الامکان رہا کرینگے جہانتک ممکن ہوگا زیر عقابین اپنے تئین پہونچا دینگے
اور اگر عقابین تک نہ پہونچ سکین گے تو لشکریان نوشیروان سے لڑکر مر جائین گے جبتک نوشیروان کو شکست
نہ دینگے میدان نبرد سے نہ پھرینگے سلطان سعد نے یہ گفتگو سنکے ارشاد فرمایا مین بھی تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہون
مجھے بھی یہی منظور ہے کہ یا تو حمزہ صاحبقران تک وقت سحر پہونچون یا میدان مصاف مین قتل ہو جاؤن کیونکہ زندہ رہنا میرا
بغیر رہائی امیر کے باعث بدنامی و شرم ہے یہ فرماکر صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کو منگوا کر درمیان مین اہل اسلام کے رکھا بادشاہ
اور جملہ اہل اسلام نے یہ قسم کھائی کہ ہنگام سحر یا تو ہم دشمنون سے لڑکر مر جائین گے یا زیر عقابین پہونچکر حمزہ کو رہا کرنے
مین کوشش و سعی کرینگے اور حریفون کے سامنے سے قدم پیچھے نہ ہٹائین گے بعد قسم کھانے کے باہم اہل اسلام ایک
دوسرے سے رخصت ہونے لگے اور کہنے لگے ہنگام سحر وقت جنگ نہین معلوم زندہ رہین یا نہ رہین آپس مین جو کچھ ہمنے
خطا و قصور کیا ہو عفو کر دو چنانچہ ہر ایک نے ہر ایک سے خطا اپنی معاف کرائی بیٹا باپ سے باپ پسر سے بھائی بھائی سے
بلکہ شب آخر حیات سمجھکر رویا اکثر لشکریون نے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کی بعضون نے بجائے لباس کفن پہنے جسکی امانت
جسکے پاس تھی اسنے اسے دیدی کسی نے وضو کر کے بعد نماز برائے فتح و ظفر بگریہ و زاری خدا سے دعا کی ہزارہا اہل اسلام عبادت
مین مصروف رہے لاکھون سواران لشکر نے تیاری جنگ کی اکثر تیغ زنون نے اپنی تیغ تیز کو برائے قتل عدو اور آبدار کیا
تیراندازون نے ترکش سے تیر نکالکر دیکھ بھالکر ترکش مین رکھے کمانین جو ناقص تھین انھین آگ پر سینک کر درست کیا
ہر ایک بہادر صف شکن اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوا یہ خبر جواسیس سے نوشیروان کو
نہایت متردد ہوکر امرا و وزرا اور سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے ہنگام سحر اہل اسلام کو
کیونکر روکنا چاہیے مجھکو خوف ہے کہ اہل اسلام زیر عقابین آکر حمزہ کو رہا نہ کر لین سب نے عرض کیا اے شہنشاہ جسطرح کہ اہل اسلام
نے قسم کھائی ہے ہم سب کو بھی لازم ہے کہ اپنے خداوندون کی قسم کھاکر قدم جنگ گاہ سے نہ ہٹائین اہل اسلام کو آگے نہ بڑھنے
دین علاوہ اسکے شہنشاہ کو لازم ہے کہ خندقون مین پانی اور کیچر بھروا دین زیر عقابین چند شیر صحرائی کٹہرون مین بند کروا دین
جسوقت مسلمان قریب تر عقابین کے آئین شیران صحرا کو کٹہرون سے باہر نکلوائین تاکہ وہ اہل اسلام پر حملہ آور ہون
اور عقابین تک نہ آنے دین اور اکثر جلادان خونخوار حضور مقرر کرین کہ جب اہل اسلام قریب عقابین آئین حکم اول
حضور مین حمزہ کو عقابین سے اتارکر قتل کر ڈالین حکم ثانی و ثالث کا انتظار نہ کرین اور ہر ایک خندق پر ایک دوسر
بر فوج کثیر مسلح کھڑی رہے مسلمانون کو خندق سے نہ گذرنے دین نوشیروان نے رائے وزرا وغیرہ کی پسند کی اور تصویر
خداوندان لات و منات وغیرہ کی جملہ سرداران و سوارون کے درمیان مین رکھین سب نے ان تصویرون کی قسم کھائی کہ حتی الامکان
ہم مسلمانون کو آگے نہ بڑھنے دینگے اور قدم میدان مصاف سے نہ ہٹائینگے دلیرانہ اہل اسلام سے لڑینگے جسوقت جملہ صغیر و کبیر
قسمین کھا چکے نوشیروان کو اطمینان ہوا اسوقت چار شیران صحرا منگوا کر زیر عقابین کٹہرون مین بند کروائے چالیس

جلادان بے رحم بلاکر انسے کہا کہ ہنگام صبح تم زیر عقابین تیغ بکف کھڑے رہنا جسوقت ہم حکم دین حمزہ کو عقابین سے اتار کر گردن النا ہمارے حکم ثانی و ثالث کا انتظار نہ کرنا جلادوں نے عرض کیا ای شہنشاہ ہم موجب ارشاد حکم حضور بجا لاینگے یہ کہکر جلاد چلے گئے پھر نوشیروان نے خندقوں کو پر آب کرادیا اور دربار برخاست کیا لشکری سامان جنگ میں مصروف رہے جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب حکم خالق لیل و نہار سے دفع ہوئی اور نور سحر فلک پر ظاہر ہوا نوشیروان نے بیدار ہوکر مجلس آراستہ کی اور چالیس جلادان بدنہاد کو زیر عقابین برائے قتل حمزہ مقرر کیا جلاد تیغ کھینچکر حکم قتل امیر کے منتظر کھڑے ہوئے بعد اسکے نوشیروان نے ہر خندق پر لاکھ سوار مع دو ایک افسرونکے مقرر کیے بعضے راوی تو یہ بیان کرتے ہیں کہ چار وان خندقوں پر چار صفین لاکھ لاکھ سوار ونکی آراستہ کین اور اکثر راوی کہتے ہین کہ سات صفین سات لاکھ سواران جنگجو کی مرتب کین اور چند اشخاص شیر ونکے کٹہروں پر اسواسطے معین کیے کہ اگر اہل اسلام عقب عقابین آجائیں تو ایک ایک شیر کٹہرونسے نکالنا بعد صف آرائی لشکر کے آپ قلب فوج میں ٹھہرا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام بعد فراغ نماز و دعا جملہ سرداران لشکر اور سرداران فوج کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر میدان کارزار میں تشریف لائے چونکہ فوج اہل اسلام مانند مور و ملخ یا مانند اعداد ستارہ ہائے افلاک تھی گاو زمین بار کثرت مردم سے سخت بیقرار تھی غرض بعد درستی میدان کارزار اسطرح صف آرائی کی گئی نظم

جو جری جنگ آزمودہ تھے
منچلے جسقدر تھے اس میں
قلب لشکر میں تھے جری طرار
لیے تیر و کمان تھے آمادہ
برق انداز جو کہ تھے غازی
تیغ زن تو لیے تھے تلواریں

تھے صف جنگ میں جو خوب آگاہ
تھے وہ ساقہ کمیں گہ میں
اور ہراول تھے غازی جرار
تھے نشانے کے زد پہ استادہ
انکو تھا شغل برق اندازی
کہ جو نزدیک ہوں انہیں ماریں

انکو رکھا کمیں اور یسار
تھے جو نامی جوان ہراول تھے
فوج میں جو کہ تھے قدر انداز
قصد رکھتا تھا جب وہ کرین تلوار
لیکے کی زد پہ بیٹھے تاکتے تھے
اسقدر رکھتا غرور تیغ زنی

بعد پالنے رہیو تم ہشیار
شیر کیطرح تھے وہ سب ایسے
رکھیں انکا تھا اک عجب انداز
تیر ہوں غرق تا لب سوفار
دیکھکر بزدل انکو بھاگتے تھے
ایک حملے میں کیجے صف شکنی

بعد صف آرائی نقیبان و رکابیت دونوں لشکروں سے نکلے اور میدان مصاف میں آکر جوانان لشکر سے کہنے لگے نظم

ای دلیرو یہی وغا کا مقام
دشمنوں نے اٹھایا گرز حسام

کھینچو تیغوں کو توڑ ڈالو نیام
کرو اعدا کا جلد کام تمام

تم ہو بیتل صفدر و غازی
آج مرنے میں ہوگا لطف حیات

آج دکھلادو اپنی جانبازی
رہے میدان میں قدم کو ثبات

جب نقیبان و رکابیت جوانان سپاہ جانبین کو آمادہ ستیز کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اسوقت دلاور جرار افواج لشکر بادۂ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے تلواریں نیاموں سے کھینچکر قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہزار ہا بہادران لشکر اسلام نے یہ خیال کیا کہ نقیب سچ کہتے ہین آج کا مرنا باعث حیات ابدی ہے تا قیام زمین و آسمان بہادر ونکی زبان پر ذکر شجاعت رہیگا مجمع دلیران جہان میں کر بہادری مع دلاوری ہوگا پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آج دشمنوں سے دلیرانہ جنگ کرکے مرجائیں اور اگر خداوند عالم زیر عقابین زندہ اور سلامت پہونچادے تو حمزہ کو رہا کرکے لے آئیں ہنوز دلیران لشکر اسلام یہ خیال کررہے تھے اور ہنوز دونوں لشکر و نسے کوئی جری و دلاور برائے مصاف میدان میں نہ نکلا تھا اور بادشاہ لشکر اسلام کا ارادہ تھا کہ آج فرامرز سے میں مقابلہ کرونگا کہ سوئے صحرا غبار عظیم بلند ہوا مردان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے خواجہ عمر و اسوقت نہایت بیقرار تھے کبھی کہتے تھے کہ میر فرخاری نہیں معلوم کہاں ہے با وجود نامہ پہونچنے کے ابھی تک نہین آیا گاہ کہتے تھے کہ دیکھیے آجکی لڑائی میں کیا ہوتا ہے جسوقت غبار نزدیک ہوا خواجہ لشکر سے نکلکر جانب غبار روانہ ہوئے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے عمرو نے دیکھا کہ میر فرخاری عصا لے ہوئے ہاتھ میں لیے ہمعیت سپاہ کثیر مع اپنے فرزند ونکے آتا ہے خواجہ نے آگے بڑھکر نہایت برہم ہوکر کوڑا انکا لکڑی کو ٹہرے پشت میر فرخاری پر لگائے اسنے حیران ہوکر پوچھا اے خواجہ میں نے کیا خطا کی جسکے عوض میں تمنے مجھکو کوڑے مارے خواجہ نے جواب دیا میاں لشکر اسلام

یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے حاضر ہوکر بصد ادب پایہ تخت کو چوم کر عرض کیا ای
ظل سبحان جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر
فساد عظیم برپا کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی نقارہ سکندری پر چوب لگائی جاے ہنگام سحر جو خالق کون و مکان کو منظور ہوگا وہی ہوگا بموجب حکم
ملازمون نے نقارہ سکندری پر چوب لگائی جب صداے نقارہ بلند ہوئی سرداران لشکر و جملہ اہل سلام نے باہم اتفاق
و مشورہ کرکے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا کہ اسوقت ہمارے قلوب یہ چاہتے ہین کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کی اسوسطے
قسم کھائین کہ ہنگام سحر حمزہ صاحبقران کو حتی الامکان رہا کرینگے جہانتک ممکن ہوگا زیر عقابین اپنے تئین پہونچا دینگے
اور اگر عقابین تک نہ پہونچ سکین گے تو لشکریان نوشیروان سے لڑکر مر جائین گے جبتک نوشیروان کو شکست
نہ دینگے میدان نبرد سے نہ پھرینگے سلطان سعد نے یہ گفتگو سنکے ارشاد فرمایا مین بھی تمھاری راے سے اتفاق کرتا ہون
مجھے بھی یہی منظور ہے کہ یا تو حمزہ صاحبقران تک وقت سحر پہونچون یا میدان مصاف مین قتل ہوجاؤن کیونکہ زندہ رہنا بلا
بغیر رہائی امیر کے باعث بدنامی و شرم ہے یہ فرماکر صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کو منگوا کر درمیان مین اہل سلام کے رکھا بادشاہ
اور جملہ اہل سلام نے یہ قسم کھائی کہ ہنگام سحر یا تو ہم دشمنون سے لڑکر مر جائین گے یا زیر عقابین پہونچکر حمزہ کو رہا کرنے
مین کوشش و سعی کرینگے اور حریفون کے سامنے سے قدم پیچھے نہ ہٹائین گے بعد قسم کھانے کے باہم اہل اسلام ایک
دوسرے سے رخصت ہونے لگے اور کہنے لگے ہنگام سحر وقت جنگ نہین معلوم زندہ رہین یا نہ رہین آپس مین جو کچھ ہمنے
خطا و قصور کیا ہو عفو کردو چنانچہ ہرایک نے ہرایک سے خطا اپنی معاف کرائی بیٹا باپ سے باپ پسر سے بھائی بھائی سے
بلکہ شب آخر حیات سمجھکر رویا اکثر لشکریون نے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کی بعضون نے بجاے لباس کفن پہنے جسکی امانت
جسکے پاس تھی اُسنے اُسے دیدی کتنے وضو کرکے بعد نماز براے فتح و ظفر بگریہ و زاری خدا سے دعا کی ہزار ہا اہل اسلام عبادت
مین مصروف رہے لاکھون سواران لشکر نے تیاری جنگ کی اکثر تیغ زنون نے اپنی تیغ تیز کو براے قتل عدو آبدار کیا
تیر اندازون نے ترکش سے تیر نکالکر دیکھ بھالکر ترکش مین رکھے کمانین جو ناقص تھین انھین آگ پر سینک کر درست کیا الغرض
ہرایک بہادر و صف شکن اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوا یہ خبر جاسوس سے نوشیروان کو پہونچی
نہایت متردد ہوکر امرا و وزرا اور سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے ہنگام سحر اہل اسلام کو
کیونکر روکنا چاہیے مجھکو خوف ہے کہ اہل سلام زیر عقابین آکر حمزہ کو رہا نہ کرلین سب نے عرض کیا ای شہنشاہ جسطرح کہ اہل اسلام
نے قسم کھائی ہے ہم سب کو بھی لازم ہے کہ اپنے خداوندونکی قسم کھاکر قدم جنگ گاہ سے نہ ہٹائین اہل اسلام کو آگے نہ بڑھنے
دین علاوہ اِسکے شہنشاہ کو لازم ہے کہ خندقون مین پانی اور رہگذر وادین زیر عقابین چند شیر صحرائی کٹہرون مین بند کروا دین
جسوقت مسلمان قریب زیر عقابین کے آئین شیران صحرا کو کٹہرون سے باہر نکلوائین تاکہ وہ اہل اسلام پر حملہ آور ہون
اور عقابین تک نہ آنے دین اور اکثر جلادان خونخوار حضور مقرر کرین کہ جب اہل اسلام قریب عقابین آئین حکم اول
حضور یہین حمزہ کو عقابین سے اُتار کر قتل کرڈالین حکم ثانی و ثالث کا انتظار نہ کرین اور ہرایک خندق پر ایک دوسرا
بہ فوج کثیر مسلح کھڑے رہین مسلمانون کو خندق سے نگذرنے دین نوشیروان نے راے وزرا وغیرہ کی پسند کی اور تصویرین
خداوندان لات و منات وغیرہ کی جو سرداروں کے درمیان مین رکھین سب نے اُن تصویرونکی قسم کھائی کہ حتی الامکان
ہم مسلمانونکو آگے نہ بڑھنے دینگے اور قدم میدان مصاف سے نہ ہٹائین گے دلیرانہ اہل اسلام سے لڑینگے جسوقت جملہ صغیر و کبیر
قسمین کھا چکے نوشیروان کو اطمینان ہوا اُسوقت چار شیران صحرا منگواکر زیر عقابین کٹہرون مین بند کروائے چالیس

اٹھالی تیغہ سپر پر پڑا پلنگینہ پوش نے دستانہ مارا تیغہ سپر سے نکلگیا مگر بوجہ زخم کاری لگنے کے قوت جنگ باقی نرہی سرداران لشکر
اسلام پلنگینہ پوش کو میدان نبرد سے لشکر میں لے گئے ناگاہ سمت دشت سے ایک نقابدار سفید پوش دو لاکھ سوار کی
جمعیت سے ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اُسکی مزاج پرسی کی اُسنے احوال پوچھا خواجہ نے کل حال بیان کیا اُسنے بھی
مثل اور سرداران لشکر کے حمزہ کو بصد ادب تسلیم کی اور مانند اور بہادروں کے سلطان سعد کو جاکر مجرا کیا پھر سرداروںنے
ملکر اپنے لشکر کی صف آرائی کی ناگاہ فرامرز نے مبارز طلب کیا نقابدار سفید پوش نے اُس سے جاکر مقابلہ کیا تا دیر لڑائی ہوئی
آخر نقابدار بھی مثل اور سرداروں کے زخمی ہوا پھر نقابدار سیاہ پوش آیا وہ بھی دست فرامرز سے زخمی ہوا بعد اسکے نقابدار
سبز پوش تین لاکھ سواروں کی جمعیت سے آیا وہ بھی انجام کار زخمی ہوا القصہ دیوانہ بجمعیت کثیر آیا وہ بھی ہنگام مقابلہ دست
فرامرز سے زخمی ہوا اسی طرح سوائے پیر فرخاری کے جو سرداران لشکر نہیں آئے تھے وہ سب آئے اور سب فرامرز
کے ہاتھ سے زخمی ہوئے احوال ان سبکا بوجہ خیال طول تحریر نہیں کیا کیونکہ ابھی داستان میں بہت باقی ہیں اور منظور یہ ہی
کہ چند اجزا میں یہ دفتر تمام کردیا جاوے عبارت زیادہ بڑھانیکی مطبع سے اجازت نہیں ہے پس بمجبوری بسبیل اختصار تحریر کیا گیا
الحاصل جب آفتاب نہاں ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر میدان نبرد سے چلے گئے خواجہ عمرو شکل
تبدیل کرکے ہمراہ لشکر نوشیروان چلے جب نوشیروان اپنی بارگاہ میں پہونچکر تخت پر بیٹھا امرا و وزرا سرداران لشکر بارگاہ
میں آئے اور بدستور قدیم اپنے اپنے دنگل و کرسیوں پر بیٹھے اور وزرا اپنے عہدے کے موافق دربار میں حاضر رہے خواجہ بھی
داخل بارگاہ ہوئے جب دربار بخوبی آراستہ ہوچکا فرامرز نے کاوہ مرزدکی سے کہا آج تمنے میری دلیری اور شجاعت دیکھی
کاوہ مرزدکی نے شرمندہ ہوکر کچھ جواب نہ دیا ہنوز نوشیروان بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا تھا اور دربار آراستہ ہوا تھا کہ
بختکان اور عبدالعزیز شاہ زیرباد ہندی اور لنشواط حاکم زیرباد ہند اور سنگ سروان وغیرہ نے باہم مشورہ
کرکے نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ فی الحال جملہ سرداران لشکر اسلام آگئے ہیں اہل اسلام شل ہو رہے ہیں جمع ہوگئے ہیں خوف
ہے کہ حمزہ کو رہا نہ کرلیں پس ہماری رائے یہ ہے کہ اسی وقت حمزہ کو قتل کرڈالیے نوشیروان نے جواب دیا ہر چند کہ جملہ سرداران
لشکر بقول تمہارے داخل لشکر اسلام ہوچکے ہیں لیکن سب زخمی ہیں انمیں اتنی قوت کہاں ہے کہ حمزہ کو رہا کریں اگر وہ ارادہ
رہا کرنیکا کرینگے تو اُسوقت کوئی تدبیر معقول کیجائیگی بالفعل قتل کرنا حمزہ کا اس خیال سے اچھا نہیں ہے نوشیروان
یہ کہکر خاموش ہوا خواجہ عمرو تمام گفتگو سنکے بارگاہ سے نکلکر بصد مشکل زیر عقابین گئے اور خوب روئے بعد ازاں
وہاں سے روانہ ہوکر لشکر اسلام میں اُسوقت آئے کہ سلطان سعد بالائے تخت بیٹھے تھے جملہ سردار بھی بارگاہ سلیمانی میں
موجود تھے سرداران زخمی کے زخموں پر جراحوں نے پھاہے مرہم سلیمانی کے رکھکر پٹیاں باندھدی تھیں ہر ایک سردار
سر جھکائے بیٹھا تھا اُسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے جو کچھ بارگاہ نوشیروان میں جاکر سنا تھا عرض کیا
اور کہا ابھی تک پیر فرخاری نہیں آیا نہیں معلوم وہ کہاں ہے اور کس بلا میں مبتلا ہے یہاں سرداران لشکر کا یہ حال ہے کہ ہر ایک
سردار زخمی ہے کفار نوشیروان کو حمزہ کے قتل پر آمادہ کرتے ہیں اور رہائی امیر با توقیر کی بموجب حکم لکھانے بزرجمہر کے
پیر فرخاری کے آنے پر موقوف ہے دیکھیے دو چار روز کی مدت میں کیا ہوتا ہے ابتو کوئی سردار لشکر اسلام کا صحیح نہیں ہے سب
زخمی ہیں اگر وہ دو تین روز نہ آیا اور نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا تو فرامرز سے کون مقابلہ کریگا ہر چند کہ جملہ سرداران لشکر
اسلام نہایت شجاع و بہادر ہیں اس عالم زخمداری میں اس سے مقابلہ کرینگے مگر انجام اس مقابلہ کرنیکا اچھا نہ ہوگا ظاہر ہے کہ اسکے
ہاتھ سے ہلاک ہوجانیکا خوف ہے سلطان سعد نے فرمایا اگر اب نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا اور پیر فرخاری نہ آیا
تو میں فرامرز بن قارن سے مقابلہ کرونگا کسی سردار کو پھر مقابلہ جانے نہ دونگا ابھی سلطان سعد خواجہ عمرو سے

باد تند سے رفع ہو گیا اہل اسلام نے دیکھا کہ سلطان سر برہنہ طلیشی مع اپنے سرداران لشکر کے پانچ لاکھ فوج کی جمعیت سے
بصد کر و فر آتا ہے خواجہ عمرو سلطان سر برہنہ کو دیکھکر لشکر سے نکلا مع چند سرداروں کے روانہ ہوئے جب قریب سلطان
سر برہنہ کے پہونچے اسنے خواجہ سے احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام احوال بیان کیا سلطان سر برہنہ نے
تخت سے اتر کر سامنے عقابین کے جا کر امیر با توقیر کو بصد ادب سلام کیا اور حال صاحبقران پر اشکبار ہوا حمزہ
صاحبقران نے سلطان سر برہنہ کو دیکھا بعد ازین پھر تخت پر سوار ہو کر لشکر اسلام میں آیا پہلے سلطان سعد
کی خدمت میں گیا اور شرائط تسلیم بجا لایا بعدہ جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملا اسی اثنا میں فرامرز نوشیروان سے
اجازت جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان مصاف میں آیا اور مبارز طلب کیا سلطان سر برہنہ نے
سلطان سعد سے اجازت جنگ طلب کی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا اے سلطان سر برہنہ فی زماننا ستارہ ہم سب
اہل اسلام کا اچھا نہیں ہے ہر ایک سردار اس فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہے تم اس سے مقابلہ نکرو سلطان سر برہنہ نے کہا
مجھے ضرور کبھی اجازت جنگ دیجیے میں اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا سلطان سعد نے مجبور ہو کر اجازت مصاف دی
سلطان سر برہنہ مرکب پر سوار ہو کر سامنے فرامرز کے گیا فرامرز نے پوچھا نام تیرا کیا ہے سلطان سر برہنہ نے نام
اپنا بتایا فرامرز نے کہا باوجود اسکے کہ تو سلطان ہے لیکن تجھکو بعوض تاج ٹوپی بھی میسر نہیں ہے سلطان سر برہنہ نے
جواب دیا مجھکو حکم شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ السلام اسیطرح ہے ناظرین نکتہ بین اس مقام پر یہ اعتراض نہ کریں کہ جناب امیر
علی بن ابیطالب علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں اسکو حکم کیونکر سر برہنہ رہنے کا دیا جواب اسکا یہ ہے کہ نور نبی
و علی خداوند عالم نے کل مخلوقات سے پیشتر خلق کیا ہے اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام مظہر العجائب و مشکل کشا ہیں
قبل ولادت بارہا حکم خدا سے ہر ایک خاص و عام کے ہنگام مشکل کام آئے ہیں سلمان کو شیر سے بچایا ہے اپنی والدہ
بنت اسد کو بھی شیر کے شر سے محفوظ رکھا ہے اسیطرح اکثر حکم پروردگار سے ہر ایک نبی مرسل کے کام آئے ہیں اگر
سلطان سر برہنہ سے بھی عالم خواب یا عالم بیداری میں سر برہنہ رہنے کو فرمایا ہو تو کچھ جائے تامل و اعتراض نہیں ہے
غرض آمدیم بر سر مطلب فرامرز نے گفتگو سے سلطان سر برہنہ سے تنگ ہو کر گرز گرانبار اٹھا کر سر سلطان سر برہنہ پر لگایا سلطان
سر برہنہ نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر خود بھی گرز لگایا فرامرز نے اپنے سر کو ضرب گرز سے تو بچایا لیکن مرکب فرامرز کا پامال
ہوا سلطان سر برہنہ نے اسیوقت چاہا تھا کہ دوسرا گرز لگا کر فرامرز کو بھی ہلاک کیجیے ناگاہ حکم نوشیروان سے صدہا سوار ان
نے آگے بڑھکر فرامرز کو بچایا اور گھوڑے پر سوار کیا فرامرز نے مرکب پر سوار ہو کر تیغہ کھینچکر سر سلطان سر برہنہ پر لگایا سلطان
مذکور نے سپر اٹھائی تھی کہ ناگاہ پانوں مرکب کا موش خانے میں جا رہا گھوڑا گرنے لگا سلطان سر برہنہ جبتک پانوں
گھوڑے کا موش خانے سے نکالے تیغہ فرامرز سر پر پڑ ہی گیا سلطان سر برہنہ نے فوراً دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا
مگر دو انگل سر میں زخم آگیا تھا خون سر سے جاری ہوا سلطان سر برہنہ زخمی ہو کر لشکر اسلام میں چلا گیا فرامرز نے
پھر مبارز طلب کیا ناگاہ جانب صحرا ایک غبار نمایان ہوا بعد ایک لمحہ کے اہل اسلام نے دیکھا کہ سوار پلنگینہ پوش ایک لاکھ
چالیس ہزار سوار فرنگی جمعیت سے پیدا ہوا عمرو نے آگے بڑھکر سوار پلنگینہ پوش سے ملاقات کی اور تمام احوال امیر
کا تنہا بیان کیا سوار پلنگینہ پوش چشم پر نم ہو کر مرکب سے اتر کر سامنے عقابین کے گیا اور حمزہ کو سلام کیا امیر نے عقابین
پر سے دیکھا تسلیم کرنیکے بعد پلنگینہ پوش مع لشکر داخل لشکر اسلام ہوا سلطان سعد کی خدمت میں جا کر لوازم و شرائط
بندگی بجا لایا پھر سرداران لشکر اسلام سے معانقہ و مصافحہ کیا بعد اسکے سعد سے اجازت حرب لیکر فرامرز کے روبرو گیا
اور کہا او نابکار جوہر تیغ دیکھ فرامرز نے تیغہ خون آلود سر پر لگایا پلنگینہ پوش نے سپر اٹھائی تھی یکایک مرکب نے سکندری

جو ہمارے لشکر کے سردار اور سردار قتل ہوے ہین چند سردار رجائین یا انکو بین موافق ہمارے مذہب کے آگ مین جلائین
تو ارا سرداران لشکر گئے اور حکم نوشیروان بجالانے مین مصروف ہوے نوشیروان اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا جملہ سرداران
لشکر بارگاہ مین موجود تھے ناگاہ آٹھ لاکھ فوج کی جمعیت سے کاوہ مشرقی آیا لشکر اپنا تا میدان مین اترا لیکن کاوہ
مشرقی کبینہ لیے اترکر بارگاہ مین آیا نوشیروان کو سلام کرکے قریب تخت نوشیروان صندل پر بیٹھا
نوشیروان کو اسکے آنے سے خوشی حاصل ہوئی کیونکہ نوشیروان اسکے آنیکا منتظر تھا جب کاوہ مشرقی صندل پر بیٹھ چکا
نوشیروان سے پوچھنے لگا اے شہنشاہ مین نے سُنا ہے کہ حضور سے اور اہل اسلام سے ایک مدت سے متواتر لڑائیان
ہو رہی ہین آپکے سرداران لشکر کیسے جری و بہادر ہین کہ اہل اسلام کو شکست نہین دیتے اور سبکو تہ تیغ نہین کرتے
خصوصًا فرامرز بن قارن عدلی موجود ہے اور اہل اسلام کا کام تمام نہین کرتا اگر مین ابتک یہان ہوتا تو نام و نشان
بھی اہل اسلام کا صفحۂ ہستی پر نہ رکھتا فرامرز بن قارن عدلی اُنکے کاوہ مشرقی سُنکے برہم ہوکر کہنے لگا اے
کاوہ مشرقی اگر تم یہان ہوتے تو تم سے کچھ بھی نہو سکتا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی بھی نہ کرسکتے شہنشاہ سے
دریافت کرلو مین نے صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہے اکثر سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا ہے آج الجوب خان ششگری کو
گرفتار کیا ہے یہ کہکر کہا الجوب خان ششگری کو لے آؤ ملازم نوشیروان سے اجازت لیکر الجوب خان ششگری کو
عقابین سے آزاد کرکے لے آئے جب الجوب خان ششگری بارگاہ نوشیروان مین آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے
جواب نہ دیا فرامرز بن قارن نے کہا دیکھو مین نے ایسے جری کو گرفتار کیا ہے کہ جسنے قبل ازین صدہا کو قتل کیا ہے اور
بڑے بڑے نامدارون کو زخمی کیا ہے یہ کہکر ان ملازمون سے کہا الجوب خان کو لیجاؤ اور زیر عقابین قید کرو بموجب
حکم ملازمون نے الجوب خان ششگری کو زیر عقابین قید کیا کاوہ مشرقی نے گفتگوے فرامرز بن قارن سُنکے
اور مسکراکر جواب دیا جو کچھ تمنے کہا مین نے سُنا اس تمھاری یاوہ گوئی کو ہرگز مین باور نکرونگا جبتک کہ تمھاری جرات
و بہادری دیکھ نہ لون اور میری بہادری سے تو سب واقف ہین اگر ایک تم مجھے بہادر و صف شکن نہین سمجھتے تو
اس تمھارے نہ سمجھنے سے کیا ہوتا ہے فرامرز بن قارن نے غضبناک ہوکر کہا اچھا ہنگام سحر تم میری بہادری دیکھ لینا
یہ کہکر نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ اسوقت بھی آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے ہرچند کہ مین زخمی ہون مگر اپنی دلیری
کاوہ مشرقی کو دکھاؤنگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو لشکر اسلام کے بام جاسوسی مقرر تھے خبر نواخت
طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور پایۂ تخت کو باصد ادب چوم کر اور دعا و ثناے بادشاہی ادا
کرکے یون عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا
یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر کچھ فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان
سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے
چنانچہ حسب الحکم نقارۂ سکندری پر ملازمون نے چوب لگائی زمین تھرائی اہل اسلام صداے نقارۂ سکندری سُنکے
آگاہ ہوے تیاری جنگ مین مصروف ہوے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا صبح ہوئی اسوقت سے
نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر میدان مین آیا اس جانب سے سلطان سعد کل سرداران لشکر اور جملہ فوج کو ہمراہ
لیکر میدان مصاف مین گئے بعد درستی صفوف ہر دو لشکر نقیب ادرکمک دونون لشکر والے نکلکر میدان مین آئے
اور جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و جدال کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز دونون لشکر والون سے کوئی بہادر
اور دلبر ہرا سے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا مردان ہر دو لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار

کو زخمی اور قتل کرنے لگے اسی اثنا میں سوے دشت گرد و غبار عظیم بلند ہوا اور وسنہ آفتاب کثرت غبار سے نہان ہوا
بعد تھوڑی دیر کے کنگر شاہ و مندر شاہ و کندہ کہ کرمانی کئی لاکھ سواروں کی جمعیت سے عنقریب عرصہ نبرد آئے
اور جنگ عظیم دیکھکر بے اختیار تلواریں نیاموں سے کھینچکر یا غالب یا ناصر یا معین کہکر مع آٹھ لاکھ سواروں کے
لشکر عبد العزیز اور نشواط پر گرے اور لشکر یونکو قتل کرنا شروع کیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایسی تلوار چل رہی تھی
کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہے اگر فرشتے بھی دیکھتے تو وہ بھی متحیر ہوتے کیونکہ بکثرت غبار بلند تھا چقاچاق خنجر تا فلک
جاتی تھی تلواروں کی جھنکار فلک سے گذرتی تھی ہر جگہ میدان مصاف میں سر گردن میں جدائی ہو رہی تھی
ہزارہا لاشے زمین پر پڑے تھے کوتل گھوڑے دوڑ رہے تھے زمین کراہتی تھی بحر خون کشتگان چار سو جاری
تھا زمین عرصۂ نبرد لرزاں تھی گاو زمین کثرت بار مردان لشکر جانبین سے بیچین اور بیقرار تھی پیر فلک بنظر حیرت
نگراں تھا آفتاب یہ جنگ دیکھ دیکھ بار بار تھرا تا تھا آخر تاب دید کار زار نہ لاکر جانب مغرب جاکر پنہاں ہوا نوشیروان
نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا نوشیروان جملہ اپنے مددگاروں اور سرداران لشکر وغیرہ
کو ہمراہ لیکر جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام بھی جملہ سرداروں وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جنگگاہ سے جانب
لشکر گاہ روانہ ہوے لیکن ایک سردار لشکر اور کچھ سوار انکو جنگ گاہ میں چھوڑ گئے اور فرما گئے کہ جملہ مقتولونکو
جو اہل اسلام ہیں اور آجکی لڑائی میں کام آئے ہیں انکو غسل و کفن دیکر دفن کر چنانچہ بموجب حکم اس سردار کے
اہل اسلام نے اہل اسلام کی لاشونکو موافق شریعت دفن کیا بعد دفن کرنے کے سردار مذکور و دیگر اہل اسلام
سمت لشکر اسلام روانہ ہوے راوی بیان کرتا ہے کہ اس لڑائی میں سات لاکھ مردمان لشکر نوشیروان اور
مردمان سپاہ مددگاران نوشیروان قتل اور زخمی ہوے اور دو لاکھ اہل اسلام شہید اور زخمی ہوے جب
سلطان سعد اپنی بارگاہ فلک اشتباہ میں پہونچے حکم دیا کہ جو سردار اور سوار زخمی ہیں جلد انکا علاج کیا جائے
بموجب حکم جراح حاضر ہوے انھوں نے ہر ایک اعلی و ادنی کے زخموں پر پھاہے مرہم کے رکھکر پٹیاں باندھیں
جب دربار آراستہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی میں جملہ سرداران لشکر جاکر حسب دستور بیٹھے خواجہ عمرو بھی داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور دفتر اسماے سرداران لشکر طلب کیا جب ملازم بادشاہ لشکر اسلام دفتر مذکور
لیکر آئے خواجہ عمرو نے جو سرداران لشکر آئے تھے انھیں شمار کیا بعد شمار کرنے کے معلوم ہوا کہ ابھی اکثر
سرداران لشکر اسلام نہیں آئے ہیں اور پیر فرخاری بھی نہیں آیا ہے ہر چند کہ خواجہ نے چند روز کی مدت میں
قبل ازیں جملہ سرداران لشکر اسلام کو بادشاہ لشکر اسلام کی جانب سے نامے براے طلب پہونچا دیے تھے لیکن اب تک
پیر فرخاری وغیرہ سرداران لشکر نہیں آئے تھے الحاصل خواجہ نے دفتر اسماے سرداران لشکر اسلام انھیں
ملازمان بادشاہ لشکر اسلام کو جو دفتر مذکور دیگئے تھے پھر بلا کر دیدیا بارگاہ سلیمانی میں تو سلطان سعد تخت پر
رونق افزا تھے جملہ سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے لیکن اب احوال نوشیروان کا لکھا جاتا ہے کہ
جب نوشیروان میدان رزم سے اپنی بارگاہ میں گیا اور دربار آراستہ ہوا اسوقت نوشیروان نے جراحونکو
طلب کرکے حکم دیا کہ جلد زخم سر فرامرزین قارن عدنی وغیرہ کا علاج کریں حسب الحکم جراحوں نے اول فرامرزین
قارن عدنی کے پاس جاکر جو زخم کنپٹیوں پر تھے انھیں شراب سے دھویا پھر پھاہے مرہم کے زخمونپر لگاکے
اور پٹی باندھ دی اسیطرح اور جو سردار اور سوار زخمی تھے انکے زخموں پر بھی پھاہے رکھے اور پٹیاں باندھیں
جب کل زخموں کے زخموں پر پھاہے مرہم کے رکھدیے گئے اسوقت نوشیروان نے حکم کیا

گرز و تیغ و خنجر لیے یکبارگی بڑھے اور فرامرز مغربی کو گھیر لیا اور تلواریں اور تبر و گرز لگانے لگے ادھر سے بھی لشکر
اسلام برائے مدد فرامرز مغربی بڑھا دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مردان لشکر جانبین قتل ہونے لگے دلیروں
نے شیرانہ امر سے کرنا شروع کیے راوی بیان کرتا ہے کہ جب کوئی سردار یا سوار فرامرز مغربی پر تیغ یا گرز لگاتا تھا تو
فرامرز مغربی بجائے سپر فرامرز بن قارن پر روکنا چاہتا تھا وہ سردار یا سوار تیغ پر روک لیتا تھا اور خیال
کرتا تھا کہ اگر تیغ لگاؤنگا تو فرامرز بن قارن دو ٹکڑے ہو جائیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ تلوار اور گرز نہ لگاؤ اور فرامرز
تیغ تیز سے جو سامنے آجاتا تھا اُسے قتل کرتا تھا عین جنگ مغلوبہ میں ایک پہلوان نے گرز اُٹھا کر چاہا کہ فرامرز
پر لگائے فرامرز مغربی نے بجائے سپر اوس گرز فرامرز بن قارن پر اسکے گرز کو روکنا چاہا یا یکایک اُس پہلوان نے
ہاتھ روکا اور توڑا نہ کھینچ کر فرامرز بن قارن کا ٹوٹ گیا فرامرز بن قارن دست فرامرز مغربی سے چھوٹ کر
زمین پر گرا فوراً مردان لشکر نوشیروان نے ہجوم کر کے فرامرز بن قارن کو گھوڑے پر سوار کیا خود قتل ہوئے
مگر فرامرز بن قارن کو بچایا فرامرز بن قارن مرکب پر سوار ہو کر تیغہ ایک سوار سے لیکر آگے بڑھا فرامرز مغربی
تو لشکریان نوشیروان سے لڑ رہا تھا انکی طرف متوجہ تھا لیکن فرامرز بن قارن نے ایسے وقت میں نعرہ کر کے
تیغہ سر فرامرز مغربی پر لگایا کہ جبتک فرامرز مغربی سپر اُٹھائے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور چار انگل سر میں در آیا
فرامرز مغربی نے اُسی حالت میں دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا فرامرز مغربی نے زخم سر اُسی عالم میں باندھ کر پھر لڑنا شروع
کیا جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی کہ سوے صحرا غبار بلند ہوا جب غبار ہوا سے رفع ہوا دیکھا عفریت
خان بن صلصال بن دیو بن شمامہ جادو بجمعیت بست و دو ہزار سواران نابکاران آتا ہے جب عفریت
خان قریب تر آیا حال دریافت کرکے لشکر اسلام پر گرا اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اہل اسلام بھی اُس سے
لڑنے لگے اور اسکے لشکریوں کو ضرب تیغ و گرز وغیرہ آلات حرب و ضرب سے ہلاک کرنے لگے لڑائی ہو رہی تھی کہ پھر
سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا بعض مردان لشکر سمت غبار دیکھنے لگے جب وہ بھی غبار باد تند سے دور ہوا چار
لاکھ سوار اور آٹھ بادشاہان اطراف جوانب خراسان ظاہر ہوئے جب قریب میدان جنگ کے آئے
تو داخل لشکر اسلام ہو کر شریک جنگ ہوئے پھر گرد و غبار سوے دشت پر خار نمایان ہوا جب غبار دور ہوا
دور ہوا عسس و جمن و کشپین گاؤ پائی بجمعیت لشکر کثیر آئے اور شریک نوشیروان ہو کر اہل اسلام سے لڑنے
لگے یکایک پھر ایک طرف غبار بلند ہوا اور لقا بدار سبز پوش چار لاکھ سواروں کی جمعیت سے ظاہر ہوا اور
جلد تر قریب رزمگاہ آکر جنگ مغلوبہ دیکھکر اہل اسلام کی طرف سے جنگ کرنے لگا اور لنوشیروان کی فوج کو
تہ تیغ کرنے لگا بختک یہ حال دیکھکر گھبرایا ناگاہ پھر ایک جانب غبار نمایان ہوا بعد رفع ہونے غبار کے
سنگساران بائیس ہزار سنگساران کی جمعیت سے عیان ہوا اور جانب نوشیروان سے فوج لقا بدار سبز پوش
سے لڑنے لگا دفعتہ ایکطرف سے پھر غبار عیان ہوا بعد تھوڑی دیر کے عبد العزیز شاہ اور نشواد حاکمان زیر
باد ہند ہمراہ فوج کثیر دکھائی دیئے یہ عبد العزیز اور نشواد وہ ہیں کہ جو لندھور سے شکست کھا کر جانب ملک
سنگساران گریزان ہوے تھے اب فوج کثیر جمع کر کے برائے مدد نوشیروان آئے ہیں غرض بادشاہان زیر
باد ہند نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے تلوار کیکی طوس کے حلقے میں چل رہی ہے اہل اسلام شیرانہ
لڑ رہے ہیں نعرے و دمدم کر رہے ہیں یہ حال دیکھکر سب تمامی فوج اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اور خنجر
تیغ و تیسہ و تبر وغیرہ آلات حرب و ضرب لے لیکر یا خداوندان لات اعلیٰ و منات معلیٰ کہکر لڑنے لگے اہل اسلام

کہ بہمن نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لی اور لشکر سے نکلکر فرامرز کے سامنے گیا فرامرز نے اغراہ کینہ کے تیغہ آبدار سر
بہمن پر لگایا بہمن نے سپر فراخ دامن اُٹھا کر ضرب تیغ سے سر کو تو بچایا لیکن تیغہ جو گردن پر فرس کی گرا گردن مرکب کی
قلم ہوئی بہمن گھوڑے سے کودا اسیوقت بعجلت فرامرز نے سر بہمن پر تیغہ مارا سر بہمن کا زخمی ہوا بہمن نے
دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا مگر خون سر سے جاری ہوا یہ حال دیکھکر بہرام شترخوار سلطان سعد سے اجازت
لیکر میدان میں گیا اور بہمن کو لشکر میں روانہ کرکے فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے تیغہ مارا بہرام شترخوار نے دلیرانہ
سپر پر روکا پھر بہرام مذکور نے شمشیر آبدار سر فرامرز بن قارن پر لگائی فرامرز نے بھی تلوار بہرام کی سپر پر روکی
اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی آخر فرامرز نے غضبناک ہو کر تیغہ سر بہرام شترخوار پر لگایا بہرام نے سپر اُٹھائی تھی کہ ناگاہ
گھوڑے نے سکندری کھائی بہرام گھوڑے کے سنبھالنے میں مصروف تھا تیغہ سپر پر گیا اور تا دو ابرو اتر آیا بہرام شترخوار
نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا بعد زخمی ہونیکے بہرام شترخوار میدان سے لشکر اسلام میں چلا گیا اور مقابلہ کیا تا
بوجہ زخمکاری کے طاقت مقابلہ نہ تھی غرض بعد زخمی ہونے بہرام شترخوار کے فرامرز نے پھر مبارز طلب کیا اسوقت
لشکر اسلام سے ہنوز کوئی نہ نکلا تھا کہ سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا یجنتک اور فرامرز وغیرہ سوے غبار دیکھنے لگے خواجہ
برائے دریافت خبر روانہ ہوے جب غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت خوبرو اور قوی ہیکل بالاے
فرس سوار ہے اور ایک بادشاہ مسن بھی ایک تخت پر سوار ہے پانچ لاکھ سوار ہمراہ رکاب ہیں اہل اسلام نے اس جوان اور
بادشاہ کو دیکھکر پہچانا کہ ہلال شاہ اور شاہزادہ فرامرز لشکر کثیر لیے آتے ہیں واضح ہو کہ اثناے راہ میں فرامرز اپنے پدر
کے ہمراہ ہو کر اب یہان آیا ہے غرض ادھر عمرو نے برابر ہلال شاہ کے پہنچکر حال حمزہ اور کیفیت لشکر بیان کی ہلال
اور فرامرز نے تخت اور مرکب سے اُتر کر سامنے عقابین کے برائے تسلیم سر جھکائے صاحبقران نے عقابین پر سے
ملاحظہ کیا بعد آداب و تسلیم بجالانے کے ہلال شاہ اور فرامرز سوار ہو کر لشکر اسلام میں آئے اور سلطان سعد
کے روبرو جا کر لوازم بندگی بجالائے بعدازان سرداران لشکر اسلام سے ملے پھر فرامرز مغربی نے سلطان سعد سے
اجازت کارزار لیکر میدان میں جا کر فرامرز بن قارن سے مقابلہ کیا ہرچند کہ فرامرز نے قسم کھائی تھی کہ اہل اسلام
سے جنگ نیزہ نہ کرونگا مگر اسوقت فرامرز کے دل میں آیا کہ اس جوان کو نیزہ سے ہلاک کرون یہ تجویز کرکے نیزہ
اُٹھا کر گردش دیکر سینہ فرامرز پر لگایا فرامرز نے بفنون سپہ گری فورًا ہاتھ بڑھا کر گھوڑے کو مہمیز کرکے درمیان
نیزے پر ہاتھ ڈالا ادھر فرامرز بن قارن عدلی نے زور کیا ادھر فرامرز مغربی نے زور کیا آخر فرامرز مغربی
نے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا فرامرز بن قارن عدلی نے غضبناک ہو کر گرز گرانبار اُٹھا کر دونون رکابوں
پر قدم جما کر اور کھڑے ہو کر گرز کو گردش دیکر سر فرامرز مغربی پر لگایا فرامرز مغربی نے دست راست
کو بڑھایا اور روککر گرز پر ہاتھ ڈالکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر فرامرز بن قارن چھوڑ نہ دے تو گھوڑے سمیت منہ کے
بھل زمین پر گرے اور شانہ اتر جاے جسوقت فرامرز مغربی نے گرز بھی چھین لیا فرامرز بن قارن عدلی کو
نہایت غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہو گیا مثل صاحب تپ غصے سے کانپنے لگا آخر اسی عالم غیظ میں
تیغہ گرانبار و خون آلود کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر فرامرز پر لگایا فرامرز مغربی نے بازو تیغے کی دیکھکر کسیقدر گھوڑے کو
بڑھا کر بند دست فرامرز بن قارن عدلی پر ہاتھ ڈالدیا اور بزور قوت بازو تیغہ بھی اسکے ہاتھ سے چھین کر
زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کرکے پشت فرس سے اسکو اُٹھا لیا یہ حال جو نوشیروان نے دیکھا بیتاب
ہو کر کل فوج لیکر بڑھا اور حکم کیا فرامرز مغربی کو قتل کر دو اور فرامرز بن قارن کو اسکے ہاتھ سے بچاؤ مردان لشکر

خوب جانتا ہون نام اسکا الجوب خان شش گرزی ہے اور اسلئے طریقہ جنگ سے بھی ماہر ہے وقت ہنگام جنگ حریف کے گرد مرکبون کو گردش دیتا ہے مرکب کل کے زور سے گھومتے ہین وقت گردش دینے مرکبون کے غبار بلند ہوتا ہے پھر ایک آئینہ حریف کے چہرے کے مقابل دفعتًا آجاتا ہے تمازت آفتاب ہے واسکی آئینہ پر پڑتی ہے اور وہ آئینہ مقابل روے دشمن ہوتا ہے اسوجہ سے آنکھین حریف کی تاب نہ لا کر بند ہو جاتی ہین اُسیوقت یہ بہادر صندوق سے جست کرکے پاشنے کنپٹیون پر حریف کے مارتا ہے حریف کی کنپٹیان ایسی زخمی ہوتی ہین کہ بالاے زین گر کر ہلاک ہو جاتا ہے اگر زخم کاری نہین لگتا ہے تو ہلاک نہین ہوتا ہے بس ذرا الجوب خان شش گرزی سے بہوشیاری مقابلہ کرنا آئینہ کے عکس سے اور اسکی پاشنہ لگانے سے بچنا فرامرز بن قارن نے یہ تقریر بختک کی سنکے نیزہ چلہ کمان مین لٹکا یاک گرز کا وار الجوب خان پر لگایا الجوب خان نے سر اپنا صندوق مین پنہان کیا گرز صندوق کا برابر گیا نہیں خطا کی پھر الجوب خان نے کل موڑی گھوڑے گرد فرامرز بن قارن کے گردش کرنے لگے غبار بلند ہوا ناگاہ آئینہ پیدا ہوا فرامرز نے آنکھیں اپنی فورًا بند کرلیں اس اثنا مین الجوب خان نے جست کرکے پاشنہ ماری چونکہ قبل اسکے بختک نے فرامرز کو آگاہ کر دیا تھا فرامرز نے سر اپنا جھکا یا پاشنے پڑے تو مگر زخم کاری و مہلک نہ لگا بعد پاشنہ مارنیکے الجوب خان پھر صندوق مین گیا اور بعد تھوڑی دیر کے اسیطرح پھر صندوق سے جست کرکے نکلا چاہتا تھا کہ پاشنہ مارے فرامرز نے برہم ہو کر دونون ہاتھ بلند کرکے دونون پانون الجوب خان کے پکڑکے بقوت تمام کھینچ لیا جب الجوب خان زمین پر گرا فرامرز نے گرفتار کرکے ارادہ قتل کرنیکا کیا خواجہ عمرو نے بیتاب ہو کر میدان مین جا کر آواز بلند کہا اے فرامرز اگر تو نے الجوب خان کو قتل کیا تو سمجھ لینا کہ تجھکو اور نوشیروان کو آج ہی کسی نہ کسی طرح مار ڈالونگا بڑا فتور و فساد برپا کرونگا نوشیروان اور بختک نے تقریر خواجہ عمرو کی سنی خائف ہو کر چینا بانہ کہا اے فرامرز خبردار الجوب خان کو قتل نکرنا ورنہ عمرو تمھین ضرور مار ڈالیگا اور قیامت برپا کریگا فرامرز بن قارن نے تلوار اٹھائی تھی مگر نوشیروان کے کہنے سے ہاتھ روکا نوشیروان نے حکم دیا کہ الجوب خان کو ایک قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر برابر صاحبقران کے لٹکا دو ملازمون نے بموجب حکم ایسا ہی کیا چونکہ قارن کسیقدر زخمی تھا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام محزون و ملول ہمراہ سلطان سعد جانب فرودگاہ گئے اور نوشیروان اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا جب اپنی بارگاہ مین پہونچا ہنگام شب پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سنکے نقارہ حربی بجوایا رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر پھر دونون لشکر میدان مین آئے اور صف آرا ہوئے نقیب اور چرکیت جوانان لشکر کو آمادہ حرب کرکے چلے گئے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر و جوانمرد نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے نقابدار سیاہ پوش لشکر اسلام کیطرف آیا لشکر نوشیروان سے فرامرز بن قارن پٹی باندھے ہوے زخم پر باہر نکلا اور مبارز طلب کیا نقابدار سیاہ پوش نے اس سے مقابلہ کیا تا شام باہم جنگ ہوئی وقت شام نقابدار سیاہ پوش بھی فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور سوے صحرا چلا گیا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جانب فرودگاہ اور قیامگاہ کے داخل ہوئے ہنگام شب نوشیروان نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ سکندری بحکم سلطان سعد بازمون نے چوب لگائی تیاری لڑائی کی ہونے لگی جب سحر ہوئی پھر دو دریاے لشکر میدان مصاف مین موجزن ہوے ہر دو جانب صف آرائی ہوئی جسوقت نقیب اور چرکیت لشکر لوگونکو آمادہ جدال و قتال کرکے میدان سے ہٹ گئے فرامرز بن قارن لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور پکارا اے گروہ لشکر اسلام آج تم مین سے کون کون شخص ہے جو تیغ آبدار کے جوہر دیکھیگا کون بہادر مجھسے مقابلہ کریگا ابھی فرامرز بن قارن غصہ میں یہ کہہ رہا تھا

آگاہ ہوئے تیاری جنگ میں مصروف ہوئے بعد طبل جنگ بجنے کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا
سرداران لشکر وغیرہ بارگاہ سے باہر آئے اور راہی اپنی اپنی بارگاہ و خیمے میں گئے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان با
مع سپاہ کثیر میدان نبرد میں آیا اس جانب سے سلطان سعد مع لشکر فراوان میدان رزم میں پہونچے بعد صف
آرائی جانبین نقیبان خوش گلو نے میدان میں آکر جوانان لشکر جانبین کو آمادہ جنگ و جدال کیا جب نقیب
میدان نبرد سے چلے گئے فرامرز بن قارن صف لشکر سے نکلکر میدان جدال میں آیا اور مبارز طلب کیا مرزبان
برائے مقابلہ نکلا جب قریب آیا فرامرز نے تیغہ کھینچکر اسکے سر پر لگایا ہر چند مرزبان نے سپر اٹھائی مگر تیغہ اتفاقاً
سپر پر نہ پڑ کا سر پر جو پڑا تا دو ابرو اتر آیا مرزبان نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا مگر مرزبان لہو میں نہا گیا
جمہور جہانسوز ططروس تبرزن یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر فوراً بمقابلہ فرامرز گیا
مرزبان لشکر اسلام میں زخمی ہوکر چلا آیا فرامرز نے سر شاہزادہ ططروس تبرزن پر بھی تیغہ خون آلود کا وار کیا
شاہزادہ غرکو سے نے سپر اٹھائی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو اسی عالم میں لغزش ہوئی جبتک شاہزادہ
فرس کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑگیا اور دو انگل سر میں در آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا فرامرز نے
پھر ارادہ تیغہ لگانے کا کیا فرہاد ملکیفر بی برائے مقابلہ نکلا فرامرز نے فرہاد ملکیفر بی کو قتل شاہزادہ ططروس تبرزن
زخمی کیا اگر احوال جنگ سرداران لشکر اسلام مفصل تحریر کیا جائے تو از حد طول ہو لہذا بموجب ارشاد بسبیل
اختصار لکھا جاتا ہے کہ اسی طور سے ایک نہ ایک وجہ سے سات روز کی مدت میں اکتالیس سرداران لشکر
اسلام کو فرامرز نے زخمی کیا آٹھویں روز جب فرامرز بن قارن نے میدان میں آکر مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام
سے کوئی دلیر برائے مقابلہ فرامرز نہ نکلا تھا کہ سوئے دشت غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر اور فرامرز بن قارن جملہ
لشکری جانب غبار دیکھنے لگے عمرو برائے دریافت خبر لشکر سے نکلکر روانہ ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا خواجہ
عمرو و جملہ مردمان لشکر نے دیکھا کہ اول آٹھ بہادر و جرار و تہور شعار گھوڑوں پر سوار نظر آئے بعدہ دیکھا ایک بہت
بڑا صندوق ہے انمیں بطور بگھی کے چھ گھوڑے یکے بعد دیگرے باساز نادر و نفیس جتے ہوئے ہیں اس صندوق کو
کھینچتے ہوئے لاتے ہیں صندوق میں ایک شخص سر منڈا صندوق سے سر نکالے ہوئے بیٹھا ہے پس پشت اسکی فوج
کثیر ہے اور صورت اس صاحب صندوق کی وحشیانہ ہے عمرو نے اسکو دیکھکر پہچانا اور اسکے قریب جا کر کہا اے الجوب خان
ششش گرزی آگاہ ہو کہ وہ امیر بالائے عقابین قید ہیں یہ لشکر نوشیروان ہے اور اسطرف لشکر اسلام ہے اور یہ شخص جو
درمیان میدان کھڑا ہے نام اسکا فرامرز ہے بیٹا قارن کا ہے اسنے سات روز کی مدت میں اکتالیس سرداران نامی زخمی
کیے ہیں آج پھر آمادہ جنگ ہے الجوب خان ششش گرزی نے زیر عقابین پہونچکر پہلے امیر کو سلام کیا پھر لشکر اسلام میں
آیا اول بادشاہ اسلام کی خدمت میں جا کر شرائط تسلیم بجا لایا اور پایہ تخت کا بعد ادب بوسہ لیا بعد ازاں سرداران
سے ملکر اسی صندوق میں بیٹھکر بگھی کو آگے بڑھا کر میدان میں گیا اور سامنے فرامرز کے اس بگھی کو روک کر کھڑا ہوا
فرامرز بن قارن اسکی شکل و صورت پر نظر کرکے بے اختیار ہنسا اور بختک سے مخاطب ہوکر کہنے لگا یہ شخص مسخرا ہے
عجیب و غریب اسکی صورت ہے اور یہ فرامرز سے مقابلہ کرنے آیا ہے بختک نے جواب دیا ہے فرامرز بن قارن آگاہ ہو
کہ یہ وہ سردار لشکر حمزہ صاحبقران ہے کہ جسنے قبل مسلمان ہونے کے جملہ سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا تھا
اور خود حمزہ کو بھی زخمی کیا تھا خواجہ عمرو نے اسی قسم کی ایک بگھی بنا کر اور صندوق میں بیٹھکر اس سے مقابلہ
کیا تھا آخر کار اسکو گرفتار کیا تھا اور یہ مسلمان ہوا تھا اسکو مسخرہ تصور نہ کر یہ بڑا بہادر ہے میں اسکو

شام تک باہم جنگ ہوئی وقت غروب آفتاب فرامرز نے ایک ضرب تیغ سر بہرام پر مارا بہرام نے سپر اٹھا کر چاہا کہ تیغ کو سپر پر روکون ستارہ جو اہل اسلام کا بدی پر تھا ایسا سے مرکب بہرام موشگافی نے مین جاتا رہا گھوڑا بہرام کا مائل بہ پشتی ہوا تیغ سر پر پڑ گیا سر بہرام پر زخم کاری لگا بہرام نے اسیوقت دستانہ مار تیغ نکل گیا لہو زخم سے بہنے لگا چونکہ اسوقت شام ہو گئی تھی نوشیروان طبل باز گشت بجوا کر فرامرز کو ہمراہ لیے ہوئے بخوشی و خرمی اپنی بارگاہ کیطرف گیا اودہر بادشاہ لشکر اسلام محزون و غمناک اپنی بارگاہ کیطرف چلے جب اپنی بارگاہ مین پہونچے اور جملہ سرداران بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھے اسوقت بادشاہ لشکر اسلام نے خواجہ بزرجمہر کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا ای خواجہ بزرجمہر سنا آپ نے اور دیکھا آپنے کہ فرامرز نابکار نے آج مالک و بہرام کو زخمی کیا اسکی تو یہ تاب و قدرت نہیں ہے کہ ایسے بہادرونکو ہنگام جنگ زخمی کرے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آجکل اہل اسلام کا ستارہ برا ہے اور دن اچھے نہیں ہین کہ ادنی اعلی پر غالب ہوتا ہے خواجہ بزرجمہر نے بعد فکر کچھ شمار کرکے جواب دیا ای بادشاہ لشکر اسلام مجھکو علم رمل اور گردش سیارگان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چندے اسیطرح فرامرز سرداران لشکر اسلام کو زخمی کریگا جو اس سے لڑیگا زخمی ہوگا کیونکہ فی زمانا آپ صاحبون کا ستارہ ناقص ہے اور نوشیروان اور فرامرز کا ستارہ اچھا ہے جناب سپہر فرخاری نے آئیگا یہی حال رہیگا اور صاحبقران ہمانہ نگے یہان خواجہ بزرجمہر یہ کہہ رہے ہین اور نوشیروان اپنی بارگاہ مین گیا داستان متواتر طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا اور روز بروز آنا سرداران لشکر اسلام اور مطیعان نوشیروان کا اور زخمی ہونا سرداران لشکر اسلام کا دست فرامرز زرین قارن عدنی سے مع حال دیگر بیان کی جاتی ہے

پلا ساقیا مجھکو اب وہ شراب	ارے ساقیا مے میں جو ہو لا جواب	مرا دل ہے اسوقت کچھ بیقرار	خبر لے کہ آیا ہے وقت خمار
مرا دل ہوا اسدم نہایت ملول	پلائی تو ہووے مسرت حصول	پلا جلد تر بادۂ لالہ رنگ	لکھونگا مین اب نشے مین حال جنگ
کرونگا رقم خوب حال جدل	جو تو مجھکو دیگا مے بیمثال		

راویان عالی طبیعت اس داستان نادر کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان میدان رزم سے جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور دربار آراستہ ہوا جملہ سرداران لشکر دربار مین آکر علی قدر مراتب بیٹھے اسدم نوشیروان نے فرامرز کی تعریف کی اور کہا سرداران لشکر اسلام کو آج کمال رنج ہوا ہوگا کیونکہ مالک اور بہرام نامی سردار بخوبی زخمی ہوئے ہین فرامرز نے عرض کیا ای شہنشاہ آج پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے کل ہنگام سحر جو ہنر میری تیغ تیز کے دیکھیے اگر اقبال شہنشاہ شامل حال ہوا تو کل آفت برپا کرونگا جو مجھسے لڑیگا اسے قتل یا زخمی کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر حکم دیا اسیوقت طبل جنگ بجایا جاوے بموجب حکم نقارہ رزمی پر ملازمون نے چوب لگائی صدا اے نقارہ حربی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بعجلت خبر نوبت طبل جنگ لیکر رو برو بادشاہ لشکر اسلام آئے اور بعد آداب بطرح عرض کرنے لگے نظم ایکہ از انر شہ عدل صلا اندیش تو بر نفس بند درہ غمازی اسرار گل ہے از دماغ باغ ہمیشہ رود سیل خون ہے گر زآب شمشیر تیغت شود نمدار گل ہے گر ز زراہ کوے خصومت رود بگلزار آورد ہر گرد دا فیض نسیم ہمدم بیزار گل ہے در سیاہ رود سا اعدائے تو گل بر سر زند ہے رنگ نیلو فر بر آمد ز بہر سر ستار گل ہے ظل اللہ کا فزون ترا قبال ہو سر بد اندیش ہمیشہ پامال ہو اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز زرین قارن طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ ہنگام سحر میدان نبرد مین آکر آتش کینہ و عناد کو مشتعل کرے باقی خیر و عافیت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاوے جو منظور خدا ہوگا ہنگام سحر اسکا ظہور ہوگا ہرکارے بشکر نوشیروان بارگاہ آئے اور حکم بادشاہ سے قلابے چینی اور کباب چینی کو آگاہ کیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی آئے غرض نقارہ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام

اور اُن چار سو آدمیونکو ہوشیار کیا اور کہا تم کیون سو رہے اُنھون نے کہا بیشک ہم سے خطا ہوئی مہلال نعلی نے کہا جاؤ لشکر کی
حفاظت کرو مین حمزہ کو دیکھنے جاتا ہون کہ وہ عقابین پر ہین یا نہین وہ تو اُدھر روانہ ہوئے مہلال نعلی عقابین پر گیا
حمزہ کو ہوشیار کیا اور کہا مین عمرو ہون پھر شربت حیات زنبیل سے نکالا اور حمزہ کو پلایا یہ شربت حیات خواجہ بزرجمہر
نے تیار کرکے اسواسطے عمرو کو دیا ہے کہ وہ حمزہ کو پلادیا کرے تاکہ اس شربت سے حمزہ کو قوت ہو اور حیات باقی رہے
اور بول و براز بھی نہ ہو ہر چند کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ حال شربت پلانے کا مندرج نکیا جائیگا لیکن بضرورت جابجا لکھا
گیا اور اسی جگہ بھی تحریر ہوا ہے بعد شربت پلانے کے حال مہلال عاد کے مسلمان ہونیکا اور احوال نقابدار سیاہ پوش
کا بیان کیا حمزہ حال مہلال سُنکر خوش ہوے اور نقابدار سیاہ پوش کے بارہ مین فرمایا ای خواجہ عمرو مین نے دیکھا تھا
بڑی دلیری سے اُسنے شمشیر کا وہ کو مارا ہے مین تو اُسکی جرأت پر وجد کرنے لگا خواجہ امیر سے باتین کرکے عقابین پر سے جب اُترنے لگے امیر
یا تو قبر سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین آپ کو زنبیل مین ڈالکر لشکر اسلام مین لیچلون امیر نے فرمایا مجھکو زنبیل مین جاکر
رہا ہونا منظور نہین ہے جب خدا چاہیگا رہا ہوجاؤنگا خواجہ عمرو یہ سُنکر عقابین پر سے اُترے اور مہلال کے خیمے مین
گئے اور اُس سے رخصت ہوکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے بعد جانے خواجہ کے مہلال قریب صبح اپنے خیمے سے
نکلا اُن چار سو جوانون نے باہم کہا کہ ایک مہلال پہلے حمزہ کے پاس گیا پھر ابھی سوے لشکر اسلام روانہ ہوا یہ دوسرا
مہلال اب خیمے سے نکلا ہے اسمین کچھ بھید ہے اور کوئی فتور ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے یہ تقریر باہم کرکے مہلال کو گرفتار کیا
جب نوشیروان محلسراے سے برآمد ہوا اور زرا و امرا وغیرہ نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوا کل مردان لشکر
مسلح ہوے ابھی نوشیروان جانب جنگگاہ روانہ نہوا تھا کہ وہ چار سو جوان مہلال کو گرفتار کیے ہوے روبروے
نوشیروان آئے اور تمام حال شب گذشتہ کا بیان کیا مہلال نے کہا ای شہنشاہ یہ سب دروغ گو ہین محض عداوت سے انھون نے
مجھے گرفتار کیا ہے اگر آپ انصاف نکیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا نوشیروان نے اُن جوانونکو سخت و سست کہا
مہلال کو رہا کر دیا اور خلعت و انعام دیکر کہا مین جانتا ہون تو میرا خیر خواہ ہے ہمیشہ تو حمزہ کی حفاظت کیا کر یہ کہکر سمت میدان
مصاف روانہ ہوا اور میدان جنگ مین جاکر صف آرا ہوا سلطان سعد بھی لشکر لیکر میدان جنگ مین آئے بعد درستی
مورچہ و صف آرا ہوے پھر نقیبان و ترکیب دونون لشکر ونسے نکلے اور جوانان ہر دو لشکر کو لڑنے پر آمادہ کرکے میدان جنگ
سے ہٹ گئے فرامرز بن قارن نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور بآواز بلند مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے
مالک اژدر سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر میدان مین نکلا فرامرز نے مالک کو دیکھکر کہا ای کانے اپنی دوسری آنکھ
نہین دکھاتا پٹی آنکھ پر کیون باندھے ہے مالک نے زرتار پٹی اپنی آنکھ سے کھولکر کہا او کور چشم دیکھ یہ کہکر اُسکے گھوڑے کو
دیکھا اور گھوڑے نے جو فرامرز کے مالک کی آنکھ پر نظر کی بیقرار ہوکر میدان جنگ سے بھاگا تاب نلاسکا ہر چند
فرامرز نے مرکب کو روکا مگر بوجہ خوف کے نہ رُکا اسوقت فرامرز نے کہا ای مالک مین نے تمھاری آنکھ کا ادنی اثر دیکھا
اب تمکو اپنے خدا کی قسم پٹی آنکھ پر باندھ لو مالک نے بوجہ قسم دینے کے پھر پٹی باندھ لی فرامرز بہزار خرابی
اپنے مرکب کو میدان مین لایا اور تیغ کھینچکر سر مالک پر لگایا مالک نے سپر اُٹھائی ناگاہ مالک کے مرکب نے
سکندری کھائی اور خود بھی سر مالک سے سرک گیا جبتک مالک فرس کو سنبھالے تیغ سر پر پڑا نا دوا برو تک آیا مالک نے
دستانہ مارا تیغ سر سے نکلگیا مگر خون جاری ہوا اسوقت فرامرز نے ارادہ کیا کہ مالک کا سر کاٹ لوے مگر بہرام گرد بن
خاقان چین صف لشکر سے جلد نکلکر میدان مین آیا مالک کو لشکر مین بھیجدیا اور خود فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے سر بہرام پر تیغ
مارا بہرام گرد نے تیغ سپر پر روکا پھر بہرام گرد نے شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اُسنے بھی تلوار بہرام کی سپر پر روکی سیطرح

طبل جنگ بجوایا سلطان سعدی نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے بموجب
حکم ملازموں نے نقارۂ حربی بجایا خواجہ عمرو نے بعد نقارۂ حربی بجنے کے خیال کیا کہ امیر کی خدمت میں چلنا چاہیے یہ خیال
کر کے لشکر سے نکلکر ایک زن خوبرو کی شکل بنا کر عطر بیہوشی سراپا اپنے لباس پر تکلف و رنگین پر لگایا اور اپنی ناک میں دافع بیہوشی کی
بتی رکھکر پھر ایک تھال میں تھوڑا میٹھا رکھا اور حلویات اس تھال میں بیہوشی کی بعد ازیں تھال کو اپنے ہاتھ پر رکھکر جانب
لشکر نوشیروان روانہ ہوئے قریب نصف شب کے لشکر نوشیروان میں پہونچے دیکھا چار سو ملازم نوشیروان گرد حصار میں
پھر رہے ہیں حفاظت لشکر نوشیروان اور حمزہ صاحبقران کی کر رہے ہیں جا انھوں نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین لباس
رنگین اور زیور طلا و نقرہ سراپا پہنے ہوئے تھال ہاتھ پر رکھے ہوئے چلی آتی ہے صدائے خلخال پائے نازنین سنکر اور روئے
زیبائے زن مذکور دیکھکر وہ سب بیتاب ہوئے ایک نے انمیں سے کسی نے کہا او بھائی ہماری تو مراد آئی آج کی رات بہ صد
عیش بسر ہوگی اسنے جواب دیا چلوا خوردن را دندان باید بھلا تم کیا عیش کروگے ہمارے واسطے خداوند نے بھیجا ہے
اسیطرح باہم سب جوان مشتاق و طلبگار نازنین مذکور ہوئے جب وہ نازنین انکے پاس پہونچی یہ نازنین ادا بولی کہ
میرا شوہر آج سفر سے آیا ہے میں نے مراد مانی تھی کہ جب خاوند میرا پردیس سے آئیگا قیدی کو مٹھائی کھلاؤنگی پس تم یہ میٹھا
اس قیدی کو جو یہاں حصار میں قید ہے کھلا دو جوانوں نے ہنسکر کہا اگر ہم تمہارے کہنے کے بموجب اس قیدی کو میٹھا کھلاویں
تو کیا ہمسے بھی سلوک کروگی نازنین نے جواب دیا یہ باتیں اور کسی زن بازاری سے کرو میں صاحب عصمت ہوں یہ کہکر تھال رکھا اور
قصد کیا کہ میٹھا نکالکر تھال سے رکھدے اور چلی جائے لیکن جوانوں نے چار جانب سے گھیر لیا خوشبوئے عطر بیہوشی جو انکے دماغ
میں پہونچی سب کو دفعتاً چھینکیں آئیں اور بیہوش ہوکر زمین پر گرے خواجہ نے تھال اور میٹھا نذر زنبیل کیا اور خیمۂ
مہلال عاد کی طرف روانہ ہوئے اسوقت مہلال عاد لشکر نوشیروان کے گرد پھرتے پھرتے تھک کر اپنے خیمے میں
گیا تھا اور پاؤں اپنے فرش خواب پر لیٹ کے سو گیا تھا یکایک عالم خواب میں اسنے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف
لائے اور کہا اے مہلال تو مسلمان ہوجا اپنے دین کو ترک کر خالق کون و مکان کو سجدہ کر سعادت کونین حاصل کر مہلال نے
عالم خواب میں کہا یا حضرت پھر آپ ہی مجھکو مسلمان کیجئے حضرت ابراہیم نے کلمہ پڑھا کر اسے مسلمان کیا اور فرمایا خواجہ عمرو
آتا ہوگا جو کچھ وہ کہے منظور کرنا یہ فرما کر حضرت ابراہیم تو نظر مہلال سے پنہان ہوئے مہلال بیدار ہوا اور خیال کرنے لگا
آجکی شب عجیب ماجرا یہ تھا اور تو سو رہا اور عالم خواب میں مسلمان ہوا اگر یہ خبر نوشیروان کو ہوگی کہ مہلال عاد نے حفاظت
لشکر اور محافظت حمزہ صاحبقران نہیں کی اور اپنے خیمے میں جا کے سو رہا تو وہ مجھے بڑی سزائے سخت دیگا یہ خیال کر کے
چاہتا تھا کہ اٹھے اور بہ حفاظت لشکر خیمے سے نکلکر جائے ناگاہ دیکھا اسنے کہ ایک زن خوبرو خیمے میں آئی مہلال نے
اسے دیکھکر آنکھیں بند کر لیں اور خیال کیا کہ اگر بموجب ارشاد حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ خواجہ عمرو ہیں تو زر و مال جو میرے
خیمے میں ہے لوٹ لیں گے اور اگر خواجہ نہیں ہیں فی الحقیقت کوئی عورت ہی ہے تو مال و اسباب نہ اٹھائیگی مہلال ابھی خیال
کر رہا تھا کہ وہ زن خوبرو بالین مہلال آکر ٹھہری اور ڈبہ نکالکر اسمیں بیہوشی رکھکر سونگھانا چاہے مہلال کے قریب تر لیکن مہلال
جاگتا تو تھا ہی فوراً دست نازنین پر ہاتھ ڈالا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر فرش خواب سے اٹھکر پوچھنے لگا سچ بتا کون ہے اگر عمرو ہے
تو چھوڑ دونگا کیونکہ ابھی عالم خواب میں حضرت ابراہیم نے مجھے مسلمان کیا ہے اور اگر تو اور کوئی ہے تو ابھی قتل کر دونگا زن خوبرو
نے کہا اے مہلال سچ تو یہ ہے کہ میں عمرو ہوں چاہتا ہوں کہ تمہاری شکل بنکر حمزہ کے پاس جاؤں اور چپکے ان سے باتیں کروں
مہلال نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اور مجھے اپنا فرمانبردار جانیے میں مسلمان ہوچکا ہوں یہ سنکر عمرو نے اسکو گلے لگایا
اور فوراً اپنی صورت بشکل مہلال بنائی مہلال تو اپنے پلنگ کے نیچے مخفی ہوا خواجہ خیمے سے نکلکر زیر حصار میں گئے

تمھارا ہو گیا زنگار نے جواب دیا یہ کیسی شاگردی جبتک تم عمرو کا سر تن سے جدا کر کے ہمارے روبرو نہ لاؤ گے اور ہم کو اپنے ہاتھ
سے مٹھائی نہ کھلاؤ گے اسوقت تک تم ہمارے شاگرد نہیں ہو سکتے تبریز عیار نے فی الفور اپنی صندوق عیاری سے مٹھائی
نکالی اور زنگار کو دی اسنے کچھ مٹھائی اٹھا کر کہا اے تبریز منھ کھولو اور میرے ہاتھ سے مٹھائی کھاؤ تبریز نے کہا پہلے آپ
کھائیے پھر مجھے کھلائیے آخر بعد حجت پہلے زنگار نے مٹھائی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گرا تبریز نے نعرہ کیا
منم خواجہ عمرو بعد ازان رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت زنگار کی شکل کے مانند بنائی اور اسکی شکل اپنی صورت کے
مثل بنائی پھر اسکو گرفتار کر کے پشتارہ اسکا اٹھا کر بارگاہ نوشیروان میں گئے اور شنگاوہ کے آگے پشتارہ رکھا کہا
لیجیے میں عمرو کو گرفتار کر کے لے آیا شنگاوہ نے خوش ہو کر تحسین کی اور نوشیروان وغیرہ سے کہا اسیوقت عمرو و حمزہ
صاحبقران کو قتل کر ڈالو خواجہ عمرو نے جو یہ کلام سنا نہایت غصہ آیا اسی عالم غیظ میں ایک دو ہتھل لگا کر شنگاوہ سے
تاج لیکر نعرہ کر کے بارگاہ نوشیروان سے نکلے اور سوے لشکر اسلام روانہ ہوے ادھر شنگاوہ نے برہم ہو کر نوشیروان سے
کہا اے شہنشاہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خواجہ عمرو نے مجھے سر دربار ذلیل کیا ہے اسکو اور سرداران لشکر حمزہ کو قتل
کرونگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر تھے روبروے بادشاہ لشکر اسلام جلد تر حاضر
ہوے اور عرض کرنے لگے اے جہان پناہ اسوقت شنگاوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر
اسلام نے بھی نقارۂ جنگی بجوایا دونوں جانب تیاری جنگ ہونے لگی شنگاوہ نے اس پشتارہ کو کھولکر زنگار کو ہوشیار کیا
جب وہ ہوشیار ہوا شنگاوہ نے کہا واہ واہ تم خوب عمرو کو گرفتار کر کے لائے عمرو ہی تمکو گرفتار کر کے یہاں لے آیا
یہی بہتر ہوا اگر وہ تمکو قتل کر ڈالتا تو مفت تمھاری جان جاتی زنگار شرمندہ ہوا غرض بعد بجنے طبل جنگ نوشیروان نے
دربار برخاست کیا شنگاوہ وغیرہ سرداران لشکر اور امرا و وزرا اپنی اپنی بارگاہ اور خیام میں گئے جب صبح ہوئی
نوشیروان شنگاوہ کو اپنے ہمراہ لیکر مع جملہ فوج میدان کارزار میں آیا سلطان سعد بھی جملہ سرداران اور کل
فوج کو ہمراہ لیکر میدان مصاف میں آئے بعد درستی میدان مصاف اور صف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونوں
لشکروں سے نکلے اور جوانوں کو آمادۂ کارزار کر کے ہٹ گئے ابھی دونوں لشکروں سے کوئی دلیر باہر نہ نکلا تھا
کہ سوے صحرا غبار خفیف بلند ہوا اور ایک سوار سیاہ پوش نقابدار ظاہر ہوا ہمراہ اسکے ایک پیادہ تھا اسنے سامنے
عقابین کے آکر امیر کو بصد ادب سلام کیا بعد ازان جانب نبردگاہ آیا لشکر نوشیروان سے شنگاوہ نکلا اور بیچ میدان
میں آکر ہم‌نبرد مبارز طلب کیا نقابدار سیاہ پوش مذکور نے آگے بڑھکر دلیرانہ اس سے مقابلہ کیا شنگاوہ نے نیزہ مارا
نقابدار نے وار روک کر بند نیزہ ایسا باندھا کہ نیزے کو اسکے ہاتھ سے نکال دیا اہل اسلام خوش ہوے شنگاوہ نے
برہم ہو کر تیغ چہل من کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پر لگایا نقابدار نے وار تیغ کا خالی دیکر ایسی تلوار اسکی کمر پر لگائی
کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے بروے خاک گرا نوشیروان نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور میدان کارزار سے
چلا گیا نقابدار سیاہ پوش نے اہل اسلام سے مخاطب ہو کر با آواز بلند کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و اے سرداران لشکر اسلام
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تم جانیں اپنی عزیز رکھتے ہو اور حمزہ کو قید سے رہا نہیں کرتے ہو یہ کہکر سوے صحرا چلا گیا ہر چند عمرو نے
اور دیگر سرداروں نے پکارا کہ اے نقابدار ذرا ٹھہر جا لیکن سوار نقابدار نے توقف نہ کیا اور سوے صحرا جا کر نظر سے غائب ہوا
بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار سے فرودگاہ لشکر پر آئے داخل بارگاہ ہوے جب وقت شب دربار آراستہ ہوا سلطان سعد
نے فرمایا نہیں معلوم یہ نقابدار کون تھا سرداروں نے عرض کیا بظاہر اور یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب اہل اسلام کا خیرخواہ
اور دوست تھا یہاں تو دربار میں سرداران لشکر سلطان سے باتیں کر رہے تھے ناگاہ ادھر نوشیروان نے بنام فرمان

صحرا غبار بلند ہوا جب وہ غبار رہا سے دفع ہوا شنکاوہ بن شنکول بدست دریا باری بائیس ہزار سوار و تکمی تمبیت سے پیدا ہوا اور رمردمان اہل سلام پر گرا اور اہل سلام کو قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام نے اسوقت جلد جلد سلاح زیب تن کرکے مرکبون پر سوار ہوکر شنکاوہ بن شنکول سے لڑنا شروع کیا اودھر بدیع پہلوان نے جو دیکھا کہ شنکاوہ بن شنکول اہل اسلام کو قتل کررہا ہے تاب ضبط نہ لاکر بدیع مع فوج حملہ آور ہوا اور شنکاوہ کے لشکریون کو قتل کرنے لگا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان براے مدد شنکاوہ تمام اپنی فوج لیکر آیا اور شریک جنگ ہوا چار لشکر ملکر جنگ مغلوبہ ہونے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے شام تک خوب لڑائی ہوئی وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر شنکاوہ کو مع فوج ولشکر اپنے ہمراہ لیگیا سلطان سعد نے ادھر بدیع پہلوان اور برچین شاہ کی تعریف کی بدیع سلطان سعد وغیرہ سے پھر رخصت ہوکر ہمراہ برچین شاہ تبریزی کے جانب ترکستان روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ شنکاوہ جو لشکر اسلام پر گرا تھا اور مردمان لشکر اسلام غافل تھے اُس وجہ سے اس لڑائی میں آٹھ ہزار اہل اسلام شہید ہوے اور پانچ ہزار کفار مارے گئے جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین جاکر تخت پر بیٹھا اور شنکاوہ بھی ایک صندل پر بیٹھا اور جب دربار آراستہ ہوا اسوقت شنکاوہ نے کہا اے شہنشاہ میرا دل چاہتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو دیکھون مین نے انکی شجاعت و دلیری کی تعریف سنی ہے بختک وغیرہ نے اُس سے کہا اے شنکاوہ امیر کو کیا دیکھوگے آجکل وہ عقابین پر قید ہین کثرت آلام سے پوست و استخوان ہمہ تن مین شنکاوہ نے کہا مین تو حمزہ کو ضرور دیکھونگا آخر ملازم حکم نوشیروان سے امیر کو بارگاہ مین لاے امیر نے بآواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اس شخص پر ہو کہ جو خدا کو یکتا جانتا ہو اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانتا ہو کسی نے جواب سلام کا نہ دیا شنکاوہ نے پوچھا امیر کو عقابین پر کیون قید کیا ہے بختک وغیرہ نے کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ عیار حمزہ خواجہ عمرو ہے وہ نہایت کامل عیار ہے اُسکے خوف سے امیر کو اس حفاظت سے قید کیا ہے اور اگر اسطرح امیر کو قید نہ کرتے تو ابتک عمرو حمزہ کو رہا کرکے لے جاتا علاوہ اسکے سرداران لشکر حمزہ بجز رستم اور رشک اسفندیار ہین اگر امیر عقابین پر قید نہ ہوتے تو وہ امیر کو ابتک رہا کرکے لیجاتے شنکاوہ نے تمام حال سنکے کہا امیر کو بارگاہ سے لیجاؤ ملازم نوشیروان لیگئے اور عقابین پر قید کیا پھر شنکاوہ نے اپنے عیار زنگار سے کہا تو ابھی جا اور عیار حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ زنگار نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا میرے نزدیک سہل ہے اُسکی کیا لیاقت ہے کہ میرے دام مکر سے نکلجاے اتفاقاً اسوقت خواجہ عمرو بھی دربار نوشیروان مین بشکل خدمتگار موجود تھے زنگار کی گفتگو سنکے برہم ہوے اور دل مین کہنے لگے کہ یہ نالایق میرے گرفتار کرنے پر آمادہ ہے اسکی گوشمالی کرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام چلے اور راستہ میں اپنی صورت مثل ایک عیار کے بنائی اور ایک جگہ ٹھہرے بارگاہ نوشیروان سے زنگار براے گرفتاری خواجہ عمرو چلا جب قریب عمرو پہونچا عمرو نے اُسے سلام کیا اُسنے پوچھا تو کون ہے عمرو نے جواب دیا نام میرا تربد عیار ہے فرمانبردار عمرو کا ہون اسوقت چند سوداگر ترکستان سے آئے ہین اُنسے ایک کنیز خوبرو مین نے خرید کی تھی عمرو نے تعریف حسن وجمال کنیز مذکور سنی ہے مجھسے طلب کرتا ہے مین نے ہرچند اُس سے کہا ہے کہ اس کنیز سے مین نے عقد کرلیا ہے لیکن خواجہ عمرو بلاے روزگار ہے کب چھوڑتا ہے اسوقت چالیس ہزار تومان دیکر عمرو نے وہ کنیز مجھسے بجبر و ظلم لے لی ہے مجھکو اسوقت سخت صدمہ ہے اب تم بیان کرو کہان جاتے ہو زنگار نے یہ خیال کرکے کہ یہ دشمن عمرو کا ہے کہا مین براے گرفتاری عمرو جاتا ہون تربد عیار نقلی نے کہا کہ اگر تم عمرو کو گرفتار کرکے کنیز مذکور کو میرے حوالے کردو تو مین لات پرست ہو جاؤن اور شاگرد تو اسیوقت سے

منواتر جست کرکے زیر عقابین پہونچے اور بالاے عقابین جاکر کھال کتے کی اپنے جسم سے اُتار کر امیر با توقیر سے کہا کہ میرا فرزند
یعنی کرب غازی بدیع پہلوان سے کشتی لڑرہا ہی دو دن اور دو شبین اتنی رات کم گذر چکے ہین لیکن ابھی تک کوئی زیر نہین ہوا ہی
حمزہ نے یہ سُنکے عمرو سے کہا ای عمرو تمنے بدیع سے کرب کو لڑوایا ہی وہ نظر کردۂ امیر عرب ہی بدیع تو کیا ہی اور کسی سردار
لشکر سے بھی اِسکی پشت زمین آشنا نہ ہوگی یہ اچھی بات نہین ہی مجھکو اس امر سے گونہ ملال ہوا بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ابھی
جاکر کشتی موقوف کراو مجھکو یہ منظور نہین ہی کہ بدیع کرب نظر کردہ امیر عرب سے زیر ہو جاے اور راے خواجہ ہماری جانب
سے بدیع سے کہدینا کہ بابا ابھی ہم قید مین ہین جب زمانہ قید کا منقضی ہو جائیگا اور پروردگار ہمکو قید سے رہا کریگا تو اسوقت تم سے
کشتی لڑنا ہر طرح مقابلہ کرنا عمرو یہ سُنکے زیر عقابین آئے اور کتے کی کھال پہنکر چاہتے تھے کہ آگے قدم بڑھائین ناگاہ القاے
عاد کہ طلایہ دے رہا تھا لشکر کے گرد پھر رہا تھا اُسنے دیکھ لیا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ زیر عقابین کون ہی ایک سوار نے
کہا کتا ہی اور کوئی نہین ہی بعض سوارون نے یہ سُنکے کہا ہمین ثابت ہوتا ہی کہ یہ عمرو ہین بصورت سگ آئے ہین لہذا
انکو یہان سے نجانے دینا چاہیے اور انکو گرفتار کرکے قید کرنا مناسب ہی وقت سحر شہنشاہ نوشیروان کے روبرو
انکو لیجاینگے وہ جو چاہینگے انکے حق مین کرینگے القاے عاد یہ سنکے جملہ سوارونکو جو اسوقت اُسکے ہمراہ تھے ساتھ لیکر
جانب عقابین براے گرفتاری عمرو روانہ ہوا سوارون نے شور و غل کیا کہ عمرو کتا بنکر آیا ہی اسکو لکڑیونسے مار دیا جاے کہ بلا
کہ وہ اسیر لٹھ مارے کام اس کتے کا تمام کرے جب یہ شور و غل خواجہ نے سنا اور دیکھا کہ القاے عاد مع سوارونکے
آتا ہی خواجہ نے برہم ہوکر وہانسے جست کی ایک خندق طی کرکے آگے بڑھے سوار گھوڑونکو دوڑا کر قریب تر آئے خواجہ نے
دوبارہ جست کی دوسری خندق طی کی القاے عاد نے کہا یارو کیا غضب ہی کہ تم سب شیر بیشۂ جرأت ہو اور ایک کتا تم سے گرفتار
نہین ہو سکتا انھون نے جواب دیا یہ کتا پردار ہی دیکھتے ہو کسطرح اڑکر خندق کو طی کرجاتا ہی القاے عاد نے کہا یہ تو سچ کہتے ہو
پھر کتا کتا ہی ہو اور بشر بشر ہی جسطرح ہو سکے اسکو حلقہ ہاے کمند مین اسیر کرو سوار کمندین لے لیکر گھوڑونکو دوڑا کر
جسوقت قریب عمرو پہونچے اور چاہا کہ کمندون میں اسیر کرین عمرو نے پھر جست کی تیسری خندق بھی طی کی سوارون نے بھی
گھوڑے اپنے خندق سے پھندالے اور قریب اس کتے کے پہونچے خواجہ نے پھر جست کی چوتھی خندق بھی طی کی بعد ازان
خواجہ عمرو بعجلت راہ طی کرکے لشکر اسلام مین آئے وہ کتے کی کھال اپنے جسم سے اُتاری اِدھر القاے عاد اور سوار متحیر
ہوکر پھر گئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ کتا تھا یا کوئی بلا تھی کسی طرح ہاتھ نہ آیا خیر خوب ہوا بالفعل شخصے مصرعہ
رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ہاں یہ کہکر حفاظت لشکر کی کرنے لگے ادھر خواجہ نے اکھاڑے مین آکر کرب غازی
سے کہا ای بیٹا کرب غازی بدیع پہلوان کو چھوڑ دے کرب غازی نے کہا کچھ فرمایئے تو کیون چھوڑ دون خواجہ نے
کہا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہی کہ کشتی موقوف رکھو جب ہم قید سے رہا ہونگے اسوقت بدیع پہلوان سے کشتی
لڑینگے کرب غازی نے یہ سُنکے بدیع پہلوان کو چھوڑ دیا بدیع کشتی موقوف ہونے سے خوش ہوا کیونکہ پہلوان بدیع
خیال کرتا تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہ جوان کسی طرح زیر نہین ہوتا ہی غرض جب کشتی موقوف ہوئی رات گذر چکی تھی
آثار سحر فلک پیر عیان تھے اُسوقت اِدھر تو کرب غازی اکھاڑے سے نکلا اُدھر بدیع پہلوان دونون اپنے اپنے لشکر
مین گئے اہل اسلام اکھاڑے سے اُٹھے اور اپنی اپنی بارگاہون و خیام مین جاکر ہر ایک نے وضو کرکے نماز پڑھی جب
صبح ہوئی اور آفتاب نکلا بدیع براے رخصت بارگاہ بادشاہ اسلام مین گیا بادشاہ نے اُسی طرح بعزت و توقیر بٹھایا
اور چند کشتیان زر و جواہر اور تحائف کی دین اور رخصت کیا بدیع پہلوان بارگاہ سلیمانی سے بہ چین شاہ تبریزی
کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا بہ چین شاہ نے اُسیوقت وہان سے روانہ ہونیکا ارادہ کیا تھا ناگاہ سوے

آیا ہون یہ کہکر بدیع سلطان سعد سے رخصت ہوا اور ہنگام رخصت کہا کل ہنگام سحر اس بہادر سے کشتی لڑونگا یہ کہکر
وہ فرمان لیکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر مرکب پر سوار ہوا اور جانب لشکر بہرچین شاہ چلا جب لشکر مین پہونچا بہرچین سے
تمام حال بیان کیا اور کہا کل مین اس جوان سے مقابلہ کرونگا بہرچین شاہ نے کہا اے بدیع پہلوان تم اس پر بھی غالب آؤگے
یہ کہکر خاموش ہوا جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی اور رات بھی گذر کر صبح ہوئی بہرچین شاہ بدیع پہلوان کو اپنے ہمراہ
لیکر مع تمامی فوج جانب لشکر اسلام آیا یہان آکر دیکھا اکھاڑہ درست ہے گرد اکھاڑے کے صدہا کرسیان جواہر نگار رکھی
ہین اکھاڑے پر خیمہ بہت بڑا اور نہایت نادر ایستادہ ہے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر رونق افروز ہین تمام سرداران لشکر پہلوان
بیٹھے ہین بہت سی کرسیان خالی ہین لشکری ہزارہا زین پوش وغیرہ بچھا کے بیٹھے ہین بہرچین شاہ اور پہلوان
بدیع یہ سامان دیکھکر حیران ہوے جب بہرچین شاہ اکھاڑے پر آیا بعض بعض سردار برائے تعظیم اٹھے بہرچین شاہ
تخت اپنا اکھاڑے پر رکھوا کر بیٹھا پہلوان اور سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے بعد ازان ادہر سے بدیع اس طرف سے
کرب غازی دامن گردانکر اکھاڑے مین اتر کے پھر خم مار کر اور ہاتھ ملا کر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے دونون
دلاورون پیچ کرنے لگے پیچ پر پیچ اور توڑ پر توڑ ہونے لگے دیکھنے والے داد دینے لگے کبھی تعریف کرب غازی کی کبھی ستایش
بدیع کی کرنے لگے حمزہ بھی عقابین پر سے کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی بصد قوت و زور بدیع کو اپنے نیچے لاتا تھا
بدیع بلا توقف مثل برق تڑپ کر نکل جاتا تھا اور سامنے آکر پھر دو بارہ لپٹتا تھا اور جب بدیع بہزار مشکل کرب کو اپنے نیچے
لاتا تھا کرب فی الفور نکل جاتا تھا اور سامنے آکر پھر لپٹ کر زور کرتا تھا بدیع متحیر ہوتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ شام تک کشتی
ہوئی وقت شام بدیع نے کرب غازی سے کہا اے بہادر اب شام ہو گئی اگر مناسب ہو تو صبح کو پھر کشتی لڑنا اور یہ اپنے
دل مین خیال نکرنا کہ بدیع تھک گیا ہے تم دیکھ لو ابھی مجھے پسینہ بھی نہین آیا ہے کرب نے جوابدیا ہم اہل اسلام ہین ہمارا یہ دستور
نہین کہ جس سے دنکو لڑین شام کو اس سے نہ لڑین بغیر زیر کیے ہم لوگ حریف کو نہین چھوڑتے ہین علاوہ اس امر کے
بادشاہون کے نزدیک شب کو روشنی کی کثرت سے روز روشن کر دینا کوئی امر مشکل نہین ہے ابھی روشنی ہو جائیگی
تاریکی شب بسبب افراط روشنی سے دور ہو جائیگی بدیع نے یہ سنکے کہا اگر ایسا سامان ہو جائے تو پھر لڑو ابھی بدیع یہ کہہ رہا تھا
کہ حکم سلطان سعد سے ہزارہا لالٹین گرد اکھاڑے کے موافق قاعدہ روشن کی گئین اسکے سوا صدہا فانوسین اور کنول
جنمین شمع عنبری اور کافوری تھین روشن کی گئین ادہر بہرچین شاہ نے بھی اسیقدر سامان روشنی کا کیا اسوقت کثرت
روشنی سے اکھاڑا پر نور ہو گیا فلک پیر اکھاڑے کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگا اور متحیر ہوا کہ یا الٰہی ایسے بے انتہا فانوسین
اور کنول اور جھاڑ اور لالٹینین وغیرہ روشن ہین کہ ستارون سے زیادہ ہین غرض بعد روشنی ہونے کے بہرچین شاہ
نے کئی کاسہ دودھ کے روبرو بدیع کے بھیجے بدیع نے ہر ایک کاسہ اٹھا کر دہن سے لگا کر شیر پی لیا اسیطرح بادشاہ
لشکر اسلام نے کاسہ ہاے شیر شکر آمیز برائے کرب ارسال کیے کرب نے بھی ہر کاسہ شیر منہ سے لگا کر تمام شیر
پی لیا ملازم خالی کاسے اٹھا کر لے گئے جب دونون دلیر سیر و سیراب ہو چکے پھر باہم کا سلسلہ مشت بمشت کشتی لڑنے لگے
باہم زور بخوبی کرنے لگے جلد جلد پیچ پر پیچ ہونے لگے منصف بآواز بلند ہر ایک کے کمال کی داد دینے لگے اسیطرح
وہ شب بھر کشتی ہوئی اور پھر دن بھر برابر کشتی ہوئی شب کو پھر بھی سامان روشنی کا ہوا اور وقت اشتہا ہر ایک نے
کاسہ ہاے شیر نوش کیے لیکن دونون مین سے کوئی دلیر کمزور ہوا اور کسیکی پشت آشناے زمین ہوئی جب
زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ عمرو دونو کو کشتی لڑنے مین چھوڑ کر اپنے کمال سے [illegible] آراستہ کرکے [illegible]
جانب کوہ قاف مین چلے جب قریب لشکر نوشیروان پہونچے خوب دیکھ بھال کر [illegible] لشکر نوشیروان [illegible]

فرمان پر مہر کر دیجیے نوشیروان نے یہ سنکے بختنک کیطرف دیکھا اسنے عرض کیا البتہ ای شہنشاہ مہر کر کے بھیجیے بس تاکہ
تا گہانی کو ٹالیے اپنے لشکر کے پہلوانون کو اس پہلوان کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ یہ پہلوان آپکے لشکر کے جملہ
بہادرون کو اور تمام پہلوانون کو اسیطرح ہلاک کر ڈالیگا آپکو مقابلہ کرنا مسلمانون سے ہی نوشیروان نے تقریر
بختنک سنکے خیال کیا کہ بختنک سچ کہتا ہی یہ خیال کر کے اس فرمان پر مہر کر دی برجیس شاہ پہلوان بدیع کو اور
جملہ اپنے لشکر کے سرداروں وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر وہان سے چلا اور راہ طی کر کے اپنی بارگاہ مین پہونچ گیا نوشیروان
نے لیشنک کو اکھاڑے سے اٹھوایا اور جملہ اپنے امرا و زرا کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ مین گیا سرداران لشکر اسلام
اپنے لشکر مین گئے اور تمام حال کشتی کا بادشاہ اسلام سے بیان کیا بظاہر بقول راوی مذکور کا مقولا صحیح معلوم
نہین ہوتا کہ سرداران لشکر حمزہ زیر عقابین خند قون کو طی کر کے گئے اور پاس صاحبقران کے پہونچے اور امیر
بالو فیر کو رہا کر سکے بلکہ اپنے لشکر مین چلے گئے اور نوشیروان نے انھین زیر عقابین آنے دیا کیں یہ امر خلاف عقل
و فہم ہی الحاصل جب برجیس اپنی بارگاہ مین گیا بدیع نے برجیس شاہ سے کہا اب اہل اسلام سے مقابلہ کرنے کا
سوال کیا جاے اگر ان مین سے کوئی دلیر مقابلہ کرے تو خیر ورنہ اس فرمان پر بادشاہ لشکر اسلام سے مہر کر کے
یہان سے تشریف لے چلیے برجیس شاہ نے جواب دیا ہنگام سحر یہ قرطاس لیکر تم جانا اور بادشاہ لشکر اسلام سے
جواب لیکر ہمارے پاس آنا یہ کہکر برجیس شاہ خاموش ہوا جب وہ شب گزری بدیع وہ فرمان لیکر مرکب پر سوار
ہو کر مع چند خادم و خدمتگار جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین جاکر
بعد ادائے دعا و ثناے شاہی کے عرض کیا ای ظل الہٰ اسوقت بدیع پہلوان فرمان لیے ہوئے واسطے مہر کرانیکے
خدمت حضور مین آتا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ اسلام نے چند سردارون کو براے استقبال روانہ کیا سردار
گئے اور استقبال کر کے بدیع پہلوان کو لشکر اسلام مین لے آئے بدیع نے بادشاہ لشکر اسلام کو جھک کر سلام کیا اور وہ فرمان
دیا سلطان سعد نے بارگاہ سلیمانی مین جانب دست راست ایک دنگل پر بعزت تمام بٹھایا اور نہایت خلق سے پیش آئے
اور وجہ زیادہ تر عنایت و مہربانی کرنیکی یہ تھی کہ دیکھتے ہی بدیع کو سلطان سعد کے دل مین ایسی محبت و الفت پیدا
ہوئی کہ کچھ خیال غیر مذہب ہونیکا بھی نہ کیا علاوہ بادشاہ کے علمشاہ اور شیرویہ اور رشید حور وغیرہ سردارون
کو بدیع سے ایسی الفت دیکھتے ہی ہوگئی کہ ہر ایک کا دل یہی چاہتا تھا کہ اب یہ بارگاہ سے اٹھکر جاے اور اس سے
معانقہ کرین اور بدیع بھی سوا سے سلطان سعد اور جانب علمشاہ اور شیرویہ و دیگر سرداران لشکر اسلام کیطرف
بار بار بنظر الفت دیکھتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اس لشکر مین اور اس بارگاہ مین ایسے ایسے جری و بہادر نظر آتے ہین
کہ مین نے کہین نہین دیکھے اور یہ سب نہایت حسین ہین بدیع اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ سلطان سعد نے وہ فرمان
پڑھوایا اور اسکے مضمون سے مطلع ہو کر ارشاد کیا کہ ای بدیع تمنے سنا ہوگا اور دیکھا ہوگا حمزہ فی زمانہ عقابین مین بہ
قید ہین اس لشکر مین وہ نہین ہین اگر وہ موجود ہوتے تو تم سے مقابلہ کرتے لطف کشتی اور تیغ زنی تمکو انسے حاصل ہوتا
انشاء اللہ جب وہ قید سے رہا ہونگے اور تم یہان آؤگے تو انسے مقابلہ کرنا بالفعل مقابلہ موقوف رکھو بدیع
نے یہ سنکے جواب دیا بسا تعجب ہی کہ اتنے جری و بہادر اس بارگاہ مین بیٹھے ہین اور کوئی ایسا دلیر نہین ہی کہ مجھسے کشتی
لڑے کیا یہ سب دیکھنے ہی کے سرداران لشکر ہین جسوقت بدیع نے یہ کلمات کہے کرب کو غصہ آیا اور اپنے
دنگل سے اٹھکر جواب دیا کہ ای بدیع اس بارگاہ مین بڑے بڑے بہادر ہین انسے تو تم کیا مقابلہ کروگے مجھسے لڑو دیکھو تو
مین ہنگام کشتی کیسی دلبری کرتا ہون بدیع نے کہا ای بہادر اگر تم لڑوگے تو مین ضرور تمسے لڑونگا اسیواسطے تو مین یہان

بوجہ قید ہونے کے حمزہ مجبور رہتے تھے نہ تو اس سے کچھ پوچھ سکے نہ اپنے پاس بلا سکے لیکن بنظر الفت سے باربار دیکھا کیے بدیع نے بھی بارگاہ نوشیروان سے نکلکر سوے عقابین بنظر حسرت دیکھا اور ملازمان نوشیروان سے پوچھا یا الٰہی عقابین کون قید ہے انھون نے کہا صاحبقران قید ہین بدیع یہ سنکر خاموش رہا لیکن اسکے دل مین بھی کچھ الفت پیدا ہوئی جب وہ دن گذر کر رات ہوئی اور شب بھی بسر ہوکر سحر ہوئی ایکطرف سے نوشیروان پشنگ کو مع فوج لیکر زیر عقابین میدان مین جاکر ٹھہرا دوسری جانب سے برچین شاہ تبریزی بدیع پہلوان کو ہمراہ لیکر مع سپاہ کثیر پیش عقابین میدان مین آیا اور اکھاڑے پر تخت رکھوا کر بیٹھا اور رجلہ پہلوان اور سرداران اور رفیع گاذر وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت نوشیروان کی جانب سے پشنگ عاد مغربی باخداوندان اعلی اور رمنات معالی کو جیٹ اور لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اترا اور تھوڑی مٹی اکھاڑے کی اٹھا کر اپنے بازوؤن پر ملکر خم مار کر مثل فیل مست اکھاڑے مین کھڑے ہوکر چنگھاڑا کہ ای بدیع پہلوان آؤ کشتی لڑو مجھسے ہرگز نہ ڈرو مین تمکو سہولیت سے زیر کرونگا دست و پاے نازک تمھارے نہ توڑونگا ہرچند کہ تمسے کشتی لڑنا باعث میری آبروریزی کا ہے کیونکہ تم ابھی بچے ہو اچھی طرح سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا ہے لیکن تمنے دعوی یکتائی کیا ہے اسوجہ سے براے تنبیہ تمسے لڑتا ہون دیکھ لینا ایک آن مین تمکو زیر کرونگا بدیع پہلوان کلمات مندرجہ پشنگ عاد مغربی سنکر برہم ہوا اور فورًا دامن گردانکر اکھاڑے مین اُترا اور کہا ای پشنگ عاد مغربی زیادہ گوئی اور بدزبانی نہ کر دلیرون کو تاب کلمات سخت سننے کی نہین ہے اب تم مجھسے کشتی لڑو جو کچھ انجام ہوگا دیکھ لینا اور جسقدر یہان صغیر و کبیر بیٹھے ہین سب سیر دیکھین گے یہ کہکر بھال ٹھوکا کہ خم مارا ادھر سے پشنگ بڑھا اور بدیع سے لپٹ کر زور کرنے لگا جو لوگ وہان موجود تھے کشتی دیکھنے لگے حمزہ بھی عقابین پر سے کشتی ملاحظہ فرمانے لگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسوقت اکثر سرداران لشکر حمزہ بھی براے سیر کشتی آئے تھے اور اکھاڑے پر بعدعزت بیٹھے ہوے سیر کشتی دیکھ رہے تھے بسبیل اختصار تحریر کیا جاتا ہے کہ بدیع پہلوان نے بعد تین پہر کے پشنگ کو اپنے نیچے لاکر اور اسکی زنجیر کمر اور لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر لنگر اسکا زمین سے اکھیڑا زور اول مین تا بزانو اور زور دوم مین تا بسینہ اور زور سوم مین اسکو سر سے بلند کرکے اور چرخ دیکر اسطرح اکھاڑے مین پٹکا کہ پشت اسکی زمین سے آشنا ہوئی استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرما سا ہو گئے مرغ روح اسکا قفس تن سے نکلکر سوے سقر روانہ ہوا اسوقت چہرہ نوشیروان کا یہ حال دیکھکر متغیر ہوگیا سرداران لشکر نوشیروان دنگ ہوگئے سکتے کا سا عالم ہوگیا برچین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی اور سرداران لشکر حمزہ بے اختیار تعریف و ثناے بدیع پہلوان کہنے لگے شور تحسین و آفرین بلند ہوا حمزہ زور بدیع دیکھکر وجد کرنے لگے اور نہایت خوش ہوے اور دل مین اپنے بدیع پہلوان کی تعریف کرنے لگے ہرچند کہ بادشاہ برچین تبریزی نے منع کردیا تھا لیکن رفیع گاذر یہ حال دیکھکر بے اختیار ہوکر اُٹھا اور پگڑی اپنے سر سے اتار کر اچھال دی اور بآواز بلند اپنی زبان مین کہنے لگا واہ رے مورے شیر کا جور کیا کیسے کہ پشنگ کو سیدھا کردیا اسیطرح سو ڈیڑھ سو دھوبی جو رفیع گاذر کے ہمراہ تھے اچھلنے کودنے لگے اور ایسی ہی تعریف کرنے لگے برچین شاہ نے رفیع گاذر اور جملہ دھوبیون کو شور و غل کرنے سے منع کیا اور نوشیروان سے کہا اب اور کوئی پہلوان آپکے لشکر کا ہمارے اس پہلوان سے لڑیگا یا نہین نوشیروان نے کہا اب کوئی تمھارے پہلوان سے لڑکر اپنی جان نہ دیگا برچین شاہ نے کہا اگر کوئی پہلوان لایق مقابلہ اس پہلوان کے نہین ہے تو آپ اس

وغیرہ نے جو حاضر تھے براے تسلیم سر جھکائے نوشیروان ہر ایک کا سلام باشارہ چشم و ابرو لیکر بارگاہ مین آکر
بالاے تخت بیٹھا سرداران لشکر اور امراے نامدار ذنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ناگاہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہرکارے
لشکر نوشیروان کے براے خبر روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے روبرو نوشیروان آکر عرض کرنے لگے اے شہنشاہ
برجیس تبریزی مع سپاہ کثیر آتا ہی نوشیروان تو سرخاب عیار سے پہلے ہی سن چکا تھا وزرا سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ اگر برجیس شاہ آتا ہی تو آئے ما بدولت کو اس سے کیا غرض ہی کہ اسکے استقبال کے واسطے سرداران
لشکر روانہ کیے جائین وزرا نے عرض کیا شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا ابھی وزرا نوشیروان سے عرض کرتے تھے
کہ برجیس شاہ تبریزی آیا اور علیحدہ لشکر نوشیروان سے میدان مین بارگاہین اور خیام استادہ کرا کے فروکش ہوا
چونکہ لیشنگ عاد مغربی نے قبل اسکے صحراے سبزہ زار مین بدیع سے کشتی لڑنے کو کہا تھا اور مشہور جہان پہلوان
دوران بدیع کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا تھا یکایک فرامرز آگیا تھا اُس سے لیشنگ لڑنے لگا تھا اور فرامرز کو نیچہ
اُٹھا لیگیا تھا اُسی روز سے بدیع پہلوان کو خیال تھا کہ لیشنگ نے ٹوکا ہی اس سے کشتی لڑکر اسکو سزاے
معقول دیجیے اسی وجہ سے بدیع پہلوان کو برجیس شاہ جانب نوشیروان لایا اور نہ بدیع کا ارادہ تھا کہ اہل اسلام
ہر طرح لڑونگا اگر وہ نہ لڑینگے تو مہر بادشاہ لشکر اسلام سے فرمان پر کرا لونگا غرض بعد فروکش ہونے کے برجیس شاہ بدیع
پہلوان وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان مین گیا نوشیروان نے موافق اُسکے رتبے کے اسکو بارگاہ مین
بٹھایا اور پہلوانون کو موافق اُنکے مرتبے کے ذنگلون پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے برجیس شاہ تبریزی نے ایک کاغذ
نکالکر بدیع کو دیا اور کہا یہ کاغذ نوشیروان کو دے دو بدیع نے وہ کاغذ ذنگل سے اُٹھکر نوشیروان کو دیا نوشیروان نے
اُسکو پڑھوایا مضمون اُس کاغذ پر برجیس شاہ کیطرف سے یہ مندرج تھا کہ علاوہ لشکر گران کے صدہا پہلوانان
رستم سیر سے ہمراہ رکاب ہین خصوصاً ایک پہلوان کہ جسکا نام بدیع ہی مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا ہی اکثر ممالک مین گیا ہی
اور پہلوانان نامی کو اسنے زیر کیا ہی اور اگر کوئی پہلوان بعض اقلیم مین اس سے نہین لڑا ہی تو وہان کے بادشاہ نے اس کاغذ
پر لکھدیا ہی کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا دلیر نہین ہی کہ جو اس سے مقابلہ کر سکے پس اگر آپ کے لشکر مین کوئی دلیر ہو
تو اُس سے مقابلہ کرے ورنہ مثل اور بادشاہون کے آپ بھی اس کاغذ پر مہر کر دیجیے یا لکھدیجیے کہ ہمارے قلمرو
مین کوئی بہادر ایسا نہین ہی جو بدیع سے لڑ سکے جب نوشیروان مضمون مذکور سے آگاہ ہوا اپنی بارگاہ مین
داہنی اور بائین جانب سرداروں اور پہلوانون کو دیکھنے لگا اُسوقت لیشنگ اپنے ذنگل سے کودا اور
نوشیروان سے کہنے لگا اے شہنشاہ مین اس نوجوان سے لڑونگا پہلے بھی مین نے چاہا تھا کہ اس سے لڑون لیکن
مگر اتفاق لڑنے کا نہ ہوا نوشیروان نے تقریر لیشنگ کی سنکر حکم دیا کہ سامان مقابلہ ہر دو دلیر مذکور کیا جاے اور
کل ہنگام سحر مقابلہ ہو وزرا نے بموجب حکم اسیوقت سے سامان کیا برجیس شاہ تبریزی بدیع پہلوان وغیرہ کو
ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا بعد جانے برجیس شاہ اور بدیع پہلوان کے پہلوانان عماد
اور فرامرز بن قارن عدلی اور نجتاک وغیرہ کہنے لگے کہ کیا خوب بدیع پہلوان ہی سچ تو یہ ہی کہ نادر زمانہ ہی
قوت دست و پا اور شکل و صورت اور حسن و جمال مین بیمثال معلوم ہوتا ہی بارگاہ مین تو نجتاک اور فرامرز
وغیرہ باہم بدیع کی تعریف کرتے تھے اور زینت بارگاہ صاحبقران نے جو بدیع کے سراپا پر نظر کی بے اختیار دل
مین محبت پیدا ہوئی دل نے چاہا کہ اگر بدیع یہان تک آئے تو سینے سے لگا لیجیے فرزند اپنا بنا کر پیار
کیجیے اور پوچھیے اس نوجوان سے کہ تو کس گلستان کا ہی اور کس بوستان کا ہی لیکن

لیکن بیگمبر ہو فن کشتی مین اسکو کمال حاصل ہے اور مین اس فن سے چندان ماہر نہین ہون مین تو تیغ و گرز سے لڑنا جانتا ہون لپشنگ مجھسے میدان جنگ مین شمشیر و گرز لیکر مقابلہ کرے اور زیر کرلے تو البتہ مین اسکی شجاعت کا قائل ہون لپشنگ عاد نے جوابدیا مین تجھسے بہ شمشیر و گرز بھی مقابلہ کرونگا نوشیروان نے کہا ہنگام سحر مقابلہ کرنا یہ کہکر نوشیروان اُٹھکر اپنی بارگاہ مین گیا ہر ایک سردار اور سوار بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گیا جب صبح ہوئی نوشیروان برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اہل دربار نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے اس اثنا مین فرامرز اور لپشنگ بھی بارگاہ مین آئے تسلیم و مجرا کرکے کہنے لگے حضور بارگاہ سے میدان نبرد مین تشریف لے چلین ہماری جنگ ملاحظہ فرمائین نوشیروان سنکے تخت سے اُٹھا اور بارگاہ سے نکلکر تخت پر سوار ہوکر مع امرا و وزرا سرداران لشکر بہ ہیبت عقاب میدان مین جاکر ٹھہرا فرامرز اور لپشنگ بن آرنج دونون میدان مین آئے فرامرز نے نیزہ سینہ لپشنگ پر مارا لپشنگ نے نیزہ اپنے نیزے پر روکا پھر لپشنگ نے نیزہ مارا فرامرز نے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر لپشنگ نے فرامرز کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا فرامرز نے برہم ہوکر گرز گرانبار اُٹھاکر چرخ دیکر سر لپشنگ پر مارا لپشنگ نے آگے بڑھکر فرامرز کی کلائی پر ہاتھ ڈالکر گرز چھین لیا چونکہ گرز فرامرز زمین پر پڑا تھا لپشنگ کو گرز سے صدمہ نہ ہوا تھا جب لپشنگ نے بقوت بازو گرز بچاکر چھین لیا اسوقت فرامرز کو نہایت صدمہ ہوا آخر تیغہ گرانبار کھینچکر لپشنگ کے سر پر مارا لپشنگ نے بارھہ تیغہ کی بچاکر کسیقدر داہنی جانب فرامرز کے جاکر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالا اور اسقدر زور کیا کہ تیغہ فرامرز کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسوقت لپشنگ نے نعرہ کیا اور کہا او طفل اگر اور کچھ ہوس جنگ دل مین ہو تو نکال لے ورنہ اب کبھی دعوی برابری اور برتری نکرنا اگر مجھکو شہنشاہ کے ملال کا خیال نہ ہوتا تو ابھی تجھکو قتل کرتا راوی بیان کرتا ہے کہ فرامرز بن قارن نے یہ کلمات لپشنگ کے سنکر اور جنگ گرز و نیزہ و تیغ مین مغلوب ہوکر کثرت رنج و ملال سے چاہا تھا کہ خنجر سے اپنے تئین ہلاک کرے لیکن نوشیروان نے چہرہ فرامرز پر نظر کرکے لپشنگ کو اپنے پاس بلایا اور آہستہ سے کہا اے لپشنگ درحقیقت تمھارا مثل و نظیر نہین ہے تمھاری دلیری اور فرامرز کی کم قوتی ظاہر ہوگئی اب ہمارے کہنے سے فرامرز سے گلے ملجاؤ اُسکے دنگل کا خیال نکرو مشہور ہے کہ صاحب عزت و توقیر جس جگہ بیٹھے وہی مقام صدر ہے اسی طرح بختک نے بھی لپشنگ کو سمجھایا لپشنگ نے کہا اے شہنشاہ آپکے فرمانے سے یہ امر مین قبول کرتا ہون ورنہ ہرگز منظور نہ کرتا یہ کہکر خاموش ہوا نوشیروان نے فرامرز کو بلایا اور لپشنگ سے کہا فرامرز سے ملجاؤ دل مین کدورت نہ رکھو لپشنگ فرامرز سے گلے ملا لیکن فرامرز کا دل لپشنگ سے صاف نہ ہوا ابھی نوشیروان وہان بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ سرخاب عیار آیا اور بعد بجالانے شرائط تسلیم کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ کل وقت سحر چین شاہ تبریزی اور پسر اسکا شمس حسین تبریزی بجمعیت لشکر کثیر اور پہلوانان بے نظیر کے یہان داخل ہونگے سرخاب عیار یہ خبر سناکر چلا گیا نوشیروان اس جگہ سے اُٹھکر مع سرداران لشکر بارگاہ کیطرف چلا جب دربارگاہ پر پہونچا سبکو رخصت کرکے داخل بارگاہ ہوا لپشنگ اپنی بارگاہ مین گیا اور فرامرز بن قارن عدنی اپنی بارگاہ مین جاکر راحت پذیر ہوا یہ خبر بادشاہ و لشکر اسلام اور سرداران لشکر اسلام کو بھی ہوئی کہ لپشنگ عاد مغربی نے فرامرز بن قارن عدنی کو کشتی اور جنگ تیغ و گرز مین مغلوب کیا

داستان آنا چین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی کا اور لڑنا بدیع کا لپشنگ عاد مغربی اور کرب سے بعد ازان ہمراہ شاہ تبریز روانہ ہونا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہے

راویان ذوی قار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہ شب گذر کر سحر ہوئی نوشیروان مجلسرا سے برآمد ہوا امرا و وزرا

ہلاک کیا یا زنبیل مین رکھ لیا ناگاہ ہیکلان عاد ملک سومنات مغرب لپشنگ عاد کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ
مین آیا ہیکلان عاد اور لپشنگ عاد نے نوشیروان کو سلام کیا لپشنگ عاد مغربی سلام کرکے فرامرز
بن قارن عدنی کے دنگل پر بیٹھنے لگا بختنک نے کہا اے لپشنگ عاد مغربی اس دنگل پر نہ بیٹھو یہ اُس
شخص کا ہی جو اپنے وقت کا صاحبقران ہی اور داماد شہنشاہ نوشیروان ہی ہرچند کہ شہنشاہ نے ابھی شادی
اپنی دختر کی اُسکے ساتھ نہین کی ہی لیکن اقرار شادی کرنے کا کیا ہی شہنشاہ اُسکو نہایت عزیز رکھتے ہین اس
دنگل کے بعد جو دنگل ہی اُسپر بیٹھو لپشنگ عاد مغربی نے کہا فرامرز کون ہی اُسکی بھی یہ لیاقت ہے کہ وہ
بالادست بیٹھے گا مین تو ہرگز اُسکے زیر دست نہ بیٹھونگا یہ کہکر فرامرز کے دنگل پر بیٹھنے لگا اُسی اثنا مین فرامرز
بن قارن عدنی بھی آگیا نوشیروان کو سلام کیا اپنے دنگل کے پاس گیا دیکھا لپشنگ عاد مغربی میرے
دنگل پر بیٹھا ہی چاہتا ہی فرامرز بن قارن عدنی کو یہ امر ناگوار جو ہوا برہم ہوکر کہا اے لپشنگ عاد مغربی
خبردار اس دنگل پر نہ بیٹھنا ورنہ تجھکو تہ تیغ کرونگا یہ دنگل میرا ہی لپشنگ عاد نے یہ سُنکر غضبناک ہوکر تیغہ گرانبار
کھینچا اور قصد ہلاکی فرامرز بن قارن عدنی کیا اسوقت نوشیروان اور بختک اور ہیکلان عاد جملہ
اہل دربار نے لپشنگ عاد مغربی سے کہا آپس مین نہ لڑو زبردست فرامرز بن قارن عدنی بیٹھو
لپشنگ عاد نے کہنا کسی کا نہ مانا فرامرز بن قارن عدنی کو بھی غصہ آگیا کہنے لگا اے لپشنگ عاد کیا
مین تجھسے کم قوت ہون جو تو مجھے دباتا ہی اور میرے دنگل پر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہی لپشنگ عاد مغربی نے
جواب دیا تیری کیا حقیقت ہی تجھسے اچھے میرے شاگرد ہین جب نوشیروان نے دیکھا کہ دونون دلیر آمادۂ جنگ
ہین تلوار باہم چلا ہی چاہتی ہی یہ دیکھکر گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ تلوار اگر چلیگی دونون مین سے ایک قتل
ہوجائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ دونون کو کشتی لڑواؤن نوشیروان یہ خیال کرکے فرامرز بن قارن عدنی
اور لپشنگ عاد مغربی سے کہنے لگا اے دلیرو باہم تیغزنی نہ کرو اگر اپنی قوت و دلیری تمہین ظاہر کرنا منظور ہی
تو باہم کشتی لڑو لپشنگ عاد نے جواب دیا اے شہنشاہ مجھکو منظور ہی فرامرز بن قارن نے بھی کہا اے مالک
ہفت کشور مین اس سے کشتی لڑونگا نوشیروان نے دونون کی تقریر سُنکے اُسی وقت حکم دیا جلد اکھاڑا تیار
ہو بموجب حکم فوراً ملازمون نے اکھاڑا درست کیا گرد اکھاڑے کے صدہا کرسیان رکھدین خیمہ اکھاڑے
پر استادہ کیا اور ایک تخت جواہر نگار برائے نوشیروان اکھاڑے پر لاکر رکھا جب کل سامان ہوگیا نوشیروان
وغیرہ بارگاہ سے باہر جاکر بالائے تخت و کرسی بیٹھے فرامرز اور لپشنگ عاد مانند فیلان مست اکھاڑے مین آکے
اور دامن گردانکر خم مار کر باہم کشتی لڑنے لگے داؤن پیچ ہونے لگے جملہ صغیر و کبیر دیکھنے لگے صاحبقران بھی
عقابین پردے کشتی دیکھنے لگے جب لپشنگ عاد بقوت بازو فرامرز کی گردن زیر بغل دباکر زیر کرنیکا ارادہ
کرتا تھا فرامرز برہم ہوکر اُسکے سینے پر مشت مارتا تھا اور زیر بغل سے نکل جاتا تھا لپشنگ بھی برہم ہوکر اُسکی گردن
اور کلے پر مشت مارتا تھا کبھی لپشنگ بن آسیخ اکھیڑ لگاتا تھا فرامرز اُسے بچتا تھا گاہ فرامرز دستی زبردستی کرنیکا
ارادہ کرتا تھا لپشنگ ہنستا تھا فرامرز کو غصہ آتا تھا راوی بیان کرتا ہی شام تک بخوبی کشتی ہوئی آخر
فرامرز کا دم آگیا پسینے مین تر ہوگیا اسوقت لپشنگ نے اُسکو نیچے لاکر گھسا دیا فرامرز نے دھڑ مارا
لپشنگ نے فوراً الٹ دیا پیٹھ فرامرز کی زمین سے آشنا ہوئی لپشنگ نے فرامرز کو زیر کرکے چھوڑ دیا اور خوش ہوکر کہا وہ
مارا نوشیروان یہ حال دیکھکر رنجیدہ ہوا فرامرز نے زیر ہوکر نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ لپشنگ عاد مغربی

پس وہ بچ نہ سکے چونکہ زمانہ قید حمزہ صاحبقران کا منقضی نہ ہوا تھا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کس طرح امیر
یا تو قید کو قید سے رہا کرتے ہر فرد بشر تقدیر سے مجبور و ناچار ہے تدبیر و زور شجاعت سے بری مقدر دفع نہیں
ہوتی ہے جو تقدیر میں ہونا ہے وہی پیش آتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ تا شام اہل اسلام خوب لڑے میدان میں
کشتون کے پشتے لگا دیے شیرانہ حملے کیے ہنگام شام نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے
جنگ و جدال کرنے سے ہاتھ روکا کشتگان لشکر جانبین کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار مردان لشکر
نوشیروان قتل ہوئے اور دو ہزار اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے سلطان سعد نے لاشے
مسلمانون کے اٹھوا کر غسل و کفن دلوا کر دفن کیا بعد ازان مع اپنے لشکر کو لیکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے
اور قطع راہ کر کے بے نیل مرام داخل بارگاہ ہوئے جملہ سردار و سوار بھی مرکبون سے اتر اپنی اپنی بارگاہ
اور خیمے میں گئے خواجہ عمرو بھی اپنے خیمے میں آئے ادھر نوشیروان بھی مع لشکر سمت بارگاہ چلا اثنائے
راہ میں لپشنگ عاد مغربی اور ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی نے بصد ادب آداب و مجرا کیا نوشیروان
انھیں دیکھکر اور انکے آنے سے خوش ہوا ہیکلان عاد نے نوشیروان سے لپشنگ عاد کی تعریف کی اور
کہا اے شہنشاہ لپشنگ عاد مغربی نہایت جری و قوی ہے نوشیروان نے کہا کل لپشنگ عاد مغربی کو اپنے
ہمراہ ہمارے دربار میں لانا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں گیا لپشنگ عاد مغربی اور ہوشنگ بلخی اور گوشنگ
بلخی بارگاہیں برپا کر اسکے بارگاہ میں گئے لشکر ہر ایک کا جدا جدا اترا یہ معرکہ بھی حمزہ صاحبقران
نے عقابین پرے دیکھا

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن عدنی کا لپشنگ عاد سے اور ہر طرح مغلوب ہونا اور آنا طول کرخی کا اور لڑنا لپشنگ عاد مغربی سے اور قتل ہونا طول کرخی کا مع چند سرداران لشکر کے بیان کی جاتی ہے

راوی شیرین زبان اس داستان کو اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ جب وہ شب بسر ہوئی نمایان سحر ہوئی
آفتاب عیان ہوا ضیائے مہر سے پر نور جہان ہوا نوشیروان بیدار ہو کر حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر
برآمد ہوا دربار میں تخت پر آ کر بیٹھا اور حکم کیا ایک دنگل زبردست فرامرز بن قارن عدنی کے لیے بچھایا
جائے ملازمون نے بموجب حکم دنگل بچھا دیا ناگاہ ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی دربار میں آ کر نوشیروان
کو سلام کر کے موافق اپنے رتبے کے بیٹھے نوشیروان نے انسے پوچھا یہان تمھارا آنا کیونکر ہوا انھون نے
بیان کیا جب لاشہ تہمتن خان کا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ کے پاس پہونچا اسکو نہایت صدمہ
ہوا اسی عالم رنج و ملال میں ایک فرمان ہمکو اس مضمون کا بھیجا کہ تم جا کر شریک نوشیروان ہو اور اہل اسلام
کو قتل کرو کہ انھون نے میرے دو فرزندون کو قتل کیا ہے پس بموجب حکم صلصال ہم آپ کے پاس
حاضر ہوئے اور شریک جنگ ہوئے ابھی نوشیروان ہوشنگ بلخی کی طرف متوجہ تھا
ناگاہ کچھ مردم لاشہ جیسر افسوس جادو کا لیے ہوئے آئے دربارگاہ میں جو شور گریہ ہوا نوشیروان
نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ افسوس جادو مارا گیا نوشیروان کو اسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا
پھر حکم نوشیروان سے وہ مردم لاشہ افسوس جادو کا لے گئے اسوقت نوشیروان یہ خیال
کر رہا تھا کہ افسوس جادو تو مارا گیا وجدان دیا خفت کش کو نہین معلوم خواجہ عمرو نے

کہ اس طرح بارگاہ نوشیروان مین آنا پس بموجب ارشاد خواجہ مہتر قران آیا تھا اور یہ بھی خواجہ نے کہدیا تھا
کہ جو رقعہ مین تمکو دونگا وہ رقعہ بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا چنانچہ مہتر قران نے رقعہ خواجہ عمرو کا لشکر
اسلام مین جاکر سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ رقعہ پڑھوایا لکھا تھا اے ظل اللہ مین نے
عیاری و مکر کرکے وجدان ریاضت کش کو گرفتار کرلیا اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو جو گرفتار تھے
انکو رہا کرلیا ہے ہر ایک کو مرکب اور اسلحہ دلوا دیا ہے سب سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین قریب نوشیروان
زنگلون پر بیٹھے ہین اور مین بصورت وجدان ریاضت کش قریب نوشیروان بیٹھا ہون اسوقت
میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ کل فوج لیکر تشریف لایئے اگر ممکن ہو تو حمزہ صاحبقران کو رہا کرلین
ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا سلطان سعد نے اس مضمون سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو ہر ایک
شخص مسلح ہو چنانچہ حسب الحکم کل مردان فوج و سرداران لشکر مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام راہ دشت سے
جانب عقابین لشکر لیکر چلے ادھر بختک نابکار نے ایک پرچہ کاغذ پر یہ عبارت لکھی کہ اے شہنشاہ یہ وجدان
ریاضت کش نہین ہے خواجہ عمرو ہے آپ کسی طرح بارگاہ سے تشریف لیجایئے ورنہ گرفتار ہوجایئے گا تھوڑی
دیر مین بارگاہ مین تلوار چلیگی یہ عبارت لکھکر پرچہ قرطاس نوشیروان کو دیا نوشیروان پڑھکر گھبرایا
اور اسی وقت بے اختیار بارگاہ سے اٹھکر باہر آیا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب مسلح ہون اور کل فوج ہماری
مسلح ہو بموجب حکم سب مسلح ہوے نوشیروان نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو قتل کرو
بموجب حکم ہیکلان عاد نابکار اور فرامرز بن قارن عدنی اور القاے عاد وغیرہ براے گرفتاری خواجہ
و بہر قتل سرداران لشکر اسلام بڑھے خواجہ عمرو وغیرہ لڑنے لگے اس اثنا مین سلطان سعد فوج لیکر آ گئے
اور کفار گھیرے لڑائی ہونے لگی تلوار خوب چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی زخمی سر بیبدن سے گرنے لگے تڑپنا
مثل مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون کشتگان سے سراسر رنگین ہوگیا بلکہ جیسے خون کشتگان میدان نبرد
مین جاری ہوئی اہل اسلام شیرانہ نعرے کرنے لگے بڑھ بڑھکر اعدا کو ہلاک کرنے لگے لشکر نوشیروان پیچھے
ہٹنے لگا کرب غازی اور علمشان اور شیردیہ اور جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن فرہاد خان بلغی
وغیرہ سرداران لشکر اسلام نے ہزارہا سواران لشکر نوشیروان کو تہ تیغ کیا اور ایسی جنگ رستمانہ کی کہ
نوشیروان متردد ہوا چونکہ گرد عقابین چار خندقین تھین اہل اسلام لڑتے ہوے اور آگے بڑھتے ہوے ایک
خندق سے گذر گئے تھے کہ ناگاہ غبار ایک سمت بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا پشنگ عاد مغربی
جس نے فرامرز مغربی سے صحرا مین مقابلہ کیا تھا اور اکھاڑے مین اپنے شاگرد ولنیے کشتی لڑا تھا بائیس ہزار
سواروں کی جمعیت سے ظاہر ہوا اور نوشیروان پر اہل اسلام کا نرغہ دیکھکر برہم ہوکر اہل اسلام سے لڑنے
لگا اور دوسری خندق طے کرنیکا مانع ہوا اہل اسلام نے اس بدانجام سے بھی مقابلہ کیا اکثر سواران لشکر اسلام
اسکے ہاتھ سے قتل ہونے لگے ابھی اہل اسلام لڑ رہے تھے کہ ایک جانب پھر غبار عظیم بلند ہوا جب وہ
غبار دفع ہوا ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی کہ انکو صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے
لکھا تھا کہ تم براے مدد نوشیروان جاؤ چنانچہ نامبردہ بالاسات لاکھ سواروں کی جمعیت سے ظاہر ہوے
اور یہ جنگ عظیم دیکھکر شریک جنگ ہوے اہل اسلام کو ضرب شمشیر و گرز سے ہلاک کرنے لگے لیکن اہل
اسلام نے قدم معرکہ سے پیچھے نہ ہٹایا دیر تک معرکہ جنگ و جدال رہے مگر حمزہ صاحبقران نہ تھے کہ

اور کہا اداآدم اس مال واسباب کو ذرا اچھی طرح رکھیے گا بعد اسکے خواجہ نے رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت مثل وجدان ریاضت کش کے بنائی اور اہل بزم کو ہوشیار کرکے کہا خداوندلات ومنات نے سبکی جان بچائی وہ کلانونت بچہ نہ تھا خواجہ عمرو تھا تمام مال واسباب بارگاہ کالیگیا خیر مال واسباب لیگیا کچھ غم نہین جان میری اور تمہاری اسکے ہاتھ سے بچگئی یہ کہکر سب کو رخصت کیا اور سراپا سرخ پوشاک پہنکر بارگاہ سے نکلکر بارگاہ نوشیروان مین گیا جملہ سرداران لشکر برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے وجدان ریاضت کش نقلی قریب تر نوشیروان کے تخت کے بیٹھے ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ بارگاہ مین ایک شخص برق وار چمک کر آیا اور نعرہ کیا منم فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات اسوقت پلکین جھلملائین اہل دربار کی اس چمک سے آنکھین جھپک گیئن سب کو حیرت ہوئی فرشتۂ خداوندلات کی عجیب وغریب شکل دیکھی بختک نابکار بھی متحیر ہوا فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات نے ایک فرمان وجدان ریاضت کش کو دیا اور کہا لیجیے یہ فرمان خداوندلات نے آپ کو بھیجا ہو جو کچھ اسمین لکھا ہو اسپر عمل کیجیے وجدان ریاضت کش نقلی نے فرمان پڑھا اور نوشیروان وغیرہ سے مخاطب ہوکر کہا اس فرمان مین خداوندلات نے مجھے تحریر کیا ہو کہ جو سرداران لشکر اسلام افسوس جادو نے گرفتار کیے ہین انکو بلاکر سمجھاؤ اور انسے کہو کہ دین خداپرستی ترک کرین نوشیروان نے یہ سنکر کہا جو حکم آپ کو خداوندلات کا ہو اُسے بجا لایئے دیر نہ لگائیے وجدان ریاضت کش نقلی نے اسی وقت حکم دیا کہ زندان سے کرب غازی کو لے آؤ بموجب حکم ملازم گئے اور کرب غازی کو قیدخانے سے لے آئے جب کرب غازی روبروے وجدان ریاضت کش آیا وجدان ریاضت کش نے کرب غازی سے آنکھ ملاکر اور تل اپنی آنکھ کا دکھاکر کہا کہ اے کرب غازی اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو خداوندلات کو سجدہ کر کرب غازی نے خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا کہ جو دین آپ کا ہو وہی دین مین نے اپنا قبول کیا وجدان نقلی نے خوش ہوکر کرب غازی کو قید سے رہا کیا اور اسلحہ دیکر برابر اپنے دنگل پر بٹھایا اور خلعت فاخرہ دلوایا بعد اسکے علمشاہ کو زندان سے بلوایا اور وجدان ریاضت کش نے مثل کرب علمشاہ سے بھی کہا علمشاہ نے بھی خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا اے وجدان ریاضت کش مین نے آپ کا دین قبول کیا وجدان ریاضت کش نے علمشاہ کو بالادست فرامرز بن قارن عدنی کے رہا کرکے اور اسلحہ اور اسپ دلواکر بٹھایا اسی طرح جسقدر سرداران لشکر اسلام قید تھے وجدان ریاضت کش نے سبکو رہا کرکے مرکب واسلحہ دلوایا اور بارگاہ نوشیروان مین دنگلون پر بٹھایا بختک یہ حال دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ وجدان ریاضت کش خواجہ عمرو ہین یہ سمجھکر بختک نے کہا اے وجدان ریاضت کش آپ کے فضل وکمال کی کیا تعریف کیجائے عقل کو حیرانی ہو تقریر آپ کی معجزنما ہو آپ نے تو ان سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو اپنا مطیع کیا ہو کہ جو سوائے حمزہ صاحبقران کے کسی کی تابعداری اور فرمانبرداری نہین کرتے اب مین آپسے بخوبی واقف ہوگیا وجدان ریاضت کش نقلی نے بختک کی گفتگو سنکے بہ نظر تند اُس کی طرف دیکھا بختک ڈر کر خاموش ہوا پھر وجدان ریاضت کش نقلی نے ایک رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات کو دیا اور کہا یہ رقعہ دیدینا اور احوال جو گذرا ہو کہدینا فرشتۂ مذکور رقعہ لیکر اسی طرح مثل برق چمک کر بارگاہ سے نکلکر غائب ہوگیا ناظرین پر واضح ہو کہ فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات مقبل قران تھا اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے جو کہدیا تھا

ملکہ فتنہ کو لیکر داخل لشکر ہوے اور خواجہ عمرو کے پاس جاکر سر افسوس جادو زمین پر ڈالدیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ خوش ہوے اور ملکہ فتنہ کو مسلمان کرکے لشکر اسلام مین مقیم کیا جب حال قتل سوار چوبی لباس یعنی افسوس جادو بادشاہ لشکر اسلام اور سرداران لشکر نے سنا اور سر افسوس جادو کا دیکھا سب خوش ہوے جب صبح ہوئی خواجہ بشکل طفل کلانونت جانب دریا روان ہوے اور قریب وجدان پہونچے چونکہ وجدان ریاضت کش نہایت درجہ حسن پرست طفلان تھا اور ہر وقت اطفال حسین اور جوانان پاکیزہ رو اسکی بزم مین شب و روز رہتے تھے اور وہ اُنسے اپنی صحبت مین چوسر و گنجفہ کھیلا کرتا تھا انھین اطفال خوبرو سے ایک لڑکا واسطے نہانے کے دریا پر گیا تھا چند خادم و خدمتگار اسکے ہمراہ تھے جب خواجہ کنارہ دریا پر پہونچے اس طفل حسین کو دیکھکر ایک خدمتگار سے پوچھا یہ لڑکا کون ہو اُسنے تمام حال بیان کیا خواجہ اُسکے روبرو گانے لگے وہ طفل جب نہاچکا خواجہ عمرو سے خوش ہوکر کہنے لگا تم خوب گاتے ہو اگر ہمارے ساتھ بارگاہ وجدان ریاضت کش مین چلو اور وہان اپنا کمال ظاہر کرو تو وجدان تمکو زر و جواہر بہت دیگا طفل کلانونت یعنے خواجہ نے کہا اچھا مجھے لے چلو جو کچھ مجھکو اُستاد نے بتایا ہو وہ ہنر ظاہر کرونگا تمھاری عنایت سے اگر میرا گانا انھین پسند آیا تو انعام کثیر پاؤنگا خواجہ یہ کہکر خاموش ہوے جب وہ طفل خوبرو دریا سے چلا خواجہ اُسکے ہمراہ ہوے اثنائے راہ مین مہتر قران ملا خواجہ نے کچھ اشارہ اُس سے کہا اُسنے کہا بہت بہتر یہ کہکر مہتر قران چلا گیا خواجہ عمرو ہمراہ اُس طفل حسین کے بارگاہ وجدان مین داخل ہوے وجدان کو سلام کیا چونکہ قبل اسکے خواجہ نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا تھا کہ یا داجان اسوقت میری صورت ایک طفل کلانونت کی ہوجاے اور بعد ایک چشم زدن کے ویسی ہی صورت خواجہ کی ہوگئی تھی اسوجہ سے وجدان نے خواجہ کو نہ پہچانا اور اُس طفل سے پوچھا یہ کون ہو طفل نے کہا یہ کلانونت ہو کیا خوب گاتا ہو اگر آپ اسکا گانا سنیے گا نہایت خوش ہوجیے گا وجدان ریاضت کش نے کہا ای کلانونت بچے ایک غزل عاشقانہ ایسی گا کہ ہر شعر اسکا عاشقانہ ہو کلانونت بچے نے فوراً یہ غزل شروع کی اور یہ گانے لگا

غزل

ہوگئے دیوانے اس پر پردگی
ایک ہی وار مین تمام کیا
ہاتھ ملواتی ہی مجھے حیرت
اس فسون ساز چشم سے تیری

سخت پچھتاے ہم بہت چھوٹے
نیچے وہ غضب تھے ابرو کے
دیکھکر آپکے وہ زانو کے
سیکھین ساحر طریق جادو کے

نہ ابھی جاؤ سیر ہونے دو
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہو
اوج پر ہو ستارہ ای اختر

آپکے حسن کے مین ہم ہوگئے
ہم ہین سودائی زلف کی بو کے
خون آلودہ ہمیشہ وہ تھوکے
رہتے ہو ساتھ یار مہرو کے

جسوقت خواجہ یہ غزل اختر کی گا چکے وجدان وجد کرنے لگا بار بار خوش ہوکر تعریف کرنے لگا اس بزم مین جتنے جوان و طفل بیٹھے تھے وہ بھی خوش ہوکر ثنا کلانونت کی کرنے لگے اُسیوقت وجدان نے کشتی شراب کی طلب کی ساقیان گلرخسار کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوے وجدان نے کلانونت بچے سے پوچھا کیون لڑکے تو بھی شراب پیتا ہو یا نہین کلانونت نے کہا شراب کبھی پیتا ہون اور شراب خوب پلاتا ہون اگر حکم ہو تو اسوقت حضور کو شراب پلاؤن وجدان نے کہا اچھا شراب پلا کلانونت بچے نے شیشہ شراب اور ساغر بلورین کشتی سے اُٹھا کر آنکھ بچا کر سفوف بیہوشی اُسمین ملاکر شیشے سے ساغر مین شراب انڈیلی اور اشعار عاشقانہ پڑھکر ساغر سے سر پر رکھکر بہ کمال شائستگی وجدان کے پاس گیا وجدان یہ کمال اُسکا دیکھکر خوش ہوا اور ساغر لیکر شراب پی پھر کلانونت بچے نے اہل بزم کو شراب پلائی بعد شراب پلا چکنے کے پھر گانے لگا اور رقص کرکے بجانے لگا تھوڑی دیر مین وجدان اور جملہ اہل بزم بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے دیکھیہ بھالکر اول وجدان کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر تمام اسباب اُس بارگاہ کا اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا

پھر فرامرز کو بلوا کر حال بیتابی دل بیان کیا اور کہا اے فرامرز اگر آج تو میرے وصل پر راضی نہ ہوا تو تجھکو ابھی قتل کرونگی اور تیری بہن کو اور پرویز عیار کو بھی ہلاک کرونگی ہنوز فرامرز نے کچھ جواب نہ دیا تھا اور سوسن نے ناگہان بیکھر دیکھا کہ رہائی کی تھی اتفاقاً زر قہر نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک دیو پرواز کرتا ہوا نہایت گھبرایا ہوا نظر آیا اور اسکے تعاقب میں ایک پریزاد تیغ بکف دکھائی دیا دیو بار بار کہتا تھا کہ میں تیرے خوف سے پردۂ قاف ترک کر کے یہاں آیا یہاں بھی تو میرے تعاقب میں آیا یہ کہتا ہوا وہ دیو باغ زر قہر میں آیا اس پریزاد نے باغ میں آکر دیو کی کمر پر ایسی تلوار لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا پریزاد نے نعرہ کیا منم ملک زادہ قمر زاد پسر حمزۂ صاحبقران زر قہر ملکزادہ قمر زاد کو دیکھتے ہی اسپر عاشق ہوگئی فرامرز کی محبت دل سے دور ہوئی اور بیقرار ہو کر کرسی سے اٹھی اور کہنے لگی اے جوان خوبرو اگر میرے باغ میں آیا ہے تو چندے قیام کر مجھکو اپنی جان نثار سمجھ پہلو میں میرے بیٹھ لذت بوس و کنار سے مجھکو شادکام کر اور خود بھی میرے وصل سے محظوظ ہو ملکزادہ قمر زاد نے جواب دیا میں یہاں قیام کر نہیں سکتا کیونکہ پردۂ قاف میں سمندر دیو خر باسیرا دشمن ہے اس سے بارہا جنگ ہوتی ہے وہ قوی ایسا ہے کہ میل تین ہزار من کا ہنگام جنگ اٹھا کر لڑتا ہے اسی کے لشکر کا یہ ایک دیو تھا کہ جسکو میں نے تمہارے سامنے قتل کیا لیکن تمہارے کہنے سے بالکل انکار نہیں ہے اسوقت تمسے ہمبستر ضرور ہونگا پس چیلے وہیلے سے ملکزادہ قمر زاد آگے بڑھا اور زر قہر کے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا وہ سمجھی رکھتا یہ بھی کوئی طریقہ پیار کرنے کا ہے ملکزادہ قمر زاد نے اسکے گلے کو ایسا دبایا کہ آمد و شد نفس کی بند ہوئی آنکھیں حلقۂ چشم سے نکل آئیں آخر طبعرا کر دم اسکا مقام براز سے نکل گیا اسوقت زر قہر کے سحر کے ہیر نالہ و فریاد کرنے لگے ہوائے تند چلنے لگی کسی قدر تاریکی بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ شور و غل موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی اور آواز آئی قتل کیا مجھکو نام میرا زر قہر جادو تھا بعد مرنے زر قہر کے فرامرز مغربی اور ملکہ آذر ملک اور پرویز عیار پر سے سحر اتر گیا فرامرز نے طوق و زنجیر وغیرہ کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور دوڑ کر ملکزادہ قمر زاد سے ملا اور کہنے لگا میں آپ کے والد ماجد کا ایک فرمانبردار ہوں نام میرا فرامرز مغربی ہے میرے باپ کا نام طلال شاہ ہے میں نے سنا تھا کہ نوشیروان نے آپ کے والد کو عقابین پر قید کیا ہے سرداران لشکر اسلام نوشیروان سے لڑ رہے ہیں پس میں بھی ہمراہ پدر فوج لیکر نوشیروان کے مقابلے کے واسطے چلا تھا اثنائے راہ میں ایشنگ سے لڑ رہا تھا اس جادوگرنی نے مجھکو بزور سحر وہاں سے اٹھوا کر یہاں قید کیا تھا اور طالب وصل ہوتی تھی آپنے آکر مجھکو رہا کیا نہایت مجھپر احسان کیا ملکزادہ قمر زاد نے تمام حال سنکے فرامرز کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا اب میں تمہارے ہمراہ جانب عقابین چلونگا یہ کہکر آمادہ چلنے پر ہوا فرامرز نے اپنی بہن اور پرویز کو رہا کر کے جانب شہر روانہ کیا اور آپ ہمراہ ملکزادہ قمر زاد باغ سے نکلکر سوے عقابین روانہ ہوا ملا زمان زر قہر سے آنکھ بند ہوکا

داستان داخل ہونا عنتر قران اور ملکہ فتنہ کا لشکر اسلام میں اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا اور درمیان کفار اور اہل اسلام کے جنگ عظیم ہونا بیان کیا جاتا ہے

محرران چالاک دست اس داستان کو اسطرح کہتے ہیں کہ جب عنتر قران نے افسوس جادو کو قتل کیا اور ملکہ فتنہ کو رہا کر کے باہم باتیں کرتے ہوئے سوے لشکر چلے تھے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوئے ہمراہ تھے اور باتیں دونوں کی سنتے تھے اور مسکراتے تھے جب قریب لشکر اسلام پہونچے جلد تر آگے بڑھکر قبل عنتر قران کے لشکر میں داخل ہو کر اپنے خیمے میں گئے اور گلیم اتار کر کرسی پر بیٹھے بعد ایک لمحے کے عنتر قران

زر قہر نے خواجہ محراب سے کہا اے خواجہ جو تمنے کشتیون مین اسباب پیش کیا ہو مین نے دیکھا اور مجھے پسند آیا لیکن اجکل
مین فرامرز کے عشق مین مبتلا ہون اور وہ میرا وصل قبول نہین کرتا ہو اگر تم اُسکو سمجھا کر میرے وصل پر راضی کردو
تو جو اس سب اسباب کی قیمت ہو اُس سے کئی حصے قیمت اسباب زیادہ دون اور تمھاری ممنون احسان ہون خواجہ محراب نے
کہا اگر آپ مجھکو اجازت دین تو مین فرامرز کے پاس جاؤن اور اُسے سمجھاؤن زر قہر نے خوش ہو کر اجازت دی خواجہ
محراب گوشہ باغ مین گیا اور فرامرز کے قریب بیٹھکر کہنے لگا اے شاہزادہ ذیجاہ آپ ملکہ کے کہنے پر کیون عمل نہین
کرتے میرے نزدیک مناسب یہ ہو کہ اُسکی تمنائے دلی بر لائیے قید سے رہا ہو جائیے فرامرز نے جواب دیا اے خواجہ
محراب مین اس جادوگرنی سے ہرگز ہمبستر نہ ہونگا اس مقدمے مین تم کچھ دخل نہ دو اور اتنا احسان مجھپر کرو کہ یہان
سے سروستان مغرب مین جاؤ وہانکی حکمران میری ہمشیرہ ہو اُس سے میرا احوال کہدینا کہ تمھارا بھائی زر قہر
جادوگرنی کی قید مین مبتلا ہو یقین ہو کہ وہ میری رہائی کے واسطے یہان آئیگی یہ کہکر خواجہ محراب کو رخصت کیا خواجہ محراب
زر قہر جادو کے پاس آکر کہنے لگا خداوند نعمت فرامرز کو مین نے سمجھایا مگر وہ راضی نہین ہوتا زر قہر جادو نے
یہ سنکے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے خواجہ محراب اب تم یہ کشتیان اسباب کی لیجاؤ مین نہ لونگی خواجہ محراب کشتیان
اسباب کی اُٹھوا کر باغ سے نکلا اور جانب سروستان مغرب کہ اُسی طرف جانا اُسکو منظور تھا روانہ ہوا بعد
قطع منازل سروستان مغرب مین پہونچا ملکہ آذر ملک کو خبر ہوئی کہ ایک سوداگر آیا ہو اسباب نفیس و نادر
لایا ہو ملکہ نے حکم دیا اُس سوداگر کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمان ملکہ خواجہ محراب کو اپنے ہمراہ لیگئے خواجہ محراب نے
روبروے ملکہ آذر ملک جاکر خم ہو کر سلام کیا اور جو کشتیان اسباب کی ہمراہ لیگیا تھا پیش کین ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا خواجہ محراب تسلیم بجا لاکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ نے اسباب دیکھا اور قیمت دریافت کرکے کل اسباب ان
کشتیونکا خرید کیا قیمت اسباب دلوادی خواجہ محراب نے زر قیمت اسباب لیکر کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کیا
اے ملکۂ عالم آپکے برادر فرامرز مغربی باغ زر قہر مین قید ہین اُسنے بزور سحر اسیر کیا ہو میرا اُسطرف جانا ہوا تھا
آپکے برادر نے مجھسے فرمایا تھا کہ ہمارا حال ہماری بہن سے کہدینا لہذا بموجب اُنکے ارشاد کے مین نے حضور سے
عرض کیا یہ کہکر خواجہ محراب رخصت ہوا ملکہ آذر ملک کو یہ خبر سُنکے نہایت صدمہ ہوا آخر بعد فکر بسیار ملکہ آذر ملک
بصورت جواہر فروشان پروین عیارہ وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور قریب باغ زر قہر پہونچی اُسی جگہ
خیام برپا کرکے مقیم ہوئی ہنگام سحر چند درج گوہر اور جواہر بیش بہا لیکر در باغ پر گئی ملکہ زر قہر نے اُسکو
اُسوقت اپنے روبرو بلایا جب فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکلوا کر سمجھا رہی تھی اپنے وصل پر اُسکو ترغیب دیرہی
تھی ملکہ آذر ملک نے روبرو زر قہر جادو جاکر اول سلام کیا بعدہ جواہر پیش کیا اُسنے کہا بیٹھ جاؤ ملکہ
آذر ملک بیٹھ گئی زر قہر جادو جواہر دیکھنے لگی ملکہ آذر ملک نے اپنے بھائی کو دیکھکر ضبط ملال نہ کرکے
خنجر کمر سے کھینچکر قصد ہلاکی زر قہر جادو کیا اُس نابکار نے ارادے سے اُسکے آگاہ ہو کر اسم سحر پڑھا دست و پاے
ملکہ آذر ملک بیکار ہوگئے بیحس و حرکت ہوگئی اُسوقت زر قہر جادو نے ملکہ آذر ملک کو بھی گرفتار کیا پروین
نے یہ خبر سُنکے نہایت رنج کیا اور ہنگام شب دیوار باغ پر کمند مار کر ارادہ کیا کہ اندر باغ کے جاکر زر قہر جادو کو
ہلاک کرے اور ملکہ اور فرامرز کو رہا کرے جب پروین بذریعہ کمند باغ مین دیوار سے اترنے لگا زر قہر جادو نے
ناگاہ اُسکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ دست و پا اُسکے بھی بیحس و حرکت ہوگئے کمند ہاتھ سے چھوٹ گئی باغ مین گرا زر قہر نے
اُسے بھی قید کیا فرامرز کو اپنی بہن اور پروین عیار کے گرفتار ہونے کا صدمہ ہوا دوسرے روز زر قہر جادو نے

فتنہ نے نکلکر ہمراہ مہتر قران رہ نوردی اختیار کی اثنائے راہ مین ملکہ فتنہ نے کہا اے مہتر قران تمنے نہیں احسان کیا
افسوس جادو کے پنجے سے مجھے چھڑایا مہتر قران نے کہا اے اُستانی یہ کیا کہتی ہو مین نے کیا ایسا کام کیا ہے جسکے شکریہ
مین تم اپنے کلمات زبان پر جاری کرتی ہو مینے تو تمھاری کوئی خدمت ابھی تک اچھی طرح نہین کی ہے تمھارا ہمپہ
حق ہے کیونکہ ہمارے اُستاد کی مطلوبہ اور محبوبہ ہو خدا وہ دن دکھاوے کہ تم ہمارے اُستاد کی زوجہ مشہور ہو ملکہ
فتنہ نے کہا ایسی واہیات باتین نہ کرو مین تمھارے اُستاد کی نہ تو محبوبہ ہون نہ جورو ہون مجھے اُنسے کچھ مطلب
نہین غرض اسیطرح کی باہم باتین کرتے ہوئے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے انشاء اللہ آیندہ حال انکا لکھا جائیگا

داستان رہا ہونا فرامرز مغربی کا اور قتل ہونا زرقہر جادو دختر فولاد مغربی کا بیان کیا جاتا ہے

راویان سحر بیان اِس داستان کو یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب فولاد مغربی مارا گیا تھا اُسکی دختر
زرقہر جادو نے یہ حال سُنا تھا نہایت مغموم ہوئی تھی چونکہ اُسنے ساحرون سے سحر یاد کیے تھے اور ہمیشہ ایک
باغ مین جو درمیان ایک صحرا کے واقع تھا رہتی تھی اور سحر و ساحری مین مشغول و مصروف رہتی تھی ایک روز
اُسنے بزور سحر دریافت کیا کہ فرامرز مغربی لشتنگ عاد سے صحرا مین مقابلہ کر رہا ہے یہ دریافت کرکے فوراً اپنے
باغ مین ایک جگہ بیٹھکر تھوڑی زمین خون خوک سے لیپ کر اگیاری گوگل وغیرہ آگ پر ڈالا تھا اور سحر پڑھنا
شروع کیا تھا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی تھی اور ایک ایسا شخص کریہ منظر کہ جسکی صورت دیکھکر خبیث
ڈر کر بھاگ جائین ظاہر ہوا تھا اور پکارا تھا کہ اے زرقہر جادو بیان کرو اسوقت تمنے مجھے کیون طلب کیا ہے
زرقہر نے کہا اے خونریز خوک پیکر فرامرز مغربی اور اُسکی خواہر ملکہ آذر ملک نے میرے پدر کو قتل کیا ہے آذر ملک سے
پھر انتقام لونگی لیکن اسوقت تم جاکر فرامرز مغربی کو میرے پاس لے آؤ وہ فلان صحرا مین لشتنگ عاد سے
لڑ رہا ہے خونریز خوک پیکر یہ سُنکے غائب ہو گیا تھا اور اُس صحرا مین جاکر پنجہ بنکر گرا تھا اور فرامرز مغربی کو اُٹھا لیگیا
تھا اور زرقہر جادو کے حوالے کرکے چلا گیا تھا زرقہر نے بعد قہر فرامرز کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے قید کیا تھا
ایک روز زرقہر نے اپنے ملازمون سے کہا کہ فرامرز کو میرے پاس لے آؤ مین اُسے قتل کرون جب ملازم اُسکے
فرامرز کو لائے زرقہر فرامرز کے حسن و جمال پر نظر کرکے فرامرز پر عاشق ہو گئی اور قتل کرنے سے باز رہی لیکن رہا
کیا اور کہا اے فرامرز اگر تو مجھسے ہم بستر ہو تو مین تجھکو رہا کرون فرامرز نے دشنام دیکر جواب دیا کہ تو ساحرہ ہے اور
بیدین ہے جبتک ہمارے دین کو اختیار نہ کریگی اسوقت تک تیری آرزو بر نہ آئیگی زرقہر یہ سُنکے برہم ہوئی قتل تو
کیا لیکن اپنے ملازمونسے کہا اُسکو لیجاؤ اُس چاہ تاریک مین قید کرو ملازمون نے بموجب حکم قید کیا بعد دو روز کے
زرقہر جادو نے پھر فرامرز کو چاہ سے نکلوا کر کہا کہ اے فرامرز مغربی مجھ ایسی نازنین کے وصل سے کیون انکار کرتا ہے
فرامرز نے پھر وہی جواب دیا کہ تو ساحرہ ہے ابھی زرقہر اور فرامرز مین باہم گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک سوداگر مسمے خواجہ
محراب اُس دشت سے گذرا اُسنے جو سُنا کہ اِس باغ مین دختر فولاد رہتی ہے بخیال فروخت اسباب در باغ پر آیا اور
دربانون سے کہا ملکہ سے کہدو کہ ایک تاجر آیا ہے مال و اسباب تحفہ و نادر لایا ہے چاہتا ہے کہ حضور اسباب ہر قسم کا ملاحظہ
فرمائین ملازمون نے سوداگر مذکور کے آنے سے زرقہر کو اطلاع دی زرقہر نے سوداگر کو باغ مین بلوایا جب خواجہ
محراب سامنے گیا جھک کر سلام کیا اور کشتیون مین اسباب نادر ہر قسم کا رکھکر کشتیان روبرو زرقہر کے رکھین زرقہر نے
خواجہ محراب سے کہا بیٹھ جاؤ خواجہ محراب ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گیا اسوقت زرقہر نے اپنے ملازمونسے کہا فرامرز کو
میرے سامنے سے لیجاؤ گوشہ باغ مین بٹھاؤ ملازم حسب الحکم فرامرز کو لے گئے اور گوشہ باغ مین بٹھایا ابھی جانے فرامرز کے

اب آپ لشکر اسلام مین جائیے مین افسوس جادو کی فکر مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو سر اُس بیحیا کا خنجر سے کاٹ کر
لاتا ہون عمرو نے کہا اچھا جاؤ مہتر قران جانب صحرا روانہ ہوا خواجہ عمرو نے کلہ عیاری کسوت عیاری اور کپڑے
اُسکے اُتار کر نذر زنبیل کیے اور ایک پرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھ دی بعد اُسکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور
راہ طی کر کے لشکر مین پہونچے خواجہ تو اپنے خیمے مین جا کر بیٹھے لیکن اب حال سوار چرمی لباس کا لکھا جاتا ہو کہ جب وہ
نابکار اپنے خیمے مین پہونچا تو بعد تناول طعام چند جام شراب ناب پی کر ملکہ فتنہ کے قریب گیا اور کہنے لگا کہ اے
دلربا آج تو میری تمنا سے دل بر لا میری آغوش مین آ یارا سے صبر نہین ہے پہلو مین دل بیقرار ہو اب انکار کرنا عقل
سے بیکار ہے تمھارے باپ نے تمھین مجھے بخوشی دیدیا ہو ملکہ نے جواب دیا اے افسوس جادو دیکھو مجھے ہاتھ نہ لگانا
ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگی جاؤ اپنے تخت پر سو رہو افسوس جادو گفتگوے ملکہ سنکے خیال کرنے لگا کہ
اپنے معشوق کو رنجیدہ کرنا اچھا نہین ہے یہ خیال کر کے تخت پر جا کر بیٹھا اور دو تین جام شراب اور پیے جب خوب
نشہ ہوا جھومنے لگا اور پھر عالم نشے مین طالب وصل ہوا ملکہ فتنہ نے پھر انکار کیا افسوس جادو ملکہ فتنہ سے
باتین کر رہا تھا کہ مہتر قران نے قریب خیمہ پہونچکر تمام باتین سنین اُسوقت مہتر قران نے پس پشت خیمہ جا کر
ایک گوشے مین بیٹھکر نقب لگانی شروع کی یہانتک کہ زیر تخت افسوس جادو پہونچکر نقب سے نکلکر زیر تخت
قیام گزین ہوا اُسدم ملکہ فتنہ واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہی تھی کہ ناگاہ فتنہ نے مہتر قران کو زیر تخت دیکھکر
خوش ہو کر کہا اے دلیر جلد سر جدا کر مجھکو رہا کر افسوس جادو نے پوچھا اے ملکہ تم کس سے باتین کرتی ہو کون آیا ہو ملکہ
نے جواب دیا کوئی بھی نہین آیا ہو مین تمسے کہتی ہون کہ میرے سر کو تن سے جدا کرو مجھے قید غم سے رہا کرو افسوس جادو
یہ سنکے کہنے لگا مین تمپر فریفتہ ہون بھلا مین تمھین قتل کرونگا یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا یہ کہکر تخت پر لیٹا شراب جو زیادہ
پی تھی کثرت نشے سے آنکھین بند ہو گئین مہتر قران نے خیال کیا کہ تابکے زیر تخت پنہان رہوگے مناسب یہی ہے
کہ اب کام اس نابکار کا تمام کرو یہ خیال کر کے زیر تخت سے نکلکر فوراً سینۂ افسوس جادو پر سوار ہوا ایک ہاتھ
سے گلا زور سے دبایا تاکہ سحر نہ کر سکے اور دوسرے ہاتھ سے خنجر چہار دہ من کا کمر سے کھینچا افسوس جادو نے
اُسوقت آنکھ کھولی دیکھا سینے پر مہتر قران سوار ہے اور سر پر قضا ہے یہ حال دیکھکر افسوس جادو نے آہ سرد کر کے
افسوس کیا ادھر مہتر قران نے اُسی خنجر سے سر اُسکا تن سے جدا کیا خیمے مین باوجود روشنی کے تاریکی ہو گئی بعد اُسکے
سحر کے فریاد و فغان کرنے لگے آندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردیم
وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم حیف مارا مجھکو اور قتل کیا مجھکو کہ نام میرا افسوس جادو تھا جسوقت مہتر
قران نے افسوس جادو کو قتل کیا ملازم اُسکے ہوشیار ہوے اور برائے قتل مہتر قران اور بہر دریافت حال
خیمۂ افسوس جادو کی طرف چلے اُسوقت مہتر قران نے ملکہ فتنہ سے کہا کہ میرے ہمراہ اس نقب کی راہ سے
نکل چلو فتنہ کے دست و پا قالب مین تو آ گئے تھے افسوس جادو کے قتل ہونے سے سحر اُتر گیا تھا فوراً راہ نقب
سے ہمراہ مہتر قران کے پس پشت خیمہ جا کر پہونچی اور نقب سے نکلکر ہمراہ قران کے سوے لشکر نوشیروان روانہ
ہوئی وہان ملازمان افسوس جادو خیمے مین جو گئے دیکھا لاشہ افسوس جادو کا پڑا ہے تن پر سر بھی نہین ہے ملازم
یہ حال دیکھکر رونے لگے اور باہم کہنے لگے نہین معلوم کسنے ہمارے مالک کو قتل کیا ہمنے اُسے جاتے بھی نہین
دیکھا ہاے افسوس کوئی افسوس جادو کا سر تن سے کاٹ لیگیا ملازمان افسوس جادو کو تو مشغول آہ و
بکا و گریہ و زاری مین چھوڑ دیجیے مگر اب حال مہتر قران اور ملکہ فتنہ کا سنیے کہ جب خیمۂ افسوس جادو سے

نے غضبناک ہو کر پاے فرس کرب پر تلوار لگائی پانون گھوڑیکے قلم ہوئے کرب گھوڑے پر سے کود کر بالاے زمین آیا
چاہتا تھا کہ اسکے بھی گھوڑے کو ضرب شمشیر سے ہلاک کرے ناگاہ سوار چرمی لباس نے لب ہلا کے کوئی افسون پڑھا
دست و پا کرب کے بیکار ہوئے قوت زائل ہوگئی سوار چرمی لباس نے نعرہ کر کے زنجیر کمر کرب غازی مین ہاتھ ڈالکر
زمین سے اٹھا لیا اور طوق سلاسل مین گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کیا نوشیروان از حد خوش ہوا اہل
اسلام کو غم ہوا آخر صاحبقران نے عقابین پر سے کرب کو بھی گرفتار ہوتے دیکھا غرض جب کرب غازی گرفتار ہوا
نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام محزون و غمگین جنگاہ سے لشکر لیکر سوے فرودگاہ سپاہ روانہ
ہوے اور براہ ظفر کرکے داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر اور سواران فوج بھی مرکبون سے اتر اتر کر بارگاہ و خیام
مین گئے ادھر نوشیروان نے منقلاے عاد کو بلایا اور کرب کو اُسکے حوالے کیا اپنے جہان سب سرداران لشکر
تھے کرب کو لیجا کر وہین قید کیا پھر نوشیروان رزمگاہ سے اپنی بارگاہ مین گیا سوار چرمی لباس وقت غروب
آفتاب نوشیروان سے رخصت ہو کر سوے صحرا چلا خواجہ نے جو دیکھا کہ سوار چرمی لباس جاتا ہے خواجہ شکل بدلکر
پیچھے پیچھے اسکے اِس خیال سے روانہ ہوئے کہ اثناے راہ مین کوئی عیاری کرکے اُسکو ہلاک کرونگا لیکن برعکس
خیال خواجہ واقعہ گذرا یعنی سوار چرمی لباس نے پیچھے مڑکر خواجہ سے پوچھا تو کیون میرے ساتھ آتا ہے کیا تو
عمرو عیار ہے خواجہ نے جواب دیا مین تو عمرو عیار نہین ہون ایک مرد دہقانی ہون اپنے گانون مین محنت و مشقت سے
بسر کرتا ہون ہر چند خواجہ نے اپنا نام نہ بتایا لیکن افسوس جادو کو جو شبہہ ہوا فوراً خواجہ پر سحر کیا عمرو کے دست و پا
بیکار ہوگئے حس و حرکت باقی نہ رہی علاوہ اسکے بوجہ سحر کے خواجہ نے بے اختیار ہو کر کہا ای افسوس جادو مین ہی
عمرو ہون سوار چرمی لباس نے برہم ہو کر اُس شخص سے کہا کہ جسکو اپنے ہمراہ لایا تھا اور نام اُسکا گلہر عیار تھا ای
گلہر عیار خواجہ عمرو کو بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا اٹھا کر لشکر نوشیروان مین لیجا اور روبدان ریاضت کش اور
بختک کے حوالے کرکے جلد چلا آ مین آگے جاتا ہون گلہر عیار نے فوراً حباب بیہوشی مار کر خواجہ کو بیہوش کیا
سوار چرمی لباس صحرا پیما خواجہ پر سے اُتار کر اپنے مقام قیام کیطرف روانہ ہوا ادھر گلہر عیار چادر عیاری مین
خواجہ کو باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر جانب لشکر نوشیروان چلا ابھی تھوڑی راہ طی کی تھی کہ سامنے سے ایک جوان
قوی ہیکل سیاہ فام پیدا ہوا اُسنے گلہر عیار کے قریب آکر پوچھا ای برادر سچ کہو اِس پشتارے مین کیا ہے اُسنے کہا پہلے تم بتاؤ
کہ لات پرست ہو یا مسلمان ہو جوان سیاہ فام نے جواب دیا جو تمھارا دین ہے وہی اپنا بھی مذہب ہے گلہر عیار نے خوش
ہو کر کہا اب تمسے چھپانا بیکار ہے کیونکہ تم ہمارے ہم مذہب ہو اور دوست ہو اِس پشتارے مین مین نے خواجہ عمرو
کو بیہوش کرکے بحکم افسوس جادو باندھا ہے اور اب خواجہ عمرو کو لشکر نوشیروان مین لیے جاتا ہون بختک کے
حوالے کرکے اپنے مالک افسوس جادو کے پاس چلا جاؤنگا جوان سیاہ فام مذکور نے یہ سنکر اور خوش ہو کر کہا ای
برادر کیا خبر خوش تمنے سنائی ہے کہ دل میرا از حد شاد ہوا خوب ہوا کہ عمرو کو تمنے گرفتار کیا آؤ ذرا گلے لگو کہ اسوقت
نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے اور ذرا اپنے ہاتھ آگے بڑھاؤ کہ مین تمھارے ہاتھ چومون یہ کہکر جوان سیاہ فام آگے
بڑھا گلہر نے خیال کیا کہ یہ میرے ہاتھ چومیگا اور معانقہ کریگا لیکن جوان سیاہ فام نے لپٹ کر زور سے اُسکا گلا دبایا
اور زمین پر پٹک کر اُسکے سینے پر سوار ہوا ہر چند وہ کہا کیا کہ ای برادر یہ کیا کرتے ہو تم تو ہم مذہب ہو کیون مجھکو قتل کرتے
ہو لیکن جوان سیاہ فام نے یہ نعرہ کرکے کہ منم مہتر قران خنجر سے سر اُسکا کاٹ لیا پھر پشتارہ کھولکر خواجہ عمرو کو
ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ خوش ہوے بعد ہوشیار ہونے عمرو کے مہتر قران نے کہا استاد

مضمون کا لکھدو کہ مین نے بخوشی اپنی دختر افسوس جادو کو زوجیت مین دیدی اور اُس کاغذ پر مُہر کردو اور میرے نزدیک
یہ امر اچھا ہی افسوس جادو نے کارہاے نمایان کیے ہین اسکی خوشی کرو یہ تمسے نیکی کریگا اور اہل اسلام کا خاتمہ کردیگا
سب کو گرفتار کرکے شہنشاہ نوشیروان کے حوالے کردیگا اپنے عزیزون کے خون کا انتقام اہل اسلام سے لیگا کیونکہ
حمزۂ صاحبقران نے اُسکے عزیزونکو قتل کیا ہی فرہان شاہ نے کہا مجھکو آپکے فرمانے سے انکار نہین ہی آپکی خوشی مجھے
منظور رہی یہ کہکر اُسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھکر اُسپر اپنی مہر کردی اور وجدان ریاضت کش کو وہ کاغذ دیدیا
وجدان ریاضت کش نے وہ اقرار نامہ افسوس جادو کو دیا اُسنے کہا اہل دربار اُسپر اپنی گواہی کریں اور اپنی
مہر یا دستخط کرین چنانچہ اکثر اہل دربار نے اُس اقرار نامے پر گواہی کی اور مہر کردی بعد ازان سوار چرمی لباس وہ کاغذ
لیکر نوشیروان اور وجدان ریاضت کش سے رخصت ہوکر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہوا اور جانب صحرا
چلا چونکہ دربار نوشیروان مین شبرنگ عیار بھی بشکل مبدل کھڑا تھا اُسنے تمام احوال سُنا جب سوار چرمی لباس
بارگاہ سے نکلکر چلا یہ بھی بارگاہ نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا تو خواجہ عمرو
سے تمام حال بیان کیا خواجہ اول تو غم گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا تھے دوسرے یہ احوال جو سُنا از حد ملال
ہوا اور اُسی وقت اپنے خیمے سے نکلکر اس خیال سے سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوے کہ اگر سوار چرمی لباس ملجاے
تو اُسکو کسی نہ کسی عیاری سے ہلاک کرون غرض خواجہ عمرو قریب نصف شب لشکر نوشیروان مین پہونچے وہان
جاکر معلوم ہوا کہ نوشیروان نے طبل جنگ بجواکر دربار برخاست کیا اور سوار چرمی لباس چلا گیا عمرو کو سوار
مذکور کے نہ ملنے سے بدرجۂ کمال صدمہ ہوا آخر خواجہ بشکل مبدل در خیمۂ فتنہ پر گئے اور دایۂ فتنہ کو بلاکر اُس سے تمام
احوال بیان کیا وہ یہ احوال سُنکر اشکبار ہوئی خواجہ نے کہا اے دایہ آگاہ ہو کہ مین عمرو ہون آج تو سوار چرمی لباس چلا گیا
اگر کل آئیگا تو مین اُسے ہلاک کرونگا اور اپنی محبوبہ کو اُسکے شر سے بچاؤنگا یہ کہکر خواجہ اُسوقت لشکر اسلام مین آئے
کہ نقارۂ رزمی حکم سلطان سعد سے بجایا جاتا تھا ادھر سوار چرمی لباس اپنے خیمے مین پہونچا ملکہ فتنہ سے کہنے
لگا لو دیکھو یہ کاغذ تمہارے باپ نے لکھدیا ہی اور مہر اپنی کردی ہی اب تم اپنے باپ کے خوف کا بہانہ نہ کرو ملکہ
وہ کاغذ دیکھکر جواب دیا اے افسوس جادو اگرچہ میرے باپ نے یہ کاغذ لکھدیا ہی مگر جبتک تمہارا وصل منظور نہین
ہی اگر اور کسی طرح کا قصد کروگے تو اپنے تئین ہلاک کرونگی تمکو لازم ہی کہ چندے صبر کرو مجھے نہ چھیڑو افسوس نے
گفتگوے فتنہ سُنکے خیال کیا کہ اے افسوس جادو جلدی اس امر مین نہ کر مبادا ملکہ کسی طرح اپنے تئین ہلاک
کرڈالے تو اچھا نہ ہوگا اب یہ تیرے قبضے مین ہی کہان جائیگی دو چار روز مین راضی ہی ہو جائیگی یہ خیال کرکے
افسوس جادو نے ملکہ پر جبر نہ کیا اور علیحدہ جاکر سو رہا ہنگام سحر ملکہ کو اکل و شرب سے سیر و سیراب کرکے
اور پھر اپنے سحر مین مبتلا کرکے چیدہ پہرہ دارونکو بہر حفاظت چھوڑکر اور ایک ملازم کو اپنے ہمراہ لیکر مرکب پر سوار
ہوا اور راہ طی کرکے اُسوقت میدان کارزار مین آیا کہ ایک طرف لشکر اسلام صف آرا تھا اور دوسری جانب لشکر
نوشیروان صف آرا تھا اور نوشیروان سوے صحرا دمبدم دیکھ رہا تھا جب سوار چرمی پیرہن لشکر نوشیروان مین داخل
ہوا نوشیروان اُسکے آنے سے خوش ہوا اہل اسلام سوار چرمی لباس کو دیکھکر باہم کہنے لگے دیکھو یہ سوار نابکار آج پھر
آیا دیکھیے آج کسکو گرفتار کرکے لیجاتا ہی ابھی اہل اسلام باہم یہ کلام کررہے تھے کہ سوار چرمی پوشاک نوشیروان سے
اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا کرب غازی نے سلطان سعد سے اجازت حرب
لیکر ایک عربی مرکب پر سوار ہوکر اُس سے مقابلہ کیا باہم تیغ زنی خوب ہوئی پہر دن باقی تھا کہ سوار چرمی لباس

بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ صدائے طبل و نقارہ و دہل لشکر نوشیروان میں بلند ہوئی خواجہ نے آواز نقارہ و دہل سنکے خیال کیا کہ
اسوقت لشکر نوشیروان میں شاید کوئی پہلوان یا بادشاہ جلیل آیا ہے اسلیئے انکی خوشی میں یہ نقارے وغیرہ بجتے ہیں ذرا
چلکر دیکھنا چاہیے کہ کون آیا ہے کیا واقعہ ہے یہ خیال کرکے شکل اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر نوشیروان چلے اور بعجلت
قطع راہ کرکے لشکر نوشیروان میں گئے دیکھا ایک شخص مسن کہ ریش اسکی دراز ہے بالائے تخت فیل پر بیٹھا ہے اور بہت سے
آدمی اسکے ہمراہ ہیں خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہے نام اسکا کیا ہے اسنے بیان کیا یہ بندہ مقبول خداوند
لات ومنات ہیں نام انکا وجدان ریاضت کش ہے صاحب اختیار ہیں انھیں کے تشریف لانے سے نقارہ ہائے
خوشی بجتے ہیں ابھی یہ شخص خواجہ عمرو سے بیان کر ہی رہا تھا کہ پاس وجدان ریاضت کش کے بڑے بڑے
سردار نامی آکر کہنے لگے حضور فیل سے اترکر بارگاہ شہنشاہ میں تشریف لیچلیں شہنشاہ آپکی ملاقات کے از حد
مشتاق ہیں وجدان ریاضت کش فیل سے اترکر بارگاہ میں گیا سب سرداران و امرا وغیرہ برائے تعظیم اٹھے
نوشیروان بھی کسیقدر برائے تعظیم اٹھا وجدان ریاضت کش قریب تر نوشیروان کے بیٹھا خواجہ عمرو بھی
بشکل خدمتگار داخل بارگاہ ہوئے اور ایک جانب کھڑے ہو رہے وجدان ریاضت کش نے بعد تھوڑی دیر کے
نوشیروان اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اسوقت تم میں سے جو کوئی جس قسم میوہ سے کہے میں ابھی منگا دوں
ثمر ریاضت اپنا دکھا دوں نوشیروان نے کہا اسوقت میرا دل چاہتا ہے کہ سیب کھاؤں ہیکلان عاد نے کہا میں
انار کھاؤں گا منگوا دیجیے فرامرز بن قارن نے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ خربزہ کھاؤں اسیطرح ہر ایک شخص نے جدا جدا
ایک ایک میوہ و ثمر طلب کیا وجدان ریاضت کش نے ہر ایک کو بموجب اسکی خواہش کے لیئے زیر دامن سے ایک
چیز نکالکر دی نوشیروان کو سیب تازہ دیا نوشیروان نے سیب کو نوش کیا اسیطرح ہر ایک شخص کو قسم میوہ وغیرہ
دیا اور سب نے کھایا ہر ایک شخص نے اسکے کمال کی تعریف کی نوشیروان نے بھی اسکی مدح کی خواجہ عمرو جو بصورت
خدمتگار کھڑے تھے یہ کیفیت دیکھکر اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ وجدان ریاضت کش یا تو ساحر ہے یا اسکے قبضے
میں کوئی موکل ہے کہ بذریعہ اسکے اشیاء مطلوب ہر ایک شخص کو یہ منگا دیتا ہے ورنہ محال ہے خواجہ ابھی یہ خیال کر رہے
تھے کہ وجدان ریاضت کش نے خواجہ عمرو کیطرف دیکھا اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا دیکھو یہ خدمتگار جو کھڑا
ہے یہ عمرو ہے اسے گرفتار کرو اہل دربار برائے گرفتاری خواجہ اٹھے اور شور و غل کیے جانب خواجہ بڑھے خواجہ بعید
چالاکی بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام جست و خیز کرکے روانہ ہوئے اور لشکر میں پہونچے اسی اثنا میں سوار
چرمی لباس پیدا ہوا ہیکلان عاد نے سوار مذکور کو دیکھکر وجدان ریاضت کش سے کہا دیکھیے سوار قدرت لات و
منات یہی ہے اسی نے فرہاد و رطوس تیرزن اور بہرام بہمن اور علمشاہ وغیرہ سرداران لشکر اسلام اور
پسران حمزہ کو وقت مقابلہ اسیر و گرفتار کیا ہے وہ سب لشکر شہنشاہ میں قید ہیں وجدان ریاضت کش نے
ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرکر اور مسکرا کر کہا یہ افسوس جادو ہے اسکے باپ کا نام وردہ ہے سوار قدرت لات ومنات
نہیں ہے ابھی وجدان ریاضت کش یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سوار چرمی لباس مرکب سے اترکر بارگاہ میں آیا اور نوشیروان
اور وجدان ریاضت کش کو سلام کرکے وہ رقعہ جو لکھا تھا وجدان ریاضت کش کو دیا اسنے رقعہ کی عبارت
پڑھی اور مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر اہل دربار سے پوچھنے لگا فرمان شاہ کسکا نام ہے چونکہ فرمان شاہ دربار
میں موجود تھا بولا فرمان شاہ میرا نام ہے وجدان ریاضت کش نے کہا تیری دختر پر افسوس جادو فریفتہ ہوا ہے
اور اسکو اپنے خیمے میں لے گیا ہے اب افسوس جادو چاہتا ہے کہ تم ایک کاغذ بطور اقرار نامے کے اس

نقابدار لشکر نوشیروان سے نکلکر سوار چرمی لباس کے پیچھے پیچھے چلا جب سوار چرمی لباس صحرا مین پہونچا گھوڑے کی ٹاپونکی
آواز سنکر پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگا اور اُس سوار سے کہا کہ او اجل رسیدہ کیون میرے ساتھ آتا ہی جا چلا جا ورنہ تجھکو قتل کرونگا
اُس سوار نے کہنا اُسکا نہ مانا جب سوار چرمی لباس آگے بڑھا یہ سوار بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا سوار چرمی لباس برہم ہو کر
تیغہ کھینچکر حملہ آور ہوا اُس سوار نے سپر اُٹھا کر عمداً خود اپنے سر سے گرا دیا اور بند نقاب توڑ ڈالے گیسوے مشکین پریشان
ہوے چہرہ بے نقاب ہوا سوار چرمی لباس ہاتھ روک کر کہنے لگا اے نازنین مہ جبین غضب ہوتا اگر تو میرے ہاتھ سے قتل ہو جاتی
مجھکو نہ معلوم تھا کہ تو عورت ہی ورنہ مین تلوار تجھپر کبھی نہ اُٹھاتا خیر اب میری خطا کو عفو کر مجھکو اپنا فرمانبردار اور جان نثار تصور کر
میرا مقام قیام یہانسے نزدیک ہی وہان چلکر شراب و کباب کا شغل کر آرزوے دلی میری بر لا مجھکو اپنا عاشق صادق سمجھ غرض ایسے
کلمات کہکر سوار چرمی لباس زن مذکورہ کو سحر مین گرفتار کرکے اپنے مقام خیام پر لیگیا زن خوبرو نے سطوت سے دیکھا کہ ایک
خیمہ صحرا مین ایستادہ ہی کچھ اسباب ضروری بھی موجود ہی اور چند شخص سیاہ فام کریہ منظر ملازم سوار چرمی لباس کے بھی موجود ہین
سوار چرمی لباس نے اپنے ملازمونکو بیرون خیمہ کرکے اُس زن خوش جمال کو مقام صدر پر بٹھایا اور کہا اب تو مجھکو اپنا فرمانبردار
خیال کر مین نے سواے تیرے کسی سے خوشامد نہین کی ہی مین بڑے بڑے دلیرون اور شجاعون سے نہین ڈرتا یہ ایام افسون جادو
ہی بیٹا ورد کا ہون فن سحر و ساحری مین کامل ہون اہل اسلام سے عناد قلبی رکھتا ہون تو نے سنا ہوگا کہ مین نے بزور سحر
سرداران لشکر حمزہ کو اور پسران حمزہ کو ہنگام مقابلہ اسیر کیا ہی مین جسکو چاہون بزور سحر گرفتار کر لون کوہ کو کاہ بنا دون
فیل کو قوت مین مثل مور ناتوان یا مانند پشہ کر دون پس تو میرے کہنے کو سچ جانکر جو کہون اُسپر عمل کر یعنی وصل میرا قبول کر
مراد دلی میری بر لا اور اپنے نام و نسب سے آگاہ کر اِس زن خوشرو نے گریان ہو کر کہا اے افسون جادو نام میرا
فتنہ ہی مین بیٹی فرمان شاہ کی ہون واسطے شکار کے سوے صحرا جاتی تھی تم مجھکو اپنے ہمراہ یہان لے آئے تمھارے سحر و مکر
کرنے سے مین تمھارے ساتھ چلی آئی اب مجھکو جانے دو خواہان میری آبرو لینے کے نہو یہ امر نہایت دشوار ہی ہرگز تمھارا کہنا نہ
مانونگی میرے والد نامدار نہایت صاحب غیرت ہین یہ حال سُنکے مجھسے ناخوش ہونگے یقین ہی کہ مجھکو مار ڈالینگے یہ کہکر فتنہ اور
زیادہ رونے لگی اور قصد اُٹھنے کا کیا لیکن اُٹھا نہ گیا کہ سحر مین مبتلا تھی دست و پا بیکار تھے افسون جادو نے کہا اے ملکہ مین تمسے ابھی
کہہ چکا ہون کہ مین ساحر زبردست ہون تم میرے وصل سے بیکار انکار کرتی ہو اگر مین ایک اسم سحر پڑھون تو تم مجھپر عاشق ہو جاو اور
بے اختیار ہو کر مجھسے لپٹ جاو خود اپنی زبان سے آرزوے وصل بیان کرو لیکن مین بجبر و ظلم و زور سحر تمسے ہمبستری نہین چاہتا ملکہ
نے جواب دیا تم مجھے اسوقت جانے دو مین اپنے باپ سے تمھارا حال کہونگی اگر وہ منظور کرلینگے تو مین تمھارے پاس چلی آؤنگی
اسوقت تمنے مجھپر سحر کیا ہی دست و پا میرے بیحس و حرکت ہین سحر اپنا مجھپر سے اُتار لو مجھے جانے دو افسون جادو نے کہا اے دلربا تم
کیون جاو تکلیف گوارا کرو مین خود ابھی جاتا ہون اور تمھارے باپ سے تمھارے بارے مین کہکر اجازت لیکر ملکہ
اقرار نامہ مہری اُنکا لاتا ہون تمھین دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ ملکہ سے ہوشیار رہنا خبردار اُسکے پاس
نجانا لاکھ تمسے کچھ کہے ہرگز پذیرا نہ کرنا یہ کہکر ملکہ کو خیمے مین چھوڑ کر مرکب پر سوار ہوا اور اثناے راہ مین مضمون سوچکر ایک جگہ
ٹھہر کر ایک رقعہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے فرمان شاہ آگاہ ہو کہ مین تمھاری دختر پر عاشق ہو گیا ہون اور اپنے خیمے
مین اُسے لے گیا ہون تم ایک اقرار نامہ مہری اپنا اِس مضمون کا لکھدو کہ مین نے اپنی دختر برضا و رغبت افسون جادو
کے حوالے کی اُسکو اختیار ہی جو چاہے کرے جب رقعہ لکھ چکا مرکب پر سوار ہو کر سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوا
یہان خواجہ عمرو کو کچھ اِسکی خبر نہ تھی کہ فتنہ براے دریافت حال عقب سوار چرمی لباس گئی ہی اور سحر مین اُسکے
گرفتار ہی خیمے مین اُسکے بیحس و حرکت بیٹھی ہی خواجہ عمرو گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا تھے اپنے خیمے مین محزون و ملول

فرمان شاہ کے قریب گیا دیکھا ایک عیار درِ خیمہ پر بیٹھا ہے خواجہ نے اُس سے کہا اے برادر ملکہ سے جا کر کہو کہ ایک شخص دل مغموم حزین شکستہ خاطر پریشان حواس آیا ہے چاہتا ہے کہ حال دل بیتاب عرض کرے اُس عیار نے خواجہ کو نہ پہچانا اور ایک کنیز سے حال خواجہ عمرو کہلا بھیجا کنیز نے جا کر دختر فرمان شاہ سے بہ گزارش کیا کہ اے ملکہ عالم ایک شخص در حضور پر حاضر ہے اور کچھ عرض کرنا چاہتا ہے دختر فرمان شاہ سمجھ گئی کہ عمرو آیا ہے فوراً مسند پر نقاب ڈالکر لباس مردانہ زیب تن کر کے حکم دیا کہ اُس شخص کو بلاؤ کنیز نے آ کر کہا ملکہ تجھکو طلب کرتی ہیں جلد چل مراد تیری بر آئیگی جو کچھ نقد و جنس سے طلب کریگا ملکہ ہماری تجھے عطا کرینگی تقدیر تیری سبدل بہ امیری ہو جائیگی عمرو نے پوچھا جس چیز کی میں خواہش کرونگا ملکہ تمھاری اس سے انکار تو نہ کرینگی کنیز کچھ سمجھ کے کہنے لگی اے شخص کیا بیہودہ بکتا ہے خاموش رہ اپنے مرتبے سے زیادہ کلام نکر اگر ملکہ سن لینگی تو سخت تجھکو سزا دینگی غرض خواجہ اندر خیمے کے گئے فتنہ نے دیکھتے ہی خواجہ کو پہچان لیا اور کہا اے خواجہ عمرو آج کیوں آئے کیا سبب تھا ہوا یہ کہکر خواجہ کو بٹھایا خواجہ نے پہلے تو کہا اے ملکہ تمھارے اشتیاق دید میں میرا یہانتک آنا ہوا پھر اشک آنکھوں سے ٹپکا کر بیان کیا اے ملکہ میں آجکل از حد پریشان ہوں کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ یہ سوار چرمی لباس کون ہے نہیں معلوم کوئی بلا ہے یا آسیب ہے اسی سرداران نامی و ناموری اسنے مقابلہ کر کے انھیں اسیر کیا ہے اگر کچھ تمکو اُسکا احوال معلوم ہو تو بیان کرو فتنہ نے جواب دیا مجھکو احوال سوار چرمی پیرہن سے مطلق آگاہی نہیں ہے اگر مجھکو اُسکا احوال معلوم ہوتا تو بیان کر دیتی ہرگز نہ چھپاتی خواجہ عمرو یہ تقریر فتنہ کی سنکے خاموش ہوئے فتنہ نے مسکرا کر کہا تم تو شاہ عیاران مشہور ہو آجتک کچھ احوال تمنے سوار چرمی لباس کا دریافت نہیں کیا اور کوئی عیاری اسیر نہیں کی خواجہ نے جواب دیا اے ملکہ کیا عیاری کروں حواس خمسہ میرے درست نہیں ہیں غم اسیری سرداران لشکر میں مبتلا ہوں دختر فرمان شاہ نے کہا اگر تدبیر بن پڑی تو میں احوال سوار چرمی لباس دریافت کر دونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی خواجہ عمرو تھوڑی دیر تک مغموم بیٹھے رہے بعد ازان خیمہ فتنہ سے نکل آگے بڑھے اور قطع راہ کر کے لشکر اسلام میں گئے جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جواہر جاسوسی پر مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بادشاہ اسلام کی خدمت میں گئے اور بعد لوازم دعا و ثنائے شاہی اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اِسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ مدد تو ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجایا جائے بموجب حکم سلطان سعد ملازموں نے نقارہ رزمی بجایا شب بھر تیاری جنگ ہوئی صبح ادھر سے نوشیروان سپاہ وافر لیکر میدان میں آیا اُسطرف سے سلطان سعد کل لشکر کو ہمراہ لیکر میدان کارزار میں گئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر کوئی دلیر کسی جانب سے میدان میں نہ نکلا تھا کہ سوار چرمی پوشاک جانب دشت سے آیا اور نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا علمشاہ نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر اُس سے مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار سوار چرمی لباس نے خبردار خبردار کہکر ہنگام شام کچھ اپنے بلا کر سپر پر تلوار لگائی علمشاہ نے سپر اُٹھائی گھوڑے نے سکندری کھائی علمشاہ جبتک فرس کو سنبھالے تلوار سپر پر جو پڑی تھی کاسہ سر میں در آئی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر خون سر سے جاری ہوا علمشاہ نے اسی عالم زخمداری میں تلوار اُسکے سر پر بھی لگائی مگر قوت دست و بازو زایل ہو گئی سوار چرمی لباس نے بار تلوار کی بچا کر بند دست پر ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا آخر پشت زین سے علمشاہ کو اُٹھا کر اور گرفتار کر کے نوشیروان کے حوالے کیا نوشیروان نے خوش ہو کر طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام مغموم و ناکام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام میدان نبرد سے جانب فرودگاہ لشکر چلے گئے سوار چرمی لباس بھی نوشیروان سے رخصت ہو کر سوئے دشت چلا نوشیروان اپنی بارگاہ کی جانب مسرور از خوشی روانہ ہوا حمزہ صاحبقران علمشاہ کو دیکھکر گریان ہوئے اسی وقت ایک سوار

کو دست شاہزادے سے بچاکر لشکر مین لیگیا ادھر سے بھی فوج بڑھی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوادیا جنگ مغلوبہ نہ
ہوئی جب ہیکلان ملقب بعاد کو میدان کارزار سے لشکر مین لیگیا اسیوقت دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ اور قیامگاہ
کیطرف روانہ ہوئے اور قیامگاہ پر پہونچکر آسودہ اور راحت پذیر ہوئے نوشیروان نے بارگاہ مین جاکر طبل جنگ
بجوایا لشکر اسلام مین بھی حکم سلطان سعد سے ملازمون نے نقارۂ رزمی بجایا شب بھر حسب دستور تیاری جنگ ہوئی
صبحکو موافق قاعدہ پہر دو دریا سے لشکر سوے میدان مصاف روان ہوئے اور رزمگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوئے ہنوز
دونون لشکرون سے کوئی دلیر میدان مین نہ نکلا تھا کہ سوار چرمی لباس نقاب منھ پر ڈالے ہوئے سمت صحرا سے نمایان
ہوا اور لشکر نوشیروان مین جاکر نوشیروان کے پایۂ تخت کو چوما بعد اسکے میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا الندھور نے
سوار چرمی لباس کو دیکھکر فریاد و فغان کی اور کہا اسی سوار نابکار نے میرے پارۂ جگر کو اسیر کیا ہی نہین معلوم یہ کون ہے مین
ہو لندھور تو مشغول آہ و بکا رہا لیکن جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن نے سلطان سعد سے اجازت لیکر اس سوار چرمی لباس سے
مقابلہ کیا باہم تیغ زنی اسقدر ہوئی کہ وہ دن گذر گیا آفتاب غروب ہونے لگا اسوقت سوار چرمی لباس نے نعرہ کرکے گرز گران
مارا شاہزادے نے اپنے گرز پر اسکے گرز کو روکا لیکن گھوڑیکی کمر ٹوٹ گئی شاہزادہ گھوڑے پر سے کود کر زمین پر آیا اس سوار نے
آگے بڑھکر ایک ہاتھ سے تو گرز شاہزادہ کو پکڑا اور دوسرا ہاتھ زنجیر کمر شاہزادہ مین ڈالکر زمین سے مثل گل اٹھا لیا اور گرفتار
کرکے نوشیروان کے حوالا کیا نوشیروان نے طرطوس تبرزن کو منقلاے عاد کے حوالے کیا اسنے جس جگہ فرہاد بلکفری
قید تھا وہین طرطوس تبرزن کو بھی قید کیا طرطوس فرہاد بلکفری سے ملا اور حال پوچھا فرہاد نے کیفیت گرفتار ہونے کی
بیان کی پھر فرہاد نے حال اسیری پوچھا جمہور تبرزن نے جو حال گذرا تھا بیان کیا انکو تو ابھی قید مین رہنے دیجیے لیکن احوال دیگر
سنیے جب سوار چرمی لباس طرطوس تبرزن کو اسیر کر چکا جسطرف سے آیا تھا اسیطرف وقت شام روانہ ہوگیا دونون لشکر
بھی میدان کارزار سے جانب فرودگاہ چلے گئے سلطان سعد کو ملال ہوا نوشیروان خوش ہوا حمزہ صاحبقران نے بھی
طرطوس تبرزن کو گرفتار ہوتے دیکھا غرض نوشیروان بعد گذرنے رات کے موافق معمول قدیم سپاہ کثیر لیکر وقت سحر رزمگاہ
مین آیا اور انتظار سوار چرمی لباس کا کرنے لگا ناگاہ سوار چرمی لباس بھی آیا اور سلطان سعد حسب دستور قدیم جنگگاہ مین
آئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر کے سوار چرمی لباس لشکر نوشیروان سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام
سے کوئی جری براے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا سرداران لشکر نے دیکھا
کہ قلندر نقابدار مع چالیس ہزار سواران جرار کے چلا آتا ہے قلندر نقابدار نے لشکر اسلام مین آکر بادشاہ لشکر اسلام سے
اجازت مصاف لیکر اس سوار چرمی لباس سے مقابلہ کیا تا دیر شمشیر زنی ہوئی آخر کار عنقریب شام سوار چرمی پیرہن نے
قلندر نقابدار کو مانند فرہاد بلکفری اور طرطوس تبرزن کے اسیر کیا اور حوالے نوشیروان کیا نوشیروان نے
منقلاے عاد کے سپرد کیا اسنے اسی زندان مین قلندر نقابدار کو بھی گرفتار کیا جس جگہ فرہاد خان بلکفری اور
طرطوس تبرزن قید تھے اسی طرح چند روز مین سوار چرمی لباس نے بہمن و بہرام وغیرہ اسی سرداران لشکر اسلام
کو مقابلہ کرکے گرفتار کیا بوجہ خیال طول کے مفصل ہر ایک سردار کی لڑائی تحریر نہین کی گئی جب سوار نقابدار
چرمی پوشاک نے اسی سردارون کو اسیر کیا سرداران لشکر اسلام از حد پریشان خاطر ہوئے اور باہم کہنے لگے
اس سوار نے ان دلیرون کو مقابلہ کرکے ہنگام جنگ اسیر کیا ہی کہ جو یکتاے روزگار ہین علاوہ سرداران لشکر امیر
سلطان سعد یہ کہ خواجہ بھی نہایت پریشان خاطر ہوئے آخر تاب ضبط نہ لاکر غم گرفتاری سرداران مین زار زار مثل ابر نوبہار روئے
بعد اشکباری کے عمر و لشکر اسلام سے نکلکر ایک روز جانب لشکر نوشیروان چلے اور اثناے راہ مین شکل اپنی تبدیل کرکے خیمۂ فتنہ خیز

اسیطرح باہم لڑائی ہوئی آخرکار جمہور جہانسوز ظرطوس تبرزن نے نعرہ کرکے اور خبردار خبردار کہکر تبر سر فرامرز پر مارا اُسنے اُٹھائی تبر سپر کو بکار کیا نستسین ورآیا فرامرز بن قارن عادی نے سر کھینچا پیچھے ہٹا تبر سر فرامرز بن قارن کو زخمی کرکے گینڈے کے سر پر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی فرامرز بن قارن گینڈے سے کود آیا جمہور جہانسوز ظرطوس تبرزن بہادر نے پھر تبر لگانیکا ارادہ کیا تھا کہ ناگاہ نوشیروان نے فرامرز بن قارن کو زخمی دیکھکر کل فوج ہمراہ لیکر شاہزادہ مذکور پر حملہ کیا ادھر سے بھی جملہ لشکر اسلام بڑھا دونوں لشکر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سر جوانان لشکر جانبین کے تن سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے زمین رزمگاہ خون کشتگان سے رنگین ہونے لگی دلاور شیر از عرصہ مصاف میں نعرے کرنیلگے نعرے بالائے خاک سر کیونسے گر کر تڑپنے لگے گھوڑونکے دوڑنے سے میدان کارزار میں غبار بلند ہوا زمین بار بار لرزنے لگی اہل اسلام کافرونکو قتل کرنے لگے خصوصاً جمہور جہانسوز ظرطوس تبرزن اور سرداران صف شکن نے صدہا کافرونکو قتل کیا ہزارونکو زخمی کیا حمزہ صاحبقران نے عقابین سے یہ معرکہ تسلیم ملاحظہ فرمایا جب معشوقۂ شام نے گیسوے سیاہ اپنے عروبلیران میں کھولے اور زمانہ صدمۂ بہادران مقتول میں تیرہ وتاریک ہوا تو نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام لشکر کفار سے علیحدہ ہوئے نوشیروان فرامرز بن قارن وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان نبرد سے جاکر فرودگاہ لشکر پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا اسوقت حکم نوشیروان سے جراح حاضر ہوئے علاج زخم سر فرامرز ہونے لگا اسطرف سلطان سعد جمہور جہانسوز ظرطوس تبرزن بہادر وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان مصاف سے روانہ ہوکر بارگاہ فلک اشتباہ میں پہونچے راوی بیان کرتا ہے کہ اس لڑائی میں دس ہزار کافر اہل اسلام نے قتل کیے اور ایک ہزار سواران لشکر اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے سلطان سعد نے لاش اہل اسلام کے مقتل سے اٹھوائے اور سب کو غسل وکفن دیکر دفن کیا اسیطرح نوشیروان نے اپنے لشکر کے جوانوں کو جو قتل ہوئے تھے موافق اپنے مذہب وملت کے آگ میں جلادیا اور اکثر کو دفن کیا چونکہ ہیکلان ملک سومنات مغرب کے سردار لشکر قبل اسکے اہل اسلام نے قتل کیے تھے اور ہیکلان کو انکے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم پہنچا تھا اسوجہ سے اسنے نوشیروان سے عرض کیا اے شہنشاہ فرامرز بن قارن زخمی ہوا ہے لائق مقابلہ نہیں ہے میں چاہتا ہوں آج آپ میرے سردار سے القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوائیں اور شجاعت اسکی ہنگام جنگ ملاحظہ فرمائیں یہ سردار میرے لشکر کا ازحد زبردست ہے کوہ کو کاہ سمجھتا ہے فیل کو پشہ جانتا ہے اکثر تنہا ہزاروں سے لڑا ہے نوشیروان نے بموجب التماس ہیکلان القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوایا سلطان سعد کو خبر نوبت طبل جنگ ہرکاروں سے جو معلوم ہوئی فرمایا ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جائے چنانچہ بموجب حکم بادشاہ لشکر اسلام نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی دونوں لشکروں میں تمام شب خوب تیاری جنگ ہوئی جب صدمہ بہادران مقتول میں گریبان سحر چاک ہوا دونوں لشکر حسب معمول عرصۂ مصاف میں آئے اور درستی میدان جنگ ہوئی بعد صف آرائی کے نقیبوں نے لشکروں سے نکلکر میدان میں جاکر جوانان لشکر کو آمادہ حرب کیا جب نقیب میدان رزم سے چلے گئے القاب عاد نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان میں آیا اور پکارا اے جمہور جہانسوز ظرطوس تبرزن آ مجھسے مقابلہ کر ظرطوس تبرزن سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا القاب عاد نے تیغہ گرانبار سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے تیغے کو سپر پر روکا اور خبردار ہوشیار کہکر تبر کو گردش دیکر سر القاب عاد پر لگایا القاب عاد نے گھوڑا پیچھے ہٹایا تبر سر القاب عاد پر تو نہ پڑا لیکن سر مرکب القاب عاد پر گرا مرکب دو نیم ہوکر زمین پر گرنے لگا القاب عاد فوراً زمین پر کودا ہیکلان نے دوسرا گھوڑا القاب عاد کے پاس بھیجا القاب عاد نے اتنی مہلت نپائی کہ فرس پر سوار ہوتا شاہزادے نے دوبارہ چاہا تھا کہ تبر سے کام القاب عاد کا تمام کرے ہیکلان فوج لیکر بڑھا اور القاب عاد

جواب دیا او نابکار خیرہ سر خاموش رہ بیہودہ نہ بک غرض عقابین سے تو حمزہ صاحبقران دیکھ ہی رہے تھے کہ شیرویہ سامنے
فرامرز بن قارن عدنی کے جا کر گھوڑے کو روک کر ٹھہرا فرامرز بن قارن نے شمشیر کھینچی شیرویہ نے پوچھا اول تیرے کا وار
کیون نہ کیا فرامرز نے جواب دیا مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون سے جنگ نیزہ نکرونگا یہ کہکر شمشیر آبدار سر شیرویہ پر لگائی
شیرویہ نے شیرانہ تلوار سپر پر روکی پھر شیرویہ نے تلوار بالاے سر فرامرز بن قارن لگائی اس نے بھی تلوار
سپر پر روکی اسیطرح قریب شام تک باہم تیغ زنی ہوئی ہنگام غروب آفتاب فرامرز بن قارن نے غضبناک ہوکر
شمشیر آبدار کا سر پر وار کیا شیرویہ نے سپر اٹھائی یکایک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی جبتک
شیرویہ فرس کو سنبھالے تلوار سر پر پڑ گئی اور تا دو ابرو اتر آئی شیرویہ نے دانستہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی لیکن
خون سر سے جاری ہوا چونکہ شام ہو گئی تھی ادھر نوشیروان جنگاہ سے سوے فرودگاہ چلا ادھر سلطان سعد شیرویہ
کو ہمراہ لیکر مع تمامی سپاہ قیامگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے شیرویہ کے زخم
سر کا علاج ہونے لگا ادھر نوشیروان بخوشی و شادمانی اپنی بارگاہ مین ہو بجا راوی کہتا ہی کہ جب زخم شیرویہ علمشاہ
نے دیکھا برہم ہوکر کہا کہ بعوض اس زخم سر کے چار زخم شمشیر سر فرامرز بن قارن عدنی پر لگاونگا ابھی علمشاہ یہ
کہ رہے تھے کہ ادھر نوشیروان نے طبل رزمی بجوایا سلطان سعد نے خبر پاکر اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجوایا
شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے نقیب دلاورونکو لڑنے پر آمادہ
کرکے علحدہ ہوے تھے کہ جانب دشت گرد و غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر نے غبار کیطرف نظر کی مخبر دیرے
خبر لشکر سے نکلکر روانہ ہوے جب آگے بڑھا دیکھا چالیس علم ہین اور چالیس ہزار فوج ہی ہر علم کے شقے پر حمد خدا اور
تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہی فیلان کوہ پیکر بہت سے ہمراہ لشکر ہین اور ملک زادہ ارجلان طرطوس بہادر
جمہور تبرزن دلیرانہ مرکب پر سوار ہی علاوہ تبر کے گرز چار سو من کا ہاتھ میں علم کیے ہی نہایت کروفر و شوکت و شان سے
آتا ہی خواجہ نے پاس جا کر احوال لشکر بیان کیا اور حال حمزہ صاحبقران ظاہر کیا اسوقت جمہور جہانسوز طرطوس
تبرزن نے سامنے عقابین کے گھوڑے سے اترکے براے تسلیم سر جھکایا حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا بعد تسلیم کرنیکے
شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا سرداران لشکر اسلام نے بموجب حکم سلطان سعد طرطوس تبرزن کا استقبال کیا آخر
طرطوس تبرزن ہمراہ سرداران لشکر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سلطان سعد کو بصد ادب تسلیم کرکے پاے تخت کو
چوما بادشاہ لشکر اسلام طرطوس تبرزن کے آنے سے خوش ہوے اور سرداران لشکر اسلام بھی شاد ہوے جب
شاہزادہ جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن داخل لشکر اسلام ہوا بختک نے فرامرز بن قارن عدنی سے کہا یہ جو
شاہزادہ آیا ہی نہایت جری اور بہادر ہی خبردار اس سے مقابلہ نکرنا ورنہ ہنگام جنگ تجھکو قتل کر ڈالیگا فرامرز نے
جواب دیا ای بابک جی مین ضرور اس سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہا خداوندان لات و منات نے تو مثل سرداران لشکر اسلام
کے اسکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر صف لشکر سے نکلا اور بیچ میدان مین جا کر مبارز طلب کیا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن
بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت حرب لیکر میدان مین آیا فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا ای دلیر سچ کہہ کہ تیرا کیا نام ہی
شاہزادے نے جواب دیا خاص و عام مجھکو جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن کہتے ہین فرامرز بن قارن نے کہا افسوس ہی
ایسے حسن و شباب تم میرے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے اگر خداوندان لات و منات کو سجدہ کرو تو نہایت بہتر ہی تمکو قتل نکرون
شاہزادہ یہ کلمات سنکے برہم ہوا اور اسکے خداوندونکو برا کہنے لگا فرامرز بن قارن عدنی کو یہ امر ناگوار ہوا غیظ مین آکر
شمشیر آبدار سر پر ماری شاہزادے نے تلوار سپر پر روکی اور خود بھی وار کیا فرامرز بن قارن عدنی بھی ضرب سے بچا

تشریف لے گئے بعد درستی میدان جنگ و رسمت آرائی کے جب نقیبان خوش گلو اور کرکیت دونون لشکرون سے نکلے
اور جوانون کو آمادہ کارزار کر کے ہٹ گئے فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان سے رخصت ہو کر گینڈے پر سوار ہو کر
میدان مین آیا اور پکارا جسکو خواہش اجل ہو مجھسے مقابلہ کرے مالاگر دیہ کلمہ سنکے سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر
سامنے فرامرز بن قارن عدنی کے آیا فرامرز بن قارن عدنی نے عمود گران کو گردش دیکر سر مالاگر دیر مارا ہر چند
مالاگر دنے چاہا کہ ضرب گرز سے بچون لیکن تیرہ سکا زخمی ہوا سر سے خون جاری ہوا مالاگر د زخمی ہو کر لشکر مین چلا گیا
پھر کبھی زلزال ہوا شہر کو لوال و پلنگ پوش بیکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور دست فرامرز بن قارن عدنی سے زخمی ہوئے
راوی بیان کرتا ہے کہ فرامرز بن قارن عدنی نے شام تک چار سرداران لشکر اسلام مذکور کو زخمی کیا اور پانچ دلیرونکو
قتل کیا جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اور سر فرامرز بن قارن عدنی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
میدان جنگ سے چلا گیا جب اپنی بارگاہ مین پہونچا فرامرز بن قارن عدنی سے کہنے لگا اے بہادر تیرے سبب سے
دل میرا قوی ہوا اور رہا اس مجکو نہین ہے تیرا مثل و نظیر دلاوروں مین نہین ہے فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان کے
تعریف کرنے سے خوش ہوا ادھر سلطان سعد سرداران لشکر کے قتل و زخمی ہونے سے محزون ہوئے اور جنگاہ سے
جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوئے عمرو بہنگام شب گریہ کنان لشکر سے نکلکر زیر عقابین
پہونچا اور سر عقابین پر رکھکر رویا باوجود اسکے کہ فتنہ پر عاشق تھا لیکن غم سرداران مقتول مین پیہ فتنہ کا بھی خیال نہ تھا
عمرو رو رہا تھا کہ ملازمان نوشیروان نے دیکھا اور برائے گرفتاری خواجہ چلے عمرو گریزان ہوا اور اپنے لشکر مین آیا
یکایک نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے نقارہ رزم بجایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو نوشیروان مع
سپاہ میدان کارزار مین آیا سلطان سعد بھی مع سپاہ میدان نبرد مین پہونچے بعد درستی صفوف ہر دو لشکر نقیبان کرکیت
نکلکر جوانان لشکر جانبین کو آمادہ جنگ کر کے علیحدہ ہوئے ہنوز دونون لشکر ملنے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا غبار بلند
ہوا سب سوئے دشت دیکھنے لگے خواجہ عمرو برائے خبر روانہ ہوئے جب وہ غبار ہوا سے دور ہوا خواجہ اور رجال مردان لشکر
نے دیکھا کہ ایک جوان خود و کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوئے مرکب پر سوار زیر سایہ علم جمعیت سپاہ آتا ہے بادشاہ لشکر اسلام نے
بھیجا تھا اور چند سردار انکو برائے استقبال روانہ کیا اور خواجہ عمرو نے بھی جوان مذکور کو پہچانا مگر گریہ کنان آگے بڑھکر
کہا اے شیرویہ دیکھو وہ عقابین ہے تمہارے والد نامدار بالائے عقابین قید ہین اور تمام حال لشکر کا بیان کیا شیرویہ
نے سامنے عقابین کے جاکر مرکب سے اترکر سر واسطے تسلیم کے جھکایا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے
دیکھا اپنے فرزند کو دیکھکر خوش ہوئے شیرویہ بعد تسلیم کرنے کے مرکب پر سوار ہو کر چلا تھا کہ سرداران لشکر
اسلام پہونچے اور استقبال کر کے لشکر مین لائے چونکہ شیرویہ کو خواجہ عمرو سے احوال سلطان سعد کے بادشاہ ہونیکا
معلوم ہو چکا تھا اسوجہ سے شیرویہ نے اول سلطان سعد کو بصد ادب تسلیم کی اور پایہ تخت کا بوسہ لیا پھر ہر ایک
سردار لشکر اسلام سے ملا اسی اثنا مین فرامرز بن قارن عدنی گینڈے پر سوار ہو کر صف لشکر سے نکلا اور میدان مین آکر
مبارز طلب کیا شیرویہ نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب اپنا لشکر سے نکالا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے
دیکھا کہ فرزند میرا برائے مقابلہ فرامرز بن قارن عدنی لشکر سے نکلا ہے حمزہ صاحبقران دیکھ رہے تھے کہ بھلال عاد نے کہا
اے حمزہ کیا دیکھتے ہو امیر یا تو قیر نے جواب دیا اسوقت فرزند میرا میدان جنگ لشکر سے نکلا ہے خداوند عالم اسکو چشم بد سے محفوظ
رکھے بھلال نے جواب دیا اگر مجکو اپنا اور اپنے فرزند کا خیال ہے تو خداوندان لات و منات کو سجدہ کر حمزہ صاحبقران نے

تلوار چلنے لگی لاش پر لاش جوانوں کی گرنے لگی فرہاد یکفری نے صدہا سوار ضرب گرز گراں سے ہلاک کیے جس کافر پر گرز مارا پیوند خاک کر دیا علاوہ فرہاد خان کے سرداران لشکر اسلام نے بھی ہزارہا بیدینوں قتل کیے تا شام خوب لڑائی ہوئی جب آفتاب بے جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف سے تھرّاتا ہوا سوے مغرب جاکر نہاں ہوا اور تاریکی محیط عالم ہوئی اسوقت نوشیرواں طبل بازگشت بجواکر فوج کو ہمراہ لیکر جنگاہ سے مغموم ہوکر چلا گیا اور راہ طے کرکے اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اسیطرح بادشاہ لشکر اسلام فرہاد خان یکفری وجملہ سرداران نامی سواران لشکر کو ہمراہ لیکر قیامگاہ لشکر کی سمت بصد خوشی روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے نوشیرواں نے بارگاہ میں داخل ہوکر حکم دیا کہ جملہ سرداران نامی دربار میں آئیں جب دربار سرداران نامی سے مملو ہوا نوشیرواں نے آہ سرد کھینچی اور کہا افسوس تہمتن خان مارا گیا فرہاد خان زخمی بھی نہ ہوا یہ کہکر خاموش ہوا سرداران نامی نے عرض کیا حضور طبل جنگ بجوائیں ہنگام سحر ہم سب اُس سے لڑینگے حضور کے اقبال سے اُسے قتل یا زخمی کرینگے نوشیرواں نے یہ سُنکے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے جو سُنا کہ نوشیرواں نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے ارشاد کیا ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجایا جاے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی اہل اسلام تیاری جدل وقتال میں مصروف ہوے اُدھر لشکریان تہمتن خان لاشہ تہمتن خان کا میدان کارزار سے اُٹھاکر جانب ملک طیلسان گریہ کناں روانہ ہوے جب صبح ہوئی نوشیرواں حسب دستور میدان نبرد میں آیا اُدھر سے بادشاہ لشکر اسلام بھی بکروفر لشکر لیکر عرصہ جنگ میں گئے بعد صف آرائی کے نقیب ورکرکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور مردان سپاہ کو لڑنے پر آمادہ کرکے میدان قتال سے چلے گئے ناگاہ اُسی دم ایک سوار لباس چرمی پہنے ہوے نقاب سُرخ پڑوالے ہوے صحرا کی طرف سے ظاہر ہوا جسنے اُس سوار کو دیکھا حیرت ہوئی جب وہ سوار لشکر نوشیرواں میں آیا نوشیرواں کو سلام کرکے اجازت حرب لیکر میدان کارزار میں گیا اور مبارز طلب کیا فرہاد خان یکفری نے اُس سے مقابلہ کیا آخر بعد جنگ بسیار اُس سوار نے فیل کے پانؤں قلم کیے جب فرہاد یکفری ہاتھی سے کود ا اُس لعفور فرہاد یکفری کو اُسنے اسیر کیا اور حوالے مردان لشکر نوشیرواں کے کیا اسی طرح تا شام اکیس دلیروں کو زخمی اور گرفتار کیا جب شام ہوئی نوشیرواں جنگاہ سے چلا گیا اور سوار چرمی لباس بھی طرف صحرا اُسی دم روانہ ہوا بادشاہ اسلام بھی لشکر لیکر اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوے لیکن نہایت محزون وملول جب بارگاہ میں داخل ہوے اور دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ عجیب سوار نقابدار آیا تھا کہ اسنے اکثر سردار ونکو اسیر کیا ہے یہاں تو یہ گفتگو ہورہی تھی وہاں فرامرزین قارن عدنی نے گرفتاری فرہاد یکفری و دیگر سرداران نامی کے اسیر ہونے سے خوش ہوکر نوشیرواں سے کہا کہ اے شہنشاہ اب میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے فرہاد خان یکفری نے تو عمرو سے بیکوہزاد تہمتن خان وغیرہ کو ہلاک کیا ہے کل میں گرز سے مسلمانوں کو پیوند خاک کرونگا ایک ایک کو چن چن کے مارونگا نوشیرواں تقریر فرامرز سے شاد ہوا

داستان متواتر طبل رزمی بجوانا نوشیرواں کا اور زخمی کرنا فرامرزین قارن عدنی کا اکثر سرداران لشکر اسلام کو اور آنا شبیر دیبا ور جمہور جہان سوز طرطیس تبریزان کا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہے

محرران بے نظیر اس داستان بے عدیل کو اسطرح لکھتے ہیں کہ نوشیرواں نے بموجب کہنے فرامرزین قارن عدنی کے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی سلطان سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ سکندری پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارہ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام صداے نقارہ رزمی سُنکے آگاہ ہوے تیاری معاف میں مشغول ہوے جب وہ رات گذر کر سحر ہوئی اسجانب سے نوشیرواں فوج لیکر میدان مصاف میں آیا اسطرف سے بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالی مقام جمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار میں

اندر جھاڑی کی طرف نظر کی جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہتر قران خنجر ہاتھ مین لیے ہوئے اُس جھاڑی سے نکلے اور دوبارہ
نعرہ کیا کہ او نابکار کہان لشتارہ لیے جاتا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچا عمار نمد پوش نے فی الفور لشتارہ خاک پر رکھکر تیغ
کھینچکر مہتر قران کے سر پر مارا مہتر قران نے تیغ کو لعد سے پر روکا اور غضبناک ہوکر اسطرح لعد اسکے سر پر لگایا کہ کاسۂ سر
اسکا چور چور ہو گیا عمار نمد پوش ہلاک ہوکر زمین پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا پھر لشتارے کو کھولکر فرہاد کو
ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا فرہاد دیکفری مہتر قران سے از حد خوش ہوا اور ہمراہ مہتر قران اپنی بارگاہ کی طرف چلا
اثنائے راہ مین ارشیون کو دیکھا کہ بالاے خاک لیٹا ہی کلیجہ پکڑے ہوئے دمبدم آہ کرتا ہی فرہاد نے بیتاب ہوکر احوال پوچھا
ارشیون نے تمام واقعہ بیان کیا بعد ازان مہتر قران اور فرہاد دیکفری ارشیون کو لشکر اسلام مین لائے اور جملہ سرداران لشکر
سے جو واقعہ گذرا بیان کیا لشکر اسلام مین ہر ایک کو فرہاد کے رہا ہونیکی خوشی ہوئی اور سب نے مہتر قران کی تعریف کی خبر
نوشیروان کو پہونچی نوشیروان کو عمار نمد پوش کے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا اور اُسی عالم صدمہ مین نوشیروان نے حکم دیا
کہ طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم طبل رزمی ملازمون نے بجایا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو طبل جنگ بجنے کی خبر دی
بادشاہ لشکر اسلام نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی صبح کو ادھر سے نوشیروان
سپاہ بیکران ہمراہ لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج لیکر عرصۂ مصاف مین گئے بعد درستی میدان
رزم اور آراستگی صفوف لشکر ہاے جانبین کے نقیب میدان مین نکلے اور جوانونکو آمادۂ رزم کرنے لگے جب نقیبان خوش آواز
جوانون کو مستعد کارزار کر چکے میدان مصاف سے ہٹ کر ایک جا کھڑے ہوئے ہنوز دونون لشکر مین سے کوئی دلیر بہادر
براے جنگ میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحراے غبار بلند ہوا مردان لشکر جانبین سمت گرد و غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے
دفع ہوا سب نے دیکھا کہ چالیس علم مین نشان چہلہزار سواران جنگجو کا ہی اور ایک شاہزادہ کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوئے قلب
لشکر مین زیر سایۂ علم مرکب پر سوار ہی اور سوے جنگگاہ آتا ہی خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اُسی لشکر کے ایک سوار سے پوچھا تمھارے
سردار لشکر کا کیا نام ہی اُسنے جواب دیا تہمتن خان بن صلصال خبر قتل دیوخان سنکر صلصال کو کمال صدمہ ہوا اب اسنے
اپنے دوسرے فرزند ارجمند نامدار کو براے سرکوبی اہل اسلام روانہ کیا ہی خواجہ عمرو یہ سنکے لشکر مین آئے نوشیروان نے
براے استقبال تہمتن خان چند سرداران روانہ کیے سرداران مذکور تہمتن خان کو لشکر مین لیکر آئے تہمتن خان نے
نوشیروان کو سلام کیا اور پوچھا اِسوقت کون میدان مین معرکہ آراے نبرد تھا نوشیروان نے جواب دیا آج تو کوئی بھی
لشکر سے نکلکر میدان مین نہین گیا ہی تہمتن خان نے کہا اگر آپ اجازت دین تو مین جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرون نوشیروان
نے اجازت دی تہمتن خان مرکب سے اترکر گینڈے پر سوار ہوا اور بیچ میدان مین جا کر پکارا کہ اے مسلمانو آگاہ ہو کہ
مین برادر دیوخان ہون اپنے بھائی کے خون کا انتقام تمسے لینے کو آیا ہون اِسوقت تم مین سے کون مجھسے مقابلہ کریگا
وہی مجھسے مقابلہ کرنے کو آئے جو اپنی زندگی سے بیزار ہو فرہاد خان دیکفری تہمتن خان کی گفتگو سنکے برہم ہوا فوراً بادشاہ
لشکر اسلام اور لندھور اپنے باپ سے اجازت لیکر فیل پر سوار ہوکر روبرو تہمتن خان کے گیا اور للکارا وار کر
تہمتن خان نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام تر سر فرہاد دیکفری پر لگایا فرہاد نے گرز کو اپنے گرز پر روک کر
اسطرح گرز اسکے سر پر مارا کہ اُس نے گرز پر گرز روکا گیا ہاتھ نے لغزش کی سر پر جو گرز پڑا کاسۂ سر اور مغز سر کا پتہ
نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا تہمتن خان بن صلصال مع گینڈے ہلاک ہوکے زمین پر گرا فوج تہمتن خان یہ حال
دیکھکر برہم ہوکر فرہاد خان پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی لشکر اسلام بڑھا لڑائی ہونے لگی نوشیروان نے بھی حکم کیا
کہ فرہاد خان دیکفری کو آج قتل کر ڈالو زندہ نہ رکھو بموجب حکم تمام فوج یکبارگی چڑھی تینون لشکر باہم مل گئے

میدان نبرد مین نکلا اور گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر رد کیا میگونہ نے پھر گرز گردش دیکر سر فرہاد پر مارا فرہاد نے پھر اسکے گرز کو اپنے گرز پر رد کیا اسطرح تین گرز میگونہ نے متواتر سر فرہاد پر لگائے اور فرہاد نے اسکے گرز اپنے گرز پر رد کیے بعد ازان فرہاد نے سر میگونہ پر یون گرز مارا کہ میگونہ مثل گنبد گوبا پیوند خاک ہوگیا اسوقت خواجہ عمرو نے میدان مین آکر یہ آواز بلند کہا ای فرہاد بادشاہ اسد کیا گرز لگایا ہی کہ نشہ شراب میگونہ اتر گیا مع گنبد امید جنگ ہوگیا جسوقت میگونہ ہلاک ہوا لشکر نوشیروان مین ایک تہلکہ پڑ گیا فوج بیدل ہوئی نوشیروان متردد ہوا ناگاہ ایک سوار سیاہ پوش جانب مغرب سے نمایان ہوا اور لشکر نوشیروان مین آکر کہنے لگا ای شہنشاہ طبل بازگشت بجوا لیجیے پہلے مین ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ خوش ہوجائینگے اور مراد دلی آپ کی بر آئیگی نوشیروان نے بموجب کہنے سیاہ پوش کے طبل گشت بجوایا فرہاد میدان کارزار سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ چلا گیا نوشیروان بھی فوج کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا ادھر بادشاہ لشکر اسلام فرودگاہ لشکر پر پہونچکر داخل بارگاہ ہوے اور لشکر کے سردار بھی مرکبون سے اترکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے فرہاد بھی فیل سے اترکر اپنی بارگاہ مین گیا ادھر نوشیروان اپنی بارگاہ مین پہونچا سیاہ پوش نے عرض کیا غلام جاتا ہی اور کوئی کار نمایان کرکے حاضر ہوتا ہی نوشیروان نے رخصت کیا یہ شکل ولباس بدلکر روانہ ہوا فرہاد دیکفری وقت شام اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص ضعیف سامنے آیا اور فرہاد کو جھک کر سلام کیا پھر ایک رقعہ جیب سے نکالکر دیا فرہاد نے پڑھا اسمین لکھا تھا ای صاحب ہم تمہارے اشتیاق ملاقات مین اپنے والدین اور دیگر اعزا سے چھپکر یہان آئے ہین اگر فرصت ہو تو ایک لمحہ کے واسطے ہمارے پاس چلے آؤ جب تم یہان آؤگے ہم اپنے نام ونسب سے بھی تمہین اطلاع دینگے فرہاد رقعہ کے مضمون سے واقف ہوکر خیال کرنے لگا کہ کوئی خوبصورت شاہزادی بقصور سابق ہوگئی ہی وہی بیتاب ہوکر اپنے گھر سے نکلکر آئی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شاہزادی ہی افشاے راز کیخیال سے نام ونسب اپنا اسنے نہین لکھا ہی یہ خیال کرکے عالم شباب مین شایق بوس وکنار ہو اپنی بارگاہ سے نکلکر اس شخص کے ہمراہ سوے دشت چلا اتفاقا صوبن سعدان نے جو دیکھا کہ فرہاد کو ایک شخص اپنے ہمراہ لیے جاتا ہی اپنے بیٹے ارشیون سے کہا ای جان پدر تم اپنے بھائی کے عقب مین جاؤ دیکھو تو کہ فرہاد کو وہ شخص کہان لیے جاتا ہی جب ارشیون عقب فرہاد روانہ ہوا اس شخص نے چند گلوریان پان کی نہایت پاکیزہ ونفیس ایک خاصدان مین رکھکر فرہاد سے کہا یہ پان کی گلوریان ہماری ملکہ نے حضور کے واسطے بھیجی ہین حضور کوئی گلوری نوش فرمائین فرہاد نے ایک گلوری خاصدان سے لیکر خوش ہوکر کھائی بعد ایک لمحہ کے فرہاد کے سر مین درد ہونے لگا آخر کو چکر آکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا اس مرد ضعیف نے نعرہ کیا ہم صابر نمد پوش ہین غضب کیا تو نے کہ میگونہ کو ہلاک کیا اب اسکے عوض مین میان بھی لیجا کے تجھے قتل کرونگا شہنشاہ سے انعام کثیر لونگا غرض صابر نمد پوش نعرہ کرکے فرہاد دیکفری کو جلد چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر اٹھاکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے یکایک ارشیون حسب ارشاد پدر بصد عجلت اسی جانب روانہ ہوا اور اسوقت قریب صابر نمد پوش کے پہونچا کہ وہ پشتارہ فرہاد دیکفری کا دوش پر رکھکر ارادہ آگے جانیکا کرتا تھا ارشیون نے یہ حال دیکھکر نعرہ کیا کہ او مکار خبردار آگے نجانا مین آپہونچا صابر نمد پوش نے پشتارہ زمین پر رکھکر جلد تر گوپھن مین سنگ گران رکھکر گردش دیکر سینہ ارشیون پر مارا وہ سنگ گران جگرگاہ ارشیون پر اس زور سے پڑا کہ ارشیون آہ کرکے بیٹھ گیا صابر نمد پوش پشتارہ لیکر بھاگا ارشیون وہین پڑا رہ گیا شدت درد سے اٹھ نہ سکا صابر نمد پوش نے اثناء راہ مین خیال کیا کہ راہ صحرا سے فرہاد دیکفری کو لشکر نوشیروان مین لیجانا بہتر ہی مبادا اور کوئی سردار یا عیار دیکھ لے تو اچھا نہ ہوگا یہ خیال کرکے سوے دشت پرخار دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا پھر وہان سے رخ سوے لشکر نوشیروان کیا ناگاہ ایک جھاڑی سے ایک شیر کے نعرے کی آواز آئی صابر نمد پوش ٹھہرا

خوش ہوکر نام فرامرز بن قارن عدنی طبل جنگ بجوایا یہ خبر بذریعہ ہرکارہ کے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی بادشاہ لشکر اسلام نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل نبرد اور نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی جابجا وہان لشکر اسلام
آگاہ ہوئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی نوشیروان فوج بیکران ہمراہ لیکر مع فرامرز میدان
جنگ مین آیا ادہر سے بادشاہ لشکر اسلام کل فوج ہمراہ رکاب لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد درستی میدان صفوف دونون
جانب صف آرائی ہوئی پھر نقیبان خوش آواز اور رکز گیہ دونون لشکرون سے نکلے اور درمیان لشکر سے مخاطب ہوکر پکارا کہ ہمارا
یہ وقت مصاف ہے لازم ہے کہ میدان مین دم مکو نیکو نسے رہیں کہ غداری بادشاہ اور گرد دلاوران جہان مین نام پیدا کرو جب نقیب اور
حمیت مردان لشکر کو آمادہ کارزار کر چکے میدان مصاف سے دور جا کر کھڑے ہوئے اسوقت دل لشکر نوشیروان سے فرامرز بن
قارن عدنی مرکب پر سوار ہو کر بعد کبیر و تزک نکلا اور بیچ میدان مین آکر فرس کو روک کر پکارا اے فرقہ خدا پرستان اسوقت تم مین سے کون
مجھسے مقابلہ کریگا جسکو تمنائے اجل ہو وہ مجھسے مقابلہ کرے ابھی فرامرز بن قارن یہ کہہ رہا تھا کہ فرہاد دیگیضر بی نے بادشاہ لشکر اسلام سے
بڑھکر اجازت جنگ لی اور لینے والا اور دیگر سرداران لشکر اسلام سے رخصت ہوکر فیل پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور وہ سامنے
فرامرز بن قارن کے آکر ہاتھی کو روک کر ٹھہرا فرامرز بن قارن نے رکاب پر پانوں اپنے استوار کیے اور کھڑے ہوکر گرز اسنا ہر
فرہاد دین لندھور پر لگایا فرہاد نے گرز فرامرز کا اپنے گرز پر روکا پھر فرہاد نے خبردار خبردار کہکر سات سو من کا گرز جو تھا گردش دیکر
فرامرز بن قارن پر مارا فرامرز نے گرز کو تو اپنے گرز پر روکا لیکن جیسی کہ دو دو ہاتھ کا گیا ہمہ تن پسینے مین تر ہوگیا لیکن
کی کمر ٹوٹ گئی فرامرز نے گینڈے سے کود اور تیغ کرا کے پیل فرہاد کے ایک ضرب مین پانوں قلم کیے ہاتھی زمین پر گرنے لگا
فرہاد بھی ہاتھی پر سے کودا اور فرامرز کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا ارادہ کیا کہ اٹھا کر اسطرح زمین پر ٹپکون کہ پیوند خاک ہوجا لیکن کمر فرامرز بن
قارن کا زمین سے نہ اٹھ سکا فرامرز بھی زنجیر کمر فرہاد مین ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا اسوقت فی الفور اکھاڑا درست ہوا دونون بہادر
اکھاڑے مین دلیرانہ گرد انکر شیرانہ کشتی لڑنے لگے دونون پیچ پر پیچ ہونے لگے ادھر نوشیروان مع سرداران لشکر بارگاہ مین بیٹھکر
تماشائے کشتی دیکھنے لگا ادھر بادشاہ لشکر اسلام مثل نوشیروان کے بارگاہ مین تخت پر رونق افروز ہوکر تماشائے کشتی دیکھنے لگے
راوی بیان کرتا ہے شام تک ہم خوب کشتی ہوئی ہنگام شام فرامرز نے دل مین سوچا کہ تیرا دم آگیا ہے اور فرہاد کو ابھی پسینہ بھی نہیں آیا ہے اگر اب تو
کشتی لڑے گا تو جلد فرہاد تجھکو زیر کر لیگا لیکن مناسب ہے کوئی تدبیر خیال کرکے فرامرز نے کہا اے بہادر دن واسطے محنت و مشقت کے ہوا اور رات
واسطے راحت و آرام کے ہے لہذا اسوقت کشتی موقوف رکھو ہنگام سحر پھر مجھسے کشتی لڑنا فرہاد نے جواب دیا کہ اگر تو وقت سحر کشتی نہ لڑیگا تو مین میدان
آکر طبل یورش بجوا کر لشکر نوشیروان پر حملہ کرکے سبکو قتل کرونگا فرامرز نے اقرار کیا کہ اگر مین ہنگام صبح کشتی نہ لڑون تو تم طبل یورش بجوا کر وہان لشکر نوشیروان
کو اور مجھے قتل کرنا فرہاد نے اقرار لیکر فرامرز کو چھوڑ دیا فرامرز اکھاڑے سے نکل لشکر نوشیروان مین گیا نوشیروان فرامرز کو ہمراہ لیکر جنگ گاہ سے
اپنی بارگاہ مین گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام فرہاد کو ساتھ لیکر میدان رزم سے چلے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوئے جملہ سردار و سوار گھوڑون
سے اتر اتر کر بارگاہ و خیام مین گئے اسلئے تنو نے دور کیے پھر ہر ایک بستر خواب پر راحت گزین ہوا جب وہ شب گذر گئی اور صبح ہوئی
بموجب قرار فرہاد ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام بجمعیت سپاہ کثیر میدان نبرد مین گیا لیکن ادھر سے فرامرز بن قارن نہ آیا ہر چند نوشیروان
نے کہا لیکن فرامرز کشتی لڑنے پر راضی نہ ہوا اور کہنے لگا اے شہنشاہ مین تین آدمیون سے مقابلہ کسی دن مین نکرونگا نوشیروان نے پوچھا
انکے نام بیان کرو فرامرز نے کہا علمشاہ اور کرب غازی اور فرہاد خان گیضر بی سوا ان کے اور جو کوئی مجھسے لڑیگا مین اس سے
لڑونگا نوشیروان یہ سنکے ناچار ہوا ادھر دیر جو ہوئی موافق عہد فرہاد نے طبل یورش بجوا کر ارادہ کیا کہ فوج نوشیروان پر کرکے
ہزارون کافرونکو ہلاک کرے اور فرامرز کو گرفتار کرکے قتل کرے جب نوشیروان نے دیکھا کہ فرہاد نے اپنا ہاتھی بڑھایا اور فوج اسکے ہمراہ آتی ہے
تو فی الفور گھبرا کر فوج کو لیکر آگے بڑھا اور فرہاد کو روکا اسوقت یک لیر سمی میگو نہ لشکر نوشیروان سے گینڈے پر سوار ہوکر

ہین خاقان چین اور کرب غازی مرکبون پر سوار ہوکر چند خادم و خدمتگار اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ فرہاد دیکفری کیطرف چلے
جب قریب بارگاہ پہونچے فرہاد دیکفری کو خبر ہوئی کہ بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی مع چند خدمتگار دسکے
آتے ہین فرہاد دیکفری نے یہ سنکے بارگاہ سے نکلکر استقبال اُنکا کیا اور بارگاہ مین لاکر مقام صدر پر اُنھین بٹھایا
بعد مزاج پرسی فرہاد دیکفری نے بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی سے پوچھا کہ آپکے کانون مین یہ حلقے
کیسے ہین اور کیون آپنے کان مین ڈالے ہین بہرام گرد اور کرب نے متفق اللفظ کہا ای بہادر دوا ای فرہاد دیکفری آگاہ ہو کہ
یہ حلقہ فرمانبرداری حمزہ صاحبقران ہے ہمنے انکی اطاعت اختیار کی اور علامت اطاعت و فرمانبرداری کا یہی حلقہ ہے جو ہمارے
کان مین دیکھتے ہو حمزہ صاحبقران نے ہمین بقوت بازو زیر کیا ہی اور رستم ایسے پدر عالیوقار کو بھی مثل ہمارے زیر کیا ہی اگرچہ
وہ اُنکے مطیع ہین نہیں بیکار اپنے والد سے لڑتے ہو اور اطاعت حمزہ صاحبقران سے انھین باز رکھنا چاہتے ہو فرہاد نے
گفتگو سے بہرام گرد اور کرب غازی کے سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار خیال کیا کہ کچھ تو ایسا باعث ہی کہ ایسے بہادرون نے اطاعت
حمزہ قبول کی ہی ای فرہاد تو بھی انکی اطاعت اختیار کر اب تک تو راہ خطا پر تھا نا حق تو نے اپنے والد اور دیگر سرداران لشکر حمزہ سے
مقابلہ کیا تجکو مناسب نہ تھا یہ خیال کرکے حکم دیا کہ جلاد قلندر زنقابدار کو قتل نکرے بلکہ قید سے بھی قلندر کو رہا کرکے بارگاہ میں
لے آئے بموجب حکم ملازمون نے جلاد سے جاکر کہا جلاد نے تیغ میان مین رکھا پھر قلندر کو جلاد اور دیگر اشخاص نے قید سے رہا کیا
بعدہ قلندر کو بارگاہ فرہاد مین لائے فرہاد نے تعظیم کرکے قلندر کو بعزت و احترام مقام صدر پر بٹھایا اور عذر کیا کہ ای قلندر میری
تقصیر معاف کرو پہلے مین راہ کجی پر تھا اب راہ راست پر آیا مین نے بھی مثل آپ سب صاحبونکے حلقہ اطاعت حمزہ صاحبقران برغبت
دل اپنے کان مین ڈالا جب یہ کلمات قلندر زنقابدار اور بہرام اور کرب نے سُنے فوراً فرہاد سے خوش ہوکر معانقہ کیا پھر فرہاد
ہمراہ بہرام اور کرب غازی اور قلندر زنقابدار مع اپنے سرداران فوج اور جملہ مردمان لشکر کے جانب لشکر حمزہ چلا ادھر بادشاہ لشکر
اسلام کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ فرہاد در راہ راست پر آکر ہمارے لشکر مین آتا ہی یہ خبر پاکر نامی سرداران لشکر سے فرمایا جلد جاؤ اور
استقبال فرہاد کا کرکے بعزت تمام لشکر مین لاؤ سرداران نامی بموجب حکم استقبال کرکے فرہاد کو لشکر اسلام مین لیگئے فرہاد نے
اول روبروے بادشاہ لشکر اسلام جاکر بصد ادب مجرا کیا پھر پایہ تخت کا سر جھکا کر بوسہ لیا بادشاہ لشکر اسلام نے خوش ہوکر
الطاف و مرحمت شاہی سے اُسے سرفراز کیا خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بارگاہ سلیمانی مین عنقریب لندھور بن سعدان
کے زنگل بچھوا کر فرمایا کہ اس زنگل پر بیٹھو فرہاد آداب بجالا کر زنگل پر بیٹھا پھر اپنے پدر زلیوقار کے قدمون پر گرا اور دست بستہ کہنے لگا
آپ میری خطا عفو فرمائین لندھور نے سر اسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور خوش ہوا پھر فرہاد جملہ سرداران لشکر سے ملا اور قلندر
رخصت ہوکر سوے صحرا چلا گیا اُسیوقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے نقارہ نوازون نے نقارے بجائے اور شہنا نوازون نے شہنا
کو بجایا جب صدا نقارہ و شہنا بلند ہوئی تو نوشیروان نے متحیر ہوکر اپنے وزرا سے پوچھا آج لشکر اسلام مین صدا نقارہ شہنا کیسی
بلند ہی وزرا نے عرض کیا ہم خادمونکو سبب اسکا معلوم نہین حضور ہرکارونکو روانہ فرمائین باعث نقارہ بجانیکا معلوم ہو جائیگا
نوشیروان نے اسیوقت چند ہرکارونکو روانہ کیا ہرکار لشکر اسلام مین جاکر حال خوشی و مسرت کا دریافت کرکے روبروے نوشیروان گئے
اور عرض کرنے لگے ای شہنشاہ اسوقت فرہاد دیکفری مطیع حمزہ صاحبقران ہوکر داخل لشکر ہوا ہی اسیکے داخل لشکر ہونیکی یہ خوشی ہی کہ
نقارہاے شادمانی بجتے ہین نوشیروان یہ خبر سُنکر ملول ہوا اور کہنے لگا اب مجکو لازم ہی کہ بعوض اس خوشی کے اہل اسلام کو غم فرہاد مین
رلاؤن تم مین سے کون سردار صف شکن جرار فرہاد سے مقابلہ کرکے اُسکا سر تن سے جدا کریگا جب نوشیروان نے دربار مین کل سرداروں سے
مخاطب ہوکر اسطرح کہا اور تو کسی سردار نے ارادہ مقابلہ نکیا لیکن فرامرز بن قارن نے عرض کی ای شہنشاہ یہ خدمت مین بجالاؤنگا
اقبال شہنشاہ سے فرہاد کو نہ تیغ کرونگا اہل اسلام کو اُسکے غم مین رلاؤنگا حضور میرے نام طبل جنگ بجوائین نوشیروان نے

سرداران نزکیو کا دل گھبرایا تھا اسیوجہ سے واسطے شکار کے کسیطرف گئے ہین فقط آپکے والد سرداران نامی سے لشکر مین
وہ اسوجہ سے برلئے شکار نہین گئے کہ شانا انکا ابتک درست نہین ہوا ہی اور سپہدار زخم شمشیر جمشید بن حنظلہ بھی موجود ہین وہ بھی
ابھی زخم انکا اچھا نہین ہوا ہی سواے آپکے والد کے اور کوئی سردار نامی لشکر مین نہین ہی چھوٹے چھوٹے سرداران لشکر البتہ لشکر مین
موجود ہین اور قلندر زنقابدار کو خود مین نے دیکھا ہی کہ وہ ہمراہ چند سوار دشت کے لشکر اسلام مین آیا ہی اور آپکے والد کی بارگاہ مین
قریب آپکے والد نامدار کے بیٹھا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ قلندر زنقابدار واسطے عبادت کے آپکے والد ماجد کی خدمت مین
آیا ہی فرہاد دیکفری احوال قلندر زنقابدار سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا یہ قلندر زنقابدار بلاے روزگار ہی اسنے مجکو نہایت پریشان
کیا ہی آج اسکو ضرور مار ڈالونگا یہ کہکر حکم دیا کہ مردان لشکر جلد مسلح ہون بموجب حکم مردان سپاہ مسلح ہوے فرہاد دیکفری فیل پر سوار
ہوکر فوج ہمراہ لیکر چلا یہان قلندر زنقابدار لندھور بن سعدان کی عیادت کرکے اور رخصت ہوکے چلا تھا کہ فرہاد آپہنچا
اور قلندر زنقابدار کو دیکھکر نعرہ کیا کہ اے نقابدار اگر تو مرد ہی تو گریز نہ کر دلیرانہ مجھسے مقابلہ کر قلندر زنقابدار نے یہ سنکے مرکب کو
روکا فرہاد دیکفری نے فیل بڑھا کر گرز گران سر قلندر زنقابدار پر مارا قلندر زنقابدار نے ضرب گرز فرہاد کو اپنے
گرز پر روکا لیکن صدمۂ بار گرز سے پشت مرکب ٹوٹ گئی قلندر زنقابدار پشت فرس سے کودنے لگا اتفاقاً پانون قلندر
زنقابدار کا رکاب مین الجھ گیا ہمراہ گھوڑے کے زمین پر گرا فرہاد دیکفری نے فوراً کمند مار کر حلقہ ہاے کمند مین نقابدار کو اسیر کیا
بطوق وسلاسل مین گرفتار کیا یہ احوال دیکھکر لندھور بن سعدان نے عالم زخمداری اور شکستگی شانہ مین ارادہ مقابلہ کرنیکا کیا تھا
لیکن فرہاد دیکفری قلندر زنقابدار کو گرفتار کرکے وہانسے چلا گیا اور ایک میدان وسیع مین جاکر بارگاہ وخیام برپا کرا کر
مقیم ہوا اور اسیوقت روبرو اپنے قلندر زنقابدار کو بلایا اور کہا اے قلندر زنقابدار اب کہہ کیا تجھکو سزا دون تو نے بارہا مجکو
پریشان کیا ہی قلندر نے دلیرانہ جوابدیا تو نے مجکو عالم مجبوری مین گرفتار کیا ہی جسطرح تیرا دل چاہے مجھے ہلاک کر فرہاد دیکفری
نے یہ سنکے پوچھا تیرے کان مین یہ حلقہ کیسا پڑا ہی قلندر نے جوابدیا یہ حلقہ اطاعت حمزہ صاحبقران ہی تجھکو بھی لازم ہی
کہ میری طرح تو بھی حلقۂ اطاعت حمزہ صاحبقران اپنے کان مین ڈال کیونکہ فی زمانہ انکے مانند کوئی شجاع اور بہادر نہین ہی
بڑے بڑے سرکشان جہان کو انھون نے زیر کیا ہی پردۂ قاف مین ہزارہا دیو انکو قتل کیا ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی
دیو اور جن انکے خوف سے تھراتے ہین فرہاد دیکفری تقریر قلندر زنقابدار سنکے برہم ہوا اور جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد
سر اسکا تن سے جدا کر جلاد نقابدار کو برائے قتل لیگیا اور ریگ کا چبوترہ بناکر بوریہ ہلاکت کا اسپر بچھا کر گردن پر کوڑے کا خط دیکر
زیر تیغ بٹھایا اور قلندر زنقابدار سے کہنے لگا کہ اے قلندر اب تیرا رشتۂ حیات کوئی دم مین قطع ہو جائیگا جو تمنائے دلی ہو بیان کر
گرسنہ ہو تو کھانا کھالے پیاسا ہو تو پانی پی لے جو نصیحت و وصیت کرنا ہو کر لے پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئیگا قلندر زنقابدار نے
برہم ہوکر جوابدیا کیون فضول باتین کرتا ہی اپنے کام مین مشغول ہو جلد تیغ آبدار سے کام میرا اتمام کر جلاد یہ سنکے خاموش ہو رہا
فرہاد دیکفری نے حکم دیا اے جلاد قلندر زنقابدار کو قتل کر ابھی فرہاد دیکفری نے حکم اول جلاد کو برائے قتل قلندر زنقابدار
دیا تھا اور قلندر رخدا سے دعا کر رہا تھا جلاد سر پر تیغہ علم کیے ہوے کھڑا تھا لندھور و دیگر اہل اسلام کو قتل قلندر سے
آگاہی نتھی ناگاہ علمشاہ اور کرب غازی اور بہرام گرد بن خاقان چین اور مالک اژدر وغیرہ سرداران نامی شکارگاہ
سے آکر داخل لشکر اسلام ہوے لندھور نے سب سے کہا تھوڑی دیر ہوئی ہی کہ قلندر زنقابدار سا محسن میری عیادت کو آیا تھا
فرزند میرا فرہاد دیکفری اسے گرفتار کرکے لیگیا ہی مجکو یقین ہی کہ وہ قلندر زنقابدار کو قتل کر ڈالیگا مین نے اس حال مین
ارادہ مقابلہ کرنیکا کیا تھا لیکن فرہاد دیکفری قلندر زنقابدار کو اسیر کرکے لیگیا مجھسے مقابلہ اسنے نکیا بہرام گرد اور کرب غازی
نے تمام حال سنکے کہا ہم ابھی جاتے ہین اور قلندر زنقابدار کو رہا کرنے کیلیے آتے ہین یہ کہکر بہرام گرد

تو بادشاہ بہمن نہبوزہ کا ہی اور یہ لشکر لشپنگ عاد کا ہی لشپنگ اسوقت کشتی اکھاڑے مین قرنال در اسکا شمار بھا ہوا دیو تو
لشپنگ یہ مسلمانون کا نام سنکر برافروختہ ہوا اور حکم دیا کہ مردان فوج مسلح ہوا اور خود بھی تا بلیسلح ہوا اسواسطے کہ مسلمانونکا
کرون ادھر فرامرز نام لشپنگ سنکر بریم ہوا کیونکہ اسی نے شکبوس کو شکست دی تھی اور اسیلیے لڑنا تب مین فرامرز مغربی
چلا تھا الحاصل جب فرامرز قریب آیا نعرہ کیا کہ او لشپنگ نابکار ہوشیار ہو جا اجل تیری قریب آگئی ہی سرگز بچھکو زندہ
نچھوڑونگا تونے مجھکو صدمہ دیا ہی شکبوس عاد میرے ہلیع کو تو نے شکست دی ہی جسطرح مین نے تیرے بھائی محبتلین عاد کو
مارا ہی اسیطرح تجھکو بھی ہلاک کرونگا پہلوان عاد وغیرہ فرامرز کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کہ یہ جوان نہایت اچھا ہی آثار دلیری
و جوانمردی اسکے رخ سے عیان ہی دست و بازو پر قوت ہین لیکن لشپنگ عاد صدا نعرہ فرامرز سنکے غضبناک ہوا اور خیال
کرنے لگا کہ اسکی زبانی مجھکو معلوم ہوا یہ میرے بھائی کا قاتل ہی اسکو زندہ نہ چھوڑون اپنے بھائی کا انتقام لون خیال کرکے
مسلح تو ہو چکا تھا گینڈے پر سوار ہوا اور آگے بڑھکر ہاتھ مین نیزہ اٹھاکر قریب فرامرز کے جاکر سینہ پر فرامرز کے نیزہ مارا فرامرز نے
نیزہ اسکا اپنے نیزے پر روکا پھر خود نیزہ مارا اسنے بھی نیزہ اپنے نیزے پر روکا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے فرامرز نے نیزہ وہ
کہکر ایک ہنر دکھایا نیزے کا اندھکر نیزہ دست لشپنگ سے نکال دیا بادشاہ نہبوزہ اور پہلوان بدیع اور دیگر پہلوان ملازم بادشاہ یہ
حال دیکھکر فرامرز کی تعریف کرنے لگے لشپنگ عاد کو صدمہ ہوا اور اسی عالم صدمہ مین غضبناک ہو کر تیغ کھینچکر سر فرامرز پر لگایا فرامرز
نے تیغ کو سپر پر روک کر ایسی تلوار لگائی کہ اگر لشپنگ پیچھے ہٹ نجاے تو مثل خیار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے لشپنگ تو پیچھے
ہٹنے سے بچگیا لیکن تلوار جو گینڈے پر پڑی گینڈا دو نیم ہو کر پامال خاک کرنے لگا لشپنگ گینڈے کے گرنے سے زمین پر آیا اور برہم
ہو کر ایسی تیغ شمشیر لگائی کہ پاے مرکب فرامرز قلم ہوے فرامرز بھی گھوڑے سے کود پڑا اور ارادہ کیا کہ لشپنگ کو اب شمشیر آبدار سے قتل
کیجیے ناگاہ ایک پنجہ مثل برق جہندہ جانب فلک سے گرا اور فرامرز کو اٹھا کر سوے ہوا لیگیا اس واقعہ سے ہر ایک شخص متحیر ہوا بلال
کو رنج عظیم ہوا لشپنگ اپنے لشکر مین چلا گیا اور خیال کرنے لگا خوب ہوا کہ فرامرز کو پنجہ اٹھا کر لیگیا ورنہ وہ مجھکو ضرور ہلاک کرتا
شاہ نہبوزہ وغیرہ بھی جنگ دریہ واقعہ دیکھکر اپنے لشکر مین گئے ہلال شاہ بھی بغم فرزند بہ مغموم و محزون جنگگاہ سے جاکر اسی صحرا
مین ایک جگہ مقیم ہوا جب رات ہوئی ہلال شاہ نے خیال کیا کہ مین لشپنگ سے مقابلہ کر سکونگا یہ خیال کرکے اسی تاریکی
شب مین لشکر پایانی لشپنگ کو غافل دیکھکر مع لشکر و ہا سنے جانب عقبا مین روانہ ہوا جب صبح ہوئی لشپنگ نے ہلال شاہ
کو نہ پایا اب لشپنگ تو ایکطرف اسی صحرا مین مقیم ہی اور بادشاہ نہبوزہ علیحدہ اسی صحرا مین فروکش ہی ہلال شاہ سوے عقبا مین روانہ
ہوا ہی فرامرز مغربی کو پنجہ اٹھا لیگیا ہی انشاء اللہ ان سب کا احوال مقامات مناسب پر آیندہ تحریر کیا جاےگا

داستان آنا فرہاد مغربی کا اور گرفتار کرنا قلندر لقا بدار کو بعد ازان مطیع حمزہ صاحبقران ہو کر داخل
لشکر امیر باتوقیر ہونا اور مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن عدنی وغیرہ سے

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب فرامرز مغربی قریب لشکر حمزہ صاحبقران کے ایک
صحراے سبزہ نما مین مقیم ہوا اپنے عیار طیفور کو بلاکر کہنے لگا اے طیفور جلد جا اور خبر لشکر صاحبقران جلد لا طیفور بموجب حکم جلد تر
روانہ ہوا اور شکل اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر اسلام ہوا اور مردمان لشکر سے احوال دریافت کرکے اور کچھ کیفیت اپنی آنکھون
سے دیکھکر بعجلت لشکر سے نکلکر چلا جب فرہاد کی خدمت مین پہونچا عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادے زیجاہ مین بموجب حکم لشکر
حمزہ صاحبقران مین گیا تھا مین نے دریافت خبر کیا معلوم ہوا کہ علمشاہ اور بہرام گردین خاقان چین اور
مالک اژدر اور کرب غازی اور دیگر سرداران نامی و نامور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر
واسطے شبیہ ... گئے ہین کیونکہ آجکل نوشیروان نے طبل جنگ نہین بجوایا ہی لڑائی موقوف ہے

تاب مقابلہ نہ لا کر گریزان ہوا فرامرز مغربی نے شہر میں داخل ہوکر سریر شکیوس کو تخت پر بٹھایا اور اہل شہر سے دریافت کیا کہ
لپشنگ عاد کس طرف گیا ہی مردمان شہر نے عرض کیا کہ جانب لشکر نوشیروان گیا ہی فرامرز مغربی سنکے مع فوج سمت
لشکر نوشیروان روانہ ہوا انکو تو واشناسے راہ میں چھوڑ دیجیے اور اب حال لپشنگ کا سنیے کہ یہ جو شہر گنبد گویان سے
روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ ایک صحرا میں جاکر پہونچا دیکھا اسنے کہ ایک لشکر اور بھی اترا ہی لپشنگ اس لشکر سے کچھ
متعرض نہ ہوا اور علیحدہ اس لشکر سے ایک جگہ اترا بارگاہ اور خیام برپا کرنیکا حکم دیا جب ملازمون نے بارگاہ
وخیام استادہ کیے لپشنگ داخل بارگاہ ہوا سواران لشکر مرکبون سے اتر کر خیام میں داخل ہوے جب وہ دن
گذر کے رات ہوئی اور وہ رات بھی بسر ہوئی ہنگام سحر لپشنگ نے حکم دیا اکھاڑا تیار کرو بموجب حکم ملازمون نے
اکھاڑا تیار کیا نال اور مگدر اور لیزم اکھاڑے پر لا کر رکھدیے لپشنگ لباس اتار کر اکھاڑے میں اترا اور ریاضات
اہل صناعت عمل کی کسکر مٹی اکھاڑے کی اٹھا کر اپنے بازو پر ملی اور خم مار کر گیا ڈنڈ کر کے اپنے شاگردون سے کہنے لگا
آؤ زور کرو دس شاگرد کپڑے اتار کر مانند فیل ہاے مست اکھاڑے میں آترے اور سب یکبارگی لپشنگ کے
لپٹے لپشنگ نے ہر ایک کو پیچ کر کے زمین پر پٹکا پھر شاگرد اٹھکے لپٹے پھر لپشنگ نے انھین بقوت بازو مثل اطفال
ناتوان کے زمین پر پٹکا اسیطرح جملا اپنے شاگردونکو لڑانے لگا قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ لپشنگ عاد نے دیکھا تھا کہ ایک
لشکر قبل سے اسی صحرا میں اترا ہوا ہے وہ لشکر بادشاہ تبریز کا تھا اور شاہزادہ تبریز اور بادشاہ کو فن کشتی سے
از حد شوق تھا نامی پہلوان دور دور سے بلا کر ملازم رکھے تھے اسی لشکر میں پہلوان بدیع جو پسر رفیع گاذر مشہور
تھا وہ بھی تھا اور رفیع گاذر بھی ہمراہ لشکر تھا جب لپشنگ کشتی لڑنے لگا بادشاہ تبریز باشتیاق تمام پہلوان
بدیع اور دیگر پہلوانون کو ہمراہ لیکر واسطے کشتی دیکھنے کے اکھاڑے پر آیا لپشنگ نے بہ عزت واحترام جواہر نگار
کرسی پر بادشاہ تبریز کو اور شاہزادہ تبریز کو بٹھایا اور پہلوانون کو موافق انکے مرتبے کے بٹھایا جب سب
بیٹھ چکے لپشنگ عاد پھر لڑنے لگا اور کمال پیادہ کھانے لگا پیچ نادر کرنے لگا بادشاہ تبریز دیکھنے لگا بعد کشتی لڑنے
کے لپشنگ نے نال اٹھائے اور بڑے بڑے اسکے گران وزن اٹھائے شاگرد اسکے مگدر ہلانے لگے بعضے
نال اٹھانے لگے اکثر باہم کشتی لڑنے لگے لپشنگ نے نال اٹھا کر سوے پہلوان بدیع دیکھکر خیال کیا کہ یہ جوان
کیا اچھا ہی دست و پا اسکے نہایت قوی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ لپشنگ پہلوان بدیع کو اچھا نہ سمجھتا کہ بدیع
گیسوان خلیلی رکھتا تھا اور خال سبز رخ چہرہ عیان تھا اور رگ ہاشمی ظاہر تھی چہرہ مثل آفتاب روشن تھا
رعب لیا تھا کہ لپشنگ بھی بغور جانب بدیع دیکھ نہ سکتا تھا غرض لپشنگ نے پہلوان بدیع کو دیکھکر
کہا اے جوان اگر تیرا دل چاہے تو مجھسے مقابلہ کر اکھاڑے میں اتر کر کشتی لڑ مجھسے شکایت نہ ہو میں بہ نرمی تجھسے کشتی
لڑونگا اگر تو میرا شاگرد ہو جائیگا تو جملا اپنے شاگردون کو تیرے حوالے کر دونگا اپنا قائم مقام تجھکو کرونگا
جملا شاگرد میرے تجھکو خلیفہ کہینگے پہلوان بدیع نے یہ کلمات جو سنے نہایت غصہ آیا ارادہ کیا کہ اکھاڑے میں اتر کر
اس نابکار کو مثل کرپاس چیر کر پھینکدیجیے اس بدزبانی کی سزا دیجیے ابھی پہلوان بدیع پسر رفیع گاذر اکھاڑے میں نہ اترا
تھا کہ ایک جانب غبار عظیم بلند ہوا لپشنگ اور بادشاہ تبریز اور پہلوان بدیع وجملہ صغیر وکبیر سوے غبار دیکھنے لگے
لپشنگ نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے کہا جلد جا اور خبر لا یہ غبار کیسا بلند ہی سوار فورًا روانہ ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد آکر
عرض کرنے لگا اے بادشاہ فلک جاہ فرامرز و بلال شاہ کہ دونون خداپرست ہیں مع فوج کثیر اسطرف آتے ہیں ادھر فرامرز نے دو
لشکر صحرا میں اترے ہوے دیکھکر اپنے عیار کو برلاے خبر روانہ کیا عیار گیا اور جلد آکر عرض کرنے لگا اے شاہزادہ ذیجاہ وہ جو لشکر

رشکبوس کے ملک پر چڑھائی کی ہی اور اسکو اسیر کیا ہی اور آپ سے برسر جنگ ہی اسوجہ سے مین بعجلت وہانسے یہان آئی الحمد للہ کہ عین وقت پر یہان پہونچی ہلال شاہ نے کہا اے دختر نیک اختر اب تمکو لازم ہی کہ شہر سروستان مغرب مین جاؤ اور وہان سبکو مسلمان کرکے وہان کا انتظام کرو یہ کہکر ملکہ کو جانب سروستان مغرب مع فوج روانہ کیا اور رشکبوس کو سر گنبد گویان مغرب کیطرف روانہ کیا اور خود مع سپاہ اُسی روز جانب عقابین روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ آذر العجیب روز دیگے شہر سروستان مین پہونچی اور رعایا کو وہان کی مسلمان کیا اور رشکبوس عاد بھی اسی ملک مین پہونچا ہلال شاہ و فرامرز کوچ و مقام کرتے ہوے اکثر صحراے سبزہ زار مغرب مین طائروان و چرندچوپاؤن کا شکار کرتے ہوے بسمت لشکر اسلام چلے جاتے تھے لشکر فراوان ہمراہ تھا سرداران تہور شعار فولادتن ہمراہ رکاب موجود تھے

داستان جنگ کرنا پشتنگ عاد حاکم سواد مغرب کا رشکبوس عاد سے اور بٹھانا تخت پر اپنے برادر مجنون کو پھر جانا جانب عقابین اور قتل کرنا فرامرز کا مجنون عاد کو اور لڑنا پشتنگ عاد سے اور اُٹھا لیجانا نیچے کا پسر ہلال شاہ مغربی کو

راویان رطب اللسان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب فرامرز مغربی بعد قتل ہونے فولاد کے سوے عقابین چلا اور رشکبوس اپنے ملک مین جاکر حکمرانی کرنے لگا اُسی زمانے مین پشتنگ عاد حاکم سواد مغرب نے فنون وکشتی و تیغ زنی مین مشہور تھا ہزارہا اُسکے شاگرد تھے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہان کوئی پہلوان ایسا نہین ہی کہ جس سے لڑون اور کچھ لطف دلکو حاصل ہو پس بہتر یہ ہی کہ لشکر نوشیروان کیطرف جاؤن قبل اسکے اخبار سے معلوم بھی ہوا ہی کہ وہان نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کو بالاے عقابین قید کیا ہی سرداران لشکر حمزہ کہ بڑے بڑے پہلوان اور قوی ہین نوشیروان سے لڑرہے ہین وہان پہونچکر ہر ایک پہلوان سے لڑونگا سبکو زیر کرونگا خصوصاً پہلوان عادی کو زیر کرکے اپنا مطیع کرونگا اور جو پہلوان میرا مطیع نہ ہوگا اُسے قتل کرونگا یہ تصور کرکے مع چالیس ہزار سواران جرار کہ وہ سب بھی کشتی گیر تھے اور اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو ہمراہ لیکر اپنے ملک سے سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوا اثناے راہ مین ملک رشکبوس عاد کا جو ملا پشتنگ کو معلوم ہوا کہ رشکبوس مسلمان ہوگیا ہی لات پرستی اسنے ترک کردی ہی یہ حال سُنکے نہایت برہم ہوا چونکہ پشتنگ لات پرست ہی مسلمانو سے عناد قلبی رکھتا ہی اسوجہ سے ملک رشکبوس عاد پر حملہ آور ہوا رشکبوس نے شہر سے نکلکر اُس سے مقابلہ کیا خوب لڑائی ہوئی آخر رشکبوس شکست کھا کر سوے عقابین گریزان ہوا تاکہ فرامرز سے یہ حال بیان کرے رشکبوس عاد تو اُدھر روانہ ہوا اِدھر پشتنگ عاد نے شہر گنبد گویان مین داخل ہوکر بعد لوٹنے اور قتل کرنے صدہا مردمان شہر کے اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو اُس ملک کا بادشاہ کیا اور تخت حکومت پر اُسکو بٹھا کر مع فوج جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا رشکبوس عاد جو بعد شکست بعجلت بسمت عقابین چلا تھا بعد قطع منازل ایکروز ایک صحرا مین پہونچا دیکھا لشکر اُترا ہی فرامرز صحراے سبزہ زار مین شکار کھیل رہا ہی رشکبوس عاد فرامرز مغربی کو دیکھکر خوش ہوا اور دوڑ کر قدم پر گرا فرامرز مغربی نے سبب آنیکا پوچھا رشکبوس نے احوال پشتنگ تمام و کمال بیان کیا اور عرض کیا آپ میری اعانت کیجیے اسی واسطے مین حاضر ہوا ہون فرامرز مغربی یہ واقعہ سُنکر غضبناک ہوا اور اسیوقت تمام فوج ہمراہ لیکر رشکبوس عاد کے ہمراہ جانب شہر گنبد گویان روانہ ہوا جب قریب شہر پہونچا مجنون عاد فرامرز مغربی کے آنے کی خبر سُنکے براے جنگ لشکر لیکر شہر سے باہر نکلا اور طبل جنگ بجواکر فرامرز مغربی سے مقابلہ کیا فرامرز نے ہنگام جنگ مجنون عاد کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا لشکر اُنکا

کھا لو جسکو دیکھنا ہو دیکھ لو اگر پیاسے ہو پانی پی لو پھر ایک بات کی تمنا رہجائیگی کیونکہ ایک دم مین رشتہ حیات تم سب کا
قطع ہو جائیگا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی اور رشکبوس عاد نے جواب دیا ای جلاد این خونخوار ہمکو کسی شی
کی حاجت اور خواہش نہین ہی لخت دل اور خون جگر سے سیر و سیراب ہین تم اپنے کام مین مشغول ہو جلادون نے
اُنکے تیغے کھینچکر زیر تیغ ہر ایک کو بٹھایا اتنی دیر مین فولاد نے حکم اول دیا کہ ای جلادو ما بدولت کے مجرمون کو قتل
کرو بعد تھوڑی دیر کے پھر فولاد نے حکم دیگر برائے قتل دیا ہنوز تیسرا حکم قتل نہین دیا تھا کہ ناگاہ صحرا کی جانب
سے غبار عظیم بلند ہوا اور علاوہ اسکے دو سرداران لشکر ہلال شاہ جو دربار مین شراب بیہوشی پیکر بیہوش ہوے
تھے ہوشیار ہوے انھون نے ہلال شاہ اور فرامرز کو بارگاہ مین نہ پاکر باہم کہا کہ بادشاہ اور شاہزادہ بیچارہ کہان
ہین دریافت کرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ کے باہر آئے مردمان لشکر سے پوچھا انھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان
ہین آخر دریافت ہوا کہ سمن انکو بعیاری بیہوش کر کے شب کو لے گیا ہی اسوقت وہ قتل ہو رہے ہین یہ خبر پاکر شور گریہ و بکا
سرداروں وغیرہ نے بلند کیا پھر سب برائے رہائی ہلال شاہ و فرامرز و رشکبوس عاد جلد جلد مسلح ہونے لگے اور
یہ آواز بلند جملہ صغیر و کبیر رونے لگے فولاد عاد نے اول تو شور نالہ و فغان سنا دوسرے غبار کو دیکھکر متردد ہوا
چاہتا تھا کہ تیسرا حکم قتل دے کہ وہ غبار ہوا سے برطرف ہوا اور ملکہ آذر ملک مع سپاہ کثیر قریب تر آپہونچی ملکہ نے جو
صدائے فریاد و فغان سنی پروین عیار سے کہا دریافت تو کر اس لشکر مین سب کیون روتے ہین پروین نے جلد دریافت
کر کے جاکر کہا ای ملکہ غضب ہوا یہ آپکے والد و برادر کا لشکر ہی سمن عیار شکو بعیاری آپکے والد و برادر کو بیہوش کر کے
لیگیا تھا اسوقت وہ قتل ہوتے ہین سرداران لشکر مسلح مع فوج ہو چکے ہین ارادہ سبکا ہی کہ لشکر دشمن پر گر کے حریفون کو
قتل کر کے آپکے والد اور برادر کو رہا کرین قتل ہونے سے بچائین ملکہ آذر ملک نے یہ خبر وحشت اثر سنکے ایک آہ سرد
کھینچی اور عنقریب فوج فولاد جاکر نعرہ کیا ہلال شاہ اور فرامرز اور رشکبوس زیر تیغ بیٹھے ہوے دعائے رہائی کر رہے
تھے نعرہ ملکہ آذر کی آواز سنکے جوش شجاعت آگیا فوراً طوق و زنجیر کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا ناظرین پر واضح ہو
کہ جبتک وقت رہائی نہین آتا ہی سرداران لشکر اسلام قید مین بیٹھے رہتے ہین اور جسوقت وقت رہائی آجاتا ہی طوق و
سلاسل کو توڑ کر پھینکدیتے ہین غرض آمدیم بر سر مطلب ہلال شاہ اور فرامرز اور رشکبوس نے زنجیر وغیرہ کو توڑ کر وہی تیغین
بقہر و غضب جلادون پر مارین جلادان بدانجام ہلاک ہوکر زمین پر گرے تیغے انکے ہاتھ سے گرے ہر ایک نے ایک ایک
تیغہ اٹھالیا اور نعرہ کر کے لشکر فولاد پر گرے فولاد جلد مسلح ہوکر مع فوج آگے بڑھا ادھر ملکہ آذر ملک نعرہ کر کے
لشکر فولاد پر گری اُدھر لشکر ہلال شاہ بھی فولاد کی فوج پر گرا تلوار چلنے لگی لاشین کافرونکی زمین پر تڑپنے لگین
شور دار و گیر بلند ہوا برق شمشیر صحرا مین ہر طرف چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اٹھی دلاور مانند رعد نعرے کرنے
لگے زمین گھوڑونکے دوڑنے سے لرزنے لگی زخمی زمین پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے ہلال شاہ اور فرامرز
اور رشکبوس عاد عین گرمی جنگ مین تین سرداران لشکر فولاد کو قتل کر کے انکے مرکبون پر بیٹھے اور لڑنے لگے ملکہ
آذر ملک جنگ مستانہ کرتی ہوئی سامنے فولاد کے پہونچی فولاد نے برہم ہوکر تیغہ مارا ملکہ آذر ملک نے اسکے تیغے کو سپر
پہ روک کر تلوار ایسی کمر پر لگائی کہ فولاد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مردمان لشکر یہ حال دیکھکر طالب امان ہوے
ہلال شاہ اور فرامرز شاہ اور ملکہ آذر ملک نے انکو پناہ دی ہزارہا مردمان لشکر فولاد تو مسلمان ہوے اور
کچھ نابکار امان پاکر گریزان ہوے ہلال شاہ اپنی دختر کو دیکھکر خوش ہوا پھر جنگگاہ سے پلٹکر اپنی بارگاہ مین گیا دختر کو
بہت پیار کیا اور پوچھا تمھارا آنا کیونکر ہوا ملکہ نے کہا مین نے سنا تھا کہ فولاد حاکم سروستان مغرب نے

طبل بازگشت بجوا کر چلا گیا ہلال شاہ مغربی بھی لشکر لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف چلا گیا جب فولاد اپنی بارگاہ مین پہنچا حکم کیا کہ رشکبوس کو لاؤ ملازمان فولاد رشکبوس کو لے آئے رشکبوس نے موافق ملت اسلام آئین دربار فولاد کو سلام کسی نے جواب نہ دیا فولاد نے برہم ہو کر حکم دیا کہ رشکبوس عاد کو مارو ملازمان نے چار سو چوب سخت سے خوب رشکبوس کو مارا تمام بدن رشکبوس کا نیلگون ہو گیا اور اکثر اعضا پر اسقدر ضرب لگی کہ پوست شق ہوا اور خون جاری ہوا بعد اسکے حکم فولاد سے رشکبوس عاد کو قید کیا فولاد نے اپنے وزرا سے مخاطب ہو کر کہا آج جسطرح مین نے رشکبوس کو گرفتار کیا ہے اسیطرح کل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو بھی اسیر کرونگا اخیار وزیر نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ دیکھا مین نے سنا ہے کہ فرامرز مغربی نہایت پر قوت ہے اسکا اسیر ہونا اور قتل ہونا بظاہر بہت مشکل ہے میرے نزدیک حضور اس سے مقابلہ نکرین مین نے یہ امر از راہ خیر خواہی عرض کیا ہے آگے جو مناسب ہو فولاد نے پوچھا پھر کیا کیا جائے اخیار وزیر اعظم نے عرض کیا فرامرز کو بمکر گرفتار کیجیے یا عیار کو روانہ کیجیے کہ وہ کسیطرح اسے اور ہلال شاہ کو بیہوش کر کے حضور کے پاس لے آئے فولاد نے رائے اپنے وزیر اعظم کی پسند کی اور اسیوقت حکم دیا کہ ہمارے عیار ہمن کو جلد بلاؤ جب ہمن عیار آیا فولاد نے کہا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز کو بہ عیاری بیہوش کر کے جلد میرے پاس لے آ ہمن عیار بموجب حکم بادشاہ نے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے ایک شاگرد کو اپنے ہمراہ لیکر فی الفور روانہ ہوا جب بارگاہ ہلال شاہ کے قریب پہونچا دیکھا ایک ساقی بچہ گھبرایا ہوا بارگاہ سے نکلا ہمن عیار نے اس سے پوچھا اسوقت تم کیون گھبرائے ہوئے ہو اسنے کہا ہلال نے شراب کیفیتی کی طلب کی ہے مین وہی شراب لینے جاتا ہون ہمن عیار یہ سنکے اسکے ہمراہ چلا اثنائے راہ مین کہ وہان تنہائی تھی اور کوئی نہ تھا حباب بیہوشی مار کر اس ساقی کو بیہوش کیا اور صحرا مین لیجا اسے مخفی کر کے اسکی شکل بنکر شیشہ شراب لیکر داخل بارگاہ ہوا اور ساغر بلورین شراب بیہوشی آمیز بھر کر روبروے ہلال شاہ لیگیا پھر فرامرز اور دیگر سرداران لشکر کو شراب پلائی بعد تھوڑی دیر کے سب بیہوش ہوئے ہمن نے فرامرز مغربی کو چادر عیاری مین باندھا اور اپنے شاگرد کو بلا کر کہا ہلال شاہ کو جلد چادر عیاری مین باندھ لے شاگرد ہمن نے بموجب حکم استاد ہلال شاہ کو چادر عیاری مین باندھا غرض شاگرد اور استاد پشتارے پشت پر رکھکر عقب بارگاہ جا کر خنجرون سے قنات چاک کر کے سوئے صحرا روانہ ہوئے مردمان ہلال شاہ کو اس امر کی ذرا بھی خبر نہوئی غرض ہمن راہ دیگر سے مع اپنے شاگرد کے بارگاہ فولاد مین آیا اور پشتارہ دوش سے رکھکر کہنے لگا باقبال حضور ہلال شاہ اور فرامرز کو بیہوش کر کے لے آیا ہون فولاد خوش ہوا اور کہا اب انکو طوق و زنجیر مین گرفتار کر ہمن نے بخوبی دونو انکو طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کیا فولاد نے کہا اب انکو لیجا کر اپنے خیمے مین رکھ اور انکی حفاظت کر ہنگام سحر مین انکو قتل کرونگا ہمن عیار ہلال شاہ اور فرامرز کو اٹھا کر اپنے خیمے مین لیگیا جب صبح ہوئی فولاد نے رشکبوس اور ہلال شاہ اور فرامرز کو طلب کیا ہمن عیار سب کو گرفتار کیے ہوئے لایا فولاد نے رشکبوس اور ہلال شاہ اور فرامرز مغربی سے کہا اگر تم خداوندلات و منات کو سجدہ کرو تو مین تمکو رہا کر دون ہلال شاہ اور فرامرز اور رشکبوس عاد نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ ہم تیرے خداوندون پر لعنت کرتے ہین ہرگز انکو سجدہ نکرینگے لایق سجدہ وہ پروردگار ہے جسنے زمین و آسمان وغیرہ اشیائے موجودہ کو خلق کیا ہے رخ فولاد کثرت آتش قہر و غضب سے سرخ ہو گیا کہنے لگا مین تمکو قتل کرونگا اس بے ادبی کی سزا دونگا یہ کہکر جلادون کو طلب کیا جب جلاد آیا فولاد نے کہا اے جلاد ان خدا پرستون کو لیجا کر قتل کر جلاد حکم پا کر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی اور رشکبوس عاد کا ہاتھ پکڑ کر برائے قتل لے چلے اور صحرا مین ایک جگہ ٹھہر کر تین چبوترے ریگ کے بنائے اسیران پر بچھا کے پھر ہر ایک بوریے پر ایک ایک کو بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کچھ کہنا ہو

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب رشکبوس عاد مسلمان ہوا اور خفتان عاد قتل ہو گیا ناہید دختر خفتان عاد اپنے باپ کے غم مین نہایت گریان ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ اے ناہید تیرے باپ کو گویا تیرے چچا نے قتل کیا اگر یہ مسلمان ہو کر شریک ملکا آذر نہ ہوتا تو تیرا پدر قتل نہ ہوتا یہ خیال کرکے نالان و گریان اپنے محل سے مع عورتوں کے نکلکر جانب سروستان مغرب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جسوقت سروستان مغرب مین پہونچی فولاد کو خبر ہوئی ناہید کو بلاکر حال پوچھا ناہید نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کرکے کہا مین اسواسطے تمھارے پاس آئی ہون کہ تم میری مدد کرو میرے باپ کے قاتلونکو ہلاک کرو میرے باپ کے ملک کو اپنے قبضے مین لاؤ فولاد کو حال خفتان عاد سنکے رنج ہوا اور ناہید سے کہا تم اشکباری موقوف کرو مین تمھارے ہمراہ چلتا ہون تمھارے باپ کے قاتلونکو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حکم دیا سامان سفر تیار ہو بموجب حکم وزرا نے سامان کیا بعد دو روز کے فولاد حاکم شہر سروستان مغرب اسی ہزار سواران جرار لیکر مع امرا و وزرا و ناہید دختر خفتان عاد اپنے ملک سے روانہ ہوا اور جلد جلد منازل طے کرکے شہر گنبد گویان مغرب مین آیا یہان آکر فولاد نے سنا کہ رشکبوس عاد ہمراہ رکاب ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی جانب عقبا مین گیا ہے فولاد بلاتوقف جانب عقبا مین روانہ ہوا اثنائے راہ مین فولاد نے دیکھا کہ رشکبوس عاد ہمراہ ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی جاتا ہے ادھر رشکبوس نے فولاد کو دیکھکر فرامرز مغربی سے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ ملاحظہ فرمائیے یہ فولاد حاکم سروستان مغرب نہایت زبردست ہے قوت و شجاعت مین مشہور جہان ہے فرامرز نے دیکھا اور فرمایا اے رشکبوس نہین معلوم یہ کیون آیا ہے رشکبوس عاد نے عرض کیا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برائے جنگ آیا ہے فرامرز یہ سنکے خاموش رہا چونکہ اسوقت آفتاب غروب ہو گیا تھا ہلال شاہ مغربی نے اسی جگہ قیام کیا فولاد بھی بمقابلہ ہلال شاہ مغربی اترا اور ایک نامہ لکھکر قاصد کو دیا اور کہا اس نامے کو جاکر رشکبوس عاد کو دینا اور جواب نامہ لیکر جلد آنا قاصد نے بموجب حکم نامہ رشکبوس کو جاکر دیا رشکبوس نے نامہ پڑھا مضمون نامے کا یہ تھا کہ اے رشکبوس جو کچھ تمنے افعال ناشایستہ کیے خیر وہ تو کیے مگر اب تمکو لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے میرے پاس چلے آؤ لات و منات کو سجدہ کرو دین خدا پرستی ترک کرو میرے شریک ہو کر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز سے لڑو انھین قتل کرو رشکبوس عاد اس مضمون نامے سے آگاہ ہو کر برہم ہوا اور نامہ بصد غیظ و غضب چاک کر ڈالا اور نامہ بر سے کہا کہ دینا فولاد نابکار سے کہ اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو طبل جنگ بجوا کر مجھسے مقابلہ کر قاصد یہ سنکر خدمت فولاد مین گیا اور جو کچھ رشکبوس نے کہا تھا عرض کیا فولاد نے غضبناک ہو کر اسیوقت طبل جنگ بجوایا ہلال شاہ نے خبر نواخت طبل رزمی سنکے اپنے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجوایا شب بھر دونون لشکر مین تیاری جنگ ہوئی یہ خبر ملکا آذر بلک کو پہونچی فورًا اپنے ملک سے بجمعیت سپاہ کثیر برائے مدد رشکبوس عاد روانہ ہوئی یہان جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان نبرد مین صفوف آرا ہوئے جب نقیب مردمان لشکر کو آمادہ کارزار کرکے میدان کارزار سے چلے گئے اسوقت فولاد حاکم سروستان مغرب مرکب پر سوار ہو کر صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا رشکبوس عاد نے ہلال شاہ سے اذن جنگ لیکر مرکب اپنا سوئے میدان نبرد بڑھایا اور بمقابلہ فولاد پہونچکر مرکب کو روکا فولاد نے برہم ہو کر نیزہ مارا رشکبوس نے نیزہ نیزے پر روکا اسیطرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر دونون کے نیزے ٹوٹ گئے پھر فولاد نے سر رشکبوس پر تیغہ مارا رشکبوس نے سپر پر روکا اور خود بھی تلوار رکر فولاد پر لگائی فولاد نے بار تلوار کی دیکھکر بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنا ہاتھ دست رشکبوس پر ڈالا ارادہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھین لے رشکبوس نے زور کیا ادھر فولاد نے اپنی طرف کھینچا آخر بعد تھوڑی دیر کے فولاد نے رشکبوس کو مرکب سے اٹھا لیا اور گرفتار کیا لشکر رشکبوس و ہلال شاہ نے ارادہ چھڑانے کا کیا لیکن رشکبوس نے [illegible] منع کیا فولاد

لیکن اب اپنا کام وقت سحر تمام ہو جائیگا یہ خیال کر کے عمرو نے دست دعا سوے فلک بلند کیے اور آبدیدہ ہو کر اسطرح مناجات کی مناجات

یا خدا روح نبی کا صدقہ	دل مجروح نبی کا صدقہ
رحم کر مجھپہ او میرے معبود	تو ہی ہر ایک جا پہ ہے موجود
بہر درد دل شکستہ دلان	پئے سوز دروں خستہ دلان
مجھکو اس قید سے رہا کر دے	میرے مطلب سے دامن اب بھر دے

خواجہ ابھی مناجات کر رہے تھے یکایک ایک جا پر زمین زندان کسیقدر شق ہوئی خواجہ نے متحیر ہو کر دیکھا قران بین سے نکلا خواجہ مہتر قران کو دیکھکر خوش ہوئے پھر اسی وہینہ نقب سے مہتر قران خواجہ کو لیکر بیرون نقب آیا اور طوق و سلاسل جسم خواجہ سے دور کر کے کہا اے اُستاد اب لشکر مین چلیے خواجہ نے کہا اسوقت فتنہ غافل سو رہی ہوگی اُسکے خیمے مین چلنا چاہیے اگر ممکن ہو تو اُسے گرفتار کرین پھر لشکر اسلام مین چلین قران نے کہا اچھا اُستاد چلیے مین بھی آپکے ہمراہ چلتا ہون یہ کہکر قران ہمراہ ہوا خواجہ چلے جب قریب خیمہ فتنہ کے پہونچے جلد قدم بڑھا کر آگے بڑھے ناگاہ زیر قدم زمین دھنسگئی خواجہ اور مہتر قران دونون سما گئے اور پانی مین گرے خواجہ نے گھبرا کر کہا اے مہتر قران مجھے جلد اپنی پشت پر اُٹھا لے ورنہ مین ڈوب جاؤنگا قران نے خواجہ کو اپنی پشت پر لاد لیا اور پیرنا شروع کیا واضح ہو کہ فتنہ نے یہی تدبیر اپنی حفاظت کے واسطے کی تھی چہار جانب اپنے خیمے کے خندق عریض و عمیق کھدوائی تھی اور پانی اُسمین اسقدر تھا کہ غواص تھاہ اُسکی نہ لا سکتا تھا اور بالاے خندق ایسی نرم و باریک پتلی لکڑی کی بچھائی تھی کہ اگر طفل بھی اُسپر قدم رکھے تو بھی بار سے اُس طفل کے وہ تختے ٹوٹ جائین فتنہ جانتی تھی کہ خواجہ یا عیاران لشکر اسلام مجھے گرفتار کرنے ضرور آئینگے پس کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ مجھتک کوئی نہ پہونچ سکے چنانچہ وہی ہوا جو فتنہ نے خیال کیا تھا کہ خواجہ اور مہتر قران براے گرفتاری فتنہ قریب خیمہ جا کر خندق مین گرے راوی کہتا ہے کہ ناویر قران آب خندق مین پیرا کیا وہان اندھیرا اسقدر تھا کہ ظلمت چشمہ حیوان بھی اُس اندھیرے سے خجل تھی جب زیادہ دیر ہوئی مہتر قران اور خواجہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی کئی عیاران لشکر اسلام اُس جگہ آئے زمین دھنسی ہوئی تھی تختے ٹوٹے ہوے تھے ایک عیار نے دوسرے سے کہا دیکھو یہان پر گڑھا ہو رہا دیکھکر آتا مہتر قران نے آواز پہچانا کہ اُسی خندق سے آواز دی کہ اے برق خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ خندق ہے یہان مین ہون اور تمھارے اُستاد بھی ہین وہ کہا کہ ہم دونون گر پڑے ہین کسی طرح ہماری دستگیری کرو ہمین یہانسے نکالو برق نے آواز قران کی پہچان کر حلقہ ہاے کمند خندق مین ڈالے اول خواجہ عمرو حلقہ ہاے کمند پکڑ کر اُس خندق سے نکلے پھر مہتر قران بھی اسیطرح اُس خندق سے باہر آئے خواجہ نے پھر خیمہ فتنہ مین جانیکا ارادہ کیا عیارون نے منع کیا آخر خواجہ عمرو بموجب کہنے مہتر قران اور برق وغیرہ کے خیمہ فتنہ مین نہ گئے اور لشکر نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے جملہ سردار و فوج عمر خواجہ کے رہا ہونے سے خوش ہوئے جب صبح ہوئی عیاران لشکر نوشیروان نے دیکھا کہ خواجہ زندان مین نہین ہین متحیر ہو کر باہم کہنے لگے کہ تمام رات ہم ہوشیار رہے گرد زندان پھرا کیے بسا تعجب ہے کہ عمرو کو کوئی عیار آ کر لے گیا نشان نقب موجود ہے یہ گفتگو کر کے خیمہ فتنہ کے قریب گئے اور پکار کر کہا اے دختر فرمان شاہ اے ملکہ غضب ہوا کوئی عیار نقب لگا کر خواجہ عمرو کو لیگیا فتنہ نے صداے عیاران سنکر کہا تمنے غفلت کی خبر جاؤ مین پھر خواجہ کو گرفتار کر لونگی عیار یہ سنکے چلے گئے جب وقت دربار آیا فتنہ ہاتھ الکرم واز لباس زیب تن کر کے بارگاہ نوشیروان مین گئی اور اپنے باپ کے پاس جا کر بیٹھی بختک نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ خواجہ عمرو کو کوئی عیار رہا کر کے لیگیا افسوس تمنے عمرو کو قید کیون کیا جسوقت گرفتار کیا تھا اُسیوقت قتل کیا ہوتا فتنہ نے جواب دیا ابکی مرتبہ سر میدان اُس سے مقابلہ کر کے اُسے گرفتار کرونگی اور جو تمھاری راے ہوگی وہی کرونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی

داستان مقابلہ کرنا فولاد حاکم سردستان مغرب کا شکست پانا و شاہ شہر گنبد گویان مغرب سے اور اسیر ہونا بلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کا اور آنا ملکہ آذر ملک کا اور قتل کرنا فولاد کو بیان کیا جاتا ہے

درخت چنار تھا اور فتنہ بھی نقاب منھ پر ڈالکر مرکب پر سوار ہو کر ہمراہ لشکر نوشیروان آئی اور علیحدہ ایک خیمہ استادہ کر کے مع
اپنے عیاروں کے اس خیمے میں داخل ہوئی ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج و عیار ہمراہ لیکر اسی میدان میں جاکر
بارگاہ و خیام استادہ کر کے داخل بارگاہ ہو کے بالائے تخت رونق بخش ہوئے سرداران لشکر کرسیوں پر اور دیگروں نے جلوہ گر
ہوئے خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے جملہ سوار بھی زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے نوشیروان بھی مثل بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ
استادہ کرا کے تخت پر بیٹھا سرداران لشکر گرد کرسیوں پر بیٹھے سواران لشکر بھی مرکبوں سے اتر اتر کر برابر مقابلہ فتنہ و خواجہ
زین پوش پر بالائے زمین بیٹھے ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خیمے سے نکلا اور جانب درخت چنار چلا عمرو بھی کرسی سے
اٹھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر جلد تر جاکر زیر درخت چنار کھڑے ہوئے جب وہ سیاہ پوش نیچے درخت کے آیا خواجہ
عمرو نے وہی حلقہ ہائے کمند اسطرح کھینچے کہ پاؤں اس سیاہ پوش کے حلقہ ہائے کمند میں پھنس گئے خواجہ نے دوبارہ جھٹکا
دیکر جو حلقہ ہائے کمند کھینچے سیاہ پوش لڑکھڑا کر زمین پر گرا جملہ اہل اسلام خوش ہوئے خصوصاً عیاران لشکر اسلام بدرجہ کمال خوش
ہوئے خواجہ عمرو نے بھی خوش ہو کر بخیال بوسہ سیاہ پوش پر سوار ہو کر منھ اپنا جانب چہرہ سیاہ پوش جھکایا اور خیال کیا اے
خواجہ بخوبی تو تمنائے دل اسوقت بر نہ آئیگی لیکن کچھ تو حظ النفس حاصل ہو جائیگا یہ فتنہ تمھاری معشوقہ ہے اسکے گل رخسار کے
متواتر بوسے لو ادھر تو خواجہ عمرو نے یہ خیال کر کے سر جھکایا اور چاہا کہ نقاب الٹ کر اسکے عارض کا بوسہ لیں ادھر فتنہ زنجیر ہاتھ
میں لئے اس خیمے سے مثل برق جہندہ نکلی اور جلد تر خواجہ کے پاس پہونچکر حلقہ ہائے کمند خواجہ کی گردن میں ڈالکر جھٹکا دیا حلقے
گردن خواجہ میں پیوست ہوئے پھر فتنہ نے خواجہ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کیا اور اپنے خیمے میں لیگئی یہ حال دیکھکر جملہ کفار
خوش ہوئے اور اہل اسلام ملول ہوئے سیاہ پوش مذکور اٹھکر فتنہ کے پاس چلا گیا عیاروں نے وقت گرفتاری خواجہ
چاہا تھا کہ زیر درخت چنار جاکر خواجہ کو رہا کریں لیکن چونکہ خواجہ اور فتنہ سے شرط ہو گئی تھی کہ وقت گرفتاری کوئی عیار تمہارا
تمھارے پیچھے سے چھڑائے اور نہ تمکو ہمارے ہاتھ سے رہا کرے اسوجہ سے تمام عیار کھڑے ہوئے دیکھا کئے جب خواجہ گرفتار
ہو چکے عیاروں نے اپنے دلمیں کہا شب کو جاکر خواجہ کو رہا کر لائینگے ہر وقت کی شرط نہیں ہے فقط وقت گرفتاری کی شرط ہے
غرض بعد گرفتار ہونے عمرو کے فتنہ خرم و شادان ہمراہ نوشیروان اس میدان سے فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوئی جب
اپنی بارگاہ میں پہونچی خواجہ کو زندان میں بھیجدیا اور عیاروں سے کہا کہ زندان کے قریب کسی کو نہ آنے دینا خبردار غافل نہ ہونا
ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار خواجہ کو رہا کر کے لیجائے میں صبح کو عمرو کو قتل کرونگی عیاروں نے کہا کیا مجال ہے کسی عیار کی جو
زندان تک قدم رکھ سکے خداوند ہم خوب ہوشیار رہینگے یہ کہکر عیار چلے گئے اور زندان کے گرد پھرنے لگے بادشاہ لشکر
اسلام وغیرہ سب مغموم و ملول لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئے اور راہ طے کر کے فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ لشکر اسلام داخل
بارگاہ ہوئے سرداران نامی بھی اپنی اپنی بارگاہ میں گئے سواران لشکر بھی گھوڑوں سے اتر کر خیام میں داخل ہوئے جملہ عیار بھی
اپنے اپنے خیمے میں گئے جب شام ہوئی اور تاریکی شب محیط عالم ہوئی صدہا عیار شکلیں بدل بدل کر لشکر نوشیروان میں گئے لیکن ان
عیاروں کو ہوشیار اور خبردار دیکھکر زندان تک نہ جا سکے یہاں تو عیاران اسلام فکر رہائی عمرو میں ہر سمت پھر رہے ہیں خواجہ قید
میں ہیں عیاران لشکر نوشیروان وغیرہ گرد زندان پھر رہے ہیں کسیکو قریب زندان ٹھہرنے اور آنے نہیں دیتے ہیں لیکن حال
فتنہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب فتنہ نے خواجہ عمرو سے مقابلہ کرنیکا اقرار کیا تھا اسی روز سے اپنی حفاظت کی ایک تدبیر
کر لی تھی چنانچہ خواجہ عمرو کو زندان میں بھیجکر اپنے خیمے میں چلی گئی اور مقام محفوظ پر پہونچکر بہ آرام تمام سو رہی ایک عیار کو
بھی برائے حفاظت اپنے خیمے کے در پر نہ رکھا اسکا احوال بعد اسکے لکھا جائیگا غرض جب نصف شب گذری خواجہ عمرو
نے خیال کیا کہ فتنہ بموجب اقرار صبح کو مجھے قتل کروا لیگی سر و گردن میں جدائی ہو جائیگی مجھکو تو فتنہ کے وصل کی آرزو تھی

مکان سے نکلے ادھر شبیوہ نے اپنے عیاراور دیگر مردمان فرمانبردار سے کہا کہ جلد جاکر در قلعہ کھولدو انھون نے حسب حکم جاکر در قلعہ کھولدیا ملکہ آذر ملک اور رشکبوس عاد اور جملہ سواران لشکر خندق کو طے کرکے داخل شہر ہوے خفتان خیبر شکن گھبرایا فوج لیکر براے مقابلہ آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی فرامرز مغربی نے اسی جنگ مغلوبہ مین سامنے خفتان عاد کے جاکر نعرہ کیا اُسنے تیغ آبدار سر پر لگائی فرامرز نے تیغ کو سپر پر روک کر ایسی تلوار کمر پر لگائی کہ خفتان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا فوج خفتان اپنے سردار کا یہ حال دیکھکر طالب امان ہوئی ہلال شاہ اور فرامرز و ملکہ آذر نے امان دی لڑائی موقوف ہوئی اُمرا و وزرا نے حاضر ہوکر اطاعت قبول کی پھر حکم ہلال شاہ سے جملہ مردمان فوج اور تمامی ساکنان شہر گنبد گوپال مسلمان ہوے ہلال شاہ نے در خزانہ پہیکلان کھلواکر زر کثیر فقرا و رساکین کو دیا تمام رعایا شہر خوش ہوئی پھر ہلال شاہ نے شبیوہ دختر سردار عاد کو طلب کرکے اُسے اور اُسکے عیار کو انعام زر کثیر دیا اور کہا اُسنے ہمپر احسان کیا کہ ہمین قید سے رہا کیا بعد اسکے جملہ اپنے سرداران لشکر اور مردمان فوج کو قید سے رہا کیا بعد کئی روز کے ہلال شاہ نے اپنی دختر ملکہ آذر کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اور اُسے اپنے ملک کیطرف مع برودین عیار اور لشکر کے روانہ کیا اور رشکبوس عاد کو تخت حکومت پر بٹھادیا رشکبوس عاد نہایت شاد ہوا صابر نمد پوش کہ ابھی تک یہین تھا یہ تمام حالات دیکھکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی نے بعد چند روز کے حکم کیا کہ لشکر ہمارا مسلح ہو بموجب حکم لشکر مسلح ہوا ہلال شاہ تخت پر سوار ہوا فرامرز مغربی مرکب پر سوار ہوا قصد روانگی جانب لشکر اسلام کیا رشکبوس عاد بھی مع فوج ہمراہ رکاب ہوا ہلال شاہ نے فرمایا اے رشکبوس عاد تم یہین رہو ہمراہ ہمارے نہ چلو کیونکہ ابھی یہ شہر تازہ اسلام آباد ہوا ہے رشکبوس عاد نے عرض کیا تھوڑی دور تک تو مین ضرور ہمراہ رکاب جاؤنگا سعادت کونین حاصل کرونگا ہلال شاہ اصرار رشکبوس عاد سے مجبور ہوا غرض لشکر روانہ ہوا سواری ہلال شاہ جانب عقابین البرز روانہ ہوئی انکو تو راہ مین چھوڑ دیجیے اور اب حال صابر نمد پوش اور ملکہ آذر ملک کا سنیے کہ جب صابر نمد پوش لشکر نوشیروان مین داخل ہوا ہیکلان ملک سومنات مغرب کی خدمت مین جاکر عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم نامہ لیکر گیا تھا وہان عجب واقعہ گذرا ہیکلان عاد نے پوچھا کیا واقعہ گذرا صابر نمد پوش نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا ہیکلان تمام حالات سنکے مغموم ہوا اور ملکہ آذر جو روانہ ہوئی تھی چند روز مین اپنے ملک مین داخل ہوئی

داستان طبل جنگ بجوانا فتنہ کا اور زیر درخت چنار گرفتار کرنا خواجہ عمرو کو اور رہا ہونا خواجہ کا بہ عیاری قران کے بیان کیا جاتا ہے

راویان عالی طبع اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ دختر فرمان شاہ نے جو خواجہ عمرو سے زیر درخت چنار مقابلہ کا وعدہ کیا تھا بموجب اس عہد و پیمان کے ایکروز فتنہ نے نوشیروان سے عرض کرکے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا سرکار کے جو بہ امر جاسوسی مقرر تھے فوراً خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے اور بارگاہ بادشاہ لشکر مین جاکر بعد ادائے آداب و دعاے شاہی کے اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ عالم پناہ اسوقت فتنہ دختر فرمان شاہ کہ وہ عیارہ ہے نوشیروان سے اجازت لیکر اُسنے اپنے نام پر طبل مقابلہ بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ ہنگام سحر زیر درخت چنار خواجہ عمرو و شاد عیاران سے آکر مقابلہ کرے فن عیاری ظاہر کرے باقی خیریت ہے ہر کارے تو یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خصوصاً خواجہ عمرو آگاہ ہوے کہ صبح کو فتنہ مجھسے مقابلہ کریگی عیاران لشکر اسلام تو الگ تیاری جنگ مین مصروف ہوے لیکن خواجہ عمرو زیر درخت چنار جاکر حلقہ ہاے کمند زمین پر بچھاکر خاک و خس سے حلقہ ہاے کمند کو چھپا آئے جب صبح ہوئی اِدھر سے نوشیروان فوج گران لیکر اُس میدان وسیع مین آیا جس میدان مین

کمند غضب اکے ہوکر میرے برادر و پدر کو قتل کرے یہ دین نے عرض کیا خفتان عاد اگر آپ کے برادر و پدر کو زیر تیغ بٹھایگا
ہم بھی ادھر زرشکبوس اُسکے بھائی کو قتل کرینگے ملکہ نے کہا یہ نزدیک مناسب ہے کہ ہنگام سحر زرشکبوس کو قتل کر ڈالیے جب
یہ خبر بہرکاروں سے خفتان کو پہونچی ہنگام سحر فوج لیکر شہر سے باہر نکلا اور قتل کرنا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی
کا اسوقت مدنظر تھا ملازموں سے کہا اُنکو لیجا کر وہیں قید کرو غرض جب برائے رہائی زرشکبوس خفتان عاد شہر سے باہر
آیا ادھر ملکہ آذر ملک نے زرشکبوس کو زندان سے طلب کیا اور جلاد کے حوالے کیا جب زرشکبوس نے دیکھا کہ جلاد
سر پر تیغ کھینچے ہوئے کھڑا ہے کوئی دم میں قتل ہو جاؤنگا اسوقت خیال کرنے لگا کہ ملکہ آذر ملک کی اطاعت قبول کرنا
چاہیے تاکہ قتل سے امان پاؤں اور دولت دین سے کامیاب ہوں یہ خیال کرکے جلاد سے کہا کہ مجھکو کچھ ملکہ آذر ملک سے
عرض کرنا ہے جلاد نے ایک شخص کو خدمت ملکہ میں روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ زرشکبوس عاد کچھ حضور سے عرض کرنا چاہتا ہے ملکہ
نے زرشکبوس کو اپنے روبرو طلب کیا اور پوچھا کیا کہتا ہے اُسنے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں اور آپکی اطاعت اختیار کرتا ہوں
ملکہ نے یہ سنکے خوش ہوکر قتل سے اُسکو امان دی اور قید سے رہا کیا زرشکبوس عاد کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان ہوا
اتنی دیر میں خفتان عاد فوج لیکر قریب آیا ادھر بھی لشکر مسلح ہوا زرشکبوس عاد اجازت جنگ ملکہ سے لیکر اپنے برادر
خفتان کے مقابلے کے واسطے گیا باہم جنگ ہوئی آخر جنگ مغلوبہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے خفتان شکست کھاکر
شہر میں داخل ہوا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اُٹھوا لیا ہر چند زرشکبوس وغیرہ نے چاہا کہ داخل شہر ہوں مگر شہر میں نجا سکے
آخر مجبور ہوکر فرودگاہ لشکر پر پھر آئے ادھر خفتان عاد نے دوبارہ اپنے ملازموں سے کہا کہ جاؤ ہلال شاہ اور
فرامرز کو چاہ سے نکالکر لاؤ میں ابھی قتل کر ڈالوں ملازم گئے دیکھا چاہ میں کوئی نہیں ہے ملازم حیران ہوکر خفتان عاد
کے پاس گئے اور کہا کنوئیں میں ہلال شاہ اور فرامرز نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے کوئی اُنکو چاہ سے نکالکر لے گیا خفتان عاد
یہ حال سنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور حکم کیا دریافت کرو کون اُنکو چاہ سے لیگیا ہے مردمان ہر طرف روانہ ہوئے
ناظرین پر واضح ہو کہ ملک خفتان عاد میں ایک مرد نامی تھا کہ خاص و عام اُسکو سردار عادی کہتے ہیں اُسکی ایک دختر
تھی عیاری میں مہارت کامل رکھتی تھی جسوقت خبر قتل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی مشہور ہوئی اُسروز ہلال شاہ
اور فرامرز قتل نہ ہوئے اُسی روز قدرت خدا سے اُسکے دل میں آیا کہ ہلال شاہ اور فرامرز کو قتل ہونے سے بچائیے
قید سے رہائی دیجیے یہ ایک عیار اُسکا مطیع ہے اور خود بھی عیارہ ہے پس اُس عیار کو بلاکر عقب چاہ رات کو جاکر ایک گوشے میں
بیٹھکر زمین کھودنا شروع کیا تمام شب اِسی میں گذری قریب صبح دہنہ نقب کا چاہ تاریک میں جا کر ملا اور ہلال شاہ
اور فرامرز مغربی کو کنوئیں سے نکالکر راہ نقب سے باہر آکر اپنے مکان میں لائی اور بہ راحت و آرام اپنے گھر میں رکھا
چونکہ فرامرز علیل تھا اُسکا علاج کرنا شروع کیا اور ایک نامہ لکھکر تیر میں باندھکر سوے لشکر ملکہ آذر لگایا جب وہ تیر
لشکر ملکہ میں جاکر گرا اہل لشکر نے ملکہ سے جاکر عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ایک تیر آکر لشکر میں گرا ہے نامہ اُسمیں بندھا
ہے ملکہ نے کہا وہ نامہ مع تیر کے لاؤ ملازم نامہ مع تیر لے گئے ملکہ آذر ملک نے اُس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا اُسمیں لکھا
تھا کہ اے ملکہ آذر ملک آپکو معلوم ہو کہ نام میرا شیبوہ ہے میں بیٹی سردار عادی کی ہوں میں نے تمھارے برادر و پدر کی
خبر قتل جو سنی مجھکو رحم آیا اور بفن عیاری میں نے تمھارے برادر و پدر کو قید سے رہا کیا ہے اب وہ میرے مکان میں ہیں
اگر آپ کو شہر میں آنا منظور ہو تو ہنگام سحر مع فوج در قلعہ پر آئیے جب ملکہ آذر ملک نے نامہ پڑھا صبح تو ہوگئی تھی فوراً
لشکر کو ہمراہ لیکر در قلعہ پر آئی خفتان عاد آمادہ کارزار ہوا لشکر مسلح ہونے لگا شیبوہ نے ہلال شاہ اور فرامرز
سے کہا اگر تم دلاور ہو تو اسوقت خفتان عاد سے مقابلہ کرو فرامرز مغربی اور ہلال شاہ اُس سے تیغ و سپر لیکر

ملکہ آذر ملک نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اول نگاور زن ہوئی مرکب رشکبوس عاد کا تین قدم پیچھے ہٹ گیا اور
گھوڑا ملکہ کا ایک قدم پسپا ہوا پھر رشکبوس نے نیزہ اٹھا کر مارا ملکہ نے نیزے کو نیزے پر روکا بعد چالیس طعن کے نیزہ
رشکبوس کے ہاتھ سے نکال دیا رشکبوس غضبناک ہو کر تیغہ کھینچا اور نعرہ کہہ کے تیغہ سر ملکہ پر لگایا ملکہ نے اپنی
تیغے کو سپر پر روکا کہ تیغہ سپر پر ہٹ پڑا پھر بچالاکی تیغہ اسکے ہاتھ سے چھینکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر پشت مرکب سے اٹھا لیا اور
سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکا پروین نے فوراً اسکو طوق و سلاسل مین گرفتار کیا لشکریان رشکبوس نے یہ حوال دیکھکر حملہ کیا
ادھر سے بھی جوانان لشکر بڑھے جب دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملکہ آذر ملک نے قاب لشکر رشکبوس
پر گر کے صدہا سوار تہ تیغ کیے آخر لشکریان رشکبوس تاب جنگ نہ لا کر میدان جنگ سے گریزان ہو کر شہر مین داخل
ہوے اور خفتان عاد سے تمام احوال جنگ بیان کیا خفتان عاد نے فوراً در شہر بند کیا اور بجاے رشکبوس عاد
تخت حکومت پر بیٹھا اور اپنے بھائی کے گرفتار ہونے سے رنجیدہ ہوا ادھر ملکہ آذر ملک نے لشکر کو شکست دیکر شہر پر
حملہ کیا مگر داخل شہر نہ ہوسکی آخر مجبور ہو کر فرودگاہ لشکر پر چلی گئی بعد کئی روز متواتر حملہ کرنے کے اور شہر مین داخل نہ ہوسکنے کے
ایکروز ملکہ آذر نے پروین اپنے کوکا سے کہا کہ ہم کسیطرح شہر مین داخل نہین ہوسکتے اگر تو خواجہ عمرو کے پاس جاے اور
وہ یہان آئین اور ہماری اعانت کرین تو البتہ ہم شہر مین داخل ہو جائین کیونکہ وہ قلعہ گیر جنگ مشہور ہین پروین نے
عرض کیا مین خود ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ شہر مین داخل ہو جائیگی عمرو کے پاس التجا لیجانا بیکار ہی یہ کہکر بہ تمام شب پروین
ہمراہ ملکہ آذر سوے شہر چلا تا کوئی تدبیر شہر مین داخل ہونیکی کرون جب عنقریب دیوار قلعہ شہر پہونچا ملکہ نے دیکھا ایک
پیادہ بقصد عجلت چلا آتا ہی ملکہ نے اسے روک کر پوچھا تو کہانسے آتا ہی پیادے نے جواب دیا مین لشکر نوشیروان سے
آتا ہون پروین نے عرض کیا یہ عیار ہی میرا دل چاہتا ہی کہ اس سے مقابلہ کرون پیادہ ہنسا اور کہنے لگا تو ایک
طفل ہی بھلا تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا بڑے بڑے عیار تو مجھسے ڈرتے ہین مین صابر نمد پوش ہون کچھ دنون میری شاگردی
اختیار کر پھر کچھ عیاری تجھکو بھی آجائیگی پروین یہ سنکے برہم ہوا اور صابر نمد پوش سے لڑنے لگا آخر صابر نمد پوش
کو حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کیا اور ہمراہ ملکہ آذر ملک لشکرگاہ پر آیا ملکہ نے کہا اسکے پاس دیکھو کوئی نامہ تو
نہین ہی صابر نمد پوش نے عرض کیا مین نامہ دار نہین ہون ملکہ نے پوچھا احوال حمزہ صاحبقران اور حال لشکر
اسلام بیان کر صابر نمد پوش نے کہا حمزہ عقابین پر قید تھے آج قتل ہو گئے اور کریب غازی بھی قتل ہوا
چاہتا ہی لشکر اسلام مین شور گریہ و زاری بلند ہی نوشیروان کے لشکر مین نقارہ و طبل خوشی و دمامہ بجتے ہین
مین یہی خبر لیکر خفتان عاد کے پاس جاتا ہون ملکہ نے پروین سے کہا نامہ اسکے پاس ضرور ہوگا دیکھو نامہ مین کیا
لکھا ہی پروین نے اسکی دستار سے نامہ پایا ہمین ہیکلان کیجانب سے تحریر تھا کہ ای برادران رشکبوس و خفتان عاد
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی سے بہت ہوشیار رہنا غفلت نکرنا ایسا نہو کوئی انکو چاہ تاریک سے آکر رہا کر لیجاے
جب مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ملکہ آذر ملک نے برہم ہو کر حکم کیا یہ عیار نہایت مکار ہی ہمسے اپنے نامہ کو چھپایا
جھوٹ بولا اسکو قتل کرو پروین نے بموجب حکم جلاد کو بلایا جلاد نے تعین حکم پا کر تیغہ لگایا اتفاقاً ہتھکڑی و بیڑی پر پڑا
صابر نمد پوش رہا ہو کر سوے شہر بھاگ گیا اور خفتان سے جا کر تمام حال بیان کیا خفتان نے برہم ہو کر حکم دیا کہ
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکالکر قتل کرو مین اپنے بھائی ہیکلان سے انکے باب مین گفتگو کر لونگا
ادھر تو ملازمان خفتان عاد جانب چاہ تاریک چلے ادھر ملکہ آذر نے سنا کہ صابر نمد پوش رہا ہو کر بھاگ گیا [illegible]
ملکہ نے متردد ہو کر کہا ای پروین صابر نمد پوش خفتان عاد کے پاس گیا ہوگا اور تمام حال اسنے بیان کیا ہوگا عجب نہین

سب کو منع کیا اور خواجہ سے کہا فلان روز فلان مقام پر جہان درخت چنار ہے مین تمسے مقابلہ کرونگی اور یہ شرط ہے کہ جسکو
عیاری مین زیر کرے خواہ قتل کرے خواہ گرفتار رکھے خواجہ عمرو نے منظور کیا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا عمرو اسکو رسالہ بھی نہ سے

داستان نامہ لکھنا ہیکلان عاد کا اپنے برادران خفتان عاد اور زرشکبوس عاد کو اور آنا ملکہ آذر ملک خواہر فرامرز مغربی کا برائے رہائی ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی اور گرفتار کرنا زرشکبوس کو اور قتل ہونا خفتان کا اور رہا ہونا

محرران بیعدیل اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ ایکروز ہیکلان مالک سومنات مغربی نے اپنے برادران زرشکبوس عاد اور
خفتان عاد کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای برادران آگاہ ہو کہ مین نے قبل اسکے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو جا دین
قید کر آیا ہون اور اُسکے لشکر کے سردار اور جملہ مردمان فوج کو زندہ انھین مین نے قید کیا ہے تمھین لازم ہے کہ ہلال شاہ اور
فرامرز سے بہت ہوشیار رہنا سوائے ایک گردہ نان اور کوزہ آب کے اور کچھ انھین نہ دینا جہانتک ممکن ہو
اذیت دینا اور ہر طرح سے ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کوئی سردار یا عیار لشکر اسلام کا انھین رہا کر لیجاے مین انکی قید کو
تمھاری حفاظت مین چھوڑ آیا ہون جب یہ نامہ تیار ہو چکا ہیکلان نے صابر نمد پوش کو بلا کر دیا اور کہا یہ نامہ کو بھائیون کو
بھائیونکو جا کر دینا صابر نمد پوش کہ عیار ہے نامہ لیکر روانہ ہوا اسکو دلوا شناسے راہ مین چھوڑیے لیکن اب حال
ملکہ آذر ملک کا سنیے کہ ایک روز ملکہ آذر ملک نے کسی سے سُنا کہ میرے برادر و پدر کو ہیکلان ملک سومنات
مغرب نے جا کر قید کیا ہے یہ حال سُنکے ملول ہوئی فورًا اپنے کوکا کو کہ نام اُسکا پروین تھا اور عیار تھا طلب کیا جب
وہ آیا ملکہ آذر ملک نے تمام حال اپنے پدر و برادر کا کہا پھر پوچھا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اُسنے کہا جیسا مناسب ہے
کیجیے ملکہ نے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ لشکر لیکر جاؤن اور اپنے برادر و پدر کو قید سے چھوڑاؤن پروین نے عرض کیا
یہ امر تو نہایت بہتر ہے غرض بعد مشورہ پروین ملکہ آذر نے لشکر فراہم کرکے پروین عیار کو ہمراہ لیکے اپنے ملک
سے کوچ کیا بعد قطع راہ عنقریب ملک زرشکبوس ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچکر مقیم ہوئی یہ خبر خفتان عاد اور
زرشکبوس عاد کو ہوئی کہ ملکہ آذر ملک دختر ہلال شاہ بجمعیت سپاہ برائے رہائی پدر و برادر عنقریب شہر آکر فروکش
ہوئی ہے یہ خبر وحشت اثر سُنکے زرشکبوس اپنے بھائی کو شہر مین چھوڑ کر اسی ہزار فوج ہمراہ لیکر برائے مقابلہ ملکہ آذر ملک
شہر سے باہر نکلا اور صحرا مین آکر مقابلہ ملکہ آذر ملک اترا ہنگام شب زرشکبوس نے طبل جنگ بجوایا جب صداے
طبل جنگی بلند ہوئی ملکہ آذر نے خبر پاکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جاے چنانچہ بموجب حکم ادھر بھی طبل
رزمی پر چوب لگائی گئی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی زرشکبوس اپنی فوج لیکر میدان مصاف
مین صفوف آرا ہوا اِدھر ملکہ آذر ملک لباس مردانہ زیب تن کرکے زرہ وغیرہ پہنکے منھ پر نقاب ڈالکے مرکب پر سوار ہوئی
پھر جملہ فوج مسلح ہوکر ہمراہ رکاب ہوئی ملکہ آذر ملک بھی بمقابلہ زرشکبوس عاد میدان رزم مین آکر صف آرا
ہوئی جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر ہاے جانبین کے دلونکو آمادہ کارزار کرکے میدان سے چلے گئے اول
زرشکبوس اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین بڑھکر پکارا ای ملکہ آذر مین نے سنا ہے کہ تمکو دعوی شجاعت ہے اور فن سپہگری
پر ناز ہے پس اے ملکہ تمھین میدان مین آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سُنکے ملکہ آذر نے مرکب اپنا بڑھایا سرداران لشکر نے دست
بستہ عرض کیا حضور تشریف نہ لیجائین ہم جان نثار و لشکر ایک تمکو ارجانا ہے اور سر اس بد اندیش کا تن سے جدا
کرکے ابھی لاتا ہے ملکہ آذر ملک نے جواب دیا اول تو یہ خلاف شجاعت ہے کہ حریف برائے مقابلہ طلب کرے اور اسکے
مقابلہ جاکر نہ کرے دوسرے مین نے اپنے والد و برادر سے یہ سُنا ہے کہ لشکر حمزہ صاحبقران مین یہ قاعدہ
ہے کہ جو ہم نبرد جسکو برائے جنگ طلب کرے وہی اُس سے مقابلہ کرے لہذا تم مجھے نہ روکو سرداران لشکر مجبور ہوکے

اے قلندر سچ بتا تو کون ہے نام تیرا کیا ہے خواجہ نے کہا وہی میرا نام ہے جو پہلے کہا تھا جب خواجہ نے نام اصلی اپنا نہ بتایا
فتنہ نے غضبناک ہوکر جلاد کو بلایا جلاد حاضر ہوا فتنہ نے کہا اے جلاد اس شخص کو لیجا کر قتل کر یہ نام اصلی اپنا نہیں بتاتا ہے
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمرو عیار ہے جسوقت بحکم ملکہ جلاد نے خواجہ کا ہاتھ پکڑا عمرو نے کہا اے ملکہ فی الواقع تمنے مجھکو پہچان لیا
میرا ہی نام عمرو ہے کیوں مجھکو قتل کرواتی ہو لو اب میں نے اپنا نام بتا دیا فتنہ نے کہا اے عمرو دیکھا تو نے کس طرح تجھکو
گرفتار کر لیا عمرو نے جواب دیا اے ملکہ ہاں تمنے مجھے گرفتار تو کیا مگر کچھ کمال نہ کیا کیونکہ اپنے اسیر کمند گیسو اور کشتۂ
تیغ ابرو کا قید کر لینا سو جب فخر نہیں ہے میں تو خود تمھارے دام گیسو میں قبل اسکے گرفتار ہو چکا تھا علاوہ اسکے میں
تمھارے گھر میں آیا ہوں تمھارے قبضے میں ہوں دل اپنا تمکو دیدیا ہے نشہ شراب کا ہے ایسے وقت میں تمنے مجھے گرفتار
کیا ہے اسپر ناز نہ کرو ہاں اگر اور کسی روز تم مجھکو گرفتار کر دوگی تو البتہ میں تمھاری عیاری کا قائل ہونگا دختر فرمان شاہ
تقریر خواجہ سنکے سمجھ گئی کہ عمرو مجھپر عاشق ہوگیا ہے یہ سمجھکر برہم ہوکر ملازموں سے کہنے لگی خواجہ عمرو کو مارو یہ کلمات بیہودہ
زبان پر جاری کرتا ہے خواجہ نے کہا اے ملکہ اگر ملازم تمھارے مجھکو مارینگے تو چوٹ لگے گی اور اگر تم اپنے ہاتھ سے مارو گی
تو تمھارے دست نازک سے چوٹ نہ لگے گی ملکہ جب تمھارا دست نازک میرے جسم سے مس ہوگا روح کو راحت دلکو چین
از حد حاصل ہوگا عشاق اسی آرزو میں ہمیشہ رہتے ہیں خوشا القدر اس عاشق کی کہ جسے معشوق اسکا اپنے دست رنگین و
نازک سے تعزیر دے فتنہ نے خواجہ کی گفتگو سنکے حکم کیا اسے ہماری بارگاہ سے نکالدو اور کہدو کہ تجھے چھوڑ دیا ہے
اب ہوشیار رہنا پھر تجھکو گرفتار کرینگے تاکہ تو ہماری عیاری کا قائل ہو بموجب حکم ملازموں نے خواجہ کو بارگاہ سے نکالنے
کا قصد کیا خواجہ نے کہا اے ملکہ مجھے اپنی بارگاہ سے نہ نکالو ایسی بے مروتی اور جفائے سخت نکرو میں تمسے جدا ہوکر ہلاک
ہو جاؤنگا ہر چند کہ دل خواجہ کا یہ نہ چاہتا تھا کہ اس بارگاہ سے نکلے لیکن ملازمان ملکہ نے بجبر خواجہ کو بارگاہ سے نکالدیا خواجہ
بیرون بارگاہ آئے وہاں لشکر نوشیروان میں فرمان شاہ پہونچا اور حال اپنی دختر کے ہمراہ آنیکا بیان کیا نوشیروان نے کہا
اسے ہمارے لشکر میں بلالو فرمان شاہ نے فوراً چند سوار سوے دشت روانہ کیے جب سوار صحرا میں پہونچے انھوں نے
عرض کیا اے ملکہ عالم چلیے آپکے والد نے آپکو بلایا ہے ملکہ بہنگام سحر بلباس مردانہ نقاب رخ پر ڈالکر مرکب پر سوار ہوئی جملہ سوار و عیار
ہمراہ رکاب ہوے فتنہ تو صحرا سے جاکر داخل لشکر نوشیروان ہوئی خواجہ عمرو دشت سے لشکر اسلام میں آئے دیکھا کہ
صدائے نقارہ و طبل لشکر نوشیروان میں بلند ہوئی خواجہ نے بھی آواز نقارہ و طبل سنی اسی اثنا میں ہرکارے خبر لیکر لشکر
اسلام میں آئے اور روبرو بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت دختر
فرمان شاہ داخل لشکر نوشیروان ہوئی ہے اسکے آنیسے نوشیروان نے نقارۂ خوشی بجوائے ہیں اور بزم عیش مرتب
ہوئی ہے وہ دختر بھی بلباس مردانہ رخ پر نقاب ڈالے ہوے محفل سرور میں بیٹھی ہے ہر ایک سردار بھی بزم عشرت میں اپنی جگہ با
نوشیروان میں بیٹھا ہے میکشی کا سامان ہو رہا ہے ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے خواجہ عمرو بیتاب ہوکر بارگاہ نوشیروان
کیطرف ایک ساقی بچے کی شکل بنکر چلے اور جلد راہ طے کرکے بارگاہ نوشیروان میں پہونچے پھر ساقی بچوں میں شامل ہوکر شراب
پلانے لگے ہنوز خواجہ نے بیہوشی شراب میں نہ ملائی تھی کہ بختک نے دختر فرمان شاہ سے کہا میں نے سنا ہے کہ تمنے عمرو
کو گرفتار کرکے چھوڑ دیا فتنہ نے جواب دیا اے ملک جی اس لنگوڑے کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے جب ارادہ کرونگی پکڑ لونگی
بختک نے کہا اے ملکہ خواجہ کو لنگوڑا نہ کہیے وہ اس دربار میں اسوقت ضرور ہونگے عجب نہیں کہ ساقی بنکر یہاں آئے ہوں
اور شراب پلاتے ہوں فتنہ نے یہ سنکر ہر ایک ساقی بچے کیطرف دیکھا جب خواجہ کیطرف نظر کی خواجہ نے کہا اے ملکہ میں
یہاں موجود ہوں تمھیں شراب پلانے آیا ہوں اکثر ملازمان نوشیروان یہ سنکے براے گرفتاری بڑھے مگر فتنہ نے

کرتی انگیا کی زردوزی تیار ری | اسقدر وہ کٹوریاں بھاری
تار جنت پہ سبز حفظ اللہ | ہتھیلیاں مین بیا ترچھی ہوئی پر زر
پائجامہ وہ پر زر اطلس کا | اطلس بلور سے جھلک مین سوا
سر کا جھپکا تھا یا کہ سایۂ گلن | سنبلستان مین موتیے کا چمن
بالیاں کیسے تھین گوش رو بیا مین | عقد پروین تھا آغوش زہرہ مین
عطر گل مین بسی ہوئی زرنگار | اور بیچو لیجے گہنے کی وہ بہار
چھٹتی انگیا کی بیٹنے کا وہ ابھار | اس خداداد حسن پر یہ نکھار

جلوہ اسکا جو دیکھے حور جنان | ظن غالب ہو اسکو یہ گمان
نازکی اسکی کیا بیان ہو آئے | جو کر دست خیال سے ملجائے
کیا رقم اب شناسے زیور ہو | کیسے کان جواہر اس گل کو
ٹیکا مانند کوکب تابان | زیب صبح جبین پر افشان
بجلیاں کانو مین وہ تابندہ | برق تابان ہو جنسے شرمندہ
وہ نخوت وہ تمکنت وہ شباب | وہ نزاکت وہ بانکپن وہ حجاب

خواجہ عمرو دیکھتے ہی فتنہ کو عاشق ہوگئے دل بیتاب ہو گیا آرزو سے بوس و کنار ہوئی لیکن ضبط کیے ہوے بیخبر بیٹھے رہے یکایک فرمان نوشیروان آیا فرمان شاہ فرمان نوشیروان کو دیکھکر اپنی دختر سے رخصت ہونے لگا فتنہ نے کہا مجھے بھی یہان سے جلد اپنے پاس بلوائیے گا بھول نجائیے گا فرمان شاہ نے اقرار کیا پھر فرمان شاہ تخت پر سوار ہو کر کچھ فوج چھوڑ کر باقی لشکر لیکر جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا بعد جانے فرمان شاہ کے فتنہ بھی نقاب رخ پر ڈالکر خود سر پر رکھکر مردانہ دلیرانہ لباس زیب تن کر کے مرکب پر سوار ہو کر اپنی بارگاہ کیطرف چلی خواجہ عمرو نے فورًا اپنی صورت ایک قلندر کی بنائی اور ہمراہ سواری فتنہ روانہ ہوے اثنائے راہ مین خواجہ نے دعائے زیادتی حسن و جمال و دولت و اقبال دیکر کہا اک نظر لطف و کرم ادھر بھی کرنا لازم ہے سائل سے منھ موڑنا مناسب نہین ہے فتنہ نے مرکب کو روک کر پوچھا تو کہان رہتا ہے کہان سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے خواجہ نے جواب دیا وطن میرا یمن ہے خاص و عام مجھکو خواجہ قلندر کہتے ہین کئی برس تک لشکر حمزہ صاحبقران مین رہا ہون اب قصد اپنے وطن جانیکا ہے زاد راہ کچھ پاس نہین ہے فتنہ نے یہ سنکے اپنے ملازمون سے کہا اس قلندر کو اپنے ہمراہ لیتے آؤ ملازمون نے کہا اے قلندر ہمارے ساتھ چلا آ قلندر نقلی ہمراہ ہو لیا جب دختر فرمان شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچی حکم کیا کہ اس قلندر کو بلاؤ جلد ہمارے روبرو لاؤ ملازمان ملکہ قلندر کو بارگاہ مین لے گئے فتنہ نے کہا اے قلندر بیٹھ جا خواجہ ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گئے دختر فرمان شاہ نے حکم دیا کہ قلندر کو بارہ تومان زر دیدو ملازمون نے فورًا تومان زر لاکر قلندر نقلی کو دیدیے قلندر نے اپنی کمر مین رکھ لیے فتنہ یہ دیکھکر حیران ہوئی پھر پوچھنے لگی اے قلندر کچھ اشتیاق مسکر کا بھی شوق ہے قلندر نے جواب دیا ہان میکشی کا ذوق ہے فتنہ نے فورًا شراب منگواکر قلندر کو پلوائی جب دو تین جام شراب قلندر نے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت فتنہ نے پوچھا آجکل لشکر حمزہ مین کوئی واقعہ تازہ بھی ہوا ہے یا نہین اور تو نے خواجہ عمرو کو دیکھا ہے یا نہین قلندر نے جواب دیا آجکل لشکر حمزہ مین کئی عیار گم ہوگئے ہین خواجہ عمرو کو تردد ہے مین نے خواجہ کو ہزار ہا مرتبہ دیکھا وہ عیار بے مثل ہے بھائی حمزہ کا مشہور ہے اسکا احترام بادشاہ اولوالعزم کرتے ہین فتنہ یہ حال سنکر مسکرائی اور پوچھا کہ یہ بھی کچھ معلوم ہوا کہ عیار انکو کون لیگیا کسنے انھین گرفتار کیا قلندر نقلی نے بظاہر تو یہ کہا کہ ابھی تک اسکا معلوم نہین لیکن بباطن قلندر سمجھ گیا کہ اسی ملکہ نے انھین گرفتار کیا ہے بعد اسکے فتنہ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے وطن تمھارا کہان ہے خواجہ نے عالم نشہ اور جوش آکفت مین جو پہلے بتایا تھا بھول گئے کہنے لگے وطن میرا بلخ ہے اور نام میرا نامراد ہے فتنہ چونکہ نہایت ہوشیار تھی اور راز جو دانا تھی اسیوجہ سے مکرر اسنے نام اور وطن پوچھا تھا اب جو قلندر نے خلاف اظہار قبل بیان کیا فورًا سمجھ گئی کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی عیار ہے یہ سمجھکر اپنے ملازمین سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ملازمون نے کہ متعاقب خواجہ کو گھیرے تھے فورًا حلقہ ہاے کمند مین قلندر نقلی کو اسیر کیا ہر چند خواجہ نے کہا بابا فقیر کو کیون گرفتار کرتے ہو اس درویش نے تمھارا کیا کیا ہے لیکن کسی نے خواجہ کی فریاد نہ سنی جب خواجہ گرفتار ہوگئے اسوقت فتنہ نے برہم ہو کر پوچھا

رنجیدہ ہونا مجھے گوارہ نہین یہ کہکر پیرو مشتعلی نقلی سے مخاطب ہوکر کہا آپنے اِسوقت کیون تکلیف گوارہ کی ہین حجرے پہ سیار
ہون آپ پیادہ پا ہین خواجہ نے اشارہ سے کہا خاموش رہ زیادہ بیہودہ نہ بک اِسوقت تجھسے کچھ پوچھنا ہی بختک ڈر کر
خاموش ہوا جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا حجرے سے اُتر کر کہا میان پیرو آپ میرے ساتھ آئیے اور خدمتگار اپنے کہا
تم بغیر ہمارے طلب کرنیکے ہمارے خیمے مین نہ آنا خدمتگارون نے دست بستہ عرض کیا آج خلاف قاعدہ آپ پیر کو اپنے ساتھ خیمے
مین کیون لیے جاتے ہین بختک نے برہم ہوکر جواب دیا تمھارا اِسمین کیا اجارہ ہی جاؤ بیٹھو استفسار نکرو خدمتگار چپکے رہے مشتعلی
نقلی ہمراہ بختک خیمے مین گیا بختک نے مقام صدر پر بٹھا کر پوچھا اب فرمائیے آپ کیون تشریف لائے ہین خواجہ نے کہا ہمارے
لشکر کے کئی عیار گم ہوگئے ہین تمکو احوال اُنکا ضرور معلوم ہوگا بس تم بتا دو کہ اُن عیارونکو کون لیگیا ہی بختک نے ہاتھ جوڑ کر
اور قسم کھا کر کہا مین واقف نہین ہون یہ کہکر خواجہ کو کچھ زر و جواہر دیا خواجہ خیمہ بختک سے نکلکر عقابین کے نیچے گئے اور
بالائے عقابین جا کر امیر کی مزاج پرسی کی اور اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکر پھر زیر عقابین اُترنے کا ارادہ کیا ناگاہ
ملازمان نوشیروان نے دیکھ لیا اور شور و غل کرکے براے گرفتاری خواجہ آگے بڑھے خواجہ عقابین سے کود کر جست
کرکے نکل گئے ملازمان نوشیروان متحیر ہوکر رہگئے جب خواجہ لشکر نوشیروان سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک جوان
بلند بالا سیہ پوش ہی اور ایک پشتارہ اپنے دوش پر رکھے ہوے لشکر اسلام کی سمت سے آتا ہی خواجہ نے اُسے دور سے دیکھکر
کہا کہ اے شخص ٹھہر جا اِس پشتارے مین کیا ہی اُسنے کچھ نہ سنا اور ایک بلندی پر چڑھگیا جبتک خواجہ اس بلندی پر گئے
وہ جوان سیہ پوش اُس بلندی سے اُتر کر سوے صحرا جا کر غائب ہوگیا عمرو بھی سوے صحرا اُس جوان کی تجسس کرتا ہوا چلا ناگاہ
عمرو نے دیکھا ایک لشکر صحرا مین پڑا ہوا ہی بارگاہین اور خیام اِستادہ ہین خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہی
اُسنے جواب دیا اے شخص یہ لشکر بادشاہ ترکستان فرمان شاہ کا ہی ہمراہ شاہ دختر مسماۃ فتنہ نام بھی آئی ہی فن عیاری مین
بیمثل و بیعدیل ہی چار سو عیار اور بارہ منتر نامی و نامور اُسکے فرمانبردار ہین حسن و جمال مین غیرت حور و رشک پری ہی چھریری
نازنین و نازک بدن ہی لیکن از حد چالاک پر قوت ہی جو کوئی اُسکو دیکھتا ہی ہزار جان سے عاشق ہو جاتا ہی خواجہ تمام
حال سُنکے خیال کرنے لگے کہ فتنہ کو کسی صورت دیکھا چاہیے یہ خیال کرکے عمرو نے ایک شخص کہ بارگاہ سے اُٹھکر باہر آیا تھا
بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ فرمان شاہ بالاے تخت بیٹھا ہی اور قریب اُسکے فتنہ عجب ناز و انداز سے
بیٹھی ہوئی ہی یعنی زلف مشکین پُر خم ہی چہرہ مانند آفتاب روشن ہی آنکھین نرگسی ہین دہن رشک غنچہ ہی رخسار رشک گل ہین ابرو مانند
کمان خمیدہ ہین یا بصورت خنجر آبدار عیان ہین مژگان تیر دلدوز عاشق پیشہ ہین گردن گویا صراحی نور یا شمع کافوری ہی سینے
آثار ظہور شباب کچھ کچھ عیان ہین کمر نہایت نازک ہی آگے مقام شرم ہی اُسکی تحریر وصف مین شگاف خامہ کو حیرانی ہی لوح پر نور پر لام الف نمائی
ساق پا نہایت خوب ہین عشاق کو سر دست مرغوب ہین دست و پا رنگ حنا سے سرخ ہین غرض سراپا فتنہ فتنۂ جہان ہی بقول فنا ابیات

چہرہ پر نور اُسکا ہی اِسطرح
لب رنگین سے پھول جھڑتے ہین
وہ پُر افشان جبین نور آگین
کاجل آنکھو نمین بھی وہ نور کا تھا
لعل لب پر مسی کا وہ جوبن
دزد برکف چراغ و زر حنا
تھی وہ اُسجا مہ زیب کی پوشاک

ماہ کامل کی ہو جھلک جسطرح
عکس اُنکے زمین پہ پڑتے ہین
جیسے سیماے صبح پر پروین
صاف وہ دود چراغ طور کا تھا
جسطرح پھولتی ہی شاخ سمین
گھات مین نقد دل کے صبح و مسا
گرد تھی جس سے اطلس افلاک

زلفین بل کھا رہی ہین چہرے پر
مو الفت سے آنکھین ہین نیرنگ
نور ہی مین شام زلف پر افشان
چاٹ کرینگے سرمہ تیغ نظر
شوخ کیا رنگ دست رنگین کا
رنگ لایا ہی لب پہ کیا غازہ
وہ دوپٹہ تھا دوش پر زرتار

ہی گہن چاند پر لگا یکسر
بہر عشاق جام زہر آمیز
شب انجم سے بھی سوا تابان
قتل عشاق پر تھا البتہ کمر
آب یاقوت مین گندھی تھی حنا
شفق شام زلف تھا غازہ
جسکا تار شعاع تھا ہر تار

نقش پا سکا جگر پہ آفت ہے — دو دلون کے لیے قیامت ہے
رنگ اسکا سفید ہوتا ہے — دل بہت نا امید ہوتا ہے
بھاتا تھا جنکے بلکو چنگ و رباب — دل جلا کر کیا ہے انکا کباب
شب گیسو نور رات ہے اسکی — کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی
ہمنو نکلو بسا نیے ہین فن مین — تذکرۂ صفت میر کو کیون کہین
چھوٹے جاتے ہین بس ہر سے جھگڑے — حضرت عشق ہین بہت سیکھے
کیا وہ بری اور کیا تری سمجھے — بات اس عشق کی گری سمجھے
دولت عشق سے ہین مالا مال — سب کو دیتے ہین ہم دو دشنہ خلال
کاٹ دیتا ہے یہ وزن مل کا — سامنے دل ہے اسکے اک چھوکا
حکم کھاتا ہے میر گھڑی سنہ پر — ضرب لگتی ہے یہ بڑی سینہ پر
ہمتو نادار اور یہ دو شاہ — ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ
انتراب ہم ہوے ہین ہر شعو — اپنے دل مین ہر عشق ہی کا فرو
خیر جو ہونی ہو وہ ہو اچھا — عشق کا ذکر بس نہ کر تو دلا
ذکر خواجہ عمرو کا کر تو عیان — حال لشکر کا کر یہان یہ بیان

تاج شاہونکا ہے پٹک دیتا — ملک دل ہے خراج مین لیتا
تیغ ابرو سے لیں اسے ہے کام — رستمونکو بناتا ہے یہ غلام
سرخ غصے مین رہتے تھے جو صدا — عشق مین پیکا رنگ انکا ہوا
بدقماشو لنے بازی کھاکر — ہمکو دنیا ہے گردشین دردر
اسکی باتون نے دلکو دہلایا — مجھکو دریائے غم مین نہلایا
کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے — یہ فسون مجھیہ ماہتاب کا ہے
پانچ اور سات کیا کرین ذلیل — آٹھ اور چار کو سمجھین ذلیل
شب لیتا ہون عشق کی جو بین — سیج سہتا ہون دل ہی تر بین
کیا زبردست سے بھلا جانا — زیر دستونکا دل ہے آوارہ
عشق کا حکم عشق کی ہے بات — جور رہم رہین ہین نہین ہے ثبات
ہاسکے بہت عشق خانہ خراب — دل جلاتا ہے سبکا مثل کباب
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے — ورق دل خراب جاتا ہے
بس کمیت قلم کی باگ کو موڑ — گنجفے کے تلازمے کو چھوڑ

راویان خوش تقریر اس داستان دل پذیر کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندھور قریب سکے سے روانہ ہوکر بعد قطع راہ داخل لشکر اسلام ہوا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین گیا بعد بجا آوری شرائط عبودیت و لوازم بندگی حال راہ کا اور کیفیت جمشید بن حنظلہ و ذکر قلندر نقابدار مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اسلام جمشید کے قتل ہونے سے اور لندھور کے آنے سے اور خواجہ عبد المطلب کے رہا ہونے سے خوش ہوئے پھر لندھور نے ہر ایک سردار لشکر سے ملکر تمام کیفیت بیان کی اور مردمان لشکر نے قلندر نقابدار کو رخصت کیا ابھی لندھور سرداران لشکر اسلام سے باتین کر رہا تھا ہر ایک سردار گفتگوے لندھور سن رہا تھا یکایک گلباد وغیرہ چند عیار گھبرائے ہوئے آئے اور خواجہ عمرو سے بصد ادب کہنے لگے کہ رات سے خجستہ و رالبہ شہاب خرقہ پوش وغیرہ چند عیار لشکر مین نہین ہین معلوم ہوتا ہے کوئی انکو بیہوش کرکے لیگیا ہے خواجہ یہ خبر سنکے نہایت متردد ہوئے آخر بعد فکر بسیار خیال کیا کہ حال عیاران گم شدہ کا بختک سے دریافت ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ بہنگام شب جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے دیکھا ایک مشعلچی بختک کا کھڑا ہوا سو رہا ہے مشعل اور کپی اسکے پہلو مین رکھی ہے خواجہ عمرو نے جلد اسکو بیہوش کرکے اسکو تو کہین مخفی کیا اور آپ اسکی شکل بنکر وہین بیٹھے جب دربار برخاست ہوا بختک بارگاہ نوشیروان سے نکلکر خچر پر سوار ہوا خدمتگارون نے پکارا او بیمرو مشعلچی جلد مشعل روشن کر وزیر شہنشاہ سوار ہو چکے ہین اپنی بارگاہ مین آپ جاتے ہین مشعلچی نقلی نے یہ سنکے بآواز بلند کہا حاضر ہوتا ہون مشعل روشن کرتا ہون یہ کہکر مشعل روشن کی اور کپی اور مشعل لیکر آگے بڑھا جب بختک کے قریب پہونچا بختک نے خچر اپنا آگے بڑھایا بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے مشعلچی مشعل قریب تر چہرہ بختک کے لیگیا خدمتگارون نے برہم ہوکر کہا ارے بیہودہ یہ کیا کرتا ہے کیا اندھا ہے دیکھتا نہین مشعلچی نے جواب دیا تم اندھے ہو اور تمھارے باپ اندھے ہین مین تو بینا ہون یہ کہکر تل اپنی آنکھ کا بختک کو دکھایا بختک سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو ہین بعد سمجھنے کے اپنے خدمتگارون پر خفا ہوا کہ تم کیون بدزبانی کرتے ہو جانتے نہین کہ یہ مرد بزرگ ہے مین انکو اپنے باپ دادا سے زیادہ جانتا ہون انکا

ناگاہ اسیوقت جانب صحرا غبار بلند ہوا جمشید بن حنظلہ لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرکے شہر لے چلا کہ یکطرف
چلا ہی تھا غبار جو سوے دشت بلند ہوا تھا متحیر ہو کر دیکھنے لگا جب وہ غبار ہوا سے رفع ہوا دیکھا کہ ایک قلندر ذوالفقار بدار کلاہ مع سر پر رکھے
ہوے چالیس ہزار سوار و نیک جمعیت سے آتا ہے ابھی جمشید نابکار دیکھ ہی رہا تھا کہ قلندر ذوالفقار بدار آ پہونچا اور کہا کہ او نابکار غضب کیا تو نے
کہ لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو اسیر کر لیا لشکر لندھور کو قتل کیا اب میں تجھکو اس جرم کے عوض میں قتل کرونگا جمشید بن حنظلہ خیبری
یہ سنکے غضبناک ہوا اور کل اپنی فوج کو ہمراہ لیکر قلندر ذوالفقار بدار پر حملہ کیا ذوالفقار بدار بھی مع اپنی فوج کے آمادہ نبرد ہوا جب دونوں
لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی کفار قتل ہو کر زمین پر گرنے لگے زمین خون کفار سے رنگین ہونے لگی قریب شام قلندر ذوالفقار بدار تا جمشید
بن حنظلہ کے روبرو پہونچا جمشید نے تلوار لگائی قلندر ذوالفقار بدار نے تلوار سپر پر روک کر خود بھی ایسی تلوار الامان پکار کر ماری کہ جمشید
بن حنظلہ خیبری دو ٹکڑے ہو کر اپنے گینڈے سے گرا فوج جمشید یہ حال دیکھکر برہم ہو کر سخت حملہ آور ہوئی راوی بیان کرتا ہے کہ تا شام
خوب لڑائی ہوئی آخر فوج جمشید بن حنظلہ تاب جنگ قلندر ذوالفقار بدار نہ لا کر گریزاں ہوئی قلندر ذوالفقار بدار نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ
جمشید بن حنظلہ کا لوٹ لیا پھر لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو قید سے رہا کیا ابھی قلندر اپنے مرکب سے نہ اترا تھا
کہ فرہاد بکیضربی آیا اور بمقابلہ قلندر ذوالفقار بدار اتر کر ایک نامہ قلندر کو لکھا اور قاصد کو نامہ دیکر روانہ کیا قاصد نے
نامہ قلندر ذوالفقار بدار کو جا کر دیا قلندر ذوالفقار بدار نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے قلندر ذوالفقار بدار بہتر اور مناسب
یہ ہے کہ تو ابھی میرے والد کو میرے پاس بھیجدے اور اپنے نام سے اطلاع دے نامعلوم ہو کر تو نسل بنی آدم سے ہے یا قوم
جنات سے ہے تو نے مجھکو بہت پریشان کیا ہے عجب طرح کی مجھسے لڑائی لڑتا ہے ایک جگہ جمکر مقابلہ نہیں کرتا ہے قلندر ذوالفقار بدار نے جواب
نامہ لکھا کہ اے فرہاد بکیضربی لندھور کو میں ہرگز تیرے پاس نہ بھیجونگا لیکن کل ہنگام سحر تجھسے مقابلہ کرونگا اور ابھی نام اپنا نہ بتاؤنگا
یہ لکھکر قاصد کو دیا قاصد جواب نامہ لیکر گیا اور فرہاد بکیضربی کو جا کر جواب نامہ دیدیا فرہاد بکیضربی نے خیال کیا کہ صبح کو
قلندر مجھسے مقابلہ کریگا ہنگام سحر اسکو قتل کرکے اپنے والد کو ہمراہ لیکر ہندوستان کیطرف چلا جاؤنگا یہ خیال کرکے با اطمینان
تمام اپنی بارگاہ میں استراحت پذیر ہوا ادھر قلندر ذوالفقار بدار نے مرکب سے اتر کر لندھور سے کہا کہ اب آپ سوے لشکر اسلام
جائیے یہاں توقف نفرمائیے لندھور نے کہا اچھا میں آپکا حکم بجالاؤنگا مگر یہ تو ارشاد کیجیے کہ آپکا نام کیا ہے آپنے متواتر مجھپر
احسان کیے ہیں قلندر نے ہنسکر کہا اے لندھور میں نے تو کچھ بھی احسان نہیں کیا ہاں تمھارے قتل ہونیکی خبر سنکر کہ قتل ہو سکے ہیں وہاں
آیا تھا قدرت خدا سے آپ قتل نہوے پھر تمھارے مکے میں جانیکی خبر سنکر اور جمشید کا حال سنکے الحمد للہ میں اسی وقت پر یہاں آیا کہ
آپکو زندہ پایا اور اظہار نام کے بارے میں جو آپنے کہا ابھی محل و موقع اظہار نام کا نہیں ہے انشاء اللہ جلد آپکو میرے نام اور میری
کیفیت سے اطلاع ہو جائیگی یہ کہکر تھوڑے سوار اپنے لشکر کے لندھور کے ہمراہ کرکے لندھور کو جانب لشکر اسلام روانہ کیا
پھر خواجہ عبد المطلب کی خدمت میں آیا اور خواجہ کو اسیطرح مکے میں اسیوقت بھیجدیا جب نصف شب سے زیادہ گذر گئی قلندر ذوالفقار بدار
نے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر فوج فرہاد پر یکبارگی حملہ کیا اور ہزاروں لشکریونکو قتل کرکے قریب ظہور صبح وہاں سے سوے دشت روانہ ہوا
فرہاد شور و غل سنکے بیدار ہوا اور فیل پر سوار ہو کر آگے بڑھا بعد دریافت معلوم ہوا کہ قلندر ذوالفقار بدار شبخون مار کر چلا گیا فرہاد یہ
سنکے برہم ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ قلندر ذوالفقار بدار بڑا مکار ہے پھر اپنے والد کی جستجو کی لندھور کو بھی نہ پایا حیران ہوا آخر مکے میں
جا کر خواجہ عبد المطلب سے حال لندھور پوچھا عبد المطلب نے فرمایا لندھور لشکر اسلام گیا ہے فرہاد حیران تھا کہ میں [illegible] ہوا حال اسکا آئندہ لکھا جائیگا

داستان غائب ہو جانا چند عیاران لشکر اسلام کا اور دریافت کرنا خواجہ عمرو کا بختک سے بعد ازاں جانا خواجہ کا بارگاہ فرمان شاہ میں اور عاشق ہونا اسکی دختر پر پھر گرفتار ہو کر رہا ہونا مع حال دیگر بیان کیا جاتا ہے

بیٹھا تھا بد مزاج ہو نہ برا | یاد ہے عشق کا ہمیں تو مزا
شاہوں کو یہ فقیر کرتا ہے | یہ گدا کو امیر کرتا ہے

ایک سردار کے ہمراہ کرکے کہا کہ جس جگہ فیلان لشکر فرہاد دیکفری ہین تو اُسطرف مہابان ہاتھیونکو لیکر جانب صحرا جانا سردار مذکور فوراً چلا اور بہوا اکثر جوانان لشکر فرہاد کو قتل کرکے کئی ہزار فیلیون کو لشکر فرہاد دیکفری سے لیکر سوے دشت روانہ ہوا جب شور و غل لشکر فرہاد مین ہوا کہ فوج دشمن فیلان لشکر لیے جاتی ہے فرہاد دیکفری یہ غوغا سنکے غیظ مین آکر سوار ہوا اور کل فوج کو ہمراہ لیکر سوے دشت چلا ادھر قلندر ریختی گین کامے نے نکلکر دو حصے فوج کے ہمراہ لیکر بازار لشکر فرہاد کو غارت کیا اور جلادیکو قتل کرکے ارشیون اور لندھور کو رہا کیا اور لشکر اسلام مین پہونچا دیا خواجہ عمرو و نعمان ہزارہ بھی یہ حال دیکھکر اپنے لشکر مین آگئے ادھر فرہاد دیکفری نے اُسکے سردار کے قریب جاکر نعرہ کیا سردار لشکر قلندر ہاتھیونکو چھوڑکر سوے دشت چلا گیا فرہاد دیکفری ہاتھیون کو ہمراہ لیکر دو گام دلشکر پر آیا یہان آکر معلوم ہوا کہ قلندر لندھور اور ارشیون کو رہا کرکے لیگیا فرہاد نے پوچھا قلندر کدھر گیا مردمان بازاری لشکر نے عرض کیا پہلے تو وہ لشکر اسلام گیا پھر جانب صحرا چلا گیا اُسکو گئے ہوئے بہت دیر ہوئی فرہاد یہ سنکے خاموش رہا ادھر لشکر اسلام مین لندھور و ارشیون کے آنیسے بادشاہ اسلام نے جشن کیا

داستان آنا قاصد کا اور جانا خواجہ عبد المطلب کا مع لندھور جانب مکہ و دیگر حالات بیان کیے جاتے ہین

راوی خوش مقال اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب لندھور اور ارشیون باعانت قلندر ریختی بدار از قتل سے محفوظ رہکر لشکر اسلام مین آچکے اُسی شب کو ایک قاصد مکے سے خدمت خواجہ عبد المطلب مین آیا اور عریضہ اُسنے پیشکش کیا خواجہ عبد المطلب نے پڑھا شرفاے مکہ نے خواجہ عبد المطلب کو بعد آداب و تسلیمات لکھا تھا کہ فی الحال جمشید بن حنظلہ خیبری بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہے اور ارادہ اُسکا ہے کہ ہم سب کو قتل کرے اور خانہ کعبہ سے بی ادبی کرے ہمنے بمنت تھوڑی اُس سے مہلت طلب کی ہے اور یہ عریضہ آپکو لکھا ہے لہذا جسوقت یہ عریضہ خدمت عالی مین پہونچے اُسیوقت روانہ اسطرف ہو جیے گا ہرگز توقف نفرمائیے گا اور جلد تر یہان تشریف لاکر جمشید بن حنظلہ خیبری سے ہمین بچائیے گا اور خانہ کعبہ کو بھی اُسکی بےادبی کرنے سے محفوظ کیجیے گا خواجہ عبد المطلب نے مضمون عریضہ شرفاے مکہ سے آگاہ ہوکر سلطان سعد اپنے پوتے کے پاس جاکر تمام احوال عریضہ مذکور بیان کیا اور رخصت چاہی سلطان سعد نے کہا کہ چند سرداران لشکر کو مع فوج مین آپکے ہمراہ کر دیتا لیکن تردد یہ ہے کہ نوشیروان اور فرہاد دیکفری دونون آمادہ جنگ و فساد ہین اسوجہ سے متردد ہون لندھور نے عرض کیا آپ مجھکو ہمراہ رکاب خواجہ عبد المطلب روانہ کیجیے فی الحال بیراشانہ اتر گیا ہے جنگ کرنے سے معذور ہون سرداران لشکر فرہاد دیکفری اور نوشیروان سے مقابلہ کرینگے مین خواجہ عبد المطلب کو مکہ مین پہونچا کر چلا آؤنگا سلطان نے اجازت دی خواجہ عبد المطلب جملہ سرداران لشکر اسلام اور خواجہ عمرو سے رخصت ہوئے سامان سفر مہیا ہوا لندھور بارہ ہزار سواران ہند کو ساتھ لیکر ہمراہ خواجہ عبد المطلب جانب مکہ چلا صبح کو فرہاد دیکفری نے جو سنا کہ ہمارے والد سوے مکہ گئے ہین یہ بھی مع لشکر جانب مکہ روانہ ہوا غرض بعد قطع منازل اُس روز خواجہ عبد المطلب قریب مکہ پہونچے جمشید بن حنظلہ شرفاے مکہ کو قتل کیا چاہتا تھا جب یہ خبر جمشید بن حنظلہ کو ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب تشریف لائے سردار شرفاے مکہ مع فوج آگئے ہین تھوڑا برہم ہوکر فوج کثیر ہمراہ لیکر بمقابلہ خواجہ عبد المطلب آکر صفوف آراے لشکر ہوا اور میدان مین نکلکر مبارز طلب کیا ہر چند کہ لندھور کا ایک ہاتھ بیکار تھا لیکن تاب ضبط نہ لاکر جمشید سے مقابلہ کیا جمشید بن حنظلہ خیبری نے تیغہ گرانبار کا وار کیا بوجہ اسکے کہ ایک ہاتھ لندھور کا بیکار تھا سپر پر تیغہ نہ روک سکا سر پر تیغہ پڑا کسیقدر زخمی ہوا جمشید بن حنظلہ نے اپنے کل لشکر کو ہمراہ لیکر حملہ کیا اور اپنے مردان لشکر سے کہا کہ لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرلو مین انکو [illegible] لیجا کر قید کرونگا چنانچہ حسب حکم مردان لشکر نے [illegible] لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو اسیر کیا [illegible] نے پند و نصیحت کی اور اپنے [illegible] لیکن آخرکار اسیر ہو گئے [illegible]

پس اے طیفور اگر ممکن ہو تو آج کی شب تو جا کر میرے والد کو کسیطرح بیہوش کرکے میرے پاس لے آ میں انکو لیکر ہندوستان کیطرف
روانہ ہوں طیفور یہ سنکے عرض کرنے لگا میں ابھی جاتا ہوں اور لندھور کو بیہوش کرکے لاتا ہوں یہ کہکر طیفور شکل اپنی بدلکر
جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا ایک شخص ایک شیشی ہاتھ میں لیئے ہوئے لشکر اسلام چلا جاتا ہے
طیفور نے اس سے پوچھا اے برادر کہاں جاتے ہو یہ کیسی شیشی ہے اسمین کیا ہے اسنے کہا اس شیشی میں روغن ہے میں کمنگر ہوں برائے
علاج دست لندھور جاتا ہوں طیفور نے حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کیا اور اسکی شکل بنکر لباس اسکا پہنکر اسکو ایک
گوشے میں ڈالکر وہ شیشی لیکر جانب بارگاہ لندھور میں گیا دیکھا بارگاہ لندھور میں آیا دیکھا تنہا لندھور بستر پر لیٹا ہوا شانے
کے درد سے بیچین ہے کمنگر نقلی نے بعد ادب سلام کیا اور عرض کیا حضور کیواسطے آج ایسی دوا میں تیار کرکے لایا ہوں کہ جلد
صحت ہو جائیگی لندھور نے خوش ہوکر پوچھا آج تو نے کونسی دوائیں بنائی ہیں کمنگر مذکور نے عرض کیا خداوند نعمت ایک تو
روغن برائے مالش تیار کیا ہے اور ایک سفوف بنایا ہے اول حضور سفوف ہمراہ آب تازہ نوش فرمائیں پھر میں اس روغن کی مالش کرونگا یہ
ایک پڑیا کمنگر نقلی نے اپنی کمر سے نکالی تھوڑا سا سفوف اسمیں سے لیکر لندھور کو دیا لندھور نے ہمراہ آب تازہ اسے پی لیا پھر کمنگر
روغن بالائے شانہ ملنے لگا تھوڑی دیر میں لندھور بیہوش ہو گیا کمنگر نقلی نے فی الفور لندھور کو چادر عیاری میں باندھکر پشتارہ
دوش پر رکھا اور بارگاہ کی قنات خنجر سے چاک کرکے باہر چلا اور جانب بارگاہ فرہاد روانہ ہوا اتفاقاً کسی نے لشکر اسلام سے
اسے جاتے ہوئے نہ دیکھا طیفور قطع راہ کرکے خدمت فرہاد میں گیا اور پشتارہ لندھور کا روبرو رکھدیا فرہاد نے خوش
ہوکر حکم کیا کہ عالم بیہوشی ہی میں میرے والد کو طوق سلاسل میں گرفتار کر چنانچہ بموجب حکم طیفور نے طوق و سلاسل میں گرفتار کیا جب
لندھور گرفتار ہو چکا فرہاد دیکفری نے کہا اے طیفور اب میرے والد کو ہوشیار کر طیفور نے فوراً لندھور کو ہوشیار کیا
فرہاد نے کہا اے والد اب ہمراہ میرے ہندوستان کیجانب چلیے حمزۂ صاحبقران کی فرمانبرداری ترک کیجیے لندھور نے
کچھ جواب نہ دیا فرہاد نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لے آؤ ملازم فوراً گئے اور ارشیون کو لے آئے فرہاد نے
کہا اے ارشیون تم اپنے والد کو سمجھاؤ کہ حمزۂ صاحبقران کی اطاعت نہ کریں اور تم بھی حلقۂ فرمانبرداری حمزۂ صاحبقران
اپنے کان سے اُتار دو ارشیون اور لندھور نے برہم ہوکر جواب دیا ہمتو ہرگز فرمانبرداری صاحبقران ترک نکرینگے
اسوقت فرہاد نے خیال کیا میں نے تو چاہا تھا کہ پدر و برادر کو سمجھا کر اطاعت حمزۂ صاحبقران سے باز رکھکر انھیں ہمراہ
اپنے ہندوستان میں لیجاؤں لیکن یہ کسیطرح نہیں مانتے ہیں اب انکو قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جلاد کو طلب کیا وہ فی الفور
حاضر ہوا فرہاد نے کہا جلد میرے برادر و پدر کو یہاں سے لیجا کر قتل کر جلاد بموجب حکم ارشیون اور لندھور کو برائے
قتل لیکر ایک جانب چلا اور کنارہ لشکر لیجا کر زیر تیغ بٹھایا ارشیون اور لندھور نے اپنی خلاصی کے واسطے خدا سے دعا کی
یہاں تو ارشیون اور لندھور زیر تیغ بیٹھے ہوئے دعا کر رہے ہیں انکو تو مشغول دعا رکھیے لیکن احوال لشکر اسلام اور
قلندر زنقابدار کا سنیے کہ جب بارگاہ لندھور میں نعمان ہزارہ عیار لندھور اور خواجہ عمرو آئے دیکھا لندھور
بارگاہ میں نہیں ہے پیشتر طیفور عیار کا زمین پر پایا جاتا ہے اسوقت نعمان ہزارہ اور خواجہ عمرو نے بیتاب ہوکر بادشاہ
لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر سے یہ احوال بیان کیا سبکو رنج ہوا اور آمادہ رہائی لندھور و ارشیون
ہوئے خواجہ عمرو نے سب کو روک کر کہا میں چند عیاروں کو لیکر برائے رہائی لندھور و ارشیون جاتا ہوں جبتک
میں یہاں نہ آؤں آپ سب صاحب قدم آگے نہ بڑھائیے گا یہ کہکر خواجہ اور نعمان ہزارہ وغیرہ عیاران لشکر
اسلام جانب لشکرگاہ فرہاد دیکفری روانہ ہوئے ابھی عیاران مذکور راہ میں تھے کہ قلندر زنقابدار مع چہل ہزار
سواران جرار خبر گرفتاری لندھور سنکے بصد عجلت آیا اور اپنی فوج کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج کا

دی ہے تمھیں لازم ہے کہ اب جنگ و جدال سے توقف کرو فرہاد بلکفری نے یہ حال سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر بسیار بختک کو موافق
اسکے مرتبے کے اپنے دربار میں بٹھایا اور کہا ای بختک میری طرف سے کہدینا کہ دل میرا آپ سے صاف ہوگیا کدورت جاتی
رہی قلندر کی چالاکی اور مکاری سے آگاہی ہوئی اب جنگ و جدال آپ سے نہ کرونگا بختک یہ سنکر بارگاہ فرہاد سے
اٹھکر روانہ ہوا جب دربار نوشیروان میں پہونچا سارا حال بیان کیا نوشیروان خوش ہوا جب وہ شب بسر ہوئی ہنگام
سحر فرہاد بلکفری نے ایک نامہ لکھا اور قاصد کو دیکر کہا کہ اس نامے کو بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا اور جواب لیکر جلد آنا قاصد
نامہ لیکر لشکر اسلام میں آیا بادشاہ لشکر اسلام کو قاصد کے آنیکی خبر ہوئی سلطان سعد نے قاصد کو اپنے روبرو بلوایا جب
قاصد بادشاہ لشکر اسلام کے سامنے گیا شرائط بندگی و عبودیت بجا لاکر نامہ پیشکش کیا سلطان سعد نے نامہ پڑھوایا
مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو میرے پاس بھیج دیجیے اور گلشنے فرمائیے کہ اطاعت حمزہ
صاحبقران نکریں ورنہ مجھکو اپنا دشمن تصور کریں مجھسے اور نوشیروان سے صفائی ہوگئی ہے اب میں آپسے نہ لڑونگا بس اگر
آپ اپنی اور اپنے لشکر کی بہتری چاہتے ہیں تو میرے والد کو میرے پاس بھیج دیجیے ورنہ پچھتائیے لندھور نے نامہ سنکے کہا میں ہرگز
اسکے پاس نجاؤنگا اور نہ اسکے کہنے پر عمل کرونگا یہ سنکے سلطان سعد نے قاصد سے کہا کہ تم جاکر فرہاد سے کہدینا کہ اگر تمکو اپنے
زور بازو پر ناز ہے تو نقارہ جنگی بجواؤ کہ ہم تم سے مقابلہ کرینگے سردار ہمارے لشکر کے تم سے لڑینگے لندھور کو ہم ہرگز تمہارے پاس
نروانہ کرینگے قاصد یہ سنکر بارگاہ سے نکلکر فرہاد کے پاس گیا اور جو کچھ سنا تھا عرض کیا فرہاد بلکفری نے برہم ہوکر طبل جنگ بجوایا
سلطان سعد نے بھی خبر یافت طبل جنگی سنکے نقارہ حربی بجوایا روز دیگر اسطرف سے فرہاد سپاہ لیکر میدان میں آیا ادھر سے بادشاہ
لشکر اسلام جملہ فوج لیکر میدان کارزار میں پہونچے بعد صفوف آرائی لشکر ہائے جانبین نقیبان خوش آواز دونو طرف سے نکلے
اور جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ پیکار کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز کسی جانب سے کوئی بہادر میدان میں برائے مقابلہ
لشکر سے نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے رفع ہوا ہر ایک نے دیکھا کہ قلندر
نقابدار مع چہل ہزار سواران جرار آتا ہے ہنوز مردان لشکر دیکھ رہے تھے کہ قلندر بمقابلہ فرہاد بلکفری آکر صف آرا ہوا فرہاد
بلکفری قلندر کو دیکھکر از حد برہم ہوا اور کہنے لگا اگر تو مرد ہے تو جنگ سے گریز نکر قلندر نے جواب دیا میں شیر بیشہ شجاعت
ہون حریف کے سامنے سے بھاگتا نہیں اور تجھسے کیا بھاگونگا تو میرے نزدیک مانند ایک مور ضعیف کے ہے فرہاد بلکفری
نے یہ سنکے ہاتھی اپنا صف لشکر سے نکالا اور میدان میں آکر پکارا کہ ای قلندر اگر تو بہادر ہے تو لشکر سے نکلکر میدان کارزار میں
آکر مجھسے مقابلہ کر آج میں تیرے خون سے زمین میدان رزم رنگین کرونگا قلندر یہ سنکے میدان میں مرکب پر سوار ہوکر آیا
پہلے تو باہم نیزہ بازی ہوئی آخر قلندر نے بعد سوا سو طعن ہائے نیزہ کے نیزہ دست فرہاد سے نکالدیا فرہاد کو از حد ملال ہوا
جھنجھلا کر کہنے لگا کہ اب اہل اسلام سے جنگ نیزہ بازی کبھی نکرونگا یہ کہکر عمود گرانبار اٹھا کر حملہ آور ہوا قلندر نے گرز پر روکا
لیکن گرز ٹکرا کر سر مرکب پر گرا گھوڑا ہلاک ہوا قلندر گھوڑے سے کود کر زمین پر آیا فرہاد نے فی الفور تیغہ گرانبار سر پر مارا سر
قلندر کسیقدر زخمی ہوا فوج قلندر یہ حال دیکھکر برائے اعانت قلندر کے بڑھی ادھر سے لشکر فرہاد بڑھا دونون لشکر ملکے
تلوار چلنے لگی ایسی جنگ مغلوبہ میں قلندر ایک مرکب پر سوار ہوکر جنگ کا تماشہ کرنے لگا حمزہ عقابین سے لڑائی دیکھ رہے تھے سر جدا
ہوکر تن سے بار بار گرنے لگے نعرے دمبدم دلیر کرنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی تا شام تلوار اچھی طرح چلی صدہا دلیر زخمی ہوئے اکثر قتل ہوے
ہنگام شام فرہاد طبل بازگشت بجواکر میدان کارزار سے چلا گیا قلندر بھی سوے دشت اپنی فوج لیکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام مع
جملہ لشکر فرودگاہ سپاہ پر تشریف لاکر داخل بارگاہ ہوے پھر جملہ سواران لشکر اسلام گرد لشکر اتر کر خیام میں راحت پذیر ہوے فرہاد نے اپنی
بارگاہ میں جاکر اپنے عیار طیفور سے کہا کہ میں کبتک سرداران لشکر بادشاہ اسلام اور قلندر سے مقابلہ کرونگا جسواسطے یہاں آیا ہوں وہ کام بگڑ گیا

جب فرودگاہ فرہاد دیکفری پر پہونچا دیکھا کہ ایک میدان وسیع میں لشکر اترا ہوا ہے سب عالم غفلت میں ہیں ایک سردار کچھ
سوار ہمراہ لیے ہوے طلایہ لشکر دے رہا ہے مراحل عاد یکبارگی لشکر فرہاد پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا اور نعرہ کیا منم مراحل عاد
چونکہ جملہ سرداران فرہاد سو رہے تھے اور فرہاد بھی سو رہا تھا مراحل عاد نے چند سرداران و ہزارہا لشکریوں کو تہ تیغ کیے
جب فرہاد بیدار ہو کر اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مراحل عاد سے لڑنے لگا مراحل عاد نے خائف ہو کر بھاگنے کا ارادہ کیا
فرہاد نے اسکو قتل کیا لشکر اسکا بھاگ گیا پھر فرہاد دیکفری نے قسم کھائی کہ ایک ایک کو بٹ کر نوشیروان سے اسطرح قتل کرونگا
کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے اور بعد قتل کرنے جملہ مردمان لشکر نوشیروان کے اہل سلام سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر فرہاد نے
آخر شب طبل جنگی بجوایا ہیکلان اور نوشیروان کو یہ خبر ہوئی کہ فرہاد نے مراحل عاد کو قتل کر ڈالا اور اب طبل جنگ بجوایا ہے ہیکلان
نے نوشیروان کو اغوا کرکے طبل جنگ بجوانے پر آمادہ کیا چنانچہ نوشیروان نے بھی بموجب کہنے ہیکلان کے نقارہ رزمی بجوایا جب
صبح ہوئی نوشیروان مع ہیکلان جملہ سپاہ لیکر میدان کارزار میں آیا اور صف آرا ہوا فرہاد دیکفری بھی بمقابلہ نوشیروان
صفوف آرا ہوا جب درستی میدان کارزار ہو چکی تو نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادہ حرب کرکے علیحدہ جا کر
ٹھہرے لشکر نوشیروان سے نعماے عادی گینڈے پر سوار ہو کر نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان
میں آیا اور پکارا اے فرہاد آ میرے مقابلے کو تو نے بڑا غضب کیا شہنشاہ کے اہل لشکر کو قتل کیا ہے مراحل عاد نامی جوان کو ہلاک
کیا ہے آج سبکا انتقام میں تجھسے لونگا اسوقت تجھکو قتل کرونگا فرہاد دیکفری یہ سنکے اپنے لشکر سے فیل پر سوار ہو کر نکلا نوشیروان
کو دشنام دیکر کہنے لگا کہ اسنے میرے ساتھ بدی کی ہے اسکو اور اسکے لشکر کو تہ تیغ کرونگا اور تجھکو تو یوں ہلاک کرونگا کہ تو پیوند
خاک ہو جائیگا نعماے عادی نے یہ کلمات سنکے گرز گران اٹھا کر گینڈے پر کھڑے ہو کر گرز کو گردش دیکر بقوت تمام سر
فرہاد دیکفری پر مارا فرہاد نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور پھر اسکے سر پر گرز مارا نعماے عاد نے ہر چند چاہا کہ گرز فرہاد کو اپنے
گرز پر روکوں مگر وہ گرز گرانبار نہ رکا اسکا سر پر جو پڑا کا سر چور چور ہو گیا گینڈا بھی ہلاک ہوا فرہاد نے بعد نعماے عاد کو قتل کرنے
مبارز طلب کیا فوراً ایک جوان نامی ہرمن نام سرداران لشکر ہیکلان سے نکلا فرہاد نے اسکو بھی ضرب گرز سے پیوند خاک
کیا بعد اسکے ایک دلیر نہایت قوی ہیکل بیٹے برما لشکر ہیکلان سے میدان میں آیا فرہاد نے اسکو بھی ہلاک کیا اسیطرح تا شام
فرہاد دیکفری نے چوبیس نامی و نامور عادیوں کو ہلاک کیا ہنگام شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر میدان کارزار سے پھرا
اور ادھر فرہاد دیکفری میدان نبرد سے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف گیا جب نوشیروان اپنی بارگاہ میں پہونچا اور دربار آراستہ
ہوا وزرا کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ فرہاد دیکفری ایک دشمن تازہ پیدا ہوا ہے دیکھیے یہ کس کس جری و بہادر کو قتل کرتا ہے
آج تو چوبیس بہادران یکتاے روزگار کو اسنے ہلاک کیا ہے نہیں معلوم میرا دشمن کیوں ہو گیا ہے میں نے تو اس سے کوئی
دشمنی نہیں کی ہے بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس دشمن تازہ سے آپکے لشکریونکی جان بچے تو [illegible]
چند کشتیوں میں تحائف رکھوا کر کشتیاں میرے ہمراہ کیجیے میں فرہاد کے پاس جاؤں تحفے اسکو دیکر دشمنی سے باز رکھوں
نوشیروان نے فوراً کشتیاں تحائف کی بختک کو دیکر روانہ کیا بختک کشتیاں تحائف کی لیکر بارگاہ فرہاد میں گیا
اور بعد ادب سلام کرکے کہنے لگا کہ شہنشاہ نے یہ تحائف آپکو دیے ہیں اور فرمایا ہے کہ تم مجھسے کیوں لڑتے ہو میں نے تمھارے
ساتھ کیا دشمنی کی ہے اگر تم یہ کہو کہ مراحل عاد نے ہنگام شب تمھارے لشکریونکو قتل کیا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید قلندر
تنہا بیدار نے ہمارے لشکر کو یا اکثر سوارونکو اور رلنور رنگ عاد کو ہنگام شب گذشتہ آکر قتل کیا ہے اور تمھارا نعرہ کیا ہے
ہیکلان ملک سومنات مغرب نے بغیر سمجھے ہوے مراحل عاد کو روانہ کیا تھا وہ تمھارے ہاتھ سے ہنگام جنگ ہلاک
ہوا آج تمنے چوبیس عادی قتل کیے اور کچھ دریافت نہ کیا کہ یہ کیا واقعہ گذرا المختصر جتنے تمام احوال گذشتہ سے تمکو خبر

بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے بالائے عقاب مین سے جنگ مالک اژدر ملاحظہ کی جب نیزہ دست فرہاد سے نکل گیا اسوقت
فرہاد نے برہم ہوکر گرز اٹھایا اور غضبناک ہوکر بالائے سر مالک اژدر گردش دیکر مارا مالک نے فی الفور دونون رکابون مین
قدم اپنے خوب رکھکر گھوڑے سے ہوکر اپنے گرز زیر گرز فرہاد دیکفری کو روکا لیکن گرز جو فرہاد دیکفری کا گرز مالک پر پڑنے کے
نیچے آیا مالک کے گھوڑے پر گرا مرکب مالک کا ہلاک ہوکر بالائے زمین گرنے لگا مالک فرس سے کود کر زمین پر
آیا غضبناک ہوکر تیغ گران کھینچکر فرہاد دیکفری کے فیل کے پاؤن قلم کیے جب ہاتھی گرنے لگا فرہاد دیکفری بھی بالائے
زمین کود آیا ہر چند کہ مالک نے جسارت کرکے پائے فیل فرہاد قلم کیے لیکن جو حال لندھور کا ہوا تھا وہی حال مالک کا
بھی ہوا یعنے شانہ تو نہ اترا مگر پسینا آگیا چونکہ اسوقت غبار میدان کارزار مین بلند تھا دونون دلاور غبار مین نہان
تھے خواجہ عمرو گھبرا کر درمیان غبار گئے مالک کو زندہ پاکر خوش ہوئے پھر خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر کہا برائے سواری
مالک مرکب بھیجو چنانچہ شناطر مرکب خاص مالک کے پاس لیگیا مالک مرکب پر سوار ہوا ادھر طیفور ہاتھی لیکر آیا
فرہاد ہاتھی پر سوار ہوا اور پھر باہم لڑنے کا ارادہ کیا یکایک جانب دشت غبار بلند ہوا فرہاد دیکفری جانب غبار دیکھنے لگا
جب غبار ہولے سے رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک قلندر شنگرفی لباس زیب تن کیے ہوئے بالائے رخ نقاب ڈالے
ہوئے بجمعیت چالیس ہزار سواران جو اگرچہ سب بھی قلندرانہ لباس پہنے ہوئے تھے آتا ہوا ابھی فرہاد سے قلندر
نقابدار دیکھ رہا تھا کہ قلندر بیدکور مع اپنی سپاہ کے پشت لشکر فرہاد دیکفری پر گرا اور مردان لشکر فرہاد کو قتل کرنا شروع کیا
فرہاد دیکفری نے یہ حال دیکھکر جنگ مالک سے ہاتھ اٹھا کر رخ سوئے قلندر کیا اور چاہا کہ قلندر کو ضرب گرز سے
ہلاک کرون چونکہ قلندر نہایت بہادر و ہوشیار تھا ہزارہا مردان لشکر فرہاد کو قتل کیے بعد عجلت مع اپنی فوج کے
جانب صحرا چلا گیا فرہاد دیکفری افسوس کرکے رہگیا فرہاد دیکفری نے اپنے عیار طیفور سے کہا کہ جلد جا اور نقابدار
قلندر کو دیکھ کہ وہ کہان گیا طیفور روانہ ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی فرہاد دیکفری طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر
کیطرف روانہ ہوا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ کیطرف چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام بھی لشکر اسلام کو اور مالک اژدر کو
ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آکر داخل بارگاہ ہوئے جملہ سوار و سردار بھی مرکبون سے اتر اتر کر داخل بارگاہ و خیام ہوئے
اودھر فرہاد دیکفری اپنی بارگاہ مین گیا نوشیروان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا طیفور عیار جو بموجب حکم فرہاد دیکفری
روانہ ہوا تھا جب دور تک گیا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار مین قلندر نقابدار مع سپاہ اترا ہے طیفور یہ دیکھکر ادھر
بارگاہ فرہاد دیکفری مین آیا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا فرہاد دیکفری سنکے خاموش رہا ادھر قلندر نے اپنے عیار
نخچیر سے کہا کہ جلد جاکر لشکر نوشیروان کی خبر لا نخچیر صورت بدلکر روانہ ہوا لشکر نوشیروان مین پہونچا دیکھا نورنگ
عادی مع چالیس ہزار سوارون کے بارگاہ نوشیروان اور بارگاہ ہیکلان و جملہ سرداران لشکر کے گرد پھر رہا ہے
طلایہ دے رہا ہے نخچیر یہ حال دیکھکر صحرا مین آیا اور قلندر نقابدار سے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا قلندر نے کچھ سوچکر
حکم دیا کہ مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم جملہ قلندر مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے قلندر نقابدار اپنی فوج کو
لیکر وقت نصف شب لشکر نوشیروان مین گیا نورنگ کہ طلایہ دے رہا تھا سد راہ ہوا قلندر نے اسکو ضرب گرز سے
نعرہ فرہاد دیکفری کا کرکے ہلاک کیا پھر اسکے ہمراہیون اور لشکریان ہیکلان کو کہ پڑے ہوئے سو رہے تھے تہ تیغ کیا
جب کچھ سردار جاگے اور ہیکلان بیدار ہوا قلندر نعرہ فرہاد دیکفری کا کرکے وہانسے جانب صحرا مع لشکر روانہ ہوا
ہیکلان بیدار ہوکر نعرہ فرہاد دیکفری کا سنکر غضبناک ہوا اور مراحل عاد کو بجمعیت بائیس ہزار سوار اسیوقت
روانہ کیا کہ جہان فرہاد دیکفری مقیم ہو اسکو جاکے قتل کرو مراحل عاد بموجب حکم لشکر لیکر روانہ ہوا

اور بادشاہ اسلام اور لندھور وغیرہ سے جو کچھ واقعہ گذرا تھا بیان کیا ابھی خواجہ حال فرہاد ویکفربی کہہ رہے تھے کہ
ناگاہ فرہاد ویکفربی نے برہم ہو کر اسیوقت طبل جنگ بجوایا صدا سے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکاروں نے آکر بادشاہ لشکر اسلام
سے عرض کیا کہ فرہاد ویکفربی نے طبل جنگ بجوایا ہے اور سپاہ لیکر میدان کارزار میں آیا ہی جہاں پناہ سلطان معظم نے
بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور فرمایا لشکر مسلح ہو کر جانب میدان نبرد چلے بموجب حکم نقارۂ رزمی بجایا گیا جملہ سرداران لشکر
مسلح ہوئے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر سوار ہوئے لشکر ہمراہ رکاب ہوا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام نبردگاہ میں پہونچے ادھر سے
فرہاد ویکفربی مع سپاہ جنگ گاہ میں آیا بعد درستی میدان صفوف اور صف لشکرہاے جانبین سے نقیبوں نے [illegible]
لشکر کو آمادۂ کارزار کیا اور الگ جاکر میدان نبرد سے ٹھہرے ابھی کوئی دلیر لشکر جانبین سے نہ نکلا تھا ان سرداران لشکر
اسلام باہم کہہ رہے تھے کہ عجب مقام مشکل ہی اگر ہم لشکر سے نکلکر فرہاد ویکفربی سے مقابلہ کرتے ہیں اور اسکو تہ تیغ کرتے ہیں تو
ہمیشہ لندھور بن سعدان سے محجوب و شرمندہ رہینگے اور لندھور کو اپنے فرزند کے قتل ہونیکا صدمہ جانکاہ ہوگا اور یہ بھی
نہیں دل چاہتا کہ لندھور بحالت شکستگی دست میں اس سے مقابلہ کرے اور لندھور فیل ہمدوش پر سوار ہو کر جو ہمراہ
لشکر اسلام فرودگاہ لشکر سے میدان نبرد میں آیا تھا اپنے دل میں خیال کر رہا تھا کہ جب فرزند میرا اپنے لشکر سے نکلکر میدان
میں آئیگا تو میں اور کسی سردار کو براے مقابلہ جانے نہ دونگا خود اپنے پسر سے مقابلہ کرونگا ابھی لندھور یہ خیال کر رہا تھا
ناگاہ جانب صحرا غبار عظیم بلند ہوا فرہاد ویکفربی اور سردار لشکر اسلام جانب غبار دیکھنے لگے خواجہ بسمت غبار لشکر سے
نکلکر براے خبر روانہ ہوئے آگے بڑھکر خواجہ نے دیکھا ایک لاکھ ساسی علم ہیں نشان ایک لاکھ اسی ہزار سپاہ کا ہی ہر علم پر
حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہی آگے آگے علم شیر پیکر ہی زیر سایہ علم مالک مرکب پر سوار ہی ایک آنکھ پر
پٹی بندھی ہوئی ہی دمبدم فوج میں نقاروں پر چوب پڑتی ہی باجے جنگی بجتے ہیں لشکر بعد کر و فر ہمراہ رکاب مالک آتا ہی
خواجہ مالک کو دیکھکر خوش ہوئے اور آگے بڑھے اور قریب فرس مالک گئے مالک نے فرس کو روک کر حال لشکر
پوچھا خواجہ نے کہا حمزہ بالاے عقابین قید میں فرامرز بن قارن کے حکم سے اسکے عیار کننگ نے حمزۂ صاحبقران کو گرفتار
کیا ہی فرامرز نے بیہوش کر کے بالاے عقابین قید کیا ہی کئی دن سے فرہاد ویکفربی پسر لندھور آیا ہی کہتا ہی کہ لندھور
اطاعت حمزۂ صاحبقران نکرین لندھور کو یہ منظور نہیں ہی دو روز سے لڑ رہا ہی ارشیون اپنے بھائی کو گرفتار کر لیگیا
ہی لندھور کا اسکے مقابلے میں شانہ اتر گیا ہی آج پھر اسوقت میدان میں صف آرا ہی مالک اژدر نے کہا اگر تم کہو
تو میں اس سے مقابلہ کروں خواجہ نے کہا اچھا چلکر مقابلہ کیجیے مالک یہ سنکے آگے بڑھا اور سامنے عقابین کے آکر گھوڑے سے
اترا اور براے تسلیم حمزۂ صاحبقران سر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے مالک کو دیکھا بعد تسلیم بجا لانیکے مالک اژدر
مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام میں آیا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت میں گیا اور بصد ادب پاے تخت کا بوسہ لیا اور شرائط
آداب بجا لایا پھر جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملاقات کر کے صف آرا ہوا ادھر فرہاد ویکفربی فیل پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے
نکلا اور میدان میں ٹھہر کر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے مالک اژدر بادشاہ لشکر اسلام سے
اجازت جنگ لیکر ایک مرکب عربی پر سوار ہو کر اور اپنے مرکب خاص کو شاطر کے حوالے کر کے لشکر اسلام سے نکلا اور
سامنے فرہاد ویکفربی کے جاکر مرکب کو روک کر ٹھہر گیا اور دونو باہم نہوے لیکن فرہاد ویکفربی نے نیزہ اٹھا کر مالک کے
سینے پر مارا مالک نے نیزے کو رد کیا پھر مالک نے نیزہ مارا فرہاد ویکفربی نے بھی رد کیا ہنوز ان دونوں بہادروں میں
نیزہ بازی ہو رہی تھی جملہ مردمان لشکر جانبین دیکھ رہے تھے کہ نوشیروان بھی مع فوج آکر مقابلہ اہل اسلام صف آرا
ہوا مالک اژدر نے ایکسو چالیس طعن ہاے نیزہ کیے نیزہ دست فرہاد ویکفربی سے نکالدیا لشکر اسلام میں شور تحسین و آفرین

بند ہین چشمانی پر پسینہ ہی خواجہ عمرو نے پانی کے چھینٹے منہ پر دیکر پکارا ای بادشاہ ہندوستان ای لندھور بن سعدان کیسا
مزاج ہی لندھور نے اشارہ لیسے کہا ای خواجہ میرا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا ہی یعنی شانہ اتر گیا ہی باقی خیریت ہی کچھ تردد نکرو مین
اچھا ہون ادھر طیفور عیار فرہاد دیکفرلی نے فرہاد کی خدمت مین آکر مزاج پرسی کی فرہاد نے کہا ای طیفور ہزار افسوس والد
نامدار شاید میری ضرب گرز سے ہلاک ہو گئے افسوس انھون نے میرے کہنے پر عمل نکیا ابھی فرہاد طیفور سے یہ کہہ رہا تھا
کہ لندھور کو بالا سے فیل بیہوش زندہ دیکھا اور خواجہ عمرو کو اپنے باپ سے کچھ باتین کرتے دیکھا اسوقت فرہاد دل مین
خوش ہوا تھا کہ باپ میرے زندہ ہین فرہاد اپنے پدر ذیجاہ کو دیکھ رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے فرہاد دیکفرلی سے مخاطب ہو کر
کہا ای بہادر میرے نزدیک مناسب ہی کہ اسوقت لڑائی موقوف رکھو ہنگام سحر لندھور تجھسے کہینگے عجب نہین کہ تمھاری
بارگاہ مین جا کر تمسے ملاقات کرین اور مین بھی اقرار کرتا ہون کہ صبح کو مین تمھاری بارگاہ مین آؤنگا جہانتک ہوسکیگا اس
جنگ وجدال کے دفع کرنے مین کوشش کرونگا کیونکہ اگر تم اپنے باپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوے تو لندھور جبتک زندہ
رہینگے تمھارے غم مین اشکبار رہینگے اور اگر خدانخواستہ تمھارے ہاتھ سے تمھارے والد قتل ہوے تو مجھے یقین ہی کہ تمکو بھی
صدمہ شدید ہوگا اور باپ کو اپنے ہلاک کرکے پچھتاؤگے فرہاد دیکفرلی نے کہا ای خواجہ آپ والد کو سمجھا کر کل میرے پاس لیتے آئیگا
مین آپ کا ممنون احسان ہونگا یہ کہکر فرہاد دیکفرلی طبل بازگشت بجوا کر خواجہ کی تقریر مکرر کو سچ جانکر میدان کارزار سے
چلا گیا خواجہ لندھور کو لشکر مین لائے بادشاہ لشکر اسلام بھی لندھور وغیرہ کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے
جب سلطان سعد قطع راہ کرکے داخل بارگاہ ہوے اور دربار مین آکر جملہ سردار بیٹھے اور لندھور بھی آکر دربار مین
بیٹھا بادشاہ لشکر اسلام نے مزاج پرسی کی لندھور نے حال دست بستہ بیان کیا بادشاہ لشکر اسلام نے چارہ ساز طلب
کرکے فرمایا ابھی لندھور کے شانے کو درست کرو چنانچہ بموجب حکم چارہ ساز علاج کرنے لگے درستی شانہ کی تدبیر کرنے
لگے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ عمرو بارگاہ فرہاد دیکفرلی مین گئے فرہاد دیکفرلی نے خواجہ کو باحترام کرسی پر
بٹھایا اور پوچھا ہمارے والد کو آپ اپنے ہمراہ کیون نہین لائے خواجہ نے کہا آج تو ہمراہ اپنے انکو نہین لایا اگلی مرتبہ
جو آؤنگا تو لندھور کو بخوبی سمجھا کر یہان لے آؤنگا فرہاد دیکفرلی نے خوش ہو کر خواجہ عمرو کو کئی کشتیان زر وجواہر
کی دین خواجہ نے لیکر نذر زنبیل کین فرہاد نے کہا ای خواجہ آپ کا احسان ہوگا آپ میرے والد کو سمجھایئے گا کیسے
حمزۂ صاحبقران ایک شخص غیر نامور کی اطاعت نکرین وہ کچھ ایسے جری بھی نہین ہین خواجہ عمرو نے جواب دیا ای فرہاد
حمزۂ صاحبقران ذیقدر و ذیوقار ہین والد انکے سردار قریش ہین برگزیدۂ پروردگار ہین اور حمزہ بھی بندگان جناب
پروردگار سے ہین نہایت نامور ہین ایسے شجاع وبہادر ہین کہ دیو ارجنگ اور دیو سمند و ہزار دست ایسے
عفریت کو انھون نے قتل کیا ہی ہزارہا دیونکو ہلاک کیا ہی پردۂ قاف مین دیوان کفار وبدسرشت کو ہلاک کیا ہی
علاوہ اسکے پردۂ دنیا پر بڑے بڑے گردن کشونکو زیر کیا ہی جسنے انکا حلقۂ اطاعت اپنے کان مین ڈالا اسنے تو قتل سے
امان پائی ورنہ دست حمزۂ صاحبقران سے ہلاک ہوا تمھارے باپ بھی بعد سات روز کی کشتی و کارزار کے
مطیع و فرمان بردار حمزۂ صاحبقران ہوے ہین تم بھی یکروز انکے ہاتھ سے زیر ہوگے ابھی تو حمزۂ صاحبقران عقبان مین
قید ہین ہنتر کہنک عیار نے بموجب حکم فرامرز بن قارن کے بمکر وکید انھین بیہوش کرکے گرفتار کیا ہی غرض حمزۂ
صاحبقران شرافت ونجابت اور دلیری وشجاعت مین بیمثل وبے نظیر ہین انکو حقیر نہ سمجھو فرہاد دیکفرلی یہ سنکے نہایت
غضبناک ہوا حکم کیا خواجہ کو گرفتار کرو مین انکو بدزبانی اور بیہودہ گوئی کی سزا دونگا سرداران لشکر فرہاد
دیکفرلی براے اسیری خواجہ عمرو اٹھے خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر جست وخیز کرکے لشکر اسلام مین آئے

تمھین خواہش نام ہووے اگر　کرو قتل اسکو بوقت وغا
لڑو آج میدان مین بے خطر　دلیرونکے نزدیک ہی یہ روا
لڑے گرچہ تمسے تمھارا پدر　لڑو اوس سے تم بھی ابصار کر و فر

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادہ حرب کر چکے

میدان رزم سے دور جا کر کھڑے ہوے اُسدم فرہاد دیکفربی ہاتھی اپنا بڑھا کر بیچ میدان مین آیا اور پکارا جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میدان مین آکر مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ کلام لندھور بن سعدان نے سنا فی الفور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر فیل میمونہ پر سوار ہوکر میدان مصاف مین آیا اور مقابل اپنے فرزند کے فیل میمونہ کو ٹھہرایا فرہاد دیکفربی نے بعد سلام لندھور سے کہا کہ اے والد ذیجاہ اب بھی مین آپ سے کہتا ہون اطاعت حمزہ صاحبقران ترک کر دیجیے وہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند ہین آپ بادشاہ ہندوستان ہین برعکس آپ اُنکی فرمان برداری کرتے ہین آپ کو یہ امر کسی طرح شایان نہین ہی سراسر آبرو ریزی کا باعث ہی مین اسی وجہ سے برسر جنگ ہون کیونکہ یہ امر میری طبع کے نہایت خلاف ہی لندھور نے جواب دیا اے فرزند جبتک مین زندہ ہون بغیر کسی وجہ کے ہرگز اطاعت حمزہ صاحبقران ترک نکرونگا اور اے فرزند تو اُنکو حقیر اور ذلیل تصور نکر اُنکا مرتبہ نہایت جلیل ہی فرزند خواجہ عبد المطلب کے ہین عم محمد مصطفی ہین اُنکی فرمانبرداری باعث فخر اور موجب حصول سعادت کونین ہی اور باعث نجات آخرت ہی اے فرزند تجھکو لازم ہی کہ مثل میرے تو بھی اُنکی فرمانبرداری اختیار کر اور جنگ و جدال موقوف کر فرہاد دیکفربی نے برہم ہوکر جواب دیا مین تو اُنکی اطاعت نہ کرونگا عزت اپنی ضایع و برباد نہ کرونگا یہ کہکر غیظ مین آکر فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا فیلبان نے کجک ہاتھی کی مستک پر ماری ہاتھی آگے بڑھا ادھر سے لندھور نے فیلبان سے اشارہ کیا فیلبان نے فیل میمونہ کو آگے بڑھایا جب دونون ہاتھی آگے بڑھکر باہم ٹکراے صدا ٹکر کی اسقدر ہوئی کہ جوانان لشکر کے دل ہل گئے جگر تھرا گئے غبار بلند ہوا فیل میمونہ نے اپنی سونڈ اُس ہاتھی کی سونڈ مین لپیٹی دانت اپنے اُس فیل کے دانتون پر رکھے اور زور کرنا شروع کیا فرہاد دیکفربی کا ہاتھی پانچ قدم تاب نلاکر ہٹ گیا اور بیتاب ہوکر چنگھاڑنے لگا فرہاد دیکفربی یہ حال دیکھکر غضبناک ہوا اور اپنے ہاتھی کو بصد مشکل فیلبان سے کہکر فیل میمونہ سے چھڑایا پھر نیزہ لیکر لندھور کے سینے پر لگایا لندھور نے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا پھر لندھور نے نیزہ مارا فرہاد دیکفربی نے بھی نیزہ نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر لندھور نے بعد سو اسو طعن ہاے نیزہ کے ایک بند نادر باندھکر فیل میمونہ کو آگے بڑھایا اور کہا اے فرزند ہوشیار ہو کہ اب نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلتا ہی فرہاد دیکفربی یہ سنکر ہنسا اور کہنے لگا نیزہ میرے ہاتھ سے نکالنا امر دشوار ہی ابھی لندھور سے فرہاد دیکفربی یہ کہہ رہا تھا ناگاہ ایسا ساعد و مرفق پر صدمہ پہونچا کہ نیزہ ہاتھ سے نکلگیا اور مثل تیر شہاب سنان نیزہ چمکتی ہوئی مع نیزہ دور جا کر گری فرہاد دیکفربی کو نیزہ ہاتھ سے نکلجانیکا از حد صدمہ ہوا پھر اسی عالم صدمہ و رنج مین غضبناک ہوکر گرز سات سو من کا اُٹھایا اور گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور کو تاک کر مارا لندھور نے اپنے گرز گران سر پر اُس گرز کو روک تو لیا لیکن پسینہ آگیا آنکھین بند ہوگئین شانہ کثرت بار گرز سے اُتر گیا ہاتھی دونون عرق مین تر ہوگئے فرہاد دیکفربی کا ہاتھی گھٹنون کے بھل بیٹھ گیا فیل میمونہ کے پانون کچھ زمین مین در آئے غبار عظیم بلند ہوا دونون دلاور غبار مین نہان ہوگئے گرز پر گرز جو پڑا ایسا اثر آیا ہوا کہ زمین ہلگئی بہادرونکے جگر تھراے پیر فلک کا رنگ رخ متغیر ہوگیا گھوڑے سوارونکے خائف ہوکر ٹھہر گئے فرہاد دیکفربی نے گرز لگا کر بے اختیار نعرہ کیا کہ وہ مارا الیک سی ضرب مین کاسہ سر ریزہ ریزہ کر دیا پھر افسوس کرکے کہنے لگا وا دریغا میرے والد نے جان دی اور کہنا میرا قبول نکیا عمرو نے جو دیکھا کہ غبار بلند ہی لندھور غبار مین نہان ہی کچھ صداے لندھور نہین آتی ہی یہ دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہوکر چھاگل پانی کی لیکر اُس غبار تک گیا پانی چھڑک کر غبار کو دفع کیا دیکھا گرز تو لندھور کے ہاتھ مین ہی ہاتھ کو جنبش مطلق نہین ہی لیکن آنکھین لندھور کی

کہا کہ اے برادر ہم اور تم دونون مسلمان ہین اور ہمارے تمھارے والد بھی مسلمان ہین ایسا تعجب ہے کہ تم ہمسے لڑتے ہو تمھین اونکا ساتھ
سے لازم ہے مین بھائی تمھارا ہون مجھپر تلوار علم کروگے خلق خدا تمکو کیا کہیگی فرہاد بکفربی نے جواب دیا اے ارشیون جو کچھ
تمنے کہا سچ ہے اگر یہ نہین چاہتے کہ مین تمسے لڑون تو جاؤ اپنے باپ کو سمجھاؤ کہ اطاعت و فرمانبرداری حمزۂ صاحبقران کی
چھوڑدین اور ہندوستان کی جانب میرے ہمراہ چلین ارشیون نے جواب دیا حمزۂ صاحبقران عم محمد مصطفی ہین انکی
اطاعت کرنا باعث نجات اخروی ہے تم بھی انکی فرمانبرداری کرو عاقبت کو بخیر کرو فرہاد بکفربی نے جواب دیا کہ جد ہمارے حضرت
شیث پیغمبر ہین ہمکو یہ وسیلہ نجات کافی و وافی ہے اسیطرح تھوڑی دیر تک باہم گفتگو ہوئی آخرکار نوبت لڑائی کی پہونچی
فرہاد بکفربی نے نیزہ ارشیون کے سینے پر لگایا ارشیون نے اپنے نیزے پر نیزہ فرہاد بکفربی کو روکا نیزہ ارشیون
کا ٹوٹ گیا پھر فرہاد بکفربی نے گرز سات سو من کا اٹھا کر خبردار خبردار کہکر بالاے سر ارشیون لگایا ارشیون نے
اپنے گرز دو صد من پر اس گرز کو روکنا چاہا اور کسیقدر پیچھے ہٹکر سر اپنا ضرب گرز سے بچانے کا ارادہ کیا لیکن گرز فرہاد
بکفربی بخوبی گرز ارشیون پر نہ رکا سر تو ارشیون کا بچ گیا لیکن سر فیل پر وہ گرز پڑا دماغ فیل کا پاش پاش ہوگیا
ہاتھی بالاے زمین گرا ارشیون بھی بالاے زمین آیا فرہاد بکفربی نے فوراً حلقہ ہاے کمند مین اسے اسیر کیا اور
میدان رزم سے سرشام جاکر ارشیون کو قید کیا اور نوشیروان فرہاد بکفربی کو میدان رزم سے اپنے ساتھ لے گیا
جب بارگاہ مین پہونچا کہنک عیار کی آنکھ کا علاج ہونے لگا بادشاہ لشکر اسلام بھی مع جملہ لشکر اسلام نبردگاہ سے
سوے فرودگاہ لشکر چلے اور راہ طے کرکے قیامگاہ لشکر پر پہونچے بعد ازان داخل بارگاہ ہوے وقت دربار جملہ سرداران
صفدر و کبار دربار مین حاضر ہوے لندھور بھی آکر دربار مین بیٹھا مگر ملول خواجہ عمرو نے لندھور کو محزون دیکھکر کہا
مین براے خبر ارشیون جاتا ہون یہ کہکر خواجہ بسمت لشکرگاہ نوشیروان روانہ ہوے وہان جاکر دیکھا کہ لشکر فرہاد
بکفربی کا علحدہ فوج نوشیروان سے اترا ہے فرہاد بکفربی اپنی بارگاہ مین بصد شان و شوکت بیٹھا ہوا ہے سرداران لشکر بھی
حاضر ہین خواجہ عمرو بشکل مبدل بارگاہ مین کھڑے تھے یکایک فرہاد بکفربی نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لے آؤ
ملازمین فوراً گئے ارشیون کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیے ہوے روبرو لائے فرہاد بکفربی نے کہا اے ارشیون ابھی
خیر ہے اطاعت حمزۂ صاحبقران ترک کر میرے کہنے پر عمل کر مین ابھی تجھکو قید سے رہا کردون ارشیون نے قبول نکیا
فرہاد بکفربی نے برہم ہوکر ارشیون کو تعزیر دی اور پھر قید خانے مین اسکو بھیجدیا خواجہ عمرو حال ارشیون دیکھکر
لشکر اسلام مین چلے آئے جب وہ دن گذر کر شام ہوئی فرہاد بکفربی نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام نے خبر نواخت
طبل جنگ سنکے نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا فوراً بموجب حکم نقارۂ جنگی بجایا گیا اہل اسلام سامان جنگ کرنے لگے
تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی وقت سحر فرہاد بکفربی سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا نوشیروان
بھی فوج لیکر برابر فرہاد بکفربی کے صف آرا ہوا اور کہنے لگا اے بہادر تو دلیران لشکر اسلام سے مقابلہ کر وقت ضرورت
مین مدد کرونگا فرہاد نے کہا مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہین ہے فقط آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھیے پروردگار میرا مدد
کریگا یہ کہکر میدان مین صف آرا ہوا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام مع فوج دریا موج بصد کر و فر میدان کارزار مین تشریف لائے
بعد صف آرائی کے درستی میدان نبرد ہوئی پھر نقیبان خوش گلو دونو طرف سے نکلے او جوانان لشکر کیطرف دیکھکر آواز بلند کہنے لگے

دلبرو یہ دنیا گذرگاہ ہے	وہ عاقل ہے جو اس سے آگاہ ہے	کسی کو نہین اس جہان مین بقا	فنا ہے ہر ایک کو بجز کبریا
جیسے تھے قتل دنیا مین نامی جوان	نہین انکی قبرونکا بھی کچھ نشان	جو تھے مالک و ملک و طبل و علم	گئے حکم حق سے وہ سوے عدم
ہوئے گو کہ سہراب و رستم فنا	مگر انکو حاصل ہے اتبک بقا	جو ہین اس زمانے مین نامی جوان	وہ کرتے ہین جرأت کا انکی بیان

آخر دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی اکثر عیار خنجر آبدار کھینچکر پڑھنے لگے چنانچہ میان خنجر بازی ہونی عیاران جانبین زخمی ہونے
لگے بعضون نے حلقہ ہاے کمند مین بعض پیادونکو اسیر کیا انھون نے خنجر سے حلقہ ہاے کمند کاٹ کر رہا ہوکر حباب بیہوشی مارے
انھون نے فی الفور دار و دفع بیہوشی کھائی بیہوش ہونے سے محفوظ رہے کسی عیار نے گوپھن مین پتھر رکھکر کسی عیار کے سر پر
مارا اُسنے بچا لا کی خود بھی ایسا پتھر لگایا کہ دونون تیر باہم اثر شکستہ ہوے کسی نے حلقہ ہاے آتشبازی مشتعل کرکے اپنے حریف پر مارے
خواجہ عمرو نے اُس جنگ مین بیٹھ بیٹھکر خنجر سے صدہا پیادونکے پانون قلم کیے غرض بخوبی جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی غل الامان زمین پر
شور گیر و دار بلند تھا نتیجہ عیارون مین چل رہا تھا ادھر نوشیروان اور فرامرز بن قارن ادھر سلطان سعد اور جوانان لشکر
اسلام دیکھ رہے تھے نعرے دمبدم عیار کر رہے تھے دلیرانہ لڑ رہے تھے ناگاہ جانب صحرا غبار بلند ہوا علم مواجب و غبار جب
رفع ہوا سب نے دیکھا فوج کثیر چلی آتی ہے ہمراہ فوج فیلان کوہ پیکر ہزارہا ہین سات لاکھ فوج ہے سردار فوج ایک
جوان قوی ہیکل ہے ہاتھی پر سوار ہے گرز گران سر اُسکے ہاتھ مین ہے شقہ لشکر علم کے اوپر مختصر حمد خدا و ثناے ابراہیم خلیل اللہ
بخط جلی مرقوم ہے اس سے ثابت ہوا کہ سردار لشکر مسلمان ہے ابھی سب دیکھ رہے تھے جنگ مغلوبہ عیارونکی بخوبی تمام ہو رہی تھی
کہ وہ سردار قریب فوج نوشیروان کے ٹھہرا عیارونکی لڑائی دیکھکر برہم ہوا اپنے سرداران لشکر سے کہنے لگا ان عیارونسے
کہو کہ باہم جنگ نکرین سرداران لشکر نے ہر چند منع کیا لیکن خواجہ عمرو وغیرہ نے کہنا اُنکا نہ مانا اُسوقت اُس سردار نے
اپنی فوج کے تیر اندازونکو حکم دیا کہ اِن سب عیارون پر بارش تیر کرو عیارونکو ہلاک کر دلین بموجب حکم تیر اندازون نے تیر مارنا
شروع کیے عیاران لشکر جانبین یہ حال دیکھکر جنگ کرنے سے باز رہے لڑائی موقوف ہوئی عیاران لشکر اسلام عیاران
لشکر نوشیروان سے علحدہ ہوے خواجہ عمرو نے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اُس سردار اور اُسکے لشکر کثیر کو دیکھکر اسی لشکر
کے ایک سوار سے پوچھا کہ نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہے سوار نے کہا ہمارے اِس لشکر کے افسر کا نام فرہاد دیکفری ہے
لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان کا بیٹا ہے تمام فوج یہ ہندوستان کی ہے خواجہ نے یہ حال سنکے بادشاہ لشکر
اسلام سے بیان کیا ابھی خواجہ عمرو حال فرہاد دیکفری بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہے تھے ناگاہ فرہاد دیکفری نے
ایک نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم کو دیا وہ ملازم نامہ لیکر لشکر اسلام مین آیا اور سلطان سعد کو حسب موافق قاعدہ سلام
کرکے وہ نامہ دیا بادشاہ لشکر اسلام نے اُس نامے کو پڑھوایا بعد حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ اُس نامے مین یہ لکھا تھا کہ
بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو سمجھائیے کہ حمزہ صاحبقران پسر خواجہ عبد المطلب مجاور خانہ کعبہ کی اطاعت نکرین
حلقہ اطاعت اُنکا اپنے گوش سے دور کرین اُنکو شرم نہین آتی ہے کہ بادشاہ ہندوستان ہوکر ایک مجاور خانہ کعبہ کی اطاعت
کرتے ہین یہ امر مجکو نہایت ناگوار اور گران ہے اور باعث میری ذلت کا ہے آپ اُنکو میرے پاس بھیج دیجیے اور اگر وہ حلقہ اطاعت
صاحبقران اپنے گوش سے نہ اُتارین تو مجھسے مقابلہ کرین مین بزور قوت بازو اُنکو اطاعت حمزہ سے باز رکھونگا جب
عبارت نامہ لندھور بن سعدان نے سنی برہم ہوکر کہا اے نامہ دار کہدینا کہ مین ہرگز حلقہ فرمانبرداری حمزہ صاحبقران اپنے گوش سے
جدا نہ کرونگا کہنا تیرا ہرگز قبول نکرونگا نامہ دار یہ سنکے رخصت ہوا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا کہدیا فرہاد دیکفری یہ
سنکر غضبناک ہوا ہاتھی پر تو سوار تھا ہی فوراً میدان مین آکر یون پکارا کہ اے پدر اگر میرا کہنا قبول نہین کرتے تو کسی کو برائے
مقابلہ بھیجو یا خود آکر مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام فرہاد دیکفری کا سنکے لندھور نے قصد لشکر سے نکلنے کا کیا ارشیون پسر لندھور
نے اپنے باپ سے عرض کیا آپ توقف فرمائیں مین براے مقابلہ برادر جاتا ہون یہ کہکر ارشیون بادشاہ لشکر اسلام اور
اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان نبرد مین آیا مردمان لشکر اسلام بحکم سلطان سعد اُسیوقت گھوڑون پر سوار ہوے
صف آرائی ہوگئی جب ارشیون بمقابلہ فرہاد دیکفری فیل پر سوار ہوکر پہونچا پہلے ارشیون نے اپنے بھائی سے

برہم ہو کر حلقہ اسے کمند سے خواجہ عمرو پھینکے خواجہ حلقہ ہائے کمند سے یون نکل گئے جیسے گل سے بو یا دام سے آہو یا چشم
نظر یا کمان سے تیر مردمان ہر دو لشکر خواجہ کی چالاکی پر تحسین کر رہے تھے خواجہ عمرو نے حلقہ ہائے کمند سے بچ کر کہنگ عیار سے کہا
دیکھیں تیر لگاتا ہون اگر تجھکو کچھ فن تیر اندازی میں دخل ہے تو میرے تیر کو اسطرح تیر لگا کر تیرا تیر میرے تیر میں بالا سے ہو جا
پیوست ہو جائے اور اگر تجھکو اس فن سے آگاہی نہیں ہے تو ایک تیر سوے فلک لگا پھر میری قدر اندازی کا تماشہ دیکھ غرض
کہنگ عیار نے ایک تیر چلہ کمان میں رکھکر سوے آسمان لگایا ہنوز بالا سے زمین نہ گرنے پایا تھا کہ خواجہ نے اس تیر کو تاک کر
اسطرح تیر لگایا کہ اسکے تیر میں خواجہ کا تیر پیوست ہو گیا پھر دونون تیر باہم ملکر زمین پر گرے اہل اسلام نے خواجہ کی تعریف
کی بعد اسکے خواجہ نے ایک کبوتر کو ہوا مین اڑایا جب وہ بلند ہوا ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین رکھا سینہ کبوتر کا تاک کر تیر لگایا
تیر جا کر سینہ کبوتر پر پڑا کبوتر تیر مین بندھ کر جانب زمین گرنے لگا خواجہ نے دوسرا تیر لگایا وہ تیر تیر اول مین جا کر پیوست ہوا
پھر تیسرا تیر لگایا وہ دوسرے تیر مین جا کر پیوست ہوا اسیطرح پندرہ تیر خواجہ نے لگائے ہر ایک تیر تیر مین جا کر پیوست
ہوا آخر پندرہ تیر مع کبوتر باہم ایک دوسرے مین چھدے ہوئے زمین پر گرے مہتر کہنگ عیار یہ قدر اندازی
مشاہدہ کر کے دنگ ہوا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا کہنگ عیار کو پسینہ آگیا آخر برہم ہو کر تیغ کمر سے کھینچ
نعرہ کر کے خواجہ پر حملہ آور ہوا خواجہ نے بھی دوش پر سے سپر لی اور تیغ میان سے کھینچا جب تیغ کہنگ عیار کا قریب
خواجہ آیا اسوقت عمرو نے اپنی سپر پر روک کر خود بھی تیغ لگایا مہتر کہنگ نے بھی خواجہ کے تیغ کو اپنی سپر پر روکا اسیطرح
تا دیر لڑائی ہوا کی کوئی زخمی نہ ہوا آخر کار مہتر کہنگ عیار پیچھے ہٹنے لگا خواجہ آگے بڑھنے لگے ایک مقام پر خواجہ نے پاٹ
کا ہاتھ مارا تھا کہنگ عیار جست کر کے نکلگیا خواجہ نے اسکے تعاقب مین قدم آگے بڑھایا یکایک خواجہ زمین مین سما گئے
کہنگ عیار خوش ہو کر کہنے لگا دہ مارا مین نے عمرو کو اب خواجہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے مین نے شکیہ چاہ کھودا
تھا اور خس پوش کر دیا تھا اور اسیواسطے پیچھے ہٹتا ہوا خواجہ کو اس مقام پر لایا اور کنوئیں مین گرایا یہ کہکر مہتر کہنگ
بالاے چاہ آیا اور جھانک کر خواجہ کو دیکھنے لگا اہل اسلام پریشان خاطر ہوئے عیاران لشکر اسلام بھی یہ واقعہ دیکھکر
ملول ہوئے ابھی کہنگ عیار اس چاہ مین خواجہ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ خواجہ عمرو نے کوئیں مین سے ایک تیر چلہ کمان
مین رکھکر اور پتلی اسکی آنکھ کی تاک کر اس خوبی سے لگایا کہ تیر کہنگ عیار کی آنکھ پر پڑا اور کسی قدر آنکھ مین در آیا
کہنگ عیار آہ کر کے کنوئیں سے ہٹا خواجہ جست کر کے اس چاہ سے نکلکر بالاے چاہ آئے اہل اسلام خوش ہوئے
اور نوشیروان اور فرامرز بن قارن کہنگ عیار کی آنکھ دیکھکر رنجیدہ ہوئے اسوقت کہنگ نے جسارت
کر کے تیر اپنی آنکھ سے نکالا ہر چند آنکھ مین درد بشدت تھا لیکن برہم ہو کر خنجر کمر سے کھینچکر بقصد ہلاکی خواجہ آگے
بڑھا خواجہ عمرو نے بھی خنجر آبدار کھینچا اسکے خنجر کی ضرب سے بچکر وار کیا کہنگ عیار پیچھے ہٹا فرامرز بن قارن
اور نوشیروان نے جو دیکھا کہ اب کہنگ عیار خواجہ عمرو کے ہاتھ سے ہلاک ہوا چاہتا ہے کیونکہ ایک آنکھ کہنگ کی
زخمی ہو چکی ہے یہ دیکھکر نوشیروان اور فرامرز نے ارادہ کیا تھا کہ تمام فوج ہمراہ لیکر خواجہ پر حملہ کرین اور کہنگ عیار کو
بچائین ادھر سلطان سعد مع سرداران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے کہ جب نوشیروان برائے مدد کہنگ
عیار فوج لیکر بڑھیگا ہم بھی برائے اعانت خواجہ عمرو یکبارگی جائینگے خواجہ کو شر اعدا سے بچائینگے ابھی نوشیروان
اور فرامرز سپاہ لیکر آگے نہ بڑھا تھا کہ عیاران نابکار ہمراہیان مہتر کہنگ عیار نیمچے اور خنجر اور کمندین لیکر خواجہ
عمرو پر یکبارہ حملہ آور ہوا اور چاہا کہ دست خواجہ سے مہتر کہنگ کو بچائین اور عمرو کو قتل کرین جسوقت عیاران مذکور
برائے قتل خواجہ بڑھے ادھر سے مہتر قران اور مہتر برق وغیرہ جملہ عیاران لشکر اسلام بارادۂ وغا آگے بڑھے

تجمل ہوتا ہی و صبا دم سقے بالاے زمین یون پانی چھڑکتے ہین کہ آبرو ریزی ابر بہار کی کرتے ہین جب وہ سقے میدان مصاف تک بخوبی تمام پانی چھڑک سکئے اور گرد و غبار کو بٹھا گئے دوبارہ جانب دشت سے چار سو سیار بان قطار اونٹونکی لیے ہوے فرش نفیس بالاے زمین کرتے ہوے تا نبردگاہ آئے پھر بمقام مناسب بارگاہ اور خیام استادہ کیے صد ہا صندلیان بچھائین ہنوز خیام و بارگاہ استادہ نہوے تھے کہ ناگاہ جانب دشت پھر غبار بلند ہوا کھنگ عیار نے متحیر ہوکر دیکھا اور خیال کیا کہ اب کون آتا ہی جب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ ستر ہزار پیادے دریاے جواہر مین سراپا غرق ہین کسوت عیاری ہین بانے ہر طرح رکھے ہین آگے اُنکے صد ہا مرکب کوتل ہین وہ سب بھی با زین و لجام مرصع ہین ہر عیار نہایت چالاک و چست ہی ہمہ تن عقل و دانائی ہی لباس عیارانہ زیب تن ہی جیالا عیار صفین باندھے ہوے ہین بدرستی برق فرنگی مہتر قران وغیرہ جتنے مہتر ہین بعہدہ مہتری ہمراہ پیادوں کے شیرانہ آتے ہین قلب سپاہ مین خواجہ عمرو ہین بالاے تخت سوار ہین تاج سر پر ہی قباے قلمکار زیب تن ہی موتیون کے مالے گلے مین نفیریان و صبادم بجتی ہین خواجہ عمرو جب سفید مہرہ بجاتے ہین جتنے پیادے ہمراہ ہین سب یکبارگی بیٹھ جاتے ہین پھر خواجہ سفید مہرے مین ایسا کوئی کلمہ کہتے ہین کہ سب اُٹھ کھڑے ہوتے ہین مگر قدم آگے نہین بڑھاتے ہین گاہ خواجہ عمرو سفید مہرے مین کچھ کہتے ہین عیار سمجھکر داہنے سمت کے بائین سمت چلے جاتے ہین اور بائین سمت کے داہنی جانب چلے آتے ہین کبھی سفید مہرہ بجاکر خواجہ حکم کچھ کرتے ہین عیار صداے سفید مہرہ سُنکے نصف نصف علحدہ ہوکر باہم مقابل ہو صف آرا ہوتے ہین اور قصد جدال کرتے ہین گاہ صداے مہرہ سفید سُنکے باہم ملکر ہمراہ رکاب خواجہ چلتے ہین غرض خواجہ قواعد لیتے ہوے شوکت و نشان دکھاتے ہوے بصد کر و فر آتے ہین کچھ چوبدار مردہے سواری کے آگے آگے عصاہاے نقری و طلائی لیے ہوے ہین بار بار کہتے ہین ہیت رہے خواجہ بہ لطف حق ہر دم با عمر و دولت بڑھے قدم بقدم ہے قضا

نظم

خواجہ عمرو اسطرح آتے تھے
تاج کج سر پہ تھا از راہ شکوہ
غٹ کا غٹ گرد فوج کا انبوہ
ساتھ سب اپنے پیشوا کے تھے
مورچھل دو طرف ہما کے تھے
شوکت و شان عجب دکھاتا تھا
مورچھون پر تاؤ دیتا جاتا تھا
اسطرح جیسے سواری جاتی تھی
ساتھ باد بہاری آتی تھی

الحاصل خواجہ عمرو بصد کر و فر میدان کارزار مین آئے کھنگ عیار کے حواس اُڑ گئے دلہین کہنے لگا خواجہ عمرو بڑے کر و فر سے میدان مین آتے ہین مجھکو اسطرح آنکے آنیکا گمان بھی نہ تھا ابھی تہہ کھنگ عیار یہ خیال کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا عیارون نے فی الفور صف آرائی کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمین گاہ آراستہ کیا نوشیروان اور فرامرز بن قارن وغیرہ بھی خواجہ کی آمد و انتظام دیکھکر دنگ ہوے بعد صف آرائی کے نقیبان خوش گلو و نو نظرف سے نکلے اور بیچ میدان میں پکار کر کہتے

نظم

پیچھے ہٹنا کہین نہ وقت ستیز
ہو خبر دار یہ ہی عرصۂ جنگ
دشمنون کو کرو اسیر کمند
نام ہی بزدلونکا خیز و گریز
گو پہنو نہین کہو تم اپنے ننگ
ہو جہانمین تمھارا نام بلند
ای پیادو یہ ہی مقام مصاف
تم ہو عیار چست و چالاک
کھاؤ نہین دیا تو جلد جواب
ہم کہے دیتے ہین یہ تمسے صاف
کامل العقل و صاحب ادراک
کردو بیہوش دشمنونکو شتاب

جب نقیبان خوش آواز عیارونکو آمادۂ حرب کر چلے میدان نبرد سے خالی ہوا جاکر پھر سے مہتر کھنگ عیار نوشیروان اور فرامرز بن قارن سے اذن حرب لیکر میدان مین آیا اور پکارا ای خواجہ عمرو جلد میرے مقابلے کیواسطے آؤ دیر نہ لگاؤ فنون عیاری دکھاؤ خواجہ عمرو نے جو سُنا کہ مہتر کھنگ عیار مجھے طلب کرتا ہی فوراً تخت سے اُتر کر تاج اور قباے قلمکار نذر زنبیل کرکے اور دیگر کلاہ اور پوشاک پہن کر سلطان سعد بادشاہ لشکر سے اجازت حرب لیکر میدان مین آئے مہتر کھنگ عیار نے گوپھن مین سنگ گران وزن دار رکھکر گردش دیکر سر خواجہ عمرو پر لگایا خواجہ نے بھی جلد تر گوپھن مین سنگ تراشیدہ گرانبار رکھکر تاک کر اُسکے سنگ کو مارا دونون پتھر درمیان ہوا اسطرح لڑے اور تڑاقے کی آواز آئی کہ پتھر ریزہ ریزہ ہوکر زمین پر گرے مہتر کھنگ نے

روپیہ ہمیشہ مشکل کشائے جہان ہی کسی استاد نے کیا خوب یہ شعر کہا ہی شعر از زر تو خدا نہ ولیکن بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی بیار روپیہ
انسان کی عزت ہوتی ہی روپیہ سے دلکو قوت ہوتی ہی زر سے ہر امر دشوار آسان ہوجاتا ہی روپیہ سے بشر غم و رنج سے نجات
پاتا ہی واسطے روپیہ عجیب شی ہی اسکے دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہی آنکھونکو اسکی چاندی اور چمک اچھی معلوم ہوتی ہی کانونکو اسکی
آواز بھلی معلوم ہوتی ہی زردار کو زیادہ اشتہائے طعام نہین ہوتی ہی اہل زر کو ایک قسم کا نشہ ہر وقت رہا کرتا ہی محتاج و مفلس
مثل میرے ہمیشہ فقر و فاقہ کشی مین بسر کرتا ہی اگر کوئی اسکو کلمات سخت و درشت کہتا ہی بسبب ناداری کے سنکے چپ ہو رہتا
ہی پس مین بھی بوجہ ناداری اسکے مہتر کہنگ عیار سے لڑ نہین سکتا جو کچھ اسنے کلمات سخت لکھے ہین مین نے پیکر خون جگر پی کر
صبر کیا ہی یہ کہکر خواجہ خیال زمین آبدیدہ ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ای خواجہ تم کہنگ عیار سے لڑو روپیہ
ہم دینگے یہ فرماکر سلطان سعد نے حکم دیا کہ پچاس توڑے روپے کے لاکر خواجہ کو دیدو بموجب حکم ملازمون نے خزانے
سے زر نقد کو لاکر خواجہ کے سامنے رکھدیا خواجہ نے روپیہ کیطرف نظر کرکے سر جھکا لیا سرداران لشکر اسلام سمجھے کہ ابھی خواجہ کو
اور روپیہ کی خواہش ہی یہ سمجھکر ہر ایک سردار نے موافق اپنی لیاقت کے حکم بادشاہ لیکر خواجہ کے روبرو روپیہ رکھا جب روپیہ کا
انبار ہو گیا خواجہ نے خوش ہوکر سر اٹھایا اور اسی رقعہ کی پشت پر لکھا کہ ای کہنگ کل مین تجھسے ضرور مقابلہ کرونگا یہ لکھکر رقعہ
عیار مذکور کو دیا عیار جواب رقعہ لیکر مہتر کہنگ عیار کے پاس گیا اور رقعہ دیا مہتر کہنگ رقعہ دیکھکر خوش ہوا اور فرامرز بن
قارن سے عرض کیا خواجہ عمرو نے اقرار جنگ کرنیکا کیا ہی فرامرز بن قارن نے بھی یہ سنکے زر کثیر اپنے عیار کو دیا کہنگ عیار
سامان جنگ مین مصروف ہوا اور جو تدبیر گرفتاری عمرو کی تجویز کی تھی اسکا انصرام کرنے لگا اور جملہ عیاران لشکر نوشیروان کو اور اپنے
شاگردونکو جمع کیکے تیاری جنگ کا حکم دیا عیاران بلائے روزگار سامان جنگ مین مصروف ہوے ادہر خواجہ عمرو نے بھی
وہ انبار زر لیکر جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلا کر کہا کہ جلد سامان مصاف کرو کل ہنگام سحر مہتر کہنگ عیار سے مقابلہ کرونگا سبھون
نے دست بستہ عرض کیا بہت بہتر یہ کہکر عیاران لشکر اسلام چلے گئے اور موافق حکم خواجہ عمرو تیاری جنگ مین بدل
مصروف ہوے رات بھر خوب سامان جنگ دونون جانب ہوا جب صبح ہوئی فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے
جاکر عرض کیا کہ حضور بھی بدستور میدان جنگ مین تشریف لیچلین لڑائی عیارونکی دیکھین دل شہنشاہ یقیناً جنگ
عیاران دیکھکر خوش ہوگا کیونکہ عجیب و غریب یہ لڑائی ہوگی نوشیروان نے کہا اچھا ما بدولت بھی تماشائے جنگ
عیاران ملاحظہ فرماوینگے یہ کہکر حکم دیا کہ جملہ فوج ہماری مسلح ہو بموجب حکم مردان لشکر مسلح ہوے نوشیروان تخت پر سوار
ہوا فرامرز بن قارن سنہ ایک لاکھ پیادے کہنگ اپنے عیار کے ساتھ لیکے پھر آپ بھی ہمراہ نوشیروان میدان
جنگ مین آیا نوشیروان نے خیام و بارگاہین استادہ کرائین کیسی جواہر نگار خیام و بارگاہ مین بچھوائین پھر بارگاہ مین
بالائے تخت آکر بیٹھا سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے جملہ سواران لشکر بھی زمین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے کہنگ عیار مع لاکھ
پیادونکے صف آرا ہوا ادہر سے سلطان سعد بھی خبر نوشیروان کے آنیکی سنکے مع فوج بعد کر و فر میدان جنگ مین پہونچے
اور مثل نوشیروان بارگاہین اور خیمے استادہ کر کے فرش پاکیزہ بچھوا کے بالائے تخت بارگاہ مین بیٹھے اور جملہ سرداران لشکر
کرسیون پر راست و چپ بدولت افروز ہوے لشکر بھی بر لب سیہ جنگ عیاران مرکبون سے اترکر زمین پوش بچھا بچھا کر بالائے
زمین بیٹھے کہنگ عیار خواجہ عمرو کے آنیکا انتظار کر رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک خواجہ میدان کارزار مین
نہین آئے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تجھسے ڈر کر مخفی ہوے ابھی کہنگ عیار یہ تصور کر ہی رہا تھا ناگاہ از جانب صحرا گرد
بر خاست مہتر کہنگ عیار نے گھبرا کے سوے دشت نظر کی دیکھا کہ چار ہزار سقے پانی کی مشکین دوش و پشت پر رکھے ہوے
سرخ کھاروے کی لنگیان باندھے ہوے چھڑکاؤ بالائے زمین سطح کرتے ہوے آتے ہین کہ ابر بہاری انکے چھڑکاؤ کو دیکھکر

تین ہزار تومان لیکر نذر ذنبیل کیا اور جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ حمزہ صاحبقران نے شب گذشتہ سلطان سعد
کی تخت نشینی کے بارے میں حکم دیا ہے تم کیا کہتے ہو سب نے کہا جب حمزہ صاحبقران نے انہیں بادشاہ لشکر اسلام کرنے کا
حکم دیا ہے ہمیں بھی انکا بادشاہ ہونا منظور ہے چنانچہ خواجہ عمرو نے سلطان سعد کو بالائے تخت اسیوقت بٹھا دیا سب سے پہلے
علمشاہ نے سلطان سعد کو نذر دی پھر جملہ سرداران لشکر اسلام نے خوش ہو کر نذریں دیں اور ہر ایک نے پاسے تخت پر
بصد ادب سر جھکایا اور تخت کا بوسہ لیا انقارچی حکم پاکر انقارے بجانے لگے شہنا نواز مبارکباد گانے لگے ہر طرف لشکر اسلام
میں شور تہنیت و مبارکباد بلند ہوا جشن تخت نشینی سلطان سعد بخوبی ہوا اگر سامان جشن مفصل تحریر ہوتا تو نہایت
طول ہوتا اسوجہ سے جشن مفصل تحریر نہیں کیا گیا جب خبر جشن نوشیروان کو پہونچی نوشیروان نے سرداروں اور
عیاروں سے پوچھا آج لشکر اسلام میں کیسی خوشی ہے باعث شادمانی کیا ہے عیاروں نے عرض کیا اے شہنشاہ آج سلطان سعد
لشکر اسلام کے بادشاہ ہوئے ہیں انہیں کے بادشاہ ہونیکی یہ خوشی و مسرت ہے نوشیروان یہ خبر سنکے نہایت ملول و محزون
ہوا اور تاج ہر غمگین رہا دربار میں جملہ سردار بھی سر جھکائے بیٹھے رہے اسیوقت مہتر کہنگ عیار دربار میں آیا اور نوشیروان
کو بصد ادب سلام کرکے فرامرز بن قارن اپنے مالک و مخدوم سے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جنگ سرداران لشکر تو
متواتر ہوئی اب میں امیدوار ہوں کہ لڑائی عیاروں کی ہو تمنائے دلی ہے کہ خواجہ عمرو سے مقابلہ کروں ادھر سے میں جملہ عیاروں کو
اپنے ساتھ لیجاؤں ادھر سے خواجہ عمرو جملہ عیاران لشکر اسلام کو ساتھ لیکر میدان نبرد میں آئیں مجھسے مقابلہ کریں تب
شہنشاہ سے اس بارے میں اجازت لے لیں اور خود بھی مجھے جنگ کرنیکی اجازت دیں اور ہر امر میں میری اعانت کریں
خصوصاً روپے سے میری امداد کریں تا میں سامان جنگ بخوبی کروں فرامرز بن قارن نے عیار کی التماس کو قبول کرکے
نوشیروان سے بھی اجازت اس جنگ کی لی لیکن کچھ سوچکر فرامرز نے کہا اے کہنگ مجھے یقین ہے کہ خواجہ عمرو تجھسے مقابلہ
نکرینگے لڑنے سے انکار کرینگے اور تجھکو لازم ہے کہ ایک رقعہ اپنی طرف سے خواجہ کو اسی مضمون کا لکھ دیکھیں تو وہ کیا
جواب دیتے ہیں اگر وہ اقرار لڑنے کا کریں تو پھر سامان جنگ کر کہنگ عیار نے حسب حکم فرامرز بن قارن کے
اسیوقت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ لکھا مضمون اس رقعہ کا یہ تھا کہ اے خواجہ عمرو اگر تم شاہ عیاران ہو تو مع جملہ
عیاران لشکر کل ہنگام سحر میدان میں مجھسے مقابلہ کرو فنون عیاری دکھاؤ اور اگر مجھسے خائف ہو کر لڑنے سے انکار کرو تو
تو شاہ عیاران اپنے تئیں مشہور نہ کرو اور لکھدو کہ میں شاہ عیاران نہیں ہوں جب رقعہ لکھکر تمام کیا تو کہنگ عیار نے
ایک عیار سراپا مکار کو بلاکر وہ رقعہ بطور نامہ دیا اور کہا جلد لشکر اسلام میں جاکر یہ رقعہ خواجہ کو دیدینا اور جواب
اسکا لیکر جلد آنا عیار مذکور رقعہ لیکر روانہ ہوا اتفاقاً اسوقت پہونچا کہ دربار آراستہ تھا جملہ سرداران لشکر دربار میں جمع تھے
سلطان سعد بالائے تخت رونق افروز تھے خواجہ عمرو بالائے کرسی جلوہ فرما تھے عیار مذکور العصر نے داخل بارگاہ
ہوکر بادشاہ اور خواجہ کو سلام کرکے وہ رقعہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے رقعہ بخوبی پڑھا سلطان سعد اور جملہ سرداروں نے
پوچھا اے خواجہ یہ رقعہ تمہارے پاس کسنے بھیجا ہے اور مضمون رقعہ کیا ہے خواجہ نے کہا یہ رقعہ کہنگ عیار نے بھیجا ہے
اور لکھا ہے کہ کل وقت صبح مجھسے مقابلہ کرو نہیں تو شاہ عیاران اپنے تئیں مشہور نکرو بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران عالی مقام
نے پوچھا پھر تمہارا کیا ارادہ ہے عمرو نے بیان کیا میں اس رقعہ کے جواب میں یہ لکھے دیتا ہوں کہ تجھسے نہ لڑونگا بادشاہ
لشکر اسلام نے فرمایا آخر اے خواجہ کیوں نہیں لڑتے عمرو نے عرض کیا میرے پاس روپیہ نہیں ہے جملہ سرداران لشکر اسلام میری
افلاس و ناداری سے آگاہ ہیں آپ بھی واقف ہیں ظاہر ہے کہ میں چار روپیہ ماہواری کا پیادہ ہوں بسر اوقات بھی بعسر
مشکل ہوتی ہے اسقدر روپیہ کہاں سے لاؤنگا جو لڑونگا اور لڑائی میں روپیہ از حد صرف ہوتا ہے بغیر روپے کے کوئی کام نہیں نکلتا ہے

مارہی ڈالیگا اسکے ہاتھ سے چھین کر گرز کو ایسا اُسکی کمر پر لگایا دیو خان مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر فرش پر گرا دربار میں تہلکہ پڑ گیا
پھر کرب نے طوق سلاسل زنجیر وغیرہ کو اپنے جسم سے مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور تیغہ پکڑ کر کہا جسے روکنا ہو روکے سمجھے
پہچانے نہ جانے دے سب بجنگ سے کہا اسم اللہ آپ تشریف لیجائیے آپ کو کوئی نہ روکیگا کرب غازی یہ سنکے بارگاہ
سے نکلا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا کہ کرب نے ایک سائیس کو تیغے سے قتل کیا اور جو دو مرکب بازین زر
الجام آراستہ لیے ہوئے کھڑا تھا اُسی مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی راہ لی لشکر اسلام میں گرفتاری کرب غازی کی خبر
پہنچی بارہ ہزار سواران جرار ہمراہیان کرب نے فوراً ابلق بجائے گھوڑ و شیر سوار ہوئے بامداد و روانگی جانب لشکر نوشیروان
گئے تھا کہ یکایک کرب لشکر اسلام میں داخل ہوا اور تمام حال جو گذرا تھا بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے بیان کیا بارگاہ نوشیروان میں جو
دیو خان قتل ہوا سرداران نامی ہر چہ سنکے آئے اور کہنے لگے افسوس ہم اُسوقت موجود نہ تھے ورنہ کرب کو بارگاہ سے جانے نہ
دیتے اور قتل کرڈالتے غرض جب دیو خان قتل ہوگیا نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا سرداران لشکر دیو خان

لاش دیو خان کا اُٹھا کر نالاں و گریاں مع سپاہ جانب صلصال روانہ ہوئے

داستان بادشاہ لشکر اسلام ہونا سلطان سعد کا اور لڑنا خواجہ عمرو کا لنگس عیار سے اور آنا فرہاد یکفرلی پسر لندھور کا اور لڑنا اسکا اہل اسلام سے اور جانا خواجہ عبد المطلب کا ہمراہ لندھور جانب مکہ اور آنا مکہ میں جمشید بن حنظلہ اور فرہاد یکفرلی اور قلندر رفقا بدار کا اور لڑنا

ساقیا ساغر شراب پلا
ذکر سلطان سعد کا کر دوں
حال جنگ بہادران بیان
طبع عالی خدا نے دی ہے مجھے

نشہ میں سن لے سارا ماجرا
یہ بیان حال عز و جاہ کرون
کام ایسی طرح کرون میں بیان
خوب قوت بیان کی ہے مجھے

داستان وہ تجھے سناؤن میں
بھی احوال جنگ خواجہ عمرو
ہونکہ ہر رنگ سے بیان میں قادر
مئے گلگون کا جام گر پاؤن

بھی حیرت میں تجھکو لاؤن میں
کہون اے ساقی خجستہ سیر
بزم اور رزم سے بھی ہون ماہر
طبع کا رنگ اپنی دکھلاؤن

تا حبار ان اقلیم خوش بیانی و فرمانروایان کشور معانی حال تخت نشینی سلطان سعد و دیگر حالات اسطرح بیان کرتے ہیں
کہ بعد قتل ہونے دیو خان کے ایک روز وقت دربار خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب شاہان
جلیل القدر مانند لندھور وغیرہ کے لشکر اسلام میں آچکے ہیں قبل تمنے بضرورت مجھکو بادشاہ لشکر اسلام کر دیا تھا فی الحال تجویز
کیجئے اور کسی کو تخت پر بٹھاؤ خواجہ نے عرض کیا بعد مشورہ تعمیل حکم کرونگا جب دربار برخاست ہوا خواجہ نے سرداران نامی کو جمع
کرکے کہا کہ فی الحال بادشاہ لشکر اسلام تخت نشینی سے باز آتے ہیں ایکو بادشاہ لشکر اسلام کرنا واجب لازم ہے پس میں تم سے پوچھتا
ہوں کہ کس شخص کو بالائے تخت بٹھایا جائے اکثر سرداران لشکر نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ علمشاہ کو بادشاہ لشکر
اسلام کا کیجیے عمرو نے منظور نکیا جب اُس محفل سے جملہ سرداران لشکر چلے گئے فقط سلطان سعد اور خواجہ عمرو باقی رہگئے اُسوقت
سلطان سعد نے خواجہ سے کہا اے خواجہ میں آپکو تین ہزار تومان دونگا اگر آپ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام کا کر دیجئے خواجہ
تین ہزار تومان کا سنکر دل میں خوش ہوئے حرص دامنگیر ہوئی لیکن جواب دیا اے سلطان سعد اسکا جواب سوچکر دیا جائیگا
سلطان سعد یہ تقریر خواجہ کی سنکے خاموش رہے جب شام ہوئی خواجہ بالائے عقابین خدمت صاحبقران میں گئے اور عرض کیا
آپکے والد اب بادشاہی لشکر اسلام سے انکار کرتے ہیں اگر آپ فرمائیں تو سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کر دیے جائیں
امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا بہتر اور مناسب ہے کہ سلطان سعد تخت نشین کیے جائیں خواجہ عمرو اجازت تخت نشینی سلطان سعد
لیکر عقابین سے اترے تھے ناگاہ عیاران لشکر نوشیروان نے عمرو کو دیکھا شور و غل کرکے واسطے گرفتاری خواجہ کے آگے بڑھے خواجہ
رخصت دخبر کرکے لشکر اسلام میں آئے کسی عیار وغیرہ نے گرفتار نہ کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو خواجہ نے سلطان سعد سے

اب مجھے چھوڑ دو کسی روز طبل جنگ بجوا کر میدان مین تجھسے مقابلہ کرونگا کرب نے اُسکے عجز کرنے پر خیال کرکے اسیوقت اُسکو
رہا کردیا دیلوخان رہا ہوکر جس جگہ اُسکے سرداران لشکر مع شعلہ عیار ٹھہرے ہوئے تھے پہونچا سردارونسے کہا تم بارگاہ
نوشیروان مین جاؤ نوشیروان سے کہدینا کہ دیلوخان ہمارے سردار برائے شکار سمت صحرائے سبزہ زار گئے ہین
بعد فراغ شکار کرب غازی کو گرفتار کرکے آپ کے پاس آئینگے سردار تو یہ سُنکے چلے گئے فقط شعلہ عیار رہگیا دیلوخان
نے تنہائی مین اپنے عیار شعلہ سے تمام حال گذشتہ بیان کرکے پوچھا تجھسے ہوسکتا ہی کہ کسی تدبیر سے کرب غازی کو گرفتار کرکے
میرے پاس لے آئے اب مین بارگاہ نوشیروان مین بغیر گرفتار کرنے کرب کے جانہین سکتا شرم دامنگیر ہی شعلہ نے تحقیق
عرض کیا حضور جانب صحرا میرے ساتھ تشریف لیچلین بعد تھوڑی دیر کے مین کرب کو گرفتار کرکے آپکے حوالے کرونگا دیلوخان
شعلہ سے خوش ہوکر جانب دشت چلا جب صحرا مین پہونچا شعلہ نے کہا اس درخت کے سایہ مین تشریف رکھیے مین برائے گرفتاری
کرب جاتا ہون یہ کہکر شعلہ لپکتا ہوا چلا اثنائے راہ مین شعلہ ایک درخت سرسبز و شاداب کے نیچے ٹھہرا اور اپنی کسوت
عیاری سے گلہائے رنگارنگ بیہوشی آمیز نکالکر اسی درخت کی شاخون مین چہار طرف لٹکادیے پھر وہانسے روانہ ہوکر لشکر اسلام
مین آیا ایک سوار سے خیمہ کرب کا نشان پوچھکر خیمہ کرب مین گیا اتفاقاً اسوقت کرب غازی تنہا اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کوئی
پاس نہ تھا غرض شعلہ نے کرب کو سلام کیا دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ہمارے مالک آقا دیلوخان صحرائے
سبزہ زار مین شکار کھیل رہے ہین آپکو بلایا ہی اور کہا ہی کہ اب مین آپ سے دشمنی نہ کرونگا ہرگز مجھسے نہ ڈریے گا میرے پاس
چلے آئیے گا کرب نے تقریر شعلہ سُنکے خیال کیا اگر مین دیلوخان کے پاس نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ کرب غازی مجھسے ڈر گیا
اسیوجہ سے نہ آیا یہ خیال کرکے کرب غازی ہمراہ شعلہ عیار کے چلا بعد قطع راہ جب شعلہ اُس درخت کے نیچے پہونچا جس
درخت کی شاخون مین گلہائے بیہوشی لٹکائے تھے کہنے لگا حضور اس درخت کے سایہ مین توقف کرین مین اپنے مالک
کو آپکی تشریف آوری کا عرض کرون انھین یہان بلا لاؤن کرب نے کہا اچھا جاؤ مین یہان کھڑا ہون شعلہ تو وہانسے
آگے بڑھکر ایک جھاڑی مین پنہان ہوکر جانب کرب دیکھنے لگا مگر کرب غازی نے جو اچھی طرح اُس درخت کے پھولون پر نظر کی
متحیر ہوکر خیال کیا کہ اس درخت مین کئی رنگ کے پھول کھلے ہین اور نہایت خوشبودار ہین یہ درخت عجائبات جہانسے ہی
اسکے کچھ پھول توڑکر سونگھنا چاہیے اور لشکر اسلام مین بھی لیجانا چاہیے ہر ایک سردار کو شاخین اسکی دکھاؤنگا سب سرداران
لشکر متحیر ہونگے یہ خیال کرکے کچھ شاخین توڑین اور چند پھول توڑکر سونگھے پھولونکا سونگھنا تھا کہ چھینک آئی کرب غازی
ڈگمگا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا شعلہ عیار نے جھاڑی سے نکلکر نعرہ کیا انم شعلہ عیار دیلوخان یون عیاری کرتے ہین
غرض نعرہ کرکے اور اس درخت کے نیچے آکر جلد چادر عیاری مین کرب غازی کو باندھکر پشتارہ دوش پر اُٹھا کر قطع
راہ کرکے دیلوخان کے پاس پہونچا دیلوخان پشتارہ کرب دیکھکر خوش ہوا پھر کرب کو عالم بیہوشی مین چھوڑ کر شعلہ نے
اپنی کسوت سے ہتھکڑی اور بیڑی وغیرہ نکالکر طوق و سلاسل مین بخوبی گرفتار کرکے ہوشیار کیا دیلوخان نے کہا اے
کرب مین تجھکو سامنے نوشیروان کے لیے چلتا ہون خبردار رہیو کہنا کہ دیلوخان نے مجھکو بقوت و جرأت گرفتار کیا ہی
کرب نے اسکے تو کچھ نہ جواب دیا لیکن کہا کہ اے دیلوخان تو نے مجھسے مکر و فریب کیا خیر دیکھا جائیگا دیلوخان نے کہا
[illegible] یہ کہکر کرب غازی کو کشان کشان بارگاہ نوشیروان مین لیگیا اور نوشیروان سے کہا دیکھیے
مین کرب کو گرفتار کرکے لے آیا بختک نے جواب دیا بقوت بازو گرفتار نکیا ہوگا دیلوخان نے کہا کہ تم کرب سے دریافت
کرلو بختک نے کرب سے پوچھا تمھین دیلوخان نے کیونکر اسیر کیا ہی کرب نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا دیلوخان
[illegible] تیغ کھینچکر وار کیا کرب نے ہتھکڑی پر تیغ کو جو روکا ہتھکڑی کٹ گئی اسیوقت کرب نے بڑھکر ہتھکڑی اُسکے سر پر

مین ابھی جاکر حمزہ کو گرفتار کر لاؤن نوشیروان نے جواب دیا حمزۂ صاحبقران کو تو ہمنے قید کر لیا ہی دیکھو وہ عقابین پر
حمزہ قید ہین دیوخان نے کہا آپ حمزہ کو بلائیے مین بھی دیکھون کہ وہ کیسی شکل و صورت کے ہین نوشیروان نے
حمزہ کو بلایا ملازمین قفس امیر با توقیر عقابین سے اُتار کر بارگاہ مین لائے حمزۂ صاحبقران نے برسم ملت اسلام اہل دربار
نوشیروان کو سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سوائے خواجہ عمرو کے پھر خواجہ نے بزبان جنی یا بزبان عربی عرض کیا قربان
ہون مین یا امیر تم سے مین اس دربار مین موجود ہون کوئی اہل دربار سے تقریر عمرو نہ سمجھا پھر دیوخان نے حمزہ کو دیکھکر اپنے
ایک سردار لشکر سے مخاطب ہو کر کہا جلد قفس امیر کو اپنے ہمراہ لیجا اور خدمت والد مین پہونچا کر چلا آ وہ سردار اُٹھا اُسوقت
فرامرز بن قارن عرف بختنک نابکار نے مضطرب ہو کر کہا اے دیوخان حمزۂ صاحبقران کو یہین رہنے دو تم اپنے والد کی
خدمت مین انھین نہ بھیجو ورنہ غضب ہوگا سرداران لشکر حمزہ فساد عظیم برپا کرینگے فی الحال کہ ہر وقت حمزہ کو وہ دور سے
دیکھتے ہین اسیر تو جنگ و جدل سے باز نہین آتے اور جب حمزہ اُنکی نظر سے مخفی ہونگے تو زیادہ غضبناک ہو کر قیامت برپا کرینگے
لشکر شہنشاہ مین چندان نامور نہین ہین کہ اُنکو روک سکین گے اور اُنسے بخوبی لڑینگے دیوخان نے کہنا پذیرا نہ کیا اور اپنے
سردار لشکر سے کہا تو اس قفس کو لیجا سردار مذکور جانب قفس بڑھا خواجہ عمرو نے بختنک کو اپنی آنکھ کا تل دکھایا اور اشارہ سے
کہا امیر با توقیر کو یہان سے اس سردار کو نہ لیجانے دے ورنہ مین ابھی تجھکو مار ڈالونگا بختنک خواجہ عمرو کو پہچان گیا اور
خواجہ با شارہ سمجھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا یہ ذات پاک یہان تشریف فرما ہین انکا حکم بجا لانا چاہیے ورنہ مجھے فورًا ہلاک
کر ڈالین گے یہ تصور کر کے دوبارہ بختنک نے کہا اے دیوخان ہم سرداران لشکر امیر سے خائف ہین ہمین منظور نہین
حمزہ کی پہلنے تمھارے والد کے پاس جائے دیوخان نے برہم ہو کر کہا مین تو کسی سرداران حمزہ سے ڈرتا نہین چاہو تو
ابھی لشکر اسلام سے جاکر پکڑ لاؤن بختنک نے مسکرا کر کہا اکثر سرداران لشکر حمزہ تو از حد قوی و دلیر ہین اگر تم کرب غازی کو
گرفتار کر لاؤ تو ہم جانین کہ تم بڑے بہادر ہو دیوخان یہ سُنکے غضبناک ہوا اور کہا حمزہ کو تو لیجا کر عقابین پر قید کر دین
ابھی جا کر کرب کو گرفتار کر کے لاتا ہون یہ کہکر شعلہ اپنے عیار اور چند سردارونکو ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان سے چلا خواجہ
جلد بارگاہ سے نکلکر راہ طے کر کے لشکر اسلام مین پہونچا اور کرب سے کہا اے فرزند ہوشیار ہو جاؤ دیوخان تمھین گرفتار کرنے
آتا ہی کرب نے مسکرا کر کہا اگر آتا ہی تو آنے کیا مجال اسکی کہ مجھکو گرفتار کر کے لیجائے ابھی درمیان خواجہ اور کرب گفتگو ہو رہی تھی
کہ یکایک دیوخان اکیلا کرب کے قریب آیا اور شعلہ وغیرہ کو اثنائے راہ مین چھوڑ آیا ناگاہ قیاس خان سے پوچھا کرب
کہان ہین قیاس خان نے برہم ہو کر جواب دیا اے شخص نام کرب غازی کا بے ادبی سے زبان پر جاری نکر ورنہ سزا کے
مستعمل ہوجائیگی دیکھ وہ خیمۂ فلک رفعت انھین کا ہی دیوخان اُس خیمے مین گیا کرب نے اُسکو اپنا مہمان تصور کر کے اپنے
برابر کرسی جواہر نگار پر بیٹھایا اور بخلق و مروت پیش آیا دیوخان نے کرسی پر بیٹھکر پھر پوچھا کرب کہان ہی کرب غازی نے
آزردہ ہو کر کہا اے دیوخان تمنے یقینًا نالائقونکی صحبت مین اتنی عمر بسر کی ہی زبان تمھاری اسی وجہ سے بری ہی کلمات بیہودہ
زبان پر جاری کرتے ہو انجام اسکا بہتر ہی خیر کہو کرب سے تمھین کیا کام ہی کرب مین ہی ہون دیوخان نے کہا مین تو سمجھا تھا
کہ تو میرے یہان آنیکی خبر سُنکے بھاگ گیا ہوگا لیکن تو یہان بیٹھا ہی شاید تجھکو میرے آنیکی خبر نہوئی خیر اب جلد اپنا ہاتھ بڑھا دے
تجھکو اسیر کر کے نوشیروان کے پاس لیجاؤن کرب نے برہم ہو کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر آیا ہی تو بیہودہ باتین نکر دیوخان نے
جسارت کر کے ہاتھ بڑھایا تا دست کرب غازی پکڑ کر گرفتار کرے اسوقت کرب غازی نے غضبناک ہو کر ایک طمانچہ اس زور سے
اُسکے رخسار پر مارا کہ دیوخان کرسی سے غش کھا کر گرا کرب نے فورًا اُسکو اسیر کر کے چوب خیمہ سے باندھ دیا جب دیوخان
کو ہوش آیا اپنے تئین بندھا پایا گھبرا کر منت عجز سے کہنے لگا کہ اے بہادر مین تجھے ایسا دلیر نہ جانتا تھا مجھے خطا ہوئی

کہا جلد مع کل فوج اِن مسلمانو نپر یکبارہ گی حملہ کرو حتی الامکان کسیکو زندہ نرکھو یہ سنکر حسب الحکم دیوخان سرداران لشکر دیوخان نے ہمراہ کل لشکر لیکر اہل اسلام پر حملہ کیا حملہ اہل اسلام پر کیسے لنسے اُترا تر کر بیٹھے ہوے کشتی دیکھو بیسے سنتے ہمیشہ تک آنکھا سیر کیسے نپر سوار ہوے دیوخان کے لشکر نے کئی سو مردمان لشکر اسلام قتل کر ڈالے تھوڑی دیر مین بسبب بجابت جملہ سرداران لشکر اسلام کیونپر سوار ہوے لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا لشکری بھی باہم لشکل گھوڑونپر بیٹھے اور تیغین کھینچکر لشکر دیوخان سے لڑنے لگا ادھر نوشیروان نے بھی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا لشکر نوشیروان بھی بڑھا تیمون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسی جنگ مغلوبہ مین فرامرز بن قارن علمشاہ کے پنجہ قوی سے نکلگیا اہل لشکر درمیان مین آگئے علمشاہ نے بھی تیغہ کھینچکر لڑنا شروع کیا اسی جنگ مین ایکسوار کو قتل کر کے اُسکے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ رستمانہ شروع کی فرامرز بن قارن بھی اہل اسلام سے لڑنے لگا نعرے وسبدم وبیران لشکر کرنے لگے باجے جنگی لشکرون مین بجنے لگے نفیریان خوش آوازبا وازبلند جوانونکے دل بڑھانے لگے اہل اسلام مرگ کو زندگی سے بہتر جانکر بیخوف وخطر شیرانہ لڑنے لگے لاشے مردمان ہر دو لشکر کے زمین پر گرنے لگے برق شمشیر چلنے لگی گھٹا سیاہ دُھالونکی اُٹھی بارش خون کشتگان ابر تیغ سے ہونے لگی بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے سر جوانونکے مثل آلنسو ونکے کٹ کٹکر گرنے لگے سیل خون کشتگان کا میدان رزم مین ظہور رہا اکھاڑے مین خون کشتگان اسقدر جمع ہوا کہ مانند تالاب نظر آنے لگا سر اور خود کشتونکے جو اُس لہو کے تالاب مین پڑے تھے مانند حباب نظر آتے تھے اور جو ہاتھ جوانونکے شانونسے قلم ہوے تھے وہ اُس تالاب مین مانند ماہیان سرخ رنگ نظر آتے تھے ہر طرف برق جہندہ شمشیر سے قصر ہاے تن گر رہے تھے زخمیونکے زخمونسے مانند پرنالونکے خون جاری تھا بار بار ابر تیغ تبرزنکا برستا تھا اُس جنگ مغلوبہ مین سامان فصل بارش پایا جاتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ عنقریب شام علمشاہ عالی مقام جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب دیوخان کے پہونچگئے تھے کچھ سواران لشکر دیوخان درمیان مین تھے علمشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ اِن سوارونکو قتل کر کے دیوخان کو تہ تیغ کرونگا ہنوز علمشاہ قریب تر دیوخان کے نہ پہونچے تھے کہ بختک نے نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ جلد طبل بازگشت بجوائیے دیکھیے وہ علمشاہ قریب دیوخان لڑتا ہوا پہونچا ہے اگر تھوڑی دیر اور طبل جنگ نہ بجوائیے گا تو یقینا دیوخان علمشاہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نوشیروان نے بموجب کہنے بختک نابکار کے قبل شام طبل بازگشت بجوا دیا جب صداے طبل بازگشت بلند ہوئی اہل اسلام نے جنگ کرنے سے ہاتھ روکا دیوخان اپنے لشکر کو لیکر پہلے میدان جنگ سے الگ جا کر کھڑا ہوا پھر لشکر نوشیروان لشکر اسلام سے علحدہ ہو کر ہمراہ نوشیروان چلا دیوخان بھی مع اپنی جملہ سپاہ کے ہمراہ نوشیروان میدان مصاف سے روانہ ہوا اس لڑائی مین ہزارہا مردمان لشکر کام آئے ہزارہا زخمی ہوے غرض بعد جانے نوشیروان اور دیوخان کے خواجہ عبد المطلب بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مع جملہ سردارونکے جانب فرودگاہ لشکر چلے ادھر نوشیروان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ادھر بادشاہ لشکر اسلام زخمیون کے علاج کرنیکا حکم دیکر فرودگاہ لشکر مین پہونچکر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے جب وہ شب بسر ہوئی ہنگام سحر نوشیروان بالاے تخت بارگاہ مین آکر بیٹھا سرداران لشکر حاضر دربار ہوے دیوخان بھی دربار مین جا کر نوشیروان کو سلام کر کے بیٹھا یہان لشکر اسلام مین خواجہ عمرو کا دل گھبرایا فی الفور جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک خدمتگار کو بیہوش کر کے مثل اُسکی شکل کے اپنی صورت رنگ اور روغن بنا کر خدمتگار نوشیروان کو ایک گوشے مین مخفی کر کے جلد تر چلے اور داخل دربار نوشیروان ہوے خواجہ عمرو بارگاہ مین بشکل خدمتگار کھڑے تھے کہ دیوخان نے نوشیروان سے کہا کل آپ نے قبل شام طبل بازگشت بیکار بجوا دیا مین شام تک نصف لشکر اسلام کو قتل کر ڈالتا حمزہ صاحبقران کو اسیر کر لیتا کیونکہ میرے والد نامدار نے مجھسے یہی فرمایا ہے کہ حمزہ کو اسیر کر کے جلد ہمارے پاس ہمراہ لشکر قلیل ترکان روانہ کر دینا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر اسوقت آپ حمزہ صاحبقران کا کچھ نشان بتا دیجیے تا کہ

کر نیکا کرتا تھا اہل اسلام خوش ہوتے تھے اور جب فرامرز بن قارن لنگر اپنا قایم کرکے دو ایک قدم علمشاہ کو ریلکر ہٹا دیتا تھا
نوشیروان اور سرداران نوشیروان خوش ہوتے تھے دمبدم دونون داؤن پیچ کرتے تھے قصد دستی زبردستی کر نیکا کرتے تھے
کبھی علمشاہ آگھیڑ لگاتے تھے فرامرز بن قارن آگھیڑ سے بچتا تھا گاہ فرامرز بن قارن گدھا لوٹن کا داؤن کرتا تھا علمشاہ
ہنسکر اس احمق کے پیچ سے بچتے تھے غرض دونون دلیرانہ لڑ رہے تھے کشتی پھرتی کے ساتھ ہو رہی تھی فرامرز بن قارن
کو پسینا آگیا تھا کسیقدر دم بھی آگیا تھا مردمان لشکر جانبین بغور کشتی دیکھ رہے تھے لشکرونکی بازارین آراستہ تھین
تماشائی بھی صدہا علاوہ اہل لشکر کے جمع تھے وہ بھی بیٹھے ہوئے سیر کشتی کر رہے تھے اکثر افیونی بھی دریان بچھاکر بیٹھے ہوئے
تینکر ولایتی چپا توست نہایت خوبی کے ساتھ جھیلتے جاتے تھے اور کشتی بھی دیکھتے جاتے تھے حقے دمبدم اڑ رہے تھے افیون پینے کے
پیالون مین گھل رہی تھی کنڈیریان ایک وبال مین کانگر جمع کر رہے تھے ناگاہ از جانب گرد برخاست گرد سے تیرہ و تیرہ سر گرد باسمان
رسیدہ مردمان لشکر جانبین بجای کشتی دیکھ رہے تھے یا سوے گرد و غبار دیکھنے لگے اسوقت نوشیروان نے متردد ہوکر اپنے چند
سرداروں سے کہا کہ جلد جاؤ اور دیکھو کہ جمعیت سپاہ فراوان اسطرف کون آتا ہے سرداران حکم بموجب حکم روانہ ہوئے
لشکر اسلام سے نقنہ خواجہ عمرو بعجلت جانب غبار چلے جب وہ غبار ہوا سے رفع ہوا خواجہ نے اثنا راہ مین دیکھا ایک
سردار نہایت زبردست گینڈے پر سوار ہے پس پشت اسکے ایکسا کھ چالیس ہزار جوانان تیغزن ہین اور ایک سو چالیس علم ہمراہ لشکر ہین
سردار لشکر بڑے کبر و نخوت سے گینڈے پر بیٹھا ہوا ہے ابرو پر شکن ہے آنکھین قہر آلود ہین بہت بڑا زبردست ہین خواجہ عمرو نے آہستہ
نہ پہچانکر فی الفور ایک مسافر کی شکل بنکر آگے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا اے برادر یہ لشکر کہانسے آتا ہے کہان جائیگا اور تمھارے
سردار لشکر کا کیا نام ہے اس سوار نے کہا آگاہ ہو کہ ہمارے سردار لشکر کا نام دیو خان ہے یہ بیٹے صلصال کے ہین اور صلصال
فرزند وال کا ہے اور وال بیٹا دیو کا ہے اور دیو بیٹا شمامہ جادو کا ہے باعث انکے آنیکا یہ ہے کہ ایک روز انکے باپ کے دربار مین
امرا و وزرا وغیرہ نے ذکر کیا کہ ایک شخص حمزہ صاحبقران خانہ کعبہ کی سرزمین پر پیدا ہوا ہے اسکی ذات سے ہزارون بلکہ
لاکھون اشخاص مسلمان ہوے ہین اسنے دین خدا پرستی پھیلایا ہے اور اب نوشیروان بادشاہ سے اسکے سرداران لشکر لڑ رہے
ہین صلصال نے پوچھا کیا ہمارے دین کے علاوہ اسنے اپنا دین علیحدہ مروج کیا ہے وزرا نے عرض کیا ہان خداوند نعمت
یہ سنکے صلصال کو کمال غصہ آیا چونکہ صلصال کی سوا سو بیٹیان اور ساڑھے چار سو فرزند ہین اور جملہ فرزند دربار مین
آکر بیٹھتے ہین پس پدر دیو خان نے اپنے فرزندونکی طرف دیکھکر کہا تم مین سے کون ایسا جری ہے کہ اسیوقت فوج جرار لیکر
جائے اور نوشیروان کی مدد کرے اور جملہ مسلمانونکو قتل کرے اور خانہ کعبہ کو منہدم کرے پس اے مسافر اور تو کسی نے
جواب نہ دیا لیکن ہمارے سردار دیو خان اٹھ کھڑے ہوے اور باادب کہنے لگے کہ مین جاکر حکم آپکا بجا لاؤنگا چنانچہ حسب
حکم پدر یہ آئے ہین نوشیروان کی جانب سے مسلمانونسے لڑینگے ایکدن مین جملہ لشکر اسلام کو قتل کر ڈالینگے پھر خانہ کعبہ کی طرف
جاینگے وہانکے رہنے والونکو قتل کرکے خانہ کعبہ کو گرائینگے یہ کہکر سوار تو ہمراہ لشکر آگے بڑھا خواجہ نے اپنے دل مین کہا خداوند کریم
دیو خان کے مطالب الہی بر نہ لائے جس ارادے سے آیا ہے یہ ارادہ اسکا پورا نہو یہ دلمین کہکر وہان سے بعجلت لشکر اسلام مین
آئے اور خدمت بادشاہ اسلام مین جاکر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا عرض کیا پھر اکثر سرداروں سے احوال دیو خان کا بیان
کیا ہر ایک نے کہا خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے ابھی خواجہ سے سرداران لشکر اسلام باتین کر رہے تھے یکایک سرداران لشکر
نوشیروان دیو خان کو ہمراہ لیکر لشکر مین داخل ہوے دیو خان نے نوشیروان کو بوجہ اسکے مسن ہونیکے سلام کیا
لیکن بکر اینٹھے پھر پوچھا کہ لشکر اسلام کسطرف ہے نوشیروان نے اشارے سے بتایا اسطرف ہے دیو خان نے یہ بھی دیکھا
کہ اکھاڑے مین دو دلیر لڑ رہے ہین لاکھون آدمی کشتی دیکھ رہے ہین فورًا اپنا گینڈا آگے بڑھایا اور اپنے سرداران لشکر سے

ضرب تیغ گران سے سر کو بچایا لیکن تیغ ایال فرس علمشاہ پر گرا گردن اسکی قلم ہوئی ہنوز گھوڑا ہلاک ہوکر زمین پر نہین گرا تھا کہ علمشاہ بصد عجلت برہم ہوکر پشت فرس سے کود کے اتنی دیر مین گھوڑا زمین پر گرا چونکہ گھوڑون کی گردش سے میدان کارزار مین گرد و غبار بلند تھا فرامرز نے خیال کیا کہ مین نے علمشاہ کو قتل کیا یہ خیال کر کے فرامرز نے بہ آواز بلند کہا کہ ای شہنشاہ آپکے اقبال سے مارا مین نے علمشاہ کو نوشیروان وغیرہ صداے فرامرز بن قارن سنکے نہایت خوش ہوے اور صداے تحسین و آفرین جملہ اہل لشکر نے بلند کی علمشاہ نے اسی عالم شور و غل اور کثرت گرد و غبار مین زیر فرس فرامرز بن قارن جاکر فرس فرامرز کو مع فرامرز بن قارن زمین سے اٹھاکر بالاے سر بلند کیا اور بہ نعرہ کیا نعرہ علمشاہ رومی شیر فیل زور ہے کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ہے فرامرز بن قارن اپنے تئین زمین سے بلند دیکھکر اور نعرۂ علمشاہ سنکر نہایت گھبرایا فوراً مرکب سے کود کر بالاے زمین آیا علمشاہ نے اسکے مرکب کو اسطرح بالاے زمین ٹپکا کہ وہ پیوند زمین ہوگیا استخوان فرس چور چور ہوگئے پہلے اہل اسلام کو تردد ہوا تھا اب صداے نعرۂ علمشاہ سنکر اور فرس فرامرز بن قارن کو پیوند زمین دیکھکر سب خوش ہوے اور پھر یکبارگی ہر ایک نے لشکر اہل اسلام مین شور مرحبا بلند کیا ادھر نوشیروان وغیرہ کو تردد ہوا اور خیال کیا کہ علمشاہ زندہ ہے فرامرز پر کوئی آفت آئی ہے غرض علمشاہ نے اپنے گھوڑے کے قتل کرنیکا انتقام فرامرز بن قارن سے بخوبی لیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ دفتر مین مصنف دفتر نے لکھا ہے کہ علمشاہ اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر میدان مین آئے ہنگام مقابلہ فرامرز بن قارن نے اشقر کو زخمی کیا بعد ازان علمشاہ نے مرکب فرامرز بن قارن کو ہلاک کیا جیسا کہ لکھا گیا ہے لیکن اس مقام پر شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوے بیعدیل کہتے ہین کہ اشقر دیوزاد کا یہان زخمی ہونا اچھا نہین ہے ہان دست ایرج سے زخمی ہونا ہے وہ دانت بھی ٹوٹ جاتے ہین لیس بموجب کہنے شیخ صاحب موصوف کے اس مترجم نے بھی یہان اشقر دیوزاد کو زخمی نہین کرایا اور دوسرے گھوڑے کو ہنگام جدال دست فرامرز بن قارن سے قتل کروا ڈالا الحاصل جب علمشاہ نے فرامرز کے مرکب کو ہلاک کیا اسوقت فرامرز نے ازحد غضبناک ہوکر علمشاہ پر تیغ خون آلود کا وار کیا علمشاہ نے بازو تیغ گرانبار کی دیکھکر لیفن سپاہ گری بند دست فرامرز پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیکر تیغ ہاتھ سے چھین لیا اہل اسلام یہ حال دیکھکر پھر خرم و شاد ہوے نوشیروان رنجیدہ و ملول ہوا بعد چھین جانے تیغ کے فرامرز بن قارن نے بصد قہر و غضب زنجیر کمر علمشاہ مین ہاتھ اپنا ڈالدیا علمشاہ نے بھی فرامرز کو مائل کشتی دیکھکر زنجیر کمر مین پنجۂ قوی ڈالکر زور کرنا شروع کیا جب نوشیروان اور خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ یہ دونون دلیر صحراے شجاعت کے شیر مائل کشتی ہین فی الفور دونون جانب سے بیلدار اور کلنگ بردار حکم پاکر نکلے انھون نے ایک چشم زدن مین اکھاڑا نہایت تختہ بنادیا بعد جانے بیلدارون کے پھر دونون دلیر دامن گردان کر اکھاڑے مین شیرانہ اور رستمانہ کشتی لڑنے لگے ادھر نوشیروان نے بالاے زمین فرش نفیس بچھوا کر تکیہ معقول استادہ کرا کے تخت اپنا بالاے فرش رکھوایا پھر اسی فرش پر صدہا کرسیان جواہر نگار قطار در قطار رکھوائین اُن کرسیون پر سرداران لشکر آکر بیٹھے بختک بعہدۂ وزارت کھڑا رہا سواران لشکر اور پیادے بھی آگے میدان وسیع مین زرین پوش بچھا کر گھوڑون کو ساتھیونکے حوالہ کر کے برغبت تمام کشتی دیکھنے لگے اسیطرح خواجہ عبد المطلب نے بھی اپنے لشکر مین سامان کر رکھا تھا جب بخوبی سامان ہوچکا خواجہ عبد المطلب اور جملہ سرداران نامی اور جوانان لشکر اسلام تخت اور کرسیون اور فرش زرنگار پر بیٹھکر تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب علمشاہ فرامرز بن قارن کو بقوت بازو پلکر پیچھے لیجاتا تھا اور زور

بعد سوار ہوئے خواجہ عبدالمطلب جلاجل شبر کبیر مرکب پائی وزنیل پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی باجے جنگی بجنے لگے
کہ طبل لستان لشکر آگے بڑھا فوج مثل مور و ملخ یا مانند موج دریا تھی بعد ادائے رسم کے خواجہ عبدالمطلب نبردگاہ میں آ کر ٹھیرے
ادھر سے نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا بعد درستی صف میدان جنگ کے دونوں طرف سے ہمراہی نبرد و لشکر کے نقیب سواد کر رہیت
دونوں لشکر دو ستے کلکریت میدان میں آئے اور بآواز بلند جوانان لشکر سے اسطرح کہنے لگے نظم

کہ مشہور دنیا میں ہیں جابرو — نہ باز آؤ لینے سے آج ہم کی آج
بسان انکی کیا ہیں زار بحیثیت — نہیں فوج دشمن کی ... [illegible]
کرو تیغ بران سے انکو دونیم
اجل تمسے ہو دور ہو ار ستم بھی ... — دلیرو کرو آج ایسی نبرد
ہر اک ... باج ... قطار — صف آرا ہی سیلاب جو جو حریف
لڑو ولیسے اسوقت بخوف و بیم

جب نقیب اور رکسیت پہلوانوں کو مستعد ... جنگ کر چکے جا بجا سے علیحدہ جا کر ٹھیر ... جتنے بہادر اور دلیر تھے انھوں نے شوق جنگ میں قبضہ نیزہ تلوار ونکے ہاتھ ڈالے فرد شجاعت رغبتا ... اپنے اپنے حریف کو تاکنے لگے ہنوز کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے اجازت جنگ لی ادھر مرکب پر سوار ہوکر میدان کارزار میں آیا اور فرس کو روک کر پکارا کہ ای شاہزادے علمشاہ آؤ مجھسے مقابلہ کرو فی الفور علمشاہ خواجہ عبدالمطلب اذن حرب لیکر اور اشقر پر سوار ہوکر روبرو سے فرامرز بن قارن کے گئے فرامرز بن قارن نے کہا ای شاہزادے علمشاہ آپ بالاسا اشقر دیوزاد سوار ہیں میری تبرانی مثل اشقر مرکب نہیں ہی پس لطف نہ ہوگا و اسوقت بہتر کہ ... سے گھوڑے سے آپ بھی ایک ادنی رسمند پر سوار ہو جیئے علمشاہ نے منظور کیا فورا سیارہ بن عمرو اور ایک مرکب پری پیکر لشکر سے لیکر آیا علمشاہ اشقر سے اتر کر اس گھوڑے پر سوار ہوئے سیارہ اشقر دیوزاد کو لشکر میں لیگیا الغرض جب علمشاہ مرکب دیگر پر سوار ہوئے اسوقت باہم ... ہوئی دیکھنے والوں نے دیکھا کہ گھوڑا فرامرز کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور فرس علمشاہ قریب ایک قدم پس پا ہوا فرامرز نے برہم ہوکر مرکب ران میں دبا کر آگے بڑھایا اور نیزہ اٹھا کر سینۂ علمشاہ کو تاک کر مارا ادھر علمشاہ نے ... سپاہ گری نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسوقت دیکھنے والوں کو ثابت ہوا کہ دو افعی زبانیں نکالے ہوئے بالائے ہوا باہم لپٹے ہیں اور دونوں کے ... سے شرارے نکلتے ہیں علمشاہ نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا فرامرز بن قارن نے نیزے کو خالی دیکر دوبارہ نیزہ مارا علمشاہ بھی ضرب نیزے سے بچا اسیطرح تادیر نیزہ بازی ہوئی آخر بعد سوا سو طعن ہائے نیزے کے علمشاہ نے ایک بند تا در باندھ کر کہا ای فرامرز بن قارن ہوشیار ہو جا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلا جاتا ہے فرامرز بن قارن نے سنکر جواب دیا نیزہ میرے ہاتھ سے ہرگز نہ نکلیگا آپ اپنے نیزے کو سنبھالیے ابھی فرامرز یہ کہ رہا تھا کہ یکایک علمشاہ نے برہم ہوکر بند نیزہ تو باندھ ہی چکے تھے گھوڑا آگے بڑھایا ہرچند فرامرز نے روکا مگر نیزہ نہ رک سکا آخر کار نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اور بہت دور جا کر وہ نیزہ گرا اسیوقت ہر ایک اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا خصوصا عیار و میان شوخ طبع نے شور و غل بلند کیا کہ آوازیں انکی گنبد دوار سے بھی گذر گئیں خواجہ عمرو نے سفید مہرہ خوش ہوکر بجایا ناظرین پر واضح ہو کہ آواز سفید مہرہ کی جسکے گوش تک جاتی ہے اور دیو اسکی آواز سنکے ناچنے لگتا ہے جب آواز سفید مہرے کی بلند ہوئی گھوڑے لشکر نوشیروان کے خائف ہوکر سواروں کو اپنی پشت سے گرا کر بے اختیار سوے صحرا بھاگے ہرگز سوار ونکے روکے سے نہ رکے خصوصا مرکب فرامرز بن قارن کا کثرت خوف سے الف ہوگیا اور چاہا کہ فرامرز کو زمین پر ٹپک کر نبردگاہ سے نکلجاؤں اور جان اپنی ایسی بلائے عظیم سے کہ جسکی آواز ایسی ہیبت ناک ہی بچاؤں لیکن فرامرز نے بہزار مشکل گھوڑے کو سنبھالا اول تو نیزہ ہاتھ سے جو نکلگیا تھا برہم تھا اب اور بھی غضبناک ہوا فورا تیغ آبدار اپنا میان سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو مہمیز کرکے آگے بڑھایا اور تیغہ سر علمشاہ پر بقوت تمام لگایا علمشاہ نے

لیگیا اور عطر سنگھایا پھر مجھکو نہین معلوم وہ کہان چلا گیا مجھسے کہتا تھا کہ میرے پاس عطر ہی بکواد و اُسوقت مجھکو ہوش آیا دیکھا
تو اُسی گوشۂ ویرانے مین زیر خاک و خس پڑا ہوا ہون گھبرا کر وہانسے نکلکر بھاگا دیکھیے میرے کپڑے بھی میرے جسم پر نہین مین نہین
معلوم کیا ہوا ہے بختک نے ہنسکر کہا وہ عطر فروش یقیناً جناب فطرت مآب خواجہ عمرو ہونگے اُنھون نے تجکو بیہوش کیا ہوگا تیری
شکل کا ایک شخص پاس بارگاہ مین قبل اُسکے کھڑا تھا ثابت ہوا وہ خواجہ عمرو تھے خیر اب جا کر خداوندونکو سجدہ کر جان
تیری بچگئی وہ جناب اکثر بار بھی ڈالتے ہین خدمتگار اپنے تئین زندہ جانکر چلا گیا بعد سجدہ کرنے خداوندونکے پھر اور کپڑے
اُسنے قیمتی پہنے یہان بختک نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز بن قارن واہ واہ کیا خوب تمنے گرفتار کیا اگر علمشاہ کو نہ پاتا
تو تمہین کو اسیر کر کے لیجاتا فرامرز بن قارن نے کہا میری آئین کیا خطا ہے ساقی نابکار نے سارا کھیل بگاڑ دیا شرمساری
شرمندہ بھی کیا لیکن ابھی ایک شرط اور باقی ہے یقین ہے کہ وہ شرط مین جیتونگا ہنگام مقابلہ علمشاہ پر غالب آؤنگا آج شبکو
شہنشاہ سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤنگا بختک تو چلا گیا فرامرز بن قارن نے اُس ساقی کو بلا کر بخوبی زد و کوب
کر کے اپنی بارگاہ سے نکال دیا اور علمشاہ مع سیارہ اور خواجہ عمرو لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ نے علمشاہ سے کہا کیون نہ
تمسے پہلے ہی کہا تھا کہ فرامرز بن قارن مکر کریگا آخر وہی ہوا جو مین نے کہا تھا علمشاہ نے کہا بیشک جو آپنے
کہا تھا وہی ہوا لیکن خدا نے مجھکو اُسکے شر سے محفوظ رکھا جب دو دن گذر کے شام ہوئی وقت دربار فرامرز
بن قارن بارگاہ نوشیروان مین گیا اور سلام کر کے قریب تخت نوشیروان اپنے ڈنگل پر بیٹھا جب دربار بخوبی
آراستہ ہوا فرامرز بن قارن نے عرض کیا اے شہنشاہ علمشاہ پسر حمزہ صاحبقران فی الحال آیا ہے مین نے
سُنا ہے کہ وہ نہایت جری و قوی ہے لہذا چاہتا ہون کہ اُس سے مقابلہ کر کے اُسکی دلیری و قوت کا امتحان
کرون اور با اقبال شہنشاہ اُسکو اسیر کر کے لے آؤن آج آپ پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے نوشیروان نے طبل
جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لواجب طبل جنگ لیکر فوراً بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین اُسوقت پہونچے
کہ دربار آراستہ تھا علمشاہ اور لندھور بن سعدان اور بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ سرداران نامی
بیٹھے ہوئے تھے ہرکارون نے بعد بجالانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کیا کہ اسوقت نوشیروان نے بنام
فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا ہے عزم اُسکا ہے کہ صبح کو میدان مین آکر صف آرا ہو اور رنگِ فساد برپا کرے باقی
خیر و عافیت ہے خواجہ عبد المطلب نے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بتائید ایزدی طبل جنگی بجایا جائے چنانچہ
بموجب ارشاد نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی زمین تھرا گئی گنبد فلک ہلگیا مردمان نوشیروان ڈر گئے دل
اُنکے صدائے نقارۂ سکندری سے دہل گئے اہل اسلام صدائے نقارۂ سکندری سُنکے خبردار ہوئے بعد بجنے نقارۂ
حربی کے دربار خواجہ عبد المطلب نے برخاست کیا علمشاہ اور جملہ سرداران لشکر اسلام بارگاہ سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ
اور خیام مین آئے وہ ایک سردار برائے طلایہ لشکر بیدار رہے اور حفاظت لشکر کیلیے باقی سردار تیاری جنگ
مین مصروف ہوئے جب وہ وقت آیا کہ حکم خالق لیل و نہار سے تاریکی شب دور ہوئی اور روئے نورانی سحر سے تمام
دنیا روشن و پرنور ہوئی مرغان خوش الحان بحمد الٰہی سے چہچہے کرنے لگے نسیم چلنے لگی غنچے شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام بحمد
خالق خاص و عام اپنے اپنے بستروں سے اُٹھے اور بعد فراغ امور ضروری وضو کر کے فریضۂ سحری ادا کرنے لگے علی الخصوص
خواجہ عبد المطلب بادشاہ لشکر اسلام و علمشاہ و لندھور بن سعدان وغیرہ نامی نے بحضور قلب نماز پڑھی اور ہر ایک نے برائے
فتح و نصرت پروردگار سے دعا کی جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں نے برائے آداب و تسلیم سر جھکا
بادشاہ لشکر اسلام نے ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب دیکر حکم کیا کہ لشکر ظفر اثر جانب میدان مصاف روانہ ہو بموجب حکم

نہیں ہوا اسوجہ سے میں شراب کے پینے سے انکار کرتا ہوں اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ابھی بلا تامل میکشی کروں فرامرز
بن قارن نے کہا میرا مسلمان ہونا دو شرطوں پر منحصر ہے شرط اول یہ ہے کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ شراب زیادہ پیتے
ہیں اگر آج میرے ساتھ میخواری کیجیے اور میں لڑنے کا متحمل ہو کر گر پڑوں تو شرط آپ جیتے اور اگر آپ تاب نشہ
شراب نہ لا کر گر پڑے تو آپ میرا دین اختیار کیجیے دوسری شرط یہ ہے کہ ہنگام جنگ اگر آپ مجھپر غالب ہوں تو میں
مسلمان ہو جاؤنگا اور اگر میں آپکو زیر کروں تو آپ میرا دین قبول کریں اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ میں کافر کے ہاتھ
سے شراب نہیں پیتا ہوں اُسکا جواب یہ ہے کہ یہ ساقی جو شیشہ و ساغر لیے ہوئے کھڑا ہے یہ مسلمان ہے اور یہ شراب بھی اسی
کے گھر کی ہے اور یہ جو ساقی دوسرا ہے یہ مسلمان نہیں ہے آپ اسکے ہاتھ سے شراب نہ پیجیے مسلمان کے ہاتھ سے میکشی کیجیے میں نے
پہلے ہی مسلمان ساقی تجویز کر رکھا تھا غرضکہ علمشاہ نے شرائط مندرجہ فرامرز بن قارن منظور کر کے فرمایا کہ اچھا میکشی کرو
ایک ساقی نے اول ساغر علمشاہ کو دیا شاہزادے نے شراب پی پھر دوسرے ساقی نے دوسرے شیشے سے شراب
جام بلوریں میں انڈیلکر فرامرز کو دیا فرامرز نے بھی شراب پی اتنی دیر میں خواجہ بھی بشکل خدمتگار بنکر بارگاہ میں داخل
ہوئے اور پس پشت فرامرز کھڑے ہو کر رنگ محفل دیکھنے لگے سیارہ بن عمرو بھی عقب علمشاہ کھڑا تھا کیفیت بزم دیکھ رہا تھا
جب دو تین جام علمشاہ نے پیے اور دو تین جام فرامرز بن قارن نے پیے اُسوقت فرامرز بن قارن بے اختیار بیہوش
ہو کر بالائے فرش گر پڑا بختک نے برہم ہو کر ساقی سے پوچھا ارے سچ بتا یہ کیسی شراب تھی کہ فرامرز بن قارن دو تین جام
پی کر بیہوش ہو گیا ساقی نے کہا اے ملک جی سچ تو یہ ہے کہ فرامرز نے مجھسے کہا تھا کہ ایک شیشہ میں بیہوشی بکثرت ملانا اُس
شیشے کی شراب شاہزادے علمشاہ کو پلانا اور ایک شیشے کی شراب میں بیہوشی نہ ملانا وہ شراب مجھکو پلانا لیکن بباعث
بلندی اقبال شاہزادے علمشاہ ذیجاہ میں شیشۂ شراب بیہوشی آمیز اُس شیشے کو سمجھا اور اِس شیشہ کی شراب کو شراب ناب
تصور کر کے پلانے لگا اب معلوم ہوا کہ اُس شیشے کی شراب خالص ہے اور اِس شیشے کی شراب بیہوشی آمیز ہے اسیوجہ سے فرامرز بیہوش
ہو گئے بعض راوی نے اِس مقام پر یہ بیان کیا ہے کہ علمشاہ نے ساقی سے پوچھا اور ساقی نے راز نہاں عیاں کیا غرض بہر طور
شاہزادے علمشاہ نے فرمایا جلد فرامرز کو ہوشیار کرو جب فرامرز بن قارن کو ہوش آیا علمشاہ نے اُس سے فرمایا کہ اے فرامرز تم اپنے ہی
سے بد سلوکی کرتے ہو یہ کہکر تمام کیفیت شراب بیہوشی آمیز کی جو ساقی کے شیشے میں تھی بیان کی فرامرز بن قارن محجوب ہوا بعد اسکے علمشاہ
نے فرمایا ایک شرط تو ہم جیتے دیکھا تمنے کہ ہم بیٹھے رہے اور تم گر پڑے یہ مثل مشہور ہے کہ کم ظرف ذرا سی شراب میں مملو ہو کر ابل پڑتا ہے
اِسوقت امتحان ہو گیا باقی رہی ایک شرط وہ جب تمہارا دل چاہے طبل جنگ بجوا کر مجھسے مقابلہ کرنا اگر خدا چاہیگا تو شرط دیگر بھی
جیتونگا یہ کہکر علمشاہ اُٹھے فرامرز بن قارن نے کہا اے شاہزادے ذیجاہ اگر آپ میرے کہنے پر عمل کیجیے میرا دین اختیار کیجیے تو تمام ملک
روم وغیرہ بغداد بلکہ گھر تاجدار نوشیروان اپنی دختر کے جہیز میں مجھکو دیگا میں وہ سب ممالک آپکو دیدونگا علمشاہ نے مسکرا کر جواب دیا
کہ اگر تم اسوقت مسلمان ہو جاؤ تو جسقدر اہل اسلام تمنے لشکر اسلام سے ہنگام جدال قتل کیے ہیں کسی کے خون کا تمسے انتقام نہ لونگا
فرامرز بن قارن نے کچھ جواب نہ دیا علمشاہ بارگاہ سے نکلکر پشت فرس پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا سیارہ بن عمرو بھی ہمراہ
رکاب چلا گیا خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام چلے اِدھر خدمتگار فرامرز بن قارن کو ہوش آیا جلد خاشاک اور
مٹی کو ہٹا کر نکلا فقط ایک ٹکڑا پرانی لنگی کا بندھا تھا اُسی صورت سے بارگاہ فرامرز میں گیا اور کہنے لگا اے خداوند نعمت
اِسوقت مجھپر عجیب واقعہ گذرا ہے حواس میرے بجا نہیں ہیں نہیں معلوم میں زندہ ہوں یا مردہ ہوں بات کرتا ہوں اسوجہ سے تو جانتا
ہوں کہ زندہ ہوں اور قبر سے نکلکر چلا آیا ہوں اِس سبب سے تصور کرتا ہوں کہ مردہ ہوں فرامرز بن قارن اور بختک نے کہا او نالائق
صاف صاف بیان کر تجھپر کیا واقعہ گذرا اُسنے عرض کیا میں بضرورت جاتا تھا ناگاہ ایک شخص راہ میں ملا مجھکو ایک ویرانے میں

فرامرز بن قارن نے پوچھا ای وزیر شہنشاہ اب یہ بتاؤ کہ مین کس مضمون کا رقعہ یا عریضہ علمشاہ کو لکھون کہ وہ میری بارگاہ
مین ضرور ہی آئین کوئی عذر نکرین بختک نے جواب دیا تم لکھو مین بتاتا جاتا ہون یا کہو تو مین ہی لکھون فرامرز نے کہا
مضمون تو بتاتے جاؤ بختک نے مضمون بتایا فرامرز نے لکھا جب نامہ یا رقعہ تیار ہو چکا بختک بارگاہ فرامرز
بن قارن سے نکلکر اپنے خیمے مین چلا گیا فرامرز بن قارن بعد واپس آنے دربار نوشیروان سے شب کو اپنی
بارگاہ مین سو رہا ہنگام سحر فرامرز بن قارن نے نامہ مذکور اپنے عیار کو دیا اور کہا جلد اس نامے کو علمشاہ کو جاکر
دے اور جواب اسکا لے آ عیار نامہ لیکر روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے عیار مذکور اسوقت لشکر اسلام مین پہونچا کہ علمشاہ
اپنی بارہ فلک جاہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھے ہوے تھے خواجہ عمرو بھی موجود تھے عیار فرامرز بن قارن نے موافق قاعدہ
وہ نامہ علمشاہ کو دیا علمشاہ نے نامہ لیکر پڑھوایا خلاصہ مضمون اسکا یہ تھا بعد القاب و آداب کے لکھا تھا کہ آرزو رکھتا
ہون مین تمہیں اور آپ سے تھوڑی دیر تک ایک جگہ ملاقات ہو چونکہ مین بہادر ہون اور آپ بھی جبار ہین اسوجہ سے چاہتا ہون
کہ باہم ملاقات ہو بہادر کو بہادر سے الفت ہوتی ہی مجکو آپ سے الفت ہی جب سے آپکو دیکھا ہی دل بیتاب مشتاق ملاقات
ہی مین تو اکثر وجوہ سے آپ کے پاس آ نہین سکتا اگر آپ کچھ خوف و خطر نہ کیجیے تو اسیوقت تشریف لائیے بعید از جوانمردی
و مروت ہوگا جب علمشاہ کو مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ارادہ کیا کہ جاکر فرامرز بن قارن سے ملاقات کرین خواجہ عمرو
نے آہستہ فہمائش کی کہ ای شاہزادہ ویجاہ وہان جانا آپکا تنہا اچھا نہین ہی بختک نابکار نہایت مکار ہی علاوہ اسکے
یہ سب کفار ہم سب اہل اسلام کے دشمن جان ہین پردہ دوستی مین فرامرز بن قارن ضرور دشمنی کریگا پس میری رای نہین ہی
کہ آپ وہان جائیے مناسب یہ ہی کہ اسی کو یہان بلوائیے علمشاہ نے جواب دیا اگر مین نجاؤنگا تو فرامرز بن قارن خیال کریگا کہ
علمشاہ ڈر کر یہان نہین آیا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر نامہ دار سے کہا جاکر فرامرز سے کہدو کہ ہم بموجب تمہارے طلب کرنیکے آتے ہین
نامہ بر سلام کرکے روانہ ہوا اور جو کچھ علمشاہ نے کہا تھا فرامرز بن قارن سے کہا فرامرز بن قارن نے بختک کو بلوایا بختک
فی الفور آیا پھر فرامرز نے سامان میکشی درست کروایا اور دیگر تکلفات کا سامان کیا اور ساقی کو بلاکر آہستہ کچھ اس سے
کہدیا جب یہان بخوبی سامان لایق شاہ اور شہریار کے ہو چکا فرامرز بن قارن انتظار علمشاہ کرنے لگا ادہر علمشاہ
یکہ و تنہا مرکب پر سوار ہوے اور جانب بارگاہ فرامرز بن قارن چلے بعض راویونکا یہ بھی قول ہی کہ اپنے عیار سیارہ
بن عمرو کو ہمراہ لے لیا جب خواجہ عمرو نے دیکھا علمشاہ چلے گئے خواجہ کو تردد ہوا فوراً خواجہ بھی اپنی صورت بدلکر
جانب بارگاہ فرامرز بن قارن چلے اتفاقاً اثناے راہ مین ایک خدمتگار فرامرز کا ملا خواجہ نے پوچھا تم کہان جاتے ہو
اسنے کہا مین خدمتگار فرامرز بن قارن کا ہون آج اسکے پاس شاہزادہ علمشاہ تشریف لاوینگے مین ایک کام کیواسطے
جاتا ہون خواجہ نے اسے ایک گوشے مین لیجاکر کہا کہ بھائی میرے پاس عطر نہایت تحفہ ہی اپنے مالک کے پاس لیجاؤ بکواد مین
تمکو بھی کچھ دونگا یہ کہکر ایک شیشی کمر سے نکالکر دکھائی پھر تھوڑا سا عطر لیکر اسکی ناک مین مل دیا خدمتگار کو فوراً چھینک آئی جب وہ
بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے بعجلت اسکو تو اسی جگہ کچھ مٹی اور خس و خاشاک سے چھپا دیا اور اسکی صورت بنکر اور لباس اسکا اتار لیا
تھا زیب جسم کرکے آگے بڑھے فرامرز بن قارن کو جب خبر ہوئی کہ علمشاہ آتے ہین مع اپنے سرداران لشکر کے واسطے
استقبال کے چلا اور استقبال کرکے علمشاہ کو اپنی بارگاہ مین لیگیا شاہزادے نے بارگاہ مین داخل ہوکر سلام کیا کسی نے
جواب نہ دیا پھر فرامرز نے مقام صدر پر بصد عزت بٹھایا اور نہایت خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے ساقیان سیمین تن کو طلب کیا جب
ساقیان گل رخسار دو شیشے شراب کے مع ساغر ہاے بلورین کشتی مین تکلف رکھکر لاے اور ارادہ انھون نے شراب پلانیکا
کیا شاہزادہ علمشاہ نے میکشی سے انکار کیا فرامرز بن قارن نے باعث انکار پوچھا علمشاہ نے کہا تم مسلمان

اور آگے بڑھتے اتنی دیر مین سواری عملشاہ قریب آئی خواجہ استقبال کرکے عملشاہ کو لشکر مین لاے تمام حالات گذشتہ بیان سے
عملشاہ وغیرہ سنے سامنے عقابین کے جاکر بعد اشکباری سر براے تسلیم جھکائے حمزہ صاحبقران عقابین پر سے عملشاہ
اور جملہ سرداران لشکر عملشاہ کو دیکھکر مسرور ہوے بعد تسلیم کرینکے پھر عملشاہ لشکر اسلام مین آئے جب نوشیروان کو
معلوم ہوا کہ عملشاہ پسر حمزہ صاحبقران بجمعیت سرداران نامی وبکثرت سپاہ آیا ہی اور نہایت جرار وبہادر ہی اسوقت بختک
کی راے سے طبل مست بربری کو میدان مین نہ جلنے دیا اور طبل بازگشت بجواکر اپنی بارگاہ کیجانب چلا گیا ادھر عملشاہ
نے لشکر مین داخل ہوکر خواجہ عبد المطلب کو بعد ادب تسلیم کی خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر دعاے خیر دی پھر
جملہ سرداروںنکو اور عملشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے اور بعد طی کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین داخل
ہوے عملشاہ بھی اپنی بارگاہ مین جو بعد ملت استادہ کی گئی تھی فروکش ہوے جملہ سرداران نامی وغیرہ بھی مرکبون سے
اتر اتر کر اپنے اپنے خیام مین جاکر راحت گزین ہوے نوشیروان بھی میدان نبرد سے جاکر اپنی بارگاہ مین ہو بیچا فرامرز گیندہ سے
سے اتر کر اپنی بارگاہ مین جب داخل ہونے لگا بختک سے کہا اے وزیر شہنشاہ اسوقت ہماری بارگاہ مین آکر تھوڑی
دیر تک بیٹھو ہم تمسے کچھ مشورہ کرینگے بختک نے کہا بہتر ہی یہ کہکر بختک بھی اپنے خچر سے اتر کر بارگاہ فرامرز مین گیا
جب بختک فرامرز کی بارگاہ مین جاکر بیٹھا فرامرز نے کہا اے داناے دستور شہنشاہ عملشاہ پسر حمزہ صاحبقران جو
آج آیا ہی نہایت بہادر معلوم ہوتا ہی کیونکہ اُسکے چہرے سے آثار تہور وشجاعت عیان ہی تم بھی اُسکی بہادری اور جرأت سے
آگاہ ہو بختک نے جواب دیا مین خوب واقف ہون یہ وہ بہادر ہی کہ جسنے تخت مرزوق آلشہ دیا بڑے بڑے نامی دلیرونکو
زیر کیا شاہان روم کو اپنا مطیع کیا سرکشونکو تہ تیغ کیا اپنے وقت کا یہ رستم ہی بلکہ رستم کی بھی اُسکے آگے کوئی حقیقت نہین
اگر رستم ہوتا یہ بہادر اُسکو ناتوانی مین زال تصور کرتا مثل اسکے لشکر حمزہ مین کوئی شجاع اور بہادر نہین ہی اگر یہ کسی طرح قتل
ہوجاے تو لشکر اسلام کی گویا کمر ٹوٹ جاے حمزہ صاحبقران بغیر قتل کے اسکے غم مین ہلاک ہوجائین فرامرز نے کہا اے ملک
بھی مین چاہتا ہون کہ ایسے بہادر کو اپنی بارگاہ مین بلاؤن اور اُسکی ملاقات کرون تم واقف ہو کہ مین جری ہون اسیوجہ سے
بہادرونکی صحبت اور ملاقات کا شائق ہون اگر تمھاری راے ہو تو مین ایک عریضہ شاہزادہ عملشاہ کی خدمت مین روانہ
کرون اگر وہ آئین تو اُنکی مہمانی اور خاطر تجوبی کرون تھوڑی دیر بیٹھکر باہم باتین کرون بختک نے کچھ سوچ کے کہا
کہ اگر عملشاہ کو بلاتے ہو تو شراب مین بیہوشی ملاکر اُسے جام شراب دینا جب وہ بیہوش ہوجائین تو قید کر لینا اس تدبیر
سے یہ بہادر گرفتار ہوجائیگا ورنہ ہرگز تمسے گرفتار نہو سکیگا اور نہ تم اُسکو قتل کرسکوگے اور جب تک سرداران حمزہ
اور پسر حمزہ اور جملہ مردان لشکر اسلام کو ہلاک اور برباد وتباہ نکروگے اُسوقت تک تمھاری شادی ملکہ گہر تاجدار
کے ساتھ نوشیروان نکریگا پس تمکو لازم ہی کہ کسی سردار کو میدان مین گرفتار کرو کسی کو بکر وکید گرفتار کرو جلد تر نام تر لشکر
حمزہ صاحبقران کا کرو اگر ایسا نکروگے تو پچھتاؤگے یا تو ایک روز کسی سردار نامی کے ہاتھ سے قتل ہوگے
کوئی دلیر تمھین اسیر کرکے لیجائیگا اور بالفرض تم قتل اور اسیر کسی کے ہاتھ سے نہوے تو کب تک سرداران لشکر حمزہ
صاحبقران سے لڑوگے تمنے سنا ہی یا نہین لشکر حمزہ مین نامی وگرامی پانچ ہزار پانچسو پچپن صف شکن اور تیغزن ہین
علاوہ اُنکے مردان لشکر مثل مور وملخ کے ہین بہت سے سردار بیان آچکے ہین لشکر اسلام مین داخل ہو چکے ہین تھوڑے
سے اور سردار باقی ہین وہ بھی ضرور ہی آئینگے تم کس کس سے لڑوگے زمانہ زیادہ گذر جائیگا بڈھے ہوجاؤگے ملکہ
گہر تاجدار بھی ضعیف ہوجائینگی بال سر کے سفید ہوجائینگے پھر شادی کا لطف باقی نرہیگا آیندہ تمکو اختیار ہی مصرعہ
بر رسولان بلاغ باشد وبس ؛ بختک یہ تقریر کرکے چپ ہوا فرامرز نے خیال کیا بختک سچ کہتا ہی یہ خیال کرکے

خبر طلب جنگ لیکر فوراً بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بعد ادب تسلیم کر کے اسطرح دعا وثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض کرنے
لگے نظم نہ فلک محصور باد اندر حصار دولتت ❊ نے غلط گفتم قضائے لامکان محصور باد ❊ شاخ تاکش کے بود بخت بلند ست
باغبان ❊ طارم گردون شکن از خوشۂ انگور باد ❊ قبضۂ شمشیر کنیت دستگاہ آفت است ❊ ساغر شمشاد رایت چشمہ سیار نور باد ❊
ہرکارے نو خبر نواخت طبل جنگی دیکر چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارہ حربی بجایا جائے
چنانچہ بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی مردان لشکر کو اطلاع ہوئی اسیوقت بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست
کیا جملہ سردار بارگاہ سے اٹھ اٹھ کر اپنے اپنے خیام وبارگاہ مین گئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جب صبح ہوئی ادہر
سے خواجہ عبد المطلب مع سپاہ کثیر ادہر سے نوشیروان بجمعیت فوج فراوان میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوئے
طبل مست بر بجی پھر نوشیروان سامان جنگ لیکر میدان مین نکلا چاہتا تھا کہ ناگاہ جانب صحرا ایسا غبار بلند ہوا کہ
از جانب دشت کوہ از زنگ ❊ گردے برخاست تو تیا رنگ ❊ نہین نہین وہ گرد وغبار ایسا بلند ہوا اور محیط عالم ہوا کہ روشنی روز
روشن کی مبدل بہ تاریکی شب ہو گئی آفتاب عالمتاب کثرت غبار سے نہان ہو گیا موذنون نے آندھی سیاہ کے آنیکا خیال کر کے
جا بجا مساجد مین اذان دی صدائے اللہ اکبر ہر طرف بلند ہوئی طیور خائف ہو کر اڑے چوپائے ڈر کر دم دبا کر بھاگے اکثر مردان
لشکر نوشیروان خیال کرنے لگے کہ ابر سیاہ اٹھا ہوا اور محیط عالم ہو گیا ہے یقین ہے کہ بارش خوب ہو گی جو عشاق لشکر اسلام
مین تھے انھون نے جو وہ تاریکی دیکھی ظلمت شب فراق محبوب کا خیال آگیا اسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے
عرض کیا مین برائے دریافت حال جاتا ہون اور چند سرداران نامی کو اپنے ہمراہ لیے جاتا ہون یقین ہے کہ کوئی اہل اسلام سے
بجمعیت سپاہ بیکران اسطرف آتا ہے خواجہ عبد المطلب نے اجازت دی جب خواجہ عمرو سردارون کو مع کچھ فوج ہمراہ لیکر برائے
استقبال روانہ ہوئے نوشیروان نے بھی اس خیال سے کہ میرے فرمانبردارون سے کوئی سردار یا بادشاہ لشکر کثیر لیکے
آتا ہے اکثر سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا جملہ مردان لشکر جانبین جانب گرد وغبار نگران تھے کہ خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر
دیکھا کہ علمشاہ زیر سایۂ علم اژدہا پیکر سلاح ویراق امیر باتوقیر زیب تن کیے ہوئے اشقر دیوزاد پر سوار ہے بادشاہان روم سیفے ساتھ
بادشاہان جلیل ہمرکاب ہین سرداران نامی راس وچپ شیرانہ مرکبون پر سوار ہین ازانجملہ نہنگ بچہ دریائی اور الاگرد فرنگی
اور مالاگرد فرنگی وکپتان فرنگی وغیرہ بصد ادب ہمراہ ہین لشکر بیشمار ہمراہ ہے جملہ سواران تہور شعار مرکبہائے ابلق وسرنگ ومشکی
سوار ہین نقارۂ سکندری پر بار بار چوب پڑتی ہے زمین کانپتی ہے آسمان لرزتا ہے طیور کی کیا حقیقت ہے شیران صدائے نقارۂ سکندری
سنکے خوف سے بھاگے جاتے ہین کثرت فوج اسقدر ہے کہ گاؤ زمین کے پانوؤن تھراتے ہین اور دیکھنے والون کے ہوش اڑے
جاتے ہین ہر ایک جوان نہایت حسین وجرار ہے شجاعت وسرعت رخ سے آشکار ہے سلاح زیب تن ہین فرس رشک برق تہ ران ہین
صفین باندھے ہوئے باگین گھوڑون کی اٹھائے ہوئے چلے آتے ہین ہر سوار غیرت رستم واسفندیار معلوم ہوتا ہے نقیبان خوش آواز
کی زبان پر صدائے دورباش بلند ہے غرض کہ اسطرح سواری علمشاہ ذیجاہ آتی ہے بمقتضائے ابیات

ساتھ باد بہاری آئی تھی
غٹ کے غٹ تھے ترے سوار وحشی
اسلحہ بھی کس آب وتاب کے ساتھ
آنکی تلوار کی پناہ نہ تھی
نصرت کردگار بازو پر
زہرہ ومشتری کا تھا وہ وقت

صبح کا وقت غل سواری کا
تیز رفتار وہ فرس تیر پران
جسکو خلقت مین ہو فساد آنکی
چوبدار ونکی تھی صدا ہر دم
طرقوگو تھا روبرو اقبال

ہو صلہ سبکو جان نثاری کا
ساتھ جسکے پہونچ سکے نہ گمان
خانہ جنگی تھی خانہ زاد آنکی
عمر ودولت بڑھے قدم بقدم
باادب جلو مین تھا جاہ وجلال

اسطرح سے سواری آئی تھی
پیچھے پیچھے پرے سوارون کے
فتح ونصرت سوار کاب کے ساتھ
دیکھنے ہی کی وہ سپاہ نہ تھی
دست بستہ جلو مین فتح وظفر
ساعت نیک صبح کا وہ وقت

خواجہ عمرو علمشاہ کو بعد گرد قریب آتے دیکھکر از حد خوش ہوئے سرداران نامی کو ہمراہ لیکر

بجوایا عیاران لشکر اسلام صدائے طبل جنگ سنکے اور خبر نواخت طبل رزمی لیکے بہزار عجلت بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین آئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح دعا کرکے ملتمس ہوے کہ نظم تاکند گردش عیان رازنہان آسمان ؛ تا دہد زیب جہان حسن عیان آفتاب ؛ فوقت دولت باد مرا لایزال آفتاب ؛ نور حشمت باد حسن جاودان آفتاب ؛ بر سر شہ سایہ افگن چون شود بال ہما ؛ چون بر خفاش گردد سایہ بان آفتاب ؛ تیغ آبدار بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اعداے بد صفات کا کام تمام ہوا اسوقت نوشیروان نے بنام طول مست بربری طبل جنگی بجوایا ہی مصمم ارادہ آسکا ہی کہ صبح میدان کارزار مین آکر آتش کینہ و بغض کو شعلہ ور کرکے ظاہر کرے باقی خیریت ہی عیاران مذکور تو التماس کرکے چلے گئے خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے چنانچہ بموجب حکم خواجہ عمرو نقار خانے مین گئے اور غاشیہ اٹھاکر نقارۂ رزمی پر چوب لگائی پھر تو نقارہ نوازون نے نقارۂ حربی بجانا شروع کیا صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی اہل اسلام آگاہ ہوکر تیاری کارزار مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکر وکین بخوبی سامان جنگ ہوا جب شب قدر بری اور ستارۂ سحری فلک پر چمکا ہواے سرد سحری چلنے لگی مساجد مین نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا جوانمردان لشکر اسلام بیدار ہوے بعد حوائج ضروری و وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کرنے لگے بخشوع و خضوع رکوع و سجود کرنے لگے علی الخصوص خواجہ عبد المطلب نے بصد رجوع قلب فرض سحری ادا کیا جب نماز سے فراغت پائی بعدہ سجدۂ شکر کرکے بیرون بارگاہ تشریف لائے جملہ سرداران لشکر نے براے تسلیم بعد تعظیم سر جھکاے خواجہ عبد المطلب ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر تخت پر سوار ہوے کہارون نے وہ تخت کاندھون پر اٹھایا پھر جملہ سرداران و لشکری گھوڑون پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب لگائی گئی شقے علمونکے کھلے نقیبون نے صداے دورباش اور کوائف بسم اللہ بسم اللہ بلند کی سواری روان ہوئی لشکر ظفر صاحب بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار مین پہونچے ادھر سے نوشیروان بھی بجمعیت سپاہ بسیار میدان نبرد مین آیا بعد درستی میدان مصاف و صف آرائی لشکر جانبین کے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون جانب سے نکلے اور جوانان لشکر سے باواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادرو یہ دنیا ایک سراے فانی ہی اور مقام عبرت ہی دیکھو کیسے کیسے حسین و خوش گلو بہادر اور قوی بازو جنکا مثل و نظیر نہ تھا اس دنیا سے گذر کر سوے عدم گئے قبرون کا بھی آنکے نام و نشان باقی نہین ہی ہان وہ لوگ جنھون نے کارہاے نمایان کیے ہین ابتک آنکے اوصاف اہل جہان کی زبانون پر جاری ہین گو وہ مرگئے ہین مگر اس وجہ سے گویا وہ زندہ ہین پس اے دلیرو تم بھی آج اپنے دشمنون سے ایسی جنگ کرو کہ بعد مرنیکے تمھارا بھی نام صفحۂ ہستی پر تا قیام قیامت باقی رہے نقیب اور کڑکیت جب یہ کہکر ہٹ گئے طول مست بربری گینڈے پر سوار ہوکر نوشیروان سے اجازت حرب لیکر لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور پکارا اے گروہ مسلمانان بھیجو کسی جری کو کہ مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ تقریر طول مست بربری سے سنی فی الفور ایک دلیر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے باہر نکلا اور قریب آسکے آکر کہنے لگا او بیدین جلد وار کر طول مست بربری نے گرز گرانبار اٹھاکر اور گردش دیکر سر دلاور پر مارا ہر چند دلیر مذکور نے چاہا کہ اپنے گرز پر آسکے گرز کو روکے لیکن گرز آسکا آسکے گرز پر نہ رک سکا سر پر جو پڑا کاسۂ سر چور چور ہوگیا دلیر مسطور فی الفور مرکب سے گرکر جانب گلشن جنان راہی ہوا طول مست بربری نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک صف شکن براے مقابلہ نکلا اسکو بھی ضرب تیغ سے آسنے ہلاک کیا اسیطرح تا شام طول مست بربری نے بیس جوانون کو ہلاک کیا کسی کو گرز سے کسی کو تیغ سے کسی کو نیزے سے قتل کیا ہر ایک جوان لشکر اسلام کی لڑائی بخیال طول تحریر نہین کی گئی المختصر جب آفتاب غروب ہوگیا نوشیروان طول مست بربری کو ہمراہ لیکر مع کل اپنی فوج کے میدان نبرد سے چلا گیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب بھی ہمراہ جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ عزیمت مصاف سے تشریف لیگئے بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افزا ہوے سرداران لشکر حاضر ہوکر بصد ادب دنگلو نیر بیٹھے ادھر نوشیروان نے پھر بنام طول مست بربری طبل جنگی بجوایا ہر کارے جو امر بیاسوسی پر متعین تھے

مریع السیر چون باد بہاری | جہان سر سنگ در خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شمشیر ثریانم

اسوقت جسقدر سرداران لشکر نوشیروان وامرا و وزرا حاضر دربار تھے یہ حال دیکھکر اول تو متحیر ہوئے پھر سب اپنی جگہ سے بیتاب وبیقرار ہوکر اُٹھے اور بقصد نقابدار کے ہلاک کرنے کا کیا نقابدار نے نوشیروان سے کہا کر جلد اپنے ملازمون کو میرے ہلاک کرنے سے منع کرو ورنہ مین پہلے اس خنجر سے تجھے ہلاک کرڈالونگا پھر خود مارا جاؤنگا نوشیروان نے سبکو منع کیا کر اس نقابدار کو قتل نکرو اگر تم اسے قتل کروگے یہ پہلے مجھے ہلاک کرڈالیگا سب نے یہ تقریر نوشیروان سنکے قتل تو نہ کیا لیکن نقابدار سے پوچھا اے نقابدار بیان کر تیرا کیا مطلب ہے کیون سینۂ شہنشاہ پر سوار ہے نقابدار نے جوابدیا کہ اگر خواجہ عمرو قتل سے امان قید سے رہا کردیے جائین تو مجھکو کچھ تمھارے شہنشاہ سے کینہ باقی نرہے ابھی سینے سے اُترکر چلا جاؤن نوشیروان کو قتل نکرون نوشیروان نے گفتگوے مہتر قران سنکے خیال اپنی جانکا کرکے ان سردارون سے کہا کر جلد جاکر جلاد کو ہمارا حکم پہونچاؤ کہ خواجہ کو قتل نکرے اور قید سے بھی عمرو کو رہا کردے قران نے کہا اے شہنشاہ اتنے پر اکتفا نہ کیجیے عمرو کو خلعت فاخرہ اور زر کثیر بھی دلوائیے ورنہ مین آپکو قتل کرونگا نوشیروان نے بحالت مجبوری بخوف جان یہ بھی منظور کیا اور وزرا سے کہا کہ عمرو کو رہا کرکے ہمارے سامنے لاؤ اور خلعت فاخرہ اور زر کثیر ہمارے خزانے سے اسکو دو غرض سرداران لشکر اور وزرا بیتابانہ دوڑتے ہوئے قریب جلاد پہونچے اور کہا اے جلاد بڑا غضب ہوا شہنشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین نقابدار یعنے مہتر قران سینۂ شہنشاہ پر خنجر بکف بیٹھا ہے اب تجکو حکم ہے کہ عمرو کو قتل نکر قید سے رہا کردے جلاد نے یہ حکم نوشیروان پاکر تیغہ میان مین رکھا پھر حداد آئے بیڑیان خواجہ کے دست وپا سے کاٹ دی گئین خواجہ ازحد خوش ہوئے چاہتے تھے کہ قید سے رہا ہوکر بھاگین لیکن وزرا وغیرہ نے کہا اے عمرو ابھی بھاگنے کا قصد نکرو دربار مین شہنشاہ چلو خلعت فاخرہ اور زر کثیر لو پھر اپنے لشکر مین چلے جانا خواجہ یہ مژدہ سنکے زیادہ تر خوش ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی بالاے قلعہ تھے یہ حال دیکھکر شادمان ہوئے خواجہ ہمراہ وزرا و سرداران لشکر بارگاہ مین آئے دیکھا قران خنجر بکف سینۂ نوشیروان پر سوار ہے ناگاہ وزرا نے خلعت فاخرہ اور زر کثیر حکم نوشیروان سے خواجہ کو دیا پھر نقابدار سے کہا اب سینۂ شہنشاہ سے اُٹھ جو کچھ تو نے کہا تھا وہ تو ہم سب عمل مین لا چکے قران نے کہا جب خواجہ بارگاہ سے نکلکر چلے جائینگے اسوقت مین سینے سے اُترونگا ابھی مجکو خیال ہے کہ تم خواجہ کو پھر گرفتار کرلوگے غرض حکم نوشیروان سے اُدھر تو خواجہ بیرون بارگاہ جاکر خرم وشادان جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے خلعت و زر زنبیل مین رکھ لیا ادھر نقابدار سینۂ نوشیروان سے اُترکر قنات بارگاہ کی خنجر سے جلد تر چاک کرکے جست وخیز کرتا ہوا سمت لشکر اسلام روانہ ہوا یہان تو نوشیروان اُٹھکر تخت پر بیٹھا جملہ امرا و وزرا وغیرہ نے تاج نوشیروان کا لیکر تصدق کیا اس خوشی کی نوشیروان کو دین کہ شہنشاہ کی جان بچ گئی بلا ناگہانی آئی تھی ٹل گئی وہان نقابدار نے بارگاہ سے نکلکر آگے بڑھکر خواجہ عمرو سے ملاقات کی اور بعد سلام کہا اُستاد نقابدار مین ہی تھا مین نے جو سنا کہ آپ قتل ہوتے ہین فوراً نقابدار بنکے آیا اور آپکو رہا کرایا عمرو نے مہتر قران کو بصد محبت سینے سے لگایا پھر باہم لشکر اسلام مین داخل ہوے خواجہ نے تمام حال جو گذرا تھا سب سے کہا سب خوش ہوئے

داستان طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا بنام طول مست بربری اور قتل ہونا اکثر اہل اسلام کا ہاتھ سے طول مست بربری کے اور آنا علمشاہ کا مع ہفت شاہان بجمعیت سپاہ کثیر اور لڑنا سرداران لشکر نوشیروان سے

ساقیا جلد اب قدح بھر دے | ہے گلگونہ مجھکو ساغر دے | جام بھر بھر کے کر سبو خالی | مے سے سبو کو رکھ نہ تو خالی
پھول سی گر شراب پاؤن مین | گل مضمون یہان لٹاؤن مین | لکھون مین داستان سحر طراز | ہو زبان سے بیان سحر طراز
سیر اچادو نگار خامہ ہے | جنگ سے اب دو چار خامہ ہے

راویان خوش مقال حالات جنگ وجدال وغیرہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عیاری مہتر قران سے خواجہ عمرو رہا ہوے نوشیروان نے برہم ہوکر ہنگامہ شب طبل جنگی بنام طول مست بربری

ایسے وقت آخر مین منظور تھا وہ سامنے عقابین پرین مین انکو بخوبی دیکھ رہا ہون وہ بھی مجھے دیکھ رہے ہین تو اپنے کام مین مشغول ہو جلد ہاتھ تیغہ کا لگا کر سر میرا تن سے جدا ہو جائے یہ کہکر خواجہ نے گردن اپنی زیر تیغ جھکائی اتنی دیر مین حکم نوشیروان ہوا کہ اے جلاد عمرو کو قتل کر اسیطرح جب دو حکم نوشیروان برائے قتل عمرو جلاد کو دے چکا ہنوز تیسرا حکم نوشیروان دینے نہین پایا تھا کہ خواجہ نے سر اپنا سوئے فلک بلند کیا اور زار زار گریان ہوکر درگاہ خدا مین اسطرح مناجات کی اشعار

اے کریم و معین مظلومان / اے خبرگیر حال مجبوران
شرم عصیان سے آب آب ہون مین / غرق دریائے اضطراب ہون مین
سائل اسکا کسی کے در پہ جائے / ہاتھ غیرون کے سامنے پھیلائے
جب ملک قطع ہووے تار نفس / یا کہ باقی رہے شمار نفس
دل رہے تجھ مین تو رہے دلمین / ہو تری یاد آب اور گل مین
بحر وحدت سے آشنائی دے / اس دوئی سے مجھے رہائی دے
رنج و غم سے مجھے فراغ رہے / دل افسردہ باغ باغ رہے
اس محیط جہان مین اے داور / آبرو سے رہون برنگ گہر
قبر کی ہو سبت کڑی منزل / سہل کر دیجیو مری مشکل
یان بھی اے کارساز و بندہ نواز / قتل ہونے سے رکھ مجھے تو باز

رو سیہ ہون گناہ گار ہون مین / جرم بیحد سے شرمسار ہون مین
دو جہان جسکے در پہ سائل ہون / جس سے مقصد ہر ایک کے حاصل ہون
گو سراپا گناہگار ہون مین / پر یہ تجھسے امیدوار ہون مین
تیری الفت کا دلمین داغ رہے / روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے
دے وہ اب دیدۂ حقیقت بین / ہمہ تن ہوئین چشم وحدت بین
دلکو لبریز معرفت کر دے / نور عرفان سے جسم و جان بھر دے
بے ترے ملتجی غیر نہ ہون / چھوڑ کر کعبہ محو دیر نہ ہون
روح قالب سے جب روان ہووے / نام تیرا مری زبان ہووے
مجکو رسوا نہ حشر مین کیجو / پردہ اے پردہ پوش رکھ لیجو
قید سے بھی مجھے رہا کر دے / مین ہون نادار خلعت زر دے

جس وقت بکریہ و زاری و بنالہ و بیقراری عمرو نے درگاہ جناب باری مین دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے کسقدر غبار بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا ایک نقابدار سرخ نقاب منھ پر ڈالے ہوئے ہے اور ایک فرمان اپنے ہاتھ مین لیے ہے گھوڑے پر سوار ہے بصد تعجیل آتا ہے خواجہ ابھی دیکھ رہے تھے یکایک وہ نقابدار دربارگاہ پر آیا گھوڑے سے اترکر اندر بارگاہ کے جانے لگا خدام نے روکا نقابدار نے کہا مین اپنے حاکم کا نامہ لیکر آیا ہون اور کچھ زبانی بھی مجھے گوش شہنشاہ مین کہنا منظور ہے وہ ایک مژدہ ہے مجھے تم کو اندر بارگاہ کے جانے دو دربانون نے حکم لیکر اجازت دی نقابدار بارگاہ کے اندر گیا نقابدار کو تو راہ طی کرنے مین چھوڑیے لیکن اب حال خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ خواجہ عمرو بعد مناجات کرنیکے حمزۂ صاحبقران کی طرف دیکھکر اور گریان ہوکر کہنے لگے کہ اے حمزۂ صاحبقران برائے خدا و رسول میری خطا و قصور عفو فرمائیے گا اگر اس قید سے رہا ہوجیے گا تو کبھی کبھی میرے مرقد پر آکر سورۂ فاتحہ پڑھیے گا روح کو میری ہدیہ ثواب سورہ حمد پہونچا دیگا بھول نہ جائیگا افسوس دلمین تو یہ حسرت تھی کہ آپ اس قید سے رہا ہون کفار سے مقابلہ کرین مین ہمراہ رکاب رہون لیکن قضا سر پر آگئی اب کو بتیم مین قتل ہوتا ہون تمنائے دلی بر آئی شکر ہے خدا کا کہ قبل آپکے مین اس دار فنا سے سوئے عدم جاتا ہون حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اور خواجہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھکر نہایت ہی غمگین و ملول ہوئے پکارے اے یار وفادار برادر غمخوار بعد تیرے خاک ہے اس دنیائے فانی پر مین تیرے غم مین ہلاک ہوجاؤنگا ادھر ہنوز حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو سے بیتاب و بیقرار تھے خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہوئے زار زار رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خدا دیا مجھسے اور تجھسے تو کوہ سراندیب پر وعدہ ہوا تھا کہ جبتک تین مرتبہ تو موت کی خواہش نکریگا اسوقت تک تو نہ مریگا مین نے تو ابھی ایک مرتبہ بھی موت کی خواہش نہین کی ہے اور سامان میرے قتل ہونیکے نظر آتے ہین جائے تعجب ہے ادھر نقابدار نے گھوڑا صحن بارگاہ کو طی کرکے قریب نوشیروان گیا پہلے سلام کیا پھر تخت کے زینون کو طی کرکے پاس نوشیروان کے پہونچا نوشیروان نے واسطے نامہ لینے کے ہاتھ بڑھایا نقابدار نے عوض نامہ دینے کے بقصد غضب سینہ پر کینہ نوشیروان پر سوار ہوا اور خنجر گرانبار کمر سے کھینچکر گلوئے نوشیروان پر رکھدیا اور نقابدار نے نعرہ کیا نعرہ شران

اُسے تو ہماری خواص نے بیان کیا ہوگا اب میرا دل یہ چاہتا ہی کہ تم جلد کوئی ایسی تدبیر کرو کہ حمزۂ صاحبقران قید سے رہا ہون
مین فی الفور ملکہ مہر نگار تاجدار کی شادی حمزۂ صاحبقران کے ساتھ کردون اگر اسوقت تم میرے پاس آؤ تو اور بھی کچھ تمسے
کہون اور حیلوں سے اعانت تم مجھسے چاہو مین بسر و چشم اعانت کرون اسوقت تمھارا آنا میرے پاس انسب ہی تنہائی مین مشورہ
رہائی حمزۂ صاحبقران کا بخوبی ہو جائیگا فقط زیادہ کیا لکھا جائے خواجہ نامے کو پڑھکر اور نہایت خوش ہو کر ہمراہ اُس
عورت کے خیمے سے نکلکر چلے اسوقت کسی عیار لشکر اسلام نے خواجہ کو جاتے نہین دیکھا غرض وہ عورت خواجہ کو جانب ویرانہ
لیکر چلی جب خواجہ ویرانہ مین پہونچے دیکھا چند درختون کے نیچے ملکہ زر انگیز خاتون لباس نفیس زیب کیے ہوے
بیٹھی ہی لیکن چہرے پر آثار رنج و ملال ظاہر مین اور نیل طمانچون کا رخسار پر موجود ہین گرد چند خواصین کھڑی ہین خواجہ
ابھی دیکھ ہی رہے تھے کہ خواصون نے دست بستہ ملکہ زر انگیز سے عرض کیا ای ملکہ عالم ملاحظہ فرمائیے وہ خواجہ عمرو
ہمراہ گلرخسار آتے ہین جب خواجہ قریب تر پہونچے ملکہ زر انگیز اٹھی ہمراہ ملکہ خواصین چلین خواجہ نے برائے تسلیم سر جھکایا
ملکہ زر انگیز نقلی اور خواصون نے فوراً یکبارگی حلقہ ہاے کمند خواجہ عمرو کی گردن مین ڈالدیے اور جھٹکا دیا خواجہ اس
کمندون کے حلقون مین پھنس گئے کچھ حلقہ ہاے کمند گردن مین اور کچھ کمر مین تھے ہر چند خواجہ نے چاہا کہ رہا ہون لیکن رہا
نہو سکے اُسوقت صابر نمد پوش و کنارۂ کابلی و انیس جاسوس وغیرہ نے نرغہ کر کے خواجہ کو بخوبی تمام طوق و سلاسل
مین گرفتار کیا بعد گرفتار کرنیکے راہ دشت سے خواجہ کو بارگاہ نوشیروان مین لیگئے اور بصد ادب عیارون نے تسلیم اور مجرا کر کے
دست بستہ نوشیروان سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ بموجب حکم یہ نمکخوار خواجہ عمرو کو گرفتار کر لائے ہین اب جو حق مین خواجہ
عمرو کے مناسب ہو حضور عمل مین لائین نوشیروان عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا عیارون کو انعام دیا ہیکلان نے
عرض کیا ای شہنشاہ عمرو کو قید نہ کیجیے ابھی قتل کروا ڈالیے اسکی ذات سے فتنہ و فساد برپا ہوتے ہین شہنشاہ کو اسی نے
صدمہ دیا ہی کرب غازی سے مقتوح روئین تن کو ہلاک کرایا ہی اگر یہ قتل ہو جائیگا لشکر اسلام مین پھر ایسا کوئی عیار
بلاے روزگار باقی نہین ہی جب یہ قتل ہو جائیگا زور لشکر اسلام کا نصف رہ جائیگا بلکہ لشکر پراگندہ ہو جائیگا حمزہ
صاحبقران بھی اسکے غم مین بغیر قتل کیے ہلاک ہو جائینگے کل فساد دفع ہو جائیگا نوشیروان نے تقریر ہیکلان
کی سنکے بخاطر ہیکلان اور خود بھی قتل عمرو منظور تھا اسوجہ سے اُسیوقت نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جلاد ہیبتناک
تیغ کھینچے ہوے گلے مین ہار ناک اور کانون کے پہنے ہوے حاضر ہوا اور باادب مجرا کر کے عرض کرنے لگا ای شہنشاہ فلک
بارگاہ کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کون شخص لائق کشتنی ہی کسپر عتاب شہنشاہی ہوا ہی تیغہ بار دھار رکھتا ہون بازو پر قوت
ہین رحم مطلق میرے دلمین نہین ہی کسی کی فریاد و زاری پر رحم نہین کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا کشتے کا دشوار ہی بلکہ
ناممکن ہی سواے خداوندون کے کوئی مقتولون کو زندہ کر نہین سکتا اور ہمارے خداوندونکی ایسی عادت نہین ہی جو قتل ہوتا
ہی باوجود قدرت کے اسے نہین جلاتے ہین حضور سمجھ بوجھ کر حکم قتل دیجیے گا نوشیروان نے کہا ای جلاد جلد خواجہ عمرو کو
سامنے عقابین کے لیجا اور قتل کر جلاد نے حکم قتل پاکر خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور بارگاہ سے سامنے عقابین کے خواجہ کو لیگیا
پہلے چبوترہ ریگ کا بنایا پھر بوریہ فلاکت کا چبوترے پہ بچھایا جب درستی چبوترے کی کر چکا خواجہ کو اُس چبوترے پر بٹھایا کولیکا
خط گردن پر کھینچکر تیغہ میان سے لیکر بالاے سر خواجہ عمرو کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ عمرو جو چیز کھانا ہو کھا لو پیاسے ہو
تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے دیکھ لو جو جو ہوس و آرزو ہو اسوقت بیان کرو تھوڑی دیر مین تمھارا رشتۂ حیات
قطع ہو جائیگا سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی ہوس دلکی دل ہی مین رہ جائیگی خواجہ عمرو نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا ای جلاد
مجھے کسی شی کی خواہش نہین ہی کثرت غم سے پیٹ بھرا ہی بجاے آب خون دل پی رہا ہون دکھینا حمزۂ صاحبقران کا

نہین معلوم کیا باعث ہی بعض سرداردن نے عرض کیا مقتوح روئین تن کل ہلاک ہوا ہی نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا
صدمہ ہوگا علاوہ اسکے احتمال ہی کہ کسی سردار کے آنیکا اُسکو انتظار ہوگا یا اور کوئی باعث ہوگا اسی قسم کی تادیر گفتگو ہوئی
جب وقت دربار برخاست ہونیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار اپنی اپنی بارگاہ مین گئے خواجہ عمرو
خیمے مین آکر کرسی پر جلوہ گر ہوئے خواجہ کرسی پر بیٹھے ہی تھے ناگاہ دیکھا ایک عورت چادر سفید سر سے پاتک اوڑھے ہوئے ہی
منھ تھوڑا سا کھلا ہی رنگ رخ گندمی ہی مسی اور کاجل لگائے ہو نہ جوان ہی نہ مسن ہی عصا ہاتھ مین ہی دوسرے ہاتھ مین ایک
نامہ ہی قریب خیمہ کھڑی اشارے سے بلاتی ہی نامہ دکھاتی ہی خواجہ عمرو نے اُسوقت خیال کیا یہ کوئی زن بیوہ ہی مفلس و نادار
ہی مجھسے کچھ طلب کرتی ہی یا اور کوئی حاجت لیکر میرے پاس آئی ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے پوچھا ای عورت یہان کیون کھڑی ہی
کسواسطے آئی ہی مجکو اشارے سے کیون بلاتی ہی اگر کچھ خواہش زر ہی تو میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہی اور اگر باطنی خواہش
وہ حاجت ہی اس امر سے بھی مجھے معاف رکھ کیونکہ آجکل غم حمزۂ صاحبقران مین مبتلا ہون طلبگار عیش و راحت نہین ہون
پس تیری حاجت روائی مجھسے آجکل نہو سکیگی زن مذکور نے گفتگوے خواجہ سُنکے ہاتھ بڑھا کر نامہ دکھایا اور اشارے
سے اپنے پاس بلایا خواجہ سمجھے یہ اور کسی ضرورت کے واسطے آئی ہی اسکو بلا کر اصل حال دریافت کرنا چاہیے یہ تصور
کرکے اُس عورت کو اپنے خیمے مین بلایا جب وہ عورت خیمے مین گئی خواجہ نے پوچھا کیا کہتی ہی بیان کر اُسنے آہستہ کہا
مین ملکہ زرانگیز خاتون کی ملازم ہون اُنھون نے مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی کچھ زبانی کہا ہی کچھ امور پوشیدہ اس نامے مین
لکھے ہین اور وہ بھی ہمراہ چند عورتون کے فلان مقام پر تشریف فرما ہین آپ کو بلاتی ہین کچھ آپسے کہینگی خواجہ نے پوچھا ملکہ
نے زبانی کیا کہا ہی اُس نے کہا اصل احوال یہ ہی کہ شب گذشتہ کو نوشیروان نے ہماری ملکہ زرانگیز خاتون سے
کہا کہ فرامرز بن قارن مرد دلاور ہی اُسنے اقرار کیا ہی کہ مین جملہ سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران کو ہلاک کرونگا لشکر کو
اُنکے تباہ و برباد کرونگا پھر حمزہ کو قتل کرونگا مین نے اس کار نمایان کے عوض مین اُس سے عہد کیا ہی کہ اپنی دختر ملکہ گوہر
تاجدار کے ساتھ تیری شادی کردونگا چنانچہ ای ملکہ اُسنے اکثر سردار قتل اور زخمی کیے ہین مین تجھسے کہے دیتا ہون کہ ضرور اپنی لڑکی
کی شادی فرامرز بن قارن کے ساتھ کردونگا ملکہ زرانگیز نے تقریر شہنشاہ سُنکے اور ناخوش ہوکے جواب دیا کہ مین تو اپنی پیاری
دختر ملکہ گوہر تاجدار کی شادی فرامرز کے ساتھ ہرگز نکرونگی اور نہ شہنشاہ کو کرنے دونگی وہ ہمارا ہمسر نہین ہی کوئی شاہ
جلیل القدر عالی خاندان اگر اس دختر کی خواہش کریگا تو البتہ اُسکے ساتھ بیاہ دونگی ای خواجہ یہ گفتگو ملکہ کی سُنکے شہنشاہ نے کہا کہ
ملکہ اگر مین ایفاے وعدہ نکرونگا تو میری ذلت ہوگی ہر شہر و دیار مین اخبار نویس یہ خبر اخبارمین درج کرینگے کہ نوشیروان
عہد شکن ہی فرامرز سے جو وعدہ کیا اُسے ایفا نہ کیا ملکہ نے جواب دیا صاحب خواہ تمھاری ذلت ہو خواہ رسوائی ہو خواہ تم
جھوٹے دغاباز مکار مشہور ہو تو ہو مین تو ہرگز ہرگز شادی اپنی بیٹی کی فرامرز بن قارن کے ساتھ نکرونگی عوض مین اپنی
دختر کے ملک و مال دیدونگی اگر وہ راضی نہوگا تو ہوے کو ایسی سخت سزا دونگی کہ وہ بھی یاد کرے جسوقت شہنشاہ نے یہ کلمات
ملکہ سے سنے تو غضبناک ہوکر کئی طمانچے ہماری ملکہ کے رخسار پر لگائے اور کہا او بدزبان اگر مین چاہون تو بغیر ایفاے عہد
اپنی دختر کی شادی اُسکے ساتھ کردون ہر چند تو روئے پیٹے ہرگز تیرا کہنا نمانون اور تو زیادہ اصرار کیے جائیگی تو چند ہی
روز مین کردونگا ای خواجہ ہماری ملکہ طمانچے کھا کر آنسو بہا کر اُسوقت تو چپکی ہو رہین لیکن قریب صبح ہمراہ چند عورتون کے
روتی ہوئی پاپیادہ اپنی بارگاہ سے نکلین اور ویرانے کی راہ لی اب تھوڑی سی دیر ہوئی فلان ویرانے مین پہونچین وہان توقف
کرکے یہ نامہ آپکو لکھا ہی اور بلایا ہی دیکھیے اس نامے مین کیا لکھا ہی جلد تقریر اس عورت کی سُنکے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیا دیکھا اُسپر مہر
ملکہ کی ثبت ہی خواجہ نے لفافہ چاک کیا اور نامہ نکالکر پڑھا خلاصہ مضمون اُس نامے کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو وجود اخلاق زکی

بھی ملول ہوے ازانجملہ ہیکلان ہاے سومنات مغرب کو بھی کمال غم ہوا چونکہ آفتاب غروب ہو چکا تھا نوشیروان بعد دیکھنے چار
پہر تک تماشاے کشتی کے ہنگام شام محزون و ملول اپنی بارگاہ کی جانب مع اپنے سرداران لشکر وغیرہ کے چلا گیا ادھر خواجہ
عبد المطلب کرب غازی کو ہمراہ لیکر مع تمامی فوج اسلام اپنی بارگاہ کیطرف خرم و شادان چلے بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین
داخل ہوے جملہ سرداران لشکر و مردان سپاہ بھی اپنے اپنے مرکبون سے اتر اتر کر بارگاہ و خیام مین داخل ہوے جب دربار کا وقت آیا جملہ
سرداران لشکر بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین بعد اداے آداب تسلیم علے قدر مراتب اپنے اپنے دنگلو پر رونق افزا ہوے کرب غازی
بھی آکر اپنے دنگل پر بیٹھا خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے خواجہ عبد المطلب نے دلیری کرب غازی کی بہت تعریف کی سرداران لشکر نے
بھی قوت و شجاعت کرب کی تعریف کی جب وقت دربار برخاست کرنیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار اپنے
اپنے خیام و بارگاہ مین گئے بعض سردار واسطے طلایہ لشکر کے مستعد ہوے اور نگہبانی لشکر کرنے لگے یہان تو عبد المطلب نے دربار برخاست
کیا ادھر نوشیروان نالہ کنان جب اپنی بارگاہ مین پہونچا دربار مین جملہ سرداران لشکر کو بلایا جب سب حاضر ہوکر علے قدر مراتب اپنے اپنے
دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے نوشیروان نے مفتوح روئین تن کو یاد کرکے اک آہ سرد کی اور اشک آنکھون مین بھر لایا بعد ایک لحظہ کے
وزرا و امرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا عمرو نہایت ظالم ہے اور بلاے روزگار ہے اسکے کہنے سے کرب نے مفتوح روئین تن کو چیر ڈالا ورنہ
کرب اسکو ہلاک نکرتے ابدولت مع کل لشکر حملہ کرکے مفتوح کو پنجہ کرب سے رہا کر لیتے افسوس عمرو نے مجکو غم مفتوح مین ملول کیا بختک نے
جلد تر عرض کیا شب گذشتہ ہی خواجہ عمرو مفتوح روئین تن کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر لیچلے تھے اگر قارن دیکھ
نہ لیتا تو شب گذشتہ ہی خواجہ مفتوح کو قتل کر ڈالتے کل مفتوح روئین تن قتل ہونے سے بچ گیا تھا آج خواجہ نے دست
کرب سے اسے ہلاک کرا ڈالا نوشیروان نے بختک کی گفتگو سنکے حکم دیا کہ عیاران نامی ہمارے لشکر کے جلد ہمارے روبرو
حاضر ہون جب عیاران مذکور حاضر ہوے نوشیروان نے انسے مخاطب ہوکر کہا اے نمک حرامون اتنے دنون سے تم ابدولت کے
ملازم ہو اور نمکخوار سرکار ہو لیکن کوئی کار نمایان تمسے ظہور مین نہ آیا عمرو نے کل یہان آکر عیاری کی مفتوح روئین تن کو
بیہوش کیا پشتارہ لیکر چلا تھا کہ قارن نے دیکھ لیا اسوجہ سے مفتوح کل خواجہ کے ہاتھ سے بچ گیا آج خواجہ نے مفتوح
قتل کر ڈالا عمرو کارہاے نمایان کرتا ہے تمسے اتنا بھی نہین ہو سکتا کہ اسے گرفتار کرکے کسی طرح ہمارے پاس لے آؤ تا ہم اسکو
قتل کرین صابر نمدپوش و کنارہ کابلی و انیس جاسوس وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا اے شہنشاہ حضور نے ہم غلامون سے
گرفتاری عمرو کے مقدمہ مین کب تاکید کی اب شہنشاہ نے فرمایا ہے باقبال شہنشاہ صبح کو ہم عمرو کو گرفتار کرلائینگے عمرو ہمارے دام
مکر مین اگرچہ دانا ہے لیکن پھنس جائیگا نوشیروان نے کہا کل عمرو کو تم گرفتار کرکے نہ لاؤگے تو عتاب شہنشاہی مین مبتلا ہوگے
عیارون نے عرض کیا اگر ہم کل عمرو کو گرفتار کرکے شہنشاہ کے روبرو نہ لائینگے تو پیشہ عیاری چھوڑ دینگے اور معتوب حضور
ہونگے یہ عرض کرکے عیاران لشکر نوشیروان کی بارگاہ سے باہر آئے ہنگام شب دس عیارون نے باہم بیٹھکر مشورہ کیا کہ اب کیا
عیاری کیجائے کہ جس سے عمرو ہمارے دام مکر مین گرفتار ہو ہر ایک عیار نے اپنی راے ظاہر کی آخر بعد فکر بسیار ایک عیاری
تجویز کی گئی صابر نمدپوش نے ہر ایک عیار سے جو منظور تھا کہدیا سب نے کہا ہم بموجب تمھارے کہنے کے ضرور عمل مین لائینگے جب مشورہ
ہو چکا اور عیاری تجویز ہو چکی تمام عیار اپنے اپنے خیمے مین جاکر راحت پذیر ہوے ہنگام سحر صابر نمدپوش انھین عیارون کو ہمراہ
لیکر بتشکل مبدل براے فکر عیاری چلا عیاران لشکر نوشیروان تو براے گرفتاری خواجہ عمرو جاتے ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو کا
تحریر ہوتا ہے کہ جب صبح ہوئی اہل اسلام بیدار ہوے اور بعد اداے فریضہ سحری کے ہنگام دربار جملہ سردار مع خواجہ عمرو بارگاہ فلک
جاہ خواجہ عبد المطلب مین گئے اور شرائط تسلیم بجا لاکر بعد ادب اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے جب بخوبی دربار آراستہ ہو چکا
خواجہ عبد المطلب نے سرداران لشکر و خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ شب کو نوشیروان نے طبل جنگ نہین

مستحکم پکڑکر تلوار مفتوح کے سر پر لگائی مفتوح نے بجائے سپر تلوار پھرا اپنے سر پر روکی ہرچند کہ جھنکار تلوار کی بخوبی ہوئی لیکن سر مفتوح سر مو بھی زخمی نہوا ایکی مرتبہ زیادہ تر کرب کو غصہ آیا رنگ رخ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا مفتوح نے ہنسکر کہا اے دلیر برہم نہو اگر ہزار مرتبہ تلوار اسی طرح لگائےگا تو بھی سر سراز زخمی نہوگا مین روئین تن ہون کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کریگا یہ کلمات زبان سے جاری کرکے پھر تیغہ مفتوح نے خبردار کہکے سر کرب پر لگایا کرب غازی نے اس طرح تیغہ سپر پر روکا کہ تیغہ پٹ پڑا آ اسوقت بقصد چالاکی بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنے ہاتھ سے مفتوح کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تیغہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا مفتوح نے بھی برہم ہوکر زنجیر کمر کرب مین ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا گھوڑے کثرت زور سے سینے کے بھل زمین پر بیٹھ گئے اسوقت عیاران ہر دو لشکر صف لشکر سے نکلے اور قریب دونون دلاورون کے آکر کہنے لگے اے بہادر و اگر تم مائل کشتی ہو تو مرکبون سے اُترکر بالاے زمین تقدیر آزمائی کرو گھوڑے بیچارے تمھارے زور و قوت کے متحمل ہو نہین سکتے ہین دیکھو مر ہلاک ہوے جاتے ہین زور اور لنگر تمھارا اگر زمین سنبھالیگی گھوڑے ہلاک ہوجائینگے جسوقت یہ کلمات بہادرون نے سنے فی الفور دامن گردانکر دونون مرکبون سے کودے اکھاڑا مدت چشم زدن مین بیلدارون نے تیار کردیا بعد درستی زمین کے یعنے بعد تیار ہونے اکھاڑے کے دونون دلیر باہم کشتی لڑنے لگے ادھر نوشیروان بالاے زمین فرش بچھواکر تخت پر بیٹھا سرداران لشکر کرسیونپر بیٹھے بارگاہین اور خیام استادہ ہوے ادھر خواجہ عبد المطلب بھی مانند نوشیروان مع اپنے سرداران لشکر کے بیٹھے سواران لشکر جانبین زین پوش بالاے زمین بچھا بچھا کر بیٹھے غرض جملہ صغیر و کبیر اعلی و ادنا تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی مفتوح روئین تن کو پیچ لیکے نیچے لے آتا تھا جملہ اہل اسلام خوش ہوتے تھے اور جب مفتوح روئین تن اس پیچ کا توڑ کرکے نکل جاتا تھا کفار شادمان ہوتے تھے جب مفتوح اُٹھیر لگاتا تھا کرب اسکے داؤن سے بچتے تھے گاہ کرب بغلی ڈوب کر اسکی پس پشت جاکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اسکا اُٹھیر لیتا تھا مفتوح لنگر اپنا زمین پر قایم کرتا تھا زمین سے نہ اُٹھتا تھا غرض باہم شیرانہ اور رندانہ کشتی لڑتے تھے ماہران فن کشتی کبھی کرب کی ثنا کرتے تھے گاہ مفتوح روئین تن کی تعریف کرتے تھے اکثر ٹکرین باہم یون لگتے تھے کہ ثابت ہوتا تھا دو فیل مست لڑتے ہین راوی بیان کرتا ہے کہ شام تک باہم خوب کشتی ہوئی آخر کار جب مفتوح روئین تن تھک گیا دم اسکا اُکھڑ گیا ہانپنے لگا قوت مین بھی کمی ہوئی پسینے مین سراپا تر ہوگیا کرب غازی نے اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے لنگر اسکا زمین سے اُکھیڑا دور اول مین تا بزانو دور دوم مین تا بسینہ دور سوم مین اپنے سر سے بلند کیا اور بولے اے مفتوح حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی مفتوح بد انجام نے جواب دیا مین فداے خداوند لات و منات وغیرہ ہون اور انھین کو اپنا خداوند جانتا ہون سواے انکے کسی کی پرستش نکرونگا جان دونگا مگر مسلمان نہونگا کرب غازی نے گفتگوے مفتوح روئین تن سنکے اور غضبناک ہوکے بالاے زمین اسطرح سے پٹکا کہ اس بیدین کی پشت آشناے زمین ہوئی مردمان لشکر اسلام مین شور مرحبا بلند ہوا نوشیروان وغیرہ ملول ہوے اور چاہا کہ مفتوح کو دست کرب سے بچائین فی الفور خواجہ عمرو قریب کرب گئے اور بآواز بلند کہا اے فرزند جلد اس نابکار کو ہلاک کر دیر نہ لگا ایسا وقت پھر دستیاب نہوگا حریف کو مہلت نہ دے کرب غازی خواجہ عمرو کی آواز سنکے جلد تر اسکے سینے پر سوار ہوا پھر ایک قدم اپنا اسکے مابین سینہ و کمر پر رکھکر ایک پانون اسکا اپنے دونون ہاتھون سے پکڑکر ایسا زور کیا کہ باوجودیکہ مفتوح بیدین روئین تن تھا لیکن زیر کمر سے تا سینہ و گلو چیر ڈالا لاشہ مفتوح کا زمین پر تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے مفتوح روئین تن تڑپکر ہلاک ہوگیا مردمان لشکر اسلام نے صداے تحسین و آفرین بلند کی ہر ایک اہل اسلام خوش ہوا نوشیروان کو اسکے ہلاک ہونے کا از حد صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر لایا چہرہ کثرت ملال سے متغیر ہوگیا سرداران لشکر نوشیروان

نمایان ہوئی مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے ہوائے سحر چلنے لگی غنچے گل ہونے لگے مسجدوں میں موذنوں نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا خواجہ عبد المطلب و جملہ سرداران لشکر وغیرہ بیدار ہوئے پھر بعد فراغ امور ضروریہ وضو کر کے ہر ایک نے فریضۂ سحر ادا کیا خصوصاً خواجہ عبد المطلب نے نماز بخضوع و خشوع پڑھی بعد فراغ نماز و تلاوت صحیفۂ ابراہیم کے ہاتھ سوے فلک بلند کرکے برائے نصرت و ظفر خالق بحر و بر سے اس طرح دعا کی اشعار

یا الٰہی بحق ہفت نجوم ۔ بطفیل خلیل اے قیوم
یہ تو کیونکر کہوں مجال نہیں ۔ کہ تجھے کچھ مرا خیال نہیں
فتح دے دشمنوں پہ مجھکو الٰہ ۔ کہ بہت اب مرا ہی حال تباہ
آب رحمت سے دھو دل اُسکا ۔ گرد عصیان سے پاک دامن کر
مگر اب ہی تباہ حال مرا ۔ رد نہ کر رد نہ کر سوال مرا

خواجہ عبد المطلب دعا پروردگار سے مانگ کر تخت پر سوار ہوئے کہاروں نے تخت اٹھایا سرداران لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی نشان لشکر آگے بڑھا باجے جنگی بجنے لگے لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار بعید کروفر روانہ ہوا ظاہر رہے پر واضح ہو کر جو سرداران نامی علاوہ لندھور کے قبل ازین زخمی ہوئے تھے وہ اب رو بصحت ہوئے ہیں جنمیں بہرام گرد اور کرب غازی چنانچہ آج ہمراہ لشکر بہرام اور کرب بھی چلے ہیں الحاصل اسطرف سے خواجہ عبد المطلب ادھر سے نوشیروان مع مفتوح بجمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار میں آیا بعد درستی میدان جنگ دونوں بادشاہ صف آرا ہوئے یکایک نقیبان خوش گلو اور کرکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور لشکریان سے مخاطب ہو کر باواز بلند یوں کہنے لگے نظم

نہیں ہے کسی کو بقا جز خدا ۔ کرو تو خیال اپنے اجداد کا ۔ گئے وہ جہان سے سبک با بقا ۔ جوانو سنو یہ ہے دار فنا
کفن ڈال دنیا سے بس پاؤگے ۔ نہیں گرچہ رستم میان جہان ۔ مگر نام اُسکا ہے ورد زبان ۔ یونہیں ایکدن تم بھی مرجاؤگے
یہ کہتے ہیں رستم تھا کیا صف شکن ۔ ہزاروں سے کرتا تھا تنہا وغا ۔ دلیر اُس سے ڈرتے تھے صبح و مسا ۔ جہان جمع ہوتے ہیں کچھ تیغ زن
ہو مانند رستم تمہاری ثنا ۔ تو اسوقت میدان میں چار سو ۔ بہادر زمین پر عدو کا ہو ۔ اگر جا سکتے ہو کر لیو فتنا

جب نقیب اور کرکیت جوانان سپاہ کو مستعد پیکار کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اُسدم مفتوح رومین تن سفیر کب سے اُترکر نوشیروان کی خدمت میں جاکر اجازت جنگ لی پھر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا اور اہل اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے فرقۂ خدا پرستان آج تم میں سے کون کون جوہر میری تیغ آبدار کے دیکھیگا کس کس کو اپنی زندگی دشوار ہے کون میدان میں نکلکر مجھسے مقابلہ کریگا جلد وہ شخص جسکو اپنے دوش پر سر بار ہے یہ کہکر مفتوح رومین تن خاموش ہوا فی الفور لشکر اسلام سے ایک دلیر خواجہ عبد المطلب سے رخصت حرب حاصل کر کے میدان میں نکلا جب قریب مفتوح کے آیا مفتوح نے تیغۂ آبدار کھینچکر اس دلیر کے سر پر لگایا دلیر مذکور نے سپر اٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑا اور کاٹتا ہوا جگر گاہ تک پہونچا دلیر مسطور خرب سے گر کر مر گیا بعد قتل ہونے دلیر مذکور کے مفتوح رومین تن نے نعرہ کر کے کہا اے فرقۂ خدا پرستان کسی ایسے بہادر کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو کہ تھوڑی دیر تک تو لڑے کچھ فنون سپہ گری ظاہر کرے میرے تیغۂ گران کی ضرب کو روکے جسوقت یہ کلمات کرب غازی نے سنے ہر چند کہ زخم بخوبی اچھا نہ ہوا تھا لیکن تقریر مفتوح سے برہم ہو کر فرس تیز قدم کو بڑھا کر خدمت خواجہ عبد المطلب میں جاکر اجازت مصاف لی پھر کرب غازی دلیرانہ اُسکے مقابلے کے واسطے لشکر سے نکلے جب قریب اسکے پہونچے اول باہم تکاوزان کے گھوڑا مفتوح رومین تن کا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور بادپاے کرب غازی دو قدم پیچھے سرکا مفتوح نے غضبناک ہو کر آگے بڑھکر تیغہ سر پر لگایا کرب نے تیغہ اُسکا سپر پر روکا پھر کرب نے شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی مفتوح نے بڑھکر سر اپنا آگے بڑھایا تلوار کو سر پر روکا چونکہ مفتوح رومین تن تھا تلوار کرب غازی کی اُسکے سر پر بخوبی پڑی لیکن اُچٹ گئی ذرا زخم اُسکے سر پر نہ آیا مفتوح نے ہنسکر کہا اے بہادر تو نے ہاتھ تلوار کا اچھی طرح نہیں لگایا اب کی مرتبہ تلوار بقوت تمام تر لگانا یہ کہکر مفتوح نے تیغہ پہلوے کرب پر لگایا کرب نے تیغہ کو خالی دیکر اور نہایت غضبناک ہو کر دونوں ہاتھوں سے قبضۂ شمشیر

کرتے ہو بس اب تیرا در مناسب یہی ہے کہ خاموش رہو گفتگوے سخت نکرو ورنہ مین تمھین تیغ زبان سے جواب دونگا مفتوح روئین تن نے
کہا تیری کیا مجال ہے کہ تو مجھسے مقابلہ کر سکے مین تجھکو مثل ایک مور ناتوان کے جانتا ہون اور جو کچھ تو نے ابھی بیان کیا سب غلط ہے مجکو ہرگز
اعتبار تیری گفتار کا نہین ہے میرے حواس بجا ہین تجکو لازم ہے کہ اپنی خطا پر نادم ہو زیادہ گفتگو مجھسے نکر نہین تو ابھی زبان تیری
تیرے دہن سے کھینچ لونگا قارن نے غضبناک ہوکر جواب دیا او نابکار کیا ہے دلیرون سے ایسی بدزبانی کرتا ہے تجکو کچھ خوف اپنی
جان کا نہین ہے عوض احسان ماننے کے ناراض ہوکر سخت کلامی کرتا ہے مجھسے بھی تو نے کیا کوئی ہزدل قصور کیا ہے اگر ایک مرتبہ تو نے کوئی
کلمہ بد زبان پر جاری کیا تو خنجر آبدار سے تیرا سینہ و جگر چاک کر ڈالونگا ایسی جگہ تجکو سپرد خاک کرونگا کہ تیرا نشان باقی نہ رہیگا مفتوح
یہ تقریر قارن کی سنکے اٹھا اور جانب قارن بصد غیظ بڑھا قارن نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا تھا یہان قارن ادھر قارن کو ادھر
مفتوح کو روکنے لگے غل و شور جو ہوا تجنک اپنے خیمے مین سو رہا تھا بیدار ہوا اور جلد تر جانب شور و غل میان دوڑا جب قریب
پہونچا دیکھا قارن اور مفتوح دونون باہم آمادۂ جنگ ہین تجنک نے اول احوال قارن سے پوچھا قارن نے تمام وکمال کیفیت
بیان کی پھر مفتوح سے پوچھا اسنے بھی جملہ احوال نصیرین کنیز فرشتے کے آنیکا اور سلانیکا بیان کیا تجنک تقریر مفتوح کی سنکر بہت
ہنسا اور کہا اے مفتوح روئین تن جسے تم فرشتہ خواب فرستادۂ خداوندلات سمجھے ہوے ہو وہ ذی رتبہ فرشتہ ہین کبھی نظر آتے
ہین گاہ نظر نہین آتے ہین ایک لمحہ مین ہزار صورتین طرح طرح کی پیدا کرتے ہین کبھی عورت اور گاہ طفل دوازدہ سالہ کبھی جوان
گاہے پیر بن جاتے ہین اور خاصیت ملک الموت کی رکھتے ہین جسپر غضبناک ہوتے ہین ایک چشم زدن مین مار ڈالتے ہین اصل نام انکا
خواجہ عمرو ہے عیار بے روزگار ہین خداوندان لات و منات کا شکر کرو کہ تمھاری جان بچ گئی ورنہ وہ تمھین لیجا کر ضرور
قتل کر ڈالتے مجکو یقین کامل ہے وہی تشریف لائے ہونگے اور تمھین انھون نے سلایا ہوگا بیہوشی زمین رکھکر تمھارے سوراخ
بینی کی راہ سے تمھارے دماغ مین پہونچا دی ہوگی تمھاری زندگی ابھی باقی تھی کہ وہ پشتارہ تمھارا پھینک کر چلے گئے قارن نے
تمھین ہوشیار کیا ورنہ تم ایسا سوتے کہ قیامت کے روز بیدار ہوتے عمرو تمکو قتل کر ڈالتا اور اب بھی خواجہ عمرو تمھین زندہ نہ
چھوڑینگے کیونکہ جسکو وہ تاک لیتے ہین اسکی زندگی پھر دشوار ہے قارن تمھارا محسن ہے اس سے بیکار تکرار کرتے ہو اور آمادۂ
پیکار ہو جاؤ اپنے خیمے مین بیٹھو صبح عنقریب ہے اب نہ سونا ورنہ پھر خواجہ اگر تمکو بیہوش کرکے لیجائینگے جب یہ کلمات مفتوح نے
تجنک سے سنے عیاری خواجہ پر حواس خمسہ منتشر ہو گئے خیال کرکے جو دیکھا تو اپنے تئین خیمے سے کسی قدر دور میدان مین کھڑا پایا
اسوقت مفتوح محجوب اور شرمندہ ہوا قارن سے عذر کرنے لگا پھر تجنک سے کہا اے وزیر شہنشاہ اگر عمرو اسیطرح کی عیاریان
کریگا تو ضرور ایک نہ ایک روز ہلاک کر ڈالیگا تجنک نے جواب دیا اسمین کیا شک ہے ہزارون لاکھون کو انھون نے مار ڈالا تمھاری کیا
حقیقت ہے تمھین بھی قابو پاکر وہ مار ڈالینگے اگر کچھ روز اپنی زندگی چاہتے ہو تو اپنے خیمے مین کسی کو آنے نہ دینا بیدار رہنا کسی کے
ہاتھ سے بے سمجھے بوجھے کوئی چیز لیکر نہ کھانا اے مفتوح روئین تن مین تمھین کو فقط نہین ڈراتا ہون مین بھی خواجہ عمرو کے
مکر و فریب سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہون جب وہ تشریف لاتے ہین اور جس کام کیواسطے مجھسے تاکید کرتے ہین بسر و چشم بجا لاتا ہون اگر
کبھی انکی نافرمانی کرتا ہون مجھے تعزیر دیتے ہین دیکھو میری چندیا کو کیسی صاف و شفاف ہے اکثر انھون نے جو مجھے جوتیان لگائی
ہین چندیا کا یہ حال ہو گیا ہے مفتوح روئین تن تقریر تجنک کی استماع کرکے ازحد خواجہ سے خائف ہوا اور وہان سے ہمراہی
تجنک اپنے خیمے مین گیا دیکھا کہ فرش وغیرہ کچھ بھی نہین ہے مفتوح نے پوچھا جو کچھ چیزین میرے خیمے مین رکھی تھین کیا ہوئین تجنک نے
مسکرا کر کہا خواجہ عمرو لیگئے ہونگے انکا یہ قاعدہ ہے جہان جسمین کسی کو بیہوش کرتے ہین جو کچھ وہان ہوتا ہے لے لیتے ہین یہ کہکر تجنک تو
چلا گیا مفتوح باقی ماندہ شب اپنے خیمے مین اور فرش بچھوا کر بیٹھا رہا ہر چند غلبۂ خواب ہوا مگر خوف سے خواجہ عمرو کے نہ سویا
جب وہ وقت آیا کہ روے ماہ درخشان خیال آمد خورشید تابان سے متغیر ہوا ستارے بے نور ہوے سفیدی سحر جانب مشرق

کھا نہ سکتے تھے پہلے **فرامرز بن قارن** نے آہنی تارون سے دہن امیر دبایا تھا اب ہر امیر کھلا ہو مگر ضعف ہوا اسی وجہ سے
عمرو شربت انار دہن مین ٹپکا جاتا تھا اور ناظرین پر واضح رہے کہ جب سے امیر باتوقیر عقابین پر قید ہین ہر روز خواجہ عمرو ہنگام شب
جاتا ہی اور امیر کو شربت انار پلا دیتا ہی اس خاکسار مترجم بے وقار نے بخیال طول بیجا قبل اسکے شاید نہین لکھا ہی اور نہ حال ہر شب
پلانیکا تحریر کیا جائیگا الحاصل جب خواجہ دہن امیر مین شربت انار ٹپکا چلے عقابین سے نیچے اُترے کسی نے خواجہ کو عقابین پر
چڑھتے اور اُترتے نہین دیکھا جب خواجہ خندقون کو طے کرکے قریب خیام سرداران لشکر نوشیروان پہونچے ایک سوار سے خیمہ
مفتوح روئین تن کا دریافت کیا اُسنے بتا دیا خواجہ نے اُسوقت اپنے دلمین خیال کیا کہ مفتوح پر اگر پنجہ قابض ہو جائے تو اس نابکار
کو بیہوش کرکے لیتے چلو اُسنے اکثر اہل لشکر اسلام کو دو تین روز کی مدت مین قتل کیا ہی اسے بھی کچھ سزا دو یہ خیال کرکے خواجہ
نگہبان خیمہ مفتوح کو بیہوش کرکے اندر خیمہ مفتوح کے داخل ہوے دیکھا مفتوح پڑا ہوا بیخبر سو رہا ہی خواجہ نے فوراً ایک ذرہ تھوڑی
بیہوشی زنبیل سے نکالی پھر نے مین بیہوشی رکھکر قریب مفتوح کے گئے اور نے کو سوراخ بینی سے ملا کر چاہا کہ بیہوشی دماغ مفتوح مین
دون کیونکہ خواجہ بیہوش کرنیکی فکر مین تھے ناگاہ مفتوح روئین تن بیدار ہوا آنکھین کھولکر ادھر ادھر دیکھنے لگا ہر چند خواجہ
نے ارادہ کیا کہ پلنگ کے نیچے چھپ رہون لیکن مفتوح نے خواجہ کو دیکھ لیا گھبرا کر اٹھا پھر پوچھا ارے تو کون ہی کیون میرے
خیمے مین آیا ہی خواجہ نے جواب دیا مین نصیر بن کثیر فرشتہ خداوندلات ہون حکم لات و منات سے اُنکے بندون کو سلاتا ہون
آج مجکو خداوندلات نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندۂ خاص مفتوح روئین تن کے پاس جاؤ اور اُسے بآرام تمام سلاؤ چنانچہ بموجب
حکم خداوندلات مین تمھین سلانے آیا ہون خداوندلات تمسے بہت خوش ہین مجھسے کہتے تھے ہمارے بندۂ خاص مفتوح نے
فی الحال اہل اسلام قتل کیے ہین اسیوجہ سے خوش ہوکر مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی مفتوح یہ تقریر سنکے خوش ہوا اور کہنے
لگا خداوندلات نے اپنی بندہ نوازی کی یہ کہکر خواجہ سے کہنے لگا ای فرشتہ خداوندلات مجکو تو خواب اسوقت نہین آتا ہی
تم کسی طرح مجکو سلاؤ ورنہ لگاؤ خواجہ نے کہا لیٹ جاؤ آنکھین بند کر دو مین ابھی تمھین سلائے دیتا ہون مفتوح فوراً لیٹ گیا
آنکھین بند کر لین خواجہ نے نے سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پھونک دی فوراً مفتوح کو چھینک آئی بعد چھینکنے کے
مفتوح بیہوش ہو گیا خواجہ نے جلد تر اُسکو چادر عیاری مین باندھا اور پشت خیمہ کیطرف جا کر خنجر سے قنات چاک کی
پھر پشتارہ دوش پر رکھکر خواجہ لشکر اسلام کی طرف بصد عجلت چلے اتفاقاً اُسوقت قارن ملاحظہ لشکر کے واسطے اٹھا
تھا خواجہ کو دیکھا کہ پشتارہ دوش پر رکھے بھاگے چلے جاتے ہین یہ تو نہ پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین مگر یہ خیال کیا کہ کوئی دزد ہی
یا عیار ہی غرض **قارن** آگے بڑھکے پکارا کون جاتا ہی ٹھہر جاے ورنہ گرفتار ہو کر قتل کیا جائیگا جب یہ کلام سنکے خواجہ
نہ ٹھہرے **قارن** دوڑا ملازمان **قارن** بھی ہمراہ **قارن** دوڑے جب **قارن** قریب تر پہونچا خواجہ نے پشتارہ خاک پر
ڈالکے بصد تعجیل لشکر اسلام کی راہ لی ہر چند کچھ ہمراہیان **قارن** عقب خواجہ دوڑے مگر خواجہ جست و خیز کرکے اپنے لشکر
مین آگئے کسی نے خواجہ کو گرفتار نہ کیا غرض جب خواجہ عمرو گرفتار نہوے **قارن** نے پشتارہ مفتوح روئین تن کا
کھولا دیکھا مفتوح بیہوش ہی **قارن** نے چھینٹے پانی کے منہ مفتوح پر دیے اور دیگر علاج دفع بیہوشی کیے مفتوح
نے ہوشیار ہو کر دیکھا **قارن** وغیرہ بالاے سر کھڑے ہین مفتوح نے برہم ہو کر کہا ای نالائقو کیون تمنے مجکو بیدار کیا مین
تو خواب خوش مین تھا آرام تمام سو رہا تھا فرشتہ فرستادہ خداوندلات مجکو سلا گیا تھا **قارن** نے جواب دیا ذرا حواس مین
آؤ کلمات بیہودہ زبان پر نہ لاؤ تمکو ایک شخص اس چادر مین باندھے ہوے پشتارہ تمھارا دوش پر اپنے اٹھائے ہوے
لیے جاتا تھا مین نے جو اُسکو روکا وہ خوف سے بھاگ گیا پشتارہ تمھارا یہین چھوڑ گیا جب مین نے تمکو چادر سے
کھولا بیہوش پایا آخر بدقت تمکو ہوشیار کیا تمھاری جان بچائی ورنہ وہ شخص تمکو لیجا کر مار ڈالتا مین تمھارا محسن ہون تم مجھسے سخت کلامی

ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آیا بعد صفین آراستہ کرنیکے انتظار لشکر اسلام کرنے لگا اس جانب سے خواجہ عبد المطلب بھی
موافق دستور ہمراہ لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار چلے بعد قطع راہ جب عرصۂ مصاف مین پہونچے دیکھا نوشیروان میدان
نبردمین موجود ہے خواجہ عبد المطلب نے فوراً حکم صفوف آرائی لشکر دیا جسوقت صف آرائی ہوچکی اور میدان نجوبی درست
ہوچکا اور نقیبان خوش آواز اور کڑکیت مردان لشکر کو آمادۂ مصاف کرچکے مفتوح روئین تن نوشیروان سے اجازت
جنگ لیکر حربگاہ مین آیا اور مبارز طلب کیا فوراً لشکر اسلام سے ایک دلیر بادشاہ لشکر سے اجازت رزم لیکر گھوڑے پر سوار
ہوکر سامنے مفتوح کے گیا مفتوح نے تیغۂ گرانبار کا وار کیا دلیر مذکور نے ہر چند تیغہ سپر پر روکنا چاہا لیکن تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر
پڑا اور تا گلو اتر آیا دلیر گھوڑے سے گرا فوراً زمین پر تڑپ کے ہلاک ہوگیا مفتوح نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک جری لشکر
سے نکلکر بہر مقابلہ گیا اسے بھی مفتوح نے ہنگام جدال قتل کیا اسی طرح تا شام مفتوح روئین تن نے چند غیر نامی اہل اسلام
قتل کیے وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجواکر اپنی بارگاہ مین گیا جب دربار سردارون سے مملو ہوا نوشیروان
نے مفتوح کی تعریف کی مفتوح نے عرض کیا اسوقت حضور پھر طبل جنگ بجوائین صبح کو پھر اہل اسلام کو باقبال شہنشاہ
اسیطرح قتل کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر طبل جنگ بجوایا ادھر خواجہ عبد المطلب رزمگاہ سے جاکر بارگاہ مین بیٹھے
تھے سرداران لشکر دربار مین حاضر تھے ناگاہ چند عیار حاضر ہوے اور شرائط عبودیت بجالاکر بعد ادب اسطرح عرض کرنے لگے
کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اسوقت نوشیروان نے بنام مفتوح روئین تن پھر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہے خواجہ
عبد المطلب نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے طبل رزمی اور نقارۂ حربی کے بجانیکا حکم دیا فی الفور ملازمون نے طبل جنگ بجایا
جب صدائے طبل و نقارۂ رزمی بلند ہوئی اہل لشکر ہوشیار ہوے تیاری جنگ مین ہمہ تن مصروف ہوے بعد تھوڑی دیر
کے خواجہ عبد المطلب نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بھی اپنی بارگاہ اور خیام مین جاکر تیاری مصاف مین
مشغول ہوے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان میدان نبردمین مع لشکر آیا ادھر سے بدستور قدیم بادشاہ لشکر اسلام فوج ظفر موج
لیکر نبردگاہ پر پہونچے بعد صفوف آرائی اور درستی میدان کارزار اور نصائح نقیبان خوش آواز کے مفتوح روئین تن
اجازت نوشیروان سے لیکر درمیان میدان مصاف کے آیا اور مرکب کو روک کر پکارا ای فرقۂ خدا پرستان آج
تم مین سے کون مشتاق اجل ہے جسنے تمنائے مرگ ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے راوی بیان کرتا ہے کہ آٹھ دلیر یکے بعد دیگرے
مفتوح سے لڑے مفتوح روئین تن نے سبکو قتل کیا ہنگام غروب آفتاب نوشیروان طبل بازگشت بجواکر میدان
سے چلا گیا خواجہ عبد المطلب بھی نبردگاہ سے آکر بارگاہ مین داخل ہوے وقت دربار جملہ سردار بارگاہ مین جاکر
روبرو خواجہ عبد المطلب بیٹھے ادھر نوشیروان خرم و شادان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جب دربار مین جملہ
سردار آچکے اسوقت نوشیروان نے مفتوح روئین تن سے خوش ہوکر اسکی تعریف کی مفتوح نے دست بستہ
عرض کیا حضور آج پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ہنگام صبح اہل اسلام کے نامی سردارون کو ہلاک کرونگا نوشیروان
نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے صدائے طبل رزمی سنکر بعد ادب روبروے خواجہ عبد المطلب گئے اور خبر نواخت طبل جنگ
بیان کی خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حربی بجایا جاے پس بموجب حکم نقارۂ رزمی پر
چوب لگائی گئی دربار برخاست ہوا سردار بارگاہ سے نکلکر اپنے اپنے خیام مین گئے تیاری جنگ مین سردار اور غیر سردار
مصروف ہوے خواجہ عمرو بارگاہ خواجہ عبد المطلب سے نکلکر جانب عقابین چلے بعد طے کرنے راہ کے جب زیر عقابین
بشکل مبدل پہونچے پہلے سر اپنا عقابین پر رکھکر گریان ہوے پھر تاریکی شب مین عقابین پر چڑھکر آہستہ امیر یا توقیر کو
سلام کیا اور شربت انار زنبیل سے نکالکے دہن حمزۂ صاحبقران مین ٹپکایا کیونکہ سوائے شربت کے امیر با توقیر کوئی چیز

بر سر پیکار ہین اُنکے قتل کرنیکو جاتے ہین یقین ہی کہ سبکو ایک حملے مین ہلاک کر ڈالینگے کسی مسلمان کو زندہ نچھوڑینگے کیونکہ مسلمان
کے دشمن جان ہین سوار یہ کہکر خاموش ہوا عمرو نے چاہا کہ اثنا ے راہ مین مفتوح رویین تن پر کچھ عیاری کرے پھر خیال
آیا کہ وہان جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی اُس نابکار سے پھر سمجھ لیا جائیگا اب آیا ہی تو کہان جائیگا ضرور ایک نہ ایکدن ہمارے دام
مکر مین گرفتار ہوگا بہتر اور مناسب یہی ہی کہ لشکر مین جاکر ہر ایک سردار کی خبر لیجیے ایسے وقت مین لشکر کو چھوڑکر اور کوئی
کام کرنا نہ چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ بصد عجلت لشکر مین آئے اور اکثر سرداران لشکر اسلام سے کہا ہوشیار ہو جاؤ مفتوح
رویین تن بجمعیت سپاہ کثیر برا ے مدد نوشیروان دیکھو وہ آتا ہی سرداران لشکر ہوشیار ہوے یکایک مفتوح رویین تن
بھی آپہونچا جنگ مغلوبہ دیکھکر حیران ہوا پھر لشکر اسلام اور فوج نوشیروان کا نشان دریافت کرکے لشکر اسلام پر مع فوج
حملہ آور ہوا دو جانب سے فوج کفار نے لشکر اسلام کو گھیر لیا ہر چند بیچ مین فوج اسلام گھر گئی لیکن مردمان فوج اسلام نے
دلیرانہ لڑنا شروع کیا جابجا کفار اسقدر قتل کیے کہ انبار لاشونکا ہو گیا اور خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوے اب
راوی بیان کرتا ہی کہ تا شام بخوبی تلوار چلی ہزارہا کفار مارے گئے سیکڑون اہل اسلام قتل اور زخمی ہوے غرض ہنگام شام
نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا اسطرف نوشیروان مع مفتوح رویین تن اور
فرامرز بن قارن اور پہلوانان ملک سومنات مغرب وغیرہ کو ہمراہ لیکر سمت فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا ادھر خواجہ
عبد المطلب جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ لشکر کی طرف تشریف لیچلے بعد قطع راہ لشکرگاہ پر پہونچے اور
زخمیون کے علاج کیواسطے جراح طلب کیے جراح حاضر ہوکر زخمیونکا علاج کرنے لگے جب خواجہ عبد المطلب بارگاہ مین رونق افزا
ہوے سرداران لشکر بارگاہ مین جاکر بعد ادا ے آداب و تسلیم اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے خواجہ عمرو نے حاضر ہوکر احوال
مفتوح رویین تن کا بیان کیا اور عرض کیا یہ نابکار نہایت زبردستان روزگار سے ہی خدا اسکے شر و فساد سے محفوظ رکھے
خواجہ عبد المطلب نے فرمایا جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اگر مفتوح آیا ہی تو کیا خوف کا مقام ہی حق تعالے حامی و ناصر ہے
ایسے ایسے بہت سے آئے اور قتل کیے گئے یہان تو بارگاہ مین خواجہ عبد المطلب مع عمرو و سرداران لشکر تشریف
فرما ہین لیکن اب احوال نوشیروان کا شروع کیا جاتا ہی کہ جب نوشیروان میدان نبرد سے اپنی بارگاہ مین پہونچا بعد دربار
آراستہ ہونیکے فرامرز بن قارن کو بلوایا جراحون سے اُسکے زخم سر کا علاج کرایا پھر ساقیان سیمین تن کو طلب کیا ساقیون نے
موافق دستور بعد نوشیروان و فرامرز بن قارن وغیرہ کے جو دربار مین بیٹھے تھے سبکو شراب پلائی از انجملہ مفتوح رویین
تن کو بھی شراب دی جب دماغ مفتوح رویین تن کا حرارت مۓ ناب سے گرم ہوا فی الفور اپنے دنگل سے کودکر دست بستہ
نوشیروان سے عرض کرنے لگا اے شہنشاہ اب یہ غلام و نمکخوار سرکار حاضر ہوا ہی امیدوار ہی کہ حضور اس کمترین کے نام پر طبل جنگ
اسیوقت بجوائین صبح کو یہ خاکسار اہل اسلام سے مجادلہ کریگا دشمنان حضور کو تہ تیغ کریگا حق غلامی ادا کریگا نوشیروان نے اُس سے
خوش ہوکر اُسیوقت طبل زرمی اُسکے نام پر بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خبر نواخت طبل زرمی لیکر فوراً بارگاہ
خواجہ عبد المطلب مین گئے اور زمین کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر اسطرح عرض کرنے لگے اشعار

ناہست گرم دورۂ این ازگونہ ... | بنحوشہ باد گشت مراد مخالفت
چندانکہ دانہ آرد شود دوران آس | لبریز باد جام حیات موافقت

اسوقت نوشیروان نے بہاء
مفتوح رویین تن طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ مفتوح بدانجام کا یہ ہی کہ ہنگام صبح میدان کارزار مین آکر آتش کینہ و فساد کو مشتعل کرے
باقی خیریت ہی جب عیار یہ عرض کرکے چلے گئے حکم خواجہ عبد المطلب سے لشکر اسلام مین نقارۂ حربی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ جنگی
کی بلند ہوئی بعد بجنے طبل جنگی کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار بارگاہ سے اُٹھکر اپنے خیام و بارگاہ مین گئے
اور تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکرونمین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر نوشیروان مع سپاہ مفتوح رویین تن

ہشکر سر کو ضرب تیغ سے بچایا تھا ورنہ فرامرز مع مرکب دو نیم ہوتا یا فرامرز کے سر پر زخم کاری لگا جب لندھور بسبب زخم
کاری کے گھوڑے پر نہ بیٹھ سکا اسوقت چند سرداران لشکر اسلام نے آکر لندھور کو میدان سے لشکر مین لیجانیکا قصد کیا
فرامرز نے انکو آتے دیکھکر انپر حملہ کیا سرداروں کو قتل کرنا شروع کیا جب کچھ سردار قتل ہوئے اسوقت اہل اسلام نے بھی
لڑنا شروع کیا قارن چہار جانب سے گھر گیا یہ حال دیکھکر نوشیروان از حد گھبرایا اور تمام فوج سے کہا کہ جلد تر اہل اسلام
کے اوپر حملہ کر دو اور فرامرز کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ اگر یہ قتل ہو جائیگا تو مجھکو صدمۂ عظیم ہوگا مین فرامرز کو مثل جان
کے عزیز رکھتا ہون فوج نوشیروان حکم پاکر مانند مور و ملخ کے اپنی جگہ سے چلی اور قریب تر لشکر کے جاکر مسلمانون پر یکبارگی
حملآور ہوئی اور فرامرز بن قارن کو اہل اسلام کے حرب و ضرب سے بچانے لگی ادھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اسلام کل لشکر
بڑھا دونون فوجین باہم ملگئین لڑائی ہونے لگی سرہاے جوانان لشکر جانبین تنون سے کٹ کٹکر زمین پر گرنے لگے تن بیسر خاک
پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے زمین خون کشتگان سے گلرنگ ہونے لگی کمانین بار بار کڑکنے لگین تیرونکا مینہ جوانون پر برسنے لگا
بخوبی جنگ مغلوبہ ہونے لگی عین جنگ مغلوبہ مین خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ لاشے کفار کے زمین پر پڑے رہے ہین تلوارین اور
سپرین جابجا کشتون کی بکثرت پڑی ہین کچھ خود اور نیزہ و تیر ثابت اور شکستہ زمین پر پڑے ہین یہ دیکھکر حرص دامنگیر ہوئی
خیال کیا ای عمرو مال کفار بیکار پڑا ہی اسے لے لینا چاہیے یہ بھی کبھی کام آئیگا اسکو بیچکر کچھ روپیہ جمع کر کے قرضدارون کو دونگا
بہر طور نفع سے خالی نہین ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے تیر و شمشیر اور خود و زرہ جوانان لشکر نوشیروان کے اٹھا اٹھا کر
بعجلت نذر زنبیل کرنا شروع کیے تنہا کفار سے زرہین اور بکتر اور چار آئینے اتارنا شروع کیے لیکن کسی کو برہنہ نہین کیا
ایک پرانا لنگی کا ٹکڑا باندھ دیا اور ہر ایک کی کمر ٹٹول کر زر سرخ و سفید اور جواہر بیش بہا دیکھنے لگے جس سردار یا لشکری کی
کمر سے زر سرخ و سفید یا جواہر آبدار ملا خوش ہو کر کہنے لگے یہ جوان اچھا تھا اسقدر اپنی کمر مین روپیہ رکھتا تھا اور جسکی کمر سے کچھ
نہ ملا عمرو نے منہ بنا کر کہا یہ نابکار مفلس و نادار تھا خداوند عالم اسے ہمیشہ جہنم مین رکھے ایک ٹکا ایک پیسا بھی اسکی کمر سے نہ نکلا
جب کوئی جوان لشکر نوشیروان کا خواجہ کو دیکھ لیتا اور کہتا ارے تو کون ہی کیون ہمارے بڑے بڑے جوان کی زرہ اتارتا ہی
خواجہ غضبناک ہو کر لپٹ کر خنجر اسکے پہلو پر مارتے تھے کام اسکا تمام کرتے تھے اور اسکے تمام آلات حرب و ضرب اور زرہ وغیرہ
اتار کر نذر زنبیل کرتے تھے اور بار بار کہتے جاتے ای داوا آدم اس میرے مال و اسباب کو نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے
رکھیے گا دیکھیے ضائع نہ کیجیے گا ورنہ میرا بڑا نقصان ہو جائیگا ابھی خواجہ عمرو لوٹ رہے تھے اور جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار
بڑے زور و شور سے چل رہی تھی بہادر نعرے کر رہے تھے یکایک جانب پشت لشکر اسلام ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب
پنہان ہو گیا خواجہ اس غبار کو دیکھکر متوحش ہوئے اور خیال کرنے لگے معلوم نہین کون فوج کثیر لیکر ادھر آتا ہی دشمن ہی یا دوست
ہی ہر چند دل تو خواجہ کا نہ چاہتا تھا کہ لوٹنے سے ہاتھ اٹھائین لیکن غبار کو دیکھکر اشیاے افتادہ پر بحسرت نظر کرکے بجبر دلکو اپنے
حرص و ہوا سے مانع ہوئے اور پھر تسکین فرمانے لگے کہ حال غبار اور آمد فوج دریافت کر کے پھر آکر یہ سب چیزین اٹھا کر نذر
زنبیل کرونگا غرض فوج سے نکلکر بشکل مبدل جانب غبار روانہ ہوئے جب تھوڑی راہ طی کی اور غبار بھی برطرف ہوا دیکھا ایک
سردار ہی نہایت مہیب شکل قوی ہیکل داڑھی مونچھین مونڈاے ہوئے سر کو رے استرے سے گھٹاے ہوئے بصد کبر و نخوت
گینڈے پر سوار ہی ایک لاکھ بیس ہزار مردان لشکر اسکے ہمراہ ہین خواجہ نے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا بھائی یہ لشکر کسکا
ہی نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہی کسکی مدد کے واسطے جاتا ہی سوار نے جواب دیا ای شخص آگاہ ہو کہ اس لشکر جرار کے
سردار کا نام مفتوح روئین تن ہی دیکھ وہ ہمارے اس لشکر کے سردار ہین جنکی مونچھین اور داڑھی نہین ہی اور سر
مونڈا ہوا ہی بڑے بہادر ہین براے اعانت نوشیروان جاتے ہین سنا ہی انھون نے کہ کچھ اہل اسلام نوشیروان

خواجہ عبد المطلب نے خبر نواخت طبل رزمی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جاے جو کچھ کاتب تقدیر نے لکھا ہو وہی پیش آئیگا بقول شخصے بیت ہر بشر شام وسحر کیون فکر وحیرانی مین ہے جو پیش آئیگا وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے یہ فرماکر بادشاہ لشکر اسلام خاموش ہوے اسیوقت بمجرد حکم ملازمون نے طبل جنگ اور نقارہ جنگی بجایا صداے نقارۂ عالمگیر ہوئی اہل اسلام صداے نقارہ جنگی سنکے سامان جنگ کرنے لگے خواجہ عبد المطلب نے بعد بجنے نقارہ رزمی کے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے اور تیاری جنگ مین بدل مصروف ہوے چنانچہ شب بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر جنگ وجدال سنکے نہان ہوا اور شاہ خاور بانیزۂ ضیا جانب مشرق سے عیان ہوا اہل اسلام نماز سحر تو پڑھ چکے تھے جلد مسلح ہوکر دربارگاہ پر صف بستہ کھڑے ہوے اور انتظار تشریف آوری خواجہ عبد المطلب کرنے لگے بعد ایک لمحہ کے پردہ بارگاہ اٹھا بادشاہ لشکر اسلام نظر آئے جملہ سرداران لشکر نے واسطے تسلیم کے سر جھکاے خواجہ عبد المطلب نے سبکا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا جلد تخت لاؤ ملازم تخت لیکر فی الفور حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے تخت پر قدم رکھا نقیبون نے صداے بسم اللہ بلند کی جب خواجہ عبد المطلب تخت پر بیٹھ چکے اسوقت بحکم بادشاہ لشکر اسلام جملہ اہل اسلام اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے لشکر کے پھر یرے کھلے نقیبان خوش گلو نے صداے نصر من اللہ وفتح قریب بلند کی لشکر مانند سیل روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جنگ گاہ مین پہونچا ادھر سے نوشیروان بھی بعد کروفر ہمراہ فوج ولشکر میدان کارزار مین آیا بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے نقیبان خوش مقال اور کڑکیت بدخصال دونون لشکرون سے بیچ میدان مین آے اور سردارون اور لشکریون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے نظم

دلیرو بس اب کھینچ لو تیغ تیز	نہ باز آؤ لڑنے سے وقت ستیز
کرو اپنے دشمن سے بڑھکر ستیز	دلیری ومردی سے یہ ہو خلاف
لڑو آج میدان مین کھینچو حسام	لڑوگے اگر ہوگی عزت نصیب
تمھارے نبرد گون کا روشن ہو نام	جو بھاگوگے تو ہوگی ذلت نصیب

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھاکر اور لڑنے پر آمادہ کرکے فلعہ میدان نبرد سے چلے گئے دونون جانب جو جو دلیر بہادر تھے انھین شوق جنگ ہوا اور کثرت شجاعت سے اعدا کیطرف دیکھکر غیظ سے سرخ رنگ ہوا قدر اندازون نے نیزے دیکھ بھالکے ہاتھون مین سنبھالے صف شکنون نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے کمانداروں نے کمانین دوش سے اتارینا ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین جوڑا لڑنے پر لیس ہوکر کھڑے رہے پہلوانون نے گرزہاے گران ہاتھون مین علم کیے سواران لشکر نے تیغ وسپر کو دونون ہاتھون مین مستحکم لیا پیادون نے اپنے آلات حرب وضرب کی جانب بقصد ستیز دیکھا باجے جنگی دونون لشکرون مین بجے ہنوز کوئی کسیطرف سے میدان جنگ مین نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن اپنے مرکب کو بڑھاکر روبرو نوشیروان گیا اور اجازت حرب حاصل کرکے ہنگامہ صف لشکر سے نکلکر حرب گاہ مین آیا اور پکارا ای لندھور گھوڑے پر سوار ہوکر آج میرے مقابلے کے واسطے میدان مین آؤ یہ صداے قارن سنکے لندھور ہاتھی سے اترکر خدمت خواجہ عبد المطلب مین گیا اور اجازت جنگ لیکر بادپا پر سوار ہوکر شیرانہ صف لشکر سے باہر آیا تھا باہم نگاورزن ہوے گھوڑا فرامرز بن قارن کا چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ڈیڑھ قدم پیچھے سرکا فرامرز بن قارن نے برہم ہوکر گھوڑے کو پھیر کیا اور تیغ گرانبار نیام سے کھینچا نعرہ کرکے بعد غیظ لندھور پر لگایا ادھر لندھور نے پشت سے سپر فراخ ہاتھ مین لی تھی اور چاہا تھا کہ تیغ قارن کو سپر پر روکون اتفاقاً اسیوقت مرکب لندھور نے سکندری کھائی لندھور گھوڑے کے سنبھالنے مین مصروف ہوا تھا ہاتھ بھی نیچا ہوگیا تیغ فرامرز بن قارن سر پر پڑا اور تا دوابرو اتر آیا اتنے زمانۂ قلیل مین لندھور نے زخم کھاکر گھوڑے کو سنبھالکر دستانہ الا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن لندھور خون مین نہا گیا اسی عالم زخمداری مین لندھور نے بعد عجلت تلوار کھینچکر اسکے سر پر لگائی فرامرز بن قارن کے کسی قدر سر پر پڑی اور تھوڑا سا زخم آیا کیونکہ فرامرز لفبون سپہ گری سے پیچھے

انجام کار قتل ہوے راوی بیان کرتا ہی لندھور بن سعدان نے شام تک چالیس سردار اور بہادر لشکر ہیکلان کے قتل کیے ہنگام
شام طبل بازگشت بجواکر ہیکلان نالان وگریان ہمراہ نوشیروان فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر لندھور بن سعدان خرم
وشادان ہمراہ رکاب خواجہ عبدالمطلب مع تمامی فوج سمت فرودگاہ سپاہ میدان رزم سے چلا اسطرف نوشیروان اپنی بارگاہ
مین داخل ہوا ادھر فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خواجہ عبدالمطلب بارگاہ فلک اشتباہ مین داخل ہوے لندھور و سرداران دیگر
بھی بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین جاکر علے قدر مراتب بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے شجاعت لندھور کی تعریف کی لندھور نے عرض
کیا یہ آپکے اقبال اور برکت دعا کا باعث تھا کہ چالیس نامدارون کو مین نے یکے بعد دیگرے قتل کیا یہان تو بارگاہ فلک جاہ مین خواجہ
عبدالمطلب مع سرداران لشکر کے بیٹھے ہین لیکن اب احوال بارگاہ نوشیروان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب نوشیروان بارگاہ
مین گیا ہیکلان بھی وقت دربار بارگاہ مین گیا اور غم سرداران لشکر مین غمگین وملول بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے جملہ سرداران لشکر یکے بعد
دیگرے بارگاہ نوشیروان مین آئے اور اپنے اپنے دنگل پر نوشیروان کو تسلیم ومجرا کرکے بیٹھے جب دربار بخوبی سرداران لشکر سے معمور
ہوچکا اسوقت نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمین تن کشتیان شراب کی مع گزک لیکر جلد آئین چنانچہ بموجب حکم ساقیان گلرخسار
کشتیان مئے ناب کی اور گزک لیکر بارگاہ مین حاضر ہوے اور بعد ادب مجرا کرکے قصد شراب پلانے کا کیا اول ایک ساقی مہوش نے جام
بلورین مین مئے ناب شیشے سے انڈیل کر اور خوب مملو کرکے وہ جام مئی روبروے نوشیروان لیگیا نوشیروان نے جام مئی لیکر پیا پھر
بحکم نوشیروان جملہ سرداران لشکر کو ادھر ہیکلان بدانجام کو ساغر مئی ساقیون نے دیے سب نے شراب پی گزک کھائی جب
دماغ سبکا بادۂ تند سے گرم ہوا اسوقت ہیکلان نے ایک آہ سرد کرکے نوشیروان سے کہا خداوند نعمت آج مجکو ایسا صدمہ ہوا ہی کہ
کبھی نہ ہوا تھا لندھور نے چالیس نامی ونامور سردار میرے لشکر کے قتل کیے مین اہل اسلام کو ایسا بہادر نہ جانتا تھا بختک نے مسکراکر کہا کہ
ملک سومنات مغرب آپ اپنے سردارون کے بھروسے پر کل حمزۂ صاحبقران کو قتل کرتے تھے اور بودون کی تعریف بارگاہ شہنشاہ
مین کرتے تھے جنھین ایک لندھور نے قتل کرڈالا خوب ہوا کہ تمنے میرے کہنے پر عمل کیا اور امیر کو قتل نہ کیا ورنہ بڑا غضب ہوتا ہیکلان
نے آبدیدہ ہوکر جواب دیا ای بختک اگر میرے لشکر کے سردار لندھور پر غالب نہوے تو کوئی سردار سرداران لشکر حمزہ سے لڑ نہ سکیگا فرامرز
بہت بڑا سردار ہی اور نوشیروان اسکو بہت عزیز رکھتا ہی اور نہایت زبردست سردار ہی یہ کلام ہیکلان سنکے بے اختیار عالم نشہ
مین اپنے دنگل سے کودا اور ہیکلان سے کہنے لگا کہ ای ملک سومنات مغرب یہ تمنے کیا کہا کہ اب کوئی بہادر سرداران لشکر حمزہ سے مقابلہ
نہین کرسکتا تمنے ابھی دلیرون کو نہین دیکھا ہی ایک مین ہون کہ سرداران لشکر حمزہ کی کوئی حقیقت نہین سمجھتا سب کو ناتوانی مین مانند
مور وملخ کے جانتا ہون ہنگام سحر تم میری کارزار دیکھنا جسطرح لندھور نے تمھارے لشکر کے سردار قتل کیے ہین مین بھی اسیطرح فرد فرد اہل
لشکر اسلام کو قتل کرونگا اگر لندھور بھی برائے مقابلہ آئیگا اسکو بھی ایک ضرب تیغ سے دو نیم کرونگا اگر جنگ مغلوبہ ہو گی تو تن تنہا تمام کو
تنہا تہ تیغ کرونگا تمھارے لشکر کے سردار کیا تھے جنکے غم مین تم روتے ہو اور جنکی تعریف کرتے ہو ہمارے شہنشاہ کے لشکر مین ایسے ایسے بہادر
موجود ہین کہ جنکا مثل ونظیر نہین ہی یہ کہکر فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے عرض کیا ای شہنشاہ اسوقت میرے نام طبل جنگ
بجوائیے وقت سحر مین اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا شجاعت وجرات اپنی ہیکلان کو دکھاؤنگا انکو اچھی طرح قتل کرونگا نوشیروان نے فرامرز
سے خوش ہوکر عالم نشہ مین حکم دیا کہ بنام فرامرز بن قارن ڈالو وطبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا آواز طبل رزمی بلند
ہوئی ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بعجلت روبروے بادشاہ لشکر اسلام آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بجا آوری
لوازم بندگی ودعا وثناے شاہی اسطرح زبان پر جاری کرکے عرض کرنے لگے کہ نظم تا فلک را نیست از شب وا دہم ؛ روز شب را برورانند از دنہ زور خصم تو شب
لباس عیش بادہ ؛ نہ لباس گل زبر انداز دہ ؛ مدام معاون حضور پروردگار رہے دشمن بداندیش ہمیشہ ذلیل وخوار رہے اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز
بن قارن طبل جنگ بجوایا ہی قصد فرامرز کا ہی کہ ہنگام سحر میدان مقاتلہ مین اگر کچھ فتنہ وفساد برپا کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے

نیزہ لندھور کو بھی اسنے روکا تا دیر اسیصورت اور اسیطرح لڑائی ہوئی بعد انتی طعن ہائے نیزہ کے لندھور نے خبردار ہو کر اور ایک ہند
مادر باندھکر نیزہ اس دیو خصال کے ہاتھ سے نکال دیا نیزہ مثل تیر شہاب چمکتا ہوا دور جا کر گرا از سر تو لشکر اسلام مین ہر ایک فرد بشر کی زبان پر کلمہ
تحسین و آفرین جاری ہوا اُدھر اکوان عاد ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا کلالی مین در وہو نے لگا حواس خمسہ بجا نرہے ایک
سکتے کا سا عالم ہو گیا آخر بعد ایک لمحہ کے اکوان عاد نے گرز گران اٹھایا اور للکار کر کہنے لگا کہ اے لندھور روک بیچارہ اس گرز گران کی ضرب کو
اور ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ وہ گرز گرانبار ہے اور میرا بازو پر قوت ہے کہ اگر ادنی ضرب کوہ پر پڑ جائے تو یقین ہے کہ پارہ پارہ ہو جائے
تیری تو کیا حقیقت ہے پیوند زمین ہو جائیگا گوشت و استخوان کا تیرے نشان کبھی نہ معلوم ہوگا لندھور نے مسکرا کر جوابدیا مین بخوبی ہوشیار ہون
تو قصور و کوتاہی کسیطرح گرز لگانے مین نہ کر ناخدا میرا حافظ و نگہبان ہے اکوان عاد نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام سر لندھور پر
لگایا لندھور نے اُسکے سر گرز کو اپنے گرز پر دلیرانہ روکا اُسوقت ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو پہاڑ آپس مین ٹکرائے یا دو فیل مست باہم ٹکرائے گرد
و غبار مین لندھور نہان ہو گیا اکوان عاد نے خوش ہو کر نعرہ کیا وہ مارا مین نے اپنے حریف کو اہل اسلام نعرۂ اکوان عاد سنکے متفکر ہوے جب
وہ غبار ہوا سے برطرف ہوا دیکھا کہ لندھور تو بہمہ وجوہ ضرب گرز سے محفوظ ہے لیکن مرکب کے پانون گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئے ہین
اہل اسلام لندھور کو زندہ دیکھکر خوش ہوے اودھر اکوان عاد لندھور کو صحیح و سالم دیکھکر متحیر ہوا اُسوقت بختک نے ہیکلان سے کہا کہ اے
ہیکلان اب اکوان عاد کی زندگی سے مایوس ہو بلکہ ابھی سے اسے مردون مین شمار کر مین تو اکوان کو ابھی سے مردہ تصور کرتا ہون اب میدان معرکہ
سے یہ زندہ پھر کر لشکر مین نہ آئیگا ضرب گرز گرانبار لندھور سے پیوند خاک ہو جائیگا ہیکلان نے بختک سے کہا اے دستور شہنشاہ تم عاقل ہو یہ نہ کہو
کہ اکوان ہلاک ہو جائیگا بلکہ یقین کرو کہ اب کی مرتبہ اکوان لندھور پر گرز لگائیگا تو لندھور ہرگز زندہ نہ رہیگا بختک نے جوابدیا یہ خیال تمھارا خام ہے اکوان کا پیمانہ
عمر لبریز ہو چکا ہے کوئی دم مین سوے عدم جایا چاہتا ہے ابھی بختک ہیکلان سے باتین کر رہا تھا کہ لندھور نے اپنے گھوڑے کو پاشنہ مار کر
زمین سے نکالا اور اکوان سے مخاطب ہو کر کہا **بیت** تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر گرز گران سر کو گردش دیکر سر اکوان عاد پر مارا اکوان نے اپنے گرز پر گرز کو روکنا چاہا لیکن گرز گرانبار گرز پر سے سرکا سر اکوان پر پڑا اور اُس
سر اُسکا ضرب گرز سے سینے مین سما گیا گھوڑا ابھی تا سینہ زمین مین غرق ہو کر ہلاک ہو گیا غبار عظیم بلند ہوا جب غبار دفع ہوا مردمان لشکر نے دیکھا
کہ اکوان عاد گھوڑے کی پشت سے مانند ایک پہاڑ کے زمین پر گرا اہل اسلام یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوے باجے فتح کے لشکر مین
بجنے لگے ہیکلان یہ حال پر ملال دیکھکر غم اکوان عاد مین اشک آنکھون مین بھر لایا بختک نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا اے ہیکلان کیون
دیکھا تمنے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا ہیکلان نے صدمۂ اکوان مین کچھ جواب نہ دیا اور اپنے سرداران لشکر کیطرف مڑکر دیکھا سمراق
عاد کہ اکوان عاد سے زیادہ قوی تھا اور بد صورت بد انجام تھا اسنے فی الفور گھوڑے کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور ہیکلان سے اجازت
حرب لیکر سامنے لندھور کے مثل اکوان کے آیا اور تیغۂ گرانبار میان سے لیکر کہنے لگا کہ اے لندھور روک اس تیغۂ گران کو یہ کہکر تیغہ
سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغہ کو سپر پر روکا اور نعرۂ کوہ شگاف کر کے اور صداے تکبیر بلند کر کے شمشیر آبدار فرق پر اس ناہنجار کے لگائی
ہر چند سمراق عاد نے سپر اٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر مثل قضا کے سر پر آئی اور سر و گردن کو کاٹتی ہوئی صندوق سینہ مین پہونچی اور
ذرا دم لیکر شکم و کمر کاٹکر گھوڑے کی پشت پر پہونچی اور اُسے بھی دو نیم کر کے زمین مین غرق ہوئی سمراق عاد دو ٹکڑے ہو کر اسطرح زمین پر گرا
گویا پہاڑ دو ٹکڑے ہو کر بالاے زمین گرا میدان معرکہ سمراق عاد کے گرنے سے ہلگیا کفار کے جگر تھرا گئے ہیکلان کی آنکھ سے اسکے الم مین
آنسو نکل آئے اہل اسلام پھر خوش ہوے اور باجے خوشی ہو کر لشکر اسلام مین بجائے گئے بعد قتل ہونے سمراق عاد کے چلاق عادی
و قلاق عادی کہ دونون اکوان عادی اور سمراق عادی سے ہرطرح قوت و جرأت مین زیادہ تر تھے اور شکلین بھی زیادہ تر
مہیب رکھتے تھے یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور لندھور کے ہاتھ سے قتل ہو کر ان پہلوانون کا سزا پایا اور انکی آمد بخیال طول تحریر نہین کی
مختصر بعد قتل ہونے چلاق اور قلاق سرداران لشکر ہیکلان کے اور متواتر پہلوان اور بہادر نکل کر لڑنے لیکن لندھور کے ہاتھ سے

زبان پر لائے اشعار
نہ ہٹو پیچھے آگے بڑھو کے قدم
کام اعدا کا بس تمام کرو

ای دلیرو یہ ہی مقام جدل
لڑو اعدا سے ہو لہو مین تر

دیکھو عزت مین یان آئے خلل
روکو شمشیر و تیر سینے پر

تمکو شمشیر اور سپر کی قسم
تم بہادر ہو ریئن نام کرو

جبدم کر ہیت اور نقیبان خوش بیان جوانان سپاہ جانبین کو مستعد پیکار کر چکے میدان رزم سے علیحدہ جا کر کھڑے ہوئے جوانان صف شکن تیغ زن تقریر نقیبان خوش بیان سن سنکے کثرت نشۂ جرأت سے جھومنے لگے دلیرانہ قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بے زرہ و جوشن و بکتر حملہ کیجیے جوہر شمشیر دکھائیے شجاعت و جوانمردی اپنی ظاہر کیجیے ابھی بہادران لشکر اسلام سے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ لشکر نوشیروان و سپاہ ہیکلان ملک سومنات مغرب سے اکوان عاد ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر بصد کبر و غرور میدان مصاف مین آیا راوی ناقل ہی کہ اکوان عاد نہایت زبردست پہلوان تھا دست و پا اُسکے گویا بصورت شاخہاے بزرگ تھے قد اُسکا مانند شجر بلند اونچا تھا صورت نہایت مہیب تھی خود آہنی مانند تنور کلان کے سر پر رکھے تھا زرہ ایسی بھاری پہنے تھا کہ پہنا تو کیسا اگر رستم ہوتا تو اُس سے بھی اُٹھ نہ سکتی اسیطرح کے جوشن و بکتر اور چار آئینہ گرانبار اپنے جسم پر لگائے تھا اور آراستہ کیے تھا گرانبار سلاح تھا کہ گھوڑے کے قدم اُسکے بوجھ سے زمین مین ہر قدم دھنسے جاتے تھے قوی ایسا تھا کہ کوہ کو کاہ سمجھتا تھا وہ گرز گرانبار کہ جس سے ارواح سام و رستم پناہ مانگے مثل گل کے ہاتھ مین لیے ہوئے تیغہ گرانبار کمر سے باندھے ہوئے سپر فراخ دامن پشت پر لگائے ہوئے دہری زنجیرون سے کمر بندھی ہوئی نیزہ ترچھا گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوئے تھا شکل ایسی ہیبت ناک تھی کہ دنکو اگر آسیب اور خبیث اُسکو دیکھ لیتے خوف سے غش کھا کر گر پڑتے یا فی الفور بھاگ جاتے آنکھین دونون اُسکی دو طاس خون کے تھے نشۂ بادۂ شجاعت سے دمبدم گھوڑے پر مستانہ وار جھومتا تھا الحاصل جب پہلوان اکوان عاد میدان مین آیا لشکریان اہل اسلام اُسکی صورت دیکھکر متحیر ہوئے کسی نے کسی سے کہا دیکھو یہ پہلوان اسطرح گھوڑے پر نظر آتا ہی گویا پہاڑی پر دیو سیاہ بیٹھا ہی کسی نے کہا یہ بلاے عظیم ہی خدا اسکے شر و فساد سے محفوظ رکھے کسی نے کہا شاید یہ دجال ہی لیکن سواری مین فرق ہی اگر گدھے پر سوار ہوتا تو شک باقی نہ تھا غرضکہ اکوان عاد نے میدان نبرد مین کھڑے ہو کر اسطرح نعرہ کیا کہ بزدلون کے جگر تھرا گئے زمین کانپی میدان مصاف گونج گیا گھوڑے لشکر کے بھڑکے فیلان مست اُسکی صدا سنکے خائف ہوئے اور ڈر کر چنگھاڑے اکثر مرکب سوارونکو بالاے خاک ٹپک کر بے اختیار لشکر سے مارے خوف کے نکل گئے بعد نعرہ کرنیکے اکوان عاد اہل اسلام سے مخاطب ہو کر پکارا کہ ای فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمناے مرگ ہو آ کر مجھسے مقابلہ کرے لندھور بن سعدان نے نعرہ اکوان عاد سنکے بادشاہ لشکر اسلام یعنی عبد المطلب عالی مقام سے اجازت جنگ لی اور فیل میمونہ پر سوار ہو کر فیلبان سے اشارہ کیا کہ ہاتھی بڑھائے جسوقت فیلبان نے فیل میمونہ کو لشکر سے نکالا باجے جنگی بجے علم نہنگ پیکر کا پھریرا کھلا اہل اسلام نے دعاے فتح و نصرت خدا سے مانگی جب لندھور سامنے اکوان عاد کے پہونچا اکوان عاد نے بصد غیظ و غضب کہا ای دلاور تجکو شرم نہین آتی ہی کہ ہاتھی پر سوار ہو کر مجھسے مقابلہ کرنیکو آیا ہی اگر کچھ دعوے بہادری ہی تو مرکب پر سوار ہو کر مجھسے مقابلہ کر لندھور نے فوراً فیل میمونہ سے اُتر کر مرکب قوی ہیکل و پری پیکر طلب کیا اکثر سرداران لشکر بصد عجلت سمند بے نظیر لیکر خدمت لندھور مین پہونچے لندھور بسم اللہ کہکے سمند پر سوار ہوا اکوان عاد نے بقصد جنگ اپنا گھوڑا مہمیز کر کے بڑھایا ادھر سے لندھور نے مرکب کو اپنے بڑھایا جسوقت باہم جنگ و زدنی ہولی دیکھنے والون نے دیکھا کہ گھوڑا اکوان عاد کا قریب پانچ قدم کے پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ایک قدم پسپا ہوا اکوان عاد گھوڑے کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا ای بہادر یہ جانور ہی پیچھے ہٹ گیا میری دلاوری مین اور قوت مین کسی طرح کمی نہین ہی لندھور نے ہنس کر جواب دیا اچھا اب وار کر فنون سپہ گری دکھلا اکوان عاد نے نیزہ اٹھا کر اور خوب اپنے دست قوی مین سنبھال کر خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینۂ لندھور پر مارا لندھور نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا شرارے نکلے اسیطرح

دربار میں برپا نہ کیجیگا مدعاے دلی آپکا بر آچکا ہے اب ٹھہرنا آپکا یہان بیکار ہے خواجہ عمرو نے دل میں اپنے خیال کیا کہ مجبک سچ کہتا ہے اب یہان توقف کرنا بے سود ہے یہ خیال کرکے عمرو بشکل خدمتگار بارگاہ سے نکلا اور سیر کنان لشکر حمزہ صاحبقران میں آیا یہان دربار میں سرداران لشکر روبرو سے خواجہ عبد المطلب بیٹھے تھے خواجہ نے تمام حال بارگاہ نوشیروان کا روبرو خواجہ عبد المطلب بیان کیا خواجہ عبد المطلب نے زندہ رہنے اپنے فرزند کی حقیقت سنکے شکر کیا پھر جملہ سرداران لشکر نے تعریف عیاری خواجہ کرکے حمد قدرت خدا کی اور قتل ہونے حمزہ صاحبقران سے مسرور ہوے یہان تو جملہ سردار لشکر بارگاہ خواجہ عبد المطلب میں بیٹھے ہوے تھے اور شکر و سپاس مسبب الاسباب کر رہے تھے ناگاہ صداے طبل جنگی سنائی دی ہرکارے خبر لائے نواخت طبل جنگی لیکر جلد تر خدمت با برکت لشکر اسلام میں آئے اور بہزار ادب مجرا کرکے دعا و ثناے شاہی بجالاکر اس طرح عرض کرنے لگے کہ اسوقت ہیکلان ملک سعد منات نے اپنے نام اور اپنے سرداروں کے نام نوشیروان سے اجازت لیکر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے خواجہ عبد المطلب نے تمام حال ہرکاروں سے سنکے ارشاد فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بجوا دیو دی نقارہ حربی پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارہ رزمی پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی مردان لشکر اسلام آواز نقارہ جنگی سنکے ہوشیار ہوے جلد اپنے اپنے بستر سے اٹھے تیاری جنگ میں مصروف ہوے اسیوقت خواجہ عبد المطلب نے بھی دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنی بارگاہ اور خیمے میں گیا اور تیاری رزم میں مصروف ہوا

داستان متواتر جنگ کرنا کوان عاد وغیرہ دلیران لشکر نوشیروان کا سرداران فوج امیر سے اور قتل ہونا بہادران جانبین کا اور ذکر عیاری خواجہ عمرو مع احوال صابر نمد پوش و دیگر عیاران فوج کفار

پلا ساقیا اب مے لالہ رنگ
لکھوں وہ دلیروں کا جوش و خروش
لکھوں عالم نشہ میں حال جنگ
کہ رستم کے دل کے بھی اڑ جائیں ہوش
ارادہ ہے لکھوں وہ حال نبرد
لکھوں ایسی کیفیت کارزار
جسے سنکے بزدل بھی ہو جاے مرد
کہ ہو غیرت جنگ اسفندیار

راویان شیرین زبان و ناقلان رطب اللسان اس داستان عجیب کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ تمام شب دونون لشکروں میں بخوبی سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب دور ہوئی اور روشنی سحر سے سراے دہر پرنور ہوئی اہل اسلام بشوق تمام اپنے اپنے بستروں سے اٹھے اور وضو کرکے جانمازوں پر قیام کرکے نماز سحری ادا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب بعد خضوع و خشوع فریضہ صبح ادا کرنے لگے بعد اتمام نماز و تعقیبات خواجہ عبد المطلب نے دست دعا بلند کرکے قاضی الحاجات سے اسطرح مناجات کرنی شروع کی

مناجات

عفو کرنا شعار ہے تیرا
بندہ اے رب مگر ترا ہوں میں
وہی ہوگا جو سرنوشت میں ہے
جنگ میں کافروں پہ نصرت دے
اے خطا پوش اے محیط عطا
میں ہوں بیچارہ چارہ ساز ہے تو
گو کہ اے منشی مقرر تقدیر
مگر اے چارہ ساز مجبوران
اے غفور اے سحاب لطف و سخا
میں گدا ہوں گدا نواز ہے تو
رازق رزق کارساز قدیر
اے امید وصال مہجوران
نام آمرزگار ہے تیرا
گر بھلا ہوں و یا برا ہوں میں
یہ عقیدت مری سرشت میں ہے
اپنی قدرت سے مجھکو قوت دے

خواجہ عبد المطلب ذلیل و خوار نے مناجات بدرگاہ پروردگار کرکے سرداران فوج وغیرہ سے فرمایا کہ مسلح ہوکر جانب میدان کارزار جلد چلو چنانچہ بموجب حکم جملہ سردار و لشکری مسلح و مکمل ہوے خواجہ عبد المطلب نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے سوار ہوے پھر تو جملہ سرداران وغیرہ جلد جلد فیل و مرکب پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب لگائی گئی علم لشکر نصرت اثر کا شقہ کھلا لشکر موافق قاعدے کے مانند دریاے ناپیدا کنار سمت میدان مصاف روان ہوا اسطرف سے لشکر اسلام بشوکت تمام ادھر سے ہیکلان بدبنیاد بانی فساد ہمراہ رکاب نوشیروان مع اپنی فوج اور سرداران لشکر کے وارد عرصہ نبرد ہوا اول بیلدار و کلنگ بردار دونون لشکروں سے نکلے انھوں نے میدان رزم کو ہموار درست کیا پھر سقون نے آکر پانی چھڑکا گرد و غبار میدان کارزار سے بالکل دفع کیا جسوقت بخوبی تمام عرصہ مصاف کی درستی ہو چکی نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکروں سے نکل کر میدان رزم میں آگئے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر یہ اشعار

بربادی کے درپی ہو فتنہ و فساد زیادہ تر برپا نہ کرو زندگی غنیمت سمجھو میرا کہنا مانو جلاد کو حکم دو کہ چلا جائے قتل کرنا کیسا امیر کے تن
نازک پر ہاتھ بھی نہ لگاؤ ورنہ ابھی اسی بارگاہ مین رنگ دگرگون ہو جائیگا اہل بارگاہ سے کوئی زندہ نہ رہیگا قتل کرنیوالا
تمھین نظر بھی نہ آئیگا عجب نہین کہ ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شہنشاہ
عیاران فرمانروائے مکاران شیخ الاصحاب معلے القاب فطرت مآب عالی جناب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فتنہ روزگار خنجر آبدار
لیے ہوئے یہان موجود ہون وہ ابھی تمکو قتل کرین بارگاہ مین ہر ایک کو خاک و خون مین بھر دین یا بیہوش کر کے نذر زنبیل کرین میٹھ کے
حوالے کردین وہان مٹی ٹوکری مین بھر بھر کر سر پر اٹھانا پڑے پشتہ بنانا پڑے مزدوری صبح سے تا شام کرنا پڑے ہر چند کہ خواجہ عمرو حلیم و رحیم
قتل نہین کرتے ہین انکو حکم نہین ہے لیکن اگر صدمہ حمزۂ صاحبقران مین وہ ایسا کرین تو کچھ عجب نہین پس اے ہیکلان خواجہ عمرو اور
سرداران حمزۂ صاحبقران سے بیخوف ہو امیر کو قتل نہ کروا انجام اسکا بد ہے شہنشاہ سے اس قسم کی دوستی کرنا سراسر دشمنی کرنا ہے
اس امر مین زوال دولت شہنشاہی کا خوف ہے اور تمھاری جان کا ضرر ہے آگے تمھین اختیار ہے ہیکلان ملک سومنات مغرب تقریر
بختک سنکے دنگ ہو گیا تھوڑی دیر تک دریائے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد فکر بختک سے کہنے لگا اے وزیر شہنشاہ تم مجکو خواجہ عمرو اور
سرداران لشکر اسلام سے نہ ڈراؤ میرے لشکر کے سردار ایسے بہادر و جرار ہین کہ رستم وقت اور اسفندیار زمان ہین سرداران حمزہ کی کیا مجال
جو انسے مقابلہ کر سکین اگر میری فوج کے سردار پہاڑ پر گرز لگائین کوہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سرمہ ہو جائے نیزہ انکا کثرت قوت سے کوہ مین در آتا ہے
انکی تلوار کی پناہ نہین ہے جسنے ذرا بھی انکی تلوار کا پھل ہنگام جنگ و جدل کھایا ہے بے تامل سوئے عدم گیا ہے جس اجل رسیدہ نے انسے مقابلہ
کیا ہے قتل ہوا ہے جس حریف پر ہنگام مصاف انہون نے تیر لگایا وہ حریف نشانۂ تیر اجل ہوا علاوہ اپنے سردارون مذکورہ کے مین
بھی قوت و شجاعت مین بےنظیر ہون اسیوجہ سے مجکو گھمنڈ اور غرور ہے اور اسی سبب سے سرداران لشکر اسلام کی کچھ اصل و حقیقت
نہین سمجھتا ہون اور لندھور وغیرہ سے نہین ڈرتا ہون اے بختک کیا مجال کسی خداپرست کی جو میرے سردار و نیز ہنگام جنگ
غالب آسکے تم دیکھ لینا میرے لشکر کے سردار ہنگام کارزار کیسے کیسے کارہائے نمایان کرتے ہین پس تم مجکو قتل حمزہ سے مانع ہو اور سرداران
لشکر اسلام سے نہ ڈراؤ بختک نے جواب دیا اے ہیکلان اول تو مجکو یقین نہین کہ سردار تمھارے لشکر کے ایسے قوی و بہادر ہین
جیسی تمنے انکی تعریف کی ہے اور بالفرض جری و بہادر بھی ہین تو مثل سرداران لشکر اسلام کے جری و بہادر نہونگے اور اگر تمھارے
نزدیک تمھارے سردار چیدہ روزگار ہین تو پہلے جملہ سرداران لشکر و فرزندان حمزۂ صاحبقران کو قتل کر لو تو پھر حمزۂ صاحبقران
کو تہ تیغ کرنا حمزۂ صاحبقران کہین چلے نہین جاتے ہین قید مین ہین جسوقت چاہنا قتل کرنا اسوقت قتل کرنا کسی طرح مناسب
نہین ہے اور یہ تو بتاؤ کہ بڑے بڑے لشکر کے سردار جنکی قوت و شجاعت پر تمھین ناز ہے انکے کیا نام ہین اور کہان ہین ہیکلان نے کہا
میرے لشکر کے اول تو جملہ سردار بےمثل روزگار ہین لیکن بڑے نامی سردار اکوان عاد اور سمراق عاد اور چلاق عاد اور قلاق عاد
ہین پھر اشارہ سے بتایا کہ دیکھو وہ میرے لشکر کے سردار اس دربار مین شیرانہ اور پلنگانہ دلگو نپر بیٹھے ہین بختک نے جواب دیا اے
تمھین لازم ہے کہ اپنے نام یا اپنے کسی سردار کے نام طبل جنگ بجواؤ سرداران فوج امیر سے مقابلہ کرو ہمین اپنے سردارون کی جرأت دکھلاؤ
حمزۂ صاحبقران کو فی الحال قتل نکرو ہیکلان نے کچھ سوچکر کہا اے وزیر شہنشاہ خیر تمھارے کہنے سے مین حمزۂ صاحبقران
کو اسوقت قتل نہین کرتا ہون انکو لیجا کر عقابین پر قید کرو اب امیر کو اسوقت قتل کرونگا جب جملہ سرداران لشکر امیر اور فرزندان امیر
کو ہلاک کر لونگا یہ کہکر ہیکلان خاموش ہوا بختک نے جلاد کو جھڑک کر حمزۂ صاحبقران کے قریب سے جدا کیا پھر بختک نے امیر کو قفس آہنی
مین بند کر کے عقابین پر کھنچوا دیا اور باشارہ دست بستہ خواجہ عمرو سے کہا کہ مین نے بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کو قتل ہونے نہین
دیا اب آپ بھی مجھے قتل نہ کیجیے گا ہمیشہ مجکو اپنا خادم تصور کیجیے گا خواجہ عمرو نے بایما و اشارہ پوچھا کہ ہیکلان نابکار کو کچھ سزا دون ذلت
دون سر دربار اسکو ذلیل کرون بختک نے باشارۂ چشم و ابرو منع کیا اور باشارہ کہا کہ اب آپ تشریف یہان سے لیجائیے کوئی فتنہ فساد

زبان پر جاری کرتا ہی مین تجھپر اور تیرے خداوندون پر لعنت کرتا ہون ہرگز تیرے خداوندون کو سجدہ نکرونگا مجکو قتل ہونا اپنا منظور
ہی کافر ہونے سے ای نا پاک وبیدین لائق سجدہ وہ معبود ہی جسنے زمین و آسمان شمس و قمر شجر و حجر جن و انس و ملک کوہ و صحرا الجور و نباتات
وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی تیرے خداوند لائق سجدہ کرنے کے نہین ہین اگر تجکو کچھ عقل ہی تو بجاسے خود سمجھ لے کہ آخر انھین پتھر
سنگتراشون نے تراش کر بنایا ہی بجیس و بیحرکت پڑے رہتے ہین انکو قدرت کسی طرح کی نہین ہی تجکو لازم ہی کہ خالق کون و مکان
کو سجدہ کر اور اپنے خداوندون پر میری طرح لعنت کر دین اسلام اختیار کر تاریکی کفر سے نکل نور ایمان و اسلام سے اپنے دل کو روشن کر
جس وقت اسطرح کے کلمات ہیکلان بدصفات نے حمزۂ صاحبقران سے سنے کثرت غیظ و غضب سے کانپنے لگا نوشیروان بھی
امیر باتوقیر کی تقریر سے ناراض ہوا ہیکلان نے اسی حالت قہر و غضب مین نوشیروان سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ حمزہ
صاحبقران کو ابھی قتل کروائیے سمجھے آپ کہ آپکے سب خداوندون پر یہ لعنت کرتے ہین نوشیروان اُنکو سے ہیکلان
شکے خاموش رہا ہیکلان نے خاموشی نوشیروان سے اپنے دل مین خیال کیا کہ نوشیروان کو قتل حمزۂ صاحبقران منظور
ہی مشہور ہی الخاموشی نیم رضا یہ خیال کرکے جلاد کو طلب کیا یہان جلاد آیا اور حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ سے لیکر بیرون بارگاہ
گیا وہان بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین عمرو کا دل گھبرایا فوراً عمرو بارگاہ سے نکلا اور خیال کرنے لگا اسوقت یقیناً کوئی انکو کوئی
صدمہ حمزۂ صاحبقران کو ہوا ہی جلد جاکر آنکی خبر لینا چاہیے یہ خیال کرکے بعد عجلت جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا جب قریب
بارگاہ پہونچا دیکھا ایک خدمتگار نوشیروان کا ایک جگہ بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہی عمرو نے فوراً حباب بیہوشی اسکی ناک پر مارا
خدمتگار بیہوش ہوا عمرو نے جلد تر ایک گوشے مین جاکر رنگ و روغن زنبیل سے نکالکر اپنی شکل مثل اسکی صورت کے بنائی پھر
اسکے کپڑے اتار کر پہنے اور اسے اسی گوشے مین ڈالکر کچھ خس و خاشاک سے پوشیدہ کر دیا الغرض عمرو بشکل خدمتگار اندر
بارگاہ نوشیروان تک پہونچا وہان دیکھا کہ جلاد نے امیر کو ریگ کے چبوترے پر بٹھایا ہی امیر سر جھکائے بیٹھے ہین
جلاد تیغہ علم کیے ہوے سر امیر پر کھڑا ہی نوشیروان و ہیکلان و بختک اور جملہ لشکر نوشیروان بیرون بارگاہ بیٹھے ہین
بعض راوی نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ عمرو اندر بارگاہ نوشیروان کے گیا وہان دیکھا کہ جلاد سر امیر باتوقیر پر تیغہ کھینچے ہوئے
منتظر حکم قتل کھڑا ہوا ہی غرض بہر طور عمرو یہ حال دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگیا اور خیال کیا جبتک لشکر اسلام مین اس حال پر ملال
کی خبر دینے کو جاؤنگا اور جبتک سرداران لشکر اسلام یہانتک آئینگے امیر باتوقیر اسوقت تک ضرور قتل ہو جائینگے یہ خیال
کرکے خواجہ عمرو قریب بختک کے آئے اور اپنی آنکھ کا تل اُسے دکھایا اور اشارے سے کہا اگر حمزۂ صاحبقران قتل ہو جائینگے
تو ای بختک مین تجھے آج ہی شب کو ہلاک کرونگا جلد کوئی ایسی تدبیر کر کہ حمزۂ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہین
بختک خواجہ کو دیکھکر اور تقریر خواجہ با یاد اشارہ سمجھکر اپنی جان کے خوف سے کانپنے لگا رنگ رخ زرد ہو گیا مردنی منھپر
چھا گئی دلمین خیال کرنے لگا یہ ذات پاک اسوقت بارگاہ مین تشریف فرما ہین اگر انکے کہنے پر عمل نہ کرونگا تو بلاشک مجکو زندہ
کسیطرح نچھوڑینگے یہ خیال کرکے بختک نے ہیکلان ملک سومنات مغرب سے کہا کہ ای ہیکلان یہ تم کیا غضب کرتے ہو کیون
حمزۂ صاحبقران کو قتل کرواتے ہو ناحق اپنی زندگی کے پیچھے پڑے ہو بیکار اپنی حیات سے بیزار ہو بہتر و مناسب یہی ہی کہ
امیر باتوقیر کو قتل نہ کرواؤ اگر حمزۂ صاحبقران کو تمنے قتل کروایا تو یہ سمجھ لو کہ خواجہ عمرو اور سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران تمکو کسی طرح
زندہ نچھوڑینگے بڑا فساد برپا کرینگے سرداران لشکر امیر اور فرزندان حمزۂ صاحبقران آفت عظیم برپا کرینگے خون امیر کا بخوبی انتقام لینگے
علاوہ سرداران لشکر اور فرزندان امیر کے اگر خواجہ عمرو چلے جاینگے تو گلیم اوڑھ کر تمکو اور تمھارے لشکر کو جلد قتل کر ڈالینگے یہ رات بھی
تمپر بعافیت نہ گذریگی رو بے سحر بھی نہ دیکھوگے تمکو کس بات پر گھمنڈ ہی اپنی جسارت نہ کرو قتل حمزۂ صاحبقران ایک امر عظیم ہی
اسکو سہل جانتے ہو کیا ہمسے اور جملہ فرمانبرداران شہنشاہ سے تم عقیل و فہیم زیادہ ہو دیکھو شہنشاہ فلک بارگاہ کی خرابی او

لشکر اسلام جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوے لندھور بن سعدان وغیرہ نے افسوس کیا کہ نہ تو حمزۂ صاحبقران کو عقابین سے آتار کر لا
نہ فرامرز بن قارن کو دوبارہ اسیر کیا الحاصل اہل اسلام افسوس کنان لشکرگاہ پر پہونچے آلات حرب وضرب سب نے تن سے جدا کر
زمین آتارین خواجہ عبد المطلب و لندھور بن سعدان داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو بھی روبرو بادشاہ اسلام حاضر ہوے لشکری
براے استراحت اپنے اپنے بستر پہ گئے زخمیون کے باب مین بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ جلد انکا علاج کیا جاے چنانچہ بموجب حکم زخمیون
کا علاج ہونے لگا سرداران لشکر اسلام مع لندھور بن سعدان دربار خواجہ عبد المطلب مین گئے اور اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے اسوقت
خواجہ عبد المطلب نے لندھور سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ نوشیروان اور بختک نے آج ایسا فریب کیا ہی کہ ہمکو اس فریب کرنیکا مطلق
خیال بھی نہ تھا خواجہ عمرو نے عرض کیا مین نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ نوشیروان حمزۂ صاحبقران کو کسیطرح رہا نہ کریگا یہ محض بختک
نابکار کا ایک فریب ہی آپ نے مری عرض قبول نکی دیکھیے جو مین کہتا تھا وہی ہوا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا ای عمرو بیشک تم سچ کہتے تھے
مجھے نوشیروان سے ایسے مکر وکید کرنیکی امید نہ تھی یہان تو بارگاہ مین درمیان خواجہ عمرو و بادشاہ لشکر اسلام گفتگو ہو رہی ہی لندھور بار بار
افسوس کرتا ہی سرداران فوج اسلام خاموش بیٹھے ہین انھین تو میتھار ہنے دیجیے لیکن احوال نوشیروان کا سنیے جب نوشیروان
اور بختک و ہیکلان مع فوج اپنی فرودگاہ پر پہونچے سواریون سے اُتر کر بالاے زمین آئے نوشیروان بارگاہ مین داخل ہوا ہیکلان
و دیگر سرداران لشکر و بختک نابکار وغیرہ بھی بارگاہ نوشیروان مین گئے اور موافق اپنے اپنے رتبے اور مرتبے کے بیٹھے بختک اپنے
عہدے پر بکمال طمطراق ہا اسدم نوشیروان نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر اپنے وزیر بختک کی عقل و دانائی کی تعریف کی اور کہا فرامرز بن
قارن اسی کی تدبیر سے رہا ہوا پھر نوشیروان نے فرامرز بن قارن کو روبرو اپنے بلوا کر احوال اسکا دیکھا چونکہ تمام جسم اسکا
کثرت زدوکوب سے مشبک و مجروح تھا نوشیروان نے حکم کیا جلد فرامرز کو یہان سے لیجاؤ اور بخوبی علاج کرو ملازمان نوشیروان
فوراً اسے لیگئے اور علاج اسکا کرنے لگے بعد جانے فرامرز کے نوشیروان ہیکلان ملک سومنات مغرب سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
کہ آج تم وقت پر یہان پہونچے اہل اسلام حمزۂ صاحبقران کی رہائی کے واسطے آج اسطرح میدان مین لڑ رہے تھے اگر تم وقت
جنگ علویہ نہ آتے تو ضرور حمزہ صاحبقران کو اہل اسلام رہا کرکے لیجاتے اور میرے لشکر کو شکست ہوتی ہیکلان نے بعد آداب
عرض کیا ای شہنشاہ مین تو حضور کا فرمانبردار ہون اور اہل اسلام کا عدوے جانی ہون مین نے سنا تھا کہ اہل اسلام حضور
سے مقابلہ کر رہے ہین تاب ضبط باقی نرہی بقصد عجلت لشکر ہمراہ لیکر براے سرفروشی اور بہر مقابلۂ فرقۂ خدا پرستان حاضر خدمت ہوا
اب میری راے یہ ہی کہ وہ تدبیر حضور کرین کہ یہ جنگ وجدال بالکل موقوف ہوجاے نوشیروان نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی بیان کرو
ہیکلان ملک سومنات مغرب نے عرض کیا حضور حمزۂ صاحبقران کو ابھی اپنے دربار مین بلائین تو مین اُنکو فہمائش کرون اگر
اُنھون نے میرے کہنے پر عمل کیا تو بھی میرا مطلب حاصل ہوجائیگا اور اگر اُنھون نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو اُنکو قتل کرونگا سرداران
حمزۂ صاحبقران خبر قتل حمزہ سنکے متفرق اور مایوس ہوجائینگے حضور سے مقابلہ نکرینگے بلکہ اطاعت شہنشاہ اختیار کرینگے اور اگر
فرمانبرداری حضور سے انحراف کرینگے تو مین اُنکو قتل یا اسیر کرونگا دو باغیون کو تو مع اُنکی فوج کے قبل حاضر ہونے کے مین اپنے
ملک مین اسیر کیا ہی آنکے مانند اور سرکشون کو بھی اسیر کرونگا نوشیروان نے پوچھا کسے گرفتار کیا ہی ہیکلان نے عرض کیا بلال شاہ
مغربی اور فرامرز جاد مغربی کو اسیر کیا ہی نوشیروان یہ خبر سنکے خوش ہوا پھر بموجب کہنے ہیکلان کے حمزۂ صاحبقران کو دربار مین
بلوایا جب ملازمان نوشیروان امیر با توقیر کو عقابین سے آتار کر دربار مین لاے ہیکلان بدانجام نے امیر با توقیر سے کہا کہ ای
حمزہ صاحبقران اگر تم اپنی رہائی اور زندگی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو ہم ابھی تمکو رہا کردین شہنشاہ
تمسے نہایت خوش ہون تمھاری قدر و منزلت زیادہ کرین اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو سر تمھارا تمھارے تن سے جدا کیا جائیگا
صاحبقران نے گفتگوے ہیکلان بدکردار سنکے بعد غضب اشارے سے جوابدیا او بدانجام خاموش رہ کیا واہیات کلمات

ہرچند روز روشن تھا لیکن مثل شب اندھیرا تھا آفتاب کثرت گرد و غبار سے پنہان تھا کسی کو اچھی طرح کچھ نظر نہ آتا تھا بھائی کو بھائی قتل کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ مین اگر فرزند و پدر سے مقابلہ ہو جاتا تھا اور فرزند نعرہ کو ہ شگاف کرکے تیغ علم کرتا تھا باپ اسکا اپنے فرزند کی آواز پہچان کر کہتا تھا کہ اے فرزند مین تیرا باپ ہون ہرگز مجھپر تلوار نہ لگانا فرزند اسکا خیال کرتا تھا کہ یہ حریف مکار ہے مجھے دشنام دیتا ہے اسے ضرور قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے باواز بلند کہتا تھا کہ او نابکار تو مکر و کید چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ سے جانبر ہو مین ہرگز تجھے زندہ نچھوڑونگا یہ تلوار بعد غضب لگاتا تھا کام اپنے پدر کا تمام کرتا تھا اکثر کفار اس طرح باہم لڑکر ہلاک ہوتے تھے سواران ہند دلیرانہ کفار سے لڑتے تھے لندھور بن سعدان ایک ایک ضرب مین دس دس بیس بیس کافرون کو ہلاک کرتا تھا جیب مرحبا سے کفار پر وہ گرز گرانبار پڑتا تھا کفار پیوند خاک بلکہ سرمہ سا ہو جاتے تھے شور دار و گیر چہار جانب بلند تھا بار کثرت فوج و لشکر اور لگدکوب سمندان سے گاوزمین کے قدم تھراتے تھے زمین دمبدم کانپتی تھی آفتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر تھراتا تھا فلک تماشا جنگ دیکھکر متحیر تھا جابجا میدان کارزار مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار لگے ہوئے تھے لڑائی خوب ہو رہی تھی ہر طرف سے کد و کاوش جنگ مین تھی کفار پسپا ہونے لگے تھے لندھور لب خندق تک جنگ ستارانہ کرتا ہوا پہنچ گیا تھا ناگاہ پس پشت لشکر اسلام غبار عظیم بلند ہوا کفار نے اس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی سردار مع فوج جرار بمدد مسلمانان آتا ہے یہ خیال کرکے سب نے قصد فرار کیا تھا کہ اسی غبار سے ہیکلان نابکار بجمعیت سپاہ ہفت صد ہزار ظاہر ہوا ہیکلان نے جو دیکھا کہ ادھر فوج اسلام ہے اور ادھر لشکر نوشیروان ہے جنگ مغلوبہ خوب ہو رہی ہے مسلمان قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہین لشکریان نوشیروان پیچھے ہٹتے جاتے ہین جہانتک نظر کام کرتی ہے سوائے فوج اور لاشون کے اور کچھ نظر نہین آتا ہے تلوار چلتی ہے برق شمشیر ہر جگہ چمک رہی ہے دلاورون کے سر و گردن مین جدائی ہو رہی ہے بحر خون کشتگان موجزن ہے کشتی حیات لشکریان نوشیروان طوفانی ہے جھنکاریان تلوارون کی اور چقاچاق خنجر بلند ہے یہ جنگ عظیم دیکھکر ہیکلان نے اپنے لشکریونکو حکم دیا کہ ان مسلمانون پر یکبارگی حملہ کرو سب کو تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو انکے قتل سے منھ نہ موڑو پس بموجب حکم ہیکلان بدانجام سپاہ نے حملہ کیا چونکہ مردمان فوج ہیکلان تازہ دم تھے تلوار و خنجر وغیرہ آلات حرب و ضرب ہاتھون مین لیکر اسما اپنے خداوندون کے ورد زبان کرکے ایسا سخت حملہ کیا کہ یا تو لشکر اسلام آگے بڑھتا جاتا تھا اب رکا اور فوج نوشیروان بھی ہیکلان کے آنے سے خوش ہوکر جم کر لڑنے لگی لشکر اسلام بیچ مین ہوگیا کفار نے گھیر لیا اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا ہرچند کہ ہندیان تہور شعار و دیگر جوانان اہل اسلام پر نرغہ کفار چہار جانب سے تھا لیکن مردانہ وار موت کو زندگی سے بہتر جانکر لڑ رہے تھے بڑھ بڑھ کے تیر و شمشیر سینے پر روکتے تھے زخم کھاکر صورت گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے جب کثرت زخم ہائے کاری سے مرکبون سے بروئے خاک گرتے تھے سجدہ شکر کرتے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جنگ مغلوبہ صبح سے تا شام ہوئی ہزارون اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور لاکھون کفار قتل ہوکر راہی جانب دار البوار ہوئے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالم تاب یہ جنگ عظیم دیکھکر لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر نظر مردم سے پنہان ہوا اور ماہتاب مع کواکب فلک پر عیان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا صدائے طبل بازگشت بلند ہوئی اسوقت ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا جو اہل اسلام تیغ آبدار خلق کافر نابکار پر رکھے تھا اس نے تلوار گلوے کافر پر سے اٹھائی اور جیسے چھوڑ دیا غرض کہ جب طبل بازگشت بجا کفار اہل اسلام سے جدا ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے ہیکلان بدانجام بھی مع اپنی سپاہ کے جانب بارگاہ نوشیروان چلا گیا ادھر جملہ اہل اسلام مع لندھور بن سعدان بے نیل مرام ہمراہ بادشاہ

دینے تن نازک امیر پر پوست گاؤ سراپا سے امیر پر چڑھوا دیا تھا وہ کھال گاؤ کی بالکل گوشت اور اعضاے امیر سے لپٹ گئی تھی کسی طرح تن حمزہ صاحبقران سے جدا ہوتی تھی صرف دو آنکھیں امیر کی پوست گاؤ سے محفوظ تھیں القصہ جب تجنک نابکار مادہ کرگدن کی پشت پر حمزہ صاحبقران کو ڈالکر لشکر میں لیکر آیا جب مادہ کرگدن کی پشت پر امیر کو تجنک سنے سوار کیا تھا اسکا ایک بچہ بھی لشکر نوشیروان میں تھا تجنک اُس بچے کو بھی ہمراہ لایا جب نوشیروان نے ہمراہ دو سواروں کے حمزہ صاحبقران کو مادہ کرگدن پر ڈالکر اپنے لشکر سے جانب لشکر اسلام روانہ کیا اُدھر سے عمرو نے بھی تومان مذکور نذر زنبیل کرکے ہمراہ دو سواروں کے فرامرز بن قارن کو پشت اسپ پر سوار کرکے بحکم خواجہ عبد المطلب اور بمشورہ لندھور بن سعدان روانہ کیا جسوقت فرامرز بن قارن کو سواران لشکر نوشیروان کے قریب لائے اور مادہ کرگدن مذکور نصف میدان طے کرکے قریب لشکر اسلام پہونچی سرداران لشکر اسلام نے کثرت اشتیاق قدمبوسی امیر با توقیر سے ارادہ استقبال امیر کا کرکے لشکر سے نکلا ہی چاہتے تھے کہ ناگاہ تجنک نابکار نے بچہ مادہ کرگدن کو صف اول لشکر میں لاکر اس طرح کان کو اسکے اذیت دی کہ وہ بچہ چلانے لگا مادہ کرگدن نے جو اپنے بچے کی آواز سنی فی الفور جوش الفت سے لشکر اسلام کی جانب سے منھ موڑکر فوج نوشیروان میں بعجلت چلی آئی کسیطرح سواروں کے روکے سے نہ رکی اور اپنے بچے کے قریب آکر کھڑی ہوگئی نوشیروان نے کچھ سواران لشکر کو اُسوقت حکم دیا کہ جلد تر آگے بڑھکر مرکب سے فرامرز بن قارن کو اُتارکر فرودگاہ لشکر میں لیجاؤ سواروں نے ایسا ہی کیا پھر نوشیروان نے تجنک سے کہا جلد تر پشت مادہ کرگدن سے حمزہ صاحبقران کو جدا کرکے قفس آہنی میں بند کرکے عقابین پر لٹکا دو تجنک نابکار نے بھی بموجب حکم نوشیروان ایسا ہی کیا جسوقت یہ واقعہ لندھور بن سعدان نے دیکھا نہایت غضبناک ہوا فورًا فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا اُسنے ہاتھی بڑھایا لندھور نے گرز گران سر ہاتھ میں لیکر ارادہ کیا کہ یا تو امیر با توقیر کو عقابین پر سے کفار کو قتل کرکے لاؤن یا فرامرز بن قارن کو پھر گرفتار کرون ہنوز لندھور عنقریب صف اول لشکر نوشیروان پہونچا تھا کہ نوشیروان نے جملہ فوج سے کہا کہ لندھور کو روکو آگے نہ بڑھنے دو اور جہانتک ممکن ہو اسے قتل کر ڈالو مردان فوج حکم پاکر آگے بڑھے لندھور نے بھی قصد آگے بڑھنے کا کیا اُسوقت جملہ مردان لشکر نوشیروان نے لندھور کو چہار جانب سے گھیر لیا اور نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے لندھور بھی عالم قہر و غضب میں لڑنے لگا جب بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دیکھا کہ لندھور نرغہ اعدا میں گھر گیا ہی تلوار چل رہی ہی اُسوقت بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ عبد المطلب عالی مقام نے تمام فوج کو حکم دیا کہ براے مدد لندھور جلد تر جائے چنانچہ بمجرد حکم اسطرف سے بھی لشکر ظفر اثر بڑھا جسوقت دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار بڑے زور و شور سے چلنے لگی لشکری جانبین کے قتل ہونے لگے جوانمرد نعرۂ شیرانہ کرکے اپنے اپنے حریف پر حملہ کرنے لگے زخمی زمین پر گرکے کراہنے لگے صداے گیر و دار میدان کارزار میں بلند ہوئی کسی جری نے لوٹ کر اپنے دشمن کو ضرب تیغ آبدار سے دونیم کیا کسی بہادر نے اپنے حریف کو نیزے سے ہلاک کیا کسی دلیر نے تیر جان ستان سے اپنے عدو کو خاک و خون میں بھرا کسی سرکش نے ضرب گرز گران سر سے سر دشمن کو پاش پاش کیا راوی بیان کرتا ہی کہ یہ لڑائی کئی کوس کے احاطہ میں ہو رہی تھی سر جوانان لشکر کے ضرب تیغ سے جدا ہوکر زمین پر گرتے تھے لاشے مانند مرغ نیم بسمل زمین پر تڑپتے تھے دریاے خون کشتگان موجزن تھا سرہاے کشتگان اُس بہتے خون میں حباب آسا معلوم ہوتے تھے اور تن بیسر مانند نہنگ کے بصورت کشتی نظر آتے تھے گرد و غبار اُسوقت بٹاپوے سمندان سے اسقدر بلند ہوا محیط عالم ہوا تھا گرد سے فلک نظر نہ آتا تھا

کہنے بختک کے تخت پر سوار ہوا اور جملہ فوج کو ہمراہ لیکر حسب دستور میدان مین پہونچا یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو بھی ہوئی کہ
نوشیروان بغیر طبل جنگ بجوائیکے میدان مصاف مین آیا ہی نہین معلوم اسکا کیا مدعا ہی غرضکہ یہ حال سنکے خواجہ عبد المطلب
بھی موافق دستور بجمعیت سپاہ کثیر بصد شان و شوکت میدان نبرد مین پہونچے اور صف آرائی کرکے بمقابلہ نوشیروان
قیام پذیر رہے جب لشکر اسلام عرصۂ رزم مین آچکا نوشیروان نے بختک سے کہا وہ تدبیر رہائی فرامرز کیا ہی جلد بیان کر
بختک نے گوش نوشیروان مین کچھ کہا نوشیروان نے فوراً ایک نامہ میر منشی سے لکھوایا اور اپنی مہر اسپر نامے پر کرکے
ایک قاصد کو دیا کہ یہ نامہ خواجہ عبد المطلب کو جاکر دیدے قاصد نے نامہ لیکر پگڑی مین رکھا اور شتر پر سوار ہو کر جانب لشکر
اسلام چلا اور عنقریب لشکر اسلام پہونچکر کہنے لگا کہ ای فرقۂ خدا پرستان مین نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ تمھارے
بادشاہ لشکر کی خدمت مین جاؤن جب خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ قاصد نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہی فوراً قاصد
کو اپنے پاس بلایا اور نامہ اس سے لیکر میر منشی سے پڑھوایا مضمون اس نامۂ نوشیروان کا یہ تھا کہ ای خواجہ
عبد المطلب بہتر اور مناسب یہی ہی کہ فرامرز کو گھوڑے پر سوار کرکے ہمراہ دو سوارون کے ہمارے پاس بھیجدو اور ہم بھی
ادھر سے حمزۂ صاحبقران کو کرگدن پر سوار کرکے تمھارے پاس روانہ کردین اسی مضمون کا ایک نامہ شب
گذشتہ بھی تمھین لکھا تھا اور اب بھی لکھا ہو تمھین لازم ہی کہ عمرو کے کہنے پر عمل نکرو اور ہماری جانب سے اس سے کہو
کہ اگر فرامرز کو ہمارے پاس روانہ کرنے مین خلل انداز ہوگا تو ہم ہزار تمن زر تجکو دینگے خواجہ عبد المطلب نے
مضمون نامے سے آگاہ ہوکر بلند صورت سے پوچھا خواجہ عمرو کہان ہی عمرو نے پس پشت خواجہ عبد المطلب آواز دی
غلام حاضر ہی عبد المطلب نے ارشاد فرمایا ای خواجہ عمرو ہزار تومان نوشیروان دیتا ہی اور حمزۂ صاحبقران
کو بھی ہمارے پاس روانہ کرتا ہی تم فرامرز کو کیون نہین رہا کرکے اسکے پاس بھیجدیتے خواجہ عمرو نے عرض کیا
ہزار تومان میرے سامنے آئین اسوقت جو میری رائے ہوگی گذارش کرونگا خواجہ عبد المطلب نے نامہ دار سے
یہی کہدیا نامہ دار رخصت ہوکر پاس نوشیروان کے گیا اور تمام حال جو گذرا تھا عرض کیا نوشیروان نے فوراً
ہزار تومان اسی نامہ دار کے ہمراہ کرکے پھر اسے روانہ کیا جب وہ نامہ دار لشکر اسلام مین پہونچا اور تومان پیش خواجہ عمرو
رکھے گئے خواجہ عمرو کو لالچ آیا اور حرص دامنگیر ہوئی اسوقت عمرو نے خواجۂ عبد المطلب سے عرض کیا
کہ اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو موافق اقرار نوشیروان عمل کیجیے اور اب مین بھی راضی ہون خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا یہی مجھے بھی منظور ہی غرضکہ اسیوقت خواجہ عمرو بحکم خواجہ عبد المطلب فرودگاہ لشکر پر گئے اور فرامرز
کو جس خیمے مین قید کیا تھا اس خیمہ سے نکالکر اور ایک مرکب پر بدشواری بٹھاکر لشکر مین لیکر آئے اور نامہ دار
سے کہا جاکر نوشیروان سے کہدو کہ آپ اس طرف سے حمزۂ صاحبقران کو ادھر بھیجیے اس طرف سے
ہم فرامرز کو روانہ کرتے ہین نامہ دار نے نوشیروان سے جاکر تقریر خواجہ عمرو بیان کی نوشیروان
نے بختک کی طرف دیکھا بختک نے عرض کیا خداوند نعمت حمزۂ صاحبقران کو عقابین سے اتروا کر اسکے
والد کے پاس بموجب اقرار بھیجدیجیے اگر حکم فرمائیے تو یہ جان نثار ہی اسکا انصرام کرے نوشیروان نے
کہا جا تو ہی حمزہ کو عقابین سے اتروا کر ہمارے پاس سے آ بختک گیا اور عقابین سے امیر با توقیر کو اتروا کر
قفس آہنی سے نکالا اور ایک مادۂ کرگدن کی پشت پر حمزۂ صاحبقران کو مانند مردہ کے ڈالکر رسن سے خوب شکم و
پشت مادۂ کرگدن مین دست و پائے امیر باندھ دیے کیونکہ فرامرز اور نوشیروان نے ایسی اذیت
جسم نازک امیر کو دی تھی کہ دست و پائے امیر با توقیر قابو مین نہ تھے اور یہ بھی صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ بعد ایذا

خواجہ عبد المطلب عالی مقام کے پہونچے اور عرض بیگی کو بلا کر اُس سے کہا کہ جلد جا کر عرض کر کہ اسوقت ایک عیار نامہ نوشیروان کا لیکر آیا ہے اور امیدوار حضوری ہے عرض بیگی نے بموجب کہنے سرداران مسطور کے بارگاہ میں جا کر مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر بعد دعا ذات شاہی کے جو کچھ سرداروں نے کہا تھا عرض کیا اُسوقت بارگاہ خواجہ عبد المطلب میں لندھور بن سعدان و دیگر سرداران لشکر اسلام اپنے دنگل پر موافق مرتبے کے بیٹھے تھے اور خواجہ عمرو بھی حاضر دربار تھے تو حضرت خواجہ عبد المطلب نے عرض عرض بیگی کی سنکے حکم کیا نامہ دار کو ہمارے سامنے لے آؤ بموجب حکم نامہ دار کو عرض بیگی ہمراہ اپنے لیگیا نامہ دار نے بارگاہ میں داخل ہو کر بعد بجا لانے آداب شاہانہ نامہ نوشیروان پیشکش کیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ نامہ منشی کو بلوا کر باواز بلند پڑھوایا خواجہ عبد المطلب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور وغیرہ سے باہم مشورہ کر کے چاہا تھا کہ موافق تحریر نوشیروان ہنگام سحر فرامرز کو قید سے رہا کر کے نوشیروان کے پاس بھیجدیں لیکن خواجہ عمرو نے اس تجویز کو ناپسند کر کے عرض کیا کہ خبردار آپ ہرگز فرامرز کو روانہ کیجیے گا نوشیروان کبھی حمزہ صاحبقران کو آپکے پاس نہ بھیجیگا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ بختک نابکار کوئی مکر و فریب کریگا فرامرز کو قید سے رہا کرالیگا اور حمزہ صاحبقران کو یہاں نہ بھیجیگا جب عمرو نے یہ تقریر کی خواجہ عبد المطلب نے اُس نامہ دار سے فرمایا کہ تم جا کر میری طرف سے نوشیروان سے کہدینا کہ فرامرز کا رہا کر کے آپکے پاس بھیجدینا ہمین منظور نہین کہ نامہ دار گفتگوے خواجہ عمرو وارشاد خواجہ عبد المطلب سنکے بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا جب دربار نوشیروان میں پہونچا جو کچھ سنا تھا سو سب عرض کیا نوشیروان نے بختک سے کہا تیری تدبیر تو کچھ بکار آمد نہ ہوئی بختک نے عرض کیا ابھی حضور نے عیار سے سنا کہ خواجہ عبد المطلب تو راضی ہو چکے تھے لیکن ہمارے پیر و مرشد خواجہ عمرو وہان موجود تھے اُنھون نے تمام تدبیر میری خاک میں ملادی اور جو کچھ کہ میرے دل میں تھا وہ سمجھ گئے اگر وہ نہوتے تو تدبیر میری ضرور نتیجہ نیک پیدا کرتی خیر اب پھر ایک تدبیر کرونگا مگر وہ تدبیر صبح کو کرونگا یہ کہکر بختک خاموش ہوا جب دربار کے برخاست ہونیکا وقت آیا بختک اور جملہ سرداران لشکر بارگاہ نوشیروان سے نکلکر اپنے اپنے خیام میں گئے نوشیروان بھی خوش خواب پریشان مگر صدمہ فرامرز میں نیند نہ آئی تمام شب صدمہ گرفتاری فرامرز میں بیدار رہا آخر وہ وقت آیا کہ مرغان سحر کے نغمون کی آواز آنے لگی صبح کی وردی بجی نوشیروان خوش خواب سے اٹھا بعد تھوڑی دیر کے سرداران لشکر دربار گاہ پر آگئے اور اجازت حاصل کر کے بارگاہ میں بیٹھے بختک نابکار بھی دربار میں آیا نوشیروان تو دربار میں بیٹھا ہے گرد سرداران لشکر دنگلون پر بیٹھے ہیں بختک بعہدہ وزارت حاضر دربار ہے لیکن اب حال لشکر اسلام کا مندرج کیا جاتا ہے کہ جب صبح ہوئی اور بارگاہ خواجہ عبد المطلب میں لندھور وغیرہ سرداران نامی آکر بیٹھے خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ فرامرز بن قارن کو ابھی ہمارے روبرو لاؤ خواجہ عمرو فرامرز کو اُسیطرح طوق و زنجیر میں گرفتار کیے ہوے روبروے خواجہ عبد المطلب لیگئے خواجہ عبد المطلب نے فرامرز کو ہدایت کی اور مسلمان ہو جانیکو کہا فرامرز نے جواب دیا میں ہرگز مسلمان نہونگا میں ہزار جان سے فداے خداوندان لات و منات ہون علاوہ اسکے سخن ناشائستہ نسبت اہل اسلام زبان پر جاری کیے اُسوقت لندھور کو غصہ آیا خواجہ عبد المطلب بھی برہم ہوے خواجہ عمرو منغض ہوے پھر بحکم بادشاہ اسلام خواجہ عمرو اور لندھور نے چہل چوب اُسے سخت سے اسقدر فرامرز کو مارا کہ تمام جسم اُسکا گویا ایک آبلہ ہو گیا بجا بجا پوست جسم سے اُتر گیا خون جاری ہوا آخر تاب اذیت نہ لا کر زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا لندھور نے فرامرز کو قفس آہنی میں بند کر کے ایک بلند ٹیلے پر وہ قفس لٹکا دیا جب یہ خبر نوشیروان کو پہونچی اور زیادہ بیتاب و بیقرار ہوا اور بختک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تو نے شب کو کہا تھا کہ صبح کو رہائی فرامرز کی تدبیر کرونگا اسوقت تک تو نے کوئی تدبیر نہین کی اہل اسلام نے اُسے زد و کوب کر کے قفس میں لٹکا دیا ہے مجھکو یقین ہے کہ اہل اسلام اُسکو دو چار روز میں ایسی ہی عقوبتین کر کے ہلاک کر ڈالینگے اور تو کوئی تدبیر رہائی نہ کریگا بختک نے عرض کیا حضور مع سپاہ میدان مصاف میں تشریف لیچلیں پھر کوئی تدبیر معقول کیجائیگی نوشیروان بموجب

غضبناک ہوا اور اسی حالت مین چاہا کہ تیغہٗ آبدار سے سمند لندھور کو پا کرون ہنوز تیغہ مرکب پر لگانے نہ پایا تھا کہ لندھور نے
دامن گردان سے کو دا اور تیغہٗ دست فرامرز سے بقوت بازو چھین لیا فرامرز نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال دیا مائل کشتی ہوا لندھور
بھی اسکی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اسکا اٹھانا چاہا تھوڑی دیر مین اکھاڑے کی درستی ہو گئی پھر دونون باہم اکھاڑے مین زور دیکھنے
لگے اور پیچ باندھنے لگے کشتی بڑھے زور و شور سے ہونے لگی اسی طرف جاؤ اہل اسلام ادھر تمامی مردان لشکر نوشیروان
تماشائے کشتی دیکھنے لگے جب لندھور فرامرز کو نیچے لاکر ارادہ چت کرنے کا کرتا تھا نوشیروان بیقرار ہو جاتا تھا
جب فرامرز کوئی بند لندھور پر باندھتا تھا یعنے پیچ کرتا تھا نوشیروان اور بختک خوش ہوتے تھے اہل اسلام خاص
و عام سے برائے نصرت لندھور بار بار دعا کرتے تھے راوی کہتا ہے کہ فرامرز لندھور سے چار پہر تک بجوبی کشتی
لڑا آخرکار تھک گیا اسوقت لندھور نے اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کر کے زمین سے اٹھا لیا اور سر سے
بلند کر کے زمین پر پٹک دیا فرامرز بن قارن کی پشت زمین سے آشنا ہوئی فوراً لندھور سینہٗ فرامرز پر چڑھا لشکر اسلام
مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا اسوقت خواجہ عمرو اور لقمان ہزارہ عیار لندھور دونون زنجیر و طوق وغیرہ لیکر گئے
اور فرامرز کو اسیر کر کے میدان نبرد سے لشکر اسلام مین لے آئے لندھور بھی شادان و فرحان میدان سے چلا تھا کہ دلاوران
نامی حکم بادشاہ لشکر اسلام سے گئے اور زر و جواہر لندھور پر نثار کرتے ہوئے لشکر مین لے آئے باجے فتح و ظفر کے لشکر مین
بجنے لگے اہل اسلام نہایت شادان ہوئے اور نوشیروان وغیرہ کو سخت ملال ہوا اسی حالت ملال مین نوشیروان
نے چاہا کہ جنگ مغلوبہ کر کے فرامرز کو رہا کرا لون لیکن بوجہ ہو جانے شام کے اس ارادے سے باز رہا آخرکار ناچار بیقرار
جانب فرودگاہ لشکر مع سپاہ چلا گیا ادھر خواجہ عبد المطلب بھی بخوشی و خرمی سر لندھور پر زر نثار کرتے ہوئے اپنی قیامگاہ
لشکر کیطرف روانہ ہوئے جب قیامگاہ لشکر پر پہونچے حکم دیا کہ فرامرز کو قید کرو بموجب حکم خواجہ عبد المطلب
ایک خیمے مین فرامرز کو اور زیادہ سلاسل مین گرفتار کر کے قید کیا لقمان ہزارہ اور خواجہ عمرو وغیرہ عیاران لشکر اسلام
برائے حفاظت قید فرامرز مقرر کیے گئے اہل اسلام تو بوجہ گرفتار ہونے فرامرز کے خوش و خرم ہین لیکن اب حال نوشیروان
کا لکھا جاتا ہے کہ جب اپنے فرودگاہ لشکر پر پہونچا بارگاہ مین داخل ہوا بختک اور دیگر سرداران لشکر دربار مین گئے جب دربار
آراستہ ہوا نوشیروان نے ایک آہ سرد کر کے تاج اپنا فرش پر سر سے اتار کر ڈال دیا اور غم گرفتاری فرامرز مین اشک آنکھون
مین بھر لایا بختک نابکار نے یہ حال دیکھکر عرض کیا حضور مطلق رنج و غم نکرین مین فرامرز کو ایک تدبیر سے لشکر اسلام سے
بلوا لونگا نوشیروان نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہے بختک نے عرض کیا خداوندنعمتا وہ تدبیر یہ ہے کہ حضور ایک نامہ اس
مضمون کا خواجہ عبد المطلب کو تحریر فرمائین کہ اگر آپ ہمراہ دو سوارون کے فرامرز بن قارن کو اپنی طرف سے روانہ
کیجیے تو ہم بھی اس جانب سے آپکے فرزند حمزہ صاحبقران کو عقابین سے اتار کر اور گردن پر سوار کر کے ہمراہ دو سوارون
کے بہنگام سحر آپ کے پاس بھیجدین نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کا رہا کرنا مجھے منظور نہین بختک نے عرض کیا جو کچھ مین نے
عرض کیا ہے حضور میرے کہنے پر عمل تو کرین آپ ملاحظہ فرمائین کہ حمزہ صاحبقران پھر آپکے قبضے مین رہینگے اور فرامرز بھی قید سے
رہا ہو کر آپکے پاس چلا آئیگا یہ کہکر کچھ آہستہ گوش نوشیروان مین کہا نوشیروان نے خوش ہو کر منشی کو بلوا کر اسی مضمون کا نامہ
لکھوایا جو بختک نے مضمون بتایا تھا جب نامہ تیار ہو چکا ایک عیار کو بلا کر وہ نامہ دیا اور نوشیروان نے کہا جلد یہ نامہ خواجہ
عبد المطلب کے پاس لیجا اور جواب اسکا لے آ عیار نامہ لیکر روانہ ہوا جب قریب لشکرگاہ پہونچا چونکہ بعض سرداران لشکر طلایہ دے
رہے تھے انھون نے شخص غیر کو آتے ہوئے دیکھکر روکا عیار نے کہا مین نامہ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت خواجہ
عبد المطلب مین جاکر یہ نامہ دون سرداران مذکور عیار کو اپنے ہمراہ لیکر پاس بارگاہ فلک فرسائے بادشاہ لشکر اسلام یعنے

ہوے جب خواجہ عبدالمطلب جانماز سے اٹھکر سوار ہوے پھر تو جملہ سرداران لشکر وغیرہ ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار ہوے نقارے پر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجے علم لشکر ظفر اثر آگے بڑھا لشکر اسلام مانند دریاے زخار روان ہوا اسطرف سے اہل اسلام اُدھر سے نوشیروان مع فوج بدانجام میدان مصاف مین پہونچکر قیام پذیر ہوے اسوقت دونون لشکرون سے چند در چند بیلدار پھاوڑے ہاتھون مین لیکر نکلے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جھاڑی جھنڈی کو میدان نبرد سے دور کرنے لگے جب میدان رزم مانند آئینہ صاف و ہموار ہوگیا اسوقت سقے مشکین دوش پر لیکر لشکرون سے نکلے پانی چھڑکنے لگے جو گرد و غبار اٹھا تھا اُسے برطرف کر دیا بعد درستی میدان جنگ کے نقیبان خوش گلو دونون جانب سے نکلے اور باواز بلند اہل عساکر سے مخاطب ہوکر یون کہنے لگے نظم

دلیرو یہ ہے عرصۂ گیر و دار　　کرو اپنی جرأت کو تم آشکار

لڑو دشمنون سے بشمشیر و تیر　　نہ منھ موڑنا تم دم دار و گیر

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر کو آمادہ حرب و پیکار کرکے میدان سے علحدہ ہوے فرامرز بن قارن نوشیروان سے اجازت حرب لیکر صف لشکر سے نکل کر میدان مصاف مین آیا اور پکارا اے فرقۂ خدا پرستان آج جسکو تم مین سے تمناے مرگ ہووے تامل مجھسے مقابلہ کرنے کو آئے یہ کلام فرامرز بن قارن سُنکے سردار لشکر لندھور سے ایک سردار تہور شعار نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کیا لندھور نے اُس سردار کو روک کر خود اجازت جنگ خواجہ عبدالمطلب سے چاہی خواجہ عبدالمطلب نے اجازت حرب دیکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا اے لندھور آگاہ ہو کہ اسی نابکار نے میرے فرزند دلبند کو عقابین پہ کھینچا ہے میرے دلکو اسی نے دکھایا ہے بسم اللہ جاؤ اس نابکار کو ہلاک کر دیا اسیر کرکے میرے سامنے لاؤ لندھور نے گذارش کیا بہت خوب جسطرح آپنے ارشاد فرمایا ہے انشاء اللہ اسی طرح عمل مین لاؤنگا یہ کہکر لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا اور اشارہ فیلبان سے ہاتھی بڑھانے کے واسطے کیا فیلبان نے کج بانک مستک پر فیل کے لگائی فیل میمونہ نے آگے قدم بڑھایا جسوقت لندھور بر آمقابلہ فرامرز بن قارن لشکر سے نکلنے لگا علمہاے لشکر جلوہ گری پر ہوے باجے جنگی بجے غرض جب لندھور بمقابلہ فرامرز پہونچا فرامرز نے لندھور کو ہاتھی پر سوار دیکھکر کہا اے لندھور یہ تو فن سپہ گری کے خلاف ہے کہ تم ہاتھی پر سوار ہوکے مجھسے مقابلہ کرو اگر مرد میدان نبرد ہو تو ہاتھی سے اُترکر گھوڑے پر سوار ہوکر مجھسے لڑو فنون سپہ گری دکھاؤ اور میری شمشیر بے نظیر کا پھل کھاؤ لندھور کلمات فرامرز سُنکے ہاتھی سے کود پڑا فی الفور سرداران لشکر لندھور ایک مرکب پری پیکر باساز و یراق لشکر سے لیکر آئے اس گھوڑے کے اوصاف مین یہ اشعار لکھنا لازم ہین نظم

اور یہ کب کسی کے وصف مین ہے　　شعر استاد اسکے وصف مین ہے

اشقر دیوزاد کا ہمسر　　بلکہ خوبی مین اس سے بھی بہتر

وہ جو مرکب چو برق یا باد ہے　　طرفہ دیوانہ و پریزاد ہے

جب لندھور بن سعدان مرکب مذکور پر سوار ہوا اور سرداران لشکر لندھور میدان سے لشکر مین چلے گئے فرامرز بن قارن نے اپنے گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ سینۂ لندھور پر مارا لندھور نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزہ کی سنان پر بہ فن سپہ گری روکا اسی طرح فرامرز نے بھی نیزۂ لندھور کو روکا یہ چالیس طعن ہاے نیزہ کے لندھور نے خبردار و ہوشیار کرکے ایک نیزہ ایسا باندھا کہ نیزہ دست فرامرز بن قارن سے نکل گیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا فرامرز اور نوشیروان اور بختک کو صدمۂ عظیم ہوا اُسوقت بختک نے آگے بڑھ کے کہا اے فرامرز نیزہ ہاتھ سے اگر نکل گیا تو کچھ غم نہ کھا تلوار کھینچکر کام حریف کا تمام کر فرامرز نے بموجب کہنے بختک کے تیغۂ گرانبار میان سے کھینچا اور غضبناک ہوکر خبردار خبردار کہکر تیغہ سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغے کو سپر فراخ دامن پر روکا پھر لندھور نے شمشیر آبدار کھینچکر فرامرز کے سر پہ لگائی فرامرز نے چاہا ضرب شمشیر سے بچون یہ تصور کرکے سر پھرایا تلوار سر پہ تو نہ پڑی لیکن مرکب پر جو پڑی گھوڑا کاٹ کر زمین مین در آئی یہ حال دیکھکر فرامرز زمین پر آیا گھوڑا دو ٹکڑے ہوکر فرش خاک پر گرا فرامرز گھوڑے کے ہلاک ہونے سے پیدہ

دے مجھے ساقیا مے گلرنگ | نشے مین ہووے تازہ ایکا ڈھنگ | تاک انگور سے شراب کھینچے | نشۂ جنگ بحساب کھینچے
پھول سی گر شراب پاؤن مین | گل مضمون بیان لٹاؤن مین | خامہ افسون طراز میرا ہو | کار اعجاز عہد مسیحا ہو

نامداران عرصۂ سخن اس داستان دلستان کہن کو اس طرح تازہ کرکے بیان کرتے ہین کہ جب انوشیروان بدبخت کہ جب کھنے بختک نابکار کے طبل بازگشت بجواکر فرامرز بن قارن کو ہمراہ اُس جنگ گاہ سے لیگیا اور داخل بارگاہ ہوا حکم کیا کہ ساقیان گلعذار جلد حاضر ہوکر جام شراب گلگون پلائین بموجب حکم ساقیان سیمتن کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار نوشیروان مین گئے پہلے ایک ساقی مہ رخ نے جام آفتاب بعد ادب نوشیروان کو دیا نوشیروان نے شراب پیکر ساقیان گل اندام کو حکم دیا کہ ہمارے دربار مین اسوقت جسقدر سرداران لشکر بیٹھے ہین سب کو شراب پلاؤ خصوصاً فرامرز بن قارن کو متواتر ساغر مے دو ساقیون نے بموجب حکم ہر ایک سردار کو جام شراب سے مملو کرکے دیا از انجملہ فرامرز بن قارن کو بھی کئی جام دیے جب دماغ فرامرز کا مئے ناب سے گرم ہوا اپنے دل مین خیال کرنے لگا اے فرامرز جبتک تو جملہ سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرکے انھین قتل نہ کریگا اور فوج امیر باتوقیر کو تباہ و برباد نہ کردیگا ممالک نوشیروان کے قبضے مین نہ آئینگے اور نوشیروان اپنی دختر ملکہ گوہر تاجدار سے تیری شادی نہ کریگا مدعاے دل تیرا بر نہ آئیگا لندھور سے عبث تو خائف ہے طبل جنگ بجواکر اُس سے مقابلہ کر یہ خیال کرکے فرامرز نے نوشیروان سے سر دربار عرض کیا کہ اے شہنشاہ آپ نے بے محل طبل بازگشت کیون بجوا دیا نوشیروان نے جواب دیا اے فرامرز بختک نے بدولت سے کہا کہ لندھور میدان جنگ مین آیا چاہتا ہے اور وہ نہایت قوی ہے اگر ہنگام مقابلہ فرامرز اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیگا پس مناسب ہے کہ طبل بازگشت بجوا دیجیے چونکہ مجکو تمھارا ہلاک ہونا منظور نہ تھا راے بختک کی مین نے پسند کرکے طبل بازگشت بجوا دیا فرامرز بن قارن نے عرض کیا اے شہنشاہ فلک جاہ مین لندھور سے کسیطرح قوت و زور مین کمتر نہین ہون آپ بیخوف و خطر آج میرے نام طبل جنگ بجوائیے کل ہنگام سحر مین لندھور سے مقابلہ کرونگا اور باقبال حضور اُسکو قتل کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر بنام فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے طبل جنگ سُنکے فی الفور خدمت بادشاہ اسلام یعنے خواجہ عبدالمطلب عالی مقام مین جاکر اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر عرض کرنے لگے نظم تا خامۂ خیال کر نقاش معنویست ؛ مدح تو بر صحیفۂ ہستی کند رقم ؛ خصرت کہ ہست صورت عصیان ہمیشہ باد ؛ گریان و بیقرار ونگونسار چون قلم ؛ اے ظل اللہ دین پناہ اسوقت نوشیروان بیدین نے بنام فرامرز بن قارن طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ فردا ہنگام سحر میدان رزم مین آکر فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہے جسوقت خواجہ عبدالمطلب نے زبانی ہرکارون کے خبر نواخت طبل جنگ سنی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد ایزدی و تائید ربانی نقارۂ جنگی بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم خواجہ عبدالمطلب نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ حربی بلند ہوئی زمین صداے نقارہ سے تھرانے لگی اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سُنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے جب وہ دن گذر کے شام ہوئی اور شب بسر ہوچکے وہ وقت آیا کہ وردی سحر کی بجی اور ماہ و کواکب پنہان ہوئے سفیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا مرغان سحر نغمہ سرائی حمد الہی اپنی زبان مین کرنے لگے ہواے سرد سحری چلنے لگی موذن نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا مردان لشکر اسلام براے عبادت خالق خاص و عام اپنے اپنے بستر ونسے آٹھے اور وضو کرکے جانمازون پہ فریضۂ سحری بعبد خضوع و خشوع ادا کرنے لگے خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام خواجہ عبدالمطلب بہ ہنگام لندھور بن سعدان و خواجہ عمرو نماز سحر برجوع قلب پڑھنے لگے جب نماز اور تعقیبات سے فرصت حاصل ہوئی خواجہ عبدالمطلب نے دعاے فتح و ظفر خالق بحر و بر سے مانگی بعد دعا کر نیکے حکم دیا مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم ہر ایک سردار و فسر درسوار و پیدل علاوہ زخمیونکے مسلح

اہل اسلام کا برا ہی جو کچھ ہو تعجب ہی یہ کہکر خواجہ آبدیدہ ہوے لندھور بھی حال امیر اور سرداران لشکر کا سنکر اشک آنکھون مین بھر لایا اور پوچھا ای خواجہ عقابین جسپر حمزہ صاحبقران قید مین کہان ہی عمرو نے کہا دیکھو وہ عقابین ہی اور وہ قفس آہنی ہی جسمین امیر باتوقیر ہین وہ سامنے گرد عقابین فوج نوشیروان برائے حفاظت قید امیر اتری ہوئی ہی دیکھو وہ سامنے عقابین کے خندق گرد عمیق ہی اور وہ بارگاہ نوشیروان ہی افسوس ہزار افسوس ہم سامنے امیر کو عقابین پر قید دیکھتے ہین اور وہان تک برائے رہائی امیر باتوقیر کسی طرح پہونچ نہین سکتے علاوہ خندق کے فرامرز بن قارن سدراہ ہی اکثر وہ برائے مقابلہ فرقہ خدا پرستان میدان جنگ مین آتا ہی چنانچہ اسوقت بھی میدان مین مبارز طلب کر رہا ہی اور کوئی اُسکے مقابلے کے واسطے لشکر اسلام سے نہین نکلتا ہی لندھور جانب عقابین دیکھکر گریان ہوا بعد ازان خواجہ سے کہا مین نے گرفتاری امیر کی خبر سنی تھی اسیوجہ سے میرا یہان آنا ہوا اب مین آیا ہون اگر خدا نے چاہا تو فرامرز وغیرہ کو تہ تیغ کرکے امیر کو چھڑاؤنگا عمرو کو گفتگوے لندھور سے فی الجملہ تسکین ہوئی الغرض خواجہ عمرو استقبال کرکے لندھور کو لشکر اسلام مین لائے لندھور نے لشکر مین داخل ہوکر اول سامنے عقابین کے جاکر برائے تسلیم روبروے امیر باتوقیر سر اپنا بعد ادب خاک پر جھکایا امیر نے قفس آہنی سے لندھور کو دیکھا جب لندھور امیر کو تسلیم بعد تعظیم دور سے کر چکا پھر لشکر مین آکر خدمت بادشاہ فوج اسلام یعنی خواجہ عبد المطلب عالی مقام مین آیا اور شرائط آداب بجا لایا خواجہ عبد المطلب لندھور کے آنے سے بہت خوش ہوے بعد قدمبوسی بادشاہ لشکر اسلام لندھور نے خواجہ عبد المطلب سے اجازت حرب لی اور ارادہ میدان مین جانیکا کیا بختک نابکار نے جو دیکھا کہ لندھور بن سعدان آیا ہی اور اب برائے مقابلہ فرامرز بن قارن میدان مین نکلا چاہتا ہی اپنے دلمین خیال کرنے لگا کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران از حد قوی دیجری ہی فرامرز بن قارن ہنگام جنگ لندھور کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیگا یہ خیال کرکے خدمت نوشیروان مین جاکر عرض کرنے لگا اسوقت لندھور بن سعدان بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہی اور برائے مقابلہ فرامرز بن قارن میدان مین نکلا چاہتا ہی یقین ہی کہ وقت رزم فرامرز قتل ہوجائیگا کیونکہ لندھور نہایت زبردست ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ طبل بازگشت بجوا دیجیے ہنوز لندھور لشکر سے میدان مین نہ آیا تھا کہ نوشیروان نے بموجب راے بختک کے طبل بازگشت بجوا دیا فرامرز صداے طبل بازگشت سنکے اپنے دلمین خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر لندھور بن سعدان سے اور مجھسے مقابلہ ہوتا مین ضرور ہلاک ہو جاتا لندھور کے ہاتھ سے کسی طرح جانبر نہ ہوتا یہ خیال کرکے ادھر فرامرز مع فوج فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر جملہ اہل اسلام ہمراہ خواجہ عبد المطلب بسمت لشکرگاہ روانہ ہوے لندھور بھی ہمراہ رکاب خواجہ عبد المطلب جانب فرودگاہ لشکر یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ افسوس طبل بازگشت نوشیروان نے بجوا دیا ورنہ فرامرز بن قارن اور دیگر سرداران لشکر نوشیروان کو اپنے گرز گران سر اور تیغ گرانبار سے ہلاک کرتا آج ہی لڑتا ہوا عقابین تک جاتا امیر باتوقیر کو عقابین سے اتارتا ہنگام جنگ ہزارون سوارون کو پیوند خاک کر دیتا غرض یہ خیال کرتا ہوا فرودگاہ لشکر تک پہونچا بارگاہ فلک اشتباہ استادہ کرا کے اسی بارگاہ مین فروکش ہوا تمام مردان لشکر اسلام بھی گھوڑون سے اتر اتر کر سلاح جسم سے اتار کر اپنے اپنے خیمون مین گئے اور فرش خواب پر راحت گزین ہوے

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن کا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سے آخرکار اسیر ہوکر رہا ہونا اسکا معال دیگر

جانب راست وچپ دیکھا اور عمرو نے جوانان لشکر سے کہا کہ تم سب کلام فرامرز سنتے ہو اور مقابلے کے واسطے تم مین
سے کوئی نہین جاتا ہی لیکن کسی سنے ارادۂ مقابلہ نہ کیا واضح ہو کہ لشکر اسلام مین جتنے سردار نامی اور قوی تھے
وہ سب تو ایسے زخمی تھے کہ بستر سے اٹھہ نہ سکتے تھے بیہوش پڑے تھے مثل بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ کے
کون فرامرز سے مقابلہ کرتا سواران لشکر مین اتنی قوت و جسارت نہ تھی کہ فرامرز سے فرداً فرداً مقابلہ کرین اسیوجہ
سے لشکر اسلام سے کوئی دلیر بہر مقابلۂ فرامرز نہ نکلا ہان خواجہ عبد المطلب جو بالفعل بادشاہ لشکر اسلام سے تھے
اور جو شجاعان عرب سے لشکر مین موجود تھے وہ بھی بر واسطے زخمی نہایت تھے لائق مقابلہ دشمن نہ تھے غرضکہ جب
کوئی برائے مقابلہ فرامرز لشکر سے نہ نکلا اسوقت خواجہ عبد المطلب اور عمرو نے بیتاب وبیقرار ہو کے درگاہ
خدا مین دعا کی فی الفور تیر دعائے خواجہ عبد المطلب ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعا قبول ہوئی جانب صحرا
غبار عظیم بلند ہوا مردان مع خواجہ عبد المطلب و عمرو و فرامرز جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے
دفع ہوا عمرو نے دیکھا کہ آگے لشکر کے علم نہنگ پیکر دست علمدارین ہی اور راست وچپ لباس ہندی و دار آ
ہندی وغیرہ سرداران نامی مین اور سات لاکھ ہندی جنکا شجاعت و جوانمردی مین مثل ونظیر نہین ہی ہمرکاب ہین
چہرون سے انکے آثار تہور آشکار ہین شیر کا زہرہ انکے سامنے آب ہوتا ہی شربتی کے انگرکھے زیب تن ہین لٹوبان
بانکی سرون پر ہین گھوڑون پر سوار ہین تلوارین باندھے ہین سپرین بالائے پشت ہین دلیرانہ سرپٹ گھوڑے دوڑائے
ہوئے اسی طرف آتے ہین اگر کوئی درخت انکو راہ مین ایسا ملتا ہی کہ جسکی وجہ سے روانگی لشکر مین دیر ہوتی ہی اُسے
تلوار کھینچکر ایک ضرب مین قلم کر دیتے ہین ہر ایک جوان تہمتن جرأت مین بے مثل و نظیر ہی بموجب ابیات

زیب دست ایک ایک کے دستانے
بانکپن کے بندھے ہوئے بانے
نئے جرات کے نشۂ مین یہ چور
کٹ مرین جنگ زرگری مین سو
چشم و ابرو کا قہر تیکھا پن
تیور آفت بلا کی وہ چتون
برچھے ہاتھون مین سیفین ٹوالون مین
بدر رخ ماہ نور کالون مین

افسر انکے انسے زیادہ بہادر و جرار بار بار لشکر مین علمہائے لشکر ہوا سے جنبان ہوتے ہین پھر ہرے قلمون کے سٹنے ہوئے
ہین باجے لشکر مین بجتے ہین ہزار ہا فیلان کوہ پیکر ہمراہ لشکر مین فیل میمونہ پر تخت مرصع کسا ہوا ہی اُسی تخت پر لندھور
بن سعدان بادشاہ ہندوستان سات کنگرے کا تاج سر پر رکھے ہوئے قبائے شاہی زیب تن کیے ہوئے مالے موتی
و مروارید کے گلے مین ڈالے ہوئے گویا دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے بیٹھا ہی علم نہنگ پیکر کا سر پر سایہ ہی سیر صحرا
کرتا ہوا آتا ہی عمرو لندھور کو ایسے وقت مین آتے دیکھکر خوش ہوا اور کچھ سوارون کو ہمراہ اپنے لیکر بتعجیل تمام برائے
استقبال بحکم عبد المطلب خوش خوشحال روانہ ہوا اثنائے راہ مین ملاقات ہوئی لندھور نے احوال پوچھا
خواجہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا لندھور بن سعدان کل حقیقت جنگ سنکر حیران ہوا اور
خواجہ سے مستفسر ہوا کہ فرامرز کیا بہرام و کرب سے شجاع زیادہ ہی کہ انکو اسنے ہنگام جنگ مجروح کیا ہی عمرو نے
کہا میری دانست مین تو بہرام گرد اور کرب غازی اور دیگر سرداران سے فرامرز قوت و شجاعت مین کمتر ہی چونکہ
اقبال نوشیروان کا اوج پر ہی اور ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہی اسیوجہ سے حمزہ صاحبقران عقابین پر قفس
آہنی مین مقید ہین نامی سرداران لشکر اپنے کم قوت و کم جرأت تاہم نبرد سے زخمی ہوئے ہین بادشاہ لشکر اسلام قباد کو الیتیماً
کو گلیم گوش نے باغوائے ہیکلان قتل کر ڈالا ہی بالفعل خواجہ عبد المطلب والد ماجد حمزہ صاحبقران کو بفرورت
بادشاہ لشکر اسلام بنایا ہی غرضکہ اہل اسلام پر فی زمانہ ادبار ہی انسان مشیت الٰہی سے مجبور ہی اور بلائے آسمانی سے
مجبور و ناچار ہی اس امر مین کچھ حیرت بیکار ہی کہ آج کل دن اہل اسلام کے ناموافق ہین اور ستارہ

دشمن کے سر و تن مین ہنگام جنگ پیدا ہو جدائی کرے لیجئے تیرانداز اپنے تیرون کو ترکش سے نکالکر درست کرنے لگے کمان
ہونا قبض بیتین و کشین آگ پہ سنگ کرو درست کرنے لگے الغرض اہل اسلام بحکم بادشاہ لشکر خواجہ عبدالمطلب نامور
جنگ یہ لشکر کیواسطے آتش اور گرد لشکر برائے حفاظت پہرنے لگے غرضکہ شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ
اور حفاظت خوب ہوئی جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ خسرآو شاہ خاور نشکے مع فوج انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور
مشرق سے نکل کر فروغ بخش تخت جہان ہوا فرامرز بن قارن باجمعیت سپاہ اسیطرح نبرد گاہ مین آیا اور صفوف لشکر
آراستہ کرکے انتظار آمد لشکر اسلام کرنے لگا اسطرف اہل اسلام بھی نماز سحر اور تعقیبات سے فرصت و فراغت پاکر
بحکم بادشاہ لشکر اسلام اسلحہ زیب تن کرکے گھوڑون پر سوار ہوے خواجہ عبدالمطلب بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ مردان
لشکر نے لبسواد ادب برائے تعظیم سر جھکائے بادشاہ لشکر اسلام بیٹے خواجہ عبدالمطلب نیکنام نے سب کا سلام لیکر
فرمایا جلد جانب میدان نبرد روانہ ہو جب خواجہ عبدالمطلب مرکب پر سوار ہو چکے تو جب بحکم لشکر اسلام سمت عرصۂ
مصاف روانہ ہوا جسوقت لشکر اسلام نبرد گاہ مین پہونچا بیلداروں نے لشکر نگار پیشتر کی تھی جو کچھ خس و خاشاک وغیرہ
میدان نبرد سے دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا جب درستی میدان رزم ہوچکی اور صف آرائی بھی ہوچکی
اسوقت نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون جانب سے نکلکر اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگے نظم

جوانون یہ ہے عرصۂ دار و گیر | لڑو اپنے دشمن سے با تیغ و تیر | کرو آج میدان مین ... | نہ آنے عدو کو نہ کچھ خوف و ڈر

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھا چکے اور جنگ پر آمادہ کرچکے میدان مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکرون
مین بہادر سنکے تقریر نقیبان خوش آواز اور کڑکیتون کی گفتگو نشہ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے و بسبب دم
بدم تشمشیر مین ... لگے ارادہ کیا لشکر سے نکلکر حریفون کو قتل کیجیے نام و نشان دشمنون کا مٹا دیجیے ابھی دونون
لشکرون سے کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن نے اپنا مرکب صف لشکر سے نکالا اور میدان مصاف
مین آکر پکارا ای مسلمانو آج تم سب مین کون کون جانب ملک عدم جائیگا کون سر میدان میری تیغ کا پھل کھاکر
خون مین نہائیگا کسکو تم سب مین تماشے عروس مرگ ہے کون شخص اپنی زندگی سے بیزار ہے کسکو سر اپنا اپنے دوش
پہ بار ہے آج مجھسے کون مقابلہ کریگا جسکو تمنائے قضا ہو وہ اجل رسیدہ جلد آسکے اور مجھسے مقابلہ کرے جو ہر تیغ دکھا
زخم کھائے لہو مین نہائے کف افسوس ملکر دنیا سے جائے جسوقت یہ کلمات مہمل اور واہیات فرامرز نے اپنی
زبان پہ جاری کیے فی الفور ایک جوان خوبرو وقوی بازو بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے اجازت لیکر مقابلہ فرامرز
آیا اور کہنے لگا او بیدین مین تجھسے مقابلہ کرونگا اگرچہ با خدا نے تو ایک ضرب تیغ سے تجکو دو نیم کرونگا سارا کبر و غرور
تیرا خاک مین ملادونگا فرامرز تقریر جوان کی سنکے غضبناک ہوا اور اسی حالت غیظ مین تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر پکارا
کہ ای خدا پرست ہوشیار ہو جا یہ کہکر تیغہ سر جوان پر لشدید غضب لگایا ہر چند جوان نے چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکو ن ضرب
گرانبار سے بچے لیکن بمقتضاے آیہ وافی اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کسی طرح نہ بچ سکا
تسمہ سر پہ پڑ ہی گیا اور ایسی زور سے پڑا کہ کاسہ سر کو کاٹتا ہوا صراحی گردن تک آتر آیا جوان مذکور گھوڑے
سے گر کر تھوڑی دیر مین تڑپکر راہی سوے جنان ہوا بعد قتل ہونے جوان خوبرو کے فرامرز نے پھر آواز دی
کہ ای گروہ خدا پرستان اب جلد اور کسی کو برائے مقابلہ بھیجو اگر کوئی تم مین سے میرے مقابلے کو نہ آئیگا تو مین
خود تمپر حملہ کرکے تہ تیغ کرونگا آج تم مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہر چند کہ یہ گفتگو فرامرز جملہ اہل اسلام
نے سنی لیکن کسی نے مقابلہ فرامرز سے نہ کیا کوئی لشکر اسلام سے بخوف قتل نہ نکلا باوجودیکہ خواجہ عبدالمطلب نے

کہ تیغ کو سپر پر روکوں لیکن تیغہ گرانبار سپر ہنرز کا سر کو کاٹ کر کاسۂ سر میں در آیا جوان سنے مرکب سے گر کر جان بحق
تسلیم کی بعد قتل ہونے نوجوان مذکور کے پھر فرامرز نے نعرہ کیا کہ اب اور کوئی میرے مقابلے کے لیے آئے چنانچہ دو تین
دلاور یکے بعد دیگرے لشکر اسلام سے نکلے اور ہاتھ سے فرامرز کے قتل اور زخمی ہوئے بعد اسکے پھر فرامرز بن قارن
نے گھوڑے کو جولان کر کے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان آج تمھاری دلاوری کو کیا ہوگئی اگر مرد ہو تو میدان میں آکر
مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام ہونا تمام تھا کہ بہرام اپنے خوشخرام کو چھیڑ کر میدان میں آیا بعد تگاورزنی کے بہرام نے کہا کہ
فرامرز کیا دیکھتا ہے وار کر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغہ خون آلود سر پر لگایا بہرام سنے تیغہ سپر پر روکا پھر بہرام
نے بھی شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اسنے بقوت بازو سپر پر روکی اسیطرح تا دیر لڑائی ہوا کی انجام کار فرامرز نے
ہوشیار باش اور خبردار باش کہکے بقوت تمام تیغہ گرانبار سر بہرام دلیر قار پر لگایا اسوقت اتفاقاً بہرام کے گھوڑے
نے سکندری کھائی جبتک بہرام گھوڑے کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑ گیا بہرام نے دستانہ اڑا تیغہ تو سر سے نکل گیا
لیکن چادر خون کی اسطرح سر سے نکلی کہ بہرام لہو میں نہا گیا یہ احوال دیکھکے کرب سنے صف سے گھوڑا نکالا اور میدان
مصاف میں پہونچکر بہرام کو لشکر میں بھجوایا یہان تو بہرام کے زخم سر کا علاج ہونے لگا ادھر کرب سنے فرامرز سے
مقابلہ کیا تا دیر لڑائی ہوئی آخر الامر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغہ خون چکان سر کرب پر مارا اتفاقاً اسیوقت پائے
سمند کرب موش خانے میں جا تا رہا ہرچند کرب سنے سپر اٹھائی اور گھوڑے کو سنبھالنا چاہا لیکن پائے اسپ موش خانے
سے نہ نکلا اور تیغہ سپر ہنرز کا سر پر جو پڑا تا دو ابرو اتر آیا کرب نے دستانہ اڑا تیغہ تو سر سے نکل گیا چادر خون زخم سر سے
نمود ہوئی چونکہ اسوقت آفتاب غروب ہوتا تھا فرامرز نے لڑنا مناسب نہ جانکر ہنگام شام طبل بازگشت بجوایا کرب
غازی کو ملال ہوا اور دل میں خیال کیا کہ اس نابکار نے اب تو طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ اسی زخمداری میں اسے
قتل کرتا کرب غازی ابھی یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ فرامرز بن قارن مع اپنے لشکر کے جانب فرودگاہ سیاہ
روانہ ہوا یہان اہل اسلام بیتابانہ دوڑ کر کرب غازی کو لشکر میں لائے بعد ازان بحکم بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ
عبد المطلب عالی مقام جانب قیام گاہ لشکر روانہ ہوئے بعد پہونچنے کے بحکم خواجہ عبد المطلب بادشاہ لشکر اسلام
زخم سر کرب کا علاج ہونے لگا جراح نے زخم سر میں ٹانکے لگا کر بالائے زخم بھایا مرہم کا رکھا پھر پٹی باندھ دی القصہ
یہان تو کرب غازی کے زخم سر کا علاج ہو رہا ہے اور بہرام گرد وغیرہ کے بھی زخم سر کا بخوبی چارہ ہوتا ہے مردان
لشکر نے جنگاہ سے آکر کمریں کھولیں آلات حرب و ضرب جسم سے دور کیے زرہ جسم سے اتاری ہیں اکثر ذکر جنگ
کر رہے ہیں بعضے بوجہ خستگی کے اپنے بستر پڑے ہوئے ہیں ان سب کو تو اسی حال میں چھوڑیے اور اب حال فرامرز
بن قارن کا سنیے جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خدمت نوشیروان میں گیا لوازم پرستندگی
اور شرائط عبودیت بجا لا کر دربار میں بیٹھا بختک سنے دلیری فرامرز کی تعریف کی نوشیروان بھی بہرام و کرب
وغیرہ کے زخمی ہونے سے فرامرز سے خوش ہوا پھر بحکم نوشیروان ہنگام برخاست دربار بنام فرامرز بن
قارن طبل جنگی کفار نے بجایا صدائے طبل بلند ہوئی جسوقت خبر نواخت طبل جنگی خواجہ عبد المطلب سنے سنی
حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بتفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم نقارۂ زری پر اہل
اسلام سنے چوب لگائی دلاوران لشکر صدائے نقارۂ جنگی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح پھر میدان مصاف ہی ہنگامۂ جدال
وقتال برپا ہوگا بازار اجل گرم ہوگا ہرچند کہ سب اہل لشکر شکستہ خاطر تھے لیکن مدد و اعانت پروردگار پر نظر کرکے
تیاری جنگ میں مصروف ہوئے اکثر اپنی تیغ آبدار پر اس خیال سے صیقل کرنے لگے کہ تلوار ہماری اور تیز و آبدار ہوجائے

دشمن کے سر و تن مین ہنگام جنگ جلد تر جدائی کرسے یعنی تیر انداز اپنے تیرون کو ترکش سے نکالکر درست کرنے لگے کمانین جو نا قص تھین اُنکین آگ پر سینک کر درست کرنے لگے اکثر اہل اسلام بحکم بادشاہ لشکر خواجہ عبدالمطلب نامور طلایہ لشکر کیواسطے اتھے اور گرد لشکر براے حفاظت پھرنے لگے غرضکہ شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ اور حفاظت خوب ہوئی جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے مع فوج انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور مشرق سے نکلکر فروغ بخش تخت جہان ہوا فرامرز بن قارن باجمعیت سپاہ اُسیطرح نبرد گاہ مین آیا اور صفوف لشکر آراستہ کرکے انتظار آمد لشکر اسلام کرنے لگا اسطرف اہل اسلام بھی نماز سحر اور تعقیبات سے فرصت و فراغت پاکر بحکم بادشاہ لشکر اسلام اسلحہ زیب تن کرکے گھوڑون پر سوار ہوے خواجہ عبدالمطلب بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ مردان لشکر نے بصد ادب براے تعظیم سر جھکاے بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ عبدالمطلب نیکنام نے سب کا سلام لیکر فرمایا جلد جانب میدان نبرد روانہ ہو جب خواجہ عبدالمطلب مرکب پر سوار ہو چکے بموجب حکم لشکر اسلام سمت عرصۂ مصاف روانہ ہوا جسوقت لشکر اسلام نبرد گاہ مین پہونچا بیلداروں نے لشکر نکلکر جھاڑی جھنکاڑ(؟) خس و خاشاک وغیرہ میدان نبرد سے دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا جب درستی میدان رزم ہو چکی اور صف آرائی بھی ہو چکی اُسوقت نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون جانب سے نکلکر اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگے نظم

جوانو ن یہ ہی عرصۂ دار و گیر ۔ لڑو اپنے دشمن سے با تیغ و تیر

کرو آج میدان مین الستیز ۔ نہ آنے عدو کو نہ کچھ جز گریز

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھا چکے اور جنگ پر آمادہ کرچکے میدان مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکرون مین جو بہادر تھے تقریر نقیبان خوش آواز اور کڑکیتون کی گفتگو سنکے نشۂ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے و مبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا لشکر سے نکلکر حریفون کو قتل کیجیے نام و نشان دشمنون کا مٹا دیجیے ابھی دونون لشکرون سے کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن نے اپنا مرکب صف لشکر سے نکالا اور میدان مصاف مین آکر پکارا اے مسلمانو آج تم سب مین کون کون جانب ملک عدم جائیگا کون سر میدان میری تیغ کا پھل کھاکر خون مین نہائیگا کسکو تم سب مین تمہارے عروس مرگ ہے کون شخص اپنی زندگی سے بیزار ہے کسکو سر اپنا اپنے دوش پر بار ہے آج مجھسے کون مقابلہ کریگا جسکو تمہارے قضا ہو وہ اجل رسیدہ جلد آسکے اور مجھسے مقابلہ کرے جو ہر تیغ دکھا زخم کھاے لہو مین نہاے کف افسوس ملکر دنیا سے جائے جسوقت یہ کلمات مہمل اور واہیات فرامرز نے اپنی زبان پر جاری کیے فی الفور ایک جوان خوبرو و قوی بازو بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے اجازت لیکر بمقابلہ فرامرز آیا اور کہنے لگا او بیدین مین تجھسے مقابلہ کرونگا اگر چاہا خدا نے تو ایک ضرب تیغ سے تجکو دو نیم کرونگا سارا کبر و غرور تیرا خاک مین ملادونگا فرامرز تقریر جوان کی سنکے غضبناک ہوا اور اُسی حالت غیظ مین تیغۂ گرانبار نیام سے کھینچکر پکارا کہ اے خدا پرست ہوشیار ہو جا یہ کہکر تیغہ سر جوان پر بصد غضب لگایا ہر چند جوان نے چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکون مگر تیغۂ گرانبار سے بچون لیکن بمقتضاے آیہ وافی اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کسی طرح نہ بچ سکا تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور اس زور سے پڑا کہ کاسۂ سر کو کاٹتا ہوا صراحی گردن تک اُتر آیا جوان مذکور گھوڑے سے گر کر تھوڑی دیر مین تڑپکر راہی سوے جنان ہوا بعد قتل ہونے جوان خوبرو کے فرامرز نے پھر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان اب جلد اور کسی کو براے مقابلہ بھیجو اگر کوئی تم مین سے میرے مقابلے کو نہ آئیگا تو مین خود تم پر حملہ کرکے تہ تیغ کرونگا آج تم مین سے کسی کو زندہ نچھوڑونگا ہر چند کہ یہ گفتگوے فرامرز جملہ اہل اسلام نے سُنی لیکن کسی نے مقابلہ فرامرز سے نہ کیا کوئی لشکر اسلام سے بخوف قتل نہ نکلا باوجودیکہ خواجہ عبدالمطلب نے

کہ تیغ کو سپر پر روکوں لیکن تیغۂ گرانبار سپر پر نہ رُکا سر کو کاٹ کر کاسۂ سر میں در آیا جوان نے مرکب سے گر کر جان بحق
تسلیم کی بعد قتل ہونے جوان مذکور کے پھر فرامرز نے نعرہ کیا کہ اب اور کوئی میرے مقابلے کے لیے آئے چنانچہ دو تین
دلاور یکے بعد دیگرے لشکر اسلام سے نکلے اور ہاتھ سے فرامرز کے قتل اور زخمی ہوئے بعد اسکے پھر فرامرز بن قارن
نے گھوڑے کو جولان کرکے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان آج تمھاری دلاوری کہان گئی اگر مرد ہو تو میدان مین آکر
مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام ہنوز ناتمام تھا کہ بہرام اپنے خوشخرام کو چھیڑ کر میدان مین آیا بعد تگاور زنی کے بہرام نے کہا اے
فرامرز کیا دیکھتا ہے وار کر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغۂ خون آلود سر پر لگایا بہرام نے تیغہ سپر پر روکا پھر بہرام
نے بھی شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اسنے بقوت بازو سپر پر روکی اسیطرح تا دیر لڑائی ہوا کی انجام کار فرامرز نے
ہوشیار باش اور خبردار باش کہکے بقوت تمام تیغۂ گرانبار سر بہرام ذیوقار پر لگایا اسوقت اتفاقاً بہرام کے گھوڑے
نے سکندری کھائی جبتک بہرام گھوڑے کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑ گیا بہرام نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا
لیکن چادر خون کی اسطرح سر سے نکلی کہ بہرام لہو مین نہا گیا یہ احوال دیکھکے کرب نے صف سے گھوڑا نکالا اور میدان
مصاف مین پہونچکر بہرام کو لشکر مین بھیجدیا یہان تو بہرام کے زخم سر کا علاج ہونے لگا ادھر کرب نے فرامرز سے
مقابلہ کیا تا دیر لڑائی ہوئی آخر الامر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغۂ خون چکان سر کرب پر مارا اتفاقاً اسیوقت پاے
سمند کرب موش خانے مین جا رہا ہر چند کرب نے سپر اُٹھائی اور گھوڑے کو سنبھالنا چاہا لیکن پاے اسپ موش خانے
سے نہ نکلا اور تیغہ سپر پر نہ رُکا سر پر جو پڑا تا دو ابرو اُتر آیا کرب نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا چادر خون زخم سر سے
نمود ہوئی چونکہ اُسوقت آفتاب غروب ہوتا تھا فرامرز نے لڑنا مناسب نہ جانکر ہنگام شام طبل بازگشت بجوایا کرب
غازی کو ملال ہوا اور دل مین خیال کیا کہ اس نابکار نے اب تو طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ اسی زخمداری مین اسے
قتل کرتا کرب غازی ابھی یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ فرامرز بن قارن مع اپنے لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ
روانہ ہوا یہان اہل اسلام بیتاب ہو کر کرب غازی کو لشکر مین لائے بعد ازان بحکم بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ
عبد المطلب عالی مقام جانب قیام گاہ لشکر روانہ ہوئے بعد پہونچنے کے بحکم خواجہ عبد المطلب بادشاہ لشکر اسلام
زخم سر کرب کا علاج ہونے لگا جراح نے زخم سر مین ٹانکے لگا کر بالاے زخم پھایا مرہم کا رکھا پھر پٹی باندھدی الغرض
یہان تو کرب غازی کے زخم سر کا علاج ہو رہا ہے اور بہرام گرد وغیرہ کے بھی زخم سر کا بخوبی چارہ ہوتا ہے مردان
لشکر نے جنگگاہ سے آکر کمرین کھولی ہین آلات حرب وضرب جسم سے دور کیے ہین زرہ جسم سے اُتاری ہے اکثر ذکر جنگ
کر رہے ہین بعضے بوجہ خستگی کے اپنے بستر پر سو رہے ہین ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور اب حال فرامرز
بن قارن کا سنیے جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خدمت نوشیروان مین گیا لوازم پرستندگی
اور شرائط عبودیت بجا لاکر دربار مین بیٹھا بختک نے دلیری فرامرز کی تعریف کی نوشیروان بھی بہرام وکرب
وغیرہ کے زخمی ہونے سے فرامرز سے خوش ہوا پھر بحکم نوشیروان ہنگام برخاست دربار بنام فرامرز بن
قارن طبل جنگی کفار نے بجایا صداے طبل بلند ہوئی جسوقت خبر نواخت طبل جنگی خواجہ عبد المطلب نے سنی
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بتفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم نقارہ زنی پر اہل
اسلام نے چوب لگائی دلاوران لشکر صداے نقارۂ جنگی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح پھر میدان مصاف ہے ہنگامۂ جدال
وقتال برپا ہوگا بازار اجل گرم ہوگا ہر چند کہ سب اہل لشکر شکستہ خاطر تھے لیکن مدد و اعانت پروردگار پر نظر کرکے
تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اکثر اپنی تیغ آبدار پر اس خیال سے صیقل کرنے لگے کہ تلوار بھاری اور تیز و آبدار ہو جائے

شہر الزنان نے شکست کھا کر میدان مصاف مین قیام نہ کیا راہ فرار اختیار کی اہل اسلام مظفر و منصور ہوے
اور بصد خوشی و خرمی جانب قیام گاہ لشکر پھرے فرامرز بن قارن یہ جنگ دیکھکر حیران ہوا اور اپنے فرودگاہ
لشکر کی جانب مع فوج چلا گیا اس جنگ مین خواجہ عمرو نے بھی عدہا کفار کو خنجر و سنگ سے ہلاک کیا اور بہت کچھ نقد
جنس بھی خواجہ کے ہاتھ آیا جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچا حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر ان
مسلمانون سے مین لڑونگا ہر ایک خدا پرست کو خاک و خون مین بھرونگا بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا
صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکاران فوج اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ فی الفور سرداران لشکر کو پہونچائی
لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صداے نقارۂ جنگی تا فلک پہونچی ہر چند کہ جملہ اہل اسلام خستہ و شکستہ
تھے لیکن توکل خدا پر کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوے تلوارون پر صیقل کرنے لگے علاوہ اسکے اور
آلات حرب و ضرب کی درستی بھی بخوبی کرنے لگے قصہ کوتاہ دونون لشکر دن مین رات بھر تیاری لڑائی کی ہوئی ہنگام
سحر فرامرز بن قارن مع سپاہ میدان جنگ مین آیا اور درستی صفوف لشکر مین مصروف ہوا ابھی صفین آراستہ نہ
ہوچکا تھا کہ آمد لشکر اسلام کے آثار ہویدا ہوے یعنی تھوڑی گرد بلند ہوا جب ہوا سے وہ گرد برطرف ہوئی فرامرز بن قارن
نے دیکھا کہ عجب ناز دلیرانہ سے لشکر اسلام آتا ہے بموجب اشعار

قتل اوشہ سجے ہوے وہ جوان	دلمین شوق عروس کی نہان	لیکن وہ بھی سجائی ہوئین	سب دم جنگ آزمائی ہوئین
سبزہ آغاز جو بنو پہ شباب	سمن اندام نار من آتش ناب	حسن و صورت مین ایک ہوش	خانہ جنگون مین قہر کے سرکش
زیب جسم اسکے زیور آہن	زرہ و خود و بکتر و جوشن	صفدر روزگار ضیغم وقت	رشک اسفندیار و رستم وقت

فرامرز بن قارن آمد لشکر اہل اسلام دیکھکر حیران
ہوا اور دلمین خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت دلیر ہین مرنے سے مطلق نہین ڈرتے ہین آج انمین سے جو میرے
مقابلے مین آئیگا ایک ہی ضرب تیغ سے ہلاک کرونگا ایسی لڑائی لڑونگا کہ یہ سب بھی متحیر ہون فرامرز بن قارن
یہ خیال ہی کررہا تھا ناگاہ لشکر اسلام باشتیاق تمام میدان جنگ مین آیا بعد درستی صفوف لشکر جانبین نقیب اور کڑکیت
دونون جانب سے نکلے اور باواز بلند کہنے لگے اشعار

قبل اسکے جو تھے میان جہان	نام کو بھی نہین ہے انکا نشان	یہ جہان اک سرائے فانی ہے	سب کو مرنا ہے جان جانی ہے
تمکو بھی ایک روز مرنا ہے	کوچ دار فنا سے کرنا ہے	کیسے کیسے جری قوی بازو	مرگئے آہ ہوکے بے قابو
دشمنون سے لڑو بہ تیغ و سنان	باقی رکھو نہ تم عدو کا نشان	آج ہی کیون نہ لڑکے مرجاؤ	نام دار فنا مین کرجاؤ

جب کڑکیت و نقیب یہ کہکر ہٹ گئے سب جوانان لشکر نے
بے ثباتی عالم پر نظر کرکے اور میدان جنگ مین مرنے کو حیات سے بہتر تصور کرکے خود سر سے اتار زرہ جسم سے
اتار ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بغیر خود و زرہ و جوشن حملہ کیجیے اور ضرب تیغ آبدار سے
اعدا کو قتل کیجیے روبرو ان سب دلاورون کے منھ پر تلوارین کھائیے خون مین نہا کر سرخرو ہوکر سوے جنان جائیے
اس عالم بے ثبات کو چھوڑیے عمرو وغیرہ سے منھ کو موڑیے ادھر تو اکثر اہل اسلام یہ ارادہ کررہے تھے اور مستانہ وار جوش
شجاعت سے جھوم رہے تھے ادھر کفار نابکار بھی بصد شوق آمادہ پیکار بیٹھے تھے باجے جنگی دونون لشکرون کے بج
رہے تھے پھریرے علمون کے کھلے ہوے تھے ناگاہ فرامرز بن قارن نے صف لشکر سے اسپ مرکب نکالا اور میدان
مین دلیرانہ آکر پکارا کہ ای فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے دیر نہ
لگائے جس وقت فرامرز بن قارن نے میدان مین آکر یہ نعرہ کیا ایک جوان قوی ہیکل سردارون سے رخصت ہوکر
برائے مقابلہ نکلا بعد گاوزنی کے فرامرز نے تیغ کا وار خبردار خبردار کہکر فرق پر لگایا ہر چند جوان قوی ہیکل نے چاہا

ہمراہیون کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حملہ آور ہوا باہم نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر مین شرارنگ ژولیدہ مو نے
اُس بہادر کو ہلاک کیا بعد قتل کرنے کے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے اور ایک دلیر اُسکے مقابلے کیواسطے گیا اُسکو
بھی اُسنے بضرب نیزہ ہلاک کیا اسیطرح تا شام بہت سے جوانان لشکر اسلام اُسنے قتل کیے ہنگام شام طبل بازگشت
بجوا کر اپنے لشکر مین چلا گیا ادھر اہل اسلام مغموم و ناکام میدان سے جانب فرودگاہ پھرے اُدھر فرامرز بن قارن
جنگ شرارنگ ژولیدہ مو دیکھکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا وقت شب ژولیدہ مو نے طبل جنگ
بجوایا جب صدائے طبل جنگی اہل اسلام نے سُنی اسطرف بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا رات بھر دونون جانب تیاری جنگ
ہوئی صبح کو شرارنگ ژولیدہ مو مع اپنی سپاہ کے میدان مین آکر صف آرائی کرنے لگا ابھی صف آرا نہ ہوا تھا
کہ فرامرز بن قارن بھی مع لشکر آکر ایک جانب ٹھہرا اور اُدھر سے لشکر اہل اسلام میدان مین آیا بعد صف آرائی
جابین کے شرارنگ اپنی سپاہ سے نکلا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک بہادر نکلا اور دلیرانہ اُس سے
ہم نبرد ہوا تھوڑی دیر مین بہادر مذکور نے جام شہادت نوش کیا اسیطرح کئی روز تک شرارنگ نے میدان مین آکر ایک
جماعت اہل اسلام کو زخمی اور قتل کر تا شام کو طبل بازگشت بجوا کر چلا جاتا آخرکار ایک روز ہنگام سحر شرارنگ نے
حسب معمول میدان مین نکل کر مبارز طلب کیا کرب برائے مقابلہ نکلا جب عنقریب اُسکے گیا اُسنے خبردار خبردار کہکے
نیزہ سینۂ کرب پر مارا کرب بفنون سپہ گری ضرب نیزہ سے بچا شرارنگ نے برہم ہوکر دوبارا بقہر و غضب نیزہ
مارا کرب نے نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بوجہ لڑنے سنانون کے چنگاریان ہویدا ہوئین کرب نے دوبارہ
اُسکے نیزے سے بچکر خود بھی نعرہ کرکے نیزہ اُسکے پہلو پر مارا اُسنے نیزہ خالی دیا اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی آخرکار کرب
نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا شرارنگ کو نیزہ ہاتھ سے نکل جانے سے کمال ملال اور غصہ ہوا اُسی عالم غیظ مین قبضۂ
تیغ پر ہاتھ ڈالا اور پکارا اے جوان معلوم ہوا کہ اب تیری قضا ہی آئی ہے یہ کہکر تیغ کھینچکر کرب پر حملہ کیا ادھر کرب نے
سپر فراخ دامن اُٹھائی جب تیغ قریب سر آئی کرب نے دلیرانہ وہ ضرب تیغ سپر پر روکی پھر کرب نے شمشیر آبدار اُس
بدکردار پر لگائی اُسنے بھی وار شمشیر کا سپر پر روکا اسیطرح تا دیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار کرب نے بضرب شمشیر آبدار
اُس بدکردار کو قتل کیا مردان سپاہ شرارنگ ژولیدہ مو یہ حال دیکھکر نہایت ملول ہوے آخر تاب ضبط نہ لاکر
باہم قسم کھائی کہ اس جوان کو جسنے شرارنگ ہمارے سردار کو قتل کیا ہے ضرور ہلاک کرینگے اور لشکر اہل اسلام مین سے
حتی الامکان کسی کو زندہ نچھوڑینگے غرض باہم قسم کھاکر تلوارین اور نیزے اور گرزگران سر ہاتھون مین لے لیکر
سب نے یکبارگی کرب پر حملہ کیا اُدھر برائے مدد کرب لشکر اسلام بڑھا جب دونون لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی
تلوار چلنے لگی جوانان لشکر جانبین قتل ہونے لگے تگاپوے سمندان سے میدان رزم مین ایسا غبار اُٹھا کہ دونون
لشکر اُس غبار مین نہان ہو گئے کثرت گرد و غبار سے کسی کو اچھی طرح اپنا اور غیر معلوم نہ ہوتا تھا جو جسکے روبرو آتا تھا
وہ اُسکو تہ تیغ کرتا تھا دلاوران لشکر اسلام دمبدم نعرۂ شیرانہ کرتے تھے ہر سمت صدائین بزن و بگیر بلند تھین
زخمی زمین پر پڑے کراہتے تھے اکثر مجروح اُس جنگ مغلوبہ مین پامال سم اسپان ہوتے تھے زخمی سوارون کے
کوتل گھوڑے دوڑتے تھے چقاچاق خنجر کی دور تک جاتی تھی جھنکار تلوارون کی تا فلک پہونچتی تھی کمانین بار بار
کڑکتی تھین بارش تیر ہوتی تھی قیامت کے آثار میدان رزم مین ہویدا تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنے اپنے حال مین
سب مبتلا تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ لڑائی تا شام ہوئی ہزارہا کفار فی النار ہوئے اور صدہا اہل اسلام درجہ شہادت پر
فائز ہوے اور بہت سے اہل اسلام مجروح ہوے کرب نے صدہا بیدینون کو قتل کیا ہنگام شام مردان سپاہ

اٹھالکر بعد تکلف دسترخوان پر رکھین ایک خادم ابریق و طشت لایا ہیکلان نے دست بستہ عرض کیا حضور یہ نان خشک موجود ہو بسم اللہ نوش فرمایئے یہ کہکر ہلال شاہ اور پسر ہلال شاہ کے خود ہاتھ دہلائے ہلال شاہ مغربی نے کہا ای ہیکلان تم بھی ہمارے ہمراہ کھانا کھاؤ ہیکلان نے عرض کیا میرے پیٹ مین درد ہو رات سے اسوقت تک کئی دست آچکے ہین کھٹی ڈکارین آتی ہین شب کی غذا ہضم نہین ہوئی سوء ہضمی اسی وجہ سے ہوئی دیکھیے نفخ شکم کسقدر ہو ریاح پیٹ مین بھرے ہین بہت درد ہوتا ہو حضور مع اپنے صاحبزادے کے نوش فرمائین اسوقت مجھے معاف رکھین ہلال شاہ مغربی تقریر ہیکلان سنکے خاموش رہا اصرار نہ کیا پھر دسترخوان پر تشریف لاکر طعام لذیذ خوش ذایقہ کھانا شروع کیا جب ہلال شاہ اور فرامرز اغذیہ لطیف کھا چکے اور دسترخوان ملازم اٹھا لیگئے پھر مغنیان خوش آواز آکر گانے لگے ہیکلان نے اپنے ملازمون کو حکمدیا کہ اب جملہ لشکریان ہلال شاہ کے واسطے طعام لیجاؤ اور بقدر مراتب ہر ایک کو کھانا کھلاؤ ملازم بموجب حکم گئے اور سب کو کھانا کھلایا ادھر ہیکلان نے بعد ایک لحہ کے مغنیان خوش آواز کو رخصت کیا کیونکہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے چہرون پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے تھے ہیکلان نے اپنے ملازمون سے آہستہ کہا تھا کہ جملہ اغذیہ مین منجوف بیہوشی ملا دینا انھون نے بموجب کہنے ہیکلان کے بیہوشی شامل طعام کردی تھی چنانچہ تھوڑی دیر مین ادھر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی وہی طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوے ادھر جملہ مغربی لشکر کثیر بیہوش ہوے ہیکلان نے سب کو بیہوش دیکھکر نعرہ کیا منم ہیکلان ای ملازمو دیکھو مین نے اپنے دشمنون کو بمکر و کید بیہوش کیا جلد ان سب کو قید کرو ملازمون نے سب کو مع ہلال شاہ اور فرامرز قید کیا ہر ایک کو طوق سلاسل مین گرفتار کیا جب سب قید ہوچکے ہیکلان نہایت مسرور ہوا ملازم اسکی عقل و دانائی کی تعریف کرنے لگے جو ملازم ذی رتبہ تھے انھون نے عرض کیا حضور ہم تو حیران تھے کہ آپ کلمہ پڑھکر دفعۃً بے سبب کیون مسلمان ہوگئے اب ثابت ہوا کہ براے گرفتاری اہل اسلام حضور نے یہ کار نمایان کیا ہیکلان نے ہنسکر کہا کہ اگر بمکر و کید کلمہ زبان پر جاری نہ کرتا اور یہ دام تزویر نہ پھیلاتا تو یہ لوگ نہایت دانا ہین ہرگز میرے قابو مین نہ آتے لڑائی ہوتی نہایت کشت و خون ہوتا یہ کہکر حکم کیا کہ سب ملازم ہمارے مسلح ہون بموجب حکم سب سپاہی مسلح ہوے ہیکلان فقط تھوڑے آدمی حفاظت قیدیون کے لیے چھوڑکر اور کل لشکر لیکر جانب آب بحیرہ روانہ ہوا اسکا احوال اور ان قیدیون کا حال تو مقام مناسب پر آیندہ تحریر کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے

اب چند سطرے داستان شرارنگ زولیدہ مو و فرامرز بن قارن سعدی کے بیان کیے جاتے ہین

ایک روز بمقابلہ لشکر اسلام فرامرز بن قارن نے طبل جنگ بجوایا تھا اور میدان نبرد مین مع فوج آکر پیا تھا کہ صف لشکر سے نکل کے مبارز طلب کرے ناگاہ ایک جانب سے گرد عظیم پیدا ہوئی قارن اور اہل اسلام متحیر ہوکر سوے گرد دیکھنے لگے جب ہوا سے وہ غبار برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ ایک سردار مع سپاہ آتا ہو دونون لشکرون کے مردم دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ سردار ایک جانب بمقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اور صفین اپنی سپاہ کی آراستہ کرکے خود براے مبارز طلبی اپنے لشکر سے نکلا جب اسنے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک دلیر نے مرکب اپنا نکالا اور مقابل اسکے آکر پوچھا ای بہادر تجھسے مقابلہ کرا اور اپنے نام سے اطلاع دے اسنے درجواب کہا نام میرا شرارنگ زولیدہ مو ہو اپنے وقت کا رستم ہون ہزارہا دلیرون کو مین نے قتل کیا ہو میری تلوار کی بنا ہین ہو دیکھ اسی شمشیر آبدار سے ہزارہا مسلمانون کو مین نے قتل کیا ہو مین مسلمانون کا دشمن جان ہون آج تجکو در تیغ

تھیں باعث قتل بادشاہ لشکر اسلام یعنی قباد عالی مقام ہوے ہنتے ہی یہ شناہر کہ تھیں نے گلیم گوش کو اغوا کیا اور اُنے
بموجب تمھاری رائے کے قباد شہریار کو قتل کیا یہ حرکت تمنے نہایت نامعقول کی کہہ تمنے اپنے انجام کا خیال نہ کیا خیر اب
تمسے انتقام قباد نوجوان بخوبی لیا جائیگا اسوقت تو تم ہماری بارگاہ مین آئے ہو مناسب نہین ہر کہ ابھی تمسے خون
ناحق بادشاہ لشکر اسلام کا انتقام لیا جائے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی یہ گفتگو کر کے خاموش ہو رہے
اور غم قباد نوجوان مین اشک آنکھون مین بھر لائے ہیکلان تقریر ہلال شاہ و فرامرز عاد مغربی سنکے خدا کی قسم
کھاکے کہنے لگا کہ مین مسلمان ہون ہرگز مین نے قتل قباد نوجوان کیا اسلئے گلیم گوش کو اغوا نہین کیا آپ صاحبون
نے یہ خبر میری نسبت غلط سنی ہر اگر مین نے قتل قباد کی گلیم گوش کو رائے دی ہوتی اور مین مسلمان نہوتا تو بخوف و خطر
آپ صاحبون کے استقبال کیواسطے کیون آتا یہ کہکر کلمہ پڑھا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی گفتگوے
ہیکلان سنکے حیران ہوے اور خیال کیا کہ ہیکلان مسلمان ہر اسنے گلیم گوش کو قتل قباد پر آمادہ نہ کیا ہوگا یہ
خیال کر کے ہیکلان سے تملق و مروت پیش آئے غصہ برطرف ہوا ہیکلان نے شگفتہ خاطر دیکھ کر عرض کیا کہ اب
آپ یہان سے فقیر خانہ پر تشریف لیچلیں چند روز نان و نمک نوش فرماکر اس کمترین کو خوشنود کرین تو باعث سر
افتخار کا ہوگا چونکہ انکار کرنا دعوت سے ممنوع ہر اسوجہ سے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے اُسکی تمنا
قبول کی اقرار کیا کہ ہمین تمھارے مکان پر چلنے سے اور طعام دعوت کھانے سے انکار نہین ہر کیونکہ اسوقت تمھاری
تقریر سے معلوم ہوا کہ تم مسلمان ہو اور تمنے گلیم گوش کو قتل بادشاہ لشکر اسلام پر آمادہ بھی نہین کیا ہیکلان یہ سخن
ہلال شاہ و فرامرز سنکے نہایت مسرور ہوا اور اسیوقت بصد تکریم و تعظیم ہلال شاہ اور فرامرز کو اپنے
مکان پر لایا اور بارہ دری مین فروکش کیا ہنگام شام نہایت تکلف سے دعوت کی اور آپ بھی بموجب کہنے
ہلال شاہ کے شریک خوان طعام ہوا بعد کھانا کھانے کے بزم نشاط آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو بحکم ہیکلان روبرو
ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی رقص و نغمہ کیا کین بعد نصف شب بزم طرب موقوف ہوئی نازنینان پری
رخ ناچ اور گاکر انعام کثیر لیکر رخصت ہوئین ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بستر خواب پر استراحت
پذیر ہوے ہیکلان بھی رخصت ہو کر اپنے مکان مین سو رہا ہنگام سحر ہلال شاہ اور فرامرز بیدار ہوے خدام نے
آب برائے وضو حاضر کیا دونون نے بعد وضو نماز فجر بصد خضوع و خشوع پڑھی ابھی تعقیبات سے فراغت نہوئی تھی
کہ ہیکلان بھی بیدار ہو کر جلد تر خدمت ہلال شاہ مین پہونچا اور شرائط عبودیت و فرمانبرداری بجا لایا بعد اسکے اپنے
ملازمون سے مخاطب ہو کر کہنے لگا جلد تر اغذیۂ لطیف اور فواکہ لطیف و نفیس کی درستی کرو ہرگز تاخیر نہ کرو یہ کہکے
بارہ دری سے باہر گیا اور انھین ملازمون سے کچھ آہستہ کہا انھون نے دست بستہ عرض کیا بہت خوب جسطرح
حضور نے ارشاد فرمایا ہر یہ غلام اسیطرح عمل مین لائینگے یہ کہکر وہ ملازم برائے درستی طعام چلے گئے ہیکلان نے
حکم دیا جلد ارباب نشاط حاضر ہون موافق حکم مغنی ساز و سامان لیکر حاضر ہوے اور چند نازنینان گل پیرہن و گلبدن
بھی حاضر ہوئین ہلال شاہ مغربی بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات کے بیٹھے تھے کہ نازنینان مذکور روبرو حاضر
ہو کر بصد ناز و ادا رقص کرنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ہلال شاہ اور فرامرز نغمہ اُنکا سنکے خوش
ہونے لگے اور حاضرین بزم نشاط بھی مسرور ہونے لگے تھوڑی دیر تک مہ جبینان خوش گلو نے رقص و نغمہ کیا
جب انواع و اقسام کا طعام لذیذ تیار ہو چکا گانا موقوف ہوا ملازمان ہیکلان نے روبرو ہلال شاہ
مغربی و فرامرز عاد مغربی دسترخوان بچھا کر طرح طرح کا کھانا اور انواع و اقسام کی غذائین قابون طبقون مین

شہریار نے کہا کہ مین بدیع الزمان کو بھیجونگا بدیع الزمان نے کہا کہ ایک شرط ہے اگر میرے نام نامہ آنے تو البتہ جاؤنگا انکو تو رستم بہ دو سے کلمے

داستان ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا آج جلدی شراب
گریبان مراد دیکھ ہی چاک چاک
ابھی جاؤن لیکر مین فوج کثیر

مرا آتش غم سے دل ہی کباب
پڑی ہی مرے سر کے باؤنپہ خاک
سوے دشمنان شہ بے نظیر

بہت غم ہی اے ساقی خوش نہاد
عطا گر کرے تو مجھے مے کا جام

کہ سنا جب ہی حال قتل قباد
تو لون خون شہ کا ابھی انتقام

راوی خوش مقال یہ داستان پر ملال اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے جواسیس سے سنا کہ بادشاہ لشکر اسلام نبیرۂ نوشیروان یعنے بادشاہ قباد کو کلیم گوش بدنہاد نے باغواے ہیکلان قتل کیا ہی اسوقت اسقدر رنج و غم ہوا کہ دل صدمہ و رنج سے سینے مین بیتاب ہوا اور کثرت گریہ و بکا سے بجاے اشک آنکھون سے عیان خوناب ہوا تیغ ہلال سے مجروح جگر ہوا اور سارا جہان تیرہ و تاریک پیش نظر ہوا آنسو آنکھون سے روان ہوے آثار حزن و ملال چہرون سے عیان ہوے عدو غم نے دلکو گھیر لیا خوشی و شادمانی نے منھ کو پھیر لیا خوشی و خرمی مبدل برنج و ملال ہوئی بیتابی و بیقراری بدرجہ کمال ہوئی صف ماتم بچھوا کر قباد نوجوان کا خوب ماتم کیا لشکر مین بھی ہر صغیر و کبیر نے نالہ بلند کیا شور فریاد و فغان تا آسمان پہونچا بعد گریہ و زاری بسیار ہلال شاہ مغربی و فرامرز عاد مغربی نے باہم مشورہ کیا کہ اب ہیکلان بدنہاد پر لشکر کشی کرنا چاہیے کیونکہ اسی کے کہنے سے کلیم گوش نے بادشاہ لشکر اسلام قباد عالی مقام کو قتل کیا ہی غرض بعد کرنے مشورہ کے دونون نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ اسیوقت سب لشکری مسلح ہون سامان جنگ بیدرنگ کرین اور اس جگہ سے جانب مسکن ہیکلان ہمراہ ہمارے کوچ کرین چنانچہ بموجب حکم فی الفور جملہ لشکری جنگجو چہرون سے آثار تہور و غضنفری ہویدا و آشکار تھے مسلح و مکمل ہوے اثالا خیمہ و خرگاہ کا لادا گیا فوج مین باجے جنگی بجنے لگے افسران فوج صفین آراستہ کر کے منتظر روانگی اپنے اپنے عہدے اور مرتبے کے موافق کھڑے ہوے رسالدار اپنے رسالون کے ہمراہ موافق قاعدہ گھوڑون پر سوار ہو کر مستعد ہوے جب تمام لشکر مسلح ہو چکا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بھی بارگاہ سے برآمد ہوے سرداران وغیرہ نے مودب ہو کر سر واسطے تسلیم اور مجرے کے جھکاے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز نے اشارہ چشم و ابرو سے ہر ایک افسر فوج وغیرہ کا سلام لیا پھر سوار ہوے نقیبون نے صداے بسم اللہ و نصر من اللہ و فتح قریب بلند کی لشکر ظفر اثر حکم پا کر مثل دریا روان ہوا بعد قطع راہ منازل جب فوج دریا موج قریب مسکن ہیکلان پہونچکر ایک میدان وسیع مین فروکش ہوئی اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افروز ہوے اسوقت ہیکلان بدنہاد کو یہ خبر پہونچی کہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی مع فوج کثیر آکر مقیم ہوے ہین اور ارادۂ جنگ رکھتے ہین ہیکلان یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا حواس خمسہ خوف سے بجا نرہے آخر الامر بعد فکر بسیار کچھ تجویز کر کے مسکرایا اور اپنے تابعین سے مخاطب ہو کر حکم کیا کہ اسیدم سب آراستہ سلاح سے ہو بموجب حکم جملہ مردمان تیار ہوے ہیکلان سبکو ہمراہ لیکر بقصد کر و فر براے استقبال ہلال شاہ مغربی و فرامرز عاد مغربی بعجلت روانہ ہوا جب قریب لشکر ظفر اثر پہونچا ہلال شاہ اور فرامرز کو خبر ہوئی کہ ہیکلان ہمارے استقبال کے واسطے آتا ہی جب ہیکلان متصل بارگاہ پہونچا مرکب سے اُترا اور اجازت بارگاہ مین جانیکی حاصل کر کے اندر بارگاہ کے گیا اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کو مجرا کیا ہلال شاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا ہیکلان ایک کرسی زرنگار پر قریب فرامرز عاد مغربی بیٹھ گیا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے بعد تھوڑی دیر کے ہیکلان سے چین بجبین ہو کے پوچھا کہ اے ہیکلان افسوس ہزار افسوس

تیار ہو جاے عرض خندق کا کم از کم اسی گز ہو غرض خندق بہت جلد تیار ہو گئی اور مہلال جا کر عقابین پر متمکن ہوا امیر کو مجرا کیا اور کہا آپ خاطر مبارک جمع رکھین مین بھی ایک ادنی غلام آپکا ہون اور مخفی طور سے اغذیہ انواع و اقسام کی صاحبقران کے واسطے منگوانا شروع کیا چونکہ فصلہ دفع نہوتا تھا کسی پر ظاہر ہوا کہ صاحبقران کچھ کھاتے ہین یا نہین اگر کبھی کسی نے پوچھا کہ ای مہلال حمزہ نہ کچھ کھاتا ہی نہ پیتا ہی بے آب و خورش جیتا ہی مہلال یہی کہتا تھا کہ حضرت ابراہیم و حضرت خضر برگ درختان بہشت لاکر روز حمزہ کو کھلا جاتے ہین غرض طبل جنگ نوازش مین آ ہی چکا تھا صبح کو فرامرز پھر میدان مین آیا اور پھر لاف و گزاف کا دم بھرنے لگا کہ ای اہل اسلام اب مین سنے وہ مہیا نت کی ہی کہ حمزہ کے ہمزاد تک کسی کی رسائی نہوگی یہ سمجھ لو کہ آج کوئی تم مین سے زندہ نہ رہیگا میری تلوار آج تم سب کا نون چاٹیگی ایک ایک کا سر کاٹیگی عمرو زار زار رو یا کہ اتنے مین بیابان کیطرف سے گرد غلیظ پیدا ہوئی عمرو خبر کیواسطے دوڑا دیکھا کہ کئی لاکھ ساسانیون کو لیکر نوشیروان آیا ہی جیسے جی مر گیا جب وہ لشکر کفار مین داخل ہوا تو پھر گرد اٹھی ایکی عمرو کی نظر نظر کردہ شاہ ولایت یعنی کرب غازی پر پڑی کہ فوج ظفر موج لیے ہوئے مثل برق لامع کے چلا آتا ہی دیکھتے ہی عمرو ایسا شاد ہوا کہ گویا دار پر سے کسی نے اوتار لیا جاتے ہی کرب سے ملا عقابین کو دیکھکر کرب خوب رویا پھر خواجہ عبد المطلب کی ملازمت حاصل کی اتنے مین فرامرز کی صدا اسکے کان مین آئی کہ وہ لاف زنی کر رہا تھا کرب مثل شیر غضبناک کے میدان مین آیا اور کہا او روباہ شیرون کے سامنے لاف و گزاف مارتا ہی اوسنے ہنسکر جواب دیا کہ ای طفل دبستان سپہ گری تیرے لشکر سے کیسے کیسے اژور درا ور دیو پیکر پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے یا زخمی ہوئے مگر مجھے اسوقت تک کسی نے زخمی نہین کیا تو کیا سمجھکے مجھے روباہ کہتا ہی لا کیا حربہ رکھتا ہی کرب نے کہا عورت پیشہ دشتی نارواہ ای زن جلب پہلے تو حربہ کر مجھے تیری بھولی بھولی صورت پر پیار آتا ہی فرامرز یہ سنکر بہت جھینپا کہ یہ لڑکا مجھے عورت بناتا ہی جھنجھلا کر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی سپر کٹ گئی اور ایک اوچھا سا زخم ابروے راست پر لگا کرب نے ہاتھ سے خون پاک کرکے جو ایک ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر مارا ہر چند اوسنے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار سپر و خود کو کاٹکر چار انگل اوسکے سر مین در آئی [illegible] گیدی نے رخ گھوڑے کا اپنے لشکر کی طرف پھیر دیا کرب نے دوسرا ہاتھ مارا وہ رہوار کو مہمیز کر چکا تھا اوچھا سا زخم بائین شانے سے کمر تک آیا اوسکی فوج نے جنگ مغلوبہ کر دی کرب کی فوج اور دیگر بادشاہان اسلام کے لشکر بھی مصروف تیغ زنی ہوئے تا شام خونریزی کارہی آخر طبل آسائش بجا عمرو کرب پر زر نثار کرتا اپنے لشکر مین لایا اور کہا بیٹا شراب پیو کہ کسل راہ و انحلال ستیز برطرف ہو اوسنے جواب دیا کیونکر ہو سکتا ہی کہ امیر تمازت آفتاب مین بسر کرین اور مین جام آفتاب زہر مار کرون بلکہ تا رہائی صاحبقران آب و طعام بھی مجھپر حرام ہی خواجہ عبد المطلب نے بہت سمجھایا کہ بابا ہمارا وہ فرزند ہی ہم کھاتے پیتے ہین اگر ایسے احتراز کروگے تو لڑنے کی قوت بھی سلب ہو جائیگی جب تو مجبوری کرب نے دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے گلا گھونٹ گھونٹ کر اوتارے عمرو واسطے بالادوی کے کسی جانب نکل گیا اوس شب طبل جنگ بھی نہین بجا مطمئن ہو کر دور نکل گیا کہ گذر اسکا شہر اردبیل مین ہوا دیکھا کہ ایک نوجوان ہی کہ ابھی سبزہ اچھی طرح آغاز نہین اور خال سبز و رگ ہاشمی نمایان ہی ایک دیوانے سے کشتی لڑ رہا ہی کئی ساعت کے بعد نوجوان نے دیوانے کو اوٹھا کر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کہ گردن اوسکی سینے مین آ گئی عمرو نے پوچھا ای شخص تو کون ہی اوسنے جواب دیا کہ رفیع گازر کا بیٹا ہون نام میرا بدیع الزمان ہی یہ دیوانہ ایک ضعیف پہلوان سے لڑا اور اوسکو زیر کیا مین نے اسکو یہ سزا دی عمرو نے پوچھا اب کہانکا ارادہ ہی اوسنے جواب دیا کہ تبریز مین شہریار شاہ کے دو بیٹے ہین آذر برزین اور آذر ملک ان دونون سے لڑونگا کہ وہ بھی بڑے زور آور مشہور ہین غرض عمرو تو چلا آیا اور بدیع نے جا کر آذر برزین کو کئی مرتبہ زیر کیا شہریار نے بدیع الزمان کو بلایا اور بہ شفقت پیش آیا ایک روز جنازہ سوار آب کہ سے نامہ لایا شہریار

مین لایا ہوگا سعد نے کہا کیون باتین بناتی ہو گوہ کھاتی ہو اُسنے جواب دیا کہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہو سعد نے جھنجھلا کر
کہا کہ اگر کوئی حسرت باقی ہو تو نکال لے ورنہ قتل کرتا ہون اُسنے گھوڑے پر سے جست کی اور زمین پر آکر نعرہ کیا کہ یون
تو نہ مانیگا آ مجھسے کشتی لڑکر تجھے پکڑ لیجاؤن اور مثل حمزہ کے مبتلاے عقوبت کرون سلطان سعد بھی مرکب سے کود کر
کشتی ہونے لگی دو ہی تین نبردون مین سعد نے اُسے سر سے بلند کر لیا اور کہا کیا کہتی ہو خداے وحدہٗ لاشریک کے
سجدہ کرنے مین اُسنے کہا خاموش اب ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا جو تجھسے ہوسکے میرے حق مین اُٹھا نہ رکھ جو میرا خدا ہو
وہی مجھے بچا لیگا سلطان سعد نے چرخ دے کر زمین پر مارا کہ ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ ہوگئین عجوز نے جو یہ واقعہ دیکھا
آنکھون مین اُس تیرہ بخت کی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا فرامرز نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا ادھر سے بھی سب بہادر نعرے کرکے
مصروف جنگ ہوئے شام تک لڑائی رہی آخر نجتک نے طبل آسائش بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے
بعد نصف شب کے پھر طبل جنگ طرفین سے بجا صبح کو فرامرز خود میدان مین آیا ادھر سے سعد نوجوان اُسکے مقابلے کو
گیا بعد رد و بدل کے ایک تلوار فرامرز نے سعد کے سر پر ماری شہزادے نے سپر کو سر پر لیا تلوار مثل برق چمک کر سپر کو
کاٹ کر سر پر آئی اور چار انگل کا زخم سر پر آیا فرامرز گھوڑے سے کودا کہ شاہزادے کو گرفتار کرلے چادر خون کی جو
آنکھون پر آئی سعد کو تیورا آگیا قریب تھا کہ پاؤن دونون رکابون سے نکل جائین کہ پشت پر سے کمند مار کر عمرو میدان سے
لیگیا اور مصروف درمان ہوا فرامرز نے نعرہ کیا کہ اور کوئی بہادر ہو کہ میری تلوار کے منھ پر چڑھے عمرو نے گوشۂ چشم سے
سب سردارون کو دیکھا سلطان سعد کے زخمی ہونے سے سبکو بددل پایا کوئی میدان کی طرف نظر دلیری نہین دیکھتا عمرو
بہت ہراسان ہوا اتنے مین فرامرز نے آواز دی کہ ای عمرو اب کسی کو کیون نہین بھیجتا جسپر تجھے بڑا اعتماد تھا وہ بھی
میرے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ سنکر عمرو رونے لگا اور کہا حیف کا مقام ہو کوئی ایسا نہین جو اسکے مقابلے کو جاے سرداران
اسلام جو موجود ہین اول تو کوئی ایسا نہین جو مجروح نہو دوسرے کسیکی جراٴت نہین پڑتی کہ بعد زخمی ہونے سعد کے
جاکر مقابلہ اس دیو کا کرے اور فی الحقیقت یہ ایک عفریت روئین تن ہو کہ کسی کے ہاتھ سے مارا جانا تو درکنار زخمی بھی نہین
ہوتا اور کیسے کیسے دلاوران لشکرشکن و بہادران شیرافگن اسکے ہاتھ سے مجروح ہوئے اور مارے گئے اتنے مین کچھ
سوچکر فرامرز اپنے لشکر کو پھر گیا اور طبل آسائش بجوا دیا شب کو پھر طبل رزم بجوا دیا صبح کو عمرو نے زیر عقابین جاکر
دیکھا چار ہزار آدمیون کو کشتہ پایا سمجھا کہ یہ قران کا کام ہو عقابین پر پہونچا قران کو صاحبقران کے پاس بیٹھا دیکھا
عمرو نے سلام کیا امیر نے جواب نہ دیا عمرو نے کہا ای عرب اگر جواب نہ دیگا تو اپنے خنجر مار لونگا صاحبقران نے اشارے
سے کہا کہ حلق بالکل خشک ہو کیونکر بات کرون عمرو نے شکر رو دیا اور شراب و شربت و کباب مرغ سامنے رکھدیے صاحبقران
نے نوش فرمائے مگر یہ بھی ایک معجزہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا ہو کہ جو کچھ صاحبقران نوش کرتے تھے فضلہ
وغیرہ اُسکا دفع نہوتا تھا عمرو نے چاہا کہ بند امیر کے کاٹ دے صاحبقران نے منع کیا کہ ای عمرو کل خواب مین میرے
جد بزرگوار تشریف لائے تھے اُنھون نے فرمایا کہ ابھی تھوڑے عرصے تک تجھے اور اس عقوبت مین مبتلا رہنا ہو یہ باتین
ہوتین کہ کھنگ عیار پہونچا عمرو و قران دونون جست کرکے بھاگے فرامرز کو اس حال کی خبر ہوئی نجتک نے کہا
کہ ایک خندق گرد عقابین کے کھدوا دی جاے اور ایک آدمی عقابین پر سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھا رہے اور ہمکلام
رہے تو کوئی عیار وہان جانے کی جراٴت نہ کریگا فرامرز کا چچازاد بھائی ہلال عدنی دربار مین موجود تھا اُسنے دل مین
عہد کیا کہ اگر یہ خدمت میرے سپرد ہو جاے تو مین مسلمان ہو جاؤن اتفاقاً فرامرز نے اُسی سے کہا کہ ای ہلال تم عقابین
پر جاؤ سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھے رہو مینے تمھین اس خدمت پر مامور کیا اور حکم دیا کہ دو ساعت کے عرصے مین خندق

گرتے گرتے پھر جست کی اور اپنے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا جب تو عجز بھی گھبرایا اور تلوار ماری وہ پھر جست کرکے
گھوڑے سے کئی قدم دور جا کھڑا ہوا وہان سے ایک تیر عجز پر مارا اگر سپر پر نہ روکے تو سینے کو توڑ کر پار گذر جانے
اور پھر اپنے گھوڑے پر آکر قائم ہوا عجز نے پھر تلوار ماری اسنے بھی سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار انگل کا
زخم سر پر بھی آیا مقتول نے مجروح ہوکر گھوڑے کو اپنے پیچھے ہٹایا زخم سر کو باندھ کر پھر سامنے آیا اور ایک تلوار اسکے سر پر
ماری اُسنے بھی سپر پر روکی مگر بسبب زخم سر کے ہاتھ اُسکا او چھا پڑا تاہم سپر کو کاٹ خود کو کاٹ ہلکا سا زخم سر پر بھی آیا جب
تک یہ تلوار کو سنبھال کر دوسرا وار کرے عجز نے قریب ہوکر خنجر مارا کہ مقتول بھی مقتول ہوا پھر اُسنے نعرہ کیا کہ اور
کسی کی اگر قضا آئی ہو تو میرے سامنے آئے مجروح بن جارح لشکر اسلام سے نکلا اور مقابل ہوا عجز نے اس سے کچھ کلام
نہ کیا اور تیر مارا مجروح نے سپر پر روکا اور خود بھی تیر مارا اُسنے گھوڑے کو کاوے پر لگایا تیر خالی گیا آخر دونوں لڑ
لڑنے لگے خوب تلوار چلی کئی ساعت کے بعد مجروح بھی مجروح ہوا عیاران اسلام میدان سے لے گئے کہ شام ہوگئی
طبل آسائش نوازش میں آیا دونوں لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ میں گئے رات کو پھر طبل بجا صبح کو عجز میدان میں
آیا اور کہا کہ ای خدا پرستو اگر اب تم میں جرأت میری ہمسری کی نہیں ہی بیس بیس آدمی آکر مجھسے مقابل ہوں کسی نے
جواب نہ دیا عمرو یہ کیفیت دیکھکر دست بدعا ہوا کہ ای کس بیکسان وای چارہ ساز درماندگان ارتم ابھی دعا ختم ہوئی
تھی کہ بیابان سے گرد بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا تو دیکھا کہ اسفندیار خان ایک لاکھ چالیس ہزار سوار لئے
سے آتا ہی اُسکے عقب میں اور گرد نمایاں ہوئی دیکھا چالیس ہزار جوان بلند و بالا سب کے آگے عمرو قندھاری و فرہاد
غوری و فرہاد غوری و استاد غوری و حداد غوری و رمش غوری و شترمش غوری اُنکے پیچھے ان سبکے فرزند اُنکے
بعد اور ایک گرد اُٹھی اُسمین سے بہرام شترخوار مع پچاس ہزار سوار کے ظاہر ہوا جب یہ لوگ لشکر میں پہونچ چکے پھر گرد
اُٹھی اور زرد و زال زابلی اور مردبال کابلی اور رئیسان کابلی تیس ہزار فوج سے پہونچے بعد اسکے بہمن مع اپنے
فرزندان صف شکن کے ساتھ ہزار سوار سے آیا پھر گرد اُٹھی بادشاہ یونان بالشکر گران آکر پہونچا اسکے بعد پھر گرد اُٹھی
گروہ شیران بیشۂ شجاعت نمایان ہوا سب سپاہی جو آشفتہ شیران مست ٭ ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست ٭ پہلے چتر
شاہی دکھائی دیا پھر فوج دریا موج نظر آئی تخت روان پر سلطان سعد بارگاہ سلیمانی ہمراہ عمرو نے پہچانا اور
دوڑا جاکر مجرا کیا عقابین کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ سامنے صاحبقران ہین سعد بن قباد دیکھکر گریان ہوا پہلے
زیر عقابین ہونچکر جبہہ سائی کی اور رویا کیا عمرو نے کہا ای شہریار اب لشکر میں چلیے خواجہ عبد المطلب کو بحکم حضرت
ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام بادشاہ کیا ہی سعد نے آکر خواجہ عبد المطلب کو سلام کیا اُنھوں نے گلے سے
لگایا عمرو نے کہا ای شہزادے لشکر کفار میں ایک عورت بہت خوب و بہادر ہی صدہا اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے
مارے گئے چونکہ آمد میں ان لشکرون کی شام ہوگئی تھی عجز اپنی فرودگاہ میں گیا اور اُسیوقت طبل جنگ بجوایا
صبح کو میگونہ دختر عجز میدان میں آئی اور مرد مبارز طلب کیا ادھر سے سلطان سعد مرکب کو چھیڑ کر میدان میں
اُسکے مقابلے کو گیا میگونہ نے کہا تو کون ہی اپنے نام سے آگاہ کر کہ بے نام و نشان میرے ہاتھ سے نہ مارا جا
سعد نے کہا او زن بازاری تو میرا کیا کریگی کب تک لاف و گذاف کا دم بھریگی لا کیا حربہ رکھتی ہی اُسنے
ساطور بارہ سومن کا سر سعد پر مارا سعد نوجوان نے مرکب کو بڑھا کر شتعلی کے زور سے ماری کہ ساطور اُسکے
ہاتھ سے نکل گیا جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے چھین کر پھینکدی اُسنے کہا ای نوجوان میں تیرے زور و قوت کی
کی معترف ہوتی ہوں سرکشی سے باز آ میرے خدا کو سجدہ کر امیر کو بھی رہا کردونگی مگر تجھکو مجھے اپنے عقد

مین آئے وہان کسی کو نہ پایا سمجھے کہ خوف لشکر اسلام سے گریز کر گئے خیر جانے دو کیا فکر ہے اور سب صندوقون کو بار کرکے
جو سردار ساتھ آئے تھے فرامرز کے پاس آئے اور سامنے رکھدئے اُسنے اپنے سردارون سے کہا کہ ایک ایک
صندوق ان مین سے پسند کر لو نحیاک نے صندوق آہن پسند کیا میگونہ نے صندوق چوبی کہ اسپر چرم سیاہ منڈھا
ہوا تھا لے لیا اسی طرح ایک ایک سب نے لے لیا پہلے سب سے فرامرز نے اپنا صندوق کھولا اُسمین جل شتر و شانہ
گوسفند وغیرہ تھے میاگونہ نے جو اپنا صندوق وا کیا اُسمین سے قفیبہائے سطبر و دراز نکلے وہ تو شرما کر پیچھے ہٹی اسی صورت
سے سبکے صندوقون مین اشیائے مکروہ و مضحک نکلے ایک صندوق مین رقعہ لکھا رکھا تھا مضمون یہ تھا کہ از زن
جلب منم عمرو بن امیہ نامدار یہ سمجھے کہ جسوقت قصد کرونگا سبکے سر کاٹ کے پھینک دونگا مگر بخوف امیر کے ایسا
نہین کرتا ہون کہ وہ جب تشریف لائینگے تو آنکے خلاف گذریگا پس اتنا سننا تھا کہ فرامرز نے مثل مار دم بریدہ کے
پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ اگر قارن کا نطفہ ہون تو خداپرستون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا ارے ہان بجے طبل جنگ
غرض طرفین سے طبل رزم نوازش مین آیا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عجزہ نے لشکر کفار سے
نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی خیرہ سر کہ میرے مقابلے کو آئے یہان عمرو نے آواز دی ای بہادرو یہ ہنگام جنگ کا ہے یہی موقع نام
و ننگ کا ہے صاحبقران اسوقت بے بس و بیکس ہین جسوقت خداوند عالم انھین مع الخیر لائیگا اور سنینگے کہ فلان ہمارے
دوست نے ہماری یاد مین اپنی جان نثار کی کیسا خوش ہونگے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو میدان مین جائے شہید ہو اور اگر شہید
بھی ہو جائے تو عنداللہ ماجور ہوگا دنیا ایک کارگاہ بے ثبات ہے اسمین کوئی نہ رہا ہے نہ رہیگا دیکھو اور خوب غور کرو کہ
بادشاہ اسلام شہریار ذوی الاقتدار قباد بن حمزہ نامدار کیسا بہادر اور دلاور تھا مگر کس بیکسی کے عالم مین قتل ہوا دنیا مین رکھ
وہ کام کرنا چاہیے کہ جس سے بعد مرگ نام نیک رہے یہ آواز ثنا بت ساز جو بہادرون کے گوش حق نیوش مین پہونچی خون
شجاعت جوش مین آیا شہید بن مشہد عربی خواجہ عبدالمطلب سے اجازت لیکر عجزہ کے مقابلے مین آیا اور کہا او کافر خاسر تو
خدا کو بوحدانیت کیون نہین پہچانتا اُسنے جواب دیا کہ ؎ زبان در کش و تیغ کش از غلاف ؛ کہ جائے سخن نیست دشت مصاف
شہید نے کہا او سگ ناپاک مین نے لاکھ چاہا کہ تجھے سگ اصحاب کہف کے مرتبے کو پہونچاؤن مگر تو نہ ملا خیر ؎
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران ؛ عجزہ نے جواب دیا کہ او طفل ناآزمودہ کار ایک ضرب تیغ
یا گرز تو بھی لگا کہ حسرت نہ رہجائے پھر تو مین تجھے قتل کر ہی ڈالونگا شہید بولا کہ ہمارے دین و آئین سے پیشدستی بعید ہے لا تو
اپنا حربہ اگر زندہ رہا تو میری ضرب بھی چکھنا عجزہ نے کہا اچھا تو خبردار یہ کہکر تلوار ماری شہید نے پشت شمشیر پر روکی
اور نعرہ کیا ؎ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ اور وہی تلوار کہ جس سے وار اُسکا رکا
تھا مگر تا کر سر پر ماری اُسنے سر جھکایا مرکب بے سر ہوا عجزہ زمین پر آیا اور چاہا کہ شہید دلاور کے گھوڑے کو پکڑے شہید نے دوسرا
ہاتھ تلوار کا مارا عجزہ شکم مرکب کے نیچے ہو کر دوسری طرف ہو نکلا شہید کا ہاتھ جھوٹا پڑ گیا اور جھونک مین قریب تھا کہ رکابین
پانوؤن سے نکل جائین مگر سنبھلا اتنے عرصے مین عجزہ نے دست چپ کی طرف سے تلوار ماری کہ شہید دلاور شہید ہوگیا غلغلہ
تحسین لشکر کفار بد آئین سے بلند ہوا بھائی شہید کا مقتول بن قاتل تاب نہ لا سکا اور بے اجازت میدان مین آکر عجزہ
سے مقابل ہوا اور کہا ای مالک جہنم تو نے میرے بھائی کو شہید کیا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون عجزہ نے کہا تو کیا ہے اور
تیرا بھائی کیا تھا ایک لمحہ نہ گذریگا کہ تو بھی اپنے بھائی سے ملاقی ہو جائیگا کیا ضرب رکھتا ہے مقتول نے جواب دیا کہ کیا تو نے
میرے بھائی کی زبانی نہین سنا کہ ہمارے مذہب مین پیشدستی ناجائز ہے عجزہ نے ہوشیار ہوشیار کہکر گرز سر مقتول پر مارا
مقتول نے مرکب سے جست کی اور اسکی کلائی پکڑ کر لٹک گیا عجزہ نے سپر کی آڑ جھاڑ دی مقتول کے ہاتھ چھوٹ گئے

حاضر کرو لوگ جاکر صاحبقران کو لے آئے آتے ہی امیر نے فرمایا سلام بر ان باد کہ خدا را بوحدانیت شناسد فرامرز
نے کہا کہ چوب عقابین چھوڑ دو کہ حمزہ تماشائے میدان داری ملاحظہ کرے پھر فرامرز نے چاہا کہ صاحبقران کو قتل کرے
نجتنک مانع ہوا اور کہا ابھی امیر کا قتل کرنا روا نہین جبتک لشکر امیر پر فتحمندی نہ حاصل ہو جائے اُسنے پھر عقابین پر بھیجدیا
صبح کو دہلیل جنگ آزما لشکر اسلام سے میدان مین آیا فرامرز نے جاکر زخمی کیا مندویل عراقی میدان مین آیا وہ بھی
زخمی ہوا غرض بہت سے عراقی مجروح ہوئے کہ اتنے مین گرد پیدا ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین مع فوج گران کے آیا
خواجہ عبد المطلب سے ملا ایسے میدان کی طرف نظر کی تو دیکھا ایک دیو مہیب آسمان کی جانب سے آکر میدان مین
اُترا اور کہا کہ منم خفیف بن خفیف بن عفیف مین اہل اسلام کے حق مین ملک الموت ہون اتنا جو سُنا مسلمان
بہت گھبرائے کہ بالاے ہوا ایک تخت نمودار ہوا وہ بھی آکر میدان مین اُترا اُسپر قریشیہ سوار تھی چار دیو تخت کو کاندھے
پر لیے تھے آتے ہی قریشیہ نے ایک تلوار سر خفیف پہ ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا تبر جو اُسکے ہاتھ سے گرا پیشانی قریشیہ
کی مجروح ہوئی دیو تخت پر بٹھا کر لیگئے مرہم سلیمانی لگادیا یہان پھر گرد پیدا ہوئی دیکھا کہ لشکر حبشیان بے حد وانتہا
لیکر عجزان والو عمرو بن شداد حبشی آیا ہے مگر عجز کی ایک بیٹی میگونہ نہایت بہادر ہے کہ وہ بھی مسلح ہو کر مرکب پر سوار
آگے آگے آکر پہونچی اور داخل اردوے بغرالعرز ہوئی جاتے ہی اُس سے کہا کہ ای فرامرز حمزہ کو بلاؤ اُسنے بلوایا
جب سامنے صاحبقران آئے اُسنے کہا کہ ای حمزہ دو صورتین تیری خلاصی کی ہین ایک تو یہ کہ میرے خدا کو سجدہ کر
دوسرے یہ ہے کہ میرے تئین اپنے عقد مین لا امیر نے اُسپر لعنت کی اُسنے حکم قتل دیا مگر نجتنک نے ہیبت دلاکر قتل سے
باز رکھا اور پھر عقابین پر بھیجدیا اتنے مین پھر گرد اُٹھی اور سلطان شاہ فارسی اور مرزبان خراسانی وسپہ سالار
چین با فوج گران آکر پہونچے پہلے عقابین کی طرف دیکھکر گریان ہوئے پھر داخل اردوے اسلام ہو کر خواجہ عبد المطلب
سے ملے شب کو دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو میگونہ میدان مین آکر مبارز طلب ہوئی اِدھر سے گلگون لاری
مقابلے کو گیا میگونہ نے کہا ای شخص لا ضرب اُسنے جواب دیا کہ ہمارے دین مین یہ آئین نہین کہ حریف پر پیشدستی
کرین میگونہ نے کہا کہ حسرت دل کی تیرے دل ہی مین رہجائیگی بہتر یہ ہے کہ ایک ہی حربہ کرلے گلگون نے جوابدیا
ای میگونہ کیا بکتی ہے لا کیا ضرب رکھتی ہے اُسنے ساطور مارا گلگون نے سپر سر کی پناہ کی مگر ساطور نے سپر کو کاٹا اور
چار انگل کا زخم سر پر بھی آیا عیاران اسلام آسے آکر میدان سے لیگئے میگونہ نے پھر مبارز طلب کیا شنگول عراقی
آیا وہ بھی بعد گفتگو کے زخمی ہوا غرض چالیس پہلوان اُس روز میگونہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا
دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین پھر گئے فرامرز نے بہت تعریف کی میگونہ نے کہا ای فرامرز تو نہ گھبرا مین تیرے ساتھ
شادی کرونگی نجتنک نے کہا ایک شرط ہے کہ اگر تو یہ عہد کرے کہ مین خداپرستون کو زندہ نہ چھوڑونگی تو تو وصل فرامرز
سے کامیاب ہوگی ورنہ ممکن نہین عمرو صحبت تمر احمر زمین بہ شکل پیادہ موجود تھا کہ ایک جمازہ سوار آکر حاضر ہوا اور نامہ
فرامرز کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھا اور ہنسا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس دیکھو ہم بھی کیا خوش قسمت
واقبال مند ہین کہ بادشاہ ہفت کشور نے ارمغان انواع واقسام مع زر و جواہر روانہ کیے یہ جو عمرو نے سُنا دلمین
کہا ای خواجہ یہ تمھارے ہی واسطے ہے اور بارگاہ سے نکل کر مع اپنے عیارون کے متعاقب جمازہ سوار کے پہونچا شب کو
بصورت مبدل جاکر سب محافظان قافلہ کو بیہوش کیا دیکھا کہ یہ صدہا صنادیق پر از مال وجواہر واشیاے نادرہ
ہین سب کو خالی کر کے کسی مین کنکر پتھر کسی مین ہڈیان جو لوگ بیہوش تھے اُن سب کو اخطہ کر دیا اور چاہا سب کو دریا مین
ڈبوائے اور مثل اسکے عجائبات اُن صندوقون مین بھرکر اپنا راستہ لیا دوسرے خیمون مین جو لوگ تھے صبح کو اُٹھکر خیمہ مال

سے بھی زیادہ ہو ایک ایک بہادر اژدر در دیو کش ہے مصلحت یہ ہے کہ غور کر کے ان سبکو تو مارلو ورنہ دو ہی ایک روز
مین سب پہونچا چاہتے ہین فرامرز نے اسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو خود فرامرز میدان مین آیا ادھر سے قلوی مقابل
کو گیا اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مقبل گیا وہ بھی مجروح ہوا اتنے مین پھر صحرا کی طرف سے گرد اٹھی خسرو نیستانی بارہ
ہزار سوار سمیت آکر پہونچا تجبک نے کہا یہ خسرو نیستانی ہے اسے راہ مین روک لے مردانہ وار لڑ لے جیسے ہی یہ
آواز فرامرز کے گوش زد ہوئی سر راہ خسرو آکر کھڑا ہوا اور وہین سے للکار کر حربہ کیا خسرو نے ایک ضرب تیغ اسکی
زد کی فوراً اسنے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر خسرو کا مجروح ہوا عمرو نے پہونچکر اسے سنبھالا اور اپنے لشکر مین لایا ابھی بہ اطمینان
بیٹھنے نہ پایا تھا کہ پھر گرد اٹھی اور سعد بن آغوش بارہ ہزار سوار سے آپہونچا یہ بھی راہ مین تھا کہ مقبل خشت انداز بارہ
ہزار سوار سمیت آپہونچا اتنے مین رات ہو گئی عمرو نے طبل بازگشت بجوایا اور ان تینون بہادرون کو خواجہ عبدالمطلب
کے پاس لایا اتنے مین آواز طبل جنگ کی لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا صبح کو فرامرز پھر
میدان مین آیا یہان سے مقبل کرستانی مقابل ہو کر زخمی ہوا مقبل خشت انداز آیا وہ بھی مجروح ہوا فرامرز نے کہا تم
سب نے جنگ مردانہ بہادرون کی دیکھی اب اگر جان عزیز رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو ورنہ سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے
اہل اسلام نے جواب سخت دیا فرامرز حرامزادہ لشکر اسلام مین تلوار پکڑ کر در آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ اتنے مین پھر گرد
اٹھی اور منظر شاہ یمنی و معز منظر و طوق حران گرد و سلطان بخت مغربی و بختیار شاہ کروتی و دیگر بہادران
مغرب ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچے یہان طبل بازگشت بجا دونون لشکر فرودگاہون مین آئے پھر صبح کو فرامرز
میدان مین آیا بہت سے بہادران مغرب اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے فرامرز نے آواز دی کہ قسم ہے اپنے خدا کی کہ آج
تم سبکو قتل کرونگا یہ کہکر تیغ بکف چلا لشکر اسلام بہت ہراسان ہوا قریب تھا کہ رو بفرار لائے کہ اتنے مین گرد اٹھی اور ساٹھ ہزار
سوار نمایان ہوئے عمرو نے نعرہ کیا کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید دیکھو وہ سامنے سے فوج تمھاری مدد کیواسطے
آتی ہے لشکر اسلام نے جان تازہ پائی عمرو واسطے خبر کے دوڑ کہ دیکھون یہ کون بہادر ہے جاکر جو دیکھا تو قباد بن گستہم ہے عمرو
کو دیکھتے ہی سب تلوارین لیکر عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے بھی خنجر کھینچکر حملہ کیا چونکہ اسکے خنجر کی شہرت ہے سب بھاگ گئے
عمرو رونے لگا اور دعا کی کہ بار خدایا کیا انجام ہونا ہے ابھی دعا اسکی ختم نہوئی تھی کہ پھر گرد غلیظ صحرا کیطرف سے اٹھی جب دامنہ گرد کا شق
ہوا لشکر عظیم نمودار ہوا عمرو نے جانا کہ یہ بھی کافرین اور خنجر کھینچکر سر راہ جا بیٹھا جب وہ لشکر قریب پہونچا تو عمرو نے دیکھا
شہنشاہ عراقی و نشوات عراقی و خسرو انصاری و مرد افگن کاشانی و کنار شاہ کرانی و تہمر شاہ درخشانی و شاہ عراقی
آتے ہین شاہ عراقی نے عمرو کو جو بد دل و مضمحل دیکھا پوچھا اے خواجہ کیا تمھاری حالت ہے اسنے عقابین کی طرف اشارہ کر کے
کہا کہ دیکھو وہ امیر تشریف رکھتے ہین شاہ عراقی نے جو عقابین پر امیر کو دیکھا فوراً پیادہ ہوا اور تمام لشکر پیادہ ہوا شاہ عراقی
نے کہا کہ تمام لشکر اپنے حال پر رہے مین رہائی امیر کی فکر مین جاتا ہون عمرو نے یہ کیفیت جاکر خواجہ عبدالمطلب سے
بیان کی وہ بہت خوش ہوئے اتنے مین رات ہو گئی عراقیون نے آکر خواجہ عبدالمطلب کی قدمبوسی حاصل کی کہ
آواز طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو فرامرز بن قارن میدان مین آیا ادھر سے
اسکی بادشاہ خراسان و کاشان مع پچیس ہزار بہادرون کے جا جا کر زخمی ہوئے کہ شب ہوئی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر پھر گئے عمرو بمشکل تمام گلگون عدلی کو مع بارہ ہزار آدمیون کے قتل کر کے بالائے عقابین پہونچا قران کو امیر کے
پاس دیکھا جو کچھ طعام و شراب اپنے ساتھ لیگیا تھا سامنے صاحبقران کے رکھدیا اور چاہتا تھا کہ کچھ باتین کرے اتنے مین
پھر کونگ کو خبر ہوئی وہ آپہونچا قران و عمرو کو دیکر بھاگے صبح و فرامرز نے سنا حکم دیا کہ حمزہ کو ہمارے سامنے لاؤ

ایک ذراسی خاک جو اُنکے پاس رکھی ہوئی تھی اُسکے تلوون مین لگادی فوراً جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے شب کو
حضرت ابراہیمؑ خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عمرو عبد المطلب کو بادشاہ لشکر بنا کر لیجا صبح کو عمرو نے خواب
رویا مین جو واقعہ دیکھا تھا بیان کیا خواجہ عبد المطلب راضی ہوگئے اور دو ہزار اپنے ہمراہ لیکر مع عمرو روانہ ہوئے
جب کنارہ آب دجلہ پہونچے خیمہ زن ہوئے رات کو عمرو زیر بالاے عقابین پہونچا دیکھا کہ چار ہزار سوار جرار واسطے حفاظت
کے مسلح ہین عمرو نے ہوا کے رخ پر ٹھہر کر بیہوشی اُڑانا شروع کی یہان تک کہ سب بیہوش ہوگئے دیکھا کہ صاحبقران [illegible]
عقابین پر جانے کا عازم ہے عمرو نے پہچانا اور کہا اے قران جلد چل صاحبقران [illegible] اقامت کرتے نہین تو فوج آتی
ہوگی غرض یہ دونون عقابین پر چڑھ گئے امیر نے دستگیر فرمایا اور پوچھا اب بھی آیا تو بڑا کام کیا عمرو نے عرض کی یا امیر جان
قربان بناخن یابت بادشاہ ہفت اقلیم کی خبر لیکر آیا ہون اور آپ کیسے عمرو نے یہان تک کہا تھا کہ کہنگ عیار مع کئی ہزار
سوار کے واسطے خبرگیری کے آیا محافظون کو کشتہ پایا باعث گھبرایا عمرو و قران اسے دیکھتے ہی جست کرکرکے بھاگے اسنے
تعاقب کیا یہ دونون لشکر مین داخل ہوگئے کہنگ کوئی صورت بدلکر لشکر مین داخل ہوا اور تمام کیفیت خواجہ عبد المطلب کے آنے کی دریافت کرکے
فرامرز کے پاس آیا اُسنے پوچھا خیر باشد اُسنے تمام حقیقت بیان کی اُسنے نجتک کو طلب کرکے کہا کہ اے خواجہ کیا رائے ہے
عبد المطلب واسطے رہائی حمزہ کے لشکر کشی کرکے آئے ہین اُسنے کہا تم بھی لڑو وہ ملعون بھی اُسیوقت مع اپنی
فوج کے چل کھڑا ہوا اور برابر اُردوے خواجہ عبد المطلب کے خیمہ زن ہوا عمرو نے یہ خبر خواجہ عبد المطلب
کو دی وہ بزرگ بہت گھبرائے کہ خواجہ اب کیا کرون عمرو نے کہا آپ گھبرائیے نہین صبح کو دیکھا جائیگا اتنے مین
صداے طبل جنگ فرامرز کے لشکر سے بلند ہوئی یہان بھی بادشاہ عیاران عمرو نے طبل رزمی بجوایا صبح کو دونون
لشکر میدان مین صف آرا ہوئے کرات عدلی میدان مین آیا ادھر سے حارث عرب اُسکے مقابلے کو گیا ایک ضرب
شمشیر مین کرات نے اُسے راہی خلد برین کیا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہ اے عمرو مفت خون حارث مین
مبتلا ہوا بس اب لڑائی موقوف کرو عمرو نے ہنس کر کہا آپ ایسی باتین نہ فرمائین خون شہیدان کا مواخذہ میرے
سر ہے بعد اسکے عاص میدان مین آیا اُسے بھی کرات نے تہ تیغ کیا اسی طرح آٹھ عرب اُس مردود کے ہاتھ سے شہید
ہوئے اب خواجہ عبد المطلب نہایت پریشان استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھ رہے ہین کہ میدان
کیطرف سے گرد نمایان ہوئی اور بارہ ہزار فوج سے عادی آکر موجود ہوا عمرو نے کہا اے پہلوان وہ سامنے عقابین امیر ہے اُسنے
سلام کیا پھر آکر خواجہ عبد المطلب کی قدمبوسی حاصل کرکے فوراً میدان مین آیا سامنا ہوتے ہی ایک ضرب شمشیر مین
کرات کو مع اسپ چار پرکالے کیے بعد اسکے ہاروت عدلی و فیس عدلی آئے وہ بھی جہنم واصل ہوئے تا غروب آفتاب
ستاون عدلی اسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے نجتک نے
پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو الماس تیرانداز فرامرز کی طرف سے مقابلہ مین پہلوان عادی کے آیا دو تیر اُسنے
لگائے ایک سے زانوے راست دوسرے سے بایان شانہ عادی کا مجروح ہوا عمرو عادی کو میدان سے لیگیا
اور تین عرب بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اتنے مین پھر گرد اٹھی اور مقبل وفادار بارہ ہزار سوار لیکر پہونچا پہلے عقابین امیر کو
دیکھکر گریان ہوا پھر خواجہ عبد المطلب سے ملکر میدان مین آیا الماس نے نو تیر متواتر مارے مقبل نے سب روکے اور ایک
تیر جھنجھلا کر خود بھی مارا کہ سینہ الماس کا توڑ کر نکل گیا جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو نجتک نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون
لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے فرامرز نے پوچھا اے نجتک یہی خداپرست ہین اُسنے کہا یہ تو دو کرور حصون کا ایک
حصہ بلکہ عشر عشیر بھی ابھی لشکر نہین آیا ہے اور یہ سب جو لڑ رہے ہین کوئی افسر اور بہادر نامی نہین ہے لشکر حمزہ مورو ملخ کی فوج

لات اعلےٰ و منات معلےٰ کے خلاف گزرا ہی کہ مین نے تو اُسے اسواسطے پیدا کیا تھا کہ مین اُس سے اپنے بندگان نافرمان
کو سزا دلواؤن اور تو نے یہ حالت کی ہان اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے دیوان قاف کو اُسکے ہاتھ سے زیر کرایا ہی اب وہ
لوگ اُسکے مطیع ہین ایسا نہو کہ اگر اُسے رہا کریگا ئین اور تجھے بھی آزار پہونچائین چونکہ تجھے بھی مین بہ سبب ثابت قدمی
کے دوست رکھتا ہون کیونکہ حمزہ سے امتحاناً کئی بار تجھے زیر کرایا اور طرف دین اسلام کے رغبت دلوائی کہ وہ دین
فرضی ہی مگر تو نے بخوف جان اُسوقت قبول کیا مگر دل سے اپنے دین پر قائم رہا اگر یہ امر نہوتا تو ابھی مین تجھے غارت کرتا
یہی لات کا بھی قول ہی اور منات کا بھی پس تجھے چاہیے کہ ایک سائبان اُسکے سر پر تیار کرا دے کہ دیو نہ دیکھین اور کھانے
عمدہ اُسکے واسطے بھیجا کر یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا چلتے چلتے یہ کہدیا کہ اُسے بہت جلد سزا دے کر رہا کرنا اور زرد و کو سب
اب نہ پیش آنا ورنہ لات اعلےٰ و منات معلےٰ رہا کر دینگے اور تمپر بھی غضب نازل کرینگے یہ کہکر بہ شکل فراش خیمہ کہنگ
مین آیا اتفاقاً اُسوقت کہنگ مع دو سو عیارون کے بالادوی کو گیا تھا اور چار سو عیار واسطے محافظت صاحبقران
کے مقرر کر گیا تھا عمرو نے کسی تقریب سے اُن سب کو نقل کھلا کر بیہوش کیا اور خنجر کھینچکر سبکے سر کاٹ ڈالے پھر اغذیہ
لطیف و شربت لیکر عقابین پر امیر کے پاس آیا اور دے کر خلاصی کی فکرین سوچنے لگا اتنے مین کہنگ دو سو عیارون
سمیت آیا چار سو عیار جو یہان موجود تھے سبکو کشتہ پایا بہت گھبرایا چارون طرف دیکھنے لگا کہ عمرو کو ایک چوب
سے چمٹا ہوا دیکھا عیارون سے کہا کہ اسے گرفتار کر لو وہ سب دوڑے یہ دونوں بیدرنگ جست کر کے بھاگا کہنگ
نے فرامرز کو یہ خبر دی کہ عمرو نے قمار عدلی کو مع چار سو عیارون کے قتل کیا اُسنے نجناک کو طلب کیا اور کہا
کہ در بارہ حمزہ جو کچھ آپ کی راے مین آئے وہ کیا جائے اُسنے کہا حفاظت حمزہ کی بہت ہوشیاری کے ساتھ کیجائے
اُسنے جاہل عدلی کو پانچ ہزار آدمیون سے حفاظت حمزہ کے لیے مقرر کیا عمرو صراحیان شراب کی لیکر جاہل کے
پاس پہونچا اور نعرہ کیا کہ ہم مدہوش شراب فروش فرامرز نے تیرے واسطے یہ شراب بھیجی ہی اور کہا ہی کہ کسی دوسرے
کے ہاتھ سے کوئی شی لیکر ہرگز اپنے صرف مین نہ لانا اُسنے وہ شراب لیکر آپ پی اور اپنے ہمراہیون کو پلائی سب بیہوش
ہوئے عمرو نے اُن سب کے بھی سر کاٹ ڈالے اور پھر اغذیہ لیکر عقابین پر امیر کے پاس پہونچا اتنے مین نجناک
واسطے کسی ضرورت کے اُدھر سے نکلا عمرو کو عقابین پر دیکھکر کہنگ کو خبر دی وہ دوڑا اور چاہا کہ عمرو کو گرفتار
کرے یہ پھر جست کر کے بھاگا اور مکہ معظمہ مین خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا وہ امیر کے غم مین روتے روتے کور
ہو گئے تھے وہان سے کوفے مین خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اُنھین بھی روتا پایا پوچھا ای خواجہ بزرجمہر آپ امیر کے
بارہ مین از روے رمل ملاحظہ فرمائین کہ رہائی اُنکی اب ہی یا نہین اُنھون نے قرعہ پھینک کر بیان کیا کہ ای عمرو
چار مہینے اور دس روز امیر اس بند سے خلاص نہین ہو سکتے عمرو نے کہا آیا بعد اس میعاد کے رہائی امیر کی کسکے ہاتھ سے
ہوگی بزرجمہر نے جواب دیا کہ ای عمرو جتنے دوست صاحبقران کے ہین اُن مین سے ایک بھی ہوگا تو امیر خلاصی
ہو سکتے یہ سنکر عمرو پھر خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا اور سارا حال کہ سنایا اُنھون نے پانچ سو پچاس نامے
ایک مضمون کے تحریر کیے لکھے ای بہادر و ای مجاہد و ای حمزہ کے دوستو بہت جلد لبنے مین حمزہ کے پاس پہونچو
کنارۂ آب ملک فرامرز بن قارن نے حمزہ کو عقابین پہ کھینچا ہی اور ہفت گنج طلب کرتا ہی اتنا ہی لکھکر سب نامے عمرو کو دیے
اُسنے پہلے نامہ عادی کو پہونچایا کہ وہ تنگ رواحل مین تھا غرض اسی طرح سب نامے اُسنے پہنچا کے دوستداران
حمزہ کو پہونچائے دو گھڑی رات گذری تھی کہ کے مین پاس خواجہ عبد المطلب کے پہونچا خواجہ نے کیفیت پوچھی
عمرو نے کہا کہ سب نامے مین نے پہونچا دیے گر تلوے عمرو کے فگار ہو گئے تھے خواجہ عبد المطلب نے

عمرو نے سُنی فوراً آکر صاحبقران سے بیان کی کہ یا امیر ہفت گنج جو آپ نے فرامرز بن قارن کو عنایت فرمائے تھے
وہ نوشیروان کے پاس آئے ہین بختک نے اپنی حکمت عملی سے منگوا لیے صاحبقران نے ایک نامہ عادی
کے نام لکھا کہ تم جاکر چھین لو فوراً عادی نے وائل سے آکر حاجب عدلی کو مارا اور سب مال وخزانہ اُن سے لیا اور لاکر
سامنے صاحبقران کے حوالۂ عمرو کرکے چلا گیا قارن نے جب یہ سُنا فوراً لشکر لیکر امیر کے قتل پر مستعد ہوا اور
طرف وادی العروش کے روانہ ہوا یہان صاحبقران نے خبر آمد فرامرز کی سُنی جامۂ سبک ربر سوار ہوکر اسکے
استقبال کو روانہ ہوئے جب سامنے اُس ملعون کے پہونچے وہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر دوڑا جب قریب امیر کے آیا
صاحبقران نے گردن اُس لعین کی پکڑ کر مرکب سے اُٹھا لیا اور یونہین لیے ہوئے وادی العروش مین چلے
آئے اور فرمایا کہ اے سگ ناپاک مین نے تیرے باپ کو قتل کرکے اسکا مرتبہ تجھے دیا جب تک مین لشکر مین رہا تونے
سر نہ اُٹھایا جب مین نے فقیری اختیار کی تو تونے سرکشی پر کمر باندھی اے شریر ٹکڑے تن ناپاک سے سر کو اُکھاڑ کر پھینک
دون اُسنے کہا اے شہریار مین دختر نوشیروان پر عاشق ہوا اُسنے مجھسے خزانے طلب کیے مین نے بھیجدیے امیر نے
فرمایا کہ خزانہ واسطے بادشاہون کے ہوتا ہے تو اُسکے سزاوار نہین وہ پھر از راہ مکر مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا
وہ ناہنجار اپنے مُلک مین گیا اور کہناگ عیار مکار کو بلوا کر اُسکے سامنے بہت گریہ وزاری کی اُسنے کہا اے شہریار
کیفیت تو بیان فرمائیے کہ کیا واقعہ آپ پر گذرا غرض اُسنے تمام حقیقت بیان کی کہناگ نے کہا اے بادشاہ والا پایگاہ
مین جاتا ہون اور ابھی صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر وہ سگ مردار خوار وادی العروش مین آیا
اور بہ شکل اُمیہ ساربان خدمت امیر مین حاضر ہوا طبق خرمون کا سامنے رکھدیا کہ خواجہ عبد المطلب نے بھیجا ہے اسے
نوش فرمائیے صاحبقران تو امیہ کو پہچانتے تھے بے تکلف تین چار خرمے نوش فرمائے حلق سے اُترتے ہی چھینک
مار کر بیہوش ہوگئے چونکہ اُسوقت اتفاق سے بالکل تخلیہ تھا کہناگ امیر کو گلیم عیاری مین باندھکر مکہ کی راہ لی
اور سامنے فرامرز بن قارن کے پہونچکر پشتارۂ امیر کا رکھدیا اُسنے صاحبقران کو مسلسل ومطوق کرکے چار سو چوب
دست لگائین پھر حرم کو سفند مین لپیٹ کر ایک تخت پر لٹایا اور اُس تخت کو زنجیرون مین کسکر عقابین پر کھینچ دیا کہ شب
بھر شبنم انیس رہتی تھی دن کو دھوپ ہمنشین ہوتی تھی اور کئی آدمی اس کام پر مامور کیے کہ روز صاحبقران کو
عقابین پر سے اُتار کر چوبکاری کیا کرین یہان خواجہ عبد المطلب کو خبر ہوئی کہ امیر مقبرۂ ابراہیمی سے غائب
ہوگئے اُنھون نے نامہ بجانب عمرو اس مضمون کا روانہ کیا کہ امیر کو بہت جلد تلاش کرو ایسا تو نہین کہ فرط الم سے کہین
جاکر اپنی جان دیدین اُمیہ ساربان نامہ لیکر جانب مصر روانہ ہوا کئی روز کے بعد پہونچا تو دیکھا کہ خواجہ صاحب جوہری
کی دُکان کرکے بیٹھے ہین جیسے ہی یہ نامہ پہونچا فوراً خیال مین گذرا کہ فرامرز نے تو نہین حمزہ کو منگایا اُسی وقت
دُکان چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ دُکان مین نے حمزہ کے نام پر لٹا دی جسکا جی چاہیے لوٹ لے اور خود اُدھر ہی
سے جانب آب مکہ روانہ ہوا وہان آکر حال معلوم ہوا تو ایک پجاری کی صورت بنکر بارگاہ فرامرز بن قارن مین آیا لوگون
نے پانون چومے ہاتھون کو بوسہ دیا فرامرز نے پوچھا آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا مین لات ومنات
کا فرستادہ ہون اُنھون نے تمھین پیام دیا ہے کہ صاحبقران جو مشہور ہے میرا بندۂ خاص ہے اُسکو مین نے اپنے کارہائے
اہم ودشوار کے واسطے پیدا کیا تھا تمنے اُسے عقابین پر کھینچ دیا ہم تم سے بہت ناخوش ہوئے خیر اگر تمھاری
کوئی خطا اُسنے کی ہو تو اُسکے عوض چندے قید رکھو مگر تکلیف اسقدر اُسے نہ دو غذائین لطیف کھلاؤ اُسنے
کہا کہ مین اُسے روز ہلد کھلواتا ہون دن کی دھوپ و رات کی اوس مین عقابین پہ کھینچا رہتا ہے عمرو نے کہا یہی امر تو

روانہ ہوئی کئی منزل راہ طی کی تھی کہ زوبین ملکہ کی خبر سنکر اپنی فوج سمیت آگیا کہ امیر کی بی بی کو چھین لیجاؤن مقبل نے
اس حال کا نامہ جانب امیر روانہ کیا اور خود مصروف کارزار ہوا زوبین میدان مین آیا مقبل کی طرف سے مظہر
نجدی گیا اُسنے ایک ضرب گرز مین کام اُسکا تمام کیا بعد مظہر نجدی وغیرہ کے کئی آدمی اُسنے مارے اور زخمی کیے آخر مجبور
ہو مقبل وفادار خود میدان مین آیا یہ بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مہرنگار نے جو خبر زخمی ہونے مقبل کی سنی کہا حیف ہے
کہ صاحبقران کی بی بی اور نوشیروان کی بیٹی ہو کر گرفتار ہو جاؤن یہ کہکر انگشتری الماس کی انگلی سے اُتار کر چاٹتی
اور زوبین بھی قریب خیمے کے پہونچ گیا چاہتا تھا کہ پردہ اُٹھا کر اندر خیمے کے جائے کہ پشت پر سے امیر کا نعرہ ہوا اُسنے
جو صدائے صاحبقران سُنی پھر پڑا اور آ کر مقابلہ کیا چونکہ عالم غیظ و غضب مین امیر آئے تھے جیسے ہی اُسنے گرز مارا
صاحبقران نے خالی دیکر عقرب سلیمانی کا ایک وار جو کیا مع اسپ چار ٹکڑے اُس دیو پیکر کے ہوگئے عمرو نے
حقہائے نفت سے تمام اُسکی فوج کو مثل ہیزم خشک کے پھونک دیا صاحبقران خیمے مین تشریف لائے تو شور گریہ و فغان
بلند پایا بہت گھبرائے پاس ملکہ کے آئے تو دم واپسین تھا عمرو نے بھی سُنا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر حال پوچھا اُنھون
نے دیکھکر کہا کہ زہر قاتل تن ملکہ مین تاثیر کر چکا ہے اب زندگی محال ہے اتنے مین ملکہ نے آنکھ کھولی اپنا سر زانوے صاحبقران
پر پایا کہا الحمد للہ کہ کسی غیر کا ہاتھ ابھی تک میرے جسم مین نہین لگا اور کہا یا امیر جب کسی نازنین مہر تمکین سے اپنا عقد کرنا
اور صحبت عیش برپا ہو تو میرے حال کو یاد کرکے فاتحہ خیر ضرور پڑھ دینا اتنا کہا اور سانس اکھڑ گئی لوین کانون کی پھرین
منکا ڈھل گیا صاحبقران گریان ہوئے مہرنگار جان بحق تسلیم ہوگئی امیر نے فرمایا ع ہر دم زمانہ داغ دگرگونہ در دہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد حیف ہے کہ طالع واژون اور زمانہ بوقلمون کے ہاتھ سے کوئی دم آسائش سے نہ گذرا خیر
جو مرضی پروردگار ع پیش آئی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے ایک تابوت تیار کرا کر اُسمین لاش ملکہ کی رکھی اور لیکر طرف مکے
کے روانہ ہوئے پہلے بنیادین قبر ملکہ مہرنگار کی بنوائی درمیان تینون قبرون کے ایک سائبان بنوا کر بدلق فقیری خود بیٹھے
اور لندھور کو بلا کر فرمایا کہ اے خسرو بارہ ہزار سوار تیرے متعلق کرتا ہون جزیرے کی خبرگیری تیرے سپرد ہے اور بہرام کو بغداد
و زیرباد ہند دی چبوترہ مالک کو دیا پھر علمشاہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ علم اژدہا پیکر و گنج کیومرثی و طبل سکندری بھی
تمھارے متعلق کرتا ہون اور روم کا انتظام بھی تم کرو پھر سعد بن قباد کو گلے لگایا اور آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ بابا بارگاہ سلیمانی
مع بارہ ہزار جفت نقارہ زرین اور نقارخانہ سلیمانی تمھارے حوالہ ہے اور اصفہان و زابل کا نظم و نسق تمھارے
سپرد ہے مصر مقبل کے حوالے کیا پھر عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ اگر تمھارا جی چاہے تو میرے پاس رہو ورنہ جہان جی چاہے
چلے جاؤ عمرو نے عرض کیا یا امیر میرا گذر کہان ہو سکتا ہے کیونکہ کوئی شہر و مقام ایسا نہین ہے کہ تیرے اور میرے ہاتھ
سے تباہ برباد نہین ہوا جہان جاؤنگا وہان کے در و دیوار میرے دشمن ہو جائینگے مگر واسطے چندے کے ضرور جاؤنگا
خبر بھی شہر دربار کی لاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا صاحبقران نے کرب کو مہرنوش کے پاس بھیجدیا اور آپ مقبرہ ابراہیم
مین وہ تینون قبرون کے مجاور بنکر بیٹھے کئی سو عالم مقرر کیے کہ وہ صحیفہ ابراہیمی کی تلاوت قبرون پر کیا کرین

اب ایک کیفیت گذشتہ بیان ہوتی ہے

کہ جب صاحبقران نے ہفت گنج عدن اپنے قبضے مین کیے تھے تو فرامرز بن قارن عدنی کو عنایت کیے تھے اور
فرامرز بترس جان مسلمان ہوا اتفاقاً اُسنے تعریف ملکہ مہرگہر تاجدار دختر نوشیروان کی زبانی لوگون کے سُنی
اور نادیدہ فریفتہ ہوگیا غرض آ کر نوشیروان سے خواہش اپنی ظاہر کی اُسنے بصلاح بختک ہفت گنج عدنی طلب کیے
وہ مردود گیا اور ہفت گنج حاجب عدنی کے ہمراہ جانب مدائن نوشیروان کے پاس روانہ کیے یہ خبر

طامع ہون کہ دو ہزار تومان دے کر مجھے راضی کرتے ہوین جاکر یہ تومان سامنے صاحبقران کے رکھدونگا اور تمھارا
پیام دونگا جب تو سب گھبرائے کہ یہ قباد کو بہت دوست رکھتا تھا شاید اسوجہ سے اسکے خلاف گذرا سب سردار
عمرو کے قدمون پر گرے اور بارہ ہزار تومان دیے جب تو عمرو ہنسا اور کہا کہ یہ کام کوئی مشکل نہین ہی مین امیر کو
شراب پلوائے دیتا ہون یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اچھا بھلا ہوکر اپنے تئین بیمار بنایا اور ایسی صورت بنائی کہ چہرے
پر مردنی چھائی یہ خبر تمام سرداران لشکر کو پہونچی سب دیکھنے آئے صاحبقران نے بھی سناکہ عمرو قریب
بہلاکت پہونچا ہی دیدار آخری سے محروم رہا جاتا ہی جلد چلیے بیتابانہ صاحبقران دوڑے جب سر
عمرو پہونچے تو دیکھا کہ کیکو پہچانتا نہین گھبراکر فرمایا ارے آج کل نوشیروان کے ہمراہ خواجہ بزرجمہر ہمارے لشکر مین موجود
ہین کوئی جاکر جلد انھین لائے غرض خواجہ آئے امیر نے فرمایا کہ اسکے احوال سے تو یہ ثابت ہی کہ قریب تر مرجاے
مگر آپ نبض ملاحظہ کیجیے اور رمل کی رو سے بھی خانۂ حیات کی کیفیت بیان کیجیے خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا کہ
سوا اسکے کوئی علاج نہین جو مین عرض کرتا ہون یعنے اسکو شراب گرم کرکے پلائیے صاحبقران نے فرمایا کہ برائے
درمان مضائقہ نہین شراب لاؤ غرض دو صراحیان شراب کی لوگون نے لاکر حاضر کین امیر اپنے ہاتھ سے شراب
گرم کرکے سامنے عمرو کے لائے لوگون نے چیخکر کہا خواجہ تمھین صاحبقران شراب بطور دوا کے پلاتے ہین آنکھین
کھولو عمرو نے آنکھ کھول کر دیکھا کہا یا امیر مین ہرگز شراب نہ پیونگا کیونکہ میرا ولینعمت زادہ قبر مین آرام کرے مین شراب
پیون صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ برائے علاج مضائقہ کیا ہی اسنے عرض کی یا امیر مین نے تو جب ہی عہد کیا تھا
کہ اول صاحبقران کو شراب پلاؤنگا بعدہ مین پیونگا لہذا ممکن نہین آپ تو شراب نہ پیین اور مین پی لون لوگون
نے عرض کی ہمارے نزدیک تو یہ آپکا غلام قدیم ہی اگر شراب نہ پلائیے گا مرجائیگا اور آپکے پینے مین بھی
چندان قباحت نہین کیونکہ اگر بنظر عشرت پیجیے تو البتہ مقام غور ہی کہ بادشاہ انتقال کرے اور لوگ مصروف عشرت
ہون مجبوراً امیر نے خود بھی شراب پی اور سب سردارون کو بھی پلائی عمرو کو چندان شراب گرم کے پینے سے
تسکین معلوم ہوئی پھر تو صاحبقران نے متواتر عمرو کو شراب پلائی پھر فرمایا کہ اگر یہ خبر مہرنگار تک پہونچی تو
یقین ہی کہ ضرور اپنی جان دیدیگی ای مقبل تم جاکر ملکہ کی خبر تو لاؤ کہ کس شغل مین ہی مقبل گئے ملکہ نے پوچھا امیر
کہان اور کس رنگ مین ہین مقبل نے کہا خیمۂ عمرو مین تشریف رکھتے ہین کہ وہ بہت علیل ہی مہرنگار کو مقبل کی
طرز گفتگو سے ثابت ہوگیا کہ یہ شراب پیے ہی قریب بلایا منھ سے بو آئی ملکہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون ای مقبل
قباد مرجائے اور تم شراب پیو افسوس صد ہزار افسوس مقبل جھینکا چلا آیا اور امیر سے بیان کیا صاحبقران
کو نہایت شرمندگی ہوئی کہ مقبل میرے ہی پاس سے گیا تھا ضرور ہی کہ میرے شراب پینے کا بھی اسے یقین ہوگیا ہو
اس خفت کے سبب سے اس روز صاحبقران محل مین نہ تشریف لیگئے مہرنگار نے کہا ہمارے پرستار سب حاضر
و مہیا ہین اور سامان سفر درست ہو کل ہم ضرور جائینگے تربت فرزند پر سکونت اختیار کرینگے یہ سنکر صاحبقران محل
مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ای ملکہ خیر تو ہی مہرنگار نے کہا او عرب بے مروت یہی شرط الفت ہی کہ بیٹا مرجاے
باپ خوشی منائے شراب پیئے فرمایا کہ بسبب غم کے تمھارا مزاج بالکل خراب ہوگیا ہی کیون ہر ایک پر تہمت لیتی ہو
بھلا ممکن ہی کہ قباد کے غم مین صحبت عیش برپا کرون مہرنگار نے کہا ہرگز مین یہان نہین رہونگی اب اپنے فرزند کی
قبر پر چند روز بسر کرونگی جب کچھ غم فرو ہوجائیگا چلی آؤنگی مجبور ہوکر امیر نے فرمایا کہ خیر جو تمھاری خوشی ہو وہی ہماری
رضا ہی تھوڑے غلام ہمراہ کرکے مقبل سے فرمایا کہ تم بھی ساتھ چلے جاؤ غرض ملکہ مہرنگار مع مقبل و چند غلامان مسلح کے

اُدھر کلیم گوش سر شہریار کا رومال مین باندھکر داخل بارگاہ نوشیروان ہوا بختک نے پوچھا کہ ای سرہنگ کیا لیٹ دھونڈ کا سر لایا اُسنے کہا اُس سے زیادہ مرتبے والے کا سر ہی اُسنے کہا علمشاہ کا اُسنے جواب دیا اُس سے بھی زیادہ بختک نے کہا امیر کا سر ہی اُسنے کہا اُس سے بھی زیادہ جب تو نوشیروان نے کہا دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی کہ اُسنے رومال کو کھولکر سامنے نوشیروان کے رکھدیا دیکھتے ہی اُسنے زانو پر ہاتھ مارا اور چلایا او مردود یہ کیا غضب کیا ارے یہ تو میرا جگر گوشہ ہی جسکو بیجان کر دیا اور کہا ارے پکڑ لو اس ملعون کو لوگون نے فوراً کلیم گوش کو باندھ لیا نوشیروان اُسیوقت مع اہل دربار و تمام فوج کے سیاہ پوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے نزدیک قاتل قباد شہریار کو لیکر خدمت امیر مین حاضر ہونا چاہیے نوشیروان نے ویساہی کیا صاحبقران کو اطلاع ہوئی کہ نوشیروان سر قباد مع اسکے قاتل کے لاتا ہی امیر نے فرمایا آنے دو غرض بارگاہ مین نوشیروان آکر بیٹھا امیر نے لاکر سر کو جسم سے ملایا اور کلیم گوش سے پوچھا کہ او مردک تیری صرصر عناد سے شمع دودمان شاہنشاہی گل ہوئی اسکے عوض مین تجھے سزا ایسی دون کہ نہ تو زندون مین رہے نہ مرے ہمیشہ سسکا کرے مگر کرب و علمشاہ وغیرہ کو تاب نہ رہی تلوارین کھینچکر دوڑے کہ اسے مار ڈالین صاحبقران نے منع فرمایا کہ اسے نہ مارو کیونکہ اسکے مارنے سے بادشاہ زندہ نہو جاینگے بلکہ اسے چھوڑ دو ہرچند لوگون نے چاہا کہ اسے بھی قتل کرین مگر امیر نے نہ مانا اور رہا کردیا وہ جو وارستہ ہوکر بھاگا تو سیدھا مغرب کی جانب چلا امیر نے صندل کا تابوت بنواکر لاش قباد کی اُسمین رکھی اور جانب مکہ معظمہ روانہ کی سارا لشکر صاحبقران کا بھی مع سرداروں کے سیاہ پوش ہوا جب تابوت سامنے عبدالمطلب کے پہونچا تمام شہر مین سیاہ پوشی ہوگئی اور غوغاے واویلا واحسرتا ہر طرف ہونے لگا عمرو نے یہ جو دیکھا کہ امیر نے کلیم گوش کو چھوڑ دیا بہت ناگوار گذرا کہ ایسے ملعون کو کب چھوڑنا روا تھا خیر الملعون نے رہا کیا تو مین کب چھوڑتا ہون اُسی وقت اسکے تعاقب مین روانہ ہوا کئی منزل پر جاکر دیکھا کہ بھاگا چلا جاتا ہی عمرو نے نعرہ کیا او خیرہ سر ٹھہر جا کہان جاتا ہی آواز سنتے ہی اُسکی جان نکل گئی اور ٹھہر گیا عمرو نے جاکر اسے کمند مین گرفتار کیا اور پھر سامنے امیر کے لاکر کہا ای صاحبقران اسے مین زندہ ہرگز نہ چھوڑونگا امیر نے از ملال کے باعث مطلق اعتنا نہ کی اور نہ کچھ جواب دیا اتنے مین مقبل جو لاش شاہنشاہ کے ساتھ گیا تھا واپس آیا اور بیان کیا کہ تمام اعیان مکہ سیاہ پوش ہوئے مبتلاے شیون و جوش و خروش ہوکے لوازمہ دفن کے سامان روشنی وغیرہ مقرر کیا خواجہ عبدالمطلب کا حال بہت غیر ہی امیر یہ سنکر چپ ہو رہے نوشیروان ایک سال تک آزردہ صاحبقران مین رہا وہ جو نزاع تھی برطرف ہوگئی اور ماتم بر پا رہا بعد سال بھر کے بہزار جد و جہد لباس سیاہ امیر نے اُتارا مگر ملکہ مہر نگار نے لباس ماتم اپنے جسم سے نہین دور کیا اور نوشیروان رخصت ہوکر مدائن مین آیا سال بھر تک امیر و نوشیروان مین اصلاح کی ملت رہی کہ کبھی صاحبقران اُسکی بارگاہ مین جاتے تھے اور کبھی وہ انکے یہان آتا تھا لشکر صاحبقران مین تین برس تک کسی نے شراب کا نام بھی منھ سے نہ لیا الا سب مبتلاے جوش و خروش خمخانہ الم کے جرعہ نوش رہے ایک روز سب سردارون نے متفق ہوکر مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنا چاہیے کہ صحبت شراب و کباب مین امیر شریک ہون یا ایکمرتبہ خود نوش کرین تو ہم لوگون کے واسطے بھی شراب پینا جائز ہو جائے آخر یہ صلاح قرار پائی کہ عمرو کو بلاکر سمجھائین اگر وہ چاہیگا تو ضرور امیر کو شراب پلائیگا غرض عمرو کو بلایا اور کہا ای خواجہ اگرچہ قباد شہریار کے انتقال کرنے سے لطف زندگی نہ رہا مگر تا کہ اب کوئی تسبیل ایسی نکالنا چاہیے کہ امیر شراب پیین اور ہم لوگ بھی شراب پیین یہ کہکر دو ہزار تومان عمرو کے آگے رکھدیے کہا ای خواجہ یہ تمھارا حق ہی صاحبقران کو یہ نہ ثابت ہونے پائے کہ ہم لوگون کی خواہش ہی عمرو نے کہا او بے مروتو تمھین غیرت نہین آئی کہ تمھارا ولینعمت زادہ انتقال کرے اور تم شراب پیو کیا مین کوئی مرد

جان بچیا مشکل ہوجائیگی غرض کسی وقت فکر سے خالی نہ تھا ایک روز شہریار قباد والا نژاد نے بارہ سلیمانی مین بیٹھ کر
امیر سے فرمایا کہ یا صاحبقران حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین آج ہمارا جی چاہتا ہے کہ ساقی گری کرین امیر نے
عرض کی کہ خوشا نصیب ہم لوگون کے کہ حضور اپنے دست حق پرست سے شراب پلائین الغرض قباد شہریار جام
و صراحی لیکر اُٹھے اور مصروف ساقی گری ہوئے تمام اہالیان بارگاہ کو شراب پلائی اور خود بھی خوب پی جب
سب مدہوش ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنی آرامگاہ مین گئے لیکن یہ سبب زیادتی نشہ کے مزاج
بادشاہ مین ربودگی پیدا ہوگئی تھی لہذا وہین تخت حکمرانی پر استراحت فرمائی یہ ملعون اول ہی سے رنگ محفل دیکھ
کمین مین ہو رہا تھا جب شہریار قباد والا نژاد کی نیند خواب بلند ہوئی گلیم گوش کمینگاہ سے نکلا اور چارطرف بیہوشی
اُڑادی کہ جو پرستاران مصروف خدمت تھے سب بیہوش ہوگئے یہ مردود ازلی تخت پر آیا پہلے تو خیال کیا کہ ای
گلیم گوش ایسے جوان کا قتل کرنا کب روا ہے یہ خیال کرکے تخت سے زمین پر اُترا پھر سوچا کہ اسکے باپ نے تیرے الک
کو مارا ہے قصاص خون سکندر کا اس سے لینا گناہ نہین اور پھر تخت پر آیا خنجر کھینچ چاہا کہ سر اُس سرور کا جدا کرے مگر ہاتھ
مین رعشہ بلکہ تمام اندام مین لرزہ پڑگیا پھر تخت کے نیچے اُترا اور کہا اے گلیم گوش تو بڑا نامرد ہے کہ ایک شخص خفتہ کا سر
تن سے نہین کاٹ سکتا پھر دلکو مضبوط کرکے تخت پر گیا اور بیہوشی قباد کی اُس ناقص العقل نے ڈر کے وسیلے سے دماغ مین
پہونچائی فوراً قباد کو چھینک آئی اسنے گیسوے مشکین اپنے دست نجس مین پکڑ کر خنجر سے سر اُس سردار کا جدا کیا اور
رومال مین باندھکر طرف مدائن کے روانہ ہوا راہ مین خیال آیا کہ اگر مغرب مین پہنچیگا اور ہیکلان عاد کو یہ سر نذر دیگا
یقین تو ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کا سر دیکھکے بہت خوش ہوا اور مجھے بہت کچھ دے پھر سوچا کہ اگر اُسنے کہا کہ تو تو
نسبت محافظ تھے جو میرے بیٹے کو نشیب و فراز سے نہ آگاہ کیا الٹا کر سرنے دیا اور مجھ سے بہت کچھ امید دی ہے مین
پہلا اچھا ہے غرض یہی سوچتا چلا یہان ملکہ مہرنگار ہمراہ امیر مست خواب ناز تھی کہ عالم خواب مین دیکھا میرا فرزند قباد دریاے
خون مین ہاتھ پانوٴن مار رہا ہے اور چیختا ہے کہ مادر مہربان جلد میرا ہاتھ پکڑ لیجیے مہرنگار نے دوڑ کر چاہا کہ ہاتھ قباد شہریار
کا تھام لے مگر ممکن نہوا اور شہزادہ غرق ہوگیا ملکہ یہ واقعہ دیکھکر عالم واقعہ مین ایسی گھبرائی کہ بیدار ہوگئی اور تنہا
بارگاہ سلیمانی مین پہونچی دیکھا کہ سناٹا پڑا ہوا ہے شمعین گل ہین فوراً ماتھا ٹھنکا پانوٴن ہر ایک کئی من کا ہوگیا دروازہ
بارگاہ پر آئی ایک شمع وہان روشن پائی دربانون کو محو خواب پایا زیادہ دل گھبرایا شمع ہاتھ مین لیکر قریب تخت قباد کے
آئی قسمت نے بیٹے کی لاش ماں کو دکھائی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی تو قباد کو بے سر پایا لاشہ خون مین نہایا دیکھکر
آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتابانہ ماں نے اپنے تئین لاش پسر پر گرایا نعرہ آہ کرکے غش کرگئی جیتے جی مرگئی اسکی
آواز سے عقب بارگاہ جو لوگ سوتے تھے چونک پڑے دوڑے گر ملکہ کو تخت قباد پر دیکھکر چلے گئے محل مین خبر گئی دو رات
کی دوڑین اگر جو دیکھا تو بادشاہ کو مقتول پایا سب نے شور مچایا صداے واویلا سے ملکہ کو ہوش آیا پھر ایک نعرہ آہ کا مار کر بیہوش
ہوگئی پھر تو شور قیامت برپا ہوا چہار جانب سے سرداران اسلام و شاہزادگان ذی کرام دوڑے امیر کی بھی آنکھ کھلی ملکہ
کو پہلو مین نہ پایا اتنے مین شور گریہ گوشزد ہوا پوچھا ارے یہ کیا غل ہے اور ملکہ کہان گئین وہان کون تھا جو جواب دیتا
جیسے تو ہی چاہتے تھے ان گھبرا کر بارگاہ کی طرف سے دوڑے آکر جو دیکھا تو قباد بالکل قریب تھا کہ کلیجا منھ کی راہ سے نکل آئے
بارے کرکے امیر بھی گر پڑے اور بیہوش ہوگئے تمام سردار دست راست و دست چپ کے آکر جمع ہوگئے کہرام پڑگیا عمرو نے جو
تخت دیکھا تو پایا سب سے زیادہ رنج باعث قلق پایا کیونکہ سب سے زیادہ یہ بادشاہ کو عزیز رکھتا تھا چہار جانب لوگ قاتل قباد
کی تلاش مین روانہ ہوئے مگر پتا نہ لگا لیکن گلیم گوش کو لشکر مین نہ پایا یقین ہوا کہ اُسی ملعون نے یہ حرکت کی ہے عمرو کو بڑا قلق ہوا

کہ جو لوگ اسکے مقابلے سے پرہیز کرتے ہین یہی باعث ہی کہ اسکی ضرب کا تحمل دشوار ہی اتنے عرصے مین اسنے دوبارہ جست کی
جبتک وہ ضرب امیر پر لگائے دوڑکر صاحبقران نے دونون پیر اسکے پکڑلیے اور کھینچکر اپنی بغل مین دبا لیا لاکھو اسنے
زور کیا مگر چنگل باز سے گنجشک کی رہائی ہوئی صاحبقران اشقر پر سے جست کرکے زمین پر آئے اور اسے
سر سے بلند کرلیا چاہا کہ زمین پر مارین اسنے کہا یا امیر مین مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا اسنے کلمہ پڑھا اور
آواز دی کہ ای سکندر بد اختر اگر دعوی مردی ہی تو میرے مقابلے کو آ وہ غیظ مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان
مین آیا الجوب نے ایک ضرب جست کرکے اسکے شانون پر دی کہ تیورا گیا جبتک سنبھلے دوسری ضرب لگائی پھر تو کھینچ
تیز کر کے گھوڑے کو مہمیز کیا وہ بھاگا اور لشکر مین پہونچ گیا الجوب لشکر امیر مین آیا صاحبقران نے اسے بہت سرفراز کیا
اور صندلی اسکی متصل ستون بارگاہ کے بچھوا دی ادھر سکندر کا علاج شروع ہوا شل پوست گوسفند کے اسکو لپیٹ
دیا اسوجہ سے کہ تمام ہڈیان اسکی دو ہی ضربون مین بوسیدہ ہو گئی تھین دو مہینے کے بعد صحت ہوئی طبل جنگ بجواکر
میدان مین آیا اور آواز دی کہ ای حمزہ آ میرے مقابلے کو امیر یہ سنتے ہی اشقر کو جولان کرکے میدان جنگ مین
تشریف لائے پہلے ہدایت اسلام کی مگر جب بہت امیر نے فرمایا تو اسنے جواب دیا کہ ای حمزہ اگر مجھکو کسی خدا پرست
کے ساتھ دیگ مین جوش دے تو میری چربی اسکی چربی سے مخلوط نہین ہو سکتی تو کس خیال مین ہی صاحبقران
کو یقین ہوا کہ معرکہ ضلالت مین یہ بڑا ثابت قدم ہی فرمایا لا کیا ضرب رکھتا ہی اسنے نیزہ مارا صاحبقران نے چھین کر
پھینک دیا اسنے تلوار ماری امیر نے وہ بھی چھین لی اسنے گرز مارا صاحبقران نے ہاتھ کی جھٹکی دی گرز ہاتھ سے چھوٹکر
دور گرا اسوقت صاحبقران نے فرمایا او گبر ناہنجار ہوشیار ہو یہ نہ کہنا کہ مجھے غفلت مین مارا دیکھ نیزے پر اٹھائے
لیتا ہون اس ملعون نے سپر کاندھے سے لی صاحبقران نے نیزہ مارا اسنے سپر سینے کی پناہ کی نیزے نے پہلے سپر
کو توڑا بعدہ سینہ کو برمایا امیر نے یونہین اک ہاتھ پر بلند کرلیا ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ ؛ اور امیر نے ایک ہاتھ
مارا کہ وہ مثل کباب سیخ کے چھد گیا جب قریب دست امیر کے پہونچا نیزے کو لگاکر زمین پر مارا کہ ہڈیان اسکی ریزہ ریزہ
ہو گئین تمام فوج اسکی امیر پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی سب بہادر تلوارین کھینچکر دوڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بعد گھڑی
ساعت کے فوج کفار پسپا ہوئی اور بھاگ کر کنارہ آب ڈیرہ کیا نوشیروان نے جو یہ حالت دیکھی فوراً بھاگ کر دائن
مین جا گزین ہوا بارگاہ استادہ کراکے بیٹھا اتنے مین گلیم گوش عیار سکندر آیا سلام کیا سب سردار واسطے ماتم پرسی کے آکر
گریان ہوئے بختک نے کہا او سرہنگ تیرے مالک کو امیر نے مارا چاہیے کہ تو بھی صاحبقران یا اسکے فرزند قباد کو قتل کر
کے حق نمک سکندر سے ادا ہو جائے اور اگر یہ کام تجھسے سرزد ہوگا تو افسر عیاران نوشیروان کر دونگا اسنے مجرا کیا
اور روانہ ہوا اور آردوے امیر مین پہونچکر دلق فقیری تن پر آراستہ کرکے چار سوق لشکر مین پھرنے لگا ایک روز
عمرو نے پہچانا اور آواز دی کہ ای قران بیٹا اسکو گرفتار کرلے یہ گلیم گوش عیار سکندر ہی جتر قران نیزہ تان کر دوڑا
وہ بھاگ نہ سکا کھڑا ہو رہا قران نے کمند کے حلقے گردن مین ڈالدیے اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے پوچھا ای حرامزادے
تو یہان کیون آیا اسنے کہا کہ مالک میرا مارا گیا اب مغرب مین کسی کے منہ دکھانے کے قابل نہ رہا اسواسطے یہ امر اختیار کیا
کہ بھیک مانگون یا اگر بدرطالع شاہ عیاران مین رسائی ہو عمرو نے کہا ای حرامزادے اگر بہ مکر یہان آیا ہی تو مین ابھی
تجھے قتل کرتا ہون اور جو نیت تیری خبث و عداوت کی نہین ہی تو مسلمان ہو وہ فوراً بخوف جان مسلمان ہوا عمرو
نے خلعت دیا اور بہت زر و جواہر پیشکش کیا وہ حرامزادہ لشکر صاحبقران مین رہنے لگا تاکہ احوال سب کا دریافت
کرے اور بارہا قصد کیا کہ سوتے مین کسی سردار کا سر کاٹ ڈالے مگر یہی خیال گذرا کہ مبادا جاگ اٹھا تو حلال ہی کر ڈالیگا

یہ کہکر محبوب فرضی کا ہاتھ پکڑ کر گوشے مین لایا اور چاہا لب لعلین کا بوسہ لے قران نے منھ سے بیہوشی پھونکدی چھینک مارکر
وہ ملعون گرا اور بیہوش ہوگیا قران اُسکو ایک صندوق مین بند کرکے نکلا اور جدھر کا پتا اشترا نے دیا تھا چلا جلد کنوین پر پہونچکر دونو جب
پانٔون زمین پر لگے دروازہ دیکھا اُسکے اندر آیا باغ سرسبز پایا لب حوض چنار کا درخت تھا اُسکو بغور دیکھنے لگا کہ دیکھا
ایک جانور طاؤس کی صورت اُسپر بیٹھا ہی قران نے تیر سہ پہلو ترکش سے لیکر کمان مین پیوستہ کیا اور شست
ومشت سے برابر کرکے رہا کیا ہر چند قضا نے سر پر اُس جانور کے خبردار پکارا مگر کمان چلائی کہ وہ مارا تیر جاکر گردن
مین ترازو ہوا جانور زمین پر گرا غلغلہ گیر ودار ہر سو ہوا یہان یہ جانور مرگیا وہان طائر روح عنقا سے جادو قفس عنصری سے
پرواز کرگیا سب اسیران سحر رہا ہوئے اپنے لشکر مین آکر قران کے شکرگذار ہوئے اور سب فوج اپنے ہمراہ لیکر
جانب اردوے امیر چلنے پر تیار ہوئے یہان کا حال سنئے کہ عیاران لشکر اسلام نے لاکھ کوشش کی کہ اس ملک کو
کا کچھ نام ونشان دریافت کرین مگر گرد سم اسپ کو بھی نہ پہونچے آخر مجبور واپس آئے بعد کئی روز کے جب محبوب خان
کو صحت ہوئی پھر طبل جنگ لشکر کفار مین بجا ایک الجوب گھوڑے پر ہودج کسوا کر آیا اور نیب دی ادھر سے
پھر امیر عازم جنگگاہ ہوئے تھے کہ بیابان کی طرف سے دوسرا الجوب اُسی صورت گھوڑے پر ہودج کسا ہوا
آکر الجوب اول کے مقابلے مین قائم ہوا اور پوچھا تیرا کیا نام ہی الجوب نے کہا کہ مجھے الجوب خان شش گزی
کہتے ہین تیرا کیا نام ہی اسنے جواب دیا کہ منم ملجوب خان نسبت نہ نیم گزی الجوب نے گھوڑے کو گاودے پر لگایا
ملجوب نے بھی اُسی طرح اپنے گھوڑے کو دوڑایا الجوب نے جست کی اور بالاے ہوا بلند ہوا جب آدھی دور
پہونچا ملجوب نے بھی جست کی اور راستے مین الجوب کے دونون شانون پر دونون ہاتھون سے مکے مارے
کہ اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا غرض کئی بار ایسا ہی ہوا جب تو الجوب تنگ آکر اپنے لشکر کو پھر گیا اور طبل
بازگشت بجوادیا ملجوب صحرا کی طرف چلا امیر نے کرب کو بھیجا کہ جاکر ملجوب کو پکڑ لاؤ کرب دلاور نے جاکر باگ
گھوڑے کی پکڑی ور گھسیٹتا ہوا اپنے لشکر مین روبروے صاحبقران حاضر کیا اب جو دیکھا تو پہچانا کہ خواجہ عمرو
ہین سبکو حیرت ہوگئی اور خواجہ پر زر نثار کیا دوسرے روز پھر الجوب میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمرو اُسی
صورت سے مقابلے کو گیا پہلی ہی جست مین عمرو بن امیہ ضمری اُسکی بغل مین آگیا الجوب نے خوب مستحکم عمرو
کو پکڑ لیا ہر چند عمرو نے زور کیا مگر خلاصی کی کوئی صورت نہ نکلی وہ یونہین لیے ہوئے چلا گیا جاکر پیش سکندر حاضر کیا
نوشیروان وغیرہ بہت خوش ہوئے بختک نے کہا کہ عمرو کو اسی وقت قتل کرنا چاہیے ورنہ آج رات کو یہ رہا
ہوجائیگا الجوب نے جواب دیا کہ مین بمرتبۂ اتم حفاظت کرونگا کیا مجال ہی جو میرے ہاتھ سے رہائی پائے غرض عمرو
کو لیکر اپنے خیمے مین آیا اور پوچھا ای عمرو تجھے قسم ہی خداے نادیدہ کی کہ اگر مجھسے لشکر اسلام مقابلہ کرے تو کون فتحیاب ہو
عمرو نے کہا اصل تو یہ ہی کہ امیر اگر تیرے مقابلے مین آئینگے تو تجھے بے زیر کیے واپس نہونگے یہ سنکر الجوب نے عمرو کو رہا
کردیا اور کہا کہ امیر سے جاکر میری طرف سے عرض کرنا کہ سر میدان مجھے آکر زیر کرین تو مین ضرور مسلمان ہون اور
اس کافرزن حاسب کو سزاے معقول دون عمرو اپنی رہائی کو غنیمت سمجھکر وہان سے بھاگا اور خدمت امیر مین
آکر تمام واردات بیان کی وہان اُسنے شور کیا کہ عمرو بھاگ گیا کافرزن نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہنا ہمارا نہ مانا ہمکو جھوٹا
جانا آخر خود رائی پیش نہ آئی اُسنے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا اور آواز دی کہ یا حمزہ صاحبقران
ایک خواہش میری پوری کرنا واجب ہی وہ یہ کہ مجھسے آکر مقابلہ کیجیے صاحبقران یہ سنکر اشقر پر سوار ہوگئے اور
میدان مین آئے الجوب نے بدستور جست کرکے ضرب لگد کفش صاحبقران پر لگائی امیر کو اُسوقت معلوم ہوا

اپنی فرودگاہ مین آیا اور واقعہ بیان کیا اُسکے مرتے ہی معاً فتاح کو ہوش آیا دیکھا کر زمین پر بیٹھا ہون اُٹھا خیمے مین آیا
سب مسلمانون کو ایک شادی ہوئی یہ خبر اشرار کو پہونچی کہ غضنفر مارا گیا فتاح رہا ہو گیا اُس سنے برہم ہو کر کہا کہ ابھی
ان خداپرستون کا کام تمام کرتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک صحرا مین جا کر سحر تیار کر کے چلا آیا صبح کو کرب غازی واسطے
شکار کے جنگل مین گیا ایک ہرن سامنے سے نمودار ہوا کرب نے تیر مارا وہ زخمی ہو کر بھاگا کرب نے اُسکے تعاقب
مین گھوڑا اڑالا ایک فرسنگ جا کر ہرن نظرون سے غائب ہو گیا کرب نے اپنے تئین قریب ایک باغ کے پایا اندر آکر دیکھا کہ
درختہاے پُرمیوہ جابجا نہرین جاری بڑی تیاری دل مین کہا بیت اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست
ہمین ست و ہمین ست ہمین ست یکا یک آواز ساز و سرود کی کرب کے کانون مین آئی سر اُٹھا کر جو دیکھا تو سطح پر صفا آگے
بارہ دری کے بنا ہی اُس پر نازنینین ناچ گانے مین محو ہین اور ایک گلبدن نار پستان سیب زنخدان نارنج ہاتھ مین لیے
کھڑی ہی کرب اُس پر فریفتہ ہوا اور نارنج طلب کیا اُسنے نارنج کرب کے آگے پھینک دیا وہ دلاور مسحور ہو کر لگا
اپنے گریبان کو تار تار کرنے اور زمین پر بیٹھ گیا ایک شبانہ روز وہین بیٹھا رہا دوسرے روز ایک اژدہا آیا اور اسے
نگل گیا یہان بہ سبب شب صحراے نامعلوم مین گذرنے کے معروف شاہ و فتاح و فرامرز تلاش کرب دلاور
مین نکلے اُسی باغ کے دروازے پر اُس وقت پہونچے کہ اژدہا کرب کو نگل رہا تھا غرض یہ تینون بہادر بھی باغ کے اندر
آئے دیکھا ایک اژدہا کسی آدمی کو نگل رہا ہی ناگاہ اُسکی نظران پر پڑی دوڑ کر فتاح و فرامرز کو بھی نگل لیا معروف شاہ
یہ حال دیکھکر بھاگا اور آکر تمام واقعہ مہتر قران سے بیان کیا وہ معروف شاہ کو ساتھ لیکر اُسی باغ مین آیا دیکھا تو
بدستور ناچ ہو رہا ہی قران نے آنکھین نیچی کر لین مگر معروف اُسکی طرف نگران رہا کہ ایکبار حالت معروف کی ردی
ہونے لگی اور اُس نازنین سے ترنج مانگا اُسنے اُسکے آگے پھینک دیا یہ تو دیوانہ ہو کر آہ و نالہ کرنے لگا تھوڑی ہی دیر کے بعد
ایک اژدہاے دہان پیدا ہوا اور آکر اُسے نگل گیا قران یہ دیکھکر بھاگا اور ایک صحرا مین پہونچکر کسی درخت کے نیچے گریہ و
زاری کرنے لگا ایک غفلت سی آگئی دیکھا کہ کوئی کہتا ہی اے قران اشرار جادو سے یہ مسئلہ حل ہو گا اتنا سنکر آنکھ کھل گئی
اور ہوش آگیا دل مین کہا بار خدایا اُسی ملعون کا تو یہ سب ساختہ و پرداختہ ہی اُس سے کسطرح یہ عقدہ کھلیگا غرض اسی فکر مین
وہان سے چلا شہر اشرار مین پہونچکر دریافت ہوا کہ اشرار کا معشوق دلنواز امرد ہی اُسے جا کر عیاری قران نے مارا اور
خود اُسکی صورت بنا کر زیر دیوار باغ اشرار رونے لگا وہ ملعون آواز گریہ سنکر بیرون باغ آیا دیکھا تو محبوب جان بخش محو
گریہ ہی پوچھا اے راحت جان حزین وجہ گریہ مجھسے کیون نہین بیان کرتا دل کو اب یارا ے ضبط نہین اُسنے کہا کچھ نہین اشرار
بااصرار پیش آیا جب اُسنے کہا اے شخص تیرے باعث سے تو مین نے سارے زمانے کو ترک کیا ہی پھر کیون نہ اپنے برگشتہ
بخت کو یاد کر کے رووُن اُسنے کہا مجھپر کونسی مصیبت آئی یا مین نے کب تجھے ترک کرنے کا قصد کیا قران نے کہا کہ اے شخص
یہان لشکر خداپرستان اُترا ہوا ہی قریب ہی کہ تیرے دشمنون کو ایذا دین اشرار نے کہا یہ فقط تیرا اتقا ضاے سن ہی ارے
احمق مین نے اُن کو ایسی جگہ قید کیا ہی کہ جہان پرند خیال کے بھی پر جلتے ہین معشوق وضعی نے کہا مین نے سنا ہی کہ یہ مسلمان
جہان جاتے ہین اُس سرزمین کو بغیر تاخت و تاراج کیے نہین آتے اشرار نے جواب دیا کہ مین نے اُنکین اپنے بھائی
عقاے جادو کے طلسم مین قید کیا ہی اُسکو جب کوئی مارے تو وہ رہا ہون معشوق عملی نے کہا آدمی کا مار ڈالنا بھی کوئی
امر اہم ہی اشرار نے کہا سبب نہ مرنے کا یہ ہی کہ جس باغ مین وہ رہتا ہی اُسکی دیوار کے نیچے ایک کنوان ہی اُسمین اگر
کوئی جا سکے ایک دروازہ ملیگا اُسے کھول کر اندر باغ کے پہونچے وسط باغ مین ایک حوض پر درخت چنار دیکھیگا اُسپر
ایک جانور بہ شکل طاؤس بیٹھا ہی ایک ہی تیر مین اُسے درخت سے گرا دے تو البتہ عقا مر جائیگا اور خداپرست رہا ہونگے

پشتارہ بدوش جانب اندلس روانہ ہوا اور یہان عشاق کا زخم بھی اچھا ہوچکا تھا جب یہ دیکھا کہ عشاق فاتح
اندلس پر نرغہ کر رہا ہی پشتارے کو کسی مقام محفوظ مین رکھدیا اور نعرہ کرکے دوڑا کہ ای کافر و خبردار کہان جاسکتے ہو
ملک الموت تمھاری روحین قبض کرنے کو آ پہونچا عشاق پلٹ پڑا اور دوڑ کر قران پر حملہ آور ہوا کئی وار قران
نے روک کر کمند جو ماری حلقے گلے مین بچی ہوگئے جھٹکا مار کر گھوڑے سے گرایا اور خنجر کھینچکر پیٹ پھاڑ ڈالا فوج نے چارون
طرف سے گھیر لیا مہتر قران شیرانہ آن روباہون پر حملے کرنے لگا دو پہر مین ہزارہا کو قعر جہنم مین پھینک دیا آخر سب
سوار فرار ہوگئے قران پشتارہ لیکر قلعے مین داخل ہوا معروف شاہ سے ملکر پشتارہ کرب کا آگے رکھدیا اور کرب
کو پشتارے سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا کرب نے آنکھین کھول دین مہتر قران کو سرہانے کھڑے دیکھا اور
معروف شاہ کو ایک پہلو مین دوسری طرف فتاح کو پایا اٹھ بیٹھا اور حقیقت گذشتہ سنکر مہتر قران کا بہت شکرگذار
ہوا اور معروف ضیافت ہوا قران نے کہا ای غازی اب لازم ہی کام اشرار جادو کا بھی تمام کردن نہین تو پھر مبتلائے
بلا ہونا پڑیگا یہ کہکر روانہ ہوا ادھر اشرار نے ملکہ محبوبہ کو بدست قارعاد کے خدمت سکندر مین روانہ کیا اُسنے قریب
پہونچکر ایک عرضی مشتمل بر احوال ملکہ تحریر کی اُسنے جواب لکھا کہ سر اُس گیسو بریدہ کا کاٹکر ہمارے پاس روانہ کرو
کیونکہ سرزمین سومنات مین مسلمان کا خون کرانا منع ہی جب یہ تحریر قارعاد کو پہونچی جہان یہ ٹھہرا تھا اُسی مقام کو مقتل
قرار دیا اور ملکہ آذر ملک کو زیر دار بٹھاکر جلاد کو حکم دیا کہ سر اسکا جدا کرے بیابان سے گرد اٹھی سب اُسی طرف کو متوجہ ہوے
جب دامن گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ فرامرز چالیس ہزار آدمیون کی جمعیت سے آکر ٹوٹ پڑا قار کو قعر جہنم مین پہونچا کر پہلے
ملکہ کو اپنی حراست مین کیا پھر قار کی فوج کو شکست دی اتنے مین مہتر زان بھی پہونچا اور بہت آفرین کی کہ آمد نادر
مرحبا کار کردی یہ باتین ہورہی تھین کہ کرب بھی آ پہونچا مہتر قران نے کہا کہ مین اشرار کی تلاش مین جاتا ہون
تم بھی چلو فرامرز نے ملکہ آذر ملک اپنی ہمشیرہ کو ملک مغرب کی طرف روانہ کیا اور خود مع کرب و مہتر قران و
معروف شاہ کے اشرار کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے شہر مین پہونچا ابھی وہ شہر ہی مین موجود تھا پہلے قران
ایلچی بنکر گیا نامہ کرب کا دیا اُسمین کلمات نصیحت آمیز تحریر تھے کہ تو بخوشی خاطر مذہب اسلام قبول کر اُسنے بھی اُسکے
جواب مین تحریر کیا اگر مرد میدان ہی تو ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے اور حکم دیا کہ ہان طبل جنگ بجے قران
نے واپس آکر سب کیفیت بیان کی اور تحریر اُس ملعون کی پیش کی اتنے مین طبل جنگ کی صدا کان مین آئی کرب
نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ نوازش مین آئے غرض رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے اُدھر سے غارت جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے فتاح مقابلے کو گیا غارت نے دوڑ کر
ایک تلوار فتاح پر ماری اسنے خالی دے کر ایک گرز سر غارت پر مارا کہ وہ غارت ہوگیا پھر اُسکے جادو آیا وہ بھی
قتل ہوا غرض سات ساحر اسنے قتل کیے جب تو اشرار نے داہنے بائین دیکھکر کہا کون اب اسکے مقابلے
کو جائیگا عنصر جادو اٹھکر سامنے آیا اور کہا مین اس خداپرست کو تہ تیغ کرونگا یا بہزار سیاست قتل کرونگا اُسنے
خوش ہوکر کہا اچھا جا اسنے آتے ہی ایک تیغ فتاح پر ماری وہ منہ کے برابر بیٹھا فتاح گھوڑے سے زمین پر گرا اُسنے
کہا کہ ہان لنگیا اسکو اتنا کہنا تھا کہ زمین شق ہوگئی اور فتاح غرق ہوگیا کرب کو بڑا صدمہ ہوا کہا اب کیا تدبیر کیجاے
مہتر قران نے کہا طبل بازگشت بجوا دیجیے کل دیکھا جائیگا غرض طبل آسائش بجا دونون لشکر پھر کر اپنی آرامگاہ
مین آئے قران بشکل خدمتگار در بارگاہ اشرار پر جا کر کھڑا ہوا اتنے مین عنصر بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمے کی طرف
چلا قران نے موقع پاکر ایک لبنہ اسکے سر پر مارا کہ ٹانگون کی راہ سے نکل گیا ایک شور برپا ہوا مہتر قران بھاگ کر

چالیس ہزار سوار نظر آئے سبکے آگے گھوڑے پر ایک صندوق مستطیل جسکا عرض تین گز اور طول چھ گز کا تھا نظر پڑا اکمہ
مثل پیلک نظر کے چلا آتا تھا بڑا لیکر سکندر و امیر حیران ہوئے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے جب قریب دونون لشکر دن کے وہ صندوق
پہونچا پٹرا کھلا ایک شخص اُسمین سے نکلا اور سکندر کو مجرا کیا وہ اُسے سخت وسست کہنے لگا کہ تمام پہلوانان لشکر
قتل ہو گئے تجھسے کیا ہو سکیگا جو یہان آیا ہے وہ اجازت لیکر میدان مین آیا مگر اُسی صورت سے کہ صندوق گھوڑے
کے اُپر بندھا ہوا ایک ہاتھ صندوق سے باہر نکال کر نعرہ کیا کہ ہے کوئی لشکر خداپرستان مین کہ میرے مقابلے کو آئے
ادھر سے عادی باجازت صاحبقران میدان مین آیا الجوب خان شش گزی کا گھوڑا گرد عادی کے چرخ
مارنے لگا جب گرد کا تتق ایسا بلند ہوا کہ عادی گرد مین پنہان ہوا الجوب نے صندوق سے نکلکر ایک کمہ شانہ عادی
پر مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گرا عیاران اسلام اُٹھا کر لیگئے امیر نے دیکھا کہ عادی کے منھ سے خون جاری ہے شفاخانہ سلیمانی
مین صاحبقران نے بھیجدیا اسی طرح سات سردار الجوب نے زخمی کیے اور وہ سب شفاخانہ سلیمانی مین بھیجدیے
گئے غرض سات روز مین اسی طرح الجوب نے تمام سرداران اسلام کو زخمی کیا سوا قباد و امیر و عمرو کے شب کو
پھر طبل جنگ بجا یہان امیر نے فرمایا کہ ہمارے نام پر نقارۂ زدمی بجے عمرو نے نہ مانا لاکھ امیر نے اصرار کیا لیکن عمرو نے
اپنے ہی نام طبل بجوایا صبح کو الجوب میدان مین آیا امیر نے عمرو کو تلاش کیا کہین پتا نہ ملا خیال ہوا کہ خوف جان سے
بھاگ گیا اسوقت محض میرا دل رکھنے کے واسطے اپنے نام طبل بجوا دیا خیر پھر اب تو جو کچھ ہوا اگرچہ ناموسی اسمین ہے کہ طبل کسیکے
نام بجا اُسنے کوئی اور جائے مگر باشد مین ہی جاؤنگا اور وہ میدان مین لاف وگزاف مار رہا ہے کہ بیابان کی طرف سے ایک
گھوڑا لاغر نمودار ہوا اُسپر بھی ایک صندوق نو گز کا لمبا اور چھ گز کا چوڑا بندھا ہوا ایک ہاتھ اُسمین سے نکلا ہوا ہے آتے ہی
مقابلے مین الجوب خان کے قائم ہوا اور نعرہ کیا سنم ملک الموت نہ نیم گزی الجوب خان نے گھوڑے کو کاوے پر
لگایا ملک الموت نے بھی اپنے گھوڑے کو اُسی طرح جولان کیا جب تتق گرد کا بلند ہوا الجوب صندوق سے نکلا ملک الموت
نے نکلکر ایک تمکا اُسکے کاندھے پر مارا کہ وہ گرکر بیہوش ہو گیا عیاران لشکر کفار اُسے اُٹھا کر لیگئے سکندر نے دیکھا تو خون
اُگل رہا ہے اُسکی درمان مین مصروف ہوا اور ملک الموت کا گھوڑا جانب صحرا روانہ ہوا امیر نے عیارون سے حکم کیا کہ جا کر
اس ملک الموت کی خبر لاؤ کہ یہ کون شخص ہے عیار ادھر روانہ ہوئے دونون لشکر بھی میدان سے پھر گئے رنجک نے
کمالات ومنات جھوٹھ نہ کرے یہ وہی ظالم ہے اب حال آذر ملک کا سنیے کہ جب آذر ملک کو روانہ کیا اور لوگ آذر
ملک اور اشرار کے شکست خوردہ داخل ہلال مغرب ہوئے اُسنے ایک عرض داشت امیر کو متضمن احوال
آذر ملک بہادر تحریر کی یہان صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین رونق بخش تھے کہ شتر سوار نے حاضر ہوکر عرضداشت
ہلال عادی کی پیش کی امیر اُسے ملاحظہ کر رہے تھے کہ دوسرے نامہ بر نے آکر نامہ معروف شاہ کا حاضر کیا صاحبقران
نے پڑھکر جام کلۂ عفریت بھر کر رکھا کہ ایک بہادر اسے پی کر اندلس مین جا کر معروف کی مدد کرے مہتر قران
حبش مجرا کرکے جام پی گیا اور طرف اندلس کے روانہ ہوا پھر صاحبقران نے جام بھر کر رکھا فرمایا کہ ایک بہادر اور
درکار ہے کہ آذر ملک کو خلاص کرے فرامرز اپنی جگہ سے اُٹھا اور آداب بجا لاکر جام پی گیا امیر نے رخصت کیا قران جو
یہان سے چلا راہ مین دور سے دیکھا ایک عیار اندلس کی طرف سے پشتارہ کسی کا لیے جاتا ہے یہ کئی کوس آگے جا کر کمند
زمین مین پوشیدہ کرکے ایک جھاڑی مین جا بیٹھا ایک سرا کمند کا ہاتھ مین لیے رہا جب وہ عیار قریب پہونچا اسنے پہچانا
کہ فتنہ باد یا ہے غرض جب وہ کمند کے حلقے مین آگیا قران نے جھٹکا مارا فتنہ اُچھلکر زمین پر گرا مہتر قران نے
کمینگاہ سے نکلکر خنجر سے اُسے جہنم واصل کیا پشتارہ کھولکر دیکھا تو کرب غازی کو بیہوش پایا اسی طرح پھر باندھکر

معلوم ہوتی ہی بہ غیظ و غضب تمام ایک پہلوان اور فتنۂ بادپا کو مع پانچ لاکھ سواران جرار کے جانب اندلس روانہ کیا
اور حکم دیا کہ جاکر ابھی اندلس کو غارت کر دے بعد اُسکے عشاق کرگدن پیشانی کو روانہ کیا کہ تو بھی جاکر تاخت و تاراج
شہر اندلس مین مصروف ہو اور المحبوب خان کو میری مدد کے واسطے مع بارہ ہزار سوار کے روانہ کر اور ایک نامہ شرارہ
اژدہا تن جادو کو اس مضمون کا بھیجا کہ تو بھی جاکر شہر اندلس کو غارت و برباد کر اس واقعہ کی خبر معروف شاہ کو پہونچی
اُسنے حیران ہو کر ایک نامہ جانب کرب دلاور اس مضمون کا بھیجا کہ بابا اگر مجکو عزیز رکھتے ہو تو کھانا وہان کھاؤ اور
ہاتھ یہان دھوؤ اور تمام کیفیت پرخاش سکندر کی تحریر کی اور ایک جمازہ سوار کے ہاتھ مین دیا کہ بہت جلد جادہ شبانہ روزین
راہ طی کرکے اُردوے صاحبقران مین پہونچا جاکر نامہ کرب کو دیا اُسنے جمازہ سوار سے کہا کہ تو فتاح کے پاس جا اور میری
طرف سے کہنا کہ کرب اندلس مین گیا ہی تو بھی بہت جلد اپنے تئین پہونچا اُسنے جاکر فتاح کو خبر دی وہ مع اپنے
قزاقون کے اُسطرف روانہ ہوا معروف شاہ نے ایک نامہ ہلال مغربی کو لکھا کہ اسوقت میری مدد کرنا ضرور ہی بہت جلد آؤ
اسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای شہریار بلا کوہ مین ایک نقابدار ہی اسے زیر کرلون تو مین حاضر ہوون یہان عشاق قلعۂ
اندلس پر پہونچکر لب خندق صف آرا ہوا اتنے مین کرب دلاور بھی پہونچ گیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر کے کشتی ہونے لگی بعد
چار شبانہ روز کے دونون پہلوان اپنے خیمے مین ٹھہر گئے عشاق نے فتنۂ بادپا سے کہا کہ تو جاکر کرب کو چرا لا وہ بعد نصف
شب کے خیمۂ کرب مین آیا پرستارون کو پروانہاے بیہوشی کے وسیلے سے بیہوش کرکے بالین کرب پر پہونچا اور اُسے
بھی بیہوشی سنگھا کر پشتارے مین باندھکر سامنے عشاق کے لایا اُسنے اُسی وقت مسلسل و مطوق کرکے سومنات مغرب کی طرف
روانہ کیا دوسرے روز قلعہ پر نرغہ کیا اور چاہا کہ خندق کو طی کرکے قلعہ مین گھس جائے اتنے مین فتاح بھی مع اپنے
ہمراہیون کے اندلس مین داخل ہوا دیکھا قریب تر فوج قلعہ کو تاراج کیا چاہتی ہی دور ہی سے نعرہ کیا یا شیدای خیرہ سر
کے میگذارم کہ جان خود از دستم سلامت بربرید عشاق یہ آواز سنکر پلٹ پڑا اور تنہا فتاح سے مقابلہ کیا تا شام جنگ نیزہ
و تیغ و تیر سے دونون مجروح ہوئے معروف شاہ فتاح کو دیکھکر قلعے سے نکل آیا قریب شام طبل بازگشت بجا
عشاق اپنی آرامگاہ مین گیا معروف شاہ فتاح کو لیکر قلعے مین آیا او مصروف علاج ہوا مگر ایک نامہ بنام حمزہ
صاحبقران اس مضمون کا بھیجا کہ یا امیر میرے اوپر بڑا سخت و صعب وقت ہی کیونکہ عشاق نے میرے فرزند کرب
غازی کو چرا منگوایا فتاح زخمی ہوا اب کوئی لڑنے والا نہین کسی کو میری مدد کیواسطے بھیجیے اور سانڈنی سوار کو دیکر
تاکید کی کہ بہت جلد جادہ لیکر روانہ ہوا اب احوال نقابدار کا سنیے کہ آذر ملک بصورت نقابدار گلگون پوش شہر
اندلس کی طرف روانہ ہو سکی تھی راہ مین ایک ہرن کو شکار کرکے اُسکے کباب بھوننے مین مصروف تھی کہ ایک جوان
صحرا کی طرف سے نمایان ہوا اور آکر نقابدار گلگون پوش سے طالب جنگ ہوا نقابدار بھی اُٹھ کھڑا ہوا دو دن کشتی رہی
مگر کوئی غالب و مغلوب نہوا جب تو اس جوان نے کہا کہ ای بہادر اب مین تجھسے کشتی کے عوض آشتی چاہتا ہون اور مکان میرا یہان
سے قریب ہی چلکر وہان قیام کر تا کہ مین تیری خدمت کرون نقابدار ہمراہ اُسکے باغ مین گیا جوان نے نام پوچھا اُسنے
جواب دیا کہ مین ہلال مغرب کی بیٹی ہون اُس جوان نے بھی تمام کیفیت اپنی کہہ سنائی بعد اسکے دونون مشغول عیش
ہوئے یہ خبر شرارہ جادو کو پہونچی اُسنے آکر دونون کو گرفتار کیا اور اپنے مکان مین لیجا کے نقابدار کو مسلسل و مطوق کرکے
سکندر کی خدمت مین مع ایک عرضداشت کے روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار مین بھی شہر اندلس کو روانہ ہوتا ہون
اپنا معشوق آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون بحفاظت پیش نظر رکھیے گا یہان شب کو سکندر نے طبل جنگ بجوایا
صبح کو دونون لشکر میدان مین آچکے تھے کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا

کہکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا وہ ہوش مین آیا اور چلایا ای حمزہ جلد اُٹھ اور مجھے سجدہ کر نہین تیرے سامنے لشکر کو ابھی غارت کر دونگا
امیر نے فرمایا ای لندھور دلاور ایک ضرب گرز اس لعنت زدہ کو لگاؤ لندھور اُٹھا چاہتا ہی تھا کہ گرز مارے کہ اُس
پیکر طلا کے منھ سے دھوان نکلنا شروع ہوا اور پھر وہ ایک جا مجتمع ہوکر دیو عجیب کی صورت ہوگیا جب امیر نے پوچھا
کہ یہ ثمرات دیو ہی جو قاف سے بھاگا تھا یکبار اسنے آواز دی ای حمزہ تیرے ہاتھ سے مین کہان کہان بھاگتا پھرتا ہون
مگر تو میری جان نہین چھوڑتا متحیر ہون کہ تیرے واسطے کیا تدارک کرون کہ تو پھر میرا تعاقب نہ کرے بلکہ مجھسے ڈرے
یہ کہکر چلا گیا خواجہ نے وہ پیکر طلا جو خالی رہگیا تھا وزن اُسکا نو سو من تھا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا گلیم گوش نے یہ سب
واقعہ اگر سکندر سے بیان کیا اُسنے لکھکر ہیکلان کو بھیجا اُسنے تمام شہر مین مشتہر کیا عادیون نے کہا کہ اگر تو سہی ان خداؤن
کے سر پر بلائے تازہ ہر وقت نہ لی تا وقتیکہ اُنھین غارت نہ کرینگے قرار نہ لینگے کیونکہ ہمارے خداوندکو ایسا زچ کیا کہ وہ دیو
ہنکر اپنے پیکر کو خالی کر گئے یہان سکندر نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر میدان
مین صف آرا ہوئے لشکر کفار سے معیار عاد نکلا مبارز طلب ہوا ادھر سے عمرو بن حمزۂ یونانی میدان مین آیا معیار
نے دوڑکر نیزہ مارا عمرو نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے تلوار بھی چھین لی اُسنے دوڑکر
گرز مارا عمرو بن حمزہ نے وہ بھی چھین کر پھینک دیا جب نوبت کھسیانا ہوا اور مرکب سے کود کر دست و گریبان ہوگیا
عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے کود کر اُسے بسہولت تمام زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور کہا اگر جان کو عزیز رکھتا ہی
تو خدائے واحد کو سجدہ کرنا قبول کر ورنہ زندگی تیری محال ہی اُسنے کہا ای عرب یہ دین ہمنے آجتک سنا ہی نہین اگر کوئی
ایسی چیز خدائے واحد ہوتا کہ جو پیکر رکھتا تو ہم ضرور سجدہ کر لیتے آخر عمرو بن حمزہ نے اُس مرتد کو زمین پر مارا کہ ہڈیان
چورا ہو گئین الحاصل اُس روز باون پہلوان عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے قریب تھا کہ سکندر فرط غم سے
دیوانہ ہو جائے تجنگ نے طبل بازگشت بجوا دیا اُسیوقت سکندر نے اپنے باپ ہیکلان کو دربارۂ طلب مدد نامہ
تحریر کیا اُسنے نامے کو پڑھا اور اسی مضمون کے بہت سے نامے لکھکر اطراف مغرب مین بھیجے کہ علی قدر مقدرت سب
مدد سکندر بن ہیکلان کو دین منجملہ ایک نامہ گنبد گوبال مغربی کو لکھا کہ اُسکے یہان دو پہلوان ہین ایک کا
نام المحبوب خان شش گزی ہی اور دوسرے کا الکوش یہ دونون برادر حقیقی بھی ہین یہان سکندر نے پھر طبل جنگ
بجوایا صبح کو شعور عاد میدان مین آیا ادھر سے کرب غازی نکلا اور جا کر بہ فنون سپہ گری اُسے جہنم واصل کیا اسی طرح
پچاس پہلوان تہ تیغ بیدریغ کیے تمام فوج نے یکبار کرب پر حملہ کیا تیس ہزار سوار ہمراہیان کرب بھی جا کر حملہ آور ہوئے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی قریب شام لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین آئے امیر نے کرب
غازی کو مخلع بہ خلعت کیا اور فوج کرب کو بھی بہت سرفراز فرمایا ادھر ہیکلان عاد نے اپنے سپہ سالار شتران
عاد کو مع تیس ہزار سوار کے مدد سکندر کے واسطے روانہ کیا اُسنے آتے ہی طبل جنگ بجوایا وقت الصباح میدان مین آ کر
مبارز طلب کیا ادھر سے لندھور فیل میمونہ کو بڑھا کر سامنے امیر کے آیا اجازت طلب کی صاحبقران نے رخصت
فرمایا کہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا کیونکہ یہ ملعون سب سے بڑا پہلوان ہی لندھور میدان مین آیا گیارہ ضربین گرز کی
شتران عاد نے اس بہادر پر لگائین لندھور نے سب روکین اور ایک گرز اُسکے سر پر مارا سر اُسکا دھڑ مین اور دھڑ
مع مرکب مین مرکب زمین مین سما گیا امیر اس ضرب کو دیکھکر وجد کرنے لگے اور فرمایا کہ حقیقت مین یہ رستم ہند ہی
الغرض سکندر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے اس عرصے مین لاشین مقتولین کی ساتھ
سکندر کے آئین اور نامۂ ہیکلان بھی ساتھ تھا سکندر نے خیال کیا یہ حرکت کرب کی ہی اور شرارت [illegible]

حاصل کرے مگر اسکی جبین پر بل پڑ گئے عمرو بن حمزہ یونانی نے آکر کہا بھائی صاحب آپ کو قسم ہی سر امیر بانو قرن کی کرب
دلاور سے بصفائی قلب ملیے غرض علمشاہ اُسوقت بخوشی تمام کرب سے ملا اور بلطف پیش آیا پھر تمام کیفیت اپنے
سفر کی اور فتح کرنا طلسم فیلقوس کا بیان کیا اور عمرو کا حصہ دیدیا غرض عمرو اپنا حصہ لیکر بیٹھا گا اور لشکر امیر مین پہونچکر
تمام حقیقت رہائی سعد کی بیان کی اور علمشاہ کا طلسم فتح کرنا بھی بیان کیا تمام اہل اسلام شاد و بند غم سے آزاد ہوئے
اتنے مین عمرو بن حمزۂ یونانی و سعد و کرب مع لشکر کے داخل بارگاہ ہوئے سب سے ملے طوفان قدم شاہ پر گرا بادشاہ
نے خلعت سے سرفراز کیا جشن ہونے لگا ادھر سکندروس نے جاکر ثمرات کی بارگاہ مین بہت جزع و فزع کی کہا ای خداوند
جس روز سے مین یہان آیا ہون ایک لمحہ رنج و غم سے فرصت نہ ملی ثمرات نے کہا کہ تونے ہمارے بے مصلحت وہانسے
کوچ کیا ہمنے غیظ مین آکر یہ تقدیرین کین اور تبدیل تقدیر قانون خداوندی کے خلاف ہی ورنہ مین ضرور بدل دیتا مگر اب
تھوڑی سی تکلیف و مشقت اور باقی ہی پھر انہین سب دفع ہو جائینگی خواجہ صاحب یعنی عمرو نامدار بھی اُسکی بارگاہ مین
بہ تبدیل لباس و صورت یہ کیفیت دیکھ رہے تھے اتنے مین اُسنے کہا ای میرے بندو تم سب مین جو شخص بلباس زرد
رکابدار کی صورت ہی وہ دزد مکار عمرو عیار ہی اُسے گرفتار کیون نہین کر لیتے لوگ یہ سُنکر دوڑے عمرو نے گریز کی خواجہ
اکادن مرتبہ صورت بدل کر بارگاہ مین آیا اور ہر مرتبہ ثمرات نے غل مچایا خواجہ ہر مرتبہ گریزان ہوئے آخر مجبور
ہوکر مطبخ ثمرات مین آئے باورچی جو ثمرات کے زہر مار کرنے کو کھانا پکایا کرتا ہی وہ رفع ضرورت کو بیت الخلا مین
گیا خواجہ نے جاتے ہی حباب بیہوشی مار دیا اُسنے چاہا کہ غل مچاؤن مگر بیہوشی قاتل نے اتنی مہلت ندی منہ کھولکر
رہ گیا اور بیہوش ہوکر موری مین گر پڑا خواجہ نے اُسی حالت بیہوشی سے اُسے ایک موری مین دبا دیا اور سینے پر ایک
پتھر رکھدیا خود آکر اُسکے مقام پر کام کرنے لگے تین سو ستاون دیگین کھچڑی کی اور سات سو دیگین پلاؤ کی پکتی تھین
تہ بیہوشی امیز سب مین ملایا اور وہ بیہوشی صرف کی کہ اگر ایک دن دریا مین ڈالدی جاے تو تمام مچھلیان بیہوش
ہو جائین غرض کہ وہ سب دیگین اُٹھکر بارگاہ ثمرات مین گئین دروازہ بارگاہ کا بند ہو گیا خواجہ عمرو بھی دیگون
کے ہمراہ اندر گئے اور گلیم اوڑھ کے گوشے مین بیٹھ رہے دیکھا کہ ایک دیو اُس پیکر طلائی سے نکلکر تمام دیگین زہر مار کر
گیا اور فوراً اُس پیکر خالی مین چلا گیا اس روز شربت بھی نہ پیا سات سو من قند کا شربت روز پیتا تھا وہ یونہین رکھا رہا
جب خواجہ کو یقین ہوا کہ اب بیہوش ہو گیا گلیم اتار کر سامنے آیا اُسنے کچھ آواز ندی فوراً کمند آصفاے باصفا زنبیل
سے نکال کر اُس تصویر طلا کو اسیر کیا اور اپنے دوش پر رکھکر اردوے امیر کی راہ لی مخالفان دربار نے دیکھا کہ خداوند
ایک آدم ضعیف پر سوار ہی اور وہ شخص مثل برق لامع کے چلا جاتا ہی خیال کیا کہ کجا پیکر خداوند اور کہان یہ بشر
ضعیف معلوم ہوا کہ یہ کوئی فرشتۂ قدرت ہی اور خداوند خدا پرستون کو غارت کرنے جاتے ہین ان لوگون نے
آکر سکندروس سے بیان کیا کہ خداوند ایک فرشتۂ قدرت کی پشت پر سوار ہوکر لشکر حمزہ کو غارت کرنے گئے ہین
نجخنک بھی بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ اب خداوند سے ہاتھ دھو بیٹھو لشکر حمزہ کو وہ غارت کرنے نہین گئے ہین بلکہ خود وہان
جاکر غارت ہو جائینگے اور وہ فرشتۂ قدرت نہین ہی جسپر وہ سوار ہین بلکہ اُنکے حق مین وقت پر وہی ملک الموت
ہو جائیگا سکندروس نے کہا مارو اس مرتد کو خداوند کی شان مین کیا کیا کلمات ناسزا کہ رہا ہی نجخنک نے کہا مجھے مارنا تو بہت
آسان ہی اور ہر وقت مین ممکن ہی مگر اب بہت جلد خداوند کی خبر لینا چاہیے عمرو اُنھین لیے گیا ہی جب تو سکندر
نے گلیم گوش عیار سے کہا کہ جاکر دیکھ کیا معاملہ ہی وہ روانہ ہوا اور اُدھر اردوے امیر مین پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی
ہوا یہان عمرو نے لاکر اُس ملعون کو پیش امیر با توقیر رکھدیا اور کہا یا امیر یہ وہی مرتد ہی جو اپنے تئین خدا کہلواتا ہی

ریزہ ریزہ ہوجاتی مگر چونکہ فضل الہی شامل تھا جس مقام پر کرب غازی کودا ہی وہان پر سرگین اسپان قلعہ کا انبار تھا کسی
عضو بدن کو مطلق آسیب نہ پہونچا جب تو عمرو نے بھی پھر جست کرکے اپنے تئین برابر کرب کے پہونچایا اور کہا کہ بیٹا ہم تم
دو آدمی ہین اور قلعہ مین تیس ہزار سے کم نہین آیا ہوسکتا ہی کہ دو آدمی تیس ہزار پر فتحمند ہون کرب نے کہا آپ فقط اتنا
دریافت فرمائین کہ نشواد کہان ہی اور سعد بہادر کس مقام پر قید ہی عمرو کرب کو لیکر حمام قلعہ مین آیا وہان کسی کو نہ پایا گلخن
حمام مین پہونچا دیکھا کہ ایک بڈھا بیٹھا روشن کر رہا ہی عمرو نے کہا ای بڈھے فرودگاہ نشواد کہان ہی بتا دے بلکہ ساتھ
چلکر بتادے تاکہ اُسے مار کر تجھے اس قلعہ کا حاکم کردون بڈھے نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا منم عمرو بن امیہ ضمری اور
یہ جوان حمزہ ہی بڈھے نے کہا اگر خواجہ حمزہ اقرار اس امر کا کرے کہ ہم تمھین حکومت اس قلعے کی دینگے تو مین چلتا ہون
کرب نے بعوض امیر کے اقرار کیا وہ گلخن افروز حمامی ہمراہ عمرو و کرب کے آیا اور نشواد کا مقام سکونت بتایا دیکھا
کہ دروازہ بند ہی کرب در کو اُکھاڑ کر اندر آیا تو وہ ملعون حرام خور کھانا زہر مار کر رہا تھا کرب نے قریب پہونچکر نعرہ کیا
کہ او گندہ خور خبردار باش اُسنے قاب طعام کرب دلاور پر کھینچ ماری اور اپنے پرستارون سے کہا دے ہان اسے
مار لو یہ بے ادب بغیر پروانگی اندر چلا آیا اتنے مین کرب نے ایک ہاتھ اسکے سر پر مارا کہ کاسۂ سر چور ہوگیا اور مغز [illegible]
نکلا جو لوگ اُسکی خدمت مین اُسوقت موجود تھے اُنھین پکڑ لیا عمرو نے سعد کا حال پوچھا اُنھون نے بتانے مین کد
کیا اُسوقت عمرو نے حلقہائے کمند اُنکے گلون مین ڈالکے کھینچنا شروع کیا کہ دم اُن سب کے قفس کرنے لگے آخر
خوف جان سے بتایا کہ فلان مقام پر ایک غار ہی اُسکے اندر سعد کو مسلسل و مطوق کرکے محبوس کیا ہی عمرو نے جاکر دیکھا
تو غار کے منھ پر ایک سنگ گران رکھا ہی کرب نے پتھر ہٹایا عمرو غار کے اندر آیا دیکھا کہ سعد سر بزانو مصروف مناجات
ہی خواجہ نے کہا ای سعد ہوشیار ہو اُسنے سر اُٹھا کر عمرو کو دیکھا غیرت مین آکر جھٹکا مارا قید ٹوٹ گئی عمرو نے
زنبیل سے نکالکر تلوار سعد کو دی وہ لیکر ہمراہ عمرو غار سے باہر آیا کرب کو لب غار مسلح استادہ پایا بہت خوش
ہوا اتنے مین خبر مرگ نشواد تمام قلعہ مین مشتہر ہوگئی تیس ہزار فوج جو قلعہ بند تھی مسلح ہوکر کرب و سعد پر آپڑی
تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو نے دوڑکر دروازہ قلعے کا کھولدیا جو فوج ہمراہ کرب آئی تھی پانچ ہزار نفر کربوسی کو دم دیکر
قلعہ مین در آئی آناً فاناً مین کافر تہ تیغ ہوئے بقیۃ السیف نے اسلام قبول کیا تمام مال قلعہ کا عمرو اپنے تصرف
مین لایا پیر گلخن تاب کو حاکم قلعہ بنایا پھر بیرون قلعہ آکر استقامت کی یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ کرب نے جاکر نشواد
کو مارا اور سعد کو رہا کرکے لاتا ہی اُسنے اُسی وقت ارشاد عاد کو کہ بھائی نشواد کا تھا اور بہت بڑا قدر رکھتا تھا اسی ہزار سوار
سے روانہ کیا کہ دونون کو قتل کریا گرفتار کر لاوہ مثل باد صرصر کے سہ منزلہ کرتا ہوا رات کو پہونچا جاتے ہی شبخون مارا
کرب کی فوج بالکل بے خبر تھی رات بھر خوب قتل ہوئی علی الصباح قریب تھا کہ لشکر کرب فراری ہو اتنے مین
رستم مع تیس ہزار فوج کے پہونچا دلمین کہا یہی وقت ہی کرب کو خجل کرکے باندھ لون اور مع تمام فوج کے آکر
را لگی تلوار چلنے کرب کے ہمراہیون کی جان مین جان آگئی اور کمر ہمت کو چست کرکے لڑنے لگے مگر ارشاد کے
بیس ہزار سوار نہایت بہادری و ثابت قدمی سے لڑنے لگے اور پھر لشکر اسلام قریب پسپا ہونے کے پہونچا کرب
نے نعرہ کیا ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید اتنے مین عمرو بن حمزہ مع بارہ ہزار سوار کے آکر گرا اور آتے ہی
ایک ہاتھ تلوار کا سر ارشاد پر مارا کہ گھوڑے سمیت چار ٹکڑے ہوگئے فوج بے حاکم کب لڑ سکتی ہی غرض سب بھاگے
اور جاکر سکندر کو اطلاع دی اُسنے زانو پر ہاتھ مار لیا اور کہا جس روز سے ہم عازم استیصال کے ہوئے آجتک سوا
شکست و رسوائی کے کوئی دن ایسا نہوا کہ کوئی صورت بہبودی کی نظر آئی ادھر کرب نے چاہا کہ طلسمات کی ملازمت

ایک ہاتھ اُسکی کمر پر بھی مارا کہ وہ سیہ رو مثل خیار تر کے دو ہو گیا اندھیرا ہوا شور و غل مچا جب تاریکی دور ہوئی تو پہلوے لاش
بادشاہ مین ایک نقب نمایان ہوئی علمشاہ بموجب حکم لوح نقب مین در آیا پھر اپنے تئین ایک باغ مین دیکھا نہرین اور حوض
لبریز درختون مین پھل بہ شکل سر آدمی لٹکتے تھے اور زیر درخت جانور شیر صورت بیٹھے تھے اسے دیکھکر سب جانور چیخنے
لگے اور پانی اُبلنے لگا سامنے سے ایک نازنین نمایان ہوئی کہ صدہا غول صحرائی گرد حلقہ کیے ہوئے تھے علمشاہ نے
دوڑکر دو غولون کے سر آپس مین ٹکرا دیے سب جانور اور غول ہمراہی نازنین حملہ آور ہوئے پانی بھی طغیانی پر آیا علمشاہ
نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جس طرح ممکن ہو اپنے تئین چالیس قدم سمت دست راست پہونچاوے علمشاہ نے اپنے
تئین ہزار خرابی چالیس قدم دست راست کی طرف پہونچایا دیکھا ایک کنوان ہے کہ دھوان اُسمین سے نکل رہا ہے پھر لوح
کو دیکھا اور حسب ہدایت لوح اپنے تئین اُس چاہ مین گرا دیا بعد کئی ساعت کے پانؤن زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک شخص بشکل
عجیب بیٹھا ہے اور اُسکی پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین جو بوند گرتی ہے ایک دیسا ہی بنکر بیرون چاہ جست
کرتا ہے پھر وہ ہنس دیتا ہے بجلیان چمکنے لگتی ہین اور جب وہ سانس لیتا ہے تو دھوان نتھنون سے نکلتا ہے جب اسنے
لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اسے قتل کر ڈال علمشاہ نے دوڑکر تلوار ماری کہ سر اُس خیرہ سر کا کٹ گیا صداے شور
و غوغا بلند ہوئی رستم سر بزانو ایک طرف بیٹھ رہا جب صداے دار و گیر موقوف ہوئی علمشاہ نے سر اُٹھایا اپنے تئین
مع جلوس کے ایک قلعے مین پایا کہ جسمین صدہا مکان رفیع الشان بنے تھے اور جواہرات سے بھرے تھے کچھ لوگ
بیرون قلعہ تھے وہ بھی آ گئے اور تمام اسباب مکانون سے نکال کر سامنے علمشاہ کے لائے جب رستم کو تحقیق ہوا
کہ طلسم باطل ہوا بہت خوش ہو کر حصے حمزہ و امیر و بادشاہ اسلام اور دیگر سردارون کے الگ کیے باقی اپنی فوج پر
تقسیم کر کے طومان کو تلاش کیا وہ طلسم باطل ہوتے ہی فوج مین داخل ہو گیا تھا مگر بسبب کثافت لباس کے صورت
تبدیل ہو گئی تھی کسی نے نہ پہچانا تھا طومان نے آکر علمشاہ کو مجرا کیا اور تمام صعوبتین طلسم کی بیان کین غرض بعد اطمینان
کے پھر علمشاہ عازم قلعہ جلیک کوہ ہوئے اب حال کرب کا بیان ہوتا ہے کہ دو مہینے تک کرب غازی قلعے کو محصور
کیے رہا لیکن فتح نہ کر سکا جب تو سخت متردد و پریشان ہوا کہ یارالٰہا کیا تدبیر کرون کہ قلعہ فتح ہو اگر یونہین واپس
جاؤن تو امیر اور دیگر سردارون کو کیا منھ دکھلاؤنگا یہان جس روز علمشاہ شب کو غائب ہوئے تھے امیر نے قیاس
کیا کہ مقابلہ کرب کی غرض سے گیا ہے گھبرا کر فرمایا کہ کوئی بہادر جائے اور دونون کو لڑنے سے باز رکھے عمرو بن حمزہ
یونانی یہ سنکر اُٹھا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ یہ کام غلام سے متعلق ہے امیر نے مع بارہ ہزار سوار کے رخصت
دی اور عمرو پہلے ہی سے چلدیا جاکر قلعۂ جلیاب پر پہونچا اور کرب سے احوال رستم کا پوچھا اُسنے محض لاعلمی
ظاہر کی عمرو نے کہا کہ خوب ہوا جو سامنا نہوا کرب نے کہا ای شہنشاہ عیاران مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ
میرے اور اُسکے مقابلہ ہو جاے وہان مین ملیدا امیر کے طرح دیتا ہون عمرو نے کہا بیٹا اب کب تک یہان پڑے رہوگے
کرب نے کہا ای پدر بزرگوار کیا کرون عجب مستحکم قلعہ ہے جسکے فتح کرنے کی کوئی سبیل ذہن مین نہین آتی
عمرو نے دیکھا کہ دو پہاڑ برابر ہین اُنکے درمیان مین قلعہ تعمیر ہے فوراً ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا ایک صحراے
لق و دق ہے اور وہی راستہ قلعے کا ہے آکر کرب سے بیان کیا اُسنے بھی ساتھ عمرو کے جاکر وہ راہ دیکھکر عمرو سے کہا کہ مین
کودتا ہون ہر چند عمرو مانع ہوا مگر کرب نے نہ مانا اور کہا ای خواجہ اگر راہ صحرا سے قصد کرون تو کئی مہینے کے بعد قلعے تک
پہونچون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہین سے کود دون یہ کہکر جست کی عمرو کانپ گیا اور کہا کہ یہ دیوانہ اپنی جان کا مطلق
خوف نہین کرتا یقین تو ہے کہ تموج ہوا سے راہ مین روح جسم سے پرواز کر جاے اور اگر ایسا نہوا تو زمین پر گر کر ہڈیان

نماز صبح پڑھی پھر باہر آکر طوماں کے سپہ سالار کو بلایا جب وہ آیا تو کہا کہ بھائی تمھارا مالک اور ہمارا دوست اس طلسم
مین قید ہی لہذا اب ہم اسکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین ہمارے آنے تک تم یہان سے نہ جانا اُسنے عرض کیا اے
شہریار عالی وقار جبتک وہ جیتا تھا ہم لوگ اُسکے تابعدار تھے اور جس روز سے وہ طلسم مین جاکر مردہ ہوگیا آپکے
مطیع ہوئے اگرچہ قبل بھی آپ کے تابعدار تھے مگر اب پورے طور سے مسلمان بھی ہوئے اور آپ کا حلقہ غلامی کان
مین ڈالا غرض رستم رخصت ہوا اور حسب ہدایت پیر مرد کے جاکر لوح حاصل کی دیکھا تو لکھا تھا کہ طلسم کشا جو اسم کہ
پیشانی لوح پر لکھا ہی اسکے پڑھ کر پھر لوح کو دیکھنا علمشاہ نے اُس اسم کو پڑھا ہوا سے تند ایسی چلی کہ قریب تھا رستم
مثل کاغذ بادی کے بالاے ہوا بلند ہو جاے بعد کئی ساعت کے علمشاہ نے اپنے تئین ایک صحرا مین پایا اور ہوا بھی
موقوف ہو گئی دیکھا تو چار جانور مہیب بہ شکل عجیب آکر سامنے رستم کے بیٹھ گئے جنکے سر ہاتھی کے اور دھڑ اونٹ
کے پانون شیر کے اور ایک جانور کے پیر مین زنجیر طلائی پڑی ہی مگر چارون کے شانون پر بھی ہین لوح کو دیکھا لکھا
تھا ای شخص زنجیر کو ہاتھ سے خوب مستحکم تھام کے لٹو کر اُسنے ایسا ہی کیا وہ چارون جانور اُڑے اور جاکر کسی صحراے
سبز و خرم مین زمین پر اُترے علمشاہ نے زنجیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا چارون اُڑ گئے اب جو دیکھا تو دور سواد شہر نمایان ہی
علمشاہ جاکر شہر مین پہونچا چارون طرف سیر کرنے لگا جب ایک بازار مین گذر ہوا کہ وہ تمام شہر سے زیادہ خوش و آباد
تھا دیکھا کہ ایک قصر مین طوماں جلبی ساتھ ایک نازنین مہ جبین کے مصروف مباشرت ہی علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا اور
تلوار پکڑ کر اُس مکان مین گھس گیا کسی نے نہ روکا مگر طوماں نے رستم کو دیکھ کر مع اُس نازنین کے اپنے تئین سڑک پر
گرا دیا یہ بھی ساتھ ہی کودا تمام مردمان بازار ہر چہار جانب سے دوڑے اور رستم کو گھیر لیا اُسنے تلوار کھینچ کر لڑنا شروع
کیا جہانتک وہ لوگ قتل ہوتے تھے زیادہ ہی ہوتے جاتے تھے جب تو علمشاہ نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس
شہر مین جو تیرا شناسا ہی اُسکی داہنی آنکھ پر تیر مار پھر لوح کو دیکھ علمشاہ نے چارون طرف ڈھونڈھنا شروع کیا
اور لڑتا بھی جاتا ہی دیکھا کہ بیچ راہ مین طوماں اُس نازنین سے جماع کر رہا ہی رستم نے تیر کمان مین پیوستہ
کیا اور آوازی کہ او بے ادب یہ کیا بیحیائی ہی جیسے ہی اُسنے سر اُٹھا کر رستم کی طرف دیکھا تیر کمان سے رہا ہو کر
چشم راست طوماں مین ترازو ہوا پھر وہی ہوا چلی اور بعد تھوڑی دیر کے اپنے تئین ایک باغ شاداب مین پایا
مگر وہان بھی طوماں کسی ماہرو سے مصروف بوس و کنار تھا رستم تلوار کھینچکر دوڑا طوماں بھاگا کئی ہزار حبشی چارون
طرف سے آکر جمع ہو گئے اور علمشاہ پر حملے کرنے لگے اسنے بھی قتل کرنا شروع کیا بطور اول زیادتی ہوتی جاتی تھی
کہ علمشاہ نے لوح کو پھر دیکھا لکھا پایا کہ جو شخص شناسا اس باغ مین ملے اُسے قتل کر اور اگر یہ نہو سکیگا تو ضرور
حبشیون مین گھر جائیگا اُسوقت یہ چاہیے کہ ان سب مین ایک زنگی مہیب ہی اور اسکی پیشانی پر خال سفید
ہی تاک کر تیر اُس تل پر مار پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ بس علمشاہ نے لڑتے لڑتے اپنے تئین بالکل دیوار سے ملا دیا
اور پشت بدیوار ہو کر اُسنے زنگی ابیض خال کی پیشانی پر تیر مارا آندھی آئی تاریکی چھا گئی دار و گیر کا شور بلند ہوا اور
آواز آئی کشتی مرا کہ نام من صرصر جادو بود و من کوتوال طلسم بودم جب تاریکی دور ہوئی رستم نے اپنے تئین دربارگاہ پر
استادہ پایا لوح کو معائنہ کیا لکھا تھا کہ اندر بارگاہ کے جا اور بادشاہ مسند پر بیٹھا ہی پہلے اُسے مار پھر ایک حبشی اُسکی لاش کی تلاش
مین آئیگا اُسکو بھی تہ تیغ کر علمشاہ بارگاہ کے اندر آیا ایک شخص کو دیکھا کہ تخت مرصع نگار پر مسند پر زر بچھی ہی اُسپر ایک تکیہ رکھا
ہی اور وہ شخص گاؤ سے تکیہ لگائے بیٹھا ہی بسرعت تمام رستم جست کر کے برابر تخت کے پہونچا جب تک وہ کچھ پوچھے اُسنے
تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹکر فرش پر گرا اُسکے پہلو سے ایک حبشی نکلا اور جھککر لاش کو اُٹھانے لگا علمشاہ نے

پاس سے آتا ہون اور ایسی ضرورت ہی کہ پروانگی کا انتظار نہین کر سکتا یہ کہکر خیمے کے اندر در آیا دیکھا کہ ایک
پہلوان مسند پر بیٹھا ہی بآواز بلند علمشاہ نے کہا سلام میرا اُسپر ہی جو خدا کو واحد جانے طومان نے کہا او بے ادب
تو کون ہی جو بے حکم ہمارے خیمے مین چلا آیا اور کلمات خلاف قیاس زبان سے نکالتا ہی کیسا خدا اے واحد یہ کہکر
تلوار جو آگے رکھی تھی اٹھا کے رستم پر دوڑا جیسے ہی قریب آیا علمشاہ نے مع تلوار کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور دوسرے
ہاتھ سے تلوار چھین لی وہ دیو کی صورت جھپٹ گیا رستم نے بدقت اُسے اپنے سے جدا کیا اور دونون بغلون مین
ہاتھ ڈالکر مثل طفل سہ سالہ کے سر سے بلند کیا اور کہا بگو خدا واحد ست ورنہ بزمین میزنمت کہ استخوانہاے تو ریزہ
ریزہ میشوند اُسنے کہا ای بہادر مین مسلمان ہوا علمشاہ نے بسہولیت اُسے چھوڑ دیا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا
کہ آپ اپنے نام نامی سے بھی اطلاع دیجیے رستم نے کہا میرا نام علمشاہ بن حمزہ ہی وہ نہایت خوش ہوا کہ مین اگر زیر ہوا
تو ایسے بہادر سے کہ جسکی شہرت چارسو ہی اور سامان دعوت مہیا کیا کئی دن تک اُسی صحرا مین خیمہ رہا پھر رستم سے
پوچھا کہ اب کدھر تشریف لیجائیے گا رستم نے کہا قلعہ جلیک کا قصد ہی تم جاؤ لشکر صاحبقران مین بلکہ میرے حال سے
بھی سبکو مطلع کر دینا کہ شکارگاہ مین مجھسے ملاقات ہوئی تھی اُسنے جواب دیا ای شہریار آپ کے قدمون سے جدا ہونگا
جب آپ قلعہ جلیک سے مراجعت فرمائینگے مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا یہ کہکر قلعہ جلیک کو کوچ کر دیا سات منزل
راہ طی کی تھی کہ سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا جب قریب اُس قلعے کے لشکر طومان کا پہونچا دیکھا کہ در قلعہ پر چار درخت
ہین اور اُس ایک نخل مین کمند لٹکی ہی اُسمین ایک ہرن کا گلا پھنسا ہوا ہی یہ دیکھکر طومان متحیر ہو گیا اور کہا ای شہریار
اگر امر عالی ہو تو اس آہو کو کمند تنفنا سے رہا کردون رستم نے کہا بسم اللہ کر دیہ تو کار خیر ہی غرض اجازت لیکر
طومان قریب اُس درخت کے آیا گھوڑے سے اُترکر چاہا کہ ہرن کو رہا کرے ایکبار اُس آہو نے جست کی
اور زمین پر لوٹ کے دیو مہیب کی صورت بنکر دوڑا اور طومان جلی کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اونچا کر کے قلعے مین
پھینک دیا رستم یہ تماشا دیکھکر حیران ہوا اب جو دیکھا تو پھر وہ ہرن بدستور لٹک رہا ہی علمشاہ نے اپنے
دلمین خیال کیا کہ یہ کوئی طلسم ہی اُسی جگہ خیمہ زن ہوا اور سجادہ بچھا کر مصروف عبادت ہوا بعد نصف شب کے غفلت
آگئی دیکھا کہ دریچہ اے فلک کھل کر ایک تخت مرصع نمودار ہوا اُسپر ایک شخص ضعیف نورانی صورت متمکن ہی جب
جب تخت زمین پر آکر قائم ہوا تو علمشاہ نے پہچانا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام ہین اُٹھکر سلام کیا اور
گرد پھرا اُنھون نے فرمایا ای فرزند کیا قصد ہی رستم نے عرض کی کہ یہ طلسم کسکا ترتیب دیا ہوا ہی فرمایا حکیم فیلقوس
نے اسکو بنایا تھا اور چار ہزار صندوق اسمین رکھے ہین اگر ارادہ اسکے فتح کرنے کا ہی تو صبح کو دست راست اس قلعے
سے جانا زیر درخت ایک پارۂ سنگ موسلی زمین مین نصب ہی اور کمندون مین اُسے باندھکر درخت کی شاخون مین سر
کمندون کے اُلجھا دیے ہین چاہیے کہ بالاے نخل جاکر بقوت تمام کمند پکڑ کر پتھر کو زمین سے اُٹھانا اُسکے نیچے ایک نقب
ہوگی بے وسوسہ نقب کے اندر جانا ایک قصر وسیع ملیگا اُسمین صندوق آہنی رکھا پاؤگے صندوق کو کھولکر
لوح دستیاب کرنا پھر موافق حکم لوح کے عمل مین لانا علمشاہ نے عرض کیا کہ فاتح اس طلسم کے کیا میرے نام نہین ہی
جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ارادہ اسکے فتح کرنے کا ہو تو ایسا کہ کوئی اور بھی اسکا فاتح ہی آن بزرگ نے فرمایا یہ امر نہین
ہی بلکہ تم اوسی ارادے سے جاتے ہو اور اپنی خواہش بھی تمنے یہ نہ ظاہر کی کہ مین فتح کرونگا اسکو اسوجہ سے مین نے
یہ کہا ورنہ سواے تمھارے اسکا شکنندہ کوئی نہین جب تو علمشاہ کو ایسی مسرت حاصل ہوئی کہ مارے خوشی کے
جامے مین پھولے نہ سماتا تھا اتنے مین آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ وقت نماز قریب ہی پھر اُٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز شکر ادا کر کے

ضمری قرض گرفتہ در تحت وتصرف خود آوردہ اقرار میکنم ونوشتہ میدہم کہ عند المطالبہ ادا نمایم ولعذر موقوف ندارم تحریر تاریخ بست
وپنجم شہر جمادی الاول سشنبہ عام الفیل اور حاشیہ پر مدگواہ شد کے نیچے لفظ خدا الحمد سے العبد کے نیچے اپنا نام لکھا اُسنے
یہ مجبوری سب لکھا خواجہ نے اُس تحریر کو زنبیل مین داخل کیا اور اُسے چھوڑ دیا بعدہ خود بھی بارگاہ امیر مین آیا اور کہا
ای امیر سعد نوجوان قلعۂ جلبک کو وہین قید ہی اور فوج بیکران اُسکی حفاظت کے واسطے مقرر ہی صاحبقران کو
بیت مسرت حاصل ہوئی کہ زندہ تو ہی اور فرمایا کہ ایک بہادر جاکر اُسے رہا کر لائے کرب مجرا کرکے اُٹھا اور عرض
کیا کہ یہ کام غلام سے متعلق ہی امیر نے رخصت کیا لیکن علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا کہ یہ ایک ادنی آدمی کا لڑکا ہی اور
ہم لوگون پر سبقت لیے جاتا ہی آگے تو بھی ایسی سزا دون کہ تمام عمر یاد رہے یہ سوچ کر اُٹھا اور اپنے
خیمے مین آیا ادھر کرب غازی مع تیس ہزار سوارون کے قلعہ جلبک کی طرف روانہ ہوا اور بپردۂ شب مین تنہا
چلا علمشاہ بھی اُسکا متعاقب ہوا لیکن بہ سبب نابلدی کے علمشاہ تو راہ گم کرکے کسی اور طرف چلا گیا اور کرب
دو منزلہ کرتا ہوا از عادعاد کے قریب پہونچ گیا اُسکے ہمراہیون نے کہا ای پہلوان تمھارے تعاقب مین فوج
آتی ہی آثار تو لشکریان حمزہ کے سے پائے جاتے ہین وہ ٹھہر گیا اتنے مین کرب نے مقابل پہونچکر
نعرہ کیا کہ باش او گبر کہ میگذارم کہ از دست من سلامت روے اُسنے کہا کہ یہ وہ وقت نہین کہ مثل دزدون کے
آئیں بار لشکر ستمگار پر شبخون مار اب بالمشافہہ بہادرون سے سامنا ہی یہ کہکر و لما جب قریب پہونچا گرز گران
سنگ مارا کرب نے خنجر کھینچکر اُسکی کلائی کی طرف بلند کیا اور اپنے سر کو چرا کر پہلو مین آیا گرز اُسکا خالی گیا
مگر پنجہ سے گرز اور پنجہ اُسکا کلائی سے جدا ہوکر زمین پر گرا اُسنے بائین ہاتھ سے تلوار کرب پر ماری اُسنے خالی
دیکر ایک ہاتھ تیغ کر بنوس کا جو مارا مع گھوڑے کے چار پر کالے از عادم کے ہوگئے جو لوگ اسکے ہمراہی
تھے لشکریان کرب نے سبکو مثل ردباہون کے پامال کر ڈالا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور کرب پھر آگے
روانہ ہوا جب قلعہ جلبک کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ نشواد بدنہاد نے قلعے کا انتظام بخوبی کر لیا ہی خندق کو بھی
پر آب کیا ہی کرب نے چاہا کہ قلعے پر یلغار کردے مگر ممکن نہوا کیونکہ قلعہ نہایت مستحکم تھا کرب نے اپنے ہمراہیون کو
سخت تاکید کی کہ ہوشیار رہنا مبادا نشواد رات کو پوشیدہ قید سے معد کو لیکر نکل جائے تو بڑی قباحت ہوگی
اول تو محنت تمام رائگان ہوگی دوسرے پھر اسکے بعد تفحص مین بڑی کوشش کرنا پڑیگی یہ تو اسی فکر مین ہین
ادھر رستم راستہ بھول کر ایک صحراے ہول خیز و وحشت انگیز مین پہونچ گیا اور رات بھی ہوگئی بہت پریشان
ہوا اور دست نیاز بدرگاہ بے نیاز بلند کرکے بالحاح وزاری دعا مانگنے لگا کہ ای کس بیکسان ویاری وہ راہ گم
کردگان مجھے راہ سے لگا جب دعا ختم ہوئی چارون طرف دیکھنے لگا سامنے سے ایک سیاہی دکھائی دی دلمین
کہا خدا خیر کرے یہ کونسی آفت ہی شاید آندھی آئی ہی مگر جب وہ تیرگی وہین قائم رہی تو علمشاہ نے کہا کہ یہ کوئی
پہاڑ ہی خدا ایسا کرے قلعہ جلبک یہی ہو تو مین معد کو رہا کر کے چلا جاؤن جب وہ عادی بچہ آسکے نادم و خجل ہو
غرض صبح تک جاگا کیا جب آفتاب عالمتاب نے دریچۂ مغرب سے سر نکالا تو وہ سیاہی ثابت ہوئی جب دیکھا
کہ ایک پشتہ ہی رستم اُسکے اوپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک لشکر گران نیچے کے نیچے اُترا ہوا ہی علمشاہ نے جاکر کسی سے
پوچھا یہ فوج دریا موج کسکی بیان اُتری ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ لشکر حلب سے جانب لطیرہ بمدد نوشیروان
جاتا ہی مالک اسکا طوماں حلبی ہی فوراً رستم در خیمۂ طوماں پر آیا اور اندر جانا چاہا لوگون نے
پوچھا ای بہادر تو کون ہی کہ بغیر پروانگی اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہی رستم نے جواب دیا کہ مین نوشیروان

ترہی اور امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے بہت کچھ سمجھایا کہ ای بہادر دین شجاعان اختیار کر دیکھ یہ وہ مذہب ہی جسکا کوئی ناسخ نہ ہوا ہی نہو گا جب اُسنے اسکے جوابات سخت دیے تو علمشاہ نے کہا او گبر سیاہ قلب کور باطن سنبھال اپنے وار کو مرد نشان بکمان کیانی و گرز گران ٭ خلف عاد ناخلف نے گرز مارا علمشاہ نے گھوڑے کو راتون مین مسلکر ضرب خالی دی وہ مردود گرز کی جھونک مین مرکب پر سے اوندھا زمین پر گرا دونون لشکرون مین قہقہہ پڑا کھسیانا ہوکر وہ ناخلف پھر اُٹھا اور کرگدن پر سوار ہوا رستم نے برابر آکر نہیب دی کہ ہوشیار و خبردار ہو تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر اب جو گرز مارا عیاذاً باللہ آجتک تو کاسۂ سر کے گوشت کی کر چین نہین ملین باوجودیکہ شیاطین ملاعین روز اُس صحرا مین جاکر مشعل چشم غول کی روشنی مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسم ناپاک اسکا مع گھوڑے کے زمین مین دفن ہوگیا یا شاید پامالی کے خوف سے اُس لعین نے اپنی لاش کو چھپایا یہ دیکھ کر سکندر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا یا مرگ خلف ناخلف اُسکے سر پر سوار ہوگیا لگا ہزیان بکنے غرض کہ حکم دیا کہ ہان جتنی فوج ہماری ہی سب ملکر اسے مار لین خلف کے قاتل کا سر تن سے اُتار لین فوج یہ سُنکر دوڑی علمشاہ مردانہ جنگ رستمانہ کرنے لگا امیر نے جو یہ حالت دیکھی مع اپنے سردارون کے ٹوٹ پڑے اور کافرون کو مثل گوسفندون کے ان شیرون نے پچھاڑنا شروع کیا ایک کو دو دو کو چار چار کو آٹھ پانچ سو کو ہزار بنایا برابر پڑا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے آخر سکندر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سکندر مع اپنی سپاہ کے سیہ پوش خمخانۂ الم کا جرعہ نوش ہوا نوشیروان و بختک نے بھی بخاطر سکندر سیہ پوشی اختیار کی سب تحمل ماتم سے ننگے ادھر صاحبقران نے صحبت جشن ترتیب دی سکندر نے بے مغز لاش اپنے خلف ناخلف کی ہنگاکرار عاد و غلو پہلوان سے کہا کہ قلعۂ جلبیک مین لیجا کیونکہ وہان سعد پوتا حمزہ کا قید ہی مین نے اپنے باپ کی خدمت مین اُسے بھیجا تھا نشواد کو ہمراہ کیا تھا مگر بہ مصلحت وہ وہین قید ہی اب تو اپنے ہمراہ اسکو لیکر خدمت ہیکلان عاد بدنہاد مین جا اور سب کیفیت یہان کی بیان کرکے کہنا بہت جلد مدد بھیجیے ورنہ میری بھی یہی نوبت پہونچیگی غرض کہ وہ ہزار جوان لاش خلف کی لیکر روانہ ہوے یہان امیر نے جشن جو کیا اثنائے شرابخواری مین سعد نوجوان کا ذکر آگیا سب سردار رونے لگے عمرو نے کہا آپ سب صاحب عیش و عشرت مین بسر کرین مین جاتا ہون اُس بہادر کو رہا کرکے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ صاحب روانہ ہوکے اور دربارگاہ نوشیروان پر بہ شکل دربان کھڑے ہوئے کہ بختک کسی غرض سے باہر آیا عمرو نے پکارا ای بختک کہان جاتے ہو دیکھتے ہی اُسکی تو عقل گم ہوگئی گھبرا کر کہا خواجہ صاحب خیر تو ہی عمرو نے کہا میرے ساتھ چل بختک نے گڑگڑا کر پوچھا یہ تو فرمائیے کہ میری جان کی خیر ہی یا نہین عمرو نے کہا اگر بے عذر چلے تو خیر ورنہ شر ہی بختک چپکا کان دبائے عمرو کے ساتھ ہوا ایک گوشۂ تنہائی دیکھکر خواجہ عمرو نے خنجر کھینچا اور کہا بختک سچ بتا سلطان سعد کو کیا کیا اُسنے کہا خواجہ وہ قلعۂ جلبیک کوہ مین قید ہی عمرو نے کہا ای بختک اگر تو نے مجھسے جھوٹھ کہا تو یقین ہی کہ پھر تیرے استخوان بھی کسیکو نہ ملینگے ایسے مقام پر تجھے لیجا کر قتل کرونگا بختک نے جواب دیا کہ ای خواجہ قسم ہی اُسی خوف کی کہ جو آپکی طرف سے میرے دلمین سمایا ہی جو مین نے عرض کیا اسمین سر مو فرق نہین بلکہ ارعاد عاد بھی قلعۂ جلبیک کوہ مین لاش خلف کی لیکر گیا ہی اُسوقت خواجہ نے قلم دوات اور کاغذ زنبیل سے نکال کر بختک کے آگے رکھدیا اور کہا اسے جلد تمسک لکھ بختک نے بخوف جان قلم ہاتھ مین لیا اور کہا فرمائیے کیا لکھون عمرو نے کہا لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم غرض ازین سطور آنکہ منکہ وزارت پناہ کاتب الحروف خواجہ بختک بن رحمت پناہ النقش ام مبلغ پانصد تومان از مفلس بیچارہ عمرو بن اُمیہ

سامنے ثمرات کے لیگئے آسنے دیکھتے ہی آواز دی ای بیٹے حمزہ کے ای عمرو مجھے جلد سجدہ کر ابھی مین تجھے خلعت صاحبقرانی عنایت کرون عمرو بن حمزہ نے کہا لعنت ہی تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالے پر آسنے بہ شیظ و غضب تمام قطعی حکم لگا دیا کہ ابھی میرے سامنے اسکی گردن مارو خواجہ صاحب یعنے خواجہ عمرو کے حواس مثل طوطے کے اڑ گئے اور اُردوے امیر کیجانب بھاگے چند ہی قدم گئے تھے کہ علمشاہ سے ملاقی ہوے رستم نے پوچھا ہو خواجہ خیر باشد عمرو نے کہا خیر کہان نری شری شہزادے جلد چلیئے نہین تو عمرو بن حمزہ یونانی قتل ہوا چاہتا ہی پھر علمشاہ نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کہان ہی اور کون قتل کرتا ہی گھوڑا اڑاے ہوے سیدھا ثمرات کی بارگاہ مین آیا دیکھا کہ نطع تیار کرکے عمرو کو بٹھا دیا ہی خط گردن پر جلاد دے کر تلوار تول رہا ہی اگر ایک ساعت اور یہ نہ پہونچتے تو قتل ہی ہو جاتے بغیر سرداگی جاتے ہی جلاد کو للکارا کہ او خیرہ سر کیا کرتا ہی وہ ادھر پھرا ہی تھا کہ رستم نے ایک ہاتھ تلوار کا ارا سراس خود سر کا کٹکر سامنے ثمرات کے گرا ایک ہنگامہ بارگاہ ثمرات مین برپا ہو گیا عذر رنج گیا عمرو بن حمزہ نے جو رستم کو دیکھا غیرت آگئی جھٹکا مارا قید مثل رسیان خام کے ٹوٹ گئی جلاد مردہ کی تلوار ہاتھ مین اٹھا کر کافرون کو مارنا شروع کیا کتنے ہی سردار نامی تہ تیغ بیدریغ کیے اور صاف دونون بہادر نکلے ہوے چلے آئے کسی کی جرأت نہوئی کہ ان شیرون کو روکتا راہ مین ٹوکتا عمرو پہلے ہی اُردوے حمزہ مین آکر سب کیفیت بہادری ان دونون کی بیان کر چکا تھا صاحبقران نہایت خوش ہوے تھے کہ یہ دونون دلاور بھی داخل بارگاہ امیر ہوئے سبکو نہایت خوشی حاصل ہوئی سب کیفیت از اول تا آخر عمرو بن حمزہ نے بیان کی صاحبقران نے صحبت جشن ترتیب دی یہان تو جشن ہو رہا ہی وہان بڑا بیٹا سکندر کا خلف عاد جو شکار پر گیا تھا اسی روز واپس آیا جس دن رستم جا کر عمرو بن حمزہ یونانی کو چھڑا لاے تھے سب کیفیت سنی اور کہا مجھے افسوس یہ ہی کہ مین اسوقت لشکر مین کیدن نہوا کہ ان دونون کو مزہ بہادری کا چکھا دیتا دودھ چھٹی کا یاد دلا دیتا اور اپنے باپ سے کہا کہ ابھی میرے نام طبل جنگ بجے دیکھون تو حمزہ کے لشکر مین کون سا بہادر ہی جو میرے مقابلے کو آتا ہی اور جان سلامت لیجاتا ہی سکندر نے طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سقون نے چھڑکاو کیا سپہ سالارون نے صفین درست کین نقیب لشکر سے نکل کر پکارے ای بہادرو تمھارے لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین نام کرنے کے یہی سن ہین خوب لڑو رستم کا کام کرو عالم مین نام کرو ایک دن مرنا ضرور ہی قضا سے ہر بشر مجبور ہی کہان ہی رستم کہان ہی دارا کہان ہی اسفندیار روئین تن کہان ہی سہراب و برزو و گیو و بہمن بہادرون کو پہلوان قضا نے پچھاڑا تمھین چاہیے وہ کام کرو جس سے باپ دادا کا نام روشن ہو معرفت تمھارا ہر مرد و زن ہو یہ ضرور خیال رہے کہ ایک روز ایسا بھی آئیگا جس دن کوئی نہ بچائیگا عزرائیل تمھارے طائر روح کو قفس تن سے رہا کر دینگے اعزہ کے دل غم و الم سے بھر دینگے کوئی نہ رہا ہی نہ رہیگا دوست کا خیال دل سے دور کرو اگر تمھین یہان دولت میسر بھی آئی تو برسات کی چاندنی ہی جسکو ثبات نہین سحاب قضا جسوقت تمھارے ماہ روح کو اپنے دامن مین لیگا دو پیسہ کام نہ دیگا ؎ آئینہ حال سکندر سے ہی ہیدستی سے ؎ ساتھ دولت کسی انسان کے آئی نہ گئی ؎ اور موافق اسی مضمون کے کسی اور شاعر کا قول ہی ؎ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے ؎ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ؎ البتہ نام رہجاتا ہی ؎ اب نہ رستم نہ سام باقی ہی ؎ فقط اک نام ہی نام باقی ہی ای بہادرو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو تاکہ بعد مرگ دنیا مین نام نیک رہے منھ پا ہن کر لو سپر زر سرخ سے بھر لو یہ صدائین جو بہادرون کے کانون مین گئین نشہ جرأت و شجاعت سے جھومنے لگے قبضہ شمشیر کو چومنے لگے خلف عاد بن سکندر عاد اپنے لشکر سے نکل کر وعدہ گاہ مصاف مین آیا اور کلمات لاطائل زبان پر لایا کہ مین وہ بہادر ہون جسکا مثل و نظیر خداوند ثمرات نے دنیا پر پیدا نہین کیا کون مجھسے مقابلہ کر سکتا ہی اس قسم سے یاوہ گوئی کرنے لگا کہ رستم پیلتن کو سنکر تاب

تھا اپنے پیٹ میں خنجر مارے ثمرات نے آواز دی کہ ای پرتاش تو تو میرا بندۂ خاص ہے کیوں کبیدہ خاطر ہوتا ہے یہ شخص عجب
ہے کہ میں نے تجھے دوبار بلایا خیر اپنی سجدہ کرکے دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر یہ مرکب کو فتح ہوگیا ہے لفظ گو فتح پر خواجہ
بزرجمہر کو بہت ہنسی آئی مگر بخوف سکندر خموش رہے غرض دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان میں آیا تھا یا ہو
اور کھسیانا تو تھا ہی آتے ہی برس پڑا کرب غازی نے اسکے وار روکتے روکتے ایک ہاتھ خنجر کا جو مارا کہ نک آ گیا
سکندر نے یہ دیکھکر جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تمام حاوی دوڑ پڑے ادھر سے بھی بہادران اسلام نعرے کرکے شیر صفت
آن روباہوں میں در آئے ہزاروں کافروں کو قعر جہنم میں پہونچایا بحکم ثمرات سکندر نے طبل بازگشت بجوا دیا
دونوں لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں آئے سکندر نے پیش ثمرات بہت جزع و فزع کی اور کہا کہ جس روز سے
میں نے اندلس کو چھوڑا تا اینم راحت نہ پائی ثمرات نے جواب دیا دم مار بیں کہ برائے مسلمانان چگونہ تقدیر
سازیم سکندر نے پھر سجدہ کیا بعضے استادوں کے نزدیک پرتاش جہنم داخل ابھی نہیں ہوا فقط ایک زخم کاری کھا
پر کھایا کہ سکندر نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تھا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا آمدیم بر سر مطلب کہ بعد طبل بازگشت بجنے کے علی الصباح
عمرو بن حمزہ یونانی شکار کو گیا کچھ لوگ ہمراہ تھے کہ ایک آہو زخمی ہوکر بھاگا عمرو بن حمزہ متعاقب ہوا ہمراہی پیچھے رہ گئے
ہرن ایک صحرا میں پہونچ کر کسی قعر میں گر گیا غرضکہ عمرو بن حمزہ کو نہ ملا اسوقت اُسے تشنگی کی شدت ہوئی اور پانی بھی اس
مقام پر نایاب تھا کہ دور سے ایک منڈھی دکھلائی دی جب قریب آیا تو ایک فقیر کو اس منڈھی میں بیٹھا دیکھا اُسنے کہا ای درویش
یہاں کہیں کنواں ہے اُسنے جواب دیا کہ کنواں کہاں اگر تجھے پانی کی اس جنگل میں خواہش ہے تو شبانہ روز کنوئیں جھانکتا رہیگا
مگر پانی نہ پائیگا لیکن تشنگی فرو ہونے کی ایک سبیل ہے اگر تو انکار نہ کرے تو بیان کروں اسنے کہا اللہ بیان کیجیے وہ کیا ہے
اُسنے ایک حب نبات اپنی جھولی سے نکال کر دی کہ اسے کھالے پیاس جاتیگی تو نہیں مگر اتنا ضرور ہوگا کہ تین حصے پیاس جاتی
رہیگی ایک حصہ باقی رہیگی عمرو بن حمزہ نے بے عذر وہ حب کھالی فی الحقیقت تین حصے کیسے سات حصے پیاس جاتی رہی
ایک حصہ باقی رہی اُسنے کہا ای درویش مجھے اسوقت نیند کا غلبہ ہے لہذا دو ساعت میں سوتا ہوں بعد اسکے مجھے بیدار
کرنا میں تجھے خدمت صاحبقران میں اپنے ہمراہ لیجاؤنگا زر و مال بیقیاس دلواؤنگا یہ کہکر ایک پتھر کی چٹان پر عمرو
بن حمزہ دراز ہوا اور سو گیا وہ فقیر عیار گلیم گوش تھا بعجلت تمام اُسنے اُٹھکر اسے بیہوش کیا اور گلیم عیاری میں
باندھکر اپنے اردو کی طرف متوجہ ہوا اسوقت پشتارہ لیکر پہونچا کہ عمرو بھی بہ شکل مبدل دربار سکندر میں موجود تھا
اُسنے جو گلیم گوش کو پشتارہ بدوش دیکھا ہوش جاتے رہے اور کہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے
یہ ملعون کس سردار کو پکڑ کر لایا ہے کہ اُسنے سکندر کو مجرا کرکے پشتارہ اُسکے سامنے کھولا اور کہا کہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو
لایا ہوں اسکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے اُسنے جواب دیا کہ اسے مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کر اُسنے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا
عمرو بن حمزہ نے آنکھ کھولی اپنے تئین گرفتار دربار نوشیروان میں پایا بہ آواز بلند کہا کہ سلام بر آن کس باد کہ خدا را
داند و خود را بندہ اش گرداند خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا سکندر نے کہا کہ سرداران حمزہ بڑے زبردست اور بہادر
ہیں کہ اپنی جان کا مطلق خوف نہیں کرتے مرنے سے نہیں ڈرتے بختک نے کہا ای شہریار یہ پسر حمزہ ہے اور بڑا منچلا ہے
اسنے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کیے ہیں سکندر نے کہا ای عرب زادے ثمرات سخن گو کو سجدہ کر عمرو بن حمزہ نے
جواب دیا کہ ثمرات پر اور اُسکے پرستاروں پر لعنت سکندر نے کہا اسے سامنے خداوند کے لیجاؤ اُنکے جمال باکمال کو دیکھ
ضرور یہ سجدہ کریگا بختک نے کہا ای شہریار یہ سخت گمراہ ہے ہرگز سجدہ نہ کریگا میرے نزدیک یہ قابل گردن زدنی ہے ابھی اسے قتل
کرنا چاہیے سکندر نے کہا ای بختک معلوم ہوا تو بھی مرتد ہے جمال خداوندی کا قائل نہیں یہ چپ ہو رہا لوگ عمرو بن حمزہ کو

جنگاہ مین اکر آواز دی کہ صاحبقران جس بہادر کا لقب ہی اُس سے مقابلہ کرونگا دوسرے سے نہ لڑونگا یہ سُنکر صاحبقران اشقر پر سوار ہوکر نقابدار کے مقابلے مین تشریف لائے پہلے فنون سپہ گری کا امتحان ہوا بعد اُسکے نقابدار دست وگریبان ہوا صاحبقران نے بھی اشقر کو چھوڑ دیا نقابدار بھی گھوڑے سے کودا بعضے ایک شبانہ روز اور بعضے تین شبانہ روز کا عرصہ کشتی کو لکھتے ہین بعد اسکے امیر نے نقابدار کی کمر مین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کر لیا قریب تھا چرخ دیے کر زمین پہ مارین کہ لشکر نقابدار سے دو سوار کہ بعہدہ وزارت مامور تھے دوڑے اور پکار کر کہا ای صاحبقران خبردار زمین پر اس جوان کو نہ پٹکیے گا کہ یہ آپکا بیٹا ہی اور دوسرا نقابدار بھی آپ کا فرزند دلبند ہی یہ دونون ملکہ گلپوش قیصر کے بطن سے توام پیدا ہوئے ہین صاحبقران نے بسہولیت تمام نقابدار کو زمین پر چھوڑ دیا وہ دوڑکر قدمون پر گرا اتنے مین دوسرا نقابدار بھی آکر قدمبوس ہوا صاحبقران نے دونون کے سر اپنے سینے سے لگائے پھر بہ سبب نقاب کے نام پوچھا نقابدارون نے عرض کیا کہ ہم مین سے ایک شیر دمیہ اور دوسرا شیر افگن ہی سبب نقابدار بننے کا یہ ہی کہ ہمنے حضور کی شجاعت ودلیری کی تعریف سنی تھی تو بطور امتحان نقابدار بنکر حاضر ہوئے امیدوار ہین کہ یہ گستاخی عفو فرمائی جائے صاحبقران نہایت مسرور ہوے اور فرمایا کہ بیٹا یہ تمھاری مین دلاوری ہی اسکو گستاخی نہ سمجھو غرض صاحبقران ان دونون کو لیکر دربار مین تشریف لائے سب سردارون سے ملایا بادشاہ کو نذر دلوائی اور صندلیان ان دونون کے لیے جانب دست چپ بچھوادین اور جشن مین مصروف ہوے اُدھر ثمرات سخن گو نے سکندر کو بلاکر حکم دیا کہ آج شب کو طبل جنگ بجے مین نے تقدیر کردی کہ کل فتح تمھارے نام ہی سکندر نے طبل بجوایا صاحبقران کو بھی خبر ہوئی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض لشکر اسلام مین بھی طبل بجا تمام شب دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین طرفین سے صف آرائی ہونے لگی نقیب نقابت کرکے نکل گئے لشکر سکندر سے پرتاش عاد بلا نجا سکندر کا وعدہ گاہ مصاف مین آکر مبارز طلب ہوا ثمرات سخن گو کا تخت درمیان تخت سکندر و نوشیروان کے چار ہاتھیون پر بندھا ہوا ہی کرب ولاور صاحبقران سے رخص ہوکر میدان مین آیا پرتاش نے نہیب دی کہ ای جوان اپنا نام بتا کہ میرے ہاتھ سے بے نشان نہ مارا جائے کرب نے جواب دیا کہ بہادرون کا نام ظاہر مثل شمس ہی تیرے بتانے کی ہمین ضرورت نہین اور تو کیا سگ ناپاک ہی جو شیر تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے یہ سنکر اُسکو غیظ آیا اور دوڑکر کرب کے نیزہ مارا کرب نے نیزے کو نیزے پر روک کے ایک اُوجھڑ برچھی کی ڈانڈ سے دی قریب تھا کہ اوندھے منھ گھوڑے سے گرے کہ یال تھام کر تھم گیا مگر گھوڑا اُسکا بھاگا ہر چند اسنے باگ کو جھٹکے دیے مگر وہ نہ رُکا اور جاکر زیر تخت ثمرات ٹھہرا یہان لشکر اسلام مین ایک قہقہہ پڑا پرتاش نہایت خجل ہوا اور کہا یا خداوند یہ کونسی تقدیر تھی ثمرات نے جواب دیا کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہی اسوقت تو اس دلیری کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ بے ساختہ تجھپر پیار آیا مین نے تقدیر الٹ دی کہ تو تھوڑی دیر میرے تخت کے نیچے آکر ٹھہرے پرتاش نے جواب دیا یا خداوند یہ کونسا پیار ہی کہ مین سر میدان ذلیل ہوا ثمرات نے کہا مین خموش باش دم مدار در تقدیر من اعتراض مکنی یہ چپ ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے پرتاش نے کہا ای خداوند اب مجھے اجازت ہی کہ جاکر مقابلہ حریف سے کرون اُسنے جواب دیا ابھی تقدیر سیدھی نہین ہوئی ادھر کرب غازی نعرے کر رہا ہی دمبدم مبارز طلب کر رہا ہی ثمرات اُسے رخصت نہین دیتا بعد کئی ساعت کے کہا کہ اچھا جا مقابلہ حریف مین پرتاش نے گھوڑے کو پھیر کی وہ ایسا خائف ہوا تھا کہ تھوڑی دور تو آیا جب سامنا کرب غازی کا ہوا پھر اُسے لیکر بھاگا اُسنے مارے جھٹکون کے اپنے گھوڑے کے کلّے پھاڑ ڈالے مگر وہ نہ ٹھہرا اور پھر جاکر اسی مقام پر قیام کیا پھر اسی طرح لشکر اسلام مین قہقہہ پڑا اور پرتاش ایسا شرمندہ ہوا کہ قریب

پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا گرز دور گرا وہ گھوڑے سے کود کر دست و گریبان ہوا سعد بھی کود کر کشتی مین مصروف ہوا کئی
ساعت کے بعد شہزادہ سعد نے اُسکی زنجیر کمر پکڑ کے سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا ہڈیان اُسکی چور ہوگئین سکندر کی آنکھون
مین جہان سیاہ ہوگیا اور کہا یلغار کر کے اسے مارو تمام فوج سکندر نے سعد پر نرغہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی ادھر سے
بھی امیر و لندھور و علمشاہ اور کل سردار مع فوج جرار کے ٹوٹ پڑے خوب تلوار چلی اور عادیون نے
سعد نوجوان کو حلقے مین لے لیا کئی ہزار کافرون کو سعد نے تہ تیغ بیدریغ کیا آخر چہار جانب سے کمندین چڑگئین سعد
کو گرفتار کر لیا مگر بسبب جنگ مغلوبہ کے ایک کی دوسرے کو خبر نہوئی امیر و علمشاہ و لندھور وغیرہ نے تمام
فوج سکندر کو پامال کر ڈالا قریب تھا کہ فراری ہون کہ سکندر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر واپس ہوگئے
اب امیر نے تلاش کیا تو سعد کا نشان نہ ملا نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو جاکر تلاش کرو لوگ گئے مگر کب
سعد ملا اُسے لاکر خدمت امیر مین حاضر کیا صاحبقران کو اور سب کو قلق ہوا اور حاضرین بارگاہ کا رنگ روفق
ہوا امیر نے فرمایا کہ جاؤ اُسکی لاش کو تلاش کر کے لاؤ لوگ گئے تمام لاشین اُلٹ ڈالین کہین سعد کی نعش کا نشان
نہ ملا ہی سب نے آکر بہ قسم بیان کیا کہ یا امیر بخدا ے عز و جل کشتون مین سعد نوجوان نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ کفار
نے گرفتار کر لیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ اب یہ کام تمھارا ہی یہان سعد کو مسلسل و مطوق کر کے روبروے
سکندر حاضر کیا اُسنے کہا کہ لاشہ فیروزہ کا اور اسکی قید ہیکلان عاد کی خدمت مین روانہ کرو کہ وہ اپنے پوتے کا
عوض جو لائق و سزاوار ہو کرے اور نشواد پہلوان کو بلاکر مع پانچ ہزار فوج کے سعد کی قید اور لاش اُس جہنمی کی
طرف مغرب کے روانہ کی اور کہدیا کہ راہ مین جہان ڈانڈا اندلس کا شروع ہی خداوندی بارگاہ وہین استادہ ہی فولاد عاد
مع کئی ہزار پہلوانون کے وہان متمکن ہی میری طرف سے خداوند ثمرات کی خدمت مین عرض کرنا کہ بہت جلد تشریف
لائیے خدا پرستون نے زندگی تلخ کر دی ہی غرض نشواد بدبنیاد ثمرات کے پاس پہونچا اور سارا ماجرا بیان کر کے
پیام سکندر کا دیا اُسنے فولاد کو حکم دیا کہ تقدیر کردم بندگان من کوچ کنید غرض اُسی وقت خیمہ و خرگاہ بار کر کے فولاد
روانہ ہوا اُدھر نشواد نے لیجا کر سعد کو قلعے مین قید کیا یہان فولاد نے ایک قاصد کو روانہ کیا اُسنے آکر سکندر کو خبر دی
کہ خداوند یہان سے اب دو منزل پر ہین سکندر مع نوشیروان اور بختک کے استقبال کو گیا دیکھا کہ فوج
بیکران سامنے سے نمودار ہوئی قلب فوج مین چار ہاتھیون پر ایک تخت بار ہی اُسپر وہ مرتد یعنے ثمرات سوار ہی سب
کافرون نے سجدہ کیا یہان سے عمرو واسطے تلاش سعد کے روانہ ہو چکا ہی یہ بھی ساتھ اُنھین لوگون کے وہان پہونچا
ثمرات کا جسم طلائی دیکھکر حیران ہوا کہ بار خدایا اس سونے کی تصویر مین کیا خوبی سمائی ہی جو اسمین گویائی ہی اتنے مین
ثمرات نے آواز دی ای بندگان من شمارا آمرزیدم سب نے پھر سجدہ کیا ثمرات نے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد سوار ہوکر
اپنے اُردو مین مجھے لیچلو کہ پھر تم کبھی پسپا نہو گے اور خدا پرستون پر تم فتحیاب ہوگے سب نے سہ بارہ سجدہ کیا اور
سوار ہوکر روانہ ہوے ہمراہ بارگاہ نوشیروان کے خیمۂ ثمرات برپا ہوا سب گبر آکر حاضر ہوئے عمرو بھی بصورت
مبدل دربار مین داخل ہوا ثمرات نے آواز دی کہ پیادہ سبز پوش جو فلان گوشے مین کھڑا ہی اسے اسیر کرو یہ
عمرو ہی لوگ دوڑے عمرو بھاگا دوبارہ کسی اور صورت سے دربار مین گیا پھر اُسنے آواز دی لیکن عمرو پھر بھاگا غرض
کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا جب تو عمرو حیران ہو کر خدمت صاحبقران مین آیا اور تمام کیفیت عرض کی امیر مع
سب سردارون کے حیران ہوئے کہ اتنے مین نقارچیون نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی لشکر امیر مین نقارۂ
رزمی پر چوب پڑی رات بھر طرفین سے تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایک نقارہ بردار نے

آئے اور کرب کو واپس جاتے دیکھکر غنیمت تصور کیا کہ جان بچی کسی نے نہ روکا خواجہ عمرو نے آکر دربار امیر مین کرب
کی شجاعت و دلیری بیان کی اور بہت تعریف کی رستم کو بہت ناگوار گذرا اور کہا خواجہ اتنی تعریف ایک سپہ سالار زادے
کی نہ چاہیے عمرو نے کہا ای شہزادے لشکر حمزہ مین کوئی میرے نزدیک اسکا مقابل نہین اسنے انیس شبخون سپاہ
سکندر پر مارے اور کس دلیری سے طال و آگ وغیرہ کو میرے سامنے تہ تیغ کیا صاحبقران کو بہت خوشی
حاصل ہوئی اس عرصے مین کرب بھی داخل بارگاہ ہوا امیر کو مجرا کیا اور تمام کیفیت دربار سکندر کی خدمت
امیر مین عرض کی صاحبقران نے فرمایا ای بہادر لشکر سکندر پر شبخون مارے اور ہمسے اسکا اظہار بھی نہ کیا
اسنے عرض کیا ای شہریار عالی مقدار وہ کام بھی ایسا تھا کہ روبرو بندگان عالی کے بیان ہوتا امیر اس کلام جرأت
التیام سے نہایت محظوظ ہوئے اور داروغگی بارگاہ کی کرب کے نام کر دی بلکہ صفوف آرائی لشکر بھی مرحمت کی
علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا اگر عمرو نے جبسے کچھ پایا اسکی وقعت امیر سے کہکر وہ چند کرا دی یہان رات ہی کو سکندر
نے طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف
آرا ہوئے ابھی کوئی مبارز طرفین سے میدان مین نہ آیا تھا کہ بیابان کی جانب سے گرد اٹھی جب دامنہ گرد کا چاک
ہوا تیس علم نشان تیس ہزار فوج کا نمایان ہوئے دونون لشکر ادھر متوجہ ہوئے جب علم نزدیک پہونچے دیکھا کہ دو
نقابدار سرخ پوش بر کہاے آہونگ پر سوار ہین انکے عقب مین تیس ہزار سوار ہین غرضکہ انھون نے بھی آکر
ایک طرف اپنے خیمے برپا کیے طرفین سے عیار خبر کے واسطے روانہ ہوئے جس سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہین اور
کہان سے آئے ہین کیا ارادہ ہے اسنے نام و نشان تو نہ بتایا مگر اتنا کہا کہ قیصر روم کے خون کا انتقام لینے آئے ہین عمرو
نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ نام و نشان انکا معلوم ہو مگر ممکن نہ ہوا آخر اگر امیر سے عرض کیا کہ یا امیر نام تو نہین معلوم ہوا
مگر یہ دریافت ہو گیا کہ انتقام خون قیصر لینے آئے ہین صاحبقران خاموش ہو رہے اتنے مین لشکر سکندر سے کرباس عاد
میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ابھی ادھر سے کوئی نہ جانے پایا تھا کہ ایک نقابدار میدان مین آیا اور مثل طفل کے
اسے پشت مرکب سے اٹھا کر زمین پر ٹپک دیا کہ استخوان اسکے توتیاے چشم ثمرات ہو گئے بعد اسکے شرلطیہ عاد میدان
مین آیا اسکو بھی مانند کرباس کے قاش زین سے اٹھا کر زمین پر مارا یہ بھی واصل جہنم ہوا غرض اسی طرح پچیس پہلوان
اسکے ہاتھ سے راہی وادی برہوت ہوئے جب سکندر کی طرف سے کوئی نہ آیا تو نقابدار لشکر امیر کے جانب مخاطب ہوا
اور کہا ای حمزہ صاحبقران اب آپ میرے مقابلے کو آیئے مگر آج شام ہو گئی ہے اگر لشکر سکندر سے کل کوئی مقابلے
کو میرے نہ آئیگا تو آپ سے کل ضرور میدان داری جنگ کی تیاری ہے یہ کہکر اپنے خیمے مین واپس گیا رات کو پھر
سکندر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون تینون لشکر میدان مین آئے سکندر کی طرف سے حارث عاد میدان مین
آیا مبارز طلب کیا دوسرے نقابدار نے جا کر مثل نقابدار اول کے حارث کو اٹھا کر زمین پر مارا مجہول عاد آیا اسے
بھی شہر خموشان مین پہونچایا غرض اسکے ہاتھ سے بھی پچیس پہلوان مارے گئے شام ہو گئی سکندر نے طبل بازگشت
بجوا دیا تینون لشکر پھر گئے رات کو فیروزہ عاد پسر سکندر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور یہ بہت زبردست
جوان ہے صبح کو تینون لشکر پھر میدان مین آئے ابھی دونون نقابدار میدان مین نہ آنے پائے تھے کہ فیروزہ عاد
نے اپنے لشکر سے نکلکر نعرہ کیا منم فیروزہ عاد مغربی بن سکندر عاد بن ہیکلان عاد مغربی آیا کوئی لشکر حمزہ
مین ہے ایسا کہ میرے مقابلے کو آئے سعد نوجوان امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا فیروزہ نے آتے ہی سعد
پہ نیزہ مارا اسنے ہوائی کیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے خالی دی اسنے گرز مارا سعد نوجوان نے سر کو جبا کر لگائی

یہان ذلت ہوا اور اُسکے دلپر طاری آپ کی ہیبت ہو سکندر نے کہا کہ جتنی صندلیان دربار مین بچھی ہین باستثناے
صندلی طال طویل گرہ پیشانی سب اُٹھا ڈالی جائین طال طویل ہمارا سپہ سالار لشکر ہی اور بہادر بھی ہی اسکا کوئی کیا
بنا سکتا ہی اتنے مین کرب غازی بغیر پروانگی بارگاہ مین داخل ہوا بیٹھنے کی کہین جگہ نہ دیکھی مگر ایک صندلی پہلوے تخت
سکندر مین بچھی ہی اُسپر ایک دیو پیکر پہلوان بیٹھا ہی جسکا قد اسّی ارنج کا ہی کرب نے جاتے ہی نہیب دی ای سگ قصاب
برخیز تا بجایت نشینم و نامہ پیش کنم اُسنے کہا ای لڑکے تجھے کس بے ادب نے تعلیم کیا ہی کہ بہادرون کے مرتبے سے واقفیت تجھ
نہین تجھے نہین معلوم کہ میری ضرب سے پہاڑ کا جگر شق ہوتا ہی روح رستم کو گوشۂ تربت مین قلق ہوتا ہی یہ کہکر نیم قد اُٹھا اور
چاہا کہ ٹھوڑی مین ہاتھ دیکر سمجھائے جیسے ہی ہاتھ اُس لعین کا قریب چہرے کے پہونچا کرب نے ہاتھ باندھ کر جو مارا
معلوم ہوا کہ پہاڑ نے زمین پر غلطک ماری اور ایک مکّا کرب نے اُسکے سر پر مارا کہ مغز ناک کی راہ سے نکل گیا تمام
اہل دربار کو ہیبت طاری ہوئی سکندر کو حیرت ہوئی کہ یہ آدمی ہی یا جن ہی کہ جسنے اتنے بڑے پہلوان کو اس آسانی سے
مار لیا اور کہا ای شخص بے ادب تو کون ہی جو میرے دربار مین ایسی گستاخی کی اسنے جواب دیا کہ کیا تو مجھے نہین پہچانتا ہی
مین وہ ہون جسنے اندلس سے یہانتک تجھپر عافیت تنگ کی اور کوئی ایسا تیرے لشکر مین نہین جسکو مین نے زخمی نہین کیا
حتی کہ تو خود آخری شبخون مین گھائل ہوا عمرو چونکہ بصورت مبدل یہان موجود ہی یہ سُنکر نہایت مسرور ہوا اور اسکی جرأت
پر آفرین کی سکندر نے کہا ای شخص میرے لشکر پر تو ہی نے شبخون مارے اسنے جواب دیا کہ ہان مین ہی نے شبخون مارے
تو شاید صاحبقران کو سمجھا تھا اُنکے نزدیک تو بچۂ سگ ہندی سے بھی جرأت و ہمت مین کمتر ہی وہ تجھپر شبخون کیا مارتے
یہ کہکر طال کی صندلی پر بیٹھ گیا اور کہا دو زانو بیٹھ اور زر نثار کرکے دونون ہاتھون سے نامہ لیکر بوسہ دے نہین تو
ابھی تجھے بھی مثل طال کے واصل جہنم کرتا ہون غرض کہ سکندر نے نامہ لیکر بختک کو دیا اور کہا بآواز بلند پڑھ اُسنے
انکار کیا سکندر نے خواجہ بزرجمہر کو دیا کہ آپ پڑھین خواجہ نے نامہ بآواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای سکندر تو
بادشاہ جلیل ہی مگر بسبب اپنے کفر کے خوار و ذلیل ہی چاہیے کہ بہادرون کا دین اختیار کر معبود حقیقی سے ڈر اتنا ہی نامہ
پڑھا تھا کہ بختک مردک بولا دیکھیے ای شہریار جیسا مین نے بیان کیا تھا لفظاً لفظاً نامے مین وہی مضمون ہی سکندر نے کہا بس
خواجہ صاحب اب نہ پڑھیے مجھے اُلجھن ہوتی ہی ناظرین پر واضح ہو کہ اسکا ایک بھائی دیوانہ ہوا اور نام اسکا آگ مردم
ہی زنجیرون مین ہر وقت مسلسل رہتا ہی جب کوئی شخص سکندر کا گناہ کرتا ہی تو اُس دیوانے کو کھولکر کہتے ہین کہ اسنے سکندر
کو گالی دی وہ دیوانہ مجرم کو پھاڑ ڈالتا ہی سکندر نے لوگون کو اشارہ کیا کہ آگ کو اس طرح لاکر رہا کرو کہ اسپر ظاہر نہونے
پائے لوگ دیوانے کو لیکر آئے جب پشت کرب پر پہونچے زنجیرین اُسکی کاٹ دین اور طرف کرب کے اشارہ کیا عمرو
نے لاکھ طرح سے چاہا کہ کرب کو مطلع کرے مگر ممکن نہوا اتنے مین کرب نے خواجہ بزرجمہر کیطرف دیکھا خواجہ نے اشارے
سے بتایا کہ ای بہادر کیا بیخبر بیٹھا ہی سر پر تیرے دشمن آ گیا کرب نے پھر کر دیکھا تو ہاتھ آگ کا قریب گردن کرب کے
پہونچ چکا تھا کرب نے سر کو چرا کر کوشش جو کی آگ آگے آگرا اوندھا گرا کرب پھر کر کھڑا ہو گیا وہ پھر دوڑا جیسے
قریب کرب کے آیا ایک ہاتھ اس بہادر نے تلوار کا ایسا لگایا کہ سر اُس خیرہ سر کا مثل گوے عرصۂ ضلالت کے
دور گرا سکندر نے حکم دیا کہ ہان یہ بے ادب ظالم جانے نہ پائے مار لو گرد و عادیان نے آکر اُس بہادر کو گھیر لیا
کرب نے دلیرانہ لڑنا شروع کیا پانچ ہزار عادی اسکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے اتنے مین لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا
اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا پانچ ہزار سوار جنکو یہ کمینگاہ مین چھوڑ آیا تھا مثل بلاے بے درمان کے آ گرے اور خوب
کشت و خون ہوا آخر فوج سکندر کی بھاگی کرب اس عرصے مین اردوے امیر کی جانب روانہ ہو چکا تھا جب لوگ

اپنے سینے سے لگایا پھر اسنے نذر دی وہ بھی قبول کی صاحبقران اس سے بہت خوش ہین مگر رستم اس سے کیا خواجہ سے ناراض ہی کہ جسنے انھین کچھ دیدیا اسکی توقیر اسقدر زیادہ اسیکے سبب سے ہوتی ہی کہ قریب مرتبہ صاحبقران کے پہونچ جاتا ہی کہان ایک ادنی نوکر یعنی سپہ سالار کا لڑکا اور کہان ہم لوگون کا استقبال غرض امیر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے اور اسکے واسطے بھی دنگل اپنے پہلو مین بچھوایا یہ اور بھی سب کو شاق گذرا مگر کچھ نہ کہا بعد اسکے ایک نامہ صاحبقران نے سکندر کے نام تحریر کرکے آواز دی کہ آیا ان بہادرون مین سے ہی کوئی کہ اس نامے کو سکندر کے ہاتھ مین جاکر دے اور نامے کی وقعت مین حرف نہ آنے پائے کرب نے فوراً اٹھکر مجرا کیا اور کہا یہ خدمت غلام کے سپرد کیجاے سب سردار ہنسنے لگے اور امیر نے بھی اعتنا نہ کی پھر یہی آواز صاحبقران نے دی پھر یہ کھڑا ہوگیا غرض تیسری آواز پر جب یہ بولا تو علمشاہ نے جلکر جواب دیا کہ بے جام کا یہ عفریت بچے یہ نامہ کوئی نہین لیجا سکتا اسنے جواب دیا کہ پھر اسمین کسے عذر ہی امیر نے جام منگایا اسنے اٹھاکر پی لیا صاحبقران نے نامہ دیکر کہا کہ ای بہادر عادی بڑے مفسد ہین فوج تھوڑی ضرور اپنے ہمراہ لیے جا اسنے جواب دیا کہ اقبال حضور کافی ہی فوج کی ضرورت نہین پھر صندوق عطیہ امیر منگاکر زرہ پہنی اور تالی بجائی پھر خود سر پر رکھکر تالی بجائی جب تلوار کمر سے لگائی جب بھی تالی بجائی یہ حرکت بھی علمشاہ کو نہ خوش آئی بلکہ صاحبقران نے بھی بنظر استعجاب پوچھا ای بہادر یہ بے موقع تالی بجانے کا کون موقع ہی اسنے عرض کی کہ میری فوج کا دستور ہی جب مین ایک تالی بجاؤن تو پانچہزار جوان لباس سے آراستہ ہون دوسری دستک مین مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہون تیسری تالی مین دربارگاہ پر موجود ہون حضور بیرون بارگاہ ملاحظہ فرمائین کہ ہین یا نہین صاحبقران نے پردہ بارگاہ کا اٹھواکر دیکھا تو فی الحقیقت پانچ ہزار سوار مسلح دربارگاہ پر موجود تھے صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای کرب ان سبکو ہماری خاطر سے اپنے ہمراہ لیجاؤ اسنے منظور کیا اور نامہ لیکر باہر بارگاہ کے آیا وہ سب ہمراہ ہوئے عمرو پہلے ہی سے بصورت مبدل بارگاہ سکندر مین پہونچ گئے جب نیم فرسنگ اردوے سکندر کا فاصلہ رہا کرب نے اپنے ہمراہیون کو وہین چھوڑا اور کہا کہ جب میرے نعرے کی آواز سننا تو تم سب آجانا اور تنہا روانہ ہوا قریب بارگاہ طلوع عاد طلایہ دار نے روکا اور کہا کون ہی اسنے جواب دیا کہ میں نامہ دار امیر کشور گیر ہون اسنے کہا ٹھہر جا مین خبر کرلون جب ہمارا مالک طلب کریگا تب جانا اسنے کہا تیرا یا تیرے مالک کا نوکر نہین ہون جو ٹھہرون اسنے غصہ ہوکر جواب دیا کیا تو نہین جانتا میں طلوع عاد طلایہ دار ہون کرب نے کہا شاید تو مجکو نہین پہچانتا میں کرب دیوانہ کشندہ کفار ہون طلوع نے کہا مین سر سے بھوت آتار دیتا ہون کرب نے جواب دیا مین بہت جلد کافر کو مار لیتا ہون طلوع نے جھنجھلا کر ایک تلوار کرب کے سر پر ماری اسنے سر جھکا کر ایک ہاتھ کمر پر جو تیغہ کیا نہوبس کا بارا دو کردیا ہمراہی اسکے بھاگے اور جاکر سکندر کو خبر کی کہ نامہ دار حمزہ آتا ہی طلوع عاد کو اسنے مار ڈالا سکندر نے کہا کہ حمزہ نے ہربار مجھے نامہ لکھا ہی قسم ہی ثمرات سخن گو کی کہ جب تک حمزہ کو باندھکر کشان کشان شہر عاد مغرب تک نہ لیجاؤنگا قرار نہ آئیگا نجمک نے کہا ای شہریار اس عرب کا قاعدہ ہی کہ جب کوئی بہادر ادھر آتا ہی نامہ لکھکر اسے ہیبت دلاتا ہی اور پرستش خداے نادیدہ کی ترغیب دیتا ہی سکندر نے جواب دیا کہ ثمرات سخن گو وہ خداوند ہی کہ جسوقت کوئی مہم ہوئی اپنے پاس بلالیا یا ہر وقت اپنے ساتھ رکھا خداے نادیدہ ایسا کون بہادر ہی جسکی مین پرستش کرون اور یہ بھی خدا پرستون مین مشہور ہی نہ ہاتھ رکھتا ہی نہ پیر ہین نہ ناک ہی نہ آنکھین پھر ایسے خدا کو ماننا عین حماقت ہی یا نہین کیونکہ زبان نہین جو حکم کرے آنکھ نہین کہ کسی کے حال نیک و بد کا نگران ہو نجمک نے کہا ای شہنشاہ ایسی تدبیر کیجیے کہ نامہ دار حمزہ کو

و قرضدار عمرو بن اُمیہ ضمری حمزہ کا عیار ہون یہ سنتے ہی کرب اُٹھ کھڑا ہوا اور دست خواجہ کو بوسہ دیکر اپنے
پاس بٹھایا خلعت فاخرہ سے مخلع کر کے جو کچھ انکا حصہ مال طلسمی سے تھا دیا اور خزینہاے سکندر سے بھی اُنکا حصہ جدا
کیا اور آگے خواجہ کے رکھدیا پھر اپنی تمام کیفیت مع نام پدر و نادر بیان کی مگر شبخون جو مارتے تھے اُسکا ذکر نہ کیا
جب خواجہ نے اسکے باپ کا نام سُنا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر کردہ علی مرتضے علیہ السلام ہے کہا اے کرب غازی
آج سے تو میرا فرزند ہے اب مین تیری عزت افزائی چاہتا ہون امیر کو تیرے استقبال کے واسطے لاتا ہون یہ سنکر
کرب نہایت مسرور ہوا خواجہ نے کہا اے کرب غازی بابت اس مال کے ایک تمسک مجھے لکھدے کیونکر ابھی
مین نہ لیجاؤنگا اس مین مجھے کچھ بہتری مدنظر ہے اور تمسک لکھوانے کا یہ سبب ہے کہ شاید تو نے مجھے لالچ دیا پھر بعد کو مکر جائے
تو مین تیرا کیا بناؤنگا کرب نے کہا اے پدر بزرگوار اگر میرا ایسا خیال ہوتا تو مین آپ کو اول ہی نہ دیتا خواجہ نے
کہا بابا اس زمانے کے لڑکون کی طبیعت ایک رنگ پر نہین رہتی شاید تجھے بعد کو لالچ آئے اور مجھے نہ دے اُسنے کہا
تمام سرداران اہل اسلام کے واسطے تحفہ طلسمی رکھا ہے خواجہ نے کہا میری تسکین بے تمسک ممکن نہین کرب نے
تمسک لکھدیا خواجہ لشکر امیر مین آئے اور کہا اے عادی مرحبا تجھے مبارک ہو کہ میرا بیٹا جو تیرے نطفے سے زبردستی
بھولے سے پیدا ہو گیا تھا وہ آیا ہے اور اُسنے نظر کردہ شیر خدا ہو کر طلسم کرہوس عاد کو باطل کیا مگر مجھے بڑا افسوس
یہ ہے کہ جو مین کہتا ہون امیر قبول نہین کرتے نہین ایک بات کہتا امیر نے یہ سُنکر فرمایا کیون اے دزد مکار کونسی بات
تو نے مجھسے کہی جو مین نے منظور نہ کی خواجہ نے کہا کہ تمھارے تمام لشکر کی زیارت کو ایک بہادر نظر کردۂ غالب
کل غالب علی ابن ابی طالب آیا ہے اُسکے استقبال کو محض میری خاطر سے مع اپنے سرداروں کے چلو یہ سُنکر
صاحبقران نے بآواز بلند فرمایا کہ جو کوئی سوائے قباد و شہریار کے میرے ہمراہ کرب کے استقبال کو نہ جائیگا
اُسکو اپنا دشمن سمجھونگا کیونکہ میرے سپہ سالار کا فرزند آیا ہے اور وہ سپہ سالار جو ایک زمانے سے میرا جان نثار ہے
سب راضی ہوئے مگر رستم پیلتن و فیلقن یعنی عملشاہ کو سخت ناگوار گذرا مگر دم نہین مار سکے بہ مجبوری ہمراہ امیر کے
یہ بھی استقبال کرنے پر آمادہ ہوئے اور کہا خواجہ تحقیق اُسنے کچھ دیا ہے خواجہ نے کہا اے عملشاہ فی الحقیقت بڑا سخی
ہے مثل تیرے دنی نہین ہے بلکہ تیرے واسطے بھی کچھ تحفے لایا ہے رستم نے کہا کہ مجھے اُسکے تحفون کی ضرورت نہین خواجہ
نے کہا بیٹا ایک تمسک لکھکر اپنا حصہ میرے نام ہبہ کردو عملشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور ہمراہ امیر کے بہر استقبال روانہ
ہوا خواجہ نے بڑھکر کرب کو اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران تمھارے استقبال کو مع تمام سرداران اسلام کے
آتے ہین وہ نہایت خوش ہو کر اپنی فوج اور معروف شاہ کو ہمراہ لیکر خیمے سے چلا دور سے امیر کو آتے دیکھا فوراً
گھوڑے سے کود کر جانب امیر چلا جب بالکل قریب صاحبقران کے پہونچا راہ مین ایک قعر نہایت عمیق و طویل
ملا اُسنے اپنے دل مین کہا کہ یہان سے پھرنا محض نامردی ہے یہ خیال کر کے جست کی اور اُس طرف اُس غار
کے پہونچکر دوڑا امیر کے قدمون پر گرا صاحبقران نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اُسنے نذر دی امیر نے قبول کی
فرداً فرداً سب سردارون سے ملا جب عملشاہ سے ملنے کی نوبت آئی اُنھون نے رکاب سے پاؤن نکال کر
اُسکی طرف بڑھا دیا اُسنے پائے عملشاہ کو بوسہ دیا مگر دل مین نہایت منغص ہوا لیکن چپ ہو رہا بعد اسکے تبرکات
طلسمی اُسنے پیش کیے سب نے بخوشی لے لیے مگر رستم نے باکراہ لیکر اپنے عیار کے حوالے کیے بعد اسکے معروف شاہ
نے امیر کی قدمبوسی حاصل کی صاحبقران اسکے خیمے مین تشریف لائے اور سب خیمہ و خرگاہ بار کرا کر اپنے
ساتھ ساتھ اردوے معلی مین تشریف لائے کرب دوڑ کر قباد کے قدمون پر گرا اُنھون نے بھی سر اُسکا

سیار نے کہا مشرق سے آتے ہین اور جنوب کی جانب چلے جاتے ہین سکندر پھر مع فوج کے جانب جنوب بخیال تعاقب حمزہ روانہ
ہوا یہان کرب اپنی فرودگاہ پر پہونچ چکا تھا جاسوسون نے آکر اس کیفیت سے اطلاع دی کرب پھر آکر موجود ہوا اور سکو زخمی کرکے
چلا گیا جب سکندر بے نیل مرام پھر ایہان آکر پھر شبخون کی کیفیت سنی تمرات سے کہا اُسنے منغض ہوکر جواب دیا کہ تو سخت
نافرمان ہی تیری یہی سزا ہی ہمنے کہدیا کہ جو کچھ گذرے دم مدار یہ چپ ہو رہا اور پھر یہان سے جانب نوشیروان کوچ
کیا اب وہان پہونچا کر جہان سے حد اندلس ختم ہوئی اور ڈانڈا ممالک نوشیروان کا شروع ہوا کرب نے کہا کہ
ایک شبخون آخری بھی ضرور ہی یہ کہکر بعد نصف شب کے پھر شبخون مارا اور یہ انتیسوان شبخون ہی اسمین آکر سامنا کرب
و سکندر کا ہوا اسکندر نے تلوار ماری کرب نے پشت تلوار پر روک کر ایک ہاتھ مارا اُسنے سپر سر کے اوپر کی تلوار نے
سپر کو کاٹا اور ایک انگل سر مین در آئی اتنے مین صبح قریب ہوئی کرب اپنی کمینگاہ مین چلا آیا یہان نوشیروان کو سکندر
کے آنے کی خبر پہونچی اسنے بزرجمہر و بختک وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ کیا عمرو بھی یہ خبر سنکر بشکل مبدل
بارگاہ سکندر مین آکر موجود ہوا اسکندر نے خواجہ بزرجمہر و بختک کی تعظیم کی اور تمام کیفیت شبخون کی بیان کرکے
کہا ای خواجہ مین نے سنا تھا حمزہ بڑا بہادر ہی مگر یہ کونسی دلیری تھی کہ اندلس سے یہان تک اُسنے انتیس شبخون میری
فوج پر مارے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ ہرروز عیاران نوشیروان بارگاہ حمزہ مین موجود رہتے ہین کسی وقت حمزہ اپنے
لشکر سے نہین گئے یہ تو امر قیاس مین نہین آتا کیا ہمزاد حمزہ نے آپ کے لشکر مین شبخون مارے اُسنے کہا ای خواجہ جتنے
میرے اہل لشکر ہین سب مجروح اُسی کے ہاتھ سے ہوے اور آخری شبخون مین میرے سر پر بھی زخم آیا اُن لوگون کو خیال
گذرا کہ شاید عمرو نے سردارون کو بشکل حمزہ صاحبقران بناکر دربار مین بٹھا دیا ہوا اور امیر نے جاکر شبخون مارے ہون اتنے
مین بختک کی نظر عمرو پر پڑی پہچانا اور کہا ای بادشاہ دیکھیے عمرو بھی آپکی بارگاہ مین موجود ہی اور یہ بڑا مفسد ہی یہ کہتا تھا
کہ خواجہ عمرو نے جست کی اور وہ تاج کہ نوشیروان نے واسطے سکندر کے بطور ہدیہ بھیجا تھا اُسکے سر سے لیکر اپنا
راستہ لیا ہرچند عادیون نے خواجہ کا تعاقب کیا مگر یہ کسکے ہاتھ لگتے ہین غرضکہ آکر روبرو امیر کے سب حقیقت بیان کی
صاحبقران کو حیرت ہوئی کہ وہ کون شخص تھا جس نے میرے نام سے شبخون مارے وہان بختک وغیرہ
سکندر کا استقبال کرکے بارگاہ نوشیروان مین لائے اُسنے بھی سکندر کی بہت خاطر کی اور سامان دعوت و
راحت مہیا کیا اُدھر خواجہ عمرو ایک روز بالادوی کو کسی صحرا مین نکل گئے دور سے تھوڑی فوج ایک پہاڑ کی گھاٹی
مین دیکھی خواجہ بہت خوش ہوے اور دل مین کہا ای عمرو چلکر دو چار کوڑی کا روزگار کرو ناظرین پر واضح ہو کہ یہ
فوج کرب غازی کی ہی اور اب معروف شاہ بھی اسباب طلسمی لیکر کرب کے پاس پہونچ چکا ہی غرض خواجہ
صاحب لشکر کرب مین پہونچے کسی سے پوچھا بھائی یہ لشکر کس کا ہی اُسنے اُنکو پکڑ لیا کر غل مچایا کہ مین نے چور کو پکڑا
لوگ دوڑے ایک شخص عجیب الخلقت کو دیکھا سب نے کہا ارے اسے چھوڑ دو یہ کوئی بلا ہی آدمی کبھی اس
صورت کا ہوا ہی لیکن جسنے انھین گرفتار کیا تھا اُسنے نہ مانا اور کہا ہمارے مالک کا حکم ہی کہ جو ہمارا نام پوچھے اُسے
گرفتار کرو غرض خواجہ اسیر ہوے لوگ سامنے کرب غازی کے لے گئے دیکھا خواجہ نے کہ ایک جوان رشک
ماہ کنعان بارگاہ مین بیٹھا ہی اور ایک پیر دیرینہ یعنے معروف شاہ برابر اُسکے متمکن ہی خواجہ نے
معروف شاہ کو بھی نہ پہچانا اور نہ معروف شاہ نے انھین جانا کہ کون ہی کرب نے انکی صورت جو دیکھی کہا
ای شخص تجھے قسم ہی اُس خدائے عز و جل کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین روح عالم ہی سچ بتا کہ تیرا کیا نام ہی خواجہ نے
اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ بھی مسلمان ہی کیون اپنا نام اس سے پوشیدہ کرو کہا مین ایک غریب و ناچار مفلس

جہان پانی کو سون منزلون نایاب تھا یہان کرب نے سنا کہ اندلس ساحت بر کو لیکر کسی طرف بحیلہ نکل گیا کرب نے پھر شبخون مارا اور تمام خزانہ سکندر کا لے کر اپنی فرودگاہ پر آیا ایک درۂ کوہ مین وہ مال دفن کیا وہان اندلس ان سب کو لیکر جب بہت دور نکل گیا تو ایک پہاڑ پر چڑھکر آواز دی کہ اے سکندر حمزہ یہان کہان ہے وہ اگر ہو تو تیرے لشکر مین ہو یہان نہین ہے اور مین تجھے محض ذلت و تکلیف دینے کی نظر سے لایا اب اگر تو بہادر ہے تو مجھ ایک ادنی غلام حمزہ سے مقابلہ کر سکندر یہ سنکر غیظ مین آیا اور کہا کہ ہان اسے پکڑ لو جانے نہ پائے لوگ پہاڑ پر چڑھنے لگے جو اسکے قریب پہونچا اُسنے ایک سنگ گران اوپر سے پھینک دیا کہ استخوان اُسکے سرمۂ چشم کافران ہوگئے اور حقہ ہاے نفت بھی مارنا شروع کیے کہ جو لوگ دامنہ کوہ مین تھے اُنکی جرأت نہ پڑی جو اُسکے مقابلہ کو جاتے آخرکار اندلس دوسری راہ سے خدمت کرب مین پہونچا اور سب کیفیت بیان کی ادھر سکندر جو پلٹ کر اپنے لشکر مین آیا سنا کہ حمزہ شبخون مار کر سب خزانہ و مال لوٹ لیگیا اور صدہا بہادران لشکر کو تہ تیغ بیدریغ کیا بہت سے زخمی پڑے ہین اُسنے بڑا افسوس کیا غرض کرب غازی تو مصروف شبخون زنی ہین اُدھر سے ثمرات سخن گو مع دونون سردارون اور خزانے کے چلا آتا ہے ایک شب کو خیمہ اُسکا اسی صحرا مین استادہ ہوا جہان کرب غازی استقامت گزین تھے مشعلون کی روشنی جو کرب غازی نے دیکھی ایک جاسوس کو روانہ کیا کہ جا کر خبر لاؤ یہ کون آتا ہے وہ فوراً روانہ ہوا اور آکر خبر دی کہ ثمرات سخن گو مع خزانہ و مال و لشکر کے براے مدد سکندر آیا ہے فوراً کرب جا کر مع اپنے ہمراہیون کے گرا اور بہت سے کافرون کو تہ تیغ کر کے خزانہ اُسکا بھی اپنے قبضے مین کیا مجمل و اجمال نے آکر ثمرات کے روبرو استغاثہ کیا اُسنے کہا من خود این تقدیر کردہ بودم خاموش باش و در تقدیر من دخل مدہ مگر ان دونون کو تاب نہ رہی تھوڑی فوج ساتھ لیکر کرب غازی کے متعاقب ہوے جب قریب پہونچے دونون نے نعرہ کیا باش او قزاق دراہزن ہم آپہونچے اب ہمارے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کرب غازی نے جو دونون کے نعرے سُنے پھر کر تلوار مارنا شروع کی داہنی جانب سے اجمال اور بائین طرف سے مجمل حملہ آور ہوے کرب غازی نے بسرعت تمام چالاک کا ہاتھ مارا کہ سران دونون خیرہ سرون کے کنگر خاک پر گر پڑے ہمراہی اُنکے بھاگے اور جا کر ثمرات سے فریاد کی اُسنے کہا کہ آن مغضوبان درگاہ نے میری تقدیر مین دخل دیا اسکی سزا مین نے اُنکے واسطے یہی تجویز کی تم لوگ اُنکا غم نہ کرو غرض ثمرات جب سکندر کے اردو کے قریب پہونچا اُسے بھی خبر ہوئی اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر استقبال کیا اور لیجا کر ایک خیمۂ زربفتی مین اُسکا تخت بچھوایا اور سجدہ کر کے مستغیث ہوا کہ حمزہ نے مجھے بہت پریشان کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ تو نے میری بے اجازت سفر کیا بلکہ میری تقدیر کے خلاف کیا اُسکا ثمرہ مین نے یہ دیا اب مین آیا ہون اب ہرگز حمزہ تجھپر فتحیاب نہو گا کہ اتنے مین پھر نعرون کی صدائین بلند ہوئین اور تلوار چلنے لگی ثمرات نے کہا جا دیکھ گھوڑے لڑ رہے ہین سکندر نے جا کر دیکھا تو تلوارون کی بجلیان چمک رہی ہین اتنے مین صبح ہوئی اب جو سکندر نے دیکھا تو اسکی فوج کے گھوڑون کی پشتون پر مقوے کے بنے ہوے آدمی سوار ہین اور ہماری فوج آپس مین لڑکے کٹ گئی جب بہت پریشان ہوا اور آکر ثمرات سے بیان کیا اُسنے کہا دم مار مین نے یہی تقدیر کی تھی اور یہ سب جھگڑا محض تیری فتحیابی کی نظر سے مین نے کیا ہے تو کچھ خیال مکر اور بیدل نہو اُسنے پھر سجدہ کیا دوسرے روز پھر شبخون پڑا جب اُسے تاب نہ رہی اور کہا کہ جا کر دیکھو یہ لوگ کدھر سے آتے ہین اور کہان جاتے ہین

آتش کو عبور کر گیا کفیل عاد محاصرہ کیے ہوے تھا اور آگ کو چارون طرف سے گھیرے ہوے تھا کرب نے
آگ سے نکل کر اندھیر برپا کر دیا اور کفیل کو مع چند ہمراہیون کے قتل کیا یہ بھی خبر سکندر کو پہونچی سخت متعجب
ہوا کہ حمزہ بلاے مبرم ہی آگ مین سے بھی صحیح و سالم نکل آیا آدمی نہین جن معلوم ہوتا ہی اور ایک نامہ اپنے باپ
ہیکلان کو اس مضمون کا لکھا ای پدر والا گہر جبسے یہ غلام قدوم میمنت لزوم سے جدا ہوا آج تک ایک لمحہ
راحت نہ ملی حمزہ کئی شبخون اسوقت تک مار چکا ہی لہذا امیدوار اس امر کا ہون کہ خداوند ثمرات سخن گو
کا تخت زرین ایک اراسپے پر باندھکر مع تھوڑی فوج کے میرے پاس روانہ فرمائیے کہ خداوند کے قدمون
کی برکت سے مین زار و زبون نہ ہونگا یہ نامہ اپنے فرزند سکندر کا ہیکلان نے پڑھکر کہا کہ بڑے
تعجب کا مقام ہی کہ حمزہ سا جری و بہادر شبخون مارے پھر خداوند ثمرات سخن گو کو بلا کر تمام کیفیت
بیان کی اُسنے کہا البتہ اگر تو مجھے اُس طرف روانہ کرے تو مین سکندر کے حال نیک و بد کا نگران رہون
غرضکہ ہیکلان نے ثمرات سخن گو کا تخت زرین اراسپے پر رکھا لشکر و خزانہ فوج بیکران ہمراہ کیے
اور دو سردار مجمل عاد مغربی و اجمال عاد مغربی کو بھی ہمراہ کر کے روانہ کیا یہان کرب غازی
نے پھر بعد نصف شب کے شبخون مارا اور معروف شاہ کے خیمے مین در آیا مع تمام اسباب و شمال و شمیل کے معروف شاہ کو لیکر
نکل گیا جب یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ حمزہ اسکے شبخون مین مع خیمہ و خرگاہ معروف شاہ کو لیگیا اُسنے محلول عاد کو مع
پانچہزار سوارون کے حکم دیا کہ جا کر پکڑ لا یہ سنکر وہ فوراً روانہ ہوا ابھی کرب غازی نصف فرسخ پہونچا تھا کہ عقب سے نعرہ ہوا بابش
اے حمزہ منم محلول عاد مغربی کے گذارم ترا کہ از دست من جان بسلامت بردی کرب یہ سنکر ٹھہر گیا اور تنہا
لشکریان محلول پر جا پڑا اشتم زدن مین آدھے سے زیادہ جہنم واصل ہوے تھے کہ محلول مقابلے مین آیا
اور دوڑکر کرب پر گرز مارا اُس بہادر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا لگایا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے اُس
کافر کے ہو گئے فوج بھاگی کرب اپنی فوج مین چلا آیا اور اپنی فرودگاہ مین پہونچکر معروف شاہ سے کہا آپ
اندلس کی طرف تشریف لیجائین اور اسباب طلسمی لے کر خدمت امیر مین آئیےگا اُسنے کہا ای فرزند میرا جی
چاہتا ہی کہ پہلے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کرون پھر جاؤن کرب نے کہا مصلحت وقت یہی ہی جو مین نے
عرض کیا آپ ضرور تشریف لیجائین غرض معروف شاہ اندلس کی جانب روانہ ہوا راہ مین مجمل و اجمال
سے ملاقات ہوئی کہ یہ دونون ہمراہ ثمرات سخن گو آتے ہین معروف شاہ سے پوچھا ای معروف شاہ
خیر تو ہی تم کیون واپس آئے معروف شاہ نے کہا کہ آج تک بائیس تئیس شبخون حمزہ نے لشکر سکندر پر مارے
اور خزانہ وغیرہ بھی لوٹ لیا مین اندلس جاتا ہون کہ اور خزانہ لاؤن غرض وہ رخصت ہوکر ادھر آئے
معروف شاہ اندلس کی طرف چلا یہان ایک روز اندلس تیز رفتار عیار کرب دربار سکندر مین موجود تھا
کہ گلیم گوش عیار سکندر نے اُسے جاسوس خیال کر کے گرفتار کیا اور سکندر کے پاس لایا اُسنے
پوچھا تو کون ہی اندلس نے جواب دیا کہ جاسوس حمزہ ہون سکندر نے کہا تو مین چلکر حمزہ کا نشان
دے تو اپنی فوج کی سپہ سالاری تجھے دون اور مال و زر سے تجھے نہال کر دون اُسنے اقرار کیا اور کہا
کہ اگر مین اپنے عہد سے پھرون تو خداوند ثمرات سخن گو مجھے غارت کر دے غب کو اندلس نے کہا
جتنی فوج جرار ہی سب کو اپنے ہمراہ لیجیےگا اسواسطے کہ حمزہ کے ساتھ ہر ایک بہادر رستم وقت سہراب عصر ہی
سکندر نے چیدہ چیدہ سردار اپنے ہمراہ لیے اور ساتھ اندلس کے روانہ ہوا وہ لیکر ایسے صحرا مین پہونچا

اب دو کلمے داستان لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

راوی شیرین کلام اس داستان کو یون تحریر کرتا ہی کہ جب صاحبقران اپنے لشکر مین پہونچ گئے حلم شاہ جمہور نے غسل صحت کر چکے ایک شب کو جمہور نے لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان مین پکار کر کہا کوئی حمزہ کے لشکر مین ایسا بہادر کہ میرے مقابلے مین آئے ادھر سے ارجیب یونانی امیر سے اجازت لے کر میدان مین گیا دو پہر تک جمہور سے ردو بدل ہوئی بعد دوپہر کے جمہور نے زخمی کیا بعد اسکے صدفت گوش گیا وہ بھی زخمی ہوا ہرفت نوش بھی زخمی ہوا شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے رات کو پھر جمہور نے طبل رزم بجوایا صبح کو پھر میدان مین آیا اور کہا ای حمزہ کیا خوب ہوتا کہ آج تو میرے مقابلے کو آتا بمجرد سننے اس سخن کے صاحبقران اشقر کو اڑا کر میدان مین آے جمہور نے جھٹکر نیزہ مارا امیر نے لفن سپر گری نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے دوڑ کر تلوار ماری صاحبقران نے تلوار بھی چھین لی جب تو جمہور گھوڑے سے کودا امیر بھی زمین پر تشریف لائے کشتی ہونے لگی تا شام کشتی رہی آخر کار امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اسے سر سے بلند کیا اور نوشیروان کو نہیب دی ای کافر اگر تجھے جسپر بڑا ناز تھا دیکھ مین اسے بھی لیے جاتا ہون اب اور کسی کو مدد کے لیے بلا نوشیروان کو یہ دیکھکر بڑا صدمہ ہوا اور امیر اسے لیے ہوے اپنے لشکر مین چلے آئے بارگاہ سلیمانی مین لاکر اسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای بہادر دین دلیران اختیار کردہ از سر صدق بے عذر مسلمان ہوا امیر جشن مین مصروف ہوے وہان نوشیروان کے پاس مغرب سے نامہ دار آیا اور سکندر کا نامہ لاکر نوشیروان کو دیا لکھا تھا کہ ای نوشیروان ہم آ پہونچے حمزہ سے ہرگز خوف نہ کرنا یہ دیکھکر نوشیروان بہت خوش ہوا اتنے مین ملازمان جمہور نے لشکر نوشیروان پر شبخون مارا صدہا کو زخمی ہزارون کو واصل جہنم کرکے اردوے امیر مین چلے آئے یہ خبر امیر کو پہونچی کہ سکندر واسطے مدد نوشیروان کے آتا ہی اور ملازمان جمہور نے شبخون مار کر لشکر نوشیروان کو خوب تاراج کیا اور اردوے حضور مین چلے آئے امیر نے سب کی بڑی خاطر کی اور مسلمان کیا اب حال کرب غازی کا سنیے کہ یہ جو شہر اندلس سے روانہ ہوے بعد کئی روز کے قریب لشکر سکندر پہونچکر بعد نصف شب کے لشکر سکندر پر شبخون مارا اور نعرے امیر و سعد و قباد و عملشاہ و لندھور وغیرہ کے بلند کیے قریب دولاکھ آدمیون کے جہنم واصل ہوے اور پانچ ہزار نفیر طلسمی بجتی ہوئی کرب غازی کے ہمراہ تھین سکندر نے جو یہ ماجرا سنا دل مین کہا مین نے تو یہ سنا تھا کہ حمزہ مرد جری و بہادر ہی مگر غلط تھا اگر دلیر ہوتا تو بہادرون پر کبھی شبخون نہ مارتا صبح کو جو سکندر نے لشکر مین آکر دیکھا تو تمام کشتے اپنی فوج کے ہین کسی غیر کی ایک لاش بھی نہین سخت تعجب ہوا کہ حریف کی طرف کا کوئی نہ زخمی ہوا اسمین کیا بھید ہی غرض دن کو اور آگے بڑھا کرب غازی نے بھی آگے بڑھکر کمینگاہ سے شب کو نکل کر پھر شبخون مارا پھر سات ہزار سوار سکندر مغربی کی طرف کے مارے گئے کرب غازی کی طرف والون مین سے ایک کی بھی نکسیر نہ پھوٹی یہ ماجرا دیکھکر سکندر نے گلیم گوش عیار کو براے خبرگیری روانہ کیا اتفاقاً اس روز کرب ایک درخت کے سائے مین محو خواب تھا اور ہمراہی اسکے اپنے لباس و یراق کو دھوپ دے رہے تھے گلیم گوش عیار نے آکر یہ ماجرا دیکھا اور سکندر کو یہ خبر دی کہ مین ابھی دیکھ آیا ہون فلان مقام پر سب غافل پڑے سو رہے ہین سکندر نے موافق راے وزیر بد تدبیر کے اس صحرا مین آگ لگا دی جب کرب غازی کی آنکھ کھلی اور یہ کیفیت ملاحظہ کی مع اپنے ہمراہیون کے اس آگ مین کود پڑا اور بسم اللہ کہتا ہوا دریا کے

کمیل نامہ لیکر معروف شاہ کی بارگاہ مین بغیر پروانگی چلا آیا اور نامے کو چوم کر معروف شاہ کو دیا اُسنے بھی نامے کو بوسہ دیا اور پڑھا اتنے مین کمیل صندلی کرب پر بیٹھ گیا اور کرب شکار پر گیا تھا اس اثنا مین وہ بھی واپس ہوکر آیا دیکھا کہ میری صندلی پر ایک دیو بیٹھا ہی اور معروف شاہ نہایت انتشار کے عالم مین نامہ کو دیکھ رہا ہی کرب نے کمیل سے کہا ای شخص تو کون ہی کہ بہادرون کی صندلی پر بیخوف بیٹھا ہی وہ دیکھکر ہنسا اور کہا ای لڑکے ابھی تیرے منھ سے دودھ کی بو آتی ہی بلکہ تیرے سخن مین دودھ کا اثر ہی ایسی سخت کلامی دلیران روزگار سے کرتا ہی مگر مرنے سے نہین ڈرتا ہی خبردار بار دگر ایسا کلام ناسزا اپنی زبان سے نہ نکالنا ورنہ سزا کو پہونچیگا یہ گفتگو اسکی کرب کو ناگوار ہوئی اور جواب دیا کہ ای شخص یہ خطا تیری سبب لحاظ بادشاہ والا پائگاہ یعنے معروف شاہ معاف کی نہین تو اسکا مزہ چکھا دیتا چھٹی کے دودھ کا مزہ تیری زبان پر آتا خیر اُٹھ میری صندلی پر سے اور ملازمان خدمتگزار کی صورت دست ادب باندھکر کھڑا ہو ورنہ ہاتھ پکڑ کے اُٹھا دونگا کمیل غضبناک ہوکر اُٹھا اور چاہا کہ طمانچہ مارے کرب نے دوڑ کر ایک طمانچہ مار دیا کہ منھ اُسکا گدی کی طرف ہو گیا اور گردن پکڑ کے دھڑ سے اکھاڑ لی اور سر کو دھڑ سے زمین پر دے پٹکا جو لوگ اُسکے ہمراہ آئے تھے سب بھاگے اور جاکر سکندر سے کہا کرب نواسا معروف شاہ کا بڑا زور آور ہی اُسنے طلسم کرنوس کو فتح کرکے بہت سا مال دستیاب کیا اور فتاح بہرام کا سپہ سالار تھا اسے بھی زیر کیا اور اُسی نے کمیل کا سر اُکھیڑ کر پھینکدیا یہ سنتے ہی سکندر آگ ہوگیا اور کہا کہ مین جاکر ابھی اندلس کو غارت کرکے تمام اسباب طلسمی اپنے قبضے مین کرتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جب قریب اندلس کے پہونچا تو معروف شاہ کو خبر ہوئی کہ سکندر با فوج گران آ پہونچا اُسنے کرب سے کہا بیٹا مصلحت وقت یہ ہی کہ تم بحیلہ شکار چند روز کے واسطے چلے جاؤ کیونکہ سکندر بہت متغض ہوکر آیا ہی اُس سے مقابلہ ممکن نہین کرب نے نہ مانا جب تو معروف شاہ نے بہت منت کی بلکہ ہاتھ بھی جوڑے کہ بیٹا میری خوشی یہی ہی جب تو کرب مجبور ہوا اور شکار کو چلا گیا یہان معروف بحیلہ استقبال اردوے سکندر مین آیا سکندر کو خبر ہوئی اپنے سامنے بلوایا اور کہا او مردک تو نے ہمارے سردار کو قتل ہونے دیا اور کوئی تدارک نہ کیا اُسنے جواب دیا ای شہریار مین آپ کا خراج گذار ہون کیونکر ہو سکتا تھا کہ کوئی دقیقہ مین اُٹھا رکھتا مگر مجبوری اس بات کی ہی کہ یک بیک ایک واقعہ ظہور مین آیا مین زبان بھی نہ ہلا سکا سکندر نے کہا اچھا تو اُس چھوکرے کو ابھی میرے سامنے حاضر کر کہ مین قتل کردون اور جو اسباب طلسمی وہ لایا ہی وہ میرے حوالے کر معروف شاہ نے عرض کی ای شہریار با وقار وہ لڑکا میرا نواسا تو ضرور ہی لیکن جسروز اُسنے کمیل دلاور کو مارا اُسی روز بخوف حضور مع تمام مال اپنی مان کو ہمراہ لیکر اپنے باپ کے پاس چلا گیا اور باپ اُسکا لشکر حمزہ کا سپہ سالار ہی لیکن تمام کیفیت معدی کرب کے آنے کی اور حادیہ بانو سے منسوب ہونے کی بیان کی اُسنے کہا کہ تو نے کیون جانے دیا گرفتار کرکے میرے پاس کیون نہ بھیجا اُسنے جواب دیا کہ مین اُسکا مقابل نہ تھا سکندر نے کہا خیر میرے ہاتھ سے کب زندہ رہیگا لشکر حمزہ مین جاکر قتل کرونگا اور تو میرے ساتھ چل اُسے کچھ عذر نہ بنا مجبور مع فوج ساتھ ہوا اور خفیہ ایک نامہ کرب کو لکھا کہ فرزند مین بناچاری سکندر کے ساتھ جاتا ہون تو اپنی حفاظت کرتا رہنا جب یہ تحریر کرب کو پہونچی سخت پریشان ہوا اور اندلس مین اگرچہ تیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور جانب اردوے امیر کشور گیر روانہ ہوا چلتے وقت ارکین سلطنت سے کہدیا کہ میرے جانے کے دو روز بعد سب اسباب طلسمی بار ہوکر اردوے صاحبقران کیطرف روانہ ہو جائے

شاداب نظر آئے اور ایک کنوان زیر درخت سیب چرخی لگی ہوئی اُسکے پہلو مین ایک حوض خالی ہر اور ایک دیو کنوین سے پانی کھینچکر حوض مین بھر رہا ہر اور لب حوض ایک بڑھیا چرخہ کات رہی ہر سامنے ایک صفہ پاکیزہ سنگ رخام سے بنا تھا اُسپر ایک پیر مرد کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہر دیو اکمش نے کرب کو دیکھا فریاد کی کہ اے کرب جلد آ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دے کرب نے پوچھا کہ کیونکر تجھے رہائی دون اُسنے کہا مین کیا جانون کرب نے ایک ساعت توقف کیا لوح کو دیکھا اتنے مین پھر اُس دیو نے وہی فریاد کی کرب نے بحکم لوح تیر سنھر پر مارا تالو کو توڑ کر گدی سے گذر گیا ایک دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے تب دھوان برطرف ہو بڑھیا کے پاس جاکر بحکم لوح چرخہ اُسکے سر پر مارا پھر ایک دھوان پیدا ہوا جب وہ دھوان بھی برطرف ہوگیا کرب اُس پیر مرد کے پاس آئے اور سلام کیا اُسنے جواب نہ دیا اُسنے کہا آپ کا کیا سن ہر پھر جواب نہ دیا اتنے مین نظر کرب کی کتاب پر پڑی لکہا تھا کہ اس کتاب کو پانی مین ڈالدے کرب نے کتاب کو اٹھا کر حوض مین ڈالدیا پھر وہی دھوان پیدا ہوا یہان فتاح پلنگینہ پوش و شامل و شمیل جو بیرون طلسم تھے آنکھون سے دیکھا وہ غول جو گنبدون پر کھڑے تھے اُچھل اُچھل کر در طلسم پر گرے سب شاد و مسرور ہوے کہ الحمدللہ آثار فتح طلسم کے ظاہر ہوے مگر وہ دیو جو منارہ طلسمی پر کھڑا تھا وہ اُسی صورت سے استادہ رہا یہان کرب نے طلسم مین منارہ بلند دیکھا اور اُسپر ایک دیو استادہ پا بزنجیر آہنی لٹک رہی ہر کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ زنجیر کے وسیلے سے منارے پر چڑھ جا کرب منارے پر آیا ایک دروازہ دیکھا اُس دروازے کو کھولکر اندر آیا دیکھا سو سیڑھیان بنی ہوئی ہین زینے سے نیچے اُترا ایک نازنین کو بالاے تخت مسلسل بزنجیر دیکھا اور زیر تخت ایک دیو کو سوتے پایا کرب نے نازنین سے پوچھا کیا باعث تیری گرفتاری کا ہر اُسنے اشارے سے کہا ارے واپس جا نہین تو یہ دیو اُٹھکر ہلاک کر ڈالیگا کرب نے نعرہ کیا دیو بیدار ہوکر دوڑا کرب نے بحکم لوح دونون سینگ اُسکے پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سر دھڑ سے جدا ہوا بطور قدیم دھوان محیط ہوگیا فتاح وغیرہ نے بیرون طلسم سے دیکھا کہ وہ دیو بھی گر اہیان کرب نے اپنے تئین قلعے مین دیکھا کہ چالیس مکان اُسمین بنے ہوے ہین اور ہر دروازے مین قفل بند ہر کرب نے قفل کھولنا شروع کیے کسی مین ہیرا بھرا تھا کسی مین یاقوت کسی مین الماس ایک مکان مین پانچہزار نقرئین زرین رکھی تھین ایک مکان مین چالیس ہزار صندوق پُر از زر یراق زرین ایک مکان مین ایک ہی صندوق تھا لیکن برابر ایک حویلی کے اُس مین یراق کرنبوسی رکھا تھا کرب بہت خوش ہوا اور کرنبوس عادی کی روح کو فاتحہ پڑھکر بخشا پھر یراق کرنبوسی کو زیب جسم کیا گویا اسی کے جسم کے واسطے یہ سب قطع ہوا تھا غرض کرب غازی وہی یراق پہنکر بیرون طلسم آیا سب کو دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوئی بعد اُسکے بہت سے آدمی ہمراہ لیے اور جاکر تمام مال طلسمی بار کیا اور لیکر خدمت معروف شاہ مین آیا اُسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ میرے فرزند نے اتنا بڑا طلسم فتح کیا

اب دو کلمے داستان سکندر عاد کے بیان ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہر کہ جب نامہ نوشیروان کا سکندر کو پہونچا اُسنے پڑھکر فوراً تیاری کی کرومی اور فوج گران اپنے ہمراہ لی ایک نامہ معروف شاہ کو بھی لکھا کہ اپنی فوج لیکر میرے ہمراہ چل مین واسطے غارت کرنے خدا پرستون کے جاتا ہون میرے ہمراہ چل اور نامہ کمیل عاد مغربی کو دیا کہ یہ بہت بڑا بہادر و سردار کر

اُسپر سوار ہوکے بجاے عنان دونون کان اُسکے تھام نے لبس کرب نے دلیرانہ آن درندون مین درآ کر شیر کو تلاش کیا مگر کسی جانور نے ایذا نہ دی دیکھا کہ فی الحقیقت شیر سامنے سے چلا آتا ہے کرب پر حملہ کیا اسنے جست کرکے خالی دی شیر پلٹنے نہ پایا دوسری جست کرکے اُسکی پیٹھ پر سوار ہو لیا اور دونون کان پکڑ لیے شیر برق جہندہ کی صورت چلا تو ج ہوا کرب کی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا بعد گھڑی ساعت کے شیر زمین پر گرا کرب بے حس و حرکت ہوا کرب نے آنکھ کھول کر دیکھا تو اپنے تئین ایک عمارت رفیع مین پایا اور شیر کو مردہ دیکھا جب قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا خس و خاشاک سے ایک جسد شیر کا بنایا ہے سخت حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے غرض اس مکان مین چار جانب کسی کو نہ پایا ایک دروازہ ملا اُسکو کھولا اُسمین بھی نہایت وسیع و رفیع عمارت دیکھی اسی طرح کئی مکانون مین گیا لیکن ہر مکان مین ایک شیر کو مسلسل دیکھا کہ منھ مین ہر ایک شیر کے کوئی عضو آدمی یا غول یا دیو کا تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے ایک دیو نے نعرہ کیا او آدمزاد خیرہ سر و تیرہ روزگار باش کرتا ہے خورم کرب دست بقبضہ ہوکر ٹھہر گیا دیو نے آتے ہی دار شمشاد کا وار کیا کرب نے خالی دے کر اُلٹ دار شمشاد پر ڈالدیا اور جھٹکا دے کر اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور غور جو کیا تو مقوے کی دار شمشاد بنی ہوئی تھی اتنے مین وہ دیو دھوان ہوکر تمام مکان مین پھیل گیا کرب سر بزانو ہو کر بیٹھ گیا بعد چند ساعت کے تاریکی دور ہوئی دیکھا نہ مکان ہے نہ دیو ہے مگر ایک ریگستان ہو کا مکان ہے کئی فرسنگ راہ طے کی تھی کہ ایک بہت بڑا جھانک دیکھا قریب پہونچے تو اُسمین بہت سے خیمے استادہ پاے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اپنے اپنے کام مین مشغول تھے دور ہی سے کرب نے سلام علیک کی کسی نے جواب نہ دیا قریب جاکر کہا بھائی تم لوگ بہرے ہو جو جواب نہ دیا سب آپس مین ہنسنے لگے کوئی انکا منھ چڑھاتا تھا کوئی ہاتھ چمکاتا تھا جب تو کرب کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر دوڑا آنکھ جو جھپکی نہ وہ دروازہ تھا نہ کوئی آدمی تھا اور زیادہ حیرت ہوئی بار آلہا اسمین کیا اسرار ہے ہر شی یہان عجیب و غریب ہے اور آگے چلا ایک کنوان دیکھا کمند کے وسیلے سے اُسمین اُتر گیا دیکھا ایک نقب ہے اُسمین بہت بڑا ظرف چینی کا روغن نفت سے بھرا ہوا رکھا ہے اور دو فتیلے پوست شیر کے اُسمین روشن ہین تھوڑی دور جاکر ایک دروازہ ملا اُسے کھول کر اندر آیا دیکھا دو گائین لڑ رہی ہین دونون کے سینگ گتھے ہوے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اپنی قوت بازو سے ان دونون کو جدا کردو کرب نے دامن گرداسنے آستین چڑھا کر زور کیا دونون الگ ہوگئین اب جو دیکھا تو وہ گائین مقوے کی بنی ہوئی ہین کرب نے دل مین کہا کہ حکما بھی عجیب صاحب مذاق ہوتے ہین جو چیز انھون نے بنائی نہایت تعجب خیز ہے اور آگے چلے دو مینڈھے اسی طرح آپسمین لڑ رہے تھے بحکم لوح اُنھین بھی جدا کیا اب جو دیکھا تو مینڈھے بھی موم اور روئی کے بنے ہوے تھے اور آگے بڑھکر ایک باغ مین گذر ہوا سامنے سے غول زنگیون کا نمودار ہوا گویا بارادۂ قتل کرب غازی چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غول زنگیان مین ایک غول ہے گرز اُسکے سینے پر مار کرب نے بہ مردی و مردانگی ڈھونڈھکر غول کو بحکم لوح گرز مارا وہ گرا ساتھ اُسکے سب حبشی گرے اور فوراً غائب ہوگئے اب جو دیکھا تو پھر صحراے لق و دق ہے بعد چند قدم کے دو دروازے برابر نظر آئے ایک بند اور دوسرا کھلا تھا بحکم لوح بند دروازے کو کھول دیا اور کھلے دروازے کو بند کیا اُسمین دو قالین رکھے ہوے تھے ایک تہ کیا ہوا رکھا تھا اور دوسرا بچھا تھا یہ دیکھکر کرب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا جو قالین تہ کیا ہوا ہے اُسے بچھا دے اور جو بچھا ہے اُسے تہ کر دے کرب غازی نے ایسا ہی کیا دروازہ باغ کا نمودار ہوا کرب باغ کے اندر آیا ہزارہا درخت سرسبز و

کہ یہ طلسم کرنبوس عادی ہے اسمین جو گیا وہ دنیا سے گیا کرب نے پوچھا کہ اسکی کچھ کیفیت اگر معلوم ہو تو بیان کرو شمائل
نے کہا اتنا سنا ہے کہ اسمین ایک سو تیس برج ہین سر بفلک کشیدہ اور ہر برج پر ایک غول نفیر منھ سے لگائے کھڑا ہے
اور ایک منارہ ہے اُس پر ایک دیو مہیب بشکل عجیب گرز گران بردوش کھڑا ہے جو شخص اس طلسم مین جاتا ہے ایک
شیر آکر اُٹھا لیجاتا ہے غول نفیرین بجانے لگتے ہین کہ جسکی آواز سے کوہ و بیابان مین لرزہ پڑ جاتا ہے کرب نے کہا قسم ہے
اُسی خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا اس طلسم کو بغیر توڑے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا شمائل نے کہا طلسم کشائی کے لیے
صاحبقرانی درکار ہے اُسنے کہا کہ آج شب کو یہان قیام کرو کل جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض جابجا خیمے برپا ہوے کرب
اُسی وقت سے اپنے خیمے مین آیا اور سجادہ نشین ہوکر دعا مانگنا شروع کی یہانتک کہ نصف شب گذری تھی کہ غفلت سی
آگئی دیکھا کہ ایک مرد ضعیف سامنے سے نمودار ہوا بعد سلام علیک کے کرب سے کہا اے نظر کردہ شیر خدا تیرا ارادہ طلسم فتح کرنے کا ہے
لہذا آگاہ ہو کہ میرا نام کرنبوس عادی ہے جسوقت مین دنیا مین تھا تو صدہا پہلوانون اور گردن کشون کو مارا اور زیر کیا اُنکے آلات
اور اکثر عجائب دستیاب ہوئے یہ طلسم تیار کیا مگر اب میرے نزدیک ان چیزون کے لائق تو اور تیرے لائق وہ عجائبات ہین جاہین نے
یہ طلسم تجھے بخشا کرب نے کہا کسطرح طلسم فتح ہو سکتا ہے لوح کا نشان تو بتائیے پیر نے کہا بابا تو جانب دست راست کو جانا اُس
طرف قلعے کو چھوڑنا ایک عجیب شجر ملیگا جسکی ہر شاخ سے اور ہر برگ و بار سے صداے اللہ اکبر بلند ہوگی اُسکے نیچے
جاکر دو رکعت نماز ادا کرنا پھر آگے چلنا بعد پانچ سو قدم کے ایک سنگ سیاہ زمین پر پڑا دیکھیگا اُسے اُٹھانا ایک کنوان
اُسکے نیچے ہوگا اور زینہ بنا ہوگا تو بےخطر طلسم کشائی کی چاہ مین اُس کنوئین مین اُترنا ایک دروازہ بند ملیگا اُسپر آیہ
پاک منقوش ہے آیت کو پڑھنا دروازہ کھلجائیگا اندر جاکر دیکھنا بارہ دری پر صندوقچہ فولادی رکھا ہوگا اُسے کھولنا
لوح فولادی اُسمین سے ملیگی پھر جو لوح حکم کرے عمل مین لانا اتنا سنکر کرب ہوشیار ہوا فتاح اور دیگر اپنے ہمراہیونکو
بلا کر کہا کہ یہ طلسم جسکا ہے اُسنے مجھے دیدیا ہے صبح بھی ہوگئی تھی کہا بہت جلد میرا گھوڑا لاؤ فتاح نے گھوڑا منگایا کرب
سوار ہوکر حسب ہدایت پیر روانہ ہوا اور لوح حاصل کی دیکھا اُسمین بخط جلی لکھا ہے جو شخص اس لوح کو پائے صلاح
تو یہ ہے کہ طلسم کشائی کا خیال دل مین نہ لائے کیونکہ فتاحی اس طلسم کی ممتنع ہے چالیس حکیمون کی رائے جب متفق ہوئی
تو یہ طلسم تیار ہوا اور اگر جرأت کرے کہ ہم اس طلسم کو توڑین تو دست چپ اس مقام سے ایک دروازہ ہے اُسے
کھولے باغ دلچسپ ملیگا اُسمین حوض پر از آب ہے حوض مین وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے ایک جانور بشکل
فیلمرغ آسمان کی طرف سے آئیگا اُسپر سوار ہو جائے پھر جب ضرورت ہو لوح سے مشورہ کرے غرض کرب نے جاکر
اُسی طرح نماز ادا کی جانور آیا یہ اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ لیکر ہوا پر ہوا ایسا بلند ہوا کہ زمین نظرون سے غائب
ہوگئی پھر چشم زدن مین ایک درخت پر لیجا کر اُتار دیا کہ شاخین اُسکی ایک فرسخ تک محیط تھین اور بلندی صدہا فرسخ تھی
کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا جو اسم پیشانی لوح پر کندہ ہے تو پڑھ بیخ درخت سے ایک دیو پیدا ہوکر تجھے
نہیب دیگا تو اُسکی جانب مطلق اعتنا نہ کرنا اور نہ جواب دینا وہ درخت پر چڑھیگا تو فوراً جست کرکے اُسکی گردن پر
سوار ہونا اور اگر ہیبت اُسکی تیرے دل پر طاری ہوگئی تو وہ تجھے کھا جائیگا کرب نے وہی اسم پڑھا دیو نکلا اور
للکار کر درخت پر چڑھنے لگا کرب جست کرکے اُسکی گردن پر سوار ہوا وہ لیکر بالاے ہوا بلند ہوا بعد کئی ساعت
اُسکے کنارے ایک دریاے عجیب کے اُتار کر غائب ہوگیا طرح طرح کی آوازین مہیب اُس دریا سے پیدا ہوتی تھین باوجود
اس دلیری کے قریب تھا کہ زہرہ کرب کا آب ہو جائے اور دریا کی ایک طرف کو جنگل دیکھا کہ اُس صحرا سے صدہا
جانوران موذی کرب کی طرف چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ ان جانورون مین ایک شیر ہے

باپ کے پاس ملازم تھا ایک مرتبہ مجھین اسنے دیکھا فریفتہ ہو کر سکندر سے تمھاری خواہش کی اُسنے نہ منظور
کیا یہ بیچارہ تمھاری محبت مین جاکر صحرا نشین ہوا مین نے اسے مسلمان کیا اسنے شرط کی کہ صدق دل سے
مسلمان مین اسوقت ہونگا جب میری محبوبہ مطلوبہ ملیگی اگر اسکو قبول کرو تو فبہا ورنہ قتل کرونگا ملکہ یہ سنکر بہت ہنسی
اور کہا ای بہادر دوران عرصہ چھ ماہ کا ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام میرے خواب مین تشریف
لاے مجھے مسلمان کرکے اس شخص کے ساتھ منسوب کیا بعد اسکے نوشیروان کے بیٹے کے ساتھ میری
نسبت ٹھہری مین نے قبول نہ کیا یہ سنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوے ملکہ نے اپنی خواصون کو پکارا جو
ابھی مجھین وہان سے دوڑین گلچہرہ سب پر خفا ہولی کہ مین نے ان دونون جوانون کو براے امتحان بلایا تھا کہ تم
لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے تنہا چھوڑکر چلی جاتین جاؤ جلدی سامان عیش و عشرت مہیا کرو
وہ سب تو شراب و کباب و طعام کی فکر مین گئین ابھی تھوڑی رات آئی تھی کہ کرب نے سنا منادی ندا کر رہا ہے کل صبح کو سعد نبیرۂ
حمزہ و میر فرخاری مع اور کئی ہزار فوج کے جو کہ گرفتار ہو کر آئے تھے سب دار پر کھینچے جاینگے کرب نے گھبرا کر
پوچھا فتاح سنو تو یہ کیا ڈھنڈھورا پٹ رہا ہے ملکہ نے کہا آج صبح سے یہی تمام شہر مین شور ہے کہ کل نبیرۂ حمزہ دار
پر کھینچا جائیگا خدا جانے نبیرۂ حمزہ کون شخص ہے مگر اتنا جانتی ہون کہ مسلمان ہے خدا اُس بیچارے کی جان بچائے
کرب نے کہا میرا آقا زادہ ہے ابھی مین نے تمہین کہا تھا کہ میرا باپ سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہے اور حمزہ وہ شہریار
ہے کہ جسنے قاف مین جاکر بہت سے دیوزادون کو تہ تیغ کیا اور صدہا کو زیر کرکے ملکہ آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا
اور ای فتاح اب تم تو یہان عیش کرو مین اُس شہزادے کی مدد کو جاتا ہون خدا نے چاہا تو دشمنون کے ہاتھ سے
بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی سمجھایا ای شہریار اکیلا جانا اچھا نہین پھوڑتا کرب نے کہا ہزار جانین میری
سلطان سعد کے ایک ناخن پا پر نثار رہین یہ کہکر چلا

اب دوسرے داستان پہونچنا کرب کا قلعہ آہن حصار مین مع فتاح و گلچہرہ کے بیان ہوتے ہین

چونکہ یہ داستان بیان ہو چکی ہے مگر بیان بہ نظر یاد دہی مجملاً لکھی جاتی ہے یہ کیفیت سب تحریر ہو چکی ہے کہ کیونکر سلطان
سعد کو رہا کیا وہان تک ذکر ہوا ہے کہ کنارے آبجو کے ملکہ نقابدار بنی ہوئی پہونچی اور کرب سے ملی سعد نے لاکھ
لاکھ نام و نشان پوچھا کرب نے خلاصہ اپنا پتا نہ دیا اور رخصت ہوا سعد نے لشکر اسلام مین پہونچ کر کرب کی بہت
تعریف کی کہ ایک جوان ایسا جری تھا اُسنے میری مدد کی مگر اپنا پتا نہ دیا امیر نے فرمایا کہ اپنے ہمراہ اسے
کیون نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ وہ نہ آیا اور کہا انشاء اللہ قریب تر مین لشکر امیر مین حاضر ہوتا ہون امیر خاموش
ہو رہے کرب مع فتاح و گلچہرہ قلعہ آہن حصار مین پہونچا جو لوگ فتاح کے وہان مقیم تھے سب کو مسلمان کرکے
اپنے ہمراہ لیا اور شہر اندلس مین آیا معروف شاہ سے ملازمت حاصل کی تمام کیفیت جو گذری تھی بیان کی معروف
شاہ نہایت مسرور ہوا عادیہ بانو نے سنا اسکے دل سے بھی غم فرقت کرب دور ہوا فتاح نے بھی اندلس مین سکونت
اختیار کی اور بہ آسائش و آرام رہنے لگے

ذکر داستان دلستان معروف شاہ اندلسی اور کرب کا آکر حال بیان کرنا اور واسطے شکار کے اپنے
ماموں شامل اور شمیل دونون کو لیکر شکار کو جانا اور طلسم کا فتح کرنا

راوی شیرین کلام نے اس داستان دلون تحریر کیا ہے کہ ایک روز کرب شامل و شمیل کے ہمراہ صحرا مین
شکار کھیل رہا تھا کہ ایک قلعہ دیکھا کرب نے شامل سے کہا اس قلعے مین چل کر شکار کھیلنا چاہیے اُسنے جواب دیا

اگر زندگی کے خواہان ہو تو سب مال اپنا یہین رکھدو اور چپکے سے چلے جاؤ ورنہ تم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہ کیفیت دیکھکر کرب کو تاب نہ رہی گھوڑے کو چھیڑکر اُسکے سامنے آیا اور کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی تو بہت نامرد معلوم ہوتا ہی زیردستون پر ظلم کرتا ہی اُسنے کہا نام میرا فتاح پلنگینہ پوش ہی تیرا کیا نام ہی جو اپنی حسن و جوانی پر رحم نہ کرکے بہادرون سے ایسی ناسزا گفتگو کرتا ہی کرب نے کہا اگر تو بہادر ہی تو مجھسے مقابلہ کر یہ سنکر فتاح نے بہ اکراہ تمام نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزے کا بند کھولکے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اس عرصے مین شامل و شمیل بھی ہوپہنچے مگر ابھی دور ہین فتاح نے جھنجھلاکر تلوار ماری کرب نے تلوار چھین کر پھینکدی اور گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اُسنے جھٹکا مارا کرب نے دوسرا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر اُسے نال کی صورت سر سے بلند کرلیا یہ کیفیت دیکھکر اُسکے ہمراہی کرب پر لوٹ پڑے کرب نے بجاے سپر بائین ہاتھ مین فتاح کو لیا اور سیدھے ہاتھ مین تلوار لیکے لڑنا شروع کیا صدہا کو واصل جہنم کیا اور بہت سے زخم فتاح نے سپر بنکر کھائے اتنے عرصے مین شامل و شمیل بھی آگرگرے اُسوقت فتاح نے اپنے ہمراہیون کو آوازدی کہ خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے سب ٹھہر گئے فتاح نے کہا ای بہادر اب مجھے چھوڑدے اور اپنے نام نامی سے اطلاع دے کرب نے اُسے بہ آہستگی زمین پر چھوڑکر اپنا نام بتایا اور کہا مسلمان ہو اُسنے جواب دیا ای بہادر میرا ایک مطلب ہی اگر وہ پورا ہو تو مسلمان ہو جاؤن کرب نے کہا بیان کر اُسنے کہا سکندر بن ہیکلان کی بیٹی پر مین عاشق ہون صورت اُسکی یہ ہی کہ مین ملازم سکندر کا تھا ایک روز اُسکی بیٹی ملکہ گلچہرہ حمام مین گئی مین نے اُسکو بے پردہ و حجاب دیکھ لیا دل مبتلاے الفت ہوگیا بعد کئی ماہ کے جب حالت اپنی متغیر دیکھی تو لوگون کے ذریعہ سے اُسکی خواستگاری کی اُسنے نہ منظور کیا مین نے اُسکی ملازمت ترک کرکے مع تیس ہزار آدمیون کے قلعۂ آہن حصار مین بودوباش اختیار کیا اور واسطے بسراوقات کے پیشۂ رہزنی کرنے لگا یہ سنکر کرب نے کہا اگرچہ وہ بادشاہ جلیل القدر ہی لیکن میری تو خدا پر نظر ہی اگر مدد ایزدی ہوگی تو انشاءاللہ یہ کام بھی مجھسے سرزد ہوگا یہ کہا

اور روانہ ہونے پر آمادہ ہوا

دوسکھے داستان جانا کرب کا مغرب مین اور لانا معشوقۂ فتاح یعنی گلچہرہ کو اس اثنا مین مدد کرکے چھڑانا سلطان سعد و پیر فرخاری کو جسکا ذکر اول ہوا ہی

پس ہرچند کرب کو شامل و شمیل نے روکا مگر کرب نے نہ مانا اور فتاح کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا شامل و شمیل نے آکر تمام کیفیت معروف شاہ سے بیان کی پہلے تو خوش ہوا پھر بہت ملول ہوا کہ اب شیر کے منہ مین شکار گیا ہی سکندر مغربی سے کون لڑسکتا ہی اور اگر اس چھوکرے نے وہان جاکر دیوانگی کی باتین کین فوراً وہ قتل کریگا عادیہ بانو کو خبر ہوئی وہ بھی سنکر بہت مضطر ہوئی غرضکہ جب کرب مع فتاح عازم مغرب مین پہونچا یہ لباس شبروی فتاح کو لیکر خوابگاہ ملکہ گلچہرہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہی پرستارین مصروف مروحہ جنبانی ہین یہ دونون تیغ بکف بارہ دری مین درآئے خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی نہایت قوی ہیکل سیاہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے چلے آتے ہین سب کی سب آہستہ ادھر ہی کرکے بھاگین اور چھپ رہین کرب نے ملکہ کو ہوشیار کیا وہ بھی دیکھکر گھبرائی کرب نے کہا ای ملکہ ڈرو نہین مین کرب بن عادی سپہ سالار حمزۂ صاحبقران ہون اور یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہی پہلے یہ تمھارے

کرب نے گریہ وزاری کرنا شروع کی کہ اے کریم و رحیم میری آبرو رکھلے ان سے سرخرو کردے میں نے تو
ارادہ یہ کیا ہے کہ تیری راہ میں لڑوں اور کافروں کو مسلمان کروں ایسی قوت مجھے عطا فرما کہ اس
نقابدار کو زیر کرلوں روتے روتے اسکو غفلت سی آگئی دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک نور ساطع ہوا
اور ایک بزرگ بشکل نورانی تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لڑکے نہ گھبرا کیونکہ تیرے ہاتھ سے بہت سے
کارنمایاں سرزد ہونگے بعد اسکے سب ہتھیار کھول کر اپنے دست حق پرست سے کرب کے جسم پر آراستہ
کیے بعد اسکے اپنے دست مبارک سے باندھے گھوڑے پر بٹھایا اور کچھ فنون سپاہگری تعلیم فرمائے اور ارشاد
فرمایا کہ اب تو کسی سے زیر نہو گا کرب نے کہا اگر کوئی آپ کا نام پوچھے تو کیا کہوں فرمایا کہدینا شاہ
ولایت اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب کہ اتنے عرصے میں یہ ہوشیار ہوگیا اور اپنی ماں کے
پاس آیا عادیہ بانو نے پوچھا کہو بیٹا کیا ہوا کرب نے کہا آج تو برابر رہا اگر کل زیر کرلونگا اور اگر کل بھی زیر
ہوا تو پھر کبھی والد ماجد کے پاس جانے کا قصد نہ کرونگا عادیہ بانو نے کہا کل بھی جانا یہ بھی حسرت پوری
کرآنا غرضکہ دوسرے روز پھر کرب روانہ ہوے وہی نقابدار آیا کرب سے مقابلہ ہوا نقابدار نے نیزہ
مارا کرب نے چھین کر پھینکدیا نقابدار نے تلوار ماری کرب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار بھی [illegible] نقابدار کرب
سے لپٹ پڑا کرب نے بسہولت تمام کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے نقابدار کو سر سے [illegible] لیا اور بند
نقاب توڑ ڈالے اب جو دیکھا تو عادیہ بانو ہے ماں کو دیکھکر بہت منفعل ہوا اور کہا اے مادر مہربان یہ
کیا حرکت تھی عادیہ نے کہا بیٹا میں تجھے آزماتی تھی کہ تو کسی لائق ہے یا نہیں اب سچ بتا کہ اسمیں کیا
اسرار ہے کل تو تو مجھسے زیر ہوگیا اور آج ہاتھ نہ لگانے دیا اور مجھے اٹھا لیا اسنے کہا میں نظر کردہ
شاہ ولایت غالب کل غالب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہوا ہوں اور ساری کیفیت اپنی گریہ و
زاری کی بیان کی عادیہ بانو اپنے ساتھ شہر میں لائی دوسرے روز کرب جاکے دربار معروف شاہ
میں بیٹھا ہے کہ ایک گروہ سوداگروں کا سر برہنہ استغاثہ کنان آیا اور سب نے کہا اے بادشاہ ہماری
فریاد کو پہونچیے ہم لوگ تاجر ہیں فلان صحرا میں ایک قزاق نے ہمیں لوٹ لیا بادشاہ نے کہا وہ فتاح
شگلینہ پوش ہے اس سے لڑنے کی طاقت عالم میں کوئی نہیں رکھتا بارہا میں نے اسکی گرفتاری کا ارادہ کیا
بہت سی فوج بھیجی مگر سب کو اسنے پسپا کردیا یہ سنکر کرب کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور اپنے نانا سے
کہا کہ آپ ایسا کلمہ فرمائیں تو تعجب کا مقام ہے کہ اسکا مقابل عالم میں نہیں ہے معروف شاہ نے کہا بابا
اسکے مقابل ہو تو تم ہو یہ سنتے ہی کرب اٹھ کھڑا ہوا اور سوداگروں سے کہا چلکر اسکا نشان تم ہمیں
بتادو معروف شاہ نے کرب کو بہت سمجھایا مگر اسنے نہ مانا جب تو معروف شاہ بہت ہی پریشان
ہوا کہ اگر یہ دیوانہ فتاح کے ہاتھ سے مارا گیا اول تو اسکی ماں جان دیدیگی دوسرے معدیکرب آکر تمام سلطنت
میری تاخت و تاراج کردیگا اور کہیگا کہ میں اسی واسطے اپنی زوجہ کو آپ کی تولیت میں چھوڑ گیا تھا کہ آپ
میرے بیٹے کو لڑائی میں قتل کرادیں اور نہ روکیں غرض شمائل و شمیل دونوں اپنے بیٹوں کو مع
پانچہزار فوج کے عقب کرب میں روانہ کیا کہ تم اسکی محافظت کرنا کرب جو قلعہ فتاح کے قریب
پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا اترا ہوا ہے اتنے میں سامنے سے کچھ لوگ آتے ہوے دیکھے اور سب
سہم گئے ایک شخص جسکا قد قریب تیس آرنج کے تھا آیا اور کہا اے گرفتاران محبس دنیا

اور اسعتین یہ سب کیفیت درج کی اور لڑکے کی بھی کیفیت لکھی جب حمزۂ صاحبقران کے پاس وہ نامہ پہونچا اور اُسے کھول کر اول سے آخر تک پڑھا لڑکے کا حال سُنکر بہت رنج گذرا پھر فرمایا اگر وہ لڑکا زندہ رہیگا تو ایک روز جامع المتفرقین ملا دیگا۔

اب حال نوشیروان کا معرض تحریر مین آتا ہی

ایک روز نوشیروان نے بختک سے کہا ای مردک تو نے مفسدی کر کے پھر مجھے امیر سے لڑوایا فقط میری طرف جمہور باقی ہی تو وہ بھی زخمی ہو گیا تھا فی الحال اچھا ہوا ہی فوج میرے پاس اسقدر نہین ہی کہ امیر سے مقابلہ کرون اب بتا کہ کیا تدبیر کرون بختک نے جواب دیا کہ ایک پروانہ اپنی جانب سے ہیکلان عاد مغربی کو لکھیے اُسے اور اُسکے بیٹے سکندر بن ہیکلان دونون کو طلب کیجیے غرضکہ فوراً نامہ لکھا گیا بعد تعریف لات ومنات کے نوشیروان کی طرف سے لکھا تھا کہ ای ہیکلان عاد بہادر و نیک نہاد مجھے آجکل ایک مہم درپیش ہی لہذا یا تو تم آؤ یا بیٹا تمھارا سکندر فوج جرار لے کر آئے یہ لکھکر نامہ جانب مغرب روانہ کیا

اب کچھ حال شہر اندلس کا بیان ہوتا ہی

راوی شیرین کلام نے روایت کی ہی کہ جسوقت پہلوان عادی کا گذر شہر اندلس مین ہوا تھا اور کسی تقریب سے دختر معروف شاہ مالک اندلس کے ساتھ منعقد ہوا تھا نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہی پہلوان عادی اُسے حاملہ چھوڑ کر خدمت امیر مین چلا آیا تھا چنانچہ بعد نو مہینے کے عادیہ بانو کے بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا بالکل اپنے باپ کی صورت ہوا نام بھی اُسکا باپ کے نام پر کرب غازی رکھا جب کرب سن تمیز کو پہونچے لکھ پڑھ کر فنون سپاہگری حاصل کرنے لگے جبکہ اسمین بھی کمال حاصل ہوا تو ایک روز اپنی ماں سے کہا میرا جی چاہتا ہی لشکر امیر مین جا کر والد بزرگوار سے ملون اُسنے کہا بیٹا تم ابھی اس قابل کہان ہو کہ لشکر امیر با توقیر مین جاؤ وہان ہر ایک شیر بیشۂ شجاعت ہی تمھارے باپ کو خفت ہوگی کرب نے کہا مین اپنے سامنے کسی کو موجود نہین سمجھتا کون ایسا ہی جو مجھسے لڑ سکیگا یہ سُنکر عادیہ بانو نے کہا اچھا مین امتحان کرلون تو جانا تم فلان صحرا مین جاؤ ایک نقابدار آئیگا اگر تم اُسکو زیر کرلوگے تو پھر مین بھیجدونگی کرب راضی ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُسی صحرا مین پہونچا دیکھا کہ سامنے سے ایک نقابدار مثل شعلۂ جوالہ کے آیا اور کہا ای لڑکے تو نہین جانتا ہی کہ یہ صحرا بہادرون کی شکارگاہ ہی یہان تو نے کیون قیام کیا کرب نے کہا مین تیری گوشمالی کو آیا ہون نقابدار قریب آیا کرب نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے پر نیزہ گانٹھ کر بہ آہستگی تمام کمر بند پر نیزہ بند کر کے قاش زین سے کرب کو اُٹھا لیا اور پھر زمین پر چھوڑ کر اپنی راہ لی کرب نہایت منفعل ہو کر چلا آیا اپنی ماں سے آ کر کہا کہ مین اُس سے کم نہ رہا اور نہ وہ زیر ہوا عادیہ بانو نے کہا بیٹا جب تم نقابدار کو زیر کروگے تو مین جانے دونگی غرضکہ پھر سال بھر تک کرب نے خوب ورزش کر کے ماں سے خواستگاری کی کہ اب نقابدار کے مثل پچاس بہادر ہونگے تو زیر کر لونگا اب مجھے جانیدو عادیہ بانو نے کہا اچھا آج پھر جا کر اُس نقابدار سے مقابلہ کرو کرب پھر صحرا مین گیا وہی نقابدار آیا پھر کرب مقابل ہوا الغرض اول اُسنے نیزے پر اُٹھا لیا اور چھوڑ کر چلا گیا

یہ سنکر چلے جاکے چھپر کھٹ ملکہ کا اُٹھا لیا اور تخت سے لیکر چلے چونکہ یہ عورت بڑی بہادر ہی ان دیوون سے
پوچھا تم کون ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم ملکہ آسمان پری کے ملازم ہین آپ کو اُنھون نے طلب کیا ہی
اُنھین کے حکم سے آپ کو لیے جاتے ہین اثنا سے راہ مین ملکہ گردیہ بانو مبتلاے دردزہ ہوئی کہا کہ ای
ملازمان ملکہ آسمان پری مجھے ایک لمحہ کے واسطے زمین پر اُتار کر تم ہٹ جاؤ دردزہ کے سبب مین بیچین ہون
غرضکہ وہ دیو یہ کلام ملکہ کا سنکے زمین کی طرف متوجہ ہوے اور ایک پہاڑ کی گھاٹی مین چھپر کھٹ ملکہ کا رکھکر ہٹ
گئے ملکہ گردیہ بانو کے یہان اُسی وقت لڑکا پیدا ہوا بعینہٖ امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران زمان کا نمونہ تھا
حسن مین مہر و ماہ سے دونا تھا ملکہ نے اپنی پیشواز زر لفتی کا دامن پھاڑا اور اُس دامن مین لڑکے کو لپیٹا پھر
بازوبند عطیہ امیر بانو قیر اُس لڑکے کے بازو پر باندھا اور بلائین لے کر کہا بیٹا ہم اب تجھسے رخصت ہوتے
ہین تمھین خدا کے حوالے کیا کیا معلوم آسمان پری ہمسے کسطرح پیش آئے اگر ہم زندہ رہے اور تم بھی
جی بچے تو کبھی ملجائینگے یہ کہکر سات بار گرد پھری اور پھر اپنے چھپر کھٹ پر آکر دیوون کو آواز دی کہ وہ
وہ دیو قریب ملکہ گردیہ بانو کے آئے اور پھر ملکہ کو لے کر روانہ ہوے اور فوراً سامنے ملکہ آسمان پری
کے پہونچا دیا آسمان پری نے ملکہ گردیہ بانو سے نام پوچھا ملکہ نے جواب دیا گردیہ بانو کہتے ہین آسمان
پری نے کہا ای گردیہ بانو کیا تو نہین جانتی تھی کہ حمزہ میرا شوہر ہی اُسکے ساتھ اپنا عقد کر لیا گردیہ بانو
نے کہا تیرا شوہر ہرجائی ہی ملکہ اُسنے خود مجھے اپنے دام تزویر مین پھنسا کر اپنا عقد میرے ساتھ کیا آسمان پری
نے اپنے دیوون سے کہا کہ ہان اسے کھالو گردیہ بانو نے دوڑکے آسمان پری کے آگے سے تلوار
اُٹھالی اور پینترا بدل کر کھڑی ہوگئی دیو دوڑے ملکہ گردیہ بانو نے دو چار ہاتھ چھوٹ کے بڑھ بڑھ کے
مارے دیو زخمی ہوے اتنے عرصے مین قریشہ سلطان نے دیوون کو سخت و سست کہکر ہٹایا پھر اپنی
والدہ ماجدہ سے ماجرا دریافت کیا ملکہ آسمان پری نے سب بیان کیا قریشہ نے کہا ای مادر مہربان
یہ بیچاری محض بیخطا ہین آپ صاحبقران کو روکیے اور بہت سی گردیہ بانو کی شفاعت کی کہ اُنھین میرے
سپرد کیجیے غرضکہ قریشہ سلطان گردیہ بانو کو لے کر اپنے باغ مین آئی اور کہا ای اماجان حمزہ صاحبقران
کا مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا ای بیٹی مین نے نو مہینے سے دیکھا تو نہین ہی مگر سنتی ہون کہ اچھے ہین پھر قریشہ نے
کہا آپ کا چہرہ کیون اُترا ہوا ہی گردیہ بانو نے رو رو کے تمام کیفیت لڑکا پیدا ہونے کی بیان کی
اُسنے اپنے دیوون کو بتا دے کر بھیجا اور لڑکے کو اُٹھوا منگایا مگر اپنی مان کے خوف سے اپنے پاس
نہ رکھ سکی ایک صندوقچہ مرصع کار مین بہت سا زر و جواہر رکھا اور پھر اُس لڑکے کو صندوقچے مین لٹایا
بعد اُسکے صندوقچہ بند کر کے اپنے ملازمون کو دیا اور کہا کہ اردبیل کے دریا مین ڈالدو اور یہ دیکھتے رہنا
کون اس صندوقچے کو نکالتا ہی غرضکہ ملازمان قریشہ نے وہ صندوقچہ لیجا کر دریا مین ڈالدیا اتفاقاً
رفیع گازر کنارے پر دریا کے کپڑے دھو رہا تھا اور اُسی روز اُسکا لڑکا مر گیا تھا وہ صندوقچہ اُسنے پایا
اپنے گھر مین لاکر جورو کو دیا اُسنے جو وہ صندوقچہ کھولا تو ایک لڑکا اُسمین سے نکلا اُسے از حد خوشی ہوئی
ملکہ مرگ فرزند دل سے فراموش ہوگئی اپنا بیٹا مشہور کیا نام بدیع الزمان رکھا اُدھر قریشہ نے ایک
ماہ تک ملکہ گردیہ بانو کو اپنے یہان رکھا بعد اُسکے ملکہ آسمان پری سے رخصت کرا کے اردبیل
مین بھجوا دیا ملکہ نے یہان آکر اپنی ہمنشینون سے یہ سب کیفیت بیان کی پھر ایک نامہ امیر بانو قیر کو لکھا

مراجعت فرمانا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا شہر اردبیل سے اور راہ مین عاشق ہونا عمرو کا ایک دختر زمیندار پر پھر عقد ہونا عمرو کا اسکے ساتھ

راوی شیرین تقریر نے روایت کی ہی کہ جب امیر ملکہ ستے رخصت ہوکر باہر آئے بسرا م و چوبین سے سلطان آسنے بھی رخصت ہوکر مع چند آدمیون کے روانہ ہوے ایک دیہ مین گذر ہوا دور سے ہجوم آدمیون کا نظر آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ دریافت کرو کہ یہ سب لوگ کیون جمع ہین عمرو دوڑ کر گانون کے اندر آیا دیکھا کہ کنوین پر ایک نازنین کھڑی ہی گرد اسکے مجمع ہی آسنے ایک شخص سے دریافت کیا وہ بولا اسکا باپ زمیندار ہی اسنے دار استادہ کر کے سات کٹوریان نصب کی ہین اور شرط کی ہی کہ جو کوئی تیر سے یہ کٹوریان گرادے اسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کردونگا ورنہ مار ڈالونگا عمرو نے پوچھا کہ زمیندار غریب ہی اس شخص نے کہا کہ بڑا مالدار ہی جب تو خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا اور نازنین پر عاشق ہو گئے اور زمیندار کے پاس آکر کہا کہ مین تیر لگاتا ہون پہلے تو زمیندار اسکی صورت دیکھکر حیران ہوا پھر کہا کہ لگائیے آپ بھی اپنا ارمان نکال لیجئے مگر شرط بھی سن لی ہی اسنے کہا جی سب سنی ہی تمھارے مال پر دانت ہی یہ کہکر اسنے تیر مارا ایک کٹوری گری دوسرے تیر مین دو گرین لوگون نے دوڑ کر عمرو کو پکڑ لیا اسنے کہا ہان ہان ای بھئی ٹھہرو تو سہی تم لوگ میرے اوپر رعایت نہ کرو مین کٹوریان گرانے مین کسی طرح عاجز نہین ہون سب نے کہا کہ قضا سے تو عاجز ہو اب تمھین قتل کرینگے جب تو عمرو لگا چیخنے کہ ارے صاحبو غضب ہی داماد کو قتل کرتے ہو تم لوگون کی وہی مثل ہی کہ مثل کیون نہ برسین فلک سے انگارے ؛ بیٹی دیکر داماد کو مارے ؛ عمرو کے غل کی آواز امیر کے کان مین آئی بیتاب ہوکر دوڑے وہ سب سمجھے کہ کوئی بادشاہ ہین غرض سب نے مع زمیندار بادب مجرا کیا امیر نے پوچھا اسے کیون تم ایذا دینے کی فکر مین ہو جب زمیندار نے تمام حقیقت بیان کی اور عرض کیا کہ خداوند نعمت شرط یہ ہی کہ ایک تیر مین ایک کٹوری گری دوسری کو نہ خبر ہوا اسنے ایک تیر مین دو گرادین امیر نے فرمایا کہ اگر ہم تمھاری شرط پوری کرین تو اسے چھوڑ دوگے زمیندار نے عرض کی اگر امر عالی ہو تو مین اسے یونہین چھوڑ دون لیکن عدل یہی چاہتا ہی کہ شرط پوری ہو امیر نے فرمایا کہ تم اسے قتل کر دیا کرو مگر جبتک شرط نہ پوری ہو تو ضرور مجھے قتل کر لو؛ لہذا یہ کہکر تیر لگانا بسم اللہ شروع کیا ہر تیر مین ایک ہی کٹوری اڑی احسنت و آفرین کی صدا چار جانب سے بلند ہوئی غرض جب شرط پوری ہوئی تو زمیندار نے اپنی بیٹی کو امیر کے سپرد کیا اور عمرو کو رہا کر دیا امیر نے عقد اسکا عمرو کے ساتھ پڑھ دیا اور ایک ماہ بخاطر عمرو وہان قیام کیا اس عرصے مین وہ عورت حاملہ ہوئی اور چالاک اس سے پیدا ہوگا بعد ایک ماہ کے وہان سے بھی امیر نے مع عمرو کوچ کیا تھوڑے عرصے مین اردوے معلی مین پہونچے سب سردار واسطے استقبال کے آئے امیر باتوقیر بارگاہ مین تشریف لائے بیان زخم رستم کا اچھا ہو چکا تھا ادھر جمہور نے بھی غسل صحت کیا تھا

اب چند کلمے داستان ملکہ آسمان پری و گردیہ بانو کے بیان کیے جاتے ہین

آسمان پری نے چند دیو اس کام پر مقرر کیے ہین کہ روے زمین پر شہر بہ شہر امیر پھرتے ہین لہذا وقتاً فوقتاً انکی خبر مجھے پہونچاتے رہو چنانچہ جب امیر باتوقیر نے ملکہ گردیہ بانو سے عقد کیا تو دیوون نے جاکر یہ بھی کیفیت بیان کی مگر اسوقت مین جاکر کہا ہی کہ ملکہ حاملہ ہی اور نوان مہینا بھی ختم ہی غرض یہ خبر سنکے آسمان پری بہت غصہ ہوئی اس عرب کو شڑ عبس لگا ہی جب سنو یہی سنو فلان کے ساتھ شادی کی گئی پہلے قریشہ کے طفیل مین چپ ہو رہی مگر ابکی بار نہ مانونگی ان دیوون سے کہا جاؤ اس عورت کو اٹھا لاؤ وہ دیو

والو کے حکم کی تعمیل مین مین نے یہ قصور کیا ہی معاف فرمایئے گا ادھر پریچہرہ نے عمرو کو آتے دیکھا ملکہ سے
کہا وہ ٹھہر گئی خواجہ نے قریب پہونچکر کہا او نقابدار بہادر ہمارے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے تمھین بلایا ہی یا
اپنا نام بتا دو پریچہرہ نے کہا او نالایق تو ہمین نہین پہچانتا جب عمرو نے آواز اُس نقابدار کی پہچانی اور کہا ہائین ملکہ آپ نے
یہ کیا غضب کیا اور اس لکاتہ کی تو مین ناک چوٹی کاٹ لونگا پریچہرہ نے کہا دور ہو تیرے منھ کو جھلسا عمرو نے کہا چپ رہ
کیا بکتی ہی ملکہ بولی ای خواجہ مجھسے کب ہو سکتا کہ اپنے سامنے شوہر کو قتل ہونے دیتی عمرو نے کہا حضور وہ عجب
بڑا بیمروت ہی وہ اسی لائق تھا آپ سے نہایت ناراض ہوگا اور اگر کچھ خرچ کیجیے تو مین تدبیر کرکے اُسے راضی
کرلون غرض ملکہ نے دس ہزار روپیے دینے کا اقرار کیا عمرو نے کہا آپ باغ مین چلین مین راضی کرلونگا یہ کہکر امیر نامدار
کے پاس آیا اُنھون نے پوچھا کیون خواجہ وہ نقابدار کون تھا عمرو نے کہا جسکے دلکو لگی تھی وہی تھا تمھاری جورو تھی اور
کون تھا امیر نے کہا بڑا غضب کیا لوگ کہینگے کہ انکی جورو بھی لڑتی ہی عمرو نے کہا مین نے پہلے نہ کہا تھا کہ یہ مردمار عورت
ہی اُسوقت یہ نہ خیال آیا جب تو یہ کہا بیٹا بہادر پیدا ہوگا خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا مین نے سمجھا دیا ہی بار دگر ایسا نہوگا
غرض جو بین چوب گردان حمزہ صاحبقران و خواجہ عمرو و عمرو بن حمزہ کو لیکر باپ کے پاس آیا
وہ دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا کہ مین لوگون کے بہکانے مین آگیا کئی شخص متفق ہوکر یہی کہنے لگے کہ جب امیر کشورگیر
چلے جائینگے تو آذرچین نو لاکھ فوج سے آکر تمام ملک کو تاراج کردیگا امیر نے جواب دیا کہ جب مین جاتا تو بیا نکا
بندوبست نہ کرتا جاتا اُسنے کہا کہ مین البتہ خطاوار ہون جو مزاج مین آئے سزا دیجیے امیر باتوقیر نے قصور معاف
کیا وہ از سر صدق اُسی مرتبہ مسلمان ہوا اور شادی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی ملکہ گردیہ بانو کے ساتھ کردی
امیر نامدار نے خواجہ عمرو کا عقد پریچہرہ کے ساتھ پڑھ دیا عیش مین بسر ہونے لگی پریچہرہ سے امیہ بن
عمرو پیدا ہوگا اور ملکہ گردیہ بانو سے بدیع الزمان کی ولادت وقت پر بیان ہوگی ایک مہینے تک امیر نامدار یہان
رہے بعد مہینے کے ایک روز عمرو نے کہا کہ وہان علمشاہ بہت زخمی تھا اور جمہور کے کم زخم لگے تھے ایسا نہو کہ جمہور
اچھا ہوکر طبل جنگ بجوائے تو وہان کوئی لڑنے والا نہین ہی چلنا چاہیے ملکہ نے سنکر کہا کہ مجھے کسپر چھوڑے
جاتے ہو امیر نامدار نے کہا مین جاکر تمھین بلا لونگا اور جب آذرچین ادھر آنے کا ارادہ کرے فوراً مجھے اطلاع
دینا مجھے یہین پاؤگی بہرام نے بھی بہت روکا لیکن امیر نہ ٹھہرے اور چلتے وقت ایک بازوبند ملکہ کو دیا کہ
تم حاملہ ہو اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر باندھنا اور جو بیٹی ہو تو تمھین اختیار ہی یہ دیکھکر خواجہ صاحب نے بھی زنبیل سے
نکالکر ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ایک ہلدی کی گرہ پریچہرہ کے آگے پھینکدی کہ اگر بیٹا ہوگا تو یہ اُسکے
بازو پر باندھ دینا اور بیٹی ہو تو اپنے گلے مین ڈال لینا دودھ زیادہ ہوجائیگا اُسنے کہا نگوڑے آخر اپنی اوقات
پر آگیا عمرو نے کہا یہ تبرکات ہین کم نہ جان ارے انکی برکت سے تیرے دلدر جاتے رہینگے یہ کہکر چٹر چٹر
بلائین لین اور کہا تو میرے صدقے اسکو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر رکھ لے کہ بیتہ نہ خیال کر جب تیری آنکھین بھوجینگی
تو اسکی حقیقت تجھپر کھل جائیگی اُسنے کہا چل دور ہو اب جوتیان کھانے کو جی چاہتا ہی یا امیر
کشورگیر اس مرچڑے کو منع کیجیے نہین تو مچھلی کے سے کھنڈے جدا کردونگی یا تو ملکہ رو رہی
تھین یا بیساختہ ہنسی آگئی اور کہا خواجہ تمھاری حرکتین ہر وقت پیش نظر رہینگی عمرو نے کہا کہ حضور
مین بھی ہر وقت پیش نظر رہونگا چند دن کی فرقت ہی وہان پہونچکر مین ہی تو لینے آؤنگا غرض امیر
کشورگیر رخصت ہوے

خدا جانے کیا پیچ پڑا وہ باہر آئی کچھ لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام نے بڑا غضب کیا جس شخص نے ہم سب کی جان بچائی اسکو بیہوشی دی اور قید کرکے مہلال کے پاس بھیجدیا اور اُسکے دونون ہمراہی بھی قید ہو گئے یہ سنتے ہی پریچہرہ کی روح قالب سے پرواز کر گئی اور ملکہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہہ سنائی ملکہ کی یہ سُنتے ہی عجب حالت ہوئی۔

اب دو کلمے داستان ملکہ گردیہ بانو کے نقابدار یاقوت پوش بنکر مع فوج جانا اور امیر کو رہا کرنا بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران زندان فرقت عالم یاس مین یون غل و شور کرتے ہین کہ جسوقت ملکہ نے یہ خبر وحشت اثر سُنی اپنے باپ پر بہت بہت لعنت کی اور اپنی نو سو خواصون کو نقابدار بناکر اور خود بھی نقاب دار یاقوت پوش بنکر اور دس ہزار سوار جو کہ چوکی پہرے کے تھے ہمراہ لیکر چلی سہ منزل کرکے شب کو قریب لشکر مہلال کے پہونچی پریچہرہ نے کہا میری ایک راے ہو ملکہ نے کہا کہو اُسنے کہا کہ تین جیسے اپنی فوج کے پیچھے ایک ایک غول تین طرف سے آئے ایک جانب سے لندھور کا نعرہ ہو دوسری طرف سے مالک کا نعرہ ہو تیسری طرف سے علمشاہ کے نہیب کی صدا بلند ہو ملکہ نے یہ راے بہت پسند کی کہ سامنے چاندنی کے روشنی مین دیکھا کہ کئی ہزار آدمی مہلال کی طرف چلے جاتے ہین ملکہ نے پریچہرہ کو بھیجا کہ جاکر خبر لا یہ کون لوگ ہین وہ گئی اور بیان کیا کہ یہ سب اہل شہر ہین واسطے رہائی امیر کے جاتے ہین یہان ملکہ نے اپنی فوج کے تین گروہ کیے ایک کا سردار پریچہرہ کو بنایا دوسرے غول کا مالک سمن برکو اور تیسرے جوق کو آپ لیا اتنے مین آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا خوب تاریکی ہوئی پریچہرہ نے کہا حضور یہی وقت ہے چلیے غرض جاتے ہی تینون غول نعرے کرکے گرے تلوار چلی اندھیرے مین مہلال کی فوج آپس مین کٹنے لگی اور علمشاہ و لندھور و مالک کے نعرے کی آواز لشکریون نے جو سُنی جیتے جی مر گئے کہ ان بہادرون کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین انسے کون لڑ سکتا ہے قریب تھا کہ رو بفرار لائین کہ مہلال گینڈے پر سوار ہوکر پہونچا اور سب کو آواز دی اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید اور شہرت پہلوان سے کہا کہ تو جاکر حمزہ وغیرہ کو قتل کر ڈال کہ جھگڑا مٹ جاے وہ زندان مین آیا اور تلوار کھینچکر امیر کی طرف چلا عمرو بن حمزہ نے کہا او سگ ناپاک کہان جاتا ہے پہلے ادھر آ اُسنے جھپٹکر عمرو بن حمزہ پر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے بیڑی پر روکی بیڑی کٹ گئی امیر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غیظ مین آکر جھٹکا مارا قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی شہرت نے جو دیکھا تو وہ پھر امیر بالوقیر کی طرف دوڑا ادھر عمرو بن حمزہ نے جھٹکا مارا بیڑی ٹوٹ گئی ہتھکڑی و زنجیر توڑکر بیڑی شہرت کے سر پر ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا عمرو بن حمزہ نے اُسی کی تلوار لیکر خواجہ عمرو کی قید کاٹ دی خواجہ نے دوڑکے جہان امیر بالوقیر حمزہ صاحبقران کی عقرب سلیمانی رکھی تھی وہان سے لاکر صاحبقران کو دی پھر تو دو نعرے اُدھر سے بھی بلند ہوے وہان مہلال و فرہاد نے مارے تلوارون کے اندھیر کر دیا تھا اور عذر مچا دیا تھا لیکن سب اپنے ہی ملازمون کو قتل کرتا ہے دو چار آدمی ملکہ کی طرف کے بھی قتل ہوتے ہین اتنے مین صبح بھی قریب ہوئی روشنی ہو گئی امیر زندان سے باہر آئے دیکھا کہ ایک نقابدار لڑ رہا ہے اور مہلال اُسپر جایا چاہتا ہے امیر نے للکارا کہ او مہلال ادھر آ کہان جاتا ہے وہ مثل باز کے صاحبقران پر آیا اور برس پڑا کئی وار روک کر ایک ہاتھ جنیو کا جو امیر نے لگایا کمر سے نکلگیا اُدھر فرہاد نقابدار پر جا پڑا امیر دیکھ رہے ہین کہ نقابدار نے خالی دیکر ایک ہاتھ کڑک کا مارا کہ فرہاد بھی واصل جہنم ہوا پھر تو اُسکی فوج پر امیر و نقابدار لوٹ پڑے دو ساعت مین امان کا شور بلند ہوا امیر نے سب کو امان دی نقابدار ایک طرف نکلکر چلا امیر نے کہا خواجہ اس نقابدار کی خبر لو خواجہ اُدھر روانہ ہوے نیسان چند بین چوب گردان ہاتھ باندھکر سامنے امیر نامدار کے آیا اور کہا کہ یا امیر مین بالکل جنجلا ہون

پریچہرہ پر خواجہ کا دل آیا گاتے گاتے کہنے لگے کیون رنڈی تو میری بلائین لیتی ہی ملکہ نے کہا خواجہ کیا ہی اسنے جواب دیا کہ حضور
یہ عورت کچھ ٹھی میری بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی مجھے بھی گانا بتاؤ پریچہرہ یہ سنکر ہنسنے لگی امیر نے ملکہ سے کہا ہمارے خواجہ صاحب
کا یہ طریقہ ہی کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسے یونہین ذلیل کرتے ہین بہتر یہ ہی کہ تم پریچہرہ کو راضی کرو ملکہ نے پریچہرہ کو بمشکل
راضی کیا جب تجھے خواجہ کی بھی خاطر جمع ہو گئی پھر تو عیش ہونے لگا قریب ایک مہینے کے گذرا ہوگا کہ ایک روز پریچہرہ دوڑی ہوئی
آئی اور ملکہ کے کان مین کچھ کہا ملکہ سنکر چپ ہو رہی امیر نے پوچھا ملکہ کیا ہی ملکہ نے کہا کچھ نہین جب بہت مصر ہوے تو کہا ہلال تبریزی
و ہلال تبریزی آذرچین تبریزی کی طرف سے لاکھ سوار لیکر آگئے ہین اور تمام شہر کو قتل کر ڈالا اب ابا جان اور بھیا کو
قتل کیا چاہتے ہین امیر بھی سنکر چپ ہوے اور بولنے سے اٹھکر سلح خانے مین آئے ہتیار لگائے عمرو بن
حمزہ بھی پہونچکر ساتھ امیر کے ہتھیار لگانے لگا یہان ملکہ نے پوچھا کہان ہین کسی نے کہدیا ہتھیار لگا رہے ہین ملکہ
دوڑی اور لاکھ لاکھ امیر کو روکا مگر یہ نہ رکے عمرو و عمرو بن حمزہ کو ساتھ لیکر چلے اسوقت پر پہونچے کہ ہلال و ہلال
دربار مین در آئے ہین اور بہرام موجود ہین اور چار سو مقبون کو قید کر لیا امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر نعرہ کیا
عمرو بن حمزہ نے بھی تلوار کھینچی غرض یہان تو تلوار چلنے لگی اور عمرو نے تمام قیدیون کو رہا کر دیا وہ بھی سب آکر شریک
امیر ہوے کہ ہلال سے اور امیر سے آکر مقابلہ پڑا اسنے تلوار ماری امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا لگایا
برابر سے دو پرکالے ہو گئے عمرو نے دوڑ کر اسکا سر کاٹ لیا اور نیزے پر بلند کیا اس کیفیت کو دیکھکر تمام فوج کے
پیر اٹھ گئے ہلال بھی بھاگا امیر اُسے دور تک بھگا آئے بہرام نے امیر کو گلے سے لگایا اور تمام لاشین
پھکوا دین جشن فتح ترتیب دیا امیر نے فرمایا کہ ای بہرام مسلمان ہو جاؤ وہ خوف جان سے مسلمان ہوا غرض تمام شہر
مسلمان ہوا امیر نے عمرو سے کہا کہ اب تم بہرام سے ملکہ کی خواستگاری کرو عمرو نے بہرام کو الگ بلا کر کہا کہ اب ایسی
ترکیب کیجیے کہ بار دگر کوئی غنیم سر نہ اٹھائے اُسنے کہا تمھین بتاؤ خواجہ نے کہا کہ تم اپنی بیٹی حمزہ کو دیدو پھر کسی کی جرأت
نہ پڑیگی کہ آپکے ملک کا خیال بھی کرے اور یہ لڑائی خاص امیر کے سر رہیگی اُسنے کہا میری عین خوشی ہی یہان آکر
عمرو نے کہا لیجیے مبارک ہو مین نے راضی کر لیا اب جاتا ہون ملکہ کو تسکین دے آؤن یہان بہرام نے تمام شراب مین
بیہوشی ملائی اور عمرو کا راستہ دیکھنے لگا کہ وہ بھی آجائے تو شراب کا دور چلے عمرو یہان ملکہ کے پاس آیا سب کیفیت فتح
ہونے کی بیان کرکے کہا سب کو مسلمان کیا تمھارے باپ سے تمھاری خواستگاری کی ہی وہ راضی ہو گئے ہین ملکہ نے
کہا تم جاکر امیر کو بلا لاؤ خواجہ نے جلسے مین آکر پوشیدہ امیر سے کہا کہ ملکہ نے بلایا ہی امیر و عمرو بن حمزہ و عمرو اُٹھنے ہی کو تھے کہ
بیہوشی نے طمانچہ مارا گر کر بیہوش ہو گئے بہرام نے انکو باندھکر اپنے بیٹے کے حوالے کیا کہ تو انھین ہلال کے
پاس لیجا کہنا کہ یہ خطاوار ہین جو چاہے انھین سزا دے اور عرضی بھی لکھی غرضکہ چوبین چوب گردان اپنے ہمراہ
بیس ہزار سوار لیکر ہلال کے پاس پہونچا دست بستہ جاکر مجرا کیا اور عرضی بہرام پیش کی لکھا تھا کہ ای ہلال بہادر
مین بالکل بیخطا ہون یہ حرکت اس گیسو بریدہ کی تھی کہ پہلے نامہ چاک کر ڈالا مین اسکے دفعیہ کی فکر مین تھا کہ اسنے مین
وہ طمانچہ مار بیٹھی جب آپ اور ہلال تشریف لائے تو حمزہ نے آکر غدر مچا دیا مجبور بھی بدعت کی مین ترس جان
سے مسلمان ہو گیا لیکن موقع پاکر ان تینون سرکشون کو قید کیا اب آپکی خدمت مین حاضر ہین آپ انھین قتل کرین
پاپیش شاہ لیجائین عرضی پڑھکر ہلال بہت خوش ہوا یہان ملکہ کو انتظار امیر مین جب رات ہو گئی تو بہت
گھبرائی پریچہرہ سے کہا کیا باعث ہی کہ نہ خواجہ پھرے نہ امیر آئے اسنے کہا ابھی تک تو نہین تشریف لائے
غرض ملکہ کو بستر غم پر نیند نہ آئی جب رات گذری صبح ہوئی بلکہ دوپہر دن گذر گیا تو ملکہ نے پریچہرہ سے کہا کہ ذرا خبر تو

ملکہ کو بھی حیرت ہوئی کہا اچھا ہم تم سے کشتی لڑینگے دو پلنگ بچھوا دیے اور کہا آج رات کو تم ہمارے مہمان ہو کل دیکھا جائیگا
اور حکم دیا کہ صبح کو اکھاڑا تیار ہو امیر کو رات بھر خیال ملکہ مین نیند نہ آئی ادھر ملکہ کو رات بھر فکر رہی کہ دیکھیے اس محبت کا کیا
انجام ہوتا ہے غرض صبح ہوئی ملکہ چست لنگوٹ سے درست ہوئی اور امیر کے واسطے بھی لنگوٹ بھیجا امیر نے پھیر دیا کہ ہمارے
پاس ہے غرض امیر و ملکہ اکھاڑے مین آئے امیر نے ملکہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ملکہ پیچ کیجیے ملکہ نے کہا تو کیا مین نے
ہاتھ دیدیا تھا اس سے تم لگیٔن ہاتھ اپنا ہٹا لے امیر نے دوسرا ہاتھ دوسرے کاندھے پر رکھا اور کہا آپ زور کرین ہم ملکہ
یہ تو ہاتھ ہین مین سر دینے کو موجود ہون اسنے خفا ہو کر جواب دیا کہ شامت تو نہین آئی ہے یہ کونسی نامہذب گفتگو ہے امیر چپ
ہو رہے جب تو ملکہ نے دستی امیر پر زبردستی کی امیر نے اسکی روک کے لیے ہاتھ سینۂ ملکہ پر پہونچایا ملکہ شرما کے پیچھے ہٹی تال دیکے
برابر آئی اور ہاتھ اونچا کرکے چاہا امیر کے کاندھے پر رکھے امیر وہین سے بغلی ڈوب کر پشت پر آسنے اور دونون ہاتھ کمر مین دیے
ملکہ سیدھی کھڑی ہوئی جب دیر ہوئی ملکہ نے کہا کیا سوچ ہے اگر کوئی پیچ نہ یاد ہو تو دھنی گرہ کر لے امیر نے ہاتھ اپنے ڈھیلے
کرکے آکھیٹر لگائی دونون ہاتھ پھسلتے ہوئے ملکہ کے سینے پر آگئے اور پنجہ بھی امیر نے کھول دیا ملکہ وہین سے جھونک دے کر
بیٹھی امیر کف افسوس ملتے رہگئے اور وہ اسکی پشت پر آگئی امیر نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ سر ملکہ کا اگر دستیاب ہو تو دھوبی
پاٹ کرون ملکہ نے کمر چھوڑ کے امیر کا ہاتھ باندھ کر ٹانگ کی امیر نے عمداً اپنے تئین ٹانگ پر بھر دیا غرض کہ جب ملکہ نے ٹانگ پر بھر
مارا امیر اترتے چلے آئے ملکہ تھپکی دے کر الگ ہوئی پھر سامنے سے زور ہونے لگا امیر نے ملکہ کی بغلون سے ہاتھ ڈالکر پشانی
بند کیا اب سر ملکہ کا پشت کیجانب جھکا امیر اور چسپت ہوئے گویا آغوش تمنا مین لیلیا سینے سے سینہ دبنے لگا ملکہ نے اپنی
گردن ڈھیلی کر دی امیر نے بھی ہاتھ ڈھیلے کر دیے وہ وہین سے پٹون پر بیٹھی امیر جست کر کے الگ ہوئے غرض اسی طرح
تین شبانہ روز کشتی رہی سبب یہ تھا کہ امیر کو ہر نبو پر ایک حظ اٹھتا تھا اگر یہ نہوتا تو شاید پہلے یا دوسرے ہی روز مین زیر کر لیتے
الحاصل تیسرے روز ملکہ نے بکہ مارا ایک زانو امیر کا آشنا بزمین ہوا ملکہ نے کئی زور کیے لنگر امیر کا نہ اکھڑا جب تک جی چاہا جسم
جسم کو مس کیا جب چاہا کھڑے ہو گئے اور خود بکہ مارا کہ دونون گھٹنے ملکہ کے زمین بوس ہوے امیر نے زنجیر کر کے ہاتھ ڈالکر
لنوہ کیا پہلے زور مین تا کمر لائے دوسرے مین سینے تک تیسرے زور مین سینے کا بکہ دے کر سر سے بلند کر لیا اور باہستگی
زمین پر رکھدیا ملکہ اٹھکر اندر چلی گئی اور خواصون سے کہدیا ابھی کوئی اندر نہ آئے جا کر کمند کی پھانسی چھت مین لٹکا کر
کرسی پر کھڑی ہوئی اور گلے مین پھندا دے کر کرسی کو لات ماری پھانسی گلے مین لگی ہو گئی آنکھین نکل آئین یہان
امیر کو خیال ہوا کہ کہین ایسا تو نہو کہ ملکہ غیرت مین آکر اپنی جان دیدے بیتابانہ اندر چلے آئے ہر چند خواصون نے
روکا مگر کسی کی نہ سنی آکر جو دیکھا تو آفتاب لب بام ہے ملکہ دم توڑ رہی ہے امیر نے تلوار سے کمند کو کاٹ دیا اور سر ملکہ کا زانو
پر لیکر بیٹھے اتنے مین خواصین اور عمرو بھی آگئے سب پرستارین گھبرائین کوئی کیوڑے سے منھ دھلانے لگی کوئی
کیوڑا حلق مین ٹپکانے لگی کسی نے مٹی پر کیوڑا چھڑک کر سنگھایا کسی نے بید مشک پلایا ملکہ نے آنکھین کھولدین اپنا
سر بجرنگی کے زانو پر پایا جب کمر سرکایا امیر نے فرمایا ای ملکہ تم ناحق منفعل ہوتی ہو ہم امیر حمزہ صاحبقران
اور یہ عمرو میرا عیار ہے اسوقت خواجہ نے اپنی اصلی صورت بنائی خواصین ڈر کے بھاگین عمرو نے ملکہ سے کہا اے ملکہ فی التحقیق
یہ میرا مالک ہے اور مین عمرو اسکا نمک پروردہ ہون ملکہ نے کہا میرے یہان امیر اور عمرو کی تصویرین ہین ارے کوئی لے
آئے خواصون نے لاکر حاضر کین اب جو ملایا تو سر مو فرق نہ پایا ملکہ اٹھ بیٹھی اور جلسۂ عیش منعقد ہوا شراب کی کشتیان
چنی گئین ملکہ نے جام شراب امیر کو دیا انھون نے عذر کیا اور فرمایا ای ملکہ پہلے تم مسلمان ہو پھر مجھے شراب
پلاؤ غرض ملکہ مع خواصون کے مسلمان ہوئی اور جام چلنے لگا عمرو مصروف سرائندگی ہوا لیکن

امیر کے پاس آکر للکار کے کہا ای شخص تو کون ہی جو یہان بیٹھا ہی اور یہ لڑکا تیرا کون ہی نہین جانتا کہ یہ محل شاہی ہی امیر نے فرمایا کہ بھائی مین مختار کیا گیا ہون چلا جاؤنگا خواجہ نے کہا اٹھتا ہی تو اٹھ ورنہ تجھے سزا دیتا ہون یہ کہکر دست بقبضہ ہوا اور امیر پر دوڑا امیر نے اٹھکر ایک ہاتھ سے اسکا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے چاہا طمانچہ مارین عمرو نے خال چشم دکھایا امیر نے ہاتھ چھوڑ کر کہا خواجہ صاحب معاف فرمائیے گا مین بہکیا ہون اور کیون نہون میرا تو عجب حال ہی کہیے کچھ نتیجہ بھی اس محنت کا نکلا عمرو نے کہا یا امیر کچھ نہ پوچھیے ہم تو بالکل لٹ گئے زنبیل بھی چھن گئی اور بیٹے بھی اگر اسکی کوئی سبیل نکالیے تو ایک راہ نکالی ہی اسمین کوشش کیجائے امیر نے فرمایا ای خواجہ تین لاکھ روپیے دونگا اور لاؤ مین مہر کیے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ آپ کہیے گا مین نے بیہوشی مین مہر کردی غرض امیر نے قسمین شدید کھائین کہ ای خواجہ ہرگز مجھسے یہ نہو گا جو تم سمجھے ہو جب تو عمرو نے کہا خیر جو مین کہون وہ قبول کرو امیر راضی ہوئے تو خواجہ عمرو نے زنبیل سے ایک طنبورہ اور دائرہ نکالا اور تین جوڑے کپڑون کے نکالے جیسے گویے پہنتے ہین امیر سے کہا ایک جوڑا تم پہنو اور ایک اس چھوکرے کو پہناؤ پہلے تو امیر جھجکے پھر بفہمائش حضرت عشق جوڑا اپنا مجبوری پہنا عمرو بن حمزہ نے بھی وہ لباس پہنا طنبورہ امیر کو دیا کہ اسے کندھے سے لگاؤ اور دائرہ عمرو بن حمزہ کو دیا غرض امیر نے الٹا طنبورے کو کندھے پر رکھا عمرو نے کہا او عرب تو بھی بڑا بدسلیقہ ہی ارے تو بنا نیچے اور گوانا اوپر کرکے امیر نے اسی طرح طنبورے کو لیا الحاصل اس صورت سے عمرو ان دونون کو لیکر چلا مگر اپنا لباس وہی رکھا جو پہنے تھا اور جب ملکہ نے انکا نام دریافت کیا تھا انھون نے اپنا نام نامی و اسم گرامی میمونہ بکرنگی بتایا تھا اور جب اپنے بیٹون کے ملکہ سے شاکی ہوئے تھے تو ایک کا نام دائرہ جنگی اور دوسرے کا نام استاد بجبرنگی بتایا تھا القصہ خواجہ صاحب مع امیر و عمرو بن حمزہ کے دروازۂ باغ پر پہونچے محلدار نے کہا او بڈھے یہی تیرے بیٹے ہین عمرو نے کہا جی ہان محلدار نے کہا اچھا تو اندر جا جب انھین ملکہ یاد فرمائینگی تو مین بھیجدونگی کاہے سے کہ یہ جوان ہین خواجہ اندر آئے ملکہ تو منتظر ہی تھی انھین تنہا جو آتے دیکھا کہا کیون میمونہ بکرنگی تم اکیلے آئے اسنے کہا خدا سلامت رکھے رسول اللہ کا سایہ رہے مین تو پہلے ہی عرض کرچکا تھا کہ وہ بڑے بدذات ہین بڑی مشکل سے یہان لایا محلدار نے روکا وہ بگڑ گئے مین اپنی جان بچا کر چلا آیا یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا اور حکم کیا کہ کوئی جاکر جلد ان دونون لڑکون کو جو باہر دروازے کے ہین لے آؤ اور اس محلدار کو بھی پکڑ لاؤ غرض کئی خواصین دوڑین اور دونون لڑکون اور محلدار کو اپنے ساتھ اسکے حاضر کیا سامنے ملکہ کے چلمن پڑگئی سب نے کہا ملکہ کو مجرا کرو امیر نے جواب نہ دیا اور نہ سلام کیا جب تو خواصین کہا ہوئین کہ تم ملکہ کو بھی سلام نہین کرتے بڑے خود سر معلوم ہوتے ہو غرض خواجہ چلمن کے اندر ہین اتنے مین ملکہ محلدار کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا کہ اگر تو نے مجھے گودین نہ کھلایا ہوتا تو آج تجھے مار ڈالتی پھر کہا کہ کیون استاد بجبرنگی تم بوڑھے باپ سے شرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ وہ مردک باپ کسکا ہی شیطان کا لقمہ ہی عمرو نے کہا بلا لون مین نہ کہتا تھا مگر اس گفتگو مین ملکہ بھی امیر پر فریفتہ ہو گئی اور دل مین کہا ای گردیہ یا نوحیت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ کے ایلچی کو مار ڈالا اور ایک بیلے پر دل آیا افسوس مفت جان گئی اور کہا ای میمونہ کچھ انسے گواؤ عمرو نے کہا ملکہ فرماتی ہین کچھ گاؤ امیر نے فرمایا کہ بجا باہر آؤ ہم گائین اور مجھین تگنی کا ناچ نچائین عمرو نے کہا ملکہ عالم جب تک آپ انکی ہڈیان نرم نہ کرینگی یہ نہ مانینگے ملکہ نے کہا خیر مجھین کچھ دو اور حکم کیا کہ ہمارا پنجہ و کمان لے آؤ بہت سی حبشین گئین ایک درخت لائین اس مین بجائے ثمر ایک پنجہ لٹک رہا تھا مرجا کر کمان فولادی لائین کہ جسکی شہرت شہر شہر تھی ملکہ نے کہا تم دونون کمان و پنجہ موجود ہی اسپر زور کرو اگر پنجہ پھیر دیا یا کمان کو چڑھا دیا تو خیر ورنہ اپنے باپ میمونہ کو آج سے باپ کہنا امیر اٹھے اور کمان کو ہاتھ تک چڑھایا کہ جیسے شاخ سے دو ٹکڑے ہو گئی عمرو بن حمزہ نے اٹھکر پنجے کی پانچون انگلیان توڑ ڈالین تمام خواصین دنگ ہو گئین اور

ہنر ایسی تھی غرض ملکہ تو باغ مین داخل ہوئی اور امیر بیرون باغ سر بکف کے زیر درخت بیٹھ گئے جب تو عمرو نے کہا یا امیر آپ یہین بیٹھین مین جا کر کوئی فطرت کرتا ہون

اب او وکھے داستان عمرو کا کلانوت بنکر ملکہ گردیہ بانو کے باغ مین جانا اور عیاری کر کے امیر وعمر و بن حمزہ کو کلانوت بچہ بنا کر لیجانا بیان کیے جاتے ہین

نئی نوازان مجلس اندوہ وملال وشفتہ جگران دل خون وآشفتہ حال صفحۂ عرصۂ فراق پر قلم مژگان نمچور دمرکب سویداے چشم عاشق مجبور سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب عمرو نے امیر کی حالت سقیم دیکھی تو اقرار کیا کہ اگر مین زندہ ہون تو مزہ وصل ہوگا یہ کہکر ایک گویئے کی صورت بنکر باغ کے رمنے کے سامنے ایک بدرر و کے توش پر بیٹھکر دھنہ ہی گانے لگا یہ صدا ملکہ کے کان مین پہونچی ملکہ نے زلف آرا حبشن سے کہا جا کر دیکھ یہ کون گا رہا ہے اسے بلالا وہ جو دروازے کے پاس آئی کہا اے بڑے میان تمھین ہماری ملکہ نے بلایا ہے خواجہ نے جواب نہ دیا اسنے کہا او گویلے ارے نگوڑے کیا تو بہرا ہے جب تو عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کیا کہتی ہے اسنے جواب دیا کہ او بہرے کیا ابھی تو نے نہین سنا ارے ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا صاحب بھلا مجھے ملکہ کیون بلاتی ہونگی مین بیچارہ بڈھا کس کام کا کسی جوان کو بلایا ہوگا اسنے کہا او بڑھاپے سپیٹے تو ہماری ملکہ کو کیا کہتا ہے عمرو نے کہا کہ کیا مین تیری ملکہ کا نوکر ہون وہ جلکر ملکہ کے پاس آئی اور کہا حضور وہ نہین آتا ہے ملکہ خدا اس بڑھاپے سپیٹے کو غارت کرے کہ جیسے کلمے اسنے آپ کے حق مین کہے ہین مجھ نگوڑی کے منھ سے نکلا کہ ہماری ملکہ بلاتی ہین اسنے نہین معلوم کیا کیا کہا ملکہ نے کہا کیا بہت بوڑھا ہے اسنے کہا حضور فلک پیر کا استاد ہے پھر ملکہ نے پوچھا کہ آخر اسنے کیا کہا تو کہتی کیون نہین ہم اجازت دیتے ہین اسنے عرض کیا کہ حضور کہنے لگا کسی جوان کو بلایا ہوگا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور اسکے کہنے کا یقین نہ کر کے دلشاد ودلنواز وسرافراز کو باری باری بھیجا جب عمرو نہ آیا انھون نے بھی آکر کہا واری زلف آرا سچی ہے وہ نگوڑا کسی طرح نہین آتا ملکہ کا سنکر بیتاب تو ہو چکی تھی خود اٹھ کھڑی ہوئی کہ مین آپ جا کر اسے لاتی ہون جب سامنے عمرو کی پہونچی خواجہ صاحب کی عجب کیفیت ہوئی قریب تھا کہ غش آجائے مگر اپنے تئین سنبھالا اور دلمین کہا اے عمرو کس کس بات کی تعریف کی جاے غرض اگر اسکا سراپا لکھون تو ایک دفتر سراپا اسکے صفحۂ عارض کی صفت مین ختم ہو جاے الحاصل عمرو پھر سر نیچا کر کے گانے لگا جب ملکہ قریب پہونچی ایک خواص نے کہا او بڑھاپے بیٹے ہماری ملکہ تشریف لائی ہین عمرو جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور مجرا کر کے بلائین لین ملکہ نے کہا ارے کیون رے ہمنے چار مرتبہ تجھے بلوایا اور تو نہ آیا عمرو نے کہا یا لون مجھے کب بلایا ہین تو تمھارا دو پیسے کا منگتا ہون زلف آرا بڑھی اور کہا او مونڈی کاٹے مین نہین آئی تھی عمرو نے کہا ہان ملکہ صاحب یہ آئی تھی لیکن ایک نوجوان گھوڑے پر سوار ادھر سے گذرا یہ اسکے ساتھ چلی گئی پھر مجھے نہین معلوم کیا ہوا جو کچھ اسنے کہا مجھے خبر نہین زلف آرا نے کہا ملکہ میرا ستیاناس جاے جو یہ بات ہوئی ہو اور خواصون کو بھی ایک نیا فقرہ بنا کر کہا وہ سب کو سنے لگین اور ملکہ نے کہا ہان مین خوب جانتی ہون یہ سب مستانیان ہین مرد تو ملا نہین گری پڑتی ہین خیر بڈھے تو میرے ساتھ چل جب عمرو باغ مین ملکہ کے ساتھ پہونچا تو خوب گایا ملکہ نہایت محظوظ ہوئی اور دس ہزار روپیہ عمرو کو دیے اسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا آپ نے تو مجھے دیے لیکن بیٹے میرے تین سنیگے اور وہ مجھ کو باپ نہین جانتے ملکہ نے کہا او بڈھے کیا تیرے بیٹے بھی ہین عمرو نے کہا ہے اسکے تو میرا گانا آدھا ہے ملکہ نے کہا کیا مجال جو تجھے باپ نہ جانین جا اور بہت جلد انکو میرے پاس لے آ عمرو وہان سے نکلکر ایک پہلی چہرے کی صورت بنا اور

شہر کا کیا نام ہی انھون نے کہا اس شہر کو آردبیل کہتے ہین بہرام شاہ آردبیلی یہانکا بادشاہ ہی چوبین چوب گردان
اُسکے بیٹے کا نام ہی عمرو نے آکر امیر سے سب حال بیان کیا امیر داخل شہر ہوے شہر کو بہت آباد پایا دلکو دلشاد پایا خواجہ
سے فرمایا کہ یہان کوئی مکان بکرایہ ٹھہرے تو کچھ دنون قیام کرین اس فکر مین تھے کہ ایک حلوائی کی دُکان کے قریب
پہونچے وہ حلوائی امیر کو دیکھکر دوڑا اور آکر مجرا کیا امیر نے پوچھا کہ بھائی یہان کوئی مکان واسطے سکونت کے بکرایہ ممکن ہی
حلوائی نے کہا آپ نے مجھے نہین پہچانا مین آپ کا غلام ہون مکہ معظمہ مین میری دُکان حضور کے والد ماجد کے دروازے
کے برابر تھی شمس میرا نام ہی مکان غلام کا حاضر ہی تشریف لیچلیے یہ کہکر ایک تھال مٹھائی کا امیر کو نذر دیا امیر نے
دیکھا کہ مٹھائی کے نیچے سوا سو اشرفیان بھی ہین امیر نے انکار کیا خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا اور کہا یا امیر نذر اسکی
قبول کیجیے کیونکہ اسکی دلشکنی کا خیال ہی اُسنے عمرو کو بھی پہچانا اور سلام کیا لیکن عمرو بن حمزہ کو نہ پہچانا کیونکہ جب
مکہ سے امیر آچکے ہین تو یہ پیدا ہوئے تھے عمرو سے پوچھا خواجہ صاحب مزاج تو اچھا ہی کچھ خانۂ کعبہ کا حال کہیے
عمرو نے کہا کہ بھائی کچھ ہمارے واسطے بھی رکھا ہی اُسنے کہا جی ہان آپ کی بھی خدمت کرونگا اور مونڈھے گھر سے
لاکر دُکان کے سامنے بچھا دیے امیر کو بٹھایا اشقر کو باندھ دیا عمرو و عمرو بن حمزہ و صاحبقران سب بیٹھے اتنے مین
ایک سانڈنی سوار سامنے سے نمودار ہوا اور اپنی سانڈنی کو اڑاتا ہوا چلا گیا اسکے بعد کچھ سوار و پیادے عصا بردار وغیرہ
جوق جوق گروہ گروہ چلے گئے شمس نے دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ آپ ایک لمحے کے واسطے دُکان مین تشریف
لے چلین امیر اٹھکر دُکان مین آ گئے اور پوچھا کہ کیا سبب یہان بٹھانے کا ہی اُسنے عرض کی کہ بیٹی بہرام شاہ کی ملکہ
گردیہ بانو اپنے باپ کے پاس جاتی ہی غرض کہ دیکھا امیر نے ایک نقابدار بادرفتار پر سوار ہی اور گرد لوگ
اہتمام کرتے ہوئے چلے آتے ہین جب گھوڑا برابر دُکان کے پہونچا فرس نے ٹھوکر لی نقابدار نے اپنے تئین سنبھالا مگر بند
نقاب کے ٹوٹ گئے امیر نے صورت جو دیکھی عاشق ہو گئے ملکہ تو بند نقاب کے باندھ کے روانہ ہوئی لیکن
امیر کو یارا ے ضبط نہ رہا یہ بھی پیچھے پیچھے گئے عمرو نے سمجھایا کہ یا امیر یہ کیا حرکت ہی عمرو بن حمزہ اپنے دل مین
کیا کہیگا امیر نے اسے کچھ جواب نہ دیا دل ہی بے قابو تھا شعر ناصحا سود نصیحت کا نہین عاشق کو ؛ مین نہ سمجھون تو بھلا
کیا کوئی سمجھائے مجھے ؛ خلاصہ یہ کہ امیر ملکہ کی تعاقب مین چلے یہانتک کہ بارگاہ بہرام پر پہونچے ملکہ گھوڑے
سے اُترکر داخل بارگاہ ہوئی یہ بھی پیچھے پیچھے بارگاہ مین پہونچے انکے عقب مین عمرو بھی پہونچا دیکھا کہ تخت
پر بہرام شاہ بیٹھا ہی اور پہلو مین دنگل پر اسکا بیٹا متمکن ہی دوسرے دنگل پر نقابدار جاکر بیٹھ گیا اتنے مین
ایک شخص نے نامہ لاکر بہرام کے ہاتھ مین دیا پڑھتے ہی اسکا رنگ زرد ہو گیا ملکہ گردیہ بانو نے جو کیفیت
دیکھی رگ شجاعت نے حرکت کی ہاتھ بڑھا کر نامہ اپنے باپ کے ہاتھ سے لے لیا اور پڑھا وہ تحریر آذر چین
بن تبریزی کی طرف سے ملکہ کی خواستگاری مین تھی بعد تعریفات و منات کے لکھا تھا ای بہرام شاہ
آجتک تو تم ہمارے خراج گزار تھے مگر اب ہم تمھین اپنا عزیز بنایا چاہتے ہین خراج بھی معاف کیا اپنی بیٹی ہمین
دو اسی واسطے ہمنے کسی غیر کو نہین بھیجا شمس تبریزی کو روانہ کیا کہ یہ بہادر بھی ہی اور ہمارا عزیز بھی ہی بس تم
اسی کے ساتھ کر دو یہ جو ملکہ نے پڑھا نہایت غصہ ہوئی اور نامہ کو پھاڑ ڈالا شمس نے ملکہ کو ناسزا کہا آپنے اپنے
دنگل سے اٹھکر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سر دھڑ سے اُڑ گیا اُسکے ہمراہی سہم گئے اور لاش شمس کی
لیکر روتے پیٹتے اپنے ملک کو چلے امیر و عمرو یہ قوت و جرأت دیکھکر دنگ ہو گئے اور ملکہ مین بجین مرکب پر
سوار ہوکر اپنے باغ کو چلی بہرام نے کہا بیٹا تم نے غضب کیا ایسا غصہ کوئی کرتا ہی ملکہ نے کہا اسکی

ایک پہاڑ ہی دوڑ کر امیر و عمرو پہاڑ کے گرد تلاش کرنے لگے کہ عمرو کے کان مین آواز آئی جیسے کوئی کہتا ہی کہ افسوس صد افسوس
کس بےبسی و بیکسی مین موت آئی ہی اور امیر نے بھی خبر نہ لی کہ دم واپسین ایک مرتبہ جمال باکمال سے آنکھین روشن
ہو جائین یہ آواز سنکر عمرو نے چارون طرف دیکھا کہ ایک غار سے یہ آواز آتی ہی اور اُس غار پر ایک سنگ گران رکھا
ہی خواجہ نے لاکھ لاکھ زور کیا مگر پتھر نے جنبش نہ کی جب تو خواجہ نے سفید مہرہ لگا کر بجایا امیر بیتاب ہو کر دوڑے جب
قریب پہونچے عمرو نے کہا یا امیر اس غار مین عمرو بن حمزہ ہین امیر نے پتھر کو ہٹایا دیکھا ایک قعر عمیق ہی عمرو کی مشکین
بندھی ہین اور چت لیٹا ہی سینے پر ایک بھاری پتھر رکھا ہی عمرو کمند لٹکا کر غار مین اُترا پتھر پر بہت زور کیا جب وہ نہ اٹھ سکا
تو کمند آصفا لگا کر اُس سنگ پر مارا اور جھٹکا دیا پتھر ہٹا عمرو بن حمزہ کا دم رک رہا تھا اب آنکھین کھل گئین خواجہ
نے کمند کے وسیلے سے بالاے قعر پہونچایا امیر نے حال پوچھا عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ خداوند لقیاے زرین تن جو
فرنگ سے بھاگا تھا اُسنے یہان اپنا مسکن بنایا ہی اور وہی مجھے سوتے مین اُٹھا لایا یہان قید کر کے کہا جب تک
حمزہ کو نہ مار لونگا چین نہ لونگا

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جانا لقیاے زرین تن کا پھر جانا امیر کا شہر آردبیل مین اور عاشق ہونا بلکہ گردیہ بانو پر

راوی شیرین تقریر کہتا ہی کہ یہ سنکر امیر مع عمرو بن حمزہ و خواجہ اُسکی تلاش مین روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ وہ سو رہا ہی
امیر نے دوڑ کر نوک تلوار کی اُسکے تلوے مین چبھو دی اُسنے آنکھ کھولکر کہا ای حمزہ تو نہ مانیگا یہ کہکر اُٹھا
اور وار شمشاد امیر پر ماری امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا جو اُسکی کمر پر لگایا مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے کیے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ایک گھوڑا کہین سے لاؤ کیونکہ فقط اشقر ساتھ ہی اور فرزند میرا پیادہ
ہی عمرو ایک طرف چلا دریا کے کنارے گھوڑے کسی سوداگر کے نہلائے جاتے تھے سائیسون کے پاس
پہونچکر عمرو نے کہا کہ بھائی مین بھی گھوڑون کی تجارت کر چکا ہون گھوڑا رکھتے ہین کما حقہ دخل رکھتا ہون سائیس
نے کہا کہ ایک گھوڑا نہلاؤ تو ہم اپنے مالک کے پاس تمھین لیجا کر نوکر رکھوا دینگے عمرو نے ایک مجھیر آتا کا اور
اسی کو نہلانا شروع کیا بعد نہلانے کے کاٹھی کھینچی سائیس نے تعریف کی کہ سچ مچ تمھین خوب دخل ہی تم پڑھے
ہوگئے ہو جب دے گھوڑے ہمسے نہ تھمینگے خواجہ نے کہا دیکھو مین اسے پھیرتا ہون یہ کہکر پشت پر پہونچے
اور ایڑ لگا کر جانب امیر راہی ہوئے سائیس سر پیٹتے رہے خواجہ نے امیر کے پاس پہونچکر کہا کہ دس ہزار
روپیے کو یہ گھوڑا ٹھہرا ہی امیر نے فرمایا کہ یہان روپیہ کہان خواجہ نے کہا رقعہ لکھدیجیے مین ستے
اُسے روپیے دیدیے ہین لشکر مین پہونچکر آپ سے لیلونگا امیر نے رقعہ لکھدیا اور گھوڑا عمرو
بن حمزہ کو دیا آپ اشقر پر سوار ہوئے اور ایک جانب کو روانہ ہوے دور سے سواد شہر نظر آیا جب
قریب پہونچے تو دیکھا کہ گھسیارے گھاس چھیل رہے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ان گھسیارون
سے شہر کا نام پوچھو عمرو جو قریب آن کر اُنکے پہونچا وہ سب بھاگے اور سمجھے کہ جنگل سے بن مانس
نکل آیا عمرو اُنکے پیچھے دوڑا اور پکارا کہ ارے ٹھہرو تو اُنھون نے عمرو کی ایک نہ سنی غرض جب دوڑتے
دوڑتے تھک گئے تو گٹھے گھاس کے زمین پر دیدے مارنے لگے اور ہش ہش کا شور مچایا جب تو عمرو
نے کہا ارے کیا تم سبھون کی شامت آئی ہی ارے مین آدمی ہون اور اپنے دل مین خوب ہنسا کہ میری بھی
کیا صورت ہی جو دیکھتا ہی ڈرتا ہی غرض جب بہت عمرو نے کہا تو وہ سب خاموش ہوئے خواجہ نے پوچھا کہ اس

کیطرف متوجہ ہو کر کیا جوان ہر رات کو لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجا ادھر بھی نقارہ زرمی پر چوب پڑی رات بھر
دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو طرفین سے فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین بعد صفوف آرائی کے
جمہور میدان مین آیا اور لپکار کر کہا آیا تم مین سے کس کو آرزوے مرگ ہو اگر زندگی کسی کو ددبھر ہو تو آسنے کرچھٹی
کا دودھ زبان پر ذائقہ دیجیا سے یہ صدا لشکر آلاگرد سنے امیر سے رخصت چاہی امیر نے فرمایا کہ جا خدا کے سپرد کیا
آلاگرد میدان مین آکر ہمتگا ور ہوا بارہ قدم آلاگرد اور دو قدم جمہور پسپا ہوے پھر آلاگرد نے بھالا سنبھالا جمہور
نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا پہلی ہی ضرب مین جمہور نے آلاگرد کے شانے کو نشانہ کیا جب یہ زخمی ہوا عیار میدان
سے لیگیا بعد اسکے ملاگرد وانقش اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے یہ دیکھکر علمشاہ کو تاب نہ رہی امیر سے رخصت لیکر
میدان مین آئے پہلے جمہور سے ہمتگاور ہوے پانچ قدم وہ ہٹا اور تین قدم پر علمشاہ قائم ہوئے جمہور نے تلوار کھینچ
کہا لا کیا حربہ رکھتا ہو علمشاہ نے جواب دیا یہ ہمارا آئین نہین ہو پہلے تو حربہ کر اُسنے تلوار ماری انھون نے سپر کو
پناہ سر کیا تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار انگل سر مین اُتر آئی علمشاہ کے منھ پر چادر خون کی آگئی رومال سے
خون پاک کرکے ایک ہاتھ ایسا اُس منحوس پر مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا مگر کم اسی مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے شب بھر ہر شخص درستی اسلحہ مین مصروف رہا صبح کو غل ہوا کہ عمرو بن حمزہ
خیمے سے غائب ہو گئے اور دوسری روایت مین ہو کہ میدان جنگ سے ریچھ اٹھا لیگیا بہر نوع امیر کو بڑا صدمہ ہوا
تمام لشکر نوشیروان مین تلاش کیا اور دس دس کوس سوار ہو آئے لیکن پتا نہ لگا جب تو امیر نے حکیمزادون کو
طلب کرکے پوچھا کہ زائچہ کرکے حال عمرو کا کیا بیان کیجیے اُنھون نے زائچہ کرکے عرض کیا یا امیر خانۂ حیات تو
برقرار ہو لیکن عذاب الیم مین مبتلا ہین اگر پانچ روز کے مدت مین پتا لگا تو خیر ورنہ زندگی محال ہو امیر نے فرمایا کہ
نامعلوم کی تلاش کیونکر ہو سکتی ہو بزرگ امید نے عرض کیا کہ دست راست گئی منزل کے بعد زمین زرد
ہو اور وہان بو بدبو بعفندی اور چراہندی آتی ہو جیسے مردے سڑتے اور جلتے ہین اُس صحرا مین ایک پہاڑ ہی
اسی پہاڑ کے عقب مین پتا لگتا ہو امیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مین جاتا ہون لڑائی ابھی کئی روز موقوف
رہیگی کیونکہ جمہور بھی زخمی ہو یہ کہکر اشقر پر سوار ہوے عمرو کو ہمراہ لیا اور بہت تیز و تند اشقر کو دوڑایا دن بھر
مین کئی سو کوس نکل گئے شام کو ایک مقام پر اُتر کر نماز پڑھی اشقر کو چھوڑ دیا اور خود بغیر کچھ نوش کیے آرام کیا
عمرو پانوُن دبانے لگا جب زیادہ رات آئی عمرو بھی سو رہا اسی مین ایک غول صحرائی دار شمشاد بکف آیا
اشقر نے اسکو دیکھکر ہمہمہ کیا امیر بیدار ہو گئے غول کو دیکھکر ہیبت دی کہ او گیدی باش کہ میگزارم کہ از دستم
زندہ میروی غول نے جھپٹکر دار شمشاد کا وار کیا امیر جست کرکے اُسکے پہلو مین آئے اور عقرب سلیمانی کھینچ کر چاہا
کہ وار کرین وہ بھاگا امیر بھی اشقر پر سوار ہو کر اسکے تعاقب مین روانہ ہوئے عمرو بھی اٹھکر ساتھ ہوا غرض
باقی رات اور تمام دن اُسکے تعاقب مین رہے شام کو وہ غائب ہو گیا دو دن گزر گئے تین دن میعاد مین اور باقی
رہے جب رات کو امیر نے آرام فرمایا اور عمرو بھی سو گیا پھر وہی غول آیا امیر کی آنکھ کھلی پھر وہ بھاگا اور
امیر نے اُسکا پیچھا کیا دو دن تک وہ بھاگا غرض چار دن گزر گئے جب وہ غول پھر غائب ہوا امیر نے حساب
کیا اور نا امید ہوئے کہ چار دن گزر گئے ایک دن باقی ہو اور آگے چلے تو زمین مائل بہ زردی پائی عمرو سے
فرمایا کہ خواجہ دیکھو یہان کی زمین زرد ہو اور آگے بڑھکر بالکل زرد زمین تھی جب تو کچھ امید ہوئی تھوڑی
دور اور چلے تو دیکھا کہ تمام صحرا کے درخت جلے ہوئے ہین اور اُن مین سے بو بدآتی ہو سامنے

اپنا نام بتا اُسنے کہا مین وہی گلچہرہ آپ کی لونڈی ہون یہ کہکر بند نقاب کھولدیے کرب نے فتاح کو بلایا اور کہا لو بھئی تمھاری معشوقہ بھی آگئی وہ بہت خوش ہوا اتنے مین گلباد نے آکر کہا آپ کو سلطان سعد یاد کرتے ہین کرب مع اپنے ہمراہیون کے گلباد کے ساتھ سلطان سعد کی خدمت مین آیا سعد نے نقابدار کا حال پوچھا کرب نے بیان کیا پھر سعد نے کہا کہ نقابدار کے ساتھ تمھارا نام بھی دریافت ہوگیا مگر اپنے جد و آبا کا نام بھی بتاؤ کرب نے کہا کہ مین شہر اندلس کا رہنے والا ہون اور مسلمان ہون آپکو کبھی میرا حال معلوم ہو جائیگا بلکہ میرے والد حمزہ صاحبقران کے ملازم ہین سعد نے بہت اصرار کیا مگر کرب نے نہ بتایا غرض سعد تو امیر کے لشکر کی طرف چلے کرب اپنے شہر کیجانب روانہ ہوا یہان ہیکلان کو خبر گذری کہ انقال کا بھی انتقال ہوگیا اور سب قیدی رہا ہوگئے مگر کرب اور فتاح کا حال نہ کھلا اب یہ سب حیران ہین کہ کون چھڑا لیگیا ؛ ؛

اب دو کلمے داستان نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب نوشیروان فرنگ سے بھاگا سید ھا مدائن مین آیا اور عہد کیا کہ اب امیر سے نہ لڑونگا اور بختک سے کہا خبردار کبھی حمزہ کی طرف سے کوئی بات ایسی نہ کہنا کہ جس سے پرخاش کا اظہار ہو یہ سب ذلتین تیری ہی ذات سے ہوئین یہ خبر امیر کو بھی پہونچی وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب ہم سے لڑنا منظور نہین ہے لیکن بختک کے پیٹ مین چوہے چھوٹ گئے کہ حمزہ نے ملک بھی لیے اور صلح بھی ہوئی ادھر نوشیروان نے امیر کو کچھ تحفے بھیجے امیر نے نوشیروان کو ہدیے روانہ کیے اب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ صلح ہوگئی ۔

اب دو کلمے داستان عرضی لکھنا بختک کا جمہور کو نوشیروان کی طرف سے طلب مدد مین اور آنا اُسکا مع فوج کے

راوی شیرین تقریر نے تحریر کیا ہے کہ سوچتے سوچتے بختک کے ذہن مین ایک فطرت آئی اُسنے سنا کہ شہر طرطوسیہ مین جمہور جیالسوز طرطوس بہادر شہنشاہ تبرزن ایسا پہلوان ہے کہ تین سو ساٹھ من کا تبر باندھتا ہے فوراً ایک عرضی نوشیروان کی طرف سے اس مضمون کی لکھی کہ حمزہ نے میرے سب شہر چھین لیے ہین اگر آپ مدد کرکے دلوا دیجیے تو آپ کا بڑا نام ہو اُسنے جواب مین لکھا کہ آجتک شہنشاہ نے مجھے اطلاع نہ کی اب مین حاضر ہوتا ہون جب یہ جواب آیا بختک نے نوشیروان کو دکھایا اُسنے کہا کہ پھر تو نے وہی باتین نکالین اسنے جواب دیا کہ وہ بڑا جری و بہادر ہے عجب نہین کہ حمزہ کو زیر کرے اور آجکل از روے رمل بھی حمزہ کے ستارے نحس ہین اسکے اشارے سے اور منجمون نے بھی کہا ہے شہریار مردون کے واسطے لڑنا مرنا فخر ہے وہ تو موم کی ناک تھا ہی پھر گیا اور کہا کہ اچھا اُسے دو اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ جمہور کا لشکر آگیا اب یہان سے دو چار کوس پر ہے نوشیروان نے بختک کو بہر استقبال بھیجا اُسنے لاکر نوشیروان سے ملازمت حاصل کرا دی امیر آب بصرہ پر تھے نوشیروان اسکو لیکر مع فوج و سپاہ آب بصرہ کی طرف روانہ ہوا یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ نوشیروان ایک پہلوان کو لیکر ہم مقابلہ آتا ہے امیر کو یقین نہ آیا اور عمرو سے کہا خواجہ تم جاؤ اس واقعے کی خبر لاؤ خواجہ عمرو روانہ ہوے تیس کوس پر آکر دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اُترا ہوا ہے یہ دیکھکر خدمت امیر مین آکر عرض کیا یا امیر اتنی فوج ہے اور ایسے ایسے جوان ہین کہ نہ دیکھے نہ سنے جب تو امیر کو بھی یقین آیا غرض نوشیروان نے آکر پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر امیر سے اپنا خیمہ کیا طرطوس لشکر امیر کو دیکھکر حیران ہوا اور یہان سب بہادر طرطوس

پیر فرخاری اور سعد نوجوان مع پانچ سو سوارون کے زیر تیغ بٹھائے گئے کہ بلال عاد و انفار عاد نے کہا ان سبکو ہیکلان کے پاس بھیجو ایسا نہو کہ وہ خفا ہو غرض ان سبکو قید کرکے بلال عاد کو مع تین سو سوارون کے ہمراہ کرکے ہیکلان کے پاس روانہ کیا اور دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا جب قلعے سے کوئی نہ نکلا تو خندق پر آکر ہیبت دی کہ اب تو کوئی حمایتی نہین ہی چلو تم سب بھی ہیکلان کی خدمت مین کہ اتنے مین پشت پر سے آواز آئی باش اور نامرد اسنے پھر کر دیکھا تو ایک شخص کو ہاتھی پر سوار پایا پوچھا کیا نام رکھتا ہی اسنے کہا منم لندھور بن سعدان رستم ہندوستان لا کیا حریف کھتا ہی شعر بیارا پنجہ داری زبردی نشان ؛ کمان کیانی دگرز گران ؛ جنید نے گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا لیکن ہاتھ لندھور کا مثل ستون کے قائم رہا پھر گرز لندھور نے جو مارا اسنے بھی گرز کو پناہ سر کیا گرز پر گرز پڑا دونون گرز سرین در آگئے اور سر دھڑ مین دھڑ گیند کے کی پیٹھ مین گیند زمین مین دھنس گیا ایک تھلتھلا خون کا زمین مین بن گیا فوج نے نرغہ کردیا لندھور کی فوج بھی آپڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی عبد الجبار و عبد القہار بھی فوج لیکر نکلے خوب تلوار چلی ایک لاکھ اٹھارہ ہزار فوج جنید کی رہگئی وہ بھاگی اور جہان خیمے تھے وہان پہونچ کر چاہا کہ اپنے خیمے لیکر بھاگین مگر لندھور کب وارلینے دیتا ہی ہزار دنکو وہان بھی قتل کیا غرض جو باقی رہے وہ بھاگے اور جاکر ہیکلان کو خبر کی اسنے شہر شہر ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ کل پوتا حمزہ کا گردن مارا جائیگا جسے دیکھنا ہو آئے یہ صدا کرب غازی کے کان مین بھی پہونچی وہ اسوقت فتاح و ملکہ گلچہرہ کی صحبت مین بیٹھا تھا یہ خبر سنکر بولا ای فتاح اب تم اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھو مین جاتا ہون کیونکہ خدا نے دو دن دکھایا کہ عاشق و معشوق اکٹھا ہوئے ہین اسنے کہا بھلا مجھسے یہ ہوسکتا ہی کہ آپ جائین لڑنے کو اور مین عیش کرون کرب نے قسم دی کہ تم بیٹھو اور آپ باہر نکل آئے مگر وہ بھی انکے پیچھے پیچھے چلا آیا غرض کرب فتاح و اندلس کو لیکر قتلگاہ مین آئے دیکھا کہ تماشائیون کا انبوہ ہی زیر دار سلطان سعد و پیر فرخاری اور اسکے دونون بیٹے اور پانچ سو سوار یہ سب بیٹھے ہین جلاد پھر رہے ہین انفار عاد جو انکی قید لایا تھا اسی کا اہتمام ہی کرب لوگون کو ہٹاتا ہوا قریب دار کے پہونچا کہ دو چار نے روکا مگر اسنے کسی کا کہنا نہ سنا ایک شخص نے تلوار ماری اسنے خالی دے کر ایک ہاتھ جو مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے تماشائی تو بھاگنے لگے تلوار چلنے لگی فتاح نے دوڑکر ایک ہاتھ انفار پر مارا وہ زخمی ہو کر گرا اندلس نے ایک جلاد کو جہنم واصل کیا کرب نے سامنے سعد کے پہونچ کر آواز دی کہ ای شہریار غلام آپکا آپہونچا اسکو دیکھکر سعد نے جھٹکا مارا کہ قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی اور دوڑکر ایک سوار کی تلوار چھین کے ایک سوار پر ہاتھ مارا وہ گرا اسکے گھوڑے پر سوار ہوکر سعد بھی لڑنے لگے اندلس نے دوڑکر پیر فرخاری کی قید کاٹ دی ابو الفتح نے کلبا دکو رہا کیا اسی طرح ایک نے دوسرے کو قید سے رہائی دی تلوار چلنے لگی ادھر ہیکلان کو خبر ہوئی اسنے انقال کو کئی ہزار سوار دے کر بھیجا وہ آیا اور لڑنے لگا اتنے مین ایک نقابدار اسی ہزار سوار لیکر آیا اور کرب کی طرف سے لڑنے لگا غرض شام ہوگئی اور فوج ہیکلان کی پسپا ہوئی کرب و سعد صحرا کی طرف روانہ ہوے سعد آگے بڑھ گئے تھے ایک مقام پر ٹھہرے اور کرب کا انتظار کرنے لگے کہ اس لڑکے نے ہمارے اوپر احسان کیا ہی ایسا نہو کہ اور فوج آکر اسے گھیر لے جب دیر ہوئی کلبا دکو بھیجا کہ جاکر ڈھونڈھ لا ادھر کرب سے فتاح نے کہا کہ ذرا توقف کیجیے وہ سامنے تالاب معلوم ہوتا ہی چلکر منہ ہاتھ دھوئیے غرض یہ بیٹھے ہوئے منہ دھو رہے تھے کہ گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی فتاح نے کہا شاید ہیکلان نے اور فوج بھیجی ہی ہوشیار ہوجیے یہ سب جلدی جلدی گھوڑون پر سوار ہوے اب جو دیکھا تو وہی نقابدار ہی جو آکر لڑا تھا لیکن زخمی بہت ہو گیا ہی کرب نے کہا ای بہادر تو نے ہمپر احسان کیا

دو لاکھ فوج سے چلا یہاں ہیکلان نے جنید کو تقید کر دی تھی کہ جاتے ہی قلعے کا محاصرہ کر لینا غرض اُسنے
آتے ہی قلعے کو گھیر لیا اور نہیب دی کہ کوئی تم میں سے اگر مرگ کا خواہان ہے تو مجھسے مقابلہ کرے ورنہ کل قلعہ
لیلونگا اور نہیں تو ثمرات سنجنگو کو سجدہ کرو عبد القہار و عبد الجبار نے سنکر کچھ جواب نہ دیا اور یہی کہا کہ
جو مرضی خدا کی غرض رات کو جنید نے ایک شخص کو اپنی طرف سے بھیجا کہ جو تو جا کر سمجھا میری طرف سے
کہنا کہ کیوں اپنی جان دینے پر آمادہ ہو مجھسے لڑنا گویا ملک الموت سے پنجہ کرنا ہے غرض وہ ایلچی قلعے میں آیا اور
سب مراتب تعلیم کیے عبد الجبار نے کہا ثمرات سنجنگو پر لعنت اور اُسکے پرستاروں پر لعنت ہے کہنا کہ ای
جنید خدا سے مانزرگ ست ایلچی بے نیل مرام واپس آیا صبح کو جنید نے تین لاکھ فوج سے قلعے پر حملہ کیا لیکن
قلعہ بہت مستحکم تھا کوئی قریب قلعے کے بھی نہ پہونچا خندق کے اسی طرف سب رہے جب تو جنید نے سبکو منع
کیا اور کہا کہ تم سب ٹھہرو میں اکیلا جاتا ہوں یہ کہکر گرز سنبھالا اور خندق کے کنارے پہونچکر پکارا ای عبد الجبار
اب یہ قلعہ میرا ہو چکا نکل باہر کسی نے جواب نہ دیا جنید جست کرکے اُس پار پہونچا اور گرز اٹھایا کہ دروازے کو
توڑے جب تو تمام زن و مرد رونے پیٹنے لگے عبد الجبار نے بھی دعا مانگنا شروع کیا کہ بیابان کی جانب سے
گرد اٹھی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ آگے علمشاہ ہیں اور اُنکے پیچھے بہت فوج ہے یہ دیکھکر عبد الجبار
نے سجدہ شکر بدرگاہ بے نیاز کیا اور کہا کہ ہاں نقارہ شادمانی بجاؤ نقارے کی آواز جو جنید نے سنی کہا او
عبد الجبار اپنی مرگ کی خوشی کرتا ہے عبد الجبار نے کہا کہ اب تیری مرگ کی شادی ہے اتنے میں علمشاہ
نے قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش اے نامرد کہاں جاتا ہے جنید نے پھر کر کہا تو نے کیونکر مجھے نامرد جانا دیکھ اس خندق
کو کس سہولت سے میں نے عبور کیا ہے اور تو کون ہے علمشاہ نے کہا منم رستم پیلتن و فیلفکن کشندہ قویل
ہنادی و کپتیان فرنگی و گیدی لاکیا مرب رکھتا ہے اتنے میں علمشاہ بھی خندق کو عبور کرکے پاس پہونچ گئے
جنید نے خفا ہو کر ایک تلوار ماری علمشاہ نے سپر چہرے کی پناہ کی تلوار سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر آئی خون کی چادر
آنکھوں پر آئی انھوں نے رومال سے چہرے کا خون پاک کرکے ایک ہاتھ مارا مگر بسبب زخم سر کے ہاتھ اوچھا پڑا
اُسنے شمشیر کو سپر پر لیا تھا تلوار نے سپر و خود کو کاٹا خفیف سا زخم سر پر بھی آیا اتنے میں فوج جنید کی آگئی اور
علمشاہ کو گھیر لیا انکی فوج نے جو یہ دیکھا وہ بھی ٹوٹ پڑی ادھر قلعے میں سے عبد الجبار و پیر فرخاری وغیرہ بھی
اپنی فوج لیکر نکلے دھاوا ہو گیا تین پہر تلوار چلی کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار ہو گئے جنید کی فوج
پسپا ہونے کو تھی کہ وہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے میں پھر گیا علمشاہ قلعے میں آئے زخم میں ٹانکے دلوائے
ادھر اُسنے بھی اپنے زخمیوں کے ٹانکے دلوائے دو پہر رات گذری تھی کہ سعد کا نعرہ ہوا اور آکر جنید کی فوج
پر مع فوج کے گرے تلوار چلنے لگی یہ خبر عبد الجبار کو پہونچی وہ بھی اپنی فوج لیکر نکلا پیر فرخاری نے بھی تلوار کھینچ
لی یہاں علمشاہ بسبب تکلیف زخم کے غش میں تھے انھیں خبر نہیں ہوئی غرض دو پہر دن اور دو پہر رات تلوار
چلی کہ سلطان سعد و پیر فرخاری پر حلقہ کرکے کمند پڑ گئے اور لیجا کر انھیں قید کیا عبد الجبار پھر قلعہ بند ہوا جب
علمشاہ کو ہوش آیا سعد کے قید ہونے کی کیفیت سنی کمال ملال ہوا اور قصد کیا کہ ابھی جا کر چھڑا لاؤں عبد الجبار
نے بمنت روکا کہ آپ کا حال بہت سقیم ہے ایک عرضی امیر کو لکھیے اُسوقت تک آپ کو بھی صحت ہو جائیگی ادھر جنید
نے سعد کو اپنے سامنے طلب کرکے کہا کہ اگر تو ثمرات کو سجدہ کرے تو تجھے چھوڑ دوں سعد نے لعنت کی اُسنے کہا
یہ واجب القتل ہے اسے قتل کرو اور پانچ سو سوار بھی قید ہو گئے تھے انھیں بھی قتل کرنے کا حکم دیا

کم نہیں ہے خواجہ نے بسبب نا لیست ہونے کے اُسے نہ لیا اُدھر انتشار شاہ کو ماہر جادو کے مرنے کی خبر ہوئی اور یہ بھی
سنا کہ علمشاہ شہریار کو رہا کر کے خدمت امیر میں لے گیا فوراً اُسنے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو غرض جب لشکر
اسکا سب سامان مکمل ہو چکا تو یہ طرف باغ کرامت کے روانہ ہوا یہاں ہرکاروں نے آ کر یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ انتشار
نے لشکر کشی کی ہے قریب تر بارادۂ جدال و قتال آیا چاہتا ہے امیر نے بھی باہر باغ کے بارگاہ برپا ہونے کا حکم دیا انتشار
کا خیمہ و خرگاہ آ گیا اور میدان مصاف صاف ہونے لگا جب دونوں لشکروں کے میدان میں خیمے برپا ہو چکے لشکر
طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفوف آرائی کے انتشار کیطرف سے صورت نگار
میدان میں آیا ادھر سے شہریار شاہ امیر سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا صورت نگار نے ایک نارنج مارا
شہریار نے سحر کیا نارنج مثل ثمر خزان رسیدہ کے زمین پر گر پڑا اور خود سحر پڑھکر ایک ترنج صورت نگار پر مارا کہ
اسکے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اور ایک ساحر اُسکی طرف سے آیا اُسکا بھی ایک ترنج میں کام تمام کیا غرض شہریار
نے کئی ساحر مارے انتشار کو انتشار پیدا ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دوسرے روز خود میدان میں آیا ادھر
سے امیر تشریف لیگئے جو تلوار فتانہ نے دی تھی فقط وہی ہاتھ میں تھی انتشار نے بزور سحر اژدہا امیر کی جانب بھیجا جب
قریب آیا تلوار کی برکت سے نیلا سوت دکھائی دیا امیر نے جھپٹ کر ایک ہاتھ جو مارا تو انتشار کے مع مرکب چار پرکالے ہو گئے
فوج نے جو یہ دیکھا تو ایکبار سب نے حملہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی ادھر سے امیر کی فوج بھی ٹوٹ پڑی خوب گھمسان کی
لڑائی دوپہر تک رہی آخر انتشار کی فوج نے شکست کھائی امان مانگی امیر نے سبکو امان دی اور مسلمان کر کے
شہریار کا مطیع کیا سب نے کہا کہ ہمارا بادشاہ تو یہی ہے خوب ہوا کہ وہ نمکحرام مارا گیا شہریار کو تخت پر بٹھایا اور پھر لوح
کو دیکھا اُس میں لکھا تھا اے حمزہ تمام دربند فتح ہو گئے اب طلسم کو رہنے دو تمہارا فرزند فتح کریگا تم اپنی مراد کو پہونچ
گئے فرزند فرناد کو بھی رہا کر لیا اب تم چلے جاؤ دربند جو ٹوٹ گئے تو راہ بھی کھل گئی یہ دیکھکر امیر نے اپنی شادی ماہ سیما
کے ساتھ اور علمشاہ کی گلفام کے ساتھ کر کے شہریار سے رخصت چاہی اُسنے بعد کئی روز دعوت کرنے کے
امیر کو رخصت کیا امیر مع علمشاہ و خواجہ عمرو و ماہ سیما و گلفام و ملکزادہ وغیرہ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے
اور جس راہ سے جا کر یہ سب قید ہوئے تھے وہ راستہ کھل گیا تھا اُدھر سے کئی روز میں داخل لشکر ہوئے قباد سے ملے
فرناد شاہ سے ملکزادہ کو ملایا بعد اسکے ملکہ مہر نگار کے پاس گئے تمام لشکر میں تہنیت کی دھوم ہوئی امیر نے
جشن نوروزی کیا اور مصروف عیش ہوئے

اب دو کلمے داستان آنا شتر سوار کا حلب سے اور جانا علمشاہ و سعد و لندھور کا جانب حلب

شکر زراویان سخن سنج این چنین مرویست * کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست * راوی عجائب نگار لکھتا ہے
کہ ایک روز امیر بارگاہ میں تشریف فرما ہیں کہ ایک شتر سوار نامہ لیکر آیا سیف ذوالیدین نے پڑھا وہ نامہ
عبدالجبار حلبی کیطرف سے اس مضمون کا تھا کہ ہیکلان عادنغولی نے ایک پہلوان جمشید نامے جو چہ دہ سو
من کا گرز باندھتا ہے اسواسطے بھیجا ہے کہ یا تو آکر ثمرات کو سجدہ کرو اور یا لڑو یا امیر ہم میں اُس سے لڑنے کی طاقت
نہیں ہے کسی بہادر کو بھیجیے کہ وہ آکر ہماری جان اور ایمان بچائے بمجرد سننے اس مضمون کے امیر نے جام بھی
کر رکھا کہ کوئی بہادران میں سے جائے علمشاہ نے اُٹھکر جام پی لیا اور دو لاکھ فوج اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوئے دوسرے روز پھر امیر نے جام بھر کر رکھا کہ اور بھی کوئی جائے سلطان سعد نے جام پی لیا اور دو لاکھ
فوج لیکر یہ بھی روانہ ہوئے تیسرے روز پھر امیر نے جام کر رکھا کہ ایک دلاور اور جائے لندھور جام پی کر

نازنین مہر تمکین جلوہ گر ہی عمرو نے کہا یہ عرب بھی بڑا خوش نصیب ہی جہان جاتا ہی ایک نہ ایک معشوق سے گرم
صحبت ہوتا ہی اتنے مین ایک دیو نے آکر خبر دی کہ رستم فیلتن طلسم مین آئے انتشار نے زیر زمین انھین قید کیا
بعد اسکے خواجہ آئے وہ بھی قید ہوئے مگر تمام محفل کو بیہوش کر کے نکل گئے امیر بیتاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے
کہ جاکر علمشاہ کو چھڑا لاؤن فتانہ نے کہا اے شہریار پہلے لوح سے مشورہ لیجیے پھر کہین جانے کا قصد کیجیے غرض
امیر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ قریب تر بلا آفات ہوا چاہتی ہی خانہ حیات برقرار ہی امیر یہ دیکھکر خاموش ہو رہے عمرو
نے تکلیم اوڑھ کر آواز دی او عرب دیکھی تیری مروت امیر نے آواز پہچانی اور کہا اے خواجہ اگر آگئے ہو تو سامنے آو
عمرو اپنی صورت اصلی سے سامنے امیر کے آئے سب خواصین ملکہ کی چیخ کر بھاگین اور کہا یا امیر انتشار نے شاید
یہ نانس کو بھیجا ہی ہمین اسکی صورت سے خوف آتا ہی امیر نے کہا ڈرو نہین یہ آدمی ہی عمرو نے کہا اے امیر یہی شرط محبت
تھی کہ بیٹے کی گرفتاری کا حال سنکر بیتاب نہ دوڑے اور ہماری خبر بھی نہ لی امیر نے کہا اے خواجہ تمھاری خبر رسائی
کی بھی تو سن لی تھی عمرو نے کہا خیر یہ تو سب ہوا اب مجھے یہ تو بتاؤ کہ ایسی بدصورت عورت کو اپنے پہلو مین کیون
بٹھایا غول چہرہ کالا رنگ آنکھون مین موتیا بن سر بین یا لخورہ فتانہ نے کہا او غول بیابانی اپنی صورت تو دیکھ
میری ملکہ کو کیا کہتا ہی جسکا آج عالم مین نظیر نہین امیر نے فتانہ کو اشارے سے منع کیا اور ملکہ سے کہا تم برا نہ ماننا
اسکی ہنسنے کی خو ہی دوسرے یہ فرد طماع ہی اسے کچھ دو ملکہ نے کئی صندوقچے زر و جواہر کے عمرو کو دیے جب تو
خواجہ نے کہا اصل تو یہ ہی کہ لعل پتھر سے لوٹ گیا ہی اے امیر کہان تو حجام زادہ اور کہان یہ شہزادی میرے
نزدیک تو چاند مین گہن لگ گیا سب حاضرین جلسہ ہنسنے لگے اتنے مین ہرکارے نے آکر امیر کی خدمت مین
عرض کیا کہ لشکر ساحران آتا ہی شاید انتشار نے عزم مصاف کیا ہی یہ سنتے ہی خواجہ باہر نکل آئے دیکھا تو لشکر
ساحرون کا چلا آتا ہی آگے علمشاہ گھوڑے پر سوار اسکے پیچھے ایک شخص شیر پر سوار ہی اور باقی ساحر باز زاغ قرقرے
وغیرہ پر سوار ہین ترسول نیسول ہاتھون مین شعلے منہ سے نکلتے ہین اور ایک تحافہ بھی سبکے بیچ مین ہی خواجہ عمرو
دوڑے امیر سے آکر کہا مبارک ہو علمشاہ آتے ہین یہ سنکر امیر بیتاب ہو گئے اور بارگاہ کے باہر تشریف
لائے علمشاہ امیر کو دیکھکر گھوڑے سے کود کر امیر کے قدمون پر گرے امیر نے سر اٹھا کے سینے سے لگایا اور شہریار
نے آکر نذر دی امیر نے نذر اسکی قبول کی علمشاہ کو لیکر بارگاہ مین آئے فتانہ سے کہا تم سواری اتروا و
اور ملکہ سے کہنا کہ یہ میری بہو ہی اپنے برابر مسند پر بٹھانا بہت خاطر کرنا غرض فتانہ نے سواری اتروائی اور
جاکے ملکہ سے کہا ماہ سیما گلفام کو استقبال کر کے لینے آئی گلفام نے سلام کیا ماہ سیما نے لیجا کر مسند
پر بٹھایا یہان علمشاہ نے تمام کیفیت شہریار کی امیر کے سامنے بیان کی کہ یہ بادشاہ طلسم ہی انتشار
اسکا ملازم تھا بسبب نمکحرامی کے بادشاہ بن بیٹھا امیر نے فرمایا کہ اے شہریار تم خاطر جمع رکھو انشاء اللہ
المستعان اس شیطان کو اس گستاخی کی سزا بہت جلد دیتا ہون اور تمھین تخت پر بٹھائے دیتا ہون
غرض ناچ رنگ کی صحبت مین کئی ساعت امیر بیٹھے رہے بعد کو اٹھکر محل مین تشریف لیگئے علمشاہ نے گلفام
کو مہرہ دے کر کہا کہ تم بھی معززان طلسم سے ہو اسے اپنے پاس رکھو عمرو نے جاکر یہ خبر امیر کو دی کہ علمشاہ نے ایسی نادر
چیز ضایع کردی امیر نے بھی تاج یاقوتی ماہ سیما کو دیا اور فرمایا کہ اب تمپر بھی کوئی سحر نہ کریگا عمرو کو بڑا صدمہ ہوا
کہ جو بیٹا کرتا ہی وہی باپ بھی کرتا ہی خواجہ کے چہرے سے آثار ملال جو ظاہر ہوئے امیر نے بفراست دریافت
کر کے وہ ٹکڑا جس مین تختی لوح نکلی تھی عمرو کو دیا کہ لو خواجہ یہ تم اپنے پاس رکھو تاج اور مہرے سے یہ کسی طرح

اب رات کم ہے پہلے چلکر ماہر کا کام کر دیجیے پھر عیش کیجیے یہ سنکر علمشاہ اُٹھ کھڑے ہوئے زلالہ نے ایک
تلوار دی اور کہا آپ قسم کھائیے کہ مین سوتے مین ماہر کو مارونگا انھون نے جواب دیا کہ ہمارا یہ آئین
نہین ہے ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہم سبکی جانین اس مہرے کی بدولت جائینگی انھون نے کہا اچھا جیسا تم کہوگی
ویسا ہی ہوگا غرض تلوار لیکر آگے یہ اور پیچھے پیچھے ملکہ و زلالہ چلین ؛ دونون تو پس پردہ کھڑی رہین علمشاہ بارہ دری
مین آگئے اور سرہانے اُس لکاتہ کے نوک تلوار کی چبھو دی اُسنے آنکھین کھولدین پہچانا کہ یہ تو وہی قیدی ہے پھر
یہ کہا ارے تو یہان کہان کسکی مجال تھی جو میری زندگی مین تجھے رہا کر دیتا معلوم ہوا کہ تو بڑا ہی خوب ہوا کہ تو
آگیا مین تیرا اسیر بنا کو نکلی تو بہادر بھی بہت تھا تجھ سے بہت کام نکلینگے علمشاہ نے کہا او لکاتہ اب تو میرے
ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی مین تیرے واسطے ملک الموت بنکر آیا ہون اُسنے گھبرا کر چھت کی طرف جو نظر کی مہرہ
کا منہ دیکھ نہ پایا جان نکل گئی سمجھی پیچ پڑا بزور سحر اُسنے ایک دیوار آہنی درمیان مین حائل کر دی زلالہ او
ملکہ یہ دیکھکر بہت گھبرائین کہ غضب ہو گیا اتنے مین علمشاہ نے مہرہ سیاہ کو دیوار سے چھوا دیا فوراً وہ دیوار
غائب ہو گئی جب تو وہ روباہ خصال شیرنی بنکر دوڑی علمشاہ نے مہرہ سامنے کیا اب جو غور سے دیکھا تو
ایک بڑھیا چارون ہاتھ پاؤن سے چلی آتی ہے علمشاہ نے جھپٹ کر تلوار ماری سر کٹکر دور گرا شور دار وگیر
بلند ہوا آندھی آئی تاریکی ہو گئی پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ماہر جادو بود بعد تھوڑی دیر کے روشنی
ہوئی لاش اُس لکاتہ کی پڑی دیکھکر زلالہ اور ملکہ دونون بہت خوش ہوئین ملکہ علمشاہ کو لیکر اپنی بارہ دری
مین آئی زلالہ نے کہا اے شہریار ابھی دغدغہ باقی ہے کہ گرد و نواح کے ساحر آکر یورش کرینگے علمشاہ نے کہا
خدا بسے ما بزرگ است غرض پھر وہی صحبت عیش برپا ہوئی ساغر شراب کا گردش مین آیا اتنے مین شہریار شاہ
نے آکر دروازے پر دستک دی زلالہ نے کہا اے شہریار غضب ہوا شہریار شاہ اپنے ہمراہ فوج لیکر شاید آیا
ہے علمشاہ نے کہا ڈرو نہین وہ میرا دوست ہے اندر بلا لو زلالہ اُسے اندر لائی آکر اُسنے علمشاہ کو مجرا کیا انھون
نے مسند سے اُٹھکر تعظیم کی اور ملکہ سے کہا کہ یہی تمھارے باپ ہین اُنسے ملو وہ اُٹھکر گلے سے چمٹ گئی شہریار شاہ
نے کہا آپ نے مجھے عمر دوبارہ بخشی سلطنت دلوائیے سوا اس دختر کے اب کوئی میرا نہین ہے اور آپ اب یہان
توقف نہ فرمائیے کیونکہ انتشار جب سنیگا نو لاکھ ساحرون سے آئیگا اگرچہ ایک لاکھ ساحر اسوقت میرے بھی مطیع ہین
مگر پھر بھی ابھی اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہون لیکن انشاء اللہ تو سہی کہ اس نمک حرام کو واقعی سزا نہ دی تو کچھ کام نہ کیا آپ
فی الحال خدمت امیر مین تشریف لیچلین علمشاہ راضی ہوئے اُسنے بزور سحر ایک گھوڑا تیار کیا اُسپر علمشاہ سوار ہوئے
مجلس مین ملکہ کو بٹھایا شیر پر خود سوار ہوا زلالہ اور بہت سی ساحرنیان ماہر کی مطیع اسلام ہو گئین تھین سب ہمراہ
ہوئین اور سب کے سب روانہ ہوئے ادھر انتشار کی آنکھ جو کھلی تو اپنے تئین زمین پر پڑا دیکھکر حیران ہوا آنکھین
پھاڑ پھاڑ کر چارون طرف دیکھنے لگا اتنے مین حاضرین جلسہ ہوش مین آئے کسی نے کہا اے شہریار آئینے مین اپنی صورت
تو ملاحظہ فرمائیے اُسنے سر ہلایا چھن چھن آواز آئی گھبرا کر آئینہ مانگا اب صورت دیکھی تو بہت ہنسا چار ابرو کا صفایا تھی ڈاڑھی
مین چند بال ہین اُن مین گھنگھرو بندھے ہین اور ایک رقعہ بھی بندھا ہے منہ کالا ہے تمام بارگاہ لٹی پڑی ہے اور سب
حاضرین محفل لوٹ پوٹ ہو رہے ہین رقعہ کھولکر پڑھا چارون طرف دیکھا عمرو کو نہ پایا بہت غصہ کیا اور حکم دیا کہ تمام
طلسم مین تلاش کر کے اُس ساربان زادے کو لاؤ لوگ تلاش عمرو مین چلے اور خواجہ جو چلے تھوڑی دور پر جا کر ایک
بارگاہ زرنگتی نظر آئی خواص کی صورت بنکر داخل بارگاہ ہو گئے دیکھا کہ مسند پر امیر بیٹھے ہین اور پہلو مین ایک

ہیرا لڑکا انہون جسنے آپ کو قفس مین بند کرکے یہان بھیجا ہی یہ انتشار کی نانی ہی محل مین بہت معزز تھی موقع پاکر مہرہ
لیکر چلی گئی چنانچہ انتشار اُسی مہرہ کی برکت سے بادشاہ ہوگیا اور تمام میرے لواحق کو قتل کرڈالا ایک لڑکی
میری کہ نام اُسکا ملکہ گلفام سہی قامت ہی وہ نہایت کمسن ہی اور ماہر جادو نانی انتشار کی اُس سے
ما نوس بھی تھی اسکو تو ماہر نے پال لیا اور کوئی میری نسل سے نہ بچا مجکو یہان قید کیا اب آپ مجھسے فرماتین
کہ جب اسیر طلسم کو فتح کرین تو سلطنت میری مجکو ملے علمشاہ نے اقرار کیا وہ وہین مسلمان ہوا علمشاہ نے
پوچھا کہ وہ مہرہ کہان ہی شہریار نے کہا کہ چھت مین اُسے لٹکایا ہی اسکے نیچے پلنگ بچھایا ہی اُس پلنگ پر خود
سوتی ہی یہان گلفام کا یاد علمشاہ مین بہت غیر حال ہوا خواب و خور حرام ہوگیا ماہر نے کہا شاید قیدی کو
دیکھکر میری بچی ڈر گئی جو جو علاج ہوتا ہی حالت اسکی ردی ہوتی جاتی ہی یہ خبر زرلالہ جادو کو پہونچی زرلالہ ملکہ کی
مجولی بھی ہی اور دایہ کی بیٹی بھی ہی یہ دیکھنے کو آئی اور الگ لیجا کر کہا اے ملکہ مین تمھاری جان نثار قدیم ہون اگر
کوئی راز ہو تو مجھ سے نہ چھپانا جب ملکہ نے اُسے اپنے اوپر مہربان پایا تو کہا اے زرلالہ ایک اسیر طلسم پر دل آیا ہی
گویا دل ہاتھ سے گیا اسکی ایسی صورت ہی کہ شعر مین تو کیا ہون خود اگر دیکھے اُسے حسن آفرین ہو اپنی صنعائی پہ
حیران خود وہ صورت گر رہے ؎ ضیا ہی اُسکے روے انور سے نمایان ہی امی جان کی زبانی سنا ہی کہ وہ علمشاہ
بن مہرہ ہی اگر اُس سے ملنے کی تو نے کوئی تدبیر بتائی تو البتہ زندگی ہوگی ورنہ جینا محال ہی اتنا تو کر کہ محبس کلان مین
جاکر اُسکی خیر و عافیت مجھے لادے اور اُسکو بھی میرا حال سنادے اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی جاتی ہون
غرض زرلالہ گئی اور محافظان محبس کو بزور سحر بیہوش کیا اندر آکر عقلیہ علمشاہ کو دریافت کرکے مزاج
پرسی ملکہ کی جانب سے کی پھر ملکہ کی کیفیت سنادی علمشاہ نے کہا کہ میری طرف سے کہنا اے ملکہ میری
خواہش ہی تو مہرہ سیاہ جس طرح بنے ماہر سے لیکر مجھے پہونچادے زرلالہ یہ سنکر گلفام کے پاس آئی
اور علمشاہ کا پیام دیا اسنے کہا کہ یہی وقت ہی امی جان سوتی ہین جاکر نکال لائین غرض یہ دونون لرزان
و ترسان بارہ دری مین آئین دیکھا کہ ماہر کے سینے پر مہرہ آویزان ہی زرلالہ نے خنجر کو ایک چوب دستی مین
باندھکر ڈورا کاٹا گلفام نے دوپٹے کو پھیلا کر روکا کہ اُس شب وقت کی خالہ کے اوپر نہ گرنے پائے جب
مہرہ حاصل ہوگیا تو زرلالہ کو دیا کہ جاوے آوے اُسی طرح پھر پہونچی جیسے ہی مہرہ علمشاہ کو دیا قفس کی
پتلیان ایک ایک کرکے مثل شاخہاے خزان رسیدہ کے گر گئین علمشاہ رہا ہوگئے شہریار شاہ نے
کہا اے شہریار تجھے نہ فراموش کیجیے گا علمشاہ نے کہا قول مردان جان دارد گھبرائے کیون ہو اب یہ تو کہو تمھاری
رہائی کی کیا سبیل ہی اسنے کہا جبتک وہ لکاتہ نہ مریگی رہائی میری محال و ممتنع ہی کیونکہ اُسنے طلسم بند کردیا ہی علمشاہ
اُسکی بخوبی خاطر جمع کرکے ہمراہ زرلالہ ملکہ کے پاس آئے زرلالہ نے پہلے آکر ملکہ کو خبر دی کہ وہ آتے ہین ملکہ کا سنکر
دہشت سے یہ حال ہوا کہ اپنی جگہ سے جنبش کرنا محال ہوا زرلالہ کو کچھ جواب نہ دیا اسنے آکر علمشاہ سے کہا کہ
ملکہ آپ سے کسی بات پر خفا ہوگئی ہین یا تو یہ بیتابی تھی یا خبر آمد سنکر خاموش ہو رہین علمشاہ خود ملکہ
کے پاس آئے اور کہا اے جانان جان و اے آرام دل پر ارمان میری کیا خطا ہی اسکا بھی جواب نہ دیا جب تو
علمشاہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمھین قسم ہی اپنے حسن خداداد کی کچھ منہ سے بولو جب تو دبی زبان کہا کہ بیٹھو
علمشاہ پہلو مین بیٹھ گئے خالم کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوئی علمشاہ نے ملکہ و زرلالہ کو مسلمان کیا دور جام مئے
لالہ فام [illegible] گلفام کے چلنے لگا جب چار گھڑی رات باقی رہی تو زرلالہ نے کہا اے شہریار

پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی اُسنے کہا ای علمشاہ چلا جا یہ کہنا تھا کہ علمشاہ خود بخود
زمین مین غرق ہو گئے پھر زمین ہموار ہو گئی انتشار نے خوب سمجھکر تین مرتبہ کہا یا چراہ اس سے خبردار
رہیگا اور بہت احتیاط سے اُسے رکھیگا عمرو نے جو یہ دیکھا روح نکل گئی ہاتھ جوڑنے لگا کہ ای شہریار
میرے بارے مین یہ جو آپ نے فرمایا محض لوگون کا افترا ہے مین بالکل احمق ہون اول درجے کا گدھا ہون
ذلیل پیر رکھتا ہون کہ جیسے کہیے اُسے سجدہ کرون انتشار نے کہا کیون مجھے دم دیتا ہے خیر سمجھا جائیگا اب
کچھ گا کہ مین نے تیری سازندگی کی بہت تعریف سنی ہے عمرو نے کہا حضور مین راگ تجھے نہین یاد ہے
تھوڑی دیر مین تو قتل ہو جاؤنگا گاؤن کس دل سے میمون نے عمرو کو ترسول دکھایا کہ گانا شروع
کر نہین تو اس سے پیٹ پھاڑ ڈالونگا جب تو خواجہ صاحب ڈر کے مارے گانے لگے ایسا گایا کہ تمام
حاضرین محفل سست و لا یعقل ہو گئے عمرو نے کہا کہ اگر میرا ایک ہاتھ کھل جاتا تو مین نی بجاتا اور سنکے
راگ سناتا بلکہ راگ لاتا انتشار نے کہا راگ لانا کیا معنی خواجہ نے جواب دیا کہ وہ راگ گاتا جو دنیا مین
نہین ہین میرے ہی بنائے ہوئے ہین اُسنے میمون سے حکم کیا کہ ایک ہاتھ اسکا کھولدو غرض ایک
ہاتھ انکا جب کھلا تو بانسری نکالکر خواجہ نے خوب بجائی جب تمام محفل وجد مین آئی تو عمرو نے زنبیل سے
روئی رفع بیہوشی کی نکالکر اپنے دونون نتھنون مین دے لی اور عطر بیہوشی نکالکر تمام جسم مین ایک
ہاتھ سے ملا اُسکی خوشبو سے تمام حاضرین جلسہ جھومنے لگے اور کئی منٹ مین بیہوش ہو گئے خواجہ نے کمند
الصفائے باصفا زنبیل سے نکالکر میمون پر پھینکی اور جھٹکا مار کر اپنے پاس گھسیٹ لیا پھر زنبیل سے خنجر نکالکر اُس
خود سر کا سر کاٹ ڈالا تاریکی چھا گئی دار و گیر کا غل ہوا بعد تھوڑی دیر کے بیرون نے آواز دی کشتی مرا کہ نامم
میمون جادو بود جب کئی ساعت کے بعد روشنی ہوئی تو خواجہ نے اپنے تئین رہا پایا اور تمام محفل کو بیہوش پایا
جلدی سے استرہ نکالکر انتشار کی ڈاڑھی مونڈی نہ کسی بال باقی رہنے دیے ایک رقعہ لکھکر اُن بالون مین باندھا کہ ای
شاہ عیاران کیون ای انتشار دیکھا تو نے ہمارے خدا کو کیسا ہمکو رہا کیا ہمارا نام ریش تراشندہ کافران بھی ہے اگر تجھے
ڈاڑھی کا شوق ہے تو ہر سال خراج ریش مین بھیجا کرنا اور جو بیہوش پڑے تھے اُنکو بھی اسی نوبت کو پہونچا دیا کہ
سب کے منھ نصف سیاہ اور نصف سرخ رنگنے کے بعد اسکے خواجہ عمرو تلاش امیر کشورگیر مین روانہ ہوئے لیکن تمام اسباب
بارگاہ انتشار کا نذر زنبیل کر گئے اب حال علمشاہ کا سنیے کہ یہ جو زمین مین غرق ہوئے تو ایک باغ مین
پہونچے نہایت پر تکلف بہشت تھا اُس مین ایک عورت سیاہ فام نام خدا چار سو برس کا سن نزع کے احتضار کے
دن بارہ دری مین گاؤ تکیے سے لگی بیٹھی ہے اور اُسکے پہلو مین ایک نازنین مہر تمکین متمکن ہے علمشاہ اُس ماہ کامل پر عاشق ہو گئے
اور وہ انھین دیکھکر فریفتہ ہوئی بڑھیا نے جو علمشاہ کو دیکھا ایک قفس بزور سحر تیار کر کے انکو اُس مین قید کیا اور ایک
ساحر بچی کو دے کر کہا کہ بڑے مجلس مین لیجا وہ قفس لیکر مکان مین آئی اور چھت مین لٹکا دیا جو علمشاہ نے دیکھا
تو چھت مین بہت سے پنجرے لٹکے ہین ایک پنجرے مین ایک پیرمرد بھی قید ہے علمشاہ نے اُس سے مخاطب ہو کر
حال پوچھا اُسنے کہا کہ پہلے آپ اپنی حقیقت اور گرفتار ہونے کی علت بیان کرین تو مین بھی اپنا ماجرا کہونگا انھون
نے تمام کیفیت امیر کے آنے کی بیان کر کے کہا کہ مین انکا بیٹا ہون انھین کی تلاش مین آکر گرفتار ہوا ہون پیرمرد
نے کہا اب میری کیفیت سنیے کہ نام میرا شہریار شاہ ہے مین اس طلسم کا بادشاہ تھا اور انتشار میرا وزیر تھا
میری نسل مین اسلاف کرام سے ایک مہرہ سیاہ چلا آتا ہے کہ وہ مہرہ جسکے پاس ہو وہی اس طلسم کی حکمرانی کرے

ترغان بن خوار کو مارا نیرنگ جادو کا رحلہ توڑا قفلنس جادو کا دربند فتح کیا قفلنس جادو کو قتل کیا
شعلہ جادو کو جہنم میں پہونچایا بحران جادو کو ہلاک کیا ہلاہل جادو کا بکھیڑا پاک کیا وہ بھی تمہارے ہاتھ
سے غارت ہوا اب تم باغ کرامت میں جاؤ یہ دیکھکر امیر باغ کرامت میں تشریف لائے ملکزادہ سے
ملے اور تمام کیفیت بیان کی وہ بہت خوش ہوا امیر نے جشن کا حکم دیا کہ اتنے میں قتانہ نے آکر سلام
کیا امیر نے پوچھا دائی اماں ملکہ کی خیر و عافیت کہو اُسنے پہلے امیر کی بلائیں لیں پھر کہا سب اپنی اصلی
صورت پر آگئے اور ملکہ بہت اچھی طرح سے ہیں آپ کی خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہے امیر نے فرمایا
تم جاکر میری طرف سے کہدو کہ ای ملکہ اب تمہارا وہاں رہنا اچھا نہیں کیونکہ ضرور انتشار شاہ آزار
پہونچائیگا بلکہ تم جاکر ابھی لے آؤ قتانہ ملکہ کے پاس آئی اور پیغام امیر کا دیا وہ اُسی وقت چلنے پر مستعد
ہوگئی تین لاکھ ساحر بچیاں جو مسلمان ہوئی تھیں اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوگئی قتانہ نے آکر
امیر کو اطلاع دی کہ ملکہ آتی ہیں امیر بہر استقبال اُٹھے اتنے میں محافہ ملکہ کا آگیا سواری سے اُترتے ہی
امیر کے قدموں پر گرنے لگی امیر نے گلے لگایا اور لاکر مسند پر بٹھایا پیالہ مئے ارغوانی کا گردش میں آیا ادھر
انتشار شاہ کو مرگ شعلہ کی خبر پہونچی سنتے ہی تمام اندام میں رعشہ پڑگیا اتنے میں سنا کہ بحران اور
ہلاہل بھی عازم جہنم ہوئے اسنے منہ پیٹ لیا اور کہا کہ کوئی جاکر اُس گیسو بریدہ ماہ سیما کو پکڑ لائے اُسے
اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا بلکہ جلا دونگا تجھ تو میرا دل ٹھنڈا ہوگا کہ اُسی نے طلسم کو درہم برہم کرایا
اتنے میں ایک ساحر آیا اور کہا ملکہ مع تین لاکھ ساحرنیوں کے مسلمان ہوکر باغ کرامت میں طلسم کشا
کے پاس چلی گئی پھر تو انتشار نے اپنے تئیں زمین پر دے پٹکا اور کہا کہ ہمارے ملازم سب نمک حرام
ہیں انھوں نے غفلت کرکے ہمیں اس نوبت کو پہونچایا خیر اب یا تو ہم اپنی جان ہی دے دینگے اور یا طلسم کشا کو قتل کرینگے

اب دوسری داستان احوال فرخندہ مآل لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالی شان کے بیان کیے جاتے ہیں

راویان اخبار و ناقلان آثار لکھتے ہیں کہ امیر قباد نیک نہاد سے چالیس روز کا وعدہ کرکے طلسم میں تشریف
لائے تھے جب اکتالیسواں دن ہوا اسکو انتشار پیدا ہوا علمشاہ نے قباد سے کہا ای شہریار اب میں امیدوار
ہوں کہ رخصت ملے تو جاکر امیر کی خبر لاؤں قباد نے خلعت رخصت عنایت کیا یہ تو اُسی راہ سے چلے جدھر سے
مجبوسان طلسم گئے ہیں یا دوسرے روز عمرو سوچا کہ کبھی میں امیر سے جدا نہیں ہوا حیف کا مقام ہے کہ علمشاہ
تو تلاش امیر میں جائے اور میں نہ جاؤں یہ خیال کرکے خواجہ نے بادشاہ اسلام سے رخصت لی اور
اُسی راہ سے یہ بھی چلے پہلے علمشاہ چبوترے پر گئے وہی عورت آئی جسکا ذکر ہو چکا ہے اور اسی طرح
اندھیرا ہوا ایک بچہ پیدا ہوکر علمشاہ کو اُٹھا لیگیا وہ بچہ میمون جادو تھا اُسنے انھیں لیجاکر انتشار
کے سامنے حاضر کیا اور کہا ای شہریار یہ امیر کا بیٹا ہے طلسم میں قید ہوا تھا میں حضور کی خدمت میں
لے آیا یہ بہت خوش ہوا کہ اب حمزہ مجھے کیا ایذا دے سکتا ہے اگر میری ایذا رسانی کا قصد کریگا تو میں
اسے قتل کرونگا یہ کہکر اپنے سامنے قید کیا دوسرے روز پھر میمون آیا آداب بجالایا اور عمرو کو مقید
بقید سحر حاضر کیا انتشار خواجہ کو دیکھکر اور بھی خوش ہوا اور کہا او ساربان زادے تیری شکایت
جمشید و سامری اپنی کتاب میں لکھ گئے ہیں اب تجھے میں عذاب الیم میں مبتلا کرکے مارونگا اور سحر

نوبت پہونچی جب تو انھون نے انھی عالم جنگ مین بسرعت تمام لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ یہ سب قنتس کے
تیر ہین جہان تک قتل کروگے زیادہ ہوتے جائینگے اور قنتس بالاے ہوا ابر مین پوشیدہ سحر کر رہا ہی تم لوح کو اونچا
کرو جب ابر شق ہو اور تخت قنتس کا دکھائی دیے تو تم تیر پر یہ اسم دم کرکے اُس ملعون پر مارنا امیر نے ایسا ہی
کیا جب لوح کے عکس سے سحاب مانند پنبہ واخیدہ کے منتشر ہوا قنتس کا تخت نمودار ہوا انھون نے
تیر مارا لڑھ زمین پر گرکر جہنم واصل ہو گیا ایک شور برپا ہوا کہ کشتی مرا نام قنتس جادو وبود بعد تھوڑے عرصے
کے روشنی ہوئی پھر بدستور بارگاہ آکر موجود ہوئی رات امیر نے بارگاہ مین بسر کی صبح کو پھر ایک جانب
روانہ ہوئے صحراے آتشبار مین گذر ہوا جہان کی نسیم سحری باد سموم تھی زرہ امیر کی مثل آگ کے جلنے لگی
امیر بہت گھبرائے لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ آگے چلے جاؤ یہ اور آگے بڑھے دیکھا کہ درخت ہی اسمین
دو جگنو گاہ چمکتے ہین گاہ غائب ہو جاتے ہین اور انھی مین سے شعلے بلند ہوکر تمام دشت مین گرتے ہین
کہ وہ دشت کرہ نار ہو رہا ہی انھون نے پھر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ یہ درخت نہین ہی شعلہ جادو
وزیر ہی جسنے ملکہ کو خواصون سمیت پتھر کا بنا دیا ہی اور یہ تمھاری تلوار سے نہین مریگا جو تلوار اسکے پاس ہی
اُسی سے اسکی قضا بھی ہی جب تو امیر نے فرمایا کہ او مردود ازلی مین تیرا عزرائیل آپہونچا شعلہ جادو یا تو شکل درخت
کے تھا یا مجسم ہوکر دوڑا اور امیر پر تلوار ماری انھون نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اُسکی تلوار انکے
قبضے آئی وہ ملعون بھاگا اور تھوڑی دور جاکر سحر پڑھنے لگا کہ پر پیدا کرکے اڑ جاؤن مگر یہ کب اُسکو مہلت دیتے
ہین دوڑکر اُسکے تلوار کا ہاتھ لگایا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا وہی تاریکی چھائی جیسی پہلے بیان
ہوئی آواز آئی کشتی مرا نامم شعلہ جادو وبود افسوس مردیم وجادو ادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب اسکا
مرحلہ بھی فتح کرچکے شب کو پھر بارگاہ مین قیام کیا اب صبح کو آٹھویں مرحلے کی فکر مین روانہ ہوئے
تھوڑی دور گئے تھے کہ صحرائین گذر ہوا دیکھا کہ جابجا تالاب بھرے ہین اور جنگل مین ایک شخص
الاؤ لگائے بیٹھا ہوا آٹا گوندھ رہا ہی انھون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ یہ اسم پڑھکر سنگریزون پر
دم کرو اور ہر تالاب مین پھینکو انھون نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد سب تالاب غائب ہو گئے
مگر ایک تالاب باقی رہگیا کہ اُس مین ایک منارہ بلند بنا ہوا تھا اور جو شخص کہ آٹا گوندھتا تھا
امیر کی جانب دوڑا جب قریب آیا امیر نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تلوار سے اسے قتل کرو امیر نے
تلوار بنیام سے لی اُسنے بھاگنے کا ارادہ کیا انھون نے ایک وار مین دو کردیے تاریکی ہو گئی آواز آئی کشتی
مرا کہ نامم بحران جادو وبود جب روشنی ہوئی اور بارگاہ نہ آئی تو انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس
تالاب کے قریب داہنی طرف جاؤ لیکن بہت آہستہ قدم رکھو ایک شخص فرنگی میل کے پاس صور منہ سے
لگائے بیٹھا کتاب دیکھتا ہوگا چپکے سے جاکر کتاب اٹھا لینا وہ اندھا ہو جائیگا تم قتل کرنا اور اگر سامنے سے
جاؤگے وہ صور پھونک دیگا تمام صحرا مین آگ لگ جائیگی لوح بھی کام نہ دیگی غرض امیر نے جاکر دیکھا تو موافق
حکم لوح کے پایا چپکے سے جاکر کتاب اٹھا لی وہ ہاتھ بڑھاکر چارجانب ٹٹولنے لگا امیر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا
کہ گردن اُسکی کٹ گئی غل وشور دار وگیر کا برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا کہ نامم ہلاہل جادو بود بعد تھوڑی دیر
کے روشنی ہوئی حسب دستور بارگاہ آکر موجود ہوئی امیر بارگاہ مین تشریف لائے لوح کو دیکھا اسمین
لکھا تھا کہ جو مرحلے اس طلسم مین تھے سب تمنے فتح کیے یعنی حوت جادو کو قتل کیا اغلگ جادو کو داخل جہنم کیا

اُس میں سے نکلا تین مرتبہ افسوس صد ہزار افسوس پکارا اُسکی آواز پر گھڑیال بھی تین مرتبہ بجا پھر جانور
صندوقچے میں چلا گیا اور وہ پٹرا بند ہو گیا امیر حیران ہوے اور سوچے کہ شاید یہ سب اسی جانور کا تماشا
دیکھ رہے ہیں اسی سوچ میں ایک گھنٹہ گذر گیا کہ وہ جانور پھر نکلا اور اُسی طرح بولا گھڑیال بھی بجا پھر جانور
صندوقچے میں چلا گیا اب امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اگر یہ تین مرتبہ چلا گیا تو تمام محنت دشوار
ہو جائیگی تمھیں چاہیے کہ یہ اسم پڑھکر تیر اُسکی منقار پر مارو کہ اتنے میں پھر وہ جانور نکلا ویسے ہی پڑھکر امیر
نے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار گذر گیا چشم زدن میں وہ باغ و مکان غائب ہو گیا دیکھا ایک صحرا نمایان ہے نہ مکان ہے
امیر آگے بڑھے ایک فقیر ملا انھون نے سلام کیا اُسنے سلام لیکر اشارے سے کہا کہ بیٹھ جا میں تجھے دیکھتا ہون
جو اُنھون نے بغور دیکھا تو وہی پادری کنکس جادو ہے جو باغ میں کتاب پڑھ رہا تھا امیر نے کہا اے بد نصیب
کہا او ملعون تو نے باغ میں غضب کیا تھا میرے ہلاک کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا اب تو کہان جائیگا
کی گذارم کہ از دست من بدر روی اُسنے چاہا کہ سحر کرکے اُڑ جاوے امیر نے جھپٹ کر تلوار ماری کمر پر پڑی دو
ٹکڑے ہوگئے تاریکی چھا گئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من پادری کنکس جادو بود جب بعد تھوڑی دیر کے
روشنی ہوئی پریزاد حاضر ہوے امیر کو بارگاہ زرنگاری میں لائے شب کو امیر نے بارگاہ میں بسر کی صبح کو پھر
ایک طرف روانہ ہوے دیکھا ایک فقیر زیر درخت بیٹھا عبادت میں مصروف ہے اور تسبیح ہزار دانوں کی
پڑھ رہا ہے دل میں خیال کیا کہ اے حمزہ یہ بڑا عابد معلوم ہوتا ہے اور بڑھکر اُسے سلام کیا اُسنے کچھ خیال
نہ کیا کہ کون ہے اور کسے سلام کرتا ہے انکا اعتقاد اور زیادہ ہوا پھر سوچے کہ لوح میں بھی دیکھ لون اس میں
بھی کوئی دھوکا نہو غرض لوح میں نکلا کہ یہ تندویر جادو ہے جسنے لوح چھین لی تھی یہ اسم پڑھکر تیر
مارو وہ تو سرنیچا کیے عبادت کر رہا تھا ادھر سے تیر امیر کا چلا تالو پر پڑا وہ گھبرا کر اوندھا لیٹ گیا مقام سے
تیر نکل گیا وہی غل و شور برپا ہوا جو ساحر کے مرنے سے ہوتا ہے پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نام تندویر جادو
بود جب روشنی ہوئی تو دیکھا امیر نے کہ آگے آگے ایک جوان خوشرو اور اُسکے پیچھے کئی آدمی چلے آتے
ہیں جوان نے امیر کو سلام کیا اور کہا خدا طلسم کشا کا بھلا کرے جسنے تندویر کو مار کر مجھے اُس کی قید سے
رہائی دی آپ کون شخص ہیں اور کہان جاتے ہیں آیا طلسم کشا سے واقفیت رکھتے ہیں یا نہیں امیر نے
فرمایا کہ تندویر کو میں ہی نے مارا ہے اور میں بادشاہ کا فرستادہ یہان آیا ہون وہ جوان دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا
میں فرتاش شاہ کا بیٹا ہون ملکزادہ میرا نام ہے اتنے میں پریزاد بارگاہ لائے امیر مع ملکزادہ وغیرہ بارگاہ میں تشریف
لائے اور کلمہ پڑھا کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا رات بھر صحبت عیش برپا رہی صبح کو امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ ہرگز تم باغ کرامت کیجانب ابھی قصد نہ کرنا تاوقتیکہ مراحل فتح نکر لو امیر نے پریزادون سے کہا کہ ان سب کو
باغ کرامت میں لیجاؤ یہ کہکر آپ ایک جانب کو روانہ ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک پہاڑ سامنے دکھائی دیا
اُسکے اوپر جاکر دیکھا تو کئی ستھے سونے کے کھڑے تھے اُن میں ایک شخص بندھا تھا امیر کو دیکھکر پکارا کہ واسطے خدا
کے مجھے کھولدو میں طلسم میں پھنس گیا ہون گھر ممھون کا بادشاہ ہون امیر نے قصد کیا کہ لوح کو دیکھیں
اُسنے بیتاب ہوکر پھر واسطہ خدا کا دیا جب تو امیر نے دوڑ کر اُسکے بند کاٹ دیے وہ جست کرکے سامنے امیر کے آیا
اور کہا میں فتنس جادو ہون اور ایک ہاتھ امیر پر مارا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا لگایا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے
دونون ٹکڑے لوٹ کر دو فتنس بن گئے امیر نے دونون کو قتل کیا دو کے چار ہو گئے غرض کہ اسی طرح ہزارون پیدا

پھر اور جا کر اختصار سے بیان کیا اسنے سنتے ہی مار دم بریدہ کی طرح پیچ و تاب کھا کر شعلہ وزیر سے کہا تو جا کر بیخ ملک
شیبا کو قتل کر بدن سے خون نکل گیا شعلہ مثل شعلہ جوالہ کے روانہ ہوا آتے ہی بالائے ہوا قائم ہوا اور سحر پڑھ
پڑھکر ماش کے دانے اس بدمعاش نے تمام باغ میں پھینکنا شروع کیے جسپر ایک دانہ پڑا وہ ادھر ادھر
پتھر کا ہو گیا یہانتک کہ فتنہ بھی پتھر کی ہو گئی جب تو امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا تماشا ہے اتنے میں بلکہ بھی
سنگ سبز کی پتلی ہو گئی امیر نے سر جو اٹھایا تو شعلہ کو بالائے ہوا سحر کرتے دیکھا چاہا کہ تیر ماریں وہ غائب ہو گیا
اور چلتے وقت ایسا سحر کیا کہ تمام باغ میں آگ لگ گئی جہاں امیر کھڑے تھے فقط اتنی جگہ باقی رہ گئی اور تمام
باغ میں آگ اور سیاہی دھوئیں کی دکھائی دیتی تھی اسی صورت سے چار پہر امیر حیران بیٹھے رہے آخر
اٹھکر ٹہلتے ہوئے پیچھے چلے زینہ باغ کا ملا کوٹھے پر آئے دیکھا کوسوں تک صحرا آگ سے بھرا ہے لیکن بسبب
بلندی کے کوٹھے پر کچھ روشنی تھی امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ سحر شعلہ کا ہے تو اس اسم کو پڑھکر
سنگریزوں پر دم کر کے آگ کی طرف پھینکدے ایک دروازہ نمودار ہوگا تو نکل جانا ورنہ قیامت تک شعلہ کے جادو سے
کوئی آدمی نہ بچیگا امیر نے وہ اسم پڑھکر سنگریزوں پر دم کیا اور آگ کی طرف پھینکدیے فوراً دروازہ دکھائی دیا
امیر اس دروازے سے نکلکر باہر آئے پھر کر جو دیکھا تو باغ میں وہی آگ اور دھواں ہے اتنے میں باغ کے اس طرف
کے پریزاد آ کر حاضر ہوئے اور عرض کیا بارگاہ میں تشریف لے چلیے امیر بارگاہ میں آئے شب بھر آرام کیا صبح کو
لوح دیکھی لکھا تھا زیادہ صدمہ طلسم کشا کو زیبا نہیں کیونکہ عقل زائل ہوتی ہے اب جس طرف جی چاہے
جاؤ مگر وقتاً فوقتاً لوح دیکھتے رہنا غرضکہ داہنی جانب امیر روانہ ہوئے ایک صحرا میں پہونچکر چار دیواری
نظر آئی دروازہ اسکا کھلا ہوا تھا اندر آئے تو باغ دیکھا آراستہ و پیراستہ اسباب مثل میز کرسی وغیرہ کے
اپنی اپنی جگہ قرینے سے رکھا ہے اور ایک میز جواہر نگار رکھی ہے اسکے پاس تخت مرصع بچھا ہے اسکے پہلو میں
کرسی پر ایک پادری کتاب کھولے ہوئے پڑھ رہا ہے اور ایک انگریز کھڑا سن رہا ہے یہ دیکھتے ہی امیر نے
فرمایا او نالائق کیا بک رہا ہے میری تعظیم کر پادری نے سر اٹھا کے جو دیکھا تو طلسم کشا کو اپنے قریب پایا جلدی
سے کتاب بند کر دی تمام باغ میں تاریکی چھا گئی امیر کا دم گھٹنے لگا دل میں کہا اے حمزہ کیا غضب کیا کہ لوح
کو نہ دیکھ لیا تو حرف بھی نہ معلوم ہوا کہ اتنے میں کسی نے آ کر ہاتھ لوح پر ڈالا امیر نے لوح کو بہت مضبوط
پکڑ لیا اور تاج کو بھی دوسرے ہاتھ سے سنبھالا بلکہ مارے خوف کے تاج کو اتار کر ہاتھ میں لے لیا
اس میں گوہر شب چراغ لگا تھا اسکی روشنی میں لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جہانتک ممکن ہو پادری کو قتل
کرو اور یہ اگر ممکن نہو میز جواہر نگار اور تخت الٹ دو اسکے نیچے ایک نقب ہے اندر نقب کے چلے جاؤ
پھر لوح سے مشورہ لینا غرضکہ لعل کی روشنی میں امیر تخت کے پاس آئے اور بزور میز و تخت کو اٹھا کر
پھینکدیا ایک دروازہ دکھائی دیا اس میں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں زینے سے اتر کر ایک اور باغ میں
پہونچے دیکھا کہ ایک مکان تین درجے بنا ہوا ہے اور صدہا گھوڑیاں کھڑی ہیں انپر انگریز اور انگریزنیں سوار جھک
جھکر اس مکان کو دیکھ رہے ہیں امیر نے چاہا کہ انسے کچھ پوچھیں پھر خیال آیا کہ لوح کو دیکھ لوں لوح جو
دیکھی لکھا تھا کہ ان انگریزوں سے بات نہ کرنا ورنہ مشکل ہوگی بہتر یہ ہے کہ دوسرے درجے پر چلے جاؤ امیر
دوسرے درجے پر آئے دیکھا کہ بڑی تیاری ہے صدہا صندوق رکھے ہیں گھڑیال لٹک رہا ہے موگری سونے
کی رکھی ہے اور ایک صندوقچہ رکھا تھا یکبیک پٹ اسکا کھل گیا اور ایک جانور مثل لال کے

جب تو فتانہ نے کہا چھوکری تو بھی کتنی کج خلق ہے آپ ہی تو بلایا اور جب یہ آئے تو چپکی بیٹھی ہے تجھے کبھی شرمندہ
کرانے کا قصد ہے یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور تخت کے پاس لائی یہاں بھی آکر ملکہ چپ کھڑی ہو رہی خواصون
نے کان میں کہا کہ حضور ہاتھ پکڑ لیجیے اسنے جواب دیا مجھے ابھی شرم آتی ہے دور ہو ہمارے پاس سے تم ہمیں تعلیم
نہ کرو جب تو ایک خواص گستاخ نے زبردستی ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر امیر کے ہاتھ پر رکھدیا امیر خوش ہو کر اٹھ گئے اور
ساتھ ملکہ کے آکر مسند پر بیٹھے خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے ہیں دل بیتاب ہے بقول شاعر شعر
وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔ مگر ملکہ ڈر رہی ہے چپکی بیٹھی ہے بعد تھوڑی دیر کے
اٹھی امیر سمجھے کہ رفع احتیاج کو جاتی ہے اور یہ چپکے سے بارہ دری میں جا کر پیچھے نشست پر لیٹ رہی جب کئی گھڑی کا
عرصہ گذرا تو امیر نے فتانہ سے پوچھا ملکہ کہاں گئیں اسنے کہا مجھے نہیں معلوم جا کر ڈھونڈھتی ہوں غرض
آکر دیکھا تو چھپر کھٹ پر لیٹا پایا کہا ای لڑکی تجھے یہ کیا ہوا تھا کہ اس بیچارے کو بلا کر بٹھا دیا اور آپ آکر لیٹ رہی اسنے
کہا دادی اماں مجھے تو حجاب آتا ہے بات کیونکر کریں فتانہ نے کہا چلو اسکے پاس تو بیٹھو اسنے کچھ جواب نہ دیا
فتانہ چپکی چلی آئی امیر سے کہا ملکہ آپ سے کچھ خفا ہو گئیں آپ ہی چلکر منائیں امیر اٹھے فتانہ اپنے
ساتھ ملکہ کے پاس لائی اور خود باہر جا کر دروازے بند کر لیے امیر چھپر کھٹ پر جا بیٹھے ملکہ کے اندام میں
دہشت سے رعشہ پڑ گیا اور دل میں کہا ای ماہ سیما تو نے کیا حرکت کی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اور
اٹھکر دوسرے پلنگ پر جا لیٹی امیر بھی ساتھ ہی پہونچے جب تو گھبرائی اپنے تئین اکیلا دیکھکر کھڑی ہو گئی
امیر نے پوچھا مجھ سے کیا خطا ہوئی جو تم ناراض ہو کر چلی آئیں اسنے کہا کچھ نہیں اچھا چلو بیٹھیں یہ کہکر باہر
چلی امیر بھی ہمراہ باہر آئے فتانہ نے کشتیان شراب کی آگے رکھدیں امیر نے فرمایا ای فتانہ تنہا میں شراب نہ
پیونگا اور بغیر مسلمان کیے تم لوگون کو اپنا ہم مشرب نہ کرونگا یہ سنتی ہی ملکہ نے کہا پھر ہمین تو نہین معلوم کہ مسلمان
کیونکر ہوتے ہیں ہمین قاعدہ اسلام تعلیم کرو امیر نے ملکہ کو کلمہ پڑھایا وہ از سر صدق مسلمان ہوئی بعد ملکہ
کے اور سب خواصین مع فتانہ کے مسلمان ہوئیں ملکہ نے اپنی ساحرچیون کو طلب کر کے مسلمان ہونے کی
ترغیب دی وہ سب تین لاکھ تھیں از سر صدق سبکی سب مسلمان ہو گئیں اب تو امیر مارے خوشی کے پھولے
نہیں سماتے ہیں غرض رات بھر جلسۂ عیش و عشرت میں امیر رونق افزا رہے صبح کو بعد وظیفہ سحری کے گلگشت چمن
میں دل بہلایا الحاصل اسی طرح تین روز تک امیر نے داد عیش دی چوتھی شب فتانہ نے کہا ای ملکہ اب میری
رائے تو یہ ہے کہ آج امیر کو رخصت کرو کیونکہ ابھی تک تمھارے باپ کو خبر نہیں ہوئی ہے میں نے یہ ترکیب کی تھی کہ
جو کوئی خبر کے واسطے آیا باہر ہی سے پہرے والون نے سمجھا کر اسے رخصت کر دیا ایسا نہو کہ اسے خبر ہو جائے تو بڑا غضب ہو
ملکہ نے کہا ای میری رفیق دل بیتاب نہیں مانتا کیا کرون اچھا آج کی شب اور رہنے دے کل بھجوا دینا وہ
چپ ہو رہی پھر وہی سامان عشرت تھی مہ و مہر کی صحبت برپا ہوئی یہ دیکھکر گردون دون کو رشک آیا نیا شعبدہ
دکھایا یعنی انتشار کو بیٹھے بیٹھے اپنی بیٹی کا خیال آیا سرخاب جادو کو حکم دیا کہ جا کر ملکہ کی خبر لا مزاج
کیسا ہے آجکل شغل کیا ہے سرخاب جو آیا دربانون نے دروازے پر اسے روکا اور اپنی طرف سے کہدیا کہ خیر و عافیت ہے مزاج
ملکہ کا بہت اچھا ہے سرخاب اپنے دل میں سوچا کہ کیا وجہ ہے جو مجھے اندر نہ آنے دیا یہ جو خیال آ گیا
فوراً بزور سحر پرواز پیدا کر کے بالائے ہوا صحن باغ تک آیا دیکھا کہ عجب صحبت برپا ہے یعنی ملکہ طلسم کشا کے
ساتھ مصروف اختلاط ہے فتانہ طنبورہ چھیڑ کر گا رہی ہے دور مے لالہ فام ہے جام چل رہا ہے اسلئے پاؤن

تخمہ تیر جا بیٹھا اتنی دیر میں اُسنے پر سپر کر لیے اور اُٹھکر چلا امیر نے اسم پڑھکر تیر مارا اُسکے سینے پر پڑا دو سار ہو گیا وہ
گر کر گراز زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پھر چلائے کشتی جو ارا نام تیز نیجوار جادو بود اب جو بغور دیکھا تو قلعے کو بھی نہ پایا خندق
کو پہلے ہی ستون پر سکے مرنے سے غائب ہو گئی تھی اتنے میں پریزادوں نے لا کر بارگاہ برپا کی امیر نے مکتوب کو
دیکھا لکھا تھا کہ بارگاہ میں ہرگز نہ جانا بائیں طرف کو جاؤ امیر نے باغ کرامت کو چھوڑ کر بائیں جانب کا راستہ
لیا تھوڑی دور گئے تھے کہ دریائے آتش ملا پھر مکتوب کو دیکھا لکھا تھا یہ اسم پڑھکے اسمیں کود پڑو امیر نے
اسم پڑھا اور مکتوب کو منھ پر رکھ لیا آنکھیں بند کر کے آگ میں کود پڑے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھولی تو
ایک باغ دیکھا اس میں کئی دیو بیٹھے تھے امیر نے مکتوب کو دیکھا اس میں لکھا تھا کہ یہ سب ساحر ہیں بزور
سحر دیو بنے ہیں اُن میں جو سیاہ فام ہے اُسکا نام سوزن جادو ہے اُسی کے کاسۂ سر میں لوح غلولہ بنی ہوئی رکھی ہے
اُسے اس طرح مارنا کہ زخمی ہو کر ہلاک ہو لوح تک آسیب نہ پہونچے اُنھوں نے مکتوب کو گردا ناکہ اُن دیووں
کی نظر امیر پر پڑی وار شمشاد اور سنگدستی لیکر دوڑے امیر تو سمندروں سے لڑ چکے ہیں اُن سب کے وار
خالی دیے اور جھپٹ جھپٹ کے حملے کرنے لگے کتنے زخمی ہوئے اور کتنے مارے گئے آخر کو دھوکھا دیکر ایک ہاتھ
سوزن کے سر پر اوچھا سا لگایا کہ کاسۂ سر اُسکا تر شکر زمین پر گرا اور غلولہ لوح کا اُچھلکر دور گرا امیر نے دوڑکر سے تو
اُٹھا لیا باقی دیووں سے لڑنے لگے تھوڑے ہی عرصہ میں سب گھائل ہوئے کتنے جہنم واصل ہوئے کئی بسمل رہے
ایک اُنمیں سے گرتا پڑتا بھاگا امیر باغ سے باہر آئے پریزاد بارگاہ لیے موجود تھے امیر اندر بارگاہ کے تشریف لے گئے
سبکو لوح ملنے کا مژدہ دیا اُنھوں نے مبارکباد دی اب امیر حیران ہیں کہ اس غلولے سے لوح کو کیونکر نکالوں غرض
مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غلولے کو تراشو مگر لوح نہ کٹنے پائے اور غلولے کے ٹکڑے بھی بہت حفاظت سے رکھنا
وقت پر بہت کام آئینگے جسکو دیدوگے اُسپر سحر نہ اثر کریگا امیر نے اسی طرح لوح کو نکالا وہاں اُنتشار کو خبر ہوئی
کہ طلسم کشا کو لوح ملی سوزن مارا گیا اُسنے زانو پر ہاتھ مارا اور پشت دست چبانے لگا محل میں بھی خبر پہونچی
ملکہ نے دلشاد ہو کے دایہ کو بلا کر کہا دائی اماں طلسم کشا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے مبارکباد دو فتانہ فوراً
خوشی خوشی عقاب بنکر شب کو پہونچی امیر کو مجرا کیا امیر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑا اور کہا دائی اماں مزاج کیسا ہے اُسنے کہا
واری میرا ہاتھ چھوڑ دو میں بلائیں تو لے لوں امیر نے فرمایا کہ قسم کھاؤ جو میں کہوں اُس میں کوشش کرنا اُسنے قسم
کھائی امیر نے فرمایا ہاں اب بیٹھو اور ملکہ کے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اُسنے کہا بہت اچھی ہیں تمھیں مبارکباد
دی ہے امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے اتنا پیام دینا کہ اب خدا نے پھر میرے حال پر رحم فرمایا ہے لوح ملگئی ابھی پانچ
در بند فتح کرنے ہیں کیا امید زندگی کی اگر مر گئے تو حسرت ہی رہجائیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہم اور تم یکجا ہوں
تو کچھ ارمان نکل جائیں قبر میں تو باحسرت نجائیں فتانہ نے کہا واری میں ابھی جاتی ہوں اور اسکا جواب لاتی ہوں غرض فتانہ
اُسی وقت وہاں سے روانہ ہوئی آکر ملکہ سے بیان کیا اُسنے کہا دائی اماں وہ سچ کہتے ہیں پھر تمھیں جا ہو گی تو ایسا ہو گا
فتانہ نے کہا جو تم کہو وہ میں کروں ملکہ نے جواب دیا کہ تم جانتی ہو میں جا نہیں سکتی انھیں کو لاؤ فتانہ
نے کہا میں ابھی لاتی ہوں تم یہاں سامان راحت مہیا کرو اور اُڑکر امیر کے پاس پہونچی کہا چلیے آپ کو بلایا ہے امیر نے
اپنے تئیں لباس پر تکلف سے آراستہ کیا عطر لگایا فتانہ نے تخت سحر تیار کیا امیر کو اُسپر بٹھا کے لے اُڑی
چشم زدن میں ملکہ کے پاس پہونچا دیا یہاں ملکہ نے باغ میں ایسی روشنی کی تھی کہ چیونٹی سو کر بہیئت مجموعی
دکھائی دیتی تھی تخت امیر کا آکر باغ میں اُترا فتانہ نے جا کر ملکہ کو خبر کی ملکہ یہ سنکر خاموش ہو رہی

اُس تلوار سے جہنم واصل کیے لاشین سبکی ہوا مین اُڑ اُڑ کر غائب ہو گئین باقی بھاگ گئے بزرادون نے آکر ہاتھ امیر
کے چوم لیے اور بفتح و فیروزی باغ کرامت مین لائے جب اُنس عزل کی سامنے انتشار کے گئی تو اُسنے کہا
مجھے بڑا قلق تو یہ ہی کہ جسطرح طلسم کشا ان ساحرون کو مارتا ہی کسی روز ہزارت لاکر میرا کام تمام کر کے پھر باغ مین
جا بیٹھے تو مین اُسکا کیا کر سکتا ہون کوئی ایسی تدبیر ہوئی کہ جیسے مین نے اسم اعظم بند کیا ہی اُسی طرح کوئی
اُسے باغ کرامت مین قید کر دے یہ سنکر دو ساحر اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا یہ ہمارا ذمہ ہی کہ وہ باغ کرامت
سے نہ نکلنے پائے وہین قید رہے یہ دونون یعنی خونخوار جادو اور خونریز جادو اپنے اپنے مکان پھر آئے
اور آٹھ روز مین سحر تیار کر کے باغ کرامت سے پانچ کوس ہٹکر سحر جو کیا تو ایک قلعہ گرد باغ کے بنگیا اور
دیوارین اُسکی باغ کی دیوار سے بدرجہا بلند ہو گئین یہ چرچا محل مین بھی ہوا کہ خونخوار اور خونریز نے یہ
سامان کیا ہی ملکہ کو سنکر بڑا قلق ہوا اور دوا سے کہا میری اچھی دائی امان! ایک مرتبہ جا کر طلسم کشا سے اتنا
کہدو کہ اس تلوار کو لوح سے زیادہ عزیز رکھنا کہ میرا باپ یعنی انتشار شاہ کسی حربے سے مر نہین سکتا سوا
اس تلوار کے فتانہ شب کو باز بنکر اُڑی جب قلعے کی دیوار پر پہونچی تو دیکھکر سخت تردد ہوا کہ دست بڑا سحر کیا ہی
پھر فصیل دیوار باغ کرامت پر جا کے بیٹھی امیر کنارے حوض کے بیٹھے ہوئے تھے فتانہ اصلی صورت سے
کمال مضمحل سامنے امیر کے آئی امیر نے فرمایا ای دائی امان اب لوح کہان ہی جو دیکھون بعد اسکے ملکہ کا حال
پوچھا فتانہ نے کہا اپنی زندگی سے بیزار ہین جب کوئی تازہ خبر وحشت خیز سنتی ہین کھانا پانی ترک کر دیتی ہین
اب کہلا بھیجا ہی کہ بنقل لوح کے تلوار بھی نہ کھو بیٹھنا کیونکہ انتشار کی قضا اسی تلوار سے ہی بہت ہوشیار
رہنا خبردار اب دو دن کھانا کھانا اور خدا حافظ یہ کہکر رخصت ہوئی قلعے کا حال سمجھا نہ کہا یہان بزرادون نے
امیر کو آکر قلعہ کی خبر دی اُنھون نے سقف باغ پر جو دیکھا تو متردد ہوئے شب بھر عبادت کی اور خوب گریہ و
زاری کی قریب صبح آنکھ جھپک گئی عالم رویا مین حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام پھر تشریف لائے اور فرمایا
کہ ای طلسم کشا لوح چھنوا دی کہو اب کیونکر اس طلسم کو توڑو گے امیر رونے لگے جب تو حضرت علیہ السلام نے ایک مکتوب
عنایت کیا اور فرمایا کہ اب بجائے لوح اسی سے کام لینا اتنا ارشاد کر کے تشریف لیگئے امیر کی آنکھ کھل گئی خواب
کی کیفیت بزرادون سے بیان کی وہ سب نہایت خوش ہوئے امیر نے مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکے
اژدہے کے منھ مین کود پڑو امیر نے باغ کرامت سے نکلکر وہی اسم پڑھا اور اژدہے کے منھ مین کود پڑے تھوڑی
دیر کے بعد پانوون زمین پر ٹکے دیکھا کہ اژدہا تو اُسی صورت سے ہی مگر مین قلعے کے باہر کھڑا ہون اب جو دیکھا تو
آگے ایک خندق ہی جسمین بجائے آب خوناب بہ رہا ہی مکتوب کو پھر دیکھا اُس مین لکھا پایا کہ خونریز جادو فلان
درخت کے نیچے گلیم اوڑھے لیٹا ہی اُسے مارو تو یہ خندق غائب ہو جائے امیر اُس درخت کے قریب گئے
خونریز جادو پانوون کی چاپ سے اُٹھا اور اُنکو دیکھکر حملہ ہائے سحر کرنے لگا مکتوب و تاج کی برکت سے کوئی حملہ
سحر نہ چلا یہ حیران ہوا اسم پڑھکر چاہتا تھا پرواز پیدا کر کے اُڑ جاؤن کہ امیر نے دوڑ کر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے
ہوئے زمین کو زلزلہ ہوا آسمان چکر مین آیا تاریکی چھا گئی شور دار و گیر بلند ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام من
خونریز جادو [illegible] جو برپا ہوا خونخوار بیٹھا ہوا سوتے مین روٹی کھا رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا
امیر کو دیکھکر حیران ہوا اور اُس نے بھی بہت سے حملے سحر کے کئے مگر بیکار ہوئے امیر نے مکتوب کو معاینہ
کیا اُس مین لکھا تھا کہ یہ اسم تیر پر دم کر کے اسپر مارو اگر یہ زندہ بچا اور انتشار تک پہونچ گیا تو بڑا

ارجل کا بھائی فرجل دربار مین بیٹھا تھا بولا ای شہریار ارجل تو احمق تھا مین اُسے جا کر پکڑے لاتا ہون
یہ کہہ کر اُٹھا اور کئی سور اُس شہر سے منگوائے سبکا خون ایک حوض مین بھرکر سحر پڑھنا شروع کیا جب سحر
تیار ہوا حوض مین کود اب جو نکلا تو رویین تن ہوگیا اور بھی کئی ساحرون کو اُس مین نہلوا کر رویین تن بنایا
بارہ ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اُسنے بھی باغ کرامت کے سامنے خیمہ اپنا استاد کیا یہان ملکہ ماہ سیما کو
خبر ہوئی کہ بادشاہ نے طلسم کشا سے لوح چھنوا کر زمین مین دفن کردی یہ سنکر بڑا صدمہ ہوا کھانا پینا چھوڑ دیا
یہ حال جب اختشار کو معلوم ہوا اپنی بیٹی کے پاس آکر بہت دلاسا دیا کہا ای نور نظر مین جانتا ہون جو صدمہ تمکو ہی
فقط طلسم کشا کے خوف سے تمھاری یہ حالت ہی تو بیٹا جو زیادہ خوف کی چیز تھی وہ تو مین نے منگوالی یعنی لوح
اب تاج دیکر بارگاہ زر بفتی و باغ کرامت باقی ہی قریب تر یہ بھی چھینے لیتا ہون تم کھانا کھاؤ پانی پیو خاطر
جمع رکھو کیا طاقت طلسم کشا کی جو اب کسی طرح سے باشندگان طلسم کو ایذا پہونچا سکے اپنے نزدیک بہت
بڑی تسلی کر کے یہ تو چلا گیا مگر ملکہ کا اور بھی حال غیر ہوا کہ تاج بھی چھین لینے کا قصد ہی مارے رنج کے پانچ روز
تک بے آب وغذا رہی لوگون نے بہت سمجھایا کہ ملکۂ اعظم کھانا کھائیے پانی پیجیے کسی کو جواب نہ دیا اور فتانہ
اپنی بیٹی کے پاس گئی ہوئی تھی چھٹے روز آئی ملکہ کی حالت دیکھی بیتابانہ صورت پروانہ اس شمع بزم وفا کے پاس
آئی اور پوچھا واری خیر تو ہی اُسنے سب کو ہٹا کر تخلیہ مین کہا دائی امان غضب ہوا لوح طلسم کشا سے چھین لی
اور باباجان نے زمین مین دفن کی ہی اب ساحرون کی چڑھائی طلسم کشا پر ہو رہی ہی میری دائی امان تم نے
جس طرح سے ایک مرتبہ لوح لادی اس مرتبہ بھی کوشش کر کے لوح لادو فتانہ نے کہا واری اب لوح کا ملنا
محال ہی کیونکہ جب تک تمھارے باپ نہ قتل ہونگے لوح نہ ملیگی تو مجھسے یہ حرکت کبھی نہوگی ملکہ نے کہا تم اب کی کئی
روز کے بعد کیون آئین اُسنے جواب دیا کہ بی بی مین نے ایک تلوار بنائی ہی وہ اگر رویین تن پر پڑے تو مثل خیار دو
کردے یہ سنکر ملکہ نے فتانہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا ای میری دائی امان یہ تلوار طلسم کشا کو دے آؤ اگر
زندہ رہیگا تو لوح ملنے کی توقع رہیگی دائی نے کہا بیٹی اب تم یہ چاہتی ہو کہ راز افشا ہو تم بھی بدنام ہو میری
بھی جان جائے ملکہ نے کہا کہ پھر کوئی تو تدبیر نکالو ادھر پردے کے باہر خواص ملکہ کی گوہر جادو یہ سب گفتگو کھڑی
سن رہی تھی اور بھی خواصین اس حال سے کسی قدر ماہر ہو چکین تھین گوہر جادو ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ کے آئی
اور کہا ملکۂ عالم اگر مجھے حکم ہو تو جا کر تلوار اُس جرار تک پہونچا دون ملکہ نے خوش ہو کر کہا کہ اچھا فتانہ سے
کہا دائی امان وہ تلوار گوہر کو دے دو یہ پہونچا دیگی دایہ نے جا کر سب سے پوشیدہ تلوار لا کے گوہر کے
حوالے کی یہ تلوار لیکر طرف باغ کرامت کے چلی وہان فرجل نے باغ کے پاس پہونچکر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی باہر
اپنے خیمے برپا کر کے نقارۂ رزمی بجوایا صبح کو میدان مین امیر کے مقابلے مین آیا کئی تیر امیر پر مارے لیکن بسبب
تاج کے کوئی تیر قریب تر نہ آیا اُسنے آتش کے دانے سحر پڑھکے مارے وہ بھی بلا گردان ہو کر گر پڑے امیر نے
جھنجھلا کر تلوار ماری اُسنے سر جھکا دیا اور کہا دیکھو زور طلسم کشا کی تلوار کا مگر تلوار اُسکے سر پر پڑکر اُچھٹ گئی اور ایک
جھنکار ہوئی دو تین ہاتھ امیر نے متواتر اُسکے سر پر لگائے جیسے سندان پر سے ضرب اُچھٹ جاتی ہی یہ صورت ہوئی تو
امیر نے دل مین کہا اب بیشک موت آئی اتنے مین پہلو سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اُس مین تلوار تھی امیر نے قصد
کیا کہ لیلون وہ ہاتھ خود امیر کی طرف بڑھا غرض امیر نے تلوار لیلی فرجل تو سر جھکائے کھڑا لاف زنی کر رہا تھا امیر نے
ایسی تلوار کا ایک وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے جب تو امیر نے کہا یہ حرکت بھی کسی دوست کی تھی غرضکہ کئی رویین تن

ملازم اسکے دوست ہین جو شخص لوح اس سے چھین لائے اپنا دستور اعظم اُسے کرون یہ سنکر تند و سیر جادو نے کہا
اور کہا ای شہریار یہ کام میرا ہی بادشاہ نے خلعت رخصت دیا یہ طرف باغ امیر کے روانہ ہوا اب سنیئے جس باغ
مین امیر موجود ہین یہ باغ اُسی ملعون کا ہی غرضکہ امیر ٹہلتے ہوئے قلب باغ مین پہونچے دیکھا ایک حوض پر چوکی
بچھی ہی اور ایک شخص بہ شکل نورانی بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا ہی امیر کو دیکھکر کتاب بند کی اور کہا آؤ حمزہ یہ سنکر امیر
نے فرمایا السلام علیک اُسنے کہا علیکم السلام ای حمزہ مین انجم کتابدار کا بھائی ہون اسکے حکم سے یہان آکر آپ کا
انتظار کر رہا تھا اسواسطے کہ امانت آپکی میرے پاس ہی وہ لیجیے یہ کہکر مکتوب نکالا اور کہا چار مرحلے آپنے
فتح کیے یہ پانچوان مرحلہ ہی اسلیے میرے بھائی نے یہ مکتوب آپکو دیا ہی کہ یہان سے لوح بیکار ہوگئی اب آپ اس
مکتوب کے ذریعہ سے مرحلے توڑیے گا امیر نے فرمایا کہ انجم کے احسانات میرے اوپر بہت ہین اُسنے کہا کہ آپ
غسل کرکے یہ مکتوب مجھسے لین تاکہ مین سبکبار ہون امیر نے تاج اتار کر رکھدیا اُسنے اشارہ کیا خواصین پانی
لیکر آئین امیر نے سب لباس اتارا اور نہانے لگے اُس مردک نے جیب سے لوح نکالکر جست کی سامنے امیر کے
آکر نعرہ کیا منم تند و سیر جادو اسی نے تو یہ دعوی طلسم کشائی کا تھا امیر کے ہوش جاتے رہے جلدی سے تاج
اٹھا کر سر پر رکھ لیا اور تلوار کھینچکر اُسکے پیچھے دوڑے وہ ہوا ہو گیا آخر مایوس پھرے آکر لباس پہنا اتنے مین
دیو آئے بارگاہ مین لیگئے امیر نے لوح چھن جانے کی حقیقت بیان کی سب نے افسوس کیا اور کہا
یا امیر یہ غنیمت سمجھیے کہ تاج اُسنے نہ لیا ورنہ آپکی زندگی محال تھی اُدھر وہ مردک لوح لیکر انتشار کے پاس
پہونچا اُسنے خوش ہوکر گلے سے لگایا اور کہا کیون ایہا الناس طلسم کشا کیا کر سکتا ہی پھر لوح کو ماش کے آٹے
مین رکھکر سوزن جادو کی کھوپڑی بزور سحر تراش کے لوح کو اسکے اندر رکھا پھر سحر پڑھنے لگا کہ
کھوپڑی جیسی تھی اُسی صورت سے ہوگئی بعد اسکے ایک سحر الیسا کیا کہ زمین شق ہوئی اس مین
سوزن سما گیا جب تو انتشار نے کہا دیکھون اب کون طلسم کشا کا دوست لوح کو اس تک پہونچاتا ہی اُسنے
یہ ہی کہ بارگاہ زربفتی مین رہتا ہی تاج طلسمی سر پر ہی باغ کرامت مسکن ہی نہین تو ابتک مین اُسے
مار ڈالتا ارجل جادو نے کہا یہ کام میرے سپرد کیجیے مین اُسے مار ڈالتا ہون انتشار نے کہا اچھا اور
جو ضرورت ہو ہم سے لے اُسنے چار لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیے اور آکر برابر باغ کرامت کے خیمہ زن ہوا لوگون
سے کہلوا بھیجا کہ امیر اگر لوح کے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے آیا ہی تو کوئی کمال نہین کیا اور بارگاہ و
باغ کرامت کے ذریعے سے لڑتا ہی تو بہادر نہین اگر جوانمرد ہی تو ہمسے آکر لڑے یہ سنتے ہی امیر کو غیظ آیا فرمایا
کہ ہمارا خیمہ باغ کرامت کے باہر برپا ہو شہزادون نے منع کیا امیر نے نہ مانا غرض خیمہ امیر کا باغ کے باہر
استادہ ہوا رات کو طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو امیر میدان مین آئے ارجل آکر مقابل ہوا امیر پر کئی
تیر سحر مارے مگر تاج کی برکت سے سب خالی گئے جب تو امیر نے عقرب سلیمانی کو نیام انتقام
سے کھینچکر ایک ہاتھ سر پر اُس خود سر کے لگایا کہ خود و سر و سینہ و کمر کو کاٹ کر مع فرس اس بوالہوس کو
دو کیا تمام ساحر ترسول اور نیسول لیکر دوڑے امیر نے بھی غدر مچا دیا ایک ایک ہاتھ مین چار چار
کو چورنگ کیا ارجل کی لاش سیرون نے لیجا کر انتشار کے سامنے رکھدی اُسنے بڑا صدمہ کیا اور
جادوگر جو اسکے ہمراہ گئے تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگے امیر پھر باغ مین تشریف لائے یہان انتشار
نے تندو سیر سے کہا کہ تو نے لوح تو لے لی مگر تاج نہ لیا کہ جسکے ذریعے سے وہ ابتک ہر ایک پر زبردست پڑتا ہی

شیر رنگ سے کہا دیکھیے تو یہ کون فرد واحد ہے جو ہم عورتون مین گھس آیا اُسنے پھر کر دیکھا اور دل مین خیال کیا کہ شاید یہی
طلسم کشا ہے اسی کے قتل کا بیڑا انتشار کے دربار سے اُٹھا کر آئی ہون اور پچکاری لیکر امیر پر دوڑی قریب
آکر کہا اے شخص تو یہان کیون آیا ہے امیر نے کہا کہ دل کے ہاتھون یہانتک پہونچا ہون اُسنے کہا تو طلسم کشا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ طلسم کشائی کا باعث تو ہی ہے تیرے حسن کی شہرت سنکر یہان آیا ہون زندگی سے
ہاتھ دھو چکا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر یا شربت وصل سے کامیاب کر جب تو
اُسنے دل مین کہا کہ مار ڈالنا اسکا اپنے اختیار مین ہے ایسے جوان سے اپنے دل کا مزہ تو نکال لے اور کہا سچ
کہ تجھے میری کیا چیز پسند ہے امیر نے فرمایا کس کس چیز کی تعریف کرون تیرے ایک ایک رونگٹے پر میری
ہزار ہزار جانین نثار ہین یہ سنکر اُسنے اور سینے کو تانا امیر نے بڑھکر وہی ہاتھ پکڑ لیا جس مین پچکاری تھی اُسنے کہا اے طلسم کشا
یہ ہاتھ میرا چھوڑ دے ایسا نہو کہ کوئی بوند رنگ کی تجھپر پڑ جائے تو ہیزم خشک کی صورت جل جائیگا مگر امیر نے کچھ خیال
نہ کیا اور اسکو پانون مین لگا کر ایک طرف لیچلے جب دیکھا کہ بالکل محو ہے ایک جھٹکا اُسکے ہاتھ کو اسطرح دیا کہ پچکاری چھوٹ کر زمین
پر گری لیکن اپنے تئین امیر نے بچایا اور اُسپر بھی یہ ثابت ہوا کہ امیر نے پچکاری گرادی اور پچکاری مین سے ایک قطرہ
رنگ کا نہ گرا شیر رنگ جھکی کہ زمین سے پچکاری اُٹھائے امیر نے پشت پر خنجر مارا کہ وہ آہ کا نعرہ مار کر گری وہی تاریکی جو ساحر
کے مرنے سے پیدا ہوئی تھی چھا گئی دار و گیر کی صدا بلند ہوئی پھر آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا شیر رنگ جادو تھا بعد تھوڑی
دیر کے تاریکی دور ہوئی دیو آکر امیر کو بارگاہ مین لیگئے حسب دستور رات عشرت مین بسر کی صبح پھر روانہ ہوئے کئی
منزل چلکر دریاے آتش ملا کہ ہر شعلہ تا چرخ چنبری پہونچتا تھا امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اس دعا کو
پڑھکر آتش مین کود پڑ امیر نے ایسا ہی کیا بعد کئی ساعت کے پانون زمین پر لگے دیکھا میدان ہے اور اُس مین ایک فیل
مست کھڑا جھوم رہا ہے مگر پانون مین بہت موٹی زنجیر آہنی پڑی ہے صاحبقران نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب
آگ مین کود کر میدان مین پہونچوگے تو وہان ایک مست ہاتھی بندھا ہوا نظر آئیگا حقیقت مین ہاتھی نہین ہے اور نہ
بندھا ہے محض دھوکا دینے کو پانون مین زنجیر ڈالے ہے وہ ایک ساحر ہے کہ نام اسکا فیلان جادو ہے وہ جب تجھے دوڑے
تو سیدھے نہ بھاگنا اسواسطے کہ اسکی سونڈ سے نہ بچوگے اور اگر اسکی زنجیر یا کوئی عضو تم سے مس ہو گیا تو فوراً جلکر
خاک سیاہ ہو جاؤگے لہذا بجلالی تمام بسم اللہ کہکر تلوار اسکے کسی عضو مین چھوا دینا وہ مثل آتشبازی چھوٹ
جائیگا اور وہ جہان کھڑا ہے وہان ایک غار ہے جب اُسکے مرنے سے تاریکی ہو تو اپنے تئین اُس مین گرا دینا جیسے ہی
امیر نے لوح کو جیب مین رکھا وہ ہاتھی زنجیر تڑا کر دوڑا صاحبقران نے موافق ہدایت لوح کے اُسکے جسم سے
تلوار چھوا دی وہ تو آتشبازی کی طرح چھٹنے لگا آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من فیلان جادو بود ہان اس طلسم کشا کو
پکڑلو جانے نہ پائے مار لو اسکو گھیر لو اور ایک تاریکی چھا گئی امیر نے اپنے تئین اُس غار مین گرا دیا پہر بھر کے بعد پانون
زمین پر لگے دیکھا کہ ایک دشت مجلی بن کے نمونے مین کھڑا ہون صد ہا ہاتھی چلے آتے ہین امیر نے لوح کو
دیکھا لکھا پایا کہ یہ فیل سفید جو سب سے بڑا ہے تیر پر یہ دعا دم کرکے اسکی مستک پر لگا امیر نے فیل سفید کو تیر مارا
وہ گر کر مر گیا سب ہاتھی غائب ہو گئے امیر آگے بڑھے ایک باغ ملا نہایت دلچسپ اندر آئے اور
مصروف گلگشت ہوئے اُدھر کی کیفیت سنیے کہ جب متواتر ساحران نامی کی ارتھیان سامنے
انتشار شاہ کے پہونچنے لگین اُسنے اپنے جلسے مین بیٹھکر کہا مجھے سخت حیرت ہے کہ جب مین نے لوح صندوقچہ
مین رکھی تھی تو چار آدمیون کے سوا پانچوان موجود نہ تھا کسنے لوح اسکو پہونچائی حیف کی جا ہے کہ میرے

تیر مارا لہو وہ شکل شکار زبون سے کے زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا آندھی آئی پانی برسا صدا سے گیر و دار بلند ہوئی پھر ایک آواز آئی کشتی مرا کہ نام من تنگرگ جادو بود بعد تھوڑی دیر کے آسمان صاف ہوا ایک پری نے آکر امیر کو سلام کیا اور کہا بارگاہ تیار ہے امیر بارگاہ مین تشریف لائے ایک پریزاد نے آکر خبر دی کہ ایک ضعیفہ کوزہ پشت آپ کی خدمت مین باریاب ہوا چاہتی ہے امیر نے فرمایا آنے دو جب وہ آئی تو پہچانا کہ قتانہ ہے پہلے اسنے سلام کیا پھر بلائین لین امیر نے قصد کیا کہ لوح دیکھین پھر اسکے احسان پر خیال کرتے خاموش ہو رہے قتانہ نے کہا واری جاؤن پھر آپ نے غلطی کی کہ لوح کو نہ دیکھا یہ طلسم ہے مین تو کیا اگر فرشتہ بھی آئے تو بے حکم لوح کے اسکی جانب التفات نہ کیجیے اور حوت جادو کی ارتھی سامنے انکشار کے گئی ہے اسنے بہت صدمہ کیا اور حکم دیا ہے کہ طلسم کشا کے دشمن کو بہت جلد ہلاک کرو لوگ حضور کی ایذا رسانی کے واسطے چل چکے ہین ملکہ نے مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے یا امیر بے لوح ملاحظہ کیے کسی سے مخاطب نہ ہوجیے گا یہ کہکر فوراً چلی گئی امیر نے رات عشرت مین بسر کی صبح کو بعد نماز کے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا دیکھا کہ ابکی مرتبہ مرحلہ ترخان بن خونخوار کا ہے یہان پر بلائین بھی ہین ساحر بھی ہین بے لوح دیکھے ہرگز کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے بعد دوپہر کے دو باغ نظر آئے ایک داہنی دوسرا بائین طرف ہے اندر دروازون پر ایک ایک درخت ہے ایک پر عقاب دوسرے پر سرخاب یہ دونون جانور بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین سرخاب نے کہا اگر طلسم کشا میرے درخت کے نیچے سے جائیگا طلسم بآسانی فتح ہوگا اور اگر لوح دیکھیگا اس مین لکھا ہوگا کہ سرک سرک جا اگر موافق لوح کی ہدایت کے جائیگا ہلاک ہوگا امیر نے اسکے کہنے پر نہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ دونون جانور جادوگر ہین ایک کا نام کاؤس جادو ہے اور دوسرے کا نام فنون جادو ہے انکے کہنے مین نہ آنا بلکہ ہوسکے تو ایک تیر بسم اللہ کہکر دونون کو لگانا ادھر تو انھون نے لوح کو دیکھا ادھر وہ دونون جانور ہلنے لگے مگر اڑ گئے اور جاکر ترخان کو خبر دی کہ طلسم کشا آپہونچا ہمارے جال مین نہ پھنسا ترخان مع کئی ہزار ساحران جرار کے مقابلے کو آیا راہ مین امیر سے دوچار ہوا تلوار چلنے لگی اگرچہ امیر نے کشتون کے پشتے لگا دیے لیکن انہین کچھ کمی نہ ہوئی جب تو امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب تک ترخان نہ مارا جائیگا ساحر نہ بھاگینگے نہ کم ہونگے اور وہ انھین سب مین ہے بلندی پر کھڑا ہے امیر نے چارون طرف نظر کی ایک ساحر مہیب کو ٹیلے پر کھڑے دیکھا کہ مصروف سحر خوانی ہے صاحبقران نے فوج پر حملہ کیا چھیڑ ہوگئی جھپٹ کر اس ساحر کے پاس پہونچے اسنے حربہ کیا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ جھنیو کا ایسا لگایا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے ہنگامہ قیامت برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ترخان بن خونخوار جادو بود بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی ایک دیو نے آکر عرض کی کہ بارگاہ حاضر ہے امیر نے جاکر بارگاہ مین قیام کیا ناچ ہونے لگا رات ناچ رنگ مین بسر ہوئی صبح کو لوح دیکھی لکھا تھا کہ آگے باغ نیرنگ جادو کا ہے اور اسی باغ سے راہ طلسم کی ہے ایک دن توقف کر دوسرے دن یہان سے جانا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا غرض امیر دوسرے دن روانہ ہوئے دور سے باغ دکھائی دیا اسمین بہت سی عورتین حسین نازنین پچکاریان ہاتھون مین مع نیرنگ کے رنگ پاشی مین مصروف تھین امیر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ اسکو اسطرح مارو کہ یہ رنگ تمپر نہ پڑنے پائے ورنہ تن پتھر ہو جاؤ گے لوح بھی کام نہ دیگی اور جب یہ مر جائیگی تو اسکی ساتھوالیان سب غائب ہو جائینگی کوئی تمسے متعرض نہ ہوگی امیر سوچتے ہوئے چلے کہ کس حربے سے اسے مارون جو ایک قطرہ رنگ کا چھینٹ پڑے اگر پڑا تو پتھر ہو جاؤنگا یہ سوچتے ہوئے باغ کے اندر پہونچ گئے ایک عورت نے

حسب دلخواہ ادا کرون فشانہ نے اپنے دلمین خیال کیا کہ لوح تو دے چکی اب پوشیدہ ہونے سے کیا نتیجہ غرض
اپنی صورت اصلی سے سامنے امیر کے آئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زن گوژہ پشت نہایت مسن ہے پوچھا
اے نیک بخت تو کون ہے اُسنے جواب دیا کہ مین انتشار کی ملازم ہون اُسکی بیٹی ملکہ ماہ سیما کی دایہ ہون
اُسکی خاطر سے یہ لوح مین نے تم تک پہونچائی امیر نے کہا آج سے تم میری مان ہو مین اب دم بھر بیٹھ جاؤ تو
کچھ باتین کرین فشانہ نے کہا وارے اسوقت میرا قیام یہان نامناسب ہے مبادا کوئی فتنہ برپا ہو مجھے جانے دو
یہ خیال رکھنا اگر کوئی بُری صورت سے تمھارے پاس آئے تو بے لوح دیکھے اُسکی جانب ملتفت نہونا یہ کہکر
چلی تھین باغ مین پہونچ کر بزور سحر شاہین بنکر اُڑی اور آناً فاناً مین ملکہ کے پاس پہونچی یہان امیر نے لوح کو
دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ اے طلسم کشا جو تو باغ کرامت مین پہونچا تو وہان تنہا داہنی طرف جانا وہان وقتاً فوقتاً
لوح کو دیکھتے رہنا صاحبقران یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور جو جو دیو جن وغیرہ وہان پرستاری کے واسطے
موجود تھے انکو یہ فرد دیا سب نے متفق اللفظ مبارکباد دی امیر باتوقیر سب سے رخصت ہو کر حسب ہدایت
لوح روانہ ہوے ایک دشت مین پہونچے عرصۂ قیامت کا نمونہ بلکہ اُس سے دونا تھا وحشت سے ہر ذیروح
کا زہرہ آب تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب تھا تمازت سے ہرن کالا ہوتا تھا سرپٹک کر جان کھوتا تھا ہواے
تند چلنے لگی چونکہ ریگستان تھا جابجا ریت کے ٹیلے بن گئے امیر کی زرہ جوشن گرمی سے مثل آگ کے جلنے
لگی گھبرا کر ایک ٹیلے کے پاس آئے کہ شاید اُسکی آڑ مین سایہ ہوگا یک زمین مین غرق ہونے لگے جتنا زور کیا
اُتنے ہی غرق ہوتے چلے گئے جب سینے تک زمین مین سما گئے اُسوقت لوح یاد آئی جلدی سے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اگر بیابان ریگ مین گذر ہو تو بہت ہوشیار رہنا وہ ریت نہین ہے بلکہ چھوٹی چھوٹی
مچھلیان ہین اور اگر غرق ہو گئے تو ایک بہت بڑی مچھلی پر ایک مچھلی سوار آئیگی تمھارے سینے کو توڑ کر پار گذر
جائیگی پھر سب مچھلیان تمھارے تمام جسم کو غربال کر دینگی پس چاہئے کہ تیر پر یہ اسم پڑھکر جو مچھلی بڑی مچھلی پر سوار ہو اُسکے
مارنا کہ نام اُسکا حوت جادو ہے اب جو صاحبقران نے بغور دیکھا تو دراصل وہ ریگ نہین ہے چھوٹی چھوٹی مچھلیان
ہین اور حوت جادو مچھلی کی صورت ایک مچھلی پر سوار سامنے سے چلی آتی ہے امیر نے بعجلت تمام وہ اسم لوح سے یاد
کرکے تیر اسم پر دم کرکے حوت پر مارا کہ اُلٹکر مچھلی پر سے گری ایک تاریکی چھا گئی آندھی آئی بیرون نے غل مچایا کشتی
وا کہ نام حوت جادو بود بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی امیر کے پہلو سے سلام کی آواز آئی پھر جو صاحبقران
نے دیکھا تو اپنے مطیع دیوون مین سے ایک دیو کو پایا اُسنے کہا یا امیر ایک مرحلہ آپنے فتح کیا مبارک ہو بارگاہ
زرنگار حاضر ہے تشریف لے چلیے استراحت فرمائیے امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ نیا طلسم ہے بارگاہ وغیرہ
اس مین ساتھ ہی رہتی ہے غرض اُسکے ہمراہ تشریف لائے دیکھا کہ بارگاہ استادہ ہے باغ کرامت کی تمام پریان
وغیرہ جمع ہین امیر جا کر مسند پر متمکن ہوئے رات بھر ناچ دیکھا صبح کو وظیفۂ سحری ادا کر کے لوح کو دیکھا اُسمین
لکھا تھا کہ بعد فتح ہونے مرحلۂ اول کے بائین جانب جانا القصہ صاحبقران حسب ہدایت لوح روانہ ہوے
ابھی ایک دشت مین گذر رہا ہوا ہواے سرد چلنے لگی ابر اُٹھا ترشح شروع ہوا ژالہ باری ہونے لگی امیر نے
سپر کو سر کی پناہ کیا حسب اتفاق اُسی ہاتھ مین لوح بھی تھی جس مین سپر تھی لوح جو بلند ہوئی تمام ابر مثل
روئی کے شق ہو گیا بارش موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر بالاے ہوا قائم ہے اور سحر کر رہا ہے صاحبقران
نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ نام اُسکا تگرگ جادو ہے یہ اسم پڑھکر تیر مارنا چاہیے غرض امیر نے

ارام کرتی تھی تو ملکہ اُسکی آواز سنکر بیتابانہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا دائی اماں خدا کے طلسم کشا تجھیں ملا یا نہیں سنے تو دل میں عہد کیا تھا کہ اگر تم کامیاب واپس آوگی تو میں اُسی وقت سے مسلمان ہو جاؤنگی اب تم حال بیان کرو فتانہ نے کہا واری میں نے صندوقچہ لوح تک حاصل کر لیا تھا مگر اُسکی کنجی نہ ملی اتنا کہنا تھا کہ ملکہ آہ کا نعرہ مارکر پلنگ پر گری اور بیہوش ہو گئی جب تو دائی نے دوڑ کر کیوڑے سے منھ دھلایا بازو پیر پر بال پھیلکر باندھا بکان میں کہا واقربان لوح حاضر ہی ہے اگر لوح نہ ملتی تو دائی تیری ہی زندگی منظور تھی یہ سنکر ملکہ نے آنکھیں کھول دیں فتانہ نے لوح گلے سے اُتار کر ملکہ کے آگے رکھدی اُسنے کہا دائی اماں یہ میں کس کام کی ہی فتانہ بولی پھر ناحق مجھے اس آفت میں ڈالا ملکہ نے اُسکی بلائیں لیں اور کہا میری دائی اماں میں تمھارے صدقے یہ لوح طلسم کشا تک پہنچاؤ فتانہ نے کہا میں نگوڑی تمھاری بلا لیکے مرجاؤں تم میری بلائیں کیوں لیتی ہو یہ تو بیان کرو کہ تمھیں اُسکے پاس لیچلوں یا اُسے لے آؤں اُسنے کہا نہیں فقط تمھیں جاؤ اور لوح دے کر چلی آؤ فتانہ نے جواب دیا کہ بیٹی باغ کرامت کے گرد تمھارے باپ کے لوگ پہرا دیتے ہیں وہ دیکھ پائینگے تو بڑی آفت ڈھائینگے اُسنے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور پھر چیڑ تیڑ بلائیں لیکر کہا ہمارا فرزند نیکے جو یہ کام ہمارا نکرے فتانہ نے کہا ہی چھوکری کیا فال زبان منھ سے نکالتی ہی چل ہٹ میرے پاس سے یہ باتیں مجھے نہیں اچھی لگتی ہیں خبردار اب میرے ساتھ کبھی اسطرح کی باتیں نکرنا نہیں تو صورت نہ دکھاؤنگی لے تجھے چھوڑے میں جاتی ہوں یہ کہا اور بزور سحر باز بلند ہو کر اُڑی چشم زدن میں باغ کرامت کی دیوار پر جا پہونچی دیکھا عدو پہری باغ میں پھر رہے ہیں اور وسط باغ میں چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہی اُسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہوا یہ غزل عاشقانہ پڑھ رہا ہی

غزل

نوائے بلبلت ای گل کجا پسند افتد
[illegible] که رقیبان تند خو داری
زمانہ گر ہمہ رشک ختن دہد بر باد
تو [illegible] که غلامان ماہ رو داری
دعا گفتم و خندان بزیر لب میگفت
[illegible] تو [illegible] نکو داری
[illegible] مدرسہ حافظ مجو سے گوہر عشق

صبا تو نکہت آن زلف مشکبو داری
که گوش ہوش بمرغان ہرزہ گو داری
قبای حسن فروشی ترا زیبد و بس
فدای تو که خط و خال مشکبو داری
بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز
که گر رسی تو باو پا چه گفتگو داری
ز جرعۂ تو سرم مست گشت [illegible]
قدم برون نه اگر میل جستجو داری

بہ یادگار بماند که بوی او داری
دران شمائل مطبوع ہیچ نتوان گفت
که ہمچو گل ہمہ آئین رنگ و بو داری
دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن
که گر [illegible] سر فرو داری
[illegible] که گوہر اسرار حسن و عشق در وست
[illegible] داری

اور اُس چوکی کے آگے ایک حوض صاف و شفاف پانی سے لبریز ہی اُس میں کبھی منھ دھوتا ہی اور کبھی ہاتھ میں پانی لیکر اچھالتا ہی اسکا قطرہ دیکھکر کہتا ہی یہ دُرہا سے دریائے فراق ہیں ایسے دندان یار بھی سفید مگر معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہی جس کی ایک نظر دیکھنے سے دل بے قابو ہو گیا اور اُس تغافل شعار نے خبر نہ لی اسی صورت سے کبھی وہ جوان باغ میں پھر جاتا ہی گاہ پھر آکر اُسی چوکی پر بیٹھتا ہی دایہ کو اپنا وقت یاد آیا اور کہا کیوں ای فتانہ کبھی ایسا زمانہ تمھارے عاشقوں کے واسطے بھی ہو گیا ہی غرض امیر بارہ دری میں آگر چھپر کھٹ پر چت لیٹ رہے فتانہ بھی اندر آئی چپکے سے لوح امیر کے سینے پر رکھکر آپ چھپ گئی امیر نے جو دیکھا لوح دل کے قریب لوح طلسم کو پایا دل میں کہا کہ نگارندۂ الواح آفرینش نے یہ لوح بھیجی اور اُٹھکر بولا ہو سے جس شخص نے لوح میرے سینے پر رکھدی وہ محسن ہی میرا میں امیدوار ہوں کہ اپنی صورت بھی دکھادے کہ میں شکریہ

مصرع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے * اب جو صحیح احوال ہو بتاؤ دائی سے پیٹ نہ چھپاؤ مین نے عالم
جوانی مین صدہا ایسے مرحلے جھیلے ہین بارہا ایسے کھیل کھیلے ہین اور تمیز مین اپنی جان نثار کرونگی بجان و دل
تلاش دلدار کرونگی جب تو ملکہ نے کہا دائی امان میری ہی الفت کی قسم کھاؤ کہ جو تو کہیگی اُس سے انکار نکرونگی
اُسنے کہا چھوکری تو بھی بڑی احمق ہے اری جنکے پیٹ سے تو نکلی ہے انکو بھی وہ محبت نہوگی جو مجھے تجھسے
الفت ہے تو شوق سے بیان کر ملکہ نے کہا نہین قسم کھاؤ اُسنے کہا اے لے تیری ہی سر کی قسم جو تو کہیگی مین
اُسے قبول کرونگی ملکہ نے آبدیدہ ہو کر کہا شعر سینہ مالامال درد است ای دریغا مرہمے * دل ز تنہائی بجان
آمد خدارا ہمدمے * ای دائی امان اصل تو یہ ہے کہ میری شامت آئی ہے طلسم کشا پر طبیعت آئی ہے دایہ سنکر
بہت گھبرائی کہا ای ملکہ جو شخص کہ اپنے دین و آئین کا دشمن ہے اُسپر تو رجھی ہے ملکہ نے رو کر کہا بس دائی امان
دیکھ لیا کہ اگر مین اپنی سگی میا سے بیان کرتی تو وہ کاہیکو دین و مذہب کا خیال کرتی ہاے اپنے اور غیر مین یہ
فرق ہے اتنا کہکر زار زار مثل ابر بہار رونے لگی یہانتک روئی کہ ہچکی بندھ گئی جب تو دائی نے سر سے پا تک
بلائین لین اور کہا چھوکری تو بھی کتنی بے وقوف ہے اتنی سی بات اتنی بڑی معلوم ہوئی کہ اپنے اور پرائے
الٹ کے رکھدیے اری تو کہے تو ابھی اُسے یہان لے آؤن یا تجھے اسکے پاس لیجاؤن اُسنے جواب دیا مجھے
یہ نہین منظور ہے کہ ایک نظر دیکھ لون ملکہ میری تو خواہش یہ ہے کہ تمام عمر اُس سے جدائی نہو دائی نے کہا اس
بارے مین جو تو کہے وہ مین کرون ملکہ نے کہا ای دائی امان انجم کنابخوان نے اپنی وعظ مین تمام میلے کو
سنادیا کہ یہ طلسم کشا ہے ضرور سب مرحلون کو درہم و برہم کریگا جو اسکی اطاعت کریگا وہ تو بچیگا در صورت عدول
حکمی زندگی وبال ہوجائیگی پھر ہم کیون نہ اسکی مدد کرین بہتر یہ ہے کہ تم جا کر لوح لے آؤ اسکے دل مین ابھی سے گھر بناؤ
بعد طلسم ٹوٹنے کے تمہاری بڑی توقیر ہوگی دایہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح لیکر اسی پہر آتی ہون تم
میرے سامنے دو چار نوالے کھاؤ تو مجھے قرار ہو اور بخاطر جمعی جاکر حصول لوح مین کوشش کرون غرضکہ ملکہ
نے چند نوالے پانی کے گھونٹون کے سہارے حلق سے اتارے دایہ رخصت ہو کر چلی بزور سحر پر پرواز پیدا کرکے ہوا
ہو گئی اور کئی منزل تک اُڑی چلی گئی ایک صحرا مین پہونچکر زمین پر اتری وہان درخت کے سایے مین ٹھہر کر چارون
طرف غور سے خوب دیکھا جب بالکل سناٹا پایا تو سحر خوانی شروع کی تاثیر سحر سے ایک طبقہ زمین کا اُڑ گیا اور غار ہو گیا
دایہ اُس مین اُتری دیکھا کہ ایک چار دیواری ہے دروازہ بھڑا ہوا ہے یہ دروازہ کھولکر اندر آئی ایک دالان اور اُسکے
پہلو مین دروازہ تھا اُس دروازے پر ایک انگریز مہیب بشکل عجیب کرچ کھینچے کھڑا تھا پہلے تو جھجکی پھر کچھ سوچ کر اسکے
پاس گئی اُسے مٹی کا بنا ہوا پایا غرض دروازے کے اندر آئی وہان انواع و اقسام کے جواہر کے انبار پائے اور
ایک صندوقچہ دیکھا جسپر زربفت غلاف چڑھے تھے اُن غلافون کو اتارا صندوقچہ بند پایا کھولنے کا قصد کیا کسی طرف نشان
کلید نہ پایا متحیر ہوئی کہ مفت بدنام ہوئی اور مطلب بھی نہ حاصل ہوا اب یہان سے پھر جا کر بادشاہ کو خبر دینگے بڑی
خجالت ہوگی خفت کے سبب سے کیا حالت ہوگی یہ خیال کرکے کئی دوہتھڑ اپنے منھ پر مارے اور ایک ہاتھ اُس
صندوقچے پر مارا فوراً پٹرا اُسکا کھل گیا یہ ترکیب اُسے بھی نہ معلوم تھی منجانب اللہ کلید قدرت سے کھلا اُسمین بھی
جواہر بیش بہا رکھے تھے منجملہ اُنکے لوح بھی ایک خانے مین رکھی تھی اسنے لوح کو ہاتھ مین اٹھا لیا اور دروازے
سے نکلکر دوسرے دروازے پر آئی وہان سے غار کے اوپر آئی سحر پڑھکر غار کو ہموار کر دیا لوح کو گلے مین ڈالا
اور اُسی صورت سے سفر کر ملکہ کے پاس پہونچی ملکہ پلنگ پر پڑی جاگ رہی تھی فتانہ نے آواز دی کہ بی بی

مبارکباد دیتے ہین ورنہ اپنی سزا کو پہونچتا ہی لہذا وہی تاج آپ کے سر پر بھی رکھا جائیگا امیر نے فرمایا مجھے
قبول ہی انجم نے انتشار سے کہا کہ مین تاج و تخت منگاتا ہون اسنے کہا منگائیے اور دل مین خیال کیا کہ تاج
سر پر رکھتے ہی امیر مر جائینگے یہ تو دستور ہی غرض بحکم انجم تاج اور تخت الماسی و بارگاہ زربفتی آئی برج
بلورین مین بارگاہ نصب کی گئی تخت بچھایا امیر کو اسپر بٹھایا تاج سر پر رکھا ٹھیک ہوا انجم نے کہا یا امیر طلسم
کشائی مبارک ہو یہ بارگاہ لیجیے اور باغ کرامت مین جائیے کہ اس مین سحر اثر نہین کرتا پھر کتاب کھولکر وعظ کہنا
شروع کی کہ ای صاحبان طلسم جو اس عرب کی اطاعت کریگا وہ تو بچیگا اور جو ذرا بھی اسکے حکم سے گردن تابی
کریگا اپنی سزا کو پہونچیگا یہ سنکر انتشار نے کہا مجھے مرنا قبول ہی لیکن اسکی اطاعت نہین منظور ہی امیر کو
اپنے دیو اور رخش وغیرہ ہمراہ کرکے باغ کرامت مین بھیجدیا تخت امیر کا وہ سب لیے چلے آتے ہین کہ ایک
بارہ دری زمردی کے برابر تخت پہونچا اس مین ایک نازنین نے کہ سن اسکا قریب پندرہ برس کے ہی اور
انتشار کی دختر ہی دیکھا طرز بین سے حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی لیکن تخت رواروی مین چلا
گیا باغ کرامت مین پہونچا جب بالکل اثر سحر شعلہ کا امیر پر سے دور ہوا اسوقت خیال آیا کہ ای حمزہ تم اس
باغ مین نہایت مسرور تھے شاید سحر شعلہ مین مسحور تھے اب آپ مین آئے تو اس نازنین کی یاد مین دل بیقرار
ہوا رات دن اشعار عاشقانہ ورد زبان ہوئے بلکہ صدمہ فرقت سے چند دن مین نیم جان ہوئے ادھر وہ
مہ جبین بھی بستر غم پر گری آب و طعام سے نفرت ہوئی اور دل پر نقاہت ہوئی طاقت نے جواب دیا
ناتوانی نے بیعت کی دونون رخسار زرد ہو گئے ہونٹھ خشک چشم مین تری حواس مین ابتری آدمیون
سے نفرت تنہائی سے رغبت ہوئی گانا سننے کا از حد شوق تھا اب اسکو بھی جی نہین چاہتا باغ کی سیر
سے خار الم دل مین چبھتا ہی غرض کہ نہایت حالت ردی ہوئی خواصون نے آکر لاکھ لاکھ دم دلاسے سے
پوچھا ملکہ نے ہر ایک سے ناسازی طبیعت کا بہانہ کیا اور کچھ نہ کہا یہ خبر انتشار کو پہونچی اسے بڑا انتشار
ہوا بیتابانہ دوڑا ہوا آیا اور ملکہ کو گلے سے لگا کر خوب پیار کیا اور کہا ای نور نظر تو جانتی ہی تجھے کس مرتبہ تجھ
سے الفت ہی تین لاکھ ساحرا و ساحر بچیان تیری خدمت کے واسطے مقرر کی ہین آج تلک تجھے کیا صدمہ
پہونچا کیا خیال ہی کس بات کا ملال ہی اگر طلسم کشا کے خوف سے یہ حالت ہی تو محض تمھارا بچپن ہی عین
حماقت ہی اس مجہول الاحوال کی کیا طاقت ہی جو طلسم کو فتح کرے اسنے اپنے مزاج کی نادرستی کا اظہار
کیا انتشار نے اطباے حاذق طلب کیے انکی تشخیص مین کوئی مرض نہ آیا سب نے کہا نبض سے
ضعف پیدا ہی اور سب طرح فضل خدا ہی آپ شہزادی کو اپنے سامنے عرق بید پلوائین آملہ اور ورق
کھلائین عطریات کا زیادہ صرف رہے باغ کی سیر کرین یہ کہکر حکیمون نے رخصتی مجرا کیا انتشار نے
انیسان ملکہ کو تاکید اکید کی کہ ہرگز کوئی دقیقہ دوا دوش مین فرو گذاشت نہونے پائے یہ کہکر چلا گیا ملکہ
اٹھکر گوشہ تنہائی مین آئی بہت جزع و فزع کی اور کہا ای خدا اے طلسم کشا اگر تو برحق ہی تو میرے باپ کو
طلسم کشا کا مطیع کر دے غرض تین دن بے آب و دانہ اس محو خیال محبوب کو گذرے اسکی ایک دایہ ہی
قتانہ نام نہایت مسن اسکو بھی اس حال کی خبر ہوئی بیتابانہ دوڑی آکر کہا ای ملکہ خیر تو ہی یہ کیا حالت
تمھاری ہو گئی ہی تو چار روز کے واسطے گئی تھی وا ای بندی کا کیا حال ہو گیا مجھسے تو کچھ بیان کر تیرے چہرے
سے آثار عشق کے پیدا ہین اگر ایسا ہی تو کیا قباحت ہی شہزادیون کے واسطے کوئی عیب نہین ہی مگر داری جا قرن

اعظم انھون نے بند کر لیا اور عقرب سلیمانی بھی بیکار ہی انھین دو چیزون کا آپ کو بھروسا تھا اب یاد کیجیے دیکھیے اسم
اعظم یاد آتا ہی امیر نے غور جو کیا تو مطلق اسم اعظم نسیاً منسیاً ہو گیا تھا جب تو امیر بہت گھبرائے شعلہ نے کہا کہ
جب تک وہ ساحر نہ مریگے اور مرحلہ نہ ٹوٹیگا اسم اعظم آپ کا نہ کھلیگا یہ سنکر امیر کو سناٹا آ گیا انتشار نے کہا
آپ انتشار کو دل مین راہ نہ دین مین آپکا فرمانبردار ہون نو لاکھ ساحر میرے تحت حکومت ہین آپ دعوت
کھائیے تب ہمکو سرفرازی عالی قبول ہے آپ تشریف رکھیے جو شے پسند ہو اپنے ہمراہ لیجائیے اب تو دعوت قبول
کیجیے امیر نے بمجبوری دعوت قبول کی انتشار نے شعلہ سے کہا آپ کو لیجا کر دعوت کھلا غرض وہ امیر کو
لیکر ایک مکان مین آیا اس مین دو گورے ننگی کرچین ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑے تھے اور ایک پلٹن
مسلح کھڑی تھی بارگاہ ہشامی برپا تھی امیر کو خیال ہوا کہ شاید میری بارگاہ منگوائی اس بارگاہ مین امیر کو
شعلہ لایا چھپر کھٹ لگا تھا مسند بچھی تھی امیر اسپر رونق افروز ہوئے چالیس عورتین در در گوش مرصع
پوش حاضر ہو کر ناچنے لگین شعلہ نے کہا یا امیر پہلے کھانا نوش فرما لیجیے پھر ناچ دیکھیے امیر دستر خوان پر
تشریف لائے لیکن ان عورتون مین سے ایک پر امیر کی طبیعت مائل ہو گئی تھی شعلہ سے پوچھا اگر
تم کہو تو مین فلان عورت کو اپنے ہمراہ کھانا کھلاؤن اوسنے کہا آپ کو اختیار ہے جسے چاہیے اپنی خدمت مین
لیجیے امیر نے خوش ہو کر اسے شریک طعام کیا بعد فراغ طعام کے شعلہ نے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا
ہون پھر حاضر ہونگا بادشاہ کے پاس ہو آؤن یہ کہکر انتشار کے پاس آیا اوسنے پوچھا کیونکر قید کیا اسنے
کہا جس طرح شاہ و شہریار قید ہوتے ہین اس صورت سے محبوس ہین بارگاہ ہشامی برپا ہے چالیس
عورتین ناچنے گانے کے واسطے ہین ایک دل بہلانے کو ہے رمنہ شکار کے واسطے ہے انھین کبھی یہ خیال
بھی نہو گا کہ مین قید ہون بلکہ وہان سے جانے کو جی نہ چاہیگا انتشار نے خوش ہو کر شعلہ کو خلعت دیا
غرض امیر تو قید ہوئے اس طلسم مین بعد سال بھر کے ایک میلہ ہوتا ہے جب وہ زمانہ آیا سامان میلے کا
ہونے لگا انتشار نے امیر کو بلوا بھیجا کہ آپ بھی آکر اس میلے کی سیر کرین کبھی ایسا تماشا آپ کی
نظر سے نہ گذرا ہوگا شعلہ امیر کے پاس آیا اور پیام انتشار کا دیا امیر نے فرمایا کہ مین نے قاف کے
عجائبات دیکھے ہین اوسسے بہتر یہان کے غرائب نہونگے مین آسائش سے بیٹھا ہون کہدینا کہ مین نہین
آؤنگا اوسنے آکر انتشار سے کہا وہ چپ ہو رہا جب تمام میلہ جمع ہو چکا ایک ابر آیا اس مین سے تخت
پیدا ہوا اوسپر ایک شخص ضعیف باریش سفید بیٹھا تھا کتاب اوسکی بغل مین نام اوسکا انجم کتابخوان ہے
معبود شاہ جسکو سب باشندگان طلسم سجدہ کرتے ہین یہ اسکی طرف سے میلے مین وعظ کہتا ہے آکر
ایک گنبد بلورین مین تخت اوسکا اترا اسنے کہا ای انتشار حمزہ کو تمنے نہین بلایا اسنے جواب دیا کہ
وہ نہین آتے ہین مین نے پہلے ہی بلوا بھیجا تھا انجم نے کہا کہ میرے نام سے بلواؤ غرضکہ پھر شعلہ گیا اور کہا یا امیر
آپکو انجم کتابخوان بلاتا ہے اوسوقت کچھ امیر کا بھی جی چاہا اوسکے ساتھ چلے آئے دیکھا تو انواع و اقسام کے
عجائب و غرائب میلے مین مہیا ہین اور گنبد بلورین مین ایک مرد ضعیف کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہے امیر کو دیکھکر پکارا
یا صاحبقران میرے پاس آئیے امیر نے کہا اچھا اچھا کا منھ سے نکلنا تھا کہ اسکے ہمراہ جو تھے تخت امیر کا اٹھا کہ
انجم کے پاس لے گئے اب شعلہ کا ہر طرف ہوا انجم نے کہا کہ یہان کا دستور ہے جو کوئی طلسم کشائی کے بیچ
آتا ہے اسکے سر پر ایک تاج مخصوص ہے وہ رکھتے ہین اگر ٹھیک ہوا تو البتہ وہ طلسم کشا ہے اوسے

صحرا مین پہونچے تالاب و میل دیکھا حسب تہدید حضرت عیسیٰ کے تالاب مین کودے بعد کئی ساعت کے
پانوُن تہ کو لگا اب جو آنکھ کھلی دیکھا نہ وہ تالاب ہے نہ منارہ ہے چار طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے ایک صحرا لق
و دق پایا اُس مکتوب کو کھول کر دیکھا لکھا تھا کہ جب طلسم کشا سب آفتون سے بچکر تالاب مین کودے اور
جانورون سے تالاب کے بھی کوئی ضرر اُسکو نہ پہونچے تو ایک صحرا مین پہونچیگا اُس جنگل مین ایک طرف چلا جائے
اُسکو سواری ملیگی بس امیر حیران ہوئے کہ یہ کیسی خبر ہے نہ تو یہ بتایا کہ سواری پر سوار ہونا ورنہ یہی خبر
ہے کہ احتراز کرنا غرض پھر مکتوب کو کھولا اتنا ہی لکھا پایا حیران ہو کر بند کر دیا اور بڑی دیر تک ساکت رہے
پھر سہ بارہ کاغذ کو کھولا تو ایک حرف بھی نہ پایا گھبرا کر آب دیدہ ہوئے اور توبہ کر کے کہا کہ بار دیگر ایسے امر مین
جرأت نہ کرونگا مکتوب کو رکھا اور ایک طرف کو روانہ ہوئے دیکھا سامنے سے پانچ سو گورے گھوڑون پر
سوار بندوقین کاندھون پر رکھے چلے آتے ہین امیر انھین دیکھکر ایک جانب راستہ چھوڑ کر ہٹ گئے وہ سب
امیر کے سامنے سے نکلے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے چار سوار اور آتے ہوئے نظر آئے لباس انگریزی پہنے
ہوئے ایک ان سب کے آگے اور تین اسکے پیچھے جب قریب امیر کے پہونچے تو گھوڑون سے اُتر کر
صف باندھکر کھڑے ہو کر بندوقین ہاتھ مین لیکر قواعد کر کے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا جو سب سے
آگے تھا اُسنے دست بستہ خدمت امیر با توقیر مین عرض کی کہ ہمارے بادشاہ انتشار شاہ نے آپ کو بلایا
ہے اور وہی مالک ہے اس طلسم کا مین وزیر اعظم ہون شعلہ میرا نام ہے اور یہ تینون بھی وزیر ہین سواری آتی
ہے تشریف لے چلیے ابھی یہ سخن ناتمام تھا کہ ایک تخت سامنے سے پیدا ہوا لیکن منڈا جب نزدیک آیا شعلہ
نے کہا سوار ہوجیے امیر اس منڈے تخت پر سوار ہوئے چارون وزیرون نے پائے اٹھائے اور وہ جو سوار
پانچ سو پہلے گئے تھے وہ بھی آکر ہمراہ ہوئے غرض بڑی شان و شوکت سے امیر کو شہر مین لائے جب
سواری دروازۂ بارگاہ انتشار شاہ پر پہونچی سواران ہمراہی باہر ٹھہر گئے چارون وزیر امیر کو مع
تخت اندر لائے دیکھا کہ سامنے تخت پر انتشار شاہ بیٹھا ہے اور چار سو کرسی نشین بارہ دری مین درجہ
بدرجہ بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر نہ بادشاہ اٹھا نہ کسی سردار نے تعظیم کی تخت امیر کا جب متصل تخت شاہی کے
لگا دیا گیا تو بادشاہ نے اٹھکر سلام کیا اور کہا بیٹھیے امیر نے انکار کیا انتشار نے عرض کیا کہ تخت لینے کے ارادے
سے تو آپ تشریف لائے ہین اور تخت پر بیٹھنے سے پرہیز ہے آپ نے زیادہ انکار نہ فرمائیے غرض بعد بہت
انکار و اصرار کے امیر با توقیر تخت پر برابر انتشار شاہ کے متمکن ہوئے بادشاہ نے کہا کہ مین آپ کو خوب
جانتا ہون نام آپکا حمزۂ صاحبقران ہے اگر آپ طلسم کشائی سے باز آئین تو ہم آپ کے مطیع ہوتے ہین
دعوت نوش فرمائیے جو شے مرغوب ہو اپنے ہمراہ لیجائیے امیر نے جواب دیا کہ گفتگو تمھاری کچھ ہماری سمجھ
مین نہین آتی ہم طلسم کشائی کے ارادے سے آئے ہین اب کب باز آسکتے ہین انتشار ہنسا اور شعلہ سے
کہا کہ امیر کو یہان کی کیفیت سنا دے شعلہ نے کہا یا امیر یہ طلسم نادر فرنگ ہے جب یہ تیار ہو چکا اُس وقت
ہمون نے کہا کہ یہان طلسم کشا کا آنا ضرور ہے اور جو راہ کہ اس طلسم کی ہے اُدھر سے اگر آ کر جانین رکھتا ہو
تو ایک سانس بھی سلامت نہ لیجانے دیگا جب تو سب متردد ہوئے اور بعد ایک مدت کے یہ راہ بنائی جدھر سے آپ
تشریف لائے جس تالاب مین آپ کودے تھے اُس مین جانور ہین کہ وہ دراصل چارون ساحر زبردست
ہین انکو اس واسطے وہان مقرر کیا کہ طلسم کشا کو قید کرلین چونکہ آپ با اقبال ہین قید تو نہوئے مگر آپکا اسم

ہمراہ جلو زنگا غرض امیر مع قباد شہریار اور دیگر سرداروں کے فرتاد کو ہمراہ لیکر طلسم نادر فرنگ کی جانب روانہ ہوئے جب فرتاد شاہ اپنے شہر مین پہونچا ہشت دقوم سے امیر کی دعوت کی بعد ایسکے امیر کو ایک روز کا وقفہ نہایت دشوار ہوا وہان سے طلسم نوعمر آن تھا ہمراہ فرتاد شاہ کے اس مرغزار مین تشریف لائے اور فرتاد سے رخصت ہوکر طلسم مین چلے کہ عمرو دوڑکر امیر سے لپٹ گیا اور کہنے لگا اے شہریار آپ سے بعید ہے کہ بے سمجھے بوجھے طلسم مین قدم رکھتے ہین امیر یا تو فرسنے یہ سنکر ایک رات وہان قیام کیا دوسرے دن علے الصباح ایک کافر گردن زدنی سے فرمایا کہ جا اُس چبوترے پر بیٹھ مین سے تیرا خون بحل کیا وہ خوشی خوشی گیا اور مثل فرزند فرتاد کے غائب ہوگیا امیر نے پھر چلنے کا ارادہ کیا پھر عمرو نے روکا قباد شہریار نے فرمایا امیر اگر اس طلسم کی فتح آپ کے نام ہے تو بشارت ہوگی جب القا ہوئے تب آپ تشریف لیجائین امیر نے قبول کیا وہ دن بھی وہین بسر ہوا شب کو سجادہ بچھاکر امیر مصروف عبادت ہوئے صبح ہونے نہ پائی تھی کہ آنکھین امیر کی بند ہوگئین دیکھا ایک تخت آسمان کی جانب سے زمین پر آیا اُسپر ایک بزرگ نورانی صورت متمکن تھے امیر نے سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیا اور پوچھا کیا ارادہ ہے امیر نے عرض کی طلسم نادر فرنگ کو فتح کرنے کا قصد ہے آپ فرمائین کہ میرے نام اسکی فتح ہے یا نہین اُنھون نے فرمایا البتہ تمھارے نام فتح ہے کیونکہ جو صفتین فاتح طلسم کے واسطے ہونا چاہئین وہ سب صفتین تم مین ہین مگر لوح تمھارے پاس نہین ہے اس طلسم کی فتح کرنے والے کے لیے تنومند ہونا واجب ہے بہادر ہونا ضرور ہے کسی پیغمبر کے خاندان سے بھی ہو لوح بھی پاس رکھتا ہو اور سب اوصاف تو تم مین ہین لیکن لوح کا نہونا غضب ہے امیر نے عرض کیا آپ کوئی سبیل نکالین ان بزرگ نے ایک مکتوب نکالکر دیا اور فرمایا کہ اگر لاکھ آدمی اس راہ سے جاوینگے تو بھی یہی حال ہوگا جو تم نے دیکھا مگر یہ مکتوب کو اپنے پاس رکھو تم دست راست کی جانب جانا بعد کئی کوس راہ طے کرنے کے ایک ٹیکرا ملیگا اُسپر ہاتھ رکھکر اس مکتوب کا پہلا اسم تین سو مرتبہ پڑھنا ایک بیک وہ ٹیلا اُڑ جائیگا وہان پر ایک غار ہو جائیگا تم غار مین جانا ایک صحرا ملیگا اُس مین تالاب ہوگا اور ایک منارہ تالاب پر ہوگا پانی کے اندر نہر س وشیر و مگر مچھ ہونگے کنارے پر تالاب کے منھ کھولے بیٹھے ہونگے تم اپنے تئین اُنکے منھ سے بچاکر ایسی جست کرنا کہ وسط مین تالاب کے پہونچ جانا اگر دامن بھی تمھارا اُن جانورون سے چھو گیا تو قیامت تک رہائی محال ہے امیر نے عرض کیا آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے بھی مطلع فرمائین اُن بزرگ نے جواب دیا کہ نام ہمارا عیسے روح اللہ ہے اتنا فرماکر وہ غائب ہوئے امیر کی آنکھ کھل گئی زیر بالش وہی مکتوب عطیہ حضرت عیسے علے نبینا وعلیہ السلام ملا مکتوب لیکر باہر تشریف لائے سب سے خواب کی کیفیت بیان کی اور مکتوب دکھایا سب کو خوشی حاصل ہوئی امیر نے فرمایا کہ خدا حافظ اب مین نہین ٹھہر سکتا

اب دوسرے داستان بشارت لیکر تشریف لیجانا امیر کا طلسم نادر فرنگ مین بیان کیے جاتے ہین

راویان خوش بیان نادر کلام شیرین مقال داستان فرحت نشان لطافت آثار کو یون رقم کرتے ہین کہ امیر کشتی نے مرکب طلب فرمایا جب اشقر سامنے آیا حکم دیا کہ یہ نہین کوئی اور گھوڑا لاؤ لوگون نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا امیر یا تو فوراً اُسپر سوار ہوکر جانب دست راست روانہ ہوئے جب اُس ٹیکرے کے قریب پہونچے اُسکو اسم پڑھکر معدوم کیا غار نمودار ہوا بسم اللہ کہکر اُس قعر بلا مین در آئے

جسکی روشنی بارہ منزل تک محیط ہی نظر اُسکے دیکھنے مین خیرگی کرتی ہی اور سامنے ایک صفہ باصفا سیڑھیون
سمیت بلوری کا ہی اُسکے آگے خندق مثل دریا کے ہی اُس مین ایک میل طویل نصب ہی اور کچھ اُسپر کندہ
کیا ہوا ہی اُس میل تک ہر شخص جاتا ہی غرض میرا فرزند قریب اُس میل کے پہونچا اُسکی عبارت پڑھی لکھا
تھا کہ یہ طلسم نادر رنگ نما ہی اس مین انواع و اقسام کے عجائبات اور خزانے ہین جو اسے فتح کرے
وہ لے اتنا پڑھتے ہی بہ عجلت تمام طلسم کے اندر چلا مین چیختا ہی رہا اُسنے سماعت نہ کی یا امیر اس چبوترے
کے گرد ہزارون گورے بندوقین لیے پیٹی کمر جمائے کھڑے ہین کرتیان سرخ بانات کی اُنپر کلابتون کا کام کیا
ہوا گلے مین ہین اور جو تین درجے ہین اُنمین درجہ آہن ناچ گھر ہی نقرئی درجے مین صدہا ارگن باجے رکھے
ہین درجہ طلائی مین کرسی پر ایک فرنگن بیٹھی ہی دو عورتین مصروف مگس رانی ہین اور ایک عورت آگے
کھڑی ہی اور سوا اسکے جو طاقون در ہین سب مین ایک ایک دو دو گھوڑے کھڑے ہین غرضکہ جب میرا
فرزند چبوترے کی پہلی سیڑھی پر چڑھا سب گورون نے بندوقین اپنے اپنے کاندھے پر رکھ لین جب دوسری
سیڑھی پر پانون رکھا سب قواعد کرنے لگے یونہین جب چبوترے کے اوپر پہونچ گیا ارگن باجے بجنے
لگے اور طاؤس ناچنے لگے ہر مور کے دم سے آتشبازی چھوٹنے لگی منھ سے لڑی موتیون کی پانی مین گرنے
لگی جو طاؤس سب سے بڑا تھا اُسکے منھ سے انڈے کے برابر موتی گرنے لگے جو گورے درجون مین کھڑے
تھے سب نے سر باہر نکالکر ٹوپیان اُتارین اور سلام کیا جو طاؤس سب سے بڑا تھا اسکے منھ سے ایک
موتی برابر بیضۂ فیل مرغ کے پانی مین گرا اور گرتے ہی ایک کشتی کی صورت ہو گیا اُسپر ایک زن حسینہ
بیٹھی تھی جب وہ کشتی کنارے آئی نازنین اُسپر سے اُتری اور کچھ فرش اپنے ہمراہ لائی تھی چبوترے
پر آکر بچھونا کیا مسند تکیے گاؤ وغیرہ سے آراستہ کرکے میرے فرزند سے کہا آؤ بیٹھو وہ جاکر مسند پر بیٹھا نازنین بھی
برابر بیٹھی اور رنگارنگ شراب کی جو ہمراہ لائی تھی اُن مین سے شراب پیالے مین بھری اور اُسکو دی ایک
جام خود پیا پھر ایک گیند بلوری اپنے پاس سے نکالا اُسکو اُچھالنے لگی اور کہا اے شہریار دو گھنٹے اس صحبت
کا معمول ہی جب دو گھنٹے گذرے وہ گیند پھٹا اُس مین سے دود غلیظ پیدا ہو کر تمام طلسم مین پھیل گیا تاریکی
چھا گئی اور صدائے غل و شور کی ایسی بلند ہوئی کہ مجھے تو خوف طاری ہوا بعد دو گھنٹے کے وہ تاریکی دور ہوئی
نہ وہ عورت معلوم ہوئی نہ فرش کا نشان ملا جو کچھ اول تھا وہی سامان پھر نظر آیا اور اے شہریار اپنے فرزند
کا پتا نہ پایا مین خاک اُڑاتا اپنے شہر مین واپس آیا اور سیہ پوشی اختیار کی ایکروز کسی سوداگر سے حضور
کے اوصاف سنکر دیوانہ وار یہان تک پہونچا کہ اگر میرے طالع کی رسائی ہوگی تو آپ ضرور امداد فرماینگے
اور میرے فرزند کو مجھسے ملا دینگے امیر نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مین انشاء اللہ تمہارے فرزند کو تم سے
ملاؤنگا ضرور طلسم مین جاؤنگا پھر قرشی وارستی اور مالاگرد و مسروق سے فرمایا کہ بھئی تم سب ہمارے
سمدھی ہو اسوقت لیکن کہ ہم بکمال عدیم الفرصت ہین سامان شادی مہیا کرنا ہمین بار ہی لہذا موافق شرع شریف
کے اپنی دخترون کو ہمارے فرزندون سے منعقد کردو سب نے عرض کیا زہے نصیب ہمارے غرض بہ عجلت
تمام قباد شہریار اور سلطان سعد وغیرہ کی شادی سے فراغت حاصل کی سوا ان نعلین سلیمانی کے اور
سب سامان مہیا تھا بعد الفراغ کدخدائیون کے امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ آپ سب کو
لیکر ایران کی طرف نہضت فرمائین قریب تر انشاء اللہ مین بھی آتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین

اور سب کے نعرے بلند ہوے یہ خبر نوشیروان اور فرزوق کو پہونچی تجنگ سے اشارہ کیا نوشیروان
تخت پر سوار ہوا فرزوق بھی جلدی سے اپنے تخت پر سوار ہو کے مقابلے مین امیر کے آیا نوشیروان دوسرے
دروازے سے نکلکر برابر لایا علمشاہ نے جو دیکھا کہ فرزوق سامنے تخت پر سوار اپنی فوج کو للکار رہا ہے
جھپٹکر برابر آیا فرزوق نے تلوار ماری علمشاہ نے خالی دے کر تخت کے نیچے ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا ای
فرزوق اب مین تخت شاہی تیرا مبدل بہ تختہ تابوت کرتا ہون یہ کہکر خندق مین پھینکدیا پچے فرزوق اور تخت
استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے اتنے مین خواجہ عمرو بھی آپہونچے اور پکارے ارے صاحبو ٹھہرو مین فتاح
اس قلعہ کا ہون مجھے تو آنے دو نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے غرض کہ لاکھون جان سے
مارے گئے اور کتنے ہی زخمی ہوئے بقیۃ السیف نے امان مانگی ان سبکو امان دی خواجہ نے کہا کہ یہ قلعہ
مین نے فتح کیا ہے لقبیا اور تمام بت جو اسکے گرد رکھے ہین مجھے دیجیے امیر باغ لقبیا مین تشریف لائے اور
فرمایا او لقبیا کیا کہتا ہے اسنے کہا مجھے سجدہ کر امیر نے فرمایا کہ ای رستم ہند ایک گرز اسکو مارو کہ یہ اپنی سزا
کو پہونچے جیسے ہی لندھور نے گرز اٹھایا سب نے دیکھا کہ لقبیا کا منھ کھلا اور دود غلیظ منھ سے نکلکر آسمان کی
طرف بلند ہوا پھر وہ یک بیک مجسم ہو کر پکارا ای امیر منم دیو لقبیا تیرے ڈر سے تو مین نے قاف کو چھوڑا
اور یہان مسکن بنایا لیکن تو یہان بھی آیا خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے تجھے بے مارے کب چین لیتا
ہون یہ کہکر چلا گیا لندھور کا گرز جو اس صنم طلائی پر پڑا ریزہ ریزہ ہوگیا عمرو نے تمام ٹکڑے اسکے چن چن کر
نذر زنبیل کیے اور جو چھوٹے چھوٹے بت رکھے تھے وہ بھی زنبیل مین رکھ لیے امیر نے جن لوگون کو پناہ دی
تھی وہ بلکہ تمام ملک فرنگ کے باشندے مسلمان ہوے خزانہ امیر کے ہاتھ آیا مسجدین تعمیر ہونے لگین
بتکدے منہدم ہوئے امیر نے فرمایا کہ جب تک خبر نوشیروان کی آئے قباد اور سلطان سعد اور علمشاہ
کی شادی مین مصروف رہونگا عمرو نے ملکہ زہرہ بانو اور مہ جبین کو بھی زنبیل سے نکالکر مسلمان کیا اتنے مین
ہرکارون نے آکر دست ادب بستہ مجراگاہ پر سے مجرا کیا بعد دعا و ثنا کے عرض کی مرتاد شاہ مع دو لاکھ
سوار کے واسطے ملازمت سرکار ذوی الاقتدار کے آتا ہے امیر نے چند سردارون کو واسطے استقبال کے
روانہ کیا وہ سب استقبال کر کے لائے دربار مین داخل ہو کر امیر کو مجرا کیا امیر نیم قد واسطے تعظیم کے
اٹھے مرتاد دوڑکر قدمون پر گرا امیر نے سر اسکا اپنے سینے سے لگایا اسنے نذر دی امیر نے اسکا ہاتھ
پکڑکر سامنے قباد کے بٹھایا اور کہا نذر قبول ہو قباد نے نذر معاف کی [illegible] واسطے بیٹھنے کے عنایت
ہوا جب وہ بیٹھا امیر نے ایک تحریر سیاہ اسکے گلے مین دیکھی اس سے پوچھا کہ اس تحریر سیاہ کی کیا علت
ہے اسنے عرض کی ای شہریار میرے اولاد نہوتی تھی بعد مدت کے ایک بیٹا ہوا تو مین اسے نہایت عزیز رکھنے
لگا اور اسے شکار کا شوق بہت تھا ایک روز صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ہرن چوٹ کھا کر بھاگا یہ بھی
اسکے تعاقب مین چلا میرے شہر سے دو منزل پر ایک مرغزار سراپا بہار ہے لیکن ہمہ تن خار ہے اس مین طلسم
ہے کہ اسکا نام طلسم نادر فرنگ ہے غرض اس صحرا مین پہونچ گیا مجھے جو خبر ہوئی بیتابانہ مین پہونچا کہ ابھی
بچہ ہے مبادا طلسم مین چلا جائے اس طلسم مین سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیتا ہے جسمین تین درجے ہین پہلا
لوہے کا اور دوسرا چاندی کا تیسرا سونے کا اور اس درجے مین صدہا بنگلے ہین بیچ مین ایک بنگلہ نہایت
وسیع ہے ہر بنگلے پر ایک طاؤس بیٹھا ہے اس بنگلے پر بڑا طاؤس ہے اور ایک چاندا الماس تراش اسپر بنا ہوا ہے

مین کونسی عورت ہے جسکو مرد کی خواہش نہین اور یہ وقت ایسا تیرے باپ پر پڑا ہے کہ لقیا دشمن پر بھی نہ
ڈالے اپنا مطلب نکال لے پھر جانے چھوڑ دینا اسوقت جاکر اسکے پہلو مین لیٹ جانا موا بڈھا تو ہے تیرے
قابل وہ کب ہے اب میرا منہ کھلواتی ہے اری وہ اپنی ہوس پوری کر لیگا زہرہ مصنوعی نے کہا باجی ہمین تو ڈر
لگتا ہے یہ جو کچھ تمنے کہا سچ ہے لیکن تمھارا اور میرا دونون کا یہ اُستاد ہوا ہے نہ تم واقف ہو اس لذت سے
نہ مین آگاہ ہون خیر اس چھڑوس سے اتنا کہدو کہ آہستگی سے جو ہوتا ہو وہ کرے مہ جبین نے کہا مین پہلے ہی
یہ سب سمجھا آئی ہون خاطر جمع رکھ غرض زہرہ وضعی اُٹھکر اس منحوس کی خوابگاہ مین آئی دیکھتے ہی دوڑا
اور آغوش تمنا مین لیکر دو چار بوسے لب لعلین کے لیے گویا رقاصۂ چرخ زندان برج عقرب مین محبوس
ہوئی یعنی ہمقران غیور منحوس ہوئی الحاصل غیور نے لاکر چھپر کھٹ پر لٹایا مصروف بوس و کنار ہوا کہ زہرہ
نے کہا اے غیور عجب بے لطف تیری صحبت ہے مجھے ایسی طبیعت سے نفرت ہے نہ شراب نہ کباب فقط
ایک بار ٹالتا ہے یہ سنتے ہی وہ اُٹھا گلابی شراب کی بھر کر اور بھر گزک قاب کباب کی لیکر آیا اس عرصہ
مین زہرہ مصنوعی نے جیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی اُسنے گلابی لاکر آگے ملکہ کے رکھدی اُسنے اسکی
نظر سے پوشیدہ شراب مین بیہوشی ملائی اور پڑیا کبابون مین رکھدی جام بھر کر اُس نابکار جام کو دیا بیتے
ہی اُسنے ساغر ہاتھ مین لیا بیرون نے خبر دی کہ یہ عمرو ہے اور شراب بیہوشی آلودہ ہے ہرگز نہ پینا اُسنے فوراً
سحر کیا کہ دست و پا عمرو کے بیکار و بیحس ہو گئے غیور پکارا او ذرد مکار باتین بڑا غضب ہوا تھا تو
مجھے مار ہی چکا تھا جلد بتا ملکہ کو کیا کیا عمرو نے کہا مین بھوکا تھا کھا گیا اُسنے کہا خیر مین تجھے کھاتا ہون
تیری خبر خداوند نے سامری نامے مین دی تھی مین تیرے ہی خوف سے یہان آ کے طلسم بنا کے پڑا تھا
لیکن تو یہان بھی آیا یہ کہکر ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو خنجر نکالکر ایک بوٹی عمرو کی کاٹی نمک مرچ کی تلاش مین چلا
بوٹی کو پڑیا مین خوب آلودہ کر کے آگ پر رکھا دھوان اُٹھا اور اسکے دماغ مین جاکر موثر ہوا چھینک آئی
بیہوش ہو گیا عمرو حیران بیٹھے ہین کہ اب اسے کیونکر قتل کرون ہاتھ پانون بزور سحر پہلے ہی وہ بیکار کر چکا ہے
اسی فکر مین تھے کہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام و قوی ہیکل دکھائی دیا خواجہ جیتے جی مر گئے اور کہا اے عمرو
اب نہین بچو گے یہ آکر اسے ہوشیار کریگا پھر کب زندگی ہوگی ابکی بار وہ تمام جسم کی بوٹیان کاٹکر رکھ لیگا جب
کباب بھونیگا یہ تو اس خیال مین تھے اُس ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا یا اُستاد منم مہتر قران عمرو نے یہ آواز
سنکے گویا جان تازہ پائی اور کہا بیٹا جلد اس ملعون کو جہنم واصل کر اُسنے غیور کی زبان مین پہلے سوزن دیکر
خنجر مارا اُسنے روئین تن پایا نکالکر نغیدہ اب جو سر پر مارتا ہے مغز اُس خود سر کا پریشان ہوا کاسہ سر پاش پاش ہو گیا
آندھی آئی بیرون نے غل مچایا کشتی مرا کہ نام من غیور جادو بود قران نے کہا یا اُستاد مین سب عورتون کو بیہوش کر آیا ہون
عمرو نے آکر ملکہ مہ جبین کو بھی داخل زنبیل کیا اور کہا اے جان بخش میرے اب جلد یہان سے جا ورنہ کوئی آفت تازہ
آجائیگی غرض عمرو ایک طرف اور قران ایک جانب روانہ ہوئے ادھر جو پتلیان اسکی بنائی ہوئی تھین قلعہ پر سے گرین
علمشاہ نے دیکھا اور کہا شاید خواجہ نے ساحر کو مارا ہے اب تو کیون تاخیر کرے یہ خیال کر کے تلوار کھینچلی اور مع اپنی سپاہ کے
قلعہ مین در آیا چونکہ دروازۂ قلعہ کا غیور نے کھلوا دیا تھا کہ جو کوئی آئیگا روشنی مین بیہوش ہو جائیگا غرض علمشاہ نے
نعرہ کیا تو لاکھ تلوار برابر کھینچ گئی پھر تو امیر بھی مع قباد و سعد و لندھور وغیرہ کے قلعہ مین گھس پڑے

روسکے جانے بھی دو غرض اس صورت سے خواجہ داخل باغ ہوئے استنے مین شام ہوگئی دیکھا کہ تمام باغ مین
روشنی ہوئی اور ایک بت سونے کا سوا سو گز کا جسپر انواع واقسام کے جواہر نصب ہین اور دو بتیس صدہا
سونے چاندی کے چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہین بڑے بت کا نام لقبیا ہی اور وہ باتین بھی کرتا ہی سنون
سوہن بھاگ کھاتا ہی نہین معلوم بول و براز اسکا کیا ہوتا ہی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہین کرتا ہی استنے مین
نگہبانون اور مراد مندون کو نکالکر باغ مین تخلیہ ہوا مگر خواجہ کو ردکر تصور کرکے رہنے دیا کہ یہ کیا دیکھیگا اور آتی
دور سے مین آیا ہی دوسرے تمام رات پرستش کی مراد مانی ہی اسے رہنے دو الغرض فقط خواجہ مراد والون مین رہے
ور دربان سب نکالدیے گئے اب عمرو نے دیکھا تو چالیس عورتین عجب در گوش مرصع پوش نظر آئین اور
نکے بیچ مین زہرہ بانو اسلم کی بیٹی اور زہرہ کی بڑی بہن مہ جبین نے آکر لقبیا کو سجدہ کیا اور زہرہ سے دعا
مانگی کہ اے لقبیا سے زرین تن اگر تو خداے برحق ومعبود مطلق ہی تو ہماری آبرو اس جادو گر سے بچا اور
اسکو غارت کردے کہ ہمارا دل اس سے رجوع نہین ہی مرزوق نے بجبر ہمین اسکے حوالہ کیا ہی یہ کہکر
چتر چتر بلا ئین لین اور مع کنیزون کے دوسرے دروازے سے نکلا دونون بہنین چلین خواجہ بھی گلیم
اوڑھکر ساتھ ہوے باہر قلعہ سے نکلکر دیکھا کہ ایک دریاے زخار موجزن ہی ابھی دیر نہوئی تھی کہ ایک
مور پنکھی نمودار ہوئی اسپر کوئی نظر نہ آیا خود بخود آکر کنارے پر ٹھہری ملکہ زہرہ بانو مع اپنی بہن اور انیسون
کے سوار ہوئی چونکہ خواجہ دریا سے خائف بہت ہوتے ہین یہ بھی آنکھین بند کرکے کشتی مین آئے وہ مور پنکھی
اڑتی ہوئی چشم زدن مین بہ شکل نظر دوسرے کنارے پر پہونچی سب عورتین اسپر سے اترین خواجہ بھی
ہمزاد کی صورت ہمراہ ہین اب یہ سب ایک اور باغ مین پہونچین کہ اسکو غیور جادو نے بزور سحر بنا کر طلسم
بند کردیا تھا اور خود اس باغ مین رہتا تھا غرض یہ سب سامنے غیور جادو کے پہونچین ملکہ نے کہا اے غیور ہم
ہر صورت تیرے فرمانبردار ہین ہمین کوئی عذر نہین لیکن نازمعشوقانہ ہماری خو ہی اسکو برا نہ سمجھ پہلے امیر کو
غارت کر پھر ہمسے اپنا مدعاے دل حاصل کر اسنے کہا یہ محال ہی چونکہ مین ایک عرصے سے بیتاب و دل
کباب ہون اور طرہ یہ کہ جیسے تو میرے قبضے مین آگئی ہی بیت ولعل مین ایام گذاری کررہی ہی جب تک
تیرا شربت وصل نہ پیونگا امیر کو غارت نہ کرونگا یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے ملکہ کو دیا اسنے
پنی خواص کو دیدیا یہ حرکت ملکہ کی غیور کو سخت ناگوار گذری مہ جبین سے کہا اسی مین خیر ہی کہ مین جاکر
بارہ دری مین لیٹتا ہون تم اسے راضی کرکے میرے پاس بھیجدو یہ تو ادھر اٹھکر گیا ادھر زہرہ بانو ایک درجے
مین پلنگ بچھا تھا اسپر آکر لیٹ رہی مہ جبین نے آکر سمجھانا شروع کیا جب اسنے نہ مانا تو مہ جبین اٹھکر
غیور کے پاس آئی اور کہا اے غیور ابھی وہ کنواری بالی ہی نوش وصل و نیش فصل کے مزے سے دل اسکا
خالی ہی کسی طرح راضی نہین ہوتی دو تین دن کی مہلت دے تو مین اسے راضی کرون غیور نے اور زیادہ برہم ہوکر
کہا کہ اے مہ جبین مین نہ مانونگا جسطرح ممکن ہو اسے راضی کرکے آج ہی لاؤ اسنے کہا اچھا پھر جاتی ہون اور
سمجھاتی ہون یہ کہکر چلی ادھر خواجہ نے میدان خالی پاکر گلیم اتاری اور سمن شمشاد وزیرزادی کی صورت بنکر
ملکہ کے پاس آکر کہا کیون نصیب دشمنان مزاج کیسا ہی اسنے کہا اے شمشاد پیاسی ہون خواجہ نے گیلاس
پانی سے بھرا اور بیہوشی ملاکر اسے پلایا پیتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوئی خواجہ نے اسے زنبیل مین رکھا اور
خود اسکی صورت بنکر لیٹ رہے استنے مین مہ جبین بھی آکر پہونچی اور پھر سمجھانا شروع کیا کہ ارے احمق دنیا

جلدی سے عمرو کو روانہ کیا اور پیام دیا کہ جب تک ہم نہ آئین ہرگز کوئی قلعہ پر حملہ نہ کرے ہنسنا اس قلعہ کی کیفیت
سنی ہے غرض خواجہ آئے اور امیر کا پیغام دیا یہان سبکو یہ گمان ہوا کہ امیر نے بطور طعن کے یہ پیام دیا ہے علمشاہ نے
کہا اچھا عمرو جان اب آپ کل جائیے گا آج رات کو یہین تشریف رکھیے مین قسم کھا چکا ہون کہ کل ضرور اس قلعہ
کو فتح کرونگا عمرو نے کہا جہالت اور شے ہے تدبیر اور چیز ہے یہ قلعہ بے تدبیر کے فتح نہوگا اگر روپیہ خرچ کرو تو مین
تدبیر کرون سب روپیہ صرف کرنے پر راضی ہوئے خواجہ نے ایک صحرا مین لوہے کا رن گھر بنایا بلندی مین اسی
قلعہ کے برابر تھا اور اس مین پہیے لگائے اسی طرح درجون مین توپین لگائین اندھیری رات مین فوج کو
حکم دیا کہ اسے ریل کر لیچلو اور قلعے کے برابر قائم کرو غرض وہ رن گھر متصل خندق کے قائم ہوا صبح کو عزروقا
نے جو دیکھا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب توپ کی لڑائی بھی نہ رہی دیکھیے اب کیا کرین سوچتے سوچتے ذہن
مین آیا کہ ایک ساحر اسلم کی بیٹی پر عاشق ہے اگر اسکی معشوقہ اسے دلوا دون تو وہ ضرور اگر ایسے وقت مین
مدد کریگا اہل اسلام سحر جانتے نہین یہ خیال کرکے اسلم کو راضی کیا اور وہ ساحر لقیا کے باغ مین رہتا ہے
اسے بلوایا اسلم کی بیٹی اسکے حوالے کی اور کہا کہ اسکے عوض مین تم ہماری مدد کرو اسنے کہا اچھا اب تم سب
خاطر جمع رکھو ادھر سنیے کہ عمرو کو تھوڑا عرصہ جو گذرا تو امیر مع بادشاہ اسلام کے اپنی فوج سمیت تشریف لے آئے اور
عمرو کی صناعی کی بہت تعریف کی اور وہان اس ساحر نے بزور سحر چند پتلیان بنا کر دیوار ہاے قلعہ پر بٹھائین
اور ہر ایک کے ہاتھ مین مشعل سحری دی تاثیر ان مشعلون کی یہ ہے کہ جو شخص غیر ساحر اسکی روشنی مین آئے بیہوش
ہو جائے ادھر سے عیاران لشکر اسلام تدبیر فتح قلعہ مین گئے بجور روشنی مین ان مشعلون کی گئے تاثیر سحر نے
بیہوش کر دیا صبح کو اسنے آکر سب کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو نہایت پریشان ہین کہ بار الٰہا یہ کیا معاملہ
ہے جو عیار جاتا ہے پھر کر نہین آتا ایک روز علی الصباح برق فرنگی دوڑا ہوا عمرو کے پاس آیا اور کہا یا استاد
مجھے آج خدا نے بچایا مین رات کو ہمراہ عیاران لشکر اسلام کے گیا تھا جیسے روشنی مین پہونچا بیہوش ہو گیا
قلعے کی دیوارون پر مشعلین روشن ہین انکی تاثیر سے ہملوگ بیہوش ہو جاتے ہین چنانچہ صبح تک اسی
عالم بیخودی مین ہمراہ سب عیارون کے پڑا رہا بہت سویرے ایک شخص آیا اور سب کو گرفتار کر کے لیگیا
مگر مجھپر اسکی نظر نہ پڑی جب آفتاب بلند ہوا اور وہ مشعلین خاموش ہو گئین مجھے ہوش آگیا مین بھاگا
لیکن عجب قسم کی بیہوشی تھی مین سب کو دیکھتا تھا اور سب کی بات سمجھتا تھا مگر حس و حرکت دست و پا مین
اور گویائی زبان مین نہ تھی خواجہ نے کہا خیر آج معلوم ہوا کہ کوئی ساحر ہے اس قلعہ مین اسی نے یہ تدبیر کی ہے اور
دام تزویر بچھایا ہے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے انشاء اللہ قریب تر جہنم واصل کرتا ہون یہ کہکر امیر کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر آپ اسم اعظم کا حصار گرد قلعے کے کر دین مین جاکر عیاری کرتا ہون یہ
کہا قلعے کی پشت پر آیا ادھر دروازہ باغ لقیا کا ہے اور ہر وقت وہ در کھلا رہتا ہے عمرو نے اپنی صورت
ایک بڈھے کی بنائی پلکین تک سفید رویین تمام جسم کے لقرے پیٹھ پر اسقدر گرد جمی ہے کہ گھاس اگ آئی ہے گھٹنون
مین اور سینے پر سیاہ داغ پڑے ہین بیکرما کرتا ہوا دروازہ باغ کی طرف چلا دربانون نے پوچھا کہ تو کتنے دنون
سے راستہ چل رہا ہے عمرو نے جواب دیا آٹھ مہینے ہوئے مجھے گھر کو چھوڑے ہوئے ایک منت مین نے
مانی تھی کہ اگر میری مراد پوری ہو گئی تو مین بیکرما کرتا ہوا باغ لقیا تک جاؤنگا اور رات بھر لقیا
کی پرستش کرونگا دربانون نے کہا دیکھیے ایسے ایسے بھی صاحب اعتقاد بندے ہین انھین کون

غرضکہ امیر نے تمام فوج عمرو کی اپنے ہمراہ لی اور عمرو پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے عمرو نے قباد کو مجرا کیا قباد نیم قد کھڑے ہوگئے ڈنگل پر بٹھایا پھر امیر محل مین لیگئے عمرو نے پہلے مہر نگار کو نذر دی پھر رابعہ بانو وغیرہ کو اور ایتھی بان کو نذر دی گلشن آرا قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجاے فرزند کو گلے لگایا نذرین دلوائین کو نذرین لیے رات بھر محل مین جشن رہا صبح کو شہزادہ عمرو بارگاہ مین آئے ادھر مرزوق نے کہا کہ اب مین کیا تدبیر کرون بختک نے کہا کہ تیرا عہدہ برآ ہونا محال و ممتنع ہے اتنے مین پیکر جو عمرو کے ڈیرے سے بھاگا تھا اور یہان آکر پناہ لی تھی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار سپاہی کے چھتیس فن ہین اس روز وہ لتے دھوکے مین اٹھا لیگیا مین آج پھر لڑونگا بختک نے کہا کہ جو راے میری ہے اگر اسکے پابند ہوگے ضرور فتح یاب ہوگے نہین تو پچتاؤگے پیکر نے کہا بتاؤ اسنے کہا آج تم اپنے نام طبل جنگ اس شرط پر بجواؤ کہ اگر فرزند حمزہ بہادر ہے تو مجھسے اس طرح لڑے نہ مین اسکا حربہ روکون نہ وہ میری ضرب روکے زرہ و بکتر وغیرہ بھی نہ پہنے اس مین یہ منشا ہے کہ پیش دستی وہ لوگ کرتے نہین پہلے وار تیرا ہی ہوگا تو خنجر مارنا اگر نوک خنجر بھی سینے پر پڑی کام تمام کردیگی اسنے اسی طرح طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین سب کو سکتا ہوگیا شہزادہ عمرو نے عرض کی یا امیر آپ سکوت نہ فرمائین میرے نام طبل جنگ بجوائین یہ فتنہ پردازی بختک کی ہے غرض اسکی یہ ہے کہ اہل اسلام پیش دستی تو کرتے نہین ضرور قتل ہونگے یہان کیا فکر ہے خدا یار ہے پیکر کیا مالکار ہے الحاصل یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا رات بھر لشکر اسلام عجب بیم و ہراس مین رہا صبح کو پیکر لباس بزم پہنکر میدان رزم مین آیا لیکن مسلح ادھر سے شہزادہ عمرو بھی آئے پیکر نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہے شہزادے نے کہا تو جانتا ہے کہ ہمارا دستور پیش دستی نہین تو حربہ کر اگر فضل خدا ہمارے شامل حال ہے تو پھر ہم بھی حربہ کرینگے اسنے خنجر مارا شہزادے نے سینہ تان دیا اور نظر خنجر پر رہی جب خنجر قریب سینے کے پہونچا اس چابکی سے بدن چرایا کہ کسی کو ثبوت نہوا اور خنجر اسکا شہزادے کے پہلو سے نکل گیا بلکہ پیکر بھی جھونک مین اوندھا ہوگیا شہزادے نے ابھیر ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پیکر برابر دو پیکر ہوگیا بختک ناچ کر صل علی پڑھنے لگا مرزوق نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان گھیر کر مار لو اس عرب بچے کو جانے نہ دو پھر تو تیغ تیز نسیتہ الکلم فوج مرزوق اور کرور سوار نوشیروانی کے ٹوٹ پڑے شہزادے نے پیشتر ابدلا ادھر امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی مع اپنے سردارون اور فوج کے خود بھی جا پڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہادران لشکر اسلام نے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگادیے تین پہر کامل خونریزی رہی آخر فوج کفار پسپا ہوئی بختک نے جلدی سے طبل بازگشت بجوایا امیر نے بفتح و فیروزی اپنے لشکر کی طرف پھرے اہل اسلام کی لاشین تلاش کرکے دفنائین زخمیون کے ٹانکے دلوائے ادھر بختک نے مرزوق سے پوچھا کہ آیا یہان کوئی مامن ایسا بھی ہے جہان تھوڑے عرصے تک پناہ لین اسنے کہا ہان خدا وند نقیا کا باغ ایک قلعہ مین ہے اور وہ قلعہ نہایت مستحکم ہے غرض رات کو مرزوق مع نوشیروان کے بھاگ کر اسی قلعہ مین آیا صبح کو امیر نے یہ خبر سنی کہ مرزوق کی قلعہ بند ہوگیا چند سردارون کو واسطے فتح کرنے قلعہ کے روانہ کیا اسمین علمشاہ و سعد وغیرہ بھی آئے اب جو آکر دور سے قلعہ کو دیکھا ہوش جاتے رہے کہ یہ قلعہ کس صورت سے فتح ہوسکتا ہے تین درجے ہین اور ہر درجے مین توپین چڑھی ہین چنون کی طرح ہم لوگ دور ہی سے بھُن جائینگے نہایت تشویش پیدا ہوئی یہان امیر کو بھی استحکام قلعہ کی خبر پہونچی

نکلنے پایا تھا کہ بیابان سے ایک مرتبہ نقابدار پلنگینہ پوش نمودار ہوا آتے ہی پیکر سے مقابل ہوا اُسنے جھپٹکر تلوار
ماری نقابدار نے خالی دیکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور مثل سپر کے اُٹھا کر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا امیر نے
عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جاؤ اُس نقابدار کی خبر لاؤ خواجہ بھی اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئے تھوڑی دور پر پہونچکر
دیکھا کہ کئی ہزار سوار پیکر کے چھین لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا نہین ہو سکتا جو ہم
اپنے مالک کو گرفتار ہو جانے دین جسوقت تو اس سے مقابل ہوا تھا اُسی وقت ہم ادھر روانہ ہوئے تھے کہ
مبادا تو پیکر کو قتل کرکے چلا جاے تو ہم راہ مین تجھے قتل کرین یہ کہکر سب ایکبار ٹوٹ پڑے نقابدار نے پیکر
کو سپر بنایا اور تلوار کشی کرنے لگا یہانتک کہ آدھے سے زیادہ سوار راہی دار البوار ہوئے باقی کے پاؤن اُکھڑ گئے
تاب استقامت نہ لائے نقابدار پیکر کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا لوگون نے پوچھا حضور تو شکار کو تشریف
لے گئے تھے یہ شکار زبون کہان ہاتھ لگا نقابدار نے کہا جنگل مین سب ہی قسم کے حیوان ہوتے ہین منجملہ انکے
ایک یہ بھی ہے عمرو جو اُنکے لشکر مین پہونچے تو اب حیران ہوئے کہ کیونکر تفتیش کرون غرض ایک کبابی کی دکان پر
آکر پوچھا کیون بھائی یہ نقابدار کون ہے کہان سے آیا ہے اُسنے جواب دیا کہ شاید تو جاسوس ہے سودا لیتا ہے
تو لے ورنہ اپنا راستہ لے عمرو کو تو اُسنے باتون مین لگایا اور ادھر اُدھر کچھ اشارہ کیا تھوڑی دیر مین
عیاران نقابدار نے آکر پس پشت سے عمرو پر کمند ماری اور گرفتار کرکے نقابدار کے پاس لائے اُسنے
دیکھا کہ ایک مجہول الاحوال آدمی ہے پوچھا تو کون ہے اور تجھے کیون گرفتار کیا ہے اُسنے جواب دیا مین ایک مرد
مسافر ہون بہ تلاش روزگار یہان آیا ہون محض بے خطا مجھے گرفتار کیا ہے نقابدار نے کہا تو جاسوس معلوم
ہوتا ہے ارے ہماری تلوار لے آؤ ایک خادم نے لاکر تلوار دی نیام سے کھینچ کر تلوار کو خوب تولا اور بولا
سچ بتا تو کون ہے ورنہ ابھی چورنگ کرتا ہون یہ سنتے ہی عمرو زمین پر لیٹ گیا اب جو لوگون نے دیکھا تو نبضین
ساقط ہین مردنی چھائی ہے کانون کی لوین پھر گئین بانسہ ناک کا ٹیڑھا ہے سب نے کہا کہ یہ تو مر گیا نقابدار نے کہا
بسبب مر ہی گیا ہے تو چورنگ سے کیون باز رہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ لگائے اتنے مین عمرو کلمہ پڑھتا ہوا اُٹھ
بیٹھا اور پکارا منم شاہ عیاران نقابدار نے دوڑ کر گلے سے لپٹا لیا اور کئی کشتیان زر و جواہر کی دین عمرو نے
کہا اے بہادر برائے خدا اپنی صورت دکھا دے نقابدار نے جواب دیا خواجہ مین وہ ہون جسکا کوئی پرسان
نہین میری صورت دیکھنے سے کیا حاصل عمرو نے بہت اصرار کیا نقابدار نے اقرار لیا کہ میرے پاس سے
نہ جانا اور میرا راز افشا نہ کرنا عمرو راضی ہوا نقابدار نے بند نقاب کھولکر صورت زیبا دکھائی عمرو نے دیکھا
کہ عمرو بن حمزہ یونانی ہے اُٹھکر عمرو بلا گردان ہوا اُسنے پھر نقاب منھ پر ڈال لی عمرو نے قصد کیا کہ اب چلدون
نقابدار نے نظر بند کیا کہ مبادا جاکر افشاے راز کرے پھر پیکر کو طلب کیا اور کہا مسلمان ہو وہ بخوف
جان مسلمان ہوا اور وقت و موقع کا منتظر رہا ایک شب سبکو سوتا پاکر تلوار لیے چلا کہ جاکر نقابدار کو
قتل کرے گھبراہٹ کے سبب سے طناب خیمہ مین اُلجھکر گرا نقابدار کی آنکھ کھل گئی پیکر بھاگا نقابدار
تعاقب مین چلا لوگون نے روکا کہ اب جانے دیجیے صبح کو سمجھ لیا جائیگا ہلڑ جو ہوا خواجہ عمرو موقع پاکر باہر
نکل گئے اور لشکر امیر مین پہونچکر تمام کیفیت عمرو بن حمزہ کی بیان کی امیر اُسیوقت مع سردارون کے
روانہ ہوئے اور نقابدار کے لشکر مین پہونچے یہ خبر عمرو بن حمزہ کو ہوئی اُسیوقت بمجبوری استقبال کیا امیر
دوڑ کر چمٹ گئے اور فرمایا بیٹا تیرے ہجر مین ہم اس حال کو پہونچے اُسنے جواب دیا کہ آپ نے آجتک میری خبر نہ لی

یہ سنکر تہلال بن خونخوار فرنگی نے اجازت لیکر میدان مین آکر نہیب دی اور نقابدار کو نیزہ مارا اسنے ہوائی کیا
اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری اسنے سپر کو چہرے کی اوٹ کی اور زیر سپر تلوار لگائی کہ حریف زیر دست ہے غرض تلوار
نے سپر کو کاٹ کر دم شمشیر پر دم لیا نقابدار نے جو ہاتھ مارا اسنے بھی سپر چہرے کی پناہ کی نقابدار کی تلوار
نے سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کر کے حریف کی کمر مین قیام کیا یعنی کام تمام کیا دوسرا فرنگی ماہیار نکلا
اسکو بھی مانند خیار تر کے دو کیا پیکر نے نکلنے کا قصد کیا فرزوق نے کہا آج ساعت اچھی نہین ہے تم مت جاؤ دوسرے
تم ابھی زخمی ہو اسنے کہا مین اب اچھا ہون فرزوق سے نہ مانا اور طبل بازگشت بجوادیا تینون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ
پر آئے فرزوق نے ایک عرصے تک پھر طبل جنگ نہ بجوایا آخر پھر نقابدار نے طبل رزمی بجوایا مجبوری فرزوق
نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی صبح کو تینون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے نقابدار نے نہیب دی کہ ای فرزوق کسی کو بھیج وہ چپ ہو رہا اور جواب نہ دیا جب نقابدار نے امیر
کی طرف خطاب کیا کہ یا امیر آج سے آپ کی باری ہے بھیجیے کسی بہادر کو یہ سنکر عادی امیر سے اجازت
لیکر میدان مین آیا بعد رد و بدل کے نقابدار نے ایک ہاتھ تلوار کا کمر بنا کر سر پر مارا کہ اسکے تا دو ابرو اتر آئی ناظر
بیکسیا پھر نقابدار نے آواز دی کہ اور کسی کو بھیجیے بہرام آیا وہ بھی زخمی ہوا منذیل و مہلیل کو نقابدار نے پکڑ لیا
غرض کہ اسی طرح دو مہینے کے عرصے مین تین سو پچاس سردار گرفتار ہوئے شہزادہ سعد کا بھی کولا اکھڑ
گیا جب تو نقابدار نے سر میدان کہا یا امیر کہا تک ان تیل ماشون کو بھڑوائیے گا اب رستم کو بھیجیے دیکھون
وہ کون ہے اور کیسا ہے یہ کلمہ سنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور اجازت لیکر میدان مین آیا آتے ہی ہمتگا ور ہوا
دونون برابر رہے علمشاہ نے گرز مارا نقابدار نے گرز پر گرز کو روکا ایک تڑاقا ہوا آتش گرد کا اٹھا
نقابدار غبار مین پوشیدہ ہو لیا علمشاہ پکارا از دم و پست کردم شاطر نے آکر چھین لیا اور خاک کو گردش
ہوئی پاس جاکر پکارا ای بہادر حریف لا انتاری کر رہا ہے یہ آواز سنکر نقابدار نے آنکھ کھولی اپنے تئین عرق
مین غرق پایا مرکب کی کمر ٹوٹی دیکھی جھنجھلا کر تلوار کھینچ کے دوڑا یہ کیفیت دیکھکر علمشاہ بھی کودا نقابدار نے
تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور دست و گریبان ہو گیا لگی کشتی ہوتے تین پہر کامل رد و بدل رہی نہ اسے ظفر
نہ اسے خطر انجام کار گھونسا چلنے لگا علمشاہ نے ایک گھونسا نقابدار کی گردن پر مارا کہ گردن اسکی پچ
ہو گئی اسنے طمانچہ مارا کہ علمشاہ کا منہ پھر گیا پھر علمشاہ نے گھونسا مارا اسنے در جواب اسکے پھر طمانچہ
مارا غرض بہت سے طمانچے نقابدار نے مارے جب تو امیر نے کہا یہ نئی جنگ ہے اب یہ دونون یونہین ہلاک
ہو جائینگے خود میدان مین تشریف لائے نقابدار کی نقاب کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ نقاب کے سب
بند ٹوٹ گئے دیکھا تو شہزادہ قباد نیک نہاد ہین امیر نے مجرا کر کے گلے سے لگایا علمشاہ سے فرمایا کہ
تم بھی مجرا کرو غرض علمشاہ نے مجرا کیا امیر نے دونون کو گلے ملوایا دونون کو لیکر لشکر کیجانب چلے
علمشاہ کو بڑا صدمہ ہوا کہ ایک طمانچے کے عوض قباد نے اتنے طمانچے مارے کاشکے مین بھی
طمانچہ مارتا تو برابر رہتا امیر دونون کو لیکر محل مین آئے ملکہ مہر نگار کو قریب تھا کہ شادی مرگ
ہو جانے سے تمام محل مین تہنیت کی دھوم ہو گئی بارگاہ مین تخت پر سے غاشیہ اٹھا شہزادے آکر تخت حکمرانی
پر جلوہ گر ہوئے ادھر فرزوق نے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبحکو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے پیکر بن اسلم فرزوق کے لشکر سے نکلا ابھی لشکر اسلام سے کوئی نہین

ارشی اور قرشی سوار ہین نوشیروان نے پوچھا یہ کون ہین فرزوق نے کہا کہ یہ دونون میرے فرزند ارشی
تاجدار و قرشی تاجدار ہین غالباً میری مدد کو آئے ہین انکے عقب مین جو دیکھا چار غول چار چار لاکھ فوج کے اور آئے
شاہ صفا ترک اور موت اعظم و کیشمہ و فیروزہ زہر خوار یہ چارون انکے افسر ہین غرض آکر ایک
طرف اُنھون نے بھی پڑا جما دیا فرزوق کی طرف سے آفرین پہلوان میدان مین آیا اور نہیب دی
ادھر سے نقابدار فیروزہ پوش میدان مین گیا آفرین سے جنگاور ہوا دس قدم نقابدار اسے لے گیا اور
چار قدم خود ہٹا آفرین نے نیزہ مارا نقابدار نے ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اُنھون نے چھین لی جب تو وہ
کود کر چمٹ گیا چار گھڑی کی کشتی مین نقابدار نے اسے زیر کیا اور باندھکر شاطر کے حوالے کیا اسکے بعد زرین
بال نکلا نقابدار نے اسے بھی بآسانی باندھ لیا اتنے مین شام ہوگئی فرزوق طبل بازگشت بجواکے پھر گیا نقابدار
ان دونون اسیرون کو لیکر اپنی فرودگاہ مین آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ جاؤ اس نقابدار کی خبر لاؤ کہ کون ہے عمرو فراش
کی صورت سے نقابدار کے خیمے مین داخل ہوئے ادھر فرزوق نے ارشی و قرشی کو نامہ لکھا کہ تم ہماری
مدد کو آئے اور ہمارے پہلوان نقابدار سے زیر کرائے نامہ لیکر اسلم و زنگاوہ دونون وزیر لشکر قرشی مین
آئے دربارگاہ پر پہونچکر خبر کرائی اندر طلب ہوئے جاکر نامہ قرشی کے ہاتھ مین دیا نقابدار اور قرشی و
ارشی وغیرہ سب دربار مین موجود ہین نقابدار نے قرشی سے پوچھا یہ کون ہے قرشی نے عرض کیا کہ یہ وزیر
اعظم ہے اور نام اسکا اسلم ہے پھر زنگاوہ کو پوچھا اسلم نے کہا یہ اب وزیر ہوا ہے پہلے یہ معد کا ملازم تھا
مسلمان سے کافر ہوگیا اور کل کیفیت اسکی بیان کی نقابدار نے کہا اسکے کپڑے اُتار کر آدھا منھ کالا
اور آدھا منھ لال کرکے گدھے پر سوار کرکے ہنکواؤ اور اسلم کو بھی نکالدو غرض ایسا ہی ہوا چلتے وقت
قرشی نے کہا کہ ہماری طرف سے فرزوق کو پیام دینا کہ ہم نقابدار کے تابعدار ہین اگر تو بھی مسلمان ہو تو
شرف ملازمت سے ممتاز ہو اسلم نے جاکر کیفیت بیان کی فرزوق کو بڑا صدمہ ہوا یہان آفرین اور
زرین بال خوف جان سے مسلمان ہوئے ایک مرتبہ شب کو موقع پاکر آفرین تلوار کھینچکر نقابدار کے مارنے چلا
اسکی آنکھ کھل گئی یہ بھاگا نقابدار دوڑا آفرین لشکر فرزوق مین پہونچا اور پھر کر نقابدار سے مقابل ہوا
عمرو نے جو کیفیت دیکھی یہ بھی پیچھے پیچھے سیر دیکھنے چلے گئے غرض کہ آفرین نے نقابدار پر تلوار
ماری اُس نے خالی دے کر جوکڑک کا ہاتھ ایک لگایا آفرین کے دو پر کاٹے ہوئے پیکر بن اسلم طلا
یہ پھر رہا تھا چھپٹ کر نقابدار پر آیا آتے ہی پر سپر نقابدار نے خالی دیتے دیتے ایک ہاتھ مانگ کا
لگایا کہ تلوار چار انگل سر مین در آئی یہ گرا نقابدار نے کہا گرے کو کیا مارون یہ کہکر آفرین کا سر کاٹ
کے اپنے خیمے مین آیا لوگ پیکر کے پیکر مجروح کو اُٹھا لے گئے مرہم پٹی مین مصروف ہوئے پیکر اپنے دل
مین نقابدار کی تعریفین کرنے لگا عمرو امیر کی خدمت مین آیا اور سارا حال کہہ سنایا لیکن نام سے واقفیت
نہونے کا سبب بیان کیا کہ وہ بڑا صاحب اقبال ہے مین ڈر گیا کہ مبادا مجھے جاسوس تصور کرکے مار نہ ڈالے
اس خوف سے مین بھاگ آیا یہ باتین سن سنکر امیر حیران ہین کہ یا الٰہی یہ کون شخص ہے اور الفت پدری
بھی جوش کرتی ہے وہان فرزوق نے پیکر کا زخمی ہونا اور آفرین کا سر کٹنا سنا بہت افسوس کیا اور کئی روز
تک طبل جنگ نہ بجایا جب تو نقابدار نے طبل جنگ بجوایا فرزوق نے اور امیر نے بھی طبل جنگ
بجوایا صبحکو نقابدار نے میدان مین آکر نہیب دی کہ اے فرزوق جسے تمھارے مرگ ہو اسے میرے مقابلے کو بھیج

سردارون کا قتل کرنا صلاح نہین ہے اسوقت عمرو نے پہچانا کہ یہ وہی کتا ہے جسکو مین نے باندھا تھا برق
پشتارہ اُٹھا کر چلا ہی تھا کہ عمرو نے کمند کا سرا پکڑ کر جھٹکا مارا برق اور دوسرا عیار دونون گرے حلقے
کمند کے گلے مین پہنچ گئے عمرو نے کمینگاہ سے نکلکر ان دونون کو بھی باندھا اور لا کر خدمت امیر مین
پشتارہ رکھدیا کھولکر جو دیکھا تو لندھور بیہوش پشتارے مین بندھے تھے اب تازیانہ لیکر کتے کو مارنا
شروع کیا اور کہا اے برق اپنی صورت اصلی پر آ ورنہ مار ڈالونگا غرض بعد کئی تازیانے کھانے کے
برق جھنڈیان کھولکر کھال سے باہر آیا امیر نے فرمایا اے برق تو بڑا زبردست عیار ہے تجھے چاہیے کہ
مسلمان ہو جا امیر کے اس کلام فصاحت التیام نے اسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا
لیکن عمرو نے اسے قید کر لیا اور امیر سے کہا جبتک سب سردارون کو رہا نہ کرا لونگا اسے رہا نہ کرونگا غرض کہ خواجہ
عمرو برق کی صورت بنکے حملوک کے پاس آئے اور ایک رقعہ جعلی اسے دیا کہ جس پر مرزوق
کی مہر تھی اور مضمون اسکا یہ تھا کہ ہمنے برق کو تمام اسیرون کا اختیار دیا جو یہ چاہے وہ کرے کوئی
تعرض نہ کرے حملوک نے کہا جائیے آپکو اختیار ملا ہے اسنے کہا کہ تم جا کر قیدیون کو لقیا پرستی
کی ترغیب دو تو مین مرزوق شاہ سے سفارش کرکے ان سب کو بچاؤن اسنے جا کر قیدیون سے کہا
کہ لقیا پرست ہو جاؤ تو جان بچتی ہے سب متفق اللفظ بولے لقیا پر اور اسکے ماننے والے پر لعنت
یہ خبر جعلی برق کو ہوئی اسنے کہا کہ خیر ایک مرتبہ مین خود بھی جا کر تفہیم و تعلیم کراؤن تو کل پھر سب کو قتل
کرونگا یہ کہکر مصنوعی برق مجلس مین آیا اور پکارا کہ اے قیدیو لقیا کو سجدہ کرو خدائے نادیدہ سے
پھرو اور چپکے سے کہا گھبرانا نہین مین ہون عمرو نے کہا چلو جلدی جلدی حملوک کا کام تمام کرکے خزانہ لوٹ لو
سب کی قید کاٹ دی اور مجلس سے باہر لایا دربانون نے بھی بخوف تنقے کے کچھ نہ کہا غرض باہر لاکر
سب کو تلوارین دین اور کہا کہ ہان کفار کا استیصال کرو سب تلوارین پکڑ کے بلائے بے دربان اور
آفت ناگہانی کی صورت آ پڑے حملوک کو خبر ہوئی کہ قیدی رہا ہوئے اور تمام قلعہ مین غدر مچادیا ہے
حملوک پتلون سنبھالتا ہوا کرچ کھینچ کر کوٹھی سے نکلا علمشاہ نے جو اسے آتے دیکھا جھٹ کر ایک ہی
ہاتھ مین دو کیا پھر وہ کیفیت ہوئی کہ چار چیزین بے ان چار کے بیکار ہین تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر لشکر
بے امیر ایسی حالت مین فوج کے قدم کب ٹکتے ہین سب بھاگے کچھ مسلمان ہوئے عمرو نے تمام خزانہ بار کیا
اور قلعہ مین کسی کو بٹھا کر آپ مع سردارون کے اردوے امیر کی طرف چلے ادھر مرزوق نے عمرو کی رہائی
کا حال سنکر حملوک کو لکھا کہ سب اسیرون کو قتل کر ڈال ادھر سے نامہ بر آتا ہے ادھر سے فوج فراری جاتی
ہے راہ مین ملاقات ہوئی نامہ بر سے سب کیفیت بیان کی وہ ہمراہ فوج کے واپس ہوگیا مرزوق سے جا کر
بیان کیا اسنے زانو پر ہاتھ مارا اتنے مین خبر آئی کہ برق بھی مسلمان ہوگیا اور بھی ملال ہوا غصے کے سبب
سے عجیب حال ہوا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کو لیکر مع نوشیروان کے اپنے شہر سے نکلا ایک منزل لشکر
امیر سے ہٹکر خیمہ برپا کیا فوج اپنے اپنے ٹھکانے پر اتری اسی شب کو طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی
ادھر بھی نقارہ زرمی پر چوب پڑی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے ادھر سے امیر ادھر سے
مرزوق و نوشیروان بھی اپنے اپنے لشکر مین آکر موجود ہوئے کہ ایک طرف سے گرد اٹھی جب دامن
گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار فیروزہ پوش مع چالیس ہزار نقابدارون کے آیا تخت پر

ہماری تعلیم سے کار بند رہو یہ کہکر ایک پوست سگ نکالا جس مین چھوٹی چھوٹی گھنڈیان لگی ہوئی تھین اور کوئی
اُن گھنڈیون کو سوا برق کے نہین کھول سکتا تھا غرض اسے جسم پر پوست کو چست کیا گھنڈیان لگا کر
لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا قریب بارگاہ پہونچکر ہر طرف پھرنے لگا جسنے دیکھا کہا کیا خوبصورت کتا ہی اور
بازنے دوڑا اُسنے ایک جھپکی دی کسی کی جراءت نہ پڑتی تھی کہ اسے پکڑے یہ پھرتے پھرتے عیارون مین آیا عمرو
نے ابوالفتح اور ابوطاہر سے کہا کہ اس کتے کو پکڑ لاؤ یہ دونون دوڑے بعد بہت کوشش کے ابوطاہر
نے اس سگ وضعی کو پکڑا اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے اسکے گلے مین پٹہ ڈالکر اپنے پلنگ کے پائے
مین باندھ دیا اور اپنے عیارون سے کہا کہ اب تم مین سے کوئی حفاظت نہ کرے یہ کتا ہی کافی ہی غرض سب
غافل ہوگئے بعد کئی روز کے شب کو وقت برق نے سبکو غافل پا کے گھنڈیان کھولین اور کھال سے باہر آکر عمرو
کو سوتے مین بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اُسی صحرا مین پہونچا اپنے عیارون کے سپرد کر کے پھر
کتے کی شکل جہان بندھا تھا وہین آکر بندھ گیا صبح کو لشکر مین غل ہوا کہ عمرو غائب ہوگیا دوسرے
دن علمشاہ اور سلطان سعد کو لے گیا اب تو امیر کو تشویش ہوئی عیارون سے فرمایا کہ خبر لو کیا
بیٹھے ہو دیکھو کون آتا ہی اور سردارون کو لیجاتا ہی لاکھ لاکھ تجسس و تفحص کیا مگر کسی بات کا پتا نہ پایا
تیسرے روز عادی کو لیگیا غرض یونہین دفعہ دفعہ بہرام و مالک و مندیل و تہامیل وغیرہ کو چرا لیگیا
اب لشکر مین چند سردار مثل لندھور وغیرہ کے رہگئے ہین برق نے تمام اسیرون کو مرزوق کے
پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہرگز ابھی قتل نہ کیجئے گا جب تک امیر کو گرفتار نہ کرلون اسنے قلعہ آہن حصار
مین سب کو بھیجدیا مالک وہان کا مملوک کوتوال ہی اور وہین خزانہ بھی رہتا ہی وہان سب قید
ہوئے اب عمرو کو بھی ہوش آیا علمشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہی عمرو نے کہا میری بھی سمجھ مین نہین
آتا ہان اتنا جانتا ہون کہ برق فرنگی کو مرزوق نے بھیجا تھا یہ شاید اُسی کی نیرنگی ہو غرض
سوچتے سوچتے عمرو نے سب سے کہا کہ مین عیاری کرتا ہون تم سب شور کرکے رو و یہ کہکر
اپنے تئین مردہ بنایا اب جو لوگون نے دیکھا تو ناک کا بانسا ٹیڑھا ہوگیا ہی اور جسم سے مردے کی بو آتی ہی سب
کے سب چیخ چیخ کر رونے لگے محافظان محبس نے آکر حال پوچھا سب نے کہا کہ ایک عیار مرگیا لوگ
مصنوعی نعش کو سامنے مملوک کے لے گئے اُسنے کہا کہ اُسے پھینکدو وہ لوگ اسے ایک جنگل مین
لائے اور کمند مین باندھکر کنوین مین لٹکا دیا عمرو نے پانی مین پہونچکر اپنے تئین کمند سے رہا کیا اور ایک
پتھر باندھ دیا وہ لوگ پتھر لیے ہوئے مملوک کے پاس آئے اور تمام کیفیت بیان کی اسنے کہا
کہ معلوم ہوا خدا پرست مرکے پتھر ہوجاتے ہین اور مرزوق کو اس حال کا پرچہ لکھا بختک
نے سنتے ہی صلوۃ پڑھی اور کہا کہ عمرو چھوٹ گیا اب وہ سب کو چھڑا لیجائیگا ادھر عمرو جو کنوین
سے نکلے سیدھے اپنے لشکر کی طرف بھاگے اُسی جنگل مین پہونچے جہان برق کے عیار ہین چونکہ
صحرا بے ہول خیز ہی درندون کے خوف سے دریا کے کنارے کمند بچھا کر کشتی مین چھپا دی اور آپ
ایک جھنڈی مین پوشیدہ ہوئے رات تو ہوگئی تھی بعد دو پہر کے دیکھا کہ ایک کتا پشتارہ لگائے
چلا آتا ہی اور ایک عیار ہمراہ ہی عمرو نے یہ دیکھکر ٹکٹکی لگائی یہانتک کہ انھون نے دریا کے کنارے آکر پشتارہ
اُتار کر پانی پیا اور آپس مین باتین کرنے لگے کہ امیر بہت ہوشیار ہین جب تک وہ نہین گرفتار ہوتے

کی شہزادے کے ساتھ سر کرکے تخت پر بٹھایا شہزادے نے فرمایا کہ طلسم تو ٹوٹا سب نے عرض کی طلسم اب درہم
برہم کرنے سے کیا حاصل ہم سب آپ کے مطیع ہیں شہزادے نے فرمایا کہ مسلمان ہو کلمہ پڑھو سب نے
کلمہ پڑھا لیکن ہجرسے نے توبہ نہ کی اور کہا کہ شاید آپ سے اور کسی ساحر سے مقابلہ پڑے غرض شہزادے
کے حکم سے دروازہ طلسمی کھلا اور حسب الطلب شہزادے کے فرشی دارشی و شاہ صفاترک و موت اعظم
وغیرہ طلسم میں داخل ہوئے شہزادہ قباد کو مجرا کیا شاہ صفاترک اور کیلیشہ اب از سر صدق مسلمان ہوئے
شہزادے نے ملکہ خورشید جہان کو وہیں چھوڑا اور فرمایا کہ تمھیں بلا لونگا اور خود سوا لاکھ فوج لیکر کوچ کیا
ارشی نے کہا کہ ماہ سیما کی غیر حال ہے قریب تر مرجائیگی شہزادے نے فرمایا کہ پہلے وہیں چلونگا غرض پہلے شہر
فرشیہ میں آکر ماہ سیما سے ملے اور سنا کہ امیر کا لشکر بھی آگیا ہے الحاصل بعد چند روز کے اپنی فوج اور پوست
اژدہا و مال طلسمی اپنے ہمراہ لیکر لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے راہ میں شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک روز
شب کو کسی صحرا میں قیام فرمایا رات کو جب بیدار ہوئے سنا کہ نقابدار پلنگینہ پوش آکر علی الصباح
فوج پر گرا اور بہت سے سوار اور پیادے ہلاک کیے اور مال طلسمی سب لے گیا قباد کو غصہ آیا اور فرمایا
کہ تلاش کرو وہ کدھر گیا ہے اسے اس بے ادبی کی سزا معقول دونگا بے اسکے چین نہ لونگا غرض بہت
تلاش کیا کہیں پتا نہ پایا مجبور آگے کو روانہ ہوئے اتفاق سے ایک روز شکارگاہ میں شہزادہ قباد نے
نقابدار کو دیکھا فوراً للکارا کہ اے نقابدار خبردار ہو چونکہ غصہ تو آیا ہی تھا جاتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا مارا
کہ گھوڑا نقابدار کا کام آیا نقابدار نے بھی چاہا کہ اسکے گھوڑے کو پی کرے یہ بھی کود کر زمین پر آگئے لگی
کشتی ہونے تین شبانہ روز زور آزمائیاں رہیں آخر نقابدار بھی شل ہو گیا اور کہا اے قباد اب البتہ
تو رستم کے مقابلے کے لائق ہوا جا بسم اللہ کر اور اپنا مال جو میں نے لیا تھا تجھسے لے میں فقط امتحان
کرتا تھا جب تو قباد بھی گلے سے چمٹ گیا اور کہا یہ سبب آپ ہی کا تصدق ہے جو آپ تشنیع دیتے نہیں نظر کرم
ہو کر اس مرتبے کو پہونچتا غرض بہت شکریہ نقابدار کا ادا کیا اور کہا امیدوار ہوں کہ ایک مرتبہ اپنے
روے انور کو بے نقاب دکھلائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ اسم مبارک آپ کا کیا ہے الحاصل بعد بہت اصرار
کے نقابدار نے الگ ایک مقام پر جا کر چہرے سے نقاب الٹی اب جو دیکھا تو عمرو بن حمزہ یونانی کو پایا
دونوں خوب گلے ملکر روئے عمرو سے قباد نے قسم لی کہ اس راز کو افشا نہ کرنا اور رخصت ہو کر روانہ ہوا
قباد نے اپنی فوج کو چار جوق پر تقسیم کیا ایک گروہ کا افسر موت اعظم کو کیا دوسرے غول کی سپہ سالاری
کیلیشہ کو دی اسی طرح تیسرے غول کا مالک شاہ صفاترک کو کیا چوتھے کا سردار فیروزہ زرہ سوار
کو کیا اور اپنے چہرے پر نقاب فیروزہ ڈالکے چالیس ہزار سوار کو نقابدار فیروزہ پوش بنا کے فرشی وارشی
کو بادشاہ بنا کر تخت پر سوار کیا اس صورت سے لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان فطرت توامان عیاری کرنا برق فرنگی کا اور چرا لیجانا تمام سرداران لشکر امیر کو

جس وقت ارشیون واپس آیا اور تمام حال فرزوق کے دربار کا بیان کیا امیر بہت مسرور ہوئے
اور حکم دیا کہ یاں لشکر تیار ہو یہاں تو یہ سامان ہے ادھر برق مع اپنے عیاروں کے بہ ارادہ گرفتاری
سرداران اسلام روانہ ہوا ایک صحراے خوفناک میں پہونچکر اپنے عیاروں کو کچھ سکھایا اور کہا کہ سب

سے آکر مجرا کیا پھر نقابدار سفید پوش اسی طرح آیا جب چار دن ایک جا جمع ہوئے شہزادے سے کہا کہ ہم آپ
کو یہانکی بادشاہت کی مبارکباد دیتے ہین کیونکہ یہان کا بادشاہ مرگیا ہے کئی دن مین یہان میلہ ہوگا ہم آپکے
سر پر تاج رکھینگے اگر آپ نے تاج پہنکر تمام حاضرین میلہ کا سلام لیا اور بادشاہ اول کی ایک بیٹی ہے خورشید جہان
اسکا نام ہے اُسکے ساتھ اپنی شادی کی تو ہم سب آپکے تابعدار ہین ورنہ اس تاج مین سے ایک شعلہ آتش نکلکر
آپکو جلادیگا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمین سب منظور ہے غرض وہ سب شہزادے کو قلعہ مین لائے اندر واسطے
خدمت کے لوگ مقرر کیے دوسرے دن شہزادے کا دم جو گھبرایا سیر کو نکلے سامنے ایک پہاڑ دکھلائی دیا اُسپر چڑھ
گئے ایک مکان نہایت طیاری کا نظر آیا بے تکلف اُسکے اندر آگئے دیکھا کہ مسند پر تکاعت پر ایک نازنین بیٹھی ہے
خواصین گرد وپیش جمع ہین قیافے سے معلوم کیا کہ ملکہ خورشید جہان یہی ہے ادھر ملکہ نے شہزادے کو جو دیکھا عاشق
ہوگئی ایک خواص خاص کے ذریعے سے شہزادے کو طلب کیا شہزادے جاکر مسند پر ملکہ کے برابر بیٹھ گئے ایک خواص
پکاری او قیدی طلسم کہان بیٹھا ہے چونکہ یہ بھی ملکہ پر فریفتہ ہوچکے ہین اُس خواص کو سنا کر یہ شعر پڑھا شعر خاک
ہی ابھی اُٹھے تو اس مکان سے اُٹھ سکے ۞ ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے اُٹھ سکے ۞ ملکہ نے خواص کو جھڑک
دیا کہ کیا بکتی ہے غرض ایک طرف پہنچی ہین جو شہزادے کی نظر پڑی دیکھا کہ دو عورتین جادوگرنیان بیٹھی ہین دریافت
ہوکہ یہ دونون خواصین ملکہ کی ساحرہ زبردست ہین اور ملکہ اُنھین بہت عزیز رکھتی ہے ایک سمن جادو دوسری
یاسمن جادو ہے ملکہ نے شہزادے سے حال پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت اپنے آنے کی اور نقابدارون کے
ملنے کی بیان کی ملکہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا خیر شہزادے شراب پیو اُنھون نے شراب پی
جب خوب نشہ ہوا ایک خواص نے کہا شہزادے ہم سب حاضر ہین جسکو تم پسند کرو وہ تمھاری خدمت مین
شب بھر حاضر رہے قباد نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا ملکہ رونے لگی قباد حیران ہوئے مگر مارے خوف کے
ملکہ کچھ کہہ نہ سکی سبب یہ ہے کہ بادشاہ اس طلسم کا فیروز شاہ تھا جسکی یہ بیٹی ہے جب سے وہ مرگیا
کوئی بادشاہ نہین ہوا اسی طرح جو کوئی طلسم مین آتا ہے اُسکے سر پر تاج رکھکر تخت پر بٹھلاتے ہین بعد
ایک ساعت کے ضحاک جادو وزیر فیروز شاہ کا دیو جنکے ہاتھ مین تیر کمان لیکر آتا ہے اور ایک تیر مارکر ہلاک
کر ڈالتا ہے کبھی اسکا تیر خطا نہین کرتا غرض وہ رات تو عیش مین بسر ہوئی صبح کو لوگ آئے شہزادے
سے کہا چلیے غرض بجبر شہزادے اُدھر گئے ملکہ ادھر روئی کی کھانا بھی نہ کھایا دو پہر اسی کیفیت مین گذر
گئے اُسوقت یاسمن جادو نے عرض کیا کہ اے شہزادی خاصہ نوش فرمایئے تو ملکہ خورشید جہان نے سمن و
یاسمن کو الگ لیجاکر کہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالو جس مین شہزادے کی جان بچے نہین تو جان نہ بچیگی
یاسمن نے کہا آپ خاصہ نوش فرمایئے ہم شہزادے کو بچالینگے غرض ملکہ نے کھانا کھالیا جبکہ تیسرا
دن آیا میدان مین میلہ جمع ہوا سامنے گنبد لاجورد کے شہزادے کے سر پر تاج رکھا کہ ایک آندھی
اُٹھی سامنے سے ایک دیو مہیب بہ شکل عجیب پیدا ہوا ایک آنکھ سے کانا فیطان کا نانا تیر اور
کمان ہاتھ مین ادھر ملکہ چلمن مین مع سمن و یاسمن کے بیٹھی ہے کہ اس عفریت نے تیر کو کمان مین جوڑکر
شست و شست سے درست کرکے شہزادے پر مارا یہان سمن و یاسمن نے سحر کیا کہ وہ تیر آدھی دور آکر
پلٹ گیا اور اسی دیو کے حلق پر پڑا کہ وہ جہنم واصل ہوا تمام طلسم تیر و تار ہوا اور آواز آئی کشتی مرا کہ نام م
ضحاک جادو لود سب نقابدار دوڑکر شاہزادے کے قدمون سے لپٹے نذرین گذرنے لگین شادی ملکہ

روانہ کیا راہ مین ارشیون اور شمشیر سے ملاقات ہوئی جب دونون قریب بارگاہ کے پہونچے ارشیون نے
اپنی فوج کو دور چھوڑا اور خود مرکب کو چھیڑ کر دروازہ بارگاہ پر آیا گھوڑے سے کود کر اندر بارگاہ کے چلا شمشیر نے اسکی
جرأت کی بہت تعریف کی اسنے جواب دیا کہ یہین تمام تعریف کو نہ تمام کیجیے کچھ بارگاہ کے واسطے بھی رہنے دیجیے غرض سامنے
فرزوق کے آیا اور باآواز بلند پکارا السلام علیکم اُسپر میرا اسلام ہے جو خدا کو واحد جانے اور اُسکے نبی کو مانے یہ سنکر
تمام قلعہ مین محفل چین بجبین ہوئی ارشیون شمشیر جنگ آزما کا دانگل خالی دیکھکر بے تکلف بیٹھ گیا شمشیر نے
کہا کیا خوب ہے ہمنے ایسا کی تعریف جو کی تھی یہ آپ نے اُسکا عوض کیا اسنے خیال بھی نہ کیا کہ کیا بکتا ہے فرزوق نے
مطلب کیا ارشیون سے کہا کشتیان جواہر کی منگا یہ سمجھا کہ شاید اپنے واسطے کہتا ہے غرض فرزوق نے
چالیس کشتیان جواہر کی منگائین ارشیون نے چالیس کشتیان نامے پر سے اور بیس اپنے اوپر سے تصدق
کرکے لٹا دین چونکہ سب الامرا امیر کے عمرو بھی اسکے تعاقب مین آئے ہین اُسوقت بہ شکل فراش دربار مین
موجود ہین جلدی سے جال الیاسی نکالکر ان کشتیون کو غنیمت سمجھکے ندر زنبیل کیا ارشیون نے مرزوق کو اس
طرح سے نامہ دیا کہ اسمین بہت کچھ سخت و سست لکھا ہے خبردار دم نہ مارنا مرزوق نے نامہ بختک کو دیا
اسمین بعد حمد خدا و نعت رسول کے لکھا تھا کہ ای مرزوق لقیا پر لعنت کر اور لات پر لات مار مسلمان ہوجا
نوشیروان کو گرفتار کرکے بھیجدے بختک نے اور دس باتین اپنی طرف سے ملاکر پڑھنا شروع کیا مرزوق
کو سنکر غصہ آیا اور پشت نامہ پر جنگنامہ تحریر کیا اور ارشیون کو دیا وہ نامہ لیکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور
بختک نے کہا اسلم نے ٹوپی بدلی ہے اور بھائی کہتا ہے کہا کہ ای اسلم مرزوق سے کہو کہ برق فرنگی سے فرمائین
کہ جاکر سبکو چھڑا لائے اور یہ تو مین جانتا ہون کہ امیر سے کوئی لڑ نہین سکتا ہے اسلم نے مرزوق سے کہا کہ بختک
اس طرح کہتا ہے اُسنے برق کو بلاکر کہا وہ راضی ہوکر سرداروں کو چھڑانے کی فکر مین تدبیرین سوچنے لگا ادھر عمرو
کو بھی خبر ہوئی کہ برق سے سابقہ ہے یہ ادھر اپنے لشکر کی ہیاتت اور حفاظت مین مصروف ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادہ قباد نیک نہاد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب شہزادہ قباد طلسم صحا کے برابر پہونچے دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہے لیکن تمام دھوان دار ہو رہا ہے امتحاناً
ایک جوان کو درے کے اندر بھیجا ابھی وہ اندر نہین پہونچنے پایا تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور ایک پنجہ گر کر
اُسے اُٹھا لیگیا قباد نے غسل ایسے کے سجادہ بچھا کر عبادت کرنا شروع کی اور دعا مانگنے لگا اسی کیفیت
مین آنکھ جھپک گئی خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ای قباد ہرگز اس درے مین نہ جانا داہنی طرف ایک غار ہے
ادھر جا تھوڑی دور پر ایک کنوان ملیگا اُسکے اندر کودنا ایک دروازہ ملیگا اسکے اندر ایک گنبد بنا ہوگا اُس مین
سیڑھیان بنی ہونگی ایک ایک سیڑھی چھوڑ کر چڑھ جانا اگر دوسری سیڑھی پر پانو پڑا تو جل جاؤگے غرض شہزادے
کی آنکھ کھل گئی پھر آرام کیا صبح کو سب سے رخصت ہوکر اُسی طرف چلے جب کنوین پر پہونچے کمند کے ذریعہ سے
کنوین مین گئے اور دروازے سے گنبد مین آئے ایک ایک سیڑھی چھوڑ کے تمام زینے کو عبور کیا دیکھا کہ ایک
چبوترہ بنا ہے اور ایک گھوڑا نہایت خوبصورت پھر رہا ہے شہزادے اُسپر سوار ہوگئے وہ لیکر انھین بھاگا اور
کئی منزل چلا گیا ایک قلعہ کے دروازے پر اُتار کر غائب ہوگیا شہزادے حیران کھڑے تھے کہ ایک نقاب دار
یاقوت پوش مع چالیس ہزار سواروں کے نمودار ہوا اور شہزادے کو سلام کیا پھر ایک نقاب دار
فیروزہ پوش چالیس ہزار سواران فیروزہ پوش سے آیا اور مجرا کیا پھر ایک نقاب دار سبز پوش نے اسی طور

نقارۂ فتح وظفر بجاتے ہوئے اپنے لشکر مین تشریف لائے

اب دو کلمے داستان آتار شیون پر بزاد کا اور فتح کرنا قلعۂ انوریہ کو پھر مسلمان ہونا انور شاہ کا اور اپنی بیٹی دینا لندھور کو اور پیدا ہونا الماس بچا کا اور نامہ لیکر جانا آتار شیون کا مرزوق کے پاس بیان ہوتے ہین

گوہران شیرین سخن و رکابان نور تن اس داستان ظفر نشان کو یون صفحۂ قرطاس پر نمودار کرتے ہین کہ امیر نے آلاگرد کو مسلمان کیا اور قلعہ پر حملہ آور ہوئے لندھور کو بسکہ بہت صدمہ تھا یہ اجازت لیکر چلا کہ جو ہو سو ہو آنسو تو پونچھ جائین جسطرح ہو اس قلعہ کو مین جا فتح کرون آلاگرد کو نہ زیر کر سکنے کا صدمہ کچھ تو برطرف ہو جائے اس خیال مین یہ تو سینہ سپر کیے ہوئے چلا جاتا ہی کہ صحرا کی طرف سے ایک لقا بدار مع چالیس ہزار سوار کے نمودار ہوا آتے ہی قلعہ کی جانب متوجہ ہوا قریب خندق پہونچ کر گرز کو خندق کے اُس پار پھینکا اور خود بھی پھاند کر خندق کے پار ہوا در قلعہ کو دو ضرب گرز مین توڑا یہ کیفیت دیکھکر امیر بھی مع سردارون کے ہمراہ لقا بدار کے قلعہ مین در آئے تلوار چلنے لگی امیر کا اور انور شاہ کا سامنا ہوا امیر نے جھپٹکر انور شاہ کو اٹھا لیا ادھر سے طبل باز گشت بجا انور شاہ کو لیکر امیر بہت خوشی خوشی فرودگاہ مین تشریف لائے لقا بدار نے آکر چہرے سے نقاب الٹکر امیر کو مجرا کیا دیکھا تو آتار شیون بیٹا ہی لندھور کا امیر نے بہت تعریف کی اور انور شاہ کو بلا کر فرمایا کلمہ پڑھو وہ بے عذر از سر صدق مسلمان ہوا لندھور اپنے فرزند ارجمند کو دیکھکر بہت مسرور ہوا ملال دل دور ہوا انور شاہ امیر کو لیکر شہر مین آیا تمام شہر مسلمان ہوا پھر انور شاہ نے اپنی بیٹی کی شادی لندھور کے ساتھ کردی اس سے الماس پیدا ہوگا اور فرہاد آہن خوار و سرپیر آہن خوار نے جو قلعہ سے نکلے میدان مین آکر طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سرپیر آہن خوار میدان مین نکلا اور پکارا کہ گر آرزوے مرگ باشد بیاید ادھر سے علمشاہ نکلے پہلے ہتھکا ور ہوئے سات قدم وہ اور تین قدم علمشاہ ہٹے پھر اُسنے تلوار ماری انھون نے بدن چرا کر خالی دے کر ایک ہاتھ گرز کا ایسا لگایا کہ برابر سے دو پرکالے کردیئے آدھا دھڑ الگ اور آدھا الگ لشکر کفار مین طبل باز گشت بجا علمشاہ شادان و فرحان اپنے لشکر مین آئے پھر شب کو دونون طرف نقارۂ رزمی پر چوبین پڑین صبح کو فرہاد میدان مین آیا اور پکارا جسے عروس مرگ کی محبت ہو وہ آئے ادھر سے لندھور نکلا جاتے ہی ہتھکا ور ہوا دونون برابر رہے فرہاد نے گرز مارا لندھور نے خالی دے کر جو گرز کا وار کیا استخوان اسکے سرمہ ہوگئے اسکی فوج نے رو بفرار کیا اسوقت امیر سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے پھر روانہ ہوئے جب شہر مرزوق کا تیس کوس کے فاصلے سے رہا امیر نے منشی سیف ذوالیدین سے فرمایا کہ ایک نامہ صولت شمامہ تیار کرو اور بارگاہ مین ایک جام اور بیڑا رکھکر فرمایا اسوقت یہان صد ہا پہلوان لشکر شکن موجود ہین آیا ہی کوئی ایسا جو ہمارے نامے کا جواب لائے لیکن نامے کی منزلت نہ جانے پائے اس عرصہ مین منشی نے نامہ لاکر حاضر خدمت کیا فوراً آتار شیون پر بزاد اٹھا اور جام پیکر بیڑا اٹھا لیا لندھور کو سخت صدمہ ہوا کہ ابھی قلعہ مین گھس پڑا خدا نے بچا لیا اور پھر اب جو نشہ لاکھ فوج پر جاتا ہی القصہ آتار شیون مع اپنی چالیس ہزار فوج کے روانہ ہوا ادھر مرزوق کو یہ خبر پہونچتی ہی چنانچہ یہ خبر بھی پہونچی کہ آتار شیون جسنے قلعہ کو فتح کیا ہی وہی بصیغۂ نامہ داری آتا ہی لیے شمشیر جنگ آزما کو بہر استقبال

صورت بنکر دونون جانب لشکر امیر روانہ ہوے صبح کو لشکر مین پہونچکر گھوڑا علمشاہ کے ہاتھ بیچا اور ساندنیان لندھور
نے خریدین بعد کئی روز کے حال کہلا بھیجا کہ وہ لال سوداگر خواجہ عمرو تھے ادھر کی سنیے کہ جب سائیس اور
ساربانون کو ہوش آیا سب نے غل مچایا مرزوق شاہ نے سنا کہا ابھی تلاش کرو یہ کون تھا بختک
نے کہا یہ کام خواجہ عمرو کا ہی اسنے اپنے عیار برق فرنگی سے کہا کہ جلد جا کر اُسے گرفتار کر لا مین نے
سنا ہی کہ اسی مکار کی فطرتون سے لشکر امیر قریب آگیا ہی غرض اُسی وقت برق اپنے ہمراہیون سمیت
جانب لشکر امیر روانہ ہوا آکر بصورت اصلی نامہ مرزوق کا امیر کو دیا اُس مین لکھا تھا کہ ہمارا مرکب اور شتر
آپ کا عیار چرا کر لے گیا ہی عنایت فرمایئے امیر نے علمشاہ اور لندھور سے فرمایا کہ کیا ارادہ ہی انھون نے
عرض کیا کہ حاضر ہین مگر ہمارا روپیہ عمرو سے دلوا دیجیے گا امیر نے عمرو سے روپیہ طلب کیا خواجہ نے جواب دیا کہ مین نے
قرضدارون کو دیدیا اب میرے پاس کہان آپ کا بھی قرضدار رہا یا تو روپیہ دونگا یا گھوڑا لا دونگا لندھور کو شتر
دونگا غرض امیر نے برق کو مرکب اور اشتر دلوا دیے وہ لیکر مرزوق کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی چونکہ اسنے
واسطے مدد کے چار جانب نامے لکھے تھے چنانچہ دو سردار بہت سی فوج لیکر آگئے ہین ایک کا نام سر بر آہن خوار
دوسرے کا نام فریر آہن خوار ہی یہ دونون دربار مین موجود ہین جب برق نے کیفیت بیان کی آلاگرد نے
عرض کی کہ مجھے حکم ہو تو جا کر امیر کو پکڑ لاؤن یہ دونون سردار بھی مستعد ہوے کہ ہمین بھی اجازت ملے
ہم ذمہ کرتے ہین کہ ضرور پکڑ لاوینگے برق نے بھی بیڑا اٹھایا کہ مین ضرور چرا لاؤنگا بیکر بن اسلم بھی جانے پر
آمادہ ہوگیا غرض یہ سب مع بارہ لاکھ فوج کے انوریہ مین آئے امیر کو بھی خبر ہوئی لندھور سے فرمایا کہ
جاؤ قلعہ انوریہ کو چھین لو لندھور عادی و فاضل کو ہمراہ لیکر انوریہ مین آیا اور چار کوس کے
فاصلے سے خیمہ برپا کیا رات کو طبل جنگ لندھور نے بجوایا آلاگرد کو خبر ہوئی کہ لندھور واسطے مقابلے
کے آیا ہی اور اُسنے نقارہ رزمی بجوایا ہی اُسنے بھی حکم دیا کہ ہان ہمارے لشکر مین بھی سنجے کوس حربی غرض
صبح تک دونون طرف تیاریان رہین علی الصباح آلاگرد نے میدان مین آکر لندھور کو نہیب دی لندھور
نکلا آنکا ور زنی ہوئی نیزہ چلا بعد دو پہر کے سنانین بنانین بیکار ہو گئین اُسوقت آلاگرد نے گرز گران سر لندھور
پر مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا تھوڑی دیر تک گرز بازی رہی اس مین بھی دونون برابر رہے آلاگرد
تلوار کھینچکر مرکب سے کود پڑا لندھور بھی زمین پر آیا آلاگرد نے تلوار ماری لندھور نے خالی دیکر قبضے پر
ہاتھ ڈالدیا آلاگرد نے گریبان لندھور کا پکڑا کشتی ہونے لگی وہ دن تمام ہوا رات ہوئی رات بھر کشتی رہی
دوسرے دن بھی تین پہر گذر گئے دونون برابر رہے کہ سامنے سے امیر اشقر پر سوار مع سرداران نامدار کے
نمودار ہوے میدان مین آکر فرمایا کہ ای رستم ہند بس اب چھوڑ دو کل پھر لڑنا لندھور نے محجوب ہوکر چھوڑ دیا
دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے رات کو آلاگرد نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ حربی
پر چوب پڑی صبح کو آلاگرد میدان مین آیا امیر کو پکارا امیر میدان مین آئے پہلے تو امیر نے سمجھایا کہ تو میرا
سمدھی ہی اپنے بھائی کے پاس آ مسلمان ہو اسنے کہا کیسا بھائی یہ مذہب کا مقدمہ ہی جب تو امیر نے
فرمایا کہ لا کیا ضرب رکھتا ہی اسنے تلوار ماری امیر نے خالی دی اور کلائی پر ہاتھ ڈالکر اسکی تلوار کو اپنے
قبضے مین کیا وہ دوڑ کر دست و گریبان ہوا امیر بھی اشقر سے کود پڑے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز امیر
نے اسکو اٹھا لیا اور باندھ کر عیارون کے حوالے کیا اسکی فوج مع انور شاہ کے بھاگ کر قلعہ بند ہوئی امیر

بہادرون کو بھی بیٹھنے کا حکم دیا یہ بھی بیٹھے اسوقت شاہ صفاترک کیشہ کا ہاتھ پکڑ کے سامنے شہزادے کے
آیا اور عرض کیا کہ اُسکی ایک یہ بھی خطا معاف فرمائیے اور پھر سے کلمہ پڑھوائیے مین نے سنا کہ دو مرتبہ یہ کلمہ پڑھ کے
دغا کر چکا ہی بلکہ ابکی بار مین بھی مسلمان ہوتا ہون مگر ایک شرط سے وہ شرط یہ ہی کہ یہان سے قریب ایک پہاڑ
ہی اُسپر ایک طلسم بنا ہی اُسکی خبر لائیے شہزادے نے فرمایا کہ ابھی چلکر بتادے غرض کہ شاہ صفاترک شہزادے
کو لیکر جانب طلسم چلا ہرچند موت اعظم نے منع کیا اور بہت سمجھایا لیکن شہزادے نے نہ مانا

اب دو ورقے داستان احوال امیر و عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

امیر نے جب کورانیہ سے کوچ کیا لوگون سے پوچھا کہ اسکے آگے کون سا شہر ہی لوگون نے کہا اسکے آگے
شہر انور یہ ہی انور بادشاہ ہی اور پیکر بن اسلم رہتا ہی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ تم جاکر شہر مرزوق کی
تو خبر لاؤ الحاصل عمرو مع سیارہ کے روانہ ہوئے اور شہر مرزوق شاہ مین پہونچے اسکے شہر کو خوب بھانپا
دریافت ہوا کہ اسکے اصطبل مین ایک مرکب اور شتر خانے مین دو شتر نایاب ہین سیارہ کو کچھ تعلیم کرکے
بوقت شب جانب اصطبل روانہ کیا اور خود شتر خانے کی طرف چلے اتفاق سے جیسے ہی سیارہ دروازہ اصطبل
پر پہونچا ایک سائیس کو باہر آتے دیکھا صاحب سلامت کرکے پوچھا بھئی کہان جاتے ہو اسنے کہا صاحب
گھر جاتے ہین کھانا کھانے اسنے کہا کب آؤگے اُسنے جواب دیا دو گھنٹے مین آئینگے غرض باتین کرتا ہوا ہمراہ
ہو لیا راہ مین اس سے ایسی باتین کین کہ وہ سیارہ سے ناخوش ہوا اور کہا تو کون ہی جو ہمارے ساتھ آتا ہی
جا اپنا راستہ لے سیارہ نے سناٹا پاکر ایک طمانچہ سائیس کو مارا جو تلنگے کھائیون مین حبا بہاے بیہوشی
دبے ہوئے تھے وہ بیچارہ چرخ کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا اسنے تو وہین ایک مہری مین دبا دیا اور آپ
اسکی صورت بنکر بعد تین گھنٹے کے آیا اور سائیسون نے پوچھا کہ بھائی دیر کیون لگائی کہا آج بھیا تی سسرال
سے عورتین آئی تھین اُنسے باتین کرنے مین دیر ہوگئی اے لو یہ مٹھائی ساتھ لائی تھین ایک ڈلی
چکھ لو یہ کہکر انکو پیچھے سے کھول کر کچھ مٹھائی ایک ایک دو دو ڈلیان جتنے جاگتے تھے سبکو دین ان
سبھون نے منہ مین رکھ لی کھاتے ہی ہر شخص کو پیاس لگی ایک اُنمین سے اُٹھا کہ پانی پیے اٹھتے ہی گرا
اور بیہوش ہوگیا جتنے بیٹھے تھے اُنھون نے دیکھا اور سب کے سب ایکبار اسکے اُٹھانے کو اٹھے وہ سب
بھی اسی نوبت کو پہونچے سیارہ نے اپنی صورت مرزوق کی بنائی اور اسی گھوڑے پر سوار ہوکر چل دیا جہان
خواجہ نے بتا دیا تھا وہان جاکر خواجہ کا انتظار کرنے لگا ادھر خواجہ جو شتر خانے کے دروازے پر پہونچے
وہان نہایت درجہ حفاظت پائی حسبت کرکے ایک دیوار پر گئے اسکے نیچے ایک ساربان سو رہا تھا
نی مین بیہوشی رکھکر اسکے دماغ مین پھونکی جب وہ بیہوش ہوا چارون طرف دیکھا سبکو سوتا پایا اُتر کر
اسکی شکل بنکر اسے تو کہین چھپا دیا اور آپ نے تمام ساربانون کو بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا دونون
سانڈنیان کسکر مہار دونون کی ہاتھ مین لی اور دروازے سے نکلے نگہبان جو دروازے پر تھے اُنھون نے
پوچھا کہ اسوقت خلاف معمول سانڈنیان کہان جائینگی ساربان وضعی نے جواب دیا کہ آج ہمین دن
سے حکم مل چکا تھا کہ دونون سانڈنیان سہ رات گئے در دولت پر آئین آج بادشاہ اور وزیر دونون
تنہا جاکر کوئی تحفہ آیا ہی اُسکا سرکاٹ لائینگے خبردار کسی سے نہ کہنا نہین تو غضب ہو جائیگا وہ لوگ
[illegible] سانڈنیان لیکر چل دیے اور سیارہ کے پاس پہونچکر اُسی وقت سوداگرون کی

آقا کا ایک رونگٹا بھی میلا ہوا تو یاد رکھنا کہ تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو دونگا غرض شہزادہ قباد اس مقام پر پہونچے
جہان سے اژدہے کے رہنے کا مقام دس کوس تھا دیکھا کہ تمام گھانس زمین کی جل گئی ہے جب اور آگے بڑھے تو شعلہ
ہائے آتش دکھائی دینے لگے اور قریب جا کر دیکھا کہ ایک اژدہا ستر سو گز کا ہے جب دم کھینچتا ہے تو تمام کنکر کھچ اسکے منھ
مین چلے جاتے ہین اور جب دم چھوڑتا ہے تو تین تین چار چار کوس پر جا کر گرتے ہین چونکہ بہ امیری زبانی کیفیت
فیض رسان اژدہے کے مارنے کی فکر مین چلے تھے اسی طرح بیڑا بدل کر تیر انشیر مارا تیر پڑتے ہی اژدہے نے
دم جو کھینچا تو شہزادے اسکے منھ مین چلے جب ایک تیر کے فاصلے پر پہونچے دوسرا تیر لگایا کہ وہ داہنی آنکھ پر جا پڑا
اژدہے نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا لرز گیا اور منھ بھی اسکا بہ سبب تکلیف کے دوسری طرف پھر گیا پھر اسی جا
تمان مین اسنے منھ ادھر کیا شہزادے نے تیسرا تیر مارا کہ وہ بائین آنکھ مین لگا اژدہے نے پھر تو اپنا سر پٹک پٹک کر
جان دیدی ادھر اژدہے کے چیخنے کی آواز شہر مین آئی کیشہ بد اندیشہ سمجھا کہ اژدہا مارا گیا سب سے پوشیدہ ہو کر
صحرا کی طرف چلا یہان شہزادے نے نشانی کے واسطے کئی دانت اسکے اکھاڑ لیے اور واپس ہو کر شہر کی طرف
چلے تھوڑی دور چلکر بسبب کسل راہ کے مضمحل ہو کر ایک درخت کے سائے مین زمین پر زین پوش بچھا کر
لیٹ رہے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ مرغزار صحرائی مین جا کر چرنے لگا کیشہ بھی پہونچا پہلے تو گھوڑے کو قتل
کیا کہ مبادا ہوشیار ہو جائے اور میرا کچھ کرے اب وہی تلوار خون آلود لیکر شہزادے کی جانب چلا کہ ایک طرف
سے آواز آئی ای قباد ہوشیار ہو کیشہ جفا پیشہ تلوار مارتا ہے کیشہ نے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پھر تلوار لیکر
چلا پھر یہی آواز آئی ابکی بار وہ ناشدنی بالکل سرہانے پہونچ چکا ہے چاہتا ہے کہ تلوار مارے اتنے مین پھر وہی
آواز بہت زور و شور سے آئی ابکی بار شہزادہ قباد چونک پڑا یہ گیدی بھاگا قباد نے اٹھکر گھوڑے کو مقتول
پایا کچھ نہ بن آیا دیکھا کہ سامنے سے نقابدار پلنگینہ پوش آتا ہے آتے ہی گھوڑے سے اترکے کہا ای شخص یہ غفلت
اور یہ دعوی کہ مین رستم سے لڑونگا لے میرا گھوڑا اور جا کر اس نالائق کو مار شہزادے نے فرمایا کہ یہ مجھسے نہوگا
آپ میرے محسن ہین مین سوار ہون اور آپ پیدل رہین نقابدار نے کہا میرے ساتھ اور بھی گھوڑے
ہین جب تو شہزادے گھوڑے پر سوار ہو کر کیشہ کے تعاقب مین چلے اور وہ بھاگا یقین اسکو ہو گیا کہ اب
جان نہین بچتی غرض بھاگتے بھاگتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک لشکر اترا ہوا ہے لوگون سے پوچھا کہ یہ
کسکا لشکر ہے معلوم ہوا کہ شاہ صفا ترک کی فوج ہے جلدی سے جا کر شاہ صفا ترک کو سلام کیا اور
کہا ای بادشاہ میرے تعاقب مین وہ شخص آتا ہے جسنے موت اعظم کو زیر کیا ہے میری جان بچایئے
اسنے کہا تم ٹھیرو ادھر جب نقابدار کے ہمراہی آئے اسنے گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر شہر مین آیا نوشاد اعظم
سے سارا واقعہ کیشہ و قباد کا بیان کر کے چلا گیا موت اعظم مع قرشی وارشی کے بہت جلد مع
چند سوارون کے روانہ ہوا اب شہزادے بھی فوج مین داخل ہوئے اور کیشہ کو ڈھونڈھتے ہوئے خیمہ
کے اندر در آئے شاہ صفا ترک کے لوگون نے ہر چند روکا مگر یہ کسکی سنتے ہین غرض جا کر صفا ترک
کے برابر تلوار برہنہ لیے ہوئے پہونچے اور پوچھا کیشہ کہان ہے کیشہ پہلے ہی انکو دیکھکر ستون خیمہ کی آڑ
مین کھڑا ہو رہا تھا صفا ترک نے بہت الحاح کے ساتھ عرض کی ای شہریار آپ تشریف رکھین وہ حاضر
ہے اور میرا بھی سر حاضر ہے اتنے مین موت اعظم اور قرشی وارشی بھی آ پہونچے اور شہزادے کی طرح خیمہ
کے اندر پہونچ گئے غرض بعد بہت گفت و شنید کے شہزادے دنگل پر متمکن ہوئے اور ان تینون

اسکی قضا لائی ہے غرض شہزادے مع اپنے ہمراہیوں کے قریب دیوانے کے پہونچے دیوانے نے مالاگرد کو دیکھا
کہا کہ تو فرزوق کا بھائی ہے تجھے چھوڑ دونگا اور سب کو سزا دونگا مالاگرد نے کہا کیا بکتا ہے نہیں جانتا کہ رستم کا
اس وحشت میں آج گذر ہوا ہے اور وہ میرا آقا ہے اسنے کہا کون شخص ان سب میں سے رستم ہے کہ علمشاہ نے
مرکب کو بڑھا کر فرمایا انم رستم اے دیوانے کلمہ پڑھ دیوانے نے کہا کہ کیا لقا سے بھی کوئی زیادہ ہے جسکا کلمہ
پڑھوں علمشاہ نے فرمایا ہزار ہزار لعنت ہے لقا پر دیوانہ یہ سنتے ہی غیظ میں آکر دیوانہ ہو گیا اور نیزہ علمشاہ
پر مارا علمشاہ نے سپر کو گانٹھ کر نیزے کو نیزے سے رد کیا غرض لگا اور زرنی شروع ہوئی چند لمحہ میں
علمشاہ نے نیزہ دیوانے کا ہوائی کیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری انھوں نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا
دیوانہ گینڈے پر سے کود پڑا یہ بھی مرکب سے زمین پر تشریف لائے لگی کشتی ہونے تین شبانہ روز کشتی
رہی آخر دیوانے نے جھلا کے ایک چپکت لگائی کہ اگر زرہ نہ ہو تو شانے کا بوٹا اتارے علمشاہ نے ایک ہاتھ
مارا اور زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زمین سے اٹھا لیا پہلے زور میں کمر تک دوسرے زور میں
سینے تک لاکر سینے کا تکیہ دیا اور سر سے بلند کر لیا قریب تھا کہ زمین پر دے ماریں دیوانہ امان امان پکارنے
لگا شہزادے نے باہستگی اوسے زمین پر رکھدیا اور فرمایا کہ کلمہ پڑھ وہ از سر صدق مسلمان ہو کر علمشاہ
کے ہمراہ ہوا غرض چند روز میں لشکر علمشاہ کا قریب لشکر امیر کے پہونچا امیر کو خبر ہوئی سرداران دست
چپ کو حکم دیا کہ جاؤ اور سبکو استقبال کرکے لے آؤ غرض سب گئے اور علمشاہ کو مع سعد کے استقبال کرکے
لائے علمشاہ نے مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا پھر سعد کو دیکھا نہایت مسرور ہوئے غرض سب جتنے آئے تھے
سب جانب دست چپ بیٹھے امیر نے قندس کو طلب کیا وہ جو آیا ہائے تنکزک کے نوحے کرنے لگا علمشاہ
نے امیر کی خدمت میں عرض کی کہ تنکزک حضور کے گلہ بان کی بیٹی ہے اسکو میں نے راہ میں ایک تاجر سے
خریدا ہے امیر نے قندس سے فرمایا کہ تم نے انکو نہ سلام کیا انکے پاس تنکزک ہے اسنے کہا کہ تنکزک سامنے
آئے تو میں انھیں سلام کروں اور یہ تو میرے آقازادے ہیں جب تو امیر نے قندس کو قید سے رہائی کر دی
اور تنکزک کے ساتھ عقد کر دیا یہ خبر فتنہ نے مہرنگار کو دی کہ علمشاہ باین حشم و خدم آیا ہے رابعہ نے کہا
ای بی فتنہ بانو تم نے بھی کس شوم کا نام لیا مہرنگار نے کہا کہ واہ یہ تو کہو بی تم شوق سے خوشی کرو
رابعہ نے کہا میں جب خوشی کرونگی جب میرا شہزادہ قباد تشریف لائیگا وہ یہ باتیں ہو رہی ہیں ادھر
سپہ سالار امیر با توقیر علمشاہ ہاتھ باندھکر آئے اور مہرنگار کے قدموں پر گرکے رونے لگے کہ مجھسے
بہت بڑا قصور ہوا معاف کیجیے مہرنگار نے گلے لگایا اور کہا بیٹا کوئی خطا قصور نہیں تم دونوں بھائی ہو
اس میں ہمیں دخل نہیں اسنے کہا میں تو غلام ہوں یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہے کہ خادم کو یہ مرتبہ رحمت
ہوتا ہے مہرنگار نے رابعہ کے گلے سے علمشاہ کو لگایا غرض اندر باہر جشن ہونے لگا اب امیر نے پوچھا کہ آگے کون
شہر ہے لوگوں نے کہا آگے شہر اسلم وزیر کا ہے اسکا ایک بیٹا ہے اسے پیکرن اسلم کہتے ہیں اور تمام کاروبار سلطنت فرزوق کا وہی کرتا ہے
امیر یہ سنکر فوراً مستعد ہوئے کہ چلکر ایک شہر اسلم میں قیام کرینگے غرض خیمہ و خرگاہ تیار ہوا اور امیر اس طرف کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان شہزادے قباد کے بیان سے کیے جاتے ہیں

راویان جادو بیان اس داستان سحر نشان کو یون تحریر کرتے ہیں کہ جب شہزادے کیقباد نامعقول
سے جدا ہو کر اژدہے کی تلاش میں روانہ ہوئے کیشمہ شہر میں آیا موت اعظم نے کہا کیشمہ اگر صبر سے

کہ میرا رتبہ اور زیادہ ہوجائے امیر نے کلمہ پڑھایا خلعت عنایت کیا خطاب دیا حشمت ملا پر بیٹھنے کا حکم فرمایا تو ان
نے تمام حال سعد خوش مآل اور علمشاہ با اقبال کا بیان کیا اور کہا فی الحال قلعہ آہن حصار میں مقیم ہیں امیر نے
قباد کا حال پوچھا اور فرمایا کہ یہ نقابدار کون جرار ہے قران سنتے اس بارے میں اپنی لاعلمی ظاہر کی یہ خبر ملکہ مہرنگار کو ہوئی
کہ اس طرح ایک نقابدار آیا تھا سوچی کہ میرا فرزند قباد ارجمند ہو تو اچنبھا نہیں آزادون کو بلوایا انسے پوچھا انھون نے کہا
قریب تر اس سرزمین پر ملاقات ہوا چاہتی ہے یہ تو سنکر بہت خوش ہوئی امیر نے عمرو کو علمشاہ اور سعد کے
پاس روانہ کیا اور فرمادیا کہ ہماری طرف سے کہنا کہ بابا ہم تو اتنی دور سے تمھارے واسطے آگئے اور تمھین خبر نہین عمرو
تو بموجب حکم امیر کے قلعہ آہن حصار مین بہ عجلت تمام پہونچا دیکھا کئی لاکھ فوج ہے دروازے پر چوبدار اپنے
عہدے پر موجود ہین عمرو نے چوبدار سے کہا بھائی ہمین جانے دو کہ ہم رستم کے باپ کے پاس سے آئے ہین انھون
نے کہا بے اجازت ہماری مجال نہین جو آپ کو جانے دین انھون نے کہا جاکر کہدو علمشاہ سے کہ تمھارے پاس
امیر نے عمرو کو بھیجا ہے غرض خبر ہوئی حکم دیا بلا لو جب خواجہ سامنے پہونچے سعد نے مجرا کیا علمشاہ نے کرسی عنایت
کی جب خواجہ بیٹھنے لگے علمشاہ نے سرو قد تعظیم کی اور کہا عمو جان تشریف رکھیے جب بیٹھے علمشاہ نے مزاج پرسی
کی عمرو نے کہا مین تجھسے ڈرتا ہون اسواسطے کہ تیرے ایک طمانچے مین سلطنت خاک مین ملتی ہے یہ جو یاد دلایا
علمشاہ نے کہا عمو جان فی الحقیقت مجھسے بڑا قصور ہوا اور مجھے بڑا صدمہ اپنی اس گستاخی کا ہے آپ ہی اس ملال
کو امیر کے دل سے دور کرین تو ہو عمرو نے کہا خالی تو ممکن نہین کیونکہ اتنے ملک فتح کیے لیکن میری قدرداری کا
اسوقت تک خیال نہین علمشاہ نے کئی صندوقچے جواہر کے عمرو کو دیے عمرو بہت خوش ہوئے اور تمام کیفیت
عرصے کے جانے کی بیان کی اور امیر کا پیام دیا علمشاہ نے خوش ہو کر کہا کہ اگر امیر نے غلام کو یاد فرمایا ہے تو حاضر ہونے
مین کیا عذر ہے ایک ہفتے مین حاضر ہوتا ہون غرض عمرو وہان سے رخصت ہو کر خدمت امیر مین آئے اور سب کیفیت
بیان کی پھر کہا ایک ہفتے مین وہ آتا ہے امیر نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ اے عمرو اگر علمشاہ آئیگا تو مہرنگار اپنی
جان دیدیگی لیکن اگر تم کچھ کوشش کرو تو ہو سکتا ہے کہ ملال ملکہ کے دل سے دور ہوجائے عمرو چپ ہو رہا جب
سات دن گذر گئے اور علمشاہ نہ آئے تو امیر کو ایک تازہ فکر پیدا ہوگئی عمرو سے فرمایا کیا وجہ ہوئی جو علمشاہ
نہ آیا نہین معلوم کیا پیچ پڑا ادھر کی یہ کیفیت ہے کہ جب علمشاہ سوار ہو کر جانب امیر روانہ ہوئے اثناے راہ مین
ایک دوراہہ ملا لوگون نے کہا یہ دونون راستے منزل مقصود کے ہین لیکن جو قریب ہے وہ مخدوش ہے اسواسطے
کہ دیوانہ نہنگ بچہ ایک صحرا مین رہتا ہے فرزوق شاہ نے بہت کوشش کی کہ اسے ہلاک کرے فوجین بھیجین
لیکن کسی سے وہ نہ ہلاک ہوا آخر عاجز ہو کر اس راہ کو مفقود سمجھ لیا اب کوئی ادھر سے نہین گذرتا اور اگر کوئی جرأت کرتا
ہے تو اپنی جان سے گذرتا ہے لہذا مصرع رہ راست برو اگرچہ دور است ؎ علمشاہ نے کہا مین ادھر ہی سے
جاؤنگا دیوانے کو مارونگا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کرکے اسی طرف کی راہ لی جب تو سعد نے علمشاہ کے تعاقب
مین گھوڑے کو تیز کیا یہ کیفیت دیکھکر تمام لشکر بھی ہمراہ روانہ ہوا جب اس بیشہ مین علمشاہ مع لشکر کے
پہونچے تو دیکھا بہت سے سوار و پیادے متلاشی شکار ہین علمشاہ نے ایک سے پوچھا تم لوگ کون ہو اسنے
جواب دیا کہ ہم سب دیوانے کے نوکر ہین وہ آج اس دشت مین شکار کھیلتا ہے تم یہان کیون آگئے ہو چلو
واپس جاؤ اور اگر تم نہ جاؤگے تو تمھاری جان جائیگی علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہے جا اپنے مالک سے خبر
کردے کہ تیرا سرکوب آپہونچا اسنے جا کر دیوانے سے یہ حال بیان کیا اسنے کہا آنے دے وہ نہین آیا ہے

تھے امیر مع سرداروں کے اُس طرف چلے دور سے لندھور نے دیکھا کہ ایک نقابدار گبیرنگ کو ہاتھ سے اٹھائے
ہے ایکبار اُسے شکل کلوخ اسنے اُچھال دیا اور ہوائی چوررنگ کیا عمرو نے دوڑ کر رکاب سعادت انتساب کو بوسہ
دیا اور پوچھا آپ کون ہیں نقابدار نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں اور وہ ہیں کہ جسکا کوئی پوچھنے والا نہیں مصیبت
ہر وقت ساتھ رہتی ہے اسی صحرا میں مسکن ہے عمرو نے کہا میں آپ کو ہرگز نہ چھوڑونگا جب تک آپ اپنا نام نہ
بتائینگے اِتنے میں شاطر نے آکر شانہ عمرو کا پکڑا دور تک گھسیٹ کر لیگیا اور ڈھکیل دیا کہ عمرو زمین پر گرے
کو سننے لئے اُسنے کہا جب آتا ہے بک بک کرتا ہے اتنے عرصے میں نقابدار مع اپنی فوج کے چلا گیا امیر بھی اس
عرصے میں آگئے عمرو نے سارا حال بیان کیا کہ یا امیر اگر تم نہ آتے تو ہم جانتے کہ نقابدار الکھلا ہی آئے تھے سارا
انداز تمھارا ہی تھا امیر نے فرمایا اے عمرو کہیں تباہ نہو غرض داخل شہر ہوکر امیر نے تمام شہر کو مسلمان کیا بارگاہ استادہ
ہوئی امیر آکر بیٹھے عمرو نے کہا اے امیر پہلا جان بخش میرا ایک حبشی ہے کیا بہادر شخص ہے سبحان اللہ پہلے
آکر اُسی نے سلام کیا اور گبیرنگ کی فوج سے لڑا امیر نے فرمایا وہ کہاں گیا عمرو نے کہا ابھی تک تو موجود تھا
یہ کہکر خواجہ اُٹھے بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ بغدہ لیے ہوے دروازے پر بیٹھا ہے عمرو کو دیکھتے ہی سلام کیا
عمرو نے کہا اے نوجوان تونے میری جان بچائی تو میرا جان بخش ہے چل تجھے امیر بلاتے ہیں غرض وہ ساتھ
عمرو کے بارگاہ میں آیا امیر کو مجرا کیا اور اپنا حال یوں بیان کرنے لگا کہ میرا نام قران حبشی ہے معدکو جو زرد پوش
لایا تھا وہ غلام ہی تھا لیکن اس نظر سے چلا گیا تھا کہ کوئی شے واسطے نذر کے لے آؤں تو حاضر ہوں چنانچہ
آج میں نے اپنی جان نذر کی تھی لیکن خدا نے اور میرے مولا نے بچایا ورنہ مرجانے میں باقی کیا تھا
کہ اُس فوج میں میں تنہا تھا میرا باپ حبش کا بادشاہ تھا اور میں اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا چونکہ
ہم اور وہ ہم مکتب تھے تو ہر وقت راز و نیاز کی باتیں رہتی تھیں چنانچہ والد نے انتقال کیا اور
بسبب ہماری صغر سنی کے چچا حکومت پر بیٹھے اپنی بیٹی کی منگنی میرے ساتھ کردی چونکہ پردہ نہ تھا اور میں
اُس سے مالوف بہت تھا ہر وقت اُسکے پاس بیٹھا رہتا تھا یہ خبر چچا کو ملی اُنھوں نے ناخوش ہوکر مجھے نکالدیا
میں نے ایک صحرا میں آکر اپنے گلے میں پھانسی لگائی کہ ایسی زندگی سے مرنا بہتر ہے جب میں قریب مرگ ہوا
تو تمام صحرا میں ایک شور پھیل گیا اور ایک بزرگ نورانی صورت نے آکر پھانسی گلے سے کاٹ دی میں نے
جو دیکھا تو چار جانب فرشتہاے نورانی صف بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص نقاب منھ پر ڈالے میرے
برابر تشریف فرما ہیں اور مجھسے فرماتے ہیں کہ کیوں اپنی جان دیتا ہے جا ہمنے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور پٹکہ
اپنے دست مبارک سے میری کمر میں باندھ کر فرمایا کہ آج سے پیٹھ تیری کسی زبردست و زیردست
سے آشنا زمین نہوگی میں نے پوچھا کہ آقا نام نامی واسم گرامی سے مطلع فرمائیے تو فرمایا نام ہمارا شاہ مردان
ہے جا تو عمرو کا شاگرد ہو اور مسلمان ہو لات کو لات مار اب تو گرفتار کبھی نہوگا اور اگر تو قید ہوجائے تو یہ
جاننا کہ اب قضا آگئی ہے اسکے تیری گرفتاری محال ہے اور ایک تعویذ مرحمت فرماکر تعلیم فرمایا کہ جا اپنے
چچا کے سامنے وہ شادی تیری اپنی بیٹی کے ساتھ کردیگا اور تخت تیرا تجھے دیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ شادی
بھی کرنے پر چچا راضی ہو گیا اور سلطنت بھی میری مجھے دے دی مگر میں آپ کے اشتیاق میں چلا آیا
تخت کو آپ کی فرقت میں تختۂ تابوت تصور کیا یہ سنکر عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اُسنے کہا اب آپ بھی
اپنی زبان مبارک سے کلمہ تعلیم فرمائیں اگرچہ میں مسلمان ہو چکا ہوں لیکن میری یہی خواہش
ہے

نذرانہ ہے اب یہ کیفیت دریافت کیجیے سب واقعہ بیان کیا خواجہ عمرو لباس فاخرہ پہنکر باہر آئے اور کہا کہ خدا کی ہماری
ذات سے تم سب کو بڑی زحمت ہوئی ایک تکلیف اور گروہ چونکہ یہ پیٹ کا تقدمہ ہے اور آدمی کی زندگی اسی
پر موقوف ہے لہذا صدہا صندوق پر از مال و جواہر میرے پاس موجود ہیں ایک مرتبہ یہ کہلا بھیجو کہ یہ سب صندوق
آپ لیں اور انکے برابر غلہ ہمیں تول دیں ان لوگوں نے یہ بھی کہلا بھیجا باستماع اس پیام کے گیر زنگ کے منہ
میں پانی بھر آیا اور کہا کہ خیر انسے کہنا سب صندوق بار کرکے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ اور غلہ لیجائیں
عمرو نے یہ سنتے ہی چار سو چالیس صندوق کلدار تہخانے سے نکالے ہر ایک میں ایک دلاور مثل امیر نامدار
و لندھور و بہرام و حارث و عبد الجبار و عبد القہار و شقال شاہ مغربی و طائل زنگی کے بند کر دیے
وہ صندوق ایسے ہیں کہ اوپر سے نہ کھل سکیں اور اندر سے جب چاہیں باسانی تمام کھول لیں قفل بند
رہے اور کہدیا کہ جب میں تہیب دوں تم سب نکل آنا غرض وہ سب صندوق کشتیوں پر لادے گئے بہت
سے عیار مزدوروں کی صورت بنکر ہمراہ ہوئے جب کنارے پر صندوق پہونچے عمرو تو سوداگر بنے ہوئے
تھے کشتی سے اترے گیر زنگ بھی منتظر تھا عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ہم سب کی جانیں آپ نے بچائیں ورنہ
تڑپ تڑپ کر بھوک کے صدمے سے مر جاتے گیر زنگ نے کہا اگر ہم غلہ نہ دیں اور صندوق تمھارے چھین لیں
کیا کرو عمرو نے کہا بد عہد سمجھیں اور تو کیا کر سکتے ہیں گیر زنگ لفظ بد عہد پر آگ ہو گیا اور کہا بارود جمع
کرکے یہ سب صندوق اڑا دو ہم بد عہد تو ہیں خود ہی نہ لینگے غرض بارود کا انبار ہونے لگا اب خواجہ گھبرائے
اور کہا ای شہریار میری خطا معاف کر اسنے کہا اب تیری خطا معاف ہو چلی جا تیری جان بخشی کی ورنہ تجھے بھی
اڑا دیتا جب تو عمرو نے جھنجھلا کر تہیب دی کہ او ملعون تو کیا ہماری جان بخشے گا خبردار میں تیری جان کے
واسطے عزرائیل ہوں اتنا کہنا تھا کہ کھٹا کھٹ سب صندوق کے پٹ کھل گئے اور ان میں سے نہنگان بحر
شجاعت تلواریں ننگی لیے ہوئے باہر آئے جو فوج کہ قلعہ میں موجود تھی اسنے سامنا کیا گیر زنگ نے کہا ہاں ارے
اس سوداگر مکار کو تو گرفتار کر لو یہ نہ جانے پائے اسنے تیری دغا کی امیر اور لندھور وغیرہ کے نعرے ہونے
لگے عیاذاً باللہ ہل چل مچ گئی اور لوگوں نے خواجہ کو گھیرا تو یہ بھاگے گیر زنگ بھی تعاقب میں چلا خواجہ
گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جو آتا ہے یہ فلاخن میں پتھر رکھکر مارتے ہیں کہ اسکا سر پھٹ جاتا ہے بیہوش ہو کر
گر پڑتا ہے گیر زنگ نے کہا کہ ایک آدمی کے واسطے اتنی فوج جمع ہے ارے سب کے سب ایکبار حملہ کرو
ورنہ جانبری مشکل ہے یہ بڑا مکار ہے جب تو خواجہ گھبرائے دیکھا کہ سب سے پہلے ایک حبشی قوی ہیکل پہاڑ پر
چڑھا آیا آتے ہی خواجہ کو سلام کیا اور کہا مجھسے نہ ڈریے میں آپ کا غلام ہوں عمرو نے دیکھا کہ یہ حبشی قوی
القوی سے بھی بغدہ سات سو من کا کاندھے پر رکھے ہے خواجہ نے جواب سلام دیا وہ بغدہ لیکر گیر زنگ کی فوج پر جا پڑا صدہا
کو جہنم واصل کر دیا لیکن کہاں تک پھر تنہا ہی عمرو نے دست دعا بلند کیے ابھی دعا انکی ختم نہ ہوئی تھی کہ بیابان کی طرف سے
گرد اٹھی اور مثل ابر چھا گئی آناً فاناً میں قریب اس پہاڑ کے پہونچ گئی دیکھا خواجہ نے کہ دامنہ گرد کا چاک ہوتے ہی ایک
نقابدار پلنگینہ پوش مع بیس ہزار سوار کے ظاہر ہوا اور گیر زنگ کی فوج پر گرا صدہا کو کاٹ کے ڈال دیا جو بچے وہ روبراہ
لائے گیر زنگ تن تنہا نقابدار پر جھپٹا اور تلوار ماری نقابدار نے خالی دیکر مثل طفل دہ سال کے ہاتھ پر علم کر لیا
اودھر امیر اور لندھور وغیرہ نے تمام فوج کو کاٹ کے ڈال دیا آخر سب خواہان امان ہوئے امیر نے
سب کو امان دی جو لوگ گرفتار ہوئے تھے انسے عمرو کو پوچھا انھوں نے بیان کیا کہ اس طرف وہ بھاگ گئے

فرض ہوگا چنانچہ میرا خاص مسلمان ہونا مشروط ہی چونکہ مین زبردستی نہین ہوا تحفۃً اپنی خوشی سے مسلمان ہوا ہون
وہ شرط یہ ہی کہ یہان سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہی اُس مین اژدہے نے مسکن اختیار کیا ہی اگر آپ اس واجب القتل
کو قتل کرین تو مین زیر ہون اور از سر صدق مسلمان ہو جاؤنگا مین نے واجب جانکر عرض کیا اب اختیار ہی حضور
کو خواہ کمر ہمت باندھئے یا ہاتھ باندھئے جبر تو ہی نہین شہزادے نے فرمایا کہ بسر و چشم مین اس مہم کے فتح کرنے
کو موجود ہون پتا دو یا چلکر بتا دو موت اعظم نے عرض کیا کہ ای شہریار کیشہ بد اندیش ہی اسکی گفتگو سے دغا
کا اظہار ہی آیندہ حضور کو اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی شہزادے نے فرمایا ای شفیق صادق تو بہت سچ
کہتا ہی لیکن میرے خاندان سے یہ امر خلاف ہی کہ کسی مہم سے روگردانی کرون اگر وہ اژدہا خونخوار ہی تو کیا فکر
خدا تو یار ہی ادھر ملکہ نے یہ خبر سنی کہلا بھیجا کہ ای شہزادے کیون میرے دشمنون کو بے وارث کیا چاہتے
ہو آخر تمھین اژدہے کے مارنے سے کیا علاقہ شہزادے نے جواب دیا کہ بعوض نصیحت میرے
حق مین دعا کرو اور کیشہ سے کہا چلو اب پتہ کرو چلکر بتا دو کیشہ ہمراہ ہوا شہزادہ روبراہ ہوا چونکہ وہان
سے قریب تھا کیشہ نے پہاڑ دور سے دکھا دیا اور کہا اسی مین رہتا ہی شہزادہ روانہ ہوا کیشہ پھر کر
شہر مین آیا انکو تو یہین رہنے دیجیے اب حال نوشیروان کا سنیے کہ یہ جو مرزوق شاہ کے پاس پہونچا
تمام کیفیت اول سے آخر تک بیان کی بختک مردک بولا کہ ابھی تو وہین ایک سعد دوسرا عالمشاہ
انھون نے تو یہ قیامت برپا کی ہی جسوقت امیر آجائینگے تو کیا ہوگا کہ انکے ساتھ پانچ سو دلاور ہین ایک
سے ایک بہتر اور برتر ہی میری صلاح یہ ہی کہ جتنے بندر آپ کے قلمرو مین ہین شقے روانہ کیجیے کہ کوئی جہاز
یہان نہ آنے پائے سوداگرون کی بھی ممانعت کر دیجیے مرزوق نے ایسا ہی کیا کہ تمام بنادر قلمرو مین شقے
لکھے سب طرح سے اپنی خاطر جمع کر لی اب مالاگرد کی کیفیت سنیے کہ راہ مین اسے ہوش جو آیا جھٹکا مار کر
اپنی قید کو توڑ ڈالا اور تلوار لیکر آلاگرد پر دوڑا وہ بھاگا اُسنے اپنی فوج کو اپنے قبضے مین کیا اور سب کو
لیکر عالمشاہ عالیوقار کی خدمت فیض منزلت مین آیا

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامدار عالی تبار کے بیان کیے جاتے ہین

نقش نگارندہ داستان عجیب * یہ لکھتا ہی پھر ماجراے غریب * کہ جسوقت امیر نامدار مع فوج و ناموس
کے جہازون پر سوار ہوکر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے دیکھا کہ اُس پہاڑ کے عقب شہر کورانیہ آباد ہی
مالک وہان کا گیرنگ شاہ ہی اور اُس پہاڑ پر قلعہ ہی توپین چڑھی ہین غرض گیرنگ کو خبر ہوئی کہ
کوئی سوداگر جلیل القدر جاتا ہی اور کئی جہاز اُسکے ہمراہ ہین اُسنے کشتیون پر آدمیون کو روانہ کیا کہ
اسے پھیر دو غرض لوگ آئے امیر سے کہا کہ ہمارے مالک کا حکم ہی جدھر سے آئے ہو اُسی طرف واپس
جاؤ امیر نے فرمایا بھائی ہم سوداگر ہین ہمیشہ اسی طرف سے جاتے آتے ہین روک کی کیا وجہ اُن لوگون نے جواب
دیا کہ ہمارے شاہ کے پاس مرزوق شاہ کا شقہ آیا ہی اُس مین قطعاً ممانعت ہی خواہ سوداگر ہو خواہ مسافر
کسی کے جانے کا حکم نہین ہی امیر نے فرمایا کہ ہمارے پاس آذوقہ کم ہو گیا ہی اگر کچھ غلہ ہمین دے دو تو پلٹ
جائین ان لوگون نے یہ پیغام گیرنگ کو بھیجا اُسنے جواب دیا کہ ہم غلہ نہ دینگے جب تو امیر بہت ہی
پریشان ہوئے اور تھوڑی اشرفیان لیکر تہخانے مین عمرو کے پاس آئے اشرفیان پیش کین کہ یہ آپ کا

لیا جا کر اُسے گرفتار کرلا اُسنے کہا کہ ملکہ کو خفیہ بلا کر آپ قید کریں میں بصورت ملکہ جا کر اُسے گرفتار کرتا ہوں ارشی
نے اپنی بیٹی کو بلوا بھیجا جب وہ آئی اس سے کہا کہ مجھے کچھ امر ضروری تخلیہ میں تجھسے کہنا ہے الگ ایک
خانے میں لا کر مسلسل و مطوق کیا عیار بھی سب کی نظر بچا کر وہیں پہونچا اور کہا اے شہریار ابھی باہر تشریف
نہ لیجائیے گا میں پہلے ملکہ کی صورت بن لوں غرض بہت جلد عیار نے اپنی صورت بہ شکل ملکہ تبدیل کی
اور ساتھ ارشی کے باہر آیا ہمراہ خواصوں کے ملکہ کے باغ میں جا کر ددا سے سب حال ملکہ کے جانے کا
پوچھا اُسنے جسقدر معلوم تھا بیان کیا غرض اُسی روز شب کو ہمراہ خواصوں کے ملکہ عیلی شہزادے کے
پاس آئی اور شراب بیہوشی آلودسے شہزادے کو مع اپنی خواصوں کے بیہوش کیا تمخانہ اندوہ کا جرعہ
نوش کیا اور سب کو تو وہیں رہنے دیا شہزادے کا پشتارہ باندھ کر سامنے ارشی کے لایا اُسنے اُسی حالت
بیہوشی میں شہزادے کو پابند سلاسل کیا اور کہا کہ اسے کیشہ کے حوالے کرو غرض کیشہ بد اندیش
نے اپنے قبضے میں کیا عیار نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا شہزادے نے آنکھ کھولی اپنے تئیں قید سخت و صعب میں
پایا یاد ملکہ میں کلیجا منہ کو آیا ارشی نے کہا اے کیشہ موت اعظم کی اور اس مسلمان بے ایمان کی قید لیکر
فرزوق شاہ کی خدمت میں جا ادھر ملکہ کو بلا کر بہت سخت و سُست کہکر چھوڑ دیا اور کہا کہ اب کبھی اس جوان
کا نام نہ لینا جسنے اُسے قید کر کے فرزوق کے پاس بھیجا ہے ملکہ چپکی سنکے چلی آئی اور مع چار سو خواصوں کے سیاہ پوش
ہو کر کیشہ کے تعاقب میں چلی دربانوں نے روکا شہزادی نے جھڑک دیا وہ سب دوڑے ہوئے قرشی و ارشی
کے پاس آئے اور سب واقعہ ملکہ کے سیاہ پوش ہو کر مع چار سو خواصوں کے تعاقب میں کیشہ کے جانے کا
بیان کیا یہ دونوں بہت غصہ ہوئے اور تلوار پکڑ کر مع تھوڑی سی فوج کے تعاقب ملکہ میں چلے ادھر ملکہ اپنے
ہمراہیوں سمیت کیشہ بد اندیشہ کی فوج پر جا گری کسی نے تلوار ماری کسی نے چماق مارا کسی نے تیر لگایا
غرض غدر مچ گیا کیشہ نے کہا ہاں ان سب کو مار کر ملکہ کو پکڑ لو ملکہ نے اپنے تئیں بصد خرابی سامنے شہزادے
کے پہونچایا اور کہا اے شہریار ذیوقار میرے کلمے کے گواہ رہنا شہزادے نے جو ملکہ کو با این مردی و مردانگی
دیکھا شیر با کر سر جھکا کر ایک جھٹکا دیا کہ تمام قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی شہزادے نے جھپٹکر ایک سوار کی گردن
پکڑ کر گھوڑے پر سے کھینچ کے زمین پر دے مارا اور اُسی کی تلوار لیکر فوج کفار پر حملہ کیا موت اعظم نے جو یہ حالت
دیکھی اُسنے بھی جھٹکا مار کر اپنی قید کو توڑ ڈالا اور پکارا کہ اے شہریار میں مسلمان ہوا یہ کہکر کسی سوار سے تلوار چھینکر
قلع و قمع میں معروف ہوا پھر تو اُن دونوں شیران بیشہ جرأت نے کشتوں کے پشتے لگا دیے شہزادے نے ملکہ
کو تو پشت پر رکھ لیا اور کفار کے استیصال میں محو ہو گئے کہ اتنے میں ارشی و قرشی بھی مع چند سواروں کے پشت
پر سے آگرے موت اعظم نے جو پلٹ کر دیکھا جھپٹ کر قرشی کو بجائے سپر ہاتھ پر اٹھا لیا اور پکارا اے شہریار خبردار پشت
پر ارشی آیا شہزادے نے بھی سپر کو ہاتھ سے پھینک کر ارشی کو سپر بنایا ارشی اور قرشی نے امان مانگی تمام فوج بھاگ
کھڑی ہوئی شہزادے نے کہا امان بشرط ایمان دونوں نے قبول کیا اور از سر صدق مسلمان ہوئے کلمہ پڑھا
موت اعظم نے بھی کلمہ پڑھا کیشہ جفا پیشہ یہ حالت دیکھکر شہزادے کے پاس ہاتھ باندھکر آیا اور از روے
دغا مسلمان ہو گیا غرض ارشی تاجدار اور قرشی تاجدار شہزادے کو لیکر شہر میں آئے بتکدے ڈھنے لگے
مسجدوں کی بنائیں پڑنے لگیں کیشہ دغا پیشہ نے از راہ کینہ شہزادے سے کہا اے شہریار با وقار اب
ہم سب تو مسلمان ہو ہی چکے اور آپ کو اپنا آقا تصور کرتے ہیں لہذا جو مہم ہوگی آپ ہی سے عرض کرتا

لبہا نازنین کا لبین دل کا مزہ لگا لین ملکہ نے اپنا دست نگارین شہزادے کے عارض رنگین پر رکھا ہٹا دیا اور
کہا صاحب آنکھین کھولو ہوشیار ہو اس درجہ نہ بے اختیار ہو مہمان کی یون نہین خاطر کرتے ہین غرض اسی قسم سے راز و
نیاز کی باتین رہین کہ فلک کجرفتار کو رشک آیا یہ جلسہ نہ دیکھا گیا تو چشمۂ ماہ کو آنکھ پر سے اتار لیا اور شیشۂ آفتاب کو
آنکھ پر چڑھانے لگا موذن نے بانگ اللہ اکبر سنائی مرغ نے بھی ککڑون کون مچائی شہزادے نے گھبرا کر فرمایا شعر
گرے ہم وصل کی شب سنکے زاہد کی صدا ✤ یان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہو گیا ✤ ملکہ نے کہا شعر زاہد بھی دوسرا ہے شب وصل
مین حریف ✤ کہنے کو جہان مین صبح خروس ہے ✤ غرض ملکہ شہزادے سے رخصت بصد دقت ہوئی شام کا وعدہ
کیا کہ پھر آ ملینگے دل غمدیدہ کو دن بھر بہلائینگے الحاصل اُس روز سے یہ معمول ہوا کہ رات کو شہزادی مع خواصان
خاص کے آتی صبح کو چلی جاتی لیکن اب فلک کجرفتار کی نیرنگی کا بھی حال سنیے کہ اُسی ددا نے ایک روز شراب نہ
پی اور شام سے درد سر کا بہانہ کرکے منہ کو لپیٹ کر لیٹ رہی اتفاق سے صورت بخت سو گئی ملکہ بھی شعبدہ بازی
چرخ سے غافل ہو گئی دیکھا ددا تو خواب خرگوش مین ہے حسب دستور شہزادہ تیمور کے پاس آئی وہی صحبت
عیش و نشاط برپا ہوئی اُدھر وہ لکاتہ بیدار ہوئی شہزادی کا پلنگ خالی دیکھا بارہ دری بھی خواصون سے خالی
پائی اٹھکر چھچھوندر کی طرح ہر گوشے مین تلاش کیا سیڑھی لگا کر کوٹھے پر چڑھی دیکھا کہ دوسرے باغ مین گنبد
بہتری ہے اُسی پر سے اُتر کر مجلس عشرت کی طرف متوجہ ہوئی دور سے دیکھا کہ ملکہ اُسی جوان کے ساتھ ہنستے کے عالم
مین گرم صحبت ہے ٹانگون مین ٹانگین گردنون مین ہاتھ پڑے ہین دوپٹہ گاؤ پر رکھا ہے کرتی ہشت مشت مین
چڑھ گئی ہے کاجل آنکھون کا پھیلکر عارض گلگون تک پر آیا ہے شفق حسن مین جا بجا لکۂ ابر سیہ دکھائی دیتے ہین
جوڑا کھل گیا ہے کچھ بال رخ روشن پر آگئے ہین شعر گیسوے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے ✤ چشمۂ خورشید
مین بھی سانپ لہرانے لگے ✤ یا شہزادہ سورۃ والیل و والضحی کی تلاوت مین مصروف ہے یا سانپ نے من کو
حلقے مین لیا ہے یا دو دادہ عاشق مین شیر ہے یا سینے رانون تک چڑھے ہین ساقہائے سیمین ضو دیتی ہین یہان ہر
قسم کی باتین تو ہو ہی رہی تھین اس روز حسب اتفاق حسب و نسب کا ذکر ہو رہا تھا ددا نے کل کیفیت شہزادے
کی کھڑے کھڑے سنی اور الٹے پاؤن پھر کر چلی گئی اور جا کر ملکہ کے چچا قریشی تاجدار کو بلا لائی کوٹھے پر سے سب
کیفیت دکھائی دیکھتے ہی اُسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ جا کر شہزادے کو قتل کرے ددا نے روکا کہ اے شہریار
یہ جوان بہت زبردست ہے موت اعظم ایسے پہلوان کو زیر کیا آپ اسکے مقابلے کے قابل نہین ہین
اسکی بھی سمجھ مین آگیا اور جا کر اپنے بھائی ارشی تاجدار سے کہا چلکر اپنی دختر نیک اختر کی صحبت
کی اسوقت سیر کیجیے وہ بھی ہمراہ اپنے بھائی کے آیا اور غیظ و غضب مین بھرا کہا بھائی سنئے مجھے
کیون یہ کیفیت دکھائی پہلے ہی کیون نہ قتل کیا خیر پھر اب مین جاتا ہون اور دونون کو اس امر قبیح کی
سزا دیتا ہون قریشی نے کہا ہرگز ایسا قصد نہ فرمائیے گا ورنہ بہت پچھتائیے گا کیونکہ ہم اور آپ دونون
اس سے جانبر نہین ہو سکتے جوان زبردست ہے اسے بہ مکائد قتل کیا چاہیے غرض دونون یہ صلاح
کرکے چلے آئے علی الصباح کیشتہ کو بلایا اور اُسکو تمام حال کہہ سنایا اسنے کہا کہ اے شہریار اگر اسے یون
قتل کیجیے گا احسان فراموشی ہے اسنے کہا اے کیشتہ تو بھی مین نے ددا کی زبانی سنا ہے کہ یہ بیٹا ہے حمزہ
کا اور عزروق شاہ کا حکم ہے کہ اگر عزیز یا بیٹا حمزہ مین سے کسی کی لاش بھی ملے تو میرے پاس بھیجدو یہ حیلہ
خوب ہے مجھے یہی ترکیب مرغوب ہے غرض بالاتفاق سب نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے عیار سے

ہر وقت ممکن وصل دلدار ہے اب ہم آپکو ترکیب بتائیں اس لکانہ کو خوب شراب پلائیے
اور آپ کمند کے ذریعہ سے وصل دلدار کا حظ اٹھائیں ملکہ یہ سنتے ہی باغ باغ ہوگئی مارے خوشی کے جامے
میں پھولے نہ سمائی غرض اپنی خوابگاہ میں آئی دیکھا کہ وہ ضعیفہ سیہ رو سر کے بال سفید جیسے شب برات کی
چاندنی بچھی ہوئی بیٹھی ہوئی میں پان کوٹ رہی ہے گویا آتشین باشنق میں ہاتھ بھر رہی ہے شہزادی نے آکر گلے میں بانہیں ڈالدین
اور کہا میری اچھی دوا آج تم ہمارے ہاتھ سے شراب پینا ہم آج سے روز شب کو شراب اپنے ہاتھ سے پلایا کرینگے
اسنے کہا اچھا تو بیٹی کیوں جاتی ہو چھوڑو تو سہی میرا کنا لگتا ہے اوہی لڑکی کتنی جھمکنے کی عادت ہے دو دو اسکے پاس بیٹھ
جھمکنے کی کیا ضرورت تھی الغرض شام ہوئی شہزادی نے جام و صراحی ہاتھ میں لیکر ساقی گری شروع کی اس
ترکیب سے دورہ کیا کہ اگر کسی کو دو جام دیے تو دوا کو چھ ساغر دیے تھوڑی دیر میں دوا کو تین تر لوک دکھائی
دینے لگے لگی واہی تباہی بکنے شہزادی نے کہا دوا تمکو نشہ زیادہ ہے تم لیٹ رہو غرض لیٹتے ہی بیہوش ہوگئی
گویا خواب مرگ میں سو گئی شہزادی نے گل بہار سے کہا کہ پھر کیا دیر ہے شعر آندم کہ دل بہ عشق دہی خوش دمے
بود * در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست * اسنے کہا کہ بسم اللہ کیجیے غرض کمند پھینک کر ملکہ کو بھی پر سے
دونوں اپنی محرموں کے آئی وہاں سے شہزادے کی طرف باغ میں اتری گل بہار اور نو بہار نے کہا آپ ٹھہریے
ہم اندر جاکے دیکھ آئیں کہ وہ کس شغل میں ہے الحاصل یہ دونوں پردہ اٹھا کر اندر آئیں دیکھا کہ سر نیوڑائے
ایک شخص بیٹھا ہے کہا ذرا آنکھ اونچی کیجیے ہماری ملکہ نے کہا ہے کہ آپ ہماری بلی کے برابر کیوں گھورا کیے تھے
ملکہ کا نام سنتے ہی شہزادے نے سر اٹھا کر دیکھا تو دو عورتوں کو دیکھا کہ ابھی کمسن ہیں ہنسی مذاق کے
دن ہیں کہا کہ ہماری طرف سے اتنا عرض کرو کہ خطا ہوئی معاف کیجیے یہ سنکر دونوں ہنسیں اور کہا آپ بیٹھے
بیٹھے باتیں نہ بنائیے ہماری ملکہ خود سزا دینے کو تشریف لائی ہیں باستماع اس خبر کے چہرے پر سرخی
آگئی اور شہزادہ قباد اٹھکر ہمراہ ان خواصوں کے چلا ہی تھا کہ سامنے سے ملکہ کو آتے دیکھا دوڑکر پروانہ وار
گرد اس شمع بزم رعنائی کے پھرے ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا شعر نیچی نظروں سے دیکھ بھال لیا * سر پہ آنچل
الٹ کے ڈال لیا * شہزادے نے ہاتھ پکڑ لیا ملکہ فرط حیا سے عرق عرق ہوئی غرض شہزادے نے لا کر مسند
پر بٹھایا بمدعائے دلی پایا ملکہ نے گلبہار کو اشارہ کیا کہ شراب پلاوہ اٹھی طاق پر سے شیشہ و جام بے
دغدغۂ انجام آثار لائی پہلے ساغر لبریز کر کے شہزادے کے روبرو پیشکش کیا شہزادے نے انکار کیا اور
فرمایا کہ میں شراب تمہارے ہاتھ سے نہ پیونگا جب تک تم مسلمان نہوگی ملکہ نے پوچھا کہ سچ بتاؤ تم
کون ہو کیا نام ہے شہزادے نے کہا نوشیروان کا نواسہ حمزہ صاحبقران کا بیٹا ملکہ چہرہ تکا کیے لطف سے
چون ملکہ یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور کلمہ پڑھکر مع خواصوں کے از سر صدق مسلمان ہوئی اسوقت گلبہار نے
ایک جام بھر کر ملکہ کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ آپ ہی اپنے ہاتھ سے انھیں شراب پلائیں ملکہ نے جام لیا شرما کے
ہاتھ طرف شہزادے کے بڑھایا اور دبی زبان سے کہا شعر بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید * کہ سالک بیخبر نبود
ز راہ و رسم منزلہا * شہزادے نے فرمایا شعر گر یار پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے * زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی
نہیں * اور جام وہ نیک فرجام پی گیا پھر اپنے ہاتھ سے ساغر بھر کر ملکہ کو دیا اسنے بھی بے عذر پی لیا دو چار جام
کی نوبت آئی تھی کہ ڈورے آنکھوں میں لال ہوئے وصل کے دلوں میں خیال ہوئے پردہ حجاب جو درمیان میں تھا
بصورت رقیب اٹھ گیا قباد نے دست اشتیاق کو گستاخ کیا گلے میں ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کو کھینچا اور چاہا کہ بوسہ

جوانی مین مین نے بھی ایسے بہت کھیل کھیلے ہین آج ضرور تیرے باپ سے کہونگی ملکہ تو رستے سے پھر گئی شہزادہ
بھی ٹھٹھکا گاڑی روانہ ہوئی شعر حسرت ہے اُس مسافر بیکس کے رونے پہ * جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے
شہزادے نے پکارکے کہا شعر اُڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا * مجھے رکاب مین اے شہسوار لیتا جا * غرض شہزادہ
جہانتک سیر کو جاتی تھی وہانتک بھی نہ گئی راہ سے بگھی کو پھروا دیا محل مین داخل ہوئی اُس لکاتہ نے اپنی حکمت
عملی سے ملکہ کا سوار ہونا بھی موقوف کرا دیا اب اور بھی ملکہ کی حالت ردی ہوئی ادھر شہزادے واپس ہوکر دربار مین آئے
لیکن دل نہ لگا بحیلہ اُٹھکر باغ مین چلے گئے دوسرے روز پھر بامید دیدار گھوڑے پر سوار ہوکر پہونچے بہت
عرصے تک انتظار کیا گاڑی نہ آئی جب تو طبیعت گھبرائی اور دل مین کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون یقینی بیماری
موت کا سامنا آگیا اُس بڑھیا نے کوئی فتنہ ایسا برپا کیا کہ آج وہ آرام جان حزین ناظورۂ زہرہ جبین سوار نہو سکی مجبور
واپس ہوکر دربار مین آئے اور ناسازی طبیعت کا بہانہ کرکے جانب باغ راہی ہوئے پھر تو وقتاً فوقتاً ناتوانی
زور کرنے لگی شعر بستر غم پہ گر پڑا وہ زار * درد کا گھر بنا دل بیمار * لمحہ بہ لمحہ کیفیت دگرگون ہوئی آخرالامر نوبت بجنون
ہوئی شعر گھٹنے طاقت لگی جو روز بروز * آتش ہجر ہوگئی دلسوز * ادھر ملکہ کی بھی یہی کیفیت ہوئی شعر نہ رہا دل مین
ضبط کا یارا * سر جہان پایا دھڑ سے دے مارا * آدمیون سے نفرت ہوئی عزلت گزینی اختیار کی کھانا پینا ترک کردیا
بستر ناتوانی پر گری اشعار عاشقانہ دل مین پڑھنے لگی جس باغ مین شہزادہ فروکش ہے اُسکی دیوار کے پاس ہی
باغ محل شاہی ہے اور ایک نہر بنی ہوئی ہے کہ نصف اس طرف ہے اور نصف پائین باغ مین ہے دیوار مین جالیان تھی
لگی ہین کہ ادھر کا پانی اُدھر اور اُدھر سے ادھر آتا ہے ایک دن ملکہ کا جی چاہا کہ اُس بحر حسن کی یاد مین دل ہر وقت
پانی پانی ہوا جاتا ہے چلکر نہر مین نہاؤن دل کو بہلاؤن کہانتک غم کھاؤن شعر غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین
بھرتی * کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی * غرض اُٹھکر خواصون سے کہا چلو آج نہر مین نہا لین سب کی
سب اُچھل پڑی ہو کہین اسدن کی تو امیدوار ہی تھین کہ ملکہ کی طبیعت بحال ہو تفریح کا خیال ہے غرض ملکہ
چند خواصون کے ساتھ نہر مین آکر نہانے لگی ادھر شاہزادے کا دل بھی اُس بحر حسن خوبی کی یاد مین بیتاب ہے نہر کے
کنارے بیٹھا ہوا یہ شعر یاد دلدار مین پڑھ رہا ہے شعر گمان ہوا مجھے پستان و ناف جانان کا * حباب اک بھنور کے
مقابل مین دو حباب آگئے * اور کبھی کہتا ہے شعر اُس یم حسن بغیر اشک بھی کرتے ہین کمی * تیر ہون لگی دل کی
بجھاؤن کیونکر * یکایک نظر شہزادے کی جالیون پر پڑی دیکھا کہ دیوار کے اُسطرف پریون کا ہجوم ہے گاتیان اندھی
نہر مین غوطے لگا رہی ہین چھینٹا اڑ رہی ہین اور ان پریون مین وہ بلقیس وش بھی ہے جسکے فراق مین اس سلیمان
حرمت کا یہ حال ہوا ہے جینا وبال ہوا ہے دیکھتے ہی رعب حسن سے دل سینہ مین پانی پانی ہوا پکارنے کی جرأت ہوئی نہ پاس
پہونچنے کی صورت نہوئی لیکن وہ آب رواں کی گرمی دیکھکر دل بیتاب ہوگیا دست ہوس کو بل بل کر رہگیا
المختصر وہ سب نہا کر اپنے اپنے مقام پر گئین یہ ادھر آکر بستر الم پر گرا ادھر شہزادی بھی تاب ضبط نہ لا سکی اپنی
دونون محرم راز خواصون کو بلایا ایک کا نام نوبہار دوسری کا گل بہار غرض تخلیے مین بلا کر انسے کہا کہ ہم تو
نشانہ خدنگ عشق ہوگئے ہین لیکن اس دوا کو خدا غارت کرے کہ جسنے میرے عیش کو تلخ کیا اب چاہیے تم بھی مجھے
برا کہو جسنے سوت الحظم کو گرفتار کیا ہے اُسی بحر پر طبیعت آئی ہے اُسی کی صورت بھائی ہے ان دونون نے جواب
دیا کہ ملکہ عالم کچھ آپ نے دنیا سے انوکھی تو بات کی نہین سلف سے ہوتا آیا ہے بہت سی شہزادیون نے ایسا کیا ہے مگر
کو خیال کیجیے کہ کتنے بڑے بادشاہ کی بیٹی ہین اور بہت سی گذر گئین آپکو یہ خبر ہا ہے کہ وہ شخص آپکے پس دیوار ہے

سات پانچ نہین جانتا ہی اگر تجھسے اتنی الفت ہو گئی تو بہت گھبراتا ہوگا کیا کرون کوئی تدبیرین نہین پڑتی
سخت حیرت مین مبتلا ہون جب دل گھبراتا ہوگا بولتا ہے سمجھاتا ہوگا کسی سے کہنے کی بات نہین ہی دل ہی دل
مین پیچ کر رہیگا ایسا نہو نصیب دشمنان بخار ہو آسے اور نزاکت کے سبب سے وہ تاب نہ لاسکے تو مدعیون کے
اور بھی لینے کے دینے پڑجاینگے اگر طبیعت بحال رہی تو یقین ہی کل پھر اسی وقت دیکھنے آئیگا اور اگر خدا نہ کرے
شیطان کے کان بہرے اسکے دشمن نہ آئے تو ضرور کوئی پیچ پڑا خدا اس دوا کو غارت کرے جسنے اسے برا بھلا
ما شاید ان باتون سے دوا کی ناراض ہو گیا تو پھر کل نہ آئیگا غرض ایسی ہی بہکی بہکی باتین دل سے کر رہی
تھی کہ اتنے مین کھانے کا وقت آیا ایک خواص نے آکر عرض کی سرکار کی عمر دراز ہو دسترخوان بچھا ہی خاصہ چن دیا گیا ہی
سب تیار ہی بڑی حضور کو آپ ہی کا انتظار ہی ناچار ماں کے خوف سے اٹھی دسترخوان پر جا بیٹھی مگر عذر کیا کہ
مرا جی اماں کی مرضی ہی تو مین کھانا کھاتی ہون لیکن آج کچھ پیٹ مین گرانی ہی نبض بھی درست نہین پاتی
ہون سر مین درد کمال ہی طبیعت پر اضمحلال ہی اسکی ماں نے کہا نا صاحب مین نہین کہتی کیا مین تمھاری دشمن
ہون اسوقت خاصہ بھی تم نوش کرو صبح کو طبیعت صاف ہو جائیگی اور مین ابھی حکیم صاحب کو بلاتی ہون اسنے کہا جی
نہین یا جی اماں حکیم صاحب کی کوئی ضرورت نہین ہی فقط اسوقت خلاف عادت تھوڑا سا میوہ جو کھالیا تو وہی
ابھی تک ہضم نہین ہوا کچھ کھٹی ڈکارین بھی آتی ہین جو جو بڑھیان منہ زور زبان بیٹھی تھین سب کی سب بولین او ہی
دور پار دشمنون کو کھٹی ڈکارین آئین لڑکی کیا کیا فال بد زبان سے نکالتی ہی نام خدا جون جون بڑھتی جاتی ہین نئی نئی
باتین سیکھتی جاتی ہین مین اپنی ابری دیکھون اب تو نیا برسوان سال شروع ہوا ابھی تک وہی بچپنے کی باتین ہین یہ نہین سمجھتی
ہین ہم کیا زبان سے کہتے ہین اچھی بری بات ہائے نا آہنگ تمیز نہین سمجھتی وہ کون سا دن ہوگا کہ انھین عقل
آئیگی غرض وہ سب بکتی ہی رہین یہ اٹھکر اپنی خوابگاہ مین آئی پھر وہی خیالات دل مین جان گزین ہوے ادھر
شاہزادے کا بھی یہ عالم ہی کہ کھانا پینا بجز غم و اشک حسرت و الم کے کچھ نہین اور ملکہ سے بھی ایک درجہ بڑھکے
خیالات دل مین سمائے غرض اسی صورت سے دونون نے شب بسر کی رو رو کر سحر کی جلدی سے شہزادے
نے اٹھکر وظیفہ سحری سے فراغت کی لباس بکاہت زیب جسم کیا گھوڑے پر سوار ہو کر سر راہ آکر انتظار کرنے لگا کہ وہی
پھر اسی صورت سے نمودار ہوئی شہزادے نے موافق روز اول کے گھوڑا ڈالا پھر اس سیہ روز تیرہ درون شب فرقت کی
شریک نے غل مچانا شہزادے کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا ملکہ نے کہا میری دوا مین تیرے صدقے مین تیرے قربان آنے بھی
دے تجھ مین کیا رکھا ہی جو تو پیچھا پڑیگا آدمی کو آدمی بلاتا ہی یہ کہکر شہزادے کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ چلے آؤ شہزادے نے
گھوڑے کو مہمیز کرکے بالکل پاس سے ملا دیا اب بخوبی تمام عاشق نے معشوق کو اور معشوق نے عاشق کو دیکھا یہ حالت دیکھکر
پھر دوا چیخنے لگی کہا ہے او ناشدنی تو کیا کسی اور شہر کا رہنے والا ہی جو یہان کے آئین سے نہین واقف ہی یہان کا طریقہ یہی
ہی جب سوار ہوتے ہین تو کوس کوس بھر گرد و نواح مین کوئی مرد نہین چلتا چل اپنا رستہ لے نہین تو اسکی سزا
پاؤگی شہزادے نے کہا او لکاتہ آپ ہی تو بلاتی ہی اور پھر آپ ہی ڈراتی ہی دوا نے کہا لو اور غضب دیکھو ارے
کچھ بڑھیا پر تہمت سینا ناس جائے تیرا جو مین نے بلایا بھی ہو ہی ہی بی بی میرے تو ہوش جاتے رہے اور
اس ٹانگ برابر چھوکرے کو دیکھو ارے اس فتنے کو دیکھو مجھے کیا چندراتا ہی کہ تمھین نے بلایا ہی ملکہ نے کہا
لو ہو گا چپ رہو بلایا یا نہین بلایا آدمی کے پاس آدمی آتا ہی حیوان کے پاس نہین جاتا ہی اس
پر دیا زادے نے ملکہ کو بہت سخت کہا اور پیچنے لگی کہ آج ہی تیرے باپ سے کہدونگی تو تجھ بوڑھی دھندو کو دیدیگی

اپنے نام نامی سے ہمین اطلاع دے کہ ہم ابھی تک تیرے رتبے سے نہین آگاہ ہین شہزادے نے کہا سوداگر
بچہ ہون شہاب نوجوان میرا نام ہی ارشی وقرشی شہزادے کو بہت خاطر اور مدارات کے ساتھ شہر مین
لائے اور اپنی مجلسرا کے پاس باغ مین رکھا چند آدمی واسطے خدمت کے مقرر کیے شہزادے نے کہا کہ شہر
ہی پانون ٹکانے کا ٹھکانا تو ہوا اب یہ قاعدہ ہی کہ شبکو شہزادے باغ مین آرام کرتے ہین صبح کو گھوڑے پر سوار
ہوکر سیر کو تشریف لیجاتے ہین وہان سے واپس ہوکر دربار مین شہزادہ قباد رونق افزا ہوتے ہین

اب دو ورقے داستان عاشق ہونا شہزادہ قباد والا نژاد کا ملکہ ماہ سیما قمر عذار دختر ارشی تاجدار پر بیان کیے جاتے ہین

غزل ای برزہ گوی حسن تو خوبان روزگار	قدرت برانشنی چو سہی سرو جویبار	الحق وجود و نقش و نشان دہان تو
موہوم نقطہ الیست نہ پنہان نہ آشکار	دادیم دل بدست خط و زلف و خال تو	زد دست ہر سہ تا چہ کشد این دل فگار
عشق تو چو در سراچہ دل خانہ گیر شد	زین در اگر بدر شوم آیم باضطرار	گر سر ویش بند تو سر میکشد مرنج
عقل طویل را نہ بود ہیچ اعتبار	منصوبہ ہوای تو حافظ کنون چہ باک	در ششدر غمت دلش افتاد چہروار

تحریر پرستان خمخانہ محبت وساقیان میکدہ مودت شیشہ ہائے شراب بیان کو صفحۂ زرین میخانہ پر یون چنتے ہین کہ ایک
روز حسب دستور شہزادہ قباد نیک نہاد اسپ باد رفتار پر بہ لشکر سیر سوار ہوا اسپ سریع السیر جہان جہان جولان
ہوکہ سامنے سے ایک بگھی نمودار ہوئی جب قریب شہزادے کے پہونچی تو دیکھا کہ عجب گاڑی ہی باوجودیکہ
مہر و ماہ کے کبھی چشم فلک سے نہ گذری ہوگی اگر اسکی تعریف لکھی جائے تو ایک دفتر نیا ترتیب پائے اسوجہ
سے اسکا جواب عنقا تصور کیا نشستون کی جگہ پر الماس کے آئینے تراشے ہوئے نصب تھے اُن
آئینون پر نظر جو پڑی تو دیکھا کہ ایک آئینہ رو عنبرین مو گلبدن تنگ پیکر گلبو گلعذار غنچہ دہن سیب ذقن
نار پستان نازک میان چشم فتان جلوہ گر ہی اور پہلو مین ایک ضعیفہ کوزہ پشت خمیدہ کمر ہی اُس نازنین
مہ جبین نے شہزادے کو اور شہزادے نے اُسکو دیکھا شعر جب نظر سے نظر دوچار ہوئی * ایک برچھی جگر کے
پار ہوئی * لیکن یہ بیکس وہ بے بس شہزادہ مبتلائے غم ہوا قلب کا عجب عالم ہوا شعر دلیہ کرنے لگا طپیدن
تا نزع * رنگ چہرے سے کر گیا پرواز * پھر تو طرفین سے شعر ہوگئے تیز خنجر آہون کے * تیر چلنے لگے نگاہون
کے * پیچھے شہزادے نے گھوڑا اڑا دیا گاڑی کے اندر سے کوزہ پشت دلالہ شیطان کی خالہ عجوزہ فریاد
کرتی پکارتی کہ اے شخص کدھر آتا ہی یہ سواری کسی بازاری کی نہین ہی ہماری شہزادی اس شہر کی شہزادی
اس مین سوار ہی تجھے اپنی جان کا بھی خوف نہین ہی چل اپنا رستہ لے نہین تو اس بے ادبی کی سزا واقعی
پائیگا چھٹی کا دودھ زبان پر ذائقہ دیجائیگا ملکہ نے کہا ای دادا کیون منع کرتی ہو اُسنے ملکہ کو بھی گھڑک
دیا شہزادے کو کچھ شرم ایسی مانع ہوئی کہ گھوڑے کی باگ روک لی گاڑی چشم زدن مین نظر سے غائب ہوئی
آخر شہزادہ دربار مین آیا لیکن گھبرایا ہوا تھوڑی دیر کے بعد اُٹھکے اپنی فرودگاہ مین آکر تصور ملکہ سے باتین کرنے
لگا ادھر یہ مجبور ہی اُدھر شہزادی مجبور ہی دلکو مسوس رہی ہی دادا کو کوس رہی ہی کہ اس کمبخت نے کیا کیا
کلمات نادرست اُس شکیل الیکہ حسن وخوبی کی شان مین زبان لغویت توامان سے نکالے وہ اپنے دل مین
مجھکو بُرا کہتا ہوگا کہ اُسنے منع نہ کیا مگر شاید اُسے بھی مجھسے الفت پیدا ہوگئی ہی طبیعت اُسکی بھی شیدا
ہوگئی ہی جب تو بھی کے ساتھ آتا تھا برا تو نہ کہتا ہوگا کبھی کہتی ہی کہ ای ماہ سیما صورت تو بھولی بھولی ہی

حضرت آدم صفی اللہ کا ہو گیا ہون یا خواب و خیال ہے غرض جس درخت مین پھانسی باندھی تھی اسکے تنے کو
کونے مین لیکر زور جو کیا تو جڑ سے اکھڑ آیا شہزادہ مارے خوشی کے جامے مین پھولا نہ سمایا پھر اسی باغ مین آیا
اور نقابدار پلنگینہ پوش کو للکارا کہ اے نقابدار تو نے مجھے کیا کہا تھا اُسنے جواب دیا کہ شاہا یہ تیری فقط دانشمندی ہے
اور تجربہ اپنے غیرت ہے کہ وہ دوبارہ سامنے آیا خیر لا کیا حربہ رکھتا ہے شہزادے نے کہا کہ ہمارا استاد و پیشوا کشتی نہین
توہی حربہ کر نقابدار نے باکراہ تمام شہزادے کی زنجیر کمر کو تھام کر زور کیا کہ سر سے بلند کرے یون شہزادے نے
لنگر مارا جنبش بھی نہ لی جب نقابدار عرق مین غرق ہو گیا تو شہزادے نے اسکے کمربند کو پکڑ کر نعرہ کیا شاہ
شیر دلاور شیر عالم نظر کردہ حضرت آدم ہون اور یہ کہہ کر سر سے بلند کیا پھر بہ آہستگی زمین پر رکھ دیا اور کہا اے
نقابدار بار دگر کسی بہادر سے ایسی گفتگو نہ کرنا اور تمام کیفیت اپنے نظر کردہ ہونے کی بیان کی نقابدار
پلنگینہ پوش نے کہا کہ ہان اب البتہ تم رستم سے مقابلے کے لائق ہوئے بہادرون مین فائق ہوئے
بسم اللہ کر دو جاؤ شہزادہ باغ سے نکل کر روبراہ ہوا تھوڑی دور پہونچ کر دیکھا کہ ایک میدان مین دو لشکر صف آرا
ہین ایک طرف لاکھ سوار و پیادے ہین اور دوسری طرف نولاکھ کی جمعیت ہے جس طرف فوج کم ہے اُدھر کا سپہ
سالار لعینہ فرنگی نام زخمی ہو چکا ہے اور مالک اس فوج کا ارشی تاجدار و قرشی تاجدار بیٹے ہین ہرزوق
شاہ کے انکا شہر قرشیہ چھیننے کے ارادے سے شاہ صفاترک نے نولاکھ کا لشکر بھیجا ہے چنانچہ موت اعظم
نامی پہلوان دیوپیکر صفاترک کے لشکر سے نکلکر میدان مین آیا ہے اور نہیب دے رہا ہے کہ جسکو آرزوے
مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے قرشی کی طرف سے ابھی تک کوئی پہلوان نہین نکلا موت اعظم لاف و گزاف
کا دم بھر رہا ہے اور بڑھتا ہی چلا آتا ہے شہزادے کو قرشی کے حال پر رحم آیا اور میدان مین آکر موت اعظم
کو للکارا کہ اے پہلوان یہ شرط دلاوری نہین ہے جو مغلوب ہوا اُسپر اسقدر یورش محض نامردی ہے موت اعظم
نے کہا او گیدی کیا بکتا ہے اگر تجھے کچھ جرأت ہے تو سامنے آ شہزادے نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہے موت اعظم نے
نیزہ مارا شہزادے نے بند گاشہ کے ڈانڈی پر ڈانڈ ماری کہ نیزہ اُس کا ہوائی ہو گیا جھنجھلا کر موت اعظم نے
تلوار ماری شہزادے نے بدن چرا کر پشت شمشیر سے ہتھکڑی کا ہاتھ جو سیدھا کیا تو کلائی موت کی بیکار ہو گئی
تلوار دور گری جب تو وہ گھوڑے پر سے کودا شہزادہ بھی ساتھ ہی زمین پر تشریف لایا جونہی شہزادہ سنبھلے
دشمن نے فوراً اپنے تین اُکھیڑین لگائین لیکن شہزادے نے جنبش بھی نہ کی جب وہ ہانپنے لگا مارے
غصے کے کانپنے لگا شہزادے نے پھر کر اُسکا سر بغل مین لیا اور ایک ہاتھ سے اُسکا پنجہ پھیرا ادھر تو ہاتھ
کے ڈھیلے ہوئے ادھر شہزادے نے ٹانگ پر بھر کر مارا کہ چارون شانے چت زمین پر آیا شہزادے نے
ٹھوکر ماری اور فرمایا اے پہلوان سنبھل وہ مانند مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اور پھر جھپٹنے لگا شہزادے
لنگوٹ مین آگے ہی سے ہاتھ ڈال کر نال کی صورت سر سے بلند کر لیا اسکی فوج نے جو یہ کیفیت دیکھی دھاوا
کیا قرشی نے جب یہ کیفیت مشاہدہ کی اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان جاؤ اور اس جوان کو بچاؤ غرض تلوار
چلی شہزادے نے موت اعظم کو تو باندھ کر عیاران لشکر قرشی کے حوالے کیا اور آپ تلوار کھینچ کر لشکر
غنیم مین در آیا گویا بکریون مین شیر نر آیا چند ساعت مین ہزارون کو کاٹ کے ڈال دیا بقیۃ السیف
تاب مقاومت نہ لا سکے بھاگے کہ جا کر شاہ صفاترک کو خبر کرین یہان ارشی و قرشی قباد کے گرد
پھرے نقارے فتح کے بجاتے ہوئے اپنی فرودگاہ کی جانب آئے شہزادے سے پوچھا کہ اے سرو چمن غیبی

ہین اسکے خوف سے بھاگ کر اس صحرا مین آیا اور اب پیشہ قزاقی کا کرتا ہون یہ سب میرے زیر کردہ اور فرمانبردار
ہین یہ کہکر سامان دعوت مہیا کیا اور ایک گھوڑا شہزادے کو دیا کئی روز کے بعد شہزادے کو خیال آیا کہ اے قباد تو نے
ذراسی بات پر سلطنت کو ترک کیا اب یہان کیا سمجھ کے پڑا ہے ایک دن فیروزۂ زہر خوار سے رخصت کا سوال کیا اسنے کہا
مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون یہ چپ ہو رہے رات کو جب سب غافل ہوگئے اور یقین ہوا کہ سوگئے
شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر چل کھڑا ہوا پھرا پھرا ایک جنگل مین گذر ہوا کہ تین روز تک کچھ قسم غذا سے نہ
ممکن ہوا بھوکھ کی شدت سے عجب کیفیت ہوئی دور سے ایک محل عالیشان نظر آیا قریب پہونچے دروازے
پر دستک دی صدا آئی برنخاست جب تو بسم اللہ کہکر اندر قدم رکھا دیکھا کہ مکان نہایت پاکیزہ بنا ہے
صحن مین ایک چمن ہے بارہ دری شیشہ آلات سے سجی ہے قسم طعام وغیرہ اور دیگر اشیاے راحت مہیا ہین
شہزادے نے بھوکھ کی شدت مین آغاز و انجام پر نظر نہ کرکے خوب سیر ہوکر کھانا تناول کیا اور پلنگ پر
استراحت فرمائی بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار پلنگینہ پوش نمودار ہوا شہزادے نے اٹھکر سلام کیا
اسنے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہے شہزادے نے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر نقابدار نے کہا او بے ادب اسی منہ
پر رستم سے جری کا سامنا کریگا ابھی تجھے اسکی سزا دیتا ہون کہ بار دیگر ایسا خیال لغو تو اپنے دل مین نہ لاوے یہ سنکر شہزادے
کو بھی غصہ آیا اور کہا کہ اچھا پھر دیر کیا ہے بسم اللہ جو کچھ دل مین ہے پوری کرلے مین تو عذر خواہ ہون کہ بعوض
کھانا کھانے کے جو چاہے سزا دے لیکن اگر تو رستم کا طرفدار ہے تو آ یہ کہکر شہزادے نے میدان
لیا نقابدار نے بھی بھالا سنبھالا لگاوزنی شروع ہوئی بعد بہت عرصے کے ایک مقام پر موقع پاکر
نقابدار نے بند کو گانٹھ کے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری کہ نیزہ شہزادے کے ہاتھ سے چھوٹا بلکہ خود بھی جھونک مین
گھوڑے پر نہ سنبھل سکے رکابون سے پیر باہر ہوگئے لڑکھڑا کے اپنے تئین روکا گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے
زمین پر تشریف لائے اٹھنے نہ پائے تھے کہ نقابدار نے فوراً سینے پر نیزہ رکھ دیا اور کہا ہے شرط مار ڈالون لیکن
کیا مارون مین بھی مسلمان ہون مگر اب کبھی کشندۂ قوبل ہندی و کیتیان فرنگی کے مقابلے کا خیال دل مین نہ
لانا دیکھ تو اسنے کیا نام پیدا کیا اور کتنے شہر فتح کیے اب فوج جرار مہیا کرکے فرزوق سے لڑنے کو گیا ہے
خبردار کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر نقابدار تو چلا گیا شہزادہ قباد جھاڑ پوچھکے اٹھ کھڑے ہوئے
آنکھون مین آنسو بھرکر دل مین خیال کیا کہ اے قباد تف ہے تمھاری زندگی پر نقابدار نے بہت سچ کہا ہے سوا جان
دینے کے کوئی چارہ نہین دنیا مین کوئی مجھ سا بیچارہ نہین یہ سوچ کر راہ صحرا کی لی ایک سیب کا درخت ملا
اسمین پھانسی لٹکائی اور اپنے گلے مین پہنکر لٹک گئے طائر روح پرفتوح قفس عنصری مین شکل بسمل پھڑکنے
لگا قریب تھا کہ شہزادہ جان بحق تسلیم ہو جاے یکایک داہنی طرف سے ایک سوار نقابدار نمودار ہوا اور آتے
ہی تلوار سے پھانسی کو کاٹ دیا اور کہا اے شخص تو کیون حرام موت مرتا ہے شہزادے نے آنکھ کھولکر دیکھا تو
ایک نقابدار کو اپنے اوپر بہت مہربان پایا کیفیت اول سے آخر تک بیان کی نقابدار نے شہزادے کی کمر سے
پھندا کھولا اور اپنے ہاتھ سے پھر کمر باندھی اپنا نظر کردہ کرکے کہا کہ جا اب تیری پیٹھ کسی سے آشناے زمین
نہ ہوگی جب تو شہزادے نے رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ اے برگزیدۂ بارگاہ باری اپنا
نام نامی و اسم گرامی مجھے تعلیم کر سوار نے جواب دیا کہ میرا نام آدم صفی اللہ ہے شہزادے نے چاہا کہ کچھ اور پوچھون
پلک جھپکی سوار نظر سے غائب ہوگیا شہزادے نے دل مین کہا کہ امتحان تو کرون کہ آیا واقعی مین نظر کردہ

حال کی روانہ کی ہے مرزوق نے جواب مین کہلا بھیجا ہی کہ بہت جلد مالا گرد کو لیکر میری خدمت مین حاضر ہوا آلا گرد
رات ہی کو بھائی کی قید لیکر بھاگا آپ تو راستہ مین ٹھہرا مالا گرد کو مرزوق کے پاس بھیجدیا یہ خبر علمشاہ کو
ہوئی رستم نے کہا کہ اسوقت بفضل ایزدی میرے پاس سات لاکھ جوان ہین کیسا مالا گرد و مرزوق سے
چلکر لڑونگا یہ کہکر فوراً کوچ کیا راہ مین جمشید بازرگان ملا اسنے نگار کو خدمت علمشاہ مین پیش کیا
علمشاہ نے پوچھا اے نازنین تو کون ہے اور کہان کی رہنے والی ہے نگار نے اپنی کیفیت راست راست
عرض کی کہ مین دیوانہ بن قندس کے ناموس سے ہون علمشاہ نے اسے سمینہ کی خدمت مین رکھا
اور کہا کہ تم ملکہ کے پاس رہو یہ کہکر آپ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادہ قباد نیک نہاد کے بیان کیے جاتے ہین

کاتبان شیرین زبان و راویان راست بیان اس داستان راستی نشان کو قلم جواہر رقم سے صدف
قرطاس مین یون دُر افشانی کرتے ہین کہ انکی کشتی بہتے بہتے بعد چند روز کے کنارے دریا کے پہونچی
کشتی سے اُتر کر پیدل چلے کئی دن کے بھوکے تھے غش کی نوبت تھی یہان گرے وہان گرے یہ حالت
تھی کہ صحرا مین ایک چار دیواری دیکھی لیکن اُسکا دروازہ کہین پر نہ تھا مگر دیوارین نیچی تھین دیوار کو پھاندکر اندر
آئے دیکھا کہ ایک لیت ہے اُس مین بہت سے گھوڑے بندھنے کے نشان ہین میخین گڑی ہین تھان بنے
ہین مگر گھوڑا کوئی نہین ایک جانب کو دروازہ لگا ہی اندر اسکے باغ پر فضا ہے اور در باغ صورت چشم انتظار
وا ہے شہزادے نے پہلے دروازے پر جاکر کئی آوازین دین جب کچھ جواب اندر سے نہ آیا تو قدم اندر رکھا دیکھا
گلزار پر بہار ہے ایک بارہ دری نفیس بنی ہوئی ہے مسند لگی ہے خوان خاصے کا سر بمہر رکھا ہے کوری صراحیون
مین آب سرد بھرا ہے شہزادے نے سجدۂ شکر بدرگاہ رازق حقیقی کیا اور خوان کی مہر توڑ کر کھانا نوش جان کیا
پانی پیا بیسن سے ہاتھ دھوئے گلوری کھائی عطردان سے عطر نکالکر اپنے جسم مین ملا دوپٹا تان کر مسہری پر
آرام کیا سہ پہر کو آنکھ کھلی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی شہزادے نے اُٹھکر منھ دھویا کہ اتنے مین
ایک شخص قوی ہیکل کو آتے دیکھا قباد نے سلام کیا اُسنے کہا او بے ادب تو کون ہے شہزادے نے
جواب دیا کہ بھائی شریف ہون آج تیسرے فاقے کھانا کھایا اسکی جو فراج مین آئے سزا دو اُسنے کہا اچھا
باہر چل شہزادہ قباد باہر تشریف لائے دیکھا کہ بہت سے آدمی دیو پیکر بیٹھے ہین کہ اس شخص نے کہا لا کیا
حربہ رکھتا ہے تیرے دل مین کبھی کوئی آرزو نہ رہجائے کہ مین بے بسی اور بیکسی مین مارا گیا شہزادے نے
فرمایا کہ بھائی میرے پاس یہان کیا ہے جو حربہ مجھسے طلب کرتے ہو اسنے شہزادے کو نیزہ دیا غرض لگا ورزنی
ہونے لگی تھوڑی دیر مین شہزادے نے اسکا نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھلا کر تلوار ماری شہزادہ قباد نیک نہاد نے
تلوار بھی اسکے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا پھر بآسانی تمام زمین پر رکھدیا اُسنے پوچھا آپ
کون ہین اب نام نامی و اسم گرامی ضرور ارشاد فرمائیے شہزادے نے تمام حقیقت اپنی بیان کی وہ کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوا اور جو لوگ کہ وہان موجود تھے وہ سب بھی مسلمان ہوئے اب اُسنے اپنی کیفیت بیان کی کہ میرا نام فیروزہ زر
سوار ہے جس طرح آلا گرد و مالا گرد دو کپتان اقلیم فرنگ مین پہلوانان نامی ہین اسی طرح ایک مین بھی ہون چنانچہ
مجھ سمیت چار تھے ایکدن میری نظر ملکہ ماہ گوہر تند پر پڑی اور طبیعت بھی اُسپر آگئی مین نے اپنے رفیقون مین
یہ ذکر کیا کہ مین اُسے چاہتا ہون لیکن اُسے میرے نام سے نفرت ہے یہ خبر مرزوق کو ہوئی وہ نہایت برہم ہوا

امیر سے آبادی تک لشکر کے نعرے بلند کیے امیر نے فرمایا کہ غالباً یہ ہمارے نگہبان کی بیٹی پر عاشق ہوا ایسا نہ ہو
کہ اپنے تئیں دریا میں گرا دے اسے قید کرو غرض وہ قید ہوا بعد چند روز کے سب جہاز کنارے دربند کامیاب
کے پہونچے امیر نے لوگوں سے دریافت کیا کہ شہر یہاں سے کتنی دور ہے معلوم ہوا کہ دس کوس ہے امیر کو اشتیاق ہوا
کہ کیونکر ملکہ رابعہ اطلس پوش کو دیکھوں لوگوں سے ممانعت کی ہرگز ہرگز کوئی مہر نگار تک یہ خبر نہ پہونچاوے
کہ یہی دربند کامیاب ہے اور دل میں خیال کیا کہ کیونکر رابعہ تک پہونچوں اگر مہر نگار سنیگی اپنی جان دیدیگی کہ ہمارے لڑکے
کی خبر نہیں لیتے اور رابعہ کے یہاں چلے گئے غرض رات کو عمرو چھپکر رابعہ کے پاس پہونچا رابعہ نے بہت شکایت
کی عمرو نے جوابات صالح و صائب دے کر تمام کیفیت قباد اور علمشاہ کی بیان کی اور کہا کہ امیر اس وجہ سے
نہیں آسکتے ہیں غرض رابعہ نے عمرو کو کچھ دیا جب تو عمرو نے ایک فطرت رابعہ کو تسلیم کی کہ اس صورت
سے امیر مل سکتے ہیں یہ کہکر چلدیا صبح کو ملکہ رابعہ بانو مع تمام انیسوں جلیسوں اور بارہ ہزار سوار کے سیاہ پوش
ہو کر مہر نگار کے خیمے کے دروازے پر آکر موجود ہوئی مہر نگار نے جو سنا سخت گھبرائی فتنہ سے کہا کہ دیکھ
تو یہ کیوں آئی ہیں فتنہ نے آکر دیکھا سب کو سیاہ پوش پایا جا کر ملکہ سے کہا اب آپ کو چاہیے کہ استقبال
کرکے لائیے اور حال پوچھیے آنے کی حقیقت دریافت کیجیے سیاہ پوشی کی علت پوچھیے مہر نگار نے کہا تو
جان جیسا مناسب ہو وہ کیا کر یہ سنتے ہی فتنہ مع چند انیسان ملکہ کے آئی اور استقبال کر کے مجرا کرتی ہوئی
سامنے ملکہ کے لے گئی رابعہ نے ملکہ کو مجرا کیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائی ملکہ نے کہا بہن بی بی تم کیوں
مغموم ہو رابعہ نے جواب دیا کہ حضور جسکا شہزادہ گم ہو جاوے وہ ملول نہ ہو تو کیا شاد ہو اس رستم
منڈی کاٹے جوانا مرگ کو گھڑی گور میں گاڑوں اسکی صورت کو مردے شو لیجائیں اسکی وہ ہاتھ کاٹے جائیں
جو اس نے اپنے ولی نعمت پر اٹھائے یہ نہ سمجھا کہ کہاں آقا اور کہاں غلام مہر نگار نے جو یہ گفتگو سنی سمجھی
کہ اسکے دل میں بھی قباد کی الفت ہے اور بہت زیادہ ہے جب تو یہ اس طرح اپنے فرزند کو کوستی ہے
گھبرا کے مہر نگار نے کہا بی بی میرے سامنے تو نہ کوسو میرے نزدیک دونوں برابر ہیں دونوں بھائی بھائی
ہیں رستم محض بے قصور ہے خطا قباد کی ہے خیر جو ہوا سو ہوا اب کو سوگ نہیں یہ کہکر گلے سے رابعہ کو
لگا لیا اور بہت لطف کے ساتھ پیش آئی سامان شاہانہ اسکے واسطے بھی مہیا کروا دیا رابعہ نے کہا
حضور اسکی کیا ضرورت تھی جہاں اور کنیزیں سرکار کی ہیں وہاں ایک میں بھی ہوں ادھر عمرو پردے
کے پاس کھڑے سب کیفیت دیکھ رہے ہیں اور امیر سے لمحہ بہ لمحہ جاکر بیان کرتے ہیں جب دونوں میں
میل ہو گیا عمرو نے امیر کو جا کر مبارکباد دی امیر نے پانچ ہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا تیری ذات
سے دونوں گھر بنے رہے ورنہ غضب ہی ہوا تھا مگر جب قباد آملیگا اسوقت ایک خلعت مع پانچ ہزار
روپیے کے اور بھی دونگا ابھی امیر یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک سوداگر آیا کچھ چیزیں عجیب و غریب
پیش کیں اور سعد و علمشاہ کا کل حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ بہمن سیاہ تن گذر گیا اور اب
سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر فرزوق سے لڑنے کو گئے ہیں امیر نے یہ سنکر سوداگر کو بہت کچھ دیا اور بڑی
خوشی کی آصف الیاس جو اپنی بہن کے ہمراہ آئے تھے انھیں انکے مقام پر بھیجدیا کہ دربند کامیاب
کو پہلے سے بھی زیادہ آباد کرو اور خود جہازوں کے لنگر اٹھوا کر روانہ ہوئے اب ادھر کا حال سنیئے
کہ آلالا گر دارالسلطنت کو طبل جنگ بجوا چکا ہے اور ایک عرضی بھی فرزوق کو آلالا گر دستے

ڈال دیا اپنی بیٹی کو بہت سخت و سست کہکر چلا گیا اُدھر تو سرخاب گیا اِدھر نلنرک نے بقیہ بیہوشی کی جو پڑیا
ہو اسکے باپ نے شراب میں ملائی تھی اُٹھا کر اپنے دوپٹہ کے آنچل میں باندھ لی اور خیال کیا کہ جہان میرے یار جانی
کی جان گئی ہے میں بھی جا کر ہلاک کرون یہ تصور کر کے مشوش باکو بھی نہ خبر کی چپکے سے چھپکر نکل گئی کنارے دریا کے
ایک کشتی کو اسطے سیر دریا کے ہر وقت بندھی رہتی تھی اُسی پر سوار ہوئی اور لنگر اُٹھا دیے اب یہ تو بہتی ہوئی دریا میں
چلی اُدھر کا حال سنیے کہ دیوانے کا صندوق بہتا ہوا ایک صحرا میں کنارے دریا کے ٹھہرا اس جنگل میں گیارہ زنگی رہتے تھے
بارہوان اہرمن ان سب کا سردار بسبب دزدی و شراب خوار رہتے تھے سب نے اس صندوق کو نکالکر کھولا دیوانے کو
دیکھا سب کے سب بغلیں بجانے لگے خوشی منانے لگے اور کہا کہ آج لات و منات نے ایک لقمہ تر و تازہ بھیجا ہے
اب ہم اسکے کباب کھاینگے دیوانے کی آنکھ جو کھلی ڈر گیا جیسے جی ڈر گیا لگا دعائیں مانگنے کہ اتنے میں نلنرک کی
کشتی نمودار ہوئی دیکھتے ہی پکارا اے نلنرک کیا اہرمن نے دوڑ کر نلنرک کو کشتی پر سے اتار لیا فوراً نیت میں فتور
آیا چاہا کہ ہم بستری کرے اور جو گیارہ حبشی تھے آپس میں وہ سب بھی ایسے ہی مشورے کرنے لگے اہرمن نے
کہا ہم سب بمنزلہ بارہ برج کے ہیں لہذا اس مہ سیما کو باری باری آغوش تمنا میں لو پہلے میری باری ہے یہ کہکر
چاہا کہ دست ہوس دراز کرے نلنرک نے کہا اے شخص تو بالکل جانور ہے آداب ہمکناری سے محض بیخبر ہے آر
اول بنوشی بعدہٗ ہم آغوشی یہ سنکر اہرمن نے کہا کہ اچھا شراب پی لے اسنے جام و صراحی ہاتھ میں لی اور وہی
زہر بیہوشی کی جو آنچل میں بندھی تھی کھولکر سب کی نظر سے پوشیدہ کر کے صراحی میں ڈال دی اور جام میں
شراب انڈیلی پہلے اہرمن کو پلائی پھر اور گیارہ جو تھے اُن سبکو بھی دی سب نے زہر مار کی پیتے ہی سب
بیہوش ہو گئے اسنے بقضاء اجل مردہ ہو گئے دیوانے کو زنگیوں نے درخت سے باندھا تھا نلنرک نے اُسے کھولا
اور اشارہ کیا کہ ان سب کے سر کاٹ لے اُسنے ایسا ہی کیا جب یہ سب جہنم واصل ہو گئے دیوانہ مع نلنرک
کے کشتی پر سوار ہوا کشتی بہتی ہوئی چلی جب وسط دریا میں پہونچی طوفان عظیم نمایاں ہوا کشتی قریب ایک پہاڑ
کے پہونچی تھی کہ وہ طوفان تمام دریا پر محیط ہو گیا دیوانہ پہاڑ پر کودا اور نلنرک کو بھی آواز دی کہا ہے نلنرک تو بھی کود
جب تک وہ کودے کشتی دور پہونچی یہ یہاں بے اختیار رہا وہ اُدھر روتی رہ گئی کشتی طوفانی ہوکر بہہ گئی جب طوفان فرو
ہوا تو نلنرک کو ایک جہاز ملا مالک جہاز نے منسوبی سمجھ کے اسے بلوایا حال پوچھا اسنے کہا کہ سرخاب جو حمزہ
صاحبقران کا کلمہ خوان ہے اسکی میں بیٹی ہوں اور دیوانہ بن قندس کی محبت میں دیوانی ہوکر اس نوبت کو پہونچی
ہوں اسنے بہت خاطر کی اور کہا کہ تو میری بیٹی ہے خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تیرا مطلب بر آئیگا اور وہ دیوانہ کہان ہے
جس سے تجھے الفت ہے میں تو آشنا ہوں اُسنے ساری کیفیت مفصل بیان کی غرض وہ اسے ہمراہ لیکر چلا

اب ذرہ سنیے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران والاشان کے بیان کیے جاتے ہیں

مخبران داستان خوش بیان شیرین کلام راست زبان اس داستان شجاعت نشان کو اس پیرایہ میں بیان
کرتے ہیں کہ امیر نے کئی سو جہاز تیار کرائے اور تمام لشکر سمیت سوار ہو کر چلے عمرو بہ سبب خوشی دریا کے
جہاز کے تختہ پر چھپا رہا میں ایک پہاڑ پر دیوانہ بن قندس کو دیکھا کہ رو رہا ہے اور نلنرک نلنرک پکارتا ہے چونکہ
امیر کو اسکی بہت تلاش تھی کشتیاں دوڑائیں کہ اسے لے آئیں جب کشتیاں قریب پہونچیں لوگوں نے کہا کہ
دیوانے چل تجھے امیر بلاتے ہیں اُسنے جواب بھی نہ دیا اور نلنرک نلنرک پکارا کیا سب نے کہا کہ ہم ملک
کے حکم سے تجھے لینے آئے ہیں جب یہ سنا دھم سے کود پڑا اور اپنی جان کا مطلق خیال نہ کیا جب سامنے

مہر نگار نے خواجہ زادون کو بلوایا اُنسے پوچھا انھون نے موافق مشورہ عمرو کے کہدیا کہ شہزادہ قباد نیک نہاد
بہت بڑی شان سے تشریف لیجانیگے یہ سنکر کچھ تسلی آئی اُسیر امیر سے کہلا بھیجا کہ تمکو کیا پڑی ہے چند دنون کر دیگے
مگر مجھے اجازت دو کہ باکرہین خود ڈھونڈھ لاؤن اور تمام محل کو ماتم سرا کردیا چھوٹے بڑے تک سب سیاہ پوش ہوئے
ادھر امیر نے بھی شراب چھوڑدی اور تمام اہل دربار کو سیاہ پوشی کا حکم فرمایا یہ سنکر مہر نگار کو اور بھی تقویت ہوئی
کہ امیر کو بھی قباد کا صدمہ ہے اب دربار مین کوئی سردار شراب نہین پیتا ہے ایک دن قندھور نے اپنے خیمے مین
مع دیوانہ بن قندس کے شراب پی دیوانہ شراب پیکر باہر آیا وہان ابو المحاسن اور ابو عامر وغیرہ موجود تھے اُسے
پکڑکر ایک صحرا مین لیجاکر چھوڑ دیا کہ مبادا امیر کو خبر ہو تو وہ خیال کرینگے کہ سب شراب پیتے ہونگے یہان بختک
نے نوشیروان کو ورغلانا کہ آپ فرنگ مین چلیے وہان مرزوق شاہ فرنگی جو نسو لاکھ فوج رکھتا ہے خوب امیر اور
علمشاہ سے لڑیگا حسب دلخواہ معرکہ پڑیگا آپ بھی دیکھیے گا نوشیروان نے بختک کے کہنے سے جانب فرنگ کوچ کیا
دوسرے دن خورشید و جمشید ششدری امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ معلوم ہوا نوشیروان بھی
اور آپ کا دین برحق ہے اگر ہم جانتے کہ یہ ایسا ہے تو ضرور اسے گرفتار کرلیتے اب ہم از سر صدق مسلمان ہوتے ہین
غرضکہ امیر نے ان دونون کو مسلمان کیا اور بہت خوش ہوئے خلعت سلیمانی سے انھین خلع کیا اور نگین عنایت
کیے اب امیر کو تشویش و پیچ ہے کہ اگر مین فرنگ کو جاتا ہون تو مہر نگار کہینگی کہ علمشاہ کی مدد کو گئے اور بیٹے
بیٹے کی تلاش نہ کی غرض خواجہ بزرگ امید سے فرمایا کہ آپ ملکہ سے کہدین جو شخص جانب فرنگ جائیگا وہی
قباد کا پتا پا جائیگا انھون نے اسیطرح جاکر ملکہ سے کہا ملکہ نے امیر سے کہلا بھیجا ہے کہ اب تو نوشیروان بھی فرنگ مین گیا
ہے آپ کو کس کا انتظار ہے جو نہین جاتے یہ سنکر امیر نے بخوشی تمام تیاری فرنگ کے سفر کی فرمائی سامان سفر مہیا کیا

اب دو کلمے داستان عاشق ہونا دیوانہ بن قندس کا نلکرک دختر سرخاب پر اور سرخاب کا دیوانے کو دریا مین پھینکنا بیان کیے جاتے ہین

شعر بساط آرائے بازار معانی ✤ چنین آرد متاع نکتہ دانی ✤ کہ جب دیوانہ بن قندس کا نشہ ہرن ہوا اپنے
تئین ایک صحرا مین پایا ایک طرف روانہ ہوا کنارے دریا کے پہونچا لب دریا محل عالیشان نظر آیا دریچے مین ایک
خورشید پری پیکر رشک قمر کو دیکھا شعر برس پندرہ ایک کا سن و سال ✤ نہایت حسین اور صاحب جمال ✤ ادھر
نازنین مہ جبین مہر تمکین کی نظر بھی دیوانے پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو و نیک خو ہے سولہ سترہ برس کا سن
ہے اُسنے اپنی محرم راز ہوشربا کو بھیجا کہ اس جوان کو بلالے ہوشربا نے جاکے دیوانے سے کہا کہ ہماری ملکہ
آپ کو بلاتی ہین دیوانہ نلکرک کو دیکھکر وارفتہ داخل محل ہوا جب قریب نلکرک کے پہونچا پہلو بہ پہلو کے مسند پر بیٹھ گیا اور
دست گستاخ کو دراز کیا بار روز نیاز آغاز کیا نلکرک شرمائی آنکھ چرائی بلکہ تمام جسم تھرایا حظ دنیا جو پایا آنکھون مین
ڈورے لال ہوے دل مین اور ہی خیال ہوئے پیچھے یہ خبر سرخاب کو ہوئی سنگ حوادث کی صورت سے آپڑا اور کہا
اے دیوانے یہ کیا حرکت ہے اسنے جواب دیا کہ تجھے کیا سرخاب نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے دیوانے نے کہا مین تیرا داماد
ہون سرخاب مصلحتاً خاموش ہو رہا اور جیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی دیوانے کی آنکھ بچاکر شراب مین بیہوشی
ملائی نلکرک نے یہ حرکت اپنے باپ کی دیکھ پائی لیکن خوف کے مارے زبان پر نہ لائی غرض وہی شراب بیہوشی
آلودہ دیوانے کو پلائی پیتے ہی بیہوش ہوا جام غفلت کا جرعہ نوش ہوا پہلے تو سرخاب نے خیال کیا کہ صاحبقران کے
پاس لیجاؤن پھر سوچا کہ خود ہی کیون نہ مار ڈالون دل کا بخار نکالون یہ تصور کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور دریا مین

لمند اچھلکر گلوگیر ہوئی اور دم گھٹکر مثل دود آہ کے تمر سینہ سے نکل گیا ادھر عمرو نے اُس جگہ کچھی مال نہ پایا بلکہ ارادہ
مصمم کرلیا کہ ابکی ضرور مار ڈالونگا غرض آکر جو دیکھا تو وہ بے مارے مر گیا تھا یہان امیر نے خواب مین دیکھا کہ
علمشاہ پر نہایت سخت و صعب ہی اور رابعہ اطلس پوش دریاے خون مین غوطے کھا رہی ہین یہ دیکھکر چونک
پڑے عمرو کو طلب فرمایا اس عرصے مین عمرو بھی اپنے خیمہ مین آچکا تھا حاضر ہوا امیر نے خواب بیان کیا عمرو نے نیک تعبیر
دی اور زنگی کی کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خیر اب کوچ کرو بہت جلد چلو میری طبیعت گھبراتی ہی نیند نہین آتی ہی غرض
چل کھڑے ہوے راہ مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اسنے عرضی رستم کی دی اور زبانی بیان کیا کہ سعد کو زنگا وہ قید
کرکے مزروق کے پاس لے گیا ہی امیر نے فرمایا مفصل بیان کر اسنے نوشیروان کا اپنی بیٹی مہر نگار تاجدار
پر عاشق ہونا اور علمشاہ کا نوشیروان کو سر دربار کان پکڑ کر اٹھانا بٹھانا پھر آکر بارہ دری محل مین یہ کیفیت بیان
کرنا قباد کا اسکے جواب مین رابعہ کو کلمہ سخت کہنا علمشاہ کا قباد پر ہاتھ اٹھانا تاج کا کج ہو جانا لندھور
کا کہنا کہ اگر آبرو چاہتا ہی تو چلا جا اسکا تکیے پر آنا اور لاش قدوس کی دفن کرنا پھر نولالکھ پر فتحیاب ہونا
کیتیان کا مارا جانا سب بیان کیا امیر سنکے غصہ مین آکر خفا ہوئے کہ علمشاہ نے اگر آتش پرست کے
ساتھ یہ حرکت کی تو اچھا کیا قباد نے بہت برا کیا کیونکہ قدوس تو مسلمان تھا جیسے اُسکی مان ویسے
قباد کی مان کیا یہ خیال کیا کہ مین بادشاہ ہون اور نوشیروان کا نواسا ہون عمرو نے عرض کی کہ ای
شہریار یہ بچہ ہی اور علمشاہ کا جنبہ کرتا ہی محض یہ جھوٹھا ہی امیر نے عرضی جو پڑھی تو اس مین بھی یہ لکھا تھا
امیر یہ حالات دریافت کرکے اپنے لشکر مین آئے جو کہ سنسہ کوہ پر پڑا ہی اور بارگاہ مین بیٹھے بادشاہ کو مجرا تو کیا
لیکن بیٹھکے غور جو کیا تو دنگل رستم و سعد پر غاشیہ پڑا دیکھا لندھور و بہرام سے حال پوچھا سب نے بیان
تو کیا مگر قباد کی طرفداری کی امیر نے فرمایا صاحبو اسکے سن کو دیکھو اور اس جرأت کو خیال کرو اگر یہ حرکت کی تو
آتش پرست نے کی اُسکا نانا اور ماں مسلمان تھی اور خیر نانا بھی جانے دو میرا بھی پاس نہ سہی تو اسکی ماں اور
انکی ماں کیا جدا تھین جو یہ کہا گیا کہ اپنے ماں کی تو خبر لے اسیر کیتیان فرنگی عاشق ہوا اور جھوٹتے پکڑکے لے گیا
یہ کہکے خیمے مین تشریف لائے مہر نگار نے کہا آپ تو خوب سانڈیاں کے چھوڑ گئے تھے جسکو آپ نے اپنے لشکر
اور سرداروں کا بادشاہ کیا اُسے ایسا طمانچہ مارا کہ کئی ساعت تک بیہوش رہا اور یہان کیونکر اس سے ایسی حرکت
نہ ہوتی رومی بچہ ہی اگر تم تمام دنیا مین رنڈیاں کرتے پھروگے تو کیا وہ سب میرے برابر ہو جاینگی امیر نے یہ
سنکر ارشاد فرمایا کہ ای ملکہ مہر نگار یہ نہ خیال کرنا کہ مین نوشیروان کی بیٹی ہون جیسے رابعہ میرے نزدیک ویسی
ہی تم قباد نے اسکی ماں کا نام سر دربار اس ذلت کے ساتھ لیا خوب کیا جو اسنے طمانچہ مارا یہ سنکر مہر نگار
سہم گئین امیر باہر تشریف لائے شبکو بارگاہ سلیمانی مین آرام فرمایا اُدھر جو مہر نگار کے پاس بادشاہ
اسلام آئے سنا کہ امیر علمشاہ کی ترجیح کرتے ہین تین روز تک قباد باہر نہ نکلے اور عذر کیا کہ طبیعت علیل ہی
امیر نے بھی مطلق اعتنا نہ کی قباد کو ایک صدمہ تو تمہاری امیر کے عیادت نہ کرنے کا دوسرا غم ہوا پہر رات باقی ہوگی
کہ چوری سے گھوڑے پر سوار ہوکر صحرا کی راہ لی کئی کوس کے بعد دریا ملا ایک کشتی کنارے پر بندھی دیکھی بادشاہ نے پہلے
گھوڑے کو اُسپر چڑھا دیا پھر آپ کشتی پر بیٹھے اور قصد کرلیا کہ یا تو اپنی جان دیدو یا علمشاہ کو سزاے معقول دو انکو
تو یونہین سر ہنے دیجیے اب حال ملکہ مہر نگار کا سنیے کہ جب صبح کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا کہین بادشاہ کا پتا نہ پایا
امیر کو اطلاع کی انھون نے بھی صدمہ ہو اور ہرکارے چارسو دوڑائے کہ ڈھونڈھ لائین لیکن کسی کو پتا نہ ملا

جان بیچ کر تو بین مارنے لگے جب توپین ٹھہرین ہزار ہا لاشین دیکھین لیکن ابو عمرو لب خندق آیا گرز
کاندھے پر لیے کھڑا جھوم رہا ہی اور ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ تنہا گھس کر سبکو ہلاک کر ڈالون ادھر خواجہ عبد المطلب
دعا مانگ رہے ہین کہ اے کس بیکسان وای داد رس درماندگان اس مردود کے ہاتھ سے ہمارے معبد کو بچا ابھی
یہ دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب قریب آکر دامن گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران
بلباس غربت چلے آتے ہین اور وہین سے نہیب دی کہ یاش او مردود تیرے واسطے عزرائیل کی صورت مین
آپہونچا ابو عمرو امیر کی جانب جھپٹا جب قریب پہونچا وہی گرز جو کاندھے پر تھا سر پر مارا امیر بانو قوت نے
کلہ گرز کا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ عمود اس مردود کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اُسنے تلوار ماری امیر نے وہ بھی چھین لی
جب تو لپٹ گیا امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نظر کی صورت اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے ڈھیلے کے مانند زمین
پر مارا یہ کیفیت دیکھکر اسکی فوج نے نرغہ کیا حمزہ صاحبقران نے بعجلت تمام ابو عمرو کو باندھکر عمرو کے
حوالے کیا اور آپ فوج پر جا گرے دوسری طرف سے مقبل مع بارہ ہزار تیر انداز کے آگرا پھر کون ٹھہر سکتا تھا
سب بھاگ کھڑے ہوئے امیر نے آکر خواجہ عبد المطلب کو مجرا کیا وہ امیر کو لیکر کعبہ مین آئے سامان دعوت
مہیا کیا ادھر عمرو نے ابو عمرو زنگی کو لاکر ایک صحرا مین کسی درخت سے باندھا اور تازیانہ لیکر برس پڑا کہ
جلد بتا تیرا مال و اسباب کہان ہی اُسنے بتا دیا کہ فلان جگہ جنگل مین ایک نقب ہی اسکے اندر سات
صندوق پر از زر و جواہر ہین عمرو اسے تو یہین بندھا چھوڑ کر آپ تلاش نقب مین چلا غرض نقب
تو ملی لیکن صندوق نہ تھے جھلا کر چلا کہ ابکی مار ڈالونگا ادھر ابو عمرو نے کسی رہرو سے خوشامد کرکے
اپنے تئین کھلوا لیا عمرو جو آیا ابو عمرو کو نہ پایا بہت گھبرایا اور سب واقعہ آکر امیر سے بیان کیا امیر نے
کہا اے عمرو تمنے بڑا غضب کیا کہ اُسے چھوڑ دیا عمرو نے کہا آپ کو ایسی ہی پڑی ہی میرا تو گھر لٹ گیا تمام
محنت برباد ہو گئی غرض امیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عمرو کو ساتھ لیکر اسکی تلاش مین چلے ابو عمرو زنگی جو یہان
سے چھوٹا ایک گانون مین پہونچا وہان برات تھی دولہا دولھن آرسی مصحف دیکھ رہے تھے ابو عمرو زنگی
دولھن پر عاشق ہو گیا اور دولھن کو محفل سے اُٹھا کے الگ ایک خیمے مین لایا تمام براتی اسکی منتین کرنے
لگے کہ آپ بادشاہ ہین رعایا پر اتنا ظلم نہ چاہیے یہ کسکی سنتا ہی اُس ماہرو کو آغوش تمنا مین لیکر مشغول
بوس و کنار ہو گیا گویا قمر در عقرب آشکار ہو گیا کہ اتنے مین امیر بھی پہونچے ایک مجمع کو جزع و فزع کرتے
دیکھا پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہی انھون نے تمام کیفیت زنگی کی بیان کی امیر فوراً اُس خیمے مین گھس گئے جہان
ابو عمرو زنگی اُس شعلہ رو کے ہمراہ مشغول بوس و کنار تھا غرض امیر کی صورت دیکھتے ہی مصرع
رنگ چہرے سے ہو گیا کافور ہ لیکن امیر پر جھپٹکر تلوار ماری امیر نے خالی دے کر تلوار چھین لی
اور اسے مثل پہلی مرتبہ کے اُٹھا لیا اور باندھکر پھر عمرو کے حوالے کرکے بہت تاکید کی کہ ابکی نہ غفلت
کرنا عمرو تو اسے لیکر صحرا مین پہونچے ادھر تمام براتی امیر کے قدمون پر گرے اور دعوت کی ادھر عمرو
نے زمین مین کمند آصفا سے با صفا بچھائی اور کمند کے اوپر زنگی کو کھڑا کیا پھر درخت سے باندھا کہ اگر ذرا
جنبش کرے کمند آصفا پیچی ہو جائے اور تازیانہ لیکر گرد ہوا کہ بتا مال کہان ہی زنگی نے قسمین شدید کھائین
کہ مین بھول گیا تھا فلان جگہ ہی تم جا کر لے لو عمرو نے دو پتھر پیرون کے نیچے رکھدیے اور آپ تلاش
مال مین چلے ادھر اسنے قصد کیا کہ زور کرکے بند توڑ ڈالون کہ وہ پتھر پیرون کے نیچے سے نکل گئے

مالاگرد نے چاہا کہ مین روم جاؤن علمشاہ نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اسے دونون ہاتھون پر علم کیا اور کہا
حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی مالاگرد نے جواب نہ دیا علمشاہ نے باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا
مالاگرد کی فوج نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا کہ چھین لین آلاگرد نے روکا اور کہا رات کی رات صبر کرو صبح تو
سمجھ لینگے غرض آلاگرد طبل بازگشت بجواکر واپس گیا ادھر لشکر اسلام مین نقارے فتح کے بجنے لگے علمشاہ
بھی شادان و فرحان اپنے لشکر مین آئے رات عیش و عشرت مین بسر کی صبح کو بارگاہ مین مالاگرد کو طلب کیا
کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ کلمہ پڑھو اور اپنے دل مین سوچو کہ لقیا کیا مردک ہے جسے تم اپنا معبود جانتے ہو اسنے
علمشاہ کے کہنے پر مطلق اعتنا نہ کی ادھر تو یہ اسکو سمجھا رہے ہین ادھر مسروق دیوانہ ملکہ ماہ گوہر بند اور
سملینہ کے خیمے مین بے کہے سنے چلا گیا سملینہ نے تو اٹھکے مجرا کیا اور گوہر بند چھپ گئی یہ خبر سنکر علمشاہ
غازی اور سعد نوجوان دوڑے جب خیمے مین پہونچے علمشاہ نے مسروق سے کہا یہ کیا حرکت تھی
مسروق نے جواب دیا کہ وہ میری بھتیجی ہے غرضکہ گوہر بند بھی سامنے آئی علمشاہ اور مسروق کو سلام کیا
مسروق نے علمشاہ سے کہا کہ ای شہزادے گوہر بند کو مین نے تجھے دیدیا تو لے مزروق سے کچھ خوف نہ کھو تنی
مین نے بخشا علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہے وہ تو میری بیٹی ہے اور تجھسے کسنے مانگا تھا یہ دیوانہ پن تیرا نہین ابھی گوشمالی
کرکے برطرف کیے دیتا ہون سعد دلاور نے کہا آپ دیوانے سے کیون بحثتے ہین علمشاہ نے کہا ای مسروق
باہر جا خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا مسروق باہر چلا آیا مالاگرد پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ ای شخص مین
تجھسے کہتا ہون کلمہ پڑھ اور تو نہین پڑھتا بہتری اسی مین ہے کہ کلمہ پڑھ اور لقیا پر لعنت کر ادھر سملینہ
نے اپنے باپ کی گرفتاری کی کیفیت سنی اندر بلوایا گوہر بند کو ہٹا دیا اور مجرا کرکے قدمون پر گر پڑی اور
کہا ای پدر والا کہ سوا کلمہ پڑھنے کے اور کوئی گنہ تجھسے نہین ہوا امیدوار ہون کہ آپ بھی کلمہ پڑھے
مالاگرد نے بیٹی کا یہ کلمہ سنکے سر جھکا لیا لیکن کلمہ پڑھنے پر راضی نہوا علمشاہ نے اسکے جسم سے قید کو برطرف
کیا اور کہا جہان جی چاہے چلے جاؤ مین تمھارے قتل کے درپے نہونگا جسے اچھا کہا اُسے برا نہ کہونگا مالاگرد
اسکی اس حرکت سے بہت خوش ہوئے کلمہ پڑھنے پر راضی ہوگیا غرضکہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا اب مین اپنے
لشکر مین جاکر آلاگرد کو بھی مسلمان کرکے لاتا ہون یہ کہکر علمشاہ سے رخصت ہوا اپنے لشکر مین آیا آلاگرد سے
کہا کہ بھائی اگر ارادہ علمشاہ سے لڑنے کا ہے تو تجھسے لڑو مین تو مسلمان ہوا اور تجھے مسلمان کرنے آیا ہون
آلاگرد نے مصلحتاً کلمہ پڑھ لیا اور شراب مین بیہوشی دے کر مالاگرد کو قید کرکے اپنے سردارون سے
کہا کہ مین علمشاہ سے لڑونگا اگر مین نے زیر کر لیا تو خیر نہین تو مالاگرد کو لیکر مزروق کے پاس چلونگا
یہ خبر علمشاہ کو پہونچی بہ مجرد سننے اس خبر کے اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی مالاگرد کو چھڑا کے لاتا ہون انقش نے
منع کیا اور کہا توقف کیجیے سر میدان آلاگرد کو گرفتار کیجیے گا مالاگرد کو رہا کیجیے گا لیکن اسنے نہ مانا جب تو
سعد نے ہاتھ باندھکر کہا پھر پہلے مجھی کو حکم ہو کہ جاؤن کیونکہ آلاگرد مجھسے لڑنے آیا تھا علمشاہ یہ سنکر چپ ہو رہا
لیکن بیتاب ہے کہ کیونکر جاؤن اور مالاگرد کو چھڑا لاؤن کہ اسنے میں آلاگرد نے طبل جنگ بجوایا علمشاہ کو سنکر نہایت خوشی ہوئی

اب دو کلمے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے احوال مین تحریر کیے جاتے ہین

شعر
راویان سخن سنج اینچنین در لیست ✤ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ✤ امیر طرف خانہ کعبہ
کے روانہ ہوچکے ہین اور ابو عمرو زنگی کعبہ مطہر پر پرستش کر رہا ہے بارہ ہزار ہاتھی ساتھ ہین ادھر سے مجاوران کعبہ

ہر ایک کا منھ تکتی تھی لیکن عالم اضطراب میں کچھ کہہ نہ سکتی تھی اشتقش کو بلایا اور کہا کہ اب کہو تمھیں تو کچھ بھی ہوگا کوئی امید برائی جسکی ہو اپنے مطلب تو نہ ایں چرخ آہن سے نکلے آج یا تو جان دین یا ایمان دین اشتقش نے تسلی دی کہ اے ملکہ گھبراؤ نہیں خدا بہت بڑا مسبب الاسباب ہے کوئی سبب نکلا ہی چاہتا ہے کہ اتنے میں دولا فورا آکر موجود ہوا اور اشتقش کو بلا کر کہا کہ آلاگرد نے پیام دیا ہے تمھیں خوب گوش ہوش سے سنو وہ پیغام یہ ہے کہ اے اشتقش ہم نے سنا ہے سمینہ بانو بھی آئی ہے چونکہ آج دن وعدے کا ہے لہذا ساتھ ملکہ کے اسے بھی لیتے آنا اشتقش نے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ رات کو مجھے بہ سبب سمینہ بانو کے موقع نہ ملا جو ملکہ کو سمجھاتا ایک دن کی مہلت مجھے اور ملے تو دونوں کو راضی کرکے لے آؤں دولا نے جاکر یہی کہدیا آلاگرد نے قسم کھائی کہ اگر کل نہ لایا تو خاک سیاہ کردونگا سب کو تباہ کردونگا خیر ایک دن اور سہی غرضکہ وہ دن شب وصل سے کم نہ تھا چشم زدن میں نظر سے غائب ہوگیا پھر وہی مونس رنج والم بال کھولکر زندوں کے ماتم میں بصد تعب آئی یعنی دن گذرا شب آئی کہ صحرا کی طرف ایک روشنی نظر آئی آتے آتے جب قریب خیمہ کے پہونچی تو دیکھا کہ ایک انگریزی فوج کے ساتھ شمعایں روشن ہیں اور ایک جوان بلاس ہندی گھوڑے پر سوار سب کے آگے ہے لوگوں نے پہچانا کہ شاہزادہ سعد نوجوان ہے اشتقش کو خبر دی وہ دوڑا آکر قدمبوس ہوا دیکھا کہ سعد دلاور کے ہمراہ مالک افروقیہ مع دولاکھ فوج کے ہے خیمہ میں بھی سعد کے آنے کی خبر ہوئی سمینہ نے اندر بلایا سعد جری نے سمینہ کو تجرا کیا صبح کو یہ خبر آلاگرد کو پہونچی ہوش گم ہوگئے اور کہا کہ بڑا صاحب اقبال ہے ادھر مالاگرد نے قلعۂ آہن حصار میں سنا کہ سمینہ قیلاب کو چلی گئی یہ بھی تعاقب میں چلا اور تیسرے دن آلاگرد کے لشکر میں پہونچا کیفیت یہاں کی دریافت کرکے بھائی پر خفا ہوا کہ مہلت کیوں دی اسی وقت کام تمام کرنا تھا اب سعد بھی مع فوج کے آگیا یہ کہکر طبل جنگ بجوادیا رات بھر طرفین میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے میمنہ و میسرہ ساقہ و کمینگاہ درست کرکے دونوں لشکر صف آرا ہوئے مالاگرد نے آلاگرد سے کہا کہ اشتقش سے تم لڑو اور اشعر سے میں لڑوں یہ کہکر خود جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوا ابھی آدھی دور تک آیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد نمودار ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار دیوانے زنجیر اور ہتھکڑی ہلاتے ہوئے چلے آتے ہیں بیچ میں علمشاہ ہیں اور سرورق دیوانہ ہے سعد علمشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور علمشاہ نے جو میدان میں مالاگرد کو دیکھا خود بھی میدان میں آیا اور سلام کرکے کہا کہ تم تو میرے ہمسر ہو میں تمھیں اپنا بزرگ جانتا ہوں تمھیں بھی چاہیے کہ لقاسے زرین تن پر لعنت کرو اور مسلمان ہوجاؤ مالاگرد نے برہم ہوکر تلوار ماری علمشاہ نے اپنے تئیں تو بچایا لیکن گھوڑے کا سر کٹ گیا یہ پیدل ہوا اور مالاگرد سے کہا بڑے حیف کی بات ہے کہ میں پیدل لڑوں اور تم سوار ہوکر لڑو وہ بھی زمین پر کود پڑا چونکہ یہ مرکب علمشاہ کو پسند ہے اور اقلیم فرنگ میں اسکا ثانی نہیں ہے علمشاہ جست کرکے گھوڑے پر سوار ہولیا اور فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر علمشاہ نے سلام کیا اور کہا کہ جب بزرگ سے کوئی شئی ملتی ہے تو خرد سلام کرکے لیتے ہیں مالاگرد غصہ ہوا اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل ہوا شہزادے نے اسکے گھوڑے کو زخمی کیا اور خود بھی جست کرکے زمین پر آیا کہ مبادا یہ عوض نہ کرے غرض کشتی ہونے لگی تمام دن گاؤزوری ہوا کی شام کو جب تک روشنی آئے شہزادے نے موقع پاکر جھٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے اسکے آشنا بہ زمین ہوئے

صورت نہ دکھلائے غرض یہ سب تو مصروف گریہ وزاری ہوئے اور ملکہ دعائین مانگنے لگی کہ خداوندا بچائیو اس
ظالم کے پنجے سے کہ یہ پہلوان زبردست ہی اشقتش اسپر کیونکر فتحیاب ہو سکتا ہی ادھر اشقتش باہر آیا
افسران فوج سے بلا کر کہا کہ بھائیو آبرو تمھارے ہاتھ ہی یہ ناموس ہی تمھارے شہریار کا سکے بچانے مین
کوشش ضرور ہی اور یہی دن ہی شعر رستم ربا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ✤ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ✤
سامنا زبردست سے ہی یہی دن نام کا ہی سب نے عرض کیا کہ آپ کے کہنے کی بات ہی یہ تقدیر مردین کا ہی
ادھر تو یہ تدبیرین ہو رہی ہین اور ادھر جاسوسون نے ملکہ کی خبر آلاگرد کو پہونچائی یہ بمجرد سننے اس خبر کے آلاگرد نے
کہا کہ ابھی جا کر گھیر لو اگر کوئی بھی نکلنے کا ارادہ کرے فوراً گرفتار کرنا ہرگز نہ ڈرنا یہان اشقتش نے مع سپاہ
کے تمام رات نگہبانی کی بہت جانفشانی کی کہ مبادا آلاگرد شبخون مارے ہم سبکو مار ڈالے صبح کو آلاگرد نے
دو ولائی فرنگی سے کہا کہ تو اشقتش کے پاس جا اور تمام نشیب و فراز دکھا کہ ملکہ میری جانب سے اُسے
ہیبت دلانا بہت ڈرانا دھمکانا اور کہنا کہ ملکہ کو میرے حوالے کر دے ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا بیری
بوٹیان چیل کوون کو کھلاؤنگا اور ای نالائق تجھے خوف مرزوق کا بھی نہیں ہی جو تو مسلمان ہو گیا لگا یک بے ایمان
ہو گیا دولا یہ پیغام لیکر اشقتش کے پاس آیا اور جو آلاگرد نے کہا تھا حرف حرف کہہ سنایا اشقتش نے جواب
دیا کہ میری طرف سے آلاگرد کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مین تو ملکہ کا تابعدار ہون مین نے اسکی
مرضی کے خلاف نہین کیا اب آپ نے ایسا ارشاد فرمایا ہی بہت بہتر ہی مجھے ایک دن کی مہلت ملے کہ مین
ملکہ کو سمجھا کر خدمت عالی مین لے آؤن اسواسطے کہ اگر جبر کرونگا تو وہ اپنے تئین ضایع کریگی دولا نے اسکی
گفتگو بمو آلاگرد سے بیان کی آلاگرد نے کہا خیر ایک دن کی مہلت بھی سہی پھر کیا عذر کرینگے ادھر اشقتش
نے در خیمہ پر دو ہزار نگہبان پہرا دینے کو مقرر کیے اور اُنسے کہدیا کہ خبردار جسوقت مین مارا جاؤن فوراً ملکہ کو بھی قتل
کر ڈالنا یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ چلے آتے ہین غرضکہ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ
اشغر کوتوال سکینہ بانو کو لیے ہوے مع بیس ہزار سوار کے آیا ہی کسواسطے کہ جب آلاگرد کو یقین ہوگیا
کہ زرنگار وہ سعد کا سر لینے گیا ہی سوچا کہ آؤ چل کے سکینہ کا کام تمام کر دے یہ خیال کرکے چار لاکھ سوار اپنے
ہمراہ لیے اور قلعہ آہن حصار کی طرف چلا یہ خبر سکینہ کو بھی پہونچ گئی یہ بھی اشغر کو ہمراہ لیکر قلعہ ز
قیلاب کی طرف چلی راہ مین سنا کہ وہ تو آپ بھاگے آتے ہین آلاگرد نے انھین بہت تنگ کیا ہی یہ خبر
سنکر سکینہ بانو ملکہ ماہ گوہر بند کے پاس آئی اور سارا حال تمام و کمال کہا اشقتش نے خوش ہو کر
اشغر سے کہا کہ چلو اب ہم تم شریک ہو کر لڑینگے شعر ہمہ کار سے کہ ہمت بستہ گردد ✤ اگر خارے بود
گلدستہ گردد ✤ انشاء اللہ اگر ہمت نہ ہاروگے تو فتحیاب ہونگے کیونکہ ہم تم دو ہین شعر دو دل یک شود
بشکند کوہ را ✤ پراگندگی آرد انبوہ را ✤ غرض ملکہ نے اشقتش کو بلا کر پوچھا کہ اب کیا ہوگا اُسنے کہا ملکہ
خدا کو یاد کرو الحاصل ایک عجیب امید و بیم کا عالم تھا جیتے جی اپنا اپنا ماتم تھا کوئی مبتلاے ہراس تھا
کوئی بدحواس تھا ان لوگون کی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ لاسکا دن آخر ہو گیا اور انیس شب سیاہ پوش ہو کر
شریک مجلس اندوہ و الم ہوئی ہر ایک دست نیاز کو جانب درگاہ بے نیاز بلند کیے ہوئے مصروف دعا ہی
شور قیامت برپا ہی جب ملکہ زیادہ مبتلاے آلام ہوئی شب بھی صدمے مین تمام ہوئی اور ہر ایک رو رو کر
ہلاک ہو گیا غرضکہ گریبان سحر بھی انکے غم سے چاک ہو گیا صبح قیامت نمودار ہوئی ملکہ بہت بیقرار ہوئی گھبرا گھبرا کر

ایمان مانگی نقابدار نے چھوڑ دیا اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین زبان مبارک سے ارشاد کیے اُسنے اپنے
لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اور زرنگاوہ کے لوگ اُسے اُٹھا کر لے بھاگے مالک نے نقابدار سے کہا کہ اب
میرے شہر مین چلیے نقابدار نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض مالک سعد اور نقابدار پلنگینہ پوش کو لیے ہوئے شہر مین آیا
اور سارے شہر کو مسلمان کیا بتخانے توڑوا کے مسجدون کی بنا پڑی سعد نے ہاتھ باندھکر نقابدار سے کہا
کہ آپ اپنے کو ظاہر کیجیے اور دوڑ کر سعد اُس نقابدار کے گلے سے چمٹ گیا دیکھا سب نے کہ نقابدار کے آنسو جاری
ہین محبت پدری سے دل اُمنڈ آیا نقابدار نے کہا ابھی مصلحت نہین ہے چند روز مین تمپر ظاہر ہو جائیگا سعد
نے کہا اب جدائی آپ کی شاق ہے نقابدار نے کہا مین آیا کرونگا اور مالک کی طرف دیکھکر کہا کہ خبردار اگر سعد کو
کوئی ایذا پہونچی اور مین نے سن پایا کہ تو نے کوئی امر بیجا کیا تو اتنا سمجھے رہنا کہ تیری نسل مین سے ایک کو
باقی نہ رکھونگا یہ جو نقابدار نے کہا مالک لرز گیا کیونکہ پہلے اسکے دل مین یہ تھا کہ نقابدار جاے تو سعد کو بیہوش
کر کے قید کر لے اور پاس عرزوق کے بھیجدے اب کچھ نہ بن پڑا دوڑ کے قدمون پر نقابدار کے گرا اور کہا کہ کیا
مجال غلام کی اور از سر صدق مسلمان ہوا غرض نقابدار تو سعد سے رخصت ہو کر چلا گیا مالک نے سعد سے
کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے کیونکہ آپ زیب اورنگ شاہی زینت کج کلاہی ہین مین آپ کے سامنے تخت پر
نہ بیٹھونگا سعد نے کہا کہ تخت تمھارا تمکو مبارک رہے مجکو ہوس شاہی کی نہین ہے ہماری جگہ دنگل ہے
ہم اُسی پر بیٹھے ہین غرض یہ تو عیش و عشرت مین مصروف ہوئے ایک روز ایک پرچہ اخبار کا مالک نے
سعد کو دکھایا اُس مین یہ لکھا تھا کہ ملکہ ماہ گوہر بند خبر آلاگرد کے آنے کی سنکر خوف کے مارے قلعہ
قیلاب سے نکلکر قلعۂ آہن حصار کو جاتی تھی راہ مین آلاگرد نے گھیرا ہے بس یہ دیکھنا تھا کہ سعد
گھبرا گیا مالک سے کہا کہ ابھی ایک گھوڑا جو نہایت چست و چالاک ہو دو مالک نے کہا اے شہریار کیا کیجیےگا
آپ کا تو سارا شہر ہے سعد نے کہا اے مالک وہ میرا ناموس ہے ضرور مین اُسکے بچانے کو جاؤنگا مالک نے کہا
چار لاکھ فوج آلاگرد کے ہمراہ ہے اور آپ یکہ و تنہا ہین کیا کر سکیےگا اور وہ بھی دونون بھائی اس اقلیم مین یکتاے
روزگار ہین کہ انکی تلوار کی پناہ نہین ہے سعد نے کہا پھر ہون کیا پروا ہے مالک نے کہا اچھا مین بھی چلتا ہون
اور حکم دیا کہ سب فوج ہماری تیار ہو اسی وقت دو لاکھ سوار اسلحے سے مسلح و مکمل ہو گئے غرض سعد اور مالک
دو لاکھ فوج سے روانہ ہوئے اب حال سنیے اس طرف کا جب اشقنش ملکہ گوہر بند کو لیکر قلعہ سے نکلا مارے
خوف کے دو روز تک کہین مقام نہ کیا تیسرے دن ایک دامن کوہ مین اُترے کمرین کھولین کچھ کھانا پکایا
خیمے مین ملکہ کو اُتارا یہ خبر آلاگرد کو ہوئی کہ اشقنش ملکہ کو لیکر قلعہ قیلاب سے نکل گیا یہ سنتے ہی اُسنے
بھی پیچھا کیا غرض آتے آتے یہ بھی قریب لشکر اشقنش کے پہونچ گیا اور دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ برپا کیا ہے اب
ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آلاگرد آپہونچا اشقنش نے ملکہ کو اطلاع دی کہ آلاگرد آپہونچا اور دو کوس پر
خیمہ برپا کیا ہے ملکہ کا تو یہ خبر سنکے عجب حال ہو گیا اشقنش سے کہا بھیا کسی طرح راتون رات یہان سے
بھاگ چلو اشقنش نے کہ ملکہ خدا کو یاد کرو اتنا گھبراتی کیون ہو پہلے تو تم نے نہ مانا اور قلعہ سے نکل پڑین
اب اگر بھاگینگے تو وہ چھوڑ دیگا اس سے ہم بھی جمکر لڑینگے جو خدا چاہیگا وہ ہوگا ملکہ نے کہا اچھا مجکو
زہر کا پیالہ بنا دو کیونکہ اگر تمھارا فتحیاب ہونا تو خدا کے اختیار مین ہے لیکن جب وہ میرے پکڑنے
کو آئیگا اور مین دیکھونگی کہ اب وہ خیمہ مین گھس آیا تو مین زہر کا جام پی لونگی اسواسطے کہ خدا اب عرزوق کی

افروقیہ دولاکھ سوار سے ایک طرف اسی طرح کوہ پر پہونچے جلاد سعد کو لیکر بالاے کوہ آیا اور زیر کوہ یہ فوج کثیر
پرا باندھ کر راستہ روک کے کھڑی ہوئی اور جلاد نے سعد کو زیر دار بٹھایا جو صاحب اولاد تھے وہ سعد کی جوانی پر
رو رہے تھے اور زرنگاوہ کو برا کہہ رہے تھے کہ زرنگاوہ نے ایک حکم دیا جلاد نے خط گردن پر کھینچا اور
کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے اور جو کھانا ہو کھالے کہ پھر زندہ نہ ہو سکیگا سعد نے کچھ جواب نہ دیا اور منھ قبلہ کی
طرف کر لیا اور جلاد کو پٹی آنکھوں پر نہ باندھنے دی کہ اس میں زرنگاوہ نے دوسرا حکم نہ دیا اور کہلا بھیجا
کہ ای سعد اگر اب بھی لقبیاے زرین تن کو سجدہ کرو تو تمہارا قصور معاف کروا دونگا سعد نے کہا
اس سے کہنا کہ او حلبی نمکحرام تمپر اور لقبیا دونوں پر لاکھ لعنت ہے بس یہ جو زرنگاوہ نے سنا
ہاتھی سے اترکے تلوار کھینچ کر سامنے سعد کے آیا اور کہا او سعد میں تجکو سمجھانے آیا ہوں دیکھ مرزوق
نے مجکو وزیر کیا تو بھی چل تیرا بھی بڑا مرتبہ کرا دونگا اور ذمہ اپنا کرتا ہوں سعد نے کہا او گبدی نمکحرام کیا بیہودہ
بکتا ہے یہ سنکے زرنگاوہ نہایت برہم ہوا اور تلوار میں کھینچ کر سعد پر آیا کہ میں تجکو قتل کرونگا اور ایک تلوار
سعد پر ماری سعد نے ہتھکڑی سامنے کر دی اور خدا کو یاد کیا غصہ تو بہت بری چیز ہے زور جو کیا قید
توڑ ڈالی اور بیڑی پکڑ کر زرنگاوہ پر دوڑے کہ آحرامزادے تجھے قتل کر زرنگاوہ کا یہ معرکہ دیکھکر دم نکل
گیا اور دل میں کہا کہ غضب ہوا ایک تلوار اور ماری سعد نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر
تلوار چھین لی یہ بھاگا سعد پیچھے دوڑے زرنگاوہ مارے خوف کے الجھکر گرا سعد نے کمربند پکڑ کر اٹھا
لیا اور زیر کوہ پھینکدیا غرض سر تلے ٹانگیں اوپر یہ گرا سر اسکا پھٹ گیا ایک ہاتھ بھی اکھڑ گیا وہ لوگ
پچاس ہزار جو انکے نیچے تیغیں باندھے کھڑے تھے سعد پر دوڑے سعد کے ہاتھ میں تلوار زرنگاوہ کی
تھی جسنے اوپر پہاڑ کے آنے کا ارادہ کیا سعد نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے غرض اب تلوار چلنے لگی اور
سعد یکہ و تنہا لڑ رہا ہے ہر طرف ایک شور ہے کہ قیدی چھوٹ گیا ہے جانے نہ پائے سعد کیلیے اور ادھر انہوں
کی تلوار ٹن ہاتھ بھی تھک گیا دل میں دعا کر رہا ہے کہ خداوندا بچانا اس غدر کفار سے کہ ایکایک پردہ بیابان سے گرد اڑی
اور ایک نقابدار پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار سوار کے پشت پر پیدا ہوا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچ کر تلوار پکڑ کر کفار پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا اب سعد کا بھی دل بڑھا کہ نقابدار ہماری مدد کو آیا ہے
کیونکہ نعرہ اللہ اکبر سے یہ پایا جاتا ہے کہ مسلمان ہے یہ بھی جمکر لڑنے لگا کہ نقابدار قریب سعد کے پہونچا سعد
نے کہا ای نقابدار بہادر تو کون ہے نقابدار نے کہا میں تیرے باپ کا دوست ہوں تجھسے اور تیرے باپ
سے بڑی ملاقات ہے میں تیرا یہ حال سنکے آیا ہوں تو نہ گھبرانا یہ کفار تیرا کیا کر سکتے ہیں سعد نے کہا تو
آپ میرے بزرگ ہیں اور آپنے مجھپر کمال احسان کیا لیکن یہ کیا کلمہ کہا کہ نہ گھبرانا آپنے ملاحظہ فرمایا کہ مجکو
میں پر بھی ہراس تھا نقابدار نے کہا تم ایسے ہی بہادر رہو اور نقابدار مثل پروانے کے سعد کے گرد لڑ رہا تھا
رستے سے کچھ پروا نہیں لاش پر لاش گرا دی کشتوں کے پشتے لگا دیے مالک نے دیکھا کہ نقابدار زبردست
روزگار معلوم ہوتا ہے اس سے لڑنا چاہیے بس گھوڑے کو چمکا کے سامنے نقابدار کے آیا اور پکارا او مغلوب
روزگار تو نے تہلکہ ڈالدیا تیرا کیا گذارم یہ کہکر تلوار نقابدار پر ماری یہ تو بڑے آزمودہ کار ہیں قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور پکڑ کر کمر زنجیر کا بند نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زرنگاوہ کو
مرکب زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا اور کہا ذرا تماشا تو دیکھ پروردگار عالم چہ میگوئی مالک نے

کئی روز کے بعد شہر افروقیہ مین پہونچے خبر مالک افروقیہ کو ہوئی کہ مالاگرد فرنگی قید سلطان سعد کی لیے ہوئے آتا ہی بس جلدی سے مع رفقا اُٹھکر کھڑا ہوا اور شہر سے باہر آیا استقبال کرکے لیگیا دعوتا کی جب مطمئن ہوکے بیٹھے مالاگرد نے سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ علمشاہ زخمی ہوکے غائب ہوگیا مین نے قلعہ پرپورتش کی تھی لب خندق جا پہونچا تھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش آیا اور اُسنے مجھے زخمی کیا مجھے اُس نقابدار کا بڑا اندیشہ ہی مالک افروقیہ نے کہا کہ میری تو یہ صلاح ہی کہ قید سعد کی یہان چھوڑ جائیے مین حفاظت سے رکھونگا اور آپ جاکر مرزوق سے اطلاع دیجیے یا وہ فوج زیادہ بھیجکر بلوائیگا یا یہین سے اسکا سر کاٹ کے لیجائیے گا جیسا وہ حکم کریگا ویسا کیجیے گا ورنہ بیشک نقابدار قیدی کو چھڑا لیجائیگا غرض مالاگرد کو نقابدار کا نہایت خوف تھا اور رعب نقابدار کا اُسپر چھایا ہوا تھا قید سعد کی وہین چھوڑی اور آپ روانہ ہوا خبر مرزوق کو ہوئی کہ مالاگرد آتا ہی اور سعد کو بھی اُسنے اسیر کیا علمشاہ زخمی ہوکر نکل گیا سب سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا وہ آئے اور مالاگرد کو استقبال کرکے لے گئے مرزوق نے پوچھا ای مالاگرد قید سعد کی کہان ہی مالاگرد نے کہا ای شہریار نقابدار پلنگینہ پوش کے خوف سے قید سعد کی مین نے افروقیہ مین چھوڑ دی ہی کیونکہ نقابدار نے مجھے ایک مرتبہ زخمی کیا تھا نقابدار زبردست روزگار ہی اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا کہ اب جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے میرے نزدیک سعد کا یہان تک لانا مناسب نہین تھا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ نقابدار ضرور چھڑا لیجائیگا مرزوق نے کہا کہ اب تم آرام لو مین اور شخص کو بھیجے دیتا ہون وہ سر سعد کا لے آئیگا اور زنگاوہ غوری کیطرف دیکھکر کہا کہ تم فوج اپنی لیکر افروقیہ جاؤ اور سر سلطان سعد کا لاؤ زنگاوہ یہ حکم سنکر کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا لیکن اُسطرف آلاگرد فرنگی جو قلعہ قیلاب پر چلا تھا اُسکے آنے کی خبر اشقنقش کو ہوئی اشقنقش نے ملکہ ماہ گوہر بند سے کہا کہ ملکہ بڑا غضب ہوا آپ کے باپ نے آلاگرد کو آپ کی اسیری کے واسطے بھیجا ہی عورت کی عقل تو اُلٹی ہوتی ہی سنتے ہی گھبرائی اور کہا مین نہی قلعہ آہن حصار مین سیمینہ بانو کے پاس چلونگی ہم وہ ایک جگہ رہینگے جو گذرے گی دونون پر ساتھ ہی گذریگی اشقنقش نے ہرچند سمجھایا کہ خدا نہ کرے اگر راستے مین اُسنے آکر گھیر لیا تو بڑا غضب ہوگا یہ قلعہ مستحکم ہی ملکہ نے کسی طرح نہ مانا اُسوقت اشقنقش ناچار ہوکر ساٹھ ہزار سوار مسلح و مکمل ہمراہ لیکر دوسرے دروازے سے قلعہ کے ملکہ کو لیکر راہی ہوا یہان زنگاوہ غوری چندروز مین قریب شہر افروقیہ کے پہونچا خبر مالک افروقیہ کو ہوئی بسبب اسکے کہ یہ وزیر مرزوق کا ہی استقبال کو آیا اور لاکر بارگاہ مین بٹھایا حال پوچھا زنگاوہ نے کہا مین بہ نامہ مرزوق کا واسطے قتل سعد کے لایا ہون مالک تو سنکر چپ ہو رہا اور سب لوگ اپنے دل مین زنگاوہ کو گالیان دینے لگے کہ یہ نمک حرام ہی اور سعد کی جوانی پر افسوس کیا غرض مالک افروقیہ نے کہا جو حکم مرزوق کا ہو کیا چارہ ہی مثل حکم حاکم مرگ مفاجات ٭ اور ایک باغ مالک نے خالی کرا دیا اُسمین زنگاوہ پچاس ہزار فوج سے اُترا وہ تو اُدھر گیا اُدھر مالک نے آکر سعد سے کہا کہ زنگاوہ حکم مرزوق کا تیرے قتل کے واسطے لایا ہی سعد نے کہا جو مرضی پروردگار عالم کی غرض دوسرے روز یہ ٹھہری کہ سعد کو قتل کرواور شہر سے باہر ایک کوہ ہی اُسپر لیکے چلے اور تمام شہر تماشا دیکھنے کے لیے زیر کوہ جمع ہوا زنگاوہ غوری ایک ہاتھی پر سوار ہوا اور پچاس ہزار سوار ہمراہ لیکر بیچ مین ارابہ سعد کا اور بائب

لپٹا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ نام میرا مسروق دیوانہ ہے اسی شہر یار ہین بھائی عزروق فرنگی
کا ہون مجکو خواب مین ایک بزرگ نے آپ کا نام بتایا کہ تو اُس سے زیر ہوگا اور اُسکا دین قبول کر لینا اُسی
سے مین نے یہ پیشہ اختیار کیا اور میرے پاس تیس ہزار دیوانے ہین بعد اسکے علمشاہ سے کہا کہ اب دعوت
میری قبول کیجیے اور میرے گھر چلیے علمشاہ اُسکے ساتھ ہو لیے جب وہ اپنے بیشہ مین پہونچا دیوانون نے
دیکھا کہ یہ نیا شخص کون مسروق کے ساتھ چلا آتا ہے سب کے سب تماشا سمجھ کے شور و غل مچاتے ہوئے
دوڑے اور آ کے گھیر لیا ہر ایک قصد کرتا ہے کہ علمشاہ پر چوب دست مارے لیکن مسروق منع کرتا ہے آخر کو
مسروق نے سب کو مسلمان کیا اور علمشاہ کی دعوت نہایت تکلف کے ساتھ کی بعد فراغت دعوت
کے علمشاہ نے مسروق سے کہا کہ مین اب ریحانیہ کو جاؤنگا دیوانے نے کہا کہ مین ہمراہ رکاب ہون
غرض علمشاہ مع مسروق اور تیس ہزار دیوانون کے طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے کہ چلکر لہراسپ
وغیرہ کی خبر لینا چاہیے کہ مالاگرد سے کیا گذری انکو راستہ مین چھوڑ دیے کہ بر وقت انکا حال بیان کیا جائیگا
اب دو کلمے داستان سلطان سعد کا

شبخون مارنا لشکر مالاگرد پر اور گرفتار ہو جانا سلطان سعد کا بیان کیے جاتے ہین

کاتبان خوش بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ سعد قلعہ قیلاب مین ملکہ ماہ گوہر بند کے
ساتھ عیش و عشرت مین بسر کر رہے تھے کہ ایک روز خبر سلطان سعد کو پہونچی کہ شاہزادہ علمشاہ
مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہو کر غائب ہو گئے اور لہراسپ بھی زخمی ہوا اب ضمیران شاہ مع لہراسپ
قلعہ بند ہے یہ سنکر سعد نے اشقنش سے کہا کہ تم تو یہین رہو مین جا کر شبخون مارونگا کہ یہ فرنگی بھی کچھ
دنون تو یاد کریگا ہر چند اشقنش نے کہا کہ ملکہ سے تو رخصت ہو لیجیے سعد نے نہ مانا اور پانچ ہزار سوار
لیکر ملک ریحانیہ پر روانہ ہوا آتے آتے قریب لشکر مالاگرد کے ایک دامنہ کوہ کی آڑ مین قیام کیا جب
رات ہوئی تو چلنے کی تیاری کی اور پہر رات رہے اپنے سوارون کو لیکر لشکر مالاگرد پر شبخون کر کے قتل کرنا شروع کیا
کشتون کے پشتے باندھ دیے فوج کو پامال کر ڈالا مالاگرد کچھ اچھا بھی ہو چکا ہے اسکو خبر ہوئی کہ سعد شبخون کر آیا ہے
جلدی سے سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مرکب پر بیٹھکر چلا کہ سعد سے مقابلہ کرے اب کوئی دو گھڑی رات
باقی ہوئی کہ سعد نے کہا اگر صبح ہو گئی تو بڑا غضب ہوا نکل چلنا چاہیے اور کچھ لوگ انکے بھی مارے گئے اب ارادہ
نکلنے کا کیا مگر فوج مالاگرد کی چار لاکھ ہے یہانتک کہ صبح ہو گئی اب لوگون نے دیکھا کہ سعد ایک طرف گھوڑا دبائے
چلا جاتا ہے قصد یہ ہے کہ اب نکل چلیے لوگ مالاگرد کے چالاک ہین زمین مین جا بجا کمندین بچھا دین اور کچھ آدمی
درختون پر چڑھ گئے اب سعد لڑتا ہوا اُس طرف پہونچا لوگون نے حلقے کمند کے مارے یہ اُلجھ کر گرے سب
ٹوٹ پڑے اور سعد کو پکڑ لیا یہ دیکھکر اُنکے لوگ بھاگے مالاگرد سعد کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا
لوگون نے کہا کہ بس اب اسکو عزروق کے پاس لے چلیے اور ضمیران تو قلعہ بند ہے اور علمشاہ کا اسوقت
تک کہین پتا نہین لگا اور آپ کا زخم ابھی اچھا بھی نہین ہوا بعد صحت آ کر پھر سامنا کیجیے گا مالاگرد نے
اس صلاح کو بہت پسند کیا اور حکم کیا کہ بلاؤ آہنگرون کو بموجب حکم اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور سعد
کو اسیر غل و زنجیر کیا اور ارابے پر ڈالکر اُسی وقت وہان سے کوچ کیا لوگون نے کہا بس ڈر ہے تو اُس نقابدار
کا ہے جلد چلیے اور بہت ہوشیاری رکھیے گا غرض رات بھر مالاگرد جاگا کرتا ہے یہانتک کہ کوچ بکوچ منزل بمنزل

تلوار چلنے لگی فوج بے سردار کہین ٹھہرتی ہی آخر کو لوگ مالا گرد کے اسکو لیکر نکل گئے لہراسپ نے اُس نقابدار کو مجرا کیا اور کہا آپ توقف کرین تو مین کچھ عرض کرون نقابدار نے کہا کونسی ایسی بات ہین سننے کی ہی اور تم کیا کھوگے یہ کہکر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف واپس گیا یہ نقابدار عمرو بن حمزہ یونانی تھے لہراسپ اور ضمیران یہ فتح وفیروزی قلعہ مین داخل ہوئے لیکن لوگ مالا گرد کے جو اسے لیکر بھاگے تھے چار پانچ کوس پر جا کر ایک دامنئہ کوہ مین قرار پکڑا اور زخم مین اسپنے سردار کے ٹانکے لگوائے علاج اسکا ہونے لگا کہ مالا گرد اچھا ہوئے تو پھر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ علمشاہ کے زیر کرنا مسروق فرنگی برادر فرزوق فرنگی کو بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان فتح نشان کو اس طور پر تحریر کرتے ہین کہ جب علمشاہ کو میدان مصاف سے گھوڑا لیکر نکل گیا تھا ایک بیشہ مین سوپچکر کچھ گھاس چرنے لگا بعد اسکے ایک تالاب کے قریب گیا اُس مین سے پانی پیا مگر تھرتھری جو لی تو علمشاہ نیچے اُسکے گرے لیکن بیہوش تھے اتفاقاً ایک زمیندار کا اُس طرف سے گذر ا ہوا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب کنارے تالاب کے لب بام ہی یعنی ایک جوان نہایت حسین یہ جبین زخمی کنارے تالاب کے پڑا ہوا ہی بس وہ آیا اور علمشاہ کو اٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور گھوڑے کو بھی لیجا کر باندھ دیا اور جراح کو بلوا کر زخم مین ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی بندھوائی جب علمشاہ کو ہوش آیا اُس زمیندار نے پوچھا کہ آپ کون ہین انھون نے کہا کہ مین سوداگر ہون قزاق مال واسباب میرا سب لوٹ لیگئے اور مجکو زخمی کرکے ڈال گئے گھوڑا مجکو اس تالاب تک لے آیا اور نام اپنا پوشیدہ کیا کچھ زیدعمرو بکر بتا دیا غرض چند روز مین زخم اچھا ہوا کبھی کبھی سیر کو بھی علمشاہ جانے لگے ایک روز ایک صحرا مین پہونچے کہ وہان ایک باغ انارون کا تھا اور تمام انار سُرخ سُرخ لگے ہوئے تھے کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ پھلا نہو ایک عجب فضا تھی علمشاہ کھڑے سیر دیکھ رہے تھے کہ آواز زنجیر کی کان مین آئی اُدھر اُدھر دیکھا پشت کی طرف جو پھرے دیکھا کہ ایک دیوانہ چوبدست گران سر ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا ہی بس قریب علمشاہ کے پہونچ کر پکارا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اب مین تجھے ضرور مار ڈالونگا مین روز ایک نہ ایک آدمی پر اپنی چوبدست آزماتا ہون علمشاہ نے کہا آخر میری خطا کیا ہی مین نے تیرا کچھ لیا ہی وجہ کیا دیوانے نے کہا کہ اگر مین نہ آتا تو ضرور انار وکو توڑ کر کھا جاتا اور لیجاتا معلوم ہوتا ہی کہ تو چور ہی علمشاہ نے کہا او کیدی دیوانے کیا بکتا ہی یہ کہنا تھا کہ اُس دیوانے نے وہی چوبدست ماری علمشاہ نے خالی دی اُسنے دوسری چوبدست ماری اُنھون نے دستہ پکڑ لیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر چھین لے دیوانہ چوبدست چھوڑ کر علمشاہ سے لپٹ گیا علمشاہ نے بھی چوبدست کا دستہ ہاتھ سے چھوڑا اور آمادہ تلاش ہوا کشتی کلہ بکلہ دہنہ بدہنہ ہونے لگی مگر جب علمشاہ اُسکو پکڑ لاتے ہین وہ چارست مارتا ہی یہ گھونسا مارتے ہین غرض ایک مقام پر زور کرکے اُسے ریل لے چلے اور جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ درشناختن پروردگار عالم چہ میگوئی دیوانے نے کہا پہلے تم اپنا نام بتاؤ اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو علمشاہ نے اپنا نام بتایا اور حسب ونسب بیان کیا اور رگ ہاشمی دیوانے نے دیکھی کہا کہ بیشک مذہب آپ کا برحق ہی اور مجکو قبول ومنظور ہی علمشاہ نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ قدمون سے

اونکا ضمیران شاہ اور اسکے لوگون کا تو دم نکل گیا کیونکہ یہ سب جانتے ہین کہ مالاگرد جو کہتا ہی وہی کرتا ہی
الغرض ضمیران لہراسپ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا لہراسپ نے کہا کہ خدا کو یاد کرو اور اُسکو آنے دو
جب آئیگا تو دیکھا جائیگا تم مجکو فیلبند دروازے پر بٹھادو مین سمجھ لونگا ای ضمیران معلوم ہوا کہ ستارہ ہمارا
گردش مین تھا کہ علمشاہ سا اژدہا سے دہان ہاتھ سے اسکے زخمی ہوا اور مین نے چاہا تھا کہ مالاگرد سے لڑکر
اُسے پکڑ لاؤن مین بھی زخمی ہوا خیر اب سمجھا جائیگا ضمیران نے کہا ای لہراسپ کیا کہنا بہادر ایسے ہی ہوتے
ہین اور تیرے یہ سب لوگ ہین تو مسلمان لیکن دل ہارے دیتے ہین الغرض رات بھر طبل جنگ بجا صبح
ہوئی لہراسپ فیلبند دروازے پر آبیٹھا اور سبکو سمجھا کے خاطر جمع کی اُدھر مالاگرد نے یورش کی جب سامنے
آیا یہان سے توپ چلی لہراسپ نے ضمیران کو منع کیا کہ کیون تو بین مار کر مجکو بدنام کرتے ہو خدا پر شاکر رہو
مالاگرد کو یہان تک آنے تو دو ضمیران نے نہ مانا اور ہزارہا آدمی مالاگرد کے اُڑ گئے لیکن مالاگرد گولون کو ردکرتا
ہوا گرزگران ہاتھ مین لیے ہوئے لب خندق آ پہونچا اُدھر گولندازون نے اب جو ہاتھ روکا اور دھوان برطرف
ہوا دیکھا تو مالاگرد لب خندق کھڑا ہی اور پکار رہا ہی کہ او ضمیران اب بھی دروازہ قلعہ کا کھولکر چلا آ تو
جانتا ہی کہ جو مین کہتا ہون وہی کرتا ہون تیرا قصور فرزوق سے معاف کرا دونگا بس یہ سنتے ہی ضمیران
کی جان نکل گئی اور آپس مین کونسل کی کہ مالاگرد کے کینے پر رہو گے تو اچھا ہی جب تو لہراسپ نے کہا
ای ضمیران ہراس کو راہ نہ دو وہ کیا واہی مسخرہ ہی دعا کرو باقی تم اُسے دروازے تک تو آنے دو ہم
اسی حالت زخمداری مین لڑینگے غرض سب نے ہاتھ اٹھا دیے سر کھولدیے دعا مانگنا شروع کیا کہ ای
معبود حقیقی وای رب تحقیقی ای کس بیکسان وای یاور غریبان اسوقت مین سوا تیرے ہمارا کون مددگار ہی بس
ان سبکا بلبلا کر دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ
خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اب جو وہ گرد قریب آ کر شق ہوئی دیکھا کہ ایک
نقابدار پلنگینہ پوش پیدا ہوا اور مانند شیر غضبناک کے للکارا کہ باش باش او گبر کیا کرتا ہی پہلے مجھسے
مقابلہ کرلے تو پھر قلعہ پر جانا مالاگرد اُس طرف متوجہ ہوا کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی اتنے مین
نقابدار نے قریب پہونچکر تلوار ماری کہ مرکب مالاگرد کا چھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا نقابدار کا دو قدم
پیچھے ہٹا مالاگرد پکارا کہ او نقابدار بیجیا برقع پوش کیا تیری قضا دامنگیر ہوئی ہی نقابدار نے کہا دور
ہوا او نامرد تو بیحیا ہی یا مین ہون جو اپنے سے نہ لڑے اس سے لڑنا کیسا مالاگرد نے کہا مین نے تو اس
لوہے کے دریا کو پیر کر اپنے کو لب خندق پہونچایا اور تو مجکو اس جرأت پر نامرد و بیحیا کہتا ہی دیکھون تو
کیسا بہادر ہی لا جو حربہ بہادری رکھتا ہو نقابدار نے کہا یہ ہمارا دستور نہیں کہ پیشدستی کرین ہم
خدا پرست ہین تجکو بھی لازم ہی کہ لقیاسے نہ رین تن پر لعنت کر بس یہ سننا تھا کہ مالاگرد نے غیظ و غضب
مین آکر تلوار ماری نقابدار نے خالی دی اور اپنا وار کیا مالاگرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن
تلوار جو ٹری اُسنے سپر کو کاٹا خود اور سر کے دو ٹکڑے کرکے تا دوابرو اتر آئی مالاگرد نے دستانہ مارا
تلوار کھینچکر نکل آئی مگر خون جو سر سے جاری ہوا ضعف طاری ہوا لوگ اسکے لشکر کے یہ ماجرا دیکھکر
نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بھی تیغہ آبدار کھینچکر مشغول جنگ ہوا لہراسپ نے ضمیران سے کہا
کہ جلد نقابدار کی مدد کرو ضمیران فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلا اور فوج پر مالاگرد کی جا کر گرا

تھا کہ لہراسپ کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور تلوار کھینچکر دوڑ پڑا ادھر ضمیران شاہ نے دل مین یہ خیال کیا
کہ ایسا نہو لہراسپ مالاگرد کے ہاتھ سے مارا جاے تو مین علمشاہ کو کیا منھ دکھاؤنگا اسلیے کہ جب علمشاہ
زخمی ہوا تو لہراسپ کی کیا حقیقت ہے بس یہ بھی مع فوج مالاگرد پر آ پڑا ہر چند لہراسپ نے منع کیا لیکن
اُسنے نہ مانا یہ دیکھکر اُدھر سے مالاگرد کے لوگ بھی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی تین پہر کامل
تلوار چلی ہزارہا آدمی کٹ گئے آخر کو ضمیران شاہ قریب شام طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن علمشاہ کی ہر چند تلاش کی کہین نشان نہ ملا تین روز تک برابر دوڑا کیے لیکن پتا
نہ لگا مالاگرد نے تیسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا یہ خبر ضمیران کو ہوئی اُسنے لہراسپ سے کہا کہ رات کو نکل چلو قلعہ
بند ہو کر لڑو اسنے نہ مانا اور کہا کہ کل مین خود بھی مقابلہ کرلون تو پھر تمھین اختیار ہے اور نشہ شراب مین حکم دیا کہ طبل
جنگ بجے غرض رات بھر دونون طرف نقارے گڑگڑائے اور تیاری جنگ رہی صبح کو ادھر سے لہراسپ مرکب پر
سوار لشکر کو لیے ہوئے میدان مین آیا اُدھر سے مالاگرد فرنگی اپنے لشکر سمیت میدان مین آیا اور صف باندھکر کھڑا
ہوا جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو مالاگرد مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے لہراسپ
اپنے مرکب کو دوڑا کر مقابل مالاگرد آیا اور ترنگا وزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مالاگرد نے کہا کہ لا اپنا حربہ جو
کچھ رکھتا ہو کہ ہوس تیرے دل مین نہ رہجاے لہراسپ نے غصہ مین تلوار تو کھینچ لی لیکن جواب دیا کہ ہم اہل اسلام
کا دستور نہین کہ پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو ہم بھی وار کرینگے بس یہ سنتا تھا کہ مالاگرد
نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے اور ہوشیار و خبردار کہکر تلوار ماری لہراسپ نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا مگر یہ وار ہے مالاگرد سے پہلوان زبردست کا اُسکی سپر سے کہین رکتا ہے صاف سپر کٹ گئی اور تلوار تا ابرو
اُتر گئی لہراسپ نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی اور لہراسپ کو غش آگیا
ضمیران شاہ نے جو دیکھا کہ یہ بھی زخمی ہوا بس فوج کو اشارہ کیا کہ مارلو جانے نہ پائے تمام فوج اُسکی دوڑ پڑی
اُدھر سے مالاگرد کے لوگ بھی آگئے تلوار چلنے لگی آخر کو قریب تھا کہ ضمیران شاہ کی فوج شکست کھا کر بھاگے
اور یہ دعا کر رہا تھا کہ اے پروردگار بچانا ہم سبکو کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور پردۂ بیابان سے گرد و غبار
بلند ہوا جب گرد قریب آکر شق ہوئی اور غبار فرو ہوا دیکھا کہ کیپی زرلزال مع لشکر آپہونچا اور ضمیران شاہ کا
شریک ہوا اب پھر ذرا قدم سے جمے آخر کو شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اپنے اپنے
خیمون مین آئے ضمیران شاہ نے بارگاہ مین آکر زخم مین لہراسپ کے ٹانکے دلوائے اور کیپی زرلزال سے
مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے شاہزادہ علمشاہ مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اسکو گھوڑا لیکر نکل
گیا کہین پتا نہین لگتا لہذا جبتک شاہزادہ نہ آلے اُسوقت تک اس سے قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیے اور
اس زمانے مین لہراسپ کا بھی زخم اچھا ہو جائیگا کیپی زرلزال نے کہا کہ کل مین مقابلہ کرلون تو تمھین
اختیار ہے ضمیران نے قسم سر علمشاہ کی دی کہ جبتک شاہزادہ نہ آلے تم نہ لڑو اگر تم بھی زخمی ہوگئے تو پھر
قلعہ بند ہو کر لڑنا بھی مشکل ہو جائیگا اور آجکل ستارہ گردش مین ہے کیپی زرلزال مجبور رہا اور ساتھ ضمیران شاہ
کے قلعہ مین آیا یہ خبر صبح کو مالاگرد کو پہونچی کہا کچھ پروا نہین ہے اور مع فوج آکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور خیمہ برپا کیا اور
مشورہ کرکے طبل جنگ بجوایا اور کہا کہ صبح کو یہ قلعہ لے لونگا اُسکے لوگون نے آپس مین کہا کہ مالاگرد جو کہتا ہے وہی کرتا ہے
بیشک یہ قلعہ خالی کرالیگا اور یہ خبر ضمیران شاہ کو ہوئی کہ مالاگرد نے طبل جنگ بجوایا ہے اور کہا ہے کہ مین اس قلعہ کو

روانہ ہوا اُدھر کیفی برلزال بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کچھ خبر شاہزادہ علمشاہ رومی کی نہ معلوم ہوئی
کہ اتنے مین عیار پہونچا اور نامہ شاہزادے کا پیش کیا اُسنے اُٹھکر نامہ کی تعظیم دی اور جواہر نثار کرکے آنکھون پر رکھا
مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی پس اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو سب لشکر تیار ہو گیا وہ اُسی وقت
چل کھڑا ہوا اب حال ضمیران شاہ کی عرضی کا سنیے جو کہ اُسنے فرزوق کو لکھی تھی وہ اب پہونچی کہ علمشاہ اور لہراسپ
کو قید کرکے لاتا ہون اسوقت فرزوق نے الاگرد اور مالاگرد کو لکھا تھا کہ اب تم آگے کوچ نہ کرنا جو ہم پھر لکھنے اُسپر
عمل کرنا وہ چار یا پانچ مہینے ٹھہرے رہے کہ پھر فرزوق کو دوسری خبر پہونچی کہ ضمیران شاہ تیرے شہر کے قریب
پہونچ چکا تھا کہ سعد نے اُسپر شبخون مارا اشقش نے فریب کیا کہ الکی قید پہنا کر سامنے ضمیران شاہ کے لایا
اور سعد نے قید توڑ کر علمشاہ کو چھڑایا اور بیٹا ضمیران شاہ کا یعنی سہراب بھی مارا گیا اور فولاد زنگی بھی کشتہ
ہوا اور اب ضمیران شاہ بصدق دل مسلمان ہوا اور علمشاہ کو لیکر ریحانیہ کو واپس گیا یہ سُنکر اُسی وقت نامہ
مالاگرد کو لکھا کہ تو جاکر علمشاہ کو پکڑ لا یا سر اُسکا لا اور آلاگرد کو لکھا کہ تو سعد کو گرفتار کر لا غرض یہ نامے آلاگرد
و مالاگرد کو پہونچے اور دونون کوچ کرکے روانہ ہوئے مگر مالاگرد قریب ریحانیہ کے پہونچا خبر علمشاہ کو ہوئی
ضمیران شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار مالاگرد پہلوان زبردست ہے فرنگستان مین اُسکا مثل و نظیر نہین
ہے اگر ارشاد ہو تو قلعہ بند ہو کر لڑین علمشاہ یہ سنکر برہم ہوا اور کہا کہ خبردار اب کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ
نکالنا اور علمشاہ نے لہراسپ اور ضمیران شاہ کو مع دو تین لاکھ فوج کے لیکر قلعہ کو پشت پر رکھکے
باہر خیمہ برپا کیا یہ خبر مالاگرد کو ہوئی اُسنے طبل جنگ بجوایا ادھر علمشاہ نے بھی خبر طبل جنگ کی سنکر اپنے یہان بھی طبل
جنگ بجوایا غرض چار پہر رات تیاری جنگ و جدل مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف بندیان
ہونے لگین تبرداروں نے زمین کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا غرض بعد بند و بست کے میدان مین مالاگرد
فرنگی نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور نقیب نے میدان مین آکر نعلے سراپا میدان کا دکھایا اُدھر مالاگرد نے بہادری
کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہو گیا اور گھوڑا بھی پسینے پسینے ہو گیا اُسوقت مرکب کو روک کر پکارا کہ او
ضمیران تو نے پہلے تو نمک حرامی اپنے مالک کی کی کہ فرزوق سے پھر گیا اور اب میرا سامنا کرتا ہے خراب جسپر تیرا بھروسا
ہوا اسکو میرے مقابلے کو بھیج بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور قریب
مالاگرد کے پہونچکر نگاہ ورزن ہوا اور مرکب کو روک لیا اور مالاگرد کو سلام کیا مالاگرد نے کہا یہ کیا علمشاہ
نے کہا ہم لوگون کا آئین یہی ہے مالاگرد نے کہا تو نے ایسے قصور کیے کہ کوئی حیلہ باقی نہین ہے کہ تیری جان بخشی
ہو علمشاہ نے کہا مین جان بخشی نہین چاہتا ہون بلکہ مین نے تو اپنا بزرگ آپ کو سمجھا اور [illegible] کہ سلام
کیا بس یہ کہہ رہے تھے کہ مالاگرد نے غصے مین آکر نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی
یہانتک کہ سنانین اور بُنانین بیکار ہو گئین پھر چھیڑ چھاڑ ہونے لگی دونون نے نیزون کو ہاتھون سے پھینک کر
تلوارین کھینچ لین مالاگرد نے تلوار علمشاہ پر ماری علمشاہ نے خالی دیکر تلوار ماری مالاگرد نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار سپر پر پوری بیٹھی کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب تلوار علمشاہ کی خود پر مالاگرد کے پہونچی
اُسنے بھی خود کو کاٹا مالاگرد نے جھٹکا مارا کہ تا دوا بر وا تر گئی علمشاہ نے دستانہ [illegible] تلوار کو جھٹکا کر نکالی [illegible]
چادر خود کی سر سے باہر آئی علمشاہ نے اسی حالت زخمداری مین ہاتھ تلوار کا لگایا مالاگرد نے بغلون
سپہگری خالی دیا لیکن اب علمشاہ کو غش آگیا اور گھوڑا انکو میدان مصاف سے لے نکلا پس یہ دیکھ

دین آپ کا برحق ہی اگر لقیاے زرین تن خداوند برحق ہوتا تو میرے بیٹے کو زندہ کر دیتا اور اب از راہ صدق
وصفا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ نے کہا کہ اگر تیرا اعتقاد اُسپر ہو تو لقیاے زرین تن سے اپنے بیٹے
کو طلب کر اُسنے کہا ای شہریار مین نے لعنت کی جیسی مین نے آپ سے دغا کی ویسا ہی میرا بیٹا مارا گیا
غرض سب کو امان دی اور ضمیران شاہ دو لاکھ سوار سے مسلمان ہوا اور علمشاہ کی دعوت نہایت
اہتمام سے کی دوسرے دن علمشاہ نے کہا کہ ای ضمیران شاہ مین فرزوق فرنگی پر جاؤنگا ضمیران شاہ
نے کہا ای شہریار ابھی مناسب نہین ہی کیونکہ وہ ساٹھ لاکھ فوج رکھتا ہی بہت ہوگا آپ تین چار لاکھ سے
مقابلہ کرینگے اب اسوقت مین بہتر یہ ہی کہ آپ میرے ساتھ شہر ریحانیہ کو پلٹ چلیے اور شہر کو اسلام آباد
کیجیے اور کیپی زلزال کو بھی بلائیے اور امیر بھی آجائین تو پھر البتہ فرزوق سے مقابلہ ہو ورنہ ہوگا اُدھر سعد
نے لہراسپ سے کہا کہ میری طرف سے عمو جان کی خدمت مین عرض کرو کہ مین بھی قلعہ قیلاب کو چند
روز کے واسطے جاتا ہون کچھ لوگ باقی ہین اُنکو بھی مسلمان کر کے حاضر ہونگا لہراسپ نے علمشاہ سے
عرض کیا علمشاہ نے کہا کہ سعد کو بلا لو لہراسپ نے جا کر کہا کہ علمشاہ آپ کو بلاتے ہین سعد نہایت
شرمگین سامنے آئے کیونکہ دھیان اُنکا ملکہ ماہ گوہر بند مین لگا ہوا تھا علمشاہ نے کہا کہ کیون بیٹا
سلطان سعد تم ہمارا ساتھ چھوڑتے ہو سعد نے کہا جسوقت تک جسم مین جان باقی ہی اسوقت
تک تو خدا چاہیگا تو قدم سے آپکے جدا نہونگا مین نے صرف اس سے عرض کیا کہ حضور ابھی تو ریحانیہ
کو تشریف لیے جاتے ہین مین بھی قلعۂ قیلاب پر ہو کر وہین حاضر ہوتا ہون علمشاہ نے کہا اچھا
جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا یہ رخصت ہو کر چلے لہراسپ نے کہا کہ مجکو بھی ساتھ لیے چلیے سعد
نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہین ہی عمو جان اپنے دل مین خیال کرینگے کہ اُسنے اپنا یارا کیا کہ اپنے
ساتھ اپنے سردارون کو بھی لیتا گیا یہ کہکر لہراسپ کو وہین چھوڑا اور اشقش کو ہمراہ لیکر قلعۂ قیلاب
کی طرف چلے اور یہان سعد ملکہ ماہ گوہر بند سے کہگئے تھے کہ جسوقت سمینہ بانو آئین تو تم سلام کرنا
اور استقبال کرنا نذر دینا اپنا بزرگ سمجھنا کیونکہ وہ میری چچی ہین اور کبھی یہ خیال نہ کرنا کہ مین شہزادی
ہون اور یہ وزیرزادی ہین اب یہ تمھاری بزرگ ہین ماہ گوہر بند نے ویسا ہی کیا جب سُنا کہ سمینہ بانو
آئی ہین دروازے تک گئی استقبال کر کے لائی مسند پر بٹھایا نذر دی کہ اتنے مین سنا کہ سعد آئے ہین
اور سعد اندر محل کے داخل ہوئے سمینہ بانو کو مجرا کیا سامنے آکر ادب سے بیٹھے سمینہ نے حال
علمشاہ کا پوچھا سعد نے جا کر چھوڑنا علمشاہ کو اور علمشاہ کا جانا طرف ریحانیہ کے بیان کیا سمینہ
نے بلائین سعد کی لین اور کہا کہ واری تمنے بڑا کام کیا مگر اب مجکو رخصت کرو سعد نے کہا کہ کیا کام ہی
آپ کے وہان جانے کا یہ قلعہ بہت مستحکم ہی یہین رہیے تو مناسب ہی سمینہ نے نہ مانا سعد نے مجبور
ہو کر کہا کہ آپ کو اختیار ہی اور سمینہ کو رخصت کیا اور اشعر سے کہا کہ ذرا ہوشیاری سے جانا غرض اشعر
محافے مین سمینہ بانو کو سوار کر کے قلعۂ آہن حصار کی جانب روانہ ہوا لیکن اب حال شاہزادہ
علمشاہ رومی کا سنیے کہ جب علمشاہ ضمیران شاہ کے ساتھ طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے
اور شہر مین آکر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے کھدوائے مسجدون کی بنا ڈلوائی اور ایک نامہ پیام
کیپی زلزال کہ یہان بہت جلد اپنے تئین پہونچاؤ تو فرزوق پر چلین اور لڑین عیار نامہ لے کر

حرامزادہ بھی ہی باپ سے اور نشیروان سے کونسل کی کہ کیا سبب تھا کہ نقاب ڈال کے سعد نے نعرہ کر کے فولاد کو مارا یا کوئی خداوند لقیا سے زرین تن کا ماننے والا اسمینہ پر عاشق ہوا ہی کہ الزام سعد کے سر رکھکر اوسنے فولاد کو قتل کیا سعد کو کسکی چوری تھی جو قید ہو کے آتا اور حکم دیا کہ اسے دو اور آپ خیمہ سے باہر نکل کر ٹہلنے لگا کہ سامنے سے آرایہ سعد کا اور اشقفش آیا سعد نے سلام علیک کی ضمیران شاہ خفا ہوا اشقفش نے کہا اسکا یہی معمول ہی جبسے قید ہوا ہی اپنے خداوند کا نام ہر وقت لیا کرتا ہی ضمیران شاہ نے کہا ای اشقفش تو نے نہ سمجھا یا اشقفش نے کہا جب اُسنے فرزوق کے سامنے سلام علیک کی تو سنے اُسکو ڈرا تو تم کیا ہو اور لقیا سے زرین تن تک کو بُرا کہا ضمیران شاہ نے کہا کیا یہ خداوند سے بھی نہیں ڈرتا اشقفش نے کہا بلکہ لعنت کرتا ہی ضمیران شاہ نے کہا تو بھی کہتا ہی اُسنے کہا یہ مثل تو نے نہیں سنی قتل کفر کفر نباشد یہ کہکر سعد کو ارابے پر سے اُتارا اور ہاتھ سعد کا کھینچا کہ مین تو اسطرح پر لایا ہون بس یہ دیکھکر سعد نے قید توڑی اور تلوار میان سے لی پھر تو پانچ ہزار سوار جو ساتھ رہنے والے برابر ارابے کے تھے مع اشقفش ضمیران شاہ پر جا پڑے اور پانچ ہزار سوار جو باقی تھے انھون نے لشکر کو روکا غل ہوا کہ سعد آیا علمشاہ خیمے مین مقید تھے یہ سمجھے کہ سعد مارا گیا ایک مرتبہ غصہ مین آکر بیتاب ہو کر زور کر کے قید کو توڑا اور باہر نکل آئے اور پاس ارابے کو کہ جسپر قید تھی اُٹھا کر سر پر چرخ دے کر جو مارا اُس بھینس کا خاتمہ ہو گیا ہڈیان پسلیان چور ہو گئین یہ زور علمشاہ کا دیکھکر لوگون نے دل ہار دیے ہوش جاتے رہے چھکے چھوٹ گئے ہمتین پست ہو گئین مگر ادھر اُدھر لہراسپ نے دیکھا کہ علمشاہ نے قید توڑی دل اُسکا نہایت مسرور ہوا اور سعد کے آنے کی بھی اسکو از حد خوشی ہوئی کہ ایک بار شادان و فرحان ہو کر زور جو کیا قید لہراسپ کی بھی ٹوٹ گئی اور قید خانے کے دروازے پر نکلکر تلوار ایک آدمی کی بزور چھین کر لڑنا شروع کیا ادھر علمشاہ نے آواز دی کہ بیٹا سعد تم کدھر ہو سعد نے کہا عمو جان مین بفضل ایزدی اسطرف لڑ رہا ہون حاضر ہوتا ہون کہ سامنے علمشاہ کے کیپی سہراب آیا اور پکارا کہ قید تو نے توڑ ڈالی تو بڑا دلیر معلوم ہوتا ہی اور تلوار ماری علمشاہ نے ارابے پر روک ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور ہاتھ کو مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیا اور کہا چالاک در شناختن پروردگار چہ میگوئی کیپی سہراب نے کچھ جواب نہ دیا علمشاہ نے اُسنے بر روے ہوا اچھالدیا کہ مثل کنجشک کے معلوم ہونے لگا دم تو اسکا رستے ہی مین نکل گیا تھا لیکن جب گرنے لگا علمشاہ نے اُسی کی تلوار سے چو رنگ ہوائی کاٹا بس اسکا مارا جانا تھا کہ ضمیران شاہ کی آنکھون مین خون اُتر آیا پکارا کہ او رومی غضب کیا تو نے کہ بیٹے کو میرے مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا یہ کہکر قریب علمشاہ کے پہونچ کر تلوار ماری علمشاہ نے خالی دیکر تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا ضمیران شاہ نے دیکھا کہ اب جان بچتی نہین معلوم ہوتی بیٹے کے غم کو بھی بھول گیا اور سمجھا کہ تو بھی چو رنگ ہوا پکارا امان علمشاہ نے کہا بشرط ایمان اُسنے منظور کیا علمشاہ نے بہت آہستہ سے زمین پر رکھدیا اور کہا کہ گو تو ایک مرتبہ دغا کر چکا ہی لیکن ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ جو نام اسلام کا لے اور دین اسلام قبول کرے ہم اُسے قتل کرین ضمیران شاہ قدمون پر گرا اور کہا کہ ای شہریار اب ایسی خطا نہو گی معلوم ہوتا ہی کہ اقبال آپ کا یاور ہی آپ پر کوئی فتحیاب نہو گا اور ای شہریار

لشکر پر شبخون مارا اور قتل کرنا شروع کیا ہزارہا آدمی مار ڈالے کہ اس غلغلہ مین فولاد زنگی کی آنکھ کھل گئی
خیمہ سے باہر نکلا پوچھا کہ کیا معرکہ ہے لوگون نے کہا ایک نقابدار شبخون کرا ہے لوگون کو قتل کر رہا ہے
بس یہ سنکر فولاد زنگی مرکب پر بیٹھکر چیلا کہ اسنے آواز نعرہ سعد کی سنی مگر سعد نقابدار منہ پر ڈالے ہوئے
قتل کر رہے تھے کہ عین گرمی جنگ مین سعد اور فولاد کا سامنا ہوا فولاد نے کہا او لڑکے کیون تیری
شامت آئی ہے کہ میرے لشکر پر شبخون کرا معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے یہ کہکے تلوار
سعد پر ماری سعد نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگون
نے سردار کے مرتے ہی امان مانگی اور سب مسلمان ہوئے سعد نے اشعر کو توال اور اسکے ملازمون
کو چھڑایا وہ قدمون سے لپٹا کہ اے شہریار آپ نے میری جان بچائی جب امن ہوئی تو سعد نے
اشعر سے کہا کہ میری طرف سے سمینہ بانو کو مجرا عرض کرنا کہ آپ چچی جان میری بجائے مان کے ہین
جیسے ہین علمشاہ کا ملازم ویسے آپ کا ملکہ سمینہ بانو محافہ مین قید رو رہی تھی کہ اشعر نے قریب
جاکر ملکہ کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ہم سبکو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو مارا اور آپکو تسلیم
کہلا بھیجی ہے سمینہ یہ سنکے بہت خوش ہوئی اور کہا کہ سعد سے کہو کہ اگر تم مجکو چچی جانتے ہو تو میرے سامنے
کیون نہین آتے کوئی اپنے عزیزون سے بھی چھپتا ہے غرض سعد نیچی نگاہ کئے سامنے محافے کے آئے
اور ملکہ سمینہ بانو کو سلام کیا سمینہ نے دعائین دین اور بلائین لین سعد نے اشعر اور اشقنقش کو
ہمراہ سمینہ کے کرکے قلعہ قیلاب کی طرف روانہ کیا اور کہدیا کہ آپ ملکہ ماہ گوہر بند کے پاس رہین
مین عمو جان کو چھڑائے جاتا ہون دوسرے دن اشقنقش راہ سے پلٹ گیا اور اشعر سمینہ کو لیکر قلعہ
قیلاب کی طرف راہی ہوا لیکن جب اشقنقش راہ سے پلٹ کر سعد کے پاس پہونچا عرض کیا کہ اے
شہریار میرا دل گھبرایا دمبدم آپ کا خیال آتا تھا مین راہ سے پلٹ آیا اشعر ساتھ گیا ہے سعد نے کہا
مرحبا کہ رفیق اور محبت دار ایسے ہی ہوتے ہین اشقنقش نے کہا اے شہریار ایک بات کا مجھے نہایت
کھٹکا ہے اس سے اور مین گھبرا کر چلا آیا کہ ضمیران شاہ دو لاکھ فوج سے قید آپ کے عمو جان کی لیے
آتا ہے اگر آپ قیدی ہو کر چلینگے تو کام بن پڑیگا نہین تو رسائی علمشاہ تک مشکل ہوگی اور میرا حال بھی
ضمیران شاہ کو معلوم نہین ہے کہ یہ مسلمان ہو گیا ہے کیونکہ اسنے مجکو طلب بھی کیا ہے کہ سعد کی قید لیکر آ
جب آپ اسکے سامنے پہونچین اسکو مار کر علمشاہ کو چھڑا لین سعد نے کہا یہ ہرگز نہوگا کہ مین قیدی بنکر
اسکے سامنے جاؤن مین بزور شمشیر علمشاہ کو چھڑاؤنگا اگر دو لاکھ ہین تو کیا کرینگے اشقنقش نے عرض کیا
کہ اے شہریار سپہگری چھتیس فن ہین جیسا موقع ہو ویسا کرنا چاہیے اگر انھون نے آپ کو آتے دیکھکر
روکا اور پیچھے لوگ قید علمشاہ کی لیکر راہی ہوئے تو آپ کا مطلب فوت ہو جائیگا مین نے مانا کہ آپ
سبکو قتل کرینگے مگر علمشاہ کو نہ پائینگے سلطان سعد نے کہا سچ کہتے ہو جب یہ لوگ لشکر ضمیران شاہ
کے قریب پہونچے اشقنقش سعد کو ہلکی سی قید پہنا کے اور پانچ ہزار سوار گرد اسکے کرکے اور
پانچ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے چلا لیکن ادھر لشکر ضمیران شاہ کا اترا ہوا تھا ضمیران شاہ بیٹھا
ہوا تھا کہ لوگ فولاد زنگی کے لاشہ فولاد کا لیے ہوئے آئے اور کہا کہ ایک نقابدار نے فولاد کو مار ڈالا بعد اسکے
یہ خبر آئی کہ اشقنقش قید سعد کی لیے آتا ہے کبھی سہراب کہ بیٹا ہے ضمیران شاہ کا نہایت مرد جری ہے اور

بیان کر رہا ہے اور عورتین آوہی آوہی کر رہین تھین غرض یہانکا بھی حال دیکھکے جاسوس اپنے گھر مین آیا اور
سوچا کہ اے جاسوس اگر فرزوق کے سامنے گوہر بند کا حال کہا تو وہ مروا ڈالیگا اور آلاگرد بھی بہادر بے نظیر
ہے اور بہادر کے لیے غیرت بھی ضرور ہے یہ سوچکر بہتر برق فرنگی کہ اُستاد اُسکا تھا اس سے بیان کیا برق
اور جاسوس آلاگرد کے پاس آئے اور ملکہ ماہ گوہر بند اور سعد کا حال بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ اُسکے
حامی رہین تو فرزوق سے اسکا حال بیان کیا جاے آلاگرد نے کہا جسوقت بین بارگاہ مین ہون اُسوقت
کہنا جب صبح ہوئی فرزوق آکر تخت پر بیٹھا اور سردار جمع ہوے کہ جاسوس آیا فرزوق نے کہا کہ
حال ملکہ کا بیان کر اُسنے بہت اچھی طرح سے کان مین فرزوق کے سمینہ بانو کا عشق علمشاہ سے
اور اشعو کا مسلمان ہونا سب بیان کیا یہ سنکے فرزوق نے آلاگرد کی طرف دیکھا اور کہا تمکو سمینہ کی
بھی خبر معلوم ہوئی کہ وہ شوخ دیدہ علمشاہ پر عاشق ہوئی ہے اور اشعو کو تو اول مسلمان ہوا آلاگرد نے کہا
بجا ہے مجکو تو یہ معلوم ہے کہ قلعۂ قیلاب کو سلطان سعد نے مع اشققش اور ملکہ ماہ گوہر بند کے
مسلمان کیا یہانتک سننے پایا تھا کہ فرزوق نے کہا یہ کیا مین کچھ کہتا ہون تو کچھ سمجھتا ہے ارے اشعو آلاگرد
نے کہا جی ہان اشققش کو فرزوق نے کہا تیری بیٹی سمینہ اُسنے کہا ملکہ ماہ گوہر بند حضور کی دختر کو
سلطان سعد نے مسلمان کیا یہ سنکے فرزوق خفا ہوا اور چاہا کہ حکم قتل دے کہ برق فرنگی نے
ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ حضور آلاگرد بھی سچ کہتا ہے حضور یہ دونون سلگتے ہوے ہین اور جاسوس
بچشم خود دیکھ آیا ہے آپکے خوف سے خدمت حضور مین عرض نکیا آلاگرد نے آپ کا حال اور آیا
نے اُسکا حال بیان کیا یہ سنکے فرزوق دم بخود ہو گیا گردن نیچی کرلی اور آلاگرد کی طرف دیکھکر کہا کہ تم
قلعۂ آہن حصار پر جاؤ اور علمشاہ اور سمینہ دونون کو پکڑ لاؤ اور آلاگرد سے کہا کہ تم قلعۂ قیلاب
پر جاؤ اور سلطان سعد کو پکڑ لاؤ یا سر اسکا لاؤ بلکہ اُس گیسو بریدہ کو ابھی قتل کرنا یہ دونون بارگاہ
سے باہر آئے اور اپنی اپنی فوج لیکر کوچ کیا لیکن یہ معرکہ گذر چکا تھا کہ علمشاہ شکار کو نکلے تھے اور
گئی اتزال کو مار کر تنی زلزال کو مع لشکر مسلمان کیا تھا اور پھر دو لاکھ فوج لیکر مع کیی زلزال شکار
کھیلنے چلے اور راہ بھولکر مع لہراسپ شہر ریحانیہ مین پہونچے اور قید ہوئے اور ضمیران شاہ قید
انکی لیکر فرزوق کے پاس قلعۂ قیلاب کی طرف ہوتا ہوا چلا اُن کو تو اسی راہ مین چھوڑ دیجیے

اب وہ لکھے داستان فولاد زنگی اور سلطان سعد کے بیان سے لکھے جاتے ہین

محرران خوش بیان اس داستان نادر بیان کو یون رقم کرتے ہین کہ ضمیران شاہ نے فولاد زنگی
کو قلعۂ آہن حصار پر بھیجا تھا وہ اشعو اور سمینہ کو گرفتار کرکے قریب قلعۂ قیلاب کے آیا
اور اشققش کو لکھا کہ مین سمینہ کو پکڑکے لایا ہون تو بھی سعد کی قید لیکر آ کہ اُسکے چچا کو ضمیران شاہ
قید کرنے کے لیے آتا ہے یہ خط اشققش نے دیکھا سعد بارگاہ مین تھے اُسنے وہ کاغذ پیش کیا سعد
نے کہا مین ابھی جاکر سمینہ بانو کو چھڑا لاؤنگا وہ میری چچی ہے اشققش نے کہا آپ اندر تو تشریف
لیجائیں ملکہ سے تو خبر کیجیے سعد نے کہا وہ عورت ہین نجانے دینگی رونا پیٹنا مچا دینگی غرض دس
ہزار سوار لیکر مع اشققش کشتیون پر سوار ہوکر دریا پار اُترے اور وہان سے جو گھوڑے اُٹھائے
پھر رات رہے فولاد زنگی کے لشکر پر پہونچے اور وہ اپنے خیمہ مین خواب مرگ مین تھا کہ سعد نے

سپر سے وہان آنے کا کام بھی نہین آپ صندوق منگوا بھیجے مین بھی آرہونگا اور وہ صندوق فرزندون پر لدوا کر
بھیجے اشعر نے ایوان مین رکھوا لیے مگر اُن صندوقون مین اُسنے ایسی ترکیبین رکھین تھین کہ جو کسکے اندر بند
ہو وہی کھول سکتا تھا بس یکایک سب پہلوان اور بہادر اندر سے نکل نکل کر مسلح و مکمل تو تھے
ہی قلعہ کے لوگون پر گرے قتل کرنا شروع کیا اشعر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بھی ہم سے
چوک ہوئی کہ پہلے ایک صندوق منگوا کر نہ دیکھ لیا مصرع ہر چہ آید بر سر من یا حبیب ہوا اور تلوار
کھینچکر یہ بھی اُن پہلوانون پر گرا لڑنے لگا لیکن اشعر گھبرایا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ پانون اشعر کا ایک
سوار کہ قتل ہوا تھا اور اُسکی لاش پڑی تھی اُسکی زرہ مین الجھا اشعر گرا لوگ اوپر سے آ پڑے اور اشعر کو پکڑ لیا
اور دروازہ قلعہ کا کھولدیا اب فولاد زنگی مع لشکر اندر گھس آیا اور قتل کرنا شروع کیا آخر لوگون
نے امان مانگی فولاد زنگی تر و تازہ اندر محل کے گھس گیا سمینہ بانو اُسکو دیکھکر بھاگی لیکن اُس بجیانے
دوڑکر پکڑ لیا اب حال اُس طرف کا گذارش کیا جاتا ہے کہ جب ماہ گوہر بند کو عرصہ زیادہ ہوا اور زردی
نے آلاگرد اور رالاگرد سے کہا کہ ماہ گوہر بند آٹھ روز کا وعدہ کرکے گئی تھی اور اتنا عرصہ ہوا اب تو
اُسکی خبر منگوانا لازم ہے یہ کہکر مہتر جاسوس شاگرد برق فرنگی سے کہا کہ تو جاکر قلعہ قیلاب
سے خبر لادے اور آلاگرد نے کہا کہ اے جاسوس قلعہ آہن حصار سے سمینہ کی خبر بھی لیتا آنا غرض
مہتر جاسوس پہلے قلعہ قیلاب پر آیا خبر اشقش کو ہوئی اُسنے آکر ملکہ سے کہا ملکہ کی یہ سنتے ہی
جان بدن مین باقی نہ رہی سعد سے کہا کہ ایک دم کے واسطے طوق و زنجیر پہن لو سعد نے نہ مانا
ملکہ نے جام شراب مین بیہوشی ملاکر سعد کو بیہوش کیا اور اسیر طوق و زنجیر کرکے جاسوس کو بلوایا
اُسنے آکر ملکہ کو مجرا کیا اور خوب غور سے ملکہ کو دیکھا تو کچھ اور ہی نقشہ پایا اور وہ کنوارپن اور چہرے کی
رنگت نہین پائی حیران ہوا سمجھا کہ کچھ دال مین کالا ہے بعد تھوڑی دیر کے سعد کا حال پوچھا اشقش
نے جاسوس کو قید خانے مین لاکر دکھا دیا اُسنے دیکھا کہ سعد پڑا سوتا ہے اور چہرے پر اسکے بشاشت ہے
قیدیون کی سی حالت چہرے پر طاری نہین ہے چپ ہو رہا ملکہ نے اسکو خلعت دیکر رخصت کیا ملکہ
کے سامنے سے تو یہ چلا گیا لیکن باہر جاکر ایک گٹھا لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر اپنی شکل ایک غریب
کی بنائی اسکا ایک دوست اس قلعہ مین رہتا ہے اُسکے گھر مین اُترا اور رہنے لگا لیکن اُسنے بھی کچھ حال
ملکہ کا اس سے نہ کہا ایک دن جاسوس پہر رات رہے سے اُٹھا اور کمند ڈال کے محل مین آیا اور
صورت ایک خواص کی بنکر کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ سعد اور ماہ گوہر بند دونون مسند پر بیٹھے ہین
جام شراب کا چل رہا ہے اور بوس و کنار ہو رہا ہے اور سعد علمشاہ کا حال بیان کر رہا ہے جاسوس نے
اپنے دل مین کہا کہ اگر تو اسوقت سامنا کرتا ہے تو اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سب ماجرا دیکھکر اور سنکر
قلعہ سے نکل گیا اور اب قلعہ آہن حصار مین پہونچا لیکن یہ اُس زمانے مین آیا تھا کہ علمشاہ قاف
مین موجود تھے ابھی ریحا پیر پر نہین گئے تھے غرض اشعر کو توال نے علمشاہ اور لہراسپ کو
پیش کیا اور جاسوس کو بلا لیا ملکہ سمینہ بانو کو اُسنے مجرا کیا اور آلاگرد کا پیغام پہونچایا اور چلا گیا
بعد دو روز کے صورت اپنی بدل کے محل مین سمینہ بانو کے پاس آیا اور علمشاہ اور سمینہ کو
ایک جگہ بیٹھے دیکھا اسوقت علمشاہ تصکیپتیان کے مارے جانے کا اور نو لاکھ سوارون کو بھگانے کا

پہونچے ضمیران شاہ نے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار کو دیکھکر دستانہ مارا کہ تیغ ہٹ پڑی ہاتھ بند دست
پر ڈالدیا اور کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور بجائے سپر اسکو لیا اسنے جو دیکھا
کہ اب جان بچتی نہیں معلوم ہوتی امان مانگی علمشاہ نے اما امان بشرط ایمان یہ حرامزادہ تہ دل جان سے
مسلمان ہوا اور بظاہر سارے شہر کو مسلمان کیا انکو تخت پر بٹھایا بعد کئی روز کے کھانے میں بیہوشی
ملا کر انکو مع لہراسپ کے بیہوش کیا اور بلا کر آہنگروں کو اسیر طوق و زنجیر کرایا اور حکم کیا کہ انھیں ہوش
میں لاؤ حیابہ نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا علمشاہ اور لہراسپ کو ہوش آیا اپنے تئیں اسیر پایا اور
ضمیران شاہ کو تخت پر متمکن دیکھا سمجھے کہ دغا کی ضمیران شاہ نے کہا کہ انکو قتل کرو کہ ان دونوں
نے خداوند کو برا کہا ہے جلاد آیا اور چبوترہ ریگ کا بنا کر تیار کیا اور ان دونوں کو بٹھایا اور خط انکی
گردن پر لگایا اور تلوار کھینچکر سر پر کھڑا ہوا اور کہا جو کھانا ہو کھا لو جو کہنا ہو کہہ لو کہ ایک حکم آچکا ہے
دو حکموں کی دیر ہے علمشاہ نے جواب دیا کہ ہمارا مالک و مختار پروردگار ہے تو تلوار مار اگر زندگی ہماری
ہے تو کچھ نہوگا اتنے میں ایک نے کہا کہ اے ضمیران شاہ ایسا نہو کہ فرزوق خفا ہو جائے اور کہے کہ
میرے پاس کیوں نہ بھیجا ضمیران شاہ بولا کہ تو سچ کہتا ہے اور حکم کیا کہ قتل نہ کر اور تیاری چلنے
کی طرف فرزوق کے کی لیکن یہ بھی اسکو خبر معلوم تھی کہ آلاکرو کی بیٹی سمینہ بانو اسیر عاشق ہے اور اشعر
مع تمام قلعہ کے مسلمان ہے اور کیسی رلزال نے باپ کو اپنے قتل کروایا دو لاکھ سوار سے وہ بھی
مسلمان ہوا ہے فولاد سے کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ سمینہ بانو کو پکڑ لائے اور وہ قلعہ بھی لے لے
فولاد نے کہا کہ یہ میرا کام ہے اسنے کہا قلعہ تو بہت مستحکم ہے لیکن کوئی تدبیر ہو ورنہ کچھ نہو سکیگا
فولاد نے کہا میرے پاس علمشاہ کی مہر ہے میں نے اسکے ہاتھ سے اتار لی ہے اسکی مہر سے نامے لکھکر اور
صندوقوں میں آدمیوں کو بند کر کے لیجاؤنگا کہ سمینہ بانو کے واسطے علمشاہ نے مال بھیجا ہے اس بہانے
سے جا کر قلعہ لے آؤنگا ضمیران شاہ نے کہا اچھا میں تو اسکی قید لیکر چلتا ہوں تو قلعہ قبلاب
میں سمینہ بانو کو پکڑ کرکے آنا بادشاہ تو علمشاہ کی قید لیکر روانہ ہوا اور فولاد زنگی نے تیاری
قلعہ پر چلنے کی کی صندوقوں میں دو دو آدمی بٹھائے کہ جو پہلوانان زبردست سے تھے اور کوچ کر کے
قلعہ آہن حصار پر روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر اشعر کوتوال کو ہوئی اشعر نے پوچھا تو کون ہے
کہاں سے آیا ہے فولاد زنگی نے نامہ مہری بنا ہوا شہزادہ رومی علمشاہ کی طرف سے بھیجا ہوا ملکہ کو
پہونچایا ملکہ نے پڑھا تو سارا حال شکار و حمام اور پھر مسلمان ہونا ضمیران شاہ کا لکھا تھا اور آخر
میں یہ مضمون تھا کہ یہ مال ہم نے تم کو بجائے تحفہ کے بھیجا ہے اس میں جواہر نایاب ہے تم اپنا گہنا
بنوانا اور میں قریب آیا چاہتا ہوں ملکہ نامے کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی کہ پہلے بھی تحفہ آچکا ہے اشعر سے
کہلا بھیجا تم اسکو قلعہ کے اندر بلوا لو اشعر نے کہا ملکہ اس مقام پر تمھارا کہنا نہ مانونگا یہ مقدمہ ناموس کا ہے
اور اگر ایسا تھا تو لہراسپ کو کیوں نہ بھیجا اسکا اعتبار نہیں ملکہ نے کہا کچھ ہمکو بلایا ہے کہ جو لہراسپ
آتا مال تھا جسکے ہاتھ چاہا بھیجدیا اور لہراسپ کو کسی اور مہم پر بھیجا ہوگا اشعر نے ملکہ کے اصرار سے
مجبور ہو کر کہلا بھیجا کہ تم مال بھیجدو اور تمھارے آنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ یہاں علمشاہ کا ناموس
ہے جب علمشاہ آئینگے تم بھی اندر قلعہ کے آجانا فولاد تو ایک مکار ہے اسنے کہا بہتر ہے جو حکم آپ کا

رات بسر کی جب صبح ہوئی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور راہ طے کرتے ہوئے چلے یکایک ایک گور خر ملا
لہراسپ نے گھوڑا اُٹھایا تمام دن چلے گئے پہر دن رہے وہ گور خر غائب ہو گیا ایک مسافر دکھائی دیا علمشاہ نے
پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے اسنے کہا یہ سامنے شہر ہے اسکا یہ نام ہے یہ کہکر وہ تو چلا گیا علمشاہ نے لہراسپ
سے کہا کہ چلو اس شہر میں سرا کو تلاش کریں اور شب بھر وہاں بسر کریں لہراسپ نے کہا اے شہریار
کیا ضرور ہے جو شہر میں جائیں کچھ آفت نہ پیش آئے علمشاہ نے کہا کیا پروا ہے لہراسپ تو چپ رہا یہ شہر
کے اندر آئے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہے سرا کی تلاش میں چلے جاتے تھے کہ ایک حمام ملا حمامی نے اس
جوان کی صورت دیکھی آئینہ دکھایا اور کہا حمام تیار ہے حضور نہائیں علمشاہ اور لہراسپ حمام میں
گئے اور نہانے لگے کپڑے حمامی نے باندھ دیے ایک حمامی ان دونوں جوانوں کو نہلانے لگا
وہاں ایک تصویر علمشاہ کی لگی تھی اور ایک تصویر ضمیران شاہ کے دروازے پر لگی تھی جو
یہاں کا بادشاہ ہے حمامی نے نہلاتے نہلاتے جو تصویر کو علمشاہ کی صورت سے مشابہ پایا فوراً ایک
حجام کو بلایا اور کہا کہ فولاد زنگی جو یہاں کا کوتوال ہے اُس سے جاکر عرض کرو کہ کشندہ کیتیان فرنگی کا آیا
ہے حجام نے بموجب حکم حمامی کے فولاد زنگی سے جاکر عرض کیا فولاد نے اُسی وقت پیادے بھیجے کہ جاکر بلا لاؤ
اور آپ بھی بہت سے لوگ ساتھ لیکر چلا جب وہ لوگ برابر حمام کے پہونچے حمامی نے جو گھوڑوں
کی ٹاپوں کی آواز سُنی کہا کوتوال آتا ہے علمشاہ سمجھے کہ واسطے نہانے کے آیا ہوگا علمشاہ اور لہراسپ
نے جلدی جامے خانے میں جاکر کپڑے پہنے اور زرہ و ہتھیار لگاکر باہر آئے کہ وہ پیادے آپہونچے اور
کہا اے جوان چل تجھے کوتوال بلاتا ہے علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہے میرے سامنے سے دور ہو کیا میں کوتوال کا نوکر
ہوں پیادوں نے کہا تو کشندہ کیتیان گنہگار ہے جب تو لہراسپ نے کہا اے شہریار آپ نے
میرا کہنا نہ مانا علمشاہ نے کہا اے لہراسپ خدا کو یاد کرو شعر سر نہ پیچم زشمشیر حبیب ۞ ہرچہ
آید بر سر من یا نصیب ۞ یہ کہکے تلوار میان سے کھینچی اور بیس آدمی علمشاہ نے مارے اور
چالیس پیادے لہراسپ نے قتل کیے اتنے میں فولاد زنگی بھی آپہونچا دیکھا کہ اسقدر پیادے
مارے گئے اور اب کوئی آگے قدم نہیں دھرتا دور سے کہتے ہیں مارو مارو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی ضمیران
شاہ بادشاہ نے فولاد زنگی سے کہلا بھیجا کہ جسطرح ہو سکے اُن دونوں جوانوں کو ہمارے پاس
لے آؤ یہ سنکے فولاد زنگی نے ہٹایا اور ہاتھ باندھے علمشاہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور
اگر مناسب جانیں تو بادشاہ سلامت نے آپ کو یاد کیا ہے تشریف لے چلیے علمشاہ نے
فرمایا اچھا میں چلتا ہوں یہ کہکر علمشاہ اور لہراسپ فولاد زنگی کو ہمراہ لیکر گھوڑوں پر سوار ہو کر بارگاہ
ضمیران شاہ میں آئے دیکھا کہ قریب چار سو کے کرسی اور زرنگار نشین بیٹھے ہیں علمشاہ نے
بطور خداپرستوں کے سلام علیک کی ضمیران شاہ نے غصہ ہو کر لوگوں کو اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لو
جانے نہ پائے بموجب حکم بادشاہ لوگوں نے چاہا تھا کہ اسیر حلقۂ کمند ماریں علمشاہ اور لہراسپ نے تلوار
کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا لوگوں کا ہر طرف سے ہجوم تھا اور یہ دونوں شمشیر بکف تھے
جو سامنے آیا دو ٹکڑے ہوا یہاں تک کہ ہزار ہا آدمی باڑھ پر آکر کٹ گئے اب یہ کیفیت ہے
کہ علمشاہ اور لہراسپ کے سامنے کوئی نہیں آتا علمشاہ قریب تخت بادشاہ کے

نقابدار نے نقاب جو اپنے منھ پر سے اٹھائی دیکھا کہ ملکہ گلچہرہ ہے اور بموجب حکم ملکہ اُن نقابداروں نے اپنے اپنے منھ پر سے نقابیں اٹھائیں وہ سب ملکہ کی خواصیں تھیں گرد ملکہ کے اور ملکہ اپنی خواصوں جانبازوں کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعہ آہن حصار کے راہ طے کرتے ہوئے چلے

اب دو ورقے داستان داخل ہونا سلطان سعد کا مع پیر فرخاری کے لشکر امیر ابو فیر حمزہ صاحبقران میں بیان کیے جاتے ہیں

راویان خوش بیان اس داستان مسرت نشان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ جسوقت سلطان سعد کنارے دریائے بصرہ کے پہونچے اور خبر امیر کو ہوئی امیر نے جملہ سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار سلطان سعد کو بارگاہ میں لائے سعد نے مجراگاہ پر سے بادشاہ کو مجرا کیا پلے تخت کو بوسہ دیا امیر کی خدمت میں تسلیم بجالائے اور اپنے ڈنگل پر بیٹھے اور پیر فرخاری نے بھی ہمراہ سعد حاضر ہوکر بہ قواعد شاہانہ پہلے بادشاہ کو مجرا کیا اور پھر امیر کو بھی آداب بجالایا اور سلے قدر مراتب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا امیر نے سعد سے حال پوچھا سعد نے تمام کیفیت ہیکلان اور سکندر بن ہیکلان اور ثمرات سخنگو کی بیان کی اور گرفتار ہونا عیاروں کا اور اپنی رہائی عرض کی اور کہا کہ ایک جوان رستم شکوہ نے آکر مجھے رہا کیا امیر نے فرمایا کہ تم کیوں اسکو چھوڑ آئے اپنے ہمراہ کیوں نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ یا امیر ہر چند میں نے اُس جوان سے کہا لیکن وہ کسی صورت سے نہ آیا اور نام بھی اپنا نہ بتلایا اور یہ کہا کہ انشاء اللہ تعالے اگر زندگی ہے تو بہت جلد خدمت امیر میں حاضر ہوتا ہوں لیکن عمرو نے جو حال ثمرات سخنگو زرین تن کا سنا کہ کئی سونے کا وہ پتلا طلائی ہے اور جواہر اُس میں نصب ہیں عمرو کے منھ میں پانی بھر آیا اور کہا کہ اے خداوند عالم اگر یہ پتلا مجھے ملجاے تو میں اپنے قرض سے ادا ہو جاتا اور اپنی زنبیل میں احتیاط سے رکھتا کوئی ٹکڑا بھی جواہر کا رائگان نہوتا سعد نے کہا کہ سکندر بن ہیکلان پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے مدد نوشیروان کو آیا ہے جس روز کہ میں وہاں تھا نامہ نوشیروان کا اُسے پہونچا تھا کہ اسی اثنا میں خبر آئی کہ زخم جمہور جہانسوز کا اچھا ہو گیا اور طبل جنگ بجا ہے امیر نے بھی فرمایا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ رزمی بجے یہاں تو نقارہ بج رہا ہے دیکھیے صبح کو کون کون بہادر میدان جنگ میں نام حاصل کرتا ہے

اب دو ورقے داستان علمشاہ کا شکار کو جانا اور ہرن پر گھوڑا ڈالنا ہرن کا غائب ہونا سوار کا نمودار ہونا اور علمشاہ سے مقابلہ کرنا علمشاہ کا اُسکے ساتھ ضمیران شاہ کے پاس جانا اور مقابلہ کرکے اُسکو زیر کرنا پھر ضمیران شاہ کو مسلمان کرنا بیان کیے جاتے ہیں

راویان شیرین زبان اس داستان مسرت نشان کو اس طور پر بیان کرتے ہیں کہ جسوقت علمشاہ مع لہراسپ اور مع اپنی فوج کے واسطے شکار کے روانہ ہوئے ناگاہ راستے میں سامنے سے ایک ہرن نمودار ہوا علمشاہ اور لہراسپ نے ہرن پر گھوڑا ڈالا یہاں تک اُس ہرن کا پیچھا کیا کہ رات ہو گئی اور ہرن غائب ہو گیا لشکر ساتھ سے چھٹ گیا غرض اُن دونوں نے ایک درخت پر

اور عمر تیغ عاد پچاس ہزار فوج سے انتظام کر رہا ہے کوئی کہتا تھا کہ خدا ان نوجوانون پر رحم کرے اور انکی جانین بچائے کوئی کہتا تھا کہ ایسے شخصون کا مرجانا ہی بہتر ہے غرض سواے دشمن کے کوئی وہان پر دوست نظر نہ آتا تھا کہ اسوقت عمر تیغ عاد نے جلادون کو حکم دیا کہ بادشاہ ہیکلان تین حکمون کا ایک حکم دے چکا ہے کہ ان قیدیون کو فوراً قتل کرو جیسے جلادون نے عزم قتل کیا فوراً کرب غصہ مین آکر بیتاب ہو کر تیغہ آبدار کھینچکر مع فتاح جا پڑا اور تلوار چلنے لگی اسوقت لشکریان ہیکلان اور تمام تماشبین جو کہ مجمع عام مین وہان پر موجود تھے حیران اور پریشان ہوئے کہ یہ دو شخص کون ہین کہ جو ایسے بڑے میدان کارزار مین اس قدر فوج سے لڑتے ہین مفت اپنی جانین رائگان کرتے ہین اور ادھر سلطان سعد اور بہیر فرفاری بہ درگاہ خداوند تعالے مصروف دعا تھے کہ اے رب العالمین پروردگار عالم دافع قاضی الحاجات رباعی اے آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی + وز دامن شب صبح نمایندہ توئی کارمن بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی + یہ دست مناجات بدرگاہ رب ذوالجلال تھے کہ کرب کے نعرہ کی آواز آئی جرأت نے خانہ آرزو مین آکر چرخ مارا کہ قید آہن کو ان دونون جوانون نے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور جلادون کے ہاتھ سے تلوارین چھینکر مثل سیل فنا کے اس لشکر ظلم شعار پر آپڑے اور کرب نے دو سوارون کو قتل کرکے دو گھوڑے ان دونون کو یعنی سلطان سعد اور بہیر فرفاری کو لا کر دیے اور کہا کہ آپ دونون صاحب ان گھوڑون پر سوار ہو کر لڑیے اب لشکر سکندر عاد کا میدان مین آیا اور یہ چارون بہادر لڑتے لڑتے گھر گئے پھر پھر تلوار چلتے ہو چکا تھا کہ اسوقت بہیر فرفاری نے فلک کی جانب دیکھا اور یہ مناجات زبان پر لایا مناجات

ای شہنشاہ عرب میر امم عالی جناب
ہر یہی ورد زبان مجکو بعین اضطراب
تا بلی دنیا مین شیخون مین عذاب بیحساب
یا علی یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوتراب
مصطفے کے واسطے میری مدد کیجیے شتاب
حل ہو مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ مناجات ورد زبان تھی ہی کہ دیکھا از پردہ بیابان گردے برخاست لبعد گرد فرو ہونے کے دامن دست کوہ اور تنگ تو تیار نگ سے ایک نقابدار سفید پوش مع چار سو نقابدار کے پیدا ہوا جب وہ نقابدار سفید پوش قریب لشکر کفار پہونچا نعرہ کیا اور تیغ آتشبار کھینچکر مع اپنے ہمراہیان نقابدار کے لشکر کفار کو جلانے لگا کفار نہایت مضطر و پریشان تھے اسی عالم مین ایک آندھی سیاہ رنگ پیدا ہوئی کرب نے عرض کیا کہ ایک طرف سے مارتے ہوئے لشکر کفار کو تہ تیغ کرتے ہوئے نکل چلیے یہ بہادران جرار لشکر کفار کو تہ تیغ ہوئے کئی ہزار کفار کو قتل کرکے ایک صحرا مین آئے جب وہ آندھی برطرف ہوئی کفار اپنے اپنے سر کو پیٹ کر فریاد و فغان کرتے ہوئے حاضر دربار بادشاہ ہیکلان ہوئے اور سعد اور بہیر فرفاری وغیرہ کے رہا ہوجانے کا کل حال مفصل بیان کیا ہیکلان یہ معرکہ عظیم سنکر صدمہ مین ماتم زدہ ہو کر بیٹھتا ہے اور یہان اب حال کرب اور سلطان سعد کا بیان ہوتا ہے کہ کرب سلطان سعد کو اپنے ہمراہ لیکر قریب لشکر امیر نامدار کے پہونچا اور سلطان سعد سے رخصت ہونے لگا سلطان سعد نے کہا اے بہادر امیر سے ملاقات کر لیجیے کرب نے کہا کہ ہم انشاء اللہ تعالے بہت جلد خدمت امیر مین حاضر ہونگا ابھی موقع نہین ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین کرب نے نقابدار سفید پوش سے کہا کہ اے نقابدار اب تم اپنا چہرۂ نقاب اُلٹکر مجھے جلد دکھاؤ

خوف نہ کر تیرے عاشق کو تیرے پاس لایا ہون جب تو اُسنے دل کو مضبوط کرکے کہا آپ کون ہین اور عاشق کون
ہی کرب نے کہا میرا نام کرب ہی اور فتاح پلنگینہ پوش میرا ملازم ہی اُسکو مین نے مسلمان کیا ہی اُس سے
مین نے وعدہ کیا تھا کہ تجکو تیرے معشوق سے ملا دونگا ملکہ نے کہا وہ کہان ہی کرب نے کہا وہ باہر کھڑا
ہی عاشق تو یہ بھی تھی سنکے جان آگئی کرب نے کہا تو بھی کلمہ پڑھ اُسنے بھی کلمہ پڑھا اُسوقت فتاح کو کرب
نے اشارہ سے کہا کہ آؤ فتاح بھی اندر آیا خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی نہایت قوی ہیکل مہیب شکل
سیاہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے چلے آتے ہین سب خواصین آہ اوہ کرتی ہوئی بھاگین اور
چھپ رہین کرب نے ملکہ گلچہرہ سے کہا اے ملکہ اب تمنے ہمکو اور اسکو پہچانا ملکہ نے کہا اے بہادر
سچ تو یہ ہی کہ اسوقت تک نہ تو میرے ہوش درست ہین اور نہ مین نے آپ دونون صاحبون کو پہچانا
جب تو کرب نے کہا اے ملکہ ڈرو نہین مین کرب بن پہلوان عادی سپہ سالار حمزہ صاحبقران کا ہون
اور یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہی پہلے یہ تمھارے باپ کے پاس ملازم تھا ایک مرتبہ تمھین اُسنے دیکھا
تھا فریفتہ ہو کر اُسنے سکندر تمھارے بھائی سے اپنے ساتھ تمھارے عقد ہونے کی خواہش کی لیکن سکندر
نے منظور نہ کیا یہ بیچارہ تمھاری محبت مین جاکر صحرا نشین ہوا مین نے اسکو زیر کرکے مسلمان کیا
اُسنے شرط کی تھی کہ از سر صدق مسلمان مین اُسوقت ہونگا جب میری محبوبہ و مطلوبہ مجکو ملیگی اگر اسکو
قبول کرو تو فبہا ورنہ قتل کرونگا ملکہ یہ سنکر بیساختہ ہنسی اور کہا اے بہادر دوران عرصہ چھ ماہ کا
ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام میرے خواب مین آئے اور مجھے مسلمان
کرکے اس شخص کے ساتھ منسوب کیا بعد اُسکے نوشیروان کے بیٹے کے ساتھ میری نسبت ٹھہری
مین نے قبول نہ کیا یہ سنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوئے ملکہ نے اپنی خواصون کو پکارا جو جہان چھپی
تھی وہ وہان سے بے تحاشا دوڑی گلچہرہ سب پر خفا ہوئی کہ مین نے ان دونون جوانون کو براے امتحان
بلایا تھا کہ تم لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے چھوڑ کر چلی جاتین خیر
اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا جاؤ بہت جلد سامان عیش و عشرت مہیا کرو وہ سب شراب و کباب
و طعام کی فکر مین گئین ابھی تھوڑی رات باقی رہی تھی بلکہ صبح قریب تھی کہ کرب نے سنا منادی ندا کر رہا ہی کل صبح کو سعد
نبیرہ حمزہ و مہر فغاری مع کئی ہزار فوج کے جو گرفتار ہو کر آئے تھے دار پر کھینچے جاوینگے کرب
نے گھبرا کے پوچھا فتاح سنا تو یہ کیا ڈھنڈورا پٹ رہا ہی ملکہ نے کہا آج صبح سے تمام شہر مین
یہی شور ہی کہ کل نبیرہ حمزہ وغیرہ دار پر کھینچے جائینگے خدا جانے نبیرہ حمزہ کون شخص ہی مگر اتنا جانتی ہون
کہ مسلمان ہی خدا اُس بیچارے کی جان بچائے کرب نے کہا میرا آقا زادہ ہی ابھی مین نے نہین کہا تھا کہ
میرا باپ سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہی اور حمزہ وہ شہریار ہی کہ جسنے قاف مین جاکر بہت دیوزادون کو تہ تیغ
کیا اور صدہا کو زیر کرکے ملکہ آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا اور اے فتاح اب تم یہان رہو عیش و
عشرت کرو جو کہ مین نے تمسے وعدہ کیا تھا وہ وفا ہوا اب مین اُس شہزادے کی مدد کو جاتا ہون خدا نے
چاہا تو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی بہت سمجھایا کہ اے شہریار اکیلا ملو رہا
جنا بھار نہین چھوڑتا کرب نے کہا ہزار جانین میری سلطان سعد کے ایک ناخن پا پر نثار ہین یہ کہکر
کرب چلا فتاح بھی ہمراہ ہوا وہان پہونچکر دیکھا کہ میدان کارزار مین تمام عالم جمع ہی اور دارین برپا ہین

اس سبب سے کرب اور فتاح نہ جاسکے اور دروازے پر رہ گئے القصہ سعد جو آئے دیکھا کہ تین درجے
کا مکان ہے اور تمام جواہر نصب ہے اور بڑی تیاری ہے اور لوگ پرستش کر رہے ہیں اپنے اپنے موافق نذرین چڑھا
رہے ہیں اور ہزار ہا بت سونے اور چاندی کے ہیں اُنپر جواہر نصب ہے اور ایک بت بہت بڑا بیچ میں
رکھا ہے اور ہار اور پھول اور سہرے موتیون کے اُسکے اوپر پڑے ہیں اور سامنے میوہ مٹھائی اور کھانا رکھا ہے
لوگون نے کہا اے خداوند یہ لوتا امیر کا ہے اور ہیکلان نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ شومنات نے آواز دی کہ او
بیرہ حمزہ کے تو نے مجھکو سجدہ نہ کیا کہ میں نے حمزہ کو یہ شوکت اور یہ زور و طاقت دی دیودن کو قاف میں مارا
اور یہان تمام ملک نوشیروان کے چھنوا دیے اور تجھکو اور علمشاہ کو کس کس طرح فرنگ میں بچایا بہتر ہے
کہ مجھکو سجدہ کر سعد نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ او گیدی لاکھ لاکھ لعنت تجھپر تو کوئی شیطان ہے کہ لوگون کو بہکاتا
ہے یہ جو سعد نے کہا اُسنے خفا ہو کر کہا کہ اسکو ابھی قتل کرو اور وہ جو سامنے دو شخص کھڑے ہیں اُنکو بھی پکڑ لو
ایک ابوالفتح دوسرا گلباد ہے واسطے جاسوسی کے حمزہ نے بھیجا ہے یہ جو کہا لوگ دوڑے جب تو گلباد
اور ابوالفتح نے خنجر کھینچا دس آدمی مارے آخر کو پکڑے گئے اُسنے حکم کیا کہ صبح کو سبکو قتل کرو لوگ
لائے اور قیدخانہ میں بند کیا کرب نے جو یہ سنا لوگون سے پوچھا کہ یہ قیدی کہان قتل ہونگے ایک نے
کہا وہ سامنے میدان میں دارین نصب ہیں وہان قتل کیے جاوینگے القصہ کرب اور فتاح اور اندلیس
سرا میں افسوس کرتے پھرے فتاح نے کہا اے شہریار کھانا تیار ہے کرب نے کہا بھائی بھوک
کسکو ہے اب ہم بھی راہ صبح کی دیکھ رہے ہیں اور تمکو کیا میں لے لڑے نہ رہونگا فتاح نے کہا میں آپ
کو اکیلا نہ جانے دونگا اس میں دو پہر رات آگئی کرب نے کہا فتاح چلو تمھاری معشوقہ کو ہم دلوا دین
آخر تو کل مرنا ہے فتاح نے دل میں کہا آہ فتاح اس سن میں کیا یاد ہے جب تو فتاح نے کہا اے شہریار
کیونکر چلیے گا کرب نے کہا تم چلو تو خدائے ما بزرگ است اور لباس شب روی پہنکر تینون چلے
کہ دیکھا چوکی پہرے ہیں دور باش کی آواز بلند ہے نرسنگے پھنک رہے ہیں آخر سب پہرون سے بچتے ہوئے
پچھواڑے مکان کے عقب پہونچے تو ایک گڑھیا دیکھی گھاس بہت بڑی لگی ہے اور ایک چوکیدار اُس پار زیر
دیوار بیٹھا ہے جب کوئی آتا ہے آواز دور باش کی دیتا ہے اور یہان تینون آدمی اُس میں اُترے اور غوطے
مارتے ہوئے چلے جب اُس پار پہونچے گھاس میں چھپے عیار نے کہا کہ آپ ٹھہرین میں آتا ہون اور کتے
کی چال چلا اور کبھی شغل مارکے چھاتی کے بل چلا اور برابر اُسکے پہونچا اُسنے کہا تو کون ہے یہ کہنا تھا کہ اندلیس
نے ایک خنجر مارا پشت کو توڑ کے ہاتھ تک پار نکل گیا آواز تک اُسکی نہ نکلی اور یہ دیکھکر کرب اور
فتاح پہونچے اور کہا سبحان اللہ عیار نے کہا جو کام ہمارا تھا وہ ہم نے کیا کرب نے کہا بھائی
اندلیس کمند بھی ہے اُسنے کہا موجود ہے اور کمند پھینک کے پہلے تو اندلیس چڑھ گیا کرب نے کہا بس اب تم
اُتر آؤ اور یہان بیٹھو جہان چوکیدار بیٹھا تھا اور آواز اُسی کی طرح دیے جانا یہ کہکر فتاح کو لیکر اوپر چڑھے
اور اندلیس نیچے بیٹھا کرب نے دیکھا ایک مکان بہت عمدہ ہے پردے چھوٹے ہوئے ہیں فتاح کو تو
پردے کے پاس کھڑا کیا اور آپ اندر آئے دیکھا کہ ایک ماہ پارہ پلنگ پر سوتی ہے اور خواصین نیچے سوتی
ہیں کرب نے آکر ملکہ کا پاؤن پکڑ کر ہلایا ملکہ کی آنکھ جو کھلی دہل کر رہ گئی غل نہ مچا سکی دل میں سوچی کہ سوائے
ملائک یا جن کے اسوقت کون آسکیگا جب تو ملکہ اُٹھکر پائنتی بیٹھی اور یہ سرھانے بیٹھ گئے کہا اے گل چہرہ

کہا مین اب بھی نہین جانتی کرب نے کہا دیکھو ہم نے اسطرح سے فتاح کو زیر کیا ایک لونڈی کھڑی تھی کہا
دے مارا سب ہنسنے لگے اتنے مین دایہ اسنے بین ہمہ اور کرب نے کہا امان جان ہم نے فتاح سے اقرار کیا ہے کہ اسکے
محبوبہ کو جو بیٹی ہیکلان کی ہے دلوا دینگے ہم مغرب کو جاتے ہین مان نے کہا اے فرزند وہ سات لاکھ سوار و پیدل رکھتا ہے اور
ہم بھی اسکو خراج دیتے ہین مین تو ہرگز نہ جانے دونگی کرب نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا اور اکیلا جاؤنگا جب تو مان ناچار ہوئی

دو کلمہ داستان جانا کرب کا شہر سومنات مغرب مین واسطے لینے معشوقہ فتاح بلنگینہ پوش کے

کرب نے باہر آ کے فتاح اور اندلیس کو ہمراہ لیا تینون شخص طرف سومنات کے چلے اور وہان سے
سومنات تین چار منزل تھا آخر شہر مین پہونچے اور سرا مین اترے لیکن فتاح کی صورت اندلس
سے کہکر بدلوا دی کہ اسکو سب پہچانتے ہین ایسا نہو کہ حال کھل جاے غرض سرا مین بیٹھے تھے
کہ غل ہوا دیکھا کہ سب لوگ بھاگے جاتے ہین کرب نے پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا قیدی
آتے ہین ایک تو پوتا امیر کا ہے دوسرا رفیق ہے یہ جو کرب نے سنا فتاح سے کہا چلو ہم بھی چلین غرض کرب
فتاح اور اندلیس کو لیکر باہر آئے دیکھا کہ ارابے پر سوار قیدی چلے آتے ہین اور بہت سے سوار گرد ارابے کے
ہین اور تمام گلی کوچہ مین اژدہام ہے یہانتک کہ ایک سوار کے دیکھنے سے ایک تماشبین گر پڑا سعد نے کہا
کہ اس بندہ خدا نے تیرا کیا کیا تھا کہ جو تونے اسکو گرا دیا یہ جو سعد نے کہا اسکے ہاتھو مین ایک سونٹا
تھا سعد پر تانا اور کہا او شخص بیچ کیا قیدی تو چلا جاتا ہے اسیر تیرا یہ حال ہے اسنے جواب دیا کہ کیا تم یہ
سمجھے کہ رسی جل جاتی ہے تو کیا رسی کا بل بھی جل جاتا ہے نہین بلکہ رسی جلتی ہے اور اسکا بل نہین جلتا ہے
پھر سعد نے کہا او قیدی کیا کرون ناچار ہون یہ کہکر لنگر بار کہ پہیے ارابے کے زمین مین دھنس گئے ابلاکھ
لاکھ زور کیا جاتا ہے بیلون پر قمچیان پڑتی ہین لیکن ایک قدم پیر اٹھا نہین سکتے بیر فرخاری نے کہا اے سعد
اس سے کیا فائدہ ہے اب وہان تک تو چلو کہ جسکے پاس تمھین بھیجا ہے غرض بیر کے کہنے سے لنگر اٹھا لیا
اور الامہ ہیکلان کے دروازے پر پہونچا لوگ سعد اور بیر فرخاری کو اتار کے اندر لے چلے کرب
نے کہا بھئی فتاح ہم بھی اندر چلین کہین ایسا نہو کہ وہان تلوار چلے اور امیر کے پوتے کا ہم ساتھ
نہ دین فتاح نے منع کیا کرب نے نہ مانا اور اسی ہجوم مین یہ بھی بارگاہ مین پہونچے دیکھا تخت پر ہیکلان
اور دنگل پر سکندر ابن ہیکلان بیٹھا ہے سعد نے کہا سلام علیکم یہ جو ہیکلان نے سنا چین بجبین ہوا
کہا او نبیرہ حمزہ تجھکو خوف نہ آیا اب بہتر یہ ہے کہ سومنات کو سجدہ کر مین تجھکو چھوڑ دون اور اپنا سپہ سالار
بناؤن سعد نے کہا لاکھ لعنت ہے اسپر یہ جو کہا ہیکلان خفا ہوا اور فوج کو حکم کرنے لگا کہ سب
فوج تیار ہو اسکے مقابلے کے واسطے اسنے جواب دیا کہ ایک متنفس کے لیے اتنی فوج کو حکم دیتا
ہے جب یہ سنا تو کہا کہ جاؤ اسکی گردن مارو جب تو جلاد سر پر سعد کے آیا کرب نے فتاح سے کہا
کہ اب مین تلوار میان سے لیتا ہون فتاح نے روکا اور کہا ذرا تامل کیجیے کہ ہیکلان کے خلف و
فرزند دو سپہ سالار بیٹھے انھون نے کہا کہ انکو خداوند کے پاس بھیجدو ایسا نہ ہو کہ وہ خفا ہو کہ میرے
پاس نہ بھیجا ہیکلان نے کہا تمنے خوب کہا اور لوگون سے کہا کہ اسکو خداوند کے پاس لیجاؤ اور کہنا
کہ پوتا امیر کا ہے آپکو اختیار ہے اور لیکر سعد کو چلے کرب بھی فتاح کو لیکر چلا جہان اسکا باغ تھا
اس مین سعد کو لا کے اس باغ مین اسقدر ہجوم تھا ایک تو وہان کے نگہبان دوسرے تماشبین

مار ڈالا چوتھا بھاگ گیا اور جا کر فتاح پلنگینہ پوش سے کہا وہ دس ہزار پیادے لیکر لڑائی سے اترا کرب
نے جو فوج کو آتے دیکھا دعا کی اور دل میں کہا کہ اب فتاح آپہونچا فتاح نے کہا او لڑکے غضب کیا تو نے کہان
جائیگا اور لوگوں سے کہا پکڑ لو لوگوں نے چار طرف سے حملہ کیا کرب نے کہا او فتاح بہادری تیری یہی ہیں لوگوں پر
ہے یہ جو سنا غیرت آئی کہ سچ ہے تو بدنام ہونگا لوگوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آئے اور کرب سے کہا لے اب تیرا کیا
ارادہ ہے کرب نے کہا تو ضرب کر ہمارا یہ دستور نہیں ہے یہ سنکر اُسنے پہلے نیزہ ہلاکے مارا کرب نے سپر پر
روکا غرض یہ تو حریفانہ لڑتے ہیں اور وہ کودک جانکر کرب سے حریفانہ نہیں لڑتا غرض ایک جا نیزہ اُسکا
ہوائی گیا تب تو رنگ زرد ہو گیا جھنجھلا کر ایک تلوار ماری کرب نے روکی اور ایک تلوار آپ ماری اُسنے سپر کو
بچایا گھوڑا کام آیا وہ نیچے گرا کرب نے اپنا گھوڑا دوڑا کر بہ جلدی تمام ہاتھ تھام لیا اور کہا او گھوڑا منگا کے
کرب بھی کود پڑے یہ حرکتیں جو اُسنے دیکھیں اپنے دل میں تحسین کرنے لگا اور کہنے لگا واہ واہ تم خوب بہادر
بے بدل ہو بیشک اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہم تو کودک سمجھے تھے مگر تم خوب فن سپہ گری میں بہرہ
رکھتے ہو تم نے خوب محنت کر کے یاد کیا ہے میں ایسا نہ جانتا تھا کہ تم کو اس سن میں یہ جرأت ہے بیشک بہادر
ایسے ہی ہوتے ہیں کرب نے جواب دیا جی یہ سب آپ ہی کا فیضان صحبت ہے اور جرأت تو میری ابھی کیا
دیکھی کہ اتنے میں فتاح نے دوڑ کے بند دست انکا پکڑا انھوں نے بھی بند دست پکڑا کشتی ہونے لگی پھیر پھیر
کشتی ہوتی تھی کہ سامنے سے عیار کرب کا پہونچا اب اُسنے جھٹکا مارا دونوں اُٹھنے کرب نے زمین پر آشنا
ہوئے اور اُسنے زور کیا کہ اُٹھالوں کرب مثل برق کے نکل گیا اور پشت پر آکے کمربند میں ہاتھ ڈال کے
اُٹھایا لیکن بیرتنہ دو پیلے کیونکہ قد تو اُسکا بڑا ہے اور یہ کودک سر اُٹھا پیر زمین میں لگے غرض چھاتی تک
اُسکو اُٹھا لائے اُسوقت وہ پکارا کہ امان کرب نے جلدی سے رکھدیا اور کہا سوداگر کو بلاؤ جب سوداگر آیا
کرب نے کہا مال اُسکا دے اور کلمہ پڑھ تب تو وہ گھبرایا لوگ اُسکے بدمزہ ہوئے اُسنے منع کیا اور کرب سے کہا اے
شہریار میری ایک شرط ہے کہ میں ہیکلان کی بیٹی پر عاشق ہوں اور میں اُسکا سپہ سالار ہوں اور ملکہ بھی مجھسے
بہت مانوس تھی بلکہ گاہ گاہ صحبت اُس سے ہوتی تھی ایک دن یہ خبر اُسکے باپ اور بھائی کو ہوئی اے شہریار سکندر
ایسا بہادر ہے میں اُسکے ڈر سے بھاگ کر یہاں آکے رہا ہوں اور جب سے قزاقی اختیار کی اگر آپ یکا دین برحق
تو ملکہ کو مجھکو دلوا دو تو میں مسلمان ہوتا ہوں کرب نے کہا اچھا ہم دلوا دینگے جب تو فتاح نے کہا تو پہلے چلیے
اور کرب کو لیکر کوہ پر آیا کہا اے شہریار کلمہ بتائیے مجھکو یقین ہے کہ میرا محبوب مجھکو ملے گا کرب نے کلمہ بتایا وہ اپنا
سر جھنڈی سمیت چالیس ہزار قزاقوں کے مسلمان ہوا غرض اندس کو بھیجا کہ سوداگر اور دونوں ماموں کو لے آؤ
وہ اُنکو لیکر گیا جب ماموں برسام پہونچے فتاح کا یہ حال دیکھکر حیران ہوئے اُسوقت سوداگر سے کہا کہ جو
جو تیرا مال ہو وہ لے لے زیادہ نہ لینا غرض مال سوداگر کا دیا اور کرب نے کہا اے فتاح مغرب کو چلو لیکن
تنہا اور اگر جمعیت ہوگی تو مطلب جاتا رہیگا کرب مع فتاح اور سبکو ہمراہ لیکر پہلے شہر اندروس میں
آیا نانا سے ملا نانا نے گلے سے لگایا کرب نے کہا دیکھا آپ نے ہمنے مال دلوا دیا جب تو نانا نے کہا اے بیٹا
میں نے ہنسی سے کہا تھا ادھر ماں کا انکی عجب حال تھا ماں کے پاس آئے ماں نے کہا اے فرزند یہ کیا کیا تھا
اُنھوں نے کہا اماں ہمکو نانا نے جو غیرت دلوائی تو ہمنے جا کر اُسکا مال دلوا دیا اور فتاح کو مع چالیس
ہزار قزاقوں کے مسلمان کیا اور تم جو کہتی تھیں کہ اس قابل ہو لو اب تو ہم اس قابل ہوئے پھر ماں نے

محرران شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عادی نے جو معروف شاہ اندر روسی کی دختر سے عقد کیا تھا تو کرب پیدا ہوا پرورش پانے لگا نانا اور مان بہت فریفتہ ہین جب بارہ برس کا سن ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا لیکن دیوانہ پن ہر بات مین بھورے بھورے بال ٹوپی کے آگے پریشان ایک دن نانا اور مان سے کہا اگر ہمکو رخصت دو تو ہم بھی امیر کے پاس جائین اور باپ سے ملین یہ سنکر مان نے کہا بیٹا جو خدا اس قابل کریگا تو جانا غرض ایک دن بارگاہ مین اپنے نانا کی قریب بیٹھے تھے کہ سامنے سے ایک سوداگر روتا پیٹتا آیا اور معروف شاہ سے فریاد کی کہ آپ کے زیر قنات یہان سے چار منزل پر لوٹا گیا کوئی پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار قزاق کے اُس کوہ پر رہتا ہی اور اُسنے مجکو لوٹ لیا معروف شاہ نے سنکے کہا کہ مین کیا کرون میرا مال اور رسد لوٹ لیتا ہی مین اُسکا کچھ نہین کر سکتا یہ سنکر سوداگر زیادہ رونے لگا کرب نے نانا سے کہا کہ نانا جان آپ نے اُسکو صاف جواب دیا اور اُسکی مدد نہ کی معروف شاہ نے کہا اب تم کچھ مدد کرو کرب نے کہا اچھا اور اُٹھ کھڑا ہوا معروف شاہ نے پھر ہنسی سے دیوانہ سمجھکر کہا کہ اب تو یہ مدد کریگا بھلا ہم بھی دیکھین اور کرب نے سوداگر کا ہاتھ پکڑا باہر لاکر کہا چل بتا ہم تیرا مال چھین دین سوداگر کی جان نکل گئی کہا اے صاحبزادے مین مال سے باز آیا اب تو جان بھی جائیگی جو مین تم کو لے جاؤنگا کرب نے کہا تجکو کیا اگر تو نہ چلیگا تو تجکو مار ڈالونگا یہ سنکر کرب کے دونون ماموں لام اور سام اندر سے باہر آئے اور بھانجے کی تقریر سنی سمجھایا کہ اے ماموں کی جان بیٹا کرب بس جانے دو اپنا سن تو دیکھو کرب نے کہا ماموں صاحب آپ بخدا اس مقدمہ مین نہ بولیے ضرور جاؤنگا یہ کہکر چل کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہوکر سوداگر کو آگے رکھ لیا دونون ماموں بھی بہ محبت اُسکے ساتھ چلے اور یہ خبر عادیہ بانو کو ہوئی وہ رونے لگی اور معروف شاہ سے کہلا بھیجا کہ جسطرح سے ہو میرے فرزند کو میرے پاس بھیجدو نہین تو مین باہر نکلونگی معروف شاہ یہ سنکر گھبرایا کہ ارے یہ تو چلا گیا دس ہزار سوار روانہ کیے کہ جس طرح سے ہو کرب کو لے آؤ غرض وہ بھی آلے اور سب منزل پر پہونچے رات ہو گئی دونون ماموں اور باقی رفیقون اور یارون نے بڑی رات تک کرب غازی کو سمجھایا کرب نے کہا اچھا مین نہ جاؤنگا اور یہ خبر سنکے اندروس تیز رفتار بیٹا امیر کا بھی چلا کہ کرب کو کیا مُنھ دکھلائے گا ور یہان جب سب سو رہے تو کرب اُٹھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اور آتے آتے قریب اُس کوہ کے پہونچا قلعہ پر سے دیدبانون نے دیکھا کہ ایک چڑیا سونے کی چلی آتی ہی جاکر فتلخ سے کہا اُسنے چار شخص بھیجے کہ جاکر اُسکا گھوڑا اور کپڑے لیلو مگر جان سے نہ مارنا وہ چارون کوہ پر سے اُترے اور اُنکے پاس آئے تو حیران کھڑے تھے کہ کیونکر اُس تک پہونچون غرض اُنھون نے کہا اے لڑکے تجکو کچھ خوف نہ آیا یہ وہ جگہ ہی کہ پہلوان اور سکندر مغربی کا مال چھینا جاتا ہی ہمارے سردار کو تجھپر رحم آیا تو بس اب اپنا گھوڑا دیدے اور چلا جا کرب نے کہا کہ اگر تمھارا سردار آئے تو کیا مضائقہ ہی وہ مجھسے لے اُنھون نے ایک قہقہہ مار کہا تو دیوانہ ہی بھلا وہ تیرے واسطے آئیگا کوئی ایسا نہین کہ اُس سے جا کہے ایک نے کہا خیر تجکو ٹٹو دین جب تو گھوڑا دے گا کرب نے کہا تمکو خیر ہی بھلا گھوڑا دے کے کوئی بھی ٹٹو لے گا اُنھون نے کہا پھر تو کیا کرے گا کرب نے کہا مین لڑونگا اُنھون نے کہا ہم سے لڑ کرب نے کہا جب تم ضرب کروگے مین سمجھونگا ایک نے بچہ جان کے نیزے کی انی سے ٹہوکا دیا کرب نے چھین کے وہی نیزہ مارا کہ پشت کے پار نکل گیا جب تو دوسرے نے تلوار ماری آخر کو کرب نے تینون کو

دو کلمے داستان عرضی لکھنا لندھور کا اور جانا امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران کا طرف خرسنہ روم کے بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان شجاعت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہان امیر نے بھی فرنگ سے کوچ کیا تمام ملک سب کو تقسیم کیے مسرور قی آلاگردمالا گرد کو دیے اور ضمیران شاہ اشقش اور اشعر کو دیے اور آپ ارادہ ایران کا کیا غرض خرسنہ روم کی طرف سے چلے اور سرزمین خرسنہ روم مین آئے شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہین غرض ایک دن ایک آہو پر گھوڑا ڈالا گیہ و تنہا ایک صحرا مین اُسکو صید کیا اور گھوڑے سے اُتر کر ذبح کیا اب امیر راہ اور سب لشکر کی دیکھ رہے ہین کہ سامنے سے ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑے پر سوار آیا اور کہا تونے میرے صید کو کیون شکار کیا امیر نے کہا مجھے نہ معلوم تھا اپنا شکار سمجھا اُسنے کہا تمکو قتل کرونگا امیر نے کہا اسی مُنھ پر تو قتل کریگا ایک آہو تو مارا نہ گیا اور امیر نے آواز سے پہچانا کہ عورت ہی جب تو کہا جو ارادہ ہو وہ کر مین موجود ہون نقابدار نے کہا یا امیر ہم آپ مردہ ہین کسکو مارین تب تو امیر گھبرائے کہا تو میرا نام کیا جانے جب تو نقابدار نے کہا اگر آپ نے وعدہ خلافی کی اور نہ پہچانا مگر ہم تو اپنے قول کے سچے ہین امیر نے کہا تو اے شخص آگاہ کر مین نہین جانتا اُسنے کہا وہ سامنے باغ ہی چار گھڑی مین آنا مین خاطر جمع سے کہونگا امیر نے کہا ابھی چلو یا اپنی صورت دکھاؤ اُسنے کہا بس کہدیا آنا یہ کہکر چلا گیا امیر کو تاب نہ آئی بڑی شکل سے چار گھڑی کیا بلکہ تین گھڑی کے بعد چلے اور باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ ایک حبشن آئی امیر کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے امیر گھبرا کے دیکھنے لگے اُسنے کہا آپ خوف نہ کرین یہ جگہ دشمن کی نہین امیر نے کہا اگر دشمن ہوگا تو میرا کیا کریگا مین تو سوچتا ہون کہ گھوڑا کہان باندھون اُسنے کہا کہ آپ بہ شوق اس درخت مین باندھین الغرض امیر اشقر کہ باندھ کے اُسکے ساتھ باغ مین آئے دیکھا کہ وہ عورتین امیر کو دیکھکر بھاگین اور ملکہ سے کہا کہ حبشن ایک مرد لیے آتی ہی ملکہ نے کہا آنے دو یہ تو نہین جانتی تھین حیران ہو کر چپ ہو رہین اور امیر چبوترے پر آئے مسند پر ملکہ کو دیکھا اور دیکھا کہ سامنے حوض ہین لال سبز مچھلیان تیر رہی ہین اور فوارے چل رہے ہین ڈالیان پھولون کی نیچے کیلون کے پتے اُسپر جو پانی گرتا ہی تو مثل مروارید سفید کے بوندین معلوم ہوتی ہین ملکہ اُٹھی امیر نے پہچانا کہ صورت آشنا ہی ملکہ نے کہا آپ نے مجھکو پہچانا میرا نام ہمائے قیصری ہی آپ وعدہ کر گئے تھے آخر کو مین نے ڈھونڈھ نکالا اور مین نے جو حال آپ کے آنے کا سُنا فرنگ مین ابھی فرنگ سے مین نے بھی شکار اختیار کیا کہ کہین تو سامنا ہوگا غرض امیر تو عاشق تھے اتنے مین عمرو بھی آیا بعد اُسکے قباد اور کل لشکر بھی پہونچا اور امیر نے ملکہ سے نکاح کیا اُسکے پیٹ سے شیرویہ اور شیر افگن پیدا ہوتے ہین بعد کئی دن کے عرضی لندھور اور علمشاہ کی پہونچی مضمون عرضی کا یہ تھا کہ مارا جانا جلنید کا اور قید ہوکے جانا سعد کا ہیکلان کے پاس طرف شوہنات مغرب کے امیر سُنکے بیچین ہوے کہا کوئی پہلے جاکے سعد کی اور شہر کی خبر لادے اور جواب لکھا کہ اے علمشاہ تم چلے آؤ تو ہم تم ملکے مغرب کو چلین اور وہ جواب عرضی کا علمشاہ اور لندھور کو پہونچا اور دونون نے جانب مغرب کے کوچ کیا

دو کلمے داستان کرب غازی کا بارہ برس کے سن مین زیر کرنا نقابدار پلنگینہ پوش کو بیان کیے جاتے ہین

فرزاد بر آئے یہ کہکر اُس بزرگ سبز پوش نے کیا کام کیا کہ کمربند قباد کی کمر سے کھولا اور اُن سبز پوشون کے
ہاتھ مین دیا اُنھون نے کمر مین پھر باندھ دیا اور پشت اور سر پر بہ شفقت تمام ہاتھ پھیرا قباد شہریار کا مرکب
وہین کھڑا ہوا تھا کمر مین قباد کی ہاتھ ڈالکر مرکب پر سوار کیا اور فرمایا کہ اے قباد تو کچھ غم والم نہ کر تیرا پروردگار
حامی و مددگار ہے جا اپنے لشکر مین اور باپ سے اپنی خطا کو بخشوا کہ وہ از جانب خداوند جلیل امیر یا توقیر
حمزۂ صاحبقران ہے اور وہ فراش راہ محمدی ہے اب کوئی تجکو مرکب سے جدا نہین کر سکتا اور کوئی تجپر غیر
کف غالب نہین آ سکتا پس تیرا جو مطلب تھا وہ بر آیا اور کچھ باقی ہے اور چند روز کار جنگ تجھ سے نمایان
ہونگے ایک سبز پوش ان سب سبز پوشون مین سے بڑھا اور سوار کیا قباد شہریار کو دی قباد
شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ یہ بزرگ سبز پوش کون ہین انھون نے کہا ارے تو انکو نہین جانتا
یہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہین قباد آگے بڑھا اور پابوس ہوا اور ہاتھ اُنکے آنکھون سے
لگائے اور چومے یکایک قباد کو ہوش آگیا اب جو آنکھ کھول کے دیکھا اپنے تئین پشت مرکب پر پایا
اور قباد نے سر تا پا عرق جسم مین غرق تھا اور اپنے مین قوت اور طاقت اور شان و شوکت وہ چند سے بھی زیادہ پائی
کہ یہ طاقت اپنے جسم اور دست و پا مین کبھی نہ دیکھی تھی قباد بہت خوش ہوا اور گھوڑے سے اتر کر دو رکعت
نماز شکر کی بجا لایا اور سجدۂ شکر مین جا کر الحاح و زاری درگاہ جناب باری مین یون کرنے لگا اے پروردگار عالم
و عالمیان مین ایک بندۂ ناچیز و ضعیف ہون تو نے یہ الطاف و کرم فرمایا اگر ہر بن موے تن زبان ہو جاے
تو بھی تیرے ان احسانون کا شکر ادا نہ ہو سکے تجھی سے ہر وقت مدد کا طلبگار ہون تو ہی میری ہر جگہ حمایت
اور اعانت کرنا یہ کہکر سر سجدۂ شکر سے اُٹھایا اور کہا کہ اب وہ سوار کہان ہے آئے میرے سامنے کہ پوست
استخوان سے اُسکا جدا کرون یہ کہکر اُس جنگل مین گھوڑا دوڑایا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا جنگل مین ایک
درخت چنار کے نیچے وہی نقابدار قالین بچھائے ہوئے بیٹھا ہے اور نقاب چہرے سے اُٹھائے
ہوئے ہے اور بارہ ہزار نقابدار سبز پوش گرد اُسکے کھڑے ہین اور کچھ لوگ سوتے ہین اور کچھ جوان اُسکے
پاس بیٹھے ہین جیسے ہی اُس نقابدار پلنگینہ پوش نے دور سے دیکھا فوراً نقاب چہرے پر ڈالی اور اُٹھ
کھڑا ہوا اور نعرہ کیا کہ او طفل تو شیرون کے مقابلے پر یون دلیرانہ آیا قباد نے کہا اب مین تجکو کب چھوڑتا
ہون نقابدار نے کہا کہ مین جانتا تھا کہ تو مر گیا ہوگا اگر زندہ رہا تو وہ وقت بھول گیا اور وہ صدمہ تجکو نہین
یاد یہ کہکر نقابدار نے پہلوے مرکب قباد پر نیزہ مارا مرکب قباد مر گیا قباد پیادہ آیا اور چوٹی مرکب
نقابدار کی پکڑ کے جھٹکا دیا کہ مرکب نقابدار منھ کے بھل گرا نقابدار گھوڑے کے جدا ہوا قباد
نے ایک گھونسا مرکب کے سر پر مارا کہ مغز مرکب کا پھٹ گیا اور دوڑ کے نقابدار سے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی نقابدار نے کہا او طفل وہ طاقت تجھ مین اور تھی اور اب قوت تجھ مین اور
ہے یہ قوت کہان سے تجکو دستیاب ہوئی قباد نے کہا کہ خدا نے تجکو عطا کی اب تو مجکو اپنا نام بتا
اور صورت دکھا نقابدار نے کہا تجکو میرے نام سے کیا کام ہے تو اپنا نام بتا قباد نے اپنا نام بتایا نقابدار
نے گلے سے لگایا اور کہا اے قباد شہریار تو یہان کیونکر آیا قباد نے ساری کیفیت بیان کی نقابدار
نے کہا اب کیا ارادہ ہے قباد نے کہا کہ امیر ملک فرنگ کو فتح کرنے آتے ہین مین چاہتا ہون کہ پہلے
مین فرنگ کو چلکے فتح کرون اور لشکر امیر مین جاؤن

جبال الحراق کی طرف سے پانچ ہزار سوار شاہ صفا ترک لیکر آگرا میں نے وہ شمشیر زنی کی کہ انکے زانت کھٹے ہو گئے ہزاروں کا خون بہ گیا میں نے انکو بھیڑیوں کی طرح سے کاٹ کر ڈالدیا مگر نوشتۂ تقدیر سے مجبور ہو گیا مجھ سے شاہ صفا ترک کا سامنا ہوا اور بعد بہت دیر نیزہ بازی کے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اے جوان عرنا یہ چالیس آدمی میرے بھائی ہیں یا دوسرے محرم راز ہیں آخر میں شاہ صفا ترک سے شکست کھا کر بھاگا اور مع چالیس کے اور دنکے اس جزیرے میں مقیم ہوا پانچ برس مجھکو یہاں رہتے ہوئے گذرے ہیں میں اب پیشہ قزاقی کا کرنے لگا ہوں جو قافلہ کہ ادھر سے آتا ہے اُس کو لوٹ لیتا ہوں اور سبکو مار کر دریا میں ڈال دیتا ہوں مگر جو قافلہ کہ مسلمان کا آتا ہے اُس سے نہیں لوٹتا اور کافروں پر بدبخت ظلم کرکے مال و اسباب چھین لیتا ہوں ہر چند لوگوں نے مجکو تلاش کیا مگر نہ پایا البتہ اب تو نے مجکو بہ ضرب دست زیر کیا اب تو اپنا نام اصلی بتا قباد نے کہا منم قباد شہریار پسر حمزہ صاحبقران عالی وقار اور حال اپنا سب بیان کیا اُس جوان نے کہا الحمد للہ اب تو مجکو اپنی خدمت میں رکھو قباد نے کہا میں خود تیری ہمراہی میں رہونگا اور تیری ہمراہی مجکو اولیٰ تر ہے کہ تو نے مجکو اپنے جزیرے میں رہنے کی جگہ دی غرض کہ قباد شہریار وہاں رہنے لگے تین دن کے بعد اُس جوان سے قباد نے کہا کہ میں اب پھر فرنگ کو چک کو جاتا ہوں اور کافروں کو درہم برہم کرکے ملک کو مسخر کرتا ہوں اگر خدائے عز و جل توفیق رفیق کریگا تو لشکر لیکر آونگا انجام قباد شہریار کنارے دریا کے آئے اور لوگوں سے فرنگ کوچک کی راہ دریافت کی لوگوں نے کہا کہ دامن کوہ کو تھامے ہوئے چلے جاؤ یہی راستہ سیدھا ہے فرنگ کوچک میں پہونچ جاؤگے یہ سنکے قباد کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تین شبانہ روز برابر چلے کہ اُسی پہاڑ کے برابر جبال الحراق اور ایک صحراے لق و دق نمودار ہوا اب قباد شہریار اُس صحراے لق و دق میں پہونچے اور جبال الحراق کے نیچے نیچے چلے جاتے ہیں یکایک اُس کوہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش پیدا ہوا دیکھا کہ مرکب ابلق پر سوار مسلح و مکمل مردانہ وار ایک جوان ہے آکر نعرہ کیا کہ تو کون ہے قباد شہریار نے بھی للکارا کہ او زن باکرہ نعایاب سنکے کہاں آئی اور تمام بہادران اولوالعزم کا کیا پوچھتی ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ تو اپنے کو بہادر اور شجاع جانتا ہے قباد نے کہا بیشک میں بہادر ہوں کہ بیٹا شجاع اور دلیر کا ہوں نقابدار نے کہا ہشیار اور خبردار رہو یہ کہکر نیزہ مارا قباد نے نیزے کو سپر پر روکا اسقدر طعنین چلیں کہ دونوں نیزے ٹکڑے ہو کر گر پڑے قباد نے تلوار کھینچی نقابدار ہنسا قباد نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے خالی دیکر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لوں مگر نہ ممکن ہوا بند و بست قباد شہریار کو تھام کر مرکب سے اُٹھا لیا قباد کو صدمۂ عظیم ہوا اور نکان سے بیہوش ہو گئے نقابدار نے زمین پر رکھدیا جب ہوش آیا درگاہ خدا میں دعا کی کہ اے رب پاک ذات و اے پروردگار عالم تجھسے عزت و حرمت کا ملتجی ہوں اور اب تو مجکو بھی اسقدر طاقت و قوت عطا کر کہ ہر ہزبر سرداران ایسے کے ہوں اور دشمن پر غالب رہوں کیونکہ والد نامدار حمزہ صاحبقران عالیوقار سے روگردان ہو کر آیا ہوں اب جو پھر کے جاؤنگا تو اُنکے سامنے شرمندہ و نادم ہوں یہ دعا کرکے قباد اپنے مرکب پر سوار ہو کر چلا ناگاہ قباد نے دیکھا کہ کوہ سے ایک بزرگ نورانی صورت پیدا ہوئے شان خدا ہے جلیل چہرے سے ہویدا اور سبز پوشاک زیب جسم انور عمامہ نورانی سر مبارک پر اور ہالے نور چار طرف سے احاطہ کیے ہوئے اور گرد اُنکے چند بزرگوار سبز پوش ہمراہ قریب قباد کے آکر کھڑے ہو گئے ایک سبز پوش نے اُن سے کہا کہ یہ پسر حمزہ ہے اور مراد اپنی کہتا اور دعا کرتا ہے کہ جلد میری

اُس بارہ دری میں جو آراستہ فرش وغیرہ آراستہ پایا مسند زرین بچھی ہوئی اور ایک مقام پر خوان کیسے ہوئے کھانے بھرے ہوئے
طعامہای لذیذ کے رکھے ہیں قباد نے تعوذون کی سب عمارتین توڑ ڈالین اور بیٹھکر بسم اللہ کر کے کھانا کھانے لگے
جب طعام لذیذ کھا کر سیر ہوئے شکر خدا کیا ہاتھ منھ دھو کر اب مشغول سیر ہوئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی دیکھا
کہ دروازے پر اس باغ کے غوغا بلند ہوا قباد شہریار باہر باغ کے آئے دیکھا کہ ایک جوان رعنا قوی ہیکل
لباس انگریزی پہنے مسلح و مکمل اور چالیس جوان اسی صورت کے ہمراہ اُسکے ہین وہ للکار رہا ہے کہ کون
ہمارے گھر مین بغیر ہماری اجازت دخیل ہوا ہے اور دیکھا کہ اُسکے ہمراہ تین جہاز بھرے ہوئے زر و جواہر
کے ہین اور اسباب بیشمار ہے قباد کو وہ دیکھکر پکارا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے قباد نے کہا مین مرد غریب
مسافر ہون کشتی میری اس مقام پر آکر ٹوٹ گئی ہین یہان آکر ٹھہر گیا اُس جوان کو غصہ آیا اور کرچ کھینچکر
قباد کو ایک ہاتھ مارا اور کہا کہ بے اجازت تو مکان غیر مین کیون آیا قباد نے خالی دے کر ہاتھ
کھینچ پر ڈالدیا اور جھٹکا مار کر کرچ اُسکی چھین لی اور بند و دست کو تھام کر مرکب سے اُٹھا لیا وہ چالیس آدمی
جو اُسکے ہمراہ تھے قباد پر تلوارین کھینچکے ٹوٹ پڑے قباد نے اُس جوان کو بجائے سپر ہاتھ مین لیا اور لڑنا
شروع کیا جو قریب آیا اُسکو بضرب شمشیر قتل کیا جب نصف آدمی اُسکے مارے گئے اُس جوان
نے کہا ای بہادر اب مین تجھسے زیر ہوا مجھکو چھوڑ دے اور اپنا نام بتا مین نام خدا میرا ایمان لا چکا ہون مجھسے
ایک بزرگ نے کہا تھا کہ اس سال مین اپنا نام و ایمان نہ ظاہر کرنا ای بہادر حال میرا کوئی نہین جانتا ہے مجھسے اپنا
حال فقط ظاہر کیا ہے قباد نے اُسکو چھوڑ دیا اُسنے کہا نام میرا فیروز زہر خوار ہے اور یہ نام مین نے
اسواسطے رکھا ہے کہ مین ہمیشہ تین مثقال زہر کھایا کرتا ہون ای جوان سن مین ایک امرای مرزوق شاہ
فرنگی سے ہون ایک روز مجھسے اور مالاگرد فرنگی سے تکرار ہوئی ورمالاگرد فرنگی جو سپہ سالار مرزوق شاہ
ہے اُسنے اُسکی طرفداری کی اور مجھپر غصہ ہوا مگر مجھسے اور مالاگرد سے نزاع قلبی ہوگئی مرزوق شاہ نے جو
دیکھا کہ یہ مالاگرد فرنگی کا دشمن ہے سال بھر تک مجھکو مرزوق شاہ نے قید مین رکھا میرے عزیزا و اقربا
نے بہت چاہا کہ مجھکو رہا کرین مرزوق شاہ نے میرا گناہ نہ بخشا اور رہا نہ کیا لیکن مجھسے اور مالاگرد
سے جو نزاع تھی بعد سال بھر کے مرزوق شاہ نے مجھکو قید سے رہا کیا اور مجھسے کہا کہ تو فوج لیکر فرنگ
کو چک پر جا اور خدمت ارشی تاجدار و قرشی تاجدار مین رہ کسواسطے کہ یہان سے فرنگ کوچک تین مہینے کی
راہ کا فاصلہ ہے اور وہان ایک کوہ واقع ہے کہ اسکو جبال الحراق کہتے ہین وہان کے یہی ارشی و قرشی حاکم ہین
اور بادشاہت کرتے ہین مگر شاہ صفا ترک کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہے ملک ماچین و فرنگ و حبش اُسکے
قبضے مین ہے ہر سال واسطے لڑنے کے لشکر لیکر ارشی و قرشی پر جاتا ہے اور مار کر تباہ و برباد کرتا ہے تو اُسکو
اُٹھنے دینا اور مار کر ہٹا دینا مین فوج لیکر مرزوق شاہ سے فرنگ کوچک پر آیا اور ارشی و قرشی کی
خدمت مین بصد اعزاز و اکرام رہا جب شاہ صفا ترک لشکر کشی کر کے آیا ارشی و قرشی بھی فوج کو صف آراستہ
کر کے میدان نبرد مین پہونچا اور لڑائی ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ ترک فلک نے پناہ مانگی کشتون کے پشتے
لگا دیے خون کے دریا بہا دیے قریب تھا کہ شاہ صفا ترک کو شکست دون کہ اسلیم فرنگی سے مقابلہ ہوا اُسنے
کرچ کا وار کیا مین نے خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مین نے للکار کر کہا ہو کہان
ہین آج رستم اور اسفندیار ہین کہ میرا مقابلہ کرین ناگاہ از بیابان گرد نے برخاست دیکھا کہ

تو منتظر رہ غرضکہ عمرو وغیرہ نے دیوانے کو سمجھا کر مطمئن کیا اب کشتیون کے لنگر اٹھے اور سب کشتیان روانہ ہوئین
بعد چند روز کے ایک طوفان عظیم آیا صدہا جہاز و کشتیان غرق دریاے اجل ہوئین جہاز مثل برگ خزان دیدہ ہواے
تیز و تند مین اڑ گئے مگر کشتیان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کی مثل گرداب چکر مین آکر ادھر ادھر پھر رہی
ہین راہ پر نہین آتی ہین پانی بانسون اچھل اچھل کر کشتیون کو تباہ کرتا ہے آگے بڑھنے نہین دیتا ہے اسی حال پر ملال
مین چار مہینے اسی مقام دریا مین گذرے تمام لشکر امیر و سردار وغیرہ حیران و پریشان ہین اور زندگی سے
سب کو ہراس ہے سب آٹھون پہر دعائین کرتے ہین جب امیر کشورگیر نے دیکھا کہ طوفان کسی طرح برطرف نہین
ہوتا اور کشتیان سب تباہی مین پڑی ہین ایک مقام سے دوسرے پر ہٹتی نہین ہین بہت حیران ہوئے اور
بیقرار ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اور دل رجوع کر کے بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات
کرنے لگے ای پروردگار عالم ای نوح غریبان اس تلاطم دریاے قہار سے ان کشتیون کو نجات دے
اور اپنی رحمت کاملہ نازل کر کے ساحل مقصد پر پہونچا دے فوراً بااستدعاے امیر باتوقیر وہ طوفان بعد چار مہینے
کے دور ہوا ملاحون نے آکر مژدۂ رحمت پروردگار سنایا کہ حق تعالے نے اس بلاے طوفان سے نجات
دی اور سفر بھی تمامی پر ہے یقین ہے کہ ایک دو روز مین ساحل مراد پر پہونچین امیر نے یہ سنکے سجدہ کیا اور بہت خوش
ہوئے اور منہ ان ملاحون کا موتیون سے بھر دیا اور سب سردار وغیرہ ایک دوسرے سے بغلگیر
ہوئے اور امیر باتوقیر کو سب نے نذرین دین گویا وہ دن روز عید تھا کہ پروردگار عالم نے رحم کیا اور جانین
سبکی بچائین غرضکہ پانچ روز اور راہ دریا کی طی کی چھٹے روز کشتیون کا لنگر کنارے پر ہوا سب لشکر امیر کا
اترا خیمے بارگاہ برپا ہوئے سب سردار اپنے اپنے خیمون مین آئے اور امیر باتوقیر بارگاہ مین داخل ہوئے
عیارون نے آکر کہا یہ مقام دربند ریحانیہ ہے اور لشکر علمشاہ بھی اسی مقام پر ہے یہ سنکے امیر باتوقیر اور زیادہ خوش
ہوئے اور بعیش تمام وہان رہنے لگے مگر اب فکر قباد شہریار کی ہے کہ کسی طرح قباد کا پتا لگے اور نشان
معلوم ہو پھر ایک عیار طرار سے کہا کہ جو قباد کا حال اور خبر نیک کہیگا مین اسکو بہت کچھ انعام دونگا اور
خوش کرونگا اس قصے کو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب دو کلمے داستان شوکت نشان قباد شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

رہروان راہ قلزم ذخار طبیعت اس داستان شوکت نشان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ قباد شہریار دو پہر رات گئے
لشکر امیر باتوقیر سے پوشیدہ ہو کر کنارے دریا کے آئے اور ایک کشتی تلاش کر کے اسپر سوار ہوئے
اور شکر پروردگار عالم کرتے ہوئے چلے تین شبانہ روز کشتی پانی مین روان رہی تین دن تک نہ کھانا نہ پانی
تشنہ و گرسنہ غیر حال یاد خدا مین چلے جاتے ہین چوتھے روز سامنے ایک شہر دکھائی دیا دل مین قباد بہت خوش
ہوئے اور کہا کہ اس مقام پر چلکے اتریے کہ کچھ آرام ہو تھوڑی دیر استراحت کیجیے یہ سوچ کر قباد کشتی کو پھیر کر
برابر جزیرے کے لائے اور کشتی سے اترے اور کشتی کو باندھ دیا اور جزیرے مین داخل ہو کے ادھر ادھر سیر
کرنے مین مشغول ہوئے جب جزیرے کے اندر آئے دیکھا کہ عمدہ و نایاب عمارت آراستہ و پیراستہ ہے کہ کبھی
نگاہ سے نہ گذری تھی اور اسباب اسمین نہایت تحفہ تحفہ ہے لیکن کوئی اس جزیرے مین آدمی نہین ہے قباد
حیران ہوئے مگر بھوکے جو بہت تھے طعام کی تلاش مین چار طرف پھرے جاتے جاتے ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا
اس باغ مین قباد شہریار آئے دیکھا کہ وہ نہایت شگفتہ و شاداب ہے اسمین بارہ دری بہت عمدہ ہے

حیران و پریشان چار طرف دیکھتا تھا مگر ہر سمت سوائے پانی کے یا وہ پہاڑ کہ جسپر بیٹھا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا دل مین کہتا تھا کہ ای پروردگار عالم تو نے مجھے کس بلا مین پھنسایا اب تو مجھپر رحم کر اور مجکو اس قید سخت سے رہائی دے کئی روز گذر گئے کہ مین تشنہ و گرسنہ ہون اب تو اپنی صفت رزاقی کی دکھا کہ اب تاب ضبط اس تیرے بندۂ گنہگار عاجز و مجبور کو نہین ہے ابھی وہ دیوانہ یہ دعا کر رہا تھا کہ سامنے سے کشتیان نمودار ہوئین جیسے ہی اُس دیوانے نے کشتیون کو دیکھا شور و غل کرنے لگا اور درود بانی خدا و رسول کی دینے لگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ دیکھنا یہ سامنے پہاڑ پر کون غل مچاتا ہے ذرا پکار کر اس سے دریافت کرو عمرو نے ہاتھ اُٹھا کر آواز دی اور حال و نام و نشان پوچھا دیوانے نے جواب تو دیا مگر پانی کے شور و غل سے اُسکی بات سمجھ مین نہ آئی امیر با توقیر نے فرمایا کہ کشتی اُس طرف لیچلو جب کشتی قریب اُس پہاڑ کے آئی امیر اور عمرو نے جناح بن قندوس دیوانہ کو پہچانا اور اُسنے بھی سب کو پہچانا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کے اُسکا کھینچ کے چاہا کہ کشتی پر بٹھا لین مگر نہ آ سکا دیوانے نے امیر کو مجرا کیا صاحبقران نے دیوانے سے فرمایا کہ تو یہان کیونکر آیا اور اس مصیبت مین کس طرح پھنسا وہ گریہ و زاری کرنے لگا اور کہا کہ مین اپنا حال بیان کرونگا امیر نے کہا کہ خواجہ کسی طرح سے اُسکو لینا چاہیے عمرو نے بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی نہ بن پڑی امیر نے فرمایا کہ کشتیون کو لنگر کرا دو اور کشتیون کو قطار باندھ کے دو رویہ استادہ کر دو اور پردے باندھ دو دیوانے سے کہو کہ جست کر کے کشتی مین کود پڑے عمرو نے کہا امیر مجھسے یہ جھگڑا نہو سکیگا مجھ پانی سے ڈر معلوم ہوتا ہے امیر نے کہا ای عمرو مین تجکو تین اشرفیان دونگا عمرو نے کہا لا دے امیر نے تین اشرفیان عمرو کو دین اور کہا کہ جلد اسکو کشتی پر لاؤ عمرو نے تدبیر اسی طرح کی اور پردے سب کشتیون کے باندھ دیے لندھور نے آواز دی ای دیوانے جست کر کے کشتی مین آ دیوانے نے لندھور کو بُرا بھلا کہا اور یہ کہا کہ تو چاہتا ہے مین پانی مین گر کر ڈوب جاؤن یا ہاتھ پانون میرے کشتی مین گر کے ٹوٹ جائین مین مر جاؤن تو معشوقہ کو میری لے لے یہ سُنکے حمزۂ صاحبقران و عمرو وغیرہ حیران ہوئے کہ یہ دیوانہ کیا کہتا ہے عمرو نے کہا ای حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ دیوانہ کسی کا عاشق ہے پھر عمرو نے سب سے کہا کہ تم لوگ سب اس سے کہو اگر تو یہان آئیگا تو تیری معشوقہ ملجائیگی سب نے ایک زبان ہو کر پکار کر کہا ای دیوانے اگر تو کشتی مین پھاند لیگا تو تیری معشوقہ سے تجھسے ملاقات ہو جائیگی نہین تو ہم کشتیون کو لیے جاتے ہین تو یہین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا ناچار ہو کر دیوانے نے دل سے کہا اگر تو نہین جاتا ہے یہ لوگ سب چلے جائینگے نہین معلوم پھر تجھپر کیا گذرے الغرض دیوانے نے اپنی آنکھین بند کر لین اور جست کر کے کشتی مین آیا عمرو اُسکو امیر کے پاس لائے دیوانے نے امیر کو مجرا کیا امیر نے حال اُس سے پوچھا دیوانے نے اول سے ساری حقیقت اپنی بیان کی اور کہا کہ جب مین نے زنگی کو قتل کیا اور معشوقہ کو لیکر کشتی مین بیٹھا کشتی میری بیچ مین آ کر ٹوٹ گئی معشوقہ میری ایک تختے پر بہتی ہوئی معلوم نہین کہان گئی اور مین اس کوہ پر رہ گیا یہ کہکر لندھور کی طرف پھر کے کہا کہ تم کہتے تھے اور اقرار کیا تھا کہ مین تیری معشوقہ کو دونگا لا کہان ہے لندھور دیوانے کی باتین سُنکر ہنسنے لگا دیوانے نے بڑھ کے لندھور کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کہ مین تجھسے اپنی معشوقہ کو لونگا لندھور نے کہا ای دیوانے تیری معشوقہ میرے پاس نہین ہے مجکو چھوڑ دے دیوانہ گریبان کسی طرح نہ چھوڑتا تھا اور کہتا تھا تو میری معشوقہ کو دے یا مجکو پھر اسی کوہ پر پہونچا دے جب معشوقہ میری مجھسے ملجائیگی تو مین اُسکے ساتھ آؤنگا غرضکہ دیوانہ یہی کہتا ہے اور نالہ و زاری کرتا ہے تمام سردار دعیار اُسکی دیوانگی پر ہنستے ہین عمرو نے کہا ای دیوانے رو نہین شور و غل نہ کر صبر کرنا چاہیے معشوقہ تو تیری تجھسے ضرور ملیگی

کھل کھل کر جا بجا مہک رہی ہیں اور طیور بھی زمزمہ سنج ہیں سرو گلستان استادہ ہیں کہیں کوکو کا شور کہیں یاہو کی صدا
بلند ہے ایک مرد بزرگ پوشاک سبز پہنے اور عمامہ سبز سر مبارک پر رکھے جریب بادام تلخ کی مثل عصاے
موسی عمران دست حق پرست میں ہے امیر بانوقیر نے اُس صاحب شان و شوکت کو دیکھکر سلام کیا اُن بزرگوار نے
بہ لطف و مدارا امیر سے فرمایا اے حمزہ اسقدر کیوں محزون اور نالان ہے رنج و ملال کو دل سے دور کر راہ خدا میں کار نیک
پر مستعد رہ پلے مردی سے کوتاہی نہ کرنا چاہیے کہ پروردگار عالم و عالمیان جامع المتفرقین ہے بچھڑون کو ملاتا ہے
محزونوں کو شاد کرتا ہے برباد شدگان کو آباد کرتا ہے تو قباد و شہریار اپنے فرزند دلبند کے واسطے کیوں ہراسان ہے وہ
بھی جرأت و ہمت تجھے دکھائیگا اور کفار کو قتل کریگا اسلام کو رونق دیگا تیرا نام بلند ہوگا ضرور ایک روز سے
ملیگا تیرا دل مسرور و شادکام کریگا اب تجکو لازم ہے کہ یہان سے کوچ کر ملک فرنگ کی طرف روانہ ہو کہ انشاء
اللہ تعالے قباد شہریار سے وہین ملاقات ہوگی غرضکہ امیر بانوقیر یہ خواب دیکھکے بیدار ہوئے اور عمرو و لندھور اور
مالک کو بلایا اور حال شب کے خواب کا بیان کیا اور فرمایا اے خواجہ لشکر میں منادی کرو کہ ہم ملک فرنگ کی طرف
کوچ کیا چاہتے ہیں سب مستعد ہون اور اپنا اپنا سامان درست کرین کاروبار سفر میں ہوشیار رہین یہ سنکے
خواجہ عمرو نے جا کر لشکر میں منادی کوچ کی کردی تمام سردار و لشکریان مسلح و مکمل ہوکر درست ہوئے یہان عمرو
سے امیر بانوقیر نے فرمایا کہ کشتیان تیار کراؤ اور اسباب و خیمہ و بارگاہ بار کراؤ عمرو نے سب کشتیان وغیرہ درست
کراکے اسباب بارگاہ وغیرہ لدوا کے سب کشتیوں پر سوار ہونے لگے عمرو کا ڈر کے مارے عجب حال ہوا پانی
کا شور دھارے کا زور موجون کی لہرین دیکھکر دم پر بنی کہا یا امیر آپ جائیے میں نہ جاؤنگا سردارون وغیرہ نے
روپیے کا لالچ دیا اور کہا کہ فرنگ میں بہت زر و جواہر ہے اگر تم جاؤ گے تو یہ سب تمہیں دستیاب ہوگا عمرو نے کہا
ایسا مال جہنم واصل ہو جب اپنی جان نہوگی تو وہ مال کون لیگا آخر کار امیر نے کچھ روپیہ عمرو کو دیا اور طمع زر و
جواہر امیر نے اور سردارون نے ملک فرنگ کی بہت کچھ دی تب عمرو راضی ہوا اسباب عمرو کا بھی کشتی پر بار کیا
اور ساعت نیک دیکھکر کشتیون کو روانہ کیا لیکن امیر نے پھر چلتے وقت سیر فرخار کو تاکید مزید تعمیر عمارت
خرستہ کی بہت کی کہ وہ کارندہ خرستہ روم تھا اُس سے کہا اے سیر خبردار کسی سے ڈرنا نہیں مردم مردانہ رہنا
جو کوئی حریف و دشمن اس طرف کا رخ کرے تجکو فوراً اطلاع دینا اور جو کچھ خبر ملک ایران سے آئے ہر روز
مجکو لکھتے رہنا کہ میں اسکی تدبیر سے غافل نہوں اور وہین سے بندوبست یہان کا کرتا رہوں الغرض امیر
بانوقیر اُس سیر کو سمجھا بجھا کر کشتی پر آبیٹھے اور بادبان کشتیوں کے دریاے قہار میں چھوڑ دیے جب کشتیان
روانہ ہوئین امیر نے منہ طرف آسمان کے بلند کیا اور کہا اے پروردگار تو ہی ہر حال میں حافظ و نگہبان ہے تو
ان سب بیچارون کی ہر وقت چارہ سازی کیجیو اور بخیر و عافیت کنارہ بحر امید پر پہونچائیو
اُسکے بعد یہ شعر دمبدم ورد زبان کیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ٭ دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ٭ اب کشتیان راہ پانی کی طے کرتی ہوئی ہوا پر چلی جاتی ہیں کہین گرداب بلا نظر
آتے ہیں کہیں موجیں اپنی لہریں دکھاتی ہیں دھارے کا توڑ دیکھکے دل دہلنے لگتا ہے پانی کا شور دیکھکے حواس
منتشر ہیں امیر بانوقیر یا خالق بے نظیر کہتے ہوئے چلے جاتے ہیں غرضکہ راہ منازل آب قہار طے کرکے بعد ایک
ہفتہ کے کشتیان اُس کوہ کے قریب پہونچین کہ جہان دیوانہ جناح بن فردوس بیٹھا تھا کئی روز گذرے تھے
کہ تشنہ و گرسنہ تھا آب و طعام سے مطلق آشنا نہوا تھا عجب عالم مایوسی کا تھا جان بلب ہے ہراسان دل گیر مضطر و نالان

ونالان ہین اور محل مین گریہ وزاری کا شور ہے ملکہ مہرنگار نے مفارقت مین اپنے پارہ جگر قباد وشہریار کی غیر حال
کیا ہے علمشاہ سنکے چپ ہو رہے اور سوداگر سے پوچھا کہ کچھ تحفہ جات اُس طرف کے لایا ہے سوداگر نے عرض کیا
بہت کچھ اسباب عمدہ عمدہ لایا ہون اور منجملہ اُن اشیائے سوداگری کے ایک کنیز بہت حسین وخوبصورت مثل آفتاب
درخشان کے لایا ہون رستم نے کہا مین اُس کنیز کو دیکھون واسطے مہر انگیز کے مین خرید کرونگا سوداگر نے اُسی
وقت مہربانو کو بلوا کر رستم کو دکھایا جیسے ہی رستم نے مہربانو کو دیکھا اور مہربانو نے علمشاہ پر نگاہ کی دونون
نے پہچانا کس واسطے کہ رستم نے مہربانو کو لشکر امیر باتوقیر مین بہت دیکھا تھا مہربانو رستم کو دیکھکے دعائین
دینے لگی اور کہا اے شہریار مین کنیز کسی کی نہین ہون مین دختر سرخاب گلہ بان امیر باتوقیر ہون میرا نام
مہربانو ہے پھر مہربانو نے تمام سرگذشت اول سے آخر تک دیوانے کا حال اور اُنکا عاشق ہونا اور اپنا بھی مائل
ہونا اور کیفیت دیو سیاہ زنگی وغیرہ کی سب بیان کی رستم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ وہ دیوانہ میرا
بہت بڑا دوست ہے کیا ہوگیا مہربانو نے کہا وہ دریا مین رہ گیا نہین معلوم کہ زندہ ہے یا غرق دریا ہوا علمشاہ
نے کہا تو پھر انہین شاد وخرم ملکہ مہرانگیز کی خدمت مین رہ جب تک امیر آئین شاید کہ دیوانہ اُنکے ہمراہ آئے
اے مہربانو اگر دیوانہ زندہ ہے تو ضرور تجھسے آکر ملیگا اور اگر مر گیا تو صبر کر اب خدا پر توکل کرکے ملکہ مہرانگیز کے
پاس عیش وعشرت مین مشغول ہو پھر علمشاہ نے سوداگر سے کہا کہ یہ نازنین کسی کی کنیز نہین ہے
بلکہ کنیز یہ ہماری ہے سوداگر بہت شرمندہ ہوا اور اُسکے عوض مین کنیزین اس سوداگر کو دیدین اور مہربانو
کو داخل حرم محترم یعنی ملکہ مہرانگیز کی خدمت مین بھیجا اور آپ منتظر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان رہے
اور مدام دل سے یہی دعا ہے کہ پروردگار جلد امیر باتوقیر کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کر اور جلوہ نور
صاحبقرانی آنکھون سے دکھا کہ پھر وہی جلسۂ عیش وعشرت مہیا ہو الغرض وہ سوداگر خوش وخرم اُن کنیزون
کو لیکر علمشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آکر رستم کی تعریف وتوصیف از حد کرنے لگا اور کہا کہ حقیقت مین مثل امیر
باتوقیر جہان بے نظیر ہے یہ خلق اور یہ مروت اور چہرے سے شان شجاعت وبہادری اور ہمت ومردانگی
کسی فرد بشر مین نہین دیکھی اگر ایسا صاحب ہمت وشوکت وصولت نہ ہوتا تو تنہا ملک فرنگ پر کیون
آتا غرضکہ اُس سوداگر نے علمشاہ رومی کی بڑی تعریف کی تمام متعلقین سوداگر حال علمشاہ سنکر وجد کرنے لگے

ورود قلمے داستان مسافت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

محزونان دل پُرملال اس داستان الم نشان کو اسطرح لکھتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران زمان کو رنج
وملال گم ہوجانے سے قباد وشہریار کے تھا کہ چند دن مین چہرہ اُتر گیا اور غذا وغیرہ بھی ترک ہوگئی اور کوئی
بات خوش نہ آتی تھی بہ سبب اسی رنج والم کے ایک مہینا کامل لب دریا فروکش رہے اور یہ بھی خیال
دل پُرملال کو تھا کہ شاید قباد وشہریار آجائے اور برابر ہر روز عیارون کو چہار طرف براے تلاش قباد وشہریار
بھیجا کرتے تھے مگر کہین پتا ونشان اُن گم کردہ راہ غم والام کا نہ ملا پریشانی امیر باتوقیر سے تمامی لشکر اور سردار
نامور کو صدمۂ عظیم تھا اور طریقہ شادمانی برطرف تھا غرض کہ ایک روز جو امیر باتوقیر نے شب کو بستر
خواب پر استراحت فرمائی عالم رویا مین ملاحظہ فرمایا کہ ایک مقام پر نہایت فرحت افزا مکان خوشنما ہے
اور گرد اُسکے چمن بندی ہے نہرین لبریز پانی خوشگوار لہرین مارتا ہے گلدستے چارون کونون پر گلہاے رنگارنگ
کے رکھے ہین اشجار بار دار جھوم رہے ہین میوے گوناگون لگے ہین بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان

تو بالکل اندھی ہو گئی ہے مجکو زنگی سے شراب پلوائی ہے کیا ہوا اگرچہ میرے ہاتھ بندھے ہین پیالہ شراب کا لا اور میرے
مُنھ سے لگا کہ دل خوش ہو یہ سنکے مہربانو ہنسی اور برعکس دیوانے کے کیا کہ جام شراب ناب لبریز کرکے
مُنھ سے زنگی کے ملایا اور دیو سیماے زنگی کو سامنے دیوانے کے پڑ در پڑ کئی جام پلائے اور سب زنگیون
کو اپنے ہاتھ سے شراب پلائی تھوڑی دیر مین نشہ شراب کا زنگیون کو ہوا ایسے المست ہوے کہ آخرکار سب
بیہوش ہو گئے کسی کو اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا مہربانو اُٹھی اور دیوانے کو کھولا اور ایک خنجر نکال کے دیوانے
کو دیا کہا کہ لے ان سب زنگیون کے سر تن سے جدا کر دیوانے نے اُسی وقت سب زنگیون کے سر کاٹ کے
دالدیے اور کشتی پر سوار ہو کر لشکر امیر یا توقیر کی طرف روانہ ہوا دیوانہ بہت شاد اپنی آغوش مین اُس معشوقہ کو
لیکر بیٹھا کشتی تور و مین چلی جاتی ہے اور دیوانہ مہربانو سے بوس و کنار کر رہا ہے یکایک وہ کشتی بیچ دھارے مین
پہونچی موج دریا نے طمانچہ طوفان کا مارا کشتی اُس جگہ سے اُچھلکر علیحدہ دھارے سے دور آگری وہان
پہاڑ کے بڑے بڑے ٹکڑے پانی مین تھے کشتی اُس پر گرتے ہی پاش پاش ہو گئی اور بند کشتی کا چھٹ گیا پانی
کشتی مین بھر آیا پرے کشتی کے سب الگ ہو گئے دیوانہ پانی مین گرکر غوطے کھانے لگا پہاڑ کا ٹکڑا جو ہاتھ کے
نیچے آیا اُس پتھر کو تھام کر پہاڑ پر آ کھڑا ہوا دیکھا کہ مہربانو ایک بیڑے پر ناؤ کے بیٹھی ہوئی بہی جاتی ہے مگر زار زار
روتی ہے اور بہت نالان و ہراسان مجبور و ناچار ہے دیوانہ دیکھ رہا ہے کہ مجھسے اور معشوقہ سے ہزار ہا کوس کا فاصلہ ہے
کبھی روتا ہے کبھی دیوانہ وار سر پیٹتا ہے کبھی کہتا ہے کہ ہاے افسوس مین نے اپنی معشوقہ کو اپنے ہاتھ سے کھویا دیکھے
اُسپر کیا گذرتی ہے دیوانہ تو یہ کہتا رہگیا اور تختہ مہربانو کا بہتا ہوا بعد دو روز کے ایک مقام پر پہونچا مہربانو
نے دیکھا کہ کشتیان سوداگرون کی آتی ہین غرضکہ تختہ قریب کشتی سوداگر کے آیا سوداگر نے جو ایک مہ جبین
مہروش حسین حور لقا کو اس طوفان مین دیکھا کہ ایک پارہ تختہ پر بہی آتی ہے جلدی سے جھککر اُس نازنین کا ہاتھ
پکڑ لیا اور اُٹھا کر اپنی کشتی مین بٹھا لیا جب اُس نازنین کے حواس درست ہوئے حال پوچھا اُس نازنین نے کہا کہ مین کنیز
ایک سوداگر کی ہون کشتی طمانچہ طوفان دریا سے ٹوٹ گئی آقا میرا مع مال و اسباب سوداگری غرق محیط فنا ہوا مین ایک
تختے پر بہکر یہان پہونچی سوداگر نے اُس سے وصل کی خواہش کی اُس نازنین نے کہا اے سوداگر تو مجھپر ظلم و ستم نہ کر سری
حرمت کا احترام کر حرام کرنے سے دست بردار ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی اس سے بہتر یہ ہے تو مجکو کسی کے ہاتھ
بیچ لے کہ پیشہ سوداگری مین اسکا کچھ مضائقہ نہین ہے سوداگر اُس نازنین کے انکار محض سے مجبور ہوا اور
کشتیون کو اپنی ملک فرنگ کی طرف روانہ کیا ہمراہ اُس نازنین کو بھی لیا بعد چند روز کے وہ کشتیان سوداگرونکی
کنارے دریا کے زیر قلعہ قدرت پہونچین رستم نے سُنا کہ چند سوداگرون کی کشتیان زیر قلعہ ٹھہری ہین اور ایران
کی طرف سے یہ سوداگر آتے ہین رستم دل مین خوش ہوا اور کہا کہ ان سے کچھ حال امیر کا ضرور دریافت ہوگا ان سوداگرونکو
کو ضرور بلانا چاہیے ہے یہ سوچ کے رستم نے اپنے عیار کو بھیجا اور کہا کہ سوداگر کو بلا لا عیار گیا اور سوداگر کو اپنے
ساتھ بلا لایا سوداگر نے علمشاہ کو مجرا کیا رستم نے کہا اے سوداگر تیرا کہان سے آنا ہوتا ہے اُس نے
کہا ایران کی طرف سے آتا ہون رستم نے کہا تجکو کچھ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہے سوداگر
نے کہا مین کنارے دریا کے اترا ہوا تھا اور امیر با توقیر بھی مع لشکر وہین جلوہ آرا تھے سُنا مین نے کہ امیر قباد
پر بہت خفا ہوے اور مہرنگار نے جو سعی کی اُسسے بھی آزردہ ہوے قباد کو بہت ناگوار ہوا اور دو پہر رات
گئے قباد و شہریار غائب ہو گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا مگر کہین پتا قباد کا نہ لگا امیر بہت محزون ہوے

سرخاب نے کہا کہ لو صندوق کو باہر نکالو کہ چراغ کو جائین مگر مہربانو کا جو دل دام عشق دیوانہ مین اسیر تھا
بہت مضطر و بیقرار رہتی کبھی آہ دل پر درد سے کھینچتی تھی کبھی چشمہ چشم سے اشک حسرت بہاتی تھی اسی عالم
بیقراری مین مہربانو لب دریا آئی اور ملاح سے کشتی طلب کی جب کشتی قریب آئی مہربانو ناؤ پر بیٹھی اور راہ
دریا پر روانہ ہوئی پکڑ دلسے کہتی تھی ای مہربانو یا تو اس دیوانے کو پایا یا غرق محیط عشق ہوئی ادھر وہ صندوق دیوانے
کا پانی مین بہتا ہوا کنارے ایک جزیرے کے پہونچا کہ وہان کچھ زنگیون کے مکان تھے اُن زنگیون کا ایک سردار
تھا کہ نام اُسکا دیو سیماے زنگی تھا اور چالیس زنگی اُسکی خدمت مین تھے ایک روز وہ زنگی جلسہ زنگیان مین بیٹھا
ہوا شراب خواری کر رہا تھا ناگاہ دیکھا سامنے سے ایک صندوق دریا مین بہا ہوا چلا آتا ہے اُس دیو سیماے زنگی
نے زنگیون سے کہا کہ اس صندوق کو لینا جانے نہ پائے زنگی دریا مین کود کے اور اُس صندوق کو نکال لائے
دیو سیماے زنگی نے حکم کیا کہ اس صندوق کو کھولو لوگون نے صندوق کو کھولا اُس مین دیو دیوانہ بشکل
انسان نکلا مگر بیہوش ہے لوگون نے صندوق سے باہر نکالا جب دیوانہ ہوش مین آیا گریہ وزاری کرنے لگا کہ
وہ میری زوجہ حور وش کہان ہے زنگی سب حیران ہوے اور کہا تیری زوجہ کون ہے دیوانہ رویا اور حال
مہربانو کا بیان کیا اب زنگیون کو معلوم ہوا کہ یہ دیوانہ کسی پر عاشق ہے زنگیون نے کہا رو نہین شراب تو پی
صبر کر دل کو اپنے سنبھال وہ معشوقہ کبھی تجکو ملجائیگی دیوانہ بیٹھا اور شراب خواری کرنے لگا ناگاہ دور سے
دریا مین ایک کشتی نمودار ہوئی جب وہ کشتی قریب آئی اور دیوانے نے مہربانو کو دیکھا پہچانا بیساختہ زنگیون
کو للکارا اور مارنے کو اُٹھا کہا کہ اس جگہ سے تم سب چلے جاؤ کہ میری معشوقہ آپہونچی یہ کہکر کنارے پر آیا
اور کشتی کو پکڑ کر کھینچا مہربانو نے جو دیوانے کو دیکھا بہت خوش ہوئی اور کشتی سے باہر آئی زنگیون کو دیکھ کر
ڈری جب دیو سیماے زنگی کی نگاہ اُس حور وش عاشق کش پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور بیساختہ
بولا کہ او یہ تو میری پری پیکر ہے مین اس مہ لقا پر ہمیشہ سے جان دیتا تھا اور یہ میری قدیم معشوقہ ہے دیوانے
نے یہ سنکے ایک چیخ ماری اور للکار کر کہا او سیحیا سیاہ رو یہ معشوقہ میری ہے تو کیا بکتا ہے دیو سیماے زنگی نے
کہا تو کیا بکتا ہے چپ رہ یہ میری معشوقہ قدیم ہے دیوانہ تو بادۂ عشق سے سرشار تھا صراحیان شراب کی
زنگیون کو اُٹھا اُٹھا کے مارنا شروع کین سب زنگی نرغہ کرکے اُس دیوانے پر ٹوٹ پڑے اور دیوانے کو
پکڑ لیا اور مشکین باندھ کے ڈال دیا دیوانہ زنگیون کو بُرا بھلا کہنے لگا لوگ ہنسنے لگے کہ یہ عجیب قسم کا دیوانہ
ہے بعضون نے ارادہ قتل کرنے کا کیا دیو سیماے زنگی نے کہا کہ اسکو قتل نہ کرو اگر ایسا ہے تو اسکو قید مین رکھو
مہربانو رونے لگی اور دیوانے کی طرف دیکھکے کہتی تھی کہ تجسے مین دور ہوئی تیرے وصل سے محروم ہوئی ایک
دیو سیاہ کے دام مین پھنسی مہربانو بہت مجبور و ناچار تھی دیو زنگی نے اپنے پہلو مین لیکر مہربانو کو بٹھایا
اور بوس و کنار کرنے لگا مہربانو نے دیوانے کو دیکھکر کہا ای بادشاہ حسن و خوبی مثل تیرے صورت و سیرت
مین کسی کو نہین دیکھتی ہون یہ دل چاہتا تھا کہ رات دن تیری بغل مین رہون مگر کیا کرون فلک نے نہ چاہا
دیوانے نے کہا او فاحشہ پہلوے زنگی مین بیٹھی ہے اور مجھپر طعنہ زنی کرتی ہے آ میرے پہلو مین بیٹھ کہ کچھ تو مزہ زندگانی
کا اُٹھے کبھی رو رو کر اُس زنگی کو کہتا تھا ای تیرہ درون تو نے مجکو باندھ کے مجبور کیا اگر مین کھلا ہوا ہوتا تو اسوقت
اس زن فاحشہ کو اور تجکو بتا دیتا پھر مہربانو نے ایک گلابی شراب کی اُٹھا اور اُس مین بیہوشی ملا اور جام لبالب
کرکے زنگی کے ہاتھ اُس دیوانے کو بھیجا کہ اس دیوانے کو بھی شراب پلا دو دیوانے نے کہا ای مہربانو

شراب الگ ہی الگ آپ ہی آپ ہمکو خبر بھی نہین ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آؤ بیٹھو تم بھی ہو مگر امیر کو اطلاع
نہو غل و شور نہ مچاؤ اُسنے کہا کہ دیوانہ تو ہون مین مگر ایسا دیوانہ نہ سمجھنا کہ کسی کا راز اخفا افشا کرون اور مالک
سے کہدون یہ سنکے ارشیون نے اُسکو بھی جام شراب دیا اُسنے دو دریکی پیالے شراب کے چڑھائے
جب دیوانہ کو خوب نشہ ہوا اُٹھا کہ باہر جاؤن ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آج رات کو یہین مہمان رہو دیوانے
نے کہا مین جاؤنگا مہمانی نہ منظور کرونگا ہرچند سب نے کہا کہ ہن دیوانے نے نہ قبول کیا عمرو نے
کہا یہ تو بڑا ہوا اگر یہ دیوانہ باہر جائیگا ضرور ہر ایک سے کہیگا ہمسب کو رسوا کریگا ارشیون نے
کہا اے خواجہ تم اس دیوانے کو ایک گھوڑے پر سوار کرو اسکے پیچھے گھوڑے کے پیچھے پر آپ بیٹھو اور لشکر
سے باہر لیجا کر دو منزل کے فاصلے پر اُسکو چھوڑ آؤ عمرو اُٹھا اور دیوانے سے کہا کہ آؤ ہم تم سیر کرنے
چلین تو اس گھوڑے پر سوار ہو دیوانہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اُسکے پیچھے پیچھے پر گھوڑے کے عمرو بیٹھا
اور گھوڑے کو دوڑاتا ہوا باہر لشکر کے دور نکل گیا وہان عمرو گھوڑے سے کود کے بھاگا اور اُس دیوانے
کو وہین چھوڑ دیا رات بھر دیوانہ نشہ مین صحرا نوردی کرتا رہا جب صبح کو وہ ہوشیار ہوا اور بخوبی ہوش مین
آیا دیکھا کہ مین گھوڑے پر سوار تنہا جنگل مین ہون حیران ہوا اور وہان سے پھر کر اُسی خیمہ مین آیا ارشیون
نے کہا اے دیوانے آ کہ مین تجھکو تیرے باپ کے گھر مین پہونچا دون یہ کہکر اُسکو پھر گھوڑے پر سوار کیا اور
آپ اُسکے پیچھے گھوڑے کے پیچھے پر بیٹھا اور گھوڑا اڑاتا ہوا ایک فرسنگ آیا ایک دریا ملا اُس دیوانے کو
وہان چھوڑ دیا دیوانہ مست تو تھا بالکل نشہ فرو نہوا تھا راست و چپ پھرا ادھر ادھر گیا ایک کوہ نظر
پڑا دیوانہ اُس کوہ پر آیا دیکھا کہ چند گھر برنگ سیاہ ہین اور آگ اُن گھرون مین دہک رہی ہے اور وہ گھر سرخاب
گلہ بان کا تھا کہ ہمیشہ وہین فرسنگ لشکر سے علیحدہ رہتا تھا اور دو تین ہزار گلہ بانون کا وہ افسر تھا اور
گوسفندان امیر بافراط تھے اُنکو وہ رکھا کرتا تھا اور اُن گوسفندون کو چراتا تھا اور کھلاتا پلاتا تھا اور دودھ اور
گوشت اور گھی اور کھال امیر کے یہان پہونچایا کرتا تھا اور تمام لشکر کو دیتا تھا وہ دیوانہ وہان آیا اور
نعرہ کیا کہ یہان کون رہتا ہے سرخاب گلہ بان باہر مکان کے آیا اور دیوانے کو پہچانا اپنے ساتھ گھر مین لیکر
آیا سرخاب گلہ بان کی ایک دختر نہایت حسین و خوبصورت تھی اور نام اُسکا مہربانو تھا اور مردمان صحرائی
کا دستور ہے کہ وہ اپنی عورتون کو کسی سے پوشیدہ نہین کرتے دیوانہ جو گھر مین سرخاب کے آیا دیکھتے
ہی مہربانو پر عاشق ہو گیا اور سرخاب سے کہا کہ مین اس عورت کو اپنی زوجہ بناؤنگا سرخاب نے
کہا کہ یہ میری دختر ہے دیوانے نے کہا کہ کسی کی یہ دختر ہو مجھکو اس سے کیا کام اب تو میری یہ زوجہ ہے
گلہ بانون نے دیکھا کہ یہ شخص دیوانہ کچھ الٹی سیدھی سمجھتا نہین ہے ایسا نہو کہ ایک ایک کو مارنے لگے تو کیا
ہوگا سرخاب نے کہا اے دیوانے آؤ یہان بیٹھو تمکو شراب پلاؤنگا اور اس دختر کو آراستہ کرکے تم کو دونگا
دیوانے کو ایسا فقرہ دیا کہ وہ خوش ہو گیا اور راضی ہو کر بیٹھ گیا اور شراب پینے مین مشغول ہوا دختر سرخاب
بھی دیکھتے ہی اُس دیوانے کو فریفتہ ہو گئی کیونکہ دیوانہ بھی حسین اور بطرحدار جوان رعنا تھا القصہ سرخاب
گلہ بان نے شراب بیہوشی آمیز اُس دیوانے کو پلائی دیوانہ پیتے ہی شراب کے بیہوش ہوا سرخاب نے
اُسکو ایک صندوق مین بند کرکے وہ صندوق دریا مین پھینکدیا اور سرخاب نے اپنے لوگون سے کہا کہ
خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہو اور امیر کو خبر نہ پہونچے کہ ہمکو ذلیل و خوار کرین اور سزا دین دوسرے روز

اور قباد کی خطا معاف کی عمرو دوڑا ہوا محل میں ملکہ مہر نگار کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے امیر کو راضی کیا ہے قباد کہاں ہے
میرے ساتھ کر دو تو میں امیر سے ملوا دون مہر نگار نے کہا بھیا قباد تو رات سے باہر ہے محل میں نہیں آیا دیکھو کہیں
باہر تلاش کرو کسی سردار کے خیمے میں ہوگا عمرو فوراً باہر محل سے آیا اور ہر ایک سردار کے خیمہ میں تلاش کیا مگر کہیں پتہ
نہ پایا اور بہت بجا ڈھونڈا قباد نہ ملا آخر کو تلاش کر کے عمرو امیر کے پاس آیا اور کہا اے امیر رات سے قباد کا پتا نہیں
ہے کیا جانیے کہاں چلا گیا امیر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور محل میں آئے ملکہ مہر نگار سے پوچھا کہ قباد کہاں ہے
مہر نگار نے کہا مجھکو نہیں معلوم وہ رات سے باہر ہو گئے پھر نہیں آئے امیر باہر خیمہ کے آئے لوگوں سے دریافت
کیا سبھوں نے کہا ہمیں خبر نہیں کہ قباد کہاں ہیں امیر دریا کے کنارے آئے کہ شاید قباد عالم
پریشانی میں سیر کرنے دریا کی آیا ہو اُس جگہ بھی کچھ نشان قباد کا نہ پایا تمام لشکر میں شور و غوغا بلند ہوا اور
قباد کے گم ہو جانے کا سبکو ملال گذرا امیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور صدمہ عظیم امیر کے دل پر ہوا محل میں
خبر ہوئی کہ امیر نے بہت تلاش کیا مگر قباد کا کہیں پتا نہ لگا امیر رو رہے ہیں اور تمام سردار محزون و نالان
ہیں یہ سنکے مہر نگار سر پیٹنے لگی اور تمام عورات محل شور و فغان و آہ کرنے لگیں امیر نے عیاروں کو چاروں
طرف دوڑایا کہ جلد قباد کی تلاش کرو اور لشکر میں حکم ناطق مشتہر کیا اور عمرو سے کہدیا کہ خبردار
جب تک قباد شہریار نہ آئے کوئی لشکر میں جلسۂ عیش و نشاط برپا نہ کرے اور شراب نہ پیے اور ناچ
نہ دیکھے عمرو نے تمام لشکر میں منادی کر دی اور حکم امیر باتوقیر جاری کر دیا پھر عمرو محل میں ملکہ مہر نگار کے
پاس آیا دیکھا کہ ملکہ نے دانہ پانی ترک کر دیا اور چیخیں مار مار کر روتی ہے عمرو نے مہر نگار کو تسلی و دلاسا دیا اور
کہا اے ملکہ رو نہیں خدا کو یاد کرو پروردگار عالم پھر جلد قباد کو لائیگا اور پھر تمھارا فرزند تمسے آکر ملیگا دیکھو علمشاہ
لڑکا وہ یکہ و تنہا ملک فرنگ کو گیا ہے قباد بھی بہادری اور شجاعت میں اُس سے کم نہیں ہے کیونکہ امیر باتوقیر
کے بیٹوں میں ایک دوسرے سے کم نہیں ہے اُدھر امیر باتوقیر رویا کرتے ہیں ہر وقت قباد شہریار کی یاد ہے
پھر ملازمان قباد کو امیر نے بلایا اور بہت خفا ہوئے اور بعضوں پر مار پیٹ بھی کی کہا کہ تم کیسی ملازمت
اپنے آقا کی کرتے ہو کہ خبر نہیں رکھتے اُسکو تنہا چھوڑ دیا کہ وہ پوشیدہ ہو کر کسی طرف کو نکل گیا دو ایک رکابداران
قباد کو ایسا پٹوایا کہ وہ جان سے مر گئے غرض کہ دو تین روز اسی طور سے گذرے کہ کسی نے شراب نہیں پی
اور خوشی ترک کی مگر بغیر شراب پیے چین نہیں ایک شب کو عمرو و ارشیون و برزاد و فرہاد خان یکفربی وغیرہ
نے آپس میں صلاح کی کہ کسی ترکیب سے شغل شراب و کباب ہونا چاہیے مگر امیر کو خبر نہو ایک خیمہ بارگاہ
سلیمانی سے دور استادہ کیا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اور عمرو و ارشیون وغیرہ وہاں بیٹھے شرابیں
پینے لگے اور چند آدمی اپنے ارشیون نے دروازے پر خیمہ کے معین کر دیے کہ کوئی یہاں نہ آنے
پائے اگر کوئی یہاں دوسرا آئیگا اور شغل شراب میں شریک ہوگا مبادا امیر کو نہ خبر ہو جائے کہ امیر
خفا ہوں لیکن جناح دیوانہ قدوس کا بیٹا جو تھا وہ تمام رات لشکر امیر باتوقیر کی گشت اور چوکسی کرتا
تھا اور ہر ایک کی خبر گیری کرتا تھا چوبدست ہاتھ میں لیے ہوئے المست پھرتا تھا اتفاقاً
اُس روز اسی در خیمہ پر پہونچا قصد اندر جانے کا کیا دربانوں نے منع کیا جب اُسنے خیمے میں آنے
کا ارادہ کیا اور پہرے والوں نے روکا تو دیوانے نے دو چار کو طمانچہ مارا کہ وہ گر گر پڑنے لگے دیوانہ اندر خیمہ
کے آیا دیکھا کہ عمرو و ارشیون و فرہاد خان وغیرہ شراب پی رہے ہیں دیوانے نے آتے کہا کہ یہ جلسہ

اور بارگاہ سلیمانی سے آئے دیکھا سب اندر سے باہر تک لشکر مین سوتے ہین دریا کے کنارے پر آ پہنچے
اور ایک کشتی تلاش کی اور توکل بخدا کرکے اُس کشتی مین بیٹھے اور کہا اے قباد چل یا تو اس دریا مین غرق ہوا یا کوئی
کار نمایان کیا کہ امیر جو بہ نظر حقارت دیکھتے ہین انکو بھی معلوم ہو کہ قباد بھی فرزند شجاع و بہادر ہے
یہ کہکر کشتی کو ایک جانب روانہ کیا

دوسرے نکلے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان سے جاتے ہین

مخبران روایت دفتر داستان اب یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر مع اشکر ظفر اثر کشتیون پر سوار
ہونے لگے دیکھا کہ چند کشتیان ملک فرنگ کی طرف سے آتی ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ ان کشتیون
کو ٹھہراؤ تو کچھ حال رستم کا ان لوگون سے دریافت کرین عمرو نے بڑھکے ملاحون کو آواز دی کہ
کشتیون کو روک لو غرض کہ کشتیان سب کنارے پر دریا کے آکر لگین عمرو نے پوچھا کہ ان کشتیون
مین کون لوگ ہین سب نے کہا کہ سوداگر ہین عمرو اُن سوداگرون کے پاس گیا اور انکو اپنے ہمراہ لیکر امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا صاحبقران نے فرمایا کہ تم کو کچھ خبر رستم و سعد کی معلوم ہے سوداگرون
نے بیان کیا کہ یا امیر وہ کار نمایان رستم نے کیا ہے کہ دیدہ شنیدہ اگر آج کے دن رستم دستان اور سام بن
نریمان ہوتے تو داد شجاعت و مردانگی کی دیتے بعد اسکے تمام کیفیت اُس نقابدار پلنگینہ پوش کی بھی بیان
کی کہ خوب خوب سعد و رستم کی مدد کی امیر و عمرو حیران ہوئے کہ وہ نقابدار کون ہے جس نے کہ مدد اگر
رستم و سعد کی کی ناظرین پر واضح ہو کہ اس نقابدار کو بعضون نے نقابدار پلنگینہ پوش لکھا ہے اور بعضون
نے نقابدار سبز پوش بھی تحریر کیا ہے اُن سوداگرون نے کہا کہ ان دنون مین ہم قیروشیہ مین تھے
اور یہ خبر سُنی تھی کہ مالاگرد فرنگی جو سپہ سالار مزروق شاہ ہے اُسکو مزروق شاہ نے بھیجا تھا واسطے
مقابلہ رستم کے وہ کافر ہاتھ سے رستم کے زخمی ہوا تھا اور مرکب اُسکا رستم نے چھین لیا تھا
کہ نام اُس مرکب کا استر مالا کیود ہے مزروق شاہ یہ سنکر بہت خفا ہوا اور غصہ ہو کر کہا کہ فوج جاوے اور
رستم کو قتل کرے امیر باتوقیر سنتے ہی اس خبر فرحت اثر کے بہت شاد ہوئے اور سوداگرون کو خلعت
دیا اور عمرو سے کہا کہ اب ہم کو جلد وہان پہونچنا چاہیے غرضکہ سوداگر تو رخصت ہوئے اور امیر باتوقیر
مع لشکر کشتیون پر روانہ ہوئے سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ اب امیر کے آگے عذر و معذرت
کرکے خطا قباد و شہریار کی معاف کرانا چاہیے سب سردار و غیرہ ملکے امیر کے پاس آئے اور کہا اے امیر
باتوقیر یہ بجنگ قباد شہریار اور علمشاہ کی برائے تسخیر ملک فرنگ تھی کہ اس حیلہ سے حق تعالے ملک
فرنگ کو فتح کرائیگا اب ایک غرض ہم غلامون کی اور قبول ہو امیر نے فرمایا کہو سردارون نے کہا اے امیر
ہم چاہتے ہین کہ اب قباد شہریار کی بھی خطا معاف کیجائے اور ہم قباد شہریار کو بلاتے ہین آپ انکو گلے سے
لگا لیجیے اور تقصیر انکی عفو کیجیے کہ وہ بھی بہادر و شجاع فرزند ارجمند ہین اُدھر ملکہ مہر نگار نے خواجہ عمرو کو زرد جواہر دیکر
کہا کہ اے بھائی خواجہ کسی طرح امیر سے قباد کی خطا معاف کرادو عمرو نے بھی امیر سے کہا کہ اے امیر بس اب
غصے کو برطرف کرو فرزند جگر بند کی چشم نمائی اتنی بہت ہے میری خاطر سے اب قباد کو بلوا کر گلے سے لگا لو اور
خطا معاف کرو امیر باتوقیر راضی ہوئے اور محبت پدری نے جوش مارا فرمایا بلوا و قباد شہریار کو حقیقت
مین اگر بہ نظر انصاف دیکھو تو قباد نے بہت بڑی خطا کی ہے لیکن تم لوگون کے کہنے سے مین درگذر کرتا ہون

تو نہیں دیکھا ہے میں نے بچشم خود دیکھا ایک سر مو فرق نہیں ہے امیر نے فرمایا کہ افسوس صد افسوس یہ بیچارے بیکس و تنہا دریاے
فرنگ کو گئے ہیں اگر خدانخواستہ کچھ انکی جانوں پر آبنی تو کیا ہوگا میں کیا کرونگا یہ کہکے تھوڑی دیر امیر نے سکوت کیا اور
بعد اسکے دل میں کچھ سوچ کے عمرو کو حکم دیا کہ لشکر میں منادی کر دو کہ ہمارا کوچ ملک فرنگ کی طرف ہوگا تین روز
کی مہلت دیجاتی ہے کہ سب اپنا اپنا سامان جنگ درست کرکے روانہ ہوں یہ سنکے قباد شہریار مجرا کر کے
امیر کو محل میں چلے آئے اور مادر مہربان ملکہ مہرنگار سے ساری حقیقت بیان کی ملکہ مہرنگار کو بہت ناگوار ہوا
قباد ایک گوشہ میں آکر چھپکر بیٹھ رہے امیر نے کئی بار بارگاہ میں بلوایا قباد نہ آئے جب تو امیر بہ غیظ و غضب
محل میں آئے اور فرمایا قباد شہریار کہاں ہے کیوں نہیں بارگاہ میں آتا ملکہ مہرنگار نے کہا آپ نے سر دربار
اسکو سبک کیا اور فرماتے ہیں کہ دربار میں کیوں نہیں آتا اسی شرمندگی سے وہ بارگاہ میں نہیں گیا آپ کو یہ مناسب
نہ تھا کہ بارگاہ میں سب کے سامنے ایسے کلمے اسکو کہتے امیر یہ سنکے ملکہ مہرنگار پر خفا ہوئے اور کہا
کیا علمشاہ میرا بیٹا نہیں ہے جو قباد نے سر دربار اس سے کلمہ طعن کہا کہ جاؤ اپنی ماں کو قید فرنگیاں سے
چھڑاؤ قباد نے نہایت نالایق حرکت کی کوئی اپنے حقیقی بھائی کو ایسا کلمہ ذلت کا سر دربار کہتا ہے ملکہ مہرنگار
نے جو دیکھا کہ امیر زیادہ برہم ہوئے خاموش ہو رہی یہ خبر بھی قباد سے ایک خواص ملکہ نے جاکر کہی
قباد نے یہ سنکے دل میں کہا کہ انشاء اللہ میں چند روز کے واسطے نکل جاؤنگا اور کارنمایاں جان پر کھیل کر کرونگا
کہ امیر کو معلوم ہو کہ قباد نے بھی کچھ کام کیا اور رستم سے کم نہیں ہے غرض کہ دوسرے روز بھی
قباد شہریار دربار میں نہ آئے امیر نے بھی نہ بلایا بعد تین دن کے امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران نے
سرحد عدن سے طرف ملک روم کے کوچ کیا اور تمام لشکر ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا خواجہ عمرو
بھی ساتھ ہوئے قطع منازل اور طی مراحل کرکے خرسنہ روم میں پہونچے دیکھا کہ تمام خرسنہ ویران و تباہ ہے
امیر پریشان ہوئے مگر امیر نے لشکر سے قیام کیا رابعہ بانو خبر سنکر واسطے استقبال ملکہ مہرنگار کے آئی
اور شرف حضوری مہرنگار حاصل کیا اور قباد کا گلہ کیا کہ کوئی اپنے برادر حقیقی کو ایسا کہتا ہے مہرنگار نے
کہا کہ باپ نے اسکے یعنی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے قباد کو دربار میں تنبیہ کی ہے اول تو علمشاہ نے
قباد سے گستاخی کی کہ سر دربار اسکی حقیقی خالا کا حال بیان کیا اسنے بھی جواب میں اسکے یہ کلمہ منہ
سے نکالا غرض کہ امیر حمزہ کنارے دریاے روم کے فروکش ہوئے اور بارگاہ سلیمانی استادہ کروا کے
دربار کیا اور پروانے تمام ملکوں میں لکھوا کر روانہ کیے کہ ہر دیار کے بادشاہ و شہریار یہاں آکر حاضر ہوں فوراً
پہونچتے ہی نامہ امیر کے سب اطراف و جوانب کے شاہ و شہریار جو متعلقہ روم کے تھے آئے امیر کا دربار
گرم ہوا بعد سب سے امیر نے فرمایا کہ اس شہر کو پھر آباد کرو جیسا پہلے تھا اسی طرح سے ہو اور بیس ہزار آدمی
یہاں محافظت کے واسطے رہیں کہ پھر میں آکر ملک فرنگ سے خرسنہ روم کو دوبارہ آباد کروں بہتر یہ ہے کہ جیسا
بیشتر تھا اسی طرح اب بھی یہ شہر آباد ہو اور آصف شاہ کو بادشاہ کیا کہ وہ بڑا بیٹا قدوس رومی کا تھا
اور اسکو سب فہمایش کرکے سپرد کیا بعد اسکے امیر با توقیر نے حکم کیا کہ ہمارے لشکر کا کوچ ملک فرنگ
کی طرف ہوا اور کشتیوں کو مہیا کرو لیکن قباد شہریار نے دیکھا کہ امیر با توقیر میری طرف مطلق ملتفت نہیں
ہیں نہ مجھکو دربار میں بلاتے ہیں اور نہ کچھ صلاح و مشورہ مجھسے ہے دل سے کہا اے قباد اب تیرا رہنا اس لشکر
میں اچھا نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ اب یہاں سے نکل اور تنہا ملکوں کی سیر کر یہ سوچ کے وہ پھر رات گئے اٹھے

امیر محل مین داخل ہوے ملکہ مہر نگار سے ملے بیٹون کو گلے سے لگایا صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آکر جلوہ افروز
ہوے امیر نے دیکھا کہ دربار مین سب سردار اپنے اپنے مقام پر دنگلون کی زیب ہین مگر رستم و سعد اور لندھور
نہین ہین امیر با توقیر نے فرمایا ای عمرو اُس خواب پریشان کی یہی تعبیر ہی کہ رستم و سعد و لندھور کہان ہین
معدیکرب نے کہا یا امیر خرسنہ روم سے ایک نامہ آیا تھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ پسر ہرزادق شاہ فرنگی یعنے
کیپتان فرنگی آیا اور اُسنے خرسنہ روم کو تباہ و برباد کیا اور قدوس رومی کو قتل کیا اور سب
زن و مرد کو قید کر لیا قباد شہریار نے نامہ پڑھکے علمشاہ سے کہا تم بہادری کا دم بھرتے ہو جاؤ جاکر اپنی
نان کو رہا کراؤ قید فرنگ سے چھڑاؤ رستم کو یہ بات سُنکے نہایت ناگوار ہوا رستم نے قباد شہریار کے طمانچہ
مارا کہ بادشاہ بیہوش ہو گئے سب سردار بگڑ گئے لندھور اور سرداران لندھور بہت برہم ہوے لندھور نے
دو وجہ سے طرح دی اول تو آپ کا خیال تھا دوسرے عالم زخمداری مین تھے خاموش ہو رہے مگر رستم اُسی وقت
اُٹھ کھڑے ہوے اور مع اپنی فوج کے طرف خرسنہ روم کے روانہ ہوے عقب سے سلطان سعد اور لہراسپ
اور زرنگاوہ ساتھ رستم کے چلے معدیکرب نے یہ حال بیان کیا اور تمام روداد نوشیروان کے عاشق ہونے
کی ملکہ مہر گہر تاجدار پر اور جانا علمشاہ کا برائے گوشمالی نوشیروان بیان کیا امیر یہ مضمون بے عنوانی سُنکے
قباد شہریار پر بہت برہم ہوے اور غضبناک ہو کر قباد کو بہ نگاہ غیظ دیکھا اور کہا ای قباد مین نے جو تمکو بادشاہ اپنے
لشکر کا کر دیا اس سبب سے کو مغرور ہو گیا علمشاہ کسی طرح سے کمتر ہی بلکہ اُسکی دلیری اور بہادری کے مقابلے مین تم
نہین ہو وہ کہان نہ مین غائبانہ میرا سینہ سپر رہا اور جو کام کہ اُس سے ظہور مین آیا ہی تم سے ہرگز نہ ہو سکیگا اور اگر تم یہ اپنے
دل مین سمجھتے ہو کہ مین نواسہ نوشیروان کا ہون تو علمشاہ بھی بادشاہ قدوس رومی کا نواسہ ہی بلکہ نوشیروان اسوقت تک
بت پرست ہی اور علمشاہ کا نانا مسلمان ہو چکا ہی امیر اسوقت قباد شہریار پر ایسا خفا ہوے کہ سردارون کو متعلق یارے
سعی و سفارش برائے قباد نہو اور کوئی کلام نہ کر سکا سب چپ بیٹھے رہے یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ مہر نگار اور سب ناموس امیر
گریان ہوے کہ امیر نے قباد شہریار کو ایسے کلمے سخت کہے قباد بہت شرمندہ ہوے یہان امیر غصہ مین تھے کہ سیارہ بن
عمرو وہ نامہ رستم کا لے کر آب پہونچا جو علمشاہ نے بروقت روانگی ملک فرنگ کے خرسنہ روم سے کیفیت اپنی اور نانا
کی لکھی تھی سیارہ نے امیر کو مجرا کیا اور وہ نامہ رستم کا امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فوراً لفافہ چاک کرکے نامہ پڑھا لکھا تھا
کہ مین نے والدہ ماجدہ کو رہا کیا اور نانا صاحب یعنی قدوس رومی کی لاش کو دفن کیا کہ کیپتان قتل کر چکا تھا اور شہر کو آباد
کر دیا ہی کیپتان فرنگی سے مقابلہ کرکے اسکو قتل کیا اور لشکر فرنگ کو مارتے اوارون کے بھگا دیا مگر زرنگاوہ
غوری نے انگریزون سے مل کر یہ غضب کیا کہ سلطان سعد کو گرفتار کرا دیا اب غلام ملک فرنگ پر سعد کو رہا کرنے
جاتا ہی اور لہراسپ میرے ہمراہ ہی دیگر یہ کہ والدہ صاحبہ میری قید نہ تھین ماموں صاحب آصف شاہ نے
زیر زمین بطور عمدہ مخفی کر دیا تھا اور اُنکے ساتھ سب عورتین خواہین وغیرہ بھی تھین کہ کسی طرح سے اُنکی
حرمت مین فرق نہ آسکے مین نے اُن سب کو نکالا اور پھر محل مین داخل کرکے بعد احترام بٹھا دیا اور شہر روم
کا بندوبست کرکے اپنے ماموں آصف شاہ کو بادشاہ کیا ہی جنسے کہ وہ نامہ مجکو لکھا تھا کہ والدہ صاحبہ کے
قید ہونے کا اُسمین ذکر کیا تھا اُس کاتب کی غلطی سے تھا بلکہ وہ فقرہ طعنہ کا تھا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
نے بخوبی مضمون نامے کا پڑھکر قباد سے کہا کیون تم نے مضمون نامہ رستم کا سنا دیکھو کیا لکھتے ہین اسیر
سیارہ نے بھی دست بستہ خدمت امیر مین عرض کیا کہ حضور عبارت رستم بہت درست و صحیح

الکنہ کے ناچ دیکھ کر دوڑے اور عمرو کی ذات ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یہ بن مانس کہاں سے آیا ہی کچھ لوگ ابو عمرو پر جھپٹے کہ اس
غول صحرائی کو عروس کے پاس سے جلد اڑا دو اور ہٹا دو یہاں امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری اندر خیمہ کے آئے ابو عمرو نے جو امیر اور عمرو کو دیکھا گھبرا گیا ایسا بدحواس ہوا کہ اور کچھ
نہ ہو سکا صراحی شراب کی سامنے رکھی تھی اٹھا کر کھینچ ماری وہ صراحی چوب خیمہ پر پڑی پاش پاش ہو گئی امیر نے
بڑھکر ابو عمرو کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا اور چھاتی پر چڑھکر اسکی مشکیں باندھ لیں اور خواجہ عمرو کے سپرد کیا
اور کہا اے خواجہ عمرو اب اسکو نہ چھوڑ دینا کہ یہ مردک بھاگ جائے اور الکنہ سے امیر باتوقیر بہت خفا ہوے
الکنہ دست بستہ امیر سے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور تشریف فرما ہوں غرض کہ امیر و عمرو کو بٹھایا اور شراب
وکباب لا کر حاضر کیے عمرو کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر ابو عمرو بھاگ جائے خواجہ اٹھے اور حلقہ ہائے کمند سے
ابو عمرو کو درخت چنار میں جکڑ دیا اور اسکے آس پاس سنگریزے بڑے بڑے چن کر جمع کیے بعد اسکے پھر عمرو
امیر کے پاس آیا اور شغل شراب وکباب میں مشغول ہوا اور ناچ ہو رہا تھا بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا وہاں
ابو عمرو بندھا ہوا سو گیا خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص پتھروں سے مارتا ہی اور ایک آدمی نے گلے میں
پھانسی لگائی اور کھینچتا ہوا لے گیا اور مالک جہنم کے حوالہ کیا یہاں عمرو نے امیر سے کہا کہ ابو عمرو دیکھے
بھاگا جاتا ہی یہ کہکر عمرو باہر آیا دیکھا ابو عمرو اسی حال خراب میں ہی اب عمرو ابو عمرو کو لیکر امیر باتوقیر کے
پاس آیا ابو عمرو نے امیر سے سارا حال اپنے خواب کا بیان کیا امیر نے کہا کہ دیکھ تجکو پروردگار عالم نے
کیفیت عقبی دنیا میں دکھا دی اگر تو مسلمان ہو جاتا اور عالم کفر میں نہ رہتا تو یہ خواب کبھی نہ دیکھتا اب بھی
خیر ہی کہ تو کلمہ پڑھ اور وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اور دین اسلام قبول کر جہنم سے بری ہو جانے گا
ابو عمرو نے امیر کے فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا اور دین اسلام سے انکار کیا دوسرے روز امیر نے ابو عمرو کو
قتل کیا اور سر اسکا لیکر مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور وہاں آکر دروازہ مکہ معظمہ پر سر اس کافر کا لٹکایا اور
چند روز امیر باتوقیر مکہ معظمہ میں مقیم ہوے عمرو بہ تلاش زر و جواہر نکل کر کوہ ابو قبیس کی طرف گیا راہ میں
ابو عمرو کے لوگوں سے ملاقات ہوئی انکے ساتھ کوہ ابو قبیس پر عمرو آیا اور ان سب کو بیہوش کرکے باندھ
لیا اور سب کو فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوش میں لایا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہ بتاؤ مال ابو عمرو کا
کہاں ہی دو چار کو دو ایک کوڑے مارے بھی آخر سب نے جان کے خوف سے خواجہ عمرو کو جو کچھ مال و اسباب
ابو عمرو کا تھا بتا دیا عمرو نے وہ سب مال و اسباب لے کر نذر زنبیل کیا اور خدمت امیر باتوقیر میں آیا ایک
شب امیر نے خواب پریشان دیکھا کہ تمام لشکر میرا سیاہ پوش ہی اور علمشاہ اور سلطان سعد دریائے
خون میں ڈوب رہے ہیں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر نکل نہیں سکتے ہیں امیر یہ خواب پریشان دیکھکر
بیدار ہوے اور اسی وقت عمرو کو بلا کر خواب بیان کیا عمرو نے کہا اے امیر میں نے بھی یہی خواب
دیکھا اب آپ تشریف لے چلیں امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران صبح کو خواجہ عبد المطلب وغیرہ سے
رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے دوست آشنا ساکنان کعبہ کے آشنا سا دو منزل تک
امیر کے ساتھ آئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے سب کو تسلی و دلاسا دے کر رخصت کیا اور خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار کو ہمراہ لے کر کے جلد جلد راہ طے کرتے ہوے لشکر میں اپنے پہونچے رات کا
وقت تھا چپکے چپکے آئے جب دربارگاہ پر پہونچے سرداروں کو خبر ہوئی امیر کو سب نے پہچانا مجرا کیا

کہا اے شہریار ذی وقار ابوعمرو بھاگ گیا اور جو مال و خزانہ مین نے جستجو کرکے دستیاب کیا تھا وہ بھی ابوعمرو لے گیا امیر بہت ہنسے اور کہا اے دزد باریک گردن مین سمجھ گیا تو نے ابوعمرو سے کچھ رشوت کھائی اور اُسکو رہا کر دیا عمرو نے کہا اے عرب تو کہتا ہے کہ کہیے گر ابوعمرو کو رہا کیا اُسنے تو مجکو کئی خزانے اسنے دئیے کہ مین مالامال ہو گیا غرض بعد مضحکہ کے جو کچھ سچ سچ تھا وہ سب بیان کیا امیر نے کہا چلو مین چلتا ہون شاید کہ ابوعمرو و فوج جمع کرکے پھر آئے غرض مقبل کو کعبہ مین چھوڑ کے ہمراہ خواجہ عمرو کے اُس جگہ آئے جہان پردہ غار نمایان ہوا تھا اور وہ مقام ابوعمرو کا تھا اور اُسی جگہ سے ابوعمرو بھاگا تھا ادھر کا حال سُنیے کہ جب تلاش کرکے ابوعمرو کی خواجہ عمرو کعبہ کو چلے گئے بعد تین روز کے ابوعمرو بھاگتا ہوا تباہ و برباد ہوتا ہوا اپنی جان پر کھیل کے بھوکا پیاسا اپنے مقام پر آیا الکنہ کو دیکھا کہ سامان کتخدائی کرتا ہے اور نوبت شادیانے بج رہے ہین اور ڈھول اور تاشے گرجتے ہین جب ابوعمرو اندر آیا عجب سامان نظر پڑا کہ الکنہ ادھر ادھر دوڑ رہا ہے اور ایک خیمہ مین دولہا دلھن باہم بیٹھے ہوے شراب پیتے ہین اور ایک نازنین مہ جبین گل پیرہن غنچہ دہن بعد نازو ادائے معشوقانہ یہ غزل عاشقانہ بھاؤ بتا بتا کر گا رہی ہے

غزل

دل ہوا قیدی ہو زلف سیہ بے پیر کا
جا بسینگے اب ہم ارادہ ہو گیا کشمیر کا
خاک کوے خوبرویان گر میسر ہو مجھے
آہ مٹ سکتا نہین لکھا ہوی تقدیر کا
زندہ ہون روز ازل سے مے پرستی کا ہے شوق
نقش ہے دل پر ہمارے یار کی تصویر کا
بزم مین اُس شمع رو کے بیٹھے ہین رقیب
دیر و کعبہ مین ہے جلوہ یار کی تنویر کا
اُنکے کوچہ مین ہمیشہ ہے رقیبون کا گذر
اے جفا جو تو باعث کر بیان تشہیر کا
دل ہے یا پہلو ہے یا ہے جان یا میرا جگر
مین بھی قائل ہو گیا اُس شوخ کی تقریر کا
لاتے ہو صورت دکھا کر دم مین ہر ایک کو
مدح خوان ہون بجان و دل سے شمشیر کا

اندنون ہے شوق میرے پانو کو زنجیر کا
گر لکھون اُس بت کو نامہ کاغذ کشمیر پر
اے ہوس نام بھولے سے نہ لون اکسیر کا
مصحف رخسار جانان کے تصور مین مدام
واعظا کسواسطے فتوی لکھا تکفیر کا
لب نہ ہلنے پائے قاتل کے گر ہنگام ذبح
پوچھیے پروانہ کے دل سے ستم گلگیر کا
دل گیا میرے گلے سے آکے وہ بت خود نگر
مین اگر جاؤن تو مجکو حکم ہو تعزیر کا
کر کے دل عاشق کا وہ بت کشتہ تیر نظر
اے ستمگر کون ہے جو رو نہین تیرے تیر کا
قتل ابروے کیا اُس زشت گو نے جسے
کیون نہ شہرہ ہو تمھارے حسن عالمگیر کا

ننگ آکر بیوفائی سے بتان ہند کی
شہرون شہرون پھر تو شہرہ ہے مری تحریر کا
کیا کرون بہت دعائی بھی لکیرین کس لیکن
کرتا ہون نظارہ مین قرآن کی تفسیر کا
مانی و بہزاد کا احسان اُٹھا مین کس لیے
مر گیا مین جب خیال آیا اُسے تکبیر کا
بے سبب بھرتے نہین دم اُسکا شیخ و برہمن
یہ اثر شاید ہے میرے نالۂ شبگیر کا
لاشۂ بے سر کو عاشق کے پھرایا ہر طرف
پھر یہ کہتا ہے مجھے دھوکا ہوا تخمیر کا
گفتگو پر اُسکی مائل ہے ہر اک پیر و جوان
کھل گیا اُس جوہری پر جوہر اُس شمشیر کا
ہون ثنا گو ہر دم اصحاب نبی کا اے حقیر

ابوعمرو اس حال پریشان سے تھا کسی نے اسکو نہ پہچانا مگر ابوعمرو نے بھی جہان کھانے لذیذ واسطے دولہا دلھن کے رکھے تھے پہلے وہان بیٹھکر خوب تکے کھانا کھایا وہ سب آدمی ابوعمرو کو دیکھکر حیران ہوے اور سب کے ہاتھ پانون مین تھرتھری پڑ گئی بعد سیر و سیراب ہونے آب و طعام سے ابوعمرو کے حواس درست ہوے اور تھامے ہین آکر دولہا کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور اسکو پکڑ کے مستکین باندھین اور آپ پہلو سے عروس مین بیٹھکر بوس و کنار مین مشغول ہوا اور شراب پی کر طالب وصل ہوا عروس نے انکار کیا ابوعمرو نے کہا تم ذرو ستین الکنہ اور لوگ الکنہ کے کیا کر سکتے ہین ادھر سب لوگ چپ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا سانحہ ہے یکایک امیر با توقیر اور خواجہ عمرو بھی پہونچے اب آدمی

عمرو کا یہ حال ہی کہ عقب مین امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے خنجر کھینچے ہوئے لڑ رہا ہی جو پشت پر امیر
کی آیا عمرو نے خنجر سے اُسکا کام تمام کیا غرض کہ چشم زدن مین کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے
جو کچھ کفار باقی رہے وہ بھاگے تھوڑی دور تک تو مقبل وفادار کے لوگون نے تعاقب کیا بعد اُس کے
پھر آئے وہ سب لوگ بھاگ کر گھاٹیون مین پہاڑ کی پوشیدہ ہوئے خواجہ عمرو نے اور مقبل کے لوگون نے
پڑاؤ پر آکر تمام مال و اسباب خیمہ و خرگاہ وغیرہ لوٹ لیا امیر با توقیر قافلہ مین آئے خواجہ عبد المطلب
کو سلام کیا سب سے ملے اور سب کو تسلی اور دلاسا دیا خواجہ عمرو سے کہا ابو عمرو کو میرے سامنے لاؤ
ابو عمرو کو روبرو امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے لائے امیر نے کہا ای ابو عمرو دین اسلام قبول کر اسی مین
تجھکو نجات ہی اس مردود نے دین اسلام قبول کرنا منظور نہ کیا امیر نے غضبناک ہوکر کہا اسکو قید
سخت مین رکھو بعد دو تین روز کے امیر با توقیر خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لے کر کوہ ابو قبیس پر آئے
اور ابو عمرو کو بلایا اور کہا کہ بتا تیرا زر و جواہر کہان ہی اُسنے کہا میرے پاس کچھ نہین ہی امیر نے کہا کہ
اس مردک نابکار کو کوڑے لگا عمرو کوڑا لے کر آیا اور ابو عمرو کو مارنا شروع کیا ابو عمرو فریاد و زاری
کرنے لگا اور دُہائی دینے لگا آخر کو ابو عمرو نے بتایا کہ چار صندوق زر و جواہر کے اس مقام پر ہین
خواجہ عمرو نے اُس مقام کو کھدوایا چار صندوق بھرے زر و جواہر کے نکلے عمرو اُس غار مین
گیا کہ شاید اور مال ہو کہ اتنے مین چند آدمی اور اُس غار مین آئے عمرو سے پوچھا کہ تجھکو کس نے
بند کیا ہی ابو عمرو نے کہا کہ چورون نے مجکو اور اسکو بند کیا ہی اُن آدمیون کو ان دونون پر رحم آیا کہا
جاؤ ہم تم کو رہا کرتے ہین ابو عمرو پہلے اوپر غار کے آیا عمرو بعد تھوڑی دیر کے جو آیا ابو عمرو کو اُس
مقام پر باہر غار کے نہ پایا ہر چند لوگون سے پوچھا کہ ابو عمرو کہان ہی اور صندوق زر و جواہر کے کیا ہوے
سب نے کہا ہم نہین آگاہ عمرو شور و غل کرنے لگا اور کوڑا لے کر ادھر اُدھر جھپٹا اور بہت تلاش
کرنے لگا غصے مین یہ کہتا جاتا ہی کہ ابو عمرو جہان مل جائے گا مارے کوڑون کے کھال گرا دون گا
او مکار دغاباز تو مجھ سے بھاگ کر کہان جائے گا مین وہ جہانیان جہان گشت ہون کہ تجھکو ایک دم مین
ڈھونڈ ھلکر تہ خاک سے نکال لونگا اور مزہ اس مفرور ہی کا چکھا دونگا کہ تو اپنی زندگی بھر نہ بھولے گا اور
پھر کبھی ایسے عیار کی قید سے نہ بھاگے گا مگر کہین نشان تک بھی ابو عمرو کا خواجہ عمرو کو نہ ملا اب
عمرو اور بھی زیادہ تر پریشان اور بدحواس ہوا گھبرا کر کہتا تھا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے
کیا کہونگا اور کیونکر منہ دکھاؤنگا امیر جو پوچھینگے کہ مال جو کچھ نکلا تھا وہ کیا ہوا اور ابو عمرو کو
کہان غائب کر دیا غرض ہر چند چارون جانب دوڑا اور تلاش کیا مگر کسی جگہ اثر بھی ابو عمرو کا نہ پایا ناچار
مجبور ہوکر عمرو پھرا یہان امیر با توقیر پھر اُن کفار کو مارتے ہوے فوج ابو عمرو کو بھگاتے ہوے
کعبہ مین داخل ہوے اب فوج ابو عمرو جو قتل ہونے سے باقی رہ گئی وہ بھاگ کر اپنی جان بچا کر کوسون
اور منزلون نکل گئی کہ کہین فوج کفار کا پتا تک نہین امیر با توقیر فتح و فیروزی جو داخل مکہ معظمہ ہوے
اپنے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کی قدم بوسی حاصل کی اور بھائیون سے ملے سب کو بڑی خوشی
ہوئی ہر گلی کوچے سے صدا خوشی اور خرمی کی آنے لگی اور تمام باشندے خانہ کعبہ کے خبر تشریف
لانے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی سُنکر نہایت خوش و خرم ہوے اس اثنا مین عمرو بھی آیا اور

یہ سنکے پلٹا اور آتے ہی سلطان سعد کو تلوار ماری سلطان سعد نے تکیہ اٹھا کر تلوار کو روکا تھا اور قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ سے استقبش قلابی کے نکل گئی سلطان سعد نے تلوار
استقبش کی چھین لی اور بند دست پکڑ کے ایک ہلہ دیا کہ استقبش منھ کے بل آرہا سعد اٹھکر استقبش
کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اسی کا خنجر کمر سے اسکی کھینچ کر گلو پر استقبش کی رکھدیا اور فرمایا کہ حالا قائل
وحدانیت پروردگار عالم ہو میں گوئی استقبش نے کہا بیشک اب میں نے جانا کہ تو مرد مردانہ ہے اور دین
تیرا برحق ہے استقبش کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا اے شہریار شعلہ رو خواص کو ملکہ
ماہ گوہر بند سے دلوا دیجیے اور ملکہ آج سے میری ماں کے برابر ہے اب سلطان سعد نے ملکہ کو بلایا اور
شعلہ رو کو استقبش سے تیں دلوا دیا بلکہ عقد کر دیا استقبش نے کہا اے شہریار اگر مرزوق فرنگی کو خبر
ہوگی تو ملکہ ماہ گوہر بند کو سزا سخت دے گا اور مجکو بھی قتل کرے گا سلطان سعد نے کہا دیکھا جائیگا
یہ سنکے ملکہ نے صحبت عیش برپا کی جام شراب گردش میں آیا ناچ گانا ہونے لگا اب انکو تو یہاں
صحبت عیش و نشاط میں چھوڑیے

دو کلمے داستان شجاعت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

بہادران معرکہ شجاعت و غازیان عرصہ کارزار و جرأت و ہمت اس داستان شوکت نشان کو یوں بیان
کرتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان و خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار و مقبل
وفادار طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے اور جلد جلدی قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے قریب
قلعہ مکہ معظمہ کے پہونچے وہاں ابو عمرو دھاوا کر کے اس پار خندق کے دروازہ قلعہ پر پہونچا اور
للکارا اے اہل قلعہ جلد دروازہ کھول دو نہیں تو پھاٹک توڑ کے تمام قلعہ کو مسمار کر دونگا اور سب کو
قتل کرونگا وہاں قلعے میں سب بدحواس ہو گئے اور سبھوں نے دعا بدرگاہ خداوند کریم کی کہ اے
پروردگار عالم تو ہی ہم سب لوگوں کا حامی و مددگار ہے تیرا ہی ہم سب کو بھروسا ہے اس دشمن کے
ہاتھ سے نجات دے اور شر و فساد سے اسکے محفوظ رکھ ابھی دعا ناتمام تھی کہ صحرا کی طرف سے گرد اٹھی
اور نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا تمام لشکر ابو عمرو و سواران ہرزہ کار دشمنان پروردگار گھوڑوں پر سوار اٹھ اٹھکر
چار جانب دیکھنے لگے یکایک دامنہ گرد چاک ہوا اور دوسرا نعرہ بلند ہوا نعرہ امیر عرب ضیغم روزگار +
منم صف شکن خسرو نامدار + زتیغم بہ میدان جنگ آوران + بہر سو شود الامان الامان + لوگوں
نے دیکھا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مع اہالیان گھوڑے اڑاتے تلواریں کھینچے ہوئے
سیدھے آتے ہیں یہاں آتے ہی امیر باتوقیر وغیرہ تلواریں پکڑ کر فوج پر گر کے مارتے تلواروں کے
ستھراؤ کر دیا تمام فوج درہم برہم ہو گئی یہ دیکھکر ابو عمرو پلٹا اور امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کا مقابلہ کیا ابو عمرو نے جھپٹ کر تلوار ماری امیر باتوقیر نے خالی دے کر
ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈال دیا اور تلوار ابو عمرو کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر تھام کر ابو عمرو کو اٹھا لیا
چرخ دے کر زمین پر مارا اور مشکیں باندھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے حوالے کیا اور فوج
ابو عمرو پر تلوار پکڑ کر جا پڑے اور لڑنے لگے ادھر مقبل وفادار مع سرداران نامدار دشمنوں
کو نشانہ تیر کرنے لگے جس کے تیر مارا جگر توڑ کر سینے کے پار نکل گیا وہ گر کر تڑپنے لگا

کہا جب سے سلطان سعد کو دیکھا ہی دل بیچین ہی اور جان پر بنی ہی یقین ہی کہ اسکی فرقت مین مرجاؤنگی جبتک
وہ نہ آئیگا زندگی نہ ہوگی دلربا نے کہا بس اتنی سی بات کا رنج و ملال ہی آپ کھانا کھائیے اُٹھیے چلیے پھریے
دل بہلائیے مین اُسکو لاتی ہون یہ کہکے دلربا نے قسمین دین ملکہ کو اُٹھایا ملکہ نے ہاتھ مُنھ دھوکے کچھ کھایا لیکن
جو نوالا منھ مین رکھا حلق سے بمشکل تمام اُترا اچھو ہو گیا پانی کے گھونٹون سے نوالے اُتارے غرض کہ دلربا
نے ملکہ کو کھلا پلا کے بٹھایا دن بھر بہلایا پاس رات کو کھانا بہت عمدہ پکوایا اور اُسمین زہر ملا کے خوان مین رکھا
چند عورتین ساتھ لیکر دروازہ قیدخانہ پر آئی اور نگہبانون سے کہا یہ اشرفیان لو اور کھانا قیدی کو کھلا دو
اسواسطے کہ جب سے ملکہ گئی ہی کھانا پینا چھوڑ دیا ہی شاید اس قیدی کی نذر ہو گئی ہی نگہبانون نے کہا یہ
ہماری مجال نہین ہم ایسا نہین کر سکتے جو کھانا قیدی کو کھلا دین اُسنے کہا پھر تمہین یہ کھانا کھالو اور یہ
اشرفیان بھی لے لو اب خوان پھیر کے کہان لے جاؤن مین ملکہ سے کہدونگی کہ قیدی کو کھانا کھلا آئی یہ
سب خوش ہوے اور اُسی وقت بیٹھ کے کھانا سب نے کھا لیا اور اپنے اطفال کیلیے باندھ رکھا بعد چار
گھڑی کے وہ سب تڑپنے لگے آخر کو مر گئے شعلہ رو اندر قیدخانے کے آئی سعد کو کھانا بیہوشی کا کھلایا جب
سعد بیہوش ہوا پشتارہ باندھ کے ملکہ کے پاس لائی ملکہ نے کہا ہوش مین لا شعلہ رو نے دفع بیہوشی
دے کر ہوشیار کیا جب سعد کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ ہی اور بہت سی پریزاد بیٹھی ہین دلربا نے
کہا یہ ملکہ ہی سلام کرو کہ تمہاری جان بخشی ملکہ عالم نے کی سعد نے کہا تو بکتی کیا ہی ملکہ نے دلربا کو منع کیا اور
سعد کو اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور گلابیان شراب کی منگائی خواصین کشتیان شراب و کباب کی لائین
ملکہ نے جام شراب بھر کر سعد کو دیا سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہمارے تمہارے
صحبت عیش قرار پائے اور ہم شراب پیئین اور تم بھی پیو ہم خدا پرست ہین کافر کے ہاتھ کا کھانا ہم پر
حرام یہ سنکے ملکہ کو مع چند خواصون کے از سر صدق مسلمان ہوئی صحبت نشاط پھر برپا کی ناچ ہونے لگا
جام شراب گردش مین آیا اشقش نے سُنا کہ قیدی کا پتہ نہین اور نگہبان سب مردہ پڑے ہین
اُسنے تمام شہر مین تلاش کروایا کہین پتہ نہ لگا بعد کئی دن کے ایک ملکہ کی خواص نے اشقش سے
سارا حال کہدیا کہ ملکہ قیدی کو لیے عیش کر رہی ہی اشقش پوشیدہ ہوکر باغ کے کوٹھے پر بیٹھا اور
سارا تماشا دیکھا کہ چبوترے پر مسند آراستہ ہی اور ملکہ اور سعد زانو بزانو بیٹھے ہین یہ دیکھکر
اسکی آنکھون مین خون اُترا تلوار کھینچ کر وہین کوٹھے پر سے کودا خواصون نے جو آتے دیکھا جھپٹ کر
ملکہ سے کہا مگر مارے ہول اور گھبراہٹ کے بات پوری زبان سے نہین نکلتی کوئی کہتی ہی ای ملکہ
اشقش اور کوئی چیختی ہی فلانی غرض ایک خواص نے دونون ہاتھون سے دل تھام کے کہا ای
ملکہ عالم اشقش فلانی تلوار کھینچے آتا ہی ملکہ یہ سنتے ہی گھبرا کر اُٹھی اور بدحواس ہو گئی سلطان
سعد نے ہنس کے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور باطمینان تمام کہا ای جان جہان تم بیٹھو اس مردک کو آنے دو
ملکہ بیٹھ گئی سعد نے آنچل ملکہ کے دوپٹے کا اپنے زانو کے نیچے دبا لیا ملکہ دوپٹہ بھی چھوڑ کے بھاگی اُدھر
اشقش ملکہ کو بھاگتے دیکھکے دوڑا اور للکارا او ملکہ کہان بھاگ کے جاتی ہی ادھر آ نہین تو وہین آکر
تجھکو قتل کرونگا سعد نے کہا او اشقش اُدھر کہان دوڑا جاتا ہی عورت کو کمزور سمجھ کے غصہ کرتا ہی
کیا مجال تیری جو ملکہ کو نگاہ اُٹھا کر دیکھے ادھر آکے مردون سے سامنا کر تو حال معلوم ہو اشقش

بیان کیا القصہ ملکہ ماہ گوہر بند نقیاسے زرین تن سے اجازت لے کر برائے تفریح مع خواصون کے
طرف صحرا کے چلی اور پھرتے پھرتے اور سیر کرتے کرتے قلعہ قلاب مین آئی خبر اشقفش قلابی کو ہوئی حیران ہو کر
پوچھنے لگا کہ ای ملکہ آپ یہان کہان تشریف لائین ملکہ نے کہا رنج و غم برادر سے مین بہت پریشان تھی گھبرا کر سیر
کرنے کو نکلی آئی اشقفش تو مجکو جو نگاہ حسرت سے دیکھا کرتا ہی مجکو بھی کچھ خیال تیرا آگیا ادھر چلی آئی دل سے
دل کو راہ ہوتی ہی یہ جو ملکہ نے کہا اشقفش تو مر گیا جان فدا کرنے لگا دل مین کہا خداوند نقیاسے زرین تن
نے تجھپر بڑی مہربانی کی اور ملکہ سے کہا غلام کو آپ نے سرفراز کیا جہان آپ کا جی چاہے وہان اترئیے غرض
باغ مین بارہ دری تھی وہ خالی کروا دی ملکہ اسمین فروکش ہوئی اشقفش سے کہا جب ہم تم کو بلائینگے اسوقت
آنا اشقفش نے آکر اپنے لوگونسے کہا کہ ملکہ نے جو جو حرکت آج مجھسے کی ہی میری عقل حیران ہی کہان مین اور
کہان وہ لوگون نے کہا آپ بھی تو خوبصورت اور طرحدار جوان ہین اور ماسوا اسکے دل پر کیا اجارہ ہی ادھر یہان
بموجب آئین انگریزی کے ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور خواصون کو ہمراہ لے کر ہوا کھانے دو گھڑی دن چڑھے
نکلی اشقفش سے بھی خبر نہ کی پھرتے پھرتے دروازہ قیدخانہ پر آئی دروازہ قیدخانہ پر ایک گورا سیاہ وردی
پہنے ہوئے پہرا دے رہا تھا ملکہ نے کہا یہ کسکا مکان ہی گورے نے کہا یہ قیدخانہ ہی ملکہ نے کہا اسمین کون
قید ہی گورے نے کہا بھتیجا کشندہ کیپتان فرنگی کا قید ہی ملکہ نے کہا دروازہ کھول دے مین دیکھونگی
گورے نے پہلے تو منع کیا جب ملکہ خفا ہوئی گورے نے قفل قیدخانے کا کھول دیا ملکہ اندر قیدخانے کے
آئی جیسے سلطان سعد پر ملکہ کی نگاہ پڑی تیر عشق کا جگر دوز ہو گیا مثل تصویر حیرت ہو کر بت بن گئی دلربا
نے کہا او قیدی سلام کر سعد نے کہا ہم تو خریدار ہین جو جنس چاہین ملکہ بیچین ہم ابھی مول لیتے ہین ملکہ
نے کہا تو نے کیپتان کو مارا سعد نے کہا ہان ملکہ نے تلوار کھینچی کہ اسکو مار ڈالونگی یہ کشندہ میرے
بھائی کا ہی سعد نے سر جھکا دیا اور کہا تجکو بھی قسم ہی جو تلوار نہ مارے جلد سر کاٹ لے اور عاشقانہ شعر
پڑھنے لگا اشعار کشتہ ہون تیغ ابروے خمدار یار کا + سر کاٹنا ضرور ہی مجھ دل فگار کا + ہی آج کل بہار یہ
جوبن جو یار کا + عالم عجیب ہو گیا گل کے سنگار کا + دلربا و ہوش ربا دونون نے کہا ہان ہان ملکہ عالم
جانے دیجیے ملکہ نے کہا مین تو مار ہی ڈالونگی اب کب چھوڑتی ہون اور سعد ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہی اور
نگاہ ملکہ کی بھی شہزادہ والا قدر پر گڑ گئی ہی یہ خبر اشقفش کو بھی ہوئی آکر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ میرا
ٹھکانا نہ لگے گا اور ای ملکہ عالم یہ قاتل کیپتان فرنگی کا نہین ہی یہ قیدی جھوٹ کہتا ہی اسکے چچا نے مارا ہی
اگر اسکو مار ڈالوگی تو وہ ہاتھ نہ آئے گا ملکہ نے کہا خیر تیری خاطر سے مین چھوڑے دیتی ہون اور روتے
لگی ظاہر مین تو بھائی کو روتی تھی اور باطن مین فرقت دلدار مین جان کھوتی تھی خنجر عشق سعد نے دل کو
ملکہ کے ایسا گھائل کیا تھا کہ آب اشکباب چشمۂ دل سے منہ دھوتی تھی دل مین کہتی تھی کہ کیونکر اسکو
لے جاؤن اور وصل سے اپنا دل شاد کرون اسی فکر مین چار گھڑی قیدخانے مین کھڑی رہی اور چہرہ
بے نظیر سلطان سعد رشک ماہ منیر کو دیکھا کی آخر ناچار ہو کر باغ مین گئی اور پلنگ پر پڑی کھانا پینا ترک
کر دیا سب خواصون نے سمجھایا کسی کا کہنا نہین مانتی ہی اور کچھ حال دل مضطر اپنا نہین بیان کرتی ہی
تین روز تک کھانا نہ کھایا دلربا نے کہا بی بی تم کھانا کھاؤ پانی پیو رنج و غم مین اپنے کو ہلاک نہ کرو
کچھ مجھسے اپنے دل کا حال تو کہو جب بہت دلربا مصر ہوئی ملکہ نے عشق سلطان سعد کا اظہار کیا اور

سنا تا ہوا ملکہ سمیتہ بانو تے گلعذار سے کہا کیا مشکل ہے یہ کمبخت دل بھی آیا تو کسیر آیا جسکی ملاقات ہے کہ ہاتھ آسکے تو گرفتار ہوا اگر کہیں مشکل ہے اگر نہ کہوں مشکل یہ سب خواصون سے ملکہ نے کہا کہ خبردار یہ کلمہ کوئی زبان سے نہ نکالے اگر کسی نے اس باغ کے باہر ذکر کیا تو مین بُری طرح سے پیش آؤنگی پھر علمشاہ سے کہ انکو علیحدہ بٹھاؤ علمشاہ نے لہراسپ سے کہا کہ بھائی تم ذرا ہٹ جاؤ الگ جا بیٹھو لہراسپ اُٹھکے علیحدہ بیٹھا اور یہان ملکہ نے شراب منگائی اور سمن رخ سے اشارہ کرکے جام شراب سے لبریز کروایا سمن رخ نے ساغر بادۂ ناب کا بھر کر علمشاہ کے آگے پیش کیا علمشاہ نے انکار کیا کہا مین نہ پیونگا ملکہ نے کہا کیون نہ پیوگے یہ کیا علمشاہ نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ نام نہ پوچھو تم جانتی ہو کہ ہم خدا پرست ہین اگر تم کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ سمن رخ نے ہنس کے کہا تو بابا نشد و شد میان ذرا ہوش مین اور ایسی باتین نہ کرو کہ بقیا سے زرین تن کو غصہ آجائے ایسا نہو کہ یہ بارہ دری کی چھت گر پڑے علمشاہ نے کہا اس کیدی کی کیا اصل و حقیقت ہے وہ شیطان ہے اسپر لاکھو لا کو لعنت کرتا ہون ملکہ سنکے چپکی ہو رہی اور لہراسپ کو جو شراب بھیجی لہراسپ نے بھی یہی جواب دیا لیکن جو خواص کہ شراب لے کر گئی اسپر نگاہ لہراسپ کی پڑی اُسنے بھی بہ نگاہ معشوقانہ لہراسپ کو دیکھا اور لگاوٹ کی باتین کرنے لگی بہ منت و سماجت کہا کہ تو ہمارے سر کی قسم یہ جام شراب پی لو اب اُدھر وہ خواص لہراسپ سے بحد ہے اس طرف ملکہ علمشاہ سے مصر ہے کہ شراب پیجیے اور عیش و عشرت کیجیے علمشاہ یہی کہتے ہین اگر تم کو منظور ہے کہ مین تمھارے یہان کا کھاؤن پیون تو کلمہ پڑھو غرض ملکہ راضی ہوئی اور کلمہ پڑھا مع خواصان خاص بصدق دل مسلمان ہوئی علمشاہ نے پھر شراب پی اور ملکہ کو بھی پلائی لہراسپ نے بھی پی صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین برابر رہا جب نشہ شراب کا چڑھا اور پردۂ حجاب برطرف ہوا علمشاہ نے گلے مین ہاتھ ڈال کے بوسہ لینے کا ارادہ کیا وہ ناز و ادا سے پیچھے ہٹ گئی غرض اختلاط اور بوس و کنار ہونے لگا ادھر لڈھا کا جو نشہ اُترا ملکہ کو دیکھکر کہا کہ واہ بی ملکہ صاحب انھون نے تو خوب ہماری شادی کی بس اب شادی رہ گئی ہماری شادی نہ ہونے پائی کہ پہلے اپنی شادی کر لی علمشاہ نے لڈھا کو بھی پھر مسلمان کیا اور کہا کہ ہم تمھاری شادی کر دینگے

اور یہ تو اب عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

دو کلمے داستان سلطان سعد کے بیان ہوتے ہین کہ عاشق ہونا سعد کا دختر مرزوق فرنگی یعنی ملکہ ماہ گوہر بند پر قلعہ قلاب مین

مخبران دفتر داستان عشق نشان اب اس فسانۂ نایاب کو یون قلمبند کرتے ہین کہ سلطان سعد قلعہ قلاب مین قید ہین اور ملکہ ماہ گوہر بند دختر مرزوق فرنگی نے بھی بھائی کے غم مین سیاہ پوشاک پہنی ہے اور آٹھ پہر رویا کرتی ہے یہان تک اس غم و الم دل پر چھایا کہ مجنون ہو گئی سنکے جلنے لگی دلربا اور ہوش ربا اور انجمن آرا نے مشورہ کیا کہ ملکہ کے واسطے فکر کرنا چاہیے ہے نہین تو اسی طرح ہلاک ہو جائینگی مرزوق فرنگی سے جاکر یہ سب کیفیت ملکہ کی بیان کی اور اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو چند روز ملکہ کو صحرا کی ہوا کھلائین ادھر اُدھر کی سیر کرائین کہ خفقان اور جنون ملکہ کا بر طرف اور خیال غم برادر فراموش ہو دل بہل جائے مرزوق فرنگی نے اجازت دی کہا اچھا بہتر تو ہے کسی طرح ملکہ کو بہلاؤ مگر خداوند سے بھی دریافت کر لیا جائے خداوند نے سنکے اجازت دی مگر ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور سب خواصون کو ساتھ لے کر یہ بھی بقیا سے زرین تن کے پاس آئی جو خداوند انکا مشہور تھا ملکہ نے خداوند کو دیکھکر سجدہ کیا اور اپنا حال

بیشتر ہی سے عاشق وشیدا ہو گئی تھی اب جو تصویر سے مشابہ اپنے دلدار علمشاہ کو پایا خنجر عشق سے بسمل ہو کر
جان نثار کرنے لگی گلعذار نے ان دونون سے کہا یہ ملکہ ہی اسکو سلام کرو کہ یہ بادشاہزادی ہی یہ بھلا
کب سلام کرتے ہین اور نگاہین محبت کی ڈالتے ہین آخر یہان تک سلام کو کہا کہ گلعذار آپ
سلام کرنے لگی اور اشارے سے بتانے لگی کہ اس طرح سلام کرتے ہین اسواسطے گلعذار یہ
باتین کرتی تھی کہ شاید دونون کی جان بخشی ہو اور ملکہ سمینہ بانو کو ان جوانون پر ترس آجائے علمشاہ
رومی گلعذار کا سلام لیتے جاتے اور ہنستے جاتے ہین سمن رخ نے کہا اے گلعذار تو دیکھ دیوانی
ہو گئی ہی اس لدھا موندی کا نے کا ستیاناس جاتے کر ایسے جوانون کو قتل کروا یا بعضی کہنے لگی
کہ اری نگوڑی ذرا دیکھ تو سہی کہ ملکہ کا کیا حال ہی وہ آپ ہی کشتۂ خنجر عشق ہو رہی ہی آخر
ملکہ سمینہ بانو نے جھنجھلا کے کہا صاحبو تمھین کیا پڑی ہی نہین سلام کرتے نہ کرین تم کس واسطے
پیچھے پڑتی ہو اس سے کہو آپ بیٹھیے معلوم ہوا کہ یہ اس شہر کا رہنے والا نہین ہی یہی سمجھ کر تو
مین نے بلایا ہی سمن رخ نے کہا لو میان مبارک ہو جان سے سلامت رہو اب حکم بیٹھنے کا
مل گیا بیٹھو چین کرو سمن رخ کے کہتے ہی علمشاہ مسند پر آکر برابر ملکہ سمینہ بانو کے بیٹھ گئے
خواصین ہان ہان کرکے بڑھین اور کہا یہ بے ادبی سب نے چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر اٹھا دین جب تو
ملکہ نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا میری شان وشوکت گھٹ جائے گی کیا یہ بندہ بقیمت سے
زرین تن کا نہین ہی خواصین خاموش ہو کر رک گئین ملکہ نے علمشاہ سے پوچھا کہ تم باغ
مین کیون آئے تھے علمشاہ نے آہستہ سے کہا کہ ہمارا پیاس کے مارے برا حال تھا ہم
اس باغ مین پانی پینے آئے تھے تمھارے ملازم لدھا نے پانی پلایا لدھا یہ سنکے خوب قہقہہ
مار کر ہنسا اور ناچنے لگا اور کہا ملکہ اب تو ہماری شادی ہوتی ہی ملکہ نے کہا ارے صاحب یہ تو بتاؤ
تم نے اس سے کیا کہدیا جو یہ بک رہا ہی علمشاہ نے کہا سچ کہتا ہی مین نے لدھا سے کہدیا تھا کہ ہم
تیری شادی کر دینگے گلعذار نے کہا کہ یہ تمھارے باپ کی جگہ ہی اس سے تم دل لگی کرتے ہو علمشاہ
نے جواب کہا کہ تیرا باپ ہوگا تیری اسکی آٹھ پہر باغ مین صحبت رہتی ہی ملکہ سمینہ بانو ہنسنے لگی
گلعذار کو منع کیا اور علمشاہ سے بمنت پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی علمشاہ نے کہا میرے نام
سے تم کو کیا کام ہی تم میرا نام نہ پوچھو سب پر ظاہر نہ کرو پردہ رہنے دو ہم کو کھانا پینا تمھارے
یہان کا حرام ہو جائے گا سمن رخ نے ہنسکر کہا واہ میان وہی مثل ہی مثل ہان نہ مان مین تیرا مہمان
اے صاحب ذرا اپنا منہ تو دیکھو بقول شخصے منہ چوستے ہی گال کاٹا اتنی بات کرنے مین چل نکلے یہ تم نے
غنیمت نہ جانا کہ ملکہ کی تم پر نہایت عنایت و مہربانی ہوئی نہین تو قتل کیے جاتے ملکہ نے غصہ ہو کر
سمن رخ سے کہا چپ رہ مردار کیون ستاتی ہی وہ تو جواب تیری بات کا نہین دیتے تو تاہین
تاہین کیے جاتی ہی پھر ملکہ سمینہ بانو علمشاہ کی طرف مخاطب ہوئی کہا اے صاحب تم کو میرے
سر کی قسم نام اپنا بتاؤ علمشاہ قسم دینے سے مجبور ہوے اور کہا میرا نام رستم بیلتن بیلتن پسر
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران ہی تب تو ملکہ نے بعد غور کرنے کے کہا کشندہ کیتیان قسم ملی
تمھین ہو علمشاہ نے کہا ہان مین ہی نے اسکو قتل کیا ہی یہ سنکے ملکہ کو اور سب خواصون کو ایک

ہوگئے شیخ لدّھانے ذراسی شراب چکھی مزا جو لگا زبان ذائقہ شراب سے آشنا ہوئی اور ناک تک پی
بعد اسکے انھوں نے پی اب جو نشہ شراب کا ہوا میاں لدّھا آپ سے باہر ہوگئے انگلیاں مٹکانے لگے
آخر کو ہلتے ہلتے ٹھمکا ناچنے لگے علمشاہ رومی نے کہا میاں لدّھا تمھارے کوئی اولاد بھی ہے اُسنے کہا
مین نے شادی ہی نہین کی علمشاہ رومی نے کہا ہم تمھاری شادی کرینگے یہ جو لدّھا نے سنا تالیان
بجا کر اُچھلنے لگا اور ایک گیت اس طرح کا اُسی وقت بنا کر گانے لگا اب تو ہماری شادی ہوگی
بے شادی بن کر باغ مین رہینگے شادی کی نوبت بجے گی علمشاہ اور لہراسپ لدّھا کی باتون پر
ہنس رہے ہین اور وہ ناچ رہا ہے اور دور شراب چل رہا ہے دروازہ باغ کا بند ہے لدّھا نے انکے گھوڑے اور
ایک مکان مین چھپا دیے ہین اسواسطے کہ شاید ملکہ سمینہ بانو آجاے تو ان دونون کو بھی چھپا دونگا
یکایک آواز آئی او لدّھا دروازہ کھول لدّھا نے نشہ شراب مین نہ سنا علمشاہ نے سنکے کہا میاں لدّھا
کوئی دروازے پر پکار رہا ہے یہ سنتے ہی لدّھا کا نشہ شراب کا ہرن ہوگیا علمشاہ اور لہراسپ کو ایک
مکان مین چھپا کر دروازہ کھولدیا دیکھا کہ ملکہ سمینہ بانو گھوڑے پر سوار اور گلعذار وزیرزادی مع سب خواصون
کے گھوڑون پر سوار باغ مین آئین ملکہ نے کہا او نگوڑے بڈھے قبر کے مردے آج کیا تھا کہ جو دروازہ کھولنے
مین اتنی دیر کی غرض کہ لدّھا آگے آگے ملکہ کے ناچتا ملتا تھا اور تالیان بجا بجا کر گاتا ہوا کہتا تھا اری
للا اب تو ہماری شادی ہوگی ہم بے شادی بنکر باغ مین رہینگے ملکہ خوب ہنسی اور گلعذار وزیرزادی وغیرہ
سب ہنس رہی ہین کہتی ہین کہ آج کم بخت لدّھا کو سودا ہوگیا ہے یہ کہتی ہوئی سب ملکہ بادشاہزادی
کے ساتھ بارہ دری مین آئین اور مسند زرتار مرصع نگار پر ملکہ سمینہ بانو بیٹھی لدّھا نے تالیان بجا کر
ہنس کر کہا اے ملکہ آج ہمارے باغ مین دو جوان خوش رو خورشید طلعت آئے ہین وہ ہماری شادی کرینگے
ملکہ نے فرمایا اے لدّھا وہ جوان کہان ہین ذرا ہم بھی اُنکو دیکھینگے لدّھا نے بتا دیا ملکہ نے اُسی وقت گلعذار
وزیرزادی سے کہا کہ تو جا کر انکو لے آ گلعذار وزیرزادی گئی اور اپنے ہمراہ اُن دونون جوانون کو لائی راہ
مین کہتی آتی تھی کہ چلو میاں ملکہ ہماری تم کو بلاتی ہے افسوس صد افسوس یہ جوانیاں تمھاری مفت اپنی جان
گنوائی تم کو یہ خیال نہ آیا کہ ایک تو اسکو مرد کے نام سے نفرت ہے اور دوسرے اس باغ مین پرندہ پر بھی
نہین مار سکتا اور تم چلے آئے اس موے غارت گئے نگوڑ مارے لدّھا نے تم کو بلا کے باغ مین رکھا
اور پھر ملکہ سے کہہ بھی دیا ضبط بھی نہ کیا علمشاہ تو یہ گفتگو گلعذار وزیرزادی کی سنکے چپ رہے مگر
لہراسپ نے کہا کیا ہوا جو آئے کچھ گناہ کیا تیری ملکہ ہمارا کیا کریگی تو جا ہم نہین جانتے کیا ہم اُسکے
نوکر ہین علمشاہ ہزار جان سے نام ہی ملکہ سمینہ بانو کا سنکے عاشق ہو چکے تھے جی چاہتا تھا کہ کسی
طرح جلد سامنا ہو لہراسپ کو منع کیا اور کہا ہم چلتے ہین مصرع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد * الغرض
دونون جوان گلفام و گل اندام ساتھ گلعذار وزیرزادی کے آئے جیسے دونون کی نگاہین چار ہوئین
برچھیان عشق کی دو دونون کے پار ہوئین علمشاہ تو تیر مژگان کا نشانہ ہوگئے ملکہ سمینہ بانو بھی سنان
نگہ سے گھائل ہوئی آفت کیسی کلیجے کو تھام لیا قریب تھا کہ دونون کو غش آجائے علمشاہ کو تو لہراسپ
نے سنبھالا اور ملکہ سمینہ بانو کو گلعذار وزیرزادی نے تھاما اور ملکہ سمینہ بانو کی کیفیت یہ ہے کہ اس
شعر کو توال شہر عاشق ہے اور ملکہ اسکو قبول نہین کرتی جب سے تصویر علمشاہ کی اُسکے ہاتھ لگی تھی

اور علمشاہ رومی کو چار آدمیون سے نولاکھ پر فتح دی سلطان سعد نے کہا اور دک کیا بکتا ہی خداوند بقیاے
زرین تن نے غصہ ہوکر کہا اسکو جہنم مین ڈال دہ لوگون نے کہا ای خداوند اسکا ابھی جہنم مین ڈالے دینا بہتر نہین
کیونکہ ابھی اسکا حچا آتا ہوگا یہ سُنکے بقیانے کہا اسکو قید کرو اچھا دونون کو سپاہ تمہی نے لیگی یہ سنکر استقس نے قید خانہ
قدرت مین قید کیا کہ وہ قید خانہ بہت بڑا ہی وہان زنگاوہ نے مرزوق فرنگی سے کہا کہ سلطان سعد کی
تصویر کھینچوا کے اپنی عملداری بھر مین بھجوادو کہ جہان اس شکل کا آدمی ملے پکڑکے ہمارے پاس بھیج دو مرزوق
فرنگی یہ سُنکے بہت خوش ہوا کہا تو بڑا عقیل ہی اور قابل وزارت کے ہی یہ کہکے زنگاوہ کو اپنا وزیر کیا سعدت
وزارت سے زنگاوہ کو مخلع کیا اور تصویرین سلطان سعد کی کھینچوا کے ہر ملک مین بھجوادین وہان علمشاہ رومی
طوفان دریا سے بہ کے ایک جگہ کنارے پر پہونچے جہاز سے اُترکر گھوڑون پر سوار ہوکے صحرا بہ صحرا چلے اور وہ
صحرا ایسے جاتے ہین کہ منزلون کہین بستی کا نشان بھی نہین بر ابر دانے پانی کا نام نہین جہان بھوک کی خواہش
ہوئی بناسپتی کھالی ایک مقام پر جو گھوڑون نے گھاس کھائی گھوڑون کا پیٹ پھول گیا اور گھوڑے
مرگئے انھون نے بھی مارے ڈر کے بناسپتی کھانا چھوڑ دی اب کئی روز تک پانی جو نہ ملا لہراسپ کا پیاس
کے مارے عجیب حال ہوگیا لہراسپ نے کہا ای شہریار اب تو میرا پیاس کے مارے دم نکلا جاتا ہی علمشاہ
رومی پانی کی تلاش مین چلے ایک مقام پر ٹیکرا تھا اُسپر ایک شخص ملا علمشاہ رومی نے منت سے کہا
ای شخص اگر کہین پانی ہو تو ہم کو دے وہ گیا اور پانی لایا اور کہا پیو انھون نے کہا میرا بھائی پیاس کے مارے
مرتا ہی اُسنے کہا تم بھی پیو اور انکو بھی پلاؤ یہ کہکر وہ علمشاہ رومی کے ساتھ آیا اور لہراسپ کو پانی پلایا علمشاہ
رومی کے بھی جب حواس درست ہوے پوچھا ای شخص تو کون ہی اور یہان کوئی شہر بھی قریب ہی اُسنے کہا کہ تم
راہ بھول گئے ہو یہان شہر کیسا یہ مقام طلسم ہی فولاد حصار اسکا نام ہی جاؤ محکوم پر رحم آیا نہین تو اس طلسم
مین تباہ و برباد ہوجاتے علمشاہ رومی اُسکو دعا دے کر آگے بڑھے لیکن علمشاہ رومی نے کہا اگر دو گھوڑے
ممکن ہون تو ہم مول لین اُس شخص نے دو گھوڑے بھی انکو دیے یہ دونون سوار ہوکر آگے چلے کئی دن تک
پھر پانی انکو نہ ملا پھر مارے پیاس کے انکا غیر حال ہوا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا نمودار ہوا لہراسپ
نے کہا ای شہریار باغ مین پانی ہوگا باغ مین چلیے تھوڑی دیر دم لین ہوا کھائین اگر ممکن ہو تو پانی پی لین
پھر آگے بڑھینگے علمشاہ رومی یہ سُنکر اُس باغ مین آئے جب سامنے بارہ دری کے پہونچے ایک پیر مرد کو
دیکھا بیٹھا ہی علمشاہ رومی نے پیر مرد دیکھ کے سلام کیا اُسنے کہا ای شخص تونے غضب کیا مع گھوڑے
باغ مین چلا آیا علمشاہ رومی نے کہا ہمارا پیاس کے مارے غیر حال ہی پہلے تھوڑا پانی پلا دے تو ہم کلام
ہو اُسنے دونون کو پانی پلایا علمشاہ رومی نے کہا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام شیخ لدھا ہی اور یہ باغ
ملکہ سمینہ بانو کا ہی اور وہ بیٹی آلاگردی کی ہی مین سب باغبانون کا داروغہ ہون بلکہ مین نے ملکہ سمینہ بانو
کو گود مین کھلایا ہی علمشاہ رومی نے کہا میان لدھا ذرا سی شراب ہو تو ہم کو دو اُسنے اُٹھ کے
الماری کھول دیکھا کہ صدہا گلابیان شراب ناب کی اور جامہاے زرنگار رکھے ہین لدھانے اُسمین سے
ایک گلابی اور ایک جام زرین نگار لاکے دیا علمشاہ رومی نے جام شراب بھر کر پہلے لہراسپ کو دیا لہراسپ
نے کہا کہ پہلے یہ شراب اسکو پلاؤ تو پیون علمشاہ رومی نے کہا سچ کہتے ہو یہ کہکر جام بھر کے شیخ لدھا
کو دیا اُسنے کہا مین نے تمام عمر اپنی شراب نہین پی انھون نے کہا تو ہم بھی نہ پیئین گے جب تو نا چار

پاس جا کر پھر مین بارگاہ امیر بائو توقیر حمزہ صاحبقران مین منہ دکھانے کے قابل ہون یہ کہکے عرضی علمشاہ رومی نے
امیر بائو توقیر حمزہ صاحبقران کو لکھی سارا حال اُسمین عاشقی نوشیروان کا اور جو کچھ بارگاہ مین واقعہ گذرا تھا اور
جو کچھ قباد شہریار نے ماں کے بارے مین کہا تھا وہ سب کیفیت عرضی مین لکھی اور سیارہ کو عرضی دیکر رخصت
کیا اور آپ مع لہراسپ طرف ملک فرنگ کے جہاز پر بیٹھکر روانہ ہوئے اور وہان جب کبھی ریحان اور زنگادہ
فرشتہ مین پہونچے تو اسی وقت ریحان نے عرضی مرزوق کو لکھی کہ لاش کپتان فرنگی کی لایا ہون اور اُسکے
کشندہ کو بھی ہمراہ لیکر آیا ہون یہ جو مرزوق فرنگی نے سُنا ایسا رنج و غم ہوا اور اس قدر صدمہ پہونچا کہ
تمام شہر کو مرزوق فرنگی نے سیہ پوشی کا حکم دیا اور سب نے ایک کالا کپڑا بازوون پر باندھ دیا غرض جب لاش
لیکر مرزوق فرنگی کے پاس آئے تو مرزوق فرنگی سب سردارون کو لیکر یعنی آلاگرد فرنگی اور مالاگرد فرنگی
سپہ سالار اور اسلم وزیر اور دیگر ن اسلم خوب روئے اور مرزوق فرنگی نے کہا کہ لاش اسکی خداوند لقیا
زرین تن کے پاس بھجوا دو اور وہ جلاد کے پھر زنگادہ کو ذکل بیٹھنے کو دیا اُسنے سلام کیا لیکن جب بُرا کہنے لگے
کہ یہ نامرد ہی اپنے آقا کو پکڑوا دیا اور بہ سبب احسان کے اسکی نذر قبول کی اور خلعت دیا اور علمشاہ رومی کا
حال پوچھا اُسنے کہا کہ آپ سلطان سعد کو بلا کر دیکھ لین ایک ہی صورت دونون کی ہی غرض سلطان سعد کا
اور طلب کیا جب سلطان سعد سامنے مرزوق فرنگی کے آئے زنگادہ کو دیکھکر سلام علیک
کی مرزوق فرنگی بہت خفا ہوا اور کہا او لڑکے تو کچھ نہ ڈرا تیرے دل مین کچھ خوف نہین سلطان سعد نے
کہا کہ کافر او نامرد سے کیا ڈرنا اگر مرد ہی تو ہاتھ میرے کھلوا دے اور پھر لڑ لے تو مین جانون کہ تم لوگ
مرد ہو مرزوق نے کہا اس زبان دراز کو قتل کرو زنگادہ بولا کہ اسکو قتل نہ کرو بلکہ قید شدید مین
رکھو تاکہ اسکی خبر سُنکے علمشاہ رومی آئے اور جو علمشاہ رومی نے سُنا کہ سلطان سعد
قتل ہو گیا تو پھر علمشاہ رومی نہ آئے گا جب وہ آجائے گا تو اسکو بھی گرفتار کرکے دونون کو قتل
کرنا غرض کہ مرزوق فرنگی کو اسکی راے پسند آئی اور استقش قیلانی کے حوالے کیا کہا کہ تو اسکی قید
خداوند لقیا سے زرین تن کے پاس لیجا وہ جیسا حکم کرے وہ کرنا استقش قیلانی سلطان سعد
کو لیکر خداوند لقیا سے زرین تن کے پاس آیا وہان ایک باغ تھا کہ وہ مقام روئین حصار
مشہور تھا اسمین ایک بارہ دری بہت عمدہ نہایت تیاری کے ساتھ بنی تھی تمام جواہر بیش قیمت
اُسمین نصب ہین اسمین مسند زرین پر خداوند لقیا سے زرین تن بیٹھا ہی اور گرد وصد ہا بت
جواہر نگار رکھے ہین سبھون نے آکر سجدہ کیا سلطان سعد کھڑے رہے خداوند لقیا سے
زرین تن دیکھکر بہت خفا ہوا لوگون نے سلطان سعد سے کہا او لڑکے تو سجدہ نہین کرتا
تجھکو اپنی جوانی پر رحم نہین آتا کیون اپنا خون ناحق کرتا ہی کہنا مان اب بھی سجدہ کر شاید
خداوند لقیا سے زرین تن تجھ سے خوش ہون اور چھوڑ دین سلطان سعد نے کہا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تم لوگ کیا بکتے ہو یہ کوئی شیطان یا شیطان کا بچہ ہی جو اسمین
سمایا ہی مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون ایسے خرس کو سجدہ کرواتے ہو لاحول کا نام جو خداوند لقیا سے زرین تن نے
سنا بے چین ہو گیا جب تو جھنجھلا کے بولا او سلطان سعد ہمنے تیرے دادا کو قاف مین بھیجا اور بلکہ
آسمان پری سے شادی کرا دی اور وہان سے بلا کر نوشیروان کے ملک فتح کروائے اور تجھکو

سے نہ تو قدمبوسی حاصل ہوئی اور نہ انکے حالات مفصلہ سے آگاہ ہوا یہ گفتگو پاس علمشاہ کی سنکر آصف و الیاس انکو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین آئے اسمین ایک تہ خانہ اُنھون نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو مع خواصون کے اسمین پوشیدہ کر دیا تھا اور اوپر سے بہت سے درخت کاٹ کر تہ خانے پر ڈال دیے تھے علمشاہ نے درختون کو ہٹا دیا کہ جو نہین کھٹکا ہوا خواصون نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ شاہ کیتیان کے لوگ یہان بھی سراغ لگاتے لگاتے آپہونچے ملکہ نے انگوٹھی ہیرے کی اپنے ہاتھ سے اُتاری اور ہاتھ منھ کے پاس لائی اور اپنے ہلاک کرنے کا قصد کیا اب جو دروازہ کھلا اُنھون نے دیکھا خوش ہوکے پکارین ای ملکہ مبارک ہو رستم آئے ملکہ یہ سنتے ہی دوڑی ادھر علمشاہ آگے بڑھے ملکہ نے اپنے لخت جگر نور نظر علمشاہ کو گلے سے لگایا اور رونے لگی اس قدر ملکہ روئی کہ زمین مین سیلاب ہوگیا خون محبت نے جوش مارا تو دیکبارگی گلی بند ہوکر ملکہ کو غش آگیا اب سب خواصین گھبرائین کسی نے کیوڑا چھڑکا کسی نے بیندول مٹی پر کیوڑا ڈالکر ملکہ کو سنگھایا کوئی پنکھا جھلنے لگی کوئی گلاب خالص لاکر ملکہ کو پلانے لگی غرض کہ جب ہوش آیا اُس وقت علمشاہ اپنی والدہ ماجدہ کو تشفی و دلاسا دے کے باہر آئے جو لوگ کہ قدوس کے زندہ بچ کر بھاگ گئے تھے مع ہامان وزیر سب حاضر ہوئے لہراسپ بھی لہو مین ڈوبا ہوا آیا اُس وقت علمشاہ کو سعد کا خیال آیا پوچھا کہ سلطان سعد کہان ہے لہراسپ نے کہا مجھے کیا معلوم مین بھی آپکے ہمراہ ایکطرف کو لڑ رہا تھا اب علمشاہ کا یہ حال ہوا کہ ساری خوشی فتح کی فراموش ہوگئی سیارہ سے کہا جلد جا سیارہ آکر لاشون مین ڈھونڈھنے لگا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک فرنگی گھائل پڑا ہے اور پانون اُسکے کٹے ہوے ہین مگر جیتا ہے اُس فرنگی نے کہا ای شخص کیا ڈھونڈھتا ہے سیارہ نے کہا اپنے شہریار کو تلاش کرتا ہون اُس فرنگی نے کہا اور تو کچھ نہین معلوم مگر ایک شخص قد دار آیا تھا پکارا ارے چار آدمیون سے کیون بھاگے جاتے ہو جب بہت اُسنے کہا وہ ٹھہرے کہا تو کون ہے اُسنے کہا مین انھین چارون مین سے ہون اگر شندہ کیتیان کو مین پکڑ دون تو اپنے بادشاہ سے مجکو وزارت دلوا دینا اُسنے کہا تو مجکو دھوکا دیتا ہے بھلا کوئی بھی اپنے آقا کو قید کروائے گا مجکو یقین نہین آتا ہے اُسنے کہا مین نے منع کیا تھا کہ تم چار آدمی ہو کیون لاکھون سے مقابلہ کو جاتے ہو اب انکی فتح ہوئی کیونکر بارگاہ امیر مین میری جا نہین ہوگی کہینگے یہ وہی ہے جو علمشاہ کو منع کرتا تھا اپنا بودا پن ہم لوگون کو دکھاتا ہے اُنسے جو یہ کہا انکو یقین آیا پھر انکو وہین ٹھہرا کر ایک نوجوان کے پاس آیا اُسنے عالم زخمداری مین پانی پینے کو مانگا نہین معلوم اُسنے پانی مین ملا کر کیا اُس جوان کو پلایا کہ وہ پانی پیتے ہی بیہوش ہوگیا اُسکو باندھکر اُسنے فرنگیون کے حوالے کیا وہ سب اُسکی قید اور کیتیان کی لاش لیکر جہاز پر سوار ہوگئے اور مرزوق کے پاس گئے وہ گورا باتین کرتا جاتا تھا اور کرہ کھینچتا جاتا تھا یکایک سیارہ کو ایک ہاتھ مارا اگر سیارہ جست کرکے اُڑ نہ جاتے تو دونون پانون قلم ہوجائین سیارہ نے تلوار کھینچ کر کہا او سور مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جو تو نے مجکو تلوار ماری کہ میرے پانون کٹنے سے رہ گئے اُس گورے نے کہا کہ مین نے چاہا تھا کہ تجکو بھی اپنے پاس واسطے باتون کے رکھون سیارہ نے کہا کہ شرط جب ہے کہ اب تجکو ماردون اور سر کاٹکر پھینک دون تو نے ایسی قدر مناتی کی پھر سیارہ نے اُس کے مُنھ پر تھوک دیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا اور وہان سے علمشاہ کے پاس آیا اور سارا حال سلطان سعد وغیرہ کا علمشاہ سے بیان کیا یہ سنتے ہی علمشاہ نے سیارہ سے کہا کہ تو تو غنی میری لکھوا میر با تو قیر کے

نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آواز گھوڑون کے ٹاپون کی آنے لگی علمشاہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ چند سوار گھوڑون پر
آتے معلوم ہوتے ہین دیکھیے خداوند کیا کرتا ہی کہ دفعتہً چار سوار نقاب پوش نمودار ہوے اور آتے ہی اتر کر
گھوڑون کو درختون سے باندھ دیا اور زین پوش اپنے اپنے گھوڑون سے اتار کر زیر درخت وہین بچھا کر بیٹھے
اور کہا کہ شاہ صاحب لائیے اس پیرمرد نے وہی پیالی افیون کی اور حقہ بھرا ہوا پیش کیا ان چارون سوارون
نے پیالی فقیر سے لے کر دو دو گھونٹ بطور تبرک کے پیے اور حقہ بھرا ہوا سامنے اپنے رکھکر شاہ صاحب سے پوچھا کہ
ای شاہ صاحب جو کچھ آپ کا کام ہو سکے مجھ سے جلد بیان کیجیے شاہ صاحب نے کہا کہ یہ جو مسافر لیٹا ہی لشکر اسلام
سے ہی اور کپتان فرنگی کے مقابلے کو تنہا جاتا ہی مگر راہ بھول کر میری طرف آنکلا ہی اور راہ اس طرف
خطرناک ہی اور اسکا وہان تک پہونچنا دشوار ہی اس لیے بہ نظر برادر اسلامی آپ کو تکلیف دی ہی کہ اگر آپ لوگ
چاہین تو اس مسافر کو وہان کا پہونچنا آسان ہوگا یہ گفتگو فقیر مرد بزرگ کی سنکر ان چارون سوارون نے علمشاہ
سے کہا کہ ہم کو شاہ صاحب کا فرمانا بسر و چشم منظور ہی ای بھائی مسافر تشریف لے چلیے یہ کہکر ان چارون سوارون
مین سے ایک سوار نے اپنے گھوڑے پر سوار کرکے کہا کہ اب تم اپنی آنکھین بند کر لو علمشاہ نے اپنی آنکھین بند
کر لین وہ سوار ایک چشم زدن مین اس راہ پر خطر سے بچ کر ایک اور راہ پر پہونچے اور کہا ای بھائی مسافر اب
تم اپنی آنکھین کھول دو علمشاہ نے فوراً اپنی آنکھین کھول لین دور سے دیکھا کہ سیارہ نقارہ لیے ہوے
آتا ہی بس علمشاہ نے وہین انکے گھوڑے پر سے اتر کے انکے احسان کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب آپ
لوگ تکلیف نہ فرمائیے مین اب راستہ پا گیا جب تو وہ لوگ بدرجہ مجبوری علمشاہ سے رخصت ہوے اور
چھپ کر نظر سے پوشیدہ ہو گئے ادھر سیارہ نے پکارا کہ کون ہی علمشاہ نے پہچانا اور کہا ای سیارہ
تو نے بڑی دیر لگائی اسنے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا تھا کہ آپ یونہین تنہا چلے تھے غلام تو آتا تھا خیر چلیے
بسم اللہ نصر من اللہ وفتح قریب یہ کہکر ہمراہ علمشاہ کے لشکر کپتان فرنگی مین آئے پہلے تو ایک علم کو
قلم کرکے زمین پر گرا دیا اور طنابین خیمون کی کاٹ ڈالین ادھر سیارہ نے نقارہ بجایا سلطان سعد نے
لندھور کا نعرہ کیا پھر لہراسپ نے مالک کا نعرہ کیا جو لوگ سوتے تھے بیدار ہوگئے اور تیغین کھینچ کر غول
کے غول چلے اور ایک دوسرے کو لشکر امیر سمجھ کے کر مین مارنے لگے بہت سے فرنگی مثل چڑیون کے بیتابون مین
مجلس کے مر گئے اب سیارہ نقارہ بجاتا ہی اور یہ نعرہ کرکے تلوارین مارتے ہوے چلے آتے ہین کہ کپتان
فرنگی کو خبر ہوئی وہ بھی خیمے سے نکل کر جلدی سوار ہوا اور آکر میدان مصاف مین للکارا اور حمزہ کیا ڈھونڈتا ہی
کرتا ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے میدان مین مقابلہ کر یہ جو صدا کپتان فرنگی کی علمشاہ نے سنی تلوارین غصہ مین مارتے
ہوے غول مین دھنسے اور اپنے تئین اس تک پہونچایا اور کہا کیا بکتا ہی میرا تو بڑا رتبہ ہی ارے نامرد عاقل مین
رستم فیلتن و پیلتن شندہ دو ویل ہندی، قزل ہندی کپتان فرنگی نے یہ صداے غیظ و غضب سنکر جوش
مین آکر سات سو من کا تیغہ مارا فوراً علمشاہ نے الٹا دستانہ مارا تیغہ بیٹھ ہوگیا ہاتھ قبضے پر ڈال کر تیغہ اسکا چھین
لیا اور وہی تیغہ جو تان کر مارا کپتان کے دو ٹکڑے ہوے وہ جو گورے اسکے ساتھ تھے آسیب تلوار چلنے لگی علمشاہ
نے لاش پر لاش ڈھیر کردین آخر تاب نہ لاسکے کپتان فرنگی کے مرنے سے سب کے حواس باختہ ہوگئے جنگلی جانورون
کی طرح سے تیز تیز بھاگے ایک مقام پر جنتف ورالیاس مع چارسو آدمیون کے قید تھے انکو رہا کیا علمشاہ نے انکو
سلام کیا اور کہا کہ پہلے والدہ صاحبہ کا کچھ حال زبان مبارک سے فرمائیے کیونکہ مجکو زمانہ دراز سے والدہ صاحبہ

کو کوہ پر ٹھہرا کر لشکر کیستان میں آیا اور نقارخانے میں ایک سوداگر بچے کی صورت بن کر آیا اور کم سن اور حسین و
نازک بدن گلفام گل اندام اپنے تئین بنایا اُس نقارخانہ میں ایک نقارچی بڑا حسن پرست تھا وہ اُس جوان خوشرو
وخوبرو یعنی سیارہ کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور سیارہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا ای لڑکے نوجوان تو کون ہے
اُسنے کہا میں سوداگر بچہ ہوں باپ میرا مارا گیا میں تباہ و برباد حیران و پریشان مارا مارا پھرتا ہوں اگر کوئی شخص
ایسا ہوتا کہ مجکو اپنی کسی خدمت میں قبول کرتا تو اُسکا اپنی عمر بھر ممنون و مرہون رہتا نقارچی نے کہا تو میرے پاس اگر تجھے
منظور کر تو بہتر ہی اُسنے کہا اچھا پھر نقارچی سے کہا کہ لاؤ تمہارا نقارہ پینک لاؤں غرض کہ نقارچی کو بیہوش کیا اور نقارہ لیکر
راہی ہوا وہاں جب سیارہ کو عرصہ ہوا علم شاہ گھبرائے سلطان سعد سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ سیارہ مجکو فقرہ دیکر
چلا گیا میں تو جاتا ہوں نہ رہونگا وہ نے کہا ای شہریار ابھی تھوڑی دیر اُسکا انتظام کیجیے سیارہ آتا ہوگا اور آپ اکیلے
جا کر کیا کیجیے گا نہیں اکیلا جینا بھاڑ پھوڑتا ہی آپ جلدی ناحق کرتے ہیں علمشاہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ مانا اور چل کھڑے
ہوے راہ میں تپش آفتاب سے شدت پیاس کی طاری ہوئی جستجوے آب میں علمشاہ بیقرار ہوے افتان وخیزان
چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا ایک ٹیکرا داہنی طرف ہی اور اُس ٹیکرے پر کچھ درخت سایہ دار اسقدر بلند اور شاخوں اور
ٹہنیوں سے گرانبار ہیں کہ جنکا سایہ اُس ٹیکرے کے نیچے سڑک سرراہ پر دور تک رہتا ہی اور ایک چاہ پختہ لب سڑک نہایت
خوشنما بنا ہوا ہی اُسی کنوئیں پر رسی نہایت عمدہ اور ڈول نہایت گول رکھا ہوا ہی اور چند آبخورے تالباف سے مندھے
ہوے منقش کی چھاگل لٹکی ہوئی بطور سبیل کے اُس کنوئیں کی جگت پر لگی سرخ کپڑے کی بچھی تھی اور ساگ سبز لہلہاتا ہوا
ہر طرح کا اُس لگی کا بچھا ہوا ہی اور وہ آبخورے آب شفاف سے بھرے ہوے اُسکی جگت پر رکھے ہیں یہ تو آرزو ہی تھا
دیکھتے ہی سجدہ شکر ادا کرکے اُس سبیل کے قریب پہنچے اور چاہا کہ آبخورہ اٹھا کر پانی پئیں کہ دفعتہ آواز علمشاہ کے
کان میں آئی کہ ای بابا اللہ بھلا کرے آپ ابھی دھوپ میں چلے آتے ہیں اس ٹیکرے پر تشریف لائیے اور آرام کیجیے بعد ایک
ساعت کے پانی نوش فرمائیے گا یہ سنتے ہی اُس ٹیکرے پر چڑھ گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ ایک فقیر ضعیف العمر باریش
سفید ایک ہاتھ میں حقہ اور دوسرے ہاتھ میں پنکھا لیے بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ بسم اللہ آئیے فقیر کی گدڑی حاضر ہی
علمشاہ اُس فقیر کی گفتگو سنکر اپنے دل میں نہایت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ یہ کوئی میرا بہت بڑا مربی ہی اور
اسکو مجھ سے نہایت الفت ہی یہ سوچ کر بیٹھ گئے جب تو اس فقیر نے انکے آگے حقہ اور پنکھیا رکھ دیا اور کہا کہ حقہ نوش
کیجیے اور پنکھیا جھلیے تاکہ پسینہ راہ کا خشک ہو جائے اور آپ کے ہوش و حواس بجا ہوں تھکن راہ و کثافت
منزل دور ہو تو ٹھنڈے وقت سدھاریے گا یہ کہکر فقیر نے پنجرے جانوروں کے بستیاں کھول کر دانہ پانی اُن
جانوروں کو دے کر پنجروں کو سائے میں لٹکانے لگا علمشاہ نے پوچھا کہ اب اگر حکم ہو تو پانی پیوں اُس پیرمرد
نے کہا بسم اللہ اب کچھ مضائقہ نہیں نوش کیجیے علمشاہ یہ سنکر اور خوش ہوے کہ فقیر میرے ہم مشرب ہی
کچھ دغدغہ نہیں ہی اچھی طرح آرام کروں ٹھنڈے وقت چلیں گے یہ خیال کرکے علمشاہ نے پانی پیا اور
اُسکے بستر پر آگئے اور آرام فرمایا ادھر فقیر اُن پنجروں کے جانوروں کو دانہ پانی دے کر اور پنجرے لٹکا کر
فراغت کرکے ایک پیالی شیشے کی نہایت عمدہ و نفیس لایا اور ایک ڈبیا نقرئی کہ جسمیں افیون رکھی تھی ڈبیا
کھول کر افیون اُس پیالی میں گھولنے لگا اور حقہ بھر کر اپنے آگے رکھ لیا اور ایک نعرہ کیا بعد نعرہ کرنے کے
دم بھر خاموش رہا اور علمشاہ سے کہا کہ میاں مسافر آپ کسی طرح گھبرائیں نہیں یہاں کوئی خطرہ نہیں ہی جو جو
امور عجیب نظر آئیں اُنکو لیٹے ہوے دیکھیے گا وہ سب آپ کے مفید مطلب ہونگے پھر بعد تھوڑی دیر کے دوسرا

آیا تھا اور سارے شہر کو اسلام آباد دیکھکر قتل و غارت کرکے آصف و الیاس کو زخمی کیا اور علاوہ اُن دونوں کے
چار سو آدمیوں کو قید کرکے لے گیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش کی تلاش کرکے حکم دیا کہ ملکہ جہان ملے فوراً اُسی وقت
بلا تامل گرفتار کر لاؤ تا خبر کرد تاکید مزید جا تو اور کپیتان فرنگی مع نو لاکھ فوج کے پہاڑی کے اُس طرف پڑاو ڈالا بارگاہ و
خرگاہ ایستادہ کرایا علمشاہ نے جو آکر دیکھا تمام شہر کے مکان و کوٹھیاں نہایت عمدہ عمدہ و باغات و گلستان و جا بجا کے
درخت سب مسمار ہیں اور چاہ و تالاب سے پہچانا کہ یہ شہر وہی ہے اور یہ فلان مقام تھا اور چارون طرف نہرین لہو کی بہ
رہی ہین اور صدہا سر مانند گیند کے اُن نہرون میں تیر رہے ہیں اور صدہا بہائو پر بہتے چلے جاتے ہیں اور جو کہ جانور
اوپر سے اُتر کر اُن سرون پر اپنی چونچ مارتے ہیں تو وہ سر ڈوب جاتے ہیں مگر پھر اُچھل کر تیرنے لگتے ہیں اُسوقت
یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی کسان نے اپنی باڑی کے سب تربوز توڑ کر بہا دیے ہیں اور زمین پر ہزارہا
لاشین سردار اور بے سر کی مجتمع ہیں اور گرد ان لاشون کے اوپر اور بعض ادھر اُدھر باطمینان تمام آسودگی
کے ساتھ کھا رہے ہیں علمشاہ کو یہ حادثہ جانکاہ دیکھکر بہت بڑا صدمہ ہوا قریب شام تو وہان پہونچے
اپنے نانا کی لاش کو اُس انبار میں تلاش کرتے ہوئے ایک تکیے پر گذر ہوا دیکھا کہ اُسی تکیے پر تیسرے روز
تیسرے دن ہامان وزیر اپنی جان پر کھیل کر قدوس رومی کی لاش اُس تکیے پر دفن کرنے کو لایا تھا
اب جو ہامان نے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنی مارے خوف کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی ہاتھ پاؤن میں
رعشہ ہو گیا ہوش و حواس جاتے رہے یکبارگی ذہن میں آیا کہ کپیتان فرنگی کے لوگ آ گئے قدوس
کی لاش ویسے ہی وہین چھوڑ کر بھاگا جب نیچے اُس تکیے کے ٹیکرے سے اُترا علمشاہ کو دیکھکر پہچانا
ہامان دوڑ کر علمشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا اور کہا کہ آپکے نانا کی لاش کو دفن کرنے
آیا تھا علمشاہ اور ہامان پھر پلٹ کے تکیے پر آیا اور علمشاہ نے اپنے نانا کے لاشے سے لپٹ کر دونوں
آنکھون سے دو دریا بہا دیے اور بہت آہ و زاری و فریاد و فغان کرکے دفن کیا جب کسی قدر بعد تجہیز و تکفین
لاشے کے جوش غصہ علمشاہ کے بجا ہوئے اُسوقت علمشاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کا حال
ہامان سے پوچھا اُسنے عرض کیا اے شہریار مجھے کچھ خلاصہ حال نہیں معلوم ہے کیونکہ میں تو بھاگ گیا تھا
لیکن اتنا جانتا ہون کہ وہ غائب ہو گئیں اگر وہ ملتین تو کپیتان فرنگی چلا جاتا اُنھیں کی تلاش میں وہ
دریا پار تیرا اور ڈال کر پڑا ہے اور لشکری اُسکے مسلح و مکمل مستعد جنگ ہیں اور آپکے ماموں مع چار سو
آدمیوں کے قید ہیں یہ سنکر علمشاہ نے چلنے کا ارادہ کیا ہامان نے کہا کہ وہ نو لاکھ سوارون سے مقیم ہے
آپ تنہا وہان جاکر کیا کیجیے گا علمشاہ نے کہا کہ اے ہامان اسکی مجکو پروا نہیں ہے خدا اے مانزرگ ست اور
کہا کہ اے بھائی ہامان مجکو تو مرجانا منظور ہے غرض کہ ہامان رخصت ہو کر علمشاہ سے ایکطرف کو چلا گیا اور
علمشاہ دریا کی طرف واسطے مقابلہ کپیتان کے چلے سیارہ نے ہاتھ باندھ کے عرض کی اے شہریار جو
میں کہون اگر قبول کیجیے تو بہتر ہے علمشاہ نے کہا کہ سیارہ نے کہا میں ایک عیاری کرتا ہون مگر اس
شرط پر کہ آپ قسم کھائیے علمشاہ نے اُسکے کہنے کو قبول کرکے قسم کھائی اس وقت سیارہ نے کہا
کہ میں ایک نقارہ لاتا ہون آپ چل کر کپیتان کی فوج پر شبخون ماریں میں نقارہ بجاؤن اور آپ
امیر یا توقیر حمزہ صاحبقران کا نعرہ کریں اور سلطان سعد اور لندھور بن سعدان کا نعرہ
کریں پھر اسپ ماکان کا نعرہ کریں علمشاہ کو یہ رائے پسند آئی سیارہ اُسی وقت علمشاہ

علمشاہ دربار قباد شہریار مین پہونچے تھے تو اُسوقت قباد شہریار ایک نامہ پڑھ رہے تھے قباد نے یہ ذکر سنکے وہ
پرچہ کاغذ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا ای علمشاہ بس ہو چکا سوا اس ذکر کے اور کوئی بات نہین ہی اگر ایسی ہی غیرت ہی تو
دیکھو تو یہ نامہ ابھی آیا ہی کیبتان فرنگی نے نانا کو تمہارے قتل کیا اور تمہارے ماموں اور تمہاری ماں کو گرفتار کیا ہی اور
تمہاری ماں پر عاشق بھی ہوا ہی اگر ایسی غیرت رکھتے ہو تو اُنکو چھڑا لاؤ یہ جو قباد شہریار نے کہا علمشاہ غصہ کے مارے
تھرتھر کانپنے لگے آنکھوں مین پردے غیظ و غضب کے پڑ گئے ایک طمانچہ قباد کے مارا کہ قباد شہریار غش کھا کے تخت سے گر پڑے
اور بیہوش ہو گئے سب سردار تلوارین پکڑ کے اُٹھے اور لندھور بن سعدان سامنے علم شاہ کے آیا اور کہا او ردمی یہ کیا کیا تو نے
بادشاہ سے بے ادبی کی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے ناچار ہون ورنہ تجکو ابھی سزا دیتا علم شاہ نے لندھور کو بھی تلوار
ماری لندھور نے خالی دی مگر غفلت مین ذرا سا پیلا تلوار کا لگا ہلکا چرکا کھایا لندھور نے کہا ای علم شاہ تو کیا چاہتا ہی
علمشاہ نے کہا غیرت کا خواہان ہون لندھور نے کہا تو بہتر یہ ہی کہ اب تو یہان سے نکل جا ورنہ فساد عظیم ہوگا اور تیری
آبرو مین فرق آئے گا تو خفت اُٹھائے گا

دو کلمے داستان جانا علم شاہ کا طرف روم کے قباد شہریار سے بگڑکے اور مارنا کیبتان فرنگی کو

برہم کنندگان صحبت عیش و نشاط اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جب علمشاہ رومی فساد برپا کر کے غصہ مین بھرا ہوا
نکلے سوار ہو کر گھوڑے پر مع فوج کے روم کی طرف چلے اور سعد بھی پیچھے پیچھے ہمراہ علمشاہ کے ہوئے دیکھا علمشاہ نے کہ
سلطان سعد بھی چلا آتا ہی علمشاہ نے کہا ای فرزند تم کیون آتے ہو مین تو اپنی زندگی سے بیزار ہون اور حقیقت مین مجھ
سے حرکت بیجا ہوئی جب میری ماں کی عاشقی کا نام سر بارگاہ لیا اُسوقت غصے سے مجکو کچھ نہ سوجھا اب مین یہ خجل امیر
کو کیا دکھاؤنگا سلطان سعد نے کہا ای عمو جان مجکو آپ بودا اور کمزور جانتے ہین مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور اگر
زیادہ مصر ہوجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کر دونگا اتنے مین لہراسپ بھی آکر موجود ہوا علمشاہ رومی نے کہا او لہراسپ تو
کیون آیا لہراسپ نے کہا یہ نشانی عمرو بن حمزہ یونانی کی ہی جہان سلطان سعد وہان مین جو دیکھا کرونگا وہ بھی چلا آتا ہی
کہا ای زنگی اوہ تو کیون آیا اُسنے کہا مین بھی تو غلام اس شہریار کا ہون غرض کہ مع سیارہ کے پانچون آدمی روم کو چلے اور یہان
قباد کو ہوش آیا مارے شرم کے کسی سے آنکھ نہ چار کی محل مین ملکہ مہر نگار کے پاس آئے اور سب سردار لندھور بن سعدان
کو برا کہنے لگے کہ تمنے اُسکو جانے دیا لازم تھا کہ اُسکو قتل کرتے یا قید کرتے لندھور نے کہا وہ بھی تو بیٹا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
کا تھا ہم کو اُسوقت پاس حمزہ صاحبقران کا آگیا قباد بادشاہ نے کہا تو علم شاہ کیا فرزندی حمزہ صاحبقران
سے نکل جائے گا یہان تو آپس مین یہ رنج کے تذکرے ہین اور وہان ملکہ مہر نگار نے قباد شہریار کو دیکھکر کہا علمشاہ
نے تم سے کیا بے ادبی کی قباد شہریار نے کہا اس ذکر کو جانے دیجیے وہ دیکھیے قصور مجھی سے پہلے ہوا تھا ملکہ مہر نگار
نے کہا ایک تو تو نبیرہ نوشیروان ہی دوسرے فرزند حمزہ صاحبقران ہی اور وہ رومی بچہ ہی اگر کوئی مرد کمینہ و کم ظرف
عورت کو گھر مین ڈال لے اور اس سے اولاد ہو تو وہ شہزادون کی برابری کیونکر کریگا خدا اُسکو غارت کرے اور اُسکے ہاتھ ٹوٹین کہ
میرے شہزادے کے ساتھ بے ادبی کی کم بخت یہ سب سردار بیٹھے ہوئے دیکھا کیے اور کسی سے کچھ نہ ہو سکا آگ لگاؤن ایسے تخت
سلطنت کو کہ میرے پارہ جگر نور نظر کو سر دربار ذلت ہو تو سہی میرا نام ملکہ مہر نگار جو اُس موئے مردے کی تیا کے
جھونٹے پکڑ کے نہ کھچواؤن فتنہ نے کہا بی بی چپ رہو خواجہ عمرو اور امیر با توقیر کی بات بھول گئین کہین ایسا نہ ہو
کہ امیر پھر ناراض ہون غرض ملکہ مہر نگار خاموش ہو رہین قباد شہریار فکر اور سوچ مین آٹھ پہر رنج و ملال مین رہتے ہین ادھر
علم شاہ رومی شہر کامیابسر مین پہونچے اور کیبتان فرنگی مرزوق فرنگی کا بیٹا خبر دلانے فرنگی کی سنکر

ہو گئے کہا اگر حکم ہو تو اسکو جا کر سزا دون قباد شہریار علمشاہ سے بہت خوش ہوے علمشاہ باہر نکلے اور گھوڑے پر
سوار ہو کر لوگون کو منع کیا کہ کوئی میرے ہمراہ نہ آئے غرض سیارہ تک کو ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا لشکر نوشیروان مین
آئے بعد انکے سعد بھی چلے علمشاہ جو دروازہ بارگاہ نوشیروان پر پہونچے گھوڑے کو کوڑا جو کیا الف ہو گیا علمشاہ
نے ایڑ جو کی تو اندر بارگاہ کے گھوڑا داخل ہوا چوبدار دوڑے انھون نے کسی کی بھی نہ سنی اور بارگاہ کے اندر پہونچ کے
گھوڑے سے اُترے دیکھا نوشیروان زرد کپڑے ماتم کے پہنے بیٹھا ہے علمشاہ رومی تخت پر برابر نوشیروان کے
بیٹھ گئے اور داڑھی پکڑ کے سر بارگاہ ایسی کھینچی کرائی جمشید و خورشید ششدر و حیران ہو کے رہ گئے لوگون نے
تلوارین کھینچین اور چاہا کہ علمشاہ کو مارین علمشاہ نے کہا ان سب کو منع کر ورنہ تجھکو تو مار ہی ڈالونگا نوشیروان
و بختک نے سب کو منع کیا ادھر سعد بھی مع گھوڑے بارگاہ نوشیروان مین آپہونچے علمشاہ سے سعد نے کہا
حضور یہان مین بھی آپہونچا جو کچھ حکم کیجیے بجا لاؤن پھر علمشاہ نے کہا کہ خبردار سعد تنبیہ بھی کوئی نہ بولے بختک نے کہا
حضور کیا مجال کسی کی جو کوئی بولے غرض تین مرتبہ نوشیروان کو اُٹھایا بٹھایا اور کہا او آتش پرست اس داڑھی پر یہ حرکت
ارذالون کی خبردار اس ارادے سے باز آ نہین تو ابھی تجھکو قتل کر دون خواجہ بزرجمہر نے کہا اے رستم زمان بس بس اے بہادر
دوران اے علمشاہ رومی اب بادشاہ اپنی سزا کو پہونچا علمشاہ نے کہا کیا کہون آپنے بھی اس گیدی کو نہ
سمجھایا کہ اے نامعقول یہ تو کیا حرکت بیجا کرتا ہے خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے کہنے کو عمل مین نہ لایا غرض بزرجمہر کے کہنے سے
علمشاہ نے نوشیروان کو چھوڑ دیا اور دیوان مین آئے سعد نے کہا اب آپ سوار ہون تشریف لے چلیے دونون بہادر سوار ہو گئے
لیکن اتنے مین یہ سب لوگ گھیر گھار کر رہے تھے علمشاہ نے جو دیکھا پکارے ابھی مین موجود ہون تم لوگ یہ نہ کہنا کہ چلے گئے
نکل ہی چلے ہے مجھ سے سمجھ لے نوشیروان نے منع کیا سب چپ ہو رہے بختک نے کہا آپ تشریف لیجائین
علمشاہ جب باہر نکل کے آئے بختک نے ایک ایک سے کہا واہ رے نامردو کسی سے کچھ نہ ہو سکا سب کھڑے
دیکھا کیے ارے اب بھی نہ جانے دو علمشاہ اور سعد جب قریب بازار کے پہونچے نائی نے آئینہ دکھایا اور کہا اے
شہریار حمام تیار ہے علمشاہ نے سعد سے کہا آؤ حمام کر لو تو پھر ملین لوگ جو جمشید و خورشید کے پیچھے پیچھے چلے آتے تھے
انھون نے ایک سے کہا چلو آگے بڑھ چلے تو کین غرض سب آگے بڑھ آئے اور ایک ایک نے کہا او بے مجاور تو نے
بادشاہ نوشیروان کو سر دربار ذلیل کیا ہے شہزادہ یہ تجھکو سزا دین علمشاہ نے کہا او گیدیو وہ تمہارا بادشاہ
اگر سعد آئے تو مین اس سے گفتگو کر دون وہان وہ بھی تو کھڑا رہا اُس سے کچھ نہ ہو سکا یہ سنتے ہی اُن لوگون نے
چاہا کہ علمشاہ کا پانون پکڑ کے گھوڑے سے کھینچ لین کہ علمشاہ نے دو ایک کو قبضہ تلوار کا مارا سر انکے پھٹ
گئے اب تو سب نے تلوارین پکڑ کے لڑنے لگے پھر تو علمشاہ نے تلوار کھینچی جانبین مین لڑائی ہونے لگی
علمشاہ اور سعد نے ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اب جو دیکھا تو ہزار ہا نامرد چلے آتے ہین یہ خبر
نوشیروان کو ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ ابھی تیری بدنامی ہوگی کہ بارگاہ مین تو کچھ نہ ہو سکا باہر
جب نکلے تو بلوہ کر کے گھیرا اور قتل کروا ڈالا نوشیروان نے حکم دیا کہ جا کے منع کر دو اسی وقت لوگ دوڑے آئے
سب کو لڑنے سے منع کیا بموجب حکم نوشیروان لوگ لڑنے سے باز آئے علمشاہ اور سعد اپنی بارگاہ مین
آئے اور قباد شہریار سے ساری کیفیت نوشیروان کی بیان کی کہ سر بارگاہ دربار عام مین بادشاہ
نوشیروان کے کان پکڑ کے تین مرتبہ اُٹھایا اور بٹھایا اور منع کر دیا کہ خبردار اس حرکت بیجا سے باز آ سعد نے
بڑی بہادری کی سعد نے کہا عمو جان مین نے کیا کیا آپنے تو اُس آتش پرست کو خوب ذلیل کیا جسوقت

ملکہ مہر گہر تاجدار نے چاہا کہ بھاگ جاؤن نوشیروان تو برابر پہونچ گیا تھا ہاے جان جہان کہکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا
یہ تو شرم کے مارے واسطے مجرے کے جھکی اور عرض کیا کہ ای پدر نامدار مین تیری دختر ہون ملکہ زر انگیز خاتون نے
جو یہ حال دیکھا کہا ہان ہان ای بادشاہ کیا غضب کرتا ہی یہ تیری دختر ماہ پیکر ملکہ مہر گہر تاجدار ہی مین نے
بسبب اسکی محبت کے تجھسے پوشیدہ کرکے اس دختر ماہ لقا کو تجھسے پوشیدہ پالا ہی اور تیرے خوف سے تجھسے اسوقت
تک نہین ظاہر کیا ہی نوشیروان نے ملکہ زر انگیز خاتون کو جھڑک کر کہا کیا بکتی ہی تجھکو تو سوت کی جلن ہوگی اور میری
اسیر جان جاتی ہی یہ کہکے نوشیروان نے ملکہ مہر گہر تاجدار سے لپٹنے کا ارادہ کیا ملکہ مہر گہر تاجدار نے چیخ مار کر کہا ای امان
جان بچاے جب تو ملکہ زر انگیز خاتون نے خنجر نکالا اور پکاری کہ تجھکو اور اپنے تئین ابھی ہلاک کر ڈالونگی اور خواصون کو
حکم کیا کہ تم کیا کھڑی ہوئی دیکھتی ہو اس بوڑہے کو مارو اسکو بڑھاپے مین عشق لگا ہی خواصین مارنے کو دوڑین یہ جو
ہر کہ نوشیروان نے دیکھا بدحواس ہوگیا مادہ زن تو ہمیشہ سے ہی ڈر کے مارے ملکہ مہر گہر تاجدار کا ہاتھ چھوڑ دیا اور
بھاگ کر باہر محل کے نکل آیا بختک اب پہچان گیا کہ یہ اُس نازنین پر محل مین عاشق ہوا ہی بختک نے پوچھا ای بادشاہ کیا
ہوا نوشیروان نے کہا ای بختک تجھسے نہ پوچھ اب مین زندہ نہ بچونگا مین محل مین ایک عورت نازنین مہ جبین پر عاشق
و فریفتہ ہوا ہون ملکہ زر انگیز خاتون کہتی ہی کہ یہ تیری بیٹی ہی اسکی کوئی تدبیر کر اسنے کہا جو مین کہون وہ کیجیے آپ کو کوئی
کیا کہہ سکتا ہی کسی کی کیا مجال اور کیا طاقت آپ خاطر جمع رکھیے اس بات پر مین سب کی مہرین کروا کے دیتا ہون نوشیروان
یہ سنکے خوش ہوا جب صبح کو نوشیروان دربار مین آیا اور بختک بھی آکے اپنے مقام پر بیٹھا اہل دربار سے کہا کیون صاحبو جو
کوئی بیج بوئے اور وہ درخت بار لاوے پہلے صاحب خانہ کھاوے یا اور کسی کو دے سب لوگ بالاتفاق بول اُٹھے کہ پہلے
صاحب خانہ کھاوے بعد اُسکے اورون کو تقسیم کرے بختک نے کہا تو تم لوگ اس محضر پر مہر ثبت کرو سب نے بے تامل مہرین
کر دین بزرجمہر سے بھی حکم کیا کہ تم بھی اس کاغذ پر مہر کرو بزرجمہر نے کہا کہ مین ایک عبارت لکھکے مہر کرونگا بختک نے کہا
وہ کیا عبارت ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا اول یہ کہ وہ خود نہ کھاوے اگر خود کھاوے حرام ہی بختک نے کہا یہ تمسے کس نے
پوچھا تھا جو یہ تقریر لگائی ایک تم اکیلے اگر مہر نہ کروگے تو نہ کرو تمہارے نہ مہر کرنے سے کوئی حرج نہین واقع ہوگا
نوشیروان نے کہا استاد کی مہر نہ ہوئی بختک نے کہا قاضی جی نے تو مہر کر دی انکی مہر کی کیا احتیاج ہی غرض اُسنے
تیاری نکاح کی کرنا شروع کی اور جوڑا شہانا پہنا اب ملکہ زر انگیز خاتون کا عجب حال ہی بیٹی سے یہ سب حال بیان
کرکے کہا کہ پہلے تجھے مارونگی بعد کو مین مر جاونگی پھر ملکہ زر انگیز خاتون نے خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہا کہ تم بادشاہ کو
سمجھاؤ خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سواے بختک کے کہا کسی کا نہین مانتا لیکن ایک تدبیر ہی امیر ابو تو قیر
حمزہ صاحبقران تو لشکر مین نہین ہین مگر تمہارا نواسا قباد بادشاہ لشکر مین ہی اُس سے کہلا بھیجو ملکہ
زر انگیز خاتون نے ایک نامہ قباد شہریار کو لکھا اور سارا احوال تحریر کر دیا اور ایک شخص کے ہاتھ خدمت قباد
شہریار مین بھیجا یہان قباد شہریار بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہین اور علمشاہ و لندھور بن سعدان و
مالک اور سعد یہ سب بھی موجود ہین کہ نامہ ملکہ زر انگیز خاتون کا آیا قباد شہریار نے پڑھا لکھا تھا ای قباد
شہریار ای فرزند جگر بند ملکہ مہر نگار و حمزہ نامدار اپنی خالہ ملکہ مہر گہر تاجدار کی آبرو اپنے نانا نوشیروان سے
بچاؤ کہ وہ کسی طرح نہین مانتا اور ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ عقد کرتا ہی قباد شہریار پڑھتے ہی اس نامہ کے سناٹے
مین آیا علمشاہ نے جو یہ حال قباد شہریار کا دیکھا ہاتھ بڑھا کے وہ نامہ پکڑ لیا اور کہا مین دیکھون اس نامہ مین کیا لکھا ہی حضور
آپ کو کیا ایسی تشویش ہی قباد شہریار نے ہاتھ سے وہ کاغذ چھوڑ دیا اور علمشاہ نے اُس کاغذ کو لے کر پڑھا اور کمر سے

نہایت پرفزا اور دلچسپ تھا امیر نے اُس مقام کو بہت پسند کیا تھا بلکہ کہا تھا کہ ہم یہین رہینگے اس سبب سے کہ وہ بھی
اُدھر سے کئی کوس پر چڑھ آئے گا اور ہم بھی بڑھکر میدانداری کرینگے لیکن بارگاہ یہین رہے گی اب امیر تو عیش و عشرت
مین مشغول ہین کہ ایک خط کعبہ سے آیا کہ ازہر زنگی نے بارہ سو ہاتھیون سے قلعہ کو گھیر رہا ہے کہتا ہے کہ کعبہ کو ہاتھیون سے گروا دونگا
اے امیر جس طرح سے ہو جلد آؤ اور ہماری کمک کرو امیر حمزہ صاحبقران نے قباد شہریار سے کہا آپ تو یہین رہین اگر
وہ مقابلے کو آئے تو علمشاہ ولند ہور و مالک سمجھ لینگے اب آپ آگے جانے کا قصد نہ کیجیے گا جبتک کہ مین نہ آؤن
کوئی امر نو ایجاد لشکر مین ہماری طرف سے نہو مین فقط خواجہ عمرو کو ساتھ اپنے لیے جاتا ہون قباد شہریار نے کہا کہ مناسب
تو یہ ہے کہ قدرے فوج اپنے ساتھ لے لیجیے صاحبقران نے انکار کیا قباد شہریار بہت مصر ہوئے شہریار کے کہنے سے کچھ لوگ مقبل
کے اور کچھ لوگ بہرام کے ہمراہ لے کر کعبہ کی طرف روانہ ہوئے ہرکارون نے یہ خبر نوشیروان کو پہونچائی کہ امیر باتوقیر
اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع چند بہادرون کے کعبہ کو گئے نامہ آیا تھا کہ ازہر زنگی کعبہ پر چڑھ آیا ہے بختک بہت
خوش ہوا اور کہا کہ یہی وقت ہے ان سب کا خاتمہ کرو جمشید شمشیر زن نے کہا جبتک حمزہ صاحبقران نہ آئینگے مین جنگ
نہ کرونگا مجھکو تو حمزہ سے لڑنے کی خوشی ہے بختک نے کہا اے جمشید شکر کرو کہ عمرو و امیر دونون لشکر اسلام مین نہین
ہین اگر تم لڑوگے تو بیشک ظفریاب ہوگے جمشید و خورشید نے بختک کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ٹال دیا ایک روز نوشیروان
کے درد اٹھا اور خلاف معمول محل مین گیا اور ملکہ مہر نگار جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پاس آئی تھی اور امید
ملکہ مہر نگار بالکل قطع ہو گئی تھی نوشیروان نے ملکہ زر انگیز خاتون سے کہا تھا کہ اگر اب تیرے یہان کوئی بیٹی شاید
پیدا ہو تو خبردار اسکو مار ڈالنا زندہ نہ رکھنا جب ملکہ زر انگیز خاتون کو حمل رہا اور ملکہ مہر گہر تاجدار پیدا ہوئی تو
ملکہ زر انگیز خاتون نے فیروزہ تاجدار کو پوشیدہ کر ڈالا اور نوشیروان سے کہدیا کہ بیٹی پیدا ہوئی تھی
اُسکو تیرے حکم کے بموجب قتل کروا ڈالا وہ مر گئی جھگڑا ایکا قصہ پاک ہوا مین نے تیری خوشی کی تو ناخوش نہ ہونا

دفع کلمے داستان عاشق ہونا نوشیروان کا اپنی بیٹی ملکہ مہر گہر تاجدار پر اور کچھ حال علمشاہ کا

مخبران اخبار عشق انگیز اس داستان محبت آمیز کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب بادشاہ نوشیروان بسبب درد کے
بہت بےچین ہوا غیر معمول وقت محل مین آیا وہی ملکہ مہر گہر تاجدار کہ جسکو ملکہ زر انگیز خاتون نے چھپا یا تھا محل
مین سامنے ٹہل رہی تھی نوشیروان کو جو آتے دیکھا بھاگی پازیب پانون سے نکل کر رہ گئی نوشیروان نے جو
پازیب کو دیکھا ملکہ زر انگیز خاتون سے پوچھا کہ یہ پازیب کسکی ہے ملکہ نے کہا میرے پاس اکثر شہزادیان وزیرزادیان
آیا کرتی ہین کسی کے پانون سے نکل کر رہ گئی ہوگی نوشیروان نے پازیب اٹھالی اور ہاتھ مین لے کر باہر آیا اور بختک
کو پازیب دکھا کر حال بیان کیا اور کہا کسی طرح حور لقا کو دیکھون جسکی یہ پازیب ہے بختک نے کہا حضور کچھ مشکل نہین ہے
پھر ایکروز غیر معمول محل مین جائیے اور اُس پری کی تاک رکھیے بلکہ تاک انگور مین چھپ کر کھڑے ہو رہیے اور
اس طرح دیکھ لیجیے نوشیروان ایک روز بالکل دے کے غیر معمول پھر محل مین آیا اور تاک انگور مین چھپ کر بیٹھ رہا
اُس ماہ لقا کی تاک جھانک مین تھا کہ اپنے معمول سے ملکہ مہر گہر تاجدار اپنی مان ملکہ زر انگیز خاتون کے
پاس آتی تھی نوشیروان نے یکایک دیکھا کہ بارہ دری کا پردہ اٹھا اور مشعلین اور فانوسین جلتی ہوئی
ساتھ روشنی زمین سے فلک تک گویا محل مین آگ لگی تھی اور بہت سی خواصین زر در گوش مرصع پوش اُس
ماہرو کے گرد پیچ مین آپ مثل آفتاب درخشان کے چلی آتی ہے جب تو فقط پازیب دیکھکر عاشق ہو گیا تھا
اب جو قریب سے اُس ابر دکھان رشک ماہ تابان کو دیکھا تیر عشق کلیجے کے پار ہو گیا اور بے اختیار ہو کر دوڑا

بھی مسکرا دیا اُسوقت عمرو ایک درخت پر سے کودا عورتین ادہی ادہی کرکے بھاگین اور سامنے ملکہ کے آکر گرین کہا یہ بلا
کہان سے آیا ہی پہلوان عادی سمجھ گیا کہ عمرو ہی ملکہ عادیہ بانو سے کہا کہ یہ وہی عمرو ہی جو بصورت سوداگر آیا تھا اور
مجکو کہتا تھا کہ غلام ہی اور صندوقچہ خواہر کا میرا اجڑ لایا ہی ملکہ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو بلوایا عمرو آکر صحبت عیش و
عشرت مین بیٹھا اور سمن رخ وزیرزادی ملکہ عادیہ بانو کی تھی اُسپر عمرو عاشق ہوا مگر پہلے ملکہ عادیہ بانو کی تعریف کے
عوض مین مذمت کی ملکہ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو کچھ دیا اور کہا خواجہ عمرو آج کچھ گاؤ اور مجکو اپنا گانا سُناؤ
خواجہ عمرو نے گانا شروع کیا اور سمن رخ کو ذلیل اُس محفل مین کرتا جاتا ہی اور گاتا جاتا ہی ہر بار کہتا ہی کہ سمن رخ میری بلائین
لیتی ہی اور کہتی ہی کہ مجکو بھی گانا سکھا دے سمن رخ نے شرمندہ ہوکر ملکہ عادیہ بانو سے کہا اری ملکہ میرا ستیاناس
جاے اور تمہارے ہی سر کی قسم جو مین نے کچھ بھی کہا ہو پہلوان عادی نے کہا انکا یہی حال ہی جب کسی پر یہ عاشق ہوتے
ہین پہلے اُسکو ذلیل کرتے ہین اور اُسکی مذمت بیان کرتے ہین انکی یہی حرکتین ہین اب انکو رضی کرو کہ یہ بھی امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران کے بڑے رفیق قدیم ہین اگر ایسا ہو تو بہتر ہم تم ایک جگہ رہین چین کرین ملکہ عادیہ بانو نے
سمن رخ کو بہت سی قسمین دے کر رضی کیا اور خواجہ عمرو کا نکاح سمن رخ کے ساتھ کر دیا اُسی شب کو سمن رخ
بھی حاملہ ہوگی اور اندلس تیز رفتار کا حمل رہا خواجہ عمرو نے اور پہلوان عادی نے چندے خوب جشن کیا اور عیش و
عشرت مین بسر کی پھر پہلوان عادی سے کہا اب لشکر مین چلو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا حال نہین معلوم کہ اُنپر
کیا گذری پہلوان عادی نے معروف شاہ سے کہا کہ اب مجکو اجازت خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین جانے
کی دیجیے مجکو حال حمزہ صاحبقران کا نہین معلوم کہ کہان ہین اور کیسے ہین معروف شاہ نے کہا جو خوشی تمہاری مگر
اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لیے جاؤ پہلوان عادی نے کہا وہان پہونچ کر انشاء اللہ بلا لونگا اس عرصہ مین خواجہ عمرو تو چلے گئے
کہ پہلوان عادی تھوڑے عرصہ مین ہمراہ فوج معروف شاہ کے کوچ بہ کوچ آئیگا مین دو روز مین پہونچونگا غرض کہ
خواجہ عمرو ملک عدن مین جسوقت پہونچے معلوم ہوا کہ شہنشاہ نوشیروان کوہ ششدر کیطرف ہی وہان دو بھائی
ہین کہ نام انکا جمشید ششدری اور خورشید ششدری ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بھی نوشیروان کے تعاقب
مین اُسی کوہ ششدر پر کوچ کر گئے ہین خواجہ عمرو سنتے ہی اُسی وقت کوہ ششدر کیطرف روانہ ہوگئے راہ مین امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران سے ملاقات ہوئی کہ وہان سے پانچ منزل کوہ ششدر سے فاصلہ تھا خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نے سارا حال پہلوان عادی کا بیان کیا حمزہ صاحبقران سُنکے بہت خوش ہوے وہان جمشید
ششدری نے نوشیروان سے کہا اے بادشاہ کیا آپ کا حال ہی کہ ایک حمزہ سے آپ بھاگتے پھرتے ہین آپنے سارے
ملک چھنوا دیے یہ کیا غضب کیا اب آپ یہان رہیے کیا مجال جو حمزہ یہان آکر دست درازی کرے دیکھیے تو مین
اُسکا کیا حال کرتا ہون بختک نے کہا اے جمشید اسکی بڑی کہانی ہی مین تجھسے کسی وقت کہونگا جب امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران کوہ ششدر کے قریب پہونچے خبر نوشیروان کو ہوئی کہ امیر مع لشکر یہان سے پانچ منزل پر ہین
اُسوقت نوشیروان شراب پی رہا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا اس طرح ہاتھ کانپنے کہ جام شراب ہاتھ سے گر گیا
جمشید نے کہا اے بادشاہ تو بڑا حمزہ سے خائف ہو رہا ہی کہ نام حمزہ سنتے ہی جسم مین تھرتھری پڑ گئی بختک نے کہا
کہ ہم ایسے بدبخت و کم نصیب ہین کہ جس شہر مین جاتے ہین وہ تباہ و برباد اور تاراج ہو جاتا ہی تم بھی یا تو قتل ہوگے
یا مسلمان ہو جاؤ گے فقط حمزہ کے آنے کی دیر ہی جمشید و خورشید ہنسنے لگے اُدھر امیر چلے آتے تھے اور لوگ
پہلوان عادی کے ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے تھے کہ راہ مین ایک تالاب ملا اُسپر بارگاہ سلیمانی برپا کردی کہ وہ مقام

بارگاہ زرین استادہ ہو بموجب حکم معروف شاہ اُسی وقت بارگاہ برپا ہوئی اور کل سامان مہیا ہو گیا پہلوان عادی
اپنی بارگاہ میں آیا اور بادشاہ محل میں داخل ہوا بیٹی سے جا کر پہلوان عادی کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ یہ بڑا مرد
مردانہ جوان رعنا اور ردوار و نمودار اور خاندان عالی سے ہے اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا دودھ شریک
بھائی ہے عادیہ بانو دل میں رضامند ہو کر چپ ہو رہی معروف شاہ سمجھ گیا کہ عادیہ بانو راضی ہے بقول شخصے خموشی نیم رضا
بادشاہ باہر محل سے آیا اور پہلوان عادی کو بُلوایا اور کہا کہ میری بیٹی ملکہ عادیہ بانو ہے اُسکو تو قبول کر پہلوان عادی
دل میں بہت خوش ہوا اور راضی ہو کر کہا کہ آپکو اختیار ہے غرض کہ اُسی روز بادشاہ نے بڑے دھوم سے ناچنے کا سامان
کیا اور پہلوان عادی کو مانجھا پہنایا یکایک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی پوچھتا دریافت کرتا آیا اور شہر اندلس میں
داخل ہوا اور ایک سوداگر کی شکل بنکے بازار کی سیر کرتا ہوا چلا ایک چوبدار معروف شاہ کا تھا کہ اُسکا نام سعری تھا اُسکو
خواجہ عمرو نے پانچ روپے دیئے اور اُسکے ساتھ بارگاہ معروف شاہ میں پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے سوداگر
جان کر کرسی بیٹھنے کو دی اور حال پوچھا سوداگر نے کہا اے بادشاہ ایک غلام میرا ایک صندوقچہ چُرا کر بھاگ کے تیرے شہر میں
آیا ہے معروف شاہ نے کچھ لوگ اپنے خواجہ عمرو کے ہمراہ کر دیئے کہ جا کر تلاش کر کے اُسکا غلام اسکے حوالے کرو عمرو
بصورت سوداگر ملازمان شاہی کے ساتھ بارگاہ پہلوان عادی میں دیکھا کہ ہام و سام دونوں بیٹے معروف شاہ
کے اور سالے پہلوان عادی کے بیٹھے ہیں اور تمام وزرا بھی معروف شاہ کے حاضر ہیں دربار پہلوان عادی
کا جمع ہے اور معروف شاہ محل میں شادی کی تیاری کر رہا ہے خواجہ عمرو نے پہلوان عادی کو دیکھکر کہا او
غلام اب تو کاہے کو مجھ سے آنکھ ملانے لگا تو میرا صندوقچہ چرا کر بھاگا اور یہاں آیا اب بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ اپنی
شادی کرتا ہے یہ تو نے کیا کیا خیر مجھے اس سے کیا تو میرا صندوقچہ جواہر کا مجھکو دیدے اور تو جان اور تجھے اپنے فعل کا اختیار
ہے پہلوان عادی نے گھبرا کر پہلے تو ادھر اُدھر دیکھا پھر کہا او مسخرے ہے شرط کہ ابھی تجھکو نوکروں سے پٹوا دوں یہ سنتے ہی
سارا دربار خواجہ عمرو کے مارنے پر آمادہ ہوا قریب تھا کہ لوگ خواجہ عمرو کو ماریں یہ دیکھکر خواجہ عمرو گھبرا گئے دل میں
کہا کہ مفت میں اب پٹ گئے فوراً پہلوان عادی کے قریب آ گئے پہلوان عادی کو خواجہ عمرو نے اپنی بائیں آنکھ
کا تل دکھایا پہلوان عادی نے پہچانا کہ خواجہ عمرو ہیں اُٹھکر بھائی بھائی کہکر گلے لگے اور ہنسکر کہا او دزد باریک گردن
یہ کیا دل لگی تھی کہ تو نے مجھکو ذلیل کیا اور وہاں لوگوں نے جا کر بادشاہ کو خبر دی کہ وہ جو سوداگر آیا ہے پہلوان عادی
کو اپنا غلام بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا صندوقچہ جواہر کا لیکر بھاگ آیا ہے معروف شاہ کو سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا خوب ہوا کہ
میں نے اب بھی سن لیا کہ پہلوان عادی غلام سوداگر کا ہے ابھی خیر ہے کہ شادی میری بیٹی ملکہ عادیہ بانو کی اُسکے ساتھ
نہونے پائی تھی اب معلوم ہوا کہ غلام ہے لاکھ لاکھ پہلوان عادی نے سب سے کہا کہ یہ عمرو ہے مجھ سے بموجب ہنسی دل لگی کے
یہ کلمہ کہا تھا مگر کسی کو یقین نہ آتا تھا جب خواجہ عمرو نے پہلوان عادی سے پانچ ہزار روپیہ لیے اسوقت عمرو نے
اپنی اصلی صورت دکھائی اور سارا ماجرا بیان کیا جب معروف شاہ نے اچھی طرح سے دریافت اور تحقیقات کر لی تو
ملکہ عادیہ بانو کی شادی پہلوان عادی کے ساتھ کی جس دن پہلوان عادی ملکہ عادیہ بانو کو بیاہ کر لایا اور
شب زفاف ہوئی گوہر آرزو صدف بے بہا کو ملا یعنی اُسی روز ملکہ عادیہ بانو کو قریب نماز ہی کا حمل رہا اب عمرو
حیران ہے اور تعجب میں ہے کہ پہلوان عادی نے ملکہ عادیہ بانو کو مجھ سے چھپایا خواجہ عمرو کے دل میں ہے کہ کسی طرح اُنکی
صحبت میں پہونچا چاہیے ایک روز رات کو محل میں آیا پہلے تو ناچنے والیوں کی پیشواز مقراض سے بغل سے کاٹ لی اور دوپٹوں
کی چوٹیاں مقراض سے کاٹ لیں ملکہ عادیہ بانو کی جو نگاہ پڑی خوب ہنسی بلکہ تمام صحبت ہنسی پہلوان عادی

تشنگان الفاظ و معانی و مجلہ نشینان نکتہ دانی اس داستان عشرت بیان کو یون جلوہ آرا کرتے ہین کہ جب پہلوان عادی
ہمراہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے غسل صحت کا آب شفاف و صاف مین کرنے کو آگے اور کپڑے اتار کے اُس آب
روان مین اُترے امیر و عادی دونون بہ سبب امواج بحر طوفانی کے ہو گئے بہتے بہتے ملک عدن مین نکلے تب کا بیان
ہو چکا ہی اور پہلوان عادی بہتے بہتے غوطے لگاتے آب روان کو طی کرکے کئی روز کے بعد ایک کنارے پر جا لگے اب
جو باہر نکلے دیکھا سامنے کچھ آبادی ہی معلوم ہوا کہ یہان کوئی شہر بستا ہی خستگی منزل آب روان سے اور بھوک کے باعث سے
نہایت مضمحل ہو گئے تھے پس آہستہ آہستہ وہان سے بازار مین آئے دیکھا چار طرف برابر دکانین ہر قسم کی آراستہ
ہین بھوکے تو کئی روز کے تھے بیتاب ہو کے ایک حلوائی کی دکان پر کھڑے ہو کر مٹھائی وغیرہ بغیر کہے سُنے کھانا شروع کی
وہ لنگوٹا دھر نگا دیکھکے ڈر کے مارے الگ ہٹ گیا اور وہین سے غل مچایا کیا یہ سب کچھ کھا گئے کسی طرف کو آنکھ
اُٹھا کے بھی نہ دیکھا یونہین کھڑے کھڑے ساری دکان حلوائی کی کھا گئے آگے بڑھکے دیکھا بنیے کی دکان جمی جمائی اناج
سے ہی وہین دکان پر کھڑے ہو کے اناج پھانکنا شروع کیا وہ بنیا بھی دکان چھوڑ کے بھاگا بازار مین ایک شور و غل
ہوا کہ یہ دیو ننگا منگا کہان سے آیا ہی غرض کہ بیچ چوک مین آئے وہان بھی اُسی طرح سے جو چیز پائی کھا لئے لوگ دوڑے
اور جا کر کوتوال سے فریاد کی وہان سے کوتوالی چبوترے کے سپاہی آئے اور چاہا کہ پکڑ لین پہلوان عادی نے
ایک تھونی کسی دکان کی اکھاڑ لی وہ دکان گر پڑی جو لوگ اس دکان کے نیچے بیٹھے تھے دب گئے اور عادی نے
تھونی پکڑ کے مارنا شروع کیا بائیس آدمی مار ڈالے ہرکارون نے بادشاہ کو پرچہ اخبار کا گذرانا بادشاہ نے حکم کیا اُسے
ہمارے پاس لے آؤ چند سپاہی بادشاہ کے آئے اور کہا کہ تمکو ہمارا بادشاہ بلاتا ہی اور کہتا ہی کہ تم یہان آؤ اور ناحق ظلم و
جور نہ کرو ہم تمکو بہت خوش کرینگے اور اپنی فوج کا سپہ سالار کرینگے غرض لوگ سمجھا بجھا کے پہلوان عادی کو بادشاہ کے
پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہی پہلوان عادی نے کہا میرا نام دو دہ شریک حمزہ صاحبقران ہی مین
بادشاہ قلعہ تنگ رواحل کا ہون اور اس شہر کا کیا نام ہی اور آپ کا اسم مبارک کیا ہی بادشاہ نے کہا اس شہر کو اندلس
کہتے ہین اور نام میرا معروف شاہ ہی اگر ایک شرط میری پوری کر دو تو مین مسلمان ہون پہلوان عادی نے کہا وہ شرط
کیا ہی معروف شاہ نے کہا کہ ایک نقابدار پہلوان ہی اگر تم اُسکو زیر کرو تو ہم سب مسلمان ہو جائین یہ سنتے ہی پہلوان
عادی نے کہا بہتر ہی الغرض بادشاہ نے پہلوان عادی کو پوشاک فاخرہ پہنائی اور ہتھیار اور گھوڑا دیا صبح کو عادیہ بانو
بیٹی معروف شاہ کی نقابدار یاقوت پوش بنکے آئی اور پہلوان عادی کا مقابلہ کیا پہلوان عادی نے کہا اے
نقابدار یاقوت پوش جو کچھ ضرب بہادری رکھتا ہو لا نقابدار یاقوت پوش نے نیزہ مارا پہلوان عادی نے
نیزے پر نیزہ رد کیا چند طعنون کے بعد نقابدار یاقوت پوش کا نیزہ پہلوان عادی نے ہوائی کیا نقابدار یاقوت پوش
نے تلوار اُجاری پہلوان عادی نے سر اپنا بچا یا گھوڑے کی گردن پر تلوار پڑی سر رکیب کا کٹ گیا پہلوان عادی زمین پر گرا
چاہا کہ نقابدار یاقوت پوش کے گھوڑے کو ڈپٹ کے کہ نقابدار یاقوت پوش کو دکے زمین پر آیا اور پہلوان عادی سے
دست بہ گریبان ہوا پہلوان عادی بھی ہاتھ گردن مین ڈال کے لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی تین پہر کے بعد پہلوان عادی
نے لنگر نقابدار کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈال کے نقابدار کو اُٹھا لیا لوگون نے کہا بس بس اب رکھدو پہلوان عادی
نے نقابدار کو چھوڑ دیا نقابدار یاقوت پوش گھوڑے پر سوار ہو کے چلا گیا پہلوان عادی معروف شاہ کے پاس
آیا اور کہا اب مسلمان ہو معروف شاہ کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا اور سب کو دین اسلام مین لایا بتخانے کھدوا
ڈالے اور مسجدین بنائین اور بارگاہ مین آکر بیٹھا پہلوان عادی کو دنگل پر بٹھایا اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کے واسطے

ہمارا سردار ہو قارن شاہ عدنی نے کہا تو بڑا بدذات ہی امیر حمزہ صاحبقران نے بھی کہا یہ بانی فساد ہی غرض نوشیروان
نے بختک سے کہا تو جا کر سب سے کہہ بختک نے آکر کہا بادشاہ نوشیروان کہتا ہی اگر لات ومنات کو سجدہ کرو تم
سب کی جان بخشی ہو ورنہ سب کو قتل کرونگا سب سرداران حمزہ صاحبقران نے کہا کہ ہم لات ومنات پر لاکھو
لاکھ لعنت کرتے ہین بختک نے آکر بادشاہ نوشیروان سے کہا وہ سب انکار کرتے ہین اور نہین مانتے ہین امیر
صاحبقران نے کہا پھر کہو پھر کہو غرض تیسری مرتبہ مین سب راضی ہوے کہ لات ومنات سچے ہین اُن کفار نے بت
لاکر رکھے اور کہا کہ سجدہ کرو سب نے انگلیون کی محراب بناکر سجدہ کیا جب بادشاہ نوشیروان نے سب کو اپنے پاس
بٹھایا اتنے مین غل ہوا کہ قباد شہریار فوج لیکر آپہونچا ادھر امیر کشورگیر اور سب سردارون نے نوے کیے نوشیروان
توڑ کے مارے اُیلک کے تخت پر سوار ہوا اور بھاگا قارن شاہ عدنی بھی سوار ہوا یہان تلوار چلنے لگی کفار کے تن و سر
کٹ کٹ کے گرنے لگے یکایک سامنا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے قارن شاہ عدنی کا ہوا قارن نے تلوار
ماری امیر باتوقیر نے سپر پر روک کے جو ایک ہاتھ جنیو کا مارا قارن شاہ عدنی دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا اب فوج
قارن کی لڑنے لگی کہ شمار مین سات لاکھ آدمی تھے اور حمزہ صاحبقران وعلمشاہ ولندھور بن سعدان و مالک
نے ایسی شمشیرزنی کی کہ کفار کے چھکے چھڑوا دیے ادھر قباد شہریار نے ایسی تلوارین ماری ہین کہ لشکر کفار مین تہلکہ ڈالدیا
نوشیروان تو ساسانیون کو لیکر بھاگا عدنیون کو اپنی جان کی ایسی پڑی کہ الامان الامان کا ہر طرف شور بلند ہوا امیر
کشورگیر نے سب کو پناہ دی اور سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے مسجدون کی بنا ہوئی اور بتخانے منہدم کردیے شیوالے تھے
کھدوا ڈالے حمزہ صاحبقران بارگاہ قارن شاہ عدنی مین آگئے اور قباد شہریار کو تخت پر بٹھایا اور آپ زنگل زاد
عنبر پر متمکن ہوے اور کرسی ہر ہر پر خواجہ عمرو اور سب سردار اپنے اپنے زنگلون پر بیٹھے خواجہ خورشید کا تذکرہ امیر نے
کیا اور سات گنج قارن شاہ کے امیر نے منگواکر خواجہ عمرو کو دیے اور خواجہ خورشید بازرگان کو فقط کہا تمھارا حق سے
المضاعف دیا اور کہا ایک شہر کی حکومت دونگا امیر نے پوچھا قارن شاہ کا کوئی عزیز بھی ہی لوگون نے کہا اسکا
بیٹا موجود ہی فرامرز بن قارن شاہ عدنی نام ہی امیر نے کہا اُسکو لاؤ لوگ جو گئے اُسکی مان نے کہا امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران آپ آئین وہ یہ سمجھی تھی کہ شاید امیر مجکو پسند کرینگے اسواسطے امیر باتوقیر کو بلایا لوگون نے آکر امیر سے کہا امیر
باتوقیر نے فرمایا اُسسے یہین لے آؤ اور کہنا مین بھی آؤنگا یہ سنتے اُسنے بیٹے کو بھیجا جب فرامرز بن قارن شاہ عدنی امیر کے سامنے
آیا صورت اُسکی دیکھکے امیر باتوقیر کا دل بھر آگیا خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ عمرو نہین معلوم اسکے ہاتھ سے مجکو کیا
صدمہ پہونچیگا کہ اسکو دیکھکر میرا دل تھرا گیا خواجہ عمرو نے کہا اب اسکو بھی قتل کیجیے امیر حمزہ صاحبقران نے کہا یہ کیونکر
ہوسکتا ہی ابھی بیچارہ بے خطا ہی کوئی قصور اس سے نہین ہوا غرضکہ امیر باتوقیر نے اُسکو خلعت دیا اور بہ کراہت اُسکا ملک اُسکو
دے دیا اور اُسکو بھی مسلمان کیا اتالیق اُسکے واسطے اپنی طرف سے معین کیے کہ اسکو مذہب اسلام کے قواعد تعلیم کرین
اب خواجہ عمرو سے صاحبقران نے کہا کہ خبر نوشیروان کی لاؤ تو کوچ کرین خواجہ عمرو نے کہا دور کیجیے جلنے دیجیے نوشیروان
تو مدائن کو گیا ہوگا اب اُسکا پیچھا نہ کیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا جبتک وہ دین اسلام نہ قبول کرے گا اُسوقت تک
بغیر مارے نہ چھوڑونگا پھر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ عمرو پہلوان عادی کا پتا نہ ملا خواجہ عمرو
نے کہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نہین معلوم کیا ہوا پہلوان عادی کدھر گیا یہ کہتے عمرو بالا دوی کو نکلا اور امیر
کشورگیر دربار مین جلوہ افروز رہے

دوسرے داستان پہلوان عادی کا پہونچنا اندلس مین اور عادیہ بانو کو زیر کرکے عقد کرنا اور کرب کا حمل رہنا

دیکھیے قباد و شہریار کی دلجمعی تو خواجہ عمرو کے کہنے سے ہو چکی تھی کہا جاؤ سپرد خدا کیا لندھور بن سعدان نے مجرا کیا
اور جام لبالب پی کر فیل کو اپنے نکالا اور جھولتا ہوا برابر دیوانے کے آیا دیوانے نے صدا دی بلا لوم لندھور
نے کہا او بے ادب بادشاہ نے مجکو روکا نہیں تو بارگاہ میں اگر تجکو سزائے معقول دیتا دیوانے نے پھر بلا لوم کی آواز دی
شاطر نے کہا دیوانہ تیرا نام پوچھتا ہے لندھور نے کہا اسم لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران اور دیوانے
لا ضرب بہادری کی دیوانے نے بڑھکر چوب دست ماری لندھور نے گرز پر روکی ایک آواز تڑاقے کی بلند ہوئی
ایک شعلہ آگ کا ہودے میں گرا لندھور کا عجب حال ہوا کہا کہ یہ دیوانہ بلا ہے بے درمان آفت جان ہے پھر لندھور
نے گرز مارا دیوانے نے چوبدست پر روکا مگر دیوانہ تیورا گیا غش طاری ہوا گرد و غبار بے انتہا اڑ کر بلند ہوا اشقر دیوزاد
اس گرد میں چھپ گیا لندھور بن سعدان پکارا از دم و پست کردم یہ آواز دیوانے کے کان میں گئی اسنے اشقر دیوزاد
کو گرد و غبار سے نکالا اور بڑھکر پھر چوب دست لندھور بن سعدان پر ماری لندھور نے خالی دی وہ چوب فیل کے
سر پر پڑی مغز ہاتھی کا پاش پاش ہو گیا وہ فیل مع لندھور زمین پر گرا مگر جھٹ لندھور نے چاہا کہ اشقر دیوزاد کو زیر
کرے ان دیوانہ بھی مرکب سے کود پڑا لندھور بن سعدان دست و گریبان ہو کشتی ہونے لگی تمام دن اور تمام رات
کشتی ہوئی دوسرا دن بھی یونہیں گذرا تیسرے دن امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے لندھور کا زور توڑا اور سینہ
میں ہاتھ دے کے ریل لے چلے کئی قدم پر جا کے لندھور کو ہکہ مارا دونوں گھٹنے لندھور کے زمین پر آ کے ٹکے امیر نے بند دست
میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور کمر تک لائے تھے کہ توڑا ٹوٹ گیا لندھور زمین پر گرا صاحبقران نے اپنا توڑا کمر میں
لندھور کے باندھا اور زور کیا پہلے زور میں کمر تک اٹھا کے لائے دوسرے زور میں سینہ تک لائے تیسرے زور میں سر
سے بلند کر لیا اور داہنے شانے کی طرف سے زمین پر مارا لندھور چاروں شانے چت گرا حمزہ صاحبقران نے باندھکر
خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور جہاں سب قید تھے وہیں انکو بھی قید کیا اور طبل بازگشت بجا کر پھر آئے خواجہ خورشید نے
کہا کہ دوسرا دن ہے کہ علمشاہ نے کھانا نہیں کھایا امیر نے خواجہ عمرو کو بھیجا عمرو نے بہت سا سمجھایا مگر کسی نے
کھانا نہ کھایا عمرو نے آکر امیر سے کہا کہ میرا کہنا کچھ اثر نہیں کرتا کوئی کھانا نہیں کھاتا امیر با توقیر ایک عمامہ گیروا باندھکر
عبا دوش پہ رکھکے وہاں آئے جہاں سب قید تھے لندھور بن سعدان نے علمشاہ سے کہا دیکھا تم نے میں نے امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران کو پہچانا یہ امیر با توقیر ہیں سب خوش ہوئے بعد اسکے خواجہ عمرو بھی آئے اور کہا چلو امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران تمکو بلاتے ہیں سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے امیر کے آگے دیکھا امیر بیٹھے ہیں سبھوں نے مجرا کیا اور
کہا ہمکو دیوانے نے زیر کیا ہے ہم اپنی جا میں بدینگے جب تو امیر کشورگیر نے کہا کیسا دیوانہ اگر ستم میں دیوانہ بنا تھا تم نے
جو کہا تھا کہ میں اب صاحبقران ہوں میں نے بھی آزمائش کی اگر تم صاحبقران ہوتے تو میں کعبہ کو چلا جاتا علمشاہ
رونے لگے اور قدم پر گرے اور کہا کہ جب آپ چاہتے مجکو زیر کر دیتے لندھور بن سعدان نے کہا میں نے کیا کہا تھا جو
آپ نے مجکو پھنسایا امیر نے کہا تم نے بھی تو کہا تھا کہ مجکو امیر نے زیر نہیں کیا اگر اب بھی تم زیر نہوتے تو یہ احسان مجھ پر رہتا اور
خواجہ خورشید سے کہا صبح کو تم نوشیروان کے پاس جانا اور کہنا کہ ان سب کو بلا کے قتل کر دو اور خواجہ عمرو سے کہا کہ تم قباد
شہریار سے جا کر کہدینا کہ تم صبح کو نوشیروان کی بارگاہ میں سب فوج لے کر آنا غرضکہ خواجہ خورشید نے نوشیروان سے
آکر کہا دیوانہ کہتا ہے کہ ان سب کو قتل کر دیجیے یہاں یہ ذکر تھا کہ امیر بھی سب کے اور ابھی لے کر مع مرکب بارگاہ میں نوشیروان
کی آئے اور ایسے گویا ہوئے کہ اے بادشاہ جو لات و منات کو سجدہ کرے اسکو اپنے پاس بٹھا اور جو نہ قبول کرے
اسکو قتل کر تختک تو کلمہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا ایک سردار یہاں کا اور دوسرا سردار امیر کے ادھر ادھر بیٹھیں بیٹھیں

امیر

کو سنانا آگیا امیر نے چوب دست ماری علمشاہ نے خالی دی گھوڑا علمشاہ کا کام آیا کود کر زمین پر آئے اور
حمزہ صاحبقران کو تلوار ماری امیر باتوقیر نے ہاتھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مار کر تلوار چھین لی اور پھینک
دی علمشاہ نے غصے ہو کر گریبان میں ہاتھ ڈال دیا امیر کشورگیر بھی لپٹ گئے کشتی ہونے لگی حمزہ صاحبقران دل
میں اپنے دعا مانگنے لگے ای پروردگار عالم یہ جوان ہی اور زور آور میں کمزور اور ضعیف مثل مور ناتوان ہوں مدد فرما چونکہ
تو ہی میرا حامی و مددگار ہی اگر بچہ دستے صاحبقران اپنے فضل و کرم سے کیا ہی تو اسپر مجکو فتحیاب بھی کر غرضکہ
تین روز تک کشتی ہوا کی تیسرے دن امیر دونوں شانے پکڑ کے ریلتے ہوے سے چلے آٹھ قدم پر جا کر جھٹکا دیا اور لنگر
علمشاہ کا اکھاڑ کر زمین پر مارا دونوں گھٹنے علمشاہ کے آشنا زمین ہوے علمشاہ نے پھر لنگر مارا امیر باتوقیر نے کمربند پکڑا
علمشاہ نے چاہا کہ زور کروں توڑ اور چھوٹ جاوے لاکھ طرح سے تڑپے اور لنگر بھی مارا مگر امیر کشورگیر نے بکہ دستے کے اٹھا لیا
اور سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا مگر امیر نے یہ سبب زور بائیں ہاتھ سے کیے تھے دو بائیں ہاتھ سے اٹھایا
بھی تھا اسی سبب سے علمشاہ دست چپی ہوے غرضکہ امیر باتوقیر نے باندھ کر عمرو کے حوالے کیا اور طبل بازگشت
بجوا کر پھر گئے نوشیروان اور قارن شاہ بہت خوشی کرتے بارگاہ میں آگئے امیر نے کہا جہاں سب قید میں ہیں
انکو بھی رکھوا اب کئی روز طبل جنگ نہ بجوایا قباد شہریار کو وہ صدمہ ہی کہ کھانا چھوڑ دیا ہی ادھر امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران کو بھی فکر و تامل ہی کہ اب سامنا اشقر دیوزاد کا ہی خدا اسکے فریب سے بچائے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ کوئی
تدبیر بتاؤ عمرو بھی حیران ہی امیر نے فرمایا ای عمرو تو میرا اشقر دیوزاد چھین لا اور خواجہ خورشید بازرگان کے
ہاتھ بیچ ڈال خواجہ عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران قباد شہریار نہ بیچے گا اگر کہو تو اس سے کہدوں امیر نے
کہا خبردار ایسا نہ کرنا سارا کھیل بنا ہوا بگڑ جائیگا عمرو نے کہا بہت خوب پھر رات کو عمرو لشکر میں آیا اور قباد
شہریار کے پاس آکر کہا ای شہریار آپنے غلام کو بھی پہچانا قباد شہریار سمجھے کہ شاید میری قضا یونہی آئی ہی کہ یہ
فرشتہ ملک الموت ہی خواجہ عمرو نے صورت اپنی دکھائی اور کہا ای قباد شہریار آشنا آپ سے کہنے آیا ہوں کہ آپ خاطر جمع
رکھیے گا انشاءاللہ تعالی دو چار روز میں پھر آپ کا عمل ہو جائیگا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران خیریت سے ہیں
یہ کہکر خواجہ عمرو تو غائب ہو گئے اور گلیم اوڑھ کر اشقر دیوزاد کے پاس آئے اور زبان جنی میں کہا کہ تیرے آقا نے
تجکو بلایا ہی یہ سنتے اشقر دیوزاد نے سر آگیا ہلایا عمرو نے اشقر دیوزاد کو کھول کے لے گیا اور اپنی صورت بدل کر اشقر دیوزاد
کو خواجہ خورشید کے ہاتھ بیچا خواجہ خورشید نے نوشیروان اور قارن شاہ عدلی سے کہا کہ میں نے آج ایک گھوڑا
سستا مول لیا ہی قارن شاہ عدلی نے کہا ہم دیکھیں خواجہ خورشید نے اشقر دیوزاد کو طلب کیا قارن تو
اس گھوڑے کو دیکھ عاشق ہو گیا نوشیروان سے کہا ای بادشاہ میں نے تجھ سے کچھ نہیں مانگا یہ گھوڑا خواجہ خورشید
سے مجکو دلوا دے پھر قارن نے خواجہ خورشید سے کہا جو کچھ تو کہے گا وہ میں تجکو دونگا یہ گھوڑا مجکو دیدے
خواجہ خورشید نے کہا کہ میں دیوانے سے بھی اس گھوڑے کا ذکر کر چکا ہوں اگر وہ نہ لے گا تو آپ اس گھوڑے کو
لیجیے گا یہ سنتے قارن چپ ہو رہا اب قارن شاہ کی کیا مجال جو کچھ کہ سکے غرضکہ اشقر دیوزاد کو خواجہ خورشید
نے لا کر امیر حمزہ صاحبقران کو دیا امیر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے دیکھا کہ دیوانہ
اشقر دیوزاد پر سوار اور شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہی میدان میں حمزہ صاحبقران ٹھہرے اور آواز بلند
کی دیوشاہ نے کہا ای حمزہ آج تیرا دیوانہ مبارز طلب کرتا ہی یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نے ہاتھی اور دوسرا طلب
کیا فیل ہیبت سے اتر کر اس فیل پر سوار ہوا پھر قباد شہریار کو مجرا کیا اور کہا آج تک آپ نے نہ جانے دیا اب رخصت بیکار

قباد نے منع کیا لندھور شیران ہی کہ جب مین کارزار کو نکلتا ہون قباد و شہریار منع کرتے ہین علمشاہ چاہتے ہین کہ
مجلس مین اس دیوانے سے سامنا کرین کہ گرداشی اور وہی دیوانہ یعنی عمرو دیا امیر کشور گیر نے کہا بلالوم عمرو نے کہا بلالوم امیر نے
چوب اٹھائی عمرو نے جلدی سے باندھ کے کہا کہ یا امیر کشور گیر مین نے آپکو پہچانا یہ کس پر خفگی ہی کیون آپ نے اپنے سردارون
کا یہ حال کیا عمرو تو یہ کہتا ہی امیر بلالوم کہتے ہین عمرو نے کہا تو یہ سرحاضر ہی کاٹ لو امیر نے چوب ماری عمرو گر پڑا امیر
گر پڑے سے تو رسّے کو باندھ لیا اور طبل بازگشت بجواکر لے گئے اور رات کو عمرو کو بلایا خواجہ خورشید عمرو کو لیکر آئے
عمرو آتے ہی قدمون پر امیر حمزہ صاحبقران کے گر پڑا اور کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ سارے لشکر کا خاتمہ کر دیا امیر کشور گیر
نے کہا ای عمرو کسی سے اس راز کو ظاہر نہ کرنا ای عمرو وہ بات یاد ہی کہ علمشاہ نے کہا تھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
خانہ کعبہ کو جاتے ہین اور مین صاحبقران ہون اور لندھور بن سعدان نے بھی کہا تھا کہ ہم بھی نہین زیر ہوے ہین
تو مین نے یہ آزمائش کی ہی اگر خدا نے مجکو صاحبقران کیا ہی تو حال معلوم ہو جائیگا اور ان لوگون کا بھی امتحان
ہو جائیگا ای عمرو مین تجکو نوکر کیے رکھونگا صبح کو خواجہ خورشید سے کہا کہ قارن شاہ عدلی سے کہو جو یہ دیوانہ آیا
ہی جسکی صدا بلالوم کی ہی اسکو ہم نے پسند کیا ہی اور اپنا ملازم بنائینگے خواجہ خورشید نے نوشیروان سے بارگاہ مین
جاکے کہا قارن شاہ عدلی نے تو کہا اسکو اختیار ہی اگر ہم سے کہے تو ہم انکی خدمت کرین زہے نصیب ہمارے جو
ہم سے خدمت لے اور اپنے کاروبار مین رکھے تخت تک پہنچے خوب ناچا اور صلواۃ پڑھنے لگا الغرض امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
نے صبح کو اپنا شاطر بنایا اور طبل جنگ بجوایا اور یہان قباد شہریار اور ملکہ مہرنگار کا عجب حال ہی فتنہ سے کہتی ہی کہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران تو یون گئے اب اس فرزند کی مجکو آس ہی اب وہ بہانہ بنا جاتا ہی جسوقت دونون لشکر میدان مین آئے
دیکھا وہی دیوانہ اور ساتھ اسکے ایک شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہی اور آتے ہی دیوانے نے پکارا بلالوم خواجہ خورشید
نے کہا ای خدا پرستو یہ دیوانہ مبارز طلب کرتا ہی کوئی اس سے مقابلے کو آئے یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان کا ارادہ
ہوا کہ مقابلے کو نکلے قباد و شہریار نے منع کیا لندھور بن سعدان نے کہا ای قباد و شہریار آپ مجکو شرمندہ کرتے ہین
کہ امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران کے پوتے اور بیٹے تو لڑنے کو جائین اور لندھور نہ جائے قباد و شہریار نے جب اپنے
سر کی قسم دی لندھور رک گیا اور علمشاہ رخصت لیکر میدان مین آئے پہنچتے ہی مقابل ہوے پھر قدم بقدم پر قدم کب
علمشاہ کا پیچھے ہٹا اور تین قدم پر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا مرکب ہٹ کے کھڑا ہوا امیر با توقیر کشور گیر نے
کہا بلالوم علمشاہ نے کہا کوئی دم مین حال بلالوم کا کھلا جاتا ہی دیکھیے کہ بارگاہ مین اگر تو بے ادبی کیا
اسواسطے قباد و شہریار قسم نہ دیتے تو مین کیفیت تجکو معلوم ہوتی پھر امیر کشور گیر نے کہا بلالوم عمرو پیر شاطر بنا کھڑا تھا
اسنے کہا دیوانہ کہتا ہی کہ اس تقریر سے کیا فائدہ لا حرب بہادری جو کچھ تو اپنے پاس رکھتا ہو علمشاہ نے کہا بہتر ہی تامل
ضرور نہین ہی اسوقت حمزہ صاحبقران نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزہ اپنا [illegible] پر روکا پھر چوب نیزہ بازی ہوئی آخر
پھر پھر کے حمزہ صاحبقران نے علمشاہ کا نیزہ ہوائی کیا علمشاہ غیرت کے مارے کٹ کٹ گیا اور کہا او دیوانے یہ
نیزہ تو سے [illegible] نکالا یہ میرا اتر ابدی پیش آیا کہ جو مین نے دعوی صاحبقرانی کا اپنے باپ سے کیا تھا اب اس زندگی
سے مرجانا بہتر ہی علمشاہ نے [illegible] گرز مارا امیر نے چوب دستی [illegible] گرز روکا امیر کے [illegible] سے لینا جاری ہوا
[illegible] گرز دستی کی ٹوٹ گئی [illegible] زمین ہو گیا ایک [illegible] گرد بلند ہوا امیر [illegible] مین [illegible] پہنچ گئے لیکن ہاتھ دونون امیر کشور گیر کے
[illegible] باہر رہے علمشاہ نے آواز دی نرم دم [illegible] کردم جب گرد و غبار فرو ہوا اور ہاں امیر پر جھڑکا امیر
با توقیر [illegible] تو ہو گئے تھے اتر سے [illegible] اور بلالوم بلالوم کہتے ہوے علمشاہ کے سامنے آئے [illegible] علمشاہ

نے آکر امیر سے کہا حمزۂ صاحبقران نے کہا جب سب کو زیر کر لونگا اور لات ومنات کا جو حکم ہوگا وہ کیا جائیگا خواجہ
خورشید نے آکر قارن سے کہا اور یہہ کہا کہ مجکو حکم دیوانے کا ہوا ہی کہ قیدیون کو اپنے پاس رکھو قارن عدنی نے
کہا بہتر ہی خواجہ خورشید سب سردارون کو لیکر اپنے مکان پر آیا اور اچھی طرح سے بعیش تمام اُن سب کو رکھا غرض کہ
اسی طرح سے نو میرا اندار یان ہر دین سب سردارون کو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے قید کر لیا پھر جو طبل بجا سلطان
سعد نکلے علمشاہ نے منع کیا مگر نہ مانا میدان مین آئے اور امیر سے مقابلہ کیا امیر کشورگیر نے چوب ماری گھوڑا سلطان
سعد کا کام آیا سلطان سعد نے چاہا گھوڑے کو دیوانے کے پکڑین امیر گھوڑے سے کود پڑے سلطان سعد دوڑ کر
لپٹ گیا اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی کشتی ہونے لگی دوپہر امیر نے سلطان سعد کو ترایا بچون کی طرح سے
زور دلایا بعد دوپہر کے زیر کر کے لے گئے صبح کو بختک نے کہا بھلا سلطان سعد کو تو قتل کرو میرا جھوٹ سچ
کھل جانے گا خواجہ خورشید نے کہا ای بختک تو چاہتا ہی کہ بنا ہوا کام بگڑ جائے یہان یہ باتین ہو رہی تھین
کہ غل ہوا دیوانہ آتا ہی اتنے مین دیوانہ مع گھوڑے بارگاہ بادشاہ نوشیروان مین چلا آیا سب مارے ڈر کے
اٹھ کھڑے ہوے سبھون نے تعظیم کی نوشیروان نے کہا ای دیوانۂ قدرت لات اعلی ومنات معلی آؤ اور دنگل
شہنشاہ نوشیروان نے عنایت کیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بکہ دیکے دنگل پر بیٹھے چارون چولین دنگل کی
ہل گئین اور کہا بلالوم نوشیروان وقارن عدنی وغیرہ کا مارے ڈر کے عجب بخطا ہو گیا خواجہ خورشید نے کہا
ای دیوانہ بلالوم وزیر اعظم کہتے ہین کہ سلطان سعد کو قتل کرو یہ جو خواجہ خورشید نے کہا بختک اٹھا اور ہاتھ
باندھ کر کہنے لگا کہ میری کیا مجال جو مین شہزادے کے قتل کو کہون پھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے خواجہ
خورشید کی طرف دیکھ کے بلالوم کہا جب خواجہ خورشید حمزۂ صاحبقران پاس آیا امیر کشورگیر نے کاغذ پر لکھا کہ ہم
کل لات اعلی کے پاس جائینگے اور دریافت کرینگے اگر انکا حکم ہوگا تو ہم آکر تمہارے ہاتھ سے اسکو قتل کرائینگے
یہ کہکر امیر اٹھے گھوڑے پر سوار ہوکے جب بازار مین پہنچے لشکر مین غل ہوا کہ ایک دیوانہ ادھر آتا ہی دیکھا کہ ایک
دیوانہ دبلا پتلا سا ایک ٹوٹے گھوڑے پر سوار سامنے آیا امیر نے للکارا بلالوم عمرو نے جو برابر پہونچ کے نعرہ بلالوم کا
سنا آپ بھی پکارا بلالوم امیر باتوقیر نے نیزہ مارا عمرو نے سنان نیزہ سپر پر روکی اور بلالوم کا نعرہ کرکے کہا
ایہا الناس میرا نام دیوانہ گویا ہی اور لات اعلی نے مجکو بھیجا ہی اور اس دیوانے کو تغیر کیا ہی اور مجکو بحال کیا ہی اور
کہتا ہی کہ تو دیوانہ بلالوم کو باندھ لا امیر حمزۂ صاحبقران سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی غرض کہ نیزہ بازی ہونے لگی یہان تک
کہ دونون نیزون کی نوکین ٹوٹ گئین امیر باتوقیر کو غصہ آیا اور بلالوم کہکے چوب ماری عمرو نے جست کرکے خالی دی اور
تلوار کھینچ کے ماری امیر نے تلوار روکی بڑی دیر تک رد و بدل ہوئی جب عمرو تلوار مارتا ہی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
بہ فنون سپہ گری رد کرتے ہین اور جب امیر باتوقیر چوب مارتے ہین عمرو جست کرکے خالی دیجاتا ہی آخر لاچار ہوکر عمرو
بھاگا امیر پیچھے دوڑے انکو بارگاہ سلیمانی مین لگا کر لایا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مع مرکب بارگاہ مین چلے آئے
قباد و شہریار تخت پر بیٹھے تھے یہ گھوڑے سے اتر کر اپنے دنگل پر بیٹھ گئے اور پانون قباد و شہریار کی طرف پھیلا دیئے
لوگون نے چاہا دیوانے کو کمند مار کے پکڑ لین بادشاہ نے منع کیا کہا ہرگز یہ امر نہ کرنا پھر امیر گھر چلے اور علمشاہ اور
لندھور دیوانے کا حال سنکے آئے دربار گاہ مین دیوانے کا اور انکا سامنا ہوا قباد و شہریار نے اپنے سر کی قسم
دی کہ یہان ای اپنے ہرگز نہ بولنا علمشاہ اور لندھور یہ سنکر چپ ہو رہے اور دیوانہ چلا گیا اور جاکر پھر طبل بجوایا
دوسرے دن دونون لشکر میدان مین آئے لندھور بن سعدان نے چاہا کہ مین میدان مین جاکر مقابلہ کرون

کرادونگا امیر نے کہا اے خواجہ میرا ارادہ ہے کہ میں دیوانہ ہوں اور ایک نقب کھدوا دو جو روپیہ تمہارا صرف ہوگا اُس سے
المضاعف تم کو دونگا یہ بھی ایک قسم کی سوداگری ہے خواجہ خورشید نے کہا کچھ کھدی ہوئی بھی نقب ہے باقی اور تیار کرادونگا
غرض خواجہ خورشید نے اپنے مکان کے اندر سے صحرا تک نقب تیار کروادی اور امیر با توقیر دو گھڑی رات رہے اُس
نقب میں آکر بیٹھے اور یہ نعرہ کیا بلالوم بلالوم اُس نعرے کی آواز دو سات کوس تک گئی سارا شہر دہل گیا یہ خبر قارن کو
ہوئی وہ بھی آیا اور تمام شہر آیا تین روز تک میلہ لگا رہا امیر نے خواجہ خورشید کو اشارہ کیا اور کہا بلالوم جب تو خواجہ
خورشید پاس آیا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ قارن شاہ سے کہو کہ ہمارا نام دیوانہ کرکٹنگ عدنی لات اعلی اور منات
علی نے بھیجا ہے کہ تو جاکر نوشیروان کے ملک کو جو امیر حمزہ صاحبقران نے چھین لیے ہیں وہ دلوادے اور سب کو زیر کر
اے قارن تو بادشاہ نوشیروان کو اپنے شہر میں بلا تو سب بند وبست ہو خواجہ خورشید نے قارن شاہ سے کہا
قارن شاہ نے عرضی شہنشاہ نوشیروان کو بھیجی بختک نے وہ عرضی بادشاہ نوشیروان عادل زمان کو دکھائی
اور آمادہ کیا ناچار نوشیروان نے کوچ کیا بعد چند روز کے نوشیروان شہر عدن میں پہونچا جب قارن سے ملاقات
ہوئی سارا حال بیان کیا پھر ساتھ اپنے لاکر نوشیروان کو کرکٹنگ عدنی کو دکھایا اُسنے بھی آواز بلالوم سُنی بختک
حیران ہوا عقل چکر میں آگئی سب فیلسوفی بھول گیا دیوانے نے خواجہ خورشید سے کہا کہ نوشیروان سے کہو کہ امیر
حمزہ صاحبقران کو بلالے بادشاہ نوشیروان نے کہا اچھا اور اُسی وقت نامہ امیر با توقیر کو لکھا امیر کشور گیر تو لشکر میں
نہ تھے بجائے امیر حملشاہ ذنگل پڑھتا ہے کہ نامہ آیا قباد شہریار نے کہا کہ اسی وقت کوچ کرو غرض یہ بھی شہر عدن
میں پہونچے خبر قارن کو ہوئی اور بختک نے دریافت کیا کہ امیر ڈوب گئے اور لشکر میں نہیں ہیں دل میں کہا اے بختک
کہیں یہ تو امیر حمزہ صاحبقران نہیں پھر کہتا ہے کہ وہ کاہے کو اپنا لشکر قتل کرے گا غرض کہ دیوانے کے حکم سے طبل جنگ
بجا دونوں لشکر میدان میں آگئے اور راہ دیکھ رہے ہیں کہ دیوانہ آئے جب پہر دن آگیا اُس وقت طوفان عدنی رخصت
لے کر میدان میں آیا چاہتا ہے کہ کسی کو پکارے دیکھا کہ گرد اڑی اور دیوانہ پیدا ہوا اور طوفان عدنی پر آکر ایک چوب
ماری کہ طوفان عدنی گرد برد ہوگیا بختک صلواۃ پڑھنے لگا اور قارن عدنی کا عجب حال ہوا کہ اس دیوانے
نے پہلے میری طرف کے سردار کو مار ڈالا قارن نے خواجہ خورشید کو بلاکر کہا کہ جاؤ پوچھو اُس سے یہ تو نے کیا کیا کہ
طوفان کو قتل کیا خواجہ خورشید نے آکر امیر سے کہا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ ہم تو آتے تھے یہ کیوں میدان میں آیا اگرچہ
غصہ ہوا تھا کیا مضائقہ تھا اسواسطے یہ مارا گیا یہ سُنکے سب مارے ڈر کے چپ ہو رہے اور امیر میدان میں آکر للکارے
بلالوم یہ سُنکے سلطان سر بریدہ نکلا امیر نے کہا بلالوم سلطان سر بریدہ نے کہا کیسا بلالوم لا جلد ضرب بہادری جو کچھ
پاس رکھتا ہو امیر نے وہی چوب ماری اُسنے سر کو پھرایا وہ چوب گھوڑے پر پڑی گھوڑا مر گیا سلطان سر بریدہ نیچے
گرا امیر حمزہ صاحبقران بھی گھوڑے سے کودے اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور باندھ کے لشکر قارن شاہ
میں دے دیا اب تیشی دیوانہ نکلا اُسکو بھی باندھ کے قارن کے لوگوں کے حوالے کیا طوفان بن چین نکلا
اُسکو بھی باندھ لیا اسی طرح قریب شام تک سات پہلوانوں کو باندھ کے لشکر قارن میں بھیجا اور طبل
بازگشت بجوادیا دیوانہ تو اپنے مقام پر چلا گیا نوشیروان بارگاہ میں آیا بختک نے جو یہ حال دیکھا اُسنے کہا
اے شہنشاہ جہان پناہ نوشیروان عادل یہ دیوانہ مجکو حمزہ معلوم ہوتا ہے نہیں معلوم اس میں کیا مصلحت سمجھا ہے
نوشیروان نے کہا او گیدی تو یونہیں عقل کے گھوڑے دوڑایا کرتا ہے بختک نے کہا اے شہنشاہ زمان بھلا اِن میں
سے ایک کو قتل تو کیجیے ابھی حال کھل جائے گا خواجہ خورشید نے کہا میں دیوانہ سے پوچھ تو آؤں خواجہ خورشید

علمشاہ بولے کہ امیر کو چاہیے کہ بانہ صاحبقرانی مجکو دین اور آپ خانۂ کعبہ مین جا کر عبادت پروردگار عالم کرین مین
رستم ہون اور ایسے پہلوان کو مین نے مع فیل کے اُٹھا لیا کہ لندھور سے بھی زیادہ تھا جب تو لندھور نے کہا کہ مجکو بھی
امیر نے زیر نہین کیا ہی ادھر مندویل اور فہلیل بولے کہ ہم بخوشی دل اپنے مسلمان ہوے اور جو جو سردار نہین زیر ہوے
تھے اُنھون نے بھی یہی کہا اور عالم نشہ مین بہت پھکرلاف وگذاف کی اور جو جو سردار زیر ہو چکے تھے وہ اُن سبکو
منع کرتے تھے کہ یہ عالم نشہ مین کیا بیہودہ بک رہے ہو کچھ تم کو خوف امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا نہین ہی غرض کہ
صبح کو یہ سب اخبار دربار مین امیر کے سامنے گذرے امیر دل مین لیے رہے سُنکے خاموشی اختیار کی اور خواجہ عمرو
سے بھی ذکر اسکا نہ کیا جب بعد چند روز کے امیر سب طرح سے اچھے ہوگئے اور غسل صحت خندق پر ٹھہرا اور خندق
کے گرد قناتین کھڑی ہوئین اور پہلوان عادی بھی نہانے لگے یکایک آندھی ایسی چلی کہ آب خندق مین طوفان
ظاہر ہوا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور پہلوان عادی بہ گئے یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی خواجہ عمرو نے ہر طرف
ڈھونڈھا تلاش کیا دونون کا کہین پتہ نہ لگا اُدھر صاحبقران بہتے بہتے ایک کنارے پر پہونچے بڑی دیر تک دم
لیا بعد اُسکے پانی سے نکل کر کنارے پر آکے کھڑے ہوے حیران پریشان چارطرف دیکھ رہے تھے ایک شخص گھوڑے
پر سوار چلا جاتا تھا امیر نے اُسکو آواز دی ای سوار ادھر آ کچھ مجکو تجھ سے پوچھنا ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا جاتا کوئی
سوداگر ہی جو تنگا تنگا کھڑا ہی گھوڑا آگے کو بڑھایا امیر نے پکار کر کہا ای شخص تجکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی ایک
بات میری سُن لے اُسنے کہا او نالائق تو بکتا کیا ہی جب تو امیر کو غصہ آگیا اور کہا او بیحیا نالائق تو اور تیرا باپ بلکہ تیری
ہفتاد پشت یہ سُنکے وہ برہم ہوا اور تلوار کھینچ کر جھپٹا آتے ہی امیر کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا امیر با توقیر نے بازو بچا کر ہاتھ
قبضۂ شمشیر پر ڈالا اور تلوار اُسکی چھین لی اُسوقت امیر غصہ مین تھے وہی تلوار تول کر ایک ہاتھ اُسکو مارا وہ شخص دو
ٹکڑے ہو کر گرا یہ دیکھکر امیر کو اُسکے حال پر افسوس آیا اور اُسکو مار کے پچتانے کہا خدا خیر کرے ناحق یہ قتل ہوا مگر
کچھ رمقے جان باقی تھی کہ اُس سے امیر نے کہا ای شخص مین نے تجھے کس طرح بلایا اور تو نے یہ سخت جواب دیا اور پاس
میرے نہ آیا اگر تو آتا تو فقط اتنا تجھ سے پوچھتا کہ یہ کون سا شہر ہی اور تو کون ہی لیکن تو نے جہالت کی اور اسی جہالت مین
آکر ناحق اپنی جان دی یہ سُنکے وہ شخص اپنے حال پر رونے لگا اور کہا کہ یہ شہر عدن ہی اور ایک سوداگر خواجہ خورشید
بازرگان ایک محلہ مین رہتا ہی اُسکا مین غلام ہون اتنی بات کرکے وہ مرگیا امیر نے اُسکے کپڑے اور سب ہتھیار لے لیے
اور آپ اُسکے کپڑے پہنے اور اُسکے ہتھیار لگائے اور اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوکے شہر عدن مین آئے اور کارونسرا
تلاش کرنے لگے خواجہ خورشید کے لوگون نے جو دیکھا گھوڑا اور ہتھیار غلام خواجہ خورشید کا ہی پہچانا اور آکے امیر
کو گھیرا اور کہا تو نے غلام کو کیا کیا معلوم ہوتا ہی کہ تو قزاق ہی اُسکو مار کے یہ ہتھیار اور گھوڑا چھین لیا ایک شخص نے
یہ خبر خواجہ خورشید کو جا کر پہونچائی وہ سُنتے ہی آیا امیر حمزہ صاحبقران کو پہچانا کہ اُسنے امیر کے ہاتھ ملک صفہان
مین کچھ اسباب بیچا تھا خواجہ خورشید نے کہا کہ ای امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اُسنے آپ کا کیا قصور کیا تھا امیر نے
کہا تو میرے پاس نہ آتا نہین تو تجکو بھی قتل کر دونگا خواجہ خورشید نے کہا آپ میرے گھر مین تشریف لے چلیے مین
آپ کو پہچانتا ہون یا امیر آپ داماد شہنشاہ نوشیروان کے حمزہ صاحبقران زبان مین جب تو امیر نے کہا تو
سچ کہتا ہی خواجہ خورشید نے کہا پھر چلیے آپ تامل کیون کرتے ہین امیر با توقیر خواجہ خورشید کے ہمراہ گھر مین اُسکے
آئے اور پوچھا یہان کا کون بادشاہ ہی خواجہ خورشید نے کہا قارن عدنی یہان کا بادشاہ ہی اور مجھ سے بہت
ملاقات ہی امیر نے کہا ہماری بھی ملاقات اُس سے کرادو خواجہ خورشید نے کہا آپ کی ملاقات ضرور اُس سے

تلواریں کھینچے ہوئے نکل پڑے اور لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہو گئی نوشیروان نے بختک سے کہا کیوں او بدذات یہ کیا ہوا
بختک نے کہا پھر آپ کا کیا ضرر ہوا جسکی جان گئی اُسکی جان گئی اور جو ارادہ آپ کا جب تھا اب کیجیے اور بھاگ چلیے
بد وتن کا راستہ لیجیے یہ بھی ایک تماشا تھا جو دیکھ لیا غرض نوشیروان بدحواس و پریشان ہو کر بھاگا ہندی ہزاروں
قتل ہوئے اور نقابدار یاقوت پوش نوشیروان کے تعاقب میں چلا پڑا اوپر نوشیروان کے آیڑ اسپ جیسے
اور بارگاہ لوٹ لیے نوشیروان ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے مقبل اور عمرو
کو بھیجا کہ جا کر نقابدار کو بلا لاؤ عمرو کو آتے دیکھ کر نقابدار سفید پوش نے کہا خواجہ عمرو آتے ہیں خواجہ عمرو
نے وہاں پہونچ کر سب کو منع کیا کہا کہ حکم امیر با توقیر کا ہے کہ اب آگے نہ جاؤ یہ سنکر نقابدار پھرا خواجہ عمرو نے
سلام کیا اور کہا ماشاء اللہ جزاکم اللہ خیراً امیر با توقیر نے سلام کہا ہے اور کہا ہے ای نقابدار تو نے بڑی بہادری کی
ہماری جان بچائی اور ہم پر احسان کیا برائے خدا ابے ہم سے ملاقات کیے ہوے نہ جانا نقابدار نے کہا میری طرف
سے آداب تسلیمات کہنا اور یہ عرض کرنا کہ غلام نے کیا کیا اور آپ پر کون احسان کر سکتا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
مقبل وفادار بھی آ گیا اور سلام کر کے کہا کہ امیر با توقیر نے فرمایا ہے کہ ہمارے سر کی قسم ہمارے پاس آؤ اور جو نہ آؤ گے
تو میں خود آؤنگا نقابدار سفید پوش نے کہا وہ کیوں تکلیف کریں میں خود حاضر ہوتا ہوں میں نے چاہا تھا کہ اس
آتش پرست کو پکڑ کے نذر دوں یہ سنکے عمرو وہاں سے چلا آیا اور امیر سے کہا کہ نقابدار آتا ہے امیر اشتیاق
میں بیٹھے تھے کہ نقابدار آیا جب تھوڑی دور رہ گیا نقابدار گھوڑے سے اُتر کر پیدل ہوا اور سامنے امیر کے آیا
امیر دیکھتے ہی دنگل سے اُٹھے اور ہاتھ پکڑ کر دنگل پر بٹھایا اور بہت شفقت سے گلے لگایا اور بعد اُسکے نقابدار سفید پوش
کو گلے سے لگایا اور امیر با توقیر نے فرمایا کہ ان نقابداروں سے بوئے محبت آتی ہے اور دل کو میں ملتا ہے قرار و آرام
ہوتا ہے نقابدار یہ باتیں سنکر بہت محظوظ ہوے امیر نے فرمایا ای نقابدارو اگر تم نے اسقدر احسان کیا ہے اور سرفراز
فرمایا ہے تو اپنی اپنی صورتیں بھی دکھاؤ کہ دل اور زیادہ خوش ہو یہ سنکے نقابدار یاقوت پوش چپ ہو رہا اور نقاب
سے آنسو بہنے لگے امیر نے یہ دیکھ کے بند نقاب کھول ڈالا اب جو دیکھیں تو پسر قیصر ہے حیران ہوے کہ اللہ اکبر یہ تیرے
زور اور یہ تیری قوت پھر دوسرے کے بھی بند نقاب کو کھولا وہ جو سفید پوش تھا لہراسپ ہے اُسنے کہا یا امیر با توقیر یہ
تیسرا نقابدار آپ کا نبیرہ ہے امیر نے اُسکے بند نقاب کو جو کھولا دیکھا کہ شہزادہ سلطان سعد ہے جب تو امیر نے کہا کہ کیا
ماجرا ہے تم کہاں گئے تھے اور کہاں سے آتے ہو لہراسپ نے کہا یا امیر وہاں جو وہ نقابدار آیا تھا وہ شیوہ بیٹی عمرو کی
زوجہ اُسکا بیٹا سیارہ ہے اور ملکہ رابعہ اطلس پوش سے یہ لڑکا ہوا کہ جسکا نام علمشاہ رومی ہے اُسکے نانا اور ماں
کو قیصر رومی نے قید کیا اُسی وقت شیوہ نے آ کر کہا کہ تم اپنے نانا اور اپنی ماں کو نہیں قید سے چھڑاتے ہو اور باپ
سے لڑتے ہو یہ سنکے قیصر کو مار کے اُسنے قتل کیا سلطان سعد تو مقابلہ میں کھڑا تھا یہ بھی پیچھے چلا اُنھوں نے کہا کہ تم کیوں
آتے ہو اپنے دادا کے پاس رہو میرے ساتھ نہ آؤ پلٹ جاؤ اُنھوں نے کہا اے عمو جان اب میں آپ کو نہ چھوڑونگا
آپکے ہمراہ رکاب رہونگا غرض کہ یہ کہتے ہوئے روم کو چلے گئے غلام ساتھ گیا تھا وہاں جا کر ماں کو اور نانا کو
قید سے چھڑایا اور قہرمان رومی اور قارن بن قہرمان اور سب رومیوں کو مسلمان کیا تمام ملک روم کو مسلمان
کر کے یہاں آئے ہیں یہ سنکے امیر با توقیر بہت خوش ہوے بعد چندے روز کے سب سرداروں نے مل کے علمشاہ کی
دعوت کی لیکن لندھور بن سعدان کی بارگاہ میں سوائے حمزہ صاحبقران و قباد شہریار کے مع خواجہ عمرو و
سب موجود ہیں ناچ ہو رہا ہے دورہ شراب ہے جام زرنگار گردش میں آیا ہوا ہے جب خوب نشہ سب کو ہوا پہلے

چلے آتے ہین نقابدار نارنجی پوش آگے آگے پیچھے اسکے نقابدار یاقوت پوش اور اسکے پیچھے نقابدار سفید پوش یہ تینون
نقابدار مع سواران جرار ایک طرف کو ٹھہرے اور دس ہزار سوارون نے پرا اپنا جمایا کہ نقابدار یاقوت پوش بڑھکر پکارا
باش او نامرد ازلی یہ کیا کرتا ہے بیہودگی کے کلام زبان پر لاتا ہے مین آپہونچا یہ سُنکے دویل ہندی پھرا اور ہاتھی پر سوار
ہوکر اور گرز کو پکڑکے آگے بڑھا اور کہنے لگا او نقابدار اجل رسیدہ یہ برقع سیاہی کا منھ پر ڈال کے آیا ہے تو یہ نہین
دیکھتا کہ صاحبقران تو میرے خوف سے قلعہ مین چھپا بیٹھا ہے اور عمرو نے قلعہ کے اوپر سے اس قدر توپین مارین
اور کچھ نہ ہوسکا بھلا تو کیا میرا مقابلہ کرسکتا ہے نقابدار یاقوت پوش نے للکار کر کہا او گیدی کیا جھک مارتا ہے
بس زبان کو سنبھالے ہوے نہین تو ابھی گدی سے تیری زبان کھینچ لونگا یہ سُنکے تاؤ پیچ کھاکے دویل ہندی نے
گرز گران مارا نقابدار نے سر کو جھکایا مگر ذرا سی گرز کی جو ضرب جو لگی گھوڑا نقابدار کا مرگیا گرز زمین پر گرا اتنی گرد
اُٹھا نقابدار اُس غبار مین چھپ گیا دویل ہندی نے آواز دی کہ زدم دلبست کردم یہ دیکھکر عیار نقابدار درمیان
گرد کے آیا اور چھینٹا پانی کا دیا اور عرض کیا کہ حریف لاف زنی کرتا ہے نقابدار یاقوت پوش اُس گرد وغبار سے
نکل کر باہر آیا لیکن پیادہ تھا دویل ہندی نے دیکھا کہ نقابدار میری ضرب سے بچ گیا گرز اُٹھاکر پھر چلا ادھر نقابدار
جست کرکے اسکے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پہونچ گیا اب دونون لشکر بغور دیدۂ دل سے نگران ہین اور امیر با توقیر
کا کلیجہ منھ کو چلا آتا ہے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے محبت دل مین نقابدار کی پیدا ہوئی ہے جس وقت
کہ دویل ہندی نے گرز مارا تھا امیر نقابدار کے واسطے دعا کرنے لگے تھے غرض کہ دویل ہندی
تو گرز کو تولے ہے اور نقابدار نیچے ہاتھی کے آچکا ہی تھا کہ نقابدار نے پیٹ مین ہاتھی کے ہاتھ دے کر نعرۂ اللہ اکبر
کرکے بزور قوت دست غیب مع ہاتھی دویل ہندی کو اُٹھا لیا بختک تو جھک جھک کر ناچنے لگا اور نوشیروان
کے کاندھے پر ہاتھ دھر کر صلواۃ پڑھنے لگا نوشیروان نے بختک کو ڈانٹا او بد تمیز تو آپ سے کیون باہر ہوگیا اور
چڑھا بیٹھتا ہے بختک نے کہا کہ حضور کو دنیا کا نشیب و فراز دکھا کر ہوشیار کرتا ہون وہان امیر کا بخار چڑھا ہوا
اُتر گیا تپ بھی جسم سے ڈر کر بھاگی کہ ایسا نہو مین بھی گرفتار ہوجاؤن امیر نے سردارون سے فرمایا کیون صاحبو
کبھی ایسے زور بھی دیکھے ہین یہ نقابدار یاقوت پوش آدمی ہے یا جامۂ بشریت مین کوئی زبردست دیو ہے
دویل ہندی نے جو دیکھا کہ اس نقابدار نے مجکو مع ہاتھی اُٹھا لیا پہلے تو ڈر کے مارے جان نکل گئی لیکن وہ
بہکنے لگا کہ ایسا تبر مارون کہ تو بھی یاد کرے اور ای نقابدار تیرے ہاتھ سے چھوٹ جاؤن تو تجھے نہ سکون نقابدار
نے کہا او نامرد مع ہاتھی تجکو اس خندق مین نہ ڈالا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکے دویل ہندی کو مع فیل ایک ہاتھ سے
اُٹھائے ہوے خندق کی طرف چلا اور چالیس قدم لیجا کر اسی خندق مین دویل ہندی کو مع فیل کے ڈالا اوپر
ہاتھی ہوا اور نیچے وہ کافر تھا اُس خندق مین دویل ہندی کا کہین پتہ نہ لگا اب نقابدار یاقوت پوش
میدان جنگ مین کھڑا اور عیار سے اپنے گھوڑا طلب کیا عیار جھپٹ کر گھوڑا ساز و یراق سے درست لایا نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوکر قویل ہندی کی طرف چلا قویل ہندی نے بڑھکر تلوار ماری پھر گھوڑا نقابدار کا کام آیا
نقابدار گھوڑے سے کود کر پیدل ہوگیا اور اللہ اکبر کہکے اُسکو مع گھوڑے اُٹھا لیا اور اُسی خندق مین اُسکے
بھائی کے پاس اُسے بھی ڈال دیا کہ قویل ہندی کا بھی پتہ نہ لگا یہ دیکھکر فوج ہندیون کی تلوارین کھینچکر نقابدار
پہ آپڑی ادھر نقابدار سفید پوش وغیرہ بھی تلوار پکڑکے کفار پر گرے مشغول جنگ ہوے تلوار چلنے لگی لاش پر
لاش کافرون کی گرادی ادھر امیر کو صحت ہوئی اور قران صحت بھی اُتر گیا دروازہ قلعہ کا کھلواکر سب سردار

کہا یا امیر ہم تمکو اصفہان سے لے کر چلے آئے خدا نے یہ قلعہ دیا ہی اور دویل ہندی کو نوشیروان لے کر
آیا ہی اور طبل بھی اُسنے آتے ہی بجوا دیا امیر نے سجدہ شکر کیا لیکن یہ کہا اے عمرو تونے مجکو بدنام کیا کہ امیر بھاگ گئے
عمرو نے کہا کہ آپ کو توبین بیہوش کر کے لایا امیر نے فرمایا ہمکو فیلبند دروازے پر تکیہ لگا کر بٹھا دو ہم لڑائی کا
تماشہ دیکھینگے کچھ طبیعت بہلے گی عمرو نے کہا بہت خوب آپ دیکھیے گا انشاء اللہ وہ توپین مارونگا سب کو بھگا دونگا
امیر نے کہا اے عمرو خبردار توپین نہ مارنا اب عمرو دعائیں مانگتا ہی اور سامان جنگ کر رہا ہی رات بھر تو تیاری قلعہ
مین رہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے لوگوں سے کہا کہ جب وہ حملہ کرین خبردار توپین ضرور مارنا امیر کو مین جواب
دے لونگا اتنے عرصہ مین صبح نمودار ہوئی خواجہ عمرو باہر محل کے آیا اور امیر با توقیر کو پلنگ پر لٹا کر لایا اور
فیلبند دروازے پر لٹایا اور لندھور و مالک و بہرام و منددیل وغیرہ سب پاس کھڑے ہین مگر بخار مین سب
ہلہلا رہے ہین زرہ اور جوشن تو پہن نہین سکتے مگر تلوارین سب نے سامنے رکھ لین اور امیر کی آنکھین تپ کی وجہ
سے بند ہین اور عمرو دوربین لگائے ہوے اوپر قلعہ کے دیکھ رہا ہی کہ سامنے سے نوشیروان گرد سوار کا لشکر
لے کر آیا کہ تتق گرد کا بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب نہین نکلا بعد اسکے آمد قویل ہندی اور دویل ہندی
کی ہوئی سات لاکھ فوج لے کر وہ بھی برائے کارزار آئے نوشیروان کو مجرا کیا بختک نے کہا کیا ارادہ ہی دونون
نے کہا ہمارا جی تو یہ چاہتا ہی کہ امیر سے لڑین اور مع لندھور سب کو قتل کرین بختک نے نوشیروان
کو اشارہ کیا کہ جلدی اسکو میدان کارزار مین بھیج کہ امیر پر قران صعب ہی سب بیمار ہین غرض نوشیروان
نے کہا اے دویل ہندی ہماری تو یہ خوشی ہی کہ قلعہ پر حملہ کرو غرض اجازت میدان بادشاہ نوشیروان سے
لے کر چلا لوگون سے کہا اول تو مجکو یقین ہی کہ توپین نہ مارینگے اور اگر شاید ایسا کرین کہ سب سامان آلات حرب
و ضرب قلعہ مین موجود ہی اور عمرو حکم دیدے کہ توپین مارو تو تم لوگ کیون اپنی جان دو گولے کے زد پر سے ہٹ کے
ٹھہرو اور دور سے لڑائی دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اُن لوگون نے نہ مانا کہ ہم لوگ کس روز کے واسطے ہین جب وقت پر
ہم نہ کام آئے تو کس کام کے غرض سب نے مل کر دھاوا کیا اور یہ دونون بھائی بھی گرز لے کر چلے جب زد پر پہونچے
عمرو نے حکم کیا کہ فیر مارو توپین مار کر اڑا دو ان کافرون کو بحکم خواجہ عمرو توپون پر بتی پڑی گئی سو توپ کی آواز
ایک مرتبہ ہوئی زمین دہل گئی پانی دریا کا اچھلنے لگا پایا تو امیر کو سب گھڑیون چونکاتے تھے اور ہوش نہ آتا تھا
توپون کے چلتے ہی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے عمرو کو اپنے سر کی قسم دی کہ توپین نہ مارنا اب عمرو ناچار ہوا
اور ہاتھ کو روکا جنکی قضا آئی تھی صدہا ایک فیر مین توپون کے اُڑ گئے اب جو دیکھا برابر دور تک لاشین پڑی ہین
اور باقی بھاگ گئے لیکن دویل ہندی اور قویل ہندی گرز لیے ہوے خندق پر کھڑے ہین اور کہہ رہے ہین اے عمرو
ساربان زادے دروازہ کھول دے اور یہان امیر نے اشقر طلب کیا کہ جسطرح ہوگا مین مقابلہ کرونگا عمرو امیر کو
سمجھانے لگا اور سب نے قباد سے کہا کہ آپ دعا کرین اور ہم سب آمین کہین کہ خدا اس مشکل کو آسان کرے اور
کافرون سے جان بچائے قباد شہریار نے دعا کی اور سب نے آمین کہی کہ دیکھا سب نے ادھر دہ بیابان گرد سے برخاست

دو نکلنے داستان شجاعت بیان آنا علم شاہ کا نقابدار یاقوت پوش نکلے اور مع فیل اُٹھا کے مارنا خندق
مین دویل ہندی اور قویل ہندی کو

نکتہ رازان عرصہ شجاعت و جرات نمایان میدان شوکت و ہمت عرصہ کارزار دفتر داستان مین بزبان شیخ شمشیر تیز قلم یون معرکہ آرائی
دکھاتے ہین کہ جب دشت گرد بیابان لق و دق شگافتہ ہوا دیکھا کہ تین نقابدار گھوڑے اڑاتے ہوے مع دس ہزار سوار جرار کے

جان کے ڈر سے بھاگون مگر لوگ یہی کہینگے کہ امیر قوبل کے ڈر سے بھاگ گئے ابھی تو مین نہین جاتا ہون امیر نے
چند روز تامل کیا اب سردار بھی بیمار ہونے لگے اور اس قدر بخار کی فصل پھیلی کہ سارا لشکر امیر حمزہ صاحبقران
بعارضۂ بخار بیمار ہو گیا اور تپ شدید نے ایسا زور باندھا کہ بیہوشی طاری ہو گئی آٹھ آٹھ پہر بخار کی شدت
سے آنکھ نہ کھولی عمرو نے ملکہ مہر نگار سے کہا کہ اب سب کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی اور امیر یہان سے نہین
جاتے جب کہتا ہون پہلے منع کرتے ہین مہر نگار نے کہا بھیا امیر کو کہنے دو جیسا مناسب ہو اب وہ کرو پہلے
تمام لشکر کو اسی وقت روانہ کردو کہ نحوست اس صحرا کی برطرف ہو غرض کہ عمرو نے لشکر کو تو روانہ کیا اور امیر
کو بیہوش کرکے پالکی مین ڈالا اور نامہربان امیر کو ہمراہ لے کر شمال کی طرف روانہ ہوا اور یہان بادشاہ
نوشیروان کے پاس قوبل ہندی اور دوبل ہندی آئے سارا حال نوشیروان سے سنکر امیر کے لشکر
کی طرف راہی ہوے جب اصفہان مین پہونچے دیکھا کچھ رعایا جنگلے قلعہ مین گھر بار تھے وہ تو ہین امیر کے لشکر کا
پتہ نہین لوگون سے پوچھا کہ لشکر امیر کا کدھر گیا انھون نے کہا یہ تو ہمین نہین معلوم مگر یہ سنا ہی کہ سمت شمال امیر کے
لشکر نے کوچ کیا بختک نے دریافت کرکے کہا کہ اس طرف کو قلعہ قضا و قدر اور شہر عدن ہی یہی ادھر کو روانہ ہوے
آگے تو عمرو دعائین کرتا چلا جاتا ہی اور پیچھے یہ سب بھی دو منزلہ کر رہے ہین یہ اگر اصفہان کو نہ آتے اور اسی طرف
سے امیر کے پیچھے چلتے تو بڑا غضب ہوتا کسواسطے کہ ایک قبا و تو بخار سے بچے ہوے تھے لیکن درد سر ہر روز انکو
بھی رہتا تھا اب جو اصفہان سے چلے ہین تو کچھ کچھ بیماری دفع ہوتی جاتی ہی اور امیر و مالک و لندھور کو تو چار
چار پہر ہوش نہین آتا اور عمرو نے سب سے کہدیا ہی کہ امیر سے کوچ کی خبر نہ کرنا عمروان سب کو لیے ساتھ اپنے
چلا جاتا ہی کہ کہین بیٹھنے کا سہارا ملے الغرض بائیس روز کے بعد ایک صحرا ملا دیکھا اسمین ایک قلعہ پتھر کا ہی اور
دروازہ اسکا کھلا ہی عمرو قلعہ مین آیا اب جو دیکھا صدہا مکان پختہ در و دیوار پتھر کے ہین عمرو حیران چار
طرف دیکھتا ہی اور پھرتا چلا جاتا ہی کہ ایک طرف پھنکار کی آواز آئی عمرو نے دیکھا کہ بہت بڑا سانپ کالا سر
اٹھائے پھن کو پھیلائے جھوم رہا ہی عمرو دیکھتے ہی بھاگا اور طرف جو گیا دیکھا ہزارہا کردار چھوٹے بڑے ہر قسم
کے سانپ بچھو بیٹھے ہین عمرو وہان سے بھی جان بچا کر بھاگا اور دل مین کہا ای عمرو معلوم ہوتا ہی کہ اسی سبب
سے یہان کوئی نہین رہتا ان موذیون کے مارے سب کے سب شہر چھوڑ کر چلے گئے عمرو نے باہر قلعہ کے کئی کوس
پر آکر بارگاہ و خیمے برپا کراے اور امیر کو اسمین آتارا اور سب لشکر کو حکم اترنے کا دیا اور آپ جنگل کی طرف
بار لکڑیون کے جمع کرنے لگا اور قلعہ مین اسی مقام پر سرنگ لگائی اور کپیان بارود کی برابر سے جمائین اور
لکڑیان سرنگ مین بھر کے آگ دے دی سرنگ جو اڑی لکڑیون مین آگ لگ گئی تمام سانپ بچھو جل گئے
اور مر کے فی النار ہو گئے قلعہ مین ہر مقام پاک و صاف ہو گیا عمرو کئی روز کے بعد امیر کو لے کر قلعہ مین
آیا اور سب فوج کو بھی بلا لیا اور سردارون کو مقامات رہنے کے بتا دیے اور چار طرف توپین لگا کر ساتھ
بندوبست موافق اپنی مرضی کے قلعہ کو آراستہ کیا کئی روز کے بعد وہان پر نوشیروان بھی آیا یہان
آکر سنا کہ امیر اور تمام سردار بخار کی شدت سے بیہوش ہین قوبل ہندی نے کہا اب کیا لطف لڑائی کا ہی
کہ امیر تو بیمار ہین بختک نے کہا شکر کرو ہماری خاطر سے طبل جنگ بجواؤ اور سب کا کام تمام کرو دشمن کو
جس طرح ہو سکے مار ڈالے نوشیروان نے بھی یہی کہا جب تو چھوٹے بھائی یعنی دوبل ہندی نے کہا
ہمین تو بادشاہ کے حکم سے کام ہی جو کہیگا وہ کرینگے الغرض طبل جنگ بجوایا امیر کو جو ہوش آیا عمرو نے

چپ ہو رہا نوشیروان نے کوچ کیا بعد چلے جانے نوشیروان کے مسلسل شاہ اور کندر کرمانی اور پلد الم شاہ وغیرہ
اور چیچک شاہ و شہریار بد دکو نوشیروان کی آئے تھے سب صلاح کرکے امیر کی خدمت میں آئے اور کہا یا امیر اب
ہم نے جانا آپ کا دین بر حق ہے ہر چند کہ لات پرستی قدیم سے ہے مگر کچھ اصل اسکی معلوم نہیں ہوتی اور ہم جسکی مدد
کو آئے تھے وہ چلا گیا ناحق ہم نے اپنی اوقات ضائع کی ہم نے سنا ہے کہ بختک نے بہت کہا کہ قویل ہندی اور
دویل ہندی آئے ہیں اب نہ جانا چاہیے مگر بادشاہ نے نہ مانا وہ چلا گیا یا امیر نوشیروان کا کچھ قصور نہیں ہے وہی
بیچارہ بد ذاتیاں کرتا ہے اور ہمکو ادھر سے ادھر تباہ و برباد بھگاتا پھرتا ہے بختک بھی شیطان سے کم نہیں ہے اے امیر
اب ہمکو کلمہ پڑھائیے ہم سب مسلمان ہوتے ہیں امیر نے سب کو کلمۂ توحید تعلیم کیا سب از سر صدق کلمہ پڑھ کر
مسلمان ہوئے امیر کو نہایت خوشی ہوئی اور سب سرداروں سے کہا اب تو مہلت ہے چلو مل کر شکار کھیلیں یہاں اب
کون ہے جس سے لڑینگے ہرکاروں نے خبر دی کہ نوشیروان نے کوچ کیا اور مدائن کو گیا یہ سنکر اور خاطر جمع ہوئی
سب کے سب شکار میں مصروف ہوئے یہاں امیر تو ہر روز شکار کھیلا کرتے ہیں ادھر نوشیروان چلا جاتا ہے کہ
راہ میں بختک نے سب فوج سے کہا کہ تمہاری روزی گئی جب بادشاہ مدائن میں پہونچے گا تم سب کو برطرف
کر دے گا کیونکہ لڑائی تو موقوف ہوئی سب نے کہا کہ ملک جی پھر کسی طرح تم بادشاہ کو آمادۂ جنگ کرو بختک نے
کہا میں کرونگا مگر تم بھی ایک زبان ہو جاؤ تا صبح کو بختک نے پھر کہنا شروع کیا اے بادشاہ آخر وہی ہوا ہمکو تو کچھ نہیں
لیکن آپ کی سلطنت جا چکی سب ملک حمزہ نے چھین لیے ایک مجاور زادہ اسکو یہ قدرت و طاقت تجھکو کیا لوگ کہینگے
کہ بادشاہ ہفت اقلیم اسطرح بھاگتا پھرتا ہے اور حمزہ سے کسی طرح سر نہیں ہو سکتا اور جو کچھ روٹی کا ٹھکانا رہ گیا ہے
وہ بھی حمزہ چھین لے گا ایسا ایسا جو سب نے سنا ہر ایک نے بختک کے کلام کی تائید کی بادشاہ نے کہا پھر میں کیا
کروں بختک نے کہا اے بادشاہ تو دیکھ میں قویل ہندی کو لکھتا ہوں وہ مثل دیو کے ہے وہ لندھور سے لڑنے آتا ہے
ستائیس سو من کا گرز باندھتا ہے آخر تو وہ لندھور اور امیر سے لڑے گا تو بھی اُنکی شراکت کر تماشہ دیکھ کہ کیا ہوتا ہے اور
میں نے کتاب نجومی میں دیکھا ہے اور سب نجومی بھی یہی کہتے ہیں کہ قویل ہندی کے ہاتھ سے سب زیر ہونگے اور کوئی اسکی
ضرب نہ روک سکے گا اسمیں کیا عجب ہے کہ لشکر امیر پر قران صعب ہو یہ کہکر بادشاہ کی طرف سے نامہ بختک نے
قویل ہندی کو لکھا کہ بادشاہ نوشیروان کو حمزہ نے بہت عاجز کیا ہے بادشاہ ہر ملک میں بھاگتا پھرتا ہے حمزہ بھی
پیچھا نہیں چھوڑتا ہے جو نامہ قویل ہندی نے پڑھا اسی وقت وہاں سے کوچ کیا اور یہاں نوشیروان کو بختک
نے ایک مقام پر ٹھہرایا ادھر امیر با توقیر شکارگاہ میں تھے کہ ایک روز صحرا میں ایک شخص آیا اور امیر کو ایک
کاغذ دے کر چلا گیا امیر نے جو کاغذ کو کھول کر پڑھا تو لکھا تھا خواجہ بزرجمہر کی طرف سے امیر کو معلوم ہو کہ تمہارے
لشکر پر قران صعب ہے ایک مہینا جو اور سر زمین اصفہان پر رہو گے تو کوئی نہ بچے گا نوشیروان قویل ہندی
کو ساتھ لے کر لڑنے کو تم سے آئے گا تم اور سردار تمہارے بیماری میں مبتلا ہونگے اب بصلاح خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری سمت شمال دور جاکر استقامت کرو خبردار اصفہان میں نہ رہنا اور بعد تمام ہو جانے اُس قدر
ایام نحس کے پھر تم کو اختیار ہے امیر جو شکار سے آئے نام تو بزرجمہر کا نہ لیا کہا ہمارے ایک شفیق نے کچھ کلمات
نصیحت آمیز لکھے ہیں نام اُنکا تو نہ لونگا کیونکہ دیوار و در کان رکھتے ہیں اور وہ لکھے یہ ہیں یہ کہکر وہ نامہ سب
کو سنا دیا امیر کو بزرجمہر کی باتوں کا بڑا اعتقاد تھا گو کہ نجومیوں کو کاذب جانتے تھے اور دروغ گو سمجھتے تھے
عمرو نے کہا یا امیر میں سمجھ گیا از برائے خدا جلد یہاں سے نکل چلو امیر نے کہا کہ میں خوف بلائے ناگہانی اور

یہان جب تک آہنگر آئین امیر اور لندھور وغیرہ نے قید اپنی توڑ ڈالی اور سب سرداران امیر رہا ہوئے عمرو
سب کو ہمراہ لیکر آیا قباد کو تخت پر بٹھایا اور امیر کو دنگل ناد عنبر پر بٹھایا اور سرداران دست راستی دست
چپی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور حکم دیا کہ نوشیروان بختک کو لاؤ بختک لے نوشیروان کو پیشی
بڑھائی تب سامنے وہ سب آئے امیر نے کہا کہ میری اطاعت قبول کرو اور مسلمان ہو نوشیروان نے کہا کہ آپ مجکو گرفتار
سمجھیے تو کیا مضائقہ ہی اب تو عمرو کی قید مین ہون عمرو نے کہا امیر یہ بختک مردود کی بد ذاتی ہی غرض امیر نے
نوشیروان کو چھوڑ دیا سب کو نوشیروان اپنے ہمراہ لیکر پھر عراق مین آیا امیر بھی سب کو لیکر چلے
جہان پہلے بارگاہ تھی وہین آکر پھر بارگاہ سلیمانی اور خیمے استادہ کرا لئے اور بعد عیش وعشرت وہان
فروکش ہوئے نوشیروان امیر سے ایک ہفتہ کی مہلت لیکر گیا تھا امیر کے لشکر مین جشن ہوا کیا کہ
سلیمان شاہ بھی آیا اور مسلمان ہوا امیر نے کہا مرزبان نے سمجھایا ہوگا امیر کو بڑی خوشی ہوئی لیکن عمرو
سے صفائی قلب نہین ہوئی ہی امیر تو دل مین نادم ہین کہ عمرو نے تمام عمر تیرے ساتھ بھلائی کی اور جان نثار
رہا ایک حرکت نالائق یہ ہو گئی تو ایسا نہو کہ دل مین عمرو کے کچھ دغا ہو اور ادھر عمرو بھی امیر سے دور دور
رہتا تھا اور دل مین پس و پیش کرتا ہی کہ اے عمرو تو نے وہ حرکت بیجا امیر سے کی ہی کیا عجب ہی کہ امیر حکم قتل
کرنے کا دین امیر نے جو عمرو کا یہ حال دیکھا الگ لیجا کر کہا کہ اے برادر مین تو کچھ مجھ سے رکا ہوا معلوم ہوتا ہی اور مکدر خاطر
عمرو نے کہا یا امیر مجکو ابھی خوف ہی کہ آپ شاید اسکا عوض لین اور مین کیونکر نہ ڈرون کہ آپ حاکم ہین محکوم ہون امیر
نے یہ سنکر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا تو ہرگز مجھ سے خوف نہ کر اے عمرو میرے دل مین تیری طرف سے بالکل کشیدگی
نہین ہی اور خیال بد نہین ہی دل میرا مثل آئینہ صاف و شفاف ہی اے عمرو بخدا تو مجکو زہر بھی دے تو
بھی مین تجھ سے خفا نہون عمرو یہ سنکر قدمون پر گر پڑا اور کہا اے حمزہ خدا خوب جانتا ہی کہ مین بچپنے سے تیرا
عاشق زار ہون خدا اس دن کو مجھے نہ رکھے جو تجھکو مین بری طرح دیکھوں اسی طرح پھر وہ دونون عاشق و
معشوق ہو گئے اور وہان نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو نے مجکو اس حالت کو پہونچایا مین تو اپنے شہر
مدائن مین عہد کرکے جا بیٹھا تھا تو مجکو ورغلا کے اصفہان مین لایا آخر یہ نوبت تو پہونچی اب یہ بتا کہ مین اب
کیا کرون اور تو نے کہا تھا کہ کتاب ہندی مین دیکھا ہی کہ اصفہان مین خونریزی امیر کی ہوگی بختک نے کہا پھر کیا
کرون جو مین نے کہا تھا وہ تو ہوا لیکن آپ کی تقدیر سے مین ناچار ہون کہ مالک سا پہلوان جا کر امیر سے مل گیا اور مسلمان
ہوا اور قیصر سے بڑی طاقت تھی کہ رستم سب کو قتل کرے گا وہ فرزند امیر کا نکلا غرض نوشیروان بہت بختک
پہ خفا ہوا بختک نے کہا قویل ہندی اور دویل ہندی بھی آنے کو ہین نوشیروان نے کہا آیا کرین میرا تو یارا
نہین تھا اب مین مدائن کو چلا جاؤنگا تو مجکو امیر سے توقع ہی کہ وہ پھر میرا پاس کرینگے اور مجھ سے نہ لڑینگے
ساسانی تو بختک سے ملے ہوئے تھے انھون نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر اورون نے یعنی غیر دو چار آدمیون نے کہا
کہ آپ سچ کہتے ہین ہم مارے خوف کے کچھ نہ کہہ سکتے تھے ناحق ہزارہا آدمی کا خون ہوا اور ہوگا اسکا آپ کو ضرور
خیال کرنا چاہیے اور پاس و لحاظ دین کا کرنا واجب و لازم ہی اور بہت سوچ سمجھ کے کام ہونا اچھا ہوتا ہی

دو قلمے داستان نوشیروان و بختک و دویل ہندی کے لکھے جاتے ہین

منکشفان رموز داستمداری بموجب دفتر قدیم بزبان اردو بفصاحت و بلاغت یون تحریر کرتے ہین کہ جب نوشیروان
رہائی پا کر مدائن کو چلا اور بختک سے اب جو تو نے لڑائی کا نام لیا تو تجھکو قتل کرونگا بختک مارے ڈر کے

او مقبل منم خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری مین امیر کو لیے جاتا ہون غرضکہ قلعہ مین آکر امیر کو زنبیل سے نکالا اور
طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے قید کیا اور سرہنگ خان کو حکم کیا کہ کل جلاد اور ٹکٹکی اور بانس اور اُسترے مقراضین
حاضر ہون اور ابوالفتح خان کو پالکی مین سوار کرکے لشکر امیر مین بھیجا ابوالفتح نے آکر رسالدارون اور کمیدانون
کو بُلا کر کہا کہ عمرو نے کہلا بھیجا ہی کہ تم آکر ہماری نوکری کرو اور اگر نہ منظور ہو تو جواب صاف دو سبھون نے
آپس مین مشورہ کیا کہ جب امیر پکڑ گئے تو ہماری کیا حقیقت ہی غرض بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی لیکر عمرو
کے پاس حاضر ہوے عمرو نے ملکہ مہر نگار کو کہلا بھیجا کہ تمکو کیا غم ہی تم بیٹھی رہو اور مجھکو دعائین دیا کرو یا پھر کی روٹی
تن بھر کپڑا سرکار شاہ شاہان شہریار جہان سے تمکو ملا کریگا ملکہ نے کہا کہ اُس سے کہنا او نمکحرام خدا تجھکو غارت
کرے امیر تو قید ہون اور تو مجھکو اسطرح سے کہے یا اور کسی کو جا کر دے مین فقیرنی نہین ہون بیٹی بادشاہ ہفت اقلیم کی ہون
زوجہ ثانی سلیمان کی ہون غرضکہ ابوالفتح تو سب کو لیکر حاضر ہوا اور صبح کو ملکہ مہر نگار کل ناموسان صاحبقران کو ہمراہ
لیکر آئی کہا جہان میرا وارث اور میرا فرزند قید ہی وہین مین بھی رہونگی غرض ملکہ مہر نگار وغیرہ بھی بُرج زہر مار مین مقیم
ہوئین اور یہان عمرو نے حکم جلادون کو دیدیا تھا صبح کو سامان جلاد لیکر حاضر ہوے اور میدان خونی تیار ہوا عمرو نے سُرخ
کپڑے پہنے اور تاج شاہی سر پر رکھا تخت پر ننگی تلوار لیکر بیٹھا سب قیدیون کو طلب کیا ایک طرف نوشیروان وغیرہ کو
ایک سمت امیر کو مع سردارون کے بٹھایا عمرو نے کہا او عرب سوسمار خوار دیکھا تو نے یہ کیا سامان خدا نے کر دیا اسدن
کی بھی تجھکو خبر تھی اب میری اطاعت کر نہین تو قتل کرونگا امیر نے کہا او ساربان زادے یہ بھی قدرت خدا ہی کہ تجھ غلام کو بھی
اس مرتبہ کو پہونچایا اگر زندگی ہی اور مین قید سے چھوٹا تو بند بند تیرا جدا کرونگا عمرو نے حکم کیا کہ کوڑی بھر بانس امیر کی پیٹھ پر
توڑو یہ کہنا تھا کہ لوگ بانس لیکر امیر کے سر پر آئے عمرو نے اشارے سے تو منع کیا اور زبان سے کہا کہ بانس کیون نہین مارتے
یکا یک اُن سب کے ہاتھ خشک ہو کر رہگئے لندھور اُٹھا پہلے تو عمرو کی منت کی پھر کہا بس اب زیادہ نالائقی کو کام نہ فرمایئے
حکومت ہو چکی اب خطا اپنی امیر سے معاف کرانا چاہیے اور اگر ایک ذرا بھی بانس امیر کے بدن پر چھو گیا تو ہم قید توڑ کر تجھکو
مار ڈالینگے اور اب مطلق پاس و لحاظ نہ کرینگے اب ہماری آنکھون مین خون اُتر آیا ہی عمرو نے کہا ای لندھور مجھکو تو دھمکاتا ہی
اگر اب مین بانس نہ لگواؤن تو میرے حکم مین فرق آتا ہی یہ کہکر اُٹھکے اندر چلا گیا اور اشارہ طرف آبدین کے کیا لوگون نے
بانس آبدین پر مارے اور کچھ بانس بختک پر بھی پڑے آبدین زمین پر لوٹنے لگا بختک دُہائی دینے لگا پھر عمرو نے
کہا ان سب کو قیدخانے مین لیجا کر رکھو سب کے سب قیدخانے مین بند کیے گئے شب کو عمرو نے خواب مین دیکھا
ایک بزرگوار کہتے ہین کہ ای عمرو امیر کے قدمون پر تو گر اور قصور اپنا معاف کرالے کہ وہ تیرا خداوند نعمت
ہی ادھر امیر نے اور تمام سردارون نے بھی خواب دیکھا کہ عمرو آئیگا اور قدم پر گریگا ای امیر اب تو عمرو سے
ملجا ایک کافر کو مارا تو کیا مضائقہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا غرض صبح کو امیر نے خواب سب سے بیان کیا سردارون
نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا ہی اگر عمرو آئے تو یہ خواب صادق ہی ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ خواجہ عمرو
بن اُمیہ ضمری تاج شہنشاہی سر پر رکھے ہوے پوشاک فاخرہ زیب جسم کیے آیا اور آکر قیدخانے کو کھلوایا
قریب امیر کے پہونچ کر قدمون پر امیر باتوقیر کے گر پڑا اور کہنے لگا ای امیر میرا قصور معاف کیجیے یہ
کہکر رونے لگا قباد اُٹھے اور امیر سے کہا اب آپ عمرو کو گلے سے لگا لیجیے غرض امیر بھی یہی چاہتے تھے عمرو کو گلے
سے لگا لیا عمرو نے کہا یا امیر تم شکر کرو کہ تمھارا یہ مرتبہ خدا نے کیا ہی کہ ایک ساربان زادہ تمھاری سرکار کا یہ
دولت [illegible] یہ طاقت رکھتا ہی پھر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے آہنگرون کو حکم کیا کہ جلد ان سب کی قید کا توڑ

کیا ہے عمرو نے کہا ایک بٹوا بھاری سا ہے مقبل نے کہا اسے کھولو عمرو نے کہا میری مجال ہے بڑے آدمی کی چیزیں
کھولوں اس بٹوے کو آپ ہی کھولیے مقبل نے جو کھولنے کا قصد کیا نہ کھل سکا غرض سینے سے لگا کر جو زور کیا وہ بٹوا
کھل گیا اور ایک لقمہ دھوئیں کے مانند بیہوشی کا نکلا مقبل بیہوش ہو کے گرا عمرو نے کپڑے مقبل کے اُتار لیے وہاں
ایک رتھ کسبیوں کی کھڑی ہوئی تھی اُسکے نیچے مقبل کو ڈالدیا اور آپ مقبل کی شکل بنکر بکتا ہوا بارگاہ امیر کے دروازے
پر آیا اور لوگوں سے کہا کہ وہ غلام میری آواز سُنکر بھاگ گیا اور یہاں امیر نے پانی مانگا آبدار پانی لیکر گلاس میں
امیر کے پلانے کو چلا آپ اُسکے ساتھ بہ شکل مقبل آیا اور اُسکے ہاتھ سے پانی لے لیا اور پلانے کو چلا اُسمیں بیہوشی ملاکر
امیر کے آگے گلاس حاضر کیا امیر نے اشارہ کر کے بایاں تھنا پکڑ لیا عمرو حیران ہوا یہ دیکھکر امیر سنبھل بیٹھے اور کہا آگے لا
پھر امیر نے کہا شاید بھول گیا ہو اب کی مرتبہ امیر نے کان پکڑا اب عمرو کی عقل حیران ہے بہت کچھ عقل کو لڑایا آخر آپ بھی کان
پکڑا امیر نے پہچانا اور کہا تو آگے نہیں آتا عمرو اور پیچھے ہٹا جاتا ہے اور کہتا ہے مجھکو نشہ بہت ہے امیر نے کہا ہاں میں جانتا
ہوں اگر نشہ ہے تو کیا مضائقہ تو آگے آکر پانی پلا میں کچھ نہ کہونگا عمرو نے کہا میں نے بھی پہچانا جب تو امیر غصہ ہو کر اُٹھنے لگے
عمرو نے وہی گلاس منہ پر امیر کے کھینچ مارا اور بھاگ گیا اب جو صبح ہوئی مقبل کو ہوش آیا اپنے تئیں اس حال خراب
سے دیکھا بہت برہم ہوا مگر کیا کرے ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر چلا کسبی کے جو آدمیوں نے دیکھا کہ
ایک کنگرا ننگا کھڑا تھا اب جاتا ہے ایک آدمی نے دوڑ کر ایک سونٹا مقبل کے مارا کہا کہ کل تو ہی ہمارا لوٹا چرا لیگیا تھا
اب تو سب لوگ کسبی کے اُٹھکر لپٹ گئے اور لات مُکی پڑنے لگی جب تو مقبل نے اُس عورت سے کہا ارے میں مقبل
ہوں اُسوقت وہ ایک آدمیوں نے پہچانا وہیں سب لوگ ہاتھ باندھنے لگے کہ ہمسے خطا ہوئی مقبل نے کسبی سے کہا کہ
ذرا دوپٹہ اپنا دے کہ میں سامنے امیر کے ننگا کیونکر چلا جاؤں اُس کسبی نے اپنا دوپٹہ دیا مقبل دوپٹہ باندھکر گھر
میں آئے اور پوشاک بدلی پھر امیر کے دربار میں آئے اور سارا حال امیر سے بیان کیا امیر بہت حیران ہوے کہ
کیا تدبیر کی جاسے دوسرے روز عمرو پہر رات گئے پھر آیا اور بابی فراش کی صورت بنکر بارگاہ کے اندر داخل ہوا
دیکھا امیر سوتے ہیں عمرو نے چاہا کہ امیر کو بیہوش کرے امیر کی آنکھ کھل گئی عمرو پھر بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا سب
چار طرف سے دوڑے عمرو نہ نکل سکا چوب بارگاہ کی پکڑ کے چڑھ گیا اور مثل چھپکلی کے بارگاہ کی چھت میں چمٹ رہا
لیکن عمرو کا دل دھڑکتا ہے کہ ایسا نہو مقبل تیر مارے لوگوں نے مقبل سے کہا ہمنے کسی کو نکلتے نہیں دیکھا مقبل اندر
بارگاہ کے آیا امیر اُٹھکر بیٹھے اور پوچھا ای مقبل کتنی رات باقی ہے مقبل نے کہا پہر رات اور باقی ہے امیر نے کہا تو بھی تھک گیا
اور کچھ نہو سکا بلکہ مجھسے تو وہ نکل گیا تو نے تیر بھی مارا مگر کیا کرے کہ وہ پیلا تھا اب تو رات نہیں ہے کل سے بتلا یہ ہم پھر لینگے
پھر مقبل سے کہا جاکر باہر ہوشیاری سے بیٹھنا اور آپ شمع کے سامنے کتاب کھول کے پڑھنے لگے عمرو فکر عیاری میں
غوطہ زن رہا پھر ایک مطلب ہاتھ لگا سو چکر زنبیل سے روئی نکالی اور اُسمیں بیہوشی ملاکر پروانے بنائے اور
کمند آصفا کو نکالا اور معجزہ اُسسے طلب کیا کہا اے کمند بال سے باریک ہو جا تا کسی کی نظر میں نہ سماتا اور اُسمیں پروانہ
باندھکر شمع پر مارا وہ پھر سے جل گیا امیر دیکھکر رہ گئے جانا کہ پروانہ تھا جل گیا عمرو نے پھر اُسی طرح ساٹھ ستر پروانے
شمع پر مارے اور وہ پھر پھر ہو کر جلے اور عمرو نے اپنی ناک میں پہلے سے بتی روئی کی دے لی تھی اب تو تمام
بارگاہ میں بیہوشی پھیل گئی امیر کتاب پڑھتے پڑھتے شمع کے آگے بیہوش ہوگئے عمرو نیچے اُترا پشتارہ امیر کا کر کے
زنبیل میں رکھلیا اور آپ صورت امیر کی بنکے پلنگ پر سو رہا صبح کو اُٹھا اور مقبل کو بلاکر سارا حال رات کا
دہرایا بعد اُسکے اشقر کو طلب کیا اور بہ اطمینان تمام سوار ہو کے برج زہر مار میں چلا آیا اور جاتے ہی پکارا

پر بیٹھا ہی عمرو حیران ہی کہ کسی وقت یہ نہین سوتا ای عمرو اب کیا کرون غرضکہ عمرو سامنے مقبل کے کہ ایک تودہ مٹی کا تھا
اُسکے نیچے چھپا اور سر کو اُسمین سے نکالا اور مقبل نے بھی پرچھائین دیکھی سنبھل کر بیٹھے جب دیکھا کہ کسی نے سر نکالا مقبل نے
تیر مارا سینہ پر پڑا تیر دوسار ہو گیا مقبل نے لوگون کو پکارا کہ لینا مین نے عمرو کو مار لیا لوگون نے آکر اُس تودے پر تلوارین
مارنا شروع کین مقبل نے کہا مر تو چکا ہی اب کیون تلوارین مارتے ہو اُسے اُٹھا لاؤ لوگون نے اُسکو اُٹھانے کا قصد کیا اب
جو دیکھا ایک پتلا ہی عمرو نے اُسکے ایک کانٹا لگایا تھا اُسمین کمند باندھے ہوے ہلاتا تھا اور بجاتا تھا مقبل وغیرہ تو اس
شغل مین رہے کہ پتلے کو دیکھتے اور سب کو دکھاتے تھے اور ہنستے تھے کہ عمرو کی چالاکی دیکھو کیا پتلا بنایا اسکو آگے دھر دیا
آپ بچکر چلا گیا وہان عمرو اندر بارگاہ امیر کے آیا دیکھا کہ امیر پلنگ پر سوتے ہین عمرو آہستہ آہستہ قریب پلنگ کے آیا
لیکن امیر جاگ رہے تھے چپکے پڑے ہوے دیکھتے تھے اُدھر مقبل بھی اندر بارگاہ کے آیا سوچا کہ ایسا نہو عمرو
اندر آگیا ہو جیسے ہی عمرو نے مقبل کو آتے دیکھا سمجھا کہ مقبل بیشک تیر ماریگا وہ جو شمعین جل رہی تھین اُنکو بجھا دیا امیر
اُٹھ بیٹھے مقبل سے کہا عمرو کو لینا عمرو فوراً قنات چاک کرکے نکل گیا امیر نے کہا ای مقبل جو عمرو نے کہا تھا
وہی کیا کھانا اور سونا حرام کر دیا اور یہان عمرو نے صبح کو ساری حقیقت عیارون سے بلکہ قباد اور لندھور سے کہی
لندھور نے کہا ای عمرو تم میری خاطر سے اپنا قصور امیر سے معاف کرا لو غرض بصلاح لندھور قباد کیطرف سے
امیر کو ایک نامہ لکھا کہ یا امیر یہ نامہ ہی قباد کیطرف سے بلکہ سب سردارون کیطرف سے کہ ہم سب پر رحم کیجیے اور
عمرو کا قصور معاف کر دیجیے کہ ہم سب اس بلا سے نجات پائین یہ نامہ لکھکر امیر با توقیر کے پاس بھیجا امیر نے پڑھکر یہ
جواب لکھا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا تم سب خدا سے کہو اگر یونہین تم سب کی قضا آئی ہی تو کیا چارا اور مین تو
عمرو کا قصور نہ معاف کرونگا بلکہ اُس ساربان زادے کا بند بند جدا کرونگا عمرو یہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور سب کو
وہ نامہ امیر کا دکھایا سب سُنکے خاموش ہو رہے عمرو رات کو پھر لشکر امیر مین آیا اور ایک چوبدار کی شکل بنکے سامنے
مقبل کے گیا اور آپ ہی آپ پکارا کہ حاضر یہ کہکر بارگاہ کے اندر چلا گیا دیکھا امیر پلنگ پر لیٹے ہین قریب امیر
کے آیا اور کفچہ عیاری مین بیہوشی رکھکر چاہتا ہی کہ پھونکے امیر تو جاگ رہے تھے باش کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا روغن
خوشبو تمام بدن مین عمرو کے لگا ہوا تھا عمرو نے ہاتھ کھینچا فوراً پھسل کر چھوٹ گیا عمرو بھاگا امیر بھی پیچھے دوڑے
عمرو کا پانون جو فرش مین اُلجھا گر پڑا امیر بھی برابر پہونچ گئے عمرو چاہتا تھا کہ جست کرکے بھاگے امیر کے ہاتھ مین پانون
عمرو کا آگیا عمرو نے کہا ہاے یا امیر پانون مین پھوڑا ہی امیر نے پانون عمرو کا جلدی سے چھوڑ دیا عمرو بھاگ کر نکل گیا
امیر کو بڑی ندامت ہوئی مقبل جو آیا امیر نے کہا مین نے عمرو کو پکڑ کے چھوڑ دیا اب مین دل مین کہتا
ہون کہ اُسنے کہا کہ میرے پھوڑا ہی مین چوک گیا پھوڑے کو پھوڑ کیون نہ دیا مقبل یہ سُنکے ہنسنے لگے عمرو کی چالاکی پر
بہت متحیر ہوے غرضکہ عمرو دوپہر رات رہے آیا دیکھا کہ مقبل جاگ رہا ہی صورت اپنی بدل کے رونے لگا اور دہائی دینے لگا
مقبل نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا مین رنگریز ہون وہ جو غلام امیر کا ہی میری دکان پر بیٹھا ہی کہتا ہی کہ اپنی بیٹی
کا نکاح میرے ساتھ کر دے وہ پائجامہ رنگوانے کو لایا تھا میری بیٹی نے جو ہاتھ نکال کر لیا عاشق ہو گیا اب دونا
مٹھائی کا لایا ہی اور جہیز زبردستی کرتا ہی کہ میرے ساتھ نکاح کر دے ای مقبل صاحب اب یہان بڑا اندھیر ہی جبتک
خواجہ رہے کسی پر ظلم نہوا آپ ذرا چلکر اُسکو سمجھا دین وہ سامنے تو میری دکان ہی مقبل اُٹھے اور کہا اُس نمک حرام
کا نام نہ لے کیا مقدور اُس غلام کا جو تمکو ستائے یہ کہکر مقبل اُسکے ساتھ چلے عمرو لگا کر تھوڑی دور لایا اور رومال
زمین مین ڈال دیا اور کہا ای مقبل کیا آپ کا رومال گر پڑا یہ کہکر عمرو نے اُٹھا لیا مقبل نے کہا میرا تو نہین ہی مگر اُسمین

ان سب کو قید کیا پھر عمرو کو جو خیال آیا لندھور کے پاس آیا اور سر پر تاج رکھے ہوئے لندھور کو سلام کیا اور کہا
مین تمھارا بڑا احسانمند ہون تمکو نہ قید کرونگا لیکن میری اطاعت کرو اور امیر کو چھوڑدو لندھور نے کہا ای عمرو
واسطے خدا کے مجھکو دہری قید مین رکھو مین امیر کو کیا منھ دکھاؤنگا عمرو نے بہت کچھ سمجھایا لندھور نے نہ مانا اور کہا
تم نہ کہو مین آپ زنجیر پہنونگا اُسوقت عمرو ناچار ہوکے چلا گیا لوگون سے اپنے کہ گیا کہ جسطرح لندھور کہے وہی کرنا الغرض لندھور
بھی قید ہوے سب سرداروں سے کہا کہ میری اطاعت کرو تو چھوڑدون سب نے کہا اگر امیر بھی گرفتار ہون تو کیا مضائقہ
ہی دوسرے روز عمرو نے عیارون سے کہا کہ نوشیروان کو مع سب سردارون کے پکڑ لاؤ عیار گئے اور سب کو پکڑ لائے
ان سب کو عمرو نے بڑی قید شدید مین رکھا اور آبدین کو صبح اور شام کوڑے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سب فساد
تو نے برپا کیا بختک کے کہے سے مین نے تجھکو قتل نہ کیا اب مار ڈالونگا اور لشکر نوشیروان مین رسالدار وغیرہ کو
کہلا بھیجا کہ تم چلے آؤ تمھارے دین سے کچھ کام نہین جسطرح نوشیروان کے نوکر ہو اسی طرح ہمارے نوکر اُن لوگون نے
آپس مین مشورہ کیا یہ سب عیار ہین چلکر سب کو قتل کرو اور پکڑلو نوشیروان کو چھڑا لو پہلے تو نہ راضی ہوے انکار کیا
پھر کہلا بھیجا کہ ہم سب تابعدار ہین حاضر ہوتے ہین عمرو سوچا کہ پہلے تو ان گیدیون نے انکار کیا اور اب ایسے جلد راضی
ہوگئے ایسا نہو کہ یہ سب ملکر دغا کرین اور ہم سب کو پکڑ لین لشکر تو تیرے پاس ہی نہین جو انسے لڑیگا یہ سوچ کے انھین کہلا بھیجا کہ
تم وہین رہو یہان نہ آؤ انھون نے کہا اب ہم ضرور آئینگے عمرو نے خفا ہوکر کہلا بھیجا کہ خبردار یہان نہ آنا اُن سبھون نے
کہا عمرو کو بکنے دو چلو ہم لڑکے سب کو چھین لین یہ کہکر وہ سب چلے ادھر عمرو کو یہ خبر ہوئی عمرو نے حکم کیا کہ نوشیروان کو مع
لیلان و بختک و بختیارک وغیرہ کے سب کو زیردار بٹھا دو غرضکہ عیارون نے ان کو زیردار بٹھایا ادھر وہ سب
لڑنے کو جو آئے زیردار سب کو بیٹھا دیکھکر پھر گئے عمرو نے اور لوگ چہار طرف کے نوکر رکھنا شروع کیے اور سب سے
کہدیا کہ تمھارے مذہب سے ہمین کچھ کام نہین تم نوکری کرو الغرض عمرو رات کو لشکر امیر مین آیا کہ امیر کو بھی پکڑ لاؤن
اُسوقت امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے اور سامنے شمعین روشن تھین عمرو بھی فراش کی صورت بنکر آیا امیر نے پرچھائین
دیکھی سمجھے کہ سوائے اُس دُزد دبار یک گردن کے کوئی نہین یہان آسکتا امیر نے مقبل کو آواز دی کہ لینا عمرو کو اور
خود بھی اُٹھے عمرو جست کرکے بھاگا اور پکارا او عرب سوتمادخوار بے مروت وہ دن بھول گیا کہ مین نے نوشیروان
سے اٹھارہ برس تیرے ناموس کو بچایا تو سہی میرا نام عمرو کہ تیری نیند اور کھانا پینا بند کردون یہ کہکر نکل گیا
مقبل وفادار جو آئے امیر نے کہا عمرو آیا تھا ای مقبل تم ہمارے پلنگ کے پاس رہو اور یا دروازۂ بارگاہ پر تیرو
کمان لیے ہوے لیس بیٹھے رہو جسوقت عمرو آئے فوراً تیر سے نشانہ کرنا مین حکم دیتا ہون خبردار چوکنا نہین اور اگر
تم نہ جاگ سکو تو مین اندر محل مین جاکر سوؤن مقبل نے کہا آپ شوق سے باہر آرام کیجیے مین رات بھر جاگونگا امیر نے کہا
تا امکان مین بھی نہ سوؤنگا امیر نے مقبل کو پتا بتایا کہ یہ نشان سب سے کہدینا جب ہم دہنا ناک کا نتھنا کھجلائین تم
بایان نتھنا کھجلانا جب ہم دہنا کان پکڑین تم بایان کان پکڑنا اب امیر نے تو یہ بندوبست کیا اور عمرو جو عیارون کے
پاس آیا صبح کو تاج سر پر رکھکے تخت حکومت پر بیٹھا اور رات کا حال امیر کا بیان کیا عیار سُنکر چپ ہو رہے عمرو نے
کہا مین تمھارے دل کی بات پہچانتا ہون کہ تم سب کہتے ہوگے کہ ہمیر تو یہ تاکید کی کہ آج ہی سب کو جاکے پکڑ لاؤ اور
اپنے سے کچھ نہ ہوسکا ای عیارو امیر کو شل ان سب کے نہ سمجھنا وہ اُستاد عیاران ہی بڑی مشکل ہی کہ کوئی اُسکو گرفتار کرے
اور پھر لاؤنگا تو مین ہی لاؤنگا اور اگر نہ یقین ہو تو جن صاحب کا دل چاہے جاکر دیکھین عیارون نے کہا حضور سچ ہی جیسا
آپ انکو جانتے ہین ہم کیا جانین غرضکہ دوسرے دن رات کو عمرو پھر آیا دیکھا کہ مقبل تیر و کمان لیے ہوے دروازے

کو کسی نے مار ڈالا باہر جو نکلا دیکھا ہزار ہا لوگ مارے گئے غرض آبدین لاش تابدین کی اور وہ خنجر لیکر بھاگا قلعہ اپنا عادی
نے لیلیا اور عمرو عادی سے رخصت ہوکر امیر کے پاس آیا سارا احوال عادی کے زخمی ہونے کا اور شبخون مارنے کا امیر سے
بیان کیا کہ اب اُنکو بھگاکر آیا ہون امیر یہ سُنکے چپ ہو رہے اور آبدین تابدین کا تابوت لیکر نوشیروان کے پاس آتا تھا
لیکن یہ چاہتا تھا کہ ملک فتح کرکے جائینگے جب یہ پہونچا خبر بختک کو ہوئی نوشیروان سے اُسنے آکر کہا نوشیروان نے جواب دیا
کہ وہ تو عادی سے بھاگ کر آیا ہی سرداران امیر سے کیا مقابلہ کریگا بختک تو ایک ہی بدذات ہی سوچا کہ یہ تابوت لانا
کچھ بھید سے خالی نہین ہی نوشیروان سے کہا تو عادل زمان ہی اُسکو بلاکر حال تو پوچھ نوشیروان نے بلوا یا حال دریافت
کیا اُسنے ساری کیفیت بیان کی اور خنجر دکھایا کہ شبخون عادی نے مارا لیکن کوئی عیار بیہوش کرکے میرے بھائی کو قتل
کر گیا خنجر جو بختک نے دیکھا پہچانا کہ عمرو کا ہی ایک خنجر عمرو کے پاس اور دوسرا امیر کے پاس رہتا ہی بختک نے کہا تو تابوت
اپنے بھائی کا اور زنانے کپڑے امیر کے پاس لیجا تابدین تابوت اپنے برادر کا اور پوشاک زنانی لیکر امیر کے پاس آیا
اور کہا یا امیر آپ عیار کے بھروسے پر صاحبقرانی کرتے ہین یہ سُنکے امیر کو غصہ آیا عمرو سے پوچھا عمرو نے قسمین
کھائین اُسنے خنجر دکھایا اب امیر کو بالکل یقین آیا کہ عمرو نے مارا امیر نے کہا ای عمرو تو میرے سر پر ہاتھ تو دھر عمرو اُٹھا اور
کہا یہ فقرہ اور کسی کو دیجیے مین تمھارے پاس آؤن تم ایک کافر کے لیے مجھکو بکرو کے حوالے کردو مین نے عادی کی جان بچائی کہ
تمھارا دودھ شریک بھائی ہی اسکا تم احسان نہین مانتے ہو اب امیر تو کہتے ہین کہ تو ادھر آ عمرو بھاگا امیر نے کہا لینا عمرو
نے کہا کیا مجال یہ کہکر عمرو نکل گیا کہین کوس گیا تھا کہ بارہ سو عیار عمرو کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے تمھارے جو ہرا
تو آپ ہین ادھر امیر نے اُس سے کہا کہ یہ کپڑے اُس نامرد نوشیروان کو جاکر پہنا دے تو نے دیکھا کہ وہ بھاگ
گیا اگر وہ ہاتھ آئیگا تو پکڑ کے بھیجدونگا یہان عمرو اپنے سب عیارون کو ساتھ لیکر برج زہر مار مین اپنی بہن کے
پاس آیا اور محفل عیارون کی جمع کی صحبت آراستہ کی اور اپنا خطاب شاہ جہان اور شہریار جہان رکھا اور سب
عیارون کو خطاب خان کا دیا یعنی ابو الفتح خان اور بگلباو خان اور سر ہنگ خان وغیرہ اور سب سے کہا جو جسکا عیار
ہی وہ اُسکو چرا لاوے کہ مین امیر سے لڑونگا اور مین امیر کو چرا لاؤنگا سب عیار قلعہ سے نکل کر چلے امیر با توقیر نے سُنا کہ
سب عیار عمرو کے پاس برج زہر مار مین گئے امیر نے مقبل وفادار کو حکم دیا کہ جس عیار بدحرام کو دیکھنا پکڑ لانا ادھر سرور
نے مع لندھور یہ مشورہ کیا اور کہا کہ امیر ناحق عمرو پر خفا ہوتے ہین کیا فکر کرین جو عمرو پھر امیر کے پاس آوے غرضکہ
یہ تدبیر ٹھہری کہ قباد و شہریار سے آکر سب نے کہا آپ کل صبح کو امیر سے عمرو کا قصور معاف کرادین اور آپ کا کہنا امیر
نہ رد کرینگے پہلے تو قباد نے انکار کیا کہ شاید امیر نہ مانین وہ عمرو سے بہت خفا ہین پھر کہا کہ تم سب کے کہنے سے اور خاطر
سے کہونگا لیکن تم سب لوگ بھی میرے کلام کی تائید کرنا یہ صلاح کرکے سب اپنے اپنے خیمہ مین آکر سو رہے صبح کو جو امیر
بارگاہ سلیمانی مین آکے چار گھڑی دن آیا تھا کہ مقبل آئے اور چھوٹے چھوٹے سردار آئے نہ تو کبھی بادشاہ آئے
اور نہ سرداران جلیل القدر آئے امیر حیران بیٹھے ہین کہ غل ہوا سلطان سر برہنہ اور تیس دیوانے اور پیر فرخاری
خیمہ سے چوری گئے یہ خبر امیر سن رہے تھے کہ ہندی روتے ہوئے آئے اور کہا یا امیر با توقیر لندھور مع عادل
و فاضل اور طول زنگی اور رطال زنگی کے اور بہت سے ہندی پہلوان لشکر سے غائب ہو گئے بعد اُسکے خبر آئی کہ
دراز حرب مالک کو لیگیا بھنے بیتر اُسکا بھیجا تھا پھر محل مین ملکہ مہر نگار کے رونے کا غل ہوا کہ فیروزہ بن عمرو
قباد کو لیگیا غرضکہ بہرام وغیرہ کو بھی ایک ہی شب مین عیار چرا لیگئے اب سوائے امیر کے کوئی نہین رہا اور وہان
عمرو نے حکم دیا کہ سب کو طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے قید کر لیں قباد کو سونے کا طوق اور زنجیر پہنایا غرضکہ

دوسرے روز پھر میدان مین آیا اور دل مین سوچا کہ ای مرزبان اگر شاید تو کسی سردار امیر سے زیر ہوا تو تیرا نام مٹ جائیگا اب تو امیر سے مبارز طلب ہو اگر امیر کو زیر کیا تو بڑا نام ہوگا اور اگر مارا گیا تو غازی کہلائیگا یہ سوچکر امیر کو پکارا کہ ای حمزہ آؤ میرے مقابلے کو یہ سنکے امیر نکلے اور ہمتگاور ہوے چھ قدم مرزبان کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم امیر کا مرکب پسپا ہوا مرزبان نے امیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا ای مرزبان مین تیرے اوصاف مندویل سے سن چکا ہون خدا کرے کہ تو بھی مسلمان ہو جاسے اور لات کو لعنت کرے مرزبان نے کہا ای امیر اب کچھ نہ کہیئے گا اگر آپ مجھکو زیر کرین تو مضائقہ نہین غرضکہ مرزبان نے نیزہ امیر کو مارا صاحبقران نے بعد چند طعنونکے نیزہ ہوائی کیا مرزبان نے خفیف ہوکر تلوار ماری امیر نے سپر پر گانٹھ کر جو تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مرزبان نے سپر پر روکا اور سر کو بھی بچایا تیغہ سپر کو کاٹ کے گردن مرکب پر پڑا اسکے گھوڑے کا قلم ہوا مرزبان زمین پر گرا اسنبھل کر چاہا کہ اشقر کو پکڑے امیر ہان ہان کرکے کود پڑے مرزبان نے امیر پر تلوار ماری امیر نے پینترا بدل کے خالی دی اور قبضہ مین ہاتھ ڈال کے تلوار مرزبان کی چھین لی مرزبان دوڑ کر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی بعد دو روز کے امیر نے زیر کرکے اٹھا لیا خراسانی تلوارین پکڑکے چلے ادھر سے لندھور و مالک و بہرام اپنے ہمراہیونکو لیکر فوج پر آپڑے تلوار چلنے لگی امیر نے مرزبان کو تو باندھکر عمرو کو دیا اور آپ بھی تلوار تولے ہوے فوج مین در آئے مارے تلوارونکے گھمسان کردیا کشتونکے پشتے لگادیے دریا خون کا بہنے لگا امیر کا اور نجم کاسہ فروش کا سامنا ہوا اسنے امیر کو تلوار ماری امیر نے خالی دی اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور بجاے سپر کے اسکو لیکر مشغول کارزار ہوے نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا امیر پھرے اور بارگاہ سلیمانی مین آئے مرزبان کو دلائل آئین دین اسلام تعلیم کیے مرزبان نے نہ مانا کہ مندویل سے تو جنگ تھی اب وہ تو موجود ہی بھلا تیرا کیا مرتبہ ہوگا امیر نے کہا اگر مرزبان مسلمان ہوے تو اسکو زیر کردون مالک وغیرہ نے مرزبان کو سمجھایا آخرکار مرزبان بھی مسلمان ہوا اور مرزبان کے کہنے سے نجم کاسہ فروش بھی مسلمان ہوا یہ خبر خراسانیون کو ہوئی رات کو لشکر نوشیروان پر شبخون مارکے چلے آئے تخنک یہ سنکے ناچا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا اب نوشیروان حیران ہے کہ اور کوئی مدد کو آئے تو مقابلہ امیر کا ہوئے اور امیر کے یہان جشن ہو رہا ہے کہ خبر تنگ رواحل سے آئی کہ دو بھائی آب دین اور تاب دین ہین کئی شہر امیر کے اُنھون نے لے لیے ہین اور اب تنگ رواحل پر دو لاکھ سوار لیکر چڑھ آئے ہین یہ جو خبر عادی نے سنی امیر سے کہا مجھکو رخصت کیجیے امیر نے منع کیا کہ اور کسی کو بھیجدونگا تم نہ جاؤ لیکن عادی نے نہ مانا امیر سے رخصت لیکر اپنے غازیون کو ہمراہ لیکر تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ قلعہ والے تو دعائین کر رہے ہین اور یہ دونون نیچے قلعہ کے پہونچ گئے ہین کہ عادی مع غازیون کے تلوار کھینچکر جا پڑے اور تلوار چلنے لگی یہانتک پہلوان عادی لڑا کہ زخمی ہو گیا آخرکار تاب جنگ نہ لا سکا لوگ عادی کو لیکر جنگل مین گئے دامان مادر سمجھکے استقامت کی اور قلعہ والون نے دروازہ تو نہ کھولا لیکن باہر عمل آبدین کا ہو گیا اور یہ ارادہ ہی کہ قلعہ کو لیلین یہان امیر نے خواب دیکھا کہ عادی کے لشکر کا پتا نہین ہے لوگون سے دریافت کیا اور عمرو عادی کو تلاش کرتا ہوا پہونچا حال پوچھا عادی نے سب بیان کیا عمرو نے کہا ایک تدبیر ہم بتائین لیکن ہمارا نام امیر سے نہ لینا عادی نے کہا نہین کسی سے نہ کہینگے عمرو نے کہا مین جاکر دونون کو بیہوش کرکے قتل کرتا ہون تم تھوڑی دیر کے بعد شبخون مارنا لوگ جانینگے کہ یہ شبخون مین مارے گئے عادی یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ تمام اہل و عیال قلعہ مین قتل ہوتے ہین غرضکہ رات کو عمرو خیمہ مین اُنکے قنات چاک کرکے آیا دیکھا دونون سوتے ہین عمرو نے تابدین کو بیہوش کیا دوسرے کو بیہوش کرنے چلا تھا کہ عادی نے شبخون مارا اور غل ہوا عمرو نے کہا کہ عادی نے جلدی کی عمرو نے یہ شور و غل سنکر تابدین کا سر کاٹ لیا اور خنجر بھول کے نکل گیا آبدین اُٹھا دیکھا کہ بھائی

روکا آواز تڑاقے کی آئی پھر امیر نے گرز اٹھا کر مارا مالک نے گرز آتے دیکھا سپر کیا [illegible]
مالک نے چاہا کہ اشقر کو پکڑ کر سے امیر باتوقیر کو وشیت مالک دو [illegible]
تین دن کامل کشتی رہی زور ہوا کیے چوتھے دن مالک نے بائیں میں سر ڈال کر [illegible]
جھٹکا مارا دونوں گھٹنے امیر کے زمین سے آشنا ہوے مالک نے [illegible]
تڑپ کر نکل گئے اب امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران زمان مالک اژدر کو دونوں [illegible]
کہ دونوں گھٹنے مالک کے زمین سے لگ گئے امیر نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا اور [illegible]
کمر تک لائے دوسرے زور میں سینہ تک اٹھایا تیسرے زور میں سر سے بلند کر کے [illegible]
در شناختن وحدانیت پروردگار عالم چہ میگوئی مالک نے کچھ جواب نہ دیا امیر نے چاہا کہ زمین پر [illegible]
یا امیر مالک بیہوش ہو آپ اسکو باندھکر لے چلیے پھر اسکو سمجھایا جائیگا [illegible]
عمرو نے مالک کو باندھ لیا تمام لشکر دیکھا کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ مالک کو چھڑائے [illegible]
میں پھر گیا امیر باتوقیر اپنی بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھے اور مالک کو طلب کیا اور [illegible]
پروردگار عالم و عالمیان مالک کو تعلیم کرنے لگے مالک نے کسی طرح نہ مانا امیر نے کہا [illegible]
بھی نہ ہوگا تو قتل نکرونگا جسکی میں تعریف کرتا ہوں اسکو قبل نہیں کرتا ہوں [illegible]
سمجھاؤ اور مالک نے کہا میری قید کو نہ کھولو غرض مالک کو ہمراہ لیکر لندھور [illegible]
کہ کھانا تو کھالو مالک نے مارے صدمے کے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا کہا ای لندھور [illegible]
ہو گیا اور زیر بھی ہوا اس جینے سے مرنا بہتر ہے لندھور نے کہا کہ کون ایسا ہوگا جو یہ کہتا کیا تو کسی سے [illegible]
ہوا تو اس سے کہ جو ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان برادر انہیں سے ہم بھی بلکہ تمام سردار [illegible]
اور جتنے سردار امیر کے ہیں کسی سے تم کم نہیں ہو اور مجھسے امیر نے فرمایا تھا کہ اگر مالک مسلمان [illegible] تو اسکو
چھوڑ دونگا کہ وہ اپنے ملک کو چلا جائے جب مالک نے یہ سنا اور لندھور نے بھی قسم کھائی [illegible]
اب امیر سے میرا قصور معاف کرا دو لندھور اپنے ساتھ لیکر مالک کو امیر کے پاس آیا [illegible] امیر باتوقیر
پر گروایا امیر باتوقیر نے گلے سے لگا لیا اور کلمۂ توحید تعلیم کیا مالک از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے [illegible] عنایت کیا
فرمایا جہاں چاہو بیٹھو لندھور نے پہلے دن اپنے پاس بٹھایا دوسرے روز مالک نے امیر سے [illegible]
اپنا سامنے لندھور کے دست چپ کیطرف بٹھایا غرض مالک اژدر دست چپ کے مالک ہوے امیر بہت
خوش ہوے اور اسی ہزار نیزہ دار جو ہمراہ مالک کے تھے وہ بھی پاس مالک کے چلے آئے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی اسکو
بڑا صدمہ ہوا سب کے جی چھوٹ گئے نوشیروان نے کہا اب میں امیر سے نہ لڑونگا مرزبان خراسانی نے کہا میرے تمام
طبل جنگ بجوائیے اور ابھی یہ مسلسل شاہ باقی ہیں کیا اپنے دین کو برباد کر دینگے یہ کہکر مرزبان نے طبل جنگ بجوایا
امیر کو بھی خبر ہوئی یہاں نقارۂ رزمی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے مرزبان
نکلا اور پکارا ای خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے کو آئے یہ سنکر ادھر سے طوفان
بن بہمن نکلا بعد لگاو رزنی و ہمسفنی نیزہ بازی ہوئی جب ڈنڈین نیزوں کی ٹوٹ گئیں مرزبان نے تلوار کھینچکر ماری طوفان
کی سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر میں در آئی طوفان نے دستانہ مارا تلوار ہاتھ سے نکل گئی چادر خون کی منہ پر آئی اشارہ لینے آکر باگ
گھوڑے کی پکڑی اور ہٹا کر لشکر میں لیگیا بہرام شیر خوار نکلا وہ بھی زخمی ہوا مرزبان شام کے وقت طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا

گوش زد ہوئی سب نے ہاتھ روک لیے اور دونون لشکر جدا ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ سعد کی خبر لاؤ دیکھو کس طرف ہے
عمرو اُسی انبوہ فوج مین سب کو چیرتا پھاڑتا اسلحہ چلا کبھی کسی کے ہاتھی کے نیچے سے نکل گیا کبھی گھوڑونکو پھاند گیا اِدھر
اُدھر بہت تلاش کیا نہ علمشاہ نہ سعد نہ لہراسپ تینون آدمیون کا پتا کہین نہین ہے عمرو سب جگہ تلاش کر کے امیر کے
پاس آیا اور کہا یا امیر کہین سعد کا پتا نہین مگر اتنا بختک کی زبانی سنا ہے وہ نوشیروان سے کہتا ہوا کہ رہا تھا ای بادشاہ
دیکھا تو نے وہ لڑکا تو عمرو کہتا تھا اور علمشاہ بجان عمر کی صدا دیتے تھے اور اُس لڑکے سے بار بار کہتے تھے ای فرزند تم
دادا کے پاس چلے جاؤ اُسنے نہ مانا کہا مین آپ کو چھوڑ کے اب کہان جاؤنگا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب روم کو گئے الغرض
نوشیروان مع فوج اُدھر پھرا اور امیر سب سردارون کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے دونون طرف کے زخمیون کا
علاج ہوا امیر نے ہرکارون کو براے تلاش سعد و علمشاہ روانہ کیا اُدھر نوشیروان نے جاسوسون کو خبر کے
واسطے اُن دونون کو بھیجا بعد کئی روز کے مرزبان خراسانی نے نوشیروان سے کہا ای بادشاہ آپ
میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے

دو کلمے داستان مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر چند پہلوانان نیزہ دار اپنے ہمراہ لیکر لشکر امیر مین آیا اور آگے دوسرے لشکر
صاحبقران مین آکر مرکب کو جولان کیا اور نیزہ جو مارا از سر تا پا زمین مین در آیا فقط سنان و بنان باقی رہگئی اور
کچھ لوگ اپنے اُس نیزے پر مقرر کیے اور وہان سے چلا آیا لیکن اُن لوگون سے کہدیا کہ جو کوئی اس نیزے کو
اُکھاڑے تو اُس سے کہنا مالک کا مقابلہ کرنا پڑیگا یہ خبر امیر کو ہوئی اُٹھ کھڑے ہوے اور سب سردارون کو ہمراہ
لیکر اُدھر دوسرے محل مین آئے دیکھا تمام لشکر کا ہجوم ہے عمرو نے سب کو ہٹایا امیر نے آکر نیزہ ایک زور مین زمین سے
نکال لیا اور عمرو کو ساتھ لیکر روانہ بارگاہ نوشیروان پر آئے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی وہ دل مین ڈرا کہا دیکھیے
خیر ہو آج امیر کیون آتے ہین غرضکہ امیر با توقیر نے آکر وہی نیزہ زمین پر مارا کہ سنان و بنان تک زمین مین غرق ہوگئی
امیر وہان سے چلے آئے یہ خبر مالک کو ہوئی نوشیروان بختک و ہرمز و فرامرز کو ہمراہ لیکر مع سردارون کے تماشے
کے لیے آیا اور حکم کیا کہ زمین کو کھودو کہ گرفت نیزے کی ہو جب دو گز کھدوایا اُسوقت نیزہ پکڑ کے زور کیا
پہلے زور مین قد آدم کھینچا غرضکہ تین زور مین نیزہ زمین سے نکالا بختک نے کہا ہمکو معلوم ہوگیا کہ تم مین اور امیر
مین اتنا فرق ہے مالک نے خفیف ہو کر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب امیر کو خبر ہوئی اُدھر بھی کوس حربی پر چوب
پڑی رات بھر سامان جنگ مین دونون طرف کے لشکر مصروف رہے صبح کو جانبین کے لشکر مسلح و مکمل ہو کر میدان رزمگاہ
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر نے اپنی فوج سے نکلکر عرصۂ کارزار
مین آکر امیر با توقیر کو آواز دی اُدھر سے ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان مرکب کو چمکا کر مقابلے کو نکلے میدان مین آتے ہی پہلے
تکاور زنی ہوئی سات قدم مرکب مالک کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم پر امیر با توقیر کا گھوڑا پسپا ہو کر ٹھہرا اُسوقت مالک اژدر نے
اور امیر نے گھوڑون کو رانون مین مسل کر بڑھایا مالک نے جھنجھلا کر نیزہ مارا امیر نے سنان نیزہ اپنے نیزے پر روکی
نیزہ بازی ہونے لگی سنانون سے سنانین بنانون سے بنانین لڑنے لگین گویا دو اژدرہاے جنگ آزما تھے ہوسے
زبانین نکالکر قلاب آتشین چھوڑتے تھے فولادی سنانون سے شرارے نکلکر آسمان کیطرف اُڑکے جاتے تھے جو پرند
اُڑتا ہوا آتا تھا سیخ آتش سنان پر کباب ہوتا تھا یہانتک کہ سنانین بنانین نیزون کی کٹ کٹ کر خراب ہو گئین بڑی دیر کے
بعد امیر با توقیر نے نیزہ مالک اژدر کا ہوائی کیا مالک کو اور زیادہ غصہ آیا گرز گران سر اُٹھا کر مارا امیر نے گرز سام پر

تو اس بچے کو اس جوان پر ظفریاب کرنا یہان علمشاہ سے اور سعد سے تکرار ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی دو
نقابدار ایک سفید پوش اور ایک سبز پوش پیدا ہوے سفید پوش بڑھکر علمشاہ کے پاس آیا اور کہا تیرا کیا
نام ہی علمشاہ نے کہا تجھے میرے نام سے کیا کام ہی اُسنے کہا کچھ مجھے کہنا ہی علمشاہ نے اپنا نام بتایا نقابدار
نے کہا ذرا الگ تو چل اور دو تین باتین تو سُنلے علمشاہ نے کہا یہ وقت بات سُننے کا نہین ہی اُسنے کہا بہت ضروری
امر ہی سعد نے کہا کیا مضائقہ جاکے سُن آؤ کہ نقابدار کیا کہتا ہی مین اسی مقام پر کھڑا ہوا ہون ہم لوگ نہین تھا نہین
ہی کہ دشمن کو دغا سے مارین غرض علمشاہ نے مرکب کو نقابدار کی طرف بڑھایا اور کہا کہ کیا کہتا ہی نقابدار نے
اپنے پاس بچے کو پاؤن پر سے ہٹایا دیکھا پاؤن مین نقابدار کے بیڑیان پڑی ہین نقابدار نے کہا مجھکو تو نے پہچانا تم
شیدۂ جنگ نواز اے رستم تمھاری مان رابعہ اطلس پوش اور نانا تمھارا اقدوس رومی ہی ان سب کو
قیصر نے قید کیا ہی اور تمکو بھی قتل کرتا تھا اُسکی جورو نے اپنا بیٹا کرکے پالا اور مان سے تمھاری دو دختر پیدا ہوئین
اُسکو بھی قید کیا اور مین عمرو کی جورو ہون سیارہ میرا بیٹا ہی امیر بادشاہ تمھارے باپ ہین اور یہ لڑکا سعد تمھارا بھتیجا
ہی اے نادان کس سے تو لڑتا ہی لازم ہی کہ پہلے مان کو اور نانا کو قید سے چھڑاؤ یہ سُنتے ہی علمشاہ گھوڑا اُٹھا کر قیصر کے
پاس آیا اور یہ کلام سلطان سعد بھی سُن رہا تھا دل مین کہا کہ یہ تو تیرا چچا ہی وہ بھی پیچھے چلا سنجتک نے نعرہ طبل بجا اور
قیصر سے کہا اب ہمنے تمسے صبر کیا ایک نشد دو شد قیصر نے کہا اے رستم یہ کیا اپنی رستمی مین دھبا لگایا کہ حریف کے سامنے
سے ہٹ آیا علمشاہ نے کہا او کیدی تو نے مجھکو لات پرست بنایا اور میرے باپ سے چھڑایا اور اب لڑواتا ہی قیصر نے کہا
لوگون سے کہ اسکو پکڑ لو لوگ آپڑے علمشاہ نے تلوار کھینچی جسکو ایک ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا اور سعد نے بھی تلوار
کھینچکر مارنا شروع کیا اور کہا عمو جان ہوشیار وہ نامرد پیچھے سے آتا ہی علمشاہ نے سعد سے کہا اے جان عم اے فرزند تم
اپنے دادا جان کے پاس جاؤ سعد نے کہا اب مین آپ کو چھوڑکر کہان جاؤنگا قیصر نے جو یہ حال دیکھا تلوار کھینچکر
علمشاہ پر آیا اور بڑھکر تلوار ماری علمشاہ نے تلوار کو رد کرکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا قیصر کے سر پر پڑا جگرگاہ تک
اُتر گیا قیصر دو ٹکڑے ہوکر گرا آدمیون نے جو دیکھا چار طرف سے ٹوٹ پڑے ادھر امیر اور لندھور اور بہرام وغیرہ
تلوارین پکڑکے منم منم کے نعرے کرتے ہوے آپڑے اور لہراسپ گرد تو عمرو بن حمزہ کو یاد کرکے سعد کے پیچھے
مثل پروانہ کے پھرتا تھا جو آیا اُسے قتل کیا اُدھر سے سیاسانی اور کندر کوہ کرمانی وغیرہ مع مالک اژدر
لڑنے لگے اور اسی ہزار نیزہ دار جو مالک کے ہمراہ تھے برابر سے سب نے نیزے مارے اسی ہزار آدمی ایک
مرتبہ نیزون مین چھید لیے اُدھر مقبل وفادار نے تیراندازون نے جو تیرون کی بوچھار کی کشتون کے پشتے لگا دیے
لاشون کا انبار ہوا بازار موت گرم تھا لہو کا دریا بہا تمام بہادر بجز بلاے خنجر و تیغ مین شناوری کرنے لگے زورق ہوش
وحواس کافرون کی طوفان مین آئی آب شمشیر کی طغیانی ہوئی لندھور نے جسکو گرز مارا وہ پیوند زمین ہو گیا حمزہ
صاحبقران لڑتے ہوے قریب نوشیروان کے پہونچ گئے اور امیر نے علم نوشیروان کو مع علمدار کے چار
ٹکڑے کیا نوشیروان نے گستہم کے بیٹون سے کہا کہ امیر کو اشقر سے گھسیٹ لو اُن دونون نے قریب آکر چاہا کہ امیر
کو اشقر سے اُلٹ دین جو نہین دونون نے پاؤن پر ہاتھ ڈالا امیر نے ایک کے قبضۂ شمشیر اور دوسرے کے گھونسا
مارا دونون بیہوش ہوکر گرے اُدھر رومیون نے ہاتھ اُٹھاکر کہا کہ قیصر تو مارا گیا ہی علمشاہ اب آپ بادشاہ روم کے
ہین ہمکو پناہ دیجیے یہ دیکھکر سنجتک نے طبل بازگشت بجوا دیا یہ لوگ ایسے مصروف کارزار تھے کہ طبل پر تلوار ماری طبل
بھی کٹ گئے دو ٹکڑے ہوا سنجتک نے طبل کو الگ لیجاکر بجوانا شروع کیا جب صداے طبل بازگشت سب کے

علمشاہ نے کہا وہ لوگ کہتے ہین کہ لات ومنات نے سبکو پیدا کیا امیر نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
ذرا تمہین عقل سے سمجھو وہ کیا چیز ہین انکو بھی خدا نے پیدا کیا ہی امیر بااتوقیر دلائل قواعد ایمان و دین اسلام تعلیم کر رہے تھے
ہین کہ سیارہ بھی آیا اور علمشاہ سے کہا کہ فوج بھی آئی ہی اور قیصر بھی آتا ہی علمشاہ نے امیر سے کہا کہ اب مجھکو اجازت
دیجیے مجھکو جانا ضرور ہی یہ کہکر امیر سے رخصت ہوے اور بارگاہ نوشیروان مین آئے سارا حال بیان کیا اور وہ
خود دکھایا ہرمز نے بڑی تعریف کی کہا یہ خود تمہارے سر پر بہت مزین ہی علمشاہ نے اتار کے وہ خود ہرمز کو نذر
دیا ہرمز نے خود پہنا لیا یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے کہا مجھکو اس سے کیا مطلب مین نے تو علمشاہ کو دیدیا وہ جسکو
چاہے دیدے سلطان سعد نے بھی سنا کہ دادا جان نے خود ابنا رستم کو دیدیا اسنے ہرمز کو دیا سعد نے کسی
سے نہ کہا اور چار گھڑی رات رہے گھوڑے پر سوار ہو کے لشکر نوشیروان مین صبح ہوتے ہوتے پہونچا
خیمہ ہرمز کو دریافت کر کے مع گھوڑے کے خیمہ مین چلے دربانون نے جو دیکھا روکا اور غل مچانے لگے سعد نے
کسی کو قبضہ مارا کسی کو ڈانٹا اور اندر خیمہ کے آئے اسوقت ہرمز بیٹھا ہوا منہ دھو رہا تھا دونو طرف اسکے
ملازم کھڑے تھے سعد قریب ہرمز کے آیا اور خود سر سے اتار لیا لوگ دونون طرف سے تلوارین کھینچ کر دوڑے
سعد گھوڑے کو پھیر کر نکل گئے اور آپس مین ایک کی تلوار ایک پر پڑی بہت سے آدمی باہم لڑکر زخمی ہوے
سلطان سعد باہر خیمے کے آئے اب جو سامنے آیا بڑھکر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوے سعد خود لیکر نکل گیا
یہ سب خبر علمشاہ کو ہوئی غصہ ہو کر چلا اور کہا کہ اب بارگاہ مین گھسکر لے آونگا اور عقب سے نوشیروان
اور قیصر تمام فوج لیکر کمک کو چلے خیال کیا کہ اب ضرور تلوار چلیگی اور وہان امیر نے بھی خبر پائی کہ آج پھر سلطان
سعد چلے گئے امیر بھی تمام سردارون کو لیکر نکلے لیکن علمشاہ جو چلا دیکھا کہ سعد سامنے چلا جاتا ہی علمشاہ نے
للکارا باش او سعد مین آپہونچا سعد یہ صدا علمشاہ کی سنکر ٹھہر گیا علمشاہ نے قریب آکر کہا کہ تو خود ہرمز کے
سر سے اتار لایا سعد نے کہا جب تو نے خود ہرمز کو دیدیا تو مین اتار لایا علمشاہ نے کہا مجھکو تیرے دادا نے
دیا تھا سعد نے کہا اگر تو خود پہنتا تو مین نہ لیتا تجھکو کچھ قدر نہوئی اور کافر کو تو نے دیا علمشاہ نے کہا اب کیا تو
لیجا سکتا ہی سعد نے کہا دیکھ مین لیے جاتا ہون جب جانون کہ تو لے لے علمشاہ نے کہا تلوار کھینچ سعد نے
کہا یہ ہمارا طریقہ نہین ہی یہان یہ گفتگو تھی کہ قیصر فوج لیکر آپہونچا سعد نے کہا کہ تو اسکے بھروسے پر یہ شیخی کرتا ہی
وہ قیصر حمایتی تیرا آیا علمشاہ نے جو پھر کے دیکھا دل مین بہت خفیف ہوا کہا ای قیصر تو کیون آیا اب جو دیکھا تو
نوشیروان بھی آیا علمشاہ نے سب کو منع کیا اور نہایت شرمندہ ہوا ادھر سامنے سے لندھور پیدا ہوا یہ سب سے
پہلے چلا تھا لندھور کو جو دیکھا تو نولاکھ کا بیرا بندھا ہوا پشت پر ہی اور دونون بھانجے عادل شیردل ورفاضل شیردل
بھی ہمراہ ہین علمشاہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور کہا کہ خوب ہوا تیرے حمایتی بھی آگئے اب کیا حیلہ باقی ہی دیکھ تو اب
تجھسے خود لیے لیتا ہون سعد نے لندھور کو جو آتے ہوے دیکھا بہت خوش ہوا کہا کہ دادا جان نے ہماری
خبر لی پھر جو دیکھا امیر بااتوقیر بھی تشریف لائے لیکن ایک طرف کو کھڑے ہو رہے یکایک پیچھے صدائے طبل
اسکندری آئی قباد بھی مع لشکر کے آکر موجود ہو گئے اب امیر کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین کہ علمشاہ اور
سعد آمادہ پیکار ہین امیر نے بادشاہ سے کہا کہ کیا مشکل کا مقام ہی کہ سعد کی صغرسنی اور وہ علمشاہ جوان
اگر بلا لیتا ہون تو صاحبقرانی مین فرق آتا ہی اگر نہین بلاتا ہون تو بچہ ایک جوان کے ہاتھ سے تلف ہوتا ہی لندھور
نے کہا میری راے مین آتا ہی کہ بلا لیجیے کہان وہ اور کہان یہ امیر نے کہا یہ تو نہوگا یہ کہکر دعا مانگنے لگا کہ پروردگار

کو دین عمرو نے نہ لین علمشاہ نے بہت کہا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مجھکو امیر نے منع کیا ہی مین ہرگز نہ لونگا
عمرو نے پھر کہا مین ناچتا بھی ہون یون بھی اور گھنگھرو بھی باندھ کے ناچتا ہون بلکہ ناچتے مین شراب بھی پلاتا جاتا ہون
اور شراب گرنے نہین پاتی اگر چاہون تو ناچتے مین ایک گھنگھرو آواز دے اور چاہون سب آواز دین علمشاہ
نے عمرو کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اچھا شراب بھی پلاتے جاؤ اور ناچتے بھی جاؤ عمرو یہ سنکر اٹھا اور گلابیان اور جام ہاتھ
مین لے کر فوراً آنکھ سب کی بچا کر بیہوشی شراب مین ملائی اور سب کو پلانا شروع کیا اور ناچنے بھی لگا بختک کو عمرو
نے جو جام شراب دیا اسنے کہا حضور میرا تو جلاب ہی مجھکو حکیم صاحب نے شراب پینے کو منع کیا ہی خواجہ نے قسمین
دیکر جبریہ اسکو بھی پلائی جب سب بیہوش ہوے تاج علمشاہ کا اور سب کشتیان جواہر کی لین لیکن سب کے
کپڑے نہ لیے اور وہان سے چل کھڑا ہوا صبح کو امیر نے پوچھا خواجہ تم گئے تھے کیا ہوا عمرو نے کہا ای امیر کچھ نہین
فضل الٰہی ہی مجھکو کشتیان جواہر کی دیتے تھے مین نے آپ کے ڈر کے مارے نہ لین لوگون نے مجھسے کہا کہ یہ رات
کو دیتا ہی صبح کو چھین لیتا ہی امیر تو یہ سنکر چپ ہو رہے وہان جو علمشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا تاج نہین ہی اور کشتیان
بھی جواہر کی غائب ہین اور چچا کو بھتیجے نے خوب ذلیل کیا ہی آپسمین جوتا چلا بختک نے کہا مین نہ کہتا تھا کہ عمرو
کو نہ بلائیے علمشاہ کو بہت غصہ آیا دل مین کہا ای علمشاہ اب تو نوشیروان اور قیصر کو کیا منہ دکھائیگا بہتر یہ ہی
کہ بارگاہ امیر مین جاکر عمرو کو سزاے معقول دے علمشاہ یہ دل مین سوچ کے تنہا سوار ہوے اور بارگاہ امیر با توقیر مین
آئے امیر نے جو خبر پائی کہ علمشاہ غصے مین بھرے ہوے آتے ہین حیران ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے
علمشاہ نے امیر کو سلام نہ کیا امیر نے خود سلام علیک کہا جب تو علمشاہ خجل ہوے اور کہا کہ مجھکو غصے کے سبب سے
کچھ نہ معلوم ہوا مین نے آپ کو نہ پہچانا تھا معاف کیجیے گا امیر نے فرمایا گھوڑے سے اترو علمشاہ نے کہا بس اب
کچھ نہ فرمائیے گا عمرو کہان ہی ذرا انکو بلوائیے امیر نے کہا وہ موجود ہی آپ بارگاہ کے اندر چلین وہ بھی حاضر ہوگا
جب امیر نے بہت اصرار کیا اور قسمین دین علمشاہ بارگاہ مین آئے امیر نے اپنے ذنگل پر بٹھایا علمشاہ نے
کہا مجھکو عمرو نے بہت ذلیل کیا اب سواے مرجانے کے کوئی علاج نہین امیر نے فرمایا کچھ حال تو بیان کرو
علمشاہ نے کہا کہ مین کشتیان جواہر کی اسکو دیتا تھا اسنے نہ لین اور مجھکو اور سب محفل کو بیہوش کر کے وہی کشتیان اور
تاج میرا اڑا لایا علمشاہ یہ کہ رہے تھے کہ عمرو بھی سامنے آیا اور عرض کیا کہ مین حاضر ہون مین نے آتے ہی امیر
با توقیر سے کہدیا تھا کہ مین نے سنا ہی کہ علمشاہ جو کچھ کسی کو دیتا ہی وہ بعد تھوڑی دیر کے واپس کر لیتا ہی اور آپ
تو نشے مین تھے جب مین گایا تو آپ نے مجھکو دیا مجھکو تو معلوم تھا کہ حضور صبح کو لیلینگے اس سبب سے مین اسی
وقت اٹھ کے چلا آیا علمشاہ نے کہا کون کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ہی کے لوگ کہتے تھے جب تو مین آپ سے نہ لیتا
تھا اب یہ تاج حاضر ہی علمشاہ نے کہا اب مین نہ لونگا امیر با توقیر نے اپنا خود جو تبرکات اثاثہ صاحبقرانی مین
سے تھا علمشاہ کے سر پر رکھدیا علمشاہ نے جو دیکھا نہایت خوش ہوے دل مین کہا کہ تاج تو ایسے ایسے بہت بن سکتے
ہین یہ خود صاحبقرانی کہان دستیاب ہو سکتا ہی غرضکہ امیر نے پھر صحبت عیش برپا کی اور ناچ ہونے لگا وہان بختک
نے قیصر سے سب حال بیان کیا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا قیصر نے کچھ فوج اور سیارہ کو بھیجا یہان امیر با توقیر نے
بڑی خاطر و مدارات اور دعوت و ضیافت علمشاہ کی کی اور فرمایا آج مین تمکو شب کو یہین رکھونگا جانے
نہ دونگا علمشاہ نے کہا حضور میرا بھی یہی جی چاہتا ہی آج خدمت بابرکت صاحبقران مین شب کو رہون امیر نے کہا
ای رستم خدا وہ خدا ہی کہ جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور تمام جن و انس و حور و ملک و دیو و پری وغیرہ کو خلق کیا

سر سوار کیا اب علمشاہ دل مین ایسا خوش ہوا اور کہا کہ یہ خلق و مروت مین نے کسی مین نہین دیکھا غرضکہ علمشاہ تو سوار
ہوکر بارگاہ نوشیروان مین آسے اُدھر محل مین سلطان سعد کا عجب حال رنج والم سے دل مین کہا کہ دادا نے اپنا
دنگل علمشاہ کے بیٹھنے کو دیا اور یہ خاطر و مدارات کی تم اپنا دنگل و گھوڑا مانگتے تھے یہ دوسرا جلیس پیدا ہوا یہ دل مین سوچکر
چپ ہو رہا اُدھر علمشاہ جو بارگاہ نوشیروان مین آیا مجرا کرکے بیٹھا سب سردار چشمک کرنے لگے دل مین علمشاہ نے
کہا کہ یہ سب کہتے ہونگے کہ علمشاہ کہان گیا تھا کچھ اس سے نہو سکا بختک نے کہا ماشاءاللہ علمشاہ نے کہا
ہان مین سمجھا مجھکو معلوم ہے لیکن سب سے زیادہ تو بدذات ہے مگر ای بادشاہ جو مین کہون اُسکا جواب سب دین کہ
کوئی شخص ایسا ہوگا اپنے پوتے کو میرے پہونچتے ہی قید کرکے دیدے اور وہ عیار بھاگ گیا جو اُس لڑکے کو لے گیا تھا
دوسرے یہ کہ جو شخص ایسا صاحبقران ہو میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے اُسکی بارگاہ مین بہت سے ہین وہ رکابداری
کرکے مجھکو اُتارنے لگے مجھکو چاہیے تھا کہ مین بیٹھ جاتا تا پھر اپنا دنگل مجھکو بیٹھنے کو دیا بختک نے کہا کہ ہمتو پہلے ہی جان
گئے تھے کہ تم آدھے مسلمان ہو چکے ہو علمشاہ نے کہا تو بڑا بانی فساد ہے یہ سنکر کسی کو جواب دیتے نہ بن پڑا
سب ہان سچ ہے کہکر چپ ہو رہے اس عرصے مین دربار برخاست ہوا اور قیصر نے جب سنا تھا کہ علمشاہ دربار
امیر مین گانا سن رہے ہین ایک خیمہ تاش تمامی بادلے کا تیار کراکے استاد کرایا تھا کہ جب علمشاہ آئے تو اسمین
بیٹھے ایسا نہو کہ بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر آئے اور یہان اُسکا دل نہ لگے اور ایک تاج بھی کئی سال کا خراج ملک
روم صرف کرکے تیار کرایا تھا اور کشتی مین لگا کر رکھا تھا کہ جب علمشاہ آئیگا تو مین یہ تاج اُسکو پہناؤنگا اب جو علمشاہ
نے وہ تاج و خیمہ دیکھا بہت خوش ہوا اور تاج سر پر رکھا اور گرد کشتیان جواہر کی رکھین اور لوگ بادلہ پوش ہوکر بیٹھے
بختک بھی ساتھ علمشاہ کے خیمے مین آیا اور طائفے واسطے ناچنے کے قیصر نے امیر کی لاگ پر بھیجے کہ علمشاہ کا
دل بہلے غرضکہ ناچ ہونے لگا علمشاہ نے بختک سے کہا کہ دو چیزون کی کمی ہے ایک شفقت امیر با تو خیر بہلا وہ تو کہان
دوسرے عمرو کا گانا بختک نے کہا ان لوگون کے سامنے عمرو کی کیا حقیقت ہے علمشاہ نے کہا مین امیر سے
کہہ آیا ہون دیکھو عمرو کو کہ کیا گاتا ہے بختک نے کہا ایسا کام نہ کیجیے گا خدا نہ کرے جو اُسکا قدم آئے تمام محفل
سناک ہو جائے اول تو وہ خداپرست ہے علمشاہ نے کہا ہمکو اُسکے مذہب سے کیا کام ہے اپنا اپنا دین علیحدہ ہے بقول شخصے
عیسی بدین خود موسی بدین خود یہ کہکر سیارہ کو بلایا اور کہا کہ تو لشکر امیر مین جا اور میری طرف سے امیر کو مجرا کہنا اور کہنا
کہ عمرو کو بلایا ہے سیارہ دربارگاہ سلیمانی پر آیا اور خبر امیر کو ہوئی امیر نے سیارہ کو اندر بارگاہ کے بلایا سیارہ
نے آکر امیر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ نے عمرو کو بلایا ہے امیر نے کہا خواجہ جاؤ عمرو نے کہا اب تو مین گویا ہو گیا
امیر نے پانچہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا کہ جاؤ مین علمشاہ سے وعدہ کر چکا ہون غرض پہر رات گئے
عمرو گیا اور پہونچکر علمشاہ کو سلام کیا عمرو کی رستم نے بہت خاطر و مدارات کی مگر بختک کا تو دم فنا ہوگیا
اور چاہا کہ چلا جاؤن علمشاہ نے روکا عمرو نے دیکھا کہ سارا خیمہ جگر جگر کر رہا ہے اور عجب محفل آراستہ ہے علمشاہ نے
کہا ای خواجہ گاؤ عمرو نے کہا مین کچھ گویا ہون اُسوقت خاطر سے آپ کی اور امیر کے کہنے سے گایا تھا علمشاہ نے
کہا یہ کون کہتا ہے تم تو شوقین ہو عمرو نے کہا نہ میرے ساتھ ساز ہے نہ بجانے والے ہین اپنے یہان کے سازندون
کو حکم کیجیے کہ یہ ساز بجائین یہ سنکے اُنکی تیوری پر بل پڑا کہ یہ کوئی ہم سے بھی زیادہ گانے والا ہے بھلا یہ کیا گائیگا لیکن
بموجب حکم ساز بجانے لگے اور عمرو گانے لگا اور اُنکو بے تالا بنانے لگا تب تو لوگون نے عمرو کو سازندہ کی قسم
دی کہ آپ کے ہاتھ ہماری عزت ہے پھر تو عمرو ایسا گایا کہ سب اہل محفل محو ہو گئے علمشاہ نے کشتیان جواہر کی حوالے

ایک دو گھڑی تو ہمارے پاس بیٹھیے غرضکہ علمشاہ کو امیر ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے لیکن جب امیر
نے چاہا کہ رکاب پر ہاتھ ڈالین ہان ہان کہکے علمشاہ کود پڑا امیر نے لاکر اپنے دنگل پر بٹھایا علمشاہ نے قباد کو
مجرا کیا اور بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے علمشاہ نے امیر سے کہا آپنے وہ شفقت کی ہے جیسے کوئی کسی
کا بزرگ عزیز اپنے فرزند پر کرتا ہے اور یہ جرأت تو کسی مین نہین دیکھی جو آپ نے کی کہ اپنے پوتے کو قید کر کے
دشمن کے حوالے کر دیا اب میری حمیت سے بعید تھا کہ جو مین لیجاتا مگر وہ عیار ملتا تو اسے نہ چھوڑتا پھر امیر نے
جام شراب لبریز کر کے دیا علمشاہ نے مجرا کر کے لے لیا ناچ گانے سے علمشاہ کو بڑا عشق تھا ناچ ہونے لگا
علمشاہ بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے ہین اور تمام سردارون پر نظر ہے خصوصاً لندھور سے بار بار چشمک چلی جاتی
ہے اب دونون رستمون مین آنکھ لڑتی ہے علمشاہ نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون ہین امیر نے فرمایا میرا جانشین
لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کا ہے علمشاہ نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ لندھور سے پنجہ کرون
امیر نے منع کیا علمشاہ نے نہ مانا بلکہ امیر سے منت کی امیر چپ ہو رہے لندھور نے ہاتھ بڑھایا کہا مین موجود
ہون علمشاہ نے بھی ہاتھ بڑھایا پنجہ ہونے لگا لندھور جب زور کرتا ہے علمشاہ مع دنگل چلے آتے ہین اور جب
علمشاہ زور کرتے ہین لندھور مع دنگل بڑھ آتا ہے جب لندھور کے ماتھے پر پسینا آگیا اور علمشاہ کا چہرہ سرخ
ہوگیا امیر نے بیچ مین آکر اپنے سر کی قسم دونون کو دی اور کہا بس زور ہو چکا دونون کو جدا کیا پھر سب ناچ رنگ
مین مصروف ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم بھی کچھ گاؤ عمرو نے کہا کیا آپنے مجھکو گویا مقرر کیا ہے امیر نے
کہا نہین آپس کی صحبت ہے تمکو ہمارے سر کی قسم گاؤ عمرو گانے لگا ایسا گایا کہ مع علمشاہ تمام بارگاہ کو محو کر دیا
علمشاہ بار بار تعریف کر رہے ہین کہ مین نے کبھی ایسا گانا نہ بارگاہ نوشیروان مین سنا نہ اور کہین سنا ادھر یہ
خبر قیصر کو ہوئی کہ علمشاہ گانا عمرو کا بارگاہ امیر مین بیٹھا سن رہا ہے تختک تو مادھنتا تا دھنا کرکے ناچا اور کہنے لگا
ای قیصر اب علمشاہ سے ہاتھ اٹھاؤ اگر آئینگے بھی تو آدھے مسلمان ہوکر اور ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ جو دم یہان
ہے غنیمت ہے آخر کار قیصر نے گھبرا کر سیارہ رومی کو علمشاہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ساتھ ہی اپنے لانا اور قریب
اسی ہزار سوار کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ تم بھی دھنے بائین کو دانستہ آید بکار لگے رہنا شاید تلوار چلے ادھر
سیارہ رومی بارگاہ سلیمانی پر آیا اور بارہ زرجاہ بلقیس اور بارہ زرچوب شمشاد اور بارہ چمن بیخزان کو دیکھکر بہت
حیران ہوا پھر لوگون سے کہا کہ ذرا میری عرض کردو لوگون نے جاکر کہا کہ سیارہ رومی علمشاہ کے پاس آیا ہے امیر نے
فرمایا علمشاہ کو اختیار ہے جسکو چاہے بلائے غرضکہ سیارہ رومی علمشاہ کے پاس آیا بادشاہ قباد اور امیر کو
مجرا کیا اور کان مین رستم کے کچھ کہا یہ سنتے ہی علمشاہ گھبرا گئے اور امیر سے کہا کہ جانے کو تو جی نہین چاہتا
ہے مگر مجھکو اجازت جانے کی دیجیے پھر حاضر ہونگا قیصر نے بلایا ہے نہین معلوم کیا کار ضروری ہے امیر نے کہا
آج شب کو نہین رہجاؤ کل صبح کو چلے جانا علمشاہ نے کہا مین ضرور آپکی خدمت باسعادت مین حاضر
ہونگا اور اب جو آؤنگا تو رہونگا امیر نے فرمایا اچھا بہتر تمھین اختیار ہے علمشاہ نے کہا اگر مین عمرو کو بلاؤن تو
آپ بھیجدینگے امیر نے کہا جب بلاؤگے مین عمرو کو بھیجدونگا یہ سنکے علمشاہ رخصت ہوئے اور قباد بادشاہ کو
اور امیر کو مجرا کر کے چلے امیر دربارگاہ تک ساتھ آئے پیچھے پیچھے اور سردار بھی آئے علمشاہ نے کہا کہ آپ
تشریف لیجائیے امیر نے کہا تم سوار ہو علمشاہ نے کہا جب تک حضور اندر نہ تشریف لیجائینگے مین ہرگز
نہ سوار ہونگا بس اتنی بندہ نوازی کیا کم ہے جو حضور نے اس خاکسار پر کی امیر نے قسمین دیکر گھوڑے

علمشاہ نے ازراہ ہنسی کے نیزہ سعد کیطرف مارا سعد نے خالی دیکر اور آنکھ کو تاک کر تیر مارا اگر وہ خالی نہ دے تو
آنکھ کے پار ہو علمشاہ نے کہا او لڑکے تو نے غضب کیا تھا مجھکو کنونڈا کر دیا تھا پھر تو نیزہ چلنے لگا بائیس طعنو نمین ایک حلہ
برڈاندجو علمشاہ نے ماری بچہ تھا نیزہ ہاتھ سے نکل گیا سعد نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا علمشاہ نے بار جو بچا کر قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا سعد نے گریبان پکڑ لیا دونون گھوڑون سے نیچے کودے کشتی ہونے لگی علمشاہ نے جھٹکا دیکر
دونون گھٹنے سعد کے زمین کو آشنا کیے اور بند دست مین پکڑ کے اٹھا لیا اسی صورت سے اسکو لیے ہوے قیصر
کے پاس آیا تمام حال بیان کیا یہ تو تیرہ درون تھا بہت غضبناک ہوا اور لڑکے کو طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے
نوشیروان کے پاس لایا سعد نے سلام علیک کی سب اور زیادہ جل گئے لوگون نے کہا او لڑکے یہ بادشاہ
ہفت کشور ہی تو اس سے نہ ڈرا سعد نے کہا آتش پرست سے کیا ڈرنا یہ وہی شخص ہی کہ عمرو نے اسکی داڑھی پیشاب
سے مونڈی تھی نوشیروان یہ سُن کے غصہ ہوا اور کہا ای قیصر اسکو لیجاؤ قتل کرو قیصر نے کہا آپ کو اختیار ہی بختک
نے کہا اسکا دارا موجود ہی کون اسے قتل کر سکتا ہی اگر قتل کرو تو اسی بارگاہ مین قتل کرو علمشاہ دربار مین بیٹھا تھا
غصہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہا کہ ایک لڑکے کو قتل کرنا کیا ضرور ہی اسنے کونسا ایسا جرم کیا ہی اگر یہان قتل کروگے تو مین
چلا جاتا ہون قیصر نے کہا ای فرزند وہ بادشاہ ہی مالک ہی اُسکو اختیار ہی تم کیون بولتے ہو یہ سُنکر علمشاہ خفا
ہو کر اپنے خیمہ مین چلے گئے اور قیصر نے کہا اسکو باہر لیجا کر قتل کرو ملک جی تم جو کہتے ہو کہ اسکو کون قتل کر سکتا ہی بھلا
دیکھین تو کون اسکو چھڑا لیجاتا ہی غرضکہ لڑکے کو باہر بارگاہ نوشیروان کے لا کر زیر تیغ بٹھایا اور جلاد تیغہ کھینچکر سر
پر آیا دو حکم تو ہو چکے تیسرے حکم کا جلاد امیدوار کھڑا ہی ادھر علمشاہ بار بار خبر منگواتا ہی ادھر جلاد نے کہا او لڑکے
جو کچھ کھانا ہو کھا نے پینے ہو پی لے جو کہنا ہو بیان کر سعد نے کہا مطلق بھوک پیاس نہین تو اپنا کام کر جلاد نے کہا لاؤ
آنکھون پر پٹی باندھ دون سعد نے کہا کچھ پٹی کی ضرورت نہین ہی تو ہاتھ تیغہ کا لگا ہرگز ہم پٹی نہ باندھینگے لیکن قبلہ کے
رُخ ہمکو ہونا ضرور ہی یہ کہکر وہ لڑکا آپ قبلہ رُخ ہو بیٹھا کہ جلاد کو تیسرا حکم بھی آیا جلاد نے کہا ای صاحبزادے اگر تو ہو سمجھو
مین تمھارا غلام ہون تمکو لیجاؤنگا یہ کہکر اُس لڑکے کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر لیچلا جو شخص سامنے آیا وہی تیغہ مارا
دو ٹکڑے ہو کر گرا کچھ لوگون نے خود طرح دی جو جو صاحب اولاد تھے وہ رو رہے تھے غرضکہ جلاد اُس لڑکے کو لیکر
نکل گیا یہان علمشاہ بارگاہ نوشیروان مین جو آیا کہا ای قیصر یہ کیا تو نے کیا اب مین بارگاہ امیر مین جا کے
دونون کو لاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کر علمشاہ بارگاہ امیر کیطرف چلا اور وہان محل مین غل ہوا امیر
با توقیر کو بھی خبر ہوئی کہ سعد لشکر نوشیروان مین گیا ہی امیر اور سب سردار اُٹھکر باہر آئے امیر نے اشقر کو طلب
کیا کہ سامنے سے زرد پوش پیدا ہوا اور سعد کو لا کر سامنے امیر کے کاندھے پر سے اُتار دیا پھر امیر با توقیر کو
سلام کیا امیر تو پوتے کی طرف مصروف ہوے طوق و زنجیر کٹوانے لگے وہ زرد پوش غائب ہو گیا امیر نے
سعد کو تو محل مین بھیجا اور آپ بارگاہ کی طرف چلے تھے کہ سامنے سے علمشاہ آئے امیر کو سلام کیا اور کہا کہ
وہ جلاد کہان ہی امیر نے کہا مجھکو نہین معلوم کہ وہ کون تھا اور کہان گیا علمشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہی
مین اُسکو پکڑ لیجاؤنگا علمشاہ کو دیکھکر امیر کو محبت پدری آگئی دریاے محبت جوش زن ہوا امیر نے کلیجے کو تھام
بہ لطف فرمایا ای رستم اگر تم آئے ہو تو گھوڑے سے اُترو مین ابھی سعد کو بلواتا ہون یہ کہکر امیر نے سعد
کو بلوایا اور کہا ای رستم یہ موجود ہی اسکو لیجاؤ علمشاہ نے کہا ای حمزۂ صاحبقران ثانی سلیمان اب مجھکو
یہ مناسب نہین کہ تم پوتے کو قید کر کے دو اور مین لیجاؤن اب مین پھرا جاتا ہون امیر نے کہا کہ اچھا

اب یہ کیفیت ہونے لگی کہ اہل اسلام بھاگ کر قلعہ مین جانے لگے یہ دیکھکر امیر با توقیر گھبرائے یکایک صدائے طبل سکندری آئی اور قباد مع تمام لشکر اسلام کے آپہونچے بختک قباد کو دیکھکر ناچنے لگا اور صلوٰۃ پڑھکر کہا کہ مین سمجھے تو جانا تھا کہ آج امیر کا فیصلہ ہوا لیکن خدا امیر کا بڑا زبردست ہی اور ہر جگہ یہ بچا تا ہی اے بادشاہ بہتر یہ ہی کہ اب رات بھی ہو گئی طبل بازگشت بجوا دیجیے نہین تو حمزہ آج ہی خاتمہ کر دیگا بختک نے نوشیروان سے حکم لیکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمو نمین آئے زخمیون کے ٹانکے لگے لاشونکو اُٹھوا کے دفن کرایا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ قیصر رومی و علمشاہ نو لاکھ فوج لیکر کمک کو نوشیروان کی آئے نوشیروان دست تاسف ملکر کہنے لگا اگر یہ تھوڑی دیر پیشتر آتے تو مین طبل بازگشت نہ بجواتا ادھر بارگاہ سلیمانی مین امیر و قباد نے جلوہ فرمایا دوسرے دن جب امیر دربار مین آکر متمکن ہوئے تو ایک لڑکا محل سے نکلکر بارگاہ مین سامنے امیر کے آیا کہ وہ لڑکا سلطان سعد ہی بیٹا عمرو بن حمزہ یونانی کا اور سن اسکا دس برس کا ہی آتے ہی اُس لڑکے نے امیر با توقیر اور قباد و شہریار کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ یا امیر لیکر قیصر سے میرے باپ کا دنگل اور گھوڑا آپ دلوا دیجیے امیر اُسکی باتین سُنکر ہنسنے لگے اور کہا اے نور نظر اچھا مین دلوا دونگا یہ سُنکر وہ صاحبزادہ اندر محل کے خوشی خوشی آیا اور اپنی مان سے کہنے لگا کہ ہم دادا جان کے پاس واسطے دنگل و مرکب کے گئے تھے حور رُخ نے کہا اے فرزند اب علمشاہ آیا ہی تمھارے دادا جان لڑکر دلوا دینگے یہ سُنکر وہ صاحبزادہ دل مین بہت شاد و خرم ہوا

دوسرے کلمے داستان حیرت نشان سلطان سعد کا جانا علمشاہ کے پاس لشکر نوشیروان مین باپ کا دنگل و مرکب لینے کو

شوکت نمایان بہادران روزگار اس داستان حیرت نشان کو یون لکھتے ہین کہ دوسرے روز چار گھڑی رات رہے وہ صاحبزادہ بلند اقبال اُٹھا اور سلاح جنگ بدن پر آراستہ کرنے لگا پوشاک پہنکر زرہ جامہ پہنا جوڑی خنجر کی کمر سے لگائی تلوار گلے مین حمائل کی دستانے پہنے نیزہ ہاتھ مین لیا باہر محل کے نکلا شاطر کو بھی خبر نہ کی جو گھوڑا اپنی سواری کا تھا اُسکو خود کسا اور سوار ہو کر لشکر نوشیروان کیطرف روانہ ہوا جب لشکر نوشیروان مین پہونچا خیمہ علمشاہ کا تلاش کرنیلگا چونکہ لشکر نوشیروان کا ایک کرور ساٹھ لاکھ تھا اُس افراط بارگاہ و خیام مین لڑکے کو خیمہ علمشاہ کا کیونکر پتا لگتا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے صبح ہو گئی باغات انبا فراط سے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا اور ادھر اُدھر حیران حیران دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اُسنے جو سعد کو دیکھا فریفتہ ہو گیا سعد نے پکار کر کہا کہ اے جوان کچھ تجھسے مین کہتا ہی یا تو وہ جاتا تھا پلٹ آیا اور کہا کیا ہی کہو اس لڑکے نے کہا علمشاہ کا خیمہ کدھر ہی اُسنے پوچھا کہ کیا کام ہی سعد نے کہا میرے باپ کا دنگل اور گھوڑا اُسکے پاس ہی مین اُس سے لینے کو آیا ہون اُسنے کہا تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام سلطان سعد ہی اور میرے باپ کا نام عمرو بن حمزہ ہی یہ سُنکر وہ سوار ہنسا اور سمجھ گیا دل مین کہا اے علمشاہ یہ وہی لڑکا ہی جسکی ہونے سے چھٹی کی تھی اللہ اکبر اس عمر مین کیا بہادر ہی علمشاہ نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو اسکو نہین جانتا وہ ریتم کی ہی بیٹنے بچپنے مین ہاتھی کی سونڈ کھینچ لی کہ ہاتھی چیخ مارکر بھاگا اور تیرے باپ نے بخوشی اپنا دنگل دیا ہی پھر تیرا اُسمین کیا اختیار ہی بہتر یہ ہی کہ تو پھر جا اور اُسکے منہ پر نہ چڑھ سعد نے کہا کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی بتانا ہو تو بتا دے نہ بتانا ہو اپنی راہ لے مین اور کسی سے دریافت کر لونگا تب تو علمشاہ نے کہا منم رستم بیلکن علمشاہ نوجوان سعد نے کہا اگر تو ہی علمشاہ ہی تو گھوڑا اور دنگل میرے باپ کا دیدے مین تجھسے ابھی لونگا علمشاہ نے کہا تو میرا کیا کریگا سعد نے کہا مین تجھ سے لڑونگا علمشاہ نے کہا اگر تجھکو دعویٰ جنگ کا ہی تو لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو سعد نے کہا یہ ہمارے دادا جان کا آئین نہین

لگا ہی مندویل نے نہ مانا اور خراسانی پسپا ہو رہے تھے کہ شور و غل ہوا مندویل نے پوچھا یہ غل کیسا ہی لوگون نے
کہا کہ طول شنجیر زنگی نے آکر سب کو پسپا کر دیا یہ سنکر مندویل نے پھر مرکب طلب کیا اور دیکھا کہ میری فوج پسپا ہو رہی
ہی لوگون نے کہا ای شہریار آپ قلعہ مین چلکر علاج کیجیے مندویل سنتے سنتے بدمزاج ہو کر از راہ غیظ و غضب کہنے لگا کہ
صاحبو اگر تمکو جانا ہو چلے جاؤ مین تو یہین شہید ہونگا لیکن تم لوگ میرے کلمہ کے شاہد رہنا اور اگر امیر یا توقیر آجائین تو کہدینا کہ آپکا
نانہ و غلام کام آیا یہ ذکر تھا کہ نعرہ بہرام گرد کا ہوا اور ہندیون نے وہ تلوار کی کہ تمام فوج کفار درہم برہم ہو گئی طول شنجیر زنگی
سے اور بہرام گرد سے مقابلہ ہوا طول زخمی ہوا لیکن کسی نے طول زنگی کو پیچھے سے آکر ایسا قبضہ مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا
یہ گھوڑے پر جھومنے لگا اور ادھر اُدھر زخمیون کے ڈھیر کہین لاشون کے انبار ہین مگر مندویل بھی زخمی کھڑا ہوا غش کے
عالم مین جھوم رہا ہی جہلیل کا بھی یہی حال ہی مگر کھیت سے قدم نہین ہٹاتے ہین جب آنکھ کھولتے ہین لوگ کہتے ہین کہ بہرام
نے آکر ایسی شمشیر زنی کی ہی کہ لڑائی اب فتح ہوا چاہتی ہی یکایک پھر گرد اڑی اور مالک اژدر کا نعرہ ہوا اسی ہزار نیزہ داران
سے آکر سیکڑون کو چھید لیا مالک و بہرام سے مقابلہ ہوا بہرام بہت زخمی ہو گیا تھا اور مالک کے اچھا سا زخم
لگا کہ نعرہ لندھور کا بھی ہوا ہندیون سے وہ تلوار چلی کہ مالک کے ہمراہی بہت سے مارے گئے لندھور
نے فیل میمونہ سے اتر کر دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا اور پوچھا کہ مندویل و جہلیل کدھر ہین ہمراہیان لندھور نے
دریافت کرکے کہا کہ ادھر زخمی کھڑے ہوئے اپنے ہمراہیون مین جھوم رہے ہین لندھور مندویل و جہلیل
کے پاس آیا کچھ ہندی بھی ساتھ لندھور کے چلے آئے لندھور خفا ہو کر کہنے لگا تم لڑائی کو چھوڑ کر کیون میرے
ہمراہ آئے تم چلو کفار سے لڑو مین ابھی مندویل و جہلیل کو دیکھ کے آتا ہون غرضکہ لندھور پاس مندویل
وغیرہ کے آئے مندویل کو لوگون نے ہوشیار کیا اور کہا کہ جانشین حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین یہ سنکر
مندویل نے آنکھ کھولی اور لندھور کو سلام کیا لندھور نے کہا ای برادر کیا حال ہی مندویل نے کہا کہ شکر ہی
خداوند جلیل کا کہ شہادت کا زمانہ قریب ہی لندھور نے کہا ای مندویل تم گھبراؤ نہین اچھے ہو جاؤ گے اب تم
قلعہ مین جا کر ٹانکے زخمون مین دلواؤ مندویل نے کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اسوقت لندھور نے مندویل کو
قسمین دین اور اسکے ہمراہیون سے کہا کہ جلد انکو میدان سے علیحدہ لیجاؤ اور زخمون مین ٹانکے دو یہ سنکے لوگ
مندویل کو میدان کارزار سے جدا کرکے علیحدہ لائے اور جراح کو بلایا جب تک جراح آئے جو جو ہوشیار
سپاہی تھے وہ ٹانکے لگانے لگے ادھر لندھور پھر آکر لڑنے لگا کہ مالک اژدر سے سامنا ہوا مالک کے ہاتھ سے لندھور
کے اچھا سا زخم لگا اور لندھور کے ہاتھ سے مالک بہت زخمی ہوئے لیکن لندھور جو دوسرا فیل بدل کر لڑ رہا تھا
مالک نے جو تلوار لندھور کو ماری لندھور نے اپنے تئین بچایا تلوار فیل پر پڑی سونڈ فیل کی کٹ گئی لندھور نے
فوراً مالک کے گھوڑے کو پکڑ لیا اب یہ نوبت ہی کہ میدان مین خوب تلوار چل رہی ہی کفار ادھر سے اُدھر بھاگے
پھرتے ہین کہ ہرمز و فرامرز اور تسلسل شاہ یزدی وغیرہ آئے ان سب کے ہمراہ بہت فوج تھی بڑھ بڑھ کے
ہندیون سے لڑنے لگے ہندی پسپا ہوئے یکایک نعرہ امیر یا توقیر کا ہوا اور وہین سے تیغ صاعقہ ضرب سلیمانی
کھینچا اور آتے ہی دریائے کفار مین ڈوب گئے ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے بختک نے کہا
ای ہرمز و فرامرز جلد طبل بازگشت بجواؤ کہ سب پہلوان مالک کے زخمی ہین اور ہرزبان و سلیمان شاہ کا
برا حال ہی ہرمز و فرامرز بوچا ہتے ہین کہ حکم طبل بازگشت کا دین کہ سامنے سے نوشیروان کرور سوار کی جمعیت سے
آیا پھر طبل بازگشت نہ بجا اور زیادہ تلوار چلنے لگی مگر امیر کے ہمراہ کچھ فوج نہ آئی تھی نہ لندھور کے ساتھ فوج کثیر تھی

دیکھنے لگا اور کہا ایہا الناس کوئی تم مین سے ایسا نہین ہی جو جاکر انکا مقابلہ کرے اور روکے یہ سُنکر طول شنخیز زنگی دنگل پر
سے کودا اور چالیس ہزار سوار لیکر چلا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی نہایت متردد ہوے کہ اب کسکو بھیجون کہ مالک کا مقابلہ ہی لیکایک
لندھور اپنے دنگل سے کودا اور باہر آکے حکم دیا کہ اسّی سوار سے زیادہ میرے ہمراہ نہ آئین اُسپر بھی دو لاکھ ہندی ہمراہ
لندھور کے چلے اب جو یہ نوشیروان نے سُنا دونون گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہو گیا اور مارے غصہ کے کانپنے لگا ہرمز و فرامرز سے
کہا کہ تم جاؤ اور جو جو سردار مدد کو آئے تھے چنانچہ مسلسل شاہ یزدی نجم کاسہ فروش و ہزبر قمی لداشم شاہ و کندر کوہ
کرمانی وغیرہ کو فوج بیشمار دیکر روانہ کیا پھر یہ سب خبر امیر با توقیر کو ہوئی بادشاہ سے اجازت لیکر امیر بھی طرف
عراق کے روانہ ہوے نوشیروان نے جو سُنا کہ امیر بھی گئے ہین آپ بھی اُٹھ کھڑا ہوا بختک نے جانا کہ محل مین جائیگا
مگر بادشاہ نے سواری طلب کی اور آپ بھی مع فوج کے کوچ کیا قباد کو جو خبر پہونچی کہ نوشیروان بھی روانہ ہو گیا یہ
بھی تمام فوج لیکر راہی ملک عراق کو ہوے

دو ورقے داستان مرزبان خراسانی کے بیان ہوتے ہین

شاطران افواج مضامین کیفیت اس داستان رنگین کی یون تحریر کرتے ہین کہ پہلے مرزبان خراسانی اور سلیمان شاہ
عراق مین پہونچے اور اہل عراق کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ مندویل وغیرہ مسلمان ہوے ہین اور نوشیروان نے
غضبناک ہوکر مرزبان خراسانی کو برائے قتل و گرفتاری ناموسہاے مندویل وغیرہ بھیجا ہی کسی کو اس بات کا یقین
نہ آتا تھا یکایک تتق گرد صحرا سے اُٹھا معلوم ہوا کہ مرزبان فوج لیکر آتا ہی فوراً دروازہ قلعہ کا بند کر لیا چہار طرف توپین
تیار کرکے لگا دین مرزبان جب قریب قلعہ کے آیا لکار کر کہا کہ حکم بادشاہ نوشیروان کا ہی کہ دروازہ کھولدو عراقیون نے
جواب دیا کہ ہم بادشاہ نوشیروان کو نہین جانتے کہ کونسا گیدی ہی اور خبردار اگر آگے قدم بڑھاؤگے تو مارے گولونکے
اُڑا دینگے سلیمان نے یہ سُنکر کہا کہ پھر چلو مین نے تو تمسے کہا تھا کہ رات کو چلنا تمنے نہ مانا مرزبان نے کہا کہ یہ سارا
فساد تو میرے سبب سے ہوا ہی اگر اب پھر جاؤنگا تو کیا کسی کو منھ دکھاؤنگا غرضکہ ان باتون مین شام ہو گئی رات بھر تدبیر کیا
کیے صبح کو مرزبان نے دھاوا کیا اُدھر سے توپونکی باڑھ چلی ہزارہا کفار ایکہی فیر مین اُڑ گئے چار گھڑی توپ و تیر کی مار
ہوئی جب توپ کی تاریکی دھوئین کی کم ہوئی دیکھا کہ مرزبان بیس ہزار سوار سے خندق پر پہونچا مرزبان نے آواز دی کہ
بس اسی مین خیر ہی کہ دروازہ کھولدو اور ہاتھ باندھکر عورتونکو محافے مین سوار کرکے نکل آؤ نہین تو تم سب کی آبرو مین
فرق آئیگا یہ سنکر اہل قلعہ گھبرا گئے اور درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے اور زار زار رونے لگے دیکھا سبھون نے کہ ایک گرد صحرا
کیطرف سے اُٹھی مندویل و جہلیل پیدا ہوے اور وہین سے تلوار کھینچ کے جھپٹے فوج مرزبان پر آپڑے تلوار چلنے لگی مرزبان
نے جو پلٹ کر دیکھا یہانتک قلعہ کا چھوڑ دیا گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا مندویل کا مقابلہ کیا اور آتے ہی تلوار کا ہاتھ مارا
سر پر پڑا تا دو ابرو تلوار اُتر آئی مندویل نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون بہنے لگا زخم سر رومال سے باندھکر
مرزبان پر تلوار ماری سر پر پڑی چھ انگل تلوار سر مین اُتر گئی زخم گہرا لگا مرزبان نے پھر ہاتھ تلوار کا مارا مندویل
کا زخم جو پارہ ہوا مندویل نے جو دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا مرزبان کا شانہ نشانہ ہوا مندویل نے پھر دوسرا رومال سر
سے کس کر باندھ لیا اور لڑنا شروع کیا جہلیل اور سلیمان سے جو مقابلہ ہوا یہ دونون زخمی ہوے لیکن سلیمان کا حال
غیر ہو گیا اس اثنا مین مرزبان نے تلوار مندویل پر ماری مندویل نے سر بچایا مرکب کام آیا مندویل نیچے گرا گرد تمام
لاشین پڑی تھین مندویل مین اُٹھنے کی طاقت نہ تھی ایک لاش کی چھاتی پر ہاتھ ٹیک کر مرزبان کے مرکب کو تلوار ماری
پاؤن گھوڑے کا زخمی ہوا کہ لوگ مندویل کے پہونچے بیچ مین مندویل کو کر لیا اور کہا کہ آپ قلعہ مین چلیے کہ زخم کاری

لڑے مقابلے کیے اُسکا عوض یہ ہی کہ اس نامرد نے سردربار ہمکو بے حقیقت سمجھا اے برادر مین امیر کی خدمت مین جاتا ہون
اس بات کو سُنکر جہلیل اور شہنشاہ عراقی بھی رضا مند ہوے دوسرے روز جو جو عزیز قریب تھے اُن سب کو اپنے
ہمراہ لیکر طرف لشکر امیر کشور گیر کے چلے یہ خبر امیر کو ہوئی پہلے اخبار مرزبان کے سُن چکے تھے اس سبب سے امیر کو
صاف ثبوت ہوا کہ یہ بگڑ کر آتے ہین جب تو امیر نے فوراً عبدالجبار و بہرام وغیرہ کو واسطے استقبال کے بھیجا جبکہ
مندویل وغیرہ بازار مین آئے اہل بازار دیکھکر حیران ہوگئے جیسے ہی آگے بڑھے دیکھا سب سردار امیر باتوقیر کے
آتے ہین مندویل وغیرہ گھوڑون سے اُترنے لگے سردارون نے منع کیا کہ اُترو نہین جلد چلو امیر باتوقیر تمھاری راہ
دیکھ رہے ہین مندویل وجہلیل یہ عنایت امیر کی دیکھکر بہت خوش ہوے اور دروازے پر بارگاہ کے آکر
اُترے اندر جو داخل ہوے تو چار چمن بیخزان نظر پڑے سامنے تخت پر قباد اور امیر باتوقیر دنگل شوکت پر اور تمام
سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہین مندویل یہ کارخانہ دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان کیا گیدی ہی یہ دربار خلاف آ
ہزاران دونون نے مجرا کیا اور نذر دی امیر باتوقیر نے اُٹھکر اُنکے ہاتھ پکڑ لیے اور بادشاہ قباد کو نذر دلوائی پھر دونون
از سر صدق مسلمان ہوے امیر نے دنگل عنایت کیے اور خلعت سلیمانی مرحمت ہوے پھر امیر نے عمرو سے کہا
اے خواجہ انکے واسطے بانات سلیمانی اور تاش تمامی کا خیمہ برپا کرادو عمرو نے اُسی طرح کا خیمہ آراستہ کردیا دونون
بھائی امیر کی مدح وثنا کرتے ہوے سب کو خیمہ مین لے کر آئے لندھور و عمرو بھی اُنکے ساتھ آئے اور بیٹھ کر باتین
کرنے لگے مندویل وجہلیل کی جو سات لاکھ فوج آپس مین صلاح کرکے سارا مال واسباب لیکر صبح کو مندویل
کے پاس آئی اور کہا کہ آپ نے ہمکو اطلاع بھی نہ دی اور ہمکو آپ چھوڑ کر چلے آئے مندویل نے آکر امیر سے عرض کیا
کہ تمام فوج میری آئی ہی امیر نے کہا تم اپنی فوج سے ہوشیار رہنا کس واسطے کہ تم مسلمان ہوگئے ہو اور وہ سب ابھی عالم
کفر مین ہین اب مجھکو تمھارا زیادہ پاس وخیال ہی یہ سُنکر مندویل نے کہا اے امیر وہ سب میرے ملازم ہین اُنسے مجھکو
کچھ خطرہ نہین یہ کہکر مندویل بارگاہ کے باہر آیا اور اپنی سات لاکھ فوج کو مسلمان کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی تو
نہایت بدظن ہوا اور مرزبان کیطرف دیکھا کہا کہ یہ سب تیرا فساد ہی اور پُر غضب ہو کر کہا کہ کوئی ایسا ہی کہ عراق مین جاکر
سارے شہر کو قتل کرے اور اُنکے ناموس کو پکڑ لائے مندویل وجہلیل وغیرہ اپنے اہل وعیال کو عراق مین چھوڑ آئے
تھے اور فوج کو لیکر لڑنے کیواسطے اصفہان مین ہمراہ نوشیروان کے آئے تھے الغرض یہ جو نوشیروان نے
حکم دیا مرزبان اور سلیمان شاہ دنگلون سے اُٹھے اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم یہ کام کر لائین نوشیروان نے
اجازت دی وہ دونون لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر عراق کو روانہ ہوے ہرکارون نے آکر دربار مین امیر کے سامنے
یہ اخبار گذرانا مندویل وجہلیل یہ سُنکر گھبرا گئے امیر نے فوراً جام کلۂ عزیمت منگوا کر دربار مین رکھا اور بآواز بلند
کہا کہ ایا الناس مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی بہادر جائے اور اُنکو راہ مین روکے یہ سُنتے ہی مندویل وجہلیل
نے عرض کی کہ اے امیر باتوقیر ہمسے اور اُس سے تنازعہ ہی اگر حکم ہو تو ہم جاکر اُنکو روکین اور مقابلہ کرین امیر نے منع کیا
اور کہا کہ تم ابھی کسی سے مقابلہ نہ کرو کوئی اور چلا جائیگا لیکن اُن دونون نے نہ مانا اور بہت اصرار کیا امیر نے
مجبور ہو کر فرمایا خیر تمھین اختیار ہی مگر مہمان کو ابھی تکلیف نہ دینا چاہیے اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو بہتر ہی جاؤ یہ سُنکے
دونون نے امیر و بادشاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ سے باہر آکے مرکبون پر سوار ہوے اور لاکھ سوار ہمراہ اپنے لیکر
طرف عراق کے روانہ ہوے اور چھ لاکھ فوج باقی رہی وہ بعد اُنکے روانہ ہوئی کہ اُنکے بھی سب ناموس
وہین تھے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی ایسا غضبناک ہوا کہ داڑھی کے بال سب اُسکے کھڑے ہوگئے اور چار طرف

دیکھا کہ ایک باغ نہایت پُر بہار و آراستہ ہی ایک طرف کو بارہ دری بڑے تکلف کی بردے بٹاپٹی کے پڑے ہین شیشہ آلات بیش قیمت لگا ہی گرد سیتے چبوترے پر گرد چُنے ہوے ہین اور بارہ دری مین فرش مخمل زنگاری کا بچھا ہی اور اُسپر ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہی اور اُس مسند پر ایک عورت حسین نازنین بیٹھی ہی اُسنے لندھور کو دیکھتے ہی مسند پر اپنے پاس بٹھایا اور استفسار حال کیا لندھور نے اپنا نام بتایا جب تو اُسنے کہا ای لندھور تم مجھکو قبول کرو لندھور نے انکار کیا اور کہا کہ جبتک ہم نکاح نہین کرتے مشغول صحبت وصل نہین ہوتے اگر تم دین اسلام قبول کرو تو کیا مضائقہ ہی جب اُس لکانہ نے دیکھا کہ لندھور کسی طرح راضی نہین ہوتا سحر کرکے لندھور و عمرو وغیرہ کو گرفتار کرلیا یہان تو یہ سحر ساحرہ مین سب گرفتار ہوے وہان امیر با توقیر منتظر ہین جو سردار کہ پیشوائی کو لندھور کی گئے تھے خالی پھر آئے اور کہا کہ ای امیر با توقیر لندھور و عمرو وغیرہ کا کہین پتا نہین یہ سُنکر امیر بہت گھبرائے اور اُسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مقبل کو ہمراہ اپنے لے کر چلے اور گلباد سے کہا کہ تو وہ مقام مجھکو بتا دے کہ جہان سے عمرو نے تجھکو روانہ کیا تھا گلباد امیر کو ساتھ لے کر آیا اور وہ مقام بتا دیا اب جو امیر وہان آئے تو کسی کو وہان نہ پایا آگے جو بڑھے تو اُسی پہاڑ کے نیچے پہونچے بعد تھوڑے عرصہ کے اُسی طرح وہ عورتین آئین امیر کو بھی ساتھ اپنے وہان لائین امیر دل مین سمجھ گئے کہ لندھور بھی یہین ہوگا جب امیر باغ مین پہونچے دیکھا کہ بارہ دری مین ایک عورت نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُسنے امیر کو اپنے پاس بٹھا کے سوال وصل کیا راوی لکھتا ہی کہ نام اُس نازنین کا ریحانہ جادو تھا امیر نے جو خیال کرکے دیکھا تو مُنھ سے اُسکے بو آتی ہی دل مین امیر نے کہا کہ یہ لکانہ ساحرہ ہی امیر یہ دل مین سوچکر اسم اعظم پڑھنے لگے اور اُس سے پوچھا کہ تو جادوگرنی ہی اُسنے کہا کہ تمنے کیونکر جانا امیر نے کہا تیرے مُنھ سے بو آتی ہی یہ سُنکر اُسنے امیر پر سحر کیا امیر پر کچھ کارگر نہوا یہ دیکھکر وہ بدحواس ہوئی اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن امیر نے فوراً اسم اعظم دم کرکے جو تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا وہ ساحرہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گری سارا طلسم ٹوٹ کر برباد ہوگیا جتنی خواصین اُسکی تھین سب جلکر خاک سیاہ ہوگئین جن جنکو پکڑ لائے وہ ہاتھ باندھکر حاضر ہوئین مگر لندھور کی قید کا پتا نہ لگا جب کہ بہت تلاش کیا تو ایک کوٹھری مین بند پایا اُسی وقت لندھور کو رہا کیا اور سب کو ہمراہ لیکر لشکر ظفر پیکر مین آئے اُدھر مرزبان اور سلیمان شاہ بارگاہ نوشیروان مین داخل ہوے بادشاہ کو دونون نے مجرا کیا بادشاہ نوشیروان نے دونونکو دنگل بیٹھنے کو دیے مرزبان دست راست کو بالا دست بیٹھا اور مالک اژدر وغیرہ جتنے سردار تھے وہ سب نیچے بیٹھے دیکھا کیے جب مندویل صفہانی آنکر اپنے دنگل پر بیٹھا دیکھا کہ مرزبان مجھسے بالا دست بیٹھا ہی دل مین بہت تاؤ پیچ کھایا مگر چپکا بیٹھا رہا مہلیل نے جو دیکھا کہ مندویل رنجیدہ ہی پوچھا ای برادر تم اسوقت پُرغم اور متردد کیون ہو مندویل نے کہا بادشاہ نے اسکو بالا دست کیون بٹھایا ہی غرضکہ مندویل سے ضبط نہوسکا مرزبان سے کہا تم اس مقام پر نہ بیٹھو اور کسی طرف جاکر متمکن ہو مرزبان نے نہ مانا دونون مین تکرار ہونے لگی مہلیل نے کہا اچھا خیر اسوقت تو بیٹھا رہنے دو ای مرزبان کل آنا تو تم اس مقام پر نہ بیٹھنا مرزبان نے کہا مین تو ہر روز اسی مقام پر بیٹھونگا مندویل نے دست بقبضہ ہوکر کہا کل کیسا آج ہی مین اسکو یہان نہ بیٹھنے دونگا جب تو مرزبان نے بھی تلوار کھینچی یہ دیکھکر نوشیروان نے مندویل کو منع کیا اور کہا کہ کوئی مہمان سے لڑتا ہی یہ تمھارے گھر مین آیا ہی اور مہمان ہی تمکو طرح دینا چاہیے اور مدارات کرنا لازم ہی القصہ نوشیروان نے سمجھا کر رفع شر کردیا سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے لیکن مندویل و مہلیل دونون مکدر خاطر رہے جبکہ دربار برخاست ہوا مندویل اپنے مکان پر آیا دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان مادہ خر یا زن احمق کے مانند ہی اور حمزہ قدردان ہی یہ سوچکر بھائی کے پاس آیا اور کہا کہ ای برادر من اب مرزبان سے کیونکر لڑون اور نوشیروان سے مجکو بڑا صدمہ پہونچا کہ ہمنے اسکو اپنے شہر مین آثارا اور اہل و عیال کی تباہی اور بربادی کا کچھ خیال نہ کیا امیر سے

پچھائی ہے ناک کا بانسہ بھرا ہوا ہے کان کی لوین بھی مڑ گئین ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہین اور نبضین بھی ساقط ہین جسم سے بو مردے
کی آتی ہے یہ حال دیکھکر سبکپیا نے غسال کو بلا کر کہا کہ اسکو غسل میت دیکر اور قبر کھدوا کر دفن کردو یہ سُنکر غسال اُس مردے کو
دریا کے کنارے لایا قناتین گھیری گئین اور مُردے کو چارپائی سے اُٹھا کر تختہ پر لٹایا اور تمام کپڑے اُتار کر نینسکھ کی لنگی
لپیٹی اور نہلانا شروع کیا اُدھر دوسرے آدمی نے غسال کے کفن قطع کرکے سیا جب غسال نہلا چکا اور کافور سے
حنوط بھی کر چکا تو کفنانے لگا عمرو یکایک اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ مین بھوکھا ہون جلدی کچھ مجکو کھلاؤ غسال مارے ڈر کے
گر پڑا اور غش آگیا عمرو نے اُسی وقت غسال کو داروے بیہوشی دی کہ وہ بالکل بیہوش ہوگیا عمرو نے اپنی صورت کا اُس غسال
کو بنایا اور اُس غسال کی شکل آپ بنے اور کفن پہنا کر اُسکو چارپائی پر لٹایا اور کلمہ پڑھتے ہوئے تکیہ کیطرف لیچلے جب اُس مُردہ
نقلی کو لیکر قبرستان مین پہونچے وہ غسال ہوشیار ہوا عمرو نے دیکھا کہ اب یہ اُٹھا چاہتا ہے عمرو اُسکے پاس آیا اور چپکے سے
اُسکے کان مین کہا کہ خبردار اُٹھنا نہین جب تک تجھکو قبر مین لٹا کر تختے نہ دین تو تو نہین سانس روکے پڑا رہنا نہین تو تیرے
گھر بھر کو مار ڈالونگا یہ کہکر عمرو سبکپیا کے پاس آیا اور کہا میری مزدوری دو اُسنے پانچ روپے عمرو کو دیے عمرو روپے لیکر داخل
ہوئے تکیہ پر جب قبر تیار ہو چکی مُردے کو قبر مین اُتارا اور تختے قبر مین دینے لگے تین تختے ابھی قبر مین دیے تھے کہ قبر مین
اندھیرا ہونے لگا غسال گھبرا کر اُٹھ بیٹھا وہ جو گورکن تختے قبر مین دے رہا تھا مُردے کو دیکھتے ہی ڈر گیا اور غش کھا کر گرا غسال
کو جب ہوش آیا دونون مین کشتی ہونے لگی مردہ زندہ لڑنے لگا غسال چاہتا ہے مین پہلے قبر سے نکلون گورکن چاہتا ہے مین
پہلے یہانسے بھاگون غرضکہ مُردہ پہلے اسیطرح کفن پہنے ہوئے قبر سے نکلا پھر گورکن قبر سے نکلکر اپنے گھر کو بھاگا کھدوائی بھی
قبر کی ڈر کے مارے چھوڑ دی اور نہ مانگی غسال کفن پہنے ہوئے شہر کیطرف چلا لوگ شہر کے بھاگے اور شور مچایا کہ مُردہ کفنایا
ہوا چلا آتا ہے جسطرف یہ غسال جاتا ہے لوگ ڈر ڈر کے بھاگتے ہین آخر کار اُسنے اپنا کفن نوچکر پھینکدیا اور پکار کر کہنے لگا
یارو مین غسال ہون عمرو نے یہ میرا حال بنایا ہے اور سکھا دیا تھا کہ ایسا کرنا یہ سُنکر سب نے جب قریب آکر غور سے دیکھا تب
پہچانا سب کے جان مین جان آئی لوگون نے یہ خبر سبکپیا کو پہونچائی کہ وہ مُردہ عمرو عیار تھا اور وہی تمسے پانچ روپے بھی لیگیا
مرزبان نے جو یہ کیفیت سُنی بہت خفا ہوا سبکپیا کو جھڑک دیا اور کہا کہ تو لندھور کو جو چھڑا لایا عمرو نے آکر تجھسے کیا کیا
عیاریان کین اور تجھسے کچھ بھی نہو سکا اسی پر تو دعوی عیاری کا کرتا ہے سبکپیا نہایت ذلیل ہوا اور کچھ لوگ ساتھ لیکر سرا
مین عمرو کی تلاش مین آیا عمرو اُسوقت عیارون کو لیکر کہین گیا ہوا تھا یہان سبکپیا تو عمرو کو تلاش کرنے لگا اور عمرو
لندھور کو ڈھونڈھتا ہوا اُس باغ مین آیا جہان لندھور کو رکھا تھا دن بھر تو عمرو نے مع عیارون کے وہان خوب سیر
کی اور رات کے وقت لندھور کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور لیکر نکل گیا صبح کو مرزبان کو خبر ہوئی غیظ و غضب سے مُنہ
سرخ ہوگیا اور مرزبان نے سبکپیا کو بلا کر بہت سخت سست کہا سبکپیا نے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین پھر لندھور کو جا کر
لے آؤن مرزبان نے نہ مانا اور کہا کہ ای شاہ سلیمان آخر تو مجھکو لندھور سے لڑنا ہے تم میرے ساتھ چلو مین نوشیروان
کے سامنے لڑونگا شاہ سلیمان راضی ہوا اور یہ دونون فوجین اپنی اپنی لے کر روانہ ہوئے عمرو نے ایک صحرا مین لاکر پشتارہ
دوش سے اُتارا اور لندھور کو کھولکر ہوش مین لایا اور سارا حال بیان کیا لندھور نے عمرو کو بہت تحسین و آفرین
کی اور ہمراہ عمرو وغیرہ کے لشکر امیر با توقیر کیطرف چلے آتے آتے صحرا مین ایک پہاڑ ملا اُسکے نیچے سب کے سب اُترے
عمرو نے گلباد سے کہا کہ تم جا کر امیر با توقیر کو خبر دو گلباد تو امیر کے پاس آیا اور لندھور کا سارا حال بیان کیا ادھر کا
حال سُنیے کہ جب پہاڑ کے نیچے لندھور و عمرو وغیرہ فروکش ہوئے تھے اُس پہاڑ سے کچھ عورتین اُتر کر آئین اور کہا کہ
آپ اس صحرا مین کیون پڑے ہین ہمارے مکان پر چلیے لندھور یہ سُنکر ہمراہ عورتون کے سب کو ساتھ لیکر [illegible]

یہ پیام امیر کا آکر مالک سے کہا مالک نے برضا و رغبت ایک مہینے کی مہلت دیکر کہا کہ میری طرف سے امیر سے کہنا کہ جب آپ چاہے
جی مین آئے لڑیے گا عمرو نے اسیطرح امیر سے بیان کیا یہ سنکر فوجون مین طبل بازگشت بجا اور اپنے اپنے خیمون مین آئے امیر نے عمرو
سے کہا ای خواجہ تم جا کر لندھور اور ہرمز بان کو چھڑا لاؤ تو ہم بھی اُنکی کشتی کا تماشا دیکھین پھر امیر نے گلباد و کلباد کو بلایا اور
کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ وہ دونون راضی ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوے اور کہا ای خواجہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے اور
سر ہنگ مصری اور ابو الفتح نے بھی کہا کہ ہم بھی آپکے ہمراہ ہین الغرض خواجہ امیر سے رخصت ہوکر یہ چار عیار ظرار اپنے
ساتھ لیکر طرف شیراز کے روانہ ہوے گلباد و کلباد نے کہا استاد صورت تو تبدیل کیجیے جب سب عیارون نے اپنی صورتین
بدلین اور شہر شیراز مین داخل ہوے اور ایک کاروانسرا مین آکر اترے عمرو نے سب عیارون سے کہا کہ غیر ملک مین کر اپنے پاس
سے کھایا تو کیا کمال کیا بہتر یہ ہی کہ اپنی گرہ کا پیسہ کوڑی نہ صرف کرین یہ سنکر گلباد نے کہا کہ پھر آپ کوئی تدبیر کرین عمرو
ایک سوداگر کی صورت بنا اور ان چارون کو اپنا گماشتہ بنایا اور شیراز کی بازار مین آیا وہان ایک نانبائی تھا کہ وہ استاد
بریان پزان تھا عمرو اُسکی دکان پر آکے بیٹھا اور کہا کھانا لاؤ اُسنے جو انکی صورت دیکھی سمجھا کہ کوئی بڑا سوداگر ہی فوراً دسترخوان
بچھایا اور اسپر ہر رنگ کا کھانا چن دیا اُن پانچون نے خوب سیر ہوکر کھایا کہ اس اثنا مین ایک فقیر نے آکر سوال کیا عمرو نے
نانبائی سے کہا اس فقیر کو پانچ روپیہ دیدو اُسنے صندوقچہ کھولکر پانچ روپیے دیدیے عمرو نے کہا ہم کھانا کھالین تو تمکو روپیہ مع
قیمت کھانے کے منگا دینگے اس عرصہ مین اور فقیر آنے لگے عمرو اُسی نانبائی سے روپیہ دلوانے لگا غرضکہ اسقدر فقیر افراط سے آئے
کہ نانبائی نے دوسو روپیہ تک دیے اور عمرو نے کہ کہا دیدو اور جبکہ عمرو چلنے لگا تو اُس نانبائی سے کہا کہ تمھارے صندوقچے مین
اب کتنے روپیہ ہین فوراً گن تو ڈالو اُس نانبائی نے جو غلہ کو نکالکر گنا دوسو روپیہ نکلا عمرو نے کہا تمنے اپنے روپیے گن لیے اُسنے کہا
ہان مگر وہ جو روپیے آپنے اُٹھوائے ہین وہ تو دیجیے عمرو نے کہا ابھی تو گنواکے صندوقچے مین رکھوا دیے اب کیسے تم روپیے
مانگتے ہو یہ سنتے ہی وہ غل مچانے لگا لوگ جمع ہو گئے عمرو نے سب سے کہا صاحبو اس نانبائی سے پوچھو کہ دوسو روپیے
اسنے مجکو دیے تھے وہ مین نے گنوا کے ابھی اسکو دیدیے اسنے روپیے اپنے صندوقچہ مین بند کیے یا نہین لوگون نے اُس سے
پوچھا اُسنے کہا ہان صاحب یہ دوسو روپیے تو میرے ہین وہ مین نے صندوقچے مین بند کر دیے وہ جو اُنھون نے لیے تھے وہ
روپیہ مانگتا ہون عمرو نے کہا لو صاحب ابھی لے چکا ہی پھر دوبارہ مانگتا ہی اتنے مین سبک پا آیا اُسنے جو یہ تقریر سُنی تو بریان پز
کو قائل کیا اور عمرو سے کہا آپ جائین غرض کہ عمرو وغیرہ تو سرا مین آئے وہ بریان پز رو پیٹ کر رہگیا سبک پا اپنے گھر چلا گیا
یہان دوسرے دن جب ہوا عیارون سے عمرو نے کہا آج پھر کوئی تدبیر کرو گلباد اُسی وقت مردہ بنا اور چارون نے اُسکو چارپائی پر
ڈالا اور ایک چادر اوپر اُسکے اُڑھائی اور کلمہ پڑھتے ہوے چلے آتے آتے سبک پا کے دروازے پر پہونچے سبک پا گھر سے نکلا
پوچھا کیا ہوا انھون نے کہا ایک لاوارث مر گیا ہی اسکو لیے جاتے ہین کہ کسیطرح کچھ مانگ کر کفن کرین سبک پا نے پانچ روپیے
کسی سے دلوا دیے اُس روز پانچون نے سرا مین بھٹیاری سے کھانا پکوا کر کھایا غرضکہ تین روز تک اسیطرح مردہ بنکے سبک پا سے
روپیے لیے اور خوب کھانا پکوا کر کھایا پانچوین روز دیکھا کہ عمرو کے درد اُٹھا عمرو نے کہا اب مین نہ بچونگا یہ کہتے کہتے ان چارون عیارون نے
دیکھا کہ خواجہ مر گئے سب عیار رونے پیٹنے لگے تب عمرو نے چپکے سے کہا کہ ہماری باری کو بائل کرتے ہو یہ سنکر عیارون
کے جسم مین جان آئی عمرو کو چارپائی پر ڈال کر سبک پا کے دروازے پر آئے اور ہاے واے کرکے شور و غل کیا اور
زار زار رونے لگے سبک پا خفا ہوتا ہوا اپنے مکان سے نکلا کہا تم لوگون نے میرا گھر تاک لیا ہی کہ روز مردہ لیکر
موجود ہوتے ہو کیا یہ مکان میرا مردہ خانہ سمجھا ہی لوگون نے کہا اچھا اس مُردے پر سے چادر تو اُٹھاؤ ہم ذرا مُردے
کی صورت دیکھین ان چارون عیارون نے چادر منھ پر سے ہٹائی دیکھا درحقیقت مردہ ہی چہرے پر بخوبی مُردنی

بلکہ میلا اتنا بھی نہیں آپ جو قیمت فرمائیے وہ دیدیجائے عمرو نے کہا میں وہ عورت لونگا بختک نے کہا آپ تو بیچ گئے ہیں قیمت کے مستحق ہیں عمرو غصہ ہوا اور کہا او مردک تیرے ہاتھ وہ عورت بیچی تھی یا بادشاہ کیلیے لایا تھا بختک نے کہا اچھا آپ دربار نوشیروان میں چلیے وہاں اسکا فیصلہ ہو جائیگا جب یہ دونوں بارگاہ میں آئے عمرو نے نوشیروان کو مجرا کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کل میں نے ملک جی کے ہاتھ ایک عورت پری پیکر آپکے واسطے بھیجی تھی اگرچہ پسند ہو تو اسکی قیمت جو مانگوں وہ پاؤں یہ سنتے ہی نوشیروان بختک کا منہ دیکھنے لگا بزرجمہر اور فرامرز نے گواہی دی کہ حضور عمرو سچ کہتا ہے ہمنے بھی آپکا نام لیا تھا نوشیروان نے غصہ ہو کر بختک سے کہا یہ اُس نازنین کو جلد لا بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور وہ عورت بھاگ گئی بادشاہ نے کہا تو جھوٹا ہے بختک نے ہزاروں قسمیں کھا کر کہا غلام سچ عرض کرتا ہے بادشاہ کو اسکی قسموں پر یقین آیا عمرو سے کہا اسکے عوض میں جو تو مانگے وہ بختک سے دلادوں یہ سنکر عمرو نے کہا کہ میں ایک آدمی لاتا ہوں ملک جی اسکے برابر جواہر تول دیں بختک نے کہا اچھا عمرو نے عادی سے آکر کہا اے عادی تر حلوہ کھاؤگے اسنے کہا جی ہاں عمرو نے گھی و میوہ و قند سفید کثرت سے ڈالکر تر حلوہ کئی سو من پکوا کر عادی کو کھلا اُسنے یہانتک کھایا کہ اٹھ نہ سکا عمرو سے کہا اب مجھسے چلا نہ جائیگا عمرو نے پالکی پر سوار کرا کے لشکر نوشیروان میں روانہ کیا اور کہا کہ تمکو وہاں ترازو میں تلواونگا جب عمرو اور پالکی عادی کی آئی اور میزان میدان میں کھڑی ہوئی عمرو نے پالکی برابر میزان کے رکھوائی اور عادی سے کہا کہ ترازو میں جاکر بیٹھو عادی مشکل سے جاکر پلے میں بیٹھا بختک نے سارا جواہر منگا کر ترازو میں رکھدیا مگر پلہ عادی کا نہ اٹھا عمرو نے کہا اشرفیاں رکھوا اسنے اشرفیوں کے توڑے منگا کر رکھے جب پلہ کچھ زمین سے اُٹھنے لگا عمرو نے کہا اب روپیہ رکھوا اسنے سب روپیہ منگا کر رکھوادیا غرض سارا گھر بختک کا عمرو نے لوٹ کر نذر زنبیل کیا اور عادی کو اپنے ساتھ لے آیا لیکن عادی کا ابتر حال تھا امیر نے جو سنا عمرو کو بلا کر خفا ہوئے اور حکم دیا کہ عادی کا جلد علاج کرو اگر مر جائیگا تو خواجہ تمکو بھی اسی کے ساتھ دفن کرونگا اور تو عادی کا علاج ہونے لگا اور عمرو بالا وری کو نکلا ایک صحرا میں گلباد اور نکلباد ملے انسے اور عمرو سے لڑائی ہونے لگی جب عمرو نے دیکھا کہ گھیرا ور عیار چلے آتے ہیں عمرو ایسا بھاگا کہ پتا بھی نہ لگا جب کئی کوس نکل گیا دیکھا کہ ایک سبیل پانی کی ہے پیاسا تھا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا گلباد و نکلباد بھی پھرتے پھرتے آنکلے عمرو کو بیہوش پاکر مشکیں باندھیں اور زنبیل عمرو کی جو کھولا اسمیں ایک رومال میں پڑیاں تھیں انکو کھولکر جو سونگھا فوراً بیہوش ہو کر گرے عمرو کو جو ہوش آیا اپنی زنبیل اٹھا اور ان دونوں کی کمند سے مشکیں باندھ پشتارہ لگا داخل بارگاہ امیر ہوا اور سامنے امیر کے ہوش میں لایا یہاں ابوالفتح بادشاہ سے کہ رہا تھا کہ خواجہ مجھسے کان پکڑ کے لائے اور مجکو ایک سوداگر کے ہاتھ غلام بنا کر بیچ لیا عمرو نے جو سنا کہا یہ جھوٹ کہتا ہے میں نے تیری جان بچائی اس سبب سے بیچ کر چلا آیا اسنے کہا جو ہوا سو ہوا مجکو کرسی ہاتھ لگی ہے پیچھے پھر میں تمسے نہ بولونگا عمرو نے کہا یہی باتیں کرتا ہے غرض بادشاہ نے ابوالفتح کو سمجھایا وہ بادشاہ کے کہنے سے چپ ہو رہا عمرو نے ابوالفتح کو خلعت دلائی دلوائی اور کہا تو لشکر میں رہا کر پھر گلباد و نکلباد کو قید کیا اور وہاں مالک اژدر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر و لندھور کو پہنچی لندھور نے کہا یا امیر مجکو بھی اسکی لڑائی کا بڑا اشتیاق ہے غرض امیر نے بھی نقارہ رزمی بجوایا کہ غل ہوا عمرو دوڑا دیکھا کہ ایک شخص بھاگا جاتا ہے عمرو نے اسکو پکڑ کر کہا تو کون ہے اسنے کہا اے خواجہ مرزبان خراسانی سلیمان شاہ کی دختر پر عاشق ہو کر فوج لیکر چڑھ آیا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی بیٹی ہمکو دے جبکہ سلیمان شاہ بدحواس ہوا تو اسکی دختر نے کہا امیر و لندھور سے کشتی لڑ اور انکو زیر کر تو میں تجکو قبول کروں مرزبان نے سب پاپنے عیار کو بھیجا کہ لندھور کو چرا لا تو وہ آکر لندھور کو چرا لیگیا میں بھی اسکے ساتھ تھا نہ نکل سکا عمرو نے اسکو چھوڑ دیا اور خیمہ لندھور میں آیا دیکھا عیار لندھور کے اپنا عجیر حال کر رہے ہیں یہ خبر امیر کو ہوئی مگر چونکہ فوج میدان میں آچکی تھی امیر نے عمرو مالک کے پاس بھیجا کہ لندھور کو تمہاری جنگ دیکھنے کا اشتیاق تھا اسکو کوئی چرا لیگیا اب آٹھ روز کی مجکو مہلت دو کہ لندھور آجائے تو پھر مقابلہ باطمینان تمام ہو

غرض سب کو وہ مینار زنبیل سے نکالکر دکھایا مگر آخر کا سرا عمرو نے نہ نکالا فوراً زنبیل مین رکھ لیا اُسوقت سارا شہر مسلمان ہوا اور تین روز تک
امیر وغیرہ وہان و رہے جو تھے روز الکنہ سے کہا کہ مین لشکر کو جاتا ہون تم اپنے ملک مین رہیو وہان چلتے وقت عمرو دلربا سے وعدہ کر آیا
تھا کہ امیر کو ادھر لاؤنگا عمرو نے امیر سے کہا یا امیر اب ملکہ سے چلکر عقد کر لیجیے تو اپنے لشکر کو جائیے سلیمان نے یہ سنکر عرض کیا یا امیر
وہ تو آپ کی لونڈی ہے القصہ امیر عمرو کے کہنے سے شہر فارس مین آئے اور ملکہ مشکبو سے کاکل کشا سے عقد کیا اور خواجہ نے
دلربا سے عقد کیا امیر سے ملکہ کے یہان فرخ شہسوار قلندر پیدا ہوئے اور خواجہ سے دلربا کے یہان نسیم بن عمرو پیدا ہوا چلتے وقت
امیر نے ایک نگینہ ملکہ کو دیا کہ اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر یہ نگینہ باندھ دینا اور اگر دختر ہو تو کسی شاہ و شہریار کے ساتھ عقد کر دینا عمرو نے بھی دلربا
کو ایک جھنجھی کوڑی دی اُسنے جلکر کہا اے عمرو تو نے سارا مال کوہ ثریا کا لیا اور مجکو ایک کوڑی دیتا ہے عمرو نے کہا یہ میرا شگون نیک ہے غرضکہ
امیر نے ملکہ سے رخصت ہو کر کچھ لوگ سلیمان کے اپنے ہمراہ لیکر طرف اصفہان کے کوچ کیا

دو کلمے داستان عمرو کا مینار نشین کو عورت بنا کر بختک کے ہاتھ بیچنا اُسکا بھاگ جانا اور عمرو کا اُسکے عوض مین روپیہ لینا

راویان اخبار اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ لشکر نوشیروان مین تیاری مالکا اژدر کی جنگ کی ہو رہی تھی کہ پہلے عمرو آیا
قباد سے کہا امیر آتے ہین یہ سنکر سب استقبال کو گئے اور بخوشی امیر کو بارگاہ مین لائے یہ خبر لشکر نوشیروان مین ہوئی کہ امیر آئے مالک نے
سنکر کہا مین اب امیر سے لڑونگا ادھر یہان عمرو نے خیمہ مین آکر مینار نشین کو زنبیل سے نکالا اور کمند آصفا مین مضبوط باندھکر ہوش
مین لایا اور پوچھا تو کون ہے پہلے تو اُسنے نہ بتایا جبکہ عمرو نے کہا کہ او مردک جلد بتا ورنہ مار ڈالونگا تب اُسنے کہا اے عمرو مین شیاطین
سے ہون اب مجکو چھوڑ دے عمرو نے کہا مین تجکو ہرگز نہ چھوڑونگا تو بندگان خدا کو ورغلاتا ہے شیطان منتین کرنے لگا عمرو نے کہا
تو عورت حسینہ بن جا اور قول دے کہ مین نہ بھاگونگا تو مین بختک کے ہاتھ تجکو بیچ ڈالون وہانسے تو چلا جانا اسنے عمرو سے قول
دیا عمرو نے چھوڑ دیا شیطان لوٹ لگا کر عورت حسین بنگیا جیسے ہی صبح ہوئی عمرو در خیمہ بختک پر آیا اور لوگون سے کہا کہ ملک جی
سے کہدو کہ عمرو کو کچھ تم سے کہنا ہے یہ جو بختک نے سنا ڈر کے مارے کانپنے لگا گھبرا کر خیمہ سے باہر آیا جھکجھک کر سلام کیا اور کہا کیا حکم ہے
عمرو نے کہا ملک جی گھبراؤ نہین ذرا علیحدہ چلو تو کہون بختک نے کہا اندر چلیے عمرو اندر آیا بختک نے کہا ارشاد کیجیے عمرو نے
کہا ملک جی ہم ایک عورت خوبصورت نوشیروان کے لیے لائے ہین اے بختک تو بکوا دے بختک نے کہا مجکو تو دکھاؤ عمرو نے
جیسے ہی اس عورت کو نکالا بختک دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور عمرو سے کہا مین اس نازنین کو بادشاہ کے لیے لیجاؤنگا عمرو
نے کہا ملک جی اگر یہ گم ہو جائیگی تو قیمت اسکی جو مین کہونگا دینا پڑیگی بختک نے کہا بہت خوب عمرو اس عورت کو بختک کے
حوالے کر کے چلا گیا یہ خبر ہرمز اور فرامرز کو ہوئی کہ عمرو ایک عورت پریرو بختک کو دیگیا ہے ہرمز و فرامرز فوراً خیمہ بختک مین
آئے اور دیکھتے ہی اُسکو عاشق ہو گئے اور کہا ملک جی یہ عورت ہم مول لینگے بختک نے کہا تم کیونکر لوگے یہ نازنین بادشاہ
لے چکا ہے اسپر کوئی نگہ بھی نہین اٹھا سکتا جبکہ بختک نے یہ بہانہ کیا دونون چلے گئے بختک نے اپنے دل مین کہا کہ عمرو
جو مجھسے طلب کریگا وہ دونگا بلکہ کچھ اضافہ کر کے دیدونگا مگر اسے نہ دونگا القصہ جب بختک اُس نازنین کو تخلیہ مین لاکر مشغول
اختلاط ہوا اُسنے بھی وہ نخرے کیے کہ بختک جان فدا کرنے لگا پھر بختک نے شراب منگائی اور دونون پیکر مست ہوئے اُسوقت
شیطان نے بختک سے کہا اے ختیان آؤ اب لطف وصل ہے پھر تو دونون باہم بوس و کنار کرنے لگے جب بختک شتاب
ہو کر آمادہ وصل ہوا شیطان نے کہا ذرا ٹھہرو مین پیشاب کر آؤن بختک نے اُسے بیخودی مین آفتابہ خود لاکر اُسکے پاس رکھدیا
اُسنے کہا تم ذرا باہر جاؤ بختک باہر آیا شیطان فوراً آفتابہ لیکر غائب ہو گیا جب دیر ہوئی بختک آواز دیکر اندر آیا دیکھا بیخ قنات
وہ عورت غائب ہو گئی ایک آہ کھینچی اور ہائے کر کے زمین پر گر پڑا بڑی دیر کے بعد دل کو سنبھالا اور کہا عمرو تو میرے ہاتھ بیچ چکا
ہے اب جو قیمت مانگیگا دینا ہوگی غرضکہ علی الصباح عمرو بختک کے پاس آیا بختک نے ہاتھ جوڑ کے عمرو سے کہا کہ وہ عورت بھاگ گئی

شیطان مجسم تھا اور یہ میرا عیار عمرو ہے مینار نشین کو اسنے پکڑ کر قید کر لیا عمرو مجکو لکھتا ہے کہ آمدنی یہان کی میرے نام
لکھدو مین اُسکے جواب مین لکھتا ہون ای خواجہ مجکو مطلق خوف جان نہین اور یہ مال تو غازیون کا ہے تجکو کیونکر دیدونگا
بلکہ تمکو دھیلہ بھی نہ ملیگی غرضکہ امیر نے جواب لکھا اور عمرو کے پاس پہونچا عمرو نے پڑھکر الکنہ سے کہا کہ حمزہ کو
قتل کر جیسے جلاد آیا امیر کو ذبح کرنے اٹھایا عمرو نے آواز دی کہ جب مین تین حکم دون تو امیر کو قتل کرنا الکنہ نے امیر سے
کہا کہ تم پر خدا اور مینار نشین کی بڑی عنایت ہے کہ کاغذ لکھکر تمہارے پاس بھیجا امیر نے کہا ای الکنہ تو مجکو کیا فہمائش بہلاتا
کرتا ہے تو بیجا سنتا ہے کہ یہ کون بول رہا ہے ارے نادان وہ شیطان تیرا دفع ہوا یہ عمرو ہے الکنہ نے کہا لو خداوند کو امیر
اپنا عیار بتاتا ہے عمرو نے پھر کاغذ لکھا کہ او عرب بے مروت بھول گیا وہ بی بی زبیدہ کی مرغیون کے انڈے جو مین نے
تجکو کھلائے تھے وہ اب نہین یاد ہمتو اپنی جان بیچ کے یہان آئے ہین اور اس مردک کو پکڑا ہے دیکھو اب بھی لکھدے
نہین تو قتل کرونگا وہ کاغذ پھر امیر کے پاس آیا تمام خلقت دیکھتی ہے کہ کاغذ آپ سے آپ آتا ہے اور جاتا ہے خداوند
سے اور امیر سے نامہ و پیام ہو رہا ہے اس امر عجیب سے سب کا اعتقاد اور زیادہ ہوتا جاتا ہے کہ سلیمان نے امیر سے کہا کہ جو
در اصل یہ عمرو ہے تو آپ آمدنی کوہ ثریا کیون نہین لکھدیتے ہین ای سلیمان مین کیونکر لکھدون عدالت کے خلاف ہے اور یہ
در اصل عمرو ہے امیر نے وہی جواب لکھکر بھیجا کہ مین ہرگز نہ دونگا جب عمرو نے پڑھا غصہ ہوکر الکنہ سے کہا امیر پر بانس تار رو
اور یہ بھی ساتھ ہی حکم دیا کہ جب مین تین حکم دون تو قتل کرنا یہ کہکر پھر امیر کو لکھا کہ ای امیر جہان تیرے پاس ضبط شہر
ہین یہ ایک مجکو دیدے جبکہ یہ کلمہ امیر نے لکھا دیکھا سلیمان و الکنہ نے امیر سے بہ منت و سماجت چوتھائی آمدنی لکھوادی
عمرو یہ جواب پڑھکر خفا ہوا اور حکم دیا او الکنہ اس سے جلد سجدہ کروا نہین تو قتل کر مین نے دو حکمون کا ایک حکم دیا
اس اثنا مین امیر نے سلیمان کے کہنے سے ناچار ہوکر نصف آمدنی کوہ ثریا کی لکھدی اب عمرو نے بھی جانا کہ امیر اس سے
زیادہ نہ دیگا یہ سوچکر الکنہ سے کہا کہ مجھسے اور خداے نادیدہ سے سازش ہو گئی ہے امیر کو چھوڑ دے بلکہ جو یہ تم سے
کلمہ پڑھنے کو کہے تو کلمہ بھی پڑھ جسوقت عمرو نے یہ کہا فوراً الکنہ نے امیر کو رہا کر دیا اور اپنے گھر مین لایا اور سلسلہ امیر کے
ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا جب امیر نے الکنہ کو کلمہ پڑھایا اسوقت الکنہ متردد ہوا امیر نے کہا تو کیا تردد کرتا ہے خدا وہ عمرو ہے الکنہ
نے کہا مین تو کلمہ نہ پڑھونگا ہان جو عمرو ہے تو کیا مضائقہ یہان عمرو نے پکار کے کہدیا تھا کہ جو یہان آئیگا وہ ہرگز ہرگز بچا
نہوگا یہ سنکے تمام میلہ مارے ڈر کے چلا گیا جب کوئی نہ رہا تو عمرو دو پہر رات گئے مینار سے اترا اور سارا مال
نقد زنبیل کیا پھر زنبیل سے بیلچے نکالے اور کمند آصفا سے با صفا کو مینار مین باندھ کے اُسنے کہا کہ اس مینار کو
ہلاو اُن بیلچون سے ایسا ہلایا کہ مینار اپنی جگہ سے اکھڑ گیا عمرو نے معجزہ طلب کرکے وہ مینار زنبیل مین رکھ لیا اور وہان سے
ایک طوائف کی شکل بنکر الکنہ کے یہان آیا دیکھا صحبت عشرت جمع ہے امیر مسند پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے عمرو بھی آن
طوائفون مین ملکے گانے لگا امیر عمرو کی آواز پہچان گئے عمرو سے کہا ای خواجہ تم اپنی اصلی صورت دکھاو عمرو نے کہا ای امیر
اسوقت ساری آمدنی لکھدو تو کیا مضائقہ ہے امیر نے فرمایا ای خواجہ ہم تمکو قسم دیتے ہین تم نہین مانتے ہو یہ سنتے ہی عمرو
نے اپنی صورت اصلی بنائی کفار حیران ہوے امیر نے کہا ای الکنہ مینار کی تو خبر لو الکنہ نے جو جا کر دیکھا مینار ندارد ہے
ایک غار عمیق ہو گیا ہے الکنہ متحیر ہوا آکر سب حال امیر سے کہا امیر نے کہا تم لوگ کیون حیرت مین ہو عمرو نے اپنی زنبیل
مین مینار رکھ لیا ہے الکنہ نے کہا مجکو یقین نہین ہے امیر نے کہا اگر تم لوگ اسکو دیکھ لو تو مسلمان ہوگے الکنہ نے کہا جی ہان
امیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ تم ان سب کو مینار دکھادو تو یہ مسلمان ہون خواجہ نے امیر سے کہا اگر سب آمدنی لکھدیجیے تو
دکھا دون امیر نے انکار کیا لیکن سلیمان نے کہا یا امیر میری خاطر سے لکھدیجیے مجبوراً امیر نے لکھدی اسوقت عمرو نے میدان مین

سوراخ مین سے مینار کے اندر ہی اندر کہان غائب ہوجاتا ہی یہ کہکر عمرو اب چبوترے کے اوپر چڑھا کچھ
دہشت سی معلوم ہوئی روئین بدن کے کھڑے ہوگئے عمرو نے دل سے کہا اے خواجہ دن کو وہ کیفیت رات کو
یہ حال اس شیطان نے مشہور کیا ہی جو رات کو چبوترے پر آئیگا وہ فوراً اندھا ہوجائیگا یہ سوچ کر ایک دغدغہ
دل کو پیدا ہوا مگر خدا پر نظر کرکے اور دل کو مضبوط کرکے چبوترے پر آیا بالکل سناٹا تھا پہلے تو چار طرف پھرا جب
کہین راہ نہ پائی تو عمرو نے کیلین داؤدی زنبیل سے نکالین اور ایک کیل اُس مینار پر گاڑی اُسپر پانون رکھا
دوسری کیل گاڑی دوسرا پانون رکھا تیسری کیل گاڑ کے پہلی اور دوسری کیل کو اُکھاڑ لیا اسی طرح کیلین گاڑتا
ہوا اور اُکھاڑتا ہوا پانون رکھ رکھ کے چڑھا تین سو ساٹھ گز کی بلندی تو نہین طی کی اور اُسی سوراخ مین سے
پانون ڈال کے اندر مینار کے اُتر گیا وہان جا کے جو دیکھا عجب سامان دلفریب ہی ایک طرف فرش پر تکلف پر
گنگا جمنی پلنگ سجا ہوا بچھا ہی آگے اُس پلنگ کے مسند جواہر نگار آراستہ ہی اور ایک سورج مکھی ہی اُسپر پردہ
زرین پڑا ہی جسوقت آفتاب نکلتا ہی تو مینار نشین پردہ اُٹھا دیتا ہی اُسکی چمک سے سب کی آنکھین جھپک کر
چکا چوندھ کرتی ہین غرض رات تو کم تھی عمرو ڈر کے مارے ایک ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا اور کمند کے
حلقے اس دریچے سے ملا کر بچھا دیے اور سرا کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا یکایک عمرو نے دیکھا کہ ایک تخت
ہوا پر معلق چلا آتا ہی اُسپر ایک شخص بصورت مقدس سفید داڑھی منھ پر بیٹھا ہی وہ تخت برابر اُس دریچے کے
آکر لگا اور وہ پیر مقدس اُس تخت سے اُترا اور اُس دریچے مین گردن ڈال کے آنے لگا جیسے ہی اُس پیر
نے سر اپنا اُس دریچے مین ڈالا عمرو نے جھٹکا مارا حلقہ کمند آصفا سے باصفا کا گلے مین اُسکے پیوست ہوگیا
عمرو نے فوراً اُسکو باندھکر نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسکی جگہ پر بیٹھکر تماشا میلے کا دیکھنے لگا
دیکھا کہ الکہ زنگی امیر با توقیر اور سلیمان کو ارابے پر ڈال کر لاتا ہی عمرو نے یہ دیکھکر اُس پردے کو اُٹھایا سب کافر
سجدے کو جھکے اور مینار نشین امیر سے پہلے کہہ چکا تھا کہ تو میرا بندۂ خاص ہی اے حمزۂ صاحبقران مین نے تجکو
کعبہ سے بلا کر اس مرتبہ کو پہونچایا کہ نوشیروان تیرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی پھر عمرو نے سفید مہرہ
بجا کے امیر کو کچھ سنایا مگر مہرے کی آواز سنکر لوگ حیران ہوے اور کہنے لگے اُسوقت خداوند کی آواز
ہیبتناک ہوگئی ہی مثل رعد کے خداوند گرجتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ امیر پر غصہ کر رہے ہین پھر عمرو نے
آواز دی اے الکہ زنگی حمزہ راضی ہوا یا نہین الکہ زنگی نے کہا اے خداوند مین نے کس کس طرح سے سمجھایا
مگر امیر نہین مانتے ہین عمرو نے کہا کہ بلاؤ جلاد کو یہ سنتے ہی اُسی وقت جلاد حاضر ہوا سلیمان امیر سے
کہنے لگا یا امیر اہل اسلام مین تو تقیہ بھی درست ہی آپ تقیہ کر لیجیے مفائدہ یہ جہالت ہی امیر نے فرمایا
اے سلیمان یہ مقام تقیہ کا نہین ہی پھر عمرو نے ایک پرچہ کاغذ بخط جلی لکھکر کمند آصفا مین باندھا اور سامنے امیر
کی طرف لٹکا دیا وہ پرچہ کاغذ لٹکتا ہوا سیدھا امیر کی گود مین آکر گرا امیر نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نامدار یا امیر مین نے
کفار کے خداوند مینار نشین کو پکڑ لیا اور اُسکی جگہ پر مین بیٹھا ہون اب چاہون تو تجکو قتل کرون اور
چاہون چھوڑ دون بہتر یہ ہی کہ آمدنی شریا کوہ کی تجکو لکھدوا اور پرچہ اس مین باندھ دو امیر اُس پرچہ کاغذ
کو پڑھکر بہت خوش ہوے سلیمان نے پوچھا یا امیر کاغذ کیسا ہی کیا آپ کو کچھ خداوند نے لکھا ہی امیر نے فرمایا
معاذ اللہ اے سلیمان کیا کلمۂ کفر منھ سے نکالتے ہو دیکھا تھے آخر جو مین کہتا تھا وہی ہوا مینار نشین

صبح ہوئی سلیمان نے امیر سے کہا کہ آپ جلدی چلیے نہیں تو بار نہ ملیگی امیر با توقیر اور عمرو اور سلیمان آکر قریب چبوترے کے کھڑے ہوئے امیر نے دیکھا کہ اس مینار سے چمک پیدا ہوئی اور سب کی آنکھوں میں چکا چوند ہو گئی بلکہ آنکھیں جھپک گئیں امیر وغیرہ بہت حیران ہوئے اور الکہ زنگی مع کل تماش بینوں کے سجدے کو جھکا امیر دیکھا کیے اور سجدہ نہ کیا کہ آواز گنبد سے آئی ای الکہ زنگی ادھر آ الکہ زنگی نے کہا ای خداوند مینارنشین حاضر ہوں آواز آئی الکہ کچھ دیکھا بھی تو نے یہ جو سلیمان آیا ہی اسکے ساتھ حمزۂ صاحبقران اور عمرو عیار اسکا آیا ہی اور ہمکو ان تینوں نے سجدہ نہ کیا ان تینوں کو پکڑ کے راضی کرو اور ہمکو انسے سجدہ کراؤ الکہ زنگی نے سنکے کمیل زنگی سے کہا تو انکو پکڑ لا یہ سنکے عمرو کی تو ڈر کے مارے جان نکل گئی اور کہنے لگا یا امیر بھاگو نہیں تو گرفتار ہو جاؤ گے آیندہ تمھیں اختیار ہی لو میں تو جاتا ہوں اس ملعون نے ہمکو دور ہی سے پہچان لیا امیر نے عمرو کو جھڑکا اور کہا ڈرتا کیوں ہی گھبرا نہیں وہ گیدی کیا کر سکتا ہی سلیمان نے کہا یا امیر با توقیر آپ نے دیکھا امیر نے فرمایا یہ کوئی شیطان ہی جو بندگان خدا کو بہکاتا ہی یکایک کوتوال لوگوں کو لیکر آیا اور امیر کو پکڑنے کا ارادہ کیا امیر نے تلوار کھینچی اور سلیمان نے بھی تلوار کھینچی لڑائی ہونے لگی جو عقب سے آتا تھا عمرو اسکو خنجر سے مارتا تھا ایسی تلوار چلی کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے دریا خون کا بہنے لگا مگر امیر نے دیکھا کہ میں قتل کرتا جاتا ہوں اور آدمی کم نہیں ہوتے ہیں چاروں طرف سے نرغہ ہی اسوقت امیر چبوترے سے نیچے کودے اور صدہا کفار کو قتل کیا لیکن ایک مقام پر سلیمان جو گھر گیا اسکو پکڑ لیا اور امیر پر بھی ہر طرف سے حلقہاے کمند کفار پھینکنے لگے امیر با توقیر بھی گرفتار ہو گئے عمرو جست کرکے نکل گیا کفار کوس بھر تک تعاقب کرکے خواجہ عمرو کا گئے مگر نہ پایا سب کے سب پلٹ آئے اور امیر و سلیمان کو باندھکر سامنے مینارنشین کے لائے خداوند مینارنشین نے کہا ای الکہ زنگی تین روز تک ان دونوں کو قید رکھو اور سمجھاؤ کہ خداوند مینارنشین کو سجدہ کرو نہیں تو قتل کیے جاؤ گے غرض امیر با توقیر اور سلیمان کو الکہ زنگی اپنے ساتھ لایا اور بہت منت سماجت کرکے کہا کہ کیوں اپنی جان شیریں دیتے ہو اور ذائقۂ تلخی مرگ کیوں چکھتے ہو خداوند کو سجدہ کرو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا امیر با توقیر نے فرمایا ای الکہ زنگی تو کیوں شیطان کے بہکانے سے اپنے خدا کو بھول گیا ہی یہ کوئی شیطان ہی اسپر لعنت کر اور پروردگار کی وحدانیت کا اقرار کر دوزخ سے پھر کر بہشت کا رخ کر اس میں دونوں جہان کی بہتری ہی الکہ زنگی نے کہا اچھا آپ کھانا کھائیے امیر نے کہا ابتو میں قید ہوں جو کچھ تو کہیگا کرونگا ورنہ کھانا نہ کھاتا الکہ زنگی نے امیر با توقیر اور سلیمان کو بہت تحفہ تحفہ کھانا کھلاتا سلیمان نے کہا ای امیر میں نے اسی واسطے آپ سے شرط کی تھی اب تو جان جاتی ہی بہتر یہ ہی کہ سجدہ کیجیے جہالت سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ای سلیمان کچھ پروا نہیں اجل آئے جان جائے صبر کر دیکھ تو پروردگار عالم کیا کرتا ہی مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد۔ اس طرف خواجہ عمرو جو نکل گیا تھا پھر بیتاب ہو کے امیر کی محبت میں آیا کہا کہ چل کے دیکھو تو سہی کہ امیر کس طرح سے ہیں یہاں آ کے جو دیکھا تو امیر اچھی طرح سے ہیں عمرو کی خاطر جمع ہوئی اب عمرو اس چبوترے پر آیا اور وہاں مینارنشین کا یہ حکم ہی کہ رات کو یہاں کوئی نہ رہے اور اس مینار میں ایک سوراخ ہی تمام خلائق بموجب اپنے مقدور کے روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اس میں ڈال دیتی ہی گویا کہ خداوند مینارنشین کی یہ چراغی ہی اسی طرح بہت کچھ چڑھاوا چڑھتا ہی عمرو یہ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ مال جو چڑھاتے ہیں اس

آزردہ ہون امیر نے ملکہ سے کہا اے ملکہ عمرو کو کچھ دیدو نہین تو اور زیادہ مذمت کریگا ملکہ نے دو صندوقچے جواہر کے
منگا کر عمرو کو دیے عمرو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اے ملکہ تمھارا ابھی کیا برا مقسوم ہے کہ ایسا لعل بے بہا اس سنگ
سخت سے ٹوٹا امیر نے کہا اے خواجہ تم جو کچھ چاہو کہو مگر مین تمکو ایک حبہ بھی نہ دونگا غرضکہ بعد رمز و کنایہ کے
عمرو و دلربا کی گفتگو پر عاشق ہوا امیر نے کہا آج کچھ گاؤ عمرو نے گانا شروع کیا جب دلربا نے عمرو کا گانا سنا
ہزار جان سے عاشق ہوگئی عمرو گاتے گاتے چپ ہو رہا کہا اے ملکہ دلربا اشارے سے کہتی ہے کہ اپنا گانا مجکو بھی
بتا دے دلربا سنکر جل گئی کہا اے ملکہ تمھارے سر کی قسم اور میرا ستیاناس جائے جو مین نے اس سے کچھ بھی اشارہ
کیا ہو ملکہ نے کہا اے دلربا کیا مضائقہ ہے تم کھسیانی کیون ہوتی ہو دلربا نے کہا اے ملکہ خدا نہ کرے جو مین ایسے
بن مانس کو قبول کرون یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس عرصہ مین ایک خواص نے جاکر سجال فاریاب شاہ
سے کہدیا وہ تلوار کھینچ کر وہان سے آیا خواصون نے ملکہ سے کہا تمھارا باپ تلوار کھینچے ہوئے غیظ و غضب مین
آتا ہے ملکہ کی یہ سنکر جان نکل گئی امیر سے کہا کہ تم اور خواجہ کوٹھے پر چلے جاؤ امیر با توقیر نے فرمایا اے ملکہ تم کیون
گھبرائی ہو آنے دو جب ملکہ نے دیکھا امیر نہین مانتے آپ اٹھکر بھاگنے لگی امیر نے دوپٹہ ملکہ کا پکڑ لیا ملکہ دوپٹہ
چھوڑ کر ننگی بھاگی فاریاب شاہ نے جو ملکہ کو بھاگتے دیکھا تلوار تولکر ملکہ پر چلا اور للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ
ٹھہر کہان جاتی ہے مین آج تجکو بغیر سزا دیے نہ چھوڑونگا امیر نے اٹھکر نعرہ کیا او فاریاب شاہ ادھر آ
مردان روزگار کا سامنا کر عورت پر کیا تلوار اٹھاتا ہے یہ نامردی کی بات ہے فاریاب شاہ نے کہا تیرا کیا قصور
ہے تو زخمی پڑا تھا یہ کیون تجکو اٹھا کر لائی پہلے اسکو مارلون پھر تجھسے سمجھونگا امیر نے للکار کر کہا او ہیجیا پہلے ادھر آ
خبردار ملکہ سے نہ بولنا ورنہ سزاے سخت پائیگا اسنے سوائے کلمۂ توحید پڑھنے کے اور دین اسلام قبول کرنے
کے کوئی اور گناہ نہین کیا یہ سنکر سلیمان یعنی فاریاب شاہ نے امیر پر جھپٹ کر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ سلیمان اوندھے منہ زمین پر آرہا امیر با توقیر وہین اسکو دبا بیٹھے جسطرح باز کسی
طائر کو شکار کرکے دبوچ لیتا ہے امیر نے بآواز بلند فرمایا اے سلیمان حالا درشناختن وحدانیت پروردگار
چہ میگوئی سلیمان نے کہا میری ایک شرط ہے ورنہ مجکو قبول ہے امیر نے اسی وقت اسکو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ کیا
شرط ہے تیری سلیمان نے کہا یا امیر ایک خداوند مینار نشین میری سرحد مین ہے اسکا حال بتا سیئے کہ وہ کون ہے
اور سال بھر کے بعد وہان ایک میلہ ہوتا ہے اور اس میلہ کا زمانہ آج کل ہے امیر نے فرمایا تو چل میرے ساتھ
سلیمان نے اسی وقت کوچ کی تیاری کی عمرو نے کہا یا امیر تمنے وعدہ کرلیا خیر بہتر یہ سنکر ملکہ رونے لگی اور کہا
اگر اسکا پتا نہ لگا تو سلیمان مجکو مار ڈالے گا بہتر یہ ہے کہ تم مجکو اپنے لشکر مین بھجوا دو امیر نے فرمایا اے ملکہ خدا
کو یاد کرو کیون گھبراتی ہو انشاء اللہ تعالے مین بہت جلد آؤنگا القصہ امیر نے بعد دو چار روز کے ہمراہ
عمرو و سلیمان وغیرہ طرف ثریا کوہ کے کوچ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل امیر وغیرہ ثریا کوہ پر آئے دیکھا
ایک مینار سونے کا ہے جسکی بلندی تین سو ساٹھ گز کی ہے اور چبوترہ اسکا کوس بھر کے دورے مین ہے
جسوقت عمرو کی نگاہ اس سونے کے مینار پر پڑی منہ مین پانی بھر آیا گرد دیکھا کہ لاکھون آدمی چلے آتے ہین اور
میلہ جمع ہوتا جاتا ہے اور الکہ زنگی وہان کا مالک ہے اور کمیل زنگی وہان کا کوتوال ہے برائے بندوبست میلے
کے کئی ہزار اپنی فوج لیکر آیا ہے اور اسی چبوترے پر مع مصاحبون کے بیٹھا ہے اور جتنے شاہ اور شہریار زادے
آئے ہین وہ نیچے چبوترے کے کھڑے ہین سلیمان امیر کو لیکر ایک طرف اترا رات بھر وہان کی سیر دیکھی جب

عاشق ہو گئی دلربا سے کہا کہ اسکو اٹھا کے باغ مین لیچلو مین اسکا علاج کرونگی الغرض ملکہ امیر باتوقیر کو اٹھوا کر باغ
مین لائی اور بارہ دری مین مسند زرین پر لٹا دیا ایک خواص نے ملکہ سے کہا اے بی بی ایک گھوڑا بھی سہ چشمی ہے ملکہ نے
کہا اسکو بھی باغ مین لا کر باندھ دو خواصین آئین اور اشقر دیوزاد کو چمکارا وہ ساتھ ساتھ خواصون کے چلا آیا
اُسکو باغ مین لا کر ایک مقام پر علیحدہ باندھ دیا ملکہ نے جراح کو بلایا اور ہزار روپیے اسکو دیکر کہا کہ انکو جلد
اچھا کر دے مین بعد انکی صحت کے تجکو بہت سا انعام دونگی جراح نے تین روز مین امیر باتوقیر کو اچھا کر دیا
اب جو امیر کشور گیر کی آنکھ کھلی ملکہ کو دیکھتے ہی تیر عشق جگر کے پار ہوا جب چوتھے روز امیر باتوقیر نے غسل صحت
لیا ملکہ بہت خوش ہوئی اور جراح کو انعام کثیر دیا اور صحبت جشن آراستہ کی امیر باتوقیر پہلو مین ملکہ مشکبوے
کاکل کشا کے جلوہ افروز ہوے گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی آکر رکھی گئین پہلے ملکہ نے امیر باتوقیر
سے کہا کچھ اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہان سے زخمی ہو کر یہان آئے امیر کشور گیر نے فرمایا کہ نام میرا
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہے مندویل اصفہانی سے لڑائی ہوئی میدان کارزار مین
تلوار چلی وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا میرا مرکب مجکو یہان لے آیا ملکہ سنکے
چپ ہوئی کہا اے حمزۂ صاحبقران کچھ شغل شراب وکباب کرو امیر نے فرمایا اے ملکہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ
تو مین دورہ گلفام مین شریک ہون اور کباب وغیرہ بھی کھاؤن ملکہ رضامند ہوئی اور چپکے سے
بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اور دلربا وزیرزادی نے بھی دین اسلام قبول کیا مگر خواصون
نے کہا اگر ہماری جان بچیگی تو ہم مسلمان نہ ہونگے امیر باتوقیر چپ ہو رہے جب تک شب ہوئی ملکہ امیر
کا ہاتھ پکڑتے ہوے باغ مین چاندنی کی سیر دیکھ رہی تھی کہ عمرو بھی اُس جھیل پر آیا اور بیٹھکر ہاتھ منھ دھونے
لگا یہان باغ مین بعد مینوشی کے گانا بجانا شروع ہوا آواز جو گانے کی عمرو نے سنی فوراً باغ مین چلا آیا
دیکھا کہ امیر باتوقیر ملکہ کے پاس بیٹھے ہین اور گانا ہو رہا ہے عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے صحبت مین
آیا ایک گانے والی کا موباف چوٹی کا اور ایک کی پیشواز کا کونا کاٹ لیا وہ جو سامنے ملکہ اور امیر کے
کھڑی ہوئی ناچنے کو ملکہ نے دیکھکر کہا او اُچھل چاندنی خیلا یہ تو کیسی طوائف ہے بے حیا اور بے شرم ہے
ذرا تو اپنی پیشواز کو تو دیکھ اُسنے جو جھک کے آگے پیشواز کو دیکھا دونون ہاتھ آگے رکھکے اوہی
کرکے بیٹھ گئی مارے شرم وحجاب کے دل مین کٹ گئی از سر تا پا پسینے مین غرق ہو گئی امیر باتوقیر اور ملکہ خوب
قہقہہ مارکے ہنسے عمرو نے خوب چپکے چپکے تماشا دیکھا پھر عمرو نے اپنی اصلی صورت جو دکھائی خواصین
ایسی ڈرین کہ اوہی کرکے چیخ ماری اور بیہوش ہوکے گر پڑین جب ہوش آیا بدحواس ہانپتی کانپتی کھلی
بہنڈھی ملکہ کے پاس آئین اور کہا اے بی بی ایک بن مانس اس باغ مین آیا ہے خدا خیر کرے ملکہ
بھی ڈرکے امیر سے لپٹ گئی امیر نے تلوار کھینچ کے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین کیون ڈرتی ہو یہان آئیگا
تو مارونگا اب جو امیر نے خیال کرکے دیکھا تو عمرو چلا آتا ہے امیر باتوقیر نے خواصون سے پوچھا کہ تم
سب اسکو دیکھکے ڈری یقین یہی بن مانس ہے خواصون نے کہا حضور ہان وہ یہی ہے امیر نے ملکہ سے
کہا یہ تو میرا بھائی ہے مجھے تلاش کرنے آیا ہے عمرو نے وہین سے کہا اے حمزۂ صاحبقران کس کے پاس تم
بیٹھے ہو کہ جسکے سر مین گنج پلکین تمام جھڑی ہوئین دلربا وزیرزادی نے کہا لو نگوڑے مونڈی کاٹے
کی شامت آئی ہے ہماری ملکہ کو عیب لگاتا ہے ملکہ نے دلربا کو منع کیا کہ خبردار کچھ کہنا نہین ایسا نہو امیر

گھوڑا پیچھے ہٹا مندویل نے مرکب کو روک کر کہا یا امیر باتوقیر مین نے آپ کو نہین چھیڑا ایا تھا مجکو تو آپ
سے لڑنے کی آرزو تھی امیر باتوقیر نے فرمایا ای مندویل اس گفتگو سے کیا فائدہ جو کچھ جی مین رکھتا ہو لا یہ
سنکر مندویل نے اپنے دل مین کہا کہ اس سے نیزہ بازی کون کر سکتا ہی اگر نیزہ ہوائی ہوگیا تو کمال ذلت
ہوگی یہ سوچکر مندویل نے تلوار امیر باتوقیر پر ماری امیر نے چاہا کہ اشقر کو برابر لاکر تلوار کو روکین پانون
اشقر کا موش خانے مین جا تار ہا امیر باتوقیر اشقر کو سنبھالنے مین مصروف ہوے تلوار مندویل کی سر پر پڑی
تا دو ابرو اُتر آئی اشقر دیوزاد مدد سبحانہ تعالے سے اُچک کر باہر میدان مین آیا امیر باتوقیر نے خون تہ
سے پاک کیا تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مندویل نے سپر پر روکا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پہ پہونچا تا ابرو اُتر گیا
یہ معرکہ دیکھکر دونون لشکر تلوارین کھینچ کھینچکر آپڑے تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے مندویل
وغیرہ بھی زخمی ہوے اور لندھور برابر نوشیروان کے پہونچ گیا بختک نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا
جب تو دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین آئے مگر نہ امیر کا پتا لگا اور نہ مندویل کا ادھر ادھر
کے تمام عیار دونون کو ڈھونڈھ آئے جب کہین پتا نہ لگا اُسوقت بادشاہ نے عمرو سے
کہا ای خواجہ تم امیر کی تلاش کو جاؤ عمرو بموجب حکم بادشاہ کے امیر باتوقیر کو ڈھونڈھنے چلا اُدھر
اشقر دیوزاد نے جب امیر کو زخمی دیکھا اور نوبت غشی کی طاری ہوئی اشقر دیوزاد میدان رزمگاہ سے
امیر کو لیکر نکل گیا چلتے چلتے ایک مقام سبزہ زار پر صبح ہوئی دیکھا کہ ایک جھیل ہی اور سامنے اُسکے کوہ پر شکوہ
ہی اور ایک طرف دیوار باغ کی ہی اسکی پشت پر اشقر دیوزاد چرا مین مشغول ہوا جب گیاہ سبز کھا کر
سیر ہوا تو جھیل مین آکر پانی پیا پھر ہری جو لی تو حمزۂ صاحبقران مثل ستارۂ سحری کے زین خورشید لقا پر
سے زمین پر گر پڑے لکان جو پہونچی چشم نیم وا سے دیکھا اور پھر آنکھ بند کر لی مگر اشقر دیوزاد پاس آتا ہی
اور کس طرح چاہتا ہی کہ امیر باتوقیر مجھپر سوار ہون لیکن امیر کو ہوش نہین ہی جبکہ اشقر دیوزاد نے
دیکھا کہ امیر ہرگز ہوش مین نہین آتے پھر ادھر اُدھر گرد امیر کے چرا مین مشغول ہوا اور یہ امیر کا
نصف چہرہ پانی مین تھا اور وہ باغ ملکہ مشکبوسے کاکل کشا کا تھا اور اسکے باپ کا نام سلیمان فارسی
تھا اور دوسرا نام فاریاب شاہ بادشاہ شہر فارس تھا اور وہ باغ شہر سے دو منزل پر تھا اکثر ملکہ
مشکبوسے کاکل کشا برائے سیر اُس باغ مین آیا کرتی تھی اتفاقاً اُس روز بھی ملکہ اپنے باغ مین آئی
ہوئی تھی اور تمام خواصین اُسکی مشغول سیر تھین کوئی جھولا جھول رہی تھی کوئی گیند اکھیل رہی تھی
کوئی کسی شغل مین تھی اور ملکہ مشکبوسے کاکل کشا اپنی وزیرزادی دلربا کا ہاتھ پکڑے ہوے جھیل
مین پانون لٹکائے پانی سے کھیل رہی تھی یکایک ملکہ نے کچھ رنگ پانی کا مبدل بہ سرخی مائل پایا
چلو مین پانی لیکے سونگھا تو اُس پانی مین سے لہو کی بو آئی وزیرزادی سے کہا ای دلربا پانی سے لہو کی
بو کیسے آتی ہی اُسنے کہا ملکہ تمکو وہم ہی یہان لہو کہان ملکہ نے کہا ای دلربا تجکو میرے سر کی قسم ذرا تو
اُٹھکر دیکھ تو سہی یہ لہو پانی مین ملا ہوا کہان سے آیا ہی دلربا قسم دینے سے ملکہ کے مجبور ہوئی کچھ
خواصون کو ساتھ لیکر جھیل کے کنارے آئی دیکھا کہ ایک جوان مثل آفتاب درخشان کے شفق خون
مین آلودہ کنارے جھیل کے پڑا ہی یہ دیکھکر دلربا فوراً ملکہ کے پاس پھر آئی اور کہا ای ملکہ ایک شخص
خورشید صورت زخمی پڑا ہی ملکہ اُسی وقت اُٹھکر دلربا کے ساتھ آئی اور امیر باتوقیر کو دیکھتے ہی

اگر بڑا جب ارادہ چڑھنے کا کرتا ہی ابو الفتح اُسکو برابر نہین آنے دیتا ہی اس اثنا مین صبح ہو گئی گلباد نے
اسوقت پہچانا کہ وہی لڑکا ہی جو صعوہ کو مجھسے چھین لیگیا تھا یہ خبر مندویل و جہلیل وغیرہ کو ہوئی وہ بھی آئے
اور نوشیروان و بختک بھی آئے مندویل نے گلباد سے کہا تو اسی منھ پر دعوی مہتری کا کرتا ہی ایک لڑکا
ہاتھ نہین آتا ہی یہ کہکر مندویل نے حکم دیا کہ خبردار سوائے عیار کے اور کوئی شخص نہ لڑے اب تو سب
عیار حیران ہو ہو کر کہنے لگے کہ یا تو آگ لگا دو اور یا سیڑھی لگا کے پکڑ لو لیکن ابو الفتح کے جو سر سے لہو بہت
نکلا تو اُسے چکر آنے لگا اور دل مین کہا ای ابو الفتح اب تم مارے گئے یہان بیٹھے بیٹھے عمرو کے دل مین
آیا کہ ای خواجہ بہن سے چل کر ذرا حال کہ کہ مجھسے ابو الفتح کرسی ہد مانگتا ہی اور یہان عمرو کی بہن اور انکی سعید
تو خبر ہوئی کہ ابو الفتح کو عیارون نے گھیرا ہی اور مارا جاتا ہی یہ سنکر دونون میان بی بی رو رو کر کہ رہے ہین
ایک بیٹا بھی مارا گیا اور گھر بھی لٹ جائیگا غرض یہ ذکر ہو رہا تھا کہ عمرو آیا بہن نے بھائی سے رو رو کر سب
حال بیان کیا یہ سنتے ہی خواجہ عمرو صورت انہین لوگون مین سے کسی کی بنا کر کھڑا ہوا دیکھا عمرو نے کہ
مندویل نے جو گلباد کو برا بھلا کہا گلباد چلا عمرو نے برابر آ کر کہا مہتر جی تم ٹھہرو مین اس لڑکے کو پکڑ کے
لاتا ہون یہ سنتے ہی گلباد ٹھہر گیا اور عمرو نے ایک کمند کوٹھے پر ماری اور چڑھ گیا ابو الفتح نے نیمچہ مارا
عمرو نے جو جست کی تو ابو الفتح کو بھی پھرا کے پار نکل گیا ابو الفتح عمرو پر دوڑا اور عمرو نے دیکھا کہ گلباد
بھی اُسی کمند سے چڑھتا آتا ہی عمرو نے ابو الفتح کو چھوڑ کے ایک نیمچہ گلباد پر مارا گلباد نے سر پیچھے ہٹایا
نیمچہ کمند پر پڑا کمند کٹ گئی گلباد نیچے گر پڑا اب عمرو نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گزاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار یہ سنکے بختک ناچا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا لوگون نے گلباد
سے کہا مہتر جی پہلے تو ایک تھا اب دو ہوئے جب تو گلباد نے غصہ مین آ کر آگ لگا دی عمرو نے
جو یہ دیکھا فوراً ایک پتھر مین ایک رقعہ لکھکر اپنی بہن کے گھر مین پھینکا اور اُس مین یہ لکھ دیا کہ مین
ابو الفتح کو لیے جاتا ہون تم گھبراتا نہین غرض ابو الفتح کو غش آ رہا تھا عمرو نے پشتارا باندھ کے
بالائے دوش لگایا اور پچھواڑے ایک مکان تھا اُس مین کود اوہان سب عورتین تھین وہ عمرو کو دیکھکر
لاٹھیان چوٹھے کی لیکے دوڑین عمرو جلدی سے دروازہ کھولکر نکل گیا اور صورت تبدیل کر کے شہر مین آیا اور
گلباد وغیرہ ناچار ہو کے اور پھر پھر کر اپنے مکان پر گئے اب عمرو شہر سے نکلکر ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ
قافلہ سوداگرون کا پڑا ہوا ہی عمرو وہان پہونچا اور سوداگر سے کہا کہ صحرا مین میرا سارا مال لٹ گیا فقط یہ
غلام زخمی بچا ہی تو مین اسکو بیچتا ہون یہ کہکر ابو الفتح کی تلاشی جو لی کان گلیم گوش کے کٹے ہوئے ابو الفتح
کے جوتے مین پائے وہ کان لیکر رکھے اور عمرو ابو الفتح کو بیہوشی مین اُس سوداگر کے ہاتھ بیچ کے روانہ
ہوا اور لشکر اسلام مین پہونچکر بارگاہ امیر مین آیا بادشاہ کو اور امیر کو سلام کیا اور کان گلیم گوش
کے امیر و بادشاہ وغیرہ کو دکھائے اور کہا کہ مین کان گلیم گوش کے کاٹ لایا ہون امیر با توقیر
نے عمرو کی بہت تعریف کی وہان جب تین روز گذر گئے تو مندویل نے بختک سے دریافت کر کے
طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب دی گئی صبح کو دونون
لشکر میدان جنگ مین آئے مندویل نکل کر میدان مین آیا اور امیر کو پکارا امیر با توقیر نے بھی
مرکب جولان کیا پہلے ہتنگا ور ہوئے سات قدم مرکب مندویل کا پسپا ہوا اور تین قدم امیر کا

مندویل نے چاہا کہ مین نکلون شخناک نے روکا کہا ای مندویل شگون بد ہی تین روز نہ لڑو جیتے رہو زامیر با توقیر
تیرے ہاتھ سے زخمی ہونگے شخناک کے کہنے سے مندویل لشکر لیکر پھر گیا ادھر امیر دوقباد اپنی بارگاہ مین آئے کرسئی
کے سامنے سے پہلوان عادی ہاتھ ابوالفتح کا پکڑے امیر کے پاس آیا ابوالفتح نے امیر کو مجرا کیا اور ہاتھ باندھکر
عرض کی یا حمزۂ صاحبقران عالیشان آپ منصف ہین میرا انصاف کیجئے امیر نے فرمایا کیا کہتا ہی بیان کر
جب تو ابوالفتح نے وہ کاغذ جو کہ اُستادی و شاگردی کا عمرو نے لکھدیا تھا امیر کے آگے پیش کیا اور کہا
یا امیر کرسی ہدہد اور کسوت عیاری خواجہ سلامت سے دلوا دیجیے یہ سُنکر امیر با توقیر نے عمرو کی طرف دیکھا
عمرو نے کہا یا امیر یہ تو سچ ہی مین نے ایک یہ بھی عیاری کی تھی ابوالفتح نے کہا مین ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور
اب جو آپ کا جی چاہے تو ہمشرط ہو جیے غرضکہ عمرو اور ابوالفتح مین گلیم گوش کے کان کاٹنے پر شرط
ہوئی ابوالفتح نے کہا آپ کوئی عیاری کرین لیکن ایک بات ٹھہر جاے جو اس عیاری کو کرے وہ
کرسی ہدہد لے عمرو نے کہا اچھا جب تو ابوالفتح نے کہا کہ گلیم گوش کے مین کان کاٹ لاؤن یا تم
کاٹ لو غرض اس بات پر روبرو امیر با توقیر کے دونون راضی ہوے ابوالفتح امیر کو سلام کرکے باہر
آیا اور عادی کو لالچ دیکر کہا کہ کچھ شتر پر از مال و اسباب مجکو دو مین جاکر قریب مکان گلیم گوش کے
اُترونگا شب کو تم کچھ لوگ بھیجنا وہ مجکو لوٹ کر چلے جائین عادی راضی ہوا کہ یہ تو مشورہ کرکے پہلے ہی
ابوالفتح کو لایا تھا سب سامان تیار کر دیا ابوالفتح ایک سوداگر بچی بنکے زیر مکان گلیم گوش اُترا رات
کو کچھ لوگ آئے اور تمام مال و اسباب لوٹ کر لے گئے ابوالفتح چادر اوڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگا غرض آواز رونے کی گلیم گوش نے سُنی کمرہ کھولکر جو جھانکا دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین بیٹھی رو رہی
ہی صورت دیکھتے ہی فوراً عاشق ہو گیا وہین سے پوچھا تو کون ہی ابوالفتح نے کہا مین کمبخت سوداگر
کی بیٹی ہون ابھی قزاقون نے میرے باپ کو مار ڈالا اور مال و اسباب لوٹ کر لے گئے یہ سُنکر اُس
گلیم گوش نے کہا ای جان جہان مین کمند لٹکاتا ہون تم اسپر چڑھ کے چلی آؤ ابوالفتح نے کس نازو
انداز سے فوراً کہا اچھا بہتر ہی جو تقدیر کا لکھا گلیم گوش نے کمند لٹکائی اور ابوالفتح کمند پر چڑھکے اُسکے
پاس پہونچا اُسنے ابوالفتح کو بٹھایا بڑی خاطر و مدارات کرنے لگا گلابیان شراب کی اور رقابین کباب کی سامنے
ابوالفتح کے لاکر رکھنے لگا ابوالفتح نے شراب مین فوراً بیہوشی ملا دی اور جلدی سے ایک جام لبریز
کرکے کہا کہ پہلے تم ہمارے ہاتھ سے پیلو تو پھر ہم بھی پئین گلیم گوش نے خوشی خوشی جام شراب پیا
پیتے ہی بیہوش ہوا ابوالفتح نے کان اُس کے کاٹ لیے اور اپنے جوتے مین رکھکے چلا جیسے زینے
پر سے اُترا پہرے والون نے کہا کون جاتا ہی ابوالفتح جو چادر اُوڑھے ہوے تھا اُنھون نے
جانا کوئی لونڈی بھاگی جاتی ہی پیچھے ابوالفتح کے دوڑے اور ابوالفتح نے چاہا کہ دروازے سے
نکلون وہان گلباد اور کلباد صبح کے وقت اپنے باپ کو سلام کرنے آتے تھے ابوالفتح انکو دیکھکر پیچھے ہٹا وہ جو
اندر آئے دیکھا گلیم گوش بیہوش پڑا ہی اور دونون کانون سے خون بہ رہا ہی اور کان کٹے ہوے ہین اُنھون
نے جھلکی تو دیکھی تھی آواز دی کہ خبردار یہ عورت جانے نہ پائے یہ کہکر دونون جھپٹے اور گلباد نے
ایک تیغہ مارا ابوالفتح نے خالی تو دیا مگر ذرا سا زخم سر پر لگا پھر تو چارون طرف سے تلوارین پڑنے لگین
جب تو ابوالفتح جست کرکے ایک کوٹھے پر جا رہا کلباد بھی برابر آ گیا تھا کہ ابوالفتح نے تیغہ مارا کلباد

کہ ہم بھی جان اپنی دیدینگے اور تخت تک اُلٹ دینگے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور کی فوج یہ کہتی ہے بلکہ سب آمادہ
جنگ ہین یہ سُنکے امیر نے لندھور کو بلایا اور یہ حکم دیا کہ بیڑیان پہنکر آئے جب تو لندھور نے اپنی فوج سے کہا ایہا الناس
جو مین کہون وہ کروگے سب نے کہا ہم جان دینے کو موجود ہین لندھور نے کہا بہتر یہ ہے کہ مین قید ہوکر جاتا ہون
تم لوگ ہرگز دخل نہ دینا یہ کلام سُنکر فوج لندھور کی خاموش ہورہی اور لندھور بیڑیان پہنکر خدمت امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین آیا امیر نے کہا ای لندھور اب کیا کہتے ہو لندھور نے کہا یا امیر باتوقیر مرد کی بات
ایک ہے جب تو امیر نے حکم دیا کہ لندھور کو زیردار بٹھاؤ جسوقت اتنا دن گذرجاسے تب قتل کرنا الغرض
لندھور کو زیردار بٹھایا اور ذوالحمار عادی نے کوئلے کا خط لندھور کی گردن پر لگایا اور ذوالحمار نے
کہا ای لندھور تم تو عمرو کو جانتے تھے اور ضامن ہوے لیکن تمام ہندی عمرو کو بُرا کہرہے تھے اور ہتھیار
باندھے آمادۂ جنگ کھڑے تھے ادھر لشکر امیر باتوقیر بھی تیار تھا کہ شاید ہندی کچھ فساد کرین کہ صحرا کیطرف
سے عمرو پشتارہ لگائے پیدا ہوا اور لندھور کو مجرا کیا کہا ای بادشاہ ہندوستان کیا کہنا جزاک اللہ
فی الدارین دوست صادق ایسا ہی کرتے ہین یہ کہکر عمرو فوراً امیر باتوقیر کے پاس آیا امیر باتوقیر نے عمرو کو
دیکھتے ہی فرمایا کہ جلد لندھور کو لاؤ جبکہ لندھور آیا امیر نے حکم دیا بیٹھو لندھور بموجب حکم امیر کے
بیٹھ گیا عمرو نے اسلم بادیا کو پشتارے سے کھولکر نکالا اور ہوش مین لایا آنکھ جو اسلم بادپا کی کھلی عمرو کو
تو پہچانا مگر اور سب کو دیکھکے حیران ہوا امیر باتوقیر نے حال اسلم سے پوچھا اُسنے سب بیان کیا اور کہا کہ یا امیر
مین مسلمان ہوتا ہون اسلم کو امیر باتوقیر نے مسلمان کیا اور بہرام عراقی وغیرہ کو مارکے نکلوا دیا اور کہا
لندھور کہ اب یہ چوڑیان اور زنانی پوشاک تمکو پہنائینگا یہ کہکر عمرو سے کہا ای خواجہ بیٹھو عمرو نے کہا یا امیر
خدا تمھاری صورت مجکو نہ دکھائے یہ کہکر عمرو صحرا کیطرف چلا جب تو امیر نے کہا ای عمرو میرا قصور معاف کر
عمرو نے کچھ جواب بھی نہ دیا کہ لندھور پکارا ای خواجہ امیر اس طرح سے کہتے ہین اور تم نہین مانتے ہو عمرو
نے کہا ای دارائے ہند بخدا مجکو تیرا کہنا قبول ہے بلکہ جان تک عزیز نہین تیرے حکم سے ناچار ہون غرض بموجب
حکم لندھور کے عمرو امیر سے ملا اور بہرام عراقی نے جاکر سارا ماجرا نوشیروان و منددیل و جھلیل سے بیان
کیا بختک نے کہا ہمنے چال کی تھی مگر نہ چلی پھر مین اسکو کیا کرون کہ منددیل نے خفا ہوکر طبل جنگ بجوایا
نام پر شہاب چرخی زن کے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر
تیاری جنگ رہی اور صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے شہاب چرخی زن نکلا سب
حیران ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ ایہا الناس ناحق زخمی ہوتے ہو اور اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہے
غرض یہ سب مشورہ کررہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار چرخی زن
آیا اور اُسی طرح گھوڑے کو چرخ پر لگایا اسکا گھوڑا آگے اور اُنکا گھوڑا پیچھے اُسنے ایک
حربہ مارا نقابدار نے خالی دیا پھر ایک حربہ نقابدار چرخی زن نے جو مارا تو شہاب چرخی زن زخمی ہوا
پھر اُسنے وہی حربہ مارا نقابدار چرخی زن نے خالی دیکر جو ایک بھنڈارے کا ہاتھ مارا تمام آنتین نکلکر
اُسکی ڈھیر ہوگئین نقابدار نے ایک تلوار اور ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا فوج اُسکی نقابدار پر چلی
نقابدار نے بند نقاب توڑ ڈالے اور نعرہ کیا لوگون نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہین مگر جسوقت
شہاب چرخی زن نے نام پوچھا تھا تو عمرو نے کہا کہ منم نقابدار ملک الموت چرخی زن اب

کی ہی مین تو ایک بیچارہ مسافر ہون لوگون نے کہا اس شہر کا حاکم اندھا ہی جو کوئی مسافر آتا ہی ہم اُسکے پاس
لیجاتے ہین وہ اُسکے ہاتھ کی ہتھیلی سونگھکر چھوڑ دیتا ہی یہ سُنکر عمرو ناچار ہوا اور وہ لوگ عمرو کو پکڑ کے
اندھے کے پاس لائے اندھے نے ہتھیلی عمرو کی سونگھی کہا یہ عمرو ہی اسکو قید کرو عمرو حیران ہوا کہا
یہ بڑا عقلمند ہی اور نہایت قیافہ شناس ہی الغرض عمرو کو ایک مکان مین قید کیا عمرو دعا مانگنے لگا دل
مین کہتا تھا ای عمرو ایک روز وعدے مین باقی ہی اگر نہ پہونچو لگا تو سب کہینگے عمرو جان بچا کر چلا گیا اور
لندھور کو قتل کروا دیا یہ سوچ کر عمرو بلبلایا کہ اتنے مین آواز پہرے والے کی گانے کی آئی عمرو در
زندان پاس آبیٹھا اور تال دینے لگا اُسنے کہا کیا تجھکو ٹھیک بجانا آتا ہی عمرو نے کہا گانا بھی آتا ہی بجانا بھی
آتا ہی اُسنے پابیان عمرو کو لا کے دیا کہا بجا عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھولدو تو مین ٹھیک بجاؤن اُسنے
ایک ہاتھ عمرو کا کھولدیا عمرو بجانے لگا اور گانے بھی لگا لیکن چپکے چپکے سوہن کا رگڑا بیڑیون پر دیتا جاتا
ہی جبکہ بیڑیان کٹ گئین عمرو نے کہا مین پیاسا ہون اُسنے کہا پانی مین بھی پیونگا جب تو عمرو نے پانی
مین بیہوشی ملا کر اُسکو دیا کہا تو ہین پیلو اُسنے ہاتھ سے عمرو کے پانی لیکر پیا پیتے ہی وہ بیہوش ہوگیا
عمرو سجدۂ شکر کرکے قیدخانہ سے باہر نکلا اور جلدی شہر کے باہر ہوا جاتے جاتے ایک صحرا ملا
دیکھا ایک شخص چلا آتا ہی جیسے اُسنے عمرو کو دیکھا کہا ای شخص کپڑے اپنے اُتار دے مین قزاق ہون
عمرو نے اُس سے کہا ای بندۂ خدا مین فلک کا ستایا ہون تو مجھے کیون ستاتا ہی اور کاہے کو راہ لوٹتا
ہی اُسنے نہ مانا عمرو نے کہا بھلا ای احمق مین تجھے کپڑے دے دونگا یہ سُنکے اُسنے تیغ کھینچ کے عمرو کو
مارا عمرو نے سپر پر روکا خوب دونون مین تیغ چلا پھر اُسنے خنجر کھینچا عمرو نے بھی خنجر نکالا بڑی
دیر تک خنجر بھی چلا کیا کچھ نہوا تب تو اُسنے ایک پتھر سوا پانچ سیر کا تراشا ہوا گوپھن مین دے کر
عمرو کو مارا عمرو نے خالی دیا پھر عمرو نے پتھر مارا اُسنے بھی خالی دیا غرض دونون مین سنگباری
بھی ہوئی مگر چوٹ کسی نے نہ کھائی تب تو اُسنے عاجز ہو کر پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا تیرا کیا نام
ہی اُسنے کہا مجھکو اسلم یاد پا کہتے ہین جب تو عمرو نے بھی نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری اُسنے کہا عمرو کو تو میرے باپ نے قید کیا ہی تو کیونکر چھوٹ گیا عمرو نے کہا ای اسلم
سچ بتا کہ گرد عراقی کو تو نے مارا ہی اسلم نے کہا ای عمرو گرد عراقی نے میرے باپ کو اندھا
کروا دیا تھا اس روز سے مین اسکی تلاش مین رہا کرتا تھا کبھی اکیلا نہین ملتا تھا ہر وقت اُسکے ساتھ لوگ
رہتے تھے ایک روز شکار پر تنہا اُسنے آہو کے پیچھے گھوڑا اڑا لا مین نے اسکو پتھر گوپھن مین دے کر مارا
وہ مر گیا مین نے اُس سے بدلا اپنے باپ کا لے لیا ای خواجہ وہ اندھا میرا باپ ہی اور نام شباہنگ
ہی جب تو عمرو نے اُس سے کہا ای اسلم تو میرے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ سب لے لے مگر میرے ساتھ
چلکر امیر یا تو قیر حمزہ صاحبقران کے سامنے کہدے کہ مین نے گرد عراقی کو پتھر سے مارا ہی اسلم
نے کہا واہ خواجہ عمرو خوب سبق پڑھاتے ہو جان بوجھ کر عذاب مین پھنسواتے ہو عمرو یہ سُنکر پیچھے ہٹے
اور ایک بیضہ بیہوشی نکال کر منھ پر اسلم کے مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اُسکی مشکین باندھ کے
پشتارہ لگایا اور مثل باد صرصر کے لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اُدھر لندھور کے ملازمون مین چرچا ہونے لگا
تمام ہندی گھماچی گجراتی کہتے ہین کہ آخر اُس مکار نے دغا کی اب امیر لندھور باندھکر بھیجدینگے چاہو لیلا

بختک نے کہا خبردار کوئی اُس سے مزاحم نہ ہو قباد کو لیجانے دو الغرض امیر باتوقیر نے بفضل ایزدی بہت سے کفار کو قتل کیا اور تمام لشکر پسپا ہوا قباد کو چھڑا کر اپنے ساتھ لشکر مین لائے اور جشن عام کیا۔ وہان مالک اژدر و سندویل و مہلیل وغیرہ کو بڑا صدمہ ہوا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران ہمارے لشکر سے قباد کو چھڑا کر لیگئے اور ہمسے کچھ نہو سکا اب یہ ارادہ کیا کہ ہجوم وکھلا کر طبل جنگ بجوائین

دوسے کلمے داستان مارا جانا گرد عراقی کا اور پتہ لگانا خواجۂ عمرو بن امیۂ ضمری کا

مجسان روایت تازہ اس داستان رنگین کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز گرد عراقی کسی صحرا مین شکار کھیلنے گیا وہان کسی نے ایسا ایک پتھر مارا کہ وہ سینہ پر پڑا گرد عراقی زمین پر گر کے تڑپا اور مرگیا لوگ اُسکی ہمراہی کے لاش اُسکی گریان و نالان بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک نے پوچھا ارے کیا ہوا یہ کیونکر مرگیا لوگون نے کہا کسی نے پتھر مارا سینہ پر پڑا مرگیا اُسنے کہا کہان پر یہ واقعہ ہوا بیان کیا کہ فلان صحرا مین شکار کھیلنے گیا تھا غرضکہ گرد عراقی کی لاش دیکھکر سب کو صدمہ ہوا بختک نے کہا ای سندویل جو ہم بتائین وہ تدبیر کرو اسکا تابوت اور یہ پتھر ایک کشتی مین مع زنانی پوشاک کے امیر کے پاس بھیجدو اور یہ کہلا بھیجو کہ یا امیر باتوقیر آپ صاحبقرانی خواجہ عمرو کے بھروسے پر کرتے ہین یہ پتھر کہ وزن مین سوا پانچ سیر کا ہی سوائے عمرو کے کوئی نہین باندھتا ہی یا تو آپ یہ پوشاک زنانی پہنئیے اور یا عمرو کو باندھ کر بھیجدیجیے یہ سنکر سب نے کہا ای بختک کیا خوب تدبیر تو نے بتائی ہی الغرض اُسی طرح سے وہ تابوت اور وہ کشتی پتھر و پوشاک کی بہرام عراقی اپنے ہمراہ لیکر سامنے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے آیا اور جو کچھ بختک نے کہدیا تھا وہ بیان کیا جب تو امیر باتوقیر نے عمرو کی طرف دیکھا اور کہا ای خواجہ یہ کیا کہتا ہی عمرو حیران ہوا اور کہا ای حمزۂ صاحبقران آپ کے سر کی قسم مین اس روداد سے مطلق واقف نہین ہون لندھور وغیرہ نے بھی کہا یا امیر باتوقیر کا فرکی بات کا کیا اعتبار یہ بختک کی بدذاتی ہی امیر نے فرمایا ای دارا ے ہند یہ سب کچھ ہی مگر یہ بات بہادری اور عدالت سے بعید ہی اور ایک مرتبہ یہ بھی اُسکے کہنے کو ہوا تھا کہ عمرو کو نجبہ اُٹھالے گیا تھا مین ہرگز نہ مانونگا امیر یہ لندھور سے کہکر پھر عمرو کی طرف مخاطب ہوے کہ ای خواجہ اسکا پتا لگاؤ نہین تو بہ رب کعبہ تمکو باندھ کر بھیجدونگا عمرو نے کہا یا امیر باتوقیر وہ میرے دشمن ہین مجھکو قتل کرینگے امیر نے کہا پھر جو کچھ ہو عمرو ناچار ہوا اور کہا اچھا مجکو تین دن کی مہلت دیجیے امیر نے فرمایا کسی کو ضامن دو عمرو نے پکار کر کہا ایہا الناس کوئی ہمارا ضامن ہوتا ہی کسی نے جواب نہ دیا عمرو نے لندھور کی طرف دیکھا لندھور نے کہا عمرو کا مین ضامن ہون امیر نے کہا ای دارا ے ہند یہ نہ جاننا کہ مین جانشین حمزۂ صاحبقران ہون سب جانتے ہین کہ عمرو سے زیادہ مجکو کوئی عزیز نہین جب اسکے واسطے یہ بات ہی تو دوسرے کی کیا حقیقت ہی بجا اگر عمرو نہ آئیگا تو تجکو باندھ کر بھیجدونگا لندھور نے کہا مجکو منظور ہی القصہ عمرو لندھور کو ضامن دیکر باہر نکلا اور ایک طرف کو روانہ ہوا دو پہر تک اُدھر تلاش کیا پتا نہ لگا پھر اور سمت کو گیا اسی طرح چار طرف پھرتے پھرتے دو روز گذر گئے اور مطلق پتا نہ لگا عمرو بہت حیران ہوا اور بیٹھ کے ایک جگہ فال کھولی اور پھر ایک طرف کو چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک شہر معلوم ہوا جیسے عمرو شہر مین آیا تو لوگون نے پکڑا عمرو نے کہا ای یارو مین نے کیا خطا

امیر باتوقیر مین آیا اور بارگاہ مین آکرامیر کو مجرا کیا اور حال قباد شہریار کا بیان کیا وہان مالک نے اُسی وقت قباد کو اپنے برابر بٹھا کر طرف لشکر نوشیروان کے کوچ کیا اور مالک بارگاہ مین نوشیروان کی آیا قباد نے بطریق اسلام سلام کیا مندویل نے کہا اوپسر حمزہ یہ تیرا نانا ہی اور بادشاہ ہفت اقلیم کا ہی تو نے اسکو سلام نہ کیا خیر اب بھی تو دین اپنے نانا کا قبول کر تو تیری جان بخشی کرا دون قباد شہریار نے کہا او مندویل لات کیا گیدی ہی مین اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون اور مرنے کی مجکو پروا نہین یہ گفتگو سنکر مالک قباد کا عاشق ہو گیا اور دل مین کہا ای مالک خدا پرست بڑے بہادر ہوتے ہین اُدھر نوشیروان نے غصہ ہو کر کہا کہ آج تو اسکو قید کرو کل قتل کرونگا بختک کی بھی یہی صلاح قرار پائی کہا بہتر ہی یہ خبر ہرکارون نے آکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دی کہ یا امیر کشورگیر کوئی پہلوان عرب ہی وہ بادشاہ کی قید لیکر نوشیروان کے پاس آیا ہی اور نوشیروان نے حکم دیا ہی کہ آج قید رکھو کل قتل کرونگا امیر باتوقیر نے فرمایا کل دیکھا جائیگا کہ رات کو سرہنگ مصری جا کر نوشیروان کو چرا لایا امیر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ اسکو عقابین پر کھینچدو وہ لوگ قباد کو قتل کرین مین نوشیروان کو قتل کرونگا اِسی اثنا مین عمرو نے گلباد اور کلباد کو زنبیل سے نکالا اور سامنے امیر کے باندھکر حاضر کیا امیر نے فرمایا انکو ہوش مین لاؤ عمرو نے رفع بیہوشی دونون کو دی جب دونون کو ہوش آیا اپنے تئین اِس حالت مین دیکھکر بہت حیران ہوے عمرو نے کہا کیا دیکھتے ہو بہتر یہ ہی کہ مسلمان ہو جب تو گلباد اور کلباد نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا ہمکو کلمہ بتائیے عمرو نے اُنکی صورت دیکھکر کہا یا امیر باتوقیر یہ دونون بڑے مکار اور غدار ہین انکو نہ چھوڑیے گا ای امیر باتوقیر مین نے آجتک ایسے عیار نہین دیکھے امیر نے عمرو کا کہنا نہ مانا اور دونون کو کلمہ پڑھایا وہ دونون طوطے کی طرح خوف جان سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے لیکن آپس مین یہ مشورہ کیا کہ خالی ہاتھ مندویل کے سامنے کیا جائین بہتر یہ ہی کہ نوشیروان کو چھڑا لیچلین کیونکہ ہماری خفت مٹ جائیگی الغرض گلباد اور کلباد نوشیروان کو عقابین پر سے چرا لے گئے صبح کو خبر امیر باتوقیر کو ہوئی عمرو نے کہا یا امیر مین آپ سے کہتا تھا اور آپ نے میرا کہنا نہ مانا اُدھر جاتے ہی نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد قباد کو زیر تیغ کرو اُسی وقت جلاد نے قباد کو زیر دار بٹھایا یہ خبر امیر کو ہوئی فوراً اشقر دیوزاد پر سوار ہوگئے اور عمرو کو ہمراہ لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوگئے اور عمرو نے چلتے وقت لشکر مین پکار دیا تھا کہ امیر لشکر کفار مین تنہا جاتے ہین خدا جانے کیا ہو جسکو آنا ہو جلد آوے یہ سنکر لندھور و بہرام وغیرہ پیچھے امیر باتوقیر کے روانہ ہوگئے اور امیر نے اشقر دیوزاد کو ایسا تند جولان کیا کہ عمرو بھی پیچھے رہگئے جب امیر کشورگیر برابر لشکر کفار کے پہونچے تیغہ عقرب سلیمانی کو کھینچ لیا اور جو سامنے پڑگیا قتل کرنا شروع کیا بزن و بگیر کی صدا بلند ہوئی کشتون کے پشتے لگا دیے قباد شہریار نے جو امیر باتوقیر کا نعرہ سُنا فوراً قید اپنی توڑ ڈالی اتنے مین عمرو بھی آگیا برابر ایک سوار کے پہونچ کر پہلو مین خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا عمرو وہ گھوڑا لیکر قباد کے پاس آیا اور قباد شہریار کو اُس گھوڑے پر سوار کیا اور ایک تلوار بھی نکال کر قباد کو دی قباد بھی لڑنے لگے یکایک نعرہ لندھور اور بہرام کا ہوا اور آتے ہی لشکر سے لڑنے لگے اب خوب تلوار چلنے لگی اور تمامی سرداران لشکر اسلام ایک کے بعد ایک آنے لگا خبر مندویل و نوشیروان کو ہوئی

تو امیر با توقیر سے کہدے کہ فاتحہ خیر سے ہاتھ نہ اُٹھانا جب قباد یہ کہہ چکا تو جلاد نے تیغۂ خونریز کو تولا کہ ایکبار پتھر جلاد کے
شانے پر پڑا شانہ جلاد کا اُتر گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا دوسرا جلاد آیا اُسکے سر پہ پتھر پڑا سر پھٹ گیا بھیجا
نکل پڑا داخل جہنم ہوا مالک یہ ماجرا دیکھکر حیران ہوا اور شباہنگ سے کہا دیکھو تو یہ کون شخص پتھر مارتا ہے
اب لوگ چار طرف ڈھونڈھنے لگے یہان تیسرا جلاد آیا عمرو نے اُسکے جو پتھر مارا تو اُسکی چھاتی پر لگا لیکن
دراز عرب نے دیکھا کہ ایک پیادہ پگڑی باندھے پیادون مین کھڑا ہے وہی پتھر مار رہا ہے جب تو دراز عرب
نے کہا لینا اِس پیادے کو یہ سُنکر عیار دوڑے عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیۂ
ضمری اور للکارا او کافر کیا تمھارا مقدور ہے جو اِس شہریار کا ایک موے بدن میلا کرو یہ کہکر عمرو
جست کرکے نکل گیا شباہنگ عمرو کے پیچھے دوڑا راہ مین عمرو نے برابر آکے بیضۂ بیہوشی مارا
شباہنگ کے منھ پر وہ بیضۂ بیہوشی پڑا شباہنگ بیہوش ہوکے گرا عمرو نے اُسکو توخراسپلے مین
ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر دراز عرب کے پاس آ کھڑا ہوا لوگون نے مالک سے کہا آپ
اِسکو قتل نہ کیجیے مالک نے کہا ایہا الناس دشمن طعنہ زن ہونگے کہ مالک دب گیا یہ کہکر حکم کیا کہ جلد اِسکو
قتل کرو شباہنگ نقلی نے دراز عرب سے کہا اے اُستاد یہ نواسا بادشاہ نوشیروان کا ہے اِسکو قید
کرو قتل نہ کرو اور تم میری طرف سے مالک سے کہو کہ اِسکا قتل کرنا بہتر نہوگا بڑی قباحت ہے دراز عرب
نے کہا اے شباہنگ تجکو اس بات مین کیا دخل ہے مالک نے جو سُنا پوچھا کیا ہے دراز عرب نے کہا اے
شہریار یہ تو شباہنگ قباد کو پکڑ لایا تھا اب سفارش کرتا ہے کہ اِسکو قتل نہ کیجیے قید کیجیے مالک نے کہا بہتر
ہے اِسکو قید کرو جب دراز عرب بولا کیا اب ہم عمرو سے دب جائینگے یہ کہکر جلاد سے کہا جلد اِسکو قتل کر کیا
دیکھتا ہے ہاتھ تیغۂ خونخوار کا اسکو مار بس یہ دراز عرب کا کہنا تھا کہ ایک ہاتھ تلوار کا شباہنگ نقلی یعنی عمرو بن
امیۂ ضمری نے دراز عرب کو مارا تلوار سر پر دراز عرب کے پڑی چکر کھا کر گرا عمرو نے یہ نعرہ کرکے جست کی
او مالک اگر تو نے قباد کو قتل کیا تو یہ جان لینا تجکو خیمہ مین گھس کے مار ڈالونگا اور ایک ساعت جیتا نہ چھوڑونگا
یہ کہکر عمرو نکلا اور مالک نے آواز دی ارے اس دزد مکار کو پکڑو عمرو مثل برق تڑپ کر نکل گیا اور ایک
گڑھے مین جا کر ایک خواص کی صورت بنا اور پھر مالک کے عقب آ کھڑا ہوا اور رومال ہلانے لگا مالک خفا
ہو رہا تھا اور سردار سمجھا رہے تھے کہ جانے دیجیے کیا ضرور ہے جو آپ دزد باریک گردن کے سر چڑھیے مالک نے کہا
واہ میری بات مین فرق آئیگا اسکو جلد قتل کرو یہ کہنا تھا کہ عمرو نے پشت پر سے مالک کا تاج لیا اور جست کرکے
برابر جلاد کے آیا اور ایک تلوار جلاد کو ماری کہ وہ گرکے جہنم واصل ہوا عمرو پھر وہان سے جست کرکے نکلا
اور یہ نعرہ کرتا ہوا مثل صرصر تیز و تند چلا گیا نعرہ عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رُخ
خنگ بد اختر بہ برم + در محفل خسروان جو گردم ساقی + جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم + یہ کیفیت
دیکھکے مالک کو بھی خوف پیدا ہوا دل مین کہا تجکو اِسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا یہ نواسا بادشاہ
نوشیروان کا ہے بہتر یہ ہے کہ اسکو لیجا کر بادشاہ کو نذر دون وہ خوش ہوگا یہ سوچ کر حکم دیا کہ قباد کو قید
کرو جبکہ عمرو نے دیکھا کہ قباد کو فلان جگہ قید کیا اب کسی قدر اطمینان ہوا اور یہ لشکر امیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران کی طرف چلا کہ حمزۂ صاحبقران سے کیفیت قباد شہریار کی بیان کیجیے یا تو امیر
با توقیر آکر یہین چھڑا لینگے اور اگر مالک کوچ کر جائیگا تو راہ مین چھین لینگے القصہ یہ سوچ کر عمرو لشکر

یہ سوچ کر گلباد نے دہنۂ نقب سے اپنی گردن نکالی ابو الفتح نے جھٹکا دیا اور دوڑ کر پکڑ لیا عمرو نے دونون کو نذر زنبیل کیا
اور آپ گلباد کی صورت بنا ابو الفتح سے کہا ای فرزند تو لشکر اسلام مین جاکر بہرام گرزبن خاقان چین سے کہنا کہ دو ہزار
سوار لیکر باہر آؤ ابو الفتح نے اپنے باپ کو تو لشکر مین بھیجا اور آپ گلباد کی صورت بنکر عمرو کے پیچھے چلا عمرو گلباد
بنا ہوا باہر نقب کے آیا عیارون نے کہا کیون مہتر جی کچھ عمرو کا پتا لگا گلباد نقلی نے کہا کل اخی سعید کو گرفتار کرونگا اُسکے
مکان مین دہنہ نقب کا ہی ایہا الناس عمرو قید امیر کی دیکھ گیا اب وہ چھڑا لیجائیگا اب مین قید امیر کی اور جگہہ رکھونگا یہ کہکر
گلباد نقلی اُس کنوین پر آیا جہان امیر باتوقیر قید تھے عمرو نے دیکھا کہ پتھر کنوئین پر رکھا ہی اُسکو ہٹوا کر کنوان کھولا اور
کھٹولا باندھ کر عمرو اترا دیکھا امیر باتوقیر کا عجب حال ہوگیا ہی عمرو قدمون سے امیر باتوقیر کے لپٹ گیا اور کہا یا امیر باتوقیر
چلو غلام تمہارا انکو لینے آیا ہی یہ کہکر امیر کو باہر نکالا امیر باتوقیر کو غش آگیا تھا عمرو نے عیارون سے کہا تنبیہ چلو پھر عمرو نے
عیارون سے کہا صاحبو عمرو کیسا ہی عیارون نے کہا کوئی اُنسے بہتر نہین ہی عمرو نے کہا ایہا الناس اگر یہان عمرو آکر امیر
باتوقیر کو چھڑا لے تو اُسکا دین برحق ہی عیارون نے کہا مہتر جی آپ کی عقل سے ہماری عقل بہتر نہین ہی آپ زیادہ
عقلمند ہین جو تم کروگے وہ ہمکو بھی منظور ہی اس اثنا مین ابو الفتح بھی بشکل گلباد آیا عیارون نے دیکھا کہ گلباد بھی
آگیا لیکن قد چھوٹا ہوگیا عمرو سمجھ گیا کہ خاقان چین آپہونچا مگر عیار ابو الفتح کو دیکھکر حیران ہوئے عمرو نے امیر باتوقیر
کو ہوش مین لاکر نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر عیارون سے کہا بہتر یہ ہی کہ دین اسلام
قبول کرو یہ سنتے ہی سب عیار عمرو پر دوڑے عمرو نے پنجہ کھینچا لڑائی ہونے لگی کہ سامنے سے بہرام دو ہزار سوار لیکر آیا
بہرام کو دیکھکر عیارون کی جان نکل گئی غرض جو کہ تیرہ دردن تھے وہ بھاگے اور باقی سب عیار اور تمام قلعہ پھر مسلمان
ہوا عمرو نے وہ قلعہ اخی سعید کو دے دیا اور ہزار سوار واسطے حفاظت کے اُنکے پاس چھوڑ دیے اور امیر باتوقیر کو
ہمراہ لیکر بفتح و فیروزی لشکر اسلام کیطرف چلے

دوسرے داستان جلالت نشان امیر باتوقیر کا اپنے لشکر مین آنا اور قید قباد کی لیکر آنا مالک اژدر کا نوشیروان کے پاس

نقل کنندۂ عبارت دلچسپ اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ بعد دعوت کے شباہنگ جرجی زن نے طبل حرب
بجوایا ادھر لشکر لندھور مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے یکایک صحرا کیطرف سے گرد اڑی خواجہ عمرو پیدا ہوئے بعد عمرو کے دیکھا کہ امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان آتے
ہین لندھور وغیرہ دیکھتے ہی امیر کو دوڑے اور استقبال کرکے لشکر مین لائے بختک امیر باتوقیر کو عمرو کے ہمراہ
دیکھکر ناچنے لگا اور صلواۃ پڑھی امیر کے آنے سے اُس روز دونون لشکر پھر گئے اپنے اپنے خیمون مین آئے اور امیر
باتوقیر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے عمرو بالا دوی کے واسطے نکلا جب کئی کوس گیا تو ایک پہاڑی ملی اُسپر عمرو چڑھگیا
دیکھا کہ ایک خیمہ برپا ہی اور فوج اُتری ہوئی ہی عمرو صورت بدل کر لشکر مین آیا اور دربارگاہ پر جاکر کھڑا ہوا دیکھا کہ
مالک اژدر اور دو عیار دربار عرب اور اُسکا شاگرد شباہنگ کھڑے ہین اور قباد کو شباہنگ پکڑ لایا ہی یہ بھی ستون
سے بندھے ہوئے ہین اور مالک کہ رہا ہی کہ تم دین لات کا قبول کرو تو مین نوشیروان کے پاس لیچلون یہ سنکر قباد نے
جواب دیا ای مالک اگر یونہین قضا آئی ہی تو ترجیح باد ابا د لات کیا بلیدی مسخرہ ہی مین اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون یہ سنکے
مالک کو غصہ آیا اور کہنے لگا بھلا دیکھین تو خدا تیرا تجھکو کیونکر بچاتا ہی یہ کہکر جلاد کو بلایا اور حکم کیا کہ اسکو ابھی قتل کر دجلاد
نے حکم مالک سے قباد کو زیر اٹھایا جب تو قباد نے کہا امیری ایک وصیت ہی جو کوئی لشکر امیر باتوقیر مین جاسے

برج زہر مار کے چارون طرف بیٹھے ہین اور گلباد نے وہ چوکسی کی ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا ہی عیارون کو حکم دیا ہی کہ جو باہر
جانے پھر نہ اندر آنے پائے اور آئے تو گلباد نے جو بتا بتایا ہی وہ بتاوے علاوہ اسکے ایک عیار مریخ دہل زن کو ڈھول دیا
ہی کہ تو آٹھ پہر بجا بجا کر ان سب کو جگایا کرے وہ ڈھول بجاتا ہوا چارون طرف پھرتا ہی عمرو نے دن کو توقف کیا اور رات کو نقب سے
نکلکر ایک طرف کو کمند بچھا دی جب وہ ڈھول بجاتا ہوا اُدھر آیا عمرو نے اُسکو پکڑ لیا اور اُسکا اس زور سے گلا دبایا کہ وہ مر گیا
عمرو نے اُسکو تو ایک خریطے مین ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکے اُسیطرح سے ڈھول بجاتا ہوا چلا اور عیارون کے برابر آکر کہا
ایہا الناس بہت ہوشیار رہنا لیکن دل مین یہ سوچتا ہی کہ کیونکر سب کو بیہوش کرون ای عمرو ایسا ہو کہ گلباد روز خبر کو آتا ہی چلا وے
غرض اسی فکر مین صبح ہو گئی اور گلباد و کلباد دونون آئے عمرو انکو دیکھکر حیران ہوا دور سے گلباد کو سلام اور ڈھول بجاتا
چلا گیا دل مین کہا ای عمرو تم اسکا سامنا نہ کرو اور گلباد اُٹھکر اِدھر اُدھر پھرنے لگا چارون طرف دیکھ بھال کر سامنے مریخ کے آیا
صورت دیکھکر شک ہوا کہا او مریخ ادھر آ کیا کرتا ہی مریخ نقلی نے کہا جو آپ نے عہدہ سپرد کیا ہی اُسی کام پر حاضر ہون گلباد
نے کہا ای مریخ جو ہمنے کہا تھا وہ یاد ہی عمرو نے کہا مہترجی خوب یاد ہی اس بات پر گلباد کو یقین ہوا کہ یہ عمرو ہی اسنے فقرے
سے پوچھا کہ مین نے تیرے پاس کیا چیز رکھوائی تھی عمرو نے کہا آجتک تو امانت مین خیانت نہین کی گلباد نے بھائی
کو اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہی اسکو پکڑ لو کلباد نے کہا ای بھائی آپ کو خبط ہو گیا ہی کہ اپنے لوگون کو عمرو بتاتے ہو آخر کو گلباد
نے اچھی طرح عمرو کو پہچان کر کہا ای مریخ تو نے بڑی چوکسی رکھی ادھر آ کر ایک بات سُنلے اب عمرو کو یقین کامل ہوا کہ
اسنے مجھکو پہچان لیا عیارون سے عمرو نے کہا تم ہٹ جاؤ تو مین مہترجی کی بات سُن لون عیار ہٹ گئے گلباد خفا ہوا
کہ تم سب کیون ہٹ گئے عمرو نے گلباد سے کہا اب کوئی نہین ہی کہو کیا کہتے ہو معلوم ہوا کہ آپکو کچھ شک ہی گلباد نے کہا شک
کیا یقین ہی عمرو نے کہا اگر تمکو یقین ہی تو منم خواجہ عمرو گلباد نے کہا لینا اسکو یہ کہنا تھا کہ عیار دوڑے عمرو نے جست کرنے
مین صورت تبدیل کی اور تیغچہ پکڑ کے لڑنے لگا عیار لینا لینا کرکے دوڑے عمرو بھی کہتا چلا جاتا ہی کہ لینا غرض عمرو نے سب
عیارون کو مع گلباد خوب اُس مکان کے احاطہ مین پریشان کیا اور زنگہ بجا کر نقب سے نکل گیا گلباد مع سب عیارون کے
حیران ہو کر رہگیا اور کہنے لگا کہ ایہا الناس عمرو کدھر غائب ہو گیا لیکن کلباد و گلباد چہار طرف تلاش کرنے لگے اور عمرو جو
نقب سے نکلکر آیا تو اخی سعید نے کہا ای خواجہ اب سارا گھر ہمارا اور ہم قتل ہونگے اگر نقب گلباد دیکھ لیگا کہ اسکے گھر مین
دہنہ ہی غضب ہو جائیگا عمرو نے کہا تم گھبراؤ نہین غرض اخی سعید کو تسلی دیکر ابو الفتح سے کہا ای فرزند اب کام جان جوکھم کا
ہی ابو الفتح نے کہا ماموجان جو کام ہو مین حاضر ہون جب تو عمرو نے زنبیل سے مال بہت سا نکالا اور ابو الفتح سے کہا اسکو
احاطہ مین پھیلا دو ابو الفتح اور عمرو نے روپیہ اور اشرفی اور جواہر نقب کے منہ سے لگا کر تمام احاطہ مین پھیلا دیا اور چپ
ہو کے بیٹھ رہے وہان گلباد نے تین روز تک عمرو کو ڈھونڈھا اور تیسرے دن لاش مریخ کی پائی مگر سڑ گئی تھی اب گلباد
کو بھی یقین ہوا کہ گلباد سچ کہتا تھا آگے جو بڑھے تو مہرہ نقب کا ملا کلباد تیغچہ پکڑ کے نقب مین کودا آتے آتے دیکھا کہ دہنہ نقب
کا اخی سعید کے احاطے مین ہی لیکن بڑا مال پڑا ہوا ہی جب تو گلباد نے کلباد سے کہا کہ اس مال کو تو اٹھا لیجاؤ کل اخی سعید
کو گرفتار کر لینگے یہ کہکر دونون بھائی دو مرتبہ بہت سا مال باندھ لیگئے جبکہ عمرو نے دیکھا کہ یہ دو مرتبہ مال لیگئے ہین دو
حلقے کمند کے دہنہ نقب پر بچھا دیے اور ایک سرا اپنے ہاتھ مین اور دوسرا سرا ابو الفتح کو دیا اور چپکے بیٹھ رہے مگر یہ
عمرو نے سمجھا دیا تھا کہ جب گلباد سر باہر نکالے تم اس چالاکی سے دبوچنا کہ غل و شور نہ کرنے پائے القصہ یہ تو گھات
مین بیٹھے اور گلباد تیسری مرتبہ پھر آیا جیسے ہی سر نکالا عمرو نے ایک جھٹکا دے کر فوراً گلا دبایا اور بیہوش کرکے بیٹھے
کلباد بھی اُسکے پیچھے آتا تھا دھماکا سُنکر اُسنے کان کھڑے کیے لیکن دل مین کہا بھائی کہین ٹھوکر کھا کر گرے ہونگے

کچھ پسپا ہونے لگی عجم خان گھوڑا اٹھا کر برابر لندھور کے آیا اور پکارا باش او ہندی اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ
کہکر تلوار ماری کہ ہودا بھی کٹا اور فیل لندھور کا زخمی ہوا اب لندھور کو بھی غصہ آیا دو دندان مندی کھینچکر ایک ہاتھ مارا عجم خان
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹکر جلگرگاہ تک اتر گیا عجم خان زمین پر گرا لاش تڑپنے لگی فوج اسکی بھاگی پھر خوب تلوار چلی اکثر
سوار عجم خان کے مارے گئے باقی بھاگ گئے جب لشکر نوشیروان مین آئے بختک نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر
پھر کر اپنے اپنے خیمون مین آئے بختک نے کہا واہ میان عجم خان خوب جلدی کرکے سب سے پہلے تم نے یاترا ملک
عدم کا کیا نوشیروان بختک پر خفا ہوا مندویل نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین بھی کھڑس حربی بجا رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آئے کہ از پردۂ بیابان گرد سے برخاست جب دامنہ گرد شگافتہ
ہوا دیکھا شباہنگ چرخی زن لاکھ سوار سے کمک کو نوشیروان کی آیا یکایک پھر گرد اٹھی پھر برقعہ دس ہزار
سوار سے آیا پھر گرد اڑی دیکھا کہ ملک فرخ و نجم کاسہ فروش دمریخ دہل غران آئے اور برابر مندویل کے پہونچکر سلام
کیا شباہنگ چرخی زن نے اجازت طلب کی اور میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمرو نے لندھور سے کہا ای دارای
ہند تم نہ جانا اب لشکر تمھارے دم سے ہی کہ سلطان بخت مغربی لندھور سے اجازت لیکر میدان مین آئے لیکن
شباہنگ چرخی زن کی نئی لڑائی اور نیا حربہ ہی جب سلطان بخت مغربی سامنے آئے شباہنگ چرخی زن
نے گھوڑون کو چرخ دیا کہ تتق گرد بلند ہوا اور اسی گرد وغبار کی تاریکی مین اپنا حربہ کیا سلطان بخت مغربی زخمی ہوا یہ
دیکھکر قارن قاز مغربی نکلا وہ بھی اسیطرح زخمی ہوا دو سردار اور شہید ہوئے تمام لشکر حیران ہوا کہ حربہ اسکا نہین دکھائی
دیتا ہی اور سردار زخمی ہو جاتا ہی عمرو اور لندھور کو نہایت فکر ہوئی اور اسنے سات میدانداریان کین دس بارہ سردار
تو زخمی ہوئے پانچ چار پہلوان مارے گئے عمرو نے لندھور سے کہا ای دارای ہند خدا خیر کرے امیر با توقیر اور بادشاہ
تو نہین ہین یہ کافر عجیب لڑائی لڑتا ہی اسطرف بختک و نوشیروان و مندویل وغیرہ بہت خوش ہین اور نوشیروان و مندویل
نے اسکی دعوت کا سامان کیا اور شباہنگ چرخی زن سے کہا کہ بعد دعوت کے طبل جنگ بجوانا غرض بسبب دعوت کے
لڑائی موقوف رہی عمرو نے جو سنا تو لندھور سے کہا کہ مین بھی دعوت کا سامان دیکھ آؤن لندھور نے کہا خواجہ تمکو
اختیار ہی مگر عمرو نے دل مین سوچا ای خواجہ آج بختک سے امیر با توقیر کا حال چلکر پوچھو یہ دل مین خیال کرکے عمرو چلا
اور در بارگاہ نوشیروان پر آیا راہ بختک کی دیکھنے لگا کہ جب بختک نکلے تو اسکے خیمے مین چلکر پوچھون غرض بختک کو جو
دیر ہوئی تو عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے بختک کب آئے بہت دنون سے بہن کو نہین دیکھا ہی ای خواجہ ذرا
چلکے سمینہ کو دیکھ آؤ یہ سوچکر عمرو اپنی بہن کے مکان پر آیا اور اندر گھر کے جو چلا تو ایک غلام نے روکا اخی سعید نے اشارے سے
غلام کو منع کیا اور عمرو اندر چلا گیا اپنی بہن سے ملا سمینہ نے کہا ای بھائی امیر با توقیر اور بادشاہ قباد تو قید ہین اور
کلیاد تمھارا دشمن ہو رہا ہی ذرا اس سے ہوشیار رہنا عمرو نے کہا ای بہن خدا حامی و مددگار ہی وہ میرا کیا کر سکتا ہی پھر عمرو
نے پوچھا ابو الفتح کہان ہی اسنے کہا بھتیا ایک احاطہ مکان کا اسنے مول لیا اسی مین کھیلا کرتا ہی اور کھانا تک نہین
کھاتا ہی یہ سنکر عمرو احاطہ مین آیا دیکھا ابو الفتح سر سے پا تک خاک مین غلطان ہی عمرو کو دیکھکر ابو الفتح بہت خوش ہوا
اور کہا ماموجان میرا اجرا او عمرو نے کہا ای فرزند تمنے اپنا یہ کیا حال بنایا ہی ابو الفتح نے کہا ماموجان مین بیکار نہین رہتا
جب سے مین نے خبر سنی ہی کہ امیر با توقیر کو قلعۂ ترک اصفہان مین برج زہر مار کے اندر قید کیا ہی مین نے اس
احاطہ سے نقب کھودی ہی اور مٹی نکال کر ڈھیر کر رہا ہون سب نقب تیار ہی فقط ایک دیوار حائل رہگئی ہی یہ سنکر عمرو نے
ابو الفتح کو گلے سے لگایا اور نقب کے اندر گیا دیوار مین چھید کرکے جو جھانکا دیکھا ہزارون عیارون کے پہرے اس

سارا ماجرا تیرا بیان کیا تھا کہ امیر کو تو ہی چرا لیگیا ہی اور آج صعوہ کو چرا لایا ہی یہ سُنکے مین پہلے سے راستے پر آبیٹھا تھا اور ہر دال
میرا ہی تو روپیہ مجھے کیا دیگا تو نے وہ گرہ کھولی نہین اُسمین بیہوشی بندھی تھی گلباد نے کہا او لڑکے تو مجھسے ہزار روپیہ لیلے اور مجکو
چھوڑ دے ابو الفتح نے کہا او گیدی کیا بکتا ہی مگر اب ابو الفتح حیران ہی کہ ایک تو یہ پشتارہ دوسرے گلباد اور قد میں چھوٹا سا تم
کیونکر ان دونون کو لیجاؤن آخر ابو الفتح نے سوچکر گلباد کے پانؤن مین رسّی باندھی اور پشتارہ صعوہ کا دوش پر لگایا
گلباد کو کھینچتا ہوا لیچلا کہ پشت اُسکی چھل گئی گلباد غل مچانے لگا اسی اثنا مین کلباد عراقی آگیا گلباد نے اُسکو دیکھکر
کہا اے بھائی یہ لڑکا مجکو مارے ڈالتا ہی ابو الفتح کلباد کو دیکھکر حیران ہوا اور پشتارے کو ایک طرف رکھکر نیمچہ کھینچا کلباد سے
لڑائی ہونے لگی جب کلباد نے چاہا کہ رسی کھولے رسی کا سرا ابو الفتح کے ہاتھ مین تھا فوراً اُسنے جھٹکا مار دیا اور کلباد کو پاس
نہ آنے دیا بہت ہوشیاری سے ابو الفتح لڑ رہا ہی کہ اتنے مین بہرام عراقی بھی آپہنچا اب ابو الفتح گھبرایا خدا سے دعا
کرنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ واہ یک نشد دو شد لیکن دل کو مضبوط کرکے دونون سے لڑنے لگا ابو الفتح تو اکیلا ہی اور
وہ دو ہین مگر دونون کی چوٹین روکتا ہی اور جواب دیتا ہی لڑتے لڑتے ابو الفتح نے ایک ہتھکٹی بہرام کو ماری بہرام عراقی
زخمی ہوا پیچھے ہٹ کر کہنے لگا او لڑکے تو نے مجھے زخمی کیا ابو الفتح نے کہا او گیدی سوا زخمی ہونیکے کیا لڈو بٹتے لڑائی
مین بٹتے ہین ابو الفتح لڑ رہا ہی اور دعا مانگتا جاتا ہی کہ عمرو نے ابو الفتح کی آواز دور سے پہچانی پکارا کون ہی ابو الفتح
نے عمرو کی آواز سُنکر کہا اے ماموجان جلد آئیے کہ ممانی کا پشتارہ مین نے گلباد سے چھین لیا اور بہرام و گلباد دونون
میرے پیچھے پڑے ہین یہ سُنکر عمرو نیمچہ کھینچکر جھپٹا اور آتے ہی دونون سے لڑنے لگا کہ گلباد کی رسی کا سرا ہاتھ سے ابو الفتح
کے چھوٹ گیا اِدھر سرہنگ مصری بھی آگیا اب تو ایک سے ایک لڑنے لگا کہ ادراک عراقی دو ہزار سوار سے آیا
اُسکو دیکھکر عمرو نے ابو الفتح سے کہا اے فرزند تو چلا جا اور سرہنگ مصری سے بھی کہا تم بھی نکل جاؤ یہ دونون لڑتے
ہوئے راہی ہوئے عمرو نے صعوہ جنگی کو تو زنبیل مین ڈال لیا اور نکلنے کا ارادہ کیا کہ سلطان بخت مغربی پانچ ہزار
سوار سے طلایہ پھرتے پھرتے اِدھر نکل آئے دیکھا لڑائی ہو رہی ہی عمرو کی آواز سُنکر نعرہ کیا اور تلوارین کھینچکر جا پڑے
تلوار چلنے لگی صبح تک پانچسو آدمی سلطان بخت مغربی نے قتل کیے اور باقی مع ادراک عراقی کے بھاگ کر بارگاہ
مندویل مین آئے کلباد کو بڑا صدمہ ہوا اُسطرف رات کو کوئی قباد شہریار کو چرا لیگیا صبح کو لشکر اسلام مین غل ہوا کہ
قباد شہریار خوابگاہ پر سے غائب ہو گئے عمرو نے جو تلاش کیا معلوم ہوا کہ مندویل و نوشیروان کو بھی خبر نہین کہ
قباد کو کون چرا لیگیا اِدھر بختک نے مندویل سے کہا کہ طبل جنگ بجواؤ مندویل نے کہا کہ امیر تو ہمارے پاس قید
ہین اور ہماد تو اُسنے لڑنے کی خوشی تھی بختک نے کہا اے مندویل غنیمت جانو کہ امیر قید ہین غرضکہ مندویل نے بختک
کے کہنے سے طبل جنگ بجوایا یہ خبر عمرو کو ہوئی سب لوگ لشکر اسلام مین گھبرائے کہ اب کیا ہو نہ تو امیر ہین نہ بادشاہ لشکر
اسلام عمرو نے سب کو تسلی دی کہا نہ گھبراؤ خدا حامی و مددگار ہی لندھور جانشین حمزہ تو موجود ہی غرضکہ اُدھر لشکر اسلام
مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے کہ ناگاہ ایک
طرف بیابان سے گرد اُٹھی دیکھا کہ لاکھ سوار سے کندر کوہ کرمانی آیا پھر دوبارہ گرد اُٹھی دیکھا کہ مسلسل شاہ بخشی
ولد ارتن شاہ لاکھ لاکھ سوار سے آئے کہ پھر گرد کا تتق اُٹھا کہ عجم خان تین لاکھ سوار سے آیا اب جو سب کی آمد ہوئی اور
یہ سردار کمک کو نوشیروان کی آنے لگے سب فوج کفار و سردار استقبال مین مصروف ہوئے دن کم رہگیا مندویل
نے ارادہ کیا کہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے خیمون مین پھر جائین مگر عجم خان مع تین لاکھ سوار کے آیا بادشاہ
نوشیروان کے پاس بھی نہ گیا وہین سے باگ لی لشکر لندھور پر آپڑا تلوار چلنے لگی لاشہ پر لاشہ گرنے لگی [illegible]

نے کہا اے فتنہ صعوہ چنگی کے گلے لگ جاؤ اسمین میل اور اتحاد رکھو یہ کہکر ملکہ مہر نگار اٹھی اور ہاتھ دونون کا پکڑ کے گلے ملوادیا لیکن یہ مقدمہ سوتاپے کا ایسا ٹیڑھا ہوتا ہے کہ کبھی دل سوتون کا صاف نہین ہوتا غرضکہ صعوہ چنگی ملکہ مہر نگار سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئی عمرو نے عیارون سے تاکید شدید کردی کہ صعوہ چنگی کے خیمے سے بہت ہوشیار رہنا اور ہر وقت گرد خیمۂ صعوہ چنگی پہرا چوکی رکھنا کہ اب گلباد اور گرد عراقی کو خبر ہوگی کہ عمرو صعوہ چنگی کو لیگیا ہے وہ نہایت کوشش اور جستجو کرینگے عجب نہین جو آکے نکال لیجائین عمرو تو اسی بندوبست مین ہین اور پہرا چوکی بہت ہوشیاری کے ساتھ رہتا ہے

دو کلمۂ داستان آنا گلباد کا اور چرا لیجانا ملکہ صعوہ چنگی کو اور راہ مین عیاری کرنا ابو الفتح کا اور قید کرنا امیر کو برج عراق زہر مار مین

مخبران روایات داستان رنگین اسطرح اس کیفیت کو تحریر کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ صعوہ چنگی کو لیکر چلے آئے صبح کو سب کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سب کے منھ کالے ہین اور ساری صحبت لٹی ہوئی ہے مگر نہ عمرو ہے نہ صعوہ چنگی ہے بختک تو اچھلنے لگا اور صلواۃ پڑھنے لگا یہ خبر گرد عراقی کو ہوئی کہ صعوہ چنگی کو مع گھر بار عمرو لیگیا گرد عراقی نے بہت غیر حال کیا گلباد نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین صعوہ چنگی کو لشکر امیر با توقیر سے نکالے لاتا ہون یہ کہکر جتنے عیاران اصفہان تھے لشکر امیر با توقیر مین صورت بدلکر ملگئے کہ آج کل لشکر امیر کا ترقی پر ہے اور گلباد بھی رات کو چلا کہ صعوہ چنگی کو چرا لاؤن یہ سوچکر سامنے خیمۂ صعوہ چنگی کے صورت بدلکر آیا دیکھا کہ بہت سے عیار گرد خیمے کے بیٹھے پہرا دے رہے ہین جب یہان اسکا دسترس نہ چلا بارگاہ سلیمانی مین آیا اور امیر با توقیر کو چرا لیگیا صبح کو بارگاہ مین لایا نوشیروان و مندویل وغیرہ بہت خوش ہوے اور سب نے کہا کہ امیر کو ابھی قتل کرو یہ سنکر بختک نے کہا اے مندویل اگر تم امیر کو قتل کروگے تو عمرو مار ڈالیگا اور قید کروگے تو چھڑا لیجائیگا ہر طرح مشکل ہے گلباد نے کہا کہ بختک قلعۂ ترک اصفہان مین برج زہر مار ہے اسمین امیر کو قید کرو عمرو کو پتا بھی نہ ملیگا بختک نے کہا بہتر ہے غرضکہ گلباد نے امیر کو لیجاکر برج زہر مار مین قید کیا ادھر لشکر اسلام مین صبح کو خبر ہوئی کہ امیر بارگاہ سلیمانی مین سے غائب ہوگئے عمرو نے بھی سنا نہایت صدمہ ہوا سارے لشکر کو رنج ہوا مہر نگار نے رو رو کے عجب حال کیا عمرو نے بہت جستجو اور کوشش کی مگر امیر با توقیر کا کہین پتا نہ لگا دوسرے دن رات کو پھر گلباد آیا عمرو تو قباد شہریار کی خبر کو گیا ہوا تھا گلباد صعوہ چنگی کو چرا لیگیا خواصین پیٹنے لگین اور رو رو کر غل مچانے لگین عمرو جو قباد کے پاس سے آیا سنا کہ لشکر مین سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو حیران ہوا کہ لشکر مین کون روتا ہے جب عمرو قریب خیمے کے آیا سنا کہ خیمۂ صعوہ سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو جلدی سے خیمے کے اندر آیا خواصون نے رو کر کہا اے خواجہ صعوہ کو گلباد چرا لیگیا یہ سنکر عمرو اور سب عیار دوڑے کہ چلکر صعوہ کو چھڑا لائین گلباد نشارہ لگائے چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک رومال پڑا تھا گلباد نے اٹھالیا دیکھا کہ ایک طرف رومال کے کونے پر کچھ روپیے بندھے ہین اور ایک طرف ڈلیان مصری کی چاندی کے ورق کی لگی ہوئی بندھی ہین اور اسمین کچھ چھوٹی الایچیان بھی ہین گلباد نے مصری کی ڈلیان تو پھینکدین اور روپیے لیلیے اور الایچیان کھانے لگا جیسے الایچی کھائی بیہوش ہوکے گر پڑا ابو الفتح نے جھاڑی مین سے نکلکر گلباد کو باندھا اور رفع بیہوشی دے کر گلباد کو ہوش مین لایا گلباد نے دیکھا کہ ایک لڑکے نے مجکو باندھ لیا ہے کہنے لگا اے لڑکے اپنے روپیے لے اور مجکو چھوڑ دے ابو الفتح نے کہا تو کیا یہ لیے جاتا ہے گلباد نے کہا گرد عراقی کی معشوق صعوہ چنگی کو لیے جاتا ہون ابو الفتح نے کہا او کیدی تو میری ممانی کو اسطرح کہتا ہے اور مجھسے تو میری خالا نے

یہ خبر سُنی کہ امیر دو منزل پر اصفہان سے آگئے ہین عمرو بہت خوش ہوا اور امیر کے لشکر کیطرف چلا جاتے جاتے جب قریب
لشکر امیر کے پہونچا سر ہنگ مصری سے ملاقات ہوئی عمرو نے سارا حال بیان کیا اور بارگاہ سلیمانی مین آکر امیر اور
قباد شہریار کو مجرا کیا اور تمام ماجرا گلباد اور صعوۂ چنگی کا بیان کیا لیکن یہ نہ کہا کہ مین صعوۂ چنگی کو ساتھ لایا ہون غرضکہ
امیر نے اُسیوقت کوچ کیا اور دو کوس اصفہان سے ہٹ کر بارگاہ سلیمانی برپا کرائی اور تمام بارگاہین اور خیمے استادہ ہوے
اور عمرو نے بھی اپنی بارگاہ علیحدہ استادہ کی اور اُسمین آکر صعوۂ چنگی کو زنبیل سے نکالا اور ہوشیار کیا جب صعوۂ چنگی کو
ہوش آیا پوچھا اے عمرو تم مجکو کہان لائے عمرو نے کہا لشکر امیر باتوقیر مین داخل ہوے صعوۂ چنگی نے کہا کہ میرا مال واسباب اور
خواصین کہان ہین عمرو نے اسیوقت تمام مال واسباب اور خواصین زنبیل سے نکالکر آگے صعوۂ چنگی کے رکھدین صعوۂ چنگی
حیران ہوئی اور کہا اے خواجہ تم مین بڑی کرامات ہے الغرض عمرو نے خیمہ صعوۂ چنگی آراستہ کر کے صعوہ سے کہا تو چنگ بجاؤ اور ہم
گائین صعوۂ چنگی چنگ بجانے لگی اور عمرو لہک لہک کر گانے لگا ادھر سے قاسم تنگ رو اجلی عیار پہلوان عادی کا جاتا تھا
گانے بجانے کی آواز سُنکر در خیمہ عمرو پر ٹھہرا اور جا کر پہلوان عادی سے بیان کیا عادی نے جا کر امیر باتوقیر سے کہا معلوم
ہوتا ہے عمرو ملک اصفہان سے کچھ عورتین لایا ہے اور لشکر مین سب کے ہاتھ بیچیگا امیر باتوقیر پہلوان عادی سے یہ سُنکر
عمرو کے خیمہ مین آئے دیکھا کہ گانا ہو رہا ہے چنگ بج رہا ہے صحبت عیش وعشرت جمع ہے امیر باتوقیر نے آواز دی کہ اے
خواجہ ہم بھی آئین عمرو صداے حمزۂ صاحبقران سُنکے باہر نکل آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر باتوقیر مین ملکہ صعوۂ چنگی
پر عاشق ہون اور یہ عشق صادق ہے کاذب نہین ہے کہ آپ معشوقہ کو مول لین یہ سُنکر امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا تمھین
اختیار ہے کیا مین کچھ کہتا ہون مگر یہ بتاؤ ملکہ صعوۂ چنگی کو کیا ہمسے چھپاؤ گے ہمنے تو ملکہ مہرنگار کو تمسے نہین چھپایا عمرو
نے عرض کیا اے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان آپ مالک ومختار میری جان ومال اور اہل وعیال کے ہین بھلا آپ
سے کیا پردہ ہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران کا ہاتھ پکڑکر اندر خیمہ کے لایا صعوۂ چنگی نے مجرا کیا امیر باتوقیر صعوۂ چنگی کو
دیکھکر نہایت حیران ہوے اور دل مین کہا کہ اس صورت کا معشوق دلفریب ومحبوب جامہ زیب عمرو کی شکل پر کیونکر
عاشق ہوا غرضکہ امیر باتوقیر تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت ہوے اور محل مین آئے ملکہ مہرنگار سے سارا حال عمرو اور صعوۂ چنگی کا
بیان کیا ملکہ مہرنگار نے سُنکر فتنہ سے تمام حال عمرو اور صعوۂ چنگی کا بیان کیا فتنہ نے جلکر کہا میری پاپوش کی نوک سے اگر
عمرو صعوۂ چنگی مالزادی کو لایا ہے وہ موا مونڈی کاٹا جوانہ مرگ اسی طرح ہرجائی پن کرتا پھرتا ہے ایک روز ملکہ مہرنگار نے
عمرو سے کہا اے خواجہ صعوۂ چنگی اپنی معشوقہ کو ذرا ہمین بھی دکھاؤ عمرو فوراً صعوۂ چنگی کو ساتھ لیکر محل مین آیا صعوۂ چنگی
نے ملکہ مہرنگار کو مجرا کیا ملکہ مہرنگار صعوۂ چنگی کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہا بیٹھو جیسے ہی فتنہ نے دیکھا کہ صعوۂ چنگی
آئی ہے اور ملکہ نے اُسکو اپنے پاس بٹھایا آتش رشک وحسد سینے مین مشتعل ہوگئی کلیجا جلکر کباب ہوا توشک خانہ مین
جا کر چپکی ہو کر بیٹھ رہی کہ میرا سامنا اُس مردار کا نہو ملکہ مہرنگار نے ایک خواص سے پوچھا کہ فتنہ کہان ہے اُسنے عرض کیا
اے ملکہ وہ منھ پھلائے تیوریان چڑھائے ہوے توشک خانہ مین بیٹھی ہے ملکہ نے کہا تو موئی دیوانی ہوگئی ہے احمق ہے سوتون
نے گھیر مارا ہے مرد سب ایسا ہی کرتے ہین اے گلچہرہ خواص تو جا کر فتنہ سے کہہ کہ ملکہ صندوقچہ جواہر کا مانگتی ہین جلد لاؤ وہ
خواص دوڑی توشک خانہ مین گئی اور ملکہ کا حکم سُنایا فتنہ مجبور ہو ناچار ہو کر صندوقچہ جواہر کا لیکے خدمت میں ملکہ کی حاضر
ہوئی مگر صعوۂ چنگی کی صورت دیکھتے ہی سب آگ جل گئی اور اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا ملکہ مہرنگار نے صندوقچہ کھولا
اور وہ جواہر بیش بہا صعوۂ چنگی کو دیا کہ کبھی صعوۂ چنگی کے باپ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا صعوۂ چنگی نے اُٹھ کے
مجرا کیا مہرنگار نے فتنہ سے کہا اے فتنہ جو ہم کہین اُسکو منظور کرو فتنہ سُنکو چپ ہو رہی جواب ملکہ کو نہ دیا مہرنگار

اور شیرمال و لوادون بلکہ مین بھی کھاؤنگا یہ کہکر نانبائی کی دکان پر آئے اور اُسکے بالاخانہ پر بیٹھے اور پانچ روپیہ بہرام عراقی نے نانبائی کو دیے نانبائی نے دسترخوان بچھوادیا اور نہاری اور شیرمالین وغیرہ بہت سی چنوا دین بہرام اور بڈھا اور لڑکا تینون کھانا کھانے لگے ناگاہ ایک فقیر نے آکر سوال کیا بڈھے نے نانبائی سے کہا تو پانچ روپیہ اپنے پاس سے اِسکو دیدے مین کھانا کھا لون تو تجکو دون نانبائی نے اُس بڈھے کے کہنے سے پانچ روپیہ فقیر کو دیدیے پھر اور چند فقیر آئے بڈھے نے نانبائی سے کہا مین لڑکے کو بھیجکر روپیہ گھر سے منگواتا ہون تو انکو بھی پانچ روپیہ دیدے بڈھے نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو جاکر گھر سے جلدی دس روپیے لاکر نانبائی کو دیدے لڑکا تو اُدھر روانہ ہوا اب بڈھا بھی کسی فقرے سے جایا چاہتا تھا کہ گلباد عراقی ہر دکان پر عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آتا تھا اِس نانبائی کی دکان پر جو بہرام کے ساتھ بڈھے کو کھانا کھاتے دیکھا فوراً پہچان لیا کہ یہ عمرو ہی ہے پیچھے نانبائی کے آکر گلباد کھڑا ہوا اور چپکے سے نہاری مین بیہوشی ملادی اب جو بہرام نے نانبائی سے نہاری اور طلب کی نانبائی نے وہی نہاری بھیجدی عمرو اب نہاری شیرمال کے کھاتے ہی بیہوش ہو گیا گلباد نے آکر عمرو کو پکڑ لیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ جو لڑکا عمرو کے ساتھ تھا وہ ابو الفتح بیٹا اخی سعید کا اور بھانجا عمرو کا تھا گلباد نے اسیوقت بہرام عراقی کو اپنے بھائی گلباد کے پاس مع عمرو کے روانہ کیا عیارون نے پشتارہ عمرو کا باندھا اور دربار مین مندویل کے لیکر آئے گلباد نے سامنے مندویل کے پشتارہ عمرو کا رکھدیا عمرو کو گرفتار دیکھکر بختک و نوشیروان بہت خوش ہوے اور سب عیارون کو انعام دیا مندویل نے کہا عمرو کو ہوش مین لاؤ گلباد نے رفع بیہوشی جو دی عمرو ہوشیار ہوا دیکھا کہ سامنے مندویل وغیرہ کے گرفتار ہون مندویل نے عمرو سے کہا او ساربان زادہ تجکو اس دن کی خبر نہ تھی جو تو ایسی ایسی حرکتین کرتا تھا کہ سبکو عاجز کردیا بختک نے گرد عراقی سے کہا کہ صعوہ جنگی کو بھی بلاؤ اور اُسکے سامنے عمرو کو قتل کرو وہان صعوہ جنگی کو پہلے ہی خبر ہوگئی کہ عمرو گرفتار ہوکر دربار مین گیا ہے اور قتل کیا جائیگا یہ خبر سنکر ملکہ صعوہ جنگی زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی تھی کہ ملازم گرد عراقی کے آئے اور کہا اے ملکہ جلد چلو تمکو گرد عراقی نے دربار مین طلب کیا ہے صعوہ جنگی فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اور دربار مین گرد عراقی کے آئی صعوہ جنگی خواجہ عمرو کو دیکھکر رونے لگی اور دل مین کہا اگر عمرو قتل ہوگا تو مین بھی اپنی جان دونگی اس اثنا مین مندویل نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب تو تم قتل کیے جاؤگے گانا تو اپنا آج سنادو عمرو نے کہا بہت خوب یہ کہکے عمرو نے گانا شروع کیا یکایک طفیل نے آکر کہا کہ اب گانا موقوف کیجیے اور چلکے خاصہ نوش کر لیجیے یہ سنکے سب کھانا کھانے کو چلے بعد تھوڑی دیر کے کھانا کھا کر جب سب آئے عمرو نے پھر گانا شروع کیا ایسا گایا کہ سمان بندھگیا ادنی اور اعلی سب خوش ہوے تعریفین کرنے لگے مگر عمرو نے جو دیکھا تو سب پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے عمرو حیران تھا کہ ان سب کو بیہوش کسنے کیا جب تمام اہل دربار بیہوش ہوگئے گویا وہ شہر خاموشان تھا یکایک لڑکا آیا اور تمام مال اُٹھا اُٹھا کر ایک جگہ پر ڈھیر کیا پھر عمرو کے پاس آکر کہا تو کون ہے عمرو نے کہا مین بیچارہ غریب ہون گلباد نے مجکو ناحق قید کیا ہے جب تو وہ لڑکا یعنی ابو الفتح نے کہا اگر تو کہدے کہ مین عمرو ہون تو مین تجکو ابھی رہا کردون عمرو نے ناچار ہوکر کہا کہ مین عمرو ہون ابو الفتح نے کہا کہ مجکو تو ایک پرچہ کاغذ پر اتنا لکھدے کہ مین اس لڑکے کا شاگرد ہوا عمرو نے پہلے تو تامل کیا بعد گفتگوے بسیار عمرو نے ایک کاغذ کے پرچہ پر لکھکر مہر کردی ابو الفتح نے ایک ہاتھ عمرو کا کھول دیا اور آپ وہان سے چلا گیا عمرو نے خنجر سے اپنی قید کاٹی اور سارا مال بارگاہ مندویل کا اندر زنبیل کیا اور سب کے وہان منھ کالے کرکے غوغیان چار چار انگل کی باندھکر سب کے کپڑے اُتار لیے اور صعوہ جنگی کو بھی زنبیل مین ڈال کر اُسکے مکان پر آیا اور تمام مال ملکہ صعوہ جنگی کا اور تمام خواصون کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور اُسیوقت اصفہان سے راہی ہوا راہ مین عمرو نے

پیچھے پھر کر دیکھا تو مزدور کا پتا نہین شاگرد گلباد خلعت و زر نقد کے فراق مین مزدور کو ڈھونڈھنا گیا اُدھر گلباد بختک کو ساتھ
لیے ہوے اپنے گھر پر آیا عورتون نے بختک کو دیکھکر رعنا بانو سے کہا اے بی بی وہ کلوا سچ کہتا تھا کہ مہتر جی قاضی کو لینے
گئے تم دیکھو تو وہ مہتر جی قاضی کو ساتھ لیے آئے ہین بختک نے جو یہ باتین عورتون کی سُنین یہ تو بڑا استاد ہے کچھ سوچ کے
دروازے پر ٹھہر گیا گلباد گھر کے اندر آیا دیکھا دروازہ کوٹھری کا کھلا ہوا ہے بدحواس ہوکر خواصون سے پوچھا کہ دروازہ
کسنے کھولا کنیزین تو چپکی بیٹھی رہین رعنا بانو نے بڑھکر جواب دیا چچا جان ہمنے کھولا موئی کاٹے جوانہ مرگ کی اب شامت
آئی ہے موے مردے کھوسٹ رمضانی شراب فروش کی بیٹی لنگڑی لولی چیٹری پر عاشق ہوا اور اُس بیچارے غریب
کو فریب کر کے یہان بند کیا اور اُسکی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کو قاضی لیکر آیا گلباد نے حیران ہوکر کہا ارے رعنا تو کیسی
کیا ہے کچھ تجکو سودا ہو گیا ارے وہ عمرو تھا مین اُسے گرفتار کر لایا تھا رعنا یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ڈر نگوڑے کھڑا تو رہ تجھے لات
کی مار مجھسے باتین بگھارتا ہے گلباد کو غصہ زیادہ آگیا لپک کے جورو کے جھونٹے لیے اُسنے داڑھی پکڑ کے کھینچی اور خواصون
سے کہا مردار و دیکھتی ہو اور اس مردے کی دسا نہین بناتی ہو جب تو خواصین تمام چہار طرف سے شور کرتی ہوئی دوڑین
کسی نے لکٹھی چولھے کی جلتی ہوئی اُٹھائی کسی نے جوتی لی کسی نے لکڑی لی اور کوئی پھکنی دست پناہ لیکر جھپٹی ایسا گلباد
کو مارا کر برا حال کر دیا جب گلباد کی خوب ہی گت بنی گلباد نے رعنا کے جھونٹے چھوڑ دیے اور اپنی داڑھی چھڑا کر
بھاگا مگر آدھے بال داڑھی کے نچ گئے بھاگتا ہوا دروازے کے باہر آیا پیچھے پیچھے رعنا ہے خواصین اُسکی دوڑ کر
دروازے پر آئین گلباد تو اُچک کے آگے نکل گیا بختک جو دروازے پر کھڑا تھا عورتونکو دیکھکر بھاگنے لگا رعنا نے
کہا کہ بھڑوے قاضی کو پکڑ لینا خواصون نے بختک کو گھیر کر پکڑا اور اُسیطرح مارنا شروع کیا بختک چلایا ارے گلباد مجھکو
پھنسا کے آپ بھاگا جاتا ہے گلباد پھر پلٹکر آیا اور بڑی وقت سے کھینچ کھانچ کے بختک کو چھڑایا اور دونون بھاگے پگڑیان
و جوتے مار پیٹ مین دونون کے وہین رہگئے بدحواس پریشان کپڑے پھٹے ہوے بال داڑھیون کے نچے ہوے ہانپتے
کانپتے بارگاہ مندوبیل مین دونون آئے بختک تو نہایت بدذات ہے دربار مین آتے ہی قہقہہ لگا کر مارے ہنسی کے
زمین پر لوٹنے لگا مندوبیل حیران کبھی بختک کی صورت دیکھتا ہے اور اُسکی ہنسی پر ہنستا ہے کبھی گلباد کی شکل دیکھتا
ہے پوچھتا ہے ارے خیر تو ہے کچھ کہو تو سہی کہ کیا ہوا آخر گلباد نے سارا حال مندوبیل سے بیان کیا مندوبیل کو سنکر غصہ
آیا اور گلباد کے منہ پر تھوکا اور کہا او بیحیا اسی بات پر تو دعویِ عیاری کرتا ہے اور عمرو نے تجکو اور تیرے بھائی کلباد کو
کتنی مرتبہ ذلیل کیا ہے جا میرے سامنے سے دور ہو تو قابل یہان آنیکے نہین ہے گلباد آنکھون مین آنسو بھر لایا اور
افسوس کرکے یہ شعر پڑھنے لگا شعر گئے دوجہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ✦ نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ✦ بختک نے جو گلباد کو بیدل دیکھا مندوبیل سے سفارش
کر کے خطا گلباد کی بخشوائی اور خلعت دلوایا اور اُسکی تمام کوتوالی کی مہتری دلوا دی گلباد عیارونکو لیکر کوتوالی چبوترے
پر آکے بیٹھا مگر نہایت رنجیدہ سامنے کوتوالی کے ایک بھیڑ آدمیونکی لگی سب کھڑے گلباد کو دیکھ رہے تھے کہ گلباد نے
دیکھا ایک بڈھا ساتھ اپنے ایک لڑکا لیے ہوے چلا آتا ہے گلباد نے اُس بڈھے کو بلایا پوچھا تو کہان رہتا ہے اُسنے
کہا فلان نالے پر جہان بھینسین بندھتی ہین اور کئی درخت نار کے ہین وہی جگہ میرا گھر ہے اور کچھ اسباب سوداگری بھی ہے
اگر آپ کو لینا ہو تو میرے ساتھ چلیے پسند کر لیجیے یہ سنکر گلباد نے بہرام عراقی سے کہا کہ تو جاکر اُسکا گھر دیکھ آ تب پھر مین چلون
بہرام عراقی اُسکے ساتھ ہوا جب نانبائی کی دکان پر پہونچے وہ لڑکا کہنے لگا مین بھوکا ہون مجکو یہان کھانا کھلا دو
وہ بڈھا اُس لڑکے پر غصہ کرنے لگا بہرام عراقی نے اُس بڈھے کو منع کیا اور لڑکے سے کہا کہ چل مین تجھے نہاری

رعنا نے کہا کہ آج جب گلباد آئے تمھارا اچھا ہو جو اُسکو نہ مارو یہ تو اپنی ارادے پر تیار ہو کر بیٹھی اور گلباد جو بارگاہ
مین گیا مندویل سے کہا کہ اگر عمرو کو پکڑ لاؤن تو کیا دیجیے گا مندویل نے بہت سا مال دیا اور وعدہ کیا کہ جب
عمرو کو سامنے لاؤگے تو دونگا اب گلباد نے کہا مین عمرو کو پکڑ بھی لایا بختک تو صورت اُسکی دیکھنے لگا اور خوش
ہوا لیکن پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا ای گلباد یہ کیا غضب کیا تو نے کہ عمرو کو گھر مین چھوڑ آیا گلباد نے کہا اگر گھر مین
نہ چھوڑ آتا تو اسقدر اشتیاق نہ پیدا ہوتا اور مجھے اتنا انعام نہ ملتا بختک نے کہا کہ اس لالچ مین تو نے عمرو کو کھویا
دیکھیے جو وہ گھر مین ملے گلباد نے کہا میرے گھر سے کون لیجائیگا بختک نے کہا اچھا چلو معلوم ہو جائیگا گلباد چلا
بختک بھی ہمراہ ہوا یہ دونون تو چلے اور عمرو جو وہان سے چھوٹا چلا کہ دربار کی خبر لے دیکھ کہ گلباد وہان کیا کہتا
ہی دروازۂ بارگاہ پر آیا شکل ایک خوانچہ والے کی بنا آواز لگائی جلیبیان گرما گرم صبح کا وقت تھا ایک خدمتگار
بارگاہ سے باہر آیا روپیہ دیا کہ دو آنہ کی جلیبیان دے باقی پیسے پھیر دے عمرو نے جلیبیان تول کر اُسے دین
اُسنے وہین کھڑے کھڑے کھائین اور کہا اب پیسے لا عمرو نے کہا پیسے تو میرے پاس نہین ہین مین نے ابھی کسی کے
ہاتھ کچھ بیچا نہین اُسنے کہا پھر جہان سے ہو مجھے دے مین کیا جانون عمرو نے کہا اچھا چلیے بازار سے روپیہ بھنا کر
پیسے آپ کو دیدون اپنے آپ لیلون وہ خدمتگار ہمراہ ہوا راستے مین اُس سے باتین کرنا شروع کین کہ نام
آپ کا کیا ہی آپ بڑے خوش مزاج معلوم ہوتے ہین اُسنے نام بتایا پوچھا ملازم کسکے ہین اُسنے کہا مندویل کا
نوکر ہون عمرو چپ ہو رہا اور گلیون گلیون چلا ایک مقام پر اِس خدمتگار کو چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مار ا کہ
لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے کپڑے اُسکے اُتار کے آپ پہنے اُسکی شکل بنکر اُسے کسی گڑھے مین ڈالدیا اب
وہان سے بارگاہ کیطرف چلا دیکھا کہ گلباد اور بختک ساتھ آتے ہین دل مین ہوا کہ ای عمرو یہ حرامزادہ تیری گرفتاری
کی خبر سنکر آتا ہی جب یہ دونون قریب آئے سلام کیا بختک نے اُسے اچھی طرح نہ دیکھا عمرو گلیم اوڑھ کر ہمراہ ہوا
کہ سنون تو سہی کیا باتین ہوتی ہین بختک گلباد سے بار بار کہتا تھا کہ ای گلباد بڑا دھوکا کھایا تمنے کہ عمرو کو گھر پر
چھوڑ آئے دیکھو اب وہ نہ ہاتھ آئیگا گلباد کہتا ہی ملک جی تمکو تو رہ رہ کے وحشت ہوتی ہی دودھ کا جلا مٹھا پھونک
پھونک کر پیتا ہی بھلا عیارون کے گھر مین قید ہو کر کوئی نکل جاسکتا ہی بختک نے کہا اچھا دیکھتے ہین کہ اتنے مین پھر
بختک نے کہا ای گلباد جس لالچ کے لیے تو نے عمرو کو ہاتھ سے کھویا دربار مین لیے نہ چلا آیا وہ بھی عبث ہی کچھ
تیرے ہاتھ نہ آئیگا تو نے اپنے شاگرد سے کہا ہی کہ تو خلعت و زر و مال جو مندویل سے ملا ہی اُسے لیکر آ اب مجھے
نہین امید کہ وہ تجھے ملے ضرور مرشد چھوٹ گئے رستے مین تیرے شاگرد سے لے لینگے گلباد نے کہا ملک جی زیادہ
نہ بکو تمکو خلل دماغ ہی اول تو عمرو کا چھوٹنا مشکل دوسرے عمرو چھوٹا بھی تو جان اپنی بچا کر بھاگے گا یا مال کی فکر
کریگا تیسرے یہ کہ اُسے کیا معلوم کہ مجھے مال ملا ہی اور میرا شاگرد لیے ہوے آتا ہی بختک نے کہا منھ سے
بات نکلی اور اُنھون نے سُن لی یہ ممکن نہین کہ اب مال تیرا بچے غرضکہ عمرو نے یہ سب باتین سُنین اور راہ
سے پھر اکر اب چلکر مال لینا چاہیے طرف بارگاہ مندویل کے صورت وہی خدمتگار کی بنا ہوا چلا دیکھا
کہ وہی شاگرد گلباد کا مزدور کی تلاش مین نکلا ہی اور کوچہ بکوچہ گلی در گلی مزدور کو پکارتا پھرتا ہی کہ کوئی تم
مزدوری کریگا جسکو مزدوری کرنا ہو میرے ساتھ جلد چلے مزدوری خاطر خواہ ملے گی جلدی سے آپ نے
کہا کہ مین مزدور کو بلائے لاتا ہون اور الگ جاکر صورت مزدور کی بنکر سامنے آئے کہ وہ جو میان
کور سے ہین اُنھون نے بھیجا ہی اور مال و اسباب سر پر رکھکر چلا جب ایک تراہا ملا آنکھ بچا کر غائب ہو گیا عیار نے

حجام دکھائی دیا عمرو نے کہا جی ہان ابھی کل مین باہر سے آیا ہون ایک گانون کا رہنے والا ہون تلاش مین روزگار
کے نکلا ہون مجھسے خط بنوائیے گا تو معلوم ہوگا کئی شہرون مین پھر کر ادھر آیا ہون طبیعت سیلانی ہی ایک جگہ رہا
نہین جاتا پیلے تو جہان گیا میری قدر ہوئی خاص تراش خطاب ہوا گرد عراقی نے کہا اچھا ہمارا بھی خط بناؤ عمرو
نے آئینہ نکالکر دیا گرد عراقی دیکھنے لگا عمرو نے چاندی کی کٹوری نکالی اور خط بنانے لگا گرد عراقی تجنتک سے
باتین کرنے لگا عمرو نے اپنے طور پر خط بنایا تجنتک کی جو نگاہ پڑی صلواۃ پڑھی گرد عراقی نے کہا یہ کیا باتین کرتے
کرتے یہ تو نے کیا کیا تجنتک نے کہا آئینہ دیکھیے اب جو گرد عراقی نے صورت آئینہ مین دیکھی ایک طرف کی داڑھی
دوسری طرف کی مونچھ منڈی ہوئی پائی کہا او حجام یہ تو نے کیا کیا تجنتک نے کہا میرا انجراواہ استانی کے میان کیا کہنا
اور عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری عمرو بن امیہ ضمری اور دو منزلہ سے نیچے کودا گلباد کی جان نکل گئی کہ اگر
تو بھی ساتھ ہی کودا تو ہاتھ پانون ٹوٹ جائینگے مگر عیار عمرو کے تعاقب مین چلے گلباد بھی روانہ ہوا یہان گرد عراقی نے
دوسری طرف کی بھی داڑھی منڈوائی اور گھر کو گیا مگر گلباد تلاش عمرو مین باہر شہر کے نکل گیا ایک صحرا مین پہونچا
دیکھا ایک جوگی مڑھی مین بیٹھا ہی گلباد سوچا کہ اسکے پاس چلو حال اپنا بیان کرو اور پوچھو کہ آیا عمرو میرے ہاتھ
آئیگا یا نہین یہ اس ارادے مین ٹھہرا تھا کہ جوگی ہنسا اور کہا بچہ جو تو پوچھنے کو ہی وہی ہوگا گلباد نے کہا کیا
ہوگا جوگی نے کہا تو عمرو کو گرفتار کریگا اب تو گلباد کا اعتقاد بڑھا دوڑ کے جوگی کے قدمون پر گر پڑا کہ اگر آپ چاہینگے
تو سب کچھ ہوگا جوگی نے کہا بچہ معلوم ہوتا ہی عمرو کسی پر عاشق ہی اور وہ محبوب بھی اُس سے محبت رکھتی ہی گلباد نے
کہا جی ہان ایسا ہی ہی جوگی نے کہا اچھا تو جا اور پانچ روپیہ دے جا کہ مین تیرے واسطے محنت کرون تو عمرو کو گرفتار کرے
گلباد نے اُسیوقت روپیہ جیب سے نکالکر دیے جوگی نے ایک دونا ریوڑیون کا دیا کہ کھاتا چلا جا گلباد کو شک ہوا اس پھیر مین
پڑا کہ ریوڑیان کھاؤن یا نہین اور فقیر کہ رہا ہی کہ بابا کھالے گلباد کو بو داروے بیہوشی کی آئی پلٹ کر حلقہ کمند کا مارا جوگی
غافل بیٹھا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ گلباد سمجھ گیا ساتون حلقے گلے مین پڑے گلباد نے باندھ لیا اور کہا او ساربان زادے
بڑی دغا کی تھی ہر چند عمرو نے منتین کین کہ مین عمرو نہین ہون گلباد نے نہ چھوڑا اور لیکر چلا راہ مین سوچا کہ پہلے اسے
گھر لیچل جب مندویل سے انعام لے لینگے تب اسے دینگے اور عمرو کو گھر مین لاکر کوٹھری مین بند کیا اور آپ مندویل
کے پاس گیا یہان گلباد کی زوجہ رعنا بانو نہا رہی تھی اب جو نہا کے اُٹھی لونڈیون نے کہا آج مہتر جی کچھ لاکر کوٹھری
مین رکھ گئے ہین اس طرح جیسے کوئی شی چھپا کے رکھی جاتی ہی عمرو نے جو کوٹھری مین سے یہ آواز عورتون کی سنی دعا
کی کہ داداجی میری شکل ایک ضعیف کی بنجائے وہی شکل ہوگئی اب رونا شروع کیا ایک بھیانک آواز سے عورتین
ڈرین کہ کون بلا ہی آکر پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا رمضانی شراب فروش ہون مہتر جی میری بیٹی پر عاشق ہوے
مجھسے کہا میرے ساتھ نکاح کر دے جب مین نے نہ مانا کہ برادری سے اُٹھا دیا جاؤنگا تو مجکو قید کیا اور آپ قاضی کو
بلانے گئے ہین رعنا بانو نے کہا اسے کھولدو اور ذرا موے کو آنے تو دو دیکھو کیا درجہ کرتی ہون لونڈیون نے
عمرو کو کھولکر نکالا دیکھا کہ اک کلوا ہی رعنا نے پانچ سو اشرفیان اُسکو دین کہ جاکر اپنی بیٹی کا نکاح ابھی کردے
کہ وہ موا محروم رہے اور پرائی عورت پر نگاہ ڈالے تو اُسکا شوہر اُسے سزا دے عمرو نے کہا ای خدا سلامت
رکھے آپکی تو جوتی کی بھی وہ برابری نہین کر سکتی نہین معلوم کہ مہتر جی کو کیا ہوا ہی ایسی رعنا جورو کو چھوڑ کے اور پر
نگاہ ڈالتا ہی رعنا نے کہا اب تو جا اور دوسرا دروازہ کھولکے عمرو کو نکالدیا اور لونڈیون سے کہا کہ حرامزادیو آج
اگر میرا کہنا نہ مانا تو سب کا سر مونڈونگی اور ناک کاٹونگی سب نے ہاتھ باندھے کہ جو حکم ہو وہ بجالائین

نہین دم بھر گوارا آپکی ہمکو جدائی ہی
نہین آیا مرے گھر وہ شکرلب ایک مدت سے
حقیر ناتوان پر لشکر غم کی چڑھائی ہی

نہین سوے حرم آیا کبھی بھولے سے وہ کافر
رقیب روسیہ نے کچھ اُسے پٹی پڑھائی ہی

پرستش بت کی کرکے برہمن نے منھ کی کھائی ہی
امدد کو یا نبی ہو تجو برائے کبریا جلدی

جب تئین یہ غزل گا چکی اور ہر ایک کو خوش کر کے زر وافر تحصیل کر چکی تب وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئی مگر بختک نے یہ جو ماجرا دیکھا اُٹھکر چارون کونون کو سلام کیا پکارا اس پھرتی کے صدقے سبحان اللہ کیا کہنا نوشیروان نے کہا یہ تجھے قارورے مین بھالے نظر آتے ہین بھلا عمرو یہان کہان بختک نے کہا سوا اُسکے یہ خوبی دوسرے مین نہین کہ اتنے مین دیکھا کہ ایک سوداگر باریش سفید گنٹھا ہاتھ مین لیے چلے آتے ہین نوشیروان وغیرہ کو سلام کیا اور آکر تماشا جوے کا دیکھنے لگے نوشیروان نے مندویل ومہلیل سے کہا کہ دیکھیے باین ریش اور باین وضع جوے خانے مین آئے ہین غرض ہر شخص انکی وضع اور حرکتون پر ہنسا ایک دو جواری نے بنایا اب عمرو نے داؤن لگانا شروع کیے اور ہارنے لگا بہت سے داؤن ہار کر اب جیتنا شروع کیا جتنے جواری تھے کسی کے پاس کوڑی نہ رہی سب مال عمرو نے جیتا اور گلباد کو بھی خوب جیتا اب مال لیکر اُٹھنے کا ارادہ کیا گلباد نے کہا اور کھیلو عمرو نے کہا اب کل اور جمع لاؤگے تو کھیلینگے اُسنے کہا اب کسوت عیاری بدتا ہون عمرو نے اُس سے کہا اچھا اور تمام مال باندھا اب کہا کہ تو بڑا اُبچیا ہی کیا مین نے تجھسے نہین کہا تھا کہ اب جو میرا مقابلہ کرے تجکو کھائے یہ کہکر مال تو نذر زنبیل کیا اور پکارا انم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار بیشک طرار خنجر گزار عمرو بن امیہ نامدار اور جست کی کہ دروازے کے پار نکل گیا گلباد نے چاہا کہ تعاقب کرون بختک نے منع کیا اور کہا سوا صعوہ کے مکان کے اور کہین یہ نہ پھنسے گا اور مندویل نے گلباد کو بہت برا بھلا کہا کہ ایسی منھ پر دعوے مہتری کا کرتا ہی کہ عمرو ہر مرتبہ جو مانگا جاتا ہی مگر بختک نے کہا کہ ای مندویل اس سے عزت نہین گھٹ جاتی عمرو نے صدہا دھوکے کھائے ہین ابکی نہین ابکی گرفتار کریگا گلباد کا جدا دل بڑھا اور مندویل کو بھی راضی کر کے گلباد کو خلعت دلوایا اور کہا کہ اب جا اور عمرو کی تاک مین بیٹھ جہان بتا دیا تھا غرضکہ گلباد عمرو سے جلا ہوا پھر صعوہ چنگی کے مکان پر آیا اور عمرو کی تاک مین بیٹھا اور عمرو رات کو پھر صعوہ چنگی کے یہان آیا اور گلباد کو بھی خبر ہوئی کہ عمرو آیا ہی تین پہر رات گئی گرد عراقی پاس آیا اور کہا چلیے عمرو آیا ہی بختک اور گرد عراقی سوار ہوکے چلے اور سب کو منع کیا کہ کوئی نقیب آواز نہ دے جب سواری گرد عراقی کی صعوہ کے مکان پر پہونچی وہان نقیب نے آواز دی صعوہ اور عمرو کو خبر ہوئی کہ سواری گرد عراقی کی آپہونچی صعوہ نے کہا ای عمرو اب مین ذلیل ہونگی نہین تو تو چھپ جا عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اور شکل اپنی ایک خواص کی بنائی گرد عراقی اندر آیا صعوہ نے کہا اسوقت غیر معمول کہان آنا ہوا مین نے سنا ہی کہ تمنے کسی سے آشنائی کی ہی یہی سبب ہی کہ ہمسے وہ نگاہ نہین ہی گرد عراقی نے کہا ملکہ اسوقت خواب مین تمکو دیکھا جب آنکھ کھلی جی گھبرایا دل یہان کھینچ لایا اور یہان عیارون نے چپکے چپکے دزدیدہ نگاہون سے دیکھنا شروع کیا کہ عمرو کہان ہی اسی طرح صبح ہوگئی اور کچھ دن بھی چڑھا ہوگا کہ اُسنے حقہ مانگا ایک خواص نے لاکر سامنے رکھا گرد عراقی حقہ پینے لگا اور بختک نے صعوہ کو اُسنائی کہہ کہہ کے چھیڑنا شروع کیا صعوہ لاکھون گالیان دے رہی ہی بگڑ رہی ہی کہ اتنے مین گرد عراقی نے کہا کسی حجام کو بلا لاؤ مین خط بنواؤنگا عمرو کہ خواص بنا ہوا تھا سب سے پہلے دروازے پر پہونچا اور وہان حجام بنکر کھڑا ہو رہا یہان سے خدمتگار جیسے دروازے کے باہر حجام کی تلاش مین نکلا عمرو نے آئینہ دکھایا خدمتگار اسے ساتھ لیے ہوے اندر آیا گرد عراقی نے کہا یہ آج نیا

غرضکہ ایک میلا تھا تمام شہر جمع ہوا تھا ہر طرف غل و شور جوا کھیلنے کا ہو رہا تھا لوگ نڈر ہو کے آوازین دو ا تیا پنجے چھکے کی لگا رہے تھے کسی کا خوف نہ تھا حاکم وقت خود اپنے سامنے جوا کھلوا رہا تھا جابجا تخت تنبولیون کے لگے ہوئے تھے خوانچے والے اپنے اپنے خوانچون مین نہایت عمدہ عمدہ مٹھائی لذیذ اور نفیس و خوش ذائقہ لیے ہوئے بیٹھے تھے اور بخوشی خاطر قیمت لیکر ہر ایک خریدار کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور بعض جواری شوقین کھانے والے مٹھائی کے اپنی اپنی چٹھیان ڈال کر مٹھائی سے دونے خوشی خوشی نوش کرتے تھے کوئی گنڈیری کی تلاش مین گنڈیری والے کو پکارتا تھا کوئی پیاس کے مارے بیتاب ہو کر اپنے اپنے مذہب کے موافق سقے اور برہمن کو پکارتا تھا کوئی حقے کا شائق ساقی کی تلاش مین اودھر اودھر بیقراری کے ساتھ گھومتا تھا کہین ایک نٹنی ابھی جوے خانہ مین گاتی ہوئی آنکلی جسکا دامن پکڑا بے لیے ہوئے نہ چھوڑا کبھی کوئی غزل گائی کبھی کوئی ٹھمری اڑائی غرضکہ ہر طرف تحصیل کرتی پھرتی تھی اودھر مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار جوے کا حال سُنکر شکل ایک جواری کی بنے ہوئے آئے دیکھا کہ ایک نٹنی نہایت خوش گلو کم عمر خندہ پیشانی بصورت نورانی شباب جوانی مین مست ہر دل عزیز ایک نئی چیز بھاؤ بتا کر گا رہی ہے اور جسکے پاس جاتی ہے بے تامل دامن اُسکا پکڑ لیتی ہے بغیر لیے ہوئے نہین چھوڑتی عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ نٹنی بڑی مالدار والی ہے تھوڑی سی دیر مین اسنے بہت کچھ تحصیل لیا قریب اُسکے گئے پشت پر سے چوٹی اُسکی کاٹ لی کہ موباف قیمتی اُسکی چوٹی مین پڑا ہوا تھا اور پشواز کا لچکا بھی کاٹ لیا یکایک اُس نازنین مہ جبین نے سر کو اپنے ہلکا پایا اور نظر پشواز پر جو پڑی لچکا بھی غائب دیکھا چوٹی پر ہاتھ پھیرا دیکھا کہ ندارد ہے اور خواجہ نے گلیم اوڑھ لی لیکن وہ نٹنی لگی شور و غل کرنے بادشاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا وہ رو رہی ہے اور کچھ نہین کہتی غرض جسکی نگاہ پڑی دیکھا کہ چوٹی کٹی ہوئی ہے اور پشواز کا لچکا بھی جابجا سے کترا ہوا معلوم ہوتا ہے جب سپاہیون نے اُس عورت سے بہت پوچھا تب اُسنے کہا کہ نہین معلوم کون موا تھا غضب کا چور تھا کہ آنکھون کا کاجل نکال لیگیا اتنے لوگون مین یون چوٹی کاٹ لیگیا کہ کسی کو خبر نہوئی وہ بھی چوٹی کا چور ہے نوشیروان نے کہا تو یہان کیون آئی تھی کیا جانتی نہین تھی کہ جوے خانے مین سب بدمعاش جمع ہوتے ہین اُسنے اور رونا شروع کیا کہ واہ رے بادشاہ خوب عدل کرتا ہے غرضکہ نوشیروان نے اُسے کچھ دلوا دیا پھر تو نٹنی زر کثیر پا کر اپنے نقصان کو بھول گئی اور خوشی مین آکر یہ غزل عاشقانہ درد آمیز گانے لگی

غزل

اسی باعث سے مین ستے دیرین کی جبہ سائی ہے
صف اغیار سے ملتے ہو صاحب یہ تو بتلاؤ
تو مین سمجھو نگا کالی چیز پر کچھ آفت آئی ہے
نہین ہے مثل مجنون ہوش کچھ اے غیرت لیلے
لگی ہے بھر مجھے خوش ہے وہ تو اکدم مین لڑائی ہے
نہ کرتے عشق گر تم سے ذلیل و خوار کیون ہوتے
قسم جھوٹی کلام اللہ کی کیون تمنے کھائی ہے
چبا کر پان تمنے سرخ جب ہونٹھ اپنے دکھلائے

ابھی وہ طفل نادان ہے نہین قدر اسکو عاشق کی
خطا میری ہے کیا اے جان جو مجھسے کج ادائی ہے
خدارا اے صنم بوسہ لب شیرین کا دے ہمکو
مرے قالب مین جب سے آپکی الفت سمائی ہے
تمھارے ہاتھ کو کیونکر ید بیضا سے دون نسبت
محبت مین تمھارے ہمنے کیا ذلت اٹھائی ہے
پس از مردن بجائے فاتحہ اُس شوخ نے آکر
لبون سے آپکے لعل یمن کو شرم آئی ہے

بہت عمار نگر دین پر طبیعت میری آئی ہے
ولیکن یاد اُسکو خوب طرز دلربائی ہے
رقیب روسیہ کے خرمن دل پر گرے بجلی
لبون پر مثل فرہاد اب ہماری جان آئی ہے
تلون طبع ہے وہ یار حال اُسکا نہ کچھ پوچھو
کہین روشن تراشن سے آپکا دست حنائی ہے
تمھارے مصحف رخ کا نہین بوسہ لیا ہمنے
مٹانے کو ہمارے قبر پر ٹھوکر لگائی ہے
کہین جانے نہ دینگے آپکو ہم پاس سے اپنے

اور سب کپڑے دکھا عمرو نے کہا بہت اچھا مگر یہان سے کسی گوشے مین چلکر لادی کھولیے اور کپڑے دیکھیے
کلباد علٰحدہ ایک گوشہ مین آیا عمرو نے وہ لادی سامنے کلباد کے رکھی اور کہا مہترجی آپ خود اپنے ہاتھ
سے لادی کھولکر دیکھ لیجیے جب کلباد لادی کھولنے لگا عمرو نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خدا جہان
عمرو بن امیہ نامدار کلباد سیدھا ہو کے عمرو کی طرف جھپٹا مگر کلباد کو خیال آیا اگر تو عمرو کے کپڑنے کو دوڑتا
ہے تو کلباد رہجائیگا کلباد پلٹ آیا اور کپڑے کھول کے کلباد کو رہا کرنے لگا عمرو وہین سے پکارا او بیحیا
گیدی مجکو خود منظور نہ تھا نہین تو جب گرفتار کیا تھا اسی وقت قتل کرتا یا نہ قتل کرتا تو تو مجھسے لیجا سکتا
تھا یہ کہکر عمرو تو نکل گیا کلباد نے اپنے بھائی گلباد کو نکالا اور فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب گلباد ہوش مین آیا
پوچھا اے بھائی کلباد کیا ہے کلباد نے بیان کیا غرضکہ وہ سب ملکر دروازہ باغ صعوہ چنگی پر آئے اور یہ
تجویز کی اب تو کسی صورت سے عمرو کو ضرور گرفتار کرنا چاہیے ہے ایک روز نوشیروان اور بختک اور گرد
عراقی اور مہلیل اور ہرمز و فرامرز اور گلباد وغیرہ باغ مین ملکہ صعوہ چنگی کے براے سیر آئے ملکہ
صعوہ چنگی نے جو اُنکے آنے کی خبر پائی بارہ دری سے نکلکر باہر آئی نوشیروان وغیرہ کو سلام کیا گرد عراقی
نے کہا ملکہ بادشاہ نوشیروان یہان آیا ہے اسکی تعظیم کرو تم چنگ خوب بجاتی ہو اور یہ مشتاق ہین اسوقت کچھ
سناؤ ملکہ صعوہ چنگی نے کہا اے گرد عراقی جب دل مسرت کنان قابو مین ہوتا ہے اور اطمینان و راحت و آرام
کا سامان ہوتا ہے تو گانے بجانے پر دل لگتا ہے مگر خیر ہرمز و فرامرز کی خاطر ضرور ہے یہ کہکر چنگ
منگوایا اور بجا کر گانا شروع کیا ہرمز و فرامرز و نوشیروان وغیرہ عالم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بہت
پسند کیا گرد عراقی نے کہا اے ملکہ قسم ہے لات و منات کی اب جو کوئی تیرے بارے مین کہیگا مین ہرگز یقین
نہ لاؤنگا اور بہت سی خاطر جمع ملکہ کی کردی پھر نوشیروان وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلا راہ مین دیکھا دو شہدے
لڑرہے ہین ایک تو کہتا ہے قسم مرشد کی وہ ڈنگ اڑونگا کہ سلیمان توڑ دونگا دوسرا کہتا ہے قسم پیر کی ایسی ٹکر دونگا
کہ نجلہ (نزلہ) ناک سے گرنے لگے گا ہرمز و فرامرز نے کہا یہ کون ہین جو لڑتے ہین بختک نے کہا یہ شہدے
ہین معلوم ہوتا ہے کہ جوے مین کچھ ہار جیت ہوئی ہے اسپر لڑتے ہین ہرمز نے کہا کہ ہمنے جوا کھیلتے نہین دیکھا
بختک نے کہا مین تمکو جوا کھلوا کر دکھلا دونگا یہ کہکر بارگاہ مین سب آئے نوشیروان تخت پر متمکن ہوا اور سب
ڈنگلون پر بیٹھے بختک نے ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ جتنے جواری شہر کے ہین سب بارگاہ نوشیروان مین حاضر
ہون جوا کھیلا جائیگا اور یہ سب تماشہ دیکھینگے غرضکہ جب دوسرا دن ہوا جواری آکر جمع ہوے جوا ہونے لگا
ہزارون کی ہار جیت پر نوبت پہونچی اور شہ نشین پر ہرمز و فرامرز و مندویل و مہلیل وغیرہ آکر بیٹھے

اب دو کلمے داستان آنا عمرو کا سوداگر بنکے اور جیت لینا گرد عراقی و کلباد وغیرہ سے بازی تو تلو

غزل
دل دیا تھا مجاو خالق چین پانیکے لیے
ہم بھی حاضر ہین تمھارے ناز اٹھانیکے لیے
دل وہ دل ہے جو ہو تیرے ناز اٹھانیکے لیے
آئے ہین وہ آج میرے پھول اٹھانیکے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہمکو راہ عشق مین
کبک آیا ہے جو تیری چال اڑانیکے لیے

یاد دیا تھا دمبدم صدمے اٹھانیکے لیے
مرتے ہین ہم آپکے کوچے مین آنیکے لیے
سر وہ سر ہے جو ہو تیرے آستانیکے لیے
کشتۂ تیغ تغافل ہون جیونگا کیا بھلا
خضر دل ہو جو رہے [illegible] کے لیے
اب فلک بھی در پے [illegible] ہے میری [illegible]

تم ہو آمادہ محبت آزمانے کے لیے
آرزو رکھتے ہین سب جنت مین جانیکے لیے
ناز اٹھانیکا عوض کرتے ہین مجھسے بعد مرگ
آئیں [illegible] ہی اگر مجکو جلانے کے لیے
ٹھوکر [illegible] ہین قسمت مین اسکی کھل گیا
شاخ جو مین نے بچائی آشیانیکے لیے

ساتھ ملکہ صعوہ چنگی کے تمام شب آرام کیا اور سیوتی کوٹھری مین بند رہی جب دو گھڑی رات باقی رہی
عمرو اٹھا ملکہ سے کہا اب مین جانے کا سامان کرتا ہون صبح قریب ہے مین سیوتی کی شکل بنکر جاؤنگا تم سیوتی کو بعد
میرے جانے کے رہا کر دینا الغرض جب صبح ہوئی عمرو ایک گوشہ مین بیٹھکر سیوتی کی صورت بناہوا ملکہ
کے پاس آیا سلام کرکے ملکہ کی چٹ چٹ بلائین لینے لگا اور کہا ای بی بی اب مین جاتی ہون اور آپ کے نمک
کی قسم کھاتی ہون اب کبھی آپکی بات کسی سے نہ کہونگی ملکہ نے کہا چل دور دفان مردار خبردار میرے سامنے
نہ آنا عمرو کو اختیار ہے اسی نے تجکو چھڑوا دیا ہے وہی جانے مین نہین جانتی یہ کہکے ملکہ نے منھ اپنا اسکی طرف
سے پھیر لیا سیوتی نقلی یعنی عمرو باہر چبوترے پر بارہ دری کے آیا اور پکارا بھلا او صعوہ چنگی جیسا تونے مجھے
خوار اور ذلیل کیا ہے دیکھ تو سہی اب جاکر گلباد سے کہکر تجکو اور عمرو کو سزاے معقول دلواتی ہون یہ سنکے
ملکہ نے خواصون سے کہا اس قطامہ کو پکڑ لاؤ خوب مارو سب خواصین دوڑین عمرو وہان سے جست کرکے
ملکہ کے پاس آیا اور کہا ای ملکہ مجکو تم نے نہ پہچانا منم خواجہ عمرو بھلا ای ملکہ جب تمنے مجکو نہ پہچانا تو وہ گدی خر کیا پہچان
سکتا ہے غرضکہ سیوتی نقلی ملکہ سے رخصت ہوکر چلی اور لونڈیون کیطرح بڑبڑاتی ہوئی دروازے کے باہر آئی گلباد
کو دیکھتے ہی رونے لگی اور کہنے لگی واہ مہترجی مین باز آئی تمھاری محبت و مہربانی سے رات کو تمھارے سبب سے
موے مردار مونڈی کاٹے عمرو نے ایسی گت میری بنوائی کہ بچیا زندگی تھی جو بچ گئی ملکہ سے کہکر عمرو نے
خوب کوڑے کھلوائے اور کوٹھری مین بند کر دیا اب چلتے وقت عمرو نے چھوڑا اب تم ذرا علحدہ چلو تو مین
تم سے اور کچھ خفیہ حال کہونگی گلباد فقرے مین عمرو کے آگیا علحدہ آیا عمرو نے نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار یہ کہکر بیضہ گلباد کے منہ پر مارا گلباد بیہوش ہوکر گرا عمرو نے جال الیاسی نکالکر
گلباد کو باندھ لیا اور پشتارہ کاندھے پر اٹھا کر پکارا ایہا الناس مین تمھارے استاد کو باندھے لیے جاتا ہون
یہ سنتے ہی سب عیار دوڑے اور عمرو بھاگا آتے آتے راہ مین دیکھا ایک دھوبی نوجوان گدھے پر لادی کپڑون
کی رکھے ہوے چلا جاتا ہے عمرو برابر اس دھوبی کے آیا اور اسکے منھ پر ہاتھ پھیر دیا وہ بیہوش ہوکے گرا اور
آپ اسکی صورت بنا اور اس دھوبی کو ایک کونے مین ڈال دیا اور گدھے پر سے لادی اتار کے نیچے
پشتارہ گلباد کا رکھا اور اوپر لادی کپڑون کی رکھی اور گدھے کو ہخ ہخ ہنکاتا ہوا دریا پر آیا لادی کپڑون کی
اتاری اور پشتارہ بھی گلباد کا کنارے دریا کے رکھا اور اسپر کچھ کپڑے پھیلا دیے اور آپ پاٹا درست کرکے
چھوا چھو کرنے لگا اتنے مین سب عیار جمع کیے ہوے دریا پر آئے اور دھوبیون سے پوچھا کہ ادھر سے
کوئی شخص پشتارہ لیے ہوے گیا ہے عمرو بول اٹھا کہ اسطرف گیا ہے یہ کہکے ان سبکو ٹالدیا بعد تھوڑی دیر کے گلباد کا
بھائی گلباد کا آیا اور کہا ای دھوبیو کوئی ادھر سے گیا ہے اور دھوبی تو نہ بولے عمرو نے کہا بہت سے
گئے ہین مین نے تو سب کو بتا دیا گلباد عمرو کے کلام کرنے سے کچھ سرہو گیا مگر بالکل نہ پہچان سکا کچھ شبہہ سا
عمرو کا گذرا گلباد نے اس دھوبی سے کہا اس لادی مین کیا ہے اور تو کسکے کپڑے دھوتا ہے عمرو نے کہا
مین سب کا دھوبی ہون جو کپڑے دھلواتا ہے اسکے دھوتا ہون گلباد نے کہا لادی تو اپنی کھول مین دیکھون
کیسے کیسے کپڑے ہین عمرو نے کہا مہترجی تم مجکو نہین جانتے ہو مین ملکہ صعوہ چنگی کا دھوبی ہون اسی
لادی مین اسی کے کپڑے ہین سواے اور پوشاک و لباس کے چھوٹے چھوٹے کپڑے بھی ہین جنکو محرم کہتے ہین
اسکو کوئی نامحرم نہین دیکھ سکتا ہے یہ باتین سنکر گلباد نے کہا تو بکتا کیا ہے کیسی صعوہ چنگی جلدی کھول لادی

عمرو بن امیہ ضمری نامدار لوگ دوڑے دیکھا گلباد بیہوش پڑا ہی جابجا سبھون نے اٹھائین اُن سبھون کی ناک
مین خوشبو جو پھولون کی پہونچی وہ سب کے سب بیہوش ہوگئے عمرو باغ سے راہی ہوا مگر مہتر شان نے
عمرو کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا دوڑا آگے آگے جست کرتا ہوا عمرو جاتا ہی اور پیچھے پیچھے مہتر شان ہی تھوڑی
دور عمرو گیا تھا کہ ایک گڑھیا ملی عمرو اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کسی طرف سے راستہ ملے مہتر شان نے کہا
کہ او عمرو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی وہ جو تیرے مہتر جی پیچھے کھڑے
ہین بہلا وہ تو پہلے میرا مقابلہ کرلین تیری کیا اصل و حقیقت ہی مہتر شان نے پیچھے پلٹ کر دیکھا عمرو
نے بیضۂ بیہوشی مارا مہتر شان گرا اور بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے اور جو کچھ نقد تھا وہ
بھی لیلیا اور ٹانگ پکڑ کے مہتر شان کو گڑھیا مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اور اُسی کے کپڑے پہنکر
پہر رات گئے باغ مین صعوۂ چنگی کے آیا اُسوقت گلباد بھی ہوشیار ہوچکا تھا اور اُسکے عیار سب بیٹھے ہوئے
تھے کہ عمرو بشکل مہتر شان آیا اُن عیارون نے پوچھا کہ مہتر جی عمرو ملا یا نہین مہتر شان نقلی نے کہا
کہ عمرو نے تو ناک مین دم کردیا پھر مخلدار سے کہا ای بی بی مخلدار کہو تمھارا کیسا مزاج ہی چپ کیون بیٹھی
ہو اور تمھاری ملکہ کیسی ہین مخلدار نے کہا مہتر جی اچھی ہون مگر پریشانی اس سبب سے ہی کہ ملکہ عمرو
کیواسطے رو رہی ہین مہتر شان نے کہا ملکہ کو ذرا سمجھایا کرو دل بہلایا کرو اگر موقع ہو تو ملکہ کو ذرا ہم بھی
دیکھین مخلدار تو عمرو سے ملی ہوئی تھی بولی آؤ چلو مین تمکو دکھلاؤن یہ کہکر مخلدار تو قصر مین داخل ہوئی
عمرو بھی بصورت مہتر شان پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا صعوۂ چنگی رو رہی تھی عمرو نے گلے سے لگاکر
کہا ای ملکہ روتی کیون ہو مین کیا کرون کس مشکل سے آنا ملا ہی میری خطا کچھ نہین بقول شخصے گھر کا بھیدی
لنکا ڈھائے + تمھارے یہان کے بھیدی کا روز فتور برپا رہتا ہی اور جو تمھارے یہان بھیدی ہی مین اُسے
خوب جانتا ہون ملکہ نے کہا ای خواجہ وہ کون ہی جلد اُسکا نام بتاؤ عمرو نے کہا سیوتی گلباد سے ملی ہوئی
ہی وہ روز سارا حال بیان کردیتی ہی ملکہ نے سیوتی کو بلایا اور کہا او قطامہ نمکحرام تو ہی بغلی گھونسا ہی گلباد
سے روز حال کہدیا کرتی ہی سیوتی مکر گئی اور پکاری او ہی او ہی مجھپر کیون تہمت رکھی جاتی ہی آپ کے
قدمون کی قسم بی بی جو کچھ کہا ہو بھلا مجکو کیا پڑی ہی کہ سو کام چھوڑ کے اُس موئے نگوڑے مارے کو جاکر
خبر دونگی اے بی بی جو تم سے بدی کرے اُسکے دیدے پھوٹ جائین ملکہ نے جھنجلا کر کہا چپ رہ چغلی
کھاتی ہی اور مکرتی ہی جو ناحق کسی کو تو کہیگی تیرے ہی دیدے پھوٹینگے تو ہی اندھی لولی ہوکے بیٹھیگی یہ
کہکے ملکہ نے خواجہ سرا کو حکم کیا کہ مارو کوڑے اِس قطامہ کو اور پوچھو اِس سے کہ تو نے گلباد سے
حال خواجہ عمرو کا کہا تھا یا نہین خواجہ سرا نے جب پانچ سات کوڑے مارے اُسوقت قبول لی کہ جی ہان
ایکمرتبہ کے کہنے کی گنہگار ہون عمرو نے کہا کیون مین جھوٹ تو نہین تہمت رکھتا تھا ای ملکہ اب یہ کرو کہ سیوتی
کو مارو پیٹو نہین اِسکو قید کردو اور کسی وقت باہر نکلنے نہ دو القصہ ملکہ نے سیوتی کو کوٹھری مین بند کرکے
قفل لگا دیا اور اُس روز سیوتی نے اقرار کیا تھا کہ آج رات کو جو عمرو آئیگا تو مین ضرور تمکو اسیوقت
خبر دونگی گلباد عیارون کو ساتھ لیے ہوئے باہر قصر کے در باغ پر آیا منتظر کھڑا ہی کہ اگر عمرو اِدھر سے
آئیگا تو مقابلہ ہوگا اور اگر کسی صورت سے اندر قصر کے پہونچیگا تو سیوتی کہہ چکی ہی ضرور خبر دیگی گلباد
تو اس انتظار مین رات بھر دروازۂ باغ پر عیارون کو لیے ہوئے راہ دیکھتا رہا یہان خواجہ عمرو نے

کی تونے ابو الفتح نے کہا اے ماسونجان تیز پاے عراقی عیار نے تم دونون کو باندھا ہے اور آپ خبر کرنے گلباد
وغیرہ کو گیا ہے صعوۂ چنگی نہایت فکرمند ہوئی ابو الفتح نے کہا اے ملکہ کچھ خوف نہ کرو ہم جلدی سے عمرو کو تو
کھولدیا اور ایک کنیز کو اُسی وضعت بصورت سوداگر بناکر عمرو کی طرح آراستہ کرکے اُسی طریق سے صعوۂ چنگی
کے پلنگ پر باندھکے چھوڑ دیا اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر چلا آیا ادھر تیز پاے عراقی نے آکر گلباد اور مہلیل
وہرمز دنجنگ کو خبر پہونچائی کہ عمرو بصورت سوداگر صعوۂ چنگی سے ہمبستر تھا مین دونون کو باندھکر
چھوڑ آیا ہون ذرا اپنے چلکے دیکھو تو کہ کیا تماشا ہے یہ سنتے ہی مہلیل وہرمز دنجنگ وگلباد قصر مین
صعوۂ چنگی کے آئے اور دیکھا کہ صعوۂ چنگی ایک سوداگر کے ساتھ بندھی ہوئی پلنگ پر پڑی ہے مہلیل
نے پیچ وتاب کھاکر کہا دونون کو قتل کرو گلباد نے منع کیا کہا تامل کرو پہلے صعوۂ چنگی کو بیدار کرنا
چاہیے کہ وہ اپنے افعال زبان سے سب کے سامنے منفعل اور شرمندہ ہو پھر قتل کرنے کا اختیار ہے
گلباد نے رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا صعوۂ چنگی نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ سب کھڑے ہین اور ہم
دونون بندھے ہین گلباد نے کہا اے صعوۂ چنگی تونے یہ کیا نالائق حرکت کی اب تجکو اسکی کیا سزا
دیجاے صعوۂ چنگی نے کہا مین نے ہرگز ایسا کام نہین کیا ہے مجکو کیا کوئی سزا دے سکتا ہے ذرا گوش
ہوش سے سن تیز پاے عراقی مجھسے عداوت دلی رکھتا ہے میری کنیز کو اس صورت سے آراستہ کرکے
پاس میرے سلادیا اور مجکو بیہوش کرکے باندھ لیا دیکھو موجود تو ہے یہ کنیز ہے یا عمرو بصورت سوداگر ہے جب
کنیز کو ہوشیار کیا وہ عملی وہ اٹھکر کھڑی ہوگئی اور اپنے تئین بصورت سوداگر مردانے بھیس مین دیکھ کے
بہت گھبرائی اور شرمندہ ہوئی تیز پاے عراقی موجود تھا یہ کرشمہ دیکھکر بہت متعجب ہوا اور پشیمان ہوکر
کہنے لگا کہ یہ بھید میری سمجھ مین نہین آتا مین نے تو عمرو کو گرفتار کیا یہان کنیز کیونکر بدلکر آگئی ہرمز دنجنگ
تیز پاے عراقی پر بہت غصہ ہوے اور حکم کیا کہ مار ڈالو اسکو لوگون نے تیز پاے عراقی کو مارنا شروع
کیا ایسا مارا کہ بیدم کر دیا اور دو روز مین تیز پاے عراقی واصل جہنم ہوا اُدھر مہلیل وہرمز دنجنگ
باغ کی سیر کرکے اپنے اپنے مقام پر آے شام کو پھر گلباد ٹہلتا ہوا باغ مین صعوۂ چنگی کے پہونچا سیر و
تماشا کرنے لگا ایکبار گلباد کیا دیکھتا ہے کہ ایک مالن حسین وخوبصورت اور کمسن چنگیر مین پھولون کا گہنا
رکھے کس ناز وغمزہ سے چلی جاتی ہے گلباد نے پکارا او مالن کہان جاتی ہے مالن نے کہا واہی مہتر جی کو خدا
کی شان تم مجکو بھی ٹوکتے ہو انگلیان مٹکا کر کہا اپنے حواس پکڑو عقل کے ناخن لو روز آتی جاتی ہون
ملکہ کو گہنا پھولون کا پہناتی ہون تم دیکھتے ہو اور آج ٹوکا گلباد نے کہا اے بی مالن خفا نہو جوانی کی اُمنگ
نہ دکھاؤ مین تمکو اسواسطے بلاتا ہون کہ ایک بات مجھسے سن لو وہ چپکے سے ملکہ صعوۂ چنگی سے کہدینا
مالن نے کہا بیان کرو مین ٹھہر گئی ہون گلباد نے کہا اے چمک چاندنی مالن ذرا میرے پاس آ تو مین کان
مین تیرے کہدون مالن نے کہا چل پیچھے مردوے یہ فقرہ کسی اور کو دے مجلدار کو بلاکے کہلا بھیج کہ یہ عہدہ
اُسی کا ہے میرا کام یہ نہین ہے جب گلباد نے دیکھا کہ مالن کسی طرح فریب مین نہین آتی اور یقینی یہ عمرو
ہے صورت اپنی بدلے ہوے جاتا ہے اسطرف عمرو نے دل مین سوچا کہ گلباد نے مجکو پہچان لیا دہین سے
پلٹ کے قریب گلباد کے آیا اور مع چنگیر پھولون کا گہنا گلباد کے منھ پر کھینچ مارا جیسے ہی پھولون
کی بو دماغ مین گلباد کے پہونچی فوراً بیہوش ہوکے گرا عمرو نے نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ

نے چنگ منگایا اور بجا کر گانے لگی جب گا چکی عمرو نے بڑی تعریف کی اور کہا اب چنگ مجکو دو کچھ مین بھی گاؤن
صعوۂ چنگی نے چنگ عمرو کو دیا عمرو چنگ بجا کر لحن داؤدی سے گانے لگا دو ایک غزلین لحن داؤدی مین ...
تحقیق کہ طائران خوش الحان پرواز کرتے کرتے مثل سحاب کے اوپر چھا گئے اور ہر در و دیوار سے صدا ...
کی بلند ہوئی اور پُر درد اشعار کے پڑھنے سے تو یہ نوبت ہوئی کہ انسان کیسے جانوران صحرائی رونے لگے اور صعوۂ چنگی
کا تو یہ حال ہوا کہ فریاد و زاری کرتے کرتے بیہوش ہوگئی عمرو نے گانا موقوف کیا خواصون کا یہ حال تھا کوئی
ادھر تڑپتی تھی کوئی اُس طرف لوٹ رہی تھی عمرو اٹھا اور کیوڑا گلاب لاکر ملکہ صعوۂ چنگی پر چھڑکا دامن کی ہوا
دی صعوۂ چنگی بڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئی اُٹھ بیٹھی کہا ای سوداگر تو نے اب صبر و قرار آرام اور چین کھو دیا
آجتک مین نے کبھی ایسا گانا نہین سنا تھا مین خواجہ عمرو کا شہرہ سنتی تھی وہی لطف و کیفیت تیرے گانے
مین پائی ای سوداگر تجکو قسم ہی اپنے دین و آئین کی جو کچھ کہ تو رکھتا ہی سچ بتا تو عمرو تو نہین ہی مجھسے
صاف بیان کر دے خواجہ عمرو بھی تو صعوۂ چنگی کے عاشق زار تھے جسوقت اُس نے قسم دی عمرو ہنسنے
لگا کہا ای ملکہ حقیقت مین منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری صعوۂ چنگی نے کہا خواجہ اب تم اپنی صورت اصلی دکھاؤ
اگر قول تمھارا سچ ہی مین شکل تمھاری اصلی دیکھون کہ مین بھی مشتاق ہون عمرو نے اُسیوقت اپنی صورت
اصلی صعوۂ چنگی کو دکھائی صعوۂ چنگی لپٹ گئی اور ہاتھ عمرو کے چوم لیے عمرو نے کہا مجھ مین کیا ایسا کمال
ہی جو ہاتھ میرے چومتی ہی صعوۂ چنگی نے کہا مین اسوجہ سے خاطرداری کرتی ہون کہ تجھسے بہتر و افضل بادشاہ
ہفت اقلیم بھی نہوگا اب سب میری آنکھ کے نیچے خاک معلوم ہوتے ہین مین چاہتی ہون کہ تیری کنیزی مین رہون
کہ پھر کوئی دم میرے عشق کا نہ بھرے اور میری خواستگاری نہ کرے مجکو سوائے تیرے کوئی قبول و منظور نہین ہی
اور ان سب عاشقون مین یہ تین عاشق بہت زبردست ہین اِنسے ڈر لگتا ہی کوئی تدبیر اِنسے بچنے کی کرنا چاہیے ایک
عاشق میرا گلباد ہی دوسرا عاشق میرا مندویل اصفہانی ہی اور تیسرا عاشق میرا گرد عراقی ہی مگر اسوقت تک اُسے
اتنا بھی نہوسکا کہ میرے دامن کو چھو لیتے اب مین تجپر عاشق ہون اور یہ تینون مجھپر شیفتہ ہین عمرو نے کہا ای ملکہ صعوۂ چنگی
تو دین اسلام قبول کر پھر کیا مجال کسی کی جو آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے صعوۂ چنگی نے قبول کیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ملکہ
صعوۂ چنگی نے صحبت عیش برپا کی بعد طعام لذیذ و شغل شراب و کباب کے عمرو و ملکہ صعوۂ چنگی سے ہمبستر ہوئے جام
بادۂ وصال چلنے لگا تھوڑی سی رات باقی تھی دونون لپٹ کر بوس و کنار کرتے کرتے سو رہے یکایک تیز پاے عراقی عیار
قصر مین صعوۂ چنگی کے آیا دیکھا کہ ایک شخص بصورت سوداگر صعوۂ چنگی سے لپٹا ہوا سو رہا ہی قریب کھڑے ہوکر خوب
غور سے دیکھا پہچانا کہ عمرو وہی ہی فوراً دونون کو بیہوش کرکے مشکین باندھ لین اور اُسی پلنگ پر چھوڑ کر بھاگا کہ مہلیل
و ہمزد و نجنبک و گلباد کو خبر کرون ادھر کا حال سُنیے کہ چار گھڑی رات باقی تھی کہ ابو الفتح کی آنکھ کھل گئی بیدار
ہوا دیکھا عمرو بستر خواب پر نہین ہی دل مین سمجھا کہ بیشک ماموجان قصر صعوۂ چنگی پر گئے ہین کسواسطے کہ مجھسے سب
حال صعوۂ چنگی کا دریافت کر چکے ہین اُسیوقت ابو الفتح اٹھکر چلا اور قصر صعوۂ چنگی پر آیا دیکھا کہ ملکہ صعوۂ چنگی
اور عمرو ایک پلنگ پر بندھے پڑے ہین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی ماموجان نے عیاری کرکے ملکہ صعوۂ چنگی سے
ہمبستری کی سو رہے ہین کوئی عیار انکو باندھکر کسی کو بلانے گیا ہی پھر پاؤن کے نشان سے پہچانا کہ تیز پاے عراقی
آیا تھا وہ باندھکر گلباد کو خبر کرنے گیا ہی ابو الفتح نے چاہا کہ عمرو کو کھولے عمرو ہوشیار ہوگیا دیکھا کہ مین اور صعوۂ
چنگی بندھے ہوئے پڑے ہین اور ابو الفتح سرہانے کھڑا ہی عمرو نے غصہ سے کہا ای ابو الفتح یہ کیا نالائق حرکت

ہے عمرو یہ سنکر پیچھے ہٹا اور ایک گوشہ مین آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا اور لباس وغیرہ سے آرائش کر کے ایک سوداگر جلیل القدر کی صورت بنا اور باغ مین ملکہ صعوہ چنگی کے داخل ہوا جسوقت زیر قصر پہونچا اتفاق سے اسیوقت صعوہ چنگی نے سر دریچے سے نکال کے دیکھا کہ سب عاشق زار میری امید وصل اور اشتیاق مین سوجود ہین ایکایک عمرو کی نظر اُسپر پڑی تیر عشق کلیجے کے پار ہوا تیغ ابرو نے حلال کیا اُف کہکے دل پکڑ لیا یہ معلوم ہوا کہ یہ نازنین جست کر کے سینہ پر آپڑی عمرو آہ کر کے زمین پر گرا سب نے جانا یہ سوداگر بھی عاشق ہو گیا اُس نازنین نے سر اپنا دریچے سے اندر کھینچ لیا عمرو نے دل سے کہا کہ افسوس تو کس بلا مین گرفتار ہوا خدا خیر کرے نظم بیٹھے بٹھاے خود بخود آزار ہو گیا + اے دل تو کس بلا مین گرفتار ہو گیا + سودائے زلف و ابروے خمدار ہو گیا + گھائل تو دل ہوا جگر افگار ہو گیا + غرضکہ جب حواس عمرو کے بجا ہوے بیتابانہ قصر پر ملکہ صعوہ چنگی کے آیا اُس نازنین کی دایہ عمرو کے پاس آئی اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا مین جوان سوداگر ہون ملکہ صعوہ چنگی کے حسن و جمال پر عاشق ہو کر آیا ہون اشتیاق دیدار اور حسرت وصال یار رکھتا ہون اور مشتاق اُسکے گانے بجانے کا بھی ہون دایہ نے کہا کچھ روپیہ بھی ہے عمرو نے کہا روپیہ کیون نہین ہے مثل مشہور ہے کہ بے زر عشق ٹین ٹین + یہ کہکر عمرو نے ایک توڑا روپیون کا نکالکر دایہ کو دیا دایہ اپنے ہمراہ لیکر سوداگر نقلی کو اندر لائی عمرو نے دیکھا کہ وہ قصر مثل گلشن ارم ہے ہر چیز سے آراستہ و پیراستہ ہے فرش شاہانہ بچھا ہے اسپر مسند جواہر نگار بچھی ہے چھت پر دے زر بفت کے جھلاجھل کر رہے ہین چہار طرف شیشہ آلات معقول ہے ملکہ صعوہ چنگی مثل طاؤس طناز کے جلوہ گر ہے عمرو بصورت سوداگر آسئے اور بے تامل اُسکے پہلو مین مسند پر بیٹھ گئے ملکہ صعوہ چنگی نے کہا چہلے ہمارے تمھارے کچھ شغل چوسر کا ہو عمرو نے کہا بہتر ہے اُس نازنین نے دام چوسر بچھایا اور دل مین کہا اس سوداگر کی کیا اصل و حقیقت ہے دم بھر مین چھکے چھڑوا دونگی جو کچھ اِسکے پاس ہے ایک بازی مین تو جیت لونگی مگر یہ نہ جانتی تھی کہ یہ عمرو بلاے بے درمان آفت جہان استاد ہنر و عیاری ہے الغرض عمرو چوسر کھیلنے لگا اور ہر بازی صعوہ چنگی سے ہارا اور جو بازی ہارا وہ داؤن مین کم نہ تھی یہانتک کہ جو کچھ عمرو کے پاس نقد و جنس تھا وہ سب ہار دیا اب ملکہ صعوہ چنگی خوش ہے قہقہے لگاتی ہے عمرو نہایت فکرمند اور محزون و غمگین دل مین کہتا ہے کیا اپنا بھی حال اب ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ تو نے اُن لوگون کو دیکھا ہے اِس تردد و ملال سے عمرو کا بدن گرم ہو گیا اور چہرہ اُتر گیا مگر پھر دل با حواس کر کے کہا اے عمرو ایک بازی اپنے سے بھاری لگا پھر جو کچھ ہو گا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر عمرو نے کہا اے ملکہ جو کچھ کہ تمنے مجھسے جیتا ہے ابکی وہ سب بازی مین لگا دو بلکہ اور کچھ اضافہ اُسپر کر دو کہ یہ رفتہ رفتہ سے ایک ہی مرتبہ فیصلہ ہو جاے ملکہ تو بازی جیتے ہوے تھی سوچی کہ سچ تو ہے ایک ہی مرتبہ مین اِس سوداگر کو جیت کے نکال باہر کرو جھگڑا کسواسطے لگا رہے غرضکہ ملکہ نے جو مال و دولت اِس سوداگر نقلی کی جیتی تھی اُتنا ہی اُسپر اور اضافہ کر کے بازی مین لگا دیا عمرو نے کہا مجھکو منظور ہے اور کھیلنے لگا پانسہ پھینکنے لگا دفعتہً ہوا تیز چلنے لگی شمع مین جھلملاہٹ پیدا ہوئی عمرو نے گلگیر اُٹھا کر شمع کا گل جو لیا شمع خاموش ہو گئی اندھیرا ہوا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیا ملکہ نے خواص کو آواز دی کہ جلدی شمع کو روشن کریان عمرو نے جلدی سے پانسے بدلکر جیتی ہوئی بازی پر رکھدیے کہ اتنے مین خواص نے شمع روشن کی عمرو نے بازی جیت لی صعوہ چنگی کا منھ فق ہو گیا اب تو ساتھ عیاری کے سب بازیان عمرو نے جیتنا شروع کین القصہ جسقدر مال و دولت صعوہ چنگی کا تھا سب جیت لیا ایک جبہ اُسکے پاس باقی رہا عمرو نے کہا اے ملکہ اب چوسر اُٹھاؤ بس کھیل چکے مین نے تمھارے گانے بجانے کی بڑی تعریف سُنی ہے اب کچھ گاؤ بجاؤ صعوہ چنگی

ای ہین اگر خدا چاہیگا تو مین ابو الفتح کو فن عیاری مین کامل کر دونگا ابو الفتح نے جو عمرو کے ہاتھ مین دستمالی دیکھی پوچھا
کیون ماموجان یہ کیا چیز ہی عمرو نے کہا اسکو دستمالی کہتے ہین ابو الفتح نے کہا دستمالی کیا شی ہی عمرو نے کہا اسمین [illegible]
بیہوشی رہتی ہی ابو الفتح نے پوچھا اور دے بیہوشی کیسی ہوتی ہی عمرو نے اسکا سارا حال بیان کر دیا ابو الفتح نے کہا تو ایک دستمالی
مجکو بھی مرحمت کیجیے عمرو نے کہا تم ابھی کیا کروگے اسنے کہا کسی جگہ یہ کام آ جائیگی عمرو نے ایک دستمالی [illegible]
ابو الفتح کو دیدی اور کہا اچھی طرح رکھنا پھر خواجہ عمرو وہان رہنے لگے اور ابو الفتح کو فن عیاری سکھانے لگے تھوڑے
دنون مین ابو الفتح کو عمرو نے فن عیاری مین کامل کر دیا ایک روز عمرو نے ابو الفتح سے پوچھا کہ اس شہر مین
کچھ رئیس زادے یا شاہزادے وغیرہ بھی رہتے ہین ابو الفتح نے کہا جی ہان قریب اس مکان کے ایک عورت حسین
و شکیلہ و جمیلہ رہتی ہی کہ اسکے حسن دلفریب و جمال مہر انگیز کا شہرہ سن سنکے دور دور سے بادشاہزادے اور وزیر زادے
اور سوداگر بچے آتے ہین عمرو نے کہا نام اسکا کیا ہی ابو الفتح نے کہا صعوہ چنگی اسکو کہتے ہین عمرو یہ سنکے خاموش
ہو رہا جب رات ہوئی بعد فراغت طعام وغیرہ سب سو رہے عمرو اٹھا اور ابو الفتح کو بستر پر سوتا چھوڑا اور چپکے سے باہر آیا
سیر کرتا ہوا ٹہلتا دروازہ باغ صعوہ چنگی پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ باغ بہشت نژاد ملکہ صعوہ چنگی پر بہت آدمیون
کا مجمع ہی اور جو آدمی کہ اندر باغ کے جاتے ہین وہ نہایت خوش و خرم ہین اور جوش عشق صعوہ چنگی مین شوق و ذوق اور
ولولہ دیکھنے کا دل مین بھرا ہوا ہی اور جو آدمی کہ اندر سے باغ کے آتے ہین وہ نہایت رنجیدہ تمام مضمحل شکستہ دل چہرہ
اترا ہوا مردے کی صورت ہین اور بہت سے آدمی خاموش سکوت مین دروازے پر گرے پڑے ہین اور بیٹھے ہین عمرو نے ایک
شخص سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہی کہ اسقدر تو آدمی پریشان حال مہر سکوت لب پر سر جھکائے ہوے متفکر و متردد بیٹھے ہین
اور جو اندر جاتے ہین وہ مسرور و شادان ہین اور جو اندر سے آتے ہین وہ پر ملال و محزون ہین اس شخص نے کہا معلوم
ہوتا ہی کہ تو اس شہر مین نیا وارد ہوا ہی عمرو نے کہا ہان مین مسافر ہون وہ شخص بولا کہ اس باغ کے اندر ایک قصر بہتر
از قصور سکندر و دارا ہی اس قصر مین ایک حور وش نازنین و مہ جبین حسین مہر تمکین رہتی ہی اور نام اسکا صعوہ چنگی ہی
تمام رئیس و امیر شاہزادے و وزیر اسکا حسن و جمال سنکر عاشق ہوے ہین اور اسکے عشق مین آوارہ وطن [illegible]
یہان آئے ہین وہ نازنین کسی کے ہاتھ نہین آئی ہی یہ جو بیٹھے ہین اسکی صورت دیکھنے کو بھی ترستے ہین مشتاق زیارت
جمال بیٹھے ہین مگر یہ مال و دولت اپنے پاس نہین رکھتے ہین اور جو لوگ کہ دولتمند ہین وہ اندر جاتے ہین اور صحبت
مین اسکی شریک ہو کر بیٹھتے ہین اور اسکا گانا بجانا بھی سنتے ہین عمرو نے پوچھا کیا صعوہ چنگی کو گانے بجانے سے بھی شوق
ہی اس شخص نے کہا کہ خوب گاتی بجاتی ہی بلکہ اس فن مین اپنا نظیر نہین رکھتی جبتک ان لوگون کے پاس کہ جو اسکی صحبت
مین بیٹھتے ہین روپیہ رہتا ہی انکی خاطر و مدارات کرتی ہی اور جب روپیہ ہو چکتا ہی تو نکالدیتی ہی وہ بیچارے محزون و
نالان اپنے گریبان مین منہ ڈالے ہوے چلے آتے ہین شعر وہان سے اسطرح مایوس عاشق پھر کے آتے ہین ؎
عدم کو جسطرح دنیا سے خالی ہاتھ جاتے ہین ؎ اور جو جانیوالے اندر باغ کے ہین دیکھو کس جوش و ولولے سے شوق
وصل مین روپیہ اشرفی اچھالتے ہوے چلے جاتے ہین مگر وہ بھی چند روز مین اسیطرح باہر نکالدیے جائینگے ان سب کا
یہ حال ہی کہ جب بالکل مفلس ہوگئے زیر دیوار باغ معشوق چھاونی چھا کر بیٹھے ہین مگر اسکو پروا بھی نہین ہی کہ کون میرے
عشق مین دیوانہ ہی اور کس کو اشتیاق دیدار ہی مگر ہان آٹھ پہر کے بعد ایکبار ملکہ صعوہ چنگی اپنے تئین
زیور و لباس سے آراستہ کر کے اور مسی کاجل وغیرہ لگا کر خوب سج بن ٹھن کے سر اپنا دریچے سے بام کے
نکالدیتی ہی اور اپنے صادق عاشقون کو جمال بے مثال دکھا کر بغیر شمشیر بران کے فتح کر جاتی ہی اور آپ بھی دیکھ لیتی

ٹھری کی اور ایک پلنگڑی اس مین بچھا کر آرام کرنے لگے گلباد نے جب یہ دیکھا تو فوراً شاگردون کو حکم دیا کہ اب اسے
چارون طرف سے گھیر لو اور تیر اور پتھر مارو کہ اب یہ تھک گیا ہے پس ان سب نے ایسا ہی کیا مگر کسی حربہ نے اثر نہ کیا یہ
حیران تھا کہ کیا کرون اور قریب جانے سے ڈرتا بھی تھا کہ عیار کامل ہے ایسا نہو کہ دام مکر مین پھنسا لے پس عمرو نے زنبیل سے
ایک تیلا اپنی ہمشکل نکالا اور گلیم اوڑھ کر اس تیلے کو ایک طرف پھینکا سب کو معلوم ہوا کہ عمرو نے جست کی سب عیار مع گلباد
اسی طرف دوڑے عمرو جست کر کے اور ایک کھیتے پر آیا اور آواز گریہ سنی حیران ہوا کہ کون یہان روتا ہے دریافت کرنیکو
پہنچے آخر معلوم ہوا کہ سمینہ بانو انکی ہمشیر کا گھر ہے وہ عمرو کو دیکھتے ہی لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بھیا تمہارے بہنوئی کو مین نے
تمہارے پاس بھیجا تھا اور کہدیا تھا کہ جسطرح ممکن ہو بھائی صاحب کو یہان لے آؤ صد شکر کہ وہ کسی نہ کسی بہانے سے
تمہارے پاس پہونچے اور تمکو اسلئے مین نے جب سے تمہارے یہان آنیکی خبر سنی تھی مین رو رہی تھی آخر تمہارے بہنوئی کو
تمہاری تلاش مین بھیجا مین شکر کرتی ہون کہ پروردگار عالم نے صحیح و سالم تمکو مجھسے ملایا اب تم یہان چین سے رہو عمرو
نے کہا اے بہن سمینہ کسوقت مین تمسے ملاقات ہوئی ہے کہ مین نہایت حیران و پریشان اور مفلس ہو رہا ہون بچے بالے بھانجی
بھانجے کیا کہینگے کہ ماموں جان ہمارے گھر مین خالی ہاتھ آئے مگر انشاء اللہ تعالے پروردگار عالم کارساز مطلق ہے کوئی نہ
کوئی سامان مہیا کر دیگا سمینہ بانو نے کہا بھیا تم اسکا خیال نہ کرو یہ بھی تمہارا گھر ہے جب تمہارے پاس ہوگا لڑکونکو دینا
پھر سمینہ بانو نے کنیزون سے کہا کہ جلد گرم پانی لاؤ میرے بیرن کے ہاتھ پاؤن منھ دھلاؤ پنکھا جھلو پاؤن دباؤ خدا
جانے کہان کے تھکے ماندے مسافت اٹھائے ہوے آئے ہین عمرو نے کہا ابھی گلباد سے مقابلہ تھا چار ہزار عیار دشمن
گھیرے ہوا تھا مگر خدا نے مدد کی انکے دام مکر سے نکالا اور تم تک مجکو پہونچایا سمینہ نے کہا الحمد للہ خدا نے میری دعا قبول
کی غرضکہ سمینہ خاطر و مدارات مین عمرو کی مصروف ہوئی طعامہاے لذیذ تیار کیے ناگاہ ایک لڑکا سامنے آیا عمرو نے
سمینہ سے پوچھا یہ کون ہے سمینہ بانو نے کہا اے بھیا یہ تمہارا بھانجا ابو الفتح ہے عمرو اسکو دیکھ کے بہت خوش ہوے
اور ہاتھ پھیلائے سمینہ نے ابو الفتح سے کہا بیٹا آگے بڑھ کے ماموجان کو سلام کرو ابو الفتح اصفہانی ہاتھ پھیلا کر
دوڑ کے لپٹے ابو الفتح اصفہانی نے سلام کیا پھر معانقہ خواجہ عمرو سے کیا عمرو کے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی ابو الفتح
نے معانقہ کرنے مین ہاتھ سے اتار لی اور عمرو کو بسبب خوشی کے معلوم نہوا ابو الفتح معانقہ کر کے عمرو کی گود مین بیٹھ گیا
عمرو نے بھانجے کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اتنے مین کنیزون نے لاکر دسترخوان بچھایا کھانا طرح طرح کا چنا عمرو اور
ابو الفتح وغیرہ نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب سرد خوشگوار پیا شکر خدا کیا جب عمرو وغیرہ کھانا کھا چکے کنیزین ہاتھ
دھلانے لگین عمرو کی نگاہ انگلی پر پڑی دیکھا انگوٹھی مہر کی ہاتھ مین نہین ہے متعجب ہو کر فکر مین بیٹھا سمینہ بانو نے
کہا اے بھائی تم اسوقت کیون زیادہ فکرمند ہو کچھ سبب تو بتاؤ عمرو نے کہا مجکو بڑا تعجب ہے کہ جب مین یہان آیا تھا اسوقت
تک میرے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی اور اسوقت میرے ہاتھ مین نہین ہے اتنی دیر مین کیونکر غائب ہوگئی ابو الفتح نے
انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر خواجہ عمرو کو دی اور کہا کہ دیکھئے یہ تو آپ کی انگوٹھی نہین ہے پھر ابو الفتح نے عرض کیا
اے ماموجان مین تو سنتا تھا کہ آپ بڑے عیار طرار اور چالاک و ہوشیار ہین مین نے انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اتار لی
اور آپ کو خبر نہوئی عمرو نے پوچھا اے ابو الفتح تو نے میرے ہاتھ سے کسوقت انگوٹھی اتاری تھی ابو الفتح نے کہا معانقہ کرنے
مین عمرو نے کہا مین تم لوگون کے ملنے کی خوشی مین نہایت محو ہو گیا تھا کہ محسوس نہوا دوسرے یہ کہ تم لوگون سے کچھ دغدغہ
نہ تھا اطمینان کلی تھا بالکل خیال نہ کیا عمرو نے سمینہ بانو سے کہا اے بہن تمہارا فرزند انشاء اللہ تعالے عیار زبردست
ہوگا سمینہ بانو نے کہا اے بھائی تمہاری اسپر نظر لطف و کرم ہوگی تو کچھ کام کا ہو جائیگا اب یہ تمہارے سپرد ہے عمرو نے کہا

گلباد کو بطریق مردانہ کے اُس کنیز نے آراستہ کر کے کہا اُٹھیے ہوشیار ہو جیے صبح ہی اور جو کچھ آرائش باقی ہی وہ بھی کرون گلباد بیدار ہوا کنیز کو جھڑکا کہا قطامہ دیوانی ہوئی ہی عورتون کی آرائش سے مجکو مزین کرتی ہی کنیز ڈر کر الگ ہٹ گئی یکایک زن گلباد بھی اُٹھی دیکھا دوسری عورت آراستہ و پیراستہ کی ہوئی بغل مین میرے لیٹی ہی پہلے دل مین اپنے کہا شاید گلباد نے رات کو دوسری عورت اور بلوائی ہی ایک دوہتڑ مارا کہا او قطامہ تو میرے شوہر کو خراب کرنے آئی ہی گلباد گھبرا کے اُٹھ بیٹھا کہا ای بی بی ہائین ہائین یہ کیا کرتی ہو مین عورت نہین ہون گلباد ہون ذرا آئینہ مین اپنی صورت تو دیکھو تم کون ہو خوب سے آئینہ جو منگا کر دیکھا کہا واہ واہ این گل دیگر شگفت تم مین ہون اور مین تم ہو رات کو یہ کیا کرشمہ ہوا زن گلباد سر پہ ہاتھ پھیر کر جو دیکھتی ہی تو ایک بال برائے نام بھی نہین ہی سارا سر گھٹا ہوا ہی گلباد جو اپنی ڈاڑھی پہ ہاتھ پھیرتا ہی تو نہ ڈاڑھی ہی نہ مونچھ سر منڈا اچھلا ہوا کسیرہ ہی نہایت شرمندہ اور خفیف ہوا گلباد نے کہا یہ کام سوائے عمرو عیار کے اور کسی کا نہین ہی کنیزون سے کہا بلاؤ مقبول غلام کو کنیزون نے آکر کہا نہ تو مقبول غلام کا کہین پتا ہی نہ گھر بھر مین کوئی اسباب باقی ہی کوئی چرا لیگیا بالکل گھر کا صفایا کر گیا لیکن جب عمرو یہ سب کرشمہ کر کے جانے لگا تھا تو ایک پرچہ کاغذ لکھکر ڈال گیا تھا ایک کنیز نے وہ کاغذ اُٹھا کر گلباد کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار مین نے تجھپر اور تیری جورو پر رحم کھایا کہ قتل نہین کیا کسواسطے کہ تو میرے قبضہ مین تو آچکا تھا مگر تیرے خون سے درگذرا بس فقط حلقہ عیاری مین اپنے تجکو کھینچ لیا کہ وہ جو دعوی عیاری تیرا تھا اُسکو مٹا دیا گلباد نے وہ کاغذ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور بہرام سے کہلا بھیجا تو عمرو کو شہر مین دریافت کر کہ کہان ہی اور جو کوئی مجکو پوچھے کہدینا کہ گلباد بیمار ہی وہ شخص بہرام عیار کے پاس گیا اور حال گلباد کا بیان کیا اور پیام گلباد کا بہرام سے کہا اتفاقاً اسوقت مہلیل و نجتک و ہرمز بھی بہرام عیار کے یہان آئے اور کہا کل سے گلباد نہین آیا کیا حال ہی بہرام نے کہا گلباد بیمار ہو گیا نجتک نے مہلیل و ہرمز سے کہا آؤ چلو گلباد کو دیکھ آئین ایسے کامل کی عیادت کرنا ضرور ہی اُن دونون نے کہا اچھا جب گلباد کے گھر پر آئے گلباد کو خبر ہوئی کہ نجتک اور ہرمز و مہلیل جنگ عراقی تمہاری بیماری کا حال سنکر دیکھنے آئے ہین گلباد مجبور ہوا آخر کو گھر مین اُن تینون کو بلا لیا مہلیل و ہرمز نے دیکھتے ہی گلباد کو کہا ہائین ارے یہ کیا ہوا نجتک ہنسا اور صلوۃ پڑھی گلباد نے کہا خواجہ عمرو نے یہ حال میرا اور میری جورو کا کیا اور سارا گھر لوٹ کر لیگیا خیر بعد چند روز کے اسکا عوض عمرو سے لونگا اب تم لوگ ہمارے یہان رہو جبتک کچھ کچھ ریش کے بال نکلین یہ سُنکے نجتک وغیرہ گلباد کے گھر مین مہمان ہوئے اور کھانے عمدہ عمدہ اور شراب و کباب سے دعوت و ضیافت انکی کی بعد چندے کے ایک روز گلباد عمرو کی تلاش مین اپنے گھر سے نکلکر کوتوالی چبوترے پر آکر بیٹھ گیا دیکھا کہ ایک قلندر رہتا ہی گلباد نے پہچانا اور پکارا ای قلندر ٹھہر ذرا مجھے ایک کام ہی یہ کہکر چبوترے پر سے ایک جست کی عمرو نے جو دیکھا گلباد آتا ہی خنجر کھینچکر جھپٹا اور گلباد کو ایک ہاتھ مارا گلباد نے خنجر روک کے اپنے سب عیارون کو پکارا کہ جلد دوڑکے آؤ عمرو کو گھیر کر پکڑ لو عیار گلباد یہ شور کرتے ہوئے دوڑے کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا عمرو جست کر کے ایک کوٹھے پر گیا گلباد عیار بھی پیچھے خواجہ عمرو کے جست کر کے بالائے بام آیا اور شاگردون کو آواز دی کہ جلد آؤ یہ ساربان زادہ جانے نہ پائے عمرو یہ سنکر پھر بھاگا اور جست کر کے دوسرے کوٹھے پر گیا گلباد بھی جست کر کے پہونچا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ گلباد مع شاگردون کے تعاقب کیے ہوئے چلا آتا ہی اسوقت خواجہ عمرو نے منڈھی حضرت دانیال علیہ السلام کی زنبیل سے نکالا

صفتین ہین بیان کرنا انکا فضول ہی آپ خود ملاحظہ کر لیجیے گا ادنی سی صفت یہ ہی کہ ایسا خوب گانا بجاتا ہی کہ مین جانتا ہون کہ شاید پردۂ دنیا پر کوئی اور دوسرا ایسا گانا بجاتا ہو گلباد نے ہزار روپے اور منافع دیگر گیارہ ہزار روپیے کو وہ غلام نقلی مول لیا داراب نے کہا یہ غلام تو نے کسواسطے خریدا گلباد نے کہا مین نے اپنے واسطے مول لیا داراب نے کہا سچ کہتا ہی یا جھوٹھ کہتا ہی کسواسطے کہ مین اسکو چاہتا ہون اگر تیرے پاس رہیگا تو مین جب چاہونگا دیکھ لونگا اور اگر یہ بادشاہ کے پاس جائے تو پھر آنا اسکا گھڑی گھڑی مشکل ہی گلباد نے کہا ای داراب یہ تیرے پاس نہ آئیگا داراب نے کہا وہ تیرے پاس رہنے کو راضی نہین ہی تب تو گلباد نے عمرو سے کہا ای غلام میرے پاس آ مین تجکو اپنے گھر لیجاونگا عمرو رونے لگا کہا مین اپنے آقا کو بہت چاہتا ہون مین کبھی اُنسے جدا نہونگا گلباد نے کہا جسطرح میرا آقا مجکو رکھتا ہی اسیطرح مین بھی تجکو رکھونگا داراب نے بھی کہا تو جا کبھی کبھی جب تجکو مہلت کاروبار سے اپنے آقا کے ہوگی تو چلا آیا کرنا گلباد نے بہرام سے کہا ای بہرام اِس مقبول غلام کو میرے گھر پہونچا دے بہرام عمرو کو ہمراہ لیے ہوئے گلباد کے گھر مین لایا گلباد کی زوجہ کو عمرو نے سلام کیا اور نام زوجۂ گلباد کا خوبک تھا آتے ہی عمرو نے جوتیان زوجۂ گلباد کی سیدھی کر کے جھاڑ کے قاعدے سے رکھدین اور تسلا اور لوٹا پانی بھر کر اور ڈبیا منجن کی اور چیپی لا کر سامنے خوبک کے یہ اسباب واسطے منہ دھونے کے رکھا اور رومال لیکر کھڑا ہوا اور کچھ مزے مزے کے شعر عاشقانہ و اشتیاقانہ آہستہ آہستہ پڑھنے لگا زوجۂ گلباد منہ دھویا کی اور اشعار سُنا کی مگر وہ غلام نقلی یعنے عمرو زوجۂ گلباد کو بہت پسند آیا دل مین کہا اب اس غلام مقبول کو اپنے پاس رکھونگی مین تو گلباد کو نہ دونگی چاہے خوش ہو چاہے ناخوش ہو یہ ذکر تھا کہ گلباد برج قلعے کا عیارون کو سپرد کر کے گھر مین آیا اُدھر اُس روز عمرو سے گلباد شرط تو کر چکا تھا کہ اگر ایک مرتبہ بھی تو شہر مین چلا آئیگا تو تمام عالم سے تو عیاری مین بہتر ہی مین شرط ہارا اور تو جیتا غرضکہ گلباد جب اپنے گھر مین آیا زوجہ نے اُسکی کہا ای گلباد اس غلام کو مین اپنے پاس رکھونگی اور تجکو نہین دونگی پھر تمام اسکی خدمتگزاری اور اشعار خوانی گلباد سے بیان کی گلباد نے کہا اچھا تمھین اپنے پاس رکھو کیا مضائقہ ہی یہ کہکر گلباد چلا گیا اور تین روز برابر گھر مین نہ آکے سویا عمرو وہی اپنی خوش طبعی کیا کرتے اور اشعار پڑھنے مین زوجۂ گلباد بہت خوش ہی جب رات کا وقت ہوتا ہی جہان جوتیان سبکی رکھی رہتی ہین وہان دو پہر رات گئے پڑ کر سو رہتا ہی چوتھے دن گلباد گھر مین آیا اور رات کو پہلوے زوجہ مین سویا عمرو بھی اُسی جگہ سو رہا جہان روز سوتا تھا بعد دو پہر رات کے اُٹھا دیکھا کہ دونون بیخبر سو رہے ہین اپنے بیہوشی سنگھا کر دونون کو بیہوش کیا اور خوبک کے سر کے بالون سے ڈاڑھی گلباد کی پہلے مضبوط باندھ دی پھر کچھ سوچ کے گلباد کی ڈاڑھی اور زوجۂ گلباد کے سر کے بال بالکل تراش لیے دونون کو صفاچٹ میدان کر دیا اور دونون کو برہنہ کیا گلباد کو تو خوبک یعنی عورت کی شکل بنایا اور خوبک کو گلباد یعنی مرد کی صورت کر دیا اور سب پوشاک و لباس اور سرمہ کاجل وغیرہ سے آراستہ کر کے چھوڑ دیا اور آپ تمام مال اور اسباب گھر کا لیکر راہی ہوا جب صبح ہوئی کنیزین آئین دیکھا دونون جورو خاوند پڑے لیٹے ہوے سو رہے ہین مگر زوجۂ گلباد نے ہمیشہ سے یہ مقرر کر دیا تھا کہ ایک کنیز قبل طلوع آفتاب آتی تھی اور مہندی وسمے وغیرہ سے دونون کو آرائش کرتی تھی بعد اُسکے اُن دونون کو جگاتی تھی چنانچہ وہ کنیز حسب معمول اُس روز بھی آئی اور گلباد کو آراستگی زن سے درست کرنے لگی کیونکہ عمرو نے گلباد کو تو بصورت زن بنا دیا تھا اور زوجہ

بیٹا تمھارا بختیارک سیرگاہ مین جو ڈھابلی کبوترون کی بنی ہوئی ہر اُسمین بند ہر مہلیل نے کہا ای خواجہ تم آگئے امیر حمزہ سے کیون آ سئے ہو اسکا کیا منشا تھا عمرو نے کہا مین نے مہتر گلباد کی بڑی تعریف سنی تھی کہ وہ عیار بے بدل ہر اس سبب سے مین پہلے امیر با توقیر سے آیا کہ اُس سے ملاقات کرون اور دیکھون اور اسکو عیاری کر کے حلقۂ اطاعت مین لون گلباد آگے بڑھا اور کہا ای عمرو تو مجکو اپنے حلقۂ اطاعت مین کھینچیگا عمرو نے کہا ہان ضرور ایسا کرونگا اسیواسطے مین پیشتر امیر با توقیر سے آیا ہون مہتر گلباد عراقی نے کہا تو فقط اتنا ہی کر کہ اب تو شہر سے باہر چلا جا اگر پھر تو شہر مین کسی صورت سے آجائیگا تو مین تیرا غلام حلقہ بگوش ہو جاؤنگا عمرو نے کہا بہتر یہ کہکر اُٹھا اور بختیارک کی مندیل اور قلم دوات بختک کو دیدی اور مثل برق کے تڑپ کر باہر آیا اور اپنے لشکر مین شہر سے باہر گیا یہان گلباد نے آٹھ دروازے شہر کے بند کر دیے اور قفل زبردست اُن دروازون مین ڈال دیا اور ایک دروازہ کھلا رکھا اور آپ اُس دروازے پر بہت ہوشیاری سے بیٹھا اور گرد شہر کے خندق عمیق کھدوا کر پانی بھروا دیا اور چار ہزار عیار چارون طرف آٹھون دروازون کے برجون پر مقرر کیے عمرو پانچ روز تک شہر مین پھرا راہ نپائی اتفاق روزگار ایک قافلہ آیا اور اُس قافلے مین خواجہ داراب قافلہ باشی تھا اور وہ گلباد کا بھی شریک تھا عمرو صورت بدل کر اُس قافلے مین آیا اور سیر کرنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری بھی وہان آگیا عمرو نے جو سرہنگ مصری کو دیکھا اپنے پاس بلایا کہ اسوقت تم خوب آگئے غرض کہ عمرو تو غلام کی صورت بنا اور سرہنگ مصری کو خواجہ سوداگر کی شکل بنایا اور چلا خواجۂ داراب کے خیمہ پر آیا خواجۂ داراب نے سرہنگ مصری کی تعظیم کی سرہنگ مصری نے کہا ای خواجۂ داراب مین بھی سوداگر ہون اور میرا اسباب خدا پرستون نے چھین لیا فقط ایک یہ غلام میرے پاس رہگیا ہر مگر یہ بڑا صاحب کمال ہر اشعار اساتذہ اسکو خوب یاد ہین اور گاتا بھی خوب ہر اور ساز بھی عمدہ بجاتا ہر اور بہادر بھی ہر اگر تمھارا جی چاہے تو تم لے لو خواجۂ داراب نے کہا وہ غلام کہان ہر سرہنگ مصری نے آواز دی ای مقبول اِدھر آ عمرو جھپٹ کر خواجۂ داراب کے پاس آیا داراب نے دیکھا بہت خوش ہوا اور کہا کچھ پڑھ عمرو نے ایک شعر عاشقانہ دلچسپ پڑھا داراب پھڑک گیا ایسا خوش ہوا عجب نہ تھا کہ عمرو کو گلے سے لگا لے سرہنگ مصری نے کہا یہ چنگ بھی بہت خوب بجاتا ہر اور طنبورے بانسری وغیرہ کا تو استاد کامل ہر غرضکہ داراب نے جو قیمت اُس غلام کی کہی سرہنگ مصری نے وہ دیدی اور غلام نقلی کو داراب نے مول لے لیا سرہنگ مصری قیمت لیکر چلا گیا داراب نے اپنے ملازمون کو حکم کیا کہ اسباب بار کرو اب شہر مین چلکر مقیم ہونگے بموجب حکم داراب اسباب بار ہوا اور قافلہ سوداگر کا شہر کو روانہ ہوا اِدھر گلباد کو خبر ہوئی کہ سرہنگ مصری شہر مین آیا ہر گلباد نے کہا اچھا آیا ہوگا پھر گلباد کو خبر ہوئی کہ داراب سوداگر بھی مع قافلہ و اسباب وغیرہ کے آتا ہر گلباد نے کہا آنے دو دوسرے دن گلباد مع چند عیارون کے ٹہلتا ہوا سیر کنان داراب کے پاس پہونچا داراب نے تعظیم کی پاس بٹھایا کہا آج کل تمھارے شہر مین گلی گلی شور و غل کیسا ہر اور شہر تمھارا کچھ پر آشوب ہو رہا ہر گلباد نے عمرو کی ساری حقیقت بیان کی اور کہا کہ اکثر تم آئے ہو یہ غلام تمھارے پاس نہ تھا اب یہ غلام کہان سے لائے ہو مگر وہ غلام نقلی آگے اُٹھ کے سو رہا تھا پھر گلباد نے کہا ای داراب اِس غلام کو تم کہان سے لائے ہو داراب نے کہا ای گلباد مین پردۂ ظلمات کی طرف گیا تھا وہان سے خرید کر لایا ہون گلباد نے کہا کتنی قیمت کو خریدا ہر داراب نے کہا دس ہزار روپیے کو مول لیا ہر اور اس غلام مین بہت

که بختیارک کے ساتھ جمیع احباب و ملازمان بے انتہا ہی اور صحبت دوستان مین بیٹھا شراب خواری کر رہا ہی
عمرو نے وہ نمک لیجا کر باورچیون کو دیدیا باورچیون نے وہ سب نمک کھانون مین چھوڑ دیا جب کھانا تیار
ہوا دسترخوان بچھا بختیارک وغیرہ یہان سب کھانے کو بیٹھے اور ملازمون کو بھی تقسیم ہو گیا سب کے سب وہ کھانا
کھاتے ہی بیہوش ہوے عمرو نے بختیارک کو برہنہ کیا اور پوشاک اُسکی آپ پہنی اور خود بختیارک کی
صورت بنا اور بختیارک کو ایک ڈھابلی مین کبوترون کی کٹھری باندھکر بند کرکے قید کردیا پھر جمیع احباب اور
ملازمون کو ہوش مین لاکر کہا اب چلو یہان اب لطف شراب وکباب کچھ نہین بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ
مین نوشیروان کی آیا بختک نے کہا ای فرزند تو کہان گیا تھا بختیارک نے عرض کیا ای باباجان سیر کرنے گیا تھا
لیکن اس روز شہنشاہ عراقی نے صحبت جشن آراستہ کی تھی مگر بادشاہ نوشیروان ایسا مکدر خاطر تھا کہ مطلق
کسی سے ہمکلام نہوتا تھا مہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ ہفت کشور آج آپ کا مزاج کیسا ہی کہ آپ نہایت
اسوقت پریشان اور مکدر ہین نوشیروان نے کہا ای مہلیل جنگ عراقی امیر حمزہ سے مین نہایت عاجز و مجبور
ہوا ہون مہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ مین نے سُنا کہ حمزہ رعیت زادہ ہی نوشیروان نے کہا سب
غلط اور جھوٹ ہی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا ایک نوکر بارہ ہزار ملک ہندوستان کا بادشاہ ہی دوسرے
شاہزادہ چین یعنے خاقان چین اور بیٹا اسکا بہرام گرد یہ سب اُسکے نوکر ہین یکایک بختک آیا اور اُسنے کہا
ایک عیار امیر باتوقیر کا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامے ہی اُسکا علاج کسی طرح نہین ہوسکتا ہی مہلیل نے کہا ای
ملک جی اُسکی کیا اصل اور حقیقت ہی تمنے ہمارے عیار گلباد عراقی کو نہین دیکھا بختک نے کہا وہ بھی اُسی طرح
کا عیار طرار ہی مہلیل نے کہا اُس سے بھی زیادہ ہی بختک نے کہا عمرو بلاے بے درمان اور آفت جان ہی
اٹھارہ برس سے بادشاہ ہفت کشور نوشیروان کو پریشان کر رکھا ہی یہ سُنکے مہلیل جنگ عراقی نے اُسوقت
گلباد عراقی کو طلب کیا گلباد آیا پہلے سجدہ کیا اور پاے بادشاہ نوشیروان پر بوسہ دیا مہلیل نے کہا
ای بختک دیکھو اسکا کیا طور ہی بختک نے کہا ای مہلیل جنگ عراقی آپ سچ کہتے ہین بہت خوب عیار ہی لیکن عمرو
کو بھی اس سے کم نہ سمجھیے گا گلباد نے کہا ای ملک جی مجھکو آپ کس سے مشابہت دیتے ہین مہلیل نے کہا
ای گلباد بختک کہتا ہی عمرو بہت بڑا عیار طرار بلاے بے درمان ہی مین کہتا ہون گلباد اُس سے کہین بڑھا
ہوا ہی گلباد نے کہا ہر طرح مجکو اطاعت و فرمانبرداری نوشیروان سے کام ہی مین جان اپنی لڑا دونگا بختک
نے کہا ای مہلیل و گلباد کیا تعجب ہی کہ اسوقت عمرو اس دربار مین موجود ہو مہلیل نے کہا بختک تو تو احمق
ہو گیا ہی اگر عمرو اس دربار مین ہی تو بتا کونسا عمرو ہی معلوم ہوتا ہی تو کور دل ہی بختک نے کہا عمرو بصورت اصلی
نہوگا کسی اور بھیس مین ہوگا کسواسطے کہ اُسکو اختیار ہی وہ چاہے تو دن بھر مین بہتر صورتین بدلے اگر
اس جگہ اسوقت ہی تو یا تو کابدار ہی یا اور کوئی شکل بنا ہوا ہی مہلیل باواز بلند پکارا کہ ای خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری اگر اسوقت تم اس دربار مین حاضر ہو تو صورت اصلی اپنی ہمکو دکھا دو کہ ہمارے تمھارے کوئی
رنج و ملال نہین ہی اگر ہی تو نوشیروان سے ہی اُسکا دین تمھارے دین کے خلاف ہی اور ہمارا تمھارا ایک ہی طریقہ
ہی جو دین و آئین تمھارا ہی وہی ہمارا ہی ابھی مہلیل جنگ عراقی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا ہوا بختک
نے کہا ای فرزند کہان چلے عمرو آگے مہلیل کے آیا اور صورت اصلی اپنی دکھائی اور بختک سے عذر و معذرت
کرنے لگا بختک نے کہا ای عمرو بیٹا میرا بختیارک کہان ہی تو نے اُسکو کیا کیا عمرو نے کہا ملک جی ڈرو نہین

شکست کھائی نوشیروان اور بختک مع ملک روین خلقی بھاگے مدائن کا راستہ لیا امیر کشورگیر نے قلعۂ
کشمیر کو فتح کیا اور ایوان شاہی مین آکر بیٹھے دربار جمع ہوا امیر نے فرمایا لاؤ سلطان سر برہنہ اور پشتی
دیوانہ کو عمرو نے دونون کو لاکر حاضر کیا امیر نے دونون کو کرسیان بیٹھنے کو دین اور فرمایا تم مسلمان ہوجاؤ اُن
دونون نے قبول کیا غرضکہ وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے اُدھر نوشیروان جو بھاگا سیدھا مدائن کو چلا راہ مین
بختک نے صلاح دی کہ میری یہ راے ہی اگر بہتر جانیے تو ملک اصفہان کو چلیے کہ بادشاہ وہان کے شہرون
کے بڑے بہادر ہین کہ اُنکا مثل ونظیر آج نہین ہی نوشیروان بادشاہ راضی ہوا اور ایک نامہ مندویل اصفہانی
کو لکھا کہ مین امیر حمزۂ صاحبقران سے سخت عاجز آیا ہون تمھارے ملک مین آتا ہون اگر تمھاری
خوشی ہو تو آؤن اور تم میری مدد کرو یہ نامہ ملفوف کرکے گرگس ساسانی کو دیا اور وہ بہت جلد ملک
اصفہان مین پہونچا اور بادشاہ اصفہان نے نامہ پڑھا اور اسیوقت جواب نامہ لکھا کہ ای بادشاہ
ہفت کشور نوشیروان عادل نامہ آپ کا آیا نہایت مسرت حاصل ہوئی میری عین خوشی ہی کہ آپ
تشریف لائیے مین ضرور آپ کیواسطے امیر حمزہ سے لڑونگا جب جواب نامہ نوشیروان کو پہونچا اسیوقت
نوشیروان نے کوچ کیا اور چند روز مین قریب اصفہان کے پہونچا شاہان متعلقۂ اصفہان اپنے اپنے
قلعون سے باہر آئے اور استقبال نوشیروان کا کیا اور بڑے جاہ وحشم سے بارگاہ مین لائے اور دعوت
وضیافت نوشیروان کی کی محفل عیش برپا کی نوشیروان بیٹھا ہوا دعوت کا کھانا کھا رہا تھا کہ ایکبار
آہ جگر خراش کھینچی مندویل نے کہا ای بادشاہ نوشیروان خیر تو ہی یہ آہ کیون کھینچی نوشیروان نے کہا
ای مندویل اصفہانی کوئی بہادر ایسا پیدا نہوا کہ امیر حمزہ کو زیر کرتا اُسنے کہا خیر کیا ہوا اب دیکھیے گا
آپ کہ کیا ہوتا ہی غرضکہ نوشیروان ملک اصفہان مین رہنے لگا اُدھر عمرو نے امیر باتوقیر کی طرف سے
معدیکرب کو حکم دیا کہ پیش خیمہ طرف اصفہان کے روانہ کیا جاے اُسیوقت معدیکرب پیش خیمۂ امیر باتوقیر
مع لشکر لیکر اصفہان کو روانہ ہوا عمرو نے امیر سے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ مجکو بھی رخصت کرین کہ مین آپ
سے پیشتر اصفہان مین پہونچون کہ لشکر اصفہانیون کا دیکھون کیا آراستگی اور سامان ہی دوسرے یہ کہ مین
نے سنا ہی ایک عیار اصفہان مین ہی اسکو گلباد عراقی کہتے ہین اُسکے چار ہزار شاگرد ہین مین چاہتا ہون
اسکے پاس پہونچون اور سب عیارون کا امتحان کرکے زیر کرون امیر باتوقیر یہ سنکر مسکرانے لگے اور عمرو کو
رخصت کیا خواجہ عمرو بعد طی مراحل اور قطع منازل کے بہ آسایش اصفہان مین آئے وہان لشکر شہنشاہ
عراقی قریب آتشگاہ کے اُترا ہوا تھا عمرو دربارگاہ پر آیا دیکھا بارگاہ نہایت نفیس وآراستہ ہی اور نوشیروان
تخت سلطنت پر بیٹھا ہی بختک مسند وزارت پر قائم ہی عمرو نے دل مین کہا کہ اندر بارگاہ کے چلنا چاہیے یہ
سوچ کر عمرو اندر بارگاہ کے آیا اور اِدھر اُدھر خوب سیر کی جب باہر بارگاہ کے آنے لگا دیکھا کہ لوگ
نشانون پر بورے لیے جاتے ہین عمرو نے ایک باربردار سے کہا ای برادر ان بورون مین کیا ہی اُسنے کہا کہ پسر
بختک کا بختیارک سیر کرنے گیا ہی اور کھانا بہت سا کھنے والا ہی یہ ان بورون مین نمک ہی مین لیے جاتا
ہون عمرو نے کہا ای برادر مجکو دو مین پہونچا دونگا تم تھک گئے ہوگے کسواسطے کہ اگر محنت ایسی کرونگا
تو تمھارے باورچیخانے مین بھی کھانا کھالونگا اُسنے وہ بار نمک کا عمرو کو دیدیا عمرو نے دارو بیہوشی
بہت سی اس نمک مین ملا دی اور اُسکے ساتھ باتین کرتا ہوا چلا جب سیرگاہ پر پہونچا دیکھا عمرو نے

پالی ہی دیکھو کیسی خوبصورت ہی یہ کہکر گربۂ سیاہ زنبیل سے نکالی اور ملکہ کے سامنے چھوڑ دی وہ گربۂ سیاہ
بھاگی عمرو نے دوڑ کر چاہا اُسے پکڑ لون وہ بلی ایک چاہ پر آئی عمرو نے دیکھا دختر حسینہ جمیلہ بیٹھی ہی معلوم
ہوا کہ یہ بھی جادوگرنی ہی عمرو اُس دختر کو دیکھتا ہوا بلی کی طرف چلا کہ اُس دختر نے آواز دی ای عمرو مین دختر
مرزوق جادو ہون مگر سحر نہین جانتی ہون مجکو تو خدمت امیر با توقیر مین لیچل عمرو نے پوچھا کہ یہ بلی کہان
چلی گئی اُس دختر نے کہا تخت کے نیچے بیٹھی ہی عمرو تخت کے پاس آیا بلی تخت کے نیچے سے نکلکر بھاگی ناگاہ
ایک دیو پیدا ہوا اور اُس بلی کو کھا گیا عمرو نے کہا ای دختر مرزوق جادو تو تو کہتی ہی مین سحر نہین
جانتی ہون مگر تو بڑی ساحرۂ زبردست ہی تب تو اُس دختر نے کہا کہ مجکو سحر مین استادون سے ملا ہی اول تو
مین دمامہ کی شاگرد ہون دوسرے شمامہ نے مجکو کامل طور پر بنایا ہی اور تیسرے اپنی مان سے الگ سیکھا ہی
اور نام میرا محروق جادو ہی الغرض عمرو اُس دختر کو خدمت امیر با توقیر مین لایا اور کہا یا امیر یہ نازنین
دختر مرزوق جادو ہی اور نام اسکا محروق جادو ہی امیر نے فرمایا ای ملکہ محروق جادو اب تو مسلمان
ہو جا وہ قدمون پر امیر کے گر پڑی امیر نے اسکو مسلمان کیا پھر ملکہ قریشیہ سلطان رخصت ہو کر جانب
پردۂ قاف روانہ ہوئی امیر کشور گیر نے طبل شادمانی بجوایا اور بڑا جشن عام فتح کا کیا یہ خبر نوشیروان
کو ہوئی اسکو نہایت صدمہ ہوا اسوقت صابر زرہ پوش نے عرض کیا ای بادشاہ ملک رومین ختنی اپنے
بھانجون کو ہمراہ لیکر مع ستر ہزار سوار کے آپ کی مدد کو آیا ہی اور بھانجے اسکے بڑے پہلوان زبردست ہین اور
نام اُن کا سلطان سر برہنہ و طلپشی دیوانہ ہی یہ سنکر نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو سرداران نامی کو برائے
استقبال ان سب کے لیجا اور بڑے اہتمام سے اُن سب کو لے آ بختک نے سب سردارون کو ہمراہ لیکر پہلوانون
کا استقبال کیا اور بڑی شان و شوکت سے دربار مین لایا نوشیروان نے دنگلون پر بٹھایا اور دو دو جام شراب
کے پلائے جب وہ نشۂ شراب سے بدمست ہوے نوشیروان سے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ بجوائین نوشیروان
نے طبل جنگ اُنکے نام پر بجوایا امیر با توقیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی نقارۂ رزمی کا حکم دیا اُدھر بھی
طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو میدان آراستہ ہوا دونون
لشکرون کی صفین جم گئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے سلطان سر برہنہ میدان کارزار مین آیا اور امیر
کا نام لیکر پکارا امیر بھی اشقر دیوزاد کو جمکا کر نکلے اور مقابلہ مین سلطان سر برہنہ کے آنے کے بعد لگاورزنی
و ہمسنجی نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزہ سلطان سر برہنہ کا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر
وار کیا امیر نے بار دہ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر اُٹھا لیا
اور سر سے بلند کر کے چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے
کیا طلپشی دیوانہ نے جو دیکھا بہت برہم ہوا وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے فرمایا تھم تھم گھبرا نہین
طلپشی دیوانہ نے آتے ہی تلوار کا وار کیا امیر نے اُسکی بھی تلوار چھین لی اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا آتق گرد اُٹھا زمین تھرا گئی امیر نے چھاتی پر چڑھکر اُسکی بھی مشکین باندھ
لین ملک رومین ختنی نے جو دیکھا کہ میرے دونون بھانجے گرفتار ہو گئے لشکر کو حکم کیا کہ حملہ کرو تمام لشکر
کفار تلوارین کھینچکر آ پڑا اُدھر سے لشکر اسلام تلوارین پکڑ کے کفار پر گرا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی ایک ایک
بہادر نے کشتون کے پشتے لگا دیے دریاے خون یہان سے وہان تک جاری ہوا آخر کار لشکر کفار نے

نوشیروان نے کہا میں عمرو سے نہیں ڈرتا ہوں مرزوق جادو نے کہا کہ ابھی تو امیر کو میں اپنے یہاں قید رکھتا ہوں جسوقت عمرو کو بھی گرفتار کر لونگا دونوں کو آپ کے حوالے کردونگا یہ کہکر نوشیروان سے رخصت ہوا اور سلام کرکے جانب کاشغر مع قید امیر وغیرہ روانہ ہوا اُدھر کا حال سُنیئے کہ جب صبح ہوئی لشکر اسلام میں ایک غل ہوا کہ امیر غائب ہوگئے شاید کوئی جادوگر امیر کو اُٹھا لے گیا عمرو حیران پریشان ہوا بہت تلاش کیا مگر پتہ نہ لگا آخرکار آدھی رات گئے بختک کے مکان پر آیا وہ سو رہا تھا اُسکو ہوشیار کیا بختک نے عمرو کو دیکھکر صلواۃ پڑھی اور کہا حضور خیر تو ہے عمرو نے کہا حمزہ کا حال بیان کر بختک نے کہا ایک روز تو امیر یہاں قید رہے آج مرزوق جادو گرفت کا شغر کے لیگیا عمرو نے خنجر کھینچا اور کہا ایک صندوق روپیے اشرفیوں کا دے بختک نے اُسی وقت ایک صندوق اشرفیوں کے توڑوں سے بھرا ہوا عمرو کو دیا عمرو نے کہا کہ دو ہزار اشرفیاں تجھسے اور لونگا مگر اس وقت نہیں جب میرا جی چاہیگا بختک نے اقرار کیا عمرو نے کہا ایک تمسک لکھدے اُسنے جان کے خوف سے تمسک بھی لکھدیا عمرو وہ پرچۂ تحریری اور وہ صندوق لیکر کاشغر کی طرف روانہ ہوئے جب قریب دروازہ قلعہ کے پہونچے ارادہ کیا کہ اندر قلعے کے جائیں سر جو بلند کیا دیکھا ایک پنجرہ آہنی رکھا ہے اور اُسمیں ایک گربۂ سیاہ بیٹھی ہے جب عمرو نے قدم دروازے میں رکھا گربۂ سیاہ نے آواز دی عمرو آیا عمرو آیا لینا پکڑنا جانے نہ دینا عمرو اُس بلی کو دیکھکر حیران ہوا اور باہر دروازے کے چلا آیا راوی بیان کرتا ہے کہ اُسی طرح عمرو صورتیں تبدیل کرکے ستر مرتبہ آیا جب اُس بلی نے غل مچایا عمرو بھاگا آخرکار عمرو دو تین جست کرکے پنجرے پر بلی کے پہونچا اور فوراً پنجرا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور شور و غل اُس بلی کا سنا لوگ جب دوڑ کر اُدھر سے آئے عمرو جست کرکے باہر دروازے کے آیا یہ خبر مرزوق جادو کو ہوئی کہ عمرو بھی آیا اور گربۂ سیاہ کا پنجرا اُٹھا لیگیا مرزوق جادو کو فکر عظیم پیدا ہوئی اور شہر کو سحر سے بند کردیا اب عمرو بہت حیران ہوا بہت سی فکریں کرکے آخرکار عمرو داخل ایوان شاہی ہوا جب مرزوق نے عمرو کو دیکھا ساحروں کو حکم کیا کہ عمرو کو پکڑلو اُدھر ساحر چلے اِدھر عمرو نے بھی خنجر کھینچا لڑائی ہونے لگی عمرو نے بہت سے ساحروں کو قتل کیا آخرکار مرزوق نے سحر کرکے عمرو کو گرفتار کیا اور اُسی وقت آہنگروں کو بلاکر مسلسل بطوق و زنجیر آہنی کردیا اور کہا کہ میدان خونی تیار ہو عمرو کو تو میں ابھی قتل کرتا ہوں اور امیر کو جب حکم نوشیروان کا آئیگا تو قتل کرونگا غرضکہ میدان خونی تیار ہوا اور مرزوق جادو آکر کھڑا ہوا کہا لاؤ عمرو کو اُسوقت ساحر عمرو کو لائے اور نطع پر بٹھایا جلاد تیغ خونی کھینچکر پہلو دباکر کھڑا ہوا حکم کا منتظر تھا اُدھر عمرو نے تڑپ کر بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات کی یکایک آسمان پر ایک تڑاقہ ہوا اور برق چمکی دیکھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان نیمچۂ سلیمانی لیکر گری تمام ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا مرزوق جادو اُٹھکر بھاگا قریشیہ سلطان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تیغ کا مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہوکر گرا تمام شہر کا سحر اُڑ کر دیا ایک ساحر زندہ نہ چھوڑا عمرو اور امیر کا تو قید سے چھڑایا اور ایوان شاہی میں آئی چونکہ ساحر بھاگ گئے تھے دیووں نے ڈھونڈھ ڈھونڈھکر سبکو نوش جان کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے امیر سے عرض کیا اب حضور اپنے لشکر میں تشریف لیچلیں امیر نے فرمایا ابھی نہیں جاؤنگا اب تو اسم اعظم بھی کھل گیا عمرو نے ملکہ قریشیہ سلطان سے کہا اے ملکہ ایک گربۂ سیاہ

قتل کرینگے اور کسی کا سحر امیر پر اثر نہ کریگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمون مین آئے اور امیر
باتوقیر بارگاہ سلیمانی مین لندھور و فیروز ذی شادان و فرجان داخل ہوئے اُدھر نوشیروان اور خضران شامع
مرزوق جادو وغیرہ بارگاہ مین آئے بختک نے مرزوق جادو سے کہاکہ امیر سے کبھی کوئی سر نہوگا
اور کسی طرح کا سحر امیر پر اثر نہ کریگا جبتک تم اسم اعظم امیر کا بند نہ کروگے اسوقت تک کچھ نہین ہو سکتا جتنے جادوگر
مقابلے کو نکلینگے سب امیر کے ہاتھ سے مارے جائینگے الغرض مرزوق جادو اپنے خیمے مین آیا امیر کا اسم اعظم
بند کرنے کا سامان کیا کہ مرزبان جادو ساحر بھی ہر اور عیار بھی ہر اُس نے مرزوق جادو سے کہا اگر حکم
ہو تو مین امیر کو گرفتار کر لاؤن یہ سُنکر مرزوق جادو نے کہا کہ اچھا جا اور امیر کو پکڑ لا مرزبان جادو شب
کو لشکر امیر مین آیا اور ایسا سحر کیا کہ تمام لشکر اسلام بیخبر سو گیا مرزبان جادو وہان سے بارگاہ سلیمانی
مین آیا دیکھا امیر آرام کر رہے ہین مرزبان جادو قریب امیر کے آیا اور چاہا کہ سحر کر کے بیہوش کرے فوراً
امیر بیدار ہو گئے اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور للکارے کہ تو کون ہر مرزبان بھاگا اور آکر مرزوق جادو سے
کہا کہ امیر بڑے زبردست ہین اسم اعظم کے آگے کوئی اسم سحر کارگر نہین ہوتا مرزوق جادو کے دو شاگرد
ساحر زبردست تھے ایک کا نام آشکار جادو دوسرے کا نام افکار جادو تھا اُن دونون سے مرزوق جادو
نے کہا کہ تم دونون جاؤ اور سحر کر کے امیر کو گرفتار کر لاؤ وہ دونون بصورت طائر ہو کر بارگاہ سلیمانی پر
آئے اور ایک روزن تھا اُس روزن پر آ کر بیٹھے افکار جادو نے جھک کر اُس روزن سے اندر بارگاہ
کے جھانکا اُسوقت امیر باتوقیر بیدار تھے اُس طائر پر جو نگاہ امیر باتوقیر کی پڑی تیر کمان مین پیوستہ کر کے مارا
حلق پر لگا ایک پر اوہ تڑپ کر گرا امیر نے عمرو کو آواز دی وہ جھپٹ کر آیا اور سر اُسکا کاٹ لیا آشکار جادو
بھاگ کر سامنے مرزوق جادو کے آیا اور حال بیان کیا مرزوق چپ ہو گیا دوسرے دن اُسنے
اسم اعظم بند کرنے کا سامان کیا پہلے خون خوک سے نہایا اور جو کہ بھی اُسی خون سے دیا اور آگ دہکا کر لوبان
لونگ کافور گوگل جلا کر اور شراب و خون کا چھینٹا دے کر اسم سحر پڑھنے لگا یکایک وہ بچہ خوک سر بریدہ
اُٹھ کھڑا ہوا اور مرزوق کی طرف چلا کہ اُسنے پھر اگیاری تیز کر کے اسم سحر پڑھا اور حکم کیا کہ جا حمزہ کا
اسم اعظم لیکر اس شیشے مین گھر جا وہ جانور اُسمین اُتر گیا شیشہ اُٹھا کر طاق مین رکھدیا اور آپ بصورت طاؤس
بارگاہ سلیمانی پر آیا اور سحر زبردست کیا امیر باتوقیر اور تمام لشکر امیر غافل ہو گیا مرزوق جادو
بصورت طاؤس بارگاہ کے اندر آیا اور امیر کو پنجے مین دبوچ کے اُٹھائے لیے چلا گیا ایک راوی نے یہ بھی
لکھا ہر کہ اُس روز امیر کو غسل کی حاجت ہوئی تھی اُٹھکر نہائے غسل کیا پوشاک بدلنے کا ارادہ تھا کہ
بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی غافل ہو گئے مرزوق جادو امیر کو اُٹھا لایا اور فوراً آہنگرون کو بلوا کر
غل و زنجیر مین اسیر کیا اور زندانخانے مین بھیجدیا جب صبح ہوئی دربار نوشیروان مین مرزوق جادو
آیا اور عرض کیا اے بادشاہ مین امیر کو پکڑ لایا بختک بولا کہان ہین اُسنے کہا زندانخانے مین ہین پھر
حکم کیا کہ امیر کی قید لاؤ داروغہ زندانخانہ امیر کو مسلسل بطوق و زنجیر دربار نوشیرواں مین
لایا امیر نے آ کر بطریق اسلام سلام کیا نوشیروان نے کہا کیون اس دن کی تجکو خبر نہ تھی اب تمہارے
واسطے کیا کیا جائے امیر نے کہا جو تجھسے ہو سکے اُسمین کوتاہی نہ کرنا خدا سے بزرگ است مرزوق جادو
نے پھر امیر کو زندانخانے مین بھیجا اور نوشیروان سے کہا اب عمرو آپ کا بغیر امیر کے کیا کر سکتا ہر

مین امیر کشور گیر لشکر لیکر آجائین تحریر ہذا کو تاکید مزید جانو یہ نامہ لکھکر ملفوف کیا اور اُسی وقت عیار کے ہاتھ روانہ کیا اس اثنا مین ژوبین کامرانی اور بیزن کامرانی بھی آگئے اور ان دونون نے سلطان سر برہنہ اور تیش دیوانہ اور سپیر فرخاری کو نامہ لکھا کہ فوراً دیکھتے ہی اس نامے کے جلد اپنی تئین پہونچاؤ ادھر ہرکارون نے آکر خبر دی کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آتے ہین نوشیروان کے یہ خبر سنتے ہی طائر ہوش اُڑ گئے اور نہایت خوفناک ہوا کہا اب کیا ہوگا خصران شاہ نے کہا آپ کیون ڈرتے ہین آپ کی دعوت کرلون تو پھر طبل جنگ بجواؤن پھر کہا مرزوق بھی آلے تو دعوت ہو جب کئی روز گذرے چارون بھائیون نے آپس مین مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر امیر کا مقابلہ کروا اگر مرزوق جادو آجائیگا تو اُس سے بیان کرینگے چونکہ تمکو آئے مین عرصہ ہوا تمھاری مدد سے طبل جنگ بجوایا ہے الغرض یہ صلاح کرکے جھپ طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے امیر کو دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے عمرو نقارخانے مین پہونچا اور حکم امیر کشور گیر کا سنایا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی بہادرون نے آلات حرب و ضرب درست کیے صبح کو دونون لشکر میدان رزمگاہ مین آئے میدان درست ہوا صف بندیان ہونے لگین بعد اُسکے نقیباے بلند آواز نکلے اور نہیب جوانمردی و بہادری کی دے کر چلے گئے اب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران منتظر کھڑے ہین کہ کوئی پہلوان اُدھر سے نکلے یکایک دیکھا از پردۂ بیابان گردے برخاست دونون لشکر دنگ ہو کے حیران اسطرف دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ مرزوق جادو تخت پر سوار چالیس ہزار جادوگرون کا پرا پشت پر بہ تعجیل تمام رو مین چلا آتا ہے مرزوق جادو نے آکر بادشاہ نوشیروان کو مجرا کیا اور حال پوچھا بختک نے کچھ مختصر حقیقت اُن جادوگرون کے قتل ہونے کی بیان کی یہ سُنکر مرزوق جادو غضبناک ہوا سمنکال جادو کو حکم دیا کہ تو جاکر امیر حمزہ کا مع لشکر جلد خاتمہ کر الغرض کہ سمنکال جادو حکم مرزوق جادو پاتے ہی میدان رزمگاہ مین آیا اور امیر کشور گیر کو پکارا امیر کشور گیر اشقر دیوزاد کو چمکاکر نکلے اور میدان مین آئے سمنکال جادو نے رائی اور مٹر اور سرسون کے دانے ہاتھ مین اُٹھائے اور اسم سحر پڑھکر امیر باتوقیر پر وہ دانے مارے امیر باتوقیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ سب دانے امیر اور اشقر دیوزاد پر سے چھڑ چھڑا کے زمین پر گر پڑے امیر باتوقیر نے برابر سمنکال جادو کے آکر تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچا اور بڑھکر ایک ہاتھ مارا تیغہ امیر کا مثل برق جہندہ کے سر پر سمنکال جادو کے چمکا کاٹتا ہوا زمین پر پہونچا بجلی کی طرح تیغہ تڑپ کر نکل گیا سمنکال جادو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا تاریکی چھاگئی ہواے تند چلنے لگی پھر شور و غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سمنکال جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تاریکی وغیرہ سب برطرف ہوئی مرزوق جادو نے دلیمان جادو سے کہا کہ تو جا اور کوئی سحر زبردست کرکے امیر باتوقیر کو گرفتار کرلے یا قتل کر دلیمان کس کبر و نخوت سے تنہا ہوا چلا میدان مین بمقابلۂ امیر کشور گیر ٹھہرا اور ایک ناریل نکال کر اسم سحر پڑھا اور بہت سیر خوانی اُسکے ساتھ کیے اور وہ ناریل امیر باتوقیر پر کھینچ مارا امیر باتوقیر نے پھر اسم اعظم کو ورد کیا برکت اسم اعظم سے وہ ناریل نہ پھٹا اور خالی گیا امیر کشور گیر نے وہی تیغۂ خون آلود جھپٹ کر دلیمان جادو کو مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بختک نے دیکھ کر کہا اسی طرح سب جادوگرون کو امیر حمزہ

جیسے یہ آواز عمرو نے سُنی اُس قبر پر آکے ایک لات ماری قبر کی چھت بختک کے اوپر گری بختک سہاپے کر کے
رہگیا عمرو نے کہا ای ملک جی جلدی نکلو لات وہ بات سے بلا یا ہی کہا ہو کہ میرے دامن مین آکر چھپ رہو تو نہ
بولیگا بختک نے آواز عمرو کی پہچانی دل مین کہا کہ مرشد کامل آگئے آج قضا کا سامنا ہی مجبور ہو کر بختک
قبر سے باہر نکل آیا عمرو نے دیکھتے ہی بختک کو خنجر کمر سے نکالا اور کہا او ملعون تو نے امیر حمزہ صاحبقران
زمان کو اندھا کر دیا آج مین تجکو مار ڈالونگا ہرگز نہ چھوڑونگا یہ کہکر عمرو چاہتا ہی کہ جھپٹ کے خنجر مارے
کہ پشت کی طرف سے آواز آئی خبردار ای عمرو ابھی اس کو نہ مارنا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا تو حضرت خواجہ خضر
تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا یا حضرت اس کمبخت کور باطن نے امیر حمزہ صاحبقران کی آنکھون میں نیل کی
سلائیان پھروا دین امیر نابینا ہو گئے حضرت خضر نے کہا تو جا امیر اچھے ہو گئے اور بختک کی قضا نہین ہی خنجر مار
سے کیا حاصل عمرو نے حضرت خضر کی قدمبوسی حاصل کر کے کہا یا حضرت کچھ مجکو دیتے جائیے حضرت نے فرمایا
وہ فلان درخت کے نیچے طلائی خشتین رکھی ہین جتنی تو چاہے سے لے یہ کہکے حضرت تو غائب ہو گئے اور بختک بھی
بھاگ گیا عمرو خوشی خوشی اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ مٹی کی خشتین رکھی ہین عمرو ہنسکے پکارا واہ واہ حضرت نے خوب
مجھسے مزاح کی الغرض عمرو بن امیہ ضمری لشکر امیر مین آیا دیکھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کی آنکھین
روشن ہین عمرو بہت خوش ہوا اور پوچھا ای حمزہ آپکی آنکھین کسطرح روشن ہوئین امیر نے فرمایا کہ آج شب کو
عالم رویا مین ایک بزرگوار نہایت متبرک صورت تشریف لائے اور اپنا دست مبارک پھیرا گویا وہ ہاتھ دست
شفا تھا پروردگار عالم کی قدرت کاملہ سے آنکھون مین اسقدر بصارت ہوئی کہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہین
مجکو نہایت رنج و غم تھا ایک تو فرزند کی جدائی کا صدمہ دوسرے بصارت جانے کا الم مین نہایت مجبور
و ناچار تھا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جیسا عمرو بن حمزہ کا غم و الم اُٹھایا آنکھون کے بینا ہونے کی
اُس سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بڑی دھوم سے جشن نوروزی کیا

اب دو کلمے داستان شجاعت بیان کوچ کرنا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف کشمیر کے بتلاش نوشیروان بیان کیے جاتے ہین

دشت نوردان کاروان منازل صحرائے سبزہ زار و بادیہ پیمایان لشکر کشان کوہستان بیرودت شعار اس
داستان سحر بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
نے جانب کشمیر کوچ کیا پے در پے منزلین سخت و نرم طے کرتے ہوئے قریب ملک کشمیر کے پہونچے لیکن
نوشیروان قبل پہونچنے حمزہ صاحبقران کے داخل شہر کشمیر ہوا ہرکارون نے خضران شاہ کو خبر دی
کہ بادشاہ نوشیروان آیا ہی اور داخل شہر ہوچکا ہی خضران شاہ برائے استقبال مع سردارون
نامی کے آیا اور بادشاہ نوشیروان کو استقبال کر کے بڑے جاہ و حشم سے لایا اور تخت پر بارگاہ مین بٹھایا
بعد حاصل کرنے قدمبوسی کے استفسار کیفیت کیا اور امیر با توقیر کا حال پوچھا بختک نے تمام حال
اول سے آخر تک سامنے خضران شاہ کے بیان کیا خضران شاہ نے مرزوق جادو کو اس
مضمون کا نامہ لکھا ای مرزوق جادو تمکو بعد از سلام شوق معلوم ہو کہ بادشاہ نوشیروان
عادل امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے عاجز ہو کر اور شکست کھا کر بھاگ گئے یہان آیا لہذا
تمکو قلمی ہوتا ہی کہ فوراً دیکھتے ہی نامے کے سامان جنگ مہیا کر کے جلد اپنے تئین یہان پہونچاؤ کہ ایسا ہو تعاقب

عمرو نے جواب امیر کو دیکھا تو بصارت چشم امیر با توقیر کی بہت کم پائی حیران ہو کر لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد کوئی آیا تھا
اُن سب نے کہا اے خواجہ بعد آپ کے جانے کے ایک کحال آیا تھا اُسکے سرمہ لگانے سے یہ حالت امیر کی
ہو گئی کہ بصارت چشم بالکل کم ہے عمرو نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بختک نے اپنے بھانجے کو کحال بنا کے
بھیجا تھا اُسنے نیل کی سلائیان امیر کی آنکھون مین پھیر دین غرضکہ عمرو بخوبی دریافت کر کے لشکر
نوشیروان مین آیا اُن دنون مین لشکر نوشیروان کا قریب کشتیہ کے تھا اُس روز بختک کا دل ایسا گھبرایا
کہین قرار نہ آیا کبھی خیمے کے اندر جاتا اور کبھی ٹہلتا ہوا باہر خیمے کے آتا ہے اُسی عالم پریشانی اور گھبراہٹ
مین دل کو یہ سوجھی کہ شب کو بیٹھ کے پونے دو سو بت جواہر نگار نکالے اور سامنے رکھکے اُنسے کہنے لگا اے
لات اعلی اور منات معلے یہ آج کی رات کیسی وحشت زدہ ہے کہ دل سینے مین بیچین ہے ضرور کوئی آفت آنے
والی ہے تم مجھے بچالو یہ کہکر بختک اُٹھ کھڑا ہوا دل گھبرایا باہر خیمے کے پھر نکل آیا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا عمرو جو
خیمے مین آیا دیکھا بختک نہین ہے اور بت جواہر کے رکھے ہین عمرو نے فوراً بتون کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور
باہر نکل کے بختک کو دیکھنے لگا بختک جو وہان سے بھاگا شتر خانے مین آیا اور بیچ مین اونٹون کے چھپ کر
بیٹھا شتربان نے جو دیکھا جانا کہ چور ہے لپک کے ایک سونٹا بختک کی کمر پر مارا اور کہا او بچہ معلوم ہوا
کل میرا لوٹا جو چوری گیا ہے تو ہی چرا لیگیا تھا بختک ہائے کر کے لنگڑاتا ہوا بھاگا ایک اور شتربان نے
راہ مین گھیرا اور غل مچایا کہ لینا پکڑنا چور بھاگا جاتا ہے غرضکہ دونون شتربان اُس کے تعاقب مین دوڑے
مگر نہ پایا بختک بھاگ کے ایک رنڈی کے مکان مین آیا اور جلدی سے نکال کے پانچ اشرفیان اُس کے
آگے ڈالدین اور کہا کہ آج کی رات مین تیرے یہان رہونگا اُس رنڈی نے کہا میان مین شب باشی دوسرے
تماش بین کی لے چکی ہون مین تمکو نہین رکھونگی تم جاؤ میرے گھر سے میرا آشنا آتا ہوگا بختک نے کہا
اُس سے تو نے کیا شب باشی لی ہے اُس رنڈی نے کہا وہ سات اشرفیان دیگیا ہے اور ایک اشرفی کھانے
اور پان ڈلی الائچیون کے واسطے دی ہے بختک نے جلدی سے پانچ اشرفیان اُسکے آگے رکھدین اور دو
اشرفیان پان ڈلی وغیرہ کیواسطے دین اور کہا اُنکو کل بلانا آج مجکو تو اپنے یہان رکھ لے غرضکہ لالچ بری بلا
ہوتی ہے اُس رنڈی نے وہ سب اشرفیان اُٹھالین اور راضی ہو گئی بختک جھپٹ کر پلنگ پر لیٹ گیا اور اُس
کسبی سے کہا آؤ جی تم بھی لیٹو عمرو وہان ڈھونڈھتا ہوا اُس کسبی کے مکان پر پہونچا اور باواز بلند پکارا
کہ اسوقت چور بادشاہ کی اشرفیان چرا کر بھاگا ہے جہان پتا لگیگا اور جسکے گھر مین نکلیگا وہ گرفتار ہوگا اور
گھر ضبط کر لیا جائیگا یہ صدا اُس کسبی نے جو سُنی مارے ڈر کے کانپنے لگی پیشاب خطا ہو گیا بقول شخصے
چور کی ڈاڑھی کا تنکا۔ گھبرا کر مکان سے باہر نکل آئی اور عمرو سے کہنے لگی ارے صاحب ایک تماش بین
میرے یہان آیا ہے اُسنے بارہ اشرفیان مع خوراک وغیرہ شب باشی کی مجکو دی ہین اور وہ اندر پلنگ پہ
لیٹا ہے تم آکر دیکھو پہچان لو یہ جو کلام اُس رنڈی کا سُنا بختک دیوار پھاند کے بھاگ گیا عمرو نے جو اندر آکے
دیکھا تو بختک نہین ہے غرضکہ وہ اشرفیان تو کسبی سے عمرو نے لے لین اور پھر بختک کو ڈھونڈھتا ہوا
چلا جاتے جاتے عمرو کو ایک صحرا ملا وہان ایک قبرستان تھا بہت سی قبرین کچی پکی سالم ٹوٹی پھوٹی تھین عمرو
دوڑتے دوڑتے تھک گیا ایک قبر کے چبوترے پر بیٹھ گیا ناگاہ ایک قبر سے آواز آئی اے لات اعلی و منات
معلی اگر آج کی رات مجکو بچالو تو بڑا احسان کرو صبح کو مین تمھارا بڑی دھوم دھام سے دسترخوان کرونگا

شاہ صاحب کیا یہی بدرہ جادو ہی وہ تو اور کسی طرف کو گئی فقیر نے کہا مین کیا کرون تیر امقسوم جب تو عمرو نے
فقیر کی بہت سی منتین کین اور ہاتھ جوڑ کے کہا کہ شاہ صاحب کچھ تو تدبیر کیجیے مین کہانتک پڑا رہونگا اُس فقیر نے
ایک کاغذ لکھکر عمرو کو دیا کہا کہ لیجا کر تو بدرہ جادو کو دیدے وہ تجھے کچھ ضرور دیگی عمرو نے کاغذ لے لیا اور
چلا کبھی دوڑا آخر کار جست کر کے قریب بدرہ جادو کے پہونچا اور سلام کر کے وہ کاغذ دیا بدرہ جادو کاغذ
پڑھنے لگی اُسمین لکھا تھا کہ یہ شخص بہت محتاج ہی رات سے آپکے انتظار مین یہان پڑا ہوا ہی جو کچھ ہو سکے اسکو
دیجیے کہ یہ اپنے گھر پہونچ جائے مگر آپ ذرا پہچان لیجیے گا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہی مجکو عمرو عیار کا اسپر شبہ ہوتا ہی
اور اس سے ہر طرح سے دریافت کیا یہ مطلق انکار کرتا ہی بدرہ جادو تو کاغذ پڑھنے مین مشغول ہوئی یہان عمرو
نے پیچھے دو قدم ہٹ کے خنجر کمر سے نکالا اور تول کر پہلو پر اس زور سے مارا کہ مع ہاتھ خنجر اس پار سے اُس پار ہو گیا
بدرہ جادو چکر کھا کے گری مگر گرتے ہوے اُسنے زبان سے کہا بگیر ساتھ ہی اس صدا کے عمرو بھی یونہین کھڑے
کا کھڑا رہگیا حس و حرکت جاتی رہی دست و پا بے قابو ہو گئے بیرون نے بدرہ جادو کے باندھ لیا اُدھر تو
بدرہ جادو تڑپ رہی ہی اُدھر عمرو اپنے تئین چھڑاتا ہی اور پاؤن اُٹھاتا ہی مگر جنبش نہین کھا سکتا جب پاؤن
زمین سے نہ چھوٹے تو عمرو گھبرایا اور دل مین کہنے لگا ایسا نہو کہین وہ فقیر دیکھ لے تو اور غضب ہو غرضکہ بعد
دو گھڑی کے بدرہ جادو تڑپ کر فی النار و السقر ہو گئی اندھیرا چھا گیا ہواے تند و تیز چلنے لگی صداے گیرو
بگیر آئی تلاطم عظیم برپا ہوا ادھر عمرو کے پاؤن چھوٹ گئے قید سحر سے رہا ہو گیا بعد تھوڑی کے آواز آئی کشتی مرا نام
من بدرہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی وغیرہ موقوف ہوئی اُجالا
ہوا عمرو نے دیکھا نہ وہ کوہ ہی نہ وہ راہ مسدود ہی سامنے ایک صحراے لق و دق مین ایک چھوٹا سا مکان
مثل کوٹھی کے بنا ہوا ہی اور لاش اُس ساحرہ کی خون مین غلطان پڑی ہی سامنے فقیر بیٹھا ہی عمرو فقیر کے پاس
آیا اور خنجر خون آلود تولکر پکارا انم سربرندۂ جادوگران شاہ عیاران عیار خواجۂ عمرو بن امیہ نامدار یہ دیکھکر
فقیر کانپنے لگا اور بندر کی طرح کھیسین نکال دین پھر گڑگڑا کر کہنے لگا اے خواجہ سلامت مین جادوگر نہین ہون
عمرو نے کہا اچھا تو مال بتا وہ فقیر عمرو کو اُسی مکان مین لایا عمرو جو اندر مکان کے داخل ہوا دیکھا کہ چند
خواصین اُسمین بیٹھی ہین عمرو نے اُن خواصون سے کہا بتاؤ مال بدرہ جادو کا کہان ہی اُن سب نے کہا اے
خواجہ اُسکا جو کچھ مال و متاع تھا وہ سب کارخانہ سحر کا تھا جسوقت تمنے اُسکو قتل کیا وہ سب مال جلکر خاک
سیاہ ہو گیا ہان جو اصلی مال و اسباب اُسکا ہی وہ موجود ہی آئیے ہم آپکو سب دکھاتے ہین یہ کہکر وہ خواصین
عمرو کو ساتھ لیکر گوشے گوشے مین آئین اور سارے مکان کا جو کچھ اسباب و مال اصلی تھا وہ خواجہ عمرو کو
بتا دیا عمرو نے وہ سب مال اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اُن خواصون سے پوچھا کہ عمرو بن حمزہ کہان ہی اُن خواصون
نے کہا ہم سحر نہین جانتے ہین کیا معلوم کہان ہی اگر سحر جانتے ہوتے تو بتا دیتے اُسمین سے ایک خواص
ساحرہ تھی مگر قدرے جب یہ اُسنے دیکھا عمرو سے کہا کہ پہلے تو عمرو بن حمزہ یہین تھے کل یہان سے لے جاکر
زندان سحر مین کسی اور مقام پر قید کیا ہی وہ مقام ہمکو نہین معلوم القصہ عمرو نے سر بدرہ جادو کا خنجر
سے کاٹ لیا اور دل مین کہا کہ پہلے سر بدرہ جادو کا چلکے امیر با توقیر کو دیجیے کہ اُنکو کسی قدر قرار آئے
پھر آکر عمرو بن حمزہ کی تلاش کیجیے یہ سوچ کر سر بدرہ جادو کا لیکر عمرو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور امیر
با توقیر کو لاکر سر بدرہ جادو کا دیا امیر بہت خوش ہوے اور سر اُسکا ایک درخت بلند مین لٹکا دیا لیکن

عمرو واسطے تلاش عمرو بن حمزہ کے اُسی وقت روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان عجائب نشان جانا عمرو بن اُمیہ ضمری کا تلاش مین عمرو بن حمزہ کی اور قتل کرنا بدرہ جادو کو

رہروان منازل خوف وخطر و متجسسان مراحل طلسمات حذر اس داستان اندوہ نشان کو یون سے لکھتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بصد اندوہ الم طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوے ملک زرنگار مین پہونچے ایک عورت کی شکل بنکے ہر قصر اور ہر محل مین آئے مگر کہین بدرہ جادو کا پتا نہ پایا حیران ہوکر پھر باہر آئے اور شہر مین تمام بازارون کی سیر کی ایک بساطی کی دُکان پر بیٹھ گئے ایک ایک چیز کو اُٹھا کر دیکھا اور رکھدیا اُس بساطی نے کہا کیون میان صاحب کیا لوگے کس چیز کی تلاش ہو عمرو نے کہا کچھ لینا نہین ہر فقط دیکھنا تھا اُس نے کہا تم کون ہو کہان سے آئے ہو عمرو نے کہا نوکری کی تلاش مین نکلا ہون یہ بتاؤ کہ یہان میری نوکری ہو جائیگی بساطی نے کہا میان جی یہان تو عملداری بدرہ جادو کی ہر مگر وہ آج کل لامکان مین رہتی ہر عمرو نے کہا لامکان کیسا اُس نے کہا کہ باہر شہر کے ایک صحرا مین اُس نے ایک کوٹھی بنوائی ہر اُس کو سحر سے آراستہ کیا ہر اُس کا نام لامکان رکھا ہر بالفعل وہ وہین رہا کرتی ہر ابھی سواری اس کی لامکان کی طرف گئی ہر یہ سن کر عمرو اُٹھ کھڑے ہوے اور شہر سے نکل کے راہ اُسی صحرا کی لی مگر حیران و پریشان تھے کہ اس فاحشہ نے کہان لامکان بنایا ہر غرضکہ ایک جگہ بیٹھ گئے اور پاسنے نکال کر پھینکے اور حساب لگا کر چارون طرف عقل سے دریافت کیا ایکطرف کو پتا لگا اُسی جانب چل کھڑے ہوے چلتے چلتے بعد دو روز کے ایک کوہ ملا دیکھا کہ آگے کوہ کے راہ مسدود ہر مگر ایک ٹیکرے پر دیکھا ایک منڈھی بڑی ہر اسمین ایک فقیر بیٹھا ناریل پی رہا ہر عمرو اُسکے پاس آیا اور سلام کیا اُسنے حیران ہوکر پوچھا کہ تو کون ہر اور کہان سے آیا ہر یہان تو پرندہ بھی گذر نہین کرسکتا ہر عمرو نے کہا میرا بیٹا جوان مان سے لڑ کے نکل گیا ہر اب اسکی مان نے میرا دانہ پانی حرام کیا ہر ناچار ہوکر اُسکے ڈھونڈھنے کو نکلا ہون اگر کچھ راہ خرچ ملے تو چلا جاؤن محتاج ہون ایک کوڑی پاس نہین ہر فقیر نے کہا یہ لامکان بدرہ جادو کا ہر اور مین اُس کا ملازم ہون تو ٹھہر جا بدرہ جادو کی سواری آتی ہوگی مین اُس سے کہکر کچھ تجکو دلوا دونگا عمرو وہان بیٹھ گیا کچھ باتین فقیرانہ کرنے لگا وہ فقیر حیران ہوا اور کچھ اُسکے دل مین شک گذرا کہنے لگا ای شخص کیا تو عمرو ہر کیونکہ یہ باتین تو سوائے عمرو عیار کے کوئی نہین جانتا ہر عمرو نے کہا کہ مین تو جیتا ہون آپ جیتے جی کو مارے ڈالتے ہین فقیر نے کہا تیری سمجھ مین نہین آیا ارے تو عمرو عیار ہر عمرو نے کہا شاہ صاحب نہ یار ہے نہ مددگار ہے تن تنہا ہون غرضکہ جو بات اُس فقیر نے کہی عمرو نے اصطلاحًا اُلٹا جواب دیا اور ایسے مغالطے مین اُس فقیر کو ڈالا کہ فقیر بھی چکر مین آیا آخر عاجز ہوکر کہنے لگا خیر بابا تو آج یہان رہ جا جو کچھ ہو سو ہو کل بدرہ جادو آئیگی اس سے تیرا مطلب اجرا ہو جائیگا یہ سُنکر عمرو نے جھٹ پٹ وہین بستر لگایا اور رات بھر اُس فقیر کی چلمین بھر اکیا مگر مارے ڈر کے عمرو کو شب بھر نیند نہ آئی بلکہ وہ فقیر باتین کرتے کرتے سو بھی رہا عمرو جاگا کیا صبح جو ہوئی دیکھا عمرو نے کہ ایک اژدر آتش فشان چلا آتا ہر اور اُسپر ایک ہودا زرنگار کسا ہر اور ایک کھاروے کی جھولی رکھی ہر بدرہ جادو کس مغروری سے بیٹھی ہر اور سامنے ایک ناریل جٹادھاری اور رائی سرسون کے دانے بہت سے رکھے ہین مگر اس طرف کو آتے آتے اور طرف کو بدرہ جادو پلٹ کر چلی گئی عمرو نے فقیر سے کہا

اور دوڑ کر ملکہ شمسہ بانو سے کہا آپ کی بڑی بہن بدرہ جادو تشریف لائی ہین یہ دونون مسند پر جدا جدا ہو بیٹھے
جب بدرہ جادو سامنے آئی عمرو بن حمزہ سے سلام کیا یہ تو اپنے بھائی کا دشمن سمجھ کر آئی تھی کہ عمرو بن حمزہ
کو قتل کرونگی اب جو صورت بے نظیر بہتر از جمال مہر منیر عمرو بن حمزہ کی دیکھی ہزار جان سے عاشق شیفتہ
و فریفتہ ہو گئی اور محبت آمیز باتین کرنے لگی عمرو بن حمزہ تو بزرگانہ کلام آپ اور جناب اور قبلہ و کعبہ
کہکے کرتے تھے اور وہ کہتی تھی صاحب قبلہ اور کوئی ہوگا اور کعبہ کسی کو نہ بنائیے آپ جناب کرکے نہ باتین
کیجیے مین آپ کی خادم عاشق زار ہون اور صاحب آپ سے کچھ مجھے علیحدہ کہنا ہی ذرا اٹھیے میرے ساتھ
چلیے یہ سنکر عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے بدرہ جادو اپنے ہمراہ لیکر باہر آئی اور باتین عاشقانہ کرتی ہوئی
چلی جب اپنے مکان مین عمرو بن حمزہ کو لائی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی اور کہا ای پسر حمزہ مجکو اپنی
کنیزی مین قبول کیجیے عمرو بن حمزہ نے انکار کیا بدرہ جادو نے کمرے مین لاکر عمرو بن حمزہ کا تیغ سحر
سے سر کاٹ لیا اور چھوڑ کر چلی گئی یہان جو پانچ چار گھڑی کا عرصہ ہوا ملکہ شمسہ بانو کا عجب حال ہوگیا
لوگون سے کہنے لگی وہ لگانہ اپنے ہمراہ تو عمرو بن حمزہ کو لیگئی ہی دیکھیے کیا سلوک کرتی ہی غرضکہ شمسہ بانو
یہانتک مضطر و بیقرار ہوئی کہ خواصون کو ساتھ لیکر بدرہ جادو کے مکان پر آئی دیکھا کہ بارہ دری کے پردے
چھوٹے ہوئے ہین اور اندھیرا ہی آخر تاب نہ آئی پردہ اٹھا کے جو دیکھا اندھیرے مین کچھ نہ معلوم ہوا دل کو تو
آتش عشق جلا رہی تھی بیساختہ پکار اٹھی کہ ای عمرو بن حمزہ اگر زندہ ہو تو آواز اپنی اسدم سنا دو کچھ جواب ملا
اندر جو آئی تو ایک جگہ پانون ملکہ کا خون کے تھالے مین پڑ گیا جب تو رو رو کر پکاری ارے صاحبو جلد
روشنی لاؤ روشنی جو خواصین لائین دیکھا سر عمرو بن حمزہ یونانی کا علیحدہ کٹا پڑا ہی لاش خون مین غلطان
جدا ہی ملکہ شمسہ بانو یہ دیکھ کر پیٹنے لگی اور سیاہ پوش ہو کر تابوت مین لاشہ عمرو بن حمزہ مع سر بریدہ رکھکر
کابل مین حور رخ کے پاس آئی جب حور رخ نے لاش عمرو بن حمزہ کی خون مین آغشتہ دیکھی ہائے کہکے
لاش پر گری اور مان عمرو بن حمزہ کی ایسا روئی اور پیٹی کہ قریب مرگ ہو گئی تمام محل مین کہرام برپا ہو گیا
ہر ایک کی زبان پر ہائے عمرو بن حمزہ تھا ملکہ گلشن آرا نے کہا کہ تابوت میرے پیارے فرزند لاڈلے
کڑیل جوان کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پاس لیچلو اور مین اُنسے کہونگی یا امیر آپ مسیحائے زمان ہین میرے
فرزند جگر گوشہ اور اپنے ہمشکل عمرو بن حمزہ کو جلا دیجیے غرضکہ بیچ مین تابوت اور گرد تمام لشکر مع خادمان
محل کے سیاہ پوش ہو کر امیر باتوقیر کے پاس آئے یہ خبر امیر کو ہوئی اسقدر امیر روئے کہ بصارت مین
امیر کی فرق آگیا پھر بزرجمہر کے بیٹون کو بلا کر پوچھا کہ حال عمرو بن حمزہ کا دریافت کرو انھون نے
اُسی وقت زائچہ کھینچ کے ستارون کا ملان کیا جب نگاہ خانۂ حیات پر پڑی معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ زندہ
ہین انھون نے عرض کیا ای امیر باتوقیر پروردگار عالم آپکا کلیجا ٹھنڈا رکھے اور خانہ روشنی نور عین
فرزند جگر بند سے منور رہے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا خانۂ حیات باقی ہی مگر عجائبات طلسم مین پھنسے ہین
کسی ساحرہ نے بزور تیغ سحر سر کاٹ کے ظاہر مین دکھایا ہی آپ خاطر جمع رکھیے اپنے دل کو سنبھالیے
انشاء اللہ تعالے شاہزادہ پھر آکے آپ سے ملیگا پھر عمرو بن امیہ ضمری نے امیر باتوقیر سے کہا یا امیر آپ
کھانا نوش کیجیے دل کو بہلائیے مین جاکر بدرہ جادو کا سر کاٹے لاتا ہون اور عمرو بن حمزہ کا بھی پتا
لگاتا ہون بڑی مشکل سے اور سب کے سمجھانے سے امیر نے تیسرے دن قدرے غذا نوش کی اور

اور تمہارا ملک تمکو دلوا دون یہ سنکر زوبین نے کہا ای بہن سچ ہی مگر یہ نہین ہو سکتا کہ ہم عمرو بن حمزہ سے کہین کہ
تم قصور ہمارا معاف کرو اور مسلمان تو ہم ضرور ہونگے مگر یہان سے جا کر پھر آئینگے تو مسلمان ہونگے اگر تجھسے ہو سکے
تو دو تلوارین ہمکو لادے تو ہم یہان سے چلے جائین اور جس طرح جی چاہتا ہی اُسی طرح آکے مسلمان ہون یہ سُن کر
حور رخ کو بھائیون کی محبت آگئی نیچے اُترکے آئی دو تلوارین عمرو بن حمزہ کی رکھی تھین وہ اپنے بھائیون کو لا کر
دیدین بہزان نے تلوار کو میان سے کھینچا اور بالا ہو کو دیکھنے لگا زوبین نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ حور رُخ
کو مارا اگر دیوار حائل نہوتی اور حور رخ بیٹھہ نہ جاتی تو اُسی وقت کام تمام تھا حور رُخ تو چیخ مار کے بھاگی اور
زوبین و بہزان نے تلوار سے کیلین بیڑیون کی کاٹین اور قید خانے سے چلے آدمیون کو زخمی کر کے کوٹھے
پر سے کود کر نکل گئے ادھر عرضی عمرو بن حمزہ کی امیر بانو قیر کو پہونچی یہ مضمون نامہ پڑھ کر بہت غصہ آیا کہ آپ کے
دشمنون کو مین نے قید کیا حکم کیا کہ میرے لشکر مین اُس ملعون کا کوئی نام نہ لے بعد اُسکے دوسری عرضی اور
امیر کو پہونچی کہ آپ کے یہان پوتا پیدا ہوا ہی اُسکا نام رکھیے امیر بانو قیر نے کچھ جواب نہ لکھا القصہ یہان عمرو بن
حمزہ سے لوگون نے آکر بیان کیا کہ زوبین و بہزان کئی آدمیون کو زخمی کر کے قید خانے سے بھاگ گئے نہین
معلوم اُنکو کسنے تلوارین لا دین عمرو بن حمزہ محل مین آئے اور حور رُخ سے حال بیان کیا حور رخ قدمون
پر گر پڑی کہا ای شہریار یہ خطا مجھسے ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا تمنے برا کیا امیر بانو قیر کو ان دونون کے قید ہونے کا
حال لکھ چکا ہون اگر اُنھون نے طلب کیا تو کیا جواب لکھونگا عمرو بن حمزہ یہ کہکر محل سے باہر آئے
اور مرکب صبا رفتار کو طلب کیا اور لوگون کو چہار طرف دوڑایا اور خود سوار ہو کر تلاش مین اُن دونون کی چلے غرضکہ
آتے آتے شہر زرنگار مین پہونچے کہ جہان بہزاد بن تحسینہ کے ہاتھ سے آپ قید ہوے تھے عمرو
بن حمزہ نے وہان پہونچ کے دیکھا کہ ایک محل ہی اور چلمن پڑی ہی اندر چلمن کے شمسہ بانو منجھلی بہن حور رُخ
کی بیٹھی ہی اور نرگس آرا اور جہان آرا وغیرہ یہ سب خواصین سامنے کھڑی ہین جیسے ہی نگاہ ملکہ شمسہ بانو
کی عمرو بن حمزہ پر پڑی تیر عشق کا جگر کے پار ہو گیا نرگس آرا نے کہا ای بی بی تمنے انکو پہچانا یہ تمہارے
بہنوئی ملکہ حور رخ کے شوہر ہین یہ سنکر ملکہ نے نرگس آرا سے کہا بلا لے نرگس آرا نے چلمن اُٹھائی اور
کہا ای شہریار یہان آئیے یہ تو آپ کا گھر ہی یہ ملکہ شمسہ بانو حور رخ کی منجھلی بہن ہی عمرو بن حمزہ یہ سُن کر
اندر آئے اور یہ بھی دیکھتے ہی شمسہ بانو پر عاشق ہو گئے ملکہ نے ہاتھ پکڑ کر ناز و ادا سے مسند پر بٹھا لیا اور
کہا ای شہریار آپ کہان تشریف لائے عمرو بن حمزہ نے کہا مین بہزان و زوبین کی تلاش مین آیا ہون ملکہ
نے کہا کل تو آئے تھے کیا معلوم تھا نہین اور وہ کہین جیرا تو شام ہوئی حضور آرام فرمائین کل دیکھا جائیگا
پھر مجلا بیان شراب کی اور قابین کباب کی منگا کر سامنے عمرو بن حمزہ کے رکھین اور کہا یہ بادۂ عیش ہی کوئی
جام نوش فرمائیے عمرو بن حمزہ نے کہا مجکو تامل ہی ملکہ نے کہا کس وجہ سے آپکو تامل ہی شاہزادے نے
کہا اگر کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ شمسہ بانو نے کلمہ پڑھا اور دین اسلام قبول کیا از سر صدق مسلمان
ہوئی اب دور شراب چلنے لگا جب نشہ ہوا پردہ حجاب کا درمیان سے اُٹھ گیا بوس و کنار ہونے لگا جب
پہر رات آئی ہاتھ پکڑ کے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا کمرے مین لائی وہان مسند عیش پر بیٹھی ناچ ہونے لگا
جب دو پہر رات آئی بدرہ جادو بڑی بہن ملکہ شمسہ بانو کی آئی اور پکارا کہ دروازہ کھولدو محلدار نے
تامل کیا بدرہ جادو خفا ہونے لگی کہ آج کیا ماجرا ہی جو دروازہ بند ہی محلدار نے مجبور ہو کر دروازہ کھولدیا

بسر و چشم عمرو بن حمزہ نے فرخ کے کان میں چپکے سے کہا کہ دوسرا گھوڑا لا فرخ گیا اور دوسرا گھوڑا مع ساز و یراق جواہر نگار کے لاکر در بارگاہ پر حاضر کیا یہان جلسہ عیش و عشرت بعد آب و طعام کے مہیا ہوا دو پہر رات تک صحبت شراب و کباب تا ناچ رنگ رہی بعد دو پہر رات کے عمرو بن حمزہ علمشاہ سے رخصت ہو کر اسپ کو ساتھ لیے ہوے چلے اور محل مین داخل ہوے دوسرے دن علمشاہ کی دعوت کا سامان کیا طرح طرح کے کھانے تیار کرائے علمشاہ نے مع لشکر آکر دعوت کھائی بعد فراغت طعام عمرو بن حمزہ علمشاہ کو بارگاہ مین لائے دنگل طلسمی دیکھ کر بہت تعریف کی عمرو بن حمزہ نے اُسی وقت علمشاہ کو دنگل دیدیا علمشاہ اُسی دنگل پر متمکن ہوے عمرو بن حمزہ نے علمشاہ سے کہا ای برادر من اب لات و منات کی پرستش چھوڑ دو اور خداے بزرگ خالق آسمان و زمین کو برحق جانو کہ وہ پیدا کرنیوالا کل مخلوقات کا ہی اور وحدہ لاشریک ہی علمشاہ نے کہا ای برادر صاحب ہمارے آپکے ایک روز کشتی ہو جائے اگر آپ مجکو زیر کرینگے تو مین آپکا دین قبول کرونگا یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے اکھاڑا تیار کرایا اور علمشاہ و عمرو بن حمزہ دونون اکھاڑے مین اُترے اور کشتی ہونے لگی کوئی پہر بھر کشتی ہوئی تھی کہ فرخ نے آکر عمرو بن حمزہ کے کان مین کچھ چپکے سے کہا عمرو بن حمزہ ایسے خوش ہوے کہ مثل گل نوشگفتہ وہ غنچہ سے لب نازک کھل گئے اور ہنسنے لگے علمشاہ ٹھہر گئے اور کہا ای برادر صاحب ہم بھی سُنین تمکو کیا خوشی ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا کچھ نہین علمشاہ نے کہا جبتک آپ نہ بیان کیجیے گا مین ہرگز زور نہ کرونگا آپ بیان تو فرمایئے کہ ہم بھی خوش ہون عمرو بن حمزہ مجبور ہوے اور کہا ای برادر ابھی میری زوجہ کے یہان لڑکا پیدا ہوا ہی علمشاہ یہ سُنتے ہی نہایت خوش ہوے اور عمرو بن حمزہ کو چھوڑ دیا اور کہا ای برادر ہمارے تمہارے پھر امتحان ہوگا اب یہ وقت خوشی کا ہی لڑنا نہ چاہیے ای برادر صاحب ایک عرض میری قبول کیجیے اگر آپکو ناگوار خاطر نہو تو بیان کرون عمرو بن حمزہ نے کہا ای برادر کہو کیا کہتے ہو علمشاہ نے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ مین آپکے فرزند ارجمند کو اپنا فرزند کرون اور چھٹی وغیرہ بھی مین ہی کرونگا عمرو بن حمزہ یہ سنکے بہت خوش ہوے اور کہا ای برادر یہ فرزند مین نے تمھین کو دیا تم کو اختیار ہی جو چاہو کرو

اب دو کلمے داستان سعد کوفی نور عین عمرو بن حمزہ کو علمشاہ رومی کو فرزندی مین لینا اور چھٹی وغیرہ بڑی دھوم سے کرنا

شادی کنندگان جلسۂ عیش و نشاط و مسرت نمایان صحبت شادی و انبساط اس داستان فرحت نشان کو قلم شاخ نخل گلستان فرحت و سرور سے تختۂ بہار تر و تازہ پر حروف مشجری کے یون گلچینی کرتے ہین کہ جب علمشاہ رومی نے فرزند جگر بند حمزۂ یونانی مسمی سلطان سعد کو اپنا بیٹا کیا بڑی دھوم سے چھٹی کا سامان کیا اپنے لشکر سے تا لشکر عمرو بن حمزہ سب کو جوڑے زرق و برق تقسیم کیے اور وہان سے یہان تک سات روز برابر روشنی کرائی اور جلسہ گاہ رقص جا بجا معین کیا نوبتین ہر ہر مقام پر رکھوائین کھانے نایاب عمدہ عمدہ تمامی شہر کو روز تقسیم کرائے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کی ایک ہفتہ علمشاہ وہین رہے بعد اُس کے علمشاہ قیصر کی طرف روانہ ہوے یہان عمرو بن حمزہ رات دن عیش و عشرت کرنے لگے حور رخ کا جو دم گھبرایا اپنے محل کے بالاخانے پر چڑھی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر جو نیچے جھک کر دیکھا تو ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی زیر دیوار محل قید مین جب اُن دونون نے اپنی بہن کو دیکھا شرمندہ ہو کر حیا سے سر جھکا لیا حور رخ نے اپنے بھائیون کو دیکھ کر سلام کیا اور کہا ای برادر و یہ کیا تمھاری شامت ہی کہ مسلمان نہین ہوتے اور قید رہنا گوارا ہی اگر اب بھی دین اسلام قبول کرو تو مین عمرو بن حمزہ سے سفارش کر کے تمہارا قصور معاف کرا دون

ایکایک علمشاہ مع مرکب بارگاہ مین گھس آئے جسنے قصد روکنے کا کیا اُسکو جھڑک دیا بہت سے گھوڑے کی جھپٹ مین آکر گر پڑے علمشاہ نے بارگاہ مین آکر للکارا کہ تم مین سے عمرو بن حمزہ کون ہی لہراسپ نے کہا منم پسر حمزہ یہ کہکر اُٹھا اور ایک تلوار علمشاہ پر ماری علمشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی اور بزبردست تمام کر لہراسپ کو اُٹھا لیا اب جو کوئی پہلوان تکر تلوار مارتا تھا علمشاہ لہراسپ کو سامنے کر دیتے تھے اللہ ری جرأت وطاقت اسیطرح علمشاہ لہراسپ کو ایک ہاتھ مین اُٹھائے ہوے بارگاہ سے باہر نکلے اور سات کوس تک برابر یونہین چلے آئے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوے ستون بارگاہ سے باندھکر لوگون سے کہا مین پسر حمزہ کو پکڑ لایا سب علمشاہ کی تعریفین کرنے لگے خادم گرد پھرنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا ای پسر حمزہ اس دن کی تجھکو خبر تھی یا نہین جو تو نے میرے پدر بزرگوار قیصر سے بے ادبی کی اُسکی سزا یہ ہی لہراسپ نے کہا کہ ای علمشاہ مین اسوقت نشہ مین تھا میرے منہ سے یہ کلمہ نکل گیا منم پسر حمزہ مین تو ادنے غلام اُسکا ہون میرا نام لہراسپ ہی عمرو بن حمزہ مین نہین ہون علمشاہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا لو صاحب یہ پسر حمزہ نہین ہی علمشاہ کی ہنسی پر سب ہنسنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا ای پسر حمزہ تو کیون ڈر کر اپنے کو چھپاتا ہی تجھے کوئی قتل نہ کریگا بلکہ مین تیری سفارش قیصر سے کرونگا اب لہراسپ کو سب سردار چھیڑ چھیڑ کر ہنسنے لگے ہین آؤ لوگون غلام پسر حمزہ کی زیارت کر لو ایسا غلام کبھی نہ دیکھا ہوگا لہراسپ کھسیانہ ہو کر تنگ ہو رہا ہی اور جان سے بیزار ہو کر کہتا ہی ای علمشاہ تمکو میری بات کا یقین نہین آتا اور مذاقیہ کلام کرتے ہو مین جسکا ملازم ہون وہ کشندہ مشکل جادو ہی اور طلسم نارنج کو اُسی نے فتح کیا ہی خیر تم لوگ میرا کہنا نہین مانتے کوئی دم مین آپ ہی کھل جائیگا جو لہراسپ کہتا ہی اور پسر حمزہ ہونیکا عذر کرتا ہی سب بارگاہ علمشاہ مین قہقہے لگاتے ہین اسی مذاق و دل لگی مین صبح ہو گئی یہان عمرو بن حمزہ جو بارگاہ مین آئے فرخ نے عرض کیا ای شہریار رات کو علمشاہ تنہا آئے تھے اور لہراسپ کو اُٹھا کر اپنی بارگاہ مین لیے چلے گئے عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ بالکل تنہا تھا فرخ نے کہا ای شہریار چاکر تک ساتھ نہ تھا اُسیوقت عمرو بن حمزہ نے مرکب طلب کیا اور کہا خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے ورنہ مین بہت بری طرح پیش آؤنگا یہ کہکر مرکب پر سوار ہوے اور علمشاہ کیطرف گھوڑا اڑا دیا جب لشکر علمشاہ مین آئے لوگون نے جانا کوئی ملازم ہوگا جب دروازہ بارگاہ پر پہونچے چاہا مع مرکب بارگاہ مین سما جائین لوگون نے روکا پسر حمزہ نے گھوڑے کو گدگدایا بہت سے جھپٹ مین آکر گر پڑے سیارہ نے دوڑکر علمشاہ سے کہا ای شہریار پسر حمزہ مع مرکب بارگاہ مین آگیا علمشاہ یہ سنتے ہی دنگل سے اُٹھے لہراسپ نے خوش ہو کر کہا میری بات کا نہ یقین آتا تھا اب تو میرا کہنا سچ ہوا علمشاہ دروازے تک نہ پہونچے تھے کہ عمرو بن حمزہ داخل بارگاہ ہوے نگاہ جو علمشاہ کی عمرو بن حمزہ پر پڑی خون نے جوش مارا دلمین محبت برادری کی پیدا ہوئی سر سے پا تک دیکھا اور شاد ہوے جھککر سلام کیا عمرو بن حمزہ نے جو یہ کیفیت علمشاہ کی دیکھی جواب سلام دیا علمشاہ نے تعریف کی کہ کیا مرکب ہی اور کیا راکب ہی خیر اُتریے اور تشریف لائیے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین اپنے مطلب کو آیا ہون علمشاہ نے کہا مجھے معلوم ہی وہ حاضر ہی اور لوگون سے کہا کہ جلد لہراسپ کو کھول دو لوگون نے آکر لہراسپ کو کھولدیا لہراسپ نے کہا اب کیون مجھے کھولتے ہو اب نہ رہا کرو تو جانون علمشاہ نے کہا اب آپ اُتریے تشریف فرما ہوجیے عمرو بن حمزہ گھوڑے سے کود پڑے اور علمشاہ سے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تھم لیجیے علمشاہ نے کہا بہت خوب عنایت آپ کی آپ تو میرے بزرگ ہین مین تو آپکا خورد ہون عمرو بن حمزہ نے وہ گھوڑا اور زرہ طلسمی اُتار کر سیارہ کو دی اور کہا کہ گھوڑا اپنے اصطبل مین جاکر باندھدے اور زرہ سلحہ خانہ مین رکھدے علمشاہ نے یہ شفقت دیکھکر مجرا کیا اور اپنے دنگل پر بٹھایا کہ لہراسپ آیا اور عمرو بن حمزہ کو آداب بجالایا اور علمشاہ سے کہا او پسر قیصر کیون اب تیرے وضو شکست ہو گئے عمرو بن حمزہ نے جھڑکدیا کہ چپ رہ علمشاہ مسکرانے لگے ایسی محبت آمیز باتین قیصر و حمزہ صاحبقران کی دونون مین ہونے لگین علمشاہ نے کہا اب مین بغیر کھانا کھلائے آپکو نہ جانے دونگا عمرو بن حمزہ نے کہا اگر تم بھی میری دعوت قبول کرو تو کیا مضائقہ ہی علمشاہ نے کہا

نگہبانون نے تکرار ہونے لگی کہ سامنے سے عمرو بن حمزہ بھی گھوڑا دوڑا کر دروازہ مین گھس آئے لوگ اُٹھنے آمادۂ فساد ہونے
لگے اتنے مین دسون سوار بھی اندر چلے آئے عمرو بن حمزہ نے نعرہ تو وہ شگاف کیا شعر منم فخر منجا عان وبہ از گرد یلان ہاشم
کہ نام امیر حمزۂ صاحبقران ہاشم ٭ صدائے شیر بیشۂ صاحبقران سنتے ہی سب نے پہچانا دروازہ چھوڑ کر بھاگے
پیادون سے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ اور لہراسپ نے کشتون کے پشتے لگا دیئے اب ہزارون کابلی برابر گھٹا کیطرح
امنڈ کے آنے لگے تلوار دونی بجلیان چمکین بعد چار گھڑی کے عمرو بن حمزہ کی فوج قلعہ مین دھنس پڑی اب کابلی زخمی ہو کر
گرتے اور بھاگتے ہین عمرو بن حمزہ لیئے نہین تلوارین مارتے ہوئے فوج کے ریلے پسپا کرتے ہوئے بارگاہ ژوپین پر آگئے
مع گھوڑے سے اندر چلے لوگون نے روکا کسی کو قبضہ مارا کسی کو تلوار ماری بہت سے گھوڑے کی جھپٹ مین آکر گر پڑے غرضکہ عمرو
بن حمزہ مرکب پر سوار یونہین بارگاہ ژوپین و بیژن مین آئے اُن دونون نے جو دیکھا کہا ارے انکو روکتے نہین ہو اسکو
جلدی مارلو لوگ گرد آگئے اب بارگاہ بلوار چلنے لگی بیژن آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ پر وار تلوار کا کیا عمرو بن حمزہ نے
خالی دیکر بند دست تھام کر اُٹھا لیا برابر ہی جھپٹ کر ژوپین نے بھی تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے بیژن پر وہ تلوار روکی اور
بیژن کو ژوپین پر کھینچ مارا دونون گردبرد ہو کر نیچے گرے کابلی دوڑ پڑے عمرو بن حمزہ اور لہراسپ وغیرہ نے وہان بھی
کشتونکے پشتارے باندھ دیئے اور صدہا کابلیون نے جان اپنی دیکر چاہا کہ انکو اُٹھا لیجائین عمرو بن حمزہ نے فرخ کو اشارہ
کیا فرخ نے حلقے کمند کے دونون کو مار کر پکڑ لیا اب چہار طرف الامان الامان کا غل ہوا عمرو بن حمزہ نے امان دی اور ژوپین
و بیژن کو قید کیا آپ بارگاہ مین بیٹھے اور حوررخ کو تلاش کیا لوگون نے کہا وہ تو کئی روز سے غائب ہے ژوپین نے بہت تلاش کیا
لیکن پتا نہ لگا یہ سنکر عمرو بن حمزہ کو بڑا صدمہ ہوا مگر جب حوررخ بھاگی تھی تو بہرام گوہر فروش کے پاس پہونچی حوررخ نے بہرام
سے کہا تھا ای بابا جان جب میرا وارث آئیگا تمسے بہت سلوک کریگا اب جو خبر بہرام کو ہوئی در دولت پر حاضر ہوا اور لوگون سے
کہا میری خبر کرو لوگون نے جا کر عمرو بن حمزہ سے کہا حکم دیا کہ بلا لو بہرام گوہر فروش کو لوگون نے اندر بارگاہ کے بلا لیا
بہرام نے آکر مجرا کیا اور حوررخ کا سارا حال بیان کیا عمرو بن حمزہ نے بہرام کو بڑے اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور خلعت ادا
کی اور محافہ بھیجکر حوررخ کو بلوا لیا اب عمرو بن حمزہ شب کو تو محل مین رہتے ہین اور صبح کو بارگاہ مین آکر جلوہ افروز ہوتے ہین
اور تمام فوج انکی باہر قلعے کے ہے ایک روز عمرو بن حمزہ بارگاہ مین جلوہ آرا تھے اور گرد تمام سردار و پہلوان مع لہراسپ
وغیرہ دنگلون پر بیٹھے تھے کہ آکر ہرکارے نے خبر دی کہ کوئی زنانی سواری دربارگاہ پر آئی ہے عمرو بن حمزہ نے محلدار کو بلوا کر
دریافت کیا محلدار نے چپکے سے آکر کان مین عمرو بن حمزہ کے کہا ای شہریار آپکی والدۂ ماجدہ ملکہ گلشن آرا یونان سے بھاگ
آئی ہین علمشاہ نے انکو نکالدیا ہے وہ اپنی بہو کے پاس آئی ہین عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کہ سواری محل مین اتروا دو غرضکہ مان
عمرو بن حمزہ کی بہو کے پاس رہنے لگی ادھر عمرو بن حمزہ نے حال بیژن اور ژوپین کا امیر کو لکھا کہ مین نے آپکے دشمنون کو
قید کیا ہے اور بفضل ایزدی سارا قلعہ کابل کا لے لیا عمرو بن حمزہ نے نامہ امیر کے پاس روانہ کیا دوسرے روز ہرکارے نے
خبر دی کہ علمشاہ بیٹا قیصر کا آیا ہے اور یہان سے سات کوس پر خیمہ برپا کیا ہے سات لاکھ سوار جرار اُسکے ہمراہ ہین ادھر یہان
جب علمشاہ اُتر چکے اور خیمے برپا ہو چکے نامہ قیصر کا علمشاہ کے پاس پہونچا ای فرزند جسطرح سے ممکن ہو عمرو بن حمزہ کو میرے
پاس باندھکر بھیجدو کہ مین اپنے رمنے مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا وہ مع گھوڑے اندر چلا آیا کئی آدمی مار ڈالے اور بہت سے
آہوان خوش انداز وطرحدار کو شکار کیا یہ دیکھکر مجکو نہایت صدمہ ہوا اور نشہ ہرن ہو گیا علمشاہ کو نامہ پڑھتے ہی غصہ آگیا اور
مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر یکہ و تنہا واسطے گرفتاری عمرو بن حمزہ کے اپنے لشکر سے چلے قلعہ کابل تک آتے آتے رات ہو گئی
عمرو بن حمزہ بارگاہ سے حوررخ کے پاس جا چکے تھے اور لہراسپ بارگاہ مین مع پہلوانون کے شراب پی رہا تھا اور ناچ ہو رہا تھا

یہ عرضی جو خدمت مین امیر کے پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مشکل ہی کہ مان کا تو وہ حال اور ناموس کا یہ حال ہر طرحسے ذلت ہی
یہ کہکر پہلے جو بر فرخ کو بچانے چلے کہ وہ حملسے تھی اور کہنے لگے ایہا الناس ژوبین اسکو مار ڈالیگا یہ سوچکر امیر سے سات لاکھ
سوار لیے اور اپنے سوار نارنجی پوش مع بارگاہ نارنجی کے لیکر کوچ کیا پہلے راہ مین شہر روم ملا اور ایک آہو دیکھا اُسپر گھوڑا
ڈالا وہ آہو جو بھاگا تو ایک باغ مین کہ چند قدم پر تھا اُسمین دیوار پھاند کے چلا گیا عمرو بن حمزہ نے بھی گھوڑے کو کدایا
مرکب صبا رفتار بھی دیوار باغ پھاند گیا اندر اُس باغ کے جو آکر دیکھا کہ رمنہ ہی اور صدہا آہو پھرتے ہین یہ دیکھا عمرو بن
حمزہ نے آہوون کو شکار کرنا شروع کیا بہت سے آہو مار ڈالے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ رمنہ قیصر کا ہی اور بیچ مین اُس
باغ کے ایک بارہ دری ہی اُسمین قیصر بیٹھا ہوا شرابخواری کر رہا ہی اُسنے جو یہ حال دیکھا اپنے لوگونسے کہا کہ یہ کون بیادب
ہی جو ایسی حرکت نالائق کرتا ہی اسکو ہمارے پاس بلا لاؤ لوگون نے آکر منع کیا اور کہا تمکو ہمارا بادشاہ قیصر شاہ بلاتا ہی
عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مین تمہارے بادشاہ کا نوکر ہون میرا آہو یہان دیوار پھاند کر چلا آیا تھا اُسکو مین نے شکار کیا یہ
سنکر قیصر نے کہا اُسکو پکڑ لاؤ ایک شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ پاؤن انکا پکڑکر گھوڑے پر سے کھینچ لے عمرو بن حمزہ نے ایک
قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا وہ تڑپکر گرا اور مر گیا یہ دیکھتے ہی اور لوگ دوڑ پڑے عمرو بن حمزہ نے جو گھوڑے
کو گدگدایا وہ مثل غزال رمیدہ کے طرارہ بھر کر باغ کے اُس پار ہو گیا جب تک لوگ دروازے سے آئین عمرو بن حمزہ
اپنے لشکر مین پہونچ گئے پہلے قیصر نے جب نام انکا دریافت کیا تھا تو انھون نے کہا تھا کہ مین بیٹا حمزہ صاحبقران
کا ہون غرضکہ لوگ تلاش کرکے چلے آئے اور قیصر سے کہا اُسکا پتا نہین لگا کیا معلوم کون شخص تھا قیصر نے علمشاہ کو نامہ
لکھا کہ میرے باغ کے رمنہ مین امیر با توقیر کا بیٹا عمرو بن حمزہ آیا تھا اور میرے سامنے اُسنے بے ادبی کی کہ صدہا
آہوے طرحدار کہ جنکو مین دلسے عزیز رکھتا تھا اُنکو شکار کر گیا جسطرحسے ہو سکے اُسکو زندہ پکڑکے میرے پاس بھیجدو
عیار نامہ قیصر کا لیکر علمشاہ کے پاس آیا علمشاہ نے نامہ پڑھکر کابل کیطرف کوچ کیا اور عمرو بن حمزہ جو چلے تو راہ مین فرخ
نے کہا ای شہریار جسطرحسے مین کہون اُسطرحسے آپ چلین اور یہ تو آپ جانتے ہین کہ نو مہینے امیر قلعۂ کابل کو گھیرے
ہوئے پڑے رہے اور کچھ نہوا اگر عمرو نہ عیاری کرتے تو قلعہ ہرگز ہاتھ نہ آتا اب آپ تنہا چلیے الغرض عمرو بن حمزہ نے
تمام اپنے لشکر کو تو کمینگاہ مین کوہ کی بٹھایا اور دس سوار مع لہراسپ وغیرہ ہمراہ اپنے لیکر فرخ کے ساتھ ایکطرف کو قلعہ
کے حوالی مین آئے وہان ژوبین کا حکم تھا کہ صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلے اور شام کو بند ہوا کرے اور جو کوئی آئے اُسکو دیکھ
بھال کے اور بہت ہوشیاری کے ساتھ شناخت کرکے آنے دیا کرو چنانچہ نمک والے زیادہ آتے جاتے تھے اب کوئی چار گھڑی
دن چڑھا ہوگا ایک نمک والا اپنا بیل لیے ہوے قلعہ سے نکلا فرخ نے اُسکو دیکھکے عمرو بن حمزہ سے کہا اک
شہریار آپ ذرا علیحدہ ٹھہرلیے یہ کہکر فرخ چلا وہ بیل والا بیل کو چھوڑکر نالے مین اُتر گیا اور ایک جگہ پر پیشاب کرنے کو
بیٹھا فرخ نے پیچھے آکر اُسکو ایک حباب بیہوشی مارا وہ بیل والا بیہوش ہوکر گرا فرخ نے اُسکی مشکین باندھکر ایک گوشہ مین
ڈالدیا اور آپ اُسکی شکل بنکے بیل اُسکا لیکر دروازۂ قلعہ پر آیا اور کہا کہ دوران سر مجکو ہونے لگا سر میرا پھٹا جاتا ہی
ذرا ٹھہر بھی جاؤن اور ایک کام اور بھی ہی وہ کرلونگا نگہبانون نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا وہی قدیم نمکخوار بیل والا جو ابھی
ادھر سے گیا تھا نگہبانون نے کہا کیون پلٹ آیا بیل والے نے کہا ایک سر پرانے لگا دوسرے یہ کہ جہان مین
اُترا ہوا تھا وہان طاق پر دس روپیے اور کچھ بھولکر چلا آیا ہون جلدی سے دروازہ کھولدو ایسا نہو کہ کوئی اوٹھا لے
جب نگہبان آپسمین مشورہ کرنے لگے کہ ہی تو وہی آواز مین فرق معلوم ہوتا ہی فرخ نے جو یہ سُنا ایک دروازے کو
دھکا دیا دروازہ چوپٹ کھل گیا نگہبانون نے کہا تو نے دروازے کو دھکا کیون مارا اتنی بات پر فرخ سے اور

چاہیے کہ ایسا مہر جمال ماہ تمثال اللہ کا عنایت ہوا تو باہر جا کے اب تو مین سلامی کی چھڑوا ئین زچہ خانہ بنا کر بیٹھونگی
اور دھوم سے چھٹی کرونگی اور تارے دیکھونگی کیونکہ یہ امیر حمزۂ صاحبقران کا فرزند ہی جو اسکو دیکھیگا بہت
مسرور ہوگا قیصر روم نے بوجب صورت اس مولود صاحب حشمت وجود کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور بعجلت
باہر آکر سلامی کا حکم دیا اور سب مین مشہور کیا کہ میرے یہان بیٹا پیدا ہوا لوگون نے مبارک سلامت کی دھوم
مچائی ناچ رنگ ہونے لگا اور قیصر نے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کا سامان کیا تمام ارکین دولت و حشمت
اور لشکر اور تمام رعایا کو علی قدر مراتب جوڑے تقسیم کیے اور روز پیدایش سے چھٹی اور زمانہ چھٹی سے بڑے چلہ تک
یعنی چالیس روز تمام شہر مین آئینہ بندی اور ہر قسم کی آراستگی کی اور گلی گلی نوبتخانے رکھوا دیے اور ہر مکان پر
جلسۂ رقص و سرود رات دن ہوا کیا اور دونون وقت خوانہاے طعام لذیذ و عمدہ و اشیاے نادرہ ملازم
و غیر ملازم سب کے گھرون پر بھیجے اور چھٹی تو اس اہتمام اور دھوم دھام سے قیصر روم نے کی کہ امیر
حمزۂ صاحبقران بھی کرتے تو اس سے بڑھ کر نہ کرتے لیکن دودھ ملکہ رابعہ اطلس پوش سے پلوایا مثل دایہ
کے رکھا جب دودھ بڑھ چکا قیصر نے ملکہ رابعہ اور رشیدہ وزیرزادی کو قدوس رومی کے پاس
قید کیا اور اس مولود کا نام علم شاہ رومی رکھا ہر فن کے استاد و معلم کاملین نوکر رکھے نیزہ بازی
اور تیر اندازی اور شمشیر زنی وغیرہ اور جو کچھ فن سپہ گری اور کشتی کے ہین سب سکھائے اور بارہ ہزار لڑکے
انکے ہمسن نوکر رکھدیے وہ ساتھ ساتھ شہزادے کے رہنے لگے جب ان کا سن بارہ برس کا ہوا تو ایک روز
دربار قیصر روم مین علم شاہ رومی بیٹھے تھے کہ ایک فیل مست سپید رنگ چھوٹ گیا اور شہر مین بہت سے لوگونکو
مار کے دربار مین آیا قیصر روم تو ڈر کے مارے تخت پر سے کود کر کمرے مین بھاگ گیا اور قاسیر بن قہرمان
بھی بھاگ کے چلا گیا اور سب اپنی جان بچا کر بھاگے لیکن علم شاہ کھڑے رہے جب تو قیصر وہین سے چلایا
ای فرزند ای جان پدر ادھر چلے آؤ علم شاہ نے نہ مانا یہانتک کہ ہاتھی برابر علم شاہ کے آگیا اور سونڈ گردن
مین علم شاہ کی ڈالی علم شاہ نے ہاتھ سے سونڈ کو پکڑ کر جو زور کیا سونڈ اسکے سر سے کھینچ لی فیل مست چیخ مار کے
بھاگا قیصر نے آکر گلے سے لگا لیا اور اسی وقت تصدق اتروایا اسدن سے نام علم شاہ رستم پیلتن اور
فیلکش رکھا اب علم شاہ ہر روز دربار قیصر مین بیٹھنے لگے ایک روز انھون نے احوال امیر با توقیر حمزۂ
صاحبقران زمان کا سنا کہ امیر نے تمام ملک نوشیروان کے چھین لیے یہ سنکر علم شاہ نے
قیصر روم سے کہا کہ مین تمام شہر اور ملک امیر سے چھین کر تمہارا قبضہ کرا دونگا قیصر روم یہ سنکر
بہت خوش ہوا اور سات لاکھ سوار جرار اپنی فوج مین منتخب کر کے زیر حکومت علم شاہ کر دیے علمشاہ
وہان سے مع فوج گران روانہ ہوے پہلے استنبول مین آکر محمود شاہ استنبولی اور مظفر شاہ استنبولی
کو زخمی کیا اور ملک چھین لیا آگے بڑھکر مصر کو بھی لے لیا یہانتک کہ یونان مین آکر گلشن آرا کو نکالدیا
اور یونان پر بھی قبضہ کیا ملکہ گلشن آرا نے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو عرضی لکھی ای
تاج بخش سلاطین زمان ای شیر بیشۂ ہمت و شجاعت پسر قیصر رستم پیلتن نے آکر ہمارا شہر چھین لیا اور
کابل مین جو زرد وبین و بہزن گئے کسی کو خبر نہ کی ایک مرتبہ قلعہ مین گھس آئے دلاور زنگی خوب لڑا
صدقت پوش اور اصفتا نوش زخمی ہو کر نکل گئے اور حور رخ جو بھاگی تو شہر مین بہرام گوہر فروش
کی دکان مین آکر چھپی اسنے حور رخ کو بیٹی کیا اور گھر مین پوشیدہ رکھا اور تو بیٹے نے تمام شہر پر دخل کر لیا

لاکھ سوار محول کیے اور حکم دیا کہ جاکر قدوس رومی کو مع خواتینان محل کے گرفتار کر لاؤ الغرض قارن دقہرمان حکم پاتے ہی قیصر روم کا فوج لیکر شہر روم مین آیا اور قدوس رومی کو مع آصف والیاس و رابعہ و شیوہ سب کے سب کو گرفتار کر کے سامنے قیصر روم کے لائے قیصر سے سلام نہ کیا اور کہا تم لوگون سے نے مجکو بھی خبر نہ کی اور جھٹ پٹ مسلمان ہو گئے بہتر یہ ہی کہ اپنا دین قدیم اختیار کرو قدوس رومی نے کہا کہ امیر حمزہ صاحبقران نے دولاے فرنگی کو مارا اور میرے عدو سے شہر میرا بچایا پس وہ پروردگار عالم برحق ہی لات و منات کیا گیدی خرہین قیصر روم نے یہ سُنکے حکم دیا کہ ان سب کو قید کرو اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ کو ایک حمام مین قید کیا کہ وہ حمام اسکے باغ کے پاس تھا قیصر یہ بھی سُن چکا تھا کہ رابعہ اطلس پوش حاملہ سے ہی اور شیوہ وزیرزادی بھی حمل سے ہی وہان ایک خواجہ سرا مقرر کیا اور کہدیا کہ باہر سے ان کو دو روٹیان اور دو آبخورے پانی کے دیدیا کرنا لیکن انکے یہان جسوقت لڑکا پیدا ہو مجکو خبر کرنا اُسکو تو مین قتل کرونگا اور ان سب کو سمجھاؤنگا کیونکہ قصور تو قدوس رومی کا ہی یہ بیچاری عورتین بیکناہ ہین

دوکلمے داستان مسرت نشان پیدا ہونا علمشاہ رومی کا اور بیٹا کرنا قیصر رومی اور زوجہ قیصر رومی کا اور بارہ برس کے سن مین مارنا فیل سپید کو

جشن کنندگان مضامین نو آئین و جلسہ آرایان داستان مولود ذیجود علمشاہ رومی قلم ظہور رقم کو صفحہ قرطاس مثل تختہ آب روان پر یون جاری کرتے ہین کہ جب بعد نو مہینے کے ملکۂ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ کو درد زہ شروع ہوے تو ملکۂ رابعہ اطلس پوش زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی جب تو شیوہ نے خواجہ سرا سے کہا اے خواجہ سرا کوئی دائی تو بھیجدو ملکہ رابعہ اطلس پوش کا اب بہت حال ابتر ہی غرضکہ جب تک خواجہ سرا دائی لائے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے یہان بھی اور شیوہ کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا خواجہ سرا جو آیا پوچھا کیا ہوا کہا بیٹا پیدا ہوا خواجہ سرا نے جاکر اُسی وقت قیصر روم سے کہا اے بادشاہ مبارک ہو کہ بیٹا دونون کے یہان پیدا ہوا قیصر روم نے حکم کیا اُس لڑکے کو یہان لے آؤ خواجہ سرا نے لڑکے کو طلب کیا کہا کہ قیصر روم کا حکم ہی کہ لڑکے کو لے آؤ ملکہ رابعہ اطلس پوش منتین سماجتین کرنے لگی اور خواجہ سرا سے کہا کہ تو جاکر کہدے کہ اسکے عوض مین تو مجکو قتل کر اس بچے معصوم نے تیرا کیا قصور کیا ہی خواجہ سرا نے آکر پھر قیصر روم سے کہا کہ وہ لڑکا نہین دیتی اور منت و عاجزی کرتی ہی قیصر کو غصہ آیا اور خواجہ سرا کو قتل کیا اور دوسرے خواجہ سرا کو بھیجا کہ تو جاکر لڑکے کو چھین لا وہ جو آیا ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُسکو بھی ندیا اُس خواجہ سرا نے کہا کیا مجکو بھی قتل کرائیے گا مین ضرور لڑکے کو لیجاؤنگا اب تو اُس لڑکے کو ملکہ رابعہ اطلس پوش نے کلیجے سے لپٹا لیا جب وہ خواجہ سرا دست درازی پر آمادہ ہوا اور چھینے کو ہاتھ بڑھایا شیوہ دوڑ کر اُس خواجہ سرا سے لپٹ گئی اور خواجہ سرا سے کشتم کشتا دھینگا مشتی ہونے لگی اسقدر شور و غل ہوا کہ زوجہ قیصر روم کو جو خبر ہوئی اُسی وقت وہ آئی ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُٹھکر سلام کیا اور دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اُسنے اُس مولود کو گود مین اُٹھا لیا اور باہر آئی خواجہ سرا کو مار کے نکالدیا خواجہ سرا نے جاکر قیصر روم سے فریاد کی قیصر کو یہ سُنکر بہت غصہ آیا اور تلوار کھینچکر محل مین آیا اور اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ تو نے میرے حکم مین فرق کیا مین اس لڑکے کو ابھی قتل کرونگا اُسنے کہا ارے قیصر دیکھ تو سہی کہ اس لڑکے کی کیا صورت اور کیا شکل و شمائل ہی اور تو علاوہ اسکے خیال کر تیرے یہان بھی کوئی اولاد نہین ہی تجکو لات و منات کا شکریہ ادا کرنا

امیر حیران ہوے عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے تمہارا نام کسی سے سُن لیا اتنے مین ایک خبردار نے آکر کہا کہ بائیس آدمی مع نوشیروان کے قید کرکے لایا ہی امیر بہت خوش ہوے اور اُس خبردار کو انعام بہت سا دیا جب مرزبان کلہ زن آہنی دروازہ بارگاہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران پر آیا امیر نے چند پہلوانون کو استقبال کے لیے بھیجا وہ سب مرزبان کلہ زن آہنی کو بڑے اعزاز و اکرام سے لیکر خدمت امیر کشور گیر مین آئے حمزۂ صاحبقران نے نوشیروان کو دیکھ کر سلام کیا اور حمام مین بھیجا پھر بہمن کو طلب کیا جب بہمن سامنے امیر حمزۂ صاحبقران کے آیا اُس مغرور نے سلام نہ کیا امیر نے فرمایا ای بہمن تو نے اقرار کیا تھا کہ جب نوشیروان قید ہوگا تو مین مسلمان ہو جاؤنگا اب تجکو لازم ہی کہ تو دین اسلام قبول کر اور مسلمان ہو جا یہ سُن کر بہمن نے کہا یا امیر باتوقیر اگر نوشیروان بھی مسلمان ہوگا تو مین اپنا دین نہ چھوڑونگا جب کلمۂ کفر زبان سے بہمن کی سُنا قباد شہریار نے حکم کیا کہ اس کافر کو ابھی قتل کرو اُسی وقت جلاد نے بہمن کو قتل کیا اور سر نحس کاٹ کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے پاس لائے امیر سر بہمن دیکھ کر بہت حیران ہوے قباد شہریار نے کہا کہ مین نے حکم قتل دیا یا امیر باتوقیر جبکہ شرط اُسکی پوری ہو گئی تو پھر کیون عذر کیا امیر یہ کلام قباد کا سُنکر چپ ہو رہے یہ دیکھتے ہی طوغان بن بہمن و بیزن وغیرہ کے ہاتھ پاؤن مین سستی پڑ گئی اور روح فنا ہو گئی اور ہاتھ باندھکر کہنے لگے یا امیر باتوقیر ہمکو کلمۂ توحید بتائیے غرضکہ طوغان از سر صدق مسلمان ہوا امیر باتوقیر نے اسکو رہا کیا نوشیروان نے کہا ای امیر مین مدائن مین جاکر مسلمان ہونگا امیر باتوقیر نے فرمایا ای بادشاہ تجکو اختیار ہی پھر تو نوشیروان وغیرہ بارگاہ سے باہر آئے اور دو تین دن نوشیروان اپنے لشکر مین رہکر مدائن کو چلا راستے مین ژوبین و بیزن سے کہا کہ تم میرے لشکر سے نکل جاؤ اگر تم رہوگے تو پھر فساد ہوگا یہ سُن کے ژوبین کامرانی و بیزن کامرانی اپنے کابلیون کو ہمراہ لیکر نکل گئے بختک نے پھر بادشاہ کو بہکانا شروع کیا کہ ای بادشاہ کشمیر چلیے خضران شاہ کشمیری کو طلب بھی کیا تھا اور اُسنے دو جادوگر آپ کی مدد کو بھیجے تھے وہ خواجہ عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُس سے چلکر اپنا حال بیان کروگے تو وہ امیر کا لشکر تمام کر دیگا غرضکہ یہان تک بختک نے نوشیروان سے کہا کہ بادشاہ آمادہ ہو کر کشمیر کو چلا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ نوشیروان نے ژوبین کامرانی و بیزن کامرانی کو راہ سے نکالدیا اور آپ کشمیر کو چلا گیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ کشمیر کی طرف روانہ کرو اور بعد حکم دینے کے امیر خود بھی سوار ہو کر مع سرداران عالیشان کے کشمیر کی جانب روانہ ہوے

دو کلمے داستان شوکت نشان قدوس رومی اور رابعہ اطلس پوش کے بیان ہوتے ہین

بادہ نوشان ساغر وصال مہر طلعت و مخموران شراب نایاب الفت و محبت اس داستان عشق نشان کو بصد شوکت و عظمت صفحۂ کاغذ پر قلم دو ستی شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان شہر روم سے ملکۂ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ عقد کرکے چلے آئے اور ملکہ مع وزیر زادی حمل سے تھی اور قیصر روم جو ملکۂ رابعہ اطلس پوش کا چھوٹا بھائی تھا اسات لاکھ سوار تخت حکومت اُسکے تھے یہ خبر اُسکو ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران اس طرف کو آتے تھے اور اُنھون نے تیرے باپ کو مسلمان کیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش سے عقد کرکے چلے گئے بلکہ وہ حمل سے ہین یہ سُنکر قیصر روم کو غصہ آگیا اور قہرمان و قیاذن بن قہرمان کے

لوگ دور دور تک گئے بہت تلاش کیا مگر کہین نہ پایا اُسوقت تمام لشکر اپنا اپنے ہمراہ لیکر مرزبان لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا یہان امیر اپنی بارگاہ مین آئے سُنا کہ نوشیروان و ہرمز و فرامرز و تروین کامرانی و بیزن کامرانی و اژدہاے بن بہمن چند آدمیون سے سارا لشکر چھوڑکر غائب ہوگئے امیر کو یہ سُن کے بہت حیرت ہوئی ہرکارون سے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ لوگ تنہا کہان گئے ہین اور وہان نوشیروان یہ صلاح کرکے بھاگا کہ اب امیر کو صورت نہ دکھاؤنگا اگر لشکر ہمراہ لونگا تو پیر وہی بکھیڑا ہوگا القصہ نوشیروان جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا وہ جنگل قزاقون کا تھا اُنھون نے آکے سب کو گھیرا اور کہا کہ گھوڑے اور ہتھیار اپنے ہم کو دیدو بختک نے یہ سُنکر کہا ارے تم نہین جانتے ہو یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہی نام اسکا نوشیروان عادل ہی تم بادشاہ سے بے ادبی کرتے ہو اور اسی کی عملداری مین رہتے ہو یہ سُنکر قزاقون نے کہا اگر یہ بادشاہ ہی تو ہم تبرک سمجھ کر لوٹینگے وہ لوگ یہ سُنکر ناچار ہوے کہ اب کیا کرین غرض تروین و بیزن جو ہمراہ تھے اُنھون نے کہا ہم لڑینگے اور اس طرح سے ہتھیار نہ دینگے بادشاہ نے کہا تم ہرگز لڑنیکا قصد نہ کرنا مین اپنی پوشاک و تاج وغیرہ دیے دیتا ہون اور تم بھی دیدو اب سواے اسکے اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی غرض حکم سے بادشاہ کے سب ناچار ہوے قزاقون نے سبکو ننگا کیا اور ایک چادر کے ٹکڑے پھاڑکر دیے اُن سبھون نے باندھے اور سر بصحرا چل نکلے آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر پڑا ہی بختک نے آگے بڑھکر پوچھا یہ لشکر کسکا ہی لوگون نے کہا مرزبان کلہ زن آہنی کی یہ فوج ہی بختک نے خوش ہوکے نوشیروان سے کہا اے بادشاہ یہ وہی ہی جسکو بہمن نے واسطے مدد کے طلب کیا تھا معلوم ہوتا ہی کہ اب یہ آیا ہی جب آپ کا حال سُنیگا خوشی سے دعوت و ضیافت کریگا یہ صلاح کرکے سبکے سب نوشیروان کو ہمراہ لیکر دربارگاہ مرزبان کلہ زن آہنی پر آئے اور لوگونسے کہا کہ جاکر خبر کرو کہ تمھارے دربارگاہ پر نوشیروان وغیرہ آئے ہوے ہین چوبدار نے جاکر سب حال نوشیروان وغیرہ کا بیان کیا کہ اس حال خراب سے دربارگاہ پر کھڑے ہین مرزبان نے کہا او مسخرے تو بکتا کیا ہی کچھ تجھکو خبط ہی بھلا نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم ہی وہ اس حال سے میری بارگاہ پر آئیگا چوبدار نے عرض کیا حضور مین سچ کہتا ہون بختک بھی ساتھ ہی اُسی نے مجھسے کہا مرزبان کلہ زن نے کہا اچھا بلالو جب نوشیروان اندر بارگاہ کے آیا بختک نے کہا اے مرزبان کلہ زن آہنی یہ بادشاہ ہی اور اسی کی مدد کو بہمن نے تمھین بلایا جب تو غضبناک ہوکے مرزبان نے کہا او کیدی یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہوکر بھاگتا پھرتا ہی اور میں مسلمان ہوچکا ہون دین حمزہ صاحبقران بڑا زبردست ہی اگر حمزہ صاحبقران کا دین ایسا نہوتا تو سبکے سب اس حال سے کیون بھاگتے پھرتے تمھین اپنے دلمین منصف ہو کہ حمزہ صاحبقران نے تم سب کا کیا حال کیا پھر اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس پروردگار عالم نے میرے اوپر کیا فضل و کرم کیا کہ دولت ایمان بھی ہاتھ آئی اور آبرو بھی رہی مین سوچ رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کو کیا نذر دونگا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہ تھی اب انھین سب کو لیجاکے صاحبقران کو نذر دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار کرو حکم مرزبان کلہ زن آہنی سے لوگون نے سب کو مع نوشیروان وغیرہ کے گرفتار مسلسل طوق و زنجیر آہنی کیا دوسرے روز مرزبان کلہ زن آہنی نے کوچ کیا جب قریب لشکر امیر کے مرزبان قید نوشیروان وغیرہ کی لیکر آیا امیر با توقیر کو خبر ہوئی کہ مرزبان کلہ زن آہنی آتا ہی اور رخ اُسکا لشکر اسلام کیطرف

سنے پوچھا کیا حمزۂ صاحبقران بڑا بہادر ہی امیر نے کہا بیشک اُسنے کہا کہ بہمن نے مجھے بلوایا ہی ای خواجہ سعد شامی اگر تم کہو تو مین جاؤن امیر نے کہا جانا تمھارا بہتر نہ ہوگا اس سبب سے کہ حمزۂ صاحبقران سنے عفریت و ہمسندون ہزار دست کو قاف مین جاکر مارا ہی اور امیر حمزہ کی بارگاہ مین سب تلوار کے دھنی ہین اور زور پنجہ اور کشتی کا ہر وقت ہوا کرتا ہی بلکہ حمزہ کے بیٹے سے اور مجھسے بارہا زور ہوا کرتا تھا آپ کا جی چاہے تو مجھسے زور آزمائی کر لیجیے بعد اُسکے اُنسے جاکر زور کیجیے گا یہ سنکر مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا اگر آپ کا جی چاہتا ہی تو مین بھی موجود ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران سے مرزبان کلہ زن آہنی سنے پنجہ کیا امیر حمزہ نے پنجہ اُسکا اُتار دیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ زرد ہوگیا امیر سے کہنے لگا کہ مین تو کشتی لڑتا ہون پنجے کی کیا اصل و حقیقت ہی امیر حمزۂ صاحبقران سنے کہا اچھا آئیے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے چپکے سے منع کیا کہ ہرگز کشتی نہ لڑنا اور اگر لڑنا تو زیر ہو جانا کہ جسمین جان بچے اور یہان سے صحیح و سلامت نکل چلین نہین تو ہزارہا کفار یہان گھیر لینگے جان بچانا مشکل ہوگی پھر خواجہ عمرو نے مرزبان کلہ زن آہنی سے بہت کچھ کہا امیر نے خواجہ عمرو کو جھڑک دیا اور کہا الگ کھڑے ہوکے تماشا دیکھو غرضکہ امیر باتوقیر سے اور مرزبان کلہ زن آہنی سے کشتی ہونے لگی دو پہر کے بعد حمزۂ صاحبقران سنے مرزبان کلہ زن آہنی کو زیر کیا اور بند دست پکڑ کر اُٹھا لیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ رو متغیر ہوگیا لیکن ضبط کرکے کہا ای سعد شامی تمنے مجھے وہان کی ذلت سے بچایا اب مین تمھارا شاگرد ہوتا ہون امیر باتوقیر جہان اُترے تھے وہان اسباب وغیرہ چھوڑ آئے تھے مرزبان کلہ زن آہنی سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون صبح کو حاضر ہوا کرونگا مرزبان کلہ زن آہنی سنے کہا اب آپ یہین رہیے امیر سنے کہا کہ آج تو مین وہین رہونگا کیونکہ سب اسباب میرا وہین پڑا ہی انشاء اللہ تعالے کل سے یہان رہا کرونگا پھر مرزبان سنے کہا کہ اچھا دعوت تو قبول کیجیے کھانا کھاکر چلے جائیے گا غرضکہ امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو کھانا کھاکر مرزبان سے رخصت ہوے اور اشقر پر سوار ہوکر شاہراہ چھوڑکر روانہ ہوے جب امیر اُس مقام پر آئے جہان اُترے تھے عمرو نے کہا حمزہ چلو اب ٹھہرو نہین امیر نے کہا ای عمرو چلتا ہون اُس وقت مہترانی کھڑی تھی اُسنے بھی یہ نام سُنے غرضکہ امیر باتوقیر بہ تعجیل تمام اُدھر کو روانہ ہوے اور یہان مرزبان کلہ زن آہنی کو شب بھر نیند مارے رنج کے نہ آئی صبح کو دربار مین آیا اور ملازمون سے کہا کہ ایہا الناس مجکو بڑا صدمہ ہی کہ وہ سوداگر ابھی تک دربار مین نہین آیا چوبدار کو اُسکے مکان پر بھیجو کہ وہ جلدی بلا لاے چوبدار اُسی وقت دوڑا ہوا آیا خواجہ سعد شامی کا پتا نہ پایا آکر مرزبان سے چوبدار نے کہا ای بادشاہ وہ نہین ہی چلا گیا اُسنے حکم دیا کہ شہر مین دریافت کرو لوگون نے بہت تلاش کیا کہین پتا نہ معلوم ہوا مرزبان نے مہترانی کو بُلایا اُس سے پوچھا کہ تو نے اُنکے نام سُنے تھے اُسنے کہا ای بادشاہ اتنا مین نے سُنا تھا کہ چلتے وقت ایک نے کہا یا حمزہ چلو دیر نہ کرو دوسرے نے کہا ای عمرو چلتا ہون یہ کہکر دونون نے آپسمین صلاح کی اور چل کھڑے ہوے مرزبان کلہ زن آہنی نے جو ہین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا نام سنا سجدۂ شکر کیا اور لوگون سے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ یہ سواے امیر حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کی طاقت نہین ہی اب جلد جاؤ اور دس پانچ کوس تلاش کرو جہان ملجائین ساتھ لے آؤ مین اُنکے ہمراہ رکاب رہونگا

عالی تبار کی ملازمت حاصل کی اور بعد کئی روز کے رخصت ہو کر روانہ ہوے آتے آتے حمزۂ صاحبقران
راہ بھول گئے آگے بڑھکر ایک شہر ملا امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آتے وقت تو یہ شہر نہ ملا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ ہمنے راہ گم کی خیر شہر مین چلو دیکھا جائیگا غرضکہ خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری دروازۂ شہر پر آئے دیکھا ایک
مقام پر اژدحام ہی جب قریب آیا نگاہ کی تو دیکھا ایک کمان اور لگرا اشرفیون کا رکھا ہی دیکھتے ہی خواجہ عمرو کے
منھ مین پانی بھر آیا دل مین سوچا ای عمرو تیرے ہمراہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران ہین وہ کمان چڑھا دینگے
یہ سوچ کر کمان اُٹھالی اور زور کرنے لگے جب کمان نہ چڑھ سکی لوگون نے پکڑا عمرو چلایا اتنے مین امیر باتوقیر
بھی وہان آپہونچے فرمایا کیا ہی کیون اسکو پکڑتے ہو اُن لوگون نے بیان کیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
نے کمان اُٹھالی اور ایک اشارے مین کمان کو توڑ ڈالا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ ان اشرفیون کو تقسیم
کردو خواجہ عمرو نے چہارم حصہ اشرفیون کا تقسیم کر دیا باقی ماندہ نذر زنبیل کین اور وہان سے خواجہ عمرو
و حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے کاروانسرا دریافت کرنے لگے ایک شخص نے جو یہ حال دیکھا وہ امیر اور
خواجہ عمرو کو اپنے گھر مین اس لالچ سے لے گیا کہ مجکو بھی کچھ اشرفیان ملجائینگی غرضکہ امیر باتوقیر اور خواجہ
اُس شخص کے گھر مین آکر اُترے یہ خبر اُس شہر کے کوتوال کو ہوئی اُسنے کچھ آدمی بھیجے کہ جاکر اُنکو ملا لاؤ اُسوقت
خواجہ عمرو باہر کھڑکی کے کھڑے تھے اُنھون نے آکر کہا کہ جسنے کمان توڑی ہی اُسکو کوتوال کے آدمی بلانے آئے
ہین یہ کہکر خواجہ عمرو پھر دروازے کے باہر آئے اور کہا کہ وہ کل آئیگا اسوقت تھکا ہوا چلا آتا ہی اسوقت
نہین آئیگا اُن آدمیون نے کہا او بدمعاش یہین کھڑا ہوا تقریر کرتا ہی اُسنے نہین جاکر کہتا خواجہ عمرو سے
تکرار ہونے لگی خواجہ عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالا یہ غل سن کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بھی دروازے
کے باہر آئے ادھر خواجہ عمرو سے وہ آدمی لپٹ رہے تھے امیر کشورگیر نے قبضہ تلوار کا مارا وہ تڑپ کر
گرا اور مر گیا اور لوگ بھاگ گئے کوتوال کو خبر کی اور وزیر سے بھی جاکر روداد بیان کی اُن دونون نے کئی
ہزار سوار بھیجے کہ پکڑ لاؤ یہان جب وہ سوار آئے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بھی اشقر دیوزاد پر سوار
ہوے اور باہر آئے کہ اُن مین سے ایک نے دوڑ کر امیر باتوقیر کا پانون پکڑ لیا اور کہا چل تجکو کوتوال بلاتا
ہی دوسرے نے کہا گھوڑے سے کھینچ لو اُس نے چاہا کہ امیر باتوقیر کو گھوڑے سے کھینچ لے امیر باتوقیر نے
اُسکو بھی ایک قبضۂ شمشیر مارا سر اُسکا پھٹ گیا اور بھیجا نکل پڑا لوگ تلوارین کھینچ کر دوڑے امیر نے
پچیس تیس آدمیون کو قتل کیا اور جو پشت پر آیا اُسکو عمرو نے خنجر سے ہلاک کیا یہان تک کہ مرزبان
کلہ زن آہنی جو اُس شہر کا بادشاہ تھا اُسکو خبر ہوئی وہ اسی وقت سوار ہو کر کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر آیا دور
سے خواجہ عمرو اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دیکھا سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ لڑے اور آگے بڑھکر
امیر کو مجرا کیا دور کھڑے ہو کر کہا اگر اجازت ہو تو مین تنہا قریب آپ کے آؤن امیر نے بخوشی
اُس کا سلام لیا اور کہا ای بادشاہ مرزبان کلہ زن آہنی آؤ جب وہ پاس آیا امیر سے بہت سا
عذر کیا اور سمجھا کر امیر کو اپنی بارگاہ مین لایا اور حال دریافت کیا امیر نے فرمایا میرا نام خواجہ
سعد شامی ہی کتور مین رہتا ہون یہ سُنکر مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا آپ بہمن اور نوشیروان
سے تو آگاہ ہونگے اور حمزہ کو بھی جانتے ہونگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای مرزبان
کلہ زن آہنی جاننا کیسا مجھ سے امیر کے بیٹے سے بہت ملاقات ہی اکثر صحبت رہتی ہی مرزبان

شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من + بہ فرمانم بود شہید
ہزار و ملک ہندوستان + بعد اُسکے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا بھی ہوا شعر منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبت من بہ لرزد زمین + پھر تو نعرے برابر سرداران لشکر اسلام کے ہوے اور
نعرہ عمرو بن حمزۂ یونانی کا بھی ہوا شعر منم فخر شجاعان دہر + از گرد دلیران ہاشم + کہ ہمنام امیر حمزۂ
صاحبقران ہاشم + بختک نے جو ایسے ایسے نعرون کی آواز سنی جان نکل گئی روح نجس دوزخ کی طرف
جانے لگی ڈر کے مارے اوندھے منھ گرا نوشیروان نے کہا او بزدلے یہ کیا تیرا حال ہوا بختک نے
کہا ای بادشاہ نوشیروان حمزۂ صاحبقران اور سرداران اولوالعزم آپہونچے میرا تو یہ حال ہے آپ اپنی
کہیے آپکے دل کی کیا کیفیت ہے اب امیر یا توقیر وغیرہ کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے پس اب جنگ موقوف کیجیے
اپنا راستہ لیجیے نوشیروان بھی بختک کے کہنے سے ایسا گھبرایا کہ تاج سر سے گرا ہزارہا آدمیون مین ذلیل
ہوا جھنجھلا کر بختک سے کہا او مردک تو نے ایسا پریشان کیا کہ جیکے دونون لشکرون مین ذلت ہوئی اس
عرصہ مین عمرو بن حمزۂ یونانی سے اور بہمن سے سامنا ہوا شہزادے نے کہا باش او نامرد یہ تو
اُس سے بھلے ہوے تھے اُسنے تلوار ماری انھون نے خالی دی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ
دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور عیار کے حوالے کیا یہ دیکھ کر بختک نے طبل بازگشت
بجوا دیا امیر یا توقیر حمزۂ صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سب فوج اپنے خیمون مین گئی
سرداران امیر یا توقیر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے امیر نے کہا لاؤ بہمن کو جب بہمن سامنے امیر کے
آیا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای بہمن تو مسلمان ہو جا بہمن نے کہا جب نوشیروان کو آپ
گرفتار کر لین گے مین مسلمان ہو جاؤنگا امیر نے حکم کیا کہ بہمن کو قید کرو ابھی پھر حیلہ کرتا ہی یہ
ذکر تھا کہ خانۂ کعبہ سے اُمیہ ضمری نامہ لیکے آیا امیر یا توقیر اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور نامہ امیر
کو دیا امیر حمزۂ صاحبقران نے نامہ خواجہ عبدالمطلب اپنے پدر بزرگوار کا آنکھون سے لگایا اور
پڑھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای فرزند ارجمند بعد دعاے درازی عمر و ترقی درجات کے تمکو معلوم ہو کہ اطہر زنگی
سعد زنگی کے قتل ہونے کی خبر سُنکے آیا اور قلعہ گھیر لیا ہے جلد آکے خبر لو یہ سُنتے ہی امیر کشور گیر
اُٹھ کھڑے ہوے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر خانۂ کعبہ کیطرف روانہ ہوے چند روز مین آکے خانۂ کعبہ کے
قریب پہونچے مگر اُس وقت داخلہ امیر حمزۂ صاحبقران زمان کا ہوا کہ توپ بند ہو چکی ہے اور اطہر زنگی
خندق پر آپہونچا ہے یہ دیکھتے ہی امیر یا توقیر نے وہین سے نعرۂ جگر خراش کیا کہ زمین ہل گئی فوج اطہر زنگی
کی بدحواس ہو گئی اشعار امیر عرب ضیغم روزگار + پیل صف شکن خسرو نامدار + ز تیغم بہ میدان
جنگ آوران + ہمہ سو شود الامان الامان + صداے نعرۂ امیر سُنتے ہی اطہر زنگی نے پلٹ کے دیکھا
اور بڑھ کر تلوار ماری امیر یا توقیر حمزۂ صاحبقران نے سپر گرشاسپ پر روک کے تیغۂ عقرب سلیمانی
کا ہاتھ مارا کہ اطہر زنگی کو دو کر کے گینڈے کے تنگ سے گذر گیا یہ دیکھکر فوج زنگی دوڑ پڑی اُدھر سے اہل کعبہ
دروازۂ قلعہ کا کھول کر نکل پڑے تلوار چلنے لگی وہ جنگ عظیم برپا ہوئی کہ پناہ بذات خدا تلوارین مارتے
ہوے امیر کشور گیر اُنکے پڑاؤ تک پہونچے مگر اُن کفار کو پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرنے دیا تمام زنگی متفرق ہو گئے
اور کئی کوس تک اُنکو بھگا دیا اور پڑاؤ کفار کا لوٹ لیا امیر یا توقیر خانۂ کعبہ مین تشریف لے گئے پدر نامدار

رکھدین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے سب پہلوانون کو دیکھ کر کہا ای خواجہ عمرو تم سب کو اپنے ساتھ لے
آئے اور بادشاہ قباد شہریار کو اکیلا چھوڑ آئے یہ تمھاری عقل سے بعید ہی بس اب جلد چلو یہ کہکر امیر باتوقیر نے
کھالین روپئے اشرفیون سے بھردین زمیندار مالامال ہوگیا اور کہنے لگا مین بھی ہمراہ چلونگا اتنے مین دیوانہ
اور اُسکی مان بھی آئی اور امیر کشور گیر سے کہا یا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران آپ ہمارے گھر کی طرف سے
ہوکر چلین القصہ امیر باتوقیر سبکو ہمراہ لیکر دیوانے کے گھر آئے اُسنے کہا یا امیر باتوقیر دو روز تو دعوت قبول
کیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا اُسی وقت کوچ کیا دیوانہ بھی ہمراہ ہولیا یہان جو بختک نے دیکھا کہ دوپہر رات سے
زیادہ آئی بہمن و بیژن سے کہا تم جاکر شبخون مارو اور آپ ایک طرف سے لشکر لیکر مع نوشیروان کے لشکر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران پر آپڑا یہان سلطان بخت مغربی اور قارن بخت مغربی چالیس ہزار سوار
اور پیدل سے طلایہ پھر رہے تھے کہ دیکھا بہمن شبخون مارنے آیا ہی یہ دیکھکر اُنھون نے اپنے لوگون کو لشکر
مین بھیجا کہ تمام لشکر کو جاکہ ہشیار کر دو غرضکہ سارا لشکر اسلام ہوشیار ہوگیا مگر سردار کوئی نہ تھا سوائے پہلوان
عادی اور مقبل وفادار کے وہ سوار ہوکر آئے روشنی کو حکم دیا ادھر لشکر کفار آپڑا تلوار چلنے لگی اور
ابوالمحجن گرد اور طوق حران گرد یہ بھی نہ تھے علم نصرت شیم لشکر اسلام کا اور لوگون نے اُٹھا لیا اور لڑنا
شروع کیا کشتون کے انبار دم بھر مین ہوگئے ہزارہا مسلمان مارے گئے پہلوان عادی ایسا لڑا کہ سر سے
پاتک زخمی ہوا یہ خبر قباد شہریار کو ہوئی مرکب خنگ سیہ قیطاس کو طلب کر کے سوار ہوے اور تیغہ عقرب سلیمانی
لیکر بارگاہ سے نکلے کفار سے لڑنے لگے ایک شخص نے تلوار قباد شہریار پر عقب سے آکر ماری تاج سر
کٹ گیا اور سر پہ ہلکا سا زخم لگا اُدھر محل کے دروازے پر ملکہ مہر نگار سر پیٹ رہی تھی کہ عیارون نے
آکر بہ منت ملکہ مہر نگار کو محافہ مین سوار کیا اور تمام محلات معلات کو فنسون مین اور میانون مین سوار
کیسے اور دھور رخ کو ہمراہ ملکہ مہر نگار بٹھا کر مع خادمان محل سب کو لشکر سے لے گئے اب کوئی چار
گھڑی رات باقی ہی اور خوب تلوار چل رہی ہی کہ بیژن قریب قباد شہریار کے پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا
قباد شہریار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار بیژن کی چھین لی اور کمر زنجیر تھام کے اُٹھا لیا بجلے سپر اُسکو
لیکر کفار سے لڑنے لگے وہ جو ہاتھون پر تڑپا حلقۂ زنجیر ٹوٹ گیا بیژن زمین پر گرا کابلیون نے جان پر
کھیل کر بیژن کو اُٹھا لیا اور لیکر بھاگے قباد شہریار نے اتنے عرصہ مین بارہ کابلی قتل کیے ایک تلوار
کسی کافر کی تحت قباد شہریار پر جو پڑی تخت کٹ گیا فوج تمام پسپا ہو رہی تھی کہ لوگون نے قباد شہریار
سے کہا ای شہریار تاج و تخت پر صدمہ پہونچا اب مناسب ہی کہ کسی طرف کو نکل چلیے قباد شہریار نے کہا
میں ہرگز نہ جاؤنگا اگر میری قضا آئی ہی تو کیا چارہ ہرچہ بادا باد غرضکہ یہانتک تلوار چلی کہ دوپہر رات گذر کر دوپہر
دن آگیا وہان امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ آگے بڑھکر لشکر کی ذرا خبر لاؤ کہ سب خیریت ہی
خواجہ عمرو نے تیز رفتاری کے ساتھ آکر جو دیکھا تو یہ معرکۂ عظیم برپا ہی دور ہی سے دیکھ کر مثل صرصر تیز و تند سے
بھاگا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے آکر سارا حال بیان کیا امیر باتوقیر سنتے ہی گھبرا گئے اور اشقر دیوزاد
کو سرپٹ دوڑایا اور تلوار کھینچ کر برابر آکر نعرہ کوہ شگاف کیا اشعار امیر عرب ضیغم روزگار + پیل صف شکن
خسرو تاجدار + ز تیغم بہ میدان جنگ آذران + بہر سو شود الامان الامان + ہمراہ امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران کے نعرہ لندھور بن سعدان کا ہوا اشعار منم صاحب عمود و جانشین حمزہ درگردان +

پہلے سے مسلمان ہون میری یہ دعا تھی کہ میری پشت کسی سے زمین کو نہ لگے آج ایک بزرگ نے مجھسے خواب مین کہا تھا
ای دیو اسے تجکو سواے حمزۂ صاحبقران کے کوئی زیر نہین کر سکتا اُسکی نشانی یہ ہی کہ پیشانی نورانی پر اُسکی رگ
ہاشمی کا نور ہوگا غرضکہ امیر باتوقیر نے اُسے کلمہ بتایا دیوانے کو مسلمان کیا اور وہ لوگ جو بھاگ گئے تھے زمیندار کے
پاس پہونچے حال دیوانے کا سب بیان کیا کہ تمنے تو اسطرح دختر کو رکھا ہی دیوانہ اسکے لیے جاتا ہی یہ سنکر زمیندار
دوڑا آیا دیکھا کہ اُس زخمی نے اُس دیوانے کو زیر کیا اور وہ قدمون پر گرا ہوا ہی یہ دیکھکر وہ زمیندار بھی امیر کشور گیر کے
قدمون پر گر پڑا اور کہا آپ اپنا نام بتائیے جب تو امیر باتوقیر نے سارا حال اپنا بیان کیا تمام دیہات کے لوگ
از سر صدق مسلمان ہوے اتنے مین دیکھا امیر باتوقیر نے کہ بیابان سے ایک گرد اُٹھی مان اُس دیوانے کی زبیدۂ
شیر دل آئی اور چوبدست پکڑ کے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران پر چلی کہ ابھی تجکو مار ڈالونگی اُس دیوانے نے بہت
منع کیا کہ یہ آقا سرخ کندہ زن ہی زبیدۂ شیر دل نے نہ مانا بلکہ دیوانے کو جھڑک دیا اور امیر باتوقیر پر
آتے ہی ایک چوب ماری امیر کشور گیر نے چوبدست اُسکی چھین کے پھینک دی زبیدۂ شیر دل لپٹ گئی کشتی
ہونے لگی بڑی دیر تک زد ور ہوا وہ عورت اپنے بیٹے دیوانے سے بھی زیادہ لڑی آخرکار امیر باتوقیر نے
اُسکو بھی زیر کیا اُسوقت وہ بھی قدمون پر امیر باتوقیر کے گری اور عرض کیا مجکو دیوانے کی بات کا اعتبار نہ تھا
حقیقت مین تو آقا سُرخ ہی پھر دونون بیٹون نے کہا یا امیر باتوقیر آپ میرے گھر چلیے حمزۂ صاحبقران
نے کہا مین نے زمیندار سے وعدہ کیا ہی جب تک مین کھالین گوسفندون کی زر و جواہر سے نہ بھر دونگا مین
ہرگز نہین جاؤنگا تم جاؤ مین بھی آؤنگا الغرض وہ دونون چلے گئے دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو آئے
اور زمیندار سے کہنے لگے ای زمیندار تو نے دشمن نوشیروان کو اپنے گھر مین رکھکر علاج کیا اور وہ
اچھا ہوا مین ہرکارہ ہون لشکر نوشیروان کا وہ زمیندار سُنکر بہت خائف ہوا جان نکل گئی اور یہ ارادہ کیا کہ اپنے
لوگون سے کہون کہ کوئی اس ہرکارے کو گولی بندوق کی مار دے جب عمرو قریب آیا امیر کشور گیر نے
پہچانا اُن لوگون سے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی نام اسکا خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری ہی اور کہا خواجہ ادھر آؤ جب
خواجہ عمرو پاس آئے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے حال قباد شہریار کا پوچھا خواجہ عمرو نے کہا جلد
چلو سارا لشکر پریشان خاطر ہی حمزۂ صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو مین نے اس زمیندار سے وعدہ کیا
ہی روپئے اشرفیون سے کھالون کے بھر دینے کا مین بغیر وعدہ پورا کیے رب کعبہ یہان سے ہرگز نہ جاؤنگا
یہ سُنکر خواجہ عمرو وہان سے اُلٹے پھرے اور لشکر اسلام مین آکر لندھور بن سعدان اور بہرام وغیرہ
سے بھی کہا اور قباد شہریار سے بھی بیان کیا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران قید ہین جسکو امیر باتوقیر کو
چھڑانا منظور ہو وہ اپنے موافق مقدور کے روپئے اشرفیان لیکر چلے تو امیر باتوقیر ابھی رہائی پا جائین غرضکہ
یہ جو خواجہ عمرو سے لندھور وغیرہ نے سُنا خرجیان روپیہ اشرفیون کی بھر کر سواے قباد شہریار و
خادمان محل تمام پہلوان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے رہا کرنے کو چلے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی
کہ سب پہلوان امیر باتوقیر کشور گیر کے چھڑانے کو گئے ہین یہ سُنکر بختک نے بہمن وزو بین وبیژن
سے صلاح کی کہ قباد شہریار اکیلا ہی چلکر شبخون مارو اور ملکۂ مہرنگار کو لے آؤ غرضکہ رات کو تمام فوج
لیکر بختک کے مشورے سے بہمن شبخون مارنے کو چلا وہان خواجہ عمرو سب پہلوانون کو ہمراہ لیے پاس امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے پہونچے سب نے خرجیان روپئے اشرفیون کی زر و زر دامیر باتوقیر کے

اپنے مکان پر لائے اور جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے بعد تھوڑی دیر کے مرکب پر سوار کر کے لشکر بادشاہ نوشیروان
مین بھیجدیا لیکن امیر با توقیر کشور گیر کا پتا نہ لگا تمرِ دِ اسطے تلاش کے نکلا اُدھر اشقر دیوزاد نے حمزہ
صاحبقران کو ایک صحرا مین تالاب کے کنارے ڈالدیا اور آپ امیر با توقیر کے آس پاس چرا مین مصروف
ہوا اسنے مین نہالکا زمیندار آیا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو اپنے گھر مین لاکر اپنے ہاتھ سے ٹانکے
لگائے اور یخنی اور شوربہ گوسپند کا خوب پلایا امیر با توقیر کو جب ہوش آیا اُسنے حال پوچھا امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران نے اپنا حال چھپایا اور کہا قزاقون سے اور مجھسے لڑائی ہوئی مین زخمی ہوگیا مرکب میرا
مجکو معرکۂ جنگ سے لے نکلا اب تمنے مجھپر یہ احسان کیا لوگون نے کہا کہ انکو ایک گوسفند کی یخنی روز
ملے تو جلدی اچھے ہون امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے زمیندار سے کہا کہ تمھارے جتنے بکرے صرف ہونگے
ہم اُن بکرون کی کھالین اشرفیون سے بھر دینگے تم ضرور ان گوسفندون کی کھالین رکھ چھوڑنا یہ باتین سُنکر
وہ زمیندار حیران ہوا اور سمجھا کہ یہ شاید کوئی بادشاہ ہی الغرض امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو روز یخنی ایک
گوسفند کی ملنے لگی چندروز مین زخم اچھا ہوگیا بلکہ اور زیادہ طاقت آگئی ایک روز کا ذکر ہی کہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران اُس زمیندار کے دروازے پر بیٹھے تھے اور وہ سب زمیندار اپنے اپنے کام کو گئے تھے امیر با توقیر حمزہ
صاحبقران کو آواز زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ کی آئی اب جو دیکھا تو ایک دیوانہ آتا ہی کبھی کہین اُس دیوانے
نے اُس زمیندار کی دختر کو دیکھ لیا تھا اُسکی تلاش مین وہ اُسوقت آیا دیکھا کہ دروازے مین اُس مکان کے
ایک لکڑی کا کندہ اڑا ہوا ہی کہ کوئی کھول نہ سکے وہ دیوانہ باشتیاق دختر زمیندار وہ کندہ لکڑی کا ہٹانے
لگا یہ دیکھکر امیر با توقیر نے للکارا او دیوانے تو کیا کرتا ہی صاحب مکان اسوقت نہین ہی تو کیون دروازہ توڑتا ہی
دیوانے نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے کہنے کی کچھ سماعت نہ کی جب تو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
کو غصہ آیا اور اُٹھ کھڑے ہوے اور دیوانے کو للکارتے ہوے برابر آئے جو لوگ وہان موجود تھے
مارے ڈر کے بھاگ کر علیحدہ کھڑے ہوگئے دیوانے نے کہنے کو جنونی ہوتے ہین لیکن بکار خود ہوشیار ہوتے ہین
جب دیکھا اُس دیوانے نے کہ حریف برابر آگیا ایک چوب ماری امیر با توقیر کشور گیر نے خالی دی وہ زمین
پر پڑی ایک تتق گرد کا بلند ہوا اگر اُس چوب کی ایک ذراسی بھی جھپٹ پڑتی تو کام انسان کا تمام ہوجاتا
دیوانے نے جھنجلا کر دوسری بار پھر چوب ماری امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے خالی دے کر چوب پکڑلی
اور چھین کے پھینک دی اور بند کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ دیوانے کو اُٹھالون مگر وہ دیوانہ چمٹ گیا کشتی
ہونے لگی آخرکار بڑی دیر کے بعد جب دیوانہ مجبور رہا امیر با توقیر کشور گیر کے شانے مین
کاٹ کھایا امیر با توقیر نے ایک طمانچہ مارا اُسنے شانہ چھوڑ دیا اب امیر با توقیر کو بھی جلال آگیا ایک جھٹکا زور سے مارا کہ وہ
دیوانہ منھ کے بھل زمین پر آرہا امیر با توقیر نے کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اور سر سے بلند کر کے فرمایا پڑھ
کلمۂ لا الہ الا اللہ دین اسلام اختیار کر اُس دیوانے نے کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی امیر با توقیر نے تیور
بدلکے کہا پہلے تو بتا تیرا کیا نام ہی اُس دیوانے نے کہا میرا نام بہرام صحرانشین ہی یکایک کلاہ امیر با توقیر حمزہ
صاحبقران کی پیشانی نورانی سے سرک گئی رگ ہاشمی نے مثل برق کے تڑپ کر جلوہ دکھایا دیوانے
کی جو نظر پڑی دیوانے نے کہا آپ امیر با توقیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان تو نہین ہین امیر با توقیر نے
فرمایا ہان مین حمزہ صاحبقران ہون دیوانے نے کہا مجکو کلمۂ توحید پڑھائیے اور مین تو

اگر تم اچھے تو مر گئے اور غسل نہین کیا اس نے کتاب نندی دیکھا ہی کہ دو پہر تک تمھارا ستارہ امیر باتوقیر پر زبردست
وغالب ہی اور امیر باتوقیر تمھارے ہاتھ سے زخمی ہونگے ای بہمن تمکو لازم ہی کہ تم غسل کی راہ نہ دیکھو اور طبل جنگ
بجواؤ یہ سنکر بہمن نے کاہنون سے پوچھا انھون نے بھی یہی کہا جب تو بہمن نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا
ہرکارون نے یہ خبر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار مین بہمن کے نام پر طبل جنگ بجا ہی
امیر باتوقیر نے بھی نقارۂ رزمی کا حکم دیا لشکر اسلام مین تابی کوس حربی بجا عمرو حیران ہوا اور امیر باتوقیر
سے کہنے لگا ای امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی تک ارادہ جنگ کا نہ تھا
اور نہ کوئی پہلوان ایسا کہین سے آیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو تمکو ہمیشہ شک گذرتا ہی غرضکہ
دونون طرف رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین دونون لشکر آکر صف آرا ہوے نقیب نقابت
بھی کر گئے بعد اسکے بہمن مسلح ہو کر نکلا اور میدان کارزار مین آیا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان
کو پکارا امیر باتوقیر بھی اشقر دیوزاد کو جولان کر کے نکلے اور میدان مین آکر ہمتگادر ہوے بہمن کا گینڈا
سات قدم پسپا ہوا بہمن نے جھلا کر تلوار ماری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے سپر پر روکی بختک
تو حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ جو امیر باتوقیر زخمی نہوے امیر باتوقیر نے بھی تیغۂ عقرب سلیمانی کو کھینچا
اور چاہا کہ بہمن کو ہاتھ مارین بہمن داہنی طرف کو چڑھ کر آگیا اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے
اشقر دیوزاد کو ادھر جھکایا پاؤن اشقر دیوزاد کا موش خانے مین پڑا مرکب نے سکندری کھائی
امیر باتوقیر مرکب کے سنبھالنے مین رہے ادھر تلوار بہمن کی امیر باتوقیر کے سر پر پڑی دو ابرو تک
اتر آئی امیر باتوقیر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی منہ پر آ گئی مع اشقر دیوزاد
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران خون مین نہا گئے رومال کس کے سر مین باندھا اور غصہ مین آکر تیغۂ عقرب
سلیمانی کا ہاتھ بہمن پر مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو قلم کر کے سر تجس بہمن پر
مقام کیا تیغہ کا ٹھیا ہوا تا دو ابرو اتر گیا فوج کفار نے جو دیکھا کہ بہمن زخمی ہوا تلوارین کھینچکر لشکر کفار آ پڑا
ادھر امیر باتوقیر کے پہلوانان جرار تلوارین پکڑ کر آگئے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر بھی
حالت زخمداری مین لڑ رہے تھے جب غش طاری ہوا اشقر دیوزاد معرکۂ جنگ سے امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران کو لے نکلا اور ادھر بہمن کا کرگدن کسی طرف کو بھاگا یہان بہرام اور طول زنگی و طالی زنگی
وغیرہ سب لڑ رہے ہین کشتون کے پشتے لگا رہے ہین کہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے علم لشکر نوشیروان کا
قلم کیا اور بہیان الو المعجن گرد زخمی ہوا اور علم لشکر اسلام کا طوق حران گرد نے لیا ادھر لندھور
لڑتا ہوا قریب نوشیروان کے پہونچ گیا گرز گران سنگ ہاتھ مین ہی غصہ سے منہ سرخ ہو رہا ہی یہ جو بختک نے
دیکھا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین پھر کر آئے قباد شہریار نے زخمیون کے ٹانکے
دلوائے اور علاج شروع کیا اور کہا کہ سب تو آئے لیکن میرے والد بزرگوار امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نہین
تشریف لائے خواجہ عمرو کو حکم ہوا کہ جلد تلاش کرو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اشقر دیوزاد کسطرف
لے گیا خواجہ عمرو نے اسی وقت عیارون کو چہار طرف روانہ کیا سب عیار ایک رات اور ایک
دن تلاش کر کے تھک گئے مگر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا کہین پتا نہ لگا ادھر بہمن بھی غائب ہو گیا مگر
بہمن تو تیسرے روز ایک گانون مین جا کر نکلا کہ وہان تک اسکا عمل تھا وہان کے زمیندار بہمن کی

تم لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین چلے آنا یہ کہکر عمرو بہرام شیرخوار سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور بختک
کو راہ مین ملا اب خواجہ عمرو بھی اسکے ساتھ چلے اہالیان لشکر بختک کی صورت دیکھکر سمجھے کہ یہ بہرام شیرخوار ہی خبر
نوشیروان و بہمن کو ہوئی کہ بہرام شیرخوار آتا ہی اور ڈنکا آگے ہوتا ہی نوشیروان نے سامانیون
اور کرگانیون کو بھیجا کہ بہرام شیرخوار کو جاکر یہان لاؤ جب بختک قریب لشکر نوشیروان کے آیا تو اودھر سے
ساسانی و کرگانی براے استقبال آئے اور بختک کو بہرام شیرخوار سمجھ کے مجرا کیا بختک
نے کسی کا سلام نہ لیا بلکہ آنکھ تک نہ جھپکائی لوگ بہرام شیرخوار کی صورت دیکھ کر بہت حیران ہوے
اور آپس مین کہنے لگے کہ یہ نوشیروان سے بھی زیادہ مغرور ہی غرضکہ بختک کو اُسی طرح بارگاہ
نوشیروان مین لائے سب کو دیکھ کر بہت حیرت ہوئی نوشیروان نے بہمن سے پوچھا کیا یہی قطع
بہرام شیرخوار کی ہی جب تو بہمن نے حیران ہو کر دونون ہاتھ پھیلا کر بختک کو بہرام شیرخوار سمجھ کر گلے سے لگایا
اور کہا ای بہرام شیرخوار پہلے تو تیری یہ وضع نہ تھی اب تو نے اپنی حیثیت کیسی بنائی ہی بختک نے غصہ
سے کسی کو سلام نہ کیا اور قریب تخت نوشیروان پہونچا یہ دیکھ کر نوشیروان اپنے تخت سے اُٹھا اور دونون ہاتھ
پھیلا کر بختک کو بہرام شیرخوار جانکر گلے سے لگا لیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑ کے پاس اپنے بٹھائے اُسوقت بختک
نے کہا ای بادشاہ ابھی آپ نے مجھکو نہین پہچانا مین بختک آپ کا وزیر ہون جب تو بادشاہ نوشیروان
نے ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا او گیدی تو نے میری پوشاک سب خراب کی ارے یہ کیا حرکت نالایق تھی کہ تو ایسی شکل
بناکر آیا بختک نے کہا بہمن سے پوچھو یہ حال مبرا ان کی بدولت ہوا جب نوشیروان نے بہت اصرار کیا
تب بختک نے کہا ای بادشاہ عمرو نے یہ حال میرا کر دیا یہ سُنکر نوشیروان بہت غصہ ہوا اور حکم کیا کہ اس
ملعون کو خوب جوتیان مارو اُسی وقت بختک پر جوتے پڑنے لگے عمرو بھی کھڑا دیکھ رہا ہی آخرکار جب
بختک خوب پٹ چکا تو اپنے گھر کی طرف راہی ہوا مگر یہ شعر پڑھتا جاتا تھا شعر گئے دونون جہان کے
کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ✤ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر
کے رہے ✤ یہ کیفیت دیکھ کر خواجہ عمرو بھی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے امیر باتوقیر
نے پوچھا ای خواجہ کہان تھے خواجہ عمرو نے ساری حقیقت جزیرۂ ہمیشہ بہار کے جانے کی امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کی اور کہا ای امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اُس کو مین مسلمان کر کے
آیا ہون اور وہ خود بھی آتا ہی ای امیر باتوقیر اسکو اچھی طرح با عزاز و اکرام بلوانا چاہیے اتنے مین
ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام شیرخوار آتا ہی امیر باتوقیر نے یہ سُنکر بہت سے پہلوانون کو بھیجا عمرو پہلے سے
آیا بہرام نے خواجہ عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے کہا ای بہرام شیرخوار مجھے کیا مجرا کرتا ہی یہ سب پہلوانان حمزۂ
صاحبقران تیرے ملنے کو آئے ہین بہرام شیرخوار نے کہا ای خواجہ عمرو تمھاری بدولت دولت ایمان حاصل
ہوئی اور یہ افتخار و عزت پائی الغرض سب اپنے ہمراہ بہرام شیرخوار کو لیکر بارگاہ امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران مین لائے امیر باتوقیر نے بھی نیم قد سے تعظیم کی اور دنگل پر شوکت عنایت کیا خلعت
سے مخلع کیا کہ اس عرصے مین پھر خبر آئی کہ بہرام شہر لبستانی بھی آتا ہی امیر باتوقیر نے اسکو بھی بخوبی
استقبال کرا کے بلوایا اور خلعت سے اُسکو بھی سرافراز کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی سن کر بہت جلا
آتش حسد دل مین بھڑکنے لگی اور مایوس ہو کر کہا اب مین کیا کرون بختک نے آکر بہمن سے کہا

عجب حال ہے ا حیثیت بدل گئی جب بختک خوب پٹ چکا بہرام شیر خوار نے حکم دیا اب اس ملعون کو قتل کرو۔ پر خواجہ
عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا جب تو بختک نے مجبور و ناچار ہوکر خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ باندھے اور استاد سے
کہا یا استاد مجکو بچائیے خواجہ عمرو کو بھی ترس آگیا بہرام شیر خوار سے کہا اسکو ابھی قتل نہ کیجیے اور اسکے پانچون ابرون
کا صفایا کرکے مُنھ کالا کرو اور اسکو ننگا کرکے گدھے پر سوار کرو اور کچھ لوگ گرد و پیش اس کے ساتھ ہون اور آگے آگے
ڈھنڈھورا یا آواز بلند کہتا جائے کہ بادشاہون سے ایسی حرکت جو کریگا اُسکی یہی سزا ہی بہرام شیر خوار کو یہ رائے
پسند آئی کہا واہ نیرنگ کلاونت کیا خوب تدبیر سوچی الغرض بہرام شیر خوار نے اسی طرح سے بختک کو تشہیر
کرا کر نوشیروان کے پاس بھیجدیا اور اپنے لوگون سے کہدیا کہ اسکو کنارے شہر کے چھوڑ کر چلے آنا اور بختک کے
آدمی اور خواص جو تھے وہ سب ڈر کے مارے بھاگ گئے کہ مبادا ہمارا بھی یہی درجہ ہو جب بختک اس حال خراب
سے چلا گیا تو خواجہ عمرو نے دل مین کہا اب کیا کروگے کسواسطے کہ بہرام شیر خوار نے تمسے کچھ بُرائی نہین کی
بلکہ بڑا سلوک کیا یہ سوچ کر رات کو بہرام شیر خوار کے تئین بیہوش کیا اور اُسکی شکل بنکے اُسکے پلنگ پر سو رہا صبح کو
دربار مین آکر سب سے کہا مین نے رات کو ایک خواب دیکھا ہی گویا حشر نمایان ہی اور جہنم شعلہ زن ہی اور ایکطرف
کو اُس جہنم کے کچھ لوگ بھی کھڑے ہین اور مجکو فرشتے جہنم کی طرف لیے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ تیرا مقام
بھی جہنم ہی مین جو اُن لوگون کی طرف بھاگتا ہون تو فرشتے کہتے ہین کہ تو اُنکی طرف کیون جاتا ہی وہ لوگ تو
مسلمان ہین انکی جگہ بہشت مین ہی تو ادھر چل مین نے ڈر کر اُسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا اور کہا اب تو
مجکو جہنم مین نہ لیجاؤ غرض یہ خواب بیان کرکے خواجہ عمرو نے سب کو مسلمان کیا اور بتخانے کھدوا ڈالے
مسجدون کی بنا کی اور ہر گلی کوچہ مین آواز لا الہ الا اللہ اور صداے اذان آنے لگی پھر اُٹھ کر علیحدہ مکان
مین آئے اور بہرام شیر خوار کو زنبیل سے نکالا اور نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نامدار بہرام شیر خوار دیکھ کر حیران ہوا کہا کہ میری شکل کا دوسرا آدمی کہان سے آیا ہی اُسوقت خواجہ
عمرو نے ساری حقیقت بیان کرکے کہا اے بہرام شیر خوار بختک سچ کہتا تھا مین نیرنگ کلاونت
نہین ہون مین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہون مین نے تیری فوج کو اور اہالیان شہر کو مسلمان کیا اور
بتخانے سب کھدوا ڈالے اور مسجدون کی بنا ڈالدی لے اب تو مسلمان ہوجا اور اپنا ملک لے اتنی
بات تیرے واسطے اس سبب سے ہی کہ تو نے کوئی مجھسے بُرائی نہین کی ہی انشاء اللہ حمزہ صاحبقران سے
کہ کر تیرے لینے کو سرداران اسلام بھیجونگا اور نوشیروان نامرد ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
بڑے بہادر اور شجاع ہین تو اُنکا ملازم ہو کہ بہادران عالم مین ناموری ہو اور بہمن بکا جو کچھ حال
ہوگا تو بچشم خود دیکھ لیگا اگر تجکو اپنے لوگون کے مسلمان ہونے کا یقین نہ ہو تو پردے کے پاس کھڑا رہ مین
ان سے لات و منات پر لعنت کہوا دون بہرام شیر خوار نے کہا اچھا بہتر ہی غرضکہ خواجہ عمرو نے
بہرام شیر خوار کو تو پردے مین رکھا اور آپ بہرام شیر خوار کی صورت بنے ہوے باہر نکلے اور سب کو
بلا کر کہا کہ تم لوگون سے مجکو ابھی شک باقی ہی یہ سُنکر سبھون نے کلمہ پڑھ کر کہا لات و منات پر لاکھ لاکھ
بار لعنت ہو یہ سُنتے ہی بہرام شیر خوار باہر نکل آیا یہ دیکھ کر سب کے سب مثل آئینہ متحیر ہو سکے دو بہرام
کہان سے آئے پھر اُسوقت بہرام شیر خوار نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہوکر دین اسلام اختیار کیا اور
خواجہ عمرو کو بہت سا مال و زر دیا پھر خواجہ عمرو نے بہرام شیر خوار سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون اور

مین بند کیا ہی اس واسطے کہ شاید میرا گانا آپ کو پسند آئے اور آپ مجکو نوکر رکھ لین ای پہلوان جہان جب ملک جی چاہتے ہین میرا گانا سنتے ہین آپ اُنھین سے پوچھیے کہ مین جھوٹھ کہتا ہون یا سچ بولتا ہون بہرام شیر خوار نے کہا ملک جی بتلاؤ کہ نیرنگ سچ کہتا ہی یا نہین اب تو بختک کی جان نکل گئی اور یہ مجال نہوئی کہ کچھ جھوٹھ کہے کہ بختک چپ ہو رہا بہرام نے اُسکو صندوق سے نکالا اور آکے مسند زرین پر بیٹھا خواجہ عمرو سے کہا اونیرنگ کلاونت کچھ گا جب تو عمرو نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی کی نکالی اور رقت کی چیز سوچ کے گنگنایا اور ہفت پیوندی بجاکے گانا شروع کیا ایسا گایا بجایا کہ بہرام اور اُسکے ملازم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بختک کو برا بھلا کہنے لگے بہرام شیر خوار نے کہا کہ نوشیروان بڑا احمق ہی ایسے مہمل کو وزیر اعظم کیا ہی جسکو بالکل عقل سے بہرہ نہین ہی یہ کہکر خواجہ عمرو کو کھول دیا اور بہت سا انعام دے کر اپنے پاس رکھا القصہ بہرام شیر خوار ہر روز خواجہ عمرو کا گانا سنا کرتا ہی اور محظوظ ہوتا ہی اور بختک کبھی دربار مین روز آتا ہی رات کو اپنے خیمہ مین جاتا ہی جسوقت سے بختک نے نامہ نوشیروان کا بہرام شیر خوار کو دیا ہی بہرام شیر خوار نے اُسی روز سے تیاری چلنے کی کی ہی مگر نیرنگ کلاونت کو ہر وقت اپنے پلنگ کے پاس رکھتا ہی بختک اب یہ چاہتا ہی کہ بہرام شیر خوار جلد نہ جائے جسکو کسی طرح سے رخصت کر دے بلکہ اسی ارادے سے روز روز آتا ہی ایک دن خواجہ عمرو نے کلیم عیاری اوڑھ کر ایک کاغذ لکھ کر بختک کی جیب مین ڈالدیا اور آکر بہرام شیر خوار سے خواجہ عمرو نے کہا کہ آپنے اور کچھ سنا بہرام شیر خوار نے کہا کیا خواجہ عمرو نے کہا آج ایک نامہ بختک کو نوشیروان نے بھیجا ہی تو اُسنے پڑھ کر جیب مین رکھ لیا ہی کیا آپ سے اُسنے کچھ ذکر نہین کیا مگر مجکو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ نوشیروان نے کچھ آپکے مقدمہ مین لکھا ہی ای پہلوان دوران مجکو معلوم ہوتا ہی یہ کچھ آپ سے برائی کریگا بہرام شیر خوار نے کہا کیا تو سچ کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ایک کام کیجیے جب ملک جی آئین اُنسے نامے کا تذکرہ کیجیے اور طلب کیجیے اگر وہ انکار کرین اُن کی جیب مین ہاتھ ڈال کے نکال لیجیے گا الغرض جب بختک دربار مین بہرام شیر خوار کے آیا پہلے تو بہرام شیر خوار نے نامے کا حال پوچھا بختک نے کہا کیسا نامہ مین نہین جانتا ہون اُس وقت باشارۂ خواجہ عمرو بہرام شیر خوار نے بختک کی جیب مین ہاتھ ڈال دیا اور نامہ نکال لیا بختک دیکھ کر حیران ہوا مگر جان کے خوف سے دم نکل گیا اور دل مین کہا کہ یہ مرشد کامل کی چالاکی ہی ای بختک مین نے تو بہت سا چاہا کہ چلا جاؤن اس ملعون بہرام شیر خوار نے نہ جانے دیا اب لات و منات وغیرہ اس ملعون سے میری جان بچائین الغرض بہرام شیر خوار نے وہ نامہ پڑھا اُس مین مضمون قتل بہرام شیر خوار مندرج تھا اور مہر جو نوشیروان کی اپنے قتل نامہ پر دیکھی آگ ببولا ہو گیا اور غصے سے لال ہو گیا شعلۂ غیظ و غضب نکلنے لگے ایک مقام پر اُس نامہ مین کیا بلکہ مکرر سہ کرر یہ فقرہ لکھا تھا ای بختک تجکو قسم ہی میرے حق نمک کی اگر بہرام شیر خوار نہین آتا تو اُسکو گرفتار کر کے لے آ اور اگر زندہ ہاتھ بھی نہین آسکتا تو بہرام شیر خوار کا سر کاٹ لا یہ نامہ کا مضمون پڑھ کر بہرام شیر خوار نے سر اُٹھایا اور بختک کو گھور کر دیکھا اور کہا او ملعون یہ تیرے بادشاہ نوشیروان نے کیا لکھا ہی تیری بھی اتنی مجال ہی کہ تو مجکو گرفتار کرے یا قتل کرے دیکھ مین تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکر بہرام شیر خوار نے حکم دیا کہ بختک کو پکڑ لو اور سب مل کے اسکو جوتیان مارو اب بختک پر فراشی جوتا مثل اولے کے برسنے لگا جتنے بال کھوپڑی مین تھے سب اُڑ گئے بچا کھچے ہو گئے بھیجا پلپلا ہو گیا کپڑون کے پرزے پرزے اُڑ گئے

ایک غلام حبشی سے کہا کہ وہ فلان صندوقچہ جا کر لے آ عمرو بھی پیچھے اُس غلام حبشی کے آیا راہ مین بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ غلام حبشی گرا اور بیہوش ہوگیا عمرو نے اسکو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر صندوقچہ لیکر کشتی پر آیا بختک نے پہچان لیا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اتنا تو پوچھا تیرا کیا نام ہے عمرو نے کہا میرا تو نام کاغذ پر لکھا ہے پڑھ لیجیے بختک نے کہا سچ ہے مین بھول گیا تھا عمرو نے کہا ابھی سے بھول پڑی تو آگے بڑھ کے کیا ہوگا لیکن سچا بھولکر وہان چھوڑ نہ آئیے گا بختک نے کہا نہین تو خاطر جمع رکھ ایسا نہ ہوگا مگر ڈر سے اور کچھ کہہ نہ سکا اور نہ کسی پر ظاہر کر سکا

روانہ کرنا داستان بھیجنا شہنشاہ نوشیروان کا بختک کو جزیرہ ہمیشہ بہار مین واسطے لینے بہرام شیرخوار کے

راہروان مطالب قلزم فسانۂ رنگین و آشنایان مضامین داستان خوش آئین قلم ماہیت رقم سے سطح پر آب و تاب قرطاس پر اب یون رقم کرتے ہین کہ جب بختک بحکم نوشیروان جزیرہ ہمیشہ بہار کی طرف چلا اور کشتی پر سوار ہو کر عمرو کو پہچان لیا مگر ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکا دوسرے روز بختک نے عمرو سے کہا کہ او حبشی تو پردے پاس فلان خواص سے کیا باتین کر رہا تھا یہ کہکر اپنے غلامون سے کہا کہ اس کو نظر بند کر دو یہ حکم پاتے ہی غلامان زرین کمر گرد خواجہ عمرو کے رہنے لگے اور بختک نے چپکے سے غلامون سے کہدیا اسکو پکڑ لو غرض کشتی تو چلی جاتی تھی کوئی دو منزل تھی رہ گیا تھا کہ غلامون نے عمرو کو پکڑ لیا بختک نے مارے ڈر کے خواجہ عمرو کو مارا تو نہین لیکن بیہوش کر کے ایک صندوق مین بند کر لیا اور کہا کہ اسکو جا کر سامنے بہرام شیرخوار کے قتل کرونگا جب پھر بعد ایک روز کے کشتی جزیرہ ہمیشہ بہار مین پہونچی بختک مع غلامون وغیرہ کے اُترا اور دربار مین بہرام شیرخوار کے آیا اور صندوق بھی عمرو کا لیتا آیا بہرام شیرخوار نے دیکھا کہ نوشیروان نے اپنے وزیر اعظم کو میرے لینے کیواسطے بھیجا ہے اور کچھ مال بھی آیا بہرام خوش ہوا اور اپنے دنگل سے اُٹھکر بختک کی تعظیم کی گو کہ بہرام بھی اپنے شہر کا بادشاہ ہے اُس بارگاہ مین تخت شاہی رکھا ہے مگر بسبب دعوی پہلوانی بہرام تخت پر نہین بیٹھتا ہے دنگل پر تمکین رہا کرتا ہے الغرض بختک نے جھک کر مجرا کیا بہرام نے بسبب وزیر اعظم ہونے بختک کے بڑی شان و شوکت سے تعظیم و تواضع کی بختک بہرام کو دیکھ کر دلمین بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ہان یہ لایق مقابلہ امیر ہے غرضکہ بہرام نے حال نوشیروان اور امیر کا بختک سے پوچھا اُسنے اول سے آخر تک سارا قصہ امیر کا بیان کیا اور عمرو کا بھی حال کہا کہ وہ ساربان زادہ بلاے بے درمان آفت جہان ہے مگر اے بہرام معلوم ہوتا ہے کہ ہر لڑائی کی فتح تمہارے مقسوم مین ہے کہ وہ تمہاری تقدیر سے آنے کے وقت اسطرف کو میرے ہاتھ آگیا مین نے اسکو صندوق مین بند کر رکھا ہے تم اسکو قتل کرواسنے بڑے بڑے شاہ و شہریارون کو قتل کیا اور بادشاہ ہفت کشور تک کو ذلیل و خوار کر دیا یہ کسی کے ہاتھ نہین آتا ہے مگر مین نے بڑی مشکل سے گرفتار کیا ہے بہرام نے جو یہ سنا بختک سے کہا مجھے تم نے بڑا اشتیاق دلوایا جو عمرو ایسا ہے تو اُسے جلد منگاؤ بختک نے کہا اس صندوق مین ہے بہرام نے جو صندوق کھولا بختک نے جو بسبب خوف ہلاک ہوجانے کے بیہوشی کم دی تھی تو دیکھا کہ عمرو ہوشیار ہے جیسے پٹرا صندوق کا اُٹھایا خواجہ عمرو نے تالیان بجا کر کہا مصرع ہمیشہ دلبرسو جان مبارک باشد بہرام نے کہا تو کون ہے عمرو نے کہا اے پہلوان مایان لون میرا نام نیرنگ کلاونت ہے مجکو زبردستی اپنے ساتھ بختک جی لے آئے ہیں صندوق مین بند کر کے

خالی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تلوار چھین لون طول زنگی نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا گریبان
پکڑ لیا امیر باتوقیر بھی اشقر دیوزاد سے کود کے کشتی ہونے لگی لیکایک پردۂ بیابان سے گرد اُٹھی دیکھا کہ
لندھور بن سعدان مع سرداران آپہونچا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو مجرا کیا اور کہا یا امیر باتوقیر یہ میرا
حریف ہی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای جانشین من تم جاکر لشکر مین ٹھہرو یہ سنکر لندھور بن سعدان
رنجیدہ خاطر ہوکر سامنے قباد شہریار کے آکھڑا ہوا یہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے ایک شب و روز
مین طول زنگی کو زیر کیا پھر طال زنگی نکلا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے اُس کو بھی زیر کیا اور باندھکر
خواجہ عمرو کو دے دیا یہ دیکھکر تیسرا بھائی اُسکا طلوع شاہ حمزۂ صاحبقران کے سامنے آیا اسکو دیکھکر
لشکر بھی تلوار پکڑکر چلا طلوع شاہ نے سب کو منع کیا اور امیر باتوقیر سے عرض کیا ای امیر کشورگیر مجکو کلمہ
پڑھا دیجیے مین مسلمان ہوتا ہون اور اُن کو بھی چھوڑ دیجیے ان دونون نے آپ سے لڑنے کی سزا پائی یہ سُن کر
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بہت خوش ہوے اور کلمۂ توحید پڑھایا تینون بھائی مع لشکر از سر صدق
مسلمان ہوے تو نوشیروان یہ ماجرا دیکھکر رنجیدہ و کبیدہ ہوا اور طبل بازگشت بجواکر مع لشکر پھر گیا امیر باتوقیر
اپنے لشکر مین آئے اور بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہوے اور ان تینون کو خلعت دیے یہ تینون بھائی
خلعت فاخرہ پہن کر دنگل پر بیٹھے لیکن لندھور بن سعدان و عادل شیردل اور فاضل شیردل نے
آنکھین ملائین امیر باتوقیر نے منع کیا ای جانشین من اب یہ مسلمان ہوے ہین انسے اپنا دل صاف کرلو
کاوش دور کرو امیر باتوقیر تو یہ کہکر چپ ہورہے جب یہ باہر نکلے عادل شیردل اور طول زنگی سے بحث
ہونے لگی آخرکار آپس مین تلوار چلی جب یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی امیر باتوقیر باہر تشریف لائے اور عادل
شیردل کو منع کیا اور طول زنگی کو بارگاہ مین لے آئے لندھور بن سعدان نے جو سُنا بہت بگڑا لوگون نے
منع کیا اور سمجھایا مگر لندھور بن سعدان نے نہ مانا کہا میرا بھی خیمہ باہر نکالو مین کچھ امیر باتوقیر کی پروا نہین
رکھتا ہون یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور بن سعدان بگڑکر چلا جاتا ہی امیر باتوقیر تینون کے ہاتھ رومال
سے بندھوا کر لندھور بن سعدان کے پاس آئے اور لندھور بن سعدان کے قدمون پر اُن تینون
کو گروادیا اور کہا ای جانشین من ان کا قصور عفو کرو لندھور بن سعدان حمزۂ صاحبقران کی اس بات
سے بہت خوش ہوا اور لندھور نے طول زنگی اور طال زنگی اور طلوع شاہ کو خلعت دیا امیر باتوقیر
نے اُن کو لندھور بن سعدان کے حوالے کیا اور کہا ای جانشین من یہ تمھارے عزیز ہین ان کو اپنے
پاس رکھو شدہ شدہ یہ خبر شہنشاہ نوشیروان کو ہوئی تمام کفار سُن کر آتش حسد سے جل کر خاک ہوگئے
اور حیران ہوے کہ کیا تدبیر کرین بہمن تو زخمی ہی ابھی اچھا بھی نہین ہوا اور جو لوگ کہ مدد کو آئے
تھے اُنکا یہ حال ہوا بہمن نے نوشیروان سے کہا ای بادشاہ بہرام شیرخوار ابھی تک نہین آیا ہی اب
کسی کو جزیرۂ ہمیشہ بہار پر بھیجیے کہ بہرام شیرخوار کو جاکر ساتھ لے آئے یہ سُنکر بختک کو حکم دیا کہ تو
جاکر بہرام شیرخوار کو اپنے ساتھ لے آ دربار بادشاہ نوشیروان مین تو یہ مصلحت ہورہی تھی مگر
خواجہ عمرو بھی ایک فراش کی صورت بنے ہوے دربار مین کھڑے یہ باتین سُن رہے تھے الغرض بختک
حکم پاکر بارگاہ کے باہر آیا اور چالیس عذیبون کے نام لکھے اور اُنکو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار ہوا اور سبکے
نام کاغذ مین دیکھ کر کشتی پر سوار کرنے لگا اس واسطے کہ شاید عمرو بھی صورت بدل کر چلا آوے اور

دے دیا لندھور بن سعدان نے طول زنگی کو خواصی مین ڈال لیا اور گرز پکڑکر مشغول جنگ ہوا یہانتک کہ سات ہزار
فوج زنگی قتل ہوئی طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمے مین آئے اور لندھور بن سعدان بارگاہ
مین آیا زنگیون نے کئی روز طبل جنگ نہ بجوایا لندھور بن سعدان حیران ہوا کہا ایہا الناس اب مین کیا کرون
مجھے اسلیے جلدی ہی کہ یہان سے پھر کر جاؤن تو آدین آدان منارۂ گردن کی لڑائی دیکھون اُدھر طال زنگی کے
کے یہان ایک عیار تھا کہ نام اُسکا سیارۂ زنگی تھا اُسنے طلوع شاہ کو یہ صلاح دی کہ شبخون آج ماریے
غرضکہ اُن دونون نے لشکر لندھور بن سعدان پر شبخون مارا اور ہزارون کو قتل کیا لندھور بن سعدان
کو جو خبر ہوئی مسلح و مکمل ہو کر بارگاہ سے نکلا اور سب لشکر ہوشیار ہوا تلوار چلنے لگی سیارۂ زنگی نے آنار آتشبازی
کے اور بان آتشبازی کے جو چھوڑے تو لندھور بن سعدان کا ہاتھی بھاگا بلکہ جتنے ہاتھی لشکر لندھور مین
تھے سب بھاگے دو منزل پر جاکے ٹھہرے لندھور کو بڑا صدمہ ہوا زنگیون نے آکر سب مال و اسباب
لشکر لندھور کا لوٹ لیا اور طول زنگی کو چھڑا کر لیگئے اور اُسی وقت لشکر نوشیروان کی طرف کوچ کیا
جب لندھور بن سعدان پھر کر آئے یہ دو منزل آگے نکل گئے تھے غرضکہ لندھور بن سعدان بھی اُن کے
تعاقب مین چلا یہان آدین آدان نے غسل کیا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر امیر باتوقیر کو
پہونچائی اِدھر بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی آلات حرب و ضرب درست ہوا کیے صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائیان ہوئین آدین آدان منارۂ گردن فوج سے نکلا امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو پکارا غرضکہ امیر باتوقیر چاہتے ہین کہ نکلین دیکھا از پردۂ بیابان گردی برخاست
کہ طول زنگی اور طال زنگی مع طلوع شاہ لاکھ سواران زنگی سے پیدا ہوے طول زنگی نے دیکھا کہ
نوشیروان نے خبر بھی نہ لی اور ہماری راہ نہ دیکھی طبل جنگ بجوادیا بلکہ آدین آدان منارۂ گردن
میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہی طول زنگی نے اپنے مرکب کو بڑھایا نوشیروان حیران ہوا کہ
یہ تو ہماری مدد کو آیا ہی اور آدین آدان منارۂ گردن کی طرف کیون جاتا ہی طول زنگی نے بڑھکر آدین
آدان منارۂ گردن سے کہا تو کون ہی کہ مجکو دیکھکر میدان سے نہ پھرا آدین آدان منارۂ گردن نے
کہا کیا تو مسلمان ہی اُسنے کہا نہین تو مین مسلمان نہین ہون آدین آدان منارۂ گردن نے کہا تو مجھ سے پھر
کیون لڑتا ہی طول زنگی نے کہا ہم لات و منات پرست ہین سب سے لڑتے ہین او گیدی لا جلد کیا
ضرب بہادری کی رکھتا ہی آدین آدان منارۂ گردن کو غصہ آ گیا جھنجھلا کر تلوار کا وار کیا طول زنگی
نے بہ فنون سپہ گری وار اسکا رد کرکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا یا تو شعلۂ تیغ سپر پر چمکتے دیکھا تھا یا جگرگاہ مین آکر
دم لیا آدین آدان منارۂ گردن دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی بجنتک اُچھل کر ناچنے لگا طول
زنگی نے منھ طرف لشکر اسلام کے کیا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو پکارا کہ اگر دعوے
مردمی ہی تو میدان رزم مین آکر مبارزی کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ سنکر فوراً میدان رزمگاہ مین
آکے پہلے ہمتگاور ہوے سات قدم طول زنگی کا فیل ہٹ گیا طول زنگی جسنے نیزہ مارا امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا طول زنگی نے پھر گرز مارا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
نے گرز اُسکا روک کر گرز مارا طول زنگی نے بھی روکا وہ گرز فیل کے سر پر پڑا بھیجا فیل کا نکل پڑا فیل
زمین پر گرا طول زنگی کود کر زمین پر آیا اور تلوار کا وار کیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے

دوڑ کر میدان میں آئے اور دونوں کو اپنے لشکر میں لے گئے اُن دونوں کی فوج نے چاہا کہ تلواریں کھینچ کر جا پڑیں
اور عمرو بن حمزہ سے لڑیں بختک نے منع کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر میدان سے پھرے اپنی اپنی
بارگاہوں میں آئے بختک نے سر بارگاہ پکار کے کہا ایہا الناس ان دونوں کو بڑا غرور تھا اب سزائے
معقول انکو ملگئی آدین آدان منارہ گردن نے مسکرا کر بختک کو سخت کہا اور یہ مشورہ قرار پایا کہ آدین آدان
کو صحت ہو جائے تو پھر طبل جنگ بجوائیں اب جنگ و جدال موقوف رہے اتنے میں ہرکاروں نے خبر دی کہ
طول زنگی اور طال زنگی اور طلوع شاہ زنگی تینوں بھائی پل کفیل سے آتے ہیں اور طلوع شاہ بادشاہ
ہی لشکر کا اور وہ دونوں طول زنگی و طال زنگی بعہدہ پہلوانی اُسکے ساتھ ہیں اور بھانجے مالک بن ملکوت
کے ہیں کہ جو بادشاہ ملک فرنگوشیہ کا ہی یہ جو خبر نوشیروان کو ہوئی بہت خوش ہوا اور طبل شادمانی بجوایا امیر
باتوقیر نے جو یہ خبر سنی فوراً جام کلاہ عفریت طلب کیا اور عین بارگاہ میں جام اور خلعت رکھوا دیا اور فرمایا کہ ہی
کوئی ایسا دلاور و بہادر کہ اُنکو روکے اور وہ زنگی بچے یہاں ہرگز نہ آنے پائیں راستہ ہی میں اُنکو سزا دیجائے
یا باندھ کر سامنے بادشاہ کے حاضر کرے یہ سنتے ہی دارا سے ہیں لندھور بن سعدان اپنے دنگل پر سے اُٹھا
امیر باتوقیر نے فرمایا ای جانشین من میں خاص تمکو نہ کہ سکا خیر بسم اللہ جاؤ تمسے بہتر کون ہی نصر من اللہ فتح قریب
لندھور بن سعدان نے یہ سنکے مجرا کیا اور عادل شیردل اور فاضل شیردل اور بلند خان قندھاری کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا لندھور بن سعدان نے راہ میں کہیں مقام نہ کیا برابر چلا گیا ادھر سے لندھور بن سعدان
جاتا ہی اور اُدھر سے وہ کافران زنگی آتے ہیں جب قریب پہونچے ہرکاروں نے خبر دی کہ سات کوس پر لشکر
زنگیوں کا ہی لندھور بن سعدان نے تھوڑی دور آگے بڑھ کر اپنے خیمہ برپا کیے ہرکاروں نے اُدھر کے
یہ خبر زنگیوں کو پہونچائی کہ لندھور بن سعدان روکنے کو آیا ہی وہ زنگی یہ سُن کر حیران ہوے کہا ہم تو
نوشیروان کے پاس جاتے تھے معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحبقران بھی آیا ہوگا لوگوں نے کہا کہ حمزہ صاحبقران
نہیں ہی فقط لندھور بن سعدان کو بھیجا ہی الغرض زنگیوں کے لشکر میں طبل جنگ بجا ادھر لشکر
لندھور بن سعدان میں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے
طول زنگی اُدھر سے نکلا مبارز طلب کیا ادھر سے فاضل شیردل نکلے لندھور بن سعدان نے انکو ہرچند منع
کیا مگر اُنھوں نے نہ مانا اور میدان کارزار میں آئے طول زنگی بھی فیل پر سوار تھا ادھر یہ بھی فیل جنگی پر سوار تھے
پہلے تو دونوں فیل بھڑ کر اپنی اپنی سونڈوں سے خوب لڑے اسنے خرطوم اُسکی کمر میں ڈالی اُسنے خرطوم سے
اسکو لپیٹا اسنے دندان اُسکے اُسنے دانت اسکے گڑو دیے بعد اُسکے طول زنگی نے گرز مارا فاضل نے سپر پر
روکا اور سر کو اپنے بچا کر پیچھے کھینچا وہ گرز ہاتھی کے سر پر پڑا فیل نے سر پھرا کر خالی دیا فاضل نے پھر گرز مارا
طول زنگی نے رد کرکے بھڑ کر بند دست پکڑ کر کے اپنے ہاتھی پر کھینچ لیا فاضل نے اُسکی گردن پکڑ کر جھٹکا
مارا دونوں میں کشتی ہونے لگی درمیان کشتی میں فاضل نے خنجر نکالکر کمر سے طول زنگی کو مارا خنجر زرہ
کو کاٹ کر آڑا نکل گیا طول زنگی نے بھی گھبرا کر خنجر مارا فاضل کے شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا غرضکہ دونوں
میں اُسی فیل پر خنجر چلنے لگا معرکہ جو طول زنگی کے بھائیوں نے دیکھا فوج لے کر دوڑے ادھر لندھور
بن سعدان بھی مع لشکر جھپٹا تلواریں کھچا کھچ چلنے لگیں لندھور بن سعدان نے ہزاروں کو مار کے گرا دیا
اور اپنے تئیں فاضل کے قریب پہونچایا اور فاضل نے طول زنگی کو زیر کرکے فیل پر باندھ کر لندھور کو

عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا امان بشرط ایمان بہرام البستانی نے قبول کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے بہرام البستانی
کو زمین پر رکھدیا بہرام البستانی مع فوج وغیرہ کے از سر صدق مسلمان ہوا بہرام شہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو بارگاہ
مین لایا حال سب دریافت کیا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ میرا نواسا اس سبب سے کہ فریدون شاہ یونانی بہرام البستانی
کا بھائی تھا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور بہت اعزاز و اکرام سے دعوت وضیافت کی عمرو بن حمزۂ یونانی نے دوسرے
روز فرمایا اب مین رخصت ہوتا ہون بہرام البستانی نے کہا کہ ایک ہفتہ ٹھہر جاؤ تو مین بھی تمہارے ہمراہ چلونگا عمرو
بن حمزۂ یونانی نے کہا کہ امیر باتوقیر کو بڑی تشویش ہوگی تم میرے جانے کے بعد چلے آنا یہ کہکر اپنے ماموؤن کو اپنے
ساتھ لیکر اور کچھ فوج بھی ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے یہان نوشیروان منتظر ہی کہ آدین آدان
منارۂ گردن غسل صحت کر لے تو طبل جنگ بجے القصہ ایک روز دور شراب ناب کا بارگاہ نوشیروان
مین چل رہا تھا جب فرہاد غوری اور زنگادۂ غوری کو نشہ ہوا حکم کیا ہمارے نام طبل جنگ بجے فوراً لشکر
کفار مین طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکارون نے امیر باتوقیر کو پہونچائی ادھر بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے فرہاد غوری میدان مین آیا اور امیر باتوقیر کو پکارا امیر باتوقیر نے سنتے ہی
بادشاہ سے اجازت طلب کی اور چاہتے تھے کہ میدان مین نکلین کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی دیکھا کہ عمرو بن
حمزۂ یونانی مع صدف نوش اور صفا نوش کے فوج لیے ہوے آتے ہین عمرو بن حمزۂ یونانی نے دیکھا کہ
میرا حریف میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہی دور ہی سے بادشاہ کو اور امیر باتوقیر کو مجرا کیا اور اجازت
طلب کر کے نعرہ کرتے ہوے میدان مین آئے فرہاد غوری بھی اُدھر سے بڑھا پہلے تو نگادرزن ہوے
سات قدم مرکب فرہاد غوری کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم مرکب عمرو بن حمزۂ یونانی کا پسپا ہوا بعد ہ سخن
نیزہ بازی ہوئی چند طعنون مین عمرو بن حمزہ نے فرہاد غوری کا نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھنجلا کر تلوار ماری انھون نے
نے وار اُسکا رد کر کے ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر
پہونچی فرہاد غوری نے سر کو پیچھے کھینچا تلوار گردن پر گینڈے کے پڑی سر گینڈے کا قلم ہوا فرہاد غوری
کود کر علیحدہ ہوا اور چاہا کہ مرکب کو عمرو بن حمزۂ یونانی کے پکڑے شہزادہ بھی ہان ہان کر کے کود پڑا فرہاد
نے پھر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے خالی دے کر بند دست پکڑا اور جھٹکا مار کے تلوار فرہاد غوری کی چھین لی
فرہاد غوری لپٹ پڑا عمرو بن حمزۂ یونانی سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کے بعد اُسکا لنگر توڑ کر عمرو بن حمزہ
نے فرہاد غوری کو اُٹھا لیا اور فرمایا ای کافر الکفر حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی فرہاد غوری
نے کہا ای پسر حمزہ تو نے میرے سامنے لات ومنات کو بُرا کہا مجکو اسکا کفارہ دینا واجب ہوا یہ سنتے ہی عمرو
بن حمزہ نے چرخ دے کر فرہاد غوری کو زمین پر مارا اور چاہتے تھے کہ چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین
زنگادۂ غوری یہ دیکھتے ہی تلوار کھینچ کر دوڑا اور پکارا ای پسر حمزہ تو نے غضب کیا میرے بھائی کو پکڑ لیا اور
آتے ہی زنگادۂ غوری نے تلوار ماری عمرو بن حمزۂ یونانی نے فرہاد غوری کو پھر اُٹھا لیا اور بجاے سپر سامنے
زنگادۂ غوری کے کیا تلوار آکر اُسکی فرہاد کی کمر پر پڑی فرہاد غوری غل مچانے لگا زنگادۂ غوری تو پیچھے
ہٹ گیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے فرہاد غوری کی مشکین باندھ کر عیار کے حوالے کیا اور زنگادۂ غوری کا
مقابلہ کیا زنگادہ نے پھر تلوار ماری عمرو بن حمزۂ یونانی نے تلوار اُسکی چھین کے پھینکدی اور دوسرا ہاتھ
کمر زنجیر مین ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر اُسکی بھی مشکین باندھ لین خواجہ عمرو

اور بلائین لیکر کہنی ہوا ای شہزادے پسر حمزۂ صاحبقران مین تمپر نہایت شیفتہ و فریفتہ ہون مجکو اپنی کنیزی مین قبول
کرو کہ مین تمپر طلسم نارنج سے عاشق ہوئی ہون عمرو بن حمزہ نے تیوریان چڑھا کر انکار کیا اس فتنہ جادوگرنی نے کتنی دن
تک منتین کین عمرو بن حمزہ نے نہ مانا اُس جادوگرنی کو غصہ آیا مگر چونکہ عاشق تھی اور تو کچھ نہ کیا ایک سوداگر کے ہاتھ
عمرو بن حمزہ کو بیچ ڈالا اور کئی روز کے بعد سوداگر سے خرید لائی اور سحر بند کرکے ایک صحرا مین عمرو بن حمزۂ یونانی
کو چھوڑ دیا لیکن بہ سبب محبت کے دونون وقت آکر کھانا پانی دیجایا کرتی تھی الغرض عمرو بن حمزۂ یونانی ہمیشہ اُسی
صحرائے پر فضا مین مثل دیوانۂ صحرائی پھرتے ہین اور کہین جا نہین سکتے ہین ایک روز عمرو بن حمزہ نے عالم رویا مین
دیکھا کہ کوئی بزرگوار فرماتے ہین ای عمرو بن حمزۂ یونانی جادوگرنی کو فریب سے قتل کرنا کچھ مضایقہ نہین ہے تم کیون
تامل کرتے ہو جلد اس کو قتل کرو عمرو بن حمزہ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوے اور تدبیر اپنے دل مین اُس جادوگرنی
کے قتل کی سوچنے لگے یکایک وہ جادوگرنی آئی عمرو بن حمزہ اُس کو دیکھ کر رونے لگے اُس نے کہا ای شہزادے
کیون روتے ہو اگر میرے وصل پر راضی ہو تو ابھی تم کو اُسی باغ مین لیچلون عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین بھی تیرا
عاشق زار ہون مین تو تیرا امتحان کرتا تھا اور مین اسواسطے روتا ہون کہ ایسا نہو کوئی تجکو مار ڈالے تو مجکو نہایت
صدمہ والم ہوگا یہ سنکے فتنہ جادوگرنی بہت خوش ہوئی اور عمرو بن حمزہ کو پھر اُسی باغ تر و تازہ مین لائی اور کہنے لگی ای شہزادے
تو خاطر جمع رکھ مجکو کوئی نہین قتل کر سکتا عمرو بن حمزہ نے ہنس کر کہا ای جان جہان کوئی جام شراب ہمارے ہاتھ
سے پیو کہ نشہ کا وفور دل کو سرور ہو اُسنے گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی لاکر عمرو بن حمزہ کے سامنے رکھدین
عمرو بن حمزہ نے پے در پے سات جام شراب تند و تیز لبالب اُس جادوگرنی کو پلائے کہ مست ہو کر جھومنے لگی
اور پلنگ پر لیٹ گئی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی آکر برابر اُسکے لیٹے باہین گردن مین ڈالدین جب وہ جادوگرنی نشہ مین
آکر بیہوش ہوئی عمرو بن حمزہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اس زور سے اُسکا گلا گھونٹا کہ وہ کافرنی واصل جہنم ہوئی
اور جو اُسکی خواصین اور کنیزین تھین اُن کو مطلق سحر نہ آتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی نے سب کو مال و زر و جواہر وہان کا
دے کر آزاد کیا اور وہان سے روانہ ہوے جاتے جاتے راہ مین ایک شہر ملا دریافت کیا کہ یہ شہر کونسا ہی
لوگون نے کہا اُس کو شہر البستان کہتے ہین اور یہان کا حاکم بہرام البستانی ہی عمرو بن حمزہ اُس شہر مین آئے
اور زر و جواہر دے کر ایک گھوڑا بہت عمدہ خرید کیا اور اُس کو ساز و یراق سے آراستہ کرکے سوار ہوے
اور شہر کی سیر کرتے ہوے چلے کہ ایک طرف کو غل اور شور برپا ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی نے پوچھا کہ یہ شور کیسا
ہی لوگون نے بیان کیا کہ صدف نوش اور صفا نوش قید ہو کر آئے ہین اور یہ بھتیجے بہرام البستانی کے
ہین بادشاہ نے سمجھایا کہ تم لات و منات پرست ہو جاؤ اُنھون نے انکار کیا نہ مانا اُن کے واسطے حکم قتل
ہوا ہی چنانچہ آج روز قتل اُن کا ہی جلاد اُن دونون کو قتل کرنے کو لیے جاتے ہین یہ سُن کے عمرو بن حمزہ نے
اُسی طرف گھوڑا بڑھایا اور لوگون کو ہٹا کر پاس صدف نوش اور صفا نوش کے پہونچے اور جلاد کو جو تیرے
سر سے پانون پکڑ کے کھینچ لیا اور دونون کی قید اُسی وقت کاٹ دی اور تلوار تول کر نعرہ کیا کہ منم شہزادہ عمرو
بن حمزۂ یونانی فوج بہرام البستانی آمادۂ کارزار ہوئی تلوار چلنے لگی اور بہرام البستانی بھی مشغول جنگ
ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی نے دم بھر مین صدہا کو قتل کیا تلوار مارتا ہوا قریب بہرام البستانی کے پہونچا بہرام
البستانی نے تلوار کا وار کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے بار بچا کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا اور تلوار بہرام البستانی
کی چھین لی اور زنجیر کمر کو تھام کر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کرکے چرخ دیا بہرام البستانی پکارا امان امان

بیٹھا ہو اُسی نے خواجہ کو پکڑا لیا تھا آدین آدان منارہ گردن نے کہا او بدذات آپ ہی تو نے مجھسے مکر کر عمرو کو گرفتار کرایا اور کہا جلد قتل کر واب حمزۂ صاحبقران کو دیکھ کر یہ باتین بناتا ہی آدین آدان منارہ گردن یہ کہکر امیر باتوقیر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای حمزۂ صاحبقران مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا معلوم ہوا کہ تمھاری بہادری سب اس عیار طرار کے بھروسے پر ہی جب تو تمھارے عیار نے مجکو ذلیل کیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای آدین آدان منارہ گردن یہ بت پرستی کا باعث ہی کافر کو جس طرح چاہئے ذلیل اور خوار کرے آدین آدان نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اب تم عمرو کو بیجاؤ تمسے کوئی نہ بولیگا کس سبب سے کہ تم اکیلے ہوا اور میری بہادری مین فرق آئیگا یہ سُنکے امیر باتوقیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی کو نکال کے کہا ای آدین آدان اگر تم مجھسے نہ لڑوگے تو مین تم سب کو نامرد جانونگا آدین آدان منارہ گردن نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اگر یہی بات ہی تو آؤ ایک زور پنجہ کا کرلو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ سُنکر گھوڑے سے اُترے اور کرسی پر بیٹھ گئے آدین آدان سے پنجہ ہونے لگا امیر باتوقیر نے زور کرکے جھٹکا جو مارا آدین آدان منارہ گردن کی اُنگلیان ٹوٹ گئین پنجہ اُتر گیا امیر باتوقیر اُٹھ کھڑے ہوے اور عمرو کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ سلیمانی کی جانب چلے سرداران آدین آدان نے جو دیکھا کہ ہمارے آقا کی امیر باتوقیر اُنگلیان توڑ کر چلے ہین مع فوج سب سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر حمزۂ صاحبقران کے سر پر ٹوٹ پڑے امیر باتوقیر نے بھی تیغۂ عقرب سلیمانی کو جلوہ دیا تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے لگا دیے دریا خون کے بہا دیے عمرو خنجر کھینچے ہوے پیچھے اشقر دیوزاد کے لڑ رہا ہی جسوقت لوٹ مار کر خنجر کا وار کرتا ہی تو سیکڑون کی ٹانگین قلم کرتا ہی یکایک نعرۂ لندھور بن سعدان کا ہوا اشعار منم صاحب عمود دو جانشین حمزہ در گردان + شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + فلک شد با گہ انجم سپہ خورشید تاج من + بفرمانم بود سہ صد ہزار و ملک ہندوستان + ساتھ ہی لندھور بن سعدان کے دوسرا نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا شعر منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پھر تو ایک کے بعد ایک سرداران لشکر اسلام نعرے کرنے لگے اور تلوارین تول تول کے آپڑے تمام فوج اسلام کا اژدہام ہو گیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ گاؤزمین تھرا گئی خون کا سمندر اُبل پڑا نوشیروان کو جو خبر ہوئی گھبرا گیا بختک بدحواس ہو کے غل مچانے لگا جلدی سے طبل بازگشت بجوا دیا آدین آدان منارہ گردن اپنی فوج پر بہت خفا ہوا دونون لشکر جدا ہوے امیر باتوقیر مع سرداران فوج اسلام بارگاہ سلیمانی کی طرف تشریف لائے ادھر آدین آدان کی اُنگلیون کا علاج ہونے لگا

دو کلمے داستان جرأت نشان اُٹھا لیجانا ایک جادوگرنی کا شہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی کو اور قتل ہونا اُس جادوگرنی کا

ساحران ناطقۂ افسون گری و جادوگران خوش تقریر ساحری اس داستان شعبدہ نشان کو قلم سحر ساز تحریر و تقریر سے صفحۂ قرطاس پر یون آراستہ کرتے ہین کہ جس وقت مین معرکہ کارزار مین عمرو بن حمزۂ یونانی کو یحیہ ایک باغ لالہ زار نہالہا سے تازہ پر از اثمار ہر سمت گلون پر بہار ہر جگہ نسیم مروحہ جنبانی کو تیار طائران خوش نواز مزمہ ساز مرغان چمن بصد خوش الحانی نغمہ پرداز وہ باغ مثل گلشن شداد نہایت آراستہ و پیراستہ اور قصر جواہر نگار بہت مزین و خوشنما مین اُٹھا لے گیا عمرو بن حمزۂ یونانی کی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی باغ کی شگفتگی دیکھ کر دل باغ باغ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگرنی سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہی

کی اور کہا کہ مجکو آپسے نہایت سنرمندگی حاصل ہوئی القصہ آدین آدان منارۂ گردن دربار نوشیروان مین آیا
اور تمام حال بیان کیا عمرو وہان بھی فراش کی صورت بنکے رات کو دربار مین نوشیروان کے آیا دیکھا سب بیٹھے
ہین آدین آدان منارۂ گردن میرا ذکر کر رہا ہی اور عمرو پیچھے آدین آدان منارہ گردن کے کھڑا خلال بناتا
ہی اور کبھی شمعون کے گل لیتا ہی کہ بختک نے پہچانا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اور ایک کاغذ پر یہ مضمون لکھا ای
آدین آدان منارۂ گردن یہ جو فراش گل لے رہا ہی یہ عمرو ہی ای آدین آدان منارۂ گردن کچھ منگا کر انعام
دو جب یہ قریب تمھارے انعام لینے آئے اُسی وقت گرفتار کرلو اس مضمون کا پرچہ کاغذ سامنے آدین آدان
کے لکھ کے ڈالدیا آدین آدان منارۂ گردن نے وہ کاغذ اُٹھا کر پڑھا اور کئی توڑے روپئے کے منگائے
ملازمان نوشیروان کو اور اپنے بھی نوکرون کو تقسیم کئے عمرو کے مُنھ مین بھی پانی بھر آیا کہا ای خواجہ یہ روپیہ
مفت جاتا ہی یہ سوچ کر عمرو بھی روپیہ لینے آیا آدین آدان منارۂ گردن نے روپیہ ہاتھ پر رکھ کر
ہاتھ آگے بڑھایا عمرو نے چالاکی سے وہ روپیہ اُٹھا لیا اور پیچھے ہٹ گیا دوبارہ آکر عمرو کہنے لگا ای پہلوان
میرا بھائی باہر گیا ہی اُسکا بھی حصہ دو آدین آدان منارۂ گردن نے کہا لو جیسے ہی عمرو روپیہ ہاتھ پر سے
اُٹھانے لگا آدین آدان منارۂ گردن نے عمرو کے ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو اوندھے منھ
ہو کر گرا آدین آدان منارۂ گردن نے عمرو کی مشکین باندھ لین اور جلاد کو طلب کیا بختک نے
اشارے سے کہا ای پہلوان جلدی اسکو قتل کرو آدین آدان منارۂ گردن نے کہا ملک جی قسم ہی لات و
عزا کی اب اگر نوشیروان بھی کہیگا تو عمرو کو بغیر قتل کئے نہ مانونگا اتنے مین جلاد بھی آیا اب عمرو بلبلانے لگا
کہتا تھا ای پہلوان تم بھول گئے مین تو تمھارا قدیم نوکر ہون آدین آدان منارۂ گردن نے کہا او دزد
مکار مین قسم کھا چکا ہون اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اُدھر ہرکارون نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
کو خبر دی کہ خواجہ عمرو پہلے تو بختک کی صورت بنکے آدین آدان منارۂ گردن کے خیمہ مین گئے اور اُسکو
ذلیل کیا پھر بارگاہ نوشیروان مین روپیہ کے لالچ سے پکڑے گئے اور اُنکو حکم قتل کا ہوا ہی جلاد بھی آگیا ہی
یہ سُنکے امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران پہلے تو خواجہ عمرو پر خفا ہوے پھر جوش محبت سے دل مین کہا ای
حمزۂ صاحبقران عمرو نے اٹھارہ برس تیری ناموس کی حفاظت کی اب مروت سے بعید ہی جو خواجہ عمرو کو نہ
بچاؤن یہ کہکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بارگاہ سلیمانی کے باہر آئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے اور
عقب مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے لندھور بن سعدان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی چلے
پھر تو سردارون کا تار بندھ گیا ایک کے بعد ایک جانے لگا اِدھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے اشقر دیوزاد
کو رانون مین دبا کر کوڑا اُٹھایا اشقر دیوزاد نے بزبان جنی عرض کیا اگر آپ کو ایسے ایسے پیچون کا خیال
تھا تو آپ نے میرے پر پرواز کیون قلم کئے یہ کہکر اشقر دیوزاد مثل صرصر تیز رو کے سرپٹ بھاگا چشم زدن
مین دربارگاہ نوشیروان پر حمزۂ صاحبقران پہونچے چوبدار اور دربان وغیرہ دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے
ہوے اور ہان ہان کرکے امیر باتوقیر پر دوڑے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے بیتحاشا اشقر دیوزاد
کو مہمیز کیا دس دس بیس بیس ادھر اُدھر چپیٹ کھا کر گرے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مع اشقر دیوزاد بارگاہ
نوشیروان مین داخل ہوے اور خواجہ عمرو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچ لیا بختک کانپتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا
اور حمزۂ صاحبقران کی تعریف کرنے لگا اور عرض کیا یا امیر باتوقیر آدین آدان منارہ گردن وہ سامنے

چپکے چپکے بیان تو کردو اُسنے سب سبق کی طرح فرفر پڑھکر سنا دیا عمرو نے کہا حقیقت مین بڑے ذہین اور عقلمند ہو وہان
بختک صندوق مین ہوشیار ہوا اور چیخنے لگا ارے مجکو نکالو یہ کسنے مجکو صندوق مین بند کیا غرضکہ سب ملازم
بختک کے دوڑے اور صندوق کو کھولا دیکھا ملک جی ہین جلدی سے ملک جی کو صندوق سے نکالا بختک نے
کہا تجکو کسنے صندوق مین بند کیا تھا سب نے کہا حضور ہمکو نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ آپکی صورت کا
ایک آدمی خچر پر سوار ہو کر آدین آدان منارہ گردن کے یہان گیا اور ہمسے کہا کہ یہ سب صندوقچے جواہر کے
وہان پہونچا دو ہم سب لوگ صندوقچے آدین آدان منارہ گردن کے خیمہ مین پہونچا کر چلے آئے اب ہم متعجب
ہین کہ آپ تو صندوق مین بند تھے وہ آپکی صورت کا کون شخص تھا بختک نے کہا وہ عمرو تھا اور سر پیٹنے لگا کہا ای
یارو وہ عمرو تھا مجکو لوٹ لیگیا غرضکہ روتا پیٹتا اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ آدین آدان منارہ گردن کی طرف روانہ
ہوا اور ایک چوبدار سے کہا جلد تو دوڑ جا اور آدین آدان منارہ گردن کے کان مین چپکے سے کہنا کہ وہ عمرو
عیار یہی ہی جو میری صورت بنکر آیا ہی تم میرا ہاتھ پکڑ کے غل مچانا کہ ہمنے عمرو کو پکڑا غرضکہ پہلے بختک سے
چوبدار پہونچا اور اُسنے سب پیام بختک کا بیان کیا آدین آدان منارہ گردن نے گھبرا کر عمرو کا ہاتھ تھام لیا
اور غل مچانے لگا کہ ہم نے عمرو کو پکڑا ای اس عرصے مین بختک بھی آپہونچا اُس نے جو یہ غل سُنا خوشی
خوشی اندر خیمہ مین آدین آدان منارہ گردن کے آیا اور کہنے لگا او عمرو تو نے سب میرا مال و
اسباب لوٹ لیا اب کہان بھاگ کے جائیگا یہ سُنکر عمرو نے کہا او دزد نالایق تو میری صورت بن کے
آیا اور آدین آدان منارہ گردن سے کہلا بھیجا کہ دیکھ ای پہلوان عمرو کیسا بہادر اور دلیر ہی یہ سُنکر
آدین آدان منارہ گردن نے کہا سچ ہی ابھی چوبدار بھی کہ گیا ہی یہ کہکر آدین آدان منارہ گردن نے
عمرو کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بختک کا ہاتھ پکڑ لیا بختک دوہائی دینے لگا اور کہنے لگا ارے صاحبو ذرا غور سے
دیکھو مین بختک ہون اور یہ عمرو ہی ای آدین آدان دیکھ پچھتائیگا مین کہتا ہون کہ یہ عمرو ہی اس کا ہاتھ
جلد پکڑ لے نہین تو عمرو بھاگ جائیگا آدین آدان منارہ گردن نے ملازمون سے کہا اس نالایق کو
جوتیان مارو یہ کیون غل مچاتا ہی یہ سُنتے ہی بختک پر جوتیان پڑنے لگین الغرض بختک پر ایسی
پاپوشین پڑین کہ آپ کہین اور پگڑی کہین پوشاک کے ٹکڑے ہو گئے پھر آدین آدان منارہ گردن نے
حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو یہ عمرو اصلی ہی بختک نقلی کو قتل کرو ادھر تو جلاد آیا اُدھر بختک ہاتھ جوڑ کے
اشارے سے گڑگڑایا ای خواجہ سلامت میری جان بچاؤ مین اپنے مال و اسباب کا آپ سے کبھی مزاحم نہوا
اور قسم ہی لات و منات و عزا کی کبھی آپ سے کوئی حرکت بیجا نہ کرونگا عمرو نے اشارے سے کہا او ملعون
تیری یہی سزا ہی جب تو بختک نے کہا ای آدین آدان منارہ گردن میرا اور اسکا گرم پانی سے مُنھ دھلوا دو
ابھی معلوم ہوا جاتا ہی عمرو نے جو دیکھا کہ اب مُنھ اس نالایق کا دُھلوایا جائیگا سب مجکو اور اسکو پہچان لینگے
عمرو فوراً آدین آدان منارہ گردن کے قریب آیا اور کہا ای پہلوان تم کان آگے لاؤ تو مین تمسے کچھ بات
کہون آدین آدان منارہ گردن نے کان آگے بڑھا کر سر جھکایا عمرو نے ایک دھول ماری کہ تاج
سر سے الگ جا پڑا عمرو نے تاج اُٹھا لیا اور جست کر کے قنات کے باہر نکل گیا وہان آکر نعرہ کیا
منم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار جب تک لوگ دروازے کی طرف سے خیمہ کے باہر جائین
عمرو نکل گیا پتا نہ لگا آدین آدان منارہ گردن نے بختک کے سامنے ہاتھ باندھے اور بہت سی عذر معذرت

پہلوان مین تمھارے پاس خلوت مین آکر اور کچھ بیان کرونگا نوشیروان نے جو دیکھا خفا ہوا کہا کیا سرگوشی
کر کے چپکے چپکے باتین کر رہا ہی خاموش رہ غرضکہ جب دربار برخاست ہوا آدین آدان اپنے خیمہ مین آیا پیچھے
پیچھے بختک بھی پہونچا عمرو بھی ایک فراش کی صورت بن کر ساتھ چلا بختک کے ساتھ ہی خیمہ مین آدین
آدان کے آیا بختک نے امیر کا اول سے آخر تک سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب تو بادشاہ نوشیروان کا نواسا
بھی پیدا ہوا ہی نام اسکا قباد شہریار رکھا ہی اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا ہی اور سکہ بھی اسکے نام کا جاری
ہوا ہی اے پہلوان اور تو بہت لوگ حمزہ صاحبقران کے لشکر مین ہین مگر ایک ساربان زادہ کہ نام اسکا عمرو
ہی اسنے سب کا ناک مین دم کر دیا ہی تمسے کہے دیتا ہون کہ اس سے ذرا تم بہت ہوشیار رہنا اسکو اختیار ہی
جسکی صورت چاہے بنجائے اور جسکو چاہے ذلیل کرے پھر ایک بات چپکے سے کان مین کہی وہ یہ تھی کہ تم اپنے
آدمیون مین سے ایک کو معین کر لو جو زیادہ معتبر ہو اور اسکو اشارے سے تجویز کر کے بتادو کہ وہ جو کام تمھارا
کرے اسی اشارے کے ساتھ کرے اور کھانا پینا تمھارا اسی کے ہاتھ رہے یہ کہکر پھر زمرد کنایہ کی باتین بختک
کرنے لگا بعد اسکے جب رخصت ہوا پہلوان نے کہا ملک جی تم روز ہمارے پاس آیا کرو الغرض بختک اپنے
خیمہ مین آیا اور عمرو بھی بختک کے پیچھے ہمراہ چلا بختک تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو باہر خیمہ کے ایک
گوشہ مین بیٹھ رہا جب بختک کھانا کھا کے پلنگ پر سونے کو گیا عمرو قنات چاک کر کے اندر آیا اور بختک
کا شانہ پکڑ کے ہلایا جب بختک بیدار ہوا عمرو نے اپنی صورت اصلی بختک کو دکھائی بختک کا دیکھتے ہی
عمرو کو دم فنا ہو گیا ڈر کے مارے کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر کہا استاد آئیے مین آپ کا تابعدار ہون عمرو نے کہا
ملک جی بتلائیے آپ نے ہمارے واسطے کیا جمع کیا بختک نے کہا حضور بھلا میرے پاس کیا ہی لیکن یہ کاغذ آپکے
سالانہ کا موجود ہی وہ روپیہ لے لیجیے عمرو نے کہا وہ تو ہمارا مقرر ہی علاوہ اسکے کیا گیا ہی اور یہ بتلاؤ کہ
آدین آدان سے کیا باتین چپکے چپکے مصلحت آمیز کین ہین بختک نے کہا حضور مین کیا عرض کرون ہرچند عمرو
نے پوچھا مگر بختک نے نہ بتایا اسوقت عمرو نے سوغات کعبہ کی چند دانے خرمے کے پیش کیے اور کہا
ملک جی اسکو نوش کیجیے اور بتلائیے یہ تبرک کعبہ کا ہی جو شخص اسکو کھالے اسکی عقبےٰ پاک ہو جائے بختک
نے کہا حضور مین تو آپ کا خادم ہون اسکے کھانے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے کہا ملک جی آپ نوش تو کیجیے
بختک نے پھر انکار کیا عمرو نے خنجر پہ ہاتھ ڈالا ناچار و مجبور ہو کر بختک نے وہ خرمے کھا لیے ایک
کھاتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے بختک کو تو ایک صندوق مین بند کیا آپ اسکی صورت بنکر اسی کے پلنگ پر
لیٹ رہا بعد دو گھڑی کے لوگون کو پکارا جب سب اندر خیمے کے آئے دیکھا بختک پلنگ پر لیٹا ہی بختک
نقلی نے کہا وہ صندوقچے ہمارے جواہر کے لاؤ ملازم نے سب صندوقچے جواہر کے اور کچھا کنجیون کا سامنے
بختک نقلی کے رکھدیا عمرو نے کہا تم سب باہر جاؤ مین ان صندوقچون کو تنہا دیکھونگا وہ سب کے سب
باہر چلے گئے عمرو نے سب صندوقچے کھول کے جواہر اندر زنبیل کیا اور ان صندوقچون مین کنکر پتھر بھر دیے
اور لوگون کو آواز دی جب سب اندر خیمہ کے آئے عمرو نے کہا مین بارگاہ آدین آدان منارہ گردن مین
چلتا ہون یہ سب صندوقچے وہین لے آؤ یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور خیمہ آدین آدان منارہ گردن
کی طرف روانہ ہوا جب اندر خیمہ کے آیا آدین آدان منارہ گردن کو سلام کیا اور وہ صندوقچے اسکو
دیے وہ بہت خوش ہوا عمرو نے کہا وہ جو ہمنے تمسے کان مین کہا تھا وہ تم بھول تو نہین بھلا میرے سامنے

پیچھے سر کو کھینچ لیا مرکب زخمی ہوا صفا نوش کو دیڑا وہ بھی مرکب سے اُترا کشتی ہونے لگی پہر بھر کے بعد فرہاد غوری
نے زیر کرکے صفا نوش کو باندھ لیا اور اپنے عیار کے سپرد کیا صدف نوش نے بڑھکر تلوار ماری فرہاد غوری
نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا صدف نوش کا سر زخمی ہوا صدف نوش نے پھر تلوار ماری فرہاد غوری نے
خالی دے کر بند دست پکڑ کر اٹھا لیا اور باندھ کے لے گیا لشکر مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے
خیمون کی طرف پھر گئے بختک نے کہا ان کو قتل کرو نوشیروان نے کہا بہتر ہی اتنے مین نامہ بہرام یونانی
کا آیا اُس مین یہ لکھا تھا ای بادشاہ نوشیروان اگر عمرو بن حمزہ یا اُس کے دونون ماموں تمھارے ہاتھ آجائین
تو وہ میرے بھائی فریدون شاہ یونانی کی اولاد مین ہین میرے پاس بھیج دینا فرہاد غوری نے کہا ای نوشیروان
ایسا ہی کیجیے اب جو کوئی گرفتار ہوکر آئیگا اُس کو قتل کیجیے گا غرضکہ فرہاد غوری کو دس ہزار سوار ہمراہ کرکے
صدف نوش اور صفا نوش کو بہرام کے پاس روانہ کیا یہان امیر با توقیر اور عمرو بن حمزہ کو خبر ہوئی
کہ پہلے تو یہ رائے تھی کہ دونون قتل کیے جائین اور اب اُن کو کہین پر بھیج دیا ہی امیر با توقیر بہت خفا ہوے
کہ ان دونون کو کسنے کہا تھا جو انھون نے میدان مین نکل کر مقابلہ کیا غرض عمرو بن حمزہ یونانی کو
یہ فکر ہوئی کہ دریافت کیا جائے جہان دہ گئے ہون مین وہان جاکے چھڑا لاؤن اُدھر لشکر نوشیروان مین
پھر طبل جنگ بجا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرہاد غوری
پھر نکل کر میدان مین آیا اور پکارا کہ کوئی مرد میدان مقابلے کو آئے عمرو بن حمزہ یونانی نکلے میدان مین
آکے پہلے لگا ور زن ہوے سات قدم فرہاد غوری کے گینڈے کو پسپا کیا بعد ہمسخنی کے فرہاد غوری
نے نیزہ مارا سنان نیزے کی عمرو بن حمزہ نے نیزے پر روکی بعد چند طعنون کے نیزہ فرہاد غوری کا
ہوائی کیا اُسنے تلوار میان سے لی چاہتا تھا کہ وار کرے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو بن حمزہ کو اُٹھا لیگیا
یہ ماجرا دیکھکے امیر با توقیر بہت حیران ہوے اور بختک صلواۃ پڑھ کر ناچنے لگا اور کہا ای فرہاد غوری اب
چلیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا جب فرہاد غوری آیا بختک نے کہا کہ تم خوب بچے ہمتے تو تم سے صبر کیا تھا
بہمن نے کہا تو بڑا شریر ہی کہ جو اپنی مدد کرے اُسکی بدخواہی چاہے یکایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
آدین آدان منارہ گردن دراز رکاب آتا ہی نوشیروان نے بختک اور طوغان بن بہمن کو اُسکے
استقبال کے واسطے بھیجا یہان حمزہ صاحبقران کو بھی خبر ہوئی کہ ایک پہلوان نہایت زبردست قوی ہیکل
بادۂ نخوت سے مخمور آتا ہی امیر دیکھنے کو دوراہے پر آکر کھڑے ہوے جب وہ آدین آدان منارہ گردن ہمراہ
بختک وغیرہ کے آیا دیکھا کہ نہایت قد طویل ہی اور دونون گال سرخ ہین ایک ران ہاتھ مین اُسکے خوک کی ہی وہ
کھاتا چلا آتا ہی اور خون اُس ران خوک کا سوڑھون سے جاری ہی اور بہت سے اونڈے کسن گرد اُسکے گلابیان
شراب کی لیے ہوے اور قدم قدم پر جام شراب بھر بھر کے پلاتے جاتے ہین غرضکہ وہ پہلوان اسیطرح دربار نوشیروان
مین گیا اور دنگل پر بیٹھا اور نوشیروان سے کہنے لگا کہ کیا سبب ہی پہلے تو حمزہ صاحبقران تمھارا ملازم تھا
اب تمھین سے لڑتا ہی بختک نے کہا مجھسے پوچھو ای پہلوان حمزہ صاحبقران ایک مجاور زادہ کعبہ کا ہی پہلے تو
آکر شہنشاہ نوشیروان عادل زمان کا ملازم ہوا بعد اُسکے شہنشاہ جہان پناہ نے فرزند اپنا بنایا کہ حقیقت
مین اب تو وہ فرزند کی جگہ ہی جب بختک نے بلاغ مراد مین پوشیدہ آنا حمزہ صاحبقران کا بیان کیا تو ہرمز اور
فرامرز بگڑے اور کہا او مسخرے یہ تجھسے حقیقت کون پوچھتا ہی جو تو بیان کر رہا ہی بختک نے چپکے سے کہا ای

کہا امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان اور جو کچھ ہوا سو ہوا مگر مین نے آپ کو منع کیا تھا کہ سکہ قباد کے نام جاری
نہ کرنا آپ نے خلاف حکم ہمارے کیا کہ سکہ قباد کا تمام ملک مین جاری کرایا اور میری عدول حکمی کی اب مین تمکو سزائے
معقول دونگا یہ نامہ لکھ کر بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی کے ہاتھ امیر باتوقیر کے پاس روانہ کیا اور بعد اسکے
آپ بھی ایک کرور سوار جنگی ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قریب دریائے چلمن کے پہونچا بہمن وغیرہ کو خبر ہوئی کہ
بادشاہ نوشیروان مع لشکر بیکران خود آیا ہی ژوبین کامرانی بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ لات اعلےٰ
و منات معلےٰ نے اپنا فضل کیا کہ بادشاہ نوشیروان خود آیا لازم ہی کہ جلد پیشوائی کو چلو اور بادشاہ کو استقبال
کرکے لاؤ غرضکہ ژوبین کامرانی و بیزن کامرانی و بہمن وغیرہ دو منزل پیشوائی کرکے نوشیروان عادل
کو لیگئے ہرکارون نے یہ خبر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دی کہ شہنشاہ نوشیروان مع ایک کرور سوار
کے آیا ہی اور بہمن وغیرہ نے پیشوائی کرکے دریائے چلمن مین اُتارا ہی امیر باتوقیر یہ خبر سُن کے متحیر ہوے
اور خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ عمرو دریافت کرو کہ یہ خبر اخبار سچ ہی کہ نوشیروان آکر میرے دشمنون سے
ملا خواجہ عمرو بھی یہ سُنکے متعجب ہوے ناگاہ وہ دونون بہزاد طوسی و کاؤس کاشانی نامہ نوشیروان کا لیکر امیر
باتوقیر کے پاس پہونچے دربار مین آکر امیر باتوقیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا امیر باتوقیر نے کرسی اُن دونون
کو دی وہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر باتوقیر ہمکو تو آرزو تھی کہ کسی طرح قباد شہریار
کی قدمبوسی کرین لیکن مجبور تھے کہ نمکخوار نوشیروان کے ہین کچھ اختیار نہ تھا اور اب آئے بھی تو نامہ اُسکا لیکر
حاضر ہوے یہ کہکے نامہ نوشیروان کا امیر باتوقیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھکر عمرو سے کہا ای خواجہ تمکو معلوم
ہی کہ مین نے کب قباد کے نام کا سکہ جاری کرایا ہی خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر کے سر کی قسم کھاکر کہا ای بہزاد طوسی
و ای کاؤس کاشانی ہرگز امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے قباد شہریار کے نام سکہ نہین جاری کیا امیر نے
بھی کہا کہ برب کعبہ مجکو سکہ کے جاری ہونے کا حال مطلق نہین معلوم اور نہ میرے لشکر مین قباد شہریار کے
نام کا سکہ جاری ہی تم خود جاکر دریافت کرلو اور سکہ منگاکر بازار سے دیکھ لو لیکن ای بہزاد طوسی و ای کاؤس
کاشانی اب مین کہتا ہون کہ تم دونون اسی طرح نوشیروان عادل زمان سے کہدینا کہ یہ امر منجانب
پروردگار ہوا ہی اور کسی دشمن کی یہ شرارت ہی اب جو ہوا سو ہوا مین نے سکہ قباد کے نام کا اگر نہین جاری
کیا تو اب کرونگا کیا تو مجکو اپنے لشکر بیکران پر دھمکاتا ہی یہ سُنکر وہ دونون جواب نامہ لیکر نوشیروان کے پاس
آئے اور جو کچھ امیر باتوقیر نے فرمایا تھا نوشیروان سے بیان کیا بختک بول اُٹھا اگر امیر باتوقیر نے سکہ نہ جاری
کیا ہوتا تو امیر باتوقیر یہ کیون کہتے ژوبین کامرانی نے کہا حضور طبل جنگ بجوائیے بہمن نے کہا مین عدو
بلواتا ہون بختک نے کہا بلوائیے القصہ بہمن نے آذین آدمان منارہ گردن اور فرہاد غوری و زنگاوہ
غوری و مرزبان خراسانی و بہرام شہر البستانی و بہرام شیرخوار کو نامے لکھے چنانچہ پہلے زنگاوہ غوری
اور فرہاد غوری آئے اور اپنے نام کا طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر باتوقیر کو خبر دی ادھر قباد شہریار
نے حکم دیا کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑے دونون لشکر تیار ہوکر صبح کو میدان مین آئے اور بعد صف آرائی فرہاد غوری
اجازت شہنشاہ نوشیروان سے لیکر میدان مین آیا ادھر سے صفا نوش اور صدف نوش نکلے امیر باتوقیر
حیران ہوکر رہ گئے صفا نوش سے پہلے تو مذہب کی گفتگو ہوئی صفا نوش نے لات و منات کو بُرا کہا فرہاد
غوری نے نیزہ مارا صفا نوش نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا فرہاد غوری نے تلوار ماری صفا نوش نے

راہ مین ملازمت امیر باتو قیر کشور گیر سے فیضیاب ہو کر قدمبوسی بجالایا امیر باتو قیر نے لندھور بن سعدان کو
بشفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین لائے اور محفل عیش و نشاط برپا کی اور اپنے پدر نامدار
خواجہ عبد المطلب کو بھی اور تمام لشکر کو بھی بلوایا اور بعد ادب اور بہ اعزاز بسیار بارگاہ سلیمانی مین لائے
اور قباد شہریار کو آراستہ و پیراستہ فرما کر سامنے جد امجد خواجہ عبد المطلب کے اور سامنے لندھور
بن سعدان کے تخت شاہی پر بٹھا کر پھر دوبارہ جلسۂ جلوس شاہانہ برپا کیا راوی بیان کرتا ہی کہ ایک روز
شہنشاہ نوشیروان عادل زمان قلعۂ مدائن مین تخت پر بیٹھا تھا اور عدل و حکم سلطنت مین مصروف تھا
بختک نے چالیس آدمی قوم زرگر ست طلب کیے اور گھر مین اپنے بلایا اور اشرفیان اور روپیے بنام
قباد شہریار تیار کر کے رکھے اور اُن زرگرون کو قتل کیا اور اپنے مکان مین اُنکو دفن کیا کہ کسی پر راز سکہ
فشا نہو اور وہ سکے روپیہ اشرفیون کے خدمت نوشیروان مین لایا اور بیان کیا کہ آپنے تو امیر کو
ممانعت لکھی تھی کہ سکۂ زر و سیم شہزادۂ قباد کے نام جاری نہ کیجیے گا مگر حمزۂ صاحبقران نے بخلاف حکم
حضور سکہ جاری کرایا نوشیروان سُنتے ہی درہم و برہم ہوا خواجہ بزرجمہر کو بُلایا اور کہا دیکھو حمزۂ صاحبقران
نے یہ کیا حرکت کی کہ سکہ قباد کے نام جاری کیا بزرجمہر نے کہا غلط ہی امیر باتو قیر نے کبھی ایسا نہین
کیا ہوگا بختک نے کہا اگر مین دروغ گو ہون اپنے آدمی لشکر امیر باتو قیر مین بھیجکر دریافت کر لیجیے
جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا آخر کو بختک کی وجہ سے دریافت ہوا کہ سکہ قباد شہریار کے نام جاری ہوا ہی
بختک نے عرض کیا کہ معلوم ہوا بیزن کامرانی و زردہین کامرانی و بہمن آب چلمن مین مقیم ہین
اور مین نے کتاب مین دیکھا ہی کہ امیر باتو قیر کے ہاتھ سے بہمن کا خون ہوگا اس اثنا مین بہمن بھی مدائن
مین آیا اور ملازمت بادشاہ کی حاصل کی نوشیروان نے کہا ای بہمن تو دیکھتا ہی کہ اس عرب نے کیسا
سر اُٹھایا ہی کہ تمام ملک میرا اپنے تحت و تصرف مین لایا ہی کوئی ایسا پیدا نہوا کہ اس عرب کو قتل کرے
بہمن نے کہا کہ ای بادشاہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر میرے دم مین دم باقی ہی تو ایک ہی معرکہ کارزار مین اُس
عرب کو خدمت حضور مین گرفتار کر لاؤنگا اور اگر ایسا نہ کرون مین تو نام میرا بہمن نہ رکھیے گا بادشاہ
نوشیروان بہت خوش ہوا اور بہمن نوشیروان سے رخصت ہو کر دریاے چلمن کو چلا گیا اور بختک
نے تمام شہر مین وہ ہی سکہ پھیلا دیا اور اشرفیان اور روپیے اور اٹھنیان و چونیان و دونیان پیسے جب
شہر مین چلنے لگے نوشیروان کو اب خبر تحقیق معلوم ہوئی بہت درہم و برہم ہوا بختک نے پھر دوبارہ اور
آگ لگائی اور نوشیروان سے کہا ای بادشاہ امیر باتو قیر نے ایسی بد عہدی کی اور اُنھون نے سکہ قباد کے
نام کا جاری کیا اب آپ کی کچھ اصل و حقیقت نہ رہی نوشیروان کو پہلے تو بختک کے کہنے کا یقین نہ تھا مگر
اب بالکل تیقن ہو گیا اور لوگون کی زبان سے سُنا مگر اسکی کچھ اصل نہ تھی بختک نے عداوت سے یہ شرارت
ذاتی پیدا کر کے نوشیروان کو درہم و برہم کیا اُدھر زردہین کامرانی و بیزن کامرانی اور بہمن کو بھی
خفیہ تحریر کیا کہ تم بھی بادشاہ نوشیروان کو لکھو ای بادشاہ نوشیروان یہان بھی اور لشکر امیر باتو قیر حمزۂ
صاحبقران مین بھی سکۂ قباد شہریار جاری ہی آپ فوج اور بھیجیے تو ہم حمزۂ صاحبقران سے جنگ
عظیم کرین الغرض اس مضمون کی عرضی زردہین و بیزن کامرانی وغیرہ کی طرف سے بادشاہ
نوشیروان کو پہونچی نوشیروان عادل زمان نے ایک نامہ امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران کو اس مضمون کا لکھا

خواجہ عمرو کو دیکھکر براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اور خواجہ عمرو سے مصافحہ کرکے باعزاز و اکرام بٹھایا خواجہ عمرو
نے ہنس کر کہا اے بیمروت اتنے عرصے تک کہان تھا لندھور بن سعدان نے کہا اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کچھ نہ پوچھو حال میرا ایک فسانۂ عظیم ہے قابل بیان کے نہین ہے اگر ایک نکتہ بھی اُسکا بیان کرون تو دفتر بیشمار ہو
غرضکہ کچھ مختصر سا اپنی قید کا حال بیان کرکے کہا اے خواجہ عمرو اب تمھارے پاس آیا ہون مین کہ امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران زمان سے عفو تقصیر کرادو اور اے خواجہ عمرو سچ تو یہ ہے کہ کوئی خطا میری نہین ہے عمرو ہنسا اور کہا کہ
تو نے برا کیا اپنا ملک چھوڑکر آیا امیر باتوقیر خطا تیری نہ بخشین گے اور نہ صلح کرینگے لندھور نے کہا کہ مین خود جاکر
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے قدمون پر گرونگا اور خطا بخشواؤنگا عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا کہ امیر باتوقیر
باہر نہین آتے ہین محل مین جلوہ افروز رہا کرتے ہین اور اے لندھور بن سعدان تجکو معلوم ہے یا نہین کہ حکم
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نافذ ہو چکا ہے کہ کوئی ذکر لندھور بن سعدان کا میرے لشکر مین نہ کرے لندھور
ہنسا اور خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑکر اپنی خوابگاہ پر لایا اور ایک توڑا اشرفیون کا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی نذر کیا
خواجہ عمرو نے کہا تم یہین ٹھہرو مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو تمھارے استقبال کے واسطے لاتا ہون
پھر خواجہ عمرو سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر باتوقیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران مین
آئے مجرا بجالائے اور کچھ کیفیت بطور معمہ بیان کی اور کہا چلکر ذرا ملاحظہ فرمائیے اور کچھ نقد و جنس مثل تحفہ جات
کے پیش کیے امیر باتوقیر بہت خوش ہوے اور خلعتہاے زرین فرستادۂ نوشیروان زیب جسم کرکے مع پسران
عالی منزلت و سرداران ذی حرمت خلعت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر چلے مگر خواجہ عمرو نے خلعت نہ پہنا
یونہین ہمراہ امیر باتوقیر کے روانہ ہوے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے پوچھا اے خواجہ عمرو تم خلعت کیون
نہین پہنتے ہو خواجہ عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران یہان کا کچھ عجب طریقہ دیکھا ہے جو تمھاری خدمت کرتا
ہے وہ بہرہ مند نہین ہوتا ہے بن تمھاری خدمت مین اس واسطے آیا ہون کہ ذرا آپ کو بھی تماشا دکھاؤن راہ
مین ایک لشکر عظیم دیکھا مین جب قریب اُس لشکر کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر مسلمانان ہے اُس لشکر مسلمانان نے
مجکو پہچانا اور پوچھا تو اس جگہ کیونکر آیا ہے مین نے کہا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین جاتا ہون یہ
سُنکر وہ سب مجکو بادشاہ لشکر کے پاس لے گئے اور میرے لشکر کے بادشاہ کا ساتھ بیوفائی کے نام لیا مین نے کہا وہ
کیونکر بیوفا ہے اُس بادشاہ نے کہا جس وقت مین نے سُنا کہ وہ بادشاہ مجھسے آزردہ ہے مین نے اپنے عم نامدار سے دس برس
جنگ و جدال کی اور ایک مدت مدید تک قید مین ترکون کی رہا اُس بادشاہ عرب بیوفا نے میری ایک مرتبہ بھی خبر
نہ لی اب خود آیا ہون کہ اُس عرب سے جنگ کرون امیر باتوقیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ وہ کون ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ
وہ بادشاہ مجکو ہندوستانی معلوم ہوتا ہے پہلے تمھارا نوکر تھا اب تخت شاہی پر متمکن ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کیا
داراے ہند لندھور بن سعدان آیا ہے خواجہ عمرو نے کہا جی ہان وہ ہی آیا ہے امیر کشور گیر نے فرمایا اگر وہ مجھسے
صلح کریگا تو مین سب خطائین بخشدونگا عمرو نے کہا آپ سچ فرماتے ہین مگر وہ خطا آپ کی نہ بخشیگا آخرکار عمرو
نے سات سو اشرفیان امیر باتوقیر سے لین اور راضی ہوکر کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمسے اور لندھور بن سعدان
سے صلح ہو جائے میری راے یہ ہے کہ اسی وقت براے استقبال لندھور بن سعدان تشریف لیچلو امیر باتوقیر
اُسی وقت سوار ہوے اور ساتھ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے چلے لندھور بن سعدان کو جو خبر ہوئی
کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران تشریف لاتے ہین لندھور بن سعدان بھی اُدھر سے سوار ہوکر چلا

راویان اخبار فرحت آثار و مخبران رو داد مسرت نگار اس داستان خصومت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب ابو عمرو بن شداد حبشی مسلمان ہو کر اپنے ملک مین آیا جاسوس نے یہ خبر اطہر زنگی کو پہونچائی اطہر زنگی نے یہ خبر سُن کے ساری حقیقت اپنی دختر سے بیان کی دختر اطہر زنگی نے ایک نامہ ابو عمرو بن شداد حبشی کو لکھا کہ اگر تو جاکر اس کام کا سرانجام کرے تو بہتر ہی نہین تو مین خود جاکر اس عرب کو جواب دون دلق جاسوس نامہ لیکر ابو عمرو بن شداد کے پاس آیا اور ابو عمرو بن شداد کو نامہ دیا ابو عمرو بن شداد حبشی نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا خانۂ کعبہ مین پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا لڑائی ہونے لگی یہانتک جنگ وجدال ہوئی کہ مسلمان عاجز آنے قریب تھا ابو عمرو بن شداد حبشی قلعے کو لے لے کہ خواجہ عبد المطلب نے بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات با دل پر اضطرار کی یکایک صحرا سے گرد اُٹھی اور دارا سے ہند لندھور بن سعدان بالشکر ہندوستان نمودار ہوا لندھور نے جو دیکھا کہ ہنگامہ کارزار برپا ہی اور قلعہ کعبہ پر ایک حبشی کی چڑھائی ہی وہین سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا شعر منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم + منم گرد تریانم منم رستم پہلوانم + ابو عمرو بن شداد حبشی صدا اسے نعرہ کوہ شگاف سُنتے ہی قلعہ کی طرف سے پھرا اور بڑھ کے لندھور سے مقابلہ کیا او تیغہ جھپٹ کر مارا لندھور نے خالی دیکر ایک گرز گرانبار کا وار کیا ابو عمرو بن شداد گرد برد ہو کر جہنم داخل ہوا پھر لندھور بن سعدان مع فوج و لشکر ہندیان فوج حبشی پر تلوار کھینچ کے آپڑے تلوار چلنے لگی ہزارون کا کشت وخون ہوا آخر کار حبشی شکست کھا کر بھاگے لشکر لندھور نے خزانہ وبارگاہ ومال و اسباب سب فوج حبشیون کا لوٹ لیا اور لندھور بن سعدان خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین آیا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگایا لندھور بن سعدان نے عرض کیا کہ امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران مجھسے آزردہ ہین خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ مین تمھاری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر خواجہ عبد المطلب لندھور اور پسران لندھور کو مع لشکر ہندیان ہمراہ لیکر خدمت امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین آب حلمن کی طرف روانہ ہوئے بعد چند روز کے وہان پہونچے اُدھر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سعد زرین کمر کو چھوڑ کر واسطے سیر کے آئے تھے پہر دن آیا ہوگا کہ خواجہ عمرو طرہ بازون سے خوش فعلیان کرتے ہوے کوہ حلمن پر آکر ٹھہرے اور سبزہ زار صحرا سے فرحت نگار کا نظارہ کرنے لگے ایک سمت کو جو نگاہ کی دیکھا کہ لشکر اور فیلون کی بھیر بیشمار ہی خواجہ عمرو نے دل مین خیال کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی دریافت کرنا چاہیے اُس طرف لندھور بن سعدان نے حکم کیا کہ پردۂ بارگاہ اُلٹ دو کہ سیر سبزہ زار اور گل تودرو کی نظر آئے ملازمون نے جلدی سے آکر بارگاہ کا پردہ اُلٹ دیا لندھور بن سعدان سیر صحرا سے فرحت افزا کی کر رہا تھا ناگاہ نگاہ لندھور بن سعدان کی خواجہ عمرو پر پڑی دور ہی سے لندھور نے خواجہ عمرو کو پہچانا اور بارگاہ سے نکل کر آواز دی کہ ای خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اِدھر آؤ وہان کسواسطے کھڑے ہوے حیران حیران دیکھتے ہو خواجہ عبد المطلب نام خواجہ عمرو کا سُنکر بہت خوش ہوے اور اُٹھے کہا مین جاکر خود عمرو کو ساتھ لے آؤنگا یہ کہکر عمرو کی طرف چلے جب قریب پہونچے خواجہ عبد المطلب نے فرمایا خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری سلام علیکم عمرو نے جواب دیا علیک السلام اور مزاج پرسی خواجہ عبد المطلب کی کی خواجہ عبد المطلب ہنسے اور کہا ہان خواجہ مین بہت اچھی طرح سے ہون عمرو بن اُمیہ ضمری آگے بڑھ کے پاؤن پر خواجہ عبد المطلب کے گرا خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑ کے اپنے ہمراہ بارگاہ مین لائے لندھور

ستون بارگاہ کا اُکھاڑ کر لڑنا شروع کیا جسکو وہ ستون بڑھ کے مارا وہ واصل جہنم ہوا اس عرصہ مین سرداران لندھور
جو بعد قید ہو جانے لندھور کے شاہ صفا ترک کے نوکر ہو گئے تھے سامنے لندھور کے آئے اور مجرا کیا اور ساتھ
لندھور کے جنگ و جدل کفار سے کرنے لگے چار پہر کامل لڑائی ہوا کی قریب شام کے لندھور لڑتا ہوا کفار کو قتل
کرتا ہوا قریب شاہ صفا ترک کے آیا شاہ صفا ترک نے تلوار ماری لندھور نے تلوار اُسکی چھین لی اور بند کمر
مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور قید کیا ترک سب مسلمان ہوئے
ملک کو اُسکے تحت و تصرف مین اپنے لایا اور وہان شہپال بن فرخ ہندی بھی مع چند سرداروں کے قید تھا اُسکو
بھی رہا کیا اور آپ تخت شاہی پر متمکن ہوا شہپال دنگل پر بیٹھا تمام سرداران لشکر جمع ہوئے دربار آراستہ ہوا
لندھور نے شہپال سے کہا کہ مجکو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے یہ امید نہ تھی کہ مجھپر یہ واقعہ عظیم پڑا کہ مین
سترہ برس قید شدید مین رہا اور امیر با توقیر نے میری خبر مطلق نہ لی شہپال نے کہا ای لندھور کوئی وجہ ہوگی
جو امیر نے خبر نہ لی پھر لندھور نے حکم کیا کہ ملک مین منادی ندا کرے کہ خبردار کوئی نام حمزہ صاحبقران کا
نہ لے اور جو کوئی نام امیر با توقیر کا لیگا قتل کیا جائیگا اِدھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے خواجہ
آشوب اور خواجہ بہلول کو بہت سا روپیہ دے کر رخصت کیا اور ایک نوشتہ لکھدیا کہ میرے لشکر مین کوئی
مزاحمت نہ کرے غرضکہ دونون روانہ ہوئے جب بصرے مین پہونچے سوداگری کرنے لگے شدہ شدہ خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو بھی خبر ہوئی کہ لندھور نے ملک مین اپنے منادی کردی کہ کوئی امیر با توقیر کا نام نہ
لے ان دونون نے صلاح کی کہ چلکر سیر اُس ملک کی کیجیے یہ صلاح کرکے دونون شہر مین آئے اور اسباب خرید
کرکے سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے بعد چند روز کے پہونچے اور کاروانسرا مین اُترے دوسرے روز
لندھور کی ملازمت حاصل کی لندھور نے پوچھا نام تمھارا کیا ہی انھون نے نام اپنا بتایا اور کہا ہم دونون
منھ بولے بھائی ہین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے لندھور حمزہ صاحبقران کا نام سُنتے ہی درہم و
برہم ہوا کہا کہ تم نہین جانتے کہ یہان امیر با توقیر کا نام لینے کا موقع نہین ہی تمنے نام امیر با توقیر کا کیون اپنی
زبان سے لیا خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول نے کہا کہ ہم ناواقف ہین ہمین نہین معلوم اگر ہمنے خطا کی
ہو تو ہم کو قتل کرو لیکن ہم حیران ہین کہ اسکا کیا سبب ہی امیر با توقیر نے بھی اپنے لشکر کو حکم منادی کردیا ہی کہ
کوئی نام لندھور بن سعدان زبان سے نہ نکالے لندھور نے کہا آخر کیا سبب ہی انھون نے کہا کہ امیر با توقیر
اکثر شاکی تھے کہ مین اٹھارہ برس کے بعد قاف سے پردۂ دنیا پر آیا اور لندھور بن سعدان نے خبر بھی میری نہ
لی لندھور نے کہا کہ اسمین نہ خطا میری تھی اور نہ امیر با توقیر کی تقصیر تھی اب ای خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول
مین چاہتا ہون کہ کسی صورت سے خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین جاؤن اور گناہ اپنا بخشواؤن اُنھون نے
کہا ای لندھور اگر تم آپ سے جاؤ گے تو سبک ہو گے اور ساتھ اخلاص و دوستی کے پیش نہ آئینگے لندھور نے کہا
کہ تم کوشش کرو تو عفو تقصیر ہو اُنھون نے کہا بہتر ہی لندھور نے خواجہ آشوب کو رخصت کیا اور شہپال
ہندی سے کہا ای عم نامدار اب کیا صلاح ہی اُسنے کہا کہ پہلے خانۂ کعبہ کو جاؤ اور پدر نامدار حمزہ صاحبقران زمان
خواجہ عبد المطلب سے خطا بخشواؤ لندھور یہ سُنتے ہی خانہ کعبہ کو روانہ ہوا اکیس روز کے بعد ملک بصرہ مین
پہونچا وہان سے بیت اللہ تین منزل تھا وہان مقام کرکے لندھور بن سعدان آیا

دو کلمے داستان بشاشت نشان ابو عمرو بن شداد حبشی کے بیان ہونے مین

مین آئے اور مجرا کیا اور دنگل پر بیٹھے تمام سرداروں نے مبارکباد دی امیر باتوقیر نے ژوبین کامرانی دبیژن کامرانی کو واسطے دین اسلام اختیار کرنے کے نصیحت کی اُن دونوں نے کہا ای امیر باتوقیر جسوقت کہ بہمن مسلمان ہوگا ہم دونوں بھی مسلمان ہونگے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اُنکو رخصت کرکے بہمن کے پاس آئے اور فرمایا کہ ای بہمن تو مسلمان ہوجا بہمن سُنکر خاموش ہورہا امیر باتوقیر نے پھر ایک نامہ بادشاہ نوشیروان کو لکھا کہ ای شہنشاہ زمان وای عادل نوشیروان مین چاہتا ہون کہ نواسا تمھارا شہزادۂ قباد میرے لشکر کا بادشاہ ہو اگر خود تشریف لاؤ بہتر ہی نہین تو کچھ جواب لکھو کہ بموجب تمھارے فرمانے کے عمل کیا جائے امیر باتوقیر نے یہ نامۂ مسرت شمامہ ملفوف کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نامہ لے کر روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو بارگاہ نوشیروان مین پہونچے مجرا کیا اور نامۂ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو دیا نوشیروان نامہ سُنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اگر خود تشریف لے جائیے بہت خوب ہو اور اگر نہ جائیے تو مبارکباد لکھ کر بھیجدیجیے بختک بولا کہ سکہ قباد شہریار کا نہ ہونا چاہیے یہ سُنکر نوشیروان نے خواجہ عمرو کو خلعت سات پارچے کا دیا اور تین تین خلعت امیر باتوقیر اور شہزادۂ قباد کو بہت بھاری دیے اور ایک لاکھ شاگرد پیشہ کو بارہ ہزار خچر اشرفیون کے بھیجے اور جواب تحریر کیا کہ ای امیر باتوقیر مبارک ہو تم کو خطبۂ اسلام بنام برخوردار شاہزادۂ قباد پڑھنا چاہیے اور اگر بزرگ بادشاہ ہم کو سمجھو سکہ ہمارے نام جاری کردیں یہ جواب نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کرکے

قلعۂ تنگ حصار کی طرف خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین روانہ کیا

دوسری داستان شوکت نشان دارائے ہند لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران زندان رنج وغم ومصیبت زدگان محبس رنج والم اس داستان صعوبت نشان کو قلم اشک ریز سے صفحۂ قرطاس اندوہ اساس پر بسواد اندوہ دل غم جانکاہ یون لکھتے ہین کہ جب دارائے ہند لندھور بن سعدان کو تخمیناً سترہ برس قید شدید شاہ صفا ترک مین گذرے ایک روز قیدخانے مین لندھور حیران وپریشان مضطر ونالان بیٹھ کے رونے لگا اور ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھاکر بدرگاہ بے نیاز یون ملتجی ہوا ای قاضی الحاجات وای چارہ گر بیکسان وحلال مہمات اب تو اس بندۂ عاجز پر رحم کر یا تو کوئی سبب اس قید بلا کے رہائی کا کر یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کیونکہ اب یہ سختی مجھ سے نہین اُٹھ سکتی یہ مناجات تضرع وزاری کرتے کرتے عالم غشی طاری ہوا آنکھین بند ہوئین سو گیا بخت خوابیدہ بیدار ہوئے عجب واقعہ عالم رویا مین دیکھا نور جمال قدرت ذوالجلال نظر آیا دیکھا کہ تخت نور پر حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہ السلام جلوہ افروز ہوے اور دست مبارک بشفقت ومہربانی پشت پر لندھور کی پھیرا اور فرمایا ای فرزند قوت جسمی بقدرت الٰہی دکھا کہ حق تعالے تجکو رہا کریگا لندھور بن سعدان یہ خواب دیکھ کے بیدار ہوا اور بیوقت قید آہن کو توڑا اور ہاتھ سے بزور وقوت سنگ نقب اُٹھاکر پھینکدیا اور اُس قیدخانے سے باہر آیا تن کر نعرۂ کوہ شگاف کیا شعر جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان + باش ای کافران بے دین بہتر یہ ہی کہ تم سب مسلمان ہوجاؤ نہین سب کو قتل کرونگا جسوقت افواج ترک نے سُنا چہار طرف سے نرغہ کرکے دوڑے یہان لندھور للکارتا ہوا بارگاہ شاہ صفا ترک مین آیا اور

پیر مرد نے کہا ای صاحب یہان بڑے بڑے معرکے گذر گئے بہمن دین اسلام سے پھر گیا اور طور بانو نے
اُس کو شکست دی سردار آپ کے سب زخمی ہوے اب قلعۂ تنگ حصار مین ہین یہ سُن کر امیر باتو قیر قلعۂ
تنگ حصار مین آئے سرداران لشکر اسلام نے استقبال کیا امیر باتوقیر تخت سلیمانی پر جلوہ افروز ہوے
اور طور بانو کی امیر باتوقیر نے بڑی تعریف کی اور تلطف و مہربانی سے پیش آئے اور پوچھا کہ اب بہمن کہان
گیا طور بانو نے کہا کہ ژوپین و بیژن کو لیکر اب جلمن کو گیا ہے امیر باتوقیر بھی مع لشکر کوچ کرکے وہان پہونچے
اور ایک نامہ بہمن کو لکھا اور عمرو کے ہاتھ بھیجا خواجہ عمرو نامہ امیر باتوقیر لے کر گئے اور بارگاہ بہمن مین
داخل ہوے اور نامہ امیر باتوقیر کا بہمن کو دیا بہمن نے وہ نامہ پڑھا اور جواب مین اُس نامے کے لکھا کہ آبا و
اجداد میرے سب بُت پرست تھے مین اُن بزرگون کا دین و مذہب نہ چھوڑونگا اور طور بانو نے دوستی مین تمہاری
تلوارین مجکو ایسی مارین اور میری فوج سے ایسی لڑی کہ فوج میری بھاگ گئی اور تاب نہ لاسکی اگر ایک سال کی
مہلت مجکو دو تو بہتر ہے بعد اُس کے پھر تم سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہتے ہو کہ مجکو قتل کرو تو اختیار ہے اتنا وہ
مین مردے سے بھی بدتر ہون یہ لکھ کر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو جواب لیکر آئے امیر باتوقیر نے پڑھ کر کہا کہ
اچھا مین نے مہلت دی عمرو متفکر ہوا اور کہا ای امیر یہ کیا کرتے ہو کیون ملعون کو سال بھر کی مہلت دیتے ہو
بیچیا کو قتل کرو امیر باتوقیر نے کہا ای خواجہ تم نہین جانتے ہو اس کو مہلت دینے مین مطلب ہے دو کام
اجرا ہونگے یہان دو کام کرنا مجکو فرض ہین اول عمرو بن حمزۂ یونانی کی ملکہ حوردخت سے شادی کرونگا
دوسرے شہزادۂ قباد کو تخت شاہی پر بٹھا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ کہہ کر صحبت شاہانہ آراستہ
کی اور شہزادۂ قباد کو پوشاک شاہانہ اور تاج جواہر نگار سے زیب و زینت کر کے تخت شاہی پر جلوہ افروز
کیا تمام لشکر اسلام مین خبر مشتہر ہوئی شادی جشن سب نے برپا کی شہزادۂ قباد کو نذرین دین غرضکہ چالیس
شبانہ روز جشن شاہانہ کو گذر رہے تھے کہ عیار خجستہ کابلی ایک درویش کی صورت بن کر برائے سیر محفل اور خبر گیری
کے لشکر امیر باتوقیر کی طرف آیا خواجہ عمرو نے کمند مار کر گرفتار کیا اور خدمت امیر باتوقیر کشورگیر مین لایا اور
زندان خانہ مین قید کیا اور آپ بصورت خجستہ کابلی بارگاہ ژوپین کامرانی مین آیا اور مجرا کیا کہا کہ مین لشکر
امیر باتوقیر مین گیا تھا بھائی میرا گرفتار ہو گیا مین اپنی جان بچا کر یہان چلا آیا ژوپین کامرانی نے کہا تو
کس واسطے گیا تھا خجستہ کابلی نقلی نے کہا اگر گیا تھا مین تو کیا ہوا اب مین آج کل مین امیر کو خدمت مین تمہاری
لے آؤنگا القصہ آدھی رات گئے خواجہ عمر نے ژوپین کامرانی اور بیژن کامرانی کو بیہوش کر کے
پشتارہ باندھا اور خدمت امیر باتوقیر مین لایا امیر باتوقیر نے کہا کہ خواجہ انکو ہوش مین لاؤ جب دونون ہوش
مین آئے بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور دونون کو امیر باتوقیر نے خلعت دیا اور دنگلون پر بٹھایا
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای ژوپین و بیژن ملکہ حوردخت کو برضا و رغبت اپنی مجھ کو دو تو مین نکاح
حوردخت کا عمرو بن حمزہ کے ساتھ پڑھون ان دونون نے لطف و مہربانی امیر باتوقیر کی دیکھ کر
ملکہ کو بخشدیا امیر باتوقیر نے نکاح ملکہ حوردخت کا عمرو بن حمزۂ صاحبقران کے ساتھ کیا بعد اُسکے
امیر باتوقیر ملکۂ حوردخت اور عمرو بن حمزۂ یونانی کو ساتھ لے کر داخل محل ہوے کنیزان خاص نے
حجلۂ عروسی تیار کر کے دُلھن دولھا کو تخلیے مین داخل کیا عمرو بن حمزۂ یونانی وصل ملکۂ حوردخت سے
مسرور ہوے اور گوہر مقصود ملکۂ حوردخت کو حاصل ہوا صبح کو عمرو بن حمزۂ یونانی بارگاہ امیر باتوقیر

ساتھ شہر دریافت کیا یہ کونسا شہر ہے اُسنے کہا اسکو خراسان کہتے ہین اور بادشاہ یہان کا مرزبان کلہ زن آہنی ہے
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اس قلعہ کی سیر کرون خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران دونون سوداگر کی صورت
بنے اور داخل قلعہ ہوے تمام بازار کی سیر کرتے ہوے کاروانسرا مین آکر اُترے دوسرے روز واسطے غسل
کے حمام مین آئے دیکھا اور آدمی بھی حمام مین ہین امیر باتوقیر اور خواجہ کو بصورت سوداگر جلیل الشان دیکھ کر
سبنے مجرا کیا بعد اُس کے مالک حمام مع ملازمین کے آیا اور سب آدمیون کو نکال کر باہر کیا کہا کہ جاؤ اپنی
اپنی جگہہ پر تم کو نہلاتے ہوے بڑی دیر ہوئی یہ سُن کے سب کے سب آدمی باہر نکلے امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو
نہایا کیے پھر اُس مالک حمام نے ان سے بھی کہا کہ اب تم بھی جاؤ بس نہا چکے خواجہ عمرو نے کہا او بے وقوف کچھ
دیوانہ ہوا ہے ابھی غسل سے نہین فارغ ہوے ہین کیونکر چلے جائین غرضکہ اُن سے تکرار ہوئی عمرو نے
جھانوا مالک حمام کے کھینچ مارا اُس کی پیشانی زخمی ہوئی وہ تیورا کے گرا اور ملازم دوڑ پڑے کچھ زخمی ہوے
کچھ مارے گئے کچھ بھاگ کر مرزبان کلہ زن آہنی کے پاس آئے اُس نے پوچھا کیا ہوا قاموس سُبک رفتار
نے کہا کچھ لوگ حمام مین نہلانے کو آئے ہین اُنھون نے بیادلون کو قتل کیا مرزبان کلہ زن نے کہا کہ اُن کو
کچھ کہا ہوگا مین خود جاکر پوچھتا ہون غرض مرزبان کلہ زن خود آیا بیٹھ گیا مگر تعظیم نہ کی مرزبان کلہ زن
کو تعجب ہوا پوچھا کہ تم کون ہو تم نے میرے بیادلون کو کس تقصیر پر قتل کیا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ اُنھون نے
بدزبانی کی تھی اُن کو سزا دی گئی مرزبان کلہ زن نے کہا کیا تم کیانی ہو خواجہ عمرو نے کہا ہم مرد سوداگر ہین یہ
ہمارا بھائی ہے ہمارا نام خواجہ بازرگان شامی ہے اور میرے بھائی کا نام خواجہ سینا سوداگر خداپرست ہے
لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین رہتے ہین مرزبان کلہ زن نے کہا مین چاہتا ہون کہ نوشیروان
سے دوستی پیدا کرکے جاؤن اور امیر باتوقیر سے ایک بار مقابلہ کرون ای سوداگر سچ کہہ کہ امیر باتوقیر سے عہدہ برآ
ہوسکونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ میرا بھائی جو ہے اس مین زور اور قوت امیر کے برابر ہے اگر تو
اس کو بفن سپہ گری زیر کر دیگا تو حمزۂ صاحبقران کو بھی زیر کریگا مرزبان کلہ زن نے کہا کہ کل مقابلہ ہوگا اور
شہر مین منادی کر دی جسکو زور اور کشتی دیکھنا ہو وہ کل فلان مقام پر آئے اور مرزبان کلہ زن آہنی
ہمسر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کریگا غرضکہ تمام خلقت صبح کو وہان جمع ہوئی اور مرزبان کلہ زن اور خواجہ عمرو
اور حمزۂ صاحبقران بھی آئے کشتی ہونے لگی چار پہر دن زور ہوا کیے آخر قریب شام امیر کشورگیر نے
لنگر مرزبان کلہ زن کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کیا بعد تھوڑی دیر
کے آہستہ سے زمین پر رکھ دیا مرزبان کلہ زن آہنی بہت خفیف ہوا اور کہا تھوڑے عرصے تک آپ
یہان رہیے خواجہ عمرو نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ ہم یہان رہین اسباب ہمارا پیچھے سے آتا ہے لیکن
اب تو بالفعل کاروانسرا مین ہم جاتے ہین کل آئینگے یہ کہہ کر عمرو اور حمزۂ صاحبقران کاروانسرا کی طرف
روانہ ہوے کاروانسرا مین تھوڑی دیر ٹھہرے جب رات زیادہ آئی جانب کتور روانہ ہوے صبح کو
قاموس سُبک رفتار نے یہ خبر مرزبان کلہ زن کو پہونچائی کہ آپ نے نہ پہچانا اُن دونون مین ایک حمزۂ
صاحبقران اور دوسرا عمرو تھا رات کو کتور کی طرف روانہ ہوگئے یہان امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری قریب قلعہ کتور کے پہونچے اپنا لشکر نہ دیکھا کہا ای خواجہ دریافت تو کرو کہ لشکر میرا کیا ہوا عمرو
گیا اور ایک پیر مرد کو پاس امیر کے لایا امیر باتوقیر نے اُس سے پوچھا کہ تجکو خبر ہے لشکر اسلام کدہر گیا اُس نے

نکل گئی بہمن نے چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے کہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے للکارا پہلوان عادی تو پھیر دیا آپ
بہمن سے مقابلہ کیا بہمن نے وہ ہی تیغ خون آلود شہزادے پر ماری تلوار مرکب پر پڑی عمرو بن حمزۂ یونانی کا گھوڑا
کشتہ ہوا شہزادہ جست کرکے زمین پر آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری کہ دونوں پانون کرگدن کے قلم ہوئے بہمن
کود کر زمین پر آیا اور شہزادے سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تا غروب آفتاب زور کشتی کے ہوئے کوئی زیر نہوا لشکر
بہمن مین طبل بازگشت بجا بہمن نے کہا اب کل دیکھا جائیگا دوسرے روز پھر میدان مین لشکر صف آرا ہوا
بہمن میدان مین آیا اور عمرو بن حمزۂ یونانی سے مبارز طلب ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی گھوڑا چمکا کر میدان مین آیا
بہمن نے دوڑ کر تلوار ماری ادھر مرکب عمرو بن حمزہ نے سکندری کھائی یہ گھوڑے کو سنبھالنے لگے تلوار بہمن کی
آ . پر پڑی دو ابرو تک اُتر گئی عمرو بن حمزہ نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی چہرے پر آ پڑی بہمن نے
چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے بہرام گرد بن خاقان چین للکار کر جھپٹے عمرو بن حمزۂ یونانی کو پھیر دیا آپ مقابلہ
کیا بہمن نے اُسی تیغ خون آلود سے بہرام کو بھی زخمی کیا جب طور بانو نے دیکھا کہ ایسے ایسے نامی سردار بہمن
نے زخمی کیے گھوڑا چمکا کر میدان مین مقابلہ کو آئی اور آتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا جھکا کر مارا کہ گردن کی گردن قلم ہوئی
بہمن کود کر زمین پر آیا طور بانو بھی جست کرکے زمین پر پہونچی دونوں لپٹ گئے کشتی ہونے لگی یہانتک کہ دن تمام ہوا
شام آئی لشکر بہمن مین طبل بازگشت بجا بہمن اپنی بارگاہ مین آیا طور بانو سرداران لشکر اسلام بارگاہ
سلیمانی مین آئے اُسوقت سلطان بخت مغربی نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ جب تک امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
تشریف لائین لشکر اسلام قلعۂ تنگ حصار مین جاکر مقیم ہو رہے سلطان بخت مغربی کی سب سرداران لشکر
اسلام نے قبول کی اور اُسی وقت رات کو تمام خیمہ ڈیرہ اور بارگاہین اُٹھوا کر لشکر اسلام مع سرداران عالیمقام
و ملکۂ مہرنگار وغیرہ قلعۂ تنگ حصار مین آگئے اور دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے اُدھر شمیم بن قاسم کنوری نے
بہمن کو خبر دی کہ ملکۂ مہرنگار اور تمام سرداران لشکر اسلام وغیرہ قلعۂ تنگ حصار کو گئے بہمن یہ سنکر بہت غضبناک
ہوا اور فوج لیکر طرف قلعۂ تنگ حصار کے روانہ ہوا اور آتے ہی لڑنے لگا کئی روز تک کارزار رہی لشکر
بہمن بہت قتل ہوا آخرکار بہمن تنہا جست کرکے اُس پار خندق کے پہونچا اور چاہا کہ زور کرکے دروازے کو توڑے کہ
سلطان بخت مغربی نے آواز دی ای بہمن سچ ہی قول کل شئی یرجع الی اصلہ۔ دیکھ کہ سب مسلمان تجکو طرح
دیکر ادھر آئے تو نے یہان بھی ستانا شروع کیا ملکہ طور بانو نے بھی یہ خاطر پدری رعایت کی مگر تو نے بیوفائی سے ہاتھ
نہ اُٹھایا بہمن نے کچھ نہ سنا اور دروازہ توڑ کر قلعہ مین آیا اُسوقت جانب راست سے ایک شہسوار نقابدار سفید پوش
پیدا ہوا اور آتے ہی تلوارین مارنے لگا اُس نقابدار نے ایسی شمشیرزنی کی کہ بہمن وغیرہ دنگ ہوئے پھر لشکر اسلام
بھی مدد نقابدار سفید پوش کو پہونچا تلوار چلنے لگی ہزارہا کفار قتل ہوئے آخرکار لشکر کفار نے شکست کھائی اور
بہمن اور ژوبین و بیژن بھاگ کر قلعۂ کنور مین آگئے جب نقابدار سفید پوش فتحیاب ہوکر قلعہ مین آیا نقاب اُٹھاکر جمال
چہرۂ بیمثال اپنا سب کو دکھایا تمام لشکر اسلام بہت خوش ہوا اور دروازہ قلعۂ تنگ حصار کا بند کرکے بیٹھ رہے
اُدھر ژوبین و بیژن نے بہمن کو صلاح دی کہ برابر آپ چلیں کہ مقیم ہون اُسطرف کا حال سنیئے کہ امیر با توقیر نے
خواب مین دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی کو لشکر خوکگان نے گھیرا ہے اور اہل اسلام بہت تنگ آئے ہین یہ خواب دیکھتے ہی
امیر با توقیر بیدار ہوئے اور پریشان ہوکر دوسرے روز اپنے پدر بزرگوار خواجہ عبد المطلب سے رخصت
ہوکر روانہ ہوئے بعد چند روز کے ایک شب امیر با توقیر راہ بھولکر خراسان کے راستہ پر نکل گئے دیکھا کہ ایک قلعہ

لاکر سامنے طور بانو کے رکھدیا اور کہا کہ اسکو سجدہ کر یا جوابسے ملکہ طور بانو نے جو گوشۂ چشم سے خیال کیا کہ لوگ بردہا بارگاہ مین شمشیر بکف مستعد قتل پر کھڑے ہین ملکہ طور بانو اُٹھی اور بُت کلان کے سامنے قبلہ کی طرف سجدے مین جھکی اور راز دل بیان کیا اور بتضرع و زاری درگاہ جناب باری مین عرض کیا ای خداے عزوجل تو خوب عالم و دانا ہی کہ یہ گبر نا ہنجار میرے قتل کی فکر مین ہی مین ہرگز ہرگز اس بت نا ہنجار کو سجدہ نہین کرتی تو سزاوار سجدہ ہی پس دو انگلیون کی محراب کرکے سجدہ کیا جب سر سجدے سے اُٹھایا بہمن بہت خوش ہوا اور ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا ای ملکہ کوئی ایسی فکر کر کہ ملکہ مہر نگار میرے ہاتھ آئے طور بانو نے کہا بہت خوب یہ کتنی بڑی بات ہی اگر حکم ہو تو جاؤن اور کچھ فکر ملکہ مہر نگار کی کرون بہمن نے کہا جا اور بہت جلد اسکی فکر کرنا ملکۂ طور بانو بہمن سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور ملکۂ مہر نگار کی خدمت مین آئی اور برگشتہ ہونا بہمن کا اور کیفیت اپنی سب بیان کی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ بہمن آج شب کو کیا تعجب ہی جو شبخون مارے ملکۂ مہر نگار نے کہا پھر کیا کیا جائے طور بانو نے کہا کہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو بلاکر بارگاہ سلیمانی استادہ کرائیے اور آپ اُس مین مقیم ہوجیے اور گرد اُسکے خندق کھدوا دیجیے ملکۂ مہر نگار نے عمرو بن حمزۂ یونانی کو بلایا اور ساری کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند بارگاہ سلیمانی برپا کر دو اور چہار طرف خندق کھدوا دو اور اُسی مین مین اور تم اور سرداران وغیرہ جمع رہین طور بانو مقابلہ کفار کا کریگی عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا ای والدۂ معظمہ امیر پاتو قبیر جو سنینگے تو کیا کہینگے ملکۂ مہر نگار نے کہا کہ ای فرزند تم بھی سچ کہتے ہو مگر خاطر طور بانو بھی ضرور ہی غرضکہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے ایسا ہی کیا ملکہ طور بانو جوشن و سلاح حرب جسم پر لگا کر مسلح و مکمل ہوکر در بارگاہ سلیمانی پر بیٹھی جب نصف شب ہوئی بہمن ایک لاکھ ستر ہزار سوار مع ژوبین و بیژن کے ہمراہ لیکر آیا اور شبخون مارا جب داخل بارگاہ ملکۂ مہر نگار ہوا دیکھا بارگاہ خالی پڑی ہی نہ ملکۂ مہر نگار ہی نہ طور بانو ہی بہمن نے کہا کہ ملکۂ مہر نگار وغیرہ کہان گئی ژوبین کامرانی نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب بارگاہ سلیمانی مین ہین بہمن بارگاہ سلیمانی پر آیا ہنگام شب تاریک مین معلوم نہ ہوا بہت سے لوگ بہمن کے خندق مین گر کے مر گئے لشکریون نے آواز دی کہ اِدھر دیکھ بھال کے آنا گرد بارگاہ کے خندق عمیق ہی بہمن ہنسا اور کہا کہ واہ وا بارگاہ کو قلعہ بنایا ہی اس سے کیا ہوگا اگر مین نے ایک مسلمان کو بھی زندہ چھوڑا تو نام اپنا بہمن نہ رکھا غرضکہ اسی تلاطم مین صبح ہو گئی اور دن چڑھ گیا ژوبین نے کہا ای بہمن اگر چاہتا ہی تو مسلمانون پر فتحیاب ہو پہلے طور بانو کو قتل کر پھر اہل اسلام کا مار لینا آسان ہی یہ سُنکر بہمن نے کرگدن کو دوڑایا اُدھر طور بانو نے ایک تیر سہ پہلو کمان مین پیوست کرکے جو مارا کرگدن کی پیشانی پر پڑا بہمن مع کرگدن گرا بہمن لوٹ پوٹ کے پھر اُٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے کرگدن پر سوار ہوا طور بانو نے اُسکو بھی گھائل کیا اسی طرح طور بانو نے تین کرگدن مارے اور کہا او ملعون تیرا قتل کرنا بہت آسان ہی بہتر یہ ہی کہ جو کچھ کیا وہ کیا اب منفعل ہوکے توبہ کر اور دین اسلام قبول کر ورنہ ناحق جہنم مین جائیگا بہمن وہان سے پھرا اور کہا مین طور بانو سے مقابلہ نہ کرونگا ژوبین کامرانی نے کہا نامردی کی کیا باتین کرتے ہو اور کسی کو آواز دیکر مبارز طلب کرو تب تو بہمن نے یہ آواز بلند پکارا ای سرداران لشکر اسلام اگر تم بہادر ہو تو نکل کر میرا مقابلہ کرو نامردی کی باتین کرتے ہو کہ آپ بارگاہ مین چھپ کے عورت کی پناہ مین بیٹھے ہو اور وہ تو میری دختر ہی اسوجہ سے مین اُس سے مقابلہ نہین کرتا نہین تو عورت کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی کیا تم مین کوئی ایسا جری اور دلیر نہین ہی کہ میرا مقابلہ کرے یہ سُنکر پہلوان عادی مقابلہ کو نکلا بہمن نے جھٹ کر تلوار ماری پہلوان عادی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی دو ابرو تک اُتر آئی عادی نے دستانہ یا را تلوار سر سے

دین حکم جاری ہو بعد اُسکے اپنی فوج کو حکم دو کہ جہان اہل اسلام ملین مارو اور لڑو تم مطلق مسلمانون کی شرکت ظاہر و باطن
نہ کرو جب سرداران لشکر اسلام تمسے سخت کلامی کرین یا طعنہ زنی کرین تم بھی مقابلہ کرکے جنگ کرو بالفعل امیر باتوقیر
مکہ کو گئے ہوئے ہین اور کوئی سردار لشکر اسلام مین ایسا نہین ہی کہ تمھارا مقابلہ کر سکیگا غرضکہ دوسرے روز وہ تینون
جمع ہو کر آئے اور سرداران لشکر اسلام نے جو دیکھا کہ ان تینون نے ڈاڑھی مونچھ منڈوا ڈالی ہی نہایت متعجب ہوئے کہا
یہ کیا سبب ہی مگر عمرو بن حمزۂ یونانی نے جو دیکھا بہت غصہ ہوا حکم دیا یہ تینون گبر ناہنجار ہین قتل کرو پہلوان عادی نے
کہا کہ امیر باتوقیر کا پاس و خیال اور ملاحظہ ہی مناسب نہین ہی ادھر ملازمان بہمن نے زیادتیان اور ظلم و بدعت
اُردوے لشکر اسلام مین کرنا شروع کین چند بقال و نانبائی وغیرہ کو گرفتار کرکے باندھ لیگئے جب رات کو پہلوان عادی
بارگاہ مین آیا عیار ابو القاسم نے خبر دی کہ ملازمان بہمن فوج اسلام اور اُردوے لشکر اسلام پر ظلم و بدعت کرتے
ہین پہلوان عادی یہ سُنکے برہم ہوا دوسرے روز جو بہمن بارگاہ امیر باتوقیر مین آیا پہلوان عادی سے ملاقات ہوئی
دونون بارگاہ مین آئے پہلوان عادی نے کہا اے بہمن اول تو تو نے یہ خلاف طریقۂ دین اسلام کیا کہ ڈاڑھی
اور مونچھ منڈوا ڈالی دوسرے اب ملازمون کو واسطے بدعت کے لشکر اسلام مین بھیجتا ہی کہ انھون نے
تمام فساد برپا کر رکھا ہی ہم لوگ فقط امیر باتوقیر کے خوف سے نہین بولتے ہین ورنہ کیا مجال جو کوئی سرکشی کر سکے تجکو چاہیے ہی کہ مسلمانون
پر شفقت و تلطف کرے اُسکے عوض مین یہ بدعت ہی بہمن نے کہا کہ اچھا تمھاری خاطر سے مین اپنے لوگونکو منع کر دونگا
اور تنبیہ و تاکید کرونگا پہلوان عادی نے طرف عمرو بن حمزۂ یونانی کے دیکھا شہزادے نے کہا کہ اچھا آج کے روز
بھی خاموش رہو دیکھا جائیگا یہ سُنکر پہلوان عادی و دیگر سردار غصہ ہو کر اپنی اپنی بارگاہ خیام مین گئے اور عمرو بن
حمزۂ یونانی بھی درہم و برہم ہو کر دربار برخاست کرکے اپنی بارگاہ مین گئے یکایک شور و غل برپا ہوا عمرو بن
حمزۂ یونانی نے پوچھا کیا ہی یہ غلغلہ کیسا ہی لوگون نے کہا کہ ملازمان بہمن زیادتی کرتے ہین فساد برپا
ہی عمرو بن حمزۂ صاحبقران نے کہا کہ ان بےحیاؤن کو مار کے لشکر سے نکالدو چنانچہ تلوار چلی تین سو
اہل اسلام قتل ہوے اور دو سو آدمیون کو لوگ بہمن کے گرفتار کرکے لے گئے دوسرے روز عمرو بن حمزۂ یونانی
دو سو آدمی ہمراہ لیکر بہمن کے پاس آئے اور کہا اے بہمن مین جانتا ہون تجکو ژوبین اور ہیزن نے گمراہ کر دیا
ہی اگر تجکو عزت اپنی رکھنا منظور ہی تو جانشینی امیر باتوقیر کی چھوڑ دے اور جگہ سے امیر باتوقیر کی اُٹھ جا نہین تو ایسی
تلوارین مارونگا کہ نام و نشان نہ باقی رہیگا ژوبین نے اشارہ کیا کہ اُٹھ کے چلا جا بہمن اُسکے کہنے سے اُٹھ گیا
اور جاے امیر باتوقیر چھوڑ دی شہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی جاے امیر باتوقیر پر متمکن ہوے سرداران لشکر
اسلام نے مبارکباد دی اور نذرین گذرانین ادھر بہمن ژوبین کامرانی کے اغوا کرنے سے اپنی بارگاہ مین آیا
اور دربار جمع کیا ژوبین سے کہا اب کیا کرنا چاہیے ژوبین نے کہا پہلے طور بانو کی فکر کر کہ وہ تیرے دین مین آئے
نہین تو قتل کر بہمن نے کہا کہ طور بانو خدمت مین ملکہ مہر نگار کی ہی اُسکو کیونکر قتل کر سکتا ہون ژوبین نے کہا کہ
طور بانو کو کسی حیلے سے طلب کر اور چار سو آدمی مسلح و مکمل زیر پردۂ خیمہ پوشیدہ کر جب طور بانو آئے اُسکو سمجھا اگر وہ
بت کو سجدہ کرے تو بہتر ہی ورنہ انھین لوگون سے حکم کر کہ وہ اُسکو قتل کرین یہ سُنکر بہمن نے طور بانو کو بلوایا طور بانو
ملکہ مہر نگار سے اجازت لیکر لباس شاہانہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور بارگاہ بہمن مین آئی باپ کو مجرا کیا اور
بیٹھ گئی بہمن نے کہا اے ملکہ طور بانو تجکو خبر ہی یا نہین مین تو دین اسلام سے پھر گیا اور خداپرستی چھوڑ دی بہتر
یہ ہی کہ تو بھی دین اسلام کو چھوڑ کر بت پرستی اختیار کر طور بانو نے کچھ جواب نہ دیا بہمن اُٹھا اور ایک بُت کلان کو

کہ اُسکو گلشن آباد کہتے ہین اگر حضور اِس باغ کی سیر کو چلین تو اُسکو آراستہ کراؤن ملکہ مہر نگار نے کہا کہ سچ کہتی ہی تو
طور بانو نے کہا حضور دروغ نہین ہی ملکہ مہر نگار نے کہا کہ بغیر امیر با توقیر کے کیونکر جاؤن نہین معلوم اُنکی اجازت
ہو کہ نہو طور بانو خاموش ہو رہی ملکہ مہر نگار نے کہا کہ تو عمرو بن حمزہ یونانی کو بلا لا جب عمرو بن حمزہ یونانی
اندر محل کے آئے ملکہ مہر نگار نے کہا ای عمرو بن حمزہ یونانی طور بانو نے میری دعوت کی ہی مگر شہر کنتور کے
باغ مین تمھاری کیا صلاح ہی جاؤن کہ نہ جاؤن شہزادے نے کہا امان جان بالفعل امیر با توقیر نہین ہین مضایقہ
تو نہین ہی مگر طور بانو بھی عزیز ہی اور دعوت کا رد کرنا اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ آپ جائیے اور ایک روز رہکر چلی آئیے
ملکہ مہر نگار نے منظور کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے حکم دیا کہ منادی ندا کر دے کہ قلعہ مین کوئی مرد نہ رہے سب باہر
قلعہ کے نکل جائین غرضکہ ملکہ محافہ مین سوار ہو کے تماشا قلعہ کنتور کا دیکھتی ہوئی داخل باغ گلشن آباد ہوئی باغ کو جو
دیکھا نہایت شاداب و تر و تازہ ہی نہالہاے میوہ دار جھوم رہے ہین گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین طائران خوش الحان
زمزمہ سازی کرتے ہین بیچ مین بارہ دری نہایت خوشنما مثل قصر خلد برین زیبندہ ہی اور صحن مین ایک نہر بہتر از نہر لبن آب
شفاف سے لبریز ہی ملکہ باغ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور نہایت دل فرحناک ہوا طور بانو نے ملکہ مہر نگار کو تخت
جواہر نگار پر بٹھایا اور بزم شاہانہ آراستہ ہوئی طور بانو اور کنیزان مرصع پوش دُر در گوش گرد ملکہ مہر نگار کھڑا
کیا یہان بزم طرب آراستہ ہی اور ملکہ مہر نگار تخت پر جلوہ افروز ہی کہ نہال خجستہ کابلی نے یہ خبر ژوبین
کامرانی اور بیژن کامرانی کو پہونچا دی وہ دونون گبر نابکار بہمن کے پاس آئے اور حال ملکہ مہر نگار کا
بیان کیا بہمن نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ ملکہ مہر نگار نہایت حسین اور خوبصورت ہین ژوبین کامرانی نے
ملکہ مہر نگار کے حُسن کی بڑی تعریف کی بہمن نے کہا کسی طرح ملکہ مہر نگار کو ذرا مجھے دکھا دو ژوبین نے کہا اچھا
یہ کہکر اُن تینون نے حجام کو بلوا کر چار ابرو کا صفایا کرایا سب ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر خوب گھٹوایا اور
لباس زنانہ پہنکر کچھ اسباب دعوت کا ہاتھ مین لیا اور چلے جب در باغ پر وہ تینون پہونچے خواجہ سرا نے روکا
کہ تم تینون عورتین غیر ممالک کہان جاتی ہو باغ مین حکم جانے کا نہین ہی اُنھون نے ناک پر اُنگلیان رکھ کر کہا
اوئی تو کیا عورتون کی بھی ممانعت ہی مردون سے پردہ کہ عورتون سے بھی پردہ ہی ہم دختران سالون مقدم
ہین براے زیارت ملکہ مہر نگار کے آئے ہین اگر تمھارا حکم ہو تو ملکہ کو جا کر دیکھ آئین خواجہ سرا نے کہا کہ خیر جاؤ
وہ تینون باغ مین آئین اور ایک گوشے مین پوشیدہ کھڑی ہوئین ملکہ سیر باغ مین مشغول خرام ناز تھی کہ نظر ان
تینون کی ملکہ پر پڑی بہمن ہزار جان سے ملکہ مہر نگار پر عاشق و فریفتہ ہو گیا ایسی صورت اور ایسا حسن و جمال
جو عمر بھر نہ دیکھا تھا بیہوش ہو کے گرا ژوبین کامرانی نے بہمن کو ہوشیار کیا اور کان مین بہمن کے کہا کہ
جلد اب باغ سے نکلو ایسا نہو کہ کوئی دیکھ کے پہچان لے تو قتل کیے جاؤ اب ملکہ مہر نگار جو تمام بہار باغ
سیر کر کے آئی اور تخت پر بیٹھی طور بانو سے کہا کہ کچھ جسم مین لرزہ سا ہی اور طبیعت کچھ بے لطف ہو گئی ہی
بہتر یہ ہی کہ اب تو مجکو رخصت کر کہ دل میرا گواہی دیتا ہی کہ یہان ضرور کوئی نامحرم ہی طور بانو اُسی وقت
اُٹھی اور تمام باغ کو دیکھا کونا کونا ڈھونڈھا کوئی نامحرم نظر نہ آیا غرضکہ ملکہ مہر نگار اور طور بانو سوار ہو کر
اپنے لشکر مین آئین بہمن نے کہا ای ژوبین کامرانی تمنے مجکو باغ مین لیجا کر گرفتار بلاے عشق ملکہ مہر نگار
کیا اب صلاح بتاؤ کہ کیا کرون کس صورت سے ملکہ مہر نگار ہاتھ آئے ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی
نے کہا پہلے تو توبہ کر کے اپنے دین مین آؤ بارگاہ آراستہ کر کے دربار مین بیٹھو سرداران لشکر کو جمع کرو تدبیر

کانہ دیکھا اُسی وقت عیارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا ایک عیار نے آکر خبر دی کہ قفس نوشیروان در باغ پر رکھا ہے
ابو عمرو بن شداد آیا اور پنجرا نوشیروان کا اُٹھا لیگیا اور باغ مین لایا اور کہا ای نوشیروان تو کسواسطے بھاگ گیا تھا
نوشیروان نے کہا میرا امیر مجکو اُٹھا لیگیا تھا ابو عمرو بن شداد حبشی نے کہا واہ کیا خوب این گل دیگر شگفت

دو کلمے داستان صعوبت نشان خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

رہ نوردان صحرائے وحشت انگیز و بادیہ پیمایان دشت صعوبت خیز اس داستان گردش آئین کو نوک خامہ سے سفینۂ
تحریر پر یون لاتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملک کتور سے بہمن و لشکر اسلام کی خبر لیکر پھرے مکہ
مین آئے خواجہ عبد المطلب کو مجرا کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر باتوقیر کو پوچھا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا
کہ امیر کشور گیر طرف ملک مدائن کے گئے ہین خواجہ بزرجمہر کا خط آیا تھا نہین معلوم اُسمین کیا لکھا تھا خواجہ عمرو
اُسی وقت طرف ملک مدائن کے روانہ ہوئے جب مدائن مین خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے خواجہ عمرو
نے خواجہ بزرجمہر سے امیر باتوقیر کا حال دریافت کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ امیر باتوقیر ملک حبش کو گئے ہین
خواجہ عمرو یہ سُنکر حبش کی طرف چلے جب حبش پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر باتوقیر برائے تلاش اشقر دیوزاد
جنگل کی طرف گئے ہین عمرو بھی صحرا کی طرف راہی ہوئے جب خواجہ عمرو قریب صحرائے زنگبار کے پہونچے دور
سے ایک گوہر شبچراغ نظر پڑا قریب جاکر دیکھا امیر باتوقیر ریگ بیابان مین غرق پڑے ہوئے ہین خواجہ عمرو
نے امیر باتوقیر کو نکالا امیر باتوقیر بیہوش تھے پانی چھڑکا اور پلایا امیر باتوقیر نے بڑی دیر کے بعد چشم نیم وا سے
دیکھا عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر اُٹھو مین خواجہ عمرو ہون امیر باتوقیر جب ہوشیار ہوئے اُٹھے عمرو نے حال بیان
کیا اور امیر باتوقیر کو بصورت ہنسا بنایا اور آپ بصورت بازیگر بنکر چلا اور سامنے ابو عمرو بن شداد کے بازی
کرنے لگا وہ سب حبشی تماشا دیکھنے مین مشغول ہوئے ادھر امیر باتوقیر نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نعرہ
امیر عرب ضیغم روزگار + منم صف شکن خسرو نامدار + ز تیغم بمیدان جنگ آزمان + بہر سو شود الامان الامان +
حبشیون کو معلوم ہوا کہ یہ حمزۂ صاحبقران ہین چار طرف سے نرغہ کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ
مغلوبہ ہوگئی عمرو نے بھی تیغ کھینچا اور لڑنے لگا ادھر امیر باتوقیر اور عمرو اور اُدھر کئی ہزار حبشیان زبردست
اب دونون آدمی گھر گئے گرفتار ہوا چاہتے ہین یکایک اشقر دیوزاد سامنے سے پیدا ہوا اور ہر غول پر جھپٹ
جھپٹ کر حملہ کرنے لگا کفار سب پراگندہ ہوئے اشقر دیوزاد کے آتے ہی فوج حبش مین تلاطم ڈال دیا
ادھر امیر باتوقیر لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے برابر ابو عمرو بن شداد حبشی کے پہونچے اُسنے تلوار
ماری امیر باتوقیر نے باڑھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور بند دست پکڑ کر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر چاہتے ہین
کہ زمین پر دے مارین کہ فوج حبش سے صدائے الامان الامان بلند ہوئی امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد
سے کہا کہ مسلمان ہو ابو عمرو بن شداد کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور بہت سے حبشی دین اسلام سے بہرہ یاب ہوئے
امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد کو چھوڑ دیا اور ملک اُسکا اُسی کو بخشا پھر نوشیروان کو رہا کرکے امیر باتوقیر
طرف مدائن کے روانہ ہوئے اور اب مکہ معظمہ کو تشریف فرما ہوئے سرداران مکہ نے پیشوائی کرکے امیر کو
داخل قلعۂ مکہ کیا جب امیر باتوقیر قیام پذیر خانۂ کعبہ ہوئے وہان لشکر اسلام مین امیر باتوقیر بہمن کو اپنا
جانشین کرکے آئے تھے بیٹی اُسکی ملکہ طوربانو کہ خدمت مین ملکہ مہرنگار کے رہتی تھی ایک روز طوربانو نے
ملکہ مہرنگار کو مجرا کیا اور عرض کیا امیدوار ہون کہ حضور میری دعوت قبول کرین کہ قلعہ کتور کے اندر ایک باغ ہے

بہ برم + آواز نعرہ ہاے شیران روزگار سنکر ابو عمرو بن شداد حبشی گھبرایا اور پھر کر دیکھنے لگا کہ امیر با توقیر خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری آپہونچے امیر با توقیر نے تیغ صمصام کھینچا عمرو نے بھی نیمچہ عیاری نکالا ابو عمرو بن شداد نے مقابلے مین آکر
تلوار ماری امیر با توقیر نے تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ابو عمرو بن شداد نے امان مانگی کہا دین اسلام
قبول کرتا ہون امیر با توقیر نے اسکو چھوڑ دیا ابو عمرو بن شداد طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر خوف جان سے مسلمان ہوا اور اپنے لشکر
مین آکر اسی وقت مع فوج اپنے ملک کو کوچ کر گیا یہان امیر با توقیر مع خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوے اور پدر نامدار کو
مجرا کیا خواجہ عبد المطلب نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو گلے سے لگایا اور دعاے ترقی جاہ و جلال دی عمرو بھی
آداب بجالایا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی ادھر ابو عمرو بن شداد ایک مقام پر اترا اور شکار
کھیلنے کو صحرا مین آیا وہان خبر پائی کہ شہنشاہ نوشیروان یکہ و تنہا شکار کھیلنے کو آیا ہے اسی وقت ابو عمرو بن
شداد حبشی نے فیل جنگی کو دوڑایا اور آکر شہنشاہ نوشیروان کو گرفتار کر لیا اور ہودج فیل پر ڈالکر اپنے ملک کی
طرف چلا راہ مین ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان سے کہا اگر تو اپنی دختر کو میرے پاس لائے اور
شادی کر دے تو بہتر ہے ورنہ تجکو قتل کرونگا جب یہ خبر بختک کو پہونچی کہ نوشیروان کو ابو عمرو بن شداد نے
گرفتار کر لیا ہرمز کو بادشاہ کیا ادھر ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان کو لاکر قفس آہنی مین بند کیا کہا جب تک
تو اپنی دختر ملکہ مہر نگار کو نہ بلوا دیگا تجکو ہرگز نہ چھوڑونگا نوشیروان نے کہا کہ حمزہ صاحبقران بڑا زبردست
عرب ہے ملکہ مہر نگار انکے قبضے مین ہے اسکا آنا بہت مشکل ہے ایک روز ابو عمرو بن شداد حبشی نے رات کو
پنجرا بادشاہ نوشیروان کا اپنے پلنگ کے پاس رکھوایا اور کہا اے نوشیروان کچھ کہانی کہہ نوشیروان نے کہا مجکو
کوئی کہانی کہنا نہین آتی ہے اگر کہے تو مین کچھ اپنا حال بیان کرون ابو عمرو بن شداد نے کہا بہتر ہے بیان کر نوشیروان
نے قصہ حمزہ صاحبقران شروع کیا ابو عمرو بن شداد نے پنجرا نوشیروان کا پلنگ کے اوپر لٹکوا دیا جب
نوشیروان قصہ کہتے کہتے خاموش ہوا پنجہ پانون مین مارا اب ادھر کا حال ملاحظہ کیجیے کہ امیر با توقیر نے خواجہ عمرو
سے کہا کہ تم جاکر ذرا کتور کی خبر لاؤ کہ بہمن نے میرے لشکر سے کیا سلوک کیا خواجہ عمرو طرف کتور کے روانہ ہوے
اس طرف بختک نے حکیم خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم قرعہ پھینکو کہ معلوم ہو نوشیروان کو حمزہ صاحبقران رہا
کرینگے یا نہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ نوشیروان رہا ہو جائیگا بختک نے کہا کہ نوشیروان کیونکر رہا ہوگا امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران ہم سب کے دشمن ہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ذمہ ہمارا خواجہ بزرجمہر نے ابو الخیر کو روانہ
کیا ابو الخیر خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور رقعہ خواجہ بزرجمہر کا دیا حمزہ صاحبقران رقعہ خواجہ
بزرجمہر پڑھتے ہی چلے جب خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے امیر با توقیر نوشیروان اگرچہ
کاذب و کافر ہے مگر ضرور چاہیے ہے آپ کو کہ میری خاطر سے نوشیروان کو رہا کیجیے امیر با توقیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سنکر
اسی وقت حبش کی طرف روانہ ہوے جب برابر حبش کے پہونچے نزدیک باغ ابو عمرو بن شداد حبشی کے
اترے دن بھر آرام کیا وقت شب لباس سیاہ پہنکر چلے اور کمند پھینک کر محل پر ابو عمرو بن شداد حبشی کے پہونچے
دیکھا کہ نوشیروان قفس آہنی مین بند ہے اور داستان ہماری بیان کر رہا ہے امیر با توقیر برابر نوشیروان کے جاکر بیٹھے
اور اپنے تئین ظاہر کیا نوشیروان ڈرا امیر با توقیر نے کہا کہ کیون ڈرتا ہے مین تجکو رہا کرنے آیا ہون یہ کہکر قفس
آہنی مع نوشیروان ہاتھ مین اٹھا کر در باغ پر آئے وہان اشقر دیوزاد کو نہ پایا تلاش کرتے ہوے صحرا کی طرف چلے گئے
اور پنجرا در باغ پر رکھدیا سوچے کہ اگر لیلونگا اور یہان ابو عمرو بن شداد جو صبح کو بیدار ہوا اور پنجرا نوشیروان

کی کہ شتر و لباس وغیرہ چھین لیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کہان خواجہ عمرو نے کہا کہ باہر بارگاہ کے ہی امیر باتوقیر نے فرمایا
کہ اُسے میرے سامنے لاؤ ایک ملازم گیا اور جا کے اُمیۂ ضمری کو سامنے امیر باتوقیر کے لایا دیکھا امیر باتوقیر نے کہ
اُمیۂ ضمری سروپا برہنہ نالان وگریان چلا آتا ہی جب قریب آیا رو رو کر عرض کیا کہ میری داد دیجیے آپ کے لشکر مین آکر مین
لوٹا گیا کہ لباس اور اونٹ اور اسباب سب چھین لیا امیر باتوقیر نے وہ اور لباس و اونٹ وغیرہ اُمیۂ ضمری کے حوالے کیا اُمیۂ ضمری
متفکر ہوا اور کہا کہ آپ کون ہین نہایت حق شناس ہین سچ سچ اپنا حال بیان کیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا تونے مجکو نہین پہچانا مَین
حمزۂ صاحبقران زمان بن خواجہ عبد المطلب اور یہ مکاری تیرے بیٹے خواجہ عمرو کی ہی اُمیۂ ضمری یہ سنکر غضبناک
ہوا اور کہا اے ظالم تونے مجکو ذلیل و خوار کیا تو بھی اسی طرح اپنے فرزند کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوگا امیر باتوقیر نے
اُمیۂ ضمری کو سمجھایا اور لطف و مہربانی کی اُمیۂ ضمری نے نامہ خواجہ عبد المطلب کا دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ
کو پڑھا اور اُمیۂ ضمری کو اُسی وقت جواب دیکر رخصت کیا اور کہا کہ تو پہلے چل مین بھی آتا ہون اور کوئی فکر کرتا ہون
اُمیۂ ضمری کوہ کنتور سے طرف مکہ کے راہی ہوا تھا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بلایا اور کہا تیری کیا رائے
ہی اس بارے مین کیا کرنا چاہیے خواجہ عمرو نے کہا کہ میری رائے یہ ہی کہ یہان لشکر مین اپنی جگہ پر کسی کو چھوڑ دیجیے
جو بہادر و زبردست ہو اور آپ مجکو ہمراہ لیکر مکہ کو چلیے امیر باتوقیر کو یہ رائے پسند آئی اور اپنا جانشین بہمن
کو کیا اور سردارون کو بلا کر تشفی و دلاسا دیا اور کہا کہ تم گھبرانا نہین مین انشاء اللہ بہت جلد آتا ہون یہ کہکر امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوے اور بہ تعجیل
تمام راہ طی کرتے چلے آتے تھے اب یہان کا حال سنیے کہ روز وعدہ خواجہ عبد المطلب جب گذر گیا دوسرے روز
ابو عمرو بن شداد حبشی اسی ہزار سوار اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ لیکر سوار ہوا اور خواجہ عبد المطلب سے کہلا بھیجا
کہ وعدہ تمھارا گذر گیا بہتر یہ ہی کہ قلعہ کو خالی کر دو ورنہ یہ جان لیجیے گا کہ ٹھوکرون سے ہاتھیون کی دروازۂ قلعہ کو ٹکڑے
ٹکڑے کر دونگا اور سب کو مار کر نکالدونگا خواجہ عبد المطلب نے کہلا بھیجا کہ او نابکار و ستم شعار تو مجکو مجبور و ناچار
سمجھتا ہی جب تک میرے دم مین دم ہی کیا مجال تیری جو آنکھ اُٹھا کر قلعۂ مکہ کی طرف دیکھ سکے ابو عمرو بن شداد
یہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا اور غضبناک ہوکر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ نے ایسی توپون کی باڑھ برابر ماری کہ مثل
آتشبازی کے آتش پیکار بھڑکی بارہ ہزار سوار جرار شدادی قتل ہوے ابو عمرو بن شداد نے غصہ سے فیل جنگی کو دوڑایا
اور قریب دروازۂ قلعہ پہونچا فیل بیٹھ گیا اور دروازے پر سجدہ کرنے لگا ابو عمرو بن شداد اور زیادہ پر غضب ہوا
اور کجک مار کے اُٹھایا مگر فیل نے سر اپنا سجدے سے نہ اُٹھایا جب تو ابو عمرو بن شداد نے غصہ سے تلوار خرطوم فیل پر
ماری کہ خرطوم اُسکی قلم ہوگئی ابو عمرو بن شداد جست کر کے خندق کے اُس پار ہوا اور پھاٹک کے قریب آکر چاہا کہ عمود
گرانبار مارے کہ پھاٹک چور چور ہو جاے کہ خواجہ عبد المطلب نے بدرگاہ رب العزت مناجات کی اے قاضی الحاجات
اے رفیع الدرجات اے حلال مہمات اے معبود برحق یہ خانہ کعبہ مبارک ہی تیری ذات خاص نمونہ پرستش و سجدہ گاہ
عالم و عالمیان ہی اسکی حرمت تیرے ہاتھ ہی تو ہی اسکا حافظ و نگہبان ہی کوئی کافر اسپر ظفریاب نہو ہنوز ابھی دعاے
خواجہ عبد المطلب تمام نہوئی تھی مصرع از دامن دشت گردے برخاست + ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دامن غبار ہوکر
صحراے لق و دق سے چاک ہوا اور وہین سے نعرہ ہوا نعرۂ امیر باتوقیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران ہے امیر عرب ضیغم روزگار +
منم صف شکن خسرو نامدار + زتیغم بہ میدان جنگ آزمان + بہر سو بشود الامان الامان + ساتھ ہی اُسکے دوسرا نعرہ ہوا
نعرۂ عمرو ہے عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + خال رخ بجنگ بداختر بہ برم + از محفل خسروان چو گردم ساقی + جام و قدح و صبوح و ساغر

واسطے شکار کھیلنے کے گیا تھا جب شکار کھیل کر پھرا تو راہ مین ایک مرد درویش کو دیکھا کہ کاغذ سفید دبار یک کی
تصویر بنا کر ہاتھ سے کھڑی کی ہر اور آدمیون کا شہر کے گرد اُسکے ہجوم ہر پس یہ دیکھ کر ابو عمرو بن شداد حبشی بھی
وہان آیا اور اُس فقیر سے پوچھا کہ تیرے ہاتھ مین کیا ہر فقیر نے کہا کہ تصویر شفیع مشکبار دختر اطہر زنگی کی ہر وہ حبشی
دیکھتے ہی تصویر بے نظیر کو عاشق و شیدا ہوا اور اُس فقیر کو بہت ساز و جواہر دے کر تصویر لے لی دوسرے روز
نوے ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لیکر سمت زنگبار روانہ ہوا جب قریب ملک زنگبار پہونچا تو خبر اطہر زنگی کو ہوئی
کہ ابو عمرو بن شداد حبشی بہ ارادہ کتخدائی ملکہ شفیع مشکبار آتا ہر کہ وہ تصویر دیکھکر عاشق ہوا ہر اور تصویر
اُسکے پاس ہر اطہر زنگی نے فوج کو حکم دیا کہ باہر قلعہ کے خیمے برپا ہون غرضکہ اُسی روز سامان جنگ تیار ہوا خیمہ
بارگاہ مین استادہ ہوئین اطہر زنگی اپنی بارگاہ مین داخل ہوا طبل جنگ بجوایا اُدھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر
سامان جنگ دونون لشکرون مین رہا صبح کو میدان جنگ مین دونون لشکر صف آرا ہوے بعد نقابت نقیبان اطہر
زنگی میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ابو عمرو بن شداد حبشی مقابلہ کو نکلا اور نعرہ کر کے کہا او اطہر زنگی
اگر تجکو اپنی جان بچانا منظور ہر تو اپنی دختر کو مجھے دے ورنہ تجکو قتل کر کے تیری دختر کو اپنی کنیزی مین لاؤنگا آخرکار
بعد سخن دنگاورزنی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین ابو عمرو بن شداد نے اطہر زنگی کا نیزہ ہوائی کیا اطہر زنگی نے تلوار
ماری عمرو بن شداد نے خالی دی اور بند دست پکڑ کے اُٹھا لیا اطہر زنگی نے امان چاہی اور کہا کہ آج کی شب
شورہ کر کے صبح کو جواب دونگا ابو عمرو بن شداد نے کہا بہتر ہر غرضکہ اطہر زنگی کا ایک بھتیجا قاموس زنگی
تھا اُس سے اطہر زنگی نے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہر اور اس مین کیا کرنا چاہیے قاموس زنگی نے کہا کہ ابو عمرو بن
شداد سے کہو کہ تم جب مکہ کو فتح کروگے تو اپنی دختر کی شادی تمھارے ساتھ کر دونگا یہ سُنکر ابو عمرو بن شداد فوج
لیکر نوے ہزار سوار کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا بعد چند روز کے برابر کوہ ابو قبیس کے آکر ابو عمرو بن
شداد اُترا اُمیہ ضمری نے یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو پہونچا کر دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا دوسرے روز
ابو عمرو بن شداد نے قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ نہوا ابو عمرو بن شداد شام کو پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور کہلا
بھیجا اگر اپنی خیریت اور جان کی تم لوگ چاہتے ہو تو قلعہ کو کھولدو کہ مین اپنا قبضہ کرون بعد چند روز کے پھر قلعہ
تمکو دیکر چلا جاؤنگا خواجہ عبد المطلب نے جواب مین تحریر کیا کہ مین اپنے سرداروں سے مصلحت کر کے قلعہ خالی کر دونگا
ابو عمرو بن شداد حبشی نہایت خوش ہوا اور وہین قیام کر کے منتظر جواب رہا ادھر خواجہ عبد المطلب نے اُسیوقت
ایک نامہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو تحریر کیا کہ ای فرزند جلد ہماری اور ہمارے متعلقون نے قلعہ کی خبر لو کہ
ابو عمرو بن شداد حبشی کی قلعہ پر چڑھائی ہر مگر مین نے مصلحتاً اُسکو نامہ لکھکر روکا ہر غرضکہ یہ نامہ لکھکر خواجہ عبد المطلب
نے اُمیہ ضمری کو دیا اُمیہ ضمری جانب کنتور خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوا جب کوہ کنتور پر اُمیہ پہونچا کھڑا
ہو کر ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ عمرو آتا تھا اُسنے دیکھا کہ اُمیہ ضمری باپ میرا کھڑا ہوا ہر ایک گوشے مین آکر صورت
بدل کی بنائی جیسے کہ عرب صحرائی ہوتا ہر اور قریب اپنے باپ اُمیہ ضمری کے آیا اور ایک پتھر اُٹھا کر اونٹ کے
مُنھ پر مارا اور اُمیہ کو للکارا او عرب اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہر تو شتر و اسباب و لباس اپنا مجکو دے دے
اُمیہ ضمری منت و سماجت کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا خواجہ عمرو نے نہ مانا آخرکار خواجہ عمرو نے اپنے پدر سے
سب کپڑے اور اسباب اور شتر چھین اور پکڑ کر خدمت امیر با توقیر مین لایا اور عرض کیا کہ آج وہ کام کیا ہر جو
کہ تمام عمر نہ کیا ہوگا امیر نے فرمایا وہ کام کیا کیا کچھ بیان کر خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے اپنے باپ سے کہ ساتھ

پڑھ کر مسلمان ہوا امیر نے بہمن کو چھوڑ دیا بہمن نے ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی کو بلا کر قدموں پر امیر کے گرا دیا اور عرض کیا یا امیر میری خاطر سے انکی خطا معاف کیجیے امیر نے کہا اگر یہ دونون مسلمان ہو جائین تو کیا مضائقہ ہی ابھی خطا معاف کرتا ہون دونون اُسی وقت خوف جان سے طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے عمرو تو بڑا دور اندیش ہی اُسکو ژوبین اور بیژن کے اسلام لانے مین شک رہا امیر سے کہا اگر آپ چاہتے ہین کہ بہمن دائرۂ اسلام مین رہے تو ان دونون کو قتل کیجیے امیر نے فرمایا ای خواجہ تم سچ کہتے ہو مگر مناسب نہین ہی لوگ کیا کہینگے کہ ژوبین اور بیژن دونون مسلمان ہو گئے تھے پھر امیر نے قتل کیا اگر یہ منافق ہین اور بخوف جان دین اسلام قبول کیا ہی تو پھر سزا پائینگے القصہ امیر با توقیر بہمن کو ساتھ لے کر لشکر مین آئے اور بارگاہ مین جلوہ افروز ہوئے بہمن کو کرسی پر لندھور کی بٹھایا اور جانشین و دکیل اپنا کیا اور صحبت نشاط آراستہ کی ناگاہ پہلوان عادی نے آکر عرض کیا کہ ملکہ طور بانو بھی حاضر ہی امیر نے فرمایا بلا لو ملکہ طور بانو حاضر ہوئی اور ادب سے امیر کو مجرا کیا اور چند یاقوت احمر نذر دیے اور از سر صدق مسلمان ہوئی امیر نے فرمایا ای ملکہ تو اپنی شادی کر لے شاید تجھسے بیٹا پیدا ہو اور ہاتھ سے اُسکے کار دین اسلام نکلے ملکہ طور بانو نے فرمایا آپ سچ فرماتے ہین مگر مجکو بھی دعوی بہادری و دلیری ہی جو کوئی مجکو فن سپہ گری مین زبر کریگا مین اُسکے ساتھ اپنی شادی کرونگی امیر با توقیر مسکرائے اور کہا بہتر ہی عمرو بن حمزہ سے تو لڑ سکتی ہی ملکہ نے کہا جی ہان اُسسے لڑونگی پس بموجب حکم امیر با توقیر عمرو بن حمزہ اور طور بانو دونون اُٹھے اور کشتی ہونے لگی بڑے بڑے زور دونون طرف سے ہوئے تا غروب آفتاب کشتی ہوا کی مگر کوئی زبر نہ ہوا برابر رہے جب شام ہوئی امیر نے فرمایا اب موقوف رکھو کل لڑنا عمرو بن حمزہ نے کہا اب اسکو زبر کیا چاہتا ہون تھوڑی دیر آپ اور توقف کیجیے امیر نے کہا نہین جو ہم کہتے ہین ایسا کرو عمرو بن حمزہ نے کہا جیسی آپ کی خوشی یہ کہکر ملکہ طور بانو کو چھوڑ دیا ملکہ نے کہا یا امیر جو کچھ ہونا تھا وہ آج ہو گیا آئندہ کل مجھ کو معاف رکھیے اب مین نہ لڑونگی مگر اب مین یہ چاہتی ہون کہ حضور اس کنیز کو خدمت بابرکت ملکہ مہر نگار مین رہنے کی اجازت دین تو بہتر ہی میرا دل چاہتا ہی کہ خدمت ملکہ مہر نگار مین رہون اور کوئی شوہر نہین چاہیے ہی امیر نے فرمایا جیسی خوشی تمھاری یہ کہکر امیر با توقیر اُٹھ کھڑے ہوے اور ملکہ طور بانو کو گود مین اُٹھا کے گلے سے لگایا اور دختر انہ پیار کیا فرمایا تو میری بیٹی ہی مین نے تجکو آج سے اپنی دختر بنایا چل تو ملکہ مہر نگار کے پاس رہ بس امیر با توقیر ملکہ طور بانو کو اپنے ہمراہ لے کر محل مین داخل ہوے اور ملکہ مہر نگار کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور فرمایا یہ میری آج سے بیٹی ہی تم بھی اسکو بیٹی جانکر رکھو ملکہ مہر نگار کو ملکہ طور بانو نے مجرا کیا ملکہ مہر نگار نے گلے سے لگایا اور پیار کیا اور بڑی مدارات و لطف سے ملکہ نے اپنے پاس رکھا

دو کلمے داستان شوکت بیان ابو عمرو بن شداد حبشی کے بیان ہوتے ہین کہ وہ بادشاہ ملک حبش کا تھا

نغمہ پردازان بلبل ہزار داستان و زمزمہ سرایان مرغ خوش الحان گلشن طبیعت رنگین ہین طوطی زبان شکرستان کو عین بہار مین چہچہہ نواز کر کے بیان داستان رنگا رنگ کو یہ عبارت نفیس قلم شاخسار شگفتہ و تر و تازہ سے صفحۂ قرطاس پر یون زیب و زینت دیتے ہین۔ کہ ایک روز ابو عمرو بن شداد حبشی

پھر آتش بیٹے عمرو یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا شہزادہ عمرو بن حمزہ کو اشارہ کیا وہ وہین بیٹھے رہے ملکہ طور بانو یہ سمجھی
کہ شہزادہ حور رُخ پر عاشق ہی بس عمرو شہزادے کو وہین چھوڑکر راہی ہوا اور دوڑا ہوا خدمت امیر مین
آیا امیر کو مجرا کیا امیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بن حمزہ کی خبر کہ عمرو نے کہا مجکو نہین معلوم لیکن اسوقت مین صحبت
ملکہ طور بانو مین گیا تھا دیکھا مین نے کہ ملکہ طور بانو فن سپہ گری مین بہت زبردست ہی بہمن کی وہ شاگرد ہی
وہ مجھسے کہتی تھی ای خواجہ امیر کو لاؤ مین بھی دیکھونگی اور اگر میرا قابو ہوگا تو مسلمان ہو جاؤنگی ای امیر اگر تم
تنہا میرے ہمراہ چلو تو ایک تماشا بھی تم کو دکھاؤن امیر یہ سُنکر اُٹھے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر ہمراہ
عمرو کے روانہ ہوے پہر دن باقی تھا کہ خواجہ امیر باتوقیر کو ساتھ لے کر در قصر ملکہ طور بانو پر پہونچے اور اندر
محل مین عمرو نے کہلا بھیجا ای ملکہ طور بانو تمنے عمرو بن حمزہ کو اپنے یہان چھپا رکھا ہی امیر باتوقیر یہ خبر سُنکے
آئے ہین خواہ آؤ خواہ اُنکو بُلاؤ جواب دہی اپنی اُنسے کرلو ملکہ یہ سُنکر باہر آئی اور قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا خواجہ
تم مجھسے عیاری کی باتین کرتے ہو یہ کہکر امیر باتوقیر کو مجرا کیا اور ہاتھ پکڑکر محل مین لائی مسند زرین پر بٹھایا شہزادہ
عمرو بن حمزہ اور ملکہ حور رُخ نے مجرا کیا اور صحبت نشاط مہیا کی ملکہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا امیر کشورگیر
آپ مجکو زمرۂ کنیزان مین تصور کیجیے امیر بہت خوش ہوے اور تلطف و مہربانی فرمائی ملکہ طور بانو نے کہا ای
امیر باتوقیر اگر آپ میرے باپ کو قتل کیجیے تو مین مسلمان ہو جاؤن امیر نے کہا گھبراؤ نہین مین تمکو بھی اور تمھارے
باپ کو بھی مسلمان کرونگا یہ کہکر امیر باتوقیر رخصت ہوکر روانہ ہوے اور اپنے لشکر مین آئے ہرکارون نے
یہ خبر بہمن کو دی کہ دو روز سے ایسے جلسے ملکہ طور بانو کے محل مین ہوتے ہین اور عمرو نے اقرار کیا ہی
کہ اگر امیر میرے باپ کو قتل کرین تو مین بھی مسلمان ہو جاؤن بہمن بہت درہم و برہم ہوا اور غصے سے کہا کہ
اب بہادری اہل عرب کو معلوم ہو گی اور وہ گیسو بریدہ میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی اور حکم دیا کہ بارگاہ
ہماری بیرون قلعۂ کنتور استادہ کرو اور سب فوج کو حکم دیا سب خیمے وہین برپا ہون کل لشکر اسلام سے مقابلہ ہوگا
شب کو طبل بجوایا ہرکارون نے جا کر امیر کو خبر دی کہ بہمن نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے بھی نقارۂ رزمی بجنے
کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین
صف آرا ہوے نقیب نقابت کرکے چلے گئے بہمن گھوڑا چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر
سے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد کو مثل برق جہندہ چمکا کر میدان کارزار مین آگئے
اور دونون تگاور زن ہوے مرکب بہمن کا دس قدم پیچھے ہٹگیا اشقر دیوزاد بھی بسبب جھونک کے
ڈھائی قدم پسپا ہوا بعد اُسکے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین بہمن کا نیزہ امیر باتوقیر نے ہوائی کیا بہمن
نے گرز مارا صاحبقران نے کلۂ عمود تھام کر جھٹکا دیا اور چھین کر پھینکدیا بہمن بہت خفیف ہوا تلوار میان
سے کھینچ کر وار کیا امیر نے خالی دے کر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ سپر کو قلم کرکے سر پر پہونچا تا دو اُترا آیا بہمن نے سر پیچھے کھینچا تیغہ سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑا سر
مرکب کا کٹکے زمین پر گر پڑا بہمن کود کر زمین پر آیا اور چاہا کہ اشقر کو پئے کرے کہ امیر باتوقیر بھی فوراً جست
کرکے بہمن کے مقابلے مین آئے بہمن امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دن بھر زور ہوا ہنگام غروب
آفتاب امیر باتوقیر نے بہمن کا لنگر توڑا اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھ کر فرمایا کہ اسلام کے بارے مین کیا کہتا ہی بہمن نے دین اسلام قبول کیا اور کلمہ

کیا کچھ خدا نخواستہ علیل ہو ڈرو نہین کچھ بیان کرو شہزادۂ عمرو بن حمزہ آنکھون مین اشک بھرلاے عمرو چونکہ حال سے
عمرو بن حمزہ سے آگاہ تھا کہ یہ ملکہ حور رُخ پر عاشق ہی عمرو نے مسکرا کر چپکے سے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ تم
روتے کیون ہو گھبراؤ نہین ملکہ حور رُخ دختر تروہین کو طور بانو کے پاس دیکھ آیا ہون تم میرے ہمراہ چلو
تو مین تمکو دکھلاؤن الغرض عمرو اور عمرو بن حمزہ پھر رات گئے روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا دروازہ
قلعے کا بند ہی عمرو نے آواز دی ای دربانان قلعہ جلد جاکر ملکہ طور بانو سے خبر کردو کہ شہزادۂ عمرو بن حمزہ
تمھاری ملاقات کو آیا ہی دربان گئے اور ملکہ طور بانو سے کہا کہ ملکہ نہایت متفکر ہوئی اور کہا کہ اُس نے تو
میرے بھائی کو عین دربار مین قتل کیا اور سر کاٹ کر لے گیا اب کیا سبب ہی جو آدھی رات کو میرے پاس تنہا
آیا ہی مجکو اسوقت کچھ بن نہین پڑتا اگر نہین بلاتی ہون تو اپنے دل مین سمجھیگا کہ ملکہ مجھسے ڈر گئی اگر بلاتی ہون
مبادا کچھ فتور ہو پھر کیف آدمیون سے کہا یہان بلالو ملکہ شمشیر حمائل کرکے اور نیزہ ہاتھ مین لیکر مسلح و مکمل ہوکے
کھڑی ہوئی ادھر سے آگے آگے عمرو اور پیچھے عمرو بن حمزہ چلے عمرو نے بڑھکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ ہنسی اور کہا کہ تو ہی
جنید کتوری رنگریز ہی عمرو نے ہنسکر کہا حضور ہان مین وہی رنگریز ہون دعاگو آپ کا عمرو بن حمزہ کو ہمراہ
لیے ہوے محل مین ملکہ کے آیا اور مسند زرین پر بٹھایا ملکہ طور بانو کا وہ وقت کھانا کھانے کا تھا ملکہ نے خاصہ
طلب کیا کنیزون نے لاکر دسترخوان بچھایا ملکہ کھانا کھانے کو بیٹھی حور رُخ رومال ہاتھ مین لے کر مگسرانی کرنے لگی
عمرو بن حمزہ نے جو دیکھا آنکھون مین آنسو بھر لائے حور رُخ نے اشارہ کیا ای شہزادے تمھاری محبت
اور عشق مین گرفتار بلا ہوئی ہون اور طور بانو اپنے دل مین سمجھی اور جانتی ہی کہ میری محبت مین شہزادہ آیا ہی
خیر ای شہزادے خدا کو یاد کرو اور ہم بھی نظر بخدا کیے ہین شعر جو جیتے رہینگے تو ملجائینگے + نہین تو کیے کی سزا پائینگے +
الغرض جب کھانے سے فراغت ہوئی طور بانو نے پوچھا ای شہزادے اسوقت تمھارے آنے کا کیا سبب ہوا
عمرو بن حمزہ تو بصد حزن و ملال خاموش بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا ای ملکہ سچ سچ تو یہ ہی کہ یہ حسینہ
و جمیلہ جو تمھاری خدمت مین بدل و جان مصروف ہی یہ شہزادے کی معشوقہ ہی اگر اسکو مجھے بخشدو تو بڑا احسان
ہوگا ملکہ طور بانو نے کہا ای خواجہ تم جانتے ہو کہ والد شہزادۂ نامدار امیر با توقیر میرے باپ کے دشمن ہین ابھی
مین اسکو کیونکر دون جسوقت میرے باپ کو امیر زیر کرینگے اور مین مسلمان ہو جاؤنگی جو کچھ تم کہوگے وہ قبول
کرونگی عمرو یہ سنکر چپ ہو رہا ملکہ طور بانو نے حور رُخ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ حور رُخ آگے شہزادے کے
بیٹھ گئی طور بانو نے عمرو سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ تم خوب گاتے ہو تمکو علم موسیقی مین کمال حاصل ہی آج تمھارا گانا
ذرا ہم بھی سُنین کہ کیسا گاتے ہو عمرو نے کہا بہت خوب خواجہ نے جوڑی ہفت پیوندی کی زنبیل سے نکالی اور
بہ الحان داؤدی وقت کی چیز گنگنا کر گانا شروع کی ایسا گائے کہ ملکہ رونے لگی اور عمرو کی بڑی تعریف کی
اور کچھ جواہر بیش بہا پیش کرکے کہنے لگی افسوس صد ہزار افسوس مین نے اپنی عمر ساری بیہودگی مین بسر کی
اور کچھ نہ پایا اب امیدوار ہون کہ امیر با توقیر سے دست بستہ میری طرف سے عرض کرنا یا تو جلد میرے باپ کو
قتل کیجیے اور با مسلمان کیجیے یہ کہکر شہزادۂ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین آپ کی معشوقہ
میرے پاس امانت ہی اب مین اس کو آرام سے رکھونگی اور اگر آپ کا مزاج چاہے تو ابھی اِسکو
لیجائیے مین مانع نہین ہون غرضکہ انھین باتون مین شب گذری صبح ہو گئی عمرو نے کہا ای شہزادے
اُٹھو لشکر مین چلو ملکہ طور بانو نے کہا ای خواجہ آج کی رات اور یہان قیام کرو عمرو نے کہا انشاء اللہ

قاسم نے پوچھا کہ تمنے عمرو کو بھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہی قلندر نے کہا ہان بابا دیکھا ہی قاسم نے کہا اُسکا بھی سن
تمھارا سا ہی درویش نے کہا عمرو کا سن ایک سو پچاس برس کا ہی قاسم نے ایک اشرفی نکالکر اُسکے پیشکش کی
اور کہا شاہ صاحب قبول کیجیے عمرو لالچی تو انتہا کا ہی وہ اشرفی لینے کو ہاتھ بڑھایا قاسم کنتوری نے بائین ہاتھ
سے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو گرا قاسم نے چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور کہا او دزد بارباک گردن مجھ کو
نقرہ دیتا ہی عمرو تو تو ہی اور کہتا ہی اور کوئی ہو گا پھر قاسم عمرو کا پشتارہ لیکر قلعہ تنگ حصار کو روانہ ہوا
جبکہ اپنے گھر مین پہونچا عمرو کو تہخانے مین بند کر دیا اور دروازے مین قفل دیکر کنجی اپنی جورو کو دیدی اور آپ
کنتور کو چلا گیا اتفاق سے ملکہ طور بانو دختر بہمن کا بھی محل قریب اسکے مکان کے تھا اُسمین ملکہ طوربانو رہا
کرتی تھی اور جورو سے قاسم کنتوری کی بہت رسم و اتحاد تھا غرضکہ جب قاسم عمرو کو بند کرکے چلا گیا اُسکی جورو کے
دل مین آیا کہ دیکھون تو اُسنے کسکو لاکر قید کیا ہی آکر قفل تہخانے کا کھولا عمرو سے پوچھا تو کون ہی عمرو نے
کہا مین رنگریز ہون دکان میری چوک مین ہی اُس عورت نے پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا میرا نام جنید
کنتوری ہی اُس عورت نے کہا تجکو قاسم نے کیون قید کیا ہی تجھسے کیا خطا ہوئی عمرو نے کہا اُسن میری
ایک جورو تھی اور دو لڑکے تھے جب وہ سب مر گئے تو مین نے ایک کنیز کمسن خوبصورت خریدی قاسم
اُسپر عاشق ہوا اور کہتا ہی کہ یہ کنیز مجکو دیدے اور وہ کنیز اس سے ناخوش ہی اسے منظور نہین کرتی ہی
دوسرے یہ کہ مین نے اُسکو اپنی گھر والی بنایا ہی اُس سے مجکو بڑی راحت ہی قاسم نے چاہا کہ بزور و ظلم اُس کنیز
کو چھینوں مجھسے اس بات پر لڑائی ہوئی یہ مجکو پکڑ لایا اور قید کیا اور اب آپ اُسی کنیز کے پاس گیا ہو گا قاسم کنتوری
کی جورو نے یہ سُنکر عمرو کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جلد جا اُس کنیز کی خبر لے عمرو رہا ہوکر باہر مکان کے آیا اور
بارگاہ بہمن کیطرف چلا یہان قاسم کنتوری نے آکر بہمن وزرو مین سے کہا اگر مین اسوقت عمرو کو گرفتار کرکے
لاؤن تو کیا دیگا بہمن خوش ہوا اور قاسم کو بہت سا انعام دیا قاسم وہانسے خوشی خوشی اپنے گھر مین آیا
اور جورو سے کنجی تہخانے کی طلب کی اُسکی جورو نے غصہ ہو کر کہا او بیحیا تو ہر ایک شخص پر ظلم و ستم کرتا ہی پرائی
کنیزون کو تاکتا اور عاشقی کرتا ہی وہ بیچارہ رنگریز جنید کنتوری نام اُسکا ہی اُسکی کنیز کو چھینتا ہی جب اُسنے اپنا
حال بیان کیا مجکو غصہ آیا مین نے اُسکو چھوڑ دیا قاسم کنتوری نے یہ سُنکر اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ تو نے
غضب کیا ارے وہ رنگریز جنید کنتوری نہ تھا وہ عمرو عیار حمزہ کا تھا مین بہمن کے حکم سے اُسکو گرفتار کرکے لایا تھا
اور تو نے اُسکو رہا کر دیا اب بہمن سنیگا تو کیا کہیگا یہ کہکر دوڑا ہوا گھبرایا ہوا بہمن کے پاس آیا اور سب کیفیت بہمن
سے بیان کی بہمن نہایت غضبناک ہوا اور حکم قتل دیا مگر ژوبین کامرانی نے قاسم کو رہا کیا اور ایک خلعت دیا
اور کہا کہ جا اور تلاش کرکے عمرو کو جلد لا قاسم کنتوری قلندر کی صورت بنکر بارگاہ سے نکلا اور عمرو کی تلاش
مین چلا لشکر کی طرف سے عمرو بھی چلا آتا تھا اُسنے تو قاسم کو پہچانا قریب آکر حلقہ ہاے کمند مارے قاسم گرا عمرو چھاتی
پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین پشتارہ کرکے وہان سے روانہ ہوا جب بارگاہ امیر یا تو قریب داخل ہوا سامنے
امیر کے پشتارہ رکھدیا امیر نے کہا اے خواجہ کسکو گرفتار کر لائے عمرو نے کہا کہ قاسم کنتوری عیار بہمن
گرفتار کر لایا کہ آج اسکی عیاری کا شہرہ ہی امیر نے پشتارہ کھلوا کر قاسم کنتوری کو رہا کیا اور بصد لطف و
مدارات پیش آئے قاسم کنتوری بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا خواجہ عمرو کی جو نگاہ چہرہ بجیتا پر شہزادہ
عمرو بن حمزہ پر پڑی دیکھا زرد مثل زعفران ہی عمرو نے پوچھا کیا حال ہی تمھارا چہرہ کیون زرد ہو کر اُتر گیا ہی

ہاتھ سے ایک تمانچہ کھاکر بھاگ گیا اور پھر بچیا بنکر صحیح وسالم ہوکر میرے دربار مین آیا شہزادے نے کہا ای بہمن
اگر تیرے بیٹے نابکار کا طمانچہ کھاکر دہشت سے بھاگتا تو تو ہی اپنے دل مین غور کر پھر کا ہے کو تیرے دربار مین بیٹھتا
یکہ و تنہا آتا دیکھا تو نے کہ کسطرح دلیرانہ تیرے دربار مین چلا آیا کہان ہی وہ دروغگو خرنا ہموار مُلا اُسکو کہ
بہادری اُسکی مین دیکھون اژدہا بن بہمن دربار مین بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا پھر ہر گا بھی مردی کی اُسکے بدن
پر نہ آئی بلکہ شیر جنگاہ کے نعرے کرنے سے مثل روباہ اور زیادہ دبک گیا بہمن کو معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ حق
پر ہی اور اژدہا کاذب ہی بلکہ اُس سے ڈر گیا بہمن نے پسر کیطرف دیکھ کر کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو بن حمزہ مجھسے ڈر کر
بھاگ گیا اب وہ عین دربار مین بہادرانہ آیا ہی اور تجھکو للکار رہا ہی تو اُسکو جواب بھی نہین دیتا اگر زور او ر دعوی
بہادری کا رکھتا ہی تو جا اُسکو جواب دے اور زیر کر مین تجھکو سرفراز کر دونگا اژدہا بن بہمن مجبور و ناچار جان پر کھیل کر
دنگل سے اُٹھا اور مقابلے مین عمرو بن حمزہ کے آیا شہزادے نے کہا اب کیا دیکھتا ہی تلوار کھینچ ابھی امتحان ہوا جاتا ہی
اژدہا نے یہ سُنکر تلوار کھینچی اور وار کیا شہزادے نے بائین بچا کر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور بائین
ہاتھ سے بند دست کو تھام کر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر پھینکا جب اُدھر سے گرنے لگا بائین ہاتھ مین موے سر اُس نابکار
کے تھام کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر گرا دھڑ ظالم کا زمین پر گرا سر نجس اُس کافر کا ہاتھ مین لیکر نعرہ کیا ای بہمن
مین سر تیرے پسر کا کاٹ کر لیے جاتا ہون اگر تجھکو بھی کچھ دعوی مردی کا ہو تو قصاص اپنے بیٹے کا اگر مجھسے لے
مین موجود ہون بہمن کے بھی دل مین ایسی دہشت سمائی کہ بیٹھا دیکھا کیا اور کچھ جواب نہ دیا عمرو بن حمزہ اُسکے سامنے
بیٹے کا سر کاٹ کر لیچلے بلکہ سرداران بہمن نے قصد کیا کہ سد راہ ہو کر حملہ آور ہون بہمن نے منع کیا عمرو بن حمزہ بصد
دلیری و جوانمردی سر اُس نابکار کا لیے ہوے روانہ ہوے خواجہ عمرو پہلے سے جست و خیز کرتے ہوے دوڑ کر لشکر
اسلام مین آئے اور امیر سے آکر بہادری عمرو بن حمزہ کی بیان کی امیر با توقیر یہ دلیری و جوانمردی سُنکر بہت خوش ہوے
اور سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا سرداران لشکر اسلام بصد احتشام عمرو بن حمزہ کو بارگاہ مین لائے
امیر کشورگیر نے اُٹھ کر گلے سے لگالیا اور بہ اعزاز و اکرام دنگل پر بٹھایا بعد برخاست کرنے دربار کے اپنے ہمراہ
محل مین لیکر آئے اور ملکہ مہرنگار سے روئداد سب بیان کی ملکہ نے بھی شہزادے کی بہت تعریف کی اور فرزندانہ
گلے سے لگایا اور دعا درازی عمر و ترقی اقبال کی دی اُدھر بہمن جو بعد قتل ہو جانے پسر کے محل مین گیا تین شبانہ روز
باہر نہ آیا چوتھے روز بصد رنج و غم آکر تخت پر بیٹھا اور ژدبین کامرانی سے کہا کہ ایک پسر حمزہ یکہ و تنہا دلیرانہ آیا اور
ایسا کام بہادری کا کیا اب معلوم ہوا کہ حمزہ بڑا زبردست ہی اور شجاعت و بہادری مین کوئی اُسکا ثانی نہین
ژدبین کامرانی نے کہا ای بہمن اُسکے لشکر مین ایک عرب پیادہ بلاے بے درمان اور آفت جہان ہی نام
اُسکا عمرو ہی وہ عیار حمزہ کا ہی اُس سے بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم خوف کرتے ہین اور جس ملک مین وہ پہونچا
تباہ و برباد کر دیا اگر وہ عیار کسی طرح گرفتار ہو کر آئے تو پھر حمزہ کا مار لینا بہت آسان ہی بہمن نے کہا ایک میرا
عیار ایسا ہی کہ دوسرا اُسکا دنیا مین نہوگا ژدبین نے کہا اُسکو بُلا بہمن نے اُس عیار قاسم کتوری کو طلب کیا
جب وہ حاضر ہوا ژدبین کامرانی نے کہا ای قاسم کتوری اگر تو لشکر اسلام مین جاکر عمرو کو گرفتار کر لا تو
گویا تمام لشکر اسلام کو تو نے گرفتار کیا قاسم کتوری نے کہا مین اُسکو لایا یہ کہکر روانہ ہوا لیکن یہان عمرو بصورت
قلندر تین گروہ فقیرون کے لیے ہوے باہر قلعے کے زیر درخت بیٹھا ہی کہ قاسم کتوری بھی پہونچا اور برابر عمرو
کے آیا اور پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا لشکر امیر سے آتا ہون اور نام میرا درویش خاکی ہی

زنبوردن کو جلا دیا بعد تین روز کے امیر باتوقیر آگے روانہ ہوے اور قریب درۂ خاکستر زنبوران کے پہونچے
وہان مقام کیا عمرو بن حمزہ وہان سے واسطے شکار کے نکلے میان صحرا جب آئے اژدہا بن بہمن ملاوہ عمرو بن
حمزہ پر جھپٹا شہزادۂ عمرو بن حمزہ نے ایک تمانچہ مارا کہ وہ صحرا سے بھاگا اور گرتا پڑتا بہمن کے پاس آیا
اور حواس اپنے درست کر کے بہمن سے کہا کہ عمرو بن حمزہ صحرا مین شکار کھیلنے آیا تھا مین نے اُس کو ایک
تمانچہ مار کر بھگا دیا بہمن خوش ہوا اور اُسکی پشت پر ہاتھ پھیرا یہان ہرکارون نے یہ خبر امیر باتوقیر کو پہونچائی
جو کہ اژدہا بن بہمن کی زبانی سُنی تھی امیر بہت رنجیدہ ہوے جب شہزادۂ عمرو بن حمزہ شکار کھیل کر بارگاہ امیر مین
آئے امیر کو مجرا کیا امیر نے غیظ و غضب مین آکر فرمایا ای نامرد تو نے روے سیاہ پھر مجکو دکھایا کہ اژدہا بن بہمن نے
تجکو تمانچہ مار کر زیر کیا اور تو نے اُسکا کچھ نہ کیا جا دور ہو سامنے سے میرے عادی نے ہاتھ شہزادہ عمرو بن حمزہ
کا پکڑ کے عرض کیا کہ آپ اسوقت میرے ساتھ تشریف لائیے امیر غصے مین ہین آپ کچھ خیال نہ کیجیے شہزادہ پہلوان
کے ساتھ باہر بارگاہ کے آیا مگر غصے سے چہرۂ نورانی مثل آفتاب کے سُرخ تمام بدن لرزان چشم حیا مین قطرۂ اشک
ڈبڈبائے ہوے اپنی بارگاہ فلک پناہ مین داخل ہوے اور کمند محکم کے دونون سرون پر حلقے بنائے اور
ایک حلقہ ستون زبردست سے باندھا دوسرا حلقہ اپنے گلے مین ڈالا چاہا کہ پھانسی لگا کر اپنے تئین ہلاک
کرون اُدھر جسوقت امیر کی بارگاہ سے عمرو بن حمزہ باہر نکلے خواجہ عمرو نے تیور شہزادے کے بد دیکھے
عمرو بھی فوراً بارگاہ سے نکلا پوچھا عمرو بن حمزہ کہان ہین لوگون نے کہا اپنی بارگاہ مین گئے ہین عمرو بھی ساتھ
تیز رفتاری کے بارگاہ عمرو بن حمزہ مین آیا دیکھا کہ گلے مین حلقۂ کمند کی پھانسی لگائی ہے پکارا جو مین دل مین سوچا
تھا وہی سامنے ہوا خبردار عمرو بن حمزہ کیا کرتے ہو یہ کہکر عمرو جست کر کے پہونچا اور اسی وقت حلقۂ کمند جو
گلے مین عمرو بن حمزہ کے تھے خنجر آبدار سے قلم کر دیے مگر اتنے ہی عرصے مین ایسا صدمہ شہرگ پر دم گھٹنے
سے ہوا کہ عمرو بن حمزہ بیہوش ہو گئے اور آنکھین حلقۂ چشم سے نکل آئین خواجہ عمرو نے سر زانو پر رکھکر
دامن کی ہوا دی اور گلاب و کیوڑا چھڑکا اور چند قطرے مُنھ مین ٹپکائے بڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا چشم
نیم وا سے عمرو کو دیکھا آواز بسبب صدمہ و ضعف کے نہ نکل سکی مگر زار زار رونے لگے اور آہستہ سے کہا کہ ای
عم نامدار تمنے مجھکو کسواسطے بچایا باپ نے تو مجھکو نامرد کہا ہی ایسے جینے سے مرجانا بہتر ہی عمرو نے کہا ای
شہزادے وہ نامردی کی بات نہ تھی بلکہ یہ بات نامردی کی ہی کہ اپنے ہاتھ سے اپنے گلے مین پھانسی لگا کر مر جائے
اگر تو بہادر ہی تو سر دربار بارگاہ بہمن مین جا کر اژدہا بن بہمن کا سر کاٹ لا اُس نابکار سے لڑ کے اپنی جان دیدے
کہ تاقیامت تواریخ مین نام تیری بہادری کا رہے بس شہزادہ یہ سُنکے چپ ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد جب
حواس درست ہوے اور قوت آئی اُٹھکر مسلح و مکمل ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور رکتور کی طرف چلا ادھر
عمرو خدمت امیر مین آیا اور کہا ای حمزہ تو نے غضب کیا عمرو بن حمزہ کو تو نے آج مار ڈالا ہوتا خوب ہوا جو مین
جا پہونچا کیا دیکھتا ہون کہ حلقۂ کمند کی پھانسی لگا کر اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہی مین نے جا کر کھولا غش آگیا
تھا پانی چھڑکا اور پلایا ہوا دی جب ہوش آیا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا امیر نے کہا ای خواجہ عمرو بن حمزہ کو
جا کر میرے پاس لے آؤ یہ سُنتے ہی عمرو بصورت ہوا پاس عمرو بن حمزہ کے پہونچے چاہا اندرون بارگاہ داخل ہون چوبدارون
نے چوبدست دکھا کر منع کیا عمرو نے چند آدمیون کو قتل کیا باقی ماندہ بھاگ کر پاس بہمن کے پہونچے اور دُہائی دینے لگے اتنے
عرصے مین عمرو و عمرو بن حمزہ بھی پہونچے اور نعرہ کر کے اپنا نام ظاہر کیا بہمن نے کہا عمرو بن حمزہ تو ہی ہی کہ میرے بیٹے کے

بیان کیا بہمن نے اُن کو تسلی دی اور مہمان اپنا کیا اور کہا کہ تم دونون خاطر جمع رکھو جس وقت حمزہ اس طرف آئینگے مین اُنسے خود مقابلہ کرونگا الغرض بعد گذر جانے چند ایام کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بصد شوکت وشان سات لاکھ اور ستر ہزار سوار جرار ہمراہ رکاب سعادت انتساب لے کر کنتور کی طرف روانہ ہوے جاتے جاتے جب ایک دوراہے پر پہونچے وہان ابو شہاب خرقہ پوش سے ملاقات ہوئی امیر نے اُس سے دریافت کیا اُسنے کہا کہ ایک راہ سات روز کی ہی مگر درہ ہاے زنبوران کے برابر سے جانا پڑتا ہی اور ایک راہ سات مہینے کی ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ پہلے فکر درۂ زنبوران کے چاہیے خواجہ سے کہا کہ پردہ بارگاہ کا اُلٹ دو کہ سامنا ہو غرضکہ چار فرسنگ سے زنبور دکھائی دین جب رات ہوئی عمرو اُس درۂ زنبوران پر پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا شہد نایاب چار طرف پڑا ہی عمرو پھر کر آئے اور پہلوان عادی سے بڑی تعریف کی اور کہا چل کے دیکھو تو ایسا شہد عمدہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا الغرض عمرو نے پہلوان عادی کو ایسا ورغلانا کہ پہلوان عادی عمرو کے ساتھ چلے جب اُس مقام پر پہونچے پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ مین ڈرتا ہون ایسا نہو زنبورین لپٹ کر نیشزنی کرین عمرو نے کہا کہ رات کے وقت نہ لپٹین گی اُنکو معلوم نہوگا اپنے خانون مین بیٹھی ہین پہلوان عادی یہ سُنکر درے مین داخل ہوے اور بیٹھ کر شہد پر ہاتھ لگانے لگے اور بڑے بڑے چنگل مار کر شہد کھانے لگے یکایک زنبورین بھنبھناتی ہوئی اپنے خانوں سے نکلین اور آہٹ اور بو آدمی کی جو پائی چار طرف سے گھبر کر پہلوان عادی کے لپٹ گئین پہلوان عادی سب شہد کھانا بھول گئے چیخین مار کر فریاد کرنے لگے اور خواجہ عمرو کو دشنام دے کر بُرا بھلا کہنے لگے ہر مرتبہ یہی کہتے تھے ای خواجہ خدا تجھسے سمجھے کہ تو نے مجکو اس بلا مین گرفتار کیا ارے جلد مجکو اس عذاب سے نکال نہین تو میری جان نہ بچیگی عمرو باہر درے سے پکار رہے ہین ای بھائی عادی کیا ہوا کیون غل مچاتے ہو اگر زنبورون نے گھیرا ہو تو چلے آؤ شہد سے ہاتھ اُٹھاؤ نہ کھاؤ غرضکہ یہ پہلوان عادی بہزار خرابی گرتے پڑتے ٹکراتے ہوے باہر درے کے آئے اور آتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے عمرو قریب پہلوان عادی کے آیا دیکھا تمام بدن سوج پھول گیا ہی پہلوان عادی ایک تو موٹے تھے ہی اور پھول کر کپا ہو گئے غرضکہ عمرو پہلوان عادی کو کنارے پر لشکر کے لے کر آیا اور صبح کو امیر باتوقیر کو خبر ہوئی امیر نے سامنے بُلا کر پہلوان عادی کا علاج کیا اور فرمایا کہ جو کوئی علاج اس درۂ زنبوران کا کرے مین اُسکو بادشاہی اپنے لشکر ظفر پیکر کی دون یہ سُنکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دوڑتے ہوے ملکہ مہرنگار کے پاس آئے اور کہا کہ آج مین تمھارے فرزند ارجمند شہزادہ بلند اقبال قباد شہریار خوشجمال کو لشکر اسلام کا بادشاہ کراتا ہون پھر شہزادۂ قباد ذی نہاد کو خوب فہمائش کی اور ہمراہ اپنے لے کر خدمت امیر کشور گیر مین لائے قباد شہریار نے جھک کر باادب تمام امیر کو مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی ای پدر نامدار اگر حکم ہو تو مین زنبورون کا علاج کرون امیر نے قباد کو گلے سے لگایا اور فرمایا ای فرزند مجھسے بیان تو کرو تم کس صورت سے زنبورون کا علاج کروگے قباد نے عرض کیا کہ دشت سے ہیزم خشک جمع کرونگا چار طرف درۂ زنبوران کے انبار لکڑیون کا لگا دونگا بعدہ اُن لکڑیون مین آگ دے کر جلا آؤنگا سب جلکے خاک ہو جائین گی بعضی بچ جائین گی اُن کو مار لیا جائیگا امیر باتوقیر کلام قباد پر بہت ہنسے فرمایا یہ تدبیر تم نے نکالی شہزادے نے کہا خواجہ نے بتائی ہی الغرض خواجہ عمرو نے اسی تدبیر سے اُس درے کو پاک و صاف کیا اور

ثروین کامرانی کا ہی اُسکو گرفتار کر کے لایا ہون وہ میرے خیمے مین قید ہی امیر باتوقیر یہ سُنکے ہمراہ عمرو خیمۂ عمرو مین آئے اور اُس خانسامان کو دیکھا عمرو سے کہا کہ اسکی مشکین کھولدو اور ہماری بارگاہ مین لاؤ عمرو خانسامان کو رہا کر کے بارگاہ فلک اشتباہ صاحبقران زمان مین لائے امیر نے خانسامان کو خلعت دیا اور بہت خاطر و مدارات سے پیش آئے وہ خانسامان ازسر صدق مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ حضور کو مین راستہ قلعے کا بتا دونگا کہ اندر قلعے کے بارگاہ ثروین کامرانی مین بیخوف و خطر مع فوج آپ داخل ہو جیے حضور میرے ہمراہ چلین یہ سُنکر امیر باتوقیر اُس خانسامان کے ساتھ چلے وہ خانسامان چار فرسنگ تک لے گیا دیکھا امیر نے کہ ایک گنبد مقفل ہی خانسامان نے کہا کہ قفل توڑ لیے امیر نے وہ قفل گنبد کا توڑا اور اندر اُس گنبد کے آئے دیکھا کہ تین قبرین سنگ مرمر کی بلند تعویذون کی ہین خانسامان نے عرض کیا کہ تعویذ اُکھاڑ لیے امیر نے بہت زور کیا بمشکل تمام ایک تعویذ کا ڈورا اُکھڑا اُسمین سے دروازہ نقب کا ظاہر ہوا اندر اُس نقب کے آئے دوسرا دہنہ نقب کا اور پیدا ہوا خانسامان نے کہا کہ درمیان اس نقب کے دو خزانے بادشاہ کیکاؤس کے ہین اور وہ جو کہ دوسری راہ ہی وہ خوابگاہ ثروین کامرانی کے قریب نکلی ہی یہ سُنکے امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو تو خزانے پر بٹھایا اور عمرو کو ہمراہ لیکر دوسری راہ نقب مین روانہ ہوے بعد دو گھڑی کے عمرو اور امیر باتوقیر زیر تخت ثروین کامرانی پہونچے اور تخت کو امیر باتوقیر نے ایک ہاتھ سے اُٹھالیا دیکھا کہ ثروین کامرانی تخت پر بیٹھا ہی امیر نے چاہا کہ مع تخت ثروین کو زمین پر مارون کہ ثروین کامرانی اُچک کر زمین پر کودا امیر نے تخت کو زمین پر پھینک دیا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا امیر باتوقیر نے بآواز بلند اندر سے نعرہ کیا تمام اہل لشکر اسلام صدائے نعرۂ امیر باتوقیر سُنتے ہی قلعے کے دروازے پر پہونچے اور دروازہ توڑ کے اندر قلعے کے گھس پڑے تلوار چلنے لگی ہزارہا کفار مارے گئے مگر ثروین کامرانی اور بیزن کامرانی بھاگ کر ایسے غائب ہوے کہ کہین پتہ نہ لگا امیر اور عمرو نے بہت تلاش کیا مگر قلعے مین نہ پایا تمام کفار کو قتل کر کے بفتحمندی قلعے پر قبضہ کیا بعد اُسکے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ خزانہ نکال لو اور بازار مین فروخت کرو پہلوان عادی نے خزانہ نکال کے انبار کیا اور آپ پاس خزانے کے بیٹھے رہے لیکن عمرو نصف شب کو آدھا خزانہ اُس انبار مین سے چُپکے چُپکے نکال لیگیا صبح کو بڑا شور و غل ہوا کہ خزانہ اسمین سے کون نکال لیگیا غرضکہ امیر باتوقیر باقی خزانہ اپنے تصرف مین لائے اور عمرو سے پوچھا ای خواجہ اب ثروین یہان سے بھاگ کر کسطرف گیا ہی عمرو نے کہا کوہ کنتور کی طرف بھاگا ہی اُدھر کا حال سُنیے کہ جب ثروین کامرانی اور بیزن کامرانی بھاگ کر کوہ کنتور پر پہونچے ایک روز شب کو برف باری ہوئی یہ سب پہاڑ سے نیچے اُتر آئے آدھی رات کو ملکہ حور رخ بیٹی اُسکی بارگاہ ثروین سے باہر آئی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوئی یہان صبح کو ثروین کامرانی اور بیزن کامرانی نے ہرچند تلاش کیا مگر کہین نہ پایا مجبوراً ناچار کنتور کیطرف روانہ ہوے اُدھر ملکہ حور رُخ تین شبانہ روز راہ طی کرتی چلی گئی چوتھے روز ملکہ طور بانو سے ملاقات ہوئی ملکہ طور بانو نے پوچھا تو کون ہی ملکہ حور رُخ نے کہا مین ایک سوداگر کی دختر ہون قزاقون نے قافلہ میرے باپ کا لوٹ لیا تا یک شب مین یہ آفت نازل ہوئی سب پراگندہ ہو کر بھاگے مین اس طرف نکل آئی طور بانو نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میرے مکان مین عیش کرو حور رُخ طور بانو کے ہمراہ قلعۂ تنگ حصار مین آئی اور بعیش و عشرت رہنے لگی اُدھر ثروین کامرانی و بیزن کامرانی تباہ و برباد ہو کر بعد چند روز کے بہمن کی خدمت آئے اور تمام کیفیت جنگ قلعہ اور گم ہوجانا ملکہ حور رُخ کا

اور کہا کہ مین نے اسکو اپنے گھر مین قید کیا ہی اور ارادہ میرا یہ ہی کہ ژوبین کامرانی کی خدمت مین لیجاؤن ملکہ حور رُخ
نے کہا کہ میرے سامنے اُسے لاکہ مین بھی دیکھون کہ وہ کون ہی سہیل سامنے ملکہ کے شہزادے کو مسلسل کرکے
لایا ملکہ حور رُخ دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور ناوک عشق نے سینے مین کلیجے کو دوسار کیا اُف کہ کر گری
اور بیہوش ہوئی اسی طرح شہزادہ عمرو بن حمزہ بھی شمشیر عشق ملکہ سے گھائل ہوے اور جمال بیمثال پر نگاہ کرتے ہی آہ
آہ کرنے لگے جب ملکہ کو ہوش آیا صحبت عیش آراستہ کی اور شہزادہ عمرو بن حمزہ کو رہا کرکے بُلایا اور مسند پر اپنے
پہلو مین بٹھایا اور دورۂ شراب شروع ہوا شہزادے نے کہا جب تک تم دین اسلام قبول نہ کروگی مین تمھارے ہاتھ
سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا نہ پیونگا یہان تو یہ شغل تھا اُدھر خواجہ عمرو تلاش مین عمرو بن حمزہ کی دروازۂ زرنگار پر پہونچے
اور گھوڑا عمرو بن حمزہ کا پہچانا خواجہ عمرو ایک کہاری کی شکل بنکر اندر آئے اور جلسے مین آکے شہزادے کو
اور ملکہ کو مجرا کیا اور عرض کیا ای ملکہ تمھارے باپ کو کسی نے خبر کردی وہ آتا ہی دیکھیے کیا ہو ملکہ سُنکے گھبرا گئی شہزادے
نے کہا ای ملکہ تم کیون گھبراتی ہو اگر تمھارا باپ آتا ہی تو آنے دو عمرو کہاری کی صورت بنے ہوے بیٹھ گئے اور کہا ای
ملکہ اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن اور شہزادے کا اور آپکا دل شاد کرون ملکہ نے کہا گاؤ عمرو نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی
نَے کی نکال کر سر ملائے اور اُسی وقت کی دُھن مین کچھ اشعار گانا شروع کیے عمرو بن حمزہ پہچان گئے کہ یہ خواجہ
ہین جب وہ کہاری گا چکی ملکہ نے بڑی تعریف کی اور بہت سا انعام دیا عمرو بن حمزہ نے کہا کہ واہ خواجہ واہ
تمھارا پردۂ دنیا پر مثل و نظیر نہین ہی ملکہ نے کہا ای شہزادے یہ کون ہی عمرو بن حمزہ نے کہا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
عیار طرار ہمارے پدر عالی مقدار کے ہین ملکہ ہنسنے لگی عمرو بصورت اصلی ہو گئے ملازمون نے یہ سب خبرین
ملکہ کے باپ کو دین وہ سُنتے ہی نہایت غضبناک ہوا اور پیچ و تاب کھاکر ایک نامہ ژوبین کامرانی کو لکھا
ژوبین کامرانی نے پانچ ہزار آدمی راہ نقب سے قلعۂ زرنگار مین پہونچائے اور عقب سے آپ بھی آیا یہان
خواجہ عمرو اور عمرو بن حمزہ ملکہ سے رخصت ہوکر کئی روز کے بعد اپنے لشکر مین آگئے جب ژوبین کامرانی وغیرہ
نے قلعۂ زرنگار مین کسی کو نہ پایا ملکہ حور رُخ اپنی بہن کو ہمراہ لےکر قلعۂ کابل مین چلا آیا ناظرین والا تمکین
پر واضح ہو کہ راوی بیان کرتا ہی کہ امیر با توقیر نے ایک سال کامل جستجو کی مگر کوئی صورت فتحیابی قلعہ کی نظر نہ آئی
امیر با توقیر نہایت متردد و متفکر تھے کہ عمرو اپنے خیمے سے برائے تلاش راہ قلعہ نکل گیا تیسرے روز ایک کوہ
پر پہونچا دیکھا کہ یہان سے پانی اندر قلعے کے جاتا ہی عمرو بصورت بیساول بنکر اُسی راہ سے اندر قلعے کے پہونچا
اور بارگاہ ژوبین مین آیا وہان خواجہ سرون کہ وہ خانساماں ژوبین کامرانی کا تھا اُسنے عمرو سے پوچھا کہ تو کون
ہی عمرو نے کہا کہ مین باورچی ہون خواجہ سرون نے کہا تو کھانا خاصے کا عمدہ پکاتا ہی عمرو نے کہا ایسا کھانا
پکاتا ہون کہ ملک نہایت شاد و مسرور ہوا اور مجھکو عزیز رکھے اور جو میرے ہاتھ کا کھانا کھائے پھر ون اُنگلیان چاٹا کرے
اور تمام عمر مزہ کھانے کا زبان پر رہے خواجہ سرون نے عمرو کو باورچیون مین نوکر رکھا عمرو نے اُسی رات کو
کھانے مین بیہوشی ملاکر خواجہ سرون کو کھلایا وہ کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو پشتارہ اُسکا باندھ کے اُسی راہ سے
روانہ ہوا کہ جس راہ سے آیا تھا اور بہ تعجیل تمام خواجہ سرون کو لاکے اپنے خیمے مین قید کیا اور صبح کو خدمت
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہوا امیر کو مجرا کرکے بیٹھ گیا امیر با توقیر نے فرمایا کہ اسے
بھائی خواجہ عمرو تم تین روز سے کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے عرض کیا مین جستجوے راہ قلعہ مین گیا تھا
ایک راستہ مین نے بمشکل تلاش کیا ہی اُس طرف سے جاکے اندر قلعے کے پہونچا اور خواجہ سرون کو خانساماں

زتیغم بهیمیدان جناب آوران + بهر سو شود الامان الامان + مع لشکر ظفر اثر آکر فوج نوشیروان پر گرتے تلوار چلنے لگی امیر
باتوقیر اور عمرو بن حمزہ سے وہ شمشیر زنی کی ہزارون کفار قتل ہوے بڑی خونریزی ہوئی لشکر نوشیروان نے
شکست کھائی پانون اُٹھ گئے آخرکار سب فوج کفار بھاگ کر مدائن مین آئی امیر باتوقیر بفتح و فیروزی خیمہ استادہ
کرا کے وہین فروکش ہوے عمرو قلعے مین آیا اور قباد شہریار کو آغوش مین مانند دل و جان کے لے کر سامنے
امیر کے آئے امیر نے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہی عمرو نے عرض کی کہ یہ لڑکا ایک ظالم کا آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہی ماں
اس لڑکے کی تباہ و برباد ہی کہ باپ نے اس لڑکے کے ماں کو اسکی نکال دیا ہی اُسنے مجکو اپنا وکیل کرکے آپکی خدمت مین
بھیجا ہی کہ داد اس لڑکے بیچارے کی دیجیے امیر نے غصہ ہو کے کہا کہ ای عمرو اس لڑکے کو میرے پاس تولا عمرو نے
کہا حاضر ہی امیر نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا کہان ہی عمرو نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا نہایت شہ زور اور زبردست
ہی مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھسے بدلہ لے امیر نے کہا تم اُسکو لاؤ تو مین اُس سے سمجھ لونگا آخرکار خواجہ عمرو
نے ہنس کر کہا ای حمزہ تو ایسا نادان ہی کہ میری بات کو نہین سمجھتا اور اس لڑکے کی شکل و شمائل تو بھی نہین پہچانتا
یہ شہزادۂ بلند اقبال فرزند تمھارا ہی امیر یہ سُنکے ہنس پڑے اور اُس لڑکے کو آغوش تمنا مین لیکر سینے سے لگایا خوب
پیار کیا اور کہا کہ مین نے تقصیر ملکہ مہرنگار کی عفو کی عمرو نے کہا کہ مین نے نام اس شہزادۂ عالیوقار کا قباد شہریار
رکھا ہی کہ یہی نام لڑکے کے نانا کا تھا غرضکہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان ہمراہ خواجہ عمرو کے اُس
شاہزادے کو گود مین لیے ہوے قلعۂ ہشت حصار مین پاس ملکہ مہرنگار کے آئے اور خوش و خرم رہنے لگے اور
فتنہ وزیرزادی کے یہان بھی بیٹا پیدا ہوا نام اُسکا چالاک بن عمرو رکھا ادھر کا حال سُنیے کہ جب نوشیروان
شکست کھا کر مدائن کی طرف روانہ ہوا راہ مین ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی سے ملاقات ہوئی نوشیروان
نے کہا کہ میرے پاس یہان تم کس کام کو آئے اب چلو میرے ساتھ بس اُن دونون کو پھیر لایا اور کابل کو روانہ ہوا
اُنکو کابل مین چھوڑ کے آپ طرف مدائن کے آیا خواجہ بزرجمہر استقبال کرکے مدائن مین لائے عیارون نے
یہ خبر امیر باتوقیر کو پہونچائی یہ سُنتے ہی عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا ای امیر اگر حکم ہو تو مین تعاقب مین
ژوبین کامرانی کے جاؤن امیر نے فرمایا ای فرزند ذرا صبر کرو مین بھی اسی فکر مین ہون بعد تین روز کے امیر
باتوقیر مع سردارون کے کابل کی طرف روانہ ہوے بعد چند روز کے کچھ فاصلے سے مع لشکر ظفر پیکر امیر اُترے
اور خیمے استادہ ہوے یہ خبر ژوبین کامرانی کو پہونچی وہ قلعہ کو بند کرکے بیٹھا عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ژوبین نے
قلعے کو بند کر لیا سب فوج بھی قلعہ بند ہوئی امیر نے قلعے کو آکر گھیر لیا لڑائی شروع ہوئی اکثر فوج اسلام نے
دھاوا بھی کیا مگر قلعے کو نہ لے سکے لیکن قلعے کو فوج اسلام گھیرے رہی دوسرے روز عمرو بن حمزہ شکار کھیلنے چار
فرسنگ تک گئے تھے کہ ایک کوہ نمودار ہوا وہان ایک آہو کو دیکھا کہ چرا کر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے تیر سے آہو
کو شکار کیا اور کباب اُسکے لگا کر کھانے ابھی کچھ کباب باقی تھے کہ ناگاہ ایک قلندر پیدا ہوا اور اُسنے سوال
کرکے دعا دی شہزادے نے وہ کباب کہ جو باقی تھے اُس فقیر کو دیدیے قلندر نے وہ کباب لیکر ایک جام آب
خنک لبریز کرکے خدمت مین شہزادۂ عمرو بن حمزہ کی حاضر کیا شاہزادے نے وہ پانی لیا چونکہ پیاسے تھے سارا
جام پی گئے پیتے ہی بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا شہزادۂ عمرو بن حمزہ بیہوش ہوے وہ فقیر عیار تھا نام اُسکا سہیل بن
خجستہ زابلی تھا فوراً اُسنے مشکین باندھ لین اور پشتارہ کرکے قلعۂ زرنگار کی طرف روانہ ہوا اور اپنے گھر مین لاکر
قید کیا کہ قضائے کار ملکہ حور رخ سہیل بن خجستہ زابلی کے مکان مین آئی سہیل نے عمرو بن حمزہ کی کیفیت بیان کی

خواجہ دربار سے نکلے اور راہ پر آکر ایک روٹی دسترخوان مین لپیٹ کر راستے پر ڈال دی اور آپ ایک درخت
کی آڑ مین پوشیدہ ہو گئے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ وہی سوار و پیادے آتے ہین جب قریب اُس دسترخوان
کے پہونچے ایک نے اُنمین سے وہ دسترخوان اُٹھا لیا کھول کر دیکھا کہ دسترخوان مین ایک روغنی روٹی بہت بڑی
ہی سب نے چھین جھپٹ کر کے ایک ایک ٹکڑا روٹی کا کھایا قدم اُٹھاتے ہی بیہوش ہو کے گر پڑے عمرو جھپٹ کر
آیا اور نیمچہ کھینچ کر سب کو قتل کیا اور آپ بصورت خچربان بنکر اور شراب و طعام لیکر خچر ہنکاتا ہوا اُن دونون
جادوگرون کے پاس پہونچا مگر اُس شراب و طعام مین بخوبی بیہوشی ملادی تھی غرضکہ اُن جادوگرون نے سب
خچرون سے کھانا اُتارا اور دونون بیٹھ کر مزے سے کھانے لگے عمرو بانسری بجا کر گانے لگا وہ جادوگر ہنسے اور
کہا کہ تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا کہ میرا نام محمود دیکرنگی ہی جادوگرون نے کہا کہ ای محمود دیکرنگی گلابیان اُٹھا اور
جام شراب لبریز کر تو بھی پی اور ہمکو بھی پلا عمرو نے گلابی اُٹھا کر اور اُسمین داروے بیہوشی ملائی پہلے جام بھر کے
اُن دونون جادوگرون کو دیا وہ جادوگر شراب پیتے ہی بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے دونون کا سر کاٹ لیا
فوراً ابر قلعۂ ہشت حصار کا برطرف ہوا ابر فباری موقوف ہو گئی عمرو کوہ سے اُتر کر عمرو بن حمزۂ یونانی
کے پاس آئے اور کہا کہ مین نے جادوگرون کا خاتمہ کر دیا اب قلعے مین چلو کہ اُسمین ملکہ مہرنگار و مقبل وفادار
ہین خواجہ عمرو عمرو بن حمزۂ یونانی کو ساتھ لیکر قلعۂ ہشت حصار مین آیا عمرو بن حمزہ کو ایک مقام پر ٹھہرا کر
آیا مقبل وفادار سے ملاقات ہوئی مقبل دوڑ کر عمرو سے لپٹ گئے اور ساتھ لے کر محل مین ملکہ مہرنگار کے
پاس آئے دیکھا آغوش ملکہ مین شہزادہ جلوہ گر ہی خواجہ بہت خوش ہوے اور شہزادے کو گود مین لیکر پیار کیا
اور مہرنگار سے کہا ای ملکہ تو حمزہ سے چھوٹ کر اس آفت مین مبتلا ہوئی اگر حمزہ ہوتا تو اس شہزادے کا
پیدا ہونا کیفیت دیتا اور جشن تازہ ہوتا پھر عمرو نے نام شہزادے کا قباد شہریار اُسکے نانا کے نام پر رکھا بعد
اُسکے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم عمرو بن حمزہ سے کیون خفا ہوا گر اس مقام پر عمرو بن حمزہ نہوتے تو اس قلعہ مین
تم سب مر جاتے ملکہ مہرنگار نے کہا ای بھائی مین عمرو بن حمزہ سے کب آزردہ ہون عمرو بن حمزہ میرا فرزند ہی یہ جو
کچھ ہوا میری تقدیر کی بُرائی سے ہوا مین اپنی نادانی پر خود پشیمان ہون ای بھائی عمرو جاؤ اور جلد لاؤ عمرو بن حمزہ کہان
ہین عمرو اُسی وقت شہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا کہ ملکہ مہرنگار تمھاری بہت شاکی ہی شاہزادے نے کہا
ای خواجہ ملکہ مہرنگار میری مادر مہربان ہی کیا مجال میری جو مین اُسکے سامنے سرتابی کرون ہرگز مجکو نہین معلوم تھا
کہ امیر بانوقیر نے ملکہ مہرنگار کو میرے سبب سے نکالا غرضکہ عمرو بن حمزہ ساتھ خواجہ عمرو کے آئے اور سلام کر کے
جھکے ملکہ نے گلے سے لگا لیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ جوڑ کے عذر کیا اور کہا ای مادر مہربان مجکو مطلق آگاہی نہ تھی
کہ آپ کے نکل آنے کا کیا باعث ہوا اب مجکو برائے خدا عفو کیجیے اور آئینۂ دل کو کدورت الم سے صاف رکھیے
عمرو نے کہا ای شہزادے میری رائے یہ ہی کہ تم لشکر نوشیروان پر نام امیر بانوقیر سے نعرہ کر کے شبخون مارو
اور مین جا کے امیر کو لاتا ہون یہ کہکر عمرو تو امیر کی طرف روانہ ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا روتا ہوا سامنے
امیر کے آیا اور کہا کہ ای حمزہ تم یہان کیا غافل بیٹھے ہو عمرو بن حمزہ شکار کھیلنے گیا تھا کفار نے آکے گھیر لیا اکیلا
عمرو بن حمزہ لڑ رہا ہی امیر بانوقیر یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور ہمراہ خواجہ کے روانہ ہوے لشکر امیر بھی
مسلح و مکمل ہو کر عقب مین امیر کے چلا یہان عمرو بن حمزہ لشکر نوشیروان مین لڑ رہے ہین خوب شمشیر زنی
کر رہے ہین کہ یکایک نعرہ ہوا نعرہ حمزۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار ہنم صف شکن صفدر و نامدار ٭

نوشیروان کا پڑھا اور مضمون سے مطلع ہوا اُسی وقت عنقاروت جادو اور ماروت جادو کو بُلا کر کہا کہ تم دونون ابھی اس عیار نوشیروان کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ کہ نوشیروان کہے اُسی طرح اُس کی کمک تم دونون کرو یہ سُن کر وہ دونون جادوگر ہمراہ کرگس ساسانی عیار نوشیروان کے روانہ ہوے اور جب دربار مین نوشیروان کے آکر پہونچے نوشیروان نے اُن دونون جادوگرون کو با اعزاز و اکرام بٹھایا اور بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا عنقاروت جادو اور ماروت جادو نے حال پوچھا بختک نے تمام کیفیت بیان کی اور ساتھ اپنے لیجا کر قلعۂ ہشت حصار کو بتا دیا اُن جادوگرون نے آکر نوشیروان سے عرض کیا ای بادشاہ اس قلعے کے جو دہنی طرف پہاڑ ہی اُسپر ہم جاکے مقیم ہوتے ہین آپ ہر روز دس من شراب اور دس خوان کھانے کے مقرر کیجیے کہ ہمکو روز بلاناغہ پہونچا کرین اور ہم پندرہ روز برف باری کرینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے نوشیروان یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور اُن جادوگرون کو خلعت و انعام دیا وہ جادوگر بادشاہ سے رخصت ہو کر بسمت کوہ روانہ ہوے جب کوہ پر آئے دیکھا ایک چشمہ بہت صاف و شفاف ہی وہان آکے دونون جادوگر از سرتاپا برہنہ ہوے اور اُس چشمے مین نہائے اور ایک جگہ پر دونون نے کنارے چشمے کے بیٹھ کر چوکہ دیا اور اگیاری کر کے کوگل اور کافور اور لونگ اور لوبان وغیرہ سُلگایا اور ایک خوک کو اُسی بچہ کے مین ذبح کیا اور شراب اگیاری پر چھڑکی اور مٹھیکا اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور خون خوک اور شراب لیکر اُسمین روئی کے گالے بھگولئے اور آسمان کی طرف بسمت قلعۂ ہشت حصار اُڑائے وہ روئی کے گالے ابر بن بنکر پھیلنے لگے اور تمام قلعہ کو چھپا لیا اُس ابر سے برفباری ہونے لگی تین دن ایسی برفباری ہوئی کہ اندر قلعے کے بیس گز زمین سے بلند برف کے چبوترے اور ٹیکرے بنگئے قلعہ مین در و دیوار اور زمین تمام برف کی معلوم ہوتی تھی اور باہر قلعے کے جو خندق تھی وہ سب برف سے بھر گئی تھی بلکہ گرد و نواح خندق و قلعہ دور تک ہٹ ہٹ کر برف کے ڈھیر لگ گئے تھے کہ ناگاہ خواجہ عمرو عمرو بن حمزۂ یونانی کو ہمراہ لیے ہوے وہان پہونچے ایسی برف دیکھ کر حیران ہوے آسمان کی طرف سر اُٹھا کے خیال کیا دیکھا کہ سوا اس قلعے کی حد کے گرد و نواح مین کہین ابر کا نام نہین سمجھ گئے کہ یہ کار سحر ہی اُسی وقت اپنے تئین ہیزم فروش کی صورت بنایا اور لشکر نوشیروان مین آئے کہ وہ لشکر قلعے کو گھیرے ہوے تھا خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہی کہ قلعے پر تو اسقدر برفباری ہی کہ راہین بند ہین اور لشکر پر کہین نہین ہی اُس شخص نے کہا کہ تجھکو پوچھنے سے کیا حاصل ہی عمرو نے کہا کہ مین ایک مرد پیر ہون اور کبھی اس لشکر مین نہین آیا ہون اب ہیزم فروخت کرنے آیا ہون اس باعث سے پوچھا مین نے اُس شخص نے کہا ای غافل عنقاروت جادو اور ماروت جادو یہ دونون بھیجے ہوے مرزوق جادو کے آئے ہین بحکم نوشیروان اُنھون نے اس قلعے پر برفباری کی ہی کہ اس قلعے مین ایک غلام حمزۂ صاحبقران کا ملکہ مہرنگار کو لیے بیٹھا ہی اور نوشیروان سے قلعہ فتح نہین ہوتا اس سبب سے یہ تدبیر کی کہ سبکے سب ہلاک یا گرفتار ہون عمرو نے کہا کہ شاید اس قلعے مین دشمن ہین اُنکے ہلاک ہونے کے لیے برفباری کی گئی سچ ہی کہ مارنا دشمنون کا بہتر ہی خواجہ یہ کہکر روانہ ہوے اور بارگاہ نوشیروان مین آئے اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ کچھ سوار اور پیادے اور کئی خچر شراب و طعام لذیذ کے بار کیے ہوے کھڑے ہین اور بختک حکم دے رہا ہی کہ جلد شراب و طعام عنقاروت جادو اور ماروت جادو کیواسطے لیجا دیجیے

ارا کین سلطنت و امیران اُمہت و سرداران لشکر وغیرہ گرد و پیش سواری کے آسکے اور آکے پشت پر نوشیروان
کی کھڑے ہوسے نوشیروان نے حکم دیا کہ حمزہ کو دار پر کھینچ کر تیر باران کرو کہ یہ بھی جانے کہ اُسکا عوض یہ ہوتا ہی
اُسوقت حکم پروردگار عالم مالک زمین و زمان پیدا کنندۂ عالمیان کا قریشیہ سلطان کو پہونچا کہ ای قریشیہ پدر
تیرا امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مالک مدائن ہین درمیان میدان قلعۂ بست حصار
قید شدید مین ہی اور تیر باران ہوکر قتل ہوا چاہتا ہی جلد خبر لے قریشیہ سلطان فوراً مثل پیک ناوک خیال تخت
پر بیٹھ کے روانہ ہوئی اور مثل برق کے تڑپ کر گری اور امیر کو اُٹھا کر تخت ہوا پر بٹھا کر روانہ ہوئی کفار متفکر و
حیران دیکھتے رہگئے اور امیر غائب ہوگئے اُدھر کا حال سُنیے کہ خواجہ عمرو مثل باد صبا بے پر و بال اُڑتے ہوے
لشکر اسلام مین آئے اور عمرو بن حمزۂ یونانی کو خبر کی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای عمرو بن حمزہ جلد چلکے
اپنے باپ کو رہا کرو نہین معلوم اُنکے ساتھ نوشیروان کیا بدسلوکی کرے عمرو بن حمزۂ یونانی فوراً اُٹھ کھڑے
ہوے اور مع چند سرداران جرار کے ہمراہ عمرو کے روانہ ہوے ادھر قریشیہ سلطان نے امیر کو لاکے
بارگاہ سلیمانی مین اُتارا لشکر سب شاد ہوا سرداران فوج نے نذرین دین نقارۂ شادمانی لشکر اسلام
مین بجا امیر نے آتے ہی پوچھا عمرو بن حمزہ کہان ہین لوگون نے امیر باتوقیر سے بیان کیا کہ خواجہ عمرو حیران
و پریشان متردد و متفکر آئے تھے اور حال آپ کی گرفتاری کا بیان کیا عمرو بن حمزۂ یونانی فوراً سوار
ہوکے ہمراہ خواجہ عمرو کے روانہ ہوگئے آپ کو پروردگار عالم نے بخیر و عافیت یہان پہونچایا پھر امیر نے
فرمایا کہ ای قریشیہ سلطان اسپ و اسلحہ میرا الملک ربیع مین رہگیا ہی اُسکو جلد منگوا دو قریشیہ سلطان نے
ایک دیو کو بھیج کے اسپ و اسلحہ امیر باتوقیر کا منگوا لیا بعد اُس کے قریشیہ سلطان امیر سے رخصت
ہوکر قاف کی طرف روانہ ہوئی ادھر نوشیروان قلعۂ ہشت حصار پر لڑ رہا ہی مگر مقبل وفادار سے
سر بر نہین ہوتا نہایت حیران و پریشان ہی ایک روز نوشیروان نے بختک کو تخلیہ مین طلب کیا اور کہا
ای بختک کوئی تدبیر ایسی تجویز کر کہ قلعۂ ہشت حصار پر قبضہ ہو بختک نے عرض کیا بہت خوب کچھ دیر
سوچ کر بختک نے کہا کہ آپ مرزوق جادو کو نامہ لکھیے اور وہانسے کچھ ساحر بلوائیے اس سے کوئی بہتر تدبیر
نہین غرضکہ بحکم بادشاہ نوشیروان بختک نے ایک نامہ نوشیروان کی طرف سے مرزوق جادو کو اس
مضمون کا لکھا کہ ای بادشاہ جادوان ای مالک مملکت ساحران تم کو معلوم ہو کہ غلام امیر حمزۂ صاحبقران
زمان مقبل نوجوان مع فوج میری دختر ملکہ مہر نگار کے ساتھ قلعۂ ہشت حصار کو قبضے مین کر کے بیٹھا ہی
اور مین نے بڑی بڑی کوششین کین اور خوب خوب لڑائیان ہوئین مگر قلعۂ ہشت حصار فتح نہوا مجھکو اس
امر مین نہایت تردد و انتشار ہی لہذا تم کو قلمی ہوتا ہی کہ دیکھتے ہی اس نامے کے تم اپنے تئین یہان بہت
جلد پہونچاؤ اور میری کمک کرو مین نہایت ممنون ہونگا فقط یہ نامہ لکھ کر بختک نے کرگس سیاسانی عیار
طرار کو دے کر کہا کہ جلد مرزوق جادو کو یہ نامہ پہونچا کرگس اُسی وقت طرف قلعۂ کاشمیر کے روانہ
ہوا بعد چند روز کے کاشمیر مین پہونچا اور حاکم کاشمیر ہلال و جلال کے دربار مین آیا اور سب حال
نوشیروان کا بیان کیا ہلال و جلال نے منکر بدرگ کاشمیری کو ہمراہ کرگس کے کر کے مرزوق جادو
کے پاس روانہ کیا بعد چند روز کے بدرگ کرگس کو ساتھ لیے ہوے دربار مرزوق جادو مین آیا دونون
نے مرزوق جادو کو سلام کیا اور کرگس عیار نے نامہ نوشیروان کا مرزوق کو دیا اُس نے وہ نامہ

کھلوا دو کہ کچھ بجاوین بھی اور گاوین بھی سرخان نے حکم دیا کہ عمرو کے ہاتھ کھولدو غرضکہ عمرو کے ہاتھ کھولدیے
گئے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی کی نکالی اور بجاکر گانے لگا ایسا گایا کہ سب کے سب مست ہوکر بیخود ہو گئے
عمرو چپ ہو رہا جب سب ہوشیار ہوے سرخان نے حکم دیا کہ دورہ شراب ہو عمرو نے کہا مین یون نہین
پیتا جب سب کو اپنے ہاتھ سے پلا لیتا ہون تو آپ پیتا ہون غرض عمرو نے گلابیان شراب کی اُٹھالین اور آنکھ
سب کی بچاکر بیہوشی آمیز کی اور ایک ایک جام سب کو دینا شروع کیا جب تمام صحبت کو شراب تقسیم کر چکا
پھر گانا شروع کیا یہانتک کہ سب کے سب اوندھے سیدھے گر گرکے بیہوش ہوے عمرو اُٹھا اور نیمچہ کھینچ کر
پہلے بیڑی اپنے پاؤن کی کاٹی پھر سرخان کے سر کو قلم کیا بعد اُسکے جتنے اُس صحبت مین تھے اُن سب کو قتل
کیا اور قنات خیمہ چاک کرکے نکل گیا صبح کو فوج سرخان نے جو یہ سانحہ دیکھا وہ سب پھرکر فغفور رومی
کے پاس آئے اور تمام روئداد بیان کی فغفور حیران و پریشان ہوا اور کہا کہ عمرو سے خوف ہی مبادا یہان
بھی آکر عیاری کرے کہ آقا اُسکا امیر باتوقیر قید مین ہی فوج کو حکم کیا کہ قیدی امیر کی ہوشیار رہنا دوسرے
روز فغفور جو کوچ کرکے شام کو منزل پر پہونچا عمرو صورت سقے کی بنکر آیا مشک آب سرد کی بھری کاندھے
پر دھرے ہوے کٹورا بجاتا ہوا فوج مین داخل ہوا اور سب کو پانی پلانے لگا مگر امیر کی قید تک نہ پہونچا تھا
کہ لوگون نے پہچان لیا اور پکڑنے کو دوڑے عمرو جست و خیز کرکے نکل گیا تیسرے روز عمرو ایک سوداگر کی شکل
بنکر آیا لوگون نے پہچان لیا پھر گھیرا عمرو نے نیمچہ کھینچا اندھیری رات تھی لڑائی ہونے لگی خوب تلوار چلی بہت سے
ہمراہیان فغفور رومی کو قتل کیا آخر کار جب نرغہ عمرو پر زیادہ ہوا جست و خیز کرکے نکل گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا
صحرا مین اُتنی رات بسر کی جب صبح ہوئی عمرو دل مین سوچا کہ مجھسے یہ مرحلہ طی نہوگا امیر کی رہائی محال نہین چل عمرو
بن حمزہ یونانی کو خبر کرکے لانا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا یہان فغفور رومی
قید امیر باتوقیر کی لیکر مع فوج قلعہ بست بیش مین داخل ہوا اور دربار نوشیروان مین آیا بادشاہ کو سلام
کیا اور تمام حال بیان کیا کہا کہ حمزہ کی قید لایا ہون بختک نے کہا ای بادشاہ حمزہ کو جلد قتل کرنا چاہیے
کہ تمام فساد عظیم اسی کے سبب سے ہین سب ملک پاک ہوجائین اور شر و فتنہ مٹ جائے نوشیروان نے
حکم دیا لاؤ حمزہ کو فغفور رومی حمزہ کو مسلسل بہ طوق و زنجیر سامنے نوشیروان کے لایا نوشیروان نے کہا
ای حمزہ تو نے مجھکو ایسے ایسے صدمے دیے ہین کہ کلیجا میرا داغ داغ ہو گیا ہی اب تو بتا کہ تیرے حق مین کیا کرون
مین امیر باتوقیر نے فرمایا کہ او آتش پرست اب مین تیرے قبضے مین ہون جو تیرا جی چاہے وہ میرے واسطے کر مجکو کچھ
پروا نہین پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہی نوشیروان غصے سے مثل آتش سوزان سرخ ہوا اور حکم دیا کہ آج
حمزہ کو زندانخانے مین رکھو مگر بہت ہوشیار و خبردار رہو کل میدان قلعہ بست حصار مین میدان خونی میدان
کیا جائے کہ حمزہ کو قتل کرونگا غرضکہ حمزہ صاحبقران کو فغفور زندانخانے مین لیگیا صبح کو میدان خونی تیار
قلعہ بست حصار مین آراستہ ہوا اور منادی کوچہ بکوچہ ندا کرنے لگا کہ آج حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان قتل کیا جائیگا جس شخص کو اُسکا تماشا دیکھنا منظور ہو وہ میدان قلعہ بست حصار مین آئے
اسطرف کا حال سنیے کہ تمام فوج مسلح و مکمل ہو کر آئی اور میدان خونی کو چہار طرف سے گھیر کر کھڑی ہوئی اور
اب فغفور رومی حمزہ صاحبقران زمان کو زندانخانے سے مسلسل بہ طوق و زنجیر اُس میدان خونی مین
لایا اسطرف نوشیروان بھی تخت نخوت پر مسرور و شادان سوار ہو کر آیا بختک کینہ خواہ بھی ہمراہ ہی اور

پسند کی اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران اور عمرو کو ارابے پر سوار کر کے شہر مدائن کی طرف روانہ کیا اس داستان کو تو یہین چھوڑیے

دو کلمے داستان شوکت نشان مقبل وفادار اور ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان سے بیان کیے جاتے ہین

معرکہ آرایان میدان عیاری وکار پردازان دشت فہم وعقل وطراری اس داستان شعیدہ بیان کو بجناب تزک قلم شمشیر شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب مقبل وفادار مع ملکہ مہر نگار برابر قلعۂ ہشت حصار کے آئے اور گرگین و میلاد کو خبر ہوئی قلعہ پر سے توپین مارنا شروع کین ادھر سے مقبل وفادار نے تیر باران کیے ایسے تیر مارے کہ دروازہ قلعہ کا چھلنی ہو گیا پھر مقبل وفادار مع فوج جرار دھاوا کر کے آپڑے اور پھاٹک قلعے کا توڑ کے اندر قلعے کے دھنس آئے اُدھر لشکر میلاد و گرگین اِدھر مقبل وفادار تلوار چلنے لگی مقبل لڑتے ہوے برابر گرگین کے پہونچے اُسنے تلوار ماری مقبل نے جو خالی دے کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا گرگین دو ٹکڑے ہو کر گرا میلاد نے جو دیکھا کہ گرگین ہاتھ سے مقبل کے مارا گیا تلوار کھینچکر جھپٹا مقبل نے تیر کمان مین پیوست کر کے جو مارا سینہ پر کینہ اُسکا توڑ کر پار نکل گیا میلاد نشانۂ تیر ہو کر واصل جہنم ہوا اُدھر فوج مین تلوار چل رہی تھی ہزارون کا خون ہو گیا تھوڑے آدمی رہگئے وہ بھاگ کر قلعہ کے باہر آئے اور قلعۂ سیستان کی طرف روانہ ہوے یہان مقبل وفادار نے قلعۂ ہشت حصار پر قبضہ کیا صدائے امن وامان بلند ہوئی مقبل وفادار مع ملکہ مہر نگار بصد عیش ونشاط قلعۂ ہشت حصار مین رہنے لگے وہان وہ لوگ بھاگے ہوے سیستان مین پاس مرزبان خراسانی کے آئے اور سب حال رو رو کر بیان کیا مرزبان خراسانی اُن فراریون کو لیکر قلعۂ مدائن مین آیا اور ملازمت بادشاہ نوشیروان کی حاصل کی اور عرض کیا کہ ای بادشاہ تین بیٹے میرے ملکہ کی دوستی مین قتل ہوے اب ایک غلام حمزۂ صاحبقران کا مقبل وفادار قلعۂ ہشت حصار مین مع ملکہ مہر نگار کے قبضہ کیے ہوے بیٹھا ہی امیدوار ہون کہ میری داد دیجیے اور پھر تمام حال قلعۂ ہشت حصار کی جنگ کا بیان کیا بختک نے کلام مرزبان کی تائید کی اور بول اُٹھا کہ ای بادشاہ ضرور مرزبان کی کمک کرنا چاہیے کچھ فوج بھیجکر ہمراہ مرزبان کے ملکہ مہر نگار اور مقبل وفادار کو گرفتار کرا لیجیے خواجہ بزرجمہر نے منع کیا یہ کسی طرح بہتر نہین مگر خواجہ کا کہنا نہ مانا بادشاہ نے فوج ہمراہ مرزبان خراسانی کے کر دی یہان مرزبان لشکر بیشمار لے کر آیا اور قلعۂ ہشت حصار کو گھیرا مگر قلعے پر قبضہ نہو سکا آخر کار چار طرف سے قلعے کو گھیر کر فوج بڑھی ادھر کا حال سُنیے کہ جب ربیع رومی نے قید امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کی روانہ کی تو سرخان رومی اور فغفور رومی کو مع دس ہزار سوار کے ہمراہ کیا کئی منزل کے بعد سرخان رومی مع تین ہزار سوار کے ارابہ خواجہ عمرو کا لے کر کئی کوس آگے بڑھ آیا جب رات ہوئی سرخان مع فوج ایک مقام پر اُترا اہل فوج کاروبار مین اپنے مشغول ہوے جب دو پہر رات آئی خواجہ عمرو چند اشعار درد آمیز بہ الحان داؤدی اُسی وقت کی دُھن اور راگنی مین گانے لگا سرخان نے جو گانے کی آواز سُنی دل سینے مین بیتاب ہو گیا لوگون سے پوچھا کہ یہ کون گا رہا ہی لوگون نے کہا کہ عمرو قید مین گاتا ہی حکم دیا عمرو کو ہمارے سامنے لاؤ لوگ عمرو کو سامنے سرخان کے لائے سرخان نے پوچھا تو ہی گا رہا تھا تجھکو گانا آتا ہی عمرو نے کہا ای سرخان ایسا گاتا ہون کہ کبھی کسی نے ایسا گانا سنا ہو گا سرخان نے کہا گاؤ عمرو نے کہا ہاتھ میرے

مقام پر دفن کیا اور رنج و غم کرتے ہوئے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد دو چار منزلون کے برابر ایک قلعہ کے
امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو پہونچے اور حاکم اُس قلعہ کا ربیع رومی تھا اُسکو خبر ہوئی کہ امیر حمزۂ صاحبقران زمان
اور خواجہ عمرو عیار اُنکا اس طرف کو آتے ہین بہت سے سرداران ذیوقار لیکر استقبال کو امیر کے آیا اور بڑے
اعزاز و اکرام سے حمزہ اور عمرو کو اپنے قلعے مین لایا اور بڑی خاطر و مدارات کی اور جلسۂ عشرت آراستہ کیا دورۂ شراب
کی نوبت آئی امیر نے فرمایا کہ مین ابھی تیری دعوت و مدارات قبول نہ کرونگا اور کوئی چیز نہ کھاؤنگا جب تک کہ تو مسلمان نہ
ہوگا یہ سنکر ربیع رومی چپ ہوا اور عرض کیا یا امیر میرے ملک کے برابر ایک قلعہ ہی کہ نام اُسکا صنوبر آباد ہی اور
حاکم اُسکا فرہاد صنوبر آبادی ہی وہ ہمیشہ مجکو پریشان کرتا ہی اور فوج لیکر غفلت مین آگر کرتا ہی بڑی خونریزی ہوتی
ہی اگر آپ اُس قلعہ کو فتح کیجیے تو مین بھی دین اسلام قبول کرون امیر نے فرمایا کہ وہ قلعہ تو مجکو بتلا دے ربیع رومی اپنے
ہمراہ امیر باتوقیر کو لیکر چلا بعد تین دن کے برابر قلعۂ صنوبر آباد کے پہونچے باہر اُس قلعہ کے مقام کیا اور ایک نامہ
امیر نے فرہاد صنوبر آبادی کو لکھا کہ ای فرہاد ہم تیرے علاقے مین آئے ہین اور نام ہمارا امیر حمزۂ صاحبقران زمان
ہی تمکو مناسب و انسب ہی کہ دین اسلام قبول کرو ورنہ بزور شمشیر آبدار قلعہ خالی کرونگا اور تمکو سزائے سخت دونگا
والسلام والاکرام یہ نامہ نصیحت شمامہ لکھ کر لفافے کو ملفوف کیا اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ روانہ کیا خواجہ عمرو
نامۂ امیر بصد عزت و توقیر لیکر قلعہ مین فرہاد کے پاس پہونچے اور عمرو نے نامۂ امیر باتوقیر فرہاد کو بڑی عزت سے دیا
اُسنے نامہ لیکر شعر لیکے خط کو دیدۂ تر پر رکھا ✦ گاہ سینے پہ تو گہ سر پر رکھا ✦ پھر کھول کر وہ نامہ نصیحت شمامہ پڑھا اور
جواب اُسکا بصد آداب شہنشاہی یہ تحریر کیا ای خسرو زمان و ای ملک گیر جہان ای تاج بخش سلاطین ای تخت نشانندۂ صدر
زمین نیرواۂ نصیحت شمامۂ حضور پہونچا مضمون سے مطلع ہوا قدم حضور میرے سر و چشم پر مگر میرے قلعہ مین ایک دروازہ
فولادی ہی کہ اُسکو چالیس آدمی کھولتے اور بند کرتے ہین اگر آپ اُس دروازے کو اکیلے کھول کر بند کر دیجیے تو
مین جانون کہ آپ کا دین برحق ہی اور قوت و طاقت بھی داد الٰہی ہی آپ جلد تشریف لائیے مین سب دروازے
قلعے کے کھلوائے دیتا ہون زیادہ حد ادب یہ جواب لکھ کر نامے کو بند کیا اور عمرو کو بعد خلعت و انعام دینے کے
روانہ کیا خواجہ عمرو جواب نامہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوئے امیر باتوقیر پڑھتے ہی اُس نامے کو اُٹھ کھڑے ہوئے
اور قلعے کے اُسی پھاٹک پر پہونچے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دونون پٹون پر پھاٹک کے ہاتھ رکھکر ریلا اور تمام
پھاٹک کو کھولدیا اور امیر و عمرو و ربیع رومی داخل قلعۂ صنوبر آباد ہوئے فرہاد نے امیر کی بڑی تعظیم و تکریم کی
اور مسلمان ہوا ربیع رومی بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا تین روز امیر باتوقیر نے اُس قلعہ مین قیام کیا
جب فرہاد سے رخصت ہوئے ربیع رومی نے کہا کہ آپ میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے ابھی مین نے آپکی دعوت نہین
کی ہی امیر مجبور ہی ہمراہ ربیع رومی کے قلعے مین آئے ربیع رومی نے بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی مگر سب
کھانون مین بیہوشی ملادی امیر باتوقیر اور عمرو عیار کھانا کھاتے ہی بیہوش ہوئے ربیع رومی نے فوراً طوق و
زنجیر مین امیر اور خواجہ کو قید کیا صبح کو صاحبقران اور عمرو کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر مین پایا شکر
کردگار کیا عمرو نے امیر سے کہا کہ ربیع رومی نے دغا کی یہ بصدق دل مسلمان نہوا تھا پھر ربیع رومی نے
میدان خونی تیار کیا اور جلاد کو بلا کر حکم کیا کہ امیر و عمرو کو قتل کر لوگ زیر دار امیر و عمرو کو قتل کرنے کے
لیے لائے کہ اتنے مین قاموس وزیر ربیع رومی کا آیا اُسنے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہی کہ آپ ان دونون
کو قتل نہ کیجیے بلکہ نوشیروان کے پاس بھیجدیجیے ربیع رومی نے رائے وزیر قاموس کی بہت

ایڑی چوٹی پر سے اُتار کے منگل اتوار صدقہ کرتی ہون اچھا بھلا چنگا گاتے گاتے پھر پھنسا سوار ہوا تمہین معلوم
ہوا اپنے دل مین کیا سمجھتا ہی مین ایسون سے پائخانے مین لوٹا بھی نہین رکھواتی عاشق ہونا چیز دیگری یہ کلام سنکے
صاحبقران زمان ہنسنے لگے فرمایا اے شیوہ خفا نہ ہو خواجہ کی بات کا بُرا نہ مانو یہ جسپر عاشق ہوتے ہین پہلے اُسکی
مذمت کرکے حیران و پریشان کرتے ہین یہ اُنکا قاعدۂ کلی ہی پھر ملکہ سے امیر نے کہا اے ملکہ خواجہ شیوہ پر عاشق ہین اور
شیوہ راضی نہین ہوتی ہی اکڑی اکڑی باتین کرتی ہی تم ذرا اسے سمجھا دو ملکہ نے شیوہ کو کہہ سنکر راضی کیا اور بہت کچھ
سمجھایا المختصر وہ رات اسی جلسۂ عیش مین بسر ہوئی دوسرے روز سامان شادی کا ملکہ رابعہ اطلس پوش کی ہوا بڑی
دھوم ہوئی ناچ و رنگ بہت ہوا عقد ملکہ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ حمزۂ صاحبقران کا ہوا اور عمرو کا عقد
شیوہ وزیر زادی سے ہوا دونون ایک ہی روز ہم بستر ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ وزیر زادی
دونون اسی شب کو حاملہ ہوئین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے بطن سے علمشاہ رومی پیدا ہونگے اور شیوہ کے
بطن سے سیارہ بن عمرو پیدا ہوگا الغرض امیر با توقیر و خواجہ عمرو بعیش و عشرت رہنے لگے آٹھ روز کے بعد
امیر حمزۂ صاحبقران کو اپنا لشکر یاد آیا صبح کو بادشاہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ بہت عرصہ ہوا مجھکو لشکر چھوڑے
ہوے اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا آپ سے اجازت طلب ہون بادشاہ نے کہا اے امیر یقین ہی کہ بعد آپکے
جانے کے مرزوق فرنگی مُلک میرا تاخت و تاراج کرے امیر نے فرمایا کیا مجال اُسکی سیر لشکر حلب مین ہی جسوقت
مجکو اطلاع ہوگی اُسی وقت مع لشکر فوراً آؤنگا یہ سُنکے بادشاہ مایوس ہوکے چپ ہو رہا اور امیر با توقیر کو رخصت کیا
امیر دربار سے اُٹھ کر محل مین ملکہ کے پاس آئے اور ایک بازوبند اپنا ملکہ کو دیکر کہا اگر تمھارے بطن سے بیٹا پیدا
ہو تو یہ بازوبند اُسکے بازو پر باندھ دینا اور عمرو کی زوجہ شیوہ وزیرزادی نے عمرو سے کہا کہ موئے تو بھی کچھ نشانی
اپنی دیگا یا نہین عمرو نے کہا میرے پاس کیا ہی جو مین نشانی دون شیوہ نے کہا بس اسی پر غراتا تھا مثل مشہور ہی
مثل خالی پھٹکو اُڑا اُڑا جائے۔ یہ زور و شور عاشقی اور ایسی محبت جاہ دپیار یہ مثل ٹھیک ہی مثل گانٹھ گرہ مین کوڑی نہین
ہنسنے والے ہوت۔ واہ خوب عشق کرنے چلے تھے بقول شخصے مثل بے زر عشق ٹین ٹین۔ عمرو یہ سُنکے قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور
کہا واہ ری میرے باغ عشق کی بلبل تو تو خوب چہکتی ہی خفا ہوا اچھا تیری خاطر ہی لے یہ کہکر زنبیل سے دو گرہین ہلدی
کی اور سات ٹین اور ایک جھنجھنا شیوہ کو دیکر کہا اگر لڑکا پیدا ہو تو یہ ہلدی کی گرہین اُسکے بازو پر باندھ دینا اور
اگر لڑکی ہو تو یہ کوڑیان اُسکے کان مین ڈال دینا شیوہ عمرو کا منھ دیکھکر چپ ہو رہی مگر دل مین آتش غیظ و غضب سے
جل بھنکر خاک ہوگئی سب کے سامنے نہایت غیرت معلوم ہوئی الغرض امیر با توقیر اور عمرو جانب حلب روانہ ہوے
دوسری منزل پر ایک صحرا سے سبزہ زار نظر آیا امیر کو وہ صحرا بہت دلچسپ و روح افزا معلوم ہوا اُسی جگہ مقام
کیا چونکہ وہ صحرا نہایت شاداب تھا ہوا سرد ہر طرف سے آتی تھی گویا نمونۂ جنت یا خلد بریں تھا اور دوپہر کے
وقت امیر با توقیر کو دھوپ مین چلتے چلتے راحت جو ملی ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو بدن کو
لگی نیند آگئی سو رہے امیر نے تو یہان آرام کیا اور قندس دیوانہ ٹہلتا ہوا سیر کنان ایک کوہ پر پہونچا وہانکی ہوا اسکو
ایسی معلوم ہوئی وہ دیوانہ اکیلا اُس پہاڑ پر لیٹ کر سو رہا جب بالکل غافل ہوگیا ایک شیر ببر آیا اور اُس دیوانہ کو مار ڈالا
اور خون و گوشت اسکا کھا پی کر چلا گیا یہان امیر با توقیر بیدار ہوے عمرو سے پوچھا کہ قندس دیوانہ کہان ہی عمرو نے کہا
ابھی ابھی ٹہلتا ہوا اسی پہاڑ پر گیا ہی امیر با توقیر عمرو کو ساتھ لیکر اُس پہاڑ پر گئے دیکھا کہ قندس دیوانہ کو شیر
نے مار ڈالا ہی اُسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین امیر کو نہایت صدمہ ہوا اور قندس دیوانہ کی لاش کو ایک

جوڑا پہنے ہوے تخت بادشاہ کے پاس دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہین سوداگر نے بطریق اہل اسلام سلام کیا امیر
نے جواب سلام دیا بادشاہ نے پوچھا ای سوداگر کیا لایا ہی سوداگر نے جواب دیا کہ لایا تو کچھ نہین ہون ایک غلام
میرا بھاگ کر آپکے یہان آیا ہی اُسکی تلاش مین یہان تک پہونچا ہون اب اُسکو پہچانا کہ اس جگہ موجود ہی بعجب لوگ
حیران ہوے کہ یہ سوداگر کیا بکتا ہی یہان دربار شاہی مین سب ملازم بادشاہ ہین اسمین غلام اس سوداگر کا کونسا
ہی بادشاہ نے کہا ای سوداگر کسکو تو نے پہچانا کونسا یہان تیرا غلام ہی عمرو نے صاحبقران کی طرف اشارہ کیا
اور کہا یہ میرا غلام ہی بھاگ کر یہان آیا ہی بادشاہ نہایت متعجب ہوا اور فوراً دل مین خیال گذرا کہ افسوس میری بیٹی
ملکہ رابعہ اطلس پوش کی شادی غلام کے ساتھ ہوگی یہ سوچ کر بادشاہ کے دل پر ایک صدمہ عظیم گذرا اور امیر
کی طرف دیکھ کر بادشاہ نے کہا ای سعد شامی یہ سوداگر کیا کہتا ہی اور اس امر کا کیا واقعہ ہی امیر نے فرمایا
کہ یہ سوداگر جھوٹا ہی جھک مارتا ہی ناگاہ قندس دیوانہ اُٹھا اور پکارا او آغا کالیے جنگجو تنومند تو کیا بیہودہ
بکتا ہی یہ کہکر چوبدست عمرو پر ماری عمرو نے پھرتی سے خالی دی اور چلایا ای حمزہ بچا مجھکو دیوانہ مار ڈالیگا
امیر نے فرمایا ای خواجہ تم ہو مین نے نہین پہچانا تھا پھر قندس دیوانہ کو امیر با توقیر نے ڈانٹا اور منع کیا عمرو
دوڑ کر حمزۂ صاحبقران سے لپٹ گیا بادشاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا یا تو سکوت تھا یا اب خلاصہ تصدیق ہوگیا کہ
بیشک یہ حمزۂ صاحبقران زمان ہین اور یہ خواجہ عمرو عیار طرار انکا ہی غرضکہ امیر با توقیر خواجہ عمرو کا ہاتھ
پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے ہمراہ لیے ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے پاس آئے عمرو نے ملکہ
کی مذمت کرنا شروع کی ملکہ برہم اور بدمزاج ہونے لگی عمرو نے امیر سے کہا ای امیر کس پر عاشق ہوے ہو
اسقدر تو حسن و جمال کا شہرہ اور یہ تیرا آنکھ مین ٹینٹ اور پھلی ملکہ کی وزیرزادی شیوہ نے کہا ارموئے لنگوڑے کالیے
تیری آنکھ مین خود ٹینٹ اور پھلی ہوگی میری ملکہ کے سامنے چودھوین رات کا چاند نکلتے ہوے شرماتا ہی عمرو نے کہا کیا
مین جھوٹ کہتا ہون ای لو آئینہ مین صورت اپنی ملکہ خود دیکھ لین یہ کہکر ایک آئینہ زنبیل سے نکالکر سامنے ملکہ کے
رکھدیا اب جو ملکہ نے دیکھا درحقیقت جو عمرو کہتا ہی صحیح ہی اب جسنے صورت ملکہ کی دیکھی وہ ہی عیب نظر پڑا تب
امیر نے ملکہ سے کہا کہ خواجہ کو کچھ دو تو یہ عیب تمھارے چہرے کا دور ہوجائے خواجہ بے لیے ہوے کچھ نہ مانینگے
ملکہ نے ایک صندوقچہ جواہر کا منگواکر خواجہ کے آگے رکھدیا خواجہ نے وہ صندوقچہ لیکر نذر زنبیل کیا اور وہ
آئینہ سامنے سے ہٹا لیا ملکہ نے اپنا آئینہ منگا کر صورت اپنی دیکھی جیسی صورت پیشتر تھی ویسی ہی پائی ملکہ بہت
متعجب ہوئی اور خواجہ سے کہا ای خواجہ کچھ گاؤ یہان خواجہ عمرو حسن و جمال شیوہ وزیرزادی پر عاشق ہو چکے
تھے عمرو نے کہا اگر شیوہ وزیرزادی تمھاری اپنی زبان سے کہے تو مین گاؤن شیوہ نے کہا بس بس چل پرے چھائین نہین
مجھے کیا غرض جو مین گانے کو تجھسے کہون تیرا جی چاہے گا بجا نہ تیرا جی چاہے نہ گا عمرو نے کہا ظاہر مین گانے کو
منع کرتی ہو اور اشارے سے بلائین لے کر کہتی ہو کہ خواجہ کچھ گاؤ شیوہ نے کہا موئے حونڈی کاٹنے کچھ شامت
آئی ہی کمبختیون نے گھیرا ہی کہ جو تہمت رکھتا ہی عمرو نے کہا کہ اچھا کھسیانی نہ ہو اب نہ زبان سے کہو نگا کہ تم کہتی ہو
مین گاتا ہون غرضکہ عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی کی زنبیل سے نکالی اور بجا کر گانا شروع کیا عجب سمان بندھا کہ سب
وجد کرنے لگے گانے گاتے خواجہ پھر تھم گئے اور کہا ای ملکہ عالم دیکھو شیوہ اشارے سے بلائین لیکر ہاتھ دونون پھیلاتی
ہی کہ آؤ میرے گلے سے لگجاؤ بھلا کہین ہوسکتا ہی کہ غیر تخلیہ مین ایسا کرون شیوہ نے کہا ای ملکہ دیکھو مین موئے ناشدنی
سے بولتی نہین ہون خواہ مخواہ مجھے چھیڑتا ہی میری بلا اشارے کرکے بلائین لے مین ایسے مردوے پہاڑی کوے کو اپنی

لپیٹ گئی اُسی وقت گلابیان شراب کی طلب کین اور جام بھر کر امیر کو دیا امیر باتوقیر نے وہ جام زرنگار ہاتھ مین
لیا اور تعریف پروردگار عالم کی اور حمد و ثنا اُس خالق کون و مکان کی کرنا شروع کی اور فرمایا اگر تم دین حق اختیار
کرو تو مین بھی جام پیون ملکہ نے اُسی وقت دین اسلام قبول کیا امیر نے کلمۂ توحید تعلیم کر کے جام پیا ملکہ بصدق دل
مسلمان ہوئی اب باتین راز و نیاز کی ہونے لگین یکایک چہرۂ محبوب مہر منیر یعنے آفتاب عالمتاب نے حجلۂ مشرق
سے جلوہ گری کی صبح ہو گئی اور آصف و الیاس دونون بھائی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے حسب معمول مدام
آ گئے محلدار نے آواز دی کہ شہزادے دونون آصف و الیاس ملکہ کے پاس آتے ہین ملکہ نے کہا ای امیر اب
کیا ہو تم جلدی سے کہین پوشیدہ ہو جاؤ امیر نے فرمایا ہم کسی سے روپوشی نہین کرتے ہین اگر آصف و الیاس
آتے ہین تو آنے دو ہر چہ بادا باد حمزۂ صاحبقران زمان جسطرح بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے کہ آصف و الیاس
آئے دیکھا کہ سعد شامی پہلوے ملکہ رابعہ اطلس پوش مین جلوہ گر ہے ملکہ نے تو اپنا سر جھکا لیا اور کلیجہ دھڑکنے لگا
کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے آصف و الیاس نے کہا ای سعد شامی یہ کیا حرکت نالائق ہے تجھکو کچھ حیا بھی مانع نہ ہوئی
امیر نے فرمایا ای برادر مین سعد شامی نہین ہون مین حمزۂ صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہون آصف
و الیاس بہت خوش ہوے اور گلے سے ملے اور بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر
صاحبقران کو اپنے باپ قدوس رومی کے دربار مین لائے امیر باتوقیر دنگل شوکت پر متمکن ہوے اتنے
عرصے مین آصف و الیاس نے جھک کر بادشاہ کے کان مین کچھ کہا بادشاہ دل مین بہت شاد ہوا اور بیساختہ
ہنس پڑا اور زیر خوش تدبیر کے کان مین کوئی بات چپکے سے کہی وزیر بھی بہت خوش ہوا اور چند کلمے تہنیت آمیز بادشاہ
سے کہکے اُٹھ کھڑا ہوا اور سامان شادی کتخدائی کرنے لگا دوسرے دن بادشاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو اور
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو مانجھے کا جوڑا پہنا دیا تمام شہر مین دھوم دھام شادی کی ہونے لگی
ہر ایک نے رعایا سے ملازم تک زرد پوشاکین بدلین گویا تمام شہر زعفرانی ہوا کیفیت تازہ نظر آنے لگی ان کو
تو یہان مانجھے مین چھوڑ دیجیے کچھ حال خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا سُن لیجیے

دو کلمے داستان مسرت بیان جانا خواجہ عمرو کا دربند کامیاب مین بہ تلاش امیر کشورگیر
حمزۂ صاحبقران اور کچھ حال عمرو بن حمزۂ یونانی کا

طے کنندگان مسافت دور و دراز و بادیہ پیمایان صحراے آشفتہ طراز بوساطت اشہب قلم جولان رقم بتلاش
مضامین آبدار صحرا نوردی صفحۂ قرطاس پر یون کرتے ہین کہ جسوقت وہ سوداگر منصور بازرگان عمرو بن
حمزۂ یونانی کے پاس آیا اور وہ رقعہ مہری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا پیش کیا عمرو بن حمزہ نے
وہ تحریر آنکھون سے لگائی اور اُسی وقت آٹھ جہاز کا مال منصور بازرگان سوداگر کو دے کر بصد اعزاز و
اکرام رخصت کیا جب سوداگر چلنے لگا خواجہ عمرو نے پوچھا ای بھائی تجھے کچھ معلوم ہے کہ امیر کہان گئے ہین سوداگر
نے کہا کہ تصویر ملکہ رابعہ اطلس پوش کی مجھسے لے کر دربند کامیاب کو گئے ہین کہ وہ تصویر دختر نیک
اختر قدوس رومی حاکم دربند کامیاب کی ہے یہ کہکر وہ سوداگر چلا گیا اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اُسی وقت
دربند کامیاب کی طرف روانہ ہوے بعد قطع منازل اور طے مراحل کے جب قریب دربند کامیاب کے
پہونچے ایک سوداگر جلیل الشان کی صورت بن کر دربار بادشاہ قدوس رومی مین آئے دیکھا دربار بادشاہ
کا جمع ہے اور تمام درباری و غیر درباری و رعایا وغیرہ زرد پوش ہین اور امیر باتوقیر بہت بہادری عمدہ مانجھے کا

کمند مین پھنس کر گرا دولاے فرنگی نے دوڑ کر دیوانے کی مشکین باندھ لین اور طبل امان بجوا دیا قندس دیوانہ
قید ہو کر افواج فرنگی مین آیا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے مگر امیر باتوقیر کو قندس دیوانہ کا گرفتار ہو جانا بہت
شاق ہوا نہایت صدمہ ہوا بلکہ شب کو اسی رنج مین کھانا نوش نہ کیا اور کہا انشاء اللہ کل سب کو شکست فاش دیکر
قندس دیوانہ کو چھڑا لاؤنگا شام کو دولاے فرنگی نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر بھی نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی
رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے امیر و آصف والیاس
فوج لیکر مقابل لشکر فرنگیان آکر کھڑے ہوے دولاے فرنگی گھوڑا چمکا کر پرے سے نکلا مبارز طلب کیا ادھر سے
سعد شامی نے اسپ پری پیکر کو جلوہ آرا کیا گھوڑا امیر باتوقیر کا چمک کر مثل برق جہندہ کے میدان رزمگاہ مین
آیا دولاے فرنگی نے بڑھ کر گرچ ماری امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا دولاے فرنگی کی
کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی سب فرنگی چہار طرف سے سعد شامی پر ٹوٹ پڑے امیر
تلوار پکڑ کے فوج مین دھنس گئے ادھر سے آصف والیاس بھی فوج لیکر شریک سعد شامی ہوے
تلوار چلنے لگی خون کا دریا بہنے لگا کشتون کے پشتے ہو گئے فوج فرنگی خوب کشتہ ہوئی باقی ماندہ لوگ بھاگے امیر نے
قندس دیوانہ کو چھڑا لیا اور لشکر کو مارے تلوارون کے بھگا دیا اب فوج فرنگی لاش دولاے فرنگی وغیرہ کی
لیکر مزنوق فرنگی کے پاس بھاگی جاتی ہی اسکو تو یہین چھوڑ دیجیے اُدھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بفتح و
فیروزی پھرے آصف والیاس بڑی دھوم سے طبق زر نثار کرتے ہوے سعد شامی کو بارگاہ
شاہی مین لائے یہان ایک شور و غل برپا تھا کہ سعد شامی بڑا بہادر اور زبردست ہے خوب لڑا فرنگیوت
کو مار کے بھگا دیا بڑے بڑے جلیل القدر فرنگی سعد شامی کے ہاتھ سے قتل ہوے اب سعد شامی بفتح و
فیروزی دربار مین بڑی دھوم سے آتا ہی یہ خبر جو محل مین پہونچی ملکہ رابعہ اطلس پوش کو بھی سعد شامی کے دیکھنے
کا اشتیاق ہوا ہمراہ اپنی جلیسون انیسون کے بالاخانہ محل پر جو سر راہ تھا آ کھڑی ہوئی اور جھروکو نسے دیکھنے لگی غرضکہ
سعد شامی تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے قدم باقدم جھومتے ہوے دربار مین آئے دنگل شوکت پر جلوہ افروز
ہوے بادشاہ قدوس رومی نے بڑی تعریف کی اور زر و جواہر سعد شامی پر سے تصدق کیا امیر تھوڑی
دیر دربار مین ٹھہر کر اپنے مکان عالیشان مین آ کے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم جسم پر آراستہ کیا جب دوپہر
رات گئی کمند پھینک کر محل مین ملکہ کے داخل ہوے یہان ملکہ رابعہ اطلس پوش بھی چھپر کھٹ پر لیٹی ہوئی جاگ
رہی تھی اور شیوہ وزیرزادی پاس اُسکے بیٹھی باتین سعد شامی کی کر رہی تھی لیکایک کچھ کھٹکا ہوا دیکھا کہ درخت کی آڑ مین
ایک آدمی کھڑا ہی شیوہ اُٹھکر جو درخت کے پاس آئی پہچانا کہ سعد شامی ہی مگر چہرہ نورانی کی چھوٹ اُس درخت کے
سایے مین پڑتی ہی کہ گویا چاندنی نے کھیت کیا یا ماہ شب چاردہ اپنی طلعت دکھاتا ہی شیوہ نے آکر ملکہ سے عرض کیا
کہ ای بی سعد شامی درخت کے نیچے کھڑا ہی ملکہ نے کہا بلا لا امیر باتوقیر ہنستے ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش
کے پاس آئے اور برابر ملکہ کے چھپر کھٹ پر بیٹھ گئے ملکہ بھی اُٹھ بیٹھی اور کہا ای سعد شامی تو ہمارے محل مین غیر جنس
ہو کر بے محابا کیون چلا آیا امیر نے کہا جذبۂ عشق سے قرار نہوا بیتابی دل کھینچ لائی ای ملکہ مین سعد شامی نہین ہون مین
داماد نوشیروان حمزۂ صاحبقران زمان ہون تیرے اشتیاق مین منزلین طی کر کے آیا ہون بڑی بڑی مصیبتین تیری
جفائین اُٹھائی ہین دیکھ یہ تصویر تیری میرے گلے مین مثل تعویذ جان کے حمائل ہی ملکہ رابعہ اطلس پوش
نے اُسی وقت تصویر صاحبقران کی نکالی اور مقابلے مین رکھ کر دیکھا تو سر مو فرق نہ پایا بہت شاد ہوئی امیر سے

روانہ کرو کہ مین یہان صحبت عروسی اور جلسۂ شادی مہیا کر کے بڑی دھوم سے شادی کتخدائی ایرن گا اگر
اس کے خلاف کیا تو بڑی قیامت ہوگی اور تم بعدہ پچھتاؤ گے قدوس رومی مضمون نامہ کو پڑھکر کانپ گیا
اور کچھ وزیر سے حکم دیا چاہتا تھا کہ امیر باتوقیر کی نگاہ رابعہ اطلس پوش کے نام پر پڑی امیر سمجھ گئے کہ یہ نامہ
دربارۂ شادی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے آیا ہی فرمایا مین دیکھون اُس نامے کو امیر نے یہ کہکر وہ نامہ
قدوس رومی کے ہاتھ سے چھین لیا اور بخوبی تمام وکمال پڑھا امیر کا غصے سے منھ لال ہوگیا اور نامہ کو چاک
کر کے پھینکدیا انیس فرنگی نے بگڑ کے کہا ای شخص غضب کیا تو نے مرزوق فرنگی کا نامہ پھاڑ کر پھینکدیا تو
سزائے سخت پائیگا اور یہ کہکر انیس فرنگی نے کرچ کھینچ کر ماری امیر نے دیکر خالی دی اور اُٹھکر ہاتھ پکڑلیا
اور ایک طمانچہ مارا کہ گردن اُس کی پشت کی طرف پھر گئی اور تڑپکر گر امر گیا اسی طرح چار فرنگی امیر نے مارے
لوگ بھاگے اور دولاے فرنگی سے سب کیفیت بیان کی دولاے فرنگی نے اُسی وقت بگل معرکہ آرائی دیا
اور طبل جنگ بھی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر قدوس رومی کو دی قدوس رومی نے امیر باتوقیر سے کہا
ای سعد شامی غضب ہوگیا اب کیا ہوگا سعد شامی نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین اُسکو جواب دے لونگا غرضکہ
رات بھر تیاری جنگ دونون طرف رہی صبح کو امیر باتوقیر لشکر لے کر میدان جنگ مین آئے اُدھر سے
دولاے فرنگی مع اپنی فوج کے میدان مین آیا صف آرائی ہونے لگی یہان آصف والیاس نے اپنے
باپ سے کہا کہ یہ خلاف مروت ہو کہ ہم جاکر سعد شامی کے نہ شریک ہون یہ کہکر دونون بھائی فوج لیکر میدان
رزمگاہ کی طرف چلے فولاد پنجہ کش نے کہا کہ مین بھی چلتا ہون سعد شامی کا مین بھی شریک ہونگا غرضکہ
یہ بھی مع فوج روانہ ہوا ایک طرف میدان مین صفین جما کر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کر گئے ارزق فرنگی نکلا اور
میدان مین آکر مبارز طلب کیا اُدھر فولاد پنجہ کش صف سے نکلا ارزق نے بڑھکر کرچ ماری فولاد پنجہ کش کے
سر پر پڑی سر اُسکا زخمی ہوا خون بہنے لگا زخم سر کو رومال سے باندھا اور جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ارزق فرنگی
دو ٹکڑے ہو کر گرا یہ دیکھتے ہی توماس فرنگی پرے سے نکلا اُدھر سے قندس دیوانہ چلا فولاد پنجہ کش کو تو پھیر دیا
توماس سے مقابلہ کیا توماس فرنگی نے کرچ ماری قندس دیوانہ نے چوبدست پر روک کر وار چوبدست کا کیا
توماس فرنگی پر پورا حربہ پڑا کہ وہ پرا اٹھا ہو کر لقمۂ اجل ہوا اسی طرح قندس دیوانہ نے چار فرنگی جلیل القدر
مارے فوج پراگندہ ہونے لگی دولاے فرنگی نے بگل دیکر فوج کو روکا اور کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین اس دیوانے کو پکڑے
لاتا ہون ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ اہل فرنگ ہمیشہ سے بڑے مدبر اور ہوشیار رہین کوئی ملک انھون نے بغیر
فطرت اور چالاکی کے فتح نہین کیا دولاے فرنگی کچھ فن عیاری سے بھی آگاہ ہی غرضکہ دولاے فرنگی گھوڑا چمکا کر میدان
مین آیا قندس دیوانہ نے اپنی زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا اُسکا چراغ پا ہو کر الف ہوگیا اور میدان سے بھاگا
دولاے فرنگی پھر گھوڑے کو پھیر کر لایا دیوانے نے پھر زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا پھر بگڑ کر سوار کو لے کر بھاگا
یہ کیفیت میدان مین کئی مرتبہ ہوئی اب گھوڑا میدان مین سامنے دیوانے کے نہین آتا اور دونون طرف
لشکر مین سب ہنس رہے ہین دولاے فرنگی ہرچند گھوڑے کو پھیر پھیر کر لاتا ہی مگر گھوڑا کسی طرح رُخ نہین کرتا
غرضکہ دولاے فرنگی نے دور سے دیوانے کو آواز دی او دیوانے تو کارزار کرنے آیا ہی یا فوج کو تماشا
دکھاتا ہی اب خبردار ہوجا حربہ کر زنجیر نہ ہلانا یہ کہکر دولاے فرنگی گھوڑے کو کڑکڑا کر برابر قندس دیوانہ
کے آیا دیوانے نے چوبدست کا وار کیا دولاے فرنگی نے بڑھ کر پھرتی سے حلقہ ہائے کمند مارے دیوانہ

تمام رات ناچ و رنگ اور دورۂ شراب و کباب رہا صبح کو صحبت برخاست ہوئی آصف و الیاس سعد شامی کو اپنے ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین آئے امیر باتوقیر نے قدوس رومی کو بہ ادب سلام کیا اور دنگل پر بیٹھ گئے بادشاہ نے امیر سے کہا اے سعد شامی تو نے غضب کیا تو اس دنگل پر بیٹھ گیا یہ دنگل فولاد پنجہ کش کا ہے جسکا زمانے بھر مین کوئی ہمسر نہین ہے امیر نے کہا آپ نہ گھبرایئے مین اُسکو جواب دے لونگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے فولاد پنجہ کش بھی دربار مین آیا اپنے دنگل پر جو بیٹھا چاہا لیکن بیٹھے دیکھا کہا اے شخص تو میرے دنگل پر کیون بیٹھ گیا تو مجھے نہین جانتا مین کون ہون اور کیسا زور اور کس طرح کی قوت رکھتا ہون سعد شامی نے کہا ہان مین تجھے جانتا ہون اور تیری قوت کا بھی حال سُنا ہے جس بات کا تجھکو دعوی ہو مین حاضر ہون وہ دوسرا دنگل بچھوا کر بیٹھ گیا امیر سے پنجے کا زور کیا پہر کامل پنجے کا زور ہوا کیا آخرکار امیر نے اُسکی اُنگلی توڑ ڈالی فولاد پنجہ کش دربار عام مین بہت خفیف ہوا اور شرمندہ ہو کے امیر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تین پہر کامل کشتی ہوئی بعد اُسکے امیر نے لنگر اُسکا توڑ کے اُٹھا لیا اور فولاد پنجہ کش کو زیر کیا بادشاہ نے یہ دیکھ کر سعد شامی کی بڑی عزت و توقیر کی اور ایک مکان شاہی آراستہ کرا کے امیر باتوقیر کو اُتارا اور بہت سے آدمی خدمت کے واسطے معین کیے اور کئی خوان کھانے کے مقرر کر دیے امیر باتوقیر اور قندوس دیوانہ اُسمین فروکش ہوے اور رہنے لگے ایک روز آدھی رات گئے امیر باتوقیر کو رابعہ اطلس پوش کا خیال آیا اور جس مکان مین امیر باتوقیر فروکش تھے وہ مکان ملکہ رابعہ اطلس پوش کے محل سے ملا ہوا تھا امیر باتوقیر بعد نصف شب کے اُٹھے اور کمند پھینک کر محل مین رابعہ اطلس پوش کے پہونچے دیکھا کہ تمام محل منور ہو رہا ہے نہ تو آسمان پر سے جلوہ کرتا ہے اور آفتاب حُسن ملکہ رابعہ اطلس پوش زمین پر سے چہار طرف ضیا باری کر رہا ہے کہ رابعہ اطلس پوش جواہر نگار چھپر کھٹ پر ہاتھ پانون پھیلائے ہوے بیخبر سو رہی ہے امیر باتوقیر قریب اُسکے آئے اور بیتابی دل عشق منزل سے چاہا کہ بوسہ لب جانبخش کا لون کہ رابعہ اطلس پوش کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص میرے برابر جھکا ہوا کھڑا دیکھ رہا ہے بیساختہ خائف ہو کر چور چور کہکر غل مچایا محل والیان سب جاگ اُٹھین اور امیر بھاگے اُسی کمند پر سے اُتر کے اپنے مکان مین آ کر سو رہے وہان محل مین تمام کنیزین روشنی لیکر ڈھونڈھنے لگین کونا کونا محل کا دیکھا کہین کسی کا پتا نہ لگا رات بھر ان سب کو اسی تلاش مین گذر گئی ایک ایک سے کہتی ہے کہ مین نے خود دیکھا کہ ایک آدمی تھا اور پھر ایسا غائب ہو گیا کہ پتا نہ لگا یہ کوئی آسیب تھا یا ہوا تھی یا کوئی جن یا پریزاد تھا کہ نگاہ پڑتے ہی معدوم ہوا جب صبح ہوئی امیر باتوقیر پوشاک پہنکر دربار مین بادشاہ قدوس رومی کے آئے فولاد پنجہ کش نے دنگل امیر کا بالا دست بچھوا دیا اور آپ بائین طرف بیٹھا ایکا ایکی سرکارون نے خبر دی کہ دولاے فرنگی پانچہزار فرنگی لیکر دروازۂ شہر پناہ پر اُترا ہے انیس فرنگی نامہ لیے ہوے آتا ہے یہ ذکر تھا کہ انیس فرنگی سامنے سے آیا بادشاہ کو مجرا کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا اور نامہ مرزوق فرنگی کا بادشاہ کو دیا بادشاہ نے اُس نامے کو کھول کر پڑھا اُس مین یہ لکھا تھا اے بادشاہ قدوس رومی تم کو معلوم ہو کہ فرزند میرا کپیتان فرنگی تمہاری دختر رابعہ اطلس پوش پر عاشق ہوا ہے بہتر یہ ہے کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کو جلد سوار کر کے دولاے فرنگی کے ہمراہ روانہ کرو اور جہیز وغیرہ کی کچھ فکر و تردد نہ چاہیے مین اُسکی شادی یہان بڑی دھوم دھام سے آپ کرونگا اور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ مرزوق فرنگی اپنے بیٹے کے واسطے تمہاری دختر کا خود خواستگار ہوا کہ نامہ لکھکر انیس فرنگی کے ہاتھ بھیجا اور دولاے فرنگی کو مع فوج کے براے حفاظت روانہ کیا ہے مناسب ہے کہ ہمراہ نامہ دار کے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو جلد

پوچھا کہ صاحب فوج کا کیا نام ہی یہ لشکر کسکا ہی جس سے پوچھا تھا اُسنے تو کچھ جواب نہ دیا دوسرے شخص نے کہا کہ آصفؔ و
الیاس مالک فوج ہین قندس دیوانہ نے ایک چوب اُسکو ماری وہ تڑپکر مر گیا لوگون نے کہا یہ کیا سوال دیگر جواب
دیگر قندس نے کہا مین تو اس سے پوچھتا تھا وہ کیون بول اُٹھا لوگ اُس دیوانے پر ٹوٹ پڑے ہلڑ ہو گیا اتنے
مین امیر بھی آگئے اور دیوانے کو ڈانٹا فرمایا ہمنے تجھکو نام پوچھنے کو بھیجا تھا یا لڑنے کو دیوانہ سر جھکا کر پیچھے
ہٹ گیا امیر نے کہا یہ دیوانہ ہی اسکے حرکات و سکنات پر خیال نہ کرو جانے دو مین نے ڈانٹ دیا ہی اب یہ نہ بولیگا
یہ ذکر تھا کہ آصف و الیاس بھی سُنکر آگئے پوچھا کیا ہی امیر نے کہا کہ یہ دیوانہ میرے ساتھ ہی مین نے اس سے
کہا کہ جاکر صاحب فوج کو دریافت کر آ یہ یہان آکر اپنے دیوانے پن مین کسی سے بھڑ پڑا مین نے اسکو ڈانٹ دیا
اب کیا مجال اسکی جو یہ کسی سے بول سکے اُنھون نے کہا آپ کا نام کیا ہی امیر نے کہا میرا نام سعد شامی ہی مین
دربند کامیاب کی طرف جاؤنگا قزاقان صحرا نے مال و اسباب لوٹ لیا یہ کہکر روانہ ہوے اور آصف و الیاس
بھی دربند کامیاب کو چلے مگر امیر باتوقیر نے جو آصف و الیاس سے پوچھا تم کون ہو اُن دونون نے کہا کہ ہم
حاکم دربند کامیاب قدوس رومی کے بیٹے ہین اور ملکہ رابعہ اطلس پوش کے بھائی ہین امیر دل مین بہت
خوش ہوے کہ خدا نے راہبر ساتھ کر دیا راہ کا پتا جا بجا اِنسے معلوم ہوتا رہیگا غرضکہ امیر باتوقیر اور
آصف و الیاس علیحدہ علیحدہ دور دور آگے پیچھے جاتے ہین جب قریب دربند کامیاب کے پہونچے
امیر نے دیوانے سے کہا کہ جاؤ شہر مین اور کاروانسرا تلاش کرکے جگہ اُترنے کی تجویز کرو قندس دیوانہ
کاروانسرا مین آیا اور ایک ایک کو مار کے نکالنے لگا یہانتک کہ جتنے بھٹیارے تھے سب کو مار کے نکال دیا
اس عرصے مین امیر بھی سرا مین آئے لوگون نے امیر سے کہا اُس طرف نہ جائیے ایک دیوانہ سرا مین ابھی
گھس آیا ہی وہ سب کو مار کے نکال رہا ہی امیر نے سب کو تسلی دی اور کہا تم لوگ گھبراؤ نہین یہ دیوانہ میرے
ساتھ ہی پھر امیر نے دیوانے کو ڈانٹا اور ایک مقام پر سرا مین ایک بھٹیارے کے مکان مین اُترے یکایک
آصف و الیاس بھی سرا مین سیر کرتے ہوے آئے اور امیر کو پہچانکر صاحب سلامت کی اور کہا ای سعد شامی
ہم آپ کو اپنے باپ کے پاس لے چلین گے یہ تمام کلفت و افلاس آپکا دور ہو جائیگا سعد شامی نے کہا ای
آصف و الیاس ہمارے یہان آج آپ کی دعوت ہی اُنھون نے کہا کہ آپ سفر مین ہین آپکو دعوت کرنا لازم
نہین بلکہ ہمکو مناسب ہی کہ ہم آپ کی دعوت کرین کہ آپ مسافر ہین سعد شامی نے نہ مانا اور آصف و الیاس کو
مع متعلقین و ہمراہی کے دعوت کی اور اُس دیوانے کو ایک بازوبند اپنا دیا اور کہا کہ ای دیوانے یہ بازوبند
کہین جاکر پانچ ہزار روپئے پر رہن کر لا قندس بازوبند لیکر گیا اور ایک مہاجن کے یہان پانچ ہزار روپئے
کو رہن کیا اور پانچ توڑے لے کر آیا اور امیر کو لا کر وہ روپئے دیے امیر باتوقیر نے بھٹیارے کو بُلا کر کہا ای
مہتر جی ہمکو آصف و الیاس کی مع ہمراہیون کے دعوت کرنا منظور ہی جلد تخت کا سامان کرو یہ کہکر امیر نے
توڑے روپیون کے اُس بھٹیارے کے آگے رکھ دیے اُسی وقت اُسنے سب سامان مہیا کرکے کھانا پکوانا
شروع کیا غرضکہ کھانا تیار ہوا پلاؤ زردہ اور متنجن و مزعفر و سالن کئی طرح کے شیر برنج بہت خوش ذائقہ
آصف و الیاس مع ہمراہیون کے آئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے سے کہا کہ خیمے ڈیرے
کرایہ کے لاکر صحبت آراستہ کرو اور روشنی کا بھی خوب سامان کرو اور طائفے جاکر لاؤ غرضکہ سب درست ہو گیا
محفل رقص آراستہ و پیراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا لوگ کھانا کھا کر آنے لگے اور محفل مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے

دربند کامیاب کی طرف عشق مین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے چلے چند فرسنگ راہ طے کی تھی کہ ایک دوراہا ملا امیر نے پوچھا کہ دربند کامیاب کا کون سا راستہ ہی لوگون نے کہا کہ دونون راہین دربند کامیاب کو گئی ہین مگر ایک راہ سے چھ مہینے کے عرصے مین پہونچنا ہوتا ہی اور ایک راہ سے آدمی چالیس روز مین جاتا ہی لیکن یہ قریب کا راستہ بسبب خوف کے بند ہی اور وہ دور کا راستہ کھلا ہوا ہی اُس طرف کچھ دہشت نہین راہ بالکل صاف وشفاف ہی امیر نے چالیس روز کے راستے پر قدم ڈالا لوگون نے امیر کو منع کیا کہ ای شخص ادھر سے ہرگز نہ جا جہالت کو کام نہ فرمایئے معلوم کیسی گذرے ادھر جان جوکھون ہی ہمارا کہنا مان لے بزرگون کا قول صادق آتا ہو شعر
زن بیوہ مکن اگرچہ حور است + رہ راست برو اگرچہ دور است + سُنا ہی کہ اس طرف ایک دیوانہ رہتا ہی وہ لوٹ کر مار ڈالتا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا خدائے ما بزرگ است وہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی مجھے کیا کسی کا ڈر اور خوف ہی جب پروردگار میرا نگہبان ہی یہ کہکر امیر کشورگیر بسم اللہ کہکر اُسی چالیس روز کے راستے پر نصر من اللہ وفتح قریب ٥ کہتے ہوے چلے جاتے جاتے جب نصف راستہ طے کر چکے دیکھا کہ ایک کھیت فالیز کا ہی چونکہ امیر باتوقیر عرصے کے بھوکھے پیاسے تھے ایک پھل اُس فالیز مین سے توڑا چاہتے ہین کہ کہا دیکھا اُس صحرا مین سامنے سے ایک دیوانہ پیدا ہوا اور یہ کہتا ہوا آتا ہی ای ناشدنی اجل رسیدہ کیون تیری موت تجکو ادھر لائی ہی تو نے میری اولاد کو مار ڈالا امیر باتوقیر اُسکا کلام سُنکر حیران ہوے اور دل مین کہا کہ وہ جو دیوانہ سُنا تھا شاید یہ وہی ہی یہ سوچ کر اُسکو دیکھکر ہنسنے لگے وہ آگ ببولا ہوکر جھپٹا اور قریب آکے ایک چوبدست امیر باتوقیر پر ماری امیر نے چوبدست کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے اُسکے نکل گئی امیر نے چھین کے پھینکدی دیوانہ امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو دن برابر زور کشتی مین امیر باتوقیر سے اُس دیوانے نے کیا تیسرے دن امیر کشورگیر نے لنگر اُس دیوانے کا توڑا اور رکر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر دیوانے کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر چاہا زمین پر مارین کہ دیوانہ بصد ہوشیاری چلایا ای آغا سرخ کندہ زن امان امان حمزہ صاحبقران نے فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے قبول کیا امیر باتوقیر نے اُسکو چھوڑ دیا اور کلمۂ توحید تلقین کیا وہ دیوانہ از سر صدق مسلمان ہوا اور دین اسلام اختیار کیا امیر باتوقیر نے کہا کہ میرے ہمراہ چل یہ سُنکر دیوانہ گھبرایا کہا ای آغا سرخ کندہ زن اب میرے ساتھ میرے گھر پر چلیے مین اپنے ماں باپ سے پوچھ کر چلونگا وہ دیوانہ امیر کو ساتھ لے کر گھر مین آیا اور اپنے ماں باپ سے ساری کیفیت بیان کرکے کہا کہ مین آغا سرخ کندہ زن کے ساتھ جاتا ہون اُسکے والدین نے منع کیا اور کہا انکے ساتھ نہ جانا اُس دیوانے نے ایک چوبدست ماری کہ دونون مرگئے پھر اپنی زوجہ کے پاس گیا اور سب حال بیان کرکے کہا کہ مین آغا سرخ کندہ زن کے ہمراہ جاتا ہون اُسکے یہان لڑکا پیدا ہوا تھا اُسنے شوہر دیوانے کی گود مین لاکر لڑکے کو ڈال دیا اور کہا کہ تمھین اختیار ہی دیوانہ خوشی خوشی اُس لڑکے کو لیے ہوے امیر باتوقیر کے پاس آیا اور لڑکے کو امیر کے آگے رکھدیا اور کہا کہ میری زوجہ کے یہان آج یہ لڑکا پیدا ہوا ہی آپ اسکا نام کچھ رکھدیجیے امیر نے فرمایا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھکو قندرس دیوانہ کہتے ہین امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مین نے تیرے لڑکے کا نام صبا بن قندرس رکھا یہ سُنکر قندرس دیوانہ نے لڑکے کو اپنی زوجہ کے پاس پہونچا دیا اور ساتھ امیر کے روانہ ہوا صاحبقران عالیشان اور قندرس دیوانہ منزلین طے کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ ایک جنگل مین دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی امیر باتوقیر نے قندرس دیوانہ سے کہا کہ جاکر دریافت کر کہ یہ لشکر کسکا ہی قندرس دیوانہ قریب لشکر آیا اور ایک سے

سبت پشیمان ہوا اور رونے لگا امیر باتوقیر نے کہا کچھ حال تو بیان کر سوداگر نے کہا وہ سامنے قزاقونکا مقام مثل قلعہ
کے ہی اور نام اُس قزاق کا شبرنگ حرامی ہی اُسنے مجھے لوٹ لیا اور مع ساتھ والون کے مجکو درخت سے باندھ دیا۔
امیر یہ سُنکر فوراً اُسطرف کو روانہ ہوے وہ امیر باتوقیر کو دیکھکر مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ سے نکلا اور آگے بڑھکر آیا اور
للکار کر کہا ای ناشدنی اجل رسیدہ اسی مین تیرے لیے بہتری ہی کہ ہتھیار اور لباس اپنے جسم کا دیدے نہین تو تو
مارا جائیگا امیر باتوقیر نے کہا آ میرا تیرا مقابلہ ہوجائے اگر تو مجکو زیر کرلے تو ہتھیار اور پوشاک لے لے غرضکہ امیر
سے اور شبرنگ حرامی سے مقابلہ ہوا شبرنگ نے بڑھ کر تلوار ماری امیر نے تلوار اُسکی چھین لی شبرنگ
امیر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو پہر کامل زور ہوا امیر باتوقیر نے ایک مقام پر ریل کر لنگر اُس کا توڑا اور
بند دست مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے چاہا کہ زمین پر مارین شبرنگ چلایا امان امان امیر نے
فرمایا بشرط ایمان شبرنگ نے قبول کیا امیر نے چھوڑ دیا شبرنگ کلمۂ توحید پڑھ کر مسلمان ہوا از سر صدق ایمان
لایا دین اسلام قبول کیا امیر نے کہا ای شبرنگ اس سوداگر کو رہا کر اور مال و اسباب اسکا دے دے شبرنگ
نے اس سوداگر کو بموجب حکم امیر باتوقیر کھول کر رہا کیا اور سب مال و اسباب اُسکا دیدیا وہ سوداگر مع اپنے
ہمراہیون کے امیر کو دعائین دیتا ہوا ایک سمت کو چلا گیا ناظرین پر واضح ہو کہ ایک راوی یہ لکھتا ہی کہ وہ بڈھا
جو راہ بتانے کو امیر کے ہمراہ آیا تھا وہ پھر کر اپنے مقام پر نہین گیا امیر کے ساتھ چلا آیا تھا جب امیر نے شبرنگ
کو زیر کیا اور شبرنگ مسلمان ہوا امیر نے سوداگر کو کھلوا کر رہا کیا اور مال و اسباب سب اُسکا امیر باتوقیر نے شبرنگ
سے دلوا دیا اس اسباب کے ساتھ ایک صندوقچہ بھی آیا اس صندوقچے پر دوڑ کے وہ بڈھا فقیر گر پڑا اور کہا
ای امیر یہ صندوقچہ میرا ہی اور مین بھی سوداگر ہون نام میرا منصور بازرگان ہی مین صحرا مین لٹ کر فقیر ہو کے
بیٹھ رہا تھا امیر نے وہ صندوقچہ منصور بازرگان کو دلوا دیا اُسنے وہ صندوقچہ کھولا اور اُسمین سے ایک تصویر
اِسنے نکالی یکایک امیر کی نگاہ اُس تصویر بے نظیر پر پڑی فوراً دل سے آہ منہہ سے واہ کی اور کلیجا پکڑ کر بیٹھ گئے
ہزار جان سے عاشق ہوے تیر عشق سینے کے پار ہوا دل تڑپ کر پہلو مین دلدار کے لیے بیقرار ہوا بعد
دم بھر کے پوچھا ای بھائی یہ تصویر کسکی ہی اُسنے کہا ای امیر یہ تصویر دلپذیر ملکہ رابعۂ اطلس پوش کی ہی اور
یہ بیٹی ہی قدوس رومی کی جو دربند کامیاب کا حاکم ہی امیر باتوقیر نے کہا تو اس تصویر کو بیچتا ہی اُسنے کہا کہ
مجکو سات جہاز راگی کے بدلے مین یہ تصویر ملی ہی امیر باتوقیر نے کہا کہ ایک جہاز تو مجھسے نفع کا لے لے اور
یہ تصویر بے نظیر مجکو دیدے وہ سوداگر راضی ہوا امیر نے ایک رقعہ مہری عمرو بن حمزہ کو لکھا کہ قرۃ العین
و نور الابصار و ای راحت جان و دل بیقرار فرزند ارجمند عمرو بن حمزۂ نامدار طال اللہ عمرہ بعد دعاے
مزید حیات و ترقی درجات کے تمکو معلوم ہو کہ مین بخیر و عافیت ہون کچھ فکر و تردد نہ کرنا مین نے ایک تصویر
بے نظیر اس سوداگر منصور بازرگان سے آٹھ جہاز راگی کی قیمت پر مول لی ہی یہ سوداگر میرا رقعہ مہری
لاتا ہی تم فوراً اسکو آٹھ جہاز کی قیمت دیدینا کچھ حیلہ و حوالہ نہ کرنا اور اب مین دربند کامیاب کو روانہ ہوتا ہون
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے یہ رقعہ لکھ کر مہر اپنی اُس رقعے پر ثبت کی اور ملفوف کر کے اُس
سوداگر کو دیا اور کہا کہ لشکر ظفر اثر ہمارا حلب مین ہی اور ایک بیٹا میرا کہ نام اُس کا عمرو بن حمزہ ہی
وہ حاکم لشکر ظفر پیکر کا ہی تو جا کے یہ رقعہ مہری میرا اُسکو دے دینا وہ تجکو اُسی وقت آٹھ جہازون کا
روپیہ دے دیگا یہ سوداگر وہ رقعہ مہری امیر باتوقیر کا لے کر جانب حلب روانہ ہوا اور امیر باتوقیر

زبان قلم محبت رقم سے صفحۂ دل عشاقان پر یون لکھتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بصد عز و شان
طلایہ پھر رہے تھے ایام شب ماہ تھے اور چاندنی شفاف سبزۂ بیگانہ پر چھٹکی ہوئی بھلی لگتی تھی اور سلطان مغربی مثل
سایہ کے ساتھ ساتھ تھے دیکھا کہ ایک ہرن نہایت خوشرو پری پیکر سبزۂ شاداب کو چرا کرتا ہوا صحرا مین پھر رہا ہے
امیر نے اُس ہرن کو دیکھ کر سلطان مغربی سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو مین اس غزال رمیدہ کو شکار کرتا ہون یہ کہکر اُسکے
پیچھے گھوڑا اڑالا اور ہرن جو کڑیان بھرتا ہوا بھاگا گھوڑا بھی طرارے بھرتا ہوا تعاقب مین دوڑا تین دن کامل وہ ہرن
صحرا لق و دق مین بھاگا گیا اور امیر باتوقیر نے بھی تعاقب نہ چھوڑا آرزو نے شکار مین گھوڑا اڑاے ہوے
چلے گئے چوتھے روز وہ غزال رمیدہ مثل طائر پریدہ ایک صحرا مین پہونچکر غائب ہو گیا امیر کو نہایت تاسف ہوا
کہ تین دن بے آب و دانہ جستجو سے شکار مین دوڑا اور پھر شکار ہاتھ نہ آیا اب امیر کا بھوکھ اور پیاس کے صدمے
سے عجب حال ہے غش پر غش ضعف و نقاہت سے چلے آتے ہین چہار طرف اُس صحرا مین ہرن کو تلاش کیا کوسون
کہین ہرن کا پتا نہین معلوم ہوتا کہ چلتے چلتے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک سوداگر اُترا ہوا ہے امیر باتوقیر
گھوڑا اُڑاتے ہوے اُس سوداگر کے قریب گئے اور کہا مین بہت تشنہ و گرسنہ ہون چو تھا روز ہے کہ
مین نے نہ کچھ کھایا نہ پیا ہے وہ سوداگر یہ سن کے ہاتھ امیر کا پکڑ کے اپنے خیمہ مین لایا اور اُسی وقت دسترخوان
منگوا کر بچھوایا اور امیر باتوقیر کو کھانا کھلوایا اور آب سرد پلوایا امیر کھانا کھا کر اور پانی پی کر شکر خدا بجالائے
سوداگر نے کہا تو کون ہے امیر نے کہا مین بھی سوداگر ہون قزاقون نے مجھے لوٹ لیا لوگ میرے ساتھ کے
مارے گئے مین بھوکھا پیاسا اس طرف نکل آیا سوداگر نے کہا اچھا تو رہ تیرے واسطے دونون وقت کھانا عمدہ آیا کریگا
امیر وہان رہے دن بھر استراحت کی سہ پہر کو براے تفریح سیر کرتے ہوے ایک طرف چلے ایک مقام پہ دیکھا کہ
ایک بڈھا ہرن کے کباب لگا رہا ہے امیر کو خوشبو کبابون کی اچھی معلوم ہوئی دل نے رغبت کی امیر اُسکے پاس آکر
کھڑے ہوے اُس بڈھے نے امیر سے صلاح کہا کہ آپ بھی نوش فرمائیے امیر آستین چڑھا کر بیٹھ گئے اور
بسم اللہ کہکر کھانے لگے وہ کباب ایسے ذائقے کے تھے کہ امیر باتوقیر کو اچھے معلوم ہوے سب کباب کھا گئے
اُس بڈھے نے کہا اے شخص تو سب کباب کھا گیا اب مین کیا کھاؤنگا مجھسے بھوکھا نہ رہا جائیگا امیر باتوقیر نے
کہا تو میرے ساتھ چل اس سوداگر کے یہان سے میرا کھانا آئیگا تو وہ کھا لینا وہ بڈھا امیر کے ساتھ آیا امیر نے
اپنا کھانا اُس بڈھے کو دیدیا اور آپ بستر خواب پر آئے اُدھر رات کو لوگون نے سوداگر سے کہا معلوم ہوتا ہے
یہ شخص قزاق ہے کہ اپنے ساتھ والون کو مقام بتا دیا ہے دو پہر رات گئے وہ لوگ آکر لوٹ لینگے سوداگر ان لوگون
کے بہکانے سے امیر کو اُسی صحرا مین تنہا سوتا چھوڑ کر مع قافلے والون کے کوچ کر گیا صبح کو جو امیر بیدار ہوے
دیکھا مین تنہا اس سنسان بیابان مین پڑا ہون نہ سوداگر ہے نہ اُسکا قافلہ ہے صحرا مین سناٹا ہر طرف ہے امیر نے دعا
کی کہ خداوندا اس سوداگر نے مجکو اس صحرا مین تنہا چھوڑ دیا ہے اب کسطرف جاؤن اسکو اس دغا کی سزا دیجیو امیر
اُٹھکر اُس فقیر کے پاس آئے اور سارا حال اُس سوداگر کا بیان کیا اور کہا کہ مین تو راہ سے نابلد ہون کس طرف
جاؤن اور کیا کرون اُس بڈھے نے کہا چلیے مین آپ کو راہ پر لگا دونگا الغرض امیر اُس فقیر کے ساتھ چلے
تھوڑی دور اُسنے ہمراہ لا کر راستے سے لگا دیا امیر باتوقیر پانچ چھ کوس چلے تھے دیکھا ایک جنگل مین وہی سوداگر مع
ہمراہیان و قافلے والون کے درخت سے بندھا ہوا ہے امیر باتوقیر اُسکے پاس آئے اور کہا کہ کیا تجھکو ہوا کسنے تجھے
لوٹا ہے اور تجھکو درخت سے باندھ دیا ہے یہ تجھکو اُسکی سزا ملی جو تو مجھکو بیٹھا تنہا جنگل مین رات کو چھوڑ کر چلا آیا وہ سوداگر

دس ہزار فوج جرار اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ملکہ مہر نگار کے چلے یہ سب مسافر آوارۂ دشت غربت چند روز منزلین طی کرتے ہوئے ایک دوراہے پر پہونچے وہان دریافت کیا کہ یہ دونون راہین کدھر کدھر گئی ہین لوگون نے کہا کہ ایک راہ ملک مدائن کو گئی ہی اور ایک راستہ یہانسے ہندوستان کو گیا ہی ملکہ مہر نگار نے راہ مدائن کی چھوڑ دی اور یہ خیال کیا کہ ایسا نہو باپ میرا مجکو گرفتار کر کے ثرومین کامرانی کے حوالے کر دے یہ سوچ کر ہندوستان کی راہ لی دو تین منزلین طی کی تھین کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دریافت کیا کہ اس قلعہ کا کون مالک ہی تو معلوم ہوا کہ یہ قلعہ گرگین و میعاد کا ہی انکو جو خبر ہوئی کہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ادھر سے جاتی ہی وہ اسی وقت بیا لیس ہزار فوج سے آ کے اور محاصرہ کر لیا ملکہ نے کہا کہ دریافت کرو ہمکو کسواسطے گھیرا ہی لوگون نے جا کر گرگین سے پوچھا اسنے کہا کہ ملکہ کہان جاتی ہین ہمارے قلعہ مین آ کر اترین ہم آگے نہ جانے دینگے مقبل وفادار یہ کلمۂ بیہودہ سنکر غضبناک ہوے اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا او نابکار و کیا کلمۂ واہیات اپنی زبان سے نکالتے ہو تم نہین جانتے ہو کہ یہ کون شاہزادی ہی یہ دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار ناموس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر ابو المعالی حمزۂ صاحبقران ہی غرضکہ ایسی کچھ تکرار ہوئی کہ فساد عظیم برپا ہوا تلوار چلنے لگی کچھ لوگ مقبل کی فوج کے مارے گئے اور مقبل وفادار بھی زخمی ہوے ملکہ نے فتنہ سے کہا کہ تو غم زدگی (؟) زرد چہرہ ہی اور صحبت یافتۂ عیار طرار ہی اس مقام پر کچھ عیاری کر کہ ہم سب کی جان بچے فتنہ آگے بڑھی اور گرگین و میعاد سے امان چاہی اور مقبل وفادار وغیرہ کو جو زخمی تھے اٹھوا لیا اور گرگین وغیرہ کے پاس گئی اور کہا کہ ملکہ مہر نگار پوچھتی ہین کہ تم دونون مین ہمارا عاشق زار کون ہی گرگین نے کہا مین ملکہ کا عاشق ہون میعاد پکارا وہ مین پیشتر سے ملکہ پر شیفتہ و فریفتہ ہون فتنہ نے کہا یہ کیا ہوگا تم کہو مین عاشق ہون وہ کہین مین شیدا ہون ایک انار و صد بیمار کس کس کو شفا ہوگی ملکہ نے وہان سے پوچھا ای فتنہ کیا ہی فتنہ نے وہین سے پکار کے یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہی ؛ دو عملے مین ہمارا آشیان ہی ؛ ملکہ نے کہا اسکا فیصلہ کر لینا چاہیے فتنہ نے کہا ملکہ کہتی ہین پہلے تم دونون آپسمین فیصلہ کر لو تو مجھسے غرض رکھو ورنہ مین کسی کی بات کو نہ منظور کرونگی گرگین نے یہ سنکر کہا کہ مین ملکہ کو لونگا میعاد پکارا مین دختر نوشیروان پر قبضہ کرونگا غرض دونون مین تکرار بڑھی تلوار چلنے لگی دونون نے زخم کاری کھائے مگر میعاد گرگین کے ہاتھ سے مارا گیا اور گرگین فتنہ کے ساتھ شاہزادی کے پاس آیا ملکہ مہر نگار رنجیدہ ہوئی اور کہا ای فتنہ اب کیا ہوگا فتنہ نے کہا صدقے جاؤن دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی مین عیار طرار کی جورو ہون تو سہی جو اسکو بھی نہ مار ڈالا ہو تو آپ صورت تماشا دیکھیے مقبل وفادار بھی حیران ہی کہ فتنہ نے بڑا غضب کیا ملکہ کو گرگین کے قبضے مین کر دیا الغرض گرگین ملکہ کو اور تمام ہمراہیان ملکہ کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوا اور دو پہر رات گئے گرگین دولہا بن کر سہرا سر سے باندھ کر ملکہ کے پاس آیا فتنہ نے گرگین کو ملکہ سے دور بٹھایا اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین پہلے جام شراب بیہوشی آمیز کر کے فتنہ نے گرگین اور اسکے ہمراہیون کو دیا وہ سب کے سب بیہوش ہو گئے پیتے ہی شراب کے ذائقہ موت کا زبان پر آگیا فتنہ نے نیمچہ کھینچا اور مقبل نے کہا اب کیا دیکھتے ہو ان سب نابکارون کے سر کاٹ لو فوراً سب کے سر کاٹ کر لاشین قلعے کے باہر پھنکوا دین یہ خبر مرزبان سیستانی کو ہوئی کہ وہ گرگین و میعاد کا باپ تھا اسی وقت روتا ہوا نوشیروان کی طرف چلا

دو کلمے داستان عشق بیان امیر ابو المعالی حمزۂ صاحبقران کا عاشق ہونا رابعہ اطلس پوش پر

عاشقان صورت زیبا پری پیکر و خوش جمال و شیفتگان تصویر بے نظیر ماہ لقا و حور مثال اس داستان عشق نشان کو

پاس سے اُٹھکر باہر محل کے چلے آئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بُلایا اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای
خواجہ اس دختر آتش پرست کو ہمارے یہان سے ابھی نکال دو عمرو نے بہت سا عذر کیا اور بعجز کہا ای امیر ملکہ نے
عمداً یہ کلمہ نہین کہا ہی بلکہ سہواً مُنھہ سے نکل گیا ہوگا اب عفو کیجیے امیر باتوقیر کو اور زیادہ غصہ آگیا اور کہا ای عمرو اگر
تو اس دختر آتش پرست کو اسوقت محل سے نہ نکالیگا تو ابھی مارے کوڑ دن کے اُسکی اور تیری دونون کی کھال گرا دونگا
بہتر یہ ہی کہ جاؤ محل مین اور ابھی اُس کمبخت کو نکال دو ذرا پاس ولحاظ نہ کرو مجبور و ناچار عمرو محل مین آیا اور کہا ای ملکہ
تمنے غضب کیا اتنا سا کلمہ ازراہ نادانی کہکر امیر باتوقیر کو برخاستہ کر دیا یہ عرب طوطا چشم ہوتے ہین جب بگڑتے
ہین تو کسی کی نہین سنتے ہین مجھکو حکم دیا ہی کہ اسی وقت ملکہ کو نکال دو ورنہ پھر مین تم دونون کے ساتھہ بے ترکیبی کرونگا
ای ملکہ اب سواے نکل جانے کے تمکو کوئی چارہ نہین اور مجھکو بھی کچھہ بن نہین پڑتا ایسا نہو کہ تمھارے ساتھہ مین بھی براندۂ
درگاہ امیر باتوقیر ہون پھر میری اور تمھاری دونون کی آبرو مین خلل آجائیگا ملکہ مہر نگار بصد حال زار یہ کلام
مصیبت النیام خواجہ عمرو سے سُنکر آنکھون مین آنسو بھر لائین اور کہا ای بھائی عمرو بہتر ہی جو کچھہ تقدیر کا لکھا مین تو
سمجھی تھی کہ اب طالع خفتہ بیدار ہوا مگر ابھی مقدر میرا برگشتہ ہی دیکھیے فلک پیر کیا دکھاتا ہی یہ کہکر ملکہ مہر نگار اُٹھہ کھڑی
ہوئین اُسی وقت بارہ سو کنیزین انیسین جلیسین مع فتنہ وزیرزادی کے ہمراہ ملکہ مہر نگار چلنے کو تیار ہوئین
عمرو نے فتنہ سے کہا کہ تم کیون جاتی ہو تمھارا تو عقد میرے ساتھہ ہوا ہی اب تمکو ملکہ سے کیا کام ہی اور نہ مین تمھین
نکالتا ہون فتنہ نے ناک پر اُنگلی رکھکر کہا لو خوب مین اور ملکہ مہر نگار کو زندگی مین چھوڑ دون مجھسے تو یہ نہوگا جہان میری
شاہزادی ہونگی وہان پر مین بھی ضرور رہونگی جب یہان ملکہ مہر نگار نہونگی تو مین کیا تجھہ ایسے موئے سوختے کالے
دھیمڑے کے منھہ کو آگ لگاؤنگی فقط مین نے اپنی ملکہ کی خاطر سے تیرے ساتھہ عقد کیا تھا ورنہ مجھکو تیری کیا پروا تھی مین
ایسون سے جوتی پر لوٹا بھی نہین رکھواتی عمرو نے نیلے پیلے دیدے نکالکر کہا کہ بسم اللہ بسم اللہ جوتی سنبھالیے
آشیانہ خالی کیجیے تمسے بہتر جو روش پری پیکر گلرخسار ستارہ سو آکر اس جال مین پھنسینگی شعر تمکو معشوق بہتہ ہمکو طرحدار
بہت ✚ دم سلامت رہے بندے کے خریدار بہت ✚ پھر ملکہ مہر نگار نے مقبل وفادار کو بلایا اور اشک حسرت گالے
رخسار پر بہاکر کہا ای بھائی مقبل تمسے جو سکتا ہی کہ تم اسوقت بیکسی و مجبوری مین ہمارا ساتھہ دو مقبل وفادار ملکہ
یہ کلمے حسرت آمیز سُنکر رونے لگے دلمین رحم آگیا اور کہا خداوند کریم کسی پر بُرا وقت نہ ڈالے ای ملکہ مین جان ودل
سے حاضر ہون بسم اللہ چلیے آپ میری مالک و مختار مثل امیر باتوقیر کے ہین غرضکہ ملکہ مہر نگار ایک ایک سے گلے
ملتی تھی اور رخصت ہوکر روتی تھی جسوقت ملکہ مع کنیزان خاص وغیرہ کے سوار ہوئی خواجہ عمرو کو بُلایا اور زار زار
بادل بیقرار رو رو کر رخصت ہوئی اور کہا اگر خدا کو منظور ہی تو کبھی پھر بھی ملاقات کسی جگہہ پر ہوگی ای بھائی خواجہ عمرو
شعر جیتے ہین تو پھر بھی ملجائینگے ✚ نہین تو کیے کی سزا پائینگے ✚ افسوس صد افسوس مقدر نے کیا کیا چندے بھی
محبوب کے وصل سے دلشاد نہ رہا گردون نے پھر برباد کیا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ✚ روے گل
سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد ✚ پھر آسمان کی طرف سر اُٹھاکر کہا ای فلک کجرفتار وای چرخ بیدار تجھکو عاشق و معشوق
کا وصل دو دن بھی گوارہ نہ ہوا کہ دفعتاً اسطرح کی جدائی ڈالی اشعار تنگ آیا ہون مین اب ہاتھون سے بدکردار کے ✚
ظلم اُٹھہ سکتے نہین ہین چرخ کجرفتار کے ✚ شادمانی ایک دم کی ہی فلک کو ناگوار ✚ دفعتاً پہلو نکل آتے ہین کیا آزار کے ✚
ای فلک بہتر ہی شاہی سے فقیری رحم کر ✚ کیون ستاتا ہی گدا کو کوچۂ دلدار کے ✚ المختصر ملکہ مہر نگار نے مضطر و بیقرار
زار و زار روتی ہوئی سوار ہوکر مع خواصان خاص وغیرہ کے ایک طرف کو صحراے پر آشوب کا راستہ لیا اور مقبل

قلعے سے نکل کر دوڑے اور نقابدار کو سینے سے لگا لیا اور کہا ای نقابدار سچ بتا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا ای امیر نقاب اُٹھا کر دیکھ لیجیے یہ سُن کے امیر باتوقیر نے نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹا دی دیکھا کہ ہمصورت حمزۂ صاحبقران عالیشان صاحبزادۂ بلند اقبال ہی پوچھا تو دریافت ہوا کہ یہ نوجوان اقبال نشان عمرو بن حمزۂ صاحبقران ہی اور یہ بطن سے ملکہ گلشن آرا بانو کے ہی امیر بہت خوش ہوے اور گلے سے لگایا خوب پیار کیا اور شکر کیا کہ پروردگار نے فرزند ارجمند ایسا ہمزور و ہمطاقت و ہم قوت و ہمصورت ہمسیرت عنایت کیا امیر باتوقیر کو قوت دلی ہوئی فرزند کے ملتے ہی اور دل بڑھ گیا پھر امیر باتوقیر اور شہزادۂ عمرو بن حمزہ مع لشکر کے شمشیر زنی کرتے ہوے اور لشکر نوشیروان کو مارتے ہوے دمشق مین پہونچے نوشیروان صحرا کی طرف بھاگا امیر باتوقیر نے دمشق پر پھر قبضہ کر لیا اور تمام دمشقیون کو مسلمان کیا اور بارگاہ مین آکر جلوہ افروز ہوے دیکھا امیر نے کہ ایک خواجہ سرا لڑکے کی اُنگلی پکڑے ہوے امیر باتوقیر کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ ہومان اسکا نام ہی اور ہام دمشقی کا یہ بیٹا ہی امیر اُس لڑکے پر بہ سبب رحم ہوے اور ملک اُسکے باپ اور چچا کا اُس لڑکے کو دیا اور وزیرون سے اُس کے کہا کہ اس لڑکے کو اچھی طرح پرورش کرنا عمرو نے امیر باتوقیر سے کہا کہ اس لڑکے سے خوف معلوم ہوتا ہی کہ اسکے ہاتھ سے آزار پہونچین گے مناسب یہ ہی کہ اسکو بھی قتل کر ڈالیے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خلاف شرع مین نکرونگا کس واسطے کہ یہ لڑکا بچہ اور یتیم ہی یہ ضرور واجب الرحم ہی مین رضامندی پروردگار کا جویان ہون ملک و مال کا مین فقط خواہان نہین ہون ٭

دو کلمے داستان حیرت بیان پہونچنا امیر باتوقیر کا مع عمرو بن حمزۂ یونانی کے قلعۂ حلب مین اور خفا ہو کر نکال دینا ملکہ مہر نگار کو امیر کا اور تباہ و برباد پھرنا ملکہ مہر نگار کا ایام حمل مین امیر باتوقیر کے پاس سے نکل کے

دست برداران محبوب خوش اسلوب مضامین دلکش و دلداری و آوارہ شدہ گان کوچۂ عبارت داستان دلستان صعوبت بیان بزبان طراری و فراری اس تقریر دلپذیر کو یون قلم برداشتہ تحریر کرتے ہین کہ جسوقت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہر دمشق سے کوچ کر کے مع لشکر و عمرو بن حمزۂ نامدار و ملکہ مہر نگار عالیوقار قلعۂ حلیبہ مین پہونچے اور بعد عیش و سرور قیام کیا اور دربارداری ہونے لگی جب ملکہ مہر نگار کو معلوم ہوا کہ نقابدار نارنجی پوش فرزند امیر باتوقیر کا ہی اور نام اُسکا عمرو بن حمزۂ یونانی ہی اسکو بھی نقابدار کی بہادری و جراری و حُسن و جمال جہان آرا سنکر نہایت اشتیاق دیکھنے کا ہوا امیر باتوقیر سے کہلا بھیجا کہ یا امیر مین آپ کے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہون امیدوار ہون کہ ایک لمحہ بھر کے واسطے یہان بھیج دیجیے صاحبقران زمان بعد عز و شان بعد برخاست کرنے دربار کے اپنے قوت بازو فرزند جگر عمرو بن حمزہ کو ساتھ لے کر داخل محل ہوے شاہزادۂ والا تبار عمرو بن حمزۂ نامدار نے دیکھتے ہی ملکہ مہر نگار کو بادب سلام کیا اور نذر پیش کی ملکہ مہر نگار نے عمرو بن حمزہ کا سر سینے سے لگایا اور خلعت فاخرہ مرحمت کیا بہادری و دلاوری کی بہت تعریف کی عمرو بن حمزہ تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت ہوے اور لشکر مین آئے بعد جانے عمرو بن حمزہ کے ملکہ مہر نگار نے کہا کہ جس زمانے مین ہماری شادی اولا دین مرزبان خراسانی سے ٹھہری تھی اور آپ سے عشق ہوا تھا اگر اُس ایام مین میرے یہان لڑکا پیدا ہوتا تو اتنا ہی بڑا ہوتا یہ کلام انجام ملکہ مہر نگار کا سنکر امیر باتوقیر کو غصہ آگیا چہرہ سُرخ ہوا غیظ سے تھر تھر کانپنے لگے اور ملکہ مہر نگار کے

آواز دی کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ نوشیروان مع سرداروں اور فوج کثیر کے شبخون آکر گرا ہی ادھر عمرو نے امیر کو بیدار کیا اور یہ کہا کہ نوشیروان مع فوج کثیر شبخون گرا ہی لشکر مین تلوار چل رہی ہی امیر گھبرا کر اُٹھے اور تیغ عقرب سلیمانی سے کر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے ادھر ہومان لڑتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی کے آپہونچا تھا امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا امیر نے اشقر کو روکا ناگاہ اشقر کا پاؤن طناب مین خیمہ کی اُلجھا امیر کشور گیر اشقر کے سنبھالنے مین مصروف ہوے نگاہ امیر باتوقیر کی دشمن کی طرف سے پھر گئی ہومان برابر امیر کے آچکا تھا فوراً اژدہا پشت نہنگ دو ہزار من کا مارا امیر باتوقیر کے سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا امیر باتوقیر نے دستانہ مارا اژدہا جھٹک کر نکل گیا چادر خون کی امیر کے چہرے پر آپڑی زخم سر مین ہوا لگی امیر بیہوش ہو گئے عمرو امیر کو لے کر بھاگا ہومان و نوشیروان وغیرہ نے تعاقب کیا سامنے ایک پہاڑ نظر پڑا عمرو امیر کو لے کر اس پہاڑ پر چڑھ گیا ہومان بھی پیچھے پیچھے مع لشکر کفار کے پہونچا مقبل وفادار و سرداران عالیمقدار نے مقابلہ کیا وہ سب سب زخمی ہوے اور عمرو کے ساتھ ہی پہاڑ پر چڑھ گئے ہومان مارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ یکایک سامنے سے گرد اُڑی چار نقابدار پیدا ہوے ایک نقابدار نے بڑھ کر عمرو سے کہا کہ آج شب کو اسوقت حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام نے ہمکو مسلمان کیا اور نام ہمارا جبار حلبی ہی اور حضرت نے بتاکید ہمسے فرمایا تھا کہ امیر و عمرو وغیرہ ہومان و نوشیروان سے شکست کھا کر زخمی ہوے ہین اور اسی پہاڑ پر بھاگ کر آئے ہین جلد جاؤ اور اپنے قلعے مین ان سب کو لے آؤ خواجہ عمرو نے نقابدار سے پوچھا کہ تمہارا قلعہ کہان ہی جبار حلبی نے کہا اسی کوہ پر دہنۂ نقب ہی کہ راہ اُسکی میرے قلعے مین گئی ہی عمرو سب کو مع امیر باتوقیر لے کر جبار حلبی کے ساتھ اُسی دہنۂ نقب سے قلعے مین آئے ادھر ژوبین کامرانی بھی تعاقب کنان کوہ پر آیا دیکھا کہ دہنۂ نقب مین لشکر امیر باتوقیر اُتر گیا یہ بھی لشکر لیکر اُسی دہنۂ نقب مین آیا اُس نقب مین تھوڑی دور پر دوراہا تھا ایک راستہ صحرا مین نکلا تھا اور ایک راہ قلعے کو گئی تھی چونکہ تاریکی تھی ژوبین کامرانی صحرا کی راہ پر آگیا اور لشکر امیر بھی آگے آگے اُسی راستے پر گیا مگر امیر و عمرو اور چند آدمی جبار حلبی کے ہمراہ وہ دوسری راہ سے قلعے مین داخل ہوے ژوبین کامرانی مع لشکر جب صحرا مین آکر نکلا آیندہ و روندہ سے پوچھا کہ ادھر کچھ فوج گئی ہی کسی نے کہا کہ ایک لشکر حلب کو گیا ہی یہ بھی بہ تعجیل تمام حلب مین آیا معلوم ہوا کہ امیر و عمرو مع لشکر قلعے مین داخل ہو گئے جب ہومان برابر قلعے کے پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی ہومان نے بند و بست کر کے دھاوا کرنے کا ارادہ کیا اب قلعے پر لڑائی شروع ہو گئی یہان جبار حلبی نے آتے ہی امیر وغیرہ کا علاج کیا زخمون مین ٹانکے دلوائے امیر کو ہوش آیا دیکھا مین قلعے مین ہون پوچھا یہ کیا سامان ہی عمرو نے کہا یہ قلعۂ حلب ہی اور ہومان دھاوا کرنے کا ہی امیر نے کہا مجھکو دروازہ فیلبند پر لیچلو عمرو امیر کو دروازۂ فیلبند پر لایا امیر وہان بیٹھ گئے ادھر ہومان مع فوج کے برابر خندق کے آچکا تھا دیکھا کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور دہن سے تلوار کھینچکر لشکر کفار پر آپڑا اور وہ غضب کی شمشیر زنی کی کہ ترک فلک نے کانون پر ہاتھ رکھ لیے ہزارون کو کاٹ کر ڈالدیا اور وہ نقابدار تلوارین مارتا ہوا برابر ہومان کے پہونچا اُسنے اژدہا پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دے کر چھین لیا پھر بند دست پکڑ کے ہومان کو اُٹھا لیا ہامم نے بڑھ کر تلوار ماری نقابدار نے اُس کی بھی تلوار چھین لی اور بائین ہاتھ سے اُسکو بھی اُٹھا لیا اور دونون کو بچالے سپر لے کر سامنے کفار کے ڈھونڈنے لگے چالیس قدم بڑھ کر دونون کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اُنکے جسم نجس دونون کافرون کے چورا چورا ہو گئے سب کفار بھاگے کشتون کے پشتے لگ گئے خون کا دریا بہنے لگا امیر

امیر نے اُس کمان کو ایک چٹکی کے اشارے مین شکست کیا اور مقبل کو ٹکڑے اُس کمان کے دے کر
رخصت کیا مقبل حلبی بصدق دل مسلمان ہوا اور وہان سے ٹکڑے کمان کے لے کر چلا بعد اُسکے جانے کے
امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران نے کمان طوسی مقبل وفادار کو دی اور فرمایا ای مقبل یہ کمان ہومان کے
پاس لے جاؤ اور کہنا کہ امیر زور کرے مقبل وفادار امیر سے رخصت ہوے اور کمان لے کر چلے
اتنے عرصے مین بہرام گرد بن خاقان چین اور معروف شاہ مازندرانی نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ہم کو بہت
عرصے سے اپنے ملک کو نہین گئے ہین اگر اجازت ہو تو جا کر ہو آئین امیر باتوقیر نے کہا بہتر ہی اور دونون کو فوراً
رخصت کیا یہان مقبل وفادار کمان لے کر ہومان دمشقی کے پاس پہونچے ہومان نے اپنی بارگاہ مین طلب
کیا اور دنگل پر بٹھایا مقبل نے ہومان کو کمان امیر باتوقیر کی دی ہومان نے اُسی وقت جلسۂ عام مین کمان
طوسی پر بخوبی زور کیا مگر کمان مطلق نہ جھکی چڑھنا کیسا اُسکے بعد اور سب سردارون نے موافق اپنی اپنی قوت کے
زور بہت کچھ کیا مگر کسی طرح کمان نہ چڑھی مقبل وفادار نے کہا لاؤ کمان مجھے دیدو اسی قوت و زور پر امیر باتوقیر
سے مقابلے کا دعوی کرتے تھے اور رکھتے ہو کہ ہم صاحبقران سے سامنا کرینگے یہ کلام سُنکر ہومان کو غصہ آگیا
کہا او بچے یہ تو کیا بکتا ہی غرضکہ اسی طرح دونون مین تکرار بڑھی ہومان دمشقی نے اپنے سردارون سے کہا مقبل
کو مار لو سب لوگ مقبل پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی جتنے مسلمان مقبل وفادار کے ہمراہ آئے تھے وہ سب
درجۂ شہادت پر فائض ہوے اور مقبل وفادار بھی زخمی ہوے مقبل حلبی مقبل وفادار کو اپنے گھر اُٹھا کر لے گیا
اور زخمون مین ٹانکے دلوائے رات کو مقبل حلبی مقبل وفادار کو ساتھ لے کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان
کی خدمت مین حاضر ہوا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی کو خلعت دیا اور مقبل وفادار کا علاج ہونے لگا امیر کشور گیر
نے خواجہ عمرو سے کہا کہ مین چاہتا ہون ہومان سے خفیہ زور کرون عمرو نے کہا بہت خوب بسم اللہ چلیے
پھر امیر کو عمرو نے بشکل خواجہ اسد بنایا اور آپ بشکل خواجہ شہزور بنا اور کشتی پر مع چند آدمیون کے
سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہوے جب کنارے شہر دمشق کے پہونچے کشتی سے اُتر کر بارگاہ ہومان
مین آئے ہومان دمشقی کو خبر ہوئی کہ خواجہ اسد اور خواجہ شہزور آئے ہین ہومان نے اندر دربار کے
طلب کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جسوقت خواجہ اسد نقلی اور خواجہ شہزور نقلی دربار مین پہونچے ہومان اُسوقت
لاف و گزاف کر رہا تھا کہ امیر مجھسے بھلا کیا لڑ سکتے ہین خواجہ شہزور نقلی نے ہومان سے کہا کہ یہ میرا
چھوٹا بھائی خواجہ اسد امیر سے زور کر چکا ہی پہلے اس سے زور کیجیے تو مجکو معلوم ہو کہ آپ مین زور و
قوت کسقدر ہی ہومان نے خواجہ اسد سے پنجہ لڑایا خواجہ اسد نقلی نے اُنگلی ہومان کی توڑ ڈالی ہومان کو
غصہ آگیا اُٹھکر خواجہ اسد سے لپٹ پڑا اب زور بخوبی پہلوانی کا ہونے لگا دوپہر کے بعد ہومان دمشقی
کو خواجہ اسد نے اُٹھا کر دے مارا اور وہانسے روانہ ہوے شہر کے کنارے آکر کشتی پر سوار ہو کر چلے داخل قلعہ ہوے
یہان ہومان دمشقی سے گرکدن ساسانی نے کہا یہ شکل اپنی اپنی بدلے ہوے عمرو اور امیر تھے امیر نے اُنگلی بھی
تمہاری توڑ ڈالی بختک نے بھی کہا سچ ہی یہ زور سواے امیر باتوقیر کے اور کسی شخص مین نہین ہی ہومان نے
کہا اب کیا کرون بختک نے کہا مین تدبیر بتاتا ہون تم جا کے لشکر امیر باتوقیر پر شبخون مارو یہ سُنکے زوبین کامرانی
آٹھ لاکھ کابلیون کا لشکر لے کر راہی ہوا اور نو لاکھ دمشقی لے کر ہومان روانہ ہوا اور ایک کرور مدائنی اور
ساسانی ہمراہ لے کر نوشیروان راہی ہوا یہ سب کے سب رات کو لشکر امیر پر آکر گرے سلطان بخت مغربی نے

آئے اور عقد امیر باتوقیر کا پڑھا اُسی وقت نکاحنامہ لکھا گیا مُہرین سب کی ہونے لگین نوشیروان کے سامنے بھی
وہ نکاحنامہ آیا نوشیروان کو کچھ عذر کرتے نہ بن پڑا آخر نوشیروان نے مہر اپنی نکاحنامہ پر کی اور لاکھ روپئے
قاضی جی کو دیے اور آسمان پری نے بھی بہت سا زر و جواہر دیا اور ملکہ مہرنگار نے خلعت دیا پھر عمرو کا نکاح
فتنہ وزیرزادی کے ساتھ حمزۂ صاحبقران نے پڑھا عمرو نے سوا پیسہ زنبیل سے نکال کر امیر کے آگے
رکھدیا امیر باتوقیر نے کہا یہ کیا عمرو نے کہا ای امیر یہ اپنی اپنی توفیق ہی میری اوقات سوا پیسے کی ہی جو آپکے آگے
پیشکش کیا اور آپکے نکاح مین جو مجھکو لاکھون روپئے ملے آپ صاحبقران زمان ہین بادشاہ ایسا ہی دیتے ہین غرض مبارک
سلامت کا غل ہوا پریون نے مبارکباد دے کر صحبت برخاست کی وہ سامان و تزک برات کا وہ دھوم دھام
وہ جشن نو آتشبازی کا پرستان کی چھوٹنا وہ باجے پرستانی وہ توپین قاف کی وہ جلوس دیو پریون کا اگر بیان کیا
جائے تو بہت طول ہوگا مطلب داستان رہجائیگا غرضکہ محافے مین دُلھن کو سوار کیا اور گھوڑے پر دولھا
سوار ہوا اور بہت سے محافے اور تخت پریون کے جلوس و باجے نوبتین نشان آگے آگے اُس خط بھر مین حلقہ کرکے
دُلھن دولھا بارگاہ سلیمانی مین اُترے اور نوشیروان وغیرہ کے لیے علحدہ ایک بارگاہ استادہ کرائی
نوشیروان وغیرہ اُس مین آکر بیٹھے اور خواجہ عمرو اور امیر باتوقیر حجلہ ہاے عروسی مین داخل ہوے شب
زفاف نے چہرۂ نورانی اپنا دکھایا تجلی مہر و ماہ سے دونون کا کاشانۂ دل منور ہوا کلید آرزو نے عقدۂ غنچۂ
حسرت و ارمان کو وا کیا اور دانہ ہاے لولوے شاہوار خانۂ اعلی مین ڈالے چنانچہ اُسی روز شب وصل مین ملکہ
مہرنگار اور فتنہ وزیرزادی دونون حاملہ ہوئین ملکہ مہرنگار کے بطن سے قباد شہریار پیدا ہونگے اور فتنہ
وزیرزادی کے بطن سے فیروزہ بن عمرو ظہور کرینگے ابھی یہ دونون مہر و ماہ برج حمل مین جلوہ افروز ہین کہ
یکایک طفل منور رخ بطن مشرق سے براے ضیاپردازی و عالم آرائی پیدا ہوا یعنی آفتاب عالمتاب نے فلک
نیلی رواق ظہور کیا صبح ہوئی بعد حمام و انفراغ فرائض امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ گر
ہوے سب سردار بھی جمع ہونے لگے اور نوشیروان مع سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر نے
تسلیمات بجالاکر خسر اسمجھ کر نذر پیش کی اور کہا ای بادشاہ اب آپ دین اسلام قبول کرنے مین کیا فرماتے ہین
نوشیروان نے کہا ای امیر اب مین دمشق سے ہو آؤن تو مسلمان ہونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے
رخصت ہوکر مع بختک وغیرہ کے جانب شہر دمشق روانہ ہوا ادھر آسمان پری بارگاہ سلیمانی امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دے کر مع قریشہ سلطان پردۂ قاف کی طرف روانہ ہوئی امیر باتوقیر میان لعیش
و عشرت رہنے لگے ادھر نوشیروان دمشق مین پہونچ کر تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا بختک وغیرہ نے امیر
باتوقیر کی بڑی تعریف کی اور تحسین و آفرین کرکے کہا حقیقت مین ایسا بہادر اور شہزور کوئی آدمی کسی شہر مین
نہ ہوگا نوشیروان سُنتا تھا اور دل مین مثل ہیزم خشک کے جلتا تھا اور غصہ سے مُنہ سُرخ ہوا جاتا تھا
تمام دربار صورت نوشیروان کی دیکھتا تھا اور خاموش تھا جب بختک نے امیر حمزۂ صاحبقران زمان کی
بیحد و انتہا تعریف کی سُنتے سُنتے ہومان کو غصہ آگیا اور کمان اپنی مقبل حلبی کو دی اور کہا اس کمان کو امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے پاس لیجاؤ اور جاکر کہنا کہ اس کمان کو توڑ ڈالیے دیکھون تو امیر کیسے
شہزور اور زبردست ہین مقبل حلبی وہ کمان کیانی ہومان دمشقی کی لے کر امیر کشورگیر کے پاس آیا
اور آکر امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ہومان دمشقی نے یہ کمان اپنی دی ہی اور کہا ہی کہ اسکو توڑ ڈالیے

اور ہامان دمشقی اور بزرجمہر وغیرہ ہین جلد ان سب کو رسی سے باندھ دو کوئی ان مین سے بھاگنے نہ پائے ادھر تو
عمرو یہ بند وبست کر رہے ہین اور اُدھر سر ہنگ تکی نے جا کر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ عمرو
نہایت ظلم کر رہا ہی کہ بائیس فقیر نہین معلوم کہان سے آئے ہین اور وہ سب مشتاق جلسے کے ہین عمرو نے اُن سبکو
باندھ کر قید کیا ہی امیر باتوقیر یہ سُنکر اُسی وقت عمرو کے خیمے مین آئے عمرو پر خفا ہوے اور فرمایا ای عمرو مین نے
تمکو اسواسطے نہین کوتوال کیا ہی کہ تم خلق پر ظلم کرو اور ایک ایک کو باندھکر قید کرو یہ کیا حرکت بیجا ہی اُن بیچارے فقیرونکو
چھوڑ دو عمرو نے کہا ای امیر آپ نے ان فقیرون کو نہین پہچانا یہ بختک ہی اور وہ نوشیروان ہی اور یہ بزرجمہر ہین
اور یہ ژوبین کامرانی وغیرہ سرداران نوشیروان ہین یہ سُنکر امیر بزرجمہر کے پاس آئے اور جلدی سے بزرجمہر
اور نوشیروان کو کھولا اور سب کو رہا کیا اور بزرجمہر سے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا آپ سب لوگ سوار ہوکر کیون نہ
تشریف لائے بزرجمہر نے کہا مین نے تو پہلے ہی یہ راے دی تھی کہ تزک وسامان وجاہ وحشم سے چلیے اور شریک
جلسۂ شادی ہوجیے مگر بختک نے یہ راے دی کہ جسکا نتیجہ یہ ہوا اور سب کو ذلیل ورسوا کرایا یہ سُنکر امیر باتوقیر
نے سب کو نہلوا کر پوشاکین منگوا کر پہنائین اور سب کو آراستہ وپیراستہ کرکے اپنے ساتھ صحبت رقص مین لائے
اور نوشیروان کو مسند زرین پر بٹھایا ملکہ مہرنگار نے جو سُنا کہ نوشیروان وبختک وبزرجمہر وغیرہ بھی آئے ہین
اپنے خیمے مین بلوایا نوشیروان کو ملکہ مہرنگار نے سلام کیا نوشیروان نے بیٹی کو سینے سے لگایا ملکہ نے اپنے باپ کی
بڑی خاطر کی بعد اُسکے نوشیروان آکر محفل رقص مین بیٹھا اب یہان جلسۂ رقص ہی اور پریون کا ناچ ہو رہا ہی
اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان دولھا بنے ہوے پوشاک شہانہ پہنے اور سہرا باندھے ہو جھرمٹ مین
پریزادون کے آئے اور ہزارہا دیوون نے مبارک وسلامت کا غل مچایا مسند عروسی پر دولھا جلوہ افروز ہوا
ملکہ آسمان پری نے دیوون کو گرد امیر کے مقرر کیا سب دیو مروحہ جنبانی کرنے لگے امیر باتوقیر پر چنور طاؤس
زرین بال کا ہونے لگا مگر آسمان پری نے سب دیوون کو حکم قطعی دیا کہ کوئی دیو کسی کو اذیت نہ پہونچائے اور
تکلیف نہ دے یہان یہ جلسہ جمع ہی ناچ ہو رہا ہی یکایک آسمان پر ایک برق چمکی اور شعلۂ آتش بھڑک کے زمین
پر گرا دیکھا کہ ایک دیو ہی قد اُسکا ہزار گز کا شاخین دراز دو ہزار من کا آرہ لیے ہوے محفل رقص مین آیا اور
پائین فرش کھڑا ہوکر للکارا وہ آدمزاد کون ہی جسنے دیو منڈل کو قتل کیا ہی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران یہ سُنکر
اُٹھے اور سہرا الٹنی موتیون کی لڑیون کا اُلٹ کر پگڑی سے لپیٹا اور نعرہ کیا کہ دیو منڈل کو مین نے مارا ہی یہ کہکر امیر
آگے بڑھے اُسنے ارہ گران تانا امیر محفل سے علٰحدہ ہٹ کر کھڑے ہوے اُس دیو نے ارہ مارا امیر نے خالی دیکر
ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا وہ دیو دو ٹکڑے ہوکر گرا امیر باتوقیر نے اُن دونون ٹکڑون کو دور پھینکدیا
یہ دیکھتے ہی نوشیروان کے حواس باختہ ہوگئے اور سمجھا کہ حقیقت مین امیر نے سیکڑون دیوون کو بردۂ قاف مین
مارا ہوگا ملکہ آسمان پری نے جو یہ معرکہ سُنا ایک طبق پر از زر وجواہر امیر باتوقیر پر سے نثار کیا ملکہ مہرنگار
نے بھی امیر باتوقیر کے واسطے تصدق بھیجا حمزہ صاحبقران سہرا باندھ کر مسند عروسی پر آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا
پریان مبارکباد دُولھن دولھا کی سلامتی کی دینے لگین دولھا پر سے بیل نچھاور کی پڑنے لگی آسمان پری نے قاضی
جمالی کو واسطے نکاح پڑھنے کے طلب کیا یہان پہلے ہی سے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے قاضی جمال صاحب
کو جمالگوٹے پیس کر شراب مین دیے تھے قاضی جمال کو دستون نے ایسا پریشان کیا کہ قاضی جی بیہوش تھے عجب
حال تھا تمام بدن مین آگ لگی ہوئی تھی اور دست پے درپے آرہے تھے خواجہ عمرو آپ قاضی جمالی کی شکل بن کے

آئی ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جسوقت سامان ناچنے وغیرہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا ملکہ آسمان پری کی طرف
درست ہوا ادھر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے بھی بندوبست کیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو خلعت کوتوالی
مرحمت ہوا اور اسی طرح مقبل وفادار اور پہلوان عادی وغیرہ کو عہدے براے انتظام تقسیم کیے گئے اتفاقاً
نوشیروان نے بھی سنا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی شادی ملکہ مہرنگار کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے
ہوتی ہے اور بندوبست شادی اور سامان جلسہ وغیرہ کا ملکہ آسمان پری نے کیا ہے اور کل اسباب قاف سے
آیا ہے اور ناچ گانا پریون کا ہے صحراے سبزہ زار آراستہ کیا گیا ہے جنگل مین منگل ہے نوشیروان کو بھی سن کر نہایت
اشتیاق ہوا کیفیت جلسۂ شادی اور ناچ پریون کا دیکھین حکیم بزرجمہر نے کہا کہ چلیے کیا مضائقہ ہے بختک
نے کہا اگر آپ وہان جائینگے تو حمزہ آپ سے نکاحنامہ پر مہر کرالیگا نوشیروان یہ کلام بختک کا سنکر
چپ ہو رہا اور بعد تھوڑے عرصے کے پھر کہا کہ دل تو میرا بہت مشتاق جلسہ ہے کیا کیا جاے کیونکر ناچ دیکھین
بختک نے کہا حضور ایسے جلسے کا تو تماشا امیر دیکھتا ہے یا فقیر دیکھتا ہے یا تو حضور اپنے سامان و تزک شاہی سے
چلین اور بخوبی بیٹھ کر صحبت مین تماشا ناچ کا دیکھین یا فقیر بنکر جائیے اور تماشا ناچ کا دیکھ کر چلے آئیے کسی شخص
کو کانون کان خبر نہو نوشیروان کو بختک کی یہی راے پسند آئی اور کہا کہ میرے نزدیک فقیر بنکر جانا بہتر ہے
کہ کسی شخص کو خبر تو نہ ہوگی رات بھر تماشا ناچ کا دیکھینگے صبح ہوتے ہی چلے آئینگے یہ سنکر بائیس آدمی ہمراہ چلنے
پر نوشیروان کے مستعد ہوے بختک نے مع نوشیروان سب کے سر اور داڑھی مونچھین منڈوائین اور
گیروا بستر کر کے سب کو بشکل آزاد بنایا اور تماشا جلسۂ شادی امیر با توقیر کا دیکھنے کو چلے راہ مین ہو حق
کرتے ہوے چلے جاتے تھے فقیرانہ کلام ہر ایک کی زبان پر جاری تھے غرضکہ اسی طرح نوشیروان سب کو
ہمراہ لیے ہوے پہونچا یہان عمرو پانچسو عیار طرار ساتھ لیے ہوے کوتوالی چبوترے پر کرسی جواہرنگار پر
بیٹھا ہے یکایک دیکھا سامنے سے بائیس فقیر گیروے تہمدین باندھے ہوے چار ابرو کا صفایا کیے حق اللہ کرتے
ہوے چلے آتے ہین عمرو نے عیارون سے کہا ان فقیرون کو روکنا جانے نہ دینا ان سب کو ہمارے پاس لاؤ
ہم دریافت کرین کہ یہ فقیر کون سے ہین اور کہان سے آئے ہین عیاران لشکر اسلام فوراً گئے اور اُن فقیرون
کو خواجہ عمرو کے سامنے لائے عمرو نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور کہان جاؤ گے اُن فقیرون
نے کہا بابا ہم سب آزاد فقیر ہین اور صحرا نوردی ہمارا کام ہے سنا ہے کہ یہان جلسۂ رقص ہے ہم بھی تماشا دیکھنے کو آئے
ہین عمرو نے کہا تم سب کے کیا نام ہین اور کس گلیم فقیری کے ہمنشین ہوا اور کس مرشد کا پیالہ تم سب نے
پیا ہے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جب یہ سب کے سب وہان سے چلنے لگے تھے تو بختک نے سب سامان
فقیرون کا کیا تھا مگر یہ سب پتے تجویز کرنا جو خواجہ عمرو نے پوچھے یہ بھول گیا تھا اور نام بھی سب فقیرون کے نہین
رکھے تھے یہ کلام عمرو کا سن کر سب گھبرائے اور سب کے سب چپ ہو کر بغلین جھانکنے لگے اور کچھ جواب
نہ دیسکے یہان عمرو نے جو غور سے دیکھا تو بختک اور نوشیروان اور بزرجمہر کو پہچانا جب کسی نے کچھ درست
جواب نہ دیا اور آئین بائین شائین بے ترکیب باتین بکنے لگے عمرو نے سرہنگ مصری سے کہا کہ ان فقیرون
کو ہمارے خیمے مین لیجا کے بند کرو اور پہرا مکمل کر دو صبح کو دیکھا جائیگا سرہنگ مصری اُن فقیرون کو لیکر
خیمۂ عمرو مین آیا اور پیچھے پیچھے عمرو بھی پہونچا اور عیارون سے کہا مین ان فقیرون کو خوب پہچانتا ہون
یہ بختک ہے اور یہ نوشیروان ہے اور یہ بیزن کامرانی اور یہ ژوبین کامرانی اور وہ ہومان دمشقی

ہوا کہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہر نگار کی چھ سو نازنینان مرصع پوش و مہ جبینان دُر در گوش کوکہ لباس نکالنا سے اور زیور جواہر کے پہننے سے زرق و برق مثل عروس شب اول کے بنی ہوئی تھین ہمراہ لیے مع تحفہ جات آئی ملکہ آسمان پری حُسن و جمال اور جاہ و جلال فتنہ کا دیکھ کر اُٹھا چاہتی تھی کہ خواجہ عمرو نے کہا آپ تشریف رکھیے یہ میری معشوقہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہر نگار کی ہی یہ سُنکر آسمان پری مسکرانے لگی فتنہ نے مع چھ سو نازنینون کے صفین باندھکر مجرا کیا اور تحفہ جات ملکہ آسمان پری کے پیشکش کیے کہ اتنے مین پھر آمد آمد کا غل ہوا دیکھا دو پریزادین حور کی صورتین لباس و زیور سے مغرق مع چھ چھ سو نازنینون کے آئین آسمان پری نے پھر ارادہ اُٹھنے کا کیا عمرو نے کہا ای آسمان پری یہ بھی دونون وزیرزادیان ملکہ مہر نگار کی ہین ایک کا نام دلشاد ہی اور دوسری کا نام دلنواز ہی اُن دونون نے بھی صفین باندھکر مجرا کیا اور بحضور ملکہ آسمان پری آکر مودب بیٹھین ناگاہ پھر غلغلہ اُٹھا زہرۂ مصری لباس و زیور مین آراستہ و پیراستہ مع چھ سو نازنینان و حسینان کے حاضر ہوئی اور صف باندھکر تسلیمات بجا لائی اور جو تحفے ہمراہ تھے وہ سامنے ملکہ آسمان پری کے رکھدیے ملکہ آسمان پری نے کہا ای زہرۂ مصری تم کیونکر یہان آئین زہرہ مصری نے عرض کیا کہ سمندون ہزار دست نے مجکو قبضہ کر لیا تھا امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے اُسکو قتل کیا اور مجکو رہا کرکے اپنے ساتھ لے آئے یہ ذکر تھا کہ ایکبار شور و غل بلند ہوا دیکھا کہ بارہ سو نازنینان و حسینان و مہ جبینان مہر تمکینان مرصع پوش دُر در گوش پری پیکر سیمبر حور لقا نازک ادا راست و چپ پیش و پس پوشاکین زرق و برق پہنے ہوے زیور و جواہر مین غرق شہرۂ آفاق از غرب تا شرق آراستگی عروسانہ بیچ مین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ناموس امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان حسن خدا کی شان کا نمونہ آراستگی بیحد و انتہا بصد ناز و ادا خرامان خرامان چلی آتی ہین ملکہ آسمان پری دیکھتے ہی شاہزادی کو اُٹھ کھڑی ہوئی قریب آکر پہلے گلے ملی پھر ہاتھ پکڑکر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اور طبق زر ملکہ مہر نگار پر سے نثار کیا بعد ملاقات پیشینے اور مزاج پرسی کے آسمان پری نے کہا صاحبو میرا جی چاہتا ہی کہ ملکہ مہر نگار کی شادی مین خود کرونگی یہ کہکر چند دیوون کو بلایا اور حکم کیا کہ جاؤ جلد پردۂ قاف سے بارگاہ سلیمانی اور قلابہ چینی اور کیابہ چینی اور شہنا نواز نوبت والے اور جمیع ضروریات کتخدائی لاکر حاضر کرو الغرض بہت سے دیو اُسی وقت پردۂ قاف مین گیا اور سب اشیا لا لاکر موجود کین پریزادان زرین کمر آراستگی محفل رقص و صحبت عروسی وغیرہ مین کمر ہمت چست باندھکر موجود ہوے اور آتشبازی سلیمانی قاف سے منگوائی گئی کہ جسکو آج تک پردۂ دنیا پر دیکھنا کیسا سُنا بھی نہوگا ایک دم مین کوسون تک بارگاہین اور خیمے تنبو قناتین جھولداریان استادہ ہوگئین وہ صحرا لق و دق بہتر از آبادی سابق شہر لکھنؤ ہو گیا جنگل مین منگل تھا ہر طرف بازارین مثل چوک آراستہ و پیراستہ تھین دکانین نگفروش و تنبولی وغیرہ دو رویہ ہر جگہ جہین کٹورا کھنک رہا ہی خوانچے والے آوازین لگا رہے ہین ساقنون کی دکانون پر ڈھولکین بجتی ہین تانین اُڑ رہی ہین جابجا گھیرے تنے ہوے ناچ ہر قسم کا ہو رہا ہی اُدھر کا حال سُنیے کہ آسمان پری ملکہ نگار کی طرف سے بند و بست کرتی ہی اور قریشہ سلطان امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کی طرف سے بڑی دھوم دھام اور سامان سے مانجھا ہوا تمام اہالی دربار امیر با توقیر زعفرانی کپڑے پہنے ہوے ہین اور امیر مانجھے کا جوڑا زیب جسم کیے ہین گویا اُتنا صحرا زعفرانی تھا ادھر محل مین تمام انیسین جلیسین ملکہ مہر نگار کے ہمراہ مع آسمان پری زعفرانی جوڑے سے آراستہ بعد اُسکے ساچق کا سامان اس دھوم دھام اور جاہ و تجمل سے ہوا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا اور مہندی بھی بڑے تزک و احتشام سے

درستی کردیگا یہ سُنکر آسمان پری نے لشکر دیوان سے حکم کیا کہ اسی جگہ خیمے استادہ کرو اور یہین مقیم ہوا آسمان پری لشکر
دیوان لیکر اُسی صحرائے سبزہ زار مین اُتری اور دیوتندرک سے کہا کہ تو کوہ شام پر جا اور عمرو عیار حمزہ کو جلد اُٹھا لا
دیوتندک کوہ شام پر آیا اور بیچہ سے عمرو کو اُٹھا لے گیا عمرو کرۂ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہو گیا دیوتندک نے لیجا کر سامنے
آسمان پری کے رکھدیا جب عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ مین صحبت دیوان مین ہون اور سامنے مسند جواہر نگار پر ملکہ
آسمان پری جلوہ افروز ہی بخوبی پہچانا اُٹھکر ملکہ آسمان پری کو سلام کیا اور کہا آپ نے مجکو کیون تکلیف دی کہ دیو
سے اُٹھوا منگایا ملکہ آسمان پری نے مسکرا کر کہا کہ مونے تجکو تکلیف کیا دی بلکہ یہ نہین کہتا کہ خوشا تقدیر تیری جو میرے
جلوۂ حسن کی زیارت کی عمرو نے کہا ای ملکہ آسمان پری ملکہ مہرنگار سے آپکا حسن و جمال زیادہ نہین ہی کہ مین نظارہ کنان
ہون آسمان پری نے کہا ای خواجہ مین چاہتی ہون کہ ملکہ مہرنگار اور امیر با توقیر سے مجھسے صفائی کرا دو عمرو نے
کہا ای آسمان پری کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو خدا کے واسطے جلد یہان سے چلی جاؤ کہ امیر با توقیر اٹھارہ برس
کے بعد نہایت عاجز و پریشان ہو کر آئے ہین تمھاری طرف سے مزاج مین بہت برہمی ہی نہین معلوم کیا ہو عبد الرحمن جنی
نے کہا ای عمرو سچ کہتے ہو ہمین کوئی شک نہین مگر اب تو کچھ تدبیر کرنا چاہیے تمھاری عیاری سے یہ کلمہ بعید ہی پھر
آسمان پری نے کہا ای خواجہ مین کسی طرح نہ مانونگی جسطرح ہو سکے امیر کو رضامند کرو یہ کہکر ایک صندوقچہ جواہر کا
منگا کر عمرو کے آگے رکھدیا عمرو خوش ہو کے مثل گل صد برگ کھل گیا اور صندوقچہ اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کہا ای
ملکہ آسمان پری اب تم دیکھو مین کیا کارگزاری کرتا ہون اُس عرب کی کیا مجال ہی جو تمسے نہ رضامند ہو اچھا اب مجکو پہونچوا دو
آسمان پری نے دیوتندرک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو پہونچا آ عمرو کو دیوتندرک نے ساتھ لیکر کوہ شام پر پہونچا دیا
عمرو امیر با توقیر کے پاس آیا اور کہا ای حمزہ بھاگ غضب ہوا آسمان پری نو لاکھ دیوون کا لشکر لیکر یہان آ گئی اب
تیری خرابی ہو گی شادی مین کھنڈت پڑی صحبت عروسی بے لطف ہوئی یہ سُنکر امیر گھبرا گئے اور عمرو سے کہا ای خواجہ
اب کیا کرون کچھ تدبیر بتاؤ عمرو نے کہا میرے بنائے کچھ نہ بنیگا آسمان پری بہت بگڑی ہوئی ہی امیر نے اُسی وقت
دس ہزار روپئے عمرو کو دیے اور کہا ای بھائی خواجہ تم آسمان پری کو راضی کرو عمرو نے یہ سُنکر روپیہ تو نذر زنبیل
کیا اور وہان سے ملکہ مہرنگار کے پاس آئے اور کہا ای ملکہ بنا گل پھولا ہی نو لاکھ دیوون کا لشکر لیکر آسمان پری آ گئی مگر
تم اتنا خیال رکھنا کہ آسمان پری سے بعد لطف و مدارات پیش آنا اور بہ اطاعت اُسکی خاطر داری کرنا نہین تو خدا معلوم کیا
انجام ہو ملکہ مہرنگار نے کہا بھیا جو کچھ تم کہو مین اُسکو بسر و چشم بجا لاؤن اور مین خود بجہلۂ استقبال وہان چلکر ملاقات ملکہ
آسمان پری کی کرونگی یہ کہکر چلنے کا سامان کیا خواجہ عمرو اُٹھکر باہر آئے اور سات ہزار پہلوانان جنگی کو حکم دیا کہ مسلح و
مکمل ہو کر زرق و برق بنا کر غرب سے شرق تک دو صفین باندھ کر کھڑے ہو پاؤن سے پاؤن اور شانے سے شانہ بھڑا رہے
کہ اُدھر کا آدمی نہ تمیز کر سکے کہ کون آتا جاتا ہی ملکہ مہرنگار ناموس حمزۂ عالی وقار بصد شوکت و اقتدار ملکہ آسمان پری
کی ملاقات کو جائینگی بموجب حکم خواجہ عمرو تمام پہلوانان زرین پوش دوش بدوش مسلح و مکمل ہو کر دو صفین باندھ کر آراستہ
ہوئے ملکہ مہرنگار بصد جاہ و تجمل و اقتدار محل سے برآمد ہو کر روانہ ہوئین مگر آگے وزیرزادیان جدا جدا گروہ
نازنینان مہ جبینان کا لے کر چلین خواجہ عمرو آگے بڑھکر ملکہ آسمان پری کے پاس پہونچے اور خبر دی کہ ای ملکہ
آسمان پری خوش ہو کہ ملکہ مہرنگار تمھاری ملاقات کو اور ملنے کو تمسے آتی ہین آسمان پری نے اُٹھکر منھ دھویا
مسی کاجل کر کے آراستہ ہوئی بالون مین عطر گلاب ڈال کر شانہ کیا زلفون کی ناگنون کو دوش پر ڈالا پوشاک فاخرہ
پہن کر دریائے جواہر مین غرق ہوئی اور تاج زرین سر پہ رکھ کر تخت مرصع کار پر متمکن ہوئی یکایک آمد آمد کا شور

نقابدار کون ہی نام اپنا نہین بتایا مگر اسنے میری بڑی بڑی مدد کی اور بڑی بڑی آفتون سے اسنے مجھکو بچایا امیر یہ سنکے چپ ہو رہے مگر اُس نقابدار کی امیر کے دل مین محبت پیدا ہوئی اور متفکر تھے کہ اس نقابدار کا نام وحال دریافت کرنا چاہیے پھر امیر با توقیر داخل قلعہ ہوے اُدھر ہوم دمشقی نے نوشیروان سے پوچھکر بختک کی راے سے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی اِدھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوے جب نقیب نقابت کر گئے لشکر کفار سے قہار دمشقی نکلا اِدھر سے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران میدان کارزار مین برآمد ہوے بعد تگاورزنی و ہمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار کا وار کیا امیر نے خالی دے کر تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا قہار دمشقی دو ٹکڑے ہو کر گرا اسیطرح سات سردار اور پہلوانان زبردست امیر کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کار رزم مین کامرانی لشکر امیر پر آکر گرا اِدھر سے سرداران نے بھی چھیٹے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی ایسی تلوار دوپہر تک چلی کہ خون کے دریا بہے کشتون کے پشتے ہوگئے کفار کی کمک پر کمک چلی آتی ہی چار طرف سے بلوہ ہی لشکر اسلام متردد ہوا یکایک ایک گرد صحرا کی طرف سے اُٹھی اور نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا اور ہمراہ اُسکے بھی چالیس ہزار کی جمعیت تھی اُسنے آتے ہی ایسی شمشیرزنی کی کہ لشکر کفار کے جی چھوٹ گئے اور نوشیروان لشکر کو بھی چھوڑکر ساتھ ہوم اور ہام کے جانب دمشق بھاگا اور فوراً داخل شہر دمشق ہوا یہان امیر کشورگیر بعد بھاگ جانے نوشیروان کے بفتح و فیروزی بصرے مین آئے اور حکیم بزرجمہر سے ملاقات کی اور پانی چشمۂ حیات کا آنکھون مین بزرجمہر کی لگایا آنکھین اُسی وقت بزرجمہر کی روشن ہو گئین پھر سارا حال قاف کا بزرجمہر سے بیان کیا اور کچھ تحفے قاف کے بزرجمہر کو دیے اور پوچھا کہ فرمائیے اب مین کیا کرون بزرجمہر نے کہا ای امیر اب کوہ شام پر جاکر اپنی شادی کیجیے امیر باتوقیر نے منظور کیا اب امیر تو کوہ شام کیطرف روانہ ہوے اور حکیم بزرجمہر کو نوشیروان نے طلب کیا بزرجمہر دمشق کو راہی ہوے اِدھر کوہ شام پر پہنچکر امیر نے اپنی شادی کا سامان کیا تیاری ہونے لگی

دو کلمے داستان مسرت نشان ملکہ آسمان پری کے بیان ہوتے ہین

حجلہ آرایان بزم کتخدائی و پیراستگان محفل عروسی بصد زیبائی نوشاہ قلم عروس شیم کو مسند قرطاس پر یون جلوہ پرداز کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری نے عبدالرحمن جنی سے کہا کہ فرمائیے امیر باتوقیر اب کہان ہین اور کیا کرتے ہین عبدالرحمن جنی نے کہا ای آسمان پری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کوہ شام پر ہین اور سامان عقد ملکہ مہرنگار مین مصروف ہین کل عقد ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران کے ساتھ ہوگا یہ سُنکے ملکہ آسمان پری نہایت برہم ہوئی اور کہا مین ابھی لشکر دیو لیکر جاتی ہون اور مہرنگار کو گرفتار کیے لاتی ہون عبدالرحمن جنی نے کہا ای آسمان پری ہرگز ایسا ارادۂ فاسد نہ کرنا ورنہ امیر کشورگیر تیری تمام نسل کو قتل کریگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا مناسب یہ ہی کہ بسہولت اور بصد لطف و مدارات ملکہ مہرنگار سے ملو اور بہ محبت و الفت پیش آؤ بلکہ اہتمام شادی کا تم خود کرو کہ امیر خوش ہون اور رضامند رہین کہ اسمین تمھارے حق مین بہتری ہی آسمان پری نے کہا کہ پھر یہ کیونکر ہو سکے عبدالرحمن نے کہا مین تمکو اپنے ساتھ لیے چلتا ہون یہ کہکر عبدالرحمن جنی اُٹھ کھڑے ہوے اور آسمان پری نو لاکھ کا لشکر لیکر عبدالرحمن جنی کے ہمراہ کوہ شام کی طرف بپردۂ دنیا پر روانہ ہوئی جب قریب کوہ شام کے ایک صحراے پُر فزا مین پہونچی عبدالرحمن جنی نے کہا مناسب ہی کہ اسی صحرا مین ڈیرے ڈالدو اور اسی میدان لق و دق مین ٹھہرو اور خیمہ برپا کرو مگر خواجہ عمرو عیار حمزۂ صاحبقران کو اُٹھوا منگاؤ تو وہ سب کام ہونگی

ای اشقر کیا کرتا ہی کیون خواجہ وغیرہ کو مارتا ہی ای اشقر آگاہ ہو یہ خواجہ عمرو میرا بھائی ہی خبردار مار نا نہین اشقر دیوزاد سر جھکا کر آگے امیر باتو قیر کے آیا اور قدم سے امیر کے اپنی آنکھین ملنے لگا اور زبان جنی مین کہا ای حمزہ خواجہ سے مجھکو کچھ خبر نا تھی کہکر پکارا امیر باتوقیر نے کہا یہ نام تیرے باپ کا بھول گیا تھا پھر خواجہ سے کہا ای خواجہ اسکا نام اشقر دیوزاد ہی اور اسکے باپ کا نام بیوار نا تھی تھا غرضکہ جب اشقر دیوزاد بھی آگیا تب امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا کہ لشکر مین یہ آواز بلند پکار دو کہ حمزہ قاف سے آگیا اور قلعہ مین داخل ہوا عمرو نے اُسی وقت لشکر نوشیروان مین جاکر امیر باتوقیر کے آنے کی خبر دی پھر خواجہ عمرو کو پہلوان عادی نے وہی صندوق دیا اور کہا اسمین بہت مال ہی جب عمرو نے اُس صندوق کو کھولا اُسمین سے ایک قطعی نکلی عمرو نے اُس قطعی کو کھولا اُسمین ایک سرمہ دانی تھی عمرو نے اُس سرمہ دانی کی ڈاٹ جو کھولی اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اُس دھوئین سے ایک دیو بنکر سامنے عمرو کے کھڑا ہوا اور قصد عمرو کے کھا لینے کا کیا عمرو نے سفید مہرہ نکال کر پھونکا اور اُس مہرے کی صدا مین یہ بات کہی کہ ای امیر دوڑو مجھکو اس دیو سے بچاؤ یہ دیو مارے ڈالتا ہی مگر وہ دیو سفید مہرے کی آواز پر ناچنے لگا گویا اُسکے نزدیک وہ باجہ تھا اُس دیو کو نہایت پسند آیا امیر باتوقیر مہرے کی آواز سنتے ہی پاس خواجہ کے آئے تو عجب کیفیت ملاحظہ کی کہ ایک دیو سامنے عمرو کے ناچ رہا ہی امیر نے آتے ہی اُس دیو کو ڈانٹا اور کہا جا سرمہ دانی مین یہ سنتے ہی وہ دیو اسیطرح دھوان بنکر سرمہ دانی مین چلا گیا امیر نے اُس سرمہ دانی کو بند کرکے صندوق مین مقفل کر دیا پھر امیر نے پوشاک بدلی اور دربار نوشیروان مین ارادہ جانے کا کیا ملکہ مہرنگار نے منع کیا مگر امیر کشورگیر نے نہ مانا مع سرداران نامی وگرامی کے روانہ ہوے ادہر نوشیروان کو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین اُسنے ایک دنگل جواہر نگار اپنے دربار مین بچھوایا جب امیر باتوقیر دربار مین پہونچے تو نوشیروان نے بڑی تعظیم وتکریم سے امیر کو دنگل زرین پر بٹھایا امیر نے بہت سے تحفہ جات نوشیروان کو دیے منجملہ اور تحفہ جات کے وہ صندوق بھی منگواکر نوشیروان کو دیا اور کہا کہ اس کو کھلوائیے نوشیروان نے سردارون سے اُس صندوق کو کھلوایا اُسمین سے ایک قطعی نکلی اُس قطعی کو جو کھولا اُسمین ایک سرمہ دانی تھی سرمہ دانی کی ڈاٹ کو جو کھولا اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اُس دھوئین سے ایک دیو بنکر سرداران نوشیروان کی طرف دوڑا سب سردار اُٹھ اُٹھ کر بھاگے اور دنگلون کے نیچے چھپ گئے وہ دیو نوشیروان کی طرف چلا یہ دیکھکر امیر باتوقیر اُٹھ کھڑے ہوے اور دونون شاخین اُس دیو کی پکڑ کے جھٹکا دیا کہ وہ دیو زمین پر گرا امیر باتوقیر نے اُس دیو کی ٹانگین چیر کر پھینکدین اب سب کو یقین کامل ہوا کہ امیر ضرور قاف مین گئے ہونگے اور ہزارون دیوون کو مارا ہوگا پھر امیر باتوقیر رخصت ہوکر نوشیروان سے چلے کہ بختک نے ژوپین کامرانی سے کہا یہی وقت امیر کے مار ڈالنے کا ہی ژوپین کامرانی نے چار لاکھ کابلیون کو حکم دیا کہ تم سب حمزہ کو گھیر کر مار لو سب کابلی چہار طرف سے امیر پر ٹوٹ پڑے امیر سے تلوار چلنے لگی عمرو بھی امیر کے ساتھ لڑنے مین مصروف ہوا جب کابلیون کی یورش زیادہ ہوئی اور امیر باتوقیر بھی لڑتے لڑتے تھک گئے وقت حیات تنگ ہوا امیر نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا پروردگارا تو ہی معین ومددگار ہی اس بندۂ عاجز کو تو بچا کہ ناحق کافرون نے گھیرا ہی ابھی دعا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی نہ ختم ہوئی تھی یکایک صحرا کی طرف سے ایک گرد اُٹھی دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور شریک جنگ ہوا خوب تلوار چلی آخرکار تمام کابلیون کو مار کر بھگا دیا غرضکہ لشکر کفار مین طبل امان بجا وہ نقابدار صحرا کی طرف روانہ ہوا امیر نے نقابدار کی بڑی تعریف کی اور پوچھا ای خواجہ یہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا مجھے نہین معلوم

مصیبت مین ہین آسمان سپری نے امیر کو قید کیا ہی بند و بست سخت مین پھنسے ہین یہ سنتے ہی ملکہ مہر نگار نے ایک
چیخ ماری اور رونے لگی بس دل شیفتہ امیر باتوقیر بے چین ہو گیا اور کہا ای ملکہ مہر نگار سنو تو سہی تم تو کہتی تھین کہ مین حمزہ
کی پہچانتی ہون افسوس ہی کہ اتنے ہی عرصے مین تم بھول گئین بو کبھی آواز بھی نہ پہچانی کہ مین کون ہون ای ملکہ
مہر نگار مین حمزہ صاحبقران زمان یہ سنتے ہی ملکہ مہر نگار نے ادبٹے کو ہٹا دیا اور دوڑ کر امیر باتوقیر کے گلے سے
لپٹ گئی عمرو نے سب سردارون سے کہا کہ اس فقیر کو مار لو اور غصے مین آکر عمرو بھی خنجر لے کر دوڑا کہ ملکہ نے کہا ہان
ہان ای بھائی عمرو کیا کرتے ہو خنجر نہ مارنا یہ حمزہ صاحبقران ہین تمنے اب تک نہ پہچانا یہ سنکے عمرو نے خنجر ہاتھ سے پھینکدیا
اور دوڑ کے امیر کے قدمون پر گر پڑا امیر نے گلے سے لگا لیا گر امیر ملکہ کے گلے مل مل کے ایسے روئے کہ روتے
روتے ساتھ ہی امیر و ملکہ کو غش آیا اور لوگون نے ہوشیار کیا عمرو بھی اسقدر رویا کہ قدم حمزہ پر بھی عمرو کو تین مرتبہ
غش آیا بعد اُسکے جب تسلی اور اطمینان سے بیٹھے حال جدائی کا اور کیفیت تمام اپنی مصیبتون کی حرف بحرف بیان کی
بعد اُسکے امیر حمام مین گئے پوشاک بدلی کلاہ شاہانہ زیب سر کی گر امیر نے عمرو کو پاس بلایا اور کہا کہ ابھی میرے
آنے کی کسی کو اطلاع نہ کرنا بلکہ تم قلعے مین پکار دو کہ حمزہ نے قاف مین قضا کی عمرو نے بموجب حکم امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران قلعے مین ہر طرف جا کر ندا کی اور مشتہر کر دیا کہ یارو آگاہ ہو حمزہ صاحبقران نے قاف مین تنہائی یہ
سنکے ذوالخمار عادی کے بھائی نے کہا کہ ملکہ مہر نگار سے مین عقد کرونگا کہ وہ میری بھاوج ہوتی ہی خواجہ عمرو نے
یہ سن کے امیر باتوقیر سے آکر بیان کیا امیر نے کہا خیر اب تم فلان کوہ پر جاؤ وہان سردار ہمارے اور لشکر ہمارا مع
پہلوان عادی وغیرہ اُترا ہوا ہی اُن سب کو ہمراہ اپنے لے آؤ عمرو تو اُدھر روانہ ہوے امیر نے ادھر تمام
ساکنان قلعہ کو اور ذوالخمار کو طلب کیا اور کہا او نالائق یہ تیری کیا حرکت ناشائستہ تھی ذوالخمار نے کہا
کہ نشہ شراب مین یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا تھا اب میری خطا معاف کیجیے امیر نے خطا اُسکی معاف تو کی مگر اُس روز
سے ذوالخمار کو جلادون مین محسوب کیا اس عرصے مین عمرو بھی سب سردارون کو اور لشکر کو ہمراہ اپنے
لے کر آئے مگر امیر باتوقیر اشقر دیوزاد کا بلوانا بھول گئے تھے اب حال اشقر دیوزاد کا سماعت فرمائیے کہ
جب اشقر دیوزاد نے امیر کو وہان نہ پایا امیر کو تلاش کرتا ہوا چلا آتے ہی لشکر نوشیروان پر گرا اور فوج کو مارنا
شروع کیا ملوک نوشیروان کے اشقر کو پکڑنے کو دوڑے مگر کسی کے ہاتھ نہ آیا بختک نے نوشیروان سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہی امیر آ گئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خبر دی تھی کہ جب مرکب سمہ چشمی تمھاری فوج پر گریگا تو جاننا کہ
امیر قاف سے آ گئے یہان امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا ای خواجہ جاؤ اور مرکب کو ہمارے
لے آؤ کیا عجب ہی کہ وہ مرکب لشکر نوشیروان کی طرف ہوا ای خواجہ جب تم مرکب کو ہمارے دیکھنا اُسکے پاس
نہ جانا نہین تو وہ تمکو فورًا مار ڈالیگا یہ کہکر آواز دینا ای بچہ ارنائیس تجھکو حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی یہ سن کے
خواجہ عمرو لشکر نوشیروان کی طرف روانہ ہوے جب قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ فوج مین ایک تلاطم ہی وہ
مرکب ایک ایک کو مارتا پھرتا ہی اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی خواجہ عمرو قریب اُس مرکب کے گئے اور پکار کر کہا
ای بچہ خرنائیس چل تجھکو حمزہ نے بلایا ہی اشقر دیوزاد یہ سنکر عمرو کی طرف مارنے کو جھپٹا اور عمرو سر پر پاؤن
رکھ کر بھاگا اشقر بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا یہان عمرو بھاگ کر صاحبقران کے پاس آیا اور کہا یا حمزہ صاحبقران
مرکب آپ کا مجھکو مارے ڈالتا ہی حمزہ صاحبقران یہ کلام خواجہ عمرو کا سن کے در دولت سے باہر تشریف
لائے دیکھا اشقر دیوزاد ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اور ایک ایک کو مارتا ہی صاحبقران زمان نے آواز دی

دو تین کوس آگے بڑھ کر فقیر کی صورت بنے اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا کر بیٹھ گئے یہان تو امیر با توقیر
یادِ ملکہ مہر نگار مین صورت فقیر کی بنے درخت کے نیچے بیٹھے ہین اب اُدھر کا حال سُنیے فتنہ وزیر زادی نے ملکہ
مہر نگار سے کہا اے بی بی قربان جاؤن محل مین بیٹھے بیٹھے طبیعت حضور کی کلفت ہو گئی ہو گی بہت عرصہ ہوا
کہ آپ نے قلعہ کی سیر نہین کی ہے آج چل کے تفریحاً قلعہ کی سیر کیجیے اور دل بہلائیے ملکہ مہر نگار فتنہ کے ساتھ
آئی اِدھر اُدھر ٹہل کر سیر کرنے لگی اور دل بہلانے لگی یکایک ایک سرخاب صحرا کی طرف سے اُڑتا ہوا آیا فتنہ
وزیر زادی نے ملکہ مہر نگار سے کہا کہ حضور اس سرخاب کو تیر سے نشانہ کرین اگر تیر اسپر پڑا تو امیر آج آجائینگے
اور اگر تیر خالی گیا تو نہین آئینگے یہ شگون آیا ہے امتحان کر لیجیے ملکہ مہر نگار نے تیر کمان مین پیوست کر کے دل مین
نیت امیر کے آنے کی کی اور وہ تیر سرخاب کو مارا سرخاب کے بازو پر پڑا اور سرخاب اُچھلتا ہوا قلعہ بازیان کھاتا
ہوا چلا ملکہ مہر نگار نے عمرو کو آواز دی اے بھائی خواجہ یہ سرخاب شکار میرے شگون کا ہے لینا جانے نہ دینا خواجہ عمرو
ملکہ مہر نگار کی آواز سُنتے ہی جھپٹے اور جست کرتے ہوئے چلے مگر اُس صید ملکہ مہر نگار کو نہ پایا یہان وہ سرخاب شکار
کیا ہوا مہر نگار کا آگے امیر با توقیر کے گرا امیر نے فوراً اُسکو ذبح کیا اور تیر اُسکے بازو سے نکال کر دیکھا اور اُس
ناوک دلدوز پر نام ملکہ مہر نگار کا مرقوم تھا حمزۂ صاحبقران اُس تیر کو آنکھون سے لگا کر چومنے لگے اس عرصے مین عمرو
بہ تلاش شکار ملکہ مہر نگار دوڑتے ہوئے اُس فقیر کے پاس پہونچے دیکھا کہ اُس فقیر نے شکار کو ذبح کیا ہے اور تیر اُسکے
بازو سے نکال کر وہ فقیر چومتا ہے اور آنکھون سے لگاتا ہے عمرو کو غصہ آیا اور کہا او فقیر نالائق یہ کیا بے ادبی کرتا ہے تو
ایسا فقیر ہے کہ حمزۂ صاحبقران کے ناموس کا شکار ذبح کیا اور اُسکے تیر کو چومنا چاہتا ہے کچھ تجھکو حیا نہین امیر ایسے
مصروف تصور ملکہ مہر نگار تھے کہ کچھ عمرو کے کلام کا جواب نہ دیا عمرو نے جھنجھلا کر سوا پانچسو من کا پتھر فقیر پر اُٹھا کر
کھینچ مارا فقیر نے اُس پتھر کا کونا چٹکی سے پکڑ لیا عمرو نے اور دوسرا پتھر مارا فقیر نے پتھر پر پتھر تاک کر مارا درمیان مین
دونون پتھر آپس مین لڑ کر گر پڑے اور چورا ہو گئے عمرو یہ قوت دیکھکر متعجب ہوا اور پوچھا اے فقیر تو کون ہے فقیر نے کہا مین
قاف سے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا پیام لایا ہون عمرو نے کہا بیان کر کیا پیام لایا ہے فقیر نے کہا امیر با توقیر نے
پہلوان عادی کو پوچھا ہے عمرو نے کہا اور بھی کسی کو کچھ کہا ہے فقیر نے کہا امیر نے مقبل وفادار کو بھی پوچھا ہے عمرو
نے کہا اور کسی کو فقیر نے کہا ملکہ مہر نگار کو پوچھا ہے عمرو نے کہا شاہ جی اور بھی کسی کو پوچھا ہے فقیر نے کہا ہان چلتے وقت
مجھسے کہدیا تھا کہ لشکر مین ہمارے ایک کہنہ دزد ہے اُسسے بھی پوچھ دینا عمرو نے کہا اور بھی کچھ کہا ہے فقیر نے کہا ایک
بات اور کہی ہے مگر یہ بھی کہدیا تھا کہ ملکہ مہر نگار کے کان مین کہنا اور کسی سے بیان نہ کرنا عمرو نے کہا کہ یہ مشکل ہے مگر
خیر تو یہین ٹھہر رہ مین ملکہ مہر نگار سے دریافت کر لون تو تجھکو جواب دون یہ کہکر خواجہ عمرو قلعے مین دوڑے ہوئے
گئے اور جا کر ملکہ مہر نگار سے کہا کہ قاف سے ایک فقیر آیا ہے وہ کہتا ہے کہ مین امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا
کچھ پیام لایا ہون ملکہ مہر نگار کے کان مین کہونگا اور کسی شخص سے نہ بیان کرونگا ملکہ مہر نگار نے کہا بھیا تم جلد اُس فقیر کو
میرے پاس بُلا لاؤ خواجہ عمرو پردے کا بندوبست کر کے محل کے باہر نکلے اور سرداران لشکر کو پاس بُلا کر کہا کہ تم سب ملی
تلوارین لیے ہوئے کھڑے رہنا جب وہ فقیر ملکہ مہر نگار کے کان مین بات کہہ چکے فوراً اُس فقیر کو تم سب ملکر مار ڈالنا
یہ کہکر عمرو فقیر کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ اُس فقیر کو لے کر در دولت فیض منزلت ملکہ مہر نگار پر پہونچے
اور ملکہ کے سامنے اوٹ کھڑا کر کے اُس فقیر کو اندر محل کے لے گئے جب وہ فقیر اوٹ کے پاس آیا اُس وقت
ملکہ مہر نگار نے کہا شاہ جی فرمائیے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی کیا خبر ہے فقیر نے کہا اے ملکہ امیر بڑی

نے پہلوان عادی کو قبر مین نہ ڈالنے دیا اور اُن لوگون سے چھین لیا بہرام گرد بن خاقان چین سے تلوار چلنے لگی
پہلوان عادی بھی تلوار پکڑ کے لڑنے لگا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے جو بہرام گرد بن خاقان چین
کے نعرے کی آواز سُنی جھپٹ کر آئے اور لڑنے لگے غضب کی جنگ و جدل ہوئی چار گھڑی کامل تلوار چلی ہزارون کو
کشتہ کیا امیر باتوقیر کا بادشاہ سے مقابلہ ہوا بادشاہ نے تلوار ماری امیر نے بارہ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا
اور تلوار بادشاہ کی چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور تین بار چرخ دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے
ہوے ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر دور گرا اور تمام فوج کو مار کر بھگا دیا اور شہر کو اسلام
آباد کیا پھر پہلوان عادی کو گلے سے لگایا اور حال دریافت کیا پہلوان عادی نے کہا کہ عمرو نے مجھے کوڑے
مار کر نکال دیا اور ملکہ مہر نگار کو بھی کوڑا مارا امیر باتوقیر کو یہ سُن کر نہایت رنج ہوا اور پہلوان عادی کو اپنے
ہمراہ لے کر چلے کہ سامنے ایک دریا نظر آیا اُسمین ایک صندوق کو دیکھا کہ بہا جاتا ہی امیر باتوقیر نے اُس صندوق
کو کمند آصفا سے نکالا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا اور دریا کے پار اُترے اُسی مقام پر پہلوان عادی
کو وہین چھوڑ کر شکار مین مصروف ہوے ادھر پہلوان عادی نے صندوق کو کھولا اُسمین سے ایک قطی نکلی جب
اُس قطی کو کھولا اُسمین سے ایک سرمہ دانی نکلی اُس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی اُسمین سے دھوان نکلنا شروع ہوا
وہ دھوان نکلتے نکلتے دو سو کوس بلند ہوا اُس سے ایک شکل و شمائل دیو کی پیدا ہوئی اور وہ دیو پہلوان عادی
کی طرف بڑھا کہا ای آدم زاد مین تجھے کھا جاؤنگا پہلوان عادی نے کہا ای دیو بموجب آیۂ کریمہ حکم
خدا کی تعمیل کرنا چاہیے قولہ تعالے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ ای منافق احسان کا بدلہ یہ نہین ہی
جو تو ارادہ کرتا ہی اُس دیو نے کہا یہ وہ زمانہ آیا ہی کہ نیکی کا بدلہ بدی ہی پہلوان عادی کے سامنے
ایک درخت سایہ دار تھا دیو سے پہلوان عادی نے کہا کہ تو اس درخت سے پوچھ جو یہ کہے وہ تو کر اُس
دیو نے بموجب کہنے پہلوان عادی کے درخت سے پوچھا کیون ای نہال تازہ و تر یہ بتا کہ جو تیرے سائے
کے نیچے بیٹھیگا وہ جل جائیگا یا ٹھنڈا ہوگا درخت سے آواز آئی ای دیو سُن مین ستے تو یہ دیکھا ہی کہ جو شخص
دھوپ مین جلتا ہوا آتا ہی میرے سائے کے نیچے ٹھہر کر راحت پاتا ہی اور جس وقت یہان سے چلنے لگتا ہی
تو ایک ٹہنی میری تفریحاً توڑ لیتا ہی اور پانچ ڈھیلے مزا گا مارتا ہی اب اس بات کو تو اپنے دل مین سمجھ لے
اُس دیو نے کہا کیون ای آدم زاد اب تو تجھکو کھا لینا حلالاً طیبۃً ہی یہ کہ کر قصد کھا لینے کا پہلوان عادی کو
کیا کہ یکایک حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام نمودار ہوے اور پوچھا تم دونون آپس مین کیا تکرار کرتے ہو
پہلوان عادی نے اپنا احسان بیان کیا اُس دیو نے اُس درخت کی کیفیت بیان کی حضرت خضر علیہ السلام
نے فرمایا ای دیو مجھکو تعجب ہی کہ اتنی سی سرمہ دانی مین تو کیونکر گیا اور کس طرح اُسمین سمایا اور کس صورت سے نکل آیا
مین اپنی آنکھ سے یہ باتین دیکھ لون تو پھر کچھ حکم دون دیو اُسی وقت دھوان بنکے اُس سرمہ دانی مین اُتر گیا
حضرت خضر علیہ السلام نے پہلوان عادی سے کہا کہ جلدی اس سرمہ دانی مین ڈانٹ استوار لگا دے
دیو نے کہا افسوس مین چوک گیا دھوکا کھایا فقرے مین آکر بند ہو گیا پہلوان عادی نے وہ سرمہ دانی اُسیطرح
قطی مین بند کی اور قطی صندوق مین رکھ کر قفل دیدیا اور کہا کہ یہ صندوق عمرو کو دونگا اس عرصے مین امیر باتوقیر بھی
شکار کھیل کر آگئے پہلوان عادی امیر کے ساتھ چل کھڑا ہوا امیر باتوقیر مسافت صحرا طی کرتے ہوے ایک دامن
کوہ مین پہونچے وہان مقام کیا شب وہین بسر کی جب صبح ہوئی امیر نے زہرۂ مصری و اشقر دیوزاد و خواجہ بہلول

پھر شور و غل ہوا بھٹیارا عاجز آیا اور یہ پہلوان عادی کو برطرف کر دیا یہ وہان سے بھوکھے پیاسے بازار مین آئے
دیکھا ایک محافے کے ساتھ بہت سے سپاہی چوبدار پیدل و سوار چلے جاتے ہین پہلوان عادی جان پر تو اپنی
کھیلے ہوئے تھے تلوار کھینچ کر جا پڑے کچھ لوگون کو قتل کیا اور سب کو مار کر بھگا دیا اور محافے کی سواری کو ایک
مقام پر اُتار کر بیٹھ گئے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حسین و خوبصورت کمسن ہی اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے
کہا مین بادشاہ کی بیٹی ہون اُدھر لوگ سواری کے ساتھ کے جو بھاگ کر گئے بادشاہ کو خبر کی بادشاہ اپنے
ہمراہ فوج لے کر خود آیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا جوان خوش وضع طرحدار اُس دختر کو لیے ہوئے بیٹھا ہی بادشاہ
قریب پہلوان عادی کے آیا اور پوچھا کہ تو کون شخص ہی پہلوان عادی نے کہا مین شہزادہ قلعۂ تنگ رواحل
کا ہون اور نام میرا پہلوان عادی معدیکرب ہی بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی مگر اِس شہر کا دستور بھی تمکو معلوم ہی
پہلوان عادی نے کہا کیا دستور ہی بادشاہ نے کہا کہ یہان جو عورت مرجاتی ہی تو اُسکے شوہر کو بھی ساتھ ہی
اُسکے دفن کرتے ہین اور جو مرد مرجاتا ہی تو اُسکے ساتھ اُسکی زوجہ کو زندہ دفن کرتے ہین اگر تو اِس امر پر راضی ہو تو
مین تیری شادی اپنی دختر کے ساتھ کر دون پہلوان عادی نے یہ سب منظور کیا اور دل مین کہا ارے میان جب تک
زندہ ہو کھانے کو تو پیٹ بھر کے لیگا جب وہ مرگئی تو دیکھا جائیگا غرضکہ بادشاہ اپنی دختر نیک اختر اور پہلوان عادی
کو اپنے ہمراہ لے کر آیا اور پہلوان عادی کا نکاح شاہزادی کے ساتھ کر دیا اور کھانا بہت عمدہ پکوا کر پہلوان عادی
کو خوب کھلوایا شب کو جب تخلیہ ہوا شاہزادی سے بوس و کنار ہونے لگا ہنگام وصل عجب سانحہ گذرا شاہزادی نے
بڑا شور و غل مچایا چونکہ وہ عورت نازنین دبلی پتلی کمسن اور یہ لحیم و جسیم پہلوان زبردست قد و قامت مین بلند و بالا
اِس وجہ سے وہ تاب نہ لا سکی غنچۂ سربستۂ نازک ہوا سے تیز و تند سے بکس کر گل پژمردہ ہو کر رہ گیا یعنے وہ صدمۂ
عظیم سے مرگئی صبح کو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی بادشاہ رویا پیٹا اور دفن و کفن کا اُس کے سامان کیا اور جنازہ شاہزادی
کا گورستان مین لایا اور دو قبرین برابر کھدوائین اور آ کر پہلوان عادی سے کہا کہ ایک قبر مین تم آؤ اور
دوسری قبر مین اِس مردے کو رکھین گے پہلوان عادی نے کہا کہ ای بادشاہ تمھاری بیٹی ہی تمھین لازم ہی
کہ ایک قبر مین تم جاؤ اور دوسری قبر مین اپنی بیٹی کو رکھو مین تو ہرگز نہین قبر مین اُترونگا بادشاہ نے کہا
کہ اِس کو جلد پکڑ لو اور جلد دفن کر دو سب لوگ بادشاہ کے پہلوان عادی کو پکڑنے کو دوڑے اور سب
مل کر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا سب فوج بادشاہ کی عاجز ہو گئی مگر ایک
وزیر نے کہا کہ مین اِس شیر ژیان کو پکڑ لونگا آپ مطلق نہ گھبرائیے وہ وزیر بہ تدبیر سامنے پہلوان عادی کے
آیا اور کہا کہ تو ابھی نہین دفن کیا جائیگا دو دن تک بادشاہ کے یہان تیری دعوت کیجائیگی عمدہ عمدہ کھانے تجھے
کھلائے جائین گے پھر تو قبر مین دفن کیا جائیگا پہلوان عادی کھانے کا مضمون سُن کر راضی ہو گئے پھر بادشاہ
نے پہلوان عادی کے واسطے کھانا منگوایا اور پہلوان عادی کھانا کھانے مین مصروف ہوئے وزیر نے
فوج کو اشارہ کیا دو سو آدمیون نے آ کر پہلوان عادی کو گھیر لیا اور سب نے پکڑ کر باندھ لیا قبر مین ڈالنے
کے واسطے لے چلے پہلوان عادی فریاد و الغیاث کرنے لگے اور بدرگاہ قاضی الحاجات بلک بلک کر دعا
مانگنے لگے ہنوز دعا پہلوان عادی کی ختم نہ ہونی تھی کہ جانب صحرا سے گرد اُٹھی امیر با توقیر کی سواری تو
قریب آ پہونچی تھی مگر بہرام گرد بن خاقان چین کچھ فاصلہ سے آگے صحرا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ یہ
مجمع کثیر بہرام گرد بن خاقان چین نے دیکھا پہلوان عادی نے بہرام گرد کو دیکھ کے فریاد و الغیاث کی بہرام

منزل سوم تک پہونچتے پہونچتے وہ بھی سو عورتین مثل بوے عطر کے کرسے گم ہو گئین یہ دیکھ کر خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب سے نے امیر سے حال بیان کیا امیر نے کہا بھائی ہلال دُر در گوش پہلے ہی کہہ چکی تھی یہ عورتین آپکے پاس کبھی نہ رہینگی وہ ظہور مین آگیا کسی نے کیا خوب مثل کہی ہی مثل انبہ کا بتل انبہ مین لگتا ہی ایک مین دوسرے کا پیوند نہین ہو سکتا المختصر امیر آگے کو روانہ ہوے ایک صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ایک جوان رعنا خوش رو حسین وجمیل درخت سے بندھا ہوا ہی اور آہ آہ کرتا ہی امیر نے اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا کہ میرا نام معروف شاہ مازندرانی ہی امیر باتوقیر نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا تو مین تجھکو رہا کر دون اُسنے دین اسلام قبول کیا اور امیر کشور گیر نے کلمہ پڑھا کر اُس کو مسلمان کر لیا بعد اُسکے اُسکو قید سے رہا کیا پھر امیر نے اُسکی مدارات کی اور حال اُس کے گرفتار ہونے کا دریافت کرنے لگے معروف شاہ مازندرانی نے عرض کیا ای امیر مین قلعۂ چین پر فوج لے کر چڑھا تھا اور دھاوا کیا چاہتا تھا کہ ایک دیو مجھکو اُٹھا لایا تھا اور نام اُسکا دبولکھہ لات ہی امیر یہ سُنکے آگے بڑھے چار پانچ کوس چلے تھے کہ دیکھا ایک جوان نہایت طرحدار کمند مین جکڑا ہوا پڑا ہی اور کراہ کراہ آہ کرتا ہی امیر باتوقیر اُس جوان کے قریب جو آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر بہت بھاری اُس کے سینے پر رکھا ہی امیر نے وہ پتھر اُسکے سینے سے اُٹھاکر پھینکدیا وہ جوان اُٹھ کر قدمون پر امیر کے گر پڑا امیر نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام بہرام گرد بن خاقان چین ہی مین لندھور کے ساتھ ملک سگسران پر گیا تھا کہ خط میرے ملک سے آیا کہ معروف شاہ مازندرانی قلعہ پر چڑھ آیا ہی مین اُسی وقت وہان سے روانہ ہوا اور ملک چین کی طرف چلا جب قریب پہونچا تو ایک پنجہ مجھکو اُٹھا لایا یہان ایک دیو نے مجھکو گرفتار کر کے ڈال دیا یہ سُن کے امیر آگے بڑھے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا کہ ایک دیو سامنے آیا اور آتے ہی اُس دیو نے وار شمشاد کا وار امیر پر کیا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے ہوے پھر امیر وہان سے آگے بڑھے ایک دریا نظر پڑا رحمت پروردگار پر نظر کر کے پار اُس دریاے بے پایان کے اُترے

دو کلمے داستان مشقت نشان پہلوان عادی کے بیان ہوتے ہین

برگشتگان گردش فلک کجرفتار و آوارہ شدہ گان دور زمانۂ ناہنجار اس داستان مسافت خیز ان مسافران کو یون قلم صعوبت رقم مین لاتے ہین کہ پہلوان عادی لشکر نوشیروان سے جب باعانت نقابدار نارنجی پوش سرباہو کر چلا بادیہ پیمائی کرتا ہوا صحرا کی خاک اُڑاتا ہوا ایک شہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کا بادشاہ کون ہی بھون نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ کا شمار زنگی ہی پہلوان عادی یہ سُنکے کاروانسرا مین آئے بھٹیارے سے حال دریافت کیا پہلوان عادی نے کہا مین ایک مرد مسافر ہون تلاش روزگار مین یہان آیا ہون اُس بھٹیارے نے کہا مین تم کو پانچ ٹکے روز دونگا رات کو تم پہرا دیا کرو پہلوان عادی راضی ہوے پانچ ٹکے روز کی اُس بھٹیارے کی نوکری کی جب شام ہوئی اُس بھٹیارے کے پاس گئے کہا حضرت جی پانچ ٹکے لاؤ غرضکہ اُنھین پانچ ٹکون مین روز بسر کرتے تھے مگر ان کا پیٹ نہ بھرتا تھا بھوکے رہجاتے تھے رات کو سب مسافرون کا کھانا کبھی کبھار چرا کر نکال لاتے تھے اور پھر پہرا کے کھانے کے منتظر رہتے تھے اُس سرا مین کھانے کے واسطے سب مسافر غل و شور مچایا کرتے تھے ایک روز اتفاقاً اُس بھٹیارے نے دیکھ لیا ان کو منع کیا اور تاکید کردی کہ خبردار خبردار کبھی ایسی حرکت بیجا نہ کرنا مگر پہلوان عادی نے نہ مانا پھر مسافرون کا کھانا چرا کر کھایا

آغاز داستان شوکت بیان تشریف لانا امیر حمزہ صاحبقران کا پردۂ قاف سے طرف پردۂ دنیا کے بہ عزم اشقر دیوزاد بن ارنا ہمیس اور راستے مین عجائبات ملاحظہ کرنا

نیرنگ نمایان عجائبات روزگار و تماشا بینان طلسمات زمانۂ بد کردار اس عبارت داستان رنگارنگ کو بہ طرز نو آراستہ
پیراستہ کر کے قلم رنگین رقم سے یون منقش کرتے ہین کہ جب امیر کشورگیر دیو سمندون ہزار دست کو قتل کر کے آگے بڑھے
چلتے چلتے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا جابجا زمین نہایت مصفا اور صاف ہی اور ہزارہا نازنینان مہ جبین
مہر طلعت خوبصورت حور پیکر پری رخسار دُر در گوش مرصع پوش مصروف خرام ناز ہین امیر کو دیکھ کر ایک نازنین دوڑ کر
اپنی شاہزادی کے پاس گئی اور عرض کیا ای بی بی ایک مرد جوان رعنا نہایت حسین و خوش جمال اس خطۂ باصفا مین
وارد ہوا ہی اتنی دیر ہی یہ سُن کر وہ مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئی اور سامنے امیر کے آکر مجرا کیا امیر نے فرمایا تو کون ہی
اُس نے کہا میرا نام ہلال دُر در گوش ہی آپ اپنی کیفیت سے مطلع فرمایئے امیر کشورگیر نے اپنا نام و نشان بتایا
ہلال دُر در گوش امیر با توقیر کو اپنے ساتھ لیکے باغ مین آئی امیر نے پوچھا کہ یہ جنگل فقط عورتون کا ہی اسمین مرد کا
کہین نام و نشان نہین اسکی کیا وجہ ہی ہلال دُر در گوش نے کہا یہ جو درخت سامنے لگا ہی جو عورت اپنے بدن کو اس
درخت سے مس کرتی ہی وہ فوراً حاملہ ہو جاتی ہی بعد انقضائے مدت حمل کے اُس عورت کے بطن سے لڑکی پیدا ہوتی ہی لڑکا
کبھی پیدا ہوا ہی نہین گویا یہ درخت تخم زن النسائیہ ہی کہ وصال مرد کا مزہ دکھاتا ہی امیر یہ سُنکے نہایت متعجب ہوے اور
کہا کہ ان نازنینون مین سے کچھ عورتین مین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا ہلال دُر در گوش نے کہا یہ عورتین سوائے یہان کے کہین
نہین رہینگی آپ کے پاس سے غائب ہو جائینگی مگر خیر بوقت چلنے کے لیجیے گا یا امیر جسوقت سکندر بہ ارادۂ تسخیر ملک قاف
کی طرف آیا اور یہان اُسکا گذر ہوا اُس نے اُس درخت سے حال اپنا دریافت کیا حکما جو اُس کے ہمراہ تھے اُنھون نے
بتایا کہ یہ درخت حال آیندہ بتا دیتا ہی چنانچہ سکندر کو آواز اس درخت سے آئی کہ اے سکندر بعد چھ مہینے کے تیری
موت ہی اور ایسے مقام پر ملک الموت تیری روح قبض کرینگے کہ زمین و آسمان سب آہنی ہوگا اور ایک نقابدار
کہ وہ جوان مغربی ہوگا وہ تجھے قتل کریگا یہ سُنکے سکندر بہ تعجیل تمام یہان سے روانہ ہوا اور اُس صحرا مین پہونچا کہ
جہان اُسکی موت آنے والی تھی جب زمانہ قضا کا قریب آیا ایک سوار نمودار ہوا اُسنے اپنی زرہ آہنی بچھا دی اُسپر
سکندر بیٹھا اور ایک سوار نے سپر آہنی کا سایہ کیا یکایک ایک نقابدار جوان مغربی آیا اور سکندر کو تلوار ماری
سکندر تڑپ کر مر گیا اور وہ جوان پھر چلا گیا شاید وہ ہی ملک الموت ہو بس بموجب حکم درخت وہ ہی زمین
و آسمان اُسکے واسطے لوہے کا تھا الغرض امیر کو سُنکر اشتیاق ہوا اور اُس درخت کے قریب آئے اور اپنا حال پوچھا
اُس درخت سے ایک آواز آئی ای امیر کیا پوچھتے ہو تین مہینے کے بعد تم مر جاؤگے یہ سُنکر زہرہ مصری اور خواجہ بہلول
وغیرہ کا رنگ اُڑ گیا اور سب رونے لگے مگر امیر نے سُنکر شکر خدا کیا اور بدرگاہ خدا عرض کیا پروردگار ہزار ہزار
لاکھ لاکھ شکر ہی مجھکو تو ایک پلک مارنے کا بھی سہارا نہ تھا یہ کہ ابھی تین مہینے تیری قدرت سے جیونگا اور دنیا کی
عیش و راحت کرونگا یکایک امیر کو اُس درخت سے پھر آواز آئی ای حمزہ ہنسنے تیری عمر بہت بڑھی کی تو نہایت صابر
ہی ہمکو صبر و شکر تیرا بہت پسند آیا غرضکہ امیر وہان سے رخصت ہوے اور سات سو عورتین وہان کی اپنے ساتھ لیکے
چلے جب ایک منزل پر پہونچے آدھی عورتین غائب ہو گئین دوسری منزل پر جو خیال کر کے دیکھا تو کل سو عورتین باقی ہین
اور سب غائب ہو گئین یہ دیکھ کر خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب گھبرائے پچاس پچاس عورتین دونون آدمیون
نے اپنی اپنی کمر سے باندھ لین جس طرح سے کہ مسافر سفر مین کپڑون کی گٹھری کمر سے لگاتا ہی اور امیر کے ساتھ روانہ ہو

علی جسمہ محبتہ * قسیم النار و الجنہ * وصی مصطفے حقا * امام الانس و الجنہ

التماس بخدمت ناظرین اولوا الالباب و سبب تالیف کتاب

یہ ذرۂ بیمقدار خاکپائے ارباب اولوا الابصار ہیچمدان کفش بردار صاحب ہنران خوشہ چین سخنوران جہان اذل کونین خاکسار شیخ تصدق حسین داستانگو خدمت فیضدرجت صاحبان فن مین دست بستہ عرض کرتا ہے کہ اس ردالخلائق کو ہمیشہ سے قصص و حکایات باستانی کے سننے کا شوق تھا اور جس کسی محفل مین داستان کہی جاتی تھی نہایت شوق و ذوق سے شرف حضوری حاصل کرتا تھا۔ یہ تو قاعدہ ہے کہ جس کسی کو کسی بات کا شوق تہ دلسے ہوتا ہے آخر کو وہی بات اُسکا پیشہ ہو جاتی ہے اور اُسی امر مین اُسکو نشو و نما حاصل ہوتا ہے۔ اسیطرح اس کمترین کو بھی داستانگوئی مین رفتہ رفتہ مہارت حاصل ہوئی اور ارباب کرم اور اصحاب ثروت و ہمم کا اس ہیچمدان کے طرز بیان کو پسند فرمانا اور نظر عزت افزائی سے دیکھنا اور اپنے محافل فیض منزل مین یاد فرمانا میرے شوق مین باعث افزائش ہو گیا گویا ع سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔ حتی کہ ایک دن یہ حقیر سراپا تقصیر اپنے غریبخانہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ دوست قدیم محب صمیم جناب شیخ حامد حسین صاحب ملازم قدیم مطبع تشریف لائے اور اثنائے گفتگو مین فرمانے لگے کہ آپکو جناب مستطاب معلی القاب امیر کبیر رئیس باتوقیر قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذوی کمالان مہر سپہر جاہ و جلال بدر منیر حشمت و اجلال مشہور نزدیک و دور یعنی جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے بغرض تالیف و ترجمہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کے یاد فرمایا ہے چونکہ یہ کام ترجمہ خصوصاً اتنی بڑی داستان عظیم الشان کا نہایت دشوار تھا اور کمترین اپنے کو اس بار عظیم کے اٹھانے کے قابل نہ جانتا تھا بہ نظر اپنی ہیچمدانی اور نیز بسبب عدیم الفرصتی کے احقر نے اقرار نکیا مگر جب محب موصوف شیخ صاحب ممدوح کا اصرار حد سے زیادہ بڑھا اور کئی مرتبہ اُنھون نے احقر کو سرفراز فرما کر تقاضا کرنا شروع کیا اُسوقت ناچار و مجبور ہو کر بموجب الامر فوق الادب خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا جناب مخشتم الیہ نے اپنے لطف عمیم سے مجھ ذرۂ بیمقدار پر مثل آفتاب درخشان اس درجہ عنایت و پرورش فرمائی جسکی امید مجکو نہ تھی سچ ہے ع قدر زر زرگر بداند قدر گوہر گوہری ع سلطان نگشت چیز ے کم ٭ ز التفات بر احوال زار گدائے ٭ گفتگوئے بسیار ذکر ترجمہ و تالیف و ترتیب نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و آیرج نامہ و صندلی نامہ و تورج نامہ وغیرہ کا درمیان مین آیا کمترین نے بسر و چشم منظور کیا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد کار مفوضہ کی انجام دہی مین مصروف ہوا۔ بحمد اللہ کہ بافضال آقائے نامدار۔ نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد و کوچک باختر و بالا باختر و آیرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ مرتب ہو گیا اور بعض بعض اپنی اپنی جلدون کے چھپکر شائع بھی ہو گئے۔ چنانچہ نوشیروان نامہ کی جلد اول تمام و کمال چھپکر شائع ہوئی اب اُسی دفتر کی جلد دوم مرتب ہو کر پیشکش شائقین والا تمکین ہوتی ہے یہ ردالخلائق آپ حضرات سے امیدوار ہے کہ اس بے بضاعت کی ہیچمدانی پر نظر لطف فرما کر جہان کہین اس ترجمہ مین لغزش معلوم ہو قلم عفو سے اصلاح فرمائین اور بمضمون الانسان مرکب من الخطا والنسیان عیب پوشی کو کام مین لائین اور اس روسیاہ سراپا گناہ کو بدعائے خیر یاد کرین۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ٭

اے خداوند کارساز و کریم ٭ ٭
تو نے انسان مین دی یہ رعنائی ٭
تو انیس دل غریبان ہے ٭
اے مرے کارساز بندہ نواز
روسیہ شرمسار و پر تقصیر
پائے بند جفا و جرم و خطا
تو رحیم اور گناہگار ہون مین

ملک و صانع و قدیم و حکیم
سب کو تجھسے ملی وجود کی راہ
مرہم زخم سینہ ریشان ہے
عرض مطلب مین ہون بہت حیران
روز و شب بند معصیت مین اسیر
مین سزاوار نار تو ہی تو ہے ٭ ٭
مغفرت کا امیدوار ہون مین

تجھسے گوہر نے یہ چمک پائی
تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
مغفرت پر تری ہے سب کو ناز
شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
مبتلائے بلائے حرص و ہوا
مین گنہگار تو خدائے غفور
اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

جزلطو گئے ہین۔ اپنے ساتھیون اور ہمراہیون سے ہزارون منزل آگے بڑھ گئے ہین۔ الغرض خدا کی نعمات کا شکرانہ ادا ہونا یہ تو ممکن ہی نہین ہی جو کچھ اُسنے ہمکو عطا کیا ہی اور عطا کریگا سراسر فضل و حکمت سے مملو ہی اُسکے نور قدرت کی ہر سمت جلوہ نمائی ہی اُسکی صنعت بیمثال اور حکمت لازوال ذرّے ذرّے مین بھری ہی۔ الانسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت کہ اُسکی داستان قدرت مین سے ایک لفظ بیان کرسکے یا اُسکے دریاے ناپیدا کنار اور قلزم زخار محامد مین سے بذریعہ شناوری قوت بشری در مقصود ہاتھ لگے

حمد لائق داور اکبر کو ہی	خالق اشیاے بحر و بر کو ہی	ہی یہ ادنیٰ وصف اُس خلاق کا
باغبان ہی گلشن آفاق کا	ہی عجب وہ صانع رنگین نگار	جسنے پیدا کین بہارین بے شمار
ہر نگارستان عالم کا چمن	ہی نسیم لطف حق سے خندہ زن	اُسنے دکھلائین بہارین بے شمار
گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار	ہی وہ ہی بس قابل حمد و ثنا	جسکی ہی نے ابتدا نے انتہا
وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہی	اور پاے فہم خواب آلودہ ہی	درک و عقل و فہم ہی یان نارسا
ادعاے عرفان کا ہی محض افترا	حمد کیا لکھون طبیعت دنگ ہی	خامہ میدان ثنا مین لنگ ہی
کس سے اُسکی قدرتون کا ہو حساب	جسکے دریا کا فلک ہی اک حباب	سبحانہٗ ما اعظم شانہٗ و اعز برہانہٗ

نعت سرور کائنات خلاصہ موجودات رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین

درود نامحدود اُس ذات ستودہ صفات پر جو باعث ایجاد عالم ہوا جسکا دین مبین قیامت تک برقرار رہیگا جسکا لقب پاک حبیب خدا ہی وہی خاتم المرسلین ہی وہ ہی افضل النبیین ہی اُسی نے دین اسلام کو رواج دیا اُسی نے طلسم کفر کو شکست کیا وہ ایسا اپنی امت پر مہربان ہی کہ کل انبیا بروز حشر بہیبت خالق سے نفسی نفسی کہینگے اور آپ بنظر رافت و مرحمت اُمتی اُمتی فرماینگے وہ کون خاتم الانبیا شفیع روز جزا حبیب رحمان لنگر زمین و آسمان محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ وعلی آلہ الوف التحیۃ والثنا ہین۔

مدثر و امین و سرافراز و خوش لقب	مکی و ابطحی و تہامی حبیب رب	اُمی و ہاشمی و محمد شہ عرب
مزمل و مقرب و یسین و حق طلب	رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین	اسریٰ بعبدہ کے چمن کی بہار ہین
کیون جاے سایہ ہو تن صاف نبی کا نور	جیسے ہو عکس آئنہ شمس دور دور	رحمت سے اُسکی ابر ہی جو مشر غفور
معشوق بے نیاز کو شایان نہ تھا ظہور	خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا	احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا
سب انبیا ہین اور یہ صاحب وقار اور	تیغون کی باڑھ اور دم ذوالفقار اور	سب کی بہار اور رہی انکی بہار اور
ہین سب گلون کے رنگ بھی حاصل ہزار اور	ہر کونہ آفتاب درخشان چراغ مین	چاند ایک پھول چاندنی کا اُسکے باغ مین

منقبت امام ہمام حضرت سرور غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب مظہر الغرائب امام المتقین یعسوب الدین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ و السلام

تحیات زاکیات اور مناقب طیبات اُس برگزیدہ باری کی بارگاہ عرش اشتباہ مین پیشکش ہین جسنے رواج دین مبین اور اعانت سید المرسلین مین اپنی جان سی عزیز چیز کو وقف کردیا اور جسکی صولت تیغ بے دریغ نے بڑے بڑے شجاعان عرب اور کافران مورد قہر رب کو زبون و سرنگون کرکے رایت اسلام کو بلند کیا جسکی شان مین سورہ ہل اتیٰ نازل ہوا جسکا خصوص اعزاز اور لزوم اکرام آیۂ مباہلے سے کامل ہوا وہ کون نفس رسول زوج بتول داماد رسول دوسرا سید الاوصیا قاتل المشرکین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین

جناب حیدر کرار ساقی کوثر	امام و رونق محراب و زینت ممبر	خدیو جور و ملک بادشاہ جن و بشر
جہان پناہ یداللہ قاتل عنتر	بڑے بڑے عنو کے بگاڑنے والے	اُکھڑے کھڑے در خیبر اُکھاڑنے والے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی کرم نوع الانسان علی باقی انواع الحیوانات بالنطق والکلام وزینہ بحلیۃ العقل وتحصیل المرام حمد وثنا اس
خالق ارض وسما کو سزاوار ہے جسنے ایک لفظ کن سے ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور اپنی رحمت کاملہ سے انسان کو خلعت
اشرف المخلوقات سے سرفراز فرماکر کل موجودات سے ممتاز فرمایا طلسم جہان کو ایسی عمدگی سے آراستہ فرمایا کہ اگر ادنی سے اسکے
نیرنگ کو مہندسان کامل چاہین کہ شمہ اسکا دریافت کرسکین کیا مجال اور عجائب وغرائب بے ہر کو اسقدر وسعت عطا فرمائی کہ اسکے
ایک ذرہ کی کنہ ماہیت اور باعث خلقت کا پہچاننا فلاسفۂ عالم کو سراسر دشوار بلکہ محال سچ ہے۔ توان در بلاغت بسحبان رسید +
نہ در کنہ بیچون سبحان رسید + اگرچہ جملہ مخلوقات مین جوہر عقل سب سے برتر ہے کہ معرفت ذات حق اسی پر منحصر ہے لیکن بچشم غور وانصاف اگر خیال
کیا جاے تو کل سر سبد کل مخلوقات کا عشق ہے اگر یہ خلق نہوتا انتظام عالم کا بگڑ جاتا۔ کوئی کسی کو نہ پوچھتا باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی
ہمدردی نکرتا۔ توالد وتناسل کا باب مسدود ہوجاتا پرورش اطفال کا طریقہ باقی نہ رہتا ہے اسی کے باعث سے انبیاے عظام و اولیاے
کرام خاصان باری مین محسوب ہوے۔ اسی کے نہونے سے شیاطین اور اسکے تابعین راندۂ درگاہ ہوکر کیسے کیسے معتوب ہوے
ابلیس کی عقل آرائی کچھ کام نہ آئی آخر کیسی منھ کی کھائی خالی عقل سے کام نہین نکلتا انجام بخیر نہین ہوتا ہے کہ جون جون بڑھتی جائیگی
خرابی لائیگی۔ اسی کے ذریعہ سے سیکڑون کافر ہوگئے ہزارون مرتد ہوگئے ہزارون مشرک بنگئے۔ ہان اگر عقل کے ساتھ عشق بھی
ہوتا تو یہ خرابیان پیدا نہوتین پس معلوم ہوا کہ عقل محتاج عشق کی ہے اور عشق محتاج عقل نہین یہ تو عشق حقیقی کے صفات کا ایک شمہ بیان
ہوا اب رہا عشق مجازی اسکو بھی برا نہ کہنا چاہیے اسی کا نام قنطرۃ الاخلاص ہے اسی زینہ کے وسیلہ سے ہزارون بام حقیقت پر

نوشیروان نامہ

دفترِ اول

داستانِ امیر حمزۂ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران وہ بحرِ زخار ہے جسکے منتہائے قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ اُنمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور اُنکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانونکو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا اُنکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لعل نامہ	۱ "

یہ کل دفتر مذکورۂ بالا طبع ہوکر اشاعت پذیر ہوگئے بلکہ ان کے سوا بقیہ طلسم ہوش ربا دو جلدون مین اور طلسم فتنۂ نور افشان تین جلدونمین اور طلسم ہفت پیکر تین جلدونمین اور طلسم نوخیز جمشیدی تین جلدون مین طبع ہوگئے اب دفتر آفتاب شجاعت طبع ہو رہا ہے انشاء اللہ عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوگا۔ بالفعل نوشیروان نامہ کی

جلد دوم

جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۲ء

فہرست داستانہائے نوشیروان نامہ دفتر دوم

اطلاع- اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو-

نام کتاب	قیمت
کتاب قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی جسکو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ ہی چونکہ نسخے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہو جاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہو جسکی قیمت درج ذیل ہی	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول	عکہ/ پ
۲- " جلد دوم-	عہ/ ب
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع	للعہ پ
۴- ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ- جلد دوم	عکہ/ ب
۵- کوچک باختر	عکہ/ پ
۶- بالا باختر-	۵/ پ
۷- ایرج نامہ جلد اول-	۵/ پ
۸- " جلد دوم-	عکہ/ ب
۹- طلسم ہوش ربا جلد اول-	عکہ/
۱۰- " جلد دوم-	عکہ/
۱۱- " جلد سوم-	عکہ/
۱۲- " جلد چہارم-	سے/
۱۳- " جلد پنجم کا حصہ اول-	[illegible]
۱۴- " حصہ دوم-	[illegible]

نام کتاب	قیمت
۱۵- طلسم ہوش ربا جلد ششم-	سے/
۱۶- " جلد ہفتم-	سے/
۱۷- بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر-	عہ/ پ
۱۸- ایضاً حصہ دوم	عکہ/ ب
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم-	عکہ/ ب
۲۰- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	سے پ
۲۱- تورج نامہ جلد دوم "	ب
۲۲- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم-	عکہ/ ب
۲۳- ایضاً- جلد دوم "	عکہ/ ب
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہی	سے پ
۲- " جلد دوم-	سے/ ب
۳- " جلد سوم-	للعہ ب
ایضاً- کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے-	لعہ ب
طلسم ہفت پیکر- از منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول-	عہ/ ب
۲- " جلد دوم	عہ/ ب
۳- " جلد سوم-	سے/
طلسم خیال سکندری- جلد اول از منشی احمد حسین قمر	عہ/ ب
ایضاً- جلد دوم	عکہ/
ایضاً- جلد سوم	عکہ/
قصہ ٹھگ دو حصہ مطبوعہ غیر-	عہ/ ب
ایضاً- حصہ چہارم "	۱۲/ ب
پیر نابالغ- در دو حصہ "	عہ/ ب

نوشیروان نامہ

دفترِ اول

داستانِ امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہائے تک تومک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی نے جو ان داستانونکو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لعل نامہ	۱ "

یہ کل دفتر مذکورۂ بالا طبع ہو کر اشاعت پذیر ہو گئے بلکہ ان کے سوا بقیہ طلسم ہوش ربا دو جلدون مین اور طلسم نغمۂ نور افشان تین جلدونمین اور طلسم ہفت پیکر تین جلدونمین اور طلسم نوخیز جمشیدی تین جلدون مین طبع ہو گئے اب دفتر آفتاب شجاعت طبع ہو رہا ہے انشاء اللہ عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوگا۔ بالفعل نوشیروان نامہ کی

جلد دوم

جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۲ع

جـ کلان ۴

سے